WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین

ضیاء القرآن

جلد اوّل

فاتحہ ــ تا ــ انعام

پیر محمد کرم شاہ ایم اے (الازہر) سجادہ نشین بھیرہ

ضیاء القرآن پبلیکیشنز
گنج بخش روڈ ۔ لاہور

جملہ حقوق بحق ضیاء القرآن پبلی کیشنز محفوظ ہیں

کتابت ــــــــــ خوشنویس محمد ناصر قادری خوش رقم پنک کالونی بسن آباد لاہور
تعداد ــــــــــ تین ہزار (۳۰۰۰)
تاریخ طباعت ــــــــــ ۱۹۹۵
ناشر ــــــــــ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

تحقیق مرکز پرنٹرز لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۔	طبع جدید	۵
۲۔	مقدمہ	۷
۳۔	الفاتحہ	۲۰
۴۔	البقرہ	۲۷
۵۔	آل عمران	۲۰۳
۶۔	النساء	۳۱۱
۷۔	المائدہ	۴۳۱
۸۔	الانعام	۵۲۹
۹۔	تحقیقات لغویہ	۶۲۳
۱۰۔	التحقیقات النحویہ	۶۲۸
۱۱۔	فہرست مطالب	۶۲۹

فہرست نقشہ جات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۔	نقشہ مقاماتِ حج	۱۳۶
۲۔	حضرت ابراہیمؑ کی اُرؔ سے کنعان تک ہجرت اور دیگر اسفار	۱۸۰
۳۔	نقشہ جنگِ اُحد	۲۸۶
۴۔	بنی اسرائیل کی مصر سے ہجرت اور صحرا نوردی	۴۶۰

طبع جدید

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی بتوفیقہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الذی بجاھہ تتقبل الطاعات وتمحی السیئات وعلی الہ معادن السعادات واصحابہ منابع البرکات ومن احبہ واتبعہ باحسان الی یوم الدین۔

۱۳۸۵ ہجری ۱۹۶۶ء میں ضیاء القرآن کی پہلی جلد کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ ۱۹۷۰ء میں دوسری جلد طبع ہوئی۔ ان دونوں جلدوں کی کتابت اور طباعت اتنی غیر معیاری تھی کہ ان کا مطالعہ قارئین کے ذوق لطیف پر ایک ناخوشگوار بوجھ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ بازار میں دستیاب بھی نہیں ہوتی تھی جس سے شائقین کو گوناگوں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ یہ ساری باتیں میرے لیے بڑی تکلیف کا باعث تھیں لیکن اس سے رستگاری کی کوئی صورت نظر نہ آرہی تھی۔

آخرکار اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ متوکلاً علی اللہ تعالیٰ اس کی طباعت و اشاعت کی ذمہ داری خود سنبھال لی جائے چنانچہ مخلص احباب کے مشورہ اور تعاون سے شب معراج ۱۳۹۳ھ میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا۔ اسی کی زیر نگرانی ضیاء القرآن طبع ہو کر اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

- ○ تمام تفسیر کی کتابت ازسرِ نو کرائی گئی ہے اور ملک کے بہترین خوشنویسوں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔
- ○ ضیاء القرآن کو تین جلدوں میں شائع کرنے کے بجائے پانچ جلدوں میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ کیونکہ مواد زیادہ تھا اسے تین جلدوں میں سمونا مشکل تھا۔
- ○ تفسیر کو حاشیہ پر لکھنے کا اسلوب ترک کر کے موجودہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔
- ○ مطبوعہ جلدوں میں بھی متعدد مقامات پر اضافے کیے گئے ہیں جن سے آیات کا مطلب سمجھنے میں آسانی ہوگی۔
- ○ مناسب مقامات پر مضامین قرآن کی توضیح کے لیے نقشوں کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔
- ○ ہر جلد کی فہرست مطالب ازسرِ نو اس طرح مرتب کی گئی ہے کہ قارئین کے لیے اس سے استفادہ آسان ہو جائے۔
- ○ پانچویں جلد کے آخر میں مفتاح القرآن نامی ایک رسالہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے جس سے قارئین کو مطلوبہ آیت کی تلاش میں مدد ملے گی۔
- ○ پہلی طباعت بلاکس پر تھی۔ اب فوٹو آفسٹ کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔
- ○ قرآن کریم کے نور کو ہر مسلم گھر میں پہنچانے کی غرض سے ضیاء القرآن دو قسموں میں آپ کے سامنے ہے۔ اعلیٰ قسم اور

ارزاں قیمت۔ تاکہ ہر شخص اپنے ذوق اور مقدرت کے مطابق اسے حاصل کر سکے۔

دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے فاضل نوجوان عزیزم مولانا محمد سعید اسعد نے دس گیارہ سال بڑی محنت اور دلی لگن سے شب و روز میرے ساتھ کام کیا۔ اپنے آرام و آسائش کی کبھی پرواہ نہ کی۔ ان کی ذہانت، جوشِ ذوق اور خلوص کا مجھے اعتراف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس مخلصانہ رفاقت اور مسلسل محنت کو شرفِ قبول بخشے اور انھیں اپنے دینِ حنیف کی خدماتِ جلیلہ سرانجام دینے کی توفیقات ارزانی فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ان کے علاوہ دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے فاضل عزیزم مولانا عبد الرسول ارشد ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے میری گزارش پر سرکاری ملازمت سے استعفاء دے کر ضیاء القرآن پبلی کیشنز کا کام سنبھالا۔ انھی کی ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج ضیاء القرآن کو اس دیدہ زیب صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

حضرت مولانا محمد معراج الاسلام صاحب شیخ الحدیث دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ اور جناب عابد نظامی مدیر معاون ماہنامہ ضیائے حرم میرے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان کے مفید مشوروں سے میں نے استفادہ کیا۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے اراکین کے بھرپور تعاون کے بغیر اس عظیم منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے جذبۂ خدمتِ اسلام کو ہمیشہ سلامت رکھے اور انھیں مزید توفیقات سے بہرہ ور فرمائے۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك وانی من المسلمین۔

یارب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

دوشنبہ
۲۱۔ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۸ھ
۲۔ جنوری سنہ ۱۹۷۸ء

خاکِ راہِ صاحبدلاں
محمد کرم شاہ
سجادہ نشین بھیرہ ضلع سرگودھا

ضِیَاءُ الْقُرْآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العلمین الرّحمٰن الرحیم مالک یوم الدین وازکی الصلوات واطیب التسلیمات واسنی التحیات علی حبیبه المعظم ونبیه المکرم سیّد ولد آدم مولانا محمد المبعوث رحمة للعلمین قائد الغر المحجلین وعلی آله الطیبین واصحابه المکرمین اللّٰهم ایاك نعبد وایاك نستعین اهدنا الصراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضّالین امین بحق طٰه ویٰس۔

رحمٰن ورحیم پروردگار نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ان کی حقیقی فلاح وکامرانی کے لیے جو صحیفہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلب منیر پر نازل فرمایا اسے ہم قرآن مجید کے نام سے جانتے ہیں۔ کہنے کو تو یہ ایک کتاب ہے اور کتابیں ان گنت ہیں۔ بڑی ضخیم، بڑی ادق، بڑی دل آویز۔ لیکن اس کتاب کی شان ہی نرالی ہے۔ یہ صحیفہ بیک وقت کتاب بھی ہے اور علم ومعرفت کا آفتاب جہاں تاب بھی۔ جس میں زندگی کی حرارت اور ہدایت کا نور دونوں یکجا ہیں۔ اس کا حسن وجمال قلب ونگاہ کو یکساں متاثر کرتا ہے۔ اس کی تجلیات سے دنیا وعقبیٰ دونوں جگمگا رہے ہیں۔ اس کا فیض ہر پیاسے کو اس کی پیاس کے مطابق سیراب کرتا ہے۔ اس کا پیغام اگر عقل وخرد کو لذت جستجو بخشتا ہے تو قلب وروح کو بھی شوق فراواں سے مالا مال کرتا ہے۔ اس کی تعلیم نے انسان کو خود شناس بھی بنایا اور خدا شناس بھی۔

یہ کتاب مقدس ہر لحاظ سے سراپا اعجاز ہے۔ اس کا ہر پہلو اتنا دلربا ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔ اسی لیے جب سے اس کا نزول ہوا اس نے اپنی فطری جاذبیت سے نوع انسان کے ہر طبقہ سے سنجیدہ اور ذہین افراد کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور اس میں قطعاً مبالغہ نہیں کہ قرآن حکیم کے متعلق جتنا کچھ لکھا گیا ہے اتنا کسی کتاب یا کسی موضوع پر نہیں لکھا گیا۔ لکھنے والوں میں اپنے بھی تھے اور بیگانے بھی، محقق بھی تھے اور متعصب بھی۔ ادیب بھی تھے اور فلسفی بھی۔ عربی بھی تھے اور عجمی بھی۔ شمع علم کے پروانے بھی تھے اور میخانہ عرفان کے متوالے بھی۔ سب ہی نے تو اس کی خدمت کی بلکہ سب ہی سے اس نے اپنی خدمت لی اور ہر ایک نے اس

چاکری کو اپنے لیے باعثِ عزت و سعادت سمجھا۔

اس بحرِ بے پایاں کنار میں غواصی کرنے والوں نے غواصی کا حق ادا کیا۔ ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق انمول موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں لیکن اس کے معارف کے خزینے بھرے کے بھرے ہی رہے۔ اس کے اسرار و رموز کے گنجینوں میں کمی نہ ہوئی جنھوں نے اس گلستانِ معنی میں گل چینی کرتے کرتے عمریں گزار دیں۔ انھوں نے بھی یہ تو نہیں کہا کہ ہم نے سب پھول چن لیے ہیں بلکہ سب نے بے تامل یہ اعتراف کیا۔

دامانِ نگاہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گل چینِ تو از تنگیٔ داماں گلہ دارد

اور ان کا یہ اعترافِ عجز، ازراہِ تواضع و انکسار نہ تھا بلکہ حقیقت کا اظہار تھا اور وہ مجبور تھے کہ اس روشن حقیقت کا اظہار کریں۔

جس میدان میں ابن جریرؒ اور ابن کثیرؒ جیسے محدث اور مؤرخ، زمخشری اور ابن حیان اندلسی جیسے ادیب اور نکتہ سنج، رازیؒ اور بیضاویؒ جیسے متکلم اور فلسفی، ابوبکر جصاص اور ابو عبداللہ القرطبی جیسے فقیہ اور محقق (علیہم الرحمۃ) قرآن کی عظمت و جلال کے سامنے دم بخود اور سر بگریباں کھڑے ہوں، میرے جیسے ہیچمدان کا پھر ادھر رُخ کرنا یقیناً محلِ تعجب و حیرت ہے۔

خدا شاہد ہے کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ مجھے یہ کام کرنا ہے یا میں یہ کام کرنے کی اہلیت رکھتا ہوں یا اپنے فہم و ادراک کے ناخن سے کسی پیچیدہ گرہ کو کھول سکتا ہوں۔ یا میرے قلم میں اتنا زور ہے کہ میری نگارشات قرآن فہمی کے راستہ سے ساری رکاوٹیں دور کر سکتی ہیں۔ ان تمام کوتاہیوں کا پورا احساس ہوتے ہوئے یہ کچھ ہو گیا۔ اس کی توجیہ میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ میں یہ کہوں کہ اللہ رب العزت نے چاہا اور یہ ہو گیا۔ اسی مسبب الاسباب نے اسباب فراہم کیے۔ اسی کی توفیق نے دستگیری فرمائی۔ اسی کی عنایاتِ عمیم کے سہارے قدم اٹھتے رہے۔ اسی کی تائید مسلسل سے میں یہاں تک پہنچا اور اسی کی بارگاہ بیکس پناہ میں دامنِ طلب پھیلائے بصد عجز و نیاز فریاد کناں ہوں کہ اے ذروں کو رشکِ آفتاب بنانے والے، اے قطروں کو سمندر کی وسعتیں بخشنے والے، اے گداؤں کو ہفت اقلیم کی سلطانی کا تاج پہنانے والے، اے دلوں کے ظلمت کدوں میں اپنی معرفت کا چراغ روشن کرنے والے! اس ذرہ ناچیز کو، اس قطرہ حقیر کو، اس بے نوا فقیر کو، اس سیاہ رُو اور سیاہ دل کو اپنے محبوب مکرم رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اپنی عنایاتِ خسروانہ سے، اپنے الطافِ شاہانہ سے، اپنی نوازشاتِ کریمانہ سے ہمیشہ ہمیشہ سرفراز فرماتے رکھنا۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صالحا ترضاہ
واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔ (۴۶ : ۱۵)

فاران کی وادیوں سے قرآن کا چشمہ فیض کیا پھوٹا کہ اس سے علوم و فنون کے دریا بہہ نکلے جنھوں نے جزیرۂ عرب کے پیاسے ریگزاروں کو سیراب کیا اور انھیں حکمت و دانش کی جلوہ گاہ بنا دیا۔ اس ایک کتاب مجید نے جہاں پہلے علوم کو حیاتِ نو بخشی وہاں اس نے بے شمار جدید علوم کی تشکیل کا سامان فراہم کر دیا۔ علوم تفسیر، لغت و فقہ اللغۃ، فقہ و اصولِ فقہ، معانی و بلاغت و بدیع، صرف و نحو، قرأت و تجوید، وعظ و خطابت، قصص و اخبار، امثال و حکایات ان کے علاوہ اور کئی علوم ہیں جنھوں نے قرآن کریم کے سایۂ عاطفت میں جنم لیا اور اسی کے آغوشِ تربیت میں پروان چڑھے۔ اس طرح قرآن حکیم کے فیض سے دنیا کی سب سے زیادہ جاہل قوم علم و حکمت کے عظیم خزانوں کی مالک بلکہ خالق بن گئی۔

ہر عہد میں ملتِ اسلامیہ کے ذہین و فطین افراد نے جو روشن دماغ بھی تھے اور روشن ضمیر بھی اپنی ذاتی استطاعت، فنی صلاحیت، استعداد اور اپنے مخصوص ماحول کی ضروریات اور تقاضوں کے پیشِ نظر قرآن مجید کے ان خادم علوم میں سے کسی ایک کو اپنے لیے منتخب کیا اور خدمت گزاری کا حق ادا کر دیا۔ اور اپنے اپنے موضوع پر ایسی زندۂ جاوید تالیفات و تصنیفات کا گراں بہا ذخیرہ چھوڑا جن کی درخشانی سے دنیا بھر کے کتب خانے اور دانش گاہیں آج بھی جگمگا رہی ہیں۔ لیکن اس ناچیز کے نزدیک قرآن کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ وہ کتاب ہدایت ہے۔ اس کے نازل فرمانے والے نے بار بار اس کا تعارف اس قسم کے کلمات سے کرایا ہے:۔

هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين (۳ : ۱۳۸)

آج ہمیں قرآن مجید کے اسی پہلو پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیے لیکن شومئ تقدیر ملاحظہ ہو آج قرآن کا یہی پہلو متروک اور مہجور ہے۔

قرآن حکیم کا مقصدِ اولین انسان کی اصلاح ہے۔ تربیت ہے۔ اس کے نفسِ امارہ کو نفسِ مطمئنہ بنانا ہے۔ جاہ و ہوس کے غبار سے آئینۂ دل کو صاف کر کے اسے انوارِ ربانی کی جلوہ گاہ بنانا ہے۔ انانیت، غرور، تمرد و سرکشی کی بیخ کنی کر کے انسان کو اپنے مالکِ حقیقی کی اطاعت و انقیاد کا خوگر کرنا ہے۔ یہی کام سب سے اہم بھی ہے اور سب سے مشکل اور کٹھن بھی۔ قرآن مجید نے اسی اہم ترین اور مشکل ترین کام کو سر انجام دیا اور اس حسن و خوبی سے کہ دنیا کا نقشہ بدل گیا۔

یہ صرف باتیں ہی باتیں نہیں ہیں بلکہ ایک حقیقت ہے زندۂ جاوید حقیقت اور ناقابلِ انکار حقیقت کہ قرآن کی ہدایت سے بگڑا ہوا انسان سدھرا اور سدھر کر ساری کائنات کے لیے آیۂ رحمت بن گیا۔ غور فرمائیے حکمتِ الٰہی نے نزولِ قرآن کے لیے جس سرزمین کو منتخب کیا وہ عرب کا خطہ تھا۔ وہاں بسنے والے لوگ شکل و صورت میں تو انسان تھے لیکن انسانیت سے ان کا دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔ کفر و شرک، فسق و فجور، ظلم و ستم، وحشت و بربریت، جہالت اور اجڈپن اس پر فقر و افلاس مستزاد۔ غرضیکہ کونسا عیب تھا یا کونسی گمراہی تھی جو ان میں بدرجۂ اتم موجود نہ تھی۔ اور دنیا نے دیکھا کہ قرآن حکیم کی تاثیر اور صاحبِ قرآن کی برکت سے وہ کیا سے کیا بن گئے۔ اگر قرآن عرب کے اجڈ بدوؤں کو اقوام و بنی آدم کے لیے باعثِ عز و شرف بنا سکتا ہے۔ اگر ان جاہلوں کو جو ابجد خواں بھی نہ تھے بزمِ علم و دانش کا صدر نشین بنا سکتا ہے۔ اگر حرمِ کعبہ میں ۳۶۰ بتوں کی پوجا کرنے والی قوم کے دل میں معرفتِ الٰہی کی شمع فروزاں کر سکتا ہے تو ہمارے [illegible] تصورات کے لات و ہبل کو کیوں ریزہ ریزہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے ظلمت خانۂ حیات کو اس کی کرنیں کیوں منور نہیں کر سکتیں۔ یقیناً ہو سکتا ہے۔ سب کچھ ہو سکتا ہے بشرطیکہ ہم قرآن کی ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں اور ہمارا کاروانِ حیات اس شاہراہِ ہدایت پر گامزن ہو جائے جو قرآن نے ہمارے لیے تجویز کی ہے۔

اے درماندۂ راہ قوم! قرآن تمہیں عظمت و عزت کی بلندیوں کی طرف آج بھی لے جا سکتا ہے بشرطیکہ تم اس کی قیادت قبول کرو۔

اے اپنی قسمتِ برگشتہ پر آہ و فغاں کرنے والے نوجوانو! دنیا کی امامت تمہاری متاعِ گم گشتہ ہے۔ تمہیں یہ واپس مل سکتی ہے اگر تم میں اس کی واپسی کی تڑپ ہو ——— قرآن تمہیں واپس دلا سکتا ہے اگر تم اس کا حکم ماننے کے لیے تیار ہو۔

زندگی کی یہ ساری چہل پہل تقسیمِ کار کے باعث ہے۔ ایک ہی ملت کے مختلف افراد مختلف کام سر انجام دیتے ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں حکمرانی کی باگ ڈور ہے۔ کوئی مجالسِ مشاورت کا رکنِ رکین ہے۔ کوئی تجارت و صنعت کو چار چاند لگا رہا ہے۔ کوئی شخص زمین سے رزق کے

سر بمہر خزانے نکال کر اُن کے ڈھیر لگا رہا ہے۔ کوئی وعظ و نصیحت کے منبر پر جلوہ فرما ہے۔ کوئی تعلیم و تدریس کی مسند کو رونق بخش رہا ہے اور کوئی سجادۂ فقر و درویشی پر تشریف فرما ہے۔ قوم کو مجموعی طور پر اصلاح یافتہ اُسی وقت کہا جا سکتا ہے جب کہ اُس کے تمام عناصر حق کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے اپنے دائرہ عمل میں قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوں اور اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری دیانت داری سے مصروف کار ہوں۔ ان عناصر کا باہمی تعلق اتنا گہرا ہوتا ہے کہ اگر ایک عنصر بھی جادۂ حق سے برگشتہ ہو جائے تو دوسرے عناصر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اس لیے قرآن حکیم نے ہر ایک کو اپنی خصوصی توجہ کا مستحق سمجھا ہے اور ہر گروہ میں راہ پانے والی خرابیوں کی نشاندہی کی ہے اور انہیں اس کے عبرتناک انجام سے آگاہ کیا ہے۔

ہم اکثر گزری ہوئی قوموں کے حالات اور ان کے حسرت ناک انجام کے متعلق قرآن میں پڑھتے ہیں اور ایک لمحہ توقف کیے بغیر آگے چل جاتے ہیں۔ ہم یہ زحمت بہت کم گوارا کرتے ہیں کہ اپنے اعمال کا موازنہ ان برباد شدہ قوموں کے اعمال سے کریں اور یہ سوچیں کہ کہیں ہم بھی انہیں نافرمانیوں کا شکار تو نہیں اور اگر خدانخواستہ ہیں تو اپنے انجام کی ہولناکیوں سے غافل کیوں ہیں؟ کیا مکافات عمل کا قانون قدرت کا اٹل قانون نہیں؟ کیا ہم نے یہ نہیں پڑھا کہ ولن تجد لسنة الله تبديلا۔

میں نے ہر ایسے موقع پر کوشش کی ہے کہ مطالعہ کرنے والے کے وجدان کو جھنجھوڑوں اور اُسے اپنا محاسبہ کرنے کی رغبت دلاؤں تاکہ وہ اپنی جنس عمل کو اسلام اور قرآن کے مقرر کیے ہوئے ترازو میں تولے اور اسی کی کسوٹی پر پرکھے تاکہ اسے اپنے متعلق کوئی غلط فہمی یا اشتباہ نہ رہے۔ اور اگر اس کا قدم جادۂ حق سے پھسل گیا ہے تو وہ سنبھلنے کی بروقت کوشش کرے۔

قرآن کریم نے اپنے ماننے والوں کو ایک واضح اور مکمل ضابطۂ حیات (شریعت) بھی عطا کیا ہے اور یہ ضابطہ اتنا ہی وسیع ہے جتنی زندگی اپنے بوقلموں تنوع کے ساتھ وسیع ہے بلکہ بلا مبالغہ اس سے بھی وسیع تر۔ انسان کیا ہے؟ اس کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ اور اس کی مخلوق کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے؟ اگر وہ حاکم ہے تو اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اگر وہ رعایا ہے تو اس کے فرائض کی نوعیت کیا ہے؟ اگر وہ دولت مند ہے تو اس کا طرز عمل کیسا ہو اور اگر وہ فقیر و محتاج ہو تو کس طرح باوقار زندگی بسر کر سکتا ہے؟ قرآن نے جو شریعت کاملہ ہمیں دی ہے اس میں ان سوالات کا مکمل جواب موجود ہے۔ اسی لیے عبادات، سیاسیات، معاشیات، نظام اخلاق وغیرہ تمام امور کو شریعت نے اپنے دامن میں سمیٹا ہوا ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں بھی یہ مباحث آئے ہیں میں نے کوشش کی ہے کہ اُن کو اس واضح اسلوب میں پیش کیا جائے جسے عصر حاضر کا انسان سمجھ بھی سکے اور قبول بھی کر سکے۔

یہ ایک بڑی دلخراش اور روح فرسا حقیقت ہے کہ مرور زمانہ سے اس اُمت میں بھی افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا ہے جسے واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ اُمت بھی بعض خود غرض اور بدخواہ لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے مختلف گروہوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور جذبات میں آئے دن کشیدگی اور تلخی بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ اس پراگندہ شیرازہ کو یکجا کرنے کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ اُنہیں قرآن حکیم کی طرف بلایا جائے اور اس کی تعلیمات کو نہایت شائستہ اور دلنشین پیرایہ میں پیش کیا جائے۔ پھر ان کی عقل سلیم کو اس میں غور و فکر کی دعوت دی جائے۔ ہمارا اتنا ہی فرض ہے اور ہمیں یہ فرض بڑی دلسوزی سے ادا کرنا چاہیے۔ اس کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وهو علی کل شیء قدیر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جمع قرآن مجید

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"THIS RECENSION OF UTHMAN THUS BECAME THE ONLY STANDARD TEXT FOR THE WHOLE MUSLIM WORLD UP TO THE PRESENT DAY"

ترتیب قرآن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان علینا جمعہ وقرآنہ ○ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ [illegible]

قرآن مجید کی تلاوت کے آداب

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

[illegible]

٣ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷ [illegible]

۸ [illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

کے لیے اپنے مخصوص انداز [illegible] حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
قلب منیر پر نازل ہوا ہے

ب ۔ [illegible] ہمیشہ [illegible] قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو

ج ۔ [illegible] حاصل کرنے کے لیے [illegible] اس کے
شوق و جستجو کی [illegible] قرآن کی [illegible] ہے۔

د ۔ [illegible] آیات [illegible]
[illegible] قرآن [illegible]
[illegible] قرآن کے
[illegible] ہے۔

ہ ۔ قرآن مجید کے [illegible] تفسیر [illegible]
[illegible]
[illegible] صحت [illegible]
[illegible] بہت [illegible] ہے۔

رموزِ اوقاف قرآن حکیم

قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والے حضرات کو آیات کے آخر میں یا درمیان مختلف علامات و نشانات نظر آتے ہیں جیسے چھوٹا سا گول دائرہ یا م یا ط یا ج وغیرہ [illegible] یہ علامات و نشانات حقیقت میں رموز اوقاف ہیں جنہیں (PUNCTUATION) [illegible] مطلب [illegible] حقیقت
[illegible] اختصار کے ساتھ [illegible] درج ذیل ہے

○ یہ چھوٹا سا گول دائرہ وقف تام کی علامت ہے یعنی بات پوری ہو گئی ہے آپ کو یہاں ٹھہرنا چاہیے۔ حقیقت میں یہ گول ۃ تھی جسے [illegible] گول دائرہ کی شکل میں لکھی جاتی ہے

م ۔ یہ وقف لازم کی علامت ہے یعنی یہاں ٹھہرنا ضروری ہے ورنہ عبارت کے معنی غلط ہو جانے کا اندیشہ ہے

ط ۔ یہ وقف مطلق کی علامت ہے یہاں آپ ٹھہرنا چاہیے لیکن یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں کہنے والے کا مطلب ابھی پورا نہیں ہوا۔

ج ۔ وقف جائز کی نشانی ہے یہاں ٹھہر جاؤ تو بہتر، نہ ٹھہرو تو حرج نہیں

ز ۔ وقف مجوز کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا درست ہے لیکن نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص ۔ وقف مرخص کی نشانی ہے یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے لیکن کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔

صلے ۔ الوصل اولیٰ کا اختصار ہے یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے

ق ۔ قیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے

صل قد یوصل کی علامت ہے یہاں ٹھہرا [illegible] ٹھہرتے ہیں

قف ۔ اس لفظ پر ٹھہرنا چاہیے یہ علامت وہاں لگی ہوتی ہے جہاں یہ احتمال ہو کہ پڑھنے والے ملا کر پڑھے گا

س یا سکتہ ۔ یہاں ٹھہرنا چاہیے لیکن سانس نہ ٹوٹنے پائے

وقفہ ۔ لمبے سکتے کی علامت ہے لیکن سانس یہاں بھی نہ توڑنا چاہیے۔

لا ۔ لا کے معنی نہیں کے ہیں یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں آیت کے اندر۔ آیت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیے آیت کے اختتام پر ○ ہو تو بعض کے نزدیک ٹھہرنا چاہیے اور بعض کے نزدیک نہیں لیکن ٹھہریں یا نہ ٹھہریں اس سے معنی میں کوئی خلل نہیں پڑتا

ک ۔ کذالک کا مخفف ہے یعنی جو علامت پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔

[illegible] اشاریہ [illegible] مستفید [illegible] محمد رفیق صاحب [illegible] خدمت کی ہے۔ [illegible] خدمت پر [illegible]

[illegible] ۹۹ [illegible] ۱۹۹۲ [illegible] وقت کی [illegible] کتاب کی خدمت [illegible] ان کا ماحصل حیات ہیں ان کی مقصد زیست ہیں

اوقات ہماں بود کہ با یار بسر شد
باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

اے میرے کریم [illegible] دعا کرتا ہے [illegible] کتاب [illegible] خدمت [illegible] پہ کرم رکھوں تو اور کیا کہوں۔

[illegible] سے پہلے

الطاف بے پایاں سے نوازا ہے کسی استحقاق کے بغیر یہ نوازشات خسروانہ محض تیرا کرم ہیں گنوں تو کیا گنوں جیسے رحم مجھ سے فرومایہ کس کے پاس نہ تو دامن تھا اور نہ حوصلہ طلب تیری ہی شانِ رحمانیت نے مجھے دامن بھی بخشا اور حوصلہ طلب بھی۔ اس سے تو دامن بے کس پر یہ عنایت، محض تیرا کرم ہے گنوں تو کیا گنوں۔ اے میرے رحمٰن! اے میرے رحیم! اے میرے کریم! اس ناکارہ خلائق کی یہ اور التجا ہے جیسے کی طرح بغیر کسی استحقاق کے بغیر کسی وجہ کے محض اپنے کرم سے اسے بھی شرفِ پذیرائی بخش۔ وہ یہ کہ بھلا دیا جاؤں۔"

تیری محبت سے میری شمعِ حیات روشن رہے۔ تیری بندگی کا نشان میری جبین پر ہمیشہ تابندہ رہے۔
تیرے پیارے حبیب کے عشق سے میرا سینہ پرنور رہے تیرے رسولِ مکرم کی غلامی کا طوق زیبِ گلو رہے
نہ جوئے خلعتِ سلطانی ملازم — گردن خستہ طوقِ غلامی

آخر میں تیری عنایاتِ بے پایاں پر، تیری نوازشاتِ بیکراں پر، تیرے لطفِ عمیم پر تیرے ہی بتائے ہوئے کلماتِ طیبات سے تیری بارگاہِ بے کس پناہ میں ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں، شرفِ قبول فرما۔ ربّ اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انّی تبت الیک وانّی من المسلمین فاطر السمٰوٰت والارض انت ولیّ فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصّالحین رب ارحمھما کما ربّیانی صغیرا۔ ربّنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم۔ بحرمۃ حبیبک المصطفٰی ونبیک المجتبٰی ورسولک المرتضٰی سیّدی ومولائی وشفیعی وحبیبی محمدٍ وآلہٖ سُرُج الدجٰی وصحبہٖ نجوم الھدٰی۔ اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیہ وعلی آلہٖ وصحبہٖ ومن تبعہ باحسان الٰی یوم الدین یا ربّ العالمین۔

خاکِ راہِ صاحبدلاں

ابو الحسنات **محمد کرم شاہ**
من علماء الازہر الشریف
خادم آستانۂ عالیہ امیر السالکین حضرت قبلہ پیر امیر شاہ صاحب رح
ہاشمی اسدی چشتی نظامی سیالوی نور اللہ مرقدہٗ
بھیرہ۔ ضلع سرگودھا (مغربی پاکستان)

شب جمعہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ
یکم جنوری ۱۹۶۵ء

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً نہایت غور وامعان نظر سے پڑھا ہے اور
میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت کی کوئی غلطی نہیں ہے

ابوالفیض محمد عبدالکریم
خطیب جامع مسجد خانقاہ ڈوگراں
ضلع شیخوپورہ

ابوالفیض محمد عبدالکریم [illegible]
[illegible]
[illegible]

تحقیقاتِ لغویہ

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
ا		
آمین	٣	١
اسرئیں	۵۵	٢
الوف	٢٧	٢
لامانی	٩۵	٢
اسحر	٣٦	٣
یأتو	٢٨	٣
لتنهو	٢٠	۵
کأیّ	۵٨	٣
اقوم	٢۵٠	٢
اساطیر	٣٩	٦
ب		
بدیع	٣۴	٢
	۴٢	٦
بضاعة	٢٨	٣
بکّة	٩٩	٣
یبغون	٢٠٨	٣
بروج	٧٨	۴
بهیمة	٢	۵
اثم و عدوان کا فرق ایضاً	۵٣	۵
بحیرة	١٨٠	۵
یلبسوا	٨٩	٦

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
بصائر	١٣٢	٦
ت		
تاب	۵٢	٢
تمنو	٠٢	٢
تلوٗن	٣١	٣
ث		
ثبت	١١	٣
ج		
جبت	٨٨	۴
لایجرمنکم	٢	۵
ح		
الحمد	٢	
یستحی	٣٧	٢
الحکمة	١۵٣	٢
حافظو	٣٠	٢
بحق	٣	٣
المحکمت	٧	٣
محراب	٣٧	٣
حنیف	٧٣	٣
محصنات	۵٣	۴
یحسدون	۵	۴
حذر	١	۴

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
حُیِّیتُم	۴۳۳	۴
حصر	۱۸۰	۵
حواریّوں	۹۶	۵
حکماً	۳۴	۶
حرجاً	۵۹	۶
حسبان	۱۳۵	۶
حمولة	۱۸۰	۶
خ		
خبالاً	۱۳۸	۳
اخدان	۵۲	۴
خطّاب	۶۹	۴
خطأً	۱۳۰	۴
خیراً	۸۹	۴
مُنخنقه	۸	۵
خائنه	۳۰	۵
خضرا	۲۸	۶
د		
الدین	۸	۱
تُدلوا	۲۲۸	۲
الدرک	۲۱۰	۴
تدعون	۱۶۶	۴
دائرة	۱۰	۵
تدرکه	۱۳۳	۶
ذ		
الذلّة	۱۲۳	۳

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
ر		
الرحمن الرحیم	۳	۱
رب	۵	
رزقنا	۸	۲
راعنا	۱۲۰	۲
رفث	۲۳۰	۲
ربّانیّون	۸۳	۳
ربوة	۳۵۹	۲
ربیّون	۱۵۸	۳
راسخون	۲۲۸	۴
ارکس	۳۳	۴
مراغم	۱۵۰	۴
روع	۲۵۶	۴
رهبان	۵۴	۵
متردیه	۸	۵
ز		
ازلهما	۲۹	۲
زبر	۲۰۳	۳
ازلام	۹	۵
زخرف القول	۳۲	۶
س		
استوی	۴۲	۲
استعینوا	۴۸	۲
سلوی	۶۳	۲
مسکنة	۱۲۳	۳

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
سلن	۱۵۰	۳
اسلام	۲	۳
سوأة	۲۷	۵
سمّاعون	۸۸	۵
سُحت	۸۸	۹
سنه	۸۰	۵
ش		
اشتروا	۴	۲
شعائر	۸۵	۲
متشابه	۷	۳
مشتبه	۱۲۰	۳
شنآن	۶	۵
شرعة	۱۰۳	۵
شياطين	۱۲۲	۶
شيع	۲	۶
ص		
الصبر	۹۲	۲
الصابئين	۸۳	۲
الصيام	۲۱۰	۲
فصُرهن	۳۵۳	۲
تُصعدون	۲۷	۳
اصبروا	۲۲۸	۳
صابروا	۲۲۸	۳
اصلح	۱۲۵	۶

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
ض		
يُضلّ	۳۸	۴
الضأن	۱۸۱	۶
ط		
يطيقون	۲۱۳	۲
طاغوت	۲۲۳	۲
	۸۸	۴
اطيعوا	۳۱	۳
نطمس	۸۵	۴
طوّعت	۶۵	۵
ظ		
يظنون	۲۴۳	۲
ع		
عالمين	۲	۱
نعبد	۹	
لنعنو	۲۱۳	۲
عيسى	۳۷	۳
العافين	۳۶	۳
ويعفو	۱۵۲	۳
عورت	۸۳	۴
عدو	۴۲	۶
تعولوا	۹	۴
عقود		۵
عزرتموهم	۳۷	۵

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
غ		
غیب	٥	٢
لاتغموا	٢٥٣	٢
اغرینا	٣٥	٥
غمرات	١٠٩	٦
ف		
مفلحون	-	٢
فریقاً	٢٣٩	٢
الفتنة	١٣٨	٥
[illegible]	٢٣٤	٢
الفرقان	٤	٣
فاحشه	١٢٨	٣
فخور	٤٩	٤
فترة	٥٥	٥
فرطنا	٣٩	٦
فالق	٢٢	٦
فرش	١٨٠	٦
فواحش	٩٣	٦
فرادی	١٢	٦
ق		
یقیمون	٦	٢
قرضاً	٣١٩	٢
قیوم	٣٣٨	٢
قلائد	٥	٥
قوامون	٢٠٣	٤

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
قسیس	٥٣	٥
قدروا	١٠٣	٦
مستقر	١٢٧	٦
قنوان	٢٨	٦
ک		
کرسیه	٣٣٣	٢
کاظمین	١٣٥	٣
کلمة	١٢٥	٦
[illegible]	٢٥٥	٣
کلالة	٢٥٩	٤
اکنة	٣٩	٦
ل		
تلبسون	٥٩	٢
یلوون	٨٣	٣
م		
مالك	٨	١
مثل	٢٣	٢
ملائکه	٣٥	٢
من وسلوی	٤٣	٢
مسیح	٣٧	٣
مکروا	٥٨	٣
معز	٨	٦
نُملی	٢٠٥	٣
مریض	١٤٨	٢

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
ن۔		
انداد	۳۱	۲
نحنه	۱۰	۴
نشوز	۹۵	۴
نکیر	۹۱	۴
نجویٰ	۱۷۲	۴
نقبا	۳۷	۵
استنکف	۳۵۸	۴
منہاج	۰۳	۵
ینئون	۳۰	۶
نصب	۸	۵
تنقمون	۱۲۱	۵
نبؤ	۹	۶
متقون	۳	۲
و۔		
یوقنون	۹	۲
وسطاً	۶۲	۲
اولیاء	۲۸	۳
ولی	۳۲۵	۲
اوحیت	۲۳۹	۴
اوفوا	۱	۵

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر
موقودۃ	۸	۵
وسیلۃ	۷۹	۵
یاویلتیٰ	۶۶	۵
وصیۃ	۱۸۰	۵
وقرا	۳۹	۶
مستودع	۲۷	۶
نولّی	۱۴۳	۶
توفیتنی	۲۰۹	۵
یتوفّٰکم	۸۱	۶
ھ۔		
اھدنا	۱	۱
یستھزئ	۳۰	۲
ھدی	۵	۵
ما اُھل	۸	۵
ھلمّ	۱۹۱	۶
مھیمن	۱۰۲	۵
استھوت	۱۳۲	۶
ی۔		
یوم الدین	۹	۱
ینعه	۱۲۹	۶

التحقيقات النحويه

	حاشیہ نمبر	سورت نمبر		حاشیہ نمبر	سورت نمبر
وما أنزل على الملكين ببابل هاروت وماروت	١٠٠	٢	أولما أصابتكم مصيبة	٨٦	٣
والموفون بعهدهم إذا عاهدوا والصابرين في البأساء	٢٠٢	٢	فلا وربك لا يؤمنون	٢٢٣	٤
يرونهم مثليهم رأي العين	١٣	٣	وحسن أولئك رفيقا	١٠٩	٤
قائما بالقسط	٢٠	٣	والمقيمين الصلوٰة والمؤتون الزكوٰة	٢٥٥	٤
تبغونها عوجا	١٠٥	٣	عموا وصموا كثير منهم	١٣١	٥
إلا بحبل من الله	١٢٢	٣	وهو الله في السموات وفي الأرض	٤	٦
ها أنتم أولاء	١٢٥	٣	أرأيتكم	٥٨	٦
وكأين من نبي	١٥٨	٣	عدوا شياطين الإنس والجن	١٣٢	٦
فبما رحمة من الله	١٨٠	٣	أكابر مجرميها	٥٥	٦
			ثمانية أزواج	٨	٦
			قل هلم شهداءكم	١٩	٦

فہرست مطالب

اللہ جل مجدہٗ

	سورت نمبر	آیت نمبر
ا۔ توحید		
بسم اللہ الرحمن الرحیم		
ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں		۱
صرف اسی کی عبادت		۴
عبادت کا مفہوم		۴ حاشیہ
صرف اسی سے استعانت		۴
استعانت کا مفہوم، کون سی استعانت شرک ہے اور کون سی نہیں	۱	۴ حاشیہ
اپنے رب کی عبادت کرو	۲	۲۱
اس کے سوا تمہارا کوئی یار و مددگار نہیں	۲	۱۰۷
وہی ایک خدا ہے	۲	۱۶۳
″ ″ ″ ″	۳	۲، ۶
″ ″ ″ ″	۳	۸۶، ۷۱
″ ″ ″ ″	۹	۲، ۱۰۹
توحید ذاتی و صفاتی آیۃ الکرسی مع حواشی	۲	۲۵۵
اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور اہلِ علم توحید کے گواہ ہیں	۳	۱۸
وہی ہر چیز کا مالک ہے	۲	۱۰۷، ۱۵
″ ″ ″ ″ ″ ″		۱۱۶، ۱۴۲
″ ″ ″ ″ ″ ″		۲۸۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
(قل اللھم مالک الملک)	۳	۲۶، ۱۰۹
″ ″ ″ ″		۱۸۹
″ ″ ″ ″	۳	۱۲۶، ۱۷۰
″ ″ ″	۵	۱۷، ۱۲۰
″ ″ ″ ″	۶	۱۲، ۱۳ مع حواشی
ب۔ دلائلِ توحید		
وُہ رب العالمین ہے	۱	۱
ربوبیت کیا ہے	۱	حاشیہ
تمہارا اور تمہارے آباء و اجداد کا وہی خالق ہے	۲	۲۱ مع حاشیہ
تکوینی دلائل (زمین، آسمان، بارش، پھل)	۲	۲۲ مع حاشیہ
جس نے تمہیں زندہ کیا اس کا انکار نہ کرو	۲	۲۸
زندگی اور موت کتنی بار	۲	۲۸
زمین کی ہر چیز تمہارے لیے پیدا فرمائی	۲	۲۹
زمین و آسمان کی تخلیق، گردشِ لیل و نہار، سمندری جہاز، بارش کا پانی، ہواؤں کا چلنا اور بادل، ان میں اس کی وحدانیت کی نشانیاں ہیں۔	۲	۱۶۴
چاند کے گھٹنے بڑھنے میں حکمتِ الٰہی	۲	۱۸۹
برباد شہر پر ایک صاحب کا گزر اور اس کا استعجاب	۲	۲۵۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
دلائل توحید	۳	۱۸ مع حاشیہ
وفدِ نجران کو دعوت مباہلہ	۳	۶۱
تکوینی دلائل مظاہر فطرت میں دعوت غور و فکر	۳	۱۹۰، ۱۹۱ مع حاشیہ
مظاہر فطرت میں غور و فکر افضل عبادت ہے	۳	۱۹۱ حاشیہ
مسلمان مفکرین کا طرزِ تفکر	۳	۱۹۱
شب و روز میں قرار پذیر ہر چیز اس کی ہے	۶	۱۳ مع حاشیہ
رب کی حمد	۶	۱۰
تکوینی دلائل زمین و آسمان کو حق سے پیدا کرنے کی تشریح	۶	۷۳ مع حاشیہ
تکوینی دلائل دانہ، گٹھلی، صبح، شام، ستارے وغیرہ	۶	۹۵ تا ۹۹
تکوینی دلائل باغات، حیوانات	۶	۱۴۱، ۱۴۲ مع حاشیہ

ج۔ صفاتِ الٰہی

۱۔ علم الٰہی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ہر چیز کو جاننے والا	۲	۲۹
آسمان و زمین کی سب چھپی چیزوں کو جانتا ہے	۲	۳۳
ظاہر و پوشیدہ کو جانتا ہے	۲	۳۳ 〃
اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے	۲	۱۱۰
وہ سمیع و علیم ہے	۲	۱۲۷، ۲۲۴
وہ شاکر علیم ہے	۲	۱۵۸
وہ ہر چیز جاننے والا ہے	۲	۲۳۱
وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے	۲	۲۳۳، ۲۳۷
وہ ہر چیز سے خبردار ہے	۲	۲۳۵
وسیع علیم ہے	۲	۲۴۷، ۲۶۱، ۲۶۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
هو بكل شيءٍ عليم	۲	۲۸۲، ۲۸۳
〃 〃 〃	۳	۳۲
وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے	۲	۲۸۴
اس پر کوئی چیز مخفی نہیں	۳	۵
تمہارے دلوں کے چھپے حالات کو جانتا ہے	۳	۲۹
سميع عليم	۳	۳۴
〃 〃	۳	۳۸،
السميع العليم	۳	۳۵
وہ تمہارا نگران ہے	۴	۱
علیم حکیم ہے	۴	۱۱، ۱۷، ۲۶
〃 〃 〃	〃	۱۰۴، ۱۱۱
عليم حليم	۴	۱۲
كفى بالله عليما	۴	۷۰
عليم خبير	۴	۹۴
عليم بذات الصدور	۵	۷
خبير بما تعملون	۵	۸
علام الغيوب	۵	۱۱۶
وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے	۶	۳
اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں	۶	۵۹
غیب و شہادت کا جاننے والا	۶	۷۳
سميع عليم	۶	۵
وہ بہتر جانتا ہے جو رسالت کا اہل ہے	۶	۱۲۴
(۲) ہر چیز کا خالق و مالک		
مالک یوم الدین ہے	۱	۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
زمین کی ہر چیز اور سات آسمانوں کا خالق	۲	۲۹
آسمانوں اور زمین میں اسی کی بادشاہی ہے	۲	۷
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵	۷ ۴۰
مشرق و مغرب اللہ تعالیٰ کا ہے	۲	۱۱۵، ۱۴۲
زمین آسمان کی ہر چیز اس کی تابع فرمان ہے	۲	۱۰۶
آسمانوں اور زمین کا موجد ہے	۲	۱۱۷
غنی حمید ہے	۲	۲۶۷
آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کا ہے	۲	۲۸۴
وہی ہر چیز کا مالک ہے	۳	۲۶، ۱۰۹
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۔	۸۳، ۸۹
زمین و آسمان، نور و ظلمت کا خالق	۶	۱
فاطر السموات والارض	۶	۱۴
زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا گیا بالحق کی تشریح	۶	۷۳
دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا، زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا	۶	۹۵
صبح کو پیدا کرنے والا، رات، سورج اور قمر کو ذریعہ حساب بنانے والا	۶	۹۶
ستاروں کو بحر و بر میں ہدایت کا باعث بنانے والا	۶	۹۷، ۹۸
زمین و آسمان کا خالق بدیع	۶	
ہر چیز کا خالق	۶	۱۰۲

(۳) ہر چیز پر قادر ہے

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حکم الٰہی اور رضائے الٰہی میں، اور ارادہ و مشیت الٰہی میں فرق ہے	۲	۲۰
اللہ ہر چیز پر قادر ہے	۲	۱۰۶
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲	۱۰۹
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲	۱۴۸
کن فیکون	۲	۱۱۷
وعزیز حکیم	۲	۲۹
۔ ۔ ۔ ۔	۲	۲۰۹
ساری قوت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے	۲	۱۶۵
رزق کی تنگی اور فراخی اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے	۲	۲۴۵
اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک عطا فرماتا ہے	۲	۲۴۷
تابوت سکینہ	۲	۲۴۸
جو چاہتا ہے کرتا ہے	۲	۲۵۳
اللہ کے اذن سے بسا اوقات چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آتی ہے	۲	۲۴۹
ہر چیز پر قادر ہے	۲	۲۵۹
عزیز حکیم ہے	۲	۲۶
جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے	۳	۲۶، ۲۷
ہر چیز پر قادر ہے	۳	۲۹
جو چاہتا ہے کرتا ہے	۳	۴۰
۔ ۔ ۔ ۔ کن فیکون	۳	۴۷
مدد اسی کی طرف سے ہے	۳	۱۲۶
وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۳	۵۶
اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا	۳	۶۰

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ہر چیز پر قادر ہے	۳	۶۵
اللہ کفار کا شر تم سے روک دے گا	۴	۸۴
ہر چیز پر قادر ہے	۴	۱۳۳
وہ ہر چیز پر قادر ہے	۶	۱۲ تا ۱۸
وہ ہر چیز پر غالب ہے	۶	۶۰ تا ۶۵
قدرتِ الٰہی کے نمونے	۶	۹۵، ۹۶ تا ۹۹
وہ غنی ہے وہ چاہے تو تمہیں تباہ کر دے اور تمہاری جگہ کسی اور کو کھڑا کر دے	۶	۳۳
جس کو چاہے ہدایت دے دے اور جس کو چاہے گمراہ کر دے	۶	۱۳۳
مُردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں حضرت خلیل ؑ کا سوال اور اس کا جواب	۲	۲۶۰
جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے جسے حکمت ملی اُسے خیر کثیر ملی	۲	۲۶۹
جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب دے	۲	۲۸۴
ہر چیز پر قادر ہے	۲	۲۸۴
وہ شکمِ مادر میں جیسے چاہتا ہے تصویر بناتا ہے	۳	۶
جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے	۵	
ہر چیز پر قادر ہے	۵	۱۷

رحمتِ الٰہی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ رحمٰن و رحیم ہے		
. . . . .		۲
. . . . .	۲	۱۶۳
وہ التواب الرحیم ہے	۲	۵۴
جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ وہ فضلِ عظیم کا مالک ہے	۲	۰۵
وہ التواب الرحیم ہے	۲	۳۷
رؤف رحیم ہے	۲	۱۴۳
غفور رحیم ہے	۲	۱۷۳
. . .	۲	۱۲۸
. . .	۳	۳
. . .	۳	۱۲۹، ۵۲
وہ لوگوں کے ساتھ رؤف رحیم ہے	۲	۱۴۳
اُس سے مغفرت طلب کرو بیشک وہ غفور رحیم ہے	۲	۱۹۹
رؤف بالعباد	۲	۲۰۷
غفور حلیم ہے	۲	۲۳۵
اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے	۲	۲۴۳
وہ سارے جہان والوں پر فضل و احسان کرنے والا ہے		
ذو فضل علی العالمین	۲	۲۵
وہ تمہارے گناہ بخش دے گا وہ غفور رحیم ہے	۳	۳۰، ۳۱
وہ غفور رحیم ہے	۳	۸۹
اللہ کی مغفرت اور رحمت ہمارے مال سے بہتر ہے	۳	۱۵۷
وہ فضلِ عظیم کا مالک ہے	۳	۱۷۴
جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے وہ غفور رحیم ہے	۳	۱۲۹

	سورت نمبر	آیت نمبر
غفور رحیم ہے	۴	۲۳،۲۵
ولو انھم اذ ظلموا *	۴	۶۴
غفور رحیم ہے	۴	۹۶
" " "	۴	۱۰۰
" " "	۴	۱۰۶
" " "	۴	۱
" " "	۴	۱۲۹
" " "	۴	۱۵۲
وہ عفو قدیر ہے	۴	۱۴۹
اس نے اپنے اوپر رحمت لازم کی ہے	۶	۱۲
تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے	۶	۱۴۷
وہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں دیتا ہے	۶	۱۶۰

تنزیہ باری

	سورت نمبر	آیت نمبر
کسی کو اس کا ند نہ بناؤ	۲	۲۲
مچھر کی مثال دینے سے وہ حیا نہیں کرتا	۲	۲۶
اللہ اپنے بندوں کے عمل سے غافل نہیں	۲	۱۴۴
اللہ تعالیٰ ظالم نہیں	۳	۱۰۸،۱۸۲
کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا	۳	۱۹۵
اللہ تعالیٰ نے کفار کو مسلمانوں پر غلبہ نہیں دیا	۴	۱۴۱ مع حاشیہ
اگر تم شکر کرو تو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا	۴	۱۴۷
آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں ہو یدرک الخ	۶	۱۰۳

اللہ تعالیٰ کن سے محبت کرتا ہے اور ہدایت دیتا ہے

	سورت نمبر	آیت نمبر
جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے	۲	۱۴۲،۲۷۲

	سورت نمبر	آیت نمبر
تواب رحیم ہے	۲	۱۵۹
وہ محسنین سے محبت کرتا ہے	۲	۱۹۵
" " " " " "	۳	۱۳۴،۱۴۸
" " " " " "	۵	۹۳
وہ توابین سے محبت کرتا ہے	۲	۲۲۲
وہ پاکیزہ لوگوں سے محبت کرتا ہے	۲	۲۲۲
اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے	۲	۲۴۹
" " " " " " " "	۳	۱۴۶
وہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے	۳	۱۵۹
وہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے	۳	۷۶
جو اللہ تعالیٰ کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے اسے ہدایت دی جاتی ہے	۳	۱۰
وہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے	۵	۴۲

اللہ تعالیٰ کن سے محبت نہیں کرتا اور ہدایت نہیں دیتا

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا	۲	۲۶
فاسق کون ہیں	۲	۲۷
وہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا	۲،۵	۱۹۰،۸۷
اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا	۲	۲۰۵
اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا	۳	۸۶
" " " " " " "	۲	۲۵۸
وہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا	۲	۲۶۴
وہ ناشکرے بدکار سے محبت نہیں کرتا	۲	۲۷۶
وہ کافروں سے محبت نہیں کرتا	۳	۳۲
وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا	۳	۵۷،۱۴۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ مغرور اور فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا	۴	۳۶
وہ بدکار بددیانت سے محبت نہیں کرتا	۴	۱۰۷
بُری بات برملا کہنے کو پسند نہیں کرتا	۴	۱۴۸
وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا	۶	۴۰
ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا	۶	۱۴۴
متفرق		
اللہ تعالیٰ کا رنگ سب سے زیادہ حسین ہے	۲	۳۸
وہ پیچیدہ احکام سے اپنے بندوں کو آزماتا ہے	۲	۱۴۳
وہ اپنے بندوں کا ایمان ضائع نہیں کرتا	۲	۱۴۳
تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا	۲	۱۵۲
ذکر کی برکت اور ترغیب	۲	۱۵۲ حاشیہ
اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے	۲	۱۵۳
اللہ تعالیٰ مغفرت و فضل کا وعدہ کرتا ہے	۲	۲۶۸
وہ سریع الحساب ہے	۳	۹
رزق کی کمی بیشی اسی کے اختیار میں ہے	۳	۲۷
جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے	۳	۱۳، ۱۲۶، ۱۵۱، ۱۶۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
جو اس کا دامن پکڑے وہی ہدایت پاتا ہے	۳	۱۰۱
شکر گزار بندوں کو جزا دیتا ہے	۳	۱۴۵
دُعا مانگنے کی ترغیب	۴	۳۲ حاشیہ
اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے	۴	۱۲۲
اس کے پاس دُنیا و آخرت کا ثواب ہے	۴	۱۳۴ حاشیہ
وہی ہر قسم کی عزت کا حقدار ہے	۴	۳۹
جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہے اُسے سبل السلام اور نورِ ہدایت سے نوازا جاتا ہے	۵	۱۶ حاشیہ
اللہ تعالیٰ سب سے بڑا گواہ ہے	۶	۹
اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے ہدایت ملتی ہے	۶	۷
وُہی مدبّر ہے	۶	[illegible]
وُہ جس کو ہدایت دیتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے	۶	۱۲۵
وُہ جس کو گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے تنگ کرتا ہے	۶	۱۲۵
اللہ کی دلیل ہی سب سے قوی ہے	۶	۱۴۹

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ا۔ نبوت و رسالت

	سورة نمبر	آیت نمبر
عصمت انبیاء	٢	[illegible] مع حاشیہ
سب رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے	٢	٢٨٥
ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے	٢	١١٩
بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں	٢	٢٥٢
رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت	٢	٢٥٣
بحثی وجوہ فضیلت		
دلیل رسالت	٣	٣
ختم نبوت کی دلیل و تعارف آل عمران		
مباہلہ حضورؐ کی رسالت کی قطعی دلیل	٣	٦١ حاشیہ
حضورؐ کی صاحبزادیاں اور ملاوت بالنفس	٣	٦ حاشیہ
حضورؐ کی رسالت احسان عظیم ہے	٣	١٦٤
حضورؐ تمام انسانیت کے رسول ہیں	٤	٧٩ حاشیہ
اے لوگو یہ رسول حق کے ساتھ تمہاری طرف آگیا	٤	١٧٠
حضورؐ کی بشارت انجیل میں	٥	١٣ حاشیہ
حضورؐ کو تبلیغ قرآن کا حکم اور عصمت کا وعدہ	٥	٦٧ حاشیہ
رسول کا فرض تبلیغ احکام ہے	٥	٩٩
اہل کتاب کو حضورؐ کی صداقت کا یقین تھا	٦	٢٠
حضورؐ کی بعثت کے لیے دعاء خلیل	٢	١٢٩
بعثت نبی کے اغراض	٢	١٢٩ حاشیہ

ب۔ رحمت و خلق عظیم

	سورة نمبر	آیت نمبر
حضورؐ کی تشریف آوری سے اوس و خزرج میں لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی	٣	٩٩
حضورؐ کی بعثت سے اتفاق و محبت	٣	١٠٣
مشورہ کا حکم کیا ہے	٣	١٠٣ حواشی
احد میں رخ انور کا زخمی ہونا اور حضورؐ کا دعا فرمانا	٣	١٢٨ حاشیہ
حضورؐ نے غنیمت میں خیانت کرنے والوں کا جنازہ نہیں پڑھا	٣	١٦١ حاشیہ
کفر میں جلد بازی کرنے والوں سے آپ غمگین نہ ہوں	٣	١٧٦
حضورؐ کی رحمت واسعہ	٣	١٥٩ حاشیہ
فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم		
منافقین سے اعراض کرنے اور تنہائی میں نصیحت کرنے کی تعلیم	٤	٦٣
خائنوں کی طرف سے جھگڑا کرنے کی ممانعت	٤	١٠٥ حاشیہ
استغفار کا حکم	٤	١٠٦، ١٠٧
یہود کی سازش سے حضورؐ کو بچا لینا	٥	١١ حاشیہ
ساری امت پر اللہ تعالیٰ کا احسان		
حضورؐ کو یہود سے عفو و درگزر کرنے کا حکم	٥	١٣
ان کی خواہشات کے اتباع کی ممانعت	٥	٤٨ حاشیہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
حضورؐ کا اللھم اُمتی کہہ کر رونا اور جبریلؑ کا مژدۂ رحمت لانا	۵	۱۱۸ ا حاشیہ
کفار کے ایمان نہ لانے سے حضورؐ کا غمگین ہونا اور اللہ تعالیٰ کا تسلی دینا	۶	۳۳،۳۴ حاشیہ
کفار کی ہدایت یابی کے لیے حضورؐ کی شدتِ حرص کا بیان	۶	۳۵ حواشی
ذکر کرنے والوں کو دُور نہ ہٹانے کی تلقین	۶	۵۲ ا حاشیہ
کسی اجر کی طلب نہیں	۶	۹۰
آپؐ تفرقہ اندازوں سے نہیں	۶	۱۵۹

شانِ مصطفیٰ

	سورت نمبر	آیت نمبر
اذ قال ربک میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضورؐ خلیفۂ اعظم ہیں	۲	۳۰ حواشی
اگر آپؐ نہ ہوتے تو آدمؑ کو بھی پیدا نہ کیا جاتا	۲	۳۷ ا حاشیہ
حضورؐ کی شان کو مت چھپاؤ	۲	۴۲ ا حاشیہ
یہود حضورؐ کے وسیلہ سے فتح طلب کیا کرتے	۲	۸۹
حضورؐ اُمت پر گواہ ہیں گواہی کی تشریح	۲	۱۴۳
اللہ تعالیٰ نے اسے قبلہ بنایا جو آپؐ کو پسند ہے	۲	۱۴۴
اہلِ کتاب حضورؐ کو خوب پہچانتے ہیں	۲	۱۴۶
مکی مدنی تقلبِ وجہ میں حضورؐ کی شان	۲	۱۴۴
حضورؐ کی بعثت کے مقاصد	۲	۱۵۱
یعلمکم کو آخر رکھنے کی حکمت	۲	۵
حضورؐ کے بال کی برکت سے حضرت خالدؓ کو فتح نصیب ہوتی	۲	۲۴۸ ا حاشیہ
حضورؐ کے درجات کو بلند فرمایا	۲	۲۵۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
حضورؐ کی اطاعت خدا کا محبوب بنا دیتی ہے	۳	۳۱ مع حاشیہ
حضورؐ کا مرتبہ مقامِ اصطفیٰ سے بلند تر ہے	۳	۳۳ مع حاشیہ
حضورؐ اور حضورؐ کے پیروکار حضرت خلیلؑ کے جائز وارث ہیں	۳	۶۸
تمام انبیاء سے حضورؐ پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا وعدہ لیا گیا	۳	۸۱ ا حاشیہ
حضورؐ اور حضورؐ کی امت کا تمام کتب اور انبیاء پر ایمان	۳	۸۴
شجاعت و استقامتِ نبویؐ	۳	۱۵۲ ا حاشیہ
اللہ تعالیٰ اپنے محبوبؐ سے خطا کاروں کی سفارش فرماتا ہے	۳	۱۵۹ ا حاشیہ
نادانوں کے ساتھ آپؐ کا رویہ	۳	۲۰
حضورؐ کی بعثت اللہ تعالیٰ کا احسان	۳	۱۶۴
جو گنہگار آپؐ کے پاس آئے گا بخشا جائے گا (ولو انھم اذ ظلموا) الآیۃ	۴	۶۴ ا حاشیہ
سب انبیاء حضورؐ سے فیضیاب ہیں	۴	۴۱ ا حاشیہ
حبیب کا مقام خلیل سے بلند	۴	۱۲۵ ا حاشیہ
حضورؐ اللہ تعالیٰ کی برہان ہیں	۴	۱۷۵
حضورؐ کی بشارت انجیلوں میں	۵	۴۰ حاشیہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا	۵	۱۵ ا حاشیہ
قرآن سابقہ کتب کا مہیمن اور مصدق ہے	۵	۴۸ ا حاشیہ
حضورؐ سے بے فائدہ سوالات کرنے کی ممانعت	۵	۱۰ ا حاشیہ
اطاعت و محبت کے میدان میں بزمِ الست سب سے پہلے قدم رکھنے والے حضورؐ تھے	۶	۱۶۳،۱۶۴ حواشی

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ تخلیق سے پہلے ہی کنت نبیا و آدم بہ	۲	۱۴۳
وید بہ الٰہی	۲	۲۰
اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حضور کو بھی حاصل ہوا	۴	۱۶۴ حاشیہ

حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم مبارک

	سورت نمبر	آیت نمبر
حروف مقطعات کا علم	۲	۱
وعلم آدم الاسمٰی ، کلہا سے حضور کے علم کا اندازہ کرو	۲	۳۱ حاشیہ
یعلمکم میں فعل کی تکرار کی حکمت	۲	۱۵۱
حضور کا اُمت پر گواہ ہونا	۲	۱۴۳ مع حاشیہ
	۴	۴۱
چاند کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق سوال اور اس کا جواب	۲	۱۸۹ مع حاشیہ
متشابہات کا علم حضور کو بذریعہ وحی دیا گیا	۳	۷
غیب بذریعہ وحی بتایا جاتا ہے	۳	۴۴
حضور کو مشورہ کرنے کا حکم اور اس کی حکمت	۳	۱۵۹
حضور کو علم غیب سکھایا گیا	۳	۷۹
علم خداداد	۳	۱۶۱
اس قوم کا کیا حال ہوگا جو میرے علم پر طعنہ زنی کرتی ہے	۳	۱۷۹ حاشیہ
حضور کو احکام شرعیہ کا یقینی علم عطا فرمایا گیا	۴	۱۰۵ مع حاشیہ
طعمہ کی چوری کا واقعہ	۴	۱۰۵
جس چیز کا علم حضور کو پہلے نہیں تھا اس کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا	۴	۱۱۳ مع حاشیہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
جن انبیاء و رسل کا قرآن میں ذکر نہیں حضور کو ان کا بھی علم تھا	۴	۱۶۴ حاشیہ
علماء یہود کا اس خیال سے حضور کو غلط کہنا کہ آپ بشر ہی تو ہیں اور ناکام ہوتا	۵	۱۹ حاشیہ

حضور کی اطاعت

	سورت نمبر	آیت نمبر
حکمت سے مراد سنت نبوی ہے	۲	۱۲۹
تحویل قبلہ اور صحابہ کی شانِ اطاعت	۲	۱۴۳
رسول کا اتباع محبتِ الٰہی کی نشانی اور مغفرت کا باعث ہے	۳	۳۱ مع حاشیہ
اطاعتِ رسول کا حکم	۳	۳۲
اطاعت خدا اور اطاعتِ رسول	۳	۱۳۲
فتنہ انکارِ سنت کا رد	۴	۵۹ حاشیہ
جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا	۴	۱۳
جو نافرمانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا	۴	۱۴
قیامت کے دن رسول کے نافرمانوں کی حالت	۴	۴۲
رسول اس لیے بھیجے جاتے ہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے	۴	۶۴ مع حاشیہ
تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں جب تک تیرا فیصلہ نہ مانیں (اطاعتِ رسول)	۴	۶۵
اطاعتِ رسول کی برکت سے ہدایت نصیب ہوگی	۴	۶۸ حاشیہ
اللہ اور رسول کے مطیع ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر انعام ہوا	۴	۶۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اطاعتِ رسول	۴	۵۹
جو رسول کا مطیع ہے وہی اللہ تعالےٰ کا مطیع ہے	۴	۸۰
حضورؐ کی نافرمانی کا نتیجہ توفیقِ الٰہی سے محرومی ہے	۴	۱۱۵ مع حاشیہ
اجماعِ امت کی خلاف ورزی کا انجام	۴	۱۱۵
اطاعتِ رسول کا حکم اور نافرمانی کی ممانعت	۵	۹۲
میری اطاعت کرو ورنہ راہِ حق سے بھٹک جاؤ گے	۶	۱۵۳ حاشیہ
جو دین میں تفرقہ ڈالتے ہیں آپ کا ان سے کوئی واسطہ نہیں (کانوا شیعاً)	۶	۱۵۹

حضورؐ کی تعظیم و تکریم

حضورؐ کو رٰعِنا مت کہو بلکہ اُنْظُرْنَا عرض کرو	۲	۱۰۴
یہود کی طرح میرے حبیب سے الٹے سیدھے سوال مت پوچھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے	۲	۱۰۸
بارگاہِ رسالت میں یہود کی بے ادبیاں	۴	۴۶
اس گستاخی کے باعث وہ ایمان سے محروم کر دیئے گئے	۴	۴۶
یہود کی دل آزاری اور اللہ تعالیٰ کی دلجوئی	۵	۴۰
حضورؐ سے بے فائدہ سوالات کی ممانعت	۵	۱۰۱ حاشیہ

اظہارِ عبودیت

اگر آپ ان کی اہواء کی پیروی کریں گے تو	۲	۱۴۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضورؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں کیا ان کے انتقال کے بعد تم دین چھوڑ دو گے	۳	۱۴۴ حاشیہ
استغفار کا حکم	۴	۱۰۵
میں سب سے پہلے سر جھکانے والا ہوں	۶	۱۴، ۱۶۳
مجھے اپنے رب کی نافرمانی سے سخت ڈر لگتا ہے	۶	۱۵
میں جھوٹے خداؤں کی خدائی کی گواہی ہرگز نہیں دیتا	۶	۹
کفار کی ہدایت پذیری پر حضورؐ کی شدتِ حرص	۶	۳۵ حاشیہ
میں اس بات کا دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں	۶	۵۰ حاشیہ
مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کروں	۶	۵۶
آپ کہیے اللہ اور کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے	۶	۹۱
مجھے میرے رب نے ہدایت دی ہے	۶	۱۶۱
میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت سب اللہ تعالےٰ کے لیے ہیں	۶	۱۶۲
اللہ تعالیٰ کے سوا میں کسی کو اپنا رب نہیں مانتا	۶	۶۴

اسلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اسلام نے انسان کی تقسیم قومیت و وطنیت کی بنیاد پر نہیں کی بلکہ نیکی و بدی کو اساس بنایا ہے	۲	۸ ۸۲
جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دیا اُسے نہ خوف نہ حزن	۲	۱۱۲
شہیدوں کو مُردہ مت کہو وہ زندۂ جاوید ہیں	۲	۱۵۴
طرح طرح کی تکلیفوں سے بندے کو آزمایا جاتا ہے صابر جیت جاتے ہیں	۲	۱۵۵
اسلام کے نزدیک نیکی اور صالحیت کا معیار	۲	۱۷۷
اسلام کو مکمل طور پر قبول کرو	۲	۲۰۸
دین میں اکراہ نہیں	۲	۲۵۶
اطمینانِ قلب کے لیے سوال کرنے کی اجازت	۲	۲۶۰
اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین فقط اسلام ہے	۳	۹
مبلغین اسلام کی ایک جماعت	۳	۱۰۴
ہر حال میں سچی گواہی دینے اور انصاف کرنے کا حکم	۴	۱۲۵، ۵
	״	۸
دین میں اختلافات کا آغاز	۲	۲۱۳
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳	۹
اسلام خدائی دین ہے	۳	۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اسلام سب انبیاء کا دین ہے	۳	۹
اسلام قبول کرنے میں سب کا بھلا ہے	۳	۲۰
اسلام کو چھوڑنا بڑی نادانی ہے	۳	۸۳
اسلام کے بغیر کوئی دین قبول نہیں	۳	۸۵
انسانیت کو متحد کرنے والا دین	۳	۸۵ حاشیہ
اسلام کی اشاعت کے لیے مبلغین کی تیاری	۳	۱۰۴
اسلام دینِ محبت ہے	۳	۱۱۹
توکل کا اسلامی مفہوم	۳	۱۲۲
وعدہ شکنی کی مذمت اور اس کی سزا	۳	۷۷
ہر حال میں سچی گواہی دو اور انصاف کرو	۵	۸
دشمنوں پر زیادتی کی ممانعت	۵	۲
ایفاءِ عہد کا حکم	۵	۱
شعائر اللہ کی عزت کو ملحوظ رکھنے کا حکم	۵	۲
نیکی پر تعاون کا حکم	۵	۲
تکمیلِ دین کی بشارت	۵	۳
اسلام اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے	۶	۱۲۶
ان صلاتی ونسکی (الآیۃ)	۶	۱۶۲
اطاعت احکامِ الٰہی سے اور تقویٰ سے تنگ دستی نہیں بلکہ فراخی ہے	۵	۶۶

انبیاء علیہم السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
رسولوں کو رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی	۲	۲۵۳
انبیاء کرام کو سب عالمین سے چنا گیا ہے	۳	۳۳
انبیاء کسی کو اپنا بندہ نہیں بناتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بناتے ہیں	۳	۷۹، ۸۰
بعثت انبیاء کا مقصد	۴	۱۶۵
تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے	۴	۱۵۰، ۱۵۱
وحی کی حقیقت	۴	۱۶۳ حاشیہ
بعثت انبیاء کا مقصد	۶	۴۸
قیامت کے دن انبیاء کا لا علم لنا کہنا	۵	۱۰۹
نبیوں کے دشمن جنوں اور انسانوں میں سے بنائے گئے ہیں	۶	۱۱۲
اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس کو رسالت دی جائے	۶	۱۲۴
جن و انس کی طرف انبیاء مبعوث فرمائے گئے	۶	۱۳۰
آدم علیہ السلام		
تخلیق آدم کا واقعہ	۲	۳۰
فرشتوں کی گزارش	۲	۳۰
حضرت آدم کے علوم	۲	۳۱
فرشتے بھی دم بخود	۲	۳۱، ۳۲
فرشتوں کو حکم کہ آدم کو سجدہ کرو	۲	۳۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آدم کی رہائش جنت میں	۲	۳۵
درخت کے قریب جانے سے ممانعت	۲	۳۵
شیطان نے پھسلا دیا اور پھر آدم کی توبہ	۲	۳۶، ۳۷
حضور کے وسیلے سے توبہ کی قبولیت	۲	۳۷ حاشیہ
ہابیل اور قابیل کا قصہ	۵	۲۷ تا ۳۱ حواشی
ابراہیم علیہ السلام		
آپ کی آزمائش کامیابی اور مرتبہ امامت پر فائز ہوئے	۲	۱۲۴
آپ کے حالات	۲	۱۲۴ حاشیہ
نیک اولاد ہی اپنے اسلاف کی نیک نامی کی حقدار ہے	۲	۱۲۴
مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ	۲	۱۲۵
میرے گھر کو صاف ستھرا رکھو	۲	۱۲۵
مکہ کے لیے آپ کی دعا	۲	۱۲۶
تعمیر کعبہ کی تکمیل کے وقت آپ کی دعائیں ہماری اس محنت کو قبول فرمائیں اور ہماری اولاد کو مسلمان بنائے رکھ اور ایک رسول عظیم کے لیے دعا	۲	۱۲۷ تا ۱۲۹
ملت ابراہیم کو صرف احمق لوگ قبول نہیں [illegible] کرتے ہیں	۲	۱۳۰
حکم الٰہی مسلم ہو جاؤ عرض کی اسلمت لرب العالمین	۲	۱۳۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اپنی اولاد کو وصیت	۲	۱۳۲
اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کا نمرود سے مکالمہ	۲	۲۵۸
آپ کا سوال، تو کس طرح مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور اس کا جواب	۲	۲۶
آپ نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ سچے مسلم	۳	۶۷
آپ کے صحیح جانشین	۳	۶۸
آلِ ابراہیم کو کتاب، حکمت اور ملکِ عظیم عطا فرمایا گیا	۴	۵۴
آپ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں	۴	۱۲۵
آپ کی آزر کو نصیحت	۶	۷۴
کیا آزر آپ کے والد کا نام ہے	۶	۷۴ حاشیہ
ملکوت السموات والارض کا مشاہدہ	۶	۷۵
ستارے، چاند اور سورج کی الوہیت کا ابطال	۶	۷۶ تا ۷۸ مع حاشیہ
آپ کے شہر اُر کے سیاسی، تمدنی اور مذہبی حالات	۶	۷۶ حاشیہ
آپ کا اعلانِ توحید	۶	۷۹
قوم کے ساتھ آپ کا مناظرہ	۶	۸۰، ۸۱
ابراہیمی حجت	۶	۸۳
آپ کو نیک اولاد کا عطیہ	۶	۸۴

عیسیٰ علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت عیسیٰ کو بیّنات عطا فرمائے اور روح القدس سے مؤید فرمایا	۲	۲۵۳
آپ کی الوہیت کی نفی	۳	۶ ۵۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت مریم کی والدہ کی نذر	۳	۳۶
مریم کی شان	۳	۴۲
آپ صدیقہ تھیں	۵	۷۵
آپ کو حضرت عیسیٰ کی بشارت	۳	۴۵
انہیں "کلمۃ منہ" کہنے کی وجہ	۳	۴۵
عیسیٰ بن مریم کہنے کی وجہ	۳	۴۵ حاشیہ
اس بات پر مریم کا تعجب اور اس کا ازالہ	۳	۴۷ حاشیہ
مسیح صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے	۳	۴۹
اس کی تائید انجیل سے حاشیہ آیت مذکورہ		
آپ کے معجزات	۳	۴۹
معجزات کے انکار کی وجہ اور اس کا رد		حاشیہ آیت مذکورہ
اظہارِ معجزات کے بعد اپنی بندگی اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعلان	۳	۵۰
عیسائیوں کو دعوتِ مباہلہ	۳	۶۱
مشترکہ اصولوں پر عیسائیوں کو ایمان لانے کی دعوت	۳	۶۴
کسی کو رب بنانے کا مقصد	۳	۶۴ حاشیہ
"انی متوفیک" کی وضاحت	۳	۵۵
حضرت مسیح کی وفات پر استدلال اور	۳	۴۴
اس کا رد	۵	۱۱۷
قتل و صلب کی نفی اور رفع سماوی کا ثبوت	۴	۱۵۸
حضرت مسیح کی وفات سے پہلے تمام اہلِ کتاب آپ پر ایمان لائیں گے	۴	۱۵۹ حاشیہ
اہلِ کتاب کو حد سے تجاوز کرنے کی ممانعت	۴	۱۷۱ حاشیہ
آپ رسول اللہ، کلمۃ اللہ اور روح منہ ہیں	۴	۱۷۱ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
عقیدہ تثلیث سے باز رہنے کا حکم اور توحید کا واضح بیان	۴	۱۷۱ حواشی
عقیدہ تثلیث کی وضاحت اس کا ماخذ اور اس کا بطلان	۴	۱۷۱ حاشیہ
انجیل کی آیت میں توحید خالص کا بیان	۴	[illegible]
اللہ تعالیٰ کا بندہ بننا مسیح کے لیے باعث عار نہیں	۴	۱۷۲
جو بندگی کو عار سمجھے اس کے لیے عذاب الیم	۴	۱۷۳
مقام عبدیت سب سے افضل مقام ہے	۴	۱۷۲
حضرت مریم صدیقہ تھیں	۵	۷۵
حضرت مسیح کی وفات پر استدلال اور اس کا جواب	۵	۱۱۷ حاشیہ
عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا اعتقاد اور اس کا بطلان	۵	۱۷، ۷۲ تا ۷۵ حواشی
یہ عقیدہ کیونکر عیسائیت کا جزو بنا نیقیہ، ایفسس اور قسطنطنیہ کی کونسلوں کے اجلاس بابت عقیدہ پر مرتب ہونے والے نتائج کا مفصل بیان	۵	۷۲ حاشیہ
آپ پر اللہ تعالیٰ کے گوناگوں انعامات کا ذکر اور معجزات کا بیان	۵	۱۱۰
من و سلویٰ کا مطالبہ اور آپ کا جواب	۵	۱۱۲ تا ۱۱۴
آپ نے لوگوں کو یہ نہیں کہا تھا کہ انھیں اور ان کی ماں کو خدا بنائیں	۵	۱۱۶، ۱۱۷

موسیٰ علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
فرعون کی غرقابی، آپ کی نجات	۲	۵۰
حضرت موسیٰ کا طور پر جانا اور چالیس رات ٹھہرنا	۲	۵۱
آل فرعون کا بنی اسرائیل کو گوناگوں سزائیں دینا	۲	۴۹
آپ کی غیر موجودگی میں بنی اسرائیل کا بچھڑا بنانا اور اس کی پوجا کرنا	۲	۵۴
تیہ کے صحرا میں بارہ چشموں کا جاری ہونا بیت المقدس میں داخل ہونے کا حکم ان کا انکار اور اس کی سزا	۲	۶۰
آپ کا بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم	۲	۶۷ تا ۷۳
بنی اسرائیل پر احسانات	۵	۲۰
جو کتاب آپ پر نازل ہوئی وہ نور اور ہدایت	۶	۹۱، ۹۲

داؤد و سلیمان علیہما السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ نے جالوت کو قتل کر دیا	۲	۲۵۱
اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملک، حکمت اور علم بخشا	۲	۲۵۱
سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطان لوگوں کو سحر سکھایا کرتے	۲	۱۰۲
سحر کی حقیقت		حاشیہ آیت مذکورہ
ہاروت ماروت کا واقعہ	۲	۱۰۲ حاشیہ
آپ پر بائبل کا الزام اور اس کا رد	۲	۱۰۲ حاشیہ

زکریا علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت زکریا کی دعا اس کی قبولیت اور بشارت	۳	۳۸ تا ۴۱

حضرت یعقوب علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ کی اپنے بیٹوں کو وصیت	۲	۱۳۳

مختلف انبیاء

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
متعدد انبیاء کے اسماء گرامی اور ان کی عزت افزائی	۶	۸۴ تا ۹۰

انسان اور اس کی عظمت کا قرآنی تصور

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
زمین کی ہر چیز تمہارے لیے پیدا فرمائی	۲	۲۹	آزمائش و تکلیف کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد	۲	۲۱۴
انسان زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے	۲، ۶	۳۰، ۱۶۵	اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے عورتوں بیٹوں اور دیگر اسباب کی محبت کو آراستہ کر دیا ہے	۳	۱۴
فرشتوں کو حکم کہ آدم کو سجدہ کرو	۲	۳۴	انسان کی حقیقی منزل رضاء الٰہی ہے	۳	۵
انسان کو منصب خلافت پر فائز کرنے کی وجہ	۲	۳۱ حاشیہ	علماء کو توحید کا گواہ بنا کر ان کی عزت افزائی	۳	۱۸
آدم کے علوم کے سامنے فرشتوں نے بھی اعتراف عجز کیا	۲	۳۲	ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے	۲	۳۹، ۱۴۰
نجات کا انحصار نسب اور قومیت پر نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح پر ہے	۲	۶۲، ۸۰	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴	۶۴
نیک انسان کی صفات	۲	۱۷۷	سارے انسان ایک باپ کی اولاد ہیں	۴	
سارے انسان ایک امت تھے باہمی حسد کے باعث گروہوں میں بٹ گئے	۲	۲۱۳	انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے	۴	۲۸

اوامر

	سورت نمبر	آیت نمبر
اپنے رب کی عبادت کرو	۲	۲۱
تم میرا وعدہ پورا کرو میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا	۲	۴۰
صرف مجھ سے ڈرو	۲	۴۰
صبر اور نماز سے استعانت کا حکم	۲	۴۵، ۱۵۳،
عفو و درگزر کا حکم	۲	۱۰۹
نیکیوں میں سبقت سے جاؤ	۲، ۳	۱۴۸، ۱۳۳
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵	۴۸
لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو	۲	۱۵۰
تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا	۲	۱۵۲
پاکیزہ رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو	۲	۱۷۲
بھلائی کرو	۲	۱۹۵
اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھو	۲	۲۳۱
اللہ تعالیٰ سے ڈرو	۲	۲۲۳، ۲۳۳
اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بن جاؤ	۲	۲۳۸
نماز کی پابندی کرو	۲	۲۳۸
مصائب میں صبر اور تقویٰ	۳	۱۲۰، ۱۲۵ مع حواشی
تقویٰ اختیار کرنے کا حکم	۳، ۴	۱۰۲، ۱
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵	۸، ۳۵
اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور اختلاف نہ کرو	۳	۱۰۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
دعوت و ارشاد کے لیے تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے	۳	۱۰۴
اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور وسیع جنت کی طرف جلدی کرو	۳	۱۳۳
صبر اور تقویٰ بڑے حوصلے کا کام ہے	۳	۱۸۶
اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ	۲	۲۰۸
اموالِ یتامیٰ میں گڑبڑ نہ کرو	۴	۲
عبادتِ الٰہی کا حکم	۴	۳۶ مع حاشیہ
حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مفصل ذکر	۴	۳۶ حاشیہ
عدل کرو	۴	۵۸، ۱۳۵
اچھی سفارش اور بری سفارش	۴	۸۵ مع حاشیہ
سلام دینے کا حکم اور طریقہ	۴	۸۶
سرگوشی صرف مفید باتوں میں ہونی چاہیے	۴	۱۱۴
اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور مجاہدہ کرو	۵	۳۵
پیرو مرشد وسیلہ ہے	۵	۳۵ حاشیہ
سیاحت کا حکم اور اس کا مقصد	۶	[illegible] حاشیہ
بری صحبت سے اجتناب کا حکم	۶	۶۸
دین کو لہو و لعب سمجھنے والوں سے قطع تعلق کا حکم	۶	۷۰
ظاہری باطنی گناہ ترک کرنے کا حکم	۶	۱۲۰

بنی اسرائیل

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مجھ سے ہی ڈرو	۲	۴۰
اسلام کا انکار مت کرو	۲	۴
آیاتِ الٰہی کو مت بیچو	۲	۴۱
حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ	۲	۴۲
جان بوجھ کر حق کو مت چھپاؤ	۲	۴۲
نماز زکوٰۃ کا حکم	۲	۴۳
لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود نیکی نہیں کرتے ہو	۲	۴۴
قیامت سے ڈرنے کا حکم	۲	۴۸
من وسلویٰ کے بجائے ترکاری گندم کا مطالبہ	۲	۶۱
ان پر ذلت و مسکنت مسلط کر دی گئی	۲	۶
انبیاء کو ناحق قتل کرتے	۲	۶۱ حاشیہ
ان سے اتباعِ تورات کا پختہ وعدہ اور طور کا ان پر آویزاں کرنا، کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم پھر وعدہ شکنی	۲	۶۳، ۶۴
ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت	۲	۷۴
ان کا زعمِ باطل کہ انہیں آگ نہیں چھوئے گی مگر چند دن	۲	۸۰
ان کے ان پڑھوں کی خوش فہمیاں	۲	۷۸
اللہ تعالیٰ کی عبادت، والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں سے احسان کا حکم	۲	۸۳، ۸۴
اچھی باتوں کا حکم، نماز، زکوٰۃ کا حکم اور دیگر احکام	۲	۸۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
لیکن ان کی سرتابی	۲	۸۵
ان کے ہاں انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہا	۲	۸۷
پہلے موسیٰ پھر عیسیٰ تشریف لائے	۲	۸۷
وہ کہتے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھا ہے	۲	۸۸

ان پر انعاماتِ خداوندی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بنی اسرائیل کو انعاماتِ خداوندی یاد کرنے کا حکم	۲	۴۰، ۱۲۲
بنی اسرائیل کو عالمین پر فضیلت	۲	۴۷، ۱۲۲
فرعون کا عذاب اور اس سے نجات	۲	۴۹
وہ کیوں ان کے بچوں کو قتل کرتا تھا	۲	حاشیہ آیت مذکورہ
سمندر کا پایاب ہونا	۲	۵۰
میدانِ تیہ میں بادل کا سائبان	۲	۵۷
من وسلویٰ کا نزول	۲	۵۷
پتھر سے بارہ چشموں کا جاری ہونا	۲	۶۰
ان کا بچھڑے کو معبود بنانا پھر ان کی توبہ کا قبول ہونا	۲	۵۱، ۵۲، ۵۴
اس معاہدہ کی تفصیل جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا	۲	۸۳
بنی اسرائیل کا اپنے نبی سے بادشاہ مقرر کرنے کا مطالبہ، طالوت کا قصہ بالتفصیل، طالوت کے تقرر پر بنی اسرائیل کا اعتراض	۲	۲۴۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بنی اسرائیل کا اعتراض	۲	۲۴۷
تابوت سکینہ کا حلیہ	۲	۲۴۸
اس میں کیا کیا تھا	۲	۲۴۸ حاشیہ
تورات کی حفاظت کے ذمہ دار ان کے انبیاء وعلماء بنائے گئے	۵	۴۴
اگر یہ تورات وانجیل پر عمل کرتے تو خزانوں کے منہ ان کے لیے کھول دیے جاتے	۵	۶۶
طاعت الٰہی سے تنگ دستی نہیں بلکہ فراخی آتی ہے	۵	حاشیہ آیت ۶۶

ان کا دفتر عمل

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور خود نیکی سے دور بھاگتے	۲	۴۴
انبیاء کو ناحق قتل کرتے	۲	۶۱ حاشیہ ۹۱، ۹۲ حاشیہ
من وسلویٰ کے بجائے ترکاری، گندم وپیاز کا مطالبہ	۲	۶۱
ان پر ذلت ومسکنت مسلط کر دی گئی	۲	۶۱
ان کی وعدہ شکنی، یوم سبت کی خلاف ورزی	۲	۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶
ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت	۲	۷۴
وہ بعض کتاب کو مانتے اور بعض کو نہیں مانتے	۲	۸۵
انھوں نے آخرت کو دنیا کے عوض فروخت کر دیا	۲	۸۶
رسولوں کی جو بات پسند نہ آئی رد کر دی	۲	۸۷

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بعض کو جھٹلایا بعض کو قتل کیا	۲	۸۷
وہ کہتے ہم صرف اپنی کتاب پر ایمان لائیں گے دوسری آسمانی کتابوں پر ایمان نہیں لائیں گے	۲	۹۱
دیدار الٰہی کا مطالبہ اور اس کا انجام	۲	۵۵، ۵۶
ان کا یہ زعم کہ آخرت صرف ان کی ہے اور اس کا رد	۲	۹۴، ۹۵، ۹۶
بعض اہل کتاب اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیتے	۲	۱۰۱
وہ سحر کی پیروی کرتے ہیں	۲	۱۰۲
اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو بہتر ثواب پاتے	۲	۱۰۳
اہل کتاب ازراہ حسد تمھیں مرتد کرنے کے خواہاں ہیں	۲	۱۰۹
ان کا زعم کہ یہود ونصاریٰ کے بغیر جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا اس کی تردید	۲	۱۱۱
نصاریٰ اور یہود ایک دوسرے کو گمراہ کہتے	۲	۱۱۳
وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے ہیں	۲	۱۱۶
یہود ونصاریٰ تم سے کبھی خوش نہ ہوں گے	۲	۱۲۰
جو ان کی خواہشات کا اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہیں کرے گا	۲	۱۲۰
وہ کہتے ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام سب یہودی تھے یا نصاریٰ	۲، ۳	۱۴۰، ۶۵ تا ۶۷
آپ دلیلوں کے انبار لگا دیں یہ نہیں مانیں گے	۲	۱۴۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جو اللہ کی آیات کو چھپاتے ہیں وہ ملعون ہیں	۲	۵۹
عمالقہ اور بنی اسرائیل کی جنگ کا مفصل تذکرہ	۲	۲۴۴
بنی اسرائیل نے اللہ کی نعمت کو بدل دیا	۲	۲۱۱
طالوت کی تقرری پر ان کا اعتراض اور اس کا رد	۲	۲۴۷
نہر سے ان کی آزمائش اور ان کی ناکامی	۲	۲۴۹
جالوت سے جنگ کرتے ہیں بزدلی کا مظاہرہ	۲	۲۵۰
یہود کے اطوار کفر بالآیات و انبیاء و مستحقین کا قتل ان کی سزا ان کو ان کے غلط معتقدات نے گمراہ کر دیا	۳	۲۱ تا ۲۵ ۹۰، ۹۱
	۵	۷۸ مع حاشیہ
ان کے کرتوت اور سزا، ہدایت سے محرومی	۴	۵۵ تا ۱۵۸
غلو کرنے اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے کی ممانعت	۵	۷۷
طویل زندگی کے بڑے دلدادہ ہیں	۲	۹۶
یہ دانستہ حق کو باطل سے ملاتے ہیں	۳	۷۱
بعض اہل کتاب بددیانت ہیں اور بعض دیانت دار	۳	۷۵، ۱۱۳، ۱۱۴ ۹۹، ۱۰۰
ان کی بدمعاملگی کی اصل وجہ ان کا یہ نظریہ ہے کہ ان امیوں کے متعلق ان سے باز پرس نہیں ہوگی	۳	۷۵
آیات الٰہی میں تحریف ان کا شیوہ ہے	۳	۷۸
نہ خود ہدایت قبول کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو قبول کرنے دیتے ہیں	۳	۹۸، ۹۹
یہود کی گستاخی "اللہ فقیر ہے اور ہم غنی"	۳	۱۸۱
دوسری گستاخی صفت ید میں	۵	۶۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آیات الٰہی کو پس پشت ڈال دیا	۳	۱۸۷
جو صفات ان میں نہیں پائی جاتیں ان سے توصیف کو بہت پسند کرتے	۳	۱۸۸
ان کی بدعملی و بدفکری کا بیان	۴، ۵	۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲
ان کا دعویٰ پارسائی	۴	۴۹
ان پر لعنت کی وجہ	۴	۵۵
. . .	۵	۷۸، ۷۹، ۱۳
عہد شکنی کے باعث ان میں عداوت و بغض پیدا ہو گیا	۵	۱۴، ۶۴
ابناء اللہ ہونے کا دعویٰ اور اس کا رد ابن کی تشریح	۵	۱۸ مع حاشیہ
موسیٰ علیہ السلام کا ان کو ارض مقدس میں داخل ہونے کا حکم دینا اور ان کا انکار	۵	۲۰ تا ۲۶ حواشی
یہود کی دلآزاریوں اور کرتوتوں کا تذکرہ	۵	۴۱، ۴۲
جب کوئی رسول ان کی خواہش کے خلاف احکام لاتا تو اسے قتل کر دیتے اور اذیت دیتے	۵	۷۰
اس کا نتیجہ یہ کہ وہ بہرے اور اندھے ہو گئے	۵	۷۱
ذبح بقرہ کا حکم اور ان کی حجت بازیاں	۲	۶۷ تا ۷۱
حضور کی آمد سے پہلے حضور کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے جب آپ آئے تو انکار کرنے لگے	۲	۸۹
اسرائیلی ریاست	۳	۱۱۲ حاشیہ

ان کے حملے اور ان کا طریقۂ کار

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
تحریف آیات ان کا معمول تھا	۲	۷۵
. . . . . .	۳	۷۸

	سورت نمبر	آیت نمبر
تحریف کرنے والوں کے لیے بربادی ہے	۲	۷۹
یہ حق کو چھپاتے ہیں	۲	۴۶
یہ دانستہ حق کو باطل سے ملاتے ہیں	۳	۷۱
ان کا مشرکین مکہ کو مسلمانوں سے زیادہ ہدایت یافتہ کہنا	۴	۵۲،۵۱
معقول دو حضرت موسیٰ سے بنی اسرائیل کا مطالبہ	۴	۱۵۳
ان کے علماء و مشائخ انہیں بُرائیوں اور حرام خوریوں سے کیوں نہیں روکتے	۵	۶۳
بُرائی سے نہیں روکتے تھے	۵	۷۹ حاشیہ
بعض نصاریٰ قرآن سن کر بیدار ہو جاتے	۵	۸۴،۸۳

اسلام کے خلاف اُن کی سازشیں اور اسلام کو قبول کرنے کی دعوت

	سورت نمبر	آیت نمبر
یہود حسد کے مارے اسلام کو قبول نہیں کرتے	۲	۹۰، ۱۰۵، ۱۰۹
یہود کا یہ کہنا غلط ہے کہ وہ صرف اپنی کتاب اور صحیفوں پر ایمان لاتے ہیں	۲	۹۰، ۹۱
چونکہ قرآن جبرئیل لے کر آتا ہے اس لیے ہم نہیں مانتے	۲	۹۷ مع حاشیہ
جب تک مسلمان اپنے دین کو نہ چھوڑیں یہود و نصاریٰ اُن پر خوش نہیں ہوں گے	۲	۱۲۰
یہ مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں	۳	۶۹
یہ دانستہ اسلام کا انکار کرتے ہیں	۳	۷۰
مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی خطرناک سازش	۳	۷۲، ۷۳
مسلمانوں میں لڑائی کرانے کی کوشش اور ناکامی	۳	۱۰۰
ان کی بھلائی اسلام قبول کرنے میں ہی تھی	۳	۱۱۰
ان کا مسلمانوں سے حسد اور عناد	۳	۱۱۹، ۱۲۰
ان کے ایمان نہ لانے کا ایک اور عذر اور اس کا رد	۳	۱۸۳
ان کا ایک مطالبہ اور اس کا رد	۴	۵۳
مسلمانوں سے یہود کی ناراضگی کی کیا وجہ ہے	۵	۵۹ حاشیہ
خدا کے نزدیک بُرا کون ہے	۵	۶۰ حاشیہ
مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہودی اور مشرک ہیں	۵	۸۲ حاشیہ
عیسائی مسلمانوں سے نسبتاً محبت کرتے ہیں	۵	۸۲

جبر و قدر

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جبر و قدر کی بحث	۲	۲ حاشیہ
کفار کے دلوں پر مہر، کانوں پر پردہ	۲	۷، ۶
. . . .	۴	۱۵۵
بنی اسرائیل کیوں مغضوب ہے	۲	۶۱
. . . . .	۳	۸۲
. . . . .	۴	۱۵۵
. . . . .	۵	۱۳ مع حاشیہ
قرآن سے کون گمراہ ہوتے ہیں	۲	۲۶
ہم ظلم نہیں کرتے وہ اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں	۲	۵۷
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ باہم نہ جھگڑتے	۲	۲۵۳ حاشیہ
دین میں اکراہ نہیں	۲	۲۵۶ حاشیہ
دو قوموں کو ان کے گناہوں کے باعث سزا ملی	۳	۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جو نعمتِ خداوندی کو بدل دیتا ہے وہ عذاب میں گرفتار ہوتا ہے	۲	۲ حاشیہ
احد کی ہزیمت اپنی فروگزاشت کا نتیجہ تھی	۳	۱۶۵
انسان کو اس کی طاقت کے مطابق تکلیف دی جاتی ہے	۲	۲۸۶
تم جہاں بھی ہو موت آئے گی	۴	۷۸
اچھائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور برائی اپنی طرف سے	۴	۷۹
اس نسبت کی وجہ	۴	۷۹ حاشیہ
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے	۶	۱۰۷
. . . .	〃	۱۴۸
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ یہ نہ کرتے	۶	۱۳۷
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ہدایت دے دیتا	۶	۱۴۹

جہاد

	سورت نمبر	آیت نمبر		سورت نمبر	آیت نمبر
جہاد کا اذن	۲	۱۹۰	اللہ تعالیٰ کے اذن سے چھوٹی جماعت کثیر پر غالب آتی ہے	۲	۲۴۹
زیادتی کی ممانعت	۲	۱۹۰			
کفار کے قتل کی اجازت	۲	۱۹۱	طاقت کے توازن کی حکمت	۲	۲۵۱
فتنہ بازی قتل سے بھی سخت ہے	۲	۱۹۱، ۲۱۷	نظریۂ جہاد	۲	۲۵۶ مع حاشیہ
مسجد حرام کے قریب لڑائی منع ہے	۲	۱۹۱	مالی جہاد کی ترغیب اور فضیلت	۲	۲۶۱
اگر وہ ہتھیار ڈال دیں تو	۲	۱۹۱	زراعت کی فضیلت	۲	حاشیہ آیت بالا
جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ کی آگ بجھ جائے اور دین محض اللہ کے لیے ہو جائے	۲	۱۹۳	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا کردار نہ احسان جتاتے ہیں نہ دکھ پہنچاتے ہیں	۲	۲۶۲، ۲۶۳
			ریا کے لیے خرچ کرنے والوں کی مثال	۲	۲۶۳، ۲۶۴
اسلامی جہاد کی خصوصیات	۲	حاشیہ آیات بالا	رضاء الٰہی کے لیے مال خرچ کرنے والوں کی مثال	۲	۲۶۵
اشہر حرم میں جنگ کرنے یا نہ کرنے کا حکم	۲	۱۹۴			
زیادتی کے مقابلہ میں زیادتی کی اجازت	۲	۱۹۴	مومن اور کافر کی جنگ کا فرق	۳	۱۳
ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے رہو	۲	۱۹۴	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۴	۷۶ مع حاشیہ
مالی جہاد کا حکم	۲	۱۹۵، ۲۴۵	جہاد وہ کرے جو اس زندگی کو آخرت کی زندگی سے بیچنے کے لیے تیار ہو	۴	۷۴
اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو	۲	۱۹۵			
حضرت ابو ایوب انصاری کی تفسیر	۲	۱۹۵ و حاشیہ	مجاہد غالب آجائے یا قتل ہو جائے اُسے اجر عظیم ملے گا	۴	۷۴
جہاد کے متعلق مستشرقین کا اعتراض اور اس کا جواب	۲	۲۱۶ حاشیہ	مجاہدین کا درجہ	۴	۹۵، ۹۶
جہاد اگرچہ تمہیں ناپسند ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تعمیل کرو	۲	۲۱۶	میدان جنگ میں بھی اگر کوئی کافر ایمان کا اعلان کرے تو اسے قتل نہ کرو	۴	۹۴ حاشیہ
اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرو	۲	۲۴۴	دشمن کے تعاقب میں سستی نہ کرو	۴	۱۰۴ حاشیہ
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۴	۸۴	جہاد کے لیے مکمل تیاری کا حکم	۴	۷۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مسلمانوں کو یہود پر [illegible] کرنے کا حکم	۳	۷۵
ان کفار سے جنگ کرنا منع ہے	۴	۹۰، ۹۰
ہجرت کرنے والوں کے لیے کشادہ روزی اور اجر عظیم کا وعدہ	۴	۱۰۰
اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیاری چیز خرچ کرو	۳	۹۲
پاکیزہ چیزیں خرچ کرنے کا حکم	۲	۲۶۷
شہداء زندہ ہیں	۲	۱۵۴
〃 〃 〃	۳	۱۶۹
〃 〃 〃	۳	۱۷۰
راہ خدا میں مرنے سے مغفرت و رحمت ملتی ہے	۳	۱۵۷
اگر مسلمان کفار کے نرغے میں آ جائیں تو کیا کریں اور کیا نہ کریں	۳	۱۴۸ حاشیہ

جہاد

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جنگ بدر	۳	۱۳، ۱۲۳
دو گروہوں کے احوال اور مسلمانوں کی فتح	۳	۱۳
تمہاری فریاد، ہماری امداد، فرشتوں کا نزول	۳	۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶
فرشتوں کی آمد محض بشارت تھی فتح اللہ سے دی تھی	۳	۱۲۶، ۱۲۷

اُحد

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جنگ اُحد	۳	۲
ہزیمت کی وجہ	۳	حاشیہ آیت [illegible]
اُحد میں کفار کی مرعوبیت	۳	۱۵۱ حاشیہ
پہلے فتح اور پھر شکست	۳	۱۵۲
جنگ اُحد کا چشم دید حال	۳	۱۵۲ حاشیہ
اُحد کا ایک اور منظر	۳	۱۵۳
اُحد میں منافقین کا حال	۳	۱۵۳ حاشیہ
یہ ہزیمت آزمائش تھی تاکہ مومن اور کافر میں تمیز ہو سکے	۳	۱۴۰، ۱۴۱، ۱۷۶، ۱۷۹
مومنوں سے درگزر	۳	۱۵۲، ۱۵۵
غم و اندوہ کے بعد اطمینان و تسکین کی کیفیت	۳	۱۵۴
کمزور ایمان والوں کے افکار پریشان	۳	۱۵۴
مومنین ان حالات میں بھی ثبات و استقلال	۳	۱۷۲ تا ۱۷۵
خطاکاروں سے حضور کا مشفقانہ برتاؤ اور عفو و درگزر	۳	۱۵۹

دُعائیں

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
اهدنا الصراط المستقيم	۱	۵، ۶، ۷	رب العزت ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا	۳	۸، ۹
قضائے حاجت کے لیے دُعا	۲	۴۵ حاشیہ	بخشش گناہ کے لیے مومنوں کی دُعا	۳	۱۶
جسم میں درد ہو تو یہ پڑھے	۱	بسم اللّٰہ	والدۂ مریم کی دُعا	۳	۳۵ حاشیہ
جب بندہ دُعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قریب ہوتا ہے اور اُس کی دُعا قبول کرتا ہے	۲	۱۸۶ مع حاشیہ	حضرت زکریا کی دُعا فرزند صالح کے لیے	۳	۳۸
قبولیتِ دُعا کے لیے شرائط	۲	۱۸۶ حاشیہ	سابقہ انبیاء اور اُن کے صحابہ کی دُعا	۳	۱۴۷
کافر کی دُعا فقط دُنیوی فوائد کے لیے	۲	۲۰۰	مفکرینِ اسلام کی دُعائیں ربنا ما خلقت هذا باطلا	۳	۱۹۱ تا ۱۹۴
مومن کی دُعا دُنیا و آخرت کے لیے	۲	۲۰۱	مکہ کے مظلوم مسلمانوں کی دُعا	۴	۷۵
میدانِ جنگ میں طالوت کی دُعا	۲	۲۵۰	گواہوں میں شمولیت کی دُعا مانگنا	۵	۸۳
پیاری پیاری جامع دُعائیں	۲	۲۸۶	حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دُعا نزولِ مائدہ کے لیے	۵	۱۱۴
حضرت ابراہیم و اسماعیل کی تعمیرِ کعبہ کے وقت دُعا	۲	۱۲۷، ۱۲۸، ۲۹	نزولِ نعمت کا دن عید کا دن	۵	۱۰۴
			میلاد شریف کا ثبوت	۵	حاشیہ آیت مذکورہ

سیاست

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
خلیفہ کسے کہتے ہیں	۲	۳۰ حاشیہ	مشورہ کا حکم اسلام کا جمہوری نظام ہے	۳	۱۵۹، حاشیہ
زوال پذیر قومیں جھوٹی آس لگائے رکھتی ہیں	۲	۷۸ حاشیہ	حکومت دینے اور سلب کرنے کا خدائی اصول	۳	۲۶
زوال پذیر قومیں سحر و منتر پر بھروسہ کرتی ہیں	۲	۱۰۲ حاشیہ	مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات کی نوعیت	۳	۱۱۸ حاشیہ
سربراہ مملکت میں کیا صفات ہونی چاہئیں	۲	۲۴۷ کا حاشیہ	اولوالامر کی اطاعت	۴	۹
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲	۲۴۸ کا حاشیہ	ہنگامی حالات میں تمام امور کو حاکم وقت کی طرف لوٹا دینا چاہیے	۴	۸۳
فاسق و فاجر اس منصب کا اہل نہیں	۲	۲۴	افراتفری کی اور افواہیں پھیلانے کی اجازت نہیں	۴	۸۳
بے دین لوگ جب برسر اقتدار آتے ہیں تو فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں	۲	۲۰۵	حکومت و اقتدار امانت ہے اس کی ادائیگی میں خیانت کنبہ پروری اور ظلم کی ممانعت	۴	۵۸ حاشیہ
کیا اسلام ملوکیت کا حامی ہے	۲	۲۴۶	ہر حالت میں ہر شخص کے ساتھ عدل	۴	۵۸
طاقت کا توازن ضروری ہے	۲	۲۵	اچھی سفارش اور بری سفارش	۴	۸۵ حاشیہ
غیر مسلم اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کی نوعیت	۳	۲۸	کافروں کو دوست نہ بناؤ	۴	۴۴
جب کوئی مسلمان کفار کے نرغے میں آجائے تو کیا کرے	۳	۲۸	۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵	۵۱
حدود و قصاص کی تنفیذ حکومت کی ذمہ داری ہے نہ افراد کی	۲	۱۷۸	طاغوت کو حکم مت بناؤ	۴	۶۰
دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کا طریقہ اتفاق و اتحاد ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کی اساس حبل اللہ ہے	۳	۱۰۳ حاشیہ	ذمیوں کے تنازعات کا فیصلہ کون کرے	۵	۴۲ حاشیہ

شرک کا بُطلان

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہی ہر تعریف کا مستحق ہے		۱	شرک سے براءت	۶	۱۹، حاشیہ
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۶	۴۵	بحر و بر کے اندھیروں میں نجات دینے والا اس کے سوا کون ہے	۶	۶۳، ۶۴ حاشیہ
اسی کی عبادت اسی سے استعانت	۱	۴ مع حاشیہ			
اس کا ندّ نہ بناؤ	۲	۲۲	شرک کے ابطال کا ابراہیمی انداز	۶	۷۴ تا ۸۳
اس کے سوا کوئی خدا نہیں	۲	۱۶۳	۔ ۔ ۔ ۔		۸۰، ۸۱
بعض لوگ ندّ بناتے ہیں	۲	۱۶۵	اس کا کوئی بیٹا نہیں	۶	۱۰۰
اس کا کوئی بیٹا نہیں	۲	۱۱۶	مریم کی الوہیت کا ابطال	۵	۱۷ حاشیہ
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۶	۱۰۱	مسیح کا اعلان، جو شرک کرے گا اس پر جنت حرام ہے	۵	۷۲ حاشیہ
شرک کی مغفرت نہیں	۴	۴۸، ۱۱۶			
شرک کی حقیقت	۴	حواشی بابت ۴۸	تثلیث کے قائل کافر ہیں	۵	۷۳ حاشیہ
شرک افترائے عظیم ہے	۴	۴۸	مسیح اللہ تعالیٰ کا رسول ہے	۵	۷۵
شرک گمراہی ہے	۴	۱۱۶	کیا تم ان کی پوجا کرتے ہو جو نفع و ضرر کا اختیار نہیں رکھتے	۵	۷۶
اسی کی عبادت	۶	۱۰۲			
آسمان و زمین کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے	۶	۱۲	قیامت کے دن مشرکین کا اپنے شرک سے انکار	۶ 〃	۲۲ تا ۲۴ ۹۴
دن رات میں ٹھہرنے والی ہر چیز اسی کی ہے	۶	۱۳، حاشیہ	اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں	۶	۵۶
مشرک بننے کی ممانعت	۶	۱۴	مشرکین کا فریب نفس، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے	۶	۴۸
اگر وہ تکلیف دے تو اس کے بغیر کوئی دور نہیں کر سکتا	۶	۱۷			

شریعت

	سورت نمبر	آیت نمبر
ہر اُمّت کے لیے ایک شریعت مقرر کی گئی اس کی وجہ	۵	۴۸
جو کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ نہ کرے وُہ کافر ہے	۵	۴۴
جو کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ نہ کرے وُہ ظالم ہے	۵	۴۵
جو کتاب الٰہی کے مطابق فیصلہ نہ کرے وُہ فاسق ہے	۵	۴۷
و شریعتِ اسلامیہ کی خصوصیات		
اللہ تعالیٰ تمھارے لیے آسانی کا ارادہ فرماتا ہے تکلیف کا نہیں	۲	۱۸۵
قاضی کے فیصلے سے حرام حلال نہیں ہو جاتا	۲	۱۸۸ حاشیہ
گھریلو معاملات میں فضل و احسان کی تلقین	۲	۲۳۷
اللہ تخفیف کا ارادہ رکھتے ہیں	۴	۲۸
احکام شرعی میں حرج کی نفی	۵	۶
احکام شرعی سے مقصود اتمام نعمت ہے	۵	۶
کیا تم احکام الٰہی سے سرتابی کر کے جاہلیت کے قوانین پر عمل کرنا چاہتے ہو	۵	۵۰ مع حاشیہ
شریعت کے اساسی اصول عدل و انصاف	۵	۴۲
۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰	۶	۵۱، ۱۵۲
ذمّیوں کے تنازعات کا فیصلہ کون کرے	۵	۴۲ حاشیہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
ب ۔ عبادات		
عبادت سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے	۲	۲۱
نماز		
غیر خدا کو سجدہ کرنے کا حکم	۲	۳۴
نماز ڈرنے والوں کے علاوہ سب پر بھاری ہے	۲	۴۵
اقامتِ نماز کا حکم	۲	[illegible]
ساری نمازیں پابندی سے ادا کرو خصوصاً صلوٰۃ وسطیٰ	۲	۲۳۸
حالتِ خوف میں نماز ادا کرنے کا طریقہ	۲	۲۳۹
نماز میں قبلہ رُو ہونے کا حکم	۲	۱۴۴
نماز ٹھیک اوقات پر ادا کرو	۴	۱۰۳
نماز کے بعد ذکر الٰہی کا حکم	۴	۰۳
نماز قصر، سفر قصر کی مقدار	۴	۰۱ مع حاشیہ
وضو		
وضو کے احکام	۵	۶
غسل جنابت	۴	۴۳
	۵	۶
تیمم		
احکامِ تیمم	۵	۶ مع حاشیہ
	۴	۴۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
روزہ		
روزے کی فرضیت کا حکم	۲	۸۳
اس کی حکمت	۲	۸۴
مریض اور مسافر کا حکم	۲	۸۴
ماہِ رمضان کی تخصیص میں حکمت	۲	۸۵
رمضان کی رات میں مقاربت جائز ہے	۲	۱۸۷
سحری کھانے کا وقت	۲	۸۷
حالتِ اعتکاف میں رات کو بھی مقاربت منع ہے	۲	۱۸۷
حج		
صفا اور مروہ کے درمیان سعی	۲	۱۵۸
حج وعمرہ پورا کرو اور ان کے احکام	۲	۱۹۶
حج تمتع	۲	۱۹۶
حج کے لیے زادِ راہ تیار کرنے کا حکم	۲	۱۹۷ مع حاشیہ
ایامِ حج میں تجارت کی اجازت	۲	۹۸
کفارِ قریش کو عرفات میں وقوف کا حکم	۲	۹۹
ایامِ حج میں کثرت سے ذکرِ الٰہی کرنے کا حکم	۲	۹۸ ۹۹
. . . .		۲۰۰ تا ۲۰۳
محرم اگر محصور ہو جائے تو کیا کرے	۲	۹۶
میقات کی تفصیل	۲	۹۷ مع حاشیہ
حج کی فرضیت	۳	۹۷
حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت	۵	۹۴،
شکاری جانوروں کو قتل کرنے کا کفارہ	۵	۹۵
دریائی شکار کی اجازت	۵	۹۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
زکوٰۃ وصدقات		
زکوٰۃ ادا کرو	۲	۱۱۰
خرچ کرنے کی ابتداء اپنے قریبی رشتہ داروں سے کرو	۲	۲۱۵
صدقاتِ فرضیہ اور نافلہ اور ان کے آداب	۲	۲۷۰، ۲۷
اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب فضائل، شرائط اور آداب	۲	۲۶۱ تا ۲۷۲
ایسے لوگوں کی امداد جو دستِ سوال دراز نہیں کرتے	۲	۲۷۳
جو لوگ دن رات ظاہر و پوشیدہ مال خرچ کرتے ہیں	۲	۲۷۴
زکوٰۃ دینے کے مستحق ہیں	۹	۶۰
پاکیزہ چیزیں راہِ خدا میں خرچ کرو	۲	۲۶۷
اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور اذیت دے کر ضائع نہ کرو	۲	۲۶۴
کمالِ نیکی تب حاصل ہوگی جب پیاری چیزیں خرچ کرو گے	۳	۹۲
فراخی اور تنگی میں خرچ کرنے کی ترغیب	۳	۳۴
رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرنے کی	۲	۲۶۵، ۲۷۲
ترغیب اور اس کا اجر		۲۷۶
جو خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں	۲	۲۷۰
صدقات کو ظاہر اور پوشیدہ دینا	۲	۲۷
موت سے پہلے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی تلقین	۲	۲۵۴

جرائم وعقوبات

چوری

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
چوری کی سزا	۵	۳۸
قطع ید کی شرائط	〃	حاشیہ آیت ۳۸
قطع ید کی سزا مقرر کرنے کی وجہ	۵	۳۹
اگر چور گرفتار ہونے سے پہلے تائب ہو جائے تو کیا اس پر حد جاری کی جائے گی	۵	۳۹

رہزنی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
راہزنوں اور قزاقوں کی عبرتناک سزائیں	۵	۳۳
ان سزاؤں کی شدت کی وجہ	〃	حاشیہ آیت ۳۳
اگر رہزن گرفتاری سے پہلے تائب ہو جائے تو اسے معافی دی جائے گی	۵	۳۴ حاشیہ

قتل

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قاتل مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا	۲	۷۲ کا حاشیہ
ساحر کی سزا قتل ہے	۲	۱۰۲ حاشیہ
جرم قتل کی سزا (قصاص اور دیت)	۲	۱۷۸
اسلام سے پہلے قصاص میں دھاندلیاں	۲	۱۷۸ حاشیہ
قصاص میں زندگی ہے	۲	۱۷۹
مومن کو مومن کا قتل جائز نہیں	۴	۹۲
قتل خطا کی مختلف صورتیں اور سزائیں اور دیت کا حکم	〃	حاشیہ آیت ۹۲
قتل عمد کی سزا	۴	۹۳
قتل ناحق کی ابتداء اور قصاص کا آغاز	۵	۳۲
قصاص کا حکم	۵	۴۵
بابت تورات سے اس کی تصدیق	۵	۴۵ حاشیہ

شراب

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
شراب کی حرمت کی ابتدا	۲	۲۱۹
نماز کے اوقات میں شراب کی ممانعت	۴	۴۳ مع حاشیہ
شراب اور جوئے کی قطعی حرمت کا حکم	۵	۹۰
صحابہ کا جذبہ اطاعت اور قرآن کی تاثیر	۵	۹۱
شراب نوشی بند کرنے میں حکومت امریکہ کی ناکامی	۵	۹۰ حاشیہ
شراب کی حرمت کی وجہ	۵	۹۰، ۹۱

جوا

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس کی حرمت کی ابتداء	۲	۲۱۹
تیروں کے ساتھ جوئے کی ممانعت	۵	۳
اس کی حکمت	۵	۳ حاشیہ
جوئے کی ممانعت خواہ اس کی آمدنی کار خیر میں خرچ کی جائے	۵	۳ حاشیہ
جوئے کی قطعی ممانعت کا حکم	۵	۹۰
جوئے کی حرمت کی حکمت	۵	۹۱
تاش و شطرنج کا حکم	۵	۹۰ حاشیہ

زنا

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
زانیہ اور زانی کی سزا کے بارے میں پہلا حکم	۴	۱۵، ۱۶
لونڈیوں کی سزا	۴	۲۵

معاملات

	سورت نمبر	آیت نمبر
نکاح، طلاق، خلع، ایلاء، عدت، حیض وغیرہ زیرِ عنوان "عورت" ملاحظہ ہوں۔		
میراث اور وصیت کی تفصیلات "معاشیات" کے تحت ملاحظہ ہوں۔		

رضاعت

	سورت نمبر	آیت نمبر
رضاعت کس کی ذمہ داری ہے مدت رضاعت مرضعہ کے اخراجات بچہ کی وجہ سے ماں کو تنگ نہ کیا جائے نہ باپ کو	۲	۲۳۳ مع حواشی
کسی دایہ کو مرضعہ مقرر کرنے کا حکم	۲	۲۳۳

گواہی

	سورت نمبر	آیت نمبر
گواہی کا نصاب اور اس کے دیگر احکام	۲	۲۸۲، ۲۸۳
گواہی چھپانا منع ہے	۲	۲۸۳
یتیموں کو ان کے اموال واپس کرتے وقت گواہ بنا لیا کرو	۴	۶
گواہی عدل کے ساتھ دیا کرو خواہ اپنے اور اپنوں کے خلاف ہی ہو	۴	۳۵
اگر بحالت سفر میں کسی کی موت آ جائے تو وہ کیسے گواہ بنائے اور ان گواہوں کی سچائی کیسے معلوم ہو	۵	۱۰۶ تا ۱۰۸
غیر مسلم کی گواہی	۵	۱۰۶، حاشیہ

قسمیں

	سورت نمبر	آیت نمبر
اپنی قسموں کو نیکی سے رکاوٹ نہ بناؤ	۲	۲۲۴
لغو قسم کا اعتبار نہیں	۲	۲۲۵
	۵	۸۹
لیکن صحیح قسم کا اعتبار ہوگا	۵	۸۹
اچھے کام سے باز رہنے کے لیے اللہ کے نام کو آڑ نہ بناؤ	۲	۲۲۴
نذر	۲	۲۷۰
یمین لغو کا حکم	۵	۸۹
قسم توڑنے کا کفارہ	۵	۸۹
اپنی قسموں کی حفاظت کرو	۵	۸۹

رہن

	سورت نمبر	آیت نمبر
اس کا حکم "معاشیات" کے عنوان کے تحت	۲	۲۸۳

حلال وحرام

	سورت نمبر	آیت نمبر
پاکیزہ رزق کھاؤ	۲	۱۷۲
حرام چیزوں کا بیان	۲	۱۷۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
ما أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰه	۲	۱۷۳، حاشیہ
* * * * *	۵	۳
* * * * *	۶	۱۴۵
حالت اضطرار کا حکم	۲	۱۷۳
* * * *	۵	۳
صرف طیب اشیاء ہی حلال کی گئی ہیں	۵	۴
شکاری پرندوں کا حکم	۵	۴
حرام جانوروں کا تفصیلی بیان	۵	۳
* * * * * *	۶	۱۴۵ حاشیہ
ان کی لغوی اور شرعی تشریح	۵	۳ حاشیہ
اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم	۵	۵ حاشیہ
طیبات کو حرام کرنے کی ممانعت	۵	۸۷
تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے	۵	۸۷ حاشیہ
بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کا حکم	۵	۱۰۳
جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو ان کو کھاؤ	۶	[illegible]

شیطان (ابلیس)

	سورت نمبر	آیت نمبر
شیطان کا آدم کو سجدہ کرنے سے انکار	۲	۳۴
شیطان تمہارا دشمن ہے	۲	۱۶۸
وہ تمہیں بُرائی، فسق و فجور اور جھوٹے بہتان لگانے کا حکم دیتا ہے	۲	۱۶۹
اس کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے	۲	۲۰۸
شیطان فقر و افلاس کا وعدہ کرتا ہے اور بُرائی کا حکم دیتا ہے	۲	۲۶۸
شیطان تم کو کفار سے ڈراتا ہے تم صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرو	۳	۱۷۵
شیطان تمہیں گمراہ کرنا چاہتا ہے	۴	۶۰
شیطان بدترین ساتھی ہے	۴	۳۸
شیطان جھوٹے وعدے کرتا ہے اور اُمیدوں کے ہوائی قلعے تعمیر کرتا ہے	۴	۱۲۰ مع حاشیہ
تغییر خلق کا معنی	۴	۱۱۹، ۱۲۰ حاشیہ
شیطان جوئے اور شراب سے باہمی عداوت پیدا کرتا ہے اور ذکرِ الٰہی سے روکتا ہے	۵	[illegible]
شیطان اپنے دوستوں کو تم سے جھگڑنے پر اکساتے ہیں۔	۶	۱۲۱

صحابہ کرام اور اُمّتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا

	سورة نمبر	آیت نمبر
حضور کی اُمّت، اُمّت وسط ہے وہ سارے لوگوں پر گواہ ہے	۲	۱۴۳
ویزکیہم ویعلمکم میں تکرارِ فعل سے علوم لدنیہ کی طرف اشارہ ہے	۲	۱۵۱
شہید زندہ ہیں	۲	۱۵۴
شہیدوں کی زندگی کی حقیقت	۲	۱۵۴ حاشیہ
شہداء اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں	۲	۱۵۴ حاشیہ
ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں	۲	۱۵۷
صحابہ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی جانیں بیچ دیں۔	۲	۲۰۷
جو ایمان لائے، ہجرت کی، جہاد کیا وہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں	۲	۲۱۸
حضرت عثمانؓ کے لیے حضور کی دُعا	۲	۲۶۲
صحابہؓ کا کامل ایمان	۲	۱۰۳ مع حاشیہ
صحابہ پر اعتراض کرنے والوں کی کوتاہ نظری	۳	۰۳ حاشیہ
یہ اُمّت خیر الامم ہے	۳	۰
اس کے اولین مصداق صحابہؓ ہیں	۳	۱۰
یہ لقب کیوں ملا، شانِ صحابہؓ	۳	۹۵۰
یہودی مسلمانوں کو صرف اذیت پہنچا سکتے ہیں ضرر نہیں پہنچا سکتے	۳	۱۱۱
صحابہ کی پاک دلی	۳	۱۱۵ مع حاشیہ
مومن کی صفاتِ طیبہ	۳	۱۳۳ تا ۱۳۶

	سورة نمبر	آیت نمبر
انتم الاعلون کا مژدہ	۳	۱۳۹ حاشیہ
مسلمانوں کی آزمائش	۳	۱۴۰
غلامانِ مصطفےٰ کو سرزنش اس کے بعد مژدہ عفو	۳	۱۵۲، ۱۵۵
اپنے حبیب سے صحابہؓ کی سفارش	۳	۱۵۹ حاشیہ
صحابہ کے لیے اجر کی بشارت، ان کی	۳	۱۷۲
توصیف اور ان کا کمال ایمان	[illegible]	[illegible]
نیکوکاروں کے لیے جنت اور اللہ کے ہاں مہمانی	۳	۱۹۸
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیاں کے بارے میں ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ	۳	۴۰
اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا اور دوزخ میں گرنے سے بچایا کے اوّلین مصداق صحابہؓ ہیں	۳	۱۰۳
حضرت عثمانؓ و عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا اعتراض اور جواب	۳	۱۵۵
زخموں سے چُور صحابہ کا ابوسفیان کے تعاقب کے لیے نکلنا	۳	۱۷۲
صحابہؓ کی قوتِ ایمانی اور انعامِ خداوندی	۳	۱۷۳، ۱۷۴
. . . .		[illegible]
صحابہؓ کے فضائل	۳	۱۹۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
الفاروق کا لقب کب ملا	۴	۶۰ حاشیہ
حضرت عثمان کا عشق اور اس کی پذیرائی	۴	؍؍
احسن اولئک رفیقاً		
فتنہ ارتداد میں صحابہ کی بامردی کی پیشین گوئی	۵	۵۴ حاشیہ
وھم راکعون سے حضرت شیر خدا کی فضیلت	۵	۵۵
شیر خدا کی خلافت بلافصل پر استدلال اور اس کا جواب	۵	۵۵ حاشیہ
مباہلہ کا واقعہ	۳	۶۱ حاشیہ
صحابہ کرامؓ کو سلام دینے میں پہل کرنے کا حکم	۶	۵۴

عمل صالح

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ اعمال صالحہ جو اسلام کے نزدیک بہت اہم ہیں	۲	۷۷
پچھواڑے سے گھروں میں داخل ہونا کوئی نیکی نہیں لکن البر من اتقی	۲	۱۸۹
عمل صالح کے ساتھ ایمان کی شرط بھی ہے	۴	۱۲۴ مع حاشیہ
عمل صالح والوں کو تین خوشخبریاں	۵	۱۰ حاشیہ
جسے اللہ تعالیٰ روح ہدایت سے زندہ کر دے کیا گمراہ اس کے برابر ہو سکتے ہیں	۶	۲۲

عورت

عورت کے حقوق

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو	۲	۱۸۷
مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو، نہ مشرک مردوں کے ساتھ اگرچہ تمہیں وہ بہت پسند ہوں	۲	۲۲
وہ تمہاری کھیتیاں ہیں	۲	۲۲۳
اسلام کا فلسفہ ازدواج	۲	۲۲۳
جیسے تمہارے حقوق عورتوں پر ہیں ویسے ہی ان کے حقوق تم پر ہیں	۲	۲۲۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مردوں کا درجہ عورت سے بلند ہے	۲	۲۲۸
. . . .	۴	۳۴ حاشیہ
تعدد ازدواج کا فلسفہ	۴	۳
وراثت میں عورت بھی مرد کی طرح حصہ دار ہے	۴	۷
عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم	۴	۱۹ حاشیہ
ان کو مجبور نہ کرنے کی ہدایت	۴	۱۹
زمانہ جہالت کے ایک ظلم کا انسداد	۴	۹ حاشیہ
اگر بیوی معیار کے مطابق نہیں تب بھی صبر کرو اس کی حکمت	۴	۱۹ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
تلاش رزق کے مساوی حقوق	۴	۳۲
نیک عورتوں کی صفات	۴	۳۴
نکاح وطلاق وغیرہ		
نکاح		
مشرک مردوں عورتوں سے نکاح نہ کرو	۲	۲۲۱
جن عورتوں سے نکاح حرام ہے	۴	۲۲،۲۳ حاشیہ
تعددِ ازدواج	۴	۳ حاشیہ
لونڈیوں کے ساتھ نکاح کس وقت جائز ہے	۴	۲۵
سب بیویوں سے حُسنِ سلوک کا حکم	۴	۱۲۹
پاکدامن مومنات سے نکاح کا حکم	۵	۵
کتابیات سے نکاح کا حکم	۵	۵
مہر		
غیر مدخولہ کے مہر کا حکم	۲	۲۳۶،۲۳۷
مہر کا وجوب	۴	۴
طلاق دیتے وقت مہر واپس نہ لو	۴	۲۰،۲۱
مہر کی ادائیگی	۴	۲۴
حیض		
اس حالت میں مقاربت ناجائز ہے	۲	۲۲۲
یہود و نصاریٰ کی افراط و تفریط	〃	حاشیہ آیت بالا
طلاق		
طلاق کا اسلامی طریقہ	۲	۲۲۹
تیسری طلاق کے بعد رجوع کا اختیار ساقط	۲	۲۳۰
دیگر احکام	۲	۲۳۰
مروجہ حلالہ کا حکم	۲	۲۳۰ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
طلاق رجعی اور اس میں عورت کے ساتھ حُسنِ سلوک کی ہدایت	۲	۲۳۱
غیر مدخولہ کی طلاق کا حکم	۲	۲۳۶،۲۳۷
صورت حال کی اصلاح مرد کی ذمہ داری ہے	۲	۲۲۸،۲۳۰
. . . .	۲	۲۲۸ حاشیہ
طلاق کتنی بار دی جاسکتی ہے	۲	۲۲۹،۲۳۰
عرب میں طلاق کا رواج اور اس کی اصلاح	〃	حاشیہ آیات بالا
طلاق دینے کا حق مرد کو کیوں تفویض کیا گیا	۲	۲۲۹ حاشیہ
تیسری بار طلاق دینے پر مرتب ہونے والے احکام	۲	۲۳۰
خلع		
اگر زوجین حدود اللہ قائم کرنے سے قاصر ہوں تو پھر عورت خلع کر سکتی ہے	۲	۲۲۹
ایلاء		
ایلاء کے احکام	۲	۲۲۶، ۲۲۷
عدت		
عدت کی حکمت اور اس کے احکام	۲	۲۲۸
مطلقہ عدت گزارنے کے بعد نکاح کرنا چاہے تو اسے منع نہ کرو	۲	۲۳۲
بیوہ کی عدت	۲	۲۳۴
اثنائے عدت نکاح کا پیغام درست نہیں	۲	۲۳۵
اس کی جائز صورت	۲	۲۳۵
عدت کا نفقہ	۲	۲۴۱
بیوہ کی عدت اور دیگر احکام عدت	۲	۲۳۴ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
پہلے بیوہ کی عدت ایک سال تھی	۲	۲۴۰
عدت کے زمانہ کا خرچہ	۲	۲۴
عورت کو عدت گزارنے کے بعد ایذا رسانی کے لیے روکنا ظلم ہے	۲	۲۳۱

فاسقین

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
فاسقین کون ہیں	۲	۲۷
جس کو اس کی بُرائی گھیرے میں لے لیتی ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے	۲	۸
فاسق ہی قرآن کے منکر ہیں	۲	۹۹
عہد شکنی ان کا شیوہ ہے	۲	۱۰۰

قبلہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جدھر رُخ کرو اُدھر اللہ تعالیٰ موجود ہے	۲	۱۱۵
کعبہ لوگوں کے لیے مرکز اور امن کی جگہ ہے	۲	۱۲۵
مقام ابراہیم کو مصلّٰی بناؤ	۲	۱۲۵
تحویل قبلہ پر بے جا اعتراض	۲	۱۴۲
کعبہ کو پھر قبلہ بنانے کی حکمت	۲	۱۴۳
کعبہ کو قبلہ بنانے کا فرمان ربّی	۲	۱۴۴
ہر قوم کے لیے ایک سمت کو قبلہ مقرر کر لیا گیا	۲	۱۴۸
مسجد حرام کی طرف منہ کرنے کا حکم	۲	۱۴۹، ۱۵۰
خانہ کعبہ سب سے پہلے تعمیر ہوا	۳	۹۶
یہ بابرکت اور ہدایت کا سرچشمہ ہے	۳	۹۶
اس میں روشن نشانیاں ہیں (مقام ابراہیم)	۳	۹۷
جو یہاں داخل ہوگا امن پائے گا	۳	۹۷
اس گھر کا حج فرض ہے	۳	۹۷
کعبہ قیاماً للناس ہے	۵	۹۷
اس کی وجہ	۵	۹۷

قرآن مجید

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس کتاب میں ذرا شک نہیں	۲	۲
یہ متقین کے لیے ہدایت ہے	۲	۲
اس میں سب لوگوں کے لیے ہدایت اور فرقان ہے	۲	۱۸۵
قرآن کی مثل لانے کا چیلنج	۲	۲۳
یہ اعلان کہ تم ہرگز اس کی مثل نہیں لا سکو گے	۲	۲۴
قرآن سے کون لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور کیوں	۲	۲۶، ۲۷ حاشیہ
فرشتوں کی حقیقت	۲	۳۰ حاشیہ
قرآن جبرئیل لے کر نازل ہوئے	۲	۹۷
یہ ہدایت و بشارت ہے	۲	۹۷
قرآن کا نزول رمضان میں ہوا	۲	۱۸۵
نسخ آیات کی تفصیل، نسخ کی بحث	۲	۱۰۶
قرآن حق کے ساتھ نازل ہوا، حق کی تشریح	۳	۳
قرآن کی کچھ آیات محکم اور کچھ متشابہ ہیں	۳	۷
متشابہات کا علم	۔	حاشیہ آیت بالا

	سورت نمبر	آیت نمبر
متقین کے لیے بیان، ہدایت اور موعظت ہے	٣	١٣٨
قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل	٤	٨٢
وحی کی حقیقت	٤	١٦٣ / حاشیہ
قرآن نور ہے	٤	١٧٥
اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ یہ کتاب اس نے نازل فرمائی ہے	٤	١٦٦
یہ کتاب مبارک ہے	٦	٩٢، ١٥٥
یہ بینہ ہے یہ ہدایت و رحمت ہے	٦	١٥٧
اس کے نزول کی وجہ	٦	١٥٦، ١٥٧
قرآن سابقہ کتب کی تصدیق کرنے والا اور ان کا نگہبان ہے	٥	٤٨
قرآن کا انداز موعظت	٦	١١ ٦
قرآن کا اسلوب دعوت	٦	٤٣ تا ٤٥ مع حواشی
دلائل توحید جو قرآن نے پیش کیے	٢	١٦٤
٠ ٠ ٠ ٠ ٠ ٠ ٠	٦	٣٦، ٧٤ مع حواشی
٠ ٠ ٠ ٠ ٠ ٠ ٠		
قرآن نے کائنات میں غور و فکر کی دعوت دی	٦	٩٩
تمت کلمة ربك صدقا وعدلا آپ کے رب کی بات سچائی اور انصاف کے ساتھ مکمل ہوئی	٦	١١٥ / حاشیہ
سارے جہانوں کے لیے نصیحت و ذکری (ذکری للعالمین)	٦	٩٠
وحی کی حقیقت کیا ہے	٤	١٦٣ / حاشیہ

تورات

	سورت نمبر	آیت نمبر
اس میں ہدایت و نور ہے	٥	٤٤
ان کتب کے نزول کی غرض و غایت	٥	٤٨ مع حاشیہ
اس میں ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت و رحمت ہے	٦	١٥٤

انجیل

	سورت نمبر	آیت نمبر
اس میں بھی ہدایت و نور ہے	٥	٤٦
ان کتب کے نزول کی غرض و غایت	٥	٤٨ مع حاشیہ

قیامت

	سورت نمبر	آیت نمبر
قیامت سے ڈرو جب کوئی فدیہ اور سفارش قبول نہ ہوگی	٢	٤٨
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کے درمیان فیصلہ کرے گا	٢	١ ٣
وقوع قیامت کی دلیل	٢	٢٥٩
قیامت سے ڈرو جب تم اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا ملے گی	٢	٢٨١
قیامت کے دن بعض کے چہرے سفید اور بعض کے سیاہ ہوں گے۔	٣	١٠٦، ١٠٧
قیامت کے دن سب کو اجر پورے دیئے جائیں گے	٣	٨٥

	سورت نمبر	آیت نمبر
یومِ قیامت کی رُسوائی سے پناہ	۳	۱۹۴
قیامت کے دن سب کو جمع کیا جائے گا	۴	۸۷
اس میں ذرا شک نہیں	۶	۲
تمام مُردوں کو قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا	۶	۳۶
قیامت کے دن سب لوگ اللہ کے پاس لوٹیں گے اور وُہ انھیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا	۶	۶۰

کفّار و مُشرکین

ڈ

	سورت نمبر	آیت نمبر
انھیں ڈرانا بے سُود ہے	۲	۶
جبر و قدر کی بحث	۲	۶ حاشیہ
کفّار کے دلوں پر مُہر اور آنکھوں پر پردے	۲	۷ حاشیہ
کفّار اللہ اور اس کے رسُولوں کے دُشمن اور اللہ تعالیٰ ان کا دُشمن	۲	۹۸
کفّار پسند نہیں کرتے کہ تم پر بھلائی نازل ہو	۲	۱۰۵
کفّار کے لیے عذابِ الیم	۲	۰۴
جو مسجدوں میں ذکرِ الٰہی سے روکتے ہیں وُہ دُنیا میں بھی ذلیل، ور آخرت میں بھی جہنّم رسید	۲	۱۱۴
جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو چھپاتے ہیں وُہ ملعون ہیں	۲	۱۵۹
وُہ بُتوں کو اللہ تعالیٰ کا مدِّمقابل سمجھتے ہیں اور اُن سے محبت کرتے ہیں	۲	۱۶۵
وُہ کہتے ہیں ہم اپنے باپ دادا کی پیروی کریں گے	۲	۱۷۰
کفّار کی مثال اندھے بہرے ڈنگر	۲	۱۷۱
جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو بیچتے ہیں ان کی سزا	۲	۱۷۴، ۱۷۵
ان کے لیے دُنیوی زندگی مزیّن کر دی گئی ہے	۲	۲۱۲
ان کی خواہش ہے کہ تم مُرتد ہو جاؤ	۲	۲۱۷
کافروں کے معاون طاغوت ہیں انھیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں	۲	۲۵۷
رزق تو کفّار کو بھی دیا جاتا ہے	۲	۱۲۶
کیا کفّار کے پاس اُن کے کُفر کی کوئی دلیل ہے	۲	۲۸
کفّار کے لیے عذابِ شدید	۳	۴
کفّار کو ان کے اموال و اولاد کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے	۳	۱۰ تا ۱۲
آیات کا انکار، انبیاء و دعوتِ حق دینے والوں کا قتل	۳	۲۱، ۲۲
ان کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ تمھاری تکلیف سے انھیں خوشی اور تمھاری خوشی سے اُنھیں رنج ہوتا ہے	۳	۱۱۸ تا ۱۲۰
کفّار کے دلوں پر رُعب	۳	۱۵۱
کفّار کی شر انگیزیاں اسلام کی ترقی نہیں روک سکتیں	۳	۱۷۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ان کی ہلاکت کی وجہ یہ ہے کہ یہ رسولوں کے ساتھ استہزاء کیا کرتے تھے	۶	۱۰
قیامت کے دن ان کا شرک سے انکار	۶	۲۳ ۲۲
ان کے دلوں پر پردے اور کانوں میں بہرا پن	۶	۲۵
اپنے اعمال کی وجہ سے انہیں ہلاک کیا جائے گا اور کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا	۶	۷۰
کفار کے اعمال شیطان نے آراستہ کر کے انہیں دکھاتا ہے	۶	۴۳
قیامت کے روز کفار کا کف افسوس ملنا	۶	۲۷، ۲۸
اور کاش ہمیں دنیا میں لوٹا دیا جائے		۳۰، ۳۱

(ب) ان کا عقیدہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ بتوں کو انداد اللہ کا ہمسر یقین کرتے	۲	۲۲
کفار کی محبت میں توسیع	۲	۶۵
ان کی نظروں میں دنیا بڑی حسین ہے	۲	۲۱۲
مشرکین کس کی عبادت کرتے ہیں	۴	۱۱۷ حاشیہ
خدا اور رسولوں میں فرق کرنے والے	۴	۴۹، ۵۰
پکے کافر ہیں		۵۱
وہ اپنے معبودوں کو خدا کے برابر تسلیم کرتے رہے ہوں	۶	۱، ۵۰
یہ قرآن کو اساطیر کہتے ہیں	۶	۲۵ مع حاشیہ
قیامت کا انکار	۶	۲۹
یہ دنیوی زندگی لہو و لعب کی زندگی ہے	۶	۳۲
شفاعت سے متعلق کفار کا غلط عقیدہ	۶	۵ حاشیہ
جنوں کو وہ خدا کا شریک بناتے ہیں	۶	۱۰۰
خدا کے بیٹے اور بیٹیاں بناتے	۶	۱۰۰
کفار کے عقیدہ کا بطلان	۶	۱۴۰...۱۴۳ حاشیہ
جھوٹے مدعیان نبوت کی محشر میں رسوائی	۶	۹۳ حاشیہ
کفار اپنے کفر کی خود شہادت دیں گے	۶	۱۳۰

ان کی نجات نہیں

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کفار ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے	۲	۳۹
کفار کے لیے بخشش نہیں	۲	۱۶۱، ۱۶۲
〃 〃 〃 〃 〃	۳	۳۸، ۱۹
کفار کے لیے شفاعت نہیں	۲	۲۵۴
〃 〃 〃 〃 〃	۶	۵۱
ہم ان کو جو مہلت دے رہے ہیں وہ ان کے لیے عذاب الیم کا سبب بنے گی	۳	۱۷۸
کفار کو مال اور اولاد فائدہ نہیں دے گی	۳	۱۰
شرک کی تحقیق	۴	۴۸ حاشیہ
جو ہر وقت دین بدلتے رہتے ہیں ان کے لیے نجات نہیں	۴	۱۳۷
جنھوں نے کفر و ظلم کیا انہیں ہدایت نہیں ملے گی	۴	۱۶۸، ۱۶۹
ان کے لیے نہ نجات ہے نہ فدیہ	۳	۹۰، ۹۱
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۵	۳۶، ۳۷
مرتد کا عمل برباد	۲	۲۱۷

ان کے اطوار

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مساجد سے روکنا بڑا ظلم ہے	۲	۱۰۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کفار اپنے جاہل باپ دادا کی پیروی کرتے تھے	۲ ۵	۱۷۰ ۱۰۴
ان کی مثال	۳	۱۷۱
مومنوں کا مذاق اڑانا ان کا شیوہ ہے	۲	۲۱۲ حاشیہ
کفار و منافق اسلامی عبادات کا مذاق اڑاتے ہیں	۵	۵۸
آیات سے اعراض	۶	۴ حاشیہ
حق کی تکذیب اور استہزاء	۶	۵
ان کے کہنے کے مطابق اگر حقیقی لکھائی کتاب نازل ہوتی تب بھی یہ اسے سحر مبین کہہ کر انکار کرتے	۶	۷
فرشتے کے نزول کا مطالبہ	۶	۸
یہ مطالبہ پورا نہ کرنے کی وجہ	۶	۹ حاشیہ
رسولوں کے ساتھ استہزاء اور یہی ان کی ہلاکت کا باعث	۶	۱۰
اللہ تعالیٰ پر افتراء بازی بڑا ظلم ہے	۶	۲۱، ۹۳، ۱۴۴
* * * * * * * *	۶	۹۳، ۱۵۷
غریب مسلمانوں کا مذاق	۶	۵۳
وہ محض حجت بازی کے لیے معجزات طلب کرتے تھے	۶	۱۰۹
بے شمار معجزات دیکھنے کے باوجود وہ ایمان نہ لاتے	۶	۱۱۱
ان کی ہٹ دھرمی و حجت بازی کہ ان پر بھی وحی اترے	۶	۱۲۴
ان کی مشرکانہ رسوم،		

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
۱۔ کھیتی اور مویشی میں بتوں کا حصہ	۶	۱۳۶، ۱۳۸
۲۔ قتل اولاد ان کے لیے مزین کیا گیا	۶	۱۳۷
۳۔ بعض چیزیں مردوں کے لیے مخصوص بعض عورتوں کے لیے یہی حماقتوں کے باعث گمراہ ہوئے	۶	۱۳۹
۴۔ جانوروں کی حلت و حرمت کے متعلق لایعنی رسوم	۶	۱۴۳، ۱۴۴
وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے لیے مال خرچ کرتے	۳	۱۱۶، ۱۱۷
کفار کی فارغ البالی اور کثرت اولاد تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے (متاع قلیل)	۳	۱۹۶، ۱۹۷
ان کا ہولناک انجام ظالموں کی موت کی کیفیت	۴	۹۷
جہنم میں ان کا عذاب ختم نہ ہوگا	۴	۵۶
کفار ہلاکت کا انتظار کر رہے ہیں	۶	۵۸
قیامت کے روز ان کا بصد حسرت کہنا	۶	۲۷، ۲۸
افسوس ملنا اور ایک بار لوٹائے جانے کی آرزو کرنا	۷	۵۳
تباہی اور پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی	۶	۷۰
کفر کی وجہ سے عذاب اور باہمی انتشار کی سزا	۶	۶۵ حاشیہ

گناہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے عہد شکنی گناہ کبیرہ	۳	۷۷ حاشیہ

	سورہ نمبر	آیت نمبر
کن لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے اور کن کی نہیں	۴	۱۷، ۱۸
اگر کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے تو دوسری غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں	۴	۳۱
صغیرہ گناہ کیا ہے تکفیر سیئات کا مطلب	۴	۳۱ حاشیہ
گناہ دراصل اپنے نفس سے خیانت ہے	۴	۷ حاشیہ

متقین و مومنین

متقین کی صفات :-

وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں	۲	۳
نماز قائم کرتے ہیں	۳	۱۳۳ تا ۱۳۶
مال خرچ کرتے ہیں		
آسمانی کتب پر ایمان، آخرت پر یقین محکم	۲	۴
انہیں ہدایت و فلاح کی بشارت	۲	[illegible]
اہل ایمان کو جنت اور دیگر نعمات کی بشارت	۲	۲۵
نہ انہیں خوف نہ حزن	۲	۳۸
اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ رسول سے محبت اللہ سے محبت ہے	۲	۱۶۵ حاشیہ
شفاعت اولیاء	۲	۲۵۴ حاشیہ
اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے وہ انہیں اندھیروں سے نور کی طرف لاتا ہے	۲	۲۵۷
جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں نہ خوف نہ حزن	۲	۲۷۷
اہل ایمان سب رسولوں کو مانتے ہیں اور ان میں تفریق نہیں کرتے	۲	۲۸۵

	سورہ نمبر	آیت نمبر
پیش آمدہ مصیبتوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے مومن کی تربیت	۲	۱۵۳، ۱۵۴ ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷
شہداء زندہ ہیں	۲	۱۵۴
ان کی زندگی کی کیفیت اور ان کا اپنے دوستوں کی مدد کرنا	۲	۱۵۴ حاشیہ
مومن مصائب میں صبر کرتا ہے اور راضی برضا رہتا ہے	۲	۱۵۵، ۱۵۶ حواشی
رضائے الٰہی کے لیے جان تک بھی بیچ دیتے ہیں	۲	۲۰۷
مسلمانوں کو اسلام میں مکمل طور پر داخل ہونے کا حکم	۲	۲۰۸
مومنین کی صفات، کرامات اولیاء	۳	۷
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳	۳۷ حاشیہ
اہل کتاب کی اطاعت کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے	۳	۱۰۰-۱۰۱
پوری طرح تقوی اختیار کرو اور مرنا ہے تو اسلام پر مرو	۳	۱۰۲
تقوی کی تعریف	۳	۱۰۲ حاشیہ
اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والا اور ناراض کرنے والا برابر نہیں ہو سکتے	۳	۱۶۲
انتم الاعلون، تم ہی سربلند ہو اگر	۳	۱۳۹
رب والے راہ حق میں پیش آمدہ مصائب سے دل برداشتہ	۳	۱۴۶
اللہ اہل ایمان کا بہترین مددگار ہے	۳	۱۵۰
حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت مومنین پر احسان ہے	۳	۱۶۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مومنوں کی آزمائش اور اس پر پورا اترنا	۳	۸۶
مومنین کے لیے جنت اور پاک بیبیاں	۴	۵۷
متقی کے لیے آخرت بہت بہتر ہے	۴	۷۷
بہترین دین اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہے	۴	۱۲۵
سابقہ امتوں کو بھی تقوی کا حکم دیا گیا اور تمہیں بھی	۴	۳
جن اہل ایمان نے اللہ کی رسی کو پکڑا ان کو ملیں گی رحمت و فضل اور صراط مستقیم کی ہدایت	۴	۱۷۶
ایمان اور عمل صالح پر اجر عظیم کی بشارت	۵	۹
رضائے الٰہی کے طالبوں کو قرآن سے سبل السلام کی طرف راہنمائی ملتی ہے	۵	۱۶ حاشیہ
مومنین کے اوصاف	۵	۵۴
اہل ایمان کو اپنی اصلاح کا حکم	۵	۰۵
صادقین کی قیامت کے روز عزت افزائی	۵	۱۹۹
وہ خدا سے راضی اور خدا ان سے راضی	۴	۱۲۷

معاشیات

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
پاکیزہ رزق کھاؤ	۲	۱۷۲
کسب معاش میں حلال و حرام میں امتیاز	۲	۱۶۸، حاشیہ
وصیت	۲	۱۸۰
وصیت کو بدلنے والا گنہگار ہوگا	۲	۱۸۱
وصیت میں ظلم کی صورت میں مصالحت	۲	۱۸۲
باطل ذرائع سے لوگوں کے مال نہ کھاؤ	۲	۸۸
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴	۲۹
باطل ذرائع کون کون سے ہیں	۲	۱۸۸ کا حاشیہ
پاک مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اس کا آغاز اپنے قریبی رشتہ داروں سے کرو	۲	۲۱۵
پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں فرماؤ العفو	۲	۲۱۹
انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب		
ریاکاری سے اجتناب	۲	۲۶۲تا۲۶۴
پاکیزہ مال خرچ کرو	۲	۲۶۷
بخل کو فحش کہا گیا ہے	۲	۲۶۸
بخل کی مذمت	۳	۱۸۰
انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب مع آداب اور اس کی برکات	۲	۲۵۹ تا ۲۷۴
سود کی حرمت		
سود خور کی مثال آسیب زدہ شخص کی سی ہے	۲	۲۷۵ وحاشی
بیع حلال ہے سود حرام ہے سود کی حرمت کی وجہ	۳	۱۳۰
اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے	۲	۲۷۶
اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور بقیہ سود چھوڑ دو	۲	۲۷۸
اگر ایسا نہیں کرو گے تو اللہ اور رسول کا تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے	۲	۲۷۹
صدقات کا مستحق	۲	۲۷۳
زراعت کی حیثیت	۲	۲۲۳ حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بھیک مانگنے کی مذمت	۲	۲۷۳ حاشیہ
غیر مسلم فقراء کو صدقہ دینا	۲	۲۷۲
مقروض تنگ دست ہو تو مہلت دو یا اس پر صدقہ کر دو	۲	۲۸۰
قرض لیتے وقت لکھ لیا کرو	۲	۲۸۲
کاتب صحیح صحیح لکھے اور لکھنے سے انکار نہ کرے۔	۲	۲۸۲
تحریر کس کے ذمہ ہے	۲	۲۸۲
اگر مقروض بے عقل یا ضعیف ہو تو	۲	۲۸۲
نصاب شہادت وغیرہ اور دیگر ہدایات	۲	۲۸۲
اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیاری چیزیں خرچ کرو	۳	۹۲
یتیموں کے اموال کی حفاظت	۴	۲، ۱۲۷
〃 〃 〃 〃 〃	۶	۱۵۲
〃 〃 〃 〃 〃	۲	۲۲۰
سنِ رشد سے پہلے یتیموں کو ان کے مال نہ دو	۴	۵، ۶
کورٹ آف وارڈز	۴	۶ حاشیہ
یتیموں کے سرپرستوں کو ہدایت	۴	۹، ۱۰
جاہلی عرب کا نظام وراثت	۴	۷ حاشیہ
احکام میراث	۴	۱۱ تا ۱۴
اسلام کا حکیمانہ نظام وراثت		
دولت کے وارث بننے کی مختلف صورتیں	۴	۱۱، ۱۲
والدین کے 〃 〃 〃 〃 〃 〃		حواشی متعلقہ
خاوند 〃 〃 〃 〃 〃 〃		وصیت پر
بیوی 〃 〃 〃 〃 〃 〃		مفصل بحث

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کلالہ کی تعریف		حاشیہ آیات سابقہ
وراثت کی تقسیم		
کلالہ کی تعریف	۴	۱۷۶
قمار بازی کی ممانعت	۵	۳ حاشیہ
اسراف کی ممانعت	۶	۱۴۱
صحیح تولنے اور ماپنے کا حکم	۶	۱۵۲
عشر پر تفصیلی بحث	۶	۱۴۱ حاشیہ

مُعجزات

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت کلیمؑ کے لئے سمندر کا پایاب ہونا	۲	۵۰ مع حاشیہ
[illegible] کا قول	۲	حاشیہ آیت بالا
حضرت مریمؑ کے پاس بے موسم کے پھل	۳	۳۷
حضرت عیسیٰؑ کے معجزات	۳	۴۹، ۵۰
〃 〃 〃 〃	۵	

مُنافقین

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مُنافقین ایمان کے دعویٰ کے باوجود مومن نہیں	۲	۸
وُہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے رہے ہیں	۲	۹
ان کے دلوں میں مرض ہے	۲	۱۰
وُہ فسادی ہیں اور اپنے آپ کو مصلح سمجھتے ہیں	۲	۱۱، ۱۲
اہلِ ایمان کو بے وقوف کہتے ہیں	۲	۱۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ان کے دیگر احوال	۲	۱۱/۱۴، ۱۵، ۱۹
ان کی مثال	۲	۱۷، ۱۸
دوسری مثال	۲	۱۹، ۲۰
مسلمانوں سے ملتے ہیں تو مومن بن کر پہونچتے ہیں تو اور قسم کی سرگوشی کرتے ہیں	۲	۷۶
منافقین بڑے شیریں گفتار ہوتے ہیں لیکن الدّ الخصام	۲	۲۰۴
انھیں اقتدار مل جائے تو فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں	۲	۲۰۵
خدا کا خوف دلایا جائے تو وہ اسے عزتِ نفس کا سوال بنا لیتے ہیں	۲	۲۰۶
منافق کے مال خرچ کرنے کی مثال	۲	۲۶۴
مسلمان شہداء کے متعلق ان کا رویّہ	۳	۱۵۶
اُحد میں منافقین کا طرزِ عمل یہ جنگ نہیں خودکشی ہے	۳	۱۶۷
دوسروں کو موت سے بچانے کے بجائے اپنے آپ کو بچا دیکھو	۳	۱۶۸
مومن اور منافق کو الگ الگ کر دینا حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہے	۳	۱۷۹
منافق مال کے ملنے اور جھوٹی خوشامد پر بڑے خوش ہوتے ہیں	۳	۱۸۸
کتاب و سُنّت کی پیروی کی دعوت دی جائے تو روگردانی کرتے ہیں	۴	۶۰، ۶۱، ۶۲
دعوتِ جہاد کے وقت ان کی حالت	۴	۷۲، ۷۳
منافقین پر جہاد بہت گراں ہے	۴	۷۷ حاشیہ
ہر برائی رذیل کو حضورؐ کی طرف منسوب کرتے ہیں اس کا رد	۴	۷۸
بظاہر دعویٰ اطاعت بباطن سازش اور منصوبہ سازی	۴	۸۱
یہ مسلمانوں کو بھی کافر بنانا چاہتے ہیں	۴	۸۹
یہ عزت حاصل کرنے کے لیے کفار سے یارانہ گانٹھتے ہیں	۴	۱۳۹
آیاتِ الٰہی کے ساتھ تمسخر کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھو	۴	۱۴۰
فتح و شکست کے وقت منافقین کا کردار	۴	۱۴۱
منافقین کا طریقۂ کار اللہ سے دھوکہ	۰	۰
نماز میں سستی، ذکرِ الٰہی سے بے رغبتی ادھر کے نہ اُدھر کے	۴	۱۴۲، ۱۴۳ مع حاشیہ
منافقین درکِ اسفل میں ہیں مگر تائب ہونے والے نہیں	۴	۱۴۵، ۱۴۶
منافقین حوادثِ زمانہ سے بچنے کے لیے یہود سے دوستانہ تعلقات بناتے ہیں	۵	۵۲ حاشیہ
نفاق کی وجہ سے اعمال ضائع	۵	۵۳
منافقین جیسے خالی آتے ویسے خالی لوٹتے ہیں	۵	۶۱

نواہی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کسی کو اس کا مدمقابل نہ بناؤ	۲	۲۲
آیاتِ الٰہی کو نہ بیچو	۲	۴
حق کو باطل سے نہ ملاؤ	۲	۴۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

سورۃ فاتحہ

یہ وہ مختصر لیکن حقائق اور معانی سے لبریز، دل نشین و دلآویز جلیل القدر سورت ہے جس سے اس مقدس آسمانی کتاب کا آغاز ہوتا ہے جس نے تاریخ انسانی کا رخ موڑ دیا۔ جس نے فکر و نظر میں انقلاب پیدا کر دیا۔ جس نے قلب و روح کو نئی زندگی بخش دی۔ اس پاک سورت کی گوناگوں برکات کو کیونکر قلمبند کیا جا سکتا ہے۔ وہ متعدد نام جن سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سورت کو یاد فرمایا حقیقت شناس نگاہوں کو ان فیوض و برکات سے آشنا کر دیں گے جو اس میں بڑی خوبصورتی سے سمو دیئے گئے ہیں۔ ان ناموں سے چند یہ ہیں۔

الفاتحہ: رحمت و حکمت کے خزانے کھولنے والی۔
فاتحۃ الکتاب: قرآن حکیم کے سربستہ رازوں کی کلید۔
اُمّ القرآن: حقائق قرآنی کا ماخذ و منبع۔
السبع المثانی: بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں
الشفاء: جسمانی اور روحانی بیماریوں کا تریاق۔

یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کا ایک رکوع ہے۔ سات آیتیں ہیں۔ اس کے الفاظ کی تعداد پچیس ہے اور حروف کی تعداد ۱۲۳ ہے۔

[illegible] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ① ٱلرَّحْمَٰنِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ثابت کردیں

الرَّحِيۡمِۙ‏ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِؕ‏ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

[illegible]

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ع

ہوا اور نہ گمراہوں کا

مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُسے اُس کے موجودہ مقام قُرب وہدایت سے ارفع اور اعلیٰ مقام پر فائز فرما دے۔ یا شیطان کی وسوسہ اندازی اور نفس کی کمزوری کے باعث قدم کے پھسل جانے کا جو خطرہ ہے اُس سے اُسے محفوظ رکھا جائے۔ اور اُسے اس ہدایت پر ثبات نصیب ہو۔ وہ دمِ واپسیں تک شیطان کے ہر دام فریب کو تار تار کرتا ہوا رہ ہدایت پر بڑھتا چلا جائے۔ وھذا الدعاء من المؤمنين ومن النبي صلى الله عليه وسلم مع كونهم على الهداية لطلب التثبت ولطلب مزيد الهداية فان الالطاف والهدايات من الله تعالى لا تتناهى۔ (مظہری)

۱۲؎ ان الفاظ سے راہِ حق کی ایسی نشاندہی فرما دی تاکہ تعصب اور ضد سے بلند ہو کر جو اس کا متلاشی ہو وُہ اسے پہچان سکے فرمایا ان لوگوں پر جن پر تُو نے انعام و اکرام فرمایا ہے جس راستہ پر وُہ چل رہے ہیں وُہی سیدھا راستہ ہے۔ اور ان لوگوں کے متعلق بھی تصریح فرما دی مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ کہ میرا انعام نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک بندوں پر ہے۔ اب خود سوچ لو کہ کس راہ پر ان نفوسِ قدسیہ کے نقوش پا ہیں۔ حضرت صدیق و فاروق و عثمان و حیدر، صحابہ کرام و اہل بیت عظام کس جماعت کے پیشوا ہیں۔ .. اولیاء کرام کا سلسلہ اس وقت سے لے کر آج تک کس جماعت سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۱۳؎ جمہور علماء کے نزدیک مغضوب سے مراد یہودی ہیں اور ضالین سے مراد عیسائی اور ارشاد نبوی سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

مسئلہ: جب انسان سورۂ فاتحہ پڑھے تو سنت یہ ہے کہ آمین کہے۔ اس کا معنی ہے استجب یعنی آخر میں یہ التماس کرے کہ اے مولائے کریم! ہم نے جو دعا مانگی ہے اسے قبول فرما۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف سُورۃ البقرۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو یہ سورۃ نازل ہوئی۔ یہاں اسلامی دعوت کے جو مخاطب تھے وہ مکہ کے باشندوں سے مذہبی، ذہنی اور عمرانی اعتبار سے مختلف تھے۔ نیز دعوت اسلامی جس مرحلہ میں داخل ہو رہی تھی اس کی ضروریات اور تقاضے بھی بالکل نئے تھے۔ اس لیے ہمیں اس سورت میں جو چالیس رکوع اور دو سو چھیاسی آیتوں پر مشتمل ہے، جس کے الفاظ چھ ہزار [illegible] اکتیس اور حروف کی تعداد [illegible] ہزار [illegible] ہے۔ مکی سورتوں کے مقابلے میں واضح فرق معلوم ہوتا ہے۔

اہل مکہ مشرک و بت پرست تھے۔ وحی، نبوت، قیامت وغیرہ کا کوئی تصور ان کے ذہن میں نہ تھا۔ قتل و غارت اور لوٹ مار میں وہ فخر و لذت محسوس کرتے تھے۔ اس لیے مکہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں انہیں عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ کی اصلاح پر زور تھا۔ یثرب کے اصلی باشندے گو انصار تھے لیکن قوت و اقتدار یہود کے ہاتھوں میں تھا۔ اور انصار ذہنی اور دینی طور پر یہود سے بہت متاثر تھے۔ یہود چونکہ اہل کتاب تھے اس لیے وحی، رسالت، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ پر ان کا ایمان تھا لیکن بدقسمتی سے وہ اپنی قومی برتری کے نشہ میں اس حد تک مست تھے کہ وہ یہ تصور ہی نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے علاوہ نبوت کسی اور کو بھی عطا کی جا سکتی ہے۔ عملی اعتبار سے ان کی پستی کی یہ حالت تھی کہ وہ معمولی سے دنیوی فائدہ کے لیے تورات کی واضح آیتوں کا انکار بلکہ ان میں تحریف کرنے میں ذرا جھجک محسوس نہ کرتے۔ تجارت کی منڈیوں پر ان کا قبضہ تھا۔ یثرب کی زرخیز زمینیں اور شاداب باغات ان کی ملکیت میں آچکے تھے۔ علم و دانش میں انصار کو ان سے کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ یعنی ظاہری طور پر نہ سہی لیکن عملی طور پر حکومت یہود کی تھی۔

یہ حالات تھے جب رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا۔ اور یہود و انصار کو اسلام کی دعوت دی۔ یہود تو تلملا گئے۔ انہیں اپنی عظمت و جلال کے محلات مسمار ہوتے دکھائی دینے لگے۔ کہاں ان کی خود بینی اور خود پرستی اور کہاں یکسر نئے دین کے قیود اور ایک نئے رسول کی اطاعت کی دعوت۔ یہود کیسے اس دین کو قبول کر لیتے۔ ان کے سامنے تو رکاوٹوں کے کئی پہاڑ تھے۔ ایک سے ایک بلند اور ایک سے ایک کٹھن۔ یہ قرآن کا اعجاز تھا کہ ان رکاوٹوں کو دور کرے اور ان فلک بوس چوٹیوں کو پیوند خاک کرے۔ اسی لیے مدینہ طیبہ میں جو پہلی سورت نازل ہوئی اس کے کئی رکوع یہود کی

اصلاح کے لیے وقف ہیں۔

دُوسری سی صورت حال جس سے مدینہ میں اسلام کو واسطہ پڑا وہ یہ تھی کہ انصار کی اکثریت کے اسلام قبول کر لینے کے بعد اور مکہ سے مسلمانوں کی ہجرت کے بعد اسلام متفرق اور منتشر افراد کا مذہب نہیں رہا تھا بلکہ ایک جماعت اور ایک قوم کا دین بن گیا تھا اور قوم بھی ایسی جس میں ترقی اور برتری کی بے پناہ صلاحیتیں موجود تھیں۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسے مضبوط خطوط پر ان کی تنظیم کر دی جائے کہ کثرت وحدت میں کھو جائے۔ اور کوئی گوشہ ایسا نہ رہے جس میں بدنظمی اپنے قدم جما سکے۔ اسے اب ضرورت تھی ایسے قانون کی جو ان کے دیوانی اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ کرے۔ ایسے اقتصادی نظام کی جو عدل و انصاف پر مبنی ہوتے ہوئے معاشی خوشحالی کا ضامن ہو۔ سیرت و اخلاق کے ایسے قالب کی جس میں ملت کا ہر فرد اپنے کردار کو ڈھالے تاکہ اس کی خوبیاں اور نیکیاں اجتماعی رنگ اختیار کریں۔ نیز ضرورت تھی ایک ایسے آئین کی جس پر ان کی عالمگیر سیاست کی بنیاد رکھی جائے۔ ان اہم ضروریات کے پیش نظر اس سورت میں قانون، اخلاق، آئین اور سیاست کے بیشتر قواعد و ضوابط بیان فرما دیئے گئے ہیں۔

ایک اور چیز بھی غور طلب ہے مکی زندگی میں تو مسلمان کفار کے ظلم و ستم سہتے اور چپ ہو جاتے۔ مدینہ طیبہ میں جب مسلمان اکٹھے ہو گئے تو اعداء نے اپنی اجتماعی طاقت سے اسلام کو مٹانے کا عزم کر لیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں کو کفر سے ٹکر لینے کی اجازت دے دی اور انہیں یہ بتایا کہ اپنی بے کسی اور بے بسی اور مخالف کی قوت و سطوت سے مت گھبراؤ۔ کامیاب تو وہی ہوتا ہے جس کے شامل حال میری تائید اور نصرت ہوتی ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے یقیناً تمہیں غالب و منصور ہو۔

ملت اسلامیہ کے لیے قبلہ کا تعین بھی فرما دیا تاکہ ان کی توجہات کا ظاہری مرکز بھی ایک ہی ہو جائے اور ان کی جبینیں انتشار کا شکار ہو کر اپنا اجتماعی حسن نہ کھو دیں۔

اگر ان امور کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ سورۃ بقرہ کا مطالعہ کریں گے تو شاید زیادہ مفید ثابت ہو۔

سورۃ البقرۃ مدنیۃ وھی مائتان وست وثمانون آیۃ واربعون رکوعا

سورۃ بقرہ مدنی ۲۸۶ آیتیں ۴۰ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى

الف لام میم ۱ یہ وہی شان والی کتاب ہے ۲ ذرا شک کی گنجائش نہیں اس میں ۳ ہدایت ہے

۱ الف۔ لام۔ میم۔ مفسرین کرام نے ان حروف کی تشریح کرتے ہوئے متعدد اقوال تحریر فرمائے ہیں۔ میرے نزدیک اصح قول یہ ہے کہ الٓمّٓ اور دیگر حروف مقطعات متشابہات میں سے ہیں۔ یہ وہ راز ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان ہیں۔ صاحب روح المعانی کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ ولا یبعد ان یعلمہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لا [illegible] ثلاث الحصی وقد تنطق بعلم [illegible] کما کانت تنطق بمعنی سبح فی کفہ الحصی یعنی ان حروف کا صحیح مفہوم نبی کریم جانتے ہیں اور اولیاء کاملین۔ ان کا علم بدرگاہ رسالت سے حاصل ہوتا ہے بعض اوقات یہ حروف خود یہ اسرار اولیاء کرام سے بیان کر دیتے ہیں جیسے یہ حروف ان پاک سے گویا ہو گئے تھے جن کی ہتھیلی میں کنکریوں نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی تھی

۲ اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ ذلک اگرچہ عام طور پر اسم اشارہ بعید کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن ایسے مشار الیہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جو حسن و خوبی میں اپنی شان اور رتبہ کے اعتبار سے بہت بلند اور بہتر ہو اس لیے ترجمہ میں قرب حسی اور بعد رتبی دونوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ترجمہ کیا گیا ہے یہ وہی شان والی کتاب۔

۳ یقیناً قرآن کو لاریب فیہ کہ اس میں شک نہیں کیا جاتا کیونکہ اس پر شک و شبہ کرنے والوں کی کبھی کمی تو نہ تھی اس لیے فرمایا لاریب فیہ یعنی اس کے واضح دلائل۔ اس کی روشن تعلیمات۔ اس کے بیان کردہ تاریخی واقعات اور اس کی پیشین گوئیاں حق و صداقت کے وہ بلند مینار ہیں جہاں شک و شبہ کا غبار نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کوئی شبہ کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی کم فہمی اور کج روی ہے۔ اگر کسی کو اجالے میں ہر چیز روشن دکھائی نہ دے تو یہ اس کی آنکھوں کا قصور ہے مہر نیمروز کا نہیں۔

لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

قائم رکھیں نماز ۵ اور اس سے جو ہم نے انہیں روزی دی ہماری راہ میں اٹھائیں ۶

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا

اور وہ جو ایمان لاتے ہیں ۷ اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو

۵ یہ متقیوں کی دوسری علامت ہے۔ قرآن میں یصلّون کہیں نہیں فرمایا۔ پڑھ کر دیکھو جب بھی فرمایا تو یہی کہ نماز قائم کرو اور اقامۃ الشئی توفیۃ حقہ۔ لہٰذا نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو تمام حقوق ظاہری اور باطنی کے ساتھ ادا کرو۔ نماز کے ظاہری حقوق تو یہ ہیں کہ سنت نبوی کے مطابق تمام ارکان ادا کئے جاویں۔ اور باطنی حقوق یہ ہیں کہ خشوع وخضوع سے ادا ہو اور حضور قلب کی کیفیت طاری ہو یعنی محسوس کر رہا ہو کہ کائنات سے تعلق توڑ کر وہ اپنے معبود کو دیکھ رہا ہے۔ ورنہ کم از کم یہ تصور ہو کہ وہ یہ جانے کہ میرا رب تو مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس ذوق وشوق سے ادا کی ہوئی نماز ہی وہ نماز ہے جسے دین کا ستون اور مومن کی معراج فرمایا گیا ہے۔ ورنہ ع

میری نماز بھی حجاب ہے میرا سجدہ بھی حجاب

۶ الرزق لغۃ النصیب والعطاء ویطلق علی الحسی والمعنوی۔ رزق لغت میں رزق کہتے ہیں حصہ اور بخشش کو خواہ حسی ہو یا معنوی۔ مال، اولاد، علم ومعرفت ان کمالات سب رزق ہیں۔ اور یہاں بھی رزق یہی معنوی مراد ہے۔ اس آیت سے پتہ چلا کہ کسی کے پاس جو مال وعلم ہو وہ اس کا اپنا نہیں غرض سب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس میں ہے کہ وہ اس میں خرچ کرے۔ خلاصہ یہ کہ ان نعمتوں سے کچھ راہ میں بھی تقسیم کرتا رہے۔ دولت مند اپنی دولت سے، عالم اپنے علم سے اور درویش اپنے روحانی فیوضات سے مستفیدین کو نہال کرے۔ یہ خرچ متقیوں کی تیسری علامت ہے۔

۷ اس سے معلوم ہوا کہ متقی وہ لوگ ہیں جو انسان کی رشد وہدایت کے لئے کمال وحی کے قائل ہیں۔ جو لوگ محض عقل کو ہی انسانی ہدایت کے لئے کافی سمجھتے ہیں یا وحی کے قائل تو ہیں مگر بعض کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ وہ قرآن کی ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ چوتھی علامت ہے۔ اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کی دلیل بھی ہے کیونکہ جس وحی پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یا تو حضور کریم پر نازل ہوئی یا حضور سے پہلے۔ اگر نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو حضور کریم کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور اس پر ایمان لانا ضروری ہوتا۔ اس صورت میں آیت یوں ہوتی وما انزل

أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٤﴾

اتارا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں ف

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ

وہی لوگ ہدایت پر ہیں [illegible] رب کی توفیق سے اور وہی [illegible] کامیاب ہیں ف بے شک جو لوگ

كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ خَتَمَ

کفر [illegible] برابر ہے ان کے لیے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں ف وہ ایمان نہیں لائیں گے [illegible] لگا دی

من قبلک وما ینزل من بعدک۔

ف اس آخرت پر یقین، ہدایت کو صرف تسلیم کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یقین ضروری ہے۔ ایقان کہتے ہیں اتقان العلم بانتفاء الشک والشبهة عنه یعنی علم اور وہ بھی ایسا جس میں شبہ و شک [illegible] جب کسی چیز پر حقیقت کا علم اس طرح ہو جاتا ہے تو وہ عقل [illegible] اس کا اثر لیتا ہے۔ [illegible] کے خلاف کچھ سوچ سکتا ہے [illegible] جب [illegible] کے ساتھ کسی کا عقیدہ اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو عمل [illegible] کرنے سے پہلے وہ اس [illegible] کیا کرتا ہے [illegible] اپنے [illegible] اس کی وجہ سے [illegible] قیامت پر وہ یقین نہیں [illegible] آخرت سے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] یقین رکھتے [illegible] وضاحت [illegible] اور [illegible] دیکھئے [illegible] میں ذکر کیا ہے

ف ان [illegible] کے متعلق [illegible] کسی [illegible] اور [illegible] کہتے [illegible] دنیا و آخرت کی [illegible] اور [illegible] الفلاح [illegible] [illegible] دنیا و آخرت [illegible] پر دلالت کرتا ہو۔ [illegible]

ف [illegible] کے ذکر کے بعد [illegible] کا حال بیان [illegible] سے [illegible] کرنے سے انکار کر دیا۔ اس موقع پر بعض لوگ [illegible] کی بحث چھیڑ دیا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں [illegible]

ـنهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ

[illegible] چھوڑ کر کوئی [illegible] دلائل اور روشن معجزات [illegible] ور گمراہی کی راہوں کو الگ الگ [illegible]

[illegible]

عَذَابٌ عَظِيْمٌ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ

[illegible]

الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا

[illegible]

يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ

پھر بڑھا دی ۱۶ اللہ نے ان کی بیماری اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ

اور جب کہا جاتا ہے انھیں کہ مت فساد پھیلاؤ زمین میں ۱۷ تو کہتے ہیں ہم ہی تو سنوارنے والے ہیں

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

ہوشیار! وہی فسادی ہیں لیکن سمجھتے نہیں اور جب کہا جاتا ہے انھیں

اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ

ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے اور لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف خبردار بے شک

پڑے گا وہ اسلام اور اللہ تعالیٰ کے رسول کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے کیونکہ یہ وہ نور ہے جس کو ہمیشہ باقی و درخشاں رکھنے کا ذمہ دار خود اللہ تعالیٰ ہے۔

۱۶ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف منافقین کے دل میں عداوت کے جو جذبات پرورش پا رہے تھے اور حسد اور غصہ کی جو چنگاریاں پیچ و تاب کھا رہی تھیں اس کو قرآن نے مرض سے تعبیر فرمایا ہے۔ جب وہ حضور کریم اور اسلام کی بڑھتی ہوئی عزت اور ترقی دیکھتے تو حسد و عناد کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ اللہ تعالیٰ انھیں تنبیہ فرماتا ہے کہ اگر تم نے اس مرض کو یونہی بڑھنے دیا اور اس کا علاج نہ کیا تو جس طرح جسمانی بیماریاں جسمانی موت کا باعث بنتی ہیں اسی طرح ان کا یہ مرض ان کے قلب و روح کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گا۔

۱۷ اس آیت میں ان کے دلوں کے مرض کی دلیل پیش کی جا رہی ہے۔ وہ دن رات فتنہ و فساد پھیلانے میں اور حق کی شمع بجھانے میں مصروف ہیں اور اگر ان کی مفسدانہ سرگرمیوں کی طرف توجہ دلاؤ تو نہیں، بجائے اس کے کہ اپنا سر جھکا لیں الٹا گھورنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں آپ ہمیں فسادی کہتے ہیں، ہم ہی تو امن و اصلاح کے لیے ہر وقت کوشش کر رہے ہیں۔ جو شخص فساد پھیلانے اور حق کا چراغ گل کرنے کو اصلاح کہنے پر مصر ہو اس کے قلب و فکر کو اگر بیمار نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ اب آپ اپنے گرد و پیش پر نگاہ ڈالیے جتنے نئے فرقے نئے مذہب بن رہے ہیں ان کے بانی دین کی اصلاح اور قوم کی فلاح کا دعویٰ ہی کرتے ہیں لیکن ان کی تگ و دو نے وہ گل کھلائے ہیں ان کے باعث آج قوم کا ذہنی اتحاد بھی پاش پاش ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نادان دوستوں یا دانا دشمنوں کے مکر و فریب سے امت کو بچائے اور ہمیں توفیق بخشے

هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا

[illegible] اور جب ملتے ہیں ایمان والوں سے تو کہتے ہیں [illegible]

وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيٰطِينِهِمْ قَالُوْا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ

اور جب اکیلے ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں [illegible]

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ أُولٰئِكَ

اللہ [illegible] ان سے اور [illegible] ان کو [illegible] سرکشی میں بھٹکتے رہیں [illegible]

[illegible] ان کو پہچان سکیں نہیں

ف [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الذين اشتروا الضللة بالهدى فما ربحت تجارتهم وما كانوا

[illegible]

مهتدين ۝ مثلهم كمثل الذي استوقد نارا فلما اضاءت

[illegible]

ما حوله ذهب الله بنورهم وتركهم في ظلمت لا يبصرون ۝

[illegible]

[illegible]

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ

بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں ۲۶ سو وہ تو نہیں پلٹیں گے یا پھر جیسے زوردار بارش برسنے والے بادل سے ۲۷

فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ

جس میں اندھیرے ہوں اور گرج اور چمک ہو ٹھونستے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں

مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَ اللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾

کڑک کے باعث موت کے ڈر سے اور اللہ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو

یَكَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا

قریب ہے کہ بجلی اچک لے جائے ان کی بینائی جب چمکتی ہے ان کے لیے تو چلنے لگتے ہیں

وہ جو ایمان تو قبول کرتے لیکن مصائب و مشکلات سے گھبرا کر پھر اسلام سے دست بردار ہو جاتے۔ پہلے گروہ کی مثال اس آیت میں بیان کی گئی ہے اور دوسرے گروہ کی اَوْ کَصَیِّبٍ والی آیت میں۔

۲۶ اس مثال میں جن لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے اس کی وضاحت حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ نے خوب کی ہے۔ فرماتے ہیں جنہوں نے اظہارِ ایمان کیا اور دل میں کفر رکھ کر اقرار کی روشنی کو ضائع کر دیا اور وہ بھی جو مومن ہونے کے بعد مرتد ہو گئے اور وہ بھی جنہیں فطرتِ سلیمہ عطا ہوئی اور دلائل کی روشنی نے حق واضح کر دیا مگر انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور گمراہی اختیار کی۔ اور جب حق سننے، ماننے، کہنے، راہِ حق دیکھنے سے محروم ہوئے تو کان، زبان، آنکھ سب بے کار ہیں۔ خزائن العرفان

۲۷ اس آیت میں کئی چیزوں کا ذکر کیا ہے بارش، اندھیرے، بادل کی کڑک، اور بجلی کی روشنی اور ایسے میں سفر کرنے والا شخص یہ سب مشبّہ بہا ہیں۔ جب تک ان کے مشبہات (یعنی یہ کن چیزوں کی تشبیہیں ہیں) کا تعین نہ کیا جائے اس مثال کا حسن نکھر کر سامنے نہیں آتا۔ بارش سے مراد اسلام، اندھیروں اور بادل کی کڑک سے مراد وہ مصائب اور مشکلات ہیں جنہوں نے چاروں طرف سے اسلام کو گھیر رکھا تھا۔ اور بجلی کی روشنی سے مراد وہ فتوحات وغیرہ ہیں جو ان پرآشوب حالات میں اسلام کو حاصل ہوتی رہیں۔ جس طرح بارش مردہ زمینوں کو نئی زندگی بخش دیتی ہے اسی طرح اسلام مردہ روحوں کو نئی زندگی مرحمت فرماتا ہے۔ جیسے بارش برستے وقت گھنگھور گھٹائیں چھا جاتی ہیں اور تاریکی پھیل جاتی ہے۔ بادل کی خوفناک کڑک سے دل دہلنے لگتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کا مینہ برستے وقت کھلم کھلا دشمنوں اور پوشیدہ سازشوں کا ایک

فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ

[illegible]

بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[illegible]

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

پہلے تھے تاکہ تم بچ جاؤ وہ جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ

اور آسمان کو عمارت اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اس کے ذریعے سے

الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

پھل تمہارے کھانے کے لیے پس نہ ٹھہراؤ اللہ کے لیے مدمقابل حالانکہ تم جانتے ہو

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ

اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس

ربوبیت میں وہ وحدہٗ لاشریک ہے تو الوہیت میں کون اس کا شریک ہو سکتا ہے۔ جب لاخالق الا اللہ اور لارب الا اللہ کو تسلیم کرتے ہیں تو کوئی گنجائش نہیں تو لا الٰہ الا اللہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا اور جب اس پر یقین محکم ہو گیا تو لا معبود الا اللہ پر بھی یقین راسخ ہو جائے گا کہ ثابت ہو گیا کہ عبادت کے لائق صرف وہی ذات پاک ہے جو ہر لحاظ سے واحد لاشریک ہے۔ توحید کے اثبات کے لیے پیچیدہ مسئلہ پر قرآن کا استدلال آپ نے ملاحظہ فرمایا کتنا فطری، کتنا سادہ ہے جس کے دلائل اتنے واضح اور دلنشیں ہیں۔ ایک ان پڑھ دیہاتی، ایک عالم، ایک محقق اور عصر حاضر کے مفکر اور عالم سب یکساں طور پر اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں فلسفہ و حکمت کے صحائف میں توحید کے دلائل پڑھیے کبھی تو منطقی پیچیدہ اصطلاحات، مقدمات کی ترتیب کا پریشان کن چکر آپ کو مرعوب تو کر دے گا لیکن یقین کی دولت سے آپ کا دامن خالی ہی رہے گا۔ یہی قرآن کا اعجاز ہے جس نے چودہ صدیوں سے دانشوران عالم کو حیرت و استعجاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔

۳؎ اس کا مفرد ند ہے جس کا معنی ہے مثل، ضد یعنی وہ شخص جو کسی جیسا بھی ہو اور مخالف بھی ہو۔ مشرکین کے بتوں کو انداد اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ لانهم سموها آلهة وعبدوها ... انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی تھی اور صرف ان بتوں کی عبادت ہی کرتے تھے اور ان کو الٰہ بھی کہتے تھے

مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

جیسی سورت اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا

پھر اگر نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

آدمی اور پتھر ہیں جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور اچھے کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں

كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا

جب کھلایا جائے گا انہیں ان باغوں سے کوئی پھل صورت دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے

٣٣ یہاں سے قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی یہ چیلنج عرب کے شعراء اور ادباء کے لیے نہیں بلکہ عرب والوں کے سب منکرین کو دیا جا رہا ہے۔ اسلام کے دشمنوں کے لیے یہ بہت آسان طریقہ تھا کہ قرآن کی ایک سورت جیسی سورت بنا کر قرآن کے اس چیلنج کا جواب دے دیتے اور اس طرح قرآن، نبوت اور اسلام کی صداقت ختم [illegible] لکھ دیتے جو صدیاں گزر چکی ہیں اور مشرق و مغرب کے [illegible] کوششیں اور ساری کوششیں کر ڈالیں مگر اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکے۔ اور قیامت تک نہ دے سکیں گے جیسے قرآن نے پیشین گوئی کر دی ہے تو اب بھی صرف یہی دعویٰ کے لیے یہ ثابت ہے یعنی قرآن اللہ کا کلام ہے اور جس پر قرآن نازل ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول ہے۔ اس ایک آیت میں قرآن کے کلام الٰہی ہونے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے کی ایسی دلیل پیش کر دی جس کے سامنے بڑے بڑے فصحاء کی گردنیں جھک گئیں۔

٣٤ حق واضح ہو جانے کے بعد حق کا انکار کرنے والوں کے لیے جو عذاب تیار کیا گیا ہے اس کے ذکر کے بعد ان لوگوں کو جو ایمان اور نیک اعمال سے متصف ہیں اللہ تعالیٰ کی ابدی نعمتوں کے خزانے کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے۔

مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ

کھلائے جا چکے ۳۴ اور دیئے گئے ہیں انہیں پھل ملتے جلتے اور ان کے لیے جنت میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی ۳۵

وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا

اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ۳۶ بے شک اللہ حیا نہیں فرماتا ۳۷ اس سے کہ ذکر کرے کوئی

مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ

مثال مچھر کی یا جو اس سے بھی حقیر چیز کی تو جو ایمان لائے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ

مثال حق ہے ان کے رب کی طرف سے واقعی ہے، اور جنہوں نے کفر کیا سو وہ کہتے ہیں کیا مقصد ہے اللہ نے

بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ

اس مثال کے ذریعے گمراہ کرتا ہے اللہ اس سے بہتیروں کو اور ہدایت دیتا ہے اس سے بہتیروں کو اور نہیں گمراہ کرتا

حضرت معاذ فرماتے ہیں عمل صالح وہ ہے جس میں چار چیزیں ہوں علم، نیت، صبر اور اخلاص۔ خلاصہ یہ کہ اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ جنت کی ابدی نعمتوں کا مستحق وہ ہے جو ایمان اور عمل صالح دونوں سے متصف ہو

۳۴ یعنی جنت کے میووں کی شکل آپس میں ملتی جلتی ہوگی جس سے وہ پہلے سے آشنا ہیں لیکن ان کا ذائقہ اور خوشبو الگ الگ ہوگی۔

۳۵ یعنی ہر قسم کی ظاہری و باطنی، جسمانی نجاستوں کا وہاں گزر نہ ہوگا اور اخلاقی عیوب سے بھی ان کی سیرت کا دامن داغدار نہ ہوگا

۳۶ ان نعمتوں کی بڑی خصوصیت یہ ہوگی کہ وہ عارضی نہیں ہوں گی بلکہ اہل جنت ہمیشہ ان سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے

۳۷ علامہ قرطبی فرماتے ہیں لا یستحیی ای لا یخشی وقیل لا یترک وقیل لا یمتنع۔ مقصد یہ ہوا کہ کسی حقیقت کو واضح کرنے کے لیے اگر مکڑی، مچھر یا اس سے بھی حقیر ترین چیز سے مثال دینا ضروری ہو تو اللہ تعالیٰ کسی کے اعتراض کے ڈر سے ایسی مثال کو ترک نہیں فرماتا۔ سلیم الطبع لوگ تو مثال کے مفید ہونے کی وجہ سے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے لیکن جن کی فطرت مسخ ہو چکی ہے وہ اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ عجیب قسم کا کلام ہے جس میں مکڑی اور مچھروں کا ذکر ہے۔

بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

اس سے مگر نافرمانوں کو [illegible] توڑتے رہتے ہیں عہد خدا کا [illegible]

مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

باندھنے کے بعد [illegible] جس چیز کو خدا نے [illegible] کے جوڑے رکھنے کا [illegible]

فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

زمین میں [illegible] نقصان اٹھانے والے ہیں کیونکر تم انکار کرتے ہو خدا کا

كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

[illegible] تم مردہ تھے تو اس نے تم کو زندہ کیا پھر [illegible] پھر [illegible] پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

ف۳۳ اضلال ضد ہے ہدایت کی [illegible] کے ہیں۔ [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کی اطاعت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نقض میثاق و [illegible] موجب [illegible]

ف۳۴ [illegible]

ف۳۵ یہاں دو چیزیں قابل غور ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى

[illegible]

السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وَ اِذْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] OSMOGENY [illegible]

قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا

[illegible]

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ

[illegible]

[illegible]

بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۔ وَعَلَّمَ

[illegible]

ءَادَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي

سکھا دیے آدم کو نام سارے کے سارے پھر پیش کیا انہیں فرشتوں کے سامنے اور فرمایا بتاؤ تو مجھے

بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا

نام ان کے اگر ہو تم سچے عرض کی پاک ہے تو نہیں کوئی علم ہمیں

إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ - قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ

مگر جتنا تو نے سکھایا ہمیں بے شک تو ہی علم والا حکمت والا ہے فرمایا اے آدم بتا دو انہیں

بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي

نام ان کے پھر جب آدم نے بتا دیے فرشتوں کو ان کے نام تو فرمایا کیا میں نے نہیں کہا تھا تمہیں کہ میں

أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ

جانتا ہوں سب چھپی چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم

تَكْتُمُونَ - وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ

چھپاتے تھے اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے

لیکن آدم اس میں جسے بلند مقام پر پہنچنے کی تڑپ پیدا ہو۔ یہ وہ ذرہ ہے جس کے سامنے آسمان کی وسعتیں [illegible] ہیں اور یہ وہ قطرہ ہے جس میں سمندروں کی گہرائیاں ہیں۔

ف۲ حضرت ابن عباس، مجاہد، قتادہ اور ابن جبیر رضی اللہ عنہم نے اس آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ علّمہ اسماء جمیع الاشیاء کلہا جلیلہا وحقیرہا (یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چھوٹی بڑی تمام اشیاء کے سب نام سکھا دیے) [illegible] منصب خلافت کا تقاضا بھی یہی تھا [illegible] حضرت آدم علیہ السلام کے علم [illegible] حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] علوم و معارف کا کیا عالم ہوگا۔

ف۳ جب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی وسعت علم [illegible] کا اعتراف کر لیا تو پروردگار عالم نے انہیں حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سجدہ کا معنی ہے تذلل اور خضوع اور شریعت میں اس کا معنی ہے وضع الجبهة علی الارض یعنی پیشانی کا زمین پر

أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ

[illegible]

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ

[illegible]

الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا

[illegible]

مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي

[illegible]

[illegible] انه هو التواب الرحیم۔

[illegible]

الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ

[illegible]

فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی تو کوئی خوف نہ ہو گا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو لوگ کفر کریں اور جھٹلائیں ہماری آیتوں کو تو وہ دوزخ

النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي

والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو

۱؎ یہ حکم اترنے کا دوبارہ دیا گیا۔ پہلے لغزش کے صادر ہونے کے بعد [illegible] پہلے حکم سے مقصود اظہار ناراضگی تھا اور دوسری بار منصب خلافت سنبھالنے کے لیے دونوں حکموں میں رعایت الگ الگ ہے اس لیے یہاں تکرار نہیں۔

۲؎ [illegible] توحید و رسالت کے دلائل پیش کیے گئے۔ [illegible] انسان کی پیدائش [illegible] منصب خلافت پر فائز کرنے [illegible] سے مسلسل کئی رکوعوں تک بنی اسرائیل کی [illegible] یہودیوں کو خصوصی خطاب کیا جا رہا ہے۔ [illegible] جزیرۃ العرب کے باشندوں میں یہودیوں کو ایک امتیاز حاصل تھا [illegible] علم و حکمت [illegible] اسلام قبول [illegible] اسلام سے [illegible] کا راستہ [illegible] دنیا کو پتہ چلے کہ [illegible] دولت و ثروت کے باعث اسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس تفصیل کی ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ امت اسلامیہ کو [illegible] بنی اسرائیل کی داستان عبرت [illegible] اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت [illegible] ان کی حالت بھی [illegible] قیامت تک [illegible] فاعتبروا یا اولی الابصار۔

أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ

[illegible]

فَارْهَبُونِ ۝ وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ

[illegible]

كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا

[illegible]

الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ

[illegible]

تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاسْتَعِيْنُوْا

[illegible]

بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۟ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا اے اولاد یعقوب

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا

اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی اور نہ کافر کے لئے کوئی سفارش مانی جائے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِذْ

سفارش۶ اور نہ [illegible] کوئی معاوضہ [illegible] اور نہ [illegible] مدد کیے جائیں گے اور یاد کرو جب

نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ

نجات بخشی ہم نے تمہیں فرعونیوں سے جو پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب [illegible] ذبح کرتے تھے۷

صرف کسی [illegible] کسی نسل سے ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہدایت [illegible] حکمت و علوم [illegible] ایسی چیزیں [illegible] وقت بنی اسرائیل کے علاوہ کسی قوم میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ اس لیے انہی کو فضیلت حاصل تھی لیکن جب ضد و تعصب کی وجہ سے انہوں نے پیغام ہدایت ٹھکرا دیا اور [illegible] کے لیے [illegible] حکمت کے آسمانی صحیفوں میں تحریف [illegible] کر دیا اور [illegible] اور بعض کو قتل بھی کر دیا [illegible] کے باعث ان پر ذلت و مسکنت کی مہر لگا دی گئی۔ [illegible] یہ فضیلت [illegible] اوصاف کی وجہ سے امت محمدی [illegible] اس لیے فضیلت و کرامت کا تاج ان کے سر پر رکھ دیا [illegible] كنتم خير امة اخرجت للناس [illegible] اس لیے اب [illegible] پر کسی [illegible] کی فضیلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۶ یہاں [illegible] قیامت کے دن ان [illegible] میں سے کوئی وجہ [illegible] نہیں [illegible] معتزلہ نے اس آیت سے گنہگاروں کے لیے شفاعت کا انکار کیا ہے [illegible] علامہ [illegible] لکھتے ہیں: اجمع المفسرون علی ان المراد بهذه الآية النفس الكافرة لا كل نفس۔ تمام مفسرین کا [illegible] سے [illegible] بعض علماء [illegible] یہ آیت کفار کے لیے مخصوص ہے کیونکہ گنہگاروں کے لیے شفاعت [illegible] آیات اور احادیث [illegible] ثابت ہوتی ہیں [illegible] یہ آیت [illegible] یہود کے اس غلط عقیدہ کے بطلان کے لیے [illegible] سمجھتے تھے [illegible] اعمال و عقیدہ کیسے ہی ہوں ان کی نجات یقینی ہے۔

۷ بچوں کے قتل کی وجہ کیا تھی؟ قرآن نے اس کا ذکر نہیں کیا البتہ مفسرین کا بیان ہے کہ کاہنوں نے فرعون کو بتا دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو تیری حکومت کا تختہ الٹ دے گا [illegible] احتیاطی تدبیر کے طور پر اس نے حکم دے دیا [illegible] بنی اسرائیل کے ہاں جو لڑکا پیدا ہو قتل کر دیا جائے اور لڑکیاں زندہ رہنے دی جائیں تاکہ [illegible] ان کی لونڈیاں [illegible] اس وقت کی [illegible] مصری [illegible] شیخ محمد عبدہ نے ایک اور وجہ بیان کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی نسل [illegible] تیزی [illegible] کثرت سے بڑھ رہی تھی [illegible] اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر

أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ

[illegible]

عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ

[illegible]

وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٠﴾ وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ

[illegible]

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم

بنایا تم نے بچھڑے کا معبود ان کے بعد اور تم ظالم تھے پھر ہم نے درگزر کیا تم سے

[illegible]

مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

[illegible]

وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ

[illegible]

اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ

[illegible]

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ

[illegible]

حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ

[illegible]

ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَظَلَّلْنَا

[illegible]

عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِنْ

[illegible]

[illegible]

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

[illegible]

يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

جہاں کہیں چاہو با فراغت اور داخل ہونا دروازہ سے سر جھکائے ہوئے ف۱ اور کہتے جاؤ بخش دے ہم بخش دیں گے تمہاری

خَطٰيٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا

خطائیں اور ہم زیادہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو پس بدل ڈالا ظالموں نے اور بات سے

غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ

جو کہا گیا تھا انہیں تو ہم نے اتارا ان پر جنہوں نے ظلم کیا تھا عذاب آسمان

السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

سے بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے ف۲ اور یاد کرو جب پانی کی دعا مانگی موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ

تو ہم نے فرمایا مارو اپنا عصا اس چٹان پر تو فوراً بہہ نکلے اس چٹان سے بارہ

عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ

چشمے ف۳ پہچان لیا ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ کھاؤ اور پیو اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ

اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ

ف۱ یعنی ہدایت فرمائی جا رہی ہے کہ جب فاتحانہ طور پر شہر میں داخل ہونے لگیں تو دوسرے فاتحین کی طرح سرکش و مغرور ہو کر داخل نہ ہوں بلکہ دل میں عجز و تواضع اور زبان پر حطۃ (طلب مغفرت کی دعا) ہو۔ یہاں سجدہ کا لغوی معنی یعنی تذلل و انکسار مراد ہے۔

ف۲ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی قوم پر بلا وجہ نہیں آتا بلکہ ان کی اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔

ف۳ جب تیہ کے ریگستان میں بنی اسرائیل پیاس سے تڑپنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں پانی کے لیے

نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ

ہم صبر نہیں کر سکتے ایک ہی طرح کے کھانے پر پس دعا کیجیے ہمارے لیے اپنے رب سے کہ نکالے ہمارے لیے جو اگاتی ہے

الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا

زمین ساگ پات اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ اِهْبِطُوْا

موسیٰ نے کہا کیا تم بدلنا چاہتے ہو جو وہ ادنیٰ ہے اس کے بدلے میں جو وہ بہتر ہے اترو

مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ

کسی شہر میں پس بے شک تمہارے لیے ہوگا جو تم نے مانگا اور مسلط کر دی گئی ان پر ذلت اور محتاجی

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ

اور مستحق ہوئے غضب کے اللہ کی طرف سے یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ انکار کرتے تھے اللہ کی آیتوں کا

وادی کی طرح [illegible] پتھر پر جس پر حضرت موسیٰ نے لاٹھی ماری اور اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے دریائی
کی نشان دہی کی ہے وہ چٹان اس شکل میں اب تک سینا میں موجود ہے۔ پادری ڈین سٹینلے (DEAN STANLEY)
نے انیسویں صدی کے وسط میں بائبل کے مقامات مقدسہ کی جغرافیائی تحقیق کے لیے فلسطین کی سیاحت کی اور
اپنے مشاہدات و تحقیقات کو (SINAI PALESTINE) کے نام سے شائع کیا۔ اس میں اس چٹان کا ذکر کرکے لکھتے ہیں
یہ چٹان [illegible] کے درمیان [illegible] کی طرف [illegible] گیا ہے اور [illegible] کے قریب
کی وسیع وادی میں واقع ہے۔ سب سے پہلے [illegible] نے [illegible] اور قبائل کے لیے [illegible] چشموں کی
تعداد بیان کی ہے یہ شاید [illegible] کی روایت سے ماخوذ ہے ص ۲۲۰-۲۲۱ (تفسیر ماجدی)

ش یہاں یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ قرآن نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر ذلت و مسکنت مسلط کر دی۔ حالانکہ ان
کا شمار دنیا کی امیر ترین قوموں میں ہوتا ہے۔ اس شبہ کو دور کرنے کے لیے [illegible] کے [illegible]
[illegible] چنانچہ جہاں تک اہل تحقیق کا تعلق ہے یہودی یورپ کے جس جس ملک میں
آباد ہیں وہاں ان کی آبادی [illegible] کے تناسب [illegible] (جلد ۱ صفحہ [illegible])

اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

اور قتل کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق ٹ یہ اس سبب سے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور

يَعْتَدُوْنَ ۟ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَ

حد سے بڑھ جاتے تھے بیشک جو لوگ اسلام لائے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور عیسائی ہوئے اور

الصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ

صابی ٹ جو کوئی بھی ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اور نیک عمل کرے تو ان کے لیے

عام یہود دوسری قوموں سے کہیں زیادہ غریب ہیں۔ یہ درست ہے کہ ان کے چند دولت مند ہیں [illegible]

جلد [illegible] صفحہ [illegible] تفسیر ماجدی

ٹ یہاں پر اس امر کی وضاحت کر دی گئی کہ [illegible] پر ذلت و خواری کا عذاب مسلط کیا گیا تو وہ بلا وجہ نہ تھا بلکہ ان کی اپنی بد اعمالیوں اور کرتوتوں کی سزا تھی۔

ان ظالموں کے جرائم میں سے ایک یہ بھی ہے [illegible] کی تاریخ [illegible] سے [illegible] [illegible] وہ لوگوں سے [illegible] کہ [illegible] تم نے خدا کو چھوڑ دیا ہے [illegible] تب انہوں نے ان کے خلاف [illegible] اور بادشاہ کے حکم سے خدا وند کے گھر کے صحن میں سنگسار کر دیا۔ [illegible] ۲۲، ۲۰، ۲۱

اسی طرح [illegible] کے باب [illegible] میں حضرت یوحنا کی [illegible] سے متعلق [illegible] کہ جب [illegible] بادشاہ کو [illegible] اس نے اپنے بھائی [illegible] کی بیوی [illegible] کو اپنے [illegible] رکھ لیا [illegible] تو بادشاہ نے [illegible] قید کر دیا۔ [illegible] کا سر [illegible] اور [illegible] کی خدمت میں پیش کیا

ٹ اس آیت میں اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ نجات کا دار و مدار [illegible] پر [illegible] ایمان اور عمل پر ہے۔ یہود اس غلط فہمی میں مبتلا تھے [illegible] کا عقیدہ [illegible] کیسے ہی ہوں اور ان کے اعمال کیسے ہی ہوں [illegible] جنت ان کی ہے اور ان کے علاوہ جتنی قومیں ہیں [illegible] سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔ [illegible] نے ان کی اس غلط فہمی کو نہایت صاف الفاظ سے دور کر دیا۔ اور لطف یہ ہے کہ [illegible] مسلمانوں، یہودیوں، عیسائیوں اور صابیوں سب کو بتایا [illegible] مسلمانوں کا ذکر پہلے [illegible] تنبیہ کر دی کہ [illegible] کہیں اپنی [illegible] پر نازاں [illegible] عمل سے غفلت برتنے لگو نجات و فلاح ایمان و عمل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

ٹ جو شخص ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین [illegible] سے صابی کہتے ہیں۔ [illegible] اصطلاح میں ایک مذہبی فرقہ کا نام ہے۔

أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

[illegible]

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ

[illegible]

بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ

[illegible]

بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ

[illegible]

الْخَاسِرِينَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۚ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ

[illegible]

يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ

[illegible]

لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجٰهِلِينَ ۔ قَالُوا ادْعُ

[illegible]

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا

[illegible]

فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ۔

[illegible]

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا

[illegible]

بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِينَ ۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا

[illegible]

رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن

[illegible]

[illegible]

مسئلہ [illegible]

[illegible] وقت میں مذاق کا تصور کیونکر ہو سکتا ہے

[illegible]

شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ

[illegible]

تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا قَالُوا

[illegible]

الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِذْ

[illegible]

قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ

[illegible]

تَكْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ

[illegible]

الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ

[illegible]

[illegible]

مِّنۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَ اِنَّ مِنَ

یہ منظر دیکھنے کے بعد بھی تو وہ پتھر کی طرح سخت ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ۹۲ کیونکہ کچھ

الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ

پتھر ایسے بھی ہیں جن سے پھوٹ نکلتی ہیں نہریں اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو پھٹتے ہیں تو ان سے

مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا

پانی نکلنے لگتا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں خوف الٰہی سے اور اللہ

اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ

بے خبر نہیں ہے ان کرتوتوں سے جو تم کرتے ہو تو کیا تم یہ امید رکھتے ہو کہ یہ یہودی ایمان لائیں گے

وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ

تمہارے کہنے سے حالانکہ ایک گروہ ان میں ایسا تھا جو سنتا تھا کلام الٰہی کو پھر بدل دیتے تھے اسے

مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

خوب سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر ۹۳ اور جب ملتے ہیں ایمان والوں سے

قدر و قیمت کا اندازہ ان کی دوسری چیزوں سے نہیں لگایا جاسکتا۔

۹۲ انسان جب سوتا ہے تو فرشتوں کا قبضہ پڑ جاتا ہے اور جب بگڑتا ہے تو اب بھی وہ سنگدلی میں پتھروں کو بھی مات کر دیتا ہے۔ کیونکہ پتھر تو خدا کے خوف سے لرزتے بھی ہیں اور اپنے خالق کے متعلق اس کی حمد و ثنا بھی کرتے رہتے ہیں اور یہ لوگ اپنے رب سے غافل نادانی کے میدان میں تو دنیا کی ہوس کے گھوڑے سرپٹ دوڑائے چلا جاتا ہے۔

۹۳ مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ ان کا انکار کسی دلیل پر مبنی نہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ ان کی صفات کے ذکر اور علامات کے بیان سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ وہ جان بوجھ کر انکار کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ایمان لانے کی امید رکھنا بیکار ہے

اس سے معلوم ہوا کہ حق پوشی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کو چھپانا اور آپ کے کمالات کا انکار کرنا

قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ

تو کہتے ہیں کیا بیان کرتے ہو ان سے [illegible] اور جب تنہا ہوتے ہیں بعض ان کے ایک دوسرے سے تو کہتے ہیں ایمان لائے ہم

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا

[illegible]

تَعْقِلُوْنَ ۝ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

تم کو سمجھ نہیں کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ

يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ

ظاہر کرتے ہیں اور ان میں کچھ اَن پڑھ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو مگر زبانی پڑھنے کے

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ

اور وہ تو محض وہم و گمان ہی کرتے رہتے ہیں ف٩٥ پس ہلاکت ہو ان کے لیے جو لکھتے ہیں کتاب

یہود کا شیوہ تھا۔ اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے محبوب ولی یا نبی کے کمالات بیان کرنے سے [illegible] ہیں گویا ان کی قلت ہو اور فضائل گھٹنے سے ایمان میں نقص ہو۔ حضرت مصطفیٰ حبیب خدا علیہ وعلی آلہ [illegible] التحیۃ والثناء کے [illegible] سے نہ گھٹتے ہیں۔

ف٩٤ یہاں سے یہودی منافقوں کے احوال کا بیان ہے۔ یعنی جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتے ہیں کہ ہم تو پہلے ہی سے اس نبی پر ایمان لا چکے ہیں کیونکہ ان کی جو نشانیاں ہماری کتاب میں مذکور ہیں وہ سب حضور میں پائی جاتی ہیں۔ ان کی ایسی باتوں پر دوسرے یہودی ان کو ملامت کرتے اور کہتے کہ تم کو ایسی باتیں بتا کر [illegible] اقرار کرتے ہو تمہارے نبی آپ ہیں تو وہ تمہارے مذہب کی تردید کریں گے اور تورات کی [illegible] آیات سے [illegible] ذکر کرتے ہو انہیں آیات سے وہ تم پر حجت قائم کر دیں گے۔ لیحاجوکم بہ عند ربکم کی تفسیر جس کو علامہ زمخشری اور علامہ بیضاوی نے پسند کیا ہے وہ یہ ہے کہ عند ربکم کا معنی ہے فی کتاب ربکم یعنی تمہارے رب کی کتاب سے [illegible] تم پر دلیل قائم کریں گے اور عند اللہ کا معنی عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ فی کتاب اللہ جیسے کہا جاتا ہے۔ عند اللہ اس کا یہ حکم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس مسئلہ کا یہ حکم ہے۔

بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ

[illegible]

ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ

[illegible]

مِمَّا يَكْسِبُونَ ۝ وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ

آپ فرمائیے کیا لے رکھا ہے تم نے اللہ سے کوئی وعدہ تب تو خلاف ورزی نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ

اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً

کی یا تم بہتان باندھتے ہو اللہ پر جو تم جانتے ہی نہیں ہاں ہمارا قانون یہ ہے جس نے بھی کمائی کی

وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

اور گھیر لیا اس کو اس کی خطاء نے تو وہی دوزخی ہیں وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جو ایمان لائے اور کیے کام اچھے وہی

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ

جنتی ہیں ف وہ اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یاد کرو جب لیا تھا ہم نے پختہ وعدہ

کریں گے اور خدا کے پاس واپس آجائیں گے (جلد ۲ صفحہ ۵۹۳) یہودی بعض یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ انہیں صرف چالیس روز عذاب ہوگا۔ یہ وہ مدت ہے جس میں بنو اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا کی تھی۔ خدا کے متعلق ان کا تصور بڑا ہی الجھا ہوا ہے۔ یک طرف تو اس کے جبر و قہر کا یہ عالم کہ جو گناہ ان کے باپ دادا سے سرزد ہو اس کی سزا صرف ان مجرموں تک محدود نہیں رکھتا بلکہ ان کی نسل سے قیامت تک جو اولاد ہو گی وہ اس گناہ کی سزا بھگتے گی۔ اور دوسری طرف اس کے عفو و درگزر کی یہ کیفیت کہ کسی سنگین سے سنگین گناہ کے بارے میں اس کے اصلی مجرم سے بھی باز پرس نہیں۔ افراط و تفریط کا یہ نمونہ بھی ہوش و خرد کے لیے ناقابلِ حل معمہ ہے

ف قرآن حکیم یہاں نجات و بخشش کا اصل الاصول بیان فرما رہا ہے۔ نجات کا دارومدار کسی قوم و نسب سے وابستگی پر نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ اسلام سے پہلے انسانیت کی تقسیم رنگ اور نسل اور وطن کی بنیادوں پر ہوتی تھی۔ ہر سفید رنگ والا خواہ اس کا نامۂ عمل کتنا سیاہ ہو ہر کالی رنگت والے سے برتر ہے خواہ اس کی سیرت جبریل سے تابندہ تر ہو۔ ہر برہمن وہ کتنا جاہل اور کمینہ ناتراش ہی کیوں نہ ہو افضل ہے ہر فاضل اور کامل سے جسے کسی برہمن ماں نے جنم نہیں دیا۔ جرمنی کی حدود میں پیدا ہونے والا خواہ وہ کتنا ہی گنوار اور زیاں کار کیوں نہ ہو اپنی نجابت میں لاجواب ہے۔ یہ

بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

بنی اسرائیل سے اس بات کا کہ تم عبادت کرنا بجز اللہ کے اور ماں باپ سے بھی حسن سلوک کرنا

وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

اور رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں سے بھی حسن سلوک کرنا اور کہنا لوگوں سے اچھی بات

وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ

اور صحیح ادا کرنا نماز اور دینا زکوۃ پھر تم منہ موڑ گئے مگر تھوڑے آدمی تم میں سے

وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ

اور تم روگردانی کرنے والے ہو اور یاد کرو جب لیا ہم نے تم سے پختہ وعدہ کہ تم [illegible] خون نہیں بہاؤ گے

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ

اور نہیں نکالو گے اپنے لوگوں کو اپنے وطن سے پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم

تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَتُخْرِجُوْنَ

تم خود اس کے گواہ ہو پھر تم وہی ہو [illegible] اب قتل کرتے ہو اپنوں کو اور نکال باہر کرتے ہو

شرف اسلام کو حاصل ہے جس نے ان فاسد قیدوں کو [illegible] اور انسانیت کی تقسیم [illegible] اور اخلاق [illegible] نیک اعمال کی [illegible] اسی طرح بڑے [illegible] سب جھوٹے سہارے [illegible] اور نیکی اور تقوے کے میدان میں سبقت لے جانے والوں کے [illegible] سب [illegible] کر دیا [illegible]

ف بنی اسرائیل نے اپنی قوم سے جن عقائد پر ایمان لانے معاملات اور عبادات کے جن احکام [illegible] اور اخلاق کے جن اصولوں کو اپنانے کا پختہ وعدہ لیا تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی کی یاددہانی کرائی اور ساتھ ہی [illegible] کی اور وعدہ شکنی کا [illegible] شاید وہ اپنی غلطیوں سے [illegible] کی تعمیل کرنے لگیں۔

فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

ایک گروہ کو [illegible] ان کے وطن سے تم مدد دیتے ہو ان کے خلاف دشمنی کی گناہ اور ظلم سے

وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ

اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آئیں تو فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو حالانکہ حرام کیا گیا تم پر ان کا نکالنا

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ

تو کیا تم ایمان لاتے ہو کتاب کے کچھ حصے پر اور انکار کرتے ہو کچھ حصے کا تو کیا بدلہ ہے

مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ

جو کرے یہ تم میں سے سوائے رسوائی کے دنیا کی زندگی میں اور قیامت

الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

کے دن وہ پھیرے جائیں گے طرف سخت ترین عذاب کی اور نہیں ہے اللہ غافل اس سے جو تم کرتے ہو

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ

یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے مول لے لیا ہے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے تو نہ ہلکا کیا جائے گا

تشریح: یثرب کے رہنے والے پہلے مشرک ہی تھے اور یہودی بھی یثرب میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ دو قبیلے اوس اور خزرج
میں باہم دشمنی تھی۔ آپس میں لڑتے رہتے تھے اور یہودیوں کے بھی دو قبیلے بنو قریظہ اور بنی نضیر آپس میں مخالف تھے۔ جب اوس اور
خزرج میں لڑائی ہوتی تو بنی قریظہ اوس کے حلیف بن جاتے اور بنی نضیر خزرج کے اور اس طرح یہ یہودی بھی آپس میں
ایک دوسرے کو مارتے۔ اور جب جنگ ختم ہو جاتی [illegible] جنگ کے قیدی [illegible]
[illegible] تو اس وقت یہ یہودی تورات کی [illegible] اور اس بات سے [illegible]
[illegible] کہتے ہیں کہ تورات تمہیں قتل و [illegible] اور کسی کو جلا وطن کرنے سے بھی
روکتی ہے۔ [illegible] تو تمہیں تورات پر عمل کرنے کا شوق
[illegible] کتاب کے [illegible] حقیقت کے [illegible] عذاب کا

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۟ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

[illegible]

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

[illegible]

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰۤى

[illegible]

اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۟ وَ

[illegible]

قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ

[illegible]

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

[illegible]

مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۞ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ

[illegible]

اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ

[illegible]

فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ

[illegible]

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ

[illegible]

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ

[illegible]

قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ

[illegible]

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۞ وَاِذْ اَخَذْنَا

[illegible]

مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ

[illegible]

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ

[illegible]

بی والا ہے کیوں بھیجا گیا بنی اسرائیل سے کیوں نہیں بھیجا گیا لیکن یہ تو اللہ تعالیٰ کی اپنی مرضی ہے جس پر چاہے اپنا فضل و کرم فرما دے۔

ف۲ جب انہیں قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اس وحی پر ایمان لائیں گے جو ہمارے نبیوں پر اتری۔ اس کے علاوہ کسی دوسری وحی پر ایمان لانے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے نبیوں پر نازل شدہ وحی پر بھی ایمان نہیں ورنہ تم اپنے نبیوں کے قتل کرنے کی جرأت کرتے؟ ان کا ایسا کرنا ان کے عدم ایمان کی واضح دلیل ہے۔

ف۳ ان ناقدریوں کی طویل فہرست سے چند واقعات کی طرف اشارہ کر کے ان کے اس دعویٰ کے بطلان کو واضح کیا جا رہا ہے کہ وہ سچے ایماندار صدق دل سے ایمان لا چکے تھے۔

قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ قُلْ اِنْ

[illegible]

كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

[illegible]

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ

[illegible]

اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ

[illegible]

عَلٰي حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ

[illegible]

سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ

[illegible]

قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ

[illegible]

لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيلَ

[illegible]

وَمِيكٰىلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِينَ ۝ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ اٰيٰتٍ

[illegible]

بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفٰسِقُونَ ۝ أَوَكُلَّمَا عٰهَدُوا عَهْدًا

[illegible]

نَّبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَمَّا جَاءَهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَسُوۡلٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ نَبَذَ فَرِیۡقٌ مِّنَ

[illegible]

الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ ‌ۙ کِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ کَاَنَّهُمۡ

[illegible]

لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۫ وَاتَّبَعُوۡا مَا تَتۡلُوا الشَّیٰطِیۡنُ عَلٰی مُلۡکِ سُلَیۡمٰنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ

[illegible]

وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ۚ وَمَا هُمْ

[illegible]

بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible] آگاہ کرتے تاکہ وہ اس سے پرہیز کریں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ

[illegible]

خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۔

[illegible]

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۚ لَوْ كَانُوْا

[illegible]

يَعْلَمُوْنَ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاسْمَعُوْا ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے وہ جو کافر ہیں

اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ

کتابی یا مشرک وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے

رَّبِّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

تمہارے رب کے پاس سے اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل

الْعَظِيْمِ ۝ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ

والا ہے جب کوئی آیت منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِثْلِهَا ۗ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ

یا اس جیسی [illegible] لے آتے ہیں [illegible] کیا تم نہیں جانتے کہ

اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور تمہارا [illegible] اللہ کے سوا

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ ۝ أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ

کوئی یار و مددگار نہیں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ پوچھو اپنے رسول سے

كَمَا سُئِلَ مُوسٰى مِنْ قَبْلُ ۗ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ

ایسے سوال جیسے پوچھے گئے موسیٰ سے اس سے پہلے اور جو بدل لیتا ہے کفر کو ایمان سے

[illegible] ایک یہ تھا کہ قرآن [illegible] ایک حکم دیتا ہے کل اسے منسوخ کر دیتا ہے اور ایک دوسرا حکم [illegible] ایسا کہ اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان نہیں اس لیے قرآن خدا کی کتاب نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمانوں کو ایسا کرنے سے سختی سے منع فرما دیا۔

فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ﴿١٠٨﴾ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم

وہ قسمت کا، تو بھٹک گیا سیدھے راستے سے دل سے چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب کہ کسی طرح پھیر دیں تمہیں

مِّنۢ بَعْدِ إِيمَٰنِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّنۢ

ایمان لانے کے بعد کافر بنا کر ف۱۲۵ اپنی دلی آرزو سے بوجہ اس حسد کے جو ان کے دلوں میں ہے

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ

اس سب کچھ کے بعد جبکہ خوب ظاہر ہو چکا ہے ان پر حق بس اے غلامان مصطفیٰ معاف کرتے رہو اور درگزر کرتے رہو

بِأَمْرِهِۦٓ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٩﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَ

یہاں تک کہ بھیج دے اللہ اپنا حکم بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور صحیح صحیح ادا کرو نماز اور

ءَاتُوا الزَّكَوٰةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ

دیا کرو زکوٰۃ اور جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے لیے نیکیوں سے حاضر پاؤ گے اس کا اللہ کے

اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٠﴾ وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ

پاس ف۱۲۶ یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے اور انہوں نے کہا نہیں داخل ہوگا جنت میں ہرگز کوئی

کیونکہ ایسے ہی سوالات یہودیوں کی طرح بے جا قیل و قال نہ کیا کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے بس امور کے کرنے کا حکم دیا جائے ان کو کرو جن سے منع کیا جائے ان سے باز رہو اور جن امور کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے سکوت اختیار فرمایا ہے انھیں مت چھیڑو اسی میں تمہاری سلامتی ہے۔

ف۱۲۵ یہود ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث خود بھی دولت ایمان سے محروم رہے اب حسد کے مارے چاہتے ہیں کہ کوئی اور بھی دولت ایمان سے مالا مال نہ ہو۔ وہ ہر وقت مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ تم ابھی ان کی حرکات نظر انداز کرو اور ان سے درگزر کرتے رہو۔ بات بات پر ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں جب مناسب ہوگا ان کا قلع قمع کرنے کا تمہیں حکم دے دیا جائے گا

ف۱۲۶ پچھلی زندگی میں جو نیکیاں کرو گے وہ بھلا نہیں دی جائیں گی بلکہ اس کا پورا پورا ثواب تمہیں عطا کیا جائے گا

إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصٰرٰى ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

بجز ان کے جو یہودی ہیں یا عیسائی یہ ان کی من گھڑت باتیں ہیں آپ انہیں فرمائیے لاؤ اپنی کوئی دلیل

إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ

اگر تم سچے ہو ہاں جس نے بھی جھکا دیا اپنے آپ کو اللہ کے لیے اور وہ

مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ أَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

مخلص بھی ہو تو اس کے لیے ہے اس کا اجر اپنے رب کے پاس ۱۴۲ نہ کوئی خوف ہے انھیں اور نہ ہی وہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّ

غمگین ہوں گے اور کہتے ہیں یہودی کہ نہیں ہیں عیسائی سیدھی راہ پر اور

قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ

کہتے ہیں عیسائی نہیں ہیں یہودی سیدھی راہ پر ۱۴۳ حالانکہ وہ سب پڑھتے ہیں

الْكِتٰبَ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ

(آسمانی) کتاب اسی طرح کہی ان لوگوں نے جو کچھ نہیں جانتے ان کی سی بات ۱۴۴ تو اللہ

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ

فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن جن باتوں میں وہ جھگڑتے رہتے تھے اور

---

۱۴۲ یہ سب دعوے باطل ہیں۔ نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے ایمان اور عمل صالح۔ جس نے اپنی ذات اپنی تمام حیثیات کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے جھکا دیا۔ درگاہ الٰہی میں وہی سرخرو ہوگا۔ یہاں رنگ و نسل، وطن و زبان کی کوئی قید نہیں۔

۱۴۳ نجران کے عیسائی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کی آمد کی خبر سن کر علماء یہود بھی وہاں پہنچ گئے۔ فریقین میں گفتگو شروع ہو گئی۔ اثناء کلام میں یہود نے کہہ دیا کہ نصاریٰ کا مذہب بالکل باطل ہے اور نصاریٰ نے بھی برملا کہہ دیا کہ یہود کا حق و صداقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کی غلطی کا اظہار فرماتے ہیں کہ جب تورات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور ان کی

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ

[illegible]

وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ

[illegible]

اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

[illegible]

عَظِيْمٌ ۔ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ

[illegible]

بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ بَدِيْعُ

[illegible]

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

[illegible]

فَيَكُوْنُ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ

ہو جاتا ہے اور کہتے ہیں وہ لوگ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ

[illegible]

قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ

[illegible]

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝ وَلَنْ

[illegible]

تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ

[illegible]

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

[illegible]

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ

[illegible]

بِهِ ۗ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

[illegible]

اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

[illegible]

الْعَالَمِينَ ۝ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ

[illegible]

مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ وَإِذِ ابْتَلَىٰ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا

[illegible]

قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَإِذْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ

[illegible]

إِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَا إِلٰى إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيلَ أَن طَهِّرَا

[illegible]

بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعٰكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَإِذْ قَالَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ

کی ابراہیم نے اے میرے رب بنا دے اس شہر کو امن والا اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے

مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ

[illegible] ان میں سے ایمان لائے اللہ پر اور [illegible]

قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ وَ

[illegible]

اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

[illegible]

مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ

[illegible]

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ

[illegible]

پاک رکھنا کتنی ضروری ہے اسی وجہ سے ہر مسجد کو پاک وصاف رکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

ف حضرت ابراہیم نے دعا کی کہ اے رب اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دے اور اس کے ایماندار شہریوں کو [illegible] پھل کھانے کے لیے عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں التجائیں قبول فرمائیں۔ امامت کے سلسلہ میں جو ہدایت کی گئی تھی [illegible] کا حقدار نہیں اس سے سبق لیتے ہوئے حضرت خلیل نے رزق طلب کا سوال صرف اہل ایمان کے لیے کیا۔ پروردگار عالم نے فرمایا کہ رزق تو میں سب لوگوں کو دوں گا [illegible] زندگی گزارنے کے بعد پھر وہ سرکشی کی سزا بھگتنے کے لیے دوزخ میں پھینک دیے جائیں گے۔

ف خانہ کعبہ کی دیواریں [illegible] رحمت کے [illegible] سے دونوں [illegible] ہوتے ہیں [illegible] کیفیت طاری ہے اس وقت اللہ کے [illegible]

عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ

[illegible]

رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيُزَكِّيهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ

[illegible]

اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ

[illegible]

وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ

[illegible]

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيَعْقُوبُ يَٰبَنِيَّ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰ لَكُمُ ٱلدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ

[illegible]

إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ

[illegible]

ٱلْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنۢ بَعْدِى قَالُوا۟ نَعْبُدُ

[illegible]

إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ ءَابَآئِكَ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ إِلَٰهًا

[illegible]

وَٰحِدًا وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ۝ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَ

[illegible] کمایا اور [illegible] تم سے [illegible] جو وہ [illegible] کرتے تھے اور [illegible]

قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ

[illegible] یہودی [illegible] یا عیسائی [illegible] ہدایت [illegible] بلکہ [illegible] ابراہیمؑ [illegible]

حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ

[illegible] اور وہ نہیں تھے شرک کرنے والوں سے ف کہو [illegible] ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو

اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

نازل کیا گیا ہماری طرف اور جو نازل کیا گیا ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ

اور [illegible] اولاد کی طرف اور جو عطا کیا گیا موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو اور جو عنایت کیا گیا سب نبیوں کو [illegible] کے

[illegible] اور [illegible] کے بیٹے [illegible] قیامت [illegible] کوئی [illegible] کی حالت [illegible] موت [illegible] زندگی [illegible] ہر وقت انسان [illegible] عمل اور [illegible] بھی [illegible]

ف یہودیوں اور نصرانیوں کو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہونے پر بڑا ناز تھا۔ ہر محفل و مجلس میں اسی نسبت پر فخر کیا کرتے تھے۔ اور یہی صداقت کی دلیل پیش کرتے [illegible] ابراہیمؑ کے [illegible] اس کے [illegible] حد پار کر جاتے [illegible] حضرت خلیلؑ کو یہودی اور عیسائی ثابت کرنا شروع کر دیا تھا۔ قرآن [illegible] جائزہ لیتے ہوئے ان کی غلط بیانی کی تردید [illegible] شرک [illegible] یہودیت اور نصرانیت سے ان کو [illegible] کیا واسطہ [illegible] تمام [illegible] سے پاک اور منزہ تھا۔

رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣٦﴾

[illegible]

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا

[illegible]

هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾

[illegible]

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿١٣٨﴾

[illegible]

قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَ

[illegible]

لَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾ أَمْ تَقُولُونَ

[illegible] کیا [illegible]

یہود و نصاریٰ کی تنگ نظری اور تعصب کے ذکر کے بعد اب مسلمانوں کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ تم میں تنگ نظری [illegible]

[illegible]

عیسائیوں میں [illegible] پانی سے غسل دیتے [illegible] عیسائیوں نے بھی اسے اختیار کر لیا [illegible] پانی سے غسل دیتے [illegible]

اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ

کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کے بیٹے

كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ

یہودی تھے یا عیسائی فرمادیجئے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور کون

اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

زیادہ ظالم ہے اُس سے جو چھپاتا ہے گواہی جو اللہ کی طرف سے اُس کے پاس ہے اور اللہ بے خبر نہیں ہے اس سے جو

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ

تم کر رہے ہو وہ ایک اُمت تھی جو گزر چکی اُسے ملے گا جو اس نے کمایا

وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع

اور تمہیں ملے گا جو تم نے کمایا اور تم سے نہ پوچھا جائے گا اُس سے جو وہ کیا کرتے تھے

۱۶ ع ۲

چڑھ جاتا ہے تو اللہ کا رنگ چڑھاؤ جو نہ پانی سے دُھلے نہ دھوپ سے اُڑے اور نہ وقت گزرنے پر پھیکا پڑے۔ بھلا یہ ناپائیدار رنگ بھی کوئی رنگ ہے جس پر تم اترا رہے ہو۔ اور اللہ کا رنگ یہی توحید خالص کا رنگ ہے جس کو چڑھانے والا سیدالانس والجان محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي

[illegible]

كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

[illegible]

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا

[illegible]

[illegible]

شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا

[illegible]

جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى

[illegible]

الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

[illegible]

بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ

[illegible]

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف ف۱

وَ حَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا

اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو ف۲ اور وہ جنہیں کتاب

الْكِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ

ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے ف۳ اور اللہ ان کے کوتکوں سے بے خبر نہیں

وَ لَىِٕنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَ مَاۤ

اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم

اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَ مَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَ لَىِٕنِ

ان کے قبلہ کی پیروی کرو اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں اور اگر [illegible]

کی طرف اٹھا [illegible] حضرت [illegible] اس منظر [illegible] مشاہدہ فرما رہی ہے [illegible] ہم دیکھ رہے ہیں [illegible] آسمان کی طرف اپنے رخ انور کا اٹھانا کیا شان محبوبیت ہے سبحان اللہ

ف۲ جب یہ آیت نازل ہوئی حضور [illegible] نے صحابہ کرام کے ساتھ مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھ رہے تھے دو رکعتیں ادا ہو چکی تھیں یہ آیت نازل ہوئی اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت المقدس سے منہ موڑ کر کعبہ کی طرف [illegible] صحابہ کرام [illegible] کعبہ کی طرف پھر گئے [illegible] مسجدوں [illegible] جماعت [illegible] صحابہ کرام [illegible] اپنے [illegible] پھیرے [illegible] مسجد قبلتین [illegible] جماعت [illegible]

ف۳ اللہ تعالیٰ نے [illegible] اہل کتاب [illegible] ان کی کتاب میں [illegible] قبلہ کا ذکر موجود ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے [illegible] ان کے سامنے [illegible] پیش کیے جائیں [illegible] ہدایت نہ ہوگی۔

اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ

آپ چلے ان کی خواہشوں پر بعد اس کے کہ آچکا آپ کے پاس علم تو بیشک آپ بھی اس وقت

الظَّالِمِينَ ۘ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ

ظالموں میں شمار ہوں گے جن لوگوں کو ہم نے دی ہے کتاب وہ اس کو پہچانتے ہیں جیسے پہچانتے ہیں

أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

اپنے بیٹوں کو اور بیشک ایک گروہ ان میں سے چھپاتے ہیں حق کو اور وہ جانتے ہیں

الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۚ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ

حق وہی ہے جو تیرے رب کی طرف سے ہے سو آپ ہرگز نہ ہوں شک کرنے والوں سے اور ہر ایک کے لیے ایک سمت ہے

ف اس آیت میں بظاہر خطاب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن مراد امت ہے کیونکہ امت سے تو آپ کے مسلک کی خواہشات کی تابعداری ممکن ہے لیکن نبی کی ذات و صفات سے یہ معلوم ہوتی ہے اس سے تو ناممکن ہے تو ایسے عموماً بحیثیت کے باعث حضور کی طرف نسبت کر دی گئی۔ [illegible]
[illegible] عليه الصلاة والتسليم [illegible]

ف یعنی اہل کتاب اپنے پیغمبر کی طرح اسے بخوبی پہچانتے ہیں [illegible] تورات میں حضور کے اوصاف و علامات یوں صاف صاف لکھے ہیں کہ شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

ف تحویل قبلہ کے بعد یہود و منافقین نے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے مکر و فریب سے اسلام سے برگشتہ کرنا چاہا قرآن نے ان کے سب شکوک و شبہات کا ایسا مسکت جواب دیا کہ [illegible] مسلمانوں کے پیچھے [illegible] سب کے لیے ایک ایک سمت عبادت کے لیے مقرر کر دی گئی پیغمبر اسلام نے پہلے سب کے طریقے کے مطابق [illegible] کیا کوئی بات ہے کہ [illegible] ہو گئے بلکہ [illegible] حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ کعبہ [illegible] کے مقدس ہاتھوں سے [illegible] کے قبلہ بنایا جائے۔

هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۗ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ

وہ اس کی طرف منہ کرنے والا ہے پس سبقت کرو نیکیوں میں جہاں کہیں تم ہو گے لے آئے گا تم کو اللہ تعالیٰ

جَمِيعًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ

تم سب کو یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جہاں سے بھی آپ نکلیں

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۗ

تو منہ پھیر لیں نماز کے وقت اپنا رخ مسجد حرام کی طرف اور بے شک یہی حق ہے آپ کے رب کی طرف سے

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

اور نہیں اللہ تعالیٰ بے خبر اس سے جو تم کرتے ہو اور جہاں سے آپ باہر نکلیں تو منہ پھیر لیں

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ

اپنا رخ نماز کے وقت مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو جہاں کہیں تم ہو تو پھیر لیا کرو اپنے منہ

شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ

اس کی طرف تاکہ نہ رہے لوگوں کو تم پر کوئی حجت کی گنجائش ۱۵۰ مگر جو لوگ ان میں سے ناانصاف ہیں

ف۱۴۸ یہ معمولی سی بات ہے جو فروعی اختلاف ہے جو مشروع کی جانے کے وقت نہیں۔ بات تو یہ ہے کہ وہ خیرات یعنی اپنی اپنی نیکیاں ہیں جب دین حق میں ہیں تو کوئی جامہ پہنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا جذبہ پیدا کرو لیکن یہ کام مشکل ہے اس میں نفس کو تکلیف پہنچتی ہے۔ یہی خواہشات کا خون کرنا پڑتا ہے اور وہ تمہارے بس کا روگ نہیں۔ اس لیے تم ان حقیقی مقاصد سے روگردانی کیے ہوئے ہو۔ اور فروعی اور غیر اہم چیزوں کو ایسی اہمیت دے رہے ہو گویا دین کا اصل الاصول یہی ایک چیز ہے۔

ف۱۴۹ بتا دیا کہ سفر ہو یا حضر، دور ہو یا نزدیک ہر حالت میں تمہارا رخ کعبہ کی طرف ہی ہونا چاہئے ورنہ اہل کتاب و مشرکین تم پر اعتراض کریں گے اور وہ اعتراض بجا ہوگا کیونکہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نبی عربی کا قبلہ کعبہ ہوگا۔ اگر تم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو گے تو وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ یہ وہ نبی نہیں جس کی بشارت

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

[illegible]

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ

[illegible]

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

[illegible]

فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

[illegible]

آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۞ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ

لیکن تم ایسے ہو جو نہیں سمجھتے ہو اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی ایک چیز کے ساتھ یعنی خوف سے

وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَ

اور بھوک اور کمی کرنے سے تھوڑے سے مال اور جانوں اور پھلوں میں اور

بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۞ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا

خوشخبری سنا دے صبر کرنے والوں کو جو جب پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت کہتے ہیں بے شک ہم

لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۞ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

صرف اللہ کے لیے ہیں اور ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں

مخلوق نے ساڑھے چودہ سو سال کے بعد قرآن کی اس آیت کی صداقت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ و من اصدق من اللہ قیلا۔

ف۱ یعنی ان مرنے والوں کی حیات ایک حقیقت ہے تم اپنے عقل و حواس سے نہیں سمجھ سکتے۔ قرآن ان کی حیات کو [illegible] کی حیات قرار دیتا ہے۔

ف۲ جب تک انسان اس دنیا میں ہے، رنج و غم اور مصیبت و حادثات سے کبھی نہ کبھی دوچار ہونا ہی پڑتا ہے۔ قرآن نے پہلے واضح کر دیا کہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں رہنا کہ اسلام کے دامن میں پناہ لینے سے وہ اب ہر طرح کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچ گئے۔ بلکہ قرآن نے مسلمانوں کو صبر کی ایک ڈھال دے دی جس سے وہ مصائب و آفات کے بے رحم حملوں سے اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں۔ انہیں ایک ایسا عقیدہ دے دیا جو ان کے سکون و قرار کو تاریک ترین لمحوں میں بھی سلامت رکھ سکتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا ہے تو مقابلہ کی ہمت ختم ہو جاتی ہے۔ وہ مصیبتیں اسے خس و خاشاک کی طرح بہا لے جاتی ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مصائب کے سامنے ڈٹا رہے تو یہ کوہ ہائے الم خود بخود چھٹ جاتے ہیں۔ یہ عقیدہ کہ جو کچھ بھی اور میرا سب کچھ میرا اپنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہے وہ جس کو [illegible] ارادہ میں تصرف کا حق رکھتا ہے [illegible] ہونے دیتا کہ اس کا حوصلہ ٹوٹ جائے بلکہ وہ ہر صدمہ کے لیے اپنے آپ کو آمادہ پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے مصائب و آفات کی طویل فہرست گنوانے کے ساتھ ساتھ وہ گر بھی بتا دیا جس پر عمل کرکے وہ ان نازک لمحوں میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

وَرَحْمَةٌ ۗ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ

اور رحمت ہے اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ہدایت یافتہ ہیں بیشک صفا اور مروہ

مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ

اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے تو اس پر کچھ حرج نہیں

عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ

کہ ان دونوں کے درمیان چکر لگائے اور جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو بیشک اللہ

شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ

قدردان خوب جاننے والا ہے بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے اتاریں روشن دلیلیں

وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰٓئِكَ

اور ہدایت اس کے بعد کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے بیان کر دیا کتاب میں یہی لوگ

[illegible] اللہ تعالیٰ ان صابروں اور صلوٰۃ والوں کو یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے درودیں ہیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی راہ یافتہ ہیں [illegible] سے پہلے کی [illegible] رحمت کی [illegible] ہے۔

[illegible] شعائر جمع ہے شعیرہ کی جس کا معنی علامت ہے۔ خانہ کعبہ کے قریب صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا حج و عمرہ میں واجب ہے اور اس تفسیر کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ کے بت نصب تھے۔ اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو ان میں سعی کرنا ناگوار گزرا جہاں پہلے بت رکھے ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انہیں تو حضرت ہاجرہ کی یادگار میں دوڑنا ہے انہیں مناسب نہیں کہ تم بتوں کی وجہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ کی سنت کو ترک کردو۔ مسلمانوں کے دلوں میں جو نفرت تھی اس کو دور کیا گیا اللہ نے فرمایا [illegible] کوئی حرج نہیں جب صفا و مروہ میں دوڑ لگایا کرو۔ اور اس کا واجب ہونا حدیث پاک سے ثابت ہے۔

[illegible] اس آیت میں یہود کے علماء [illegible] کا ذکر ہے جو دنیاوی فائدہ کے لیے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کو چھپاتے اور [illegible] کے مطابق توڑ موڑ دیا کرتے۔ اب بھی کوئی عالم اگر حضور کے کمالات کے [illegible] کرے اور احکام شریعت میں تحریف کرے تو اس کا یہی حکم ہے۔

يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا

ان پر لعنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کرنے والے البتہ جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں

وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ

اور بیان کر دیں تو یہی لوگ ہیں جن کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں بیشک

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ

جن لوگوں نے کفر کیا اور اسی حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اللہ کی

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ

اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ہلکا کیا جائے گا

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی اور تمہارا خدا ایک خدا ہے ف۱

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

نہیں کوئی خدا مگر وہی بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے بیشک ف۲ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں

ف۱ یہ آیت قرآن حکیم کی عظیم ترین آیتوں میں سے ہے۔ اس کے پہلے ٹکڑے میں توحید کا ثبوت، دوسرے میں شرک کی نفی اور تیسرے میں دونوں کی دلیل ہے۔ یعنی جب اسی کی وسیع رحمت پر تمہارے وجود، تمہاری بقا اور نشوونما اور تمہارے رحم و راحت کا دار و مدار ہے تو اس کے علاوہ اور کون ہے جو خدا یا معبود ہونے کا حقدار ہو۔

ف۲ اس آیت میں توحید کے دلائل شرح و بسط سے بیان کیے گئے ہیں۔ اس اہم ترین اور مشکل ترین مسئلہ کے اثبات کے لیے قرآن کا طرز استدلال فلسفیوں کے طرز استدلال سے بالکل الگ ہے۔ قرآن نظر و فکر کے گورکھ دھندے والے دلائل پیش نہیں کرتا جو پیچیدہ اصطلاحات سے بوجھل ہوں جن کو سمجھنے کے لیے خاص ذہنی و علمی استعداد کی ضرورت ہو اور سمجھ بھی جائیں تو ان میں وہ زور نہیں ہوتا کہ وہ انسان کو شک اور گمان کی دلدل سے باہر کھینچ لیں اور یقین کی منزل تک پہنچا دیں۔ اس کے برعکس قرآن ایسے دلائل پیش کرتا ہے جو کائنات کے کھلے صفحات پر جلی حروف سے لکھے ہوئے ہیں اور روشن اور واضح ہیں کہ ہر شخص

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ

[illegible]

بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

[illegible]

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ

[illegible]

وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

[illegible]

[illegible]

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ

[illegible]

اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا

[illegible]

لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ

[illegible]

لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ

[illegible]

الْأَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ

[illegible]

مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ

[illegible]

عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا

[illegible]

مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ کے محبوب [illegible] اللہ تعالیٰ سے [illegible]

[illegible] لیکن حلال و حرام [illegible] شراب [illegible] رشوت، سود وغیرہ وغیرہ

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۔ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَ

بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں حکم دیتا ہے [illegible] بدی اور بے حیائی کا اور

أَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا

یہ کہ [illegible] اللہ پر [illegible] جو تم جانتے ہی نہیں اور جب ان سے کہا جائے [illegible]

مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَآءَنَا ۚ أَوَلَوْ

[illegible]

كَانَ آبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً

[illegible]

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٧١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا

[illegible]

مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١٧٢﴾

[illegible]

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ

[illegible]

بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلَ اللّٰهُ مِنَ

[illegible]

الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي

[illegible]

بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ

[illegible]

وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ

[illegible]

اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ

[illegible]

لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ

[illegible]

[illegible]

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

طرف [illegible] اور مغرب کی طرف بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے [illegible]

الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ

قیامت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور سب نبیوں پر اور [illegible] مال [illegible] محبت سے

ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ

رشتہ داروں [illegible] اور یتیموں [illegible] اور مسکینوں [illegible] اور مسافروں [illegible] اور مانگنے والوں کو

وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ

اور [illegible] میں اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرنے والے اپنے [illegible]

[illegible] کوئی ضرورت نہیں۔ اس آیت کریمہ میں حقیقت [illegible] صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ لیس البر کا مطلب [illegible] اقام الصلوٰۃ [illegible]

چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود ۔ جاں چو دیگر شد جہاں دیگر شود (اقبال)

إِذَا عَاهَدُوا ۚ وَالصّٰبِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ

جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت

أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں اے ایمان والو

اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۖ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ

تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے

بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ

غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ

[illegible] مطابق دستور [illegible] اور [illegible] احسان کے ساتھ ادا [illegible] یہ [illegible]

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ

تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے تو جس نے زیادتی کی اس کے بعد تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے

اَلِيْمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

ہے اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے اے عقل مندو تاکہ تم [illegible]

[illegible]

[illegible] مقتول کے وارثوں [illegible] بھائی [illegible] احسان [illegible]

[illegible] قتل کی سزا قتل [illegible] قاتل [illegible] مقتول کے [illegible]

[illegible]

[illegible] اس آیت کریمہ میں قانون قصاص کی [illegible] حکمت [illegible] قتل [illegible]

[illegible]

تَتَّقُونَ ۝ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ

تاکہ تم بچتے رہو فرض کیا گیا ہے تم پر جب قریب آئے تم میں سے کسی کے موت اگر چھوڑے

خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا

کچھ مال تو وصیت کرے ماں باپ کے لیے اور قریبی رشتہ داروں کے لیے انصاف کے ساتھ یہ کرنا

عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ

ضروری ہے پرہیزگاروں پر۔ پھر جو بدل ڈالے اس وصیت کو سن لینے کے بعد تو اس کا گناہ انہیں

عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ

پر ہے جو اسے بدلیں گے بے شک اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے پھر جسے اندیشہ ہو

[illegible] سنگین [illegible] پر [illegible] ہے۔ [illegible] جس ملک کے قانون کی آنکھیں [illegible] قاتل کے گلے میں پھانسی کا پھندا [illegible] اپنے آپ [illegible] کو [illegible] ہے [illegible] کے سختی سے [illegible] کر لیں گے۔ وہ بڑی [illegible] ہے۔ [illegible] وقت [illegible] کا [illegible] ہے اس سے ایک [illegible] زندگی کی [illegible] ہے

خلاصہ: اس آیت کریمہ سے عرب کے ایک رواج [illegible] کی اصلاح فرمائی۔ اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ مرتے وقت اپنے مال کی وصیت اپنے دوستوں کے نام کر جاتے تھے جن سے دور کا واسطہ بھی نہ ہوتا۔ اور [illegible] سے تعبیر کرتے۔ [illegible] اگر اس وصیت سے [illegible] رشتہ دار [illegible] والدین اور دوسرے رشتہ دار بالکل محروم رہتے۔ یہ دونوں صورتیں [illegible] تھیں اس لیے قرآن حکیم نے اس کی اصلاح فرمائی [illegible] سے پہلے کہ وراثت کی تقسیم کا مستقل قانون نافذ ہوتا تب اس آیت میں وصیت کا حکم دیا گیا اور کہا گیا کہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کریں اور ہر ایک کو اس کے حق کے مطابق حصہ دیں۔ لیکن اللہ کریم کی مرضی [illegible] ان کے [illegible] پر نہیں چھوڑا جا سکتا تھا اس لیے کچھ مدت کے بعد سورۃ النساء میں وراثت کے احکام بتفصیل بیان فرما دیے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے احکام وصیت اور احکام وراثت کی وضاحت کرتے ہوئے دو قاعدے بیان کیے۔ پہلا قاعدہ تو یہ ہے کہ جن رشتہ داروں کے لیے وصیت کی ممانعت کر دی ہے وہ وراثت میں حصہ دار ہیں۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ وصیت

مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ

وصیت کرنے والے سے کسی طرفداری یا گناہ کا پس وہ صلح کرا دے ان کے درمیان تو کوئی گناہ نہیں اس پر

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ

بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔ اے ایمان والو ۔ فرض کیے گئے تم پر

الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

روزے جیسے فرض کیے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے تاکہ کہیں تم پرہیزگار بن جاؤ

کہ اس نے [illegible] حصہ تک [illegible] کر دیا ۔ یہ حصہ تک اپنے عزیز و رشتہ داروں یا دوسرے مستحق لوگوں یا رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کر سکتا ہے ۔ علماء [illegible] [illegible] جنہیں [illegible] مسلمانوں کو [illegible] پر نازل ہو جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی [illegible] [illegible] قرآن [illegible] سے انکار کرتے ہیں ۔ لیکن اگر وہ غور [illegible] کریں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ [illegible] [illegible] ۔

[illegible]

ف صیام [illegible] ہے ۔ [illegible] لغت میں [illegible] ہے [illegible] الیل النعس [illegible] چیز سے [illegible] نفس [illegible] شریعت میں صوم کہتے ہیں کہ [illegible] صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور [illegible] سے رکا رہے ۔ [illegible] ہجرت کے [illegible] فرض تھے [illegible] کیفیت الگ تھی

ف روزے کا مقصد [illegible] روزے کا مقصد صرف یہی نہیں کہ [illegible] نفس [illegible] مقصد [illegible] اخلاق [illegible] [illegible] روزے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اب جب [illegible] اپنے رب کے حکم سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] روزہ رکھ لیتے ہیں [illegible] [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ علیہ [illegible] [illegible]

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ

یہ گنتی کے چند روز ہیں پھر جو تم میں سے بیمار ہو تو یا سفر میں ہو تو

فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ

دوسرے اتنے دنوں میں رکھ لے اور جو لوگ طاقت رکھتے ہیں بہت مشکل سے رکھ سکیں وہ بدلے میں دیں

مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ

ایک مسکین کا کھانا ۔ اور جو خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو وہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے ۔ اور تمہارا روزہ رکھنا ہی بہتر ہے

لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ

تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو ماہ رمضان المبارک جس میں اتارا گیا

والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ ۔ یعنی جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اس نے کھانا پینا ترک کر دیا تو خدا کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔

ف۲ مریض اور مسافر کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا ۔ مریض سے مراد وہ شخص ہے کہ اگر روزہ رکھے تو اس کی ہلاکت یا اس کے مرض کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو ۔ اور سفر سے مراد احناف کے نزدیک شرعی سفر ہے جس کا اندازہ ۴۸ کوس یا ۶۰ میل ہے ۔ خواہ آپ یہ مسافت ریل یا موٹر میں طے کریں آپ کو فدیہ کی اجازت ہے ۔ بیماری اور سفر میں جتنے روزے آپ نہ رکھ سکیں مرض اور سفر سے واپس آنے پر ان کی قضا دینا ہوگی ۔ مریض اور مسافر کو افطار کی اجازت ہے لیکن روزہ رکھنا افضل ہے ۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں بھی روزے رکھے اور کبھی نہیں رکھے لیکن جب جہاد میں روزے سے کمزوری کا خطرہ ہو تو فتح مکہ کے موقع پر حضور نے صحابہ کرام کو حکم دیا ہے یوم مقاتل العدو ۔ آج جنگ کا دن ہے روزے افطار کرو

ف۳ اس آیت میں اہل تفسیر کا اختلاف ہے ۔ اکثر کی رائے تو یہ ہے کہ ابتدا میں جب روزہ فرض ہوا تو لوگوں کی سہولت کے پیش نظر یہ رخصت بھی دی گئی کہ اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو وہ فدیہ ادا کر دے ۔ لیکن جب لوگ روزے کی عادت ڈال چکے تو یہ رعایت واپس لے لی گئی ۔ اور یہ حکم دے دیا گیا فمن شهد منكم الشهر فليصمه اور شریعت میں جس کو ترک کر دیا گیا ہے یہ قول ان کے یہاں معتبر ہے ۔ لیکن بعض علما کی رائے یہ ہے کہ یطیقونہ کا معنی ہے کہ جو لوگ بڑی مشکل سے روزہ رکھ سکتے ہیں وہ فدیہ دیدیں ۔ مثلاً بوڑھا ، دائم المریض ، حاملہ عورت ، دودھ پلانے والی ۔ ان کے لیے یہ رعایت دی گئی ہے ۔

اور یہ رعایت آج بھی بحال ہے

الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ

قرآن ۱۸۲ اس حال میں کہ یہ ہدایت ہے لوگوں کے لیے اور روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق و باطل میں تمیز کرنے کی سو

شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى

جو کوئی پائے ۱۸۳ تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اس کے اور جو کوئی بیمار ہو یا

سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ

سفر میں ہو ۱۸۴ تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھ لے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی اور نہیں چاہتا ۱۸۵

۱۸۲ پہلی آیت میں روزہ رکھنے کی حکمت بیان کی گئی تھی کہ تم متقی بن جاؤ۔ اب اس بات کی حکمت بیان ہو رہی ہے کہ ماہ رمضان [illegible] ہی عبادت کے لیے کیوں مخصوص کیا گیا۔ بتایا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ وہ قرآن جس کی صفات میں [illegible] جس کا ہر حرف ھدی للناس تمام اولاد آدم کے لیے ہادی و مرشد ہے۔ اور اس کی ہدایت [illegible] جو مہینہ اتنی بڑی نعمت سے سرفراز کیا گیا ہو وہ اس قابل ہے کہ اس کا ہر لمحہ اس محسن حقیقی کی شکر گزاری میں صرف کیا جائے۔ اور اس نعمت عظمیٰ کی قدر دانی کی بہترین صورت یہی ہے کہ دن میں روزہ رکھے اور رات کو قرآن پڑھا اور سنا جائے تاکہ [illegible] کی ایسی تربیت ہو جائے کہ وہ اس کی ہدایت سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکے۔ اس آیت کا آخری حصہ لعلکم تشکرون اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

۱۸۳ [illegible] قرات الصحف الا من [illegible] بلکہ روزہ کی بجائے فدیہ کی جو رخصت دی گئی تھی وہ اس آیت سے منسوخ ہو گئی [illegible] ہاں [illegible] کے لیے یہ رخصت [illegible]

۱۸۴ کیونکہ [illegible] اس لیے [illegible] مسافر کے لیے [illegible] جو اجازت دی گئی تھی [illegible] رخصت بحال ہے۔

۱۸۵ یعنی احکام شرعیہ [illegible] نہیں ہے کہ تم کو تنگی اور تکلیف دینا مقصود ہو بلکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تمہاری آسانی اور سہولت کو۔ اسی لیے تو اس نے احکام شرعیہ [illegible]

بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ

[illegible]

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ

[illegible]

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ

تاکہ وہ ہدایت پاجائیں ۔ حلال ۲۲۲ کردیا گیا ہے تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی

نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ

عورتوں کے پاس جانا ۔ وہ ۲۲۳ تمہارے لیے پردہ و زینت ہیں اور تم ان کے لیے پردہ و زینت ہو جانتا ہے خدا تعالیٰ

أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ

کہ تم خیانت کیا کرتے تھے اپنے آپ سے پس اس نے توجہ فرمائی تم پر اور معاف کردیا تمہیں ۔

فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

سو اب تم ان سے مباشرت کرو اور طلب کرو جو قسمت میں لکھ دیا ہے خدا نے تمہارے لیے اور کھاؤ اور پیو

کو اگر چاہتے ہو کہ تمہاری مرادیں پوری ہوں تو رزق حلال کھایا کرو۔ دعا کی قبولیت کی اس شرط کو ہم نے فراموش کردیا بلکہ ہم نے تو حلال و حرام میں فرق کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ اگر ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں تو جائے تعجب نہیں کہ تعجب و حیرت تو اس بات پہ ہے کہ پھر بھی وہ ہماری سن لیتا ہے۔

۲۲۲ ابتدا میں دن کی طرح رات کو بھی عورتوں سے علیحدہ رہنے کا حکم تھا لیکن بعد میں تخفیف کردی گئی اور رات کو مقاربت کی اجازت دے دی گئی۔ [illegible] رفث ایک جامع لفظ ہے جو میاں بیوی کے خصوصی تعلقات کے سارے درجوں کو شامل ہے۔ قال الزجاج: الرفث كلمة جامعة لكل ما يريده الرجل من المرأة۔ قرطبی

۲۲۳ آیت کا یہ حصہ خاص توجہ طلب ہے۔ مرد اور عورت کے باہمی تعلقات کو انتہائی خوش اسلوبی سے بیان فرمایا گیا ہے یعنی جیسے وہ تمہارے لیے لباس کی طرح ہیں ویسے ہی تم ان کے لیے لباس ہو۔ اس لحاظ سے دونوں کے حقوق برابر بعض مساوی ہیں۔ پھر لباس کی تعبیر کتنی معنی خیز ہے۔ مختصر سا لفظ لباس بولا ہے۔ ہر عیب کو چھپاتا ہے۔ زینت ہے حسن و جمال کو نکھارتا ہے۔ راحت ہے سردی و گرمی سے بچاتا ہے۔ کیا ایک اچھی بیوی اپنے خاوند کے لیے اور ایک اچھا خاوند اپنی بیوی کے لیے پردہ، زینت اور راحت نہیں؟ یقیناً ہے۔ جس ملت کے ہر گوشہ [illegible] یہ بلند تصور ازدواجی [illegible] ہو کسی کے لیے یہ دنیا جنت نہیں تو اور کیا ہے۔ اسلام پر یہ اعتراض کرنے والے کہ اس نے عورت کے حقوق کو پامال کردیا ہے۔ اگر آیت کے اس حصہ پر غور فرمائیں تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوجائے گا۔ ہاں اسلام نے ملت بیضا کی بیٹیوں کے چہروں سے شرم و حیا کا نقاب اتارنے کا حکم نہیں دیا۔ اس سے عورت کو [illegible] مرد کی [illegible]

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ

یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تم پر سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ۲۲۳ صبح کے

الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ

وقت پھر پورا کرو ۲۲۴ روزہ کو رات تک اور مباشرت کرو ان سے ۲۲۵ جب کہ

عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ

تم اعتکاف میں بیٹھے ہو مسجدوں میں یہ اللہ کی حدیں ہیں لہٰذا ان کو توڑنے کے ۲۲۶ قریب بھی نہ جاؤ اسی طرح

جا رہی تھیں رہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک مستقل دین ہے جس کا اپنا نظام، اپنا قانون اور اپنا ضابطۂ حیات ہے اور اس کے استقلال کی یہی علامت ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے ضابطے کا پابند ہے۔ کسی کو پسند آئے یا نہ آئے کوئی خوش ہو یا ناخوش۔ اسلام کو ہر دور کے زمانے اور اسے تہذیب مغرب سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اس کے ضابطوں میں جو لوگ ترمیم کرنا چاہتے ہیں وہ اس کے فطری خدوخال میں جس وقت قطع و برید گوارا کر لی گئی اس دن اسلام بحیثیت ایک مستقل ضابطۂ حیات کے ہم سے چھن جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس دن سے بچائے

۲۲۳ اس سے مراد صبح صادق (الفجر) ہے یعنی وہ روشنی جو افق میں پھیلتی ہے قال الجمہور ذالک الفجر المعترض فی الافق یمنۃ ویسرۃ (قرطبی) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عدی بن حاتم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! کیا خیط ابیض و خیط اسود سے سفید اور سیاہ دو دھاگے مراد ہیں۔ حضور نے فرمایا لا بل ھو سواد اللیل و بیاض النہار نہیں بلکہ اس سے مراد رات کی تاریکی اور دن کی روشنی ہے۔ اور لغت عرب میں خیط کا لفظ رنگ کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ والخیط فی کلامھم عبارۃ عن اللون (قرطبی)

۲۲۴ پہلے روزے کی ابتدا کا وقت بتایا اب اس کے اختتام کا وقت بتایا جا رہا ہے۔ صبح صادق سے لے کر رات آنے تک روزہ رکھو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس ارشاد کی وضاحت فرما دی اذا ادبر النہار من ھھنا و اقبل اللیل من ھھنا جب ادھر مغرب سے دن پیٹھ پھیرے اور ادھر (مشرق) سے رات آجائے وہ وقت ہے افطار کا۔ بعض لوگ روزہ کے افطار میں اتنی جلدی کرتے ہیں کہ سورج بھی ابھی صحیح طور پر غروب نہیں ہوتا کہ وہ افطار کا نقارہ بجا دیتے ہیں۔

۲۲۵ اگر کوئی معتکف ہو تو رات کو بھی اپنی بیوی سے مباشرت جائز نہیں

۲۲۶ یعنی اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدوں کو توڑ کر آگے نکل جانے کا تو خیال ہی مت کرو۔ تمہاری سلامتی اور بھلائی اسی میں ہے کہ ان کے نزدیک تک مت جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ شیطانی جذبات کی رو تمہارے قدم حدود کے پاس پہنچتے ہی نہ ڈگمگا دے اور تم بہک ہی جاؤ

يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ

یوں بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں اور نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ

آپس میں ناجائز طریقہ سے اور نہ لے جاؤ ان (مالوں) کو حاکموں کے پاس تاکہ کھا جاؤ رشوت دے کر کچھ حصہ

اگر بھوک سے مرنے لگو تو بھی ... یہ تمہاری متقی ہونے کی دلیل ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان کے پاس بھی نہ پھٹکو۔

۲۴۰ اسلامی نظام معیشت کا ایک اہم قاعدہ بیان ہو رہا ہے یعنی ناجائز طریقے سے لوگوں کے مال نہ کھاؤ۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں من اخذ مال غیرہ لا علی وجہ اذن الشرع فقد اکلہ بالباطل۔ وہ شخص جس نے ایسے طریقے سے مال لیا جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی تو اس نے باطل طریقہ سے کھایا۔ فیدخل فیہ القمار والخداع والغصوب وجحد الحقوق وما لا تطیب بہ نفس مالکہ۔ ترجمہ: اس میں جوا، دھوکہ بازی، زبردستی چھین لینا، کسی کے حقوق کا انکار اور وہ مال جسے اس کا مالک خوشی سے نہیں دیتا سب اکل بالباطل میں شامل ہیں۔ علامہ قرطبی نے یہ تصریح بھی کی ہے کہ اگر کوئی شخص رشوت دے کر یا جھوٹی گواہی گزار کر اپنے حق میں فیصلہ کرا لے تو قاضی کا فیصلہ حرام کو حلال نہیں کرتا۔ ان الحرام لا یصیر حلالا بقضاء القاضی۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے انکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع فمن قضیت لہ من حق اخیہ شیئا فلا یاخذہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار (قرطبی) ترجمہ: (لوگو) تم میرے پاس جھگڑے چکانے کے لیے آتے ہو۔ ممکن ہے تم میں سے ایک فریق زیادہ چرب زبان ہو اور میں جو کچھ سنوں اس کے حق میں فیصلہ دے دوں۔ اگر میں کسی کو اس کے بھائی کا حق دے دوں تو وہ ہرگز نہ لے بے شک وہ اس کے حق میں آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔

اگر ہمارا باہمی لین دین قرآن کے اس حکم اور حضور ﷺ کے اس واضح ارشاد کے مطابق ہو جائے تو کتنی مقدمہ بازی ختم ہو جائے۔ ان کی پیروی پر جو بے شمار روپیہ ... اور وقت ضائع ہو رہا ہے وہ بچ جائے۔ ان مقدمہ بازیوں کا ایک بہت بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ قریبی رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ باہمی محبت و اخلاص کی جگہ عداوت اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر ہم قرآن کے اس حکم کو اپنا لیں تو ملکی معاشرہ ان سب خرابیوں سے پاک ہو جائے گا اور اس کا ماحول اتنا پاکیزہ اور خوشگوار بن جائے گا جس کا ہم اس وقت تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کاش قرآن کو سمجھنے کا شوق اور اس پر عمل کرنے کی ہمت ہمارے اندر پیدا ہو۔

۲۴۱ دوسروں کے مال ناجائز طور پر کھانے کا ایک طریقہ جو رائج تھا اور اب بھی ہے کہ حکام کو رشوت دے کر ان سے اپنے حق میں فیصلہ کرا لیا جائے۔ اس ناپاک طریقہ کی ممانعت کا الگ ذکر کر دیا۔ [illegible] قاضی [illegible]

أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۞ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ

لوگوں کے مال کا [illegible] ظلم سے حالانکہ تم جانتے ہو [illegible] دریافت کرتے ہیں آپ سے [illegible] چاند کے متعلق

قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا

[illegible] وقت کی علامتیں ہیں لوگوں کے لیے اور حج کے لیے اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم داخل ہو

الاھلۃ: [illegible] اس سے مراد ہے کسی چیز کا [illegible] استھل [illegible] شیء معروف۔

البر: [illegible] قطعت رحمہ [illegible]۔

شانِ نزول: قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ ہو [illegible] ایک طرف مظاہر فطرت کی [illegible] دوسری طرف [illegible] اس کا [illegible] نہیں ہوا [illegible] کائنات کے حسن [illegible] ایک وقت یہ آیا کہ [illegible] کائنات پر [illegible] کیونکہ [illegible] [illegible] یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قُم باذن اللہ
وہی زمیں وہی گردوں ہے قُم باذن اللہ

الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۚ وَأْتُوا الْبُيُوتَ

[illegible]

مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ

[illegible]

اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ

زیادتی کرنے والوں کو ۔ اور قتل کرو انہیں جہاں بھی انہیں پاؤ تم اور نکال دو انہیں

مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ

جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور فتنہ گمراہی و شرک قتل سے بھی زیادہ سخت ہے اور نہ جنگ کرو ان سے

عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِن قَاتَلُوكُمْ

مسجد حرام کے قریب یہاں تک کہ وہ خود تم سے وہاں جنگ کرنے لگیں سو اگر وہ لڑیں تم سے

فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ

تو تم قتل کرو انہیں یہی سزا ہے کافروں کی پھر اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ تعالیٰ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ

بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ ۲۳۲ اور ۲۳۳ ہو جائے

۲۳۱ جب صلح حدیبیہ کے بعد معاہدہ کے مطابق مسلمان بیت کعبہ کی زیارت کو جانے لگے تو ان کے دل میں اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر کفار نے غداری کی اور ہم احرام میں ہوں اور حرم میں ہوں تو ان سے کیونکر جنگ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنگ کریں تو پھر کعبہ کا احترام تمہیں اجازت دیتا ہے کہ تم پلٹ کر انہیں قتل کرو۔

۲۳۲ فتنہ کیا ہے۔ جب سونے کو کھوٹ سے الگ کرنے کے لیے آگ میں ڈالتے ہیں تو اسے فتن کہتے ہیں۔ فتن الصائغ الذھب سنار نے سونے کو آگ میں ڈالا۔ پھر اس کا استعمال بہت سی آزمائشوں کے لیے کیا جاتا ہے۔ اور سب آزمائشوں سے سخت ترین آزمائش وہ ہے جو کسی کو اس کے دین سے برگشتہ کرنے کے لیے ہو۔ کفار مکہ غریب مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لیے سخت ترین سزائیں دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قتل بھی برا ہے لیکن کسی کو اس کے پسندیدہ عقیدہ سے، حق کی معرفت اور سچائی پر صدق دل سے ایمان لانے سے روکنا قتل سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔

۲۳۳ پہلے جنگ کی وجہ بیان فرمائی۔ اب اس کی انتہا کا ذکر ہے یعنی جب طاقت فتنہ ختم ہو جائے اور دین کے ساتھ کسی کو جبر کرنے کی قوت نہ رہے اور ہر شخص آزادی سے دین حق کو قبول کر سکے تو اس وقت جنگ بند کر دی جائے۔

الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۝

دین صرف اللہ کے لیے ہے پھر اگر وہ باز آجائیں تو سختی کسی پر نہیں بجز ظالموں کے

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ

حرمت والا مہینہ ۲۳۲ حرمت والے مہینہ کا بدلہ ہے اور ساری حرمتوں میں (بدلہ) قصاص ہے لہٰذا جو

اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠

آدمی تم پر زیادتی کرے تم اس پر زیادتی کرو لیکن اسی قدر جتنی زیادتی اس نے تم پر کی ہو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا فِيْ

اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور خرچ کیا کرو

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ڔ وَاَحْسِنُوْا ڔ

اللہ کی راہ میں ۲۳۳ اور نہ پھینکو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں ۲۳۴ اور اچھے کام کیا کرو

۲۳۲ عرب معاشرہ میں ایک دوسرے سے بدلے چکایا کرتے تھے لیکن ان کے دین میں بھی یہ بات شامل تھی کہ سال میں چار ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب میں لوٹ مار اور جنگ بند کر دی جاتی تھی۔ لیکن جب مسلمان ذیقعدہ ۷ھ میں عمرہ کے لیے آنے لگے تو مشرکوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور اپنے عہد و پیمان کا بھی لحاظ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اگر وہ اس ماہ حرام کا پاس نہیں کرتے تو تم بھی نہ کرو۔ اور اگر وہ جنگ کریں تو تم بھی مدافعت کے لیے کمربستہ ہو جاؤ۔

۲۳۳ پہلے جانی جہاد کا حکم دیا اب مالی جہاد کا حکم دیا جا رہا ہے۔

۲۳۴ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: إِنَّ الْإِلْقَاءَ بِالْأَيْدِي إِلَى التَّهْلُكَةِ هُوَ تَرْكُ الْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللهِ اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ مال اللہ کے راستے میں جہاد میں خرچ نہ کیا جائے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ اسلم ابو عمران سے مروی ہے کہ جب ہم نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو رومیوں کا ایک لشکر ہمارے مقابلہ میں صف آرا ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے بھی ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ ایک مسلمان سپاہی نے تنہا بڑھ کر رومیوں پر حملہ کر دیا اور ان کی صفوں میں گھس گیا۔ لوگ چلانے لگے سبحان اللہ اس نے اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ حضرت ابو ایوب انصاری کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے اے لوگو! تم نے اس آیت کا مطلب غلط سمجھا ہے۔ آؤ میں تمہیں اس کا شان نزول بتاؤں۔ جب اسلام کو غلبہ

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ

[illegible]

أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ

[illegible]

حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ

[illegible]

أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَإِذَآ أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ

[illegible] امن [illegible] عمرہ [illegible] حج [illegible] میسر ہو

مِنَ الْهَدْيِ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَ

قربانی دے پھر جسے قربانی کی طاقت نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے حج کے وقت اور

سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ

سات جب تم گھر لوٹ آؤ یہ پورے دس [illegible] ہوئے یہ رعایت ان کے لیے

أَهْلُهُ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ

ہے [illegible] جن کے گھر والے مسجد حرام کے قریب نہ ہوں اور ڈرو اللہ سے اور جان لو کہ بیشک اللہ

جانور ذبح [illegible] سر منڈا [illegible] لیکن اگر بیماری کی وجہ سے جلد سر منڈانے [illegible] حدیث سے ثابت ہے [illegible] [illegible] قربانی [illegible] احرام [illegible] حج [illegible] [illegible] قربانی [illegible]

[illegible] ایک صورت میں حج و عمرہ [illegible] اجازت صرف ان لوگوں کو ہے جو مکہ کے [illegible] نہیں بلکہ دور دراز ممالک سے آتے ہیں [illegible] میقات [illegible] احرام [illegible] مختلف اطراف کے لیے مختلف مقامات میقات ہیں۔ اہل مدینہ [illegible] ذوالحلیفہ [illegible] اہل عراق [illegible] ذات عرق [illegible] اہل شام [illegible] اہل نجد کے لیے قرن [illegible] اہل یمن [illegible] پاکستان [illegible] میقات [illegible]

مکّہ سے عرفات تک حاجیوں کا راستہ

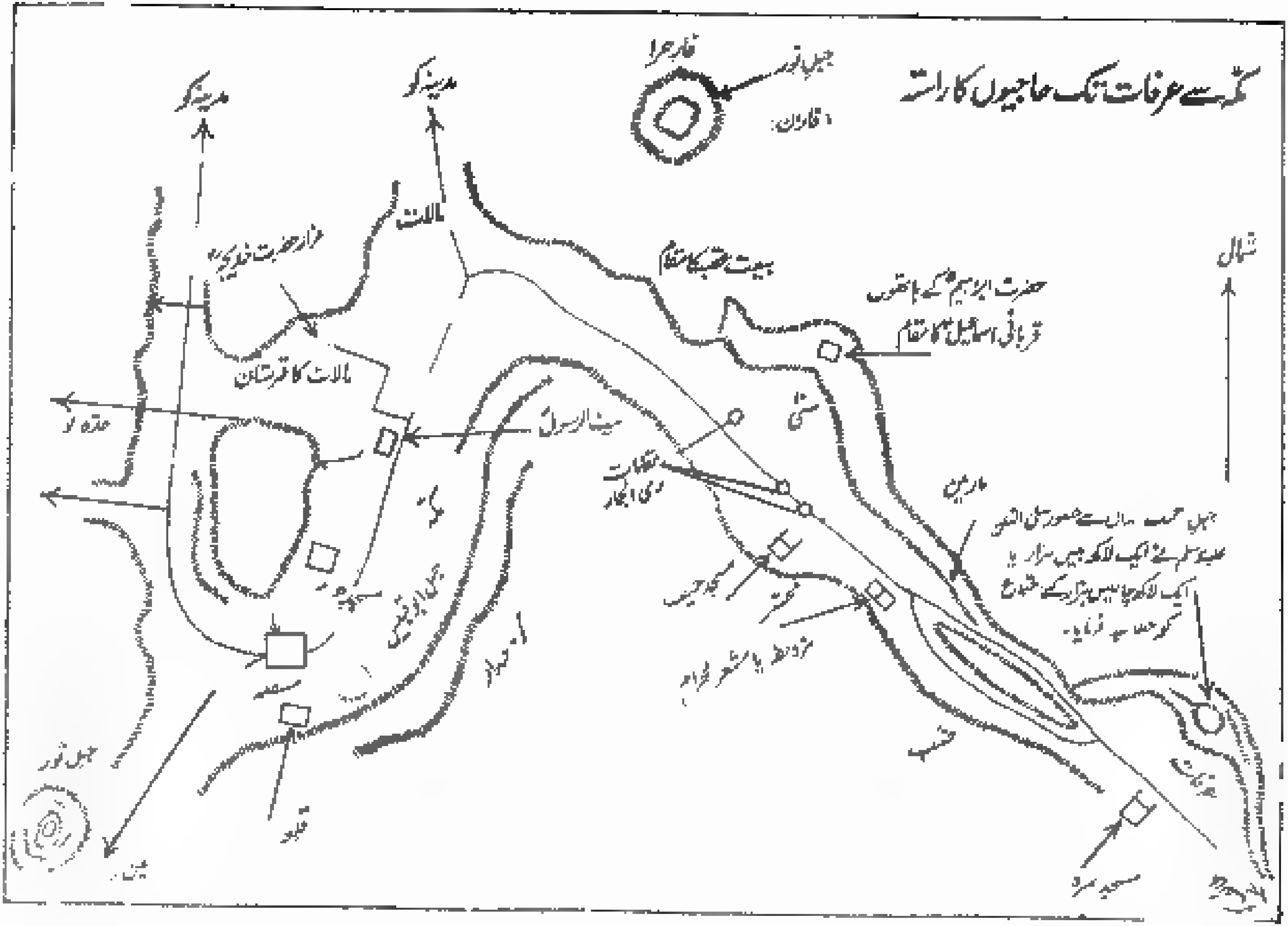
جبل نور
غار حرا
شمال
مدینہ کو
مدینہ کو
المعلاۃ
مزار حضرت خدیجہؓ
معلاۃ کا قبرستان
جدہ کو
بیت الرسولؐ
مکہ
جبل ابو قبیس
بیعت عقبہ کا مقام
حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں
قربانی اسماعیلؑ کا مقام
منیٰ
مقامات رمی الجمار
مسجد خیف
مزدلفہ یا مشعر الحرام
محسر
جبل ثور
جبل رحمت جہاں سے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا
ایک لاکھ چوالیس ہزار کے مجمع
کو خطاب فرمایا۔
عرفات
مسجد نمرہ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ

سخت سزا دینے والا ہے حج کے چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں ۲۲۳ پس جو نیت کرے ان میں

الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا

حج کی تو نہ ہو بے حیائی کی بات اور نہ گناہ اور نہ جھگڑا ۲۲۴ حج کے دوران میں اور جو کچھ نیکی کرو گے ۲۲۵

مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَ

اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اور سفر کا توشہ ۲۲۶ تیار کرو اور سب سے بہتر توشہ تو پرہیزگاری ہے اور

اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا

ڈرتے رہو مجھ سے اے عقلمندو ! نہیں ہے تم پر ۲۲۷ کوئی گناہ اگر تلاش کرو

کے مقابل سے کرے تو وہ اب ان حاجیوں کی احرام [illegible] ہوتا ہے۔

۲۲۳ یعنی شوال ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن

۲۲۴ رفث کہتے ہیں الجماع والافحاش للمرأۃ بالکلام جماع کرنا یا عورت سے متعلق باتیں کرنا [illegible] فسوق : جمیع المعاصی کلھا تمام گناہ، چھوٹے بڑے ظاہر و پوشیدہ۔ جدال : جھگڑا [illegible] سے روک دیا گیا [illegible] تربیت نفس [illegible]

۲۲۵ یعنی جو نیک کام تم کرتے ہو [illegible] اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ اور [illegible] نہیں کرے گے۔ [illegible] عظیم عطا فرمائے گا۔

۲۲۶ عرب کے [illegible] حج کی نیت سے گھروں سے [illegible] توکل کے خلاف سمجھتے [illegible] لوگوں سے بھیک مانگتے [illegible] کسی کی خدمت [illegible]

۲۲۷ امام [illegible] حدثنا من یقول لا حج للتجار والاجراء والجمالین [illegible] اس [illegible]

فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ

[illegible]

عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن

[illegible]

قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ

[illegible]

وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ فَإِذَا قَضَيْتُم

[illegible]

مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ

لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ۲۸۰ اے ہمارے رب دے ہمیں دنیا ہی میں سب کچھ نہیں ہے ان کے لیے آخرت میں

خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي

کوئی حصہ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب عطا فرما ہمیں دنیا میں بھی بھلائی اور

الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا

آخرت میں بھی بھلائی ۲۸۱ اور بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے یہی لوگ ہیں جن کے لیے حصہ ہے بسبب

كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ

انکی نیک کمائی کے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب چکانے والا ہے۔ اور خوب یاد کرو اللہ تعالیٰ کو ان دنوں میں جو معدود چند ہیں ۲۸۲

زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو

۲۸۰ مشرکین کو آخرت کی زندگی پر ایمان نہ تھا۔ وہ اسی زندگی کو سب کچھ سمجھتے۔ اس لیے حج کے وقت اور دوسرے خاص اوقات میں دنیا کے متعلق ہی سوال کیا کرتے۔

۲۸۱ ان کے برعکس مومن صرف دنیوی منافع اور مقاصد پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ دنیا و آخرت دونوں کے لیے دامن پھیلاتا ہے۔ حسنۃ سے مراد کوئی خاص چیز نہیں بلکہ ہر اچھائی مراد ہے فان حسنة نكرة في سياق الدعاء فهو محتمل لكل حسنة (قرطبی) ایک شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاحظہ فرمایا کہ چوزے کی طرح دبلا ہو گیا ہے۔ حضور نے دریافت کیا اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگا کرتا ہے۔ عرض کرنے لگا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دعا کیا کرتا ہوں کہ اے مالک جو عذاب تو مجھے قیامت کے دن دینا چاہتا ہے وہ مجھے دنیا میں ہی دے دے۔ حضور نے فرمایا تم میں خدا کا عذاب برداشت کرنے کی قوت کہاں۔ تم یہ دعا کیوں نہیں مانگا کرتے۔ ربنا آتنا الخ

۲۸۲ دسویں رات مزدلفہ میں گزار کر صبح سویرے منیٰ کی طرف روانگی ہوئی اور دس ذی الحج کو منیٰ میں آکر قیام کیا یہاں آکر بڑے شیطان پر کنکریاں ماریں قربانی دی احرام کی پابندیوں سے آزاد ہونے کے لیے سر منڈوایا اور کپڑے پہنے۔ ان امور کے علاوہ چند مخصوص مقامات پر پتھر بھی مارنے پڑتے ہیں اور وہ یوں کہ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ تاریخ تک وہاں ہی قیام ہوتا ہے۔ دو دن کے ان پتھروں کے مارنے کے بعد انسان مکہ واپس آجائے تو بھی درست ہے اور اگر تیرھویں کی رات وہاں قیام کرے اور دن کو رمی جمار کے بعد لوٹے تو بھی روا ہے۔ لیکن حضرت امام صاحب کے نزدیک افضل دوسری صورت ہے۔ یہی ہے

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَآ إِثْمَ

[illegible]

عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوٓا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۲۰۳

[illegible]

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ

[illegible]

اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ۲۰۴ وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى

[illegible]

فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللّٰهُ لَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ

فساد کو پسند نہیں کرتا اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو [illegible] گناہ پر

فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي

پس اس کے لیے جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو [illegible]

نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يَا أَيُّهَا

اپنی جان اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے اے

الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ

ایمان والو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے اور نہ چلو شیطان کے

ف [illegible]

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں ۔ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

ف منافقوں [illegible] حضرت صہیب [illegible] ہجرت کے ارادے سے مکہ سے چلے تھے [illegible]

ف سِلم اور سَلم دونوں قرأتیں ہیں [illegible] بالکسر [illegible] الاستسلام والطاعۃ [illegible] اسلام [illegible]

الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا

[illegible]

جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

[illegible]

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَ

[illegible]

[illegible]

مسئلہ [illegible]

مسئلہ [illegible]

[illegible]

قُضِيَ الْأَمْرُ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٢١٠﴾ سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

فیصلہ ہی کر دیا جائے کام اور اللہ کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے سارے معاملات پوچھ لیجیے بنی اسرائیل سے ۲۴۲

كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ ۗ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ

کہ ہم نے انہیں کتنی روشن روشن نشانیاں عنایت فرمائیں اور جو شخص بدل ڈالے اللہ کی نعمت کو اس کے مل جانے

مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢١١﴾ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

کے بعد تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس قوم کو سخت عذاب دینے والا ہے آراستہ کر دی گئی ہے کافروں کے لیے ۲۴۴

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا ۘ وَالَّذِينَ اتَّقَوْا

دنیا کی فانی زندگی اور مذاق اڑاتے ہیں ایمان والوں کا حالانکہ پرہیزگاروں کی شان

اور دوسرے مفسرین نے یہاں آیت میں مضاف محذوف مانا ہے یعنی اصل عبارت یوں تھی او یاتیہم امر اللہ و باسہ بعید نہیں درحقیقت عرب میں مضاف کا حذف عام مستعمل ہے اسی لیے ترجمہ میں بھی اس کو اختیار کیا ہے

۲۴۳ مسلمانوں کو جو عزت اور امانت سونپی جا رہی تھی وہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کو دی گئی تھی لیکن جب انہوں نے اس کی قدر نہ کی اور اس کا غلط استعمال شروع کر دیا تو یہ دولت عزت ان سے چھین لی گئی اور دین حق کی امانت ان سے واپس لے لی گئی اور انہیں ذلیل و رسوا کر دیا

مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر تم نے بھی اس نعمت کا شکر ادا نہ کیا اس کو صحیح استعمال کر کے اپنے لیے اور دوسروں کے لیے ہدایت کی راہ ہموار نہ کی تو یاد رکھو تمہارا انجام بھی ویسا ہی ہوگا اگر مثال دیکھنا ہو تو پچھلی قوموں کی تاریخ کی ورق گردانی کر لو اور اپنے گزشتہ سالوں کا جائزہ لو تمہیں اس کی صورت نظر آ جائے گی جو قوم آج بھی اس سے بے پرواہ ہو اپنی عادات کے مطابق زندگی گزار رہی ہے وہ تباہی و ذلت کا انکار نہیں کر سکتی

۲۴۴ کا مطلب یہاں صرف ناشکری نہیں بلکہ نعمت و احسان فراموشی ہے جو لالچ کا نتیجہ ہے۔ یعنی جب انہوں نے ہدایت کے خدا کی قدر نہ کی اور ان کی اصل حقیقت سے منہ پھیر لیا، بیہودگی میں کھو گئے اور دولت کی ہوس کا مذاق اڑانے لگے محض کی خاطر دنیا کی ساری لذتوں سے دستبردار ہو کر غلامی کی زندگی پر قانع ہو گئے۔ قیامت کے دن جب حقیقت بے پردہ ہو گی تو پتہ چلے گا کہ اس زندگی میں وہ جسے حقیر سمجھتے تھے اصل میں وہی کامیاب تھے

فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

کے ہوں گے ان سے قیامت کے دن اور اللہ تعالیٰ روزی تو جسے چاہے ۳۷۳ بے حساب دے دیتا ہے

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ

تھے سب لوگ ایک ہی دین پر ۳۷۴ پھر جب انہیں اختلاف پیدا ہوگیا، تو بھیجے اللہ نے نبی خوشخبری سنانے والے

وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ

اور ڈرانے والے ۳۷۵ اور اتاری ان کے ساتھ کتاب برحق تاکہ فیصلہ کرے لوگوں کے درمیان

عزت و کرامت کے مستحق ہیں۔

۳۷۳ وہ لوگ اپنی دنیوی دولت، مال و سامان، جاہ و جلال کو دیکھ کر اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ ہم پر بھی اللہ کی نظر عنایت ہے ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کو اس نے اپنے فضل و کرم کے لیے چن لیا ہے۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ دولت کی کثرت، مقبولیت اور قرب خداوندی کی دلیل نہیں۔ رزق کی کمی بیشی گمراہی و ہدایت کا معیار نہیں۔ آج دنیا کی چمک دمک میں [illegible] جاؤ [illegible] انہیں حقیقت روز روشن کی طرح دکھائی دینے لگے گی۔

۳۷۴ یہاں تاریخ مذہب اس کے آغاز، اس کی نشوونما اور اس کے عروج کی داستان بیان کر دی ہے اور اس سوال کا جواب [illegible] تلاش کرنے کے لیے [illegible] کی بیشتر [illegible] تحقیق کا نتیجہ یہ تھا کہ انسان شروع میں مشرک تھا اور عقیدہ توحید تک اس کی رسائی [illegible] صدیوں [illegible] کے بعد ہوئی۔ قرآن بتاتا ہے کہ ایسا نہیں بلکہ اولین انسان آدم علیہ السلام موحد تھے۔ شرک سے ان کا کوئی سروکار نہ تھا اور [illegible] عقیدہ توحید پر ثابت قدم رہی۔ قرآن نے [illegible] جواب چودہ صدیاں پہلے دیا تھا [illegible] تسلیم کر رہے ہیں۔ چنانچہ آج قدیم [illegible] کے ماہرین [illegible] اور [illegible] کے علماء [illegible] اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں [illegible] تفسیر ماجدی

۳۷۵ یہاں اُمَّةً وَّاحِدَةً اور فَبَعَثَ اللّٰهُ کے درمیان ایک چھوٹا سا جملہ فاختلفوا محذوف ہے جس پر اگلا جملہ فیما اختلفوا فیہ کے الفاظ صراحتاً دلالت کر رہے ہیں۔ اب آیت کا مطلب بالکل صاف ہو گیا کہ پہلے ملت واحدہ [illegible] ایک ہی [illegible] تھے۔ جب نسل انسانی بڑھی اور لوگ اپنے مزاجوں اور طبیعتوں کے اختلاف کی وجہ سے آپس میں جھگڑنے لگے اور وحدت ملی مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئی۔ بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر لانے کے لیے، اختلاف کی آگ کو بجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور انہیں آسمانی کتابیں عطا فرمائیں۔ جیسا کہ واضح ہے [illegible] وحدت

النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ

کی ان باتوں میں جن میں وہ جھگڑتے تھے اور کسی نے اختلاف نہیں کیا اس میں مگر ان لوگوں نے جنہیں دی گئی تھی

مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى اللَّهُ

وہ کتاب بعد اس کے کہ آ چکی تھیں ان کے پاس روشن دلیلیں محض اپنی آپس کی ضد کی وجہ سے پس اللہ نے ہدایت بخشی

الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي

انہیں جو ایمان لائے تھے ان حق باتوں کی طرف جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے اپنی توفیق سے اور اللہ ہدایت دیتا ہے

مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢١٣﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا

جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف کیا تم خیال کرتے ہو کہ یونہی داخل ہو جاؤ گے

ہے ان کو جھگڑالو بنا دیا اور فرقہ بندی سے کام لینے کی کوششیں کیں تاکہ مختلف گروہوں کی یہ ٹولیاں پھر ایک قوم بن جائیں۔

[illegible] اس صورت حال پر اس آیت کے ایک ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مقصد واضح یہ ہے کہ وہ کتاب جو اتحاد پیدا کرنے کے لیے نازل کی گئی تھی اس کو اپنے لیے وجہ اختلاف بنا لیا اس کتاب کے ذریعہ اس کو ماننے والی امت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہ سارا اختلاف اور فرقہ بندی حسن نیت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ حسد و عناد اور سرکشی کا نتیجہ تھا جس نے امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔

[illegible] یعنی کتاب سے ہدایت انہیں لوگوں کو ملتی ہے جو سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور جو کتاب کے خلاف [illegible] کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے من گھڑت مسلک کا لباس اللہ کی آیات بینات کو زبردستی پہنا دیتے ہیں اور اپنے مطلب کا [illegible] وہ اس سے ہدایت نہیں پا سکتے۔

[illegible] مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ تم اس اختلاف اور فرقہ بندی سے بچاؤ [illegible] جن حالات سے پہلی امتوں کو دو چار ہونا پڑا تمہیں بھی [illegible] ہونا ہوگا [illegible] قرآن کے نام پر سنت کے انکار [illegible] اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد [illegible] دیے گئے ہیں [illegible] اس وقت [illegible] اور صبر [illegible] تو اللہ کی مدد تمہاری دستگیری کو یقیناً آئے گی

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ

جنت میں حالانکہ نہیں آئے تم پر وہ حالات جو گزرے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں، پہنچی انہیں

الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا

سختی اور مصیبت اور وہ ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھے اس زمانہ کے رسول اور جو ایمان لائے تھے

مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿٢١٤﴾ يَسْأَلُونَكَ

ان کے ساتھ کب آئے گی اللہ کی مدد؟ سن لو یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔ آپ سے پوچھتے ہیں کہ

مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ

وہ کیا خرچ کریں [illegible] آپ فرمائیے جو کچھ خرچ کرو مال سے تو اس کے حقدار تمہارے ماں باپ ہیں اور

الْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا

قریبی رشتہ دار ہیں اور یتیم ہیں اور مسکین ہیں اور مسافر ہیں اور جو بھلائی بھی تم کرتے ہو

مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ

تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔ فرض کیا گیا ہے تم پر جہاد اور وہ ناپسند ہے

[illegible] دو باتوں کے متعلق پوچھا گیا تھا۔ کیا خرچ کریں اور کہاں خرچ کریں۔ دونوں کا جواب دے دیا گیا۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے سوال کا جواب مختصر ہے اور دوسرے کا جواب مفصل اور تفصیلاً کیا خرچ کریں کے متعلق تو فرمایا مِنْ خَيْرٍ یعنی نیک اور حلال خرچ کرنا ہے تو حلال اور پاک مال خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حرام اور ناپاک مال قبول نہیں ہوتا۔ دوسرے سوال کا جواب چونکہ اہمیت کے پیش نظر تفصیل طلب تھا اس کی وضاحت کر دی۔ حکم دیا جاتا ہے کہ خرچ کرے تو آغاز اپنے گھر سے کرے اور گھر میں بھی اپنے حقوق کے لحاظ سے سب سے مقدم ماں باپ ہیں۔ ان کی خدمت اور دلداری تمہارا فرض اولین ہے۔ ان کے بعد دوسرے قریبی رشتہ دار ہیں۔ اولاد، بہن بھائی، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ وغیرہ سب کے ساتھ احسان و مروت لازم ہے۔ اس کے بعد باری ہے قوم کے یتیم بچوں کی، مسکینوں اور بے وطن مسافروں کی۔ مال و دولت کا کتنا مناسب اور فطری طریقہ ہے۔ یہ نہیں کہ اپنے تو بھوک سے بلک رہے ہوں اور اغیار پر آپ کی سخاوت کا سکہ بیٹھ رہا ہو

لَكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا

[illegible]

شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ يَسْأَلُونَكَ

[illegible]

عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ

[illegible] بڑا گناہ ہے اور روک دینا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ

[illegible]

مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُوْنَ

[illegible]

يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ

[illegible]

يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ

ضائع ہو گئے ان کے عمل دنیا و آخرت میں اور یہی [illegible] وہ

فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢١٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا

فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ

اللہ کی راہ میں وہی لوگ امید رکھتے ہیں اللہ کی رحمت کی اور اللہ بڑا بخشنے والا

رَحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ

بہت مہربان ہے وہ آپ سے پوچھتے ہیں ف شراب اور جوئے کی بابت آپ فرما دیجئے ان دونوں میں بڑا گناہ

ف شراب کی حرمت [illegible] سے پہلے بھی بعض جلیل صحابیوں میں [illegible] نہیں [illegible] تھیں۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم اور حضرت معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں شراب کے متعلق ارشاد فرمائیے کہ منها مذهبة للعقل ومسلبة للمال یہ عقل زائل کرنے والی اور مال ضائع کرنے والی ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اس کے بعد بعض نے شراب ترک کر دی اور بعض پیتے رہے کیونکہ اس [illegible] حرمت [illegible] نہیں ہوا تھا ایک روز حضرت عبد الرحمن بن عوف نے بعض احباب کی دعوت کی اور شراب پیش کی جب وہ سرمست ہو گئے تو نماز مغرب کا وقت آیا ان میں سے ایک صاحب نے امامت کرائی اور سورۂ کافرون کی قرأت میں بجائے لا اعبد ما تعبدون یعنی میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم پوجا کرتے ہو کی جگہ اعبد ما تعبدون یعنی میں بھی اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی تم کرتے ہو پڑھ گئے۔ تو اس وقت حکم ہوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری کہ نشہ کی حالت میں نماز کے نزدیک نہ جاؤ پھر ایک محفل میں جس کا [illegible] عتبان بن مالک نے کیا تھا۔ جب یہ شراب کے نشہ میں تھے [illegible] سعد [illegible] قصیدہ پڑھا جس میں [illegible] کی ہجو تھی [illegible] کے [illegible] کسی [illegible] کی ہجو میں شعر سن کر ایک شخص نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی ان کے سر پر دے ماری اور سر پھوڑ دیا۔ بارگاہ رسالت میں شکایت کی گئی حضرت نے التجا کی اے اللہ شراب کے بارے میں کوئی حکم نازل فرما تو آیت نازل ہوئی انما الخمر الی فهل انتم منتهون شراب کی حرمت کا [illegible] اور اس کی تفصیل سورۂ مائدہ میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ

وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ

اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے نفع سے [illegible] اور دریافت کرتے ہیں آپ سے

مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلِ ٱلْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْـَٔايَٰتِ

کیا خرچ کریں فرمائیے جو ضرورت سے زائد ہو [illegible] یونہی کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیتیں تاکہ تم غور و فکر کرو

[illegible] یعنی یہ درست ہے کہ شراب سے عارضی سرور بھی حاصل ہوتا ہے اور جوئے سے بے محنت مشقت کے دولت بھی مل جاتی ہے لیکن ان کے نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کے سامنے ان منافع کی کوئی نسبت ہی نہیں۔ مزید وضاحت کے لیے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۹۰ ملاحظہ فرمائیے

[illegible] جو تمہاری ضروریات سے زیادہ ہو [illegible] العفو ما صفا وتیسر وفضل ولم یشق علی القلب اخراجہ (قرطبی) ایک شخص سونے کا ڈلا لے کر حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری طرف سے یہ صدقہ قبول فرمائیے حضور نے منہ پھیر لیا وہ دوبارہ عرض کرتا رہا اور حضور اعراض فرماتے رہے۔ جب وہ باز نہ آیا تو حضور نے وہ ڈلا اس سے لے کر غصے سے اور پھینک دیا اگر وہ لگ جاتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا پھر اس کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا یاتی احدکم بمالہ کلہ یتصدق بہ و یجلس یتکفف الناس انما الصدقۃ عن ظہر غنی۔ [illegible] اپنا سارا مال خیرات کر دیتا ہے اور پھر لوگوں سے بھیک مانگنے لگتا ہے۔ صدقہ تو تب ہے جب احتیاج نہ ہو۔ یہ اس وقت کی بات تھی اور آج کے لیے بھی کیسی عبرت ہے جن کے پاس بے حساب دولت ہے اور [illegible] کروڑوں [illegible] بینکوں میں [illegible] ملی زندگی کی اہم ضروریات کے لیے بھی ترس رہے ہوتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ زکوٰۃ ادا کر کے اب وہ ہر قسم کی مالی [illegible] سے سبکدوش ہوگئے ہیں [illegible] ضرورت سے زیادہ جو سرمایہ ہے اس سے [illegible] اسلامی [illegible] بعض کا خیال ہے کہ زکوٰۃ سے پہلے یہ حکم تھا کہ ضرورت سے زیادہ مال صدقہ کر دیا جائے لیکن زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد یہ منسوخ ہوگیا صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں کیونکہ آیت زکوٰۃ تو خود ہجرت کی [illegible] ہے [illegible] آیت سے پہلے نازل ہوئی ہے وہ اس آیت کی ناسخ نہیں ہو سکتی قلت وہذا لیس بسدید لان نزول الحکم بالزکوٰۃ فی صدر سورۃ البقرۃ (مظہری) [illegible] ہذہ الآیۃ [illegible] نیز یہاں نسخ کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ زکوٰۃ بھی صدقہ ہے اور یہ آیت کل صدقات کے بارے میں ہے

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ

[illegible]

الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ

[illegible]

وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ

[illegible]

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۞ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا

اور بے شک مسلمان لونڈی بہتر ہے آزاد مشرک عورت سے اگرچہ وہ بہت پسند آئے تمہیں اور نہ نکاح کیا کرو

الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

(اپنی عورتوں کا) مشرکوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور بے شک مومن غلام بہتر ہے آزاد مشرک سے

وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا

اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں وہ لوگ تو بلاتے ہیں ۲۰۲؎ دوزخ کی طرف اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے

اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

جنت اور مغفرت کی طرف اپنی توفیق سے اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حکم لوگوں کے لیے تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ ۲۷ ع ۱۱

نصیحت حاصل کریں۔ اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے حیض کے متعلق ۲۰۳؎ فرمائیے وہ تکلیف دہ ہے

قومیں جو ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں ان کے فرد کو ایک دوسرے پر اعتماد کب ہوگا اور وہ شادی جہاں یگانگت نہ ہو۔ جذبات و رجحانات میں ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہوں وہ زیادہ دیر پا نہیں ہو سکتی اس لیے تم جذبات کی رو میں نہ بہہ جاؤ اور اپنے مستقبل کو برباد نہ کرو۔

اہل کتاب کی عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کا حکم اپنے موقع پر آئے گا۔

۲۰۲؎ مابعد حکم کی حکمت بیان کی جا رہی ہے۔ یعنی اگر مشرک عورت سے شادی رچاؤ تو وہ اپنی پوری کوشش کرے گی کہ وہ تمہیں اسلام سے روگردان کر دے اور عورت کے دامِ فریب میں تو بڑے بڑے سورماؤں کو پھنستے دیکھا ہے۔ اور اگر تم نے اپنی بیٹی کسی مشرک سے بیاہ دی تو ممکن ہے اس کی ہیبت اور کڑی نگاہ تمہاری بیٹی کے ایمان کی شمع بجھا دے۔ خود سوچو یہ کتنا ناقابلِ برداشت خسارہ ہے۔

۲۰۳؎ یہود ایامِ حیض میں عورت سے بالکل قطع تعلق کر لیا کرتے تھے۔ یک جا اٹھنا بیٹھنا تو کجا اس کے ساتھ کھانا پینا بھی بند کر دیا جاتا بلکہ اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی ناپاک خیال کیا جاتا تھا اور مشرکینِ عرب کا رویہ بھی تقریباً ایسا ہی تھا۔ لیکن نصاریٰ ان دنوں میں کسی قسم کا پرہیز نہیں کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم بستری سے بھی باز نہ آتے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى

پس الگ رہا کرو عورتوں سے حیض کی حالت میں اور نزدیک نہ جایا کرو ان کے یہاں تک کہ

يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۗ

وہ پاک ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں [illegible] تو جاؤ ان کے پاس جیسے حکم دیا ہے تمہیں اللہ نے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ

بے شک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو تمہاری بیویاں

حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ

تمہاری کھیتی ہیں [illegible] سو آؤ اپنے کھیت میں جس طرح چاہو [illegible] اور پہلے پہلے کرو اپنی بھلائی کے کام [illegible]

کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں [illegible] فرمایا ہے۔ تو تعلیم [illegible] اسلام کی روایتی میانہ روی اور اعتدال جلوہ فرما ہے۔ مجامعت سے منع کر دیا کیونکہ مرد و عورت دونوں کا نقصان ہے۔ عورت کی صحت اس دوران ڈھیلی ہوتی ہے اور یہ عمل اس کے لیے بھی اگر مضر ہے۔ نیز خون ہر حال میں پلید اور نجس ہے ایسی حالت میں مجامعت کو کوئی سلیم الطبع انسان پسند نہیں کرتا بلکہ یہ کراہت سے بسا اوقات ایسی نفرت پیدا ہو جاتی ہے کہ پھر اس کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن ساتھ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے کی اسلام نے اجازت دی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

[illegible] یہاں طہارت میں مبالغہ مطلوب ہے۔ یعنی خون کے بند ہو جانے کے بعد غسل کر لے یا ایک نماز کا وقت گزر جائے یا خون دس دن کے بعد بند ہو تو پھر مجامعت کی اجازت ہے۔ یہ قید اس لیے لگائی گئی ہے تاکہ خون بند ہونے کا پورا یقین ہو جائے۔

[illegible] یعنی اللہ نے عورتوں کو مردوں کے لیے [illegible] نہیں بنایا کہ [illegible] دونوں کے درمیان کھیت اور کسان کا سا تعلق ہے۔ تفہیم القرآن میں ایک نازک ترین حقیقت کو کیسے احسن پیرایہ میں بیان فرمایا ہے کہ جبین حیا پر شکن بھی نہیں پڑتی اور مقصد بھی کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو اسلامی ازدواج کا سارا فلسفہ سمٹ کر ان دو لفظوں میں آگیا ہے۔ شادی کا مقصد صرف لذت حاصل نہیں بلکہ حصول اولاد ہے۔ اس لیے اپنے لیے بیوی ایسی منتخب کرو جو نیک اور آبرو مند ہو کیونکہ اگر شور زمین میں تم بیج ڈالو گے تو اچھی کھیتی کی توقع عبث ہے۔ نیز جس طرح کسان کی ظاہری خوشحالی بلکہ بقا کا انحصار اس کے کھیت کی حفاظت و نگہداشت اور درستی پر ہے اور اس کے لیے دل بستگی ضروری ہے۔ اسی طرح شوہر کا تعلق اپنی رفیقۂ حیات سے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

[illegible]

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٤﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ

صلح کراؤ لوگوں میں اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے نہیں پکڑے گا تم کو

اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ

اللہ تمہاری لایعنی قسموں پر ملے لیکن پکڑے گا اس پر جس کا ارادہ کیا ہے

قُلُوبُكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٢٥﴾ لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ

دلوں نے اور اللہ بہت بخشنے والا تحمل والا ہے ان کے لیے جو قسم کھاتے ہیں ملے اپنی بیویوں کے

تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢٦﴾

قریب نہ جانے کی مہلت ہے چار ماہ کی پھر اگر رجوع کر لیں تو بے شک اللہ غفور رحیم ہے

وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٧﴾ وَالْمُطَلَّقَاتُ

اور اگر وہ کر لیں طلاق کا ارادہ تو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور طلاق دی ہوئی عورتیں

يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ

روکے رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک ملے اور جائز نہیں ان کے لیے کہ چھپائیں ملے

ملے یعنی اگر ارادہ و قصد کے بغیر قسم منہ سے نکل جائے جیسے بعض لوگوں کی عادت ہو گئی ہے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

ملے بعض لوگ اپنی عورتوں کو ستانے کے لیے قسم کھا لیا کرتے تھے کہ ان سے مباشرت نہ کریں گے اس طرح عورت نکاح میں بھی رہتی اور حقوق زوجیت سے بھی محروم رہتی۔ قرآن نے اس ظلم کا یوں تدارک کیا کہ اگر چار ماہ کے اندر تم نے یہ قسم توڑ دی تو عورت تمہارے نکاح میں رہے گی قسم کا صرف کفارہ ادا کرنا ہوگا اور اگر تم نے چار ماہ گزرنے پر بھی یہ قسم نہ توڑی تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور عورت کو حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے۔ [illegible] اگر تم عورت کو اپنے نکاح میں بھی رکھنا چاہتے ہو تو اس کے حقوق زوجیت بھی ادا کرو [illegible]

ملے اگر خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو بیوی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اسی وقت دوسرے شخص سے نکاح کر لے [illegible] بلکہ اسے [illegible] تین حیض گزرنے کی مدت تک صبر کرے۔ اس کے بعد وہ نکاح کر لے

مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

جو پیدا کیا ہے اللہ نے ان کے رحموں میں اگر وہ ایمان رکھتی ہوں اللہ پر اور روز

الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ

آخرت پر اور ان کے خاوند زیادہ حقدار ہیں ان کو لوٹا لینے کے اس مدت میں اگر وہ چاہیں اصلاح کرنا

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ

اور ان کے بھی حقوق ہیں مردوں پر جیسے مردوں کے حقوق ہیں ان پر دستور کے مطابق البتہ مردوں کو عورتوں پر

دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٨﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ ۲۸ ع ۱۲

فضیلت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عزت والا حکمت والا ہے۔ طلاق دو بار ہے پھر یا تو روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ

کی اجازت ہے۔ اس مدت انتظار کو شریعت میں عدت کہتے ہیں۔ یہ تین حیض ہیں۔ اس عدت میں خاوند چاہے تو رجوع بھی کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے تیسری بار طلاق نہ دے دی ہو۔ اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ اگر عورت حاملہ ہے تو اس کا پتہ چل جائیگا اور یہ بھی کہ خاوند کو رجوع کرنے پر آمادہ کر سکتی ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ شریعت کو اس پیدا ہونے والے بچے کے حقوق کا پاس ہے کہ اس کی نسبت مشکوک اور مجہول نہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ طلاق کی اہمیت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ طلاق کوئی معمولی سی چیز نہیں کہ کوئی کرتا ہو۔ یہ تو ایک المناک حادثہ ہے۔ لیکن عدت کی یہ مدت اس عورت کے لیے ہے جو مدخول بہا ہو اور بڑھاپے کی وجہ سے اس کا حیض بھی بند نہ ہو گیا ہو۔ اور حاملہ بھی نہ ہو۔ اس قسم کی عورتوں کی عدت کا بیان دوسری آیات میں مذکور ہے۔

مسئلہ عورت پر ضروری ہے کہ وہ اپنی صحیح ذہنی کیفیت بتائے کہ آیا وہ حاملہ ہے یا نہیں تاکہ عدت کے احکام مرتب ہو سکیں۔

مسئلہ ان کے خاوند اگر اصلاح کریں اور آباد کرنے کی نیت سے دوبارہ انہیں اپنے گھر بسالیں تو بہت بہتر ہے بشرطیکہ انہوں نے تیسری بار طلاق نہ دی ہو۔

فائدہ عرب میں یہ رواج تھا کہ خاوند جتنی بار چاہتا بیوی کو ان گنت بار طلاق دے سکتا تھا۔ چنانچہ مفسر کبیر ابن جریر لکھتے ہیں کہ مرد جس وقت چاہتا اپنی بیوی کو طلاق دیتا کوئی پابندی نہ تھی اور ہر بار عدت گزرنے سے پہلے وہ رجوع کر سکتا تھا۔ ایک دفعہ ایک انصاری نے اپنی بیوی کو دھمکی دی لا اقربک ولا تحلین منی۔ کہ نہ تو میں تیرے نزدیک جاؤں گا اور نہ تو

أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شَيْـًٔا إِلَّآ أَن يَخَافَآ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا

[illegible]

حُدُودَ ٱللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا ٱفْتَدَتْ بِهِۦ ۗ تِلْكَ

[illegible]

حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ ٱللَّهِ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى

ظالم ہیں (دو طلاق دینے کے بعد شوہر) پھر اگر وہ طلاق دے دے تو وہ حلال نہیں اس کے لیے اس کے بعد یہاں تک

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ

وہ نکاح کرے کسی اور خاوند کے ساتھ پس اگر وہ دوسرا طلاق دے دے تو کوئی گناہ نہیں ان دونوں پر کہ رجوع کر لیں بشرطیکہ

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا

انہیں گمان ہو کہ وہ قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود کو اور یہ حدیں ہیں اللہ کی وہ بیان کرتا ہے انہیں ان

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں اور جب تم طلاق دو عورتوں کو اور وہ پوری کر لیں اپنی مدت عدت

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ

پس یا تو روک لو انہیں بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دو انہیں بھلائی کے ساتھ اور نہ روکو انہیں

ف یہاں سے تیسری طلاق اور اس کے حکم کا بیان ہے یعنی اگر تیسری طلاق بھی اس نے دے دی تو اب جب تک وہ کسی دوسرے خاوند سے حلال اسی طرح بسنے کی نیت سے نکاح نہ کرے جیسے اس سے پہلے خاوند کے ساتھ کیا تھا اور پھر وہ دوسرا خاوند ہمبستری کرنے کے بعد کچھ مدت گزرنے پر اپنی مرضی سے اسے طلاق نہ دے دے اس وقت تک وہ پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ یہ ہے قرآن کریم کا واضح منشا جس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ [illegible] حلالہ کی باعث صد [illegible] شریعت میں [illegible] ہے۔ اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پیش نظر ہے۔ لعن اللہ المحلل والمحلل لہ

ترجمہ: حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی پھٹکار اور جس کے لیے حلالہ کیا جاتا ہے اس پر بھی اللہ کی پھٹکار۔ [illegible] [illegible] [illegible] کسی عورت کے ساتھ [illegible] [illegible] کر دے [illegible] اور [illegible] اللہ تعالیٰ کی حدود کے ساتھ مذاق [illegible] کسی [illegible] اس سے بڑی کوئی [illegible] ہو سکتی ہے۔

ف طلاق سے یہاں مراد طلاق رجعی ہے یعنی جب تم نے طلاق دی اور عدت ختم نہیں ہوئی اس وقت تک تمہیں اختیار ہے چاہے تو رجوع کر لو اور اسے اپنے گھر بسا لو مگر ساتھ حسن سلوک کرو اور اگر رجوع کا ارادہ نہیں تو پھر عزت کے ساتھ [illegible]

ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ وَلَا

تکلیف دینے کی غرض سے تاکہ زیادتی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا اس طرح تو وہ ظلم کر رہا اپنی ہی جان پر اور نہ

تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ

بناؤ اللہ کی آیتوں کو مذاق اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور اسے جو اتاری

عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

تم پر قرآن اور حکمت وہ نصیحت فرماتا ہے تمہیں اس کے ذریعے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ

کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پوری کر چکیں

اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا

اپنی عدت تو نہ منع کرو انہیں اس سے کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جبکہ رضامند ہو جائیں

میعاد گزر رہی ہو جو صورت بھی اختیار کرو انہیں نیک نیتی سے کرنا ہو۔ عورت کو ضرر دینا اور اسے تنگ کرنا ہرگز مقصود نہیں ہونا چاہیے۔

[illegible] گھریلو زندگی کی اہمیت کے پیش نظر قرآن قوانین کو سامنے رکھ کر مردوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اگر تم نے ان قوانین کی تعمیل میں دل سے مذاق شروع کر دیا تو یاد رکھو تمہارا یہ جرم نظر انداز نہیں کیا جائے گا کیونکہ تم آیات خداوندی کا مذاق اڑا رہے ہو اور یہ بڑا سنگین جرم ہے۔ اس کی سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی۔

[illegible] پہلے جملے میں سرزنش کی گئی تھی۔ اب ملاطفت و شفقت سے ان قوانین کے اتباع کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ کہ دیکھو قرآن جیسی کتاب ہدایت تمہیں عطا فرمائی گئی ہے۔ تمہیں اس نعمت عظمیٰ کا ہمیشہ پاس رہنا چاہیے۔ تبھی تو تم اس احسان عظیم کی شکر گزاری کا حق ادا کر سکتے ہو۔ ترغیب و ترہیب کی کیا حسین آمیزش ہے۔

[illegible] یعنی مطلقہ عورت جب اپنی عدت پوری کرے اور اپنے پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو عورت کے ولی اسے منع نہ کریں۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایسی عورت اگر اپنے تجویز کردہ خاوند کے ساتھ عدت گزرنے کے بعد نکاح کرنا چاہے تو پہلا خاوند اسے روکے اور یہ کوشش نہ کرے کہ جب میں نے اسے طلاق دے دی ہے تو کوئی

بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ

آپس میں مناسب طریقے سے یہ وہ بات جس کی نصیحت کی جاتی ہے اسکے ذریعے اسکو جو تم میں سے یقین رکھتا ہو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اللہ پر اور قیامت پر یہ بہت پاکیزہ ہے تمہارے لیے اور بہت صاف اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ

اور تم نہیں جانتے اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دو

كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۗ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ

سال مکمل رضاعت اس کے لیے ہے جو پورا کرنا چاہتا ہے دودھ کی مدت اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

کھانا ان دونوں کا اور ان کا لباس مناسب طریقے سے تکلیف نہیں دی جاتی کسی شخص کو مگر اس کی حیثیت کے مطابق

دوسرا بھی اس سے نکاح نہ کرے۔

مسئلہ یہاں طلاق کے بعد یہ سوال ضمناً سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیرخوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا۔ اس لیے ضروری تھا کہ بچہ کی پرورش کی ذمہ داریاں جو ماں باپ پر ہیں انہیں اس موقع پر بیان فرما دیا جائے لہٰذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا۔

مسئلہ: ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اُجرت پر دودھ پلوانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچے کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔
منقول از حاشیہ صدر الافاضل مراد آبادی)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس بچے کے دودھ پلانے کی اُجرت لے سکتی ہے۔ (حاشیہ صدر الافاضل)

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى

نہ ضرر پہنچایا جائے کسی ماں کو اس کے لڑکے کے باعث اور کسی باپ کو ضرر پہنچایا جائے اس کے لڑکے کے باعث اور وارث

الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ

پر بھی اسی قسم کی ذمہ داری ہے پس اگر وہ دونوں ارادہ کریں دودھ چھڑانے کا اپنی مرضی اور

تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا

مشورہ سے تو کوئی گناہ نہیں دونوں پر اور اگر تم چاہو کہ دودھ پلواؤ دایہ سے اپنی

اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ

اولاد کو پھر کوئی گناہ نہیں تم پر جبکہ تم حوالے کر دو جو دینا ٹھہرایا تھا تم نے مناسب طریقے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور خوب جان رکھو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب دیکھنے والا ہے اور جو لوگ

يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ

فوت ہو جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں تو وہ بیویاں منتظر رکھیں اپنے آپ کو چار

اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

مہینے اور دس دن اور جب پہنچ جائیں پوری عدت کو تو کوئی گناہ نہیں تم پر اس میں کہ

نکتہ یہاں ان عورتوں کی عدت کا بیان ہے جن کے خاوند فوت ہو جائیں اور وہ حاملہ نہ ہوں۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے یعنی جس وقت وہ بچہ جنے گی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ اس کی تصریح آگے آئے گی۔

مسئلہ اس کا صرف یہ مطلب نہیں کہ وہ اس مدت میں نکاح نہ کرے بلکہ احادیث صحیحہ کے مطابق کئی دوسری چیزوں سے بھی پرہیز لازمی ہے یعنی عدت کے دوران رنگین اور ریشمی لباس نہ پہنے۔ خوشبو نہ لگائے۔ مہندی اور دیگر زینت سے اجتناب کرے۔ اپنے متوفی خاوند کے ہی گھر رہے سوائے ضروری کام کی غرض سے دن کو گھر سے نکل سکتی ہے رات کو

فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾

کریں وہ اپنی ذات کے بارے میں مناسب طریقے سے اور اللہ تعالیٰ اس کو جو کرتے ہو خوب واقف ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ

اور کوئی گناہ نہیں تم پر اس بات میں کہ اشارہ سے پیغام نکاح دو ان عورتوں کو

اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ

یا جو چھپائے رکھو اپنے دلوں میں جانتا ہے اللہ تعالیٰ کہ تم ضرور ان کا ذکر کرو گے لیکن

لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا

نہ وعدہ لینا ان سے خفیہ طور پر بھی مگر یہ کہ کہو ان سے شریعت کے مطابق کوئی بات اور نہ پختہ ارادہ کرو

عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

نکاح کی گرہ کا یہاں تک کہ پہنچ جائے عدت اپنی میعاد کو اور جان لو کہ یقیناً اللہ جانتا ہے

مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾

جو تمہارے دلوں میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا حلم والا ہے۔

تھی کہ مکان میں شب باشی کرے نیز نکاح کے لیے بھی بات چیت نہ کرے ۔

خلاصہ مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ شوہر وفات کر جائے تو اس عورت سے صراحتاً نکاح کرنے کا ذکر نہ کریں عدت ختم ہونے تک۔ عدت کی ان گھڑیوں میں جبکہ ایک گھر سے ابھی ابھی جنازہ اٹھا ہو خوشی شادی منانے کی طرح ڈالنا کتنا معیوب ہے وہاں اس عورت کے ساتھ کتنی بے انصافی ہے کہ ابھی اس کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور تم اس کی بیوی کو شادی کا پیغام بھیجنے لگو۔ ہاں پردہ داری سے اگر اپنا ارادہ واضح کر دو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ یہ بات تمہارے دلوں ہی میں رہے اور زبان پر نہ آنے پائے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ

کوئی گناہ نہیں تم پر اگر تم طلاق دے دو ان عورتوں کو جن کو تم نے چھوا بھی نہیں یا نہیں

تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ

مقرر کیا تم نے ان کا مہر اور کچھ دو انہیں مقدور والے پر اس کی حیثیت کے مطابق

وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ

اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق یہ خرچہ مناسب طریقہ سے جو واجب ہے نیکوکاروں پر

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ

اور اگر تم طلاق دو انہیں قبل اس سے کہ تم انہیں ہاتھ لگاؤ اور مقرر کر چکے تھے

لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا

ان کے لیے مہر تو نصف مہر دو جو تم نے مقرر کیا ہے مگر یہ کہ وہ اپنا حق معاف کر دیں یا معاف

شلہ یہاں اس عورت کی طلاق کا حکم بیان ہو رہا ہے جس کے ساتھ نکاح تو ہو گیا لیکن مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہوئی اور خاوند نے اس کے ساتھ صحبت اور خلوت صحیحہ بھی نہیں کی۔ ایسی عورت کو طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن ایسی عورت کو رخصت کرتے ہوئے کچھ دے دو تاکہ اس کی دلجوئی ہو جائے۔ متاع سے تین کپڑوں کا جوڑا مراد لیا ہے یعنی جوڑا۔ خاوند اس میں تنگدستی سے کام نہ لے اور حسب توفیق دے بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق عمدہ جوڑا دے۔ حنفیہ کے نزدیک ایسی حالت میں متاع دینا واجب ہے۔

شلہ یہاں اس عورت کا حکم بیان ہو رہا ہے کہ نکاح کے وقت جس کا مہر تو مقرر ہو گیا تھا لیکن صحبت یا خلوت سے پہلے طلاق دے دی گئی فرمایا اس صورت میں خاوند نصف مہر ادا کرے۔ ہاں اگر عورت اپنی خوشی سے وہ بھی چھوڑ دے یا خاوند پورا مہر دینے کو تیار ہو جائے بجائے نصف مہر دینے کے [illegible] رشتہ زوجیت [illegible] ہے۔ الذی بیدہ عقدة النکاح سے مراد خاوند ہے کیونکہ نکاح کی گرہ کے باندھنے اور کھولنے کا حق اسے ہی دیا گیا ہے اور ان تعفوا سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عفو اور درگزر دین کے زیادہ مستحق ہو گیا

الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَ اَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَ

کرے وہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور معاف کرو تم مرد تو وہ بہت قریب ہے تقویٰ سے اور

لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۲۳۷

نہ بھلاؤ احسان کرنا آپس میں بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ۲۳۸

پابندی کرو سب نمازوں کی خصوصاً درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ کے سامنے عاجزی سے

فائدہ اس وقت مسلمانوں کو مروت کی ہدایت کی جا رہی ہے جب حالات اس قدر کشیدہ ہو چکے ہیں کہ طلاق دینے کی نوبت آ چکی ہے۔ لیکن قرآن چاہتا ہے کہ ایسی کشیدہ حالات میں بھی حسن خلق کا مظاہرہ ہو [illegible] اور ان کا احسان [illegible] ہمیشہ دیکھا جائے اگر دونوں طرف [illegible] کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ذکر الٰہی اسلام کی روح ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس سے انسان اپنی شریعت کے تمام قوانین پر عمل کر سکتا ہے۔ اس لیے قرآن کا یہ اسلوب ہے کہ جہاں قوانین و احکام بیان ہو رہے ہوں ساتھ ہی ذکر الٰہی کی طرف ان کو رغبت دلاتا ہے تاکہ وہ ان احکام کی پابندی آسانی سے کر سکیں۔ یہاں بھی خانگی زندگی سے متعلق احکام طلاق، خلع، متعہ وغیرہ بیان کرنے کے بعد نماز کی پابندی اور ادا کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ نماز ہی ذکر الٰہی کا سب سے اعلیٰ اور موثر طریقہ ہے جس میں [illegible] سب مصروف عبادات و مناجات ہوتے ہیں۔ یہاں قرآن کے الفاظ یہ ہیں حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی [illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] ان کے حق ادا [illegible] کرنے کے ہوتے ہیں۔ یہاں بھی مقصد یہی ہے کہ [illegible] ہمیشہ نماز [illegible] نہیں کہ ایک [illegible] ادا کریں اور [illegible] جمعہ کے جمعہ [illegible] اسلام میں نماز کی جو اہمیت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ قرآن کریم میں [illegible] حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے [illegible] فرمایا ہے [illegible] مرد [illegible] کے مقابلہ میں [illegible] سستی کرتے ہیں ان کی [illegible] حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد نقل کیا جاتا ہے [illegible] من حافظ علیھا کانت له نورا وبرهانا ونجاة یوم القیمة ومن لم یحافظ علیها لم یکن له نور ولا برهان ولا نجاة وکان یوم القیمة مع قارون وفرعون وهامان وابی بن خلف (رواه احمد والطبرانی) ترجمہ: حضور نے فرمایا کہ جو شخص پابندی کے

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا

پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا

عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ

اس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور جو تم میں مریں

يَذَرُونَ أَزْوَاجًا ۚ وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ

اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان و نفقہ دینے کی بے نکالے

فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ

پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب

ذکر سے کا قیامت کے دن یہ اس کے لئے نور ہوگی اس کے ایمان کی واضح دلیل ہوگی اور اس کی نجات کا ذریعہ ہوگی اور جس نے اس کی پابندی نہ کی تو اس کے پاس نہ نور ہوگا نہ کوئی دلیل اور بخشش والی وعید اور اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ اے مولیٰ ہمیں صحت و زندگی دے کر وہ اپنی عبادات اور اپنے محبوب کی اطاعت کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ حبیبک الکریم علیہ افضل الصلوة والسلام۔ مسئلہ: وسطیٰ نماز کے لئے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز ہے کتب احادیث میں یہی قول بہت سے کئی علماء سے ہے حضرت علی، ابن مسعود و عائشہ وغیرہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے اور بخاری میں مروی ہے کہ جنگ خندق میں عصر کی نماز فوت ہو گئی تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کفار کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے انہوں نے ہمیں وسطیٰ نماز پڑھنے سے مصروف رکھا ملأ اللہ بیوتہم وقبورہم نارا کما شغلونا عن الصلوة الوسطى حتی غابت الشمس متفق علیہ۔ یہ آیت نماز کی نہایت اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ عبادت اس وقت بھی معاف نہیں ہوتی جب شدید دشمن کے حملہ کا خطرہ ہو ان ہی آسانی کر دی گئی ہے کہ جیسے بن پڑے چلتے پھرتے سوار یا بیٹھے بیٹھے جو صورت بھی ہو ادا کر لے

مسئلہ: ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال کی تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی پھر ایک سال کی عدت تو آیہ یتربصن بانفسہن اربعة اشهر وعشرا سے منسوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال کا نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ وارث

مَّعْرُوفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا

[illegible]

عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ اَلَمْ

[illegible]

تَرَ اِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ

[illegible]

لَهُمُ اللّٰهُ مُوتُوا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لکن اکثر الناس لا یشکرون وقاتلوا فی سبیل اللہ واعلموا

[illegible]

ان اللہ سمیع علیم من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا

[illegible]

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ

[illegible]

تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى

[illegible]

اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هَلْ عَسَيْتُمْ إِن كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ۖ قَالُوا وَمَا

[illegible]

لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِن دِيَارِنَا وَ

[illegible]

أَبْنَائِنَا ۖ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۗ وَ

[illegible]

اللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٢٤٦﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ

اللہ تعالیٰ [illegible] اور کہا [illegible] اُن کے نبی نے بے شک اللہ تعالیٰ نے [illegible]

[illegible]

لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوٓا أَنّٰى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ

[illegible]

بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ

[illegible]

عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللّٰهُ يُؤْتِى مُلْكَهُ

[illegible]

مَن يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ

[illegible]

أَن يَّأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ

[illegible]

اٰلُ مُوسٰى وَاٰلُ هٰرُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۚ إِنَّ فِى ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۞ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ

[illegible]

مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ

[illegible]

فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا

[illegible]

الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو

[illegible]

اللَّهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ

[illegible]

الصَّابِرِينَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا

[illegible]

صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَهَزَمُوهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَ

اللہ کے اذن سے شکست دی ۳۲۸ اور قتل کر دیا داؤد نے جالوت کو ۳۲۹ اور عطا فرمائی داؤد کو اللہ نے حکومت اور دانائی اور

عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

سکھا دیا اس کو جو چاہا اور اگر نہ ہٹا دیا کرتا اللہ تعالیٰ ۳۳۰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ تو

لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٥١﴾

برباد ہو جاتی زمین لیکن اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرمانے والا ہے سارے جہانوں پر

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٥٢﴾

یہ آیتیں ہیں اللہ کی ہم پڑھتے ہیں انہیں آپ پر ٹھیک ٹھیک اور یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں

---

۳۲۸ ان مٹھی بھر مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے دشمن کے لشکر جرار کو شکست فاش دے دی۔

۳۲۹ عمالقہ کے سپہ سالار جالوت کو جو بڑا بہادر اور گردن کش جرنیل تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے پتھر مار کر ہلاک کر دیا حالانکہ حضرت داؤد اس وقت بالکل کم سن تھے [illegible] تھے

۳۳۰ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب کوئی قوم ظلم و ستم پر کمربستہ ہو جاتی ہے تو اس کی ہلاکت انگیزیوں کی روک تھام کے لیے ایک اور قوم پیدا کر دی جاتی ہے جو اس کے مظالم کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنی حکمت اور قدرت سے طاقت کا توازن یوں قائم نہ رکھے تو سرکش اور ظالم قوتیں کمزوروں کی بستیوں کو ویرانوں میں تبدیل کر دیں اور زمین کے کسی گوشہ میں انسان کو امن کا سانس لینا نصیب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر یہ بڑا احسان ہے کہ ہر فرعون کی سرکوبی کے لیے وہ موسیٰ پیدا فرما دیتا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ

[illegible]

كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

[illegible]

الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَاۤءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ

[illegible]

مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا

[illegible]

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا

[illegible]

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّ

[illegible]

لَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

[illegible]

اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ڬ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ

[illegible]

مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ

[illegible]

عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَ

[illegible]

لَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِكْرَاهَ فِي

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ

[illegible]

وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ

[illegible]

[illegible] ان آیات کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ

نہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے انہیں

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ

اندھیروں سے نور کی طرف اور جنہوں نے کفر کیا ان کے ساتھی شیطان ہیں

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

نکال لے جاتے ہیں انہیں نور سے اندھیروں کی طرف یہی لوگ دوزخی ہیں وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں کیا نہیں دیکھا آپ نے اس شخص کو جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں اس

اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

لیے کہ دی تھی اسے اللہ نے سلطنت جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے

شیطان ہو یا بت ہو اور وہ شخص بھی طاغوت ہے جو کسی گمراہ مذہب غلط طریقہ اور غلط عمل کا داعی اور علمبردار ہو۔ لیکن قرآن کی اس آیت کو آپ پڑھیے۔ یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا به۔ اس سے پتہ چلا کہ طاغوت کی ایک یہ صورت بھی ہے یعنی وہ طاغوت ہے جو حاکم نبی کے خلاف پیش ہو کر وہ قرآن کے خلاف لوگوں کے درمیان فیصلے کرے۔ طاغوت واحد اور جمع دونوں کے لیے مستعمل ہوتا ہے

٣٣٣ ولی ای المعین الولی الناصر ومتولی امور المؤمنین یعنی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے انہیں اپنی توفیق و الطاف سے کفر کی گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں پہنچاتا ہے کیونکہ اندھیرے طرح طرح کے ہیں اس لیے بلفظ جمع ظلمات سے تعبیر کیا اور ہدایت کیونکہ ایک ہی ہے اس لیے وہاں واحد کا لفظ استعمال فرمایا

٣٣٤ وہ شخص جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مباحثہ کیا وہ نمرود تھا جو عراق کا بادشاہ تھا اور جس کی حکومت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ حکومت و اقتدار کے نشہ میں اس نے اپنے اللہ حقیقی کو بھلا دیا اور خود خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب شرک و بت پرستی کے خلاف جہاد شروع کیا اور اس شخص کے ناجائز دعوے کو بے باکانہ صاف انکار کر دیا تو نمرود نے غضبناک ہو کر آپ سے آپ کے رب کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا میرا رب تو وہ ہے جو ہر چیز کو زندہ کرتا ہے اور موت دینے والا

حضرت ابراہیم کا اُر سے کنعان تک سفر

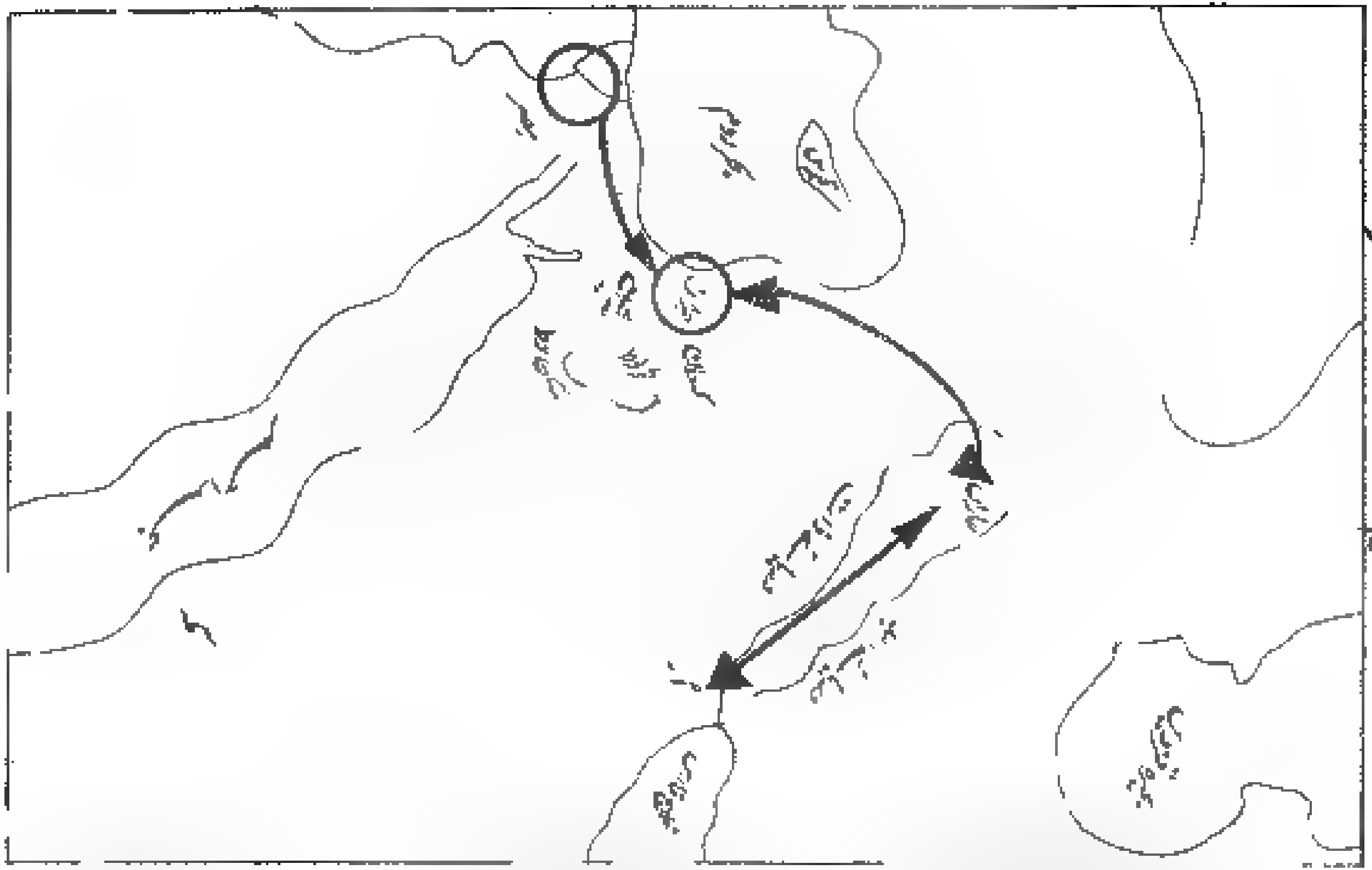
بحیرۂ قزوین
حاران
دریائے دجلہ
دریائے فرات
اُر
خلیج فارس
قبرص
بحیرۂ روم
کنعان
حبرون
اردن
مصر

نقشہ متعلقہ آیات ۲۵۸ البقرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش اُر کے مقام پر ہوئی جو عراق کا ایک قدیم شہر ہے یہیں آتشکدۂ نمرود کا واقعہ رونما ہوا۔ اس کے بعد آپ نے اُر سے ہجرت اختیار کی پہلے حاران تشریف لے گئے کچھ عرصہ قیام کے بعد فلسطین کا رخ کیا۔ بیت ایل، حبرون اور بیرشیبع آپ کی تبلیغ کا مرکز بنا۔ حضرت لوط جو آپ کے بھتیجے تھے بحیرۂ لوط کے مشرق میں متعین کیا۔ وہاں سے آپ نے مصر کا قصد کیا جو کہ اس زمانہ میں عراق کے بعد تہذیب و تمدن کا دوسرا عظیم الشان گہوارہ تھا۔ [illegible] وہاں سے مکہ تشریف لے گئے اور کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وہاں اپنا جانشین مقرر کیا۔ پھر فلسطین واپس آ کر حبرون میں اقامت اختیار کی۔ یہیں آپ نے رحلت فرمائی۔ [illegible] دوسرے فرزند حضرت اسحٰق علیہ السلام یہاں آپ کے جانشین ہوئے۔

قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ

اس نے کہا میں بھی جلا سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لاتا ہے سورج کو

مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَؕ

مشرق سے تو تو نکال لا اسے مغرب سے یہ سن کر ہوش اڑ گئے اس کافر کے

وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَۚ اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ

اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو یا نہیں دیکھا اس شخص کو ف۲۴۳ جو گزرا ایک بستی پر

وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَاۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ

در آں حال کہ وہ گری پڑی تھی اپنی چھتوں کے بل کہنے لگا کیونکر زندہ کرے گا اسے اللہ تعالیٰ اس کے ہلاک

ہے نمرود نے کہا کہ یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں چنانچہ اس نے دو آدمی بلائے ان میں سے ایک وہ تھا جس کے قتل کرنے کا حکم صادر ہو چکا تھا اور دوسرا بے گناہ تھا۔ اس نے بے گناہ کو قتل کر دیا اور اس واجب القتل کو رہا کر دیا اور اس طرح حقیقت ناشناسوں کے سامنے اپنی مصنوعی خدائی ثابت کر دی۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک اور جواب دیا جس کا حاصل یہ تھا کہ نمرود اور اس کے الفاظ ہیں بہت جامع ہیں لیکن چونکہ نمرود کے جواب میں مثال دینی پڑی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر مناظرہ کی حرکت دی۔ موت و حیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدور میں نہیں سے روحانیت کے مشغلے میں تو اس سے سہل امر ہی کر دکھا جو ایک محسوس جسم کی حرکت کو بدلنا ہے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو پھر ربوبیت کا دعوی کس منہ سے کرتا ہے

ف۲۴۳ دوسرا قصہ اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ اس کی تعیین نہ قرآن نے کی ہے نہ حدیث نے اس لیے ان مفسرین سے متعدد اقوال منقول ہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ایک شخص تھا جسے قیامت پر یقین نہ تھا بعض نے ارمیا نبی کا اور اکثر نے حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لیا۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ جس کو اللہ اور رسول نے متعین نہیں فرمایا اسے متعین نہ کیا جائے۔ اسی طرح اس قریہ میں بھی اختلاف ہے اکثر کی رائے یہ ہے کہ وہ بیت المقدس تھا جسے بخت نصر نے ۵۸۶ ق م میں تباہ و برباد کیا تھا اس کے اکثر باشندوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور بقیہ کو قید کر کے اپنے پایۂ تخت بابل میں لے گیا تھا جب اجڑے ہوئے شہر پر ان کا گزر ہوا تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کس طرح دوبارہ اجڑے ہوئے شہر کو اللہ تعالیٰ کیونکر دوبارہ آباد فرمائے گا۔

مَوْتِهَا ۚ فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ

[illegible]

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ

[illegible]

فَانْظُرْ إِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانْظُرْ إِلٰى حِمَارِكَ

[illegible]

وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا

[illegible]

ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

[illegible]

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهٖمُ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ قَالَ فَخُذْ

[illegible]

اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ

[illegible]

مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَّاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible] لاستفهام بكيف انما هو سؤال عن حالة شئ موجود [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ذبح کرکے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کریں [illegible]

ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر [illegible]

جب حضرت [illegible]

[illegible]

حَكِيْمٌ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ

[illegible] ہے ان کی کہاوت جو اپنے مال [illegible] اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں

حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ

ایک دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں (ف۵۰) ہر بال میں سو دانے

[illegible] ہو گئے [illegible]

[illegible] کرنی [illegible]

[illegible] ہے [illegible]

[illegible]

ف۵۰ اس آیت کریمہ کے [illegible] کی فضیلت [illegible] بیان کرتے ہیں [illegible]

[illegible] ایک دانہ [illegible] سات

[illegible]

[illegible] ہے [illegible]

[illegible] جب [illegible] ہے [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible]

[illegible]

[illegible] کے [illegible]

فائدہ [illegible] اس آیت سے معلوم ہوا کہ زراعت کا پیشہ تمام پیشوں سے افضل ہے [illegible] بہت برکت رکھی ہے [illegible] حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ترمذی [illegible] فرمایا کہ زمین کی تہوں سے روزی تلاش کرو [illegible] زراعت [illegible] اگر لوگ [illegible] وقت سے محنت [illegible] کی طرف رغبت کرے [illegible] سات سو گنا پھل برداشت کیا جاسکتا

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے بھی چاہتا ہے [illegible] اللہ [illegible] بخشش والا جاننے والا ہے جو لوگ

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر [illegible] جو خرچ کیا اس کے پیچھے

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں انہیں کے لیے ثواب ہے ان کا ان کے رب کے پاس کوئی خوف ہے نہ ان پر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے اچھی بات کرنا اور [illegible] معاف کر دینا بہتر ہے اس

صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

صدقہ سے جس کے پیچھے تکلیف پہنچے اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ بڑے حلم والا ہے اے وہ لوگو

دوسری قرأت اس میں [illegible] سخت [illegible] ۲۶۲ [illegible] علیہ [illegible] کی کرم [illegible] کی [illegible] حضرت [illegible] [illegible] سے [illegible] بیان [illegible]

۲۶۲ جس خرچ میں بھی نفع [illegible] اور کسی کے لیے ثواب اجر کا ذریعہ ہے اور اگر خرچ کے بعد احسان جتانا یا ستانا شروع کر دیا تو اللہ کے نزدیک اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا جنگ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں ڈال دیے۔ حضرت [illegible] سے حضرت عثمان کے حق میں ایسی دعا کی جس پر حضرت عثمان [illegible] [illegible] ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم [illegible] ۔ اب عثمان جو کچھ کرتا ہے اس کو نقصان نہیں دے گا۔ اے اللہ عثمان کے حق کے [illegible] کی [illegible] فراموش نہ کر۔

۲۶۳ بعض کم ظرف لوگ اگر چند کوڑیاں کسی نیک کام میں خرچ کر بیٹھتے ہیں تو یہ احسان جتاتے ہیں طرح طرح سے وقت بے وقت میں مسلمانوں کو [illegible] ہے اور [illegible] جتایا جاتا ہے [illegible] خرچ کرنے سے تو

مَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ

[illegible]

مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ

[illegible]

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا

[illegible]

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

[illegible]

الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ

کے لیے اور اپنے دلوں کو ثابت رکھ کر ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو بلندی پر ہو جس پر زور کا مینہ برسا

فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا

تو وہ باغ دوگنا پھل لایا اور اگر زور سے مینہ نہ برسے تو شبنم ہی کافی ہو جاتی ہے اور اللہ تمہارے جو

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ

کرتے ہو سب دیکھ رہا ہے کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں سے کہ ہو اس کا ایک باغ

نَّخِيلٍ وَّأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ

کھجوروں اور انگوروں کا بہتی ہوں جس کے نیچے نہریں اس کو اس باغ میں اس کے لیے ہر قسم

كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا

کے پھل ہوں اور آ پہنچے اس پر بڑھاپا اور اس کی اولاد ہو کمزور تب آ پڑے اس پر

ف۲۶۵ یہ لفظ ... مال خرچ کرنے سے اللہ کی رضا اور اپنے دلوں کی پختگی ہوتی ہے کہ ان کا اجر ان پر بھی ہو جائے اور اس کے علاوہ دوسری غرض یہ بھی ہے کہ دل میں نیکی کی راہ میں مال دینے کی استعداد پختہ اور ملکہ راسخ ہو جائے۔ مال بڑی پیاری چیز ہے۔ آدمی خرچ کرتا ابتدا میں جھجک محسوس کرتا ہے لیکن جب انسان خرچ کرنا شروع کر دیتا ہے تو دل آہستہ آہستہ اس کا خوگر اور اس کی لذت سے آشنا ہوتا ہے اور راہ خدا میں سب کچھ لٹانے کی استعداد پختہ ہو جاتی ہے پھر مال تو رہا وہ اپنی جان بھی راہ حق میں نثار کرنے کو سب سے بڑی سعادت تصور کرنے لگتا ہے۔

ف۲۶۶ اخلاص نیت کی اہمیت کو ایک مثال ذکر کر کے یوں واضح کیا گیا ہے کہ کوئی باہوش آدمی اس پر رضامند نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی ایک باغ لگاتا ہے جس کی شادابی دیکھ کر اور خرچ کرنے کے بعد اس میں پھل دار درخت لگ گئے ہیں نیچے شفاف پانی کی ندیاں ان درختوں کی قطاروں میں بہہ رہی ہیں۔ جب پھل لگنے کا وقت آیا ہے اس کی قوت رفتہ رفتہ جواب دے رہی ہے۔ اس کے بچے ابھی چھوٹے ہیں وہ مطمئن ہے کہ اب وہ اپنی زندگی بھر کی محنت کا ثمر پائے گا۔ اس کے پھل اور باغ کی آمدنی سے اس کی پیری کے دن آرام سے کٹیں گے اور اپنے بال بچوں کی روزی کے لیے بے فکری

إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ

[illegible]

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۞ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ

[illegible]

مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا

[illegible]

الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

راضی ہوگا۔

۳ے کیونکہ جب اپنی ردی چیز اپنے لیے پسند نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ردی چیزوں کو کب پسند فرمائے گا

فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ۔ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ

[illegible]

الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ

[illegible]

وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ

[illegible]

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ

[illegible]

نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ إِنْ

[illegible]

تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ

[illegible]

فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

[illegible]

[illegible]

خَبِيْرٌ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

[illegible]

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ

[illegible]

وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ

[illegible]

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

چلنے پھرنے کی زمین میں سمجھتا ہے ان کو ناواقف مالدار ان کے سوال نہ کرنے کے

تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوا

سبب سے تم پہچان جاتے ہو ان کو ان کی صورت سے نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور جو کچھ خرچ کرو گے

مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ

اچھا مال سو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں جو لوگ خرچ کیا کرتے ہیں اپنے مال

بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

رات میں اور دن میں چھپ کر اور علانیہ تو ان کے لیے ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا

اور نہ انہیں کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے جو لوگ کھایا کرتے ہیں سود کھاتے

ف۳۴ سوال نے بھیک مانگنے کی سخت مذمت کی ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا لان یغدو احدکم فیحتطب علی ظہرہ فیتصدق منہ ویستغنی بہ عن الناس خیر لہ من ان یسأل رجلا اعطاہ او منعہ۔ کہ اگر کوئی شخص صبح لکڑیاں اپنی کمر پر لاد کر لائے اور اس کی قیمت سے کھائے اس سے صدقہ بھی کرے اور لوگوں سے بھی مستغنی رہے یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ لوگوں سے ہاتھ پھیلائے کسی کا جی چاہے اس کو دے اور چاہے تو انکار کردے۔ حضور علیہ السلام کا یہ بھی ارشاد ہے من سأل الناس اموالھم تکثرا فانما یسأل جمرا فلیستقل منہ او لیستکثر۔ ترجمہ: جو آدمی لوگوں سے مال بڑھانے کے لیے بھیک مانگتا ہے وہ انگارے جمع کر رہا ہے تھوڑے انگارے جمع کرے یا زیادہ یہ اس کی اپنی مرضی۔

ف۳۵ چھپ کر اور کھلے عام لوگوں کا ذکر فرمایا جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔ وہ کسی معاوضہ بلکہ شکریہ کی بھی توقع نہیں رکھتے۔ اب ان لوگوں کا ذکر ہے جو دولت مند ہونے کے باوجود تنگ دستوں بلکہ خستہ حالوں کی بجائے مجبور و مستحق حاجت مندوں کی ویسے مدد نہیں کرتے اگر دیتے ہیں تو سود کا مطالبہ پہلے کرتے ہیں۔ اس آیت میں سود کو حرام کردیا گیا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت کے اہل عرب کس چیز کو ربا کہا کرتے تھے اور اس کی کیا شکل تھی

لا يقومون الا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطن من

[illegible]

المس ذلك بانهم قالوا انما البيع مثل الربوا واحل

[illegible]

[illegible]

اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ

[illegible]

فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ

تو وہ رک گیا تو اسی کے لیے ہے جو گزر چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو شخص پھر سود کی طرف لوٹے تو وہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي

دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ سود کو اور بڑھاتا ہے

الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

خیرات کو اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی ناشکرے گنہگار کو بے شک جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ

اور انہوں نے کیے نیک عمل اور قائم رکھی نماز اور دیتے رہے زکوٰۃ ان کے لیے

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس نہ کوئی خوف ہے انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے

قرآن نے اشارہ فرمایا ہے۔ یہ دلیل واضح فرق ہے کہ تجارت میں انسان روپیہ لگاتا ہے پھر محنت کرتا ہے اپنی صلاحیتیں اور ذہنی قابلیتیں صرف کرتا ہے اور وقت خرچ کرتا ہے۔ اس کے باوجود یقینی نہیں کہ نفع ہی ہو ممکن ہے کہ نقصان ہی ہو لیکن سود خوار صرف مال لا کر روپیہ دیتا ہے۔ نہ وقت نہ محنت نہ ذہانت۔ وہ یقینی منافع کا حقدار ہے۔ اسلام نے کاروبار کے لیے دو ہی راستے تجویز کیے ہیں یا تو اپنے بھائی کو بلا سود بقدر ضرورت روپیہ قرض حسنہ دے یا کاروبار میں شریک ہو جائے اور نفع و نقصان میں حصہ دار ہے۔ اس کے سوا کوئی راستہ نہیں۔

ف۲۷۶ محق کا لغوی معنی ہے رفتہ رفتہ کسی چیز کے گھٹتے جانے اور ناپید ہو جانے کو کہتے ہیں۔ چاند کی آخری دو تاریخوں کو محاق کہا جاتا ہے کیونکہ چاند ان راتوں میں بالکل روپوش ہوتا ہے۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ مقرر فرما دیا ہے کہ سود خوار کو برکت نصیب نہیں ہوگی اور مال سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ نہ اس کی سوسائٹی میں کچھ عزت ہوگی نہ اس کو قلبی سکون نصیب ہوگا۔ یہ اس کی حالت دنیا میں ہوگی اور آخرت میں وہ ثواب اور رضائے خداوندی سے محروم ہوگا۔

ف۲۷۷ سود خوار کے برعکس صدقہ و خیرات کرنے والا دنیا میں بھی باعزت زندگی بسر کرے گا اور آخرت میں بھی اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود سے اگر

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ

تم سچے دل سے ایمان دار ہو اور اگر تم نے یہ نہ کیا تو اعلان جنگ سن لو اللہ اور اس کے

وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ

رسول کی طرف سے اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہیں مل جائیں گے اصل مال نہ تم ظلم کیا کرو

وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ

اور نہ تم پر ظلم کیا جائے اور اگر مقروض ہو تنگ دست تو مہلت دو اسے خوشحال ہونے تک

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا

اور بخش دینا (قرض) بہت بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو اور ڈرتے رہو اس دن سے

تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ

لوٹائے جاؤ گے جس میں اللہ کی طرف پھر پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہے اور

۲۷۹ سود کے اخلاقی، معاشرتی اور اقتصادی ناقابل تلافی نقصانات کے باعث اس کی حرمت کو اتنے شدید پیرائے میں بیان کیا گیا جس کی مثال نہیں۔ ارشاد ہے جو شخص اسلام کے بعد بھی سود دینے کی جرات کرے گا اس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان جنگ ہے

۲۸۰ مکارم اخلاق کا ایک اور درس ہے۔ جو قوم ایسے ضابطہ اخلاق کی پابند ہو اس کے غریب و امیر افراد میں حسد و عناد کی آگ نہیں بھڑک سکتی۔ اور یہ خونی انقلاب رونما نہیں ہو سکتے جن سے آج ساری دنیا دوچار ہو رہی ہے۔ کاش مسلمان اپنے قرآن کو سمجھیں اور ان اخلاقی اصولوں کو اپنانے کی کوشش کریں۔

هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ

[illegible]

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ

مدت مقررہ تک [illegible] انصاف سے

وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ

[illegible]

الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـــًٔا ۭ

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی صحیح ترجمانی کر سکے۔

مسئلہ اگر ایک شخص کے سوا کوئی [illegible] لکھنے سے انکار کرے [illegible] نے تصریح کی ہے کہ وثیقہ [illegible] اجرت لینے [illegible] جائز ہے

فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ

پھر اگر وہ شخص جس پر قرض ہے بے وقوف ہو یا کمزور ہو یا اس کی طاقت نہ رکھتا ہو

اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِؕ وَ اسْتَشْهِدُوْا

کہ خود لکھوا سکے تو لکھوا دے اس کا ولی (سرپرست) انصاف سے اور بنا لیا کرو ۳۸۲

شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْۚ فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ

دو گواہ اپنے مردوں سے اور اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد

وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا

اور دو عورتیں اُن لوگوں میں سے جن کو پسند کرتے ہو تم بطور گواہ، تاکہ اگر بھول جائے ایک عورت

فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰىؕ وَ لَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْاؕ

تو یاد کرا دے اُن میں سے ایک دُوسری کو اور نہ انکار کریں گواہ جب وہ بلائے جائیں

وَ لَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖؕ ذٰلِكُمْ

اور نہ اُکتایا کرو اسے لکھنے سے خواہ (رقم قرضہ) تھوڑی ہو یا زیادہ اس کی میعاد تک یہ تحریر عدل قائم

اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ

کرنے کے لیے بہت مفید ہے اللہ کے نزدیک اور بہت محفوظ رکھنے والی ہے گواہی کو اور آسان طریقہ ہے تمہیں شک سے بچانے کا مگر

اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ

یہ کہ سودا دست بدست ہو جس کا تم لین دین آپس میں کرو (اس صورت میں) نہیں تم پر

---

۳۸۲ تحریر کے ساتھ گواہ مقرر کرنے کا بھی حکم دیا تاکہ معاملہ میں کسی وقت بھی گڑبڑ پیدا نہ ہو۔ شہادت کے تفصیلی احکام کتب فقہ میں ملاحظہ ہوں

جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ

کچھ حرج نہ لکھنے میں اسے اور گواہ کر لیا کرو جب خرید و فروخت کرو اور نہ نقصان پہنچایا جائے

كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا

لکھنے والے کو اور نہ گواہ کو اور اگر ایسا کرو گے تو یہ نافرمانی ہو گی تمہاری اور ڈرو

اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِنْ كُنْتُمْ

اللہ سے اور سکھاتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ آداب معاشرت اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے اور اگر تم

عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَقْبُوضَةٌ فَإِنْ أَمِنَ

سفر میں ہو اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو گروی رکھ لیا کرو قبضہ میں۔ پس اگر اعتبار کرے

بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ

کوئی تم میں سے دوسرے پر تو چاہیے کہ ادا کرے وہ جس پر اعتبار کیا گیا ہے اپنی امانت کو اور ڈرے اللہ سے جو پالنے والا ہے

رَبَّهُ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ

اس کا اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو شخص چھپاتا ہے تو بے شک گنہگار ہے اس کا ضمیر

۲۸۲؎ لا یضار کی، اگر معروف ہو یعنی مضارع معلوم، تو اس کا مطلب ہو گا کہ فریقین سے کوئی کاتب کو غلط لکھنے اور گواہ کو جھوٹی گواہی دینے پر مجبور نہ کرے اور نہ ان کا وقت بے کار ضائع کرے اور اگر مجہول ہو تو پھر مطلب یہ ہو گا کہ کاتب غلط لکھ کر اور گواہ جھوٹی گواہی دے کر کسی کو ضرر نہ پہنچائے اور حق تلفی نہ کرے۔

۲۸۳؎ اور اگر تم حالت سفر میں ہو اور وہاں کوئی وثیقہ نویس بھی نہیں اور گواہ بھی موجود نہیں اور تم ادھار پر کوئی چیز دینا چاہتے ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ لینے والا قیمت کی جگہ اپنی کوئی چیز بیچنے والے کے پاس گروی رکھ دے جب قیمت ادا کرے تو اپنی گروی شدہ چیز واپس لے لے۔ یہاں حالت سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ سفر کے بغیر رہن رکھنا جائز نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ صورت کہ وثیقہ نویس نہ ہو اور گواہ سفر میں ہی پیش آتی ہے اس لیے سفر کا ذکر کیا ورنہ حضر میں بھی رہن رکھنا درست ہے۔ لیکن گروی رکھی ہوئی چیز سے کوئی فائدہ اٹھانا شرعاً ممنوع ہے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۚ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

[illegible]

الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ

[illegible]

اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

[illegible]

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ

[illegible]

[illegible]

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟

اور ایمان لائے۔ مومن بھی۔ سب ۴۳۶ دل سے مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

(یہ کہتے ہیں) ہم فرق نہیں کرتے کسی میں بھی اس کے رسولوں سے اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا

ہم طالب ہیں تیری بخشش کے اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کسی شخص پر مگر

وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ

جتنی طاقت ہو اس کی۔ اسی کو اجر ملے گا جو نیک عمل اس نے کیا اور اسی پر وبال پڑے گا جو برا عمل کیا۔ اے ہمارے رب نہ پکڑنا ہم کو ۴۳۷

اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا

اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں اے ہمارے رب اور نہ ڈال ہم پر بھاری بوجھ جیسے

حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ

تو نے ڈالا تھا ان پر جو ہم سے پہلے گزرے ہیں اے ہمارے مالک اور نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت

۴۳۶ اس آیت میں ایمان کا اجمالی تذکرہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننا، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار مخلوق تسلیم کرنا، تمام آسمانی کتابوں کو سچ ماننا، تمام رسولوں کی رسالت پر بلا تفریق ایمان لانا اور روز قیامت پر یقین رکھنا یہ ہے ایمان۔

۴۳۷ یہ بہت پیاری دعائیں اور قرآنی کلمات دعا سمجھے ہیں کریم و بندہ پرور اور ذرہ نواز مولا تبارک و تعالیٰ نے بندوں کو خود سکھایا ہے کہ مجھ سے یوں مانگا کرو اور یوں مانگا کرو، یہ میرے در رحمت پر دستک دینے کا طریقہ ہے۔ وہ جب کریم اور رحمت کریم، سخی اور نہایت سخی گداگر سے کہے کہ آ مجھ سے مانگ تو جب ذرہ گداگر ہے تو اخلاص و نیاز اور سوز و گداز سے عرض ہے گا تو ضرور وہ عرض قبول ہوگی۔ اس دعا میں جسمانی و روحانی، انفرادی اور اجتماعی، دینی و دنیوی ہر قسم کی سعادتوں، نعمتوں اور سرفرازیوں کے لیے التجا ہے۔ اسی لیے تو حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا

ہمیں اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر تو ہی ہمارا دوست اور مددگار ہے تو مدد فرما

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

ہماری ۔ قوم کفار پر

وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا :-

اوتیت ھٰؤلاء الآیات من آخر سورۃ البقرۃ من کنز تحت العرش لم یؤتھن نبی قبلی۔

سورۃ بقرہ کی یہ آخری آیتیں مجھے عرش عظیم کے نیچے جو رحمتوں اور برکتوں کا ربانی خزانہ ہے اس سے عطا فرمائی گئی ہیں۔ اور یہ وہ انعام عظیم ہے جو دوسرے کسی نبی کو نہیں دیا گیا

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف سورۃ آل عمران

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام۔ اس سورۃ پاک کا نام آل عمران ہے۔ یہ بالاتفاق مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس کے بیس ٢٠ رکوع ہیں دو سو آیتیں۔ ٣٥٤٢ الفاظ اور ١٥٣٣٢ حروف ہیں۔

مضامین } ١۔ اس سورۃ میں سب سے واضح طور سے اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ انسان کی ہدایت کے لیے اس کے خالق نے جو ضابطہ عطا فرمایا وہ ایک ہی ہے۔ اور اس کا نام ہے دین اسلام۔ اس دین کے اساسی عقائد و بنیادی اصول زمان و مکان کے اختلاف و تعدد کے باوجود ازلی ابدی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین انسانی عقل و خرد کی اختراع کردہ چیز نہیں بلکہ اللہ کا دین ہے جو حق ہے اور حق ایک ہی ہوا کرتا ہے ہر زمانہ میں ہر ملت میں اسلام کے نام سے بدکنے والے اہل کتاب کو صاف صاف بتا دیا کہ جن انبیاء کرام کے نام پر تم نے الگ الگ مذہبوں کی بنیادیں استوار کر رکھی ہیں۔ ان سب کا دین تو اسلام تھا۔ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی دین اسلام کے علمبردار تھے۔

اس طرح قرآن حکیم نے دین و مذہب کے نام پر انسانیت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والے عوامل پر ضرب کاری لگائی اور وحدت انسانیت کے لیے ایک ایسی محکم اساس مہیا کر دی کہ جب بھی انسان اپنی ذاتی، وطنی اور قومی خود غرضیوں سے رہائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ اتحاد و محبت کے رشتہ میں منسلک ہو جائے گا۔

کیونکہ تمام انبیاء ایک ہی دین کے داعی اور مبلغ تھے۔ اس لیے ہر نبی نے اپنے سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء و رسل کی تصدیق کی اور اپنی امتوں کو بعد میں آنے والے انبیاء پر ایمان لانے کی ہدایت کی۔ اسی سنت پر حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمل فرمایا اور تمام انبیاء و رسل سابقین کی تصدیق کی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد چونکہ کوئی اور نبی مبعوث ہونے والا نہیں تھا اس لیے کسی نئے نبی پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا۔ ختم نبوت کی یہ بھی ایک واضح دلیل ہے۔

وہ ختم الرسل والے کل جس کی ذات قدسی صفات کو مشیت الٰہی نے انسانیت کے بکھرے ہوئے اور منتشر دانوں کی شیرازہ بندی کے لیے تجویز فرمایا تھا اس کے متعلق تمام انبیاء کو تاکید کی کہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی نصرت و تائید فرمائیں بلکہ اپنی امتوں

[illegible]

[illegible]

[illegible] مشمولات کو ان کی اپنی [illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن مریم علیہ السلام کو لوگوں نے خدا کا بیٹا کہا، ثالث ثلاثہ یعنی تین خداؤں سے ایک کہا، ان کی والدہ کو خدا کی جورو کہا، جو سراسر توحید تنزیہ باری کے خلاف ہے۔ قرآن جو توحید کا سب سے بڑا مبلغ اور داعی ہے۔ اس نے ان کے اس باطل عقیدہ کی تکذیب کی۔ اور اس کے بطلان کو آشکارا کر دیا۔ لیکن کس طرح؟ کیا حضرت مسیح کی تنقیص کر کے؟ کیا ان کی شان گھٹا کر؟ کیا ان کے معجزات کا انکار کر کے؟ یا کیا احترام نبوت کو پس پشت ڈال کر؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے تقدس کا ذکر فرمایا۔ ان کی خرق عادت پیدائش کو بیان کیا۔ ان کے محیر العقول معجزات کو بڑی شان سے پیش کیا کہ وہ باذن الٰہی مردوں کو زندہ اور اندھوں کو بینا کرتے ہیں۔ لوگوں کے گھروں میں رکھی ہوئی چیزوں کو جانتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کہیں بیٹھ کر کھاتے ہیں انھیں ان کا علم ہے۔ جو صحیفۂ توحید کے اثبات کے وقت بھی پیغمبر کے منصب رفیع کو گھٹاتا نہیں۔ تو اب وہ لوگ جو اپنے زعم باطل کے مطابق مسلمانوں کو مشرک تصور کرتے ہوئے انہیں توحید کا درس دیتے وقت حضور فخر موجودات، مصدر کمالات، محمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیع میں بے باکیاں کرتے ہیں اور حضورؐ کی ذات اقدس و اطہر کے کمالات علمی اور عملی کو گھٹا کر اپنے فن خطابت کی معراج خیال کرتے ہیں وہ خود سمجھ لیں کہ کیا وہ قرآن کا اتباع کر رہے ہیں یا اس کے اسلوب سے سراسر انحراف کر رہے ہیں۔

سُورَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

الٓمّٓ ۚ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ؕ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

[illegible]

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ

[illegible]

كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو

[illegible]

انْتِقَامٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِي السَّمَآءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ

آسمان میں وہی ہے جو صورت بناتا ہے تمہاری ماؤں کے رحموں میں جس طرح چاہتا ہے

لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِيٓ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

کوئی معبود نہیں سوائے اس کے وہی غالب ہے حکمت والا ہے وہی ہے جس نے اتاری آپ پر کتاب

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ وَأُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ

اس میں بعض آیتیں محکم ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشٰبَهَ مِنْهُ

پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے سو وہ پیروی کرتے ہیں صرف ان آیتوں کی جو متشابہ ہیں

ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهٗٓ إِلَّا

فتنہ ڈالنے کی غرض سے اور ان کا مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے اور نہیں جانتا ان کے صحیح معنی کو سوائے

ف محکم کی تعریف صاحب مفردات نے یوں کی ہے۔ المحکم ما لا یعرض فیہ شبهة من حيث اللفظ ولا من حيث المعنی [illegible] محکم آیت وہ ہے جس کا مفہوم واضح [illegible] اور متشابہ [illegible] من حيث اللفظ او من حيث المعنی [illegible] سارے کتاب کی اصل [illegible] آیات متشابہات کی [illegible] حالانکہ [illegible]

ف [illegible]

اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ

[illegible]

رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ

[illegible]

اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

[illegible]

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

[illegible]

الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَ

[illegible]

لَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝

[illegible]

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

[illegible]

فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ

[illegible]

الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ

[illegible]

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى

اور اللہ مدد کرتا ہے اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے شہ یقیناً اس واقعہ میں بہت بڑی عبرت ہے آنکھ

الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ

والوں کے لیے زینت دی گئی ہے لوگوں کو شہ ان خواہشوں کی محبت یعنی عورتیں اور بیٹے

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ

اور ڈھیر جمع کیے ہوئے سونے اور چاندی کے اور نشان لگائے گھوڑے

وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ

اور چوپائے اور کھیتی یہ سب کچھ سامان ہے دنیاوی زندگی کا اور اللہ کے پاس ہے حسن

حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا

انجام ٹھکانا ہے آپ فرما دیجیے کیا میں تمہیں بتا دوں ان سے بہتر چیز ان کے لیے جو متقی ہیں

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ

ان کے رب کے پاس باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور ستھری بیویاں ہیں

گئے جن میں ابوجہل بھی تھا اور ستر قیدی بنائے گئے

شہ یعنی فتح و کامیابی ان کی تعداد اور ساز و سامان کی کثرت پر موقوف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر موقوف ہے۔

شہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے انسان کے دل میں ان اشیاء کے ساتھ تعلق لگاؤ اور محبت پیدا فرما دی۔ اگر بیاہ ہوتا تو شادی کی سب ذمہ داریاں کون اٹھاتا۔ اولاد کے لیے کون اپنی جان کھپاتا اور ان کی پرورش کے لیے اپنی راحت و آسائش کو ترک کرتا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو نسل کا سلسلہ کیسے چلتا لیکن یہی حال اسی طرح سونے چاندی گھوڑوں مویشیوں اور کھیتی باڑی کے ساتھ میلان طبع نہ ہوتا تو دنیا کی ساری رونقیں ختم ہو کر رہ جاتیں بیشک یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ انسان ان کے پیچھے ... لیکن یہ نہیں چاہیے کہ ان میں کھو جائے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو ہی بھول جائے بلکہ یہ چند روزہ زندگی کا سامان ہے ان کو استعمال کرو لیکن خدا سے غافل نہ ہو جاؤ۔

أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ

[illegible]

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ

[illegible]

النَّارِ ۚ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَ

[illegible]

الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

[illegible]

الْحَكِيْمُ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ

[illegible]

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ فَإِنْ

[illegible]

حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُلْ

[illegible]

لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ

[illegible]

اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ

بے شک جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کا اور قتل کرتے ہیں نبیوں کو ناحق ف۲۵

وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ

اور قتل کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں عدل و انصاف کا لوگوں میں سے تو خوشخبری دو انہیں

بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا

دردناک عذاب کی یہی وہ بدنصیب ہیں کہ اکارت گئے جن کے اعمال دنیا میں

وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا

اور آخرت میں اور نہیں ہے ان کے لیے کوئی مددگار کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا

نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ

کچھ حصہ کتاب کا جب بلائے جاتے ہیں کتاب الٰہی کی طرف تاکہ فیصلہ کرے ان کے درمیان جھگڑوں کا تو

یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ

پھر جاتا ہے ایک گروہ ان میں سے روگردانی کرتے ہوئے یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا ہرگز نہ

تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَغَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا

چھوئے گی ہمیں آگ مگر گنتی کے چند دن اور فریب میں مبتلا کر دیا انہیں ان کے دین کے معاملہ میں ان باتوں نے جو وہ

ف۲۵ ان آیات ۲۱ تا ۲۵ میں یہود کی بدنصیبی، بدبختی، حق دشمنی، حق سے وابستہ انکار اور اہل حق پر ظلم و ستم اور ان کو بے دردی سے قتل کر دینے کی دیرینہ عادت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اور اس پر انہیں قیامت کے دن کی سختیوں کی یاد دہانی اور تنبیہ کی جا رہی ہے تاکہ وہ اپنی اس روش سے باز آجائیں۔ نیز ان کی اس غلط فہمی کا ازالہ بھی کر دیا جس میں وہ مدتوں سے مبتلا تھے کہ وہ جو کچھ بھی کرتے رہیں ان کو یا تو عذاب ہوگا ہی نہیں اور اگر ہوا بھی تو گنتی کے چند روز۔ انہیں واضح طور پر بتا دیا کہ تمہاری من گھڑت باتوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ بلکہ تم سے تمہاری بدکاری کی سخت باز پرس ہوگی اور تمہیں تمہاری کارستانیوں کی پوری پوری سزا دی جائے گی۔ تقریباً یہی مضمون پہلے سورۃ بقرہ میں گزر چکا ہے۔

يَفْتَرُونَ ۝ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ

[illegible]

كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ

[illegible]

الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَ

[illegible]

تُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ

[illegible]

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ

[illegible]

[illegible]

وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ

اور نکالتا ہے تو زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور تو جس کو چاہتا ہے

تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ

رزق دیتا ہے بے حساب ف۳ نہ بنائیں مومن کافروں کو دوست

مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي

مومنوں کو چھوڑ کر ف۴ اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کا اللہ سے کوئی

مجبور کر دیا ہے

ف۳ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے دلائل ثبوت بیان فرمائے گئے ہیں۔ اس آیت کے ضمن میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نماز جمعہ میں شریک نہ ہو سکا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وجہ دریافت فرمائی تو میں نے گزارش کی کہ میں نے یوحنا بن باریا یہودی کا کچھ قرض دینا تھا۔ وہ میرے دروازہ پر آنکھ لگائے بیٹھا تھا کہ میں باہر نکلوں اور وہ مجھے پکڑ لے۔ راستہ میں حائل ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونے سے روک دے اس لیے میں حاضر نہ ہو سکا۔ اور نماز جمعہ کی شرکت سے محروم رہا۔ حضور کریم نے فرمایا اے معاذ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا کر دے۔ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ تو حضور نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔ قل اللھم مالک الملک ..... بغیر حساب۔ رحمٰن الدنیا والآخرۃ ورحیمھما تعطی منھما من تشاء وتمنع منھما من تشاء اقض عنی دینی۔ اگر تمہارے ذمہ زمین کے برابر سونا قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ ادا فرما دے گا۔ خرجہ ابو نعیم الاصبہانی

ف۴ یہ آیت کا مضمون ہے جس پر اسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی کا دارومدار ہے۔ یعنی اس اہمیت کے پیش نظر بہت زیادہ غور و فکر کی مستحق ہے تاکہ اس کے احکام کی تفصیل میں سے کوئی پہلو نظر سے بچ کر کسی غلطی کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے لفظ اولیاء کا مفہوم واضح ہو جانا چاہیئے۔ اولیاء جمع ہے ولی کی اور ولی مشتق ہے وِلایۃ یا وَلایۃ سے۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ الولایۃ النصرۃ والولایۃ تولی الامر وقیل الولایۃ والولایۃ واحدۃ۔ یعنی وِلایۃ جب کہ واؤ کے نیچے زیر ہو تو اس کا معنی مدد کرنا ہے۔ اور وَلایۃ جب کہ واؤ کے اوپر زبر ہو تو اس کا معنی کسی کام کا ذمہ دار اور منتظم بننا ہے اور بعض اہل لغت کے نزدیک دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ اور [illegible] نے اس آیت کی تفسیر اسی سورۃ کی آیت ۱۱۸ سے کی ہے۔ لا تتخذوا بطانۃ من دونکم۔ اور اس آیت کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ [illegible] ویسندون الیھم امورھم کا مطلب یہ ہے کہ ان کے متعلق [illegible] مشورہ کیا جائے اور اپنے تمام راز انہیں کے سپرد کر دیئے

شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَ

[illegible]

إِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ إِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ أَوْ تُبْدُوْهُ

اللہ ہی کی طرف سب نے لوٹ کر جانا ہے آپ کہہ دیجئے اگر تم چھپاؤ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے یا ظاہر کرو اسے

يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى

جانتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ

چیز پر قادر ہے جس دن موجود پائے گا ہر نفس جو کی تھی اس نے نیکی

مُّحْضَرًا ۖۛ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ أَمَدًا

سامنے اور جو کی تھی اس نے برائی تمنا کرے گا کاش اس کے درمیان اور اس کے درمیان فاصلہ

بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ قُلْ

ہوتی بہت دور اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ اپنے عذاب سے اور اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر آپ فرما دیجئے

بہتان لگانے یا کفار کو مسلمانوں کے راز بتانے پر مجبور کریں تو اس مسلمان کو اس امر کی ہرگز اجازت نہیں کہ وہ اپنے بچاؤ کے لیے ان کاموں میں سے کوئی کام کرے۔

اگر وہ اپنی جان بچانے کے لیے زبان پر کلمہ کفر لائے اور اس کا دل مطمئن ہو تو اسے ایسا کرنے کی رخصت تو ہے لیکن اس کا ایمان پر ڈٹے رہنا اور اپنی جان دے دینا زیادہ افضل ہے۔

اس چیز کو جس کا نام تقیہ ہے ذرا اور واضح بھی بیان کر دیں۔ مذہب شیعہ کا اصل عظیم ہے اور بڑا کار ثواب ہے جس کی نسبت بیان کرتے ہوئے وہ یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ اگرچہ صحابہ ثلاثہ نے قرآن کی تحریف کر دی، احکام شریعت کو بدل ڈالا سنت رسول کو مٹا دیا لیکن حضرت علی نے تقیہ پر عمل کیا اور خاموش رہے بلکہ ان کے دور حکومت میں ان کا ہاتھ بٹاتے رہے ان کے مال غنیمت سے اپنا حصہ قبول کرتے رہے ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔ استغفر اللہ۔ یہ تہمت وہ اس شیر خدا علیہ و علی آلہ افضل التحیۃ والثناء واکمل الرضوان کی ذات مقدس پر لگاتے ہیں۔ کتنا ناپاک بہتان ہے۔ ایسی بہتان تراشی سے ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔

إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم

[illegible]

والله غفور رحيم ۝ قل أطيعوا الله والرسول فإن تولوا فإن

[illegible]

[illegible]

[illegible] مطيع

[illegible]

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ

[illegible]

اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ

[illegible]

لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

[illegible]

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ ۖ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

[illegible]

بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ ۖ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ فَتَقَبَّلَهَا

[illegible]

رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا

[illegible]

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ

[illegible]

يٰمَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَن يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُۥ ۖ قَالَ رَبِّ

[illegible]

هَبْ لِى مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ ٱلدُّعَآءِ ۝ فَنَادَتْهُ

[illegible]

ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُصَلِّى فِى ٱلْمِحْرَابِ أَنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكَ

[illegible]

بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا

[illegible]

مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ۝ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَٰمٌ وَقَدْ بَلَغَنِىَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ

بڑھاپا پہنچ گیا اور میری بیوی بانجھ ہے فرمایا یونہی اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے عرض کی

رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ

اے میرے رب مقرر فرما دے میرے لیے کوئی نشانی فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ بات نہ کر سکے گا لوگوں سے تین دن

اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾

مگر اشارہ سے اور یاد کرو اپنے پروردگار کو بہت اور پاکی بیان کرو اس کی شام اور صبح

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓىٕكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ

اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے تجھے ۳۲ اور خوب پاک کر دیا

وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۲﴾ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَ

تجھے اور پسند کیا ہے تجھے سب جہان کی عورتوں سے اے مریم خشوع سے عبادت کرتی رہ اپنے رب کی ۳۳ اور

---

۳۱ یہ اشارہ کسی مرض کی وجہ سے نہ تھی بلکہ [illegible] حصوصیت [illegible] اس لیے تھی کہ جس وقت اس نعمت کا حصول ہو اسی وقت سر سجدہ شکر ادا کرنے لگ جائے۔ اور عمل تو زبان کی علامت مقرر کی گئی کہ اس وقت ان کی زبان ذکر الٰہی اور تسبیح و تہلیل میں آزاد رہے گی لیکن لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے کی استعداد اس وقت باقی نہ رہے گی

۳۲ یعنی قدرت کا انتخاب سے بچپن ہی میں مریم کو چن لیا کہ حضرت زکریا کی سرپرستی عطا فرمائی [illegible] پیدا کر دی غیب سے ان کے پاس پھل آنے لگے۔ اور فرشتے ان سے گفتگو کرنے لگے اور جب آپ سن شباب کو پہنچیں تو پھر انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کی ماں بنانے کے لیے منتخب فرمایا [illegible] اصطفاء کا ذکر دوبارہ [illegible] علی نساء العلمین سے مراد ان کے اپنے زمانہ کی عورتیں ہیں

۳۳ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ان انعامات پر اس کا شکر ادا کرے سجدہ کا ذکر پہلے اور رکوع کا بعد میں ہے حالانکہ رکوع سجدہ سے پہلے ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ واو ترتیب پر دلالت نہیں کرتی یعنی اس کے معطوف علیہ کا معطوف پر مقدم ہونا ضروری نہیں ہوتا

اسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرّٰكِعِينَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَآءِ الْغَيْبِ

[illegible]

نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ

[illegible]

يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝ إِذْ قَالَتِ

[illegible]

الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ

[illegible]

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ قَالَتْ رَبِّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ

[illegible]

يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَرَسُوْلًا

[illegible]

اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ

[illegible]

اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ

[illegible]

بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ

[illegible]

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَمُصَدِّقًا لِمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ

جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی کتاب تورات کی اور تاکہ میں حلال کروں تمھارے لیے بعض وہ چیزیں جو پہلے حرام کی گئی

عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۵۰

تھیں تم پر اور لایا ہوں تمھارے پاس ایک نشانی تمھارے رب کی طرف سے سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو

یورپ میں آئزک نیوٹن جیسے عظیم سائنسدان نے عجز و انکسار سے یوں کہتا ہے ۔

میری مثال اس بچے کی سی ہے جو سمندر کے کنارے کھیل رہا ہو ، مجھے چند ساتھیوں کی نسبت کوئی زیادہ خوبصورت سنگریزہ یا گھونگا مل جاتا ہے لیکن اصل حقیقت بحر ذخار کی طرح میرے سامنے ہے جس کا میں کوئی علم نہیں رکھتا ۔

HEROES OF CIVILIZATION BY JOSEPH AND HAYM

جب حقیقت یہ ہے تو قرآن کے بیان کردہ معجزات کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا یا ان کی ایسی تاویلیں کرنا جن کو عربی زبان اور قرآن کا فصیح و بلیغ اسلوب بیان قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہو عقل کی خدمت سے روگردانی ہے ۔ اور اگر ایک لمحہ کے لیے یہ مان بھی لیا جائے کہ مسبب الاسباب کی ساری کڑیاں ہماری عقل کی گرفت میں آچکی ہیں اور ان کا علم ہم نے کلیۃً احاطہ کر لیا ہے تو پھر بھی معجزات کے انکار کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ قادر مطلق خدا جس نے اپنی حکمت بالغہ سے ایک چیز کو ایک علت سے وابستہ کر دیا ہے وہ اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ اس چیز کی تخلیق و پیدائش کو اس کے علاوہ کسی اور علت سے وابستہ کر دے اور معجزات کے ظہور پذیر ہونے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ معاندین اور منکرین حق کے سامنے نبی کی صداقت کی ناقابل انکار دلیل پیش کر دی جائے اور ان پر واضح کر دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہے اسی لیے تو یہ استثنائی واقعات ان کے اشاروں پر وقوع پذیر ہوتے ہیں اور عام طور پر نبی کو اس کے زمانہ کی ضروریات کے مطابق معجزات عطا فرمائے جاتے ہیں ۔

مزید تفصیل بحث سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے ضمن میں ملاحظہ فرمایئے ۔

۷۶ ؎ یہاں آپ اپنے منصب رسالت کی ذمہ داریوں کا اعلان فرما رہے ہیں کہ جو پابندیاں اور قیود تمھارے علما نے اپنی طرف سے تم پر عائد کر رکھی ہیں ان کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے میں آیا ہوں ۔

إِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ فَلَمَّا

[illegible]

أَحَسَّ عِيسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللّٰهِ ۖ قَالَ

[illegible]

الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝

[illegible]

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِينَ ۝ وَ

[illegible]

مَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

[illegible]

ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا

[illegible]

وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

[illegible]

الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝

[illegible]

ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ

[illegible]

عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

[illegible]

الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ

[illegible]

[illegible]

مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ

[illegible]

وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَ

[illegible]

مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا

[illegible]

فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ

بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان وہ یہ کہ ہم عبادت نہ کریں کسی کی سوائے اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے

شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا

ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنائے ہم میں سے کوئی کسی کو رب اللہ کے سوا پھر اگر وہ روگردانی کریں

فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَاۗجُّوْنَ

تو تم کہہ دو گواہ رہو اس بات پر کہ ہم مسلمان ہیں اے اہل کتاب کیوں جھگڑتے ہو تم

فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ

ابراہیم کے بارے میں حالانکہ نہیں اتاری گئی تورات اور انجیل مگر ان کے بعد بھی

حقیقی اور اگر عقیدہ توحید ہی ہے جو دنیا کی ساری حقیقتوں سے واضح تر اور روشن ترین حقیقت ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی پلیٹ فارم پر جمع ہونے کے لیے اہل کتاب کو دعوت دی۔

ت امام ترمذی نے حضرت عدی بن حاتم سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے تو حضور نے فرمایا کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ جس حلال چیز کو چاہتے حرام کر دیتے اور جس حرام چیز کو چاہتے حلال کر دیتے اور تم ان کے ہر حکم کی پیروی کیا کرتے۔ میں نے عرض کی ہاں ایسا تو ہم کیا کرتے تھے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہی عبادت ہے یعنی اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو حلال حرام کرنے کی اجازت سونپ دینا ہی تو اس کی عبادت کرنا اور اس کو رب بنانا ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص کسی کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ شریعت کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام کردہ چیزوں کو حلال کر سکتا ہے تو وہ بھی اسی وعید کا مستحق ہے۔

ش اس آیت کریمہ میں اہل کتاب کی آنکھوں سے تعصب کا پردہ اٹھانے کی کیسا لطیف اور دلنشیں اسلوب میں کوشش کی گئی ہے۔ انسان جب کسی دوسرے کو حق وصداقت کے میدان میں سبقت لے جاتے ہوئے دیکھتا ہے تو قدرتاً اس کے دل میں بھی جذبہ پیدا ہونے لگتا ہے کہ سب اور لوگ تمام دلائل کو ٹھکرا کر حق کی طرف بے تابانہ لپک رہے ہیں تو آپ کسی سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ مسلمانوں کے اس اعلان سے یہود ونصاریٰ کے دل میں یہی جذبہ پیدا کرنا مقصود ہے۔

ث حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل وکمالات کے سب معترف تھے۔ اور سب اس پر متفق تھے کہ آپ کا دین ہی سچا دین ہے اور آپ کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ اس لیے ہر ایک آپ کو اپنا ثابت کرنے کے لیے یہ دعویٰ کیا کرتے۔ یہودی کہتے حضرت ابراہیم یہودی تھے اور

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ حَٰجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ فَلِمَ

کیا تم عقل نہیں رکھتے [illegible]

تُحَآجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

[illegible]

مَا كَانَ إِبْرَٰهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا

نہ تھے ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی [illegible]

مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّ أَوْلَى ٱلنَّاسِ بِإِبْرَٰهِيمَ

مسلمان تھے اور نہ تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے [illegible] ہے

[illegible]

کمال کی دانشمندی ہے

[illegible]

[illegible]

لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ

زیادہ خصوصیت رکھنے والے تو وہ جنھوں نے کی پیروی ان کی اور یہ نبی اور جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ مددگار ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۸ وَدَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ

مومنوں کا دل سے چاہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب سے کہ کسی طرح گمراہ کر دیں تمہیں

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۶۹ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ

اور نہیں گمراہ کرتے مگر اپنے آپ کو اور وہ (یہ حقیقت) نہیں سمجھتے ف۱ اے اہل کتاب

لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝۷۰ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ

کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیتوں کا حالانکہ تم خود گواہ ہو ف۲ اے اہل کتاب

لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ

کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ ف۳ اور کیوں چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم

ف۱ چاہیے تو یہ تھا کہ اہل کتاب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے کیونکہ انہیں حضور کے صدق وصفا کی علامات سے کوئی براہ راست پہنچی ہیں ان کے متعلق بھی ان کی تسلی ہو گئی ہے کہ وہ بالکل صحیح ہیں۔ اگر وہ ان علامات کو قبول نہیں کرتے تو کم از کم مسلمانوں کو تو رہنے دیں۔ اس لیے مسلمانوں کو اسلام سے بدظن اور برگشتہ کرنے کے لیے سر توڑ کوشش کرتے۔ ان کے سامنے طرح طرح کے شبہات پیش کرتے۔ لیکن ان نادانوں کو یہ احساس نہ تھا کہ وہ اس پاک دین کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے البتہ اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی میں اضافہ اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں پھینک رہے ہیں۔ وما یضلون کا معنی وما یھلکون ہے۔

ف۲ اسلام کی صداقت وحقانیت کے دلائل اس قدر واضح اور روشن ہیں کہ گویا وہ اسلام کی صداقت اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں لیکن اتنی واضح دلیلیں دیکھنے کے باوجود بھی ان کا اسلام کو قبول نہ کرنا کتنی عجیب بات ہے۔

ف۳ لبس کا معنی ہے خلط ملط کرنا یعنی کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خلط ملط کر دینا ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات وعلامات جو ان کی آسمانی کتابوں کے سطور سطور پر ثبت تھے ان کو چھپا دیتے یا اللہ تعالیٰ کے ان احکام میں تحریف کر دیا کرتے تھے جن پر عمل کرنا ان کی طبع نازک پر گراں ہوتا۔

تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ

[illegible]

اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ

[illegible]

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۗ قُلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ أَنْ يُّؤْتٰٓى أَحَدٌ مِّثْلَ مَآ أُوْتِيْتُمْ

[illegible]

أَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

[illegible]

مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۙ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

[illegible]

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَمِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ إِنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَأْمَنْهُ بِقِنطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُم مَّنْ إِن تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ

[illegible]

لَّا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا

[illegible]

لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّنَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ

[illegible]

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ

[illegible]

يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ

تھوڑی سی قیمت [illegible] وہ [illegible] نصیب نہیں کچھ حصہ ان کے لیے آخرت میں اور بات نہ کرے گا ان سے

اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ

اللہ تعالیٰ اور نہ دیکھے گا ان کی طرف قیامت کے دن اور نہ پاک کرے گا انہیں اور ان کے لیے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۞ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ

دردناک عذاب ہے اور بے شک ان میں ایک فریق ہے جو مروڑتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب پڑھتے ہوئے تاکہ

کے لیے آج زمین پر کی گئی بدعہدی کے بدلے [illegible] عذاب کا یہاں ذکر ہے۔ (۱) آخرت کی نعمتوں سے یکسر محروم کر دیا جائے گا (۲) [illegible] [illegible] سے بات تک نہ کرے گا (۳) [illegible] کی طرف رحمت سے بھی نہ دیکھے گا (۴) [illegible] گناہوں [illegible] سے پاک نہیں کیا جائے گا اور (۵) ان کے علاوہ [illegible] دردناک عذاب دیا جائے گا۔

کوئی ہے ایسا دل گردے والا جو ان سزاؤں میں سے کسی ایک کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کا [illegible] والی قوم آل ابراہیم [illegible] [illegible] [illegible] چند [illegible] کی خاطر نبی [illegible] کی تکذیب [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] [illegible] ہے۔

[illegible] جب [illegible] بات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] کتاب کی [illegible] جیسے حدیث شریف میں ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] یلوون کا اصل [illegible] (مفردات امام راغب) [illegible]

لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ

[illegible]

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

[illegible]

الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ

[illegible]

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ

[illegible]

دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ

[illegible]

[illegible] حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اس آیت میں ان کی اس مذموم حرکت کا بیان ہے

[illegible]

وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

اور اس وجہ سے کہ تم درس کرتے ہو اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ فرشتوں

وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؑ

اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرا لو کیا تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو لیے

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں

انھوں نے تمہیں محض اللہ وحدہ کی عبادت کی ہدایت دی ہے

ف مقصود یہ ہے کہ اے اہل کتاب تمہیں تو حقیقی ربانی بننا چاہیے کیونکہ تمہارے پاس تو رشد و ہدایت کا آسمانی صحیفہ موجود ہے جس کے معانی اور مطالب سے تم خوب واقف ہو۔ تم خود بھی اسے پڑھتے ہو اور دوسروں کو بھی اس کا درس دیتے ہو اور اگر تم نے اس سے ہدایت حاصل نہ کی اور توحید کی [illegible] نعمت سے محروم رہے تو پھر دین و مذہب کی ہنگامہ آرائی سے کیا حاصل؟

ف حضرت سیدنا علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کبھی کسی نبی کو بھیجا تو اس سے پختہ وعدہ لیا کہ اگر اس کی زندگی میں [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں (ابن [illegible]) تو آپ پر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی رسالت پر ایمان لانا [illegible] [illegible] [illegible] کا شرف حاصل ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تمام [illegible] [illegible] [illegible] علامہ سید محمود آلوسی صاحب روح المعانی تحریر فرماتے ہیں: ومن هنا ذهب العارفون الى انه صلى الله تعالى عليه وسلم هو النبي المطلق والرسول الحقيقي والمشرع الاستقلالي وان من سواه من الانبياء عليهم الصلوة والسلام في حكم التبعية له صلى الله عليه وسلم یعنی [illegible] [illegible] [illegible] نبی مطلق رسول حقیقی اور مستقل شریعت کے لانے والے حضور نبی کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور باقی دیگر انبیاء علیہم السلام آپ کے تابع ہیں (روح المعانی)

ف معلوم ہوا کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا تعلق [illegible] میں حضور ہی کی شریعت کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی عظمت شان [illegible] [illegible] اور روز قیامت کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء [illegible] [illegible] مقام محمود پر فائز ہوں گے۔ [illegible]

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول [illegible]

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا

[illegible]

قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰى

[illegible]

بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ

[illegible] کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں کیا [illegible]

وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ

[illegible]

يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ

سب [illegible] آپ فرمائیے [illegible]

[illegible]

ف۔ جس طرح [illegible] کائنات کی ہر چیز سر جھکائے، خوشی یا ناخوشی سے، شعوری یا غیر شعوری طور پر اس کے ہر تکوینی فرمان کی تعمیل کر رہی ہے۔ اور جس کی طرف ہر چیز [illegible] کیا یہ لوگ [illegible] کسی اور دین، کسی دوسرے ضابطۂ حیات کے متلاشی ہیں۔ وہ کتنے نادان ہیں [illegible] میں وہ مبتلا ہیں۔

ف۔ اے حبیبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اس حقیقت کا بھی اعلان کر دیجئے کہ دین اسلام [illegible] سب انبیاء و رسل اپنے اپنے زمانہ میں اسی کی تبلیغ فرماتے رہے اور میں بھی اسی دین کا داعی اور مبلغ ہوں [illegible] اس لیے ان تمام مقدس ہستیوں [illegible]

عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ

ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر

وَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ

اور جو کچھ دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے نہیں فرق کرتے ہم

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ

کسی کے درمیان ان میں سے اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں اور جو کوئی تلاش کرے گا

الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ

اسلام کے سوا کوئی اور دین تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اس سے لـ۸۳ اور وہ قیامت کو نقصان والوں

الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ

میں سے ہوگا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہدایت دے اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو جنہوں نے کفر کیا بعد ایمان لانے کے لـ۸۴

والے ان سب کی صداقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہم یہود و نصاریٰ کی طرح بعض کو مانیں اور بعض کا انکار کریں یہ ہے دین محمدی کی وسعت دیکھئے کہ ہر حق کو سچا ماننے کا سبق ہے جس میں کسی قومی، وطنی اور نسلی عصبیت کی گنجائش نہیں۔ اس دین قیم کی تعلیم تمام ان عناصر سے پاک ہے جو انسان کو انسان سے ملنے نہیں دیتے یہ کسی خاندان یا نسل کے حد کا دین نہیں بلکہ سب انسانوں کا دین ہے۔ اور اس کا نبی صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے کے لیے بھیجا نہیں گیا بلکہ وہ رحمۃ للعالمین ہے جو سارے عالم انسانیت کی شیرازہ بندی کے لیے مطلع وجود پر جلوہ گر ہوا تو اس لیے صرف یہی دین انسانی اتحاد کے لیے سازگار ثابت ہو سکتا ہے۔

لـ۸۳ دین اسلام جو سب انبیاء کا دین ہے اور جس کی آخری کامل صورت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اب اگر کوئی شخص اس دین کو قبول نہیں کرتا اور کسی اور دین کی پیروی کرتا ہے تو اس کا وہ دین اللہ تعالیٰ کی جناب میں قبول نہیں ہوگا۔

لـ۸۴ وہ لوگ جو جہالت کی وجہ سے قبول حق سے انکار کرتے ہیں ان کے ہدایت پانے کی توقع ہو سکتی ہے کہ جب جہالت کا پردہ اٹھ جائے گا اور حقیقت کا روشن چہرہ انہیں دکھائی دے گا تو وہ اسے پہچان کر پروانہ وار اس پر قربان ہونے لگیں گے لیکن جو حق کو پہچانتے ہیں اور اپنی مجلسوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ اور ہر شخص یہ کہتے ہیں ان کے

وَشَهِدُوٓا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۚ وَاللّٰهُ لَا

اور وہ پہلے گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور آچکی تھیں ان کے پاس کھلی نشانیاں اور اللہ تعالیٰ

يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿٨٦﴾ أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ

ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو یہ لوگ ان کی سزا یہ ہے کہ ان پر

لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿٨٧﴾ خٰلِدِينَ فِيهَا

پھٹکار پڑتی رہے اللہ کی فرشتوں کی اور سب انسانوں کی ہمیشہ رہیں اسی پھٹکار میں

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا

نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ

مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٨٩﴾ إِنَّ

کرلی اس کے بعد ف۹۲ اور اپنی اصلاح کرلی تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے جنہوں نے کفر کیا یقیناً

الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمٰنِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ

وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے چلے گئے کفر میں ہرگز نہ قبول کی جائے گی

تَوْبَتُهُمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَ

ان کی توبہ اور یہی لوگ ہیں جو گمراہ ہیں جن لوگوں نے کفر کیا اور مر گئے کفر ہی

راہ پانے کی توقع عبث ہے

ف۹۱ یعنی وہ بدنصیب جنہوں نے اپنی فطرتِ سلیمہ کو بگاڑ دیا اور خداداد صلاحیتوں کو مسخ کر دیا۔

ف۹۲ اسلام نے رحمتِ الٰہی سے مایوس ہونے کی سخت مذمت کی ہے اور سب گمراہوں کو واضح طور پر بتا دیا ہے کہ جب وہ سچے دل سے اپنے گناہوں پر نادم ہوں تو توبہ کریں اور اس کے درِ رحمت پر دستک دیں۔ اُن کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور انہیں ایک اور موقع دیا جائے گا کہ وہ ایک پاکیزہ زندگی کا از سرِ نو آغاز کر سکیں۔

هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ

کی حالت میں ۹۳ تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ان میں سے کسی سے زمین بھر سونا اگرچہ وہ اپنی نجات کے لیے

افْتَدٰى بِهٖ ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع ۹ ۱۷

عوض میں دے تمام سونا یہ لوگ ہیں جن کے لیے عذاب ہے دردناک اور نہیں ہے ان کا کوئی مددگار

۹۳ البتہ وہ لوگ جو زندگی بھر کفر و طغیان کے راستے پر گامزن رہے اور سدھرنے اور تائب ہونے کے لیے جو مہلت انھیں دی گئی تھی اس سے انھوں نے فائدہ نہیں اٹھایا یہاں تک کہ موت کے جھونکے نے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیا، ان کی بخشش کی کوئی صورت نہیں۔ اگر وہ زمین بھر سونا بھی فدیے کے طور دینا چاہیں گے تو وہ رد کر دیا جائے گا اور کوئی ان کی شفاعت بھی نہ کرے گا کیونکہ شفاعت گنہگار مومن کے لیے ہوا کرتی ہے اور کافر اور مشرک شفاعت کا مستحق نہیں ہوا کرتا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا

[illegible]

مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۞ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا

[illegible]

لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ

سے پہلے کہ نازل کی گئی توریت آپ فرماؤ لاؤ توریت پھر پڑھو اسے اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ

تم سچے ہو تو جو بہتان لگائے اللہ پر جھوٹ اس کے

ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ف۹ فَاتَّبِعُوْا

بعد تو وہی ظالم ہیں آپ کہہ دیجئے کہ فرمادیا اللہ نے ف۹ پس پیروی کرو

مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ

ملت ابراہیم کی جو ہر باطل سے الگ تھلگ تھے اور بالکل نہ تھے وہ شرک کرنے والوں سے بے شک

اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى

پہلا عبادت خانہ ف۱۰ جو بنایا گیا لوگوں کے لیے وہی ہے جو مکہ میں ہے ف۱۱ بابرکت اور ہدایت کا سرچشمہ ہے

ف۹ یعنی اسکا فرمان سچا ہے۔ تمہاری تحریف کا اثر اس پر نہیں پڑ سکتا

ف۱۰ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت کیا کہ زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی تو حضور نے فرمایا مسجد حرام۔ میں نے عرض کی اس کے بعد تو فرمایا مسجد اقصیٰ۔ میں نے پوچھا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا فاصلہ تھا۔ تو فرمایا چالیس سال۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد حرام کے پہلے معمار حضرت آدم اور مسجد اقصیٰ کے پہلے معمار آپ کے کوئی فرزند تھے۔ طوفان نوح کے بعد جب یہ عمارت منہدم ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی۔ بیت سے مراد محض گھر نہیں بلکہ خانہ عبادت ہے۔

ف۱۱ بعض علماء نے کہا ہے کہ مکہ میں ایک لغت بکہ بھی آئی ہے۔ مجاہد نے کہا کہ مکہ اور بکہ ایک شہر کے ہی دو نام ہیں۔ امام مالک نے فرمایا خانہ کعبہ کی جگہ کو بکہ اور سارے شہر کو مکہ کہتے ہیں۔ محمد بن شہاب سے مروی ہے کہ صرف خانہ کعبہ ہی نہیں بلکہ ساری مسجد حرام کو بکہ کہا جاتا ہے اور دوسرے سارے شہر کو مکہ۔

ف۱۲ اس کی برکتوں کا کیا کہنا۔ اس میں ایک نماز پڑھی جائے تو لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ ایک ختم قرآن کیا جائے تو لاکھ ختم کا

لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَ مَنْ دَخَلَهٗ

سب جہان والوں کے لیے اس میں روشن نشانیاں ہیں مقام ابراہیم اور جو داخل ہوا اس میں

كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ

ہو جاتا ہے محفوظ اور اللہ کے لیے فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو طاقت رکھتا ہو وہاں

اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝

تک پہنچنے کی اور جو شخص انکار کرے تو بے شک اللہ بے نیاز ہے سارے جہان سے

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ شَهِیْدٌ

آپ فرمائیے اے اہل کتاب کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیتوں کا اور اللہ گواہ ہے

تو آپ [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت کی [illegible] ہے
اس کا [illegible] سکتا ہے

۱ [illegible] سارے جہان [illegible] کی عبادت
ہے اور اس [illegible] سب کے لیے رشد و ہدایت کی روشنی ہے

۲ کعبہ کے بیت اللہ [illegible] روشن نشانیاں ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ابراہیم علیہ السلام کے [illegible] تھے

۳ حج کی [illegible] سے متعلق سورۂ بقرہ میں حاشیہ [illegible]
[illegible] برداشت کر سکتی ہو۔

۴ آیات سے [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible]
[illegible] اور شریعت [illegible]
[illegible]
[illegible]

عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ

[illegible]

سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَ

[illegible]

مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا

[illegible]

[illegible]

فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمٰنِكُمْ

[illegible]

كٰفِرِينَ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ

[illegible]

فِيكُمْ رَسُولُهٗ وَمَن يَعْتَصِم بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِىَ إِلٰى صِرٰطٍ

[illegible]

مُّسْتَقِيمٍ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا ع

[illegible]

[illegible]

تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا

[illegible]

وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ

[illegible]

عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ

[illegible]

اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

[illegible]

الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

[illegible]

تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ

[illegible]

لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

[illegible]

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ

[illegible]

ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

[illegible]

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

للعلمين ۔ ولله ما في السموت وما في الارض ۚ والى الله

[illegible]

ترجع الامور ۔ كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون

[illegible]

[illegible]

بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۗ وَلَوْ اٰمَنَ

[illegible]

اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ

[illegible]

الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا

[illegible]

اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ

[illegible]

[illegible]

اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ

[illegible]

بِآيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ

[illegible]

كَانُوا يَعْتَدُونَ لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ

[illegible]

يَتْلُونَ آيٰتِ اللّٰهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ

[illegible]

[illegible]

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

اور روز آخرت پر اور حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور

يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۱۱۴ وَمَا يَفْعَلُوْا

جلدی کرتے ہیں نیکیوں میں اور یہ لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں اور جو کریں گے

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۱۱۵ اِنَّ الَّذِيْنَ

نیک کاموں سے تو ہرگز ناقدری نہ کی جائے گی اس کی اور اللہ خوب جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو بے شک جن لوگوں نے

كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

کفر کیا ہرگز نہ بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ کے عذاب سے

شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۱۱۶ مَثَلُ مَا

ذرہ بھر اور وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے مثال اس کی جو وہ

يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ

خرچ کرتے ہیں[۱۲۰] اس دنیوی زندگی میں ایسی ہے جیسے ہوا ہو اس میں سخت ٹھنڈک ہو اور پہنچے

حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ

ایک قوم کے کھیت کو جنہوں نے ظلم کیا اپنے نفسوں پر پھر فنا کر دے اس کھیت کو نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے

[۱۲۰] الصر البرد الشدید۔ جلا دینے والی سخت ٹھنڈ کو صر کہتے ہیں۔ ایمان لائے بغیر ریا و نمود کے لیے پالے کی طرح رائگاں جانے والوں کے حسرت ناک انجام کی کتنی موثر اور واضح قرآنی مثال ہے۔

لٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا

[illegible]

بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ

[illegible]

بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ

[illegible]

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا

اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں

اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ

ہم ایمان لاتے ہیں اور جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو چباتے ہیں تم پر انگلیاں غصے سے آپ فرما دیجئے

مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ

مر جاؤ اپنے غصہ میں بیشک اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی باتوں کو اگر

تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ

پہنچے تمہیں کوئی بھلائی تو بری لگتی ہے ان کو اور اگر پہنچے تمہیں کوئی تکلیف تو خوش ہوتے ہیں اس سے

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا

اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو نہ نقصان پہنچا سکے گا تمہیں ان کا فریب کچھ بھی بیشک اللہ تعالیٰ

محبت و عداوت کے [illegible] ان کے متعلق [illegible] یہ صفات [illegible] عداوت [illegible] مسلمانوں کے [illegible] کرتے ہوئے [illegible] دشمنوں کی طرف [illegible] ان کے [illegible] ایمان [illegible] حالت [illegible] جب وہ تم سے الگ ہوتے ہیں تو مارے حسد کے [illegible] تمہاری ترقی [illegible] اسلام کی [illegible]

ان کے [illegible] ہوتی ہے

[illegible] شیخ سعدی [illegible] ہے

[illegible] حسود [illegible] [illegible] رست

یعنی حاسد [illegible] حسد کی [illegible]

[illegible] امتحان [illegible] مصائب [illegible] اللہ تعالیٰ

يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۔ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مقاعد للقتال ۗ والله سميع عليم ۝ اذ همت طائفتان

منكم ان تفشلا والله وليهما ۗ وعلى الله فليتوكل

[illegible]

الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا

[illegible]

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ

[illegible]

اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَلٰۤى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ

ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ ۝ وَ مَا جَعَلَهُ

پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا اور یہ فتح

اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَىٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا

اللہ نے نہ کی مگر تمہاری خوشی کے لئے اور اسی لئے کہ اس سے تمہارے دلوں کو چین ملے اور مدد نہیں

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝ لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ

مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس سے اس لئے کہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے

كَفَرُوْۤا اَوْ یَكْبِتَهُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآىٕبِیْنَ ۝ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ

یا انہیں ذلیل کرے کہ نامراد پھر جائیں یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں

شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَ

یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں اور

یا نشانیت والے [illegible] اس کی تفصیل سورۂ انفال میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ف یعنی فرشتوں کا نزول اور ان کی امداد دیگر اسباب کی طرح ایک سبب ہے حقیقت میں فتح و ظفر تو اللہ رب العالمین سے ہے اس آیت میں یہ بتایا کہ بندے کو [illegible] اور توکل اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر کرنا چاہئے وہی فاعل حقیقی ہے سب چیزیں اس کی علامت قدرت ہیں

ف احد کے دن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک شہید کئے گئے اور چہرہ مبارک زخمی ہوا تو حضور نے فرمایا وہ قوم کیونکر فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا جبکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی [illegible] بعض مفسرین نے [illegible] کے حق میں بددعا کرنے کے لئے حضور سے اجازت طلب کی تو یہ آیت نازل ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوا [illegible]

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ

[illegible] بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

[illegible]

اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تُفْلِحُونَ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ ۚ وَأَطِيعُوا اللّٰهَ

[illegible]

وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۚ وَسَارِعُوا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

[illegible]

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۙ الَّذِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ

[illegible]

عَنِ النَّاسِ ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا

[illegible]

فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ

[illegible]

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هُمْ يَعْلَمُونَ ۝ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ

[illegible]

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ

[illegible]

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا

[illegible]

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ

[illegible]

الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۔ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ

[illegible]

مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا

[illegible]

يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ

[illegible]

الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ

[illegible]

الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ

[illegible]

الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۪ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ

[illegible]

أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ

تو نہیں بگاڑے گا اللہ کا کچھ بھی اور جلدی جزا دے گا اللہ تعالیٰ شکرگزار بندوں کو ف۳ اور نہیں ہے ممکن کہ

لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ

کوئی شخص مرے ف۴ بغیر اللہ کی اجازت کے لکھی ہوئی ہے موت کا مقرر وقت اور جو شخص چاہتا ہے

ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ

دنیا کا فائدہ ہم دیتے ہیں اس کو اس سے اور جو شخص چاہتا ہے آخرت کا فائدہ ہم دیتے ہیں اس کو

مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قُتِلَ مَعَهٗ

اس میں سے اور ہم جلدی جزا دیں گے شکرگزاروں کو اور کتنے ہی نبی ف۵ ہیں کہ لڑے ہیں ان کے ساتھ ہو کر

رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا

بہت سے اللہ والوں نے سو وہ ہمت نہ ہارے ان تکلیفوں سے جو پہنچیں ان کو اللہ کی راہ میں اور نہ

ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا

کمزور ہوئے اور نہ دشمنوں سے دب گئے اور اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے تکلیفوں پر صبر کرنے والوں سے اور نہیں

ف۳ یعنی شکرگزار بندے وہی ہیں جنہوں نے نعمت اسلام کو پہچانا، اس کی قدر کی اور اس کے لیے جان دے کر اس بیش بہا نعمت کے شکریہ کا حق ادا کر دیا۔

ف۴ یعنی موت کا ایک دن معین ہے بزدلی سے زندگی بڑھ نہیں سکتی اور شجاعت و دلیری سے گھٹ نہیں سکتی پھر جہاد سے جی چرانے سے کیا حاصل؟

ف۵ کاین کم خبریہ کے معنی میں ہے۔ اصل میں ای تھا اس پر کاف تشبیہ کا داخل کر کے اس ترکیب کو اسا کی شکل دے کر لکھ دیا "کاین" اس میں مشہور لغت کا ثی کی ہے۔ ربیون ربی کی جمع ہے اور ربیون کی دو لغتیں مستعمل ہیں۔ زمخشری نے تو اس کا معنی ربانی سے ہی کیا ہے۔ والربیون الربانیون۔ کشاف۔ لیکن علامہ قرطبی نے اس کا دوسرا معنی جو وہ زیادہ لکھا ہے ربیون للجماعة الکثیرة۔ اس صورت میں اس کا واحد ربی ہے اور ربة بمعنی جماعت کی طرف منسوب ہے۔ اس آیت میں

كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّآ أَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَإِسْرَافَنَا

[illegible]

فِيْٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ

تو انہیں دیا اللہ تعالیٰ نے دنیا کا ثواب (بھی) ۱۶۰ اور عمدہ ثواب آخرت کا (بھی یعنی جنت اور لذت وصل) اور اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۴۸ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ

محبت کرتا ہے نیکوکاروں سے اے ایمان والو ۱۶۱ اگر پیروی کرو گے تم

كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۱۴۹ بَلِ اللّٰهُ

کافروں کی تو وہ پھیر دیں گے تمہیں الٹے پاؤں کفر کی طرف، تو تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے بلکہ اللہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝۱۵۰ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ

حامی ہے تمہارا اور وہ سب سے بہتر مدد فرمانے والا ہے ابھی ہم ڈالیں گے کافروں کے دلوں

كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَاۤ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَ

میں ۱۶۲ رعب اس لیے کہ انہوں نے شریک بنایا اللہ کے، اس کو جس کے لیے نہیں اتاری اس نے کوئی دلیل اور

---

۱۶۰ ثوابِ دنیا سے مراد فتح و ظفر، رعب و دبدبہ اور تحسین و آفرین ہے۔ اور ثوابِ آخرت سے مقصود جنت، رضائے الٰہی اور لذتِ وصل ہے۔

۱۶۱ پہلی آیت میں اہلِ ایمان کو سابقین کے عمدہ نمونہ کی تقلید کا حکم دیا گیا۔ اس آیت میں کفار کی اطاعت سے روکا گیا کیونکہ ان کی اطاعت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دین کا دامن تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ یا کم از کم تمہاری گرفت ڈھیلی پڑ جائے گی۔

۱۶۲ اس کا ظاہرہ جنگِ احد میں ہی ہوگیا۔ کفار نے پلٹ کر عقب سے حملہ کر کے مسلمانوں کو سراسیمہ کر دیا تھا۔ ان کی صفیں درہم برہم ہوگئی تھیں۔ ستر شیر دل شہید اور فوج کا بیشتر حصہ بری طرح زخمی ہو چکا تھا۔ اگر وہ اس وقت مدینہ پر حملہ کرتے تو ظاہری حالات ایسے تھے کہ شاید انہیں کسی قابلِ ذکر مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو اتنا مرعوب اور خوفزدہ کر دیا کہ جس مہم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وہ پورے طمطراق سے آئے تھے اور اپنی عورتوں کو بھی ساتھ لائے تھے اس کو نامکمل چھوڑ کر واپس ہو لینے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ رستہ میں انہیں اپنی اس غلطی کا احساس بھی ہوا کہ وہ اپنے کام کو ادھورا چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ چنانچہ بعض نے واپسی کا قصد بھی کیا لیکن ہمت نے جواب دے دیا۔

مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ

[illegible]

اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ

[illegible]

تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ

بعض تم میں سے [illegible] دنیا [illegible] اور بعض تم میں سے [illegible] آخرت کے پھر

صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ

پھیر دیا تمہیں ان کے تعاقب سے [illegible] تمہیں اور بے شک [illegible] معاف فرما دیا [illegible] اور اللہ [illegible]

فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى

فضل [illegible] فرمانے والا ہے [illegible] جب [illegible] چڑھے جا رہے تھے [illegible] اور [illegible]

اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ

[illegible] کسی کو اور [illegible] تمہیں [illegible] پیچھے سے [illegible] تمہیں [illegible]

[illegible] ابو سفیان نے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [illegible] اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم [illegible] اب یہ آیت مزید کسی تشریح کی محتاج نہیں

[illegible] اس سے مراد [illegible] مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے پہاڑ چھوڑ گئے [illegible] حضرت عبداللہ بن جبیر [illegible] ان کے [illegible] ساتھی [illegible] شہید ہوئے۔

[illegible] معاف [illegible] بے شک اللہ تعالیٰ [illegible] جب اللہ تعالیٰ [illegible] معاف کر دے [illegible]

[illegible]

[illegible] الاصعاد [illegible]

[illegible]

[illegible]

لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ

[illegible]

بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً

[illegible]

نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

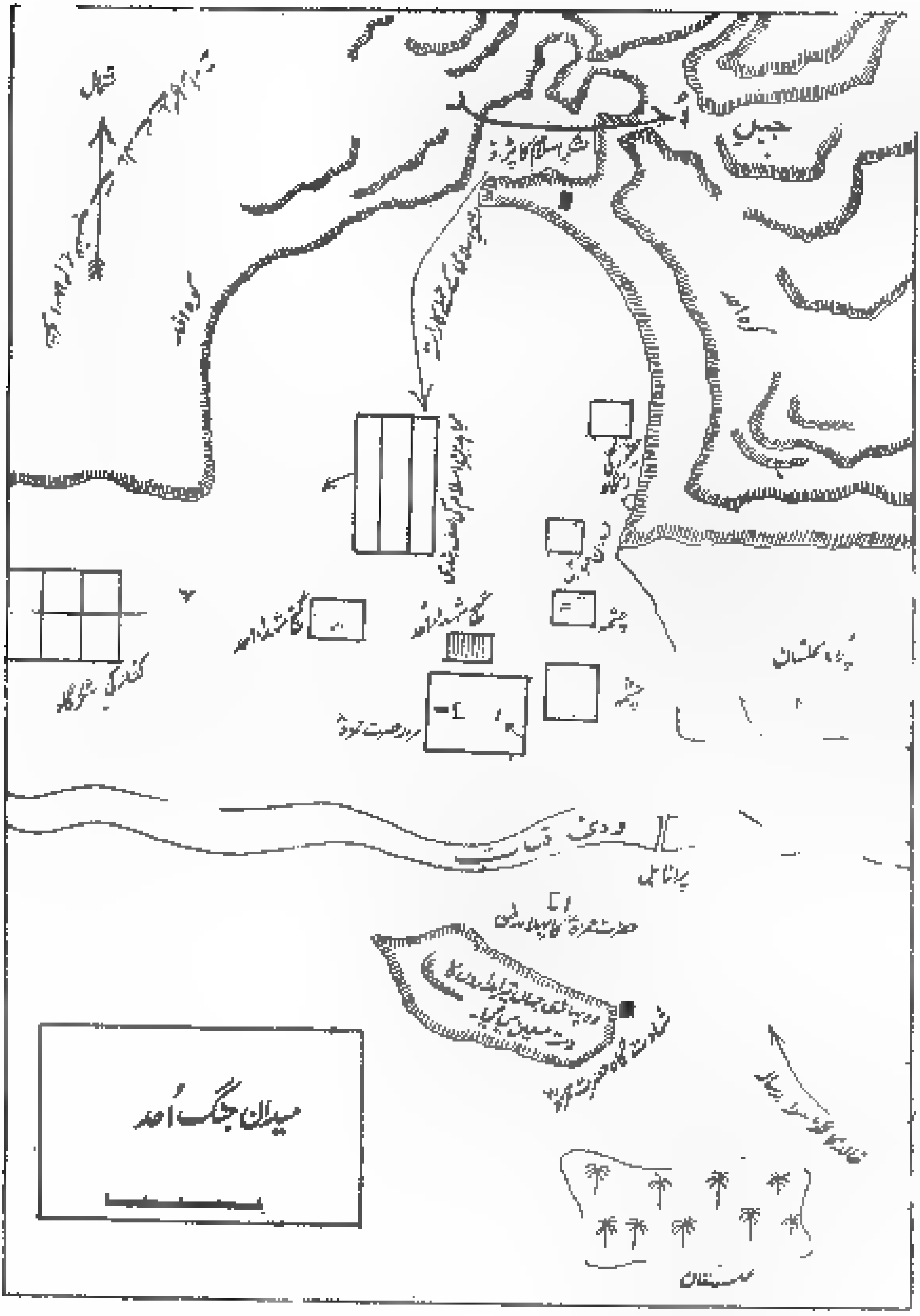
میدان جنگ اُحد
شمال
جبل
لشکر اسلام کا پڑاؤ
گنج شہدائے احد
چشمہ
چشمہ
وادی قناۃ
پرانا پل
نخلستان

أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ

[illegible] بدگمانی کرتے تھے اللہ کے ساتھ بے وجہ جاہلیت کی بدگمانی کہتے

هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلّٰهِ

کیا ہمارا بھی [illegible] تم فرما دو بے شک کام تو سارا اللہ کا ہے

يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ

چھپاتے ہیں اپنے دلوں میں جو ظاہر نہیں کرتے تم پر کہتے ہیں اگر ہوتا

لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي

ہمارا [illegible] تو ہم نہ مارے جاتے یہاں تم فرما دو اگر ہوتے تم

بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ

اپنے گھروں میں تو ضرور نکل آتے وہ لوگ جن پر لکھا جا چکا تھا قتل اپنی قتل گاہوں کی طرف [illegible]

وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ

[illegible]

ف۱ منافقین [illegible] نبی کے ساتھ [illegible] ایک مختصر سی جماعت [illegible]

ف۲ یعنی جب موت کا وقت معین ہو چکا ہے تو انسان اپنی قتل گاہ کی طرف خود بخود کھچا چلا آتا ہے۔ [illegible] تقدیر سے [illegible]

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ

[illegible]

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ

[illegible]

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

[illegible] نہایت حلم والا ہے [illegible] اے ایمان والو

[illegible]

[illegible] اصل ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بیعت رضوان کی اور آپ نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا

[illegible]

فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا

[illegible]

لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ

[illegible]

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَ

[illegible]

لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ

[illegible]

اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا

[illegible]

مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ

[illegible]

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي

[illegible]

يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ وَمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ

[illegible]

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَفَمَنِ

[illegible]

اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ

[illegible]

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا

[illegible]

[illegible]

يَعْمَلُوْنَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

[illegible] بے شک احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب بھیجا ان میں ایک رسول

مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

انہی میں سے [illegible] ان پر اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں کتاب

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَوَلَمَّآ

اور دانش اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے کیا جب

اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ

پہنچی تمہیں ایک مصیبت حالانکہ تم پہنچا چکے ہو [illegible] تو تم کہنے لگے کہاں سے آئی یہ مصیبت [illegible]

هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ

یہ تمہاری طرف سے ہی آئی ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جو مصیبت

ف [illegible]

ف [illegible]

اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٦٦﴾

[illegible]

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ

[illegible]

اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۖ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ

[illegible]

يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ

[illegible]

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿١٦٧﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ

[illegible]

الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي

[illegible]

سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ

کی راہ میں [illegible] بلکہ وہ زندہ ہیں [illegible] شاد ہیں

۲۹۱ [illegible]

۲۹۲ [illegible]

[illegible]

۲۹۳ [illegible]

بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا

[illegible]

بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ

[illegible]

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

[illegible]

اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (بیضاوی)

[illegible]

[illegible]

أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ

[illegible]

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

[illegible]

فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ

[illegible]

مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ

[illegible]

وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

اپنے دوستوں سے پس مت ڈرو ان سے ۱۵۵ بلکہ مجھ سے ہی ڈرو اگر تم مومن ہو

وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا

اور نہ غمگین کریں آپ کو جو جلدی سے ۱۵۶ کفر میں داخل ہوتے ہیں بے شک یہ لوگ نہیں نقصان پہنچا سکتے

اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ

اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ نہ رکھے ان کے لیے کوئی حصہ آخرت کی نعمتوں سے ۱۵۷ اور ان کے لیے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن

عذاب عظیم ہے بے شک جنہوں نے خرید لیا کفر کو ایمان کے عوض میں ۱۵۸ ہرگز

اور سب صحیح و سلامت مدینہ طیبہ کو مراجعت فرما ہوئے۔

۱۵۵ مسلمانوں کو سبق دیا جا رہا ہے کہ تم دشمن سے نہ ڈرا کرو بلکہ اپنے رب سے ڈرا کرو۔ اور جو اپنے رب سے ڈرتا ہے ساری دنیا اس سے لرزہ بر اندام رہتی ہے جب سے مسلمانوں نے یہ سبق فراموش کر دیا اس وقت سے مسلمانوں کے قدم پیچھے ہٹنے شروع ہو گئے ہیں۔

۱۵۶ جب جنگ احد میں مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی اس سے کئی منافق کھلے طور پر اپنے کفر کا اعلان کرنے لگے۔ اور اسلام کی سرپرستی کا جو دعویٰ انہوں نے اپنے عقیدہ پر ڈال رکھا تھا اسے بھی اٹھا دیا۔ حضور کی تمام کوشش اور جانسوزی کے باوجود کفار اپنے کفر سے چمٹے بیٹھے رہتے جس سے نبی رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دل بہت حزیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ غمناک کیوں ہوں آپ نے تو تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے۔ اگر اس کے باوجود وہ کفر نہیں چھوڑتے تو یہ ان کی اپنی شامت اعمال اور بدنصیبی ہے۔ یہ لاکھ جتن کریں اللہ کے دین کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

۱۵۷ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی یہ مرضی نہیں کہ انہیں آخرت کی ابدی نعمتوں سے کچھ حصہ ملے بلکہ انہوں نے اس کے حبیب کو بے حد ستایا ہے۔ انہوں نے دین حق کا انکار کیا ہے اور راہ راست کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اپنے لیے پسند کیا ہے۔ یہ اس بات کی متقاضی ہیں کہ انہیں ان نعمتوں سے محروم کر دیا جائے۔

۱۵۸ انہیں دولت ایمان سے سرفراز کیا گیا تھا لیکن مسلمانوں کو احد میں جو شکست پہنچی تو ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ اسلام کا مستقبل خطرناک ہے اس کا شیرازہ چند دنوں میں بکھر جانا ہے۔ اب سلامتی اسی میں ہے کہ کفر کی طرف لوٹ چلیں اور کفار سے اپنے دیرینہ تعلقات

يَضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

[illegible]

كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا

[illegible]

اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ

[illegible]

اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ

[illegible]

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

[illegible]

مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ

[illegible]

مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ

[illegible]

الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ

[illegible]

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

[illegible]

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ

[illegible]

قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ

[illegible]

صٰدِقِيْنَ ۔ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ

[illegible]

جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

[illegible]

الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ

آگ سے اور داخل کیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہو گیا اور نہیں ہے زندگی دنیا کی مگر سامان

الْغُرُوْرِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ

دھوکے کا البتہ ضرور آزمائے جاؤ گے تم اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور البتہ ضرور سنو گے تم ان سے

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى

جنھیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا دکھ دینے والی

كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

بہت اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ

اور جب لیا اللہ نے پختہ وعدہ ان لوگوں سے جنھیں دی گئی کتاب البتہ ضرور بیان کرو گے اسے لوگوں سے

وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا

اور نہ چھپاؤ گے اس کو تو انھوں نے پھینک دیا اس وعدے کو اپنی پشتوں کے پیچھے اور انھوں نے خرید لی اس کے بدلے قیمت تھوڑی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ

[illegible]

بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم

[illegible]

بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلِلَّهِ مُلْكُ

[illegible]

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ إِنَّ فِي

[illegible]

[illegible]

خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ

آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں یقیناً نشانیاں ہیں

لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّ

اہل عقل کے لیے ۔ وہ اہل عقل جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور

عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور عرض کرتے ہیں)

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اے ہمارے مالک نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار۔ پاک ہے تو (ہر عیب سے) بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے

۲۲۰ اس سورہ پاک کا اختتام ان آیات پر ہوا جن میں غور و فکر کی دعوت دی کیونکہ کارخانۂ قدرت کی نیرنگیوں میں جب غور و فکر کریں گے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے علم و حکمت کا اعتراف ان کا ایمان پختہ ہوگا۔ اور یہ ایمان تقلیدی نہیں ہوگا تحقیقی ہوگا۔

۲۲۱ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر کسی وقت اور کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں بندہ اپنے مولیٰ کی یاد میں مست رہے۔

۲۲۲ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وهو افضل العبادات كما قال عليه الصلوة والسلام لا عبادة كالتفكر في الآيات یعنی غور و تدبر کرتے رہنا سب عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ نبی اکرم کا ارشاد گرامی ہے کہ تفکر و تدبر جیسی کوئی عبادت نہیں لیکن آج ہم اس افضل ترین عبادت سے کیسے اعراض کیے ہوئے ہیں اور اس طرح ہم نے اس کو صدیوں سے بالائے طاق رکھ دیا ہے [illegible]

۲۲۳ اگرچہ کائنات کے ہر پہلو پر غور و فکر ہو رہا ہے اور وسعت علم کا یہ عالم ہے کہ ہر مظہر فطرت کے بارے میں ایک مستقل علم کی بنیاد پڑ چکی ہے لیکن مومن اور غیر مومن کی تحقیق و تفحص میں ایک بنیادی فرق ہے۔ مومن جب کائنات کی کسی چھوٹی یا بڑی چیز پر غور کرتا ہے اور اس کی حیران کن تاثیرات اور اس کا حیرت انگیز نظام اس کی نگاہ پڑتی ہے تو وہ ان کی حیران کن تاثیرات اور بے پناہ منفعت میں کھو نہیں جاتا بلکہ اسی وقت اس کی نگاہ اس کے بنانے والے کی طرف اٹھ جاتی ہے اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ کلمات نکلنے لگتے ہیں ربنا ما خلقت هذا باطلا ۔ لیکن ایک کافر ان کی ظاہری مشہودات کی چمک دمک سے خیرہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کے بنانے والے کی عظمت و جلالت، علم و قدرت، مشیت و حکمت کی طرف

رَبَّنَآ إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ ٱلنَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُۥ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ

[illegible]

مِنْ أَنصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَّبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِى لِلْإِيمَٰنِ أَنْ

[illegible]

ءَامِنُوا۟ بِرَبِّكُمْ فَـَٔامَنَّا ۚ رَبَّنَا فَٱغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّـَٔاتِنَا

[illegible]

وَتَوَفَّنَا مَعَ ٱلْأَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ رَبَّنَا وَءَاتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَ

[illegible]

لَا تُخْزِنَا يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ ٱلْمِيعَادَ ﴿١٩٤﴾ فَٱسْتَجَابَ

[illegible]

لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّى لَآ أُضِيعُ عَمَلَ عَٰمِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ

عورت تم میں بعض بعض سے ہے تو وہ جنہوں نے ہجرت کی ۲۲۳ اور نکالے گئے سے

دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

وطن سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے ضرور میں اتار دوں گا ان کے

سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

گناہ اور ضرور داخل کروں گا انہیں باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں

ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

بدلہ ہے ان کے اعمال حسنہ کا اللہ کے ہاں اور اللہ ہی کے پاس بہتر ہے ثواب ہے

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ

نہ دھوکے میں ڈالے تجھے چلنا پھرنا ان کا جنہوں نے کفر کیا شہروں میں ۲۲۴ یہ فائدہ ہے تھوڑی مدت کا ہے

ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا

پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری ٹھیرنے کی جگہ ہے لیکن وہ جو ۲۲۵ ڈرتے رہے

۲۲۳ یہ ان پاکبازوں کا ذکر ہو رہا ہے جن کے اعمال ضائع نہیں کیے جاتے اور اگر ان سے بمقتضائے بشریت کوئی لغزش سرزد ہو بھی جائے تو ان کی خوبیوں اور نیکیوں کے باعث معاف کر دی جاتی ہے کیونکہ تکفیر لفظ کا معنی لغوی ہے ڈھانپ دینا ہے یعنی شاذونادر کا ازالہ کر دوں گا میں ان کے گناہ۔

۲۲۴ کفار کی ظاہری آن بان دیکھ کر بعض کمزور دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوتے تو کیا یوں شان و شوکت سے زندگی بسر کرتے۔ اس خیال کا بھی ازالہ کر دیا کہ یہ ساری دھوم دھام عارضی ہے جس کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہے اس لیے قرآن کی اس چند روزہ ٹیپ ٹاپ کو ان کے حق پر ہونے کی دلیل مت سمجھو ان کے انجام پر غور کرو کہ کتنا ہولناک ہے

۲۲۵ ان کے برعکس وہ لوگ جن کے پاس عیش و عشرت کا سامان نہیں لیکن ان کا دل تقویٰ کے نور سے منور ہے اللہ تعالیٰ کی جناب میں ان کا بڑا بلند مقام ہے جنت الفردوس میں یہ مہمان ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کا میزبان ہوگا

رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغ ہیں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَ اِنَّ

یہ تو مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہت بہتر ہے نیکوکاروں کے لیے اور بے شک

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ

بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں ۲۲۴ جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس پر جو اتارا گیا تمہاری طرف

وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ

اور جو اتارا گیا ان کی طرف عاجزی اور فروتنی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں سودا کرتے اللہ کی آیتوں کا

ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ

تھوڑی قیمت پر یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد

الْحِسَابِ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۟

حساب لینے والا ہے اے ایمان والو ۲۲۵ صبر کرو اور ثابت قدم رہو مقابلہ کے وقت اور کمربستہ رہو خدمت دین کیلئے

۲۲۴ قبل اوپر اہل کتاب اور ان کے علماء کے عیوب و نقائص بیان کیے گئے تھے۔ جس سے یہ وہم ہو سکتا تھا شاید سب اہل کتاب اور ان کے سارے علماء ایک ہی قماش کے ہیں۔ قرآن حکیم نے اس غلط فہمی کو بھی دور فرما دیا کہ سب ایک جیسے نہیں۔ ان میں سے کئی ایک بڑے پاک دل، نیک فطرت اور سلیم الطبع ہیں۔

۲۲۵ یہ اس جلیل القدر اور عظیم المرتبت سورۃ کی آخری آیت ہے۔ اور اس میں نہایت مختصر اور بہت ہی جامع الفاظ میں بتا دیا ہے کہ ان چار باتوں میں دنیوی اور اخروی فلاح و کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ صبر، مصابرہ، رباط اور تقویٰ۔ صبر کا معنی ہے نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے باز رہنے پر نفس کو پابند کرنا۔ مصابرہ کا معنی ہے مصابرۃ الاعداء یعنی دشمن کے مقابلہ میں اپنے دشمن کے سامنے ڈٹ کر ثابت قدم رہنا اور رباط کا معنی ہے المرابطۃ حبس النفس علی النیۃ الحسنۃ والجسم علی فعل الطاعۃ ومن اعظمہ ارتباط الخیل فی سبیل اللہ وارتباط النفس علی الصلوۃ۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ

رباط کہتے ہیں نفس کو نیت حسنہ پر آمادہ رکھنا اور جسم کو عبادت پر کاربند رکھنا۔ اس کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ انسان جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کمربستہ رہے، اور گھوڑا تیار رکھے اور نفس کو شدائد کا خوگر بنائے۔ اور تقوی کی تفسیر جابجا گزر چکی ہے۔ جب کسی فرد یا قوم میں یہ صفات پائی جاتی ہیں تو رحمت الٰہی اور نصرت خداوندی اس کی پاسبان ہوتی ہے۔ مشکلات کے پہاڑ ازخود رستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ دنیا میں بھی عزت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی سرخروئی۔

تعارف سورۃ النساء

WWW NAFSEISLAM COM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سورۂ پاک کا نام النساء ہے۔ باتفاق علماء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس کی آیتوں کی تعداد ۱۷۶ ہے۔ الفاظ تین ہزار پینتالیس اور حروف ۱۶۰۳۰ ہیں۔ اور ۲۴ رکوع ہیں۔

یہ سورۂ پاک بڑی اہم اور دور رس اصلاحات پر مشتمل ہے۔ جنہیں اگر دین اسلام کا طرۂ امتیاز کہا جائے تو قطعاً مبالغہ نہ ہوگا۔

گھریلو زندگی۔ اس سورۃ میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ توجہ گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے پر دی گئی ہے کیونکہ گھر ہی قوم کی خشت اول ہے۔ گھر ہی وہ گہوارہ ہے جہاں قوم کے مستقبل کے معمار پرورش پاتے ہیں۔ گھر ہی وہ مدرسہ ہے جہاں اخلاق و کردار کی جو قدریں اچھی یا بری، بلند یا پست لوح قلب پر لکھ دی جاتی ہیں ان کے نقوش کبھی مدھم نہیں پڑتے۔ صرف صداقت کے پاکیزہ اور معصوم گہوارے ہی ان حقائق کا مقابلہ کرنے کی تاب نہیں لاسکتے۔ قرآن حقائق کو حقائق کی حیثیت سے دیکھتا ہے۔ اس لیے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے مبہم نصیحتوں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے لیے واضح اور غیر مبہم قاعدے اور ضابطے متعین فرما دیئے۔

لاوارث یتیم بچے۔ جس گھر میں یتیم بچوں پر زیادتیاں کی جائیں اور ان کے سرپرست ان کی دولت کو خورد برد کرنے کے لیے سو سو فریب کے جال بنتے رہیں اس گھر کی فضا کبھی صحت مند نہیں ہوسکتی اور اس خاندان کے افراد کبھی بھی مسرت کی لذتوں سے آشنا نہیں ہوسکتے۔ اس لیے قرآن حکیم نے اپنے ماننے والوں کو صاف الفاظ میں حکم فرمایا کہ وہ یتیم بچوں اور بچیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ ان کے حقوق کی نگہبانی اور ان کے اموال کی حفاظت کریں بلکہ ان کے احساسات تک کا پاس رکھیں۔ اور جو بھی ان بیکسوں کے ورثہ میں ناجائز تصرف کرے گا وہ خوب جان لے کہ وہ آتش جہنم سے اپنے پیٹ کو بھر رہا ہے۔

عورت کا مقام۔ عرصہ دراز سے صنف نازک ظلم و ستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔ قدرت نے گو اسے مرد کی طرح ذی روح اور ذی شعور بنایا تھا لیکن اس کے ساتھ گائے بکری کی بے جان چیزوں کا سا سلوک کیا جاتا تھا۔ جوئے میں داؤ پر اسے لگایا جاسکتا تھا۔ خاوند کی لاش کے ساتھ اسے زندہ جل کر راکھ ہونا پڑتا تھا۔ کہیں سے تمام برائیوں کی جڑ اور انسان کی ساری بدبختیوں کا سرچشمہ یقین کیا جاتا تھا اور کہیں بڑے بڑے نامور فلسفی اس کے انسان ہونے کو بھی مشکوک

قانون سے بے دخل کر رکھے تھے اور ملکیت کے حقوق حاصل نہ تھے [illegible] بعض قوموں میں تقسیم کرنے سے پہلے اس سے کوئی [illegible] کا تصور ہی نہ تھا بلکہ اس سے بھی بدتر حالات تھے یورپ میں اسلام سے پہلے [illegible] [illegible] حتیٰ کہ [illegible] کے [illegible] [illegible] اور [illegible] اور [illegible] کہاں۔ قرآن نے جس طرح [illegible] مرد کے حقوق [illegible] ہیں اسی طرح عورت کے حقوق بھی [illegible] [illegible] سے [illegible] کا احترام کرتا ہے [illegible] اپنے [illegible] کی [illegible] کے حقوق تجویز کیے گئے۔

[illegible] رشتہ ازدواج کا رشتہ [illegible] پانچ حالتیں [illegible] ان کی اصلاح کی تعدد ازدواج [illegible] اجازت دی [illegible] کے ساتھ [illegible] بیوی کے ساتھ [illegible] خطرہ ہو یا [illegible] کوئی [illegible] پسند [illegible] تو اس پر [illegible] اگر ایسی صورت پیدا ہو تو انصاف [illegible] حقوق [illegible] سرداری اور [illegible] [illegible] بیویوں [illegible] بہت [illegible] ہے [illegible] قرآن [illegible] تو [illegible] بھی [illegible] ہے

ج ۔ تیسری [illegible] شوہر [illegible] کے لیے بڑی [illegible] سے [illegible] حقوق [illegible] تعین [illegible] اس [illegible] [illegible] ہے [illegible] افضل [illegible] اسلام کے حقائق [illegible] شخصیت [illegible] ہے [illegible] ایک [illegible] تبدیلی [illegible] عورت [illegible] بیوی کو بھی [illegible] وراثت قرار دیا

۲ حق و باطل کی [illegible] شبہ ہونے کے باعث منافق [illegible] کے [illegible] ہو گئے تھے [illegible] مسلمانوں [illegible] حفاظت کے لیے اپنی جان [illegible] کا [illegible] دیا اور ان کے [illegible] کے ساتھ [illegible] کے مناسب [illegible] ہدایت کی گئی۔

۳ ۔ انفرادی کردار [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] جہاں سے [illegible] کے [illegible] قرآن [illegible] ہوتی ہیں [illegible] آپ [illegible] کا [illegible] [illegible] جنت کی [illegible] اپنی [illegible] [illegible] مسلمانوں کے [illegible] بہت زیادہ [illegible] کی اس [illegible] اور [illegible] چاہیے

۴۔ اطاعتِ رسول: اِس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا ہے اور فَلَا وَرَبِّكَ (اے محبوب تیرے رب کی قسم) کے پُرجلال الفاظ سے قسم اٹھا کر بتایا کہ کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ میرے رسول کے ہر فیصلہ کو خواہ وہ اس کے خلاف بھی ہو دل و جان سے بخوشی قبول نہ کرے۔

۵۔ زمانۂ نزول: علماء محققین کی رائے میں اس سورۃ کے نزول کا آغاز جنگِ اُحد (شوال سنہ ۳ھ) کے بعد ہوا، جب کہ ستر مسلمانوں کی شہادت کے بعد یتیموں کی کفالت اور وراثت کی تقسیم کے مسئلہ نے بڑی اہمیت اختیار کر لی تھی نمازِ خوف غزوۂ ذات الرقاع میں پڑھی گئی اور یہ غزوہ سنہ ۴ھ میں ہوا۔ اور تیمم کی اجازت غزوۂ بنی المصطلق میں دی گئی اور یہ غزوہ سنہ ۵ھ میں پیش آیا۔ ان واقعات اور سنین سے معلوم ہوتا ہے کہ گو اس سورۃ کا آغاز اُحد کے بعد ہوا تو اس کا سلسلۂ نزول سنہ ۵ھ کے اوائل تک جاری رہا۔

[illegible] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

[illegible]

وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ

[illegible]

نِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا

بے شک اللہ ہر وقت تم پر نگہبان ہے اور دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو

الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ

بری چیز کو اچھی چیز سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر بے شک یہ

حُوبًا كَبِيرًا ۝ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا

بہت بڑا گناہ ہے اور اگر ڈرو تم اس سے کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ

جو پسند آئیں تمہیں ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے دو دو تین تین اور چار چار پھر اگر تمہیں ڈر ہو

کے حقوق ادا کیے جاتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم ان یتیم بچیوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کر سکو گے تو ان کے ساتھ نکاح نہ کرو بلکہ ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں چار تک نکاح کر سکتے ہو۔

ف اسلام کے مخالفین خصوصاً اہل مغرب تعدد ازواج کے مسئلہ پر بڑی لے دے کرتے ہیں اور وہ مسلمان بھی اس کے متعلق بہت پریشان رہتے ہیں کہ ایک طرف ارشاد ربانی کی یہ صریح آیت اور دوسری طرف اہل مغرب کا قول ہے جو ان کی ذہنی مرعوبیت سے ٹکراتا ہے۔ اس لیے اس کے متعلق حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے چند حقائق پیش کرنا مناسب ہوگا۔

۱۔ یہ تعدد کی پابندی پہلی بار اسلام نے ہی لگائی۔ یہ ایک رخصت ہے۔

۲۔ رخصت بھی بے قید و شرط نہیں بلکہ سخت قیود سے مقید اور کڑی شرائط سے مشروط ہے۔

۳۔ طب جدید و قدیم اس پر متفق ہے کہ مرد کی جنسی صلاحیت عورت کی جنسی کیفیت سے زیادہ ہے۔

۴۔ مرد میں جنسی رغبت عورت سے کہیں زیادہ ہے جس کی علامت یہ ہے کہ جنسی عمل کے بعد عورت کو ایک مدت دراز تک مختلف اقسام کے نازک مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ استقرار حمل، حمل، رضاعت اور بچے کی تربیت جیسے مرحلے اسے یوں مشغول رکھتے ہیں کہ اس دوران اس کی جنسی خواہش کم ہی رہ جاتی ہے لیکن مرد ان تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہوتا ہے۔

۵۔ اکثر ملکوں میں عورتوں کی شرح پیدائش مردوں سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ جنگ آزمائیوں کے دوران مرد لاکھوں کی تعداد میں جنگ کے شعلوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اس لیے عورتوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

۶۔ تاریخ انسانی جب سے مرتب ہوئی ہے اس کے ہر دور میں اور ہر قوم میں تعدد ازواج قانوناً و عرفاً مستحسن عمل اور عادت ہے۔ ویسے یورپ میں بھی ان گنت طوائفوں کے علاوہ داشتہ رکھنا معیوب نہیں سمجھا جاتا۔

۷۔ کیا بیوی اور اس کے بچوں کے لیے اس کے خاوند کی دوسری بیوی قابل برداشت ہے یا اس کی داشتہ۔ اپنی بھلائی اور معاشرتی صحت کے متعلق خود ہی آپ فیصلہ کیجیے۔

۸۔ کیا کسی باغیرت و باعصمت عورت کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ کسی کی ہو کر رہے اس کا خاوند اس کا ہم وطن ہو اور اس کی ناموس کا محافظ ہو، اس کی اولاد کا والد اور ذمہ دار ہو بجائے اس کے کہ وہ ایسی عورت بن کر رہے جس کا حسن و شباب ہوس کاروں کا کھلونا بنا رہے لیکن کوئی اس کی اولاد کا باپ بننے کے علاوہ کوئی دوسری ذمہ داری لینے کے لیے تیار ہو

أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا

[illegible]

تَعُولُوا ۚ وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِن طِبْنَ لَكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيٓـًٔا مَّرِيٓـًٔا ۝ وَلَا تُؤْتُوا

[illegible]

السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى

ان مال میں سے اور پہناؤ انہیں اور کہو ان سے بھلائی کی بات اور آزماتے رہو یتیموں کو

حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا

یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح کی عمر کو پس اگر محسوس کرو تم ان میں سمجھداری تو دے دو

إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۚ

انہیں ان کے مال اور نہ کھاؤ انہیں فضول خرچی سے اور جلدی جلدی اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ

اور جو سرپرست غنی ہو تو اسے چاہیے کہ یتیموں کے مال سے پرہیز کرے اور جو سرپرست فقیر ہو تو وہ کھا سکتا ہے

سابقہ آیات میں حکم دیا تھا کہ یتیموں کے مال انہیں واپس کر دو۔ اس آیت میں مال کی واپسی کا وقت اور اس کی شرائط کا ذکر ہے جب یہ یتیم بالغ ہو جائیں اور ان میں رشد کے آثار پائے جائیں تو ان کے اموال ان کے حوالے کر دو۔ رشد سے مراد وہ استعداد ہے جو مال کی حفاظت اور اس کے صحیح استعمال کی صلاحیت اور قابلیت کو ظاہر کرے۔ ایک تو یہ طریقہ ہے کہ ابتدا میں انہیں ان کے مال کا تھوڑا سا حصہ دے دیا جائے۔ اگر اس میں تصرف سے ان کی ہوشمندی کے آثار نمایاں ہوں تو سارا مال ان کے سپرد کر دو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان سے وقتاً فوقتاً کاروبار اور نظم و نسق کے سلسلہ میں مشورہ طلب کیا جائے اور ان کی رائے میں پختگی اور عقلمندی پائی جائے تو ان کی چیز ان کے حوالے کر دو۔ کورٹ آف وارڈز (COURT OF WARDS) کا قانون اسی آیت سے ماخوذ ہے۔

اس آیت سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اسلام اگرچہ انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے لیکن اس کے ناجائز استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر کوئی شخص اپنی دولت کو بے دردی سے ضائع کرے جس سے اس کو بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور قوم کا نقصان بھی ہو تو حکومت کا حق ہے بلکہ حکومت پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس کی ملکیت کو محدود کر دے۔

جو سرپرست یتیم کی تربیت اور اس کے مال کا نظم و نسق کرتا ہے کیا وہ کسی اجرت کا مستحق ہے؟ اس کے متعلق ارشاد ہے کہ اگر سرپرست غنی ہے تو اسے یتیم کے مال سے کوئی معاوضہ نہیں لینا چاہیے اور یہ خدمت محض رضائے الٰہی کے لیے کرنی چاہیے اور اگر وہ تنگدست ہے تو اسے بھی صرف ضرورت (روٹی، کپڑا وغیرہ) مناسب طریقے سے پوری کرنے کی اجازت ہے لیکن اگر

بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا

مناسب مقدار سے پھر جب دو تم ان کی طرف ان کے مال تو گواہ بنا لو

عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ

ان پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے

الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ

وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۷ وَاِذَا

اور قریبی رشتہ دار اس ترکہ سے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور جب

علماء سے بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس حالت میں بھی قرض حسنہ کی نیت سے لے اور پھر وہ یہ کہ جب مولیٰ تعالیٰ سے وسعت دے تو وہ یہ قرض ادا کر دے گو بعض ائمہ فقہا کا یہی مسلک ہے بلکہ بعض حضرات کا یہی ہے کہ اگر اس طرح کا کوئی کسی غریب محتاج آدمی کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ اسے جائز قرار دے۔

ف یعنی واضح ارشاد فرمایا کہ جب مال یتیم کو واپس کرے تو گواہ بنا لیجئے تاکہ یہ پوشیدہ نہ رہے بلکہ گواہوں کی موجودگی میں یکمشت پیش ہو تو اس طرح کسی قسم کی غلط فہمی بھی پیدا نہیں ہوگی اور نہ کسی جھگڑے کا اندیشہ بھی ختم ہو جائے گا

ف آخر میں تنبیہ فرما دی کہ تم لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈال سکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ سے تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہیں اگر تم نے ان کے مال میں خیانت کی تو یاد رکھو اس کے حضور پائی پائی کے لیے جواب دہ ہونا پڑے گا۔

ف عرب میں میراث کی تقسیم کا یہ قاعدہ تھا کہ لڑکیاں اور چھوٹے بچے اپنے مرنے والے باپ اور خاوند وغیرہ کی وراثت سے یکسر محروم کر دیئے جاتے تھے اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی کہ جو میدان جنگ میں داد شجاعت دینے کے قابل نہیں اسے میراث پانے کا بھی حق نہیں۔ بھارت میں بھی عورت وارث شمار نہیں کی جاتی تھی۔ اور یورپ میں تو لڑکی ہندی سماج کی تھی صورت بڑا لڑکا وارث ہوتا دوسرے لڑکے بھی محروم رہ جاتے۔ یہ حالت تھی جب قرآن کی یہ انقلاب آفریں آیت نازل ہوئی جس نے عورتوں کو مردوں کی طرح وارث قرار دیا اور لڑکوں کی تخصیص ختم کر کے سب لڑکوں کو متوفی باپ کی وراثت میں برابر کا شریک بنایا چھوٹی اور بڑی تمام جائیدادوں میں وارثوں کو حسب حصہ رسدی تقسیم کیا۔

حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ

حاضر ہوں تقسیم کے وقت غیر وارث رشتہ دار اور یتیم اور مسکین تو دو انہیں بھی

مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿٨﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا

اس سے اور کہو ان سے اچھی بات [illegible] اگر چھوڑ جائیں

مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ

اپنے بعد بچے چھوٹے چھوٹے کمزور [illegible] پس چاہیے کہ ڈریں اللہ سے

وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ

اور کہیں ایسی بات جو بالکل درست ہو بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال

ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾

ظلم سے وہ تو بس کھاتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور عنقریب [illegible]

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تمہاری اولاد کی میراث کے متعلق بیٹے کا حصہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وصیت ہے۔

[illegible]

فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ

[illegible]

كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا

[illegible] اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو

[illegible]

السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ

چھٹا حصہ ہے اس سے جو میت نے چھوڑا، بشرطیکہ میت کی اولاد ہو، اور اگر [illegible]

وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ

اور اس کے [illegible] تو ماں کا تیسرا حصہ [illegible] اور اگر میت کے بہن بھائی ہوں تو ماں کا

السُّدُسُ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَ

چھٹا حصہ ہے (یہ تقسیم) اس وصیت کے [illegible] جو وہ کر گیا ہو یا قرض [illegible] کے بعد [illegible]

أَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِنَ

تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون تمہارے لئے نفع میں زیادہ قریب ہے [illegible] اللہ کی

اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ

طرف سے [illegible] بے شک اللہ تعالیٰ [illegible] حکمت والا ہے [illegible] اور تمہارے لئے [illegible] حصہ ہے [illegible]

(۱) یعنی [illegible] اگر صرف ایک لڑکی ہو [illegible] اس صورت میں [illegible] میت کی وارث ہوگی [illegible]
[illegible] دو تہائی حصہ [illegible]

(۲) والدین کے وارث ہونے کی تین صورتیں ہیں [illegible] ماں باپ کے ساتھ [illegible] اولاد بھی ہو [illegible] اس صورت میں ماں باپ کو چھٹا چھٹا حصہ [illegible] باقی [illegible] حسب قاعدہ تقسیم ہوگا [illegible] صورت میں میت کی اولاد بھی نہ ہو اور بہن بھائی بھی نہ ہوں [illegible] اس صورت میں ماں کو [illegible] باقی [illegible] باپ کا [illegible] بہن بھائی کے [illegible] تیسری صورت [illegible] اس کی وضاحت آرہی ہے [illegible] میت کی اولاد تو نہ ہو [illegible] بہن بھائی ہوں [illegible] اس صورت میں ماں کا چھٹا حصہ [illegible] باپ کا [illegible] ایک ہی ماں باپ کی [illegible] ایک باپ [illegible] سب صورتوں میں [illegible]
[illegible] باپ کے باعث بھائی بہنوں کو حصہ نہ ملے گا

(۳) [illegible] حصص بیان کرنے کے بعد یہ وضاحت فرما دی کہ یہ حصص اللہ تعالیٰ نے [illegible] حکمت [illegible]
[illegible] یہ اعتقاد [illegible] اور اگر [illegible] تمہاری [illegible] مرضی [illegible]

أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ

تمہاری بیویوں کے¹ بشرطیکہ نہ ہو ان کی اولاد اور اگر ہو ان کی اولاد تو تم کو ہے

الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ

چوتھائی ہے اس میں سے جو وہ چھوڑ جائیں تقسیم اس وصیت کے پورا کرنے کے بعد جو وہ کر جائیں یا قرض ادا کرنے کے بعد

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ

اور تمہاری بیویوں کا² چوتھائی حصہ ہے اس میں سے جو کچھ چھوڑ جاؤ بشرطیکہ نہ ہو تمہاری اولاد اور اگر ہو

لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

تمہاری اولاد تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس میں سے جو کچھ چھوڑ جاؤ تقسیم اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد جو

تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلٰلَةً أَوِ

تم نے کی ہو یا تمہارا قرض ادا کرنے کے بعد۔ اور اگر ہو وہ شخص جس کی میراث تقسیم کی جائے والی ہے کلالہ³ وہ

اور معاملے کے رو سے معلوم نہیں کیا یہ تدبیر کرتے ہیں۔

¹ بیوی کی وراثت تقسیم کرنے کی دو صورتیں ہیں:۔

۱۔ متوفیہ بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو لڑکا نہ لڑکی۔ لڑکا تم سے ہو یا کسی دوسرے خاوند سے۔ اس صورت میں نصف خاوند کو ملے گا اور بقیہ نصف دوسرے وارثوں میں حسب قاعدہ شرعی تقسیم ہوگا۔

۲۔ اس کی کوئی اولاد ہو تو اس صورت میں چوتھائی خاوند کو ملے گی اور بقیہ دوسرے وارثوں کو۔

² خاوند کی وراثت تقسیم کرنے کی دو صورتیں ہیں ۱۔ خاوند کی کوئی اولاد نہ ہو۔ لڑکا لڑکی موجودہ بیوی سے یا کسی دوسری بیوی سے تو چوتھائی بیوی کو ملے گا خواہ ایک ہو یا زیادہ ۲۔ اگر خاوند کی اولاد ہو تفصیل سابق تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا ایک ہو یا زیادہ۔ بقیہ دیگر وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

³ کلالہ اس مرد یا عورت کو کہا جاتا ہے جس کی نہ اولاد ہو اور نہ اس کے والدین زندہ ہوں۔ اگر اس کے وارث عینی یا علاتی بہن بھائی ہوں تو ان کا ذکر آخر سورۃ میں آئے گا۔ اور اگر اس کے اخیافی یعنی ماں کی طرف سے سگے بہن بھائی ہوں تو ان کا حکم یہاں ذکر فرمایا۔ اس کی دو صورتیں ہیں ۱۔ اگر ایک بھائی یا ایک بہن وارث ہوگی تو اس صورت میں اس کو چھٹا حصہ ملے گا

امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ

[illegible]

كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ

[illegible]

وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے یہ حدیں ۲۵ اللہ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو شخص فرمانبرداری کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَ

داخل فرمائے گا اسے اللہ تعالیٰ باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے وہ ان میں اور

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ

یہی ہے بڑی کامیابی اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی اور تجاوز کرے گا

حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اللہ کی (مقرر) حدوں سے داخل کرے گا اسے آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لیے عذاب ہے ذلیل کرنے والا

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ

اور جو کوئی ارتکاب کرے بدکاری کا ۲۶ تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ طلب کرو ثبوت کے لیے ان پر

۲۴ اگرچہ یہ قید تمام سابقہ آیات میں بھی ملحوظ ہے لیکن یہاں تصریح کی۔ اس لیے کہ یہ صورت ہوتی ہے کہ جب انسان کی اولاد یا والدین نہیں ہوتے تو وہ اپنے دوسرے وارثوں کو محروم کرنے کے لیے طرح طرح کے حیلے بہانے کرتا ہے کبھی تو بلاوجہ وصیت کر دی، کسی کا فرضی قرضہ اپنے اوپر تسلیم کر لیا تاکہ اس کی جائیداد بٹ جائے اور اس کے وارثوں کو نہ ملے۔ اس لیے یہاں مضارّ کے الفاظ صراحۃً ذکر فرما دیے۔

۲۵ ان آیات سے قانون وراثت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس پر عمل پیرا ہونے کا تاکیدی حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور اپنے رسول کریم کی کامل اطاعت کی توفیق بخشے اور ہمیں اپنے رسول کی نافرمانی سے محفوظ رکھے آمین

۲۶ دوسری برائیوں کی طرح زنا بھی جاہلیت میں عام تھا۔ پیشہ ور عورتیں اپنے مکانات پر مخصوص جھنڈے لہرایا کرتیں۔ اس جاہلیت کے ارتکاب کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ شرفاء کی مستورات کے علاوہ چند ایک عیب ہی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسلام جیسے پاک دین میں کب گوارا تھا۔ اس کے لیے صرف وعظ و نصیحت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کا ارتکاب کرنے والے کے لیے سزا اور سزا بھی سنگین مقرر کی لیکن ابتداء ہی میں اس سنگین سزا کا اعلان نہیں فرمایا بلکہ آہستہ آہستہ اور تدریجاً۔ ان دو آیتوں میں ابتدائی سزا کا ذکر ہے جو مقرر ہوئی اس کا ذکر ہے۔ سدی اور دوسرے ائمہ تفسیر کے نزدیک پہلی آیت شادی شدہ عورتوں کے متعلق ہے کہ اگر وہ اس جرم کا ارتکاب

أَرْبَعَةً مِّنكُمْ ۖ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ

[illegible]

يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۝ وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا

[illegible]

مِنكُمْ فَآذُوهُمَا ۖ فَإِن تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ

[illegible]

كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

السُّوٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰٓئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

[illegible]

وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۞ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّـَٔاتِ

[illegible]

حَتَّىٰٓ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْـَٔانَ وَلَا الَّذِينَ

[illegible]

يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۞ يَٰٓأَيُّهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ

[illegible]

لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ

[illegible]

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ

[illegible]

زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا اَتَاْخُذُوْنَهٗ

[illegible]

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى

[illegible]

بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ

عورتوں سے مگر جو پہلے ہو گزرا سو وہ معاف ہے بے شک یہ کام بہت بے حیائی اور غضب کا سبب تھا اور بہت برا

سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ

راستہ تھا ۳۳ حرام کر دی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں

وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ

اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ۳۴ اور تمہاری بہنیں

الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ وَ رَبَآىٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕكُمُ

رضاعت سے اور مائیں ۳۵ تمہاری بیویوں کی اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں پرورش پاتی ہیں ان بیویوں سے

بالکل ممانعت کر دی گئی۔ علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں بہت سے لوگوں کے نام گنوائے ہیں جنہوں نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیے اور ان سے ان کی اولاد بھی ہوئی۔

۳۳ یہاں سے ان عورتوں کا تفصیلاً ذکر ہو رہا ہے جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ یہ حرمت تین طرح کی ہے: حرمت نسب، حرمت رضاعت اور حرمت مصاہرت۔ پہلے ان عورتوں کا ذکر ہے جن کی حرمت کا سبب نسب ہے ان کی تعداد سات ہے۔

۱۔ ماں (اس میں دادی، نانی اور اس سے اوپر سب داخل ہیں)

۲۔ بیٹی (اس میں پوتی، نواسی نیچے تک سب داخل ہیں)

۳۔ بہن سگی اور سوتیلی ۴۔ پھوپھی ۵۔ خالہ ۶۔ بھتیجی ۷۔ بھانجی

۳۴ یہاں سے ان محرمات کا ذکر ہے جو رضاعت کی وجہ سے حرام ہیں۔ یعنی جتنے رشتے نسب سے حرام ہیں اتنے ہی رضاعت سے حرام ہیں۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔

۳۵ اب ان عورتوں کا ذکر ہے جو علاقہ نکاح کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے ساتھ اس وقت تک نکاح حرام ہے جب تک اس کی بیوی اس کے نکاح میں ہے۔ پہلی قسم بیوی کی ماں، اور اس بیوی کی بیٹی جس سے ہمبستری ہو چکی ہو لیکن اگر ہمبستری سے پہلے بیوی کو طلاق دے دی تو اس کی بیٹی سے نکاح درست ہوگا۔ اور بیٹوں کی بیویاں بھی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہیں۔ یہی حکم پوتوں اور نواسوں کی بیویوں کا ہے۔ دوسری قسم بیوی کی بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی اور بھانجی ہیں۔ جب تک بیوی زندہ ہے یا نکاح میں ہے اس وقت تک ان سے نکاح درست

الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ

جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے صحبت نہ کی ہو ان بیویوں سے تو کوئی حرج نہیں تم پر (ان کی بیٹیوں سے نکاح

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ

کرنے میں) اور حرام کی گئیں بیویاں تمہارے ان بیٹوں کی جو تمہاری پشتوں سے ہیں ۵۳ اور یہ بھی حرام ہے کہ جمع کرو تم دو

الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۲۳

بہنوں کو ۵۴ مگر جو گزر چکا سو (وہ معاف ہے) یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے

نہیں اور اگر بیوی مر جائے یا اُسے طلاق دے دے تو پھر ان سے نکاح کرنا درست ہے۔

۵۳ یعنی ان بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں جو تمہاری پشت سے ہوں۔ یہ قید اہل عرب کی ایک غلط رسم کو توڑنے کے لیے بڑھائی گئی ہے کہ وہ غیروں کو متبنّٰی بنا لیا کرتے اُن کی بیویوں سے بیوہ یا مطلقہ ہونے کے بعد بھی ان سے نکاح کرنا حرام خیال کرتے۔

۵۴ دو بہنوں کو خواہ وہ حقیقی ہوں یا رضاعی ایک نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی کا ایک عقد میں جمع کرنا ممنوع فرما دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ رشتے محبت و پیار کے رشتے ہیں اگر یہ ایک دوسرے کی سوکنیں بن جائیں گی تو محبت و اُنس کی جگہ حسد و عناد جو عام طور پر سوکنوں میں پایا جاتا ہے رُونما ہو جائے گا۔ انکم اذا فعلتم ذلک قطعتم ارحامکم (قرطبی)

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ

[illegible]

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

[illegible]

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ

تو دو ان کو ان کے مہر جو مقرر ہیں اور کوئی گناہ نہیں تم پر جس چیز پر تم آپس میں راضی ہو

بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٢٤﴾ وَمَنْ

جاؤ مقرر کیے ہوئے مہر کے بعد بےشک اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے اور جو

لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ

نہ رکھتا ہو شخص تم میں سے اس کی طاقت کہ نکاح کرے آزاد مسلمان عورتوں سے تو وہ

مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ ۚ

نکاح کرے جو تمہارے قبضہ میں ہیں تمہاری کنیزیں جو مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو

بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ

بعض تمہارے بعض کی جنس سے ہے تو نکاح کرو ان سے ان کے مالکوں کی اجازت سے اور دو ان کو

أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ

مہر ان کے دستور کے موافق تاکہ نکاح سے وہ پاکدامن بن جائیں نہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں اور نہ چوری چھپے یار بنانے والیاں

ف۲۴ ہاں اگر بیوی اپنی خوشی سے سارا مہر یا اس کا کچھ حصہ چھوڑ دے تو اس کا کوئی حرج نہیں

ف۲۵ عام طور پر آزاد عورت کا مہر اور اس کا نفقہ کنیزوں کے مہر اور نفقہ سے کہیں زیادہ ہوا کرتا ہے بعض اوقات ایک شخص آزاد عورت کے اخراجات برداشت کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اور اس کو یارائے صبر بھی نہیں۔ اس کے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں قرآن حکیم نے اسے اجازت دی ہے کہ وہ کسی کنیز سے نکاح کرلے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کنیز کا مسلمان ہونا ضروری ہے اور امام صاحب کے نزدیک مستحب ہے۔ طول کا معنی ہے السعة والغنی۔ القرطبی

ف۲۶ عرب میں لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنا بہت معیوب سمجھا جاتا اور ان کے شکم سے جو اولاد ہوتی اس کو گھٹیا سمجھا جاتا۔ یہ کہہ کر کہ سب ایک آدم کی اولاد ہو اس خیال کی تردید کردی۔

أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ

[illegible]

نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ

[illegible]

الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

[illegible]

[illegible]

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ

[illegible]

وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۔۔ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ

[illegible]

عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا

[illegible]

عَظِيمًا ۔۔ يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضَعِيفًا ﴿۲۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

کمزور ۔ اے ایمان والو نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں

بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَ

ناجائز طریقے سے ف۵۱ مگر یہ کہ تجارت ہو تمھاری باہمی رضامندی سے اور

لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ

نہ ہلاک کرو اپنے آپ کو ف۵۲ بے شک اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا ہے ۔ اور جو شخص کرے گا

ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ

یہ ۔ سرکشی اور ظلم سے تو ڈال دیں گے ہم اسے آگ میں اور ہے یہ

قانون اس حقیقت کا آئینہ دار ہے۔

ف۵۱ کسب حلال پر قرآن نے جتنا زور دیا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ایسے موقعوں پر قرآن کا انداز بیان بڑا ہی بلیغ ہوتا ہے یہ نہیں فرمایا کہ دوسروں کے مال ناجائز طریقوں سے مت کھاؤ بلکہ فرمایا اپنے مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ۔ اس سے یہ حقیقت واضح کرنا مطلوب ہے کہ امت کے کسی فرد کا مال پرایا مال نہیں بلکہ اپنا ہی مال ہے۔ اس میں ناجائز تصرف کرنا دھوکا فریب سے اس کو ہڑپ کرنا اپنے آپ سے ہی دھوکا کرنا ہے ہاں اگر تم آپس میں تجارت کرو اور تجارت میں کسی کی سادہ لوحی یا مجبوری سے ناروا فائدہ نہ اٹھایا گیا ہو بلکہ فریقین نے راضی خوشی سے لین دین کیا ہو۔ اور اس طرح تمھیں نفع حاصل ہو تو یہ نفع حلال ہے۔ عن تراض کے کلمات پر مزید غور فرمائیے اسلام کس صاف ستھری تجارت کی اجازت دیتا ہے اس کے خدوخال آپ پر واضح ہو جائیں گے۔

ف۵۲ اس آیت میں خودکشی کی ممانعت بھی آگئی۔ اور کسی مسلمان بھائی کو بے وجہ قتل کرنے سے بھی روک دیا گیا انفسکم کہہ کر بتا دیا کہ اگر تم کسی مسلمان بھائی کو قتل کرو گے تو اس کا نقصان تمھیں ہی پہنچے گا۔ تمھاری ہی ایک ماں بہن بیوہ ہوگی۔ تمھاری ہی ملت کے معصوم بچے یتیم ہوں گے۔ تمھارے جسم معاشرہ کا ہی ایک عضو کٹ جائے گا۔ علامہ بیضاوی علیہ الرحمۃ نے اس کا ایک اور لطیف معنی بھی کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ لاتقتلوا انفسکم باقتراف ما یذلها و یردیها فانه القتل الحقیقی للنفس یعنی ایسی مذموم حرکتیں اور ذلیل اعمال مت کرو جو لوگوں کی نگاہوں میں تمھیں ذلیل و رسوا کردیں۔ کیونکہ یہ ذلت و رسوائی ہی تو نفس کی حقیقی ہلاکت و تباہی ہے۔ سبحان اللہ کیا لطیف بات کہی ہے

عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ

اللہ پر بالکل آسان ہے اگر تم بچتے ۵۹ رہو گے ان بڑے بڑے کاموں سے روکا گیا ہے تمہیں جن سے تو ہم محو کر دیں گے

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا

تمہارے (نامۂ اعمال) سے تمہاری برائیاں اور ہم داخل کریں گے تمہیں عزت کی جگہ میں اور نہ آرزو کرو اس چیز کی

۵۹ یہاں تین چیزیں غور طلب ہیں:۔

ا۔ اجتناب کا کیا معنی ہے؟

ب۔ گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟

ج۔ تکفیر سیئات کا کیا مطلب ہے؟

ا۔ کسی ایسے کام کو جس کے دواعی اور اسباب موجود ہوں اپنے ارادہ اور مرضی سے ترک کرنے کو اجتناب کہا جاتا ہے۔

ب۔ گناہ کبیرہ کے متعلق علماء سے کئی اقوال منقول ہیں لیکن علامہ بیضاوی کا پسندیدہ قول یہ ہے کہ ہر وہ فعل جس کے لیے شارع نے کوئی حد مقرر کی ہو یا اس پر عذاب کی دھمکی دی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے۔ والاقرب ان الکبیرۃ کل ذنب رتب الشارع علیہ حدا او صرح بالوعید فیہ۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ ذیل گناہوں کو کبیرہ شمار کیا ہے:۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (۲) قتل بے گناہ (۳) پاکباز عورت پر بہتان (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) زنا (۶) میدان جہاد سے فرار (۷) اور والدین کی نافرمانی۔ اس شمار سے مقصود حصر نہیں ہے احادیث میں ان کے علاوہ کئی اور امور کو بھی کبیرہ کہا گیا ہے۔

ج۔ اب رہا تکفیر سیئات کا مسئلہ۔ اس کے متعلق عام مفسرین نے تو یہی فرمایا ہے کہ تکفیر کا معنی محو (مٹا دینا) اور غفران (بخش دینا) ہے لیکن حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں کہ جب انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے اس کی پاکیزہ اور معصوم فطرت متاثر ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ گناہوں سے اس کی نفرت انس میں تبدیل ہو جاتی ہے لیکن جب کوئی شخص بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے اور ساری آسانیوں بلکہ اشتعال انگیزیوں کے باوجود وہ اپنا دامن بچانے کی سعی کرتا ہے تو اس کشمکش سے اس کے دل کے آئینہ سے زنگار دور ہونے لگتا ہے طبیعت پھر اپنی کھوئی ہوئی صحت واپس لے لیتی ہے گناہوں سے پھر اس کو نفرت ہونے لگتی ہے اسی حالت کو "تکفیر سیئات" کی اصطلاح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (لباب)

مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ

[illegible]

مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا

اس کے فضل و کرم کو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے اور ہر ایک کیلئے بنائے ہیں

مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ

ہم نے وارث اس مال سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار ۴۲ اور وہ لوگ جن سے معاہدہ ہو چکا ہے تمہارا عہد و پیمان

فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ۝

تو دو انہیں ان کا حصہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والا ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی

مرد محافظ و نگران ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو

بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ

دوسرے پر ۴۳ اور اس وجہ سے کہ وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے پس نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے سلوا اللّٰہ من فضلہ فانہ یحب ان یسأل وافضل العبادۃ انتظار الفرج یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم کا سوال کیا کرو وہ اس کو دوست رکھتا ہے اور بہترین عبادت مصیبت کے دور ہونے کے لیے منتظر رہنا ہے۔

۴۲ عہد جاہلیت میں ایک دستور یہ بھی تھا کہ جن لوگوں کی آپس میں دوستی ہوتی تھی یا جس کو وہ بیٹا بنا لیا کرتے تھے وہ بھی ان کی وراثت میں حصہ دار بن جاتا۔ اس آیت میں وضاحت کر دی کہ وراثت کے حقدار تو وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وارث ٹھہرا دیے ہیں کے ساتھ ان کا معاہدہ ہو گیا تھا ان کو پہلے حصہ دیا جاتا۔ بعد میں واولوا الارحام کی آیت سے یہ بھی منسوخ ہو گیا۔

۴۳ کسی چیز یا ادارے کو چلانے والے اس کی نگہبانی اور حفاظت کرنے والے اس کی اصلاح اور درستی کے ذمہ دار کو عربی میں قوّام کہا جاتا ہے جیسے ہر فوج کا ایک کمانڈر اور ہر حکومت کا ایک فرماں روا ضروری ہے جو نظام قائم رکھے اور فوج اور رعایا اس کے حکم کی تعمیل کرے۔ اسی طرح گھر کی ریاست کا بھی ایک حاکم ہونا چاہیے جو گھر کی تمام ضروریات کا کفیل اور اس کی خوشحالی کا ذمہ دار ہو اور اس کے احکام کی اطاعت کی جائے۔ ورنہ گھر کی یہ مختصر سی ریاست کا سکون و اطمینان برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ذمہ داری کس کو سونپی جائے اور اس بار گراں کو اٹھانے کی بہترین صلاحیت کس

لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا

اور الگ کر دو انہیں خواب گاہوں سے اور مارو انہیں۔ پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمہاری تو نہ تلاش کرو

عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ۝ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ

ان پر (زیادتی کی) راہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بلند بہت بڑا ہے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو

بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ

ان کے درمیان ناچاقی کا تو مقرر کرو ایک ثالث مرد کے کنبہ سے اور ایک ثالث عورت کے کنبہ سے اگر وہ

يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۝

دونوں چاہیں گے صلح کرانا تو موافقت پیدا کر دے گا اللہ تعالیٰ ان کے درمیان بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہر بات سے خبردار ہے

کیا جو تکلیف دہ نہیں کرتا کر دو۔ وہ عورت جس میں شرافت کی حس ابھی باقی ہے وہ اس سرزنش سے ہی اپنی اصلاح کر لے گی۔ لیکن اگر یہ طریقہ کارگر ثابت نہ ہو تو پھر انہیں معمولی سزا دے سکتے ہو لیکن ایسی سخت مار جس سے جسم پر چوٹ آ جائے ممنوع ہے۔ فی الحدیث لا یضرب الا ضرباً غیر مبرح (قرطبی) اور حضرت ابن عباس سے تو یہ مروی ہے کہ اگر مارنے کی نوبت آئے تو مسواک یا اس قسم کی کسی ہلکی پھلکی چیز سے مارے۔ آج کل جہلاء جو بیویوں کو حیوانوں کی طرح پیٹتے ہیں ان کی اجازت قطعاً اسلام نے نہیں دی۔

ف اگر عورت اپنی سرکشی سے باز آ جائے اور اپنے شوہر کی فرمانبردار بن جائے تو پھر شوہر کو بھی روا نہیں کہ وہ اپنے پچھلے رویہ پر مصر رہے اور اس پر دست درازی کے لئے بہانے ڈھونڈے۔ یہ حکم اس خدا کا ہے جو سب سے بالا اور سب سے بڑا ہے اور اس کے حکم کی سرتابی کے نتائج بڑے المناک ہیں۔

ف لیکن اگر میاں بیوی کی کشیدگی اصلاح حال کی سب کوششیں بے سود ثابت ہوں اور یہ اندیشہ دامن گیر ہونے لگے کہ اگر صورت حال پر قابو نہ پایا گیا تو معاملہ طلاق پر منتج ہو گا تو اس وقت دونوں میاں بیوی اپنی اپنی طرف سے ایک ایک ثالث مقرر کریں جو ان کی شکایات سن کر معاملہ کا باہمی تصفیہ کر دیں۔ یا دونوں کے خاندان ثالث مقرر کریں اور اگر معاملہ عدالت تک پہنچ گیا ہو تو پھر حاکم کو چاہئے کہ جلدبازی سے ان میں تفریق نہ کرائے بلکہ حکم کے ذریعے باہمی مصالحت کی پوری کوشش کرے۔ اگر ان حکم کی نیت صحیح ہو اور وہ خلوص نیت سے اصلاح کی کوشش کریں تو توفیق الٰہی ضرور ان کے شامل حال ہو گی۔ بعض مفسرین کے نزدیک ان یریدا اصلاحاً کے فاعل میاں بیوی ہیں یعنی اگر ان کے دلوں میں مصالحت کی خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت ضرور پیدا فرما دے گا۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی ف اور نہ شریک بناؤ اس کے ساتھ کسی کو اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو

وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى

نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ

اور پڑوسی جو رشتہ دار نہیں اور ہم جلیس اور مسافر اور جو تمہارے

اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا الَّذِيْنَ

قبضہ میں ہیں [illegible] بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا جو مغرور [illegible] فخر کرنے والا ف جو خود بھی

يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ

بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بھی بخل کا اور چھپاتے ہیں جو عطا فرمایا ہے انہیں

ف [illegible] بیوی کے حقوق کا ذکر تھا۔ [illegible] حسن معاشرت کی [illegible] اصلاح [illegible] بتائی گئی [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] رشتہ اپنے خالق سے بھی ہے اور اس کی مخلوق سے بھی۔ ان کے حقوق کی ادائیگی بھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عبادت میں [illegible] کسی حیثیت سے بھی اس کا شریک [illegible] ذات میں [illegible] صفات میں [illegible] [illegible] کی ہے کہ سب کے ساتھ احسان [illegible] [illegible] ہر حال میں [illegible] بیان [illegible] ترتیب [illegible] ہدایت کرتی ہے کاش [illegible] قرآن [illegible] کی [illegible]

ف مختال [illegible] کہتے ہیں اور [illegible] جو اپنی خوبیاں [illegible] حب نفس [illegible] سے اور اپنی خوبیاں اور کمالات بیان کرتا ہے [illegible] صفات کا ذکر [illegible] انسان کسی کے ساتھ [illegible] اور شفقت سے پیش آنے میں اپنی کسر شان سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے [illegible] شوق سے محروم رہتا ہے۔

ف اس آیت میں [illegible] بخل کی مذمت ہے [illegible] صاحب [illegible] [illegible] اور ان کے [illegible] [illegible]

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۳۷

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (و کرم) سے　اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لیے　ذلیل کرنے والا عذاب

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں　اپنے مال　لوگوں کو دکھانے کے لیے　اور نہیں ایمان　رکھتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا

اللہ پر　اور نہ روزِ قیامت　پر　اور وہ بدقسمت! ہو جائے شیطان جس کا ساتھی　ایسے

فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝۳۸ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

پس وہ بہت بُرا ساتھی ہے　اور کیا نقصان ہوتا ان کا　اگر ایمان لاتے　اللہ پر　اور روزِ آخرت　پر

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝۳۹ اِنَّ اللّٰهَ

اور خرچ کرتے اس سے جو دیا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے　اور اللہ تعالیٰ ان سے خوب واقف ہے　بے شک اللہ تعالیٰ

لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ

ظلم نہیں کرتا　ذرہ برابر　بھی　بلکہ اگر ہو معمولی سی نیکی تو دوگنا کر دیتا ہے اسے　اور دیتا ہے

اس کا بھی یہی حال ہے

یہاں ان بدنصیبوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جن سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ بلاشبہ جو لوگ غرور و فخر کی بیماری میں مبتلا ہوں جن کو دولت اتنی پیاری ہو کہ وہ ایک دمڑی بھی راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لیے تیار نہ ہوں اور وہ دوسرے لوگوں کو بھی راہِ حق میں مال خرچ کرنے سے روکیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو چھپائے رکھیں وہ اس قابل کہاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے۔ وہ رسوا کن عذاب کے مستحق ہیں جو ان کے لیے بالکل تیار ہے۔

یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ اپنی نام و نمود کے لیے، حکام وقت کو خوش کرنے کے لیے اور لوگوں کے دلوں پر اپنی فیاضی کا سکہ جمانے کے لیے بے دریغ دولت خرچ کرتے ہیں۔ حقیقت میں نہ اللہ پر ان کا ایمان ہوتا ہے اور نہ قیامت پر انہیں یقین ہوتا ہے۔ ان کا دوست اور ساتھی شیطان ہوتا ہے

مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ

اپنے پاس سے اجر عظیم تو کیسا ہوگا جب ہم لائیں گے ہر امت سے

بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ

ایک گواہ اور اے محبوب لائیں گے تم کو ان سب پر گواہ اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے

كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ

کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش برابر کر دی جائے ان کے ساتھ زمین اور نہ چھپا سکیں گے

جو اس نیکی [illegible] اس سے زیادہ بد قسمت کون ہو سکتا ہے [illegible] ہر ایک کام سے [illegible] بدلے میں [illegible] نہیں ہو سکتا۔

جیسے بہت سے [illegible] اگر یہ لوگ ایمان لاتے اور قیامت پر یقین کرتے اور راہ حق میں مال خرچ کرتے ہیں مگر بخل [illegible] مسکینوں کی مدد کرتے [illegible] ان کے مال میں برکت دیتا [illegible] اور اس کے علاوہ اجر عظیم [illegible] بیٹھے شیطان کی [illegible] کا رہا ہے۔

قیامت کے دن تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کے احوال و اعمال پر شہادت دیں گے اور حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے واسطے جو حضور کی گواہی دیں گے [illegible] اپنی امت کے احوال پر گواہی دیں گے وفی الاشباه [illegible] سعید بن مسیب کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ليس من يوم الا تعرض على النبي صلى الله عليه وسلم امته غدوة وعشية فيعرفهم بسيماهم واعمالهم فلذلك يشهد عليهم (ترجمہ) یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صبح و شام حضور کی امت پیش کی جاتی ہے حضور پہچانتے ہیں ان کے چہرہ اور ان کے اعمال کو اسی لئے حضور قیامت کے دن سب کے گواہ ہوں گے۔ [illegible] دوسری آیت کے [illegible] ہے۔ واللہ اعلم۔

اس آیت کو [illegible] سے معلوم ہوا کہ [illegible] رسول کے نافرمان اور ان کی سنت سے [illegible] کرنے والوں کی قیامت کے دن کیا حالت ہوگی۔

اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ

[illegible]

سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ

یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی

مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً

تم میں سے قضائے حاجت سے آئے یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو پھر پانی نہ پاؤ تو اس صورت میں

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ

تیمم کر لو ث پاک مٹی سے اور اس کا طریق یہ ہے کہ ہاتھ پھیر لو اپنے چہروں پر اور اپنے ہاتھوں پر بے شک

حالت میں ہو جب تم تر و تازہ اور شگفتہ خاطر ہو۔

ث ان الفاظ کا معنی سمجھنے کے لیے یہیں لا تقربوا الصلوٰۃ پر جو شروع آیت میں گزرا ہے غور کرنا چاہیے کہ بعض علماء کے نزدیک جن میں امام شافعی بھی ہیں الصلوٰۃ سے مراد مسجد ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں نہ جاؤ۔ ہاں اگر مجبوری کی وجہ سے وہاں سے گزرنا پڑے یا دوسرا کوئی راستہ نہ ہو تو صرف گزرنے کی اجازت ہے لیکن وہاں ٹھیرو نہیں۔ اور بعض علماء نے صلوٰۃ سے مراد نماز ہی لی ہے۔ تو اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ سفر کی حالت میں جنبی کو اجازت ہے کہ وہ تیمم کر کے غسل کے بغیر نماز پڑھ لے جس کی تفصیل آگے دی ہے۔

ل اس آیت میں ان صورتوں کا بیان ہو رہا ہے جن میں تیمم کی اجازت ہے۔ پہلی صورت بیماری۔ اگر انسان بیمار ہو اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ اگر میں نے غسل کیا یا وضو کیا تو میری بیماری میں اضافہ ہو جائے گا تو تیمم کرے۔ دوسری صورت سفر۔ اگر مسافر کو غسل کی ضرورت پڑ گئی اور پانی کا ملنا دشوار ہے تو تیمم کرلے۔ یہ تیمم کی اجازت دونوں حالتوں میں ہے وضو کے لیے بھی اور غسل کے لیے بھی۔ قضائے حاجت کے لیے جب من الغائط کے الفاظ اور صحبت کے لیے لمستم النساء کے الفاظ لائے گئے حقیقت میں نزاکت سے نازک معنی پر بھی گراں نہیں گزرتے یہی حسن تعبیر تو اس کلام خداوندی کا اعجاز ہے

ش اب یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ تیمم کس چیز سے ہو سکتا ہے اور اس کی صورت کیا ہے۔ دونوں چیزیں اس آیت میں مذکور ہیں۔ پہلی چیز کے متعلق تو فرمایا کہ صعید طیب سے کرو۔ صعید کا معنی ہے وجہ الارض کل صعید تراب او غیرہ یعنی زمین کی بالائی سطح خواہ اس پر گرد ہو یا نہ ہو۔ امام صاحب کے نزدیک مٹی اور مٹی کی جنس کی سب چیزوں مثلاً پتھر ریت وغیرہ سے بھی تیمم جائز ہے بشرطیکہ وہ پاک ہوں۔ وضو اور غسل اصل [illegible] اور مٹی کے ساتھ تیمم کرنے کا [illegible] ہیں اس پر لکھتے۔ اسلام نے سیر حاصل بحث کی ہے جس کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو تیمم کرنے

اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا

[illegible]

مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا

[illegible]

السَّبِيْلَ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّ

[illegible]

كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ

[illegible]

مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ

[illegible]

اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا

[illegible]

لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

[illegible]

اِلَّا قَلِيْلًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰٓ أَدْبَارِهَآ

[illegible]

أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ أَصْحَٰبَ ٱلسَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ ٱللَّهِ مَفْعُولًا ۝

[illegible]

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن

[illegible]

يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا ۝ أَلَمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَ

[illegible]

[illegible]

لَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ دیکھیے کیسے گھڑتے ہیں اللہ پر جھوٹ

وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا

اور کافی ہے یہی صریح گناہ ہونے کے لیے۔ کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ

مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ

کتاب سے وہ اعتقاد رکھتے ہیں جبت اور طاغوت پر ف۹ اور کہتے ہیں ان کے حق میں جنہوں نے

كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ

کفر کیا کہ یہ زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں ف۱۰ یہی تو وہ ہیں

ف۹ [illegible] الجبت [illegible] الطاغوت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ملحوظ رہے [illegible] الطاغوت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
طاغوت [illegible] اس شخص کو بھی طاغوت کہتے ہیں جو کسی گمراہی کا سرغنہ ہو۔ مزید وضاحت
سورۃ بقرہ کی آیت ۲۵۶ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے)

ف۱۰ جنگ احد کے بعد یہود کے دو بڑے سردار کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب چند اور یہودیوں کے ہمراہ قریش [illegible]
[illegible] کے لیے مکہ گئے۔ ابو سفیان نے ان سے پوچھا کہ تم تو پڑھے لکھے ہو اور آپ لوگ اہل علم اور صاحب کتاب ہیں
[illegible]
[illegible] جواب دیا کہ تم ان سے کہیں زیادہ ہدایت پر ہو [illegible]

الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝٥٢

جن پر لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اور جس پر لعنت بھیجے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی مددگار

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝٥٣

کیا ف ان کے لیے کوئی حصہ ہے حکومت میں اگر ایسا ہوتا تو نہ دیتے یہ لوگوں کو تل برابر

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰي مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ

کیا حسد کرتے ہیں ف لوگوں سے اس نعمت پر جو عطا فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (تو حسد کی

اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝٥٤

آگ میں جلا کریں) ہم نے تو مرحمت فرما دی ہے ابراہیمؑ کے گھرانے کو کتاب اور حکمت اور عنایت فرمادی ہے انہیں عظیم الشان سلطنت

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ

تو ان سے کوئی ایمان لائے اس کے ساتھ اور کسی نے منہ پھیر لیا اس سے اور کافی ہے انہیں جلانے کے لیے

سَعِيْرًا ۝٥٥ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا

جہنم کی دہکتی ہوئی آگ۔ بیشک جن لوگوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا ہم ڈال دیں گے انہیں آگ میں جب کبھی

اخلاقی پستی ملاحظہ ہو ایسوں پر لعنت نہ برسے گی تو کیا رحمت کے پھول برسیں گے۔

ف یہ آیتیں بتاتی ہیں کہ انہیں اختیار و اقتدار میسر نہیں۔ اگر کوئی حصہ بھی ان کے زیر نگیں ہوتا تو وہ بخل سے یہ کسی کو پھوٹی کوڑی بھی نہ دیتے۔

ف حسد کی تعریف یہ کی گئی ہے الحسد تمنی زوال النعمة عن صاحبها المستحق لها یعنی یہ کہ کسی شخص سے نعمت کے زوال کی آرزو جو اس نعمت کا صحیح مستحق ہو۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ یہودیوں کی یہ اسلام دشمنی محض حسد کا نتیجہ تھی ورنہ یہ سب حسن و خوبی بھی تو خاندان ابراہیمی کا پشتینی ورثہ رہا ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کو تو اس کے سب سے بڑے کتاب حکمت اور وسیع سلطنت سے سرفراز فرمایا۔ اگر اس کے ایک فرزند کو یہ نعمتیں بخشی گئی ہیں تو حیرت و افسوس کیوں ہو۔ نقیر۔ کھجور کی گٹھلی پر ایک سا جو نقطہ ہوتا ہے اس کو نقیر کہتے ہیں مراد ہے حقیر ترین چیز۔

نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ

[illegible]

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

[illegible]

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَآ

[illegible]

أَبَدًا لَهُمْ فِيهَآ أَزْوٰجٌ مُطَهَّرَةٌ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ۝

[illegible]

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ

اور لوگوں کے درمیان تو فیصلہ کرو انصاف سے بے شک اللہ تعالیٰ بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے تم کو

إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٥٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ

بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی

وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي

اور اطاعت کرو رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی

شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور رسول کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى

اور روزِ قیامت پر یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام کیا نہیں دیکھا آپ نے طرف

کے صفات پائی جائیں [illegible] اور فیصلہ بھی [illegible] اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] اپنی حیثیت کے مطابق سوال کیا جائے گا۔

عه اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے علاوہ مسلمان امراء و حکام کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] زیادہ دیر تک [illegible] نہیں [illegible] اور حضور کے بعد نظم مملکت کی ذمہ داری خلفاء اور امراء نے سنبھالی تھی اس لیے ان کی اطاعت کرنے کے متعلق بھی تاکید فرمائی لیکن اطاعت رسول اور اطاعت امیر میں ایک نمایاں فرق ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] [illegible] اس لیے [illegible] اطاعت [illegible] مشروط اطاعت کا حکم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس سے [illegible] ہو سکتی ہے اس لیے اس کی مشروط اطاعت کا حکم دیا [illegible] اللہ اور رسول کے [illegible] کے مطابق ہے تو اس پر عمل کرو ورنہ [illegible] نہیں۔ حضور [illegible] کا ارشاد ہے۔ لا طاعة لمخلوق في معصية الله۔ اس لیے [illegible]

الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ

[illegible]

قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا

[illegible]

[illegible]

اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

[illegible]

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ

[illegible]

الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ

[illegible]

مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ

[illegible]

اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ

[illegible]

قَوْلًا بَلِيغًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ

[illegible]

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ فَلَا

[illegible]

وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

[illegible]

ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا

[illegible]

تَسْلِيمًا ۝ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ أَوِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ

[illegible]

فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ۝

[illegible]

وَإِذًا لَّآتَيْنَاهُم مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا

[illegible]

مُّسْتَقِيمًا ۝ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ

[illegible]

[illegible]

أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالصّٰلِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ

[illegible]

اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيمًا يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ

پھر نکلو الگ الگ جماعتیں ہو کر یا نکلو سب مل کر اور بیشک تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو ضرور دیر لگاتا ہے

فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ

پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت تو کہتا ہے بیشک اللہ نے احسان کیا مجھ پر کہ نہیں

اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ

تھا ان کے ہمراہ جنگ میں حاضر اور اگر پہنچے تمہیں غنیمت خدا کی طرف سے

لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ

تو ضرور کہے گا جیسے نہیں تھی تمہارے درمیان اور اس کے درمیان کوئی دوستی کاش میں بھی ہوتا

مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ

ان کے ساتھ تو حاصل کرتا بڑی کامیابی پس چاہیے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو

ہے۔ اور پوری طرح تیاری کرنے اور دشمن کی چالوں سے ہوشیار رہنے [illegible] کی ہدایت دی جا رہی ہے۔ ثبات کا واحد ثُبَۃ ہے اس کا معنی گروہ ہے۔

۱۲ منافقین اور مسلمانوں کے ساتھ جو ان کا رویہ تھا اس کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ مسلمان جب میدانِ جہاد کا رخ کریں تو یہ حضرات حیلے بہانوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اگر میدانِ جنگ میں مسلمانوں کو شکست یعنی تکلیف اور شکست ہو تو یہیں بیٹھے ہیں اور اپنے پیچھے رہ جانے کو اللہ کا فضل شمار کرتے ہیں حالانکہ یہی اس کی ناراضگی کا نتیجہ ہے کہ انھیں شہادت کی سعادت اور جہاد کے ثواب سے محروم رکھا۔ اور اگر مسلمانوں کو فتح ہو تو انھیں سانپ سونگھ جاتا ہے اور ان کے دل میں حسرت و پشیمانی کی آگ سلگنے لگتی ہے۔ یہ پشیمانی اگر ثوابِ جہاد سے محرومی کے باعث ہوتی تو کوئی بات بھی تھی لیکن ان کی ندامت و پشیمانی تو صرف اس لیے ہے کہ انھیں مالِ غنیمت سے حصہ نہیں ملا۔ کان لم تکن کا جملہ ان کی ذہنیت کو خوب واضح کر رہا ہے۔

يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ

بیچ دی ہے دُنیا کی زندگی نے آخرت کے بدلے اور جو شخص لڑے اللہ کی راہ

اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَ

میں پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم دیں گے اسے اجر عظیم اور

مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے ہو تم اللہ کی راہ میں حالانکہ کمزور کیے گئے ہیں

ف ۱ شریٰ: خریدنے اور بیچنے دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں دوسرے معنی میں مستعمل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس غزوۂ [illegible] میں شرکت کی سعادت [illegible] ان کو [illegible] جو دنیا کی [illegible] زندگی اور اس کی دلفریبیوں کا سودا اپنے رب کے ساتھ کر چکے ہوں۔ وہ اپنا مال اور اپنی جان [illegible] کے متلاشی ہیں [illegible] مسلمانوں کی صفوں میں [illegible] اسلام کے پرچم کے نیچے ایسے لوگوں کی جگہ ہے۔ دنیا طلب لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

ف ۲ یعنی جب مجاہد کا مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دین کی سربلندی ہو تو اس کی کامیابی کا معیار یہ نہیں کہ وہ صحیح و سالم مال غنیمت لے کر واپس آئے تو کامیاب ورنہ ناکام نہیں بلکہ وہ شخص ہر حالت میں کامیاب ہے۔ سلامتی سے واپس آئے تو بھی اور شہادت نوش کرے تو بھی۔ علامہ اقبال نے کیا خوب ترجمانی کی ہے ؎

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

ف ۳ مکہ میں کئی مرد، عورتیں اور بچے ایسے تھے جو اسلام قبول کر چکے تھے لیکن کفار مکہ نے ان کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ نہ وہ ہجرت کر سکتے اور نہ انہیں امن و سلامتی میسر تھی۔ وہ ظالم کافروں کے مظالم برداشت کرتے اور اللہ کے حضور میں دعائیں مانگتے [illegible] ان ظالموں کے چنگل سے چھڑا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں مسلمانوں کو اپنے مظلوم بھائیوں بہنوں کی امداد کی ترغیب دے رہا ہے۔ چنانچہ وہ دن آیا جب [illegible] اس روز کفر نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس کے [illegible] آزادی کا سانس لیا۔ یہ آیت اب بھی [illegible] جہاں کہیں بھی مسلمان مظلوم ہوں تو دوسرے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان کی نجات کے لیے [illegible]۔ وما لکم میں استفہام توبیخ کے لیے ہے [illegible]۔

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں نکال

مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ

ہمیں اس بستی سے جس کے باشندے ظالم ہیں اور بنا دے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی دوست

وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ

اور بنا دے ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار ۔ جو ایمان والے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

تو تم جنگ کرو شیطان کے حمایتیوں سے بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے

[illegible]

[illegible]

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ

[illegible]

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

[illegible]

يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا

[illegible]

لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلٰى أَجَلٍ قَرِيبٍ ؕ

[illegible]

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَ

[illegible] حقیقت تمہیں کہ دنیا کا سامان بہت قلیل ہے اور آخرت بہتر ہے اس کے لیے جو تقوی اختیار کیے ہے اور [illegible] نہیں [illegible] [illegible] تک باقی [illegible] [illegible]

ف [illegible] نے تصریح کی ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی کہ جب حکم نماز روزہ [illegible] تک [illegible] لیکن جب [illegible] کی سربلندی کے لیے سر کٹانے کا وقت آیا تو [illegible] وھذا اشبہ بسیاق الآیۃ۔ [illegible] فرماتے ہیں کہ ربنا لم کتبت [illegible] کی زبان سے نہیں نکل سکتے۔ وہ تو [illegible] آخرت کی [illegible] ہر وقت بے تاب رہا کرتے تھے [illegible] اور بھی [illegible] کسی پاک صحابی کی زبان سے [illegible] نہیں ہو سکتا۔

ف یعنی [illegible] اور اس کی [illegible] یہ مادی زندگی اور اس کے [illegible] لذات [illegible] کرتے ہو حضور [illegible] کا ارشاد ہے مثلی ومثل الدنیا کراکب قال تحت شجرۃ ثم راح وترکھا یعنی میری اور اس دنیا کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی سوار راستے میں کسی درخت کے نیچے دوپہر کے وقت آرام کرنے کے لیے ٹھہرتا ہے

لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ

نہیں ظلم کیا جائیگا تم پر ذرہ برابر (کھجور کی گٹھلی کے ریشے کے برابر)۔ جہاں کہیں تم ہو گے آ لے گی تمہیں موت ۱۴۳ اگرچہ ہو تم

فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ

[illegible] مضبوط قلعوں میں اور اگر پہنچے انہیں کوئی بھلائی تو کہتے ہیں ۱۴۴ یہ اللہ کی

عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ

طرف سے ہے اور اگر پہنچے انہیں کوئی مصیبت تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ

آپ فرما دیجئے سب اللہ کی طرف سے ہے تو کیا ہو گیا ہے اس قوم کو بات سمجھنے کے

اور پھر بھی منزل کی طرف رواں ہو جاتا ہے۔

۱۴۳ بُروج کا واحد بُرج ہے۔ وہ بلند عمارت جو دور سے نمایاں ہو یعنی قلعہ یا قصر۔ مشیدۃ کا معنی مضبوط بھی ہے اور بلند بھی۔ بتانا یہ ہے کہ موت سے خوفزدہ ہو کر نامردی اور بزدلی دکھانا عقلمندی نہیں۔ تم اپنے بچاؤ کے ہر ممکن سامان کر لو موت آکر رہے گی۔

۱۴۴ منافقین ہی کا ذکر چلا آ رہا ہے یعنی ان کا شیوہ یہ ہے کہ اگر جنگ میں فتح ہو یا عام حالات خوشگوار ہوں تو کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ اور اگر ان کی اپنی کمزوری سے پسپائی ہو یا قحط گرانی ہو جائے یا حالات کسی طرح نہ سنبھلیں تو اس وقت سارا الزام اللہ کے رسول پر دھرتے ہیں کہ ان کی بے تدبیری کی وجہ سے پسپائی ہوئی ہے یا ان کے اور ان کے صحابہ کے ایسے نحس قدم آئے ہیں کہ ہر چیز سے برکت ہی اڑ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے عقل کے اندھو ہر کام کا فاعل حقیقی اور مسبب الاسباب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تم میرے محبوب پر کیوں الزام لگاتے ہو۔ مولانا دریابادی لکھتے ہیں یہاں خوب نکتہ ہے کہ منافقین کا یہ من عند اللہ کہنا بھی بطور عقیدہ نہ تھا بلکہ بطور محاورہ زبان تھا جیسے اردو میں لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تو تقدیری امور ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ

[illegible]

اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۚ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا

[illegible]

[illegible]

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

[illegible]

وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ

[illegible]

فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ

[illegible]

تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

[illegible]

اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٨١﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ وَاِذَا جَآءَهُمْ

اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ہوتا تو ضرور پاتے اس میں اختلاف کثیر۔ اور جب آتی ہے ان کے

اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ

پاس کوئی بات اطمینان یا خوف کی تو اسے پھیلا دیتے ہیں، اور اگر وہ اسے لوٹا دیتے رسول کی طرف

بات حاصل کر لیتے۔

۱۱۰ یہ کتاب جو تیئس سال کے عرصہ میں نازل ہوئی اس میں تضاد و اختلاف کی کوئی شکل نہیں۔ یہ [illegible] اور [illegible] ہے جس میں دعوت اسلام، [illegible] اور [illegible] کے مختلف ادوار سے گزرتے ہوئے [illegible] نازل ہوئے [illegible] ایسے [illegible] مختلف [illegible] جیسا کہ [illegible] ہوتا ہے [illegible] بھڑکانے والے پروپیگنڈہ [illegible] صلح بھی اور جنگ بھی، فتح بھی اور شکست بھی [illegible] خوف بھی اور امن بھی [illegible] کے حالات [illegible] لیکن [illegible] ایک کتاب [illegible] ایسی آیت [illegible] اسلام کے اصول [illegible] تناقض المعنی و تضاد المقصود [illegible] کی کوئی آیت [illegible] دوسری آیت کے خلاف ہے [illegible] فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے کوئی حصہ دوسرے حصے سے [illegible] معانی و حقائق کا [illegible] اس کے کلام الٰہی ہونے کی [illegible] دلیل ہو سکتی ہے۔

۱۱۱ [illegible] جب [illegible] کے ساتھ [illegible] کا سلسلہ شروع ہو گیا [illegible] ایک [illegible] حالات میں [illegible] جنگ [illegible] حالات میں [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] اس [illegible] حالات میں [illegible] کی [illegible] اس لیے اس سے [illegible] جو صاحب عقل و دانش ہیں [illegible] کے متعلق مناسب [illegible] کر [illegible]

وَإِلَىٰٓ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْۢبِطُونَهٗ مِنْهُمْ

اور ان کے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ إِلَّا

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے

قَلِيلًا ۝ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ

مگر تھوڑے تو اے محبوب اللہ کی راہ میں لڑو تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم کی اور

الْمُؤْمِنِينَ ۚ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللّٰهُ

مسلمانوں کو آمادہ کرو قریب ہے کہ اللہ کافروں کی سختی روک دے اور اللہ کی

أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ۝ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ

آنچ سب سے سخت تر ہے اور اس کا عذاب سب سے کڑا جو اچھی سفارش کرے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ

[illegible]

مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا

[illegible]

بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝

[illegible]

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۔ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ

[illegible]

فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ

[illegible]

أَضَلَّ اللَّهُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۔ وَدُّوا

[illegible]

لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ

[illegible]

[illegible]

أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ

اپنے دوست یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کی راہ میں پس اگر وہ ہجرت سے منہ موڑیں تو پکڑو انہیں

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَ

اور قتل کرو انہیں جہاں کہیں پاؤ ان کو اور نہ بناؤ ان سے کسی کو اپنا دوست اور

لَا نَصِيرًا ۙ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم

نہ مددگار مگر ان کو قتل نہ کرو جو تعلق رکھتے ہیں اس قوم سے کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان

مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا

معاہدہ ہے یا آگئے ہوں تم سے اس حال میں کہ تنگ ہو چکے ہوں ان کے سینے جنگ کرنے سے تم سے یا جنگ کریں

قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ

اپنی قوم سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو مسلط کر دیتا انہیں تم پر تو وہ ضرور جنگ کرتے تم سے پھر اگر

اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ

وہ کنارہ کش رہیں تم سے اور نہ جنگ کریں تمہارے ساتھ اور بھیجیں تمہاری طرف صلح کا پیغام تو نہیں بنائی

وضاحت بیان سے ظاہر ہو گیا کہ یہ ساتھ والے کن منافقین کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس لیے جب تک ہجرت کر کے تمہارے پاس نہ آجائیں اور اپنی قسمت تمہارے ساتھ وابستہ نہ کر لیں اس وقت تک تم ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم نہ کرو۔

یعنی وہ لوگ جو تمہارے دشمنوں سے ملتے ہیں جن کے ساتھ تمہاری جنگ شروع ہے تو جہاں کہیں وہ ملیں انہیں قتل کرو لیکن اگر وہ کسی ایسے قبیلے کی پناہ اختیار کر لیں جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے تو پھر انہیں کچھ مت کہو۔ یا وہ تمہارے پاس حاضر ہو کر یقین دلا دیں کہ وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور نہ تمہارے دشمنوں کے ساتھ مل کر اپنی قوم کے خلاف لڑیں گے تو بھی ان سے تعرض نہ کرو۔ اس آیت سے صاف واضح ہو گیا کہ آیت سابقہ میں ان کے قتل کرنے کا حکم صرف اس وقت ہے جب وہ تمہارے خلاف لڑ رہے ہوں۔ اور جب وہ جنگ سے باز آجائیں تو اس وقت حکم یہ ہے کہ تم بھی ان کے قتل سے ہاتھ روک لو۔

اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۔ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ

[illegible]

يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ

[illegible]

فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ

[illegible]

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ

[illegible]

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خَطَـًٔا ۚ وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ

[illegible]

مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦٓ إِلَّآ أَن يَصَّدَّقُوا۟ ۚ فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ

[illegible]

لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ

[illegible]

[illegible] میں سو اونٹوں کی قیمت [illegible]

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ

تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو تو (قاتل) خون بہا ادا کرے جو سپرد کیا جائے اس کے گھر والوں کو اور آزاد کرے

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

ایک مسلمان غلام تو جو شخص نہ پائے تو روزے رکھے دو ماہ لگاتار اس کی توبہ ہوگی

تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا

اللہ کی طرف سے اور ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا اور جو شخص قتل کرے کسی مومن کو

مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں اور غضبناک ہوگا اللہ تعالیٰ اس پر اور

اگر مقتول اس قوم کا فرد ہو جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور وہ مقتول مومن ہو یا کافر اس صورت میں قاتل مسلمان غلام آزاد کرے اور مقتول کے ورثا کو دیت ادا کرے۔ دیت بھی اسلامی حکومت کی دستور ... کا ہی حکم ہے مسلم کا ذمی وغیرہ مسلم کی دیت مساوی ہے یہی مسلک ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔

اگر کوئی شخص غلام خریدنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا غلام دستیاب ہی نہ ہو سکتے ہوں تو پھر دو ماہ لگاتار روزے رکھے اگر اس نے درمیان میں شرعی عذر مثلاً حیض، بیماری کے سوا ناغہ کیا تو پھر از سر نو شروع کرنے ہوں گے۔ احناف کے نزدیک اس کا کوئی متبادل نہیں ہے

پہلے قتل خطا کا ذکر تھا اب قتل عمد کا بیان ہے۔ قرآن حکیم اور ارشادات نبویہ میں اس جرم کے خطیر ترین ہونے پر شدید وعید ہے۔ قرآن کریم کی یہی آیت سب سے پہلے ہے اور اس میں قاتل کی جو سزا بیان کی گئی ہے اس پر نگاہ ڈالنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے لقتل مومن اعظم عند اللہ من زوال الدنیا دنیا کے فنا ہو جانے سے بھی بے گناہ مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک شدید تر ہے۔ معتزلہ کے نزدیک قاتل عمد کی توبہ قبول ہی نہیں ہے لیکن اہل سنت کی یہ رائے ہے کہ سچے دل سے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ اور یہ وعید ان کے لیے ہے جو توبہ نہیں کرتے۔ اور حضرت ابن عباس سے قتل عمد کی جو تفسیر منقول ہے اس کے پیش نظر تو یہ مشکل پیدا ہی نہیں ہوتی آپ نے فرمایا متعمدا مستحلا لقتلہ یعنی جو اس مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتے ہوئے قتل کرتا ہے اس کی یہ سزا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

لَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ

[illegible]

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ

[illegible]

لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ

[illegible]

كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ

[illegible]

اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ

[illegible]

[illegible]

الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

[illegible]

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَ

[illegible]

أَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَ

[illegible]

فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ

[illegible]

مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ

[illegible]

تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً

[illegible]

فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۹۷

[illegible]

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

[illegible]

حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝۹۸ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ

[illegible]

عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝۹۹ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

[illegible]

يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهٗ

ہجرت کرتے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی پھر آلے اس کو موت تو ثابت ہو گیا اس کا اجر

عَلَى اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۱۰۰﴾ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ

اللہ کے ذمہ ف۱ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور جب تم سفر کرو ف۲ میں زمین

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ إِنْ خِفْتُمْ

تو نہیں تم پر کچھ گناہ کہ تم قصر کرو نماز میں اگر ڈرو تم

أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿۱۰۱﴾

اس بات سے کہ تکلیف پہنچائیں تمہیں کافر بے شک کافر تو تمہارے لیے کھلے دشمن ہیں

کی تکلیفوں کو قبول کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ وہیں گھر بار چھوڑنے والوں کو خوشخبری دے رہا ہے کہ گھبراؤ نہیں تمہیں بہت سی رہنے کی جگہ اور وسیع روزی ملے گی۔

ف۱ جس نے ہجرت کے ارادہ سے گھر چھوڑا اور ہجرت گاہ تک پہنچنے سے پہلے راستہ میں ہی موت کا پیغام آگیا ان کے متعلق بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضرور اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

ف۲ اس آیت کریمہ میں سفر میں نماز قصر کرنے کا ذکر ہے۔ قصر کے معنی ہیں کمی کرنا۔ سفر میں فرضوں کی چار رکعت پڑھی جاتی ہیں ان کی بجائے دو رکعت پڑھے۔ اس آیت میں اس کی اجازت دی جا رہی ہے۔ اگرچہ آیت میں قصر کے لیے خوف کا ذکر شرط کے طور پر نہیں ہوا بلکہ حقیقت حال کے مطابق ہے اس وقت مسلمانوں کو تمام سفروں میں خوف سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پرامن سفروں میں بھی قصر فرمایا۔ یعلیٰ بن امیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو امن میں ہیں پھر ہم قصر کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور نے فرمایا صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته تمہارے لیے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے تم اس کا صدقہ قبول کرو۔

مسئلہ: جس سفر میں قصر کیا جاتا ہے اس کی ادنیٰ مدت تین دن ہے جو پیدل یا اونٹ کی متوسط رفتار سے طے کی جا سکتی ہے اس کی مقدار خشکی اور دریا اور پہاڑوں میں مختلف ہو جاتی ہے۔ اگر مسافت [illegible]

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَوٰةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم

[illegible]

مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا۟ أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا۟ فَلْيَكُونُوا۟ مِن وَرَآئِكُمْ

[illegible]

وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا۟ فَلْيُصَلُّوا۟ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا۟

[illegible]

حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۗ وَدَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ

[illegible]

أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَ

[illegible]

ف نماز خوف کا مختصر طریقہ یہ ہے کہ پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کرکے دشمن کے مقابل جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آکر دوسری رکعت بغیر قراءت کے پڑھے اور سلام پھیرے اور دشمن کے مقابل چلی جائے۔ پھر دوسری جماعت اپنی جگہ آکر ایک رکعت جو باقی رہی تھی اس کو قراءت کے ساتھ پورا کرکے سلام پھیرے کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور پہلے لاحق۔ حضرت ابن مسعود سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی طرح نماز خوف ادا فرمانا مروی ہے۔ حضور کے بعد بھی صحابہ نماز خوف پڑھتے رہے ہیں۔ حالت خوف میں دشمن کے مقابل ایسی استقامت سے نماز ادا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کس قدر ضروری ہے [illegible]

[illegible]

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى

[illegible]

اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

[illegible]

عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا

[illegible]

وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ

[illegible]

كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۔ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ

اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسا تمہیں پہنچتا ہے اور تم

اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ

اللہ سے وہ امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے بیشک ہم نے تمہاری طرف

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُن

سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے اور دغا والوں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا

[illegible]

رَحِيمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

[illegible]

لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَ

[illegible]

لَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿١٠٨﴾ هٰٓاَنْتُمْ

جو پسند نہیں اللہ کو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے گھیرے ہوئے ہے سنتے ہو

هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ

تم وہ لوگ ہو کہ جھگڑتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں تو پس کون ہے جو جھگڑے گا اللہ تعالیٰ سے ساتھ

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ

ان کی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا ان پر ان کا وکیل اور جو شخص کرے گا

اور اس کی مدد وہ تو گشت ہے۔ صاحب کشاف لکھتے ہیں یہ آیت ان لوگوں کو اپنا نام کرنے کے لیے کافی ہے جو ایمان رکھتے ہوئے ظلم و تعدی اور قتال کے تصور میں مصروف ہیں ان کے درمیان اور خدا کے درمیان کوئی حجاب ہی نہیں اور وہ جو سے کسی حال سے خالی ہی نہیں اور وہ اس سے نہیں شرماتے اور اس سے نہیں ڈرتے ہیں۔ مگر کسی آدمی کی موجودگی میں کوئی بری حرکت کرنے کی جرات نہیں کرتے گویا یہ وقاحت و بے حیائی کی حد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم بے جھجک گناہ پر گناہ اور قصور پر قصور کرتے چلے جاتے ہیں۔

ف۱۲۷ قرابت یا دوستانہ تعلقات کی بنا پر کسی مجرم کی حمایت کرنے سے باز نہیں آتے بلکہ بسا اوقات اسے اپنی ذاتی حیثیت کی وقعت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ ہر ممکن حیلے سے اسے بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ طعمہ کا واقعہ آپ سن چکے ہیں۔ ایسے لوگوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اس دنیا میں تو تم جھوٹی قسمیں کھا کر اور جھوٹی گواہیاں دے کر ان کو بے گناہ ثابت کر دو گے لیکن قیامت کے روز ان کی صفائی کس منہ سے پیش کرو گے۔ اس مجرم دوست اور رشتہ دار کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کیونکر بچا سکو گے۔ کون ہے جو ان کا وکیل بن کر بارگاہ الٰہی میں پیش ہو اور اس کو رہا کرا سکے۔

ان آیات میں مسلم معاشرہ کی تربیت کی جا رہی ہے اور یہ سبق ذہن نشین کرایا جا رہا ہے کہ وہ گناہ اور گناہگاروں کے متعلق اپنا رویہ درست کریں تاکہ اسلامی معاشرہ جرموں کی آلائش و نجاست اور گندگی کی [illegible] سے پاک ہو جائے۔ کسی سے مرعوب ہو کر ان کی مدد نہ کی جائے یہ بات قرین قیاس ہے کہ اگر لوگ مجرموں کی پشت پناہی کرنا ترک کر دیں تو جرائم کا استیصال ہو جائے [illegible] اور مسلمان جو عام انصاف پر یقین رکھتے ہیں ان کے لیے تو کسی حالت میں جائز نہیں کہ وہ گناہوں کے خلاف جہاد کرنے کے بجائے گناہگاروں کی حمایت کریں اور اس طرح [illegible] کے وارث کا باعث بنیں۔

سُوۡٓءًا اَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۝

برا کام یا ظلم کرے اپنے پر پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے تو پائے گا اللہ تعالیٰ کو بہت بخشنے والا رحم فرمانے والا ۱۴۲

وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ اِثۡمًا فَاِنَّمَا يَكۡسِبُهٗ عَلٰى نَفۡسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا

اور جو کمائے گناہ تو وہ کماتا ہے اسے اپنے ہی لیے ۱۴۳ اور اللہ تعالیٰ علیم و

حَكِيۡمًا ۝ وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ خَطِيۡٓـئَةً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ يَرۡمِ بِهٖ بَرِيۡٓـئًـا فَقَدِ

حکیم ہے اور جو شخص کمائے کوئی خطا ۱۴۴ یا گناہ پھر تہمت لگائے اس سے کسی بے گناہ پر تو بے شک اس نے

احۡتَمَلَ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا ۝ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ وَرَحۡمَتُهٗ

اٹھا لیا بوجھ بہتان کا اور کھلے گناہ کا اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل آپ پر ۱۴۵ اور اس کی رحمت

ف۱۴۲ گناہ کا سرزد ہو جانا بعید از امکان نہیں۔ بسا اوقات انسان جذبات سے مغلوب ہو کر یا نادانی اور ناسمجھی سے غلطی کر بیٹھتا ہے۔ اب اس کے لیے یہ ہرگز روا نہیں کہ وہ اپنے گناہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش شروع کر دے۔ اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ اپنے غفور و رحیم خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے قصور کا اعتراف کرے۔ اس پر صدق دل سے ندامت و شرمندگی کا اظہار کرے اور پختہ وعدہ کرے کہ آئندہ وہ ایسی ناشائستہ حرکت ہرگز نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دامن رحمت میں پناہ دے گا اور اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

ف۱۴۳ بدکار مجرم درحقیقت اپنا ہی نقصان کر رہا ہے۔ دوسروں کو تو اذیت یا نقصان معمولی پہنچے گا اس کی تباہی و بربادی کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ جس شخص کو اپنا مفاد عزیز ہو اور اپنی سلامتی کا خواہاں ہو اسے تو گناہوں کے قریب بھی نہیں پھٹکنا چاہیے۔

ف۱۴۴ گناہ سرزد ہو جانے کے بعد چاہیے تو یہ کہ انسان اس پر نادم و شرمسار ہو کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں مغفرت کا طالب ہو لیکن جو شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور پھر اس پر نادم ہونے کے بجائے اپنی براءت ثابت کرنے کے لیے اس گناہ کا الزام کسی بے گناہ پر تھوپتا ہے تو اس سے بڑھ کر کمینہ اور ذلیل فطرت کون ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص نے اپنے آپ کو دوہرے گناہ کا مجرم بنا دیا ہے۔ ایک گناہ دوسرا بہتان۔ اسے سزا بھی اب دوہری ملے گی۔

ف۱۴۵ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پر اپنے فضل و کرم اور عنایات کریمانہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب بندے اس قضیہ میں اگر ہمیشہ کی طرح اللہ کا فضل و احسان تیرے شامل حال نہ ہوتا تو لوگوں نے تو ایک غلط فیصلہ آپ سے کرانے کا ارادہ

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ

تو تہیہ کر لیا تھا ایک گروہ نے ان میں سے کہ پھسلا دیں آپ کو اور نہیں پھسلاتے مگر اپنے آپ کو

وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

اور نہیں ضرر پہنچا سکتے آپ کو کچھ بھی اور اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت ؎

کرنے پر تو تیار ہو چکی تھی لیکن خداوند کی تجھ پر نگاہ اور عصمت الٰہی تیری پاسبان ہے اس لیے تجھے کیسے غلط راہ پر ڈال سکتے ہیں ہاں صرف وہ ایسی حرکتیں کر کے اپنا ہی بگاڑ رہے ہیں

؎ عنایات ربانی میں سے خاص خاص عنایات کا ذکر فرمایا کہ آپ کو کتاب و حکمت دی اور آپ کو ان امور کا علم عطا فرمایا جن کا پہلے آپ کو علم نہ تھا۔ اس آیت کے اس حصہ کی جو تفسیر امام المفسرین ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اس کے لکھنے پر کفایت کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں: ومن فضل الله عليك يا محمد مع سائر ما تفضل به عليك من نعمه انه انزل عليك الكتاب وهو القرآن الذي فيه بيان كل شيء وهدى وموعظة والحكمة يعني وانزل عليك مع الكتاب الحكمة وهي ما كان في الكتاب مجملا ذكره من حلاله وحرامه وامره ونهيه واحكامه ووعده ووعيده وعلمك ما لم تكن تعلم من خبر الاولين والآخرين وما كان وما هو كائن (تفسیر ابن جریر) یعنی اے محبوب اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں احسانات سے آپ پر یہ بھی خاص احسان فرمایا کہ آپ پر قرآن جیسی کتاب اتاری جس میں ہر چیز کا بیان ہے نیز اس میں ہدایت کا نور بھی ہے اور پند و نصیحت بھی۔ نیز آپ پر حکمت نازل کی یعنی قرآن کے حلال و حرام، امر و نہی وغیرہ کے مجمل احکام کی تفصیل بھی بتا دی نیز آپ کو ان امور کا علم عطا فرمایا جن کا پہلے آپ کو علم نہ تھا۔ خواہ وہ گزرے ہوئے اور آنے والے لوگوں کی خبریں ہوں اور خواہ وہ ماکان و ما هو کائن ہے ان سب کا آپ کو علم عنایت فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی خطبہ میں ماکان و ما هو کائن کا علم بیان فرما دیا جیسے کہ امام احمد و مسلم نے حضرت ابو زید عمرو بن اخطب سے روایت کیا ہے۔ پوری حدیث بمع ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے

عن ابي زيد قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

ترجمہ: ابو زید عمرو بن اخطب روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا حضور منبر سے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

اور سکھا دیا ہے آپ کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ

نہیں کوئی بھلائی ان کی اکثر سرگوشیوں میں سوائے اس کے جو حکم دے صدقہ دینے کا یا نیک کام کا

[illegible] یہاں تک کہ [illegible] حضور [illegible] تشریف لائے [illegible] صحیح بخاری [illegible] ہو کر [illegible] بیان [illegible] قیامت تک ہونے والی [illegible] حضور نے سب [illegible] بیان [illegible] ہیں [illegible] (بخاری جلد [illegible] مشکوٰۃ [illegible])

اس کے علاوہ [illegible] احادیث [illegible] حضور [illegible] کے علم [illegible] پتہ چلتا ہے [illegible] حقیقت کا اظہار [illegible] شعر [illegible]

وان من جودک الدنیا وضرتہا ومن علومک علم اللوح والقلم

اے نبی رحمت دنیا و آخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے۔ اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے [illegible] کا ایک حصہ ہے

اللہ تعالیٰ کا [illegible] نیکیوں کے [illegible] سعادت [illegible] نسبت [illegible] ہے

اللہ تعالیٰ نے [illegible] اپنے حبیب مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے پایاں علوم سے نوازا اور اسرار و معارف کے [illegible] سینے کو [illegible] قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آپ کو [illegible] جن کے پڑھنے [illegible] سے آپ کے [illegible] ضیاء القرآن جلد [illegible] اور سورۃ [illegible] کی پہلی آیت ضیاء القرآن جلد [illegible] کا مطالعہ فرمائیے۔

[illegible] نجویٰ [illegible]

[illegible] لفظ نجویٰ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ [illegible]

اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

یا صلح کرانے کا لوگوں میں اور جو شخص کرے یہ کام ف اللہ تعالیٰ کی رضامندی

اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ

حاصل کرنے کے لیے تو ہم عنقریب دیں گے اس کو اجر عظیم اور جو شخص مخالفت کرے ف اللہ کے رسول کی بعد اس کے

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ

کہ روشن ہو گئی اس کے لیے ہدایت کی راہ اور چلے الگ سب مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھیر دیں گے اس کو

مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ

جدھر وہ پھرا ہے ف اور داخل کریں گے اسے جہنم میں اور بہت بری جگہ ہے پہنچنے کی بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس کو

ف یہ آیت بتا رہی ہے کہ ان کے جو اکثر خفیہ مجلس کر کے بیٹھتے ہیں ان میں اکثر بری اور مذموم باتیں ہوتی ہیں یہ سب غیبت ہوتی ہے البتہ اگر وہ ایسی ہے جس میں ان صدقات پر غور کیا جائے کہ کسی ضرورت مند کی کیسے حاجت روائی ہو جائے، اصلاح کی صورتوں اور نیکی کے کاموں کو کیسے عملی جامہ پہنایا جائے، لوگوں میں فتنہ و فساد کی جو آگ بھڑک رہی ہے اسے کیسے دور کیا جائے۔ معروف کا اطلاق نیکی کی تمام قسموں پر ہوتا ہے۔ دو آدمیوں میں صلح کرانا اگرچہ معروف کے ضمن میں ہی آ گیا تھا لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے مستقل طور پر ذکر فرمایا۔

ف یعنی اس سے مقصد محض دنیاوی عزت و جاہ اور وجاہت کا حصول نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہو تو اسے اجر عظیم کی بشارت ہے۔

ف المشاقة للعداوة (قرطبی) مشاقت کا معنی عداوت و مخالفت ہے۔ یہ دو آیتیں بھی سابقہ واقعہ طعمہ بن ابیرق کے متعلق ہی نازل ہوئیں لیکن ان کا مفہوم عام ہے جس کا علم آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

ف علامہ بیضاوی اس جملہ کا معنی لکھتے ہیں نجعله والیا لما تولی من الضلال ونخل بینه وبین ما اختاره جس گمراہی کی طرف وہ متوجہ ہو گیا ہے ہم اس میں حائل نہ ہوں گے اور اسے ادھر ہی پھرنے دیں گے۔ یہی معنی زیادہ واضح معلوم ہوتا ہے۔ اس بد نصیب کا کیا حال ہو گا رحمت و توفیق ہی نے جس کی انگلی کو چھوڑ دیا ہو۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص اگر وہ علی الاطلاق اللہ تعالیٰ اور رسول کی مخالفت اور اجماع امت کی مخالفت کرے تو توفیق الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے اور شیطان کے ہاتھ میں ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے اور وہ جیسے چاہتا ہے اسے ویسے ناچ نچاتا ہے۔

أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ

[illegible]

بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

[illegible]

إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝ لَعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَ

کہ میں ضرور لوں گا تیرے بندوں سے [illegible] حصہ مقرر ۱۷۹ اور میں ضرور انھیں گمراہ کروں گا اور

لَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ

میں ضرور انھیں ۱۸۰ جھوٹی امیدیں دلاؤں گا اور ضرور حکم دوں گا انھیں ۱۸۱ تو وہ ضرور چیریں گے جانوروں کے کان اور

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ

انھیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بدل دیں گے اللہ کی مخلوق ۱۸۲ اور جو شخص بنائے شیطان کو اپنا دوست اللہ کو چھوڑ کر

اور جہالت کی تقلید سکتی ہے۔ (حاشیہ محمود الحسن صاحب)

۱۷۹ جب آدم کو سجدہ نہ کرنے کے باعث شیطان راندۂ درگاہِ رحمت ہو گیا تو اس نے اسی وقت دل میں اولادِ آدم کو گمراہ کرنے کی ٹھان لی اور صاف صاف اس کا اظہار بھی کر دیا جس کا بیان اس آیت میں موجود ہے۔

۱۸۰ امنیہ جھوٹی امید کو کہا جاتا ہے۔ شیطان متاعِ ایمان کو لوٹنے کے لیے انسان کے سامنے کس طرح امیدوں کے محلات تعمیر کرتا ہے کس طرح وہ خواہشات کی حسین و جمیل دنیا نگاہوں کے سامنے لا کھڑی کرتا ہے۔ کس طرح جاہ و منصب کے زرتار جال بن کر عاقل و عقل کو پھنساتا ہے یہ بات کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ اور اس کی مہارت کی داد دیجیے کہ وہ امیدوں اور توقعات کے خوش رنگ جال ایک ہی شکل کے تیار نہیں کرتا بلکہ جس امید سے وہ کسی کو زیادہ فریب دے سکتا ہے اس کے لیے اسی قسم کا جال بنتا ہے۔ وادعو کلا منھم الی ما یمیل طبعہ الیہ فاصدہ بذالک عن طاعۃ (روح) یعنی ہر شخص کو اس کی دعوت دوں گا جس کی طرف اس کی طبیعت مائل ہوتی ہے۔ اس طرح میں اسے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے روک دوں گا۔

۱۸۱ کفارِ عرب اس اونٹنی کو جو پانچ بچے جنتی اور پانچواں نر ہوتا اس کے کان چیر کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس سے کسی قسم کا کام نہ لیتے۔

۱۸۲ تغییر خلق سے مراد کسی جانور کے کان کاٹ دینا۔ کسی مرد کو خصی کر دینا۔ عورتوں کا بال کٹا کر اپنی انوثیت کو بگاڑ کر مردوں کی شباہت اختیار کرنا، مردوں کا داڑھی منڈانا وغیرہ۔ [illegible] بعض علمائے کرام نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس مقصد کے لیے کسی چیز کی تخلیق اس کے خالق نے فرمائی ہے اس کے خلاف اس کو استعمال کرنا مثلاً سورج، دریا اور پتھر وغیرہ جو انسان کی خدمت گزاری کے لیے پیدا کیے گئے ہیں ان کو اپنا معبود بنا لینا بھی تغییر خلق میں داخل ہے۔ صاحب کشاف نے اس کی تشریح کی "فطرۃ اللہ التی ھی دین الاسلام" یعنی تغییر خلق سے مراد دینِ اسلام جو دینِ فطرت

اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۟ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا

[illegible]

يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۟ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا

[illegible]

يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۟ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

[illegible]

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

[illegible]

اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ لَيْسَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَ

[illegible]

لَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ

[illegible]

مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ

جنت میں [illegible] کیے جائیں گے [illegible] اور [illegible] کس کا ہے [illegible] جس نے جھکا دیا ہو

وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ

اپنا چہرہ اللہ کے لیے اور وہ [illegible] احسان کرنے والا [illegible] ابراہیم کی ملت [illegible]

اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل [illegible] اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۝ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو [illegible] ہے اور [illegible] سے [illegible] پوچھتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

قد تخللت مسلك الروح مني ۔ وبه سمي الخليل خليلا

[illegible]

اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى

[illegible]

النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ

[illegible]

تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدٰنِ وَأَنْ تَقُومُوا

[illegible]

[illegible] صاحب روح المعانی [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے [illegible]

لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ

یتیموں کے معاملے میں انصاف پر ؎۱۹۲ اور جو کوئی بھلائی کے کام سے تم کرو تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو خوب

عَلِیْمًا(۱۲۷) وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

جانتا ہے ؎۱۹۳ اور اگر کوئی عورت خوف کرے ؎۱۹۴ اپنے خاوند سے اس کی زیادتی یا روگردانی کی وجہ سے

فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًاؕ وَ الصُّلْحُ خَیْرٌؕ

تو نہیں کوئی حرج ان دونوں پر کہ صلح کر لیں آپس میں اور صلح ان دونوں کے لیے بہتر ہے

وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

اور موجود رکھی گئی ہے نفسوں میں لالچ ؎۱۹۵ اور اگر تم احسان کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بیشک اللہ تعالیٰ

؎۱۹۲ یتیم بچیوں کی طرح یتیم بچوں کے ساتھ بھی بے انصافی مت کرو۔ ان کو ضعیف و کمزور سمجھ کر ان کے اموال غصب نہ کرو اور ان کے حقوق تلف مت کرو۔ وہ بے چارے تو تم سے مطالبہ کرنے یا احتجاج بلند کرنے سے بھی قاصر ہیں لیکن ان کا خدا تو قادر و توانا ہے۔ اس کی گرفت اور غضب سے تمہیں کون بچائے گا۔

؎۱۹۳ نیز فرما دیا کہ اگر تم یتیم بچوں اور بچیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو گے، ان کے اموال اور حقوق کی حفاظت کرو گے، ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرو گے تو وہ اگرچہ تمہیں ان احسانات کا بدلہ دینے سے قاصر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور اجر عطا فرمائے گا۔ وہ تمہارے جملہ احسانات کو خوب جانتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ وہ تمہیں اس نیک جدوجہد کا اپنے شایان شان صلہ نہ دے۔

؎۱۹۴ بعض اوقات بیوی دائم المریض یا بانجھ ہوتی ہے۔ اس کی شکل و صورت غیر پسندیدہ یا اس کا مزاج تند و تیز ہوتا ہے یا کبر سنی کی وجہ سے مرغوب خاطر نہیں رہتی اور مرد چاہتا ہے کہ اسے طلاق دے دے اور کسی دوسری عورت سے شادی کرے یا کسی کی دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک مذکورہ بالا وجوہات کے باعث اب اس کے لیے وبال جان بن گئی ہے اور وہ اسے طلاق دینے کا ارادہ کر رہا ہے تو ایسے موقع کے لیے عورت کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کو اس کی جدائی پر ترجیح دیتی ہے تو اسے اجازت ہے کہ وہ باہم مصالحت کر لے۔ اپنے حقوق زوجیت سے یا دوسری بیوی کے حق میں دست بردار ہو کر یا اپنے نفقہ کے بار کو ہلکا کر کے خاوند کے ساتھ مصالحت کر لے تاکہ وہ اسے طلاق نہ دے۔ آگے فرماتا ہے کہ جدائی اور فراق سے ہر حال صلح ہی بہتر ہے۔

كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا بَيْنَ

جو کچھ تم کرتے ہو اس سے پوری طرح باخبر ہے اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ عدالت کرو بیچ

النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا

بیویوں کے درمیان اگرچہ تم حریص ہو پس نہ جھک جاؤ پوری طرح جھک جانا پس چھوڑ دو دوسری کو

كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِن تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٢٩﴾

جیسے معلق ہو اور اگر تم درست کرو اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

وَإِن يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا

اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو بے نیاز کر دے گا اللہ ہر ایک کو اپنی وسعت سے اور اللہ تعالیٰ وسعت بخشنے والا

حَكِيمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا

حکمت والا ہے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بے شک ہم نے تاکید کی

ف۱ یعنی جس شخص [illegible] اپنے خاوند سے [illegible] بہت بھلی ہے [illegible] بہت کم ہی آمادہ ہوا کرتا ہے۔

ف۲ مردوں کو یہ ترغیب دی جا رہی ہے کہ وہ احسان و عالی ظرفی سے کام لیں اور اپنی ناخوب بیوی کے ساتھ بھی حسن سلوک کریں اور اس کے حقوق کی پاسداری میں اللہ سے ڈرتے رہیں

ف۳ یعنی جب بیویاں ایک سے زائد ہوں تو وہ ہر حیثیت سے آپس میں مساوی نہیں ہو سکتیں مثلاً حسن و صورت، صحت، خوش مزاجی وغیرہ میں کسی قسم کا باہمی تفاوت پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے دلی محبت و میلان یکساں نہیں ہو سکتا اس فطری میلان کا اعتراف کرتے ہوئے جو انسان کے بس سے باہر ہے حکم دیا کہ ایسا نہ کرے کہ ایک بیوی ہی میں محو ہو کر رہ جائے اور دوسری کے تمام حقوق ادا نہ کرے اور اسے معلق بنا کر رکھ دے بلکہ اس کی باری کے دن اور نفقہ وغیرہ میں مساوات برتے کیونکہ دل کا میلان تمہارے اختیار میں نہیں لیکن یہ امور تمہارے اختیار میں ہیں

ف۴ اگر میاں بیوی میں کسی طرح بھی موافقت نہ ہو اور طلاق ناگزیر ہو جائے تو پھر زیادہ غمگین ہونے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے۔ وہ ایسی صورت پیدا کرنے گا جس میں دونوں کی حاجت اور خوشی کا سامان مہیا ہو جائے گا خاوند کو ایسی بیوی

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَاِنْ

ان لوگوں کو جنھیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور تاکید کی تمھیں بھی کہ ڈرو اللہ سے اور اگر

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ

تم کفر کرو گے تو بے شک اللہ کے قبضہ میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور

غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَكَفٰى

ہر تعریف کا مستحق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے

دے سکے گا جو اس کے بیچ [illegible] نہیں ہوگی اور [illegible] صورت کو [illegible] کرے گا جو اس سے شکست کھائے گا اور اس کے آبرو کا [illegible] سکے گا

ف جو تم سے پہلے مختلف زمانوں میں انبیاء و رسل پر نازل ہوئیں اور یہ کتاب جو تمھاری ہدایت کے لیے اتاری گئی ہے ان سب میں تمام امتوں کو تقویٰ کا ہی حکم دیا گیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو اس میں شک ہی نہیں کہ تمام دین الٰہی کا اساس ہی تقویٰ ہے۔ دل میں خوف خدا پیدا ہو گیا تو اس کا اظہار [illegible] ہو گیا اور اگر دل خوف خدا سے ہی آشنا نہیں تو پھر زبان سے بڑے سلیقے کے مواعظ کیے جائیں بس [illegible] ہو سکتے

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

وقال بعض العارفين هذه الآية رحى آي القرآن لان جميعه يدور عليها (قرطبی) بعض عارفین نے اس آیت کو سارے قرآن کا محور قرار دیا ہے

ف اہل عرب [illegible] رسم و رواج کے پابند چلے آ رہے تھے ان سے کنارہ کش ہونا اور [illegible] ضوابط کا پابند ہو جانا کوئی آسان کام نہ تھا اس لیے اللہ تعالیٰ بار بار یہ [illegible] ہوتے زمین و آسمان کی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں [illegible] انھیں تنبیہ فرما دیتے ہیں کہ ان قواعد و ضوابط کی پابندی میں تمھارا ہی دنیا و دین کا فائدہ ہے اگر تم ان سے سرتابی کر کے اپنی [illegible] کی پابندی کرو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے۔ یورپی صاحبان [illegible] کہتے ہیں کہ اسلام نے انسان کی اصلاح کے لیے [illegible] کی [illegible] اصلاح [illegible] سبب [illegible] محبت الٰہی ہے [illegible] ان کے اس دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتی [illegible] قتل کر سکتے [illegible] قتل نہیں کر سکتے ان سے [illegible] ذرہ [illegible] ہلاک کر سکتا ہے [illegible] ذرہ [illegible] کو قتل کرنے کے بعد [illegible]

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ

اللہ کافی ہے کارساز اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اے لوگو اور اوروں کو لے آئے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا

اور اللہ کو اس کی قدرت ہے جو دنیا کا انعام چاہے [illegible]

فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝

تو اللہ ہی کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا انعام ہے اور اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ

اے ایمان والو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا

[illegible]

اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا

[illegible]

وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۞

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ

[illegible]

[illegible]

نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ

[illegible]

يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ

[illegible]

ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ

[illegible]

اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

[illegible]

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَلِيْمًا ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

ہے وہ منافق جو بناتے ہیں کافروں کو اپنا دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۱۳۹ وَقَدْ نَزَّلَ

کیا وہ تلاش کرتے ہیں ان کے پاس عزت تو بے شک عزت تو سب اللہ کی ہی ہے سب کی سب اور تحقیق اتار

عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ

ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب میں کہ جب تم سنو اللہ کی آیتوں کو کہ انکار کیا جاتا ہے ان کا اور مذاق اڑایا

بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ

جاتا ہے ان کا تو مت بیٹھو ان کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ

ورنہ تم بھی انہیں کی مانند ہو جاؤ گے بے شک اللہ تعالیٰ اکٹھا کرنے والا ہے سب منافقوں اور سب کافروں کو جہنم میں

ف۱ منافقین کفار کے ساتھ محبت کی پینگیں اس لیے بڑھاتے تھے کہ وہ دیکھتے تھے کہ ان مسلمانوں کے پاس کیا رکھا ہے۔ نہ دولت، نہ شوکت، وہ ہر وقت دشمن کے حملوں کے سیلاب میں، جبکہ اللہ کے دشمن کافروں کے پاس دولت و ثروت کے علاوہ قوت و شوکت بھی ہے۔ ان سے دوستی پیدا کر کے ہم عزت حاصل کر سکتے ہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ یہ سب تمہاری خام خیالی ہے۔ عزت تمام تر اللہ تعالیٰ رب العزت ہی کی ہے۔ چند دنوں میں ہی حقیقت پتہ چل جائے گا کہ کس کا آفتاب اقبال دنیا بھر کو منور کرتا ہے اور کس کے قدموں میں ذلت و رسوائی آکر حاضر ہوتی ہے۔

ف۲ ایسی مجلس میں جس میں کتاب الٰہی کا انکار کیا جائے اور اس کی آیتوں کا مذاق اڑایا جائے شرکت کرنے کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ اسی حکم کی یاددہانی کرائی جا رہی ہے کہ جو شخص ایسی مجلسوں میں شرکت کرتا ہے وہ بھی گناہ میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ تمام گناہوں کی مجلسوں اور جلسوں میں جا کر بیٹھنے کا یہی حکم ہے کیونکہ صحبت کا اثر ڈالے بغیر نہیں رہتا۔

جَمِيعًا ۙ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ

[illegible]

قَالُوٓا أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكٰفِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوٓا أَلَمْ

[illegible]

نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

[illegible]

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَلَن يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۧ

[illegible]

[illegible]

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى

بے شک منافق (اپنے گمان میں) دھوکہ دے رہے ہیں اللہ کو اور وہ سزا دینے والا ہے انہیں اس دھوکہ کی اور جب

الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لیے تو کھڑے ہوتے ہیں سستی سے محض لوگوں کو دکھانے کے لیے اور نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر تھوڑا سا

اِلَّا قَلِيْلًا ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى

ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں کفر و ایمان کے درمیان نہ ان کی طرف ہیں اور نہ ادھر

هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا يٰٓاَيُّهَا

کے ساتھ اور جسے گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پا سکے گا تو اس کے لیے ہدایت کا راستہ اے

والی امت مغلوب نہیں رہ سکتی۔ ان اللہ سبحانہ لا یجعل للکٰفرین علی المؤمنین سبیلا الا ان یتواصوا بالباطل ولا یتناہوا عن المنکر ویتقاعدوا عن التوبۃ فیکون تسلیط العدو من قبلہم۔ قال ابن العربی ھذا نفیس جداً۔ (القرطبی) بعض علماء نے سبیل سے مراد دلیل لی ہے یعنی دلیل و حجت کے میدان میں کافر کبھی مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتے۔

ش بیچارے منافقوں کی حالت عجیب مصیبت میں گرفتار تھی جب دل ایمان سے خالی ہو تو نماز کون پڑھے لیکن مجبوری یہ تھی کہ اسلام کا یہ ظاہری لباس جو انہوں نے پہن رکھا تھا اگر وہ نماز نہیں ادا کرتے اور جماعت میں شریک نہیں ہوتے تو پردہ فاش ہو جاتا ہے۔ اور ان کا نفاق بالکل عیاں ہو جاتا ہے اس لیے مجبوراً انہیں جماعت میں شریک ہونا پڑتا تھا۔ اور ان میں بھی کیفیت یہ تھی کہ جن لوگوں کو دکھانے کے لیے وہ مسجد میں آتے تھے وہی سامنے ہوتے تو [illegible] اور وہ جذب و کیف اور ذوق و شوق جو مسلمانوں کو یاد الٰہی میں نصیب تھا ان کو تو اس کی ہوا بھی نہ لگی تھی۔ امام نے سلام پھیرا اور یہ [illegible] ایسے بھاگے جیسے معلوم ہو جاتا کہ نماز سے فارغ ہو کر ذکر الٰہی میں مشغول رہنا، درود شریف پڑھنا، تلاوت قرآن مجید کرنا یہ [illegible] جو مسلمان ان سے محروم رہتے ہیں۔ ہمارے ہاں [illegible] اب ایسوں کی کمی نہیں جو نماز کے بعد [illegible] درود شریف پڑھنے والوں پر [illegible] کسی ذکر کے [illegible] اللہ [illegible]۔

ش یعنی نہ پورے مومن ہیں اور نہ کھلے کافر ہیں۔ کہیں کے بھی نہیں۔

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنا دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر

أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿۱۴۴﴾ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ

کیا تم چاہتے ہو کہ بنا دو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے خلاف واضح دلیل بے شک منافق

فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴿۱۴۵﴾ إِلَّا الَّذِينَ

سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے دوزخ کے اور ہرگز نہ پائے گا تو ان کا کوئی مددگار مگر وہ لوگ جنہوں نے

تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ

توبہ کی اور اصلاح کرلی اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کو اور خالص کرلیا اپنے دین کو اللہ کے لیے تو یہ لوگ

---

[۲۱۳] مومن مخلص اور کافر میں فرق ہے۔ جب [illegible] سے بدبخت [illegible] کو چھوڑ دیا [illegible] بلکہ [illegible] خرابات کی [illegible] کر دوست اس کے مطابق [illegible] کر دی گئی۔

[۲۱۴] یہاں سلطان [illegible] ہے اس کا معنی ہے دلیل [illegible] بعضکم [illegible] قرآن میں [illegible] کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

[۲۱۵] یعنی کفار کے ساتھ اس قسم کے قریبی مراسم اور گہرے تعلقات منافقت کی کھلی ہوئی دلیل ہیں۔ اس کے بعد اگر تم پر اللہ تعالیٰ کی گرفت آئے تو تم [illegible] شکوہ کا موقع نہیں رہے گا۔ کیونکہ بظاہر تو تم مسلمان تھے لیکن تم نے کفار کے ساتھ دوستی قائم کر کے اپنے منافق ہونے کا ناقابل تردید ثبوت مہیا کر دیا ہے۔

[۲۱۶] اہل لغت کہتے ہیں کہ الدرک اور الدرک دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ جنت کی طرف جو یکے بعد دیگرے درجے ہوتے ہیں انہیں درجات کہتے ہیں۔ دوزخ کی طرف یکے بعد دیگرے جو درجے ہوتے ہیں انہیں درکات کہتے ہیں۔ جہنم کے مختلف طبقات کے سات نام قرآن میں آئے ہیں۔ ۱ جہنم۔ ۲ لظی ۳ حطمہ ۴ سعیر۔ ۵ سقر۔ ۶ جحیم ۷ ہاویہ سب سے نیچے منافقوں کو پھینکا جائے گا۔ (قرطبی) اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس ذلت سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا

ایمان والوں کے ساتھ ہیں ف۲۱۸ اور عنقریب عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ مومنوں کو اجر عظیم کیا

يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر اگر تم شکر کرنے لگو اور ایمان لے آؤ ف۲۱۹ اور اللہ تعالیٰ بڑا قدردان سب کچھ جاننے والا ہے

ف۲۱۸ سبحان اللہ کیا ٹھکانہ ہے اس کے عفو و درگزر کا۔ کیا حد ہے اس کے جود و کرم کی۔ منافقین نے انتہا کر دی اللہ کے حبیب کو اذیت پہنچانے، شمع اسلام کو بجھانے، کفر کو غالب و منصور کرنے اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے میں۔ اور اس طرح اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کے افق کو تیرہ و تار کر دیا۔ اس کے باوجود کریم و رحیم خدا۔ محمد رحمۃ للعالمین کا خدا انہیں بتا رہا ہے کہ دیکھو ادھر دیکھو توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ سچے دل سے تائب ہو جاؤ۔ معاف کر دیئے جائیں گے تمہارے گناہ اور تمہیں ابوبکرؓ و عمرؓ اور حمزہؓ و علیؓ کی معیت و سنگت نصیب ہو گی۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ واقعی اسلام کا خدا رب العالمین ہے اور اس کا پیغمبر رحمۃ للعالمین ہے اور یہ دین۔ دین انسانیت ہے

ف۲۱۹ اگر تم راہ راست اختیار کرو اور ضلالت و گمراہی سے باز آ جاؤ تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ عذاب دیتا رہے۔ وہ ایسا نہیں بلکہ وہ شاکر ہے۔ جو بندہ حسن نیت سے نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نہایت کرم سے اسے قبول فرماتا ہے۔ اس سے کچھ مخفی نہیں۔ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَ

[illegible]

كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ

[illegible]

تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ

[illegible]

وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ

[illegible]

[illegible]

أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ۙ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ

[illegible]

حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ

[illegible]

وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ

[illegible]

أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ

[illegible]

أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسٰىٓ أَكْبَرَ

[illegible]

مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوٓا أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ

[illegible]

ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ

[illegible]

بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ

[illegible]

لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا

[illegible]

نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ

[illegible]

[illegible]

حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

[illegible]

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا

[illegible]

عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰہِ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ

[illegible] حالانکہ انہوں نے نہ قتل کیا اس کو [illegible]

[illegible]

الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم

[illegible]

إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ

[illegible]

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا

اور ہے اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر ضرور

میں کی گئی ہے علامہ محمود آلوسی نے ان احادیث کثیرہ میں سے ایک حدیث کا ذکر بھی کر دیا ہے تو یہ احادیث حد تواتر تک پہنچی ہیں اور جب اس حقیقت کا ثبوت بھی مل جاتا ہے کہ آپ کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا قرآن سے ثابت ہے اگر بنی اسرائیل کے انتہائی بے بس ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اپنے بندے کو زندہ آسمان پر لے جائے تو کیا تعجب ہے۔ حیات مسیح علیہ السلام کی تفصیلی بحث کے لئے آل عمران کی ان آیتوں کی تشریح میں ملاحظہ فرمائیے ضیاء القرآن جلد چہارم

نے قبل موتہ کی ضمیر کا مرجع کون ہے؟ بعض نے کہا اس کا مرجع کتابی ہے یعنی ہر اہل کتاب مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ کی نبوت و حقیقت منکشف ہو جاتی ہے وہ اس وقت آپ پر ایمان لے آتا ہے لیکن اس کا ایمان اس کے لئے مفید نہیں لیکن علامہ المحقق ابن حیان الاندلسی اور علامہ ابو عبداللہ قرطبی ایسے مفسرین اس قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات ہے یعنی آپ کی وفات سے پہلے زمین پر نزول فرمائیں گے اور اس زمانے میں جتنے اہل کتاب ہوں گے آپ پر ایمان لا کر دین اسلام میں داخل ہوں گے چنانچہ ابن جریر کی عبارت ہے شیخ المفسرین فی به وموته ... ان هو عيسى وهو سيف علامہ ابن جریر طبری اور امام ابن جریر فرماتے ہیں واولى الاقوال بالصحة والصواب قول من قال تأويل ذلك وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن بعيسى قبل موت عيسى۔

ترجمہ۔ تمام اقوال سے زیادہ صحیح اور درست قول یہ ہے کہ یہ اہل کتاب کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ ہے یعنی تمام اہل کتاب عیسیٰ کی موت سے پہلے عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے

اور علامہ قرطبی بھی اسی قول کو پسند کرتے ہیں وقاله قتادة وابن زيد وغيرهما واختاره الطبري ونحوه عن ابن عباس وعن سعيد بن جبير۔ ترجمہ: یہ حضرت قتادہ، ابن زید وغیرہما کا بھی قول ہے حضرت سعید بن جبیر سے بھی یہی منقول ہے اور امام طبری نے اسی کو ترجیح دی ہے

اور اس قول کی وجہ ترجیح وہ حدیث بیان کرتے ہیں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ينزل ابن مريم حكماً عدلاً فيقتل الدجال ويقتل الخنزير ويكسر الصليب وتكون السجدة واحدة لله رب العالمين ثم قال ابو هريرة اقرؤا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته قال ابو هريرة قبل موت عيسى عليه السلام يعيدها ثلاث مرات۔

ترجمہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مریم ایک عادل حاکم کی حیثیت سے تشریف لائیں

لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ

[illegible]

شَهِيْدًا ۚ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

[illegible]

طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ

[illegible]

[illegible]

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ

اور بوجہ ان کے سود لینے کے ۲۳۳ حالانکہ منع کیے گئے تھے اس سے اور بوجہ ان کے کھانے کے لوگوں کے مال

بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ

ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لیے ان میں سے عذاب دردناک لیکن

الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

جو پختہ ہیں ۲۳۴ علم میں ان سے وہ بھی اور اہل ایمان بھی ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور خوب ادا کرنے والے ۲۳۵ نماز کے اور دینے والے

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ

زکوٰۃ کے اور ایمان لانے والے اللہ اور روز آخرت کے ساتھ یہی ہیں جنہیں عنقریب ہم دیں گے

۲۳۳ اگرچہ آج یہود دنیا میں سب سے بڑی سود خوار قوم ہے اور دولت جمع کرنے میں ہر حیلہ و فریب سے کام لینے میں ضرب المثل ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے دین نے ان کو ایسے قبیح فعل کی اجازت دی۔ اس لیے قرآن نے بتایا کہ ان لوگوں سے اسے منع کیا گیا تھا لیکن باز نہ آئے۔ ان کی تورات میں اب بھی ایسی واضح آیات موجود ہیں جن میں انہیں سود لینے سے روکا گیا ہے۔ اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی محتاج کو جو تیرے پاس رہتا ہو کچھ قرض دے تو اس سے قرض خواہ کی طرح سلوک نہ کرنا اور نہ اس سے سود لینا۔ خروج ۲۲: ۲۵۔

۲۳۴ یہود کی کثرت عامہ اگرچہ ہدایت آسمانی کو عملی طور پر چھوڑ چکی تھی لیکن ان میں بھی حال حال ایسے علماء موجود تھے جن کی معلومات دین کے متعلق سطحی نہ تھیں۔ نفوس قدسیہ تابعیت کے مالک تھے جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ اور اپنے علم کے مطابق عمل پیرا تھے۔ کیسے ہو سکتا تھا کہ قرآن حکیم ان نفوس قدسیہ کا ذکر نہ فرماتا۔

۲۳۵ اس کا عطف المؤمنون پر ہے۔ نحوی قاعدہ کے مطابق المقیمون ہونا چاہیے اسے منصوب علیہ کے خلاف اعراب کیوں دیا گیا۔ اس کے متعلق علماء نے متعدد جواب دیئے لیکن سب سے بہتر توجیہ وہ ہے جو سیبویہ نے کی۔ قال سیبویہ هذا باب ما ینتصب على التعظيم۔ یعنی نصب تعظیم کی وجہ سے ہے بعض اصحاب نے یہ توجیہ کی۔

أَجْرًا عَظِيمًا ۞ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ

اجر عظیم بے شک ہم نے وحی بھیجی تمہاری طرف جیسے وحی بھیجی ہم نے نوح کی طرف

وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَ

اور نبیوں کی طرف اس کے بعد اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور اسمٰعیل

إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَ

اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس

هَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۞ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ

اور ہارون اور سلیمان کی طرف اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی اور رسولوں کو [illegible]

[illegible]

عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ

[illegible]

مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۝ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ

[illegible]

لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

[illegible]

[illegible]

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

۲۴۵ لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعے جو اس نے آپ کی طرف اتاری کہ اس نے اتارا ہے اسے اپنے علم سے اور فرشتے بھی

يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا

گواہی دیتے ہیں۔ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ بطور گواہ۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا (دوسروں کو)

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ کی ،، ،، سے ۲۴۶ وہ گمراہ ہو گئے اور گمراہی میں بہت دور نکل گئے بے شک جنہوں نے کفر کیا

وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾

اور ظلم کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ بخش دے انہیں اور نہ یہ کہ دکھائے ۲۴۷ انہیں سیدھی راہ

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

بجز جہنم کی ۔ کے ہمیشہ رہیں گے اس میں ابد تک اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے

حق کی طرف بلانے والا آپ نے بھیجا ہی نہیں تو پھر ہمیں آج کیوں عذاب دیا جا رہا ہے۔ ان کے اس عذر کو دور کرنے کے لیے انبیاء و رسل مبعوث کیے گئے۔

۲۴۵ جس ذات پاک نے آپ سے پہلے آنے والے پیغمبروں پر وحی نازل کی۔ اسی نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی۔ اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے دوسرے لوگوں کی شہادت کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں خود اللہ تعالیٰ اس کتاب کے حق ہونے کی گواہی دے رہا ہے کہ اسی نے اپنے کمال علم و حکمت سے اسے اتارا ہے۔ اس کتاب کی ہر آیت ہر لفظ بلکہ ہر حرف اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی جلوہ گاہ ہے۔ جو شخص تعصب سے بالاتر ہو کر اس کا مطالعہ کرے گا وہ بے ساختہ کہہ اٹھے گا کہ یہ کتاب اللہ کی نازل کردہ ہے۔

۲۴۶ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و کمالات جو تورات میں موجود تھے ان کا انکار کر کے انہوں نے دوسرے لوگوں کو بھی اسلام قبول کرنے سے روک دیا۔ ای دین الاسلام او نعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۴۷ کیونکہ انہوں نے خود قبول حق کی استعداد کو ضائع کر دیا ہے اور اپنے اعمال سیئہ سے اپنے آپ کو جہنم کی سزا کا مستحق بنا دیا ہے۔

اَبَدًا ۱۶۹ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ

ہمیشہ اے لوگو تحقیق آ چکا ہے تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے

فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

پس ایمان لاؤ بہتر ہے تمہارے لیے اور اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۱۷۰ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا

اور زمین میں ہے اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا اے اہل کتاب نہ غلو کرو

فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى

اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ تعالیٰ کے متعلق مگر حق بات بے شک مسیح عیسیٰ

ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰي مَرْيَمَ وَرُوْحٌ

بیٹا مریم کا رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلمہ ہے جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح ہے

ف۱ اس سے پہلے یہود [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خدا کے بیٹے نہیں بلکہ خدا کے برگزیدہ رسول [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

ف۲ [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] اللہ تعالیٰ کا ارادہ [illegible]

فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انْتَهُوا خَيْرًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَٰنَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَّهُ مَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز

حیثیت [illegible] ہے [illegible] الوہیت کو اقانیم کہتے ہیں [illegible] ۔ الاقنوم الشخص الاصل [illegible] الوہیت [illegible] کے متعلق ان اختلافات [illegible] ہے [illegible] اللہ [illegible] ہے

۱۔ ایک فرقہ کا مذہب ہے کہ [illegible] اقنوم [illegible] ایک ہیں [illegible] اور اقنوم ثانی [illegible] مسیح [illegible] ہو جاتے ہیں اور مسیح [illegible] ہے

۲۔ ایک اور فرقہ کہتا ہے [illegible] مسیح [illegible] دو حیثیتیں ہیں ایک الوہیت اور ایک انسانیت [illegible] حیثیت سے [illegible] اور [illegible] حیثیت سے [illegible] انسان [illegible] ہے [illegible] قدیم بھی ہے اور حادث بھی [illegible] قدیم اور حادث [illegible] قدامت [illegible] اور حادث کے حدوث [illegible] ۔

۳۔ ایک جماعت کا عقیدہ ہے [illegible] مسیح کی شکل میں [illegible]

۴۔ بعض [illegible] جیسے [illegible] کے ساتھ [illegible] دونوں ایک [illegible] ہوتے ہیں اسی طرح [illegible] قدیم اور حادث [illegible] جیسے [illegible] ہو جاتا ہے ۔

[illegible] ان میں سے کوئی بات [illegible] ہے [illegible] ایک چیز [illegible] تمام مخلوقات کے [illegible] تثلیث کے عقیدہ پر [illegible] متفق ہیں [illegible] ایک [illegible] کے لیے عیسائیت کے [illegible] اور [illegible] تثلیث [illegible] ہندوستان کی تاریخ میں [illegible] برہما، وشنو، شیو کی عبادت کی جاتی ہے [illegible] ایک [illegible] قدیم [illegible] مقدس [illegible]

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ

ہرگز عار نہ سمجھے گا مسیح علیہ السلام کہ وہ ہو بندہ اللہ کا اور نہ ہی مقرب فرشتے

الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ

اور جو عار سمجھے اس کی بندگی سے اور وہ تکبر کرے تو اللہ جلدی جمع کرے گا

اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ

ان سب کو اپنے پاس پھر جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا انہیں

سے حل کر تعبیر کیا ان کے اعتقاد میں اقنوم ثانی کو کلمہ، بیٹا دوسرا اور اللہ کا اکلوتا بیٹا کہا جاتا ہے جیسے اب عیسائی کہتے ہیں اللہ اور روح ہیں، اور وہ تینوں ہی ایک ہیں۔ (اس) کی پرستش کی جاتی تھی جو تثلیث تھی جن کے نام یہ تھے ... حضرت ... حضرت کو وہ بھی ابن اللہ کہتے تھے اور خود یورپ میں مسیحیت سے پہلے تثلیث ... ایک ہے خدا کے قائل ... تھیں۔ اور روم کے ... بھی تثلیث کے قائل تھے ... ان حالات کے بعد یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ جب عیسائیت مشرق وسطیٰ سے یورپ پہنچی اور قسطنطین شاہ روم نے اسے قبول کیا تو وہی تثلیث یورپ کے عقیدہ میں ... ہی مستقل ... کر لیا ... اور ... حقیقت کی ... اب بھی ... رہی ہے ... اور اس ... ان آلائشوں سے پاک ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔

هذه هي الحياة الابدية ان يعرفوك انت الاله الحقيقي وحدك ويسوع المسيح الذي ارسلته۔ (انجیل یوحنا)

ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔

انجیل یوحنا باب ۔

۲۵۶ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعتراف اور اپنے بندہ ہونے کا اعتراف باعث عار نہیں وہ علانیہ اس کا اظہار کریں۔ اور حقیقۃً یہی انسان کی سب سے بڑی سعادت ہے کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانے اس کی بندگی کا طوق ڈال کر اس کی جناب میں حاضر ہو۔ حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج کی رات مقام قرب کی انتہا تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا بم اشرفک یا محمد۔ اے محبوب کس شئ میں ...

اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا

ان کے اجر اور زیادہ بھی دے گا ان کو اپنے فضل سے لیکن جنہوں نے عار کی (بندہ بننے) کو

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ

اور تکبر کیا تو عذاب دے گا انہیں دردناک عذاب اور نہ پائیں گے اپنے لیے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ

اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ کوئی مددگار اے لوگو آ چکی ہے تمہارے

بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

پاس ایک روشن دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہم نے اتارا تمہاری طرف نور روشن تو جو لوگ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ

ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور مضبوطی سے پکڑ لیا اسے تو اللہ تعالیٰ عنقریب داخل کرے گا انہیں اپنی رحمت

وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ

اور فضل میں اور پہنچائے گا انہیں اپنی طرف سے جانے والی سیدھی راہ پر آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ

آپ فرمائیے اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے تمہیں کلالہ کے بارے میں اگر کوئی ایسا آدمی فوت ہو جائے جس کی کوئی اولاد

جب کسی اور صیغے سے متعرف نہ ہو تو حضور کے حق کی بنسبت الیٰ بالعبودیۃ ہے پر بندہ ہونے کا شرف ملا تو شاید یہی حکمت ہے کہ جس آیت میں معراج کا ذکر ہے وہاں حضور کے متعلق عبدہ کا لفظ ذکر ہے۔ استنکاف اور استکبار: استنکف من کذا، امتنع نعمۃ وحمیۃ و استکبر و حمید، یعنی عار کرنا، اور ... کسی چیز سے رک جانا۔

الکلالۃ: سے کہتے ہیں جس کے والدین بھی زندہ نہ ہوں اور اولاد لڑکی یا لڑکا بھی کوئی نہ ہو

وَلَهُۥٓ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ إِن لَّمْ يَكُن

اور اس کی ایک بہن ہو تو بہن کا نصف حصہ ہے اس کے ترکہ سے ٢٦٠ اور وہ وارث ہوگا اپنی بہن کا اگر نہ ہو اس بہن

لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا ٱثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا ٱلثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن

کی کوئی اولاد۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں ٢٦١ تو ان دونوں کو دو تہائی ملے گا اس سے جو اس نے چھوڑا اور اگر

كَانُوٓا۟ إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلْأُنثَيَيْنِ ۗ

وارث ہوں بہن بھائی مرد بھی اور عورتیں بھی ٢٦٢ تو مرد (بھائی) کا حصہ دو عورتوں (بہنوں) کے حصہ کے برابر ہے

يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا۟ ۗ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌۢ (١٧٦)

صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے ٢٦٣ تاکہ تم بہک نہ جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ٢٦٤

٢٦٠ وہ بہن جو صرف ماں کی طرف سے ہو اس کا حکم پہلے گزر چکا یعنی بہن سے مراد سگی اور باپ کی طرف سے جو بہن ہو جس کا ذکر ہو رہا ہے ایسی بہن کو نصف ترکہ ملے گا اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ ہو جیسے چچا یا چچازاد بھائی وغیرہ تو اس کو ملے گا۔ ورنہ یہ نصف بھی بہن کی طرف لوٹ آئے گا۔

٢٦١ اور بقیہ ثلث عصبہ کو ملے گا اور اگر عصبہ کوئی نہ ہو تو پھر یہ بھی ان کو ملے گا دو یا دو سے زیادہ بہنوں کا یہی حکم ہے۔

٢٦٢ اگر کلالہ کے وارثوں میں بھائی اور بہنیں دونوں ہوں تو بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا

٢٦٣ احکام میراث کو اتنی وضاحت اور تفصیل سے بیان کرنے کی غرض بتا دی کہ تم اپنی خواہشات سے مستحقوں کو محروم کر کے کہیں گمراہ نہ ہو جاؤ

٢٦٤ یہ قانون کسی ایسے قانون ساز کی تخلیق نہیں جس کی معلومات ادھوری اور ناقص ہوں۔ بلکہ یہ قانون تو اس ذات علیم کا مقرر کردہ ہے جو ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے

WWW NAFSEISLAM COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف سورۃ المائدہ

اس سورۂ پاک کا نام المائدہ ہے اور یہ مدنی ہے کیونکہ ہجرت کے بعد جو سورتیں نازل ہوئیں خواہ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہوں یا مدینہ طیبہ سے باہر حالت سفر میں یا جہاد کے ایام میں حتیٰ کہ مکہ مکرمہ میں سب کو مدنی کہا جاتا ہے۔ اس کی ایک سو بیس آیات اور سولہ رکوع ہیں۔ اس کے حروف کی تعداد ۱۲۴۶۴ ہے۔

اس سورۃ کی فقط ایک آیت الیوم اکملت لکم کے متعلق تو یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو نازل ہوئی۔ باقی آیات کی تاریخ نزول کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن مختلف روایات میں غور و فکر کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ اس کا نزول صلح حدیبیہ کے وقت سے شروع ہوا اور حجۃ الوداع کے موقع پر اس کا اختتام ہوا۔

یہ چند سال اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ مدینہ کے اُفق پر خطرات کے جو بادل ہر وقت منڈلایا کرتے تھے وہ آہستہ آہستہ ناپید ہو رہے تھے کفار پر یہ حقیقت عیاں ہو چکی تھی کہ اسلام ایک قوت ہے جس کو مٹانا ان کے بس کی بات نہیں۔ یہودیوں کا زور بھی اب ٹوٹ چکا تھا۔ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں ان کی سب بستیاں گڑھیاں اور قلعے مسلمانوں کے تصرف میں تھے۔ غرضیکہ مظلومیت کی طویل و تاریک رات ختم ہو رہی تھی اور آفتاب اقبال طلوع ہو رہا تھا۔ ان بدلے ہوئے حالات میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ قرآن حکیم نے مسلمانوں کو کیا ہدایات فرمائیں۔

۱۔ اس سورۃ کا آغاز تربیت اخلاق سے ہو رہا ہے اس لیے پہلے اسی عنوان پر غور کریں۔ اس سورۃ میں مختلف اقسام کے اخلاقی سبق دیئے گئے ہیں جن کا تعلق جس طرح ایک قوم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے ہے اسی طرح ان کا تعلق بین الاقوامی معاملات اور تعلقات سے بھی ہے۔ سب سے پہلے یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ جو وعدہ کرو اس کو پورا کرو خواہ یہ وعدہ کسی کاروبار کے متعلق ہو اپنے حلیفوں سے ہو یا حریفوں سے ہو اور خواہ اپنے رب ذوالجلال والعلیٰ سے ہو۔ آج کل کی متمدن قومیں یہ درست ہے کہ اپنے انفرادی وعدوں کی کسی حد تک پابندی کرتی ہیں لیکن سیاسی ملکی میں اپنے وعدوں کی جو گت بنایا کرتی ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ مسلمانوں کا رب انہیں حکم دیتا ہے کہ جو وعدہ کرو اسے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آقاؤں کی ظاہری غلامی کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] زمین پر گر پڑیں [illegible]

[illegible] ہو گئے تھے جس کی صحت [illegible]

[illegible]

[illegible] تممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام [illegible]

ہوگا۔ اللہ ربّ السموات والارض کی ساری نوری مخلوقات اس کے حبیب، اس کے رسول، اس کے صفی اور اس کے عبدہٗ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود وسلام کے پھول نثار کر رہی ہوگی۔

فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین

بجاہ سیدی ومولائی وحبیبی محمد الامین وآلہ الطیبین آمین آمین یارب العالمین۔

سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ [illegible]

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ

[illegible]

الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إن الله يحكم ما يريد يايها الذين امنوا لا تحلوا شعائر

[illegible]

الله ولا الشهر الحرام ولا الهدى ولا القلائد ولا امين

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا

[illegible]

حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ

[illegible]

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

التَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

[illegible]

اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَ

[illegible]

لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ

[illegible]

وَالْمُتَرَدِّیَةُ وَالنَّطِیْحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ ۫ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible] منخنقہ [illegible] موقوذہ [illegible] متردیہ [illegible] نطیحہ [illegible]

مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ

[illegible]

الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ

آج مایوس ہو گئے ہیں کفار تمہارے دین (کو مٹانے) سے تو ان سے نہ ڈرو اور

اخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

ڈرو مجھ سے آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ

اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پس جو لاچار ہو جائے بھوک میں درآں حالیکہ نہ

یعنی [illegible] اور اسے برداشت کرنے کے لیے [illegible] ان کی قوت ٹوٹ چکی ہے اب وہ مقابلہ کی ہمت نہیں کر سکتے۔ اب اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے کسی حکم کی تعمیل میں پس و پیش نہ کیا کرو۔

جیسے پہلے عرض کیا جا چکا ہے یہ آیت ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری بمقام عرفات بروز جمعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس میں بتایا گیا کہ جس دین کا داعی بنا کر آپ کو بھیجا گیا تھا آج وہ ظاہری و باطنی، صوری اور معنوی ہر لحاظ سے پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ [illegible] نیز وہ اعتقادات جن پر ہماری نجات کا انحصار ہے وہ مکمل طور پر بتا دیئے گئے شریعت کا قانون اور وہ بنیادی اصول بتا دیئے گئے کہ جن کی روشنی میں قیامت تک پیش آنے والے حوادث میں قیاس سے ان کے احکام ثابت ہو سکیں گے۔ [illegible] کی مدد سے ہر مشکل کا حل اور ہر جدید مسئلہ کا جواب معلوم کر سکے۔

یعنی قرآن جیسی کتاب ہدایت، محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء جیسا رسول اور ہادی عطا فرمایا۔ ہدایت کی دولت پیش کر دی اور اسے سمجھنے اور اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ جہاں کفر و شرک کی ظلمت تھی وہاں آج اسلام کا پرچم لہرا رہا ہے۔ جہاں لات و ہبل کی پوجا ہوا کرتی تھی وہاں اللہ وحدہ لاشریک کے حضور پیشانیاں جھک رہی ہیں۔

دین اسلام جو تمام سابقہ انبیاء اور رسل کا دین تھا وہی دین ہمیشہ کے لیے تمہارے لیے پسند کر لیا گیا ہے اب اس میں کسی ترمیم و تنسیخ کی گنجائش نہیں۔ یہ آیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی واضح دلیل ہے کیونکہ جب دین مکمل ہو چکا اس کے احکام میں رد و بدل کی گنجائش نہ رہی تو پھر کسی نئے نبی کے آنے کی بھی ضرورت نہ رہی۔

مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

[illegible] گناہ کی طرف نہ جھکے تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم والا ہے ف١٢ وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا

أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ

حلال کیا گیا ہے ان کے لیے ف١٣ فرما دیجئے حلال کی گئیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں ف١٤ اور شکاری جانور جن کو تم نے سدھایا

مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ

شکار کرنے والے ف١٥ سکھاتے ہو تم ان کو اس میں سے جو سکھایا ہے تمہیں اللہ نے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ روک رکھیں

عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

تمہارے لیے اور ذکر کرو اللہ کا نام اس جانور پر اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ تعالیٰ

ف١٢ مذکورہ چیزوں کو حرام کرنے کے بعد ارشاد ہوا کہ اگر کوئی شخص ایسی حالت میں ہو کہ بھوک کے سبب جان جاتی ہو اور اس کے علاوہ اور کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس نے اگر اپنی جان بچانے کے لیے بقدر ضرورت ان میں سے کوئی چیز کھا لی تو اس سے بازپرس نہ ہو گی۔

ف١٣ جب حرام چیزوں کا ذکر ہو چکا تو بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ تو معلوم ہو گیا کہ یہ چیزیں حرام ہیں اب یہ بتائیے کہ حلال کون کون سی چیزیں ہیں۔ تو جواب دیا گیا کہ سب طیب و پاکیزہ چیزیں حلال ہیں کیونکہ حلال کا دائرہ بہت وسیع تھا اور ان کا فردًا فردًا ذکر کرنے میں دشواری تھی اس لیے ایک ضابطے کے تحت بیان فرما دیا۔ اب رہا یہ کہ طیبات کس کو کہتے ہیں تو اس کے متعلق علماء نے فرمایا جسے سلیم طبیعت پسند کرے اور حضور کی حدیث سے اس کی وضاحت ہو گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل ذی ناب من السباع و کل ذی مخلب من الطیر یعنی حضور ﷺ نے ہر دانت والے درندہ اور ہر پنجے سے پکڑ کر کھانے والے پرندہ کو حرام فرمایا

ف١٤ عدی بن حاتم اور زید بن مہلہل نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کتے اور باز کے ذریعہ شکار کرتے ہیں کیا وہ ہمارے لیے حلال ہے؟ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی شکاری درندوں اور شکاری پرندوں کا ایک ہی حکم ہے۔

ف١٥ آیت سے جو مسئلہ واضح ہوتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے کتے، شکرے وغیرہ کو شکاری جانور سکھا کر چھوڑا تو اس کا شکار چند شرطوں سے حلال ہے۔

سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَٰتُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِينَ

بہت تیز ہے حساب لینے میں ۔ آج حلال کردی گئیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں اور کھانا اُن لوگوں کا جنھیں

أُوتُوا الْكِتَٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنَٰتُ

دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لیے ف اور تمہارا کھانا حلال ہے ان کے لیے اور حلال ہیں پاک دامن

مِنَ الْمُؤْمِنَٰتِ وَالْمُحْصَنَٰتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ مِن

مومن عورتیں ف اور پاک دامن عورتیں اُن لوگوں کی جنھیں دی گئی کتاب تم سے

۱۔ شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو۔

۲۔ اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو۔

۳۔ شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔

۴۔ اگر شکاری کے پاس شکار زندہ پہنچا ہو تو اسے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ تیر سے شکار کرنے کا بھی یہی حکم ہے (خزائن العرفان حضرت صدرالافاضل مرادآبادی قدس سرہ العزیز)

ف یہاں طعام سے مراد وہ جانور ہیں جنھیں ذبح کیا جاتا ہے یعنی وہ جانور جسے کسی یہودی و نصرانی نے ذبح کیا ہو اُس کا کھانا مسلمان کے لیے حلال ہے، گر ذبح کے وقت انھوں نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو پھر تو سب اہل اسلام کے حلال ہونے پر متفق ہیں لیکن اگر وہ عزیر اور مسیح علیہما السلام کا نام لے کر ذبح کریں تو پھر کیا حکم ہے۔ اس کے متعلق جو تحریر قرآنی ہے جسے صاحب روح المعانی نے حسنؒ سے نقل کیا ہے کہ اگر تو خود سنے کہ اس نے غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہے تو اُسے نہ کھا اور اگر تیرے روبرو نہیں تو پھر حلال ہے۔ وقال الحسن اذا ذبح الیھودی والنصرانی فذکر اسم غیر اللہ تعالیٰ وانت تسمع فلا تاکل فاذا غاب عنک فکل فقد احل اللہ لک ذلک (روح المعانی) وقالت طائفۃ اذا سمعت الکتابی یسمی غیر اسم اللہ عزوجل فلا تاکل وقال بھذا من الصحابۃ علی وعائشۃ وابن عمر وھو قول طاؤس والحسن (قرطبی)

ف محصنت کا معنی ہے پاک دامن۔ یہاں مسلمانوں کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ اگر تم شادی کرنا چاہو تو حسن و دولت کی وجہ سے شادی نہ کرو بلکہ عصمت و پاکدامنی کے زیور سے جو عورت مزین ہو اس کے ساتھ شادی کرو۔ یہی ایک ایسی خوبی ہے جس پر گھر کی عمارت اٹھائی جائے گی وہ زندگی میں پیش آنے والے سب حادثات اور طوفانوں کا مقابلہ کر سکے گی۔

مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ

[illegible]

وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۗ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

[illegible]

عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اس کا عمل اور وہ آخرت میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ

[illegible]

كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا

آئے کوئی تم میں سے قضاء حاجت کے بعد یا صحبت کی ہو تم نے عورتوں سے پھر نہ پاؤ تم

مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ

پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے پس مسح کرو اپنے چہروں اور ہاتھوں کا

مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ

اس سے نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ کہ کرے تم پر کچھ تنگی لیکن وہ چاہتا ہے

لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ

کہ پاک کر دے تمہیں اور پوری کر دے اپنی نعمت تم پر تاکہ تم شکر ادا کرو

۱؎ یہ قرآن کا ایک بنیادی اصول ہے جس پر اسلامی شریعت کا قصر رفیع تعمیر ہوا ہے۔ ان احکام پر بھی نگاہ ڈالیے حدث صغر و اکبر دونوں کے لیے غسل فرض نہیں کیا کیونکہ حدث کا وقوع عام ہے اور اس میں دشواری ہے۔ جنابت جو کبھی کبھی واقع ہوتی ہے اس کے لیے غسل کو لازمی قرار دیا گیا کیونکہ صفائی اور اعصاب کی تازگی و صحت کی درستی کا یہی سب سے بہتر اور آسان کوئی علاج نہیں۔ اس پر بھی پانی نہ ملے یا پانی کے استعمال سے بیماری کے بڑھنے کا خدشہ ہو تو تیمم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ تفصیل میں جائیے تو ان حدود کے لیے حاجت پر رعایت، آسانی، سہولت کا ہر جگہ خیال رکھا گیا ہے۔ قدرت کا مقصد اس آیت کریمہ سے جیسے مولانا احمد رضا نے حرجیات کا استعمال فرمایا ہے ذوقِ سلامی کے رکھنے والوں سے مخفی نہیں۔

۲؎ احکام اسلامیہ کی اصل روح تو عبودیت ہے یعنی ہم ان کو اس لیے بجا لاتے ہیں کہ یہ احکام خداوندی ہیں اور خدا کا حکم ماننے کے بعد عقل کی مصلحت کا کوئی دخل ہے لیکن قرآن کریم جا بجا ان کے ظاہری فوائد اور عملی منافع کو بیان فرما کر اس طرف بھی ہماری توجہ مبذول کرا دیتا ہے کہ ان احکام میں سراسر تمہاری بہبودی اور بہتری کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یہاں بھی شارع علیہ السلام نے وضو اور غسل و تیمم سے مقصود ظاہری پاکیزگی اور طہارت ہے۔ اسلام نے روحانی طہارت کے لیے جسمانی پاکیزگی کو جتنا ضروری قرار دیا ہے وہ ظاہر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج ہمارے مسلمان اور گندگی میں اپنی مثال آپ ہیں۔

اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ

یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اور اس کے وعدہ کو جو اس نے پختہ لیا تھا تم سے

إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

جب کہا تھا تم نے ہم نے سنا اور مانا اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو بھید

الصُّدُورِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ

دلوں میں ہے اے ایمان والو ہو جاؤ [illegible] اللہ کے لیے گواہی دیتے

بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ

انصاف کے ساتھ اور ہرگز نہ ابھارے تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر کہ تم عدل نہ کرو

۲۴ ہر مسلمان جب دین اسلام کو قبول کرتا ہے تو وہ پہلے اقرار کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا اور اسلام کی سربلندی کے لیے کسی جانی و مالی قربانی سے دریغ نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو یاد کرا رہے ہیں کہ دیکھو تمہارے رب نے کتنا احسان فرمایا، تمہیں ہدایت کا راستہ دکھایا اور اس پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائی۔ اس نعمت کو اور اپنی اطاعت کے وعدہ کو ہمیشہ یاد رکھو۔ اور اس یقین کے ساتھ ڈرتے رہو کہ تمہاری کوئی بات تمہارے بھید اور بھید والی رب سے پوشیدہ نہیں۔

۲۵ بعینہٖ یہی مضمون سورۂ نساء میں گزر چکا ہے وہاں اس کی تحقیق ملاحظہ فرمالی جائے (سورۂ النساء آیت ۱۳۵) [illegible] کے دوبارہ [illegible] کی وجہ یہ ہے کہ فتح ہونے والا ہے، مسلمانوں کے جانی دشمن کے بعد خود اور بے یارومددگار ان کے سامنے پیش ہونے والے ہیں۔ [illegible] اسلام کے علم بردار جوش [illegible] میں ان پر زیادتی کرنے لگیں اس لیے انہیں وقت سے پہلے ہی تنبیہ فرما دی کہ [illegible] کی اطاعت میں تساہل نہ برتیں [illegible] کے ہر حکم کی اطاعت کے بے حد [illegible] سے [illegible] جائیں۔ کفار مسلمانوں کے شہیدوں کے ناک کان کاٹ کر مثلہ کر دیا کرتے تھے مسلمان [illegible] کے قتل سے بھی [illegible] تھے مسلمانوں کو ایسی ظالمانہ حرکتوں سے روک دیا گیا

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ

عدل ہی کیا کرو یہی زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے بے شک اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جو کچھ تم کرتے ہو وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ

ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ

وہی لوگ دوزخی ہیں اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ

نعمت جو تم پر ہوئی ہے ۲۶ جب قصد کیا ایک قوم نے کہ دراز کریں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا

ف۲۴ یہ کیسی کرامت ہے! قرآن مسلمانوں کے پاس آ رہا تھا اس میں بیسیوں نہایت واضح طور پر حکم دیا کہ خبردار کسی قیمت پر انصاف کا دامن تمہارے ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ اور حق یہ ہے کہ کوئی قوم حکومت و سلطنت کے تخت کی مستحق اس وقت تک ہی رہتی ہے جب تک وہ صفت عدل سے متصف ہو۔ جس قوم نے ظلم پر کمر باندھی آج نہیں تو کل ضرور اس نعمت سے محروم کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسلامی مملکت کے باسیوں کو اسی لیے نہایت واضح طور پر اور پر زور طریقے سے عدل کی ہدایت فرمائی۔

ف۲۵ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے عذاب سے بچنے کا یہی راستہ ہے کہ انسان عدل و انصاف کو اپنا شعار بنائے رکھے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ جب کفار کے ساتھ عدل کرنے کا یہ تاکیدی حکم ہے تو مسلمانوں کے ساتھ عدل کرنے کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔

ف۲۶ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ یہود بنی نضیر کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں فرمایا کہ ہمارے ایک آدمی نے دو آدمیوں کو غلط فہمی سے قتل کر دیا ہے ان کے وارث دیت کا مطالبہ کرتے ہیں اس لیے تم لوگ حسب معاہدہ ان کی دیت میں اپنا حصہ دو۔ انہوں نے کہا آپ بیٹھیں کچھ کھا پی لیں ہم تفصیل پر غور کریں گے۔ حضور کو

أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

[illegible]

وَلَقَدْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَآءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ

[illegible]

اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللّٰهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ

[illegible]

وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ

[illegible]

اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم ولادخلنکم

اللہ کو قرض حسنہ تو میں ضرور دور کر دوں گا تم سے تمہارے گناہ اور ضرور داخل کروں گا تمہیں

جنت تجری من تحتھا الانھر فمن کفر بعد ذلک منکم

باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں تو جس نے کفر کیا اس کے بعد تم میں سے

فقد ضل سواء السبیل ﴿۱۲﴾ فبما نقضھم میثاقھم

تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے تو بوجہ ان کی عہد شکنی کے ہم نے

لعنھم وجعلنا قلوبھم قسیۃ یحرفون الکلم عن

اپنی رحمت سے الگ کر دیا اور کر دیا ان کے دلوں کو سخت ف۳۵ وہ بدل دیتے ہیں اللہ کے کلام کو اس کی

جنت ہوگی جس میں بہار بے خزاں ہے۔ جہاں راحت لازوال ہے رنج و غم کا گزر نہیں۔ کسی محسن کی اس قرض کے لیے اس سے زیادہ خوشگوار اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔

ف۳۵ با سببیت کے لیے ہے۔ اور لعنت خداوندی کا اطلاق رحمت و قرب سے دور کرنے کے لیے ہے۔ لعنت کا معنی ہے اور رحمت سے دور ہٹا دینا واللعن الابعاد والطرد من رحمۃ۔ اس حقیقت کو اگر سامنے رکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی پر پھٹکار اور ذلت و رسوائی کا عذاب بلا وجہ نہیں ہوتا بلکہ انسان کی اپنی کوتاہیاں اور نافرمانیاں اس کا سبب بنتی ہیں۔ قیامت کے دن جو سزا ملے گی وہ تو ملے گی لیکن مسلسل سرکشی اور پیہم نافرمانی کی سزا اس دنیا میں یہ بھی ملتی ہے کہ وہ ابدی محروم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان کی اچھی صلاحیتیں مرجھا جاتی ہیں اور دل سخت ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقت کو بار بار منکشف کرنے سے یہی اس آیت کی تفسیر ہی مطلوب نہیں بلکہ ان قوموں کو عبرت دلانا بھی مقصود ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بھی ان کی طرح اپنی صلاحیتیں ضائع کر بیٹھو تمہارے کان بھی حق سننے سے بہرے ہو جائیں۔ تمہاری آنکھیں بھی ہدایت کی روشنی دیکھنے سے محروم ہو جائیں۔ جیسے یہود کی مسلسل نافرمانیوں کے باعث ان کو رحمت سے دور ہٹا دیے جانے کے باعث ان کے دل بھی ایسے سخت ہو گئے ہیں کہ کوئی پند و نصیحت اور کوئی سرزنش سود مند ثابت نہ ہوئی قرآن جیسی دل ہلا دینے والی کتاب بھی ان کے دلوں میں حرکت ہی اور جذبہ پیدا نہ کر سکی۔ کہیں خدانخواستہ ہم لوگ بھی اسی طرح کی بے حسی کے گرداب میں تو پھنسے ہوئے نہیں ہیں۔

مَوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ

جگہوں سے ف۳۲ اور بھول گئے بڑا حصہ جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی اور ہمیشہ آپ آگاہ ہوتے

عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ

رہیں گے ان کی کسی نہ کسی خیانت پر ف۳۴ سوائے چند آدمیوں کے ان میں سے ف۳۵ تو معاف فرمائیے انہیں اور درگزر کیجئے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰٓى

بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو ف۳۶ اور ان لوگوں سے جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں ف۳۷

ف۳۲ تحریف دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ الفاظ ہی بدل دیئے جائیں۔ اصل عبارت کچھ تھی اس کو نکال کر اور رکھ دی۔ دوسری یہ کہ الفاظ تو وہی رہیں لیکن ان کا مفہوم غلط بیان کر دیا جائے۔ یہودی اپنی اصلی کتاب میں دونوں طرح کی تحریف سے باز نہیں آتے تھے۔

ف۳۳ حصہ یعنی تعلیم کے لیے جو بھی ان کی کتاب کا بہت بڑا حصہ فراموش کر دیا۔ ان کے انبیاء نے حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا ارشاد فرمایا تھا اس کو انہوں نے بھلا دیا۔ حضور کی تعریف و توصیف سے ان کی کتابوں کے صفحات بھرے ہوئے تھے اس کو بھی فراموش کر دیا۔

ف۳۴ خائنۃ خیانت کے معنی میں مستعمل ہے۔ عربی لغت میں اسم فاعل بمعنی مصدر استعمال ہوتا ہے جیسے العافیۃ والعاقبۃ والمصیبۃ وھذا کثیر فی اللغۃ (قرطبی) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ صفت ہو۔ اور اس کا موصوف فرقۃ محذوف ہو۔ مقصد یہ ہے کہ خیانت اور غدر ان کی پرانی عادت ہے۔ آپ کے ساتھ انہوں نے دوستی کے جو معاہدے کیے ہوئے ہیں ان میں بھی وہ مخلص نہیں اور آپ ان کی غداری اور خیانت پر آگاہ ہوتے رہیں گے۔

ف۳۵ یعنی ان کی اکثریت تو خیانت سے باز نہیں آئے گی لیکن ان میں مخلصین کی ایسی جماعت بھی ہے جو سچے دل سے مسلمان ہو گئے ہیں جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ۔

ف۳۶ یعنی وہ شرارتیں کرتے رہیں آپ معاف کرتے رہیں۔ وہ آپ کے خلاف قتل کی سازشوں کے جال بنتے رہیں آپ انہیں معاف کرتے رہیں۔ وہ برا کام کریں اور آپ بھلا کام کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کو مکارم اخلاق کی کتنی بے نظیر تعلیم دی ہے۔ اسی لیے تو حضور نے فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی میرے رب نے میری تربیت کیسے بہت اچھے طریقہ سے فرمائی۔

ف۳۷ جس طرح یہود نے قول اطاعت کا وعدہ کر کے توڑ دیا اسی طرح جنہوں نے اپنے آپ کو نصاریٰ کہلوانے پر خوشی سے

لَقَدْ نَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ

[illegible]

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى۔

[illegible]

اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ

اللہ انہیں بتا دے گا جو کچھ کرتے تھے اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس تشریف لائے

رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ

ہمارے رسول کہ ظاہر فرماتے ہیں تمہارے لیے بہت سی وہ چیزیں جو تم چھپایا کرتے تھے کتاب سے

وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

اور درگزر فرماتے ہیں بہت سی باتوں سے بے شک تشریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ

ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعے اللہ [illegible] سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے انہیں

کی تصدیق میں اُن سے کہے گئے [illegible] ہو چکیں۔

ف یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت [illegible] اس کی دلیل ہے باوجود اُمّی ہونے کے آپ توریت اور انجیل کے ایسے مسائل [illegible] علماء یہود [illegible] ہمیشہ سے چھپاتے ہوتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے [illegible] تمہاری [illegible] نہیں [illegible] کوئی [illegible] مصلحت [illegible] تمہاری [illegible] انہیں [illegible] کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اُن سے اغماض فرماتا ہے۔

ف [illegible] محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] الحق و ظہورہ [illegible] ذات پاک [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حضور [illegible] آنکھوں کو روشن کرتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] محبوب [illegible] جب اللہ تعالیٰ [illegible] محبوب [illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہے [illegible] درست [illegible] ہدایت [illegible] ہے

ف [illegible] سے اللہ تعالیٰ

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ

[illegible]

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ

[illegible]

[illegible]

مَرْيَمَؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ

مریم ہی ہے ف۵ اے حبیب آپ فرما دیجئے کس کی قدرت ہے اللہ کے حکم سے کوئی چیز ٹال سکے یعنی اگر ارادہ فرمائے کہ ہلاک

الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًاؕ وَلِلّٰهِ

کر دے مسیح ابن مریم کو اور ان کی ماں کو اور جو کوئی بھی زمین میں ہے سب کو تو کون روک سکتا ہے اور اللہ

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَاؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُؕ وَاللّٰهُ

ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے ف۶ اور اللہ

عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ

ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے اور کہا یہود اور نصاریٰ نے کہ ہم

ف۵ عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث پر مفصل بحث سورہ النساء میں گزر چکی ہے۔ تثلیث کے عنوان پر انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی یہ عبارت مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔

"THE CHRISTIAN DOCTRINE OF THE TRINITY CAN BE BEST EXPRESSED IN THE WORDS, THE FATHER IS GOD, THE SON IS GOD AND THE HOLY GHOST IS GOD, AND YET THEY ARE NOT THREE GODS BUT ONE GOD"

ENCY' BRITTANICA 479 VOLUME 22

"مسیحیت کے عقیدہ تثلیث کو نہایت عمدگی سے اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔ باپ بھی خدا ہے بیٹا بھی خدا ہے اور روح القدس بھی خدا ہے۔ بایں ہمہ وہ تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے" یہ عقدہ سمجھنے کا

ف۶ یہاں سے حضرت عیسیٰ کے الٰہ (خدا) ہونے کے عقیدہ کا ابطال کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو وہ ہے کہ اگر وہ حضرت مسیح، ان کی والدہ بلکہ سب مخلوق کو آن واحد میں موت کی نیند سلانا چاہے تو کوئی دم نہ مار سکے۔ حضرت مسیح تو اپنی والدہ کی جان نہ بچا سکے اور جب ان کا مقررہ وقت آئے گا تو وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے موت کے پیغام کو قبول کریں گے۔ جب ان کی یہ حالت ہے تو وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ یملک کا معنی قدرت رکھنا ہے یہ مثال بھی یقال و من تو بھو ملکت علی فلان امرہ ای اقتدرت علیہ (قرطبی)

ف۷ ماں باپ کے ذریعے، ماں باپ دونوں کے بغیر اور باپ کے بغیر یہ سب اُسی کی قدرت سے پیدا کی

أَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبّٰٓؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ

[illegible]

بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ

[illegible]

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

[illegible]

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ

[illegible]

فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

[illegible]

قَدِيرٌ ۝ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ

[illegible]

عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ

جو آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا ف اے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ

ف جو اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے اور پیچھے نہ پلٹو

[illegible] نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی روایت کیا ہے جس کے پاس [illegible] عورت کے لیے [illegible] وہ بادشاہ ہے۔

ف جیسے [illegible] حکومت [illegible] ایسی نعمتیں [illegible] کسی دوسری قوم کو نصیب نہیں ہوئیں۔

ف اس [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] چھوڑ کر [illegible] شریعت [illegible] شام میں آپ کو [illegible] جب [illegible] وہ [illegible] بڑے [illegible] قد و قامت، ان کی قوت و شوکت [illegible] ان کے [illegible]

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝٢١ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ

ورنہ تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے کہنے لگے اے موسیٰ اس میں تو بڑی زبردست قوم رہتی ہے

وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا

اور ہم ہرگز داخل نہ ہوں گے اس میں جب تک وہ نکل نہ جائیں وہاں سے اور اگر وہ نکل جائیں اس سے

فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝٢٢ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

تو ہم ضرور داخل ہو جائیں گے اس وقت کہا دو آدمیوں نے جو ڈرنے والوں میں سے تھے انعام کیا تھا اللہ نے

عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ

کہ داخل ہو جاؤ ان پر دروازے میں اور جب تم داخل ہو گے اس میں تو یقیناً تم

غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٢٣ قَالُوْا

غالب آ جاؤ گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر ہو تم ایمان دار کہنے لگے

يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ

اے موسیٰ ہم تو ہرگز داخل نہ ہوں گے اس میں کبھی بھی جب تک وہ رہیں اس میں پس جاؤ تم

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝٢٤ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ

اور تیرا رب پس تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب میں نہیں اختیار رکھتا

اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝٢٥

بجز اپنی ذات کے اور اپنے بھائی کے پس جدائی ڈال دے ہمارے درمیان اور اس نافرمان قوم کے درمیان

اسی قوم کو عطا فرمائی جاتی ہے جو اس کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے کے لیے تیار ہو۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِى

[illegible]

الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

[illegible]

نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا

[illegible]

وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بنی اسرائیل کی مصر سے ہجرت اور صحرائے سینا میں صحرانوردی

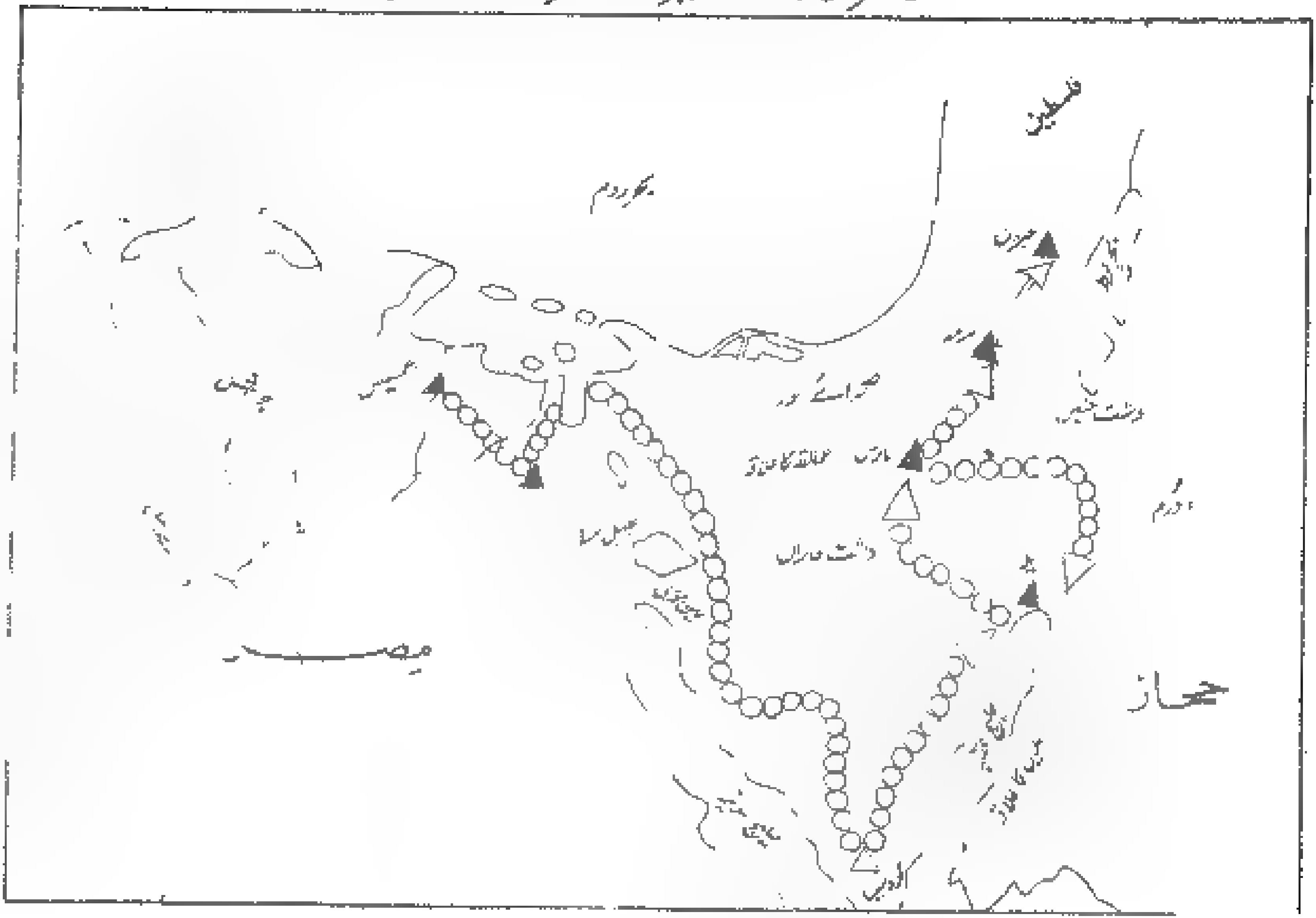
فلسطین
بحر روم
حبرون
صحرائے شور
دشت فاران
عمالقہ کا علاقہ
ادوم
جبل سینا
حجاز
مصر
جشن
رعمسیس

اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ

قبول فرماتا ہے اللہ صرف پرہیزگاروں سے ۲۸ اگر تو بڑھائے گا میری طرف اپنا ہاتھ تاکہ تو قتل کرے مجھے تو نہیں

اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

میں بڑھانے والا اپنا ہاتھ تیری طرف تاکہ قتل کروں تجھے بے شک میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو مالک ہے

الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ

سارے جہانوں کا ۲۹ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تو لے جائے میرا گناہ اور اپنا گناہ تاکہ تو ہو جائے

مجھے تسکین نہیں ہو سکتی۔

۶۲ ہابیل نے قابیل کی دھمکی کا جواب دیا کہ بھائی اس میں میرا کیا قصور ہے۔ اللہ کے ہاں تو اسی کا نذرانہ قبول کیا جاتا ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو۔ گویا ہابیل نے اُسے تنبیہ کی کہ تم اپنی سابقہ زندگی میں اپنے رب کے نافرمان اور سرکش رہے ہو جس کے باعث تمہیں یہ دن دیکھنا پڑا تو اب گزشتہ کرتوتوں پر اشک ندامت بہاؤ۔ دل سے توبہ کرو اور آئندہ تقویٰ کی راہ پر گامزن ہو۔ رحمت خداوندی تمہاری قربانی بھی قبول کرے گی لیکن انسان کی یہ دیرینہ عادت ہے کہ وہ ایک غلطی پر دوسری شدید غلطی سے پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ یہی کچھ قابیل نے کیا۔ بجائے اس کے کہ [illegible] اس سے بھی سنگین گناہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ قابیل کے لیے امان اور سلامتی کا راستہ تو یہی تھا جس کی طرف اس کے بھائی نے اس کی رہنمائی کی تھی لیکن وہ اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔

۶۳ ہابیل نے جب دیکھا کہ قابیل میرے قتل کا تہیہ کر چکا ہے اور کسی طرح باز نہیں آتا تو اس نے کہا قابیل! اگر تم مجھے قتل کرنے کے لیے دست درازی کرو گے تو بھی میں تمہیں قتل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قابیل جب قتل کرنے آیا تو ہابیل ظالم کے سامنے بکری کی طرح سر جھکا کر بیٹھ گئے اور اپنی حفاظت کے لیے کچھ نہ کیا نہیں بلکہ ہابیل کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ مجھے یقین ہے کہ تم میرے قتل کرنے پر تلے بیٹھے ہو پھر بھی میں پہل نہیں کروں گا۔ حضرت ابن عباس سے یہی معنی مروی ہے۔ قال ابن عباس ان المعنی لئن بسطت الی یدک علی سبیل الظلم والابتداء لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک علی وجه الظلم والابتداء [illegible] شریعت [illegible] [illegible] والاظهر وجوب دفع الصائل [illegible] [illegible] یعنی صحیح بات یہ ہے کہ پہلے وار [illegible] اور دفاع [illegible] حملے کے وقت [illegible] تفصیل کی [illegible] ہے۔

۶۴ اس کا معنی ہے [illegible] گناہ تو نے پہلے کیے ہیں ان کا بار تو تیرے سر پر ہے ہی اب میرے قتل کا

أَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۚ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ

[illegible]

قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ

[illegible]

غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ

[illegible]

قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَوْاَةَ اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ۛ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ

[illegible] اس وجہ سے [illegible]

كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ

[illegible] کہ جس نے قتل کیا کسی شخص کو [illegible] قصاص کے

اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا

[illegible] زمین میں [illegible] قتل کر دیا [illegible] سب لوگوں کو [illegible]

فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ

[illegible]

ف [illegible] کہتے ہیں کہ قابیل پہلا شخص ہے [illegible] قابیل [illegible] اس کی لاش [illegible] اللہ تعالیٰ نے ایک [illegible] یعنی جب قابیل نے [illegible] قتل کا دروازہ کھول دیا اور ایک [illegible] دوسرے لوگ بھی قتل کرنے لگے اور فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا تو بنی اسرائیل پر جو کتاب نازل ہوئی اس میں اس کی [illegible] صراحت کر دی گئی۔

ف [illegible] ایک شخص کے قتل سے [illegible] قتل [illegible] اس کا [illegible] جس نے ایک آدمی کو قتل کیا اس نے [illegible] تمام انسانوں کو [illegible] اس کے [illegible] قتل کی [illegible] کتاب کی [illegible] ومن [illegible] الناس [illegible]

ف تورات میں انہیں قتل ناحق سے [illegible] اس کے [illegible] رسول [illegible] کی صداقت کا [illegible] اعتراف [illegible] لیکن [illegible] اصلاح [illegible] قتل [illegible] پہلا [illegible]

ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ۔ إِنَّمَا

[illegible]

جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ

[illegible]

فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم

[illegible]

مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ

اور ان کے لیے آخرت میں [illegible]

أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ

ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ¹ اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم

[illegible] تو اس کی سزا مطلق ہو گی۔

ف۱ [illegible] وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں الوسيلة في الاصل ما يتوصل به الى الشيء و يتقرب به اليه، لسان العرب میں ہے جس چیز کے ذریعہ کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں۔ والوسيلة كل ما يتقرب به الى الغير۔ یہاں نیک اعمال، عبادات، پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا سب تقویٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں، اور مرشد کامل [illegible] [illegible] [illegible] حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے [illegible] اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد لیا ہے (القول الجمیل)۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسمٰعیل صاحب دہلوی [illegible] [illegible] صراط مستقیم [illegible] [illegible] یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سالکانِ راہِ حقیقت کے لیے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے [illegible] رہبر کے بغیر [illegible] دشوار ہے

مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نشد (رومی)

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے (اقبال)

ف۲ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے تقویٰ، تقلید کرنے، وسیلہ تلاش کرنے کے علاوہ [illegible] رہنمائی ضروری ہے [illegible] اور جہاد [illegible] سے بھی [illegible] [illegible] اسلامی [illegible] مشکلات سے [illegible] تب جا کر فلاح نصیب ہو گی

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را (اقبال)

تُفْلِحُونَ ۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

[illegible]

وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ

[illegible]

مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔ يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ

[illegible]

وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۔ وَالسَّارِقُ

[illegible] ہمیشہ [illegible]

[illegible]

ف [illegible] چوری [illegible]

[illegible]

[illegible] حفاظت کے لیے [illegible] اس کے علاوہ

اور بہت سی تفصیلات ہیں جن کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ

[illegible]

اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ

[illegible]

[illegible]

فَإِنَّ اللّٰهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ

تو بیشک اللہ تعالیٰ توجہ فرمائے گا اس پر بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ بلا شبہ

اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ

اللہ تعالیٰ کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور بخش دیتا ہے

لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يٰٓأَيُّهَا الرَّسُولُ

جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے اے رسول (مکرم)

لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوٓا

نہ غمگین کریں آپ کو وہ جو تیز رفتار ہیں کفر میں ان لوگوں سے جنہوں نے کہا

آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ

ہم ایمان لائے اپنے منہ سے حالانکہ نہیں ایمان لائے تھے ان کے دل اور ان لوگوں سے جو یہودی ہیں

[illegible]

ف یعنی جس نے چوری کی سزا تجویز کی ہے وہ عزیز بھی ہے یعنی سب پر غالب ہے اور حکیم بھی ہے یعنی اس کا حکم سیکڑوں حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہوا کرتا ہے۔ ان دو صفات کے ذکر سے معترضین کے تمام شکوک کا جواب بھی مل گیا۔

ف امام شافعی اور چند اور علماء کا خیال ہے کہ اگر چور گرفتار ہونے سے پہلے تائب ہو جائے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی لیکن جمہور علماء اور احناف کا یہی مذہب ہے کہ چوری کے بعد حد تو ضرور لگے گی لیکن اگر اس نے توبہ کی تو قیامت کا عذاب معاف کر دیا جائے گا اور توبہ کی صورت یہ ہے کہ اگر اس کے پاس چوری کا مال موجود ہو تو اس کے مالک کو واپس کرے نہیں تو اس کی قیمت ادا کرے اور اگر یہ دونوں نہیں کر سکتا تو پھر مالک سے معاف کرا لے۔

ف یہود کی جانب سے حضور کریم کو دلی آزردگی ہوا کرتی تھی حضور ان کو قدم قدم پر اسلام کی حقانیت کے ثبوت مہیا فرماتے لیکن وہ ہر بار الٹے پیچھے رہنے پر مصر رہتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ افسردہ نہ ہوں۔ یہ آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے ہیں اور نہ اسلام کی ترقی کو روکنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ صرف زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں ان کے دل ابھی تک کفر میں مبتلا ہیں۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ

[illegible]

الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

[illegible]

وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ

[illegible]

قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

[illegible]

عَظِيْمٌ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ

[illegible]

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۖ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ

[illegible]

اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ

[illegible]

التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۞ إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ

[illegible]

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ

[illegible]

وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا

[illegible]

قَلِيْلًا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

[illegible]

الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ

[illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَ

آنکھ کے بدلے آنکھ ، ناک کے بدلے ناک ، کان کے بدلے کان اور

السِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ

دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لیے قصاص تو جو شخص ۸۸ معاف کردے بدلا تو وہ

كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

بن جائے گی اس کے گناہوں کا ، اور جو فیصلہ نہ کرے اس کتاب کے مطابق جسے اتارا اللہ نے تو وہی لوگ ظالم

الظَّالِمُونَ ﴿٤٥﴾ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

ہیں اور ہم نے پیچھے بھیجا ان کے نقش قدم پر عیسیٰ بن مریم کو ۹۱

مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ

تصدیق کرنے والا جو اس کے سامنے موجود تھی یعنی تورات اور ہم نے دی اسے انجیل

انضمت الی الامتناع عن الحکم به ملابسة، بیضاوی۔ سچ تو یہ ہے کہ ان آیات کے بعد کسی مسلمان کے لیے کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ اپنے لیے اپنی قوم اور اپنی رعایا کے لیے ایسے قوانین تجویز کرے جو احکام خداوندی کے خلاف ہوں۔

۸۸ تورات میں طرح طرح کے ردوبدل کے باوجود آج بھی یہ حکم موجود ہے جو قرآن کی حقانیت کی تصدیق کرتا ہے اگر وہ اس صدمہ سے ہلاک ہو جائے تو تو جان کے بدلے میں جان لے اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ پاؤں کے بدلے پاؤں، جلانے کے بدلے جلانا، زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ (خروج ۲۱: ۲۳-۲۵)

۹۰ ظالم کے لیے عبرت ناک سزا تجویز فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ مظلوم کو عفو و درگزر کی تلقین کی۔ عدل و انصاف اور عفو و کرم کا ایک حسین امتزاج ہے۔

۹۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سلسلہ نبوت جاری رہا مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ ان کے پیچھے اور ان کے نقش قدم پر حضرت عیسیٰ تشریف لے آئے۔ انھوں نے تورات کی تصدیق کی۔ انھیں انجیل دی گئی۔ وہ بھی تورات کی طرح سراپا ہدایت و نور تھی۔

فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ

[illegible]

وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ

[illegible]

بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ

[illegible]

هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

[illegible]

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم

[illegible]

[illegible]

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ

[illegible]

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

[illegible]

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ

[illegible]

[illegible] کا مقصد تو یہ ہے کہ اس کے ہر [illegible]

[illegible]

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ

[illegible]

أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِن

[illegible]

[illegible]

تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ

پس اگر یہ پھریں تو جان لو کہ بے شک ارادہ کرتا ہے اللہ کہ سزا دے انہیں ان کے بعض گناہوں کی

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ

اور بے شک بہت سے لوگ نافرمان ہیں کیا وہ جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اللہ سے بہتر کس کا حکم ہو سکتا ہے اس قوم کے نزدیک جو یقین رکھتی ہے اے ایمان

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

والو نہ بناؤ یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست (و مددگار) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست

سے روشن تھی اس سے ان کی چال کیوں کر مخفی رہ سکتی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی حضورؐ) نے صاف انکار کر دیا [illegible] تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ چاہتے تھے ساری عمر اسی غلط فہمی کا شکار رہے کہ یہ بھی ہماری طرح بشر ہیں۔ اور ان کی نگاہیں مقام محمدی کی رفعتوں کو نہ دیکھ سکیں۔ آفتاب مصطفوی کی جلوہ سامانیوں کو نہ پا سکیں۔ آج بھی تو جس کی [illegible] کر شان رسالت کی عظمتوں کا انکار کرنے والے یہی الفاظ دہراتے سنائی دیتے ہیں۔ اس یہودی ذہنیت کو مسلمان کہلانے والوں نے کیوں اور کیسے قبول کر لیا بڑی حیرت اور افسوس کا مقام ہے۔

ف بار بار فہمائش کے باوجود وہ اپنی اصلاح پر آمادہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس سزا کے لیے بہت بیتاب ہیں جو ایسے سرکش قوموں کے لیے مقرر ہے۔ چنانچہ وہ وقت آیا جب مدینے کی پاک سرزمین سے ان کو جلا وطن کر دیا گیا۔ کئی قتل کر دیئے گئے۔ باقی جزیہ دینے پر مجبور ہو گئے۔

ف جاہلیت اس نظام حیات کو کہتے ہیں جس میں قانون سازی کا کامل اختیار خالق کائنات کو نہ ہو بلکہ انسانی اغراض اور خواہشات کے ہاتھ میں ہو۔ جہاں اقتدار و حکومت کی مسند پر وحی الٰہی کے بجائے انسان کا ناقص اور نا تمام علم قابض ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب قرآن ان آسمانی کتابوں کی صداقت کا گواہ ہے جن میں ہدایت ہی ہدایت۔ نور ہی نور ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم دور جاہلیت کے اس ظالمانہ نظام کو اپنانا چاہتے ہو جس میں غریب و امیر، کمزور اور طاقتور، حاکم اور محکوم کے لیے الگ الگ قانون تھے۔ ذرا سوچو اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے احکام جو عین عدل و

بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

[illegible]

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ

[illegible]

فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَا أَسَرُّوْا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ

[illegible]

نٰدِمِيْنَ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا

[illegible]

بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوْا

[illegible]

خٰسِرِيْنَ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

[illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمان [illegible] کہا کرتے کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں [illegible] قسمیں کھا کر [illegible] اپنی [illegible]
اور ان کا حال یہ ہے کہ جب [illegible] دشمن [illegible] سرگوشیاں کرتے ہیں [illegible] ہو گئے ہیں۔

[illegible] قیامت کے روز [illegible] حساب ہوگا۔

[illegible] اسلام [illegible] بہتر [illegible]

فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ

[illegible]

لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

[illegible]

عَلِيمٌ ۝ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لا تہین الفقیر علک ان تركع يوما والدهر قد رفعه

[illegible]

الصلوٰة ويؤتون الزكوٰة وهم راكعون ۞ ومن يتول الله

[illegible]

ورسوله والذين آمنوا فإن حزب الله هم الغالبون ۞

[illegible]

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَ

اے ایمان والو مت بناؤ ان لوگوں کو جنھوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور

لَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ

کھیل ان لوگوں سے جنھیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور کفار سے بھی دوست

وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ

اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اگر ہو تم ایمان دار اور جب تم بلاتے ہو طرف نماز کی

اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ۝ قُلْ

تو وہ بنا لیتے ہیں اسے مذاق اور تماشا یہ حرکت اس لیے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے آپ فرمائیے

سے زیادہ اس کا وزن نہ ہوگا اور اس کی قیمت اس وقت ایک دو پیسے ہی کی تھی۔ اگر ایک روپیہ صدقہ کرنے سے خلافت کا حق ثابت ہو جاتا ہے تو کیسے جائز ہے کہ ان اشخاص کی جنھوں نے ایک بار نہیں کئی بار اپنا سارا مال و متاع رسالت مآب کے قدموں پر اور جب بھی اسلام کے لیے ضرورت پڑی جانیں اور مال اپنے گھروں سے بھری ہوئی جھولیوں میں قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیں ان کی صداقت کا کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔

۱۲ یہود اسلامی عبادات کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کی ہر چیز سے تمسخر کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے محبت و دوستی کے تعلقات قائم کرنے سے منع فرماتے ہیں کہ وہ دین کا مذاق اڑائیں اور آپ ان سے دوستی رکھیں ایسے لوگ اسلام کی نظر کی ضرورت نہیں

۱۳ اذان کے متعلق یہود ایسا کہا کرتے تھے کہ یہ کیسی آواز ہے جس کا چرچا دنیا بھر میں ہم نے سنا تک نہیں یہ شور و غل ناقابل برداشت ہے بجائے اس کے کہ اپنے گھنٹوں اور ناقوسوں کی بے معنی آواز کے بجائے اذان کی پکار کے سننے والے اس کے چہرے پر دشمنی نظر آتی اس کا مذاق اور تمسخر اڑاتے۔ یہ ان کی حماقت اور نادانی ہے تو اور کیا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عیسائی تھا جب مؤذن اشهد ان محمدا رسول الله کہتا تو وہ کہتا حرق الکاذب کہ جھوٹا جل جائے چنانچہ ایک رات وہ سو رہا تھا اس کے گھر میں آگ لگ گئی جس میں وہ اور سارا کنبہ جل کر راکھ ہو گیا۔ گویا اس کو جلا کر اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ جھوٹا کون ہے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

[illegible]

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ

[illegible]

اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ

[illegible]

غَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٦٠﴾ وَإِذَا جَاءُوكُمْ

وہی لوگ بدترین ہیں ٹھکانے کے اعتبار سے اور زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں سیدھی راہ سے اور جب آتے ہیں تمہارے

قَالُوا آمَنَّا وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

پاس تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ وہ یہاں داخل ہوئے تھے کفر کے ساتھ اور وہ نکلے بھی کفر کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب

بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ﴿٦١﴾ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ

جانتا ہے جو وہ چھپا رہے تھے اور آپ دیکھتے ہیں بہتوں کو ان میں سے کہ جلدی کرتے ہیں گناہ

وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا

اور زیادتی کرنے میں [١٢١] اور حرام خوری میں بے شک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں کیوں نہیں

يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ

منع کرتے انہیں [١٢٢] ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے

[١٢١] یہ آیت منافقین یہود کے بارے میں نازل ہوئی۔ الاثم گناہ۔ العدوان سرکشی۔ بعض علماء نے ان دونوں میں یوں فرق کیا ہے کہ الاثم ان گناہوں کو کہتے ہیں جو انسان کی اپنی ذات تک محدود ہو اور عدوان ان گناہوں کا جن کا اثر دوسروں تک پہنچے۔ بیضاوی

[١٢٢] علماء عربیت لکھتے ہیں کہ لولا اگر ماضی پر داخل ہو تو زجر و توبیخ کے لیے ہوتا ہے یعنی انہوں نے کیوں ایسا کیا۔ کیوں اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی کی۔ اور اگر مضارع پر داخل ہو تو کسی کام پر برانگیختہ کرنے اور اکسانے کے لیے ہوتا ہے۔ یہاں مضارع پر داخل ہے اور مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب کے علماء و مشائخ اپنا منصبی فرض ادا کرنے کے لیے کمربستہ ہوں۔ لوگوں کو جرائم اور حرام خوری سے منع کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اشد آیۃ فی القرآن [illegible] کہ قرآن کی سخت ترین آیت ہے۔ اور ضحاک کہتے ہیں ما فی القرآن اخوف عندی منہا (ابن کثیر) میرے نزدیک قرآن میں اس سے زیادہ خوف دلانے والی کوئی آیت نہیں۔ اس آیت میں اسلام کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید بلیغ ہے۔ علامہ قرطبی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک فرشتہ کو حکم دیا گیا کہ فلاں بستی کو برباد کر دو اس نے عرض کی کہ اس میں تو فلاں عبادت گزار رہتا ہے حکم ہوا کہ ہلاکت کی

السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿٦٣﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ

ے ۔ بیشک بہت برے ہیں وہ کام جو وہ کیا کرتے تھے اور کہا یہودیوں نے کہ اللہ کا ہاتھ

مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ

[illegible]

يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ

[illegible] کی طرف آپ کے رب

[illegible] کیونکہ جس قدر ان کی نگاہوں کے سامنے شریعت کے احکام کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں اور بھی ان کے [illegible]

ف پہلے تو یہ بتایا کہ یہود [illegible] اس آیت میں یہ بتایا کہ [illegible]

ف شدت غضب [illegible] معاذ اللہ۔

ف [illegible] جب چاہتا ہے [illegible]

مِّنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ

آپ کے رب [illegible] سرکشی اور [illegible] اور ہم نے ڈال دی ہے [illegible] عداوت اور بغض

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ

روز قیامت تک جب کبھی [illegible] آگ جنگ کی [illegible] اللہ تعالیٰ

وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ

اور یہ کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی۔ اور اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا فسادیوں کو

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور [illegible] تو ہم ضرور دور کر دیتے ان سے ان کی برائیاں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ

[illegible]

وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ

[illegible]

وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُونَ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

[illegible]

مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ

آپ کے پروردگار کی جانب سے۔ اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو

مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قُلْ يٰۤاَهْلَ

لوگوں کے شر سے یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافروں کی قوم کو آپ فرمائیے اے

الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ

اہل کتاب نہیں ہو تم کسی چیز پر (ہدایت سے) یہاں تک کہ (عمل سے) قائم کرو تورات اور انجیل کو اور

مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

جو اتارا گیا تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے۔ اور ضرور بڑھا دے گا ۱۳۴ کثیر کو ان میں سے جو اتارا گیا آپ کی

مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ

طرف آپ کے رب کی جانب سے سرکشی اور کفر میں پس آپ نہ افسوس کریں ۱۳۵ قوم کفار پر بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ

جو لوگ ایمان لائے ۱۳۶ اور جو یہودی ہے اور صابی اور عیسائی جو بھی (ان میں سے)

بلا کم و کاست اور بے خوف و خطر پہنچا کر خدا کی حجت بندوں پر تمام کر دی۔"

۱۳۴ یعنی جوں جوں آیات قرآنی کا نزول ہوتا ہے ان کا غیظ و غضب بڑھتا جاتا ہے اور ان کے کفر و سرکشی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

۱۳۵ مطمئن رہنے کا ارشاد ہے کہ اے میرے حبیب! آپ ان کا کیوں رنجیدہ ہوں۔ اگر یہ کفر ہی پر جمے رہنے میں تو جلد ہی اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔ اسی یاسی اسیً اذا حزن (قرطبی)

۱۳۶ اس آیت کی وضاحت سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۶۲ میں گزر چکی ہے۔ اور ایمان باللہ سے مراد اس کی ذات اس کی صفات کمال، اس کی نازل کی ہوئی کتابوں اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لانا ہے کیونکہ جو کوئی کسی رسول پر ایمان نہیں لاتا وہ گویا اس کے بھیجنے والے کا انکار کر رہا ہے۔ جو شخص کسی بادشاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتا ہے لیکن اس کے

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

[illegible]

لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ

[illegible]

اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا

[illegible]

كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا

[illegible]

وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو وہ کرتے ہیں ۔ بے شک کافر ہو گئے وہ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تو

الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا

مسیح ابن مریم ہی تو ہے ۔ حالانکہ کہا تھا خود مسیح نے اے بنی اسرائیل عبادت کرو

اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ

اللہ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے یقیناً جو بھی شریک بنائے گا اللہ کے ساتھ تو حرام کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے

اور کان بند کر لیے اندھے اور بہرے بن کر رہ گئے

ف۱۲۰ اس سے مراد حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص مہربانی سے ان بدبختوں کو ہوشیار کرنے کے لیے پیغام ہدایت بھیجا پھر بھی گنتی کے چند لوگوں کے سوا یہ اندھے اور بہرے ہی بنے رہے

ف۱۲۱ یہاں ایک چیز قابل غور ہے کہ قاعدہ ہے کہ فاعل ظاہر ہو تو فعل واحد ہی آتا ہے جمع کیوں ہے، جو فعل واحد ذکر کیا جاتا ہے یہاں کثیر فاعل ظاہر ہے۔ اس کے باوجود عموا وصموا فعل جمع کیوں ذکر کیا گیا اس کا ایک جواب یہ ہے کہ کثیر فاعل نہیں بلکہ واؤ علامت جمع اور ضمیر فاعل ہے اور کثیر اس کا بدل ہے۔ والد تقع کثیر عطف بیان من الواو (قرطبی) دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ عرب کی ایک لغت میں یہ ہے کہ فعل کا جمع کا صیغہ مستعمل ہوتا رہتا ہے جیسے اکلونی البراغیث یا جیسے فرزدق کا شعر ہے ؎

ولکن دیافیٌّ ابوہ و امہ بحوران یعصرن السلیط اقاربہ (قرطبی)

یہاں اقاربہ فاعل ہے پھر بھی یعصرن جمع مؤنث ذکر ہوا

ف۱۲۲ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ ان کے دعویٰ کا ابطال حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے کرایا جا رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو کہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ رب کا معنی ہے آہستہ آہستہ کسی چیز کو اس کی استعداد کے مطابق نقص سے کمال کی طرف، کمزوری سے قوت کی طرف پہنچانے والا تو جب خود مجھے مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے تو میں خدا کیسے ہو سکتا ہوں۔ خدا تو وہ ہے جو ہر نقص اور عیب سے پہلے ہی پاک اور منزہ ہو۔ وہ کسی کے پاک کرنے اور منزہ کرنے کا محتاج نہیں ہوتا۔

عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

[illegible]

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَّا إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ

مگر ایک تنہا فٹ۱ اور اگر وہ نہ رکے اس قول سے جو وہ کہتے ہیں ضرور پہنچے گا ان کو جو

كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ

کفر کیا ان میں سے دردناک عذاب تو کیوں نہیں رجوع کرتے خدا کی طرف اور کیا بخشش طلب کرتے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے نہیں مسیح ابن مریم مگر ایک رسول۔ گزر چکے ہیں

مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ

اس سے پہلے بھی کئی رسول اور اس کی ماں راستباز تھیں دونوں کھایا کرتے تھے کھانا دیکھو

كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ قُلْ

کیسے ہم کھول کر بیان کرتے ہیں ان کے لیے آیتیں پھر دیکھو وہ کیسے اُلٹے پھرے جاتے ہیں فٹ۳ آپ فرمایئے

فٹ۱ یعنی اور کوئی خدا ہے ہی نہیں سوائے اس کے جو وحدت اور فردیت سے متصف ہے۔ اس جملہ میں واحد استغراق نفی کا افادہ دیتا ہے یعنی کسی قسم کا تعدد نہیں۔ نہ ذات میں، نہ صفات میں۔ صرف وہی خدا ہے جو ہر طرح کی کامل احدیت اور یکتائی سے متصف ہے۔

فٹ۲ حضرت مسیح کی الوہیت کی نفی کرنے کے بعد بتایا کہ وہ کیا ہیں؟ فرمایا وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزرے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول تھے نہ پہلے رسولوں میں سے کوئی خدا تھا نہ مسیح خدا ہیں۔ اور ان کی والدہ محترمہ اللہ تعالیٰ کی ایک راستباز بندی ہیں۔ وہ دونوں ماں بیٹا بھی دوسرے انسانوں کی طرح طعام کھایا کرتے تھے جب انہیں کھانے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی تو وہ بندے ہوئے خدا تو نہ ہوئے۔ اس آیت میں یہودیوں کی بھی تردید ہو گئی اور عیسائیوں کا بھی رد ہو گیا۔

فٹ۳ بے لاگ منطق [illegible] کے عقیدہ کے خلاف پرکشش زبردست دلائل پیش کیے گئے ہیں لیکن وہ پھر بھی اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید سے باز نہیں آتے اب اس ہٹ دھرمی کا کیا علاج۔

أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ

کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اس کی جو نہیں مالک تمہارے نقصان کا اور نہ نفع کا ف۱ اور اللہ تعالیٰ

هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ

ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے آپ فرمائیے اے اہل کتاب نہ حد سے بڑھو اپنے دین میں

غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَ

ناحق اور نہ پیروی کرو ف۲ اس قوم کی خواہشوں کی جو گمراہ ہو چکی ہے پہلے سے اور

أَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿٧٧﴾ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

گمراہ کر چکے ہیں بہت سے لوگوں کو اور بہک چکے ہیں وہ راہ راست سے لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا

مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا

بنی اسرائیل سے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ پسر مریم کی زبان پر یہ بوجہ اس کے کہ

ف۱ حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ فرماتے ہیں یہ ابطال شرک کی ایک اور دلیل ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مستحق عبادت وہی ہو سکتا ہے جو نفع و ضرر وغیرہ ہر چیز پر ذاتی قدرت و اختیار رکھتا ہو جو ایسا نہ ہو وہ الٰہ مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نفع و ضرر کے بالذات مالک نہ تھے اللہ تعالیٰ کے مالک کرنے سے مالک ہوتے تو ان کی نسبت الوہیت کا اعتقاد باطل ہے۔ (خزائن العرفان)

ف۲ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ عیسائیوں کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ اعتدال وتوازن سے کام لیں غلو چھوڑ دو اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح تعلیمات پر چلیں حقائق سے منہ نہ موڑو تمہارے عقیدۂ تثلیث کا حضرت مسیح کی تعلیمات سے دور کا واسطہ بھی نہیں بلکہ تم نے دوسری گمراہ قوموں کے مشرکانہ نظریات کو اپنانا شروع کر دیا ہے اپنے صاف سادہ عقیدۂ توحید کو یونانی اور رومی فلسفہ کی بھینٹ چڑھا کر اس کو بالکل مسخ کر کے رکھ دیا چھوڑ دو اس خود ساختہ عقیدہ کو۔ اور حضرت مسیح کے سچے دین کو مضبوطی سے پکڑو۔

عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۞ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ

وہ نافرمانی کرتے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے نہیں منع کرتے تھے ایک دوسرے کو اس برائی سے جو وہ کرتے تھے ف۱

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۞ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بہت ہی برے کام کیا کرتے تھے آپ دیکھیں گے بہتوں کو ان میں سے ف۲ کہ وہ دوستی رکھتے ہیں کافروں سے

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي

بہت بری ہے وہ چیز جو آگے بھیجی ان کے لئے ان کے نفسوں نے یہ کہ ناراض ہوا اللہ تعالیٰ ان پر اور

الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۞ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ

عذاب میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے ہوتے اللہ پر اور نبی پر اور جو

ف۱ تناہی کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو برے کام وہ کیا کرتے تھے اس سے باز نہیں آتے تھے۔ لاکھ بار [illegible] کی جاتی مگر وہ برابر وہ کام کئے جاتے تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے [illegible] بنی اسرائیل میں جب دین کی بنیادیں [illegible] جب کوئی آدمی کسی دوسرے کو [illegible] پہلے پہل اسے اللہ سے ڈراتا اور اس گناہ سے [illegible] پھر وہ اس کے ساتھ [illegible] جب انہوں نے یہ سلسلہ شروع کیا تو ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے آپس میں گڈمڈ کر دیا پھر حضور نے یہ آیت پڑھی۔ لعن الذین [illegible] اس کے بعد فرمایا کلا واللہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر ولتاخذن علی ید الظالم ولتاطرنہ علی الحق اطرا ولتقصرنہ علی الحق قصرا او لیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعننکم کما لعنھم (ابوداؤد، ترمذی)

ترجمہ: ہرگز نہیں بخدا تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے اور ظالم کے ہاتھ پکڑو گے اسے حق و انصاف کی بات پر مجبور کرو گے اور اسے حق کا پابند کرو گے ورنہ تمہارے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ آپس میں گڈمڈ کر دے گا اور تم پر بھی ویسی پھٹکار پڑے گی جیسے ان لوگوں پر پڑی تھی۔

ف۲ [illegible]

أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨١﴾

اتری تھی اس پر تو نہ بناتے ان کو دوست لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا

تم ضرور پاؤ گے سب لوگوں سے زیادہ دشمنی رکھنے والے مسلمانوں سے یہود کو اور مشرکوں کو

وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ

اور پاؤ گے آپ سب سے زیادہ قریب دوستی میں ایمان والوں سے جنہوں نے کہا ہم نصاریٰ ہیں

ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾

یہ اس لیے کہ ان میں عالم تھے اور درویش ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے

سمجھنے کے نکتے

ف۱ یہود و مشرکین کی ذہنیت، رسانیوں اور اسلام دشمنیوں کے مقابلہ میں نصاریٰ کا رویہ بہتر ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ ان صفتوں سے مراد تمام عیسائی نہیں بلکہ ان کا ایک مختصر گروہ مراد ہے جو ان عقائد کا پابند تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں سکھائے تھے أَنَّ مِنْ عَيْنِ أَهْلِ الْكِتَابِ كَانُوا عَلَىٰ شَرِيعَتِهِمْ مِنْ حِينِهِمْ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَتَّبِعُونَهُ۔ تفسیر ابن جریر۔ ان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت موجود تھی ان کی نگاہ میں ابھی توحید کو دیکھنے کی قوت تھی

ف۲ قسیسین کا واحد قسیس ہے وَأَصْلُهُ مِنْ قَسَّ إِذَا تَتَبَّعَ الشَّيْءَ فَطَلَبَهُ جب کوئی کسی چیز کا متلاشی ہو اور اس کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا ہو تو کہتے ہیں قس الشیء۔ یہاں قسیسین سے مراد ان کے علماء ہیں ممکن ہے یہ لفظ رومی زبان کا ہو اور تعریب کے بعد لغت عرب میں استعمال کیا جانے لگا ہو۔ رہبان راہب کی جمع ہے۔ راہب اس عابد کو کہتے ہیں جو دنیا کے جھگڑوں سے الگ تھلگ خانقاہوں اور حجروں میں مصروف ذکر و فکر رہتا ہو۔ اَلرَّاهِبُ الْمُتَعَبِّدُ فِي صَوْمَعَتِهِ۔ (قرطبی)

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ

اور جب سنتے ہیں قرآن جو اترا رسول کی طرف تو تو دیکھے گا ان کی آنکھوں کو کہ چھلک رہی ہوتی ہیں

مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا

آنسوؤں سے ف۱ اس لیے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں لکھ لے

مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ

کے ساتھ ف۲ اسلام کی صداقت کی گواہی دینے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور جو آیا ہے ہمارے پاس

الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾

حق حالانکہ ہم امید کرتے ہیں کہ داخل فرمائے ہمیں ہمارا رب نیک گروہ میں ف۳

فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

تو صلہ دیئے انہیں اللہ تعالیٰ نے عوض ان کی گفتگو کے باغات رواں ہیں ان کے نیچے نہریں

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہی صلہ ہے نیکی کرنے والوں کا اور جنہوں نے کفر کیا

وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو یہی دوزخی ہیں اے ایمان والو

ف۱ جب آنکھیں آنسوؤں سے بھر کر چھلک پڑیں تو عرب کہتے ہیں فاضت العین۔ اسی سے تفیض من الدمع ماخوذ ہے۔

ف۲ شاہدین سے مراد امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے اس آیت سے ابن جریر کے قول کی مزید تائید ہوتی ہے کہ یہاں نصاریٰ سے مراد وہ مخصوص گروہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کا پابند تھا۔ اور عبادت اور ذکر میں مشغول رہتا تھا۔ اور جب حق اور ہدایت کی متلاشی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو فوراً ایمان لے آیا۔

لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۔ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا

[illegible]

[illegible]

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ

اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان والے ہو [illegible] اللہ تعالیٰ

بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ

تمہاری فضول قسموں پر لیکن [illegible] قسموں پر [illegible]

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

تو اس کے [illegible] دس مسکینوں کو [illegible]

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

گھر والوں کو [illegible]

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا

تین دن کے [illegible] تمہاری قسموں کا جب [illegible] قسم کھاؤ اور حفاظت کیا کرو

[illegible]

ف ۔ [illegible]

ف ۔ [illegible] دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے [illegible] ایک [illegible] اور اگر ان تینوں صورتوں میں سے کسی ایک پر بھی قدرت نہیں رکھتا تو پھر تین دن کا روزہ رکھے۔

أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

اپنی قسموں کی ۱۹۲ حفاظت کیا کرو یونہی بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیتیں تاکہ تم شکر ادا کرو ۱۹۳

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ

اے ایمان والو! یہ شراب ۱۹۴ اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر ۱۹۵

۱۹۲ یعنی اپنی قسموں کو ادا کرو اور [illegible] جب قسم کھا لو تو اس کی پوری پوری پابندی کرو اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ [illegible] قسم نہ کھایا کرو [illegible] ان کی پابندی [illegible] اور ان کو توڑنے پر مجبور ہو جاؤ

۱۹۳ پاک اور حلال چیزوں سے لطف اندوز ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ کا آسان طریقہ تجویز [illegible] کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ظاہری اور باطنی نعمات اور احسانات کا غیر منقطع سلسلہ جاری ہے جس کا شکر بجا لانا ہم پر واجب ہے۔

۱۹۴ عرب میں شراب کا عام رواج تھا گنتی کے چند آدمیوں کے علاوہ سب اس کے متوالے تھے شراب جو تمام جسمانی اور روحانی بیماریوں کا سبب، اخلاقی اور معاشی تباہیوں کی جڑ اور فتنہ و فساد کی علت ہے اسلام کے پاکیزہ نظریہ حیات میں اس کی کیسے گنجائش ہو سکتی تھی [illegible] قطعی [illegible] حرمت کا حکم [illegible] تدریجاً [illegible] پڑ چکی [illegible] پہلے [illegible] لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى نشہ کی حالت میں [illegible] اور پھر شراب کی حرمت کا [illegible] [illegible] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] جب [illegible] تعلیمات اسلامیہ [illegible] اللہ اور اس کے رسول کے عشق کے سینے [illegible] حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک منادی [illegible] مدینہ کی گلیوں [illegible] اعلان کرے [illegible] [illegible]

الگ ہو گئے۔ جام اور سبو توڑ دیے گئے۔ مشکوں اور خموں میں بھری ہوئی مئے ناب انڈیل دی گئی۔ وہ چیز جو ابھی ابھی زینت ہو رہی تھی اب گندے پانی کی طرح گلیوں میں بہہ رہی تھی۔ حیرت یہ ہے کہ اس کے بعد کسی صحابی نے کبھی بھی اس خواہش کا اظہار تک نہ کیا۔ قرآن کی اثر آفرینی، حضور کی بے مثال تربیت، صحابہ کرام کی کامل ترین اطاعت و فرمانبرداری اور اسلام کی انقلاب آفرین قوت کا یہ ایک ادنیٰ مظاہرہ ہے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں۔ شراب کے تباہ کن اثرات دیکھ کر یورپ اور امریکہ کے ڈاکٹر اور دانشور روز بروز اعتراف کر رہے ہیں۔ اس مصیبت سے اپنی قوم کو چھٹکارا دلانے کے لیے بڑی بڑی مساعی دیکھی گئیں۔ امریکہ کی کوششیں کی جو بھی ہیں حکومت امریکہ نے پورے چودہ سال تک شراب کے خلاف زور سے جہاد جاری رکھا۔ اس جہاد میں نشر و اشاعت اور پروپیگنڈے کے جدید ترین اور قوی ترین وسائل اختیار کیے اخبارات، رسالے، لیکچرر، تصویریں اور سینما سب شراب سے نفرت دلانے کے لیے استعمال ہوئے۔ اس مہم پر حکومت نے تقریباً ساڑھے چھ کروڑ روپیہ خرچ کیا۔ چھبیس کروڑ پونڈ کا خسارہ برداشت کیا۔ تین سو افراد کو تختۂ دار پر لٹکا دیا۔ پانچ لاکھ سے زیادہ اشخاص کو قید و سلاسل میں ڈالا۔ بھاری جرمانے کیے۔ بڑی بڑی جائدادیں ضبط کیں لیکن یہ ساری کوششیں بیکار ثابت ہوئیں اور حکومت کو اپنی شکست فاش کا اعتراف کرنا پڑا اور اس بے قرار جس کے خلاف جہاد کیا تھا وہی شراب ۱۹۳۳ء میں قانوناً جائز قرار دے دی گئی

(اردو تفسیر المعالم)

واضح رہے: اسی طرح ہمارے ملک میں بھی شراب پر جو پابندی تھی اسے بھی ۱۹۶۶ء میں واپس لے لیا گیا۔ اور اس کی بحالی کے لیے ساری سرتوڑ کوشش کی۔ ... کے بعد سے بھی قانونی طور پر پابندی لگی ... سی ۱۹۶۳ء (؟)

لیکن سب بے فائدہ۔ سب بیکار۔ یہ اسلام کی قوت تھی جس نے ایک دن میں ساری قوم کو اس ام الخبائث سے رہائی دلا دی۔

ف۲۵ یہاں چار چیزوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ خمر، میسر، انصاب اور ازلام۔ خمر اور میسر کے متعلق تو ضروری نوٹ گزر چکے ہیں یہاں مختصراً اتنی ہی عرض کرنا مناسب ہے۔ ہر قسم کی شراب المسکر خمر ہے حرمت الخمر لعینہا والسکر من کل شراب خواہ نشہ ہو جاتی ہو یا نہ ہو۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف انگور کی شراب حرام ہے ان کا یہ نظریہ غلط ہے کیونکہ مدینہ طیبہ میں جو شراب استعمال ہوتی تھی وہ زیادہ تر کھجور، جو اور شہد سے تیار کی جاتی تھی اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو کسی صحابی نے بھی یہ نہیں کہا کہ صرف انگوری شراب ہی حرام ہے باقی حلال ہیں۔ میسر جس کو قمار کہتے ہیں جوا اس کی صورتیں بے شمار ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے الشطرنج میسر العجم۔ شطرنج بھی جوا ہے۔ انصاب ان پتھروں کو انصاب کہا جاتا ہے جو کعبہ کے اردگرد نصب تھے اور کفار ان کے پاس جانور ذبح کرتے اور ان کا خون ان پتھروں پر مل دیتے۔ ازلام وہ تیر جن کے ذریعہ فالیں نکالی جاتی تھیں نیز وہ تیر جن کے ساتھ جوا

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا

[illegible]

يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ

[illegible]

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا

[illegible]

اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

[illegible]

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

[illegible]

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ

[illegible]

الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ

[illegible]

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

[illegible]

لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

[illegible]

هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا

[illegible]

لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ

[illegible]

اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ

[illegible]

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ

[illegible]

حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلٰٓئِدَ

[illegible]

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ

[illegible]

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ

[illegible]

[illegible]

اللہ غفور رحیم ۝ ما علی الرسول الا البلغ واللہ یعلم ما تبدون

[illegible]

وما تکتمون ۝ قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ

[illegible]

الخبیث فاتقوا اللہ یاولی الالباب لعلکم تفلحون ۝ یایھا

[illegible]

الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم وان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ

[illegible]

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا

[illegible]

كٰفِرِيْنَ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ

اور نہ حام ہے لیکن جنہوں نے کفر کیا وہ تہمت لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹی اور اکثر ان کے

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ

کچھ سمجھتے ہی نہیں اور جب کہا جاتا ہے انہیں کہ آؤ اس کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول

قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

کی طرف تو کہتے ہیں کافی ہے ہمیں وہ جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانتے ہوں

سائبہ۔ اگر اونٹ دس مرتبہ جفتی کر چکا ہو تو اسے آزاد کر دیتے یا کوئی سفر سے صحیح سلامت لوٹ آتا یا بیماری سے صحت یاب ہو جاتا تو کوئی اونٹنی نذر کر دیتے۔ اس کا دودھ، گوشت اور اس پر سواری کسی طرح بھی حرام تصور کرتے۔

وصیلہ۔ اگر بکری کے ہاں مادہ بچہ پیدا ہوتا تو وہ اپنے لیے رکھتے اور اگر نر ہوتا تو وہ ان کے بتوں کا ہوتا۔ اور اگر ایک شکم سے ہی دونوں نر و مادہ پیدا ہوتے تو ان کو بتوں کی نذر نہ کرتے بلکہ کہتے کہ مادہ نے اپنے بھائی کو بتوں کی نذر ہونے سے بچا لیا اس کو وصیلہ کہتے وَصَلَتْ أَخَاهَا۔

حام۔ وہ اونٹ جس کی جفتی سے دس بچے پیدا ہو جاتے اس کی سواری وغیرہ بھی اپنے اوپر حرام کر لیتے اور اسے آزاد کر دیتے۔ یہ چاروں جانور بتوں کے لیے نذر کرتے اور ان سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے

یہ رسمیں جو ان کی من گھڑت ہیں ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہرگز ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے تو ان جانوروں کو پیدا ہی اس لیے فرمایا ہے کہ انسان انہیں کھائے۔ ان کا دودھ پیئے۔ ان پر سواری کرے اور ان پر اپنا سامان وغیرہ لادے۔

جب ان لوگوں کو ان بیہودہ رسموں سے باز آنے اور قرآن و سنت کی اطاعت کے لیے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہمیں تمہاری ہدایت کی ضرورت نہیں ہم تو اسی راہ پر چلتے رہیں گے جس پر ہمارے باپ دادا چلا کرتے تھے۔

اگرچہ ان کے باپ دادا جاہل اور گمراہ ہی کیوں نہ ہوں یہ انہی کی تقلید کریں گے۔ معلوم ہوا کہ ایسے باپ دادا کی پیروی مذموم ہے جو جاہل اور گمراہ ہوں۔ اس آیت سے ائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین کی تقلید کی مذمت نہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کی تقلید میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے کیونکہ ان کی زندگیاں ہی اطاعت کا عملی نمونہ ہوا کرتی ہیں۔

شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ

[illegible]

مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ

[illegible]

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ

[illegible]

[illegible]

أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ

تم میں کسی کو موت وصیت کرتے وقت دو معتبر شخص تم میں سے یا دوسرے

مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُم مُّصِيبَةُ

غیروں میں سے اگر تم سفر کو جاؤ زمین میں پھر پہنچے تم کو مصیبت

الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ

موت کی روکو ان دونوں کو ۲ نماز کے بعد ۳ تو وہ قسم کھائیں اللہ کی اگر تمہیں

اس کا شان نزول یہ ہے کہ [illegible] بدیل نامی ایک شخص دو عیسائیوں تمیم داری اور عدی کے ہمراہ ملک شام میں تجارت کی غرض سے گئے۔ جب وہ شام پہنچے تو بدیل بیمار ہو گئے اور انہوں نے اپنے سامان کی فہرست لکھ کر سامان میں رکھ دی اور ساتھیوں کو اس کی اطلاع نہ دی جب بیماری کی حالت زیادہ ہوئی تو بدیل نے اپنے دونوں ساتھیوں کو وصیت کی کہ یہ سامان میرے گھر والوں کو پہنچا دینا۔ بدیل کا انتقال ہو گیا تمیم و عدی نے اس کا سامان کھولا۔ اس میں ایک چاندی کا پیالہ تھا جس پر سونے کا نقش و نگار تھے۔ وہ ان کو پسند آیا تو اسے نکال لیا مدینہ واپس پہنچ کر سامان مرحوم کے گھر والوں کو دے دیا۔ گھر والوں نے سامان میں فہرست پائی جب سامان کو اس فہرست کے مطابق دیکھا تو پیالہ نہ تھا۔ ان سے دریافت کیا انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا یہ معاملہ بارگاہ رسالت میں [illegible] پیش ہوا آپ نے ان دونوں کو بلایا اور ان سے قسم لی۔ انہوں نے قسم کھا لی۔ پھر عرصہ بعد وہ پیالہ مکہ میں ایک شخص کے پاس پایا گیا۔ اس نے بتایا کہ میں نے یہ پیالہ تمیم اور عدی سے خریدا ہے [illegible] پھر یہ مقدمہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوا۔ اس آیت کے مطابق بدیل کے وارثوں سے قسم لی گئی [illegible] اور تمیم و عدی کے خلاف فیصلہ صادر ہوا اور ان سے [illegible] بدیل کے وارثوں کو دلا دیا۔

۲ اس سے بعض فقہاء نے ثابت فرمایا ہے کہ ذمیوں کی شہادت ذمیوں کے لیے جائز ہے [illegible] ذمی کی شہادت مسلمانوں کے لیے نہیں [illegible] آیت سے یہ مفہوم واضح طور پر مستفاد نہیں ہوتا۔

۳ ویسے تو ہر نماز کے بعد ہو سکتی ہے لیکن ظہر اور عصر کی نماز کے بعد بہتر ہے کیونکہ اس وقت لوگوں کا مجمع زیادہ ہوتا ہے

ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ

[illegible]

اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا

[illegible]

فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ

[illegible]

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ

[illegible]

اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى

[illegible]

وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

[illegible]

وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ

[illegible]

[illegible] شہادت لینے کی ضرورت تب ہوگی جب وارثوں کو شک ہو۔ ورنہ [illegible] شہادت و قسم کی ضرورت ہوگی۔

[illegible]

الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام

[illegible]

الغیوب ۝ اذ قال الله یعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک

[illegible]

وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی

[illegible]

المهد وکهلا واذ علمتک الکتب والحکمة والتورىة

[illegible] کتاب اور حکمت اور توریت

[illegible]

[illegible]

وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ

اور انجیل اور جب تو بناتا تھا ۱۹۳ گارے سے پرندے کی سی صورت میرے اذن سے پھر پھونکتا تھا

فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ

اس میں تو وہ بن جاتا تھا پرندہ میرے اذن سے اور تو اچھا کرتا تھا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے اذن سے

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ

اور جب تو مردوں کو نکال کھڑا کرتا تھا میرے اذن سے اور جب میں نے روکا بنی اسرائیل کو ۱۹۴ تجھ سے جب

جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو کہا جنہوں نے ان میں سے کفر کیا کہ یہ سب کچھ نہیں مگر

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ

کھلا ہوا جادو ۱۹۵ اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا ۱۹۶ کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور

عبادت کے لیے وقف کر دیں گی پھر ان کو بن باپ کے اپنی قدرت کاملہ سے عیسیٰ جیسا فرزند عطا فرمایا۔ ان کے علاوہ اور بے شمار عنایات سے حضرت مریم کو نوازا گیا۔

۱۹۳ یہاں سے ان احسانات اور انعامات کا ذکر شروع ہو رہا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فرمائے گئے۔ ان معجزات کے متعلق واضح تشریح سورہ آل عمران میں کی جا چکی ہے (ملاحظہ ہو آیت ۴۹ آل عمران)

۱۹۴ یہودیوں نے کوشش کی کہ حضرت مسیح کو قتل کرا دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ آخری مرتبہ جب انہوں نے رومی حاکم سے آپ کو سولی دے دینے کے احکام بھی لے لیے تو بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور اپنی طرف آسمان پر اٹھا لیا جس کی تفصیلات سورہ النساء میں گزر چکی ہیں۔ (ملاحظہ ہوں آیت نمبر ۱۵۷ تا ۱۵۹ النساء)

۱۹۵ یہودی آپ کے روشن معجزات دیکھ کر ایمان لانے کے بجائے الٹا آپ کو جادوگر اور شعبدہ باز کہنے لگے۔

۱۹۶ وحی کے مختلف معانی کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ اگر حواری انبیاء تھے جیسے بعض علماء کا بیان ہے تو وحی سے مراد وہ وحی ہوگی جو اللہ تعالیٰ انبیاء پر نازل فرماتا ہے اور اگر وہ نبی نہیں تو وحی سے مراد الہام اور القاء ہوگا۔ حواریون

بِرَسُوْلِیْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ

میرے رسول پر تو بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں ف جب کہا

الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ

حواریوں نے اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا ف کہ اتارے

عَلَیْنَا مَآىٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾

ہم پر ایک خوان آسمان سے کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ف

قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَىٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ

بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے

ف حواری کی اصل حور ہے بمعنی سفید و براق رنگ والا ہے ظاہر و باطن سے جو مخلص دوست ہو اس کو بھی حواری کہتے ہیں خصوصاً عیسیٰ کے مخلص دوستوں اور اصحاب کرام کو حواری کہا جاتا ہے [illegible]

[illegible]

ف اس سے معلوم ہوا کہ متقدمہ انبیاء کا دین جس کی وہ دعوت دیا کرتے تھے وہ اسلام ہی تھا یہ کوئی نیا دین نہیں جو پچھلے دینوں سے الگ ہو بلکہ سب کی ایک کامل ترین اور بہترین صورت ہے

ف کیونکہ وہ اہل معرفت تھے اس لیے انہیں یہ شک تو نہ تھا کہ مائدہ نازل کرنے پر اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے یا نہیں بلکہ وہ یہ بات پوچھتے تھے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مرضی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ مائدہ اتارے یہی ان کی غرض تھی مائدہ کے نزول سے نہ کہ شک۔ بعض علماء کا قول ہے کہ یستطیع بمعنی یطیع ہے یعنی اگر آپ مائدہ کے نزول کی دعا کریں تو کیا اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے گا۔

ف عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے والے بنی اسرائیل کے [illegible] تھے نئی نئی آیتیں طلب کر [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو روکتے ہیں کہ [illegible] نہ ڈالو [illegible] ہو کہ اپنے بزرگوں کی طرح تم بھی کفران نعمت سے [illegible] کے مستحق [illegible] ٹھہرو۔

صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِينَ ۝ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

[illegible]

اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا

[illegible]

لِّأَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ

[illegible]

عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۠ وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ

[illegible]

مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ

[illegible]

اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ

[illegible]

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ

[illegible]

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ

پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی تھا نگران ان پر اور تو ہر چیز کا مشاہدہ

شَيْءٍ شَهِيْدٌ (۱۲۷) اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

کرنے والا ہے اگر تو عذاب دے انھیں تو وہ تو بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو

فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ

تو بیشک تو ہی سب پر غالب ہے اور بڑا دانا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ ہے وہ دن جس میں فائدہ پہنچائے گا سچوں کو

صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

ان کا سچ ان کے لیے باغات ہیں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں

الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا - قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ - قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰعِيْسٰۤى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ (قرطبی)

اب جب یہ لفظ ان متعدد معانی میں مشترک ہے تو اس بات کا یقین کرنے کے لیے کہ کسی موقع پر ان متعدد معانی سے کونسا معنی مراد ہے دوسرے قرائن کو دیکھنا ہوگا۔ اور اگر حدیث صحیح سے کوئی معنی متعین ہو جائے تو پھر دوسرے معانی کا احتمال ختم ہو جائے گا اور صرف وہی معنی لیا جائے گا جو حضور نے مقرر فرما دیا ہے کیونکہ کتاب کے بیان کا حق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تفویض فرمایا ہے اس کے بعد کسی قیل وقال کی گنجائش نہیں رہتی۔ جب احادیث صحیحہ میں یہ صراحت موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تو اب آیت قرآنی کو اپنے اغراض و اہواء کا آلہ کار بنانا سراسر بے دینی اور بے حیائی ہے

۱۲۷ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (اے میرے رب جس نے میری فرمانبرداری کی وہ میرے گروہ سے ہوگا اور جس نے نافرمانی کی تو تو ہی عزت و حکمت والا ہے) اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ ... پھر حضور رو دیئے۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کی اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو فرمایا میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے رونے کی وجہ پوچھو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ جبریل حاضر ہوئے دریافت کیا تو رحمت عالم نے اپنی امت کی بخشش کے متعلق اندیشہ ظاہر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر جبریل کو یہ پیغام دے کر اپنے محبوب کے پاس بھیجا کہ

أَبَدًا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ

رہیں گے۔ راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے وہ اللہ تعالیٰ سے یہی ہے بڑی کامیابی ۲۱۱ اللہ ہی کے لیے ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

بادشاہی سب آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے اور وہ ہر چیز پر ۲۱۲ پوری قدرت رکھنے والا ہے

جبریل اذهب الی محمد فقل انا سنرضیك فی امتك ولا نسوءك (صحیح مسلم) کہ اے مصطفیٰ آپ رنجیدہ نہ ہوں یقیناً ہم آپ کی امت سے ایسا رحمت کا سلوک کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں گے اور ان سے ایسا معاملہ نہ ہوگا جو آپ کو ناگوار گزرے۔ الحمد للہ جس نے ہم سیہ کاروں کو ایسے کریم و رحیم نبی کی امت ہونے کا شرف بخشا۔ صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم۔

۲۱۱ ابن حیان فرماتے ہیں کہ اللہ کی رضا ہی سب سے بڑی کامیابی ہے کیونکہ اس نعمت عظمیٰ کے سامنے جنت اور نعم جنت کی کیا وقعت ہے۔ إِنَّ الْجَنَّةَ بِمَا فِيْهَا كَالْعَدَمِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى رِضْوَانِ اللّٰهِ۔ (بحر)

۲۱۲ یہ آخری آیت گویا اس سورۂ کریمہ کے سر پر زریں تاج ہے۔ سب شبہات کا ازالہ، سب گمراہیوں کا رد اور سب حقائق کا حاصل اور نچوڑ اس آیت میں بیان فرما دیئے۔ فرمایا زمین اور آسمان اور ان میں خاکی، ناری اور نوری، بے جان اور جاندار، بے شعور اور باشعور جو کچھ بھی ہے سب اللہ وحدہ لا شریک کی ملکیت ہے۔ اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں کوئی خدائی میں شریک نہیں۔ کوئی اس کا بیٹا نہیں۔ سب اس کے بندے اور اس کے حکم کے پابند ہیں۔ ہر چیز اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ اگر کسی کو کوئی چیز نہ دے یا دے کر چھین لے تو کوئی دم نہیں مار سکتا اور اپنے محبوبوں کو خصوصاً اپنے محبوب ترین بندے سید مرسلین ﷺ کو جو دینا چاہے وہ دے دیتا ہے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف سورۃ الانعام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۃ پاک کا نام الانعام ہے۔ اس کی آیتوں کی تعداد ایک سو پینسٹھ ۱۶۵ اور رکوعوں کی تعداد بیس ۲۰ ہے کیونکہ اس میں انعام (مویشیوں) کی حلت و حرمت کے متعلق کفار کے خیالات فاسدہ کی تردید کی گئی ہے اس لیے سورۃ کا نام الانعام رکھا گیا۔ اس کے کلمات کی تعداد تین ہزار ایک سو باون اور حروف بارہ ہزار نو سو پینتیس ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ سے بسند صحیح ثابت ہے کہ یہ سورۃ باستثناء چند آیات بیک وقت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

اس کے سال نزول کا تعین مشکل ہے لیکن مضمون قرآن اور شواہد کے پیش نظر بعض محققین کا خیال ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کے آخری حصہ میں ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے یہ سورت نازل ہوئی۔ مدینہ طیبہ میں اسلام کو یہودیت اور عیسائیت سے واسطہ پڑا تھا اس لیے مدنی سورتوں میں ان کے عقائد کی تردید ان کے اطوار کا محاسبہ اور ان کی اصلاح پر زیادہ توجہ دی گئی لیکن مکہ کا ماحول بالکل الگ تھا۔ یہاں کے لوگ نظریاتی اور اعتقادی لحاظ سے یکسر جدا تھے۔ یہاں کی زندگی کی مشکلات اور مسائل نرالی قسم کے تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی پر جو وحی نازل ہوئی اس میں انہیں مشکلات کا حل اور انہیں مسائل کا جواب پیش کیا گیا ہے۔ اس لیے اس سورۃ کریمہ کے مطالعہ سے پہلے اس دور کی چند خصوصیات کا ذہن نشین کر لینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

۱۔ مکہ کی تقریباً تمام آبادی مشرک اور بت پرست تھی۔ ان پتھر کے بتوں اور مٹی کی مورتیوں کے متعلق ان کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ بھی الٰہ اور خدا ہیں۔ اس بے سروپا بات کے ماننے میں انہیں ذرا تامل نہ تھا۔ بلکہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بتایا کہ یہ بے جان اور بے زبان مجسمے خدا نہیں۔ خدا تو وہ ذات والا صفات ہے جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے علم سے کائنات کا کوئی ذرہ بھی مخفی نہیں۔ تاریک رات میں اندھیری غار میں ننھی سی چیونٹی کے رینگنے کی آواز کو بھی سنتا ہے تو یہ سن کر وہ حیران و ششدر ہو گئے اور مارے حیرت کے کہنے لگے أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلٰهًا وَّاحِدًا إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ یہ تو بڑی عجیب

[illegible] کر سکتا۔ اور وہ [illegible] جس وقت [illegible] آگئی ورطائی سب کی [illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

جسے پیش کیا کرتے۔ اِس سُورۃ میں ان کا رد کیا گیا ہے

۴۔ **تسلی و اطمینان۔** ایک طرف انتہائی خلوص، للّٰہیت اور خیر اندیشی کے جذبات کے ساتھ نورِ حق کی طرف رہنمائی کی جا رہی ہے۔ دُوسری طرف سے ضد، اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اس سے ہادیٔ برحق کا دل بہت رنجیدہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بار بار تسلی دیتے ہیں کہ آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ آپ سے پہلے بھی انبیاء گزرے۔ اُنھیں ستایا گیا۔ اذیتیں پہنچائی گئیں لیکن اُنھوں نے صبر کیا۔ یہی سنت الٰہی ہے۔ آپ کو بھی صبر سے اس ہٹ دھرمی اور دل آزاری کا سامنا کرنا ہوگا۔ حق و باطل کی آویزش، نور و ظلمت کی کشمکش کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قُدرت سے بعید نہیں کہ وہ چشم زدن میں سب کو اسلام لانے پر مجبور کر دے لیکن یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ ورنہ ابراہیمؑ اور نمرود کی پہچان کیسے ہو۔ حسینؓ و یزید کا امتیاز کیونکر ہو۔

۵۔ **مُشرکانہ رسوم۔** سُورۃ کے آخری حصہ میں مُشرکین کی ان جاہلانہ رسموں کی تردید کی گئی ہے جو اُنھوں نے جانوروں کی حلت وحُرمت وغیرہ کے متعلق مقرر کر رکھی تھیں۔ اور واضح طور پر بتا دیا کہ یہ تمھاری من گھڑت باتیں ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں۔

۶۔ رکوع ۱۹ میں مکارم اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے اور اخلاق رذیلہ سے بڑے حکیمانہ انداز میں منع کیا گیا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سُورۃ کے آخری رکوع میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ تا وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کا اعلان کریں۔ ان دونوں آیتوں کا ترجمہ آپ بار بار پڑھیں اور غور کریں۔ آپ کا دل پکار اُٹھے گا کہ یہی حاصل اسلام ہے۔ یہی رُوحِ توحید ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

[illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ

[illegible]

وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہِمْ یَعْدِلُوْنَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ

[illegible]

[illegible]

مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰٓ أَجَلًا ۖ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُۥ ۖ ثُمَّ أَنتُمْ

[illegible]

تَمْتَرُونَ ۝ وَهُوَ ٱللَّهُ فِى ٱلسَّمٰوٰتِ وَفِى ٱلْأَرْضِ ۖ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ - وَمَا تَأْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ

تمہارا کھلا اور جانتا ہے جو تم کماتے ہو ۔ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں سے

رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ

مگر ہوتے ہیں اس سے منہ پھیرنے والے ۔ پس بیشک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب آیا ان کے پاس

زجاج کی رائے یہ ہے کہ ھو متعلقہ اللہ [illegible] فی السموٰت [illegible] اللہ سے متعلق ہے یعنی [illegible] سے زمین و آسمان کی ہر چیز کا خالق [illegible] رازق، تمام شئون حیات اور امور کائنات کی تدبیر کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر کوئی ایک صفت ذکر ہو [illegible] تو دوسری صفت خود بخود سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ اس لیے کسی ایک صفت کے ذکر [illegible] اللہ ذات ہے اور تمام صفات کی جامع ہے [illegible] جب یہ آیت پڑھے [illegible] اللہ [illegible] زبان سے نکلے تو تمام صفات الٰہیہ اس کی آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہیں [illegible] صفت کو [illegible] فی السموٰت و فی الارض کے [illegible] ہو جائے [illegible] مستحق [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] معانی [illegible] ہے [illegible] مستحق [illegible] ہو سکتا ہے۔ وان کان [illegible] نعرف و [illegible] بعض [illegible] معنی [illegible]

ابن عطیہ نے [illegible] پسند کیا ہے [illegible] ابن عطیہ [illegible] الاقوال [illegible] معنی [illegible] ابن عطیہ کہتے ہیں [illegible] یہ بہترین قول ہے [illegible] کی صفات [illegible] کا جامع ہے۔

ف [illegible] اللہ تعالیٰ کی صفت [illegible] کا بیان تھا۔ اس آیت میں اس کے علم [illegible] کا ذکر ہے [illegible] کوئی چیز اس کے علم سے پوشیدہ نہیں [illegible] پوشیدہ [illegible] سب [illegible] نیک و بد عمل اس کے علم میں ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ ذات [illegible] اور جس کا علم [illegible] ہیں [illegible] کر سکتے ہیں۔

ف [illegible] معجزات [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے لیے [illegible] ہیں [illegible] کی وجہ [illegible] آیات سے [illegible] ان میں [illegible] صفت [illegible]

فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبَٰٓؤُا مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ

سو عنقریب آجائیں گی ان کے پاس خبریں اس چیز کی جس کے ساتھ وہ مذاق کیا کرتے تھے کیا نہیں دیکھا

أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّٰهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ

انھوں نے کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے قومیں جنھیں ہم نے ایسا تسلط دیا تھا زمین میں جو ہم نے تمھیں نہیں

لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَٰرَ تَجْرِي

دیا اور ہم نے بھیجے بادل ان پر موسلا دھار برسنے والے اور ہم نے بنا دیں نہریں جو بہتی تھیں

مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَٰهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا

ان کے نیچے اور باوجود اس کے ہلاک کر دیا ہم نے انھیں بوجہ ان کے گناہوں کے اور پیدا کر دی ہم نے ان کے بعد ایک

جو اسے پیش کر سکیں۔ اب ان کے پاس باطل سے چمٹے رہنے کا اس کے بغیر اور کوئی ذریعہ نہ تھا کہ وہ غور و فکر سے پہلو تہی کیا کریں۔

لے حق سے مراد قرآن کریم یا ذات پاک مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے یعنی القرآن وقیل محمد علیہ السلام (قرطبی)

نبأ جمع ہے نبأ کی۔ اس کا معنی ہے اہم اور اثر انگیز خبر۔ النبأ الخبر الذی یعظم وقعه (مجمع) یہاں اس سے مراد عذاب ہے۔ وہ عذاب جو پے در پے شکستوں اور ناکامیوں کی صورت میں دنیا میں اور وہ عذاب جو آخرت میں انھیں دیا جائے گا۔ علامہ ابو حیان الاندلسی نے خوب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں یہاں کفار کے تین مراحل کا ذکر ہے۔ جب آیات پیش کی گئیں تو انھوں نے منہ پھیر لیا۔ اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ ان کو جھٹلانا شروع کر دیا اور اس پر بھی بس نہ کی بلکہ ان کا مذاق اڑانے لگ گئے۔

سے مکہ کے باشندے تجارت پیشہ تھے۔ ان کے تجارتی کاروان دور دراز ملکوں تک جایا کرتے تھے۔ راستہ میں ان کا گزر کئی اجڑی ہوئی بستیوں، ویران کھنڈروں اور غیر آباد کنوؤں اور نہروں پر ہوتا تھا۔ جب انھوں نے دلائل توحید میں غور و فکر کرنے کے بجائے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا تو یہیں گرفتار قوموں کے ہولناک انجام کا ذکر کر کے انھیں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ عاد و ثمود کی ویران بستیاں جن کو تم راہ میں دیکھ چکے ہو یہاں کے بسنے والے تم سے زیادہ خوشحال تھے۔ مال و دولت کی فراوانی تھی۔ وسیع و عریض خطۂ زمین ان کے زیر نگیں تھا۔ ان کے ملک میں شفاف اور میٹھے پانی کی نہروں کا جال بچھا ہوا تھا۔ ان کے کھیت سونا اگل رہے تھے اور ان کے گھر شاداب باغوں سے گھرے ہوئے تھے۔ لیکن جب انھوں نے سرکشی

مُعْرِضِينَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَٰبًا فِى قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ

[illegible]

لَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَقَالُوا۟ لَوْلَآ أُنزِلَ

[illegible]

عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِىَ ٱلْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنظَرُونَ ۝ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝

[illegible]

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ

[illegible]

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا

[illegible] آپ فرمائیے سیر کرو [illegible] دیکھو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

[illegible]

قُلْ لِّلّٰهِ ۚ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

[illegible]

لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوٓا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَهُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَغَيْرَ

اور اسی کا ہے جو بستا ہے رات میں اور دن میں اور وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے آپ فرمائیے کیا میں

اللّٰهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ

اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا معبود بناؤں جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا

قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ

آپ فرمائیے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں سب سے پہلے اسلام لانے والا اور (یہ کہ) ہرگز نہ ہونا

یعنی زمین اور آسمان ظرف مکان میں اور رات اور دن ظرف زمان میں۔ جیسے جاندار خشکی اور تری میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے۔ سب جاندار زندگی گزار رہے ہیں جو کچھ ہے وہ بھی اسی کی ملکیت ہے تو جب سب مخلوقات اسی کی پیدا کردہ ہیں اور اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں تو پھر اس کے سوا کوئی دوسرا، کوئی چیز کوئی معبود کیسے بن سکتی ہے

کفار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ [illegible] تنگدست ہیں مال و دولت جمع کرنے کے لیے آپ نے نبوت کا سلسلہ چلا رکھا ہے [illegible] اتنی دولت اکٹھی کر دیں کہ آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ اپنے دین کی تبلیغ بند کر دیجئے اور ہمیں [illegible] آپ ہی اطمینان کی پرستش کیا کریں [illegible] عرب میں ولی کا لفظ کئی معنوں میں آتا ہے۔ یہاں اس سے مراد معبود ہے۔ والمراد بالولی المعبود [illegible] یہاں معبود ہے جس کی عبادت کی جائے۔ والمراد بالولی المعبود لانه رد لمن دعاه صلی الله علیه وسلم (روح المعانی)

یعنی معبود وہ ہو سکتا ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور ہر چیز اس کی محتاج ہو۔ تمہارے بنائے ہوئے معبود تو سراپا محتاج ہی محتاج ہیں [illegible] زمین و آسمان کا خالق ہے وہی معبود برحق ہے جو ہر محتاج کی حاجت روائی فرماتا ہے اور رزق پہنچاتا ہے۔ اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں نہ کھانے کا نہ پینے کا نہ کسی اور چیز کا [illegible] کرو معبود حقیقی کون ہے

اے کفار! تم مجھے کیا دعوت دینے آئے ہو۔ مجھے تو اپنے رب کا یہ حکم ہے کہ میں سب سے پہلے اس کی توحید کا اعلان کروں اور اس کی عظمت و جلال کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں اور شرک کی آلودگیوں سے اپنا دامن بچائے رکھوں

الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ

شرک کرنے والوں سے ۔ آپ کہیے بیشک میں ڈرتا ہوں اگر میں نافرمانی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے

عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

عذاب سے ۔ جس شخص سے اس دن وہ عذاب ٹال دیا گیا تو بیشک اللہ نے اس پر رحم فرمایا اور یہی کھلی کامیابی

کی گئی ہے ۔ اب بھلا میں اپنے رب کے حکم سے سرتابی کر کے کیونکر تمہارے کہنے سے ان باطل خداؤں کی پرستش شروع کر سکتا ہوں۔

جس دین کی دعوت دینے کے لیے حضور مبعوث ہوئے تھے اس کو سب سے پہلے قبول کرنے والے بھی حضور ہی تھے۔ اس لیے فرمایا تمام امت سے پہلے مجھے اپنے رب کی وحدانیت اور الوہیت پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں صاحب روح المعانی کا ایک ذوق پرور بیان اردو اقتباس بعد ترجمہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

هذا وروح ركضت في ميدان الخضوع والانقياد والعبودية روح حبيب صلى الله عليه وسلم قبل اسلم نفسه لمولاه بلا واسطة وكل من الانبياء عليهم الصلوة والسلام في عالم الارواح انما اسلم بواسطته عليه الصلوة والسلام فهو صلى الله عليه وسلم رسول الانبياء والمرسلين عليهم الصلوة والسلام في عالم الارواح وكلهم امته روح المعاني

ترجمہ: عبودیت، فرمانبرداری اور محبت کے میدان میں سب سے پہلے جو روح سجدہ ریز ہوئی وہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس تھی۔ اور حضور نے بلاواسطہ اپنے مولائے کریم کے سامنے سر عبودیت جھکایا۔ اور تمام نبیوں اور رسولوں نے حضور کے واسطے سے۔ پس حضور کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے بھی نبی ہیں اور سب حضور کے امتی ہیں۔

اگر میں سرمو بھی حکم خداوندی سے انحراف کروں تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں عذاب میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔

یعنی مجھے دولت کی آرزو نہیں نہ دولت و ثروت میرے نزدیک کامیابی کا کوئی معیار ہے۔ کامیاب و کامران تو وہ ہے جس کو قیامت کے دن عذاب الٰہی سے نجات مل گئی۔ حضور کی امت کو بھی یہ حقیقت ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہیے اور قیامت کی کامیابی کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔

الْمُبِينُ ۝ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَ

[illegible]

إِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ

[illegible]

فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِأُنذِرَكُم

تم فرماؤ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں

بِهٖ وَمَن بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً أُخْرٰى ۚ قُل

اور جن جن کو پہنچے ف۳۵ تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہیں تم فرماؤ

لَّا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ۘ

کہ میں یہ گواہی نہیں دیتا ف۳۶ تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے اور میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو

الَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُونَهٗ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ ۘ الَّذِينَ

جن کو ہم نے کتاب دی ف۳۷ اس نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹے پہچانتے ہیں

ف۳۵ [illegible] سب پر فرض ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں

ف۳۶ [illegible]

ف۳۷ [illegible] اوصاف و کمالات اور علامات و نشانات [illegible] اللہ کی بتائی ہوئی علامت ہے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان نہیں لاتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَيَوْمَ

اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتیں جھٹلائے بیشک ظالم فلاح نہ پائیں گے اور جس دن

نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ

ہم سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا

تم دعویٰ کرتے تھے پھر ان کی کچھ بناوٹ نہ رہی مگر یہ کہ بولے ہمیں اپنے رب

مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ

اللہ کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے دیکھو کیسا جھوٹ باندھا خود اپنے اوپر اور گم گئیں ان سے

[illegible] روح المعانی

[illegible]

قیامت وغیرہ

[illegible] قیامت کے دن [illegible] مشرکوں [illegible] کہاں ہیں وہ تمہارے معبود [illegible] خدا کا شریک بتایا کرتے تھے [illegible] نجات دلائیں۔

[illegible] کہ جب میدانِ حشر میں [illegible]

مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ وَجَعَلْنَا عَلَى

[illegible]

قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ءَايَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ يَقُولُ الَّذِينَ

[illegible]

كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ

[illegible]

يَنْأَوْنَ عَنْهُ وَإِن يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ وَلَوْ

[illegible]

تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ

[illegible]

مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۞

[illegible]

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۞ وَلَوْ

[illegible]

تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى

[illegible]

[illegible]

رَبِّنَا قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

[illegible]

كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللّٰهِ حَتّٰى إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يٰحَسْرَتَنَا

[illegible]

عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُورِهِمْ أَلَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ

[illegible]

الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ

[illegible]

الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

[illegible]

يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتّٰىٓ اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ

جھٹلائے جانے پر اور ستائے جانے پر یہاں تک کہ آئی ان کو ہماری مدد ف۱ اور نہیں کوئی بدلنے والا اللہ کی باتوں کو

وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ

اور تحقیق آچکی ہیں آپ کے پاس رسولوں کی کچھ خبریں ف۲ اور اگر گراں ہے آپ پر ان کا

اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا

روگردانی کرنا تو اگر آپ سے ہو سکے تو تلاش کرو کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی

فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی

آسمان میں پھر لے آؤ ان کے پاس کوئی معجزہ ف۳ اور اگر چاہتا اللہ تو جمع کر دیتا ان سب کو ہدایت پر

ف۱ [illegible] کوئی بھی [illegible] کے مطابق ہی ہے بلکہ پہلے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ سے پہلے بھی نبی مبعوث کیے گئے، کفار نے ان کو بھی ستایا اور انہوں نے صبر و تحمل سے کام لیا، آپ بھی کفار کی اذیت رسانیوں پر صبر و تحمل سے کام لیا کریں۔

ف۲ جب انبیاء کرام نے تبلیغ و رسالت کا حق ادا کر دیا اور کفار کی اذیت رسانیوں اور تعصب کی حد ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آئی جس نے باطل کو سرنگوں اور ذلیل کر دیا اور حق کا بول بالا ہو گیا اور کفر کا سارا زور اور اہتمام قدرت کی سنت کے وعدہ کو پورا ہونے سے نہ روک سکا۔ اسی طرح اے میرے حبیب ﷺ آپ سے اسلام کو سربلند کرنے کا جو وعدہ دیا ہے اسے پورا کر کے رہے گا۔

ف۳ اس آیت میں دو اہم باتوں کا ذکر ہے۔ ایک تو یہ کہ میرا محبوب ان گمراہوں کے ہدایت پانے پر اتنا حریص ہے کہ وہ ہر کوشش کے لیے تیار ہے یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو جس معجزہ کا وہ مطالبہ کریں وہ پیش کر دے۔ خواہ اس کے لیے زمین میں سرنگ لگانی پڑے یا آسمان پر سیڑھی لگا کر چڑھنا پڑے۔ والمراد بیان حرصه على اسلام قومه وانه لو استطاع ان یاتی بآیة من تحت الارض او من فوق السماء لأتى بها رجاء ایمانهم۔ تفسیر کشاف وغیرہ

دوسری بات یہ بتلائی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا یہ تقاضا نہیں کہ کسی کو مجبور و مقہور کر دیا جائے کہ اسلام کو تسلیم کیے بغیر ان کے لیے کوئی چارہ کار نہ رہے کیونکہ دین صرف چند رسوم کی ادائیگی اور چند کلمات کے تلفظ

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجٰهِلِينَ ۝ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ

[illegible]

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ

[illegible]

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ قُلْ إِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى أَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ

[illegible]

يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

[illegible]

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ

[illegible]

فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ

[illegible]

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُوْنَ

اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ بلکہ اسی کو پکارو گے

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ إِلَيْهِ إِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

تو دور کر دے گا وہ تکلیف کو جس کے لیے تم اسے پکارتے ہو اگر وہ چاہے گا اور بھول جاؤ گے جن کو شریک ٹھہراتے تھے۔ اور بیشک

ہوا ہے پسندیدہ ہے۔ ت ضمیر فاعل ہے۔ اس کے بعد واقع ہے وہ حرف خطاب ہے اور محض ضمیر فاعل کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے۔ فاعل کے واحد، تثنیہ اور جمع ہونے کی صورت میں ت کی شکل بدلتی رہتی ہے لیکن ک کی واحد کے لیے صرف ت تثنیہ کے لیے کما اور جمع کے لیے کم ہو جائے گا۔ اور ت جو ضمیر فاعل ہے وہ تینوں حالتوں میں مفتوح رہے گی اس میں تغیر نہ ہوگا۔

یہ آیت اس شبہ کو پہنچنے کے بعد آیت کے مفہوم میں ارشاد فرمایا۔ ارشاد ہے کہ اگر تم بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی تم پوجا کیا کرتے ہو اور جنہیں تم نے خدا یقین کیا ہوا ہے اگر واقعی تم سچے ہو تو ان ہستیوں کو مانتے ہو تو اس وقت بھی انہی کو پکارو۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے، یا قیامت کا ہنگامہ برپا ہو جائے اور نجات کے تمام ظاہری راستے بند ہو جائیں۔ اس وقت تو تمہاری آنکھوں سے غفلت کی پٹی کھل جاتی ہے اور جہالت کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ اور تم بھی اسی خدائے حقیقی کو پکارتے ہو اور اسی کی بارگاہ میں نجات کے لیے سوال کرتے ہو تو جب مصیبت کے [illegible] کا عقیدہ [illegible] ہو جاتا ہے اور دل بے ساختہ اسی خدا [illegible] پناہ ڈھونڈتا ہے تو پھر اس سچے اور حقیقی خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی غیر کی عبادت کرنا اور اس کو خدا تسلیم کرنا کہاں کا انصاف اور کہاں کی عقلمندی ہے چنانچہ علامہ مظہری یہی مضمون بیان فرماتے ہیں

والمعنى قل لهم يا محمد هؤلاء العادلين بالله الاوثان والاصنام [illegible] اخبروني [illegible] عذاب الله [illegible] اغير الله هناك تدعون [illegible] كنتم تزعمون۔

ترجمہ: آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد ﷺ آپ ان لوگوں سے پوچھیے جو بتوں کو اللہ کے برابر یقین کرتے ہیں کہ اے آدمیو! مجھے بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آ جائے یا اچانک قیامت قائم ہو جائے تو کیا اللہ کے سوا کسی کو پکارو گے اور اپنے خداؤں کی طرف مدد کے لیے نجات کے لیے دوڑو گے؟

علامہ قرطبی فرماتے ہیں یہ آیت مشرکین کو لاجواب کرنے کے لیے نازل ہوئی جو ایسے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور جب مذہب چاروں طرف سے گھیر لیتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں مدد مانگنے کے لیے آہ و زاری کرتے تھے۔ (قرطبی)

أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ

[illegible]

يَتَضَرَّعُونَ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ

[illegible]

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ

[illegible]

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا

[illegible]

[illegible]

أَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

[illegible]

ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ

[illegible]

سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

[illegible]

يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ

آپ فرمایئے بھلا تو بتاؤ اگر آجائے تم پر اللہ کا عذاب اچانک یا کھلم کھلا تو کون

يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا

ہلاک کیا جائے گا بجز ظالم لوگوں کے اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو ٦٣ مگر

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

خوشخبری سنانے کے لیے اور (عذاب الٰہی سے) ڈرانے کے لیے ٦٤ تو جو ایمان ٦٥ لائے اور سنوار لیا اپنے آپ کو تو کوئی خوف نہیں ہوگا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ

انھیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنھوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو پہنچے گا انھیں عذاب

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

بوجہ اس کے کہ وہ حکم عدولی کیا کرتے تھے آپ فرمایئے کہ میں ٦٦ نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

روشن دلائل سے متاثر ہو کر وہ دین حق قبول کرتے مگر یہ تو الٹا اس سے منہ پھیر رہے ہیں۔ وہ روگردانی کر رہے ہیں۔ کیا الٹی سمجھ کے ہیں یہ لوگ۔

٦٤ انبیاء کرام کی تشریف آوری کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ وہ نت نئے عجائبات کا اظہار کرتے رہیں اور جیسی کوئی کسی نے فرمائش کی اس کی بجا آوری میں لگے رہیں۔ بلکہ ان کی آمد کا اصل مقصد یہ ہے کہ نیکوکاروں کو رحمت الٰہی کا مژدہ سنائیں اور بدکاروں اور روسیاہوں کو اس کے عذاب الیم سے ڈرائیں۔ تاکہ نیک اور نیک ہو جائیں اور بدکار اپنی بدی اور گمراہی سے باز آجائیں۔

٦٥ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور اصلاح کا تعلق اعمال سے یعنی جس کا عقیدہ بھی پکا ہے اور اعمال بھی نیک ہیں۔ ان کو اندیشہ ہائے سود و زیاں سے نجات دے دی گئی ہے۔ نہ گزرے ہوئے وقت پر وہ ملول و غمگین ہوں گے اور نہ آنے والے حالات کے بارے میں انھیں کوئی تشویش ہوگی۔

٦٦ کفار مکہ کے نزدیک سب سے بڑی فضیلت یہی دنیوی دولت تھی۔ ان کی ساری تگ و دو کا محور اور دوڑ دھوپ کا مقصد دولت، عزت اور وقار کا حصول تھا۔ وہ اسی ادھیڑ بن میں اپنی عمر گزار رہے کہ زیادہ سے زیادہ دولت مند کیسے بن جائیں۔

ولا اعلم الغيب ولا اقول لكم اني ملك ان اتبع الا ما يوحى

[illegible]

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ

[illegible]

أَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُم

[illegible]

مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ٥١ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ

[illegible]

يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ

[illegible]

فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

[illegible]

لِيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ

[illegible]

عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ

[illegible]

سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

[illegible]

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

[illegible]

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ

[illegible]

[illegible]

لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۔

[illegible]

قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ مَا عِندِي مَا

[illegible]

تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْفٰصِلِيْنَ ۔ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ

[illegible]

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ

[illegible]

لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ

[illegible]

[illegible]

إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي

[illegible]

كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ۝ وَهُوَ ٱلَّذِي يَتَوَفَّىٰكُم بِٱلَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم

[illegible]

بِٱلنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰٓ أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَ

پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور

يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ

تم پر نگہبان بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے ہمارے فرشتے

رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ أَلَا

اس کی روح قبض کرتے ہیں اور وہ قصور نہیں کرتے پھر پھیرے گئے اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف سنتا ہے

لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ۝ قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ

اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے جلد حساب کرنے والا تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے

[illegible]

[illegible]

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ

[illegible]

هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ

[illegible] مصیبت سے [illegible]

كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ

مصیبت سے [illegible] قادر [illegible]

عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ

[illegible] اوپر سے [illegible] پاؤں کے نیچے سے [illegible]

شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ

[illegible]

[illegible]

الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ (٦٥) وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ

نشانیوں کو تاکہ یہ لوگ حقیقت کو سمجھ لیں اور جھٹلایا ہے اسے آپ کی قوم نے حالانکہ یہ حق ہے فرما دیجئے

لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ (٦٦) لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۟ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (٦٧)

نہیں ہوں میں تم پر داروغہ ہر ایک خبر کے ظہور کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان لوگے

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى

اور اے سننے والے جب تو دیکھے انہیں کہ بیہودہ بحث کر رہے ہیں ہماری آیتوں میں تو منہ پھیر لے ان سے یہاں تک کہ

يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ

وہ لگ جائیں کسی اور بات میں اور اگر کہیں بھلا دے تجھے شیطان تو مت بیٹھو

بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (٦٨) وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ

یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس اور نہیں ہے ان پر جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے

الامراء الظلمة ومن تحت يعني السفلة وعبيد السوء (قرطبی)

ف کفار یہی کیا کرتے کہ عذاب کی جو دھمکیاں ہمیں دی جا رہی ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ محض ڈراوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم کیوں جلدی کر رہے ہو میرے علم میں ہر چیز کے لیے وقت مقرر ہے اور ہر چیز اپنے وقت پر ظہور پذیر ہو جائے گی اور تم اس وقت خود جان لوگے۔

ف صحبت کا اثر مسلم ہے۔ انسان اپنے ہم نشینوں کی عادات، اخلاق اور عقائد سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے سے سختی سے منع کیا ہے جن کا دن رات کا مشغلہ اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن حکیم پر طعن و تشنیع کرنا ہے۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا دل بھی ان کی باتوں سے متاثر ہونے لگے۔ آج کل کی عام گمراہی کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس حکم پر عمل نہیں کرتے اور ان بدعقیدہ لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ نتیجہ وہی نکلتا ہے کہ متعدی مرض کے مریض کے پاس بیٹھنے والا بھی اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔

مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَذَرِ

[illegible]

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ

[illegible]

ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

[illegible]

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ

[illegible]

الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ قُلْ أَنَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ

[illegible]

لَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ

[illegible]

الشَّيٰطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗ أَصْحٰبٌ يَدْعُونَهٗ إِلَى

[illegible]

الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ

[illegible]

لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوهُ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ

[illegible]

[illegible]

تحشرون ۝ وهو الذی خلق السموت والارض بالحق ویوم

[illegible]

يقول كن فيكون قوله الحق وله الملك يوم ينفخ في الصور

[illegible]

علم الغيب والشهدة وهو الحكيم الخبير وإذ قال إبرهيم

[illegible]

لأبيه ءازر أتتخذ أصناما ءالهة إني أرىك وقومك في ضلل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُبِينٍ وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ إِبْرٰهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ

[illegible]

مِنَ الْمُوقِنِينَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَٰذَا رَبِّي

[illegible]

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۔ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا

[illegible] سبب

تجارتی مرکز تھا۔ بہت ایک صنعتی شہر تھا۔ ان کے علاوہ دوسرے ممالک سے تجارتی تعلقات تھے۔ ملک کی آبادی تجارت پیشہ تھی۔ اس زمانے کے جو کتبات دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا نقطۂ نظر حیات خالص مادہ پرستانہ تھا۔ دولت کمانا اور زیادہ سے زیادہ آسائش فراہم کرنا ان کا سب سے بڑا مقصد حیات تھا۔ سود خواری کثرت سے پھیلی ہوئی تھی۔ آپس میں بہت مقدمہ بازی ہوتی تھی۔ آبادی تین طبقوں میں منقسم تھی (۱) عمیلو یعنی پجاری، حکومت کے عہدہ دار اور فوجی افسران وغیرہ شامل تھے۔ اس طبقے کو خاص امتیازات حاصل تھے۔ ان کے فوجداری اور دیوانی حقوق دوسروں سے مختلف تھے اور ان کی جان و مال کی قیمت دوسروں سے بڑھ کر تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کا تعلق اسی طبقے سے تھا (۲) مشکینو یعنی تاجر، اہل صنعت اور زراعت پیشہ لوگ تھے (۳) آردو یعنی غلام۔

اُر کے کتبات میں تقریباً پانچ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں۔ ملک کے مختلف شہروں کے الگ الگ خدا تھے۔ ہر شہر کا ایک خاص محافظ خدا ہوتا تھا جو رب البلد یا مہادیو سمجھا جاتا تھا۔ اُر کا رب البلد ننار (چاند دیوتا) تھا اور لارسا تھا اس کا رب البلد شماش (سورج دیوتا) تھا۔ ان بڑے خداؤں کے ماتحت بہت سے چھوٹے خدا بھی تھے۔ یہ خدا آسمانی تاروں اور سیاروں میں سے تھے۔ ان خداؤں اور دیوتاؤں کی شبیہیں بتوں کی شکل میں بنا لی گئی تھیں اور تمام مراسم عبادت انہی کے آگے بجا لائے جاتے تھے۔

ننار کا بت سب سے اونچی پہاڑی پر ایک عالی شان عمارت میں نصب تھا۔ مندر میں بکثرت عورتیں دیوتا کے نام پر وقف تھیں اور ان کی حیثیت دیوداسیوں (RELIGIOUS PROSTITUTES) کی سی تھی۔ وہ عورت بڑی معزز سمجھی جاتی تھی جو خدا کے نام پر اپنی بکارت قربان کر دے۔ کم از کم ایک مرتبہ اپنے آپ کو راہ خدا میں کسی اجنبی کے حوالے کر دینا عورت کے لیے ذریعہ نجات سمجھا جاتا تھا۔

ننار محض دیوتا ہی نہ تھا بلکہ ملک کی زراعت اور صنعت [illegible] کے لیے وقف تھی۔ بہت سے کارخانے مندر کے تحت قائم تھے۔

اُر کا شاہی خاندان جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں حکمران تھا اس کے بانی اول کا نام اُرنمّو تھا جس نے ۲۳۰۰ قبل مسیح میں ایک وسیع سلطنت قائم کی تھی اسی سے اس خاندان کو نمّو کا نام ملا جو عربی میں نمرود ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد اس خاندان اور اس قوم پر مسلسل تباہی نازل ہونا شروع ہوئی پہلے عیلامیوں نے اُر کو تباہ کیا اور نمرود کو ننار کے بت سمیت پکڑ لے گئے۔ پھر لارسا میں ایک عیلامی حکومت قائم ہوئی جس کے تحت

رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ

[illegible]

الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ

[illegible]

اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ وَ

اس ذات کی طرف جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین کو یکسو ہو کر ف۱ اور نہیں ہوں میں شرک کرنے والوں میں سے اور

حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنِ ؕ وَ لَاۤ اَخَافُ

جھگڑنے لگی ان سے ان کی قوم آپ نے کہا کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے ہدایت دی ہے مجھے اور نہیں ڈرتا

مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ

میں ان سے جنہیں تم شریک بناتے ہو اس کا مگر یہ کہ چاہے میرا رب کوئی چیز گھیرے ہوئے ہے میرا رب ہر چیز کو علم سے

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَ كَیْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ

تو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے اور کیسے ڈروں میں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو حالانکہ تم نہیں ڈرتے کہ تم نے

اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ

شریک بنا لیا اللہ کا اسے جس کے لیے نہیں اتاری اس نے تم پر کوئی دلیل تو کون سا دونوں فریقوں میں سے

پروردگار ہے جو مجھے ہر طرف سے ہٹا کر اپنی طرف بلاتا ہے

ف۲ یعنی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں ان سے ڈروں تو یہ ان کی قدرت میں نہیں، اس کا جواب دینا تو خدا کا کام ہے جو قدرت والا اور حکمت والا ہے جو ہر چیز پر غالب ہے کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور جسے کسی کی احتیاج نہیں۔ وہ قدرت والا ہے سب سے سوا کسی کو بھی پیدا کرنے والا نہیں کوئی بھی تو پھر اس سے منہ موڑ کر مخلوق سے اسی کی طرف دل و جان سے متوجہ ہوں اور کسی بڑی سے بڑی چیز کو بھی اس کا شریک خیال نہیں کرتا

ف۳ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دلائل کے سامنے وہ لاجواب ہو گئے تو آپ سے جھگڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کی توہین سے ڈرو کہیں تم ان کے غضب کا شکار ہو جاؤ گے اور پھر وہ کوئی نقصان پہنچا دیں گے آپ فرماتے ہیں مجھے ایسی دھمکیاں کیوں دیتے ہو اپنے خداؤں کو کہو وہ کیا بگاڑ سکتے ہیں بگاڑ نہیں سکتے ان سے ڈرنا کیسا نہیں ہاں اگر میرا رب مجھے کسی آزمائش میں مبتلا کرے تو مجال انکار نہیں۔

ف۴ مقصد تقریر کا یہ ہے کہ ڈرنا تو تمہیں چاہیے جو معبود برحق سے منہ موڑ کر باطل خداؤں کی چوکھٹ پر سرنگوں ہو رہے ہو کیوں ڈروں میں جو سیدھے راستہ پر چل رہا ہوں۔

أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا

[illegible]

إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ۝ وَتِلْكَ

[illegible]

حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ ۗ إِنَّ

[illegible]

رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا

[illegible]

[illegible]

تظنون انما هو كما قال لقمان لابنه يا بني لا تشرك بالله ان الشرك لظلم عظيم

[illegible]

[illegible]

وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ

اور نوح کو ہدایت کی تھی ان سے پہلے اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب

وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۙ وَزَكَرِيَّا

اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو اور زکریا

وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب صالحین میں سے تھے اور ہدایت دی اسمٰعیل اور یسع

وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

اور یونس اور لوط کو اور ان سب کو ہم نے فضیلت دی سارے جہان والوں پر اور ہدایت دی بعض کو ان کے باپ دادوں

ذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

میں سے اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں کو اور ہم نے چن لیا ان سب کو اور ہدایت دی ان سب کو راہ راست کی

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا

یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جس کو راہ دیتا ہے اس کے ساتھ جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور اگر وہ شرک کرتے

لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

تو ضرور ضائع ہو جاتا ان سے وہ عمل جو وہ کیا کرتے تھے یہ لوگ تھے جن کو ہم نے دی تھی کتاب

ف۱ بعض نے کہا ہے کہ ذریتہ کا مرجع حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت نوح۔ ای من ذریۃ
ابراهیم وقیل ومن ذریۃ نوح۔ قرطبی

ف۲ کلا فضلنا، کل من الصالحین، وکلا فضلنا کے پیارے پیارے جملے پڑھ کر احساس ہونے لگتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں اور برگزیدہ ہستیوں کا ذکر کرتے ہی رحمت الٰہی کے سمندر میں جوش آ رہا ہے

ف۳ یہ ہدایت محض لطف ایزدی کی بدولت ملی ہے اور [illegible] وہ ہدایت [illegible]

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا

اور حکمت اور نبوت [illegible]

لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۖ فَبِهُدَاهُمُ

[illegible]

اقْتَدِهْ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ۝

[illegible]

ع ۱۰

ف [illegible] دعوت اسلام کو قبول [illegible]

کرادی ہے۔

ف [illegible] کے حاشیہ میں لکھتے ہیں [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سب کمالات کے جامع ہیں [illegible]

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ف بعض [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] دعوت [illegible]

ف [illegible] ایک عالمی دعوت رشد اور ایک عالمی پیغام ہدایت ہے۔ [illegible]

وما قدروا الله حق قدره اذ قالوا ما انزل الله على بشر من

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شَيْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَ

[illegible]

هُدًى لِّلنَّاسِ ۖ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۖ

[illegible]

وَعُلِّمْتُم مَّا لَمْ تَعْلَمُوا أَنتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي

[illegible]

خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩١﴾ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

[illegible]

بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهٖ ۖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ وَمَنْ

[illegible]

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ

[illegible]

إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ ۗ وَلَوْ تَرٰى إِذِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا

وہ ظالم موت کی سختیوں میں (گرفتار) ہوں اور فرشتے [illegible] ہاتھ [illegible] کہ نکالو

اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَي

اپنی جانوں کو آج تمہیں دیا جائے گا ذلت کا عذاب اس وجہ سے کہ تم بہتان لگاتے تھے اللہ پر

اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ؀ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

ناحق اور تم اس کی آیتوں سے تکبر کیا کرتے تھے اور بے شک تم آگئے ہمارے پاس

فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ

اکیلے اکیلے جیسا ہم نے پیدا کیا تھا تم کو پہلی بار اور چھوڑ آئے جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا اپنی پیٹھ پیچھے

وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا

اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو جن کی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں (ہمارے) شریک ہیں

ف۱ ان اشقیاء اور ظالموں کے عین حالت نزع کا ذکر ہو رہا ہے۔ غمرات کا واحد غمرۃ ہے۔ غمرۃ اس کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو ڈھانپ لے [illegible] یہاں مراد ہے سکرات الموت کی سختیوں [illegible] حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ مرتے وقت کافر [illegible] کو کہا جائے گا کہ اپنے بدن سے نکلو اس حالت میں روح کو [illegible] مفارقت پر [illegible] عذاب ہی کی سختیوں کی طرف ایتھا النفس الخبیثۃ اخرجی ساخطۃ مسخوطۃ [illegible] عذاب اللہ۔ اگرچہ روح کو ملک الموت نکالے گا لیکن [illegible] کے لیے انہیں یہ کہا جائے گا۔

ف۲ فرادی کا واحد فردان ہے جیسے سکاری کا سکران۔ اور بعض اہل لغت کا خیال ہے کہ اس کا واحد فرد ہے اس کا معنی ہے اکیلے اکیلے [illegible] وہ [illegible] کا جھوٹا دعوی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی [illegible] اس کی حالت روز قیامت کے دن دیکھنے کے قابل ہوگی تم تنہا بے یار و مددگار [illegible] پیش کیے جاتے ہو گے اور وہ جھوٹے خدا جن کی تم عمر بھر پرستش کرتے رہے ان کا نام و نشان تک نہ ہوگا [illegible] توقعات اور بڑی بڑی توقعات سب ختم ہو کر رہ جائیں گی [illegible]

لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۞ إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ

بے شک ٹوٹ گئے تمہارے باہمی رشتے اور گم ہو گئے تم سے جو تم دعوے کیا کرتے تھے ۱۲۱ بے شک اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے ۱۲۲

الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ

بیج اور گٹھلی کو نکالتا ہے زندہ کو مُردہ سے اور نکالنے والا ہے مُردہ کو زندہ سے ۱۲۳

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۞ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا

یہ ہے اللہ ۱۲۴ تو کہاں بہکے جا رہے ہو وہ نکالنے والا ہے صبح کو رات کی تاریکی سے ۱۲۵ اور بنایا اس نے رات کو آرام کے لیے

وہ بت جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے، انہیں خدا کا شریک بناتے تھے۔ یعنی الاصنام وکانوا یزعمون انہم شرکاء للہ وشفعاء۔ یعنی اپنے بتوں میں شرکت کا دعویٰ کرتے کہ ان کے بت اللہ کے شریک اور ان کے شفیع ہیں۔

۱۲۲ فالق الحب: فلق کا معنی ہے چیرنا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے وہ کرشمے جن کا ہم ہر وقت مشاہدہ کرتے ہیں ان کا ذکر کر کے ان میں غور و فکر کی دعوت دی جا رہی ہے اور پوچھا جا رہا ہے کہ اے عقل کے دشمنو! بتاؤ عبادت کے لائق وہ ذات والا صفات ہے جس کی قدرت کے یہ کرشمے ہیں کہ وہ خشک دانے اور سخت گٹھلی کو چیر کر اس سے سرسبز پودے اور تنومند درخت اگاتا ہے۔ وہ بیج ہیں اور یہ جاں بیج وغیرہ کے تہ بہ تہ غلاف میں بھی جڑیں۔ گندم کے دانے کو دیکھو کس طرح سبز کونپل نکلتا ہے جس کی کئی بالیں ہوتی ہیں اور ہر بال میں الگ الگ خوشہ ہوتا ہے جس میں سینکڑوں دانے محفوظ ہوتے ہیں۔ کیسے کیسے پھول اور کیسے کیسے میٹھے پھل۔ یہ سب کچھ اس چھوٹے سے دانے سے کیونکر نکلا اور یہ تنک سی گٹھلی سے یہ عظیم الشان درخت کیسے پیدا ہو گیا۔ اگر انسان اسی میں تامل کرے تو حقیقت روشن ہو جائے۔

۱۲۳ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا دوسرا کرشمہ ہے بے جان نطفہ سے جاندار مخلوق اور انڈے سے زندہ حیوان۔ یا بد سے نیک اور نیک سے بد۔

۱۲۴ ذٰلکم اللہ۔ اللہ جس کے تم منکر ہو وہ تو وہ ذات ہے جس کی قدرت کے یہ کرشمے ہیں۔ تعجب ہے تم پر کہ اس کے بعد بھی تم دوسروں کو خدا سمجھتے رہو۔

۱۲۵ فالق الاصباح۔ اصباح مصدر ہے بمعنی صبح۔ سکنا کا معنی ہے آرام اور راحت کا وقت۔ اسی طرح سکون رات میں حاصل ہوتا ہے۔ سورج اور چاند کی حرکت مقرر فرما دی ہے جس سے دن، مہینے اور سال بنتے ہیں۔ جس سے گرمی، سردی، بہار اور خزاں کے موسم

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَهُوَ

اور سورج اور چاند کو حساب کے لیے یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے زبردست سب کچھ جاننے والے کا اور وہی

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

جس نے بنائے تمہارے لیے ستارے تاکہ تم ان سے راہ پاؤ خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ

بے شک ہم نے کھول کر بیان کر دیں نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

جان سے پھر ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک سونپے جانے کی بے شک ہم نے تفصیل سے بیان کر دیں نشانیاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَفْقَهُونَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ

سمجھ والوں کے لئے اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے ہر اُگنے والی

كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا وَ

چیز نکالی تو ہم نے اس سے نکالی سبزی جس میں سے دانے نکالتے ہیں ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے اور

مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ

کھجور کے گابھے سے پاس پاس گچھے اور انگور کے باغ اور

وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انْظُرُوا إِلَى ثَمَرِهِ

زیتون اور انار کسی بات میں ملتے اور کسی میں الگ اس کا پھل دیکھو جب

إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ إِنَّ فِي ذَلِكُمْ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٩٩﴾ وَجَعَلُوا

پھلے اور اس کا پکنا بیشک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے اور

ف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہے کہ زمین کے [illegible] سے [illegible] سبز [illegible] کی [illegible] [illegible] گیا ہے اس کا بیان [illegible] قنوان [illegible] کا [illegible]

ف جب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قدرت کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ينع الثمر ينع و يينع ينعا و ينوعا اى نضج قاموس

ف [illegible]

شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ

[illegible]

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنَّىٰ

[illegible] وہ موجد ہے آسمانوں اور زمین کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ

[illegible]

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ

[illegible]

شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ لَا تُدْرِكُهُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ قَدْ

[illegible]

جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ عَمِيَ

[illegible]

فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَ

[illegible]

لِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَ

[illegible]

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ أَشْرَكُوا وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا وَمَآ أَنْتَ

[illegible]

عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ

[illegible]

اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ

[illegible]

ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَ

[illegible]

[illegible]

قْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ

[illegible]

بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ

[illegible]

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ

[illegible]

يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

[illegible]

[illegible] اگر آپ چاہیں تو صفا کی پہاڑی [illegible]

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا

اور اگر ہم ان کے پاس فرشتے اتار دیتے اور ان سے مُردے باتیں کرنے لگتے اور ہم [illegible] جمع کر دیتے

عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللّٰهُ

ہر چیز کو ان کے روبرو تب بھی وہ ایمان نہ لاتے مگر یہ کہ چاہتا اللہ تعالیٰ

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا

لیکن اکثر ان میں سے جہالت کی باتیں کرتے ہیں [illegible] اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن

ف منکرین حق یہ فرمائش کرتے [illegible] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سب کی فرمائشیں پوری کر بھی دی جائیں [illegible] جانتے ہیں کہ قرآن کے پاس آگئے ہیں، مگر یہ قرآن سے [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] آخر [illegible] ان کے دلوں میں [illegible] حق کی طلب ہی نہیں [illegible] کی طبیعتیں [illegible] ایسے لوگوں کا راہ راست پر آنا مشکل ہے۔

ف [illegible] ضرورت ہے کہ ان سے اختیار اور [illegible] کی قوت سلب کر لی جائے [illegible] ایمان لانے پر مجبور کر دیا جائے لیکن ایسا کرنا منظور نہیں کیونکہ حکمت الٰہی کا منشا نہیں کہ انسان [illegible] حیوانوں کی طرح عقل [illegible] اختیار سے [illegible] ہو کر [illegible] جائے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ [illegible] کوئی [illegible] دکھایا جائے جس کو دیکھنے کے بعد وہ بے اختیار ہو کر اسلام کو قبول کر لیں۔

ف شیاطین سے مراد سرکش اور نافرمان [illegible] والشیطٰن کل عات متمرد من الانس والجن [illegible] [illegible] [illegible] یعنی [illegible] حقیقت [illegible] [illegible] [illegible] ابن الانباری نے ایک شعر پڑھا ہے

[illegible] فان [illegible] (رازی)

شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ

[illegible]

الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۗ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

[illegible]

يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

[illegible]

بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ

[illegible]

اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ

[illegible]

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا

[illegible]

وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ وَاِنْ

[illegible]

تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ

[illegible]

يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوا

جانتا ہے کہ کون بہکتا ہے اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔ تو کھاؤ

مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ وَمَا

اس میں سے کہ لیا گیا ہے نام خدا کا جس پر اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہو ۲۴۶ اور کیا ہوا

لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ

تمہیں کہ نہیں کھاتے ہو تم اس میں سے جس پر لیا گیا ہے اللہ کا نام جس پر ۲۴۷ حالانکہ تفصیل سے بیان کر دی ہے

مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ

تمہارے لیے جو اس نے حرام کی ہیں تم پر مگر وہ چیز کہ مجبور ہو جاؤ تم اس کی طرف اور بے شک بہت سے لوگ گمراہ کرتے ہیں

بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾

اپنی خواہشوں سے بے علمی کے باعث بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو ۲۴۸

کوئی شخص اور بھی دلیل نہیں۔ اگر تم ان کے بہکانے سے بہک گئے اور حق کی راہ چھوڑ بیٹھے تو دونوں کو نظر انداز کر دو تو تم گمراہ ہو جاؤ گے

۲۴۶ کفار مسلمانوں پر اعتراض کیا کرتے تھے کہ عجیب لوگ ہیں جس چیز کو اللہ مارے اسے تو حرام سمجھتے ہیں اور جسے یہ خود ذبح کریں اسے حلال جانتے ہیں۔ اس کے متعلق فرمایا کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں۔ ان کا یہ کہنا ہی سرے سے غلط ہے کہ جو چیز خود مرے اس کو خدا نے مارا اور جس کو ذبح کیا جائے اس کو ذبح کرنے والے نے مارا۔ ہر چیز کا مارنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس طرح تو کوئی چیز بھی حرام نہ ہونی چاہیے۔ ایسا نہیں بلکہ حلال و حرام کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی لازمی ہے۔ اپنے ذاتی عقل و قیاس اور تجربہ سے کام لینا ایمان کے خلاف ہے۔ جس حلال جانور کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حلال ہے اسے بلا تامل کھاؤ۔

۲۴۷ جو چیزیں حرام ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا اب یہ کتنی جہالت اور حماقت ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا اسے حرام سمجھتے ہو اور جس جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرے اس کو نہ کھایا جائے۔

۲۴۸ اس آیت میں ان لوگوں کا رد ہے جو اس جانور کو حرام کہتے ہیں جسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جاتا ہے اور اس وقت

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ

[illegible]

سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۝ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ

[illegible]

اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ

[illegible]

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي

[illegible]

النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ

[illegible]

زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ

[illegible]

قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۭ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ

[illegible]

نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۘ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ

[illegible]

رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ اللَّهِ وَعَذَابٌ

[illegible]

شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾ فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا

[illegible]

حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ

[illegible]

عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۞ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ

[illegible]

[illegible]

[illegible] جاتی ہے اسی طرح اس بدنصیب کا حال ہوتا ہے

[illegible]

فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۱۲۶ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ

کھول کر بیان کر دی ہیں آیتیں ان لوگوں کے لیے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں ان کے لیے سلامتی کا گھر ہے ان کے رب کے پاس

وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۱۲۷ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا

اور وہی ان کا دوست ہے بسبب ان کاموں کے جو وہ کیا کرتے تھے اور جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ ان سب کو

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ

اے جنوں کے گروہ بہت گمراہ کیے تم نے انسانوں سے اور کہیں گے ان کے دوست

مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ

انسانوں میں سے اے ہمارے رب فائدہ اٹھایا ہم میں سے ایک نے دوسرے سے اور ہم پہنچ گئے اپنی اس میعاد کو

اَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۗ

جو مقرر کی تھی تو نے ہمارے لیے ۱۳۱ فرمائے گا آگ ٹھکانا ہے تمہارا ہمیشہ رہو گے اس میں ۱۳۲ مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے ۱۳۳

---

۱۳۱ جب قیامت کا دن ہوگا اور ان کے گناہوں کا حساب ہوگا تو وہ اعتراف جرم کرتے ہوئے کہیں گے اے رب جن و انس ایک دوسرے سے خوب لطف اندوز ہوئے اور ہماری عمر ختم ہوگئی [illegible] اب تیری جناب میں حاضر ہوئے ہیں جنوں نے انسانوں سے یہ لطف اٹھایا کہ وہ [illegible] اور [illegible] سمجھتے رہے۔ اور انسانوں نے جنوں سے یہ لطف اٹھایا [illegible] زنا، شراب، قتل و غارت وغیرہ سب گناہ ان کی نگاہ میں بہت دلکش بن گئے اور [illegible] زندگی [illegible] دلیل دی۔

۱۳۲ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے قسمت [illegible] ساری زندگی [illegible] ضائع کر دیے۔ اب آگ ہی [illegible] تمہیں [illegible] ہمیشہ رہنا ہوگا

۱۳۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ استثناء اہل ایمان کے لیے ہے اور ما بمعنی من ہے وقال ابن عباس الاستثناء لاهل الايمان فما على هذا بمعنى من۔ (قرطبی)

إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّٰلِمِينَ

[illegible]

بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يَٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ

[illegible]

يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِي وَيُنذِرُونَكُمْ

[illegible]

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا شَهِدْنَا عَلَىٰ أَنفُسِنَا ۖ وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَوٰةُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ﴿١٣٠﴾ ذَٰلِكَ

[illegible]

أَن لَّمْ يَكُن رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَافِلُونَ ﴿١٣١﴾

[illegible]

وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٢﴾

[illegible]

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِن

[illegible]

۱۲۷ جب کوئی بستی [illegible] اور فسق و فجور میں منہمک ہو جاتی ہے تو [illegible] عذاب [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] نصیحت کرتے ہیں [illegible] [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] معجزات کا سلسلہ جاری ہے [illegible] [illegible] رحمت [illegible] [illegible] شفقت [illegible] [illegible] شریعت عطا کی ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے انسان [illegible]

بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ؕ اِنَّ مَا

[illegible]

تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا

[illegible]

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ

[illegible]

عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ

[illegible]

۱؎ اور اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے [illegible] جس طرح تم سے پہلے والوں کے یہاں سے رخصت ہونے کے بعد تمہیں ان کا جانشین کر دیا اور دنیا کے سارے کاروبار [illegible] [illegible] تمہارا [illegible] اور [illegible] [illegible] ان کی [illegible]

۲؎ یعنی قیامت آ کر رہے گی۔

۳؎ آپ ان سے کہہ دیجئے [illegible] اسلام قبول نہیں کرتے اور اپنے شرک و کفر سے چمٹے رہنا پسند ہو تو تم اپنی روش پر کام کرتے رہو [illegible] [illegible] کی وضاحت کرتے ہوئے [illegible] کشاف [illegible]

۴؎ یہاں مشرکین عرب کی حماقت اور جہالت کا ایک اور نمونہ پیش کیا جا رہا ہے کہ وہ کھیتی اور [illegible] جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کے نام پر نکالتے [illegible] مسکینوں اور مہمانوں کے لیے خرچ کرتے اور کچھ حصہ [illegible] کے نام کا نکالتے تھے اور اسے ان کے مجاوروں پر صرف کرتے تھے [illegible] حماقت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کے حصہ کی طرف سے جو چیز [illegible] [illegible] میں سے بھی [illegible] حماقت یہ تھی کہ اگر بتوں کے حصہ کا پھل [illegible]

مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَ

[illegible]

هَٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَ

[illegible]

مَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ١٣٦

[illegible]

وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ

[illegible]

لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝ وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَ

[illegible]

حَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ

[illegible]

ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ

[illegible]

سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ

[illegible]

الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا وَإِنْ يَكُنْ

[illegible]

۱۳۷ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو راہ راست پر چلنے کے لیے مجبور کر دیتا لیکن حکمت کا اقتضا یہ ہے کہ انسان اپنے اختیار اور ارادے سے حق کو قبول کرے یا اسے رد کرے۔ اسے مجبور محض بنا کر انسانیت کی مسند رفیع سے جمادات کی پستی میں پھینک دیا جائے

۱۳۸ مشرک اپنی طرف سے باتیں گھڑتے اور پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے۔ ان کی گھڑی ہوئی باتوں پر عمل اس طرح کرتے جیسے یہ کوئی [illegible] حجر کے معنی [illegible] بتوں کے لیے مخصوص ہے ان کا استعمال [illegible] ہے۔ [illegible] وہی استعمال کر سکتا ہے جسے ہم اجازت دیں۔ مثلاً بت خانے کے پجاری یا مرد ہی اسے کھا سکتے ہیں اور ان پر [illegible] ہے اور جو جانور انہوں نے بتوں کے نام پر چھوڑ رکھے تھے ان پر بوجھ لادنا حرام سمجھتے اور بعض جانوروں کو وہ بتوں کے نام پر ذبح کرتے ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا جائز نہ سمجھتے اور ان من گھڑت بدعات کے متعلق دعویٰ یہ کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ایسا ہی ہے۔

۱۳۹ کفار کی مختلف جاہلانہ رسوم میں سے ایک مروجہ جہالت یہ بھی تھی کہ بعض جانوروں (سائبہ اور بحیرہ) کے متعلق ان کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کے پیٹ میں زندہ بچہ جو ہو اس کا استعمال مردوں کے لیے حلال ہے اور عورتوں کے لیے

مَيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ

[illegible]

عَلِيمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ

[illegible]

وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا

[illegible] بے شک گمراہ ہو گئے [illegible]

مُهْتَدِينَ ﴿١٤٠﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ

[illegible]

وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا

[illegible]

[illegible] سب کے لیے حلال ہے اللہ تعالیٰ [illegible]
انھیں ان خرافات کی سزا دی جاوے گی

ف اس آیت سے صاف [illegible] اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام
سمجھنا [illegible] کا باعث ہے

ف اللہ تعالیٰ کی حکمت [illegible] اور قدرت کا اندازہ لگانا چاہو تو [illegible] میں ہی غور کرو [illegible] مختلف قسم کے [illegible] ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں [illegible] الگ الگ ہیں [illegible]
ہے

وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ

اور مختلف بھی۔ کھاؤ ان کے پھل سے جب وہ پھلدار ہوں اور ادا کرو اس کا حق کٹنے کے دن

حَصَادِهِ ۖ وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٤١﴾ وَمِنَ الْأَنْعَامِ

اور فضول خرچی نہ کرو کہ وہ بے شک فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور مویشیوں میں

حَمُولَةً وَفَرْشًا ۚ كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ

بار برداری کے لیے بھی اور زمین پر لٹانے کے لیے بھی۔ کھاؤ اس رزق میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے اور پیروی نہ کرو

ف حق سے مراد عشر ہے جو زمین کی پیداوار پر فرض ہے یعنی جو کھیتی وغیرہ بارش سے سیراب ہو اس کا دسواں حصہ اور جس کی نہر یا کنوئیں وغیرہ سے آبپاشی ہو اس کا بیسواں حصہ جس کی تفصیل کتب فقہ میں ملے گی۔ اور بعض نے اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے لیکن اس آیت سے عشر ہی مراد ہے۔ وقیل المراد به ما کان یتصدق به یوم الحصاد لا الزکوة المقدرة لانها فرضت بالمدینة والآیة مکیة وقیل الزکوة والآیة مدنیة (بیضاوی)

ف اسراف اور فضول خرچی ہر حال میں ممنوع ہے چنانچہ علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ صدقہ وخیرات کرتے وقت بھی میانہ روی کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور یہ نہ کرے کہ سب کچھ دے کر خود دوسروں کا دست نگر ہو جائے تو جب اسلام نے کار خیر میں فضول خرچی سے منع کیا ہے تو دوسرے کاموں میں فضول خرچی کو کب برداشت کیا جائے گا۔

ف نباتات میں اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی آیات و نشانات کا ذکر کرنے کے بعد اب حق کے متلاشی کی توجہ مختلف حیوانات کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے۔ حمولة سے مراد وہ بڑے بڑے جانور ہیں جو سواری اور بوجھ لادنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ ہاتھی، گھوڑے، اونٹ وغیرہ اور فرش سے مراد وہ جانور ہیں جنہیں فرش پر لٹا کر ذبح کیا جاتا ہے اور ان کا گوشت کھایا جاتا ہے یا دودھ دوہا جاتا ہے۔ وقیل الحمولة ما یرکب والفرش ما یؤکل لحمه ویحلب (قرطبی) ہر جانور کی شکل وصورت، قد وقامت، خوراک اور عادات وخصائل جدا جدا ہیں ایک بے پناہ قوت اور جثہ کے باوجود انہیں انسان کا مطیع بنا دیا گیا ہے تاکہ وہ ان کا استعمال کر کے اپنی مشکلات آسان کرتے جائیں اور اس محسن کی بارگاہ کی خدمت بجا لائیں۔

الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ

شیطان کے قدموں کی بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے پیدا کئے آٹھ جوڑے بھیڑ سے

اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ

دو نر و مادہ اور بکری سے دو نر و مادہ آپ پوچھئے کیا دونوں نر اللہ نے حرام کئے ہیں یا دونوں مادائیں

اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

یا وہ جسے لپٹے ہوتے ہیں پیٹ اندر دونوں ماداؤں کے بتاؤ مجھے علم کے ساتھ اگر ہو تم

صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ

سچے اور اونٹ سے دو نر و مادہ اور گائے سے دو نر و مادہ آپ پوچھئے

ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

کیا دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادائیں یا وہ جسے لپٹے ہوئے ہیں رحم اندر دونوں ماداؤں کے

لے ثمانیۃ فعل مضمر انشأ کا مفعول ہے، اور اخفش کے نزدیک یہ حمولۃ کا بدل ہے اور اسی لیے منصوب ہے اور بعض نے کلو فعل کا اسے مفعول بنایا ہے (قرطبی)۔ الضان بھیڑ کو کہتے ہیں جن پر اون ہوتی ہے۔ وہ ذات الصوف من النعم یہ جمع ہے اور اس کا واحد ضائن ہے اور مؤنث ضائنۃ ہے اور بعض کے نزدیک الضان بھی جمع ہے جس کا کوئی واحد نہیں اور معز بکری والی ذوات الشعر من الغنم۔ یہ جمع ہے اور اس کا واحد ماعز ہے، اور اس کا مؤنث ماعزۃ ہے (قرطبی)

لے جانوروں کی حلت و حرمت کے متعلق کفار عرب میں جو من مانا طریقہ رائج تھا اس کا ابطال کیا جا رہا ہے اور ان سے دریافت کیا جا رہا ہے کہ جن جانوروں کو تم نے حرام سمجھ رکھا ہے ان میں حرمت کی علت کہاں سے آئی۔ کیا اس لیے انہیں حرام سمجھتے ہو کہ وہ نر ہیں یا اس لیے کہ وہ مادہ ہیں۔ اگر یہ وجہ ہے تو پھر تمام نر یا تمام مادہ ہی حرام ہونے چاہئیں۔ بعض نروں کو حلال اور بعض کو حرام، بعض ماداؤں کو حلال اور بعض کو حرام قرار دینا کہاں کی عقلمندی ہے اور اگر ان کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ماداؤں کے شکموں میں ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر نر اور مادہ کی تقسیم بھی بیکار ہوگئی۔ پھر تو ہر جانور حرام ہونا چاہئے خواہ وہ نر ہو یا مادہ کیونکہ ان میں سے ہر ایک شکم مادر میں رہا ہے۔ اور اگر ان کو حرام کرنے کی کوئی دلیل تمہارے

الْأُنْثَيَيْنِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا فَمَنْ أَظْلَمُ

[illegible]

مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ

[illegible]

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ

[illegible]

مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا

[illegible]

[illegible]

أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ

[illegible]

اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤٥﴾ وَعَلَى

[illegible]

الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ

[illegible]

حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا

[illegible]

أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿١٤٦﴾

[illegible]

فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ

[illegible]

[illegible]

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۞ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ

[illegible]

مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ

[illegible]

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ

[illegible]

[illegible] مگر اس وقت کوئی ان کو عذاب خداوندی سے بچا نہ سکے گا

[illegible]

عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا

[illegible]

تَخْرُصُونَ ۝ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ

[illegible]

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا

[illegible]

بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ

[illegible]

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَ

آپ کہئے کہ [illegible]

بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ

ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو [illegible]

نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا

[illegible]

[illegible] بے خبری پر آگاہ کیا جائے کیونکہ جب ان سے [illegible]

[illegible] شہادت [illegible]

[illegible] شہادت آپ کے [illegible]

[illegible]

بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ

[illegible]

وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا

[illegible]

بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ

[illegible]

بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

[illegible]

تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا

[illegible]

السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

[illegible]

تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ

اور کل تفصیل جو چاہیے ہر چیز کی اور یہ کتاب باعث ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے

يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٤﴾ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ

پر ایمان لائیں ۱۵۴ اور یہ قرآن کتاب ہے ۱۵۵ ہم نے اتارا ہے اسے بابرکت ہے سو پیروی کرو اس کی اور ڈرو تاکہ

تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ أَن تَقُولُوا إِنَّمَا أُنزِلَ الْكِتَابُ عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ مِن

تم پر رحم کیا جائے ہم نے اسے اتارا ہے تاکہ یہ نہ کہو کہ اتاری گئی تھی کتاب تو صرف دو گروہوں پر ہم سے

قَبْلِنَا وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ ﴿١٥٦﴾ أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا

پہلے ۱۵۶ اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے یا یہ کہو ۱۵۷ کہ اگر

کی نصیحت کی گئی اور اس پر مزید کرم یہ فرمایا کہ تورات جیسی مفصل کتاب نازل کی تاکہ وہ حق پر چلنے کا شوق رکھنے والوں پر اپنی نعمت کا اتمام کریں۔

۱۵۴ تورات نازل کرنے کا مقصد اصلی یہ تھا کہ لوگوں کا یہ عقیدہ اور پختہ ہو جائے کہ ہمیں ایک دن اس عالم سے سارا سامان چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے جہاں ہم سے ہمارے تمام اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔

۱۵۵ اس سے مراد قرآن حکیم ہے۔

۱۵۶ یہاں خطاب مشرکین عرب سے ہے۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ تمہاری ہدایت کے لیے یہ بے نظیر کتاب نازل کی گئی ہے تاکہ قیامت کے روز تم اپنی گمراہی اور ضلالت کے لیے یہ عذر نہ پیش کرو کہ ہمارے لیے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی کتاب نازل ہی نہیں کی گئی تھی جسے پڑھ کر ہم شرک و کفر سے تائب ہوتے اور توحید کو قبول کرتے۔ اور یہود و نصاریٰ پر بے شک کتابیں نازل ہوئیں لیکن ہم ان کو پڑھنے سے قاصر تھے اس لیے اگر ہم ایمان نہیں لائے تو ہم معذور تھے۔ طائفتین سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

۱۵۷ اس کا عطف سابقہ جملہ پر ہے یعنی اگر قرآن حکیم تمہاری طرف نازل نہ کیا جاتا تو تم یہ بھی کہہ سکتے تھے اور کہتے جس طرح یہود و نصاریٰ کو کتابیں دی گئیں اسی طرح اگر ہمیں بھی کوئی کتاب دی جاتی تو دنیا دیکھتی کہ ہم اس کو کس طرح سینے سے لگاتے۔ کس جوش سے اس کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے۔ لو اب وہ کتاب تمہیں دی گئی ہے جو روشن دلائل پر مشتمل ہے جو سراپا ہدایت اور مجسم رحمت ہے اب اس پر عمل کر دکھاؤ

أُنزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاءَكُم بَيِّنَةٌ

اتاری جاتی ہم پر کتاب تو ہوتے ہم زیادہ ہدایت والے ان سے بے شک آ چکی تمہارے پاس روشن دلیل

مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَّبَ بِآيَاتِ

تمہارے رب کی طرف سے اور سراسر ہدایت اور رحمت تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے جھٹلایا آیتوں کو

اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا

اللہ کی اور منہ پھیرا ان سے عنقریب ہم سزا دیں گے انہیں جو منہ موڑتے ہیں ہماری آیتوں سے

سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴿١٥٧﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن

برے عذاب کی بسبب اس کے کہ وہ منہ پھیرا کرتے تھے کس کا انتظار کر رہے ہیں یہ مگر یہ کہ

تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ

آئیں ان کے پاس فرشتے یا آئے آپ کا رب یا آئے کوئی نشانی آپ کے رب کی جس روز

ث۱ تمہاری حالت یہی تو تھی نہیں، تم خود اس کتاب پر ایمان نہیں لائے بلکہ تمام دوسروں کو بھی ایمان لانے سے روکتے ہو تو خود ہی سوچو کہ تم سے بڑا ظالم اور نافرمان کون ہے؟

ث۲ ان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے اور گمراہی کے ظلمت کدہ سے باہر نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنا حبیب اپنا رسول مبعوث فرمایا، اس پر قرآن جیسی بے مثل کتاب نازل کی، طرح طرح کے معجزات سے اس کی صداقت کو آشکارا کیا۔ اس کے باوجود اگر وہ اسلام نہیں لاتے اور حق کو قبول نہیں کرتے تو کیا وہ اس کے منتظر ہیں کہ موت کا فرشتہ آئے اور ان کی روح قبض کرلے یا قیامت قائم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی عدالت پر تشریف فرما ہو یا کوئی ایسی نشانی ظاہر ہو جس کے بعد وہ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں۔ اگر وہ بھی ان چیزوں میں سے کسی کا انتظار کر رہے ہیں تو یاد رکھیں کیونکہ ان چیزوں کے ظہور کے بعد وہ ایمان لے بھی آئے تو وہ قابل قبول نہیں ہوگا پھر اگر عمل نیک کریں تو وہ منظور نہ ہوگا کیونکہ ایمان تو وہ معتبر ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول کی بات پر یقین کرتے ہوئے لایا جائے جب سب پردے اٹھ جائیں گے اور غیب شہادت میں بدل جائے گا تو اس وقت کا ایمان معتبر نہ ہوگا کیونکہ اس سے اپنی آنکھوں دیکھی پر تو مشاہدہ ہے نہ کہ اللہ کے رسول کا اعتماد۔

يَأْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

آئے گی کوئی نشانی آپ کے رب کی تو نہ نفع دے گا کسی کو اس کا ایمان لانا جو نہیں ایمان لا

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ

چکا تھا اس سے پہلے یا نہ کمائی تھی اپنے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی آپ فرمائیے

انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ

تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں بے شک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور

كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى

ہوگئے کئی گروہ اے محبوب نہیں ہے آپ کا ان سے کوئی علاقہ۔ ان کا معاملہ صرف اللہ ہی کے

اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ

حوالے ہے پھر وہ بتائے گا انہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے جو کوئی لائے گا ایک نیکی ف۲۳

فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا

تو اس کے لیے دس نیکیاں ہوں گی اس کی مانند اور جو کوئی کرے گا ایک برائی تو نہ بدلہ دیا جائے گا اسے مگر اس ایک کے

ف۲۲ اس سے پہلے دین کے غیر متبدل اصولوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ اس کی پیروی کرو اور دیگر خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ ورنہ تمہاری یکجہتی ختم ہو جائے گی تمہارا شیرازہ منتشر ہو جائے گا۔ اب اس آیت میں ان لوگوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے جو اپنی خود پسندی کے باعث دین کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں کوشاں ہیں۔ انہیں صاف صاف بتا دیا کہ ان سے اللہ اور رسول بری ہے اور حق کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور جس کے ساتھ اللہ کے رسول کا کوئی تعلق نہ ہو ان کا اسلام سے کیا تعلق باقی رہے گا۔

ف۲۳ کیا شان بندہ پروری ہے!

مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ

کے برابر اور وہ ظلم نہ کیا جائے گا آپ فرمائیے بے شک مجھے تو راہ دی ہے میرے رب نے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَ

سیدھی راہ کی دین مضبوط ۲۱۰ ملت ابراہیم کی جو ہر باطل سے ہٹ کر صرف حق کی طرف مائل تھے

مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَ

اور نہیں تھے وہ مشرکوں سے آپ فرمائیے بے شک میری نماز اور میری قربانیاں ۲۱۱ اور

مَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَ

میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا نہیں کوئی شریک اس کا اور

بِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ

مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۲۱۲ آپ فرمائیے کیا اللہ کے سوا

۲۱۰ اے عرب کے بت پرستو تم چاہو جس کو اپنا معبود بنالو اللہ کی زمین میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاؤ اور فسق و فجور کا بازار گرم کرو مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں میں تو ثابت قدمی سے توحید اور پاکبازی کی اسی راہ پر گامزن رہوں گا جو مجھے میرے مالک نے دکھائی ہے۔ اور یہ کوئی نئی راہ نہیں ہے بلکہ یہی تو تمہارے جد اعلیٰ حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ ہے جس کی اولاد ہونے پر تم فخر کرتے ہو جس کے بنائے ہوئے کعبہ کی خدمت گزاری سے تمہاری ساری عظمتیں وابستہ ہیں۔ وہ شرک سے متنفر اور توحید کے پرستار تھے تو میں توحید کو چھوڑ کر شرک کیسے اختیار کر سکتا ہوں۔

۲۱۱ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا حاصل اور توحید کا سب سے اونچا مرتبہ یہ ہے جہاں انسان کھڑا ہو کر یہ اعلان کرتا ہے کہ میری سجدہ ریزیوں کا مقصد اور میری ہر طرح کی نیازمندیوں اور عبادتوں کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ میری زندگی اور میری موت صرف اسی کی رضا جوئی کے لیے ہے۔ میں اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں اور اس کے ہر فیصلہ پر راضی ہوں۔ اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں۔ النسک فی ھذہ الآیۃ جمیع اعمال الطاعات (قرطبی) آیت میں نسک سے مراد ہر قسم کے نیک اعمال ہیں قربانی بھی اس میں داخل ہے۔

۲۱۲ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس سے پہلے مسلم ہونے کا یہ تو مطلب ہے کہ اپنی امت میں سب سے پہلے

أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

[illegible]

إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم

[illegible]

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ وَهُوَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

جس نے ۱۶۵ بنایا تمھیں وارث، خلیفہ زمین میں اور بلند کیا ہے تم میں سے بعض کو بعض پر

دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ ؕ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ

درجوں میں تاکہ آزمائے تمھیں اس چیز میں جو اس نے تمھیں عطا فرمائی ہے بے شک آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۶۵﴾

اور بے شک وہ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

ع ۲۰ ۷

۱۶۵ جس رب کے حضور میں سجدہ ریز ہوں وہی وہ مولا ہے برحق ہے جس نے تمھیں گزری ہوئی امتوں کا قائم مقام بنایا قوت، علم، دولت اور دوسری باتوں میں بعض کو بعض پر فوقیت دی۔ ان ساری سرفرازیوں کا مقصد یہ ہے کہ تمہاری آزمائش کی جائے کہ تم اپنے منعم حقیقی کی کس طرح شکرگزاری کرتے ہو۔ اور جو قوت، عزت، دولت اور صحت و جوانی اس نے تمھیں عطا فرمائی ہے اس کو کس طرح استعمال کرتے ہو۔ اگر وہ چاہے تو چشم زدن میں تم کو عذاب میں گرفتار کر دے لیکن اس کی رحمت اور مغفرت بھی بے کرانہ ہے۔ اگر تم عمر بھر نافرمانی اور سرکشی کرنے کے بعد پشیمان اور نادم ہو کر اس کے در رحمت پر حاضر ہو جاؤ تو وہ تمھارے عمر بھر کے قصور بخش دے گا اور اپنی رحمت سے تمھیں مالامال کر دے گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً نہایت غور اور امعان نظر سے پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

ابوالفیض محمد عبدالکریم
خطیب جامع مسجد خانقاہ ڈوگراں
ضلع شیخوپورہ

ابوالفیض محمد عبد [illegible]
[illegible] ۱۵ [illegible]
۱۱ [illegible]

تحقیقاتِ لغویہ

کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
الف			بوار	۳	۳۰	(ح)		
آلآءَ	۷	۹۱	بروج	۱۵	۱۵	حرج	۷	۱
اہلِ بیت	۱۱	۱۰۰	لیبلی	۸	۲۲	احبار	۹	۳۷
اوّاہ	۱۱	۱۱	(ت)			حلیم	۱۱	۱۰۱
ولیجہ	۱۱	۱۲۳	مُتَبَّرٌ	۷	۱۷۱	حرضا	۱۲	۱۸
یٰاسفٰی	۲	۱۱۹	ث	۸	۷۱	حمأ	۱۵	۲۸
آلاصال	۱۳	۳۳	تثقفن	۸	۷۱	لاحتنکن	۱۷	۷۳
تاذن	۱۴	۱۰	یثخن	۸	۸۷	حاصبا	۱۷	۸۲
ایکۃ	۱۵	۵۰	یثنون	۱۱	۴۰	(خ)		
امۃ	۱۶	۱۳۹	مثبورا	۱۷	۱۲۵	خطئ	۷	۲۲۵
(ب)			(ج)			خاسئین	۹	۱۲۵
مبوأ صدق	۱۰	۱۲۶	اجمعوا	۱	۱۱	خرص	۰	۹۷
بادی الرای	۱۱	۴	یحسبیک	۱۲	۱۰	خلصوانجیا	۱۲	۰
بُعدا	۱۱	۸۸	جمام	۱۳	۳۹	تخوف	۶	۵۳
مبین	۱۲	۲	یجرعہ	۱۴	۲۳	تستخفونہا	۶	۹۶
یبشری	۹	۳۵	جبار	۱۴	۲۳	(د)		
بثّی	۱۲	۱۳۰	تحصنون	۱۲	۲۳	فدلّٰهما	۷	۲۹
بضاعۃ مزجاۃ	۱۲	۱۲۲	جاسوا	۱۷	۸	مدحورا	۷	۲۲

کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
ادعوہ	۷	۳	واعدین	۱۲	۳۰	تشخص	۱۴	۵۵
سنستدرجہم	۷	۲۳۲	زبد	۱۳	۳۹	شیع	۱۵	۱
دعا	۷	۲۵۱	یزجی	۱۰	۴۹	شہاب	۱۵	۱۸
دنیا	۸	۵۳	(س)			(ر)		
دابۃ	۱۰	۱۳	انسلخ	۷	۲۳۲	رایتہم	۱۲	۴
مدرارا	۱	۶۸	اسّس	۱	۶۸	یرتع	۱۲	۲۲
دلی دلوہ	۱۲	۳۵	سیئی بہم	۱۱	۱۱۳	رابیا	۱۳	۳۹
دلوک	۱۷	۹۳	سجیل	۱۱	۱۲۱	ربما	۱۵	۳
(ذ)			مسومۃ	۱۱	۱۲۱	رواسی	۱۶	۲۳
ذکری	۷	۲	سوّلت	۱۲	۳۲	ردت	۱۷	۶
مذءوما	۷	۲۳		۱۲	۳۹	ارأیتک	۱۷	۶۳
ذریۃ		۱۱۳	سیارۃ	۱۲	۳۵	الروح	۱۷	۱۰۲
(ر)			سکر	۱۳	۳	دووت	۲	۳۶
ادنی	۷	۱۶۸	سارب	۳	۲۳	شاکلتہ	۱۷	۰۱
رہبان	۹	۳۶	مسنون	۱۵	۲۸	(ص)		
رزق	۱	۱۳	سموم	۱۵	۲۹	تصدیۃ	۸	۴۳
رذل	۱۱	۳۰	سبع المثانی	۱۵	۵۶	صنوان	۱۳	۳
مریب	۱۱	۹۳	(ش)			صدید	۱۴	۱۳
رہط	۱	۱۳۲	شر	۸	۲۶	مصرخی	۱۴	۳۰
الرفد المرفود	۱۱	۱۳۳	شرد	۸	۶۱	صلصال	۱۵	۲۸
لا ترکنوا	۱	۹۰	شان	۱۰	۸۶	فاصدع	۱۵	۹۵
(ز)			شہیق	۱۱	۱۵۱	(ض)		
زحفا	۸	۱۸	شغف	۱۲	۵۵	ضاق بہم ذرعا	۱۱	۱۳۰
زوجین اثنین	۱	۶۱	شدید المحال	۱۳	۲۹	ضلال	۱۲	۱۶
زہیہ	۱۰	۵	شکرتم	۱۴	۱	اضغاث احلام	۱۲	۶۸

کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ	کلمات	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
یصیروا	۷	۱۶۴	تفتأ	۱۲	۱۱۸	المواخر	۹	۲۲
صعتوا	۹	۱۷	تفندون	۱۲	۱۲۹	تمید	۹	۲۳
صوبق	۱۳	۵	(ق)			مسلة	۹	۱۳۲
(ظ)			قسط	۷	۳۰	(ن)		
طامسین	۷	۲۳	قیما	۶	۳۰	انزلنا	[illegible]	۳۲
ظلن	۱۰		قصوی	۸	۵۳	نصحوا	۹	۱۳
ظهریا	۱۱	۱۳۷	قدم صدق	۱۰	۵	الندامة	۱۰	۷۸
(ع)			مستقر	۱۱	۱۳	ناصیة	۱۱	
الاعراف	۷	۹۰	فاستقم	۱۱	۱۵۹	منیب	۱۱	۱۱
لمعتدین		۱۰۳	قصص	۲	۳	منضود	۱	۱۲۱
عنید	۱۱	۸۷	مقضی	۱۳	۵۵	(و)		
استعمر	۱	۹۰	قسطاس	[illegible]	۳۸	وسوس	۷	۲۵
عصبة	۱۲	۱۵	مقاما محمودا	۱۷	۵۵	وجوهکم	۵	۳۱
عقبی	۱۳	۳۳	(ک)			موعظة	۱۰	۸
معایش	۱۵	۲۱	کافه	۹	۵۹	مستودع	۱۱	۱۳
عصین	۱۵	۹۳	کظیم	۱۲	۱۷	ولی	۱۰	۹
یستحسرون	۲	۱۰۳	کفور	۱۱	۲۰	توفیق	۱۱	۱۳۲
(غ)			الکبیر المتعال	۱۳	۲۲	الورد المورود	۱۱	۳۳
اضیتی	۷	۳۰	اکنان	۱۶	۹۷	واردھم	۱۲	۳۵
یعصر	۷	۱۱۹	(ل)	۷	۲۳	موزون	۱۵	۳۰
غیبات الجب	۱۲	۲	یلحدون	۷	۲۳۰	متوسمین	۱۵	۳۸
غیب	۹	۹	لعیب	۱۲	۱۰۳	(ھ)		
غسق	۱۷	۹۳	(م)			إنا ھدنا	۷	۲۰۳
(ف)			مکاء	۸	۴۳	اولم یهد	۷	۱۲۸
فرح فخور	۱۱	۲۱	مثلات	۱۳	۱۶	ھدنالاوفی	۷	۲۲۵

	نمبر سورۃ	نمبر آیۃ		نمبر سورۃ	نمبر آیۃ		نمبر سورۃ	نمبر آیۃ
یھرعون	۱۱	۱۱۵	ھواء	۱۴	۵۵	یوم	۱۱	۱۹
ھیت	۱۲	۳۳	تہجد	۱۷	۹۵	یؤس	۱۱	۲۰
تھوی	۱۴	۵۰	(ی)			ایام اللہ	۱۴	۹
مھطعین	۱۴	۵۵	ایام	۱۰	۱۳۵			

التحقیقات النحویۃ

	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
والوزن یومئذ الحق ۔	۷	۱۰
ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین ۔	۷	۵۵
اثنتی عشرۃ اسباطا امما ۔	۷	۲۱۲
لیسکن الیہا ۔	۷	۲۳۰
لا یخلق شیئا وھم یخلقون ۔	۷	۲۳۹
ان اللہ بریء من المشرکین ورسولہ ۔	۹	۵
اجعلتم سقایۃ الحاج ۔	۹	۲۷
فذلک کی جگہ ذالکما ہونا چاہیئے تھا	۱۰	۸۳
ما تتلوا منہ میں قرآن کی ترکیب ۔	۱۰	۸۷
ان کان کبر علیکم مقامی ۔ لآیۃ کی ترکیب ۔	۱۰	۱۰۱
من قومہ کا مرجع کون ہے ۔	۱۰	۱۱۳

	نمبر سورۃ	نمبر حاشیہ
بسم اللہ مجرھا و مرسھا کی ترکیب ۔	۱۱	۶۳
بعیدۃ کی جگہ بعید کہنے کی وجہ	۱۱	۲۱
الورد المورود کی تحقیق و ترکیب ۔	۱۱	۱۳۳
الرفد المرفود کی تحقیق و ترکیب ۔	۱۱	۱۳۴
الاحادیث و بحث میں الاحکم ۔	۱۲	۵۳
انا انزلناہ قرآنا عربیا کی ترکیب ۔	۱۲	۳
ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای	۱۲	۲۸
برھان ربہ کی ترکیب ۔	〃	〃
عن الیمین والشمائل یمین واحد ۔ دوسری جمع کی وجہ ۔	۱۶	۵۲
یتفیؤا ظلالہ آیۃ کی ترکیب ۔	۱۶	۵۶
نسقیکم مما فی بطونہ کی ضمیر کا مرجع ۔	۱۶	۷۶
لمن نرید کی ترکیب ۔	۱۷	۲۶

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
وہ تمہاری کسی بات سے غافل نہیں۔	۱۱	۱۲۳
علیم الٰہی۔	۱۳	۸ تا ۱۱
وہ ظالموں کے کرتوتوں سے غافل نہیں۔	۱۳	۴۲
وہ ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔	۱۴	۳۸
〃 〃 〃	۱۶	۱۹
وہ اگلوں پچھلوں کو جانتا ہے۔	۱۵	۲۴
	۵	۲۶
وہ خلاق علیم ہے۔	۱۵	۸۶
تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے۔	۱۷	۵۴
〃 〃 〃 〃		۵۵
〃 〃 〃 〃		۹۶

(ب) خالق و مالک

ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔	۶	۱۱
خلق و امر کا وہ مالک ہے۔	۷	۵۴ [illegible]
زمین و آسمان میں اسی کی حکومت ہے	۹	۱۱۶
زمین و آسمان کی ہر چیز کا وہی مالک ہے۔	۱۰	۵۵
〃 〃 〃 〃	۱۰	۶۶
〃 〃	۱۰	۶۸
〃 〃 〃	۱۴	۲
اسی نے زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔	۱۴	۱۹
وہ خلاق علیم ہے۔	۱۵	۸۶
وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے۔	۱۵	۲۳

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اس کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں۔	۱۵	۲۱
وہ ہر چیز اندازے سے اتارتا ہے۔	۱۵	۲۱

(ج) وہ قادر ہے

وہ ہر چیز پر قادر ہے	۵	۵۴
〃	۸	۴
[illegible] حالت وہی پیدا کر سکتا ہے	۸	۲۳
وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے۔	۱۰	۵۶
وہی نفع و نقصان پہنچاتا ہے، کوئی اس کو روک نہیں سکتا	۱۰	۰۷
〃 〃 〃	۱۱	۴
ہر چیز کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے۔	۱۱	۵۶
واللہ غالب علیٰ امرہ	۱۲	۲۱
جس کو چاہے گمراہ کر دے اور جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔	۱۴	۴
جسے گمراہ کر دے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔	۱۳	۳۳
〃	۱۶	۹۳
جو چاہتا ہے کرتا ہے۔	۱۴	۲۷
تمہاری ظاہری و باطنی قوتیں اسی نے پیدا کی ہیں۔	۱۶	۷۸
جس کو ہم چاہتے ہیں کشادہ رزق دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں تنگ دست کر دیتے ہیں۔	۱۷	۳۰
کن فیکون۔	۱۹	۳۵
وہ ہر چیز پر قادر ہے۔	۱۹	۶۷

(۵) رحمتِ الٰہی

	پارہ/سورۃ	نمبر آیت
اس کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔	۷	پارہ ۸ ۵۶
اللہ کی رحمت پرہیزگاروں کے لیے ہے	۷	۱۵۶
" " " " "	۷	۱۵۷
وہ صالحین کا ولی ہے۔	۷	۱۹۶
وہ عاجزوں کے ساتھ غفور رحیم ہے	۹	۱۰۲
وہ تواب رحیم ہے	۹	۱۱۸
اللہ دارالسلام کی طرف بلاتا ہے	۱۰	۲۵
وہ حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔	۱۰	۳۵
وہ لوگوں پر بڑا فضل فرماتا ہے۔	۱۰	۶۰
میرا رب رحیم ودود ہے۔	۱۱	۹۰ سیپارہ ۱۳
جس کو ہم چاہتے ہیں اپنی رحمت سے سرفراز کرتے ہیں۔	۱۲	۵۶
وہ غفور رحیم ہے۔	۱۲	۹۸
"	۱۳	۱۹
آپ کا رب مغفرت فرمانے والا ہے۔	۱۳	۶
تم اس کی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے۔	۱۴	۳۴
میرے بندوں کو بتا دو کہ میں غفور رحیم ہوں اور میرا عذاب شدید ہے۔	۱۵	۴۹
" " "	۱۵	۵۰
وہ رؤف رحیم ہے	۱۶	۷
وہ گناہوں پر فوراً گرفت نہیں کرتا	۱۶	۶۱
ہم یونہی عذاب نازل نہیں کرتے۔	۱۷	۱۵

(۶) محبتِ الٰہی

ہدایتِ ربانی

	پارہ/سورۃ	نمبر آیت
اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔	۹	۴
" " " "	۹	۷
اللہ تعالیٰ مطہرین سے محبت کرتا ہے۔	۹	۱۰۸
وہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔	۱۱	۱۱۵
وہ محسنین کو ہلاک نہیں کرتا۔	۱۱	۱۱۷
اللہ تعالیٰ متقیوں اور محسنوں کے ساتھ ہے	۱۶	۱۲۸
وہ منیبین کو ہدایت دیتا ہے۔	۱۳	۲۷
وہ کس کو ہدایت دیتا ہے۔ سنتِ الٰہی	۱۶	۳۲
" "	-	
جس کو وہ ہدایت دے، وہی ہدایت یافتہ ہے۔	۱۷	۹۷

اللہ تعالیٰ کس سے محبت نہیں کرتا اور ہدایت نہیں دیتا۔

	پارہ/سورۃ	نمبر آیت
وہ مسرفین سے محبت نہیں کرتا۔	۷	۳۱
وہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔	۷	۵۵
وہ خائنوں سے محبت نہیں کرتا۔	۸	۵۸
اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔	۹	۱۰۹
فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔	۹	۲۴
وہ فاسقوں سے راضی نہیں ہوتا۔	۹	۹۶

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
وہ بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے۔	۱۴	۲۷
گمراہ ہونے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔	۱۶	۳۷
وہ جس کو گمراہ کرتا ہے۔ (سنت الٰہی)	۱۶	۳۶
(ذ) ذکرِ الٰہی کے آداب		
ذکرِ الٰہی کے آداب۔	۷	۲۰۵
ذکر بالجہر کا حکم۔	۷	۲۰۵ حاشیہ
ذکر بالسر	۷	۵۵
	۷	۵۶ حاشیہ
ذکرِ الٰہی	۷	۱۸۰
کثرتِ ذکر باعثِ فلاح ہے۔	۸	۴۵
ذکرِ الٰہی سے دل مطمئن ہوتا ہے۔	۱۳	۲۸
(خ) متفرق		
وہ بہترین حاکم ہے۔	۷	۸۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اللہ کے بہترین نام ہیں۔	۷	۱۸۰
اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل میں حائل ہو جاتا ہے	۸	۲۴ حاشیہ
پلید کو پاک سے الگ کر دیتا ہے۔	۸	۳۷
اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جو اپنی حالت نہیں بدلتی۔	۸	۵۳
اللہ تعالیٰ دلوں کو جوڑتا ہے۔	۸	۶۳
اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔	۸	۴۶
اللہ کا نور کسی کے بجھانے سے نہ بجھے گا۔	۹	۳۲
ساری عزتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔	۱۰	۶۵
وہ غنی ہے۔	۱۰	۶۸
ہر فضیلت والے کو اس کا بدلہ دے گا۔	۱۱	۳
اللہ تعالیٰ کی سنت تبدیل نہیں ہو سکتی۔	۷	۷۷
اللہ تعالیٰ کے بڑے خوبصورت نام ہیں۔	۱۷	۱۱۰
اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا حکم نہیں دیتا۔	۷	۲۸
اس نے فواحش کو حرام کر دیا ہے۔	۷	۳۳

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
(ا) نبوت و رسالت		
نبی امی کی آمد سے بوجھ اتر گئے، زنجیریں کٹ گئیں۔	۷	۱۵۷
حضور ساری نوعِ انسان کے رسول ہیں۔	۷	۱۵۸

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
نبی امی پر ایمان لانے کا حکم۔	۷	۱۵۸
آپ کو اللہ کافی ہے اور فرمانبردار مومن۔	۸	۶۴
میری مجال نہیں کہ قرآن حکیم میں ذرہ برابر ردوبدل کر سکوں۔	۱۰	۵
میرا کام وحی کی اطاعت کرنا ہے۔	۱۰	۱۵

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
میری گزشتہ زندگی میری سچائی کی روشن دلیل ہے۔	۱۰	۱۶
ہر امت کے لیے رسول مبعوث کیا گیا ہے۔	۱۰	۴۷
میرا یہ راستہ ہے، میں علی وجہ البصیرت لوگوں کو دعوت حق دیتا ہوں۔	۱۲	۱۰۸
(۱۵) استیاس رسل کی تحقیق۔	۱۲	۱۱۰
ہر قوم کے لیے ہادی ہے۔	۱۳	۷
حضور کی رسالت کا خود خدا گواہ ہے۔	۱۳	۱
کفار کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا، یہ کتاب آپ پر نازل کی گئی تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لے آئیں۔	۱۴	۱
رسول کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا جاتا ہے۔	۱۴	۴
مردوں کو رسول بنایا گیا۔	۱۶	۴۳
ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی۔	۱۷	۵۵

(ب) رحمت و خلق عظیم

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
مکارم اخلاق	۷	۱۹۹ مع حاشیہ
شیطان سے پناہ مانگنے کی تلقین۔	۷	۲۰۰
کفار کا کہنا کہ اگر یہ سچا ہے تو ہم پر پتھر برسا	۸	۳۳
اور اس کا جواب۔	۸	مع حاشیہ
[illegible] ایمان لانے پر رحمت عظیم	۹	۱۲۸ حاشیہ

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
ابوسفیان کا حاضر ہو کر بارش کے لیے دعا کرانا اور حضور کا جواب۔	۸	۳۳ مع حاشیہ
حضور کی شان رحمت۔	۱۰	۳۹
دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک۔	۱۲	۹۱ مع حاشیہ
بڑی خوبصورتی سے درگزر کرنے کا حکم۔	۱۵	۸۵
[illegible] سب سے [illegible] عطا کیا۔	۱۵	۸۵ مع حاشیہ

(ج) شانِ مصطفوی

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
درِ حضور پر آ کر استغفار عرض کریں۔	۷	۶۴ مع حاشیہ
تورات میں حضور کے کمالات کا ذکر۔	۷	۱۵۷ مع حاشیہ
میرا کارساز اللہ تعالیٰ ہے۔	۷	۹۶
وما رمیت اذ رمیت	۸	۱۷
حضور کا [illegible] عذاب نہیں [illegible]۔	۸	۳۳ مع حاشیہ
ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول دے گا۔	۹	۵۹
اللہ اور اس کے رسول سے محبت سب سے زیادہ ہونی چاہیے۔	۹	۲۴ مع حاشیہ
اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی۔	۹	۶۲
اللہ اور اس کے رسول نے انہیں غنی کر دیا	۹	۷۴ مع حاشیہ
اگر تم آپ کی مدد نہ کرو تو اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے۔	۹	۴۰

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
واقعہ ہجرت	۹	۴۰
حضور کی دعا لینے کے لیے صدقہ	۹	۹۹
آپ کی دعا سرمایۂ صد تسکین ہے۔	۹	۱۰۳
حضور کے والدین	۹	۱۱۳ مع حاشیہ
عزیز علیہ ما عنتم (آیۃ)	۹	۱۲۸
میں اپنے نفس کے لیے نفع و نقصان کا مالک نہیں مگر جتنا اللہ چاہے۔ مسئلہ اختیارات نبوت	۹	۴۹ مع حاشیہ
حضور کا ادنیٰ کلام بھی اہم اور عظیم ہے۔	۱۰	۹۱ مع حاشیہ
حضور کے مدارج کی ترقی غیر متناہی ہے۔	۱۰	۹۳ مع حاشیہ
ولوشاء ربک میں تخصیص اضافت۔	۱۰	۹۹
آپ حسب ارشاد الٰہی ثابت قدم رہیے۔	۱۱	۱۱۲
ہم آپ کی تسکین قلب کے لیے پیغمبروں کے حالات بیان کرتے ہیں۔	۱۱	۱۲۰
حضور علیہ السلام کا رخ انور تجلیات کا آئینہ تھا۔ اگر یعقوب بھی اسے دیکھ لیتے تو یوسف کو فراموش کر دیتے۔	۱۲	۸۴ مع حاشیہ
یوسف یعقوب کے محبوب تھے اور حضور رب یعقوب کے محبوب تھے (حضرت یعقوب)	۱۲	۸۴
آپ کو اپنی جستجو میں لگا گئے۔	۱۲	۱۰۲

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
حضور کی حیات پاک کی قسم	۱۵	۷۲
آپ کو بسم سے سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا فرمایا۔	۱۵	۸۷
لاتمدن عینیک (آیۃ)	۱۵	۸۸
اپنے غلاموں کے لیے اپنے پروں کو بچھا دیجیے۔	۱۵	۸۸
معراج شریف (مستقل بحث)	۱۷	۱
آپ کے پروردگار کی بخشش بے حساب ہے۔	۱۷	۲۰ مع حاشیہ
میں اس شجر کو جانتا ہوں جو بعثت سے پہلے سلام عرض کیا کرتا تھا۔	۱۷	۴۴، ۴۵ مع حاشیہ
استن حنانہ تسلی فرمائی۔	۷	۴۵
یہ کفار کیسی مثالیں دیتے ہیں۔ گستاخی گمراہی کا باعث ہے۔	۱۷	۴۸
حضور کی وجہ سے بنی آدم کو فضیلت ملی۔	۱۷	۷۰
ان سازشوں میں ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا	۱۷	۷۳
" " "	۱۷	۷۴
" " " "	۱۷	۷۵ مع حاشیہ
آپ صاحب مقام محمود ہیں۔	۱۷	۷۹
شفیع المذنبین ہیں۔	۱۷	۷۹ مع حاشیہ
آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل کبیر ہے	۱۷	۸۷
حضور کی دست بوسی	۱۷	۱۰۱ مع حاشیہ
قدم بوسی	۱۷	۱۰۱

(د) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
سیدنا علی کے قاتل کے بارے میں ارشاد	-	۰۰ تحت حاشیہ
قیامت کا علم	۷	۱۸۷
غیب کا علم	۷	۱۸۸
حضور نے حضرت عباس کو فرمایا وہ مال کہاں ہے جو تم نے دفن کیا تھا۔	۸	۷۰ تحت حاشیہ
منافقین کا علم	۹	۶۳ تحت حاشیہ
منافقین کا علم	۹	۱۰۲ تحت حاشیہ
عبداللہ بن ابی کو قمیص دینے کی حکمت۔	۹	۸۴ تحت حاشیہ
اللہ اور اس کا رسول تمہارے عمل کو دیکھیں گے۔	۹	۱۰۵
حروف مقطعات کا علم۔	۱۰	۱
صحابہ کو جنت کی خوشخبری۔	۱۰	۶۴ تحت حاشیہ
حضور اپنی امت کے ہر فرد کو اس کے چہرہ اور اعمال سے پہچانتے ہیں۔	۱	۱۸
یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔	۱۲	۱۰۲
قرآن میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔	۱۲	۱۱۱
ہم نے آپ کو ان پر گواہ بنا کر بھیجا۔	۱۵	۲۲

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
ایک شبہ کا ازالہ	۱۵	۲۲
ہم آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔	۱۶	۸۹
جو کتاب ہم نے آپ پر نازل کی وہ تبیان لکل شیء ہے۔	۹	۸۹
ہم نے ہر چیز کی تفصیل بیان کر دی ہے۔	۱۷	۱۲
روح کا علم	۱۷	۸۵ تحت حاشیہ

(ھ) حضور کی اطاعت

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
نبی امی پر ایمان لاؤ اور ان کا اتباع کرو۔	۷	۱۵۸
حضور صرف وحی کا اتباع کرتے ہیں اور اپنی طرف سے کوئی چیز پیش نہیں کرتے۔	۷	۲۰۳
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔	۸	۱
" " "	۸	۲۰
" " "	۸	۲
اطاعت رسول نہ کرنے والے بدترین چوپائے ہیں۔	۸	۲۲
ایسے لوگوں کو حق سنانے کا کوئی فائدہ نہیں	۸	۲۳
اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور جھگڑو نہیں ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔	۸	۴۶ " تحت حاشیہ
جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے اس کے لیے عذاب شدید ہے۔	۸	۱۳

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں کسی بات کی طرف بلائے جو تمہیں زندہ کرنے والی ہے تو فوراً لبیک کہو۔	۸	۲۴ مع حاشیہ
منکرین سنت کا حضور پر اعتراض اور اس کا جواب	۱۰	۳۶
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مومن بنوں اور شرک نہ کروں۔	۱۰	۱۰۴
بیانِ قرآن کا منصب صرف حضور کو تفویض ہوا۔	۱۶	۴۴ مع حاشیہ
آپ پر یہ کتاب نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اسے کھول کر بیان کریں۔	۱۶	۶۴

(و) حضور کی تعظیم و تکریم

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
عزروہ و نصروہ	۷	۱۵۷
یہود کی بیہودہ زبانی اور اس کی سزا۔	۴	۴۶
جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے اس کے لیے عذاب شدید ہے۔	۸	۱۳

(ز) اظہارِ عبودیت

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
تبلیغ کے بارے میں آپ تنگی محسوس نہ کریں۔	۷	۲
اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر میں اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں۔	۷	۱۸۸
میں خود بخود غیب نہیں جان سکتا۔	۷	۱۸۸

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے	۷	۱۹۶
جنگی اسیروں سے فدیہ لینے پر عتاب	۸	۶۷
اگر لوگ آپ کی مدد نہ کریں تو اللہ مدد فرمانے والا ہے۔ (واقعہ ہجرت)	۹	۴۰
منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنے کی ممانعت۔	۹	۸۴ مع حاشیہ
کیا کفار کی تکذیب سے آپ بعض آیات کی تبلیغ ترک کر دیں گے یا آپ کا سینہ تنگ ہو گا۔	۱۱	۱۲
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور شرک نہ کروں۔	۱۳	۳۶
غیر خدا کی عبادت نہ کرو۔	۳	۳۶
کفار کی خواہشات کی پیروی سے سخت ممانعت۔	۱۳	۳۷
آپ سے پہلے رسولوں کی بیویاں بچے تھے۔	۱۳	۳۸
اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نشانی نہیں دکھائی جا سکتی۔	۱۳	۳۸
اپنے رب کی تسبیح و حمد کیجیے۔	۱۵	۹۸
تا دمِ واپسیں اسی کی عبادت کرتے رہیے۔	۱۵	۹۹
اگر ہم چاہتے تو یہ وحی آپ سے واپس لے لیتے۔	۱۷	۸۶

انبیائے کرام علیہم السلام

آدم علیہ السلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
تخلیقِ آدم، فرشتوں کو سجدہ کا حکم۔	۷	۱۱ تا ۲۵
ابلیس کا انکار۔	۷	مع حواشی
آپ کا جنت سے خروج اور اس کی حکمت۔ (مسودۂ کردار کی پرورش)	۷	۱۹
لغزش اور آپ کی استغفار۔	۷	۲۳
رسولوں کی بشریت۔	۱۴	۱۰
شیطان کا سجدۂ آدم سے انکار اور اس کی وجہ۔	۱۵	۳۰ تا ۳۵
شیطان کا مہلت طلب کرنا اور چیلنج۔	۱۵	۳۶ تا ۴۰
فرشتوں کو حکم کہ وہ آدم کو سجدہ کریں۔	۱۷	۶۱
سب نے حکم کی تعمیل کی سوائے ابلیس کے۔		
اس کا حسد اور چیلنج کہ میں اس کی نسل کو گمراہ کروں گا۔	۱۷	۶۲
اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے اذنِ عام۔	۱۷	۶۳
. . . . .	۱۷	۶۴
میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا۔	۱۷	۶۵

۲- ابراہیم علیہ السلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
کیا آپ کے والد مومن تھے	۹	۱۱۴
فرشتوں کی آمد اور اسحاق و یعقوب کی ولادت کی بشارت۔	۱۱	۶۹ ۷۰ ۷۱
مائی صاحبہ کا اظہارِ حیرت۔	۱۱	۷۲
فرشتوں کا جواب کہ اللہ سے کچھ بعید نہیں کہ وہ آپ کو پیرانہ سالی میں بچہ دے دے۔	۱۱	۷۳
اہلِ بیت کا معنی۔	۱۱	۷۳ مع حاشیہ
خاندانِ خلیل کے لیے فرشتوں کی دعا۔	۱۱	۷۳
قومِ لوط کے لیے آپ کا مجادلہ۔	۱۱	۷۴
صفاتِ ابراہیمی اوّاہ حلیم منیب	۱۱	۷۵
مکہ شہر کے لیے آپ کی دعا۔	۱۴	۳۵
اپنی اولاد اور پیروکاروں کے لیے دعا۔	۱۴	۳۶ ۳۷
آپ کے والدین کا ایمان	۱۴	۴۱ مع حاشیہ
اپنی اولاد کو وادیٔ غیر ذی زرع میں آباد کرنے کی حکمت۔	۱۴	۳۷
ان کے لیے دعا کہ لوگوں کے دل ان کی طرف کھنچے چلے آئیں۔	۱۴	۳۷
حمدِ باری	۱۴	۳۹
اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے اور اپنے	۱۴	۴۰
والدین کے لیے دعا مغفرت۔	۱۴	۴۱
فرشتوں کی آمد اور بشارت۔	۱۵	۵۱ تا ۶۰
ابراہیم امت قانت حنیف تھے	۱۶	۱۲۰
آپ پر انعاماتِ ربانی	۱۶	۱۲۱ تا ۱۲۳

۳- داؤد علیہ السلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
آپ کو زبور دی گئی۔	۱۷	۵۵

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
۴۔ شعیب علیہ السلام		
آپ کی دعوت اور رد عمل	۷	۸۵ تا ۹۳ مع حواشی
اہل مدین کا علاقہ	۷	۸۵ مع حاشیہ
آپ کی دعوت کہ شرک سے باز آؤ اور خیانت چھوڑ دو تعلق باللہ کی بنا پر ... جائے۔ قوم کا رد عمل اور اس کا انجام۔	۱۱	۸۴ تا ۹۵
دعوت کے متعلق ان کا تبصرہ۔	۱۱	۸۷
قوم کی دھمکی۔	۱۱	۹۱
آپ کا جواب۔	۱۱	۹۲
ان کا انجام	۱۱	۹۳
	۷	۹۵
اصحاب الایکہ۔	۱۵	۷۸
۵۔ صالح علیہ السلام		
آپ کی دعوت اور اس کا رد عمل۔	۷	۷۳ تا ۷۹
نسب نامہ اور علاقہ	۷	۷۳ مع حاشیہ
اونٹنی بطور نشانی۔	۷	۷۳
سنگ تراشی اور فن تعمیر میں ان کی مہارت۔	۷	۷۴
انہوں نے ناقہ کو مار ڈالا اور اپنے پیغمبر کو چیلنج دے دیا۔	۷	۷۷
ان پر عذاب الٰہی کا نزول، ان کی بربادی پر	۷	۷۸
حضرت صالح کا اظہار حسرت و افسوس	۷	۷۹
مخلص اہل ایمان کے ساتھ ان کا سلوک۔	۷	۷۵
	۷	۷۶
آپ کی دعوت، قوم کا رد عمل۔	۱۱	۶۱ تا ۶۸
آپ کی استقامت، آپ کا معجزہ۔	۱۱	۶۴
ظالم قوم پر عذاب الٰہی کا نزول۔	۱۱	۶۷
سرکشی کا عجیب و غریب زوال۔	۱۱	۶۸ مع حاشیہ
سنگ تراشی میں ان کی مہارت	۱۵	۸۱ تا ۸۴
۶۔ لوط علیہ السلام		
آپ کی دعوت اور قوم کا رد عمل۔	۷	۸۰ تا ۸۴
آپ کے حالات اور علاقہ	۷	۸۰ مع حاشیہ
آپ پر تہمات کا بہتان الزام اور اس کا رد۔	۷	۸۰ مع حاشیہ
اسلام میں لواطت کی سزا۔	۷	۸۴ مع حاشیہ
لوط علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی آمد اور آپ کا اضطراب۔	۱۵	۶۱ تا ۶۶
آپ کا ھؤلاء بناتی کہنے کا مقصد۔	۱۱	۷۸
آپ کی قوم کا اخلاقی انحطاط اور آپ کا اضطراب، قوم کا انجام۔	۱۵	۶۷ تا ۷۷

۷۔ موسیٰ علیہ السلام
۸۔ ہارون علیہ السلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف جانے کا حکم ہوا۔	۷	۱۰۳
یہ کون سا فرعون تھا۔	حاشیہ آیت مذکورہ	
فرعون کو آپ کی دعوت اور بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ۔	۷	۱۰۵
فرعون کا معجزہ طلب کرنا اور آپ کا عصا	۷	۱۰۶
اور ید بیضا دکھانا۔	۷	۱۰۷
	۷	۱۰۸ مع حواشی
آپ پر ساحر ہونے کا الزام۔	۷	۱۰۹
ملک پر قبضہ کرنے کا الزام۔	۷	۱۱۰
جادوگروں کی آمد۔ ان کا آپ سے مقابلہ اور شکست۔	۷	۱۱۱ تا ۱۱۹
حقیقت سحر	۷	۰ مع حاشیہ
کلیم کے ادب سے ساحروں کو ایمان نصیب ہوا۔	۷	۱۱۵ مع حاشیہ
(ساحروں کی حیرت انگیز استقامت) فرعون کا ظلم و آفت پر آمادہ ہو جانا۔	۷	۱۲۶
آپ کا اپنی قوم کو اللہ سے مدد مانگنے اور صبر کرنے کی تلقین فرمانا اور آزادی کا	۷	۱۲۸
وعدہ۔	۷	۱۲۹

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
قوم فرعون کا طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا جانا لیکن ہدایت پذیر نہ ہونا۔	۷	۱۳۰ تا ۱۳۵
بد فالی پکڑنا۔	۷	۱۳۱ مع حاشیہ
آخر سب کو وہ غرق کر دیے گئے۔	۷	۱۳۶
کمزور بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دیا گیا۔	۷	۱۳۷
سمندر سے پار ہوتے ہی بنی اسرائیل کا موسیٰ علیہ السلام سے بت بنانے کا مطالبہ۔	۷	۱۳۸
آپ کی سرزنش	۷	۱۳۸ تا ۱۴۱
آپ کا طور پر جانا اور چالیس رات ٹھہرنا۔	۷	۱۴۲
صرف خدا کی چلہ کشی۔	۷	۱۴۲ کا حاشیہ
شوق دید کا اظہار۔	۷	۱۴۳ مع حاشیہ
چالیس رات کے بعد تورات کا عطا	۷	۱۴۵
جس میں نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل تھی۔	۷	۱۴۵
آپ کی عدم حاضری میں بنی اسرائیل کا بچھڑا بنانا اور اس کو پوجنا۔	۷	۱۴۸
طور سے واپسی اور حضرت ہارون سے تلخ کلامی۔	۷	۱۵۰
آپ کی امت میں اچھے لوگ بھی تھے۔	۷	۱۵۸
تیہ کے صحرا میں بارہ چشموں کا جاری کرنا۔	۷	۱۶۰

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اسیری	۱۲	۳۵
اسیری میں آپ کا حسن عمل۔	۱۲	۳۶
دعوت توحید کا دلنشیں انداز	۱۲	۳۷ تا ۴۰
بادشاہ کا خواب اور اس کی تعبیر	۱۲	۴۳
حضرت یوسف کی تواضع وما ابرئ نفسی	۱۲	۵۳
بادشاہ کی قدردانی۔	۱۲	۵۴
آپ کا فرمانا کہ ملک کے خزانے میرے ماتحت کر دے۔	۱۲	۵۵
کیا کسی عہدہ کی طلب جائز ہے؟		حاشیہ
برادران یوسف کی پہلی بار آمد اور آپ کا حسن سلوک۔	۱۲	۵۸ تا ۶۱
آپ کے متعلق حضرت یعقوب کو علم تھا لیکن افشائے راز کی اجازت نہ تھی۔	۱۲	۶۸ زیر حاشیہ
بھائیوں کی غلہ کے ساتھ دوبارہ آمد۔	۱۲	۶۹
کذالک کدنا لیوسف کی حقیقت۔	۱۲	۷۶
فراق یوسف میں حضرت یعقوب کے حزن وملال کی وجہ	۱۲	۸۴ زیر حاشیہ
بیٹوں کو یوسف اور ان کے بھائی کی تلاش کا حکم۔	۱۲	۸۷
بھائیوں کا تیسری بار آنا اور ان کا اقرار	۱۲	۸۸
[illegible]	۱۲ ۲	۸۹ ۹۰
آپ کی کریم النفسی	۱۲	۹۰

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
آپ کی کریم النفسی	۱۲	۹۱
" " " "	۲	۹۲
" " " "	۱۲	۱۰۰
" " "		زیر حاشیہ
اپنے والدین کے استقبال کے لیے	۱۲	۹۹
آپ کا شہر سے باہر آنا	۱۲	زیر حاشیہ
والدین اور بھائیوں کا سجدہ کرنا۔	۱۲	۱۰۰
یہ ہے میرے خواب کی تعبیر۔	۲	۱۰۰
حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا۔	۱۲	۱۰۱

۱۲۔ یعقوب علیہ السلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
انہ لذو علم لما علمناہ	۱۲	۶۸
آپ کو علم تھا کہ بادشاہ مصر ان کا بیٹا ہے لیکن راز فاش کرنے کی اجازت نہ تھی۔	۱۲	۶۸ زیر حاشیہ
مجھے خدا کی طرف سے اس کا علم دیا گیا۔	۱۲	۸۶
" " " "	۱۲	۹۶
آپ کی دعا کی برکت سے آپ کے فرزندوں	۱۲	۹۷
کے گناہ معاف ہو گئے۔	۱۲	۹۸

۱۳۔ یونس علیہ السلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
آپ کی قوم کا گناہ معاف کر دیا گیا۔	۰	۹۸

اسلام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
زیب و آرائش کے بارے میں ارشاد۔	۷	۳
آرائش ممنوع نہیں ہے۔	۷	۳۲

	نمبر سورة	نمبر آیت
نظافت بدن اور نفاست لباس۔	۷	۳۲ مع حاشیہ
ایمان اور تقویٰ کے باعث زمینی اور آسمانی برکات کا نزول۔	۷	۹۶
اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صلح کی ترغیب دیتا ہے۔	۸	۶۱
خدا کا نور بجھانے نہیں دے گا، ہمیشہ درخشاں رہے گا۔	۹	۳۲
دینی بھائی کون ہیں۔	۹	۱۱
اللہ تعالیٰ پاک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔	۹	۱۰۸
دین میں جبر نہیں۔	۱۱	۲۸
اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود نہ بدلیں۔	۱۳	۱۱
حق و باطل کی مثال۔	۱۳	۱۷
کشمکش حیات اور بقائے اصلح	۳	۷
صلہ رحمی کا حکم۔	۱۳	۲۱
اس کی حکمت اور بشارت عظمیٰ۔	۱۳	۲۱ مع حاشیہ
اسلام کی مثال شجرہ طیبہ کی ہے۔	۱۴	۲۴
اقتصادی انصاف کا حکم دیتا ہے۔	۱۷	۳۵
اللہ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے	۱۶	۹۰
اسلامی تمدن کے اصول	۱۶	۹۱
اپنی قسموں سے لوگوں کو دھوکہ مت دو ورنہ تمہارے قدم پھسل جائیں گے۔	۱۶	۹۴

	نمبر سورة	نمبر آیت
تمہاری یہ حرکت لوگوں کو اسلام سے متنفر کر دے گی	۱۶	۹۴
تبلیغ اسلام کے آداب۔	۱۶	۱۲۵ تا ۱۲۸
جس شخص کو دعوت اسلام نہیں پہنچی اس کا انجام۔	۱۷	۱۵ مع حاشیہ
حق آیا، باطل بھاگ گیا۔	۱۷	۸۱

انسان اور اس کی خلقت کا قرآنی تصور

	نمبر سورة	نمبر آیت
تخلیق انسان	۷ ۱۵	۱۱ ۲۶
تخلیق انسان کے بارے میں اسلامی نظریہ اور ڈارون کے نظریے کا تفاوت	۷	۱۱ مع حاشیہ
انسان کو زمین پر تسلط بخشا اور اس کے لیے سامان حیات پیدا کیا۔	۷	۱۰
انسان کے لیے لباس پیدا کر دیا۔	۷	۲۶
بہترین لباس تقویٰ ہے۔	۷	۲۶ مع حاشیہ
روز ازل انسان سے اپنی ربوبیت کا اقرار۔	۷	۱۷۲ مع حاشیہ
اس میثاق کی وجہ۔	۷	۱۷۳ مع حاشیہ
آزمائش انسان کی غرض	۷	۱۶۹ مع حاشیہ
مرتے دم تک وابستہ رہنے کا ارشاد	۷	۳۱

بنی اسرائیل

(د) انعامات خداوندی

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
ہم نے بنی اسرائیل کو بہترین ملک اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا۔	۱۰	۹۳
ان پر انعامات ظلمتوں سے نور کی طرف نکالا۔	۱۴	۵
فرعون کے عذاب سے نجات۔ وہ ان کے بچوں کو ذبح کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔	۱۴	۶
شکر کرو گے تو زیادہ نعمت ملے گی کفر کرو گے تو عذاب ہوگا۔	۱۴	۷
اگر تم ناشکری کرو گے تو اللہ غنی حمید ہے۔	۱۴	۸
بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔	۱۶	۱۱۸
یوم سبت کی حرمت کی وجہ	۱۶	۱۲۴
بنی اسرائیل کے لیے تورات کو ہدایت بنایا گیا۔	۱۷	۲
بنی اسرائیل کے متعلق پیشین گوئی کہ وہ زمین میں فساد برپا کریں گے۔ (اس کی تفصیل حاشیے میں ہے)	۱۷	۴ وحاشی
ان کے پہلے فساد اور سرکشی کی کہانی۔ بخت نصر کا حملہ۔ تباہی کے بعد بنی اسرائیل کا عروج۔ (مفصل حاشیہ)	۱۷	۶

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
سیرس دوم شاہ فارس کا بابل کو فتح کرنا، اور ہیکل کی دوبارہ تعمیر کا حکم (حاشیہ) ان کی دوسری سرکشی اور تباہی۔ تفصیل (حاشیہ)	۱۷	۷
انٹی اوکس ایپی فانس بادشاہ نے زیوس [illegible] کی عبادت کا حکم جاری کیا (حاشیہ)		
مکابی تحریک اور یہودی سلطنت ثانیہ (حاشیہ)		
حضرت مسیح کی آمد اور دعوت (حاشیہ)		
آپ کے خلاف یہود کی سازش (حاشیہ)		
ہیرود اینٹی پاس کی اخلاقی پستی (حاشیہ)		
حضرت یحییٰ کی شہادت (حاشیہ)		
ٹیٹس کی غارت گری اور تباہی۔		
مژدۂ رحمت اور وعید عذاب۔	۱۷	۸
موجودہ اسرائیلی ریاست (حاشیہ)		
بنی اسرائیل۔	۱۷	۱۰۴

ان کے علما اور ان کا طریقۂ کار

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
علمائے یہود کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت سے انکار کیونکہ حاسد و شریر ہیں اور اس	۵	۱۱۲
کا رد۔	۵	۱۱۳
بنی اسرائیل کے ایک عالم کا ذکر جو حسد کے مارے گمراہ ہو گیا۔	۷ 〃 〃	۱۷۵ مع حاشیہ ۱۷۶ ۱۷۷
(انھوں نے) احبار و رہبان کو اپنا رب بنا لیا تھا	۹	۳۱

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اکثر احبار و رہبان باطل طریقوں سے مال ہڑپ کرتے ہیں۔	۹	۳۴
ان کی سزا۔	۹	۳۵ مع حاشیہ

(ج) ان کا دفترِ عمل

سبت کے احکام کی خلاف ورزی اور سزا۔	۷	۱۶۳
ٹکڑے ٹکڑے کر کے دنیا میں منتشر کیے گئے۔	۷	۱۶۸
ان کی ناخلف اولاد۔	۷	۱۶۹ مع حاشیہ
دولت جمع کرنے کی حرص۔	۷	۱۶۹
ان کی غلط بینی۔	۷	۱۶۹
یہود و نصاریٰ کے مشرکانہ عقائد	۹	۳۰
بے قصور کا ظلم و ستم۔	۹	۳۰ مع حاشیہ

جبر و قدر

بعض لوگوں پر گمراہی لازم کر دی گئی ہے	۷	۳۰ مع حاشیہ
جنھوں نے تکبر کیا، ہماری آیات کی تکذیب کی ان کو آیات کے فہم سے محروم کر دیا گیا۔	۷	۱۴۶
اگر ہم چاہتے تو اسے ایمان کی برکت سے بلند کر دیتے۔	۷	۱۷۶
انھوں نے منہ موڑا تو اللہ نے ان کا منہ موڑ دیا۔	۹	۱۲۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
کیا انسان صاحبِ اختیار ہے۔	۱۰	۳۹
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب مومن ہو جاتے۔ کیا آپ لوگوں کو جبراً مومن بنانا چاہتے ہیں۔	۱۰	۱۰۰
جو ہدایت اختیار کرتا ہے وہ اپنا بھلا کرتا ہے۔	۱۰ ۱۷	۱۰۸ ۱۵
اگر اللہ چاہتا تو سب لوگ ایک امت ہوتے۔	۱۱	۱۱۸
نوشتۂ تقدیر میں اللہ تعالیٰ ردّو بدل کر سکتا ہے، ام الکتاب اسی کے پاس ہے۔	۱۳	۳۹
اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک امت بنا دیتا۔	۱۶	۹۳
اگر اللہ چاہتا تو ہم کسی غیر کی عبادت نہ کرتے۔	۱۶	۳۵
زبان پر کلمۂ کفر اور دل میں ایمان۔	۱۶	۱۰۶
خداوند عالم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔	۱۶	۱۰۸
کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔	۱۷	۱۵

جہاد

جہاد سے فرار کی ممانعت۔	۸	۱۵
. . .	۸	۱۶
طارق فاتح اندلس کے اشعار۔	۸	۱۵ مع حاشیہ
جہاد کا حکم امتحان ہے	۸	۱۷
فتنہ کے خاتمہ اور دین کے غلبہ تک جہاد جاری رکھو	۸	۳۹

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شماتت اعدا سے پناہ کی دعا۔	۷	۱۵۰ مع حاشیہ
یاحی یاقیوم برحمتک الخ	۷	۱۵۵ مع حاشیہ
انت ولینا فاغفرلنا	۷	۱۵۵
• • •	۷	۱۵۶
شیطان کے شر سے بچنے کی دعا اور طریقہ۔	۷	۲۰۰
• • • •	۷	۲۰۱
دل کو راہ راست پر لانے کی دعا۔	۸	۲۴ مع حاشیہ
الٰہی ہمیں فتنہ نہ بنا۔	۱۰	۸۵
ہمیں کافروں کے شر سے نجات دے۔	۱۰	۸۶
کشتی میں سوار ہونے کی دعا	۱۱	۴۱ مع حاشیہ
نظر بد سے بچنے کی دعا۔	۱۲	۶۷ مع حاشیہ
حضرت یوسف کی دعا فاطر السموٰت الخ	۱۲	۱۰۱
بجلی گرنے سے بچنے کی دعا۔	۱۳	۱۳ مع حاشیہ
دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے۔	۱۳	۳۹ مع حاشیہ
بندگانِ خدا کی دعا کا اثر۔ حضرت مجددؒ کی دعا کی برکت	۱۳	۳۹ مع حاشیہ
جنت کے لیے دعا۔	۱۳	۲۴ مع حاشیہ

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اپنے والدین کے لیے دعا۔	۱۷	۲۴
دشمن کے شر سے بچنے کی دعا۔	۱۷	۴۵ مع حاشیہ
الٰہی مجھے سچائی کے ساتھ داخل فرما اور سچائی کے ساتھ نکال اور مجھے سلطانا نصیرا عطا فرما	۱۷	۸۰

سیاست

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اسلام کی صلح جو پالیسی۔	۸	۶۲ مع حاشیہ
اگر کوئی معاہد قوم خیانت کرے، تو مسلمان کیا کرے۔	۸	۵۸ مع حواشی
عمرو بن عتبہ نے حضرت امیر معاویہ کو روم پر لشکر کشی سے روکا۔	۸	۵۸ مع حاشیہ
اگر کفار صلح کے لیے ہاتھ بڑھائیں، تو قائم رہ۔	۸	۶۱ مع حاشیہ
• • •	۸	۶۲
مشرکین کا مسلمانوں سے رویہ۔	۹	۸
لا یرقبون فیکم الا ولا ذمۃ	۹ ۹	۹ ۱ ۱۰
اسیرانِ جنگ کے ساتھ برتاؤ۔	۸	۶۷ مع حاشیہ
جب تک کسی قوم اپنے آپ کو نہ بدلے اس کی تقدیر نہیں بدلتی	۸	۵۳
امت کے مختلف گروہوں کے باہمی تعلقات ان کے حقوق اور فرائض۔	۸	۷۲

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
حج کے موقع پر قطع تعلق کا اعلان۔	۹	۱ مع حاشیہ
جن کے ساتھ معاہدہ ہو اس کا پاس کر پورا کرنے کا حکم۔	۹	۴
اگر ذمی معاہدہ توڑ دیں یا دین میں طعن کریں تو ان کے حقوق ساقط ہیں۔	۹	۱۲ تا ۱۵ مع حواشی
جزیہ کیا ہے اور کس پر لازم ہے۔	۹	۲۹
اگر کوئی غیر مسلم اسلام کو سمجھنے کے لیے اسلامی مملکت میں آنا چاہے تو اسے اجازت دی جائے۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر ہو گی۔	۹	۶
قوت و طاقت کے باوجود دشمنوں سے نرمی۔	۹	۲ مع حاشیہ
حسن سیاست نبوت۔	۹	۴۳ مع حاشیہ
آدمی کے عروج و زوال کا راز۔	۱۰	۱۴
فرعونی سیاست۔	۱۰	۸۳ مع حاشیہ
اہل حق پر الزام کہ وہ اقتدار چاہتے ہیں	۱۰	۷۸
مذہبی استبداد۔	۱۰	۸۷ مع حاشیہ
کیا مسلمان کافر حکومت کا ملازم ہو سکتا ہے	۱۲	۵۵
کسی عہدہ کی خواہش کرنا کب جائز ہے۔	۱۲	۵۵ مع حاشیہ

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شرک کا بطلان		
مشرکین نجس ہیں۔ مسجد حرام کے نزدیک نہ جائیں۔	۹	۲۸
[illegible] کا بطلان۔ اس کے اذن کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔	۱۰	۳
تمہارے معبود نہ آغاز خلق پر قادر نہ اعادہ پر۔	۱۰	۳۴
وہ حق کی طرف رہنمائی بھی نہیں کر سکتے۔	۱۰	۳۵
شرک کا بطلان۔	۱۶	۵۱
ان کے معبود کسی چیز کے مالک نہیں۔	۱۶	۷۳
" " " "	۱۶	۷۵
" " " "	۱۶	۷۶
کسی کو خدا نہ بناؤ۔	۱۷	۲
" "	۱۷	۲۲
اگر کوئی دوسرا خدا ہوتا تو . . .	۱۷	۴۲
" " " "	۱۷	۴۳
بت مصائب کو دور نہیں کر سکتے۔	۱۷	۵۶
تمہیں طوفان میں نہیں بچا سکتے۔	۱۷	۶۷
شرک کا بطلان۔	۱۷	۶۸
" "	۱۷	۶۹
شریعت		
شریعت کی پابندی افلاس کا باعث نہیں بلکہ خوشحالی کا سبب ہے۔	۱۱	۵۲
	"	"

عبادات

نماز

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
نماز کے اوقات۔	۱۷	۷۸
نماز تہجد۔	۱۷	۷۹

حج

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ۱۲ ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں۔	۹	۳۶ مع تفسیر
اور ماہ حج کو آگے پیچھے کرنا کفر میں اضافہ ہے۔	۹	۳۷

زکوٰۃ و صدقات

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
بعض اعرابی قرب الٰہی اور دعائے رسول کے لیے مال خرچ کرتے ہیں۔	۹	۹۹
زکوٰۃ کے مصارف۔	۹	۶۰
کیا مدارس و مساجد پر زکوٰۃ جائز ہے۔	حاشیہ آیت بالا	
کیا ہاشمی ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔	۔ ۔	۔ ۔

جرائم و عقوبات

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
رہزنی کی سزا۔	۵	۳۳
قتل بے گناہ کی ممانعت۔	۱۷	۳۳
قصاص کا حکم اور اس کی حکمت۔	۱۷	۳۳
زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔	۱۷	۳۲
عہد یوسفی میں مصری عورت کا کردار	۱۲	۲۳ تا ۳۵

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
عورت کی عصمت کی حفاظت کے احکام۔	۱۲	۲۳ تا ۲۵

حلال و حرام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شطرنج کا حکم۔	۱۰	۳۲ مع تفسیر
سماع کا مسئلہ۔	۱۰	۳۲ مع تفسیر
خود کسی چیز کو حلال و حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔	۱۰	۵۹
اصل چیزیں جو حرام ہیں۔	۱۶	۱۱۵
ما اھل بہ لغیر اللہ کی تفصیلی بحث	۱۶	۱۱۵
نذر و نیاز اور فاتحہ کی مفصل بحث۔	حاشیہ آیت مذکورہ بالا	
خود کسی چیز کو حلال و حرام نہ کہو۔	۱۶	۱۱۶

شیطان (ابلیس)

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے شیطان کا پھٹکارا جانا اور اس کا مہلت طلب کرنا اور اس کا چیلنج۔	۷	۱۱ تا ۱۷
حقیقت انسانی کے بارے میں شیطان کی غلط فہمی۔	۷	۱۲
شیطان اور اس کا گروہ تمہیں دیکھتا ہے اور تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ شیطان ان کا دوست ہے جو ایمان نہیں لاتے۔	۷	۲۷ مع تفسیر
شیطان کی وسوسہ اندازی اور اس سے بچاؤ۔	۷	۲۰۰

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شیطان اپنے دوستوں کو مزید گمراہی میں دھکیل دیتا ہے۔	۷	۲۰۲
شیطان کی فریب کاری۔	۷	۲۰
شیطان کا کفار کو یہ کہنا کہ تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔	۸	۴۸
پھر اس کا ان سے الگ ہونا۔	۸	۴۸
شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔	۱۲	۵
شیطان کس طرح فریب دیتا ہے۔	۱۲	۹ مع حاشیہ
شیطان کا اپنے پیروکاروں پر الزام کہ تم [illegible] میں نے تمہیں گمراہی کی طرف بلایا اور تم دوڑے چلے آئے۔	۱۴	۲۲ مع حاشیہ
شیطان کا سجدہ آدم سے انکار اور اس کی وجہ۔	۱۵	۳۱ تا ۳۵
شیطان کا مہلت طلب کرنا اور چیلنج۔	۱۵	۳۶ تا ۳۹
شیطان گمراہوں کے اعمال کو آراستہ کرتا ہے۔	۱۶	۶۳
قیامت کے دن وہی ان کا دوست ہوگا	۱۶	۶۳
تلاوت قرآن کریم سے پہلے شیطان کے شر سے پناہ مانگو۔	۱۶	۹۸
شیطان کا تسلط صرف اپنے یاروں پر ہے۔	۱۶	۱۰۰
شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔	۱۷	۵۳
سجدۂ آدم سے انکار اور اس کا راندہ جانا	۱۷	۶۱ تا ۶۵

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
شیطان کا مہلت طلب کرنا۔	۱۷	۶۲ تا ۶۵
شیطان باہمی تفرقہ ڈالتا ہے۔	۱۷	۵۳
شیطان کا چیلنج۔	۱۷	۶۲ تا
〃 〃	〃	۶۵
شیطان کا دام۔	۱۷	۶۴
〃 〃 〃 〃	〃	۶۵
شیطان صرف مخلص [illegible] ہے۔	۱۷	۶۵

صحابہ، اہل بیت اور امت مسلمہ

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
فضائل صحابہ	۷	۱۵۷
حضورؐ سب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔	۷	۱۵۸
پاکیزہ رزق اور دوسری نعمتیں مسلمانوں کا حصہ ہیں۔	۷	۳۲
خوش کن لباس، مکانات اور سواریاں۔	۷	۳۲ مع حاشیہ
[illegible]	۷	۵۶ مع حاشیہ
[illegible] حق اور عادل امت۔	۷	۱۸۱
صحابہ کے بارے میں فرمایا یہی سچے مومن ہیں۔	۸	۷۴
اللہ کی رحمت ان مہاجرین و انصار پر جنہوں نے غزوۂ تبوک میں حضورؐ کی پیروی کی۔	۹	۱۱۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
قرآن کی فصاحت کا اعجاز جس نے مخالفین کو دم بخود کر دیا ہے۔	۱۱	۱۳ مع حاشیہ
قرآن نصیحت ہے اور مومنوں کے لیے یاد دہانی۔	۱۱	۱۲۰
قرآن سارے جہانوں کے لیے ذکر ہے۔	۱۲	۱۰۴
قرآن گھڑی ہوئی بات نہیں۔	۱۲	۱۱۱
اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔	۱۲	۱۱۱
یہ مومنوں کے لیے سراپا ہدایت و رحمت	۱۲	۱۱۱
ہے۔	۱۶	۶۴
قرآن کریم حق ہے۔	۱۳	۱
ہم نے ہی اسے اتارا ہم ہی اس کے حافظ ہیں۔	۱۵	۹
اس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ جو مسلمانوں کے لیے ہدایت رحمت اور	۱۶	۸۹
بشارت ہے۔	۱۶	۱۰۲
قرآن کریم کے بارے میں کفار کا تاثر۔	۱۶	۹۸ مع حاشیہ
تلاوت قرآن کے آداب۔	۱۶	۹۸
یہ حق کے ساتھ نازل ہوا۔	۱۶	۱۰۲
کفار کا یہ الزام کہ کوئی شخص آپ کو قرآن سکھاتا ہے۔	۱۶	۱۰۳
یہ قرآن سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔	۱۷	۹
نصیحت ہے۔	۱۷	۴۱
قرآن میں سب بیماریوں کا علاج ہے۔	۱۷	۸۲

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اگر جن و انس بھی جمع ہو جائیں تو اس کی	۱۷	۸۸
مثل پیش نہیں کر سکتے۔	۱۷	۸۹
قرآن کو تدریجاً نازل کرنے کی حکمت۔	۱۷	۱۰۶

دیگر آسمانی کتب

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
تورات۔ ہر چیز کی تفصیل اور اس کی ہدایت۔	۷	۵۲
اور رحمت ہے۔	۷	۱۴۵
اس کو مضبوطی سے پکڑنے اور اس پر عمل کرنے کا حکم۔	۷	۱۴۵
یہ ہدایت اور رحمت ہے۔	۷	۱۵۴
تورات امام اور رحمت ہے۔	۱۱	۱۷
موجودہ تورات میں تضاد کی مثال۔	۱۲	۲۰ مع حاشیہ
قصص الانبیاء جو بائیبل میں مذکور ہیں۔ ان کا تقابل مطالعہ (التعارف سورۃ یوسف)		
تورات بنی اسرائیل کے لیے ہدایت ہے۔	۱۷	۲

قیامت

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
قیامت کے روز اعمال تولے جائیں گے۔	۷	۸ مع حاشیہ
اعمال کے وزن کی حقیقت۔	۷	۸
وقوع قیامت کی دلیل۔	۷	۵۷
وقوع قیامت کی حکمت۔	۱۰	۴
	۳	۵
۔ ۔ ۔ ۔	۱۶	۳۸
۔ ۔ ۔ ۔	۱۶	۳۹

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
متقیوں کے لیے دار آخرت بہتر ہے۔	۱۲	۱۰۹
روز قیامت مجرموں کی حالت۔	۱۴	۴۸ تا ۵۱
قیامت کے دن نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی ہی کام آئے گی	۱۴	۳۱
اس سے پہلے پہلے نماز اور صدقہ دے لو۔	۱۴	۳۱
روز قیامت زمین و آسمان بدل دیے جائیں گے۔	۱۴	۴۸
حشر، اس کا آپہنچا۔	۱۶	۱
قیامت کے دن نامۂ اعمال کھول کر سامنے رکھ دیا جائے گا اور حکم ملے گا کہ اس نوشتہ کو خود پڑھ لو۔	۱۷ ۱۷	۱۳ ۱۴
وقوع قیامت پر کفار کا اعتراض اور اس کا رد۔	۱۷ ۱۷	۴۹ ۵۰
۔ ۔ ۔ ۔	۱۷	۵۱
۔ ۔ ۔ ۔	۱۷	۹۸
۔ ۔ ۔ ۔	۱۷	[illegible]

کفار و مشرکین

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
مشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہوتی تو ہم شرک نہ کرتے نہ کسی چیز کو حرام نہ کرتے	۱۶	۳۵
کفار عذاب الٰہی سے کیوں نہیں ڈرتے	۱۶	۴۵
۔ ۔ ۔ ۔	۱۶	۴۶
۔ ۔ ۔ ۔	۱۶	۴۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
وہ سمجھتے ہیں کہ عقبیٰ جہان کی بہتری ان کے لیے ہے۔	۱۶	۶۲
جو اس کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے انہیں ہدایت نہیں ملتی۔	۱۶ ۱۶	۱۰۴ ۱۰۷
جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔	۱۶	۱۱۶
ہم کسی بستی کو کیسے ہلاک کرتے ہیں۔ امرنا مترفیہا۔	۱۷	۱۶
نالائقو! کیا تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے بیٹے دیے اور اپنے لیے بیٹیاں۔	۱۷	۴۰
ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں۔	۱۷ ۱۷	۴۵ ۴۶
ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک سحرزدہ کی پیروی کرتے ہو	۱۷	۴۷
وہ جہالت کے باعث گمراہ ہو گئے۔	۱۷	۴۸
کفار کے مطالبات اور ان کو پورا نہ کرنے کی حکمت۔	۱۷	۵۹ [illegible]
جو اس دنیا میں اندھا وہ روز قیامت میں بھی اندھا۔	۱۷	۷۲
کفار کے کفریہ مطالبات اور ان کا رد۔	۱۷	۹۰ تا ۹۳
کفار کا اعتراض کہ آپ بشر ہیں اور اس کا رد۔	۱۷ ۱۷	۹۴ ۹۵
قبض روح کے وقت انہیں فرشتوں کی جھڑکیاں۔	۸	۳۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
وہ جن کو اللہ تعالے کا مد مقابل بناتے ہیں	۱۳	۳۰
[illegible] حالت میں [illegible] حسرت	۱۵	۲

(ج) اُن کے اطوار

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی۔	۷	۳۳
برے کام کرتے ہیں پھر کہتے ہیں اللہ نے ہمیں ایسا حکم دیا ہے۔	۷	۲۸
دین ان کے نزدیک لہو و لعب کا نام ہے۔	۷	۵۱
تکلیف کے وقت ان کا نظریہ کہ ایسی تکلیفیں تو ہمارے باپ دادا کو بھی آتی تھیں۔	۷	۹۵ تا خاتمہ
اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ برتتے تو رزق کے دروازے کھل جاتے۔	۷	۹۶ تا خاتمہ
دلائل کے باوجود وہ تکبر سے کام لیتے ہیں، اور غلط راہ پسند کرتے ہیں۔	۷	۱۴۶
یہ ڈھوروں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ سب کچھ	۷	۱۷۹
ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں۔	۸	۲۲
	۸	۲۳
یہ راہ حق سے روکتے ہیں۔ اور اس کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں۔	۷	۴۵
انھیں یقین ہے کہ عنقریب مسلمانوں کو رحمت الٰہی سے کچھ حصہ نہ ملے گا۔	۷	۴۹
اگر یہ دین حق ہے تو ہم پر پتھراؤ کیا جائے۔	۸	۳۲
ان کی نماز کی کیفیت۔	۸	۳۵
وہ راہ حق سے روکنے کے لیے مال خرچ کرتے ہیں۔	۸	۳۶

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
ان کا انجام حسرت ہے	۸	۳۶
کفار بدترین جانور ہیں۔ یہ عہد شکن ہیں۔	۸	۵۵
قرآن میں حسب خواہش رد و بدل کی خواہش کرتے ہیں۔	۱۰	۱۵ تا خاتمہ
طوفان میں گھر جائیں تو خدا کو پکارتے ہیں۔	۱۰	۲۲
بچ جائیں تو پھر شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔	۱۰	۲۳
وہ حق کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ	۱۱	۱۹
اس میں رخنہ پیدا کریں۔	۱۱	تا خاتمہ
پیروؤں کو حقیر سمجھتے ہیں۔	۱۱	۲۷
انبیاء کے ساتھ استہزاء	۱۳	۳۲
وہ آخرت سے زیادہ دنیوی زندگی کو پسند کرتے ہیں۔	۱۴	۳
وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں،	۱۴	۳
وہ قرآن میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔	۱۴	۳
انھوں نے نعمت الٰہی کی ناشکری کی، اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں	۱۴	۲۸
دھکیل دیا۔	۱۴	۲۹
رسولوں کا استہزا ان کی گمراہی کا سبب۔	۱۵	۱۲
انھوں نے قرآن کو پارہ پارہ کر دیا۔	۱۵	۹۱
مشرکین کے طور طریقے۔	۱۶	۵۳ تا ۶۲
اگر صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ	۱۷	۴۵
رو گردانی کرتے ہیں۔	۱۷	۴۶

(د) ان کی نجات نہیں

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں ان کی ہرگز نجات نہیں۔	۷	۴۰
	۷	۴۱
تکبر کرنے والوں کو آیات کے فہم سے محروم کر دیا جاتا ہے۔	۷	۱۴۶
آیات کی تکذیب کرنے والوں کو سخت عذاب، استدراج۔	۷	۱۸۲
	۷	۱۸۳
جنہیں خدا گمراہ کرے، انہیں گمراہی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے۔	۷	۱۸۶
شیطان اپنے دوستوں کو مزید گمراہی میں دھکیل دیتا ہے۔	۷	۲۰۲
کفار پر اچانک عذاب۔	۷	۴
. . . .	۷	۵
کفار و مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت۔	۹	۱۱۳

ان کا ہولناک انجام

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
ظالموں کی موت کی کیفیت۔	۷	۳۷
کفار ہلاکت کا انتظار کر رہے ہیں۔	۷	۵۳
کتنی بستیاں ہیں جن پر اچانک عذاب آیا۔	۷	۵۱
روز قیامت ایک دوسرے پر لعن طعن کریں گے۔	۷	۳۸
		۳۹
دوزخ میں پیاس کی شدت سے تڑپیں گے	۷	۵۰

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اس عذاب کی وجہ۔	حاشیہ نمبر ۲۵	
پہلے چھ گذشتہ قوموں کے ذکر کے بعد موجودہ قوموں کا ذکر۔	۷	۹۷ تا ۱۰۰
آیات کی تکذیب کرنے والوں کو سخت عذاب۔	۷	۱۸۲
	۷	۱۸۳
کفار کے معبود ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔	۱۰	۲۸
دنیا بھر کا مال بطور فدیہ دیں گے قبول نہ ہوگا۔	۱۰	۵۴
وہ آتش جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔	۱۱	۱۵
. . . .	۱۱	۱۶
ظالموں پر اللہ کی لعنت۔	۱۱	۱۸
وہ ظالم کون ہیں۔	۱۱	۱۹ تا ۲۲
فرعون اپنی قوم کو آگ میں لے جائیگا	۱۱	۹۸
کفار دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔	۱۱	۱۰۷
جو اللہ کی بات نہیں مانتے۔	۱۳	۱۹
جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑتے ہیں۔	۱۳	۲۵
زمین میں فساد برپا کرتے ہیں ان پر لعنت۔	۱۳	۲۵
ظالموں کا احوال زار۔	۱۴	۴۲
. . .	۱۴	۴۴
زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ لباس تارکول کا ہوگا۔	۱۴	۴۹
	۱۴	۵۰
کفار کا اظہار حسرت	۱۵	۲
گمراہوں کے لیے جہنم جس کے سات دروازے ہیں۔	۱۵	۴۳
	۱۵	۴۴

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
[illegible]	۱۵	۷۵ مع حاشیہ
[illegible] کی عزت افزائی۔	۱۲	۳۰
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۲	۳۱
ان کی وفات کا [illegible]	۱۲	۳۲
انسان دنیا، [illegible] تصرف کر سکتے ہیں۔	۱۲	۷۵ مع حاشیہ
ضرب المثل [illegible] ذریۂ فضیلت۔		
ترغیب [illegible] عمل [illegible] کے وسیلہ سے		
ملتی ہے۔	۱۰	۷۵
	۱۲	مع حاشیہ
پاکیزہ روزی مومن کو عطا ہوتی ہے۔	۱۶	۹۷
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۶	۹۵
[illegible] اور [illegible]	[illegible]	۱
جو آخرت کا خواہاں ہو اور اس کے لیے		
کوشاں۔	۱۷	۱۹
انبیاء کرام کا ذکر بعض حق ناشناسوں کا	۱۷	۴۹ [illegible]
اعتراض اور اس کا جواب۔		مع حاشیہ
نیکیوں کو وسیلہ بنانا۔	۱۷	۵۷
		مع حاشیہ
اللہ تعالیٰ کا شیطان کو [illegible]	۱۷	۶۴
بندوں پر غالب نہیں آسکتا۔	۱۷	۶۵
جنہیں دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائیگا	۱۷	۷۱

معاشیات

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
اسراف کی ممانعت۔	۷	۳۱
صحابہ کے اموال [illegible] ہیں۔	۸	۲۸ مع حاشیہ
اموال غنیمت۔	۸	۴۱
جزیہ اور اس کا حکم، تفصیلی بحث۔	۹	۲۹
زکوٰۃ اور اس کے مصارف۔	۹	۶۰
سونا چاندی جمع کرنے کی مذمت۔	۹	۳۵
ذکر [illegible]	۱۱	۸۴
ناپ اور تول پورا پورا دو۔		۸۵
تمام معاشی [illegible]	۱۱	۸۵
باعث فساد ہے۔		مع حاشیہ
قناعت بہتر ہے	۱۱	۸۶ مع حاشیہ
دولت کے متعلق سرمایہ دارانہ نقطہ نظر	۱۱	۸۷
اور اس کے مضرات۔		مع حاشیہ
یوسف علیہ السلام نے کہا، ملک کے		
خزانے میرے سپرد کردو۔	۱۲	۵۵
[illegible] حکم۔	۱۲	۵۵
		مع حاشیہ
عادلانہ معیشت کا اصول۔	۱۶	۹۰
		مع حاشیہ
تمہارے خزانے ختم ہو جائیں گے اور	۱۶	۹۶
اللہ تعالیٰ کے خزانے ہمیشہ رہنے والے ہیں		مع حاشیہ
پورا تولو، پورا ناپو۔	۱۷	۳۵
فضول خرچی کی ممانعت۔	۱۷	۲۶
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۷	۲۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
بخل و اسراف سے اجتناب کرو۔	۱۷	۲۹
میانہ روی اختیار کرو۔	۱۷	۲۹
رزق میں تنگی و فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔	۱۷	۳۰
افلاس کے خوف سے اولاد کو مت قتل کرو۔	۱۷	۳۱
اللہ تعالیٰ کا فضل رزق تلاش کرو۔	[illegible]	۹۶
کاروباری بددیانتی سے ملک میں فساد بپا مت کرو۔	۷	۸۵

معجزات

موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ید بیضا	۷	۱۰۷
"	۷	۱۰۸
واقعہ معراج شریف۔	۱۷	۱
اس کے ضمن میں معجزہ پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ معجزہ کسے کہتے ہیں۔ اس کے وقوع کے دلائل۔ اس پر جدید و قدیم اعتراضات کا رد۔ سر سید کی غلط تاویلیں۔		
معجزہ پر ہیوم (HUME) کا اعتراض اور اس کا جواب۔		

منافقین

جنگ تبوک کے وقت منافقین کا رد عمل۔	۹	۴۲ تا
" " " " " "	۹	۵۹
" " " " " "	"	۹۴
" " " " " "	"	۹۵
" " " "	"	۹۶

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
یہ پہلے بھی فتنہ انگیزی کرتے تھے اور	۹	۴۸
اب بھی کر رہے ہیں۔	۹	۴۹
" " " "	۹	۵۰
ان کے چندے بھی نامنظور	۹	۵۳
" " " "	۹	۵۴
" " "	۹	۵۵
منافقین کے احوال۔	۹	۵۶ تا
		۵۹
منافقین اسلام اور رسالت کی اطلاع۔	۹	۶۴
" " " "		[illegible]
" " " "		۶۹
" " " "		۷۰
" " " "		۷۳
" " " "		۷۸
[illegible]	۹	۸۰
منافقین سے جہاد کرنے کا حکم۔	۹	۷۳
صادق اعراب۔	۹	۹۰
ثعلبہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔	۹	۷۵
		[illegible]
منافقین کی نماز جنازہ کی ممانعت	۹	۸۴
ان کو جہاد میں شرکت سے محروم کر دیا گیا ہے۔	۹	۸۳
ان کے مال اور اولاد سے متعجب نہ ہوں	۹	۸۵
منافقین کی غلط معذرت	۹	۸۶
	۹	۸۷

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
جہاد سے معذرت کے باعث ان کے دلوں پر مہر لگ گئی اور سمجھ سلب ہو گئی۔	۹	۸۸
منافقین کی معذرت قبول نہ کرنے کا حکم۔	۹	۹۳
ان کی قسموں کا اعتبار نہ کرو ان سے منہ پھیر لو یہ ناپاک ہیں۔	۹	۹۵
یہ قسموں سے تمہیں خوش کرنا چاہتے ہیں۔	۹	۹۶
الاعراب کے کفر و نفاق کی شدت۔	۹	۹۷
اعراب اللہ کے لیے خرچ کرنے کو تاوان سمجھتے ہیں۔	۹	۹۸
مسجد ضرار اور اس کے بنانے والے۔	۹	۱۰۷
	۹	۱۰۸

نواہی

	نمبر سورۃ	نمبر آیت
زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔	۷	۵۶ مع حاشیہ
فال گیری کی ممانعت۔	۷	۱۳۱ مع حاشیہ
خدا اور رسول کے احکام کو چھوڑ کر کسی دوست کی پیروی مت کرو۔	۷	۳
وہ باتیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔	۷	۳۳
کاروباری بددیانتی سے ملک میں فساد برپا نہ کرو۔	۷	۸۵
اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو۔	۸	۲۷
حیات اور موت کا مفہوم۔	۸	۲۴ مع حاشیہ
متکبروں، ریاکاروں اور راہ حق سے روکنے والوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔	۸	۴۷
سرکشی مت کرو۔	۱۱	۱۱۲
ظالموں کی طرف مت مائل ہو۔	۱۱	۱۱۳
اللہ تعالیٰ بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔	۱۶	۹۰
اس بڑھیا کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا کاتا ہوا سوت پارہ پارہ کر دیا۔	۱۶	۹۲
قسموں کو باہمی دھوکہ دہی کا ذریعہ نہ بناؤ۔	۱۶	۹۲
اللہ تعالیٰ کے عہد کو کم قیمت پر مت بیچو۔	۱۶	۹۵
اسراف مت کرو۔	۱۷	۲۶
اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو۔	۱۷	۳۱
زنا کے قریب مت جاؤ۔	۱۷	۳۲
یتیم کے مال کے نزدیک مت جاؤ۔	۱۷	۳۴
زمین میں غرور سے نہ چلو۔	۱۷	۳۷

جملہ حقوق بحق ضیاء القرآن پبلی کیشنز محفوظ ہیں

مطبع ——— تخلیق مرکز پرنٹرز لاہور فون 7229416
کتابت ——— خوشنویس محمد ناصر، محمد صدیق، محمد سعید صدیقی
متن ——— بشکریہ تاج کمپنی کراچی
تعداد ——— تین ہزار (۳۰۰۰)
تاریخ طباعت ——— جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ
ناشر ——— ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	سُورۃ الاعراف	۵
۲	سُورۃ الانفال	۲۳
۳	سُورۃ التوبہ	۱۷۳
۴	سُورۃ یُونس	۲۷۰
۵	سُورۃ ھُود	۳۳۷
۶	سُورۃ یُوسف	۴۰۱
۷	سُورۃ الرّعد	۴۶۷
۸	سُورۃ ابراھیم	۴۹۹
۹	سُورۃ الحجر	۵۲۷
۱۰	سُورۃ النحل	۵۵۳
۱۱	سُورۃ بنی اسرائیل	۶۲۰
۱۲	تحقیقات نحویہ	۶۹۳
۱۳	التحقیقات النحویہ	۶۹۷
۱۴	فہرست مطالب	۶۹۸

فہرست نقشہ جات

نمبر شمار		صفحہ
	اقوام عاد، ثمود، لوط اور شعیب کے علاقے	۹۰
۲	قریش کی تجارتی شاہراہ	۱۲۴
۳	جنگ بدر	۲۸
۴	عہد رسالت میں مشہور عرب قبائل کے مساکن	۱۰۴
۵	قوم نوح کا علاقہ اور جبل جودی	۳۶۲
۶	سورۂ یوسف سے متعلق علاقے	۴۱۴
۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد فلسطین کی قبائلی تقسیم	۶۳۴
۸	حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی سلطنت	۶۳۶
۹	سلطنت اسرائیل اور یہوداہ	۶۳۷
۱۰	فلسطین بزمانۂ دولت مکابیہ	۶۳۸
۱۱	ہیرودِ اعظم کی سلطنت	۶۳۹
۱۲	فلسطین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں	۶۴۰

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الاعراف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۂ پاک کا نام الاعراف ہے۔ یہ ۲۰۶ آیتوں اور چوبیس رکوعوں پر مشتمل ہے اور اس کے الفاظ کی تعداد ۳۳۲۵ ہے یہ سورۃ بھی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اگرچہ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس کی آٹھ آیتیں مدنی ہیں (وسئلهم عن القرية) لیکن محققین کا اتفاق یہ ہے کہ اس کی تمام آیتیں بلا شبہ مکی ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی بسند صحیح یہی مروی ہے۔

سورۃ الانعام اور الاعراف کا زمانہ نزول قریب قریب ہے یعنی ہجرت سے پہلے مکی دور کے آخری سالوں میں اس کا نزول ہوا۔

اس سورۃ میں بھی خطاب انہیں لوگوں سے ہے جو سورۃ الانعام میں مخاطب تھے یعنی مشرکین عرب۔ اس لیے انہیں کے عقائد باطلہ کی تردید، انہیں کے اوہام فاسدہ کا ابطال، انہیں کی غلط کاریوں کا ازالہ اور انہیں کی کج بحثیوں کی اصلاح پر سارا زور صرف کیا گیا ہے۔ فرق صرف اجمال اور تفصیل کا ہے۔ سابقہ سورت میں جو مسائل اجمالاً مذکور ہوئے تھے یہاں انہیں تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے۔ پہلے بھی بتایا گیا تھا کہ انبیاء کرام نے جب اپنی اپنی قوموں کو توحید کی دعوت دی اور اس کے لیے ناقابل تردید دلائل پیش کیے تو ان پر غور و فکر کرنے کے بجائے ان کی قوموں نے ان کا مذاق اڑایا۔ ان کی تکذیب کی۔ اور انہیں اذیتیں پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اس سورۃ میں متعدد انبیاء کرام نوح، ہود، صالح، لوط، شعیب علیہم السلام کا نام لے کر ان کے احوال بیان فرمائے اور ان کی قوموں نے جو ناروا سلوک اور معاندانہ رویہ اپنے مخلص، پاکباز رہنماؤں کے ساتھ کیا اس کا ذکر کیا۔ اور اس حقیقت کو بڑی فصاحت سے آشکارا کیا کہ جب مزاج بگڑ جاتا ہے اور فطرت سلیمہ مسخ ہو جاتی ہے تو اس وقت حق پذیری کی استعداد یکسر مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ صداقت کا آفتاب اپنی تمام تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے لیکن آنکھیں اس کے انوار کو نہیں دیکھ سکتیں۔ دلائل کی زبان اعلان حق کرتی رہتی ہے لیکن کان اسے سن ہی نہیں سکتے۔ اور دل و دماغ حق سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ الہام و تفہیم، ترغیب و ترہیب کوئی چیز کارگر ثابت نہیں ہوتی۔

حقیقت بتوں کے ساتھ ان [illegible] کے بعد کی گئی [illegible] میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت تفصیل بیان فرمائے آپ کو واقعہ کی رو سے واسطہ پڑا تھا ایک طرف اور ان کے علاوہ دوسری طرف آپ کی اپنی قوم بنی اسرائیل پہلا مقدم فرعون تھا جسے بے پناہ اختیارات اور دولت حاصل تھی۔ مصر کی ساری دولت و ثروت ان کی ملکیت تھی۔ عیش و عشرت کے سب سامان مہیا تھے [illegible] قیمت پر ان سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہ تھے حتیٰ کہ جب ان کے مقابلے میں ہدایت کی واضح ہو گئی اور ان کے ڈوبنے کا وقت آ پہنچا تب موت کے سامنے اپنے غلاموں کی سرکشی کا [illegible] رکھے باطل پر قائم رہ کر تباہ ہو گئے۔ اور حضرت موسیٰ پر صدق دل سے ایمان نہ لائے تب بھی ذہنی [illegible] سے قبول حق سے گریز کیا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا صاف مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے اختیارات اور عادات سے دستبردار ہو جائیں ان کی [illegible] پر پابندیاں لگا دی جائیں۔ اور ان کی عیش و عشرت سب [illegible] کی جائے اور وہ اس کے لیے تیار نہ تھے

دوسرا طبقہ جس سے آپ کو واسطہ پڑا تھا وہ آپ کی اپنی قوم بنی اسرائیل تھی جو مدت دراز سے غلامی کی زندگی گزار رہی تھی ان کی ہمتیں پست اور حوصلے ختم ہو چکے تھے [illegible] ذہنیت میں [illegible] رہتے تھے وہ بڑی لذت محسوس کرتے تھے [illegible] کو بہتر مقام تک پہنچنے کے لیے وہ کسی جدوجہد کے لیے آمادہ نہ تھے وہ چاہتے تھے کہ فتوحات کے دروازے ان پر کھول دیے جائیں [illegible] کے لیے کچھ [illegible] بلکہ آسمان سے پکا پکایا [illegible] کے [illegible] بیٹھے بٹھائے مل جائے [illegible] قوم [illegible] فساد و بگاڑ میں [illegible] کی قوت فکر اور [illegible] ان کے [illegible] وہ [illegible] کی [illegible] کے لیے وہ تیار نہ تھے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے وہ فرعون کی غلامی سے [illegible] کر وادی سینا میں پہنچے اور وہاں کے بت پرستوں کو دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے ہمارے لیے بھی بت بنا دیں فرمائشیں شروع کر دیں اور آپ کی سرزنش پر [illegible] ہو کر بیٹھ گئے جب آپ کوہ طور پر تشریف لے گئے تو انہوں نے حق و حقیقت کو چھوڑ کر سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔

ان تمام واقعات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ [illegible] سے [illegible] اور [illegible] سرکشی بے پناہ دولت و اختیار کا نتیجہ اور ایسے ہی غلامانہ زندگی افراد و اقوام کے ذہنوں کو بگاڑ دیتی ہے [illegible] پیغمبروں کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ ان بگڑی ہوئی ذہنیتوں کی اصلاح کی جائے تاکہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آئے جو اقتدار رکھنے کے باوجود [illegible] پسند ہو [illegible] ہونے کے باوجود [illegible] کا [illegible] ہو اور [illegible] حقوق اور [illegible] کے [illegible] لیکن [illegible] حسب [illegible] کے [illegible] ہی نکلتا۔ [illegible] قبول نہیں کرتا اور اپنی [illegible] پر مصر رہتا ہے تو مکافات عمل کا قانون اسے [illegible] رکھ دیتا ہے اور اس کا نام و نشان تک صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔

نوعِ انسانی کے عہدِ طفولیت میں ہر قوم کی طرف الگ الگ نبی مبعوث ہوتے جو وقتی اور مقامی ضروریات کے پیشِ نظر اصلاحِ احوال کے لیے کوشاں رہے لیکن آخر میں وہ نبی مکرم اور رسولِ معظم تشریف لایا جس کی دعوت زمان و مکان کی حد بندیوں سے ناآشنا تھی۔ وہ تمام انسانوں کا قیامت تک کے لیے ہادی و مرشد بن کر جلوہ افروز ہوا تھا۔ اس لیے اس نے کھلے الفاظ میں یہ اعلان فرمایا یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ اے لوگو! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ اس مقام پر ان عظیم مقاصد کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے جن کی تکمیل کے لیے اس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا تھا

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ٢٠٦ رُكُوْعَاتُهَا ٢٤

سورۃ اعراف مکی ہے [illegible] | اللہ کے نام سے شروع [illegible] | آیتیں ۲۰۶ اور رکوع ۲۴ ہیں

الٓمّٓصٓ ۝١ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ

الف لام میم صاد [illegible] یہ کتاب نازل کی گئی ہے آپ کی طرف [illegible] آپ کے سینہ میں کوئی تنگی

مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ

اس سے [illegible] تاکہ آپ ڈرائیں اس کے ذریعہ [illegible] اور نصیحت ہے مومنوں کے لیے [illegible] پیروی کرو اس کی جو اتارا گیا

۱؎ یہ سورۃ [illegible] پہلے نازل ہوئی [illegible] اس وقت [illegible] اسلام دشمنی [illegible] [illegible] کی تکذیب [illegible] [illegible] کا مقصد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور راستے کی [illegible] اس لیے [illegible] [illegible] قرآنی [illegible] [illegible] ان کفار کے [illegible] [illegible] اس کتاب مقدس کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

من المعجمة [illegible] مجتمع [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسی مناسبت سے [illegible] [illegible] پریشان [illegible] [illegible] اسی لیے مفسرین کرام [illegible] [illegible] [illegible]

۲؎ آیت کے اس حصہ میں نزول قرآن کا مقصد بیان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور انہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ذکریٰ کا معنی [illegible] لیکن ذکریٰ [illegible] بہت زیادہ [illegible] والذكرى كثرة الذكر وهو ابلغ من الذكر -
(مفردات راغب)

۳؎ آیت سابقہ میں اپنے رسول [illegible] کہ اس کتاب کی تبلیغ میں کسی قسم کی [illegible] [illegible] اب اپنے بندوں کو ارشاد

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا

تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا اور اس کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی پیروی مت کرو تم بہت ہی کم نصیحت

تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ

قبول کرتے ہو ۳ اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا پس آیا ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت یا

فرمایا جا رہا ہے کہ تم پر اپنے رسول اکرم کے ذریعہ اللہ کی طرف سے جو شریعت و احکام نازل کیے ہیں ان کی تعمیل سے منہ موڑ کر اور انہیں چھوڑ کر کسی اور کا اتباع مت کرنے لگنا۔ علمائے محققین نے تصریح کی ہے کہ جس طرح احکام قرآنی منزل من اللہ ہیں اسی طرح وہ احکام جن کو زبان رسالت نے بیان کیا ہے وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رائے نہیں بلکہ وحی الٰہی ہی ہیں۔ یعنی الکتاب والسنۃ (مظہری) وھو نقل ... والسنۃ لقولہ تعالیٰ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ بیضاوی، علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ ان سے مراد کتاب و سنت دونوں ہیں کیونکہ سنت نبوی بھی منزل من اللہ ہے۔ ارشاد الٰہی ہے میرا محبوب اپنی خواہش سے تو بولتا ہی نہیں۔ جو بذریعہ وحی اسے حکم ملتا ہے وہی اس کی زبان پر آتا ہے۔

ف اس سے واضح ہو گیا کہ قرآن و سنت کی نصوص صریحہ کو چھوڑ کر منکرین حق اور مدعیان باطل کی آراء و افکار کی پیروی مسلمان کے لیے کسی طرح روا نہیں۔ آج ہماری بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ جہاں کہیں ہم احکام الٰہی اور ارشادات نبوی کو اپنے مفاد اور آسائش سے متصادم پاتے ہیں اس وقت مصلحت وقت کا بہانہ کر کے قرآن و سنت پر اپنی خواہشات اور آراء کو ترجیح دے دیتے ہیں۔

ف یعنی جب تمہیں نصیحت کی جاتی ہے تو تم تھوڑی دیر تو اسے یاد رکھتے ہو لیکن تھوڑی دیر کے بعد اسے پھر بالکل فراموش کر دیتے ہو۔ ما کلمہ زائدہ ہے اور معنی مفہوم قلت کی تاکید کرتا ہے ای تذکرون تذکرا قلیلا۔ بیضاوی

ف بسا اوقات انسان اپنی معاشی خوشحالی اور دنیاوی عزت و جاہ کی وجہ سے یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ زندگی کا جو راستہ اس نے اختیار کر رکھا ہے وہی درست ہے اور اس کا آفتاب اقبال یونہی چمکتا رہے گا۔ اس لیے وہ کسی رہنما کی دعوت کو اور اس کی [illegible] نہیں کرتا۔ یہی حالت مکہ کے سرداروں اور دولت مندوں کی تھی۔ وہ اپنے جاہ و جلال اور عزت و وقار پر اتنے مطمئن تھے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی طرف متوجہ ہونا بھی غیر ضروری سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان آیات میں ان کی چشم ہوش سے غفلت کا پردہ اٹھانے کے لیے سابقہ قوموں کے عبرت ناک انجام کا ذکر فرماتے ہیں کہ تمہاری طرح وہ بھی دنیاوی فخر پر اتراتے پھرتے تھے اور ہمارے انبیاء کی دعوت پر غور و فکر کرنا اپنے لیے کسر شان سمجھتے تھے لیکن جب انھوں نے ہدایت قبول کرنے سے ہمیشہ انکار کیا تو ایسے عالم میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر آ پہنچا

هُمْ قَآئِلُوْنَ ﴿٤﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ

جب وہ دوپہر کو سو رہے تھے پس نہ تھی ان کی چیخ و پکار جب آیا ان پر ہمارا عذاب مگر یہ کہ

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥﴾ فَلَنَسْــَٔـلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ

انھوں نے کہا بے شک ہم ہی ظالم تھے ؎ سو ہم ضرور پوچھیں گے ان سے ؎ جن کی طرف بھیجے گئے رسول اور

لَنَسْــَٔـلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا

ہم ضرور پوچھیں گے رسولوں سے پھر ہم ضرور بیان کریں گے ؎ ان پر علم سے اور نہ تھے ہم

جب کہ وہ خواب راحت کے مزے لوٹ رہے تھے انہیں اچانک پکڑ لیا اور ان کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ اس لیے اے اہل مکہ تم ڈھیل پر مت مغرور ہو۔ مہلت کی گھڑیاں گزر جائیں گی کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی ایسے ہولناک انجام سے دوچار ہونا پڑے۔ کم خبریہ ہے و کثرت کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ فجاءها میں فا ترتیب کے لیے نہیں بلکہ عطف محض کے لیے ہے۔ فقال الفراء لعله بمعنى الواو فلا يلزم الترتيب۔ (قرطبی)۔ اور علامہ بیضاوی نے اهلكنا کا معنی کیا ہے اردنا اهلاكها یعنی جب ہم نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو ان پر عذاب بھیجا۔ اس حالت بیاتا اپنے معنی پر مستعمل اور بعض علماء نے اسے بائتین سے تعبیر کیا ہے یعنی ہلاکت کی تفصیل کا بیان ہے بعض قوموں پر رات کو عذاب نازل ہوا جیسے قوم لوط اور بعض پر دوپہر کے وقت جب وہ قیلولہ کر رہے تھے جیسے حضرت شعیب کی قوم۔ قیلولہ کہتے ہیں دوپہر کے وقت سونا یا صرف آرام کرنا۔ وهي نوم نصف النهار وقيل الاستراحة نصف النهار اذا اشتد الحر وان لم يكن معها نوم (قرطبی)۔

؎ یعنی جب عذاب الٰہی نے انہیں آ پکڑا تو لگے چیخنے پکارنے اور اعتراف جرم کرنے لیکن اس وقت ان کی یہ چیخ و پکار، آہ و فغاں ندامت ان کے کسی کام نہ آیا اور وہ تباہ و برباد کر دیے گئے۔ آج بھی ہر قوم اور ہر فرد کے لیے ان آیات میں درس عبرت موجود ہے۔

؎ امتوں سے بھی باز پرس ہوگی اور انبیاء و رسل سے بھی پوچھا جائے گا۔

؎ اس آیت نے اس شبہ کا ازالہ کر دیا جو شاید کسی کے دل میں پیدا ہو کہ کیا اللہ تعالیٰ کو ان باتوں کا علم نہ تھا کہ ان کے متعلق پوچھنا شروع کر دیا۔ بتایا کہ ہمارے علم سے تو کوئی چیز مخفی نہیں اور ہمارا علم محیط ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے تھا۔ اس پرسش میں حکمت یہ ہے کہ خود ان کی زبان سے ان باتوں کو منوا لیا جائے۔

غَآئِبِيْنَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

[illegible]

[illegible]

فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۸) وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ

تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں اور جن کے پلڑے ہلکے ہوئے تو وہی لوگ ہیں

الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ(۹) وَ

جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو بوجہ اس کے کہ وہ ہماری آیتوں سے بے انصافی کیا کرتے تھے اور

لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَؕ قَلِیْلًا

یقیناً ہم نے تمہیں قدرت دی زمین میں اور بنا دیئے تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بہت کم

مَّا تَشْكُرُوْنَ(۱۰) وَ لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا

تم شکر ادا کرتے ہو اور بے شک ہم نے پیدا کیا تمہیں پھر ہم نے بنائی تمہاری صورتیں پھر ہم نے حکم دیا

۱۱ آیات الٰہی سے بے انصافی اور ظلم کرنے کا مطلب ہے کہ وہ ان آیتوں میں غور و فکر نہ کرتے۔ ان کی ہدایت کی روشنی اندر نہ آنے دیتے اور حق سے فائدہ نہ اٹھاتے۔ بلکہ بغض و عناد کے باعث ان آیات سے منہ موڑتے رہتے۔

۱۲ اپنے احسانات کا ذکر فرما کر اپنے بندوں کو شکر گزاری کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ یعنی وہ ذات پاک جس نے تمہیں اس کرۂ ارضی پر آباد کیا اور [illegible] سب سامان مہیا کیا زمین کی وسعتیں [illegible] اس کی سطح پر [illegible] اس سے نکلتی ہیں اور پانی کے چشمے ابلتے ہیں [illegible] ان اسباب حیات کے علاوہ [illegible] کی تعمیر [illegible] کی دلکشی [illegible] لیکن افسوس [illegible] ہے کہ تم پھر بھی ناشکری کرتے ہو۔

۱۳ پہلے ان احسانات کا ذکر ہوا جن سے مادی زندگی وابستہ تھی [illegible] اب ان احسانات کی طرف توجہ دلائی جن سے [illegible] جب ابو البشر آدم علیہ السلام کو [illegible] ایک [illegible] ہے۔ ارشاد ہے کہ ہم نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں صورت بخشی ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ پھر ہم نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا حالانکہ ہماری تخلیق اور تصویر سے پہلے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں لیکن ان کے نزدیک بھی سب سے پسندیدہ جواب یہ ہے کہ خَلَقْنٰكُمْ [illegible] وَ صَوَّرْنٰكُمْ ای صَوَّرْنَا اَبَاكُمْ یعنی ہم نے تمہارے باپ آدم کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرو اور یہ اسلوب بیان قرآن میں عام ہے کہ خطاب معاصرین کو ہوتا ہے لیکن اس سے مراد ان کے اسلاف ہوتے ہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عصر کے یہودیوں کو [illegible] خطاب کر کے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ

فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے نہ تھا وہ سجدہ

السّٰجِدِيْنَ ⑪ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ

کرنے والوں میں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کس چیز نے روکا تجھے اس سے کہ تو سجدہ کرے جب میں نے حکم دیا تجھے ابلیس نے کہا

مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ⑫ قَالَ فَاهْبِطْ

میں بہتر ہوں اس سے تو نے پیدا کیا مجھے آگ سے اور تو نے پیدا کیا اسے کیچڑ سے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اتر جا تو

کی فرعون یاد دشمن تھے۔ حالانکہ بات اس سے پہلے جو واقعہ ہوئی تھی اور قتل بھی اس زمانہ کے بنی اسرائیل نے کیا تھا

ش یہ پیدائش انسان کا اسلامی نظریہ اس نظریہ سے بالکل مختلف ہے جسے ڈارون اور اس کے پیروکاروں نے پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک انسان سلسلۂ ارتقاء حیات کی ایک آخری کڑی ہے جو سب سے اعلیٰ ہے۔ انسان ایک ترقی یافتہ حیوان ہے اس میں کوئی ذاتی شرف نہیں۔ چنانچہ تدریجی ارتقاء کی کڑیاں ملانے والے اس کا کوئی جواب نہیں رکھ سکے کہ کس طرح حیوان انسان بن گیا۔ اس کے برعکس قرآن کے نزدیک انسان بہ تعظیم ذات اور بہ اعتبار مستقل بالذات مخلوق ہے جس کا ظہور نائب خداوندی کی حیثیت سے ہوا ہے۔ اس کے لیے ارتقاء کا مسلسل سلسلہ نہیں۔ اس کی تخلیق آدم سے ہوئی۔ پہلے تسویہ کر کے اس کا مجسمہ خاک کے ذروں سے بنایا۔ پھر نفخت فیہ من روحی (میں نے اپنی روح اس میں پھونک دی) کی امتیازی شان سے سرفراز کیا۔ یہاں تک کہ ساری کائنات کو اس عظیم ہستی کے سامنے سربسجود ہونا پڑا۔ وہ انسان جو حیوان کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے اس انسان سے کتنا پست اور فروتر ہے جو زمین پر اللہ کے نائب کی حیثیت سے جلوہ نما ہوا جس کے علم کی وسعت نے ملائکہ کے علم کو سرافگندہ کر دیا۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیجیے کہ انسانی عظمت و شرافت کا علمبردار اسلام ہے یا ڈارون اور اس کے پرستار۔

ش اس کے متعلق تفسیری نوٹ سورۂ بقرہ میں لکھ چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے بعد از آیت ۳۴، البقرہ۔

ش بسا اوقات کسی چیز کی قدر و قیمت کا اندازہ لگاتے وقت اس کی ظاہری شکل و صورت کو ہی پیش نظر رکھا جاتا ہے اور اس کے جوہر ذاتی سے غلط طور پر صرف نظر کر لیا جاتا ہے۔ ابلیس کو غلط فہمی یہی ہوئی کہ آدم کی تخلیق خاک سے ہے اور اس کی آگ سے ہوئی ہے اور آگ افضل ہے خاک سے۔ اس لیے افضل کو کب زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے سے کمتر کو سجدہ کرے۔ اس نادان کو یہ سمجھ نہ آئی کہ آدم کے سر پر خلافت ارضی کا تاج ہے۔ اس کا دل وہ آئینہ ہے جس میں آفتاب حقیقت کی کرنیں ضوفشاں ہیں

مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ

یہاں سے ۱۳ مناسب نہیں ہے تیرے لیے کہ تو غرور کرے یہاں پس نکل جا بیشک تو ذلیلوں میں

الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ

سے ہے ۱۵ بولا مہلت دے مجھے اس دن تک جب یہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے ۱۶ فرمایا بیشک تو

حکمتِ الٰہیہ میں جو آدم کا سرِّ نہاں تھا اُس سے غافل رہا۔ اُسے یہ بھی نہ سوجھی کہ جب تُو نے سجدہ کا حکم دیا تو سجدہ کرنے میں تامل کیوں ہو۔ بعض لوگ حضور رحمۃ للعالمین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کی ظاہری بشریت ہی میں کھو کر رہ جاتے ہیں کہ حقیقتِ محمدیہ کی جلوہ سامانیوں کو ان کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ ؎

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اور یہ بھی اُس کی سراسر غلط فہمی تھی کہ آگ خاک سے افضل ہے۔ حالانکہ اپنی صفات و خاصیات کے اعتبار سے جو رفعت خاک کو حاصل ہے وہ آگ کو نصیب نہیں۔ متانت و وقار، حلم و صبر خاک کے خواص ہیں۔ اس کے برعکس جوش و تیزی غرور اور ترفع آگ کے لوازم ہیں۔ یہی وجہ ہے آدم سے لغزش ہوئی تو فوراً نادم ہو کر تائب ہوئے اور مقامِ قرب پر فائز ہوئے ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وھدٰی۔ اور ابلیس سے نافرمانی ہوئی تو وہ اس پر اڑ گیا اور ابدی شقاوت کا شکار ہو گیا۔

۱۴ نکل جاؤ ہماری بارگاہِ قرب و رحمت میں صرف ان کے لیے جگہ ہے جو جلالِ رب کے سامنے سرافگندہ ہوں۔ اکڑی ہوئی گردن والوں کا یہاں کیا کام۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا یدخل الجنۃ احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خردل من کبر (مسلم) یعنی جس کے دل میں رائی کے دانہ جتنا غرور ہوگا اس پر جنت کے دروازے بند ہوں گے۔

۱۵ صاغر اس ذلیل و حقیر کو کہتے ہیں جو اپنی ذلت و پستی پر خوش ہو۔ الصاغر الراضی بالمنزلۃ الدنیۃ (قرطبی) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔ شیطان کس مقامِ عزت پر فائز تھا۔ اور جب حکمِ الٰہی سے سرتابی کی تو ذلت و رسوائی کی پستیوں میں پھینک دیا گیا۔

۱۶ حکمتِ الٰہی کا تقاضا یہی تھا کہ اسے مہلت دی جائے اور جب تک یہ دنیا موجود ہے اس وقت تک حق و باطل کی آویزش جاری رہے۔ اس لیے اس کی درخواست قبول کر لی گئی۔

مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ

مہلت [illegible] ۔ بولا تو [illegible] تو نے مجھے [illegible] میں [illegible] ان کی [illegible] تیری [illegible]

[illegible] کو [illegible] نہ [illegible] تو [illegible] ۔ [illegible] پچھے [illegible] تو اسے [illegible] کے [illegible] کیوں کیا جاتا ہے۔ شیطان نے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] آدم کے [illegible] اسے [illegible] اور [illegible] کر دیا [illegible] عزت [illegible] آدمی [illegible] میں تو نے مجھے [illegible] سے [illegible] اور میرے [illegible] کے [illegible] ہے [illegible] مختلف معنوں میں [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] کہتے ہیں۔ کسی کو ایسا کر دینا جس کی [illegible] کو بھی [illegible] ہے۔ یہ کسی کو اس کی گمراہی کی سزا دینے کو بھی [illegible] کہتے ہیں جیسے [illegible] اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہاری گمراہی کی سزا دے [illegible] آیت میں [illegible] دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا [illegible] سجدہ کرنے کا [illegible] شیطان کی [illegible] کا سبب [illegible] کے لحاظ سے [illegible] لفظ [illegible] معنی ہے [illegible] آدم کو سجدہ نہ کرنے کی سزا میں اسے [illegible] شیطان کی [illegible] ہے [illegible] تو اسے ایسا [illegible] کے [illegible] تھا۔ حالانکہ اس کا [illegible] حکم الٰہی کے سامنے بے چون و چرا سر جھکا دینا تھا۔ [illegible] اور ایسا [illegible] [illegible] الله [illegible] علامہ قرطبی نے [illegible] کے دو [illegible] بیان کیے ہیں [illegible] علامہ قرطبی کے بیان کردہ پہلے معنی کو ہی اختیار کیا ہے۔ ابلیس کی بے ادبی اور گستاخی سے یہ بھی [illegible] کہ وہ اپنی غلطی کا الزام اللہ تعالیٰ پر لگا رہا [illegible] گمراہ [illegible] لوگوں کا دستور ہے۔

الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ

کے لیے تیرے سیدھے راستہ پر ۱۶ پھر ضرور میں آؤں گا ان کے پاس ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے

وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾

اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے اور نہ پائے گا تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ

فرمایا نکل جا یہاں سے ذلیل اور راندہ ہوا جو کوئی پیروی کرے گا تیری ان میں سے تو ضرور بھر دوں گا

جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٨﴾ وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

جہنم کو تم سب سے ۱۸ اور اے آدم رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں

ـــ یعنی میں [illegible] ہر طرف سے [illegible] کی پوری کوشش کروں گا [illegible] رحمت سے اپنے [illegible]
[illegible] شکوک و شبہات کے کانٹے [illegible] ان کے سامنے نیکی کے راستہ میں [illegible]
نیکو کاری [illegible] گے تو [illegible] ریاکاری [illegible] کی [illegible] کروں گا [illegible]
اي لاصدنهم عن الحق وارغبهم في الدنيا واشككهم في الآخرة (قرطبی)

ـــ مذءوم اور مذموم دونوں ہم معنی ہیں۔ [illegible] (قرطبی)

ـــ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا اور آدم و حوا کو جنت [illegible]
جس کی اجازت دے دی گئی تھی [illegible] کی تفسیر [illegible]
یہ ایسے [illegible] کی آخری منزل نہیں ہو سکتی جس کے [illegible] دل [illegible] کی قسمت میں [illegible] کانٹوں کو [illegible]
کو گلستان اور جنت کدہ [illegible] کو [illegible]
[illegible] خلافت [illegible] صلاحیت [illegible] تھی [illegible] سے نکال کر [illegible] کے
[illegible] کرنے کی دو صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ [illegible] کرتے ہوئے فرشتوں کا ایک جلوس [illegible] ہوتا اور
آدم کی سواری جنت سے روانہ ہو کر اس [illegible] دوسری صورت وہ تھی جو اختیار کی گئی [illegible]
شان آدم کے زیادہ [illegible] ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت [illegible] اس طرح [illegible]
اور عزت و جاہ کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا

اور کھاؤ جہاں سے [illegible] مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ہو جاؤ گے

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا

ظالموں میں سے۔ [illegible] ۲۴ پھر شیطان نے ان کو وسوسہ ۲۵ ڈالا تاکہ کھول دے ان کے لیے [illegible] ان سے چھپے

اور [illegible] آپ کے [illegible] اور [illegible] وہ [illegible] کی [illegible] جو [illegible] لیے قصد و نیت کے بغیر [illegible] درخت سے [illegible] دیا [illegible] کے [illegible] سے [illegible] شروع [illegible] کی [illegible] آپ کی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] سے پہلے [illegible] لوگوں [illegible] و [illegible] ان [illegible] کی حقیقت [illegible] اور [illegible] کے [illegible] [illegible] اور [illegible] کی [illegible]

۲۴ صاحب [illegible] نے ظالم کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ظلم کے معنی [illegible] کے مطابق اس آیت کا [illegible] ہے۔ [illegible] وضع الشیء فی غیر موضعہ المختص بہ [illegible] واما بعدول عن وقتہ او مکانہ [illegible] ہے۔ [illegible] کا استعمال [illegible] کے معنی [illegible] ہے [illegible] اسی وجہ سے کفر شرک اور گناہ کبیرہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور گناہ صغیرہ پر بھی۔ [illegible] شیطان کو بھی ظالم کہا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کو بھی اگرچہ ان دونوں کے ظلم [illegible] زمین و آسمان کا فرق ہے۔ [illegible] مجاوزۃ الحق الذی یجری مجری نقطۃ الدائرۃ ویقال فیما یکثر ویقل من التجاوز ولھذا یستعمل فی الذنب الکبیر وفی الذنب الصغیر ولذلک قیل لآدم فی تعدیہ ظالم وفی ابلیس ظالم وان کان بین الظلمین بون بعید (مفردات)

۲۵ علامہ ابو عبداللہ قرطبی نے وسوسہ کے [illegible] معنی لکھے ہیں۔ ۱۔ الصوت الخفی، [illegible] آواز ۲۔ [illegible]

وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ

جو چھپایا گیا تھا ان سے ان کی شرمگاہوں سے ٢١ اور کہا نہیں منع کیا تمہیں تمہارے رب نے اس

الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَ

درخت سے مگر اس لیے کہ کہیں نہ بن جاؤ تم دونوں فرشتے یا نہ ہو جاؤ ہمیشہ زندہ رہنے والوں سے ٢٣ اور

دل کے خیالات شیطان نے کس طرح آدم علیہ السلام کے دل میں وسوسہ ڈالا؟ بعض نے تو یہ کہا ہے کہ آدم علیہ السلام جنت کے دروازے پر تھے اور شیطان نے پیچھے سے ان کو یہ بات کہہ دی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ سانپ کے منہ میں داخل ہو کر جنت میں گیا۔ وغیرہ وغیرہ لیکن زیادہ صحیح یہ ہے جو حضرت حسن بصری کی ہے کہ شیطان کو یہ قوت دی گئی تھی کہ وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے آدم و حوا کے قلوب میں وسوسہ ڈال سکے۔ قال الحسن کان یوسوس من الارض الی السماء والی الجنۃ بالقوۃ الفوقیۃ التی جعلھا اللہ تعالیٰ لہ۔ وقیل من خلال السلطنۃ التی جعلت لہ (قرطبی) معمولی انسان کے نزدیک تو دور سے توجہ باطنی کا اثر مسلمات سے ہے یہاں تک کہ فلاسفہ بھی اس کے منکر نہیں۔ قدیم فلاسفہ اشراقیین اور دور حاضر کے علماء بھی اپنی توجہ سے اپنے شاگردوں کی اصلاح و تربیت کیا کرتے تھے۔ مسمریزم میں بھی عامل اپنی توجہ سے معمول کو بے ہوش کر جاتا ہے اور اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام کراتا ہے۔

٢٢ لام عاقبت کے لیے ہے یعنی شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جنتی لباس اتر گیا اور وہ اپنے آپ کو برہنہ دیکھنے لگے۔

٢٣ اس نے وسوسہ ڈالا کہ یہ درخت جس کے قریب جانے سے روکا گیا ہے اس کی تاثیر ہے کہ جو اس کا پھل کھائے گا اس میں فرشتوں کی سی صفات پیدا ہو جائیں گی اور اسے حیات جاوید نصیب ہو جائے گی۔ یہاں یہ بات عجیب ہے کہ جب آپ مسجود ملائکہ تھے تو آپ کے دل میں اپنے سے فروتر مخلوق بننے کا شوق کیسے پیدا ہوا؟ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ آپ کو علم تھا کہ فرشتے زندہ جاوید ہیں اس لیے آپ کے دل میں بھی ہمیشہ زندہ رہنے کی آرزو پیدا ہوئی۔ طمع آدم فی الخلود لانہ علم ان الملائکۃ لا یموتون الی یوم القیامۃ (قرطبی)۔ بعض لوگوں نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ فرشتے انبیاء سے افضل ہیں۔ اس کا جواب علامہ بیضاوی نے یہ دیا ہے کہ آدم علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ ان کی حقیقت بشری حقیقت ملکی سے بدل جائے کیونکہ یہ ہو جانا ممکن تھا۔ آپ کا مدعا صرف یہ تھا کہ فرشتوں کے فطری کمالات اور بعض خصوصیات جیسے کھانے پینے سے استغناء وغیرہ سے بھی آپ کو متصف کر دیا جائے۔ اس سے ملائکہ کی فضیلت مطلقہ ثابت نہیں ہوتی۔ وجوابہ انہ کان تعمیم ان الحقائق لا تنقلب وانما کانت

قَاسَمَهُمَآ إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِينَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا

قسم کھائی ان کے سامنے کہ بے شک میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں ۳۲ پس شیطان نے نیچے گرا دیا ان کو دھوکے سے ۳۳ پھر جب

ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

دونوں نے چکھا اس درخت سے تو ظاہر ہو گئیں ان کے لیے ان کی شرم گاہیں اور وہ چپکانے لگے اپنے اوپر

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا

جنت کے پتے اور ندا دی انہیں ان کے رب نے کیا میں نے منع نہیں کیا تھا تمہیں اس

الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَّكُمَآ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا

درخت سے اور کیا نہ کہا تھا تمہیں کہ بے شک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے

رغبهما في أن يحصل لهما ما يلازمه من الكمالات الملكية والاستغناء عن الأطعمة والأشربة وذلك لا يدل على تفضيلهم مطلقا (بيضاوي)

۳۲ ابلیس نے اپنی بات کا یقین دلانے کے لیے اللہ کا نام لے لے کر قسمیں کھائیں۔ یہ خیال تو ہو سکتا تھا کہ آپ کو مغالطہ لگے کیونکہ یہ بات ہے کہ وہ گمان بھی نہ کر سکتے تھے کہ شیطان اللہ کا نافرمان اور سب سے بڑا دشمن ہے وہ جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے۔ پس حضرت انسان کا کسی کے باعث کسی خبیث کے مکر و فریب میں آ جانا کوئی مشکل بات نہیں ہے

ان الکریم اذا تشاء خدعته
وتری اللئیم مجربا لا یخدع (ابن نفطویہ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے کسی غلام کو عبادات میں ذوق و شوق سے سرگرم دیکھتے تو اسے آزاد کر دیتے۔ چنانچہ آپ کے اکثر غلام اپنے آپ کو آزاد کرانے کے لیے بھی لمبی لمبی نمازیں پڑھا کرتے اور آپ حسب عادت انہیں آزاد کر دیتے۔ آپ کو عرض کیا گئی کہ آپ کے غلاموں کی یہ عبادتیں اللہ کی رضا کے لیے نہیں بلکہ آپ کو فریب دینے کے لیے ہیں تو آپ فرماتے۔ من خدعنا باللہ انخدعنا له۔ جو ہمیں اللہ کے نام سے دھوکا دیتا ہے ہم اس کے دھوکہ میں آنے کے لیے تیار ہیں۔

۳۳ تدلیہ اور ادلاء دونوں کا معنی ہے کسی چیز کو اوپر سے نیچے لے جانا۔ دلّی: تنبیه بالادلاء ارسال الشیء من الاعلی الی الاسفل (بیضاوی) یعنی شیطان نے آپ کو دھوکا اور فریب سے اپنے مرتبہ رفیعہ سے نیچے گرا دیا جنت سے نکلوایا

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

[illegible] اور اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور ہو جائیں گے نقصان

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي

اٹھانے والوں میں سے فرمایا اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے اور تمہارے واسطے زمین

الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ

میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک فرمایا اسی میں تم زندہ رہو گے اور

فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ

اسی میں مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے اے اولاد آدم بیشک اتارا ہم نے تم پر

سے زمین کی پستیوں میں پھینک دیا

۲۳ے اگرچہ خطا سہو اور [illegible] حضرت آدم علیہ السلام سراپا ندامت بن کر توبہ و استغفار [illegible] کلمات تھے [illegible] یہی شیوہ ہے [illegible] اپ [illegible] اور اپنی عمر بھر کی عبادتوں اور ریاضتوں کو پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں دیتے بلکہ [illegible] رحمت ہی کی پناہ تلاش کرتے ہیں۔ حال عادۃ الاولیاء والصالحین فی استعظام الصغیر من السیئات واستصغار العظیم من الحسنات کشاف

امام ابو حیان اندلسی نے یہاں خوب لکھا ہے کہ پانچ چیزیں آدم کی نجات کا باعث بنیں یعنی (۱) اعتراف (۲) [illegible] ندامت (۳) اپنے آپ کو اس پر ملامت کرنا (۴) [illegible] (۵) رحمت الٰہی پر [illegible]۔ اور پانچ چیزیں شیطان کی تباہی کا باعث ہوئیں (۱) اپنے جرم کو تسلیم نہ کرنا (۲) نادم نہ ہونا (۳) [illegible] (۴) [illegible] بلکہ اس کے صادر ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دینا فبما اغویتنی (۵) [illegible] رحمت الٰہی سے مایوس ہو جانا۔

۲۴ے یعنی تمہارا اصلی مستقر و مستودع یہی زمین ہے اگر خرق عادت کے طور پر کوئی شخص کسی وقت ایک معین وقت کے لیے اس سے اوپر اٹھا لیا جائے مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام تو وہ اس آیت کے منافی نہیں یا کوئی شخص چند روز یا چند گھنٹے کے لیے زمین سے جدا ہو کر ہوائی جہاز [illegible] میں مر جائے تو [illegible] فیہا تموتون کے خلاف ہوگا کیونکہ وہ اس وقت زمین پر نہیں ہے [illegible] استقلال نہیں ہوتے۔ (حاشیہ علامہ عثمانی)

۲۵ے عرب کے بعض مشرک قبیلے طواف کعبہ کے وقت اپنا لباس اتار دیتے [illegible] اور عورتیں [illegible] برہنہ ہو کر طواف کرتے اور

لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۚ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ۚ

لباس جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرمگاہوں کو اور باعثِ زینت ہے۔ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے ۳۳

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ

یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں ۳۴ اے اولادِ آدم! نہ فتنہ میں مبتلا کرے تمہیں

سے کہاں تک تغافل کیا جائے۔ نہ صرف عرب بلکہ دنیا کی کئی قوموں میں بھی مذہبی رسوم و عبادات کی ادائیگی کے وقت شرم و حیا کی چادر اتار پھینکی جاتی ہے۔ ہردوار اور بنارس جیسے شاندار مندر جو ان کے متعلق کے مقدس ہیں کہ وہاں عریانی اور بے حیائی کا کتنا شرمناک مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اور آج تو ثقافت و فن کی کسی محفل میں گرمی پیدا ہی نہیں ہوتی جب تک شرم و حیا کی ساری قدروں کو پاؤں تلے نہ روند ڈالا جائے۔ اس لیے یہاں خطاب کسی خاص قوم یا قبیلہ کو نہیں بلکہ لباس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ساری اولادِ آدم کو خطاب فرمایا جا رہا ہے۔ آیت میں لباس کے دو مقصد بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ستر عورت کا کام دیتا ہے دوسرا یہ کہ وہ انسان کی آرائش اور زینت کا باعث ہے۔

لغوی تحقیق: انزلنا کا لغوی معنی تو اوپر سے نیچے اتارنا ہے۔ یہاں لباس کے لیے اس کا استعمال بطور مجاز ہے یعنی بارش اوپر سے برستی ہے جس کی وجہ سے روئی (اور دیگر اشیاء جن کی اون سے کپڑے بنتے ہیں) اگتی ہے۔ اور بارش کا سبب ہے وہ چونکہ اوپر سے نازل ہوتی ہے اس لیے گویا لباس بھی اوپر سے ہی نازل ہوا۔ تسمیۃ المسبب باسم السبب۔ اور بعض علما نے کہا انزل بمعنی خلق ہے۔ اور یہ استعمال بھی عام ہے۔ جیسے وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج۔ سوءۃ جسم کا وہ حصہ جس کا ننگا رکھنا قبیح ہو۔ شریعت اسلامیہ میں مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنوں تک ڈھانپنا ضروری ہے اور عورت کے لیے نامحرم کے سامنے بدن کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ ریش: پرندوں کے پر، جو ان کے لیے زینت کا باعث بھی ہیں۔ اسی طرح لباس انسان کے لیے۔

۳۳ دنیا کا کوئی قیمتی سے قیمتی لباس بھی اس کی خوبصورتی اور پاکیزگی کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے

اذا المرء لم یلبس ثیابا من التقی　　تقلب عریانا وان کان کاسیا
جب تک کوئی شخص تقویٰ کا لباس زیب تن نہ کرے گا تو وہ ننگا ہے اگرچہ اس نے کپڑے پہنے ہوئے ہوں
وخیر لباس المرء طاعۃ ربہ　　ولا خیر فیمن کان للہ عاصیا
اطاعت خداوندی سب سے بہتر لباس ہے اور جو اللہ کا نافرمان ہو اس میں تو کوئی بھلائی نہیں ہے

۳۴ لباس اس کے لیے بنایا اور مہیا فرما دیا جس سے پردہ پوشی کے علاوہ انسان میں لباس کی خواہش ودیعت کر دینا، پھر لباس تیار کرنے کی عقل عطا فرما دینا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور علم کی روشن نشانیاں ہیں۔

الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

شیطان ۲۵ جیسے کہ نکال دیا اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے اتروا دیے ان سے ان کے لباس

لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ

تاکہ دکھلائے ان کو ان کی شرمگاہیں بے شک وہ دیکھتا ہے تم کو وہ اور اس کی قوم جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے ۲۶

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا فَعَلُوْا

ہم نے کر دیا شیطانوں کو دوست ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے ۲۷ اور جب کرتے ہیں کوئی

فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ

بے حیائی کا کام ۲۸ تو کہتے ہیں ہم نے دیکھا اسی طرح کرتے اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے تو کہہ دے بے شک

ف۲۵ مقصد یہ ہے کہ تم [illegible] اس شیطان کے مکر و فریب سے بچنا جو تمہارا ازلی دشمن ہے ایسا نہ ہو کہ جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو دھوکہ دیا تمہیں بھی وہ حق سے برگشتہ کر دے اور تم بھی معتوب ہو جاؤ

ف۲۶ وہ دشمن جو دین و ایمان کا دشمن ہو اور کھل کر سامنے آنے کے بجائے چھپ کر وار کرے اور بیٹھے بیٹھے نقصان کر جائے اور بہت غیر محسوس طور پر دل میں وسوسہ اندازی کرے اس کی عداوت سے تحفظ بہت بڑی مشکل ہے اس لیے اس سے بچنے کی بہت فکر لازمی ہے حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اگر تیرا دشمن ایسا ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے اور تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو ایک ایسی ہستی (اللہ تعالیٰ) کی پناہ میں آجا جو تیرے دشمن کو دیکھتی ہے لیکن وہ اسے نہیں دیکھ سکتا۔ قال ذو النون ان كان هو يراك من حيث لا تراه فاستعن بمن يراه من حيث لا يراه وهو الله القهار الستار۔ (مظہری)

ف۲۷ کفار کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے تو اللہ اور اس کے رسول کو اپنا دوست اور مددگار بنالیں اور چاہے شیطان کے ساتھ اپنی دوستی کا رشتہ جوڑیں۔ جب انہوں نے شیطان کی دوستی کو ترجیح دی تو ہم نے ان کو روکا نہیں بلکہ جس کو انہوں نے دوست بنانا چاہا انہیں اس کو دوست بنانے دیا۔ ان جعلنا کا یہی مطلب ہے اور اس کی تائید بعد میں آنے والی آیت کر رہی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ شیطان اور کفار کے درمیان دوستی اور محبت کا رشتہ ہم نے مستحکم کیا اور ان کو اس کی دوستی پر مجبور کر دیا۔

ف۲۸ فاحشہ کہتے ہیں اس چیز کو جو حد درجہ قبیح اور معیوب ہو۔ الفعلة المتناهية في القبح (بیضاوی) یہاں اس سے

اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اللہ تو نہیں حکم دیتا بے حیائی کا کیا تم اللہ کے ذمہ وہ بات لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

تو کہہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کا اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر سجدہ کے وقت

وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝

اور عبادت کرو [illegible]

فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا

ایک گروہ کو اللہ نے ہدایت دی [illegible] ایک گروہ [illegible] گمراہی [illegible] بنا لیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

شیطانوں کو | بنا | دوست | اللہ کو چھوڑ کر | اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

اے آدم کی | اولاد | اپنی پوشاک پہن لیا کرو | ہر نماز کے وقت | اور کھاؤ | اور پیو

وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ

اور فضول خرچی نہ کرو | بے شک وہ | پسند نہیں کرتا | فضول خرچی کرنے والوں کو | آپ کہہ دیجئے | کس نے | حرام کی | زینت | اللہ کی

شیطان اور شیطنت سے دوستی و محبت کا شعور [illegible] ان کے مقتدیوں میں کر دی تھی ورنہ وہ بد نصیب اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں یہی صواب ہے۔ [illegible] اس وقت کے اہل ہوس کا ہے۔ [illegible] سے محروم [illegible] بڑی شدید [illegible] سے ایک [illegible] ان پر ہدایت مسدود کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے خود شیطان کی رفاقت اختیار کی اور اللہ اور دین کے [illegible] کو چھوڑ دیا اور خود گمراہی کا راستہ [illegible]

ف ۳ جیسا پہلے بتایا جا چکا ہے [illegible] طواف کرتے [illegible] تقویٰ [illegible] بتاتے تھے [illegible] گوشت کا استعمال بھی ترک کر دیتے تھے [illegible] مضمون صاف و صریح [illegible] کے خلاف حالت میں [illegible] گوشت وغیرہ [illegible] استعمال [illegible] تقویٰ کے معیار سے بہت دور معلوم ہو [illegible] مسلمانوں پر [illegible] کا الزام لگاتے تھے۔ قرآن [illegible] کہ زینت و آرائش کی [illegible] کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے حلال کیا ہے کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے انہیں حرام و ممنوع قرار دے [illegible] لباس کے علاوہ [illegible] کو اس آیت میں داخل کیا ہے [illegible] طہارت [illegible] شریعت [illegible] جمیع انواع الزینة [illegible] نظیف [illegible] من جمیع الوجوه [illegible] المرکوب [illegible] الکبیر

اسی لیے مسلمانوں کا یہ دستور تھا کہ جب کبھی اپنے احباب کی ملاقات کے لیے جاتے تو عمدہ لباس پہن کر جاتے۔ قال ابو العالیة کان المسلمون اذا تزاوروا تجملوا [illegible] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی احباب کی ملاقات اور عام اجتماعات کے موقع پر خصوصی اہتمام فرمایا کرتے۔ چنانچہ حضرت مکحول حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت

الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ

جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے لیے اور پاکیزہ چیزیں رزق سے۳۳ آپ فرمائیے یہ (نعمتیں) ان کے لیے ہیں۳۴

اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

جو ایمان لائے دنیوی زندگی میں (اور) خالص انہیں کے لیے ہوں گی قیامت کے دن اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا

آیتیں ان لوگوں کے لیے جو حقیقت کو جانتے ہیں آپ فرمائیے بے شک حرام کیا ہے میرے رب نے سب بے حیائی کی باتوں کو

ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا

جو ظاہر ہیں ان سے اور جو پوشیدہ ہیں اور گناہ کو اور سرکشی کو جو ناحق ہے اور یہ کہ تم شریک ٹھہراؤ

کرتے تھے کہ رحمت عالمیان جو تشریف فرما تھے وہاں بعض لوگ انتظار فرما رہے تھے حضور جب باہر تشریف لے جانے لگے تو ریش مبارک اور گیسوئے عنبریں کو درست کیا۔ ام المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ آپ بھی یوں اہتمام فرماتے ہیں؟ قال نعم اذا خرج الرجل الی اخوانه فلیتهیأ من نفسه فان الله جمیل یحب الجمال۔ حضور نے فرمایا ہاں جب کوئی اپنے بھائیوں کی ملاقات کے لیے جائے تو تیار ہو کر جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند بھی فرماتا ہے۔ (قرطبی)

۳۳ طیبات سے مراد وہ لذیذ کھانا ہے جو حلال ذریعے سے حاصل کیا گیا ہو۔ الطیبات اسم عام لما طاب کسبا وطعما۔

۳۴ یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے حقدار اہل ایمان ہی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دنیا میں اہل ایمان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ان سے متمتع ہوتے رہیں گے لیکن آخرت میں یہ نعمتیں اہل ایمان کے لیے مخصوص کر دی جائیں گی جنہوں نے ان کو صرف کیا اور ان نعمتوں کے ساتھ ان کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن جو لوگ ان کی نعمتوں سے تو فائدہ اٹھاتے رہے لیکن ان کو ان کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق نہ ہوئی وہ محروم کر دیے جائیں گے۔

۳۵ حلت و حرمت میں انسانی خواہش کا کوئی دخل نہیں بلکہ جسے اللہ تعالیٰ حلال فرما دے وہ حلال اور جسے وہ حرام قرار دے وہ حرام ہے۔ پہلے کفار و مشرکین کی حرام کردہ اشیاء کے متعلق بتایا کہ یہ محض ان کی من گھڑت باتیں ہیں حقیقت سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ اس آیت میں ان امور کی تصریح فرمائی جن کو اس علیم و حکیم نے حرام قرار دیا ہے۔ یہاں حرام کی مختلف انواع کا ذکر کیا جا رہا ہے (۱) الفواحش اس کا واحد فاحشہ ہے جس کا معنی انتہائی قبیح فعل ہے لیکن عرف عام

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا

اللہ کے ساتھ جس کے بارے نہیں اتاری اللہ نے کوئی سند اور یہ کہ تم کہو اللہ پر جو باتیں

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

تم نہیں جانتے ہو اور ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے سو جب آجائے ان کا مقررہ وقت تو نہ وہ پیچھے ہٹ سکتے

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ

ایک گھڑی اور نہ وہ آگے بڑھ سکتے ہیں اے اولاد آدم اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے

يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

جو بیان کریں تم پر میری آیتیں تو جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اصلاح کر لی تو نہیں ہے کوئی خوف ان پر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور کون ہے زیادہ ظالم اس شخص سے جس نے گھڑا

ثہ اس کا معنی زنا ہے۔ قرآن حکیم نے زنا کے متعلق بھی یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ منہ کان فاحشۃ مطلب یہ ہو کہ ہر قسم کا زنا حرام ہے۔ چاہے چھپ کر کیا جائے یا علانیہ۔ دوسری قسم اثم ہے۔ اس کا لغوی معنی گناہ ہے لیکن شراب کے لئے استعمال ہوتا ہے ایک یہ بھی ہے۔ حسن بصری نے یہاں اثم کا معنی شراب کیا ہے۔ قال الحسن الاثم الخمر قال الشاعر۔ شربت الاثم حتی ضل عقلی۔ کذاک الاثم تذہب بالعقول۔ ترجمہ: میں نے شراب پی یہاں تک کہ میری عقل ماری گئی۔ شراب ایسی ہی ہے کہ عقل کو لے جاتی ہے۔

تیسری قسم البغی ہے۔ اس کا معنی ہے ظلم یعنی حد سے تجاوز کرنا۔ الظلم وتجاوز الحد فیہ۔ (قرطبی)

چوتھی قسم شرک ہے۔ پانچویں قسم اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی باتوں کا منسوب کرنا یعنی جو کام اس نے نہ کیا ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ (روح المعانی۔ قرطبی)

لغہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کے دن ایمان والوں کو خوف وحزن نہیں ہوگا ورنہ وہ محشر بہت ہی پریشانی کے

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ

اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو یہی ہیں جنہیں ملتا رہے گا ان کا حصہ جو ان کی

الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

قسمت میں لکھا ہے یہاں تک کہ جب آئیں گے ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے جو ان کی روحیں قبض کریں گے تو پوچھیں گے

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى

کہاں ہیں وہ جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے اللہ کے سوا وہ کہیں گے کہ گم ہو گئے ہم سے اور گواہی دیں گے اپنے

اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

نفسوں پر کہ وہ کافر تھے اللہ تعالیٰ فرمائے گا داخل ہو جاؤ تم بھی ان امتوں میں جو گزر چکی ہیں

دوچار نہ ہوں گے۔ دلیل علی ان المؤمنین یوم القیامۃ لا یخافون ولا یحزنون ولا یلحقهم رعب ولا فزع (قرطبی)۔

۳۸ یعنی قرآن کے بیان کے مطابق جو مال و دولت، بیوی اور اولاد ان کی قسمت میں لکھی جا چکی ہے وہ بہرحال ان کو مل کر رہے گی۔

۳۹ فرشتے قبض روح کے وقت بطور سرزنش انہیں کہیں گے کہ وہ تمہارے جھوٹے خداؤں کو جن کی ساری عمر تم عبادت کرتے رہے ہو، کہاں ہیں؟ تمہیں ہمارے تصرف سے چھوڑائیں۔ اس وقت غفلت کے پردے اٹھ جائیں گے اور حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ وہ جواب دیں گے کہ آج تو ان کا ہمیں کوئی نام و نشان بھی نہیں مل رہا۔ وہ اعتراف کریں گے کہ ہم نے تو کفر میں اپنی زندگی برباد کر دی۔ ومعنی تدعون تعبدون (قرطبی) یعنی یہاں تدعون بمعنی تعبدون ہے۔ این الآلهۃ التی کنتم تعبدونها (بیضاوی) علامہ بیضاوی نے اس آیۃ کا مفہوم لکھا ہے کہ فرشتے انہیں کہیں گے کہ وہ خدا کہاں ہیں جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے۔

۴۰ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجرم قوموں کو حکم دیں گے کہ جاؤ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ مجرموں کی حالت اس وقت قابل دید ہو گی۔ دنیا میں تو ایک فاسق دوسرے فاسق کا سہارا بنا ہوا تھا۔ آپس میں محبت و اخلاص کے گہرے تعلقات قائم تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ دوستی کبھی نہ ٹوٹے گی۔ لیکن جب جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے اور دہکتے ہوئے انگارے نظر آئیں گے تو ساری دوستی کرکری ہو جائے گی۔ ایک دوسرے سے ہمدردی کرنے کے بجائے ایک دوسرے پر برسنے لگیں گے۔ ہر ایک اپنی گمراہی اور بدحرکتی کی ذمہ داری دوسرے پر ڈالے گا۔ پیروکار اپنے گمراہ پیشواؤں کو کہیں گے کہ تمہاری قیادت کی وجہ سے ہم نے اپنے

مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ ۖ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ

تم سے پہلے جنوں اور انسانوں سے ان کے پاس دوزخ میں داخل ہو جاؤ جب بھی داخل ہوگی کوئی امت تو وہ

أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا

لعنت کرے گی اپنی دوسری امت پر یہاں تک کہ جب وہ آ ملیں گے اس میں سب کے سب تو کہے گی آخری امت پہلی امت کے متعلق اے

هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۖ قَالَ لِكُلٍّ

ہمارے رب انہوں نے ہم کو گمراہ کیا پس تو دے ان کو دگنا عذاب آگ سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ایک کے لیے

ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ

دگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے اور کہیں گی پہلی امتیں اپنی پچھلی امتوں سے کہ نہیں ہے

لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٣٩﴾ ع

تم کو ہم پر کوئی فضیلت پس چکھو عذاب بوجہ اس کے جو تم کماتے تھے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ

بے شک جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے نہ کھولے جائیں گے ان کے لیے آسمان

ساتھ ہمارا بیڑا بھی غرق کر دیا۔ اور ان کے پیشوا کہیں گے کہ تم نے کیوں ہمارا اتباع کیا تم خود اندھے تھے۔ غرضیکہ مجرمین ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے اور کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ قرآن حکیم نے فرمایا ہے الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین۔ اس روز سارے دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے بجز پرہیزگاروں کے یعنی ان کی دوستی اس وقت بھی قائم رہے گی۔

ف پہلی قوم پچھلی امتوں کو یہ جواب دے گی کہ ہم سے اور تم سے جرم کی نوعیت میں فرق نہیں کیونکہ اگر ہم تمہیں گمراہی کی طرف بلانے کے مجرم ہیں تو تم ان کو قبول کرنے کے مجرم ہو۔ تمہارے پاس عقل تھی۔ آسمانی کتاب تھی اس کو سمجھنے والے تھے حق کی طرف دعوت دینے والے تھے۔ ایسے مجبور اور قاصر نہ تھے [illegible] ہوتے بھی [illegible] گمراہی کی دعوت قبول کی [illegible] سے [illegible] تھے۔ لہٰذا تمہارا قصور [illegible] تھا۔

السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ

کے دروازے اور نہ وہ داخل ہوں گے جنت میں جب تک نہ داخل ہو اونٹ سوئی کے ناکے میں ۵۰

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ

اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں جرم کرنے والوں کو ۵۱ ان کے لیے دوزخ کا ہی بچھونا ہوگا اور ان

فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا ۵۲ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو اور جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور انہوں نے نیک عمل کیے ہم تکلیف نہیں دیتے کسی کو مگر اس کی طاقت کے مطابق ۔ وہ جنتی

الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ

ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ہم نکال دیں گے جو کچھ ان کے سینوں میں کینہ ہے ۵۳

---

۵۰ ان بدنصیبوں پر آسمانی خیرات و برکات کا نزول ہوگا اور نہ ان کے اعمال نیک بندوں کی طرح آسمان کی طرف اٹھائے جائیں گے اور جب یہ مریں گے تو فرشتے ان کی خبیث روح لے کر آسمان کی طرف جائیں گے تو رحمت الٰہی کے دروازے ان کے لیے کھولے نہ جائیں گے۔ اور انہیں واپس زمین کی پستیوں کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ جس طرح سوئی کے باریک سوراخ سے ایک اونٹ کا گزرنا محال ہے اسی طرح ان کا جنت میں داخل ہونا بھی محال ہے

۵۱ یہاں مجرموں سے مراد کافر ہیں۔ اور انہیں کفار کی سرکشیوں کا ذکر ہو رہا ہے کیونکہ آیات الٰہی کی تکذیب اور ان سے تکبر اگر جرم نہیں تو اور کیا ہے

۵۲ المھاد : الفراش بچھونا اور الغواش جمع ہے الغاشیۃ کی اوپر اوڑھنے والی چیز یعنی لحاف۔ مطلب یہ کہ عذاب الٰہی کی گرفت ہر طرف سے ہوگی کسی پہلو چین اور قرار نصیب نہ ہوگا۔

۵۳ دنیا میں بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے بسا اوقات متقی اور پرہیزگار لوگوں کے تعلقات بھی کشیدہ ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے متعلق کدورت اور ملال پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی یہ مخالفت اور رنجش نیک نیتی پر مبنی ہوتی ہے اس لیے جب قیامت کے دن انہیں جنت میں داخل ہونے کا اذن ملے گا تو ان کے سینہ قلب سے ان رنجشوں اور کدورتوں کا

غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

[illegible] ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں اور کہیں گے ساری تعریفیں [illegible] اللہ کے لیے [illegible]

هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ

[illegible] اس جنت کی اور ہم [illegible] کہ ہدایت پاتے اگر [illegible] ہمیں اللہ بیشک آ چکے

رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا

ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ۔ اور انہیں [illegible] کہ یہ ہے وہ جنت وارث بنائے گئے ہو تم

غبار صاف کر دیا جائے گا اور وہ صاف [illegible] جنت [illegible] [illegible] علی رضی اللہ عنہ انہ قال [illegible] ان اکون انا وعثمان وطلحۃ والزبیر من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم ونزعنا [illegible] اس کی وجہ سے [illegible]

ف۵۰ جنت میں قرار پکڑنے کے بعد [illegible] امام رازی فرماتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے [illegible] ذات پاک نے [illegible] اسلام کو قبول کرنے [illegible] اسلام کو قبول کر [illegible] من العصبیۃ۔ کبیر

ف۵۱ [illegible] جنت [illegible]

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ

بدلہ ان عملوں کے جو تم کیا کرتے تھے اور آواز دی جنتی دوزخیوں کو کہ بے شک

وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ

ہم نے پا لیا جو وعدہ کیا تھا ہم سے ہمارے رب نے سچا تو کیا تم نے بھی پایا جو وعدہ کیا تھا تم سے تمہارے رب نے

حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

سچا وہ کہیں گے ہاں تو ندا کرے گا ایک منادی ان کے درمیان کہ لعنت ہو اللہ کی

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ

ظالموں پر فلے جو روکتے ہیں اللہ کے رستے سے اور چاہتے ہیں کہ اسے ٹیڑھا کر دیں

ہو سکتا ہے کہ آیت میں تنبیہ ہو کہ جنت میں داخلہ کی وجہ خود ان کے نیک اعمال ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ حضور نے فرمایا لن يدخل احدكم الجنة عمله یعنی کسی کا عمل کسی کو جنت میں ہرگز داخل نہیں کر سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نیک اعمال دخول جنت کا سبب ظاہری ہیں۔ اور رحمت الٰہی سبب حقیقی ہے۔ آیت میں سبب ظاہری کی طرف اشارہ ہے اور حدیث میں سبب حقیقی کی طرف۔

فلے ظالموں اور کافروں کو مزید شرم دلانے کے لئے یہ سوال کیا جائے گا۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ جنت اور دوزخ کے درمیان بے حد و حساب دوری ہے۔ پھر اتنی دور سے جنتیوں کی آواز دوزخیوں تک کیونکر پہنچے گی۔ امام موصوف اس کا جواب لکھتے ہیں کہ صرف بعد مسافت آواز کے سننے سے مانع نہیں۔ [illegible] لیس من موانع [illegible] کی ایجادات نے اس کی تصدیق کر دی اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ علمی [illegible] کے نزدیک بھی یہ بات ثابت شدہ ہے کہ بعد مکانی دیکھنے سننے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ ان ثابت شدہ علمی مسلمات کی روشنی میں اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے محبت کیش غلاموں کا درود شریف سنتے ہیں تو اسے شرک کہنا کیونکر درست ہے

فلے جن پر پھٹکار ڈالی جائے گی ان کی صفات بھی ساتھ ہی بیان کر دی گئیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ظالم ہیں اور ظلم سے مراد یہاں کفر و شرک ہے جیسا کہ سیاق کلام سے ظاہر ہے۔ دوسری یہ کہ وہ خود بھی دین حق قبول نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ تیسری یہ کہ دین حق کے دلائل میں شکوک و شبہات پیدا کر کے ٹیڑھا اور غلط دکھانے کی سعی کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ ان کا

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ

اور وہ آخرت کا انکار کرتے ہیں اور ان دونوں (جنت و دوزخ) کے بیچ میں پردہ ہے اور اعراف پر کچھ

رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

مرد ہوں گے جو پہچانتے ہوں گے سب کو ان کی علامت سے اور وہ پکاریں گے جنتیوں کو کہ

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ

سلامتی ہو تم پر وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور وہ امیدوار ہوں گے اور جب پھیری جائیں گی

آخرت پر ایمان نہیں۔ وہ شخص اس پائے کے نہیں ہیں [illegible] وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس پر پھٹکار ڈالی جائے۔

ف۱ یعنی حجاب (سورۃ حدید میں سور یعنی دیوار سے تعبیر ہوا ہے فضرب بینھم بسور۔ اس حجاب کی تفصیل حقیقت معلوم نہیں بتائی گئی ہے وہ اس کے باطن سے ہی رحمت و سعادت وابستہ ہے۔ [illegible] کی تفصیلات جاننے کے پیچھے پڑنا [illegible] وقت ہے۔ معلوم ہے کہ اہل جنت اور اہل دوزخ میں ایک ایسا پردہ حائل ہے جو دوزخ کی حرارت جنت اور جنت کے روح پرور اثرات کو دوزخ تک نہیں پہنچنے دیتا

ف۲ اعراف جمع ہے عرف کی اور عرف کا لغوی معنی ہے بلند جگہ۔ [illegible] عرف (قرطبی) اسی مناسبت سے گھوڑے کی گردن کے بالوں کو عرف الفرس اور مرغے کی کلغی کو عرف الدیک کہتے ہیں۔ یہاں اس حجاب کا بالائی حصہ مراد ہے۔ اور اعراف پر [illegible] یہ کون لوگ ہوں گے اس کے متعلق مفسرین کرام نے چند اقوال لکھے ہیں۔ [illegible] حضرت عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن الیمان، ابن عباس اور ابن جبیر رضی اللہ عنہم وغیرہم کا قول ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں مساوی ہوں گی۔ [illegible] (قرطبی وغیرہ) [illegible] [illegible] ایک اعراف کی بلندیوں پر [illegible] شہدا، صلحاء اور علماء ہوں گے [illegible] ان کو اس بلند مقام پر ٹھیرایا جائے گا تاکہ تمام اہل محشر ان کی عظمت شان اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ واللہ اعلم۔

ف۳ اس بلند دیوار پر بیٹھے ہوئے اہل اعراف جنتیوں کو بھی شناخت کر [illegible] دیکھتے ہوں گے اور دوزخیوں کو بھی [illegible] جب ان کی نگاہ اہل جنت کی طرف اٹھے گی تو انہیں [illegible] سلامتی کی دعا دیں گے اور جب اہل جہنم کی طرف دیکھیں گے تو [illegible]

أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ

[illegible] دوزخیوں کی طرف [illegible] قوم کے ساتھ

الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰى أَصْحٰبُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ

ع ۱۲

لوگوں کے ساتھ اور پکاریں گے اعراف والے [illegible]

قَالُوْا مَا أَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ أَهٰؤُلَاءِ

[illegible]

الَّذِيْنَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ

[illegible]

عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ وَنَادٰى أَصْحٰبُ النَّارِ أَصْحٰبَ

[illegible]

الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْا

[illegible]

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا

کہ اللہ نے حرام کردی ہیں یہ دونوں چیزیں کافروں پر جنہوں نے بنا لیا تھا اپنے دین کو کھیل

عذاب الیم سے بچنے کی دعا کریں گے۔ آیت میں یطمعون بمعنی یعلمون ہے وذلک معروف فی اللغۃ ان یکون طمع بمعنی علم۔ (قرطبی)

۶۲؎ وہاں تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہی کام آئے گی یہ دنیاوی سازو سامان تو کیا دولت اور جھوٹے سہاروں سے بھی ناکارہ ثابت ہوں گے

۶۳؎ ان کی شرمندگی اور حسرت بڑھانے کے لیے اہل اعراف انہیں کہیں گے کہ یہ غریب و مسکین لوگ

وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ

اور تماشا اور فریب میں مبتلا کر رکھا تھا انہیں دنیوی زندگی نے پس آج ہم بھی انہیں بھلا دیں گے جیسے وہ بھول گئے تھے ملاقات

يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ

اپنے اس دن کی ملاقات کو اور جس طرح وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور بے شک ہم لے آئے ہیں انہیں

بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

کے پاس ایک کتاب جسے ہم نے مفصل بیان کیا ہے علم کی بنا پر یہ ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ

نہیں انتظار کر رہے یہ لوگ مگر اس کے انجام کا جس روز آئے گا اس کا انجام تو کہیں گے وہ

جن کا تم [illegible] کیا کرتے تھے [illegible] وہ بات کرتے تھے کہ ان کو جنت [illegible] سے کیا واسطہ ان کی نعمتیں تو ہمارے جیسے ہی مخصوص ہیں۔ آج ان کی طرف دیکھو وہ جنت کی ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے

۷۴ نسیان، بھلا دینے کا ایک معنی ہے [illegible] امام رازی نے [illegible] نقل کیے ہیں [illegible] نسی بھی ترک [illegible] چھوڑ دیں گے اور ان کو کوئی [illegible] نہیں دیں گے۔ [illegible] معنی یہ ہے کہ ہم ان سے ایسا برتاؤ کریں گے جیسے ہم نے ان کو فراموش کر دیا ہے

۷۵ یہ مکالمہ اور گفتگو [illegible] اعراف اور [illegible] کے درمیان [illegible] جنت [illegible] کے درمیان [illegible] کی تفصیل بیان کرنے کی غرض و غایت بتائی جا رہی ہے یعنی اس کا مقصد قصہ گوئی [illegible] نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ تم اس سے عبرت حاصل کرو اور [illegible] کی وجہ سے [illegible] جیسے باتیں [illegible] بیان کر دی [illegible] باہم [illegible] دو چار ہونا پڑے۔ [illegible] کا ذکر [illegible] سے [illegible] کیا ہے

۱۔ احکام الٰہی کو لہو و لعب سمجھنا [illegible] ان کو مذاق اور کھیل بنا دینا جی چاہا تو مان لیا اور جی چاہا تو انکار کر دیا

۲۔ دنیا کی محبت میں ایسا غرق ہو جانا اور اس پر [illegible] فریفتہ ہو جانا کہ حلال و حرام کی تمیز ہی نہ رہے

۳۔ روز قیامت کا انکار۔

۷۶ علامہ قرطبی نے ینظرون کا معنی ینتظرون کیا ہے یعنی کیا وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں [illegible] (قرطبی)

نَسُوهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَنَا مِنْ

بھلائے بیٹھے تھے اس کو پہلے سے بے شک لائے تھے رسول ہمارے رب کے سچی بات سو اب ہیں ہمارے لئے کوئی

شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ

سفارشی ہیں تو وہ سفارش کریں ہماری یا ہم لوٹائے جائیں تو ہم عمل کریں سوا اس کے جو ہم کیا کرتے تھے

قَدْ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۵۳﴾ إِنَّ

بے شک نقصان میں ڈالا انہوں نے اپنے آپ کو اور گم ہو گیا ان سے جو وہ جھوٹ باندھا کرتے تھے بے شک

رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ

تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین چھ دنوں میں پھر

دوسرے مقام پر [illegible] یعنی جس دن اس کی [illegible] قیامت سے متعلق [illegible] کیا جا رہا ہے [illegible] ہو چکا ہے [illegible] کی روشنی [illegible] پہلے [illegible] تو وہ اب کہیں [illegible] نہیں [illegible] تھے [illegible] انکار کرتے تھے جو وعدے [illegible] میں [illegible] گئے اور [illegible] کوشش [illegible] کی [illegible] ہوتے تو [illegible] اگر یہ ہے تو ان کی [illegible] قبول [illegible] کیونکہ [illegible] تو وہ عمل [illegible] خداوندی کے [illegible] وقت [illegible] حسرت و ندامت [illegible] کہ کاش [illegible] کوئی حمایت کرے [illegible] مہلت دی جائے کہ ہم دنیا میں لوٹ جائیں [illegible] لیکن اس وقت ان کی کوئی بات سنی جائے گی

اور نہ ان [illegible] کا [illegible] ہونا

ف قیامت کے دن پیش آنے والے عبرت انگیز اور سبق آموز واقعات بیان کرنے کے بعد اب توحید باری کے دلائل پیش فرمائے جاتے ہیں۔ عام محاورہ میں صبح سے لے کر شام تک کے وقت کو یوم یعنی دن کہا جاتا ہے لیکن یہاں اس وقت کا ذکر ہو رہا ہے جب کہ نہ سورج تھا اور نہ صبح و شام کا وجود تھا اس لئے آیت کریمہ میں یوم سے مراد مطلق وقت ہے اور لفظ یوم کا اطلاق اس معنی پر بھی ہوتا رہتا ہے چنانچہ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ الیوم یعبر بہ عن وقت طلوع الشمس الی غروبہا وقد یعبر بہ عن مدۃ من الزمان ای مدۃ کانت (مفردات القرآن) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت میں یوم سے مراد وقت کی وہ مقدار ہے جو ہمارے ہزار سال کے برابر ہے۔ وعن ابن

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا

[illegible]

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ

[illegible]

عباس من هذه الأيام يوم مقداره ألف سنة [illegible] يوم عند ربك كألف سنة مما تعدون، ابن جرير وغيرهما من المفسرين۔ [illegible] اور دوسرے مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہاں دن سے مراد ایک ہزار سال کی مدت ہے [illegible] قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ [illegible] ہے۔

ف سلف صالحین کا مسلک [illegible] جیسے حضرت امام مالک سے مروی ہے [illegible] الاستواء معلوم والکیف غیر معقول والایمان به واجب والسؤال عنه بدعة [illegible] استوی [illegible] وسکت۔

ف اس آیت کریمہ میں توحید الوہیت اور توحید ربوبیت کے [illegible] دلائل جمع کر دیے گئے ہیں۔

۱. کائنات سماوی اور ارضی کی [illegible]

۲. [illegible]

۳. [illegible]

الْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ

حکم دینا۔ بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ دعا کیا کرو اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور

ان کا باہم ایک تسلسل قائم کر دینا کہ یکے بعد دیگرے بلا توقف ان کا ورود ہوتا ہے۔

۴۔ چھوٹے بڑے تمام اجرام فلکیہ سورج، چاند، ستارے وغیرہ کا اس کے حکم کا پابند ہونا

۵۔ خلق و امر کا یک مالک و مختار ہونا

یہ تمام ایسی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس و وحدت سے متعلق ہیں۔ اور کوئی دوسرا ان میں سے کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتا تو جب یہ سب چیزیں اس کی پیدا کردہ ہیں اور اس کے حکم کے ماتحت ہیں جن کا حاکم اللہ ہے تو کوئی عقل مند یہ کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ ان چیزوں میں سے کسی کو اپنا خدا اور معبود بنا لے خواہ وہ چیز کتنی ہی بڑی پر ہیبت عظیم الشان اور مفید ہو۔

ف الخلق سے مراد پیدا کرنا ہے اور الامر سے مراد اس کی تدبیر، اور اس کے لیے تکوینی اور تشریعی احکام صادر کرنا۔ اس مختصر جملہ میں تخلیق کائنات کے متعلق تمام غلط نظریات کا ابطال کر دیا۔ بعض فلسفی سرے سے وجود باری کے قائل نہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ساری کائنات از خود عدم سے وجود میں آئی۔ بعض وجود باری کے قائل تو ہیں لیکن مادہ کو قدیم مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اس کے اجزا میں ترکیب دے کر مختلف اشیاء پیدا کر دیں۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق تو خدا ہے لیکن ان کو پیدا کرنے کے بعد اب اس کا اس کائنات سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ گوشہ عزلت میں ہر چیز سے بے خبر ہو کر بیٹھا ہے۔ قرآن نے اعلان کیا کہ خالق بھی وہی ہے اور حاکم بھی وہی ہے۔ کسی کی کیا بات کوئی چیز پست سے پست ہو یا بلند سے بلند اس کے حکم کے بغیر پتہ تک نہیں ہل سکتا۔ صوفیائے کرام قدست اسرارہم کے نزدیک خلق سے مراد عالم اجسام ہے یعنی عرش و کرسی، زمین و آسمان اور ان میں جو کچھ ہے اور الامر سے مراد عالم ارواح ہے یعنی قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ جو عرش سے بھی بالاتر ہیں جن کو بغیر کسی مادہ کے محض حکم کن سے پیدا کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر مظہری کی عبارت ملخصاً قالت الصوفية مراد بعالم الخلق عالم الاجسام يعني جسمانية العرش وما تحته من السموات والارض وما بينهما وبعالم الامر المجردات من القلب والروح والسر والخفي والاخفى ..... وسميت بعالم الامر لان الله تعالى خلقها بلا مادة بامر كن۔ (مظهري)

ف اپنی تمام حاجات اور مشکلات میں درگاہ الٰہی کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی دعا کی قبولیت کے لیے جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان کا ذکر بھی فرما دیا کہ انسان نخوت و غرور کو دل سے نکال کر غفلت و کاہلی سے اپنے آپ کو پاک کر کے سراپا عجز و انکسار بن کر اپنے رب کے حضور میں دست دعا دراز کرے۔ دوسری یہ کہ چلا چلا کر نہ مانگے کیونکہ یہ آداب بارگاہ ربانی کے خلاف ہے اور اس میں ریا اور دکھلاوے کا بھی بہت امکان ہے بلکہ آہستہ آہستہ خاموشی سے

خُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

آہستہ آہستہ بےشک وہ نہیں دوست رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو اور نہ فساد پھیلاؤ زمین میں

بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ

اس کی اصلاح کے بعد اور دعا کرو اس سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے بےشک اللہ کی رحمت

اپنے دل ہی دل میں دعا کی حکایت اور دعا آہستہ پیش کرنے کا ذکر ہے یعنی اصل تو یہی ہے لیکن اس سے یہ سمجھ لینا کہ ذکر بالجہر ممنوع ہی ہے درست نہیں کیونکہ بعض مقامات پر اور بعض حالات اور حکمتوں کے پیش نظر ذکر بالجہر ذکر سری سے افضل ہو جاتا ہے۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں ذکر بالجہر کا مقصد یہی ہے کہ طالب کو غفلت و نسیان کی نیند سے بیدار کرے اور دل میں حرارت پیدا کرے جس سے محبت و عشق الٰہی کے شعلے بھڑک اٹھیں۔ البتہ یہ بہرحال ضروری ہے کہ اس میں ریا اور نمود کو دخل نہ ہو۔ چنانچہ بیہقی وقت حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ وعلی الصوفیۃ الچشتیۃ قدس اللہ سرہم اختاروا الجہر للمبتدی لحکمۃ دفع وساوس الشیطان ودفع نومۃ الغفلۃ والنسیان وحرارۃ القلب واشتعال نار العشق بالریاضۃ یشترط منہ الاحتراز عن الریاء والسمعۃ مظہری

ك۱ حد سے گزرنے والے [illegible] حد سے تجاوز کرنے والا [illegible] کے لیے دعا کرے جو خلاف شرع یا ممنوع ہوں یا شان نبوت کے مرتبہ کی [illegible] دعا [illegible] مسلمانوں کے حق میں بددعا، یا سب دعا کو چلا کر کرے۔

ك۲ ہر قسم کی فساد انگیزی سے منع فرمایا۔ ایسے شخص کو بندوں، شہروں کو تباہ کر دینا، عبادات کو ٹھکرا دینا، کھیتوں کو اجاڑ دینا، [illegible] کو برباد کر دینا، تجارت و صنعت میں دھوکہ دہی کرنا، حکومت وقت کے خلاف بلاوجہ سازشیں کرنا غرضیکہ ہر قسم کی تخریبی کاروائی جس سے ملک کی معاشی اور اقتصادی خوشحالی متاثر ہو یا اس کے سیاسی استحکام کو نقصان پہنچے اسی طرح عقائد حقہ میں شک کرنا، اسلامی معاشرہ میں اپنی اغراض کے لیے قومیت، غیر اسلامی عادات و اطوار کو رواج دینا، اسلامی تہذیب و تمدن کو چھوڑ کر غیر اسلامی تہذیب اور معاشرتی اقدار کو اختیار کرنا سب فساد ہیں۔ اور یہ دونوں قسمیں فساد کی صورتیں ہیں [illegible] کے حکم کے پیچھے مضمر ہیں۔

ك۳ دعا مانگنے میں عجز و نیاز، عاجزی و انکساری کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ دعا مانگنے والے پر خوف و رجا کی کیفیت طاری ہو۔ اگر ایک طرف اسے اپنی کوتاہیوں اور خطاؤں کا فکر ہر وقت دامن گیر ہو تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ سے اس کی آس و امید بندھی ہوئی ہو۔

قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا

قریب ہے نیکوکاروں سے ف۱ اور وہی خدا ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دیتی ہوئی

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ

اپنی رحمت (بارش) سے پہلے ۔ یہاں تک کہ جب وہ اٹھا لیتی ہیں بھاری بادل تو ہم لے جاتے ہیں ان کو

لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

کسی مردہ شہر کی طرف پھر اتارتے ہیں ہم اس سے پانی ف۲ پھر نکالتے ہیں ہم اس کے ذریعہ ہر قسم کے پھل

ف۱ یہ دعا کی رحمت اور [illegible] پھیلانے والے [illegible] عاجزی [illegible] تو تمہیں [illegible] اٹھایا جانے کا طلب رحمت کرنا [illegible] بخشش مغفرت [illegible] قبولیت [illegible] رحمت تمہیں [illegible] یہاں ایک چیز [illegible] مطلب ہے لفظ رحمت [illegible] قریب [illegible] مذکر [illegible] آیت میں [illegible] وجہ سے موافقت [illegible] چاہیے تھی لیکن یہاں [illegible] قریب [illegible] وجوہ [illegible] علامہ [illegible] کے مقصود [illegible] ان میں سے [illegible] کہتے ہیں کہ قریب کی [illegible] کے لیے استعمال ہوتا ہے [illegible] کے لیے [illegible] صورت میں [illegible] مطابقت ضروری ہے جیسے هذه المرأة قريبي لیکن دوسری صورت میں مذکر و مونث دونوں طرح استعمال جائز ہے [illegible] قريب و ملاسة [illegible] قريب [illegible] ان كان [illegible] بمعنى مسافة [illegible] يذكر ويؤنث [illegible] بمعنى النسب فيؤنث بلا اختلاف [illegible] رحمت [illegible] قریب [illegible]

ف۲ یہاں [illegible] کی [illegible] ہوائیں [illegible] جب [illegible] کھیت اور باغات [illegible] شاداب [illegible] جب [illegible] قوت [illegible] ہے تو اس وقت رحمت خداوندی [illegible] جاتا ہے [illegible] کے حیات [illegible] قیامت [illegible] کے بعد [illegible] کے قدرت کے کرشمے [illegible] زندہ [illegible] کیا مشکل ہے کہ [illegible] مرنے کے بعد پھر زندہ کرئے ۔

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ

یونہی ہم نکالیں گے مُردوں کو تاکہ تم نصیحت قبول کرو اور جو زمین عمدہ ہے نکلتا ہے

نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ

سبزہ اس کا اپنے رب کے حکم سے اور جو زمین خراب ہے نہیں نکلتا اس سے مگر تھوڑا سا بے کار یونہی

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں اپنی آیتیں ان لوگوں کے لیے جو شکر گزار ہیں۔ بیشک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف

ف ان دو آیتوں پر غور فرمائیے۔ دیکھیے [illegible] زمین [illegible] جسم [illegible] اور [illegible] کے لیے قدرت نے [illegible] سامان مہیا فرما دیے ہیں اسی طرح روحانی زندگی [illegible] کا بھی [illegible] ہے [illegible] ہوتی ہیں بادل اور بارش کا انتظام فرمایا ہے تو یہاں بھی اپنے برگزیدہ بندوں کو [illegible] ہدایت [illegible] مبعوث فرمایا ہے اور جس طرح بارش [illegible] سے [illegible] ہے اور [illegible] اور [illegible] ہوتا ہے اور [illegible] کی طرف مبعوث [illegible] سے اپنی استعداد والے فائدہ اٹھا کر صداقت [illegible] کے مناسب [illegible] ہوتے ہیں اور [illegible] خبیث [illegible] کی برکت سے محروم ہو جاتے ہیں اور ان [illegible] اور [illegible] ہوتا ہے [illegible] اور ان کی [illegible] سامنے [illegible] ہے [illegible] فرمایا ہے

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

گویا یہ تینوں [illegible] کے لیے [illegible] تمہید ہیں۔

ف اب چند [illegible] انبیاء [illegible] کا ذکر [illegible] ان کی قوموں [illegible] سے [illegible] واضح ہو جائے کہ [illegible] جس طرح انسان کی حیات ظاہری کی بقا اور اس کی توانائیوں کی نشوونما کے لیے ضرورت کے وقت بارش [illegible] ہے [illegible] اپنی استعداد کے مطابق استفادہ کرتی ہے اسی طرح انسان کی روحانی زندگی کے لیے بھی [illegible] کا ابر رحمت [illegible] اس سے ہدایت [illegible] نیک فطرت لوگ اس سے مستفید ہوئے اور بد فطرت لوگ انبیاء کی [illegible] عداوت [illegible] کے باعث اس نعمت سے اپنے آپ کو محروم کر [illegible] محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible]

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ

تو انھوں نے کہا اے میری قوم! عبادت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا۔ بیشک میں ڈرتا ہوں کہ

پہلے بھی ہمارے انبیاء کے ساتھ ان کی قوموں نے ایسا ہی سلوک کیا لیکن وہ ان کی تکذیبوں کے باوجود اعلان حق کرتے رہے اسی طرح آپ بھی اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز سے تیز تر کر دیجئے۔

تورات کے بیان کے مطابق آپ کے باپ کا نام لمک تھا جب ان کے باپ کی عمر ۱۸۲ برس تھی تو آپ کی ولادت ہوئی۔ (پیدائش ۵: ۲۸) آپ آدم علیہ السلام کی دسویں پشت میں تھے۔ اسی کتاب کے چھٹے باب میں حضرت نوح کے متعلق مرقوم ہے:۔

نوح مرد راستباز اور اپنے زمانہ کے لوگوں میں بے عیب تھا۔ (پیدائش ۶: ۹) لیکن اسی راستباز اور بے عیب ہستی کے متعلق تورات کی یہ تصریح جب نظر سے گزرتی ہے تو انسان حیران و پریشان ہو کر رہ جاتا ہے۔ طوفان سے بخیر و عافیت بچ نکلنے کے بعد نوح کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اس نے اس کی مے (شراب) پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرہ میں برہنہ ہو گیا۔ (پیدائش ۹: ۲۰، ۲۱)

کیا لوگوں کو پاکبازی اور تقویٰ کی راہ دکھانے والا، کیا نبوت کے شرف سے مشرف ہو کر آنے والا ایسی مذموم اور گھٹیا حرکت کا ارتکاب کر سکتا ہے؟ کیا اخلاقی لحاظ سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ شراب سے مست ہو کر اپنے ڈیرہ میں برہنہ ہو گیا ہو جہاں اس کی بہو بیٹیاں موجود ہوں گی، معاذ اللہ۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نے اس الزام کی صحت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور تصریح کی ہے کہ حیا سوز شراب خوری کی یہ حکایت اس مقدس رہنما کی پاکیزہ سیرت سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی۔ جلد ۱۶، صفحہ ۴۷۶۔

"NOR DOES THE SHAMELESS DRUNKENNESS OF NOAH ACCORD WELL WITH THE CHARACTER OF THE PIOUS HERO OF THE FLOOD STORY"

VOLUME 16 476

آپ آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے رسول تھے (نوح اول الرسل نبی ارسل بعد آدم علیہما السلام (قرطبی)) آپ کے زمانہ کی صحیح تعیین تو مشکل ہے لیکن بعض اندازوں کے مطابق آپ کا زمانہ ۳۰۰۰ ق م تا ۳۵۰۰ ق م ہے۔ (ماجدی)

اے میری قوم! کے محبت بھرے کلمات سے حضرت نوح اپنی قوم کو خطاب فرما رہے ہیں تاکہ ان میں یہ احساس بیدار کیا جائے کہ میں کوئی بیگانہ اور اجنبی نہیں ہوں بلکہ ہم سب ایک ہی قوم کے فرد ہیں۔ اور جب ہمارا نفع و نقصان، عزت و ذلت ایک ہے تو کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ میں تمہیں صحیح راہ سے ہٹا کر غلط راستے پر ڈال دوں گا۔

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ

تم پر بڑے [illegible] عذاب کا [illegible] ہوں [illegible] کی قوم کے سرداروں نے [illegible] ہم تمہیں دیکھتے ہیں

فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ

کھلی گمراہی میں [illegible] ہے [illegible] میں کسی طرح گمراہی [illegible] بلکہ میں رسول ہوں

ف آپ نے سب سے پہلے [illegible] توحید [illegible] کی دعوت دی [illegible] اس ذات پاک کے بغیر کوئی معبود نہیں [illegible] سب اس کی مخلوق ہیں [illegible] اس کے حضور کے سامنے سرافگندہ ہیں جب اس کے بغیر کوئی خدا نہیں تو [illegible] کیوں۔

ف [illegible] پہلے [illegible] عذاب [illegible] ڈرایا [illegible] شدید [illegible] جائے [illegible] تباہ [illegible] سیلاب [illegible] ہستی سے الگ [illegible] نشان [illegible] کر دیا۔

ف قوم کے [illegible] سرداروں [illegible] بھلا کہتے ہیں [illegible] حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو [illegible] اور ان کے [illegible] ہے۔ [illegible] حضرت نوح [illegible] الزام [illegible] بھٹک گیا ہے اور سیدھی راہ [illegible] گم کر بیٹھا ہے۔

ف [illegible] ان کی [illegible] کوشش [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] نصیحت [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی دلسوزانہ کوشش کی۔

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦١﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَ

سارے جہانوں کے پروردگار کی طرف سے پہنچاتا ہوں تمہیں پیغامات اپنے رب کے اور نصیحت کرتا ہوں تمہیں اور

اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ

میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے کیا تم تعجب کرتے ہو اس پر کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے

رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٦٣﴾

رب کی طرف سے ایک آدمی کے ذریعہ جو تم ہی میں سے ہے تاکہ وہ ڈرائے تمہیں اور تاکہ تم بچو اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ

پس انہوں نے جھٹلایا اسے تو ہم نے بچا لیا اسے اور انہیں جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور غرق کر دیا ہم نے انہیں جنہوں نے

ف یہاں ان کے ایک اور شبہ کا ازالہ فرمایا۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ کوئی انسان بھی نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے۔ اور ذات باری سے براہ راست فیض حاصل کر کے اوروں تک پہنچا سکتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ کام کوئی فرشتہ ہی کر سکتا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ تمہاری یہ حیرت و پریشانی بے محل ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے کسی کامل اور برگزیدہ بندے کو خلعت نبوت سے سرفراز کرنا چاہے تو اس میں کوئی استحالہ نہیں۔

ف تفہیم و ارشاد، وعظ و نصیحت کا یہ سلسلہ ایک دو دن میں ہی ختم نہیں ہو گیا بلکہ حضرت نوح ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کی مخالفت برداشت کرتے رہے اور ان کی ہدایت و بہتری کے لیے جان توڑ کوشش کرتے رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ کے نبی اخلاق کی تمام جمیع صفات کا مجسمہ ہوا کرتے ہیں۔ قوم کی تکذیب و انکار کے باوجود وعظ و نصیحت سے دست بردار نہیں ہوئے اور جب تمام حجت ہو گئی اور ان میں قبول ہدایت کی صلاحیت نہ رہی تو عذاب الٰہی طوفان کی شکل میں ظاہر ہوا اور آپ کے فرمانبرداروں کے سوا سب کو تباہ و برباد کر دیا۔

ف یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ طوفان صرف مکذبین کے لیے ہلاکت کا باعث ہوا۔ ساری دنیا سے اس کا تعلق نہ تھا۔ قرآن کی صراحت صرف اسی قدر ہے۔ اب تک بہت عجیب طوفان کے نشانات اہل علم کو ملتے رہتے ہیں۔ تورات میں اس طوفان کے متعلق یہ تصریحات ملتی ہیں۔ اور نوح چھ سو برس کا تھا جب طوفان کا پانی زمین پر آیا۔ (پیدائش ۶:۷) جب نوح کی عمر کے چھ سو برس کے دوسرے مہینے کی سترھویں تاریخ تھی اسی دن بڑے سمندر کے سب سوتے پھوٹ نکلے اور آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ اور چالیس دن اور چالیس رات زمین پر پانی کی جھڑی لگی رہی۔

ع ۸ ۱۵

كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ

جھٹلایا کرتے تھے ہماری آیتوں کو بے شک وہ لوگ دل کے اندھے تھے اور عاد کی طرف ان کے بھائی

هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ

ہود کو بھیجا ٹ آپ نے کہا اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ

کیا تم نہیں ڈرتے کہنے لگے سردار جو کافر تھے آپ کی قوم سے بے شک ہم تو دیکھ رہے ہیں

فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ

کہ تم سرشار ہو ٹ اور ہم گمان کرتے ہیں کہ تم جھوٹوں سے ہو فرمایا اے میری قوم نہیں ہے

پیدائش ۸: ۱۰۔ طوفان نوح کا تخمینی سال ۲۳۴۸ ق م ہے یعنی بعثت نبوی کے لحاظ سے یہ واقعہ [illegible]۔ جو کشتی [illegible] کوئی چھوٹی موٹی ناؤ نہ تھی بلکہ تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ خاصہ بڑا جہاز تھا جو تین درجوں کا تھا اور اس کی پیمائش توریت میں حسب ذیل دی گئی ہے۔ اس کی لمبائی ۳۰۰ ہاتھ تھی، اس کی چوڑائی ۵۰ ہاتھ اور اس کی اونچائی ۳۰ ہاتھ (پیدائش ۶: ۱۵) گویا تقریباً [illegible] ٹن کا جہاز (LENORMANT) جو لمبائی اور چوڑائی کے درمیان تناسب رکھتے ہیں۔ حسب روایت توریت یہ جہاز ۱۵۰ دن ایام طوفان میں چلتا رہا (ماخوذ از تفسیر ماجدی) واللہ اعلم بالصواب۔

ٹ قوم عاد عرب کی قدیم ترین قوموں میں سے تھی جن کی قوت و شوکت اور عظمت و شان داری کے قصے مبالغہ آمیز افسانے زبان زد عوام تھے۔ ان کا یہ نام ان کے ایک دادا کے نام پر پڑ گیا تھا جن کا شجرہ یہ بتایا جاتا ہے۔ وھو عاد بن عوص بن ارم بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ حضرت ہود اسی قوم کی ایک معزز شاخ کے چشم و چراغ تھے آپ کا نسب نامہ یہ ہے ہود بن عبداللہ بن رباح بن الجارود بن عاد [illegible] (قرطبی) ان کا مسکن احقاف کا علاقہ تھا جو یمن کا ایک حصہ ہے اور اس کا پایہ تخت حضرموت تھا۔ یہ علاقہ اس وقت بہت سرسبز و شاداب تھا۔ یہ لوگ اپنی قوت و وجاہت میں لاجواب تھے۔ زور و زر اور رنگ [illegible] ان کے زیر نگیں تھا لیکن بدقسمتی سے یہ بت پرستی میں مبتلا تھے اور اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے خداؤں کو پوجتے تھے۔ ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے انہیں باطل معبودوں سے قطع تعلق کرنے اور اپنے معبود حقیقی سے رشتہ عبودیت جوڑنے کی دعوت دی۔

ٹ آپ کی شفقت بھری دعوت کا رد عمل یہ ہوا کہ آپ کی قوم کے سرداروں نے آپ کو بے وقوف اور جھوٹا تک کہنا شروع

بِىْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٧﴾ اُبَلِّغُكُمْ

مجھ میں نادانی نہیں بلکہ میں تو رسول ہوں رب عالمین کی طرف سے پہنچاتا ہوں تمھیں

رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿٦٨﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ

پیغامات اپنے رب کے اور میں تو تمھارا ایسا خیرخواہ ہوں جو امانت دار ہو کیا تم تعجب کرتے ہو کہ آئی تمھارے پاس

ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۭ وَاذْكُرُوْٓا

نصیحت تمھارے رب کی طرف سے ایک آدمی کے ذریعہ جو تمھیں سے ہے تاکہ وہ ڈرائے تمھیں اور یاد کرو

اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ

جب کہ اس نے بنا دیا تمھیں جانشین قوم نوح کے بعد اور بڑھا دیا تمھیں جسمانی لحاظ سے

بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا

قد و قامت میں ف تو یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو لله تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ وہ کہنے لگے ۹۲ف

اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا ۚ

کیا آپ ہمارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہم عبادت کریں اکیلے اللہ کی اور چھوڑ دیں ان معبودوں کو جن کی عبادت کیا کرتے تھے ہمارے باپ دادا

کر دیا لیکن آپ کی جبیں پر بل تک نہ آیا۔ اور حضرت ہود علیہ السلام کی طرح بڑی نرمی اور وضاحت سے اپنی سچائی اور اپنی نبوت کی صداقت کو واضح فرمایا۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ شفقت و اخلاص کے مجسموں کو ان دل آزار حرکات سے ستم کیا جاتا ہے اور وہ بڑے حوصلے اور محبت سے اپنا کام کرتے چلے جاتے ہیں۔

ف قد و قامت، شکل و صورت اور قوت و طاقت میں۔

لله آلاء کا واحد إلی، الی اور ألو آتی ہے۔ اس کا معنی ہے نعمت۔

۹۲ف کسی چیز کو ماننے یا نہ ماننے کے لیے وہ اپنی عقل ناقص کے فتویٰ کے پابند تھے۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ اس کارخانہ ہستی کے مختلف شعبوں کے بیشمار کام ایک ذات کی مشیت و ارادہ سے وابستہ ہیں۔ انھوں نے تو ہر کام کے لیے الگ الگ معبود بنا رکھے تھے۔ اور اس باطل کو حق یقین کرنے کے لیے ان کے پاس ایک ہی زبردست

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ

سو لے آؤ ہم پر وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تم سچے ہو ہود علیہ السلام نے کہا واجب ہو گیا

عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ

تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب ۴۱ کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے ۴۲ ان ناموں کے بارے میں

سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ

جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کوئی سند

سب اتفاق وہ یہ کہ ان کے آباؤ اجداد کا یہی عقیدہ تھا اور وہ کسی قیمت پر اپنی اس آبائی روش سے دستکش ہونے پر آمادہ نہ تھے۔ جب انہوں نے آپ کی پند و نصیحت کو بڑی بے دردی سے ٹھکرا دیا تو انہیں صاف صاف کہہ دیا کہ جس عذاب کی دھمکی ہر وقت انہیں دی جاتی تھی اب وہ آ کر رہے گا۔ یہ باپ دادا کی رسم کی کوئی حیثیت نہیں۔ جب کسی حق بات کے کسی طریقہ کار نے اپنی قوم کو ان کی فلاح سے روکا تو انہوں نے ٹھکرا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر آباؤ اجداد گمراہ ہوں تو انہیں بند کیے ہوئے ان کے پیچھے دوڑتے چلے جانا خطرہ کی بات ہے۔ لیکن اگر آباؤ اجداد حق پر ہوں طالب حق کے علمبردار رہے ہوں اور ان کا مسلک ان کا اتباع ہی سلامتی و نجات کی روشن دلیل ہو جیسے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل سنت و جماعت کے اسلاف کرام تھے تو ان کی قدم بقدم پیروی میں ہدایت اور سعادت ہے۔ حضرت غوث اعظم، حضرت خواجہ اجمیری، حضرت داتا گنج بخش، حضرت غوث بہاء الحق، حضرت بابا فرید، زکریا ملتانی، حضرت مجدد الف ثانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے دکھایا، کاملین قدس سرہم وہ روشن چراغ ہیں جن کی روشنیوں اور تابانیوں کے باعث صراط مستقیم منور ہے۔

۴۱ وقع بمعنی وجب یا نزل ہے۔ رجس سے مراد عذاب ہے لیکن بعض علماء نے فرمایا ہے کہ رجس کا معنی دل کی سیاہی ہے جو انکار حق سے بتدریج دل پر چھا جاتی ہے اور اس کی فطری نورانیت اور صلاحیت کو فنا کر دیتی ہے۔ وقیل معنی الرجس الرین علی القلب بزیادۃ الکفر (قرطبی)

۴۲ اسماء سے مراد وہ بت ہیں جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے یعنی اصنام صدا، صمود اور ہبا یعنی جن کو تم نے الٰہ اور معبود بنا رکھا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ بلکہ یہ تمہاری ہی من گھڑت تسمیہ بازی ہے جس کے لیے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ قوم عاد اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل تو تھے اور یہ بھی مانتے تھے کہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہے۔ لیکن اپنے بتوں کو بھی الوہیت اور خالقیت میں یا مستحق عبادت ہونے میں اللہ واحد کا شریک

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ

سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر رہنے والوں میں ہوں پس ہم نے نجات دے دی ہود کو اور جو ان کے

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا كَانُوْا

ساتھ تھے اپنی خاص رحمت سے اور ہم نے کاٹ دی جڑ ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور وہ نہ تھے

مُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

ایمان لانے والے اور ہم نے ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح کو انہوں نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی

کا نام بھی رکھتے تھے (العزی)۔ [illegible] [illegible] اسمائی

اسماء سمیتموھا [illegible] (العزی) [illegible] سمیتموھا انتم [illegible] ان کے بتوں کے نام تھے

صمود، صداء اور ہباء وغیرہ

ف۸۱ دابر: اصل اور جڑ کو کہتے ہیں یعنی ہم نے ان پر ایسا ہلاکت خیز عذاب نازل کیا جس نے ان سب سرکشوں کا صفایا کر دیا۔

ف۸۲ قوم ثمود: حضرت صالح علیہ السلام اس قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ عاد کے بعد سب سے طاقتور یہی قوم تھی۔ یہاں ان کی قوم ثمود کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس قوم کا مسکن جزیرہ عرب کے شمال مغرب میں تھا۔ [illegible] وادی القریٰ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کے پایہ تخت کا نام الحجر تھا۔ اس قبیلہ کا نام ان کے ایک دادا کی وجہ سے ثمود رکھا گیا تھا۔ جس کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے۔ ثمود بن [illegible] بن ارم بن سام بن نوح [illegible] اور بعض نے ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام لکھا ہے۔ یہ قوم عاد کی ایک شاخ تھی جو وہاں سے ترک وطن کر کے یہاں آکر سکونت پذیر ہو گئی تھی۔ ان کا علاقہ بڑا زرخیز تھا۔ سرسبز کھیت، شاداب باغات، پہاڑوں کو تراش کر بنائے ہوئے [illegible] عیاشی کے لیے محلوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ لیکن دولت کی فراوانی نے ان کے اخلاق کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا۔ اخلاقی بے راہ روی سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہونے لگا یہاں تک کہ وہ بھی شرک کی لعنت میں گرفتار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے ان کے قومی اور وطنی بھائی حضرت صالح کو مبعوث فرمایا جو اپنی خاندانی برتری اور شخصی کردار کے باعث بڑے محترم اور معزز تھے۔ آپ کا شجرہ نسب علماء تاریخ نے یوں تحریر کیا ہے۔ صالح بن عبید بن اسف بن ماشخ بن عبید بن حاذر بن ثمود۔ آپ کے زمانہ بعثت کا صحیح تعین تو بہت مشکل ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ آپ کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے پہلے تھا اور حضرت موسیٰ سے بہت عرصہ پہلے آپ کی قوم برباد ہو چکی تھی۔

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ

نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا ف بیشک آچکی ہے تمہارے پاس روشن دلیل ف تمہارے رب کی طرف سے یہ اللہ

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا

کی اونٹنی ہے تمہارے لیے نشانی ہے پس چھوڑ دو اسے تاکہ کھائے اللہ کی زمین میں اور نہ ہاتھ لگانا اسے

بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ

برائی سے ورنہ پکڑ لے گا تمہیں عذاب دردناک اور یاد کرو جب اس نے بنایا تمہیں ف جانشین

ف وہی دعوت توحید جو ہر نبی کی شریعت اور دین کی عمارت کی خشت اول ہے۔ آپ نے اپنی قوم کے سامنے اسی پیغمبرانہ خلوص و شفقت کے ساتھ پیش کی۔

ف معلوم ہوتا ہے آپ کی دعوت کو تسلیم نہ کیا گیا اور آپ سے صداقت کے لیے کسی معجزہ کا مطالبہ کیا گیا ہوگا چنانچہ یہ اونٹنی آپ کی صداقت کے لیے ظاہر کی گئی۔ یہ اونٹنی اور قسم کی اونٹنیوں سے مختلف تھی۔ اس میں وجہ اعجاز کیا تھی مفسرین کے اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ چونکہ اس کی تخلیق ظاہری اسباب کے بغیر ایک چٹان سے ہوئی تھی اس لیے یہ معجزہ تھی۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ پورا دن اس کے پانی پینے کا مقرر تھا اس دن اور کوئی جانور کنوئیں کے قریب نہیں آتا تھا۔ ان کے علاوہ اور بھی وجوہ بیان کی گئی ہیں لیکن اس بارے میں امام المفسرین رازی کی رائے نہایت پسندیدہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ اس میں کلام نہیں کہ اس اونٹنی میں کوئی ایسی خاص خصوصیت تھی جس کا ذکر قرآن نے نہیں کیا۔ واعلم ان القرآن قد دل على ان فيها آية فاما ذكر انها كانت آية من اي الوجوه فهو غير مذكور والعلم حاصل بانها كانت معجزة من وجه ما لا محالة والله اعلم (كبير) اس لیے اس بحث میں الجھنا بے سود ہے۔ نیز بعض لوگوں کا یہ کہنا بھی درست نہیں کہ اس میں اس کی کوئی وجہ اعجاز نہ تھی [illegible] کیونکہ ایسی دلیل کا کیا فائدہ جس کی صداقت کا علم اس وقت ہو جب کہ اس سے راہ ہدایت پانے والے ہلاک و برباد ہو چکے ہوں۔

ف حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ان احسانات اور نعمتوں کو یاد کرو اور شکر کرو جن سے اس نے تم کو نوازا ہے۔ قوم عاد کی ہلاکت کے بعد عنایت و اقتدار تمہیں بخش دیا۔ تم کو فن تعمیر میں وہ مہارت عنایت کی کہ میدانی علاقوں میں تم شاندار محلات تعمیر کرتے ہو اور پہاڑی علاقوں میں سنگین چٹانوں کو تراش کر مکان بناتے ہو۔ ان کی عمارتوں کے آثار ابھی تک موجود ہیں جو ایک وسیع رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی تعمیر یہاں کی جاتی

مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا

عاد کے بعد اور ٹھکانا دیا تمہیں زمین میں تم بناتے ہو اس کے میدانی علاقوں میں

قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا

عالیشان محل اور تراشتے ہو پہاڑوں میں مکانات سو یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو اور نہ پھرو

فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (٧٤) قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ

زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے کہا ان سرداروں نے جو تکبر کیا کرتے تھے ان کی

قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ

قوم سے ان لوگوں کو جنہیں وہ کمزور و ذلیل سمجھتے تھے جو ان میں سے ایمان لائے تھے کیا تم یقین رکھتے ہو

اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (٧٥)

کہ صالح رسول ہے بھیجا ہوا رب کی طرف سے انھوں نے کہا بے شک ہم جو دے کر انھیں بھیجا گیا ہے اس پر ایمان لانے

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّآ بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (٧٦)

والے ہیں کہنے لگے وہ لوگ جو تکبر کیا کرتے تھے کہ ہم تو اس چیز سے جس پر تم ایمان لائے ہو منکر ہیں

کی گواہی دے رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی علوم میں مہارت بھی منجملہ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ جب کوئی قوم راہ راست سے بھٹک جاتی ہے تو اس کی علمی ترقی اسے اس کے دردناک انجام سے نہیں بچا سکتی۔

؎ رؤسائے قبیلہ کی شدید مخالفت کے باوجود چند خوش نصیب ایسے بھی تھے جو حضرت صالح پر ایمان لے آئے تھے۔ ان کی مالی حالت کمزور تھی اور معاشرہ میں بھی انہیں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا اس لیے بڑوں نے ازراہ تعجب پوچھا کیا تم سچ مچ صالح پر ایمان لے آئے ہو تو جب انھوں نے اعتراف کیا تو متکبر کہنے لگے ہم تو ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا

پس کونچیں کاٹ دیں اونٹنی کی [illegible] اپنے رب کے حکم سے اور بولے اے صالح لے آ ہم پر

بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧٧﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو رسول ہے ف۱ پھر آ پکڑا ان کو زلزلے نے تو

فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ

پس صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ف۲ پھر الٹا پھرا ان سے اور کہا اے میری قوم ف۳

ف۱ عقر کا اصل معنی اونٹ کے پاؤں کی کونچیں کاٹ دینا ہے پھر ذبح کرنے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ قال الازہری العقر هو قطع عرقوب البعير ثم جعل النحر عقرا [illegible] حضرت صالح کے [illegible] کا سلسلہ [illegible] جاری رہا اور آپ کے خلاف عداوت [illegible] یہاں تک کہ [illegible] قوم کے مشورہ [illegible] ایک مجلس میں [illegible] اونٹنی کو ذبح کر دیا اور حضرت صالح کے قتل کی بھی سازش کرنے لگے [illegible] عذاب [illegible] بدبخت ترین [illegible] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشقی الاولین عاقر ناقة صالح واشقی الآخرین [illegible] مظہری۔

ف۲ اگرچہ اونٹنی کو ہلاک کرنے والا ایک شخص تھا لیکن [illegible] ساری قوم [illegible] اس کی حرکت پر رضامند تھے [illegible] اس سے معلوم ہوا کہ [illegible] کی تائید و حمایت حاصل ہو [illegible] اس کی سزا [illegible]

ف۳ قوم کی بربادی کے بعد آپ وہاں سے [illegible] شام کا قصد کیا اور بعض کا خیال ہے کہ آپ مکہ کی طرف تشریف لے آئے۔ وہاں سے رخصت ہوتے وقت [illegible] حسرت کا اظہار کرتے ہوئے ان مرے ہوؤں کو خطاب فرمایا [illegible] جیسے جنگ بدر کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کنوئیں کے کنارے تشریف لے گئے جس میں کفار کے لاشے پڑے تھے [illegible] اے ابوجہل اے عتبہ اے شیبہ [illegible] حضرت فاروق اعظم [illegible]

لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ

[illegible]

النَّاصِحِينَ ﴿٧٩﴾ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم

[illegible]

[illegible]

[illegible] پیدائش [illegible] ملاحظہ ہوں۔

اور لوط ضغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ اسے ضغر میں بستے ڈر لگا اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ ۳۱۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے۔ ۳۲۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ ۳۳۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ ۳۴۔ اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی۔ آج رات بھی اس کو مے پلائیں

بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً

کسی نے نہیں کیا سارے دنیا میں بے شک تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے

مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ

عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ تو حد سے گزرنے والے ہو اور نہ تھا کوئی جواب

اور تو بھی جاکر اس سے ہم آغوش ہو تاکہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں ۳۴ سو اس رات بھی انھوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی گئی اور اس سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی ۳۵ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں ۳۶

نعوذ باللہ من ذالک۔ کہاں نبوت کا مقام رفیع اور کہاں یہ اخلاقی پستی جس کے ارتکاب کا خیال تک بھی کمینے سے کمینہ آدمی نہیں کر سکتا۔ سچ ہے یہ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہی کام تھا جنہوں نے انبیاء سابقین کے تقدس اور ان کی عصمت کو بیان کیا جن پر ان کے ماننے والوں نے ایسے ایسے بہتان لگائے تھے۔ بی بی مریم علیہا السلام پر بدکاری کی جو تہمت تورات میں لگائی گئی ہے وہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ [illegible] دیا ہے۔ تو یورپ کے عیسائی محققین کی ہمت جیسا [illegible] سب سے پہلے پیش کیا

ف دیگر رذیل حرکتوں کے علاوہ وہ ایک اور گندی عادت کا شکار تھے جو ان سے پہلے کسی قوم میں موجود نہ تھی یعنی وہ لڑکوں کے ساتھ بدمعاشی کیا کرتے تھے اور اس میں وہ کوئی شرم محسوس نہ کرتے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو اس ذلیل فعل پر ٹوکا اور انھیں شرم دلائی کہ بے شرمو! [illegible] کچھ تو حیا کرو۔

ف حضرت لوط کے وعظ سے وہ مشتعل ہو اٹھے اور کہنے لگے ذرا دیکھو تو اس لوط کو اور اس کے ساتھیوں کو جو بڑے پاکباز بنے پھرتے ہیں۔ ہم ایسے رجعت پسندوں کا وجود اپنے ترقی پسند معاشرے میں برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ انھیں کہہ دو کہ وہ اپنی یہ مقدس ہستیاں یہاں سے تشریف لے جائیں اور ہماری محفل عیش و طرب کو اپنے ان وعظوں سے بے لطف نہ بنائیں۔ انسان پریشان ہو کر رہ جاتا ہے جب وہ یہ پڑھتا ہے کہ اس ذلیل اور غلیظ فعل کو جس سے انسان کی عقل سلیم کو طبعی نفرت ہے صرف عہد قبل از تاریخ کے اہل سدوم نے ہی اپنے لیے پسند نہیں کیا بلکہ یونان کے بڑے بڑے فلسفی بھی اس کو پاکیزہ اور پسندیدہ فعل شمار کیا کرتے تھے۔ اور تہذیب جدید کے گہوارہ (یورپ) اور سرپرست (امریکہ) کے بڑے بڑے اہل فکر اس کو قانونی طور پر جائز قرار دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں۔ کئی ممالک نے تو اسے قانونی طور پر جائز کر دیا ہے جن میں جرمنی کو سبقت حاصل ہے۔

قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓاْ أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ

[illegible] بستی سے [illegible]

يَتَطَهَّرُونَ فَأَنجَيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ إِلَّا ٱمْرَأَتَهُۥ كَانَتْ مِنَ ٱلْغَٰبِرِينَ

[illegible]

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُجْرِمِينَ

[illegible]

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم

[illegible] شعیب [illegible]

ف جب حضرت لوط علیہ السلام کی کوئی [illegible] کارگر نہ ہوئی [illegible] [illegible] اور پتھروں کی [illegible] [illegible] بستیوں [illegible] [illegible] قوم لوط پر عذاب [illegible] [illegible]

ف اسلامی معاشرہ [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] فاقتلوا الفاعل والمفعول [illegible] [illegible] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [illegible] [illegible] [illegible] تاکہ کسی اور کو اس کے ارتکاب کی جرأت نہ ہو۔

ف اس رکوع میں حضرت شعیب علیہ السلام اور آپ کی قوم کا واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ مدین ایک شہر کا نام [illegible]

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

[illegible]

وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

[illegible]

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَ

[illegible]

کے کنارے کو واقع ہے ... حضرت شعیبؑ کی قوم ... حضرت ابراہیمؑ ... [illegible]

لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

مت بیٹھو ہر ایک راستوں پر کہ ڈراتے ہو تم اور روکتے ہو تم خدا کی راہ

اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا

سے جو ایمان لاوے اس کے ساتھ اور ڈھونڈتے ہو اس میں عیب۔ اور یاد کرو وہ وقت جب تم تھوڑے تھے

فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ

پھر اس نے تمہیں بڑھا دیا اور دیکھو کیسا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا۔ اور اگر ایک

طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

گروہ تم میں سے ایمان لایا ہے اس کے ساتھ جو دے کر بھیجا گیا ہوں اور ایک گروہ ایمان نہ لایا تو

فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

ذرا صبر کرو یہاں تک کہ فیصلہ کرے اللہ ہمارے درمیان اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

یعنی والی سلطنت کے لیے پاس گیا تو اس وقت ان کی رسم تھی اس قدر وقت کے شہر کے باہر بیٹھ گئے
ے یہ لوگ ان راستوں پر بیٹھ جاتے جو حضرت شعیبؑ کی قیام گاہ کی طرف جاتے اور جب انہیں کوئی شخص دکھائی
دیتا تو اس کے سامنے حضرت شعیبؑ کی مذمت کرتے اور آپ کے عقائد کو اس طرح پیش کرتے کہ معلوم ہونے
لگے یہ عقائد سراسر باطل ہیں۔ اور ان کے اس پروپیگنڈے کے باوجود بھی اگر کوئی بندہ حضرت شعیبؑ کے پاس
جانے پر بضد ہوتا تو پھر قتل کی دھمکی دے کر روک لیتے۔ ان کے اس طرز عمل پر ان کی سرزنش کی جا رہی ہے کہ ایسا کرنا
چھوڑ دو اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔
ے یعنی تمہارے گرد و پیش بے شمار ایسے کھنڈرات موجود ہیں جہاں قومیں آباد تھیں جو اپنے زمانہ میں قوت و
شوکت، علم و صنعت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھیں۔ اپنے تمدن و طرز معاشرت میں نادر تھیں لیکن جب وہ نافرمانی
کی راہ پر چل نکلیں تو انہیں اکھاڑ دیا گیا۔ تم ان کے دردناک انجام سے سبق کیوں نہیں سیکھتے ہو

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ

[illegible]

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ

[illegible]

أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۚ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي

[illegible]

مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِيهَا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ

اس میں مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ جو پروردگار ہے ہمارا۔ سمائے ہوئے ہے ہمارا رب ہر چیز کو اپنے علم سے

عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ

صرف اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اے ہمارے رب فیصلہ کر دے ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ اور

أَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ

تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔ اور کہا ان سرداروں نے جو کافر تھے اس کی قوم سے کہ اگر

اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ﴿٩٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

پیروی کرو گے تم شعیب کی تو یقیناً تم نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔ پھر پکڑ لیا انہیں زلزلہ نے

؎ پہلے بڑا پختہ ارادہ و عزم جتایا کہ ہم راہ راست کو کسی قیمت پر بھی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ وہ اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے پر آمادہ ہیں لیکن اس میں خودی کی کچھ بو بھی تھی اس لیے فوراً اپنے عزم و ارادہ کی بے بسی کا اعتراف کیا اور سب کچھ مولائے حقیقی کے حوالہ کر دیا۔ یعنی ہمارا یہ ثابت قدم رہنا اسی وقت ممکن ہے جب تک اس کی نصرت اور توفیق ہمارے شامل حال ہے۔ ورنہ ہماری کچھ نیکی اور تقویٰ کسی کام نہیں۔ سمجھے نہیں [illegible] تمام سے معبود کا بارگاہ ربانی میں بڑی عزت و توقیر کے باوجود دل ہر وقت مالک کی بے نیازی سے لرزاں و ترساں رہے۔ مومن کی کیفیت بھی ایسی ہی ہونی چاہیے کہ اپنی بڑی [illegible] سب کا اصل تصور کرے اور اپنے علم و عمل اور تقویٰ پر ذرا غرور نہ کرے اور ہر وقت سے اسی کی پناہ مانگتا رہے۔

؎ یہاں الفتح کا معنی ہے حکم یعنی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرما دے تاکہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا اور حقیقت واضح ہو جائے۔ احکم بیننا وبینهم والفتاح القاضي والفتاحة الحكومة (بیضاوی)

؎ مدین کے رئیسوں نے جب حضرت شعیبؑ کی تبلیغ کو مؤثر ہوتے ہوئے محسوس کیا تو پھر قوم کو مختلف حیلوں سے ورغلانا شروع کر دیا۔ انہیں بتایا کہ اگر تم نے شعیب کی باتیں مان لیں اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنا لیا تو تمہاری دولت و ثروت کی فراوانی، تجارت کی گرم بازاری [illegible] سب ختم ہو کر رہ جائیں گی پھر تم بھوکے مرو گے اور تمہاری نازک ہستیاں اس دور کے پیچھے پیچھے [illegible] سوچا کرتے۔ اصولوں کی پابندی میں سے اپنی ناکامی اور [illegible] پیچھے کی اپنی [illegible] کے حادثات [illegible] بیان [illegible] میں اب تک بے غیرتی [illegible]

فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۞ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن

تو صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ ایسے ہو گئے

لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ۞

گویا کبھی ان میں بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے ۞

فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ

تو شعیب علیہ السلام ان کی طرف سے منہ پھیر کر چلے اور فرمایا اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچا دیے اور نصیحت کی

لگتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ نبی بھیجا ہی بیماروں کے علاج کے لیے مبعوث کیا جاتا ہے۔ یغنوا کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ غنیت بالمکان اذا اقمت بہ وھی مغانی دارھم ای طال مقامھم فیہ والمغنی الموضع والجمع مغانی۔ علامہ ابو حیان: یغنوا کا معنی ہے کسی جگہ ٹھہرنا، اقامت گزیں ہونا اور راغب نے اس کا یہی معنی لکھا ہے اور اس کی جمع مغانی ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب مسلسل نافرمانی و سرکشی کے باعث ان پر عذاب الٰہی آیا تو وہ ہلاک و برباد کر دیے گئے۔ اور ان کے شاندار محلات اور کشادہ حویلیاں یوں اجڑ گئے جہاں رونق اپنے تمام تر جوبن پر تھی وہاں خاک اڑنے لگی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہاں کبھی کوئی آباد ہی نہیں۔

یہی تو آپ کی قوم کی وجہ تھی شعیب علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے تھے کہ اگر انہوں نے ان کی شریعت پر عمل شروع کر دیا تو وہ مفلس و کنگال ہو جائیں گے اور ان کی معاشی بدحالی کا آغاز ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے یہ سب اندیشے غلط ثابت ہوئے اور نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔ جن لوگوں نے اللہ کے نبی کے دامن میں پناہ لی وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گئے اور جنہوں نے آپ کی اطاعت نہ کی ان کی دنیا بھی برباد ہوئی اور آخرت بھی برباد ہو گئی۔ وہ لوگ جو اس نام نہاد اقتصادی بدحالی کے خوف سے شریعت اسلامیہ کے نفاذ میں رکاوٹیں کرنے کے لیے بے تاب ہو جاتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اہل مدین کے حالات کا بغور مطالعہ کریں ان پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں صرف آخرت کی ہی نجات نہیں بلکہ دنیا کی خوشحالی بھی مضمر ہے اور ان سے سرتابی کرنے والے صرف روز قیامت ہی خراب نہیں کرتے بلکہ اپنے ہاتھوں سے اس دنیا کو بھی تمام حقیقی خوشیوں اور راحتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔

لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ

[illegible]

مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

[illegible]

يَضَّرَّعُوْنَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا

[illegible]

ف۲۱ [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] [illegible]

ف۲۲ یہاں [illegible] انسان کو [illegible] سے انکار [illegible] کے لیے ہوتی ہیں

ف۲۳ [illegible]

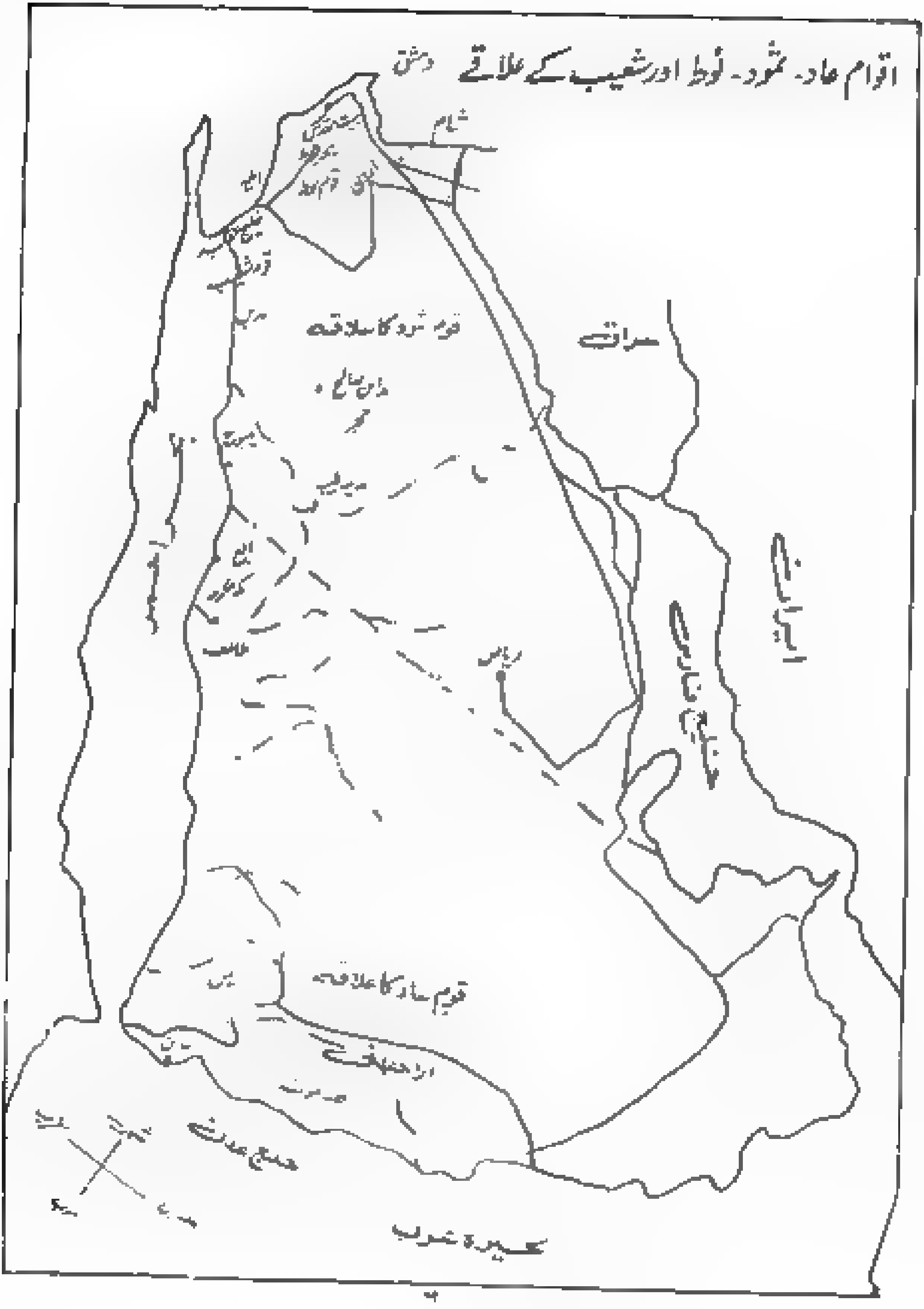
اقوام عاد۔ ثمود۔ لوط اور شعیب کے علاقے

دمشق
شام
قوم لوط
قوم ثمود کا علاقہ
مدائن صالح
عراق
طائف
ریاض
خلیج فارس
قوم عاد کا علاقہ
ارض احقاف
حضرموت
خلیج عدن
بحیرۂ عرب

قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ

خوب جانتے بھی نہ تھے۔ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ضرور ہم کھول دیتے ان پر

بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا

برکتیں آسمان کی اور زمین کی لیکن انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے پکڑ لیا انہیں بوجہ ان کے جو وہ کیا کرتے تھے

يَكْسِبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ

کرتوتوں کے۔ کیا بے خوف ہو گئے ہیں بستیوں والے اس سے کہ آجائے ان پر ہمارا عذاب راتوں رات جبکہ وہ

نَآئِمُوْنَ ۝ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ

سو رہے ہوں ۱۳۶ کیا بے خوف ہو گئے ہیں بستیوں والے اس سے کہ آجائے ان پر ہمارا عذاب چاشت کے وقت جبکہ وہ

کہ قرآن نے چند جلیل القدر نبیوں کا ذکر یہاں کیا ہے۔ اس بیان کا مقصد یہ نہیں کہ گزشتہ اقوام کی کہانیاں پڑھ کر چند قیمتی آنسو بہا دیں یا رسمی طور پر اظہار افسوس کر دیں بلکہ مقصد وحید یہ ہے کہ ہم اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور اس نعمت کی کفران سے قائدہ محفوظ رکھ کر اپنے آپ کو اس دردناک انجام سے بچائیں جس سے سابقہ امتوں کو اپنی سرکشیوں کے باعث دوچار ہونا پڑا تھا۔

۱۳۵ یعنی ایمان اور تقویٰ کسی قوم کی ترقی کے رستہ میں حائل نہیں ہوتے جیسے بعض لوگ سمجھ بیٹھے ہیں بلکہ اس کے باعث تو رحمت الٰہی کا دریا جوش میں آجاتا ہے اور ہر جانب سے خیر و برکت کی فراوانی ہو جاتی ہے۔ زمین جو خزانے اپنے سینہ میں پوشیدہ رکھتی ہے ان کے قدموں میں ڈھیر کر دیتی ہے اور آسمان اپنی رحمتوں اور برکتوں کو بے دریغ نچھاور کر دیتا ہے۔ ای لوسعنا علیهم الخیر من کل جانب وقیل المراد بالبرکات السماء المطر وبرکات الارض النبات والثمار (مظہری)۔ ترجمہ: ہم ہر جانب سے ان پر خیر و برکت کی فراوانی کر دیتے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ برکات آسمان سے مراد بارش ہے اور برکات زمین سے مراد نباتات اور پھل ہیں۔

۱۳۶ اے اہل مکہ اور اس کے اردگرد بسنے والو! پچھلی قوموں کو تباہ کرنے والی قوتوں کا یہ نتیجہ ہو۔ اگر تم میرے رسول پر ایمان نہ لائے اور اس کی مخالفت پر کمربستہ رہے تو کسی وقت بھی تم پر عذاب نازل کر دیا جائے گا اور تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی جائے گی۔ والمراد باهل القرى مكة وما حولها (قرطبی)

يَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ

[illegible]

الْخٰسِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ

[illegible]

اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

[illegible]

فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَا

[illegible]

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا

[illegible]

ان کے مکر و فریب کی نہیں، بلکہ اس کی سزا جو بے خبری میں آ جاتی ہے اسے مکر اللہ کے لفظ سے تعبیر کیا۔ اور یہ استعمال عام ہے جس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ [illegible] علامہ بیضاوی لکھتے ہیں ومکر اللہ استعارۃ لاستدراج العبد واخذہ من حیث لا یحتسب (بیضاوی)

یہدی، ہدی کا مضارع ہے [illegible] یہاں یہ لفظ [illegible] مستعمل ہوا ہے۔ [illegible] بیضاوی [illegible] گزشتہ قوموں کی تاریخ سے [illegible] بھی حاصل نہیں کرتے [illegible] اور جس اللہ نے ان قوموں کو ان کے کرتوتوں پر سزا دی۔ ان کی قوت و طاقت سب بیکار ہو گئی۔ [illegible] انہیں بھی سزا دینے پر قادر ہے

ان گاؤں سے حضرت نوح، ہود، صالح، شعیب علیہم السلام کی قوموں کی بستیاں مراد ہیں

مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا

اس سے پہلے تھے اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر ۱۳۱ اور نہ پایا ہم نے

لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ

ان کی اکثریت کو وعدہ کا پابند ۱۳۲ اور ضرور پایا ان میں سے اکثر کو حکم عدولی کرنے والا پھر

بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَظَلَمُوْا

ہم نے بھیجا ۱۳۳ ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انھوں نے انکار کر دیا

۱۳۰ وہ لوگ تنگ نظری اور ہٹ دھرم تھے کہ جب ایک مرتبہ ان کی زبان سے نکل گیا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے تو پھر اس پر جم گئے کوئی وعظ و نصیحت، کوئی دلیل، کوئی معجزہ ان کو حق قبول کرنے پر آمادہ نہ کر سکا یعنی معجزات کا مشاہدہ کرنے سے پہلے انھوں نے نبی کی دعوت ماننے سے جو انکار کیا تھا معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی اسی انکار پر اڑے رہے۔

۱۳۱ یہ سنت الٰہی ہے کہ جو قوم جان بوجھ کر ضد میں محض ہٹ دھرمی سے اور حق کو حق سمجھتے ہوئے اس کا انکار کرتی ہے اس کی غور و فکر کی قوتیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ اور اس اختیاری گمراہی کے بعد ان پر ہدایت کے راستے بند ہو جاتے ہیں کیونکہ کوئی چیز جب بیکار پڑی رہے [illegible] اس سے کام نہ لے تو وہ زنگ آلود ہو جاتی ہیں لیکن جب توبہ شروع کرے اس کی سنت نہیں بدل جائے گی۔ [illegible] ڈوبتے ڈوبتے گہرے میں ڈال دیئے۔

۱۳۲ عہد شکنی ان کی فطرت ثانیہ ہے جو وعدہ بھی کرتے ہیں اس کو توڑ دیتے ہیں۔ خواہ وہ وعدہ اپنے خدا سے کریں یا اس کے بندوں سے۔

۱۳۳ مذکورہ بالا انبیاء کے بعد فرعون جو اپنے آپ کو خدا یا مظہر خدا سمجھتا تھا کی طرف اور اس کے درباریوں کی طرف حضرت موسیٰ کلیم اللہ مبعوث کیے گئے۔ اور انھیں زبردست معجزے عطا کیے گئے تاکہ کسی کو آپ کی صداقت میں شک نہ رہے۔ یہ جادو اور عام بھی ایسے تھے کہ ایسے معجزے دکھانے والا صرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہی ہو سکتا ہے۔ یہاں ظلم سے معنی کفر ہے یعنی معجزات کے ساتھ ظلم یہی ہے کہ ان کو دیکھ کر دعوت حق قبول کرنے کے بجائے اس کا شد و مد سے انکار کر دیا جائے۔ اسی لیے کفروا کہنے کے بجائے ظلموا بیان فرمایا۔

بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ

ان کا سو دیکھیے کیسا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے فرعون! ١

اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى

بلاشبہ میں رسول ہوں طرف پروردگار عالم کی ٢ واجب ہے مجھ پر یہ کہ نہ کہوں اوپر

اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ

سوائے سچی بات کے تحقیق لایا ہوں تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے پس بھیج دے میرے ساتھ ٣

١ جیسے شاہان ایران کا کسریٰ اور شاہان روم کا قیصر لقب ہوتا تھا اسی طرح مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا۔ اس زمانہ میں مصر کے لوگ سورج کو سب سے بڑا دیوتا تسلیم کرتے تھے اور جب تک کوئی بادشاہ اپنی مصری رعایا کے دلوں میں یہ تاثر پیدا کر دیتا کہ وہ سورج کا اوتار ہے اس کی حکومت کا استحکام مشتبہ رہتا۔ اسی لیے انہوں نے اپنے لیے فرعون کا لقب اختیار کیا جو رع سے ماخوذ ہے۔ اور رع سورج کو کہتے ہیں۔ یہاں یہ بتا دیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس فرعون سے واسطہ پڑا تو وہ اس زمانہ کا ایک ہی بادشاہ تھا یا دو بادشاہ تھے بعض کا خیال ہے کہ دو فرعون تھے جس فرعون کے عہد میں آپ کی ولادت ہوئی اور جس کے گھر آپ نے پرورش پائی اس کا نام رعمسیس دوم تھا جس کا عہد حکومت ۱۲۹۲ سے ۱۲۲۵ قبل مسیح تک تھا اور جس فرعون کے زمانہ میں آپ پیغمبر بنائے گئے اس کا نام منفتاح تھا جو اپنے باپ رعمسیس دوم کے بعد تخت نشین ہوا۔

٢ حَقِیْقٌ عَلٰی (یا مشددہ والی) دو قرأتیں ہیں پہلی قرأت کے مطابق حقیق کا معنی واجب ہوگا یعنی مجھ پر واجب ہے کہ میں سچی بات ہی کہوں۔ اور دوسری قرأت کے مطابق حقیق بمعنی حریص ہوگا یعنی میں سچی بات کہنے پر حریص ہوں اور علی بمعنی با ہو تو حقیق بمعنی واجب ہوگا (قرطبی)

٣ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل فلسطین سے ہجرت کر کے مصر آگئے تھے بعد میں مصریوں نے رفتہ رفتہ انہیں اپنا غلام بنا لیا۔ ان پر قسم قسم کے ظلم ڈھائے جاتے۔ ان سے مصری بیگار لیا کرتے۔ یہ اپنے مصری آقاؤں کی زمینیں آباد کرتے تھے ان کے مکانات تعمیر کرتے۔ انہی حالات سے تنگ آ کر موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کی قوم بنی اسرائیل کو آزاد کر دے اور انہیں اجازت دے دے کہ یہاں سے ہجرت کر کے اپنے آبائی وطن میں رہائش پذیر ہوں۔

بَنِیٓ اِسۡرَآءِیۡلَ ؕ قَالَ اِنۡ کُنۡتَ جِئۡتَ بِاٰیَۃٍ فَاۡتِ بِہَاۤ اِنۡ

بنی اسرائیل کو کہا اگر تو لایا ہے کوئی نشانی تو پیش کر اسے اگر

کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلۡقٰی عَصَاہُ فَاِذَا ہِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۰۷﴾

ہے تو سچوں میں سے پس ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا تو وہ صاف اژدہا بن گیا

وَّ نَزَعَ یَدَہٗ فَاِذَا ہِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ

اور نکالا اپنا ہاتھ گریبان سے تو وہ سفید چمکتا تھا دیکھنے والوں کے لیے کہا سرداروں نے قوم کے جس

۱ فرعون کے مطالبہ پر آپ نے دو معجزے پیش کیے۔ ایک تو آپ نے اپنی لکڑی کا عصا پھینکا تو وہ اژدہا بن کر پھنکارنے لگا۔ دوسرا آپ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ چمکدار تھا۔ دیکھنے والوں کی نگاہوں کو اس کی چمک خیرہ کر رہی تھی۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں معجزات کا ذکر آتا ہے تو بعض طبیعتوں پر بڑی وحشت طاری ہو جاتی ہے اور اس بات سے [illegible] وہ قیامت کی آیتیں موت کے [illegible] طبیعتیں قرآن کی تکذیب بھی کر سکتی نہیں وہ ان واقعات کی ایسی ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو قرآن کے مقصد [illegible] ان کی پریشانی اور وحشت [illegible] کا عقیدہ [illegible] کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کائنات کو پیدا کرنے کے بعد خدا [illegible] تماشائی بن کر رہ گیا ہے اور اس کو اس میں [illegible] کا کوئی اختیار نہیں [illegible] قرآن جس خدا پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے وہ ایسے ہیں [illegible] کائنات کا [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible] رکھتے ہیں تو پھر آپ پریشان کیوں ہوں۔ وہ مالک ہے [illegible] چاہے تو چھوٹے سے ذرے سے سانپ پیدا کر دے اور چاہے تو اس معمولی سی لکڑی کے ایک ٹکڑے کو سانپ بنا دے۔ اگر [illegible] طبیعتیں اس بات [illegible] کائنات [illegible] نہیں تو [illegible] سے [illegible] کے تمام [illegible] کا خالق ہے [illegible] چھوٹے [illegible] بڑے [illegible] ان کے [illegible] علاوہ تمام مخلوقات کے تمام قوانین اس کے بنائے ہوئے ہیں۔ پھر وہ اپنی حکمت کے تحت [illegible] ختم کر سکتے ہیں۔

فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ

والوں نے کہا یقیناً یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے ۱۳۸؎ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہارے

اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي

ملک سے تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو ۱۳۹؎ بولے مہلت دو اسے ۱۴۰؎ اور اس کے بھائی کو اور بھیجو

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ وَجَآءَ السَّحَرَةُ

شہروں میں ہرکارے کہ لائیں تیرے پاس ہر ماہر جادوگر کو اور آگئے جادوگر

فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ

فرعون کے پاس ۱۴۱؎ جادوگر بولے یقیناً ہمیں تو معاوضہ ملنا چاہیے اگر ہم ہوئے غالب بولا ہاں اور بے شک

۱۳۸؎ جب فرعون کے درباریوں نے لکڑی کے عصا کو ایک اژدہا بنتے ہوئے دیکھا اور آپ کے ہاتھ کو آفتاب سے زیادہ چمکتا ہوا پایا تو فوراً یہ سمجھ گئے کہ یہ جادو ہے۔ دراصل ان کی قوم میں قوت کے ماورائی قدرت کا تصور ہی نہ تھا۔ وہ یہ جان ہی نہ سکے کہ عام جادوگروں کی طرح یہ بھی ایک جادوگر ہی ہے لیکن اس سے بڑھا ہوا۔ اس لیے کہنے لگے کہ یہ تو بڑا ماہر جادوگر ہے۔

۱۳۹؎ یعنی موسیٰ اپنے اس اعجاز کے ذریعے سے عوام کو ورغلا کر پھر حکومت پر قبضہ جمانا چاہتا ہے اور جب اسے قوت و اقتدار حاصل ہو گیا تو پھر ہماری حکومت کا تختہ الٹ کر خود بادشاہ بن بیٹھے گا اور اس کے بعد قبطیوں کو ان کے ملک سے نکال دے گا۔ اس لیے اسے آغاز ہی میں ختم کر دو۔ مشورہ دو کہ اس فتنہ کا سد باب کرنے کے لیے ہمیں کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔ افسوس کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو ایک سیاسی مدعی سمجھ بیٹھے اور ان کے ذہن میں یہ بات نہ آسکی کہ یہ تو خدا کا رسول ہے جو کسی ذاتی لالچ کے بغیر محض حق کی پیروی کی دعوت دیتا ہے اور ان کے پنجۂ استبداد سے اپنی مظلوم قوم کو رہائی دلانا چاہتا ہے۔

۱۴۰؎ مصر میں اس وقت فن جادوگری کو بڑا عروج حاصل تھا۔ درباریوں نے جب ان خدشات و خطرات کا تذکرہ سنا تو یک زبان پکار اٹھے کہ آپ کی قلمرو میں بڑے بڑے ماہر جادوگر موجود ہیں۔ آپ موسیٰ اور اس کے بھائی کو چند روز کی مہلت دیں اور اپنے عاملوں کو بھیج کر ملک کے چند ساحر جمع کر لیں جو مجمع عام میں موسیٰ کے کرتبوں کا پول کھول دیں۔ اس طرح سے ہم اپنی حکومت اور اپنی قوم کی سرداری کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

۱۴۱؎ ملک کے گوشے گوشے سے چیدہ چیدہ ماہر اور تجربہ کار جادوگر جمع ہوئے۔ انھیں علم تھا کہ جس مقصد کے لیے انھیں طلب

وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا

اور اس وقت تم مقرب ہو جاؤ گے بولے اے موسیٰ یا تو آپ ڈالیں یا

أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ۝ قَالَ أَلْقُوا ۖ فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ

ہم ڈالنے والے ہوں کہا تم ہی ڈالو جب انہوں نے ڈالا لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا

النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ۝ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ

اور انہیں ڈرایا اور بڑا جادو لائے اور ہم نے وحی فرمائی

کیا گیا ہے تو وہ بڑا انعام ہے فرعون کی درخواست کے مطابق تخت کو سجانے کے لیے بلائے گئے تھے کہ یہ [illegible] نے فرعون سے پہلے ہی خواب [illegible] نے [illegible] اجازت دے دی تو [illegible] اس معاملے میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ [illegible] اپنی [illegible] تھی تو وہ [illegible] تھے فرعون [illegible] عزت [illegible] شامل کر لیا جائے گا۔

ف۱۲۳ مقابلے کی [illegible] مقام [illegible] ساحروں [illegible] کی پشت میں [illegible] کوئی چیز نہ تھی۔ جادوگروں نے [illegible] اور شجاعت [illegible] کہتے ہیں [illegible] علامہ [illegible] جادوگروں نے [illegible] دریافت کیا [illegible] سرفراز فرما دیا۔ [illegible] (جمل)

ف۱۲۴ موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] آپ کی اس جماعت کا مقصد [illegible] ان کے ساتھ [illegible] دشمن [illegible] کے ساتھ [illegible]

ف۱۲۵ اس سے [illegible] کسی چیز کی حقیقت کو بدل دے [illegible] حقیقتاً سانپ بنا دیا [illegible] ایک چیز [illegible] لیکن جادو کے اثر سے دیکھنے والے [illegible] علامہ ابن حیان [illegible] کہتے ہیں۔ وفی قولہ

مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۱۱۷ فَوَقَعَ

موسیٰ کی طرف کہ ڈال دے [illegible] عصا اپنا تو وہ اس وقت نگلنے لگا جو وہ جھوٹ بنا رہے تھے تو ثابت ہو گیا

الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۱۸ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا

حق اور باطل ہو گیا جو کچھ وہ کرتے تھے پس وہ وہاں مغلوب ہوئے اور ذلیل ہو کر لوٹے

سحروا اعین الناس میں [illegible] سحر [illegible] ہے [illegible] یعنی جادو کہ لفظ سے معلوم ہوا کہ جادو کسی چیز کی حقیقت کو نہیں بدل سکتا بلکہ ان کے [illegible] دیکھنے والے یہ [illegible] کرتے تھے کہ چیز کی حقیقت بدل گئی ہے۔ دوسری جگہ صرف اسی واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی۔ ان کے جادو سے موسیٰ علیہ السلام کو یہ خیال ہوتا تھا کہ رسیاں سانپ بن کر دوڑ رہی ہیں۔ یہاں بھی تخییل کا ہی ذکر ہے۔ اگرچہ یہ بھی مانا گیا ہے کہ یہ دوسری ایک قسم تھی اس کے علاوہ جادو کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس سے حقیقت شے بدل جاتی ہے لیکن قرآن کے الفاظ سے یہ ثابت نہیں ہوتی۔

۱۱۵؎ یہاں استرہبوا بمعنی ارہبوا ہے یعنی انہوں نے لوگوں کو خوف زدہ کر دیا اور باب استفعال باب افعال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے [illegible] مستفعل بمعنی افعل [illegible]

۱۱۶؎ جب وہ اپنے اس کام سے فارغ ہو گئے اور ان کی رسیاں سانپ کی مانند [illegible] اور فرعون کو اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا [illegible] اپنے ساحروں کے [illegible] پیش [illegible] تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ [illegible] حق کے [illegible] باطل کے [illegible] خوشی سے [illegible] ہوتے [illegible] اس کا اثر جاتا رہا [illegible] موسیٰ [illegible] باطل [illegible] ڈال دیا [illegible] ایک عجیب اژدہا [illegible] سانپ کی طرح چلا اور ان کو نگلنا شروع کر دیا [illegible] جادوگروں کا سارا بنا بنایا کھیل ختم ہو گیا [illegible] میں حق کا بول بالا ہوا اور باطل کو شرمناک شکست ہوئی [illegible] جادو کی حقیقت [illegible] واضح ہو گیا۔

۱۱۷؎ فرعون اور اس کی قوم نے جب یہ [illegible] دیکھا [illegible] شکست ہوئی اور انہیں شرمناک شکست اور وہ بھی مجمع عام میں۔ وہ ذلت سے پانی پانی ہو گئے۔ اب انہیں اس بات میں کوئی شبہ نہ رہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں [illegible] اغراض اور [illegible] مصلحتوں کے پیش نظر وہ آپ پر ایمان لانے کے لیے تیار نہ ہوئے۔

صٰغِرِيْنَ ۝ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ذلیل ہو کر اور گر پڑے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے بولے ہم ایمان لائے سارے جہانوں کے پروردگار پر

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا فرعون نے کہا کیا تم اس پر ایمان لے آئے ہو اس سے پہلے

اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ

کہ میں تمہیں اجازت دوں یقیناً یہ ایک سازش ہے جو تم نے مل کر شہر میں کی ہے تاکہ نکال دو یہاں سے

اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ

اس کے اصل باشندوں کو سو ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا میں ضرور کٹوا دوں گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں

مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا

مخالف سمت سے پھر تمہیں سولی پر چڑھا دوں گا سب کو انہوں نے جواب دیا ہم تو اپنے رب کی طرف

ف۱۴۰ مقابلہ میں جب انہوں نے اپنے جادو کی ناکامی اور موسیٰ کی کامیابی دیکھی تو وہ مجبور ہو کر سجدہ میں گر پڑے اور اس پروردگار پر ایمان لانے کا اعلان کر دیا جس کی ربوبیت اور وحدانیت کا اعلان موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرمایا کرتے تھے۔

ف۱۴۱ مقابلہ کے میدان میں شکست کیا کم تھی کہ جادوگروں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر کے اس کی کمر توڑ دی لیکن فرعون بھی حالات کی نزاکت کو فوراً بھانپ گیا جادوگروں کو خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ موسیٰ بھی تمہارے گروہ کے جادوگروں کا سرغنہ ہے اور تم سب نے مل کر ہماری حکومت کا تختہ الٹنے اور قبطیوں کو ان کے وطن سے نکالنے کی سازش کر رکھی ہے۔ ذرا ٹھہرو ابھی تمہیں اس مکر و فریب کا مزہ چکھاتا ہوں۔

ف۱۴۲ کتنی دردناک سزا ہے جس کی فرعون ان بے چاروں کو دھمکی دے رہا ہے یعنی ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں کاٹ کر زندہ سولی پر لٹکا دینا اور تڑپ تڑپ کر سسک سسک کر جان دینا۔ جوش عشق و محبت کے متوالوں کے علاوہ کون ہے جو اس سزا کو سہنے کے لیے خوشی سے تیار ہو۔

ف۱۴۳ حق جب دل میں اترتا ہے اور انسان کے رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے تو وہ انسان کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے

مُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ

[illegible]

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ

[illegible]

قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَ

[illegible]

اسی واقعہ سے اس کا پتہ چل جاتا ہے۔ ذلت اور پستی کے گڑھے میں گرے ہوئے جادوگروں نے جب حق کو قبول کر لیا [illegible]

چوں بجاں در رفت جان دیگر شود
جاں چو دیگر شد جہاں دیگر شود

[illegible]

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

[illegible]

يَذَرَكَ وَءَالِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيِۦ نِسَآءَهُمْ

[illegible]

وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَٰهِرُونَ ۝ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ ٱسْتَعِينُوا۟ بِٱللَّهِ وَ

[illegible]

ٱصْبِرُوٓا۟ ۖ إِنَّ ٱلْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۖ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ قَالُوا أُوذِينَا مِن قَبْلِ أَن تَأْتِيَنَا وَمِن

اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے مخصوص ہے ١٥٦ انھوں نے کہا ہم تو ستائے گئے اس سے پہلے بھی کہ آپ آئے ہمارے پاس اور

بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ

بعد اس کے بھی کہ آپ آئے ہمارے پاس آپ نے کہا عنقریب تمھارا رب ہلاک کر دے گا تمھارے دشمن کو ١٥٨

وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝ وَلَقَدْ

اور وارث بنائے گا تمہیں زمین میں پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو ١٥٩ اور بے شک

أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ

ہم نے پکڑا فرعونیوں کو قحط سالی اور پھلوں کی پیداوار میں کمی سے تاکہ وہ

فرعون کو مصر کی حکومت ملی ہے تو کیا ہوا اس کا انجام بڑا ہولناک ہوگا اور تم لوگ کامیاب ہو گے ۔ ادھر فرعون کا یہ حال کہ ان کے سردار حلقہ بگوش ہیں اور ہم لاچار ہیں ۔

١٥٧ فرعون کی یہ دھمکی سن کر بنی اسرائیل گھبرا گئے ۔ اور کہنے لگے اے موسیٰ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہم فرعون کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنے رہے ۔ ہمارے معصوم بچوں کو بے دردی سے قتل کیا جاتا رہا اور ہماری خواتین کو انھوں نے لونڈیاں بنائے رکھا ۔ خیال تھا کہ آپ کی آمد سے ہماری مصیبتوں کی کالی رات ختم ہوگی اور ہمیں آرام کا سانس نصیب ہوگا لیکن کچھ نہ ہوا ۔ وہی مصیبتیں ہیں اور وہی ہم ہیں ۔ اب ہم کریں تو کیا کریں ۔ جائیں تو کہاں جائیں ؟

١٥٨ موسیٰ نے انھیں تسلی دیتے ہوئے کہا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور حکومت و اقتدار تمھیں بخش دیا جائے گا ۔

١٥٩ یہ ایک دوسرا مطلب ہوا ہے یعنی تمھیں حکومت و اقتدار عطا فرمانے کے بعد وہ دیکھے گا کہ تم کہاں تک اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہو ؟ اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو کہاں تک پورا کرتے ہو ۔ اللہ تعالیٰ ہر قوم کو موقع دیتا ہے کہ وہ قوت و اقتدار کی مسند پر بیٹھ کر ثابت کرے کہ کیا وہ اس کی اہل ہے یا نہیں

١٦٠ جیسے اس پارہ کی ابتدا میں بتایا گیا کہ کسی قوم پر فیصلہ کن عذاب فوراً ہی نہیں بھیج دیا جاتا بلکہ پہلے اسے مختلف قسم کی تکلیفوں سے دوچار کیا جاتا ہے تاکہ اس کا سخت دل نرم ہو جائے اور وہ اس تنبیہ سے اپنی سابقہ بے راہ روی کی تلافی کرے اور کبھی اس پر نعمتوں کی بارش کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے منعم حقیقی کو پہچان کر اس کی بے پایاں نوازشات سے متاثر ہو کر نافرمانی سے باز آجائے ۔

منزل ٢

يَذَّكَّرُونَ ۝ فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۚ وَإِن

نصیحت قبول کریں [illegible] تو جب [illegible] ہمارے لئے ہے [illegible] اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ ۗ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ

[illegible] موسیٰ [illegible] ساتھ [illegible]

عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس کے ساتھیوں کی شامت اعمال [illegible] ہے

[illegible] علیہ وآلہ وسلم [illegible] من وجدت الطیرة عن حاجته فقد اشرک [illegible]

اللھم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الٰہ غیرک [illegible] (ترجمہ) [illegible] کوئی فال نہیں تیری بھلائی کے بغیر کوئی بھلائی نہیں [illegible] کوئی معبود نہیں [illegible] جائے تو اس کی [illegible] ہوگی۔

بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾

ہمارے پاس نشانی بھی لے آؤ تاکہ تو جادو کرے ہم پر اس سے ہم تو نہیں ہیں تجھ پر ایمان لانے والے ١٤٢

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ

پھر بھیجے ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک ١٤٣

وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿١٣٣﴾

اور خون یہ سب واضح نشانیاں تھیں پھر بھی وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ پیشہ ور مجرم تھے ۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا

اور جب پڑتا ان پر کوئی عذاب تو کہتے اے موسیٰ دعا کر ہمارے لیے اپنے رب سے اس

١٤٢ فرعونی اس مقابلہ کے بعد بھی عدم تسلیم پر رہے اور چند معجزات دیکھ کر بھی دعوت حق دیتے رہے لیکن وہ اپنی ضد اور عناد پر اڑے رہے۔ وہ تو صاف صاف کہہ دیں کہ آپ جو چاہیں جادو کے کرتب دکھاتے رہیں، ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ تو نہیں تھی کہ انہیں موسیٰ کی صداقت میں شک تھا آپ کی صداقت تو ان کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں تھی لیکن اس کو تسلیم کرنا ان کے لیے بڑی کٹھن تھی کیونکہ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے ناجائز اقتدار اور مراعات سے محروم ہو جائیں۔ یہی لوٹ کھسوٹ پر پابندی لگا دی جاتی اور ان کی عیش و عشرت کی محفلیں درہم برہم کر دی جاتیں اس کے لیے وہ تیار نہ تھے یہی رکاوٹیں ہیں جو ہمیشہ حق قبول کرنے کے راستے میں پہاڑ بن کر کھڑی ہو جایا کرتی ہیں۔ مھما کے متعلق علماء کی رائے یہ ہے کہ اصل میں یہ ما ما تھا پہلا ما شرطیہ ہے اور دوسرا جزا کی تاکید کا فائدہ دیتا ہے۔ پہلے ما کے الف کو ھا سے بدل دیا تو مھما ہو گیا۔ قال الخلیل: الاصل ما ما الاولی للشرط والثانیة زائدة توكيدا للجزاء كما تزاد في سائر الحروف مثل اما و حيثما وأينما (قرطبی)

١٤٣ یہاں عذاب کی مختلف صورتوں کا بیان ہو رہا ہے جن میں وقتاً فوقتاً فرعونیوں کو مبتلا کیا گیا۔ طوفان سے مراد کثرت بارش سے سیلاب کا آجانا ہے۔ اور مجاہد اور عطاء سے طوفان سے موت منقول ہے قال مجاہد وعطاء الطوفان الموت۔ نحاس کہتے ہیں کہ لغت میں ہر ہلاک کرنے والی چیز کو طوفان کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں تو سیلاب ہی مراد ہے۔ جراد جمع ہے اس کا مفرد ٹڈی دل ہے۔ قمل کے متعدد معنی ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا قمل وہ گھن ہے جو گندم کو لگ جاتا ہے۔ ابن زید کہتے ہیں

عَهِدَ عِندَكَ ۚ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ

عہد کے سبب جو اس کا آپ سے وعدہ ہے، اگر آپ ہم سے اس عذاب کو ہٹا دیں تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور روانہ

مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰٓ

کر دیں گے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ پھر جب ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب ایک مقررہ

أَجَلٍ هُم بَٰلِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ

مدت تک جس کو وہ پہنچنے والے تھے تو وہ فوراً عہد توڑ دیتے۔ پھر ہم نے بدلہ لیا ان سے تو ان کو غرق کر دیا

فِى الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَٰفِلِينَ ﴿١٣٦﴾

سمندر میں، کیونکہ انہوں نے جھٹلایا تھا ہماری آیتوں کو اور وہ ان سے بالکل غافل تھے۔

کہ اس سے مراد جوئیں ہیں۔ اس کا ایک معنی گھن بھی ہے جو پھلوں اور غلوں میں لگ جاتا ہے، جس نے ان کا جینا دوبھر کر دیا۔ اور ان کے کھانے کے اندر اور بستر میں بھی مینڈکوں کی کثرت سے پیدا ہو گئی جس نے ان کو نالاں کر کے رکھ دیا۔ اس کثرت سے نمودار ہوئے کہ ان کے گھروں کو بھر کے رکھ دیا۔ اور کھانے کے برتن تک ان سے بھر گئے۔ پینے کا پانی خون بن گئے تو وہ خون ہی خون تھا۔

ف یعنی ان عذابوں میں سے جب بھی کوئی عذاب ان پر آتا ہوتا اور اس سے نجات کی جب کوئی صورت نہیں دکھائی دیتی تو بے بس ہو کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتے اور درخواست کرتے اے موسیٰ! اپنے رب سے دعا کر کہ یہ عذاب ٹل جائے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ روانہ کر دیں گے۔ اور جب موسیٰ کی دعا اور برکت سے عذاب ٹل جاتا تو وہ ایمان لانے کا وعدہ توڑ دیتے اور بنی اسرائیل کو آزاد کرنے سے انکار کر دیتے۔ ہر بار وہ وعدہ کرتے اور جب مشکل ٹل جاتی تو پھر اس وعدہ کو توڑ دیتے۔

ف جب وہ کسی طرح ایمان لانے پر تیار نہ ہوئے تو بالآخر ان کو بحر قلزم میں غرق کر دیا گیا۔ بانھم سے اس عذاب کی وجہ بیان کی جا رہی ہے کہ ان کو یہ سزا بلا وجہ نہیں دی گئی بلکہ ان کی مسلسل تکذیب اور بے پروا غفلت کی وجہ سے ان کو یہ عذاب دیکھنا پڑا۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ

اور ہم نے وارث بنا دیا اس قوم کو جسے ذلیل و حقیر سمجھا جاتا تھا ۱۶۵ اس سرزمین کے مشرق و

وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى

مغرب کا جس میں ہم نے برکت رکھ دی تھی اور پورا ہو گیا آپ کے پروردگار کا اچھا وعدہ

عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ یَصْنَعُ

بنی اسرائیل کے متعلق بوجہ اس کے کہ انہوں نے صبر کیا تھا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ کیا کرتا تھا

فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ ۝۱۳۷ وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

فرعون اور اس کی قوم اور جو بلند و بالا عمارتیں ۱۶۶ وہ تعمیر کیا کرتے تھے اور ہم نے پار اتارا بنی اسرائیل کو

الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا

سمندر سے ۱۶۷ تو آئے وہ ایک ایسی قوم پر جو جمے بیٹھے تھے اپنے بتوں کی عبادت پر بنی اسرائیل نے کہا

---

۱۶۵ اپنی شان قدرت و بے نیازی کا اظہار فرمایا جا رہا ہے کہ فرعون اور قوم کے وہ شہر جہاں ہر طرف ان کی بڑائی کا ڈنکا بجتا تھا بنی اسرائیل جیسی ذلیل اور کمزور قوم کو ان کا جانشین اور ان کی وسیع مملکت کا وارث بنا دیا۔ ارض سے مراد یہاں مصر و شام کے دونوں ملک ہیں۔ والارض ھی ارض الشام و مصر (قرطبی) یہ سرزمین ظاہری اور باطنی برکات سے مالامال تھی۔ یہاں کی سرسبزی و شادابی، نہروں کی کثرت اور پھلوں کی فراوانی کے باعث یہ ظاہری برکات کے خزانے تھے اور باطنی برکت یہ تھی کہ شام کا علاقہ کثیر التعداد انبیاء کی قبروں سے مزین تھا اور مصر میں حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کا مزار انور تھا۔

۱۶۶ فرعون کی ساری تدبیریں الٹی ہو گئیں اور اس کے سارے منصوبے ناکام ثابت ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے حکومت و اقتدار کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا۔

فائدہ عرش یعرش ای بنی۔ قال ابن عباس و مجاهد ای ما کانوا یبنون من القصور وغیرها (قرطبی)

۱۶۷ فرعون اور اس کی قوم کے مظالم سے تنگ آ کر بنی اسرائیل حضرت کلیم سے بار بار شکایت کیا کرتے تھے کہ آپ سے پہلے بھی ہم پر ظلم ہوتا رہا اور اب آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی۔ آپ کے ساتھ بھی وہ ناشائستہ اور غیر مہذبانہ گفتگو کرتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی پر عصا مارا۔ سمندر میں کئی شگاف پیدا ہو گئے جن میں سے گزرتے ہوئے وہ دوسرے کنارے پر پہنچ گئے اور فرعون اور اس کا لشکر ان کی آنکھوں کے سامنے غرق ہو گیا۔

يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

[illegible]

تَجْهَلُوْنَ ﴿١٣٨﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٩﴾

[illegible]

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٠﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِذْ أَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

اور وہ وقت یاد کرو جب کہ ہم نے نجات دی تم کو فرعون والوں سے وہ پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب

يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ

مار ڈالتے تھے تمہارے فرزندوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے

رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿١٤١﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا

بڑی آزمائش تھی اور ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے تیس رات کا اور مکمل کیا ان کو

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ

دس مزید راتوں سے پس پوری ہو گئی میعاد اس کے رب کی چالیس راتیں اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی

هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤٢﴾

ہارون سے میرے جانشین رہنا میری قوم میں اور اصلاح کرتے رہنا اور نہ پیروی کرنا مفسدوں کے راستے کی

ف۱ اس کی تشریح سورۃ بقرہ میں گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو فہم القرآن جلد اول ۴۹.۲

ف۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل فرعون کی غلامی سے چھٹکارا پانے کے بعد وادیٔ سینا میں آ کر آباد ہو گئے جہاں انہیں مستقل آزادی حاصل تھی۔ بعد ازاں [illegible] اپنے ہی [illegible] تو [illegible] نعمت سے سرفراز کیے جانے لگے تو ضرورت تھی کہ ایک جامع کتاب دی جائے جس میں زندگی کے ہر شعبے کے لیے واضح ہدایات ہوں گی۔ اب یہ کتاب عنایت کرنے کے لیے آپ کو کوہِ طور پر طلب کیا گیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ [illegible] کر دی گئی تمام مشاغل سے الگ تھلگ ہو کر یادِ الٰہی میں بسر کریں تاکہ ذکر و فکر سے روح و قلب کو وہ قوت و لطافت حاصل ہو جائے جس سے وہ اس بارِ گراں کو اٹھا سکیں۔ انبیاء کرام کی ریاضتیں اور چلہ کشیاں اسی قبیل سے ہیں۔ [illegible]

خصوصية في [illegible] الاربعين [illegible] ينابيع الحكمة [illegible] كقوله عليه السلام من اخلص لله اربعين صباحا ظهرت ينابيع الحكمة من قلبه على لسانه (روح البيان)

ف۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب جبل طور پر [illegible] جانے لگے تو اپنے بھائی ہارون کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور انہیں تاکیدی ہدایات دیں۔ آپ کو اپنی قوم کے مزاج کا علم تھا۔ اس لیے آپ نے حضرت ہارون کو یہ خصوصی تاکید کی کہ [illegible]

وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ

[illegible]

اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ

[illegible]

مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا

[illegible]

[illegible] حضرت ہارون علیہ السلام [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے لیکن منصب رسالت میں آپ سے کم تھے۔ اس لیے آپ کے حکم کے پابند تھے

ف [illegible] چالیس [illegible]

[illegible] علامہ بیضاوی نے یہاں کے دو معنی بیان کیے ہیں۔

۱۔ [illegible] کہ میں تجھے دیکھ سکوں۔

۲۔ [illegible]

ف [illegible] اہل السنۃ والجماعۃ [illegible] کو زیادہ تفصیل کی جائے گی

ف [illegible]

وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ

اور گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہو کر پھر جب آپ کو ہوش آیا تو ۱۵۹ عرض کی پاک ہے تو ہر نقص سے میں توبہ کرتا ہوں

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى

تیری جناب میں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں ۱۶۰ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ میں نے ۱۶۱ منتخب کیا ہے تجھے تمام

النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ

لوگوں پر اپنی پیغامبری سے اور اپنے کلام سے اور لے لو جو میں نے دیا ہے تمہیں اور ہو جاؤ شکر گزار

الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً

بندوں سے اور ہم نے لکھ دی موسیٰ کے لیے ۱۶۲ تختیوں میں ہر چیز نصیحت دینے کے لیے

سے ہوش ہو کر گر پڑے۔

۱۵۹ جب کچھ وقت گزرنے کے بعد انہیں ہوش آیا تو اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے ہوئے اپنے اس سوال پر معذرت پیش کی کیونکہ واصلانِ بارگاہِ الٰہی کے لیے اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی سوال کرنا بھی بہت بڑی بات ہے۔ اسی لیے توبہ کر رہے ہیں۔

رضائے خاطر محبوب شرط دیدار است — بحکم شوق تماشا مکن کہ بے ادبی ست

۱۶۰ یعنی اپنی اُمت کے افراد میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والا میں ہوں۔

۱۶۱ یعنی میں نے اپنا پیغامِ ہدایت پہنچانے کے لیے آپ کے ہمعصروں میں سے آپ کو چن لیا ہے۔ اور آپ کو بلاواسطہ کلام کرنے کی عزت سے ممتاز فرمایا ہے جو نعمت دی جا رہی ہے اسے بصد شوق و مسرت قبول کرو اور اسی پر اس کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ اور ان باتوں کے متعلق سوال نہ کرو جو آپ کی طاقت سے باہر ہیں۔ الناس سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ والمراد من الناس المرسل الیہم (قرطبی)

۱۶۲ جس مقصد کے لیے موسیٰ علیہ السلام کو بلایا تھا اب اس کی تکمیل فرمائی جا رہی ہے۔ یعنی وہ نسخۂ ہدایت و رحمت جس میں ہر طرح کی نصیحتیں اور احکامِ شرعیہ لکھے ہوئے تھے آپ کو دیا گیا۔ یہی تورات تھی جو پتھر کی سلوں پر لکھی لکھائی بیک وقت آپ کو دے دی گئی۔ من کل شیء مما یحتاج الیہ فی دینہ من الاحکام وتبیین الحلال والحرام۔ (قرطبی)

وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا

اور تفصیل ہر چیز کی سو پکڑ لے ان کو زور سے اور حکم کر اپنی قوم کو کہ پکڑے رہیں

بِأَحْسَنِهَا ۚ سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ۝ سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ

اس کی بہتر باتیں عنقریب میں دکھلاؤں گا تم کو گھر نافرمانوں کا میں پھیر دوں گا اپنی آیتوں سے

الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِن يَرَوْا كُلَّ

ان کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق اور اگر دیکھ لیں تمام

۱۴۶ قوت اور مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ پوری کوشش، پختگی، ہوشیاری اور شوق سے اس پر عمل کرنے کا اہتمام کرے اس کو ہاتھ میں لو۔ ای بجد وحزم (قرطبی) ای بعزم وعزیمۃ (بیضاوی)

۱۴۷ یعنی یہ کتاب جو دی ہے سب اچھی ہی ہے [illegible] آپ اس پر عمل کر کے [illegible]۔ آپ نے اس کا حق ادا کیا بلکہ عمل پوری ہمت کے ساتھ ہی قوم کو بھی حکم دیں کہ وہ اس کے احکام اور وعید وبرکت پر عمل کریں اور اس کے وعدوں کی پابندی کریں۔ [illegible] ہماری شریعت کے احکام سے سرکشی کی [illegible] بعض علمائے تفسیر نے مصر وشام کے ممالک مراد لیے ہیں [illegible] قوموں کو نیست ونابود کر دیا گیا اور جن کے کھنڈرات بتا رہے ہیں کہ ان کی عظمت وشوکت کبھی ایسی رہ چکی ہے۔

۱۴۸ یہاں ایک قصہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ [illegible] تکبر کرتے ہیں اور [illegible] کے نشہ میں مست رہتے ہیں۔ اور انبیاء کی مخالفت کرنے میں ہی جان کھوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کتب الٰہی کے سمجھنے کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ ان کی حکمت سے کسی طرح مستفید نہیں ہو سکتے۔ قال قتادہ سامنعھم فھم کتابی وقیل ساصرفھم عن التفکر فیھا والاعتبار بھا ذلك جزاء علی تکبرھم (قرطبی)۔ بغیر الحق کے الفاظ سے یہ بتا دیا کہ [illegible] ہے۔ انہیں ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے آپ کو اتنا اونچا اور بڑا سمجھنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی اطاعت سے بھی عار ہو۔

آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ

نشانیوں کو دیکھ لیں ۱۸۷ تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر دیکھ لیں رشد و ہدایت کی راہ تب بھی وہ نہ اپنائیں اسے اپنا

سَبِيلًا ۚ وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ ذَٰلِكَ

راستہ ۔ اور اگر دیکھیں گمراہی کے راستے کو تو بنا لیں اسے اپنا راستہ ۔ یہ اس وجہ سے ہوا

بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِينَ

اس لیے کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور وہ ان سے غفلت برتتے رہے ۔ اور جن لوگوں نے جھٹلایا

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ

ہماری ۱۸۸ آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو ضائع ہو گئے ان کے سارے اعمال ، کیا انہیں جزا دی جائے گی

۱۸۷ ان کے دل کی آنکھ کھلی ہے اور جو نفس کی حقیقت بینی کی جوہری ہے کہ وہ دلیلیں سمجھتے ہیں بے شمار معجزے دیکھتے ہیں لیکن ایمان نہیں لاتے ۔ نیکی اور ہدایت کا راستہ ان کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے ۔ اس پر چلنے کے لیے انہیں کہا جائے تو ان کا دل ڈوب ڈوب جاتا ہے اور اندھیروں اور تاریکیوں سے بھری ہوئی ضلالت کی راہ پر چلنے کے لیے بے تاب نظر آتے ہیں ۔

۱۸۸ اس حقیقت کو پھر ایک بار واضح کر دیا کہ آیات الٰہی کی جان بوجھ کر تکذیب اور ان کی طرف سے دانستہ غفلت و بے پرواہی انسان کی ابدی شقاوت کا باعث بن جاتی ہے ۔ یہاں بنی اسرائیل کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ کان کھول کر سن لو اس قانون کی رو سے پہلے جو قومیں تباہ و برباد ہو گئیں ان کی وجہ یہی تھی ۔ دولت کے نشہ میں مخمور ہو کر جنہوں نے سرکشی کی ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ان سے چھین لی ۔ اگر تم نے بھی یہی سلوک کیا تو [illegible] اور تورات کے سارے احکام کو پس پشت ڈال دیا تو تمہارا انجام بھی وہی ہوگا ۔ بنی اسرائیل کے علاوہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کو بھی اپنے اس قانون سے جس میں کوئی استثنا نہیں آگاہ کر دیا کہ وہ بھی اگر [illegible] سے [illegible] کی باتیں سنیں [illegible] دل سے اس کے [illegible] کا احترام کریں بلکہ اس کی [illegible] کریں ۔ ایسا نہ ہو کہ اپنے [illegible] رسول کی سنت کو [illegible] اگر انہوں نے بھی ایسا کیا تو ان کو بھی وہی سزا دی جائے گی جو ان سے پہلے نافرمان قوموں کو دی گئی ۔

۱۸۹ نیک اعمال کا اجر قیامت کے دن صرف ان لوگوں کو دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ ، اس کے رسولوں اور روز جزا

إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ١٤٧ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ

سوائے ان کے جو وہ کیا کرتے تھے اور بنا لیا قوم موسیٰ نے ان کے (طور پر) جانے کے بعد

حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ

اپنے زیورات سے ایک بچھڑا جو محض دھڑ تھا اس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات کرتا ہے

وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ١٤٨ وَلَمَّا

اور نہ انہیں کوئی راستہ دکھاتا ہے انہوں نے اسے (خدا) بنا لیا اور وہ تھے ظالم اور جب

برباد ہو گئے کیونکہ انہیں کے اعمال کی غرض و غایت محض خودنمائی اور شہرت کا حصول تھا۔ لیکن وہ لوگ جو خدا پر ایمان لائے اور روز جزا پر یقین رکھتے ہیں قیامت کے دن ان کے اعمال کا پورا معاوضہ ملنا ہے کیونکہ اعمال کرتے وقت ان کے ذہن میں یہی آرزو ہوتی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اگر ایک مسلمان بھی لوگوں کے دکھاوے کے لیے کوئی نیک عمل کرتا ہے۔ پہلی رات شب زندہ داری یا شبانہ روز عبادت و ریاضت سے لوگوں کے دلوں پر اپنی ولایت کا سکہ بٹھانا چاہتا ہے تو اس کے سارے اعمال بیکار ہو جاتے ہیں۔ تو ایسا کرنے کے اعمال کو قیامت کے روز کبھی مستحق اجر نہیں سمجھا جائے گا۔ البتہ دنیا میں ان کو ان اعمال کا معاوضہ مال و دولت یا سیاسی قوت و اقتدار وغیرہ کی شکل میں دے دیا جاتا ہے۔

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کامل ضابطہ حیات لا کر اپنی قوم کو دیں تاکہ ان کی زندگی اطاعت الٰہی کا ایک مکمل نمونہ بن جائے لیکن ان بدبختوں نے آپ کی غیر حاضری کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو جیسے ہی فراموش کر دیا۔ وہ عرصہ جس میں مصریوں کی غلامی میں زندگی بسر کی تھی اس کی نحوست سے ان کے دلوں سے ایمان کی حرارت ختم ہو چکی تھی اور جب ان کا محسن ان کے پاس موجود نہ رہا تو ان کی دبی ہوئی مشرکانہ آرزوئیں انگاروں کی طرح اُبھرنے لگیں۔ اس وقت وہ شریک ٹھہرانے لگے۔ انہوں نے معبود حقیقی سے اپنی بندگی کا رشتہ توڑ لیا اور ایک بچھڑے کی مورتی کی پرستش شروع کر دی۔ ان کی طبیعتیں اتنی بگڑ چکی تھیں کہ معبود بنانے کے لیے ان کی نظر انتخاب جس چیز پر پڑی وہ وہ حیوان تھا جو مصر میں مقدس سمجھا جاتا تھا اور جس کی پرستش ہوتی تھی آپ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ اس کی بات سے ایک بے حس و بے جان بچھڑا سامری نے بنا دیا۔ اس قوم نے جو بے شمار آیات الٰہی کا مشاہدہ کر چکی تھی اسے معبود بنا لیا کہ یہی خدا ہے جس کا بچھڑا ان کے سامنے سامری نے بنا رکھا تھا۔ اس کی توجیہ بجز اس کے اور کیا کی جا سکتی ہے کہ غلامی کا وہ طویل عرصہ جو انہوں نے سرزمین مصر میں بسر کیا تھا۔ وہاں

سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ

سخت پشیمان ہوئے نادم اور دیکھا انہوں نے کہ وہ راہ راست سے بھٹک گئے ہیں تو کہنے لگے اگر نہ

يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ

رحم فرمایا ہم پر ہمارے رب نے اور نہ بخشا ہمیں تو ہم ضرور ہو جائیں گے نقصان اٹھانے والوں سے۔ اور جب لوٹے

وہ اپنے قبیل تک واپس آگئے [illegible]

کے اندر اس کا ایسا نقشہ بنایا کہ جب ہوا اس میں داخل ہوتی تو اس سے بچھڑے کی آواز نکلتی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت ہارون علیہ السلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف یہ محاورہ ہے اور شدت ندامت اور پشیمانی پر دلالت کرتا ہے۔ یقال للنادم المتحیر قد سقط فی یدہ [illegible] کیونکہ انسان شدت ندامت کے وقت اپنا ہاتھ کاٹنے لگتا ہے [illegible] اس لیے اس حالت کو ان الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ [illegible] یعنی جب [illegible] موسیٰ علیہ السلام جب تورات لے کر واپس تشریف لائے اور قوم کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ اٹھا تو انہیں احساس ہوا کہ انہوں نے کتنی بڑی زبردست حماقت کی ہے تو پچھتانے اور افسوس کرنے لگے اور اعتراف کیا کہ [illegible] سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے۔

ف اللہ تعالیٰ نے وہاں ہی موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم کی گستاخی کی اطلاع دے دی تھی۔ آپ غصہ سے غضبناک ہو کر واپس لوٹے [illegible] اسف انتہائی رنج کی حالت کو کہتے ہیں۔ قال ابو الدرداء الاسف منزلة وراء الغضب اشد من ذلك۔ اس کا دوسرا معنی جو عام مشہور ہے وہ حزن و ملال ہے۔ (قرطبی)

مُوسَىٰٓ إِلَىٰ قَوْمِهِۦ غَضْبَٰنَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِى

موسیٰ اپنی قوم کی طرف غضبناک اور رنجیدہ ہو کر تو بولا بہت بری جانشینی کی ہے تم نے

مِنۢ بَعْدِىٓ ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى ٱلْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ

میری میرے بعد کیوں تم نے جلدی کی اپنے رب کے فرمان سے اور ڈال دیں تختیاں اور پکڑ لیا

بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُۥٓ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ٱبْنَ أُمَّ إِنَّ ٱلْقَوْمَ ٱسْتَضْعَفُونِى

سر اپنے بھائی کا اور کھینچنے لگے اپنی طرف ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے! اس قوم نے کمزور سمجھا مجھے

وَكَادُوا۟ يَقْتُلُونَنِى فَلَا تُشْمِتْ بِىَ ٱلْأَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِى مَعَ

اور قریب تھا کہ قتل کر دیتے مجھے ۱۹۲ سو نہ خوش کرو میری وجہ سے دشمنوں کو اور نہ شمار کرو مجھے ۱۹۳

۱۹۲؎ شدت غضب میں بے خیالی میں تختیوں کو جن پر تورات لکھی ہوئی تھی ایک طرف رکھ دیا اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس میں حضرت ہارون علیہ السلام کی غفلت اور مداہنت کا بھی دخل ہے۔ آپ کو سر کے بالوں سے پکڑ کر اپنی طرف زور سے کھینچا۔ کہتے ہیں کہ سات تختیاں تھیں جب آپ نے شدت غضب سے رکھا تو وہ ٹوٹ گئیں۔ چھ تختیاں جن میں ہر چیز کی تفصیل تھی وہ تو اٹھا لی گئیں اور ایک تختی جس میں موعظت و ہدایت تھی وہ باقی رہ گئی۔ روی ان التوراۃ کانت سبعۃ اسباع فی سبعۃ الواح فلما القاھا انکسرت فرفع ستۃ اسباعھا وکان فیھا تفصیل کل شیء وبقی سبع کان فیہ المواعظ والاحکام (قرطبی و بیضاوی)

۱۹۳؎ اگرچہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون سگے بھائی یعنی ماں باپ دونوں کی طرف سے سگے بھائی تھے لیکن ان کے جذبۂ شفقت و محبت کو برانگیختہ کرنے کے لئے صرف ماں کے بیٹے کے الفاظ سے اپنی معذرت کا آغاز کیا۔ وہ کہنے لگے میں نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی۔ میں تو منع کرتا رہا اور یہ ساری قوم ایک ہو گئی۔ انہوں نے مجھے بے بس اور کمزور سمجھتے ہوئے میری کسی بات کی پرواہ نہیں کی۔ نہ صرف یہ بلکہ میرے قتل کے درپے ہو گئے۔ آپ اگر میرے ساتھ اس طرح سختی کریں گے تو دشمن خوش ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ذرا دیکھو دونوں بھائی ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں۔ شماتت کہتے ہیں کسی کی تکلیف سے مسرور اور خوش ہونا اور یہ چیز سخت معیوب ہے۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اپنے بھائی کی مصیبت پر مت خوش ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت سے نجات دے دے اور تجھ کو اس میں مبتلا کر دے۔ لا تظھر الشماتۃ باخیک فیعافیہ

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ

ظالم قوم کے ساتھ۔ موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب بخش دے مجھے اور میرے بھائی کو ۱۹۴ اور داخل کر

رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ

اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ بے شک جنہوں نے بنا لیا بچھڑے کو معبود

سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ

جلدی پہنچے گا انہیں غضب ان کے رب کی طرف سے اور رسوائی دنیوی زندگی میں ۱۹۵ اور یونہی ہم

نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ

سزا دیتے ہیں بہتان باندھنے والوں کو اور جنہوں نے کیے برے کام پھر توبہ کی ان کے

بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَمَّا

بعد اور ایمان لائے بے شک آپ کا رب اس کے بعد بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے ۱۹۶ اور جب

اللہ [illegible]۔ اور حضور کریم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَاءِ وَ شَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ (بخاری) ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بری تقدیر سے، بدبختی سے اور ایسی بات سے جس سے دشمن خوش ہوں۔

ف۱۹۴ یعنی غصہ کی حالت میں اپنے بھائی پر مجھ سے جو سختی ہوئی ہے وہ بھی معاف فرما دے۔ اور اگر میرے بھائی سے ذمہ داری میں کوئی تقصیر ہو گئی ہے تو وہ بھی بخش دے اور ہم دونوں کو اپنی رحمت سے مالا مال فرما دے۔

ف۱۹۵ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی نگاہِ کرم سے محرومی سے بڑھ کر اور کوئی سنگین سزا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے مجرموں کو دنیا میں بھی ذلیل و خوار کر دیا جاتا ہے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اپنے رب کی نافرمانی کر کے وہ دنیا میں بھی چین کا سانس نہیں لے سکتے۔

ف۱۹۶ اس کی رحمت بے پایاں اور اس کی بخشش بے حساب پر قربان۔ کوئی کتنا ہی قصوروار اور خطاکار ہو اس کے در کرم پر حاضر ہو جائے تو اسے بھی محروم نہیں رہنے دیا جاتا۔ آیت میں اس مقام پر اِنَّ رَبَّکَ (بے شک تیرا پروردگار) کے الفاظ کتنے پیارے اور کتنے معنی خیز ہیں۔

سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا

فرو ہوا موسیٰ علیہ السلام کا غصہ تو اٹھا لیں ان تختیوں کو ف۱ اور ان کی تحریر میں

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ۝ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ

ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور چن لیے موسیٰ نے

قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ

اپنی قوم سے ستر مرد ہماری مقرر کی ہوئی جائے ملاقات کے لیے ف۲ پھر جب ان کو آ پکڑا زلزلہ نے تو بولے

ف۱ حضرت ہارون کا معقول عذر سن کر اور قوم کو اپنی غلطی پر نادم و پشیمان دیکھ کر آپ کا غصہ فرو ہوگیا۔ وہ تختیاں جو آپ غصہ سے ڈال دیئے تھے اور جنہیں زمین پر پھینک دیا تھا اب ان کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اٹھا لیا اور اپنی قوم کو بتایا کہ یہ وہ صحیفہ رشد و ہدایت ہے جس کا وعدہ میں نے تم سے کیا تھا جن کے دل میں خوف خدا ہو ان کے لیے اس میں ہدایت بھی ہے اور رحمت بھی۔ لیکن وہ لوگ جن کے دل پتھر ہو چکے ہیں اور خوف الٰہی سے خالی ہیں ان کے لیے اس میں حسرت و نامرادی کے سوا اور کچھ نہیں۔

ف۲ بنی اسرائیل بچھڑے کی پرستش کا اقرار جرم کرنے کے بعد جب پشیمان ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ ہماری معذرت کے لیے بارگاہ الٰہی میں درخواست کیجئے تو آپ نے ان میں سے ستر آدمی منتخب کرکے اپنے ہمراہ لیے کہ وہ یہاں اپنی ساری قوم کے نمائندے کی حیثیت سے توبہ کریں۔ چنانچہ آپ ہی ان کے ستر نمائندوں کی معیت میں طور کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو ایک بادل نمودار ہوا جس نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا۔ وہاں پہنچ کر سجدہ میں گر گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کریم سے گفتگو کی جو انہوں نے سنی۔ جب بادل چھٹ گیا اور سلسلہ وحی منقطع ہوگیا تو کہنے لگے اے موسیٰ ہم تیرے کہنے پر یقین نہیں کریں گے جب تک ہم اپنی آنکھوں سے اللہ کو دیکھ نہ لیں کہ خداوند تعالیٰ تجھ سے کوئی بات کر رہا ہے۔ اس پر زلزلہ کے شدید جھٹکے آنے لگے اور بجلی کڑکنے لگی۔ اس دہشت ناک منظر کی تاب نہ لا کر وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صدمے سے موت واقع ہوگئی۔ اور وہب کی رائے ہے کہ وہ مرے نہیں تھے بلکہ بے ہوشی کی وہ کیفیت طاری ہوگئی تھی کہ قریب المرگ ہوگئے تھے۔ (بیضاوی، قرطبی)

رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

[illegible] اے میرے رب [illegible] اگر تو چاہتا تو [illegible] ان کو [illegible] اور مجھے بھی، کیا تو ہمیں ہلاک کرتا ہے [illegible]

السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ

[illegible] ہم میں سے [illegible] یہ [illegible] مگر تیری آزمائش، تو اس کے ساتھ [illegible] جسے چاہتا ہے اور

تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے، تو ہی ہمارا [illegible] ہے، [illegible] ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم [illegible] اور تو سب [illegible] بہتر

۱ موسیٰ علیہ السلام نے جب [illegible] حالت دیکھی تو [illegible] کا اندیشہ ہوا۔ وہ لوگ جو بہت [illegible] کے [illegible] میں جب [illegible] گئے۔ ان کے [illegible] وہ [illegible] ہو گئے ہیں تو [illegible] اس لیے آپ [illegible] اگر تیری مشیت یہی تھی کہ انھیں ہلاک کر دیا جائے تو انھیں پہلے ہی [illegible] کر دیا ہوتا۔ اب جب یہ میرے ساتھ [illegible] میں [illegible] انھیں ہلاک کر دیا [illegible] بنی اسرائیل [illegible] وہ مجھے [illegible] ٹھہرانے کی [illegible] کے پجاری [illegible] کا مطالبہ کرنے والے۔

۲ فتنہ کہتے ہیں آزمائش اور امتحان کو، ای محنتک [illegible] لا اختبارک وامتحانک (قرطبی)

۳ اگر توفیق الٰہی [illegible] شامل [illegible] تو انسان امتحان و آزمائش کے میدان میں [illegible] ہو سکتا ہے اور اگر اس کی تائید اور توفیق شامل حال نہ ہو [illegible] کی [illegible] اس کی لغزش کا سبب بن جاتی ہے [illegible] سارے [illegible] ہو جاتے ہیں۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ [illegible] عقل کی [illegible] کی بجائے ہر وقت [illegible] رکھے [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] رحمت میں پناہ ڈھونڈے۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے [illegible] کلمات کتنے [illegible] اور حقیقت افروز ہیں۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ [illegible] تیری رحمت سے [illegible] مجھے [illegible] کے لیے بھی اپنی توفیق سے محروم کر کے میرے نفس کے سپرد نہ کر۔ اور میرے تمام حالات کی خود ہی اصلاح فرما۔

۴ اللہ تعالیٰ کے [illegible] ہونے کا اعتراف کرنے کے بعد [illegible] پیش کیا جا رہا ہے۔ ولینا [illegible] دین و دنیا کے تمام کاموں کا [illegible] ہے۔ جب تک [illegible] عافیت، توفیق، ہدایت اور شوق عبادت [illegible] کی طرف [illegible]

الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ

بخشنے والا ہے اور لکھ دے ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی و برکت اور آخرت میں بھی

إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي

بے شک ہم نے رجوع کر لیا ہے تیری طرف ۲۰۲ اللہ نے فرمایا میرا عذاب پہنچاتا ہوں اسے جسے چاہتا ہوں اور میری رحمت

وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

کشادہ ہے ہر چیز پر ۲۰۳ سو میں لکھوں گا اس کو ان لوگوں کے لیے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ

وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ

اور وہ جو ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی

النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ

جو نبی امی ہے ۲۰۴ جس کے ذکر کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات

کریں تو وہاں ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرما

۲۰۲ ھدنا، ہاد یہود سے ہے جس کا معنی رجوع کرنا ہے۔ من ھاد یھود اذا رجع (بیضاوی)۔ یعنی گناہ و قصور کرنے کے بعد ہم پھر تیری بارگاہ رحمت میں حاضر ہو گئے ہیں۔

۲۰۳ یعنی میرے اختیارات تو غیر محدود ہیں۔ جو چاہوں جسے چاہوں کروں کسی کو اعتراض نہیں۔ میری رحمت کے خزانے خرچ کرنے سے ختم نہیں ہوتے۔ میری رحمت کا دامن بہت وسیع ہے۔ لیکن اس کے حقدار صرف وہی لوگ ہیں جن میں یہ صفات پائی جاتی ہیں۔

۲۰۴ اس آیت میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جمیلہ اور حضور کی بعثت کے مقاصد جلیلہ کو بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہونے کی وجہ سے حضور کو رسول اور مخلوق کی طرف مبعوث ہونے کے باعث نبی فرمایا گیا۔ حضور کو امی کہنے کی متعدد توجیہات علماء کرام نے بیان کی ہیں۔ (۱) منسوب الی الام یعنی ھو علی ما ولدتہ امہ لم یکتب ولم یقرء۔ ام یعنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے امی کہا یعنی جیسے نوزائیدہ بچہ پڑھنا لکھنا نہیں جانتا اسی طرح حضور نے بھی کسی استاد سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ اور اس کے باوجود

وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

اور انجیل میں لکھا وہ ان کو حکم دیتا ہے نیکی کا اور روکتا ہے ان کو بدی سے اور

يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ

حلال کرتا ہے ان کے لیے پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان سے

علوم ظاہری و باطنی سے سینۂ مبارک کا بے پڑھے ہوا حضور کا روشن معجزہ ہے۔ [illegible] معجزانہ ظہوری شکل ہے کہ ام القریٰ کی طرف نسبت کی وجہ سے امی کہا گیا اور بعض کی رائے ہے کہ امی امت کی طرف منسوب ہے یعنی حضور علیہ السلام صاحب امت ہیں اور امت کی تا نسبت کے وقت حذف کر دی گئی جیسے قرشی اور مدنی میں تا محذوف ہے۔

ف اس مقام پر حضرت صدر الافاضل قدس سرہ العزیز نے ایک بہت نفیس حاشیہ منقش کیا ہے۔ اس کا ایک اقتباس نقل کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ کتب الٰہیہ حضور سید عالم کی نعت و صفت سے بھری ہوئی تھیں۔ اہل کتاب ہر قرن میں اپنی کتابوں میں ترمیم و تحریف کرتے رہے اور ان کی بڑی کوشش اس پر رہی کہ حضور کا ذکر اپنی کتابوں میں نام کو نہ چھوڑیں مگر ہزاروں تبدیلیاں کرنے کے بعد بھی موجودہ بائبل میں حضور کی بشارت کا کچھ نہ کچھ نشان باقی رہ ہی گیا۔ چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی ہوئی انجیل یوحنا کے باب چودہ کی سولہویں آیت میں ہے: اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ لفظ مددگار پر حاشیہ ہے: اس کے معنی وکیل یا شفیع کے ہیں۔ تو اب حضرت عیسیٰ کے بعد ایسا شفیع جو ابد تک رہے یعنی اس کا دین کبھی منسوخ نہ ہو بجز سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کون ہے۔ پھر انتیسویں تیسویں آیت میں ہے: اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ کیسی صاف بشارت ہے اور حضرت مسیح نے اپنی امت کو حضور کی ولادت کا کیسا منتظر بنایا اور شوق دلایا ہے اور دنیا کا سردار خاص سید عالم کا ترجمہ ہے۔ پھر اسی کتاب کے باب سولہ کی ساتویں آیت ہے: لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اس کی تیرھویں آیت ہے: لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر دین الٰہی کی تکمیل ہو جائے گی اور آپ سچائی کی راہ یعنی دین حق کو مکمل کر دیں گے (خزائن العرفان)

إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ

ان کا بوجھ ف۱ اور وہ طوق ف۲ جو ان پر تھے تو وہ جو اس پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم کی اور

وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

مدد کی اس کی اور پیروی کی اس نور کی جو اتارا گیا اس کے ساتھ وہی (خوش نصیب) کامیاب و کامران ہیں ف۳

ف۱ لفظ اصر دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ بمعنی ثقل (بوجھ) اور بمعنی عہد۔ یہاں دونوں معنی مراد ہیں یعنی احکام شدیدہ کا بوجھ اور عہد جو بنی اسرائیل سے لیا گیا تھا حضور کی شریعت آنے کے بعد وہ ان سے دور کردیئے گئے۔ وضع عنهم بمعنى ما كلفهم الله [illegible] عهده وسقوطه بعد نقضه وثقل تحمله [illegible] مثلاً شریعت موسوی کے چند احکام یہ تھے کہ اگر کسی کپڑے پر پیشاب وغیرہ لگ جائے تو اس حصہ کو کاٹ دینا پڑتا تھا۔ حائضہ عورت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا ممنوع تھا۔ مال غنیمت کا استعمال حرام تھا بلکہ اس کو ایک جگہ جمع کرکے نذر آتش کردیا جاتا تھا۔

ف۲ اغلال جمع ہے اور اس کا واحد غل ہے اس کا معنی ہے طوق۔ اس سے وہی شریعت موسوی کے شدید اور سخت احکام ہیں مثلاً وہ محبت کو بڑا بنیادی کام کی اجازت تھی اگر کوئی کسی کو قتل کردیتا تو دیت کی اجازت نہ تھی بلکہ قاتل کو بطور قصاص قتل کردینا ضروری تھا۔ اسی طرح کئی دیگر احکام تھے لیکن رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے ان احکام میں تخفیف اور نرمی کردی گئی۔ کپڑا پلید ہوجائے تو اس کو پاک کرنے کے لیے دھونا کافی ہے۔ حائضہ عورت سے صرف ہم بستری ممنوع قرار دی گئی۔ دوسری پابندیاں ختم کردی گئیں۔ قاتل سے دیت بھی قبول کرنے کی اجازت دی گئی۔ غنیمت کا استعمال حلال کردیا گیا۔ کتنی آسانیاں اور نرمیاں کردی گئیں۔ مزید برآں صوم وصلوٰۃ [illegible] میں عظمت [illegible] بخشش کا سامان بنادیا گیا۔ آپ کے ظہور سے کائنات میں اجالا ہوگیا۔ توہمات کے قفل ٹوٹ گئے۔ غلامی کی بیڑیاں کٹ گئیں اور انسان کو شرف انسانیت سے مشرف کردیا گیا۔ اغلال جمع ہے اور اس کا عطف اصر پر ہے جو واحد ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصر مصدر ہے اگرچہ مفرد ہے لیکن اس میں کثرت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ فالجواب انه لا مصدر يقع على الكثرة لانه مصدر يقع على القليل والكثير من جنسه مع افراد لفظه (قرطبی)

ف۳ آخر میں بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ بتادیا کہ فوز و سعادت سے صرف وہی سرفراز ہوں گے جو میرے محبوب پر سچے دل سے ایمان لائے اور اس کی تعظیم و توقیر میں کوئی کمی نہ کی۔ اس کے دین کی نصرت اور اس کی شریعت کی تائید کے لیے ہر قربانی دینے پر مستعد رہے۔ اور اس کے لائے ہوئے قرآن حکیم کے ارشادات پر عمل کرنے کے لیے دل و جان سے آمادہ رہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ [illegible] ایمان کے بعد حضور کی تعظیم و توقیر سب سے اہم ہے۔ بلکہ نصرت اور اتباع قرآن کا حق ادا ہی تب ہو سکتا ہے جب دل میں حضور کا ادب و احترام ہو۔ [illegible] کے قرنوں میں

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ

آپ فرما دیجئے اے لوگو بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف اُسکا وہ اللہ جس کے لیے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا

بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی نہیں کوئی معبود سوائے اس کے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے پس ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ

اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی اُمی ہے جو خود ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے کلام پر

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ

اور تم پیروی کرو اس کی تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ اور موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ہے جو بتاتا ہے

بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا وَ

حق کے ساتھ اور حق کے ساتھ ہی انصاف کرتا ہے اور ہم نے الگ الگ کر دیا ان کو بارہ قبیلوں میں جو الگ الگ جماعتیں تھیں اور

ف اس سے پہلے جتنے رسول آئے وہ خاص خاص علاقوں اور مخصوص قوموں کے لیے تھے اور وقت مخصوصہ تک رہبر بن کر آتے تھے لیکن اب جس رشد و ہدایت اور دین و قرآن مجید کا ذکر ہو رہا ہے اس کی شان یہ ہے کہ یہ کسی قوم سے مخصوص ہے اور نہ کسی زمانے سے محدود جس طرح اس کے بھیجنے والے کی حکومت و سرداری عالمگیر ہے اسی طرح اس کے رسول کی رسالت بھی عالمگیر ہے۔ عرب و عجم، سرخ و سفید، عربی و عجمی، اسود و ابیض سب کے لیے وہ رشد و ہدایت کر دی گئی ہے اس بات کا اعلان اس کی زبان حقیقت ترجمان سے کرایا کہ اے لوگو میں تم سب کے لیے اپنے زمین و آسمان کے خالق و مالک کی طرف سے رشد و ہدایت کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ سب قوموں کے لیے ہدایت اور فلاح کا راستہ یہی ہے کہ اس کتاب کی پیروی کرو جو میں لے کر تمہارے پاس آیا ہوں اور میرے نقش پا پر اپنے پیچھے چلو اور میری سنت سے انحراف نہ کرو۔

ف اگرچہ بنی اسرائیل کی بڑی اکثریت کا طرز عمل جو گمراہی تھا وہ ذرا ذرا سی بات پر جھگڑنا، نافرمانی، نبیوں کی مخالفت حتیٰ کہ قتل انبیاء تک ان کا معمول تھا لیکن اس کے باوجود ان میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو سچے دل سے شریعت موسویہ کے پورے پورے پابند تھے تورات کے احکام کی بجا آوری میں تن دہی سے کوشاں تھے مفسرین کرام سے بہت سے اقوال مروی ہیں کہ اس گروہ سے کون گروہ مراد ہے اور وہ کس نے

أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ إِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ

ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف جس وقت پانی طلب کیا ان سے ان کی قوم نے کہ مارو اپنا عصا

الْحَجَرَ ۚ فَانۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ

پتھر کو تو پھوٹ نکلے اس سے بارہ چشمے تحقیق جان لیا ہر ایک گروہ نے

میں تھا لیکن اس آیت کو چونکہ پہلے [illegible] دیا جا چکا ہے اس میں قصہ کا اشکال پیدا ہوتا ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں ہی ایک [illegible] جماعت تھی جب دوسری قوم نے بچھڑے کی پرستش شروع کی تو یہ اپنے مسلک توحید پر ثابت قدم رہی آپ کے انتقال کے بعد بھی وہ اسلام ہی پر [illegible] [illegible] گروہ موجود تھا جو توریت پر کاربند تھا جب [illegible] [illegible] حضور کی بعثت [illegible] اعلان نشانات کو [illegible] توریت میں [illegible] دوسرے یہودیوں کی طرح [illegible] سے انکار نہیں کیا

خلاصہ [illegible] حضرت یعقوب علیہ السلام کے [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام کے دو فرزند [illegible] تھے موسیٰ علیہ السلام جب [illegible] وادی سینا میں پہنچے تو ان کی تعداد [illegible] تھی [illegible] ان کی [illegible] گروہوں میں تقسیم کر دیا اور ہر گروہ کے لیے ایک سردار مقرر کر دیا تا ان کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرے [illegible] پیدا ہو تو اس کا سد باب کرے۔ [illegible] [illegible] ترکیب میں [illegible] عشرۃ کی تمیز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں [illegible] واحد ہونا چاہئے تھا [illegible] اسباط موصوف ہے (بیضاوی، مظہری)

خلاصہ تیہ کے بے آب و گیاہ صحرا میں پانی کا نام تک نہ تھا۔ کوئی ندی نالہ تھا نہ کوئی چشمہ۔ کنواں۔ آپ کی قوم نے شدت پیاس سے بے قابو ہو کر آپ سے پانی کا مطالبہ شروع کر دیا آپ نے [illegible] [illegible] تو حکم ہوا کہ اس پتھر کو اپنے عصا سے مارو [illegible] اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور آپ نے ایک ایک چشمہ ایک ایک قبیلے کے لیے مقرر کر دیا تاکہ باہمی جھگڑے کی نوبت نہ آئے

مَشْرَبَهُمْ ۚ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ

پینے کا گھاٹ اور ہم نے سایہ کر دیا ان پر بادل کا ۲۱۴ اور ہم نے اتارا ان پر من و

السَّلْوٰى ۚ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا

سلوٰی اور فرمایا کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں دیں اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا بلکہ وہ اپنی

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَإِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا

جانوں پر ظلم کرتے رہتے تھے اور جب کہا گیا انہیں کہ آباد ہو جاؤ اس شہر میں ۲۱۵ اور کھاؤ

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ

اس سے جہاں سے چاہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں اور داخل ہو دروازہ میں جھکتے تو ہم بخش دیں گے

لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

تمہاری خطائیں اور زیادہ دیں گے احسان کرنے والوں کو تو بدل دیا ظالموں نے ان میں سے

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ

بات علاوہ اس کے جو کہی گئی تھی انہیں تب ہم نے بھیج دیا ان پر عذاب آسمان سے

---

۲۱۴ اس ریگستان میں جہاں پانی کی ایک بوند بھی نایاب تھی وہاں سایہ دار درختوں کا وجود کہاں لیکن بغیر سایہ کے اس تپتے ہوئے ریگستان کی چلچلاتی دھوپ میں گزر ہو سکتی تھی؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ کرم فرمایا۔ جس علاقہ میں وہ فروکش تھے وہاں پہاڑوں کا سلسلہ تھا لیکن وہ بھی ریت کے ان ڈھیروں میں جہاں پانی کا بھی کوئی انتظام نہ تھا وہاں کھیتی باڑی کیسے ہو سکتی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت خاص سے من و سلویٰ نازل فرما کر ان کو فکرِ معاش سے بھی آزاد کر دیا۔ (ان تمام امور پر حواشی سورۃ البقرہ میں گزر چکے ہیں) ۲ : ۵۷، ۵۸، ۵۹

۲۱۵ اس سے مراد بیت المقدس کا شہر ہے۔ اس پر حواشی سورۃ البقرہ میں گزر چکے ہیں۔

بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ۝ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ

اس وجہ سے کہ وہ ظلم کرتے تھے۔ اور ان سے اس بستی کا حال پوچھو جو سمندر کے کنارے تھی

الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ

سمندر کے جب کہ وہ حد سے بڑھ جاتے تھے سبت کے حکم کے بارے میں جب کہ ان کی مچھلیاں ان کے سبت کے

شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا

کھل کر ان کے پاس آتی تھیں اور جس دن سبت نہ ہوتا وہ نہیں آتی تھیں۔ اس طرح ہم ان کی آزمائش کر رہے تھے ان کی نافرمانیوں کے سبب

يَفْسُقُونَ ۝ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ

اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے

مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ

یا سخت عذاب دینے والا ہے تو انہوں نے کہا تمہارے رب کے حضور معذرت پیش کرنے کے لیے اور اس لیے کہ شاید یہ ڈریں

۲۲۹ بنی اسرائیل کے لیے سبت یعنی ہفتہ کا دن عبادت کے لیے مخصوص تھا اور اس دن کے دوسرے کام کرنے کی انہیں ممانعت تھی۔ احکام الٰہی میں حیلہ و فریب کرنے میں بنی اسرائیل کو جو شہرت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ یہاں ان کی کا ایک واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔

۲۳۰ اس میں اختلاف ہے کہ یہ بستی کون سی تھی۔ قرآن نے اس کا نام ظاہر نہیں کیا ہے ... کے نزدیک اس کا متقاضی ہے لیکن یاد رہے کہ قرآن ... ہے۔ حضرت ابن عباس، عکرمہ اور سدی سے مروی ہے کہ یہ ایلہ شہر تھا جو خلیج عقبہ کے علم سے منسوب ہے۔ یہ شہر ... کے ساحل پر واقع ہے جو ... خشکی میں چلی گئی ہے جسے خلیج عقبہ کہتے ہیں۔

۲۳۱ شُرَّعًا جمع ہے اور اس کا واحد شارع ہے جو شرع سے ہے یعنی ظاہر ہونا۔ ... یعنی مچھلیاں سنیچر کے دن سطح آب پر ابھر کر آتی تھیں۔ حواشی سورۂ البقرہ میں ملاحظہ ہوں، آیت ۶۵۔

۲۳۲ سنیچر کے روز مچھلیوں کے شکار کرنے کے متعلق یہودی تین مختلف گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک گروہ تو وہ تھا جو اس حکم کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا کرتا تھا۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو خود تو شکار نہیں کرتا تھا لیکن شکار کرنے والوں کو اس جرم عظیم سے روکتا بھی نہ تھا۔ تیسرا گروہ وہ تھا جو برابر تبلیغ ... میں مشغول تھا۔ دوسرے گروہ نے تیسرے

وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ

اور شاید وہ ڈرنے لگیں پھر جب انہوں نے فراموش کر دیں وہ باتیں جن کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے بچا لیا انہیں جو روکتے تھے

عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا

برائی سے اور ہم نے پکڑ لیا انہیں جنہوں نے ظلم کیا سخت عذاب سے بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا

يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً

کرتے تھے ۲۲۰ پھر جب انہوں نے سرکشی کی اس سے جس سے وہ روکے گئے تھے ہم نے حکم دیا انہیں کہ ہو جاؤ بندر ذلیل

خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

راندے ہوئے ۲۲۱ اور یاد کرو جب اعلان کر دیا آپ کے رب نے کہ وہ ضرور بھیجتا رہے گا ان پر روز قیامت تک

مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَ

ایسے افراد جو پہنچاتے رہیں گے انہیں برا عذاب ۲۲۲ بے شک آپ کا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور

گروہ کو ہمارا قہر و غضب دیکھیں چاہیے کہ چپ رہو جن کی ہلاکت مقدر ہو چکی ہے انہیں سمجھانے سے کیا حاصل۔ اس ناصح مشفق گروہ نے انہیں جواب دیا کہ ہماری تبلیغ کے دو مقصد ہیں۔ ایک تو یہ کہ قیامت کے روز ہم سے باز پرس کی گئی تو ہم عرض کریں گے کہ تیرا حکم ہم نے ان تک پہنچا دیا۔ اگر انہوں نے ہماری ایک نہ سنی تو ہمارا کیا قصور۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ہمارے وعظ و نصیحت سننے سے کسی کا دل پسیج جائے اور وہ حق اختیار کر لے۔

۲۲۰ نسیان بھول جانا۔ نیز کسی چیز کو چھوڑ دینے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور یہاں اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ والنسیان یطلق علی الساھی والعامد ای ترکوہ عن قصد (قرطبی)۔ بئیس بمعنی شدید۔ جب ان کی نافرمانی اور عصیاں شعاری حد سے تجاوز کر گئی اور ان کے ہدایت پانے کی کوئی امید نہ رہی تو ان پر عذاب الٰہی آیا جس نے ان کو ہلاک و برباد کر دیا۔ اور تینوں گروہوں میں سے صرف وہی گروہ نجات پا سکا جو ان کو وعظ و نصیحت کیا کرتا تھا۔

۲۲۱ ملاحظہ ہو حاشیہ متعلقہ آیت ۶۵ البقرہ ضیاء القرآن جلد اول

۲۲۲ آگاہ اور خبردار کر دینے اور کسی فیصلہ کا اعلان کرنے کو تأذن کہتے ہیں۔ یہ لوگ کون تھے جن کے متعلق اعلان کیا گیا۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے یوم سبت کے متعلق احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا۔ بعض کی رائے ہے کہ ان

إِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ١٦٧ وَقَطَّعْنَٰهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ أُمَمًا مِّنْهُمُ

بیشک وہ غفور رحیم بھی ہے اور ہم نے بانٹ دیا ان کو زمین میں مختلف گروہوں میں ٣٢٣ ان میں سے

ٱلصَّٰلِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ وَبَلَوْنَٰهُم بِٱلْحَسَنَٰتِ وَٱلسَّيِّـَٔاتِ

کچھ نیک تھے اور کچھ اور طرح کے تھے اور ہم نے آزمایا ان کو نعمتوں اور تکلیفوں کے ساتھ

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ١٦٨ فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ

تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں پھر جانشین ہوئے ٣٢٤ ان کے بعد وہ ناخلف جو وارث ہوئے کتاب کے

يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا ٱلْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِن

وہ لیتے ہیں مال اس دنیا کا اور کہتے ہیں ضرور بخش دیا جائے گا ہم کو اور اگر

سے مراد اس دور کی یہودی اُمت ہے اور بعض کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معاصر یہودی ہیں

٣٢٣ یعنی ہم نے ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ ان کا شیرازہ بکھیر دیا۔ وہ دنیا کے مختلف ممالک میں ایک بے بس اقلیت بن کر رہ گئے۔ ان میں سے بعض نیکوکار بھی ہیں اور بعض بدکار بھی۔ ان کو راہ راست پر لانے کے لیے ان کے ساتھ لطف و عنایت کا رویہ بھی اختیار کیا گیا اور ان سے شدت و سختی کا سلوک بھی کیا گیا۔

٣٢٤ یہودیوں کی آئندہ نسلوں کی سیرت کا ایک اور خدوخال بیان کیا جا رہا ہے یعنی وہ مال و دولت جمع کرنے میں اتنے حریص تھے کہ وہ رشوتیں لے کر اللہ تعالیٰ کے صریح اور واضح احکام میں رد و بدل کر دیتے اور تورات کی آیات میں کھلم کھلا تحریف کر دیتے۔ ان کا مرض اب لاعلاج ہو چکا تھا کیونکہ اس سے صحت کی ایک ہی صورت ہو سکتی تھی کہ ان کے دل میں عذاب الٰہی کا خوف پیدا ہو اور وہ اپنے ہولناک انجام سے ڈر کر توبہ کریں۔ لیکن وہاں تو اس کی اب کوئی گنجائش نہ رہی تھی کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو ایک شدید مغالطہ میں مبتلا کر رکھا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لاڈلے اور پیارے ہیں ہمیں دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی نیز ہم تورات کے حامل ہیں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسی خصوصی رعایتیں ہیں جن کی وجہ سے اس قسم کی بے راہ روی سے ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچ سکتی۔ ہماری بخشش کا ہم سے پختہ وعدہ کر دیا گیا ہے۔ جب کسی قوم کے افراد اور تعلیم یافتہ طبقہ کی اخلاقی پستی اور دنیا پرستی کا یہ عالم ہو تو اس کا یہی حال ہوگا۔ امت محمدیہ کے مشائخ و علماء کو اپنی اولاد کی تعلیم اور دینی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ مبادا العیاذ باللہ وہ بھی ان بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں جن میں بنی اسرائیل کے علماء کی اولاد گرفتار ہو گئی تھی۔

يَّأْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَأْخُذُوْهُ ۭ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ

آ جائے ان کے پاس وہ مال اس جیسا تو لے لیتے ہیں اسے بھی کیا نہیں لیا گیا تھا ان سے پختہ وعدہ

الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۭ وَ

کتاب میں کہ نہ منسوب کریں اللہ کی طرف کوئی بات سوائے حق کے اور پڑھ چکے ہیں جو کچھ اس میں ہے اور

الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

دارِ آخرت بہتر ہے ان کے لیے جو ڈرتے ہیں تو کیا تم سمجھتے نہیں اور جن لوگوں نے

يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ

مضبوطی سے پکڑ رکھی ہے کتاب کو اور قائم کی نماز کو بے شک ہم ضائع نہیں کریں گے اجر

ف ۲۲۲ قرآن حکیم نے نہایت واضح الفاظ میں ان کا شاخسانہ ذکر کر دیا کہ وہ یہ کہنے کی کیسے جرأت کرتے ہیں حالانکہ ان سے تو اس بارے میں سخت ترین وعدہ لیا گیا تھا کہ وہ ایسی کوئی بات اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کریں گے جو اس نے نہ فرمائی ہو اتنے پختہ وعدہ کے بعد انھیں کب یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس خود فریبی کا شکار ہوں۔ یہ دنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کا فانی ساز و سامان کیا وقعت رکھتا ہے کہ انسان اس جنت کی ابدی زندگی اور اس کے آرام و راحت کو قربان کر دے۔

لغوی تحقیق۔ (۱) خَلَفٌ اگر لام متحرک ہو تو اس کا معنی نیک اولاد ہے اور خَلْفٌ لام ساکن ہو تو اس کا معنی بُری اولاد ہے۔ خَلْفٌ فی الذم بالاسکان وخَلَفٌ بالفتح فی الحمد (قرطبی) (۲) عرض لغت میں ایسی چیز کو کہتے ہیں جو جلدی فنا پذیر ہو جائے۔ اسی وجہ سے دنیاوی مال و متاع کو بھی عرض کہتے ہیں کیونکہ اس کو بھی بقا نہیں العرض ما لا یکون له ثبات ومنه قیل للدنیا عرض حاضر یعنی ما لا ثبات له (۳) هذا الادنی یعنی یہ جو بہت قریب ہے ای هذا الشیء الادنی (قرطبی)

یہ آیت جہاں یہود کے علماء کی اخلاقی پستی کی مذمت کر رہی ہے وہاں مسلمان مشائخ اور علماء کے لیے بھی اس میں درس عبرت ہے۔ وہ چیز جو علماء و مشائخ یہود کے لیے شرمناک تھی کیا وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین اور کامل ترین بندے اور سید الانبیاء والمرسلین کی امت جسے خیر الامم کے لقب سے نوازا گیا ہے کے علماء و مشائخ کے لیے قابل برداشت ہو سکتی ہے اگر آخری نبی کی آخری شریعت اور آخری کتاب کے امین اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کریں گے اور شریعت کے احکام بھی دولت کمانے کا ذریعہ بنا لیں گے تو پھر اس چشمہ صافی سے دنیا کے پیاسے کیونکر سیراب ہو سکیں گے

الْمُصْلِحِيْنَ ۝ وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا

اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ۲۴۵ اور جب ہم نے ان کے اوپر پہاڑ کو اٹھایا ۲۴۶ گویا وہ سائبان ہے اور وہ سمجھنے لگے کہ

أَنَّهُ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ

وہ ضرور ان پر گر پڑے گا (اس وقت ہم نے کہا) جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم

تَتَّقُوْنَ ۝ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ع

بچ سکو اور (اے پیغمبر) یاد کرو جب تمہارے رب نے ۲۴۷ بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو

۲۴۵ اگر کوئی شخص اصلاح حال کر لیتا ہے تو اس کے گزرے ہوئے عمل [illegible] اس کے عمل ضائع نہیں کر دیئے جائیں گے بلکہ اس کو ان کا اجر پورا پورا عطا کیا جائے گا۔

۲۴۶ لسان العرب میں ہے النتق الزعزعة والجذب والنفض یعنی نتق کا معنی ہلا دینا، زور سے ہلانا، کھینچنا اور جھاڑنا ہے جب پہاڑ میں زلزلہ آتا ہے تو اس طرح کی کیفیت رونما ہوتی ہے اور جو لوگ پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہوئے ہوتے ہیں ان کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ ان پر گرا چاہتا ہے۔ اس قسم کی صورت حال سے بنی اسرائیل کو دوچار کر دیا گیا تا کہ ان کے اندر [illegible] پیدا ہو۔ کتاب خروج باب ۱۹ کی آیات ۱۶ تا ۱۸ میں ہے:

جب تیسرا دن آیا تو صبح ہوتے ہی بادل گرجنے اور بجلی چمکنے لگی اور پہاڑ پر کالی گھٹا چھا گئی اور قرنا کی
آواز بہت بلند ہوئی اور سب لوگ ڈیروں میں کانپ گئے اور موسیٰ لوگوں کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملائے
اور وہ پہاڑ کے نیچے آ کھڑے ہوئے اور کوہ سینا اوپر سے نیچے تک دھوئیں سے بھر گیا کیونکہ خداوند شعلہ میں
ہو کر اس پر اترا اور دھواں تنور کے دھوئیں کی طرح اوپر کو اٹھ رہا تھا اور وہ سارا پہاڑ زور سے ہل رہا تھا۔

اس کے علاوہ نتق کا معنی کھینچنا بھی ہے یعنی کسی چیز کو اٹھا لینا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ وہ اس پہاڑ کو کھینچ کر ان کے سروں پر سائبان کی طرح کر دے۔ [illegible] روایت ہے وہ اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے۔

۲۴۷ علامہ قرطبی نے اس آیت کو قرآن کی مشکل آیات میں شمار کیا ہے اس لیے اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے تفصیل کی ضرورت ہے [illegible] کہ جب [illegible] کا بیان آگے [illegible] میں [illegible] آدم کی ساری اولاد کو جمع کر کے ان سے یہ سوال پوچھا گیا ہو اور انہوں نے بلیٰ کہہ کر [illegible] کیا ہے اور توحید کی بات [illegible] سے انسان کے اندر [illegible] میں ودیعت کی گئی ہے [illegible] کی توحید کا اعتراف کرتے ہوئے [illegible] ہے [illegible]

وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا

اور گواہ بنایا ان کو خود ان کے نفسوں پر (اور فرمایا) کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب سب نے کہا بے شک تو ہی ہمارا رب ہے

اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾

تاکہ تم (یہ) نہ کہو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے ۲۰۱

آیت کے معنی یہ لکھتے ہیں ای نصب لھم دلائل ربوبیتہ ورکب فی عقولھم ما یدعوھم الی الاقرار بھا حتی صاروا بمنزلۃ من قیل لھم الست بربکم قالوا بلی فنزل تمکینھم من العلم بھا وتمکنھم منہ منزلۃ الاشھاد والاعتراف علی طریق التمثیل یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی روشن دلیلیں ان کے لیے قائم کر دی ہیں اور ان کو عقل و بصیرت عطا فرما دی ہے کہ وہ ان دلائل کے پیش نظر اس کی ربوبیت کا اعتراف کریں۔ گویا ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں اور وہ اعتراف کرتے ہیں۔ یہ طرز تمثیل ہے لیکن جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اس آیت کی صحیح تفسیر وہ ہے جو احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پر دست قدرت پھیرا جس کی وجہ سے آپ کی قیامت تک ہونے والی ساری اولاد ظاہر ہو گئی اور ان سے یہ سوال کیا گیا اور انہوں نے بلیٰ سے اس کا جواب دیا۔ اس حدیث سے اور اس کے علاوہ متعدد احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سوال و جواب حقیقت میں ہوا تھا۔ یہ محض تمثیل ہی نہیں جیسے معتزلہ کا خیال ہے۔ ان احادیث صحیحہ کی موجودگی میں کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس آیت کی تفسیر کرنے میں تاویل کریں۔ جو قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ سے قیامت تک ان سب اولاد آدم کو ایک ان چھوٹی چیونٹیوں میں لا سکتا ہے اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ پشت آدم سے ان کی ساری اولاد نکال کر اپنی بارگاہ میں پیش کر دے۔ علامہ قطب الدین شیرازی نے اس مسئلہ پر بڑی عمدہ تحقیق کی ہے جس کو علامہ آلوسی نے بہت پسند کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم سے دو میثاق لیے ہیں ایک حالی اور دوسرا مقالی۔ حالی میثاق تو یہ ہے کہ اس کی فطرت میں عقیدہ توحید کی طرف جو میلان رکھ دیا اور اس کے باطن میں دلائل کے جو چراغ روشن کر دیے ہیں وہ اپنی زبان حال سے بلیٰ کہہ رہے ہیں۔ اور دوسرا میثاق (مقالی) وہ جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے جو روز میثاق کو لیا گیا تھا۔ (روح المعانی)

فائدہ یہاں یہ شبہ دل میں کھٹکنے لگتا ہے کہ وہ عہد جس کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے اور جس کی خلاف ورزی کو جرم قرار دیا جا رہا ہے، آج کسے یاد ہے۔ کیا ایسی چیز جو ہمیں دوبارہ تو یاد نہیں رہی وہ ہم پر حجت قرار دی جا سکتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس میثاق کی یاد اگرچہ ذہن اور شعور سے اوجھل ہے لیکن تحت الشعور میں اب بھی موجود ہے اور انسانی فطرت میں اس کی ایسی جڑیں گاڑ دی گئی ہیں کہ جب بھی اسے کوئی صحیح تربیت اور مناسب ماحول نصیب ہو تو وہ فوراً پھوٹ نکلتے اور ابھر آتے ہیں

أَوْ تَقُولُوٓا۟ إِنَّمَآ أَشْرَكَ ءَابَآؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنۢ

یا یہ کہو کہ شرک تو صرف ہمارے باپ دادا نے کیا تھا پہلے اور ہم تو تھے ان کی اولاد

بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ ٱلْمُبْطِلُونَ ﴿١٧٣﴾ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ

ان کے بعد تو کیا تو ہمیں ہلاک کرتا ہے اس پر جو باطل پرستوں نے کیا اور اسی طرح ہم مفصل بیان کرتے

ٱلْءَايَٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٧٤﴾ وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ٱلَّذِىٓ ءَاتَيْنَٰهُ

ہیں نشانیاں تاکہ وہ واپس آئیں اور پڑھ کر سناؤ انہیں خبر اس شخص کی جس کو ہم نے دیں

توحید کا تجربہ یہی [illegible] کے ساتھ [illegible] ہوتا ہے۔ اگر توحید کو قبول کرنے کی صلاحیت انسان کی فطرت میں ودیعت نہ کی گئی ہوتی تو قرآن حکیم کی [illegible] اس کو توحید کا سبق نہ پڑھا سکتی کیونکہ یہ ساری چیزیں فقط انہیں صلاحیتوں کو ابھارنے کا کام دے سکتی ہیں جو پہلے سے تحت الشعور میں موجود ہوتی ہیں۔ [illegible] کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتا [illegible] لیکن آپ اس کی مناسب تربیت کر کے ایک بہترین درخت تو اگا سکتے ہیں لیکن آپ [illegible] کریں اس کو ہوا میں اگا نہیں سکتے۔ اس کی وجہ یہی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] استعداد رکھی ہے لیکن [illegible] کی صلاحیت نہیں رکھی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ میثاق [illegible] قیامت کے دن ان کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔

؎۲۲ یہ جملہ معطوف ہے اور اس کا معطوف علیہ مقدر ہے تقدیر عبارت یوں ہے۔ لعلھم یتدبرون ویتفکرون فیعلموا ولعلھم یرجعون الی [illegible] (مظہری)، ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

؎۲۳ وہ کون تھا جس کا قصہ اس آیت میں بیان کیا جا رہا ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا ایک بڑا عالم تھا جس کا نام بلعام بن باعوراء تھا اپنے زمانہ میں علم و فضل میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا ہزاروں کی تعداد میں طلبہ اس کی علمی مجلسوں میں حاضر ہوتے اور اس کے خطبات کو قلمبند کرتے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حسد کرنے کے باعث اپنے علم و فضل کے باوجود دولت ایمان سے محروم ہو گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ شخص امیہ ابن ابی الصلت الثقفی تھا جس نے قدیم آسمانی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ اس زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کی تو خواہش تھی کہ یہ عہدہ اسے دیا جائے لیکن جب تاج نبوت رحمت عالمیان کے سر مبارک پر رکھ دیا گیا تو حسد کے مارے جل بھن گیا اور کفر اختیار کیا۔ سعید بن مسیب نے ابو عامر راہب کا

اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ۝۱۷۵

اپنی آیتوں کا تو وہ کترا کر نکل گیا ان سے ۲۳۲ تب پیچھے لگ گیا اس کے شیطان ۲۳۳ تو ہو گیا وہ گمراہوں میں سے

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ

اور اگر ہم چاہتے تو بلند کر دیتے اس کو ان آیتوں کے باعث ۲۳۴ لیکن وہ تو جھک گیا پستی کی طرف اور پیروی کرنے لگا

نام لکھا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں وہ زہد و ریاضت کی زندگی بسر کرتا تھا اور اون کے بنے ہوئے کپڑے پہنا کرتا تھا وہ بھی نبوت کا امیدوار تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تو اس نے کفر کیا۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جب قرآن حکیم نے اس کا نام نہیں لیا تو ہم بھی اس کی تعیین کے درپے نہ ہوں بلکہ اپنا وقت اور کوشش اس کی شخصیت کا سراغ لگانے میں صرف کرنے کے بجائے اس قصہ کو سمجھنے اور اس سے عبرت حاصل کرنے میں صرف کریں۔

۲۳۲ سانپ کے اوپر کی باریک کینچلی کو اتار دینے کو عربی میں انسلخت الحیۃ من جلدھا کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جس طرح سانپ اپنی پرانی کینچلی کو اتار پھینکتا ہے اسی طرح اس شخص نے بھی ان آیات و ہدایات کو اتار کر پھینک دیا اور کفر کی گمراہی اور ضلالت کا لباس اوڑھ لیا۔

۲۳۳ اتبع کا معنی ہے کسی کے پیچھے لگنا۔ اسی معنی میں یہ مقولہ اتبعت القوم ای لحقتھم (قرطبی)۔ جب انسان واضح آیات ربانی کا انکار کرتا ہے اور انہیں پس پشت ڈال دیتا ہے تو شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے اور ہر لمحہ اس کے دل میں وسوسہ اندازی کرنے لگتا ہے۔

۲۳۴ حق تو یہ تھا کہ ان آیات سے جو ہدایت اسے عطا کی گئی تھی اگر وہ اس پر عمل پیرا ہوتا تو معزز و محترم بارگاہ الٰہی میں شمار ہوتا اور مناصب رفیعہ اور مراتب عالیہ پر فائز ہوتا لیکن اس بدنصیب نے تو اس سے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور نفسانی خواہشات کا ایسا پرستار بن گیا اور حرص و لالچ کا اس پر ایسا غلبہ ہو گیا کہ یوں دکھائی دینے لگا کہ اس نے ذلت کی پستیوں سے چمٹے رہنے کا عزم مصمم کر لیا ہے اور وہ کسی طرح بھی انہیں چھوڑ کر ہدایت کی بلندی کی طرف ایک قدم بھی اٹھانے کے لیے آمادہ نہیں۔ و لو شئنا یعنی اگر ہم چاہتے تو اسے بلندی عطا کر دیتے اور اسے مجبور کرتے کہ وہ ان آیات کی روشنی میں راہ حق پر چلتا اور قدم بڑھاتا چلا جائے لیکن ایسی جبری مداخلت ہماری حکمت کے منافی ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر ہلاکت کے گڑھے میں چھلانگ لگانے پر مصر ہوتا ہے اسے اس کا شوق پورا کرنے دیا جاتا ہے۔ اخلد کا صلہ جب الی ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے اس چیز کی طرف مائل ہو گیا۔ اخلد الیہ مال و رکن (منجد)

هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ

اپنی خواہش کی تو اس کی مثال کتے جیسی ہے ۲۳۵ اگر تو حملہ کرے اس پر تب بھی ہانپے اور اگر تو

تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

چھوڑ دے تب بھی ہانپے یہ حال ہے اُن لوگوں کا جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ۲۳۶

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا ِۨالْقَوْمُ

تو آپ سنائیے انہیں یہ قصے شاید وہ غور و فکر کرنے لگیں بہت بُری کہاوت ہے اس قوم کی

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ

جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور وہ اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے جسے ہدایت بخشے

اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

اللہ تعالیٰ سو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جنہیں گمراہ کر دے تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ

اور بے شک ہم نے پیدا کیے ۲۳۷ جہنم کے لیے بہت سے جن اور انسان ان کے دل تو ہیں

---

۲۳۵ کتے کی فطرت میں حرص و طمع کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے جب دیکھو لمبی سرخ زبان چھوڑے اور غلیظ ہڈیوں کی تلاش میں منہ لٹکائے کوچہ بکوچہ پھرتا ہے۔ اس شخص کی مثال بھی ایسی ہے حصولِ دولت کے پیچھے کتے کی طرح ہر حال میں ہانپتا پھرتا ہے۔

۲۳۶ یعنی یہ خستہ حالی و پریشانی اور ہر وقت کا اضطراب کسی ایک منکرِ حق کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو بھی حق کو حق جانتے ہوئے اس سے روگردانی کرتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ اس چیز کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے تاکہ غفلت کے مارے ہوش میں آئیں اور عبرت حاصل کریں۔

۲۳۷ بظاہر اس آیت میں اور وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جنوں اور انسانوں کی اکثریت کی تخلیق ہی جہنم کے لیے کی گئی ہے کہ وہ جہنم کا ایندھن بنیں۔ اور دوسری آیت میں

لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ

لیکن وہ سمجھتے نہیں ہیں ان سے اور ان کی آنکھیں ہیں لیکن وہ دیکھتے نہیں ہیں ان سے اور ان کے کان ہیں

لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ

لیکن وہ سنتے نہیں ہیں ان سے وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ یہی لوگ ہیں

جن و انس کی تخلیق کی غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عبادت کریں۔ مگر ذہن کا پہلے سے یہ جواب یہ ہے کہ اس آیت میں لجہنم پر جو لام ہے وہ لام عاقبت ہے یعنی ان کی تخلیق کا انجام یہ ہوگا کہ وہ اپنی نافرمانی سے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا دیں گے اور ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں لام غایت کا ہے یعنی اصل پیدائش کی حقیقی غرض و غایت یہ تھی کہ یہ عبادت کریں اور سعادت ابدی حاصل کریں اور نیز ابدی کے مستحق ہوں اس لیے آیت میں تعارض نہیں۔ اور لام کا استعمال عاقبت کے لیے قرآن حکیم اور کلام عرب میں کثیر ہے ارشاد باری ہے فالتقطہ آل فرعون لیکون لہم عدوا۔ یعنی موسیٰ کو فرعون کے گھر والوں نے اٹھا لیا تاکہ وہ بڑے ہو کر ان کا دشمن ہے۔ یہاں بھی لام عاقبت کے لیے ہے غایت کے لیے نہیں کیونکہ اٹھانے والوں کا مقصد یہ نہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہو کر ان کی دولت و بادشاہی کا دشمن بنیں بلکہ ان کا مقصد تو یہ تھا کہ جب یہ بڑا ہو جائے گا تو ہمارے کام آئے گا۔ لیکن ان کے اٹھانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بڑے ہو کر ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسی طرح عربی کا ایک شعر ہے

فللموت تغذو الوالدات سخالها کما لخراب الدهر تبنی المساکن

یہاں بھی لام غایت کا نہیں بلکہ عاقبت کا ہے۔ کیونکہ مائیں بچے اس لیے تو نہیں جنتیں کہ وہ مر جائیں اور محلات اور حویلیاں اس لیے تو تعمیر نہیں کی جاتیں کہ وہ ویران ہو جائیں لیکن ہوتا ایسا ہی ہے کہ بچہ جو ماں نے جنا تھا موت کا پیالہ پینا ہی پڑتا ہے اور عالیشان محل کی حالت سے وہ ایک دن بے چراغ ہو کر رہتی ہے

ف ۲۲۵ یہاں ان کے ہولناک انجام کی وجہ بیان کی جا رہی ہے کہ وہ جہنم کا ایندھن اس لیے بنائے گئے کہ دعوت حق اور پیغام ہدایت کو سننے اور اس کے دلائل و شواہد کو دیکھنے کی وسعت تھی انہیں حق فرمائی کی قوتیں عطا ہوئیں انہیں بے کار بنا کر چھوڑ دیا اور بے عقل چوپایوں کی طرح ہو کر رہ گئے جس طرح ان جانوروں کی ساری قوتیں اور استعداد کھانے پینے اور خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لیے وقف ہیں اسی طرح ان انسان نما حیوانوں کا مقصد وحید یہی ہے کہ اچھا کھائیں اور دوسری لذتوں سے لطف اندوز ہوں۔ اور کوئی مقصد پیش نظر نہیں تو اس حالت میں تو یہ حیوانوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ وہ بے عقل ہونے کے باوجود اپنے مالک کی خدمت گزاری سے منہ نہیں موڑتے اور اس کے چلانے پر چلے جاتے ہیں مگر انہیں تو دیکھیں کہ جو بھی کوئی عاقل و حکمت ہے اس لحاظ سے یہ حیوانوں سے بھی بدرجہا بدتر ہیں

الْغٰفِلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا

غافل (بے خبر) ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں نام اچھے ۲۲۴ سو پکارو اسے ان ناموں سے اور چھوڑ دو

الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

انہیں جو کج روی کرتے ہیں اس کے ناموں میں ۲۲۵ عنقریب سزا دی جائے گی انہیں جو وہ کیا کرتے تھے

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ ع۲۲ ۱۲

اور ان سے جنہیں ہم نے پیدا فرمایا ہے ایک جماعت ہے ۲۲۶ جو رہنمائی کرتی ہے حق کے ساتھ اور اس کے ساتھ عدل کرتی ہے اور جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ

جھٹلایا ہماری آیتوں کو ہم آہستہ آہستہ لے جائیں گے انہیں (تباہی کی طرف) ایسے طریقہ سے کہ انہیں علم بھی نہ ہوگا ۲۲۷ اور میں ڈھیل دیتا ہوں انہیں

ف۲۲۴ سب ذکر اس لئے ترغیب اور یقین کا دعویٰ تو ایسا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان قدوسیت اور سبوحیت پر دلالت کرنے والے بڑے پیارے پیارے اور سب خیر والے ہیں۔ جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تو ان پیارے پیارے ناموں سے یاد کرو۔ اپنی طرف سے اس کے لیے نئے نئے نام مقرر نہ کرو کیونکہ تم اس کی صفات شان کو نہیں پہچان سکتے۔ جب تمہاری زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل جائے جو اس کی شان قدوسی کے شایان نہ ہو۔ اور پر یہ سب اُن کے لیے بہتر ہیں۔

ف۲۲۵ لغت میں الحاد کا معنی ہے سیدھی راہ سے ہٹ جانا۔ معنی الحد فی اللغة الميل عن القصد قال ابن السكيت الملحد العادل عن الحق المدخل فيه ما ليس منه (قرطبی)۔ اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں گمراہی اختیار کرنے کا مطلب ہے ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر پر کیا جائے جیسے مسیلمہ کذاب کے پیروکار اس کو رحمٰن یمامہ کہا کرتے تھے یا بت پرستوں نے اپنے بتوں کے نام اللہ تعالیٰ کے اسماء سے مشتق کر کے رکھے ہوئے تھے جیسے اللہ سے لات، عزیز سے عزیٰ اور منان سے منات وغیرہ یا اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے اسماء تجویز کرنا جو اس کی شان عالی کے لائق نہیں یا اسماء الٰہیہ کو سحر وغیرہ کے لیے استعمال کرنا یہ سب طریقے الحاد کے ہیں۔

ف۲۲۶ اس سے مراد نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔

ف۲۲۷ جس وقت انسان سرکشی اختیار کرتا ہے اور اپنے مالک حقیقی کی نافرمانی میں دن رات سرگرم رہتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے مال و دولت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے اس کی قوت، اقتدار اور اختیار کی سرحدیں پھیلتی ہی چلی جاتی ہیں اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ یہی وہ طریق درست ہے جو اس نے اختیار کر رکھا ہے یہاں تک کہ وہ گمراہی کے

لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿١٨٣﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم

انہیں۔ بے شک میری خفیہ تدبیر بہت مضبوط ہے۔ کیا انہوں نے غور و فکر نہیں کیا کہ ان کے صاحب کو

مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١٨٤﴾ أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ

کو جنون سے کوئی علاقہ نہیں وہ تو نہیں مگر ڈرانے والا صاف صاف کیا انہوں نے غور سے نہیں دیکھا آسمانوں اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ

زمین کی وسیع مملکت میں اور جو کچھ بھی پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس میں کہ شاید

أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٥﴾

نزدیک آگئی ہو ان کی مقررہ میعاد تو کس بات پر وہ اس (قرآن) کے بعد ایمان لائیں گے

آخری کنارے تک پہنچا دیتا ہے۔ یا جس طرح مرتاضوں سے ایسے ایسے خرقِ عادت امور ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ ان اطوار پر یہ سامان اور کامرانی سے مسرور ہیں۔ ان پر پردہ چھپتا ہی چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ہلاکت و بربادی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرتا ہے۔ اسی چیز کو استدراج کہتے ہیں۔ اس کا معنی ہے آہستہ آہستہ کسی کو ہلاکت کے قریب کر دینا۔ یعنی سنقربہم الی الهلاک قلیلا قلیلا۔ مظہری۔ الاستدراج هو الاخذ بالتدریج منزلة بعد منزلة (قرطبی)

۲۲۳ کفار کیوں اسلام قبول نہیں کرتے؟ ان کی راہ میں کون سی رکاوٹ رہ گئی ہے۔ اس کے حسن و کمال، صدق مقال کا انہیں اعتراف ہے۔ حضور کی قبل از بعثت چالیس سالہ زندگی کے سارے روز و شب ان کے سامنے ہیں۔ اور یہ کائنات کی کتاب جو کھول کر ان کے سامنے رکھ دی گئی ہے۔ اور جس کے ہر صفحہ پر اللہ تعالیٰ کی توحید کے روشن دلائل ثبت ہیں ان میں کیوں تامل نہیں کرتے؟ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان لانے کی ابھی کیا جلدی ہے۔ ابھی تو بڑا وقت پڑا ہے۔ ایمان لانا اگر ضروری ہی ہوا تو بڑھاپے میں لے آئیں گے۔ بیٹھے بٹھائے کیا کہا جائے۔ نہیں کیا پتہ کہ موت کا پیغام ابھی آجائے اور انہیں یہاں سے بستر گول کر کے کوچ کرنا پڑے۔ پھر وہ کیا کریں گے۔ اگر قرآن جیسی پاکیزہ اور موثر کتاب پر وہ ایمان نہیں لاتے تو پھر اور کون سی ایسی کتاب آئے گی جس کو پڑھ کر وہ ایمان لے آئیں گے۔ انہیں بار بار جھنجھوڑا جا رہا ہے۔ ان کے سارے شبہات کو دور کیا جا رہا ہے۔ ان کے سارے سوالوں کا جواب دیا جا رہا ہے تاکہ کسی کو مجال معذرت نہ رہے۔

۲۲۴ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس درد دل سے انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہتے تھے۔ ان کے انکار کے باعث جس خوفناک انجام سے انہیں گمراہی سے بچانا چاہتے تھے۔ اسے دیکھ کر کفار یہ گمان کرنے لگے کہ ان کا دماغ درست نہیں۔ انہیں جنون کا عارضہ

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ

جسے گمراہ کردے اللہ تعالیٰ تو نہیں کوئی ہدایت دینے والا اس کو اور چھوڑ دیتا ہے انہیں کہ اپنی سرکشی میں

يَعْمَهُوْنَ ۝ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا

بھٹکتے رہیں وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے قیامت کے متعلق کب ہوگا اس کا وقوع آپ کہیے

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ

اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے نہیں ظاہر کرے گا اسے اپنے وقت پر مگر وہی یہ واقعہ بہت بھاری ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْــَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ

اور زمین میں نہیں آئے گی تم پر مگر اچانک وہ پوچھتے ہیں آپ سے گویا آپ خوب تحقیق کرچکے ہیں اس کے

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ

متعلق فرمائیے اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۱۴۳ آپ کہیے

لاحق ہوگیا ہے۔ ورنہ اس سرد مہری اور جانکنی کے بدلے اس سرگرمی اور خلوص و محبت کا کیا معنی۔ ان کی اس غلط فہمی کو دور کیا جارہا ہے کہ وہ تو نذیر مبین ہے۔ اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔

۱۴۳۔ روز قیامت پر ایمان اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ قرآن کریم نے متعدد بار کوشش کی ہے کہ یہ حقیقت لوگوں کے دلوں میں یقینی طور پر راسخ کردے کہ اس زندگی کے بعد انہیں ایک دن رب العزت کے حضور پیش ہونا ہے جب کہ ان کے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور ہر ایک سے ان اعمال کے مطابق سلوک کیا جائے گا جو وہ اس دنیا کی زندگی میں بجا لاتا رہا ہے لیکن جس طرح موت کا وقت لوگوں سے مخفی رکھنے میں حکمتیں ہیں اسی طرح قیامت کے دن کو بھی ظاہر نہیں کیا گیا بلکہ اسے انسانی علم پر پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم میں یہاں بھی اور اس کے علاوہ متعدد مقامات پر قیامت کے وقوع کے علم ہی کی طرف تعرض کیا گیا ہے۔ اس آیت میں ایک مرتبہ دو دفعہ حصر ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ بات [illegible] کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے انہیں [illegible] قیامت کے متعلق حضرت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی [illegible] کے ساتھ مخصوص [illegible] علامات ہی سے [illegible] آٹھویں آیت

وما يعلم تأويله إلا الله والراسخون في العلم کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اس آیت میں جن علماء نے الا اللہ پر وقف کیا ہے انہوں نے متشابہات سے وہ اشیاء مراد لی ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے مخصوص فرمایا ہے "ومن وقف على إلا الله فسر المتشابه بما استأثر الله بعلمه كمدة بقاء الدنيا ووقت قيام الساعة وخواص الأعداد كعدد الزبانية أو بما دل القاطع على أن ظاهره غير مراد ولم يدل على ما هو المراد (بيضاوي)" ترجمہ: جن علماء نے اس آیت میں الا اللہ پر وقف کیا ہے انہوں نے متشابہ کی تفسیر ان امور سے کی ہے جن کے علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کے ساتھ مخصوص کیا ہے جیسے اس دنیا کے بقا کی مدت، قیامت برپا ہونے کا وقت، زبانیہ کی تعداد یا وہ آیت جن کا ظاہری معنی دلیل قطعی کے باعث مراد نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان عبارات سے یہ وہم پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید ان امور کے متعلق دوسرے حضرات کی طرح حضور نبی کریم کو بھی علم نہ تھا اور یہ مجہول ہیں۔ اس وہم کا ازالہ حضرت علامہ آلوسی نے فرما دیا۔ اسی سابقہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں "ولعل الحق أن يقال المتشابه ما استأثر الله تعالى بعلمه ولا يمنع تعليمه لنبي من أنبيائه عليهم السلام ولم يطلعه الله تعالى على وجه يعلمه إلا من شاء الله تعالى [illegible] ولكن [illegible] مع [illegible] ولم يطلع عليه [illegible] (روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۸۰)

ترجمہ: یعنی حق یہ ہے کہ متشابہ کی یہ تعریف کی جائے کہ وہ امور جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے مخصوص فرمایا ہے لیکن اس کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان امور پر مطلع کیا ہو لیکن ان پاک کا تعلق ہو گیا ہو۔ تفصیل بھی اللہ تعالیٰ کے ان محبوبوں کے وہ [illegible] نہیں پہنچ سکتی یا تفصیلاً نہیں تو اجمالاً۔ جب کسی امتی کی نبیوں کی شان یہ ہے تو حضور کی امت کے اولیاء کاملین کے متعلق [illegible] کی جرات نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پہچاننے والی چشم بینا عطا فرمائے۔ آمین

البتہ یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب ان امور کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی جانتے ہیں تو پھر ان امور کے علم کو ذات خداوندی سے مخصوص کرنا اور الفاظ حصر کا ذکر کرنا چہ معنی دارد؟ اس شبہ کا ازالہ بھی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا لکھتے ہیں۔

[illegible] من الصحابة ومن [illegible] على سبيل النظر والفكر (روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۸۰)

یعنی یہ جو دعویٰ کیا جاتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا علم ذاتی نہیں یعنی ان کی تفصیلات اور [illegible] نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ بذریعہ وحی [illegible] علامہ نے دوسرے مقام پر تصریح کی ہے

ويجوز أن يكون الله تعالى قد أطلع حبيبه عليه الصلاة والسلام على وقت قيامها على وجه كامل

لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ

نہیں مالک ہوں میں اپنے نفس کے لیے نفع کا اور نہ ضرر کا مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا

لکن لا علی وجہ یحاکی علمہ تعالیٰ بہ الا انہ سبحانہ اوجب علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتمہ لحکمۃ ویکون ذلک من خواصہ علیہ الصلوۃ والسلام (روح المعانی جلد ۹ صفحہ ۱۳۰)

یہ بھی جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے وقت سے کامل طور پر آگاہ فرما دیا ہو لیکن ایسا علم نہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم ذاتی کے مساوی ہو سکتا ہو۔ اور پھر آپ کو اس کی حکمت بالغہ کے پیش نظر مخفی رکھنے کا حکم دے دیا ہو ۱۲

بعض علماء کرام کہتے ہیں جب یہ تصریح ہو رہی ہے کہ اس کا علم کسی کو نہیں، کسی مقرب فرشتہ کو بھی نہیں دیا گیا تو جیسا کہ اس سے مراد علم ذاتی و کلی ہے جو ذات باری کے شایان شان ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مطلق علم ہی نہیں عطا فرمایا واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم

فائدہ اس آیت کریمہ میں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات مقدسہ سے الوہیت کی نفی فرمائی ہے اور کچھ نہیں، کیونکہ خدا وہ ہے جس کی قدرت کامل اور اختیار مستقل ہو جو چاہے کر سکتا ہے۔ کسی بات سے اسے کوئی روک سکتا ہے اور نہ اسے کسی کام پر مجبور کر سکتا ہے۔ اور جس میں یہ اختیار کامل اور قدرت مستقل نہیں پائی جاتی وہ چاہے کچھ بھی ہو رب کا محتاج ہے اور یہ سارا اختیار اسی کا عطا کردہ ہے۔ یا اللہ کے عطا کرنے سے اپنے اختیار کامل کی بھی دلیل دی گئی ہے اس نفع کی بھی نفی کی اور اگر دیکھا جائے تو یہ ہے کہ حضور کا نفع و ضرر کا کچھ اختیار ہی نہیں فرمایا مجھے حقیقی اور ذاتی اختیار آپ ہی سے نہیں ہے، رب کریم نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کتنا عطا فرمایا ہے تو انسانی عقل کا کوئی پیمانہ اور کوئی حد اس کا اندازہ نہیں کر سکتی اور نہ کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ اسی لیے آیت کریمہ میں ہی فرما دیا ولسوف یعطیک ربک فترضی۔ اے حبیب! تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ کیا عظمت ہے حضور نے اپنی ساری آرزوئیں اور تمام حسرتیں اپنی بات کہتے ہوئے ہر بات اپنے خالق و مالک کی مرضی اور مشیت کے سپرد کر دی اور رب العالمین نے اپنی مشیت کو اپنے محبوب بندے کی رضا و خوشنودی پر منحصر کر دیا۔ بتا دیا مجھے دینے والا میں ہوں اور تمہیں لینا ہے، دیتا رہوں گا جب تک چاہو گے۔ اب اس عالی جناب آقا کی وسعت داماں کو دیکھو، فرمایا جب ولسوف یعطیک ربک فترضی کا مژدہ سنایا تو عرض کی اے کریم! میں تو اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میری امت کا آخری فرد بھی جنت میں نہ پہنچ جائے۔ معلوم ہوا کہ آتش جہنم سے بچا لینا اور فلاح عطا فرما دینا ہی نہیں بلکہ جنت میں پہنچا دینا بھی حضور کی رضا ہے اور یقینی ہے۔

أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوٓءُ ۛ

[illegible] غیب کو جانتا تو بہت [illegible] کر لیتا [illegible] اور مجھے کوئی تکلیف [illegible]

تفسیر: آیت کے پہلے حصے [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] [illegible]

[illegible]

اس تحقیق [illegible] [illegible]

[illegible] علم غیب ذاتی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے کسی غیب کا جاننا [illegible] اللہ تعالیٰ کے بتا دینے سے علم غیب حاصل ہو جاتا ہے۔ [illegible] علم غیب ذاتی ہے اس لیے اس آیت کریمہ سے علم غیب عطائی کی نفی نہیں ہوتی [illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو باعلام اللہ تعالیٰ غیب کا علم حاصل تھا

إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ هُوَ الَّذِي

نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا اس قوم کو جو ایمان رکھتی ہے وہ اللہ ہی ہے جس نے

خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ

پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے اور بنایا اسی سے اس کا جوڑا تاکہ وہ سکون حاصل

إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا

کرے اس کے پاس پھر جب اس نے ڈھانپ لیا اسے تو اسے حمل رہ گیا ہلکا سا پھر چلتی پھرتی رہی اس کے ساتھ پھر جب

أَثْقَلَت دَّعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ

بوجھل ہو گئی تو دونوں نے دعا مانگی اللہ سے جو ان کا رب ہے اگر تو نے بخشا ہمیں تندرست بچہ تو ہم ضرور ہو جائیں گے

۲۰۳؎ توحید کا بیان تب ہی مکمل ہو سکتا ہے جب اس کے ساتھ شرک کا رد بھی کیا جائے۔ چنانچہ اس آیت میں شرک کی تردید کر کے مسئلہ توحید کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اس آیت میں ارشاد فرمایا خدا وہ عزیز و برتر ذات ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہاری تسکین قلب اور راحت و آرام کے لیے تمہاری جنس سے صنف نازک کو پیدا کیا اور محبت و الفت کا رشتہ میاں بیوی کا رشتہ استوار کر دیا۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ ہمیشہ اپنے مولا کے حضور میں سر نیاز خم کیے رہتے اور اس کی عبادت اور یاد میں سرشار رہتے لیکن تمہاری حالت یہ ہے کہ جب تمہیں امید لگتی ہے تو تم دونوں میاں بیوی التجائیں کرتے ہو کہ اے رب۔ اگر تو نے ہمیں صحیح اور تندرست فرزند عطا کیا تو ہم عمر بھر تیرے شکر گزار رہیں گے لیکن جب وہ کرم فرماتا ہے اور تمہاری شاخ آرزو پر امید کا پھول کھلتا ہے اور تمہاری گود ایک خوبصورت بچے سے بھر جاتی ہے تو تم جھٹ اس دینے والے کو بھول جاتے ہو اور کہنے لگتے ہو کہ یہ تو فلاں بارگاہ کا صدقہ ہے۔ یا فلاں آستانے کی نیاز ہے یا یہ فلاں نے بخشا ہے۔ یہ حقیقی احسان فراموشی اور حق ناشناسی ہے۔ محققین علماء کرام کے نزدیک یہ روایت مردود ہے کہ حضرت آدم و حوا نے شیطان کے بہکانے سے اپنے بیٹے کا نام عبد الحارث رکھا تھا۔ حارث شیطان کا نام تھا جس سے وہ فرشتوں میں پکارا جاتا تھا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی سختی سے اس کی تردید کی ہے۔ آیت کا مفہوم مختصراً بیان کرنے کے بعد اب آیت کی مفصل تشریحات ملاحظہ ہوں۔ لیسکن میں ھو ضمیر کا مرجع نفس ہے جو مؤنث سماعی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ تسکن ہوتا لیکن کیونکہ نفس سے مراد یہاں مرد ہے اس لیے معنی کا لحاظ کرتے ہوئے صیغہ مذکر یسکن استعمال کیا۔ اگر یہاں لفظ کی رعایت کی جاتی تو کلام میں غلط فہمی ہو جاتی اور یہ پتہ نہ چلتا کہ اس سے مراد مرد ہے یا بیوی کیونکہ یہاں دونوں مذکور

الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٨٩﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا

ہم ضرور شکرگزاروں میں ہوں گے۔ سو جب اس نے دونوں کو صحیح سالم (اولاد) دے دی ۲۲۸ تو دونوں اس میں جو انہیں دی تھی اللہ کے شریک قرار دینے لگے

فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿١٩٠﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ

سو اللہ بالاتر ہے اس سے جسے یہ شریک ٹھہراتے ہیں ۲۲۹ کیا (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہیں ایسوں کو جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود ہی پیدا کیے

يُخْلَقُوْنَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ

جاتے ہیں اور وہ نہ ان کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں ۲۳۰ اور نہ خود اپنی ہی

ہیں۔ اس لیے معنی اور مفہوم میں التباس کو رفع کرنے کے لیے جنس کے بدلے فرد (مرد) کو پیش نظر رکھتے ہوئے صیغۂ مذکر استعمال کیا۔ فلما تغشّٰھا کی [illegible] ہے۔ فمرت بہٖ ای استمرت بہٖ والمولد بعیت بہ کما [illegible] حیث [illegible] وقعدت ولم [illegible] وشرکت (قرطبی)

۲۲۹ یعنی دونوں میاں بیوی اس نعمت اولاد کی نسبت غیروں کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں اور ان کے نام عبد العزیٰ، عبد اللات رکھ کر شرک کرنے لگتے ہیں۔ شرکاء من [illegible] [illegible] [illegible] (کبیر)

۲۳۰ لا یخلق وھم یخلقون میں دونوں ضمیروں کا مرجع ما موصول ہے لیکن یخلق میں ھو ضمیر واحد ہے اور یخلقون میں ھم ضمیر جمع۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس لیے کہ ما موصول کی دو حیثیتیں ہیں لفظی اعتبار سے وہ واحد ہے اور لا یخلق میں اس کی اسی حیثیت کو معتبر رکھا گیا ہے، دوسری معنوی لحاظ سے جمع ہے اور یخلقون میں اسی معنوی حیثیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ دوسری بات جو یہاں قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ شرکاء سے مراد بت ہیں اور وہ بے جان تھے۔ قاعدہ کے مطابق تو ان کے لیے ضمیر مؤنث ہونی چاہیے تھی یہاں جمع مذکر کا صیغہ کیوں استعمال ہوا تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کیونکہ کفار و مشرکین کا عقیدہ ان کے متعلق یہ تھا کہ وہ بت عقل و حیات رکھتے ہیں اس لیے ان کے عقیدہ کے مطابق ان کا ذکر کیا گیا۔ وھم ضمیر الاصنام جیئ بہ علی تسمیتھم ایاھا الھۃ (بیضاوی، مظہری)

۲۳۱ یعنی یہ بے جان اصنام بھلا کب خدا ہو سکتے ہیں جب کہ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ نہ کسی کا کچھ سنوار سکتے ہیں اور نہ کسی کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ المقصود من ھذہ الآیۃ اقامۃ الحجۃ علی ان [illegible] لا تصلح للالوہیۃ (کبیر)

يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ

مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم بلاؤ انہیں ۲۵۱ ہدایت کی طرف تو نہ پیروی کریں تمہاری

سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

یکساں ہے تمہارے لیے خواہ تم بلاؤ انہیں یا تم خاموش رہو ۲۵۲ بے شک وہ جنہیں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا

تم پکارتے ہو ۲۵۳ اللہ کے سوا بندے ہیں تمہاری طرح ۲۵۴ تو پکارو انہیں پس چاہیے کہ قبول کریں

۲۵۱ کیونکہ وہ نہ سن سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں۔

۲۵۲ قرآن کریم کی ان آیات میں جن میں دعا ہو اور اس کے فاعل مشرک ہیں اور مفعول ان کے معبودان باطل ہیں وہاں تمام متقدمین علماء تفسیر نے دعا سے مراد یہاں عبادت کرنا لیا ہے۔ تدعون ای تعبدون ولن ندعو من دونہ الٰہا (کہف) ای نعبد دونہ آلہۃ (بیضاوی، مظہری) ان الذین تدعون یعنی الذین تدعون الٰہۃ من دون اللہ وتعبدونها (ابن جریر)۔ اس سے پہلے بھی تحقیق گزر چکی ہے جہاں یدعون، تدعون، [illegible] وغیرہ میں دعا کا معنی یعبدون، تعبدون مفسرین کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کیونکہ دعا یا پکار عام مفہوم رکھنے والا لفظ ہے اور بعض تجدد پسند لوگ اس لفظ کے مفہوم کو نہ سمجھنے کے باعث جمہور اہل اسلام کی تکفیر اور ان کو مشرک ثابت کرنے میں اپنی زبان و قلم کا سارا زور صرف کرتے ہیں۔ اس لیے اگر اس کی مزید وضاحت ہو جائے تو بعید نہیں شاید کچھ کم ہو اور اس غیر محتاط منطق کو کوئی روش تیشہ تہذیب نہ ہو جائے۔ علامہ ابن تیمیہ نے اس دعا کی تحقیق کرتے ہوئے جواب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ الدعاء نوعان دعاء عبادۃ ودعاء مسألۃ والعابد داع والسائل داع وبهما فسر قوله [illegible] یعنی دعا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دعا بمعنی عبادت ہے اور ایک دعا بمعنی سوال ہے۔ عبادت کرنے والے کو بھی داعی کہتے ہیں اور سائل کو بھی داعی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرنا شرک ہے لیکن کسی سے مانگنا یا سوال کرنا شرک نہیں۔ جن لوگوں نے قرآن حکیم میں بھی غور و فکر کیا ہے ان پر مخفی نہیں کہ کفار و مشرکین کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا؟ وہ ان کو الٰہ مانتے تھے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ انهم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون ويقولون ائنا لتاركوا الهتنا لشاعر مجنون (صافات)۔ جب انہیں کہا جاتا کہ کہو لا الٰہ الا اللہ تو وہ غرور کرتے ہوئے کہتے ہیں کیا ہم ایک شاعر مجنون کے کہنے پر اپنے آلہۃ خداؤں کو چھوڑ دیں۔ مگر آج بھی کوئی کسی کو الٰہ مانے اور اس کی عبادت کرے خواہ جس کو وہ الٰہ مان رہا ہے اور عبادت کر رہا ہے۔ شمس ہو یا قمر انسان، زندہ ہو یا مردہ اس کو پکارنا شرک ہو گا ہم

لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ أَمْ

تمہاری پکار کا اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا

یا زندہ ایک سے شرک ہے یہاں بھی اگر کہا جائے کہ صاحب [illegible] کے متعلق مدد کرنے والے کا عقیدہ تو شرک نہیں۔ اللہ اس کو بھی شرک قرار دے چکا ہے بڑی جسارت ہے۔ دراصل یہ حقیقت ہے کہ جو پکارنا شرک ہے وہ ہر حال میں شرک ہے اور جو شرک نہیں وہ کسی حال میں بھی شرک نہیں۔ [illegible] زندہ اور وفات شدہ، دور اور نزدیک [illegible] میں آپ خود دیکھیے اگر دور سے پکارنا ہی شرک ہو تو آیا کسی بت کے پاس جا کر اسے پکارنا شرک نہیں ہوا۔ اگر آپ کہیں کہ [illegible] یہاں بھی اس کے پاس [illegible] سے پکارنا ہی شرک ہے تو آپ کا ان بتوں کے بارے میں کیا خیال ہے [illegible] کے سامنے کھڑے ہو کر پرستش اور عبادت کیا کرتے تھے اور ان کے [illegible] یقیناً وہ بھی مشرک تھے اگرچہ وہ دور سے پکارتے نہیں تھے [illegible] پکارنے والوں کا عقیدہ ہے ان کے متعلق ان کا عقیدہ کیا ہے۔ [illegible] تو شرک ہے [illegible] سے [illegible] قرآن کریم نے خود اس کی تصریح کی ہے لَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا [illegible] کرامت کا پکارنا [illegible] شرک نہیں جیسے [illegible] شرک [illegible] عبادت کا [illegible] کی عبادت کرتا ہے [illegible] اشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ [illegible] ان آیات [illegible] اہل اسلام [illegible] ہے آپ کو اہل سنت کہلانے والے [illegible] کے پیروکار [illegible] گئے ہیں۔

[illegible] امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بڑی نفیس بحث کی ہے۔ [illegible] مشرکین [illegible] کے پرستار تھے۔ اور بت پتھر [illegible] کے بےجان بنے ہوئے تھے [illegible] ایسے کیوں کہا گیا۔ امام نے اس کے متعدد جواب دیے ہیں۔ [illegible] مشرکین کا عقیدہ تھا کہ یہ [illegible] سمجھتے ہیں اس لیے ان کے اعتقاد کے مطابق ان سے بات کی گئی۔ [illegible] وحدت هذه الالهة [illegible] [illegible] ان المیین [illegible] ان البتی۔ [illegible] [illegible] بات [illegible] تمہاری طرح [illegible] کیونکر [illegible] [illegible]

لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ

ان کے ہاتھ ہیں پکڑتے ہیں وہ جن کے ساتھ یا کیا ان کی آنکھیں ہیں دیکھتے ہیں جن سے ۲۵۴

أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ

یا کیا ان کے کان ہیں وہ سنتے ہیں جن کے ساتھ آپ کہیے پکارو اپنے شریکوں کو ۲۵۵ پھر سب مل کر میرے خلاف

فَلَا تُنظِرُونِ ﴿١٩٥﴾ إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ

اور مہلت نہ دو مجھے یقیناً میرا حامی اللہ ہے جس نے اتاری یہ کتاب ۲۵۶ اور وہ

بھری قصاری امرھم ان یکونوا احیاء عقلاء فان ثبت ذلک فھم عباد امثالکم ولا فضل لھم علیکم فلم جعلتم انفسکم عبیدا وجعلتموھم الھۃ وارباباً (کبیر) علاوہ ازیں بے جان بتوں کو عباد کہنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح اس کے مملوک ہیں۔ اور تمہاری طرح اس کے پیدا کردہ ہیں۔ وسمیت الاوثان عباداً لانھا مملوکۃ للہ مسخرۃ۔ الحسن، المعنی ان الاصنام مخلوقۃ امثالکم (قرطبی)

۲۵۴ ان کی جہالت اور حماقت کا مزید تذکرہ۔ کیا ہو گیا ہے کہ تم صاحب عقل و ہوش ہوتے ہوئے لکڑی اور پتھر کے بنائے ہوئے بے جان مجسموں کی پوجا کرتے ہو۔ ان کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ نہ تو ان کے پاؤں ہیں کہ ان سے چل سکیں نہ ہاتھ ہیں کہ ان سے کچھ پکڑ سکیں نہ آنکھیں ہیں کہ کچھ دیکھ سکیں

۲۵۵ کفار کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دھمکیاں دیا کرتے تھے کہ آپ ہمارے خداؤں کی توہین کرتے ہیں۔ ان کی تذلیل و تحقیر کرتے ہیں۔ یاد رکھو اگر ہمارے بت برہم ہو گئے تو پھر خیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ اطیب التحیۃ واذکی الثناء کو ارشاد فرماتے ہیں۔ انہیں فرما دو کہ تم اور تمہارے بت میرا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ اور میرا تو محافظ کریم ہے میں اپنے مالک حقیقی کے بغیر کسی کا بندہ بنا ہوں اور نہیں بن سکتا۔

۲۵۶ میرا حامی و ناصر وہ اللہ ہے جس نے کتاب اتاری ہے جو ہمیشہ سے نیک اور فرمانبردار بندوں کے شامل حال رہا کرتی ہے مجھے اسی پر بھروسہ ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت میرا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ سچ ہے کہ اہل حق کے پاس ہی ایک قوت ہے جس کے بل بوتے پر وہ بڑی سے بڑی باطل طاقت سے ٹکرا جاتے ہیں۔ ولی الشیء الذی یحفظہ ویمنع عنہ الضرر۔ (قرطبی) جو شخص کسی کی حفاظت کرے اور ہر قسم کے ضرر سے اسے بچائے اس کو اس کا ولی کہتے ہیں

يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کفایت کیا کرتا ہے نیک بندوں کی [illegible] اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا وہ طاقت نہیں رکھتے

نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى

تمہاری امداد کی اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف

لَا يَسْمَعُوْا ۭ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

تو وہ نہیں سنیں گے اور تو دیکھتا ہے انہیں کہ تکتے ہیں تیری طرف حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ وَاِمَّا

قبول کیجئے معذرت جو لایا ہے اور حکم دیجئے اچھے کام کا اور منہ پھیر لیجئے جاہلوں سے اور اگر

ف۱۹۶ یہ [illegible] ہے [illegible] تمہارے جھوٹے معبودوں کی بے بسی کا یہ عالم ہے [illegible] فیصلہ کرو کامیاب و کامران کون ہوتا ہے [illegible] مقصد یہ ہے کہ [illegible] ان کے معبود [illegible] کوئی امداد نہیں کر سکتے ہیں اور نہ اپنے تئیں بچا سکتے ہیں

ف۱۹۷ [illegible] کوئی عقل و فہم [illegible] انہیں [illegible]

ف۱۹۸ [illegible] معذرت [illegible] آپ کے پاس آئے [illegible] درشتی سے معاملہ نہ کیجئے [illegible] قال العفو ضد الجهد [illegible] والمراد العفو عنهم (روح المعانی) [illegible] آپ لوگوں کو حکم دیجئے العرف المعروف المستحسن من الافعال (بیضاوی)۔ [illegible] آپ [illegible] ان سے الجھئے نہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن میں مکارم اخلاق کے متعلق یہ جامع ترین آیت ہے۔ ولیس فی القرآن آیۃ اجمع لمکارم الاخلاق من ھذہ الآیۃ (قرطبی)۔ ہر مومن کو ان صفات حسنہ سے متصف ہونا چاہئے اور خصوصاً جو حضرات دین کی نشر و اشاعت دین اور تبلیغ [illegible] انہیں تو خصوصی طور پر ان خصائل حمیدہ سے اپنے آپ کو مزین کرنا چاہئے۔ اسی مضمون کو زیادہ تفصیل کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے [illegible] امرنی ربی بتسع الاخلاص فی السر والعلانیۃ والعدل فی الرضا والغضب والقصد فی الغنی والفقر وان اعفو عمن ظلمنی واصل من قطعنی واعطی من حرمنی وان یکون نطقی ذکرا وصمتی فکرا

يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ

پہنچے آپ کو کوئی شیطان کی طرف سے ذرہ برابر وسوسہ تو فوراً پناہ مانگئے اللہ سے بے شک وہ سب کچھ سننے والا ۲۶۰

عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

جاننے والا ہے بے شک وہ لوگ جو تقویٰ اختیار کیے ہیں ۲۶۱ جب چھوتا ہے انہیں کوئی خیال شیطان کی طرف سے

ونظری عبرۃ آمین۔

ترجمہ۔ مجھے میرے پروردگار نے نو باتوں کا حکم دیا ہے۔

۱۔ ظاہر و باطن میں خدا کا خوف رکھوں۔
۲۔ خوشنودی و ناراضگی میں عدل کروں۔
۳۔ خوشحالی و تنگدستی میں میانہ روی اختیار کروں
۴۔ جو مجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر دوں
۵۔ جو قطع تعلقی کرے اس سے صلہ رحمی کروں
۶۔ اس کو دوں جو مجھے محروم رکھے۔
۷۔ میری زبان گویا ہو تو ذکر الٰہی سے
۸۔ خاموشی کی حالت میں اس کی آیتوں میں غور و فکر کروں۔
۹۔ اور میرے دیکھنے میں عبرت پذیری ہو۔

۲۶۰۔ نزغ کا اصل معنی ہے نیزہ وغیرہ کی نوک سے چبھونا یعنی انگلیوں کے پوروں سے کسی کو کچوکا دینا۔ اس کا مطلب ہے کسی کو کسی برائی پر اکسانا اور کسی گناہ پر آمادہ کرنا۔ والنزغ والنخس وهو كغرز برؤس الاصابع واستعير ههنا للتحريك الى الشر اي اغراؤه ووسوسته۔ یعنی سابقہ آیت میں محاسن اخلاق کی تعلیم دینے کے بعد ہدایت فرمائی کہ شیطان انسان کی طبعی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو کسی ایسے کام پر اکسانے لگے جو آداب نبوی کے خلاف ہے اور دل میں وسوسہ اندازی کرنے لگے تو اس سے بچاتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر شیطان کی اس فریب کاری اور وسوسہ اندازی سے پناہ مانگئے۔ وہی ذات پاک اس کے ڈگمگاتے ہوئے پاؤں کو ثبات بخشے گی۔ حضرت عبدالرحمن بن زید سے مروی ہے کہ جب پہلی آیت نازل ہوئی تو حضور نے عرض کی کیف یا رب والغضب؟ اے رب غصہ کا کیا علاج؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۶۱۔ اللہ تعالیٰ تیری ہر بات بھی سنتا ہے اور تیری التجا کو بھی جانتا ہے وہ یقیناً تمہیں شیطان کے شر سے بچائے گا۔ یا تیرے دشمنوں کے اقوال کو بھی سنتا ہے اور ان کے اعمال کو بھی جانتا ہے وہ خود اپنی قدرت سے تمہیں ان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھے گا تمہیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت۔

۲۶۲۔ نیک بندوں اور پرہیزگاروں کو اگر کوئی شیطانی وسوسہ راہ حق سے بھٹکانے لگتا ہے اور اپنے دام فریب میں گرفتار کرنے لگتا ہے تو فوراً ان کا ضمیر بیدار ہو جاتا ہے اور وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں اور توبہ و استغفار شروع کر دیتے ہیں جس

تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۚ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى

(اللہ کو) یاد کرنے لگتے ہیں تو اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں کھینچے لیے جاتے ہیں انہیں

الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا

گمراہی میں پھر وہ (ذرا) کمی نہیں کرتے اور جب نہیں لاتے آپ ان کے پاس کوئی نشانی۲۶۳ تو کہتے ہیں کیوں نہ

اجْتَبَيْتَهَا ۗ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ

گھڑ لی تم نے کوئی نشانی فرمائیے میں تو صرف پیروی کرتا ہوں اس کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف میرے رب کی طرف سے یہ روشن دلیلیں ہیں تمہارے

مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا

رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہیں اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے اور جب ۲۶۴

کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شہوت و غضب کی گرد چھٹ جاتی ہے غفلت کی تاریکی دور ہو جاتی ہے اور شیطان کا دام ہمرنگ زمین صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ اور وہ دھوکے کے اس مقام سے صحیح سلامت گزر جاتے ہیں۔

۲۶۳؎ ویسے تو اجتبیٰ کا معنی چن لینا ہے لیکن یہاں اس کا معنی اپنی طرف سے گھڑ لینا ہے۔ یقال اجتبیت الکلام ای جمعته وصنعته واخترعته او اختلقته من عند نفسه (قرطبی)۔ کفار حضور سے عجائبات اور معجزات کی فرمائشیں کیا کرتے اور جب ان کی توقع کے خلاف ان کی مرضی کی آیات نہ اترتیں تو کہنے لگتے کہ آپ اپنی طرف سے کیوں نہیں بنا کر پیش کر دیتے۔ ان نا سمجھوں کو معلوم نہ تھا کہ رسول کی امانت داری کا یہ احساس ہے کہ اپنی ذات میں کسی طرح کا عیب آجانا بھی برداشت نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اپنی طرف سے کوئی آیت وضع کر کے اسے اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دے۔

۲۶۴؎ جب حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو شور و غل مچاتے تاکہ دوسرے وہاں کو سننے نہ دیتے۔ اگر کسی آیت کے متعلق کوئی فرمائش پیش کرتے اور وہ پوری نہ ہوتی تو۔۔۔ وہ طعن کرتے کہ جیسے خود بخود یہ بنا لیتے ہو اسی طرح ایک آیت ہماری طرف سے بنا کر پیش کر دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے کفار! جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو اسے غور سے سنو۔ اس کے سننے سے پہلا فائدہ یہ ہے کہ رحمت الٰہی کے دروازے تم پر کھل جائیں۔ دوم اس دعوت حق کو قبول کرنے کے لیے اپنے سینہ کو کشادہ پاؤ گے۔ اور بہت ممکن ہے کہ اس کے ظاہری جمال اور معنوی حسن سے متاثر ہو کر تمہیں یقین ہو جائے کہ یہ کسی انسان کا نہیں بلکہ رب ذوالجلال کا کلام معجز نظام ہے۔ علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ ہر شخص پر واجب ہے کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو وہ مؤدب ہو کر خاموشی سے بیٹھ جائے اور غور سے اس کی آیات طیبات کو سنے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت

قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾

پڑھا جاتا ہے قرآن مجید تو اس کو کان لگا کر سنو اسے اور خاموش ہو جاؤ تاکہ تم پر رحمت کی جائے

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ

اور یاد کرو اپنے رب کو ﷻ اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے اور زبان سے بھی چلائے بغیر

الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ

اُسے یاد کرو صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی اور نہ ہو جاؤ یاد الٰہی سے غافل رہنے والوں سے بے شک

کا مستحق بن جائے۔ وظاهر الامر يقتضي وجوبهما حيث يقرء القرآن مطلقا وعامة العلماء على استحبابهما خارج الصلوة (بیضاوی)۔ یعنی آیت کے الفاظ تو اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سننا واجب ہے لیکن عام علماء کا قول ہے کہ یہ مستحب ہے۔

فائدہ: دل کے آئینہ سے غفلت کا غبار اور روح کے زنگ کو دور کرنے کا ذریعہ ذکر الٰہی ہے۔ اور ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کی صبحیں اور شامیں یاد الٰہی میں بسر کرے۔ ذکر کب کیا جائے؟ یہ تو واضح ہے جب ان میں مذکور فرما دیا۔ ذکر کرتے وقت انسان عاجزی اور انکساری کا مجسمہ بنا ہو، دل خوف اور خشیت الٰہی سے کانپ رہا ہو اور اسے اس بات کا ہر وقت شدید احساس ہو کہ اس کے اعمال اور اس کا ذکر اس بارگاہ رحمت و جلال کے شایان شان نہیں۔ ذکر چلا چلا کر نہ کرے جس میں بے ادبی کا شائبہ ہو بلکہ درمیانہ آواز سے کیا جائے جس میں ادب اور سنجیدگی ہو۔ ایک رات حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ چپکے چپکے ذکر میں مشغول ہیں۔ اور حضرت فاروق کے گھر کے پاس سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ بلند آواز سے ذکر میں مصروف ہیں۔ صبح ہوئی تو دونوں کو بلایا۔ حضرت ابوبکر کو ہدایت فرمائی کہ ذرا بلند آواز سے ذکر کیا کرو۔ اور حضرت عمر کو فرمایا کہ ذرا آہستہ ذکر کیا کرو۔ رضی اللہ عنہما وصلی اللہ علی حبیبہ و آلہ وسلم۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے جو لکھا ہے کہ اگر ذکر بالجہر میں ریا کا اندیشہ ہو یا نمازیوں اور آرام کرنے والوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پھر آہستہ ذکر کرنا مستحب ہے۔ بصورت دیگر ذکر بالجہر افضل ہے۔ وقد جمع النووي بين الاحاديث الواردة في استحباب الجهر بالذكر والواردة في استحباب الاسرار به بان الاخفاء افضل حيث خاف الرياء او تأذى المصلون او النائمون والجهر افضل في غير ذلك … ان الشيخ المرشد قد يامر المبتدي برفع الصوت لتنقلع من قلبه الخواطر الراسخة فيه (روح البيان)۔ تشریح طلب: جیسے [illegible] ۔ الغدو جمع غدوة

الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ

جو ۲۴۹ مقرب ہیں تیرے رب کے وہ تکبر نہیں کیا کرتے اس کی عبادت سے اور اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں

الثلث
سجدۃ

وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۩

اور اُسی کو سجدہ کرتے ہیں

قال الجوھری الاصیل الوقت بعد العصر الی المغرب وجمعه اُصُل وآصال واصائل۔ (قرطبی)

۲۴۹ الذین سے مراد ملائکہ ہیں۔ اس سورۃ کا اختتام فرشتوں کے ذکر خیر سے کیا جا رہا ہے۔ اور بتایا جا رہا ہے کہ جب یہ نورانی اور پاک مخلوق ہر وقت اپنے پروردگار کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہے۔ ان کی زبانیں اپنے رب قدیر کی حمد و ثنا اور تسبیح و تحمید میں زمزمہ سنج ہیں اور ان کے دل اس کی یاد میں محو ہیں اور ان کی پیشانیاں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں۔ تو انسان جو مسجودِ ملائک ہے اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اس کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے مولائے کریم کی عبادت اور اطاعت میں صبح و شام کوشاں رہے۔ ہر دم اس کی یاد، اس کے ذکر اور اس کی محبت میں سرشار رہے۔ اللھم اجعلنا من عبادک القانتین المخلصین الذاکرین بجاہ رحمۃ للعالمین علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات واطیب التسلیمات۔

یہ آیت سجدہ ہے اور اس طرح کی بقول اصح چودہ آیتیں ہیں۔ جن کو جب انسان پڑھے یا سنے تو سجدہ کرے۔ اسے سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔ اس کے ادا کرنے کی بھی وہی شرطیں ہیں جو سجدۂ نماز کی ہیں۔ یعنی باوضو ہو، پاک جگہ ہو۔ تفصیلی احکام کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الانفال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام اس سورۂ پاک کا نام الانفال ہے کیونکہ اس کا آغاز انفال، اموال غنیمت، کے احکام بیان کرنے سے کیا گیا ہے۔ اس کی آیتوں کی تعداد پچھتر اور کلمات کی تعداد ایک ہزار پچیس ہے۔ اگرچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس کی سات آیتیں وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ مکی ہیں لیکن صحیح قول یہی ہے کہ یہ سورۃ تماماً مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

زمانۂ نزول: سورۃ کے مضامین میں غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس کا نزول ۲ھ غزوۂ بدر کے بعد ہوا کیونکہ اس سورۃ کا بیشتر حصہ غزوۂ بدر سے متعلق ہے اس لیے اس کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس غزوہ کے محرکات و اسباب اور اس سے پیدا ہونے والے نتائج کا مختصر جائزہ لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا پیارا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور اس کے جاں نثار غلام بارہ تیرہ سال تک کفار مکہ کے ظلم و ستم کو صبر و سکون سے برداشت کرتے رہے۔ اور ان کے دل کی دنیا میں نور حق سے اجالا کرنے میں کوشاں رہے لیکن اسلام کا پودا ان کے دلوں کی سنگلاخ سرزمین میں جڑ نہ پکڑ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کچھ انسانوں کو جن میں سرفہرست یثرب کی ایک بستی کے بسنے والے تھے اسلام کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ حج کے ایام میں وہاں سے کچھ لوگ حاضر ہوتے اور مشرف باسلام ہوتے۔ ہجرت کے بارھویں سال قبیلہ خزرج کا ایک قافلہ جو پچھتر افراد پر مشتمل تھا آیا اور حضور کے دست حق پرست پر بیعت کی اور یہ بھی درخواست کی کہ حضور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں رونق افروز ہوں۔ انہیں ان حالات اور مشکلات کا پورا احساس تھا جن سے انہیں دوچار ہونا تھا لیکن وہ ان کا سامنا کرنے کے لیے بخوشی تیار تھے۔

ہجرت کے بعد صورت حال یکسر بدل گئی۔ مکہ کے مظلوم و ستم رسیدہ مسلمان مدینہ طیبہ میں جمع ہو گئے۔ وہاں کے دو بڑے قبیلوں اوس و خزرج میں اسلام کی روشنی بڑی تیزی سے پھیلنے لگی قلیل مدت میں مسلمانوں کی ایک معتد بہ جمعیت معرض وجود میں آ گئی۔ اور اسلام کی اشاعت کا کام جو تیرہ سالہ مکی زندگی میں نہ ہو سکا وہ یہاں چند ماہ میں ہو گیا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی مہاجرین و انصار کو اخوت کے رشتہ میں پرو دیا ہر مہاجر کا کسی انصاری کے ساتھ بھائی چارہ قائم کر کے اسلامی معاشرہ کی نہایت استوار بنیادوں پر تشکیل کر دی پھر یہودی قبائل جو مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں اقامت پذیر تھے ان کے ساتھ دوستی کے معاہدے کیے جن میں ہر ایک کو مکمل مذہبی آزادی دی

کے ساتھ بھی طے پا گیا کہ اگر کسی طرف سے مدینہ پر حملہ کیا جائے تو سب مل کر اس حملہ کا مقابلہ کریں گے۔

ان نازک حالات سے بے خبر ہو کر [illegible] ساحلی [illegible] راستے پر بسنے والے قبائل سے مسلمانوں کے دوستانہ معاہدے ان کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ تھے [illegible] سب جانتے تھے کہ اسلام کا [illegible] ان کے [illegible] و جاہ و وجاہت کے لیے موت کا پیغام ہے۔ اس لیے انہوں نے مدینہ کی جمعیت اسلامی اور اہل اسلام کے لیے [illegible] دشمنی [illegible] مدینہ [illegible] تحمل کرتے تھے [illegible] حقیقت [illegible] ہو گئے [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] اس [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے [illegible] اس کے [illegible] کے خلاف [illegible] ایک [illegible] اور اس کے [illegible] سے [illegible] تھے [illegible] کے علاوہ [illegible] مدینہ کی [illegible] تھی [illegible] کے استقبال میں [illegible] تھا اور اس مقصد کے لیے مسلمانوں [illegible] دل میں یہ [illegible] ملک [illegible] حالت کی [illegible] اپنا [illegible] قریش [illegible] انہیں اپنے [illegible] مقاصد کے لیے استعمال کریں گے لیکن جب [illegible] اسلام اور [illegible] مضبوط [illegible] شخصیت اور [illegible] دکھائی [illegible] جب وہ مسلمانوں کی [illegible] چنانچہ [illegible] اسلام کے خلاف [illegible] مدینہ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] کوئی مسلمان ہاتھ آ جاتا تو اس پر حملہ کرنے سے بھی باز نہ آتے۔

ان حالات میں کیا مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہتے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتے کہ کس طرح مخالفت کی تند آندھیاں اٹھتی ہیں اور [illegible] اسلام [illegible] کس [illegible] طوفان [illegible] کرتے ہیں [illegible] مدینہ میں [illegible] تھے [illegible] اس لیے اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [illegible] اقدامات فرمائے۔

[illegible] اسلام [illegible] تجارتی [illegible] قیمت [illegible] کر جاتے تھے [illegible] ایک وقت [illegible] مشہور مستشرق [illegible] کے اندازہ کے مطابق [illegible]

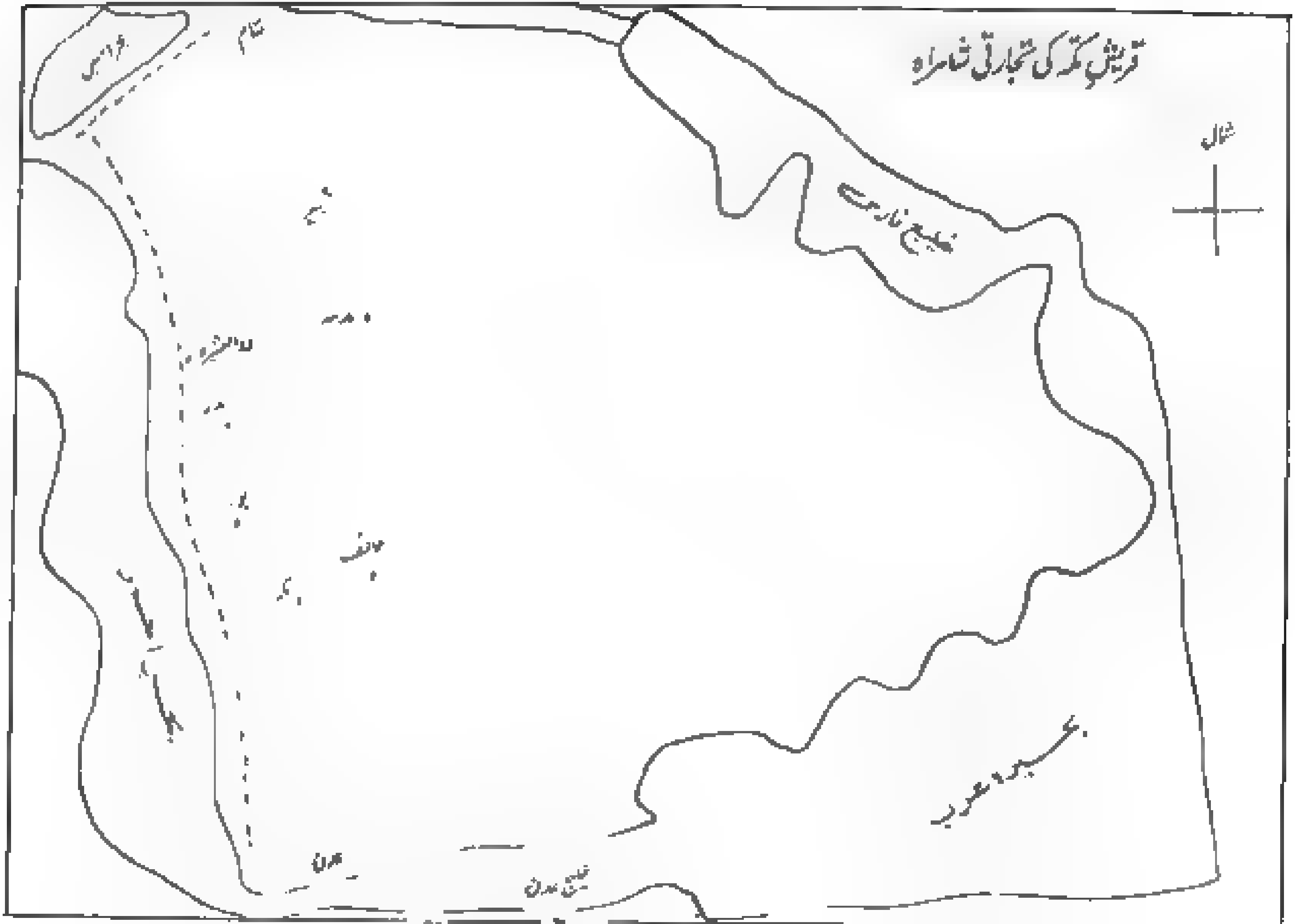

قریش مکہ کی تجارتی شاہراہ

شمال
خلیج فارس
بحیرہ عرب
شام
بحیرہ احمر
عدن
خلیج عدن

پابندی تجارت پر موقوف اہل مکہ کی تھی۔ اور ان کی تمام تر معیشت کا انحصار اسی پر تھا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے بنی ضمرہ، بنی مدلج وغیرہ قبائل سے معاہدے کیے جو اس شاہراہ کے اردگرد سکونت پذیر تھے۔ اس قسم کے اپنے ساتھ ملانے کے بعد کفار مکہ کو مرعوب کرنے اور ان کو اپنی کمزوری کا احساس دلانے کے لیے گاہے گاہے چھوٹے دستے بھیجنے شروع کر دیئے۔

ہجرت کا دوسرا سال تھا، اور شعبان کا مہینہ تھا (فروری ۶۲۴ء) جب ابوسفیان کی قیادت میں اہل مکہ کا ایک تجارتی قافلہ جس میں پچاس ہزار دینار کی مالیت کا سامان تھا شام سے مکہ کی طرف لوٹ رہا تھا۔ اس کے ساتھ محافظ دستے کی تعداد بہت کم تھی۔ اس وجہ سے کہ کہیں مسلمان اس قافلہ کی اطلاع پا کر اس پر حملہ کر دیں، ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجرت دی اور اسے دوڑایا کہ مکہ والوں کو مطلع کرے کہ وہ اس قافلہ کو مسلمانوں کی دست برد سے بچانے کے لیے پہنچیں۔ جب وہ مکہ پہنچا تو اس نے عرب دستور کے مطابق اپنے اونٹ کے کان کاٹ ڈالے، اس کی ناک چیر دی، اپنے پالان کو الٹ دیا۔ اپنی قمیص کو آگے پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور بلند آواز سے پکارنا شروع کر دیا۔ یا معشر قریش اللطیمۃ اللطیمۃ اموالکم مع ابی سفیان قد عرض لها محمد فی اصحابه لا اری ان تدرکوها الغوث الغوث۔ اے گروہ قریش! تجارتی مال و اسباب، تمہارا سامان، تمہارے اموال جو ابوسفیان کے قافلے میں تھے ان پر محمد علیہ السلام نے اپنے یاروں سمیت حملہ کر دیا ہے۔ میں نہیں خیال کرتا کہ تم اس کی حفاظت کر سکو گے۔ فریاد کو پہنچو، فریاد کو پہنچو۔

یہ سنتے ہی ابوجہل نے لوگوں کو جنگ پر ابھارنا شروع کر دیا۔ تقریباً مکہ کا ہر گھر اس تجارت میں حصہ دار تھا بلکہ اس مہم میں ہر شخص کا ذاتی مفاد بھی تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک ہزار کا لشکر جرار تیار ہو گیا جس میں سو زرہ پوش گھڑ سواروں کا دستہ بھی تھا۔ بڑے کروفر سے یہ لشکر اپنے قافلہ کی حفاظت کے لیے چلا۔ راستہ میں انہیں اطلاع ملی کہ قافلہ بخیر و سلامت مسلمانوں کی زد سے بچ کر نکل گیا ہے۔ اس پر کچھ لوگوں نے یہ رائے دی کہ ہماری اس مہم کا مقصد پورا ہو گیا ہے اس لیے اب سب کو واپس لوٹ جانا چاہیے لیکن ابوجہل اور لشکر کی بھاری اکثریت اس پر مطمئن نہ ہوئی کیونکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ مسلمانوں کی اس مختصر جمعیت کو آج ہی ٹھکانے لگا دیا جائے تاکہ ان کا رعب اور ان کی تجارتی شاہراہ جو ان کی رگ حیات ہے، اس خطرہ سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے اور اس کے اردگرد بسنے والے قبائل بھی اتنے ہراساں اور مرعوب ہو جائیں کہ وہ ان کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت بھی نہ کر سکیں۔

حضور نبی کریم تین سو تیرہ مسلمانوں کی جمعیت لے کر مدینہ سے چلے جن میں ۸۳ مہاجر، ۶۱ قبیلہ اوس اور باقی ۱۷۰ کے قریب قبیلہ خزرج کے افراد تھے۔ حضور جب مدینہ سے روانہ ہوئے تو پیچھے آپ کو اطلاع ملی کہ ابوجہل ایک لشکر جرار لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اب مسلمانوں کا مدمقابل دو جماعتیں تھیں۔ ایک قافلہ تجارت جس کے محافظوں کی تعداد تیس چالیس کے لگ بھگ تھی بلکہ دوسرا جنگجو اور تجربہ کار جوانوں کا ایک لشکر جرار تھا جس کی قیادت مکہ کا مشہور سردار ابوجہل کر رہا تھا جو تعداد میں مسلمانوں کی اس مختصر جماعت سے تین گنا تھا اور سازوسامان اور اسلحہ میں مسلمانوں کو اس سے کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ حضور رحمت عالم

حالات کا اگر یہ عالم رہا تو یہ تھے حضورؐ کو یہ معلوم تھا کہ اگر آج کمزوری دکھائی گئی تو عرب میں بھی [illegible] کے موقعے مل جائیں گے اور مسلمانوں کے حالات ابھی مسائل اکثر تر کر لیں گے خود مدینہ میں مسلمانوں کے لیے رہنا مشکل ہو جائے گا۔ یہودی اور منافق جو ابھی تک [illegible] رہتے ہیں وہ بھی دلیر ہو جائیں گے۔ اور داخلی امن کی خاطر یہ ضروری ہو جاتا تھا اس لیے اب موقع تھا کہ اس وقت سے فائدہ اٹھا کر دشمن پر پوری طاقت سے ضرب لگائی جائے

لیکن کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ایک عام مشاورت منعقد کی گئی جس میں مہاجرین و انصار سب شریک تھے۔ ان کے سامنے حضورؐ نے ساری صورت حال پیش کر دی۔ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ نے اپنے اپنے جاں نثارانہ جذبات کا اظہار کیا۔ پھر حضرت مقدادؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی [illegible]

[illegible] یا رسول اللہ! جیسے اللہ کا حکم ہے تشریف لے چلیے ہم حضورؐ کے ساتھ ہیں۔ ہم حضورؐ کی خدمت میں وہ بات نہیں عرض کریں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہی تھی کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم تو یہ عرض کریں گے کہ آپ چلیے آپ کا رب کریم دشمن سے لڑو ہم بھی سب آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اشیروا علی ایہا الناس اے لوگو مجھے مشورہ دو [illegible] انصار کی جانب اشارہ تھا کہ شاید [illegible] انصار کے سردار سعد بن معاذ نے اٹھ کر عرض کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] لعل الله يريك منا ما تقر به عينك فسر بنا على بركة الله

اے اللہ کے رسول! آپ ہماری [illegible] ہم تو آپ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ جو کچھ آپ لائے ہیں وہ حق ہے اور آپ کی اطاعت کا پختہ وعدہ کیا۔ جدھر کا قصد ہے تشریف لے چلیے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم جس نے آپ کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر آپ سمندر میں کودنے کا حکم دیں تو ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ہم میں کوئی ایک بھی پیچھے نہ رہے۔ میدان جنگ میں ہمارے جانبازوں سے اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا۔ اللہ کی برکت پر چلیے [illegible]

اس طرح سرداروں کا [illegible] بدر کے مقام پر پہنچ [illegible] وہاں ایک طرف حضورؐ کے لیے ایک چھپر [illegible] بنا دیا گیا۔ جنگ سے ایک روز پہلے حضورؐ اپنے صحابہ کی معیت میں میدان جنگ کے نشیب و فراز دیکھنے تشریف لے گئے [illegible] اور اسی [illegible] مقامات کی نشاندہی بھی فرماتے گئے جہاں کل [illegible] کفار کے سرداروں کی لاشیں گرنے والی تھیں [illegible] کے گرنے کی جگہ ہے [illegible] یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے

رات کو سب لوگ آرام سے سوئے تھے لیکن حضور علیہ التحیۃ والثناء بیدار تھے۔ ساری رات اللہ سے نصرت اور

مسلمانوں کی تسکین کے لیے وہ [illegible] وقت ہے جب [illegible] کو جنت کی بشارت [illegible] کا شکر [illegible] میں مصروف تھے [illegible] فتح کو دیکھا اور مسلمانوں کی [illegible] فرمایا [illegible] میں واپس تشریف لائے اور بارگاہ [illegible] میں [illegible] کر دیا [illegible] [illegible] قرآن میں جو فتوحات [illegible] کے سب سامان سے بہتر [illegible] اب آٹھ [illegible] تیری [illegible] [illegible] مسلمانوں کو [illegible] ذلیل ہو [illegible] تیری بھی عبادت نہیں کی جائے گی۔

مسلمانوں [illegible] تھی [illegible] تعالیٰ نے [illegible] کے لشکروں [illegible] جنگ کا مشاہدہ [illegible] قوت [illegible] کو کچلنے کے لیے [illegible] حق [illegible] کے وجود [illegible] کو پاش پاش [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کے باعث حق [illegible] [illegible] میں [illegible] حق و باطل کو الگ الگ کر دیا

[illegible] کے متعلق اس سورۃ میں گفتگو [illegible] واضح کر دیا کہ [illegible] جماعت میں [illegible] پر مغرور ہو کر [illegible] ارشادات مصطفوی سے سرتابی کرنے لگے۔

[illegible] تقسیم کا طریقہ بھی واضح طور پر بیان کر دیا [illegible] جنگ کے متعلق [illegible] اخلاق کی تکمیل ہے وہ [illegible] ہر حالت میں [illegible] اخلاق کی [illegible]

سورۃ کے آخری حصہ میں [illegible] کے ساتھ [illegible] کی شان بھی بیان فرما دی جن کی [illegible] قربانیوں [illegible] سے دین اسلام کو کامیابی [illegible] نصیب ہوا تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کے [illegible] اسلام کی [illegible] [illegible] شہادت [illegible] کر دیا [illegible] مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے متعلق اسلام کے [illegible] تھے [illegible] شکوک و شبہات

کا شکار رہنا چاہتا ہے تو بڑے شوق سے لیکن بے علمی اور بے خبری کی وجہ سے لوگ اس میں مبتلا نہ ہوں۔

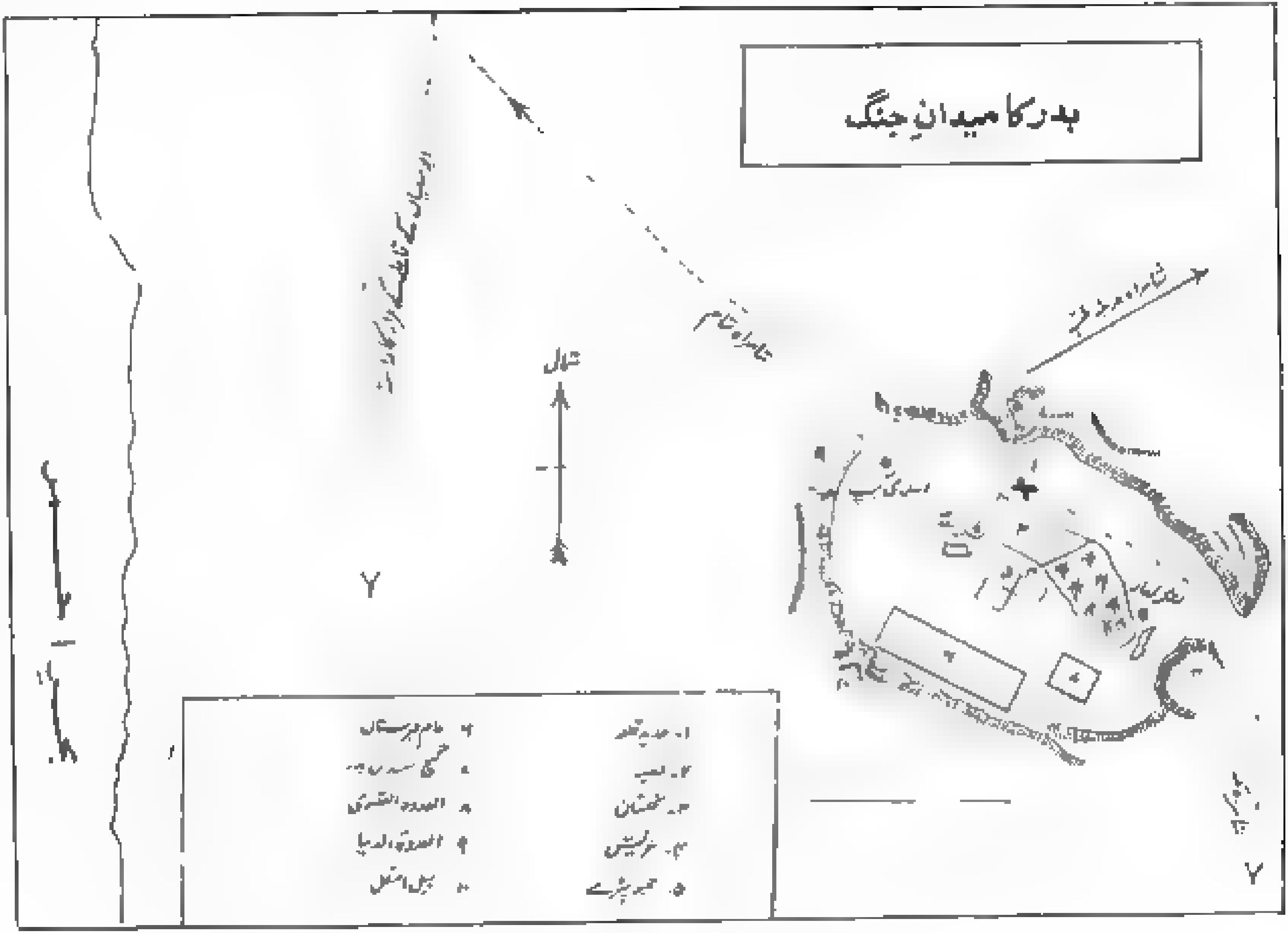
بدر کا میدان جنگ
شاہراہ مدینہ
شاہراہ شام
شمال
بحر احمر
۳۔ نخلستان
۴۔ قریش
۸ العدوۃ القصوی
۹ العدوۃ الدنیا
۱۰ جبل اصفل

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الانفال مدنی ہے اور اس کی ۷۵ آیتیں اور ۱۰ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا

دریافت کرتے ہیں آپ سے غنیمتوں کے متعلق۔ آپ فرمائیے غنیمتیں تو صرف اللہ اور رسول کی ہیں پس ڈرتے رہو

لہ طلوع اسلام سے پہلے اہل عرب کسی قانون و ضابطہ کے پابند نہ تھے۔ ان کی زندگی کی ساری سرگرمیاں رسم و رواج سے وابستہ تھیں۔ صلح و جنگ کے رسم و رواج میں [illegible] کے ہاتھ آتا [illegible] اسلام نے بتدریج ان کی اس بے راہ روی [illegible] آہستہ آہستہ [illegible] اس [illegible] سال [illegible] اور سرکشی [illegible] جنگ [illegible] میں [illegible] آہستہ آہستہ [illegible] سے پایا [illegible] حضرت [illegible] عظمت و [illegible] لشکر [illegible] مسلمانوں کے [illegible] میدان [illegible] میں [illegible] اور بعض [illegible] آگے [illegible] مال پر قبضہ کر لیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ اسے تقسیم کیسے کیا جائے کیونکہ [illegible] رسم و رواج کے مطابق [illegible] کے ہاتھ لگے [illegible] اسلام اس کے متعلق کوئی واضح ہدایت دے کر ہمیشہ کے لیے اس [illegible] ختم کر دینا چاہتا ہے۔ قرآن حکیم نے قل الانفال للہ والرسول فرما کر اس ساری [illegible] ختم کر دیا کہ میدان جنگ میں ہاتھ آنے والا سامان [illegible] کی ملکیت ہی نہیں کہ وہ اس کی تقسیم میں آپس میں جھگڑا شروع کریں بلکہ اس کا مالک تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم ہے۔ اس لیے اللہ کا رسول اپنے اللہ کی مرضی جیسے چاہے تقسیم فرمائے کسی کو اعتراض کا حق نہیں۔ حضرت ابی امامہ الباہلی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ آیت انفال کب نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ہم اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی جب ہم نے مال غنیمت کے بارے میں جھگڑا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت ہمارے اختیار سے نکال کر اپنے رسول کے حوالے کر دیا اور حضور نے اسے برابر طور پر سب میں تقسیم فرما دیا۔ [illegible] فینا معشر اصحاب بدر نزلت حین اختلفنا فی النفل وساءت فیہ اخلاقنا فنزعہ اللہ من ایدینا وجعلہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقسمہ [illegible] عن بواء [illegible]

اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ

[illegible]

مُّؤْمِنِيْنَ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ

[illegible]

قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ

[illegible]

يَتَوَكَّلُوْنَ ۚۖ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

[illegible]

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۚ كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ

[illegible]

وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ۙ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ

[illegible]

بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۚ

[illegible]

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ

کہ نہتہ گروہ تمہارے حصہ میں آئے اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو حق کر دے اپنے

بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ

کلمات سے اور کاٹ دے کافروں کی جڑ تاکہ ثابت کر دے حق کو اور مٹا دے باطل کو

الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ

اگرچہ ناپسند کریں اس کو عادی مجرم یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو سن لی

لَكُمْ أَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ

اس نے تمہاری فریاد اور وعدہ کیا یقیناً میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو پے در پے آنے والے ہیں

ف ان دو طائفوں سے مراد ایک تو ابو سفیان کا تجارتی قافلہ ہے جو بہت بڑا اور قیمتی اسباب کا سامان لیے شام سے مکہ کی طرف واپس لوٹ رہا تھا اور جس کے ساتھ محافظ دستے کی تعداد تیس چالیس سے زیادہ نہ تھی۔ اور دوسرا مسلح و منظم لشکر جو اپنی قوت و طاقت کے نشہ میں مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لیے مدینہ کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہ تھا کہ ان دونوں میں سے ایک پر تمہیں غلبہ دیا جائے گا۔ چنانچہ بعض صحابہ کی یہی تمنا تھی کہ تجارتی قافلہ ہاتھ لگے تاکہ بغیر مزاحمت کے بہت سی دولت و اموال مل جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ تھی کہ اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی تقدیر کے جو وعدے کیے گئے تھے ان کو پورا کیا جائے تاکہ شرک کا سر ٹوٹ جائے اور حق کا بول بالا ہو۔ اور باطل کی [illegible] جڑ کٹ جائے۔ شوکۃ کانٹے کو کہتے ہیں۔ یہاں شوکۃ سے مراد تیر بھالے ہتھیار ہیں اسی لیے مسلح آدمی کو [illegible] اور قلب کے بعد شائک السلاح بھی کہتے ہیں۔

سلہ حق ثابت کرنے سے مطلب حق کو ظاہر کرنا ہے کیونکہ حق بذات خود حق ہوتا ہے وہ کسی کے حق بنانے سے حق نہیں بنتا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ شکوک و شبہات اور بعض وساوس کے جو پردے حق کو ڈھانپے ہوئے ہیں جن کے باعث عام لوگ اسلام کو اس کی حقیقت میں نہیں پہچانتے وہ اٹھا دیے جائیں اور حق اپنی تمام رعنائیوں اور درخشانیوں کے ساتھ ظاہر ہو جائے تاکہ اس کو پہچاننے میں کسی کو دقت نہ ہو۔ ای ان یظہر الاسلام و معنی احق الحق [illegible] (قرطبی)

سلہ استغاثہ کا معنی ہے فریاد کرنا اور مدد طلب کرنا۔ الاستغاثة طلب الغوث و النصر (قرطبی) ای

اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ

نہیں بنایا فرشتوں کے نزول کو اللہ نے مگر ایک خوشخبری اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل [12] اور نہیں ہے مدد مگر

عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۠ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً

اللہ کی طرف سے۔ بیشک اللہ بہت عزت والا حکمت والا ہے [13]۔ یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے تاکہ

مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ

باعث تسکین ہو اس کی طرف سے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تاکہ پاک کر دے تمہیں اس سے اور

مراد حضور رحمت عالمیان کی وہ دعا جاں سوز اور نیاز مندانہ فریاد ہے جو بدر کے میدان میں ایک چھپر کے نیچے کھڑے ہو کر کی جس کا ذکر سورۃ کے تعارف میں گزر چکا ہے

[12] یعنی یہ بھیجنا بشارت تھا ورنہ فرشتوں کی جنگ میں شرکت کا سطر یہاں کیا جا رہا ہے کہ وہ بطور منظم فوج کے جنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے بلکہ ترتیب وار دستوں کی صورت میں یکے بعد دیگرے میدان میں اترتے تھے جس سے مسلمانوں کے بیاباں دلوں کو اطمینان و تسکین نصیب ہوتی تھی اور کفار کے بڑے بڑے حوصلے ٹوٹ گئے تھے اور ہمتیں پست ہو گئی تھیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس دعا کے بعد حضور نے اپنا سر مبارک جھکایا۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا ابشر یا ابابکر هذا جبریل معتجر بعمامة صفراء آخذ بعنان فرسه بين السماء والارض (مظہری من البیہقی). اے ابو بکر تمہیں خوشخبری ہو یہ جبرائیل ہیں زرد دستار باندھے ہوئے زمین آسمان کے درمیان اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑے کھڑے ہیں

[13] فرشتوں کا ورود محض تمہاری تسکین و اطمینان کے لیے اور تمہیں فتح کا مژدہ سنانے کے لیے تھا ورنہ نصرت و کامرانی مرحمت فرمانے والا تو خود رب تعالیٰ ہی ہے جس کی قدرت بے انتہا اور حکمت بے نظیر ہے

[14] کفار میدان بدر میں پہلے پہنچ گئے تھے انھوں نے موزوں جگہ پر خیمے نصب کر لیے اور پانی پر بھی قبضہ کر لیا مسلمان پہنچے تو جو ریت کے ٹیلوں کے سوا کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں پڑاؤ ڈالیں۔ چار و ناچار وہیں ڈیرے ڈال دیے۔ پانی کی بھی قلت تھی چلتے تھے تو پاؤں ریت میں دھنستے چلے جاتے تھے۔ نماز کا وقت آتا ہے تو وضو و غسل کے لیے پانی ناپید۔ پیاس لگتی ہے تو پینے کے لیے پانی نایاب اس عجیب و غریب صورت حال سے مسلمانوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا ادھر شیطان دلوں میں وسوسے ڈالنے لگا کہ تم اپنے آپ کو خدا کا مقرب سمجھے ہوئے تھے اب آنکھوں سے دیکھ لو کیا مقربوں سے ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دونوں تکلیفوں کا ازالہ فرمایا۔ جس صبح کو جنگ ہونے والی تھی اس رات کو بادل گھر آئے گھٹا ٹوٹ کر برسی کہ وادیاں لبریز ہو کر بہنے لگیں۔ مسلمانوں نے حوض بنا کر پانی جمع کر لیا اس طرح پانی

يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ

دور کر دے تم سے شیطان کی نجاست اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور جما دے اس سے

بِهِ الْاَقْدَامَ ؕ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا

تمہارے قدموں کو یاد کرو جب وحی فرمائی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

ثابت قدم رکھو ایمان والوں کو میں ڈال دوں گا کافروں کے دلوں میں (ہمارا) رعب

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ⁽¹²⁾

سو تم مارو ان کی گردنوں کے اوپر ضربے اور چوٹ لگاؤ ان کے ہر بند پر

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ

یہ حکم اس لیے ہے کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو مخالفت کرے اللہ کی

کی قلت دور ہو گئی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ بارش کے پانی سے ریت جم گئی اور مسلمانوں کو چلنے پھرنے میں آسانی ہو گئی۔ دیگر کفار کی قیام گاہ میں کیچڑ ہی کیچڑ ہو گیا اور ان کے لیے نقل و حرکت دشوار ہو گئی۔ دوسری رات جو سو کر اٹھے لشکر اسلام پر طاری ہوئی کہ سب پر نیند طاری کر دی گئی۔ رات بھر خوب سوئے۔ صبح اٹھے تو بالکل ہشاش بشاش، تر و تازہ، ہر قسم کی تھکن اور افسردگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ کفار کا رعب اور ہیبت دلوں سے دور ہو چکی تھی۔ آیت کریمہ میں امنۃ منہ کے الفاظ اور طلب ہیں یعنی یہ نیند خاص تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت اور رحمت سے مسلمانوں پر مسلط کی تھا۔ رجز الشیطن سے مراد اس کی وہ وسوسہ اندازی ہے جو پانی کی نایابی اور حالات کی ناسازگاری کی بدولت وہ مسلمانوں کے قلوب میں ڈالتا جاتا تھا۔

فله اس آیت سے بظاہر یہی ثابت ہوتا ہے کہ فرشتوں نے اصل جنگ میں حصہ لیا لیکن بعض حضرات جنہیں اسے مستبعد جانا ہے ان کا خیال ہے کہ مضمون میں خطاب مومنین سے ہے اور انہیں ہی حملہ کا حکم دیا جا رہا ہے لیکن آیت کے الفاظ اس کی تائید نہیں کرتے

عله بنان ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے پوروں کو بھی کہتے ہیں اور بدن کے جوڑوں کو بھی۔ علماء کرام نے دونوں معنی مراد

رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ

اور اس کے رسول کی تو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ اے حق کے دشمنو! یہ سزا ہے سو چکھو اسے نیز

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ

یہ کہ کافروں کے لیے آتش جہنم کا عذاب بھی ہے۔ اے ایمان والو! جب تم مقابلہ کرو دشمن

لیے ہیں۔ [illegible] والرحمٰن [illegible]

شلہ میدان بدر میں جس وقت رسوائی و کفار کو سامنا کرنا پڑا اور جس شکست فاش سے سابقہ پیش آیا، وہ بلا وجہ نہ تھی بلکہ ان کی مسلسل بیہودہ پیہم معاندانہ اسلام دشمنی کا نتیجہ تھا۔

شلہ یہاں مجاہدین اسلام کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جب تمہارا دین حق کے دشمنوں سے مقابلہ ہو تو جرأت و شجاعت اور پامردی اور بہادری سے ان کے سامنے ڈٹے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت تمہارے ہمرکاب ہوگی۔ تمہیں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ حق کے علمبردار ہو کر باطل کے پرستاروں کے سامنے نامردی و بزدلی کا مظاہرہ کرو اور میدان جہاد سے بھاگ کھڑے ہو۔ چنانچہ میدان جنگ سے فرار کو حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اکبر الکبائر یعنی بڑے گناہوں سے بھی بڑا گناہ فرمایا ہے۔ والفرار کبیرۃ موبقۃ بظاہر القرآن والاجماع [illegible] من الائمۃ [illegible] الاکثر من اھل العلم [illegible] الائمۃ من [illegible] مظہری۔ لیکن یہ گناہ کبیرہ اس وقت تک ہے جب دشمنوں کی تعداد دوگنا سے زیادہ نہ ہو۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو پھر بھی ثابت قدم رہنا اور جم کر ان کا مقابلہ کرتے رہنا بڑی فضیلت ہے۔ جیسے جنگ موتہ میں اہل اسلام کی تعداد صرف تین ہزار تھی اور ان کے مقابل قیصر کی فوج دو لاکھ تھی لیکن مسلمانوں نے پرچم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ فاتح اندلس طارق بن زیاد صرف سات ہزار مجاہدوں کے ساتھ لذریق شاہ اندلس کے ایک لاکھ شہسواروں سے ٹکرایا اور ان کو کچل کر رکھ دیا۔ طارق کے یہ شعر ان کے اسی ایمان کے جذبات کی عکاسی کر رہے ہیں۔

ہیں یہ

رکبنا سفینا بالمجاز مقیرا عسی ان یکون اللہ منا قد اشتری

ہم سمندر عبور کرنے کے لیے کشتیوں میں سوار ہوئے یہ تمنا لیے ہوئے کہ شاید اللہ تعالیٰ ہماری جانیں خرید لے

نفوسا واموالا واھلا بجنۃ اذا ما اشترینا الشیء فیہا تیسرا

ہماری جانیں، ہمارے اموال اور اہل و عیال جنت کے بدلے میں ہم سے خرید لے جس میں ہمیں ہر چیز آسانی سے میسر آ جائے

ولسنا نبالی کیف سالت نفوسنا اذا نحن ادرکنا الذی کان اجدرا

اگر ہم اپنی منزل مقصود کو حاصل کر لیں تو ہمیں اس بات کی قطعاً پروا نہیں کہ ہمارے خون کے دریا بہہ جائیں

آیت میں زحفاً کا لفظ تحقیق طلب ہے۔ اس کا معنی کیا ہے؟ اور ترکیب میں کیا واقع ہوا ہے؟ زحف کا لغوی معنی

الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ⑮ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ

کافروں کے لشکر جرار سے تو مت پھیرو ان کی طرف (اپنی) پیٹھیں ۔ اور جو پھیرے گا ان کی طرف

يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ

اس روز اپنی پیٹھ بجز اس صورت کے کہ پینترا بدلنے والا ہو لڑائی کے لیے یا پناہ لینے والا ہو کسی جماعت کی طرف

بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ⑯

تو وہ مستحق ہوگا اللہ کے غضب کا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے ۔ پس

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ

تم نے نہیں قتل کیا انہیں بلکہ اللہ نے قتل کیا انہیں اور (اے محبوب) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مٹھی خاک) جب

بچے کا زمین پر گھسٹ گھسٹ کر چلنا۔ اسی وجہ سے آہستہ چلنے کو بھی زحف کہتے ہیں۔ الزحف المشی قلیلا قلیلا واصلہ الاندفاع علی الالیة ونحوها۔ اس لفظ کا اطلاق لشکر عظیم پر بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی کثرت تعداد کی وجہ سے آہستہ آہستہ ہی چل سکتا ہے۔ وفی القاموس الزحف الجیش یزحفون الی العدو۔ یہ مصدر بمعنی زاحفین ہے اور اسی کے اعتبار سے یہ الذین کفروا ہو یا لقیتم کا مفعول ہے کا حال ہے یا لقیتم کے فاعل المسلمین کی ضمیر، اور مفعول الذین کفروا دونوں کا حال ہے (مظہری)۔ میں نے ترجمہ میں زحف کا معنی اس لشکر کے بڑھتے ہوئے کا حال مانا ہے کیونکہ یہی مفہوم حقیقت سے قریب تر ہے کیونکہ کافر لشکر عظیم سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے تھے مسلمانوں کی تو گنتی اور قلیل جمعیت کس کی ہے جو ان کے مقابلہ میں اکثر ہوتی تھی

اس آیت میں ان خصوصی حالات کے پیش نظر دشمن کے سامنے سے ہٹنے کی اجازت دی جا رہی ہے جن میں جنگی حکمت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ لشکر اپنی موجودہ پوزیشن بدل کر نئی پوزیشن اختیار کرے تاکہ زیادہ قوت سے دشمن پر حملہ کیا جائے۔ یا اسلامی لشکر کے چند سپاہی اگر لشکر سے الگ ہو گئے ہوں تو ان کو بھی اجازت ہے کہ وہ ہٹ کر اپنی فوج میں شامل ہو جائیں اور اس کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔

بے سروسامان مسلمانوں کا اپنے سے کئی گنا وسیع اور طاقتور لشکر کو تہس نہس کر دینا اور اس کے بڑے بڑے بہادر رئیسوں کا کر کے رکھ دینا محض نصرت خداوندی کا ثمر تھا اس لیے صاف صاف بتا دیا کہ تم اپنی قوت وشجاعت پر نازاں نہ ہو بلکہ اپنے رب قدیر کا احسان سمجھو اور اس کے شکر گزار بنے رہو۔

ان کلمات میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایسے معجزہ کی طرف اشارہ ہے جس کا مشاہدہ دوست و دشمن

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۚ اِنَّ

آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تاکہ احسان فرمائے مومنوں پر ۳۳ اپنی جناب سے بہترین احسان۔ بے شک

اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ یہ تو ہو چکا اور بلاشبہ اللہ کمزور کرنے والا ہے کفار کے مکر و فریب کو

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

(اے کفار!) اگر تم فیصلہ کے طلبگار تھے ۳۴ تو آ گیا تمہارے پاس فیصلہ اور اگر تم اب بھی باز آ جاؤ تو وہ

۳۲ جنگ کے میدان میں کیا حضور نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور کفار کے لشکر کی طرف پھینک دی۔ وہ لشکر جو ایک وسیع رقبہ میں پھیلا ہوا تھا۔ کوئی ٹکڑا تھا کوئی کہیں بیٹھا ہوا تھا۔ کسی کا منہ ادھر تھا تو کسی کی پشت ادھر تھی۔ لیکن ایک کافر بھی نہ بچا جس کی آنکھوں کو ریت کے ذرات نے بھر نہ دیا ہو۔ سب کی آنکھیں دیکھنے سے معذور ہو گئیں۔ اور وہ کچھ ایسے وحشت زدہ اور حواس باختہ ہوئے کہ اپنے ساتھیوں کے لاشے بھی پیچھے چھوڑ کر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محبوب! جب تم کنکریاں پھینک رہے تھے تو پھینکنے والا اگرچہ تم تھے لیکن قوت و طاقت ہماری تھی جو اس میں کارفرما تھی۔ کتنا ہی پیارا انداز بیان ہے۔

۳۳ علامہ زمخشری نے بلاء کا معنی عطا کیا ہے اور صاحب تفسیر مظہری نے بلاء کا معنی نعمت اور بلاء کا معنی احسان فرمایا ہے۔ اگرچہ ابتلاء کا معنی امتحان ہوتا ہے لیکن یہ امتحان جس طرح تکلیف و مصیبت سے کیا جاتا ہے اسی طرح عطاء و احسان سے بھی کیا جاتا ہے۔ اس لئے سیاق کے مفہوم کے پیش نظر یہاں لفظ ابتلاء کا یہ ترجمہ اصح ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مسلمانوں کے لڑے بغیر ہی کفار کو نیست و نابود کر دیتا۔ اور ان فرشتوں کے آنے کی بھی کیا ضرورت تھی۔ ایک ہی فرشتہ سب کا خاتمہ کرنے کے لئے کافی تھا لیکن مسلمانوں کے ذریعہ اپنے دین کی حفاظت اس لئے کرائی گئی تاکہ انہیں دین کے پاسبان ہونے کا شرف حاصل ہو جائے۔ شہادت اور جہاد کی فضیلت سے انہیں سرفراز کیا جائے۔ کیا شان بندہ پروری ہے، کیا رحمت و ذرہ نوازی ہے۔ یہاں اسی شرف پاسبانی اور فضیلت شہادت کو ان کلمات طیبات سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

۳۴ اب روئے سخن کفار کی طرف ہے۔ کفار جب مکہ سے روانہ ہونے لگے تھے تو غلاف کعبہ پکڑ کر انہوں نے دعا مانگی تھی اللھم انصر اقرانا للضیف و اوصلنا للرحم و افکنا للعانی ان کان محمد علی حق فانصرہ و ان کنا علی حق فانصرنا (کشاف) اے اللہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو زیادہ مہمان نواز ہے، صلہ رحمی کرنے والا ہے اور قیدیوں

وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ

بہتر ہے تمہارے لیے اور اگر تم پھر شرارت کرو گے تو ہم بھی پھر سزا دیں گے اور ہرگز نہ کام آ سکے گی تمہیں تمہاری جماعت کچھ بھی اگرچہ

وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۞ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ

اس کی تعداد بہت زیادہ ہو، اور یقیناً اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے ساتھ ہے ۔ اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور

وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۞ وَلَا تَكُونُوا

اس کے رسول کی اور نہ روگردانی کرو اس سے حالانکہ تم سن رہے ہو ۔ اور نہ بن جاؤ ان لوگوں کی

کر یا دفاع کرنے والا ہے۔ اس کی مدد کر۔ اگر محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام حق پر ہیں تو ان کو فتح دے اور اگر ہم حق پر ہیں تو ہمیں فتح دے۔ کفار سے کہا جا رہا ہے کہ وہ دعا جو تم نے مانگی تھی وہ قبول ہو گئی۔ جو حق پر تھا وہ غالب ہوا اور جو باطل سے چمٹے ہوئے تھے وہ مغلوب۔ اب آنکھیں کھولو۔ تمہارے معیار کے مطابق حق واضح ہو گیا اب تو کسی قسم کی غلط فہمی نہیں۔ پس اگر اب بھی تم نے حق کو قبول نہ کیا اور اس کی مخالفت سے باز نہ آئے تو یاد رکھو تمہیں پہلے جیسی ہی اندوہناک شکست سے دوچار ہونا پڑے گا۔ نعد کا یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

۲۲ اے کفار! جب تم اپنی تعداد وغیرہ سے مغرور ہو اور مسلمان اس نعمت سے محروم ہیں تو پھر خود ہی سوچو کیا تمہاری کامیابی کا کوئی امکان ہے۔ چلو ان ہی باتوں پر بھروسہ کر لو اور ہماری تعداد بہت زیادہ ہے لیکن خود ہی بتاؤ کیا تم اللہ تعالیٰ کی طاقت سے ٹکر لے سکتے ہو۔

۲۳ اطاعت خدا اور اطاعت رسول نظام اسلامیہ اور شریعت حقہ کا سنگ بنیاد ہے۔ اس کے بغیر نہ اسلامی نظام کا پتہ چل سکتا ہے اور نہ شریعت کا۔ منکرین سنت کے کمالات کتنے ہی حیرت انگیز ہیں جو ایسی آیات کو قرآنی آیات سننے کے باوجود بھی اطاعت خدا و رسول میں کوتاہی کرتے ہیں۔ تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو تعلیمات قرآنیہ کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اطاعت رسول کے منکر ہیں حالانکہ اتباع قرآن کو ترک اطاعت رسول کی دلیل بناتے ہیں۔ وہ اپنی روش پر خود ہی غور کریں کیا وہ قرآن سے اس کے نازل کرنے والے کی منشا کے خلاف تو استدلال نہیں کر رہے۔ کیا وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اتباع قرآن تب ہی ہو سکتا ہے جب اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے اور اطاعت رسول کا حکم بھی قرآن کا ہی حکم ہے جو ایک بار نہیں سینکڑوں بار دیا گیا ہے۔ کیا وہ قرآن کے اس صریح حکم کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو قرآن کا متبع کہہ سکتے ہیں ؎

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢١﴾ إِنَّ شَرَّ

اُن جیسوں نے کہا ہم نے سُن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے شہ بیشک سب جانوروں سے

الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَ

بدتر اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے (انسان) ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے شہ اور اگر

لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۭ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا

جانتا اللہ تعالیٰ ان میں شہ کوئی خوبی تو انہیں ضرور سنا دیتا اور اگر سنا دیتا انہیں (قبول حق کی استعداد کے بغیر)

وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ

تو وہ پیٹھ پھیر دیتے روگردانی کرتے ہوئے۔ اے ایمان والو! لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر جب

شہ اہل ایمان کو یہود و منافقین کے طرز عمل کو اپنانے سے روکا جا رہا ہے کہ وہ زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم نے کتاب الٰہی کو سن لیا لیکن جب عمل کی باری آتی ہے تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔ جو انہوں نے سنا ہے اگر وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے تو گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ سننا تو وہ ہے جو انسان کو عمل کرنے پر آمادہ کر دے۔

شہ شر اصل میں اشر تھا۔ کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ ساقط ہو گیا۔ اسی طرح خیر بھی اصل میں اخیر تھا۔ و الاصل اشر حذفت الھمزۃ لکثرۃ الاستعمال وکذا اخیر والاصل اخیر (قرطبی)۔

جو لوگ سننے اور بولنے کی قوتوں سے صحیح کام نہیں لیتے۔ حق کو سمجھنے کے لیے اور حق کی تبلیغ کے لیے ان سے استفادہ نہیں کرتے ان کا شمار انسانوں میں نہیں کیا جا سکتا ان کی شکلیں اور صورتیں گو انسانوں کی سی ہیں لیکن درحقیقت وہ گونگے اور بہرے جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں کیونکہ جانوروں کو یہ نعمتیں بخشی ہی نہیں گئیں۔ وہ معذور ہیں لیکن ان لوگوں کو ان گراں بہا صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا گیا اور انہوں نے ان سے فائدہ نہ اٹھایا۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ ان صلاحیتوں سے پوری طرح فائدہ اٹھا کر ہی ہم انسانی عظمت کی بلندیوں پر فائز ہو سکتے ہیں ورنہ ہماری حالت بے شعور مویشیوں سے بھی بدتر ہے۔

شہ اگر ان میں قبول حق کی استعداد ہوتی تو انہیں کلام الٰہی کو سننے اور قبول کرنے کی توفیق دی جاتی لیکن کیونکہ انہوں نے پیہم سرکشی اور دانستہ کج روی سے اپنی اس استعداد کو ملیامیٹ کر دیا ہے اس لیے اب کوئی فائدہ نہیں۔ ابھی صورت یہ ہے اگر وہ قرآن کی آیات سن بھی لیں اور سمجھ بھی لیں تب بھی وہ ان کو قبول نہیں کریں گے بلکہ از راہ عناد اور تعصب

لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ

وہ رسول جب بلائے تمہیں اس امر کی طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ حائل ہوتا

انہیں حق جانتے اور پہچانتے ہوئے اس کا انکار کریں گے۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ اہل مکہ حضور سے مطالبہ کیا کرتے تھے کہ آپ ہمارے جد امجد قصی کو زندہ کریں تاکہ وہ آپ کی صداقت کی شہادت دیں تو ہم بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ان کے ایمان لانے کی توقع ہوتی تو قصی کو زندہ کر دینا کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن ان کی ہٹ دھرمی اور اسلام دشمنی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اگر قصی کو زندہ بھی کر دیا جائے اور وہ حضور کی نبوت کی تصدیق بھی کرے اور یہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیں اور اس کی شہادت اپنے کانوں سے سن بھی لیں تو پھر بھی پیٹھ پھیر دیں اور بے پروا شرک سے ہی چمٹے رہیں۔

لـ۲۸ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دینے کے بعد اس کی حکمت بھی بیان فرما دی کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب رسول جس چیز کی طرف تمہیں دعوت دے رہا ہے وہ سراسر تمہارے مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی اور تمہاری جاں بلب روحوں کو تازگی و شادابی عطا فرمانے والی ہے [illegible] کی ذات ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ اور اس کی مقدس اور سچی کتاب تو ہمیں یہ بتاتی ہے کہ سنت نبوی تمہاری زندگی کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی پیروی میں تمہاری تمام امراض کا علاج مضمر ہے۔ لیکن مغرب کے پجاری [illegible] یہ کہہ کر سنت رسول کریم سے برگشتہ کر رہے ہیں کہ اطاعت رسول ہی وہ زنجیر ہے جس نے امت کے ہاتھ پاؤں کو جکڑ رکھا ہے یہی وہ افیون ہے جس نے اس کے قوائے فکر کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ یہی وہ اقوال و اعمال ہیں جن کے [illegible] حکم [illegible] شیعہ [illegible] احادیث کریمہ [illegible] مذہب میں [illegible] ہوئے [illegible] قرآن حکیم [illegible] زوال [illegible] ہے۔ آپ خود فیصلہ فرمائیے کہ سنت نبوی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد قابل تسلیم ہے یا ان [illegible] کا جو اپنے [illegible] پر ناز [illegible] ہونے کے باوجود [illegible] حکومت وقت کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] پیدا کی ہیں۔ صاحب تفسیر مظہری رقمطراز ہیں [illegible] اور یہ بات [illegible] کی اطاعت سے دل زندہ ہوتا ہے اور اس کی نافرمانی سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اس طرح [illegible] اپنے [illegible] اطاعت حبیب سے اپنے مردہ دلوں کو زندہ کر سکیں۔ اس آیت کے ضمن میں امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت ابو سعید بن معلیٰ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول کریم نے مجھے یاد فرمایا۔ میں نماز ختم کرنے کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ جب حضور کے [illegible] ہوا فرمایا میں نماز پڑھ رہا تھا [illegible] حضور نے فرمایا اے ابو سعید کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم یعنی جس وقت تمہیں اللہ اور اس کا رسول بلائے فوراً حاضر

بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً

ہے انسان اور اس کے دل کے درمیان اور بیشک اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔ اور ڈرتے رہو اس فتنہ سے

لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

جو اگر برپا ہو گیا تو۔ نہیں پہنچے گا صرف انہیں کو جنہوں نے ظلم کیا تم میں سے۔ اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت

جو حاضر خدمت ہو اس سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور حضور اسے طلب فرمائیں تو وہ حاضر خدمت ہو جائے اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ [illegible]

یہاں ایک نکتہ دلچسپی کا طالب ہے۔ قاعدہ کے مطابق یہاں تثنیہ کا صیغہ دعا ہونا چاہیے تھا کیونکہ ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دونوں ہیں اور دو کے لئے تثنیہ کا صیغہ ہوتا ہے۔ یہاں واحد کا صیغہ دعا ذکر کر کے اس حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی دعوت الگ الگ دو دعوتیں نہیں بلکہ ایک ہی دعوت ہے اس لیے یہاں تثنیہ کی ضرورت نہیں واحد کا صیغہ ہی اس جگہ مناسب ہے۔

۳ انسان کتنا ہی دانشمند اور عاقل کیوں نہ ہو اگر اللہ تعالیٰ کا حکم اس کے ارادے میں حائل ہو جائے تو وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ دل کی تقدیر اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ چاہے تو وہاں سے ضلالت نکال کر رکھ دے اور چاہے تو ہدایت کے سب پردے گر جائیں اور گھپ اندھیرا ہو جائے۔ اسی لیے حضور نبی کریم اکثر دعا فرمایا کرتے یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک۔ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ اللھم مصرف القلوب صرف قلوبنا الی طاعتک۔ اے دلوں کے پھیرنے والے رب ہمارے دلوں کو اپنی فرمانبرداری کی طرف پھیر دے۔

۴ وہ فتنہ کیا ہے جس کی آگ صرف ظالموں تک محدود نہیں رہتی بلکہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے؟ وہ کونسا ناپاک عمل ہے جس کا عذاب چند افراد تک محدود نہیں رہتا بلکہ ساری قوم کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ علماء کرام نے اس ضمن میں تین امور کا ذکر خصوصیت سے کیا ہے۔ ا۔ نیکی کا حکم کرنے اور بدی سے منع کرنے سے تنگ ہو جانا۔ جس قوم میں فسق و فجور کا بازار گرم ہو اور علی الاعلان احکام شریعت کی خلاف ورزی کی جاتی ہو اور اہل علم اور ارباب ثروت و اقتدار نے خاموشی اختیار کر لی ہو اور بدکاروں اور نافرمانوں کو ان کی بداعمالیوں سے نہ روکا ایک ایسا فتنہ ہے جس کا وبال ساری قوم کو اٹھانا پڑتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایها الناس مروا بالمعروف وانهوا عن المنكر قبل ان تدعوا الله فلا يستجيب لكم وقبل ان تستغفروه فلا يغفر لكم (قرطبی) اے لوگو! نیکی کا حکم کیا کرو اور بدی سے روکا کرو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ہو جائے پھر تم دعائیں مانگو اور وہ قبول ہی نہ ہوں اور تم استغفار کرو اور وہ تمہیں بخشے ہی نہیں۔

۲۔ ترک جہاد جب کوئی قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اور اللہ کی راہ میں جان دینے سے کتراتی ہے تو ذلت و خواری مسلط ہو جاتی

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ

عذاب دینے والا ہے اور یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے کمزور اور بے بس سمجھے جاتے تھے

فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ

ملک میں ہر وقت ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں اُچک نہ لے جائیں تمہیں لوگ پھر اللہ نے پناہ دی تمہیں اور

اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

طاقت بخشی تمہیں اپنی نصرت سے اور عطا کیں تمہیں پاکیزہ چیزیں تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا

اے ایمان والو! نہ خیانت کرو اللہ اور رسول سے اور نہ خیانت کرو

تو ساری قوم کو ذلت و غلامی کی بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔

۳۔ یہاں جماعت سے مراد علماء کرام ہیں ان میں امور کا بطور مثال ذکر فرمایا ہے۔ حصر مقصود نہیں۔

۳۳ ہجرت سے پہلے بے بسی اور بے کسی کی جو حالت تھی وہ مسلمانوں کو یاد دلائی جا رہی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد رکھتے ہوئے اس کی شکر گزاری میں مصروف رہیں۔ آیت میں ارض سے مراد سرزمین مکہ ہے۔ اور ماویٰ (جائے پناہ) مدینہ طیبہ ہے۔ تائید سے مراد بدر کی فتح مندی ہے۔ رزق سے مراد اموال غنیمت ہیں جو پہلی امتوں پر حرام تھے اور ملت اسلامیہ کے لیے حلال کر دیئے گئے۔

۳۴ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے خیانت کا مطلب حضرت ابن عباس نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے لا تخونوا اللہ بترک فرائضہ والرسول بترک سنتہ۔ یعنی فرائض کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور سنت سے روگردانی کر کے اس کے رسول سے خیانت نہ کرو۔ اور قتادہ فرماتے ہیں اعلموا ان دین اللہ امانۃ فادوا الی اللہ ما ائتمنکم علیہ من فرائضہ وحدودہ۔ خوب سمجھ لو اللہ کا دین امانت ہے۔ اس کے فرائض کی ادائیگی اور حدود کی پابندی کا تمہیں امین بنایا گیا ہے پس امانت میں خیانت نہ کرو۔ مخبری، اسی طرح مسلمانوں کے راز دشمن تک پہنچانا، حکومت کے سربراہوں، اعلیٰ افسروں اور ملازموں کا اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا، ملک کے صنعت کاروں اور تاجروں کا ملکی صنعت اور کاروبار میں دیانتداری کو نظر انداز کر دینا حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کرنے میں داخل ہے۔

غور فرمائیے کتنے زبردست امور میں فرائض کی ادائیگی کی طرف سے غفلت برتی جا رہی ہے اور ارباب اقتدار کو متنبہ کیا جا

أَمٰنٰتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا أَنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَ

اپنی امانتوں میں اس حال میں کہ تم جانتے ہو۔ اور خوب جان لو کہ تمھارے مال اور

أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّأَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ أَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يٰٓأَيُّهَا

تمھاری اولاد (سب) آزمائش ہے اور بیشک اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے ۲۸ اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ

والو! اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو وہ پیدا کردے گا تم میں (حق و باطل میں) تمیز کی قوت اور مٹا دیگا

سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ وَ

تم سے تمھارے گناہ اور بخش دیگا تمھیں ۲۹ اور اللہ بڑے فضل و کرم والا ہے اور

یعنی فرائض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا بھی امانت میں خیانت ہے کوئی معمولی بات نہیں جسے نظر انداز کر دیا جائے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت ہے۔ خیانت کا یہ جرم بھی انتہائی سنگین ہے۔ اس پر مرتب ہونے والے نتائج بھی ملک و قوم کے لیے تباہ کن ہیں اس لیے اس پر جو سزا ملے گی اس کی شدت اور سختی کا تم خود اندازہ کر لو۔

۲۸ مال اور اولاد سے بڑھ کر سخت آزمائش اور کونسی ہے۔ محبت مال و اولاد انسان کو بزدل بھی بنا دیتی ہے اور بخیل بھی۔ حضور کے پاس ایک بچہ لایا گیا حضور نے اسے بوسہ دیا اور فرمایا اما انھم مبخلۃ مجبنۃ و انھم من ریحان اللہ یعنی یہ اولاد انسان کو بخیل بھی بنا دیتی ہے اور بزدل بھی۔ اور یہ اللہ کے پھول بھی ہیں۔ اب جو اس طبعی محبت کے باوجود احکام الٰہی کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتا بیشک وہ کامیاب ترین انسان ہے۔ ایک دوسرے لحاظ سے بھی اولاد بڑی آزمائش ہے۔ بچوں کی صحیح تربیت، ان کو سچا مسلمان اور کامل انسان بنانا ان کی اسلامی اخلاقی تربیت کرنا والدین کے لیے ایک کٹھن آزمائش ہے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا صحیح شکر ہے۔ جو لوگ اپنی اولاد کے لیے دولت ہی جمع کرتے رہتے ہیں اور انھیں اسی عیش و عشرت کی پرستش کا ڈھنگ سکھا دیتے ہیں وہ اپنے حقوق پدری کی تکمیل جانتے ہیں۔ انھوں نے اس مسئلے میں اپنے سقیم تخیل کا ہرگز مظاہرہ نہیں کیا۔ اور نہ وہ اس آزمائش میں کامیاب ہوئے۔

۲۹ اللہ تعالیٰ اپنے ڈرنے والے بندوں کو جن انعامات سے سرفراز فرماتا ہے اس آیت میں ان کا بیان ہے

۱۔ نعمت فرقان۔ ۲۔ ستر عیوب۔ ۳۔ آمرزش گناہ۔

فرقان مصدر ہے اور حق و باطل میں تمیز کرنے والی قوت کو فرقان کہتے ہیں۔ اسی بصیرت کی بدولت مومن صحیح اور غلط

إِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ

یاد کرو جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے آپ کے بارے میں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تاکہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو شہید کر دیں یا

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ

نکال دیں اور وہ بھی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے اور جب پڑھی جاتی ہیں

دلعیبی، عارفین کا حسن و مشاہدات و ذکر الٰہی سے ایک نور پیدا ہوتا ہے جس سے حقائق اشیاء منکشف ہو جاتی ہیں اور غلط و صحیح میں فرق محسوس ہونے لگتا ہے۔ بعض حضرات نے اصطلاح صوفیہ یا کشف باطنی مراد لیا ہے کہ ان کی اصطلاح میں اسے کشف کہتے ہیں اور حضور علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات کے اس ارشاد گرامی میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله۔ مومن کی فراست سے ڈرا کرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

پرہیزگاروں پر دوسرا انعام یہ کیا جائے گا کہ ان کے گناہوں کو چھپا دیا جائے گا تاکہ کسی کی نگاہ ان پر نہ پڑسکے۔ علامہ ابن منظور کفر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں واصل الکفر تغطیة الشیء تغطیة تستهلکه یعنی کفر کا اصل مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا کہ اس کا نام و نشان بھی گم ہو جائے

علامہ موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں و تکفیر المعاصی کالاحباط فی الثواب۔ اگر ثواب ضائع ہو جائے تو اس کے لیے حبط کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اگر گناہوں کا نام و نشان مٹا دیا جائے تو وہاں تکفیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے (لسان العرب)۔ اللہ تعالیٰ کا پرہیزگاروں پر یہ کتنا کرم ہے کہ عالم غفلت میں ان سے جو گناہ سرزد ہوتے ان کو وہ اپنے کرم کی چادر سے ڈھانپ دے اور کسی کو ان گناہوں کی اطلاع تک نہ ہو۔ ان نیک بختوں پر جو تیسرا احسان فرمایا جائے گا وہ یہ ہے کہ اگر بشری تقاضوں کے باعث ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے، کسی جرم کا وہ ارتکاب کر بیٹھیں تو اس پر قلم عفو پھیر دیا جائے گا اور اسے بخش دیا جائے گا

بیشک تقویٰ کے تقاضے بڑے گراں ہیں لیکن ان پر جو انعامات کی بارش کی جاتی ہے۔ ان کے باعث اس کی تلخی ان کی گرانی کا تصور تک ختم ہو جاتا ہے۔

۲۹؎ یعنی اپنے پرہیزگار بندوں پر اس کی نوازشات بے اندازہ محض اس کا فضل و کرم ہے۔ کسی کا اس پر کوئی حق نہیں جس کا ادا کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہو۔ راہ تقویٰ پر گامزن ہونا بھی تو محض اس کی توفیق و دستگیری کا ہی مرہون منت ہے

۳۰؎ اہل یثرب میں اسلام کی روشنی پھیلنے سے کفار مکہ کو یہ فکر دامنگیر ہو گئی تھی کہ کہیں حضور بھی ہجرت کر کے انہیں کے پاس نہ چلے جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو پھر اسلام کے خطرہ کا سدباب ان کے اختیار سے باہر ہو جائے گا۔ چنانچہ کوئی عملی قدم اٹھانے سے پہلے انہوں نے اپنی قومی پارلیمنٹ (دار الندوہ) میں قوم کے مقتدر افراد اور اشراف کا اجلاس طلب کیا۔

عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا

ان کے سامنے ؎ ہماری آیتیں تو کہتے ہیں ہاں سن لیا ہم نے اگر ہم چاہیں تو کہہ دیں ہم بھی ایسی باتیں نہیں ہیں یہ

إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ

مگر کہانیاں اگلے لوگوں کی۔ اور جب انہوں نے کہا اے اللہ! اگر ہو

بس کی رائے یہ تھی کہ آپ کو ایک تنگ و تاریک حجرے میں ہمیشہ کے لیے قید کر دیا جائے۔ کسی نے کہا کہ آپ کو یہاں سے جلاوطن کر دیا جائے لیکن آخری فیصلہ ابوجہل کی رائے کے مطابق ہوا کہ جتنے قبائل ہیں ان میں سے ایک ایک نوجوان منتخب کیا جائے۔ سارے قبائل سے چنے ہوئے ان نوجوانوں کا یہ دستہ رات کے وقت آپ کے گھر کا محاصرہ کرے۔ سحری کے وقت جب حضور نماز صبح کے لیے نکلیں تو یکبارگی آپ پر تلواروں کا بھرپور وار کر کے آپ کا چراغ حیات گل کر دیا جائے۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی کہ اس طرح تمام قبائل اس قتل میں شریک ہوں گے اور بنی ہاشم کس کس سے انتقام لے سکیں گے۔ آخر کار وہ بیچارے مجبور ہو جائیں گے اور ہم سب مل کر آسانی کے ساتھ دیت ادا کر دیں گے۔ جب سب نے اسے پسند کیا خصوصاً ابلیس جو شیخ نجدی کی شکل میں اجلاس میں شریک ہوا تھا وہ تو خوشی سے پھولے نہ سمایا اور کہنے لگا هذا الرای لا رای غیره۔ ادھر رات کو ابوجہل کے پرستار محبوب خدا کو قتل کرنے کی سازشیں کر رہے تھے اور ادھر رب نے اپنے محبوب کا بال بھی بیکا نہ ہونے کا ارادہ فرما رکھا تھا۔ جبرئیل امین حاضر ہوئے اور اللہ کا حکم پہنچایا کہ آج کی رات ہجرت کی رات ہے۔ حضور نے اپنے بستر پر حضرت علی کو لٹا دیا۔ سورۂ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے اپنے کاشانۂ اقدس سے قدم مبارک باہر رکھا۔ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ کی آیت تک پڑھ کر ان مشرکین کے سروں پر مٹھی بھر خاک ڈالی جو محاصرہ کیے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی بینائی سلب ہو گئی۔ غنودگی سے اونگھنے لگے اور اللہ کا حبیب اپنے اللہ کی حفاظت میں بخیر و عافیت وہاں سے نکل کر اپنے یار وفادار حضرت ابوبکر کے گھر آیا اور ان کو ساتھ لے کر غار ثور کی طرف روانہ ہو گیا۔ حضرت امام حسن عسکری نے اپنی تفسیر میں تصریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ اس رات اپنے بستر پر حضرت علی کو سلا جائیں اور حضرت ابوبکر صدیق کو آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ابوبکر کو ساتھ لے جائیں۔ یہ روایت بالتفصیل سورۂ توبہ کی آیت ۴۰ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

آیت میں لِيُثْبِتُوكَ کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے لیحبسوک یعنی تاکہ آپ کو محبوس کر دیں۔ قید کر دیں۔ (قرطبی)

؎ نضر بن حارث تھا ایک متمول تاجر تجارت کی غرض سے حیرہ گیا وہاں سے کچھ ایرانی مشہور کتاب کلیلہ و دمنہ اور قیصر و کسریٰ کے قصوں کی دوسری کتابیں خرید لایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی آیتوں کی تلاوت کر کے امم سابقہ بیان کرتے تو وہ بیٹھ کر کہتا کہ ایسی باتیں اور حکایتیں تو میں بھی سنا سکتا ہوں۔ (قرطبی)۔ وہ آپ کی گستاخی سے دریغ نہ کرتے

هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ

یہی (قرآن) حق ہے تیری طرف سے تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے [۴۳]

أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ

اور لے آ ہم پر دردناک عذاب۔ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ

فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا لَهُمْ

تشریف فرما ہیں ان میں اور نہیں ہے اللہ عذاب دینے والا انہیں جبکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں [۴۴] اور

أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

کیا حق ہے انہیں کہ عذاب نہ دے انہیں اللہ تعالیٰ حالانکہ وہ روکتے ہیں مسلمانوں کو مسجد حرام سے

اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسی کتاب بنا سکتے ہیں لیکن زمانہ کے لمبے عرصہ کے باوجود وہ اس جیسی ایک سورت تو کیا ایک آیت بھی پیش نہ کر سکے۔

[۴۳] یہ دعا مانگنے والا کون تھا، نضر بن حارث اور ابوجہل کے نام روایات میں آتے ہیں۔ ممکن ہے دونوں ہوں اور ممکن ہے کہ سب کفار بول رہے ہوں لیکن ایک کی زبان نے ان کے دل کی اصل ترجمانی کی ہو۔

[۴۴] یہاں قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ کفار سالہا سال تک اسلام کو مٹانے اور پیغمبر اسلام کو اذیت پہنچانے میں اپنی ساری کوششیں صرف کر رہے تھے۔ اب تو انہوں نے چیلنج بھی دے دیا تھا کہ اے خدا اگر یہ دین اور رسول حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا کر ہمیں ہلاک کر دے۔ اتنی باتوں کے باوجود غضب الٰہی کو کیوں حرکت نہیں ہوئی اور ان پر کیوں ایسا عذاب نہ اتارا گیا جو انہیں ملیامیٹ و نابود کر کے رکھ دیتا تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہوتی۔ اس آیت میں اسی سوال کا جواب دیا جا رہا ہے کہ یہ درست ہے کہ ان کے اعمال، ان کے کرتوت اور ان کی عداوت کفر پر اصرار اس امر کے مقتضی تھے کہ ان کی خواہش کے مطابق ان پر تباہ کن عذاب نازل کیا جاتا۔ لیکن اے میرے حبیب! جب تک تیرا وجود سراپا رحمت ان میں موجود ہے ان پر عذاب نہیں آ سکتا۔ میں نے تیرے سر پر رحمۃ للعالمین کا تاج رکھا ہوا ہے۔ تیرے سایہ رحمت میں کفار اور عصیاں شعار سب کے لیے پناہ ہے (وتلک الرحمۃ للعالمین۔ روح المعانی)۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان میں تیرے ایسے غلام موجود ہیں جو ہر وقت تیری درگاہ اقدس میں سرنیاز خم کر کے طلب مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ کیا شان ہے اللہ کے محبوب کی اور کیا قدر ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے نیکوکار بندوں کی کہ ان کی برکت سے کافر اور ان کے ساتھی بھی عذاب سے بچے ہوئے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وھم یستغفرون سے مراد وہ ضعیف مومن ہیں جو ان کفار کی بستیوں میں تھے لیکن اپنا اسلام ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔

وَمَا كَانُوٓا أَوْلِيَآءَهُۥٓ ۚ إِنْ أَوْلِيَآؤُهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

اور نہ تھے وہ اس کے متولی۔ اس کے متولی تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں لیکن ان کی اکثریت اس حقیقت کو

لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ ٱلْبَيْتِ إِلَّا مُكَآءً وَ

نہیں جانتی۔ اور نہیں تھی ان کی نماز خانہ کعبہ کے پاس بجز سیٹی اور تالی

تَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا۟ ٱلْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ إِنَّ

بجانے کے۔ سو چکھو اب عذاب بوجہ اس کے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ بے شک

ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ يُنفِقُونَ أَمْوَٰلَهُمْ لِيَصُدُّوا۟ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ

جو کافر ہیں خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں لوگوں کو اللہ کی راہ سے

سلہ جب حضور اور مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اب وہ رہ گئے اور ان کے کرتوت تو [illegible] عذاب اہل [illegible] ان کی کرتوت [illegible] کو پامال کر کے رکھ دیا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ پہلی آیت میں جس عذاب کی نفی کی گئی ہے وہ عذاب استیصال ہے جو ساری کی ساری قوم کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے اور اس آیت میں اس عذاب کا اثبات ہے جو [illegible] کے لیے کسی گروہ یا جماعت سے [illegible] کے لیے مقدر کیا جاتا ہے۔

ثلہ ان پر عذاب الٰہی کے آنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں اور نیک پاکباز لوگوں کو اللہ کے گھر میں [illegible] سے روکتے ہیں اور اس حرکت سے جتلاتے ہیں کہ کعبہ کے وہ متولی ہیں۔ [illegible] بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کی تو کسی کو اجازت [illegible] کے نیچے [illegible] کی عبادت [illegible]۔ حالانکہ اس خانہ خدا کے متولی ہونے کے حقدار تو وہی لوگ ہیں جو متقی اور پرہیزگار ہوں [illegible] ہیں۔

ثلہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کفار عرب کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے۔ ان کی نماز تھی جس میں سوائے شور و غل اور بیہودہ لہو و لعب کے سوا کچھ نہ تھا۔ نہ ان میں ذکر الٰہی تھا اور نہ ان کو خشوع و خضوع جو روح عبادت ہے سے کوئی واسطہ تھا۔ [illegible] مشہور ہے مکا یمکو مکاء صفر صفیرا و صدی یصدی تصدیۃ صفق۔ تالی بجانا۔

ثلہ عبادت تین قسم کی ہوتی ہے قولی، فعلی اور مالی۔ ان کی قولی و فعلی عبادت کی جو کیفیت تھی وہ تو پہلے ذکر

فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ

اور یہ آئندہ بھی اسی طرح صرف کرتے رہیں گے پھر ہو جائے گا یہ خرچ کرنا ان کے لیے باعث حسرت و افسوس پھر وہ مغلوب کر دیے جائیں گے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ۙ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ

اور جنھوں نے کفر اختیار کیا وہ دوزخ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔ تاکہ الگ کر دے اللہ تعالیٰ ناپاک ۷

مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ

پاک سے اور رکھ دے سب ناپاکوں کو ایک دوسرے کے اوپر۔ پھر اکٹھا کر دے ان سب

جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ قُل ع ۱۸

کو پھر ڈال دے اس مجموعہ کو جہنم میں۔ یہی لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔ فرما دیجیے

لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ

کافروں کو کہ اگر وہ اب بھی باز آ جائیں تو بخش دیا جائے گا انھیں جو ہو چکا۔

ہوتی۔ اب ان کی عبادت مالی کا ذکر ہو رہا ہے کہ یہ مال خرچ کرتے تو ہیں لیکن اللہ کا نام بلند کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس کی یاد اور ذکر سے لوگوں کو روکنے کے لیے۔ وہ انھوں نے دیکھ لیا کہ اس کا انجام بجز حسرت و ندامت کے کچھ نہ ہوا۔ اب بھی اگر انھوں نے ایسا کیا تو اس کا انجام بھی ایسا ہی حسرتناک ہوگا۔

۷ اس آیت کا تعلق حشر و نشر کے ساتھ ہے یعنی قیامت کے روز ناپاک اور پاک باطل الگ الگ ہو جائیں گے کافر اور مومن کے درمیان جو خلط ملط آج ہے رہے گا سب کفار کو ایک جگہ جمع کر کے انھیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا اس وقت انھیں پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو مٹانے کے لیے انھوں نے اپنی مال و دولت کے جو انبار لٹائے تھے وہ سب رائیگاں گئے انھوں نے جو کاوشیں اور قربانیاں باطل کو کامیاب کرنے کے لیے دی تھیں ان کا کوئی ثمر نہ ملا دنیا میں بھی قدم قدم پر انھیں ہزیمت اٹھانی پڑی اور قیامت کے روز بھی انھیں آتش جہنم کا ایندھن بننا پڑا۔ ان سے بڑھ کر خاسر اور کون ہو سکتا ہے۔ یرکمہ کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے جمعه وجعل بعضه فوق بعض حتی یصیر رکاما مرکوما کما یرکم الرمل والسحاب یعنی ایک دوسرے پر لاتے جائیں یہاں تک کہ ایک ڈھیر کی شکل پیدا ہو جائے جس طرح ریت کا ڈھیر ہوا کرتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کفار کے نجس بدن لاشے ایک دوسرے پر ڈھیر کر دیے جائیں گے اور پھر

وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوهُمْ

اور اگر وہ پھر یہی کرتوت کریں گے تو گزر چکا ہے طریقہ پہلے (نافرمان) لوگوں کے ساتھ اور (اے مسلمانو!) لڑتے رہو ان سے

حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ

یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی فساد اور ہو جائے دین پورے کا پورا اللہ کے لیے۔ پھر اگر وہ باز آ

انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ تَوَلَّوْا

جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے خوب دیکھنے والا ہے۔ اور اگر وہ روگردانی کریں تو

فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٤٠﴾

جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے وہ کیا ہی بہترین کارساز ہے اور کتنا بہترین مددگار ہے۔

انھیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ لیمیز کا تعلق ینفقون کے ساتھ ہے

یعنی پہلی امتوں کے حالات بار بار سن چکے ہیں۔ انھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ جب ان امتوں نے اپنے نبیوں کی نافرمانی کی تو عذاب الٰہی آیا جس نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ ان لوگوں کی روش بھی اگر ایسی رہی تو ان پر بھی ان کا سا حال ہو سکتا ہے ان کی وہی حشر ہوگی جسے یہ خود اچھی طرح جانتے ہیں

فتنہ کا معنی فساد کیا گیا ہے ای حتی لا یوجد فساد (مظہری)

صاحب قاموس نے لفظ دین کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے الدین: القهر والغلبة والاستعلاء والسلطان (قاموس) یعنی دین کا معنی غلبہ، بالادستی اور قوت و اقتدار ہے۔ صاحب تفسیر مظہری نے یہاں دین کے یہی معنی کو ترجیح دی ہے۔ یعنی تم جنگ جاری رکھو تاکہ حکومت و اقتدار و بالادستی اللہ تعالیٰ کی ہو جائے۔ عدل و انصاف اور حریت و مساوات کا دور دورہ ہو۔ اور کوئی بے لگام آمر اور بیاہی کر کے اس کے قانون سے روکا نہ جا سکے۔

لیس الدین ھھنا الاسلام بل المقصود منہ [illegible] حتی یعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون [illegible] (مظہری)

تو اب اس آیت میں دین سے مراد اسلام نہیں ورنہ اس آیت میں اور دوسری آیت حتی یعطوا الجزیۃ الآیۃ میں تعارض لازم آئے گا کیونکہ اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جب تک وہ دین اسلام کو قبول نہ کر لیں

وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

اور جان لو کہ جو کچھ تم غنیمت میں حاصل کرو کسی چیز سے تو بیشک اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے اور

وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ

رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے ۴۴ اگر

اس وقت تک ان سے جنگ جاری رکھو اور دوسری آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ سر تسلیم خم کر دیں اور جزیہ دینے پر آمادہ ہو جائیں تو جنگ بند کر دو۔ اس لیے یہاں الدین کا مفہوم غلبہ، اور حکم، قوت اور اقتدار ہے یعنی جب قوت اسلامیہ کو غلبہ و اقتدار حاصل ہو جائے گا تو پھر اس کے ظل حمایت کے نیچے اپنوں اور بیگانوں سب کو پناہ مل جائے گی۔ کسی پر جبر و استبداد نہ ہو گا۔ اسلام کو قبول کرنے والے اور اس کو قبول نہ کرنے والے سب عزت اور آزادی کی زندگی بسر کر سکیں گے۔

۴۴ وہ مال جو کسی فرد یا جماعت کی کوشش اور سعی سے حاصل ہو اسے لغت میں غنیمت کہتے ہیں۔ الغنيمة في اللغة ما يناله الرجل او الجماعة بسعي (قرطبی) لیکن عرف شرع میں صرف اس مال کو غنیمت کہتے ہیں جو کفار سے بزور قوت غلبہ و قہر سے حاصل کیا جائے۔ مال الكفار اذا ظفر به المسلمون على وجه الغلبة و القهر (قرطبی) یعنی کفار کا وہ مال جو بغیر لڑائی ہاتھ آ جائے اسے اصطلاح شریعت میں فئ کہتے ہیں۔ والفيء هو كل مال دخل على المسلمين من غير حرب ولا ايجاف (قرطبی) غنیمت کا مفہوم سمجھ لینے کے بعد اب اس کے متعلق ارشاد ربانی ہے اسے سمجھیے۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کر لیا جائے گا اور بقیہ چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں گے سنت نبوی سے ثابت ہے کہ پیادہ مجاہد کو ایک حصہ ملے گا اور سوار کو تین حصے ملیں گے۔ حضرات فاروق، شیر خدا، عمر بن عبد العزیز اور فقہا میں سے امام مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ کا مسلک ہے کہ پیادہ کو ایک حصہ اور سوار کو دو۔ (مظہری)

۴۵ اس مال کا پانچواں حصہ (خمس)۔ اس کے مصارف اس آیت میں وضاحت سے بیان فرما دیے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام صرف تبرک کے لیے لایا گیا ہے۔ یہ کوئی مستقل مصرف نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا ایک حصہ ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ الگ مصرف ہے اور اس حصہ کا مال کعبہ شریف پر خرچ کیا جائے گا۔ ۲۔ دوسرا حصہ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے۔ حضور اسے اپنی ضروریات اور اہل و عیال پر خرچ کر سکتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد یہ مصرف ختم ہو گیا۔ ۳۔ تیسرا مصرف ہے۔ اس سے مراد حضور کریم کے قریبی رشتہ دار ہیں اور وہ بنی ہاشم و بنی مطلب کے افراد اور بعض کے نزدیک صرف بنی ہاشم ہیں کیونکہ ان پر صدقات حرام ہیں اس لیے ان کی کفالت کا انتظام اس سے کیا گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں تصریح کی ہے کہ حضور کے رشتہ داروں کا حق قیامت تک بحال

كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ

تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اس پر جسے ہم نے اتارا اپنے محبوب بندے پر فیصلہ کے دن

[illegible] الامام [illegible]

[illegible]

[illegible] کا حصہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کو ملے گا ان کے امیر و فقیر دونوں [illegible] حضرات میں [illegible] وقت حسب ضرورت حضور کی [illegible] حضرت فاروق اعظم [illegible] دوسروں سے زیادہ حصہ دیتے [illegible] ان میں سے اگر کوئی زیادہ ضرورت مند ہوتا مثلاً فقر میں شادی کرنے والا تنگدست تو اس کی زیادہ امداد فرماتے۔ اسی طرح تفسیر مظہری سے بڑے شرح و بسط سے اس موضوع پر بحث کرنے کے بعد یہ [illegible] گیا ہے۔ [illegible] اس بحث سے ثابت ہو گیا کہ حضور کے رشتہ داروں کا حصہ ساقط نہیں ہوا ان کے احتیاج اور فقر [illegible] لکھتے ہیں [illegible] ظاہر ہے کہ یہ حصہ [illegible] کر دیا جائے گا۔ [illegible] یتامیٰ و مساکین، و ابن السبیل [illegible] کے خمس کے مستحق ہیں۔

[illegible] کے متعلق یہ احکام جو تفصیل سے دیئے جا رہے ہیں اگر تمہارے دل میں ایمان ہے تو ان پر عمل کرنا ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں اپنی [illegible] ایمان [illegible] کی لذت سے ابھی آشنا نہیں ہوئے [illegible] اور جو مسلمان [illegible] سے فیضیاب ہو چکے [illegible] کے متعلق [illegible] تفصیل [illegible] کر دیا۔ انہیں [illegible] حکم دیا [illegible] حدیث [illegible] کہ جو غنیمت میں ملے [illegible] امام وقت کی خدمت میں پیش کرو۔ خواہ وہ سوئی دھاگہ ہو یا اس سے بھی چھوٹی چیز۔ [illegible] غنیمت میں خیانت [illegible] کیونکہ یہ دنیا میں باعث رسوائی ہے اور عقبیٰ میں [illegible] جب ان صحرا نشینوں کے لیے کسریٰ کے قصر ابیض نے اپنے دروازے کھول دیئے اور اپنے قیمتی جواہرات اور تاریخی نوادرات [illegible] کے قدموں میں ڈھیر کر دیا [illegible] کی نگاہ ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ ہر چیز دل لبھانے والی، آنکھوں کو خیرہ کرنے والی۔ بڑی بڑی [illegible] دینے والی [illegible] کیا مجال کہ غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دل میں خیانت کا خیال تک آیا ہو۔ ہر ایک چیز [illegible] کی [illegible] بارگاہ عدالت میں [illegible] قیمتی سامان میں ایک [illegible] گم نہ ہوئی۔ یہ قرآن کی تعلیم کا اثر تھا۔ یہ تربیت مصطفوی کی برکت تھی۔ یہی وہ اخلاق کی بلندی اور سیرت کی پختگی اور دیانت و امانت [illegible] تھی جس [illegible] ان پڑھ [illegible] کو دنیا کا امام بنا دیا۔ کاش [illegible] اور [illegible] تمام [illegible] ہو جائے۔ کاش [illegible] اپنی [illegible] اور [illegible] کا اشارہ [illegible]

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ

جس دن آمنے سامنے ہوئے تھے دونوں لشکر ۲۲ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جب تم

بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ

وادی کے نزدیک والے کنارے پر تھے اور وہ دشمن لشکر دور والے کنارہ پر تھا اور قافلہ نیچے کی طرف تھا

مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ

تم سے ۲۳ اور اگر تم آپس میں کوئی وقت مقرر کرتے تو پیچھے رہ جاتے وقت مقررہ سے لیکن یہ اس لیے ہوا تاکہ

اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ

کر دکھائے اللہ تعالیٰ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا تاکہ ہلاک ہو جسے ہلاک ہونا ہے دلیل سے اور زندہ

يَحْيٰي مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ اِذْ

رہے جسے زندہ رہنا ہے دلیل سے ۲۴ اور بیشک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔ یاد کرو

اے تماشاگاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا مے روی

۲۲ فرقان کہتے ہیں حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والا۔ یوم فرقان سے مراد بدر کا دن ہے جس روز شکوک و شبہات کے سب بادل چھٹ گئے تھے اور حق اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو گیا تھا۔

۲۳ وہ احسان یاد دلایا جا رہا ہے جو بدر کی جنگ کے دوران میں مسلمانوں پر کیا گیا تھا۔ اس آیت کے چند کلمات تحقیق طلب ہیں۔ عدوۃ جانب الوادی۔ وادی کی ایک طرف کو عدوہ کہتے ہیں۔ بکسر عین (عدوہ) بھی پڑھا گیا ہے۔ پہلی صورت میں اس کی جمع عُدیٰ اور دوسری صورت میں عِدیٰ ہوگی۔ الدنیا دنیٰ کی مؤنث ہے جو دنو بمعنی قریب ہونا سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد وادی بدر کی وہ سمت ہے جو مدینہ سے قریب تر تھی۔ قصویٰ اقصیٰ کی مؤنث ہے جو قصی دور ہونا سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد وادی بدر کی دوسری سمت ہے۔ رکب اونٹوں کا قافلہ۔ اس سے مراد اہل مکہ کا تجارتی کاروان ہے جو شام سے لوٹ کر واپس آ رہا تھا۔

۲۴ جیسے پہلے بیان ہو چکا کہ مسلمان کفار سے جنگ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم تیاری کر کے نکلتے تو ان کی کثرت اور اپنی قلت کو ملاحظہ کر کے ہمت ہار بیٹھتے اور میدان جنگ سے کترا کر نکل جاتے لیکن چونکہ مشیت

يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ

جب دکھایا اللہ نے آپ کو لشکر کفار خواب میں تھوڑا اور اگر دکھا دیتا آپ کو ان کا لشکر کثیر تعداد میں تو ضرور تم

لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

ہار کر ہمت ہار دیتے اور آپس میں جھگڑنے لگتے اس معاملہ میں لیکن اللہ نے بچا لیا بیشک وہ خوب جاننے والا ہے

الصُّدُورِ ﴿۴۳﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا

جو کچھ سینوں میں ہے اور یاد کرو جب اللہ نے دکھایا تمہیں لشکر کفار جب تمہارا مقابلہ ہوا تمہاری نگاہوں میں قلیل

وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَ

اور قلیل کر دیا تمہیں ان کی نظروں میں تاکہ کر دکھائے اللہ سبحانہ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا ۔ اور اللہ تعالیٰ

إِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۴۴﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً

کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں سارے معاملات اے ایمان والو جب تمہارا مقابلہ ہو جائے کسی لشکر سے تو

تاکہ یہ جنگ جو حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہو اس لیے حالات ایسے پیدا کر دیئے گئے کہ جنگ کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہ رہا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مشیت پوری ہو کر رہی۔ اس جنگ میں کفار کی ہولناک شکست سے حقیقت اتنی واضح اور روشن ہو گئی کہ شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ اب اگر کوئی اسلام قبول کر کے حیات جاودانی نصیب کرتا ہے تو دلیل سے اور اگر کوئی کفر سے چپکا رہتا ہے تو جان بوجھ کر اپنی مرضی سے۔ کیا عجیب اور حسین تعبیر ہے۔

یہاں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ نبی کا خواب حق ہوا کرتا ہے کیونکہ یہ وحی کی ہی ایک قسم ہے پھر اس کے برعکس واقع ہونے کا تو احتمال ہی نہیں۔ اگر خواب میں قلیل دکھایا تھا اور واقع میں ان کا کثیر ہونا خواب کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ خواب میں قلیل دکھانے کا مطلب یہ تھا کہ ان کی تعداد خواہ کچھ ہو لیکن وہ قلیل تعداد کی طرح ضعیف و کمزور ہوں گے۔ اور خواب کا یہی مطلب حضور کریم نے سمجھا تھا۔

حکمت خداوندی کی کرشمہ سازی یہ تھی کہ مسلمانوں کو کافر تھوڑے نظر آ رہے تھے جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان ثابت قدم رہیں اور گھبرائیں نہیں اور کافروں کو مسلمان قلیل التعداد دکھائی دے رہے تھے تاکہ وہ خوفزدہ ہو کر بغیر جنگ کئے نہ چلے جائیں بلکہ میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ اس طرح دونوں فریق اپنی کامیابی کا یقین کرتے ہوئے میدان جنگ

فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

ثابت قدم رہو اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ

وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ

کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم کم ہمت ہو جاؤ گے اور اکھڑ جائے گی تمہاری ہوا اور صبر

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ

کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو نکلے تھے

دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور (محض) لوگوں کے دکھلاوے کے لیے اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور

میں گھس پڑے۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ان نہتے مسلمانوں کے ہاتھوں ان کے سرکردہ سرداروں کے گلے کاٹ دیئے گئے۔ اور لشکر کا سارا زور توڑ کر رکھ دیا گیا۔

گھبراتے ہوئے دلوں کو تسکین دینے والا اور اکھڑتے ہوئے قدموں کو جمانے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہی تو ہے۔ اہل فکر و نظر سے مخفی نہیں کہ جنگ کی کامیابی کے حقیقی اسباب وہی ہیں جو اس آیت میں مذکور ہیں۔ کامیابی کا سہرا اسی کے سر رہا جو ناموافق حالات میں ثابت قدم رہا۔ اور اس کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعا و یاد تو سونے پر سہاگہ ہے۔

قرآن کریم تو واضح طور پر اعلان فرما رہا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا رعب دشمن کے دل پر چھایا رہے، تمہاری ہوا بندھی رہے تو تمہارے اتحاد و اتفاق کی بنیاد متزلزل نہ ہو اور اطاعت رسول کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ یہی ایک نسخہ ہے جس پر تم اپنوں و اغیار کے تیروں کا سامنا کر سکتے ہو۔ اور جب عصر حاضر کے ماہرین قرآن میں یہ بتاتے ہیں کہ انتشار و تفرق کی وبا جو اسلامی کیمپ میں قیامت ڈھا رہی ہے یہ دشمنوں سے مسابقت کا نتیجہ نہیں جس میں کلی طور پر ملت اسلامیہ مبتلا ہے بلکہ اپنی شامت کی شامت ہے۔ اب عوام کے رہنما ہوں یا بھول جائے کیا کریں۔ قرآن کی ہدایات اور تعلیم نبوی سے یا اسلاف قرآنی کے ان شارحین کی حد آخر کو تسلیم کریں؟

اس آیت میں جو اشارات ملتے ہیں ان پر کاربند ہو کر مسلمان ہمیشہ شیطان کے جال پھیلا سکتے ہیں۔ صبر کے بغیر اس پر پابندی کرنا ناممکن ہے اس لیے صبر و استقامت کی تلقین کی جا رہی ہے۔ آخر میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت فقط انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو مشکلات اور مصائب کا مردانہ وار ہمت سے مقابلہ

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اپنے علم و قدرت کے گھیرے میں لیے ہوئے ہے اور یاد کرو جب آراستہ کر دیئے ان کے لیے شیطان نے

اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ

ان کے اعمال اور (انہیں) کہا کہ کوئی غالب نہیں آسکتا تم پر آج ان لوگوں میں سے اور میں حمایتی ہوں

جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ

تمہارا۔ پس جب آمنے سامنے ہوئیں دونوں فوجیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور بولا

کر رہے ہوتے ہیں۔

۵۳ جہاد میں ثابت قدم رہنے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہنے اور باہم متحد رہنے کا حکم دینے کے بعد اخلاص نیت کی تعلیم فرمائی جا رہی ہے۔ کیونکہ تمام اسلامی اعمال کی روح حسن نیت ہے۔ کفار کا لشکر جب مکہ سے بدر کی طرف روانہ ہوا تو ان کے ہمراہ ایسی رقاصائیں بھی تھیں جو گانے بجانے اور ناچنے میں اپنا جواب نہ رکھتی تھیں۔ ان کے علاوہ شراب کے بھرے ہوئے مشکے بھی ساتھ تھے۔ جگہ جگہ پر ان کی بزم عیش و طرب منعقد ہوتی جس میں ادھر تو جام کے ساغر گردش میں آتے اور ادھر رقص و سرود ہوتا۔ ابو جہل کو جنگ کا ارادہ ترک کرنے کے لیے جب کہا گیا تو اس نے جواب دیا واللہ لا نرجع حتی نرد بدرا فنشرب فیها الخمور وتعزف علینا القیان [illegible] حتی تسمع العرب بمخرجنا فتهابنا آخر الابد (روح) خدا کی قسم ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے یہاں تک کہ ہم میدان بدر میں پہنچیں۔ وہاں شراب کا دور چلے گا رقص و سرود ہوگا۔ سارا عرب سنے گا اور ان کے دلوں پر ہمارا رعب قیامت تک کے لیے بیٹھ جائے گا۔ آج بھی کفر کا لشکر جہاں جاتا ہے مستی و بدمستی کا ایک طوفان بدتمیزی امڈ آتا ہے۔ جو عصمت و ناموس، انسانی شرف بلند اخلاقی قدروں کو تنکوں کی طرح بہا کر لے جاتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے جاہلیت قدیم و جدیدہ کے مزاج کی یکسانی پر۔ چودہ سو سال پہلے اس کی جو خصوصیات تھیں طرز فکر کی بے اندازہ ترقی کے باوجود ان میں سرمو فرق نہیں آیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران جو امریکی افواج اپنے دوست ملک برطانیہ میں اقامت گزیں رہیں ان کی عیش کوشی کی وجہ سے خود امریکی اخبارات کے اندازے کے مطابق [illegible] ہزار حرامی بچے پیدا ہوئے (ریڈرز ڈائجسٹ ۴۸)۔ اب آپ خود اندازہ لگائیے کہ ایسی فوج ظفر موج اپنے بیس بیس سال جس سرزمین دشمن ممالک میں رہی ہوگی وہاں کیا حشر بپا ہوتا ہوگا۔

۵۴ علامہ بیضاوی نے لکھا ہے کہ شیطان کا یہ قول زبان حال کا بیان ہے۔ مقابلہ [illegible] امداد کی صورت میں تھا۔ اس نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈال دیا تھا کہ ان کی کامیابی یقینی ہے ان کا یہ لشکر جرار مسلمانوں کے مٹھی بھر

إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّنكُمْ إِنِّيٓ أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّيٓ أَخَافُ ٱللَّهَ

بیشک میں بری الذمہ ہوں تم سے میں دیکھ رہا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھ رہے ہیں میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے

وَٱللَّهُ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ ۞ إِذْ يَقُولُ ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ

اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ یاد کرو جب کہہ رہے تھے منافق اور وہ جن کے

فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰٓؤُلَآءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ

دلوں میں (شک کا) روگ تھا کہ مغرور کر دیا ہے انہیں ان کے دین نے۔ اور جو شخص بھروسہ کرتا ہے

جو مسلمان سپاہیوں کا حشر [illegible] ہو سکے گا۔ اسی [illegible] میں لشکر کفار [illegible] پر [illegible] شیطان [illegible] بھاگ کھڑا ہوا اور جب حق کی مدد اور [illegible] قریب [illegible] ہو گیا [illegible]

[illegible]

اور بعض نے اس قول کو حضرت حسن بصری [illegible] کی طرف منسوب کیا ہے [illegible] الحسن [illegible] اور بعض [illegible] سے یہ ترجیح بھی کی ہے کہ [illegible] اپنے [illegible] کی پیٹھ [illegible] ہوتے [illegible] لیکن چونکہ اس کا یہ قول [illegible] شیطان کے [illegible] اس لیے [illegible] شیطان کی طرف ہی منسوب کر [illegible] جب یہ لشکر [illegible] تو انہیں یہ [illegible] کہ [illegible] کا [illegible] ایک [illegible] تو شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں ان کے پاس آیا اور [illegible] کی طرف سے تسلی دی اور یہ امداد بھی [illegible]

شیطان نے پہلے تو [illegible] اور [illegible] کہ آج [illegible] نہیں [illegible] تمہارے لشکر [illegible] کے ساتھ [illegible] میں [illegible] اور ساتھ ہی وعدہ کیا کہ میں تمہارا [illegible] ہوں اگر تمہیں کسی کمک کی ضرورت پڑی تو میں [illegible] کروں گا لیکن جب اسلام کے [illegible] اور [illegible] کے لیے [illegible] ہونے لگے اور آسمان سے ملائکہ کی فوج نازل ہونے لگی تو شیطان نے یہ منظر دیکھ کر راہ فرار اختیار کی اور بلند آواز سے پکار کر [illegible] میں تم سے اپنی برأت کا اعلان کرتا ہوں [illegible] وقت میں میں تمہاری کچھ امداد نہیں کر سکتا مجھے وہ چیزیں نظر آ رہی ہیں جن کو دیکھنے سے تمہاری آنکھیں قاصر ہیں۔ یہ کہہ کر شیطان [illegible] چھوڑ کر دم دبا کر بھاگ گیا۔

شیطان کا رویہ اپنے پرستاروں کے ساتھ ہمیشہ اسی طرح کا رہا ہے پہلے وہ ان کو خوب [illegible] ہے۔ ان سے [illegible] وعدے کرتا ہے۔ انہیں [illegible] سبز باغ دکھاتا ہے اور جب وہ اس کے [illegible] ہوئے دام میں پھنس جاتے ہیں اور اپنے

عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ
اللہ پر تو بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے اور اے مخاطب! اگر تو دیکھے جب جان نکالتے
كَفَرُوا الْمَلٰٓىٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا
ہیں کافروں کی فرشتے (اور) مارتے ہیں ان کے چہروں پر اور پشتوں پر اور (کہتے) ہیں اب چکھو آگ
عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ
کا عذاب۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے عمل اور اللہ تعالیٰ ہرگز
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
ظلم کرنے والا نہیں ہے اپنے بندوں پر جیسے دستور تھا فرعونیوں کا طریقہ اور جو (زبردست) لوگ ان سے پہلے

تھی جن کی وادیوں میں دھکیلے گئے ہیں تو انہیں بے یار و مددگار چھوڑ کر خود دور کھڑا ہو جاتا ہے جو بدنصیب اس کے دام فریب میں پھنس جاتا ہے اس کا یہی حشر ہوا کرتا ہے۔ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

۷۲ وہ لوگ جن کے دلوں میں یقین کا نور نہیں تھا جو ہر معاملہ دولت فتح و شکست عزت و ذلت کے اسلامی معیار سے ابھی واقف نہ تھے انہوں نے جب دیکھا کہ یہ ۳۱۳ نہتے سپاہی اتنی بڑی فوج سے ٹکرانے جا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان کو ان کے دین نے پاگل بنا دیا ہے۔ اپنے نفع و نقصان کی بھی تمیز نہیں رہی۔ موت کے منہ میں چھلانگ لگانے جا رہے ہیں اور کس خوشی سے اور کس شوق سے۔ اہل محبت کو ایسے طعنوں سے ہمیشہ واسطہ پڑتا رہتا ہے

یا لائمی کف الملام عن الذی　　أضناه طول سقامه وشقائه

یعنی اے مجھے ملامت کرنے والے! مجھ پر بس ملامت کے تیر برسا مجھے تو محبت اور اس ملامت سے پہلے ہی مجھے دیوانہ کر دیا ہے۔

۷۳ قرآن کریم بتاتا ہے کہ ان کی خود فراموشی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس قادر و توانا ذات پر تکیہ کر لیا ہے کہ جس نے تکیہ کیا وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔

۷۴ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جزا و سزا انسان کے اپنے عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ کا نتیجہ ہے کسی کو ناحق کوئی سزا نہیں دی جاتی۔

۷۵ یعنی جس طرح قوم فرعون اور متعدد دوسری قوموں پر ان کی مسلسل نافرمانی اور پیہم ایذا رسانی کے باعث عذاب

كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ

تھے انھوں نے کفر کیا آیاتِ الٰہی کے ساتھ تو پکڑ لیا انھیں اللہ نے ان کے گناہوں کے باعث بیشک اللہ قوت والا

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً

سخت عذاب دینے والا ہے ۵۵ یہ اس لیے کہ اللہ ۵۶ نہیں بدلنے والا کسی نعمت کو جس کا انعام اس نے کیا ہو

أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

کسی قوم پر یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہی اپنے آپ کو۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا

عَلِيمٌ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا

جاننے والا ہے۔ (ان کا حال) فرعونیوں کی طرح ہے اور ان سرکشوں کا جو ان سے پہلے تھے انھوں نے جھٹلایا

بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ

اپنے رب کی آیتوں کو ۵۷ پس ہم نے ہلاک کر دیا انھیں بوجہ ان کے گناہوں کے اور ہم نے غرق کر دیا فرعونیوں کو

آیا اسی طرح ان کا بھی انجام ہونے والا ہے۔

۵۵ پہلی آیت میں تو یہ بتایا کہ علاوہ قوت کے ذاتِ الٰہی پاک ذوالانتقام ہے۔ اس آیت میں اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ بے بس اور لاچار بھی نہیں کہ کوئی اس کی نافرمانی کرتا رہے اس کے دشمنوں کو ستاتا رہے تو وہ کچھ نہ کر سکے۔ بلکہ اگر اس کی حکمت کسی کو ڈھیل دینے لگے تو اس کی مہربانی اور اگر وہ غضبناک ہو کر پکڑے تو پھر کوئی فرعون ہو یا نمرود، جتھہ ہو یا فرد، وہ چھٹکارا نہیں پا سکتا اور جب وہ پکڑ کر جھنجھوڑتا ہے اور پچھاڑتا ہے تو آن کی آن میں سارا طمطراق و سطوت کا زہرہ آب ہو جاتا ہے۔

۵۶ یہ آیت کریمہ کتنی واضح اور روشن ہے کہ کسی مزید تشریح کی گنجائش نہیں۔ گزری ہوئی اور موجودہ قوموں کے عروج و زوال کے لیے یہی اٹل قانون ہے۔ جو چاہے اس کو گوش ہوش سے سنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے۔

۵۷ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک لطیف نکتہ پیدا کیا ہے۔ فرماتے ہیں پہلی آیت میں ہے کفروا بایت اللہ، اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے انکار کیا۔ دوسری آیت میں ہے کذبوا بایت ربھم انھوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا۔ پہلی آیت میں اشارہ ہے دلائل توحید و الوہیت کے انکار کی طرف اور دوسری میں تربیت و پرورش کی آیات کی طرف اور دونوں کا حسن تدبیر الگ الگ بیان کر دیا۔

وَكُلٌّ كَانُوا ظٰلِمِينَ ﴿۵۴﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِينَ

اور وہ سب کے سب ظالم تھے۔ ۵۴ بے شک بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ انسان ہیں جنہوں نے

كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِينَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ

کفر کیا پس وہ کسی طرح ایمان نہیں لاتے۔ ۵۵ وہ جن سے (کئی بار) آپ نے معاہدہ کیا پھر وہ توڑتے رہے

عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿۵۶﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ

اپنا عہد ہر بار اور وہ (عہد شکنی سے) ذرا نہیں پرہیز کرتے پس اگر آپ پائیں [illegible] انہیں

فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۵۷﴾

میدان جنگ میں تو (انہیں) عبرتناک سزا دے کر منتشر کر دو انہیں جو ان کے پیچھے ہیں۔ شاید وہ سمجھ جائیں۔ ۵۷ اور

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلٰى

اگر آپ اندیشہ کریں کسی قوم سے خیانت کا تو پھینک دو ان کی طرف (ان کا معاہدہ) واضح

[illegible] ان سے مراد بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی قبائل ہیں جن سے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے صلح کا معاہدہ فرمایا تو انہوں نے کفار کو اسلحہ دے کر عہد شکنی کی۔ پھر تائب ہوئے اور دوبارہ معاہدہ کیا لیکن جب غزوۂ خندق میں سارا عرب مدینہ پر چڑھ آیا اور بظاہر کفار کا پلہ بھاری دیکھ کر پھر یہ یہودی ان کی طرف جھک گئے اور عین حالت جنگ میں مسلمانوں سے دغا کی۔ والمعنی بہم قریظۃ والنضیر نقضوا العہد فاعانوا مشرکی مکۃ بالسلاح ثم اعتذروا فقالوا نسینا فعاهدهم علیہ السلام ثانیۃ فنقضوا العہد یوم الخندق (قرطبی)

[illegible] لغت میں تشرید کا معنی ہے ہلاک اور پراگندہ کرنا۔ التشرید فی اللغۃ التبدید والتفریق (قرطبی) لیکن اس کا عام استعمال اس مفہوم میں ہوتا ہے کہ کسی کو ایسی سزا دینا جسے دیکھ کر دوسرے لوگ ان کی راہ اختیار کرنے سے رک جائیں۔ الزجاج: فعل بہم فعلا من القتل تفرق بہ من خلفہم۔ امام سنت [illegible] سمجھتے ہیں کہ ان بار بار عہد شکنی کرنے والوں کو وہ عبرتناک سزا دو جو دوسروں کو خوفزدہ کر دے تاکہ کوئی قبیلہ عہد شکنی کی جرأت نہ کر سکے۔ ترجمہ میں میں نے اسی مفہوم کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ثقف کا معنی ہے پانا۔ یقال ثقفتہ اثقفہ ثقفا ای وجدتہ (قرطبی)۔

سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

طور پر بیشک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا خیانت کرنے والوں کو اور ہرگز یہ خیال نہ کریں

كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ

کافر کہ وہ بچ کر نکل گئے یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے اور تیار رکھو ان کے لیے جتنی تم استطاعت رکھتے

خیانت یہاں عہد شکنی کے معنی میں ہے۔ علیٰ سواء سے مقصود برابری ہے۔ یعنی اگر تمہارا کسی قوم سے معاہدہ ہو اور تمہیں ایسے آثار و علامات دکھائی دیں جن سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ عہد شکنی پر آمادہ ہیں اور دشمن سے ساز باز کر رہے ہیں تو اچانک ان پر حملہ نہ کرو بلکہ پہلے ان کو اطلاع دے دو کہ ہمارا تمہارا معاہدہ ختم۔ قرآن کریم اور احادیث کے پیش نظر ہم اس معاہدہ سے دست بردار ہیں تاکہ معاہدہ کے اختتام ہونے میں تم اور وہ برابر ہوں۔ علامہ قرطبی نے وضاحت کی ہے کہ جب معاہد قوم سے ایسے آثار ظاہر ہوں جن سے ان کی بدنیتی اور خیانت کا پتہ چلتا ہو تو پہلے ان کا معاہدہ ان کے منہ پر دے مارو تب ان کے خلاف کوئی کارروائی کرو لیکن اگر وہ کھلم کھلا معاہدہ سے عہد شکنی کر دیں تو پھر کسی اطلاع کی ضرورت نہیں۔ حسب مناسب قدم اٹھا سکتے ہو۔ (قرطبی)

خیانت کرنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ہو تو اور بھی معیوب ہے کیونکہ وہ تو بلند اخلاقی قدروں کے محافظ اور نقیب بن کر اٹھے ہیں۔ تاریخ اسلامی کا یہ واقعہ قابل تقلید ہے۔ جسے امام ترمذی اور امام ابو داؤد نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور رومیوں کے درمیان ایک عارضی صلح کا معاہدہ ہوا۔ جب اس معاہدہ کے اختتام کا وقت قریب آنے لگا تو امیر معاویہ اپنا لشکر لے کر رومی سرحد کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ جس وقت معاہدہ ختم ہو دشمن کو فرصت دیئے بغیر اس پر حملہ کر دیا جائے۔ جب لشکر روانہ ہونے لگا تو سواروں کو پتہ چلا ایک سوار لگ بھگ آ رہا ہے وہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لا غدر اللہ اکبر ہے۔ وعدہ پورا کیا جائے دھوکہ اور خیانت نہ کی جائے۔ لوگوں نے پہچانا تو وہ عمرو بن عبسہ تھے۔ حضرت امیر معاویہ نے انہیں پاس بلا کر وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کان بینہ وبین قوم عھد فلا یشد عقدۃ ولا یحلھا حتی ینقضی امدھا او ینبذ الیھم علی سواء فرجع معاویۃ بالناس (ترمذی)۔ کہ میں نے اپنے رشد و ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے کہ جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو اس وقت تک نہ کوئی گرہ باندھے اور نہ کھولے جب تک وقت مقرر نہ آ جائے یا ان سے معاہدہ مساوی طور پر ختم نہ کر دیا جائے۔ اپنے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی سننے کے بعد امیر معاویہ نے سر اطاعت خم کر دیا اور اپنے لشکر سمیت اپنی رہ گاہوں میں واپس چلے گئے۔ یہ نہیں کہا کہ بدلے ہوئے حالات میں ہم رسول کی سنت فرسودہ کو کہاں تک ملحوظ رکھیں؟ وقت کے تقاضے اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ہم اب اس فرمان پر عمل پیرا ہوں۔ جب تک مومن اپنے رسول کریم کے فرمان کو واجب التسلیم یقین کرتا رہا اس کی جبین کے شکن دیکھ کر وقت کے تقاضے

مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

ہر قوت و طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے تاکہ تم خوفزدہ کرو اپنی ان تیاریوں سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا

کو اور دوسرے لوگوں کو ان کے علاوہ جنہیں تم نہیں جانتے ہو انہیں، البتہ اللہ جانتا ہے انہیں۔ اور جو کچھ

اپنے آپ کو بدل دیا کرتے تھے اور جب سے سنت ہو گئی ہے زندگی کا ہر شعبہ ترقی کر رہا ہے وقت کے تقاضے نئے لباس میں، اس کا شوق و نزاکت نئے انداز میں ہم سے ہماری اپنی ذات اور اس کی مخصوص روایات کی نفی کرا رہا ہے۔ جو قومیں اپنے تمدن و ثقافت، اپنے عقائد و نظریات، اپنے اطوار و عادات سے بے تعلق ہو کر دوسری قوموں کی پیروی و تقلید کرنے لگتی ہیں۔ وہ یاد رکھیں وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود رہی ہیں۔ حسن و جمال اپنی ذات کی جلوہ نمائی میں ہے کسی کا بہروپ بھرنے میں نہیں۔ کوئی اچھا بہروپیا ہر حال بہروپیا ہی ہے۔

ہر موقع پر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ پر توکل کی تعلیم دینے والا قرآن مسلمانوں کو ہر طرح کے سامان جنگ سے لیس ہونے کی تاکید کر رہا ہے تاکہ کوئی کوتاہ اندیش توکل کو بے عملی کا مترادف نہ سمجھے۔ اسباب بھی اسی کے بنائے ہیں۔ ان میں جو تاثیرات ہیں اسی کی حکمت نے رکھی ہیں اور ان سے کام لینے کا اسی نے حکم فرمایا ہے۔ قوۃ سے یہاں کوئی خاص ہتھیار کی تخصیص مقصود نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس سے جنگ میں طاقت حاصل ہو۔ کل ما یتقوی بہ فی الحرب (مشکوٰۃ)۔ امام ابو بکر جصاص اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں: عموم اللفظ شامل لجمیع ما یستعان به على العدو من سائر انواع السلاح وآلات الحرب (احکام القرآن)۔ یعنی لفظ کا عموم بتا رہا ہے کہ اس سے مراد ہر وہ اسلحہ ہے جدید ہو یا قدیم جس سے جنگ میں قوت و طاقت میسر ہو سکے۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لفظ قوت کی تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے۔ الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی۔ خبردار! قوت رمی ہے (مسلم)۔ کلام رسالت کی گیرائی ملاحظہ ہو سہم اور قوس، تیر و کمان نہیں فرمایا بلکہ رمی کا عام لفظ استعمال فرمایا تاکہ دور سے نشانہ پر پھینکے جانے والے تمام ہتھیار جو اس وقت موجود تھے اور جو قیامت تک ایجاد ہونے والے تھے سب کو شامل ہو۔

رباط مصدر ہے اور اسم مفعول مربوط کے معنی میں ہے۔ یعنی وہ گھوڑے جو جہاد کی نیت سے بندھے ہوئے ہوں تاکہ جب ضرورت پڑے ان پر سوار ہو کر مجاہد میدان جنگ کی راہ لیں۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عمدہ گھوڑوں سے بہت انس تھا۔ حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضور کو دیکھا کہ گھوڑے کی پیشانی پر اپنی انگشت مبارک پھیر رہے ہیں اور زبان پاک سے فرما رہے ہیں۔ الخیل معقود فی نواصیہا الخیر الی یوم القیامۃ الاجر والغنیمۃ (رواہ مسلم)۔ گھوڑوں کی پیشانیوں میں تا قیامت خیر و برکت رکھ دی گئی ہے اجر بھی اور غنیمت بھی

تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ

خرچ کرو گے راہ خدا میں اس کا اجر پورا پورا دیا جائے گا تمہیں عه اور (کسی طرح) تم پر

لَا تُظْلَمُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى

ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر کفار مائل ہوں صلح کی طرف تو آپ بھی مائل ہو جائیے اس کی طرف شه اور بھروسہ کیجئے اللہ

اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦١﴾ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ

تعالیٰ پر بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے اور اگر وہ ارادہ کریں کہ آپ کو دھوکا دیں تو آپ

فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾

فکر مند کیوں ہوں بیشک کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ فه وہی ہے جس نے آپ کی تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کی جماعت سے

ف اسلام کے بعض دشمن تو وہ تھے جن کی دشمنی عیاں تھی اور مسلمانوں کو ان کا علم تھا لیکن ان کے علاوہ اور بھی کئی دشمن تھے جو مسلمانوں کی نگاہوں سے پنہاں تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم سے تو پوشیدہ نہ تھے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ بعض نے بنو قریظہ کا نام لیا ہے۔ بعض نے یہود اور منافقین کا لیکن اس تعیین کی کیا ضرورت۔ قیامت تک اس شمع حق کو بجھانے کی کوشش کرنے والی خدا معلوم کتنی قومیں کس کس علاقہ سے اٹھیں گی۔ سب کی سازشوں کو ناکام بنانا۔ سب کے منصوبوں کو خاک میں ملانا ہر مسلم کا فرض اولیں ہے۔

عه جان و مال، وقت اور کوشش کی جو قربانی تم دو گے وہ رائیگاں نہیں جائے گی بلکہ دین و دنیا میں تمہیں اس کا صد چند دیا جائے گا جو اس رحمت کریم کی شان جود و کرم کے شایاں ہے۔ حضرت ابن ابی مسعود انصاری فرماتے ہیں ایک آدمی ایک اونٹنی کو نکیل ڈالے ہوئے بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہوا اور عرض کی ھذہ فی سبیل اللہ کہ یہ اللہ کی راہ میں میں نے دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لک بہا یوم القیامۃ سبع مائۃ ناقۃ کلہا مخطومۃ (مسلم) یعنی اس کے بدلے قیامت کے دن تمہیں سات سو اونٹنیاں ملیں گی۔ ہر ایک کی ناک میں نکیل پڑی ہو گی

شه اگر کفار جنگ کی بجائے صلح پر آمادہ ہوں تو تمہیں بھی چاہیے کہ خونریزی سے ہاتھ اٹھا لو اور صلح کر لو۔ یہ حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے ہے یعنی امام وقت کو اجازت ہے کہ اگر وہ صلح میں مصلحت سمجھے تو صلح کر لے الامر للاباحۃ والصلح جائز مشروع ان رای الامام فیہ مصلحۃ (مظہری)۔ لفظ سلم مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے اسی لیے لھا ضمیر مؤنث اس کی طرف راجع ہے۔ یذکر و یؤنث (تاج العروس)

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اور اسی نے الفت پیدا کر دی ان کے دلوں میں ف اگر آپ خرچ کر دیتے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب تو

مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ

نہ الفت پیدا کر سکتے ان کے دلوں میں لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت پیدا کر دی ان کے درمیان ف بے شک وہ

حَكِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾

ع

زبردست ہے حکمت والا۔ اے نبی (مکرم) کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرمانبردار ہیں مومنوں سے ف

ف اگر وہ بظاہر صلح پر آمادہ ہوں اور اندر ہی اندر تمہیں دھوکہ دینے کی تیاریاں کر رہے ہوں تب بھی تم صلح کے لیے بڑھنے والے ہاتھ کو جھٹک نہ دو۔ وہ مکار اتنے گرم جوشی سے ... اللہ تعالیٰ جس نے پہلے بھی ہر مشکل میں تمہاری اعانت کی ہے وہ اب بھی قادر ہے کہ تمہارے دشمن کے منصوبوں کو خاک میں ملا دے اور تمہیں کامیاب کر دے۔

یہ دو آیتیں پڑھ کر ہر دیانتدار شخص پر یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ اسلام صلح و امن اور سلامتی کا دین ہے اور وہ اپنے ماننے والوں کو فقط اس وقت جنگ کی اجازت دیتا ہے جب اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔ اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر اب جنگ سے گریز کیا گیا تو باطل کا بے رحم ہاتھ حق کے شجر ثمردار کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دے گا۔ ان حالات میں جہاد سے فرار صلح پسندی کی علامت نہیں بلکہ بزدلی اور نامردی ہے جسے اسلام اپنے فرزندوں کے لیے ہرگز گوارا نہیں کرتا۔

ف عرب کے سارے جزیرہ میں ہر طرف نفرت و عداوت کی آگ بھڑک رہی تھی۔ [illegible] اور عداوتیں نسلاً مسلسل چلی آ رہی تھیں۔ ذرا سی بات پر تلواریں کھنچ جاتیں اور صدیوں تک عداوت کا بازار گرم رہتا۔ خصوصاً اوس و خزرج کی دشمنی نے تو اتنی شدت اختیار کر لی تھی کہ ان کی مصالحت کا امکان تک نہ رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدینہ میں آمد سے دو سال پہلے ان کے درمیان خونریز معرکہ ہوا تھا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کو بالکل نیست و نابود کر دینے کا عزم کر کے میدان میں نکلے تھے۔ تاریخ میں یہ جنگ بعاث کے نام سے مشہور ہے۔ اس طرح ہر طرف نفرت و عداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے اور بہت کم [illegible] کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ جب صلح و محبت کا پیامبر تشریف لایا تو تھوڑے عرصہ میں ہی دلوں کی دنیا میں انقلاب آ گیا۔ بغض و عناد کی جگہ محبت و اخلاص نے لے لی۔ [illegible] کیا خوب کہا ہے۔ خدائے حقیقی [illegible] ہر ایک کی الفت دوسرے کے دل میں ڈال دی اور سب کی محبتوں کا اجتماعی مرکز حضور انور کی ذات منبع البرکات کو بنا دیا۔

ف وہ دل جو نفرت سے بھرے ہوئے تھے ان میں الفت پیدا کر دی اور ایک دوسرے کا جان نثار بنا دیا گیا۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ

اے نبی! برانگیختہ کیجیے مومنوں کو جہاد پر اگر ہوں تم سے

عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ

بیس آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوں گے تم میں سے

مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝

سو آدمی (صبر کرنے والے) وہ غالب آئیں گے ہزار کافروں پر کیونکہ یہ کافر وہ لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے (اے مسلمانو)

الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ

اب تخفیف کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے۔ تو اگر ہوں گے تم میں سے

آسان کام رہا تھا۔ دنیا بھر کے خزانے بھی اگر اس مقصد کے حصول کے لیے خرچ کر دیے جاتے تب بھی یہ جوڑ نہیں ہو سکتے تھے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے عداوت کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بجھا دیا۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا۔

[illegible] ومن اتبعك کا عطف اللہ پر بھی ہو سکتا ہے اور حسبک کے کاف ضمیر پر بھی۔ علمائے کرام نے دونوں وجہیں جائز رکھی ہیں۔ تفسیر قرطبی کے حاشیہ نے ایک تیسری وجہ بھی لکھی ہے جسے احسن الوجوہ کہا ہے کہ یہاں کلام میں اختصار ہے اور تقدیر کلام یوں ہے حسبک اللہ وحسبک من اتبعک من المؤمنین معنی کے لحاظ سے اس میں اور پہلی وجہ میں کوئی فرق نہیں یعنی اے حبیب! آپ کی نصرت و اعانت کے لیے اللہ اور آپ کے پیرو مسلمان کافی ہیں۔ آپ کو کسی اور کے سہارے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

[illegible] یعنی اگر مسلمان صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہیں گے تو اپنے سے دس گنا لشکر کفار پر غالب آئیں گے۔ یہ اگرچہ خبر ہے لیکن معنوی لحاظ سے امر ہے کہ مسلمان دس گنا طاقت کے مقابلے ڈٹ جائیں اور قدم پیچھے نہ ہٹائیں۔ کفار اپنی تعداد کی کثرت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو مغلوب نہیں کر سکیں گے۔

[illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان ایک بلند مقصد کے لیے جنگ کرتے ہیں جو انہیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ دین اسلام کے نفاذ سے معاشرہ میں عدل و انصاف کی راہیں ہموار ہوں گی۔ باطل عقائد کی ظلمت کافور ہو جائے گی اور اخوت و مساوات کا پرچم لہرائے گا۔ اپنے مقصد کی عظمت پر یقین انہیں اس کے لیے سرفروشی پر آمادہ کرتا ہے اور ان کا ایمان ان کے دلوں کو تقویت اور ان کے قدموں کو ثبات بخشتا ہے۔ [illegible] بے جگری سے ان کا مقابلہ کریں گے [illegible] یہ ترک تازی اور یہ جنگ کسی بلند اور عظیم مقصد کے لیے نہیں بلکہ محض تعصب و عناد کا نتیجہ ہے اس لیے معنوی قوت ان میں مفقود ہے [illegible] کامیابی

مِّنكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ

سو آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سے

أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ (۶۶)

ایک ہزار (صابر) تو وہ غالب آئیں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے [illegible]

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ

نہیں مناسب نبی کے لیے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی [illegible] یہاں تک کہ غلبہ حاصل کر لے زمین

کے لیے شرط اول ہے۔

[illegible] سابقہ حکم کے کچھ عرصہ بعد دوسرا حکم نازل ہوا۔ اور پہلے حکم میں تخفیف کر دی گئی اور صرف اپنے سے دگنی تعداد کے مقابلہ میں سینہ سپر ہونے کا حکم دیا گیا۔

[illegible] بہرحال یہ امر پیش نظر رہے کہ یہ وعدہ ہم تمام مسلمانوں سے نہیں جو عیش اور آسائش کے لحاظ میں ہمت ہار کر بیٹھ جاتے ہیں بلکہ ان سچے اہل ایمان سے ہے جو راہ حق میں پیش آنے والی ہر تکلیف کو خوشی سے برداشت کرتے ہیں۔ حالات کی سنگینیوں میں ان کا جوش ایمانی تیز ہوتا ہے اور دشمن کی قوت و تعداد کو دیکھ کر صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں اور فولادی چٹان بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

[illegible] علامہ قرطبی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ آیت جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی۔ اس میں صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میدان بدر میں کفار کے قدم اکھڑ گئے اور وہ وہاں سے بھاگ نکلے تو چاہئے تھا کہ مسلمان اسی جوش و خروش سے ان کا تعاقب کرتے اور کفر و شرک کے ان سرغنوں کی گردنیں اڑا دیتے تاکہ کفر کی کمر ٹوٹ جاتی اور اس کے پرستاروں کی قوت و شوکت بالکل دم توڑ دیتی۔ وہ مال غنیمت اکٹھا کرنے اور قیدیوں کو گرفتار کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اور مسلمانوں کے اس طرز عمل سے بڑے بڑے کافر بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور سالہا سال تک مسلمانوں کے لیے تکلیف کا باعث بنے رہے۔ اگر اس وقت مال غنیمت جمع کرنے کے بجائے ان کفار کا قلع قمع کر دیا جاتا تو کفر کی طاقت کا اسی وقت خاتمہ ہو جاتا۔ جب حضرات سعد بن معاذ، عمر بن خطاب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم نے مسلمانوں کو غنیمت سمیٹتے ہوئے دیکھا تو ان بزرگوں کو سخت ناگوار گزرا۔ علامہ قرطبی کی عبارت نقل کرتے ہیں اگرچہ طویل ہے لیکن اس کے بغیر چارہ بھی نہیں۔ فرماتے ہیں: وهذه الآية نزلت يوم بدر عتابا من الله لاصحاب نبيه صلى الله عليه وسلم والمعنى ما كان ينبغي لكم ان تفعلوا هذا الفعل الذي اوجب ان يكون للنبي صلى الله عليه وسلم اسرى قبل الاثخان ولهم

تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ

تم چاہتے ہو دنیا کا سامان اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تمہارے لیے آخرت اور اللہ تعالیٰ

هذا الخطاب بقوله تريدون عرض الدنيا والنبي صلى الله عليه وسلم لم يأمر باستبقاء الرجال وقت الحرب ولا أراد قط عرض الدنيا وانما فعله جمهور مباشري الحرب فالتوبيخ والعتاب انما كان متوجها بسبب من أشار على النبي صلى الله عليه وسلم بأخذ الفدية هذا قول أكثر المفسرين وهو الذي لا يصح غيره۔

یہ آیت بدر کے روز نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحابہ پر عتاب فرمایا جا رہا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لیے یہ ہرگز مناسب نہ تھا کہ تم کفار کی قوت کو پوری طرح کچل دینے سے پہلے انہیں قیدی بناتے اور ان سے فدیہ وصول کرتے۔ تم دنیا کے سامان کا ارادہ رکھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو قید کرنے کا حکم دیا اور نہ متاع دنیا کی کسی وقت خواہش کی ہے۔ یہ غلطی عام مجاہدین سے سرزد ہوئی ہے۔ یہ عتاب انہیں لوگوں پر ہے جنہوں نے فدیہ لینے کا مشورہ دیا۔ علامہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں۔ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔ اور اس کے بغیر اس آیت کی کوئی توجیہ درست نہیں۔

لیکن مولانا مودودی کی یہ عبارت بہت عجیب ہے۔ اسی آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ میرے نزدیک اس مقام کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ جنگ بدر سے پہلے سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگ کے متعلق جو ابتدائی ہدایات دی گئی تھیں ان میں یہ ارشاد ہوا تھا کہ فاذا لقيتم الذين كفروا فضرب الرقاب حتى اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتى تضع الحرب اوزارها۔ اس ارشاد میں جنگی قیدیوں سے فدیہ وصول کرنے کی اجازت تو دے دی گئی تھی لیکن اس کے ساتھ شرط یہ لگائی گئی تھی کہ پہلے دشمن کی طاقت کو اچھی طرح کچل دیا جائے پھر قیدی پکڑنے کی فکر کی جائے۔ اس ہدایت کی رو سے مسلمانوں نے بدر میں جو قیدی گرفتار کیے اور اس کے بعد ان سے جو فدیہ وصول کیا وہ تھا تو اجازت کے مطابق، مگر غلطی یہ ہوئی کہ دشمن کی طاقت کو کچل دینے کی جو شرط مقدم رکھی گئی تھی اسے پورا کرنے میں کوتاہی کی گئی۔ جنگ میں جب قریش کی فوج بھاگ نکلی تو مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ غنیمت لوٹنے اور کفار کے آدمیوں کو پکڑ پکڑ کر باندھنے میں لگ گیا اور بہت کم آدمیوں نے دشمن کا کچھ دور تک تعاقب کیا، حالانکہ اگر مسلمان پوری طاقت سے ان کا تعاقب کرتے تو قریش کی طاقت کا اسی روز خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ اسی پر اللہ تعالیٰ عتاب فرما رہا ہے۔ اور یہ عتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں بلکہ مسلمانوں پر ہے۔ (تفہیم القرآن جلد دوم)۔

اثخان کا لغوی معنی ہے کسی چیز کا گاڑھا ہو جانا اور موٹا ہو جانا۔ یقال ثخن الشیء فهو ثخین (مفردات)۔ ویسے اس کا استعمال کثرت قتل اور غلبہ اور تسلط پر کثرت قتل کا ذکر ہے کے معانی میں بھی ہوتا ہے۔ کثرة القتل والمبالغة فيه حتى يثخن ومعنى يثخن يتمكن وقيل الاثخان القوة والشدة (قرطبی) اور صاحب تاج العروس اس لفظ کی مزید

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ

بڑا غالب اور دانا ہے۔ اگر نہ ہوتا حکم الٰہی پہلے سے (کہ خطا اجتہادی معاف ہے) تو ضرور پہنچتی تمہیں

أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ فَكُلُوا۟ مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَٰلًا طَيِّبًا ۚ

بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے بڑی سزا۔ سو کھاؤ جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے حلال (اور) پاکیزہ

وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل

اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اے نبی کریم! آپ فرمائیے ۱۱

تحقیق کرکے جو معنی لکھے ہیں۔ واثخن فی العدو [illegible]

[illegible] (تاج العروس)

ترجمہ: جب دشمن کو سخت زخمی کیا جائے تو کہتے ہیں اثخن فی العدو اور اس کا معنی کمزور کرنا بھی ہے۔ صحاح میں ہے اثخنته [illegible] کر دیا۔ قرآن کریم کی اس آیت کا بھی یہی معنی ہے کہ وہ دشمن سے خوب لڑ چکے ہوں، اور دشمن پر غالب آ گئے۔

۱۱ اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے زر فدیہ روانہ کیا۔ چچا عباس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے اسلام کو جانتا ہے اگر تمہارا دعویٰ اسلام درست ہے تو اس کا تمہیں اچھا بدلہ مل جائے گا لیکن چونکہ تم بظاہر کفار کے ساتھ جنگ میں آئے تھے اس لیے فدیہ ادا کرنا پڑے گا۔ عباس نے عرض کی کہ میرے پاس اب کچھ نہیں میں کہاں سے دوں۔ نبی کریم نے فرمایا این المال الذی [illegible] وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور تمہاری بیوی ام الفضل نے فلاں جگہ دفن کیا تھا اور تم نے کہا تھا اگر میں اس سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے بیٹے فضل، عبد اللہ اور قثم کو دے دینا۔ عباس یہ سن کر حیرت میں ڈوب گئے اور کہا [illegible] میں مان گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں کیونکہ میرے اور میری بیوی کے سوا اس کا علم کسی کو نہ تھا۔ چنانچہ جہاں دوسرے قیدیوں سے چالیس اوقیہ فدیہ لیا گیا وہاں آپ سے سو اوقیہ سونا لیا گیا۔ اس کے علاوہ اپنے دونوں بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ کا زر فدیہ بھی انہیں ہی ادا کرنا پڑا۔ آپ کے اور آپ کے مثل دوسرے اسیروں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

(قرطبی و دیگر تفاسیر)

لِمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

ان قیدیوں سے جو تمہارے قبضہ میں ہیں اگر جان لی اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں

خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ

کوئی خوبی تو عطا فرمائے گا تمہیں بہتر اس سے جو لیا گیا ہے تم سے اور بخشے گا تمہارے قصور۔ اور اللہ تعالیٰ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۰ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ

غفور رحیم ہے اور اگر وہ ارادہ کریں آپ سے دھوکہ بازی کا تو حیرت کیوں ہو، انہوں نے تو دھوکہ کیا

مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱ اِنَّ الَّذِيْنَ

ہے اللہ سے پہلے بھی اسی لیے تو قابو دے دیا انہیں۔ اور اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ یقیناً جو لوگ

اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

ایمان لائے اور ہجرت کی، اور جہاد کیا اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے راہ خدا میں

اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ

اور وہ جنہوں نے پناہ دی (مہاجرین کو) اور (ان کی) مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں

ف اس آیت میں ملت اسلامیہ کے مختلف گروہوں کا ان کی اپنی الگ حیثیت کے لحاظ سے ذکر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان کے باہمی دینی، سیاسی تعلقات اور حقوق و فرائض کی وضاحت بیان کی گئی ہے۔ اس لحاظ سے یہ آیت اسلام کی خارجہ پالیسی کا ستون قرار دی گئی ہے۔ وهي اصل عظيم من اصول السياسة الاسلامية الحربية والخارجية (المنار)۔ اس وقت اسلامی معاشرہ مختلف عناصر پر مشتمل تھا (۱) مہاجرین (۲) انصار (۳) وہ لوگ جو اسلام تو قبول کر چکے تھے لیکن دارالکفر میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی بھی دو قسمیں تھیں۔ ایک گروہ مسلمان جو ایسی کافر حکومت کی رعایا تھے جس کے درمیان اور حکومت اسلامیہ کے درمیان دوستی اور صلح کا کوئی معاہدہ نہ ہو۔ دوسرے وہ مسلمان جو ایسی کافر حکومت کی رعایا تھے جس کا اسلامی حکومت کے ساتھ دوستی کا معاہدہ ہو چکا ہو۔ اب ان مختلف عناصر کے درمیان تعلقات کی وضاحت کی جا رہی ہے۔ ان کا باہمی تعلق ذکر کر دیا کہ مہاجرین اور انصار میں تو کامل موالات ہوگی۔ ایک دوسرے کی ہر طرح اعانت اور ہر خطرہ سے ایک

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ

اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی۔ نہیں تمہارے لیے ان کی وراثت سے کوئی چیز

شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ

یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں۔ اور اگر وہ مدد طلب کریں تم سے دین کے معاملہ میں تو فرض ہے تم پر

النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

ان کی امداد مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح کا) معاہدہ ہو چکا ہے۔ اور اللہ جو کچھ

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ

تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ ایک دوسرے کے حمایتی ہیں ۷۵

دوسرے کی حفاظت لازمی ہوگی۔ اولئک بعضھم اولیاء بعض۔ لیکن جو مسلمان کافر حکومت کی رعایا ہیں ان کے درمیان اور دارالاسلام کے اہل اسلام کے درمیان اسلامی اور دینی اخوت تو ہوگی لیکن سیاسی حمایت نہ ہوگی۔ ان کی حفاظت اور اعانت کی کوئی ذمہ داری دارالاسلام پر نہ ہوگی کیونکہ انہوں نے ہجرت نہ کر کے یہ حق از خود ضائع کر دیا ہے۔ ما لکم من ولایتھم من شیء۔ لیکن اگر دینی لحاظ سے انہیں کوئی تکلیف پہنچے مثلاً انہیں ترک اسلام یا شعائر اسلام کی ترک پر مجبور کیا جائے تو چونکہ اس کافر حکومت کا اسلامی حکومت سے کوئی معاہدہ نہیں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کریں۔ وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر لیکن اگر اس کافر حکومت سے دوستی کا معاہدہ ہو چکا ہے تو پھر اس معاہدہ کا احترام ضروری ہے۔ لیکن مسلمان قیدی یا کمزور و ضعیف لوگ جو دارالکفر میں مجبوراً اقامت گزیں ہیں ان کی رہائی بالاتفاق تمام اہل اسلام پر فرض ہے۔ قال ابن العربی الا ان یکونوا اسراء مستضعفین فان الولایۃ معھم قائمۃ والنصرۃ لھم واجبۃ حتی لا تبقی منا عین تطرف (قرطبی)۔ ترجمہ: امام ابن عربی فرماتے ہیں اگر مسلمان دکھ میں غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہوں، کمزور و ضعیف ہوں، اپنا بچاؤ کرنے سے عاجز ہوں تو پھر موالاۃ باقی رہے گی اور جب تک ہم میں سے ایک آنکھ بھی جھپک رہی ہو ان کی اعانت اور نصرت ہم پر فرض ہوگی۔

۷۵ قرآن کریم نے انسانی معاشرہ کو نسل، زبان، دولت اور منصب کی بنیادوں پر تقسیم نہیں کیا۔ یہاں معاشرہ کی تقسیم کا دارومدار ایمان اور کفر پر ہے۔ مومنین بلا امتیاز نسل، زبان، ملک ایک ملت ہیں۔ اور کفار اسی طرح ایک الگ جتھہ ہیں۔ یہی انسانی معاشرہ کی صحیح تقسیم ہے جسے عقل سلیم تسلیم کرتی ہے۔ اسی حقیقت کو یہاں وضاحت سے بیان فرما دیا۔

إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾ وَ

اگر تم (ان حکموں پر) عمل نہیں کرو گے تو برپا ہو جائے گا فتنہ ملک میں اور پھیل جائے گا بڑا فساد ۱۱۳ اور جو

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ

ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا میں اور جنہوں نے

آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَ

پناہ دی اور ان کی امداد کی وہی خوش نصیب لوگ سچے ایماندار ہیں ۱۱۴ انہیں کے لیے بخشش ہے اور

رِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

عزت والی روزی ۱۱۵ اور جو لوگ ایمان لائے بعد میں اور ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا

۱۱۳ اس جملہ سے مذکورہ احکام الٰہیہ کی حکمت بیان فرما دی کہ اگر تم امن و سلامتی کی قدر رکھتے ہو تو ان ارشادات ربانی پر پوری صداقت سے عمل کرو۔ ورنہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھے گی اور تمہاری ترقی و خوشحالی کے سارے منصوبوں کو جلا کر خاکستر کر دے گی۔ تمہارا ذہنی سکون بھی تم سے چھن جائے گا اور مسرت و شادمانی کے سارے پروگرام بھی ملیامیٹ ہو جائیں گے ان احکام کی بجا آوری سے تم اپنے خداوند کریم کو بھی راضی کرو گے اور اپنی دنیوی زندگی کو بھی ہر قسم کی کامیابیوں سے ہمکنار کرو گے۔

۱۱۴ حبیب کبریا علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل التحیۃ واجمل الثناء کے صحابہ کرام کو بارگاہ الٰہی سے ہی اولٰئک ھم المؤمنون حقًّا کا جو لقب عطا کیا جا رہا ہے یہ ان کی گرانقدر قربانیوں، دلسوزیوں اور جانثاریوں کا بہترین صلہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ان کے مومن برحق ہونے پر شاہد ہے تو پھر کیا انہیں کسی دوسرے کی گواہی کی بھی حاجت ہے۔ وہ اس لیے تو ایمان لائے ہی نہ تھے کہ چودھویں صدی کا بے عمل خود فراموش اور سراپا فریب مسلمان انہیں ایمان کا سرٹیفکیٹ مرحمت فرمائے۔ اے شمع توحید کے پروانو! اے محبوب خدا کے عاشقان وفا شعار! اور اے ناموس اسلام کے جانباز پاسبانو! مبارک صد مبارک۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تم جیسا دل اور تم جیسی نگاہ بخشے اور تمہارے نقوش پا پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ حبیبہ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۵ مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرما کر انہیں دونوں جہانوں کی سعادتوں سے بہرہ مند فرما دیا یعنی اے میرے حبیب کے جانباز صحابہ اور سرفروش ساتھیو! قیصر و کسریٰ کے خزانے تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دیئے جائیں گے اور

مَعَكُمْ فَأُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۚ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ

تمہارے ساتھ مل کر (جہاد کریں) تو وہ بھی تمہیں میں سے ہیں ۷۸ اور رشتہ دار (وراثت میں) ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں

فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷۵

حکم الٰہی کے مطابق ۷۹ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

ع

اگر کوئی غلطی تم سے سرزد ہو گئی تو اسے بخش دیا جائے گا۔ اب ہم خود غور کریں جن کی لغزشوں کی بخشش کا رب کریم نے وعدہ فرما دیا ہے تو ہم میں سے کسی کو ان پر انگشت نمائی کا حق پہنچتا ہے؟

۷۸ یعنی صلح حدیبیہ سے پہلے ہجرت کرنے والوں اور نصرت دین کے لیے سربکف میدان میں آنے والوں کا مقام بیشک بہت بلند ہے لیکن اس کے بعد بھی جو ہجرت کر کے آیا اور اسلام کی سربلندی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا وہ بھی احکام شرعیہ اور دیگر تمام سیاسی حقوق میں یکساں ہیں۔ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی نصرت بھی ضروری ہوگی اور ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے

۷۹ ہجرت کے بعد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار اور مہاجرین میں جو بھائی چارہ اور مواخات قائم کی تھی اس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوتے تھے۔ اس آیت میں توارث کا یہ طریقہ منسوخ قرار دیا گیا اور وراثت قریبی رشتہ داروں میں محدود کر دی گئی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سُوْرَةُ التَّوْبَة

اس سورۃ پاک کے متعدد نام منقول ہیں لیکن ان میں سے دو زیادہ مشہور ہیں۔ التوبۃ اور البراءۃ۔ کیونکہ اس میں چند مخلص اہل ایمان کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے اس لیے اسے توبہ کہا گیا۔ اور کیونکہ اس میں مشرکین عرب کے ساتھ جتنے سابقہ معاہدے تھے ان کو منسوخ کرنے کا اعلان کر دیا گیا اس لیے اسے براءت کہا گیا۔ یہ سورۃ سولہ رکوع، ایک سو انتیس آیتوں اور چار ہزار اٹھتر کلمات پر مشتمل ہے۔

نزول باتفاق علماء یہ سورۃ مدنی ہے۔ اس میں مذکور واقعات کو نظر غائر سے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورۃ ۹ھ میں نازل ہوئی کیونکہ غزوہ تبوک جس کا ذکر یہاں بڑی شرح و بسط سے کیا گیا ہے وہ ماہ رجب ۹ھ میں ہوا اور مشرکین سے عام بیزاری اور قطع تعلقات کا اعلان بھی اسی حج کے موقع پر کیا گیا جو ذی الحجہ ۹ھ میں ادا کیا گیا۔ اگرچہ غزوہ تبوک سے متعلقہ آیات کا نزول اعلان براءت والی آیات سے پہلے ہوا لیکن مضمون براءت کی اہمیت کے پیش نظر ترتیب قرآنی میں اسے مقدم رکھا گیا۔ قال القشیری جملۃ السورۃ نزلت فی غزوۃ تبوک ونزلت بعدھا (قرطبی)

اس سورۃ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس سے پہلے بسم اللہ شریف نہیں لکھی جاتی۔ اس کی صحیح وجہ یہی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے آغاز میں بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں دیا اس لیے نہیں لکھی گئی۔ والصحیح ان التسمیۃ لم تکتب لان جبریل علیہ السلام ما نزل بھا فی ھذہ السورۃ (قرطبی)

مضامین سورۃ مکہ جو بت پرستی، کفر و شرک کا ایک ناقابل تسخیر قلعہ بنا ہوا تھا ۸ھ میں فتح ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے بے سروسامان مجاہدوں اور انصار نے وہاں بھی توحید کا پرچم لہرا دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ عرب کے بیشتر قبائل خود بخود حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ اسلام کا اثر و نفوذ جزیرہ عرب کی سرحدوں کو عبور کر کے دوسرے ہمسایہ ممالک میں بھی محسوس ہونے لگا۔ عرب خصوصاً حجاز کبھی بھی کسی فاتح کے لیے اپنے اندر کوئی کشش نہیں رکھتا تھا۔ اسی لیے ماضی قریب میں دو جابر سلطنتیں ہونے کے باوجود کسی نے اس کو زیر نگیں کرنے کی خواہش ہی نہیں کی۔ اسی وجہ سے یہاں کے داخلی حالات سے بھی انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے جو انقلاب رونما ہو رہا تھا اس کی اطلاعیں وقتاً فوقتاً قیصر روم تک پہنچتی رہتی تھیں لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ ایک داخلی معاملہ ہے اور اس میں اتنی تاب نہیں کہ کسی دن اس کے لیے بھی خطرے کا باعث بن سکے لیکن اسی اثنا میں

چند قبائل بھی [illegible] ہو جانے جنہوں نے مسلمانوں کی طاقت کی اہمیت کا احساس دلا دیا

دوسرے اس شاہوں کی طرح حضور علیہ السلام نے عرب کی سرحد کے شیوخ کی طرف بھی دعوت اسلام دینے کے لیے پانچ مکتوب بھیجے تو قاصد جو بصرہ گیا شرحبیل نے اسے قتل کر دیا [illegible] کے حاکم نے مدینہ منورہ [illegible] والے [illegible] اگر انہیں دین اسلام سمجھائیں گے لیکن انہوں نے بھی [illegible] کیا [illegible] مسلمانوں کو سوائے ایک کے شہید کر دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] کا انتقام لینے کے لیے [illegible] کی حیثیت [illegible] تین ہزار [illegible] ایک [illegible] ہرقل [illegible] بھی ایک لاکھ کا لشکر [illegible] کے سامنے اب [illegible] مسلمان بھی کم والے تھے جنگ [illegible] بعد [illegible] مسلمان [illegible] حضرت جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جام شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد حضرت [illegible] کے [illegible] اسلام کا [illegible] اور اس بے جگری اور جانبازی سے [illegible] جیسا [illegible] کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اب ہرقل کی آنکھیں کھلیں کہ اب [illegible] عرب [illegible] کیا کرنا [illegible] اس کی [illegible] انہیں [illegible] ہرقل کی [illegible] اصل [illegible] معترف [illegible] ہرقل [illegible] مطلب [illegible] ہو کر اپنا سابقہ مذہب [illegible] اختیار کر [illegible] ٹھکرا دیا [illegible] جان [illegible] ایمان سے [illegible] ہرقل [illegible] مسلمانوں کی [illegible] چنانچہ [illegible] تیاری شروع کر دی [illegible] مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے پر تولنے لگا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] کے لیے [illegible] اعلان فرما دیا [illegible] ملک میں [illegible] قحط سالی کا دور دورہ تھا گرمی کا موسم تھا چلچلاتی دھوپ [illegible] زمین [illegible] کی طرح تپ رہی تھی [illegible] جب [illegible] موسم [illegible] شدت کی گرمی تھی [illegible] میں [illegible] ٹھنڈا پانی پینے [illegible] سایہ میں بیٹھے اور آرام کرنے کے دن تھے

جب جنگ کی تیاری کا حکم ہوا تو [illegible] صحابہ [illegible] ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر [illegible] اپنے مالوں کی [illegible] حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ہزاروں [illegible] حضرت صدیق [illegible] پورا اثاثہ لا کر بارگاہ نبوت میں حاضر کر دیا لیکن ان [illegible] کے علاوہ کئی [illegible] بھی تھے۔ ایک [illegible] کا تقاضا [illegible]

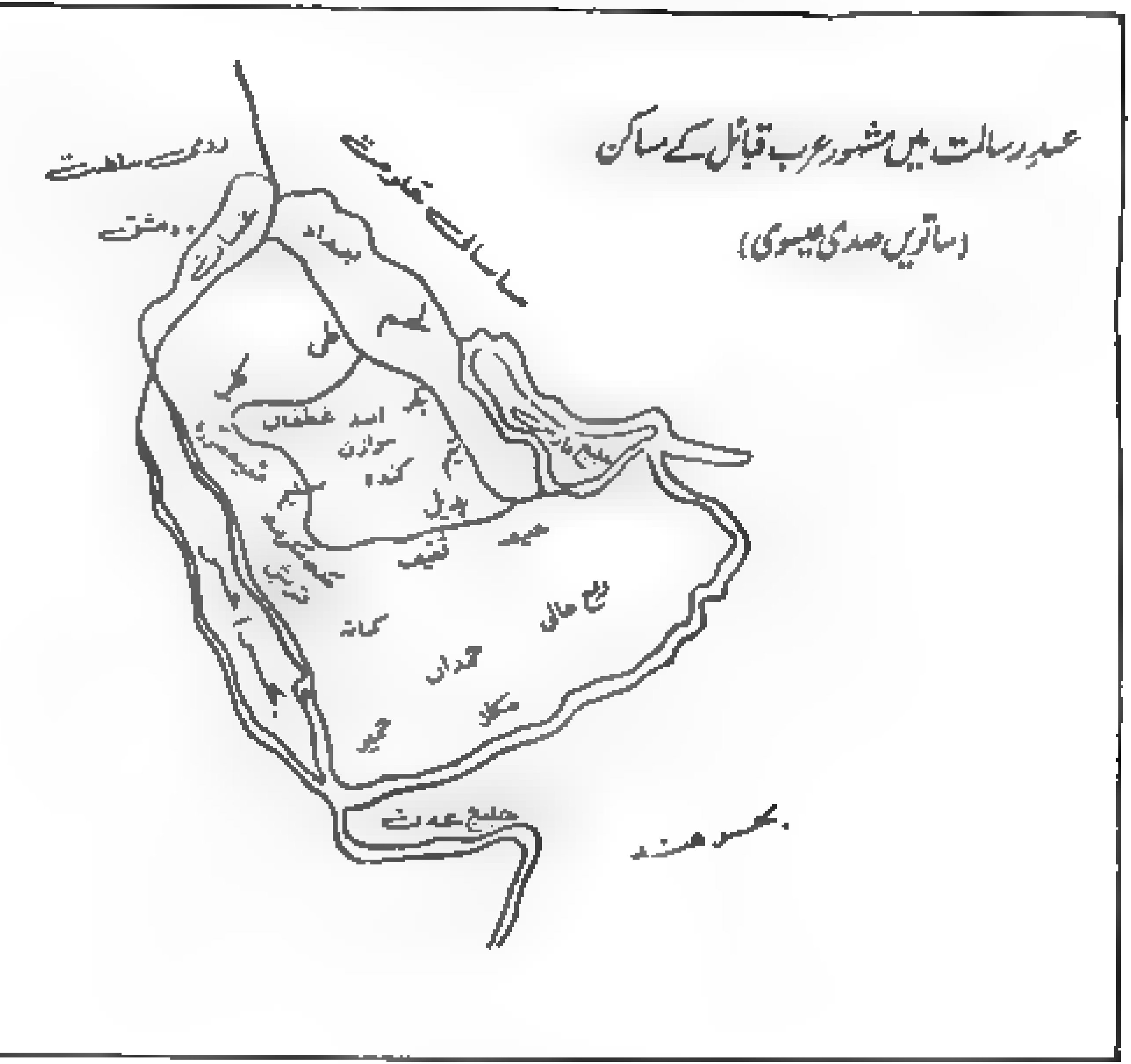
عہد رسالت میں مشہور عرب قبائل کے مساکن
(ساتویں صدی عیسوی)
رومی سلطنت
دمشق
ساسانی حکومت
بغداد
لخم
طے
کلب
بکر
اسد
غطفان
ہوازن
کندہ
تمیم
ثقیف
کنانہ
ربع خالی
ہمدان
حمیر
خلیج عدن
بحر ہند
شمال

کب ان زمینوں اور صوبوں کو [illegible] کر [illegible] تھے [illegible] کے مجبور [illegible] بے سروسامانی سے پیش آتے اور حضور ان سے صرف نظر کر لیتے۔ یہ لوگ [illegible] ملک کی [illegible] میں بڑے پرجوش تھے۔ [illegible] مسلمانوں [illegible] بیٹھا تھیں کے بعد قیصر کی افواج [illegible] مشہور کر دیتے [illegible] اپنی ساری [illegible] اسی طرف [illegible] کر دی گئی تھیں

غرض یہ [illegible] اللہ تعالیٰ کے محبوب [illegible] میں اپنے مولا کریم کا نام بلند کرنے کے لیے اور اسلام کی عظمت [illegible] کے لیے روم کی اس [illegible] سامان [illegible] سواریوں کی [illegible] دنیا کی ایک عظیم ترین طاقت سے ٹکر لینے کے لیے [illegible] عرب کے [illegible] تپتے ہوئے ریگستان [illegible] حیلوں سے [illegible] آبادی اور انسان کی [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام عظمت و عنایت حضور کی [illegible] تبوک کے مقام پر [illegible] ہوا۔

قیصر کو جب [illegible] کی تیاریاں [illegible] تھا [illegible] اپنے [illegible] کی طاقت و عظمت [illegible] اس نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ اپنی فوجوں کو سرحد سے ہٹالے اور اپنے شہروں میں قلعہ بند ہو جائے

[illegible] عرب کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں [illegible] عیسائی [illegible] حالت میں [illegible] عیسائی [illegible] کے ساتھ جنگ میں [illegible] اسلام [illegible] عرب قبائل تھے [illegible] مسلمان ہو گئے یا [illegible] عرب کی [illegible] سرحد [illegible] محفوظ ہو گئی [illegible] مسلمان [illegible] منافقین [illegible] اسلام [illegible] منافقین بے نقاب ہو گئے اور جو امیدیں ان کے ساتھ [illegible] کی جاتی تھیں ان سے وہ [illegible] کر دیئے گئے۔

دوسرا اہم واقعہ جس کا ذکر اس سورۃ میں کیا گیا ہے وہ مشرکین عرب کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی تنسیخ ہے۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ کوشش [illegible] مشرک قوموں کے ساتھ صلح و سلامتی سے رہیں۔ اسی مقصد کے لیے ان کے ساتھ صلح کے معاہدے کیے گئے لیکن [illegible] کی کوشش [illegible] کی۔ اور جب کبھی موقع ملا

عہد شکنی کر دی۔ اسی سال ماہ ذی قعدہ میں مسلمانوں کا ایک قافلہ حج کے لیے روانہ ہوا۔ امیر حج حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس قافلہ کی روانگی کے بعد اس سورۃ کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں کیونکہ مجمع عام میں ان کا اعلان کرنا ضروری تھا اور حج کے موقع پر عرب کے اطراف و اکناف سے لوگ جمع ہونے والے تھے اس لیے حضورؐ نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو پیچھے روانہ فرمایا تاکہ حج کے روز یہ اعلان عام کر دیا جائے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ تمام کفار سے کیے گئے معاہدوں کی تنسیخ نہیں کی جا رہی بلکہ ان قوموں کے معاہدوں کی تنسیخ کا اعلان کیا جا رہا ہے جنہوں نے پہلے عہد شکنی کی تھی۔ چنانچہ آیت ۴ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

اب جب کہ عرب کے طول و عرض میں اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا تو ضروری تھا کہ کعبۂ مقدسہ سے کفار کی تولیت ختم کر دی جائے اور اہل ایمان کو اس کا مستحق بنایا جائے۔ چنانچہ یہ حکم بھی فرما دیا کہ آج کے بعد مسلمان ہی کعبہ اور مسجد حرام کی خدمت انجام دیا کریں گے۔

ابھی تک مشرکین حرم کعبہ میں آکر اپنی سابقہ مشرکانہ رسوم ادا کیا کرتے تھے۔ اب یہ کیونکر مناسب تھا کہ اسلام کے برسر اقتدار آنے کے بعد بھی اس حرم قدس میں مشرکانہ رسوم ادا ہوں جبکہ اس کے تعمیر کرنے والے نے محض اس لیے تعمیر کیا تھا کہ اس میں خدائے واحد کی عبادت کی جائے۔ اس لیے اس سال سے ان کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ انہی امور کے متعلق ضمنی بحثیں اور بھی ہیں۔ اپنے اپنے مقام پر ان کی وضاحت کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوعًا

سورۂ توبہ مدنی ہے اس کی ۱۲۹ آیتیں ہیں اور ۱۶ رکوعات ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ

قطع تعلق کا اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان لوگوں کو جن سے معاہدہ کیا تھا تم نے مشرکوں میں سے

سلہ جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے تمام قبائل کے ساتھ [illegible] کے معاہدے کیے لیکن مسلمان اپنی طرف سے [illegible] کے پیش نظر ان معاہدوں کا احترام کرتے رہے [illegible] کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی انہیں موقع ملتا [illegible] اگر [illegible] سفر [illegible] [illegible] کی [illegible] اب [illegible] [illegible] اسلام [illegible] [illegible] کے [illegible] حج [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان کسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] حضرت صدیق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت علی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت صدیق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور اس سورۃ کی [illegible] [illegible] [illegible] حکم بھی سنا دو کہ :

۱ اس سال کے بعد کوئی مشرک کعبہ کا طواف نہ کرے

فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ

لے مشرکو! اب پھر لو اس ملک میں چار ماہ سکہ اور جان لو کہ تم نہیں عاجز کرنے والے

مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ② وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کو سکہ اور یقیناً اللہ تعالیٰ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو سکہ اور اعلان عام ہے اللہ

• کوئی برہنہ ہو کر طواف نہ کرے

۳- اہل ایمان کے سوا کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۴- اور جن کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے اگر اس نے عہد شکنی میں پہل نہ کی تو اس کا عہد پورا کیا جائے گا، اور جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں اسے چار ماہ کی مہلت ہے۔ اس اعلان پر مخالفین کی طرف سے جو ردعمل ہوا وہ اس بات کا شاہد عادل ہے کہ یہ قطع تعلقات مناسب بلکہ ضروری تھا۔ ان میں سے ایک سائل نے آپ کو جواب دیا تھا۔ [illegible] [illegible] [illegible] اعلان سنے جو اسے علی ابن ابی طالب نے ایسی منزل کر دیا کہ سارے معاہدوں کو پس پشت پھینک دیا ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کو مارنے اور نیزہ بازی سے مقابلہ کرنے کے سوا کوئی دوسرا معاملہ نہیں۔ [illegible] ہے [illegible] [illegible] اور اس کا [illegible] ہے۔ ترجمہ میں بھی اسی ترکیب کو ملحوظ رکھا ہے

سکہ سیحوا امر کا صیغہ ہے جو سیاحت سے ماخوذ ہے۔ سیاحت کا معنی ہے ملک کے اطراف و اکناف میں چلنا پھرنا۔ [illegible] یہاں مدعا یہ ہے کہ تمہیں چار ماہ تک ہر طرح کی نقل و حرکت کی اجازت ہے جہاں چاہو جاؤ جس سے چاہو ملو تم پر کسی قسم کی پابندی نہیں۔ مفسرین علیہم الرحمۃ نے لکھا ہے کہ یہ چار ماہ کی مہلت ان لوگوں کے لیے تھی جن کے معاہدوں کی میعاد چار ماہ سے کم تھی یا میعاد مقرر ہی نہ تھی۔ لیکن جن کے ساتھ چار ماہ سے زیادہ مدت کے لیے معاہدہ کیا گیا تھا ان کے متعلق حکم ہوا کہ ان کی مقررہ وقت تک نبھاؤ۔ [illegible]

سکہ تعالیٰ کی اس مہلت کو اس لیے کیا جا رہا ہے کہ یہ مہلت کسی کمزوری یا ضعف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس میں تمہاری مصلحت مضمر ہے تاکہ تم اپنے مستقبل کے متعلق ٹھنڈے دل سے خوب سوچ لو۔ مخالفین کے ساتھ یہ نرمی اور رواداری اس وقت برتی جا رہی ہے جب کہ مکہ فتح ہو چکا تھا اور اردگرد کے قبائل یا اسلام لا چکے تھے یا اطاعت قبول کر چکے تھے۔ کفر کی چند پراگندہ جماعتوں کے علاوہ کوئی قابل ذکر جمعیت نہ تھی جس سے اسلام کو اب جزیرۂ عرب میں، [illegible] عین قوت و سطوت کے وقت اپنے دشمنوں سے [illegible] یہ سلوک اسلام کے دین رحمت ہونے کا بین ثبوت ہے۔

سکہ دنیا میں قتل و ذلت اور آخرت میں عذاب۔ [illegible] کا معنی ہے رسوائی ذلت [illegible] [illegible]

[illegible]

وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ

اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں کے لیے بڑے حج کے دن کہ اللہ تعالیٰ بری ہے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ

مشرکوں سے۔ اور اس کا رسول بھی ؎ اب بھی اگر تم تائب ہو جاؤ تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے ؎ اور اگر

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ

تم منہ پھیرے رہو تو خوب جان لو کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ تعالیٰ کو ؎ اور خوشخبری سنا دو

كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ ﴿۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

کافروں کو دردناک عذاب کی بجز ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا ؎

؎ ورسولہ معطوف ہے اس کا معطوف علیہ اللہ ہے جو ان کا اسم ہے اور منصوب ہے نحو کا قاعدہ یہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کا اعراب ایک جیسا ہوا کرتا ہے۔ اس قاعدہ کی رو سے ورسولہ منصوب ہونا چاہیے تھا لیکن یہاں متفقہ طور پر مرفوع ہے اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ورسولہ معطوف ہے لیکن یہ معطوف نہیں بلکہ یہ مبتدا ہے اس کی خبر بری محذوف ہے۔ ورسولہ اپنی خبر سمیت بحیثیت جملہ معطوف ہے اور ان اللہ بری بصورت جملہ معطوف علیہ ہے۔ اس لیے یہاں یہ اشکال وارد نہیں ہوتا

؎ توبہ کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔ اپنی نافرمانیوں پر اگر تم نادم ہو کر معذرت خواہ ہو جاؤ گے تو تمہیں دھتکارا نہیں جائے گا بلکہ آغوش لطف و کرم کو تم اپنے لیے کشادہ پاؤ گے تمہاری گزشتہ نافرمانیوں کو معاف کر دیا جائے گا۔

؎ لیکن اگر اب بھی تم شرارتوں سے باز نہ آئے اور دشمنی و مخالفت پر کمربستہ رہے تو کان کھول کر سن لو تمہاری کوئی تدبیر، کوئی کوشش، کوئی سازش اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو ناکام نہیں بنا سکتی۔ تمہارا انجام دنیا میں بھی بہت ذلت آمیز ہوگا اور آخرت کے دردناک عذاب کا تو تم تصور تک نہیں کر سکتے۔

؎ اس آیت نے سابقہ حکم کی وضاحت کر دی کہ صرف ان قبائل کے معاہدوں کو منسوخ کیا جا رہا ہے جنہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور ان کا احترام نہ کیا لیکن جو اپنے معاہدوں کے پابند ہیں۔ نہ کھلے طور پر اسلام کا مقابلہ کرتے ہیں اور نہ پوشیدہ طور پر مسلمانوں کے دشمنوں کی امداد کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ جو معاہدے ہو چکے ہیں ان کی پابندی لازمی ہے۔

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا

پھر انھوں نے نہ کمی کی تمہارے ساتھ ذرہ بھر اور نہ انھوں نے مدد کی تمہارے خلاف کسی کی۔ تو پورا کرو

إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ④

ان سے ان کا معاہدہ ان کی مدت مقررہ تک، بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو سلہ

فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ

پھر جب گزر جائیں حرمت والے مہینے سلہ تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم پاؤ انھیں اور

وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ

گرفتار کرو انھیں اور گھیرے میں لے لو انھیں اور بیٹھو ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ۔ پھر اگر وہ

تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ

توبہ کرلیں اور قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کا راستہ۔ بیشک

سلہ گویا عہد کو پورا کرنا بھی تقویٰ کے لوازمات سے ہے اور متقین کا شعار ہے۔ آیت کے اس حصہ نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاہدوں کی پابندی کی اہمیت کو بالکل واضح کر دیا۔ یعنی وتسليمهم من اتمام عهدهم من باب التقوى (مظہری)

سلہ سلخ کا معنی ہے کسی ایسی چیز کو اتارنا جیسے وہ جسم کے ساتھ چپٹی ہوئی ہو جیسے بکری کی کھال ادھیڑنے کو بھی سلخ الشاة کہا جاتا ہے اور یہاں مراد ہے ان مہینوں کا ختم ہو جانا۔ مرصد موضع جہاں کسی چیز کی تاک میں بیٹھا جائے۔ اشہر حرم سے مراد یہاں وہ چار ماہ ہیں جو کفار و مشرکین کو بطور مہلت دیئے گئے تھے کیونکہ مسلمانوں کو منع کر دیا گیا تھا کہ وہ چار ماہ تک کفار کے ساتھ تعرض نہ کریں۔ اس لیے انھیں بھی حرمت والے کہا گیا۔ مشرکین سے مراد صرف عہد شکنی کرنے والے مشرک ہیں۔ آیت کا مدعا یہ ہے کہ یہ مشرکین جن کو تم نے چار ماہ کی مہلت دے رکھی ہے جب یہ مہینے گزر جائیں تو پھر ان عہد شکن مشرکوں پر ٹوٹ پڑو۔ اگر جنگ ہو تو انھیں تہ تیغ کرو، اگر کسی قلعہ یا محصور جگہ میں قیام پذیر ہوں تو ان کا گھیرا کر لو۔ اگر کہیں ہاتھ آ جائیں تو گرفتار کرو غرضیکہ اب یہ کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ ہاں اگر وہ اس سرکشی کے بعد بھی سچے دل سے توبہ کریں اور اپنی توبہ کی سچائی کا عملی ثبوت بھی مہیا کر دیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کی یاوری کرے گی۔

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ

اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اور اگر کوئی شخص مشرکوں میں سے پناہ طلب کرے آپ سے

فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

تو پناہ دیجیے اسے تاکہ وہ سنے اللہ کا کلام پھر پہنچا دیجیے اسے اس کی امن کی جگہ [11] یہ حکم اس لیے ہے

قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ

کہ وہ ایسی قوم ہیں جو (قرآن کو) نہیں جانتے۔ کیونکر ہو سکتا ہے [12] ان عہد شکن مشرکوں کے لیے کوئی معاہدہ اللہ کے

اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مسجد حرام کے پاس

---

[11] ان مشرکین میں سے جن کے ساتھ جنگ کرنے کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اگر کوئی مشرک قرآن کے پیغام کو سمجھنے، اپنی غلط فہمیاں اور شبہات دور کرنے کے لیے (ان چار ماہ کے گزرنے کے بعد بھی) آنا چاہے تو آپ اسے موقع دیں کہ وہ آئے اور اس عرصہ میں اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ اس کے بعد اگر حق کی روشنی اس کے دل کے افق پر نمودار ہو جائے تو عین مطلوب ورنہ اسے بڑی حفاظت سے اس کے مسکن اور قیام گاہ تک پہنچا دیں۔ آیت میں المشرکین کی وضاحت ان الفاظ سے کی گئی ہے الذین امرت بقتالھم (قرطبی، مظہری)۔ امام ابوبکر جصاص نے اس آیت سے کئی احکام مستنبط کیے ہیں جن کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

(1) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر اسلام کی صداقت معلوم کرنا چاہے تو ہم پر فرض ہے کہ ہم اسے سمجھائیں اور پوری کوشش کریں تاکہ اس کے شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جائے۔

(2) اس عرصہ میں اس کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت اسلامیہ پر ہوگی۔

(3) وہ آدمی مقررہ وقت تک ہی مملکت اسلامیہ میں رہ سکتا ہے اسے غیر معین وقت تک یہاں رہنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(4) اگر وہ یہاں مستقل رہنا چاہے گا تو اسے اس مملکت کی شہریت قبول کرنا پڑے گی۔

[12] یہاں بھی انہیں مشرکین کا ذکر ہے جنہوں نے معاہدہ کر کے توڑنا اپنا شیوہ بنا رکھا تھا۔ کیف یہاں استفہام کے لیے نہیں بلکہ اظہار حیرت و تعجب کے لیے ہے اور یہاں کلام میں اختصار ہے تقدیر کلام یوں ہے کیف یکون للمشرکین عھد

الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

تو جب تک وہ قائم رہیں تمہارے معاہدہ پر تم بھی قائم رہو ان کے لیے ۱۳ بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا

الْمُتَّقِينَ ۝ كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ

ہے پرہیزگاروں سے۔ کیونکر ۱۴ (نبھے گا) ان سے معاہدہ حالانکہ اگر وہ غالب آجائیں تم پر تو نہ لحاظ کریں تمہارے متعلق

إِلًّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَ

کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا راضی کرنا چاہتے ہیں تمہیں صرف اپنے منہ کی باتوں سے اور انکار کرتے ہیں

أَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ۝ اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا

ان کے دل اور اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔ انھوں نے بیچ دیں اللہ کی آیتیں تھوڑی سی قیمت پر پھر روکا

عَن سَبِيلِهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَرْقُبُونَ

لوگوں کو اللہ کی راہ سے ۱۵ بیشک وہ بہت برا تھا جو وہ کیا کرتے تھے۔ نہیں لحاظ کرتے

ما استقاموا لکم یعنی ان کے عمل میں تو دھوکہ اور فریب کے شواہد ہیں پھر ایسے لوگوں کے معاہدوں پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے

۱۳ مصلحت کے تقاضے کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ حالات کتنے ہی ناسازگار کیوں نہ ہوں عہد شکنی کا آغاز مسلمانوں کی طرف سے ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ جب تک کفار اپنے عہد پر قائم رہیں تمہیں بھی قائم رہنا چاہیے۔ اگر وہ عہد شکنی کی ابتدا کریں تو پھر تم کو بھی اجازت ہے۔

۱۴ کیف یہاں بھی اظہار حیرت و تعجب کے لیے ہے۔ الّ یہاں قرابت اور رشتہ داری کے معنی میں مستعمل ہوا ہے (قالہ ابن عباس)۔ اور ذمّہ سے مراد معاہدہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے معاہدوں کا کیا اعتبار جو اگر غالب آجائیں تو خون کے دریا بہادیں اور تمہارے ساتھ ان کے جو خونی رشتے ہیں انھیں بھی بھلا دیں۔ اور جو امن اور صلح کے عہد و پیمان کرچکے ہیں وہ بھی فراموش کردیں۔ ان کی یہ سب چکنی چپڑی باتیں ظاہرداری کے لیے ہیں ورنہ ان کے دلوں میں تو تمہارے خلاف دشمنی کا لاوا ابل رہا ہے

۱۵ مروی ہے کہ جب اہل مکہ کی قوت کمزور ہونی شروع ہوگئی تو اہل طائف نے انھیں مالی امداد کا یقین دلایا اور اسلام کے ساتھ جنگ کرنے پر انھیں پھر اکسانا شروع کردیا مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ کفار مسلمانوں سے مصروف جنگ

فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ فَاِنْ

کسی مومن کے حق میں کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی وعدہ کا اور یہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں پس اگر یہ

تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

توبہ کر لیں اور قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں دین میں

وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

اور ہم کھول کر بیان کرتے ہیں اپنی آیتیں ان لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں اور اگر یہ لوگ توڑ دیں اپنی قسمیں

وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اس دنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کی فانی عیش و عشرت کے دلدادہ ہیں کہ اصول حیات آخرت کی ابدی زندگی اور اس کی لازوال نعمتوں کا خطرہ مول لے لیا ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن نے لفظ اشتراء کے صیغہ سے تعبیر فرمایا ہے کیونکہ مشتری (خریدار) ہی قیمت دے کر وہ چیز لیتا ہے جو وہ پسند کرتا ہے

[illegible] یعنی ایسے بدعہد اور بے وفا مشرک بھی اگر وہ دعوت اسلام قبول کر لیں تو انہیں اسلامی برادری میں شامل کر لیا جائے گا۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا پہلے مسلمانوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی رضا کے یہ بھی مستحق ہو جائیں گے معاشرتی، قانونی و تمدنی حیثیت سے ان کے وہی حقوق ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں۔ انہیں پچھلے تمام حقوق واپس کیے جائیں گے۔

[illegible] یہی کفار و مشرکین نے اسلام قبول کر کے اس کے احکام بجا لانے کا وعدہ کر لیا یا اسلامی مملکت کی رعایا بن کر رہنا منظور کر لیا پھر اگر وہ یہ عہد توڑ دیں یا اسلام کے عقائد و تعلیمات پر زبان طعن دراز کرنے لگیں تو انہیں مملکت اسلامیہ کا باغی تصور کیا جائے گا۔ اسی آیت سے علماء کرام نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ ذمی نے اگر حکومت اسلامیہ کے احکام کی خلاف ورزی شروع کر دی یا اسلام کے عقائد پر اعتراضات کرنے شروع کر دیئے تو اس کا وہ معاہدہ ختم ہو جائے گا۔ وفیہ دلالۃ علی ان اہل العہد متی خالفوا شیئا مما عوہدوا علیہ وطعنوا فی دیننا فقد نقضوا العہد (احکام القرآن للجصاص)۔ طعن کا لغوی معنی ہے نیزہ کا وار کرنا۔ اسی طرح ہر وہ بات جو دل کو دکھ پہنچائے اس کو بھی طعن کہتے ہیں۔ بعض اہل لغت نے یہ فرق کیا ہے کہ طعن بالرمح یعنی جب نیزہ سے ہو تو یطعن بضم العین کے باب سے ہوگا اور جب طعن بالقول ہو تو یطعن بفتح العین کے باب سے ہوگا (قرطبی)۔ طعن فی الدین کا یہ مطلب ہے کہ دین کی طرف ایسی خرافات منسوب کی جائے جو اس کی شان کے منافی ہیں یا دین کے وہ عقائد اور احکام جو دلائل قطعیہ سے ثابت ہیں ان کا مذاق اڑایا جائے۔ وحد الطعن ان ینسب الیہ ما لا یلیق بہ او یعترض بالاستخفاف علی ما هو من الدين بما ثبت

مِنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ

اپنے معاہدہ کے بعد اور طعن کریں تمہارے دین پر تو جنگ کرو کفر کے پیشواؤں سے

اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ۝۱۲ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا

بیشک ان لوگوں کی کوئی قسمیں سچی نہیں ہیں (انہیں سے جنگ کرو) تاکہ وہ باز آجائیں۔ کیا تم نہیں جنگ کرو گے

نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ

ایسی قوم سے جنہوں نے توڑ دیا اپنی قسموں کو اور ارادہ کیا رسول کو نکال دینے کا اور انہوں نے ہی ابتدا کی ہے تم سے

مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۱۳

پہلی مرتبہ، کیا تم ڈرتے ہو ان سے؟ پس اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مومن ہو

من الذين اشتهر عنهم صحة اسلامهم مستقامة مرّوا (قرطبی عن العربی)۔

علماء ان لوگوں کو کفر کے پیشوا اور سرغنے کہا جا رہا ہے جو قبول اسلام کے بعد مرتد ہو گئے۔ جو اسلام کے سایہ میں امن و راحت کی زندگی بسر کرنے کے وجوہات سے خود آگاہ ہیں کہ اس پر ان جیسی دراز کرتے ہیں۔ ان کی قسموں پر اعتماد کرنا یا ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آجانا بڑی سادہ لوحی ہے جو ایمانی فراست سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ ان کی کھوپڑی پر جب تک آہنی گرز کی ضرب کاری نہ لگے گی اس وقت تک وہ حقیقت شناسی کی طرف مائل نہ ہوں گے۔ کفار کی ذہنیت کا مسلسل تجربہ ہے۔

۱۹ صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ یہ آیت یہود، منافقین اور کفار مدینہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوۂ تبوک پر روانہ ہوئے تو انہوں نے حضور کو مدینہ سے نکال دینے کا ارادہ کر لیا اور مشرکین عرب کو اپنی امداد کا یقین دلا کر انہیں ایک بار پھر بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہی قول راجح ہے کیونکہ یہ سورۃ غزوۂ تبوک کے سال میں نازل ہوئی۔ وهذا اظهر لان هذه السورة نزلت بعد غزوة التبوك (مظہری)۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ ۲۰ ان زوردار الفاظ سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دلانے کی وجہ یہ ہے کہ ایک موقع پر اسلام کی جس نئی پالیسی کا جو اعلان کیا گیا تھا اس سے اندیشہ تھا کہ کہیں کفر کی پوری جماعت اپنی بقا و سلامتی کے لیے اپنی ساری قوتیں اور وسائل کو داؤ پر لگا کر عرب کے اطراف و اکناف میں عام بغاوت کی آگ نہ بھڑکا دے۔ ان سے تمام معابد کی صفائی کا اعلان، کعبہ کی تولیت سے محرومی، حج کعبہ کی ممانعت وغیرہ ایسے احکام تھے جن سے ان کا بھڑک اٹھنا کوئی مستبعد نہ تھا۔ اس لیے مسلمانوں کو ان ممکنہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ہوشیار اور مستعد رہنے کا حکم جاری کیا اور

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ

جنگ کرو ان سے عذاب دیگا انہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے اور رسوا کریگا انہیں اور مدد کریگا تمہاری انکے

يَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ۙ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ

مقابلے میں اور مطمئن کردیگا اس جماعت کے سینوں کو جو دل و جان سے ایمان لائی ہے اور دور فرمادیگا غصہ انکے دلوں کا

وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱۵﴾ أَمْ

اور اپنی رحمت سے توجہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے کیا تم

حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ

یہ خیال کر رہے ہو کہ تمہیں یونہی چھوڑ دیا جائیگا حالانکہ ابھی تک پہچان نہیں کرائی اللہ نے ان کی جو جہاد کرینگے تم میں سے

پر ایسے اطلاق بن عمرو پر کسی قسم کے اعتراض کا شبہ پیدا ہونے کی یہی وجہ تھی کہ انہیں بروقت مسلمان شیر کعب اور مسعود سے ملاقی ہوئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہی کفار کے ساتھ جنگ کرنے سے تم اس لیے پہلو تہی کرنا چاہتے ہو کہ تمہیں اندیشہ ہے کہ وہ تم پر غالب آجائیں گے۔ اس وسوسہ کو دل سے نکال دو۔ ڈرنا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو سب سے زیادہ قوی اور سب سے زیادہ قدرت والا ہے۔ جس کو تم نے اپنا رب اور معبود یقین کیا ہوا ہے اور ایمان صادق کا یہی تقاضا ہے۔

جس روز حق کے میدان کارزار میں تم قدم رکھو گے تو نصرت الٰہی تمہاری پشت پناہی فرمائے گی۔ اس نے کفار کو ذلیل و رسوا کرنے کا جو اٹل فیصلہ فرما دیا ہے اس کا ظہور تمہارے ہاتھوں سے ہوگا۔ تمہیں گھورنے والے اور بڑے بول بولنے والے تمہارے قدموں کی ٹھوکروں میں ہوں گے۔

کفار کے ساتھ جنگ کا حکم دے کر انہیں بتایا جا رہا ہے کہ برسوں سے وہ تمہیں ستا رہے ہیں اور تمہارے دل ان کی ایذا رسانیوں سے داغ داغ ہیں۔ اب وقت ہے کہ تم کفر و شرک کے ان علمبرداروں پر ضرب کاری لگا کر ان کی نخوت خاک میں ملا دو۔ اسلام کی فتح اور کفر کی ذلت دیکھ کر تمہارے دل باغ باغ ہو جائیں گے اور تمہارا بوجھ ہلکا ہو جائے گا اور انتقام کے جو شعلے بھڑک رہے ہیں وہ سرد پڑ جائیں گے۔

اب تک جو کفر سے چمٹے ہوئے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جن پر رحمت خداوندی جب توجہ فرمائے گی تو ان کے دلوں کے قفل بھی کھل جائیں گے اور وہ مستقبل میں اسلام کے جانباز سپاہی ثابت ہوں گے۔

وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلَا رَسُولِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ

اور جنہوں نے نہیں بنایا بغیر اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے کسی کو اپنا

وَلِيجَةً ۚ وَاللّٰهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ

محرم راز۔ اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔ نہیں ہے روا مشرکوں کے لیے

أَنْ يَعْمُرُوا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِينَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ

کہ وہ آباد کریں اللہ کی مسجدوں کو ۱۹ حالانکہ وہ گواہی دے رہے ہیں اپنے نفسوں پر کفر کی

أُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُونَ ۝ إِنَّمَا

یہ وہ (بدنصیب) ہیں ضائع ہو گئے ہیں جن کے تمام اعمال اور دوزخ کی آگ میں ہی یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ صرف وہی

يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَأَقَامَ

آباد کر سکتا ہے اللہ کی مسجدوں کو جو ایمان لایا اللہ پر اور روز قیامت پر اور قائم کیا

۱۸ جہاد کرنے والوں اور اس سے جی چرانے والوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔ یعنی کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تمہارا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہو گا اور کسی آزمائش سے تمہارے اس دعویٰ ایمان کو پرکھا نہیں جائے گا۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو تم خود فریبی میں مبتلا ہو۔ خوب کان کھول کر سن لو عمل کی کسوٹی پر تمہارے دعاوی ایمان کو پرکھا جائے گا۔ جب جہاد کے نقارہ پر چوٹ پڑے گی تو تمہیں بے تکلف میدان میں حاضر ہونا ہو گا۔ اسلام کے مفاد کے لیے اپنے سابقہ تعلقات اور دوستانہ مراسم کو قربان کرنا ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اہل اسلام کے ساتھ اپنے دلی تعلقات کو استوار کرنا ہو گا۔ علم الٰہی یہاں بیان نہیں بلکہ جتلانا اور پہچان کرانا ہے۔ اس کی تحقیق کئی مقامات پر پہلے گزر چکی ہے۔ ولیجہ اس شخص کو کہتے ہیں جسے انسان اپنے دل کا راز بتائے۔ رازدار۔ یہ دونوں کے لیے یکساں مستعمل ہوتا ہے۔ ولیجۃ الرجل من یختص بدخلۃ امرہ دون الناس واحد وجمعہ فیہ سواء (قرطبی)۔

۱۹ مسجدیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تعمیر کی جاتی ہیں خصوصاً مسجد حرام جس میں کعبہ مقدسہ ہے۔ ان کے لیے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ ان کی تعمیر، ان کی مرمت، ان کی آبادی اور ان کے دوسرے انتظام کا متولی کفار اور مشرکین کو بنایا جائے۔ اس آیت کریمہ نے اس امر کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا اور اس حکم سے عام کیا جو سالہا سال کے مشرکین کی تربیت ہی تھا

الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ

نماز کو اور ادا کیا زکوٰۃ کو اور نہ ڈرتا ہو اللہ کے سوا کسی سے پس امید ہے کہ یہ لوگ

اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ وَعِمَارَةَ

ہو جائیں ہدایت پانے والوں سے کیا تم نے ٹھیرایا ہے حاجیوں کو پانی پلانے کو اور

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ

اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو برابر اس شخص کی جو ایمان لایا اللہ پر اور روز قیامت پر اور جہاد کیا

مسلمانوں کو اس کا متولی بنا دیا گیا۔ [illegible] مسجد [illegible] والیوم [illegible] رمضان [illegible] آیت سے پتہ چلتا ہے کہ کافر مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں نہ اس کو تعمیر کر سکتے ہیں اور نہ اس کے متولی بن سکتے ہیں

ف۲ مساجد کے متولی اور منتظم وہی لوگ بن سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین محکم رکھتے ہوں اور عملی اعتبار سے وہ نماز اور زکوٰۃ کے پورے پابند ہوں اور ان کے کردار کی بلندی کا یہ عالم ہو کہ دین کے معاملہ میں وہ کسی سے نہ ڈرتے ہوں اور رضاء الٰہی پر کسی کی خوشنودی کو ترجیح نہ دیں۔ عمارت مسجد میں اذان، نماز، ذکر الٰہی اور تعلیم قرآن کے علاوہ اس کی تعمیر، اس کی مرمت، اس کی صفائی اور روشنی سب داخل ہیں [illegible]

[illegible]

ف۳ میدان بدر میں جب حضرت عباسؓ اسیر ہوئے اور کسی نے ان کو اسلام قبول نہ کرنے پر ملامت کی تو انھوں نے کہا اگر تمہیں اسلام لانے اور جہاد کرنے کا فخر ہے تو ہم بھی تم سے کم نہیں۔ مسجد حرام کی آبادی، کعبہ کی خدمت گزاری اور حجاج کو پانی پلانے کی عزت تو ہمیں ہی حاصل ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ شرک کی موجودگی میں تمہاری یہ باتیں ان لوگوں کے اعمال کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جو سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت کا سکہ بٹھانے کے لیے سر بکف میدان جہاد میں آ موجود ہوتے ہیں۔ ملحوظ: آیت سقایۃ اور عمارۃ مصدر ہیں۔ اگر یہ اسم فاعل کے معنی میں ہیں تو کلام میں کسی مضاف کو مقدر ماننے کی ضرورت ہی نہیں۔ معنی یہ ہوں گے کہ حاجیوں کو پانی پلانے والا اور مسجد کو آباد رکھنے والا اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور جہاد کرے۔ اور اگر مصدر اپنے مصدری معنی میں ہی مستعمل ہوں تو پھر کلام میں مضاف ماننا پڑے گا اور اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو مشبہ میں محذوف مانیں تو اس وقت تقدیر کلام ہوگی اجعلتم اهل سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام اور یا مشبہ بہ میں محذوف مانیں تو اس وقت تقدیر کلام ہوگی اجعلتم سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام [illegible] (زمخشری، قرطبی، بیضاوی)

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اس نے اللہ کی راہ میں وہ نہیں یکساں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي

ان لوگوں کو جو ظالم ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا

سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ

میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے بہت بڑا ہے ان کا درجہ اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ ۚ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ

نزدیک ۲۸؎ اور یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں ۲۹؎ خوشخبری دیتا ہے انہیں ان کا رب اپنی رحمت

۲۸؎ کعبہ کی مجاوری اور حاجیوں کی خدمتگزاری اور مسافروں کی مہمان نوازی کو اسلام سے روگردانی کرنے کی صورت میں اپنی نجات کے لیے کافی سمجھنے والے کان کھول کر سن لیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان کے بغیر ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اس کی بارگاہ عالی میں تو انہی کے لیے اعزاز و اکرام کے رتبے ہیں جو ایمان، ہجرت اور جہاد کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

۲۹؎ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں رحمت الٰہی اور رضائے خداوندی کی نوید جانفزا سنائی جا رہی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس کے بعد اور رہ ہی کیا جاتا ہے جس کے حصول کی تمنا دل میں پیدا ہو۔ انہیں خوش نصیبوں میں حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام تھے جنہوں نے کفار کی سختیوں اور سنگدلیوں کا بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا جنہوں نے محض اپنے دین کی خاطر اپنے مانوس گھروں کو چھوڑ کر غریب الوطنی کی سختیاں اور پریشانیاں گوارا کیں۔ جنہوں نے میدان جہاد میں عدیم المثال سرفروشی اور جانبازی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ کفر کے علم سرنگوں ہو گئے۔ کفار کے چھکے چھوٹ گئے اور اسلام کا آفتاب اقبال ضو فشانیاں کرنے لگ گیا۔ ایسے ہی نفوس قدسیہ کے بارے میں قرآن کریم گواہی دے رہا ہے کہ بارگاہ رب العزت میں ان کے درجات بڑے بلند ہیں۔ اپنے رب کی راہ میں اپنے گھر، اپنے سر اور جان و دل قربان کرنے والے [illegible] کے سروں پر [illegible] کا تاج سجایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے جس سے کسی کے دل کا راز بھی پوشیدہ نہیں جس کے سامنے ہر شخص کا ماضی، حال اور مستقبل آشکارا ہے جن لوگوں کے بارے میں اس کی زبان قدرت شہادت دے رہی ہے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ان کے بارے میں چہ میگوئیاں، ان کے ایمان پر اعتراض کسی ایسے شخص کو [illegible]

مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ

اور خوشنودی کی اور ایسے باغات کی کہ ان کے لیے ہیں ان میں نعمتیں دائمی ہمیشہ رہنے والے ہیں

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

وہ ان میں ابد تک۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی اجر عظیم ہے۔ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا

نہ بناؤ اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دلی دوست اگر وہ پسند کریں

الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

کفر کو ایمان پر۔ اور جو دوست بنائے گا انہیں تم میں سے تو وہی لوگ ظلم

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ

کرنے والے ہیں۔ اے حبیب! آپ فرمائیے اگر ہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور

اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ

تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار

تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے

ریب نہیں دیتے جو قرآن کو اللہ کا کلام مانتا ہے اور اللہ کے علم و حکمت پر یقین رکھتا ہے۔

۲۵ وہ لوگ جو ابھی تک دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی رشتہ داریاں ہی تو تھیں جن کی محبت اور طرفداری کی وجہ سے انسان اس سعادت کی دولت سے محروم رہ جاتا تھا۔ اس لیے فرمایا کہ کسی سے خواہ وہ تمہارے باپ اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں ایسی دلی دوستی قائم نہ کرو جو کسی وقت حکم الٰہی کی بجا آوری میں حائل ہو۔

۲۶ اس آیت کریمہ میں ہر طرح کے رشتوں کا ذکر کر دیا گیا ہے جن میں انسان اپنے آپ کو اپنی عظمت اور عزت

وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم

کے باعث بدرجہ اتم موجود ہے۔ ماں باپ کی محبت بھی ہوتی ہے، دوستوں سے، اپنے اہل سے، اپنے بھائی بہنوں کی محبت، میاں بیوی کا گہرا تعلق، یہ سب جذبات فطرت کے تقاضے ہیں۔ مال، جائداد اور تجارت وغیرہ سے انسان کا لگاؤ اس لیے ہے کہ وہ سہولت سے بسر کرنے اور اپنے وقت کو آرام سے گزارنے میں ان کا محتاج ہے۔ دین اسلام جو کہ دین فطرت ہے وہ انسان کے طبعی تقاضوں اور اس کی ضروریات کا مناسب لحاظ رکھتا ہے اس لیے اس نے یہ حکم نہیں دیا کہ سب سے محبت کے رشتے توڑ دیے جائیں اور ان چیزوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لی جائیں بلکہ انسانی زندگی کی وسعت و غایت صرف انہی چیزوں تک محدود نہیں بلکہ ان سے بہت آگے اور بہت بلند ہے اس لیے انسان کو انہی حقیر اشیاء میں الجھ کر رہ جانے سے روکا اور حکم دیا کہ ان اشیاء سے محبت ہے تو ٹھیک ہے لیکن جب یہ محبت تمہاری روحانی ترقی میں حائل ہونے لگے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم کی محبت اور عشق سے روکنے لگے، ایثار و شہادت کے میدان میں جانے سے تمہارا راستہ روکے۔ اگر کسی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر ان تعلقات کو اور ان چیزوں کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے آگے نکل جاؤ۔ تب تو ٹھیک ہے۔ پھر کر یاد کیجئے کے خدا [illegible] یہاں محبت طبعی اور اختیاری کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جہاں تک انسان کا اختیار ہے وہ اللہ اور رسول سے زیادہ محبت کرے اور اگر بلا اختیار کسی اور سے زیادہ محبت ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ لیکن حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی کیا ہے جس کی طبیعت شریعت اسلامی کی پابند نہ ہو۔ [illegible] الشریعة [illegible] چنانچہ حدیث پاک میں بھی صراحۃً موجود ہے کہ جب تک اللہ اور رسول ماں باپ، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ ہو، کوئی شخص مسلمان مومن نہیں ہو سکتا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین۔ اس کے بعد علامہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ یہ نعمت اولیاء کاملین کی صحبت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ [illegible] باب الحرب الصافیة [illegible] یہی تو وجہ ہے کہ ایمان کا لطف ہی تب آتا ہے جب دل میں اللہ اور اس کے رسول کا عشق شعلہ زن ہو۔ اس وقت [illegible] زائل ہو جاتے ہیں اور سارے حجابات اٹھا دیے جاتے ہیں۔ ماں باپ اپنے بچوں کو تڑپتے ہوئے دیکھ کر مسکرا دیتے ہیں، عورتیں اپنے شوہروں کے سر زمین جہاد [illegible] شکر ادا کرتی ہیں [illegible] شہادت نصیب ہوا۔ اس وقت موت [illegible] ہے اور [illegible] حضرت رابعہ بصریہ کے یہ شعر پڑھیے اور اہل عشق و محبت کی بے تابیاں

ع ٣

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۞ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ

اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے۔ بیشک مدد فرمائی تمہاری اللہ نے بہت سے

مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ

میدانوں میں ۴۲ اور حنین کے روز بھی ۴۳ جبکہ گھمنڈ میں ڈال دیا تھا تمہیں تمہاری کثرت نے پس

ملاحظہ فرمایئے: ؎

احبک حبین حب الھوی وحبا لانک اھل لذاکا

فاما الذی ھو حب الھوی فشغلی شغلت بہ عن سواکا

واما الذی انت اھل لہ فکشفک لی الحجب حتی اراکا (المنار)

ترجمہ: (۱) اے مولا! میں تجھ سے دو قسم کی محبت کرتی ہوں۔ ایک تو یہ کہ تو میرا محبوب ہے۔ دوسری یہ کہ تو اس قابل ہے کہ تجھ سے محبت کی جائے۔ (۲) پہلی محبت نے تو مجھے ماسوا سے بے خبر کر دیا ہے۔ (۳) دوسری محبت کا تقاضا ہے کہ حجاب سرک جائیں اور چشم شوق دولت دید حاصل کرے۔

۴۱ یعنی اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور راہ حق میں جہاد کی نسبت زیادہ تمہیں کوئی چیز عزیز اور پیاری ہے تو پھر عذاب الٰہی کا انتظار کرو۔ اب تم رحمت و ہدایت کے مستحق نہیں رہے بلکہ ذلت اور عقاب کے سزاوار ہو گئے ہو۔

۴۲ سورۃ براءۃ کے اعلان سے جو حالات پیدا ہو گئے تھے ان کا اندیشہ تھا کہ کفار پھر ایک بار سب مل کر جان کی بازی لگا دیں گے۔ مسلمانوں کے دلوں سے یہ وسوسے دور کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ جس خدا نے اس سے پہلے بے شمار موقعوں پر تمہاری دستگیری فرمائی ہے اور تمہاری قلیل تعداد کو دشمن کی کثرت پر ترجیح دی ہے اس کی نصرت آج بھی تمہارے ساتھ ہے۔ کل ہی کی بات یاد کرو حنین میں کس طرح تمہاری پسپائی کو اس کی نصرت اور اعانت نے فتح مبین میں تبدیل کر دیا۔ آج بھی اسی پر توکل کرو اور دشمن کی کسی سازش سے مت گھبراؤ۔

۴۳ مکہ مکرمہ فتح ہو جاتا ہے۔ کفر و شرک کا آخری حصار پیوند خاک کر دیا جاتا ہے۔ چند روز تک مسلمان امن و سکون سے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور طواف کعبہ کی مسرتوں کو نصیب کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں اطلاع ملتی ہے کہ ہوازن اور ثقیف کے قبیلے جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے لشکر جرار کے ساتھ ادھر کا رخ کرتے ہیں۔ لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ دس ہزار انصار و مہاجرین تھے اور دو ہزار مکہ کے نو مسلم۔ بعض مشرک بھی شریک ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے جب بارہ ہزار کا لشکر جرار دیکھا تو بعض نے دل ہی دل میں خیال کیا کہ آج کوئی طاقت ہمیں مغلوب نہیں کر سکتی۔ جب یہ لشکر حنین کی وادی میں پہنچا جو مکہ کے جنوب مشرق کی طرف صرف تین میل دور ہے تو مالک بن عوف کی قیادت میں ہوازن و ثقیف

تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ

فائدہ دیا تمہیں بالکل کچھ بھی اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اپنی وسعت کے۔ پھر تم

وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ

ڈر سے پیٹھ پھیرتے ہوئے۔ پھر نازل فرمائی اللہ نے اپنی تسکین اپنے رسول پر اور

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ

اہل ایمان پر اور اتارے وہ لشکر جنہیں تم نہ دیکھ سکے اور عذاب دیا کافروں

كَفَرُوْا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ

کو۔ اور یہی سزا ہے کافروں کی۔ پھر رحمت سے توبہ قبول فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس کے بعد

گئے وہ تیر انداز تنگ وادی کی کمین گاہوں میں چھپ کر بیٹھ گئے جب مسلمان ٹھیک ان کی زد میں آ گئے تو ہر طرف سے تیر برسانے شروع کر دیے۔ تیروں کی بے پناہ اور بے محابا بارش سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور افراتفری کا عالم پیدا ہو گیا۔ اس مصیبت میں صرف ابوبکر، عمر، عباس، علی، ابوسفیان بن الحارث اور چند جانثار رہ گئے۔ اس نازک حالت میں حضور کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ آپ ثابت قدم رہے۔ حبشی نسل کے سفید خچر پر سوار تھے اسے ایڑی لگائی اور دشمن کی صفوں کی طرف بڑھایا۔ حضرت عباس نے لگام تھام رکھی تھی اور ابوسفیان بن الحارث نے رکاب پکڑی ہوئی تھی۔ حضور فرما رہے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ اسی حالت میں حضور نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر ان کی طرف پھینکی کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں نہ پڑی ہو۔ آسمان سے فرشتوں کا غیبی لشکر بھی اتر آیا۔ دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حضور کے حکم سے حضرت عباس نے بلند آواز میں مہاجرین و انصار کو پکارا: یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ یا معشر المہاجرین [illegible] ترجمہ: اے گروہ انصار جنہوں نے اول وقت مہاجرین کو پناہ دی اور ہولناک اوقات میں اسلام کی امداد کی۔ اے گروہ مہاجرین جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں سب ان کے پاس جمع ہو جاؤ۔

آواز سنتے ہی صحابہ پروانہ وار دوڑتے ہوئے آئے اور حضور کے اردگرد جمع ہو گئے اس طرح اللہ تعالیٰ کی نصرت سے اہل اسلام کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی

ف۲ یعنی کفار کی بے پناہ جمعیت شکست میں بدل گئی۔ ستر آدمی قتل ہوئے ہزاروں کی تعداد میں قید ہو گئے۔

ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

جس پر چاہے گا ۳۴ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اے ایمان والو!

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ

مشرکین تو نرے ناپاک ہیں ۳۵ سو وہ قریب نہ آنے پائیں مسجد حرام کے اس

تھا۔ عورتوں کی تعداد چھ ہزار تھی۔ بے اندازہ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ۲۴ ہزار اونٹ، تیس ہزار بھیڑیں اور بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی۔ مخالفین کے مقابلے میں تیار کیا گیا۔ کفار کا اصل انجام یہی ہے کہ ان کو میدان میں شکست کا سامنا کرنا پڑے اور قیامت کے ابدی عذاب سے پہلے دنیا میں ہی وہ اپنے کیے کی سزا بھگت لیں۔

۳۴ حنین کی فتح کے بعد طائف کا محاصرہ کیا گیا جو اٹھارہ روز تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور کریم جعرانہ کے مقام پر واپس تشریف لائے جہاں سارا مال غنیمت اکٹھا کیا گیا تھا اور اس کو حکم خداوندی کے مطابق تقسیم فرمایا۔ اس کے بعد ہوازن کا ایک وفد جو شرف باسلام ہو چکا تھا حاضر خدمت ہوا اور رحمت و شفقت کا درخواست گار ہوا۔ حضور نے فرمایا میں نے اتنے روز اس مال کی تقسیم میں تاخیر کی لیکن تم نہ آئے۔ اب مال تقسیم ہو چکا ہے۔ اب دو چیزوں میں سے ایک پسند کر لو۔ اہل و عیال یا مال و اسباب۔ انھوں نے عرض کی ہم مال و اسباب کے طلبگار نہیں۔ ہمیں اہل و عیال واپس کر دیجیے۔ چنانچہ حضور نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر حاضر ہوئے ہیں۔ میں نے انھیں اختیار دیا تھا کہ چاہے مال و اسباب لے لیں چاہے اہل و عیال آزاد کرا لیں۔ انھوں نے اہل و عیال کو آزاد کرانا پسند کیا ہے اس لیے ان کے جو اسیر میرے حصہ میں اور بنو عبدالمطلب اور ہاشم کی اولاد کے حصہ میں آئے ہیں میں انھیں آزاد کرتا ہوں۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر سب انصار و مہاجرین یک زبان ہو کر پکار اٹھے ما کان لنا فھو لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا رسول اللہ جو قیدی ہمارے حصہ میں آئے ہیں سب حضور کی نذر ہیں۔ چنانچہ اس طرح سب دشمنوں کے اہل و عیال کو عزت و احترام سے آزاد فرما دیا۔ اس فیاضانہ سلوک کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام سے عداوت اور عناد کے جو گنے چنے چشمے سرد پڑ گئے اور حضور کریم کی دریا دلی کو دیکھ کر اسلام کے قدیم دشمن بھی اسلام کے گرویدہ ہو گئے۔ اس آیت میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔

۳۵ فتح مکہ کے بعد بھی مشرکین عرب حرم کعبہ میں داخل ہوتے اور اپنے جاہلانہ رواج کے مطابق طواف کرتے اور ارکان حج بجا لاتے۔ اس آیت نے ان کے لیے ممانعت کر دی کہ کعبہ مقدسہ جو صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کے لیے تعمیر کیا گیا ہے وہاں اب ہرگز کسی مشرک کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ سیٹیاں اور تالیاں بجا بجا کر برہنہ طواف کرنا اور اس قسم کی دوسری لغو رسمیں قطعاً بند ہیں۔ مشرکین کے نجس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے عقائد اور اعمال کی رو سے ناپاک ہیں۔ ائمہ مجتہدین کا اس امر میں اختلاف ہے کہ اس حکم کی نوعیت کیا ہے۔ امام مالک کے نزدیک

عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ

سال کے بعد اور اگر تم اندیشہ کرو تنگدستی کا تو غنی کر دے گا تمھیں اللہ تعالیٰ اپنے

فَضْلِهٖٓ إِنْ شَآءَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾ قَاتِلُوا الَّذِينَ

فضل و کرم سے اگر چاہے گا بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے جنگ کرو ان لوگوں سے جو نہیں

لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ

ایمان لاتے اللہ پر نہ اور نہ روز قیامت پر اور نہیں حرام سمجھتے جسے حرام کیا ہے

رہی مشرک کسی اشد ضرورت کے بغیر کسی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ امام شافعی کے نزدیک کوئی کافر مسجد حرام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ دوسری مساجد میں داخلہ ممنوع نہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر مسجد میں کافر داخل ہو سکتا ہے اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حج کرنے اور اپنی مشرکانہ رسوم ادا کرنے کے لیے داخلہ ممنوع ہے (جصاص)

[illegible] جب کفار سے قطع تعلق کا اعلان کر دیا گیا تو بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال گزرا کہ اس طرح تو تجارتی کاروبار بند ہو جائے گا ضرورت کی چیزیں نایاب ہو جائیں گی اور کھانے پینے کی اشیاء کی تنگی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رزق کی بستگی و کشادگی میرے دست قدرت میں ہے یہ خوف دلوں سے نکال دو۔ حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں اس آیت میں تعلیم ہے کہ بندے کو چاہیے کہ طلب خیر اور دفع آفات کے لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور تمام امور کو اسی کی مشیت سے متعلق جانے (خزائن العرفان)

[illegible] جب جزیرہ عرب کے بیشتر حصہ پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور مشرکین کی طاقت ختم کر دی گئی تو ارد گرد کی حکومتوں کو بھی اسلام کی روز افزوں قوت سے خدشہ پیدا ہونے لگا اور انھوں نے اسلام کو کچل دینے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس سے تاریخ اسلام کے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ اب مسلمانوں کے مقابلہ میں مشرکین عرب کے بجائے عیسائیوں کی فوجیں صف بستہ ہونے والی تھیں۔ اس لیے اس آیت میں اہل کتاب کے ساتھ جنگ کرنے کے قواعد و ضوابط بیان کیے جا رہے ہیں۔

[illegible] اہل کتاب کے ساتھ جنگ کی اجازت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں چار بنیادی خرابیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ان کا ایمان نہیں کیونکہ انھوں نے اس کے بیٹے اور شریک بنا لیے ہیں۔ روز قیامت جو روز حساب ہے اس کے متعلق بھی انھوں نے من گھڑت تصورات قائم کر لیے ہیں۔ ان کی آسمانی کتابوں میں جو احکام الٰہی ہیں ان کو انھوں نے اپنی خواہشات نفسانی کی نذر کر دیا ہے جس کو چاہا حلال بنا لیا اور جس کو چاہا حرام ٹھہرا دیا اور دین حق (اسلام) جب ان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ایسے لوگ اگر تشدد و آتنک کے علمبردار بن گئے تو ظلم و تشدد کا دروازہ کھل جائے گا۔ اس

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں سچے دین کو ان لوگوں میں سے جنھیں کتاب دی گئی ہے

الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۚ

یہاں تک کہ دیں وہ جزیہ سکہ اپنے ہاتھ سے اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں ٤٣

لیے اگر ان کی طرف سے عہد یا نقض امن کا خطرہ ہو تو ان سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

٤٣ یعنی اگر وہ اسلام کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے مملکت اسلامیہ کا پرامن شہری بن کر رہنا چاہیں تو وہ جزیہ ادا کر کے ایسا کر سکتے ہیں۔ جزیہ وہ ٹیکس ہے جو کسی مملکت کے شہریوں پر عائد کیا جاتا ہے اور کتب تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا آغاز اسلام سے پہلے نوشیرواں نے کیا تھا اور عرب کے وہ علاقے جو ایرانیوں کی عملداری میں تھے اس سے خوب واقف تھے۔ اسی لیے جب یمن کے عیسائی (اہل نجران) دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے اسلام قبول کرنے سے معذرت پیش کی لیکن ساتھ ہی جزیہ ادا کرنے پر آپ سے صلح کر لی۔ چنانچہ تاریخ اسلام میں یہ پہلا جزیہ ہے جو وصول کیا گیا۔ جزیہ کے مقرر کرنے کی مختلف وجوہات اہل علم نے بیان کی ہیں صاحب منار نے انھیں یوں بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ان کے قتل سے بچ جانے کا بدلہ ہے یا ان کی حفاظت اور ان کو فوجی خدمات سے مستثنیٰ کرنے کا معاوضہ ہے یا وہ معاوضہ ہے ان حقوق کا جو انھیں مملکت اسلامیہ کا شہری ہونے کی وجہ سے حاصل ہیں اور انھیں مذہبی اور معاشی آزادی جو دی گئی ہے یا ان کے مال و جان و آبرو کی حفاظت کی جو ذمہ داری لی گئی ہے اس کا معاوضہ ہے۔ بہرحال ہم جب خلفائے راشدین کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ فوجی خدمات سے انھیں مستثنیٰ کرنے اور ان کے مال و جان اور آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری لینے کا معاوضہ ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے صلوبا بن نسطونا اور اس کی قوم سے جو معاہدہ کیا تھا اس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"هذا كتاب من خالد بن الوليد لصلوبا بن نسطونا وقومه إني عاهدتكم على الجزية والمنعة فلك
الذمة والمنعة وما منعناكم فلنا الجزية، وإلا فلا كتب سنة اثنتي عشرة في صفر"

ترجمہ: یہ عہد نامہ ہے جو خالد بن ولید نے صلوبا بن نسطونا اور اس کی قوم سے کیا۔ میں تم سے اس بات کا معاہدہ کرتا ہوں کہ تم جزیہ ادا کرو اور ہم تمہاری حفاظت کریں۔ جب تک ہم تمہاری حفاظت کریں گے ہم جزیہ وصول کرنے کے حقدار ہیں ورنہ نہیں۔ ماہ صفر سنہ ۱۲ھ۔

اس روایت سے اور اس کی طرح کی متعدد روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جزیہ اس ذمہ داری کا معاوضہ تھا جو مسلمان ان کی حفاظت اپنے ذمہ لیا کرتے تھے اور ایسا بھی ہوا کہ جب کبھی مسلمانوں نے محسوس کیا کہ وہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ

اور کہا یہودیوں نے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور کہا نصرانیوں نے کہ مسیح

سے قاصر ہیں تو جزیہ سے وصول شدہ رقم واپس کر دی۔ چنانچہ جنگ یرموک سے پہلے جب مسلمانوں نے جنگی مصالح کے پیش نظر حمص وغیرہ کو خالی کرنا ضروری سمجھا تو افواج اسلامیہ کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ نے اپنے تمام ماتحت حکام کو حکم بھیجا کہ اپنے اپنے علاقے میں جو جزیہ اور خراج انہوں نے وصول کیا ہے وہ ان کو واپس کر دیں اور انہیں کہہ دیں کہ تمہاری حفاظت کی ذمہ داری [illegible] کی تھی جس کے عوض یہ لیا تھا [illegible] سر دست [illegible] سے قاصر ہیں اس لئے یہ جزیہ واپس کر رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں دشمن پر غلبہ بخشا [illegible] معاہدہ [illegible] تمہارے درمیان جو چلا ہے وہ بحال رہے گا۔ [illegible] کی واپسی کی گئی [illegible] وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کا یہ سلوک دیکھا تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ [illegible] کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پھر یہاں واپس لائے [illegible] ردکم اللہ علینا ونصرکم علیہم [illegible] اللہ تعالیٰ تمہیں ہمارے پاس واپس لائے اور تمہاری مدد فرمائے۔ اگر وہ رومی ہوتے تو ہمیں کچھ واپس نہ کرتے [illegible] اسلام [illegible] متعدد واقعات دکھائی دیتے ہیں [illegible] ایک [illegible] والوں نے جنگ میں شرکت کی تو ان کا جزیہ معاف کر دیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] جزیہ [illegible] وہ مسلمان ہو چکے تھے [illegible] اسی کا [illegible] ان پر جزیہ [illegible] کے تمام [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

سے امام شامی [illegible] احکام القرآن [illegible]

سے جب یہودی [illegible] حضرت عزیر [illegible] توریت کے احکام [illegible] [illegible]

ابْنُ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ

خدا کا بیٹا ہے [illegible] یہ ان کے منہ کی بے سروپا بات ہے [illegible] ان لوگوں کی

كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۔ اِتَّخَذُوْٓا

قول کی جنہوں نے کفر کیا پہلے۔ ہلاک کرے انہیں اللہ تعالیٰ کدھر بہکے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے بنا لیا

[illegible] یہود کو [illegible] کی تعداد میں [illegible] قتل کیا گیا اور تورات کے موجودہ نسخے بھی [illegible] یا ضائع ہو گئے تو اس وقت حضرت عزیر نے جنہیں عبرانی میں عزرا EZRA [illegible] کہتے ہیں [illegible] یاد سے یہود کو تورات [illegible] اور کچھ مدت کے بعد جب تورات کا ایک قدیم نسخہ دستیاب ہوا تو وہ بعینہٖ اسی طرح پایا گیا جس طرح حضرت عزیر نے لکھوایا تھا اس سے آپ کی قدر و منزلت یہود کے دلوں میں بہت بڑھ گئی اور آپ [illegible] کا مطالبہ [illegible] اور ان میں سے بعض نے تو انہیں ابن اللہ کہنا شروع کر دیا [illegible] کا یہ عقیدہ نہ تھا بلکہ یہودیوں کا ایک گروہ اس کا قائل تھا جیسا کہ روایت ابن عباس میں ہے [illegible] اور [illegible] اس عقیدہ کے لوگ ختم ہو چکے ہیں [illegible] اور [illegible] کے قائل ہوں تو وہ بات ان کی ساری قوم کی طرف منسوب کی جا سکتی ہے اگرچہ ساری قوم نے وہ بات نہ بھی کہی ہو۔

۲۷ ان [illegible] میں۔ ولد تو نسبی اولاد کو ہی کہا جاتا ہے۔ ابن کا اگرچہ حقیقی معنی یہی ہے لیکن مجازاً محبوب اور [illegible] کو بھی ابن کہہ دیتے ہیں [illegible] میں سے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کی اکثریت کا عقیدہ تو یہی ہے کہ ابن کا معنی [illegible] ہے لیکن بعض ان میں سے اس کا مجازی معنی مراد لیتے ہیں علامہ ابن حیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت [illegible] عقیدہ کے بطلان پر دلائل قائم کر دیے گئے اور مناظروں میں بھی عیسائیوں کو جواب دینا پڑا تو لاچار ہو کر انہوں نے ابن اللہ کا مجازی مفہوم یعنی محبوب بیان کرنا شروع کر دیا [illegible]

۲۸ علمائے معانی نے یہاں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ قرآن میں جہاں کسی قول کے ساتھ فم یا لسان (زبان) مذکور ہے وہاں اس کا معنی غلط اور بے سروپا بات ہے یعنی ان کے پاس اس عقیدہ کی کوئی دلیل نہیں یہ محض [illegible] زبانی باتیں ہیں۔

۲۹ یضاھئون کا معنی ہے نقل کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس عورت کو بھی ضہیاء کہتے ہیں جس میں [illegible] کی علامات

أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ

اپنے پادریوں اور اپنے راہبوں کو اپنے پروردگار اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح فرزند

مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

مریم کو۔ حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر یہ کہ وہ عبادت کریں صرف ایک خدا کی نہیں کوئی معبود بجز اس کے

سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ

وہ پاک ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو

[illegible] آیت کے ان حصوں سے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہودی اور عیسائی جو حقیقت میں توحید کے علمبردار تھے ان میں مشرکانہ نظریات سرایت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اردگرد جو مشرک قومیں آباد تھیں [illegible] اشیاء میں اس کے حلول کی قائل تھیں [illegible] ان سے یہ لوگ متاثر ہوئے اور ان کے مشرکانہ نظریات کو [illegible] اپنے دین توحید میں داخل کرلیا۔ یہودی اور عیسائی مذہب [illegible] نظریات سے متاثر ہوا [illegible] کی تائید کرتی ہے۔

۵۵ احبار جمع ہے حبر کی [illegible]

[illegible]

۵۶ حضرت عدی بن حاتم پہلے عیسائی تھے۔ [illegible] اسلام قبول کیا [illegible]

[illegible]

۵۷ [illegible]

بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۳۲

اپنی پھونکوں سے اور نہ مانے گا اللہ مگر یہ کہ مکمل فرما دے اپنے نور کو اگرچہ ناپسند کریں اس کو کافر۔

هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

وہی قادر مطلق ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو کتاب، ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ غالب کر دے اسے

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۳۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

تمام دینوں پر ۶۳ اگرچہ ناگوار گزرے یہ غلبہ مشرکوں کو۔ اے ایمان والو!

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

بیشک اکثر پادری اور راہب کھاتے ہیں لوگوں کے مال

بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ

ناجائز طریقہ سے ۶۴ اور روکتے ہیں (لوگوں کو) راہ خدا سے ۶۵ اور جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا

اور شرک و کفر نے سر جوڑ جوڑ کر علانیہ منصوبے بھی بنائے اور سازشوں کے خطرناک جال بھی پھیلائے لیکن اسلام کا نور درخشاں ہی رہا اور رہے گا۔ اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی ہی رہی اور بڑھتی ہی رہے گی۔ خداوند عالم کا یہ وعدہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نبوت مصطفوی کے آفتاب جہانتاب کو گہن نہیں لگا سکتی۔

۶۳ جہاں تک دلیل و برہان کا تعلق ہے اسلام کا غلبہ تمام دوسرے مذاہب پر ہر جگہ اور ہر زمانہ میں مسلم رہا ہے اور جب کبھی ملت اسلامیہ نے احکام الٰہی کو صدق دل سے اپنایا تو سیاسی تفوق بھی انہی کی کنیز بنا رہا اور جب کبھی انہوں نے احکام الٰہی پر عمل کرنے میں غفلت اور کوتاہی برتی تو ان کا سیاسی زوال بھی شروع ہو گیا۔ اور اسلام کے غلبہ کی یہ بھی ایک روشن دلیل ہے۔

۶۴ قانون سازی کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر بنی اسرائیل کے عالموں اور راہبوں نے طرح طرح کے حیلے بہانوں سے لوگوں کا مال لوٹنا شروع کر دیا۔ عیسائی مذہبی رہنماؤں کو قرون وسطیٰ میں جو تسلط اور اقتدار حاصل رہا اس سے انہوں نے کس طرح ناجائز فائدہ اٹھایا اور کس بے دردی سے اپنے عقیدت مندوں کی دولت کو جمع کیا اس کی روداد بڑی دلچسپ اور بڑی المناک ہے۔ کیتھولک فرقہ کا پوپ جنت کے ٹکٹ تک فروخت کیا کرتا تھا۔ اس کے نائب بھی

الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ

سونا | اور چاندی رکھتے | اور نہیں خرچ کرتے اسے اللہ کی راہ میں | تو انہیں خوشخبری سنائیے

بخشش گناہ کے پروانے فروخت کر دیا کرتے تھے اور خریدار اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس کی قیمت ادا کیا کرتا تھا بادشاہ، شہزادے، امراء، وزراء اور قوم کے دولت مند طبقہ کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا کرتے اور اس طرح ان سے بڑے بڑے نذرانے وصول کرتے۔ رشوت لے کر مقدمات کا فیصلہ کرتے اس کے علاوہ اور متعدد طریقے تھے جن سے وہ دولت کے انبار دولت جمع کرنے میں شب و روز مصروف رہا کرتے [illegible] اگر اسلام کے علماء بھی [illegible] تو وہ بھی اسی طرح مجرم قرار دیئے جائیں گے بلکہ ان کا جرم زیادہ سنگین ہوگا کیونکہ وہ [illegible] اور ہی شریعت کے امین و نگہبان ہیں۔

[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی حرص کی تکمیل کے لیے یہ [illegible] کرتے ہیں [illegible] جب تک لوگ [illegible] قبول کرتے رہے [illegible] وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ [illegible] اسی وقت تک رہے گی جب تک لوگ ان کے [illegible] میں گرفتار رہیں [illegible] ان کے [illegible]

[illegible] اگرچہ بعض علماء نے اس آیت کو اہل کتاب سے مخصوص کیا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس میں اہل کتاب اور مسلمان سب داخل ہیں جس میں یہ خرابی ہوگی وہ اس سزا کا مستحق ہوگا۔ [illegible] وهو الصحيح [illegible] اگر صرف اہل کتاب مراد ہوتے تو [illegible] کی ضرورت نہ تھی۔

[illegible] کنز [illegible] مال کو کہتے ہیں جسے اکٹھا کر کے جمع کر دیا جائے [illegible]

اس آیت کے متعلق صحابہ کرام کی آراء مختلف ہیں۔ حضرت ابوذر کی رائے ہے کہ وہ مال جو ضرورت سے زیادہ ہو اس کے جمع کرنے کی یہی سزا ہے جو اس آیت میں مذکور ہے لیکن جمہور صحابہ [illegible] کا مذہب یہ ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ اس وعید میں داخل نہیں [illegible]

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی وہ کنز نہیں اگرچہ وہ سات زمینوں کے نیچے مدفون ہو [illegible] جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز ہے [illegible]

[illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی مال دار صحابہ حضرت عثمان، عبدالرحمٰن [illegible] موجود تھے [illegible] حضرت سعد بن ابی وقاص [illegible] اپنا سارا مال راہ خدا میں دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضور نے منع فرمایا [illegible] اگر [illegible] لوگ [illegible] بیت المال خالی ہو چکا ہو اس وقت صرف زکوٰۃ کی ادائیگی پر اکتفا نہیں کیا جائیگا بلکہ حاکم وقت ضرورت کے مطابق زکوٰۃ سے زیادہ بھی وصول کر سکتا ہے۔ ان حالات میں دولت کا جمع رکھنا بھی جائز

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى

دردناک عذاب کی۔ جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں پھر داغی جائیں گی

بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

اس سے اُن کی پیشانیاں اور اُن کے پہلو اور اُن کی پشتیں (اور انھیں کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے جمع کر رکھا تھا

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا

اپنے لیے تو اب چکھو مزہ اس کا جو تم جمع کیا کرتے تھے۔ بیشک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ

عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ

ماہ ہے کتاب الٰہی میں جس روز سے اس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو ان میں سے

اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ

چار عزت والے ہیں۔ یہی دین قیم ہے پس نہ ظلم کرو ان مہینوں میں

[illegible] (قرطبی)۔

ف اس کی وضاحت کے لیے یہ حدیث ہی کافی ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے: ما من صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها حقها الا اذا كان يوم القيامة صفحت له صفائح من نار فاحمي عليها في نار جهنم فيكوى بها جنبه وجبينه وظهره كلما بردت اعيدت له۔ جس شخص کے پاس سونا اور چاندی ہو لیکن وہ اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کی تختیاں بنائی جائیں گی اور انھیں آتش جہنم میں گرم کر کے اس شخص کے ماتھے، پہلو اور پشت پر داغ لگائے جائیں گے جب بھی وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی انھیں پھر گرم کر لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں دردناک انجام سے بچنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین

ف بارہ قمری مہینوں میں سال کی یہ تقسیم کسی انسان کا عمل نہیں تاکہ اس میں رد و بدل کی گنجائش ہو بلکہ خالق ارض وسما نے یہ نظام روز ازل سے قائم فرمایا ہے۔ اس میں کوئی اپنی خواہش اور مصلحت کے پیش نظر تبدیلی نہیں کر سکتا۔ ان بارہ مہینوں سے چار ماہ رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم حرمت والے مہینے ہیں۔ ان میں ہر طرح کا فتنہ و فساد اور جنگ و قتال قطعاً ممنوع ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اہل عرب ان مہینوں کا بڑا احترام کیا کرتے تھے اور اگر اپنے باپ کا قاتل

أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ

اپنے آپ پر ظلم اور جنگ کرو تمام مشرکوں سے ٦٢ جس طرح وہ سب تم سے جنگ کرتے ہیں اور

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي

خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ حرمت والے مہینوں کو ہٹا دینا ٦٣ تو اور بھی کفر [illegible]

کی انھیں [illegible] بھی کچھ ہے۔ کتاب اللہ سے مراد یا لوح محفوظ ہے یا قرآن حکیم

٦١ یہی محکم شریعت ہے یا سال کی تقسیم کا یہی صحیح حساب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام کی بجا آوری میں انھیں قمری مہینوں کا اعتبار ہوگا۔ [illegible] تفصیل [illegible]

٦٢ احکام الٰہی سے سرتابی ہر وقت بری ہے لیکن ان حرمت والے مہینوں میں اس کی برائی بہت ہی قبیح ہے اس کے علاوہ [illegible] مہینوں میں [illegible] متبرک مقامات اور متبرک اوقات میں نیکی کا ثواب زیادہ ملتا ہے اور اس کی برکات [illegible] پر زیادہ ہوتا ہے اسی طرح مقامات اور اوقات میں برائی کا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے [illegible] انسانی پر اس کا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ [illegible]

[illegible]

٦٣ [illegible] ان مہینوں میں [illegible] جنگ کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو تم بھی متفق و متحد ہو کر ان کے مقابلے میں [illegible] ہو جاؤ [illegible] کا مقصد ہے اور یہاں [illegible] واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لیے آتا ہے۔

٦٤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے سال کے یہ چار مہینے حرمت والے مانے جاتے تھے اور ان میں [illegible] کی سخت ممانعت کر دی گئی تھی۔ [illegible] اور حج کے لیے [illegible] اور ذوالحجہ [illegible] کچھ عرصہ بعد [illegible] اس حکم کی پابندی گراں گزرنے لگی [illegible] تین ماہ تک متواتر ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم [illegible] ہاتھ روکے رہنا ان کے لیے ناقابل برداشت تھا اس لیے انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان حرمت والے مہینوں میں سے کسی کو حلال کر لیا اور اس میں جنگ و غارت گری کی اور اس کی جگہ سال کے کسی دوسرے مہینے کو حرام کر دیا۔ حرمت والے مہینوں کی تعداد تو پوری رہی اور ان کا [illegible] بھی [illegible] علاوہ ازیں [illegible] ان کے لیے ایک بہت بڑا تجارتی میلہ بھی تھا [illegible] جس سے انھیں بہت نفع ہوتا لیکن حج کا وقت [illegible] قمری سال کے ذی الحجہ کے مہینے میں [illegible] اس لیے یہ ہر موسم میں بھی آ جاتا جب کہ سخت سردی یا گرمی ہوتی اور موسم کی اس ناسازگاری کی وجہ سے ان کا [illegible] انھیں [illegible] ہوتا۔ اس مشکل کا حل انھوں نے یہ تجویز کیا کہ حج ہمیشہ معتدل موسم میں ادا

الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ

کفر میں گمراہ کیے جاتے ہیں اس سے وہ لوگ جو کافر ہیں حلال کر دیتے ہیں ایک سال اور حرام کر دیتے ہیں

عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ

اس کو دوسرے سال تاکہ پوری کریں گنتی ان مہینوں کی جنہیں حرام کیا ہے اللہ نے تاکہ اس حیلے سے حلال کریں جسے حرام کیا

لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝٣٧

ہے اللہ نے آراستہ کر دیے گئے ہیں ان کے لیے ان کے برے اعمال اور اللہ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو کفر اختیار کیے ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اے ایمان والو کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جب کہا جاتا ہے تمہیں کہ نکلو راہ خدا میں تو

کیا جاتا اس کے لیے انہوں نے حج کی مقررہ تاریخوں کو بدل دیا اور قمری سال کے بارہ مہینوں میں کبیسہ کا ایک مہینہ بڑھا دیا اس طرح چھتیس سال کے بعد صرف ایک بار حج اپنی صحیح تاریخوں ۹، ۱۰ ذی الحجہ کو ادا کیا جاتا۔ ان دونوں صورتوں میں چونکہ عرب اپنی ذاتی سہولتوں اور مادی مصلحتوں کے لیے وہ اللہ تعالیٰ کے اٹل اور محکم احکام میں رد و بدل کیا کرتے تھے اس لیے ان کے اس عمل کو زیادۃ فی الکفر کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔ سنہ ۱۰ھ میں جب رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے گئے تو اس سال ان کے دستور کے مطابق بھی حج ۹، ۱۰ ذی الحجہ کو ادا ہونا قرار پایا تھا اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السموات والارض یعنی اس سال بھی حج اپنی تاریخوں میں ادا کیا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی میں اس کے لیے مقرر فرمائی تھیں۔ اس میں مسلمانوں کے لیے بھی درس عبرت ہے کہ وہ اپنی ذاتی مصلحتوں اور دوسرے وجوہ کے لیے احکام الٰہی میں رد و بدل نہ کریں۔ نسا کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو اپنے وقت سے مؤخر کر دینا۔ قال الجوھری النسیء فعیل بمعنی مفعول من قولک نسأت الشیء فھو منسوء اذا اخرتہ (قرطبی)۔

[illegible] یہی سب سے بڑی بدبختی ہے کہ انسان گناہوں کو ثواب اور ضرر رساں چیزوں کو نفع بخش سمجھ کر اختیار کر لیتا ہے اور یہ شیطان کا وہ دام فریب ہے جس سے توفیق الٰہی کی یاوری کے بغیر کوئی بچ نہیں سکتا۔ یا حی یا قیوم برحمتک نستغیث لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ۔

[illegible] جب غزوۂ طائف و حنین سے فارغ ہو کر مسلمان مدینہ طیبہ پہنچے تو شام سے اطلاعیں آنے لگیں کہ قیصر روم

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ

تو بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاتے ہو کیا تم نے پسند کر لی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۳۸ اِلَّا تَنْفِرُوْا

سو نہیں ہے سروسامان دنیوی زندگی کا آخرت میں مگر قلیل۔ اگر تم نہیں نکلو گے ٣٩

اپنے لشکر جرار کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کر رہا ہے اور غسان کا بادشاہ جو نسلاً عرب اور مذہباً عیسائی تھا وہ بھی اس کے ہمراہ ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہاں انتظار کرنے کے بجائے خود اس کے ملک پر چڑھائی کا عزم فرمایا اور مسلمانوں کو جہاد میں شرکت کی دعوت دی۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ پکی ہوئی کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ ٹھنڈا پانی پینے اور گھنے سایہ میں بیٹھ کر آرام کرنے کے دن تھے۔ سینکڑوں میل کی مسافت طے کرنی تھی اور ایک منظم مسلح لشکر سے جنگ کرنا کوئی کھیل تماشا نہ تھا۔ منافق تو سب کے سب حیلے بہانے بنا کر الگ ہو گئے۔ بعض مسلمانوں کو بھی ابتدا میں یہ سفر سخت مشکل نظر آیا۔ اس وقت رب ذوالجلال نے اس پرجلال انداز میں جہاد کی دعوت دی جس سے دل بیدار ہو گئیں۔ کمزوریاں، سستی و کاہلی کافور ہو گئی اور سب کے سب، باستثناء تین، بسرعت اپنے محبوب رسول کی قیادت میں قیصر کی فوج قاہرہ کو ٹکرانے کے لیے روانہ ہو گئے۔ نفر کا معنی ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف تیزی اور سرعت سے منتقل ہونا۔ النفر هو التنقل بسرعة من مكان الى مكان لامر يحدث۔ اثاقلتم کا معنی ہے بوجھل ہو جانا۔ اس میں بھی زجر و توبیخ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ راہ جہاد میں تمہارے قدم نہیں اٹھ رہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم پورے لمبے ہو کر زمین پر گرنا چاہتے ہو۔

٣٩ دعوت جہاد قبول نہ کرنے پر جو نتائج مرتب ہوتے ہیں ان کا ذکر کیا جا رہا ہے یعنی اگر تم نے سرفروشی سے انکار کر کے میدان جہاد میں نہ گئے تو تمہیں دنیا و آخرت کے دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ دنیا میں تمہاری عزت و دبدبہ خاک میں مل جائے گا اور آخرت میں دوزخ کا ایندھن بنا دیئے جاؤ گے۔ یہی سزا کیا کم تھی، لیکن اس کے بعد جس چیز کا ذکر ہو رہا ہے وہ تو اس سے بھی سنگین ہے۔ ارشاد ہے کہ جو تمہیں اپنے دین متین کی خدمت کی سعادت اور اپنے محبوب رسول کی غلامی کا شرف عطا فرمایا ہے اس سے محروم کر دیئے جاؤ گے اور کسی اور قوم کو یہ خدمت تفویض کر دی جائے گی۔ اللہ اکبر! اے غفلت کی نیند سونے والے مسلمان! اے دولت ایمان کے باوجود اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں احکام خداوندی کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والی امت! غور سے سن یہ اس رب ذوالجلال کا ارشاد ہے، اسی کی محکم کتاب کا اٹل فیصلہ ہے۔ اگر اس نے اپنی نگاہ رحمت و قرب سے نکال دیا، اگر اس نے اسلام کی نسبت چھین لی، اگر وہ کسی اور قوم کو اس بات سے نوازنے پر مائل ہو گیا تو پھر کیا کرو گے ؎

بگڑی بات بنانے والو کیا کرو گے اگر جو نہ بنی۔

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ

تو اللہ عذاب دیگا تمہیں دردناک عذاب۔ اور بدل کر لے آئیگا کوئی دوسری قوم تمہارے علاوہ اور نہ بگاڑ سکو گے اس کا

شَيْئًا وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ

کچھ بھی۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر تم مدد نہ کرو گے رسول کریم کی تو بیشک مدد فرمائی

اے اہلِ سنت و جماعت کے رہنماؤ ہماری صفوں کا انتشار کب تک رہے گا۔ شمع توحید و رسالت کے پروانے کب تک مختلف حلقوں میں بٹے رہیں گے، اپنے متوسلین و معتقدین کی اجتماعی قوت جو تمہیں میسر ہے وہ کب تک بیکار پڑی رہے گی۔ دوسروں کے آرام اور سامان دیگراں کب تک آستینوں کے چراغ روشن کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مصطفیٰ کریم کی خوشنودی کے لیے اسلام کی سربلندی کے لیے سب ایک ہو جاؤ۔ اپنی ذات اپنے وقار کے تحفظ کی ہوس میں انتشار کا سبب مت بنو۔ اپنوں کو بیگانہ بنانے کے دھندے چھوڑ دو۔ بیگانوں کو اپنا بنانے کا سلیقہ اختیار کرو جو آپ کے خواجگان طریقت علیہم الرضوان کا اسوہ تھا۔

یعنی دین اسلام کی سربلندی تمہیں پر موقوف نہیں۔ اسلام کا نور تو ہمیشہ درخشاں رہے گا اور اس کا پرچم لہراتا رہے گا۔ یہ کام اگر تم نے نہ کیا تو کوئی دوسرا یہ سعادت حاصل کرے گا اور تمہیں محروم کر دے گا۔ تمہارے ہٹنے سے اس کی صداقت میں کوئی فرق نہیں پڑ جائے گا۔

اس آیت پاک میں ہجرت کا واقعہ ذکر کر کے بتایا کہ اگر تم اس کی امداد سے منہ پھیر لو گے تو یہ مت سمجھنا کہ اس کا کام رک جائے گا۔ جس خدا نے اس نازک وقت میں اپنے حبیب کی امداد و نصرت فرمائی تھی وہ اب بھی اس کا ناصر اور معین ہے۔ ہجرت کا مختصر واقعہ یوں ہے کہ کفار نے اپنی مجلس شوریٰ میں طے کر لیا کہ آج رات تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان حضور کے گھر کا محاصرہ کرے اور جب آپ باہر نکلیں تو سب یک بارگی حملہ کر کے حضور کو شہید کر دیں۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے حبیب! صدیق کو ساتھ لو اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو تشریف لے جاؤ۔ (تفسیر حسن عسکری) حضور نے حضرت علی کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔ صبح لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان کو پہنچا دینا اور پھر تم بھی مدینہ کا قصد کرنا۔ حضور باہر نکلے تو کفار محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ حضور نے سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیتیں وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا تک پڑھ کر ان پر دم کیا۔ ان پر مدہوشی کی کیفیت طاری ہو گئی اور حضور بخیر و عافیت ان کے نرغے سے نکل کر صدیق اکبر کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کو ہمراہ لے کر مکہ سے نکلے اور کوہ ثور کے ایک غار میں قیام فرمایا۔ اس کا منہ بہت تنگ تھا صرف لیٹ کر ہی داخل ہو سکتے تھے۔ حضرت صدیق پہلے خود اندر گئے۔ غار کو تمام خس و خاشاک سے صاف کیا۔ جتنے سوراخ تھے ان کو بند کیا۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی اور حضور کو

اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

مدد فرمائی ہے اس کی اللہ نے جب نکال دیا تھا اسے کافروں نے آپ دوسرے تھے دو سے جب وہ دونوں غار میں تھے

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

جب وہ فرما رہے تھے اپنے رفیق کو کہ مت غمگین ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پس اتاری اللہ نے

کہ حضور [illegible] تشریف [illegible] صدیق کے زانو پر سر مبارک رکھا اور استراحت فرما ہو گئے۔ صدیق کے بخت کی یاوری کا کیا جواب! نگاہیں اور بے قرار دل اپنے محبوب کے رخ زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے۔ دل سیر ہوتا ہے نہ آنکھیں۔ وہ حسن سرمدی وہ جمال حقیقی جس کی ایک ادنیٰ سی جھلک نے [illegible] صورت کو تصویر حیرت بنا دیا تھا آج صدیق کی آغوش میں جلوہ فرما ہے۔ اسی وقت صدیق کی نظر [illegible] پر پڑی [illegible] پریشان ہو [illegible] تھا۔ [illegible] حضرت صدیق کی ایڑی میں سانپ نے ڈس دیا۔ زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں جنبش تک ہوئی ہو۔ [illegible] آنکھوں میں آنسو [illegible] جب سانپ کے ڈسنے کا علم ہوا تو اپنا لعاب دہن لگایا جس سے درد اور تکلیف کافور ہو گئی۔ ادھر کفار تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھر رہے تھے ایک ماہر کھوجی کے ہمراہ قدموں کے نشان دیکھتے دیکھتے اس غار کے دہانے تک پہنچ گئے۔ جب قدموں کی آہٹ سنائی دی تو حضرت ابوبکر نے جھک کر دیکھا تو کفار کی ایک جماعت غار کے منہ پر کھڑی ہے۔ [illegible] اگر کوئی ذرا [illegible] جھک کر دیکھے [illegible] اگر انہوں نے جھک کر دیکھا تو ہمیں پالیں گے۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اطمینان و تسکین کی ایک مخصوص کیفیت اپنے حبیب کریم پر اتاری اور حضور کے صدقے حضرت ابوبکر پر بھی اس کا نزول ہوا [illegible] ان کی ساری پریشانی دور ہو گئی۔ حضور تین دن تک وہاں قیام فرما رہے۔ حضرت اسماء حضرت صدیق کی بڑی صاحبزادی کھانا پہنچا جاتیں۔ آپ کے صاحبزادے [illegible] دے جاتے اور آپ کا چرواہا عامر بن فہیرہ رات کو [illegible] حضرت صدیق کے [illegible] اتنے مخلص اور [illegible] رہے کہ کسی نے [illegible] افشا نہ کیا [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اس مرتبہ پر بھی فائز ہو گئی۔

مندرجہ بالا کے مطالعہ کے بعد اس آیت کی تشریح کے لیے مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ایک طالب حق کے لیے

اس آیت کا ہر لفظ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و محبت کا آئینہ دار ہے اور جس کے [illegible] صدیق اکبرؓ کی والا شان کا مظہر ہے لیکن شیعہ بھائی جو تعصب میں مبتلا ہیں ان کا کیا کیجئے کہ دل سے عقل سے عاری ہیں ان سے اعتراف حق اور تسلیم سے اہل بصیرت کی جرات سلب کر لیتی ہے اور ایمان کا نور دانش کے بجائے تنگ دلوں کے ہر دور کی شکل کی آتی ہے گئی ہے ورنہ سب سے بڑھ کر [illegible] موجود ہیں۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بعض جہلاء نے جو شوشہ چھوڑا ہے اس کی ایک واضح مثال ہے صاحب تفسیر [illegible] کے مضمرات ایسے بے معنی مباحث سے پاک رہتے لیکن محبت اہل بیت کی [illegible] نہیں ہوتی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ ان باتوں کی پردہ پوشی کی جائے تاکہ سادہ لوح مسلمان کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر راہ صلاح سے دور نہ ہو جائیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

بعض شیعہ مصنفین نے حضرت صدیق اکبر کی عدم ثابت قدمی ثابت کرنے کے ضمن میں آیت طیبہ پر جو طبع آزمائی کی ہے وہ [illegible] انتہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق کی معیت کو ثابت کرنے کے لیے تم اس آیت طیبہ کو پیش کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ آپ کو اس حالت میں رفاقت کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ یہ قول سراسر بے بنیاد ہے اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور [illegible] رفاقت کی توفیق ہوتی تو [illegible] نہیں یہ تو خود ساتھ ہو لیے تھے حضور نے اس لیے ان کو ساتھ لے لیا تاکہ سارا راز کفار کو مطلع کر کے ان کی [illegible] کر دیں۔

جب اللہ تعالیٰ کی توفیق ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو انسان بھی کیسی بے سروپا باتیں کرنے لگتا ہے قرآن سے صراحت کا انکار کر دیا۔ بڑی دلیری سے کہتے ہیں جب حضور نے [illegible] کے ارادہ سے [illegible] کا ہاتھ پکڑ کر [illegible] اللہ تعالیٰ کی حالت میں ان کی آنکھوں میں [illegible] ہوئے تشریف لے گئے اب حضرت علی [illegible] ابوبکر آئے سے آگاہ کر دیا [illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] آگاہ کیا [illegible] اگر حضور نے آگاہ کیا تو اس اطلاع کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے حضرت صدیق [illegible] کو اپنے راز سے آگاہ کیا [illegible] واقف ہی نہیں [illegible] اگر حضرت علی نے آگاہ کیا تو [illegible] آپ کو بھی حضرت صدیق کے متعلق [illegible] اعتماد تھا اسی لیے آگاہ کیا اور [illegible] کو ساتھ لے گئے [illegible] حضرت علی [illegible] آپ نے اس راز کو حضور کے حضور [illegible] اور اس [illegible] کے لیے تیار ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ صدیق کا ایمان وہ ایمان ہے جس پر [illegible] اور [illegible] عمل [illegible] اسی لیے ان کو اس بات سے آگاہ کیا گیا اور [illegible] سفر [illegible] کی سعادت بھی [illegible] جب حضرت صدیق کے ایمان کی گواہی [illegible] صدیق [illegible] کا [illegible] مسلمان صدیق اکبر پر زبان طعن دراز کرنے کی جرات کرتا ہے تو وہ اپنا ہی [illegible] صدیق کی شان میں کمی نہیں ہو سکتی۔ ہم اس وقت کے علماء سے ان کے اس [illegible] کی تردید کی ہے چند حوالے ملاحظہ فرمائیے

علامہ فتح اللہ کاشانی اپنی تفسیر منہج الصادقین میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پس پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شب پنجشنبہ در شہر مکہ امیر المومنین را بر جائے خود خوابانید۔ و خود باتفاق ابوبکر بیرون رفت۔ و بیرون آمدہ بغار توجہ نمود۔

ترجمہ۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعرات کی رات کو مکہ مکرمہ میں امیر المومنین کو اپنی جگہ پر سونے کا حکم دیا اور خود ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں ہمراہ لے کر باہر آئے اور اس غار کا قصد فرمایا۔

مصنف حملۂ حیدری۔ علامہ باذل نے واقعہ ہجرت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ درج ذیل ہے۔ شاید ان دوستوں کے لیے سرمۂ چشم بصیرت کا کام دے

چنیں گفت راوی کہ سالار دیں   چو سالم بحفظ جہاں آفریں
ز نزدیک آں قوم پر مکر رفت   بسوئے سرائے ابوبکر رفت

راوی کہتا ہے کہ دین کے سالار اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اس مکار قوم کے محاصرے سے باہر نکلے اور حضرت ابوبکرؓ کے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

پئے ہجرت او نیز آمادہ بود   کہ سابق نبی اش خبر دادہ بود

حضور نے انہیں سفر ہجرت کی خبر دے دی تھی اس لیے وہ سازو سامان کے ساتھ تیار بیٹھے تھے۔

نبی بر در خانہ اش چوں رسید   گزارش ز ہمراہئ سفر در کشید

نبی کریم جب ان کے گھر پہنچے تو انہیں ساتھ سفر کرنے کی دعوت دی۔

چو بوبکر از آں حال آگاہ شد   ز خانہ بروں رفت و ہمراہ شد

حضرت ابوبکرؓ جب اس حال سے خبردار ہوئے تو اپنے گھر سے روانہ ہو کر حضورؐ کے ہمراہ ہو گئے۔

ان دونوں حوالوں سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود حضرت صدیقؓ کو اپنے ہجرت کے ارادے سے آگاہ کر دیا تھا اور انہیں بھی حکم دیا ہوا تھا کہ وہ بھی اس سفر میں ہمرکاب ہونے کے لیے تیار رہیں۔ حضورؐ کفار کے محاصرے سے بخیریت نکل کر سیدھے حضرت صدیقؓ کے گھر آئے اور انہیں ہمراہ لے کر مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

آخر میں حضرت امام حسن عسکری کی ایک حدیث پیش خدمت ہے امید ہے آپ کے اس ارشاد سے اس تاویل باطل کا طلسم ٹوٹ کر رہ جائے گا۔

تفسیر حسن عسکری میں مروی ہے کہ جب کفار نے حضور کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو جبرئیل حاضر خدمت ہوئے اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا۔ کفار کی ریشہ دوانیوں کی اطلاع دی اور یہ پیغام الٰہی بھی گوش گزار کیا۔ "امرک ان تستصحب ابابکر" اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اس پر خطر سفر میں ابوبکر کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔

کیا اب بھی آپ قاضی نور اللہ شوستری کی بات مانیں گے یا اپنے امام حضرت امام حسن عسکری کے ارشاد کو تسلیم کریں گے

(۲) معترضین کی کج ادائی کے کرشمے اسی پر ختم نہیں ہوتے بلکہ ایک قدم آگے بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاں لیا ابوبکر کو حضور

ساتھ رہے گئے تھے اور انہیں سے سے کی مصیبتیں بھی برداشت کیں لیکن ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ ان کی نیت بھی خالص تھی اور جب تک خلوص نیت نہ ہو کوئی نسبت بڑا عمل بھی مقبول نہیں ہوتا اس لیے حضرت ابوبکرؓ کا سفر ہجرت میں ہمرکاب ہونا ان کے لیے ہرگز باعث فضیلت نہیں

یا سبحان اللہ! اس حد تک کی لاتوجیہی کی جا سکتی ہے

دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص طلوع آفتاب کی دلیل طلب کرے تو اس میں اتنا الجھنا نہیں چاہیے جتنا ہمارے ان دوستوں کے اس ارشاد پر کہ وہ شخص جو کہ مکہ کا ایک امیر ترین تاجر ہے جس کے پاس مال و ثروت کی فراوانی ہے جس سے ہر قسم کی راحت و آسائش میسر ہے، بچے ہیں، بچیاں ہیں، وہ ان سب چیزوں کو ٹھکرا کر ایک ایسی ہستی کا ساتھ دیتا ہے جس کو شہید کرنے کے منصوبے بن چکے ہیں جس کا بچہ بچہ اس کے خون کا پیاسا ہے، عداوت کے سبب اہل مکہ جان لینے پر تلے بیٹھے ہیں جو شخص ان سنگین حالات میں جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حبیب کی رفاقت اختیار کرتا ہے اس کے خلوص نیت پر شک کرنے سے اسلام کو [illegible] پہنچے

غار ثور میں تین چار روز قیام رہا۔ اس عرصہ میں حضرت ابوبکرؓ کا بیٹا عبد اللہ ہر روز شام کو مکہ سے حاضر ہوتا ہے اور مکہ کے حالات سے آگاہ کرتا ہے، ان کی صاحبزادی اسماء روز کھانا تیار کر کے لاتی ہیں ان کا غلام عامر بن فہیرہ دن بھر بکریاں چراتا ہے شام کے وقت سے باقاعدہ غار کے قریب لے آتا ہے، دودھ دوہا جاتا ہے تازہ دودھ تیار کرتا ہے اور حضور کی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہے ابوبکر کا سارا خاندان اس جان نثاری اور سرفروشی کا مظاہرہ اس وقت کر رہا ہے جب کہ والی مکہ نے حضور کو زندہ پکڑ لانے یا شہید کر دینے کے لیے ایک سو سرخ اونٹوں کے انعام کا اعلان کر رکھا ہے۔ عرب کے کئی جوان "یا شہسوار" اس انعام کے لالچ میں اپنے تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر حضور کی تلاش میں اس علاقہ کے چپے چپے کو چھان رہے ہیں۔ ایسے خطرناک ماحول میں جس کا ساتھ ایک مرد ہی نہیں بلکہ تمام اہل و بچے بچیاں حتیٰ کہ زرخرید غلام سب کے دل میں ایک ہی جذبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب اور ان کا محبوب رہبر بخیریت منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ غنایت، وہ اس کی اخلاقی قدروں پر اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایسے شخص کی حسن نیت پر شک کیا جائے اور شک کرنے والے ایسے لوگ ہوں جنہیں ان مواقع میں کسی کا ساتھ دینے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی ہو۔

پھر کہتے ہیں کہ لغت عرب میں صاحب کا معنی ہے ساتھی، رفیق، ہمنشیں۔ اس لفظ میں شرف و فضیلت کی کوئی وجہ نہیں ایک کافر ایک مومن کا، ایک احمق ایک پارسا کا ساتھی اور ہمنشیں ہو سکتا ہے جیسے اس آیت میں ہے

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ (۱۸ ۳۸)

یعنی جب اس سے اس کے صاحب و ساتھی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ کیا تم اس خدا کا انکار کرتے ہو جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔

اس آیت میں صاحب کا لفظ ہے اور اس سے مراد کافر ہے

سورۂ یوسف میں یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ: اے قید خانے کے دو ساتھیو! (۱۲ ۳۹)

اور وہ دونوں ہی کافر تھے مگر اہل عرب تو حمار کو بھی حمار کا صاحب و ساتھی کہہ دیا کرتے

ان الحمار مع الحمار مطیة

واذا خلوت به فبئس الصاحب

اگر ان دوستوں کی یہ بات تسلیم کرلی جائے تو پھر حضرت صاحب کا اسلام ہی نہیں بلکہ صحبت سے استفادہ بھی عظمت و شرافت سے محروم ہو جائیں گے۔ ایمان کے لفظ کو دیکھیے اس کا معنی تصدیق کرنا ہے یہ تصدیق اللہ تعالیٰ کی توحید کی بھی ہو سکتی ہے اور طاغوت و جبت کی بھی۔ آیت ملاحظہ ہو

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ (۴ : ۵۱)

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ اب ایمان لاتے ہیں جبت اور طاغوت پر۔

اسی طرح ہجرت کا معنی ہے کسی شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں چلے جانا یہ ترک وطن اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کی رضا کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور کسی دنیوی مصلحت کے لیے کسی عورت سے شادی رچانے کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عبادت اللہ تعالیٰ کی بھی ہو سکتی ہے اور معبودان باطل کی بھی۔ ويعبدون من دون الله ما لا يضرهم ولا ينفعهم "وہ اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع۔"

اگر وہ صاحب اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے باعث شرف نہیں تو پھر ایمان، ہجرت، عبادت اور دیگر اسلامی مصطلحات بھی شرف و فضیلت سے بے بہرہ ہو جائیں گے اور کسی کو مومن، مہاجر، عابد کہنے سے اس کی تعظیم ادا نہیں ہوگی۔ حقیقت ان الفاظ میں عزت و شرف ان کے لغوی معنوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ ان کے متعلقات سے ہے۔ ایمان جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ہوگا، ہجرت جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی، عبادت جب اللہ تعالیٰ کی ہوگی تو یہ کلمات معزز و ذیشان ہوں گے اسی طرح صاحب کے لفظ میں فضیلت نہیں بلکہ جن کا یہ صاحب ہے یعنی سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اس نسبت نے اس لفظ کو بھی چار چاند لگا دیے ہیں اور جو صاحب کے لفظ کا مصداق ہے یعنی صدیق اکبر اس کو بھی وہ رفعتیں اور سرفرازیاں بخشی ہیں جن کے سامنے فلک الافلاک کی بلندیاں بھی ادب سے سر جھکائے ہوئے ہیں

اور اب انصاف آپ ہی بتائیے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے محبوب کی صحبت و معیت اور ایک کافر و فاسق کی صحبت و معیت یکساں ہے۔ کوئی صاحب ایمان ایسا کہنے کی جرات نہیں کرسکتا۔ پھر حضرت صدیق کی اس سنگت اور رفاقت کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے وہ بھی اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتی ہے

ثانی اثنین کے دو لفظوں پر بھی غور فرمائیے۔ اس قسم کے عدد کا ذکر لغت عرب میں دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں ثانی اثنین، ثالث ثلاثة، رابع اربعة یعنی دو میں سے دوسرا، تین میں سے تیسرا، چار میں سے چوتھا۔ اس صورت میں پہلا عدد

دوسرے عدد کا جزو اور حصہ ہو جاتا ہے اور اس میں داخل ہوتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ثالث اثنین، رابع ثلاثہ، خامس اربعہ یعنی دو کو تین بنانے والا، تین کو چار اور چار کو پانچ بنانے والا۔ اس صورت میں یہ عدد پہلے عدد میں داخل نہیں ہوتا اسے اس میں داخل کیا جاتا ہے جیسے صرف دو تھے۔ اس عدد کے اضافہ سے اب دو تین ہو گئے۔ پہلے صرف تین تھے عدد میں اضافہ ہوا، اب وہ تین چار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ثانی اثنین فرمایا یعنی پہلے دو موجود تھے ان دو میں سے دوسرا یہ یگانگت، یہ رفاقت، یہ صحبت صداقت سے حضرت صدیق اکبر کا ہی حصہ ہے۔ [illegible] کے مفہوم کو خود [illegible] رسالت نے [illegible] ہے۔ اور اس کے بعد شاید کسی قسم کی مزید [illegible] کی گنجائش باقی نہیں رہتی

اسی واقعہ کے ایک عاشق علامہ شیخ [illegible] رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر [illegible] میں اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں

چوں ابوبکر [illegible] مضطرب شد و بسیار ضعیف گشت و گفت یا رسول اللہ اگر کسے از مشرکان [illegible] بر قدم خود نگہ کند ما را ببیند۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمود ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما

ترجمہ: جب ابوبکر صدیق نے [illegible] کفار کو دیکھا تو [illegible] پریشان ہو گئے [illegible] یا رسول اللہ اگر مشرکین میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابوبکر ان دو کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

اس سے بڑی عزت اور رفعت کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

لیکن یہ کرم فرما [illegible] کے فضائل سے حضرت صدیق پر الزامات و مطاعن کی بوچھاڑ شروع کر دیتے ہیں آپ بھی دیکھیے اور ان کی روشن [illegible] کی داد دیجیے۔

کہتے ہیں کہ یہ حزن جس سے حضرت ابوبکر کو منع کیا جا رہا ہے یہ طاعت تھا یا معصیت۔ طاعت تو ہو نہیں سکتا ورنہ اس سے منع نہ کیا جاتا۔ اللہ اور اس کا رسول نیک کاموں سے نہیں روکا کرتے۔ لا محالہ یہ حزن معصیت ہوگا۔ اس آیت سے ابوبکر کا عاصی اور گنہگار ہونا ثابت ہے نہ کہ آپ کی صحبت

جواباً عرض ہے کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو حزن اور خوف سے منع کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا لا تخف انک انت الاعلیٰ۔ اے موسیٰ ڈرو مت یقیناً تم ہی غالب ہو گے (۲۰ - ۶۸)

حضرت لوط کو فرشتوں نے کہا: لا تخف ولا تحزن انا منجوک واهلک

"اے لوط ڈرو نہیں، نہ غم کرو ہم تمہیں اور تمہارے اہل و عیال کو نجات دینے والے ہیں۔"

خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا لا یحزنک قولہم۔

"اے حبیب کفار کی باتیں آپ کو حسرت زدہ و غمگین نہ کریں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے: قد نعلم انه لیحزنك الذی یقولون

"اے حبیب! ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کی باتیں رنجیدہ کر دیتی ہیں۔"

کیا ہم ان محققین سے یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ ان آیات کی روشنی میں کیا کریں؟ مقدسہ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ان کا فتویٰ کیا ہے۔ خوف و حزن جب انبیاء و رسل کا بھی ہے تو یہ طاعت ہے یا معصیت۔ طاعت تو نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اور لا محالہ جب خوف و حزن سے روکا گیا ہے تو یہ معصیت ہوگا۔ اب انبیاء کرام کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حزن و خوف امر طبعی ہے جس سے بڑے سے بڑا آدمی بھی دوچار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دلجوئی و تسلی کے لیے ارشاد فرماتا ہے۔ یہ حضرت صدیق کا حزن و ملال اپنی ذات کے لیے ہرگز نہ تھا۔ انہیں اپنی جان کی فکر نہ تھی اور اپنا آپ [illegible] تو وہاں پر [illegible] کر دیتے۔ انہیں اگر کوئی غم تھا یا کوئی خوف تھا تو صرف یہ تھا کہ ان کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جان کی کوئی گزند پہنچے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حبیب کے [illegible] عالم دیکھ کر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اے میرے یار! غم نہ کر، بیشک اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ جب ہمارے ساتھ ہمارا رب ہے تو کیا بگاڑ سکیں گے۔

معیت کا معنی ساتھ ہونا ہے۔ معیت الٰہی کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک معیت عامہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بااعتبار اپنے علم کے ہر چیز کے ساتھ ہے۔ جیسے اس آیت میں ہے

الم تر ان اللہ یعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ما یکون من نجوی ثلٰثة الا ھو رابعھم ولا خمسة الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذلك ولا اكثر الا ھو معھم این ما كانوا

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ نہیں ہوتی تین کی سرگوشی مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ مشورہ کرنے والے ہوتے ہیں مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس تعداد سے کم ہوتے ہیں نہ زیادہ مگر وہ ہر صورت میں ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں بھی مشورہ کر رہے ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے ساتھ ہے۔ اس معیت میں کوئی فضیلت نہیں بلکہ اس میں تہدید اور سرزنش ہے [illegible] معیت الٰہی کی دوسری قسم وہ ہے جو مخصوص اور خاص ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

"بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور ان کے ساتھ جو نیکوکار ہیں۔"

اس معیت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ان کی دستگیری کرتا رہتا ہے اور اپنے لطف سے ان کو نوازتا رہتا ہے۔

معیت الٰہی کی تیسری قسم وہ ہے جو انبیاء و رسل کو میسر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دشمن کے مقابلہ میں ان کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ ہر میدان میں وہ کامیاب و سرخرو ہوتے ہیں اور ان کے دشمن ذلیل و رسوا ہوتے ہیں اور ان تمام اقسام سے اعلیٰ و ارفع معیت الٰہی کی وہ قسم ہے جو سید الانبیاء والرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے یار وفادار کو ان اللہ معنا فرما کر اس خصوصی معیت میں شرکت کی سعادت ارزانی فرمائی۔

فداك ابی و امی یا رسول الله ما اکرمك وما اجودك وجزاك الله ما من سائر المؤمنين يا ابابكر ما وفاك وما اسعد جدك.

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شاعر دربار نبوت حضرت حسان سے پوچھا کہ اے حسان! کیا تم نے شان صدیق میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! میں نے آپ کے یار غار کی مدحت سرائی بھی کی ہے۔ فرمایا سناؤ میں سننا چاہتا ہوں۔ حسان نے عرض کیا ؎

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد

طاف العدو به اذ صعد الجبلا

"آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اس کے ارد گرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا۔

وکان حب رسول الله قد علموا

من البریة لم یعدل به رجلا

"ابوبکر اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہمسر نہیں سمجھتے۔

حسان کے یہ شعر سن کر حضور ہنس پڑے، فرمایا اے حسان تم نے سچ کہا ہے۔ ابوبکر ایسے ہی ہیں۔

(ابن عساکر، ابن عدی عن انس)

اللہ تعالیٰ راہ حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور شمع جمال مصطفوی کے پروانوں کی عزت و احترام اور پیروی کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ

تو اتاری تسکین ان پر اور مدد دی ان کی ایسے لشکروں سے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور کر دیا کافروں کی

الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

بات کو سرنگوں اور اللہ کی بات تو ہمیشہ سربلند ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے

حَكِيمٌ ۝٤٠ انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

حکمت والا ہے۔ جہاد کے لیے نکلو ہر حال میں ہلکے ہو یا بوجھل ۴۱ اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٤١ لَوْ كَانَ

اللہ کی راہ میں۔ یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم (اپنا نفع نقصان) جانتے ہو۔ اگر ہوتا

عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِنْ بَعُدَتْ

وہ دولت نزدیک یا سفر آسان تو ضرور پیچھے چلتے آپ کے لیکن دور معلوم ہوئی ہے

عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا

انہیں مسافت ۴۲ اور ابھی قسم کھائیں گے اللہ کی اور کہیں گے کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ضرور نکلتے

۴۱ خفاف کا واحد خفیف اور ثقال کا واحد ثقیل ہے۔ ترکیب میں یہ حال ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ کسی حال میں ہو جب جہاد کا اعلان عام ہو جائے پھر دنیا کا کوئی عذر نہیں۔ لڑنے کی جی سی اور ہر کوئی عذر نہیں میدان جہاد کا رخ کرنے سے باز نہ رکھے۔ اسی حال کو مفسرین نے [illegible] خواہ جوان ہو یا بوڑھے، غنی ہو یا فقیر، سوار ہو یا پیادے، تندرست ہو یا بیمار، تنہا ہو یا عیالدار، ہر حالت میں دعوت جہاد پر لبیک کہتے ہوئے [illegible] میں شریک ہو جاؤ۔ اگر دشمن عام حملہ کر دے اور حاکم وقت جہاد عام کا اعلان کر دے تو پھر ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جہاد میں شریک ہو اور اگر دشمن حملہ کر کے کسی ایک حصہ پر چڑھائی کر دے تو وہاں کے لوگوں کا فرض ہے کہ خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں جہاد کے لیے نکلیں ورنہ گنہگار ہوں گے۔

۴۲ غزوۂ تبوک کا ذکر ہو رہا ہے کہ جب انہیں جہاد کا حکم دیا گیا تو [illegible] مسافت بڑی طویل تھی اور دشمن بڑا

مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾

تمہارے ساتھ۔ ہلاک کر رہے ہیں اپنے آپ کو۔ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ

درگزر فرمایا ہے اللہ نے آپ سے ۸۹ کیوں اجازت دی آپ نے انہیں یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے آپ پر

صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

وہ لوگ جنہوں نے سچ کہا اور آپ جان لیتے جھوٹوں کو۔ نہیں اجازت مانگیں گے آپ سے جو ایمان لاتے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ

اللہ پر اور روز قیامت پر کہ (نہ) جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو۔ صرف وہی اجازت مانگتے ہیں آپ سے جو نہیں ایمان رکھتے

قول تھا اس لیے منافقین اپنی صداقت بیان کرکے اور قسمیں اٹھا اٹھا کر معذرت خواہی کرنے لگے۔ ہ، کان کا اسم محذوف ہے تقدیر کلام یوں ہے لو کان ما دعوا الیہ ... یعنی جس چیز کی طرف انہیں بلایا گیا وہ مال قریب ہوتا یا سفر آسان ہوتا تو وہ ضرور شریک ہوتے۔

۸۹ منافقین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کے لیے عذر بیان کرتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی کرم نوازی کے باعث انہیں پیچھے رہنے کی اجازت دے دیتے حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ اگر انہیں یہ اجازت نہ دی جاتی تو بھی وہ اس مہم میں شرکت سے انکار کر دیتے۔ بہتر یہی تھا کہ ان کی منافقت کو کھول دیا جاتا تاکہ جب وہ پیچھے رہ جاتے تو ان کے نفاق کا حال سب کو معلوم ہو جاتا۔ یہ دریافت کرنے سے پیشتر کہ اے محبوب تو نے انہیں پیچھے رہنے کی اجازت کیوں دی یعنی ان کو ننگا کیوں نہ ہونے دیا۔ آغاز فرمانے سے پہلے عفا اللہ عنک کے الفاظ ارشاد فرمائے۔ یہاں یہ کلمات کسی گناہ کی معافی کا ذکر کرنے کے لیے نہیں بلکہ اظہار تعظیم و تکریم کے لیے ہیں۔ اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ جب کسی کی عزت و توقیر کا اظہار مقصود ہوتا تو اس کے ساتھ گفتگو کا آغاز ایسے ہی کلمات سے کیا کرتے۔ امام رازی فرماتے ہیں ان ذلک يدل على مبالغة في التعظيم والتوقير یعنی ان کلمات سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تعظیم و توقیر

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ

اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اور شک میں مبتلا ہیں ان کے دل تو وہ اپنے شک میں

يَتَرَدَّدُوْنَ ۝ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ

ڈانواں ڈول ہیں شہ اور اگر انھوں نے ارادہ کیا ہوتا جہاد پر نکلنے کا تو انھوں نے تیار کیا ہوتا اس کے لیے کچھ

كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝٤٦

سامان لہ لیکن ناپسند کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے کوچ کرنے کو سو پست ہمت کر دیا انھیں کلہ اور کہا گیا تم بیٹھے رہو بیٹھے رہنے والوں

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ

کے ساتھ اگر نکلتے تمھارے لشکر میں کلہ تو نہ زیادہ کرتے تمھیں بجز فساد کے اور دوڑ دھوپ کرتے تمھارے درمیان

بڑے مبالغہ کا اظہار فرمایا ہے۔

فہ اہل ایمان تو ارشاد سنتے ہی جہاد کے لیے کمر بستہ ہو جاتے ہیں صرف وہ لوگ حیلے بہانے کر کے جہاد سے روگردانی کر رہے ہیں جن کے دلوں میں نفاق ہے۔

شہ منافقین کی حالت کا بیان ہے کہ نہ تو سچے دل سے مومن ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ارشاد کی تعمیل میں ہمہ تن مستعد ہو جائیں اور نہ ہی اپنے کفر کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ ادھر ایمان کے تقاضے پورے کرنے سے قاصر ہیں ادھر کھل کر انکار کرنے کی جرأت مفقود ہے۔ بیچارے عجیب کشمکش میں گرفتار ہیں۔

لہ ان میں سے بعض کہتے تھے حضور ہم تو جہاد کے لیے بالکل تیار تھے لیکن عین وقت پر کچھ ایسی مجبوریاں رونما ہو گئیں کہ ہم اس راستہ پر نہیں نکل سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ غلط سفید جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر ان کا قول درست تھا تو انھوں نے کچھ تیاری کی ہوتی۔ کچھ سازوسامان جمع کیا ہوتا تاکہ پتہ چلتا کہ ان کا ارادہ تو تھا لیکن مجبوریاں سد راہ بن گئیں۔ انھوں نے تو اپنی تلواروں سے زنگ صاف نہ کی اور نہ اپنے ترکش میں تیروں کا جائزہ لیا بھلا یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم جہاد کے لیے بالکل تیار تھے۔

کلہ سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہی نہ تھا کہ وہ شریک جہاد ہوتے اس لیے ان کے حوصلے پست کر دیئے گئے اور انھیں توفیق ہی نہ بخشی کہ وہ شریک جہاد ہو سکیں۔

کلہ اللہ تعالیٰ نے کیوں ناپسند فرمایا اس کی وجہ اس آیت میں بیان فرما دی

يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيكُمْ سَمّٰعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌۢ

تم میں فتنہ پردازی کرتے اور تم میں ان کے جاسوس اب بھی موجود ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

بِالظّٰلِمِينَ ﴿٤٧﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ

ظالموں کو ۔ اے حبیب ! وہ تو پہلے بھی فتنہ انگیزی کی تلاش میں رہے [illegible] اور اُلٹ پلٹ کرتے رہے آپ کے لیے تدبیریں

حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِنْهُمْ

یہاں تک کہ آگیا حق اور غالب ہو گیا اللہ کا حکم اور وہ ناخوش تھے ۔ اور ان میں سے بعض

مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَ

ایسے ہیں جو کہتے ہیں اجازت دیجیے مجھے اور نہ ڈالیے مجھے فتنہ میں ۔ سن لو ! فتنہ میں تو وہ گر چکے ہیں اور

[illegible] یعنی ان واقعات کی طرف اشارہ فرمایا کہ [illegible] کے موقع پر پہلے یہ لوگ لشکر اسلام میں شریک ہوئے تھے ۔ پھر [illegible] علیحدگی اختیار کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں اور یہ گروہ [illegible] پریشان ہو کر کفار کے مقابلہ میں ناکامی اور بزدلی کا اظہار کریں ۔

[illegible] یعنی آپ کی دعوت کو ناکام بنانے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں اور تجویزیں سوچتے رہے ۔ [illegible] لیکن آخر کار حق غالب ہو کر رہا اور [illegible] کر دیا ۔

[illegible] جد بن قیس [illegible] مجھے [illegible] عورتوں [illegible] فتنہ [illegible] ہو جاؤں گا ۔ [illegible] آپ مجھے یہیں رہنے دیں ۔

إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكٰفِرِينَ ۝ إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ

بیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو اگر پہنچے آپ کو کچھ بھلائی تو بری لگتی ہے

وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ

انہیں اور اگر پہنچے آپ کو کوئی مصیبت تو کہتے ہیں ہم نے درست کر لیا تھا اپنا کام پہلے ہی اور

وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُونَ ۝ قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ

لوٹتے ہیں خوشیاں مناتے ہوئے آپ فرمائیے ہرگز نہیں پہنچے گی ہمیں کوئی تکلیف مگر جو لکھ دی ہے اللہ نے

لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ هَلْ

ہمارے لیے وہی ہمارا مالک و مددگار ہے اور اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے مومنوں کو آپ فرمائیے کیا تم

تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۖ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ

منتظر ہو ہمارے متعلق [illegible] مگر ایک کے دو بھلائیوں میں سے [illegible] اور ہم انتظار

ف جس [illegible] سے بچنے کے لیے وہ بیٹھ رہے ہیں [illegible] حقیقت میں وہ پہلے ہی گرفتار ہو چکے ہیں۔

ف اگر مسلمانوں کو کسی جنگ میں فتح و نصرت نصیب ہوتی ہے تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی ہے اور اگر کبھی مسلمانوں کو کچھ تکلیف پہنچتی ہے یا وہ شہید ہو جاتے ہیں تو یہ اپنی محفلوں میں بڑی شیخیاں بگھارتے ہیں اور یہ لوگ اپنی دور اندیشی اور عقلمندی کے دعوے کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو پہلے ہی معلوم تھا کہ یہ حشر ہونے والا ہے اسی لیے تو ہم ان لوگوں کے ہمراہ نہیں گئے [illegible] کا معنی ہے کہ ہم نے پہلے ہی سے احتیاطی تدبیر اختیار کر لی تھی

ف جب دنیا والے اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں تو ایمان والے [illegible] عزت و اعانت پر نظر رکھتے ہیں جب دنیا والے [illegible] معصیتوں [illegible] کامیابی کا [illegible] کرتے ہیں [illegible] میں اہل ایمان والے [illegible] کے متلاشی ہوتے ہیں [illegible] سعادت [illegible] کی شہادت [illegible] چہرے خوشی سے چمک جاتے ہیں [illegible] ہے۔ وہ ہر حال میں اسی کی خوشنودی کے جویاں [illegible] اور اعانت پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

ف جب حضور کریم [illegible] کے ہمراہ تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو [illegible]

أَنْ يُصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوٓا

کرنے میں ہم تمہارے بارے یہ کہ پہنچائے تمہیں اللہ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے پس تم بھی انتظار کرو

إِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُونَ ﴿۵۲﴾ قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ

ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ فرمائیے خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا

مِنْكُمْ ۭ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِينَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ

تم سے بیشک تم ایک نافرمان قوم تھے۔ اور نہیں منع کیا ہے انہیں کہ قبول کیے جائیں

مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ إِلَّآ أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهٖ وَلَا يَأْتُونَ

ان سے ان کے اخراجات سوائے اس کے کہ انہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور نہیں آتے

الصَّلٰوةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كٰرِهُونَ ﴿۵۴﴾

نماز ادا کرنے کے لیے مگر سست سست اور نہیں خرچ کرتے مگر اس حال میں کہ وہ ناخوش ہیں ۲؎

انتظار کرنے لگے اور وہ اسی کو اپنی دانشوری کا کمال تصور کیے ہوئے تھے اور جب تک مسلمانوں کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ نہ ہو جاتا وہ اپنی قسمت ان کے ساتھ وابستہ کر دینے کو بے عقلمندی سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ان بدبختوں سے دریافت فرماؤ کہ تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔ ہم اگر راہ خدا میں مارے جائیں تو بھی ہم کامیاب ہیں اور اگر جنگ جیت لیں تب بھی کامیاب۔ تم اپنا خیال کرو تمہارا انجام کیا ہونے والا ہے اور اگر اب تک تمہیں سمجھ نہیں آئی تو تھوڑی دیر اور انتظار کرو جبکہ اللہ تعالیٰ کی آتش غضب تمہیں خاک سیاہ بنا کر رکھ دیگی یا ہمارے ہاتھوں تمہیں ذلیل و رسوا کیا جائے گا

۱؎ بعض منافق اس جہاد میں مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لیے تو تیار نہ تھے لیکن وہ بالکل بے تعلق ہو کر اپنے آپ کو بے نقاب کرنا بھی مصلحت کے خلاف سمجھتے تھے۔ اس لیے بارگاہ رسالت میں مالی امداد کی پیشکش کی۔ جد بن قیس جس کا ذکر پہلے گزرا ہے وہ بھی چندہ لے کر حاضر ہوا لیکن اللہ کے حبیب نے اس کو قبول نہ فرمایا۔ کیونکہ مالی امداد بھی اسی کی قبول کی جاتی ہے جس کے دل میں ایمان صادق اور یقین محکم ہو

۲؎ اس آیت میں ان کی مالی امداد کو نامنظور کر دینے کی وجہ تفصیل سے بیان فرما دی

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ

سو نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو ان کے مال اور نہ ان کی اولاد بس یہی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ

لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِى الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ

عذاب دے انھیں ان چیزوں سے دنیوی زندگی میں اور نکلے ان کا دم اس حال میں کہ وہ

كَٰفِرُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ

کافر ہوں۔ اور قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ کی کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں

وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَـًٔا أَوْ مَغَٰرَٰتٍ

لیکن وہ ایسی قوم ہیں جو ڈرتے رہتے ہیں۔ اگر مل جائے انھیں کوئی پناہ گاہ یا کوئی غار

۶۵ اللہ تعالیٰ کے دین کی صریح مخالفت کے باوجود ان کے پاس دولت کی فراوانی تھی اور اولاد کی کثرت کی وجہ سے گھروں میں بڑی چہل پہل رہتی تھی۔ ممکن تھا کوئی سادہ لوح ان کی ظاہری شان دیکھ کر ان کے راستی پر ہونے کی یقینی دلیل سمجھ لے۔ اس لیے واضح فرما دیا کہ یہ مال و دولت تو دراصل ان کی بربادی کا باعث ہے کیونکہ اس کی محبت میں یہ مدہوش رہیں گے اور جب حق قبول کرنے کی فرصت ہی نہ ملے گی اور یہی گھر بار کا دھندا لگا رہے گا تو ان سے بڑھ کر کوئی مصیبت ہو سکتی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ جو دولت یا اولاد اللہ سے غافل کر دے اور اس کے محبوب کی محبت کے راستے کو روکے بہت بڑا عذاب ہے اور جو نعمت کسی عارف کو خوشحال کرے اور یادِ الٰہی کی وقت کا باعث بنے بہت بڑی نعمت ہے۔

۶۶ ایمان اور یقین ہی وہ قوت ہے جو شرفِ انسانی کی نگہبان ہے اور یہ ایک مسلک پر ثابت قدم رکھتی ہے اور جہاں یہ مفقود ہو وہاں انسان مصلحت اندیشی کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ جاتا ہے۔ جدھر ہوا کا رخ دیکھا اُدھر مڑ گیا جس میں اپنی وقتی سلامتی نظر آئی وہی چولا بدل لیا۔ ایسی حالت میں انسان وہ مضبوط چٹان نہیں رہتا جو حوادثات کے طوفانوں سے ٹکرا کر بھی اپنی جگہ سے نہیں سرکتی بلکہ اس بے بس تنکے کی طرح ہو کر رہ جاتا ہے جسے پانی کی تند موجیں جدھر چاہتی ہیں بہائے جاتی ہیں۔ منافقین کی بھی یہی حالت تھی۔ دل میں تو اسلام کی دشمنی تھی لیکن اسلامی حکومت کے علاوہ ان کے لیے کوئی اور پناہ گاہ بھی نہ تھی اس لیے وہ کھل کر اسلام کی مخالفت بھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے ایک بے ضمیر آدمی کی طرح قسمیں اٹھا اٹھا کر اپنے آپ کو ملتِ اسلامیہ کا ایک فرد ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ سب مکر و فریب ہے۔ ان کا تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ محض بزدلی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی سر چھپانے کی جگہ مل جائے

اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ

یا گھس بیٹھنے کی جگہ تو لوٹ جائیں گے، وہ منہ پھیرے ہوئے اس طرف منہ زوری کرتے ہوئے اور بعض ان میں سے

يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ

طعن کرتے ہیں آپ پر صدقات کی تقسیم کے بارے میں [illegible] سو اگر انہیں دیا جائے ان سے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر

يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ

انہیں نہ دیا جائے ان سے تو اس وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ خوش ہو جاتے اس سے جو دیا تھا

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

انہیں اللہ اور اس کے رسول نے [illegible] اور کہتے کافی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے

اور مسلمانوں سے سلسلۂ تعلقات توڑ دیں اور وہاں چلے جائیں۔

بعض الفاظ کی تشریح: ملجأ: پناہ گاہ۔ مغارات: مغارۃ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے چھپ کر بیٹھنے کی جگہ۔ ھو الموضع الذی یستتر فیہ۔ مدخلا: وہ جگہ جس میں تکلیف سے داخل ہوا جائے۔ یجمحون: جب گھوڑا سرکشی کرتا ہے اور لگام کی پروا نہیں کرتا تو کہتے ہیں جمح الفرس۔ مطلب یہ ہے کہ وہ بھی منہ زور گھوڑے کی طرح کسی لگام کی پروا نہ کرتے ہوئے بھاگے چلے جاتے ہیں۔

[illegible] بارگاہ رسالت میں جب زکوٰۃ و عشر کا مال آتا اور حضور اپنے رب قدیر کے حکم کے مطابق اسے خرچ کرتے تو منافقین جو دولت کے لالچ میں از خود رفتہ ہو چکے تھے ان کا رویہ عجیب تھا۔ اگر انہیں کچھ مل جاتا تو خوش ہو جاتے، اور اگر نہ ملتا یا توقع سے کم ملتا تو پھر حضور کی ذات اقدس پر زبان طعن دراز کرنے لگتے۔

[illegible] لو کا جواب محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے لکان خیرا لھم۔ یعنی مومن کا شیوہ تو یہی ہونا چاہیے کہ بارگاہ الٰہی اور جناب رسالت پناہی سے جو نعمت عطا فرمائی جائے اس پر شکریہ ادا کرے اور اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کرتے ہوئے اس کے مزید فضل و کرم اور اس کے محبوب رسول کی بیش از بیش جود و عطا کا امیدوار رہے۔ مولانا حقانی تحریر فرماتے ہیں: "اور جو ظاہری اور باطنی دولت خدا اور رسول کی سرکار سے ملے اسی پر مسرور و مطمئن ہو"

وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ۝ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ

اور اس کا رسول۔ بےشک ہم تو اللہ کی طرف ہی رغبت کرنے والے ہیں ۔ زکوٰۃ تو صرف ان کے لیے ہے جو فقیر

وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ

مسکین ہوں اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والے ہیں اور جن کی دلجوئی مقصود ہے اور گردنیں آزاد کرانے میں

ف اہل ایمان کے لیے یہی زیبا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کریں اور یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے ان کو مالا مال کر دے گا اور اس کے پیارے رسول کا سحاب کرم جب برسے گا اور اس کا دست جود و عطا جب حرکت میں آئے گا تو فقر و افلاس کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہے گا۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نام کے ساتھ اس کے حبیب کا ذکر کرنے کی وجہ سے انسان مشرک نہیں ہو جاتا جیسے آج کل بعض صاحبان کہتے سنائی دیتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن کریم میں یہ آیت ہرگز نازل نہ ہوتی۔

ف نبی رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب صدقات تقسیم فرماتے تو بعض دل کے روگی طعن کے اعتراضات کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے صدقہ کے مستحقوں کا ذکر کر کے ان معترضین کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا ہے۔ یہاں مصارف کو تفصیل سے بیان کر دینے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ مبادا کسی وقت کوئی مسلمان حاکم اس رقم کو بے جا صرف کرنے لگے۔ نیز زکوٰۃ چونکہ شریعت اسلامیہ کا ایک اہم ترین رکن ہے اس لیے بھی اس کو وضاحت سے بیان کرنا ضروری تھا۔ زکوٰۃ کے یہ آٹھ مصرف ہیں جو اس آیت کریمہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ فقراء، مساکین، زکوٰۃ وصول کرنے والے، جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے، مقروض، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مسافر۔ اب تفصیل سے ان کا الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے۔

ف فقیر اور مسکین میں کیا فرق ہے، اس کے متعلق علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ ہو۔ اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ امام صاحب کے نزدیک یہ قول پسندیدہ ہے لیکن بعض علماء نے فقیر اسے بتایا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ ہو۔ یہ اختلاف پتہ دیتا ہے کہ حقیقت میں یہ دونوں لفظ قریب المعنی ہیں۔ ناداری، افلاس اور احتیاج ان کے درمیان قدر مشترک ہے۔ اسی وجہ سے فصحاء کے کلام میں یہ دونوں ایک دوسرے کے معنی میں مستعمل ہوتے رہتے ہیں۔ اس لیے اہم یہ ہے کہ اس بحث میں نہ الجھیں بلکہ نفسیات انسانی کے رازدان حبیب کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسکین کی جو تعریف کی ہے اسی کو قبول کیا جائے۔ حضور نے مسکین کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا المسكين الذي لا يجد غنى يغنيه ولا يفطن به فيتصدق عليه ولا يسأل الناس مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا سرمایہ موجود نہ ہو جو اسے غنی کر دے۔ اور اس کی ظاہری حالت اس کی تنگدستی کا

پہنچ رہی ہو تاکہ لوگ اس کو بے نیاز سمجھ کر صدقہ نہ دیں اور وہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرے۔ حضرت امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس بیس دینار یا دو سو درہم ہوں یعنی صاحبِ نصاب زکوٰۃ ہو تو اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صحت مند ہو اور روزی کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے لیے صدقہ لینا حرام ہے اور انھوں نے اس کے لیے یہ حدیث بطور دلیل پیش کی ہے۔ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی۔ رواہ ابو داؤد والترمذی والدارمی۔ لیکن حضورؐ کے اہل بیت بلکہ سارے خاندان بنی ہاشم کے فقراء اور مساکین پر زکوٰۃ لینا حرام ہے کیونکہ حضور کریمؐ کا ارشاد ہے ان ہذہ الصدقة لا تحل لآل محمد انما ہی اوساخ الناس صدقہ آلِ محمد علیہ التحیۃ والثناء پر حلال نہیں کیونکہ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے لیکن امام ابو یوسفؒ کا یہ قول ہے کہ خاندان بنی ہاشم کے امیر اپنے خاندان کے غرباء کو اپنی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ عن ابی یوسف ان الزکاة من بنی ہاشم تحل لبنی ہاشم۔ جصاص۔ احکام القرآن۔

ف وہ لوگ جو امام وقت کی طرف سے زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں۔ ان کی تنخواہ بھی اسی مد سے دی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی وصولی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ منظم طور پر اسے وصول کرے اور پھر پورے انتظام کے ساتھ اس کو اس کے مستحقین میں تقسیم کرے۔ خلافت عباسیہ کے وسط تک یہی طریقہ رہا۔ اگرچہ بعض خلفاء اس میں ناجائز تصرف بھی کیا کرتے لیکن زکوٰۃ انہی کو ادا کی جاتی تاکہ یہ نظام باقی رہے۔ چنانچہ جب خلافت بنی امیہ میں منتقل ہو گئی اور عمال زکوٰۃ میں انصاف نہ رہا، انھوں نے بے اعتدالیاں شروع کر دیں تو کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اب زکوٰۃ کسے دی جائے۔ فرمایا وقت کے حاکموں کو۔ اس نے کہا اور جعلت شاید وہ زکوٰۃ کا روپیہ اپنے لباس فاخرہ اور خوشبوؤں پر خرچ کر ڈالتے ہیں۔ فرمایا اگرچہ وہ ایسا کرتے ہوں۔ (ابن ابی شیبہ وغیرہ) امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر عامل بنی ہاشم سے کوئی ہو تو زکوٰۃ کی مد سے اسے تنخواہ نہیں دی جائے گی کراهة ونزاهة لقرابة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن غسالة الناس (قرطبی) لیکن امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اس مد سے زکوٰۃ لے سکتے ہیں لانہ اجیر علی عمل مباح فوجب ان یستوی فیہ الہاشمی وغیرہ (قرطبی)۔

ف ایسے لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے بھی زکوٰۃ دینا درست ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں (۱) کفار کے رئیسوں کو اس غرض سے دینا کہ وہ غریب مسلمانوں کو خود بھی اذیت نہ پہنچائیں اور دوسروں کو بھی اذیت پہنچانے سے روکیں (۲) کفار کو اسلام قبول کرنے کی رغبت دلانے کے لیے مالی امداد دینا (۳) نومسلموں کی دلداری کے لیے ان کی اعانت کرنا تاکہ وہ پھر کفر کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان تینوں قسم کے لوگوں کی تالیفِ قلب کے لیے بڑی فیاضی سے دیا کرتے تھے۔ جمہور علماء کے نزدیک اب یہ شق منسوخ ہو چکی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا فرمائی اور اب ان لوگوں کی تالیف کی ضرورت نہیں لیکن علماء کی ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ اگر کسی وقت اس طرح خرچ کرنے کی ضرورت پڑے تو حسب وقت کیا جا سکتا ہے۔ وقال جماعة من

وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ

اور قرضداروں کے لیے [illegible] اور اللہ کی راہ میں [illegible] اور مسافروں کے لیے [illegible] یہ سب فرض ہے

[illegible]

[illegible] (قرطبی) ترجمہ: علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ یہ مصرف اب بھی باقی ہے کیونکہ کبھی کبھی اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ ان لوگوں کی تالیف قلب کریں۔ حضرت عمرؓ نے جب اسلام کا غلبہ دیکھا تو اسے موقوف قرار دے دیا۔ ابن العربی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک حق یہ ہے کہ اگر اسلام قوی و غالب ہو تو یہ مصرف باقی نہیں رہے گا اور اگر ان کی تالیف قلب کی ضرورت پڑ جائے تو انہیں زکوٰۃ سے حصہ دیا جائے گا جس طرح حضور دیا کرتے تھے۔

[illegible] اسلام نے غلامی کے خاتمہ کے لیے جو کوششیں کی ہیں ان میں یہ کوشش بھی ہے کہ زکوٰۃ کی آمدنی سے ایک حصہ غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے متعین کر دیا۔ اسی طرح مسلمان قیدیوں کو آزاد کرانے کے لیے بھی یہ رقم صرف کی جا سکتی ہے۔ [illegible]

[illegible] (قرطبی) یعنی جب ایک مسلمان غلام کو اس کے مسلمان آقا کی غلامی سے آزاد کرانا باعث اجر ہے اور اس کے لیے زکوٰۃ جائز ہے تو ایک مسلمان کو کافر کی غلامی سے رہائی دلانے کے لیے زکوٰۃ صرف کرنا تو اور زیادہ ضروری اور مناسب ہے۔

[illegible] وہ مقروض جن کے پاس قرض ادا کرنے کے لیے کچھ نہیں۔ ان کی امداد بھی زکوٰۃ کے فنڈ سے کی جا سکتی ہے۔ اس طبقہ کی حالت کا پتہ بھی اسلامی حکومت ہی لگا سکتی ہے۔ اس کے نزدیک شرط یہ ہے کہ یہ قرض اس نے کسی نیک کام کے لیے لیا ہو یا برادری [illegible] کی وجہ سے مقروض بنا ہو۔

[illegible] اس سے مراد وہ جہاد کرنے والے اور مجاہد ہیں جن کے پاس زاد راہ نہ ہو اور اپنے افلاس کی وجہ سے وہ جنگی سازوسامان مہیا نہ کر سکتے ہوں ان کی اعانت بھی مال زکوٰۃ سے کی جا سکتی ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ سبیل اللہ سے مراد صرف یہ دو قسم کے لوگ نہیں بلکہ ہر وہ کام جس میں عامۃ المسلمین کا فائدہ ہو وہ سبیل اللہ میں داخل ہے چنانچہ دینی مدرسے جن میں قرآن و سنت کی تعلیم دی جاتی ہو اور دین کے مبلغ اور محقق تیار کیے جاتے ہوں بلاشبہ اسی میں داخل ہیں۔ شیخ رشید رضا نے اپنی تفسیر المنار میں اس کے متعلق بڑی وضاحت سے لکھا ہے۔ وقال الآلوسی [illegible]

[illegible] علامہ آلوسی نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک اس سے مراد وہ غازی اور حاجی ہیں جو اپنے وطن

اَللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ

اللہ کی طرف سے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔ اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو ستاتے ہیں نبی مکرم کو اور

سے معذور ہوں اور ان کے پاس اپنے اخراجات پورے کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ اور بعض نے اس سے مراد طلبہ لیے ہیں۔ اور صاحب فتاویٰ ظہیریہ نے تو اس سے مراد صرف طالب علم ہی لیے ہیں۔ اور صاحب بدائع کے نزدیک ہر وہ نیک کام سبیل اللہ میں داخل ہے جس سے قرب الٰہی حاصل ہو سکے۔ اس کے بعد صاحب المنار لکھتے ہیں: والتحقیق ان سبیل اللہ ھنا مصالح المسلمین العامة التی بھا قوام امر الدین والدولة دون الافراد (ج ۱۰ ص ۵۸۵)۔ ترجمہ: تحقیق یہ ہے کہ سبیل اللہ سے مراد وہ مصالح اور مفید کام ہیں جن سے مخصوص افراد نہیں بلکہ عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچے جن سے دین اور دولت دونوں کو تقویت حاصل ہو۔ ومن اھم ما ینفق فی سبیل اللہ فی زماننا ھذا اعداد الدعاة الی الاسلام وارسالھم الی بلاد الکفار من قبل جمعیات منظمة تمدھم بالمال الکافی کما یفعله الکفار فی نشر دینھم (ج ۱۰ ص ۵۸۷)۔ ترجمہ: ہمارے زمانہ میں سب سے اہم کام جس پر اس مد کا روپیہ خرچ کیا جائے وہ مبلغین اسلام کو تیار کرنا ہے اور انہیں منظم انجمنوں کی نگرانی میں کفار کے ممالک میں تبلیغ دین کے لیے بھیجنا ہے اور ان کی ان ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ ومن یدخل فیه النفقة علی المدارس للعلوم الشرعیة وغیرھا مما تقوم به المصلحة العامة (ج ۱۰ ص ۵۸۵)۔ ترجمہ: اس میں مدارس علمیہ داخل ہیں جہاں علوم دینیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ وہ کام جن میں مصلحت عامہ ہے۔

وہ مسافر جس کی زاد راہ ختم ہو چکی ہو اگرچہ وہ دولت مند ہی کیوں نہ ہو زکوٰۃ سے اس کی امداد کی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ سفر کسی گناہ کی نیت سے نہ ہو۔

جوہری، رجل اذن کہتے ہیں کہ جو شخص ہر کسی کی بات سن لے اسے رجل اذن کہتے ہیں اور اس زمانے میں جو ہر ایک کی بات سنے اور مان لے اس کو بھی اُذُن کہا جاتا ہے (قرطبی)۔ منافقین کا یہ شیوہ تھا کہ اپنی مجلسوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی جناب پاک میں جو جی میں آتا بک دیتے۔ اگر کوئی انہیں کہتا کہ تمہاری باتوں کا علم اگر حضور علیہ السلام کو ہو گیا تو بڑی فضیحت ہوگی تو وہ لاپرواہی سے کہتے کہ اس کا فکر نہ کرو۔ وہ کانوں کے بڑے کچے ہیں۔ اگر کسی نے ہماری کوئی بات ان سے کہہ بھی دی تو کیا ہوگا ہم جا کر حلفیہ بیان دے دیں گے کہ ہم نے یہ بات ہرگز نہیں کہی تو وہ مان جائیں گے۔ یعنی جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب کا تمہاری بات سن لینا اور تمہارے جھوٹ پر خاموش رہنا تمہارے لیے ہی اچھا ہے۔ ورنہ اگر حقیقت آشکار کر دی جاتی تو تمہارا منافق ہونا ظاہر ہو جاتا اور تمہارے سیاہ چہروں کو منہ چھپانے کے لیے جگہ نہ ملتی۔ وہ تو محض اپنی بندہ نوازی و پردہ پوشی کی وجہ سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ وہ تمہاری بات سے دھوکا کھا گئے ہیں اور تمہارا جھوٹ ان سے پوشیدہ رہ جاتا ہے۔ وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی بات کا یقین رکھتے ہیں۔ اور مخلص اہل ایمان کی باتوں پر اعتماد کرتے ہیں۔

يَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ

دیتے ہیں نبی کریم کو اور کہتے ہیں یہ کانوں کا کچا ہے فرمائیے وہ سنتا ہے جس میں بھلائی ہے تمہاری یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے

لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ

مومنوں کی بات پر اور سراپا رحمت ہے ان کے لیے ف[illegible] جو ایمان لائے تم میں سے اور جو لوگ دکھ پہنچاتے ہیں ف[illegible] اللہ کے

رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۶۱﴾ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ

رسول کو۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (منافق) قسمیں اٹھاتے ہیں ف[illegible] اللہ کی تمہارے سامنے

ف[illegible] جو بیچاروں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور دشمنوں کو رسوا نہیں کرتا۔ اس کی شفقت، اس کی رافت، اس کی رحمت اپنوں پر کس طرح نوازشات فرماتی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ وہ اہل ایمان کے لیے سراپا رحمت ہی رحمت ہے۔

ف[illegible] قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتا دیا گیا کہ جو بھی میرے حبیب کے دل رحیم کو ایذا پہنچائے گا وہ دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ اب وہ لوگ جو حضور کی ذات عالی کا انکار کرتے ہیں اور اس نیت سے قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں کہ انہیں کوئی ایسی چیز ہاتھ آ جائے جس سے وہ اپنے ناقص اور غلط خیال کے مطابق اللہ کے پیغمبر کی جہالت ثابت کر سکیں یا کمالات مصطفوی کا انکار کر سکیں اور اس رفعت و تقدس مآب کی جناب میں بازاری الفاظ بڑی بے حیائی اور بے باکی سے اپنی تقریروں اور تحریروں میں استعمال کرتے ہیں وہ خود سوچیں کہ ان کا حشر کیا ہوگا ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ف[illegible] بتایا جا رہا ہے کہ منافقین کی عادت تھی کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور اپنی پاک دامنی اور نیک نیتی کو ثابت کرنے کے لیے آسمان و زمین کے قلابے ملاتے ہیں لیکن ایسی باتوں سے اللہ اور اس کا رسول خوش نہیں ہو سکتا اور حق تو یہ تھا کہ یہ لوگ صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کے لیے کوشاں رہتے۔ واللہ ورسولہ اس کی ترکیب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کا ذکر کیا جائے تو یہ جگہ شرک نہیں ہو جاتا جیسے بعض متشدد لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ تو اہل ایمان کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے حبیب رسول کی خوشنودی ہر عمل میں پیش نظر رکھیں۔ نحوی قاعدے کے مطابق یرضوھما ہونا چاہیے تھا کیونکہ مرجع اللہ اور رسول دو ہیں اس لیے ضمیر بھی تثنیہ کی ہونی چاہیے تھی۔ واحد کی ضمیر ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا دو الگ الگ نہیں بلکہ

لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن كَانُوا

تاکہ خوش کریں تمہیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہے کہ اسے راضی کریں اگر وہ

مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ

ایماندار ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تو

لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ

اس کے لیے آتش جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں۔ یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔ ڈرتے رہتے ہیں

الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي

منافق کہ کہیں نازل نہ کر دی جائے اہل ایمان پر کوئی سورۃ جو آگاہ کر دے انھیں جو کچھ منافقوں

قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾

کے دلوں میں ہے۔ آپ (انھیں) فرمائیے کہ مذاق کر لو۔ یقیناً اللہ ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈر رہے ہو

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ

اور اگر آپ دریافت فرمائیں ان سے تو کہیں گے کہ ہم تو صرف دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے۔ آپ فرمائیے

ایک ہی ہے جس پر اللہ راضی اس پر اس کا رسول بھی خوش اور جس پر اس کا رسول راضی اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی بھی میسر ہے

۶۳ محادۃ کہتے ہیں کسی کے مقابلہ میں اپنا الگ محاذ قائم کر لینا۔ المحادۃ وقوع هذا فی حد وذاک فی حد (قرطبی) مقصد

یہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں ان کا ابدی ٹھکانا دوزخ ہے۔

۶۴ منافقین کو ہمیشہ اس بات کا کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کہیں ان کے نفاق کو ظاہر نہ کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک جس چیز کا تمہیں اندیشہ تھا وہ ہو کر رہا اور میرے پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو تمہارے احوال اور تمہارے اسرار پر مطلع کر دیا۔ قرطبی لکھتے ہیں کہ ان کو ظاہر کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کے احوال اور ان کے اسماء کا علم عطا فرما دیا۔ انما هو تعریف نبیه علیه السلام احوالهم واسماءهم لا انها نزلت فی القرآن ولقد قال الله تعالیٰ ولتعرفنهم فی لحن القول وهو نوع الهام ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ السلام کو ان کے

أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ

(گستاخو) کیا اللہ سے اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے تم مذاق کیا کرتے تھے بہانے (اب) مت بناؤ

كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ

تم کافر ہو چکے ہو (اظہار) ایمان کے بعد اگر ہم معاف بھی کر دیں ایک گروہ کو تم میں سے تو عذاب دیں گے

نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ الْمُنَافِقُونَ وَ

دوسرے گروہ کو کیونکہ وہی (اصل) مجرم تھے۔ منافق مرد اور

الْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَ

منافق عورتیں سب ایک جیسے ہیں حکم دیتے ہیں برائی کا اور

حالات اور ان کے ناموں پر آگاہ کر دیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے نام اور احوال تفصیل سے قرآن کریم میں ذکر کیے گئے بلکہ بذریعہ الہام ان کا علم دے دیا۔ قرآن کریم میں ہے وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ۔ اے حبیب! تم ان کی گفتگو کے لہجے سے انہیں ضرور پہچان لو گے۔ یہ پہچان بھی الہام کی ایک قسم ہے۔

[illegible] مسلمانوں کا تمسخر اڑانا منافقین کا ایک پسندیدہ مشغلہ تھا۔ کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ جب حضور اور مسلمان مٹی بھر سرو سامانی کے باوجود قیصر سے جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے تو ان بدباطنوں کو پھبتیاں اڑانے کا نیا موقع مل گیا۔ کوئی کہتا یہ دیکھو! اب یہ شہنشاہ روم سے جنگ لڑنے چلے ہیں۔ کوئی کہتا ان کے وہاں پہنچنے کی دیر ہے رومی ان کی وہ درگت بنائیں گے کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔ دوسرا کہتا یار مزا تو جب ہے کہ ان کے ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ہوں اور یہ پیٹے جا رہے ہوں۔ لیکن جب ان کی نامعقول باتوں کا چرچا ہوتا تو آ کر مسکین کی طرح حاضر ہوتے اور کہتے یا حضرت! ہم تو صرف دل لگی کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی نہیں رہا جس کے ساتھ تم دل لگی کرتے۔

[illegible] منافق مرد ہوں یا عورتیں سب کا مزاج یکساں ہے۔ ہر برے نظریہ اور ہر برے عمل کی ترویج و اشاعت میں بڑے چست ہیں اور اگر کہیں سے نیکی کی کرن پھوٹے تو تلملا جاتے ہیں اور ہر طرح سے کوشش کرتے ہیں کہ نیکی پھیلنے پھولنے نہ پائے اور اس کے علمبردار کہیں ترقی اور اقتدار حاصل نہ کر لیں۔ اگر نیک کام میں ان سے مالی اعانت کا مطالبہ کیا جائے تو گو ان کے پاس روپیہ کی فراوانی ہو ان کی مٹھیاں بند ہو جاتی ہیں اور [illegible] ہوتی کہ اس کے لیے ایک

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ

روکتے ہیں نیکی سے اور بند رکھتے ہیں اپنے ہاتھ (حقیقت یہ ہے کہ) انھوں نے بھلا دیا

فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝67 وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ

اللہ کو تو اس نے بھی فراموش کر دیا انھیں بے شک منافق ہی بدکار ہیں وعدہ کیا ہے اللہ نے منافق مردوں اور

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ

منافق عورتوں اور کفار سے دوزخ کی آگ کا ۔ ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں یہی کافی ہے انھیں

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝68ۙ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

نیز لعنت کی ہے ان پر اللہ نے اور انھی کے لیے ہے دائمی عذاب منافقو! تمھاری حالت بھی ویسی ہے جیسے ان

كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا

لوگوں کی جو تم سے پہلے تھے وہ زیادہ تھے تم سے قوت میں اور مال اور اولاد کی کثرت میں تو فائدہ اٹھایا انھوں نے

پائی بھی صرف کریں۔

[illegible] انھوں نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ انھیں اللہ یاد نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے بھی ان بدنصیبوں کو اپنی رحمت و عنایت سے فراموش کر دیا جہاں دوسروں کے لیے اس کے فضل و کرم کے دروازے کھلے ہوتے ہیں وہاں ان کی طرف کھلنے والا دروازہ بند کر دیا گیا ہے گویا وہ کوئی سائل ہے ہی نہیں جس کی طرف دستِ جود و عطا دراز کیا جائے۔ مطلب یہ ہے خدا فراموشی انسان کو خود فراموش بنا دیتی ہے۔ یہ جرم جتنا بڑا ہے اس کی سزا بھی اتنی ہی سنگین ہے۔

[illegible] رحمت و عنایت کے مستحقین کی فہرست سے ان کا نام خارج کر دیا گیا ہے کیونکہ انھیں اس کی خواہش ہی نہ تھی البتہ دوزخ کے دہکتے ہوئے شعلے ان کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ اس کے لیے وہ عمر بھر کوشاں رہے۔ اسی کی آرزو میں وہ رات دن بے قرار رہے۔ سو اب ان کی یہ خواہش پوری کرنے کے لیے ان سے پختہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ انھیں جہنم میں ابدی قرارگاہ دے دی جائے گی جہاں سے انھیں نکالا نہیں جائے گا۔

[illegible] اے اہلِ نفاق! اس محفلِ ہستی میں تمہارا وجود کوئی اچنبھا نہیں۔ تم سے پہلے بھی ایسے لوگ گزر چکے ہیں جو قوت و طاقت میں اور مال و دولت میں تم سے کہیں زیادہ تھے۔ انھیں بھی بھلائی والوں نے جتنا سمجھایا لیکن زندگی کے اعلیٰ

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ

اپنے دنیوی حصہ سے اور تم نے بھی لطف اٹھایا اپنے دنیوی حصہ سے اسی طرح جیسے لطف اٹھایا انھوں نے جو

مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۚ اُولٰٓئِكَ

تم سے پہلے ہو گزرے اپنے دنیوی حصہ سے اور الجھتے رہے ہو، تم بھی ڈوبے رہتے جیسے وہ ڈوبے رہتے تھے یہی

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

وہ لوگ ہیں ضائع ہو گئے جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ۔ اور یہی لوگ نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ

اٹھانے والے ہیں ۔ کیا نہ آئی ان کے پاس خبر ان لوگوں کی جو ان سے پہلے گزرے یعنی قوم نوح

وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ

اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور

وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ۚ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ

وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا تھا۔ آئے تھے ان سب کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر اور نہ تھا اللہ (کا یہ دستور)

اور پاکیزہ مقصد کو بھلا بیٹھنے سے جن کی نگاہیں قاصر رہیں اور وہ جسمانی لذتوں اور شہوانی خواہشوں میں ہی کھو کر رہ گئے۔ اور زندگی کی قیمتی گھڑیاں بے مقصد برباد کر کے اس دنیا سے چلے گئے۔ اور ان کا انجام بہت عبرتناک اور دردناک ہوا۔ یہی روش تم نے اختیار کر رکھی ہے۔ سو تمہارا بھی وہی عبرتناک انجام ہونے والا ہے۔ کالذین من قبلکم خبر ہے۔ اور اس کی مبتدا انتم محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے انتم کالذین من قبلکم (قرطبی)۔

ف٩٠ اب صراحتہً ان قوموں کے نام لے کر انہیں تنبیہ کی جا رہی ہے جن کی عظمت و سطوت کی داستانیں اور پھر ان کی تباہی و بربادی کے قصے عرب کے بچے بچے کی زبان پر تھے۔ اصحاب مدین سے مراد قوم شعیب علیہ السلام ہے۔ مؤتفکات ائتفک کا معنی ہے زمین کو زیر و زبر کر دیا۔ اس سے مراد لوط علیہ السلام کی قوم ہے کہ جب ان پر عذاب آیا تو ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا۔

لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۷۰ وَالْمُؤْمِنُونَ

کہ ظلم کرتا ان پر بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہتے تھے ۷۵ اور مومن مرد

وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں ۷۶ حکم کرتے ہیں نیکی کا

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ

اور روکتے ہیں برائی سے اور صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ

زکوٰۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی یہی لوگ ہیں جن پر ضرور رحم فرمائے گا اللہ

۷۵ مذکورۂ بالا قوموں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ ان پر ظلم اور زیادتی نہیں تھی بلکہ ان کو یہی استحقاق تھا۔ وقتاً فوقتاً ان کی اس غلط روی پر متنبہ کرنے کے لیے انبیاء بھیجے گئے۔ آسمانی ہدایت کی روشنی ان کے سامنے حق و باطل کو نمایاں کرتی رہی لیکن بایں ہمہ جب وہ اسی راہ پر چلتے رہے جو ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتی تھی تو کار وہ اس گڑھے میں جا گرے۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ قصوروار کون ہے اور کیا تمہارے خیال میں اللہ نے ان کے ساتھ بے انصافی کی یا وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

۷۶ وہ قوم جس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کیا ان کی خصوصیات کا بیان تو گزر چکا کہ انہیں نیکی سے طبعی ضد ہے اور برائی سے طبعی مناسبت۔ اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرنے سے ان کے دل ڈوب ڈوب جاتے ہیں۔ اللہ کی یاد تو انہیں نصیب نہیں لیکن جن لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور اسلام کو اپنا دین اور نبی پاک کو اپنا ہادی اور مرشد تسلیم کیا کیا انہیں صرف اسمی امتیاز ہی حاصل ہے یا ان میں اور ان میں حقیقی فرق بھی ہے۔ اس آیت میں اسی حقیقی فرق اور عظیم انقلاب کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انسان میں رونما ہوتا ہے۔ فرمایا جو خوش نصیب مرد اور عورتیں میرے حبیب کی دعوت کو قبول کرتی ہیں ان میں ایک ایسا انقلاب رونما ہوتا ہے جو ان کے ظاہر و باطن کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ وہ نیکی کو فروغ دینے کے لیے اپنے سارے وسائل وقف کر دیتے ہیں۔ اپنی راحت و آرام کو قربان کر دیتے ہیں اور ضرورت پڑے تو نیکی کا پرچم بلند رکھنے کے لیے وہ اپنی جان بھی خوشی خوشی نثار کر دیتے ہیں اور ان کا وجود باطل کے لیے تو ایک چیلنج ہوتا ہے۔ وہ باطل اور برائی کی سروری قبول کرنے سے صاف

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

۱۲۱ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا وعدہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ

باغات کا، رواں ہیں جن کے نیچے نہریں۔ یہ ہمیشہ رہیں گے ان میں نیز (وعدہ کیا ہے) پاکیزہ

طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ ذَٰلِكَ

مکانات کا سدا بہار باغوں میں ۱۲۲ اور رضائے خداوندی ان سب نعمتوں سے بڑی ہے ۱۲۳ یہی تو

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٧٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ

بڑی کامیابی ہے ۱۲۴ اے نبی کریم! جہاد کیجیے کافروں اور

نکار کر دیتے ہیں اور جہاں تک ان کا بس چلتا ہے وہ اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں دریغ نہیں کرتے۔ یہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کریم کے ہر حکم کی اطاعت کے لیے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔

۱۲۱ یہاں سین تاکید اور مبالغہ کے لیے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان پر ضرور اپنی رحمت فرمائے گا۔ وحرف السين في قوله سيرحمهم الله للتوكيد والمبالغة (رازی)

۱۲۲ جب کوئی چیز کسی جگہ ہمیشہ کے لیے اقامت گزیں ہو جائے تو عربی میں کہتے ہیں عدن بمکان کذا۔ اسی لیے کان کو بھی معدن کہتے ہیں کیونکہ یہ جگہ اسی دھات کی قرارگاہ ہوتی ہے۔ ویسے جنت کے اعلیٰ درجہ کا نام بھی عدن ہے جو وسط میں ہے اور دوسری جنتیں اس کے ارد گرد ہیں۔ یہیں تسنیم کا چشمہ ہے۔ انبیاء کرام، شہداء، صدیقین کے لیے مخصوص ہے۔ وقال مقاتل والكلبي عدن أعلى درجة في الجنة وفيها عين التسنيم والجنان حولها (قرطبی)

۱۲۳ بیشک اہل عشق و محبت تو فقط اسی کے متلاشی رہتے ہیں۔ محبوب حقیقی کی خوشنودی کے سوا وہ کسی چیز پر مطمئن نہیں ہوتے۔ ان کی شب بیداریاں، ان کی ریاضتیں اور ان کی آہ و زاریاں اسی لیے تو ہوتی ہیں کہ ان کا محبوب ان پر راضی ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں ؎

إذا كنت عني يا منى القلب راضيا　　أرى كل من في الكون لي يتبسم

اے میرے مطلوب دل! اگر تو مجھ پر راضی ہو جائے تو مجھے کائنات کی ہر چیز مسکراتی ہوئی نظر آتی ہے۔

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ

منافقوں کے ساتھ اور سختی کیجیے ان پر ۱۳۶ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا

الْمَصِيْرُ ۞ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۖ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ

ٹھکانا ہے قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ انھوں نے یہ نہیں کہا ۱۳۷ حالانکہ یقیناً انھوں نے کہی تھی کفر کی

کتنا بلند اور پاکیزہ ہے یہ مقصد اور کتنے خوش نصیب اور سعادتمند ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اس مقصد کی لگن ہے۔ اللھم اجعلنا منھم ومعھم واحشرنا معھم فی حسنین عبادک بجاہ حبیبک الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۳۵ یعنی ابدی اور دائمی جنت مراد ہے۔

۱۳۶ اس آیت میں غور کرنے سے ان لوگوں کے تمام شکوک و شبہات کا قلع قمع ہو جانا چاہیے جو حضور رحمت عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور ان کے مقام رفیع کے منکر ہی نہیں کرتے بلکہ ان کے ایمان میں بھی شک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو حکم دے رہا ہے کہ آپ کفار اور مشرکین کے ساتھ اب نرمی اور عفو و درگزر کا سلوک نہ کیجیے بلکہ ان کے ساتھ جنگ کیجیے اور سختی سے پیش آئیے۔ یہ حکم اس وقت نازل ہوا جب مکہ فتح ہو چکا تھا اور سارے جزیرہ عرب میں اسلام کی عظمت کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور مسلمانوں کو کسی کا اندیشہ نہ تھا کہ یہ کہا جائے کہ حضور اسلام کی ظاہری کمزوری کے باعث منافقوں سے سختی نہ کر سکے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سلوک اپنے تمام صحابہ خصوصاً خلفاء راشدین کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ، کریمانہ اور فیاضانہ تھا۔ محبت و عنایت کا بادل ہر وقت ان پر برستا رہا۔ یہ دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ یہ نفوس قدسیہ ایمان و یقین کے پیکر تھے۔ حضور نے تئیس سال کی شبانہ روز محبت و تربیت کے بعد بھی اگر ان کو کوئی نادان منافق کہتا ہے تو وہ ان کو نہیں بلکہ آقا و مولیٰ پر گویا یہ الزام لگاتا ہے کہ اس نے منافقوں سے محبت بھرا سلوک کر کے اپنے رب کی حکم عدولی کی۔ العیاذ باللہ۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم

۱۳۷ منافقین جو دل سے ایمان نہیں لائے تھے بلکہ محض دنیوی مفاد اور سیاسی مصلحت کے پیش نظر مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے تھے جب وہ الگ بیٹھتے تو اسلام اور رسول اسلام کے متعلق گستاخیاں کرتے اور جب کبھی ان کا راز فاش ہوتا تو اپنی براءت ثابت کرنے کے لیے جھوٹی قسموں کے پل باندھ دیتے کہ واللہ باللہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان جھوٹی قسموں سے تم خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہو جو سب رازوں کا جاننے والا ہے۔ تم نے یہ باتیں کہیں اور اظہار اسلام کے بعد پھر کفر اختیار کر لیا۔ اس ضمن میں یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضور جب تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو بارہ تیرہ منافقوں نے تہیہ کر لیا کہ جب رات کو حضور سفر کر رہے ہوں اور کسی گھاٹی

الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا

بات اور انھوں نے کفر اختیار کیا اسلام لانے کے بعد اور انھوں نے ارادہ کیا ایسی چیز کا جسے وہ نہ پاسکے

وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ

اور نہیں غضبناک ہوئے وہ مگر اس پر کہ غنی کر دیا انھیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل و کرم سے[۱۱۷]

فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ

سو اگر وہ توبہ کر لیں تو یہ بہتر ہوگا ان کے لیے اور اگر وہ روگردانی کریں تو عذاب دیگا انھیں اللہ تعالیٰ

کے اونٹ نے پہنچیں تو دھکا دے کر گرا دیا جائے چنانچہ حضور تشریف لے جا رہے تھے۔ حذیفہ بن یمان اونٹنی کی نکیل پکڑے آگے آگے تھے اور عمار پیچھے پیچھے۔ جب اونٹنی پہاڑ کی گھاٹی کے پاس پہنچی تو بارہ آدمی جنہوں نے اپنے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ حضور نے عتاب آمیز آواز سے جب انہیں للکارا تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضور نے حذیفہ و عمار سے دریافت فرمایا کیا تم نے انہیں پہچانا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انہوں نے منہ چھپائے ہوئے تھے ہم تو نہیں پہچان سکے۔ حضور نے فرمایا وہ تو منافق ہیں الی یوم القیامۃ یعنی وہ اسی حالت میں قیامت تک منافق ہی رہیں گے۔ حضور نے فرمایا ان کا ارادہ یہ تھا کہ حضور کے اونٹ کو بھگا کر کھائی میں گرا دیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ان کے قتل کا حکم کیوں صادر نہیں فرما دیتے۔ حکیم نبی نے جواب دیا لاکرہ ان یتحدث العرب بینہا ان محمدا قاتل بقوم حتی اذا اظھرہ اللہ بھم اقبل علیھم یقتلھم ثم قال اللھم ارمھم بالدبیلۃ قلنا یا رسول اللہ وما الدبیلۃ قال شھاب من نار یقع علی نیاط قلب احدھم فیھلک (ابن کثیر) ترجمہ: مجھے پسند نہیں کہ عرب یہ کہیں کہ محمد علیہ السلام نے ایک قوم کو ساتھ لے کر لڑائی کی جب غالب آگیا تو اسی قوم کو قتل کرنا شروع کر دیا پھر عرض کیا اے اللہ! انہیں دبیلہ کا تیر مار۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ دبیلہ کیا ہے فرمایا یہ آگ کا شعلہ ہے جو ان کی رگ دل پر پڑے گا اور انہیں ہلاک کر دے گا

۱۱۷ یعنی ان احسان فراموشوں کو دیکھو تو غضب سے بوکھلائے جا رہے ہیں۔ قبل ازیں تنگ دستی کا شکار تھے پھر حضور مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو ان کی برکت سے کاروبار میں برکت ہوئی کھیتیاں ہری بھری ہو گئیں۔ مال غنیمت میں ان کو بھی حصہ ملتا رہا۔ جب ان کی حالت ایسی ہو گئی تو چاہیے تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں جن نوازشات سے مالا مال کر دیا اس کا شکریہ ادا کرتے۔ الٹا مخالفت پر اتر آئے۔ یہ بعینہ اسی طرح ہے جس طرح ہم اردو میں کہتے ہیں کہ میں نے اس کے سوا اور کیا تقصیر کی ہے کہ میں نے اسے مصیبت سے نجات دلائی۔

عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

عذاب الیم۔ دنیا اور آخرت میں اور نہیں ہوگا ان کا روئے زمین

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٧٤﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ

میں کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے وعدہ کیا اللہ سے

ثعلبہ بن حاطب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مالدار کردے۔ حضور نے فرمایا اے ثعلبہ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم میری طرح ہو۔ اگر میں چاہتا تو پہاڑ سونے کے بن جاتے اور میرے ساتھ ساتھ چلتے۔ اس نے پھر عرض کی حضور دعا فرمادیں میں مالدار ہو جاؤں اور مجھے اس کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا اگر مجھے دولت ملی تو میں ہر حقدار کا حق ادا کروں گا حضور نے پھر فرمایا اے ثعلبہ قلیل تؤدی شکرہ خیر من کثیر لا تطیقہ اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کرسکو اس مال سے بہتر ہے جس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہو لیکن اس نے پھر اپنی عرض دہرائی حضور نے دعا فرمائی اللھم ارزق ثعلبۃ مالا اے اللہ اس کو مال عطا فرما اب کیا تھا مصطفیٰ کی دعا کے لیے ہاتھ اٹھے تو رحمت کے دروازے کھل گئے اس نے چند بکریاں خریدیں اور ان میں اتنی برکت ہوئی کہ مدینہ میں کوئی جگہ نہ رہی۔ حتی جہاں وہ سما سکیں۔ باہر ویرانہ جنگل میں ڈیرہ جمایا۔ پہلے تو یہ حالت تھی کہ صبح و شام مسجد میں بسر ہوتی اور اسی وجہ سے اسے حمامۃ المسجد (مسجد کی کبوتری) کہا جاتا تھا اب پہلے دن کی غیر حاضری ہوتی۔ پھر رات کو بھی غیر حاضری ہونے لگی۔ جمعہ میں صرف جمعہ کی نماز مسجد نبوی میں نصیب ہوتی لیکن بکریوں کی غیر متوقع افزائش کے باعث مصروفیات اتنی بڑھیں کہ اس نے ترک کیا یہ کہ دن کی حاضری نصیب ہوتی۔ اسی اثنا میں زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا حضور نے صدقہ وصول کرنے والے اس کے پاس روانہ فرمائے۔ اس نے کہا یہ تو جزیہ ہے۔ تم ذرا آگے سے ہو آؤ میں سوچ کر بتاؤں گا۔ وہ دونوں اس کے ہاں سے سلیمی کے پاس گئے اس نے بلا تامل بات مان لی۔ اس نے بہترین جانور زکوٰۃ کے لیے پیش کیے۔ جب واپسی پر ان عاملوں کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو اسے کہا لاؤ اور خود کہا دیکھوں اس میں کیا لکھا ہے پڑھ کے کہنے لگا یہ تو جزیہ ہے۔ تم جاؤ میں سوچ کر بتاؤں گا۔ جب وہ عامل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو اس سے پیشتر کہ وہ کچھ عرض کریں حضور نے فرمایا ویح ثعلبۃ ثعلبہ تو ہلاک ہو گیا اور سلیمی کے لیے حضور نے دعا فرمائی۔ چنانچہ ثعلبہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے رشتہ داروں نے اسے بتایا کہ تیرے حق میں یہ آیت اتری ہے تو زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ رونے لگا اور سر پر خاک ڈالنے لگا پھر حضرت صدیق اکبر کے عہد خلافت میں بھی وہ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا میری کیا مجال کہ جو چیز اللہ کے رسول نے منظور نہیں فرمائی میں کیسے منظور کر سکتا ہوں پھر عہد فاروقی میں حاضر ہوا اور زکوٰۃ

اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۷۵)

ساتھ کہ اگر اس نے دیا ہمیں اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات دیں گے اور ضرور ہو جائیں گے نیکوکاروں میں

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

پس جب اس نے عطا فرمایا انہیں اپنے فضل سے تو بخل کرنے لگے اس کے ساتھ اور روگردانی کرلی اور وہ

مُّعْرِضُوْنَ (۷۶) فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ

منہ پھیرنے والے ہیں پس اس کا نتیجہ نکلا کہ اللہ نے نفاق بٹھا دیا ان کے دلوں میں ۸۶ اس دن تک جب ملیں گے

بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (۷۷) اَلَمْ

اس کو اس وجہ سے کہ انہوں نے خلاف ورزی کی اللہ سے جو وعدہ انہوں نے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے

يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ

کیا وہ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کے رازوں کو اور ان کی سرگوشی کو اور یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا

الْغُيُوْبِ (۷۸) اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

ہے سب غیبوں کو جو لوگ عیب لگاتے ہیں یا الزام لگاتے ہیں خوشی خوشی خیرات کرنے والوں پر مومنوں سے ۸۷

پیش کی۔ حضرت عثمان غنی نے بھی یہ کہہ کر رد فرما دی کہ جب تیری زکوٰۃ رسول کریم نے اور صدیق اکبر نے قبول نہ کی تو میں کیونکر قبول کرسکتا ہوں چنانچہ اسی حالت میں وہ عہد عثمانی میں مر گیا

۸۶ یعنی نفاق کی بیماری جو پہلے ان میں تھی اس پیمان شکنی وعدہ خلافی اور بدکاری سے اور زیادہ بڑھ گئی اور اس کی جڑیں ان کے دلوں میں اس مضبوطی سے گڑ گئیں کہ موت سے پہلے ان کے اکھڑنے کا امکان ہی نہ رہا جیسے معمولی نزلہ علاج میں غفلت اور بدپرہیزی کی وجہ سے تپ دق میں بدل جاتا ہے اور یہ سلسلہ جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

۸۷ ایک دفعہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہ خدا میں مال پیش کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف چار ہزار درہم لے کر حاضر ہوئے۔ عدی بن حاتم نے سو وسق کھجوریں پیش کیں۔ مسلمانوں کو اتنا مال کثیر راہ خدا میں پیش کرتے دیکھ کر منافقین کہنے لگے یہ خدا کی راہ میں دینے کے لیے کب لائے ہیں یہ تو محض ریاکاری ہے تاکہ لوگوں کے دلوں پہ

فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ

اور جو نادار نہیں پاتے بجز اپنی محنت ومشقت کی مزدوری کے تو یہ ان کا بھی مذاق اڑاتے

مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ

ہیں۔ اللہ تعالیٰ سزا دے گا انہیں اس مذاق کی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ آپ بخشش طلب کریں ان

اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ

کے لیے یا نہ کریں [illegible] اگر آپ بخشش طلب کریں ان کے لیے ستر بار جب بھی

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ

نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ انہیں۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے انکار کیا اللہ کا اور اس کے رسول مکرم کا اور

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ

اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا نافرمان گروہ کو۔ خوش ہو گئے پیچھے چھوڑے جانے والے اپنے گھر بیٹھے رہنے پر

اپنی سخاوت کا سکہ جما گئے۔ اتنے میں ایک غریب صحابی ابو عقیل سیر بھر کھجوریں لے کر حاضر ہوا تو ان کا تمسخر اڑانا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ اس ایک سیر سے کس لشکر کی ضیافت کا سامان ہو گا۔ وہ کیا جانیں کہ اس سادہ دل عاشق رسول کی یہ سادہ سی پیشکش سے متاثر ہو گا۔ ان نادانوں کو کیا پتا جو ساری ساری رات کنوئیں سے پانی نکالتے رہتے اور جو کچھ مزدوری ملتی اسے وہ اپنے دین کی سربلندی کے لیے اپنے رسول کی خدمت میں حاضر کر دیتے۔

[illegible] امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کا یہ طریقہ تھا کہ جب حضور خطبہ ارشاد فرماتے تو وہ کھڑا ہو جاتا اور خوشامد کرتے ہوئے کہتا ھذا رسول اللہ اکرمہ اللہ واعزہ ونصرہ یہ اللہ کے سچے رسول ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عزت ونصرت عطا فرمائے۔ جب احد کے بعد اس کا نفاق واضح ہو گیا تو پھر اس نے کسی موقع پر کھڑے ہو کر یہی الفاظ دہرائے۔ حضرت فاروق سے نہ رہا گیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اے اللہ کے دشمن تیرا کفر اب چھپنے والا نہیں۔ دوسرے حاضرین نے بھی اسے ملامت کی۔ چنانچہ ناراض ہو کر غصہ سے بل کھاتا ہوا وہ مسجد سے نکل کر چلا گیا۔ راستے میں کسی نے اسے کہا کہ تم کدھر بھاگے جا رہے ہو۔ حضور کی خدمت میں جاؤ اور ان کا دامن پکڑ لو اور اپنی بخشش کے لیے حضرت سے عرض کرو۔ اس بدبخت نے کہا ما ابالی استغفرلی او لم یستغفر مجھے ان حضرت کی دعا کی

خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

اللہ کے رسول کی (جہاد پر روانگی کے) بعد اور ناگوار تھا انھیں کہ جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ

راہِ خدا میں ۱۴۲ اور (دوسروں کو) کہنے لگے مت نکلو اس سخت گرمی میں ۱۴۳ فرمائیے دوزخ کی آگ

اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝۸۱ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا

اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔ کاش! وہ کچھ سمجھتے۔ تو انھیں چاہیے کہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں

كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸۲ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى

زیادہ ۱۴۴ یہ سزا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے (اے حبیب!) پھر اگر لے جائے آپ کو اللہ تعالیٰ

یا انھیں بے دیا پروا نہیں حتیٰ کہ ان کی مغفرت کی دعا کی ضرورت نہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے متعلق تفصیلی بحث آگے آ رہی ہے۔

۱۴۱ منافق جہاد میں شریک نہ ہوئے اور حضور کریم کی ہمرکابی کی سعادت انھیں حاصل نہ ہوئی۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس محرومی پر غمزدہ ہوتے اور اپنے بخت برگشتہ پر افسوس کرتے الٹے وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے چلا کیے۔

۱۴۲ جب ان کے دلوں میں ایمان ہی نہ تھا تو انھیں وہ ذوق اور لطف کیسے میسر ہو سکتا تھا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور اس کی رضا کے لیے اپنی جان قربان کرنے سے اہل ایمان کو حاصل ہوتا ہے۔ ان کے لیے تو یہ سب کچھ ایک مصیبت تھی جس سے خلاصی حاصل کرنے کے لیے وہ بہانوں کی تلاش میں رہا کرتے تھے۔

۱۴۳ خود تو وہ جہاد میں شریک نہیں ہوئے لیکن اسی پر وہ اکتفا کرنے والے کب تھے۔ وہ دوسرے اہل ایمان کو بھی گرمی کی شدت سے ڈراتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔ اس گرمی سے بچ گئے تو کیا ہوا اس بھڑکنے والی آگ سے کیونکر نجات حاصل کرو گے۔ لیکن ان چیزوں کو تو صرف دانا آدمی سمجھ سکتا ہے۔ ان نادانوں کو کیا خبر۔

۱۴۴ یہ جملہ صیغۂ امر ہے اور معنی خبر۔ مطلب یہ ہے کہ اس فانی زندگی کے چند روز وہ ہنسی خوشی گزار دیں گے لیکن آئندہ آنے والی ابدی زندگی میں انھیں رونا ہی رونا ہے۔ صیغہ امر بمعنی الخبر ای المعنی سیضحکون قلیلا۔

طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن تَخْرُجُوا

ان کے کسی گروہ کے پاس پھر وہ اجازت طلب کریں آپ سے جہاد پر نکلنے کی تو آپ فرمائیے نہیں نکلو گے تم میرے

مَعِيَ أَبَدًا وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا إِنَّكُمْ رَضِيتُم

ہمراہ کبھی اور ہرگز جنگ نہیں کرو گے میری معیت میں کسی دشمن سے تم نے تو خود پسند کیا تھا (گھر) بیٹھے رہنا

بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ ﴿٨٣﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ

پہلی مرتبہ تو اب بیٹھے رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ۸۳ اور نہ پڑھیے نماز جنازہ کسی

أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا

پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر ۸۴ بیشک انھوں نے کفر کیا

سکون کشتی۔ (قرطبی)

۸۳ خالف کا ایک معنی تو ہے پیچھے رہ جانے والا لیکن علامہ قرطبی نے فرمایا ہے کہ خلف بمعنی فساد کے ہے جس طرح کہتے ہیں خلف اللبن (دودھ خراب ہو گیا) یا عرب کہتے ہیں کہ فلان خالفة اهل بيته فلاں شخص اپنے سارے کنبہ سے فسادی ہے۔ اسی سے خلوف فم الصائم ہے جبکہ منہ کی بو روزہ رکھنے سے خراب ہو جاتی ہے۔ اب آیت کا معنی یہ ہوگا فاقعدوا مع الفاسدين یعنی فساد برپا کرنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ آیت کا مدعا یہ ہے کہ پہلے تو تم نے جان بوجھ کر میرے رسول کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ اب بطور سزا تمہیں جہاد کی توفیق سے محروم کر دیا گیا ہے بلکہ اب اگر لشکر اسلام کہیں جہاد پر روانہ ہو اور تم جہاد کے لیے نکلنا بھی چاہو گے تو تمہیں ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا جائے گا۔ وهذا يدل على ان استصحاب المخذول في الغزوات لا يجوز (قرطبی)۔ ترجمہ: یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ کسی مردود اور نامراد کو جہاد میں ہمراہ لے جانا جائز نہیں۔

۸۴ منافقین نے جنگ تبوک میں شرکت سے جب صاف صاف انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ اب آپ بھی ان سے پہلی سی نرمی اور رافت کا برتاؤ نہ کیا کریں بلکہ ان کو تنبیہ کرتے رہیں تاکہ دوسروں کے لیے موجب عبرت ہوں۔ اس لیے اب آئندہ ان کو جہاد میں شرکت سے روک دیا اور اسی سلسلہ میں یہ حکم فرمایا کہ اب ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیے اور نہ ان کی قبر پر تشریف لے جائیے۔ ان کی کفر و گمراہی نے انہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ رحمت الٰہی ان کی طرف مائل ہو۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرض موت میں مبتلا ہوا تو حضور اس کی عیادت کے

لیے تشریف لے گئے اس نے التماس کی کہ جب وہ مر جائے تو حضور اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کی قبر پر بھی تشریف فرما ہوں۔ پھر اس نے ایک آدمی بھیجا اور حضور سے درخواست کی کہ اس کے کفن کے لیے قمیص مبارک عنایت فرمائی جائے۔ حضور نے اوپر والی قمیص بھیج دی اس نے پھر گزارش کی کہ مجھے وہ قمیص چاہیے جو آپ کے جسد اطہر سے مس کر رہی ہے۔ حضرت عمرؓ پاس بیٹھے تھے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ اس ناپاک اور گندے کو یہ پاک قمیص کیوں عنایت فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حقیقت سے حجاب اٹھایا اور فرمایا ان قمیصی لا یغنی عنہ من اللہ شیئا [illegible] دیکھو اسے تو اس کا فاقہ اور نفاق کی یہ قمیص کچھ بھی نہیں بچا سکے گی۔ بلکہ اس کے دینے میں حکمت یہ ہے کہ اس قمیص کی وجہ سے ہزار آدمیوں کو مشرف باسلام کرنے کا۔ منافقوں کا ایک گروہ کثیر جو ہر وقت عبداللہ کے پاس رہتا تھا جب انھوں نے یہ دیکھا کہ ان کا سردار ساری عمر مخالفت کرنے کے بعد اپنی بخشش اور نجات کے لیے آپ کی قمیص کا سوالی بنا ہے تو ان کی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھ گئے اور یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ اس رحمت عالمیان کی نگاہ پناہ کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ہاں حضوری ناممکن ہے تو جلدی سے کیوں نہ اس کی رحمت کا دامن پکڑیں [illegible] اب بھی قمیص والے اس پر جان دے رہے ہیں پکی رشتہ غلامی کا دامن میں اور اس کی شفاعت کے مستحق ہو جائیں چنانچہ اسی دن ایک ہزار منافق اس قمیص کی برکت اور قمیص والے کے حسن خلق سے مشرف باسلام ہوگا [illegible] جب نزع چکا تھا وہ [illegible] جب وہ گیا تو اس کا بیٹا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور تشریف لے چلیں اور اس کا جنازہ پڑھ کر اسے دل کی [illegible] حضور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے پھر گزارش کی یا رسول اللہ آپ اس دشمن کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور جبرئیل نے حضور کا دامن پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا ولا تصل علی احد منھم مات ابدا۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور نے قمیص کیوں عطا فرمائی۔ اس کی کئی وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو یہ جب جنگ بدر میں حضرت عباس جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے گرفتار کیے گئے تو ان کی اپنی قمیص پھٹ گئی تھی حضور نے انہیں قمیص پہنانا چاہی لیکن حضرت عباس بڑے قد آور تھے۔ عبداللہ بن ابی کا قد بھی بڑا لمبا تھا اس لیے اس کی قمیص کے سوا اور کسی کی قمیص انہیں پوری نہ آئی۔ اس لیے حضور نے چاہا کہ اس کا یہ احسان دنیا میں ہی اتار دیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو یہ تعلیم دی کہ واما السائل فلا تنھر کسی سائل کو رد نہ کیجیے اس لیے حضور نے اس کے سوال کو رد نہ کیا اور تیسری وجہ وہی تھی جو حضور نے خود بیان فرمائی کہ اس قمیص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک ہزار منافقوں کو دولت ایمان سے مالا مال فرمانے کا ارادہ فرما رہا ہے۔ اس سے بڑی برکت کیا ہو سکتی ہے۔ یہاں ایک چیز اور ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ بدنصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہو چکا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی اس لیے اس کے لیے کسی کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔ لیکن صاحب ایمان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کے لیے اگر اللہ کے محبوب کے ہاتھ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ

اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کریم کے ساتھ اور وہ مرے اس حالت میں کہ وہ نافرمان تھے اور نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو ان کے مال

وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا

اور ان کی اولاد۔ یہی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں ان سے دنیا میں

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ

اور نکلے ان کا سانس اس حال میں کہ وہ کافر ہوں۔ اور جب اتاری جاتی ہے کوئی سورۃ جس میں یہ حکم ہوتا ہے

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ

کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو اللہ کے رسول کے ہمراہ تو اجازت طلب کرنے لگتے ہیں آپ سے دولت والے

مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا

ان میں سے اور کہتے ہیں رہنے دیجئے ہمیں تاکہ ہم ہو جائیں بیٹھنے والوں کے ساتھ۔ انہوں نے پسند کیا کہ ہو جائیں

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾

پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر ۱۲۷؎ تو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

[illegible] تو حسرت [illegible] ہے۔ ارشاد الٰہی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعمت ایمان نصیب فرماوے اور اس دنیا میں بھی اور روز حشر بھی حضور کی شفاعت کی سعادت سے بہرہ اندوز فرمائے آمین ثم آمین۔ بجاہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۲۷؎ یہ ان کی کم فہمی اور نادانی ہے کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے، اپنے گناہ بخشوانے اور اپنے ایمان کو پختہ کرنے کا موقع دیا گیا تو انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ ابر رحمت آیا برسا، اور دوسروں کے کھیتوں کو شاداب کر کے چلا گیا لیکن ان کی کشت ایمان میں ویسی ہی خاک اڑتی رہی جیسے پہلے اڑ رہی تھی۔ اللہ کریم ہر انسان کو اس کی زندگی میں موقع دیتا ہے تاکہ وہ اپنی سابقہ غفلتوں اور کوتاہیوں کی تلافی کر سکے لیکن بعض بدنصیب اس سنہری فرصت کو بھی ضائع کر دیتے ہیں

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

لیکن رسول اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ انھوں نے جہاد کیا اپنے مالوں

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اپنی جانوں سے اور انہی کے لیے ساری بھلائیاں ہیں شلہ اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

تیار کر رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہنے والے ہیں

فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ

ان میں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور آئے بہانہ بنانے والے بدو ثلہ

ع ١٢

لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ

تاکہ اجازت مل جائے انھیں اور بیٹھ رہے وہ جنھوں نے جھوٹ بولا اللہ اور اس کے رسول سے عنقریب پہنچے گا

شلہ منافقین کا رویہ تو یہ ہے کہ سرفروشی کے موقع پر ان کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں لیکن ان کے برعکس رسول اکرم اور اس کے صحابہ کا رویہ یہ ہے کہ وہ اپنی جان اور اپنا مال اللہ کی رضا کے لیے قربان کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے بلکہ وہ دعا مانگتے ہیں کہ یہ سعادت انھیں نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایسے نیک بختوں کے لیے دین و دنیا کی راحتیں اور برکتیں ہیں اور وہی دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ خیرات سے مراد دونوں جہانوں کی بھلائیاں ہیں۔ معنی لهم منافع الدارین۔

ثلہ پہلے مدینہ میں بسنے والے مخلصین اور منافقین کا ذکر کیا گیا۔ اب ارد گرد کے دیہاتیوں کے حالات بیان کیے جا رہے ہیں۔ ان میں کچھ تو سچے ایماندار ہیں ان کا ذکر تو اس رکوع کے آخر میں آئے گا۔ ومن الاعراب من یؤمن باللہ اور ان کے علاوہ منافق ہیں۔ ان کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہیں کہ جب انھیں جہاد کی دعوت دی گئی تو جھوٹے بہانے بنا کر گھر بیٹھ رہنے کی اجازت طلب کرنے لگے اور دوسری قسم ان منافقوں کی ہے کہ جنھوں نے جہاد کا حکم سنا تو اکڑ کر گھروں میں بیٹھے رہے اور یہ بھی مناسب نہ سمجھا کہ حیلہ محض ظاہر داری کے لیے ہی کوئی عذر لنگ پیش کریں۔ ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا گیا کہ اگر ان کے کفر و عناد کی یہی حالت آخر دم تک رہی تو انھیں دردناک ابدی عذاب میں مبتلا

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ

جنہوں نے کفر کیا ان میں سے عذاب دردناک نہیں ہے کمزوروں پر

وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ

اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جو نہیں پاتے وہ مال جسے خرچ کریں

حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن

(اگر پیچھے رہ جائیں) کوئی حرج جبکہ وہ مخلص رہیں اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے ۱۳ نہیں ہے نیکوکاروں پر

سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۹۱﴾ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ

الزام کی کوئی وجہ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور نہ ان پر کوئی الزام ہے جو جب حاضر ہوئے آپ کے پاس

کر دیا جائے گا۔ اس صورت میں معذرین باب تفعیل سے ہوگا اور معذر وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی حقیقی عذر نہ ہو اور پھر بھی وہ عذر پیش کرے۔ سو ھو الذی یعتذر ولا عذر لہ۔ لیکن اخفش اور فراء وغیرہما علماء لغت و نحو نے کہا ہے کہ معذرون اصل میں معتذرون تھا۔ تا حرف کو دال سے بدلا اور دال کو دال میں مدغم کر دیا اور معذرون ہو گیا۔ اب اس کا معنی ہوگا سچے عذر والے۔ (قرطبی)۔ اور ان سے مراد عامر بن طفیل کا قبیلہ ہے جس نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! اگر ہم حضور کے ہمراہ جہاد پر جائیں گے تو بنی طے کے بدو ہماری بیویوں، بچوں اور مویشیوں پر حملہ کر کے لوٹ لیں گے۔ حضور نے ان کی اس سچی معذرت کو قبول فرمایا۔

۱۲ یعنی جو لوگ حقیقۃً معذور ہیں وہ اگر جہاد میں شریک نہ ہو سکیں تو کوئی حرج نہیں۔

۱۳ نصیحت کا معنی ہے اخلاص۔ اسی وجہ سے خالص شہد کو ناصح العسل اور سچی توبہ کو توبۃ النصوح کہتے ہیں اور جب بات خلوص نیت سے کی جائے تو کہتے ہیں نصح لہ القول۔ حضرت تمیم الداری سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا۔ الدین النصیحۃ ثلاثا قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم (رواہ مسلم) دین نصیحت کو کہتے ہیں۔ ہم نے عرض کی کس کے لیے؟ تو فرمایا اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے امراء کے لیے اور عام لوگوں کے لیے۔ اور یہاں بھی نصیحت کا معنی اخلاص ہے۔ علماء کرام نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ کے لیے نصیحت کا یہ مطلب ہے کہ اس کی توحید اور اس کی صفات کاملہ پر خالص اعتقاد ہو اور اس کو نقص اور عیب سے پاک جانے اور رسول کے لیے نصیحت کا یہ معنی ہے کہ اس کی رسالت کی

لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ

تاکہ آپ سوار کریں انہیں تو فرمایا آپ نے نہیں پاتا میں جس پر تمہیں سوار کروں وہ واپس لوٹے اس حال میں کہ ان کی آنکھیں

تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ﴿۹۲﴾ إِنَّمَا

بہہ رہی ہوتی تھیں آنسوؤں سے اس غم میں کہ افسوس نہیں ہے ان کے پاس جو وہ خرچ کریں ۱۲۲ الزام تو

السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوا بِأَن

بس ان لوگوں پر ہے جو اجازت مانگتے ہیں آپ سے حالانکہ وہ مالدار ہیں وہ راضی ہو گئے اس

يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۹۳﴾

پر کہ ہو جائیں پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور مہر لگا دی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر پس وہ (کچھ) نہیں جانتے

سچے دل سے مانے، اس کی فرماں برداری کرے، اس کی عزت و تکریم کرے۔ اس سے اور اس کے اہل بیت سے محبت کرے۔ اور مسلمانوں کے امراء کے لیے نصیحت سے یہ مراد ہے کہ ان کے خلاف بغاوت نہ کرے۔ ان کو صحیح مشورہ دے اور اگر ان سے غفلت سرزد ہو تو انہیں متنبہ کر دے۔ اور عوام کو نصیحت کرنے کا مدعا یہ ہے کہ ان کی صحیح رہنمائی کرے، سب کے لیے دل سے خیر مانگا کرے اور سب کی خیر خواہی میں کوشاں رہے (قرطبی)۔

۱۲۲ جب غزوۂ تبوک کی تیاری شروع ہو گئی تو وہ غریب و نادار مسلمان جن کے دلوں میں راہ حق میں جان دینے کے بڑے ارمان مچل رہے تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم دل و جان سے جہاد کے لیے تیار ہیں لیکن ہم نادار ہیں، اتنی طاقت نہیں کہ سواری کا انتظام کر سکیں۔ براہ کرم سواری کا انتظام فرما دیجئے تاکہ ہم یہ سعادت حاصل کر سکیں۔ حضور نے جب انہیں یہ بتایا کہ بیت المال میں آج گنجائش نہیں کہ تمہاری سواری کا بندوبست کیا جا سکے تو انہیں اتنا صدمہ پہنچا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگ گئے اور انہیں اپنی ناداری کا جتنا غم آج ہوا شاید ہی کبھی اتنا ہوا ہو۔ بجائے اس کے کہ وہ دل ہی دل میں خوش ہوتے کہ آج افلاس کام آیا۔ اس گرم موسم میں سینکڑوں میل کی مسافت سے جان چھوٹی، نادم، مغموم، دلگیر اور اشکبار ہیں۔ اس حقیقت کو کچھ وہی خوش نصیب سمجھ سکتے ہیں جن کو عشق و محبت کی مینا سے ایک دو جام ملے ہوں۔

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ قُل لَّا تَعْتَذِرُوا

وہ بہانے پیش کریں گے تمہارے پاس جب تم لوٹ کر جاؤ گے ان کی طرف [۱۲۲] فرمائیے بہانے مت بناؤ

لَن نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللَّهُ

ہم نہیں اعتبار کریں گے تمہارا۔ آگاہ کر دیا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری خبروں پر اور دیکھے گا اللہ تعالیٰ

عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

تمہارا عمل اور اس کا رسول [۱۲۳] پھر لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو جاننے والا ہے ہر پوشیدہ و ظاہر کو

فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا

پھر وہ آگاہ کرے گا تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے سامنے جب تم

انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ

لوٹو گے ان کی طرف تاکہ تم معاف کر دو انہیں سو منہ پھیر لو ان سے یقیناً وہ

رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُونَ

ناپاک ہیں بے شک اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ بدلہ اس کا جو وہ کمایا کرتے تھے۔ وہ قسمیں کھاتے ہیں

---

[۱۲۲] جب مسلمان غزوہ تبوک سے مظفر و منصور ہو کر مدینہ طیبہ واپس آنے لگے تو اللہ نے انہیں آگاہ کر دیا کہ جب تم مدینہ پہنچو گے تو منافقین تمہارے پاس آئیں گے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کی کئی عذر پیش کریں گے اور اس طرح تمہیں اپنے ایمان اور اپنے اخلاص کا یقین دلائیں گے تمہیں چاہیے کہ انہیں صاف صاف کہہ دینا کہ اس مکر و فریب کو اب رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے نفاق اور خبث باطن پر مطلع کر دیا ہے اب ہم تمہاری باتوں میں آنے والے نہیں۔

[۱۲۳] اب تک جو تم نے کیا اس کی حقیقت کا تو ہمیں علم ہو گیا۔ اب بھی تمہیں مہلت ہے کہ تم اپنی اصلاح کر لو اللہ اور اس کا رسول تمہارے عمل کو دیکھے گا۔ اگر تمہارے اعمال نے تمہارے ایمان اور اخلاص کی تصدیق کر دی تو ہم بھی تسلیم کر لیں گے عنقریب جان لو اس چند روزہ زندگی کے بعد تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا اور وہ سب کچھ جاننے والا تمہیں تمہارے سب کرتوتوں پر آگاہ کر دے گا

لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى

تمھارے سامنے تاکہ تم خوش ہو جاؤ ان سے سو اگر تم خوش ہو بھی گئے ان سے تو بیشک اللہ تعالیٰ راضی نہیں

عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِينَ ۝ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ

ہوگا نافرمانوں کی قوم سے اعرابی زیادہ سخت ہیں کفر اور نفاق میں اور زیادہ حقدار ہیں

اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

کہ نہ جانیں وہ احکام جو نازل کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا

حَكِيْمٌ ۝ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ

بڑا دانا ہے۔ اور بعض بدوی ایسے ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ جو وہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں وہ تاوان ہے اور

بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

منتظر ہیں تمھارے لیے زمانہ کی گردشوں کے حقیقت میں۔ انھی پر ہے بری گردش لگے اور اللہ تعالیٰ سمیع و علیم ہے

۱۵۵ اعراض کا مادہ آیت میں دو بار استعمال ہوا ہے۔ اور یہ دو مختلف معنوں میں مستعمل ہوتا ہے (۱) عفو و درگزر (۲) قطع تعلق۔ پہلے حصہ میں پہلا معنی مطلوب ہے اور دوسرے حصہ میں دوسرا معنی مقصود ہے یعنی منافق قسمیں کھائیں گے اور منت التجائیں کریں گے کہ ان کی غلطی معاف کر دی جائے لیکن تمھیں یہی حکم دیا جاتا ہے کہ تم ان سے قطع تعلق کرو۔ چنانچہ حضور جب مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو یہ حکم دے دیا کہ لا تجالسوهم ولا تكلموهم۔ نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور نہ ان سے بات چیت کرو۔ اور قطع تعلق کی وجہ بھی بیان فرما دی کہ انهم رجس یہ ناپاک ہیں

۱۵۶ منافقین مدینہ کے حالات کا ذکر کرنے کے بعد اب بیرون دیہات میں بسنے والے منافقین کا ذکر ہو رہا ہے کہ اپنی صحرائی زندگی، درشت عادات اور مرکز اسلام سے دور رہنے کے باعث ان کا کفر اور نفاق بہت سخت اور کرخت قسم کا ہے۔ بالکل نیم چڑھے کریلے ہیں۔

۱۵۷ کیونکہ ان کے دلوں میں نفاق تھا اس لیے راہ خدا میں جو پیسہ وہ خرچ کیا کرتے تھے بادل ناخواستہ خرچ کیا کرتے تھے۔ انھیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کوئی جرمانہ یا تاوان ادا کر رہے ہیں اور یہ تھا بھی ایسا ہی۔ کیونکہ اسلام کی ترقی کے ساتھ انھیں کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ ناگوار تھی۔ رضا الٰہی کا مفہوم انھیں معلوم ہی نہ تھا۔ ڈر کے مارے

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا

اور کچھ دیہاتیوں میں سے وہ بھی ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور روز قیامت پر اور سمجھتے ہیں جو وہ

يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ

خرچ کرتے ہیں قرب الٰہی اور رسول پاک کی دعائیں لینے کا ذریعہ ہے سنو ہاں وہ ان کے لیے باعث قرب ہے

سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَالسّٰبِقُوْنَ

ع

ضرور داخل فرمائے گا انھیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور سب سے آگے

الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ

آگے سبقت لے جانے والے سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنھوں نے پیروی کی ان کی نیکی سے

اور مسلم سوسائٹی سے کٹ جانے کی وہ قیمت ادا کیا کرتے تھے۔ ان کے لیے یہ چندہ ایک جرمانہ اور تاوان ہی تھا۔ مغرماً معناہ غرامۃ [illegible] لزوم الشیء [illegible] (قرطبی)

دوائر جمع ہے دائرہ کی۔ اس کا معنی ہے اچھی حالت کا بری حالت سے بدل جانا جسے ہم گردش زمانہ سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اب تو وہ دل پر جبر کر کے کچھ مالی امداد کر دیا کرتے ہیں لیکن دراصل دل میں وہ اس بات کے خواہاں ہیں کہ کبھی گردش زمانہ مسلمانوں کی ابھرتی ہوئی قوت کو ختم کر کے رکھ دے اور ہم یہ چندہ دینے سے صاف انکار کر دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گردش زمانہ تو تمھیں ہی پیس کر رکھ دے گی۔ اسلام اور مسلمان تو دن بدن ترقی کرتے جائیں گے۔

اب ان اعرابیوں کا ذکر ہو رہا ہے جو دل و جان سے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور راہ خدا میں جو مال خرچ کرتے ہیں اسے تاوان خیال نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کا سبب سمجھتے ہیں یعنی جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اس یقین سے خرچ کرتے ہیں کہ اس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا اور حضور رحمت عالم ہمارے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائیں گے اور حضور کی دعا کی برکت سے انھیں اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا کی نعمت حاصل ہوگی۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں لانها الغاية القصوى وصلوات الرسول عليه الصلوة والسلام من [illegible]۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بلند ترین مقصد ہے اور حضور کی دعائیں اس کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ لکھتے ہیں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ راضی ہو گئے اس سے اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لیے باغات

تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَ

بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں ابد تک یہی بہت بڑی کامیابی ہے [illegible] اور

یہی فاتحہ کی اصل ہے کہ صدقہ کے ساتھ دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ لہٰذا فاتحہ کو بدعت و ناجائز بتانا قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔" (خزائن العرفان)۔

[illegible] میں تحقیق و تاکید کے لیے ہے۔

[illegible] یہاں ان پاک ہستیوں مہاجرین و انصار کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے کرم نبی کی دعوت اس وقت قبول کی جب کہ اس کو قبول کرنا بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں کو دعوت دینا تھا۔ اس وقت اسلام کی اعانت کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا جب اسلام بڑی بےکسی کی حالت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے ان مخلص، جانباز اور وفادار بندوں پر ناز ہے بلکہ ساری انسانیت کو ان پر فخر ہے جنہوں نے حق کو حق سمجھ کے قبول کیا اور اس کو فروغ دینے اور دنیا کے کان تک پہنچانے کے لیے اپنے وطن چھوڑے، اپنے خونی رشتے توڑے، اپنے سر کٹائے۔ تو قرآن بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مخلص، جانباز اور بلند کردار غلاموں پر راضی ہو گیا اور اس کے ان بندوں نے جب دیکھا کہ ان کے رب کریم نے ان کی ان قربانیوں کو شرف قبول عطا فرمایا ہے تو وہ بھی شان بندہ پروری اور ذرہ نوازی کو دیکھ کر راضی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی ابدی نعمتوں سے بھی انہیں سرفراز فرمایا اور صرف یہی نہیں کہ وہ خود ہی اس دولت سے شاد و بہرہ ور ہوں گے بلکہ قیامت تک جو بھی خلوص و دیانت سے ان کی پیروی کرے گا وہ بھی عنایات ربانی کا مستحق ہوگا۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی شان ظاہر و باطن کے جاننے والے خدا نے خود اپنی کتاب مقدس میں بیان فرما دی۔ آپ ذرا سوچیں کہ جن کی توصیف وہ خدا کرے جن کے ایمان کا وہ خود گواہ ہو، جن کے جنتی ہونے کا وہ خود مژدہ سنائے ایسے پاک لوگوں کی شان میں بے جا بکواس کرنا شیطان کا کتنا خطرناک دھوکا ہے۔ صحابہ کرام اس لیے تو شمع توحید پر پروانہ وار نثار نہیں ہوتے تھے کہ چودھویں صدی کا بے عمل مسلمان ان کی مدح و ستائش کرے۔ ان کے پیش نظر تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول کی خوشنودی تھی اور وہ انہیں حاصل ہو گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے کے بعد ساری دنیا بھی ان کی جناب میں گستاخیاں کرتی رہے تو اس سے ان کا کیا بگڑتا ہے۔ البتہ ان لوگوں کی حالت بڑی قابل افسوس ہے جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بن سکتے تھے لیکن انہوں نے ادھر سے منہ موڑ کر بلکہ ان لوگوں سے دشمنی کر کے اپنے آپ کو محروم کر دیا۔

مِّمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛؔ

تمھارے آس پاس بسنے والے دیہاتیوں سے کچھ منافق ہیں اور کچھ مدینہ کے رہنے والے

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ

پکے ہو گئے ہیں نفاق میں [illegible] تم نہیں جانتے ان کو ہم جانتے ہیں انھیں [illegible] ہم عذاب دیں گے

مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ﴿١٠١﴾ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا

دو بار [illegible] پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف [illegible] اور کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے اقرار

بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

کر لیا ہے اپنے گناہوں کا۔ انھوں نے ملا دیئے ہیں کچھ اچھے اور کچھ برے عمل۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ

[illegible] اللہ تعالیٰ اپنے دست کرم سے حقیقی کامیابی کا تاج اپنے محبوب رسول کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سروں کی زینت بنا رہا ہے۔

[illegible] مرد کا معنی ہے پختہ ہو جانا۔ اصل المرود الملاسة ومنه صرح ممرد والامرد الذی لا شعر علی وجهه والمرداء الرملة التی لا تنبت شیئا (قرطبی)۔ یعنی نفاق کی جڑیں ان کے دلوں میں گہری چلی گئی ہیں اور ان کے تائب ہونے کی اب کوئی توقع نہیں۔

[illegible] یعنی وہ اتنے ماہر منافق ہیں کہ اپنی باطنی اور دلی خباثت کو کسی طرح ظاہر نہیں ہونے دیتے کوئی بڑے سے بڑا زیرک بھی اس پر مطلع نہیں ہو پاتا اور تو اور آپ بھی اپنے حس کی صفائی اور فراست کی تیزی کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر انھیں نہیں پہچان سکتے۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے ان کی فریب کاریاں پوشیدہ نہیں۔

[illegible] انھیں دو عذاب دیئے جائیں گے۔ پہلا عذاب تو یہ دیا گیا کہ انھیں رسوا کیا گیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قام رسول الله صلی الله علیه وسلم خطیبا یوم جمعة فقال اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافق فاخرجهم باسمائهم ففضحهم۔ فهذا العذاب الاول والعذاب الثانی عذاب القبر (روح المعانی وغیرہ من کتب التفسیر) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے روز خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فلاں اٹھو یہاں سے نکل جاؤ تم منافق ہو۔ اے فلاں نکل جاؤ تم منافق ہو چنانچہ ان کے نام لے لے کر انھیں نکال دیا اور ان کو رسوا کیا۔ یہ پہلا عذاب تھا۔ دوسرا عذاب قبر میں ہو گا۔ اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو ان

يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً

قبول فرمائے ان کی توبہ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اے حبیب! وصول کیجئے ان

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ

کے مالوں سے صدقہ ۲۳۸ تاکہ آپ پاک کریں انہیں اور بابرکت بنا دیں انہیں اس سے اور دعا مانگئے ان کے لیے بیشک آپ کی دعا

منافقین کا علم نہ ہو سکا۔ اسی لیے تو حضور نے جمعہ کے دن مسجد میں ان کے نام لے لے کر نکل جانے کا حکم دیا۔ اور لا تعلمھم میں علم کی نفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر خود بخود انہیں نہیں جانتے اور ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضور کے پاس جو علم ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔

۲۳۶ یعنی ان دونوں عذابوں کے بعد قیامت کا ابدی عذاب

۲۳۷ منافق جو غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوئے تھے ان کا طرز عمل تو یہ تھا کہ جھوٹی قسمیں کھا کر طرح طرح کے بہانے پیش کرتے لیکن بعض ایسے لوگ بھی شریک نہ ہوئے تھے جو سچے مومن تھے۔ انہوں نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا اور عفو و مغفرت کے لیے درخواست کی۔ ان کا ذکر اس آیت میں کیا گیا۔ روایت میں ہے کہ وہ دس آدمی تھے جب حضور تبوک سے واپس تشریف لائے تو انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا۔ حضور جب مسجد میں تشریف لے گئے تو ان کے متعلق دریافت فرمایا۔ عرض کی گئی اے اللہ کے رسول! انہوں نے قسم اٹھائی ہے کہ جب تک آپ اپنے دست مبارک سے انہیں نہیں کھولیں گے وہ یونہی بندھے رہیں گے۔ حضور نے فرمایا میں بھی انہیں اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے انہیں کھولنے کا حکم نہیں دیگا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اپنے مبارک ہاتھوں سے کھولا

۲۳۸ جب انہیں کھول دیا گیا تو یہ سارا اسباب و سامان اٹھا کر لے آئے اور عرض کی اے نبی مکرم! یہی مال و متاع کی محبت کی وجہ سے ہم جہاد میں شریک نہیں ہو سکے اس لیے حضور اسے راہ خدا میں تقسیم کر دیجئے ہم اب اسے اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے۔ حضور نے فرمایا مجھے تمہارا مال قبول کرنے کا حکم نہیں ملا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور حضور نے دو تہائی انہیں واپس کر دیے اور تیسرا حصہ خیرات کر دیا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد مال زکوٰۃ نہیں بلکہ وہ صدقہ ہے جو گناہ کے سرزد ہونے کے بعد انہوں نے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے صدقہ کو قبول فرمائیے اور اس طرح ان کو گناہوں کی نجاست سے پاک کیجئے اور ان کے دل کے آئینہ پر گناہ کا جو گرد و غبار ابھی باقی ہے اسے دور فرما کر اسے صاف شفاف کر دیجئے۔ معلوم ہوا کہ تطہرھم میں ضمیر خطاب کا مرجع حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ والاجود ان یکون الخطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ای انک تطھرھم وتزکیھم بھا (قرطبی)

لَهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ

ہزار تسکین کا باعث ہے ان کے لیے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہی قبول فرماتا ہے توبہ

عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اپنے بندوں کی اور لیتا ہے صدقات کو اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَ

اور فرمائیے عمل کرتے رہو پس دیکھے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور دیکھے گا اس کا رسول اور مومن بھی اور

سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کا پس وہ خبردار کرے گا تمہیں اس سے جو تم

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ

کیا کرتے تھے۔ اور دوسرے لوگ بھی ہیں جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا ہے اللہ کا حکم آنے تک چاہے وہ عذاب

سکن تسلی سے قرار رہا ہے۔ السکن فی کلام العرب ... یعنی اے حبیب! ان کے لیے دعا بھی فرمایئے۔ آپ کی دعا سے ان کے تپتے ہوئے دلوں کو تسکین اور بے چین اور مضطرب روحوں کو آرام نصیب ہو جاتا ہے۔ ہم شکستہ دلوں، خلعت وفا کے اسیروں، نفس و شیطان کے دام فریب میں پھنسے ہوؤں کے لیے اگر امید کی کوئی کرن ہے تو یہی کہ اے چشم مصطفیٰ! تو ہم پر مائل کرم ہوگی۔ اے لب حبیب! تو ہماری آمرزش کے لیے وا ہوگا اور اے دست رحمت! تو چارہ سازی فرمائے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و صفیہ صاحب المقام المحمود شفیع المذنبین وعلی آلہ و صحبہ و اولیاء امتہ الی یوم الدین۔

علامہ اسمٰعیل حقی نے اپنی تفسیر روح البیان میں اس کی توضیح اس طرح فرمائی ہے: قال بعض ... ان العمل الصالح و طاعته نور يصعد الى السموات بعد رقي صدقه و اخلاصه والله تعالى يراه بنور الربوبية و يراه الرسول عليه السلام بنور النبوة و يراه المؤمنون بنور الايمان۔ یعنی نیک بندوں کے مخلصانہ عمل کا ایک نور ہوتا ہے جو آسمان کی طرف اپنے صدق و اخلاص کے اندازے کے مطابق بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے نور ربوبیت سے، رسول اسے اپنے نور نبوت سے اور مومنین کاملین اسے اپنے نور ایمان سے دیکھتے ہیں۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا

دے انھیں یا اور چاہے تو قبول فرمالے ان کی توبہ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔ اور جنہوں نے بنائی ہے ایک مسجد نقصان پہنچانے کے لیے اور کفر کرنے کے لیے ۱۵۴

۱۵۳ ان سے مراد کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع ہیں۔ کسی شرعی عذر کے بغیر یہ وہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوئے تھے۔ حضور نے حکم فرمایا کہ ان کے ساتھ کوئی گفتگو نہ کرے اور انہیں کوئی سلام کا جواب نہ دے۔ پورے پچاس دن کے صبر آزما انتظار کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔

۱۵۴ بنی خزرج کے ایک آدمی ابو عامر نے حضور کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا اور ترک دنیا کر کے راہب بن گیا تھا۔ اس کی پارسائی کی بڑی شہرت ہوئی اور یثرب کے اکثر لوگ اس کے معتقد ہو گئے۔ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اسے محسوس ہوا کہ اب لوگوں کی توجہ اس کی طرف سے ہٹتی جا رہی ہے اور اس کے ارادتمند اسے چھوڑ کر شمع رسالت کے پروانے بنتے جا رہے ہیں اپنی پیری کا چراغ بجھتا دیکھ کر وہ سیخ پا ہو گیا۔ حضور نے اسے بھی دعوت اسلام دی۔ اس نے پوچھا آپ کون سا دین لے کر آئے ہیں۔ حضور نے فرمایا دین ابراہیمی۔

وہ کہنے لگا کہ آپ نے اس میں بہت سی چیزیں اپنی طرف سے بڑھا دی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش فرمائی لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ جوش میں آکر اس کی زبان سے نکلا ہم میں سے جو جھوٹا ہو خدا اسے اپنے وطن سے دور غربت اور تنہائی میں ہلاک کرے۔ حضور نے فرمایا آمین۔ غزوہ بدر میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتح عظیم عطا فرمائی تو یہ جل بھن کر رہ گیا اور مکہ میں جا کر قریش کو انتقام لینے کے لیے خوب اکسایا۔ اور جب ان کا لشکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا تو یہ ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ میدان احد میں پہنچا تو اس خیال سے کہ جب وہ اپنے پرانے عقیدت مندوں کے سامنے ہو گا تو وہ اس کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔ وہ صفوں سے آگے نکل کر انصار کے قریب آکھڑا ہوا اور انہیں اپنے ساتھ آملنے کی دعوت دی۔ روئے مصطفےٰ علیہ اطیب التحیۃ واحسن الثناء دیکھنے کے بعد انصار اس منحوس کی شکل دیکھنا بھی کب گوارا کرتے۔ الٹا انہوں نے اسے راہب کی بجائے فاسق کے لقب سے ملقب کیا اور اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ وہ جھلا کر بولا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب جو قوم تیرے ساتھ جنگ کرے گی میں اس کے ساتھ ہوں گا۔ چنانچہ غزوہ حنین تک کفر و اسلام کی جتنی جنگیں ہوئیں یہ کفر کے ساتھ رہا اور ان کا سرغنہ بنا رہا۔ جب ہوازن و ثقیف کے مشہور تیر انداز بھی شکست کھا گئے تو اسے یقین ہو گیا کہ اب جزیرہ عرب میں کوئی ایسی قوت نہیں جو اسلام سے ٹکر لے سکے۔ قیصر کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات تھے اسی خیال سے وہ شام کی طرف روانہ ہوا کہ وہ قیصر کو مسلمانوں کے خلاف اکسائے گا اور اسے ساتھ لے کر مسلمانوں پر ایک زبردست حملہ کر کے ان کی قوت کو ختم کر سکے گا۔ یہ کچھ اس نے منافقین کے واسطے سے کیے۔ اسی کی تحریک پر قیصر نے مدینہ طیبہ پر چڑھائی

وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

اور پھوٹ ڈالنے کے لیے مومنوں کے درمیان اور کمین گاہ بنانے کے لیے اس شخص کی جو جنگ کرتا رہا اللہ سے اور

مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ

اس کے رسول سے اس سے پہلے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ نہیں ارادہ کیا ہم نے مگر بھلائی کا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً

لَكَاذِبُونَ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ

جھوٹے ہیں آپ کھڑے نہ ہوں اس میں کبھی البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی پہلے دن سے

ارادہ کیا اس کی وجہ سے تبوک کا سفر پیش آیا اسی اثنا میں منافقین کے گروہ نے ایک مستقل مسجد کے نام سے تعمیر کر لی جہاں وہ منافق اسلام کے خلاف آزادی سے سازشیں کریں اور یہاں سے مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا ہو جائے گا اور جب وہ قیصر سے مدد لے کر آئے گا تو اس کو یہی قیام گاہ بنایا جائے گا چنانچہ قبا کی بستی میں جو مسجد تعمیر ہوئی تھی اس کے قریب ہی انہوں نے یہ مسجد بنا دی اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی نیک نیتی کا یقین دلانے کے لیے عرض کی یا رسول اللہ قبا کی بستی میں ایک ہی مسجد تھی رات کے اندھیرے میں اور برسات کے موسم میں اور ضعیفوں بیماروں اور کمزوروں کو وہاں جانے میں بڑی دقت ہوتی تھی اس لیے ہم نے ایک مسجد بنائی ہے آپ ازراہ مہربانی ایک مرتبہ اس میں نماز ادا فرمائیں تاکہ وہ بابرکت ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اب تو تبوک کا سفر درپیش ہے واپسی پر اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دیکھا جائے گا۔ جب حضور بخیر و عافیت تبوک سے واپس تشریف لاتے مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو وہ منافقین ایک وفد کی صورت میں اپنی وہی درخواست لے کر حاضر ہوا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے نازل کر کے بتا دیا اور جیسے رسول کو میرا پیغام پہنچا دو چنانچہ حضور نے چند مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جا کر پیوند خاک کر دیں اور اسے آگ لگا دیں چنانچہ فرمان نبوی کی تعمیل کی گئی۔

۱؎ یہ سارے کلمات حصول مقصد میں ہیں یعنی اس مسجد کی تعمیر کا مقصد عبادت خداوندی نہیں بلکہ اس کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جائے، اس بہانے یہاں کفر کو فروغ دیا جائے کافر یہاں سر جوڑ کر بیٹھیں اور مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کیا جائے نیز اس کی ایک غایت یہ بھی ہے کہ جب اللہ کا دشمن ابو عامر راہب واپس آئے تو یہ اس کا قیام گاہ کے طور پر استعمال کرے ایسی عمارت کو ظاہری شکل کی وجہ سے گو مسجد کہا جائے حقیقت میں تو یہ وہ ناپاک اور منحوس مکان ہے جس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جانی چاہیئے تاکہ اس کا نشان تک بھی باقی نہ رہے۔

۲؎ اے حبیب! ان منافقوں کی قسموں پر اعتبار نہ کرنا خدا گواہ ہے یہ بالکل جھوٹے ہیں

أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا

دن زیادہ مستحق ہے کہ آپ کھڑے ہوں اس میں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ خوب صاف

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ

ستھرا رہیں اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پاک صاف لوگوں سے تو کیا جس شخص نے رکھی بنیاد اپنی عمارت کی اللہ کے تقویٰ

مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا

پر اور اس کی رضا پر بہتر ہے یا وہ جس نے رکھی بنیاد اپنی عمارت کی وادی کے کھوکھلے کنارے

جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

پر جو گرنے والا ہے پس وہ گر پڑا اسے لیکر دوزخ کی آگ میں اور اللہ تعالیٰ راہ حق نہیں دکھاتا ظالم

ف۱۷ حضور سرور عالم نے اہل قبا سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری نظافت و پاکیزگی کی تعریف کی ہے تم میں کیا خصوصیت ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ یہ ان کی نظافت طبعی کی دلیل ہے جب وہ اس معاملہ میں اتنے محتاط ہیں تو ان کے دل اور باطن کی صفائی کے بارے میں آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ظاہری صفائی اور طہارت کا خیال رکھتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل تعریف ہے۔ [illegible] وفی ہذہ الآیۃ دلیل علی [illegible] یعنی ظاہری نظافت انسانی مروت کا تقاضا بھی ہے اور شریعت کا حکم بھی۔ اور جو شخص صاف ستھرا رہتا ہے وہ اللہ کے نزدیک قابل تعریف ہے۔ معلوم نہیں ہم مسلمانوں نے گندا رہنے کو کیوں اختیار کر رکھا ہے۔ ہمارے منہ سے بدبو، ہمارا جسم میلا کچیلا، ہمارا لباس غلیظ، ہماری بستیاں [illegible] کے اپنے بلکہ گھر کے صحن اور [illegible] کے کمرے بھی بدبودار اور غلاظت کا گڑھ۔ کیا ہم وہ لوگ ہیں جن کے آباء و اجداد کی عظمت ان [illegible] کے شاندار الفاظ تحسین و آفرین کی گئی ہے۔

ف۱۸ یہاں دو مسجدوں کا فرق بیان کیا جا رہا ہے کہ پہلی مسجد کی جن لوگوں نے بنیاد رکھی وہ خشیت الٰہی سے سرشار تھے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلبگار تھے۔ ان کے پیش نظر مسجد کی تعمیر سے مقصد تھا کہ اسلام کا مرکز بنے اور مسلمان اپنے مولا کریم کے سامنے سربسجود ہونے کے لیے اس میں جمع ہوں۔ اس لیے اس کی دیواریں ایسی مستحکم بنیادوں پر اٹھائی گئی ہیں جو کبھی گر نہیں سکتیں۔ لیکن اس کے برعکس دوسرا مکان جو مسجد کے نام سے تعمیر کیا گیا ہے اس کا مقصد چونکہ اسلام کی مخالفت اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی ہے اس لیے اس کی بنیادیں بہت کمزور ہیں اور ان میں اتنی تاب نہیں کہ

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا یَزَالُ بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ

قوم کو ہمیشہ اُن کی یہ عمارت شف جو انہوں نے بنائی ہے خلش بنی رہے گی ان کے دلوں میں

اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی

مگر یہ کہ پارہ پارہ ہو جائیں ان کے دل اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ بیشک اللہ نے خرید لی ہیں

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ

ایمانداروں سے ان کی جانیں شف اور ان کے مال اس عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے

وہ چند بدمذہبی لکڑی کے کھمبے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عمارت وادی کے اس دریا کے کنارے پر بنائی جائے جس کو سیلاب نے کھوکھلا کر دیا ہو۔ تشریح الفاظ شفا کنارہ۔ جرف وہ زمین جس کو پانی کی موجوں نے نیچے سے کھوکھلا کر دیا ہو۔ فقال للمکان الذی یاکلہ السیل فیجرفہ ای یذھب بہ جرف (مفردات) راغب۔

علامہ قرطبی نے خوب لکھا ہے کہ بقا اور دوام صرف اس عمل کو میسر ہوتی ہے جو رضاء الٰہی کے لیے کیا جاتا ہے اور جو کام ریاکاری کے لیے کیا جائے وہ سرعت سے نابود ہو جاتا ہے۔ فی ھذہ الآیۃ دلیل علی ان کل شیء ابتدئ بنیۃ تقوی اللہ تعالٰی والقصد لوجھہ الکریم ھو الذی یبقی ویسعد بہ صاحبہ (قرطبی)

شف یعنی جب تک موت کی ضرب کاری ان کے دلوں کو پارہ پارہ نہیں کر دیتی اس وقت تک اس سازش کے ناکام ہونے، اس مکان کے منہدم کرنے اور جلا دیئے جانے کی حسرت کا کانٹا ہمیشہ ان کے دلوں میں چبھتا رہے گا۔ قال ابن عباس وقتادۃ والضحاک ریبۃ ای شکا ونفاقا وقال الکلبی حسرۃ وندامۃ وقال السدی والمبرد حزازۃ وغیظاً (قرطبی)

شف ہماری جانیں اسی نے پیدا فرمائیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے سب اسی کا دیا ہوا ہے گویا ہماری جانوں اور مالوں کا مالک حقیقی وہ خود ہی ہے۔ اس لیے وہ اگر مفت بھی لے لے تو کسی کو دم مارنے کی کیا مجال لیکن اس کی شان بندہ پروری ملاحظہ ہو کہ پہلے چیزوں کا ہمیں مالک قرار دیا اور پھر ان فانی زندگی اور ناپائیدار متاع دنیا کا خود خریدار بنا اور قیمت اتنی گراں عطا فرمائی جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا یعنی جنت۔ جب ستر انصار مکہ میں آئے اور رات کی تنہائی میں حضور کریم کے دست مبارک پر وہ تاریخی بیعت کی جسے بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے تو اس وقت حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی! جو شرط آپ اپنے رب کے لیے اور اپنی ذات کے لیے ہم سے منوانا چاہتے ہیں منوا لیجیے حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے تو یہ شرط ہے ان تعبدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا کہ تم صرف اسی کی

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ

لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں وعدہ کیا ہے اللہ نے

حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ

اپنے ذمہ پختہ وعدہ ؁ تورات اور انجیل اور قرآن میں اور کون زیادہ پورا کرنے والا ہے

عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اور اپنے لیے یہ شرط ہے [illegible] کہ جس چیز سے تم اپنی جان و مال کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری حفاظت کرو۔ انصار نے عرض کی کہ اگر یہ شرطیں ہم نے پوری کر دیں تو ہمیں کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ اس وقت خوشی سے ان کے دل باغ باغ ہو گئے اور کہنے لگے ربح البیع لا نقیل ولا نستقیل۔ یہ سودا تو بڑے نفع کا ہے اب ہم اس سودے کو نہ خود توڑیں گے اور نہ اس کو توڑنے کی آپ سے خواہش کریں گے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

ف ؁ اس خرید و فروخت کا یہ مطلب نہیں کہ ابھی سے تمہاری جانیں قبض کر لی جائیں اور تم سے مال و اسباب کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا جائے جیسے عام طور پر خریدار خرید کر وہ چیز اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے بلکہ مدعا یہ ہے کہ جب مالی قربانی کا موقع آئے تو اپنا مال بے دریغ پیش کر دو جب میدان جہاد میں نکلنے کی باری آئے تو سربکف حاضر ہو جاؤ۔ تمہاری طرف سے یہ پختہ عزم ہونا چاہیے۔ اس کے بعد خواہ تم صحیح و سلامت جہاد سے واپس آ جاؤ تو تمہاری طرف سے سودا پورا ہو گیا اور تم اس معاوضہ کے حقدار بن گئے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے

اُثامن بالنفس النفيسة ربها	میں اس نفس نفیس کا سودا اس کے رب سے کرتا ہوں
وليس لها في الخلق كلهم ثمن	ساری کائنات میں اس کا اور کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔
بها تشترى الجنات ان انا بعتها	یہ تو قیمتی چیز ہے کہ اس سے جنت خریدے جاتے ہیں۔
بشيء سواها ان ذالكم غبن	اگر میں اس سے کم تر پر بیچوں تو بہت بڑا خسارہ ہے۔
لئن ذهبت نفسي بدنيا اصبتها	اگر میں نے اپنی جان دنیا کے حصول میں ضائع کر دی
لقد ذهبت نفسي وقد ذهب الثمن	تو میں نے اپنے نفس کو بھی برباد کر دیا اور قیمت بھی ضائع کر دی

؁۲۰ یہ ایسا وعدہ نہیں جس کے پورے نہ کیے جانے کا اندیشہ ہو بلکہ یہ پختہ وعدہ ہے۔ اور اس کا ذکر صرف قرآن ہی میں نہیں بلکہ سابقہ کتب سماویہ تورات، انجیل میں بھی صراحۃً موجود ہے آیت کے اس حصہ پر عیسائی مؤلفین نے سخت اعتراض کیے ہیں چنانچہ وہری (WHERRY) [illegible] (DRINK MAN) کا حوالہ دیتے ہوئے

اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۚ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے؟ تو اے ایمان والو، بڑی خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو کیا ہے تم نے اللہ سے اور یہی تو

الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ

ہے بڑی فیروزمندی ہے۔ توبہ کرنے والے، اللہ کی عبادت کرنے والے، حمد و ثنا کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے

السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور

الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ

نگہبانی کرنے والے اللہ کی حدوں کی، اے پیارے رسول! خوشخبری سنا دیجیے ان اہل ایمان کو۔ درست نہیں ہے نبی

لکھتا ہے کہ قرآن کی اس آیت کا حق و صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور اس لئے اس کا بڑی شدومد سے انکار کیا ہے کہ اس قسم کے وعدے کا ذکر تورات و انجیل میں آیا ہو۔ بار بار یہ بات کہی جا چکی ہے کہ تورات و انجیل اپنی اصلی صورت میں محفوظ نہیں رہیں اور زمانے سے ان میں طرح طرح کی تحریفیں ہو چکی ہیں اس لیے موجودہ انجیل میں اگر اس معاہدہ کا ذکر نہ ملے تو بھی کوئی اعتراض نہیں لیکن خدا کی قدرت ملاحظہ ہو کہ اس محرف انجیل میں بھی متعدد ایسی آیات آج بھی موجود ہیں جو کہ اس آیت کے مضمون کی تصدیق کرتی ہیں۔

> "اپنا مال اسباب بیچ کر خیرات کر دو اور اپنے لیے ایسے بٹوے بناؤ جو پرانے نہیں ہوتے یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا جہاں چور نزدیک نہیں جاتا اور کیڑا خراب نہیں کرتا کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہے وہیں تمہارا دل بھی لگا رہے گا۔" (لوقا ۱۲: ۳۳، ۳۴)

نیز متی کی انجیل میں مرقوم ہے

> اور جس کسی نے گھروں یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اس کو سو گنا ملے گا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا (متی ۱۹: ۲۹)۔

(۱۲) مومنین کاملین کی صفات کا بیان ہو رہا ہے۔ التائبون سے لیکر الآمرون تک متعدد صفات کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں حرف عطف نہیں استعمال ہوا لیکن والناھون سے پہلے حرف عطف لانے کی کیا وجہ ہے؟ مفسرین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں (۱) ایسے مواقع پر حرف عطف کا ذکر کرنا اور نہ کرنا دونوں صحیح ہیں اس لیے یہاں ترک بھی

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰى

لیے اور نہ ایمان والوں کے لیے کہ مغفرت طلب کریں مشرکوں کے واسطے اگرچہ وہ مشرک ان کے قریبی رشتہ دار ہی

مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ

ہوں جب کہ واضح ہو گیا ان پر کہ یہ دوزخی ہیں گے اور نہ تھی استغفار ابراہیم کی اپنے

اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗٓ

باپ کے لیے مگر ایک وعدہ کو پورا کرنے کی وجہ سے جو انہوں نے اس سے کیا تھا اور جب ظاہر ہو

اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ

گیا ان پر کہ وہ دشمن ہے اللہ تعالیٰ کا تو آپ بیزار ہو گئے اس سے بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے

ترجمہ کی ضرورت میں ۳۱ التائبون کا لا معبود پر عطف کیا کیونکہ یہ دونوں مل کر ایک مکمل صفت بنتے ہیں (۳۲) اور علامہ قرطبی نے یہی بات کہی ہے کہ قریش کی سنت یہ ہے کہ سات صفات کے بعد حرف عطف ذکر نہیں کرتے اور جب آٹھواں ذکر کرتے ہیں تو حرف عطف کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ الناہون عن المنکر چونکہ آٹھواں وصف ہے اس لیے واؤ کا اضافہ کر دیا

وهي عادة لا تحصر من سماحة جعلوا الواو وجدت في لغة عربية. قرطبي

ملّک جب انسان فوت ہو جاتے تو دوسروں پر ان کا یہ حق ہوتا ہے کہ وہ ان کے لیے طلب مغفرت کرتے رہیں تاکہ ان کے استغفار سے پروردگار عالم ان کی میت کو بخش دے لیکن یہاں واضح طور پر بیان کر دیا کہ مغفرت صرف ان کے لیے ہے جن کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو اور جو کفر و شرک کی حالت میں مرے ہوں ان کے لیے مغفرت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس لیے اس آیت میں حکم دیا کہ جن کے متعلق تمہیں علم ہو کہ وہ حالت کفر میں مرے ہیں ان کے لیے کبھی دعائے مغفرت نہ کرنی چاہیے۔ وہ تمام روایات جن میں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اپنے رسول کو منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے والدین کے حق میں دعائے مغفرت کریں کیونکہ ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا تھا ان پر تحقیقی نگاہ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے خوب سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس ضمن کی تمام روایات ضعیف اور معلول ہیں اس لیے قابل استناد نہیں۔ وما دل على ان سبب نزول الآية ان النبي صلى الله عليه وسلم [illegible] عبد الله ابيه بعمر مما لا يصح۔ علامہ پانی پتی نے حافظ ابن حجر شارح صحیح بخاری کا یہ قول بھی نقل کیا ہے وقد تعقب الطبري [illegible] هو حديث معلول (مظہری) میں نے ان روایات کے سارے طریقوں میں غور کیا ہے اور سب کو معلول (ناقابل اعتبار) پایا ہے

اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ

اور نہیں ہے ۱۲۵ اللہ تعالیٰ کا دستور کہ گمراہ کرے کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد جب تک کہ بیان کر دے

إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ إِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

ان کے لیے وہ چیزیں جن سے انہیں بچنا چاہیے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے ۱۲۶ بیشک اللہ تعالیٰ ہی کی ہے بادشاہی ساری آسمانوں اور زمین کی

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ قرآن میں [illegible] کا استعمال دو معنوں میں ہوا ہے ایک بمعنی [illegible] جیسے [illegible] اور معنی نہی جیسے یہ آیت (قرطبی)

۱۲۳ آیت سابقہ میں جب مرنے والے کافروں کے لیے دعائے مغفرت سے منع کر دیا گیا تو اس پر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر یہ جرم ہے تو حضرت خلیل نے اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا کیوں کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے وعدہ کیا تھا وہ اس کے لیے استغفار کریں گے اور اس وقت آپ کا یہ استغفار شاید اسے ایمان لانے کی توفیق نصیب ہو جائے لیکن جب وہ کفر پر مر گیا تو آپ اس سے بری الذمہ ہو گئے۔ [illegible] آزر ہے جو آپ کا چچا تھا آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور حضور کے آباء و اجداد میں کوئی کافر نہ تھا [illegible] لابراهیم علیه السلام وکان [illegible] قال بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیه [illegible] فلا یمکن ان یکون کافر فی نسبه صلی الله علیه وسلم [illegible] آزر حضرت ابراہیم کا چچا تھا۔ آپ کے والد کا نام تارخ تھا پھر حضور سے بسند صحیح مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ بنی آدم کے بہترین زمانہ میں مبعوث فرمایا گیا اس لیے ممکن نہیں کہ حضور کے آباء و اجداد میں کوئی کافر گزرا ہو (تفسیر مظہری) مولانا ابو الکلام آزاد نے بھی اسی توجیہ کو پسند کیا ہے لکھتے ہیں: یہاں باپ سے مقصود ان کا حقیقی باپ نہیں بلکہ چچا ہے جس نے بطور باپ کے پرورش پائی تھی تو زیادہ قرین صحت یہی معلوم ہوتی ہے کہ آزر ان کا چچا تھا اور یہ معاملہ اسی کے ساتھ پیش آیا (ترجمان القرآن جلد ۲ ص ۱۱۰ از آزاد)

۱۲۴ سابقہ آیت کے نزول سے پہلے مسلمان اپنے مشرک والدین اور رشتہ داروں کے لیے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے جب یہ حکم نازل ہوا تو اندیشہ ہوا کہ آج تک جو ہم ان مشرکوں کے لیے استغفار کرتے رہے ہیں اس کی وجہ سے خدا کی ناراضگی کا شکار نہ ہو جائیں۔ ان کے اس اندیشہ کو دور کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ کوئی کام اس وقت گناہ ہوتا ہے جب یہ علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کرنے سے منع فرمایا ہے اور جب تک یہ پتہ نہ چلے اس وقت تک یہ عمل گناہ نہیں ہوتا

۱۲۵ یہ استحال ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی راہ راست پر چل رہا ہو اور اللہ تعالیٰ اسے سیدھی راہ سے ہٹا

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

اور وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ کوئی مددگار ۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ

یقیناً رحمت سے توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نیز مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے

اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ

پیروی کی نبی کی مشکل گھڑی میں اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جائیں دل ایک گروہ کے

مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ

ان میں سے پھر رحمت سے توجہ فرمائی ان پر بیشک وہ ان سے بہت شفقت کرنے والا رحم فرمانے والا ہے اور ان تینوں پر بھی

غلط راہ پر چلا ہے بلکہ یہاں اضلال بمعنی حکم ضلال یعنی ان پر یہ حکم لگا دیا جائے کہ اپنی نافرمانی کی وجہ سے یہ گمراہ ہو چکے ہیں۔ اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ علم صحیح اور راہنمائی کی وجہ سے انسان رفتہ رفتہ گمراہی کی عمیق غار میں جا گرتا ہے۔ ومعنی ہذا [illegible] علی المعاصی [illegible] متصباً الی الضلالۃ والعدول عن [illegible] الی طریق الرشد والہدی (قرطبی)۔

ف عسرۃ کہتے ہیں تنگی اور شدت کو ساعۃ العسرۃ سے مراد غزوہ تبوک کا زمانہ ہے جب مسلمان طرح طرح کی مشکلات میں گھرے ہوئے تھے۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ سفر بڑا طویل اور کٹھن تھا۔ قیصر روم کے لشکر جرار سے مقابلہ تھا۔ سواریوں کی انتہائی قلت تھی۔ یہاں تک کہ دس آدمیوں کے لیے ایک اونٹ تھا جس پر باری باری وہ سوار ہوتے تھے۔ راشن بھی کم تھا۔ ایسا وقت بھی آیا جب دو آدمیوں کو صرف ایک کھجور پر رات دن بسر کرنا پڑا۔ پانی اتنا کمیاب تھا کہ سواری کے اونٹ ذبح کر کے ان کے پیٹ میں جو پانی ہوتا اس سے اپنی پیاس کو بجھایا کرتے۔ ایسے مشکل وقت میں منافقین کا تو حیلے بہانے بنا کر گھر بیٹھ رہنا ہی تھا۔ حالات کی سنگینی کی وجہ سے بعض مخلص مسلمانوں کے دلوں میں بھی خیال پیدا ہوا کہ وہ بھی شریکِ سفر نہ ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو مضبوط کر دیا اور ان کے دلوں سے اس شیطانی وسوسہ کو نکال دیا اور محض توفیق الٰہی کی یاوری سے وہ جہاد میں شریک ہو گئے۔ انہیں میں سے ایک ابو خیثمہ تھے یہ بھی مخلص مومن ہونے کے باوجود حضور کے ہمرکاب جہاد پر روانہ نہ ہوئے تھے۔ ایک روز جب دوپہر کے وقت گھر آئے اور دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے اپنے اپنے چھپر کے نیچے چھڑکاؤ کیا ہوا ہے اور ٹھنڈے پانی کی صراحیاں رکھی ہوئی

الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ

(نظرِ رحمت فرمائی) ان تین پر جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان پر زمین ۱۴۵ باوجود کشادگی

ہیں اور اللہ ذکر کیا جاتا ہے کہ پھر سوچ کر دل ہی دل میں تنگ ہونے لگے اور اپنے دل سے کہنے لگے کہ حبیب اللہ تعالیٰ کا محبوب تو چلچلاتی دھوپ اور گرم لو میں سفر کی تکلیفیں برداشت کر رہا ہو اور ابو خیثمہ کے لیے ٹھنڈی چھاؤں میں پلنگ بچھا ہوا ہو۔ اس کے پینے کے لیے ٹھنڈا پانی اور کھانے کے لیے لذیذ کھانا موجود ہو۔ اور دو خوبرو بیویاں اس کی خدمت گزاری میں مصروف ہوں بخدا یہ انصاف نہیں پھر انہوں نے اپنی بیویوں کو فرمایا کہ ابو خیثمہ جب تک اپنے حبیب کے ساتھ جا کر نہ ملے وہ اب ٹھنڈے سایہ میں نہیں بیٹھے گا۔ چنانچہ اونٹنی پر سوار ہوئے اور تبوک کی راہ لی۔ جب وہ کچھ نزدیک پہنچے تو اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ سوار آ رہا ہے ہماری طرف۔ نامعلوم کون ہے۔ حضور نے فرمایا کن ابا خیثمہ۔ یہ ابو خیثمہ ہوگا۔ جب وہ قریب ہوئے اور صحابہ نے پہچانا تو عرض کی یا رسول اللہ واللہ یہ تو ابو خیثمہ ہی ہے۔ انہوں نے حاضر خدمت ہو کر اپنا قصہ عرض کیا حضور بہت خوش ہوئے اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی

۱۴۵ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے والے جن تین صحابہ کا ذکر ہو رہا ہے ان کے اسماء یہ ہیں۔ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ۔ صحیح بخاری اور مسلم میں جو روایت مفصل مذکور ہے جس کے راوی خود حضرت کعب ہیں اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

جن دنوں غزوہ تبوک کے لیے تیاری ہو رہی تھی میری صحت اور میری مالی حالت بہت اچھی تھی میرے پاس سواری کے لیے دو اونٹنیاں تھیں۔ اس سے پیشتر کبھی میرے پاس سواری کے لیے دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے جمعرات کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے تیس ہزار جان نثاروں کے ہمراہ تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ چند ضروری کاموں سے جلدی جلدی فارغ ہو کر میں لشکر کے ساتھ جا ملوں گا ایک دن یونہی گزر گیا لیکن مجھے ان کاموں سے فراغت نہ ملی۔ دوسرا تیسرا دن بھی اسی طرح گزر گیا لیکن میں فارغ نہ ہوا۔ جب کئی دن گزر گئے تو میں نے خیال کیا کہ اب تو لشکر بہت دور چلا گیا ہوگا اور اب میرا جانا بے سود ہے۔ چنانچہ میں نے پیچھے جانے کا ارادہ ترک کر دیا جب میں باہر جاتا تو مجھے ان لوگوں کے سوا جو نفاق کی تہمت سے متہم تھے یا معذور تھے اور جنگ میں شرکت کے قابل نہ تھے اور کوئی مسلمان دکھائی نہ دیتا۔ مجھے اس حال میں بڑی حسرت ہوتی۔ ایک بار خیال آیا کہ اگرچہ تاخیر ہو گئی ہے لیکن پھر بھی چلا جاتا ہوں۔ کاش میں ایسا کر لیتا لیکن حیلہ بہانہ کرتا رہا۔ وقت گزرتا گیا۔ یہاں تک کہ حضور کے بخیریت مراجعت فرمانے کی اطلاعیں آنے لگیں مجھے سخت رنج و ملال ہونے لگا۔ میں سوچنے لگا کہ بارگاہ رسالت میں پیش ہو کر اپنی غیر حاضری کے لیے کیا عذر پیش کروں۔ خود بھی غور و فکر کیا اور دانشمندوں سے بھی مشورہ کیا لیکن جب حضور مدینہ طیبہ پہنچ گئے تو یکلخت مذبذب کی کیفیت جاتی رہی اور دل میں ٹھان لی کہ سچ سچ عرض کروں گا۔ اور اس بارگاہ میں اگر نجات مل سکتی ہے تو سچ سے ہی مل سکتی ہے

جھوٹ بول کر تو آپ کو راضی نہیں کر سکتا سچائی ہی سے حضور کی رضا مل سکتی ہے۔ جب حضور واپس تشریف لائے تو حسب
پہلے مسجد میں جا کر دو نفل پڑھا کرتے تھے اس کے بعد حضرت ملاقات کے لیے بیٹھ گئے اور لوگ آتے اور اپنے عذر
کے بہانے پیش کرتے گئے۔ سب ہی کی بات تسلیم کر لی گئی اور سب معاف ہو کر بیٹھے تو میں حاضر ہوا۔ آپ درگزر
عذر ... قسمیں کھا کر ... [illegible] ... اور آپ ان کے ظاہری عذر قبول کرتے گئے
مجھ سے بھی لوگوں نے ایسا کرنے کو کہا ... [illegible] ... میں نے عرض کیا ... [illegible] ... دنیا ... داستان
مبتلا کر دی ... [illegible] ... سے
بولا کہ ہے کہا ہے ... [illegible] ... لوگوں نے مجھے ... [illegible] ... گئی ہے
علاوہ اس کے آپ نصیحت میں ... [illegible] ... جا کر واپس ... پیش کروں لیکن پھر خیال
آیا کہ گناہ تو کیا ہے ... [illegible] ... دوسرا گناہ یہ کروں کہ جھوٹ بولوں۔ یہ جرأت
مگر نہیں کروں گا ... [illegible] ... ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کی
بھی یہی ... [illegible] ... کوئی سلام کا
جواب نہ دیتا تھا ... [illegible] ... وہ لوگ بھی ... [illegible]
یہ دونوں ... [illegible] ... اور ... [illegible]
داخل ... [illegible] ... حالت میں موت ... [illegible]
کیا ہے ... [illegible] ... دن رات ... [illegible] ... ان کی حالت
تو منہ ... [illegible] ... میں ... سلام کرتا ... میرے سلام کا جواب دیتا ایک
دن میں ... [illegible] ... اپنے چچا زاد بھائی ابو قتادہ کے پاس گیا اور اس وقت اپنے باغ میں تھا
مجھے ... [illegible] ... میں نے سلام کیا ... جواب تک ... میں نے کہا اے بھائی کیا تم جانتے ہو
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ وہ چپ رہا ... [illegible] ... نہیں۔ آخر
پوچھا تب ... [illegible] ... اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ اس وقت
بے اختیار میرے آنسو بہنے لگے اور میں ... [illegible] ... مجھے تلاش کر رہا تھا
لوگوں نے اشارہ ... [illegible] ... کعب ... [illegible] ... وہ میرے قریب آیا اور مجھے ایک
خط دیا ... [illegible] ... اس نے ... [illegible] ... تمہارے صاحب نے تم پر بہت جفا
کی ہے ... [illegible] ... تم ہمارے پاس آ جاؤ دیکھیں کس طرح
تیری قدر دانی ... [illegible] ... میں نے اس خط کو تنور میں ڈال دیا اور اپنے دل کو
کہا اس خط کا میرے پاس ... [illegible] ... کیا میری ... [illegible] ... ایک ... [illegible]

وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ

اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں اور جان لیا انہوں نے کہ نہیں کوئی جائے پناہ اللہ سے مگر

اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

طرف اس کی پھر توجہ فرمائی ان پر تاکہ وہ بھی رجوع کریں بے شک اللہ ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ مَا كَانَ

اے ایمان والو ۲۲۰ ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ نہیں مناسب

کہ میرے ایمان پر وہ آگ لگانے والے اس کو تنور میں جلا دیا۔ جب چالیس دن گزر گئے چالیسویں دن حکم ہوا کہ اپنی بیویوں سے الگ رہیں تو میں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا۔ میں صبح کے لیے مسجد نبوی میں جاتا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کیا کرتا اور یہ دیکھا کرتا کہ لب مبارک جنبش فرماتے ہیں یا نہیں جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو میں دیکھتا آپ اپنی نگاہ لطف کو میری طرف متوجہ فرماتے اور جب میں ادھر نگاہ کرتا تو ادھر سے رخ پھیر لیتے یہاں تک کہ میرے اوپر گزر گئے تھے پچاس راتیں بات کرنا ہی تو ان کی توبہ قبول ہونے کی آیت نازل ہوئی آخری تہائی رات کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا۔ صحابہ دوڑے ہوئے مبارک باد دینے آئے۔ سب سے پہلے جس نے بشارت دی وہ فوراً دوڑا آیا وہ حمزہ اسلمی تھے۔ میں نے ان کو بشارت میں اپنے دونوں کپڑے اتار کر دے دیے پھر میں بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا میں حاضر ہوا۔ اصحاب جوق در جوق مبارک باد دینے کے لیے بیٹھے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور خوشی سے چمک رہا تھا مجھے دیکھ کر فرمایا جب سے تیری ماں نے تجھے جنا ہے یہ تیری زندگی کا بہترین دن ہے مبارک ہو۔

۲۲۰ ان تین پاکبازوں کے ذکر کے بعد جنہوں نے منافقوں کی طرح اللہ کے رسول کی جناب میں جھوٹ بولنے کی گستاخی نہیں کی اور اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ لطف و کرم ان کی طرف مائل ہوئی اور ابر رحمت ان پر برسا اور ان کی کشت ایمان کو شاداب کر گیا اب عام مسلمانوں کو انہیں کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت کی جا رہی ہے کیونکہ حقیقی کامیابی یہی ہے کہ انسان سے خطا ہو جائے تو اعتراف جرم اور اظہار ندامت کے بعد عفو و درگزر کی التجا کرے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے سچے اور نیک بندوں کی صحبت اختیار کرنے کی بھی اس آیت میں ترغیب دی گئی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث پاک بھی یقیناً مفید ہوگی اس لیے اسے بھی تحریر کیے دیتا ہوں فرمایا علیکم بالصدق فان الصدق یهدی الی البر وان البر یهدی الی الجنة وما یزال الرجل یصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عند الله صدیقا۔ ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے اور انسان جب سچ بولتا رہتا ہے اور

لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا

تھا مدینہ والوں کے لیے ؎۱ اور جو ان کے ارد گرد دیہاتی لوگ ہیں کہ پیچھے بیٹھ رہتے اللہ کے

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ

رسول پاک سے اور یہ کہ متوجہ ہو کے اپنے نفسوں کی طرف ان سے بے فکر ہو کر۔ یہ اس لیے کہ

بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ

نہیں پہنچتی انھیں کوئی پیاس اور نہ کوئی تکلیف ؎۲ اور نہ بھوک راہ خدا میں

اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ

اور نہ وہ چلتے ہیں کسی چلنے کی جگہ میں سے کافروں کو غصہ آئے اور نہیں حاصل کرتے وہ دشمن سے

نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

کچھ مگر یہ کہ لکھا جاتا ہے ان کے لیے اس (تمام تکلیفوں) کے عوض نیک عمل بیشک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا

الْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً

نیکوں کا اجر۔ اور وہ (مجاہدین) نہیں خرچ کرتے تھوڑا اور نہ زیادہ

سچ بولنے کی پوری کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کو صدیق کا لقب عطا فرما دیا جاتا ہے

؎۱ یعنی اہل ایمان کے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں کہ وہ تو آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور اللہ تعالیٰ کا رسول سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتا، موسم کی ناسازیوں کا مقابلہ کرتا، جہاد کی طرف پیش قدمی کرتا چلا جا رہا ہو۔ یہ حکم قیامت تک ہے جب بھی خلیفہ وقت جہاد عام کا حکم جاری کرے تو سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے جہاد کے لیے نکلیں۔ یہاں بھی ماکان نبی کے معنی میں مستعمل ہوا ہے جس طرح پیچھے گزرا۔

؎۲ اس آیت سے بھی جہاد میں شرکت کرنے کی مزید رغبت دلائی جا رہی ہے کہ جب وہ جہاد میں نکلیں گے تو چھوٹی بڑی جو تکلیف انھیں پہنچے گی اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عظیم دے گا تو پھر خدا کی رحمت میں حصہ دار بننے کے لیے وہ اس معمولی تکلیف کو برداشت کرنے میں بزدلی کا مظاہرہ کیوں کریں۔

وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا

اور نہ طے کرتے ہیں کسی وادی کو مگر لکھ دیا جاتا ہے ان کے لیے تاکہ صلہ دے انہیں اللہ تعالیٰ بہتر ان

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا

کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے اور نہیں ہے ممکن کہ مومن نکل کھڑے ہوں سارے کے سارے تو کیوں نہ

نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ

نکلے ہر قبیلہ سے چند آدمی تاکہ سمجھ حاصل کریں دین میں اور

لِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾ يَا أَيُّهَا

ڈرائیں اپنی قوم کو جب لوٹ کر آئیں ان کی طرف تاکہ وہ نافرمانیوں سے بچیں ۱۴۱ اے

۱۴۱ اس دین کا مقصد علم کی دنیا میں تا جو دہ انسان کی زندگی کے کاروان کے لیے ایک جذبہ تحریک پیدا کرنا اور اس تک پہنچنے کی تڑپ پیدا کرنا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ماننے والوں میں ایسے لوگوں کی کافی تعداد موجود ہو جو اس دین کے اسرار و رموز سے پوری طرح واقف ہوں جو اس کے احکام و مقاصد کو اچھی طرح سمجھے ہوں اور دوسروں کو سمجھانے اور ان کے دل نشین کرنے کی استعداد رکھتے ہوں۔ اس چیز کی اہمیت کے پیش نظر ان آیات کے درمیان جن میں جہاد کی ترغیب اور جہاد سے پیچھے رہنے والوں کی مذمت کی جا رہی ہے ایک ایسی آیت بیان فرمائی جس میں دین کے اس مقصد اعلیٰ کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ ارشاد ہوا کہ وہ علاقے جو دینی اور علمی مرکز سے دور ہیں وہاں سے چند طالبان علم ان مرکزوں میں آئیں اور علمائے دین کی صحبت میں رہ کر دین کی سمجھ پیدا کریں اور جب طویل صحبت سے ان کے دل و دماغ میں بصیرت پیدا ہو جائے تو پھر اپنے اپنے علاقوں اور وطنوں کی طرف لوٹ آئیں اور وہاں کے والوں میں احکام اسلامی کی تبلیغ کریں تاکہ امت مسلمہ کا ہر فرد اپنے دین کی روح سے واقف ہو اور اس کے احکام سے باخبر ہو تاکہ بے علمی کی وجہ سے ان کا رابطہ اسلام کے ساتھ کمزور نہ ہو جائے اور جہالت کے باعث مسلم معاشرہ میں اخلاقی اور اعتقادی بے اعتدالیاں رونما نہ ہونے لگیں۔ من کل فرقۃ منہم طائفۃ (کہ ہر جماعت میں سے چند افراد) کے الفاظ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ ضروری نہیں کہ امت مسلمہ کا ہر فرد اپنا گھر بار چھوڑ کر طلب علم میں مصروف ہو جائے کیونکہ اس طرح تو نظام اجتماعی درہم برہم ہو جائے گا۔ تجارت، زراعت، صنعت وغیرہ سب میں خلل واقع ہو جائے گا بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ ہر بستی سے چند افراد حصول علم دین اور تبلیغ و اشاعت کے کام کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں

الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ

ایمان والو! جنگ کرو ان کافروں سے جو آس پاس ہیں تمہارے ۱۶۳ اور چاہیے کہ وہ پائیں تم

غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ

میں سختی ۱۶۴ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۱۶۵ اور جب کبھی نازل کی جاتی ہے کوئی سورۃ

۱۶۲ ان لوگوں کے حصول علم کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ بھی آ کر اپنے علم و عمل کی شمع سے ہر طرف نور پھیلا دیں۔ جہاں کہیں جہالت کی تاریکی اور ضلالت کا اندھیرا ہے وہاں اپنے علم کی روشنی پھیلا دیں۔ اسلام نے علم و ادب کی ترویج کے لیے جتنا اہتمام فرمایا ہے قرآن کے صفحات اور احادیث کے دفاتر اس سے لبریز ہیں۔ انہی ارشادات کی برکت تھی کہ عرب کے گنوار اور جاہل دیکھتے دیکھتے اقوام عالم کے امام بن گئے جہاں ان کی صحبت کا فیض نازل ہوا وہاں سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹ نکلے۔ کرہ ارض میں جہاں کہیں وہ پہنچے مسجد و مدرسہ کے بلند مینار معرفت کی ضیاپاشیاں کرنے لگے اور عظمت دیکھنے لگے۔ یہ آیت طلب علم کی فرضیت کی دلیل ہے۔ حضور کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کا ارشاد ہے من سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله به طريقا الى الجنة وان الملائكة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم (ترمذی)۔ جو شخص حصول علم کے لیے کسی راستہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا فضل العالم على العابد كفضلي على امتي۔ جس طرح مجھے میری امت پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح عالم کو عابد (عبادت گزار) پر فضیلت حاصل ہے۔

۱۶۳ یعنی سب سے پہلے ان کفار سے جہاد کرو جو تمہارے قریب بستے ہیں۔ ان کے بعد جو ان کے قریب بستے ہیں۔ اسی طرح الاقرب فالاقرب کے اصول پر جہاد کا سلسلہ جاری رہے۔ کیونکہ اسلامی جہاد کا مقصد قتل و غارت تو ہے نہیں بلکہ اصلاح معاشرہ اور شر و فساد کا استیصال ہے اس لیے اس ترتیب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ نیز اپنے پڑوس میں فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکتا ہوا چھوڑ کر دور دراز کے علاقوں کی طرف متوجہ ہو جانا قرین دانشمندی نہیں۔ یہ آستین کے سانپ کسی وقت بھی ڈس کر ساری فتوحات کو شکست میں بدل سکتے ہیں۔

۱۶۴ یعنی جب میدان جہاد میں نکلو تو اپنی قوت و سطوت کا پورا مظاہرہ کرتے ہوئے نکلو۔ اور جب تمہاری تلواریں بے نیام ہوں تو دشمن پر ایسا ہلہ بولو کہ ان کے فولادی حصار اور مورچوں کی دیواریں ریت کی دیواریں بن کر رہ جائیں تاکہ دوبارہ انہیں مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔ غلظة کا معنی ہے سختی، قوت اور جوش و خروش۔ ای شدة وعنف وحمية (قرطبی)۔

قرآن حکیم نے جا بجا مومنوں کی یہ شان بیان کی ہے کہ وہ اپنے اسلامی بھائیوں کے ساتھ بڑے نرم خو اور حلیم الطبع ہوتے ہیں

فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

تو بعض ان میں سے وہ ہیں جو (ازراہ تمسخر) کہتے ہیں کہ کس کا تم میں سے زیادہ کر دیا ہے اس سورۃ نے ایمان تو وہ جو

اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

ایمان والے ہیں ان کے ایمان میں اس سورۃ نے اضافہ کر دیا ہے اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور وہ جن کے دلوں میں

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا

(نفاق کا) روگ ہے تو بڑھا دی اس سورۃ نے ان کی پلیدی ان کی (سابقہ) پلیدی پر اور وہ مر گئے اس

وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً

حالت میں کہ وہ کافر تھے۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں ہر سال ایک بار

لیکن اسلام کے دشمنوں کے سامنے وہ بپھرا ہوا شیر ہے جس کی گرج سے سینوں میں دل پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ؎

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم!
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

[illegible] جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کے شامل حال ہوتی ہے اور جس کے شامل حال اللہ تعالیٰ کی نصرت ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت پسپا نہیں کر سکتی۔ اس لیے کفر و باطل کے سامنے تم خوف کھا کر کمزور نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ تم میرے احکام کی بجا آوری میں سستی نہیں کرتے اس لیے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کامیابی کا سہرا تمہارے سر ہی باندھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تقویٰ کی راہ پر چلنے اور اپنی اعانت و نصرت سے ہماری چارہ سازی فرمائے۔ آمین ثم آمین

[illegible] کیونکہ منافقین کے دلوں کی ان سخت دلوں پر آیات قرآنی کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا اس لیے وہ نزول قرآن کے سلسلہ کو بے سود سمجھتے تھے جب بھی کوئی نئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی تو وہ ازراہ مذاق اپنے دوستوں سے پوچھتے کہ سنو جی یہ جو نئی سورۃ اتری ہے اس سے تمہارے ایمان میں کتنی ترقی ہوئی۔ ان کے اس مذاق کا جواب دیا جا رہا ہے کہ اے منافقو تمہیں اس حیات بخش پیغام کی کیا قدر۔ اے کور چشمو تمہیں اس قوس قزح کی رعنائیوں کی کیا خبر۔ اس کی تاثیر پوچھنی ہو تو ان پاک لوگوں سے پوچھو جن کی روح زندہ ہے اور چشم بصیرت بینا ہے۔ وہ تمہیں بتائیں گے کہ اس ابر رحمت نے ان کی کشت ایمان کو کس طرح شاداب کر دیا ہے۔ ان کے دل آج خوشی سے لبریز ہیں اور ان کے چہرے فرط مسرت سے چمک رہے ہیں۔

[illegible] منافقین جو غفلت اور عناد کا شکار تھے ان کو راہ ہدایت پر لانے کے لیے سال میں متعدد بار انہیں ایسے

أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ

یا دو بار پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت قبول کرتے ہیں ۔ اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی

سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ

ہے تو دیکھنے لگتے ہیں ایک دوسرے کی طرف ف کیا دیکھ تو نہیں رہا تمہیں کوئی پھر چل

انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾

دیتے ہیں پھیر دیئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کیونکہ یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے ف

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول ف تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا

بلیات سے دوچار کر دیا جاتا۔ جو ان کو خواب غفلت سے بیدار کر دیتے۔ اسلام کے خلاف ان کی سازشیں ناکامی سے ہمکنار ہوتیں۔ بے سروسامانی کے باوجود مسلمان ہر میدان میں اپنے طاقتور دشمن کو شکست پر شکست دیتے چلے جاتے حضور کی ذات پاک سے ایسے ایسے معجزات رونما ہوتے جن کے دیکھنے کے بعد حضور کی صداقت کا یقین ہو جاتا۔ اس کے علاوہ انھیں طرح طرح کی تکالیف اور مالی خسارے میں مبتلا کیا جاتا تاکہ یہ غفلت کی نیند سے بیدار ہوں لیکن انھیں توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔

ف جب حضور سرور عالم پر وحی نازل ہوتی اور یہ منافق اس مجلس میں ہوتے قرآن پاک پڑھا جاتا تو کسی بہانے یہاں سے بھاگ نکلتے۔ ایک تو انھیں قرآن سے کوئی دلچسپی نہ تھی دوسرا انھیں یہ اندیشہ ہوتا کہ کہیں ایسی آیتیں نہ اتریں جن میں ان کو رسوا کیا گیا ہو۔ اگر وہیں بیٹھ کر سنتے ہیں تو اپنے نفاق کا راز فاش ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لیے ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ صحابہ اللہ تعالیٰ کا کلام سننے میں پوری طرح مستغرق ہیں کہ انھیں دنیا و مافیہا کی خبر نہیں تو اس وقت وہ خاموشی سے کھسکنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ کسی کو کانوں کان ان کے چلے جانے کی خبر بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انھوں نے میرے محبوب رسول کی بارگاہ سے منہ موڑا تو ہم نے ان کے دلوں کو حق قبول کرنے سے موڑ دیا ثم انصرفوا صرف اللہ قلوبھم کے الفاظ بڑے غور کے مستحق ہیں۔

ف ان کی کم عقلی اور نادانی کا اس سے بڑا اور ثبوت کیا ہو سکتا کہ رحمت تشریف لایا اور اس نے اپنا دامن کرم پھیلا دیا اور وہ کم نصیب اس سے دور ہی دور بھاگتے رہے جیسے بعض بد نصیب مریض کی بالیں پر مسیحا امرت کا جام ہاتھ میں

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا

بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے ۲۳۱ پھر

فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ

اگر منہ موڑیں تو آپ فرما دیں ۲۳۲ کافی ہے مجھے اللہ نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

عرش عظیم کا مالک ہے

ہے اگر جرأت ہے اور ہمت ہے تو کتاب کی ایک سورت حق سے پیش کر دو احتساب ہو جائے گا لیکن وہ منصف ہے کہ ان کا منتظر ہے لیکن یہ وعدہ نہیں ہے گا۔ وہ دین آیا جو ان کو دنیا بھر کا امام بنا دیا جاتا ہے اور وہ عمر و فخر کی بھی پر قناعت کیے بیٹھے ہیں اس کتاب مقدس کو جن کی ہر سطر سے علم و عرفان کا آفتاب جہاں تاب طلوع ہو رہا ہے اور وہ جہالت کے اندھیروں سے چمٹے رہنے پر مصر ہیں۔ ان کی انھیں سالہا سال کی نااہلیوں کی سزا میں یہ دی گئی کہ ان کے دل کی آنکھ بے نور کر دی گئی فہم و فراست کا جوہر ان سے چھین لیا گیا اور وہ خیر و برکت کی جس بستی میں رہا کرتا چاہتے تھے اس میں انھیں رہنے دیا گیا۔

۲۳۱ کلمہ کی ضمیر کا مرجع بعض نے اہل العرب کو قرار دیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے جو علامہ قرطبی نے زجاج سے نقل کیا ہے هي مخاطبة لجميع العالم یعنی سارے جہان کو خطاب ہے کہ تم سب انسانوں کے پاس یہ رسول تشریف لائے ہیں۔ وہ رسول جن کی تعظیم کی بے حد [illegible] مشقت کہتے ہیں جو تمہاری مشقت و تکلیف کا باعث ہو [illegible] تمہیں جو رنج پہنچتی ہو وہ حضور کے قلب مبارک پر بھی گراں گزرتی ہے [illegible] کے حصول و رشد و ہدایت کے لیے آنا اور رشتہ محبت ہوا تھے اس دیار [illegible] علیہ [illegible] [illegible] ان ذنوب [illegible] ۲۳۲ جب ہا سے تمام انسانوں کے ساتھ اس نبی کریم کا یہ لطف ہے تو اہل ایمان پر لطف و کرم کس طرح برستا ہوگا اس کا اظہار ان کلمات میں فرمایا رؤف رحیم یعنی [illegible] وقال الحسين بن الفضل لم يجمع الله لأحد من الأنبياء اسمين من أسمائه إلا للنبي صلى الله عليه وسلم [illegible] ذكره عبد العزيز بن يحيى [illegible] رؤف کا معنی ہے بہت مہربان اور شفقت فرمانے والا۔ حسین بن فضل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو نام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی میں جمع نہیں فرمایا۔ عبد العزیز بن یحییٰ بھی یہی رائے رکھتے ہیں [illegible] اہمیت نہیں رکھتی ۲۳۲ [illegible] رسول [illegible] تسلیم [illegible] اطاعت [illegible] تو اے محبوب [illegible] اللہ [illegible] عرش عظیم کا مالک [illegible]

WWW NAFSEISLAM COM

سُورَۃُ یُونُس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۃ کو حضرت یونس علیہ السلام کے اسم گرامی سے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ اس کی آیت نمبر ۹۸ میں آپ کی قوم کی نجات کا ذکر ہوا ہے۔ یہ گیارہ رکوعوں پر مشتمل ہے اور اس کی آیات کی تعداد ایک سو نو ہے۔ اس میں ۱۸۳۲ کلمے اور [illegible] حروف ہیں۔

زمانہ نزول: حضرت حسن، عکرمہ، عطاء اور جابر رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ ساری سورت مکی ہے اور ابن عباس [illegible] سے منقول ہے [illegible] فان کنت فی شک [illegible] ان کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا (قرطبی) لیکن پہلا قول صحیح ہے۔

اگرچہ اس کا سال نزول تو متعین نہیں [illegible] یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ سورۃ اس وقت نازل ہوئی جب [illegible] کا آغاز [illegible] یہ سورت [illegible] ان کی قوم [illegible] اپنے [illegible] نہیں ٹھکرا دیا۔

کیونکہ [illegible] شبہات [illegible] اس سورت میں بھی [illegible] کا جواب دیا جا رہا ہے۔

پہلا شبہ: [illegible]

[illegible]

[illegible] پھر تم ان کی صدق پر کیوں یقین لاتے ہو۔
کتنا موثر و دلنشیں انداز بیان ہے کہ دل کی گہرائیوں میں اترتا جاتا ہے۔

[illegible]

[illegible] اپنے [illegible] پیش نظر رہتے ہیں۔

[illegible]

دوسرا شبہہ: تمہیں حیرت ہے کہ ایک بشر کو منصب رسالت پر کیسے فائز کیا گیا ہے [illegible] نبوت [illegible] کلام [illegible] سے [illegible] حاصل کرسکو۔

تیسرا شبہہ [illegible] کلام الٰہی ہونے [illegible] کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے [illegible] کلام ہے [illegible]

قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ :۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے نصیحت ہے

وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ اس میں تمہارے سینوں کی ساری بیماریوں اور روگوں کے لیے نسخۂ شفا ہے

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ اور جو اس کو دل و جان سے مان چکے ہیں ان کے لیے یہ سراپا ہدایت و رحمت ہے۔

تیسرا تجویز پیش کرتے ہو کہ اس میں سے فلاں چیز کاٹ دی جائے اور فلاں چیز کا اضافہ کر دیا جائے۔ بھلا میری کیا مجال کہ اس میں رد و بدل کر سکوں۔ میں تو اپنی [illegible] اگر میں ایسی جسارت کروں [illegible] ثابت ہے کہ تم مجھے رب کے عذاب سے بچا سکو۔

چوتھا سبب۔ تمہیں اس پر بھی اعتراض ہے کہ [illegible] تمہیں ایک دوسری [illegible] یہ بات تمہارے نزدیک یہ ناممکن اور خلاف عقل ہے اگر میں تم سے پوچھ لوں تو تم کیا جواب دو گے [illegible] عدم محض سے [illegible] پیدا نہیں کیا گیا؟ اس کے لیے [illegible] موجودات کے منتشر ذروں کو [illegible]

جو بھی معترضین کے دلوں میں کھٹکتے رہتے تھے شکوک و شبہات تھے ان کا تشفی بخش جواب دیا گیا [illegible] رہنے دیا اس کی وضاحت [illegible] نہیں کیا تھا۔

آخر میں [illegible] اپنے برگزیدہ رسول اور محبوب بندے کو ارشاد فرمایا [illegible] یعنی [illegible] شکایتیں اور ملامتیں [illegible] آپ اپنی حق کی [illegible] سے کام لیں

[illegible] نفع و ضرر کا حقیقی اختیار [illegible] کے دست قدرت میں ہے [illegible] اس کے [illegible] کے دست [illegible] اگر [illegible] کی رحمت [illegible] کے پیٹ میں [illegible] اس کی تو یہ شان ہے يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

ان اساسی مضامین کے علاوہ علم و حکمت کے بیش بہا موتی ہیں جو اس سورت کی روشن لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ جب آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو ان کا حسن و جمال خود ہی آپ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔

[illegible] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ [illegible]

[illegible]

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ

وحی بھیجی ایک مرد کو ان میں سے کہ ڈراؤ لوگوں کو اور خوشخبری دو انہیں

آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ قَالَ الْكَافِرُونَ

جو ایمان لائے کہ ان کے لیے ہے مقام سچ کا ان کے رب کے پاس۔ کافر بولے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٢﴾ إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

بلاشبہ یہ جادوگر ہے کھلا ہوا ۔ بیشک تمہارا رب حقیقی وہ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں

وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ

اور زمین کو چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا عرش پر جیسے شایان ہے ہر کام کی تدبیر فرماتا

قبروں کے [illegible] اور حضور کی امت سے پہلے حوض کوثر پر تشریف لے جائیں گے تاکہ اپنی پیاسی امت کو سیراب فرما سکیں۔ امام بخاری نے یہ بات حضرت سہل بن سعد سے نقل کیا ہے۔ قال البخاری عن سہل بن سعد [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

(مظہری، قرطبی وغیرہ من التفاسیر)

ل؎ جب کفار کے پاس کوئی دلیل نہ رہی جس سے وہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کر سکیں اور حضور کی نبوت و رسالت کی تردید کر سکیں، تو ناچار اس شکست پر پردہ ڈالنے کے لئے [illegible] [illegible] [illegible] جادو ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جادو ہے [illegible] [illegible] سامنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ ان کے پاس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جادوگر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پست اور ذلیل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جادوگروں کے سامنے [illegible] [illegible] سعادات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] زندگی میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جادوگر کہنا [illegible] [illegible] صریح [illegible] [illegible] ہے۔

ﷺ اس آیت کے پہلے حصہ پر مفصل بحث سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۵۴ کے ضمن میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمالی جائے۔ یہاں ایک خاص چیز کی طرف [illegible] توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ بعض لوگ کائنات کی تخلیق کی تفصیلات قرآن سے تلاش کرنا چاہتے ہیں اور [illegible] [illegible] [illegible] نظریات جو [illegible] [illegible] ان کے [illegible] میں قرآن کریم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قرآن کریم کے متعلق [illegible] [illegible] نہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نظریات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دلائل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نظریات کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نظریات کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آیات قرآنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قرآن کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ

[illegible] ہے ٹ کوئی نہیں شفاعت کرنے والا مگر اس کی اجازت کے بعد ف یہ ہے اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible] آیت میں [illegible] فرما دیا۔

ف مشرکین یہ سمجھتے تھے کہ [illegible] قیامت [illegible] شفاعت کریں گے [illegible] شفاعت [illegible] آیت [illegible] شفاعت [illegible]

[illegible] شفاعت کرنے کی اجازت [illegible]

ٹ یعنی [illegible] اختیار [illegible]

فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ

سو عبادت کرو اس کی۔ تو کیا تم غور و فکر نہیں کرتے۔ اسی کی طرف لوٹنا ہے تم سب نے ہے یہ اللہ تعالیٰ کا سچا

حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

وعدہ ہے۔ بیشک وہی ابتدا کرتا ہے پیدائش کی پھر وہی دہرائے گا اسے تاکہ جزا دے انھیں جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ

نیک عمل کیے انصاف کے ساتھ۔ اور جنھوں نے کفر کیا ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا

حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

پانی اور دردناک عذاب ہوگا بوجہ اس کے کہ وہ کفر کرتے تھے وہی ہے جس نے بنایا ہے

برحق کے ساتھ معبودیت میں کسی کو شریک ٹھیرانا درست نہیں ہے تو اب جبکہ حقیقت عیاں ہو چکی ہے اور شک و شبہ کا غبار چھٹ گیا ہے، اب ہوش میں آؤ اور اسی مربّی حقیقی کی یاد میں لگ جاؤ۔

[۲] مشرکین مکہ کے لیے جس طرح وحی و رسالت یعنی کسی انسان کا شرف نبوت سے مشرف ہونا باعث تعجب تھا اسی طرح قیامت کے وقوع پذیر ہوسکنے کی بات بھی ان کے فہم سے بالاتر تھی۔ یہاں انھیں اس بات کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے کہ وہ ملاحظہ کریں قیامت ضرور برپا ہوگی اور سب کو اس میں حاضر ہونا ہوگا۔ ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ قیامت کے روز تمھیں دوبارہ زندہ کرکے جواب دہی کے لیے حاضر کرنے والی ذات وہی ذات ہے جس نے تمھیں پہلے عدم سے وجود بخشا جبکہ تم کچھ نہیں تھے۔ اس نے تمھیں پیدا فرمایا، اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ مرنے کے بعد تمھیں دوبارہ زندہ کرے۔

[۳] یہاں وقوع قیامت کی حکمت بیان کی جارہی ہے کہ نیکیوں کا اجر اور بدوں کو ان کی رعونتوں کی سزا ملے۔ یہ دنیا دار العمل ہے دار الجزا نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں بہت سے لوگوں کو ان کے اعمال حسنہ کا صلہ اس دنیا میں نہیں ملتا۔ ان کی زندگیاں آلام و مصائب سے گھری ہوئی ہیں اور کئی ایسے ہیں جو عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ان کے اعمال بد پر انھیں سزا نہیں ملتی۔ اگر اس دنیا کے بعد کوئی آخرت نہ ہو تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوئے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی ذات کو زیبا نہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس دار فانی کے بعد دار بقا ہو جہاں ہر شخص کو اس کے اعمال نیک و بد کا بدلہ ملے۔ قیامت پر ایمان انسان میں اعمال بد سے نفرت پیدا کرنے اور اعمال حسنہ کی ترغیب دلانے میں بہت ہی مؤثر ہے۔

[۴] قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کمال کے اثبات کے لیے جو طرز استدلال اختیار کیا ہے وہ دنیا بھر کے فلسفیوں اور

الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

سورج کو ۔ چمکتا ۔ اور چاند کو ۔ نور ۔ اور مقرر کیں اس کی منزلیں تاکہ جان لو تم گنتی [illegible]

دلیل ہو سکے اور [illegible] مقصد ہے۔ قرآن [illegible] بیان [illegible] جہاں [illegible] اور [illegible] اصطلاحات کا نشان نہیں [illegible] بیان میں [illegible] صاف صاف [illegible] دن [illegible] کے مطابق [illegible] ہو [illegible] بیان کی [illegible] کی چند نشانیاں بیان [illegible] کہ [illegible] صبح کے وقت مشرق کی [illegible] رات [illegible] ہوتا [illegible] وقت چاند کی روشنی [illegible] چاند اور [illegible] اپنے وقت پر طلوع و غروب [illegible] تعلیم و حکیم [illegible]

[illegible] ہے۔

۳ اس آیت میں اس کی قدرت کی چند نشانیاں بیان کی جا رہی ہیں جن سے اس کی قدرت اور حکمت بالغہ کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ آفتاب جہاں تاب کی طرف دیکھو [illegible] سورج [illegible] روشنی [illegible] چاند کی روشنی [illegible] سورج کی روشنی کے لیے ضیاء کا لفظ اور چاند کی روشنی کے لیے نور کا لفظ استعمال ہوا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ ضیاء اس روشنی کو کہتے ہیں جو ذاتی ہو اور نور اس روشنی کو کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز سے حاصل ہو [illegible] سورج سے [illegible] اس لیے اس کے لیے لفظ نور استعمال ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴ چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے۔ زمین کی گردش کے لحاظ سے ستائیس دن سات گھنٹے اور ستائیس منٹ میں [illegible] لیکن [illegible] ۲۹ دن [illegible] کے بعد دکھائی دیتا ہے [illegible] اس کے ستارے یا ستاروں کے مجموعے [illegible] کہا جاتا ہے۔ چنانچہ [illegible] منازل کے نام یوں مقرر کیے ہیں:۔

الشرطين۔ البطين۔ الثريا۔ الدبران۔ الهقعة۔ الهنعة۔ الذراع۔ النثرة۔ الطرف۔ الجبهة۔ الزبرة۔ الصرفة۔ العواء۔ السماك الاعزل۔ الغفرة۔ الزبانى۔ الاكليل۔ القلب۔ الشولة۔ النعائم۔ البلدة۔ سعد الذابح۔ سعد بلع۔ سعد السعود۔ سعد الاخبية۔ فرغ الدلو المقدم۔ فرغ الدلو المؤخر۔ بطن الحوت۔

پھر آسمان کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن کے نام یہ ہیں:۔ حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو اور حوت۔ [illegible] منزلیں [illegible] چاند ان برجوں میں [illegible]

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ

برسوں کی [illegible] اور حساب [illegible] اللہ تعالیٰ نے یہ [illegible] مقصد کے ساتھ [illegible] تفصیل سے بیان

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا

کرتا ہے اپنی قدرت کی نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں یقیناً [illegible] گردش لیل و نہار میں اور جو کچھ

خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝ اِنَّ

پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں ان میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں بیشک

کا ہوتا ہے یعنی ایک رات دن اور زمین کا [illegible] سے مکمل ہوتا ہے اور پھر از سر نو [illegible] شروع ہو جاتا ہے۔

شہ ان کے [illegible] کی حکمت یہ ہے کہ تم سالوں کی گنتی کر سکو [illegible]

دن اور رات کا تعین سورج کی [illegible] گردش سے ہوتا ہے۔ اور مہینے اور سال کی پہچان چاند سے ہوتی ہے۔ اسلام نے

شرعی احکام کی بنیاد قمری سال پر رکھی ہے کیونکہ اس کا حساب ہر ایک کے لیے سہل اور آسان ہے۔ ہلال طلوع ہوتا ہے تو سب کو

پتہ چل جاتا ہے کہ نیا مہینہ شروع ہو گیا۔

شہ سورۂ انعام آیت [illegible] کا حاشیہ [illegible] ملاحظہ ہو۔

شہ رات اور دن کا [illegible] کسب معاش اور دیگر مشاغل کی

جد و جہد [illegible] رات [illegible] راحت [illegible] توحید [illegible] رہی ہیں۔

شہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا

وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی اور خوش ہو گئے ہیں دنیوی زندگی سے اور مطمئن ہو گئے ہیں

بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ

اس (کے سہارے) سے اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غفلت برتتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

بسبب ان کرتوتوں کے جو وہ کماتے رہے۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے پہنچا دے گا

يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ

انہیں ان کا رب (منزل مقصود تک) ان کے ایمان کے باعث۔ رواں ہوں گی ان کے نیچے نہریں نعمت

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ

والے باغوں میں۔ (جب وہ جنت کو دیکھیں گے تو) ان کی صدا وہاں یہ ہو گی پاک ہے تو اے اللہ! اور ان کی دعا یہ ہو گی

اور آج دنیا کو ایسے باکمال اور باہمت علماء کی ضرورت ہے جو انسانوں کو سلامتی کا راستہ دکھا سکیں۔

۲۰ وہ پست ہمت اور کوتاہ نظر لوگ جن کے دل میں ہمت عالی اور شوق وصل کی کوئی چنگاری ہی نہیں، یہی ادنیٰ دو روزہ زندگی اور اس کی زیب و زینت پر مٹتے اور اس کے آرام و آسائش پر شاداں و فرحاں ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی نشانیوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے ان کا ٹھکانا آتش جہنم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

۲۱ دنیا پرستوں کے مقابلہ میں حق پرستوں کا ذکر ہو رہا ہے جو دولت ایمان سے مالا مال ہیں اور اپنی زندگی کے دامن کو اعمال صالحہ کے رنگین اور شگفتہ پھولوں سے بھرتے رہے ہیں [illegible] کے کمالات علمیہ پر گامزن رہے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ ایمان (یقین محکم) کا چراغ روشن کر کے کوئی مسافر کسی منزل کی طرف رواں ہو جائے تو توفیق ربانی ہمیشہ اس کی دستگیری فرمائے گی اور لطف یہ کہ ہر قدم پر عشق کی [illegible] ہی نہ دیں گے بلکہ ان کے چراغ ایمان کو بجھنے نہیں دیا جائے گا۔

۲۲ منزل مقصود پر پہنچ کر جو مسرت اور روحانی خوشی نصیب ہو گی اس کے اظہار کے لیے ان سے بے ساختہ سبحانک اللھم کا ورد زبان سے ادا ہو گا۔

فِيهَا سَلَٰمٌ ۚ وَءَاخِرُ دَعْوَىٰهُمْ أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿۱۰﴾

[illegible] سب تعریفیں [illegible] کے لیے ہیں [illegible] کا رب ہے

وَلَوْ يُعَجِّلُ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ ٱلشَّرَّ ٱسْتِعْجَالَهُم بِٱلْخَيْرِ لَقُضِىَ إِلَيْهِمْ

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ ٱلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا فِى طُغْيَٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۱﴾

[illegible]

وَإِذَا مَسَّ ٱلْإِنسَٰنَ ٱلضُّرُّ دَعَانَا لِجَنۢبِهِۦٓ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَآئِمًا

[illegible] انسان [illegible] ۲۵

۲۴ انسان کی ایک کمزوری کی اصلاح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۵ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۵ انسان کی ایک [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ

پھر جب دور کر دیتے ہیں ہم اس سے اس کی تکلیف تو چل دیتا ہے جیسے کہ اس نے ہمیں کبھی پکارا ہی نہیں تھا کسی تکلیف میں جو اسے پہنچی تھی

زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ

اسی طرح [illegible] بنا دیے گئے حد سے گزرنے والوں کے لیے وہ کام جو وہ کیا کرتے تھے اور یقیناً ہم نے ہلاک کر دیں کئی قومیں تم سے

قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا

پہلے جبکہ وہ ظلم کرنے لگے اور آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر اور وہ ایسے نہیں تھے کہ

لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ

ایمان لاتے اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں مجرم قوم کو پھر ہم نے بنایا تمہیں

اور راحت کے وقت انسان نے سب سے پہلے [illegible] فراموش کر دیا اور غرور اور سرکشی کو اپنا شعار بنا لیا۔

۱۸ یعنی یہ شیوہ ہر انسان کا نہیں بلکہ فقط ان ہی لوگوں کا ہے جو اسراف و بے اعتدالی کے عادی ہیں۔ ان کی بگڑی ہوئی فطرت [illegible] ان کی نگاہوں میں [illegible] اور [illegible] پیدا کر دیتی ہے جس [illegible] کے باعث [illegible] میں پھنسا [illegible] نیکی اور بدی [illegible] سے جو پہلے تھا اب پھر وہ ادھر ہی چلا جا رہا ہے۔

۱۹ [illegible] بتایا جا رہا ہے کہ جو روش تم نے اختیار کر رکھی ہے وہ کسی عقلمند اور عاقبت اندیش انسان کی روش نہیں۔ [illegible] پر تمہیں کچھ مہلت نہیں [illegible] بھلائی اور آرام کو حاصل کرنے کے لیے [illegible] مصیبت پڑتی ہے تو اس [illegible] بچوں کی طرح [illegible] دعائیں مانگتے ہو جب وہ تم پر سے ہٹا دی جاتی ہے تو [illegible] اسی وقت [illegible] تمہارے [illegible] تاریخ [illegible] تم سے پہلے بھی اس [illegible] گزرے ہیں [illegible] ہدایت [illegible] کے لیے رسول بھیجے لیکن جب وہ [illegible] سے باز نہ آئے تو انہیں عذاب [illegible] ہلاک [illegible] اور ان کا نام و نشان تک [illegible] آنکھیں کھولو اور عذاب آنے سے پہلے اپنی نجات کا سامان کرو۔

۲۰ قدرت کے قانون [illegible] یہ ہے کہ جب تک کوئی قوم اپنی [illegible] اطاعت [illegible] شریعت [illegible] زندہ و سلامت رہتی ہے [illegible] آفتاب اقبال [illegible] روشن رہتا ہے لیکن جب وہ اپنی [illegible] طاقت کی لذت کوشی اور عیش طلبی کے لیے وقف کر دیتی ہے اور [illegible] ذمہ داریوں [illegible] میں غفلت برتتی ہے تو [illegible] اس کی [illegible] ٹوٹ جاتی ہے [illegible] سے [illegible] ہو جاتا ہے۔

خَلَٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ وَإِذَا

[illegible]

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ

[illegible]

[illegible]

بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ

اور لے آئیے کوئی قرآن اس قرآن کے علاوہ یا اسے بدل دیجئے۔ فرما دیجئے مجھے اختیار نہیں کہ میں خود بدل دوں اس کو

تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ

اپنی مرضی سے میں تو نہیں پیروی کرتا کسی چیز کی بجز اس کے جو وحی کی جاتی ہے میری طرف میں تو ڈرتا ہوں اگر

عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ

اپنے رب کی نافرمانی کی بڑے دن کے عذاب سے۔ آپ فرما دیجئے اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو میں نہ پڑھتا اسے

عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ

تم پر اور نہ وہ آگاہ کرتا تمہیں اس سے بیشک میں گزار چکا ہوں تمہارے درمیان ایک عمر اس سے پہلے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ پس کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا یا جھٹلائے

تو کیا اتنی ہمت ہے کہ روز حشر خداوند ذوالجلال کے عذاب الیم سے مجھے بچا سکو؟

۱۶ یہ سب جب تمہیں صاف صاف تلاوت کر کے سنا رہا ہوں یہ میرا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے وحی سے مشرف نہ فرماتا تو میں امی ہوتے ہوئے ایسا کلام معجز نظام کیونکر پیش کر سکتا۔ دیکھو تو میں چالیس سال کا عرصہ دراز تمہارے درمیان بسر کر چکا ہوں کیا میں نے پہلے بھی کبھی ایسی بات کی تھی جب میری صداقت میری سچائی میری پارسائی اور علامات نبوت سے تم ایک ایک کر کے آشنا ہو سے واقف ہو تو میری بات کا یقین کرو یہ کلام الٰہی ہے۔ اس میں کسی قسم کا ردوبدل کرنا میرے بس کی بات نہیں۔

۱۷ گناہ طرح طرح کے ہیں۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا لیکن اس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں کہ کذب بیانی سے جانتے ہوئے کوئی شخص کسی کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دے۔ تم میرے دعویٰ نبوت کی اور صداقت کی اور سیرت کی پاکیزگی کے بھی شاہد ہو۔ کیا تم باور کر سکتے ہو کہ جو شخص اتنا عرصہ چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی بچا رہا ہو وہ اچانک ایسے گناہ کے ارتکاب کی جرأت کرے جس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں۔ نیز یہ بھی یاد رکھو جس طرح کسی بات کو غلط اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ظلم عظیم ہے اسی طرح اس کے نازل فرمائے ہوئے قرآن کا انکار بھی ظلم عظیم ہے۔

كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو۔ بیشک مجرم فلاح نہیں پاتے اور یہ لوگ عبادت کرتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا

ایسی چیزوں کی جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ ہمارے سفارشی ہیں

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

اللہ کے ہاں۔ آپ کہئے کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جو وہ نہیں جانتا آسمانوں میں اور نہ

ـــــ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف [illegible] منسوب کرنا [illegible] حقیقت [illegible] دنیا میں [illegible] کو پہنچنے میں ذرا دقت نہیں ہوگی۔

ـــــ قرآن مجید میں [illegible] مشرک قوموں کی [illegible] جاری ہے [illegible] پتھر کے [illegible] ان کی [illegible] عقل [illegible] نہ [illegible] کی [illegible] ان الحیاة والعقل والقدرة [illegible] المعاش والمعاد [illegible] (تفسیر کبیر)

ـــــ ان [illegible] کے حق میں [illegible] شفاعت کریں گے اور انہیں عذاب [illegible] بھی ان [illegible] شفاعت [illegible] اس [illegible] عقل میں [illegible] بھی نہ سکیں۔

الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ

زمین میں ف۱ پاک ہے وہ اور بلند و بالا ہے ان چیزوں سے جن کو یہ شریک کرتے ہیں ف۲ اور نہیں تھے لوگ (ابتداء میں)

اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

مگر ایک ہی امت ف۳ پھر [illegible] اختلاف کرنے لگے اور اگر ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی آپ کے رب کی

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ

طرف سے تو فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان ان امور میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں ف۴ کیوں نہ اتاری گئی ان پر

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ

کوئی آیت ان کے رب کی طرف سے تو آپ فرمائیے کہ غیب تو صرف اللہ کے لیے ہے پس انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ

انتظار کرنے والا ہوں اور جب ہم لطف اندوز کرتے ہیں لوگوں کو اپنی رحمت سے کسی تکلیف کے بعد جو

ف۱ جن کے متعلق ان کے دلوں میں عقیدہ ہے [illegible] جب ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تو ان کا [illegible] بھلا اگر ان کا کوئی وجود ہوتا تو [illegible] کوئی چیز موجود ہو اور وہ [illegible] اور پوشیدہ [illegible] جب ان کا سرے سے وجود ہی نہ ہوگا۔ تو ان کی خدائی اور ان کی شفاعت کا دعویٰ کس بلا کا [illegible] کیا گیا ہے۔

ف۲ ان کی ساری بیہودہ گوئیوں اور بے ہودہ سرائیوں کا رد فرما دیا۔

ف۳ چاہیے تو یہ تھا کہ جب انہوں نے حق کو قبول کر لیا [illegible] مگر نظریات فاسدہ سے پارہ پارہ کر دیا [illegible] اس طرح [illegible] سے مجبور ہے۔

ف۴ وہ قبول حق کے لیے نئی نئی [illegible] حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ انہیں آگاہ کر دیں کہ [illegible] مشیت [illegible] کی حکمت کا تقاضا [illegible] اگر تم نے [illegible] انتظار [illegible]

مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ

انہیں پہنچی تھی ۳۵ تو فوراً وہ مکر و فریب کرنے لگتے ہیں ہماری آیتوں میں [illegible] بیشک

رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لکھ رہے ہیں جو تم فریب کر رہے ہو۔ وہی ہے جو چلاتا ہے تمہیں خشکی میں اور سمندر میں ۳۶

[illegible] الاعراف۔

۳۵ یہاں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت [illegible] بلکہ اس میں حضور کی قدر و منزلت کی ایک روشن دلیل کی طرف اشارہ [illegible] امام بخاری علیہ الرحمۃ نے [illegible] میں یہ روایت کی ہے [illegible] حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [illegible] یوسف علیہ السلام کے [illegible] چنانچہ [illegible] قحط سالی نے اتنی شدت اختیار کی [illegible] تو ابوسفیان [illegible] حاضر ہوا [illegible] عرض کرنے لگا یا محمد انک تامر بطاعۃ اللہ وبصلۃ الرحم وان قومک قد ھلکوا فادع اللہ [illegible] (صحیح بخاری)

اے محمد آپ اطاعت الٰہی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم قحط سالی کے باعث ہلاک و برباد ہو چکی ہے۔ اپنے رب سے التجا کرو کہ وہ ہماری اس تکلیف کو دور فرمائے [illegible] پھر کیا تھا [illegible] بارش [illegible] بجائے اس کے [illegible] انہوں نے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب [illegible] چاہیے تو یہ تھا [illegible] فلاں ستارے [illegible] آیت کے الفاظ [illegible]

۳۶ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف [illegible] (ضیاء القرآن)

حَتّٰىٓ اِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا

[illegible]

جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا

کہ وہ گھیرے میں آ گئے ہیں تو پکارتے ہیں اللہ کو خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین کو اگر تو نے بچا لیا ہمیں

مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ

اس سے تو ہم ضرور ہوں گے شکر گزاروں میں سے پھر جب اس نے بچا لیا ان کو تو وہ سرکشی کرنے لگتے ہیں

فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ ۖ مَتَاعَ

زمین میں ناحق اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر ہے فائدہ اٹھا لو

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

دنیا کی زندگی کا پھر ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تمہیں پھر ہم بتلا دیں گے تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے

[illegible] حضرت امام جعفر صادق سے [illegible] کسی نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل طلب کی۔ آپ نے [illegible] پوچھا کبھی سمندر میں [illegible] کیا ہے؟ [illegible] کبھی ایسا بھی ہوا [illegible] اس نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں سمندر میں سفر کر رہا تھا [illegible] میری کشتی ٹوٹ گئی۔ مجھے ایک تختہ مل گیا اس کے سہارے [illegible] اچانک وہ تختہ بھی ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ آپ نے پوچھا جب تمہاری کشتی ٹوٹ گئی اور تختہ بھی ہاتھ سے نکل گیا تو کیا اس وقت تمہارے دل میں کسی بالاتر ہستی کے تصور [illegible] بچا لے [illegible] تھے۔ اس نے جواب دیا ہاں۔ آپ نے [illegible] وہی [illegible] اللہ [illegible] اس کے [illegible] مصیبت [illegible] ہیں [illegible] علامہ قرطبی نے یہاں [illegible] بات [illegible] کہ [illegible] انسان [illegible] میں [illegible] جب [illegible] سامنے [illegible] تو اس کے دل میں اس وقت صرف [illegible] حقیقی کا ہی خیال پیدا ہوتا ہے اور اسی کی رحمت میں پناہ کی امید [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] دعا قبول فرماتا ہے خواہ وہ کافر ہی ہو کیونکہ اس وقت [illegible] سہارے ختم ہو چکے [illegible] صرف [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سہارا ہی باقی رہ جاتا ہے۔ (ف

هذا دليل على أن الخلق جبلوا على الرجوع إلى الله في الشدائد وأن المضطر يجاب دعاؤه وإن كان كافرا لانقطاع الأسباب ورجوعه إلى الواحد رب الأرباب (قرطبی)

[illegible] اس [illegible] اللہ تعالیٰ کی نعمت [illegible] کوئی [illegible] اور اسلام کی ترقی میں [illegible]

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ

پس حیات دنیوی کی مثال تو یوں ہے جیسے پانی جسے ہم نے اتارا آسمان سے تو گھنی ہو گئی

نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعٰمُ حَتّٰىٓ إِذَآ أَخَذَتِ

پانی کے باعث سرسبزی زمین کی جس سے انسان بھی کھاتے ہیں اور مویشی بھی۔ یہاں تک کہ جب لے لیا

الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ

زمین نے اپنا سنگار اور وہ خوب آراستہ ہو گئی۔ اور خیال کیا زمین کے مالکوں نے کہ اب انہیں اس پر قابو حاصل ہو گیا ہے

أَتٰىهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ

تو آپہنچا اس پر ہمارا حکم رات کے وقت یا دن کے وقت پس ہم نے کر دیا اسے کاٹا ہوا ڈھیر گویا کل وہ یہاں تھی ہی نہیں

[illegible] ہو گی [illegible]

ۓ اللہ تعالیٰ انسانی زندگی کے عروج و زوال اور بہار و [illegible] کی ایک اور [illegible] تمثیل پیش کر رہے ہیں جو حقیقت سے [illegible] وضاحت کی محتاج نہیں [illegible] اس میں کسی کو تردد نہیں [illegible] زمین کو [illegible] آسمان سے [illegible] سرسبز و شاداب کھیت [illegible] انسان کے [illegible] کاش [illegible] خواب [illegible] حقیقت [illegible] اس جہان کی ساری رعنائیاں [illegible] یہ دنیا [illegible]

بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا

کل ہم صاف صاف بیان کرتے ہیں نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے

اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ

امن و سلامتی کے گھر کی طرف اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ۔ ان کے لیے جنھوں

اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ

نے نیک عمل کیے نیک اجر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ملے گا اور نہ چھائے گی ان کے چہروں پر رسوائی کی سیاہی اور نہ ذلت اکھاڑ ہوگی

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ

یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اور جنھوں نے برے کام کیے ہیں

وہاں کبھی رونق و نکہت کے سمندر موجزن تھے جہاں آج وحشت و دہشت کا عفریت چنگھاڑ رہا ہے۔ وہاں کبھی بہار کی کلیاں لہکا کرتی تھیں۔ یعنی عروج و زوال کے ان گزشتہ واقعات کو بیان کرنے کا مقصد داستان سرائی نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اہل علم و عرفان ان اسباب کا سراغ لگائیں جن کی وجہ سے آباد شہر اور پر رونق بستیاں اور خوشحال قومیں برباد ہو گئیں تاکہ وہ ان غلطیوں کا ارتکاب کرنے سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ تمھیں فانی دنیا اور اس کی فانی رنگینیوں میں کھو جانے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم کہیں حرص و ہوس کی زنجیروں میں مقید ہو کر نہ رہ جاؤ نفس و شیطان کے فریب میں پھنس کر اپنے حقیقی مقصد سے بے خبر ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمھیں ایسی راہ پر چلنے کی دعوت دیتا ہے جس پر چل کر تم اپنی مسرتوں کے ابدی نشیمن میں مسند نشین ہو گے اور تم قرب الٰہی کی سعادت سے بہرہ اندوز کیے جاؤ گے۔

اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ اطاعت گزار اور وفا شعار بندوں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہو گا کہ جتنی انھوں نے نیکیاں کی ہیں ٹھیک ان کے برابر ان کو اجر دیا جائے گا اور بس بلکہ اجر کے علاوہ انھیں مزید نعمتوں اور احسانات سے بھی نوازا جائے گا۔ جن کا اندازہ آج کسی پیمانے سے نہیں لگایا جا سکتا۔

لیکن بدکاروں کو سزا ان کے جرم سے زیادہ نہیں دی جائے گی۔ جتنا جرم ہے اتنی ہی سزا۔ نیک بندوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں جود و عطا کو مدنظر رکھا جائے گا اور بدکاروں کے ساتھ معاملہ کرنے میں عدل و انصاف کو پیش نظر رکھا جائیگا

جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۗ مَا لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ مِنْ

تو برائی کی سزا اس جیسی ہوگی۔ اور چھا رہی ہوگی ان پر ذلت۔ نہیں ہوگا ان کے لیے اللہ (کی گرفت) سے

عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَآ أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ ٱلَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ

کوئی بچانے والا۔ گویا ڈھانپ دیے گئے ہیں ان کے چہرے تاریک رات کے کسی ٹکڑے سے

أُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

یہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور (یاد کرو) جس روز ہم جمع کریں گے ان سب کو پھر

نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا۟ مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ

ہم کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا تھا کہ ٹھہرے رہو اپنی جگہ تم اور تمہارے شریک۔ پھر ہم جدائی ڈال دیں گے ان کے درمیان

وَقَالَ شُرَكَآؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾ فَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًۢا

اور کہیں گے ان کے شریک تم ہماری عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے۔ پس کافی ہے اللہ بطور گواہ ہمارے درمیان

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَٰفِلِينَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوا۟

اور تمہارے درمیان کہ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں آزمائے گا

لطف ان آیات میں کفار و مشرکین کو میدان حشر میں پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کیا جا رہا ہے اور ان کو فکر کی دعوت دی جا رہی ہے کہ آج تمہیں ہمارا رسول [illegible] حق کی دعوت دے کر توحید کی دعوت دے رہا ہے لیکن تم پرواہ نہیں کرتے اور اپنے ان [illegible] اور بتوں کے قول پر چلتے چلے جا رہے ہو۔ یاد رکھو قیامت کا دن آنے والا ہے۔ اس روز تمہارے یہ معبود تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے بلکہ وہ تمہاری عبادت کا انکار کر دیں گے اس وقت تم [illegible] سے ہاتھ کاٹو گے لیکن [illegible] اگر اس پشیمانی اور رسوائی سے بچنا چاہتے ہو تو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کرو۔ ان کا دامن کرم تھام لو اور ان کی پیروی کو اپنا شعار بنا لو۔

كُلُّ نَفْسٍ مَّآ أَسْلَفَتْ وَرُدُّوٓا إِلَى ٱللَّهِ مَوْلَىٰهُمُ ٱلْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُم

ہر شخص جو اس نے آگے بھیجا تھا اور انہیں لوٹا دیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے اور گم ہو جائے گا ان سے

مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۳٠﴾ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن

جو وہ افترا باندھا کرتے تھے آپ پوچھیے کون روزی پہنچاتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے یا کون

يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور (کون) نکالتا ہے

ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ

مردہ کو زندہ سے اور کون ہے جو [illegible] تدبیر کرتا ہے [illegible] تو وہ فوراً کہیں گے اللہ پس آپ کہیے

۵۲ مشرکین کی ذہنی پستی اور فکری گمراہی [illegible] کے بعد ان کے معبودوں کی [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] کے پاس [illegible] بتاؤ [illegible]

[illegible] کس نے پیدا کیا ہے [illegible] جس کی پیداوار [illegible]

[illegible] اس کے بعد [illegible] سیراب کرتی ہے [illegible]

[illegible] ایک [illegible]

[illegible] (Processes) [illegible] اور انصاف سے بتاؤ [illegible]

[illegible] تمہارے ان بتوں کی طرف

[illegible] اور [illegible] کی قوت [illegible]

پیچیدہ مشینری [illegible] حکمت اور مہارت سے [illegible] بتاؤ [illegible] تمہارے معبودوں نے [illegible]

اور [illegible] حقیقت شناس [illegible] دیکھو اور بتاؤ کس کی [illegible]

سے زندگی کے چشمے جاری [illegible] کیا اس میں [illegible]

[illegible] تمہارے [illegible]

[illegible] قدرت، حکمت اور علم [illegible]

[illegible] آسمان کی [illegible] اور زمین کی [illegible]

أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا

(جب یہ حقیقت ہے) تو تم (شرک سے) کیوں نہیں بچتے ؟ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا حقیقی پروردگار ٤٤ پس حق کے بعد کیا ہے بجز

الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى

گمراہی کے ٤٥ پھر تمہیں (حق سے) کدھر پھیرا جا رہا ہے یونہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات ٤٦ ان پر جو

بحر و بر کی آبادیاں اور ستاروں کی کہکشائیں، انسان اور دیگر حیوانات کی نسل کے تواتر یہ تمام نظام ہائے عالم جس نے بھی تخلیق کس نے پیدا کئے ہیں۔ کیا اس میں یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ان کا خالق ہے؟ ہرگز نہیں جب یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے تو پھر تم اس کے سوا کسی اور کو خدا اور معبود کیوں مانتے ہو۔ اس کے بغیر کسی اور کو اپنا معبود کیوں مانتے ہو۔ کیا تمہیں اپنے اس ہولناک انجام کا کوئی خوف نہیں۔

٤٤ وہ ذات جو صفات کمال سے متصف ہے وہی تمہارا پالنے والا ہے وہی تمہارا رب حق ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی کو اپنا خدا اور معبود بناؤ گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اے لوگو کہاں جا رہے ہو تم اپنے معبود حق اور ہمہ دانی کے در سے ہٹ کر مارے مارے پھرتے ہو۔

٤٥ اس آیت کے ضمن میں علماء کرام نے غنا وغیرہ کے بارے میں تحریر کیا ہے اور ابوبکر ابن العربی الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں غنا کے متعلق بڑی محققانہ بحث کی ہے۔ ہم ان کی عبارت نقل کر کے اس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

والغناء منه من اللهو المهيج للقلوب عند اكثر العلماء منهم مالك بن انس وليس في القرآن ولا في السنة دليل على تحريمه اما ان في الحديث الصحيح ما يدل على اباحته وهو الحديث الذي خرجه الصحيحان عن عائشة وعندي جاريتان تغنيان بما تقاولت الانصار يوم بعاث فقال ابوبكر امزمور الشيطان في بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعهما يا ابا بكر فانه يوم عيد. فلو كان المغنى حراما ما كان في بيت رسول الله وقد انكره ابوبكر بظاهر الحال فاقره النبي صلى الله عليه وسلم بفضل الرخصة والرفق بالخليقة في اجمام القلوب اذ ليس جميعها يحمل الجد دائما وتعليل النبي صلى الله عليه وسلم بانه يوم عيد يدل على كراهية دوامه ورخصته في الاسباب كالعيد والعرس وقدوم الغائب ونحو ذلك من المجتمعات التي تؤلف بين المفترقين والمفترقات عادة وكل حديث يروى في التحريم او آية تتلى فيه فانه باطل سندا باطل معتقدا خبرا وتاويلا۔

(احکام القرآن جزء اول، لابی بکر ابن العربی)

ترجمہ: ۔ اکثر علماء کے نزدیک جن میں حضرت امام مالک بھی ہیں غنا ایک ایسا لہو ہے جو دلوں میں ہیجان پیدا کرتا ہے۔ اور قرآن و سنت میں اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس صحیح حدیث سے اس کا مباح ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ایک روز حضرت عائشہؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ ان کے پاس انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے جنگ

الَّذِیْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

نافرمانوں کے بارے میں کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے — آپ پوچھیے کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے

مَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ

جو پہلی بار پیدا کرے پھر دوبارہ بنائے آپ فرمائیے اللہ ہی پہلی بار پیدا فرماتے ہیں پھر وہی دوبارہ بنائیں گے

بے شک ماننا یہی ہے کہ [illegible] حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اقدس [illegible] شیطان کے ہاتھوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا تو فرمایا [illegible] کہ وہ [illegible] ہے اگر ایسا ہو تو [illegible] حضرت ابوبکر [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] دی اور لوگوں سے [illegible] کیونکہ جو شخص ہر وقت [illegible] جتنا حصہ [illegible] ارشاد [illegible] ثابت [illegible] [illegible] کیے جاتے ہیں وہ منکرین [illegible] قابل التفات نہیں ہیں۔

[illegible] اور بدنصیبوں سے [illegible] کا ساتھ دیا اور [illegible] اور تقویٰ کے بجائے فسق و فجور کو اپنا شعار بنایا [illegible] ہدایت [illegible] صلاحیت سلب کر لی [illegible] آنکھوں کو حق دیکھنے کی قوت سے محروم کر دیا [illegible] دلوں [illegible] حق [illegible] اور باطل کے گھپ اندھیروں میں [illegible]

[illegible] یہ سوال پوچھا جا رہا ہے [illegible] بھلا اس کی ہستی [illegible] کیا قیامت کے روز [illegible] عیش [illegible] کیا تمہارے معبودوں میں سے کسی بات پر قادر ہیں کیا [illegible] سامان [illegible] لے آتا ہے [illegible] پہلے موجود تھا پھر [illegible] پیدا [illegible] کیا پیدا کرنے والا [illegible] والی چیزے [illegible] کیا زمین کا فرش [illegible] کیا اس پر [illegible] پہاڑ [illegible] کیا پانی [illegible] کا راز جنہیں [illegible] تو پھر [illegible] کے حالات [illegible] اور جب اس [illegible] پیدا کرنے پر قادر ہے تو [illegible] بھی وہ قدرت رکھتا ہے [illegible] جن کو تم [illegible] کسی پر قادر نہیں تو پھر خالق حقیقی [illegible] کے سوا کسی [illegible] اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت [illegible] قیامت سے بھی [illegible]

فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ﴿٣٤﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ إِلَى الْحَقِّ

پس کدھر تم بہکائے جا رہے ہو آپ پوچھئے کیا ہے تمہارے شریکوں میں سے کوئی جو رہنمائی کرتا ہو حق کی طرف

قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُّتَّبَعَ

آپ فرمائیے اللہ ہی رہنمائی فرماتا ہے حق کی طرف تو کیا جو رہنمائی کرتا ہے حق کی طرف وہ زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے

أَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ إِلَّآ أَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٥﴾

یا وہ جو خود راہ نہیں پاتا مگر یہ کہ اسے راہ دکھائی جائے۔ پس کیا ہو گیا ہے تمہیں، کیسے غلط فیصلے کرتے ہو

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ

اور نہیں پیروی کرتے ان میں سے اکثر مگر گمان کی۔ بے شک گمان نہیں بے نیاز کر سکتا حق سے ذرا بھی۔ ٥٤

سے زیادتی سے وہ قائل ہو گئے ہیں اس لیے جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔

قل اللہ

٥٣ جب یہ تم نے بھی مان لیا کہ تمہارے ان معبودوں کا تخلیق کائنات اور احوال کائنات میں کوئی عمل دخل نہیں تو بھلا یہ تو بتاؤ کیا ان کے پاس کوئی پیغام ہدایت ہے جس کی روشنی تمہاری عقل کی شاہراہ کو چمکا دے اور تم ٹھوکریں کھانے سے بچ جاؤ۔ کیا ان کے پاس کوئی ایسا منشور ہے جو تمہاری معاشی اور سیاسی ترقی کا ضامن ہو۔ کیا ان کے پاس کوئی ایسا ضابطہ اخلاق ہے جو تمہارے اعمال میں اخلاص و یکسوئی پیدا کر دے اور تمہاری تمدنی اور معاشرتی سرگرمیوں کو عدل و انصاف کا آئینہ دار بنا دے۔ جب اس معاملہ میں بھی وہ معذور اور مجبور ہیں تو پھر ان کی عبادت کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔ خدا کی ذات تو وہ منبع رشد و ہدایت کا منبع ہے، ہدایت کا جس رنگ اور جس صورت میں بھی جلوہ فرما ہے وہ اسی کی عنایت ہے۔ وہی حق و صداقت کی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔ وہی حق و باطل میں تمیز کرنے کے لیے فہم و ادراک دیتا ہے۔ وہی اپنے مقبول بندے انبیاء مبعوث فرما کر دعوت حق دیتا ہے اور روشن معجزات سے حق کو واضح کرتا ہے۔ وہی حق کو قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرماتا ہے۔ اس لیے وہی سب کا خدا اور وہی سب کا معبود ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بھی ایسی ہستی نہیں جسے معبود بنایا جا سکے۔ قل اللہ یہدی للحق ای بنصب الادلۃ وارسال الرسل والتوفیق للنظر والتدبر ومنح الہدایۃ۔

٥٤ لفظ ظن عربی زبان میں مختلف معانی میں مستعمل ہوتا ہے۔ صاحب تاج العروس اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں وفی البصائر وقد ورد الظن فی القرآن مجملا علی اربعۃ اوجہ بمعنی الیقین وبمعنی الشک وبمعنی التہمۃ وبمعنی الحسبان۔

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ

بیشک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ۶۱ اور نہیں ہے یہ قرآن ۶۲ کہ

ترجمہ: بصائر ولغت کی ایک معتبر کتاب میں ہے کہ قرآن کریم میں ظن چار معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ اور وہ معانی یہ ہیں۔ یقین، شک، تہمت اور وہم و گمان۔

اس آیت میں ظن کا لفظ چوتھے آخری معنی حسبان (یعنی وہم و گمان) میں مستعمل ہوا ہے۔ علامہ زمخشری نے لکھا ہے لفظ الوہم والحسبان یعنی یہاں ظن کا معنی وہم و گمان ہے۔ منکرین حدیث نے اس فقرے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ بڑی شد و مد سے کہتے ہیں کہ علماء اصول نے تصریح کی ہے کہ خبر واحد حدیث کی ایک قسم ہے جس سے ظن حاصل ہوتا ہے اور ظن کے اتباع سے قرآن نے سختی سے منع کیا ہے اور اسے کفار و مشرکین کا شیوہ بتایا ہے کہ وہ ظن کی پیروی کرتے ہیں تو قرآن کی ان تصریحات سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ حدیث کا اتباع جائز نہیں۔ خبر واحد چونکہ ظن کا فائدہ دیتی ہے اس لیے اس کا اتباع ان ارشادات کے خلاف ہے۔ اس لیے وہ احادیث جو خبر واحد ہیں اور بیشتر احادیث جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں وہ خبر واحد ہیں اس لیے وہ ساقط الاعتبار ہوں گی اور واجب العمل نہ ہوں گی۔

اس لیے جاننا چاہیے کہ علماء اصول نے ظن کو ایک مخصوص معنی میں استعمال کیا ہے اور قرآن نے جس ظن کے اتباع سے منع فرمایا ہے وہ ظن کا دوسرا معنی ہے۔ اس لیے مترجم جس ظن کی پیروی کرتے ہیں وہ اور ہے۔ ہر جگہ ظن کا ایک معنی مراد لینا قرآن کریم کے ساتھ بے انصافی اور اہل لغت کے ساتھ ظلم عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال زار پر رحم فرمائے اور ایسی غلط فہمیوں سے بچائے جو شریعت کی بنیادوں کو متزلزل کرنے کا باعث ہوں (اس کی مزید تفصیل کے لیے الفقیر کی تالیف سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صفحات ۱۰۲ تا ۱۰۰ ملاحظہ ہوں)

۶۱ یہاں انہیں سرزنش کی جا رہی ہے کہ یہ مت سمجھو کہ تمہاری کارستانیوں کی کسی کو خبر نہیں۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو اس پر کوئی محاسبہ نہ ہوگا۔ خوب کان کھول کر سن لو کہ تمہاری ہر حرکت پر علیم و خبیر خدا آگاہ ہے اور وہ تمہیں تمہارے کرتوتوں کی پوری پوری سزا دے گا۔ وعيد على الاعراض عن اتباع الحجج العقلية والنقلية والانقياد للتقليد (مظہری)

۶۲ عقیدہ توحید کے بعد جس چیز پر انہیں زیادہ اعتراض تھا وہ یہ تھی کہ قرآن مجید جسے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیش فرماتے ہیں وہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھے۔ یہ ان کے فہم و ادراک سے بالاتر تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بندے پر کوئی کلام نازل ہوتا ہے۔ اس بحث میں عربی کے اعجاز قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت سے انہیں انکار نہ تھا۔ بلکہ دل ہی دل میں وہ اس سے حد درجہ متاثر اور مرعوب تھے۔ قرآن کی اس حیرت انگیز تاثیر کی کیا وجہ ہے، اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ کبھی وہ اسے جادو کہتے، کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہتے کہ انہوں نے خود گھڑ لیا ہے اور ناحق اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی ہے تاکہ لوگ ان کے معتقد بن جائیں۔ کبھی کہتے

يُفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

[illegible]

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

[illegible]

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ

[illegible]

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا

[illegible]

[illegible] اور قرآن حکیم [illegible] اس کی تفصیل کرنے والا ہے [illegible] کیا عقل اجازت دیتی ہے کہ ایسی کتاب کا افترا انسان کر لے۔

ملاہ یہاں ان کو چیلنج دیا جا رہا ہے کہ اگر تمہارا یہ کہنا درست ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی گئی ہے [illegible] ایک سورۃ تو بنا کر پیش کرو [illegible] قرآن کریم کا یہ چیلنج [illegible] دشمنان اسلام [illegible] کلام الٰہی نہیں بلکہ کسی انسان کا کلام ہے تو اس کے مقابلہ میں زیادہ نہیں تو ایک سورۃ ہی پیش کرو۔

ملاہ یعنی قرآن کریم کے متعلق ان کا یہ معاندانہ رویہ اور اس کو کلام الٰہی ماننے سے انکار کسی تحقیق، علم اور غور و فکر کا نتیجہ نہیں [illegible]

بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

جان سکے اور نہیں آیا ان کے پاس اس کا مآل ۳۰ اسی طرح جھٹلایا انھوں نے جو ان سے پہلے تھے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ

پھر دیکھو کیسا انجام ہوا ظالموں کا ۳۱ اور ان میں سے کچھ ایمان لائیں گے اس پر

وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ

اور ان میں سے کچھ ایمان نہیں لائیں گے اس پر اور آپ کا رب خوب جانتا ہے فسادیوں کو اور اگر وہ

نے قرآن کو پڑھا ہوتا اس میں غور و فکر کیا ہوتا اس کو عقل سلیم کے میزان میں تولا ہوتا اور پھر وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہوتے کہ اس میں فلاں فلاں عیب اور خامیاں موجود ہیں اس لیے یہ کلام الٰہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے قرآنی معارف تک رسائی ہی حاصل نہیں کی انھوں نے علم و دانش کے اس بحر بیکراں میں غوطہ ہی نہیں لگایا۔ وہ اس میں غور و فکر کرنے کی زحمت ہی نہیں اٹھاتے اگر وہ اس میں غور و فکر کرتے اور قرآن کے آئینہ میں منعکس ہونے والے حسن حقیقی کا ایک جلوہ بھی دیکھ لیتے تو ہزار جان سے اس پر قربان ہو جاتے۔

۳۱؎ اس انکار کی دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن نے نیکوں کے لیے جس اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے اور نافرمانوں کو جس عذاب الیم کی دھمکی دی اور مستقبل میں رونما ہونے والے جن واقعات کی خبر دی ہے وہ ابھی تک پردۂ غیب میں مستور ہیں ابھی ان کا وقوع نہیں ہوا۔ وہ ان وعدوں وعیدوں اور پیشگوئیوں کو محض دھمکیاں ہی تصور کر رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ظہور کے لیے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے انھیں سوچنے اور حق قبول کرنے کی مہلت دی گئی ہے جس کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ اسے تکذیب میں ضائع نہ کریں بلکہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ جب فیصلہ کن عذاب کی گھڑی آ پہنچے گی تو اس وقت ان کا آہ و واویلا کرنا بے سود ہوگا۔

۳۲؎ یعنی رحمت کے ان منکروں کی طرح پہلی قوموں نے بھی ضائع کر دیا۔ انھوں نے بھی اپنے انبیاء کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ ان کے روشن معجزات کو دیکھا اور دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں جو دلائل ان کے نبی کی صداقت کی کسوٹی بن سکتے تھے۔ اور رحمت کے موتی کو برباد کر دیا اور جب وہ عذاب آیا تو اس سے انھیں کوئی نہ بچا سکا اس وقت ان کا اشک ندامت بہانا اور فریاد کرنا ان کے کسی کام نہ آیا۔ اے مشرکین عرب! تم بھی نزول عذاب سے پہلے توبہ کر لو اور میرے محبوب کے دامن رحمت کو تھام لو ورنہ تمہارا بھی وہی عبرتناک انجام ہوگا جو پہلی امتوں کا ہوا۔ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔ آمین

كَذَّبُوكَ فَقُل لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ

آپ کو جھٹلائیں تو فرما دیجئے میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل ہے تم بری الذمہ ہو اس سے جو میں کرتا ہوں

وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ

اور میں بری الذمہ ہوں اس سے جو تم کرتے ہو اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو کان لگاتے ہیں آپ کی طرف تو کیا آپ

تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٢﴾ وَمِنْهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ

سنا سکتے ہیں بہروں کو خواہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوں اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو دیکھتے ہیں آپ کی طرف

أَفَأَنتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ

تو کیا آپ راہ دکھا سکتے ہیں اندھوں کو خواہ وہ کچھ نہ دیکھتے ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا

النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

لوگوں پر ذرہ بھر بھی لیکن لوگ ہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور جس دن اللہ تعالیٰ جمع کرے گا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب! تو نے اپنا فرض پوری طرح ادا کر دیا اگر یہ لوگ پھر بھی ہٹ دھرمی سے ان واضح دلائل کے باوجود حق کو قبول نہیں کرتے تو ان کی قسمت۔ آپ انہیں بتا دیجئے کہ ہم اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہوں اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پرسش کی جائے گی۔ کسی کا بوجھ کسی پر نہیں ڈالا جائے گا۔

حضور کریم جب قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے یا وعظ و نصیحت کرتے تو یہ بظاہر کان لگا کر سنتے لیکن چونکہ انہوں نے اپنے کانوں میں تعصب اور نفرت کی روئی ٹھونس رکھی تھی اس لیے وہ سننے کی لذت سے محروم تھے۔ ان کی مثال ایسے شخص کی سی تھی جو کانوں سے بہرہ اور عقل سے کورا ہو۔ وہ کچھ سن سکتا ہو نہ اشارات و قرائن سے مطلب پا سکتا ہو۔

اسی طرح لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے زیبا کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے لیکن انہیں جمال الٰہی دکھائی نہیں دیتا تھا کیونکہ ان کے دل کی آنکھیں اندھی ہو چکی تھیں اور جمال حق کو دیکھنا ان ظاہری آنکھوں کا کام نہیں بلکہ دیدہ دل سے ہی اس کے جلوے دیکھے جا سکتے ہیں۔

اگر انسان ساری عمر جہالت و ضلالت میں سرگرداں رہتا ہے تو اس کی محرومی کا باعث خود وہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو اس کی ہدایت کے لیے سارے سامان مہیا فرما دیئے ہیں۔ انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا، کتابیں نازل فرمائیں، اپنی قدرت کے انفسی اور آفاقی دلائل

كَأَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ

گویا وہ نہیں ٹھہرے (دنیا میں) مگر ایک گھڑی دن کی [illegible] پہچانیں گے ایک دوسرے کو [illegible] بے شک [illegible]

خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ وَاِمَّا

[illegible] جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملاقات کو [illegible] اور وہ ہدایت یافتہ نہیں تھے اور اگر ہم

نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

دکھا دیں آپ کو کچھ حصہ اس کا جس کا ہم وعدہ کرتے ہیں ان سے یا وفات دے دیں ہم آپ کو پس ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے

ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا

پھر اللہ تعالیٰ گواہ ہے اس پر جو وہ کرتے ہیں اور ہر امت کے لیے ایک رسول ہے تو جب آ

جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَ

ان کا رسول [illegible] فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا اور کہتے

[illegible] کے اندھیروں میں بھٹکتے پھریں جو شخص اتباعِ حق کی بجائے اپنے نفس و ہوا کی اطاعت کرتا ہے اسے یہی گمراہیوں کے اپنے آپ کو ہی ہلاکت [illegible]۔

ٹلے یعنی آج جس دنیوی زندگی پر یہ مغرور ہیں اور جس کی مستی میں یہ مگن ہیں اس کی بے ثباتی کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے جب قیامت کا دن آئے گا اس وقت ان کی آنکھ کھلے گی۔ اس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ چند روزہ عیش و عشرت کے لیے عارضی [illegible] زندگی کو [illegible] بنا لیا ہے۔ [illegible]

ٹلے اس روز وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے لیکن بجائے خوش ہونے کے ہر ایک اپنی گمراہی کا الزام دوسرے پر تھوپتا ہوگا۔

ٹلے اس سے معلوم ہوا کہ روئے زمین پر جہاں کہیں نسلِ آدم آباد تھی وہاں دین کا نور اور ہدایت کی روشنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی نبی یا رسول کو ضرور مبعوث فرمایا۔

ٹلے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر بے شمار دلیلیں ان کے سامنے پیش کی گئیں لیکن ان کی بگڑی ہوئی طبیعتیں اور مسخ شدہ ذہنیتیں ان سے متاثر نہ ہوئیں۔ انہوں نے ایک ہی رٹ لگا رکھی تھی کہ جس عذاب کی آپ

یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ

وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ عذاب کا وعدہ اگر تم سچے ہو۔ آپ فرمایئے نہیں مالک ہوں

لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ

میں اپنی جان کے لیے ضرر کا اور نہ نفع کا مگر جتنا چاہے اللہ تعالیٰ ہر امت کے لیے ایک میعاد مقرر ہے جب آئے گی ان کی

جن مظالم کا ارتکاب کرتے ہیں وہ کیوں نہیں [illegible] انھوں نے قسم اٹھا رکھی ہے [illegible] ان کی زندگی کے غرور اور طاقت کے نشہ میں وہ حق کو قبول نہیں کریں گے [illegible] آپ کیا اندازہ لگا سکتے ہیں جو ساری عمر فسق و فجور میں مست رہا [illegible] اس وقت جب موت کے فرشتے اس کی رگ حیات کاٹ ڈالیں [illegible]

مکہ کے کفار بار بار حضور سے پوچھتے کہ وہ عذاب کب آئے گا؟ آپ اسے جلدی کیوں نہیں لاتے؟ ہم تو آپ کو ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں تہس نہس کر دیجئے۔ [illegible] لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا [illegible]

کیا انسان [illegible] قدرت اور اختیار [illegible] علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] انسان [illegible] قدرت [illegible] معتزلہ کہتے ہیں کہ انسان [illegible] اختیار [illegible]

[illegible] من المعتزلة [illegible] مؤثرة بدون الله تعالى [illegible] لكنها غير مؤثرة كما هو المشهور عن الاشعري [illegible]
(روح المعانی)

یہ تحقیق لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: المعنی لا اقدر علیٰ شیء من النفع والضر الا ما شاء اللہ ان اقدر علیہ فیہب لی القدرۃ علیہ بمشیتہ سبحانہ (روح المعانی)

یعنی اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ میں کسی قسم کا نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتا مگر جتنی قدرت و اختیار میرے رب نے مجھے عطا فرمایا ہے اتنا ہی میں کسی کو نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہوں۔

آیت کا مقصد تو تھا اظہار بندگی اور لوگوں کو غلو سے روکنا اور یہ لوگ اس آیت کی ڈھال بنا کر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا انکار شروع کر دیا اور ایسی ناپ تول پر اتر آئے جیسے دیکھ کر اہل دانش شرم محسوس کرتے ہیں کہ حضور کچھ نہیں دے سکتے حضور کچھ نہیں کر سکتے۔ مذکورہ حالات میں چند لوگوں کو زیادہ کا شرک ہے نیز ولا املک لنفسی نفعا ولا ضرا تو پڑھا لیکن یہ کلمہ جو اس سے متصل ہے الا ما شاء اللہ کو لائق توجہ سمجھا ہی نہیں۔ حالانکہ اور اثبات بھی نفی کے ساتھ ہے، ذاتی طور پر بااختیار ہونے کی اور ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے بااختیار ہونے کا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں تو یہ شرک اور کفر ہے اور جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ اختیار سے بھی کچھ نہیں ہو سکتے تو یہ صرف ... ہی نہیں بلکہ شان مصطفیٰ کا بھی انکار ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت ... کا بھی انکار ہے ... اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین کا ذکر کیا اس کی حقیقت ... معنی شمول ... قرآن اور تفسیر ... استغفر اللہ ... یہ ارشاد تھی بحقیقت تھا ایسی روشن حقیقت جس پر کوئی پردہ ڈالنا چاہے تو چھپ نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے خود جا بجا ان ... کا ذکر فرمایا جن کا سرچشمہ ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا گیا ہے چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیے اور اپنے قلب و دماغ کو نور ایمان سے منور کیجیے۔ ارشاد خداوندی ہے، وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ۔

یعنی محبوب مسلمانوں کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور ان کے دلوں کو ہر گندگی سے پاک کرتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ۔

اے محبوب! یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل کی ہے کہ آپ لوگوں کو ہر قسم کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت تک پہنچائیں ان کے پروردگار کے اذن سے۔

سورۂ توبہ کے مقام پر اپنے محبوب کی شان رأفت و رحمت کو کن پیارے کلمات میں فرمایا۔

عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

یعنی میرے محبوب رسول پر وہ چیز جو تمہیں مشقت میں ڈالے بڑی گراں گزرتی ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کے بڑے حریص ہیں مسلمانوں پر بڑے مشفق اور رحم فرمانے والے ہیں۔

مگر یہ آیات طیبات ان لوگوں کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتیں ... جو ... عظمت مصطفیٰ کے

أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ قُلْ

مقرر میعاد تو وہ پیچھے [illegible] سکیں گے ایک پل [illegible] آگے بڑھ سکیں گے [illegible] آپ فرمائیے

أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ

[illegible]

الْمُجْرِمُونَ ۝ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ ءَامَنتُم بِهِ ءَآلْـَٔنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ

[illegible] کیا جب عذاب نازل ہو جائیگا تب ایمان لاؤ گے [illegible] [illegible]

متعلق ان کے شبہات دور ہو جائیں گے اور ان کے دل کی دنیا روشن [illegible] قلب [illegible] [illegible] یہ ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی [illegible] نہیں [illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و جلالت کا ظہور قیامت کے دن ہی ہوگا [illegible] رحمۃ للعالمین کی [illegible] اور اس وقت ہی پتا چلے گا [illegible] شفاعت کے لیے [illegible] [illegible] شفاعت کے لیے [illegible] شفاعت کے لیے [illegible] [illegible] وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ ، [illegible] آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی آپ مانگیے آپ کو دیا جائے گا [illegible] (بخاری، مسلم)

اسلام تو [illegible] توحید [illegible] رسالت [illegible] توحید کے [illegible] اگر توحید میں فرق آگیا تو شرک ہوگیا [illegible] حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible] کا انکار کیا [illegible] اسی لیے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

[illegible] آمین یا رب العالمین۔

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر [illegible] کا حاشیہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ملکہ تمہاری جلد بازی سے اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے نہیں [illegible] جب وہ وقت [illegible] جو [illegible] کے لیے مقرر [illegible] تو اس کو کوئی روک نہیں سکے گا۔

تَسْتَعْجِلُونَ ۝ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ

(اب) بڑی جلدی مچا رہے تھے پھر کہا جائے گا ظالموں سے چکھو دائمی عذاب (کا مزہ)

هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۝ وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ

کیا تمہیں بدلہ دیا جائے گا مگر اس کے جو تم کمایا کرتے تھے اور وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے کیا واقعی سچ ہے وہ

قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ وَلَوْ أَنَّ

آپ فرمائیے ہاں! میرے رب کی قسم یہ سچ ہے ۂ اور تم (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہیں ہو اور اگر

لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ وَأَسَرُّوا

ہو ہر ظالم شخص کے لیے جو کچھ زمین میں ہے کی دولت تو وہ ساری دولت بطور فدیہ دیدے اور وہ ظالم دل ہی دل

النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ

میں پچھتائیں گے جب دیکھیں گے عذاب کو اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان کے درمیان انصاف سے اور ان پر

ف اس وقت اگر تم ایمان لے بھی آئے تو وہ ایمان معتبر نہیں ہوگا۔

ف لوگ آپ سے بار بار پوچھتے ہیں کیا واقعی آنے والا ہے یا محض خالی دھمکیاں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ آپ فرمائیے کہ میرے مالک کی قسم کھا کر تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ دھمکیاں نہیں بلکہ حقیقت ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

ف یعنی آج تو مال و دولت پر پھولے نہیں سماتے ہیں ایسی حماقت اور اپنے جوش و دام کو اسی سے وابستہ سمجھتے ہیں لیکن کل جب یہ مال و دولت طوق بنا کر ان کے گلوں میں ڈال دیے جائیں گے اور ان کے گناہوں کا بوجھ ان کی گردن پر لاد دیا جائے گا اور سزا کے لئے ان کی طرف لپک رہے ہوں گے اس وقت ان کی یہ خواہش ہوگی کہ کاش ان سے یہ سب کچھ لے لیا جائے اور ان کی جان بخشی کر دی جائے لیکن اس وقت ان کی خواہش پوری نہیں کی جائے گی۔ تو کیا یہ بہتر نہیں کہ آج جب کہ در رحمت باز ہے اور تھوڑی سی کوشش سے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جا سکتا ہے تو کیوں نہ اس موقع کو غنیمت سمجھا جائے اور اپنے رب کریم کو راضی کر لیا جائے۔ یہ مال جو تمہیں کسی ضرورت اور مشکل کے وقت کام نہ آئے گا اس کے لئے اپنے مولائے کریم کو ناراض کر دینا کہاں کی دانشمندی ہے۔

ف ندامت کہتے ہیں اس حسرت کو جو کسی چیز کے وقوع پذیر ہونے کے بعد دل میں پیدا ہوتی ہے الندامة الحسرة

لَا يُظْلَمُونَ ۝٥٤ أَلَآ إِنَّ لِلَّهِ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۗ أَلَآ إِنَّ

ظلم نہیں کیا جائے گا سن لو! بیشک اللہ تعالیٰ کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں سن لو! یقیناً

وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝٥٥ هُوَ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے

وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝٥٦ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن

اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اے لوگو! آگئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کی طرف سے

رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝٥٧

اور شفا ہے ان روگوں کے لیے جو سینوں میں ہیں اور (یہ) ہدایت اور رحمت ہے اہل ایمان کے لیے۔

زفیر شہیق و زفرت شہیق (القرطبی)۔ بتانا یہ ہے کہ روز حشر جب عذاب کی حقیقت سے پردہ اٹھے گا تو ان کے دل کانپ اٹھیں گے لیکن ابتدا میں ظاہرداری سے کام لیتے ہوئے ضبط و تحمل سے کام لیں گے اور کوشش کریں گے کہ ان کا حزن و ملال ظاہر نہ ہونے پائے۔ لیکن جب انہیں بھڑکتے ہوئے شعلوں میں پھینک دیا جائے گا تو اس وقت یارائے صبر نہ رہے گا اور چیخنے اور چلانے لگیں گے۔ اسروا صیغہ ہے کہ لفظ اسر کا معنی ظاہر کرنا ہے۔ گویا یہ لفظ اضداد سے ہے یعنی وہ برملا اظہار ندامت کریں گے کیونکہ قیامت کا دن تکلف و تصنع کا دن نہیں ہوگا۔

کفر و شرک کی ساری نافرمانیوں کے باوجود ان پر زیادتی نہیں کی جائے گی بلکہ ان کے بارے میں جو فیصلہ ہوگا وہ عدل و انصاف پر مبنی ہوگا۔

دوبارہ کلام میں "الا" تنبیہ کی غرض سے ذکر کیا جاتا ہے تاکہ مخاطب کے دل و دماغ کو جھنجھوڑا جائے تاکہ وہ پوری طرح متکلم کی بات سنے۔

بتانا یہ ہے کہ جب زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کی ہے تو اس نے اطاعت شعاروں کے جو وعدے اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں سے کیے ہیں وہ ان کو پورا کرے گا اور بدکاروں اور نافرمانوں کو عذاب کی جو وعید دی ہے وہ ضرور پوری ہو کر رہے گی۔ کوئی ایسا وعدہ نہیں جس کا پورا کرنا اس کے بس میں نہ ہو اور کوئی ایسی طاقت نہیں جو اسے عذاب دینے سے روک دے۔

اس آیت طیبہ میں قرآن کریم کے فیوض و برکات کا ذکر ہو رہا ہے۔ موعظت: بڑے اخلاص سے نہایت اثر انگیز پیرایہ میں کسی کو نیکی اور بھلائی کی یاد دہانی کو موعظت کہتے ہیں۔ [illegible] (مفردات) اس مضمون کو پیش نظر

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا

آپ فرمائیے (یہ کتاب) محض اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (اتری) ہے پس چاہیے کہ اسی پر خوشی منائیں یہ بہتر

يَجْمَعُوْنَ ۝۵۸ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ

ہے ان تمام چیزوں سے جنہیں وہ جمع کرتے ہیں آپ فرمائیے بھلا بتاؤ تو جو اتارا ہے اللہ نے تمہارے لیے رزق تو تم نے

سکتے ہیں۔ قرآن عظیم کی اس صفت کا مشاہدہ کیجیے، جو عربی اور غیر عربی کا یکساں انداز سے ہر آیت میں آپ کو نظر آئے گا۔ جس کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ اس نے صدیوں سے خواب غفلت میں مدہوش قوم کو بیدار کر دیا۔ قرآن کی دوسری صفت یہ ہے کہ یہ سینوں کی اور دلی بیماریوں کا کامیاب علاج ہے یعنی کفر، شک و نفاق، حسد و کینہ وغیرہ قبیح روحانی امراض سے دلوں کو پاک کرتا ہے۔ تیسری صفت یہ ہے کہ یہ راہ ہدایت ہے۔ حق و باطل کو نکھار کر پیش کرتا ہے کسی قسم کا اشتباہ نہیں رہنے دیتا اور حق کا متلاشی راہ ہدایت کو آسانی سے معلوم کر لیتا ہے۔ چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ یکسر رحمت ہے جس کتاب مقدس کا واسطہ اور ذریعہ تحصیل ہو اس کتاب مقدس سے متمسک ہونے ہی سے نصیب ہو سکتا ہے۔

۲؎ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مراد قرآن اور اس کی رحمت سے مراد دین اسلام ہے دوسری روایت میں ہے کہ فضل سے مراد قرآن اور رحمت سے مراد یہ ہے کہ اس نے تمہیں صاحب قرآن بنایا۔ قال ابو سعید الخدری وابن عباس رضی اللہ عنہما فضل اللہ القرآن ورحمته الاسلام وعنهما فضل اللہ القرآن ورحمته ان جعلکم من اهله (قرطبی)

۳؎ ذٰلک کا اشارہ اس فضل اور رحمت دونوں کی جانب ہے گو اسم اشارہ واحد کا ہے لیکن علماء عربی کہتے ہیں کہ اہل عرب اسم اشارہ ذٰلک کو واحد تثنیہ جمع سب کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ العرب تاتی بذلک للواحد والاثنین والجمع۔

۴؎ لوگ دنیوی جاہ و جلال اور مال و منال کے حصول کے شیدائی ہیں اور شب و روز اسی ادھیڑ بن میں رہتے ہیں کہ زیادہ دولت کیسے کمائی جائے۔ بتایا جا رہا ہے کہ دولت انہیں قرآن کی شکل میں بخشی جا رہی ہے وہ ان تمام چیزوں سے کہیں بہتر ہے جن کو جمع کرنے کے لیے وہ ہر وقت سرگرداں رہتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت عظمیٰ ہے اس پر جتنی خوشی کی جائے کم ہے۔

۵؎ عہد جاہلیت میں اہل عرب کی معاشی، معاشرتی، اخلاقی، مذہبی اور سیاسی سب زندگی بے شمار قیود کی پابند تھی جو انہوں نے خود یا ان کے بڑوں نے وضع کیے تھے لیکن اس کے باوجود وہ انہیں احکام خداوندی کہا کرتے تھے اور بڑی سختی سے ان کی پابندی کرتے اور جو شخص ان سے سرمو انحراف کرتا اس کے خلاف ایک طوفان بپا کر دیتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بے ہودہ رسم و رواج کی اصلاح کے لیے جب آواز بلند کی تو وہ برافروختہ ہو گئے انہیں ان کی غلط روش پر سرزنش کی جا رہی ہے کہ تم اپنے خود ساختہ رسوم و رواج کو اللہ کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی۔ جس چیز کو جسے تم

مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ

اس میں سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال بنا لیا آپ پوچھیے کیا اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے تمہیں یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو

مَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ

اور کیا گمان ہے ان لوگوں کا جو افترا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا۔ بیشک

اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا

اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرماتا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ اور نہیں

تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ

ہوتے آپ کسی حال میں اور نہ آپ تلاوت کرتے ہیں اس حال میں کچھ قرآن اور نہ تم لوگ کوئی عمل کرتے ہو

حلال بنا دیتے ہو اور جس کو چاہتے ہو حرام۔ جس بات کو چاہتے ہو جائز کر دیتے ہو اور جس کو چاہتے ہو ناجائز۔ یہ حق تو تمہیں کس نے دیا ہے۔ ہر چیز کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اور تم اس کے بندے ہو۔ پھر یہ بات تمہیں زیب دیتی ہے کہ اس کے بندے ہو کر اس کی چیزوں میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرتے رہو۔ ہرگز نہیں۔

لے اللہ تعالیٰ نے تو اپنے بندوں پر احسانات و انعامات کے دریا بہا دیئے ہیں۔ ان کی آفرینش، ان کی بقا اور ان کی نشوونما کے لیے تمام ضروری چیزوں کو فراہم کرنا۔ پھر ان کو عقل و شعور دینا اور رشد و ہدایت کے لیے رسل و انبیاء سے ہدایت دی۔ اگر وہ شکر کریں تو یہ سب اس کی عنایت ہی تو ہے۔ ہم سے غلطی ہو جاتی ہے تو وہ بخش دیتا ہے۔ جو عمل ہم کرتے ہیں تو وہ اس کو قبول فرماتا ہے۔ ہم اس کی نعمتوں کا صحیح طور پر شکریہ ادا نہیں کرتے پھر بھی اس کی نعمتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کی نعمتوں کا کوئی شمار نہیں لیکن اس کے باوجود ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی طرف بہت کم لوگ توجہ دیتے ہیں۔

سے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی تھیں جن میں صرف عوام کالانعام ہی مبتلا نہ تھے بلکہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو مفکر اور اہل نظر سمجھتے تھے وہ بھی ان کا شکار تھے۔ ارسطو جسے معلم اول و فلسفہ کا امام کہا جاتا ہے اس نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کو صرف کلیات کا علم ہے جزئیات میں سے کسی چیز کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتا اور دلیل یہ پیش کی کہ اس کی ذات عالی و کامل ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے مقابلہ میں ناقص اور ذلیل ہے اس لیے ذلیل اور ناقص اشیاء کا جاننا اس کی شایان شان نہیں۔ اس نے اتنا بھی نہ سوچا کہ اگر اس کا یہ قاعدہ تسلیم کر لیا جائے تو ہر انسان کو بھی اپنے سے فروتر اشیاء حیوانات، اشجار وغیرہ کا علم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ سب اشیاء انسان سے فروتر ہیں۔ اسی طرح ان جیسے بیہودہ نظریات اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیے جاتے تھے [illegible]

عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ

عمل بجالاتے ہو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں۔ جب بھی تم شروع ہوتے ہو کسی کام میں اور نہیں چھپا ہوتا

عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ

آپ کے رب سے ذرہ برابر بھی زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہیں

تفصیلات جزئیہ کے متعلق ذات باری کو کچھ پتہ نہیں بعض کا خیال ہے کہ اس کا علم قدیم ہے یعنی تخلیق کائنات سے پہلے ہی سے ہر چیز کو جانتا ہے بعض کہتے ہیں کہ اسے پہلے ہر چیز کا تفصیلی علم نہیں تھا بلکہ جیسے جیسے کوئی چیز معرض وجود میں آ جاتی ہے تو اس وقت وہ اسے جان جاتا ہے۔ ان تمام شبہات کا اس آیت میں ازالہ کر دیا کہ ہر عمل جو کسی سے صادر ہوتا ہے وہ اس کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ زمین و آسمان کی وسعتیں بلندیاں اور پستیاں ہیں ذرہ سے بڑی چھوٹی سے چھوٹی جو چیز بھی ہے اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں۔ وہ سب کو اپنے اپنے مقام پر اپنے اپنے حال و مآل کے اعتبار سے پہلے بھی جانتا تھا اور اب بھی جانتا ہے۔ تخلیق کائنات سے پہلے ہی وہ ہر چیز کو جانتا تھا اور کتاب مبین (لوح محفوظ) میں اسے درج کر دیا گیا تھا۔

تحقیق لغوی شان ہر عمل کو نہیں کہا جاتا بلکہ اس کا اطلاق صرف کار عظیم یا اہم پر ہوتا ہے یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ سے ہر وقت جو عمل بھی صادر ہو رہا ہے خواہ اس کا تعلق عبادت و تبلیغ سے ہو یا عام گھریلو مشاغل سے وہ اپنے اندر جلال و کمال رکھتا ہے کیونکہ اس کی نسبت تیری ذات ستودہ صفات کی طرف ہے اس لیے وہ عظیم اور اہم ہے اور سب کے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ وما تتلوا منہ من قرآن میں دو منہ مذکور ہیں۔ پہلے منہ کی ضمیر کا مرجع شان ہے یا اللہ تعالیٰ اس صورت میں اس کا یہ مطلب ہوگا کہ جو عظیم اور اہم کام آپ کر رہے ہیں اور اس کے ثبوت و تقویت کے لیے جو آیات قرآن آپ پڑھتے ہیں انہیں ہم خوب جانتے ہیں دوسرا مِن زائدہ ہے اور قرآن منصوب ہے۔

ف پہلے کلمات میں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف خطاب تھا اور انہیں بتایا گیا کہ تبلیغ حق کے لیے جو جدوجہد آپ کر رہے ہیں اس کے لیے جو تکالیف آپ برداشت کر رہے ہیں اپنے پرائے اور دشمن جو بھی ہیں آپ جس طرح آیات قرآنی انہیں پڑھ کر سناتے اور سمجھاتے ہیں یہ سب ہماری نظروں میں ہے۔

ولا تعملون سے مخاطب تمام انسان ہیں کہ تمہارا کوئی عمل اور کوئی کام ہم سے پوشیدہ نہیں اسلام اور داعی اسلام کے خلاف تمہاری ریشہ دوانیاں اور سازشیں جو تم بڑی رازداری سے اپنی خصوصی محفلوں میں کرتے ہو وہ بھی ہم پر عیاں ہیں۔ والخطاب في ولا تعملون عام برأس النوع ولب ... صلى الله عليه وسلم وشمل سائر العباد (روح المعانی)

ف صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ زمین سے مراد پستی اور آسمان سے مراد بلندی ہے یعنی ان دونوں سمتوں میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے یا اس سے مراد دائرہ امکان و وجوب ہے کیونکہ عوام میں دائرہ امکان و وجود میں پائی جانے والی ہر چیز کو فی الارض

اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ

کوئی چھوٹی چیز اس ذرہ سے اور نہ بڑی مگر وہ روشن کتاب (لوح محفوظ) میں ہے سنو بے شک دوستان

اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور رہا کرتے

والنصب و کا اسلوب سے تفسیر کیا گیا ہے یعنی جہت اسفل و اعلیٰ فی [illegible] لا تعرب سوی ما هنا لكن ليس فيه ولا متعلق بهما۔ (روح المعانی)

کتاب مبین۔ لوح محفوظ

ف یوں تو تمام مفسرین نے اپنے اپنے ذوق اور مقصد کے مطابق اس آیت کی تفسیر کی ہے لیکن حق یہ ہے کہ عارف باللہ علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں جتنی دلکشی، شیرینی اور جامعیت ہے اس کا جواب نہیں۔ اس لیے میں انہی کی خوشہ چینی کرتے ہوئے چند حقائق ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وہ ولی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قاموس میں ہے الولی القرب والدنو یعنی ولی کا معنی قرب و نزدیکی ہے۔ ولی اس سے اسم ہے اس کا معنی قریب، محب، صدیق اور مددگار۔ وفی القاموس الولی القرب والدنو والولی الاسم منه المحب والصديق والنصير۔ پھر فرماتے ہیں کہ قرب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ قرب جو ہر انسان بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنے مالک سے ہے اگر یہ قرب نہ ہو تو کوئی چیز موجود نہ ہو سکے۔ نحن اقرب اليه من حبل الوريد (ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں) اسی قرب کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرا قرب وہ ہے جو صرف مخصوص بندوں کو نصیب ہے۔ اسے قرب محبت کہتے ہیں۔ قرب کی ان دو قسموں میں نام کے اشتراک کے سوا کوئی وجہ اشتراک نہیں۔ قرب محبت کے بے شمار درجے ہیں۔ ایک سے ایک اعلیٰ [illegible] ہے۔ دولت ایمان سے مشرف ہونے کے بعد اہل عزم و ہمت ولایت کے متفاوت درجات طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس بلند مقام پر فائز ہو جاتے ہیں جس کی وضاحت حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بیان فرمائی۔ لا يزال العبد يتقرب الي بالنوافل حتى احببته فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به رواه البخاری عن ابی هريرة۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ نفلی عبادات سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے (رواہ البخاری)

اور اس قرب محبت کا سب سے بلند اور ارفع مقام وہ ہے جہاں محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فائز ہیں [illegible]

جہاں محو دیدار رہے ان وقتوں کا کوئی لمحہ نہیں بیتتا ہو [illegible] سے غافل ہوں نے اپنے محبوب سے غافل ہو [illegible] وہ مصطفیٰ [illegible]
[illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] علیہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] (مظہری)

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ذکر اس کو کہتے ہیں جس میں اول ذکر الٰہی میں مشغول رہے [illegible] تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو اس کا اول مقصد الٰہی سے محبت ہو [illegible] کسی غیر [illegible] سے محبت [illegible] کے لیے اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہی [illegible] [illegible] ولا یحبون الا اللہ ولا یبغضون الا للہ [illegible] (مظہری)

درجہ ولایت پر فائز ہونے کے لیے [illegible] صحبت [illegible] قلب و [illegible] اولیاء امت کی صحبت میں کثرت سے رہیں۔

سنن و حدیث سے کثرت ذکر اس نسبت کو قوی کرتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل شیء صقالۃ وصقالۃ القلب ذکر اللہ۔ (رواہ البیہقی) ہر چیز کے زنگ کو دور کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے۔ دل کا زنگ اللہ کے ذکر سے دور ہوتا ہے۔

انہیں امور میں [illegible] کی بحث [illegible] کے متعلق احادیث طیبہ میں [illegible] ترغیب اور شوق دلایا گیا ہے چنانچہ از حدیث حضرت مالک [illegible] طبرانی [illegible] حضرت معاذ بن جبل سے روایت کی ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں سے میری محبت [illegible] جو آپس میں میری وجہ سے پیار و محبت کرتے ہیں میری رضاجوئی کے لیے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری خوشنودی کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ کیف تقول فی رجل احب قوما ولم یلحق بھم قال المرء مع من احب (متفق علیہ) اے اللہ کے پیارے رسول! اس شخص کے بارے میں حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن عمل و تقویٰ میں ان کے برابر نہیں فرمایا ہر شخص کی رفاقت اس کے ساتھ ہو گی جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں [illegible] اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جو طالب و مرید ہیں دوسرے وہ ہیں جو مطلوب اور مراد ہیں [illegible] محبوب ہیں [illegible] عزت [illegible] ولایت میں [illegible] طالب

اور وہی اور جو مطلوب ہے وہی مقصود و محبوب ہیں۔ ان کے عنوان کا بیان اس حدیث میں ہے جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور دیگر علماء حدیث نے اپنی اپنی کتب احادیث میں روایت کی ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبرئیل فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض واذا ابغض عبدا دعا جبرئیل فیقول انی ابغض فلانا فابغضہ قال فیبغضہ جبرئیل ثم ینادی فی اھل السماء ان اللہ یبغض فلانا فابغضوہ قال فیبغضونہ ثم یوضع لہ البغضاء فی الارض۔

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ جبریل میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر وہ آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پھر سب اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت کا چرچا ہو جاتا ہے (اور وہ سب کی نگاہوں میں محبوب ہو جاتا ہے) اور جب کسی کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے تو جبریل کو بلا کر کہتا ہے میں فلاں کو ناپسند کرتا ہوں تم بھی اسے ناپسند کرو پھر جبریل آسمان میں اس کے بغض اور ناپسندیدگی کی منادی کرتے ہیں۔ آسمان والے اس سے بغض کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کے متعلق نفرت و بغض واجب ہونے لگتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان علامات اور خصوصیات کا ذکر بھی فرمایا ہے جن سے ان حضرات کو ان کی خیرات و برکات سمیت پہچانا جا سکتا ہے چنانچہ علامہ موصوف نے چند احادیث ذکر کی ہیں جو ہدیہ ناظرین ہیں۔

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ سے پوچھا گیا من اولیاء اللہ؟ (اولیاء اللہ کون ہیں؟) فرمایا الذین اذا رؤوا ذکر اللہ عزوجل وہ لوگ جن کے دیکھنے سے خدا یاد آ جائے۔

۲۔ حضرت اسماء بنت یزید سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوں ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کیا میں تمہیں ان لوگوں کا پتہ نہ دوں جو تم سب سے بہتر ہیں سب نے عرض کی بلیٰ یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول ضرور بتائیے تو حضور نے فرمایا الذین اذا رؤوا ذکر اللہ جب ان کی زیارت کی جائے تو خدا یاد آ جائے کیونکہ ان کا دل وہ آئینہ ہے جس میں تجلیات الٰہیہ کا عکس پڑ رہا ہے اور جب کوئی چیز اس آئینہ کے مقابل میں رکھی جاتی ہے جس پر سورج کی کرنیں پڑ رہی ہوں تو وہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے بلکہ آئینہ کا عکس کسی پر پڑ جائے تو وہ جلنے لگتی ہے حالانکہ سورج کی کرنیں اگر بلا واسطہ پڑیں تو وہ نہیں جلتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سورج سے دور ہے اور یہ اس سے قریب۔

پھر اولیاء کرام میں دو قسم کی قوتیں ہوتی ہیں۔ ایک قبول کرنے کی دوسری اثر کرنے کی پہلی قوت کی وجہ سے وہ بارگاہ الٰہی سے فیض و تجلی کو قبول کرتے ہیں اور دوسری قوت سے عوام الناس ذوق و طلب کو فیض پہنچاتے ہیں۔ یہ ان سے روحانی لگاؤ اور قلبی مناسبت ہوتی ہے اس لیے اگر کوئی شخص اعتقاد و محبت سے پاک ہو کر ان کی صحبت میں حاضر ہوتا ہے تو وہ ان کے فیوض و برکات سے محروم و بے بہرہ رہتا ہے۔

يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا

پرہیزگاری کرتے رہے انہیں کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں نہیں

یعنی جن کا ایمان اللہ تعالیٰ کی توحید حضور اکرم ﷺ کی رسالت قرآن کی حقانیت پر پختہ ہوتا ہے دونوں جہانوں میں [illegible] کوئی مصیبت انہیں متزلزل نہیں کرسکتی اور ان کا معمول تقویٰ ہے [illegible] تمام عقائد و اخلاق سے [illegible] [illegible] ہے جن کے متعلق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے وہ پاک ہوتے ہیں۔ یہی تقویٰ کا وہ بلند مقام ہے جہاں جب انسان پہنچتا ہے تو [illegible] [illegible] اور اس پیکر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

قال رسول اللہ ان من عباد اللہ لاناسا ما ھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیامۃ بمکانھم من اللہ قالوا یا رسول اللہ تخبرنا من ھم۔ قال ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال یتعاطونھا فواللہ ان وجوھھم لنور وانھم علی نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس ثم قرأ ھذہ الآیۃ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (قرطبی)

ترجمہ :۔ [illegible] نے ارشاد فرمایا اللہ کے بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید لیکن قیامت کے دن قرب الٰہی کی وجہ سے انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں بتائیے وہ کون ہیں۔ ان کے اعمال [illegible] [illegible] [illegible] سے محبت کریں [illegible] [illegible] کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] ان کے چہرے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لوگ خوفزدہ ہوں گے انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ لوگ [illegible] میں مبتلا ہوں گے لیکن انہیں کوئی حزن و ملال نہ ہوگا۔ پھر حضور نے یہ آیت پڑھی

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

عارف رومی نے کیا خوب فرمایا ہے :۔

مگسل از پیغمبر ایام خویش
تکیہ کم کن بر فن و بر گام خویش

اپنے [illegible] [illegible] سے تعلق نہ توڑو اپنے علم و فن [illegible] پر زیادہ بھروسہ نہ کرو۔

گرچہ شیری چوں روی رہ بے دلیل
خیرہ [illegible] و در ضلال و در ذلیل

تو شیر ہی کیوں نہ ہو اگر تو راہبر کے بغیر چلے گا تو گمراہ اور ذلیل ہو جائے گا۔

ہیں بیا در سایۂ عاقل نشیں
تا ببینی عون و شکر ہم نشیں

اپنے [illegible] کے سایہ میں بیٹھنے کی کوشش کرو تب تجھے اپنے رشد کی [illegible] کا پتہ چلے گا۔

[illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا يَحْزُنكَ

بدلتیں اللہ تعالیٰ کی باتیں۔ یہی ہے بڑی کامیابی ہے اور رنجیدہ نہ کریں آپ کو

قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶۵﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ

ان کی باتیں بے شک ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ خبردار بے شک اللہ کے

جنتی ہونے کی خوشخبری دی۔ چنانچہ فرمایا۔ ابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة والزبیر فی الجنة وعبد الرحمن بن عوف فی الجنة وسعد بن ابی وقاص فی الجنة وسعید بن زید فی الجنة وابو عبیدة بن الجراح فی الجنة (ترمذی) یعنی ان دس حضرات کے نام لے کر فرمایا کہ یہ جنتی ہیں یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو [illegible] فرمایا اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنة من امتی (ابوداؤد) اے ابوبکر تم میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ یا حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا سیدا شباب اہل الجنة یہ دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے۔ یہ تو حضور نے کچھ صحابہ کے نام لے کر خوشخبریاں دی ہیں اور عشرہ مبشرہ کے علاوہ یہ خوشخبریاں کبھی الہام کے ذریعہ دی جاتی ہیں یا کشف کے ذریعہ یا حالت خواب میں بذریعہ رؤیا صالحہ دی جاتی ہے جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ تعالیٰ لهم البشرى قال هي الرؤيا الصالحة يراها المسلم او ترى له۔ میں نے اس آیت کے متعلق حضور سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ اچھا سچا خواب ہے کوئی شخص خود دیکھے یا اس کے متعلق کسی اور کو دکھایا جائے۔ یا فرشتے آتے ہیں اور [illegible] ان بشارتوں سے شاد کام کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ تتنزل علیهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون (حم ۳۰) اب اگر مطلب مراد ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوّل مخاطبین کو [illegible] مراتب عالیہ پر فائز ہونے کی خوشخبریاں [illegible] اپنے مستقبل کے بارے میں کسی قسم کے خوف و حزن سے پاک کر دیا گیا ہے تو یہ ایک کھلی ہوئی بشارت [illegible] حق تعالیٰ [illegible] سے محروم [illegible] اس قسم کی [illegible] کرتے ہوئے رکھ دیتا ہے۔ لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

ﻟﮧ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کے ساتھ ان نعمتوں کے وعدے کیے ہیں [illegible] بشارت کی بشارتیں دی ہیں وہ قطعی ہیں۔ ان میں ردوبدل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے مقبول بندوں کو ان بشارتوں سے [illegible]

ﻟﮧ [illegible] خوش نصیب کے [illegible] حیات [illegible] کا استحقان ہیں۔ [illegible] لذتوں [illegible] کامیابی [illegible] یہ کامیابی بڑی کامیابی ہے۔

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

ملک میں ہے جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے [illegible] اور کس چیز کی پیروی کرتے ہیں جو لوگ پکار رہے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے شریکوں کو [illegible] نہیں پیروی کرتے مگر وہم و گمان کی اور نہیں وہ مگر

يَخْرُصُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ

اٹکلیں دوڑاتے ہیں [illegible] وہی ہے جس نے بنائی تمہارے لیے رات تاکہ تم آرام کرو اس میں اور دن

مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

روشن بنایا بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں کہتے ہیں بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ نے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنْ

کسی کو رب وہ پاک ہے وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے نہیں

عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ایسی بات کی کیا تم وہ بات کہتے ہو اللہ تعالیٰ پر جس کا تمہیں علم ہی نہیں۔

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

آپ فرما دیجئے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔

مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ

چند روزہ لطف اندوزی ہے دنیا میں پھر ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے پھر ہم چکھائیں گے انہیں سخت عذاب

الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ

بوجہ اس کے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے اور آپ پڑھ کر سنائیے انہیں خبر نوح علیہ السلام کی جب کہا

۶۸ کفار عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اس کے رد کے لیے دو بلیغ دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی دلیل یہ ہے کہ وہ غنی ہے یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اولاد کی حاجت [illegible] اولاد کی صورت میں اس لیے تسلی مل جاتی ہے کہ [illegible] [illegible]

[illegible]

۶۹ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ

ہے پس میں نے تو اللہ ہی پر بھروسہ کر لیا سو تم بھی [illegible] جمع کرلو اپنے شریکوں سے مل کر پھر نہ رہے تمہارا

اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ

پوشیدہ تم پر [illegible] پھر کر گزرو جو میرے ساتھ کرنا چاہتے ہو اور مجھے مہلت نہ دو پس اگر تم منہ پھیرو

فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ

تو میں نے نہیں طلب کیا تم سے کچھ اجر نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ کے ذمہ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي

میں ہو جاؤں مسلمانوں سے تو پھر بھی انہوں نے آپ کو جھٹلایا سو ہم نے نجات دی انہیں اور جو ان کے ساتھ

الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

کشتی میں تھے اور ہم نے بنا دیا انہیں ان کا جانشین اور ہم نے غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ

تو دیکھو کیسا انجام ہوا ان کا جنہیں ڈرایا گیا تھا۔ پھر ہم نے بھیجے نوح علیہ السلام کے بعد

ف۱ اور میری دعوت و تبلیغ سے تنگ آ گئے ہو [illegible] میرا [illegible] بگڑ جاتا ہے میں تم سے کسی چیز کا طلبگار نہیں ہوں مجھے اجر دینے والا میرا رب ہے اس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں میں اس کے در کا سائل ہوں [illegible] کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا گوارا ہی نہیں کرتا۔

ف۲ یعنی سب کفار نے حضرت نوح [illegible] انجام یہ ہوا کہ طوفان آیا اور [illegible] منکروں کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گیا اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا [illegible] اس مسلسل نافرمانی اور انکار حق کی پاداش میں تمہیں بھی تباہ و برباد نہ کر دیا جائے

رُسُلًا اِلٰی قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوۡا لِیُؤۡمِنُوۡا بِمَا

رسول ان کی قوموں کی طرف تو وہ لائے ان کے پاس روشن دلیلیں تو نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے وہ

كَذَّبُوۡا بِهٖ مِنۡ قَبۡلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطۡبَعُ عَلٰی قُلُوۡبِ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ﴿۷۴﴾

جھٹلا چکے تھے پہلے۔ اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں حد سے گزرنے والوں کے دلوں پر۔

ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡ بَعۡدِهِمۡ مُّوۡسٰی وَهٰرُوۡنَ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۠ئِهٖ

پھر ہم نے بھیجا ان رسولوں کے بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف

بِاٰیٰتِنَا فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِیۡنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ

اپنی نشانیوں کے ساتھ تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے پھر جب آیا ان کے پاس حق

۱۲۳ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بھی حضرات ہود، صالح وغیرہ کی آمد کا سلسلہ جاری رہا اور ان سب نے اپنی اپنی قوم کو پیغام حق سنایا اور اپنے پیغام کی صداقت کو واضح دلائل و معجزات سے ثابت کیا لیکن قوم نے ایک مرتبہ جس بات کے ماننے سے انکار کیا پھر اس کو ماننے سے انکار ہی کرتی رہی۔ کوئی قوی سے قوی دلیل بھی [illegible] ان کی اس سرکشی کے باعث حق پذیری کی صلاحیت ان میں باقی نہیں رہی وہ ضائع ہو گئی اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ [illegible] ان حدود کی [illegible] حق و انصاف کی حدود سے تجاوز کر جائے۔ الاعتداء ومعناه تجاوز حدود الحق والعدل اتباعا لهوى النفس وشهوتها۔ (المنار)

۱۲۴ یعنی رسولوں کی بعثت کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا ایک جلیل القدر رسول حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہما السلام مبعوث ہوئے۔ ان کے ذمہ دو اہم کام تھے۔ ایک قوم بنی اسرائیل کو جو مصر میں غلامانہ زندگی بسر کر رہی تھی آزاد کرانا اور فرعون کو جس نے اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کر رکھا تھا [illegible] اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کا پیغام پہنچانا۔ یہ دونوں کام بڑے اہم تھے [illegible] مشکل اور دشوار بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عظیم معجزات سے نوازا تاکہ ان کی نبوت [illegible] [illegible] جب [illegible] معجزات دکھائے تو ان کو جادوگر بتایا گیا۔

۱۲۵ تفصیلات سورۂ اعراف آیت ۱۰۳ تا ۱۲۶ کے حواشی میں ملاحظہ کیجئے۔

۱۲۶ یعنی دلائل و براہین کی روشنی سے حق کی صداقت تو ان پر واضح ہو گئی تھی لیکن [illegible] وہ اسے قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ وہ

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ

ہماری طرف سے تو انھوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے کہا: [illegible] حق کے بارے میں [illegible] کیا

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا

[illegible] جب وہ تمہارے پاس آیا [illegible] کیا یہ جادو ہے [illegible] جادوگر [illegible] کہنے لگے کیا تم

اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ

[illegible] ہمارے پاس [illegible] ہمیں [illegible] باپ دادا [illegible] اور تم دونوں کے لیے بڑائی

فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ

سرزمین مصر میں [illegible] ہم تو تم دونوں [illegible] فرعون نے حکم دیا [illegible] میرے پاس

[illegible] سچائی اور دلیل سے [illegible] جادو [illegible] تھا۔

[illegible] معجزات [illegible] جادو [illegible] حاصل تھا [illegible]

[illegible] کے لیے [illegible] تھے۔

[illegible] جادو [illegible] معجزات [illegible] عقل [illegible] کیا یہ جادو ہے [illegible] جادوگر [illegible] فرق [illegible] کر سکتے [illegible] جادوگر [illegible] حقیقی [illegible] فلاح کی منزل پر [illegible] تھا۔

[illegible] حکومت [illegible] اقتدار [illegible] حق [illegible] کی حالت ہے۔

[illegible] ہیں۔

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا

ہر ماہر جادوگر [illegible] پھر جب آ گئے جادوگر کہا ان سے موسیٰ علیہ السلام نے ڈالو

مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ

میدان میں جو تم ڈالنے والے ہو پھر جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰ نے فرمایا یہ جو تم لائے ہو یہ

السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

جادو ہے یقیناً اللہ تعالیٰ ملیامیٹ کر دے گا اسے بیشک اللہ تعالیٰ نہیں سنوارتا مفسدوں کے کام کو

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى

اور اللہ تعالیٰ حق کر دکھاتا ہے اپنے ارشادات سے اور خواہ ناپسند کریں مجرم [illegible] پس نہ ایمان لائے موسیٰ پر

اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰي خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهِمْ

مگر ان کی قوم کی اولاد کے چند افراد ہی ڈرتے ہوئے فرعون سے اور اپنے سرداروں سے

۱۳۱ جب اپنے جادو کے کمال کا مظاہرہ کر چکے تو موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] یہ بات [illegible] جو تم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] باطل کا کام مٹ جانا ہے اور حق ہمیشہ زندہ و پائندہ رہتا ہے [illegible] جب حضرت موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو وہ [illegible] ان تمام کو نگل گیا۔ حق کا بول بالا ہوا اور باطل کے پرستاروں کو شرمناک ہزیمت اٹھانا پڑی۔

۱۳۲ [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] وہ اپنے شان طاقت سے حق کو سربلند کر کے چھوڑتا ہے۔

۱۳۳ فرعون مصر کا مطلق العنان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بغاوت کا تصور بھی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا [illegible] [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] جب [illegible] کا نعرہ لگایا تو اس کی [illegible] فرعون [illegible] [illegible] [illegible]

أَنْ يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنَّهُ لَمِنَ

[illegible]

الْمُسْرِفِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوٓا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا

[illegible] مسلمان ہو۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ

[illegible]

مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ

[illegible]

لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

[illegible]

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ

اس کے سرداروں کو سامان آرائش اور مال و دولت دنیوی زندگی میں اے ہمارے رب تا کہ وہ گمراہ کریں

سَبِيْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

[illegible] لوگوں کو تیری راہ سے ۔ اے ہمارے رب مٹا دے ان کے مالوں کو اور سخت کر دے ان کے دلوں کو

فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ

[illegible] ایمان نہ لائیں جب تک کہ دیکھ لیں [illegible] عذاب [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا قبول کر لی گئی

دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

تمھاری دعا پس تم ثابت قدم رہو اور ہرگز نہ چلنا [illegible] راستہ [illegible] جاہلوں کا طریقہ ہے

[illegible] ان کی دولت و ثروت کی ریل پیل [illegible] ہیں وہ [illegible] ہیں۔ [illegible] اور [illegible] پر نظر [illegible] سکتی ہے [illegible] کی [illegible] دولت ہیں [illegible] درست [illegible] ان کی طرف نگاہ [illegible] روشنی سے اپنے [illegible] بے رحم ہاتھوں سے [illegible] تحقیق [illegible] رحیم کے [illegible] سے انہیں [illegible] رحمت حق کے لیے [illegible] ہے کہ انہیں [illegible] لیضلوا کے [illegible] عاقبت کا ہے [illegible] سامان آرائش [illegible] اور انہیں دولت [illegible] لیکن [illegible] اپنے لیے گمراہی کا راستہ منتخب کیا [illegible] ترجمہ کرتے ہوئے امام رازی کے اس قول کو اختیار کیا ہے کہ [illegible] استفہام مقدر ہے [illegible] تعجب [illegible] دریافت کر رہے ہیں۔ ان یکون موسیٰ علیہ السلام [illegible] التعجب المقرون بالانکار ۔ [illegible] حرف الاستفہام مقدر [illegible]

اگر [illegible] پیغام حق [illegible] جب کسی قوم کی ہدایت کا امکان ہی باقی نہ رہے تو بارگاہ الٰہی میں بددعا کرتا ہے۔

[illegible] ارشاد ہوا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی ان پر عذاب آئے گا [illegible] اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی لیکن اس کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا گیا ہے تم ناواقف لوگوں کی طرح جلد بازی نہ کرنا۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ

اور ہم پار لے گئے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر پیچھا کیا ان کا فرعون اور اس کے لشکر نے

بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّىٰٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ ءَامَنتُ أَنَّهُ لَآ إِلَٰهَ

سرکشی اور ظلم سے یہاں تک کہ جب اس کو ڈوبنے نے آ پکڑا کہنے لگا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں

إِلَّا الَّذِيٓ ءَامَنَتْ بِهِ بَنُوٓا إِسْرَآءِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ⑩

مگر اس کے جس پر ایمان لائے تھے بنی اسرائیل اور میں اطاعت گزاروں یعنی مسلمانوں میں سے ہوں

ءَآلْـَٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ⑪ فَالْيَوْمَ

کیا اب ایمان لاتا ہے اور تو نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور تو فتنہ و فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا سو آج ہم

۱۲۱ سورۂ شعراء اور اعراف میں بنی اسرائیل کے صحیح سلامت پار اتر جانے اور فرعون کے غرق ہونے کا ذکر گزر چکا ہے یہاں مختصراً دہرایا جاتا ہے۔

۱۲۲ جب سمندر کی موجوں نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اسے موت کے بارے میں کوئی شبہ نہ رہا تو وہ ساری شان بھول گیا اور پہلے ایمان لانے کا اعلان کر دیا جس دعوت کو وہ مسلسل بڑی حقارت سے ٹھکرا رہا تھا اب ایک ہی سانس میں تین مرتبہ اس کی صداقت کا اعتراف کرنے لگا "آمنت انہ لا الٰہ الا الذی ... وانا من المسلمین۔"

۱۲۳ عذاب کا فرشتہ جب شہ رگ کو آ دبوچے اور پردۂ غیب میں مستور حقائق جب بے حجاب دکھائی دینے لگیں تو اس وقت ایمان لانا شریعت میں معتبر نہیں۔ اس لیے حالت اضطرار میں جب فرعون نے ایمان لانے کا اعلان کیا تو اسے اس کے منہ پر دے مارا گیا۔ اگرچہ بائیبل میں فرعون کے ایمان لانے کا ذکر نہیں لیکن تلمود میں صراحتاً مذکور ہے کہ اس وقت فرعون نے کہا: میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔ (تفہیم القرآن)

۱۲۴ یہ ممکن تھا کہ سمندر کی تہہ میں ہی وہ غرق ہو جاتا اور سمندر کی مچھلیاں اسے کھا جاتیں اور سمندر کا کھارا پانی تھوڑی دیر میں اس کے گوشت پوست کو گلا سڑا دیتا یا کوئی موج اسے بہا لے جاتی اور اس کا کوئی نشان تک باقی نہ رہتا لیکن قدرت کو یہ منظور تھا کہ دنیا کے سامنے نشان عبرت بنے۔ اس کا نام اور اس کی لاش محفوظ رہے چنانچہ اس کی لاش ساحل پر پھینک دی گئی ... یہ جگہ آج بھی جبل فرعون کے نام سے مشہور ہے اور وہاں کے لوگ بتاتے ہیں کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں فرعون کی لاش کنارے پر پھینکی گئی تھی اس کی لاش کو دیکھ کر بنی اسرائیل کو بھی اس کے ڈوب جانے کا یقین ہو گیا نیز آنے والی نسلوں کے لیے بھی اس میں درس عبرت ہے جو اس جیسے ... جن کے استعمال سے لاش کو گلنے سڑنے سے بچایا جا سکتا تھا اور اس زمانہ میں جو شاہی ... کی لاشوں کو ... کرتے تھے

نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

بچا لیں گے تیرے جسم کو سمندر کی موجوں سے تاکہ تو رہے اپنے پچھلوں کے لیے عبرت کی نشانی اور حقیقت یہ ہے کہ

النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ

اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے رہتے ہیں ﴿۹۲﴾ اور ہم نے ٹھکانا دیا بنی اسرائیل کو عمدہ جگہ

صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ

ٹھکانا شائستہ اور ہم نے انہیں پاکیزہ رزق بخشا پس وہ مختلف نہیں ہوئے یہاں تک کہ آگیا ان کے پاس حقیقت کا

الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا

علم۔ (اے حبیب!) بے شک آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان روز قیامت جن باتوں میں وہ

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ

جھگڑا کیا کرتے تھے ﴿۹۳﴾ اور (اے سننے والے) اگر تجھے کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اتارا ہے تیری طرف تو

جاتا تھا۔ چنانچہ موجودہ زمانہ میں مصر کے شاہی قبرستانوں سے جو ممیاں نکالی گئی ہیں وہ سب اب مصر کے عجائب گھر (قاہرہ) میں ایک لاش موجود ہے جس کے متعلق ماہرین آثار قدیمہ کا خیال ہے کہ یہ فرعون موسیٰ رعمسیس ثانی کی لاش ہے۔ ۱۹۰۷ء میں سر گرافٹن ایلیٹ سمتھ نے جب اس کی ممی پر سے پٹیاں کھولی تھیں تو اس کی لاش پر نمک کی ایک تہ جمی ہوئی پائی گئی تھی جو کھاری پانی میں اس کی غرقابی کی ایک کھلی علامت تھی۔ (تفہیم القرآن)

فــ۹۲ کاش لوگ غرق کئے گئے نافرمانوں کے انجام سے عبرت حاصل کرتے۔ دور کیوں جائیے یہیں پاکستان کے کئی شہروں بربادی و بداعمالی کے انجام میں کھنڈر ہو چکے ہیں لیکن ہماری آنکھوں کا یہ حال ہے کہ جگہ جگہ عبرت کی نشانیاں اپنی زبان حال سے ہمیں جھنجھوڑ رہی ہیں لیکن غافل انسان کے نفس کے نشے میں ایسے مدہوش ہیں کہ سرپٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔

فــ۹۳ ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی کی زنجیروں سے آزاد کیا اور انہیں بسنے کے لیے ایک زرخیز اور شاداب خطہ یعنی فلسطین اور اردن مرحمت فرمایا اور انہیں کھانے کے لیے پاکیزہ اور عمدہ چیزیں فراہم کیں۔

مُبَوَّاً ۔ ٹھیرنے کی جگہ، مسکن۔ صدق کا معنی ہے پسندیدہ و مرغوب (قرطبی)

مبوأ کو صدق سے موصوف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کی یہ عادت ہے کہ جب وہ کسی چیز کی تعریف کرتے ہیں تو اسے

الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ

تو دریافت کر ان لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے۔ بیشک آیا ہے تیرے پاس حق تیرے

رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ

رب کی طرف سے پس ہرگز نہ ہو جانا شک کرنے والوں سے اور ہرگز نہ ہونا ان لوگوں سے

كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ

جنھوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ورنہ تو ہو جائے گا نقصان اٹھانے والوں سے۔ بیشک وہ لوگ ثابت ہو چکی ہے

عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ

جن پر آپ کے رب کی بات وہ ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ آجائیں ان کے پاس ساری نشانیاں

حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ

جب تک کہ وہ دیکھ لیں دردناک عذاب۔ پس کیوں نہ ہوئی کوئی بستی جو ایمان لائی تو

صدق کی طرف مضاف کرتے ہیں یعنی یہ چیز اتنی اچھی ہے کہ اس سے بھلائی کی جو توقع کی جائے گی وہ چیز اس پر پوری اترے گی اور توقع کرنے والے کی تصدیق کرے گی۔ اب وصف المذکر مصدقا ای فاذا وصف ... هذا ... [illegible]

صدق تقول رجل صدق هذا مصدق ... (قرطبی)

ش۱ ان دو آیتوں میں بھی خطاب عام انسان کو ہے۔

ش۲ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو ٹالا نہیں جا سکتا اس کے علم ازلی میں جو دولت ایمان سے محروم ہیں انہیں بڑے بڑے معجزے دکھائے جائیں مزید دلیلیں سنائی جائیں وہ حق قبول نہیں کریں گے۔

ش۳ یہاں تک کہ انھیں عذاب الٰہی گھیرے اس وقت انھیں ہوش آئے گا اور وہ کف افسوس ملیں گے لیکن بے حاصل۔

ش۴ لولا یہاں ھلا سرزنش اور توبیخ کے لیے استعمال ہوا ہے یعنی وہ لوگ کیوں ایمان نہ لائے تاکہ عذاب الٰہی سے بچ جاتے ابن عطیہ نے کہا ہے کہ معنی قریب سے یہ استثناء منقطع ہے لیکن معنوی لحاظ سے متصل ہے کیونکہ تقدیر عبارت یوں ہے ما آمن من اهل قرية الا قوم يونس بعض علماء کا خیال ہے کہ ... لیکن ان کی گریہ و زاری ... کی وجہ سے ٹال دیا گیا اور یہ اسی قوم کی خصوصیت ہے کہ ... [illegible]

فَنَفَعَهَآ إِيمَانُهَآ إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّآ ءَامَنُوا۟ كَشَفْنَا عَنْهُمْ

نفع دیتا اسے اس کا ایمان (کسی سے) سوائے قوم یونس کے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے دور کر دیا ان سے

عَذَابَ ٱلْخِزْىِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَمَتَّعْنَٰهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۹۸﴾

رسوائی کا عذاب دنیوی زندگی میں اور ہم نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں ایک مدت تک۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَءَامَنَ مَن فِى ٱلْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ

اور اگر چاہتا آپ کا رب تو ایمان لے آتے جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب تو کیا آپ

اس کی علامتیں [illegible] ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھیں [illegible] ابھی ان کو اپنی گرفت میں نہیں لیا تھا جس [illegible] جب [illegible] آپ [illegible] اس کی علامات [illegible] ابھی موجود ہیں۔ [illegible] اس قول کو پسند کیا ہے۔ قال الزجاج: انهم لم يقع بهم العذاب وانما رأوا العلامة التي تدل على العذاب ولو رأوا عين العذاب لما نفعهم الايمان۔ (قرطبی) [illegible] قول الزجاج حسن۔ (قرطبی)

وقال ابن جرير [illegible] العاصية [illegible] ملاقية له۔ [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ

مجبور کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں اور کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ وہ

تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

ایمان لا سکے مگر اللہ کے حکم سے اور [illegible] ڈالتا ہے [illegible] ان لوگوں پر جو

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا

بے عقل ہیں فرما دیجئے دیکھو کیا کیا ہے آسمانوں میں اور زمین میں [illegible] اور [illegible]

تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ

نہیں پہنچاتی نشانیاں اور ڈرانے والے کسی قوم کو جو ایمان نہیں لانا چاہتے۔ [illegible] پس

اور انہیں تباہ کر دیا گیا [illegible] اے محبوب اگر آپ کا رب چاہتا تو سب کو مومن بنا دیتا لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ لوگ حق اختیار کرنے پر کسی کو مجبور نہ کیا جائے [illegible] کیا لطف ہے۔ اب تو وہ ساری [illegible] خصوصی تعلق [illegible] تیری ذات سے [illegible] نہیں [illegible] تیری ذات [illegible] حاصل ہے [illegible] صلی اللہ [illegible] ایمان سے محروم نہیں رہ جاتا اور [illegible] سبب ان پر [illegible] کیا جاتا ہے۔ جو عقل [illegible] اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے لیے انہیں استعمال نہیں کرتے۔

[illegible] آپ فرما دیجئے [illegible] دلائل [illegible] ہر جگہ [illegible] آنکھیں [illegible] ان کی قسمت [illegible] اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔

[illegible] ان آیات اور شواہد سے فقط وہی لوگ مستفید ہو سکتے ہیں جن کے دلوں میں طلب حق کا جذبہ [illegible] حق کو حق سمجھنے [illegible] واضح دلائل کے باوجود ایمان لانے کے لیے تیار نہ [illegible] ان کے لیے [illegible]

ہے۔

يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ

وہ انتظار نہیں کر رہے مگر انہی دنوں جیسے حالات کا جو گزر چکے ہیں ان سے پہلے آپ فرمائیے

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝١٠٢ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا

تم بھی انتظار کرو۔ بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں پھر ہم بچا لیا کرتے تھے اپنے رسولوں کو

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠٣ قُلْ يٰٓاَيُّهَا

اور انہیں جو ایمان لائے۔ یونہی ہم پر لازم ہے کہ ہم بچا لیں گے اہل ایمان کو آپ فرمائیے اے

النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ

لوگو اگر تمہیں کچھ شک ہو میرے دین کے بارے میں تو (سن لو) میں عبادت نہیں کرتا ان کی جن کی

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ښ

تم پوجا کیا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا لیکن میں تو عبادت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو وفات دیتا ہے تمہیں

۱۳۵؎ حجت پوری ہو چکی۔ حق واضح ہو چکا۔ اب بھی وہ ایمان نہیں لاتے۔ شاید اب وہ اسی بات کے منتظر ہیں جو ان سے پہلے کفر و عناد پر مائل ہوا تھا اور انہیں ملیا میٹ کر دیا گیا تھا۔ اگر ان کی یہی خواہش ہے تو ان کی یہ حسرت بھی پوری کر دی جائے گی۔ انہیں کہیے ذرا جلد بازی سے کام نہ لیں یہاں تک کہ وہ گھڑی آ جائے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہلاکت و بربادی کے لیے مقرر کر رکھی ہے اور فرمائیے میں بھی تمہارے ساتھ اس وقت کا منتظر ہوں۔ ایام سے مراد یہاں دن نہیں بلکہ وہ واقعات و حالات ہیں جو ان سے پہلے گزشتہ قوموں کو سابقہ پڑا۔ ایام العرب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۱۳۶؎ یعنی کافروں پر جب تباہ کن عذاب نازل ہوتا ہے اس سے اہل حق کو کوئی گزند نہیں پہنچتی۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۱۳۷؎ [illegible] ان اللہ

وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں [illegible] ایمان والوں سے [illegible] اور یہ کہ [illegible] اپنا رخ سیدھا کر کے

لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ

اس دین کی طرف [illegible] یکسو ہو کر اور ہرگز نہ ہو جانا شرک کرنے والوں سے اور مت عبادت کر

[illegible]

۱۰۴ [illegible] صاف صاف بتایا جا رہا ہے [illegible] اور تم ابھی تک شک اور تردد کا شکار ہو [illegible] نہیں اس بارے میں کسی [illegible] عبادت نہیں کروں گا [illegible] قدرت [illegible] اور [illegible] ایمان [illegible] میں جانور [illegible] نہیں رہوں گا۔

۱۰۵ میرے [illegible] سیدھا [illegible] کسی بھی طرف رخ کیا جاتا ہے تو اس کے علاوہ تمام دوسری چیزوں سے [illegible] کسی مزید [illegible] کا محتاج نہیں [illegible] حنیفا [illegible] اس [illegible] کسی رنگ میں [illegible] اور [illegible] اسلام قبول کر لینے کے بعد کسی کو [illegible] سیاسی [illegible] معاشی [illegible] کتاب [illegible] کا [illegible] سیرت [illegible] اور [illegible] کردار میں ایک [illegible] تیری [illegible] کہا گیا ہے [illegible]

۱۰۶ [illegible] اسلام [illegible] کر کے اپنی معاشی حالت [illegible] کے لیے کسی غیر اسلامی نظام [illegible] سیاسی نظام [illegible] دوسرے سانچے میں ڈھالا جائے [illegible] اسلام [illegible] وہ [illegible] قرآن [illegible]

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ

اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے تجھے اور نہ ضرر پہنچا سکتا ہے تجھے اور اگر تو نے ایسا کیا تو پھر تیرا شمار

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ

ظالموں میں ہوگا اور اگر پہنچائے تجھے اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف تو نہیں کوئی دور کرنے والا اسے بجز اس کے اور اگر

يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

ارادہ فرمائے تیرے لیے کسی بھلائی کا تو کوئی روکنے والا نہیں اس کے فضل کو سرفراز فرماتا ہے اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہتا ہے اپنے

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ

بندوں سے اور وہی ہے بہت مغفرت فرمانے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ؎ آپ فرمایئے اے لوگو! بیشک آگیا ہے تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف

رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

سے ؎ تو جو ہدایت قبول کرتا ہے تو وہ ہدایت قبول کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے اور جو گمراہ ہوتا ہے

؎ جب نفع و ضرر کا کلی اختیار اسی کے دست قدرت میں ہے تو پھر اسے چھوڑ کر کسی غیر کی عبادت کی قطعی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی
[illegible] (قرطبی وغیرہ)

؎ قہر و غضب کی بجائے رحمت کا اظہار اور کس دلنشیں پیرایہ میں کیا جا رہا ہے۔

؎ اے مکہ کے باشندو، اے عرب کے رہنے والو، بلکہ اے آدم کی ساری اولاد! کان کھول کر سن لو مطلع ہدایت پر آفتاب رسالت طلوع ہو چکا۔ جہل کی شام ظلمات ختم ہو چکی۔ شک و شبہ کی دھند چھٹ گئی تبلیغ حق کا حق ادا کر دیا گیا۔ اب تمہاری مرضی ہے رشد و ہدایت کو قبول کرو یا اسی کے گڑھے میں پڑے رہو۔ تم کوئی سا طرز عمل اختیار کرو تم آزاد ہو لیکن ایک بات یاد رکھو کہ اگر رشد و ہدایت کا راستہ اختیار کرو گے تو تمہارا اپنا بھلا ہوگا اور غلط روی سے باز نہ آئے تو اس کا نقصان بھی صرف تمہیں برداشت کرنا پڑے گا۔

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى

تو وہ گمراہ ہوتا ہے اپنی تباہی کے لیے اور میں تم پر نگران نہیں ہوں ۱۳۳ اور (اے) حبیب! آپ پیروی کرتے

اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ ع ۱۱

رہیں جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف ۱۳۴ اور صبر کیجیے یہانتک کہ فیصلہ فرمائے اللہ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

۱۳۳ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا اب میں تمہارے کاموں کا ذمہ دار نہیں۔ تم جانو اور تمہارا کام جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔
۱۳۴ آخر میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات واجمل التسلیم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اے حبیب! آپ ان رذیلوں کی پرواہ نہ کریں۔ جو وحی آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے بے خوف و خطر اس پر عمل پیرا رہیں۔ ان کی اذیت رسانیوں اور آزاروں پر صبر فرماتے رہیں۔ فیصلہ کی گھڑی آ رہی ہے۔ فیصلہ کرنے والا خود رب العالمین ہوگا اور وہی سب سے بہتر اور صحیح فیصلہ فرمانے والا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الذی بجاھہ تقبل الحسنات وبشفاعتہ تغفر السیئات وعلی آلہ واصحابہ منابع الخیرات ومصادر البرکات۔

۲۰ ربیع الثانی یوم الخمیس ۱۴۰۰ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

سُورَۃ ھُود

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام: اس سورۃ میں حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر ہے [illegible]
آیات پر مشتمل ہے۔ [illegible]

نزول: ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے [illegible]

[illegible]

مضامین: [illegible]

[illegible]

اور کیا ایسی [illegible]

[illegible]

حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ايٰتها ۱۲۳ ركوعاتها ۱۰

سورۂ ہود مکی ہے اس کی [illegible] اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے آیتیں ۱۲۳ [illegible] رکوع

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ﴿۱﴾

الف لام را [illegible] یہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر ان کی وضاحت کر دی گئی ہے [illegible] حکیم و باخبر

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۙ﴿۲﴾ وَّاَنِ

کہ تم عبادت نہ کرو مگر صرف اللہ کی [illegible] میں تمہیں اس کی طرف سے خبردار کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں [illegible] اور یہ کہ

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا

مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر اسی کی طرف رجوع کرو [illegible] وہ تمہیں زندگی کا اچھا [illegible]

لہ حروفِ مقطعات پر بحث سورۂ بقرہ اور سورۂ یونس کی ابتدا میں کی گئی ہے اس لیے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

لہ الٓر اس سورہ کا نام ہو تو وہ مبتدا ہوگی اور کتاب خبر، یا یہ مبتدا محذوف "ہذا" کی خبر ہوگی اور [illegible] کتاب کی صفت واقع ہوں۔

لہ احکمت احکام سے ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کو پختہ اور مضبوط کرنا کہ اس میں کسی خلل اور نقص کا امکان نہ رہے اور فصلت تفصیل سے ہے یعنی وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے کہ [illegible] مقصد یہ ہے کہ یہ کتاب الفاظ اور عبارت کے لحاظ سے پختہ ہے [illegible] معنی و مطالب [illegible] اور اس کی آیتوں میں [illegible] تفصیل [illegible] اس ذات کا کلام ہے جو اپنے اقوال و افعال کے لحاظ سے حکیم ہے اور اپنے علم کے لحاظ سے [illegible]

لہ اور اس کتاب کی [illegible] یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو کسی کو اپنا معبود نہ بناؤ تمہاری [illegible] صرف اسی کی بارگاہ میں ہو۔

لہ اور میری بعثت کی غرض و غایت یہ ہے کہ میں تمہیں [illegible] اور اس کی اطاعت و بندگی پر حسن عاقبت کی بشارت دوں۔

لہ میں تمہیں یہ نصیحت بھی کرتا ہوں کہ [illegible] تم [illegible]

إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُۥ ۖ وَإِن

ایک وقت مقرر | میعاد تک خوش اور متاع دے گا | ہر زیادہ نیکی کرنے والے کو اس کی زیادتی کی | (وہ ثواب) اور اگر

تَوَلَّوْا فَإِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ﴿٣﴾ إِلَى اللَّهِ

تم روگردانی کرو گے تو میں اندیشہ کرتا ہوں | تم پر | بڑے دن کے عذاب سے | گئے | اللہ تعالیٰ کی طرف ہی

مَرْجِعُكُمْ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ يَثْنُونَ

تمہیں لوٹ کر جانا ہے اور وہ | ہر چیز پر | قدرت رکھنے والا ہے۔ | سن لو | وہ دہرا کر رہے ہیں سینے

[illegible] بخشش طلب کرو اور [illegible] استغفار کرلیں سے مراد پچھلے گناہوں کی مغفرت کے لیے استغفار کرنا اور آئندہ کے لیے توبہ ہے یعنی تمام گزشتہ گناہوں سے معافی چاہو اور آئندہ [illegible] اس کی ذات کی طرف [illegible] کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ [illegible] ثم توبوا الیه ای ارجعوا الیه بالطاعة والعبادة

شہ [illegible] یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر قسم کی لذتوں سے محروم ہو جائے [illegible] کے قفس میں [illegible] رہنے کے لیے تیار ہو جائے [illegible] اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعتراف کر لیا پچھلے گناہوں پر استغفار کی اور بقیہ زندگی میں اس کے ہو رہے تو تم کو مرتے دم تک راحت و آرام اور فراغت سے سرفراز کر دیا جائے گا اللہ تعالیٰ کا [illegible] جائے گا یہ مقصد نہیں کہ انسان ہر قسم کی [illegible] کا شکار ہو جائے بلکہ جو پہلے [illegible] کے لیے [illegible] جاتے ہیں [illegible] سے بہرہ ور کیا جاتا ہے [illegible] (قرطبی)

سے یعنی ہر نیک انسان [illegible] اعمال حسنہ کی جزا اللہ تعالیٰ اپنے فضل [illegible] نیکیوں میں جتنا آگے بڑھتا جائے گا اسی اندازے سے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے [illegible] ویؤت کل ذی فضل من الاعمال الصالحات جزاء عمله۔ (قرطبی)

لہ اور اگر تم اپنی [illegible] سے باز نہ آئے اور اپنے گزشتہ گناہوں [illegible] تو پھر تمہارا انجام اچھا معلوم نہیں ہوتا [illegible] بڑے دن کے عذاب میں [illegible] کر دیے جاؤ [illegible] یا روز قیامت [illegible] عذاب [illegible]۔

لہ لغت میں یثنون کسی چیز کو لپیٹنے [illegible] کو کہتے ہیں ثنی یثنی [illegible] بعضه علی بعض جب کپڑے کو تہ در تہ لپیٹا جاتا ہے تو عرب کہتے ہیں ثنی الثوب کپڑے کی ایک تہ کو ثنی [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] الثوب [illegible] اور ثنی [illegible] اس کا معنی موڑنا پھیرنا ہوگا [illegible] اور

صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ

اپنے سینوں کو تاکہ چھپالیں اللہ تعالیٰ سے اپنے آپ کو [illegible] سنو جس وقت وہ خوب اوڑھ لیتے ہیں اپنے کپڑے ۱۱ ۔

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ۱۲ بے شک وہ خوب جانتا ہے جو بھید سینوں میں پوشیدہ ہے

جب اس کا [illegible] ہوتا ہے کسی چیز کو کسی چیز پر لپیٹ دیا جائے اور وہ اس میں چھپ جائے۔ [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء [illegible]

[illegible]

صاحب [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ سے [illegible]

۱۲ اللہ تعالیٰ [illegible]

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ

اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق اور وہ جانتا ہے

مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ

اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو اور سونپے جانے کی جگہ کو سب کچھ درج ہے کتاب مبین میں اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں اور (ان کی پیدائش سے پہلے) اس کا عرش پانی پر تھا (پھر انہیں پیدا کیے)

[illegible]

[illegible]

مستقر و مستودع [illegible]

[illegible]

۱۱ [illegible]

[illegible] کا لفظ [illegible] سے تعبیر کیا ہے جیسے پہلے کی [illegible] آفتاب [illegible] [illegible] [illegible]

ان آیات کی وضاحت کے سلسلے میں [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

ف ۸ اس سے معلوم ہوا کہ [illegible] پہلے پانی کی تخلیق ہو چکی تھی اور یہی اصل کائنات ہے اور یہی منبع حیات ہے دوسری جگہ ارشاد ہے [illegible] [illegible] اس پانی کی حقیقت کیا تھی کیا وہ یہی پانی تھا [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِن قُلْتَ إِنَّكُم مَّبْعُوثُونَ مِنۢ

تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون بہتر ہے عمل کے لحاظ سے۔ اور اگر آپ کہیں کہ تم یقیناً اٹھائے جاؤ گے موت

بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِنْ هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٧﴾

کے بعد تو ضرور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا ہوا

وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰٓ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا

اور اگر ہم مؤخر کر دیں ان سے عذاب کو ایک مدت معین تک تو ضرور کہیں گے کس چیز نے روک رکھا ہے

يَحْبِسُهُۥٓ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم

اس عذاب کو سن لو جس دن وہ آئے گا ان پر تو نہیں پھیرا جائے گا ان سے اور گھیر لے گا ان کو

ف تخلیقِ انسانی کا مقصد بتایا جا رہا ہے کہ انسان کو عمل کا موقع دیا جائے [illegible] کے [illegible] اعمال [illegible] کے [illegible] کی [illegible] ہے یا [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] اسی [illegible] انسانیت کے [illegible] کو [illegible] کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے [illegible] حاصل [illegible] کر دیتا ہے۔ [illegible] اس نے [illegible] ساری صلاحیتیں [illegible] اور [illegible] حاصل کرنے کے لیے ہی استعمال کیا۔ اس آزمائش کے لیے [illegible] انسان کو پیدا کر دیا گیا [illegible] ہے [illegible] سے پہلے [illegible] کا ہے کر [illegible] کر [illegible] گا۔

ف خود [illegible] کی [illegible] رکھتے ہیں [illegible] کو [illegible] سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے لیے [illegible] کے بعد [illegible] کیا جائے گا [illegible] اور تم سے [illegible] کا [illegible] کیا جائے گا [illegible] کہ [illegible] اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں۔

ف یعنی [illegible] کا [illegible] جب ان کے سامنے [illegible] پیش کیا جاتا ہے تو [illegible] کرتے ہیں جب ان کے [illegible] عذاب [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] عذاب [illegible] ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت [illegible] میں تاخیر ہوتی ہے [illegible] کے بجائے [illegible] کہ [illegible] عذاب [illegible] سے [illegible] لگتے تھے۔

مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ

جس کا وہ [illegible] مذاق اڑایا کرتے تھے ۱۱؎ اور اگر ہم چکھاتے ہیں کسی انسان کو اپنی طرف سے رحمت [illegible] پھر

نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ

ہم چھین لیتے ہیں اس رحمت کو اس سے تو وہ مایوس اور ناشکرا ہو جاتا ہے ۱۲؎ اور اگر ہم چکھاتے ہیں اسے اپنی نعمت تکلیف کے بعد جو پہنچی [illegible]

۱۱؎ انھیں جتایا جا رہا ہے [illegible] عذاب [illegible] پیچھے [illegible] ہے [illegible] شور مچا رہے ہیں [illegible] دیے جائیں گے۔

۱۲؎ انسان [illegible] حالات [illegible] زندگی [illegible] حیات [illegible] [illegible] حالات میں [illegible] انسان [illegible] [illegible]

[illegible]

۱۳؎ [illegible] [illegible] ۔

[illegible]

مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ

کی تو کہنے لگے گا کہ دور ہو گئیں سب سختیاں مجھ سے۔ بیشک وہ خوش ہونے والا شیخی باز ہے مگر وہ لوگ جو

صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ

صبر کرتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں ۲۲؎ ان لوگوں کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے ۲۳؎

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَاۗىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ

تو کیا آپ چھوڑ دینے والے ہیں بعض اس حصہ کو جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی طرف اور تنگ ہو رہا ہے اس سے سینہ آپ کا ۲۴؎ اس بات پر کہ

کے بعد مصیبت اور تنگی کا سامنا ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی ساری زندگی شکر اور صبر سے خالی ہی رہتی ہے۔

۲۲؎ یہ مومنوں کے طرزِ عمل کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں پر صبر سے کام لیتے ہیں اور نیک عمل کیا کرتے ہیں اور یوں نہیں ہوا کرتے کہ مصائب اور مشکلات آئیں تو ہمت چھوڑ بیٹھیں بلکہ چٹان کی طرح ڈٹے رہتے ہیں اور خوشی کے دور میں کسی طرح کی اکڑ کا مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں اور اپنے وسائل اور نعمتوں کو اللہ کی مخلوق کی مدد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ نعمت ملے یا مصیبت، دونوں حالتوں میں خیر ہی خیر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عجبا لامر المؤمن ان امرہ کل

له خیر ولیس ذالك لاحد الا للمؤمن ان اصابته سراء شکر فکان خیرا له وان اصابته ضراء صبر فکان خیرا له۔ (مسلم)

یعنی مومن کی عجیب شان ہے کہ اس کی ہر حالت اس کے لیے بہتر ہے اور یہ صرف مومن کی ہی خصوصیت ہے۔ اگر اسے راحت پہنچے تو وہ اس پر شکر ادا کرتا ہے تو یہ راحت اس کے لیے خیر و برکت کا باعث ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے تو تکلیف بھی اس کے لیے خیر و برکت کا موجب ہے۔

۲۳؎ واقعی اس قسم کے لوگ ہی سرفرازی کے مستحق ہیں۔

۲۴؎ کفار نے اعتراض کیا کہ یہ قرآن جو آپ ہمیں پڑھ کر سناتے ہیں اس میں تو ہمارے معبودوں کی مذمت اور برائی کا بیان ہے اس لیے ہم یہ قرآن ماننے کے لیے تیار نہیں۔ ہاں اگر آپ ایسا قرآن لے آئیں جس میں ہمارے بتوں کے متعلق کسی قسم کا تذکرہ نہ ہو تو ہم آپ پر ایمان لا سکتے ہیں۔ دوسرا اعتراض ان کا یہ تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ کے پاس سونے چاندی کے محل اور جواہرات کے خزانے کیوں نہیں جو آپ لوگوں میں تقسیم کرتے اور اگر آپ کی بات سچی ہے تو آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آتا جو لوگوں کو آپ کی صداقت کا یقین دلاتا اور جو نہ مانتا اس کی گردن مروڑ کر رکھ دیتا۔ وہ چاہتے تھے کہ یا تو ان پر کوئی عذاب آئے یا کسی فرشتے کی آپ کی تصدیق کے لیے آمد ہو۔ یہ باتیں آپ کی عظمت کے منافی تھیں اور آپ کا دل اس سے تنگ ہوتا۔ دکھ دینا ان کی عادت بن چکی تھی۔ وہ کسی کو کیا بخشیں گے جو آپ پر آواز کستے ہیں، پتھر مارتے ہیں، غلاظت پھینکتے ہیں، راستے میں کانٹے بچھاتے ہیں اور بھی کئی طرح ستاتے ہیں۔ ان باتوں سے آپ کو کسی قسم کی فکر و پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ یقیناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ

(اس بات سے) کہ وہ کہیں گے کیوں نہ اتارا گیا اس پر خزانہ یا آتا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے گھڑ لیا ہے قرآن کو آپ فرمائیے

بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ

(تو) لے آؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی اور بلا لو (اپنی مدد کے لیے) جس کو بلا سکتے ہو اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ

سوا اگر تم (اپنے الزام میں) سچے ہو۔ پس اگر وہ قبول نہ کریں تمہاری دعوت تو پھر جان لو کہ قرآن محض

اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

علم الٰہی سے اتارا گیا ہے اور یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے پس کیا اب تم اسلام لے آؤ گے۔

[illegible]

وفيه معنى الكلام النفي مع الاستبعاد اى لا يمكنك ذلك بل تبلغهم كل ما انزل اليك (قرطبی)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۞ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي

[illegible]

الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۞

[illegible]

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ

اس سے قبل کتاب موسیٰ تھی [illegible] پیشوا اور رحمت [illegible] یہ لوگ [illegible] ایمان لائیں گے [illegible] اور

مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ

جو کفر کرے اس کے ساتھ مختلف گروہوں سے تو آتش [illegible] وعدہ [illegible]

مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑰

[illegible] لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو [illegible] اللہ تعالیٰ پر جھوٹ [illegible] پیش کئے جائیں گے

عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ

اپنے رب کے سامنے اور گواہ کہیں گے [illegible] یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ [illegible]

۱۷؎ [illegible] سورہ یونس میں گزری ہے

۱۸؎ اللہ تعالیٰ پر افترا [illegible] منسوب کیا کرتے تھے [illegible]

[illegible]

[illegible] حلال اور [illegible] حرام کیا ہے

۱۹؎ قیامت کے روز انہیں [illegible] رب العزت کے سامنے پیش کیا جائے گا [illegible]

[illegible] کیا جائے گا [illegible]

[illegible] حضرت ابن عباس [illegible]

[illegible] قرآن کریم [illegible]

[illegible]

[illegible] (بخاری)

أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِينَ ﴿١٨﴾ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ

خبردار ۔ اللہ کی پھٹکار ہو ظالموں پر جو روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ

اللّٰهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ ﴿١٩﴾ أُولٰٓئِكَ لَمْ

سے اور چاہتے ہیں اس راہ میں کجی اور وہی آخرت کے منکر ہیں ۔ یہ لوگ (اللہ تعالیٰ) کو

يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ

عاجز کرنے والے نہیں تھے زمین میں اور نہیں تھا ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

[illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] حضرت بہاؤالدین نقشبند [illegible] قیامت کے روز [illegible]

[illegible]

[illegible]

أَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَ

مددگار تھا۔ دوگنا کر دیا جائے گا ان کے لیے عذاب [illegible] سن سکتے تھے اور

مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ

نہ وہ [illegible] دیکھ سکتے تھے۔ یہی وہ ہیں جنہوں نے نقصان میں ڈالا اپنے آپ کو اور گم ہو گئیں

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ

ان سے وہ باتیں جو وہ افترا کرتے تھے۔ [illegible] یہی لوگ ہیں جو آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے

الْأَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَأَخْبَتُوْٓا

ہوں گے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور عاجزی سے جھک گئے اپنے

إِلٰى رَبِّهِمْ ۙ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ

پروردگار کی طرف۔ یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان دونوں

الْفَرِيْقَيْنِ كَالْأَعْمٰى وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ

فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝٢٤ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ

[illegible]

نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝٢٥ أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

[illegible]

يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝٢٦ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا

[illegible]

[illegible]

بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ

[illegible]

الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ (٢٧)

[illegible]

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

خاص رحمت اپنی جناب سے [illegible] پھر وہ تم کو دکھائی نہ دی [illegible] کیا ہم زبردستی [illegible]

كٰرِهُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى

[illegible] اور اے میری قوم میں نہیں طلب کرتا تم سے اس [illegible] پر کوئی مال [illegible] نہیں میرا اجر مگر اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ

[illegible] اور نہیں میں دھتکارنے والا انہیں جو ایمان لائے [illegible] بیشک وہ ملاقات کرنے والے ہیں اپنے رب سے لیکن میں

تمہاری عقل، شعور [illegible] علاوہ تمہاری [illegible] بھی [illegible] مجھے [illegible] ہے [illegible] خاص رحمت سے سرفراز فرمایا ہے [illegible] تمہیں [illegible] اور سوچ [illegible] ہوئے [illegible] اصول [illegible] کو زبردستی [illegible] صحیح [illegible] جس پر [illegible] ناجائز ہے۔

[illegible] تو میری دعوت کا [illegible] مجھے [illegible] معاوضہ [illegible] طلب کروں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے مخصوص ہے۔

[illegible] میرا [illegible] ان لوگوں [illegible] تحقیر [illegible] دعوت حق [illegible] نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے [illegible]

[illegible] حضرت نوح علیہ السلام [illegible] آپ [illegible] لوگ [illegible] آپ [illegible] ہم [illegible] پاس [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] حضرت [illegible] ہیں [illegible] میری [illegible] جو [illegible] معیار اخلاص و تقویٰ ہے دولت و ثروت نہیں۔

اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِىْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

لیکن میں دیکھتا ہوں تمہیں کہ تم قوم ہو جو نادانی کرتی ہے اور اے میری قوم! کون مدد کرے گا میری اللہ کے مقابلہ میں اگر میں

طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ

نکال دوں ان (غریبوں) کو۔ کیا تم غور نہیں کرتے اور میں نہیں کہتا تمہیں کہ میرے پاس ہیں اللہ تعالیٰ کے خزانے

اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ

اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں خود بخود جان لیتا ہوں غیب کو اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ جن لوگوں کو

تَزْدَرِىْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِىْٓ

تمہاری نگاہیں حقیر جانتی ہیں کہ ہرگز نہیں دے گا انہیں اللہ تعالیٰ کچھ بھلائی۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو ان کے

اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا

دلوں میں ہے۔ (اگر میں ایسا کہوں) تو یقیناً میں ہو جاؤں گا ظالموں سے۔ وہ بولے اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا کیا

ابھی نوح علیہ السلام کا سلسلہ جواب شروع ہے فرمایا تمہیں تو ہر چیز کا معیار مال و دولت ہی نظر آ رہا ہے تم ایک نادان قوم ہو، ایمان اور ناواقف لوگ ہو تمہیں اب تک یہ بھی معلوم نہیں کہ شرف انسانیت کا راز دولت میں نہیں بلکہ دل کی پاکیزگی، کردار کی بلندی اور اخلاق کی پختگی میں ہے۔

پھر فرمایا اے میری قوم! یہ جو تم مجھے ترغیب دے رہے ہو یہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی قدر والے ہیں اگر میں تمہاری خاطر ان کی دل آزاری کروں اور ان کو اپنے پاس سے نکال دوں تو اللہ تعالیٰ مجھے پناہ نہیں دے گا اور میں اس کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا۔

اس جملہ کی وضاحت کے لیے سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۵۰ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔

تم تو کہتے ہو کہ یہ رذیل اور خستہ حال لوگ اس قابل نہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو میں تو ایسا نہیں کہہ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر کو نہیں دیکھتا بلکہ دلوں کو دیکھتا ہے اگر ان کا باطن درست ہے ان کا سینہ نور ایمان سے منور ہے تو ان کی ظاہری خستہ حالی کے باوجود وہ انہیں بے شمار خیر و برکات سے مالا مال کر دے گا۔

فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿۳۲﴾

اور اس جھگڑے کو بہت طول دیا اب لے آؤ ہم پر جس کی دھمکی دیتے ہو ہمیں اگر ہو تم سچوں میں سے

قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُمْ بِهِ اللّٰهُ إِنْ شَآءَ وَمَآ أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۳۳﴾ وَ

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی لائے گا تم پر اسے اگر چاہے گا اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے اور

لَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيٓ إِنْ أَرَدْتُّ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللّٰهُ

نہیں نفع دے گی تمہیں میری خیر خواہی اگر میں ارادہ بھی کروں کہ تمہاری خیر خواہی کروں اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی

يُرِيدُ أَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۳۴﴾ أَمْ يَقُولُونَ

یہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کرے وہ پروردگار ہے تمہارا۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے

افْتَرٰىهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيٓءٌ مِّمَّا

گھڑ لیا ہے اسے آپ فرمائیے اگر میں نے خود گھڑا ہے اسے تو مجھ پر ہی ہے وبال میرے جرم کا اور میں بری الذمہ ہوں ان گناہوں سے

دلائل کے میدان میں لاجواب تو ہو گئے لیکن حق کو قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔ کہنے لگے آپ نے تو جھگڑا، بحث اتنی طویل کر دی ہے
باز آئیے آپ ہمیں عذاب کی دھمکیاں صبح و شام دیتے رہتے ہیں ہم تنگ آ گئے ہیں کثرت جدالنا اصلہ (قرطبی)

آپ نے جواب دیا یہ میرے رب کے اختیار میں ہے جب وہ مناسب سمجھے گا عذاب نازل کرے گا اور تم اس کی گرفت سے
کہیں نہیں بچ سکو گے۔

میں نے تو بڑی دلسوزی سے تمہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کی لیکن تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کسی کو ہدایت دینا یا
ہدایت نہ دینا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اگر وہ کسی کو ہدایت نہ دینا چاہے تو دنیا بھر کے مبلغ اسے گمراہی سے نہیں بچا
سکتے اس لیے انسان کو کبھی اپنے علم اور عمل پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے کسی وقت بھی قدم پھسل سکتا ہے اور انسان منہ کے بل گر پڑتا ہے
اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ حسن خاتمہ خیر و سلامتی سے نصیب ہو جائے۔ یاحی یا قیوم برحمتک
استغیث لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ

یہاں خطاب حضور کریم سے ہے یا قوم نوح سے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ اگر یہ کلام اور یہ پیغام
خدا کی طرف سے نہیں بلکہ میں نے خود گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے تو یہ جرم میرا ہے، اس کی سزا تمہیں نہیں

مُجْرِمُونَ ۝ وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ

جو تم قصور کرتے ہو ۔ اور نوح (علیہ السلام) کی طرف وحی بھیجی گئی کہ بیشک ایمان نہیں لائے گا آپ کی قوم سے

إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ وَاصْنَعِ

سوائے ان کے جو ایمان لا چکے ۵۶ پس آپ غمگین نہ ہوں اس سے جو وہ کیا کرتے ہیں ۔ اور بنائیے

الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا

کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے ۵۷ اور مجھ سے بات نہ کیجیے ان کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا

دی جا رہی ہے یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے کلام کا انداز بدل کر کہہ دیا کہ جو تم الزام دیتے ہو وہ معاف کیا جائے گا ۔ اسے واضح کیا جائے کا اصل سزا تمہیں بھگتنی ہوگی تیار ہو جاؤ ۔

۵۶ جب ان لوگوں کو توحید دیتے دیتے صدیاں گزر گئیں اور ان پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ ان کی مخالفت و دشمنی میں اضافہ ہی ہوتا گیا جس سے حضرت نوح (علیہ السلام) کو سخت صدمہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تسلی دی کہ اب ان کی قوم کی قسمت میں دولت ایمان نہ تھی اور جو ایمان لا چکے ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لا سکتا ۔ اس لیے آپ ان کے لیے غمزدہ نہ ہوں ۔ اب ان کی گمراہی کے بدلے ان پر عذاب الٰہی کا مقررہ وقت آپہنچا ہے ۔ تورات میں یہ واقعہ پیدائش باب ۶ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جو پڑھنے والے کو قرآن اور موجودہ تورات کا فرق سمجھنے میں مدد دے گا ۔ کتاب پیدائش کی یہ آیتیں ملاحظہ ہوں :

> اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے تصور اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں ۔
> تب خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے ملول ہوا اور دل میں غم کیا ۔ اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو
> جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے مٹا ڈالوں گا انسان سے لے کر حیوان اور رینگنے والے جاندار اور ہوا کے
> پرندوں تک کیونکہ میں ان کے بنانے سے ملول ہوں ۔ (باب ۶ آیات ۵ ۔ ۷)

گویا پہلے اللہ تعالیٰ کو انسان کے اعمال کا علم نہ تھا اس لیے اس نے پیدا کیا اب جب اس کی کرتوت سامنے آئی تو پتہ چلا کہ یہ کیسی خطرناک مخلوق ہے ۔ اسے تو پیدا ہی نہیں کرنا چاہیے تھا ۔ اب سخت ملول ہے ۔ غور کیجیے کیا یہ اسلوب جناب باری کی شان کے شایان ہے ۔

۵۷ کیونکہ عذاب الٰہی میں انہیں ایک عظیم سیلاب سے ہلاک کرنا مقصود تھا اس لیے پہلے ہی آپ کو کشتی بنانے کا حکم دیا گیا اور ان دو الفاظ کا استعمال ہوا ہے ۔ بِاَعْیُنِنَا یعنی ہماری آنکھوں کے سامنے یعنی ہماری نگرانی میں یا ہماری نگرانی اور حفاظت میں اور وحینا کا مطلب ہے ہماری ہدایات کے مطابق یعنی جس کشتی کے بنانے کا حکم دیا جا رہا ہے اس کے متعلق تمہیں کچھ بتانا نہیں ہوگا ہم ہی ہدایات دیں گے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے اعمال کی ہر حال میں حفاظت

إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن

وہ ضرور ڈبو دیے جائیں گے۔ اور نوح کشتی بنانے لگے۔ اور جب بھی گزرتے ان کے پاس سے ان کی قوم کے

قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ

سردار تو آپ کا مذاق اڑاتے۔ آپ نے فرمایا اگر تم مذاق اڑاتے ہو ہمارا تو (ایک دن) ہم بھی تمہارا مذاق اڑائیں گے

كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ

جس طرح تم مذاق اڑاتے ہو۔ سو تم جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو رسوا کرے گا اسے

کر لی تھی۔ جیسا کہ اور بعد میں وضاحت فرمائی ہے۔

٥٠ یعنی ان لوگوں کے غرق کیے جانے کا قطعی فیصلہ ہو چکا اب اس میں کسی رد و بدل کی گنجائش نہیں اس لیے آپ کسی کے حق میں سفارش نہ کریں۔

٥١ حکم الٰہی ملا تو نوح علیہ السلام کشتی بنانے لگے۔ قوم کے لوگ پاس سے گزرتے تو ٹھٹھا کرتے۔ دیکھو بڑے میاں کیا کر رہے ہیں۔ آپ کل تک تو دعوت و تذکیر میں مصروف تھے اب تیشہ اور آری ہاتھ میں لیے بڑھئی بن گئے ہیں، یہ کشتی کیسے چلے گی۔ آپ کے ساتھیوں کا مذاق اڑاتے اور مسخرے سے ان کا مذاق اڑایا جاتا۔ حضرت! کیا نبوت چھوڑ کر اب بڑھئی بن گئے صاحب؟ کیا یہ کشتی خشکی پر چلے گی؟ یہاں تو کوئی دریا یا سمندر نہیں۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ علم میں ہوتا ہے۔ آپ نے ان کے تمسخرات کو سب کچھ سہتے رہے کسی کی کوئی پروا نہ کرتے۔ بتا دیا کہ تمہاری بھی ہنسی کے ساتھ مذاق کرو گے ہماری باری بھی آنے والی ہے۔

غرضیکہ کچھ عرصہ کے بعد کشتی تیار ہو گئی۔

قرآن کریم سے یہ تو پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نوح نے کشتی تیار کر دی لیکن اس کا طول و عرض کیا تھا اس کی بلندی کتنی تھی اس میں دروازے اور کھڑکیاں کتنی تھیں۔ ایک منزلہ تھی یا سہ منزلہ، کس لکڑی سے بنائی گئی تھی ان تمام تفصیلات کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا کیونکہ ان امور کا عبرت و نصیحت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ بعض اہل تفسیر نے اسرائیلی روایات کی روشنی میں ان امور کی تفصیل بیان کی ہے لیکن امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ واعلم ان امثال هذه المباحث لا تعجبني لانها امور لا حاجة الى معرفتها البتة ولا يتعلق بمعرفتها فائدة اصلا۔ یعنی مجھے اس قسم کے مباحث بالکل پسند نہیں کیونکہ ایسے امور ہیں جن کے جاننے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لیے اتنا جاننا ہی کافی ہے کہ وہ اتنی وسیع تھی کہ اس میں حضرت نوح علیہ السلام، آپ کا کنبہ اور آپ کے پیروکار اور جانوروں کا جوڑا جوڑا سما سکتا تھا۔ (کبیر)

وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰىٓ إِذَا جَآءَ أَمْرُنَا وَفَارَ

اور کون ہے؟ اترتا ہے جس پر عذاب ہمیشہ رہنے والا یہاں تک کہ جب آگیا ہمارا حکم وہ اور ابل پڑا

التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ

تنور تو ہم نے کہا رکھ لے (سوار کرا) کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو دو نر و مادہ اور اپنے گھروالوں کو

۴۸ یہاں تک کہ عذاب کا مقرر وقت آگیا۔ اور سب سے پہلے تنور سے پانی ابلا۔ تنور کا کیا معنی ہے؟ علامہ بغوی نے عکرمہ اور زہری سے روایت کی ہے۔ ھو وجہ الارض یعنی روئے زمین۔ قتادہ نے کہا ہے کہ تنور سے مراد اعلی الارض واشرفها یعنی زمین کے بلند ٹیلے۔ اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ تنور ایک چشمہ ہے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فار التنور کا معنی صبح کا طلوع ہونا منقول ہے۔ بعض نے اس سے روٹی پکانے والا تنور مراد لیا ہے کہ آپ کے لیے علامت یہ مقرر کی گئی تھی کہ جب آپ تنور سے پانی ابلتا دیکھیں تو سمجھ لینا کہ طوفان کا وقت آگیا اس وقت کشتی میں سوار ہو جانا۔

۴۹ جب طوفان آگیا تو نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا اپنے ساتھ کشتی میں چڑھا لیں تاکہ ان کی نسل ضائع نہ ہو جائے۔ یہاں تورات میں عجیب قسم کا تضاد پایا جاتا ہے کہیں دو دو جانور کشتی میں رکھنے کا حکم ہے اور کہیں سات سات۔ کتاب پیدائش کے باب ششم کی آیت انیس میں یوں ہے۔

اور جانوروں کی ہر قسم میں سے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے لینا کہ وہ تیرے ساتھ جیتے بچیں۔ وہ نر و مادہ ہوں۔ اور پرندوں کی ہر قسم اور چوپایوں کی ہر قسم میں سے اور زمین پر رینگنے والوں کی ہر قسم میں سے دو دو تیرے پاس آئیں تاکہ وہ جیتے بچیں۔

اور اسی کتاب پیدائش کے ساتویں باب کی دوسری آیت میں ہے۔

کل پاک جانوروں میں سے سات سات نر اور ان کی مادہ اور ان میں سے جو پاک نہیں دو دو نر اور ان کی مادہ اپنے ساتھ لے لینا اور ہوا کے پرندوں میں سے بھی سات سات نر اور مادہ لینا تاکہ زمین پر ان کی نسل باقی رہے۔

اور اسی باب ہفتم کی آیت ۹ میں ہے:

دو دو نر اور مادہ کشتی میں نوح کے پاس گئے جیسا خدا نے نوح کو حکم دیا تھا

اب آپ بتلائیے کہ یہ دو حکم ہیں۔ ایک نے یوں ایک حکم دیا اور دوسرا ترک کر دیا

۵۰ اس سے بظاہر یہی سمجھ آتا ہے کہ ہر قسم کے دو جوڑے یعنی چار جانور رکھنے کا حکم ہوا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں اس لیے ان الفاظ کا صحیح مطلب سمجھ لینا چاہیے۔ زوج کا لفظ عربی میں ہر ایسی چیز کے لیے بولا جاتا ہے جس کا جوڑا ہو۔ عورت کو بھی زوج کہا جاتا ہے اور مرد کو بھی زوج۔ قرآن کریم میں ہے وخلق منها زوجها اس نے اسی نفس سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ یہاں زوج سے مراد حضرت حوا ہیں اور نر و مادہ دونوں کے لیے قرآن حکیم میں ہے وانه خلق الزوجين الذكر والانثى یعنی نر و مادہ دونوں کو زوج کہا ہے

إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ

[illegible]

إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible] (روح المعانی) [illegible]

[illegible]

[illegible] (روح المعانی)

[illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم (کبیر)

اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ

بیشک میرا پروردگار غفور رحیم ہے اور وہ چلنے لگی انہیں لے کر ایسی موجوں میں جو پہاڑوں کی مانند تھیں

وَنَادٰی نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا

اور پکارا نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو ۶۵ اور وہ ان سے الگ تھا۔ بیٹا سوار ہو جاؤ ہمارے ساتھ

۶۳ جب جانور اور گھر والے اور ۸۰ ایماندار کشتی میں سوار کر لئے گئے اور اجازت مل گئی تو آپ نے سوار ہونے کا حکم دیا اور کہا بسم اللہ مجریہا ومرسیہا۔ ایسی کہ اس تیز سیلاب جس کے سامنے جب بڑی بڑی چٹانیں ریت کی طرح بہہ گئی ہیں کسی کی نجات اور سلامتی کے لیے فقط اس کشتی پر ہی نہیں رہتے بلکہ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جب چلنے لگے تب بھی اسی کی عصمت کا دامن تھامے ہوتے ہیں اور جب لنگر انداز ہو تب بھی ہر وقت اسی کا سہارا رہتا ہے۔ ماننے والے ہیں جسے بچنا ہے تو اس کی مہربانی سے بچ سکتا ہے۔ وہاں بسم اللہ مدار نجات ہے کی کے نام پاک سے ملا جائے ... اس کی ابتدا بھی اس کے فضل سے ہوگی بلکہ سیدنا امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت جب کشتی میں سوار ہو اور یہ پڑھے تو اسے غرق ہونے سے امان مل جائے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ والسموات مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالی عما یشرکون۔ بسم اللہ مجریہا ومرسیہا ان ربی لغفور رحیم (قرطبی)

مجریہا اور مرسیہا کی ترکیب اور صیغے کے متعلق کچھ سن لیجیے۔

ارکبوا میں جو ضمیر فاعل ہے یہ اس کا حال ہے۔ و بسم اللہ الخ حال ہے یعنی کشتی میں بیٹھ جاؤ یہ کہتے ہوئے۔ بسم اللہ مجریہا ومرسیہا ظرف زمان ہوں تو یہ معنی ہوں گے میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں کشتی چلنے کے وقت اور اس کے ساحل پر لنگر انداز ہونے کے وقت۔ یا اس جگہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں جہاں وہ چلتی ہے اور جہاں وہ رکتی ہے یا یہ دونوں مصدر میمی ہیں اب مضاف (وقت) محذوف ماننا پڑے گا۔ یہ صورت جریہا و ... مجرٰی اجرٰی یجری سے ہو اور مرسی، ارسی، یرسی باب افعال کا مصدر میمی ہے۔

۶۴ طوفان کی شدت کا یہ عالم ہو رہا ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے کیا ... اونچے پہاڑ اور اونچے ٹیلے غائب ہو گئے اور ان کی بے پایاں سطح پر کشتی رحمت بے خوف چلی جا رہی تھی موجیں شدید تر ہو رہی تھیں گویا سمندر کا پانی پہاڑ بن کر چڑھا چلا آ رہا ہے۔ اس دل دہلا دینے والے خوفناک ماحول میں یہ کشتی اللہ تعالیٰ کے چاہنے بندوں کو لیے ان ہولناک موجوں کو چیرتی ہوئی بڑی سلامتی سے چلی جا رہی تھی۔

۶۵ اس حال میں آپ کو اپنا بیٹا کنعان نظر آیا۔ جو آپ کی مخالفت اور سنگت کو چھوڑ کر ... مگر تھا تب بھی اپنا لخت جگر، دریا کے کنارے ساتھ چھوڑ دینے

قوم نوح کا علاقہ اور جبل جودی

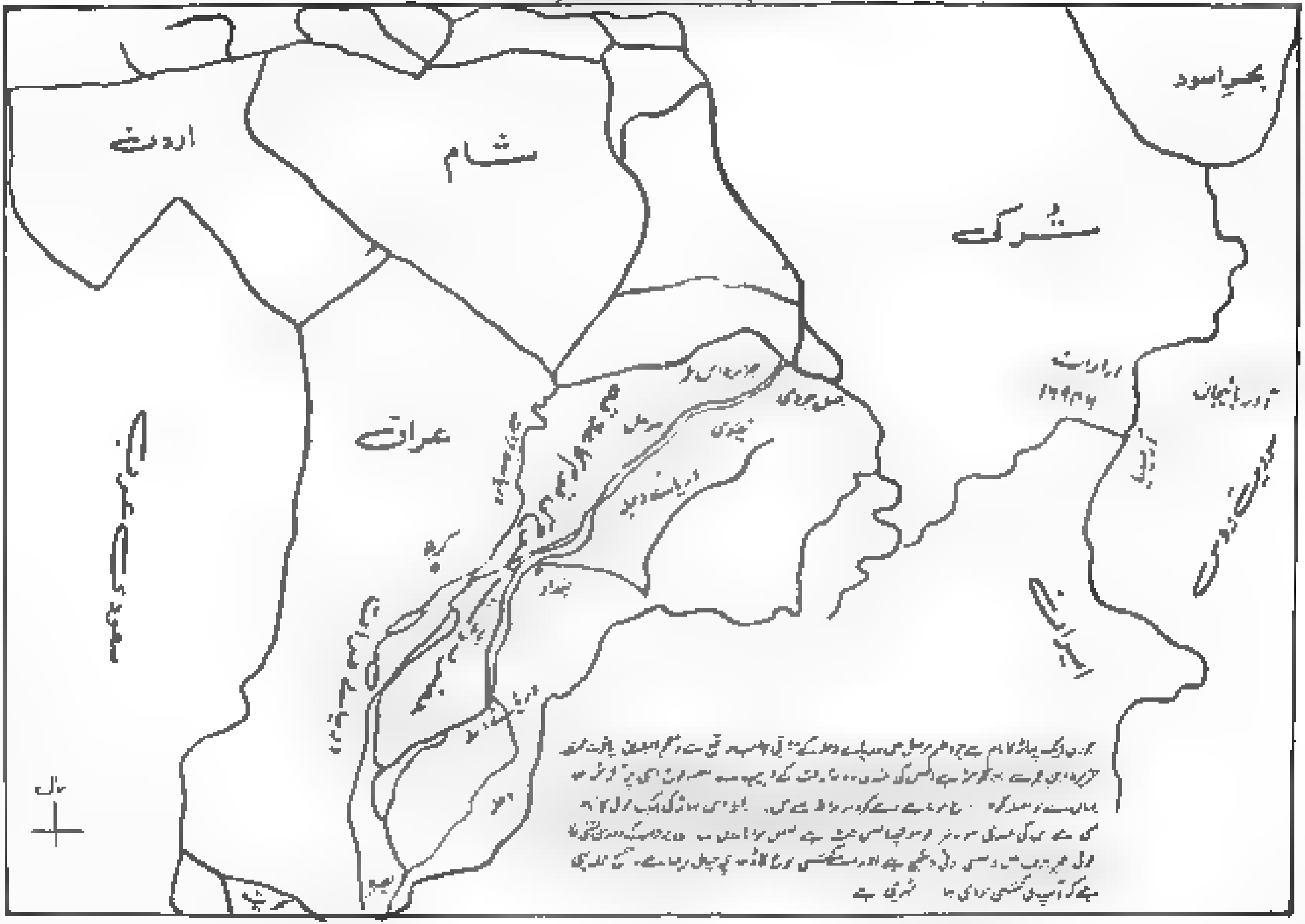
بحیرہ اسود
اردن
شام
ترکی
آذربائیجان
ارارات
۱۶۹۴۶
بحیرہ کیسپین
ایران
عراق
قوم نوح کا علاقہ
جبل جودی
نینوی
موصل
دریائے دجلہ
بغداد
دریائے فرات
سعودی عرب
کویت
شمال

وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ

اور نہ ہو کافروں کے ساتھ بیٹے نے جواب دیا میں پناہ لے لوں گا کسی پہاڑ کی جو بچا لے گا مجھے

مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ

پانی سے۔ آپ نے فرمایا آج کوئی بچانے والا نہیں اللہ کے حکم سے بجز اس کے جس پر وہ رحم کرے۔

وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ

اور حائل ہو گئی ان کے درمیان موج پس ہو گیا وہ ڈوبنے والوں سے اور حکم دیا گیا اے زمین

اب بھی بیٹے [illegible] سے نا امید نہ ہوا۔ [illegible] کشتی میں سوار ہو جا [illegible] محبت [illegible] نصیحت [illegible] اثر نہ [illegible] ہے [illegible] بڑی بے پرواہی اور گستاخانہ انداز میں کہنے لگا مجھے آپ کی کشتی میں پناہ لینے کی ضرورت نہیں۔ یہ سامنے کھڑے اونچے پہاڑ ہیں ان میں سے کسی پر چڑھ جاؤں گا۔ یہ پانی میرا کیا بگاڑ سکے گا۔

۲۶ آپ نے بصد محبت [illegible] پہاڑوں کی کیا مجال [illegible] اس کے عذاب سے بچا سکیں۔ بچنے کا ایک ہی ذریعہ تھا کہ تم پچھلے [illegible] سے توبہ کر کے میرے دامن میں پناہ لیتے اور کشتی میں ہمارے ساتھ سوار ہو جاتے۔ بعض [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] ثابت کرنے کے لیے [illegible] آیت پڑھتے ہیں [illegible] رحمت [illegible] ہے [illegible] استدلال قابل التفات [illegible] ہے۔ آپ تو بار بار فرما رہے ہیں [illegible] کشتی میں سوار ہو جا [illegible] کشتی میں نہیں چڑھو گے [illegible] غرق ہو [illegible] شفقت [illegible] لیکن [illegible] آمادہ نہ ہوا۔

۲۷ پانی کا ایک ریلا آیا اور اس [illegible] کو بہا کر لے گیا اور اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔

۲۸ سیلاب کے اترنے کے متعلق تورات میں ہے:

> سمندر کے سوتے اور آسمان کے دریچے بند کیے گئے اور آسمان سے جو بارش ہو رہی تھی تھم گئی اور پانی زمین پر سے گھٹتے گھٹتے ایک سو پچاس دن کے بعد کم ہوا اور ساتویں مہینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی اراراط کے پہاڑوں پر ٹک گئی اور پانی دسویں مہینے تک برابر گھٹتا رہا اور دسویں مہینے کی پہلی تاریخ کو پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آئیں۔
>
> (پیدائش باب ۸ آیت ۲ تا ۵)

لیکن قرآن کریم کے بیان میں جو جامعیت و بلاغت ہے اس کی نظیر دنیا بھر کے صحائف میں کہاں مل سکتی ہے۔ صاحب روح المعانی

ابْلَعِىْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِىْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِىَ الْاَمْرُ

نگل لے اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور گھٹا دیا گیا پانی اور ختم ہو چکا معاملہ

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِىِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَ

اور ٹھہر گئی کشتی جودی (پہاڑ) پر ف اور کہہ دیا گیا دوری ہو ظالم قوم کے لیے۔ اور

نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِىْ مِنْ اَهْلِىْ وَاِنَّ وَعْدَكَ

پکارا نوح نے اپنے رب کو اور کہا اے میرے پروردگار میرا بیٹا تو میرے ہی اہل سے ہے ف اور بیشک تیرا وعدہ

ف یہ آیت قرآنی بلاغت میں [illegible] ادب کی گردنیں جھک گئیں۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ عرب کے فصحاء و بلغاء نے قرآن کی مثل پیش کرنے کا ارادہ کیا اور چالیس روز تک [illegible] فصاحت و بلاغت کی [illegible] تیار کر رہے تھے کہ یکایک یہ آیت ان کے کان میں پڑی تو [illegible] ڈال دیئے اور کہنے لگے ان هذا الکلام لا یشبه کلام المخلوقین [illegible] اس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت میں کوئی اس کا ہم پلہ نہ تھا [illegible] قرآن کے مقابلہ میں پیش کرے [illegible] ایک مکتب [illegible] جہاں بچے قرآن حفظ کر رہے تھے کوئی بچہ یہ آیت پڑھ رہا تھا [illegible] کہا کہ یہ کلام [illegible] نہیں۔ روح المعانی،

ف ایک پہاڑ کا نام ہے جو موصل کے قریب ہے [illegible] کہتے ہیں [illegible] تاریخ تھی اور [illegible] دن تھا جب آپ کی کشتی کوہ جودی پر آ کر رکی

ف حضرت نوح علیہ السلام نے یہ التجا [illegible] غرق ہونے سے پہلے کی تھی [illegible] کے بعد [illegible] دونوں قول ہیں [illegible] اگرچہ [illegible] اس کی ایک وجہ [illegible] کافر [illegible] تھا لیکن اس کے [illegible] تھا حضرت نوح نے اس کے ظاہری اسلام کے [illegible] گزارش کی کہ [illegible] میرا بیٹا [illegible] اور تو نے میرے [illegible] وعدہ فرمایا ہے کہ [illegible] جواب دیا [illegible] کفر و نفاق ہے اس کے عمل اچھے نہیں اس لیے اس کے متعلق [illegible] سفارش [illegible] کی وجہ سے [illegible] جیسی [illegible] تنبیہ کی گئی [illegible] کہ آپ کی یہ [illegible] کے بعد تھی [illegible] ہے کیونکہ اس کا ذکر وکان من المغرقین کے بعد [illegible] کی وجہ [illegible]

الْحَقُّ وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ

سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں سے نہیں

إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ

بیشک اس کے عمل اچھے نہیں تو مجھ سے وہ سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں

إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ

میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نہ ہو جا نادانوں سے عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں

[illegible]

أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ

[illegible]

الْخٰسِرِيْنَ ﴿٤٧﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى أُمَمٍ

[illegible]

مِّمَّنْ مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿٤٨﴾ تِلْكَ

[illegible]

مِنْ أَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ إِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ

[illegible]

مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَإِلٰى عَادٍ أَخَاهُمْ

[illegible]

[illegible] کا یہی دستور ہوا کرتا ہے۔

جب طوفان تھم گیا پانی اتر گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] برکات [illegible] کی خوشخبری کے ساتھ [illegible] ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اتریے۔ ہماری رحمتیں آپ پر [illegible] ہوتی رہیں گی [illegible] ان نعمتوں سے بہرہ ور کیے جائیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے [illegible] ان کے حوال کی [illegible] تراشیدہ افسانے تھے حقیقت حال سے کوئی واقف [illegible] صحیح حالات کا علم [illegible] تیری قوم کو [illegible] اس غیب کو [illegible] آپ پر [illegible] منکشف فرمایا۔

[illegible] حضرت نوح نے صبر و استقامت [illegible] کے مقابلہ میں صبر سے کام لیں [illegible] کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

هُوْدًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ اِنْ اَنْتُمْ

[illegible]

اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى

[illegible]

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ

رجوع کرو اس کی طرف . وہ برسائیگا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش اور بڑھادیگا تمہیں قوت میں تمہاری قوت

قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ۝ قَالُوا يٰهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا

قوت سے اور نہ منہ موڑو (اللہ تعالیٰ سے) جرم کرتے ہوئے وہ بولے اے ہود نہیں لائے تم ہمارے پاس کوئی دلیل اور نہیں ہیں

نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝

ہم چھوڑنے والے اپنے معبودوں کو تمہارے کہنے سے اور نہیں ہیں ہم تجھ پر ایمان لانے والے۔

إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ ۗ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ

ہم کچھ نہیں کہتے مگر یہ کہ آسیب پہنچایا ہے تجھے ہمارے کسی معبود نے برائی سے ہود نے کہا بیشک میں گواہ بناتا ہوں

اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ۝ مِنْ دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي

اللہ تعالیٰ کو اور تم بھی گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو اس کے سوا پس تم سارے مل کر داؤ چلاؤ

کرتے ہیں وہ [illegible] کے خوفناک حملے سے بچی رہتی ہیں سب سے پہلے تھے ہیں۔ اس حقیقت کا ذکر اس سورت کی ابتدائی آیت میں بھی ہو چکا ہے وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا۔ مدرارا۔ دَرّ یَدُرُّ سے مبالغہ کا صیغہ ہے [illegible] کثرت سے بہنا۔ مدرار غزیر السیلان یعنی موسلا دھار بارش۔

ف ان کے انکار و تمرد کا یہ عالم ہے صاف کہہ دیا کہ آپ نے ہمارے سامنے کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جس سے ہمیں آپ کی صداقت کا یقین آجائے۔ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑنے سے رہے اور نہ آپ کی دعوت قبول کریں گے [illegible] ہیں۔ وہ ہمارا ہر وقت [illegible] رہتے ہیں وہ داتا ہیں۔

ف یہ جو آپ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے کسی معبود نے آپ کو آسیب زدہ کر دیا ہے جس سے آپ کی عقل جاتی رہی ہے اور اب آپ دیوانوں کی طرح باتیں کرتے ہیں [illegible] کے قدموں میں گر کر معافی [illegible] ۔ یقال عراہ الامر واعتراہ اذا الم به (قرطبی)

ف یعنی ان کی دھمکیوں سے آپ خوفزدہ نہیں ہوئے۔ فرمایا میری سچائی کی گواہی اللہ تعالیٰ کی گواہی میری صداقت کے لیے کافی ہے [illegible] تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے ان جھوٹے معبودوں سے بیزار ہوں [illegible]

جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ﴿٥٥﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم

سب مل کر پھر مجھے مہلت نہ دو۔ میں نے بھروسہ کیا ہے اللہ پر جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے

مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾

کوئی جاندار ایسا نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اسے پکڑا ہوا ہے اس کی پیشانی سے بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے

فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي

پھر اگر تم روگردانی کرو تو میں نے پہنچا دیا ہے تمہیں وہ پیغام جسے دے کر مجھے بھیجا گیا تمہاری طرف اور جانشین بنائے گا میرا رب

قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾

کسی اور قوم کو تمہارے سوا اور تم نہ بگاڑ سکو گے اس کا کچھ بھی بیشک میرا رب ہر چیز کا نگہبان ہے

[illegible]

[illegible] سب مل کر [illegible] اور تمہارے معبود بھی [illegible] جو سازش کرنا چاہتے ہو کر لو۔ میں تم سے کسی قسم کی [illegible] نہیں [illegible] تم سے مہلت نہیں [illegible] بھی بے بس ہو گے۔

[illegible] طاقت اور قوت [illegible] میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی [illegible] پیشانی [illegible]

[illegible] تمہیں اگر تمہاری [illegible] سرکشی کی وجہ سے [illegible] علم و حکمت کے چشمے جاری کرے گی [illegible]

[illegible]

حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

ہے اور جب آیا ہمارا حکم تو ہم نے نجات دی ہود کو اور جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ اپنی

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا

رحمت کے تحت اور ہم نے نجات دے دی انہیں سخت عذاب سے اور یہ قوم عاد کی داستان ہے انھوں نے انکار

بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾

کیا اپنے رب کی آیتوں کا اور نافرمانی کی اس کے رسولوں کی اور پیروی کی ہر سرکش متکبر ضدی کے حکم کی ٥٩

وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا

اور پیچھے لگا دی گئی ان کے اس دنیا میں بھی لعنت اور قیامت کے دن بھی سنو! عاد نے

كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ﴿٦٠﴾ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ

انکار کیا اپنے رب کا، سنو! لعنت ہو عاد پر جو ہود کی قوم تھی ٦٠ اور قوم ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی

ع

ہو جائیں گے۔ جہالت و وحشت کا گھپ اندھیرا چھا جائے گا۔ لیکن ہزاروں قومیں آئیں گئیں آیا تو وہ وقت پورا کر کے چلی گئیں لیکن خدا کا دین آباد رہا اور جب تک اس کی مرضی ہوگی آباد رہے گا۔

٥٨ اس سے واضح ہے کہ ہر ایک اللہ تعالیٰ کی عنایت و توفیق پر موقوف ہے۔ [illegible]

٥٩ جبار۔ متکبر اور سرکش۔ عنید جو حق کو جان بوجھ کر نہ مانے۔ العنید ھو الذی لا یقبل الحق ولا یذعن له (روح)

[illegible] (مظہری)

یعنی قوم عاد وہ بلندی کی وجہ سے جو ان کا برسر اقتدار طبقہ تو ویسے سرکش و متکبر تھا جو کسی کو اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا لیکن اس قوم کے عوام نے بھی عقل و خرد سے کام لینا چھوڑ دیا تھا انھوں نے بھی حضرت ہود کی دعوت پر سنجیدگی سے غور و فکر نہیں کیا تھا۔ وہ بھی کیسے کیسے متکبر تھے اور اپنے [illegible] کی چاپلوسی کرتے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے۔ دونوں گروہوں کو [illegible] طویل مہلت دی گئی لیکن انھوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو تباہ کر دیئے گئے۔

٦٠ بُعد کے معنی دور ہونا اور بعد کا معنی ہلاک ہونا بھی ہے یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں یعنی ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا گیا یا انھیں ہلاک کر دیا گیا۔

صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ

[illegible]

مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ

[illegible]

اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ

وابستہ تھیں اس سے پہلے کیا تم روکتے ہو ہمیں اس سے کہ ہم عبادت کریں ان کی جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا اور بیشک ہم تو شک میں ہیں اس سے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو

اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ

اس شک نے ہمیں بڑی الجھن میں ڈال رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم! بھلا بتاؤ تو اگر میں ہوں روشن دلیل پر

اس سے [illegible] ہے [illegible] نبی [illegible] اور [illegible] کی حکمت [illegible] ہے۔

ثـ حضرت صالح بچپن سے ہی غیر معمولی ذہانت و فطانت کے مالک تھے۔ ہر بات سے ان کی ذہانت ظاہر ہوتی تھی۔ ان کی اس حیثیت و [illegible] [illegible] اور گرد و پیش سے [illegible] اور [illegible] مستقبل سے متعلق [illegible] قیاس آرائیاں کیا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ [illegible] ہماری قومی عظمت کو چار چاند لگا دے گا [illegible] قیادت [illegible] لیکن جب آپ نے انہیں ان کے بتوں کی عبادت سے [illegible] جن کی عبادت وہ صدہا سال سے کرتے چلے آرہے تھے اور اللہ رب العزت کی وحدانیت پر ایمان لانے کا حکم دیا تو وہ ششدر رہ گئے [illegible] ان کی [illegible] سے [illegible] رہے ہیں [illegible] تمہاری [illegible] اس سوچ میں پڑ گئے [illegible] ہم [illegible] تھے وہ تو قوم کے [illegible] عقیدہ پر کلہاڑا چلا رہا ہے۔ یہ تو قوم کا [illegible] ہے [illegible] بڑی بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں [illegible] تم [illegible] [illegible] کی [illegible] یہ [illegible] [illegible] ہیں۔ [illegible] تمہاری [illegible] [illegible] ایک ایسے [illegible] سے دوچار کر دیا ہے جس نے ہمارے [illegible] اطمینان و یقین کی دنیا میں ہلچل پیدا کر دی ہے۔ مریب شک کی صفت ہے باب افعال سے اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی ہے ریبہ میں ڈال دینا کہتے ہیں۔ ارابہ اوقعہ فی الریبۃ جس کے قلق اور اطمینان و سکون کے [illegible] ریبہ کہتے ہیں ھی قلق النفس واضطرابھا (مختار) الریبۃ [illegible] قال [illegible] [illegible] [illegible] (روح المعانی) یعنی وہ شک جو حضرت صالح نے ان کے دل میں ڈال دی تھی [illegible] ہمیشہ [illegible] بعد [illegible] پیدا ہوا کرتا ہے پہلے وہ جس عقیدہ کو قبول کیے ہوتے ہیں ان کے سچا ہونے کے بارے میں انہیں کامل یقین ہوتا ہے [illegible] آسمانی [illegible] ایک [illegible] نظریہ کو اپنائے ہوتے ہیں لیکن جب حق کا [illegible] [illegible] [illegible] ان کی عقل و [illegible] اگر [illegible] قبول کر لیں تو ان کے عمل کی دنیا میں ایک تہلکہ برپا ہو جاتا ہے۔ وہ سکون و اطمینان غارت ہو جاتا ہے جو سالہا سال سے ان کے دلوں پر چھایا ہوا تھا۔ بجائے اس کے کہ [illegible] اطاعت کے لئے جھک جاتے، حرف شکایت زبان پر لاتے ہیں۔

رَبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ

[illegible]

فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ۝ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِيٓ أَرْضِ ٱللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ

پس چھوڑ دو اسے کہ کھاتی پھرے اللہ تعالیٰ کی زمین میں اور نہ ہاتھ لگاؤ اسے برائی سے ورنہ پکڑ لے گا تمھیں

عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا۟ فِى دَارِكُمْ ثَلَٰثَةَ

عذاب سخت جلد پس انھوں نے کونچیں کاٹ دیں اس کی تو صالح نے فرمایا لطف اٹھالو اپنے گھروں میں تین

أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَٰلِحًا

دن تک یہ ایسا وعدہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا پھر جب آگیا ہمارا حکم تو ہم نے بچا لیا صالح کو

وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْىِ يَوْمِئِذٍ ۗ إِنَّ

اور انھیں جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ اپنی رحمت سے نیز (بچا لیا) انھیں اس دن کی رسوائی سے بیشک

رَبَّكَ هُوَ ٱلْقَوِىُّ ٱلْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾ وَأَخَذَ ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ ٱلصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا۟

آپ کا رب ہی سخت قوت والا سب پر غالب ہے اور پکڑ لیا ظالموں کو ایک خوفناک آواز (کڑک) نے پس ہو گئے وہ

[illegible] سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۷۳ کا حاشیہ بھی ملاحظہ ہو۔

ملاحظہ ہو سورۃ الاعراف آیت نمبر ۷۷ کا حاشیہ۔

جب انھوں نے اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا تو آپ نے انھیں بتایا کہ تین دن کے بعد تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یقیناً آئے گا اب بس جو کر لو رنگ رلیاں منالو۔

مدت مقررہ کے بعد عذاب نازل ہوا جس نے انکار و سرکشی کو نیست و نابود کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور ان کے ساتھیوں کو اس تباہ کن عذاب سے بھی محفوظ رکھا [illegible] سے بھی بچا لیا [illegible] اگر آپ کے کہنے کے مطابق عذاب نازل نہ ہوتا تو آپ کی کتنی جگ ہنسائی ہوتی [illegible] اور ساتھیوں کی اذیت رسانیوں میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا اور بعض علماء نے [illegible] کا ذکر کیا ہے۔

یعنی ایسی ہولناک کڑک پیدا ہوئی کہ ان کے دل سینوں میں پھٹ گئے۔ سورۃ الاعراف میں ہے فاخذتهم الرجفة کہ انھیں زلزلے نے آ لیا۔ یہاں کڑک کا ذکر [illegible] یہ اختلاف نہیں [illegible] کوئی اختلاف نہیں۔ جب کڑک [illegible] پیدا ہوتی ہے تو زمین [illegible] جب [illegible] تو کیا امکان [illegible] نہیں [illegible] کے

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ۞ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ

[illegible]

بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَن جَاءَ بِعِجْلٍ

[illegible] پاس خوشخبری لے کر [illegible] سلام [illegible] آپ جلدی سے [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت صالح [illegible] اپنی قوم [illegible]

کیا ان کے دلوں میں [illegible]

وعرف الدین [illegible] قوم ثمود [illegible]

[illegible] حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے [illegible]

[illegible] جلدی جلدی کھانا تیار کر کے [illegible] مہمانوں کے سامنے [illegible]

حَنِيذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَآ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ

[illegible] پھر جب دیکھا [illegible] کھانے کی طرف تو [illegible] اور دل ہی [illegible]

مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٠﴾ وَامْرَأَتُهُ

ان سے اندیشہ کرنے لگے [illegible] فرشتوں نے کہا [illegible] ہم تو بھیجے گئے ہیں قوم لوط کی طرف ۔ اور ان کی [illegible]

[illegible]

اس آیت سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ [illegible] سلام [illegible] جواب [illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible]

[illegible] ضروری نہیں ۔

[illegible]

[illegible]

قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾

کھڑی تھی [illegible] پس وہ ہنس پڑی تو ہم نے اسے خوشخبری دی [illegible] اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا

سارہ نے کہا [illegible] کیا میں جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہیں۔ یقیناً یہ تو

لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ

عجیب و غریب بات ہے [illegible] فرشتے کہنے لگے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم پر [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت اور

ذریعے سے قوم [illegible] جس سے [illegible] توجہ [illegible] تھی جیسا کہ [illegible] سورت [illegible] میں بھی یہ قصہ [illegible] ہے۔ ([illegible] تفسیر [illegible])
کسی چیز کی طرف توجہ [illegible] یہاں تو جبل [illegible] نہیں علیہ [illegible]

[illegible] آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سارہ [illegible] پاس کھڑی تھیں یا [illegible] جب مہمان [illegible] سے [illegible] کھڑی ہو کر [illegible] خدمت گزاری کے لیے [illegible] کھڑی ہوئی [illegible] خدمت بجا لا رہی تھیں۔

[illegible] آپ کے ہنسنے کی [illegible] وجہ تھی [illegible] جب [illegible] کیا [illegible] ہے [illegible] آپ مطمئن ہو گئے [illegible] سے [illegible] جب انہیں اسحاق کی بشارت دی تو وہ فرط مسرت سے ہنس پڑیں۔ (قرطبی کبیر) دونوں توجیہیں معقول ہیں۔

[illegible] فرشتے [illegible] حضرت [illegible] کے پاس [illegible] انہوں نے حضرت اسحاق کی خوشخبری حضرت سارہ کو کیوں دی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان سے پہلے حضرت ہاجرہ کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اسمٰعیل جیسا بیٹا [illegible] تھا [illegible] اور [illegible] تھیں [illegible] اولاد کی امید [illegible] اس لیے انہیں یہ خوشخبری سنائی گئی [illegible] کی پیدائش کی خوشی [illegible] باپ سے زیادہ ماں کو ہوتی ہے۔

[illegible] ویلتی اصل میں ویلتی تھا [illegible] کو الف سے بدل دیا [illegible] ہلاکت ہے [illegible] یہاں اس سے مراد [illegible] اظہار تعجب کے لیے [illegible] استعمال [illegible]
علی [illegible] (قرطبی)

[illegible] یعنی [illegible] کی عمر [illegible] سال [illegible] ایسی حالت میں کسی بچے کا پیدا ہونا [illegible] عادت [illegible]
تعجب خیز ضرور ہے [illegible] حیرت [illegible] بات تھی۔

بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ

اور اس کی برکتیں تم پر اے گھر والو بیشک وہ ہے سراہا ہوا بزرگی والا پھر جب دور ہو گیا

عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰي يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ

ابراہیم علیہ السلام سے خوف اور آئی اسے خوشخبری ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے بارے میں

لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ

بیشک ابراہیم تحمل والا بہت آہیں کرنے والا رجوع لانے والا ہے اے ابراہیم چھوڑ دے

عَنْ ھٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ

یہ بات بیشک آ چکا تیرے رب کا حکم اور ان پر آتا ہے عذاب

لے قدرت [illegible] حضرت سارہ [illegible]
[illegible] اور [illegible]

لے اہل بیت پر رحمت [illegible] خوشخبری [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible] صفت [illegible]
لے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] محبت [illegible]
[illegible] برکت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] رب کی طرف [illegible] (جعلی)

غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ

جو پھیرا نہیں جا سکتا [illegible] اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس [illegible] آئے تو [illegible]

بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ

[illegible] کی وجہ سے دل میں تنگ ہوئے اور کہا یہ دن بڑا سخت ہے۔ اور ان کی قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے ان کے پاس

اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ

آئے اور یہ لوگ پہلے سے ہی برے کام کیا کرتے تھے۔ لوط نے کہا اے میری قوم [illegible]

۱۲۰ جواب [illegible] کا ہے [illegible] مقدر ہو چکا ہے۔ اب یہ فیصلہ نہیں بدل سکتا [illegible] اس لیے [illegible] ان کے حق میں [illegible] فرشتے [illegible] کے پاس پہنچے [illegible] قوم کی اخلاقی پستی [illegible] آپ [illegible] قرآن [illegible] آپ کے اضطراب [illegible] ہے۔

۱۲۱ سِيْٓءَ بِهِمْ [illegible] استعمال ہوتا ہے [illegible] (قرطبی)

ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا [illegible] آپ [illegible] اور قوم [illegible] اس لیے [illegible] انسان [illegible] تکلیف [illegible] مصیبت [illegible] کے لیے [illegible] ہیں۔

۱۲۲ [illegible] ان کی آمد کی اطلاع [illegible] يُهْرَعُوْنَ [illegible] استعمال ہوتا ہے۔

۱۲۳ [illegible] کیے گئے تھے

بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ

بیٹیاں [illegible] تمہارے لیے [illegible] اللہ سے [illegible] میرے مہمانوں کے معاملہ میں

اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝٧٨ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ

کیا [illegible] کوئی نہیں ہے؟ کہنے لگے [illegible] نہیں [illegible]

بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝٧٩ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ

بیٹیوں سے کوئی [illegible] نہیں ہے اور [illegible] چاہتے ہیں۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رسالت کے مناسب ہے۔

[illegible]

[illegible]

قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ

[illegible]

لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ

[illegible]

أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ

[illegible]

الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ مُّسَوَّمَةً

[illegible] اور ہم نے برسائے اس پر پتھر کنکر کے تہ بتہ نشان کیے ہوئے

عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ﴿۸۳﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ

تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی ان ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی

شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا

شعیب کو بولا اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا اور مت گھٹاؤ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّىٓ أَرَىٰكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ

ناپ اور تول میں بے شک میں دیکھتا ہوں تمہیں خوشحال اور بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾ وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ

عذاب کا ایک گھیر لینے والے دن کے اور اے میری قوم پورا کرو ناپ اور تول انصاف کے ساتھ

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾

اور مت گھٹا کر دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے

[illegible]

[illegible]

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ

جو بچ رہے اللہ تعالیٰ کے دیئے سے وہی بہتر ہے ۱۴۴ تمہارے لیے اگر تم ایماندار ہو ۱۴۵ اور نہیں ہوں میں تم پر

بِحَفِيْظٍ ۝۸۶ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

نگہبان ۱۴۶ قوم نے کہا اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں انہیں جن کی عبادت

اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ

کیا کرتے تھے ہمارے باپ دادا یا یہ کہ ہم تصرف کریں اپنے مالوں میں جیسے ہم چاہیں ۱۴۷ بس تم ہی ایک بڑے دانا اور نیک چلن

الرَّشِيْدُ ۝۸۷ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

رہ گئے ہو۔ آپ نے کہا اے میری قوم! بھلا یہ تو بتاؤ اگر میں روشن دلیل پر ہوں اپنے رب کی طرف سے

۱۴۴ بقیۃ کا اصلی معنی [illegible] ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کی سیر چشمی نہ ہو وہ چاہتا ہے کہ دولت کے انبار پر انبار لگاتا ہی چلا جائے۔ لیکن اللہ سے جو تعلق رکھتا ہو اور اخلاقی صلاحیتوں کی [illegible] آتی ہے اللہ تعالیٰ اسے قناعت کی دولت دیتا ہے کہ حلال ذریعے سے جو دولت مل جائے اسی پر قناعت کر لینا اس کے لیے بہتر ہے۔ یہ دولت کا [illegible] تقاضا [illegible] ہیں۔

۱۴۵ یہ فرما کر ان کی حمیت ایمانی کو جھنجھوڑا۔ یہ بتایا کہ اگر تم اہل ایمان میں شمار ہونا چاہتے ہو تو [illegible] یہ تو بڑی شرم کی بات ہے۔

۱۴۶ یعنی میرا کام تو تمہیں سمجھانا ہے وہ اس میں میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ تمہاری ہر حرکت کی نگرانی کروں اور تمہیں جبراً ان حرکات سے باز رکھوں یہ میرے فرائض میں داخل نہیں۔

۱۴۷ حضرت شعیب نے خطبہ میں دو چیزیں پیش کیں۔ پہلی یہ کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور ان کثرت خداؤں کی پوجا سے باز آجاؤ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے وہی بات کہی جو ہر زمانہ کے مشرک کہا کرتے تھے کہ ہم ان خداؤں کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں جن کی عبادت صدیوں سے ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ بات کہنے کے ساتھ ساتھ آپ پر ایک پھبتی بھی کس دی کہ یہ جو تم بڑے نمازی بنے پھرتے ہو اپنی عقل پر [illegible] کیا اس نماز نے تمہیں ایسی نامعقول اور ناقابل اعتبار بات کہنے کی جرأت دلائی ہے۔

۱۴۸ دوسری بات جو آپ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمائی تھی کہ ناپ تول میں بددیانتی چھوڑ دو۔ یہ مال ہمارا ہے اس میں تمہارا کیا واسطہ ہے ورنہ [illegible] کی [illegible] جواب میں جو بات انہوں نے کہی [illegible]

وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا

[illegible]

أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي

[illegible]

إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿٨٨﴾ وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شِقَاقِيٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ

واقع ہو [illegible] پہنچے تمہیں بھی ایسا عذاب جو پہنچا تھا قوم نوح کو یا قوم ہود

اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

یا قوم صالح کو ۔ اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور نہیں اور مغفرت طلب کرو اپنے رب سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ

پھر اس کی طرف رجوع کرو بیشک میرا رب بہت مہربان اور بہت محبت والا ہے ۔ وہ بولے اے شعیب ہم نہیں سمجھتے

۱۳۲؎ [illegible]

باوجود میں حتی المقدور یہ کوشش جاری رکھوں گا۔

۱۳۳؎ [illegible]

[illegible]

مرا [illegible] المطلوب الحبیب۔

۱۳۴؎ [illegible]

[illegible]

[illegible] ہو جائیں۔

۱۳۵؎ [illegible]

كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ

بہت سی باتیں جو تو کہتا ہے ۱۳۵ اور ہم تو دیکھتے ہیں تجھے اپنے درمیان بہت کمزور ۱۳۶ اور اگر نہ ہوتا تیرا قبیلہ تو

لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم

ہم سنگسار کر دیتے تجھے اور نہیں ہو تم ہم پر غالب ۱۳۷ آپ نے فرمایا اے میری قوم! کیا میرا قبیلہ زیادہ معزز ہے تمہارے نزدیک

[illegible]

[illegible]

۱۳۵ [illegible]

[illegible] (قرطبی)

۱۳۶ یعنی [illegible] (قرطبی)

۱۳۷ حضرت شعیب [illegible]

مِّنَ اللّٰهِ ۖ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾

اللہ تعالیٰ سے ۔ اور تم نے ڈال دیا ہے اسے پس پشت ۔ بیشک میرا رب جو کچھ تم کرتے ہو اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ

اور اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر اور میں اپنی جگہ پر عمل پیرا ہوں ۔ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کس پر

يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

آتا ہے عذاب جو اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے ۔ اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار

رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

کرنے والا ہوں ۔ اور جب آ پہنچا ہمارا حکم (یعنی عذاب) تو ہم نے بچا لیا شعیب کو اور انہیں جو ایمان لائے تھے آپ کے ساتھ

مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ

اپنی خاص رحمت سے اور آ لیا ظالموں کو خوفناک کڑک نے تو صبح کی انہوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں

جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ

کہ گھٹنوں کے بل گرے پڑے تھے ۔ گویا کبھی وہ وہاں بسے ہی نہ تھے ۔ سنو! دور ہوں (اہل) مدین جیسے ہلاک ہو چکے تھے

۱۳۰ جب بار بار سمجھانے بجھانے کا سلسلہ ختم کر دیتے اور دعوت حق کو قبول کرنے کے لیے کسی طرح آمادہ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے نبی نے انہیں آگاہ فرمایا کہ اب عذاب کا انتظار کرو اور جب وہ آئے گا تو سچے اور جھوٹے میں خود بخود امتیاز ہو جائے گا۔

۱۳۱ وہ عذاب ایک ہولناک کڑک کی صورت میں آیا۔ صحیح سالم تندرست بھی چند لمحے ۔ ان کی بربادی دیکھ کر یہ خیال ہونے لگتا کہ یہاں کبھی کوئی آبادی بھی نہیں تھی لیکن ہم نے اس عذاب سے شعیب علیہ السلام اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو بچا لیا برحمۃ منا کے الفاظ سے یہ بتا دیا کہ ان کا نجات پانا محض ہماری رحمت کی وجہ سے تھا۔

ثَمُودَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ إِلَىٰ

ثمود اور بیشک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور روشن غلبہ کے ساتھ۔ طرف

فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۖ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ

فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف تو وہ [illegible] فرعون کے [illegible] اور فرعون کا حکم [illegible] نہ تھا

بِرَشِيدٍ ۝ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ

[illegible] اپنی قوم کے آگے ہوگا روز قیامت اور ان کو لا اتارے گا دوزخ میں اور بہت بری [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ

ہونے کی جگہ ہے ۱۳۲ اور پیچھے لگا دی گئی ان کے اس دنیا میں بھی لعنت اور قیامت کے دن بھی۔ بہت

الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا

عطیہ ہے جو (انہیں) دیا جائے گا ۱۳۳ یہ ان بستیوں کی بعض خبریں ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ان میں سے کچھ

اور فرعون کی [illegible] ہی سے [illegible] تھا [illegible]

[illegible] قیامت کے دن بھی [illegible] آگے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور ان سب کو لے کر جہنم میں جا گرے گا

۱۳۲ یہ الفاظ [illegible] مطلب ہیں۔ ورد اسم ہے اس کا مصدر ورود ہے جس کا معنی ہے پانی کی تلاش میں جانا اور الورد [illegible] کرتے ہیں جس کا قصد کیا جائے [illegible]

[illegible] (مفردات)

صاحب روح المعانی [illegible]

[illegible] ورد [illegible] پانی [illegible]

[illegible]

قافلہ کی ضروریات کے لیے پانی تلاش کرنے والا قافلہ کے آگے ہوتا ہے [illegible]

[illegible] پانی [illegible] وہاں [illegible]

[illegible] پانی [illegible] ان کی آنتیں پھٹ جائیں گی اور

اگر نہیں پہنچیں گے تو شدت پیاس سے لبوں پر جان نکل جائے گی۔

۱۳۳ رفد لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو سہارا دینے کے لیے اس کے ساتھ لگائی جاتی ہے [illegible]

[illegible] اور اس کا معنی مدد کرنا اور بخشش بھی [illegible]

بخشش [illegible] لعنت [illegible] قیامت کے دن

بھی [illegible] بئس الرفد المرفود

قَآئِمٌ وَّحَصِيدٌ ﴿١٠٠﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوٓا أَنْفُسَهُمْ فَمَآ

ہیں اور کچھ کٹ کر رہ گئے اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان پر بلکہ انہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر [illegible] پس

أَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ

نہ کام آئے ان کے معبود جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ بھی

شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ﴿١٠١﴾ وَكَذٰلِكَ

جب آگیا حکم آپ کے رب کا [illegible] اور ایسی ہی

أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗٓ أَلِيمٌ

گرفت ہوتی ہے آپ کے رب کی جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو [illegible] بیشک اس کی پکڑ بڑی دردناک اور

شَدِيدٌ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ

سخت ہوتی ہے۔ بیشک ان واقعات میں (بڑی) نشانی ہے اس کے لیے جو ڈرتا ہے عذاب آخرت سے یہ وہ

[illegible] بہت بڑی تھی۔

[illegible] ان قصوں [illegible] بعض کے کچھ کھنڈرات [illegible] پاس کے [illegible] اپنی تباہی اور بربادی کی عبرتناک داستان سنا رہے ہیں۔ اور بعض بستیاں ایسی ہیں جن کا نام و نشان ہی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا [illegible] تاہم جس کا کوئی [illegible] نشان [illegible] یہاں [illegible] قوم مراد ہے جس کا کوئی نشان [illegible] رہا ہو۔

[illegible] جب [illegible] عذاب [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] کسی کام [illegible] اور ان [illegible] یقین [illegible] تھا۔

[illegible] ان قصوں کے بیان کرنے کا مقصد [illegible] نہیں [illegible] ان کے [illegible] میں کہ ان [illegible]

يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ۝ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا

[illegible]

لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ۝ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ

[illegible]

شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ

[illegible] وہ آگ میں [illegible] ان کے [illegible] وہاں [illegible]

وَشَهِيقٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا

[illegible] وہ [illegible] رہیں گے جب تک آسمان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا شَآءَ رَبُّكَ ۚ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا

چاہا بے شک [illegible] تیرا رب [illegible] جو چاہتا ہے اور وہ جو خوش نصیب ہیں تو وہ

فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا

جنت میں رہیں گے ہمیشہ اس میں جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں مگر

مَا شَآءَ رَبُّكَ ۚ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ

جتنا چاہے تیرا رب یہ عطا ہے [illegible] پس تو شک میں نہ رہ [illegible]

هٰٓؤُلَآءِ ۚ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۚ وَ اِنَّا

یہ نہیں پوجتے مگر ویسے ہی جیسے پوجتے تھے ان کے باپ دادا اس سے پہلے اور ہم

[illegible] سے تعبیر کیا ہے۔

۱۵۲ [illegible]

[illegible] والسموات والارض۔

۱۵۳ [illegible]

۱۵۴ [illegible]

۱۵۵ [illegible] بیان کیا ہے۔

لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝۱۰۹ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

پورا پورا دینے والے ہیں انہیں ان کا حصہ جس میں ذرا کمی نہیں ہوگی ۔ اور بیشک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ

پھر اختلاف کیا جانے لگا اس میں [illegible] اور اگر نہ ہوتی یہ بات جو پہلے طے ہو چکی ہے آپ کے رب کی جانب سے تو فیصلہ ہو جاتا ان میں

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝۱۱۰ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ

اور بیشک وہ اس کے متعلق شک میں ہیں [illegible] ۔ اور یقیناً ان سب کو [illegible] پورا پورا بدلہ دے گا

اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۱۱ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

آپ کا رب ان کے اعمال کا ۔ بیشک وہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس سے خوب باخبر ہے ۔ پس آپ ثابت قدم رہیے جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ بھی [illegible]

ف۱۵۹ یعنی جس طرح [illegible] قرآن کے متعلق [illegible] تقسیم ہو گئے ہیں [illegible] موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اس کتاب کے بارے میں بھی اختلاف کیا [illegible] آپ [illegible] پریشان [illegible] ایسا ہوتا ہی رہا ہے [illegible] موسیٰ پر جو کتاب [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ۔

ف۱۶۰ چاہیے تو یہ تھا [illegible] عذاب [illegible] کے باعث [illegible] آپ [illegible] کے لئے ایک فیصلہ [illegible] نہیں آئے گا۔

ف۱۶۱ اس آیت میں [illegible] قرأت [illegible] مشدد پڑھا ہے

[illegible] مخفف پڑھا جائے [illegible] تاکید کے لیے [illegible] [illegible] [illegible] جگہ [illegible] [illegible] [illegible] كُلًّا جَمِيْعًا [illegible] قرآن [illegible] [illegible] ہم سب [illegible] کے مطابق [illegible] گے۔

ف۱۶۲ [illegible] استقامت [illegible] [illegible] الاستقامة [illegible]

وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ

ثابت قدم رہیں جو آپ کے ساتھ ہیں اور سرکشی نہ کرو بیشک جو تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے اور مت جھکو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ورنہ ۱۹۰

ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ

چھوئے گی تمہیں بھی آگ اور نہیں ہوگا تمہارا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار

ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿١١٣﴾ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ

پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی اور قائم کیجیے نماز دن کے دونوں حصوں پر ۱۹۱ اور کچھ رات کے

علی الامر المعنوی ... بحق القلب یعنی استقامت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر ثابت قدمی سے عمل پیرا رہے اور اس کی اطاعت میں عمر بسر کرے یہ علم و شعور استقامت سے ہے۔

حاصل یہ ہے کہ استقامت کا مقام بڑا مشکل ہے اسی لیے صوفیائے کرام نے فرمایا الاستقامة فوق الکرامة کہ استقامت کا درجہ کرامت سے بہت بلند ہے۔

۱۹۰ رکون کا معنی ہے کسی کی طرف مائل ہونا۔ الرکون المحبة والمیل بالقلب یہاں مقصد یہ ہے کہ ظالموں کی دل سے محبت اور خوشامد مت کرو ان سے ہمدردی کا اظہار نہ کرو اور عکرمہ کہتے ہیں کہ ان کی اطاعت نہ کرو وقال عکرمة لا تطیعوهم علامہ بیضاوی نے فرمایا لا تمیلوا الیهم ادنی میل یعنی ان کی طرف تھوڑا سا میلان بھی مت کرو۔ علامہ آلوسی نے اس لفظ کی تشریح اس طرح کی ہے۔ الرکون حقیقة الاستناد والاعتماد والسکون الی الشیء والرضا به رکون کا معنی ہے کسی پر اعتماد اور بھروسہ کرنا اور اس کی طرف سے مطمئن اور راضی ہو جانا۔ ابو العالیہ نے کہا ہے لا ترضوا اعمالهم (قرطبی)۔

ان کے اعمال کو پسند نہ کرو۔ اس آیت سے حضرت سعید بن جبیر نے ان بدمذہبوں کے پاس بیٹھنا اور ان کی مجلسوں میں شرکت کرنا عذاب الٰہی کا باعث سمجھا ہے۔ ہم اہل سنت ان کی صحبت کو بے ضرر خیال کرتے ہیں ذرا سوچیں جو لوگ ان سے بے خوف ہو کر ان کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں لیکن ہم ایسے بیچاروں کو اس وقت اس کی قدر معلوم ہوتی ہے جب وہ چپکے سے ہمارے ایمان پر شب خون مار چکے ہوتے ہیں۔ اس لیے اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ ان بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے احتراز کریں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ یہ آیت ہمیں یہ بھی سمجھاتی ہے کہ جو لوگ ملک میں الحاد کی تقویت کا باعث بنے ہوئے ہیں ان کے حق میں نعرے لگانا بھی ان کا ساتھ دینا ہے ہماری تائید اور حمایت صرف ان لوگوں کے لیے ہونی چاہیے جو صحیح عقیدہ کے علمبردار ہیں اور اپنی عملی زندگی میں عدل و انصاف کی قدروں کو سربلند کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ مذاہب باطلہ کی فرقہ بازیاں سیاسی جتھہ بندیاں اور قبائلی تعصب قوت کے لیے تباہ کن ہیں اور اس کے شیرازہ کو بکھیرنے کا موجب ہیں۔

۱۹۱ دن کے دونوں کناروں سے مراد صبح اور شام ہے اس آیت میں صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں کا حکم ہے اگر یہ سورت واقعہ معراج سے پہلے نازل ہوئی

الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

حصوں میں بیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے

وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ

اور آپ صبر کیجیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا نیکیوں کے اجر کو [illegible] قوموں میں سے جو کہ

مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ

ان امتوں میں جو تم سے پہلے گزری ہیں [illegible] فساد [illegible]

فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

زمین میں سوائے تھوڑے [illegible] ان میں سے اور پیچھے پڑے رہے ظالم لوگ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عذاب سے نجات دی۔

مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى

عیش (و آرام) جس میں وہ رکھے گئے تھے اور وہ تھے ہی مجرم ۔ اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ برباد کر دے بستیوں کو

بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ

ظلم سے حالانکہ ان میں بسنے والے نیکوکار ہوں ۔ اور اگر چاہتا آپ کا رب تو کر دیتا سب لوگوں کو

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ

ایک ہی امت [illegible] اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے ۔ بجز ان کے جن پر رحم فرمایا آپ کے رب نے اور اسی لیے

وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

پیدا فرمایا ہے [illegible] اور پوری ہو گئی بات آپ کے رب کی کہ ضرور بھر دوں گا جہنم کو

۱۶۵ـــــ یعنی عیش و عشرت کے جو سامان [illegible]

[illegible]

۱۶۶ـــــ [illegible]

[illegible]

۱۶۷ـــــ [illegible] ابن عباس، مجاہد، قتادہ و ضحاک [illegible] قال الحسن و مقاتل و عطاء [illegible] وللاختلاف خلقھم [illegible]

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١١٩﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ

جنوں اور انسانوں سے ۔ اور سب جو ہم بیان کرتے ہیں آپ سے پیغمبروں کی سرگزشتیں یہ اس لیے

الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَ

کہ پختہ کر دیں ہم اس سے آپ کے قلب (مبارک) کو ۔ اور آگیا ہے آپ کے پاس اس میں یہ حق اور

مَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا

نصیحت اور یاد دہانی ہے اہل ایمان کے لیے ۔ اور آپ فرما دیجئے انہیں جو ایمان نہیں لاتے کہ تم عمل کرتے رہو

عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ ﴿١٢١﴾ وَانْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلِلَّهِ

اپنی جگہ پر ہم بھی اپنے طور پر عمل کر رہے ہیں ۔ اور تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں ۔ اور اللہ ہی کے

غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ

لیے ہیں سب چھپی ہوئی باتیں آسمانوں کی اور زمین کی ۔ اور اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سارے کام تو آپ بھی اسی کی عبادت کیجئے

وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٢٣﴾

اور اسی پر بھروسہ رکھیے ۔ اور نہیں ہے آپ کا رب بے خبر اس سے جو تم کیا کرتے ہو ۔

[illegible] آیت [illegible] ۔ وکلا نقص [illegible] کے لیے بیان ہوا [illegible] کے لیے بیان کیا گیا ہے ۔ علامہ قرطبی نے [illegible] میں [illegible] الاقوال [illegible] اللہ [illegible] ہے ۔

[illegible] کی [illegible] آیت کا نزول ہوا [illegible] علیہ السلام [illegible] اسلام کی [illegible] معاملات [illegible] حضور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] میں [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کی واقعات [illegible] اس آیت میں [illegible] حقیقت [illegible]

۱۲۳ آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی عبادت میں سرگرم رہو اور اس پر بھروسا اور اعتماد قوی سے قوی تر ہوتا چلا جائے۔ آپ کا رب آپ کے دشمنوں اور آپ کے مخالفین کے تمام اعمال پر گہری نگاہ رکھتا ہے۔ وہ ان کے ان اعمال کا بدلہ دے گا۔ آپ پریشان نہ ہوں کامیابی اور کامرانی آپ کے قدم چومے گی اور دنیا کی مخالفت دم توڑ دے گی۔ تمام عرب میں اسلام کا ڈنکا بجایا جائے گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سُورۃ یُوسف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۂ پاک میں کیونکہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر تفصیل و وضاحت سے کیا گیا ہے اس لیے اس سورت کو آپ ہی کے نام نامی سے موسوم کیا گیا۔ اس کی آیتوں کی تعداد ایک سو گیارہ ہے۔ اس میں ۱۲ رکوع، [illegible] کلمے اور [illegible] حروف ہیں اور یہ مکیہ ہے۔

صحیح قول کے مطابق یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ تسلی دی کہ جس طرح برادران یوسف [illegible] سب کو بالآخر حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت کو تسلیم کرنا پڑا اسی طرح ایک دن وہ بھی آئے گا جب قریش آپ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے اور آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہونے میں ہی اپنی نجات تصور کریں گے۔

یوں تو قرآن حکیم میں سابق انبیاء کرام کی پاکیزہ و دلنشین داستانیں [illegible] قصے مذکور ہیں۔ جن کا ہر جملہ رشد و ہدایت کے انوار کا [illegible] ہے لیکن احسن القصص کے لقب سے صرف یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داستان حیات کو نوازا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ظاہر ہے کہ تکمیل انسانیت کی منزل رفیع کی طرف جو راستہ جاتا ہے اس کے سارے پیچ و خم، نشیب و فراز [illegible] کر دینے والے [illegible] منزل سے [illegible] کی وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے [illegible] صبر و رضا اور تقویٰ [illegible] تسلیم کی قوت سے محروم [illegible] ایک [illegible] حاصل کرنے کے لیے [illegible] سے آگے [illegible] آپ کی اوصاف [illegible] داستان حیات کو اس لیے [illegible] احسن القصص نہ کہا جائے تو کس کا کہا جائے اور اگر قرآن اسے احسن القصص نہ کہے تو اور کون کہے گا۔

حضرت اسحاق کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان کنعان کے علاقہ میں آباد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثیر تعداد میں بیٹے عطا کیے تھے جو قد آور اور طاقت ور تنومند اور بڑے جفاکش تھے۔ آخری عمر میں حضرت یعقوب کے ہاں ایک فرزند تولد ہوا جو حسن و جمال کا ایسا حسین و جمیل پیکر تھا جس سے [illegible] آج تک دیکھا نہیں [illegible] حضرت یعقوب اس [illegible] کو دیکھ دیکھ کر [illegible]

اور [illegible] کے آثار نظر آنے لگے ہیں [illegible] تو ان کے دل میں حسد کی چنگاریاں سلگنے لگیں۔ [illegible] ایک رات یوسف نے [illegible] خواب دیکھا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ گیارہ ستارے سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ صبح اس کا ذکر اپنے پدر بزرگوار سے کرتے ہیں۔ آپ [illegible] کا اشارہ [illegible]

[illegible] حضرت یوسف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان کے واسطے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی حقیقت [illegible]

[illegible]

[illegible] اب آزمائش کی ایک [illegible] مصر کے [illegible] آرام و آسائش [illegible]

[illegible] جاتے ہیں۔ [illegible] عزیز مصر کی بیوی [illegible] کہ حضرت [illegible]
[illegible] جب عزیز مصر کی بیوی [illegible]
[illegible] یوسف معصوم نے
[illegible]
[illegible] جاتے ہیں۔

اس [illegible] حضرت [illegible] آپ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] روشن کرتا ہے۔

بادشاہ جب آپ کی عظمت کا معترف [illegible] انکار
[illegible]
[illegible]
[illegible] الآن حصحص الحق
[illegible] عصمت [illegible]
[illegible] پاک ہے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible] آپ حضرت
یوسف کی [illegible]
[illegible] النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی [illegible]
[illegible]

شان ہے۔ اس توضیح کی مزید تقویت اس عبارت سے بھی ہوتی ہے:

مورخین کے بیان کے مطابق مصر پر اس وقت [illegible] کی حکومت تھی جو تاریخ میں چرواہے بادشاہوں ([illegible]) کے نام سے مشہور ہیں اور حضرت یوسف کے زمانہ میں جو بادشاہ تھا اس کا نام اپوفس (APOPHIS) بتایا جاتا ہے۔ اس کے عہد میں مصر کی تاریخ [illegible] قحط سے دوچار [illegible] حضرت یوسف [illegible] آپ [illegible] [illegible] من نشاء وفوق کل ذی علم علیم

جب قحط پڑا تو آپ نے پہلے سے ذخیروں کو [illegible] مصری آپ کی حسن تدبیر سے قحط کی آفت [illegible] دور دراز سے لوگ [illegible] [illegible] حضرت یعقوب [illegible] [illegible] [illegible] هل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیه [illegible] [illegible] انا یوسف وهذا اخی قد من الله علینا [illegible] [illegible] انه من یتق ویصبر فان الله لا یضیع اجر المحسنین۔ بیشک جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ [illegible] [illegible] احسانات کا مستحق [illegible] [illegible] دیکھئے۔

[illegible] لکھتے

[illegible]

لیے مصر پہنچے ہیں حضرت یوسف ان کی پیشوائی کے لیے شہر سے کوسوں آگے جاتے ہیں بڑی عزت و تکریم سے ان کا استقبال کرتے ہیں اور انہیں تخت پر بٹھاتے ہیں اس وقت گیارہ بھائی اور والدین حضرت یوسف کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں حضرت نے ان سے کہا یٰابت ھذا تاویل رؤیای من قبل یعنی یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو میں نے بچپن میں دیکھا تھا اس کو میرے رب نے سچا کر دکھایا ہے یہ میرے آقا کا کمال ہے محض میرے پروردگار کی عنایت ہے۔ جس ان مشکلات کا مختصر ذکر کر دیا تاکہ غضب رحمت میں ان ہو جو آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں دعا کرتے ہیں اور دو چیزیں مانگتے ہیں جن کے مانگنے کے بعد ان کی ساری حسرتیں اور سارے ارمان پورے ہو جاتے ہیں اور آپ کا حجاب محض جو اب تک صدیوں کی طرف اٹھتا رہا ہے اس کی سیر تک پہنچ جانے کی آرزو کی۔

[illegible] دار فانی سے دار بقا [illegible] بیان کر دی گئی ان کے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر جانا اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی رفاقت میں شامل ہو جانا ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

جو خواب آپ نے بچپن میں دیکھا وہ سچا خواب تھا جسے خود پروردگار نے سچ کر دکھایا۔ اب دیکھئے اس کی تعبیر کا کمال تک پہنچنے کے لیے ان مراحل سے گزرنا پڑا اور آپ کی استقامت اور ثابت قدمی کا امتحان ہوا لیکن صبر و توکل اور رحمت خداوندی کی دستگیری ہے ہی جس سے ہر مشکل آسان ہو سکتی ہے۔

قرآن کریم پر مستشرقین کا ایک بے بنیاد الزام ہے کہ مستشرقین قرآن کریم پر جہاں دوسرے بے سروپا اعتراضات کرتے ہیں وہاں بڑی شدومد سے یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ قرآن کریم میں انبیاء سابقین کے جو واقعات مذکور ہیں وہ وحی الٰہی نہیں بلکہ پیغمبر اسلام نے علماء اہل کتاب سے سن سنا کر قرآن میں درج کر دیا ہے اس الزام کی صحت ثابت کرنے کے لیے بھی کسی عقلی دلیل کی ضرورت نہیں اگر آپ تورات میں بیان کردہ قصہ کا موازنہ قرآن کریم میں مذکور واقعات سے کریں گے تو حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی یوسف علیہ السلام کا واقعہ ہی لیجئے قرآن کریم نے اس واقعہ کو جس انداز سے بیان فرمایا ہے وہ کس قدر سبق آموز، نصیحت افزا اور عبرت انگیز ہے ہر آیت روشنی کا ایک منبع ہے جس کی تابانی سے گم گشتہ انسانیت کا راستہ جگمگا رہا ہے۔ قدم قدم پر حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کی جلالت شان کے آئینہ دار واقعات ہیں جنہیں پڑھ کر قاری کا دل ان سے محبت کرنے کا شوق رکھتا ہے۔ مگر یہاں یہ قصہ ہے لیکن یہی قصہ جب ہم تورات میں پڑھتے ہیں تو یہ ایک عام آدمی کی زندگی کی پھیکی داستان معلوم ہوتی ہے جو قصہ کی چاشنی اور دلکشی سے یکسر خالی ہے۔

اختصار کے طور پر تورات کی کتاب پیدائش کے چند حوالے پیش کرتا ہوں ان کا مقابلہ آپ آیات قرآنی سے کیجئے آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس قصہ کا جو انداز تورات میں ہے اس میں پھیکا پن ہے اور قرآن کا ہر جملہ حکمت و دانش کا وہ آئینہ ہے جس میں زندگی کی حقیقتیں بے نقاب نظر آ رہی ہیں۔

حضرت یوسف کا تعارف یوں کرایا جا رہا ہے۔

یہ لڑکا اپنے باپ کی بیویوں بلہاہ اور زلفہ کے بیٹوں کے ساتھ رہتا تھا اور وہ ان کے برے کاموں کی خبر باپ تک پہنچا دیتا تھا۔

(کتاب پیدائش باب ۳۰، آیت ۲) یعنی یوسف کا نام پہلے رکھا تھا۔

آپ نے جب اپنا خواب اپنے والد محترم کو بتایا تو انہوں نے جو جواب دیا وہ ملاحظہ ہو۔

”تب اس کے باپ نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ یہ خواب کیا ہے جو تو نے دیکھا ہے۔ کیا میں اور تیری ماں اور تیرے بھائی سچ مچ تیرے آگے زمین پر جھک کر تجھے سجدہ کریں گے“ (باب ۳۷، آیت ۱۰)

اس کے بعد سورۃ یوسف کی آیات ۴، ۵، ۶ کی تلاوت فرمائیے۔

یوسف کے بھائی آپ کو جنگل لے گئے تو جب کنویں میں ڈال کر آپ کی قبا کو خون آلود کر کے لے آئے تو حضرت یعقوب کا رد عمل کیا تھا۔

”پھر انہوں نے یوسف کی قبا لے کر اور ایک بکرا ذبح کر کے اسے اس کے خون میں تر کیا سو وہ اسے ان کے باپ کے پاس لے آئے اور کہا کہ ہم کو یہ چیز پڑی ملی اب تو پہچان کہ یہ تیرے بیٹے کی قبا ہے یا نہیں۔ اور اس نے اسے پہچان لیا اور کہا کہ یہ تو میرے بیٹے کی قبا ہے۔ کوئی برا درندہ اسے کھا گیا ہے۔ یوسف بے شک پھاڑا گیا۔ تب یعقوب نے اپنا پیراہن چاک کیا اور ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لیے ماتم کرتا رہا۔“ (باب ۳۷، آیت ۳۲، ۳۳، ۳۴)

اس کے بعد سورۃ یوسف کی آیات ۱۶، ۱۷، ۱۸ ملاحظہ فرمائیے۔

جب یوسف علیہ السلام عزیز مصر کی بیوی سے دامن چھڑا کر بھاگے اور راستے میں عزیز مصر سے مڈ بھیڑ ہوئی تو زلیخا نے جو الزام لگایا وہ بائبل کے حاملین کے یہاں لکھا ہے جس طرح آپ کی پاک دامنی ثابت ہوئی بیان نہیں کیا۔ عزیز کو اپنی بیوی سے یہ کہنا پڑا انک کنت من الخاطئین (بے شک تو ہی خطا کار ہے)۔ اس کا مطالعہ آپ سورۂ یوسف میں کر چکے ہیں۔ اب اسی واقعہ کو تورات کی زبان سے سنیئے

”جب اس کے آقا نے اپنی بیوی کی وہ باتیں جو اس نے اس سے کہیں سن لیں کہ تیرے غلام نے مجھ سے ایسا ایسا کیا تو اس کا غضب بھڑکا۔

اور یوسف کے آقا نے اس کو لے کر قید خانہ میں جہاں بادشاہ کے قیدی بند تھے ڈال دیا۔ سو وہ وہاں قید خانہ میں رہا“

(باب ۳۹، آیات ۱۹، ۲۰)

قید خانہ میں آپ کے نظر بند کیے جانے اور بادشاہ کے ساقی اور باورچی کے خواب بیان کرنے کا تو ذکر ہے لیکن اس دعوت توحید کی طرف اشارہ تک بھی نہیں جس سے وادیِ مصر کی تاریک فضا نور توحید سے جگمگا اٹھی تھی۔

جب بادشاہ مصر نے وہ عجیب خواب دیکھا جس کی تعبیر کاہن اور دانشور نہ بتا سکے تو اس نے اپنے ساقی کو قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اس وقت آپ نے جس بے نیازی اور بے غرضی کا مظاہرہ کیا اس کی تفصیل آپ سورہ مذکورہ کی آیات ۵۰ تا ۵۲ میں ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ اب بائبل بھی پڑھیے فرق خود بخود واضح ہو جائے گا۔

”تب فرعون نے یوسف کو بلوا بھیجا سو انہوں نے جلد اسے قید خانہ سے باہر نکالا اور اس نے حجامت بنوائی اور کپڑے بدل کر فرعون کے سامنے آیا۔“ (باب ۴۱، آیت ۱۴)

بھائی جب پہلی بار آپ کے پاس آئے تو ان کی آمد کا ذکر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

"سو یوسف کے بھائی آئے اور اپنے سر زمین پر ٹیک کر اس کے حضور آداب بجا لائے" (باب ۴۲۔ آیت ۶)

پھر آپ اُن پر جاسوسی کا غلط الزام لگاتے ہیں۔

"یوسف نے تو اپنے بھائیوں کو پہچان لیا تھا پر انہوں نے اسے نہ پہچانا۔ اور یوسف ان سے کہنے لگا کہ تم جاسوس ہو۔ تم آئے ہو تا کہ اس ملک کی بری حالت دریافت کرو۔ (باب ۴۲۔ آیت ۸، ۹)

بھائی اس الزام سے بریت ثابت کرتے ہیں لیکن آپ پھر انہیں کہتے ہیں۔

"تب یوسف نے ان سے کہا میں تو تم سے کہہ چکا کہ تم جاسوس ہو۔ سو تمہاری آزمائش اس طرح کی جائے گی کہ فرعون کی حیات کی قسم تم یہاں سے جانے نہ پاؤ گے جب تک تمہارا سب سے چھوٹا بھائی یہاں نہ آ جائے۔ ۔ ورنہ فرعون کی حیات کی قسم تم ضرور ہی جاسوس ہو۔ اور اس نے ان سب کو تین دن تک اکٹھے نظر بند رکھا۔ (باب ۴۲۔ آیت ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷)

حضرت یوسف کے پیراہن سے حضرت یعقوب کے یوسف کی خوشبو سونگھنے کا تورات میں ذکر تک نہیں۔

جب مصر قحط میں مبتلا ہوا، سرسبز چمن بنجر بن گئے، جہاں کبھی سرسبز و شاداب کھیت لہلہایا کرتے تھے وہاں خاک اڑنے لگی اور مصری قحط کی وجہ سے بھوکوں مرنے لگے تو تورات کے بیان کے مطابق حضرت یوسف نے جو سلوک ان کی رعایا سے کیا وہ منصب نبوت تو کجا کسی معمولی حاکم کے شایان شان بھی نہیں بلکہ وہ ایک سنگدل اور بے رحم بنیئے کا سلوک ہے۔ چنانچہ پہلے سال ان کی ساری نقدی غلہ کی قیمت پر وصول کر لی گئی اور ان کی ساری پونجی ختم ہو گئی۔ دوسرے سال جب وہ غلہ خریدنے کے لیے آئے تو ان کے سارے مویشی لے لیے گئے۔ تیسرے سال جب وہ فاقوں سے مجبور ہو کر یوسف کے پاس آئے تو یوسف اس شرط پر غلہ دینے پر رضامند ہوئے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی ساری زمینوں کو فرعون کے نام پر فروخت کر دیں۔ تورات کا بیان ملاحظہ ہو۔

"اور اس سارے ملک میں کھانے کو کچھ نہ رہا کیونکہ کال ایسا سخت تھا کہ ملک مصر اور ملک کنعان دونوں کال کے سبب سے تباہ ہو گئے تھے اور جتنا روپیہ ملک مصر اور ملک کنعان میں تھا وہ سب یوسف نے اس غلہ کے بدلے جسے لوگ خریدتے تھے لے لے کر جمع کر لیا اور سب روپیہ کو اس نے فرعون کے محل میں پہنچا دیا" (باب ۴۷۔ آیت ۱۳، ۱۴)

دوسرے سال جب غلہ لینے گئے تو انہوں نے کہا

"تو مصری یوسف کے پاس آ کر کہنے لگے ہم کو اناج دے کیونکہ روپیہ تو ہمارے پاس رہا نہیں۔ ہم تیرے جیتے جی کیوں مریں۔ یوسف نے کہا اگر روپیہ نہیں ہے تو اپنے چوپائے دو اور میں تمہارے چوپایوں کے بدلے تم کو اناج دوں گا" (آیت ۱۵، ۱۶)

چنانچہ انہوں نے سارے مویشی یوسف کے حوالے کر دیئے۔ وہ سال گزرا، تیسرے سال وہ پھر غلہ کی طلب میں حاضر ہوئے تو ان کی بے بسی اور درماندگی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے غلہ لینے کے معاوضہ میں اپنے آپ کو اور اپنی ساری زمینوں کو فروخت کرنے کی پیش کش کر دی اور یوسف کو ذرا رحم نہ آیا بلکہ خوشی سے ان کی پیش کش کو قبول کیا اور فرعون کے لیے انہیں بھی اور ان کی زمینوں کو بھی خرید لیا۔ تورات میں ہے۔

"سو تو ہم کو اور ہماری زمین کو اناج کے بدلے خرید لے کہ ہم فرعون کے غلام بن جائیں اور ہماری زمین کا مالک بھی وہی ہو جائے

اور ہم کو بیج دے تاکہ ہم ہلاک نہ ہوں بلکہ زندہ رہیں اور ملک بھی ویران نہ ہو۔ اور یوسف نے مصر کی ساری زمین فرعون کے نام پر خرید لی کیونکہ کال سے تنگ آ کر مصریوں میں سے ہر شخص نے اپنا کھیت بیچ ڈالا سو ساری زمین فرعون کی ہو گئی۔"

(باب ۴۷۔ آیت ۱۹، ۲۰)

"تب یوسف نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ دیکھو میں نے آج کے دن تم کو اور تمہاری زمین کو فرعون کے نام پر خرید لیا ہے سو تم اپنے لیے یہاں سے بیج لو اور کھیت بو ڈالو۔" (باب ۴۷ آیت ۲۳)

یہ ہے سیدنا یوسف کا واقعہ جو تورات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا موازنہ قرآن کریم سے کیجیے۔ آپ اگر انصاف اور حق طلبی کے جذبے سے غور فرمائیں گے تو مستشرقین کے اس اعتراض کی لغویت اور بیہودگی آپ کے سامنے عیاں ہو جائے گی اور آپ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہادی برحق پیغمبر اسلام علیہ اطیب التحیۃ والثناء نے ان واقعات کو اہل کتاب سے سن کر بیان نہیں کیا بلکہ براہ راست اللہ رب العالمین سے سنا اور لوگوں کو سنایا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ

سورہ یوسف مکی ہے اس کی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ آیتیں ۱۱۱ اور رکوع ۱۲

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ① اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

الف لام را۔ یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی ۲؎ بیشک ہم نے اتارا ہے اسے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ② نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ

سمجھ سکو ۳؎ ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ایک بہترین قصہ ۴؎ اس قرآن کے ذریعہ جو

۱؎ حروف مقطعات پر ان کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

۲؎ تلک مبتدا ہے آیات الکتاب المبین خبر ہے مبین اسم فاعل ہے۔ ابان سے یہ لفظ بان اور بیّن کے معنی میں استعمال ہوتا ہے پہلی صورت میں یہ لازم ہوگا اور اس کا معنی ہوگا ظاہر یعنی اس کتاب کا کلام الٰہی ہونا ایسی صداقت ہے جو اظہر من الشمس ہے کسی دلیل کا محتاج نہیں۔

دوسری صورت میں یہ متعدی ہوگا اور اظہر کے معنی میں مستعمل ہوگا۔ اس وقت اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ یہ کتاب حق و باطل کو ظاہر کرنے والی ہے۔

۳؎ انزلنا کی ضمیر یا تو کتاب ہے یا قصہ یوسف۔ پہلی صورت میں اس کا معنی ہوگا ہم نے اس کتاب کو عربی میں نازل کیا تاکہ تم اس کو بہ سہولت اور آسانی سے سمجھو۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ قصہ یوسف جس کے متعلق اہل کتاب نے دریافت کیا ہے ہم نے عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم اسے سمجھو اور اس سے نصیحت حاصل کرو۔ قرآنا عربیا کے منصوب ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حیان لکھتے ہیں انتصب قرآنا على الحال وهي حال موطئة للحال التي هي عربيا اور قرآنا بدل ہوگا ضمیر کا یعنی ترکیب نحوی میں ہے اور عربیا ضمیر کا حال ہوگا اور قرآنا محض تمہید و تاکید حال ہوگا جیسے مررت بزید رجلا صالحا (قرطبی)

۴؎ القصص۔ قص سے مصدر ہے اس کا معنی ہے کسی چیز کا پیچھا کرنا چنانچہ حضرت موسیٰ کی والدہ نے جب آپ کو ایک تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا تو حضرت موسیٰ کی بہن سے کہا وقالت لاختہ قصیہ کہ اس تابوت کے پیچھے جاؤ دیکھو کدھر جاتا ہے کیونکہ قصہ گو واقعات کو یکے بعد دیگرے بیان کرتا ہے اس لیے اسے بھی قصص (پیچھا کرنا) کہتے ہیں۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ہم آپ کو بہترین پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ بعض نے احسن القصص کا معنی کیا ہے جو ماحصل ہے کہ ہم آپ سے ایک بہترین قصہ بیان کرتے ہیں۔ اس کو احسن القصص کہنے کی وجہ ظاہر ہے کہ انسانی زندگی کے تمام کرداروں کو بیان ایسی خوبی سے پیش کیا گیا ہے کہ ہر ایک کی حقیقت نکھر کر سامنے آگئی ہے۔ نیز اسی کے ضمن میں زندگی کے ان مسائل کو بیان کیا گیا ہے جن کا معاشرے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ نیز اس میں توحید کے دلائل

إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ ۖ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ③

ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے۔ اگرچہ آپ اس سے پہلے غافلوں میں سے تھے۔ ف۳

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَ

یاد کرو جب کہا یوسف نے اپنے والد سے کہ اے میرے ابا میں نے خواب میں دیکھا ہے گیارہ ستاروں کو اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ④ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ

سورج اور چاند کو میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ ف۴ اس نے کہا اے میرے بیٹے مت بیان کر

[illegible] اس کی تعبیر سیاسی مسائل، معاشرہ کی پیچیدگیاں، معاشی اصلاح کی تدابیر [illegible] روحانی اصلاح میں [illegible] ثابت ہو سکتے ہیں بڑی عمدگی سے بیان کر دیئے گئے۔ جیسے ذکر التوحید [illegible] و تعبیر الرؤیا و [illegible] والمعاشرۃ و تدبیر المعاش وجمل من الفوائد التی تصلح للدین والدنیا۔ (قرطبی)

ف۳ یعنی وحی الٰہی سے پہلے آپ [illegible] اس واقعہ کا علم آپ کو بھی نہ تھا

ف۴ حضرت یوسفؑ [illegible] بعض روایات کے مطابق [illegible] کے مطابق اس سے بھی [illegible] یہ خواب دیکھا اور اپنے والد کو اس سے بیان کیا [illegible] میں [illegible] رات [illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے آپ نے گیارہ [illegible] ستاروں [illegible] سورج [illegible] چاند [illegible] سجدہ کر رہے ہیں [illegible] کمال تھے اس لیے [illegible] ذکر فرمایا [illegible] کے مطابق [illegible] صفات اختیار [illegible] سجدہ کا [illegible] بیان [illegible] سامنے اپنی پیشانی [illegible]

آ [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ

ف۵ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام بیٹوں سے زیادہ حضرت یوسفؑ سے محبت کیا کرتے تھے [illegible] یوسف کو اپنے تمام بیٹوں سے زیادہ پیار کرتا تھا کیونکہ وہ اس کے بڑھاپے کا بیٹا تھا اور اس نے اسے ایک بوقلمون قبا بھی بنا دی تھی۔ (پیدائش ۳۷ : ۳) [illegible] محبت کی [illegible] سب سے زیادہ پیار [illegible] حضرت یوسفؑ سے بھی زیادہ بڑھاپے کا بیٹا تھا [illegible] محبت کی [illegible] کے مطابق حضرت یوسفؑ [illegible] علامتیں [illegible] آپ [illegible] تھے [illegible]

[illegible] جاتے تھے [illegible] محبت [illegible] ہے

رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ

اپنا خواب اپنے بھائیوں سے ورنہ وہ سازش کریں گے تیرے خلاف۔ بیشک شیطان انسان کا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ

کھلا دشمن ہے۔ اور اسی طرح چن لے گا تجھے تیرا رب اور سکھائے گا تجھے باتوں کا انجام

ﮨ جب حضرت یوسف نے یہ خواب اپنے والد بزرگوار سے بیان کیا تو آپ نے اس کی تعبیر بتانے سے پہلے یوسف کو ہدایت کرنا ضروری سمجھا کہ اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا ورنہ وہ تیرے دشمن ہو جائیں گے۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ بھائی ان سے حسد کرتے ہیں۔

ﮨ شیطان تو ہر وقت ہی لوگوں کو ورغلاتا رہتا ہے اور نیکوں کو ان دشمنیوں پر بھی اتنا حسین بنا کر پیش کرتا ہے کہ اچھا بھلا عقلمند انسان بھی دھوکا کھا جاتا ہے۔ یہی شیطان تھا جس نے قابیل کے سامنے اپنے حقیقی بھائی ہابیل کا قتل ایسی صورت میں پیش کیا تھا۔ اس لیے شیطان کی شرارتوں سے کوئی بعید نہیں کہ وہ تیرے بھائیوں کو تیرے خلاف بھڑکا دے۔ اسے آنے والے خطرے سے بچانے کے لیے ان کو یہ نصیحت کی کہ اس لیے تم اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں کے سامنے نہ کرنا۔

ﮨ یجتبیک کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ رازی لکھتے ہیں کہ یجتبیک اجتباء سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کو اپنے لیے مخصوص کر لینا

قال الزجاج وكذلك مشتق من جبيت الشيء اذا اخلصته لنفسك (كبير) ومنه اجتباء الله العبد تخصيصه اياه بفيض الهي يتحصل له منه انواع من النعم بلا سعي من العبد وذلك للانبياء وبعض من يقاربهم من الصديقين والشهداء

میں استعمال ہوا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنے لیے مخصوص کر لیتا ہے جس پر وہ اپنی رحمتوں کی برکات سے وہ نعمتیں بخشتا ہے جو اسے بغیر کسی کوشش کے حاصل ہو جاتی ہیں اور یہ شرف انبیاء کو اور صدیقین و شہداء کو بخشا جاتا ہے۔

ﮨ حضرت یعقوب نے فرمایا کہ جس طرح تجھے یہ خواب دکھایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہیں خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمائے گا۔ امام رازی نے تاویل الاحادیث کا ایک دوسرا معنی بھی بیان کیا ہے یعنی روحانی اور جسمانی مخلوقات سے اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور اس کی جلالت شان پر استدلال

كان المراد من تاويل الاحاديث كيفية الاستدلال باصناف المخلوقات الروحانية والجسمانية على قدرة الله وحكمته وجلالته (كبير)

الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا

باتوں کی تعبیر [illegible] اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر جیسے کہ اس نے

عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦﴾ ع

پورا کیا تھا انعام اس سے پہلے تیرے دو باپوں پر ابراہیم اور اسحاق پر بیشک تیرا رب سب کچھ جانتا ہے حکمت والا ہے

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ﴿٧﴾ اِذْ قَالُوْا

یقیناً یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں جستجو کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں جب بھائیوں نے

لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا

آپس میں کہا یوسف اور اس کا بھائی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک جتھا ہیں بیشک ہمارا باپ

[illegible] دینی اور دنیوی معاملات میں [illegible] بصیرت [illegible] علم حقائق [illegible] ہے۔

[illegible] یعنی [illegible] کوئی بات [illegible] حکمت سے خالی نہیں۔

[illegible] بھائیوں [illegible] حضرت یوسف [illegible]

[illegible]

حضرت یعقوب علیہ السلام کے [illegible] بیٹے تھے۔ حضرت یوسف اور بنیامین [illegible]

[illegible]

ـــ حضرت یعقوب کی یوسف سے خصوصی محبت کے باعث بھائیوں کے دلوں میں حسد کا جذبہ پہلے ہی [illegible] تھا۔ اب اس [illegible]

[illegible]

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۚۖ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ

والا رہے ہیں کھلی غلطی میں ہیں ۲؎ قتل کر ڈالو یوسف کو یا ڈال آؤ اسے کسی دور زمین میں [illegible] تنہا تمہارا ہو جائے ۳؎

وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝٩ قَالَ قَآئِلٌ

تمہاری طرف توجہ تمہارے باپ کی اور ہو رہنا اس کے بعد تم ٹھیک آدمی ۴؎ بولا ایک کہنے والا ان ہی میں سے ایک

۱؎ اس لئے کہ ہیں ان کا پورا [illegible] عصبۃ دس سے لے کر چالیس تک کی جماعت پر بولتے ہیں العصبة من الرجال [illegible] والعصبة ما بين العشرة والاربعين [illegible] (مدارک)

۲؎ ضلال سے مراد یہاں محبت [illegible] دینی نہیں بلکہ دنیوی معاملات میں اعتدال سے ہٹ جانا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ [illegible] سلوک وعمل، معاملات کے ساتھ ہے نہ کہ [illegible] لیس المراد الضلال في الدين [illegible] الرشد والصواب (کبیر) [illegible] یہ بات سمجھ میں آتی ہے [illegible] ان کے بیٹوں [illegible] چھوٹے [illegible] باپ کے [illegible] کی حقیقت رہتی اور شہری [illegible] انقلاب [illegible] کثرت [illegible] قوت و شوکت [illegible] ہوا کرتی ہے [illegible] بسر کرتے تھے [illegible] قبیلہ کی قوت و شوکت کا [illegible] صرف [illegible] معاشی و شخصی [illegible] عام [illegible] تھا [illegible] کی کتنی اہمیت ہوتی [illegible] یعقوب کی حقیقت [illegible] یوسف کی محبت [illegible] سعادت و نجات [illegible] اور محبت [illegible] ہم نے [illegible] تھا

۳؎ [illegible] یوسف قتل کر دیا جائے یا اسے کسی [illegible] سمجھا جائے [illegible] باپ کی آنکھوں سے [illegible] ہو جائے تو [illegible] ساری توجہ و محبت [illegible] ہو جائیں گے۔

۴؎ [illegible] قتل [illegible] ظلم عظیم ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے [illegible] ہوتی ہے [illegible] جو شیطان انہیں [illegible] توبہ کر لیں گے [illegible] نیک ہو جائیں گے [illegible] معاف ہو جائے گا [illegible] بچ نکلا [illegible] بھی [illegible] مجرموں [illegible] ذہنیت [illegible] نصیب ہی [illegible] رحمت الٰہی [illegible] شیطان [illegible] معلوم ہی تھا [illegible] یوسف کو قتل [illegible] سارے معاملات درست ہو جائیں گے [illegible]

[illegible] صلاح الدين [illegible] يصلح [illegible] (کبیر)

۵؎ [illegible] ایک معصوم بچے [illegible]

مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ

[illegible]

السَّيَّارَةِ إِن كُنتُمْ فَٰعِلِينَ ﴿١٠﴾ قَالُوا يَٰٓأَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ

[illegible]

يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُۥ لَنَٰصِحُونَ ﴿١١﴾ أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ

[illegible]

وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿١٢﴾ قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِيٓ أَن تَذْهَبُوا بِهِۦ وَأَخَافُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سورہ یوسف سے متعلق علاقے

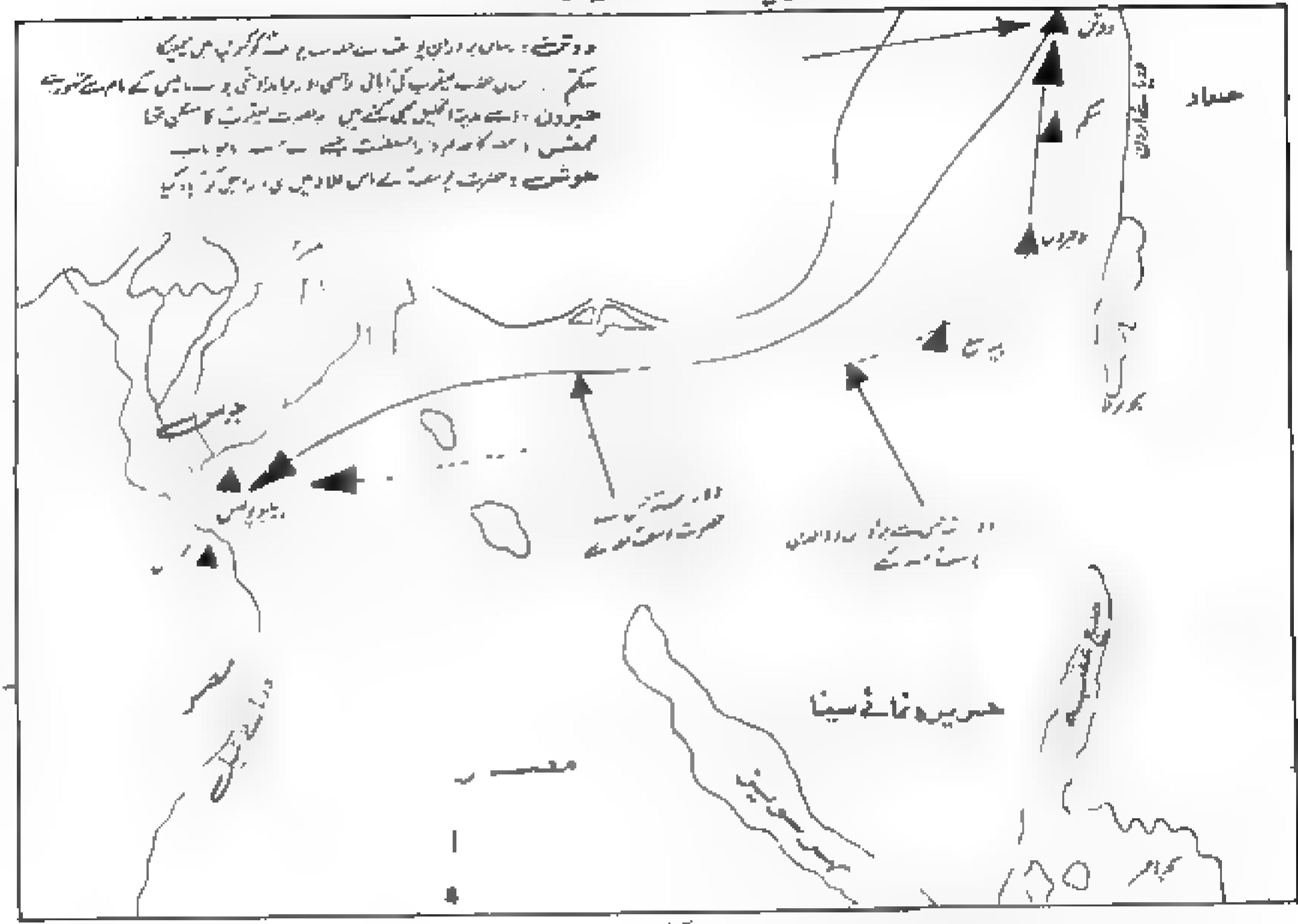

دوتن: جہاں برادران یوسف نے حضرت یوسف کو کنوئیں میں پھینکا

سکم: [illegible] حضرت یعقوب کی آبائی [illegible]

حبرون: اسے مدینۃ الخلیل کہتے ہیں۔ حضرت یعقوب کا مسکن تھا

عین شمس: [illegible]

جوشن: حضرت یوسف نے اس علاقے میں [illegible] آباد کیا

دوتن
سکم
حبرون
بیر سبع
حصاد
جوشن
مصر
جزیرہ نمائے سینا

أَنْ يَّأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَئِنْ أَكَلَهُ

کہیں کھا جاوے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے بے خبر رہو کہنے لگے اگر کھا جاوے اس کو

الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّآ إِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ

بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں مضبوط تو ہم نے سب کچھ گنوا دیا پھر جب لے کر چلے اس کو اور

أَجْمَعُوْٓا أَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ

متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو گمنام کنویں میں اور ہم نے اشارہ کر دیا اس کو کہ تو جتلاوے گا ان کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾

صورت میں کہ وہ (تمہیں) نہیں پہچانتے ہوں گے۔ اور آئے اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے

قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا

کہنے لگے اے ہمارے ابا! ہم چلے گئے دوڑ لگانے اور ہم چھوڑ گئے یوسف کو اپنے سامان کے پاس بیٹھے ہوئے

فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

تو کھا گیا اس کو بھیڑیا۔ اور آپ نہیں باور کریں گے ہماری بات اگرچہ ہم سچے ہیں۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

اور لے آئے اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر آپ نے فرمایا (یوں نہیں) بلکہ آراستہ کر دی ہے تمہارے لیے تمہارے

پیدا ہوتے ہیں۔ بعض علماء کی رائے یہ بھی ہے کہ آپ کو اسی وقت منصب نبوت سے سرفراز کر دیا گیا تھا۔

۲۸؎ اس پاپ کے بعد عملی جامہ پہنانے کے بعد دن بھر خوب سیر و تفریح کرتے رہے۔ عشاء کے وقت چیختے چلاتے شور مچاتے لوٹے۔

۲۹؎ حضرت یعقوب نے بیٹوں کی اس حالت کو دیکھا تو پریشان ہو گئے جب انہوں نے شور و فغاں سنا تو ان سے پوچھا کہ کیا ہوا۔ کیوں روتے ہو؟ یوسف نظر نہیں آ رہا وہ کہاں ہے تو انہوں نے اپنی فریب کاری سے یہ جواب دیا۔

۳۰؎ ہمیں یقین ہے کہ آپ ہماری اس بات کو نہیں مانیں گے کیونکہ پہلے ہی آپ کا دل ہماری طرف سے صاف نہیں۔ لیکن آپ یقین مانیں جو قصہ ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں یہ سو فیصد سچا ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

۳۱؎ اس کے ساتھ انہوں نے ایک اور فریب کیا۔ ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور یوسف کی قمیص کو اس کے خون میں لت پت کر کے لے آئے اور اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لیے بطور ثبوت پیش کر دی۔

۳۲؎ آپ نے یہ قمیص دیکھ کر فرمایا یہ سب تمہاری من گھڑت کہانی ہے۔ تمہارے اس دعویٰ میں صداقت کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ قمیص جو تم کسی کے خون میں لت پت کر کے لائے ہو یہی صاف صاف بتا رہی ہے کہ تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔ اگر بھیڑیے نے یوسف کو کھایا ہوتا تو یہ قمیص جگہ جگہ سے پھٹ گئی ہوتی۔ ایسا عقلمند بھیڑیا آج تک ہمارے دیکھنے سننے میں نہیں آیا کہ اس نے آدمی کو تو کھا لیا اور قمیص پر خراش تک نہ آنے دی۔ سول کا معنی ہے تزیین، آراستہ کرنا۔ سولت ای زینت التسویل تزیین النفس لما تحرص علیہ وتصویر القبیح منہ بصورۃ الحسن۔ (مفردات)

أَنفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ⑱

[illegible]

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ قَالَ يَا بُشْرَىٰ

[illegible]

هَٰذَا غُلَامٌ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ⑲ وَ

[illegible]

[illegible] صبر جمیل [illegible] شکوہ [illegible]

[illegible] (رحیمی)

حضرت یعقوب علیہ السلام [illegible] یوسف [illegible]

(پیدائش ۳۷: ۳۱، ۳۳، ۳۴، ۳۵) قرآن کریم [illegible]

[illegible] حضرت یعقوب [illegible] یوسف [illegible]

[illegible] علیہ السلام [illegible] الله تعالیٰ

[illegible]

[illegible] الامر الی الله تعالیٰ بالکلیة [illegible]

[illegible]

شَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ⑳

انھوں نے بیچ ڈالا یوسف کو تھوڑی سی قیمت پر چند درہم [illegible] اور وہ [illegible]

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ

اور مصر کے جس شخص نے یوسف کو خریدا [illegible] بیوی کو [illegible] عزت سے [illegible]

ادلی : ڈولی [illegible] ڈول [illegible] ڈول کنویں میں [illegible]

وارد : [illegible] پانی کا انتظام کرے۔

تشریح : [illegible] ایک چاند سا [illegible]
والا حسین بچہ [illegible] یا بشریٰ [illegible]

[illegible] یوسف [illegible] بھائی [illegible] ایک قافلہ [illegible] [illegible] یوسف [illegible] [illegible] کر دیا۔

[illegible] یوسف [illegible] ہے۔

[illegible] یوسف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۡ

ہمیں نفع پہنچائے یا بنالیں ہم اسے اپنا فرزند اور یوں اپنی حکمت کاملہ سے ہم نے تمکن بخشا یوسف کو مصر کی سرزمین میں ۲۸

وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ

اور تاکہ ہم سکھا دیں اسے خوابوں کی تعبیر ۲۹ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے ہر کام پر ۳۰

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۱ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا

لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے ۳۱ اور جب وہ پہنچے اپنے پورے جوبن کو ۳۲ تو ہم نے عطا فرمایا انہیں حکم

اور تلمود میں اس کا نام زلیخا ہے۔ شاید اسی روایت سے ہماری کتابوں میں وہ زلیخا کے نام سے مشہور ہوئی۔ اصل نام راعیل وغیرہ ہے مشہور اسم معروف ہے غیر مشہور نہیں۔

۲۸ ایسے ملک میں جہاں کسی کو یوسف سے تعلق بھی نہ تھا جسے غلام کی طرح زنجیروں میں جکڑ کر مصر لایا گیا تھا جسے بیچنے والے بھی ایک جگہ بازار میں غلام تصور کرتے تھے، جسے عام غلاموں کی طرح منڈی میں لایا گیا اور وہاں اس کے لیے اتنی عزت و آسائش کے سامان مہیا فرما دیئے، مصر کی سلطنت کے ایک عظیم رئیس کے دل میں اس کے لیے پدرانہ شفقت کا جذبہ پیدا کر دیا یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

۲۹ یعنی جس طرح ہم نے اس پر یہ مہربانی فرمائی اسی طرح حضرت یعقوب کی بتائی ہوئی تعبیر کا بھی پورا ہونا ہے گا اور آپ سے تاویل الاحادیث کا علم بھی عطا فرمایا جائے گا۔

۳۰ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ مشکلات کا ہجوم، مخالفین کے طوفان، اسباب و وسائل کا فقدان اس کے حکم کے وقوع پذیر ہونے میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ بھائیوں کی ساری سازشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے یوسف کا جو مقام اونچا کرنے کا ارادہ فرمایا وہ ہو کر رہا۔

۳۱ عام لوگ ظاہری حالات پر نظر رکھتے ہیں اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ کام ناممکن ہے ان کی نگاہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی حکمت سے ناواقف ہوتی ہیں اس لیے وہ شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ورنہ قدرت خداوندی کے سامنے کوئی چیز مشکل نہیں۔

۳۲ عمر کا وہ حصہ جس میں انسان کی جسمانی اور عقلی قوتیں پوری طرح نشوونما پا چکی ہیں اسے اشد کہتے ہیں۔ علماء کے نزدیک یہ تیس اور چالیس سال کے درمیانی عرصہ کا نام ہے یعنی جب آپ کی فطری صلاحیتیں پوری طرح رونما ہو چکیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دو خصوصی انعامات سے سرفراز فرمایا۔ انہیں حکم اور علم عطا فرمایا۔ حکم سے مراد اگرچہ نبوت ہے اور علم سے مراد احکام شرعی کا علم یا خوابوں کی تعبیر کا علم۔ وہ عظمت شان کے مطابق کے پہلوؤں کو ذکر کیا ابن عباس نے الحکم النبوۃ، العلم الشریعۃ وتعبیر المنامات (روح المعانی)۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حکم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ کے نفس مطمئنہ کو نفس امارہ پر حاکم بنادیا گیا کیونکہ عالم قدس سے [illegible]

وَّعِلْمًا ۗ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ

حکمت اور علم ۔ اور یونہی ہم صلہ دیا کرتے ہیں نیکوکاروں کو ۔ اور [illegible] جس کے گھر

بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۗ قَالَ

میں آپ تھے [illegible] اور [illegible] دروازے [illegible]

مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۗ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾

یوسف نے فرمایا خدا کی پناہ [illegible]

[illegible]

وتفسیر [illegible] یہاں [illegible] بڑی نفیس بحث لکھی ہے [illegible] ہے۔

[illegible] صرف حضرت یوسف [illegible] استقامت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اقبال [illegible]

مقامی [illegible] ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۚ كَذٰلِكَ

[illegible]

[illegible] عزیز مصر [illegible] محل [illegible]
تنہائی ہے اس عالم میں [illegible]
[illegible] معاذ اللہ [illegible]
[illegible]
[illegible] اپنے محسن کے ساتھ
[illegible]
ہے۔ یوسف [illegible]

معاذ اللہ [illegible]

[illegible] مستقل
[illegible] ہے۔

[illegible] ہمّت [illegible]
[illegible] حضرت یوسف [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہمّت [illegible]
[illegible] وَهَمَّ بِهَا [illegible]
[illegible] حضرت یوسف [illegible]
[illegible] حضرت یوسف [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] امام فخرالدین رازی [illegible]

اس قول پر انسانی ناگواری اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور اسے حضرت یوسف کے دامن عصمت پر ایک بہتان قرار دیا ہے چونکہ حضرت مولانا [illegible] نے اس مسئلہ کو بڑی شرح و بسط سے لکھا ہے اس لیے ہم یہیں سے منقول کرتے ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] آیت کا معنی یہ ہو گا کہ زلیخا نے [illegible] یوسف [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دلائل پیش کیے ہیں [illegible] [illegible] آپ فرماتے ہیں [illegible] [illegible] حضرت یوسف [illegible] [illegible] [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] واقعہ سے براہ راست تعلق [illegible]

خود حضرت یوسف، زلیخا، اہل مصر [illegible] رب العالمین۔

یوسف علیہ السلام کا اپنا بیان [illegible] سے بھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آسکتے۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

تاکہ ہم دور کریں یوسف سے برائی اور بے حیائی کو۔ بیشک وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو چن لیے گئے ہیں

[illegible] تھے [illegible] نہیں ہے [illegible] کے جواز کے قائل ہیں۔ (بحر)

[illegible] جواب لولا [illegible] مقدم [illegible] امام رازی نے اس کا جواب دیا [illegible] آیت بطور استشہاد پیش کر کے [illegible] لولا [illegible] کی جزا ہے [illegible] اس [illegible] کا جواب [illegible] ہیں [illegible] جواب [illegible] لیا جائے

[illegible] جائز [illegible] سیاق [illegible] دلالت [illegible] گیا ہے۔

اس سلسلہ میں بعض اسلاف کے قول سے استدلال کیا جاتا ہے [illegible] کہ حضرت یوسف [illegible] رازی اور ابو حیان اور دیگر محققین نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ [illegible] ہیں کہ [illegible] کسی مستند روایت [illegible] سلف [illegible] منسوب کیا جاتا ہے [illegible] (قرطبی)

[illegible]

[illegible] ہیں [illegible] العرب (بحر)

[illegible] روایات [illegible] نقل کرنے [illegible] اختیار کیا ہے [illegible] عصمت [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] آپ نے [illegible] ہیں۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے اپنے آپ کو خالص [illegible] دوسری قرأت کے مطابق [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible]

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا

اور دونوں دوڑے دروازے کی طرف اور اس عورت نے پھاڑ ڈالا ان کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں نے پایا اس کے خاوند کو [illegible]

الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ

دروازے کے پاس [illegible] کہنے لگی کیا سزا ہے اس کی جو ارادہ کرے تیری بیوی کے ساتھ برائی کا بجز اس کے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي ۚ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

کہ قید کر دیا جائے یا [illegible] عذاب دیا جائے [illegible] یوسف نے کہا اسی نے مجھے [illegible] کہ میں اس سے مطلب براری کروں

مِنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ

اور گواہی دی ایک گواہ نے اس کے رشتہ داروں میں سے [illegible] کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہے تو اس نے سچ کہا [illegible] اور وہ

چن لیا ہے [illegible] اور حضرت یوسف ان دونوں صفتوں سے موصوف تھے۔

ف [illegible] جب اس کا اصرار بڑھتا ہی گیا تو آپ وہاں سے بھاگ نکلے [illegible] سب بند تھے اور ان پر قفل لگا کر چابیاں زلیخا نے اپنے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت [illegible] اب یہاں سے نکلیں تو کیونکر [illegible] کی پروا [illegible] میرا کام ہے [illegible] بھاگ [illegible] دروازے [illegible] پیچھے [illegible] قمیص [illegible] پکڑ لیا [illegible] پھٹ گیا [illegible] اتفاقاً [illegible] دروازے [illegible] حضرت یوسف [illegible] پیچھے سے [illegible] پیچھے سے پھٹ گیا

ف [illegible] حضرت یوسف پر [illegible] الزام لگا دیا [illegible] جب [illegible] ناشکرا [illegible] بہت [illegible] وقت [illegible] اور اس [illegible] میں اس سے بچاؤ کر رہا ہوں۔

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٦﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ

جھوٹوں میں سے ہے۔ اور اگر اس کی قمیص پھٹی ہوئی ہو پیچھے سے تو عورت جھوٹی [illegible]

وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ

اور یوسف سچوں میں سے ہے [illegible]

مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ

[illegible] یوسف [illegible] اس بات [illegible]

وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ

اور [illegible] عورتیں

[illegible]

فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا

شہر میں کہ عزیز کی بیوی [illegible]

حُبًّا إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ

[illegible]

إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا

[illegible]

وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ

اور یوسف کو کہا کہ [illegible] ان کے سامنے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۔ قَالَتْ

[illegible]

فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

[illegible]

فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ

[illegible]

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

[illegible]

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

[illegible]

الْعَلِيْمُ ۝ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حِيْنٍ ۝ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ

[illegible]

اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِىْ خُبْزًا

[illegible]

تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

[illegible]

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ

[illegible]

لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ

[illegible]

اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ

[illegible] اسحاق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو یہ (توحید کا ایمان) تو اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے ہم پر اور لوگوں پر شہ

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ

لیکن بہت سے لوگ اس احسان پر شکر ہی ادا نہیں کرتے ۔ شہ اے جیل خانہ کے ساتھیو ذرا تو بتاؤ کیا

مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ

بہت سے جدا جدا رب بہتر ہیں یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے شہ تم نہیں پوجتے آئے [illegible]

[illegible] سے نیا واقف ہے ان کو بھی یہی عقیدہ تھا [illegible] علیہ السلام [illegible]
کسی اور [illegible] خاندان [illegible] سب سے پہلے [illegible] بات [illegible]
کی توحید کا قائل ہوں اور [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] اسحاق [illegible] عقیدہ [illegible]

شہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی معرفت [illegible] بڑا احسان ہے [illegible]
لوگ ان کی طرف [illegible] اور اس [illegible] معرفت سے [illegible]
ادا نہیں کرتے جو اس نعمت عظمیٰ [illegible]

شہ آپ کی اس تقریر کا مقصد [illegible] ساتھیوں کے [illegible] توحید [illegible] کس
طرح قدم بقدم ان کو راہ ہدایت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا میرا مسلک تو یہ ہے جو میں نے تمہارے سامنے بیان کر دیا اور وہ صرف میرا ہی
مسلک نہیں بلکہ جلیل القدر ہستیاں [illegible] ان کا بھی یہی مسلک تھا [illegible]
[illegible] سے ایک سوال پوچھتا ہوں تم ہی بتاؤ [illegible] بہتر ہے یا ایک [illegible] جو سب پر غالب و برتر
ہے [illegible] رزق بھی دیتا ہے [illegible] شفا بھی [illegible] بہتر ہے [illegible]
اعتراف کر لیا جائے [illegible] صرف [illegible] اختیار کے
مالک [illegible] کسی بیمار کو
صحت دینا اس کے قبضہ قدرت میں نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] ہے۔

شہ پہلے [illegible] کے اعتقاد کے مطابق [illegible]

دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ

مگر چند ناموں کی جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں اتاری

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا

اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کوئی دلیل۔ نہیں ہے حکم بجز اللہ تعالیٰ کے اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو

اِلَّآ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

بجز اس کے یہی دین سیدھا ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو

لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ

نہیں جانتے اے میرے قید خانہ کے دو ساتھیو! (اب سنو اپنے خوابوں کی تعبیر) تم میں سے ایک (جو ساقی تھا وہ) تو پلایا کرے گا

خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ

اپنے مالک کو شراب۔ لیکن دوسرا سولی دیا جائے گا اور پرندے کھائیں گے (نوچ نوچ کر) اس کے سر سے۔

قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ

(قطعی) فیصلہ ہو چکا اس بات کا جس کے متعلق تم دریافت کر رہے ہو اور کہا یوسف علیہ السلام نے اسے جس کے بارے میں آپ کا

جو تم نے بنا رکھے ہیں اور ان کے متعلق قسم قسم کے اعتقادات گھڑ رکھے ہیں یہ سب تمہاری خود ساختہ باتیں ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

کائنات کی ہر چیز اللہ وحدہٗ لاشریک کے زیر فرمان ہے۔ بلندیوں اور پستیوں میں اسی کا حکم نافذ ہے۔ اسی واحد قہار کا یہ حکم ہے کہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اور اسی کو معبود برحق اور مالک حقیقی تسلیم کیا جائے۔

یہی وہ دین ہے جس کی صداقت و حقانیت روشن دلائل سے ثابت ہے [illegible]۔

لیکن اکثر لوگ تعصب کی وجہ سے یا اپنی جہالت اور تقلید کی وجہ سے سوچنے سمجھنے سے کام ہی نہیں لیتے۔ یہ ان کی محرومی اور ان کی بدبختی کا نتیجہ ہے۔ یہ ہے حضرت یوسف صدیق کا پہلا خطبہ جو آپ نے قید خانہ میں ارشاد فرمایا۔

پہلے تو تمہید بہت طول دے کے بیان فرمائی پھر ان دونوں کو ان کے خوابوں کی تعبیریں بتا دیں اور ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔

نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ

سمجھا تھا کہ وہ نجات پانے والا ہے ان دونوں میں سے کہ میرا ذکر کرنا اپنے آقا کے پاس پس بھلا دیا اسے شیطان نے ذکر کرنا اپنے آقا سے

فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ

پس ٹھہرے رہے قید خانہ میں چند سال اور کہا بادشاہ نے میں نے (خواب میں) دیکھا ہے

بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

دیکھتا ہوں کہ سات گائیں موٹی تازی کھا رہی ہیں انہیں سات دبلی پتلی گائیں اور سات سبز خوشے ہیں اور

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ

دوسرے سات خشک ہیں۔ اے درباریو! بتاؤ مجھے میرے خواب کی تعبیر اگر تم خوابوں کی

لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ

تعبیر بتا سکتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ پریشان خیالات ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر

ظن کا فاعل اگر یوسف ہوں تو اس کا معنی یقین ہوگا کیونکہ آپ کو اس تعبیر کے صحیح ہونے میں ذرا شک نہ تھا اس لیے آپ نے [illegible] میں [illegible] فیصلہ ہو چکا ہے میری [illegible] ہے [illegible] ظن کا فاعل ساقی [illegible] رجحان ہے۔

اگرچہ بعض علماء نے [illegible] تعبیر کی ہے [illegible] حضرت یوسف [illegible] درست نہیں [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] کے علاوہ [illegible] کی [illegible] میں مصروف رہتے تھے [illegible] کیسے [illegible] رکھ سکتے ہیں [illegible] اس کا [illegible] ہے [illegible] کہ آپ [illegible] سبب [illegible] کی خوشخبری دی تھی [illegible] کامیابی ہے کہ آپ اپنی [illegible] کے لیے کسی [illegible] آپ [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] طرف سے [illegible] الٰہی [illegible] ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو جیل سے رہائی دلانا چاہی تو اس کے لیے ظاہری اسباب پیدا کر دیئے۔ ایک رات بادشاہ مصر [illegible] آیا جو آیات میں مذکور ہے۔ اس نے مشہور [illegible] ماہر نجومیوں اور [illegible] لوگوں کو جمع کیا اور ان سے اپنا خواب بیان کرنے کے بعد اس کی تعبیر دریافت کی۔ وہ کہنے لگے [illegible] خوابوں کی تعبیر بیان کرنے میں [illegible] مہارت رکھتے ہیں لیکن جو کچھ آپ نے دیکھا ہے

الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ

جاننے والے نہیں ۔ اور کہا اس شخص نے جو رہا ہوا تھا ان دو قیدیوں میں سے اور یاد آیا اسے یوسف

أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ

کی بات ایک مدت کے بعد میں بتاؤں گا تمہیں اس کی تعبیر ۔ پس بھیجو مجھے ۔ اے یوسف اے صدیق

أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ

بتائیے ہمیں اس خواب کی تعبیر کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو کھا رہی ہیں سات دبلی گائیں اور سات

سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ

خوشے ہیں سرسبز اور دوسرے سات خوشے خشک تاکہ میں جواب لے کر واپس جاؤں لوگوں کی طرف

لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا

شاید وہ جان لیں ۔ آپ نے فرمایا تم کاشت کرو گے سات سال پے در پے ۔ تو جو

حَصَدتُّمْ فَذَرُوهُ فِي سُنبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ

تم کاٹو گے اسے چھوڑ دو خوشوں میں مگر تھوڑا سا جتنا تم کھاؤ ۔ پھر

[illegible]

الاحلام ۔ [illegible] الاحلام [illegible]

لا يستبين معانيها [illegible] من الاحلام ۔ (المفردات)

[illegible]

يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ

آئیں گے اس خوشحالی کے بعد سات سال بہت سخت کھا جائیں گے جو جو تم نے پہلے جمع کر رکھا تھا

لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

ان کے لیے مگر تھوڑا سا جو تم محفوظ کر رکھو گے۔ پھر آئے گا اس مدت کے بعد ایک سال

عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ

جس میں مینہ برسایا جائے گا لوگوں پر اور اس میں وہ پھلوں کا رس نکالیں گے [illegible] بادشاہ نے کہا

ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ

[illegible]

فَسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ

[illegible] بے شک میرا

رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ

تھا اس کی مطلب براری کیلیے۔ بولیں پاک ہے اللہ ہم نے نہیں جانی اس میں ذرا برائی

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ

عزیز کی بیوی (کو اب ضبط نہ رہا) کہنے لگی اب تو آشکارا ہو گیا حق میں نے ہی اسے پھسلانا چاہا

عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ

تھا اس کی مطلب براری کیلیے تھا اور وہ تو سچا ہے (یوسف نے کہا) یہ میں نے اس لیے کیا تاکہ وہ جان لے

لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ۝

کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں خیانت نہیں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ کامیاب نہیں کرتا خیانت کرنے والوں کے فریب کو

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ اِلَّا مَا رَحِمَ

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے نفس کو بلاشبہ نفس تو حکم دیتا ہے برائی کا مگر جس پر رحم فرمائے

رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ

میرا رب۔ یقیناً میرا رب غفور رحیم ہے اور بادشاہ نے کہا کہ لے آؤ اسے میرے پاس میں خاص کر لوں گا

[illegible]

لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ

[illegible]

اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَاۤىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيبُ

نے تسلط اور اقتدار عطا کیا یوسف کو اس سرزمین میں کہ رہے اس میں جہاں چاہے ہم سرفراز کرتے ہیں

بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَأَجْرُ

اپنی رحمت سے جسے چاہتے ہیں اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکوکاروں کا اور ثواب آخرت کا

دیا جا سکتا ہے [illegible] عہدہ [illegible] بچایا جا سکتا ہے۔ اس لیے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حدیث شریف میں ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انا واللہ لا نولی علی ھذا العمل احدا سالہ ولا احدا حرص علیہ۔ کہ اگر کسی عہدہ کی کوئی شخص خواہش کرتا ہے تو ہم ایسے شخص کو وہ عہدہ نہیں سونپتے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ سے ارشاد فرمایا۔

یا عبدالرحمٰن لا تسأل الامارة فانک ان اعطیتها عن مسئلة وکلت الیها وان اعطیتها عن غیر مسئلة اعنت علیها۔

اے عبدالرحمٰن امارت طلب مت کرو کیونکہ اگر تمہاری طلب پر تمہیں کوئی عہدہ دیا جائے گا تو اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا تمہیں ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا اور اگر طلب کے بغیر تمہیں کوئی عہدہ ملا تو اس کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے لیے تمہیں اللہ تعالیٰ کی امداد سے نوازا جائے گا۔ ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ کسی عہدہ کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ تو پھر حضرت یوسف کا یہ ارشاد اجعلنی علی خزائن الارض کیونکر جائز ہوا۔ اس کے متعلق علماء کرام نے وضاحت کی ہے کہ جب کوئی شخص دیکھتا ہے کہ اس کے بغیر کوئی ایسا آدمی نہیں جو ان ذمہ داریوں کو صحیح طور پر انجام دے سکے تو اس پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پیش کرے اور اس ذمہ داری کو اٹھائے لیکن اس کے علاوہ خواہ وہ کتنا ہی موزوں ہو اس وقت اسے کسی عہدہ کی خواہش کرنے کی اجازت نہیں۔ حضرت یوسف جانتے تھے کہ اس وقت مصر میں ان کے علاوہ کوئی بھی اس ذمہ داری کو انجام دینے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اس لیے آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔

ان یوسف انما طلب الولایة لانه علم انه لا احد یقوم مقامه فی العدل والاصلاح وتوصیل الفقراء الی حقوقهم فرأی ان ذلک فرضا متعینا علیه وکذا الحکم الیوم۔ (قرطبی)

ﷺ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کے ضمن میں اپنی قدرت کی شان اور بندہ نوازی کی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ دیکھو کس طرح ہم نے یوسف کو سرفراز فرمایا۔ کہاں سے اٹھایا اور کہاں پہنچایا۔ کنعان سے [illegible] ایک [illegible] غلام کی حیثیت سے نکالا اور مصر جیسے متمدن اور ترقی یافتہ ملک کے سارے خزانوں کا مالک بنا دیا۔ زمین کا اختیار ان کو [illegible] [illegible] یہ سب ہماری [illegible] ہے۔

ﷺ ان کلمات طیبات سے [illegible] کی وضاحت فرما دی کہ ہماری رحمت [illegible] [illegible] اس شخص کے لیے ہے جو [illegible]

الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَجَاۗءَ اِخْوَةُ

[illegible]

يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَمَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَكُمْ مِنْ أَبِيكُمْ أَلَا

کر دیا ان کے لیے ان کی رسد کا سامان تو یوسف نے کہا لانا میرے پاس اپنے باپ کی طرف سے اپنے بھائی کو کیا تم نہیں دیکھتے

تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٥٩﴾ فَإِنْ لَمْ تَأْتُونِي

کہ میں کس طرح پیمانہ پورا بھر کر دیتا ہوں اور میں کتنا بہتر مہمان نواز ہوں اور اگر تم اسے نہ لائے میرے پاس

بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ

تو کوئی غلہ تمہارے لیے میرے پاس نہیں ہوگا اور نہ تم میرے قریب آسکو گے۔ وہ بولے ہم اس کے بارے میں کہیں گے

أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي

کے متعلق اس کے باپ سے اور ہم ضرور ایسا کریں گے اور آپ نے فرمایا اپنے غلاموں کو کہ رکھ دو ان کا سامان [illegible]

[illegible] الجدب وعمت على الناس [illegible] لانه من [illegible] مثل ما [illegible] الناس من القحط (احکام القرآن)

کنعان کا علاقہ بھی اس قحط کی زد میں تھا اور روزی کی تنگی حضرت یعقوب کے گھر میں بھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت یوسف کی [illegible] [illegible] اس لیے وہ آپ کی خدمت میں [illegible] [illegible] کا اظہار کر کے [illegible] حضرت یوسف نے ان کی [illegible] اگرچہ [illegible] [illegible] دیکھتے ہی پہچان لیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شاہانہ لباس میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یوسف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فروخت کر دیا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور اپنے بھائی کے لیے [illegible] [illegible] حضرت یوسف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انہیں رخصت کرتے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کسی مہربانی اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نہیں ملے گا۔

رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَآ إِذَا انْقَلَبُوٓا إِلَىٰٓ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ

ان کی خورجیوں میں تاکہ وہ اسے پہچان لیں جب وہ واپس لوٹیں اپنے گھر والوں کے پاس شاید وہ واپس آ جائیں

يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَبِيهِمْ قَالُوا يَٰٓأَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ

پھر جب واپس ہوئے اپنے باپ کے پاس تو کہنے لگے اے ہمارے ابا ہم سے غلہ روک دیا گیا ہے

فَأَرْسِلْ مَعَنَآ أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ

لہٰذا ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیجیے تاکہ ہم غلہ لائیں اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کرنے والے ہیں یعقوب نے کہا کیا

ءَامَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَآ أَمِنتُكُمْ عَلَىٰٓ أَخِيهِ مِن قَبْلُ فَاللَّهُ

کیا میں تم پر اعتبار کروں اس کے بارے میں مگر ویسا ہی جیسے اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں تم پر اعتبار کیا تھا سو اللہ

خَيْرٌ حَٰفِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّٰحِمِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَٰعَهُمْ

اللہ تعالیٰ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور جب انہوں نے کھولا اپنا سامان تو

ف جب اپنے بھائیوں [illegible] آپ [illegible] غلہ [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] واپس [illegible] ہے۔

ف جب [illegible] بیٹے [illegible] مصر [illegible] حضرت یعقوب [illegible]
[illegible] حضرت یعقوب [illegible]
[illegible] حفاظت [illegible] کریں گے۔

ف بیٹے [illegible] اعتماد نہیں کر سکتا
[illegible] حفاظت [illegible] ہے۔

ف [illegible] حفاظت [illegible]
[illegible]
حضرت یعقوب [illegible]

[illegible]

وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ

انھوں نے دیکھا کہ ان کا مال [illegible] انہیں لوٹا دیا گیا ہے [illegible] اے ابا جان [illegible] ہم اور کیا چاہتے ہیں یہ دیکھیے

بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ

ہمارا مال [illegible] ہماری طرف [illegible] اور [illegible] ہم اپنے [illegible] کے لیے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی [illegible]

بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ

[illegible] بہت تھوڑا ہے [illegible] میں ہرگز نہیں بھیجوں گا اسے تمہارے ساتھ [illegible] تم [illegible]

مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ

[illegible] اللہ کی قسم [illegible] مگر یہ کہ تم [illegible] پس جب [illegible]

مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ

آپ کے پاس [illegible] اللہ [illegible] اور آپ نے کہا اے میرے بچو!

لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ

[illegible] ایک دروازہ سے [illegible] مختلف دروازوں سے ۹۶

عیال کے لیے لے آنا۔

[illegible] آپ نے [illegible] ایک [illegible] کے لیے اپنے بیٹے [illegible] ساتھ بھیجنے [illegible] اللہ تعالیٰ کا نام [illegible] حفاظت [illegible] اس کو بھیج سکتا ہوں۔

[illegible] لن تغنوا عنی [illegible] العظیم

[illegible] یعنی یہاں تک کہ [illegible] مغلوب [illegible] ہو جائے۔

۹۶ انھوں نے حضرت یعقوب کو مطمئن [illegible] کے لیے پختہ قسمیں کھائیں [illegible] یہاں تک کہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی قسم [illegible] ان کی حفاظت [illegible] تو آپ مجبور ہو گئے [illegible] کو بھیجنے پر [illegible]

وَمَآ أُغْنِي عَنكُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ

اور نہیں بچا سکتا تمہیں اللہ (کی تقدیر) سے ذرا بھی۔ نہیں ہے حکم مگر اللہ تعالیٰ کے لیے اسی پر

تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ

میں نے توکل کیا ہے اور اسی پر توکل کرنا چاہیے توکل کرنے والوں کو ۵۵ اور جب وہ داخل ہوئے جس طرح

أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً

حکم دیا تھا انہیں ان کے باپ نے۔ وہ نہیں بچا سکتا تھا انہیں اللہ (کی تقدیر) سے ذرا بھی مگر ایک خواہش تھی

فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ

نفس یعقوب میں جسے انہوں نے پورا کیا اور بے شک وہ صاحب علم تھے اس وجہ سے کہ ہم نے سکھایا تھا انہیں لیکن

۵۵ جب ان کا چلنا طے ہو گیا اور وہ مصر جانے کے لیے تیار ہو گئے تو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو بلا کر یہ فرمایا کہ جب شہر میں داخل ہونے لگو تو ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا۔ [illegible]

[illegible]

۵۶ [illegible] تقدیر کے سامنے کسی کی مجال نہیں [illegible]

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝٦٨ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ

اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے ہیں ۞ اور جب پہنچے یوسف کے پاس یوسف نے اپنے پاس بٹھا لیا اپنے بھائی کو

أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝٦٩ فَلَمَّا

سگے بھائی کو کہا میں تمہارا بھائی ہوں تو رنجیدہ نہ ہو ان حرکتوں پر جو یہ کیا کرتے تھے پھر جب

جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ

تیار کر دیا ان کا سامان (سفر) تو رکھ دیا پیالہ اپنے بھائی کی بوری میں پھر پکارا ایک

مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ۝٧٠ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِم مَّاذَا

پکارنے والا اے قافلہ والو بیشک تم چور ہو ۞ بولے اور آمادہ ہو کر ان کی طرف متوجہ تھے

[illegible]

[illegible]

فلا تبتئس بما كانوا يعملون.

تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَن جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ

[illegible]

وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ

[illegible]

وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِن كُنتُمْ كَاذِبِينَ قَالُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي

کہا اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں سے پیالہ نکلے بس وہ خود ہی اس کا بدلہ ہے اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاۗءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا

ظالموں کو ۔ پس تلاشی لینی شروع کی ان کے سامانوں کی یوسف کے بھائی کے سامان کی تلاشی سے پہلے پھر اس کو نکال

مِنْ وِّعَاۗءِ اَخِيْهِ ۭ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ۭ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ

لیا اس کے بھائی کی گٹھری سے ۔ یوں تدبیر کی ہم نے یوسف کے لیے نہیں رکھ سکتے تھے یوسف اپنے بھائی کو

ف۱ [illegible] سامان کی تلاشی شروع ہوئی [illegible] پہلے [illegible] سامان سے شروع ہوئی [illegible] جب [illegible] باری آئی [illegible] کے سامان کی تلاشی لی گئی لیکن پیالہ برآمد نہ ہوا آخر میں بنیامین کا سامان کھولا گیا تو پیالہ مل گیا [illegible] کے مطابق [illegible] پکڑ لیا گیا اور اسے حضرت یوسف کی حراست میں دے دیا گیا ۔ اس طرح حضرت یوسف اپنے راز کو افشا کیے بغیر اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھنے میں کامیاب ہو گئے

مفسرین [illegible] کی اتباع میں [illegible] حضرت یوسف [illegible] کے سلسلہ میں تہمات کا احتمال [illegible] بحث کیے جاتے ہیں ۔

ف۲ یہاں [illegible] تحقیق طلب امر [illegible] کدنا کا معنی کیا ہے اور کید کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف [illegible] عام طور پر کید کا معنی حیلہ بازی اور فریب ہی لیا جاتا ہے لیکن لغت عرب میں اس کے علاوہ کئی اور معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے کسی کام کو کرنے کی تدبیر سوچنے اور ارادہ کرنے کے معنی میں بھی [illegible] چنانچہ [illegible] کدنا صنعنا عن ابن عباس ۔ الضحاک دبرنا ابن الانباری اردنا (قرطبی)

یعنی حضرت ابن عباس نے کدنا کا معنی کیا ہے صنعنا یعنی ہم نے یوں کیا ۔ ضحاک نے اس کا معنی دبرنا کیا ہے کہ ہم نے یوں تدبیر کی ۔ ابن الانباری نے اس کا معنی اردنا کیا ہے کہ ہم نے ارادہ کیا اور بطور استشہاد کسی شاعر کا شعر بھی ذکر کیا ہے

كادت وكدت وتلك خير ارادة ۞ لو عاد من عهد الصبا ما قد مضى ۔

یعنی اس نے بھی ارادہ کیا اور میں نے بھی ارادہ کیا [illegible] اس لیے [illegible] کید کا معنی ارادہ [illegible] جیسا کہ امام رازی نے لکھا ہے

والكيد [illegible] حيلة [illegible]

دوسرا امر [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] تدبیر [illegible] کے متعلق گزارش ہے کہ [illegible]

فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ وَ

بادشاہ مصر کے قانون میں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں اور

فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾ قَالُوا إِن يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ

ہر صاحب علم سے بڑا دوسرا صاحب علم ہوتا ہے۔ بھائیوں نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو اس کا بھائی بھی

لَّهُ مِن قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ

[illegible]

أَنتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ

بڑی بد جگہ ہو۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ وہ کہنے لگے اے عزیز! اس کا باپ

[illegible]

[illegible]

لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۷۸﴾

[illegible]

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ

[illegible]

اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَایْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا ؕ قَالَ كَبِیْرُهُمْ

[illegible]

اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ

[illegible]

قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى یَاْذَنَ لِیْۤ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَبِيٓ أَوْ يَحْكُمَ ٱللَّهُ لِي ۖ وَهُوَ خَيْرُ ٱلْحَٰكِمِينَ ﴿٨٠﴾ ٱرْجِعُوٓا۟ إِلَىٰٓ أَبِيكُمْ

باپ یا فیصلہ فرمائے اللہ تعالیٰ میرے لیے۔ اور وہ تمام فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔ تم لوٹ جاؤ اپنے باپ کی طرف پھر انھیں کہو

فَقُولُوا۟ يَٰٓأَبَانَآ إِنَّ ٱبْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَآ إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا

اے ہمارے باپ! بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم نے گواہی نہیں دی مگر اسی بات کی جو ہم جانتے تھے اور

كُنَّا لِلْغَيْبِ حَٰفِظِينَ ﴿٨١﴾ وَسْـَٔلِ ٱلْقَرْيَةَ ٱلَّتِي كُنَّا فِيهَا وَٱلْعِيرَ

نہیں تھے غیب کی نگہبانی کرنے والے۔ اور آپ پوچھ لیجئے اس بستی سے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے

ٱلَّتِيٓ أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

جس میں ہم آئے ہیں اور یقیناً ہم سچے ہیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ آراستہ کر دکھائی ہے تمہارے لیے تمہارے نفسوں نے

أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ

یہ بات۔ سو اب صبر ہی زیبا ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ لے آئے گا میرے پاس ان سب کو

۱۱۶ اگر انھیں تمہاری بات پر یقین نہ آئے تو آپ [illegible] مصر کی بستی میں [illegible] یا اس قافلہ میں دوسرے لوگ جو ہمارے ساتھ تھے ان سے تسلی کر لیں [illegible]۔

۱۱۷ بھائی [illegible] گھر پہنچے [illegible] حضرت یعقوب نے پوچھا تو سارا ماجرا کہہ سنایا اور کہا ان ابنک سرق اے ہمارے باپ تیرے بیٹے نے چوری کی [illegible] آپ نے فرمایا بل سولت لکم [illegible] میرے بیٹے پر چوری کا الزام [illegible] غلط ہے اس نے ہرگز چوری نہیں کی [illegible] جسے تم نہیں جانتے [illegible] میں اس پر بھی صبر جمیل کروں گا

ان ابنی سرق ما سرق وانما ذلک امر یریده الله (قرطبی)

۱۱۸ [illegible] یوسف کی کوئی خبر [illegible] چالیس سال [illegible] ملاقات کی کوئی امید [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ [illegible] آنکھیں [illegible] آپ نے [illegible] صبر [illegible] لیکن [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] حضرت یعقوب [illegible]

جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ

[illegible]

عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ

بیٹوں نے [illegible] کی قسم، آپ ہر وقت [illegible] یوسف [illegible] کہیں [illegible] آپ کی صحت [illegible]

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت یوسف [illegible] حسن [illegible] حضرت [illegible] اقتباس نقل کیا جاتا ہے [illegible] صحت [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] حسن [illegible] کا۔ اس [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ [illegible] حسن [illegible] السلام [illegible] الحسن [illegible]۔

اس کے بعد حضرت [illegible] یوسف علیہ السلام کے حسن پر [illegible] حضرت یعقوب [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] وکان حسن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] یعقوب [illegible] جل جلالہ۔

حضرت [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] تھا۔

دل جیا [illegible] طلب ٭ آنکھ [illegible] نہیں

[illegible] حضرت یعقوب [illegible] یوسف [illegible] ہے۔

تفتؤا [illegible] قسم میں یہاں لا [illegible] وقت [illegible] الشاعر [illegible] ہے۔

[illegible] لا [illegible]

الجمعہ (قرطبی)

حرضا [illegible]

[illegible] ا حرضہ الہم۔

تَكُونَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ

آپ ختم ہی ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا میں تو شکوہ کر رہا ہوں اپنی مصیبت اور اپنے دکھوں کا

اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا

صرف اللہ [illegible] کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ جو تم نہیں جانتے۔ ۲ؔ اے میرے بیٹو! جاؤ اور سراغ لگاؤ

مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ

یوسف کا اور اس کے بھائی کا اور مایوس نہ ہو جاؤ رحمت الٰہی سے۳ؔ بے شک مایوس نہیں ہوتے

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا

رحمت الٰہی سے مگر کافر لوگ۔ پھر جب گئے وہ یوسف علیہ السلام کے پاس تو عرض کرنے لگے

۱ؔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مجھے کچھ نہ کہو میں تو اپنی شکایت صرف اپنے معبود و خالق [illegible] کر رہا ہوں۔ مجھے اس سے مت روکو۔

۲ؔ اس کی قدرت و حکمتیں مستور ہیں [illegible] میں جانتا ہوں [illegible] ان کا انجام اچھا ہوتا ہے۔
بث: انتہائی حزن و ملال [illegible] کے اندر چھپا۔ حقيقة البث في اللغة ما يرد على الانسان من الاشياء المهلكة التي لا يتهيأ له ان يخفيها وقيل اشد الحزن۔

۳ؔ آپ نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا [illegible] یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش [illegible] حضرت یوسف کی تلاش [illegible] یوسف زندہ ہے پھر یوسف کے ساتھ ان کے بھائی کا ذکر [illegible] رحمت الٰہی سے مایوس [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] اب [illegible]
اور دن اب گنتی کے رہ گئے ہیں۔

۴ؔ پدر بزرگوار کی ہدایت کے مطابق تلاش یوسف میں مصر پہنچے [illegible] وزیر مصر کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مشکلات [illegible] ہم جب غلہ لینے کے لیے مصر آئے تھے تو ہم اس کی قیمت ساتھ لاتے تھے لیکن [illegible] تنگدستی کا یہ عالم ہے کہ پوری قیمت بھی میسر نہیں ہو سکی [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ

[illegible]

فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

[illegible]

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالُوٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ

[illegible]

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

[illegible]

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا

[illegible]

لَخٰطِــِٕيْنَ ۝ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ

[illegible]

أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ

[illegible]

الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَن تُفَنِّدُونِ ﴿٩٤﴾

[illegible]

[illegible]

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ

کہ واللہ [illegible] آپ [illegible] محبت میں [illegible] پس جب [illegible] خوشخبری سنانے والا اور

اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ

[illegible] فوراً بینا ہو گئے [illegible] نہیں کہا تھا

اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ

کہ میں جانتا ہوں اللہ [illegible] جو تم نہیں جانتے [illegible] ہمارے گناہوں کی معافی [illegible]

[illegible] حضرت یوسف کی خوشبو [illegible] گی۔

۲ [illegible] یوسف کے [illegible]

[illegible]

۳ [illegible] یوسف [illegible]

[illegible] شاید [illegible]

[illegible] حضرت یوسف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تھا۔

اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٔيْنَ ۝٩٧ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

کہ بیشک ہم ہی قصوروار تھے ۱۳۱ فرمایا عنقریب مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اپنے رب سے۔ بیشک وہی غفور

الرَّحِيْمُ ۝٩٨ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ

رحیم ہے ۱۳۲ پھر جب وہ سب یوسف کے روبرو ہوئے ۱۳۳ آپ نے جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو اور انہیں کہا

ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝٩٩ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَي

داخل ہو جاؤ مصر میں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم بڑے امن سے رہو گے اور جب شاہی دربار میں پہنچے تو آپ نے اونچا

۱۳۱ جب سب آگئے تو آپ نے ان کو یاد دلایا کہ میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بچھڑا ہوا یوسف ضرور دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ یوسف زندہ ہے اور پھر تمہیں بھی جس کی بشارت دے چکا ہے (مظہری) یوسف گم شدہ کی بازیابی کی خبر بنا کر آپ نے یہ بھی ظاہر کیا کہ ان کے متعلق وہ کچھ جانتے ہیں جو تم نہیں جانتے۔ یہاں فرمایا انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون یہ آیات صاف بتا رہی ہیں کہ حضرت یعقوب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۱۳۲ بتا دیا گیا تھا صرف قبل از وقت اظہار کی اجازت نہ تھی۔

۱۳۲ سب فرزندوں نے ندامت سے اقرار کیا کہ بیشک ہم سے قصور ہو گیا اب ہم اپنی غلطی کا اعتراف بھی کرتے ہیں اور سخت نادم بھی ہیں۔ آپ ہمارے لیے بارگاہ رب العزت میں ہمارے گناہوں کی بخشش کے لیے دعا کیجئے۔

۱۳۳ آپ نے وعدہ فرمایا کہ میں عنقریب اپنے رب سے سحر میں حضرت کی ... بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سحری کے وقت اور بعض میں ہے کہ شب جمعہ کو دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندے کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ان کے قصوروں کو معاف فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے دعا کرانا مستحب ہے اور پھر ان کی برکت سے دعا کا مستجاب ہو جانا اور بڑے بڑے گناہوں کا بخش دیا جانا قرآن کی ان آیات سے ثابت ہے۔

۱۳۴ حضرت یوسف کی خواہش کے مطابق حضرت یعقوب اپنے سارے کنبہ کو لے کر مصر روانہ ہوئے۔ حضرت یوسف کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو ایک لشکر جرار کے ساتھ استقبال کے لیے آگے بڑھے۔ بادشاہ مصر، وزراء اور امراء بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت یعقوب نے جب یہ جاہ و حشمت دیکھی تو پوچھا کیا یہ شاہ مصر کی سواری آ رہی ہے؟ بتایا گیا نہیں بلکہ آپ کا نور نظر یوسف ہے جو آپ کی تعظیم و تکریم کے لیے استقبال کے لیے آ رہا ہے۔

۱۳۵ جب قریب پہنچے تو حضرت یوسف اپنے گھوڑے سے اترے اور باپ سے بغلگیر ہو گئے۔ اس ملاقات کی لذت کو ان کے دل ہی جانتے ہوں گے یا ان کی رقت کا اندازہ ہے جو سالہا سال کے بعد اپنے باپ کا وصال نصیب ہوا۔ بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ آپ کی والدہ کا انتقال نہیں ہوا

الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ

[illegible]

مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي

[illegible]

[illegible] (تفسیر ابن کثیر)

۱۳۱ [illegible]

۱۳۲ [illegible] وقد كان هذا سائغا في شرائعهم إذا سلموا على الكبير يسجدون له ولم يزل هذا جائزا من لدن آدم إلى شريعة عيسى [illegible] فحرم هذا في هذه الملة وجعل السجود مختصا بجناب الرب سبحانه وتعالى

۱۳۳ [illegible]

مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ

قید خانہ سے ۱۶۰ اور لے آیا تمہیں صحرا سے اس کے بعد کہ ناچاقی ڈال دی تھی شیطان نے

بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ

میرے درمیان اور میرے بھائیوں کے درمیان ۱۶۱ بیشک میرا رب لطف و کرم فرمانے والا ہے جس کے لیے چاہتا ہے ۱۶۲ بیشک وہی سب کچھ جاننے

الْحَكِيْمُ ۝ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ

والا دانا ہے ۱۶۳ اے میرے رب! تو نے عطا فرمایا ہے مجھے حکومت سے اور تو نے سکھایا مجھے باتوں کے انجام کا علم

[illegible] خواب دیکھنے اور اس کی تعبیر پورا ہونے میں چالیس سال کا عرصہ گزرا تھا [illegible] جماعۃ من [illegible] اربعون سنة وهو قول الاکثرین۔

۱۶۰ اس کے بعد آپ نے سامنے حضرت یوسف اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اعتراف کر کے اس کا شکر بجا لاتے ہیں جو اس نے ان کے حق میں [illegible] ان احسانات کی [illegible] قید خانہ سے رہائی [illegible] کنوئیں سے نکلنے کا ذکر نہیں کیا تاکہ ان کے بھائی شرمسار نہ ہوں [illegible] کلام [illegible] ہے۔

۱۶۱ یہاں بھی بھائیوں کے عمل کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ اس کا وقوع شیطان کی طرف منسوب کیا۔ یہ بھی آپ کی کریم النفسی تھی۔ حمل ذنبهم على الشيطان تكرماً منه۔ (قرطبی)

۱۶۲ ان احسانات کا ذکر کرنے کے بعد اپنے رب کریم کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ اپنے بندوں کے ساتھ لطیف ہے۔ لطیف اس کو کہتے ہیں [illegible] علامہ قرطبی نے لطیف کا یہ معنی کیا ہے جو اپنے بندوں کے ساتھ [illegible] ان کی ضروریات کو اس طرح پورا کرے کہ انہیں خبر بھی نہ ہو۔ اللطیف هو الذي يلطف بعباده [illegible] من حيث لا يعلمون [illegible] من حيث لا يحتسبون۔

۱۶۳ اللہ تعالیٰ کی صفات علم و حکمت کی جو صورتیں [illegible] اس قصہ سے ہوئیں ہیں [illegible] اور غور و فکر کرنے والے کے لیے بھی یہیں اس کی قدرت کا ظہور [illegible] حضرت یوسف کو ان آزمائشوں میں مبتلا کیے بغیر ہی مراتب عالیہ پر فائز کر دیتا اس کی قدرت کے سامنے یہ کچھ بعید نہ تھا لیکن اس کی حکمت کے تقاضے کچھ اور تھے۔ [illegible] ان تمام مراحل سے گزارا [illegible] جن سے حضرت یوسف گزرے انسان کی صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں [illegible] حضرت یوسف کی ذات کو ایک مثالی کردار کے طور پر پیش کیا گیا ہے [illegible] جس قسم کے حالات، جس قسم کی رکاوٹوں سے [illegible]

الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝۱۰۱ ذٰلِكَ مِنْ

اور آخرت میں مجھے وفات دے اس حال میں کہ میں مسلمان ہوں اور ملا دے مجھے صالحین کے ساتھ یہ قصہ غیب کی

اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا

خبروں میں سے ہے جسے ہم وحی کرتے ہیں آپ کی طرف ۔ اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب متفق ہو گئے تھے

اَمْرَهُمْ وَهُمْ یَمْكُرُوْنَ ۝۱۰۲ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

اس بات پر درآں حالیکہ وہ مکر کر رہے تھے ۔ اور نہیں ہیں اکثر لوگ ۔ خواہ آپ کتنا ہی چاہیں ،

بِمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۰۳ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

ایمان لانے والے ۔ اور نہیں طلب کرتے آپ ان سے اس (تبلیغ) پر کوئی معاوضہ ۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت

لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝۱۰۴ ع وَكَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ

سب جہانوں کے لیے ۔ اور کتنی ہی بے شمار نشانیاں ہیں ۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں گزرتے ہیں یہ لوگ ان پر صبح و شام

بندوں کے ساتھ مجھے ملا دے۔ مجھے انبیاء و مرسلین کی رفاقت نصیب فرما۔

یہ ہے وہ حقیقی کامیابی کی منزل جس کے لیے وہ ساری عمر مصروف عمل رہتا ہے اس کا مقصد سارا اس کی کتاب اسی کے لیے ہوتا ہے اسی کی طرف ہر دو جہان کی آرزوئیں ہیں۔ بتاتا ہے اسی کی طرف ہر وقت رواں دواں رہتا ہے اسی منزل کا پتہ بتانے کے لیے قرآن آیا۔ اسی منزل کی طرف پہنچانا اسلام کا مقصد ہے۔ اسی منزل کی طرف لے چلنے کے لیے رحمۃ للعالمین کی تشریف آوری ہوئی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اللھم بحرمۃ حبیبک اجعلنا مسلمین لك لا حول لہ وذخرۃ لا ینفد وتوفنا مسلمًا والحقنا بالصالحین وقاد لنا قدر الصدق یقین ان حبیبک المرسلین سیدی وحبیبی وشفیعی محمد المبعوث رحمۃ للعالمین اللھم صل علیہ من الصلوات اطیبھا ومن التسلیمات اطھرھا ومن التحیات ازکاھا وعلی آلہ واصحابہ ولمن تبعھم الی یوم الدین۔

ف۱۲۵ یہودیوں کے اکسانے پر مشرکین نے حضور سے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ سنانے کی درخواست کی جب آپ کی یہ آرزو بھی پوری کر دی تو اصرار اور تقاضا ہی ختم کر دیا اس طرح بیان سے اتنے متاثر ہوئے کہ پھر بھی ایمان نہ لائے حضور کی طبیعت کو تکلیف پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دینے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔

عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۝ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ

گزرتے ہیں اور وہ ان سے رو گردانی کیے ہوئے ہیں ۱۴۳ اور ان میں سے اکثر اللہ کو [illegible]

إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ۝ أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ

مگر اس حال میں کہ وہ مشرک ہوتے ہیں ۱۴۴ کیا یہ بے خوف ہو گئے ہیں اس بات سے کہ ان پر چھا جانے والا

عَذَابُ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

اللہ کا عذاب آجائے یا آجائے ان پر قیامت اچانک اور انہیں اس کا شعور بھی نہ ہو ۱۴۵

۱۴۳ یعنی آسمان و زمین میں [illegible] ان کے سامنے توحید کی کھلی روشن دلیلیں ہیں [illegible] [illegible] روشن دلیلیں [illegible] ان دلیلوں کو دیکھتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] لیا [illegible] استعمال ہوتا ہے۔

۱۴۴ یعنی [illegible] مشرک [illegible] عجیب حالت ہے کہ [illegible] [illegible] اللہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بنایا ہے [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

[illegible] اس آیت میں [illegible] اس حالت کی طرف اشارہ ہے [illegible] مصائب میں گھر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ پھیلاتے تھے [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۔

۱۴۵ یعنی ان کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تعجب [illegible] [illegible] بات ہے [illegible] [illegible]

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ

آپ فرما دیجئے یہ میرا راستہ ہے میں بلاتا ہوں سب کو اللہ کی طرف واضح دلیل پر ہوں میں اور وہ بھی

اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَمَآ

جنہوں نے میری پیروی کی اور پاک ہے اللہ تعالیٰ اور میں نہیں ہوں مشرکوں سے اور نہیں

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ

بھیجے ہم نے آپ سے پہلے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی بھیجتے بستی والوں سے

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

کیا یہ (منکر) لوگ سیر و سیاحت نہیں کرتے زمین میں تاکہ وہ دیکھیں کیا ہوا تھا انجام ان منکروں کا

وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[illegible] کیا یہ عذاب ان پر اچانک آگیا یا قیامت قائم ہوگئی تو پھر یہ کیا کر سکیں گے، وہ حیران رہ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان لوگوں کو بتا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور قیامت پر ایمان لانے کی دعوت دینا میرا مقصد حیات ہے۔ میں تمہیں یہ دعوت علی وجہ البصیرت دے رہا ہوں [illegible] روشن دلائل ہیں [illegible] اور [illegible] هٰذِهٖ [illegible] توحید اور قیامت پر ایمان لانے کی دعوت سَبِیْلِیْ سے مراد [illegible] اور بصیرت سے مراد واضح دلائل اور قوی براہین ہیں [illegible] قیامت تک [illegible] صحابہ کرام [illegible] ان سب میں [illegible] حضرت ابن عباس سے مروی ہے [illegible] صحابہ کرام [illegible] اور [illegible] رجال کا ذکر ہے۔

[illegible] رسالت پر [illegible] نازل فرشتہ ہونا چاہیے [illegible] انسانوں کی طرف انسان ہی نبی بنا کر بھیجے [illegible] صحیح طور پر ہو سکے۔

اس آیت میں [illegible] کے پاس [illegible] ہوتا ہے۔

مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

جو ان سے پہلے ہو گزرے تھے اور ... آخرت کا گھر ... کے لیے جو ... اختیار کرتے ہیں ... کیا تم نہیں سمجھتے

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا

جب ... مایوس ہو گئے رسول اور وہ خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے

جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ

... ان کے پاس ہماری مدد پس بچا لیا گیا ... جسے ہم نے چاہا اور نہیں پھیرا جاتا ہمارا عذاب ... قوم سے

[illegible]

الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

جو مجرم پیشہ ہے۔ بلاشبہ پہلے لوگوں (یعنی یوسف و دیگر) کی داستانوں میں عبرت ہے سمجھداروں کے لیے

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ

نہیں ہے یہ قرآن کوئی بات جو گھڑی گئی ہو بلکہ یہ تصدیق کرتا ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں

وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۱۱﴾

اور یہ (قرآن) ہر چیز کی تفصیل ہے اور سراسر ہدایت و رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہیں

یعنی حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں اور ان کے والدین اہل مصر وغیرہ لوگوں کا جو ذکر اس سورت میں آیا ہے ان کے واقعات میں ارباب عقل و دانش کے لیے بڑی عبرتیں ہیں۔

اس قصہ کے بیان کے بعد سارے قرآن کی تردید کر دی کہ جو حضور خود لوگوں کو پیش کرتے ہیں فرمایا کہ تم خود سوچو ایک امی جو لکھنا نہیں پڑھتا نہیں کسی صاحب علم کے پاس جس کی نشست و برخاست نہیں ہے وہ بس فقط اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر کیونکر اس عمدگی سے پیش کر سکتا ہے یقیناً یہ ناممکن ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کے رسول من اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے یہ ایسی کتاب ہے کہ اس سے ان آسمانی صحیفوں کی تصدیق ہوتی ہے جو پہلے انبیاء پر نازل کیے گئے تھے۔ یہ کتاب ہر شے کی تفصیل ہے جو تبدیل اور تحریف کے پائے جانے سے ان واقعات میں جو الجھنیں اور جو شبہات پیدا ہو گئے تھے ان کو یہ کھول کر بیان کرتی ہے یہ سراپا ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانے

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورہ الرعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورۃ مبارکہ کا نام الرعد ہے کیونکہ اس کی ایک آیت میں یہ لفظ مستعمل ہے **ویسبح الرعد بحمدہ**۔
اس کی آیات کی تعداد تینتالیس ہے۔ ۸۵۵ کلمات اور ۳۵۰۶ حروف پر مشتمل ہے۔ اس کے چھ رکوع ہیں۔

نزول: اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا یا مدینہ طیبہ میں، اس بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔ خود حضرت ابن عباس سے دونوں قول مروی ہیں۔ آیات کا مضمون مکی سورتوں سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ اس اختلاف کا حل یہ ہے کہ یہ سورت مکی ہے لیکن اس کی چند آیتیں مدنی ہیں [illegible] وبذلک یجمع بہ بین الاختلاف [illegible] الاقوال معا۔ (روح المعانی)

مضامین: سورۃ کا آغاز اس بیان سے ہوا کہ قرآن حکیم کلام الٰہی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی عظمت و کبریائی، اس کی قدرت اور حکمت بالغہ کا ایسی حکیمانہ اور دلنشین انداز میں ذکر کیا ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اس کا انکار وہی کر سکتا ہے جس نے عقل و فہم کو چھٹی دے دی ہو۔ یہ سر پر آسمان ہے جس کی رفعت و وسعت کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ اس کی آب و تاب، یہ آفتاب و ماہتاب [illegible] یہ زمین ہے جس میں دریا بہہ رہے ہیں، کہیں بلند و بالا پہاڑ ہیں جن کی برف پوش چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں، وادیاں قدرت کی گلکاریوں کی جلوہ گاہ ہیں، کہیں شاداب کھیت لہلہاتے ہیں، کہیں باغات [illegible] دکھاتے ہیں۔ زمین ایک، پانی ایک، ایک ہی بیل سے پھل لگتے ہیں وہ [illegible] ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ یہ بوقلمونی [illegible] کیا یہ سب کسی علیم و قدیر خالق کا پتہ نہیں دیتا جس کی قدرت کے جلوے یہاں چاروں طرف بکھرے ہوئے ہیں۔

اس قدرت اور حکمت بالغہ کے ساتھ ساتھ اس کے علم محیط کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ظاہر و باطن میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کی اسے خبر نہ ہو۔ [illegible] کوئی شے اس سے مخفی نہیں [illegible] جن تبدیلیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے وہ ان کو اور لطیف تغیرات کو بھی جانتا ہے [illegible] اس کے علم اور اس کے اذن کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

جس ذات اقدس کی قدرت اتنی کامل ہے، جس کی حکمت اتنی گہری ہے، جس کا علم اتنا محیط ہے وہی اور صرف وہی معبود برحق ہے۔

[illegible] کے باوجود [illegible] کے اندھیروں میں بھٹکتے رہے [illegible] اس ہدایت [illegible]

[illegible]

کی سعادت نصیب [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] سے [illegible] نہیں آتا لیکن رحمت خداوندی [illegible] کی [illegible]
[illegible] سوچے [illegible] قبول [illegible] ہوتی ہے [illegible] سے
مجبور [illegible] کے باعث اس سے [illegible] ہے۔

اسلام [illegible] میں جو [illegible] روحانی [illegible] بات [illegible] فرمایا [illegible] اسلام
[illegible] آیت [illegible] بیان [illegible]
[illegible] گیا ہے۔

اگرچہ [illegible] آیت [illegible] ہدایت کا [illegible] لیکن [illegible] خصوصی توجہ [illegible]
[illegible] آیت ۱۱ میں اللہ تعالیٰ نے [illegible] قوم کے [illegible] بیان [illegible]
شخص [illegible] اس آیت کو بار بار پڑھے۔

[illegible] STRUGGLE FOR EXISTENCE
اور [illegible] SURVIVAL OF THE FITTEST [illegible] پیش کیا لیکن اگر آپ آیت [illegible] کا بغور
مطالعہ [illegible] ہے۔

انسان [illegible]
[illegible]
[illegible] انسان
[illegible] الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
(آیت ۲۸) انسان [illegible]

[illegible] رسالت کا منصب [illegible] رشد و ہدایت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] رسالت تیری صداقت [illegible]
[illegible] ہیں۔

سُوْرَۃُ الرَّعْدِ مَدَنِیَّۃٌ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَرُکُوْعَاتُہَا ۶

سورۂ رعد مدنی ہے اس کی تینتالیس آیتیں ہیں [illegible]

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ

الف لام میم را یہ آیتیں ہیں کتاب الٰہی کی اور جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے وہ حق ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ

لیکن اکثر لوگ اس حق پر ایمان نہیں رکھتے اللہ وہ قدرت والا ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو

۱؎ حروف مقطعات ہیں ان کے معنی [illegible] حضرت ابن عباس [illegible]
انا اللہ الملک الرحمن کا۔

۲؎ یہاں کتاب کی آیات میں جو استعمال [illegible]

[illegible]

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

بغیر ستونوں کے جیسے کہ تم انہیں دیکھ رہے ہو پھر وہ متمکن ہوا عرش پر اور اس نے کام پر لگا دیا سورج

وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ

اور چاند کو ہر ایک دوڑ رہا ہے مدت مقرر تک وہ تدبیر کرتا ہے کام کی کھول کھول کر بیان کرتا ہے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ

اپنی نشانیاں تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو اور وہی ہے جس نے پھیلا دیا زمین کو

یعنی [illegible] کی [illegible] سنت کی رکھنے میں وہ [illegible] لا [illegible] دوسری [illegible] یہ ترجمہ ہے کہ جیسا آسمان کو ان ستونوں کے بغیر تم دیکھ رہے ہو [illegible] آسمان ستونوں پر [illegible] کیا ہے لیکن [illegible] ستون ہیں جو تمہیں نظر نہیں [illegible] الا بعمد [illegible] لا [illegible] حقیقت میں اس کے ستون ہی اور وہ قدرت الٰہی اور امر الٰہی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔

۲ یہاں [illegible] کے بعد [illegible] اور اس کی [illegible] ہم اس پر حواشی پہلے کر چکے ہیں۔

۳ تمام [illegible] اس کی قدرت کا [illegible] سورج و چاند [illegible] میں [illegible] وقت پر طلوع ہوتے ہیں [illegible] غروب ہوتے ہیں [illegible] مشرق سے مغرب کی طرف [illegible] شمال [illegible] وقت سے پہلے [illegible] [illegible] التسبیحۃ [illegible]

۴ یعنی [illegible] پیدا [illegible] اور [illegible] آیات [illegible] ہم پہلے [illegible] کر چکے ہیں۔

۵ یہ قدرت [illegible]

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهٰرًا ۖ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ

اور جما دیے اس میں پہاڑ ث اور دریا ث اور ہر قسم کے پھلوں میں سے دو دو

فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

جوڑے بنا دیے ہیں ث وہ ڈھانپ دیتا ہے رات سے دن کو ط بیشک ان سب چیزوں میں بڑی نشانیاں ہیں

آسمان و شمس و قمر اور دیگر اجرام فلکی [illegible]

[illegible]

ث عالم علوی میں اپنی قدرت کے نشانات کا مشاہدہ کرانے کے بعد اب عالم سفلی میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

ث دوسری دلیل [illegible]

[illegible]

ث تیسری دلیل [illegible]

[illegible]

ث چوتھی دلیل [illegible]

[illegible]

لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۝۳ وَفِى الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنۡ

نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ اور دیکھو، زمین میں الگ الگ خطّے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں۔ انگوروں کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ

[illegible]

وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

[illegible]

لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾ وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا

[illegible]

كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَأُولَٰٓئِكَ الْأَغْلَٰلُ فِىٓ أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ

[illegible]

فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ

[illegible]

خَلَتْ مِن قَبْلِهِمُ الْمَثُلَٰتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلٰی ظُلۡمِہِمۡ ۚ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَشَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ⑥ وَ یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ

ان کے ظلم (و زیادتی) کے باوجود اور بیشک آپ کا رب سخت عذاب دینے والا بھی ہے ۶ اور کافر کہتے ہیں

کَفَرُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ اٰیَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّ

کیوں نہ اتاری گئی اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے ۷ آپ تو صرف (برے انجام سے) ڈرانے والے ہیں

لِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ ⑦ اَللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ کُلُّ اُنۡثٰی وَ مَا تَغِیۡضُ

اور ہر قوم کے لیے آپ ہادی ہیں ۸ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو حمل میں اٹھائے ہوتی ہے کوئی مادہ اور جو کمی ہوتی ہے رحموں میں

المثلات۔ العقوبات اس کا واحد مَثُلَۃ ہے یعنی عذاب۔ علامہ راغب لکھتے ہیں اَلْمَثُلَۃُ نقمۃ تنزل بالانسان فیجعل مثالا یرتدع بہ غیرہ وذلک کالنکال وجمعہ مُثُلات ومَثُلات (مفردات)

ف۶ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا رب اپنے بندوں پر عذاب نازل کرنے میں عجلت سے کام نہیں لیتا بلکہ ان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ بے شمار [illegible] قصور کرتے ہیں۔ کفر و شرک پر [illegible] فسق و فجور کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن وہ صبور و رحیم [illegible] ہے۔ [illegible] کہ [illegible] ہیں [illegible] نشانیاں [illegible] تھیں۔ [illegible] لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ [illegible] کتاب [illegible] آسمان [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اصرار کے باوجود ان پر عذاب [illegible] وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم [illegible] درمیان [illegible] عذاب کیونکر اتارا جائے۔

ف۷ لیکن جب انکار و عناد کی حد ہو جاتی ہے اور مہلت کا عرصہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر ان پر [illegible] شدید عذاب [illegible] کر کے رکھ دیے جاتے ہیں۔

ف۸ سیکڑوں معجزات دیکھنے کے باوجود پھر وہ یہی کہتے ہیں کہ کوئی معجزہ کیوں نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو فرماتے ہیں کہ ان کو [illegible] آپ کا کام [illegible] کے عذاب سے ڈرانا ہے۔ [illegible] ان کے [illegible] معجزات [illegible] نہیں [illegible]۔

ف۹ [illegible] ہادی [illegible] حضور [illegible] ہی ہیں اور قیامت تک آنے والی سب اقوام عالم کے لیے راہ نما بھی آپ ہی ہیں [illegible] والضحاک ولکل قوم ہاد [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ابن کثیر) اور اس کا یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ دنیا میں جتنی قومیں گزری ہیں یا اب موجود ہیں سب کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء [illegible] بھیجے [illegible] حق [illegible] سمجھائیں [illegible] چلنے کی دعوت دیں۔

الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ ⑧ عَالِمُ

رحم اور جو زیادہ کرتے ہیں [illegible] اور ہر چیز اس کے ہاں ایک اندازہ سے ہے وہ جاننے والا ہے

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ⑨ سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ

پوشیدہ چیز کا اور ہر ظاہر چیز کا سب سے بڑا عالی رتبہ ہے ۲۲ برابر ہے [illegible] تم میں سے وہ بھی جو آہستہ بات

الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ

کرتا ہے اور جو بلند آواز سے بات کرتا ہے ۲۳ اور وہ بھی جو چھپا رہتا ہے رات کے وقت اور جو چلتا پھرتا ہے

بِالنَّهَارِ ⑩ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ

دن کے وقت [illegible] ایک دوسرے کے بعد آنے والے فرشتے [illegible] اور پیچھے [illegible] وہ حفاظت کرتے ہیں اس کی

۲۲ اللہ تعالیٰ کی صفت علم کا بیان کیا جا رہا ہے [illegible] اور رحم میں [illegible]
[illegible] ہر چیز کے لیے اس نے ایک اندازہ مقرر کیا ہے [illegible]
[illegible] کیا اب تمہارا [illegible] اس سے چھپا رہ سکتا ہے یا
[illegible] وہ بھی اس کے علم میں ہے اور قیامت کے دن [illegible]
[illegible] کر کے زندہ کرے گا اور تم حساب کے لیے پیش ہو گے۔

۲۳ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے علم اور عظمت کا ذکر فرمایا۔ الکبیر الذی کل شیء دونہ۔ المتعال المستعلی علی کل شیء بقدرتہ وقہرہ
(قرطبی) یعنی کبیر وہ ہے [illegible] ہر چیز اس کے نیچے ہو۔ اور متعال کا مفہوم یہ ہے کہ جو اپنی قدرت اور طاقت کے باعث ہر چیز پر
غالب ہو۔

۲۴ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا بیان ہے کہ وہ تمہاری سب باتوں کو جانتا ہے خواہ تم [illegible] سے کرو یا سرگوشیاں کرو
[illegible] رات کی [illegible] میں چھپے ہوئے ہو یا دن کے اجالے میں [illegible] وہ تمہاری ہر بات جانتا ہے
اور تمہیں [illegible] سارب [illegible] المتواری [illegible] السارب [illegible]
ای ذاہب سربا (قرطبی)

۲۵ یعنی [illegible] انسان [illegible] مقرر کیے گئے [illegible] کے مطابق [illegible]
[illegible] اس کے [illegible] مقرر کیے گئے ہیں۔

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا کسی قوم کی (اچھی) حالت جب تک وہ لوگ [illegible]

بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ

جو ان کے جی میں ہے نہیں بدل لیتے [illegible] اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی قوم کو [illegible] تو پھر اسے کوئی ٹال نہیں سکتا [illegible] اور نہیں ہے ان کا

[illegible]

[illegible] اللہ [illegible]

اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے [illegible] ان کی حفاظت [illegible] آگے پیچھے سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حالت [illegible]

[illegible] امر اللہ [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] حکم سے [illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] دیا جاتا ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم (من العافیة والنعمة) حتی یغیروا ما بانفسهم من الاحوال الجمیلة بالاحوال القبیحة (مظہری)

اسی طرح کسی [illegible] قوم [illegible] خوشحالی [illegible] بنا دیا جاتا [illegible] چھوڑ [illegible]

[illegible] حالت [illegible] جاتی ہے۔

[illegible] جب کوئی قوم [illegible] اصلاح [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اپنے [illegible]

[illegible]

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ

[illegible] کوئی مددگار ہو سکتا ہے۔ وہی ہے جو تمہیں دکھاتا ہے بجلی ڈرانے کے لیے اور [illegible]

طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ

امید [illegible] اور اٹھاتا ہے [illegible] بادل [illegible] اس کی حمد کے ساتھ

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا

اور فرشتے بھی اس کے خوف سے [illegible] کڑکتی بجلیاں پھر گراتا ہے انہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] سبحان من یسبح الرعد بحمدہ والملٰئکۃ من خیفتہ وھو علی کل شیء قدیر

[illegible]

مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ⁽¹³⁾ لَهٗ

جس پر چاہتا ہے اور یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں حالانکہ اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اسی کو

دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ

پکارنا حق ہے اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو نہیں جواب دے سکتے انہیں کچھ بھی

یعنی اللہ تعالیٰ شدید المحال ہے۔ المحال کا معنی ہے بڑی سخت گرفت کرنے والا۔ شدید الاخذ قالہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ اس آیت کی شان نزول میں علماء کرام نے متعدد اقوال لکھے ہیں۔ حضرت صدر الافاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ خزائن العرفان میں اس کی شان نزول نقل کی ہے:

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ایک نہایت سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجی انہوں نے اس کو دعوت دی کہنے لگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب کون ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا یا تانبے کا۔ مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انہوں نے واپس جا کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایسا اکفر سیاہ دل سرکش دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضور نے فرمایا اس کے پاس پھر جاؤ۔ اس نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا اور کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کر کے ایسے رب کو مان لوں جسے نہ میں نے دیکھا نہ پہچانا۔ یہ حضرات پھر واپس آئے اور حضور سے عرض کیا کہ حضور اس کا خبث تو اور ترقی پر ہے۔ فرمایا پھر جاؤ۔ تعمیل ارشاد میں پھر گئے جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی ہی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا ایک ابر آیا اس سے بجلی گری اور کڑک پیدا ہوئی اور بجلی گری اور اس کافر کو جلا دیا۔ یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے جب وہاں سے واپس ہوئے تو راستہ میں انہیں اصحاب کرام کی ایک اور جماعت ملی وہ کہنے لگے کہیے وہ شخص جل گیا۔ ان حضرات نے کہا آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہو گیا انہوں نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی ہے ویرسل الصواعق الآیۃ ۔

خزائن العرفان۔

۳۳ – دعوۃ الحق کی ترکیب میں علامہ زمخشری نے تحقیق کے دریا بہا دیے ہیں۔ الحق کا معنی یا تو حق ہے جو باطل کی نقیض ہے اس کے معنی میں پکار یا اللہ تعالیٰ کا اسم ہو تو الحق کے معنی ہیں [illegible] اور دعوت کی اضافت حق کی طرف ایسی ہی ہے جیسے کلمۃ الحق یا مسجد الجامع ۔ یعنی ہے معنی وہ دعا جو حق اور صحیح ہے جس پر قبولیت مرتب ہوتی ہے اور جو قبول ہوتی ہے وہ دعا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے کی جائے۔ والمعنی ان اللّٰہ سبحانہ یدعی فیستجیب الدعوۃ ویعطی سؤلہ ۔ اور الحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمام قوتوں کا مالک ہے۔ المعنی دعوۃ المدعو الحق الذی یسمع فیجیب۔ علامہ ابو حیان نے بحر محیط میں اپنی ترکیب کی تحقیق فرما دی ہے جو سادہ بھی ہے اور سہل بھی ہے۔

۳۴ – جو لوگ ان بتوں کے پجاری ہیں جنہیں وہ پکارتے ہیں ان سے وہ اپنی مرادیں مانگتے ہیں ان کی عرضیں اور التجاؤں کو ایک بھی نہیں سنتیں

بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ۚ وَ

[illegible]

مَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿١٤﴾ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ قُلْ

اور زمین میں ہیں [illegible] خوشی سے [illegible] اور ان کے سائے بھی [illegible] آپ [illegible]

مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ

پوچھیے کون ہے پروردگار آسمانوں اور زمین کا [illegible] اللہ [illegible] کیا تم نے بنا لیے ہیں اس کے

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ

سوا ایسے [illegible] جو اختیار نہیں رکھتے اپنے لیے بھی کسی نفع کا اور نہ کسی نقصان کا [illegible] پوچھیے

يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ

کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور بینا یا کیا برابر ہو سکتے ہیں اندھیرے اور نور

[illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔

[illegible]

[illegible] آسمان زمین کا خالق [illegible]

قل اللہ [illegible]

[illegible] کام آئیں گے ۔

[illegible]

أَمْ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ

کیا ٹھہرا رکھے ہیں انہوں نے اللہ کے لیے ایسے شریک [illegible] [۲۳] [illegible]

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ

فرما دیجئے اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے [۲۴] اور وہ اکیلا ہے سب پر غالب ہے اس نے اتارا

السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا

آسمان سے پانی [illegible] نکلے ندی نالے اپنے اپنے اندازے کے مطابق [illegible] سیلاب کی رو نے جھاگ

رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ

ابھرا ہوا اور جن چیزوں کو آگ میں تپاتے ہیں زیور بنانے کے لیے یا دیگر سامان بنانے کے لیے

[۲۳] کائنات کی پیدائش [illegible] چیزوں میں سے [illegible] ان کے [illegible] نے پیدا کی ہوتیں تو پھر ان معبودوں کی عبادت کرنے کے متعلق شک ہو سکتا تھا لیکن جب [illegible] واضح سی بات [illegible] تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

[۲۴] [illegible] آپ [illegible] خالق [illegible] ہے [illegible] کائنات میں کسی دوسرے کا کوئی دخل نہیں [illegible] ہر چیز کا [illegible] حقیقی بھی وہی ایک ذات ہے [illegible] اس کے مجموعے کا خلاصہ یہ ہے۔ انہ المتفرد بالربوبیۃ والمستحق للعبادۃ [illegible] [illegible] [illegible] لکل شیء [illegible]

[۲۵] حق و باطل کا فرق ایک مثال سے سمجھایا جا رہا ہے [illegible] حق اور باطل کے [illegible] بیان کی گئی ہے [illegible] جب [illegible] بارش ہوتی ہے تو ندیاں نالے بہہ نکلتے ہیں۔ بڑی [illegible] اور چھوٹی وادیوں میں پانی کی مقدار [illegible] اور چھوٹی [illegible] میں [illegible] مقدار تھوڑی ہوتی ہے جب پانی تیزی سے بہتا ہے [illegible] سطح آب پر جھاگ [illegible] ہے [illegible] سونا چاندی [illegible] دیگر چیزیں بنانے کے لیے [illegible] دوسری دھاتوں کو گلاتے ہیں [illegible] جھاگ [illegible] ہے [illegible] پانی [illegible] ہوتی ہے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] باقی [illegible] پانی [illegible] کنارے [illegible] اور [illegible] جھاگ [illegible] نام و نشان

زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۥ فَاَمَّا الزَّبَدُ

اور ایسی ہی جھاگ ان میں بھی اٹھتی ہے یوں اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے حق کی اور باطل کی۔ پس جھاگ تو

فَيَذْهَبُ جُفَاۗءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۭ

رائیگاں ہو کر چلا جاتا ہے اور جو چیز نفع بخش ہے لوگوں کے لیے وہ باقی رہتی ہے زمین میں

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ۭ

یونہی اللہ تعالیٰ مثالیں بیان فرماتا ہے۔ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے حکم مانا اپنے رب کا بھلائی ہے

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ

جنہوں نے حکم نہیں مانا اس کا اگر ہو ان کے ملک میں جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور

[illegible]

مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ

[illegible]

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۠ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

[illegible]

رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ اَلَّذِيْنَ

[illegible]

يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ

جس کو جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کو جوڑتے ہیں [illegible] اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور خوف کرتے ہیں [illegible]

الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

حساب سے اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور نماز قائم رکھتے ہیں [illegible]

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ

اور خرچ کرتے ہیں اس سے جو ہم نے ان کو دیا پوشیدہ طور پر اور ظاہر طور پر اور دفع کرتے رہتے ہیں نیکی سے [illegible]

[illegible]

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس الواصل بالمکافی ولکن الواصل الذی اذا قطعت رحمہ وصلہا۔ (رواہ البخاری)

۱۔ [illegible]

۲۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ من احق بحسن صحابتی قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال ابوک۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا تیری ماں۔ اس شخص نے کہا اس کے بعد؟ فرمایا تیری ماں۔ پھر پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا تیری ماں۔ پھر سوال کیا اس کے بعد؟ چوتھی مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا تیرا باپ۔

۳۔ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من ابر البر صلۃ الرجل اھل ود ابیہ بعد ان یولی۔ رواہ مسلم۔ یعنی حضور نے فرمایا کسی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔

۴۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ [illegible] تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم محبۃ فی الاھل مثراۃ فی المال منساۃ فی الاثر۔ ترمذی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نسب سیکھو تاکہ تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرسکو۔ صلہ رحمی کی وجہ سے خاندان میں محبت، مال میں زیادتی اور عمر میں درازی ہوتی ہے۔

۳۳ یعنی برائی کا بدلہ [illegible] [illegible]

السَّيِّئَةَ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

برائی کی ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ جن میں وہ داخل ہوں گے

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

اور جو صالح ہوں گے [illegible] ۔ [illegible] ۔ اور فرشتے

يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

[illegible] ۔ سلامتی ہو تم پر ۔ [illegible]

[illegible] اگر ان سے قطع تعلق بھی کیا جائے تو وہ صلہ رحمی کرتے ہیں۔

[illegible] عقبیٰ [illegible] عقبہ [illegible] العقبة [illegible]

[illegible] العاقبة [illegible]

[illegible]

[illegible] وَمَنْ صَلَحَ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] قیامت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فرشتے [illegible]

فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ

پس کیا ہی اچھا ہے یہ آخرت کا گھر اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ سے کیے گئے عہد کو

بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ

اسے پختہ کرنے کے بعد اور کاٹتے ہیں [illegible] اور

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿٢٥﴾

اور فساد برپا کرتے ہیں زمین میں یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اللہ تعالیٰ کشادہ روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

[illegible]

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ

[illegible]

يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ

[illegible]

قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝ الَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ

[illegible]

اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ

[illegible]

الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ

[illegible]

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا

[illegible]

سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ

بلکہ تمام کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں کیا پھر [illegible] نہیں ہوئے ایمان والے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو

لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ

سب لوگوں کو ہدایت دیدیتا۔ اور کفار اس حالت میں رہیں گے کہ پہنچتا رہے گا ان کو

بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ

ان کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی صدمہ یا اترتی رہے گی کوئی مصیبت ان کے گھروں کے قریب یہاں تک کہ آجائے

وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

اللہ کا وعدہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور بیشک تمسخر کیا گیا رسولوں کا

مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ

جو آپ سے پہلے گزرے پس میں نے ڈھیل دی کافروں کو (کچھ مدت) پھر میں نے پکڑ لیا انہیں۔ تو دیکھو کیسا تھا

كَانَ عِقَابِ ۝ اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

میرا عذاب۔ کیا وہ خدا جو نگہبانی فرما رہا ہے ہر نفس کی اس کے اعمال پر [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں [illegible] یہ سب کچھ ظہور پذیر ہو جاتے لیکن [illegible] اللہ ان کے مقدر میں [illegible] تو یہ ایسے مطالبات پورے کرنے کا کیا فائدہ۔

[illegible] الذین [illegible] کفار کے [illegible] یہ مطالبات بھی پورے کر دیے جاتے وہ اسلام قبول [illegible] [illegible] ہدایت کی [illegible] [illegible] کیا مطلب ان [illegible] [illegible] نہیں جا [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ۗ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۗ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

[illegible]

مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

[illegible]

مِنْ هَادٍ ۝ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

[illegible] عذاب ہے [illegible] زندگی میں [illegible] آخرت کا عذاب تو [illegible]

اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] (قرطبی)

ف۳ [illegible] اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو [illegible]

ف۴ [illegible] رقیب علیہ [illegible]

[illegible]

ف۵ [illegible] کے سامنے پیش کیا۔

الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ

کیا گیا ہے ایسی ہے کہ [illegible] اس کے نیچے ندیاں۔ اس کا پھل ہمیشہ رہنے والا اور اس کا سایہ بھی [illegible]

عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ

[illegible] اور [illegible] اور جنہیں ہم نے

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ

کتاب عطا فرمائی وہ خوش ہوتے ہیں اس کتاب پر جو آپ کی طرف [illegible] اور ان گروہوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اس

مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ

[illegible] انکار کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں

بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا

اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ [illegible] اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف [illegible] عربی زبان

عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

میں۔ اور اگر آپ نے ان کی خواہشات کی [illegible] اس کے بعد کہ آچکا تمہارے پاس علم تو

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا

نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی [illegible] اور نہ کوئی محافظ۔ اور بے شک بھیجے ہم نے کئی رسول

ع

[illegible]

[illegible]

مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ

[illegible]

أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُو اللَّهُ

[illegible]

مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴿٣٩﴾ وَإِنْ مَا نُرِيَنَّكَ

[illegible]

[illegible]

بخمسین الف سنة [illegible] ایک اور آیت [illegible]

والے عمل [illegible] تیری آنکھ بھی ٹھنڈی کروں گا [illegible] صدقہ [illegible] ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور

بھلائی کرنا ایسے اعمال ہیں جو [illegible] بدل دیتے ہیں [illegible] سے بچتے ہیں [illegible] میں

حضرت [illegible] سے مروی ہے [illegible]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] چاہیے

کہ صدقہ بھی [illegible] امام احمد نے یہ حدیث نقل کی ہے [illegible]

الرزق بالذنب یصیبه ولا یرد القدر الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ انسان

اس کے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور تقدیر کو دعا ٹال دیتی ہے اور نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اور زار و قطار رو رہے تھے اور یہ التجا کر رہے تھے اللهم ان کنت کتبتنی فی اهل السعادة فاثبتنی فیها وان کنت کتبتنی علی الشقاوة فامحنی واثبتنی فی اهل السعادة والمغفرة فانک تمحو ما تشاء وتثبت وعندک ام الکتاب۔ (ابن کثیر)

اے اللہ! اگر تو نے مجھے سعادت مندوں کے زمرہ میں لکھا ہے تو مجھے اسی زمرہ میں ثابت رکھ اور اگر تو نے مجھے بدبخت لکھا ہے تو اسے مٹا دے اور اہل سعادت و مغفرت کی فہرست میں میرا نام ثبت کر دے کیونکہ تو مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور ثبت کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ ام الکتاب تیرے پاس ہے۔ حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک قصہ لکھا ہے۔ جو ملاحظہ [illegible]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] اپنے صاحبزادوں حضرت محمد سعید اور حضرت محمد معصوم کے استاد ملا طاہر لاہوری کی پیشانی پر شقی [illegible] تو آپ نے [illegible] اللہ تعالیٰ ہمارے استاد کی شقاوت کو سعادت میں بدل دے۔ حضرت مجدد نے [illegible] قضائے مبرم ہے [illegible] نہیں جا سکتا [illegible] حضرت غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت غوث اعظم کی دعا قبول ہوئی تھی حضرت مجدد نے [illegible] دیکھا ان کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹا دیا گیا سعید کا لفظ لکھا گیا۔

حضرت علامہ پانی پتی لکھتے ہیں [illegible] قضائے مبرم [illegible] لیکن

علم الٰہی میں وہ قضائے معلق تھی [illegible]

بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

[illegible]

وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا

[illegible]

مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ

[illegible]

الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ

[illegible]

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الدَّارِ ۝٤٢ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ

ٹھکانہ ہے۔ اور کفار کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں۔ فرمائیے (میری رسالت پر) اللہ تعالیٰ بطور

شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝٤٣ ع

گواہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان نیز وہ لوگ (بطور گواہ کافی ہیں) جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔

۴۳ دشمنانِ حق کے انکار سے کیا ہوتا ہے اگر وہ آپ کی رسالت کو تسلیم نہیں کرتے تو یہ ان کی بدبختی ہے۔ آپ کو ان کی گواہی کی حاجت نہیں آپ فرمائیے میری رسالت اور صداقت کی گواہی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور وہ لوگ بھی میری سچائی اور میرے کیریکٹر کی رفعت پر شاہد و مصدق ہیں۔ جن کو اس کتاب مقدس کا علم عطا کیا گیا ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس سے مراد علماء اہل کتاب ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد مومن ہیں۔ جو قرآن کریم کے حقائق و اسرار پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کی گواہی سب سے زیادہ قابل اعتماد ہوگی۔ ان حضرات میں سر فہرست حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین اور باب مدینۃ العلم سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

ع ۱۴

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف سورۃ ابراہیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام : اس سورۃ کے چھٹے رکوع میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا مبارک ہے اسی لیے اس نام سے اس سورۃ مبارکہ کو موسوم کیا گیا۔ اس سورۃ میں سات رکوع، باون آیتیں، آٹھ سو اکسٹھ کلمات ہیں اور چار ہزار چار سو چونتیس حروف ہیں۔

زمانہ نزول : یہ سورۃ بھی مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مکی دور کے اس سال میں نازل ہوئی جب کفار نے ہر قسم کے مظالم کا آغاز کر دیا تھا اور بڑی شدومد سے تحریک اسلامی کی مخالفت شروع کر دی تھی انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صاف صاف بتا دیا تھا کہ وہ اس دعوت کو ہرگز قبول نہیں کریں گے اور یہ دھمکیاں دیتے تھے کہ اگر آپ باز نہ آئے تو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ملک سے نکال دیا جائے گا۔ اپنے اس مکہ کی شہر میں ہم آپ لوگوں کی موجودگی زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ صرف کھوکھلی دھمکیاں ہی نہ تھیں بلکہ عملاً انہوں نے اپنے منصوبے بنانے شروع کر دیے تھے تاکہ ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ ان حالات کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ سمجھنا کوئی مشکل نہیں کہ مکی زندگی کے آخری دور کی یہ بات ہے اور انہی حالات میں یہ سورۃ نازل ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مضامین : اس سورۃ کا آغاز اس حقیقت کے بیان سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ صحیفہ رشد و ہدایت دے کر اس لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو گھمبیر اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لے آئیں تاکہ لوگ خدائے عزیز و حمید پر دل کی گہرائی سے یقین کے ساتھ ایمان لاسکیں۔

اس کے بعد یہ بتایا کہ منکرین حق کو کن سختیوں کا سامنا ہے۔ انہوں نے آخرت کی ابدی زندگی اور اس کی دائمی نعمتوں کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اس فانی زندگی کی عارضی آسائشوں پر دلدادہ ہو گئے ہیں۔ نہ صرف خود ہی گمراہی و ضلالت میں سرگرداں ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی حق کو قبول کرنے سے روکتے ہیں۔ ہر طرح سے اس دین حق کو ایسی شکل میں پیش کرتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں اس کی رغبت ہی ختم ہو جائے

موسیٰ علیہ السلام کا اختصار سے ذکر کیا کہ وہ تورات لے کر آئے تاکہ لوگوں کو سیدھی راہ ہدایت پر گامزن کریں۔ آپ نے

ایک احسان و مروت [illegible] اپنے [illegible] سے پایا اخلاقات [illegible] اللہ علیہ [illegible] کی ترسیدی۔

کفار کو تو تعجب [illegible] نہ ہو [illegible] رسولوں اور پیغمبروں کے ساتھ کرتے رہے ہیں جو اسی قسم کا سلوک تم سے پہلے کفار نے بھی اپنے اپنے انبیاء کے ساتھ کیا تھا انہوں نے [illegible] اپنے رسولوں کو کہا تھا کہ سب [illegible] جس قسم کے [illegible] چاہیں [illegible] کسی قیمت پر یہاں نہیں [illegible] جہاں سے جلا وطن کر دیں گے [illegible] ہیں [illegible] تو [illegible] قوم [illegible] سے [illegible] کہ [illegible] جماعت [illegible] کا [illegible] میں [illegible] نہیں [illegible] اعتقاد کو چھوڑ [illegible] جانے ہوئے [illegible] انبیاء کرام نے انہیں [illegible] اپنے [illegible] کا اعتراف ہے نہیں [illegible] جس [illegible] ہیں [illegible] کیا [illegible] انہیں [illegible] اپنے [illegible] کر [illegible] اپنے [illegible] کے [illegible] کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے [illegible] قوم کے [illegible] ان کے [illegible] اللہ تعالیٰ کے بندوں [illegible] کرتے ہے

جس [illegible] اللہ [illegible] ان کا [illegible] بہت [illegible] کو پیش آنے والے [illegible] اس [illegible] کہ کسی [illegible] کی [illegible] ہو تو وہ [illegible] پر [illegible] ہوگی وہ اس [illegible] پریشان حال [illegible] جائے [illegible] نہیں [illegible] سے [illegible] اپنے [illegible] نہیں [illegible] ہیں۔ اس [illegible] قوم کے [illegible] ان کے [illegible] کر دیا تاکہ [illegible] اپنا [illegible] اور کسی ایسے شخص کی [illegible] اطاعت [illegible] کی [illegible] ہی کے لیے حسرت و ندامت کا باعث ہو۔

اس کے ساتھ ہی شیطان جس کی [illegible] وہ فرمانبرداری کرتے تھے اور وہ انہیں طرح طرح کے لالچ دیتا [illegible] روز جب [illegible] کے [illegible] شیطان [illegible] اس کے اشارہ [illegible] پر [illegible] رہے [illegible] جواب [illegible] اپنے [illegible] کے [illegible] صاف صاف [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] بندوں کے ساتھ [illegible] لیکن [illegible] میں نے تمہارے ساتھ [illegible] کی [illegible] گمراہ کر لیا۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] سب اپنی [illegible] کی [illegible] اور اپنے آپ کو [illegible]۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے [illegible] پیاری پیاری دعائیں [illegible] جو انہوں نے

بڑے خلوص اور نیاز سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عظمت میں پیش کیں۔ مکہ کے شہر کے لیے امن، شہر کے مکینوں کے لیے اپنی اولاد کی ہدایت اور رزق حلال کے لیے دعائیں کیں۔ ساتھ ہی عرض کیا کہ الٰہی! میں نے اپنی ذریت کو اس بے آب و گیاہ بیابان میں تیرے گھر کے پڑوس میں بسایا ہے۔ اپنی اولاد کو اس لیے بسایا ہے کہ وہ تیری عبادت کرتے رہیں۔ الٰہی! لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت اور کشش پیدا کر دے تاکہ وہ ان کے پاس کھنچ کھنچ کر چلے آئیں۔ یہ وادی جہاں سرسبزی و شادابی کا دور دور تک نشان نہیں۔ اس وادی میں رہنے والوں کو کھانے کے لیے تازہ پھل عطا فرما

حضرت خلیل کی ساری دعائیں قبول ہوئیں اور اگر کسی کو اس کا عینی مشاہدہ کرنا ہو تو وہ آج بھی مکہ مکرمہ میں جاکر مشاہدہ کر سکتا ہے

آخر میں قیامت کے روز کفار کی حالت زار کا نقشہ کھینچ کر لوگوں کو تنبیہ کر دی گئی کہ اگر تم اس روز اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو میرے نبی کریم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ تمہارا مکر اگرچہ اتنا زبردست ہو کہ پہاڑ اس سے بھی اپنی جگہ سے ہلا ڈالے لیکن تم اپنے پست مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میں حق کا محافظ ہوں۔ تمہارے سارے منصوبے اور سازشیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا عرفان اور صراط مستقیم پر ثابت قدمی سے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً ‏ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ابراہیم مکی ہے جس کی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

الف لام را [illegible]

النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ اللّٰهِ الَّذِيْ

کی طرف [illegible] کی طرف [illegible] وہی اللہ جس کے لئے

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ

ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بربادی ہے کافروں کے لیے

عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ

سخت عذاب کے باعث جو پسند کرتے ہیں دنیوی زندگی کو آخرت (کی زندگی) پر

---

۱ حروف مقطعات ہیں۔

۲ کتاب خبر ہے اس مبتدا محذوف کی [illegible]

۳ [illegible]

۴ [illegible]

وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا أُولَٰئِكَ فِي

اور دوسروں کو روکتے ہیں راہ خدا سے اور وہ چاہتے ہیں کہ یہ راستہ ٹیڑھا ہو جائے یہ لوگ

ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ

بڑی دور کی گمراہی میں ہیں۔ اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ

لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ

تاکہ وہ کھول کر بیان کرے ان کے لیے پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے

ف یعنی [illegible] ان کی حالت [illegible] ہیں۔ [illegible] اور [illegible] ہے۔ [illegible] ماہیت تبدیل ہو سکتی ہے۔

ف یعنی جو رسول کسی قوم کی طرف مبعوث ہوتا ہے وہ اسی قوم کی زبان میں [illegible] سمجھانے میں آسانی ہے۔ حضور نبی کریم سے پہلے جتنے انبیاء مبعوث ہوئے وہ کسی مخصوص قوم یا کسی مخصوص علاقہ کے لیے مبعوث ہوئے لیکن حضور کو سارے عالم کا ہادی اور مرشد بنا کر بھیجا گیا۔ [illegible] اور حضور کا ارشاد گرامی ہے [illegible] یعنی مجھے سب کی طرف [illegible] آپ [illegible] کے علاوہ [illegible] قبول کریں تو پھر [illegible] کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دیا جائے اور یہی طریقہ قابل عمل [illegible] زبان میں [illegible] ہے۔

ف جنہوں نے اس دعوت میں غور و فکر کیا اور اس کے دلائل صداقت کو عقل سلیم کی کسوٹی پر پرکھا ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی راہ کشادہ کر دی لیکن جن بدبختوں نے [illegible] اور ہٹ دھرمی کے باعث اس دعوت میں غور و فکر کرنا بھی مناسب نہ سمجھا انہوں نے حق کی [illegible] کو دیکھنے سے ہی اپنی آنکھیں بند رکھیں ان سے ہدایت پذیری کی صلاحیتیں چھین لی گئیں اور انہیں گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ④ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسٰى بِاٰيٰتِنَآ أَنْ

اور وہی سب پر غالب بہت دانا ہے۔ اور بیشک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ

أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيّٰىمِ

اور انھیں حکم دیا کہ نکال لاؤ اپنی قوم کو گمراہی کے اندھیروں سے نور ہدایت کی طرف شہ اور یاد دلاؤ انھیں اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ⑤ وَإِذْ قَالَ

دنوں کی یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ہر بہت صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے اور جب فرمایا

مُوسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجٰىكُمْ مِّنْ

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت (و احسان) کو جو تم پر ہوا جب اس نے نجات دی تمھیں

اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَآءَكُمْ

فرعونیوں سے جو پہنچاتے تھے تمھیں سخت عذاب اور ذبح کرتے تھے تمھارے فرزندوں کو

وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ⑥

اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمھاری عورتوں (یعنی بیٹیوں) کو اور اس میں بڑی بھاری آزمائش تھی تمھارے رب کی طرف سے

شہ اے حبیب جس طرح آپ کو لوگوں کی راہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے اسی طرح ہم نے موسیٰ کلیم کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ اپنی قوم کو گمراہیوں سے نکال کر ہدایت کی طرف لے جائیں۔

شہ ایام یعنی دنوں کا لفظ عربی زبان میں بولا جاتا ہے مراد تاریخی واقعات ہوتی ہیں۔ یہاں دونوں معنی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو وہ نعمتیں یاد دلائیں جو ہم نے ان پر فرمائیں۔ کس طرح انہیں فرعون کے ظلم و استبداد سے رہائی دی۔ کس طرح سمندر سے انہیں بسلامتی گزار دیا اور کس طرح ان کی آنکھوں کے سامنے فرعون کو غرق کیا۔ انہیں ان کی بھولی ہوئی عزتوں کے واقعات و حالات سنائیں تاکہ نصیحت قبول کریں۔ ان واقعات میں ہر اس شخص کو جو صبر اور شکر کی صفات سے متصف ہے۔ ہماری قدرت کی نشانیاں نظر آئیں گی۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ

اور یاد کرو جب آگاہ فرمایا تمہارے رب نے کہ اگر تم پہلے احسان کا شکر ادا کرو گے تو میں مزید عطا کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی

إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝٧ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ

تو (یاد رکھو) یقیناً میرا عذاب شدید ہے۔ اور کہا موسیٰ نے اگر تم ناشکری کرو گے تم بھی اور جو بھی

فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝٨ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ

زمین میں ہیں سب کے سب تو (کوئی پرواہ نہیں) بے شک اللہ تعالیٰ غنی (اور) سب خوبیوں والا ہے۔ کیا نہیں پہنچی تمہیں اطلاع ان

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ

لوگوں کی جو پہلے گزر چکے ہیں تم سے یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور جو لوگ ان کے بعد

بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

گزرے، انہیں نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے۔ آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں (لے کر)

۱۰ اذّن اور آذن دونوں کا معنی اعلان ہے اس میں تاکید کا مفہوم بڑھ گیا ہے۔ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ دل سے اپنے منعم کے انعام کا اعتراف کرے اور پھر اس انعام کو اپنے منعم کی رضاجوئی میں صرف کرے۔ علماء کا قول ہے کہ شکر سابقہ نعمت کی زنجیر ہے اور مزید انعامات کا سبب ہے۔ الشکر قید للموجود وصید للمفقود۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب کیف اشکرک وشکری لک نعمۃ جدیدۃ منک علی یا الٰہی میں تیرا شکر کیسے ادا کر سکتا ہوں کیونکہ تو مجھے شکر کی توفیق بھی تیری ایک نئی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا الآن شکرتنی اے داؤد علیہ السلام جب تو نے اس حقیقت کو پا لیا تو اب تو نے میرا شکر ادا کیا۔

۱۱ جس طرح شکر مزید انعام و اکرام کا باعث ہے اسی طرح ناشکری ان موجود نعمتوں کے سلب ہونے کا سبب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت، منصب، علم وغیرہ کو اس کی رضا میں خرچ نہ کرنا سب سے بڑی ناشکری ہے۔

۱۲ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو بتایا اگر تم بلکہ سب لوگ جو زمین میں رہتے ہیں ناشکری کرنے لگ جاؤ تو وہ اس کا کوئی نقصان نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو نہ تمہاری احسان مندی کی ضرورت ہے اور نہ تمہاری ناشکریوں کا خوف۔

۱۳ گزشتہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔

فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَهُمْ فِیْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ

پس رسولوں نے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے منہ پر رکھ دیے اور کہنے لگے ہم تو اس سے منکر ہیں جو تم دے کر بھیجے گئے

بِهٖ وَ اِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ

ہو اور جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے قوی شک میں ہیں ان کے پیغمبروں نے کہا

اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ

کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق شک ہے جو پیدا فرمانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ بخش دے تمہارے

مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ

گناہ اور مہلت دیتا ہے تمہیں ایک مقررہ میعاد تک ان لوگوں نے جواب دیا نہیں ہو تم

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ

مگر بشر ہماری طرح تم چاہتے ہو کہ روک دو ہمیں ان (معبودوں) سے جن کی پوجا کرتے

اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ

باپ دادا ہمارے تو لے آؤ ہمارے پاس کوئی روشن دلیل۔ کہا انہیں ان کے رسولوں نے نہیں ہم

ﮯ جب ان کے رسول انہیں شرک سے منع کرتے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کی دعوت دیتے تو وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر انہیں خاموش ہونے کا اشارہ کرتے یا اظہار حیرت کے لیے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتے۔ ان دونوں صورتوں میں جو ہم [illegible] کہ یہ لفظ ہوں گے۔ اور اس طرح رسولوں کو جھٹلانا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا [illegible] انہیں ڈانٹ دیتے تھے تو یہ جب آگے رسولوں کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتے اور انہیں بات کرنے کی بھی اجازت نہ دیتے۔ بعد والا جملہ ان کے اس انکار اور حق کی تاکید کرتا ہے۔

ﮯ ان کے رسولوں نے فرمایا کہ اگر تم کسی مشکل و پیچیدہ مسئلہ میں شک کرتے تو تم معذور تھے لیکن اتنی بڑی کھلی اور روشن حقیقت [illegible] سمت دلائل ہے کیا اللہ تعالیٰ کی توحید میں بھی شک ہے جو سب کا خالق ہے [illegible] تمہاری عقل سلیم [illegible]

ﮯ وہ کہنے لگے [illegible] تم ہماری طرح [illegible] ہمارے باپ دادا [illegible] چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔

نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ

تمھاری طرح انسان ہی ہیں ش لیکن اللہ تعالیٰ احسان فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے

عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ لَنَا أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ

بندوں سے اور ہمیں یہ طاقت نہیں کہ ہم لے آئیں تمھارے پاس کوئی دلیل مگر اللہ کے اذن سے ش

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى

اور مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے اور ہم کیوں نہ بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ پر

ش اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے جواب دیا کہ ہم کب انکار کرتے ہیں کہ ہم بشر نہیں ہیں اور ہم نے کب دعویٰ کیا ہے کہ ہم فرشتے ہیں۔ ہم بھی تمھاری طرح بشر ہیں لیکن جو صفات و کمالات اور جو قربت ہمیں نصیب ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت و عنایت ہے ان سے تم بے بہرہ ہو۔ [illegible] مثلکم [illegible] الاستعداد [illegible] بشر مثلکم (روح المعانی)۔ کفار انبیاء کرام کی ظاہری بشریت سے فریب کھا گئے اور ان کی شان نبوت کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے ان لوگوں کے شکوک و شبہات کو بیان کرکے اپنے مخصوص انداز میں ان کا ازالہ کیا ہے ؂

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

یعنی کافر کہتے کہ ہم بھی انسان ہیں اور انبیاء بھی انسان ہیں ہم بھی سوتے ہیں اور کھاتے ہیں اور وہ بھی اسی طرح۔ ؂

ایں ندانستند ایشاں از عمیٰ ہست فرقے در میاں بے منتہا

ان اندھوں نے یہ نہ جانا کہ ان کے درمیان اور انبیاء کے درمیان تو بے انتہا فرق ہے۔ ؂

ہر دو یک گل خورد زنبور و نحل لیک شد زاں نیش و زیں دیگر عسل

دیکھو تو زنبور اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول سے ہی خوراک حاصل کرتی ہیں لیکن ایک ڈنگ تیار کرتا ہے دوسرا شہد۔ ؂

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب زیں یکے سرگیں شد و زاں مشک ناب

دونوں قسم کے ہرن ایک ہی گھاس کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں لیکن ایک صرف مینگنی بنتا ہے اور دوسرے سے خالص کستوری۔ ؂

ایں خورد گردد پلیدی زو جدا واں خورد گردد ہمہ نور خدا

کافر کھاتا ہے تو اس سے نجاست نکلتی ہے۔ نبی کھاتا ہے تو وہ نور خدا بنتا ہے۔

ش یعنی معجزات کا ظہور اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوتا ہے ہم اپنی مرضی سے جب چاہیں کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے۔

اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۚ وَ

[illegible]

عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿١٢﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

[illegible]

ع

لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۚ

[illegible]

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٣﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

[illegible]

الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ

[illegible]

وَعِيْدِ ﴿١٤﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿١٥﴾ مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ

جہنم سے آگے اور پلایا جائے گا اسے پانی پیپ کا [illegible] وہ گھونٹ گھونٹ پیے گا اور نہ حلق سے نیچے اتار سکے گا

وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ

اور آئے گی اس کے پاس موت ہر سمت سے [illegible] اور وہ مرنے والا نہیں اور اس کے پیچھے

عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ

[illegible] سخت عذاب ہوگا ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا [illegible] راکھ کی مثال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا

جیسے تند ہوا [illegible] اڑا لے گئی سخت آندھی کے دن [illegible] حاصل کر سکیں گے [illegible] سے جو انھوں نے کمایا

عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑱ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ

کسی چیز [illegible] یہی [illegible] سخت دور کی گمراہی ہے۔ کیا تم نے [illegible] اللہ [illegible]

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ

پیدا کیے آسمانوں اور زمین [illegible] حق کے ساتھ اگر وہ چاہے تو تم سب کو [illegible] اور لے آئے [illegible] مخلوق

جَدِيْدٍ ⑲ۙ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ⑳ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا

[illegible] اللہ [illegible] کچھ مشکل نہیں اور [illegible] سب کے سب [illegible]

سورۃ الانعام کی آیت [illegible] کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

یعنی [illegible]

جب قیامت کا دن [illegible] اپنی قبروں سے [illegible]

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

حاضر ہوں گے تو کمزور لوگ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے کہ ہم تمہارے تابع تھے تو کیا [illegible]

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا

تم ہمیں بچا سکتے ہو [illegible] عذاب [illegible] سے وہ کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ

ہمیں ہدایت دیتا تو ہم بھی تمہاری [illegible] ہمارے لیے برابر ہے [illegible] صبر کریں ہمارے لیے کوئی

مَّحِيْصٍ ㉑ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ

[illegible] نہیں ہے۔ اور شیطان کہے گا جب [illegible] کا فیصلہ ہو چکے گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے [illegible] کیا تھا

وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

وعدہ سچا تھا۔ اور میں نے [illegible] تم سے وعدہ [illegible] اور میرا تم پر [illegible]

سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا

زور [illegible] مگر یہ کہ میں نے تم کو [illegible] تم نے میری بات قبول کر لی [illegible] سو تم مجھے ملامت نہ کرو [illegible]

۲۱ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] میدان حشر میں جمع کریگا اور ان کے درمیان فیصلہ ہو چکے گا تو اہل ایمان کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ [illegible] اب اللہ تعالیٰ کی جناب میں کون ہماری شفاعت کرے گا [illegible] آدم علیہ السلام کے پاس جائیں [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچیں گے [illegible] عیسیٰ علیہ السلام [illegible] النبی الامی [illegible]

[illegible]

[illegible] عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس [illegible] میرے پاس [illegible] خوشبو [illegible] میں آ جائیں

أَنفُسَكُم مَّآ أَنَا۠ بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ أَنتُم بِمُصْرِخِىَّ إِنِّى كَفَرْتُ

[illegible]

بِمَآ أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ إِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَلِيمٌ ﴿٢٢﴾ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي

[illegible]

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا

[illegible]

سَلَامٌ ﴿٢٣﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ

[illegible]

حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

[illegible]

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ

[illegible]

مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

[illegible]

[illegible]

بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ

[illegible]

الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۟ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ

[illegible]

[illegible]

[illegible] اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله [illegible]

[illegible]

[illegible] ان سوالات کا جواب بھول جائے گا۔

اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ

[illegible]

الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعُوْا

[illegible]

فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا

[illegible]

الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ

[illegible]

يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

[illegible]

وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ﴿٣٢﴾ وَ

[illegible]

سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾

[illegible]

وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ

[illegible]

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ

[illegible]

اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ

[illegible]

بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ

[illegible]

[illegible]

فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ

[illegible]

الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَ مَا نُعْلِنُ

[illegible]

وَ مَا یَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾

[illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

میرا رب بہت سننے والا ہے دعا کا۔ اے میرے رب بنا دے مجھے نماز کا قائم کرنے والا اور میری اولاد کو بھی۔

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ

اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دن

الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ اِنَّمَا

حساب قائم ہوگا۔ اور ہرگز مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ بے خبر ہے ان کاموں سے جو یہ ظالم کر رہے ہیں [illegible]

[illegible]

يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي

ڈھیل دے رہا ہے انہیں اس دن کے لیے جس میں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی آنکھیں بھاگے جا رہے ہوں گے اٹھائے ہوئے سر

رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۝ وَأَنذِرِ

[illegible] نہ لوٹے گی ان کی طرف ان کی نگاہ اور ان کے دل [illegible] اور ڈراؤ

النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا

لوگوں کو اس دن سے جب آئے گا ان پر عذاب تو کہیں گے ظالم اے ہمارے رب مہلت دے

إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا

تھوڑی دیر کے لیے ہم قبول کر لیں گے تیری دعوت اور پیروی کریں گے رسولوں کی کیا تم نہیں

أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ۝ وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ

قسمیں کھایا کرتے تھے اس سے پہلے کہ تمہارے لیے کوئی زوال نہیں ہے اور تم بستے تھے ان کے گھروں میں

الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا

جنہوں نے ظلم کیا اپنے آپ پر اور ظاہر ہو گیا تم پر کہ کیسا سلوک کیا ہم نے ان کے ساتھ اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَكُمُ الْأَمْثَالَ ۝٤٥ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَإِن

بیان کی تھیں تمہارے لیے طرح طرح کی مثالیں۔ اور انہوں نے بڑی گہری چالیں چلیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس ان کی ہر چال کا توڑ تھا اگرچہ

كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝٤٦ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ

ان کی چالیں تھیں ایسی سخت کہ ان سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔ پس مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کرنے والا ہے

رُسُلَهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ۝٤٧ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ

اپنے رسولوں سے بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست ہے انتقام لینے والا ہے۔ یاد کرو جس روز بدل دی جائے گی یہ زمین دوسری زمین سے

وَالسَّمٰوٰتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝٤٨ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ

اور آسمان بھی بدل دیے جائیں گے اور سب لوگ حاضر ہو جائیں گے اللہ کے حضور جو یکتا ہے سب پر غالب ہے اور تم دیکھو گے مجرموں کو

[illegible] ان کی دلی خواہش یہ تھی کہ اسلام روز بروز ترقی کر رہا تھا حق کی روشنی پھیلتی جا رہی تھی ان میں سے کسی کے دل میں یہ خواہش تھی کہ وہ ان سے کٹ کر اسلام کے پرچم کے نیچے آجائے۔ یہ صورت حال ان کے دشمنوں کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ انہوں نے اسلام کو مٹانے کے لیے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بارہا قتل کرنے کے لیے اپنی تمام قوتیں آزما ڈالیں۔ شب و روز وہ اسلام کے خلاف سازشیں کرنے اور منصوبے بنانے میں مصروف رہتے۔ ان کی وہ تدبیریں اور سازشیں حقیقت میں بڑی خوفناک تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر نے ان کی تمام چالوں اور فریبوں کو ناکام بنا دیا۔

[illegible] یعنی ان کی سازشوں کا توڑ اللہ تعالیٰ کے پاس تھا ان کی [illegible] وعنده مكرهم [illegible] له (طبری) وعند الله علم مكرهم (روح المعانی)

[illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مزید تسکین خاطر کے لیے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

[illegible] اس روز زمین و آسمان تبدیل ہو جائیں گے لیکن وہ زمین ایسی نہیں ہوگی جس پر ہم بسے ہوئے ہیں اور وہ آسمان ایسا نہ ہوگا جس سے ہم روشناس ہیں نہ وہاں ستارے جگمگا رہے ہوں گے نہ چاند اپنی چمک اور سورج اپنی کرنوں سے دلوں کو تازگی اور زندگی بخش رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اور اس کے حبیب مکرم کو ہی معلوم ہے کہ وہ زمین کیسی ہوگی اور وہ آسمان کیا ہوگا یہ تبدیلی صرف اوصاف میں ہوگی یا ذات ہی بدل جائے گی۔

[illegible] سب لوگ [illegible] اس حالت میں بیٹھے ہوں گے جو کہ [illegible] کسی کو جرأت نہ ہوگی اور جو تکبر جس کے مارے سارے غرور و سرکشی سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔

يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى

اس روز [illegible] جکڑے ہوئے زنجیروں میں۔ ان کا لباس تارکول کا ہوگا [illegible] اور ڈھانپ رہی

وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

ہوگی ان کے چہروں کو آگ۔ یہ اس لیے ہوگا تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو جو اس نے کمایا تھا بیشک اللہ تعالیٰ بہت جلد

الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا

حساب لینے والا ہے۔ یہ (قرآن) پیغام ہے سب لوگوں کے لیے [illegible] اور تاکہ وہ جان لیں

هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

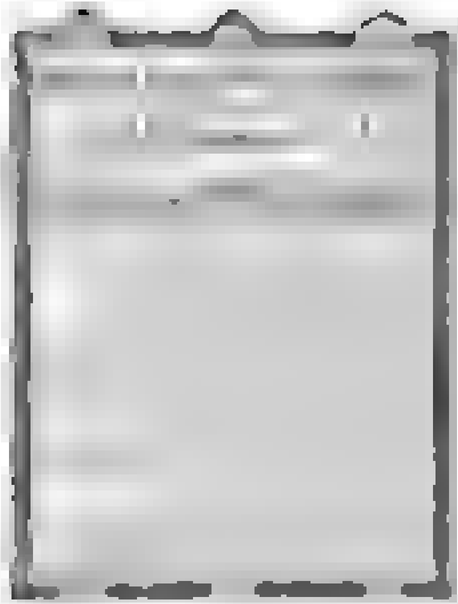

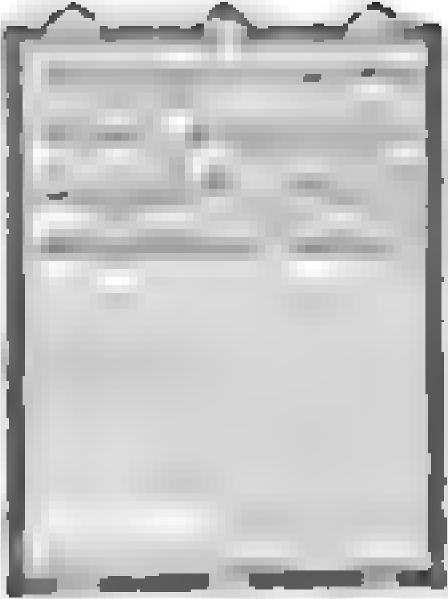

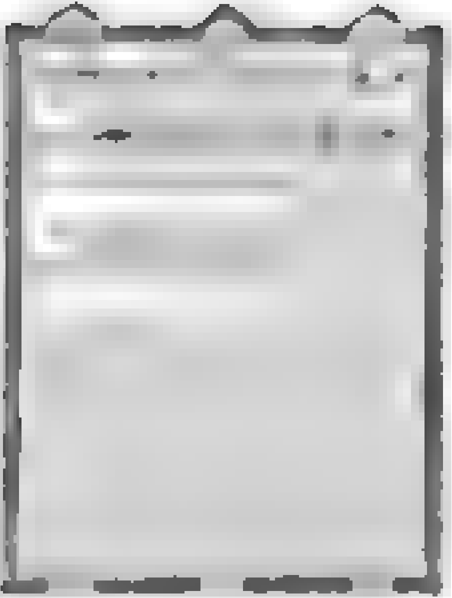

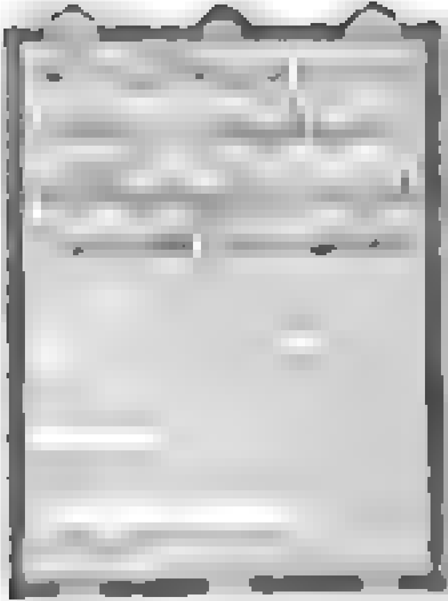

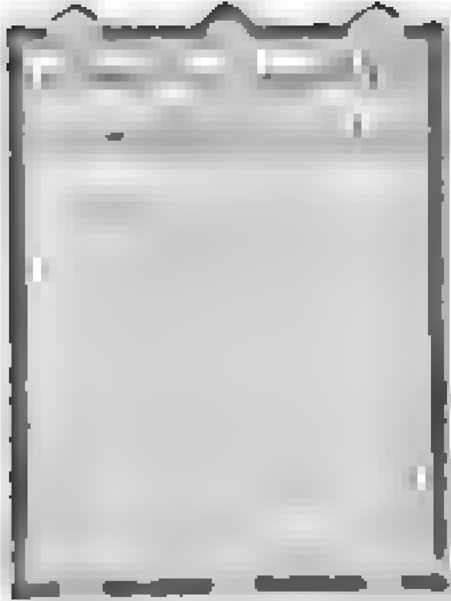

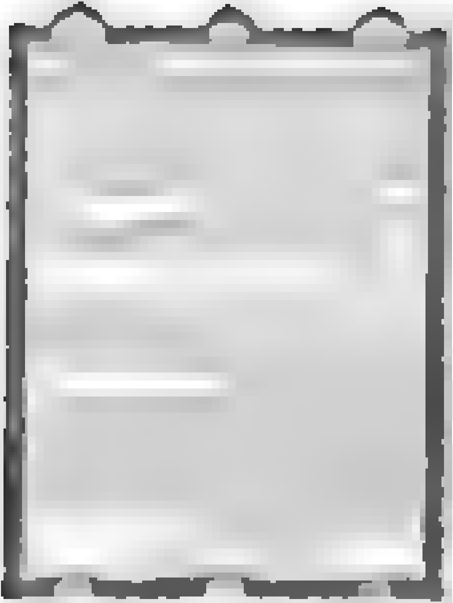

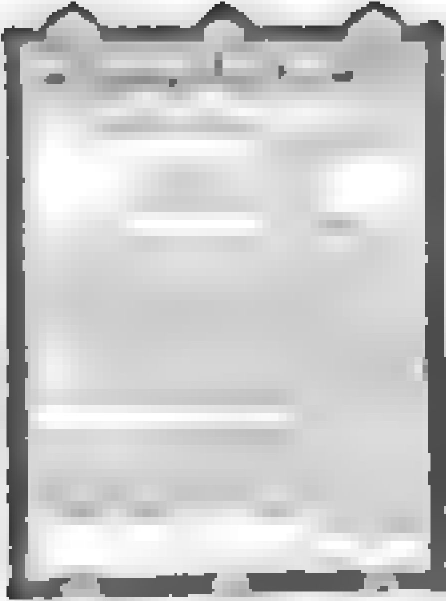

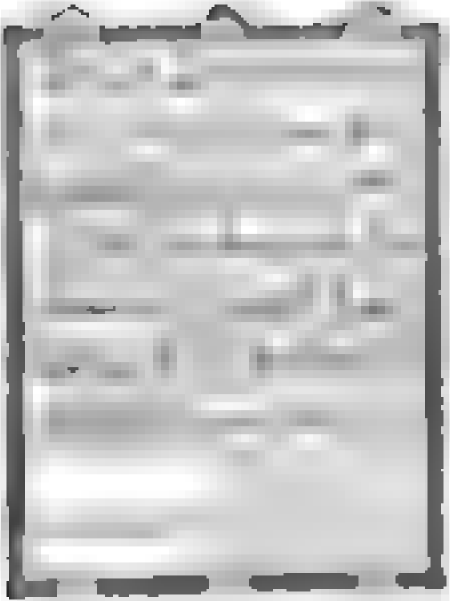

[illegible]

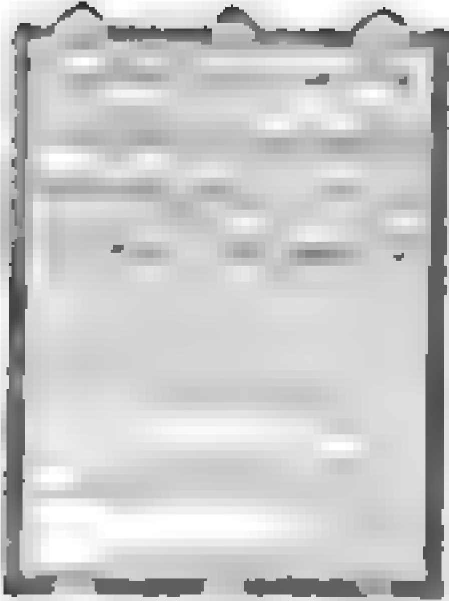

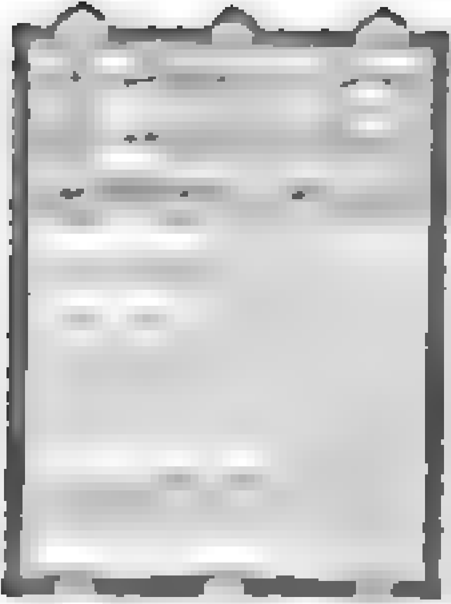

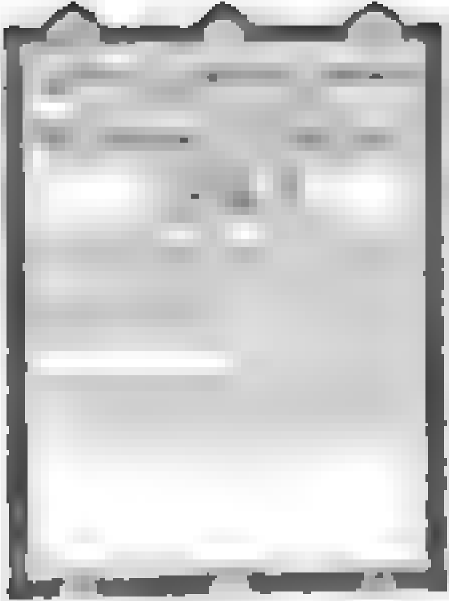

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ النحل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام : اس سورۃ کی آیت نمبر ۶۸ (واوحی ربک الی النحل الآیۃ) میں النحل کا لفظ مستعمل ہوا ہے اس لیے اس سورۃ کا نام بھی النحل رکھا گیا۔ اس کی آیات کی تعداد ایک سو اٹھائیس، کلمات کی تعداد دو ہزار آٹھ سو چالیس اور حروف کی تعداد سات ہزار سات سو سات ہے۔

زمانہ نزول : یہ بھی ان سورتوں میں سے ہے جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئیں۔

مضامین : جبل ابی قبیس کے دامن میں ایک شہر ہے۔ یہاں کے بازار و ادارات عالم سے علیحدہ لگتے ہیں۔ ان کی منڈیوں میں مختلف اجناس کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔ جزیرہ عرب کا ہر آدمی یہاں کے بسنے والوں کا احترام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ قبائل جن کا پیشہ ہی راہزنی و غارتگری ہے وہ بھی ان کی دل سے عزت و تکریم کرتے ہیں اور ان کے قافلوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔

یہ شہر اتنا بارونق کیوں ہے جس کے باشندوں کا اتنا احترام کیوں کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس کی خشت اول حضرت خلیل کے پاک ہاتھوں سے رکھی اور یہاں کے بسنے والوں کی اکثریت آپ ہی کی نسل سے ہے لیکن وہ دین جس کی اشاعت کا یہ مرکز بنایا گیا تھا وہ عقیدہ جو حضرت خلیل سے ان کی اولاد کو ملا تھا ناپید ہو چکا ہے۔ کعبہ جسے خداوند وحدہ لاشریک کی عبادت کے لیے تعمیر کیا گیا تھا وہاں اب تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا پاٹ بڑی دھوم دھام سے ہو رہی ہے۔ نسل ابراہیم باقی ہے لیکن دین ابراہیم کا نام و نشان تک نہیں رہا۔

اڑھائی تین ہزار سال کے بعد اللہ تعالیٰ کا حبیب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتا ہے اور فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اعلان فرماتا ہے۔

قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا

لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہو نجات پا جاؤ گے

مکہ کے معاشرتی ماحول میں ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔ توحید کا نعرہ بلند ہونے پر اہل مکہ کا رد عمل حیرت، نفرت اور عداوت کے جذبات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ جو بتدریج شدت اختیار کرتا ہے۔ وہ اپنے آبائی عقائد، عادات و رسوم کے تحفظ میں ہر ممکن اقدام

غور کرنے میں انھیں یہ ڈر تھا کہ اگر ان کے عقاید و عوائد پر کوئی زد پڑی تو ان کا وجود تک مٹ جائے گا اور اپنا وجود کسے عزیز نہیں۔ اس لیے وہ ہر قیمت پر اپنے فرسودہ نظام حیات کو بچانا چاہتے تھے لیکن اسلام کی صداقت، سچائی اور معقولیت کے سامنے ان کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو رہی۔ دلائل کے میدان میں ان کے قدم اکھڑ چکے ہیں۔ انھیں اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا لیکن قرآن کے حسین بیان اور دل موہ لینے والے اسلوب نے انھیں مبہوت اور ششدر کر دیا ہے۔ ان کے ظلم و جبر کے سامنے اہل ایمان کی ثابت قدمی اور استقامت نے ان کی شمشیر ستم کو کند کر دیا ہے۔ ان کے لیے سب سے زیادہ پریشانی کی بات یہ ہے کہ ان کی فہم و دانش کی باتیں خود ان کے خلاف اور عبادت اصنام سے بیزاری کا اعلان کر رہی ہیں۔ کج قلبی اور ذہنی کشمکش نے ان کو مجبور کر دیا ہے لیکن حق قبول کرنے کے لیے وہ کسی قیمت پر آمادہ نہیں۔ انھوں نے تعصب کی پٹی خوب کس کر باندھ لی ہے جس کی وجہ سے تمسخر و استہزا، بہتان تراشی اور نامعقول اعتراضات کے تیروں کے سوا ان کے ترکش میں کچھ بھی نہیں رہا اور انھیں بڑی جسارت سے استعمال کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ کلام اس کی محبوب کی تسلی کے لیے جبر و ستم کے اس ماحول میں نازل ہوا جب وہ بہتان تراشی اور نامعقول اعتراضات کا طوفان برپا کر کے اسلام کا راستہ روکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا حبیب انھیں قرآن کریم کی آیتیں اور بڑی صداقت سے روشن آیتیں پڑھ کر سناتا ہے۔ وہ عداوت کا اظہار کرتے ہیں اور یہ محبت اور پیار کا دامن پھیلاتا ہے۔ وہ اسے پھبتیاں کستے ہیں اور یہ اپنے دلنواز تبسم سے ان کو جواب دیتا ہے۔

یہ سورۂ مبارکہ اسی حالت میں نازل ہوئی۔ اس کی آیات طیبات میں ہدایت و رہنمائی کا وہ سارا سامان موجود ہے جس کی اس وقت ضرورت تھی۔ اسلام کے جن نظریات کو کفار عقل و مشاہدات کے خلاف قرار دیتے تھے ان کو انفسی اور آفاقی دلائل سے ثابت کر دیا گیا ہے۔

ان تمام چیزوں کے باوجود انھیں یہ بھی صاف صاف بتا دیا کہ اگر اب بھی تم نے ضد نہ چھوڑی اور عقل و فہم کی خداداد صلاحیتوں کی توہین سے باز نہ آئے تو دردناک عذاب کے لیے تیار ہو جاؤ۔

آخر میں ان صفات کو بیان کیا جن کا کسی مبلغ اسلام میں موجود ہونا بہت ضروری ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

[illegible]

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ①

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ

اتارتا ہے فرشتوں کو روح یعنی وحی کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے کہ

اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

خبردار کرو لوگوں کو کہ نہیں کوئی معبود بجز میرے پس مجھ ہی سے ڈرا کرو۔ اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو

ہو سکتا ہے۔

۳ روح سے مراد وحی ہے جس طرح روح سے ہر چیز کی زندگی ہے اسی طرح وحی سے قلوب کی حیات ہے۔ یہی وحی ہی حیات بخش ہے [illegible] نزول قرآن سے پہلے مردہ تھے لیکن اس روح پاک کے نزول کے بعد حجاز کے صحراؤں میں جس حسین و جمیل زندگی کے گلستان آباد ہوئے اس سے تو دنیا کی نگاہیں آشنا ہیں۔

۴ کفار کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا رسول ہی بنانا تھا تو [illegible] کے یتیم پوتے کے علاوہ اور کوئی نظر نہ آیا؟ کسی رئیس اعظم کو نبی بنایا جاتا تو لوگ اس کی بات بھی سنتے اور اس کا کہنا مانتے۔ اس کے جواب میں [illegible] کہ نبی کے انتخاب کے لیے [illegible] ہے یہ تو وہ منصب ہے جس کا مستحق وہی بنایا جاتا ہے جسے ان خوبیوں اور استعدادوں سے آراستہ کر کے پیدا کیا جاتا ہے جو رحمت کا [illegible] کے لیے ضروری ہیں۔

۵ [illegible] اس کی بعثت کی ایک ہی غرض ہوا کرتی ہے کہ لوگوں کو اس حقیقت سے خبردار کرے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کوئی معبود نہیں [illegible] ہے اور انسان کو اسی کی نافرمانی اور [illegible] سے ڈرنا چاہیے۔

۶ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی وحدانیت اور اس کی قدرت کے دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے جو اتنے واضح اور یقینی ہیں کہ اگر کوئی صحیح عقل و فہم رکھنے والا بھی غور کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ ذرا غور تو کیجئے زمین آسمان کا یہ کارخانہ کتنا وسیع ہے اور کیسے بے شمار پرزوں سے مرکب ہے۔ ہر پرزہ [illegible] اپنی اپنی جگہ پر اس طرح فٹ ہے کہ نہ کوئی ڈھیلا ہوتا ہے نہ کوئی [illegible] ہے اور نہ ان کی رفتار میں فرق پڑتا ہے۔ ہر چیز اپنا اپنا فرض انجام دے رہی ہے [illegible] انسان اس محیر العقول کارخانہ کی پیچیدگیوں میں [illegible] اگر حقیقت شناس نگاہ سے دیکھے کہ ہر چیز ایک [illegible] نظام کی [illegible] میں مصروف ہے تو بے ساختہ اس کی زبان سے یہ نکلتا ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۳ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن

اور زمین کو حق کے ساتھ وہ برتر ہے ان شریکوں سے جو وہ ٹھہراتے ہیں۔ اس نے پیدا فرمایا انسان کو

نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۝۴ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ

نطفہ سے پس اب وہ برملا جھگڑالو بن گیا ہے۔ ۷ نیز اسی نے چوپایوں کو پیدا کیا ۸ تمہارے لیے ان میں

فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝۵ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ

گرم لباس بھی ہے اور دیگر منافع بھی ہیں اور انہیں (کا گوشت) تم کھاتے ہو ۹ اور تمہارے لیے ان میں بڑی رونق بھی ہے جب ۱۰

۷ جب انسان میں کے حسن و کمال کے سامنے [illegible] ہے، حقیقت شناس [illegible] کی ہیبت جنگل کے شیر [illegible] آنکھیں [illegible] یہ حالت [illegible] کی [illegible] اس کا اصل [illegible] ہے [illegible] ایک [illegible] مٹی [illegible] کیا اس ایک قطرہ میں [illegible] تھے [illegible] آج [illegible] عقل و دانش [illegible] جس [illegible] کو [illegible] دیا اور اس کی عقل کے مقابلہ [illegible] کو [illegible] دیا جائے [illegible] لیکن یہ انسان اپنے اصل [illegible] ہی کا [illegible] کے خلاف [illegible] جھگڑا کرتا ہے۔ [illegible] ایک بوسیدہ ہڈی لے کر حاضر ہوا اور [illegible] آپ اس ہڈی کے متعلق یہی کہتے ہیں کہ اسے پھر زندہ کیا جائے گا یہ کیونکر ممکن ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی)

۸ انسان کی زندگی کی بقا کے لیے [illegible] جو [illegible] پیدا [illegible] اب ان کا ذکر ہے [illegible] تمہاری [illegible] ضروریات [illegible] کے لیے انہیں پیدا فرمایا۔

۹ الدفء السخانة [illegible] یعنی انہیں [illegible] ان کی اون وغیرہ سے [illegible] حاصل کرتے ہو [illegible] ان کی ہڈیوں اور کھال سے [illegible] استعمال کرتے ہو [illegible] اور ان کا گوشت کھاتے ہو۔

۱۰ اس کے علاوہ جب صبح سویرے چرنے کے لیے [illegible] سے نکلتے ہیں [illegible] چرنے کے بعد [illegible] کرتے ہوئے شام کے وقت واپس آتے ہیں تو کتنا دلکش منظر ہوتا ہے [illegible] جہاں سے [illegible] ہوتے ہیں [illegible] محسوس کرتے ہیں [illegible] شکر ادا کرو گے۔

تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ

جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب صبح چرانے لے جاتے ہو اور وہ اٹھا کر لے جاتے ہیں تمہارے بوجھ ان شہروں تک جہاں

تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

تم نہیں پہنچ سکتے تھے مگر سخت مشقت سے [illegible] بیشک تمہارا رب بہت ہی شفقت والا اور بڑا مہربان ہے

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا

اور اس نے پیدا کیے گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے بھی اور وہ پیدا کرتا ہے جو

لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَآءَ

تم نہیں جانتے اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھی راہ دکھانا اور بعض راہیں ٹیڑھی بھی ہیں اور اگر اللہ چاہتا

[illegible] یعنی علاقہ جو دشت کے بیچ میں پہاڑوں کی گھاٹیاں ہوں یا وادیوں کا نشیب ہو [illegible] جو [illegible] پڑتے ہیں یہ جانوروں سے [illegible] ان کی پیٹھوں پر لادے ہوئے کس طرح خاموشی سے چلے جا رہے ہیں۔ ذرا غور تو کرو [illegible] جو تمہارے لیے [illegible] جس وقت کا احساس ہو جیسے جانوروں کا [illegible] پہنچایا جاتا ہے [illegible] کی شفقت اور [illegible] رحمت کا [illegible] ثبوت ہے۔

[illegible] جو [illegible] ہے [illegible] کے جانور بھی پیدا کیے ہیں [illegible] کا استعمال بھی فرما دیا جس پر [illegible] سوار ہوتے ہیں [illegible] سے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] تک پہنچا دیتے ہیں [illegible] سفر میں [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible] کا پہلو بھی [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] ہو [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] اس وقت [illegible] کے جس [illegible] سے ارشاد [illegible] ہے وہ تو [illegible] سے ہی [illegible] اپنے [illegible] کو [illegible] فرماتا ہے یہ بات توجہ کے قابل ہے۔

[illegible] تمہاری [illegible] آسائش کے لیے [illegible] ہیں [illegible] سے بعض تو ایسی ہیں [illegible] بعض [illegible] جن کا تمہیں [illegible] بھی نہیں ہے [illegible] شب و روز [illegible] صورت [illegible] مصروف ہیں [illegible] اس آیت سے [illegible] اور [illegible] بھی [illegible] کی [illegible] موجود [illegible] ایجاد [illegible] جیسے [illegible] یہ سب [illegible] تعالیٰ ہی [illegible] ہے [illegible] یہ [illegible] جو [illegible] ہے [illegible] سب [illegible] رحمت [illegible] ہیں

لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ

[illegible] چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا ۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے [illegible] آسمان سے پانی [illegible]

شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ

[illegible]

وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ

اور زیتون اور کھجور اور انگور [illegible] ہر قسم کے پھل [illegible]

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

[illegible] اللہ تعالیٰ نے مسخر فرما دیا تمہارے لیے رات [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۗ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

سورج اور چاند کو اور تمام ستارے بھی اسی کے حکم سے پابند ہیں بیشک ان تمام چیزوں میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۱۲ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا

[illegible]

اَلْوَانُهٗ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝۱۳ وَهُوَ الَّذِيْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً

کر دیا ہے سمندر کو تاکہ کھاؤ تم اس سے گوشت تازہ اور نکالو اس سے زیور کہ تم

تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَ

پہنتے ہو جسے اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو (کہ) چیرتی ہوئی چلی جاتی ہیں سمندر میں اور تاکہ تلاش کرو تم اس کا فضل اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لعلكم تشكرون ۝١٤ وألقى في الأرض رواسي أن تميد بكم

[illegible] ہے تمہارے ساتھ

وأنهرا وسبلا لعلكم تهتدون ۝١٥ وعلمت وبالنجم هم

[illegible]

يهتدون ۝١٦ أفمن يخلق كمن لا يخلق أفلا تذكرون ۝١٧

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن مجید کی کم از کم اس آیت سے [illegible] کوئی تعلق نہیں۔ (تفسیر ماجدی)

[illegible]

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑱

اور اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم [illegible] نہیں [illegible] بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ⑲ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جن لوگ پکارتے ہیں

دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـــًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ⑳ اَمْوَاتٌ غَيْرُ

اللہ کے سوا وہ کسی کو پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں وہ مردہ ہیں

ع ۲

اَحْيَاۗءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ㉑ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

زندہ نہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے تمہارا معبود ایک معبود ہے

ف [illegible] اور [illegible] ان سب [illegible]
[illegible] پیدا [illegible]
عبادت میں [illegible]
[illegible] ہے۔

ف اللہ تعالیٰ کے [illegible]
[illegible]

اس کا شریک بنا لیا

ف [illegible]
پیدا [illegible]
[illegible]

[illegible] قرطبی

ف [illegible]
[illegible]
[illegible]

فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ

پس جو لوگ ایمان نہیں رکھتے آخرت پر ان کے دل منکر ہیں اور وہ

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ

مستکبر ہیں بے شک یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ

بے شک وہ پسند نہیں کرتا غرور و تکبر کرنے والوں کو اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا نازل فرمایا ہے

رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ

[illegible]

الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

قیامت کے دن اور ان لوگوں کے بوجھ بھی جنہیں وہ گمراہ کرتے رہے بغیر علم کے سنو! [illegible]

[illegible]

[illegible] وہ حق کو سمجھتے تو ہیں لیکن ان کا غرور ان کو اجازت نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے حلقہ بگوش ہو جائیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] انہیں ان کے غرور کے نشہ میں ہی مست چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ موت کا وقت آ جائے اور وہ ناشاد و نامراد ابدی عذابوں میں دھکیل دیئے جائیں۔

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت [illegible] اس امر کی تصدیق کے لیے ایام حج میں اپنے قاصد [illegible] ان کی ملاقات [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کرتے تو وہ کہتے [illegible]

[illegible]

يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ

اٹھا رہے ہیں وہ سب حق کے خلاف۔ مکر و فریب کیا لوگوں نے تھے جو ان سے پہلے تو آ پہنچا اللہ تعالیٰ ان کے عمارت کی جڑ بنیاد کی

الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ

عمارت جڑوں سے اکھڑ کر گر پڑی چھت ان پر ان کے اوپر سے اور آ گیا ان پر عذاب

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ

جہاں سے انہیں خیال و گمان بھی نہ تھا۔ اس کے بعد روز قیامت اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و رسوا کرے گا اور کہے گا

أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا

اور ان سے پوچھا کہاں ہیں وہ میرے شریک جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے۔ کہیں گے وہ لوگ جنہیں

الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ

علم دیا گیا ہے کہ بے شک آج ہر قسم کی رسوائی اور بربادی کافروں کے لیے ہے۔ وہ کافر کہ جن کی جانیں فرشتے

جھوٹ ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

ملہ ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی بڑا [illegible] کرنے کے لیے مکر و فریب کی تیاریاں کیں لیکن وہ خود ہی اپنے مکر و فریب کا شکار ہو گئے یہی انجام ان کا بھی ہونے والا ہے۔

ملہ اس دنیاوی بربادی کے علاوہ قیامت کے دن بھی ان کو ذلیل و رسوا ہونا پڑے گا۔ سارے انبیاء اور ان کی امتیں جمع ہوں گی۔ یہ غریب اور مسلمان جن کو آج یہ بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ عزت و راحت کی مسندوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان سب کے سامنے ان کو شرمسار کیا جائے گا۔

ملہ یہ لوگ جو آج نخوت و غرور کے پہاڑ بنے بیٹھے ہیں اور دوسرے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے پوری طرح کوشاں ہیں۔ ان کا [illegible] جب ملک الموت اپنی جماعت کے ساتھ [illegible] [illegible] اور کہیں گے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تمہاری [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ

قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کر رہے ہوتے ہیں، تب وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم تو کوئی برا کام نہیں کیا

سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ

کرتے تھے ۔ ان کو جواب دیا گیا نہیں نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کیا کرتے تھے ۔ پس داخل ہو جاؤ

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ

جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہو گے اس میں ۔ پس کتنا برا ٹھکانا ہے غرور و تکبر کرنے والوں کے لیے ۔ اور پوچھا گیا

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

ان سے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں کہ کیا اتارا ہے تمہارے رب نے؟ انہوں نے کہا سراسر خیر ۔ جنہوں نے اچھے کام کیے

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ

اس دنیا میں بھی ان کے لیے بھلائی ہے ۔ اور آخرت کا گھر تو ان کے لیے بہتر ہے اور کتنا عمدہ ہے

جان نکلتے وقت ہی انہیں بتا دیا جاتا ہے کہ تمہاری قبر جہنم کا گڑھا ہے جاؤ اس میں داخل ہو جاؤ۔

کہ لوگ دور دراز سے مختلف کاموں سے مکہ آتے تو پیغمبر کے حالات کی تحقیق کے لیے آنے والوں کی ملاقات اگر کسی کافر سے ہوتی تو وہ جو جواب دیتا اس کا ذکر سابقہ آیات میں گزر چکا ہے اور اگر خوش قسمتی سے ان کی ملاقات کسی مومن سے ہو جاتی اور وہ اس سے اس کتاب کے متعلق دریافت کرتے تو وہ ان کو جواب دیتا خیرا یعنی جو کلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے وہ تو سراپا خیر و برکت ہے جس میں دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی ہے۔

قالوا خیرا پر اس سوال کا جواب ختم ہو گیا اور للذین احسنوا سے نیا کلام شروع ہوا ہے یہ بھی جواب کا حصہ ہے یعنی یہ کتاب جو اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اس نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ جو لوگ اپنے عقائد اور اعمال کی اصلاح کر لیں گے ان کے لیے اس دنیوی زندگی میں بھی بہتری ہے۔ فتح و نصرت ان کے قدم چومے گی سب نیک نفس لوگ دل سے ان کی عزت و تکریم کریں گے اور جب وہ اطاعت الٰہی کو اپنا شعار بنا لیں گے تو ان پر مکاشفات، مشاہدات اور معارف کے دروازے کھول دیے جائیں گے یفتح اللہ علیہم ابواب المکاشفات والمشاهدات والمعارف (کبیر) اور قیامت کے دن ان کی جو عزت افزائی کی جائے گی اس کا تو ہم تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

الْمُتَّقِينَ ﴿٣٠﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

پرہیزگاروں کا گھر ۔ وہ ہمیشہ بسنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں

لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣١﴾ الَّذِيْنَ

ان کے لیے وہاں ہر وہ چیز ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے ۔ اسی طرح بدلہ دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو ۔ وہ متقی جن کی

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا

روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ پاک ہوتے ہیں اس وقت فرشتے کہتے ہیں آپ پر سلامتی ہو داخل ہو جاؤ

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

جنت میں ان نیک عملوں کے باعث جو تم کیا کرتے تھے ۔ یہ مشرک کس کے منتظر ہیں بجز اس کے کہ آجائیں ان کے پاس

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

فرشتے یا آجائے آپ کے رب کا حکم ۔ ایسی ہی روش اختیار کی تھی ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے ۔

شعه پہلے کفار اور مشرکین کی وحشت ناک موت کا ذکر کیا گیا تھا اب اہل ایمان و تقویٰ کی موت کا ذکر ہو رہا ہے یعنی جب فرشتے ان کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو انہیں [illegible] ہوگی [illegible] دنیا سے [illegible] اس لیے موت [illegible] وصل یار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

شعه فرشتے اس وقت انہیں سلام کہیں گے جب ملک الموت ان کے پاس آتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فرشتے اس کے استقبال کے لیے [illegible] رحمت کے پھول نثار کر رہے ہیں ۔

شعه یعنی روشن دلائل اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لا رہے کیا یہ اس بات کے منتظر ہیں کہ موت کا فرشتہ آ کر ان کی روح نکالے [illegible] [illegible]

نادان ہیں یہ لوگ جو اب بھی ہدایت کو قبول نہیں کرتے ۔

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور نہیں بے انصافی کی تھی ان پر اللہ نے بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر بے انصافی کیا کرتے تھے

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

پس آ لگیں انہیں سزائیں ان کے برے اعمال کی اور گھیر لیا انہیں اس عذاب نے جس کا وہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا

مذاق اڑایا کرتے تھے اور کہنے لگے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا کہ اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو نہ عبادت کرتے

مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ

اس کے سوا کسی اور چیز کی نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم حرام کرتے اس کے حکم کے بغیر

مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى

کسی چیز کو [illegible] ایسی ہی [illegible] کیا کرتے تھے جو ان سے پہلے ہو گزرے [illegible] تو کیا

[illegible]

الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا

[illegible] پہنچا دینا [illegible] اور تحقیق ہم نے بھیجا ہر امت میں ایک پیغمبر [illegible]

أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى

کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور دور رہو طاغوت سے سو ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جن کو ہدایت دی

اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ

اللہ نے اور ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن پر گمراہی مسلط ہو گئی پس سیر و سیاحت کرو زمین میں

[illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] طاغوت [illegible] شیطان [illegible]

[illegible] بت بھی ہو طاغوت کہلاتا ہے۔

[illegible]

فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾ إِنْ تَحْرِصْ عَلٰى

[illegible]

هُدٰىهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

[illegible]

نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ

[illegible]

يَّمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾

[illegible]

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ﴿٣٩﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ

کہ بلاشبہ وہی جھوٹے تھے ۔ ہمارا فرمان کسی چیز کے لیے جب ہم ارادہ کرتے ہیں اس کا (صرف) یہ ہے کہ

لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا

ہم اسے حکم دیتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اللہ کی راہ میں اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا

ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ

ظلم کیے گئے تو ہم ضرور ان کو دنیا میں بھی اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٤٢﴾

کاش یہ جان لیتے وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔

حیات کو وہ اپنے سبب سے وہ سراسر باطل تھا۔

۲۔ کہ وہ روز قیامت کے اس لیے منکر تھے کہ ان کے نزدیک ایسا ہونا ناممکن ہے انہیں بتایا گیا کہ قیامت برپا کرنے والا ان جیسا کوئی انسان نہیں ہے جس کا علم بھی محدود ہو اور قدرت بھی ناقص ہو بلکہ قیامت کا وقوع اس خداوند ذوالجلال کے حکم سے ہوگا جو ہر چیز پر قادر ہے اس کے کن کہنے کی دیر ہوتی ہے اور ہر چیز موجود ہو جاتی ہے۔ آیت میں شیئ سے مراد وہ چیز ہے جو موجود نہیں۔ [illegible]

۳۔ منکرین قیامت کے ذکر کے بعد مومنان باصفا کا ذکر ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو محض دین حق کے جرم کی پاداش میں قوم کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے یہاں تک کہ انہیں ان کے گھروں سے بھی نکال دیا گیا ہم ان کی اس قربانی کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ بلکہ اس دنیا میں بھی انہیں بہترین ٹھکانا دیں گے مدینہ طیبہ جیسی پاکیزہ بستی ان کا مسکن ہوگا فتح و نصرت ان پر سایہ فگن ہوگی یہی ظالم [illegible] ان کے سامنے پیش ہوں گے۔ [illegible] للہیت و ایثار اور جانفروشی [illegible] اس کے علاوہ آخرت میں ان کی جو عزت افزائیاں ہوں گی [illegible] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب مہاجرین کو ان کا سالانہ وظیفہ دیتے تو فرماتے خذ بارک اللہ لک فیہ هذا ما وعدک اللہ فی الدنیا وما ذخر لک فی الآخرة افضل ثم تلا هذه الآية یعنی یہ لو اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تم سے دنیا میں وعدہ کیا اور جو تمہیں آخرت میں دیا جائے گا وہ اس سے کہیں افضل ہے پھر آپ یہ آیت پڑھتے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے بھی مگر مردوں کو ۲۸ ہم وحی بھیجتے تھے ان کی طرف پس پوچھ لو [illegible]

الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٤٣ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

علم والوں سے اگر تم خود نہیں جانتے بھیجا تھا انھیں روشن دلیلوں اور صحیفوں کے ساتھ ۲۹ اور ہم نے اتارا آپ پر

الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝٤٤

یہ ذکر تاکہ آپ کھول کر بیان کریں لوگوں کے لیے وہ (احکام) جو نازل کیا گیا ہے ان کی طرف تاکہ وہ غور و فکر کریں ۳۰

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ

کیا بے خوف ہو گئے ہیں وہ لوگ جنھوں نے بُری سے بُری چالیں چلیں کہ دھنسا دے اللہ تعالیٰ انھیں زمین میں

۲۸ کفار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تسلیم نہیں کرتے تھے۔ وہ دلیل یہ پیش کیا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنا کر بھیجے اگر اسے کوئی رسول بھیجنا ہی تھا تو اس نے فرشتوں میں سے کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیج دیا ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بھلا اس میں تعجب کی کون سی بات ہے جب ہم انسانوں کی طرف رسول بھیجتے ہیں تو انھیں میں سے کسی مرد کو رسالت پر مامور کرتے ہیں۔ آپ سے پہلے بھی جتنے پیغمبر بھیجے وہ سب بشر ہی تھے [illegible] اگر تم اس مسئلہ کو نہیں جانتے تو [illegible] سے پوچھ لو [illegible] ہی پیغام [illegible] فرشتہ [illegible] میں [illegible] اہل علم کی طرف رجوع کرو۔

۲۹ بینات سے مراد معجزات ہیں جو انبیاء کو دیے گئے [illegible] زبر کا واحد زبور ہے جس کا معنی ہے کتاب۔

۳۰ اس آیت طیبہ سے واضح ہو گیا کہ ہمارے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرما کر اپنے رسول کو حکم دیا کہ اس کے معانی و مطالب بیان کریں۔ اس کے اجمال کی تفصیل اور [illegible] کی وضاحت کا منصب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تفویض فرمایا۔ اس لیے قرآن کریم کی جو تفسیر و تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہی صحیح ہے کسی دوسرے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی طرف سے کسی آیت کی ایسی تاویل کرے جو ارشاد رسالتمآب کے خلاف ہو [illegible]

أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ

یا آجائے ان پر عذاب ایسی جگہ سے جہاں ان کو خبر نہ ہو یا پکڑ لے ان کو

فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ

چلتے پھرتے [illegible] سو وہ نہیں ہیں عاجز کرنے والے یا پکڑ لے ان کو ڈراوے [illegible]

ان اللہ عزوجل [illegible]۔

ثلہ یہ کفار جو [illegible] اسلام کے خلاف [illegible] ہیں [illegible] حال کیوں [illegible] نہیں آتا [illegible] سرکشیوں [illegible] عذاب [illegible] کا [illegible] کہ [illegible] جب [illegible] تو انہیں [illegible] کیا [illegible] گے اور [illegible] رحمت [illegible] عذاب [illegible] حال میں ہوا پہنچے۔

کلہ تخوف کا ایک معنی تو یہ ہے کہ [illegible] ہو جاتا ہے۔ اس طرح [illegible] ایک بار [illegible] حضرت سعید بن مسیبؒ [illegible] حضرت عمرؓ [illegible] منبر پر تشریف فرما تھے [illegible] او یاخذہم علی تخوف کا کیا مطلب [illegible] ہماری لغت ہے [illegible] تخوف کا معنی التنقص ہے یعنی آہستہ آہستہ کسی چیز کو گھٹتے چلے جانا [illegible] شعر [illegible] ذکر کیا ہے

تخوف الرحل منها تامکا قردا ۔ کما تخوف عود النبعة السفن

کہ [illegible] جس طرح [illegible] لکڑی کو [illegible] کر دیتا ہے۔ یہ شعر سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا [illegible] جاہلیت کے اشعار [illegible] اس میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معانی ہیں۔ (قرطبی)

فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٤٧﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن

[illegible]

شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ

[illegible]

دَاخِرُونَ ﴿٤٨﴾ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ

یعنی ہر قسم کے جاندار اور فرشتے اور وہ غرور و تکبر نہیں کرتے۔ ڈرتے ہیں اپنے

رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَقَالَ

رب کی قدرت سے ف اور کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ

نے فرمایا ۔ نہ بناؤ دو خدا ف وہ تو صرف ایک ہی خدا ہے (اس نے فرمایا)

فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

پس فقط مجھ سے ہی ڈرا کرو اور اسی کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ف اور اسی کی تابعداری و اطاعت

وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ

لازمی ہے ف تو کیا اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو اور تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں وہ اللہ ہی کی دی ہوئی ہیں

ف علامہ قرطبی اس آیت کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ یخافون قدرۃ ربھم التی ھی فوق قدرتھم ففی الکلام حذف۔ یعنی وہ اپنے رب کی قدرت سے خائف ہیں جو ان کی قوت سے بالا و برتر ہے۔ اس کلام میں یخافون کا مضاف محذوف ہے۔ اس کا دوسرا مطلب ابھی یہ نکلتا ہے کہ یخافون عقاب ربھم وعذابہ۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب و عتاب سے ڈرتے ہیں جو اوپر سے نازل ہوتا ہے۔

ف دو معبود کی نفی سے تعدد کی ہی ممانعت ہے۔ یعنی وہ ایک ہی معبود ہے۔ اور جب دو نہیں ہو سکتے جو کثرت اور تعدد کا ادنیٰ درجہ ہے تو اس سے زیادہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ توحید ہی کے روشن دلائل سب کے سامنے ہیں۔ ان کے بعد کسی دوسرے کو خدا سمجھنا انتہائی حماقت ہے چہ جائیکہ سینکڑوں معبود گھڑ لیے جائیں اور ان کی پوجا کی جائے۔ متعدد خداؤں کا عقیدہ تو بہت سخت ہے۔

ف ہر چیز اسی کی مخلوق ہے اور اسی کی ملک ہے۔ اس کا شریک وہ ہو جس کو اس نے پیدا نہ کیا ہو اور اس کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہرانا اور اس کا مدمقابل ماننا تو بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔

ف دین سے مراد اطاعت و اخلاص ہے۔ واصب کا معنی ہمیشہ ہے۔ جب کوئی شخص کسی کام کو ہمیشہ پابندی سے کرے تو کہتے ہیں وصب الرجل علی الامر اذا واظب علیہ (قرطبی) معنی یہ ہے کہ اسی کی اطاعت کرنا ہر شخص پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لازم ہے۔

ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ

پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو [illegible] پھر جب [illegible] دور کر دیتا ہے تکلیف کو

عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا

[illegible]

آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ

[illegible]

نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿٥٦﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا

اور ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں سبحان اللہ ۵۶ اور اپنے لیے وہ جو ان کا جی چاہتا ہے اور جب

بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۸﴾

اطلاع دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدائش) کی تو (دن بھر) اس کا چہرہ سیاہ رہتا ہے ۵۷ اور وہ غم سے گھٹ رہا ہوتا ہے۔

يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ

چھپتا پھرتا ہے لوگوں کی نظروں سے اس بُری خبر کے باعث جو اسے دی گئی ہے (اب یہ سوچتا ہے کہ) کیا رکھے اسے

۵۶ خدا وند قدوس کے متعلق کفار کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ سبحانہ سے اس کی تردید کر دی کہ وہ اولاد سے پاک ہے۔ اولاد تو محتاجی کی علامت ہے اور وہ غنی ہے۔ لیکن ان کے اس عقیدہ کی قباحت کو ایک اور طرح سے بھی واضح کر دیا کہ اے مشرکو! تم اپنے لیے تو ایک بیٹی کا پیدا ہونا بھی پسند نہیں کرتے اور چاہتے ہو کہ بیٹے ہی بیٹے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے تم نے سب بیٹیاں ہی بیٹیاں رکھ دی ہیں۔ کیا حماقت ہے کتنی دھاندلی ہے۔

۵۷ کفار کی یہی حالت تھی جب ان کو اطلاع دی جاتی کہ بیٹی پیدا ہوئی ہے تو غم و غصہ سے نڈھال ہو جاتے۔ باپ کا چہرہ درد و غم سے سیاہ پڑ جاتا۔ عار اور شرم کے مارے وہ لوگوں کی نظروں سے چھپا چھپا پھرتا۔ [illegible] اگر زندہ رہنے دیا تو کل کوئی ایسا آدمی اس کا رشتہ طلب کرے گا جو [illegible] سے کمتر ہو [illegible] بچی کی عمر چند سال ہو جاتی تو باپ جنگل میں جا کر اس کے لیے ایک گڑھا کھودتا پھر گھر آتا اس کو نہلا دھلا کر اچھے کپڑے پہناتا، پھر وہ اسے جنگل کی طرف لے جاتا۔ اس گڑھے کے کنارے پر کھڑا کر کے [illegible] جب وہ جھکتی تو اسے دھکا دے کر گڑھے میں گرا دیتا۔ وہ معصوم [illegible] پکارتی رہتی اور وہ سنگدل اس پر مٹی ڈال کر دفن کر دیتا۔ اس ظلم [illegible] معصوم بچیوں کا گلا گھونٹ دیا جاتا [illegible] یہ اسلام کی برکت تھی اور حضور کی پاکیزہ تعلیم تھی جس نے عورت کو بلند مقام پر فائز کیا۔ بچیوں کے لیے والدین کے دل میں محبت، شفقت اور ہمدردی کے جذبات [illegible] کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے [illegible] جس آدمی کے ہاں بچیاں پیدا ہوں اور وہ ان کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرے تو وہ اس کے لیے عذاب جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔ حضرت انس [illegible] سے مروی ہے [illegible] جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح ہوں گے۔ یہ فرماتے ہوئے حضور نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے [illegible]

هُونٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾

ہی اپنے پاس رکھے ذلت کے ساتھ، یا گاڑ دے اسے مٹی میں تو سنو! برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کرتے ہیں [1]

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ

ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بری صفتیں ہیں [2] اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ صفات کا

الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ

مالک ہے [3] اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔ اور اگر پکڑنے لگتا اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کے باعث

مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ

تو نہ چھوڑتا زمین پر کسی جاندار کو [4] لیکن وہ مہلت دیتا ہے انہیں ایک مقررہ میعاد تک۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾

پس جب آ جاتی ہے ان کی مقررہ میعاد تو وہ ایک لمحہ نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

[illegible] جس کی ایک بچی پیدا ہوئی اور
اس کی تربیت کی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] آتش جہنم
سے بچنے کے لیے پردہ ہو گی۔ (قرطبی) [illegible] کیسی بری صفات ہیں۔

[2] ان کا مثل السوء یعنی بری صفت [illegible]
[illegible]
[illegible] کا اظہار کر رہے ہو۔

[3] اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اعلیٰ [illegible]
ذاتی [illegible] صفات کمال علم، قدرت، حکمت وغیرہ۔

[4] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ان کو ان کے گناہوں کی سزا
[illegible]
[illegible]

وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ أَنَّ

اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے لیے [illegible] بیٹیاں، [illegible] اور بیان کرتی ہیں ان کی زبانیں جھوٹ کہ

لَهُمُ الْحُسْنٰى ۖ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ﴿٦٢﴾ تَاللّٰهِ

[illegible] ان کے لیے بھلائی ہے [illegible] اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے لیے آگ ہے اور وہ [illegible] قسم بخدا

لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلٰى أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ

بے شک ہم نے رسول بھیجے [illegible] امتوں کی طرف آپ سے پہلے پس آراستہ کر دکھائے ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

پس وہی ان کا دوست ہے آج بھی اور ان کے لیے عذاب الیم ہے۔ اور نہیں اتاری ہم نے آپ پر

الْكِتٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً

یہ کتاب مگر اس لیے کہ آپ صاف صاف بیان کر دیں ان کے لیے وہ بات جس میں اختلاف کر رہے ہیں اور یہ کتاب ہدایت ہے اور

جب [illegible] مقررہ وقت آ جاتا ہے [illegible] پھر کسی قسم کی تاخیر کی گنجائش نہیں رہتی۔

۶۲ یعنی ان مشرکوں کے ڈھنگ بھی نرالے ہیں [illegible] اور [illegible] اپنے لیے [illegible] بیٹیاں اللہ تعالیٰ کے لیے [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] اور [illegible]

۶۳ وہ کہتے ہیں [illegible] قیامت [illegible] جنت [illegible] کے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جھوٹ [illegible] بے شک [illegible] اور [illegible] جنت [illegible] قتادہ کا قول [illegible]

اور اسی کے مطابق [illegible] ترجمہ کیا ہے۔

۶۴ دنیا میں [illegible] شیطان کے [illegible] قیامت کے دن [illegible] نہ ملے گی [illegible]

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ

[illegible] آسمان سے [illegible] پانی [illegible]

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾

[illegible]

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ

[illegible]

بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ

[illegible]

[illegible]

ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا

تمہیں [illegible] اور انگور کے پھلوں سے بناتے ہو اس سے بعض نشہ اور پاک رزق

حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰی رَبُّكَ

بیشک اس میں بھی ہماری قدرت کی نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں اور ڈالا آپ کے رب نے شہد کی

اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَ

مکھی کے دل میں یہ بات کہ بنا گھر ؎ پہاڑوں میں اپنے لیے اور درختوں کی شاخوں میں اور

ے [illegible] کے بعد [illegible] کا بیان [illegible] اس صورت میں [illegible] ہوگا۔

شہ سکر [illegible] شراب [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] کی حرمت سے پہلے [illegible] استعمال کیا کرتے تھے [illegible] اس لیے اس کا یہاں ذکر کیا گیا [illegible] حرمت [illegible] نازل ہوئی [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے احسانات کا ذکر فرما رہا ہے [illegible] کیا گیا ہے۔

ؔ کائنات کی بڑی بڑی چیزیں [illegible] چھوٹی چیزوں [illegible] شہد [illegible] مکھی [illegible]

مِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ

کی ہوئی [illegible] نکلتا ہے ان کے شکموں سے ایک شربت مختلف رنگت والا اس میں

شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾ وَاللَّهُ

شفا ہے لوگوں کے لیے بیشک اس میں [illegible] اور اللہ نے

خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ ۚ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ

پیدا کیا ہے تمہیں پھر [illegible] اور تم میں سے بعض ایسے ہیں [illegible] عمر کی طرف تاکہ

لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَاللَّهُ

وہ کچھ نہ جانے [illegible] علم کے بعد بیشک اللہ تعالیٰ [illegible] اور اللہ نے

فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا

[illegible] بعض پر دولت کے معاملے میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ

کی جو وہ دئیے ہوئے ہیں اپنی دولت غلاموں کو ان پر جو ان کے ملک میں ہیں تاکہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں تو کیا

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ کیسے اور اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے تمہارے لیے تمہاری جنس سے

اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّ

عورتیں اور بنا دیے تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے اور

والا غلاموں میں بانٹ دیا جائے اور وہ سب ساتھ ہو جائیں کہ مالک کا حق ہی ختم ہو جائے جب وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تو یہ کیسی نادانی اور بے انصافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار اپنے بتوں میں تقسیم کرتے پھرتے ہیں۔ ان کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے اور ان کو خدا مانتے ہیں اس کی عبادت کے ساتھ وہ بتوں کی بھی عبادت کرتے ہیں۔ وہ اتنا غور نہیں کرتے کہ جو بات وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کے لیے کیسے پسند کرتے ہیں۔ اگر یہ بات [illegible] ان غلطیوں کو چھوڑ دیں اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آئیں اس کی ذات اور اس کی صفات کمال میں کسی کو شریک نہ بنائیں یعنی لا الٰہ الا اللہ تعالیٰ کہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے نجات پا جاؤ گے۔

۳۲ یہ قوت، صحت، عقل و دانش اور دولت و ثروت سب اسی کی بخشی ہوئی نعمتیں ہیں۔ تم اس کی نعمتوں کا انکار کرو گے یا اس کا شکر ادا کرو گے۔ اگر تم ان سے بھی [illegible] شکر ادا کرو گے تو وہ ان ہی نعمتوں میں اضافہ کرے گا اور اگر تم [illegible] ناشکری کرتے رہو گے تو کل ان نعمتوں سے بھی محروم کر دیئے جاؤ گے۔

۳۳ دیکھئے یہ عبادت کی [illegible] جیسے ہم نے تمہیں [illegible] پیدا نہیں کیا [illegible] جس میں [illegible] بیٹے بھی ایک بنتے ہیں اور [illegible] کی ساتھی [illegible] بلکہ ہم نے تمہیں اس زندگی کا راستہ طے کرنے کے لیے ایک ساتھی بھی دیا (رفیقہ حیات) اور مزید کرم یہ ہوا کہ وہ تمہاری ہی جنس سے ہے تاکہ تمہاری [illegible] تمام جذبات و احساسات سب یکساں ہوں۔ اور تم ایک دوسرے کے لیے باعث مسرت و سکون بن سکو [illegible] تمہیں بیٹے اور پوتیاں بخشیں۔ اس طرح تمہارے [illegible] اور تمہاری نسل [illegible] تمہیں کھانے کے لیے [illegible] چیزیں بھی فراہم کیں۔ ان [illegible] اللہ کے [illegible] اور اس کا شکر اور احسان [illegible] آیت میں حفدة کا معنی ولد الولد یعنی پوتے پوتیاں [illegible] آیت کے آخر میں جو الفاظ ہیں۔ الباطل اور نعمة اللہ [illegible] شیطان سے [illegible]

رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ

روزی عطا فرمائی تمہیں پاکیزہ تو کیا وہ لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں

هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ۙ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ

کی ناشکری کرتے ہیں اور یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان معبودوں کی جو

لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـــًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ۚ

نہیں آسمانوں اور زمین سے رزق دینے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

پس مت بیان کیا کرو اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم

نعمۃ اللہ سے مراد حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے کلبی نے کہا ہے کہ باطل سے مراد حلت و حرمت کے احکام میں شیطان کی اطاعت کرنا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اپنے بتوں سے شفاعت کی توقع رکھنا اور ان کی برکت پر یقین رکھنا باطل ہے یعنی ما یحرم من تحریم الاصنام و حکمہا اور نعمۃ اللہ سے مراد ما احل اللہ لهم ہے جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال کی تھیں

لے یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی پوجا کیا کرتے تھے ان کے متعلق بتایا جا رہا ہے کہ اس پوجا کی آخر کوئی وجہ بھی تو ہو۔ نہ تو ان معبودوں نے تمہیں پیدا کیا ہے نہ یہ تو ان کے پیٹ بھرتے ہیں اور نہ وہ تم کو رزق دینے پر قادر ہیں۔ کیونکہ زمین و آسمان میں ان کی کوئی چیز بھی نہیں جس کے وہ مالک ہوں جب ان کا اپنا بھی کچھ نہیں تو وہ بیچارے کسی کو کیا دیں گے۔

لے ضرب المثل کا معنی ہے ایک حال کو دوسرے حال سے تشبیہ دینا یعنی تشبیہ حال بحال۔ یہاں منع کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے ساتھ تشبیہ دی جائے کیونکہ اس کی کوئی مثل ہے نہ کوئی شبیہ۔ ساری مخلوقات اس کی عبید ہیں۔ اس لیے خالق کو مخلوق سے تشبیہ دینا کمال کی گستاخی ہے۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کا پتہ ہے نہ اس کی صفات کا تمہیں علم ہے اور نہ تمہیں یہ خبر ہے کہ وہ کن کمالات سے موصوف ہے اور وہ کن عیوب سے منزہ ہے۔ تم اپنے [illegible] سے [illegible] ہے جب اس کی ذات و صفات کے بارے میں تمہاری لاعلمی کا یہ عالم ہے تو تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے لیے مثالیں دیتے رہو۔

لَا تَعْلَمُونَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى

نہیں جانتے ۔ بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال ایک بندہ ہے جو مملوک ہے وہ کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا

شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا

اور [illegible] رزق حسن پس وہ خرچ کرتا ہے اس سے

وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

پوشیدہ اور علانیہ [illegible] بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے

ف [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

[illegible] وکان فضل اللہ علیک عظیما [illegible] اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے۔

[illegible] من فی الارض [illegible]

[illegible] فی السموات والارض [illegible]

[illegible]

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى

اور بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال کہ دو آدمی ہیں ان میں سے ایک گونگا ہے کسی چیز کی قدرت نہیں

شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ

رکھتا اور وہ بوجھ ہے اپنے آقا پر جہاں کہیں وہ اس کو بھیجتا ہے تو وہ نہیں لاتا کوئی بھلائی

هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ

کے ساتھ کیا برابر ہو سکتا ہے یہ گونگا اور وہ شخص جو حکم دیتا ہے عدل کے ساتھ اور وہ راہ راست پر

ہر بہشت اقلیم را اول ست کردیتا میں عالم ملکوت مخفی نیست۔ (صراط مستقیم صفحہ ۵۰ مطبع مجتبائی)

ترجمہ ۔ راہ نبوت کے مبارک راستے سے ایک بیٹے کے قدم ہونے تک عطیہ نشریت ہدایت اور تکمیل راہ ولایت سب آپ کے واسطہ سے عطا ہوتے ہیں، بیر بادشاہوں کی سلطنت اور امراء کی امارت میں بھی آپ کی ہمت کو دخل ہے اور یہ حقیقت عالم ملکوت کے سیاحوں پر مخفی نہیں۔

دوسری جگہ اولیائے کاملین کے متعلق لکھتے ہیں: وہمچنیں اصحاب این مراتب عالیہ و ارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند۔ (صراط مستقیم صفحہ ۶۰ مطبع مجتبائی) یعنی یونہی ان عالی مرتبت اولیاء کرام کو عالم مثال و شہادت میں تصرف کرنے کا مطلق اذن عطا ہو چکا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ شفیع المذنبین واولیاء ملتہ الکاملین فی یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔ آمین۔

ف۹ مشرکین جو صرف عبادت میں اپنے بتوں کو بھی شریک بنا لیا کرتے تھے ان کی حماقت کو واضح کرنے کے لیے ایک اور مثال فرمائی۔ فرمایا ایک شخص ہے جو پیدائشی طور پر گونگا بھی ہے اور بہرہ بھی اسے کسی چیز پر کوئی اختیار بھی حاصل نہیں۔ وہ اپنے آقا پر صرف بوجھ ہے اور اتنا نکما ہے کہ جس کام کے لیے بھیجا جاتا ہے وہ بگاڑ کر آتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک اور شخص ہے جو عدل و انصاف قائم کرنے کے لیے سرگرم عمل ہے جس کا کوئی قدم راہ راست سے ادھر ادھر نہیں اٹھتا۔ اے مشرکو! تم ہی بتاؤ کیا یہ دونوں ایک جیسے ہیں۔ اگر یہ دونوں انسان ہوتے ہوئے ایک جیسے نہیں تو تمہارے اصنام اور ان جیسی مخلوق جن کو تم نے خدا بنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ کے ہم پلہ کیسے ہو سکتے ہیں کہ تم انہیں اللہ کا شریک بنا کر ان کی عبادت بھی کرو جو صرف اللہ کا حق ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا یہاں بھی کافر اور مومن کی مثال بیان کی گئی ہے۔ وقیل ہذا مثل للمؤمن والکافر فالابکم ھو الکافر ومن یامر بالعدل ھو المؤمن روی ذلک عن ابن عباس۔

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٦﴾ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا أَمْرُ

گامزن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے آسمانوں اور زمین کی [illegible]

السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ

[illegible] مگر جیسے آنکھ [illegible] یا اس سے بھی جلد بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٧٧﴾ وَاللَّهُ أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ

پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکالا ہے تمہاری ماؤں کے شکموں سے

لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا ۙ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۙ

[illegible] کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل [illegible]

سابقہ آیت میں بتوں کی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کی [illegible] اب اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کی دلیل پیش کی جا رہی ہے [illegible] کو جاننا اسی کے ساتھ مخصوص ہے۔ کوئی انسان اپنے حواس [illegible] یا اپنی عقل کے [illegible] عقل سے بالا [illegible] الغیب [illegible] بالعقل [illegible] غیب پر مطلع [illegible] [illegible] تعالیٰ [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] کے سوا [illegible] غیب [illegible] لکھتے ہیں۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص [illegible] اس پر کوئی نہیں ہو سکتا مگر [illegible] اللہ تعالیٰ خود آگاہ کرے۔

[illegible] اس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ قیامت برپا کرنا چاہے گا تو اس میں آسمان شمس و قمر پہاڑوں اور سمندروں کو درہم برہم کرنے کے لیے [illegible] سال یا مہینے درکار نہیں ہوں گے [illegible] آنکھ جھپکتے [illegible] بلکہ اس سے بھی کم وقت میں یہ سب کچھ [illegible] ہو جائے گا جس کے علم کا یہ حال ہے اور جس کی قدرت کا یہ عالم ہے وہی معبود برحق ہے۔

[illegible] اسی علیم و قدیر کی نوازش ہے کہ اس نے تم کو انسانی شکل میں پیدا فرمایا اور جب تم پیدا ہوئے تھے تو تمہاری [illegible] حال تھا کہ تم اپنی ماں کو بھی نہیں پہچان سکتے تھے [illegible] اسی حالت سے تمہیں [illegible] کان آنکھیں [illegible] دل بخشے [illegible] تاکہ تم اپنے [illegible]

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ

شکر ادا کرو کیا انہوں نے کبھی نہیں دیکھا پرندوں کی طرف [illegible] اور فرمانبرداری کر رہے ہیں

السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

فضاء آسمانی میں [illegible] بجز اللہ کے۔ بیشک اس میں [illegible] نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ

جو ایمان لاتے ہیں اور اللہ نے بنا دیا تمہارے لیے [illegible] گھروں کو [illegible]

لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ

تمہارے لیے چوپایوں کی کھالوں سے گھر [illegible] جنہیں تم ہلکا پھلکا پاتے ہو سفر کے دن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا

اور اقامت کے دن۔ اور ان کی [illegible] بھیڑوں کی [illegible] اونٹوں کی اون اور بکریوں کے بالوں سے

أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٨٠﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا

گھریلو سامان [illegible] کی چیزیں ایک مدت تک۔ اور اللہ تعالیٰ نے بنا دیے تمہارے لیے ان چیزوں سے جن کو

وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ

اس نے پیدا کیا سائے اور بنائیں تمہارے لیے پہاڑوں میں پناہ گاہیں اور اس نے بنائے تمہارے لیے ایسے لباس جو بچاتے ہیں

تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ

تمہیں گرمی سے اور ایسے لباس جو بچاتے ہیں تمہیں [illegible] وقت۔ اسی طرح وہ پورا فرماتا ہے اپنا احسان

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ

تم پر تاکہ تم سر اطاعت خم کر دو۔ (اے حبیب) اگر اس کے بعد بھی وہ منہ پھیر لیں تو آپ کا فرض [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ

تو تمہارے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے [illegible] یہ لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا

کافر ہیں اور قیامت کے دن ہم اٹھائیں گے ہر امت سے ایک گواہ پھر [illegible]

يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ

اجازت نہیں ہوگی ان کو جنہوں نے کفر کیا اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور جب دیکھیں گے وہ لوگ جنہوں نے

ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾

ظلم کیا عذاب آخرت کو تو ان سے نہ عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا

اور جب دیکھیں گے مشرک اپنے شریکوں کو تو کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہیں ہمارے شریک

[illegible] اے محبوب [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اگر [illegible] اعراض کریں [illegible] دین حق [illegible] نہ لائیں [illegible] اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان نہیں لاتے تو آپ پریشان نہیں ہوتے ہیں آپ کا فرض تو صرف پہنچا دینا ہے [illegible]

[illegible] ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے انہیں [illegible] ہیں آپ نے [illegible] احسانات [illegible] اور [illegible] میں [illegible] ہوتے ہیں۔

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اللہ [illegible] ہوں گے [illegible]

الا ماشاء [illegible] تیری توحید [illegible] تیرے [illegible] لیکن [illegible] دنیا میں [illegible] تو ان کی [illegible]

قبول نہیں کی جائے گی۔

[illegible] اس روز [illegible] کوشش کریں گے [illegible] یستعتبون [illegible] کا اصل

عتب ہے جس کا معنی [illegible] ناراضگی [illegible] جب کوئی شخص کسی [illegible]

اور جب کوئی شخص [illegible] ناراضگی [illegible] اور جب کوئی شخص [illegible] باعث ناراضگی ہے

الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ

جنہیں ہم پوجا کرتے تھے تیرے سوا ۱۶۳ تو وہ شریک انہیں جواب دیں گے بیشک تم

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۨالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ

جھوٹے ہو اور وہ پیش کریں گے اللہ کی طرف اس دن عاجزی اور گم ہو جائیں گے

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ

انہیں وہ بہتان جو وہ باندھا کرتے تھے جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو روکا راہ خدا کی

اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾

سے ہم نے بڑھا دیا اور عذاب اس کے اوپر عذاب بدلہ اس کا جو وہ فساد برپا کرتے تھے

ترکیب میں نصب۔ معنی اسم ہے اس کا معنی ہے رضا ڈھونڈنا۔ اگر کسی کی رضامندی کا طالب ہو تو کہتے ہیں استعتب [illegible] طلب [illegible] اور جب کسی کی خوشنودی کو طلب کرے اور اس سے خوش ہو جائے تو کہتے ہیں [illegible] [illegible] (المنجد)

۱۶۳ روزِ محشر مشرکین اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنے کے لیے سارا الزام اپنے معبودوں پر ڈالنے لگیں گے الٰہ العالمین یہ وہی ہیں جن کو ہم تیرا شریک بناتے تھے۔ [illegible] ہم تیری بارگاہ [illegible] اور [illegible] کریں گے کہ تو نے [illegible] اور [illegible] شریک [illegible] عبادت میں لگ گئے [illegible] انہیں کب کہا تھا کہ وہ تیری عبادت چھوڑ کر ہماری پوجا شروع کر دیں [illegible] (قرطبی)

یعنی اللہ تعالیٰ ان بے زبان [illegible] کو قوت گویائی [illegible] اس آیت [illegible] سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ [illegible] مستحق [illegible] کہ جن کو وہ شریک ٹھہرایا کرتے تھے اور [illegible] عبادت کیا کرتے تھے [illegible] عبادت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۱۶۵ انہیں دوہرا عذاب ہوگا ایک اپنی گمراہی کا اور دوسرا [illegible] ہدایت [illegible] ان کے گناہوں کا وبال بھی انہیں پر ہوگا

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ أَنفُسِهِمْ

اور وہ دن بڑا ہولناک ہوگا جب ہم اٹھائیں گے ہر امت سے ایک گواہ ان پر انھیں میں سے

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ

اور ہم لے آئیں گے آپ کو بطور گواہ ان سب پر [illegible] اور ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب

ف عبداللہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رو دیے [illegible] کی وجہ [illegible] حضور نے فرمایا [illegible] شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم [illegible] مطلب [illegible] [illegible] سے استغفار کرتا ہوں [illegible] پیش کیے جاتے ہیں [illegible] استغفار کرتا ہوں [illegible]

آیت [illegible] لیکن [illegible] کی جو تفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز نے فرمائی ہے وہ [illegible] آپ لکھتے ہیں [illegible] رسول [illegible] مطلع است [illegible] حقیقت ایمان [illegible] [illegible] اعمال نیک و بد [illegible] اخلاص و نفاق [illegible] (تفسیر عزیزی)

ترجمہ: [illegible] رسول [illegible] گواہی دیگا [illegible] اپنے [illegible] حقیقت کیا ہے [illegible] تمہارے گناہوں کو پہچانتے ہیں [illegible] اعمال [illegible] یہاں کرم [illegible] سورۃ البقرۃ کی آیت [illegible] کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

ف انسانی زندگی کے تمام گوشوں سے متعلق ہدایات قرآن مجید میں موجود ہیں عقائد عبادات سیاست معاشیات معاشرت اخلاق [illegible] اور جس کا تعلق [illegible] زندگی کے ساتھ ہے ان سب کو قرآن پاک نے بیان کر دیا ہے لیکن اس سے استفادہ [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] [illegible] حضرت عبداللہ بن مسعود [illegible] علامہ ابن کثیر [illegible] بیان کر دی گئی ہیں [illegible] حلال [illegible] حرام [illegible] قرآن [illegible] حضرت ابن مسعود [illegible] قرآن تمام علوم [illegible]

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾

اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا اور یہ سراسر ہدایت اور رحمت ہے اور یہ مژدہ ہے مسلمانوں کے لیے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى

بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے ہر معاملہ میں انصاف کرنے کا اور سب کے ساتھ بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کے ساتھ

ورچونکہ تمام ہدایت و دین کی طرف قرآن نے رہنمائی کی ہے اور ایسے ہی [illegible] حقائق ہیں جن کی محتاج ہیں سب [illegible] حضرت ابن مسعودؓ واشتمل القرآن على كل علم نافع من خبر ما سبق وعلم ما سيأتي وكل حلال وحرام وما الناس اليه محتاجون في امر دنياهم ودينهم ومعاشهم ومعادهم (تفسیر ابن کثیر) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ شعر بھی اس قول کی تائید کرتا ہے۔

جميع العلم في القرآن لكن ۔۔۔ تقاصر عنه افهام الرجال

قرآن پاک میں تو تمام علوم ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

شانِ نزول: یہ آیت جب نازل ہوئی تو اسلام کے بڑے شدید دشمن بھی [illegible] متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے [illegible] ہو گئے۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ حضور نے یہ آیت ولید بن مغیرہ کو پڑھ کر سنائی تو اس نے کہا یا ابن اخی اعد علی [illegible] پھر پڑھو [illegible] پھر پڑھ کر سنائی تو دشمنِ اسلام اور منکرِ قرآن یہ کہنے پر مجبور ہو گیا واللہ ان له لحلاوة وان عليه لطلاوة وان اعلاه لمثمر وان اسفله لمغدق وما هو بقول بشر۔ خدا کی قسم! اس میں بڑی شیرینی ہے اس کا ظاہر دلکش ہے [illegible] اور اس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہیں۔ کوئی بشر ایسا کلام نہیں کر سکتا۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں ان اجمع آية في القرآن لخير وشر هذه الآية یہ قرآن کی جامع ترین آیت ہے اس میں ہر وہ اچھی چیز جس پر عمل انسان کے لیے ضروری ہے اسی طرح ہر وہ بری چیز جس سے اجتناب ضروری ہے موجود ہے۔ یہی کتاب ہدایت [illegible] آج بھی جس کے متعلق اس کے [illegible] زندگی [illegible] ہے اس لیے اس میں بھی زیادہ سے زیادہ غور کرنا چاہیے۔ تاکہ اس کی [illegible] سے [illegible] مستفیض ہو سکیں۔ اس آیت میں تین چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تین چیزوں سے روکا گیا ہے۔ جن تین چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ عدل (۱)، احسان (۲) اور ایتاء ذی القربیٰ اور دوسری تین چیزیں الفحشاء، المنکر اور البغی ہیں۔ ان امور میں سے ہر ایک کے متعلق مختصر تشریح پیش ہے۔ حضرت سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں العدل ههنا استواء السريرة والعلانية [illegible] کہ یہاں عدل کا معنی یہ ہے کہ ظاہر و باطن دونوں یکساں ہوں اور احسان کا مطلب یہ ہے کہ باطن ظاہر سے بھی زیادہ پاکیزہ ہو۔ حضرت سیدنا علی کا ارشاد ہے العدل الانصاف والاحسان التفضل یعنی عدل انصاف ہے اور احسان فضل و کرم ہے۔ در حقیقت یہ ہے کہ کسی معاشرہ کا صحت مند بنیادوں پر قائم رہنا انہی دو چیزوں پر موقوف ہے کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو ہر ایک کو اس کا پورا حق دیا جائے اور [illegible] کے ساتھ شائستگی [illegible] لیکن اتنا ہی کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر [illegible] اپنے

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے اور سرکشی سے وہ نصیحت کرتا ہے تمہیں تاکہ تم

[illegible]

تَذَكَّرُونَ ۝٩٠ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا

نصیحت قبول کرو اور پورا کرو اللہ تعالیٰ کے عہد کو جب [illegible] عہد کرو اور مت توڑو

الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ

قسموں کو انہیں پختہ کرنے کے بعد [illegible] اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر [illegible]

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝٩١ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا

بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور مت ہو اس عورت کی طرح جس نے توڑ [illegible] اپنا سوت

ف۳ اس آیت میں دو چیزوں کی پابندی سے [illegible] ہے [illegible] جو [illegible]
اور ان معاہدات میں جو قسمیں [illegible] اگر کبھی [illegible] کی وجہ [illegible] اللہ تعالیٰ کو اپنے عہد یا
قسموں کا گواہ بنایا جاتا [illegible] کفیل کا معنی
گواہ ہے کفیلاً ای شاہداً [illegible] قرطبی میں [illegible] کا معنی [illegible]
اور بعض نے اس کا معنی نگہبان اور بعض نے ضامن بھی لیا ہے۔

ف۲ اسلام سے پہلے عرب میں قبائل کا یہ دستور تھا کہ ایک قبیلے سے دوستی کا معاہدہ کرتے [illegible] کسی
دوسرے قبیلے سے جو قوت اور دولت میں [illegible] پہلے قبیلے [illegible] کے ساتھ معاہدہ [illegible] پہلے
معاہدہ قبیلے کا دشمن ہی کیوں نہ ہو [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مسلمانوں کو [illegible] کہ
تم یہ روش ہرگز اختیار نہ کرنا [illegible]
اور دولت میں پہلے دوست قبیلے سے زیادہ ہے [illegible] معاہدہ کو [illegible] توڑ دیا جائے [illegible]
اس قبیلے سے کیا جائے [illegible]
[illegible]
اور اس عہد شکنی کر کے [illegible]
اس عورت کی سی [illegible]
[illegible]
لیکن [illegible]
کا معنی ہے [illegible]

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ

کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔ تم بناتے ہو اپنی قسموں کو ایک دوسرے کو فریب دینے کا ذریعہ تاکہ

تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِىَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ

ہو جائے ایک گروہ زیادہ فائدہ اٹھانے والا دوسرے گروہ سے صرف آزماتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ ان قسموں سے [۱۴۳] اور ضرور

لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

واضح کر دے گا تمہارے لیے قیامت کے روز ان باتوں کو جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ

لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ

تو بنا دیتا تمہیں ایک امت لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا

جسے چاہتا ہے [۱۴۴] اور ضرور تم سے باز پرس کی جائے گی ان عملوں سے جو تم کیا کرتے تھے اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو [۱۴۵] آپس میں

[۱۴۳] وعدوں کی پابندی سے تمہیں ایک بڑی آزمائش ہے ایفائے عہد کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ تمہیں آزماتا ہے وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد تم اسلام کے تقاضوں کا کس حد تک [illegible] اس کی عزت اور وقار کا کتنا خیال کرتے ہو۔

[۱۴۴] یعنی اللہ تعالیٰ [illegible] سے [illegible] لیکن [illegible] جو شخص [illegible] ہے وہی ہدایت [illegible] صراط مستقیم پر گامزن رہتا ہے۔

[۱۴۵] یہاں ایک بار پھر عہد شکنی کی مذمت اور دھوکہ بازی سے منع فرمایا جا رہا ہے عہد شکنی کی جو برائیاں اور جو برے اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کی [illegible] کی وجہ سے [illegible] کہ اگر تم عہد شکنی کرو گے تو [illegible] دوسرے [illegible] عہد شکنی کا [illegible] تمہاری اس عہد شکنی کا [illegible] اسلام سے بدظن ہو جائیں گے [illegible] اس کے علاوہ یہ بھی [illegible] معاملات اور معاہدات میں سنجیدگی کا اظہار نہیں [illegible] یہ ساری خرابیاں جو تمہاری عہد شکنی پر مرتب ہوں گی ان کے ذمہ دار ہو گے تم [illegible] قرآن کریم کی تعلیمات کتنی [illegible] معاہدات کی حرمت پر پابندی کا کتنا

أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا

[illegible]

السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۹۴﴾

[illegible]

وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ

[illegible]

خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا

[illegible]

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

ان اعمال کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔ جو کوئی نیک کام کرے [illegible] مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو

[illegible] یہ سوال مستقل ہے۔

[illegible]

جائیں گی۔

[illegible]

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

[illegible]

يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى

سے جو مردود ہے — یقیناً — اس کا زور نہیں چلتا — ان لوگوں پر جو — ایمان لاتے ہیں اور

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ

اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں — اس کا زور تو صرف ان پر چلتا ہے — جو اس کو دوست بناتے ہیں اس سے اور جو

هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ

اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں — اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

قرآن مجید شیطان کی فتنہ انگیزیوں سے محفوظ رہ سکو۔

۱۲۱؎ شیطان ان لوگوں پر قدرت اور غلبہ نہیں رکھتا جو سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل کیے رہتے ہیں اسباب اختیار کر کے اصل مقصود کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

۱۲۲؎ شیطان کا زور صرف ان لوگوں پر چلتا ہے جو اپنے فکر و عمل میں قرآن کریم کا مخالف ہے اسی کو اپنا امام و رہبر بنا لیتے ہیں جو اس کی باتوں کو مانتے ہیں اور اس کے اشارے پر رقص کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو شیطان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اس پر چلتے ہیں اور اس کے حکم کی بھی اطاعت کرتے ہیں۔

۱۲۳؎ یہ دو آیتیں قرآن کریم کے متعلق ہیں جو لوگ یہ اعتراض کرتے تھے کہ یہ کیسا کلام ہے جو یکبارگی نازل نہیں ہوتا بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا جاتا ہے کہ کبھی کچھ اور کبھی کچھ، تئیس سال کا طویل عرصہ اس کے نزول میں صرف ہوا اور اسلام کا اور دین کا احکام بتدریج بیان کیے گئے ہیں کہ ایک ہی مضمون مختلف مقامات پر بیان ہوا ہے کہ ایک جگہ اجمال اور دوسری جگہ تفصیل، مختلف سورتوں میں کسی مضمون کو مختلف پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ ایسی چیز کو ثابت کرنے کے لیے مختلف مقامات پر مختلف دلائل پیش کرنا قابل اعتراض نہیں جن مقامات کا مختلف ہونا اور مختلف انداز میں کبھی تفصیلاً اور کبھی اجمالاً ذکر کیا گیا ہے وہ سب سیاق و سباق سے سمجھے جاتے ہیں کہ اگر مقام تفصیل کی جگہ اجمال یا مقام اجمال کی جگہ تفصیل کی جاتی تو قطعاً موزوں نہ ہوتا۔

ایک صاحب نے اس آیت کا مفہوم یہ بتلایا ہے کہ قرآن کریم پر یہ اعتراض تھا کہ سابقہ کتب کی موجودگی میں کتاب کیوں نازل کی جا رہی ہے لیکن یہاں مراد آیت سے آیت کا بدلنا ہے نہ کہ کتاب کا کتاب سے بدلنا اور ان دونوں میں جو فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوٓا اِنَّمَآ اَنۡتَ مُفۡتَرٍؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۰۱﴾

جو وہ نازل فرماتا ہے ۔ یہ لوگ کہتے ہیں تم صرف گھڑ لاتے ہو ۱۲۱ بلکہ ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے

قُلۡ نَزَّلَهٗ رُوۡحُ الۡقُدُسِ مِنۡ رَّبِّكَ بِالۡحَـقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيۡنَ

کہو اسے اتارا ہے روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ ۱۲۲ تاکہ ثابت قدم رکھے انہیں جو

اٰمَنُوۡا وَهُدًى وَّبُشۡرٰى لِلۡمُسۡلِمِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّهُمۡ

ایمان لائے ہیں اور یہ ہدایت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے ۱۲۳ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ

يَقُوۡلُوۡنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ‌ؕ لِسَانُ الَّذِىۡ يُلۡحِدُوۡنَ اِلَيۡهِ

کہتے ہیں کہ اسے تو یہ قرآن ایک انسان سکھاتا ہے ۔ جبکہ اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ تعلیم قرآن کی نسبت کرتے ہیں

۱۲۱ یعنی احکام کی تبدیلی میں جو حکمتیں ہیں ان کو یہ لوگ جانتے نہیں اور اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ کفار کا مقصد تحقیق حق تو تھا ہی نہیں اس لیے اپنے قول کی صداقت اور عدم صداقت کے متعلق سوچنے کی زحمت گوارا کیے بغیر ان کے منہ میں جو آتا بنائے اعتراض بنا لیتے تھے ۔

۱۲۲ مطلب یہ ہے کہ [illegible] روح القدس [illegible] اور آپ کے پروردگار کے پاس سے [illegible] حق کے ساتھ [illegible] ہے جو کلام سراسر حق ہے جس میں باطل کی ذرا آمیزش نہیں ہوا اور اس کو لانے والا حامل کلام بھی [illegible] ایک مقدس فرشتہ ہے جو [illegible] ہے نہ وہ نسیان کا مریض ہو [illegible] نہ اس کی کوئی [illegible] جس کی وجہ سے [illegible] دیانت [illegible] کلام کو [illegible] ایک [illegible] کا کام ہی ہو سکتا ہے ۔

۱۲۳ [illegible] احکام کی تبدیلی میں جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں [illegible] ایمان کا [illegible] ہدایت [illegible] کتاب ہے [illegible] مسلمانوں کے لیے کتاب ہدایت ہے اور [illegible] ہیں اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں ان کے لیے تو یہ بشارت اور خوشخبری کا باعث ہے ۔

۱۲۴ [illegible] انسان [illegible] جب قرآن کریم کے متعلق کے تمام شبہات کا جواب دے دیا گیا اور [illegible] زبان کے [illegible] کوئی [illegible] سمجھنے میں [illegible] کوئی

اَعْجَمِیٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

عجمی ہے۔ اور یہ [illegible] صاف عربی زبان میں ہے بیشک جو لوگ ایمان نہیں رکھتے

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا

اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ان کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہی لوگ

یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ

تراشا کرتے ہیں جھوٹ جو ایمان نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ کی آیات پر اور یہی لوگ

جواب بنا رہے تھے بچوں جیسی باتیں۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ

جھوٹے ہیں [illegible] جس نے کفر کیا اللہ سے اپنے ایمان کے بعد [illegible]

اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ

کیا گیا اور اس کا دل مطمئن ہے [illegible]

شانِ نزول: یہ آیت حضرت عمار کے حق میں نازل ہوئی [illegible] یاسر [illegible] سمیہ [illegible] اور تکلیفیں پہنچائیں [illegible] یہاں تک کہ [illegible] شہید [illegible] پھر حضرت یاسر کو [illegible] حضرت عمار [illegible]

[illegible]

جس طرح [illegible]

حضرت [illegible]

[illegible]

حضرت [illegible]

صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۱۰۶)

[illegible]

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ

[illegible]

[illegible]

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو کافر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں مہر لگادی ہے اللہ تعالیٰ نے جن کے

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

دلوں، جن کے کانوں اور جن کی آنکھوں پر اور یہی لوگ اپنے مآل کار سے غافل ہیں۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

ضرور یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔ پھر بے شک آپ کے پروردگار کا معاملہ ان کے ساتھ

هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ

جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ آزمائشوں میں ڈالے گئے پھر جہاد بھی کیا اور مصائب میں صبر کیا یقیناً آپ کا رب

مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ

ان آزمائشوں کے بعد بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے جس دن آئے گا ہر نفس جھگڑا کرتا ہوا

۱۴ ع ۲۰

[illegible]

[illegible]

سعادت نصیب ہوئی ہو۔

عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

[illegible] اپنے متعلق [illegible] اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کیا ہوگا اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا

اور بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال ایک بستی کی جو امن اور چین سے آباد تھی آتا تھا اس کے پاس

رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا

اس کا رزق بکثرت ہر طرف سے [illegible] پس اس (بستی) کے باشندوں نے ناشکری کی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تو چکھایا

[illegible] یعنی اس روز ہر شخص کو اپنی ہی فکر ہوگی [illegible] عذاب الٰہی سے بچنے [illegible] اگر انکار جرم میں اپنی سلامتی محسوس کرے گا [illegible] اور کہے گا میں نے تو قطعاً کوئی گناہ کیا ہی نہیں میری ساری زندگی [illegible] اور عبادت میں بسر ہوئی ہے۔ جب فرشتے اس کی زندگی کا نامۂ اعمال پیش کریں گے [illegible] اس کے اپنے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضا [illegible] [illegible] [illegible] سزا بھی انصاف پر مبنی ہوگی۔

[illegible] جو حسن و کرم کا تقاضا ہے [illegible] کی شان کریمی کو یہی زیبا ہے۔

[illegible]

اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ

[illegible] بھوک اور خوف کا لباس [illegible] جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور آیا

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

ان کے پاس رسول انہی میں سے پس انہوں نے جھٹلایا اسے پس پکڑ لیا انہیں عذاب نے اس حال میں کہ وہ

ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ

ظلم کیا کرتے تھے۔ پس کھاؤ اس سے جو [illegible] تمہیں اللہ تعالیٰ نے حلال اور طیب۔ اور شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١١٤﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ

اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اس نے تو حرام کیا ہے تم پر صرف مردار اور

الدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر [illegible] غیر اللہ کا [illegible]

قال ابن عطية [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وباللہ التوفیق۔

[illegible]

الصحیح علی المذابح انہ یجب فیہ اذا اہل بہ لغیر اللہ الذبح۔ یعنی جب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس صورت وہ ذبیحہ جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے [illegible] سفیان ثوری، قرطبی، رازی اور دیگر مفسرین اسلاف نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

لیکن علماء متاخرین میں سے بعض لوگوں نے سلف اور فقہاء متقدمین کی متفقہ رائے سے اختلاف کیا اور اس آیت سے ایک یہ مفہوم [illegible] واضح ہو جاتی ہے اس آیت کا یہ معنی بیان [illegible] اللہ تعالیٰ کا نام لے کر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اہل کا معنی ذبح کرنا نہیں [illegible] کا معنی تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس آیت کا جو معنی مراد لیا ہے وہ تو صراحۃً خلاف آیت ہے، یہی ان کا استدلال ہے جو آپ نے پڑھا۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ تمام جانور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کے سوا کسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حرام ہو جائیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حالانکہ یہ نہیں، کیونکہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اگر کوئی مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو حلال ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نام سے مشہور ہو گئے جب ان کو تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو وہ سب کے لیے حلال ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کسی جانور کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کر دیا تو [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے وہ حرام نہیں ہو جاتی۔

پھر ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اہل کا لفظ ذبح کے معنی میں نہ حقیقۃً اور نہ مجازاً مستعمل ہوتا ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اہل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ اذا سمعتم الیہود والنصاری یہلون لغیر اللہ فلا تاکلوا واذا لم تسمعوہم فکلوا فان اللہ قد احل ذبائحہم وہو یعلم ما یقولون (روح البیان جلد اول ص ۲۲۲)

یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبیحہ مت کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبیحہ کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

آپ کے اس قول میں یہلون بمعنی یذبحون مستعمل ہے۔ اس لیے ان کا یہ کہنا کہ اہل کا لفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا صحیح نہیں۔ چنانچہ مفسرین نے بھی اہل کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن بعد ازاں یہ ذبح کرنے کے معنی میں یا ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ امام فخرالدین رازیؒ لغت کے امام اصمعی سے لفظ اہل کی تحقیق نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قال الاصمعی الاہلال اصلہ رفع الصوت فکل رافع صوتہ فہو مہل وہذا معنی الاہلال فی اللغۃ ثم قیل للمحرم مہل لرفعہ الصوت بالتلبیۃ عند الاحرام والذابح مہل لان العرب کانوا یسمون الاوثان عند الذبح ویرفعون اصواتہم بذکرہا

یعنی اصمعی نے کہا اہلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں تو ہر آواز بلند کرنے والا مہل کہلائے گا۔ پھر اہلال کا معنی کی وجہ سے محرم کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ احرام باندھتے وقت وہ بلند آواز سے تلبیہ لبیک اللہم لبیک الخ کہتا ہے اور ذبح کرنے والے کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ مشرکین عرب جانوروں کو ذبح کرتے وقت بلند آواز سے اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے

علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی کی مشہور آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ واصل الاہلال رفع الصوت وکل رافع صوتہ فہو مہل وکذلک قولہ عزوجل وما اہل لغیر اللہ بہ ہو ما ذبح للآلہۃ وذلک لان الذابح کان یسمیہا عند الذبح فذلک ہو الاہلال۔

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:۔

اصل الاہلال رفع الصوت حتی قیل لکل ذابح مہل وان لم یجہر بالتسمیۃ۔ اہلال کا لغوی معنی آواز بلند کرنا ہے۔ یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کو مہل کہا جانے لگا اگرچہ وہ بلند آواز سے تکبیر نہ بھی کہے علاوہ ازیں حضرت ابن عباس سے لفظ کا معنی ذبح نقل کیا ہے اور امام تفسیر مجاہد سے اہل کا معنی ما ذبح لغیر اللہ کیا ہے علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔ قال الربیع بن انس یعنی ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ والاہلال حتی قیل لکل ذابح مہل وان لم یجہر مہل

اور اختصار ان چند حوالوں پر اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ بے شمار حوالے پیش کیے جا سکتے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل بمعنی ذبح مستعمل ہوتا رہتا ہے۔ ان ان کا یہ مغالطہ واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ اہل ذبح کے معنی میں نہ لغتہ

استعمال ہوتا ہے ورنہ لغوی حقیقی و اصطلاحی معنی [illegible] ہے۔

میرانی صاحبان [illegible] کا یہ معنی بیان کیا کہ جو چیز غیر اللہ کے نام سے کسی جانور کو نامزد کر دیا گیا [illegible] یہ بھی درست نہیں کیونکہ علامہ نووی شارح صحیح مسلم نے حدیث شریف کے الفاظ لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کا یہ معنی کیا ہے اما الذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ یعنی جس نے خدا کے علاوہ کسی اور کے نام سے ذبح کیا جیسے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے فارسی ترجمہ قرآن میں اس آیت کا یہی معنی کیا ہے۔ و آنچہ ذکر کردہ شود نام غیر خدا بر وے وقت ذبح [illegible] کہ وقت ذبح پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے [illegible] یہ حضرات آپ کی [illegible] کی عبارت [illegible] ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آیت کا معنی وہی ہے جو علامہ ابوبکر جصاص نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے جو ابتدائی بحث میں نقل ہو چکا ہے۔

نیز بخاری اور مسلم کی [illegible] حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنی والدہ کے لیے جو کنواں کھدوایا تھا اس کا نام ہی بئر ام سعد رکھا گیا تھا یعنی سعد کی ماں کا کنواں۔ اگر کسی چیز پر صرف نام لے دینے سے کوئی چیز ناپاک ہو جاتی تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا۔ [illegible] اس سے [illegible] کسی کے [illegible] وحی [illegible] سے [illegible] حضرت [illegible] ثابت کی [illegible] ہے۔

کئی لوگ کسی ولی کے نام کا [illegible] کیا اس کی وجہ سے وہ حرام ہو جاتی ہے یا نہیں۔ [illegible] کے معنی [illegible] کے دو معنی ہیں۔ شرعی اور عرفی۔ شرعی عبادت [illegible] کسی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔ اسی لیے شرعی معنی میں نذر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی نذر ماننا شرک ہے۔ لیکن عرف عام میں نذر عبادت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتی۔ بلکہ ہدیہ کے معنی میں استعمال ہوتی ہے اور یہ شرک نہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے [illegible] یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ وہی عبارت آپ کی خدمت میں [illegible] جاتی ہے۔ امید ہے یہ گتھی بھی سلجھ جائے گی۔

لیکن حقیقت این امر آنست که هر ثواب طعام و اطعام و لباس [illegible] ارواح [illegible] مستحسن [illegible] و بشهادت احادیث صحیحہ ثابت است مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد [illegible] سعد ایں [illegible] آنست [illegible] ثواب [illegible] الصدقۃ الی [illegible]۔ [illegible] بنیت [illegible] اموات [illegible] صدقات [illegible] بشمار [illegible] و لہٰذا [illegible] مقصود [illegible] بعده نذر [illegible] اللہ [illegible] والملتبسہ لا [illegible] قریبۃ منتجۃ فی الشرع (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ دیوبند)

ترجمہ: اس مسئلہ کی حقیقت یہ ہے کہ [illegible] طعام وغیرہ کا ثواب [illegible] ارواح اموات [illegible] احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جیسے حضرت سعد [illegible] کنویں [illegible] صحیح [illegible] اس [illegible] کنواں [illegible] حاصل یہ ہے کہ [illegible] طعام وغیرہ کا ثواب [illegible] کرنا [illegible] جائز [illegible]

معروف ہے۔ اس کا مصرف تو اس ولی کے قریبی رشتہ دار، خدام درگاہ اور ہم مشرب لوگ ہوتے ہیں اور اس کا عام مصرف اس عمل کو تعیین کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ منکہ منقولوں کا خلاصہ بس یہی مقصد ہوا کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی نذر صحیح ہے اور اس کو پورا کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ ایسی طاعت ہے جو شرعاً معتبر ہے۔

حضرت حکیم الامت کی اس بیان اور وضاحت کے بعد کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا۔ اگرچہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں لیکن محض مزید اطمینان کے لیے ایک دو حوالے اور پیش خدمت ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں:

آں طعام و شیرینی کہ فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ خورانند جائز است مضائقہ نیست۔

یعنی اگر مالیدہ اور کھانا کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۵۰ مطبوعہ دیوبند)

اسی صفحہ پر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن جائز است واللہ اعلم۔

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس کا کھانا جائز ہے۔

حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و برآں فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک مے شود و خوردن بسیار خوب است۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۷۰ مطبوعہ دیوبند)

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ، قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

شاہ اسمٰعیل دہلوی کی یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے:

پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔ (صراط مستقیم ص ۵۵)

اب فاتحہ خوانی کا طریقہ بھی شاہ اسمٰعیل دہلوی کے الفاظ میں سن لیجیے:

اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز نشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسل ایں بزرگان نماید بنیاز تمام و زاری بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔ (صراط مستقیم ص ۱۱۱ [illegible])

یعنی پہلے طالب کو چاہیے کہ وضو کرے اور نماز کے طریقہ پر دو زانو ہو کر بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھے اور پھر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلے سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دو ضربی ذکر شروع کرے

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ

[illegible] ارادہ ہو اور نہ حد سے تجاوز مقصود ہو تو [illegible] بیشک اللہ [illegible] مہربان ہے اور جن چیزوں کے بارے میں تمہاری

اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ

زبانیں جھوٹا بیان کرتی ہیں ان کو یوں کہتے ہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے [illegible] اللہ پر جھوٹی تہمت لگا دو

البتہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام سے [illegible] ذبح کرے تو وہ [illegible] حرام ہو گا [illegible] اسی طرح اگر کسی شخص کے دل میں یہ [illegible] تقرب [illegible] ہی کے لیے [illegible] جان [illegible] تب بھی وہ جانور حرام ہو گا کیونکہ جان کا مالک وہ نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کسی کے لیے قربانی [illegible] حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی [illegible] سید احمد کبیر [illegible] آپ لکھتے ہیں :

[illegible] الى غير الله حرمت الذبيحة [illegible] اسم الله تعالى [illegible] التقرب الى [illegible] الذي يحصل [illegible] من اللحم [illegible] حلت بلا شبهة " (تفسیر عزیزی جلد اول [illegible])

یعنی اگر کسی جانور کا خون [illegible] تقرب حاصل ہو تو وہ [illegible] حرام ہو گا اور اگر [illegible] گوشت [illegible] بکری [illegible] حلال ہو گی۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کے نام [illegible] ذبح کرتے ہیں [illegible] تقرب [illegible] ثواب ہوتا ہے [illegible] اگر کوئی شخص ایسی حالت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ایمان [illegible] شرک و کفر کا [illegible] آسان [illegible] حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

[illegible] حلت و حرمت کے [illegible] حلال کر لیتے اور جسے چاہتے حرام کر دیتے اللہ تعالیٰ [illegible] حلال و حرام کرنے کا اختیار نہیں [illegible] جب اللہ تعالیٰ نے نہیں

الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۱۱۶﴾

جھوٹ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا

(ان کا) تھوڑا سا فائدہ اٹھانا ہے (اور آخرکار) ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور یہودیوں پر ہم نے

حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ

حرام کر دی تھیں وہ چیزیں جن کا ذکر ہم آپ سے پہلے کر چکے ہیں اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ

كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ

وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر بیشک آپ کا رب ان لوگوں کے لیے جنہوں نے عمل کیے برے

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ

نادانی سے پھر انہوں نے توبہ کر لی اس کے بعد اور اپنے آپ کو سنوار لیا بیشک آپ کا رب اس کے

بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱۹﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ

بعد یقیناً بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے بیشک ابراہیم ایک امت تھے اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے

حلال و حرام کرنے کا اختیار بھی نہیں [illegible] کیا ہے [illegible] چیزوں کی حلت و حرمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے [illegible] [illegible] کیا ہے اس کا سبب بیان [illegible] آیت میں الکذب [illegible] الکذب [illegible] ما مصدریہ ہے ہم نے ترجمہ اسی ترکیب کے مطابق کیا ہے۔

سورۃ الانعام میں ان کی تفصیل [illegible] چیزیں [illegible] حقیقت میں [illegible] سزا دی جائے۔

[illegible] ایک [illegible] معاشی [illegible] اور [illegible] جاتی ہے [illegible] [illegible] جا سکتا۔

[illegible] عرب میں امت کا لفظ متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے ان میں سے چند ایک معانی یہ ہیں [illegible]

حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَ

یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھے اور وہ نہ تھے مشرکوں سے۔ تھے وہ بہت شکر گزار اس کی نعمتوں کے۔ چن لیا تھا اسے اور

هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ

انہیں چلایا اور انہیں ہدایت فرمائی سیدھے راستہ کی طرف۔ اور ہم نے عطا فرمائی انہیں دنیا میں بھی ہر طرح کی بھلائی۔ اور وہ

فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ

آخرت میں یقیناً نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔ پھر ہم نے وحی بھیجی اے حبیب! آپ کی طرف کہ پیروی کیجئے ملت

اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ

ابراہیم کی جو یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔ صرف ان لوگوں پر ہفتہ کی پابندی

[illegible] امام اور پیشوا [illegible] صداقت [illegible] اور اس قوم کو بھی امت کہتے ہیں جس کی طرف کوئی رسول بھیجا گیا [illegible] کی ساری [illegible] تمام کمال کے [illegible] حضرت خلیل [illegible] خصوصیات [illegible] سکتا ہے۔ [illegible] آپ کی امامت و پیشوائی [illegible] آپ [illegible] [illegible] ایک [illegible] اللہ کا بندہ [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] آیتیں

اپنے خلیل کی جو توصیف و مدح و ثنا فرمائی ہے اسے پڑھ کر ہی عظمت خلیل کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۲۱ [illegible] ان کی [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] شرک سے [illegible] تھا۔

۱۲۲ [illegible] شکرگزار اور احسان شناس [illegible] ہے [illegible] کیا گیا ہے۔

۱۲۳ لفظ ملت کی تحقیق کرتے ہوئے صاحب تاج العروس لکھتے ہیں: وقال ابو اسحاق الملۃ فی اللغۃ السنۃ والطریقۃ

السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

علی | جنہوں نے اختلاف | کیا تھا | اس میں | اور بیشک آپ کا رب ضرور فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ

روز قیامت | ان امور کے متعلق جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے | (اے حبیب!) بلائیے (لوگوں کو) اپنے رب

رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ

کی راہ کی طرف حکمت سے | اور عمدہ نصیحت سے ۱۲۵ | اور ان سے بحث (و مناظرہ) اس طریقہ سے کیجئے جو

وفی الاعلام بعث احیاء السنة الطریقة السلوکة ... ملة ابراهیم علیه السلام خیر السنن۔

یعنی صحت عقائد، مکارم اخلاق، دعوت و ارشاد کا یکجا ہونا، دلائل کی پختگی، یقین کی پختگی اور مشرکین کے جور و ستم کے مقابلہ میں عزم و پامردی یہ وہ صفت ابراہیمی ہے جس کی پیروی کا حکم اس آیت میں دیا جا رہا ہے جو شخص تبلیغ و ارشاد کی وادی میں قدم رکھنا چاہتا ہے اسے اسوۂ ابراہیمی پر کاربند ہونا پڑتا ہے۔

۱۲۵؎ ایک داعی اور مبلغ تربیت یافتہ مبلغ ہی دعوت کے لیے اس دعوت کے دشمنوں سے بھی زیادہ مضر ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے پیش کیے ہوئے دلائل بودے اور کمزور ہوں گے اس کا انداز خطابت درشت اور معاندانہ ہوگا اگر اس کی تبلیغ خلوص و للہیت کے احساس سے محروم ہوگی تو وہ اپنے ساتھ لوگوں کو بھی دعوت سے متنفر کر دے گا۔ کیونکہ اسلام کی نشر و اشاعت کا انحصار تبلیغ اور فقط تبلیغ پر ہے۔ اس کو قبول کرنے کے لیے نہ کسی کو رشوت پیش کی جاتی ہے اور نہ جبر و اکراہ سے کام لیا جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے دلائل و براہین ہی ہیں جن کے پیچھے نہ کوئی مادی لالچ ہے نہ کوئی خوف و ہراس ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت اسلامی کے آداب کی تعلیم دی۔ اس آیت کا ایک ایک لفظ غور طلب ہے۔ دین اسلام کو سبیل ربک کے عنوان سے تعبیر کر کے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ یہ دعوت کسی سیاسی جتھہ بندی کے لیے، کسی معاشی گروہ سازی کے لیے نہیں دی جا رہی بلکہ اس راستہ کی طرف بلایا جا رہا ہے جو بندے کو اپنے مالک حقیقی کی طرف لے جاتا ہے جو دوری اور بیگانگی کے صحراؤں سے نکال کر قرب و لطف کی منزل تک پہنچانے والا ہے۔ اس جادۂ منزل کی طرف بلانے والے کو زیب دینے کے آداب بتائے جا رہے ہیں حکمت، موعظہ حسنہ اور بہترین انداز سے مجادلہ۔ ان تینوں چیزوں کے التزام کا حکم دیا کہ حکمت سے مراد وہ پختہ دلائل ہیں جو حق کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیں اور شک و شبہ کی تاریکیوں کو دور کر کے یقین کی قوت بخشتے ہوں۔

هو الدليل الموضح للحق المزيح للشبهات۔ موعظہ حسنہ اس پند و نصیحت کو کہتے ہیں جو خیر و فلاح کی یاد دلائے اس اسلوب سے

أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ

بڑا پسندیدہ [illegible] ہو۔ بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے جو بھٹک گیا اس کے راستے سے اور وہ خوب جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِينَ ۞ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ

ہدایت پانے والوں کو اور اگر تم (انہیں) سزا دینا چاہو تو انہیں سزا دو یعنی اس قدر جتنی تکلیف پہنچائی گئی ہے ۱۲۵

لگتے نہ پھسلوا ہی درہم برہم ہو جائیں۔ قال الخلیل الحطم [illegible] والحطمة [illegible] والفرد [illegible] استعمال یعنی حسینوں کی طرح جس سے دل کے تار نکل نہ جائیں۔ بلکہ تمہارا انداز خطاب ایسا ہونا چاہیے جس کے [illegible] دل کے [illegible] ادا کا [illegible] ہو جائے اور بحث و مناظرہ تک نوبت جا پہنچے تو تم بھی احسن طریقہ سے مناظرہ کرو۔ [illegible] تعصب اور تنگ دلی [illegible] مخالف کو [illegible] سمجھانے کی کوشش کرو۔ تمہارے پیش نظر احقاق حق کی سرگرمی ہو جب تک کوئی [illegible] اس میدان میں قدم [illegible] اس معیار پر پورا اترنے کے لیے علاوہ [illegible] کی [illegible] مکارم اخلاق اور محاسن خصائل سے [illegible] بھی ضروری ہے اور یہ نعمت کسی صاحب دل کی صحبت سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۱۴۶ یہاں اس حقیقت کا اظہار فرمایا جا رہا ہے کہ ایک داعی اور مبلغ کی ذمہ داری صرف اس قدر ہے کہ وہ [illegible] اور سچی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات سے سرشار ہو کر [illegible] کے لیے تبلیغ کرے۔ اگر کوئی قبول نہ کرے تو اس کے لیے افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب کچھ مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے قبول حق کی توفیق ارزانی فرما دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے محروم و نامراد کر دیتا ہے۔

۱۴۷ یہاں مکارم اخلاق کا درس دیا جا رہا ہے کہ اس [illegible] تمہارا دشمن تم پر دست درازی کرے اور تمہیں اذیت پہنچائے تو [illegible] سے انتقام لیا جائے [illegible] اختیار کیا جائے لیکن اگر تمہارا اخلاقی معیار بھی اتنا بلند نہیں [illegible] انتقام لینا ہی چاہتے ہو تو اس صورت میں جتنی زیادتی تم پر کی گئی ہے اس کا اتنا بدلہ لینے کی تمہیں اجازت ہے لیکن اس امر کی اجازت نہیں کہ تم جوش انتقام میں حد سے بڑھ جاؤ ورنہ پہلے وہ ظالم تھا اور اب تم ستم شعار [illegible] بن جاؤ گے۔ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کتنا جلیل القدر ہے۔ عن حذیفة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تکونوا إمعة تقولون إن أحسن الناس أحسنا وإن ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا أنفسکم إن أحسن الناس أن تحسنوا وإن أساءوا فلا تظلموا (ترمذی)

ترجمہ۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ [illegible]

وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا

[illegible]

بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝

[illegible]

[illegible] ضَیْق اور ضِیْق [illegible] فرق بتایا ہے [illegible]

[illegible] تبلیغ و اشاعت اسلام [illegible] رکھیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ بنی اسرائیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام : یہ سورۃ بنی اسرائیل کے علاوہ سبحٰن اور اسریٰ کے ناموں سے بھی موسوم ہے۔ اس میں بارہ رکوع ۱۱۱ آیات [illegible] کلمات اور [illegible] حروف ہیں۔

نزول : اس سورۃ کی پہلی آیت ہی بتا رہی ہے کہ اس کا نزول سفر معراج کے بعد ہوا۔ اور سفر معراج ہجرت سے ایک سال پہلے بعثت کے دسویں سال ہوئی۔

مضامین : دیگر مکی سورتوں کی طرح اس کا موضوع بھی اصلاح عقائد ہے۔ عام مضامین کے لحاظ سے اس سورت کو ان سورتوں سے گہری مناسبت ہے جو مکی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئیں۔

لیکن وہ چیزیں یہاں ایسی موجود ہیں جو دیگر سورتوں میں نظر نہیں آتیں۔ مثلاً اسراء کے ذکر کے بعد بنی اسرائیل کو خطاب فرمایا گیا ہے۔ ان کو ان کی گزشتہ زندگی سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان کی تاریخ کے نشیب و فراز اور ان کے عروج و زوال کی داستان کے اہم ابواب ان کے سامنے کھول کر رکھ دیئے گئے ہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ جب بھی انہیں سیاسی برتری اور معاشی خوشحالی بخشی گئی تو انہوں نے ہر بار سرکشی اور نافرمانی کی روش اختیار کی۔ جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کا رسول انہیں ان کی غلط روی پر متنبہ کرنے کے لیے تشریف لایا تو وہ بپھر گئے اور اسے اپنی عزت نفس کا سوال بنا کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

اے بنی اسرائیل! جب بھی تمہاری سرکشی انتہا کو پہنچی تو ہمارا عتاب کبھی بخت نصر کی شکل میں نمودار ہوا اور کبھی انٹی اوکس اور پومپی اور ٹیٹس رومی بادشاہوں کے روپ میں ظاہر ہوا اور انہوں نے تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ہیکل سلیمانی کو برباد کر دیا اور تمہیں غلامی کی ذلت کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ اب پھر تمہیں پیغمبر اسلام کی بعثت سے اصلاح احوال کا زریں موقع دیا جا رہا ہے۔ اگر تم پہلے اسی کی خونچکاں داستان کا اعادہ کرنا نہیں چاہتے تو اس نبی برحق پر ایمان لاؤ اور اس کا دین قبول کرو۔ اگر تم اپنی نافرمانی کی عادت سے باز نہ آئے تو ہمارا قانون مکافات پھر حرکت میں آ جائے گا۔

یہ آیات جو مکہ میں نازل ہوئیں جہاں بنی اسرائیل کی کوئی قابل ذکر آبادی نہ تھی ان میں بنی اسرائیل کو خطاب اور ان کو اصلاح احوال کی دعوت بتا رہی ہے کہ مستقبل قریب میں انہیں براہ راست قرآن کا مخاطب بنایا جانے والا ہے۔

نیز اس کے رکوع نمبر ۲، ۳ میں اس نظام حیات کی تفصیلات بیان کر دی گئی ہیں جو اسلام اقوام عالم کے سامنے پیش

کیا جاتا ہے اور دنیائے انسانیت میں جو کوئی انہیں پڑھتا ہے اس سے یہ بات صاف معلوم ہو رہی ہے کہ ظلمت کا دور ختم ہونے کے قریب ہے۔ شاندار مستقبل کا آغاز ہوا چاہتا ہے جبکہ اسلام ایک مستقل ریاست کی حیثیت سے نمودار ہوگا۔ چنانچہ ایک سال بعد جب محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی اور یثرب میں تشریف لا کر اسے مدینۃ الرسول ہونے کا شرف ارزانی فرمایا تو وہاں صرف اہل مکہ کے عقیدہ و شریعت ہی سے واسطہ نہ پڑا بلکہ یہودی وغیرہ اہل کتاب بھی مقابلہ میں آگئے۔ انہیں سمجھانے کے لیے ان آیات نے جو ارشادات فرمائے ان کا خیال بھی رکھا۔ نیز وہاں اسلام کی اپنی حکومت قائم ہونے والی تھی جس میں قرآن کے ضابطے جس نظام عمل اور نظام حیات پر عمل پیرا ہوگی

ویسے تو قرآن کی ہر آیت بلکہ اس سورۃ کی ہر آیت ہی یکتا و بے مثل ہے۔ اس لیے ہر آیت خصوصی توجہ کی مستحق ہے اور اپنے اپنے مقام پر ہیں۔ ضیاء القرآن کے قاری کی توجہ مبذول کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن سورۃ کے اس مختصر تعارف میں میں قرآن کا مطالعہ کرنے والے کی توجہ آیات ۷۶ تا ۸۰ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

ان آیات میں اسلام کے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کے شرف سے مشرف ہونے کے بعد یہود کے ایک چیلنج کا ذکر ہے۔ انہیں کہہ دیا گیا کہ آپ سچے نبی ہیں تو شام پہنچنے تک آپ کی کامیابی کا مطلب ہے۔ اگر تم سچے نبی ہو تو لاتخشی ... ہیں اس کی اولاد سے ہیں تو اپنی کرامت دکھائیں اور شام کے علاقے میں جہاں انبیاء ہی نہیں پہنچ پاؤں گا کہ حضرت ابراہیم سے ملت واحدہ کو ہم اعلان کر سکے گا۔ جلال کبریائی نے ان یہودیوں کے اس چیلنج کو قبول کیا تھا اور صاف صاف بتا دیا جاسکتا ہے۔ استطعت الایۃ نے نکل جانے ہی کا آپ کے لیے مدینہ چھوڑ دینے پر اختیار کر سکتے ہیں اختیار۔ کیا ضرورت ہے۔ اپنے ہاں سے حق کو ان اپنے ملک دام فریب اور بہلاوے ترغیب و ترہیب کی سیاست میں ... ہے تو ... میں ... لیکن جس امکان کو رسکی انہیں ولا "من لدنک سلطانا نصیرا" میرے ہرگز کارگر نہیں چل سکتا۔

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ہم کس زمرہ میں شامل ہیں۔ کیا ہم ... ہیں جو ابلیس کی اول ہی تحریک پر ڈگمگانے لگے ہیں اور اس کی ... کی وجہ سے ... اختیار ... کے شکار ہو جاتے ہیں۔ یا ان صادقین کے زمرہ میں شامل ہیں جو اس کی شورش و طغیان کے طوفانوں میں ... سینہ تان کر کھڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ حق پر ثابت قدمی سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس سورہ مبارکہ کا طرۂ امتیاز اس کی پہلی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندہ اور برگزیدہ رسول کے معراج کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی واقعہ کے ذکر کے باعث اس سورہ کو دوسری سورتوں کے مقابلہ میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس کی تفصیل آپ آیت کی تشریح کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

سُوۡرَۃُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مَکِّیَّۃٌ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اٰیَاتُہَا اِحۡدٰی عَشۡرَۃَ وَمِائَۃٌ رُکُوۡعَاتُہَا اثۡنَا عَشَرَ

سورۃ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں ۱۱۱ [illegible] اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے [illegible] آیتیں اور ۱۲ رکوع ہیں

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ

وہ ذات پاک ہے جو لے گئی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں [illegible] مسجد حرام سے

اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ

مسجد اقصیٰ تک بابرکت بنا دیا ہم نے جس کے گرد و نواح کو تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی نشانیاں [illegible] بے شک وہی

۱ اس آیہ کریمہ میں حضور سرور عالم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عظیم الشان معجزہ کو بیان کیا گیا ہے اس کے متعلق جتنی کوتاہ اندیشی اور کم حقیقت ناشناسی سے پہلے بھی [illegible] آج بھی [illegible] ہے [illegible] مقصد [illegible] معقول [illegible] سے اس [illegible] مستور [illegible] حقیقت [illegible] مستفید ہوں گے۔

جس روز حضور کی [illegible] اور [illegible] توحید [illegible] صداقت [illegible] بیشتر [illegible] اسلام کا سیلاب [illegible] لیکن اس تاریکی میں حضرت ابوطالب اور ام المومنین حضرت خدیجہ [illegible] حمایت [illegible] نبوت کے دسویں سال [illegible] وصال [illegible] ناقابل برداشت ہو چکی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] طائف تشریف لے گئے شاید وہاں کے لوگ اس دعوت توحید کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیں [illegible] ان حالات میں بظاہر [illegible] مایوسی کا اندھیرا [illegible] اپنی عظمت و کبریائی کی آیات بینات کا مشاہدہ کرانے کے لیے اپنے محبوب کو عالم بالا کی سیاحت کے لیے [illegible] حالات کی [illegible] ہو سکتا تھا

اس سفر میں حضور [illegible] ترتیب [illegible] جو مختلف احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیداری کی حالت میں کعبہ کے پاس حطیم میں آرام فرما رہے تھے کہ اسی حال میں حضرت جبرئیل حاضر ہوئے، [illegible] سینہ چاک کیا [illegible] پاک کیا گیا [illegible] حکمت [illegible] بہشت [illegible] سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا گیا جو براق کے نام سے موسوم ہے۔ جس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ جہاں نگاہ پڑتی تھی وہاں قدم رکھتا تھا۔ حضور اس پر سوار ہو کر بیت المقدس آئے اور [illegible] حلقے سے [illegible] سواریاں باندھی جاتی تھیں [illegible] مسجد اقصیٰ میں [illegible] انبیاء [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں سب نے نماز ادا کی۔ اس طرح [illegible] آسمان [illegible] حضرت ابراہیم ابوالانبیاء حضرت خلیل علیہ الصلوۃ والسلام سے ملاقات ہوئی حضرت خلیل نے مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح یعنی اے نیک نبی اور نیک فرزند [illegible] کلمات سے استقبال کیا [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے [illegible] اس طرح بیان کیا ہے [illegible] وہاں کیا ہوا [illegible] آپ کی [illegible] قرآن نے بتایا ہے کہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ علامہ سید سلیمان ندوی [illegible] ابوالعلاء [illegible] فاوحی الی عبدہ ما اوحی (سیرت النبی جلد ۳)

اسی مقام [illegible] پچاس [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] چنانچہ نمازوں کی تعداد پانچ کر دی گئی اور ثواب پچاس کا ہی رہا [illegible] رب العالمین [illegible] ابھی بستر [illegible] تھا۔

واقعہ معراج [illegible] آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ یہ [illegible] بڑی طویل ہے۔ اس [illegible] اسلام [illegible] کے خلاف [illegible] لیکن [illegible] اسلام [illegible]

وہ متاثر ہوئے بلکہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے بلا جھجک جواب دیا کہ اگر میرے آقا و مولا نے ایسا فرمایا ہے تو یقیناً سچ ہے۔ بلکہ ایمان کے نزدیک کسی واقعہ کی صحت و عدم صحت کا انحصار اس پر نہیں تھا کہ ان کی عقل اس بارے میں کیا رائے رکھتی ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بے پایاں کے سامنے کسی چیز کو ناممکن خیال نہیں کرتے تھے۔ ان کا یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے جس طرح چاہے کر سکتا ہے۔ عادت و معمول کے بنے ہوئے قواعد و ضوابط اس کی قدرت کی جولانیوں کو محدود نہیں کر سکتے اور جو اس واقعہ کی خبر دینے والا ہے وہ اتنا سچا ہے کہ اس کی صداقت کے متعلق شک و شبہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب اس نے بتا دیا جس کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ ایک رات میں اسے سیر کرایا گیا ہے جو علیٰ کل شیء قدیر ہے تو ہم امکان و عدم امکان کے چکر میں کیوں پڑیں۔ اس لیے جب شب اسریٰ کی صبح حرم کعبہ میں نبی برحق نے کفار مکہ کے مجمع میں اس شبانہ سیاحت کا ذکر کیا تو لوگ دو حصوں میں بٹ گئے بعض نے صاف انکار کر دیا اور بعض نے بلا چون و چرا تسلیم کر لیا۔ یہ اس سفر کا ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔

لیکن آج صورت حال قدرے مختلف ہے۔ ایک گروہ تو وہی منکرین کا ہے۔ دوسرا گروہ وہی مخلصین اہل ایمان کا ہے لیکن اب تیسرا گروہ بھی نمودار ہو گیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مغرب کی مادی برتری کے حلقہ بگوش ہیں اور دل سے اسلام سے بھی ان کا رشتہ ہے۔ وہ اسلام سے دستکش ہونے پر رضامند نہیں اور نہ اپنے مغربی سکالروں کی تحقیقات و نظریات رد کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔

یہ حضرات اس واقعہ کی ایسی ایسی تاویلیں کرتے ہیں کہ واقعہ کا نام تو رہ جاتا ہے لیکن اس کے سارے حسن و جمال پر پانی پھر جاتا ہے اور اس کی صورت کالعدم ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے اس طریقہ کار پر بڑے مطمئن نظر آتے ہیں۔ وہ دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام پر بڑا احسان فرمایا کہ ایک بہت بڑا اعتراض دور کر دیا۔ اس لیے ہم مختصراً چند گزارشیں کرتے ہیں ایسے لوگ ملاحظہ کریں اور تعصب کا چشمہ اتار کر ان سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو اٹھا سکیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ قدرت اور اس کی شان کبریائی پر ایمان رکھتے ہیں اور حضور فخر موجودات باعث تخلیق کائنات سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول مانتے ہیں ان کے لیے تو واقعہ معراج کی صداقت پر یہی آیت ایسی ہے جس کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اسی واقعہ پر اس آیت مجیدہ کی مختصر تشریح کی جاتی ہے۔ آیت کا آغاز "سبحان" کے کلمہ سے کیا گیا۔ یہ سَبَّحَ یُسَبِّحُ تَسْبِیحًا باب تفعیل کے مصدر کا علم ہے۔ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب و نقائص سے مبرا اور منزہ ہے۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔ "علم للتسبیح کعثمان للرجل وانتصابه بفعل مضمر متروک اظهاره تقدیره اسبح الله سبحان ثم نزل سبحان منزلة الفعل فسد مسده ودل على التنزيه البليغ من جميع القبائح التي يضيفها اليه اعداء الله۔"

یعنی تسبیح مصدر کا علم ہے جس طرح عثمان ایک شخص کا علم ہوتا ہے اور یہ فعل مضمر ہے جو اس کو نصب دیتا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام عیوب اور نقائص سے بالکل پاک اور منزہ ہے جن سے کفار اللہ تعالیٰ کو متہم کرتے تھے۔ علامہ آلوسی نے حضرت طلحہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد نقل کیا ہے جس میں اس معنی کی تائید ہوتی ہے

[illegible] استعمال [illegible] فعل [illegible] مصدر بمعنی [illegible] کل شیء [illegible] سبحان کے کلمہ سے یہ ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص کمزوری اور بے بسی سے پاک ہے۔ اس کے بعد دلیل کی صورت تھی کیونکہ کوئی دعویٰ دلیل کے بغیر قابل قبول نہیں ہوتا اس لئے بطور دلیل ارشاد فرمایا الذی اسریٰ بعبدہٖ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے محبوب بندے کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اتنا طویل سفر طے کرایا اور اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں اور آیات مقدسہ دکھائیں جو ذات اتنا طویل سفر اتنے قلیل وقت میں طے کرا سکتی ہے وہ کسی کی قدرت سے باہر اس کی عظمت بے پایاں ہے وہ بے بسی کی کمزوری سے داغدار ہو سکتی اور نہ بے بسی کا کوئی داغ اس میں [illegible] اللہ تعالیٰ نے یہی محسوسات کی دلیل کے طور پر فرمایا جو عقلی محال واقعہ نہیں ہو سکتا کوئی فرد اسم عظیم اجتماعی اور تحقیقی [illegible] واقعہ ہوگا۔ اس لیے واقعہ کا انکار باری اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ربوبیت کی ایک قوی دلیل کا مسئلہ ہے۔

اسریٰ: رات کو سیر کرانے کو کہتے ہیں لیلاً پر تنوین تقلیل کی ہے کہ یہ سفر رات کے قلیل وقت میں ہوا لیکن اس سفر میں ساری رات ختم نہیں ہوئی بلکہ رات کے ایک قلیل حصہ میں یہ سفر طے ہو گیا اور روایت سے ثابت ہے۔ اسریٰ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر عبدہٖ کے لفظ سے فرمایا گیا جس میں دو حکمتیں ملحوظ ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل عظمت شان اور قدرت کو دیکھ کر امت کہیں غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰ کو دیکھ کر مبتلا ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ صمدیت میں مقام قاب قوسین او ادنیٰ پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا بم اشرفک یا محمد میرے پیارے محمد! آج میں تجھے کس نسبت سے سرفراز کروں تو حضور نے جواب دیا مجھ کو [illegible] بنسبتی الیک بالعبودیۃ مجھے اپنا بندہ کہلانے کی نسبت سے مشرف فرما۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے وقت اسی لقب کا ذکر فرمایا جو اس کے محبوب نے پسند فرمایا تھا۔

لنریہ من آیاتنا: اس سے اس سیر کی غرض و غایت بیان فرما دی۔ یہ سفر یوں ہی نہیں کرایا بلکہ حضور کے جسم اور ماسوا [illegible] ملاحظہ کرائے گئے۔ زمین و آسمان عجائبات کائنات کے بے شمار گلشن ہستی کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت، عظمت، علم اور حکمت کے جتنے رشتے تھے سب بے نقاب کر کے پیش کر دیے۔

جناب [illegible] کا مذہب ہے کہ یہ واقعہ خواب کا ایک واقعہ ہے۔ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور پاکی کی دلیل کیونکر بن سکتا ہے۔ قرآن کا مدعا بالکل صاف ہے کہ یہ واقعہ خواب کا نہیں بلکہ عالم بیداری کا ہے۔ اس پر یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی دوسری آیت میں اس سفر کو رؤیا کہا گیا ہے اور رؤیا تو خواب ہی کو کہتے ہیں وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس۔ یہاں رؤیا کا لفظ ہے اس کا جواب [illegible] آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ [illegible] خواب آپ کو صرف اس لیے دکھایا تاکہ لوگوں کی آزمائش ہو جائے [illegible] کہ یہ خواب تھا تو پھر اس کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ اکثر مفسرین کی یہ رائے ہے کہ اس آیت کا تعلق واقعہ معراج سے ہے ہی نہیں بلکہ کسی اور خواب سے ہے

اور اگر اس پر بھی اصرار ہو کہ اس آیت میں معراج کا ہی ذکر ہے تو پھر حضرت ابن عباس کی تصریح کے بعد کوئی التباس نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا یہاں رؤیت سے مراد عالم بیداری میں آنکھوں سے دیکھنا ہے قال ابن عباس هي رؤيا عين اريها رسول الله صلى الله عليه وسلم علامہ ابن عربی اندلسی نے احکام القرآن میں حضرت ابن عباس کا یہ قول بھی نقل کیا ہے

ولو كانت رؤيا منام ما افتتن بها احد ولا انكرها فانه لا يستبعد احد من الناس ان يرى نفسه يخترق السموات ويجلس على الكرسي ويكلمه الرب (احكام القرآن)

یعنی اگر معراج عالم خواب کا واقعہ ہوتا تو کوئی اس سے فتنہ میں مبتلا نہ ہوتا اور نہ کوئی اس کا انکار کرتا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص خواب میں اپنے آپ کو دیکھے کہ وہ آسمان پر چڑھتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کرسی پر جا بیٹھا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے گفتگو فرمائی تو ایسے خواب کو کبھی مستبعد اور خلاف عقل قرار دے کر اس کا انکار نہیں کیا جاتا۔

بعض لوگ حضرت انس کی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ واقعہ معراج بیان کرنے کے بعد حضورؐ نے فرمایا ثم استيقظت وانا في المسجد الحرام پھر میں نیند سے بیدار ہوا اور اپنے آپ کو مسجد حرام میں پایا۔ اس روایت کے متعلق اس حدیث کے متن کی تصریح ملاحظہ فرمائیے جو کہ شبہ دور ہو جائے گا۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ حضرت انس سے شریک نے نقل کیے ہیں اور شریک ليس بالحافظ عند اهل الحديث (روح المعانی جلد ۱۵) کہ اہل حدیث کے نزدیک شریک حافظ حدیث نہیں ہے۔

دوسری روایت سنیے: ان هذه الالفاظ رواها شريك عن انس وكان قد تغير بآخره فيعول على روايات الجميع (احکام القرآن لابن عربی)

کہ یہ الفاظ حضرت انس سے صرف شریک نے روایت کیے ہیں جن کا حافظہ آخری عمر میں کمزور ہو گیا تھا۔ اس لیے ان کی حدیث کی بجائے اُن روایات پر بھروسہ کیا جائے گا جو باقی تمام راویوں نے بیان کی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضرت انس سے یہ حدیث شریک کے علاوہ دیگر ائمہ حدیث ابن شہاب، ثابت البنانی اور قتادہ نے بھی روایت کی ہے لیکن ان کی روایات میں یہ الفاظ نہیں

وهذا الحديث رواه عن انس جماعة من الحفاظ المتقنين والائمة المشهورين كابن شهاب وثابت البناني وقتادة فلم يأت احد منهم بما اتى به شريك (روح المعانی جلد ۱۵)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: وقوله في سياق شريك عن انس ثم استيقظت فاذا انا في الحجر معدود في غلطات شريك یعنی ان الفاظ کو شریک کی غلطیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی استشہاد کیا جاتا ہے کہ ان حضرات کا بھی یہی خیال تھا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے۔ لیکن محدثین پہلے تو اس قول کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے میں ہی مشکوک سمجھتے ہیں۔ اور اگر یہ روایت ثابت ہو بھی جائے تو ان کے قول پر جمہور صحابہ کے ارشادات کو ہی ترجیح دی جائے گی کیونکہ اس وقت حضرت صدیقہ تو بالکل کمسن بچی تھیں اور امیر معاویہ ابھی تک مشرف باسلام بھی نہ ہوئے تھے۔ نیز یہ ان صاحبان کی اپنی رائے ہے حضورؐ کا ارشاد نہیں۔ علامہ ابن حیان اس کے متعلق لکھتے ہیں:

[illegible]

اسی سلسلہ میں [illegible] کا بھی تعلق [illegible] ثابت کیا [illegible] [illegible] ان کا [illegible] ترتیب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

لیکن تناقض [illegible] ایک حدیث میں ہے کہ حضرت اس وقت [illegible] میں تھے دوسری میں ہے [illegible] میں تھے تیسری میں ہے کہ [illegible] میں تھے [illegible] ان روایات میں [illegible] [illegible] روایات میں [illegible] تضاد نہیں۔

تضاد کی ایک [illegible] ایک حدیث میں ہے [illegible] علیہ السلام کو پایا۔ دوسری حدیث میں [illegible] جب [illegible] علیہ السلام [illegible] کوئی تضاد ہے۔

[illegible] بعض روایات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اور اگر اس پر بھی اصرار ہو کہ اس آیت میں معراج کا ہی ذکر ہے تو پھر حضرت ابن عباس کی تصریح کے بعد کوئی التباس نہیں رہتا آپ نے فرمایا یہاں رؤیت سے مراد عالم بیداری میں آنکھوں سے دیکھنا ہے قال ابن عباس ھی رؤیا عین اریھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ علامہ ابن عربی اندلسی نے احکام القرآن میں حضرت ابن عباس کا یہ قول بھی نقل کیا ہے

ولو کانت رؤیا منام ما افتتن بھا احد ولا انکرہ فانہ لا یستبعد احد من الرؤیا ان یری نفسہ یخترق السموات ویجلس علی الکرسی ویکلمہ الرب (احکام القرآن)

یعنی اگر معراج عالم خواب کا واقعہ ہوتا تو کوئی اس سے فتنہ میں مبتلا نہ ہوتا اور کوئی اس کا انکار نہ کرتا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص خواب میں اپنے آپ کو دیکھے کہ وہ آسمانوں کو چیرتا ہوا اوپر جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کرسی پر جا بیٹھا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے گفتگو فرمائی تو ایسے خواب کو بھی مستبعد اور خلاف عقل قرار دے کر اس کا انکار نہیں کیا جاتا۔

بعض لوگ حضرت انس کی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ واقعہ معراج بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا ثم استیقظت وانا فی المسجد الحرام پھر میں بیدار ہوا اور اپنے آپ کو مسجد حرام میں پایا۔ اس روایت کے متعلق اہل حدیث کے ماہرین کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے خود بخود شبہ دور ہو جائے گا۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ حضرت انس سے شریک نے نقل کیے ہیں اور شریک لیس بالحافظ عند اھل الحدیث (روح المعانی جلد نمبر ۱۵) کہ اہل حدیث کے نزدیک شریک حافظ حدیث نہیں ہے۔

دوسری روایت دیکھیے: ان ھذا اللفظ رواہ شریک عن انس وکان قد تغیر بآخرہ فیعول علی روایات الجمیع (احکام القرآن لابن عربی)

کہ یہ الفاظ حضرت انس سے صرف شریک نے روایت کیے ہیں جن کا حافظہ آخری عمر میں کمزور ہو گیا تھا۔ اس لیے ان کی روایت کی بجائے ان روایات پر بھروسہ کیا جائے گا جو باقی تمام راویوں نے بیان کی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضرت انس سے یہ حدیث شریک کے علاوہ دیگر ائمہ حدیث ابن شہاب، ثابت البنانی اور قتادہ نے بھی روایت کی ہے لیکن ان کی روایات میں یہ الفاظ نہیں

وقد روی حدیث الاسراء عن انس جماعۃ من الحفاظ المتقنین والائمۃ المشھورین کابن شھاب وثابت البنانی وقتادۃ ولم یأت احد منھم بما اتی بہ شریک (روح المعانی جلد نمبر ۱۵)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: وقولہ فی حدیث شریک عن انس ثم استیقظت فاذا انا فی المسجد الحرام معدود فی غلطات شریک یعنی ان الفاظ کا شمار شریک کی غلطیوں میں ہوتا ہے۔ اس حدیث کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی استشہاد کیا جاتا ہے کہ ان حضرات کا بھی یہی خیال تھا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے۔ لیکن محدثین پہلے تو اس قول کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے میں ہی مشکوک سمجھتے ہیں۔ اور اگر روایت ثابت ہو بھی جائے تو ان کے قول پر جمہور صحابہ کے ارشادات کو ہی ترجیح دی جائے گی کیونکہ اس وقت حضرت صدیقہ تو بالکل کمسن بچی تھیں اور امیر معاویہ ابھی مشرف باسلام ہی نہ ہوئے تھے نیز یہ ان صاحبان کی ذاتی رائے ہے حضور کا ارشاد نہیں۔ علامہ ابو حیان اس کے متعلق لکھتے ہیں:

[illegible] عنه [illegible]

اس سلسلہ میں احادیث [illegible] کا بھی تعلق ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک حدیث [illegible]

[illegible]

تین متناقض و متضاد [illegible] ایک حدیث میں ہے کہ حضور اس وقت حطیم میں تھے۔ دوسری میں ہے کہ [illegible] تیسری میں ہے کہ [illegible] مسجد حرام میں تھے۔ ذرا غور فرمائیے کیا ان روایات میں تضاد نام کی کوئی چیز ہے حطیم اور حجر [illegible] بیت شریف کا حصہ تھی لیکن [illegible] کی وجہ سے [illegible] باہر چھوڑ دیا [illegible] تو ان روایات میں تضاد کہاں ہے۔

تضاد کی ایک دوسری مثال [illegible] معراج کے واقعات بیان کرتے ہوئے [illegible] ایک حدیث میں ہے [illegible] پھر مجھے چھٹے آسمان [illegible] موسیٰ علیہ السلام کو پایا۔ دوسری حدیث میں ہے [illegible] پھر مجھے چھٹے آسمان [illegible] آپ خود [illegible] کہ ان دونوں حدیثوں کے ان کلمات میں کیا تضاد ہے۔

[illegible] روایت [illegible] اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس کے متعلق علماء نے تصریح کی ہے [illegible] ہیں۔

اب ہم ان حضرات کے ارشادات کی طرف توجہ دیتے ہیں جو عقلی وجوہ سے معجزات کا اس لیے انکار کرتے ہیں کہ یہ خلاف عقل ہیں۔ ان لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ کائنات کا یہ نظام جس میں بے مثل ہم آہنگی اور وحدت ہے، بے مثل ترتیب اور یکسانیت اس امر پر شاہد عادل ہے کہ یہ نظام چند قوانین اور ضابطوں کے مطابق عمل پیرا ہے جنہیں قوانین فطرت (LAWS OF NATURE) کہا جاتا ہے اور فطرت کے قوانین اٹل ہیں۔ ان میں رد و بدل ممکن نہیں ورنہ کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اس لیے عقل معجزات کو تسلیم نہیں کرتی کیونکہ معجزہ بھی ایک عجوبہ ہے۔ اس لیے یہ بھی خلاف عقل ہے۔ اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ علماء اسلام نے معجزہ کی جو تعریف کی ہے وہ یہ نہیں کہ معجزہ وہ ہوتا ہے جو قوانین فطرت کے خلاف ہو اور نہ یہ قدرت سے برسر پیکار ہو بلکہ معجزہ کی تعریف یہ ہے: ذالک امر خارق للعادۃ مقرون بالتحدی یقصد به بیان صدق من ادعی انه رسول الله (المسامرۃ و [illegible] کتب العقائد) یعنی مدعی رسالت کی سچائی ثابت کرنے کے لیے کسی ایسے امر کا ظہور پذیر ہونا جو عادت کے خلاف ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ یہ تعریف نہیں کی گئی کہ معجزہ وہ ہے جو قانون فطرت اور اس قدرت کے خلاف ہو۔ ان لوگوں کا اعتراض تب قابل التفات ہوتا جب معجزہ اور اس قدرت کے خلاف معاملہ ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ معجزات قانون فطرت کے مطابق ہی رونما ہوئے ہوں لیکن ابھی تک وہ قانون فطرت ہمارے ادراک کی سرحد سے ماورا ہو۔ یہ دعویٰ کہ انسان فطرت کے تمام قوانین سے باخبر ہو چکا ہے اور ان کے تمام مسائل کا احاطہ کر لیا ہے انتہائی مضحکہ خیز اور غیر معقول ہے۔ آج تک کسی فلسفی یا سائنسدان نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا۔

پھر قوانین فطرت کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ اٹل اور غیر متغیر ہیں یہ بھی ناقابل تسلیم ہے۔ یہ خیال تب قابل تسلیم ہوتا جب ان قوانین کو ہر قسم کے نقص اور عیب سے مبرا سمجھ لیا جائے اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ اختیار کیا جائے کہ اس کائنات کی راحت اور آسائش کے لیے یہی بہترین قوانین ہیں جو بنائے جا سکتے ہیں لیکن اہل خرد کے نزدیک یہ خیال محل نظر ہے۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار نے معجزہ (MIRACLE) پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

IT IS AN UNWARRANTED [illegible] OPTIMISM WHICH FINDS THE COURSE OF NATURE SO WISE AND SO GOOD THAT ANY CHANGE IN IT MUST BE REGARDED AS INCREDIBLE ENCY BRI. V 15 P 586

یعنی یہ ایک غیر معقول تصور اور خوش فہمی ہے جو یہ خیال کرتی ہے کہ نظام فطرت کا استحکام اور بہتری ایسی ہے کہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی جائز نہیں۔ اس کے علاوہ یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ کیا آپ اللہ تعالیٰ کے وجود کو مانتے ہیں یا نہیں اگر آپ منکر ہیں تو آپ سے معجزات کے متعلق بحث عبث اور تضیع اوقات ہے پہلے آپ کو وجود خداوندی کا قائل کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد معجزہ کے اثبات کا مناسب وقت آئے گا اور اگر آپ وجود باری کے قائل ہیں لیکن آپ کا تصور یہ ہے کہ خدا اور فطرت (NATURE) ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا آپ خدا کو خالق کائنات تو مانتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کا اب اپنی پیدا کردہ دنیا میں کوئی عمل دخل نہیں اور وہ اس میں کسی طرح کا تصرف نہیں کر سکتا بلکہ وہ معطل ہو کر ایک بے بس تماشائی

کی طرح کائنات کے مطالعہ یا سائنس کے ذریعہ معلوم بھی نہیں کیا جا سکتا اور پرکھا نہیں جا سکتا تو پھر معجزہ کے انکار کی وجہ کیا ہو سکتی ہے لیکن اگر آپ ذات خداوندی کے قائل ہیں اور اسے مادی ذات کے علاوہ ساتھ ساتھ مطلق اور بااختیار بھی تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ کوئی چیز اس کے ارادہ کے بغیر جنبش تک نہیں کر سکتی تو پھر آپ کا ان قوانین فطرت کو غیر متغیر یقین کرنا اور اس بنا پر معجزات کا انکار کرنا ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عام معمول یہ ہے کہ وہ علت و معلول اور سبب و مسبب کے تسلسل کو قائم رکھتا ہے اور معجزہ کے وقت اس نے اپنی قدرت اور حکمت کے پیش نظر خلاف معمول اس تسلسل کو نظر انداز کر دیا ہے کیونکہ وہ ایک بااختیار ہستی ہے وہ جب چاہے اپنے معمول کو بدل دے ایک شخص کی سالہا سال کی عادت یہ ہے کہ وہ رات کو دس بجے سو جاتا ہے اور صبح پانچ بجے بیدار ہوتا ہے اگر کسی روز آپ اسے ساری رات جاگتے ہوئے دیکھیں تو آپ اس مشاہدہ کا انکار نہیں کر سکتے زیادہ سے زیادہ آپ یہی کہہ سکتے ہیں کہ آج خلاف معمول صاحب رات بھر جاگتے رہے۔ اسی طرح ان قوانین فطرت کو عادت خداوندی اور معمول الٰہی سمجھا جانا چاہیے اور کسی معجزہ کا خلاف معمول وقوع پذیر ہونا اس کے امکان و وقوع سے مانع نہیں ہو سکتا۔

THE LAWS OF NATURE MAY BE REGARDED AS HABITS OF THE DIVINE ACTIVITY, AND MIRACLES AS UNUSUAL ACTS WHICH, WHILE CONSISTENT WITH DIVINE CHARACTER, MARK A NEW STAGE IN THE FULFILMENT OF THE PURPOSE OF GOD. ENCY. BRI. V 15 P. 586

یعنی قوانین فطرت کو ہم عادات خداوندی کہہ سکتے ہیں۔ معجزات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کے پیش نظر خلاف عادت ایسا کیا ہے اور یہ تقاضا [illegible]

مغربی فلاسفہ میں سے ہیوم (DAVID HUME) نے معجزات پر بحث کی ہے اور بڑی شد و مد سے ان کا انکار کیا ہے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے جو طریقہ اس نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہمارا تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ عالم ایک مخصوص نہج اور معین انداز کے مطابق چل رہا ہے اور معجزات ہمارے تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف صادر ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر معجزہ کو ثابت کرنے کے لیے ہمارے پاس جو دلائل ہوں وہ تجربہ اور مشاہدہ کے دلائل سے بھی زیادہ مستحکم اور قوی نہ ہوں اس وقت تک ہم معجزہ کو تسلیم نہیں کر سکتے لیکن ثبوت معجزہ کے لیے ایسے قوی دلائل موجود نہیں اس لیے منطقی طور پر معجزہ کو تسلیم کرنے کے لیے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہم اسے تسلیم نہیں کر سکتے۔ مشہور عالم پیلی نے ہیوم کے اس طرز پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم اتنا تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں کہ معجزات تجربہ و مشاہدہ کے خلاف ہوتے ہیں لیکن تجربہ سے تمہاری مراد کیا ہے۔ کیا تم یہ کہتے ہو کہ معجزہ تمام تجربات کے خلاف ہوتا ہے تو آپ کے اس قاعدہ کلیہ کی کیا دلیل ہے پہلے آپ یہ تو ثابت کریں کہ آپ نے تمام تجربات کا مطالعہ کر لیا ہے۔ پھر آپ کو پتا چل سکتا ہے کہ معجزہ ان تمام تجربات کے خلاف ہے جب تک آپ اپنی دلیل کی صحت ثابت نہیں کر سکتے اس وقت تک آپ کی دلیل قابل قبول نہیں اور اگر آپ یہ کہیں کہ ہماری مراد وہ تجربات ہیں جو ہمارے علم میں ہیں یعنی معجزہ تجربات عامہ کے خلاف ہے تو پھر اس سے زیادہ سے زیادہ اتنا ہی ثابت ہوا کہ معجزہ عام تجربات اور

کلیات کے خلاف ہے تمام تجربات مشاہدات کے خلاف ہو تو وہ مصادرہ ہے۔ اور اگر مطلب ہے کہ یہ عام تجربہ کے مطابق نہیں تو یہ تجربات کی معمولی رسائی سے ابھی جدید ہو۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۱۵ ص ۵۸۶)

THIS PHRASE ITSELF (THAT MIRACLE IS CONTRARY TO EXPERIENCE) IS AS PALEY POINTED OUT AMBIGUOUS. IF IT MEANS ALL EXPERIENCE IT ASSUMES THE POINT TO BE PROVED, IF IT MEANS ONLY COMMON EXPERIENCE THEN IT SIMPLY ASSERTS THAT THE MIRACLE IS UNUSUAL A TRUISM (ENCY BRI V 15 P 586)

استاذ احمد امین مصری ہیوم کے فلسفہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہیوم نے اپنے ایک مقالہ OF MIRACLE میں معجزات پر بحث کی ہے اور بڑی کوشش سے ان کا بطلان ثابت کیا ہے۔ اس میں اس نے لکھا ہے چونکہ معجزات ہمارے تجربہ کے خلاف ہیں اس لیے ناقابل تسلیم ہیں۔ استاذ موصوف لکھتے ہیں کہ ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم ہیوم سے پوچھیں کہ آپ کے اپنے فلسفہ کی رو سے علت و معلول اور سبب و مسبب کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ہم بار بار مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ ایسا ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہم نے ایک چیز کو دوسری چیز کی علت قرار دے لیا حالانکہ حقیقت میں اس کا علت ہونا معلوم نہیں اور دوسری طرف تم معجزات کا انکار اس بنا پر کرتے ہو کہ یہ مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف ہے جب تمہارے نزدیک علیت اور معلولیت کا کوئی قانون ہی نہیں۔ ہر چیز بغیر حقیقی علت کے وقوع پذیر ہو رہی ہے اور کسی چیز کے ساتھ ربط نہیں تو پھر اگر معجزہ کا وقوع ہو جائے تو کیا تعلیل کے منافی ہے تو اس میں کیا قباحت ہوگی۔ پہلے کی طرح یہ چیز بھی معرض وجود میں آگئی۔ علت حقیقیہ کے بغیر وجود نہیں پایا اور یہ بھی بغیر علت کے ظاہر ہو گیا اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک کو تو تم تسلیم کرتے ہو اور دوسرے کے انکار میں تم اتنا غلو کرتے ہو کہ تمہیں اپنے فلسفہ کی بنیاد سے بھی دستبردار ہونا پڑ گیا ہے۔ (قصۃ الفلسفہ الحدیثہ جز اول ص ۲۴۵)

اور بعض صاحبان نے چپ چاپ یہ تسلیم کر لیا کہ ان واقعات کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ معجزات محض عقیدت مندوں کے جوش عقیدت کی کرشمہ سازی ہے۔ انہوں نے معمولی اور طبعی واقعات کو مبالغہ آمیزی سے اس طرح بیان کیا کہ انہیں خرق عادت بنا کر رکھ دیا۔ جو ان حضرات کی تحقیق و جستجو ہمارے زمانہ میں آ جائے تو ان کی زحمت برداشت کرنا چاہتے ہوں ان کے لیے سب سے آسان ترین یہی طریقہ تھا لیکن کیا یہ کسی مسئلہ کا حل ہے کیا اس سے کوئی عقدہ لاینحل حل ہو سکتا ہے۔ یہ امر غور طلب ہے۔

آخر میں میں ایک اہم مغالطہ کی طرف اشارہ کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں۔ معجزات کے منکرین میں جناب محترم سرسید مرحوم نے ایک مستقل قاعدہ لکھا ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ پہلے وہ اس وقت تک معجزہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ قانون قدرت کے خلاف نہ ہو کیونکہ اگر وہ کسی قانون قدرت کے مطابق ہوگا تو اس کا صدور نبی کے علاوہ کسی اور شخص سے بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے معجزہ کا خلاف قانون ہونا ضروری ہے۔ اور قوانین قدرت اٹل ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا رد و بدل کا رونما ہونا قطعاً باطل ہے۔ کیونکہ نصوص قرآنیہ میں بار بار یہ تصریح کی گئی ہے کہ قانون قدرت میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اس لیے ثابت ہوا کہ معجزہ کا

هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ① وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى

بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور بنایا ہم نے اس کتاب کو

وقوع باطل ہے۔

آپ نے سید محترم کا استدلال ملاحظہ فرمایا۔ انھوں نے معجزہ کی جو تعریف کی ہے اس کی رو سے معجزہ کا بطلان کیا ہے۔ حالانکہ ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ علمائے اسلام نے معجزہ کی یہ تعریف نہیں کی کہ وہ قوانین فطرت کے خلاف ہو۔ بلکہ معجزہ وہ ہے جو خارق عادت ہو۔ معجزات اور قوانین فطرت کے تصادم کا دعویٰ تو تب درست ہو سکتا جب کہ پہلے تمام قوانین فطرت اور سنن الٰہیہ کا احاطہ کر لینے کے دعوے کو کوئی ثابت کرے اور جب تک یہ ثابت نہ ہو اور یقیناً ثابت نہیں تو پھر معجزات کو سنن الٰہیہ کے خلاف قرار دینا سراسر لغو ہے۔

بہرحال جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اس کے قادر مطلق ہونے کو تسلیم کرتا ہے اور یہ مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے بس تماشائی کی طرح اس ہنگامہ خیر و شر کو دور سے کھڑا ہوا دیکھ نہیں رہا بلکہ اس کے علم، اس کی حکیمانہ تدبیر اور اس کے اذن سے نظام ہستی کو دوام ہے اسے عقلاً ایسے معجزات کے بارے میں شک نہیں ہونا چاہیے جو صحیح اور قابل وثوق دلائل سے ثابت ہو چکے ہیں۔

قرآن کریم میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم ترین معجزہ معراج کو ایسے صریح اسلوب سے بیان کیا گیا ہے اس میں تاویل کرنے کے بعد عقل سلیم کا مطمئن ہونا ناممکن ہے۔ یہ واقعہ جس طرح آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے بالکل سچا ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

سے واقعہ معراج کی اہمیت صرف اسی قدر نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے اور برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین و آسمان بلکہ ان سے بھی ماوراء اپنی قدرت و کبریائی کی آیات بینات کا مشاہدہ کرایا بلکہ اس میں امت مسلمہ کے لیے بھی ایک مژدہ ہے کہ شب غم اب سحر آشنا ہونے والی ہے۔ تمہارا آفتاب اقبال بھی طلوع ہوا چاہتا ہے۔ مشرق و مغرب میں تمہاری سلطنت کا ڈنکا بجے گا لیکن مسند اقتدار پر متمکن ہونے کے بعد اپنے پروردگار کو فراموش نہ کرنا۔ اس کی یاد اور اس کے ذکر میں غفلت سے کام نہ لینا اور اگر تم نے اس کی اطاعت سے دست کش ہو کر نافرمانی اور سرکشی کی راہ اختیار کی تو پھر ان کے ہولناک نتائج سے تمہیں دوچار ہونا پڑے گا۔ دیکھو تم سے پہلے بنی اسرائیل کو ہم نے فرعون کی غلامی اور ظلم و ستم سے نجات دی۔ بحر احمر کو ان کے لیے پایاب کیا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے جابر دشمن کو سمندر کی موجیں خس و خاشاک کی طرح بہا لے گئیں۔ لیکن جب انہیں عزت و وقار نصیب آیا تو وہ اپنے مالک حقیقی کے احکام سے سرتابی کرنے لگے اور اس کے احسانات کا شکر یاد کرنے کے بجائے انھوں نے نافرمانی اور ناشکر گزاری کو اپنا شعار بنا لیا تو ہم نے ان پر ایسے سنگدل دشمن مسلط کر دیے جنھوں نے ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور ان کے مقدس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اسی

لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝۲ ذُرِّیَّةَ مَنْ

باعث ہدایت بنی اسرائیل کے لیے کہ نہ ٹھہراؤ میرے سوا کسی کو کارساز ۔ اے ان لوگوں کی اولاد

حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳ وَقَضَیْنَآ اِلٰى بَنِیْٓ

جنہیں ہم نے سوار کیا نوح کے ساتھ کشتی میں، بے شک وہ بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا اور ہم نے صاف بتا دیا تھا بنی

اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ

اسرائیل کو کتاب میں کہ تم ضرور فساد برپا کرو گے زمین میں دو مرتبہ اور بڑا ہی اعلیٰ سے

حسب ربط آپ ہی کے لیے واقعہ معراج کے بعد بنی اسرائیل کا ذکر فرمایا۔

۲ کتاب سے مراد تورات ہے جس کے نازل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل اس کے احکام کی پابندی کریں اور اپنی زندگی کو اس شریعت کے سانچے میں ڈھال دیں جس کی تفصیل بیان اس کتاب مقدس میں کیا گیا ہے۔ ان تمام احکام سے اہم ترین حکم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین محکم رکھیں اور ہر معاملہ میں اسی کو اپنا کارساز یقین کریں۔ وکیل اس کارساز حقیقی کو کہتے ہیں جس کے سپرد اپنے تمام امور کیے جائیں۔ علامہ قرطبی اس کی شرح یوں کرتے ہیں "قال مجاهد شريكا وقيل الموكول اليه الامور" واضح رہے کہ اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تورات سارے جہان کے لیے صحیفہ ہدایت بنا کر نازل نہیں کی گئی تھی بلکہ صرف بنی اسرائیل کے لیے ایک محدود وقت تک اس میں سامان ہدایت تھا۔ عالمگیر ہدایت کا ذمہ قرآن ہی کو تفویض ہوا ہے۔

۳ یہاں ذریۃ حرف ندا کے محذوف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے سفینۂ نوح میں پناہ دی اور طوفان بلاخیز کی تباہ کاریوں سے بچایا۔ تم اس احسان عظیم کو فراموش نہ کرو۔ تم اس نوح علیہ السلام کی اولاد ہو جو ہر وقت اپنے مالک و رب کا شکر ادا کرتا رہتا تھا جس کا ایک سانس بھی اپنے رب کی شکر گزاری کے بغیر نہیں ہوتا۔ اس شکر گزار بندے کے فرزند ہو کر اگر تم اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرو تو بڑی شرم کی بات ہے۔

۴ حضرت نوح علیہ السلام کی اس صفت کا ذکر کرتے ہوئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا یہ معمول تھا کہ جب ایک لقمہ بھی منہ میں ڈالتے یا کوئی نیا کپڑا پہنتے تو دل اور زبان سے اپنے منعم حقیقی کا شکر ان الفاظ سے ادا کرتے الحمد للہ الذی اطعمنی ولو شاء اجاعنی، الحمد للہ الذی سقانی ولو شاء اظمانی، الحمد للہ الذی کسانی ولو شاء لاعرانی۔ یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور اگر وہ چاہتا تو مجھے بھوکا رکھتا۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے پانی پلایا اور اگر وہ چاہتا تو مجھے پیاسا رکھتا۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے کپڑا پہنایا۔ وہ اگر وہ چاہتا تو مجھے ننگا رکھتا۔

۴۔ علامہ قرطبی نے قضینا کا معنی اعلمنا و اخبرنا لکھا ہے یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ان عنایات بے پایاں کے باوجود تم آمادہ فتنہ و فساد ہو گے دنیا تمہارے مظالم سے چیخ اٹھے گی اور تم عقیدہ توحید سے بھی برگشتہ ہو جاؤ گے اس کی پاداش میں تمہیں ہولناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ ولتعلن علوا کبیرا میں لتعلن کی طرح لام قسم کے لیے ہے۔ تکبر، ظلم و فساد، سرکشی اور بغاوت تمام معانی اس جملہ میں آ گئے اراد التکبر والبغی والطغیان والاستطالۃ والعدوان (قرطبی)

انجیل میں اس قرآنی دعویٰ کے متعدد شواہد موجود ہیں جن میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام احکام شریعت کی تبلیغ اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اگر تم نے سرکشی کی تو تم پر سخت عذاب آئے گا۔

" اور میں تمہاری پرستش کے بلند مقاموں کو ڈھا دوں گا اور تمہاری سورج کی مورتوں کو کاٹ ڈالوں گا اور تمہاری لاشیں تمہارے شکستہ بتوں پر ڈال دوں گا اور میری روح کو تم سے نفرت ہو جائے گی اور میں تمہارے شہروں کو ویران کر ڈالوں گا اور تمہارے مقدسوں کو اجاڑ ڈالوں گا ...... اور میں تمہیں غیر قوموں میں پراگندہ کروں گا۔" (احبار باب ۲۶، آیات ۳۰، ۳۱، ۳۳)

اسی کتاب احبار کی چھتیسویں آیت میں ہے۔

• اور جو تم میں سے بچ جائیں گے اور اپنے دشمنوں کے ملکوں میں ہوں گے ان کے دلوں کے اندر میں بے ہمتی پیدا کروں گا۔ اور اڑتے ہوئے پتے کی آواز ان کو کھدیڑے گی۔" کتاب استثناء کے باب ۲۸ کی آیات ۴۹، ۵۰ ملاحظہ ہوں۔

• خداوند دور سے بلکہ زمین کے کنارے سے ایک قوم کو تجھ پر چڑھا لائے گا جیسے عقاب ٹوٹ کر آتا ہے۔ اس قوم کی زبان کو تو نہیں سمجھے گا۔ اس قوم کے لوگ ترش رو ہوں گے۔ جو بڈھوں کا لحاظ کریں گے نہ جوانوں پر ترس کھائیں گے۔" اسی کتاب کے باب ۳۱ آیت ۲۰ میں ان کے عنوان بغاوت کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔

" اس لیے کہ جب میں ان کو اس ملک میں جس کی قسم میں نے ان کے باپ دادا سے کھائی اور جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے پہنچا دوں گا اور وہ خوب کھا کھا کر موٹے ہو جائیں گے تب وہ اور معبودوں کی طرف پھر جائیں گے اور ان کی عبادت کریں گے اور مجھے حقیر جانیں گے اور میرے عہد کو توڑ ڈالیں گے۔" (کتاب استثناء باب ۳۱ آیت ۲۰)

موسیٰ علیہ السلام کے بعد جتنے انبیاء تشریف لائے انہوں نے بڑے اثر انگیز پیرایہ میں انہیں آنے والے عذاب سے ڈرایا۔ حضرت یسعیاہ کا صحیفہ اسی قسم کی تنبیہات سے لبریز ہے۔ حضرت یرمیاہ نبی کے لہجہ میں جو درد و سوز ہے، اپنی قوم پر آنے والی تباہی سے جس طرح وہ بے چین اور مضطرب ہیں اور آنسوؤں کا سیل رواں جس طرح ان کی آنکھوں سے جاری ہے۔ وہ اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ اس خوفناک ہولناک بربادی کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔ ان کی ارشادات کے باوجود جب قوم اسرائیل گمراہی سے باز نہ آئی تو بے ساختہ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد فلسطین کی قبائلی تقسیم

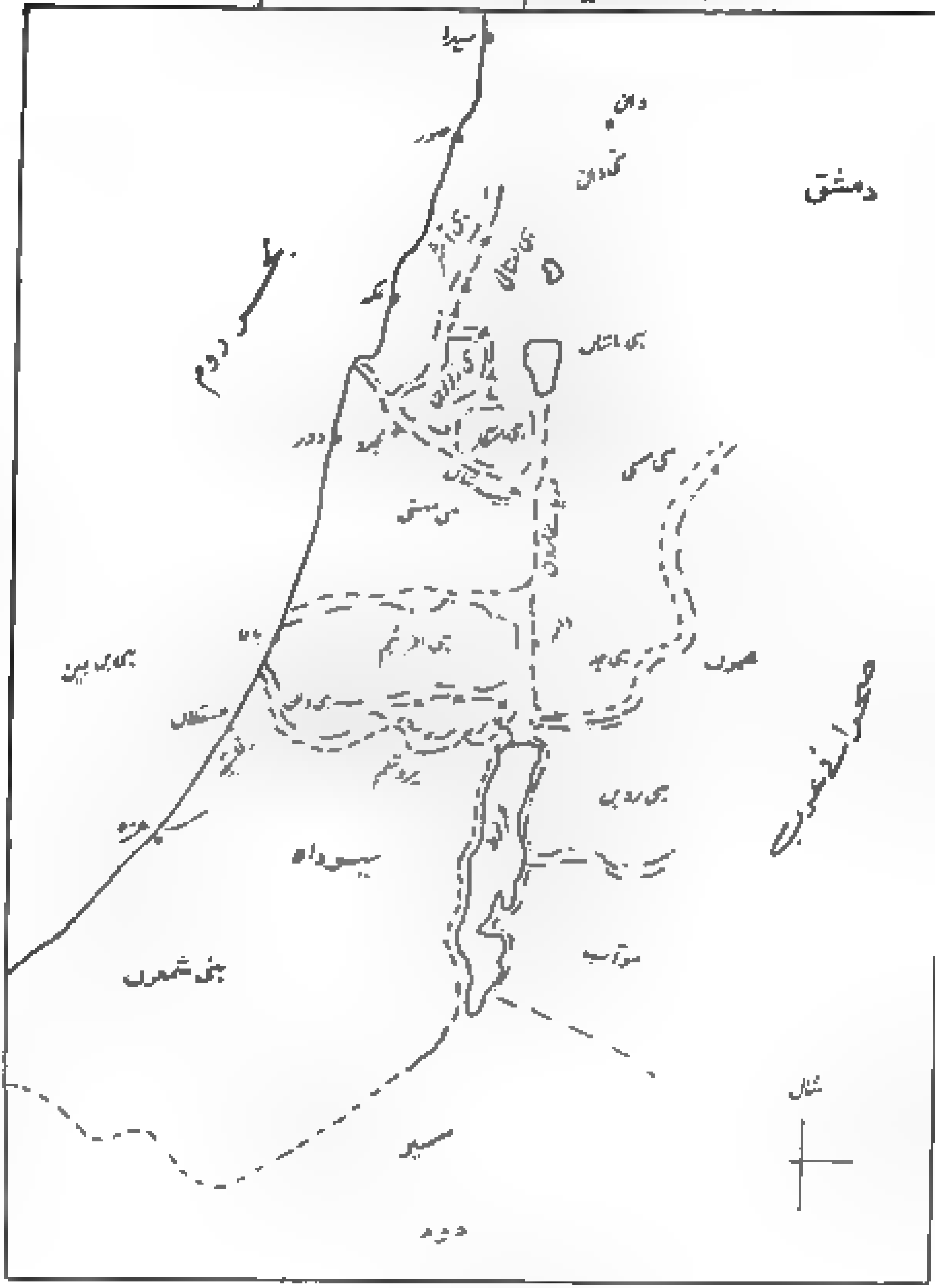
صیدا
دان
صور
دمشق
بحر روم
عکہ
بنی اشار
دور
بنی جد
بنی منسی
بنی افرایم
یافا
عمون
عسقلان
غزہ
یروشلم
بنی روبن
صحرائے عرب
موآب
بنی شمعون
شمال
مصر
ادوم

"خداوند فرماتا ہے پہاڑوں کی طرف اپنی آنکھیں اٹھا اور دیکھ کونسی جگہ ہے جہاں تو نے بدکاری نہیں کی۔ تو نے اپنی بدکاری اور شرارت سے زمین کو ناپاک کیا . . . . خداوند نے مجھ سے فرمایا کیا تو نے دیکھا برگشتہ اسرائیل نے کیا کیا ہے۔ وہ ہر ایک اونچے پہاڑ پر اور ہر ایک ہرے درخت کے نیچے گئی اور وہاں بدکاری کی اور اس کی بے وفا بہن یہودا نے یہ حال دیکھا۔ . . . وہ بھی خوف نہ کھا بلکہ اس نے بھی جا کر بدکاری کی اور ایسا ہوا کہ اس نے اپنی بدکاری کی برائی سے زمین کو ناپاک کیا اور پتھر اور لکڑی کے ساتھ زناکاری کی۔ (کتاب یرمیاہ باب ۳۔ آیت ۲، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰)

اسی کتاب کا باب ۴ آیت ۱۳ ملاحظہ ہو۔

"دیکھو وہ گھٹا کی طرح چڑھ آئے گا۔ اس کے رتھ گردباد کی مانند اور اس کے گھوڑے عقابوں سے تیز تر ہیں۔ ہم پر افسوس کہ ہم غارت ہو گئے۔"

باب ۵ کی مندرجہ ذیل آیات بھی مطالعہ فرمائیے۔

"میں تجھے کیونکر معاف کروں۔ تیرے فرزندوں نے مجھ کو چھوڑا اور ان کی قسم کھائی جو خدا نہیں ہیں۔ جب میں نے ان کو سیر کیا تو انہوں نے بدکاری کی اور پرے باندھ کر قحبہ خانوں میں اکٹھے ہوئے۔ وہ پیٹ بھرے گھوڑوں کی مانند ہو گئے۔ ہر ایک صبح کے وقت اپنے پڑوسی کی بیوی پر ہنہنانے لگا۔ خداوند فرماتا ہے کیا میں ان باتوں کے لیے سزا نہ دوں گا اور کیا میری روح ایسی قوم سے انتقام نہ لے گی؟" (آیات ۷، ۸، ۹)

"اے اسرائیل کے گھرانے دیکھ میں ایک قوم کو دور سے تجھ پر چڑھا لاؤں گا۔ خداوند فرماتا ہے، وہ زبردست قوم ہے۔ وہ قدیم قوم ہے۔ وہ ایسی قوم ہے جس کی زبان تو نہیں جانتا اور ان کی بات کو تو نہیں سمجھتا۔ ان کے ترکش کھلی قبریں ہیں۔ وہ سب بہادر مرد ہیں۔" (آیات ۱۵، ۱۶)

"کیونکہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ درخت کاٹ ڈالو اور یروشلم کے مقابل دمدمہ باندھو۔ یہ شہر سزا کا سزاوار ہے۔ اس میں ظلم ہی ظلم ہے۔ جس طرح پانی چشمہ سے پھوٹ نکلتا ہے اسی طرح شرارت اس سے جاری ہے۔ ظلم و ستم کی صدا اس میں سنی جاتی ہے۔ ہر دم میرے سامنے دکھ درد اور زخم ہیں۔ اے یروشلم تربیت پذیر ہو تا نہ ہو کہ میرا دل تجھ سے ہٹ جائے۔ نہ ہو کہ میں تجھے ویران اور غیر آباد زمین بنا دوں۔" (باب ۶۔ آیات ۶، ۷، ۸)

"خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ شمالی ملک سے ایک گروہ آتا ہے اور انتہائے زمین سے ایک بڑی قوم برانگیختہ کی جائے گی۔ وہ تیرانداز، نیزہ باز ہیں۔ وہ سنگدل اور بے رحم ہیں۔ ان کے نعروں کی صدا سمندر کی سی ہے۔" (آیات ۲۲، ۲۳)

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرور وقت کے ساتھ بنی اسرائیل نے شریعت موسوی سے اپنا رشتہ بالکل منقطع کر لیا تھا۔ احکام الٰہی کی پابندی، اخلاق کی بلندی، معاملات میں دیانت و صداقت جس کی تعلیم حضرت کلیم نے انہیں دی تھی اور سب سے بڑھ کر عقیدۂ توحید جو حضرت موسیٰ کی بعثت کا مقصد اولین تھا۔ ان تمام امور کو انہوں نے یکسر فراموش کر دیا تھا۔ ایک توحید پرست قوم کا، ایک صاحب کتاب رسول کی امت کا اتنی بلندی سے اتنی پستی میں گرنے کا سبب معلوم

سلطنت اسرائیل اور یہودا

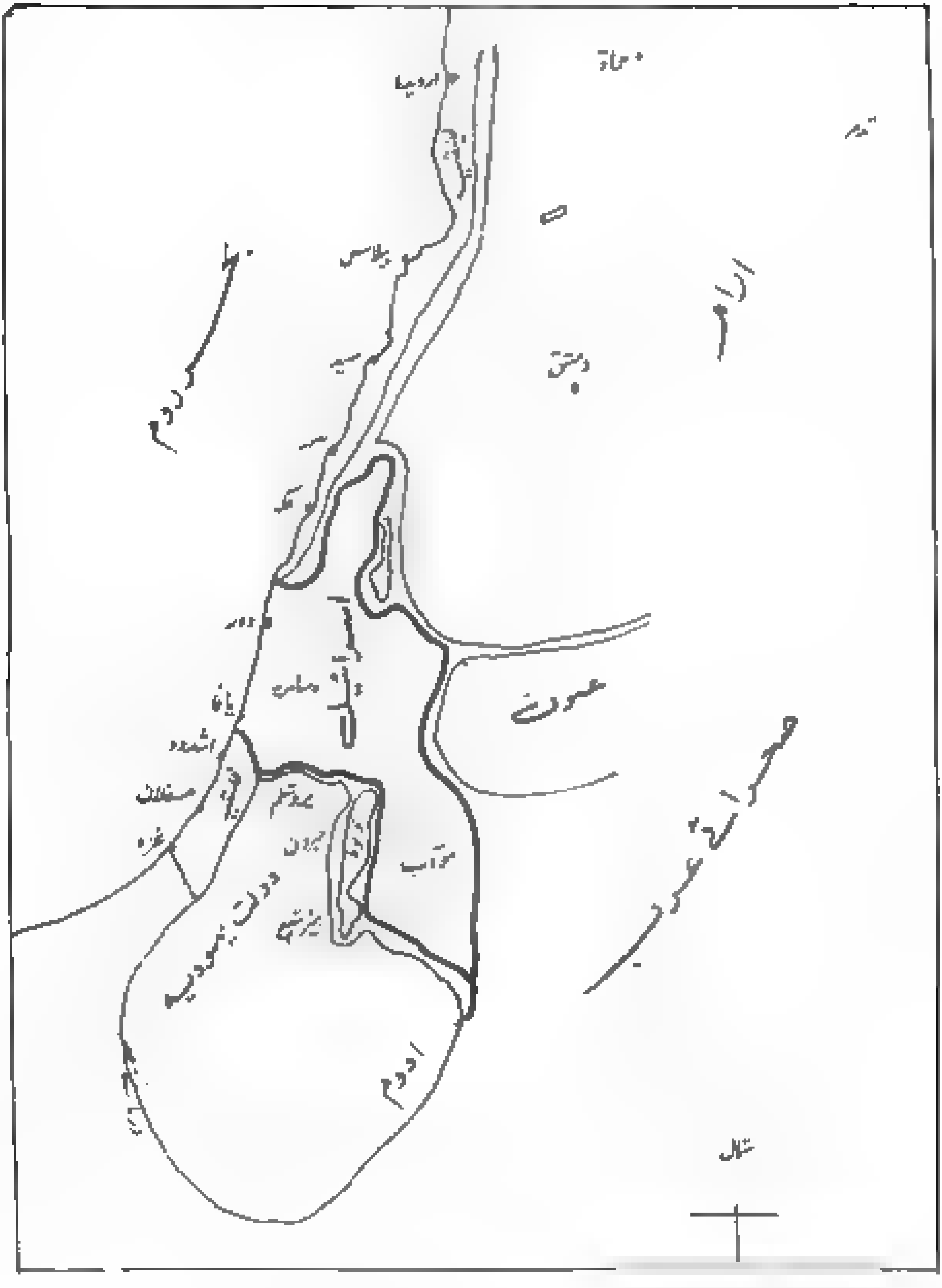
حماۃ
ارودیا
تدمر
بحر روم
پیلاس
صیدا
صور
عکہ
ارام
دمشق
دور
سامریہ
یافہ
اشدود
عمون
عسقلان
یروشلم
غزہ
حبرون
موآب
صحرائے عرب
بیرسبع
دولت یہودیہ
ادوم
شمال

عُلُوًّا كَبِيرًا ۝٤ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا

بڑی سرکشی کرو گے۔ پھر جب آ گیا پہلا وعدہ ان دونوں میں سے تو ہم نے تمہارے مقابلہ میں اپنے بندے بھیجے جو بڑے

أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝٥

جنگجو اور سخت تھے۔ پس وہ گھس گئے تمہارے گھروں کے اندر تک اور یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے پورا ہو کر رہنا تھا

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِينَ وَ

پھر ہم نے پلٹا دیا تمہارے حق میں دوسری گردش کو ان کے خلاف اور ہم نے قوت دی تمہیں مال سے اور بیٹوں سے اور

جَعَلْنٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ۝٦ إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ

بنا دیا تمہیں کثیر تعداد کی۔ اگر تم بھلے کام کرو گے تو اپنے ہی فائدہ کے لیے کرو گے۔

معاملہ میں ان کو اعمال کی حیثیت سے یہی طرح تقسیم کر دیا گیا کہ جو کچھ تمہارے اعمال ہی سے دیکھ سکیں۔ اس طرح پہلے فساد اور اس کی پاداش میں ان کی عمل بربادی کی پیشگوئیاں جو ان سے کہا جا چکی تھیں پوری ہوئیں۔ اسی آیت کریمہ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۵ جَاسَ یَجُوْسُ ... [illegible] ... یعنی وہ ان کے شہروں میں گھس گئے اور وہاں خوب لوٹ مار کی۔

۶ بہت عرصہ کی ذلت کے بعد حالات نے پلٹا کھایا۔ بابل کی سلطنت زوال پذیر ہوئی۔ ایران کے شہنشاہ خورس (CYRUS II) جسے بائیبل میں خورس لکھا گیا ہے، نے لشکر لے کر بابل پر ۵۳۹ ق م میں حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ سب سے پہلے اس نے یہودیوں کی سلطنت کو بحال کر کے یروشلم کے ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنے کا فرمان صادر کیا۔ یہ شہر یہودی جو بابل میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے انہیں فلسطین واپس جانے کی اجازت دی۔ چنانچہ کتاب عزرا میں مرقوم ہے۔

"اور شاہ فارس خورس کی سلطنت کے پہلے سال میں اس لیے کہ خداوند کا کلام جو یرمیاہ کی زبانی آیا تھا پورا ہو، خداوند نے شاہ فارس خورس کا دل ابھارا سو اس نے اپنی تمام مملکت میں منادی کرائی اور اس مضمون کا فرمان بھی لکھا کہ شاہ فارس خورس یوں فرماتا ہے کہ خداوند آسمان کے خدا نے زمین کی سب مملکتیں مجھے بخشی ہیں اور مجھے تاکید کی ہے کہ میں یروشلم میں جو یہوداہ میں ہے اس کے لیے ایک مسکن بناؤں۔ پس تمہارے درمیان جو کوئی اس کی ساری قوم میں سے ہو اس کا خدا اس کے ساتھ ہو اور وہ یروشلم کو جو یہوداہ میں ہے جائے اور خداوند اسرائیل کے خدا کا گھر جو یروشلم میں ہے بنائے" (باب ۱، آیت ۱، ۲، ۳)

وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ

اور اگر تم برائی کرو گے تو اس کی سزا بھی تمہارے نفسوں کو ملے گی پس جب آیا دوسرا وعدہ تو (ہم نے مسلط کیا دوسرے دشمن) تاکہ بگاڑ دیں

وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا

تمہارے چہروں کو اور تاکہ داخل ہو جائیں مسجد میں جیسے داخل ہوئے تھے اس میں پہلی مرتبہ اور تاکہ برباد کر دیں جس پر ان کا زور چلے

بنی اسرائیل کے تعاقب ... جب فلسطین واپس پہنچے اور نئے سرے سے ہیکل کی تعمیر شروع کی تو وہاں کی بعض آبادی نے مزاحمت کی لیکن جب دارا اول (DARIUS I) ایران کا بادشاہ بنا تو اس نے یہودیوں کے اصرار پر وہاں ... منہدم شدہ ہیکل سلیمانی کے مقام پر دوبارہ ہیکل تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ ۵۱۵ قبل مسیح میں اس ہیکل کی تعمیر کا کام ختم ہوا۔

اس کے بعد ۴۵۸ قبل مسیح تک یہاں کے حالات بنی اسرائیل کے لیے تشویشناک ہی بنے رہے۔ یہاں تک کہ ۴۵۸ قبل مسیح میں شاہ فارس کے حکم سے ایک دفعہ یروشلم بھیجا گیا اور حضرت عزیر علیہ السلام کو دین موسوی کی ترویج اور تجدید کا کام سپرد کیا گیا۔ آپ نے یروشلم پہنچ کر اپنی مساعی جمیلہ سے سیاسی استحکام کے ساتھ ساتھ اصلاح عقائد اور تربیت اخلاق کی نعمت سے ایک بار پھر بنی اسرائیل کو بہرہ ور کیا۔ اس طرح ظلم و ستم کے ایک طویل دور کا خاتمہ ہوا اور اس سکون و چین کا سانس لینا نصیب ہوا۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا صفحات ۱۲۹، ۲۰۰، جلد ۱۱)

بائبل میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ شاہ فارس ارتخششتا نے حضرت عزیر کو یروشلم روانہ کرتے وقت ان الفاظ سے ارشاد کیا۔

اے عزرا تو اپنے خدا کی اس دانش کے مطابق جو تجھ کو عنایت ہوئی حاکموں اور قاضیوں کو مقرر کر جو دریا پار کے سب لوگوں کا جو تیرے خدا کی شریعت کو جانتے ہیں انصاف کریں اور تم اس کو جو نہ جانتا ہو سکھاؤ اور جو کوئی تیرے خدا کی شریعت پر اور بادشاہ کے فرمان پر عمل نہ کرے اس کو بلا توقف قانونی سزا دی جائے خواہ موت یا جلاوطنی یا مال کی ضبطی یا قید کی۔

عزرا باب ۷ آیت ۲۵، ۲۶

اس آیت کریمہ میں بنی اسرائیل پر اسی عنایت ربانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

مگر حضرت عزیر علیہ السلام کی کوششوں سے اصلاح عقائد و اخلاق کی جو نئی روح ان میں پھونکی گئی تھی وہ بھی زیادہ دیرپا ثابت نہ ہوئی۔ آپ کے بعد بہت جلد یہ پھر دنیا پرستی، لذت کوشی اور جاہ طلبی کی لعنت میں گرفتار ہو گئے۔ ایرانی سلطنت کے زوال کے ساتھ یونان کا عروج شروع ہوا۔ چنانچہ سکندر اعظم نے مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک کے ساتھ فلسطین پر اپنا قبضہ جما لیا۔ یونانی تہذیب کے علاوہ بدترین قسم کے شرک میں جکڑے ہوئے اور اخلاقی لحاظ سے اباحیت پسند تھے۔ انہوں نے اپنے دور اقتدار

فلسطین بزمان دولت مکابیه

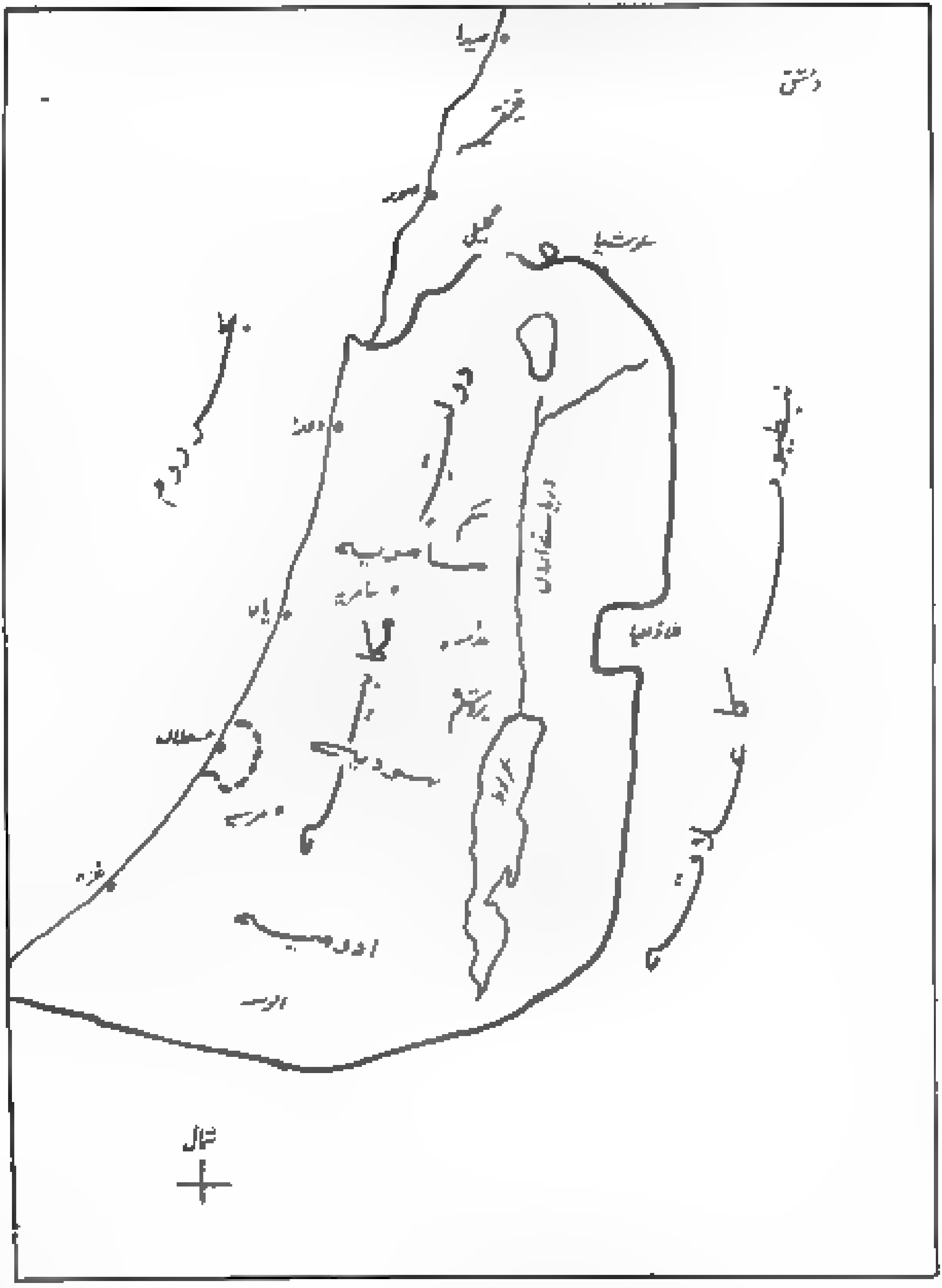
صیدا
دمشق
صور
یافا
سامریه
سامره
عسقلان
یهودیه
غزه
ادومیه
شمال

ہیرود اعظم کی سلطنت (بنی اسرائیل)

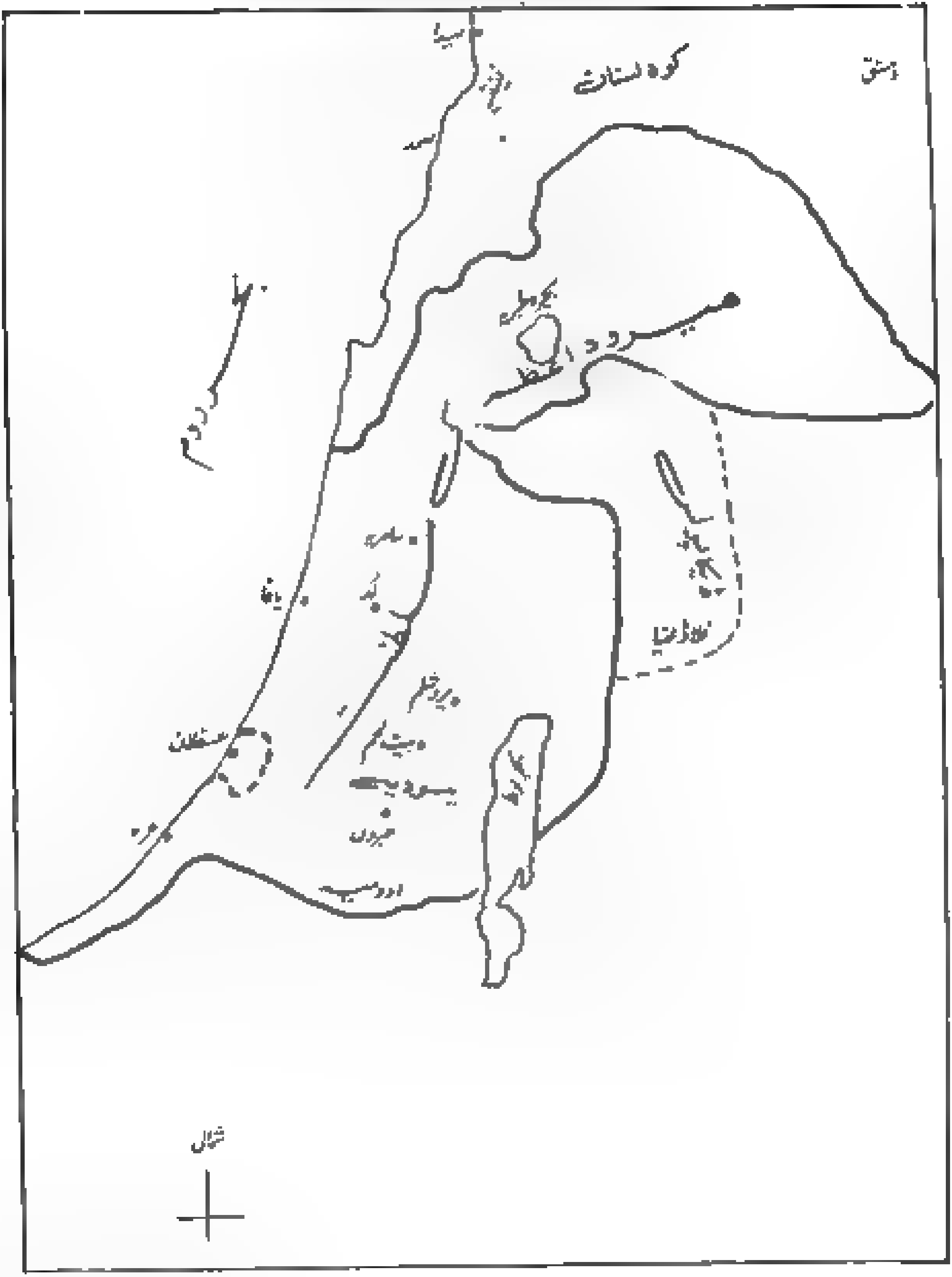
صیدا
کوہ لبنان
دمشق
ہیرود اعظم
سامریہ
یروشلم
بیت لحم
حبرون
عسقلان
غزہ
بیرسبع
شمال

میں اپنی الہامی آزاد تہذیب اور تمدن کو یونانی اثرات سے بچانے کی انتہائی کوشش شروع کی۔ فلسطین ایک الگ ریاست تھی۔ جس پر سلوکی حکمرانوں کا مقرر کیا ہوا ایک یہودی حاکم تھا لیکن انتظامی لحاظ سے اس کا الحاق شام سے تھا اور یہ ایک خاص گورنر کے ماتحت تھا۔ یہاں یونانی تہذیب کو مسلط کرنے کی کوششیں [illegible] اور محافظ یہودیوں کا [illegible] [illegible] کیا تھا۔ قبل مسیح میں سلطنت [illegible] کا تخت شام کے [illegible] یعنی انٹیوکس [illegible] نے [illegible] یہودی مذہب کو جبراً مستقل طور پر ختم کرنے کا عزم کیا اور بیت المقدس میں [illegible] قربان گاہ بنائی اور جہاں حضرت موسیٰ کی شریعت کے مطابق [illegible] جہاں ای جاتی تھیں [illegible] اور [illegible] پیش [illegible] اس کے لیے قربانی دی [illegible] یونانی دیوتاؤں کی [illegible] ایک [illegible] ہے۔ [illegible] فلسطین [illegible] ہر قصبے میں ایسی قربان گاہیں تعمیر کی جائیں جہاں [illegible] کے مطابق یونانی دیوی دیوتاؤں [illegible] قربانیاں دی جائیں اور جو شخص ایسا کرنے سے انکار کرے اس کو [illegible] [illegible] [illegible] قریب ایک گاؤں [illegible] کا ایک بوڑھا پادری [illegible] ([illegible]) [illegible] ([illegible]) کے قصبے [illegible] یروشلم سے [illegible] ایک [illegible] ([illegible]) [illegible] وہاں سے ایک [illegible] [illegible] [illegible] یہودی [illegible] آگے [illegible] ([illegible]) [illegible] نے [illegible] قتل کر دیا [illegible] یہودی [illegible] وہاں سے [illegible] پہاڑوں میں [illegible] یہودیوں [illegible] جمع ہو گئی [illegible] کوشش سے ایک آزاد یہودی سلطنت معرض وجود میں آئی۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۳ صفحہ [illegible])

لیکن [illegible] قبل مسیح [illegible] قتل [illegible] کو نظر انداز کر کے ان کے بیٹے [illegible] ([illegible]) [illegible] ایک شخص [illegible] ([illegible]) [illegible] بادشاہ [illegible] ([illegible]) [illegible] کے بادشاہ [illegible] ([illegible]) [illegible] یہودیوں [illegible] اس [illegible] میں [illegible] بڑی اہمیت حاصل ہو گئی لیکن [illegible] یہودی [illegible] آ کر [illegible] کر لیا۔ اس کا [illegible] ([illegible]) [illegible] ([illegible]) [illegible] قبل مسیح میں اس کو یہودی سلطنت کا بادشاہ مقرر کر دیا۔ اس کے بعد اس کا [illegible] ([illegible]) [illegible] اسی کی حکومت کے [illegible] ہے۔ اسی کے [illegible] میں حضرت یحییٰ علیہ السلام [illegible] اور [illegible] آپ [illegible] [illegible] ایک [illegible] اخلاقی [illegible] میں [illegible] کر [illegible] آپ [illegible] اسرائیل [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] اخلاق کے بگڑے ہوئے ماحول میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوتِ حق کو کیسے برداشت کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح کے خلاف رومی گورنر پیلاطس کی عدالت میں دعویٰ دائر کیا اور ان پر کفر و الحاد کا الزام لگا کر اسے مجبور کیا کہ وہ انہیں سولی پر چڑھائے ورنہ وہ علمِ بغاوت بلند کر دیں گے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد اول، سورۂ النساء آیت ۱۵۷ حاشیہ)

اس دور کی اخلاقی پستی کا اندازہ لگانے کے لیے صرف ذیل کا واقعہ پڑھیے:

ایک دفعہ جب یہ روم گیا ہوا تھا تو اس کی ملاقات اپنے بھائی فلپ کی بیوی ہیرودیاس (Herodias) سے ہوئی۔ وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اسے اپنے گھر ڈال لیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس پر شدید احتجاج کیا اور اس کو اس فعلِ قبیح سے باز آنے کی تلقین کی۔ لیکن [illegible] کہ وہ اس نبی برحق کی نصیحت کو قبول کرتا۔ وہ الٹا آتش زیر پا ہو گیا اور اپنی داشتہ کے اشارے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر تیغِ ظلم سے قلم کر دیا۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا صفحہ ۱۱۵، جلد ۱۱)

اس کے بعد ہیرود اگرپا دوم (Herod Agrippa II) [illegible] اس کا حال یہ تھا کہ اپنی بہن (Berenice) کے ساتھ اس کے ناجائز تعلقات تھے۔ یاد رہے کہ یہ خاندان صرف سیاسی حکمران ہی نہ تھا بلکہ یہودیوں کا روحانی سربراہ بھی تھا اور یہ سب سے بڑے معبد کی چیف پروہت مقرر کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا صفحہ ۱۱۵، جلد ۱۱)

جس قوم کے فرمانرواؤں اور روحانی پیشواؤں کی اخلاقی زبوں حالی کا یہ عالم ہو اس کے عوام کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔ ان حالات میں حضرت مسیح نے جن دردناک الفاظ میں انہیں بدترین انجام سے آگاہ فرمایا۔

اے یروشلم! اے یروشلم! تو جو نبیوں کو قتل کرتی اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ان کو سنگسار کرتی ہے۔ کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں مگر تم نے نہ چاہا۔ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لیے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ (متی باب ۲۳۔ آیت ۳۷، ۳۸)

اگرپا دوم [illegible] میں مرا اس کے بعد فلسطین کا علاقہ براہِ راست رومیوں کے قبضہ میں آگیا جس سے بے اطمینانی کی لہر دوڑ گئی اور یہودیوں نے رومی حکومت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ ابتدا میں انہیں کچھ کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں۔ شام کا رومی گورنر بھی ان سے شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ آخر سنہ ۶۶ء میں رومی حکومت نے طیطس (Titus) کی قیادت میں ۸۰ ہزار کا رومی لشکر فلسطین پر حملہ آور ہوا۔ اسی سال کھلی جنگ ہوئی۔ سنہ ۷۰ء میں اس نے یروشلم پر قبضہ کیا اور ہیکل کے معبد کو تباہ و برباد کر دیا۔ ۱۰ لاکھ سے زیادہ یہودی مارے گئے اور ایک لاکھ کو غلاموں اور لونڈیوں کی حیثیت سے فروخت کر دیا گیا۔ اس فتح عظیم کی یادگار کے طور پر روم میں قوسِ تیتس تعمیر کی گئی۔ (گرولیئر انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۹۔ صفحہ ۲۰)

یہ ان کی دوسری فساد انگیزی اور اس کی سزا تھی جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہودیوں کی

فلسطین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں

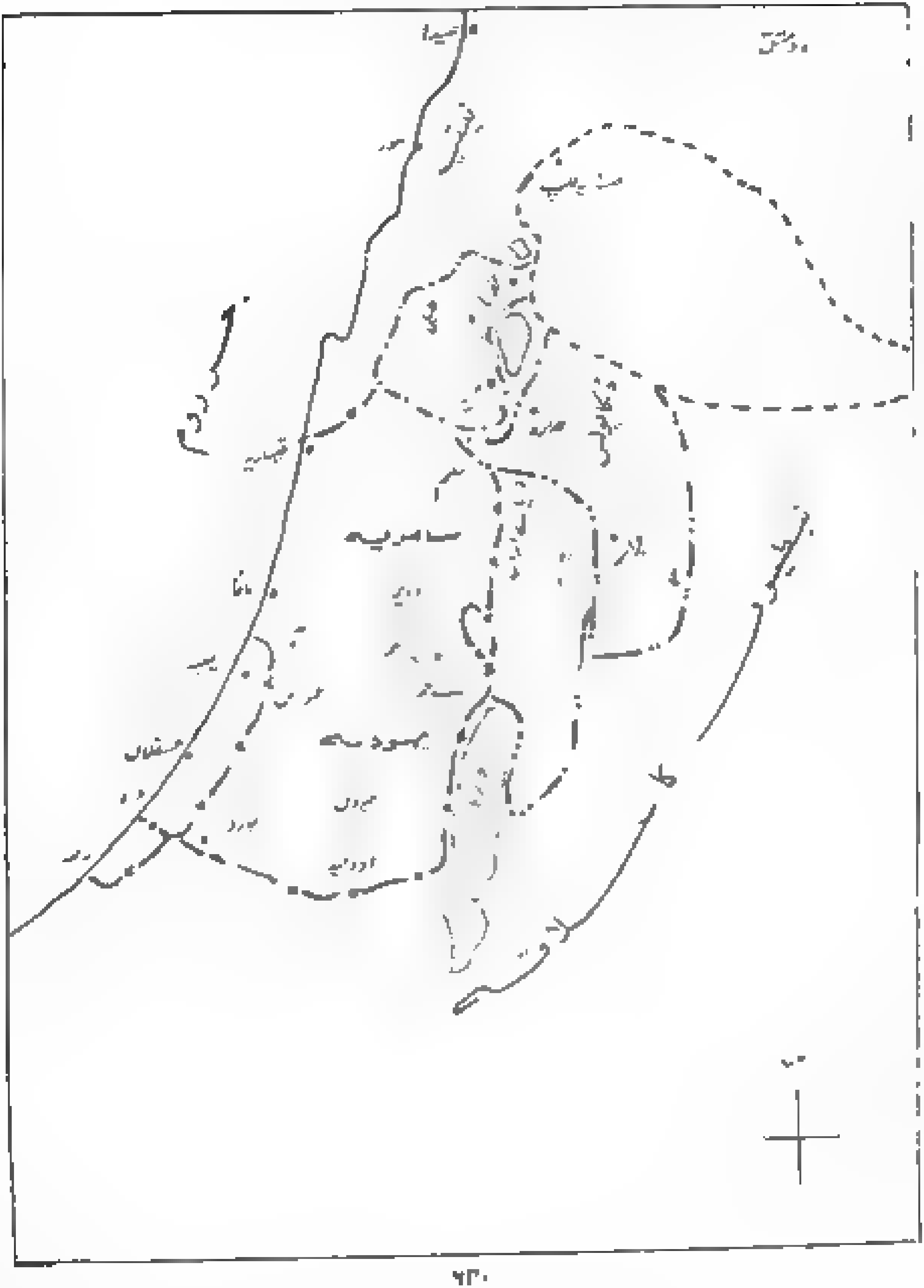
صیدا
دمشق
قیصریہ
سامریہ
یافا
یہودیہ
عسقلان
حبرون
ادومیہ

تَتْبِيْرًا ۝٧ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا

قابو پائیں۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے ۱۱ اور اگر تم (پھر) شرارت کی طرف دوبارہ لوٹے تو ہم بھی لوٹیں گے ۱۲

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝٨ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ

اور ہم نے بنا دیا جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ ۱۳ بلاشبہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب راہوں سے

بربادی کا یہ طویل دور شروع ہوا جو ابھی تک ختم نہیں ہوا۔

۱۱ ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کی فساد انگیزیوں کی وجہ سے جن ذہنی اور ملکی تباہیوں سے دوچار کیا گیا تھا انھوں نے بنی اسرائیل کو بالکل بے جان کر دیا تھا۔ ان کی جمعیت منتشر ہو چکی تھی۔ ان کا زور ٹوٹ چکا تھا وہ مایوسی کے گھپ اندھیروں میں خستہ حال بیوہ افراد کی طرح اپنی زندگی کے دن گزار رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ان کے مطلع حیات پر امید کی ایک روشن کرن ظاہر ہوئی۔ وہ نہایت محبت سے انھیں صلائے عام دی کہ دیکھو جو شکستہ حال اسرائیلی قبیلو! یہ ابر رحمت ہے گرج کے برسنے والا! وہ دیکھو رحمت الٰہی کا نقیب تشریف لا رہا ہے اس کے بھیجنے والے نے اسے دنیا بھر کی برباد شدہ قوموں کو آباد کرنے کے لیے زخمی دلوں پر مرہم لگانے کے لیے بھیجا ہے وہ رحمت تمہاری قسمت بدلنا چاہتی ہے۔ اٹھو! آگے بڑھو اور اس کا دامن کرم تھام لو! تمھیں رحمت الٰہی کا مستحق قرار دے دیا جائے گا۔

۱۲ لیکن اگر تم نے میرے حبیب رسول کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو تم نے سابقہ انبیاء کے ساتھ روا رکھا تو تمہارے حال پر اللہ تعالیٰ کی شمشیر غضب کند نہیں ہو گئی۔ پھر تمہاری سرکوبی کر دی جائے گی اور تمھیں اپنے کرتوتوں کی سزا پہلے کی طرح بھگتنا ہو گی۔

۱۳ آفتاب اسلام کے طلوع سے لے کر آج تک کی یہودی قوم کی تاریخ کا طالب علم خوب جانتا ہے کہ یہ ساری مدت ان کی فساد انگیزیوں اور ان پر مرتب ہونے والی تکلیف دہ سزاؤں سے عبارت ہے۔ یہ ساری دنیا میں منتشر ہو کر ایک بے اثر اقلیت کی طرح زندگی بسر کرتے رہے۔ جہاں بھی ان کے منحوس قدم پہنچے ادبار و زوال ان کے ہمرکاب رہا۔ جب بھی عیسائیوں نے ان پر غلبہ پایا تو ان کو سخت اذیتیں دیں۔ اپنی حرام خوری کی وجہ سے سارے یورپ میں یہ بڑی حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ مشرق وسطیٰ کی مسلمان ریاستوں سے جب بیشتر کو (خلافت عثمانیہ) سے علیحدگی اور پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریزی استعمار نے ان کے حصے بخرے کر کے انہیں کئی چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں تقسیم کر دیا تو فلسطین میں انگریزی تسلط انتداب کی شکل میں قائم ہو گیا جب انگریزی جرنیل ایلن بی ALLEN BE ایک فاتح کی حیثیت سے یروشلم میں داخل ہوا تو اس نے کہا آج صلیبی جنگ ختم ہوئی ہے۔ اس کے بعد فلسطین کو یہودی وطن بنانے کی تحریک شروع ہوئی

فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا

اور ہم نے مدھم کر دیا رات کی نشانی کو اور بنا دیا دن کی نشانی کو روشن تاکہ تم ڈھونڈو [illegible]

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ

اپنے رب سے اور تاکہ تم جان لو سالوں کی تعداد اور حساب کو اور ہر چیز کو ہم نے

فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ⑫ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ

بڑی وضاحت سے بیان کر دیا ہے اور ہر انسان کی قسمت کا نوشتہ اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے

محو کا معنی کسی چیز کو مٹا دینا اور اس کے آثار زائل کر دینا۔ یہاں اس سے مراد کم کر دینا، دھندلا دینا ہے۔ اس داغ کو جو چاند میں نظر آتا ہے اس کو عربی میں محو کہتے ہیں۔ [illegible] چاند کے [illegible] کے لفظ کے استعمال کی وجہ یہ ہے کہ چاند کی روشنی آہستہ آہستہ گھٹتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ مہینہ کی آخری راتوں میں وہ بالکل بے نور ہو جاتا ہے۔ یہاں محو کا لفظ دھندلا اور دھیما کر دینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی چاند اگرچہ روشن ہے لیکن اس کی روشنی دھندلی اور مدھم ہے اور اس کے برعکس [illegible] روشنی [illegible] ہر چیز [illegible] نظر آتی ہے [illegible] اس آیت میں گویا اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ [illegible] آفتاب [illegible] جس کی روشنی [illegible] اندھیروں کو [illegible] اور ہر طرف [illegible] ہو جائے گا۔

ش یعنی ہر وہ چیز جس کی طرف تم اپنی دین و دنیا کی [illegible] کے لیے محتاج ہو اس کو وضاحت سے اس کتاب میں بیان کر دیا ہے ای مما تحتاجون الیہ فی امر الدین والدنیا (مظہری)۔

ش پس اس تفصیل سے [illegible] کسی [illegible] کے مطابق [illegible] اگر کسی [illegible] نظر [illegible] تو [illegible] ہیں تو [illegible] کم نظری کا [illegible] ہے [illegible] سے انکار [illegible] تو سب کے سامنے [illegible] ہیں۔ [illegible] کے [illegible] ہے۔ [illegible] تفسیر [illegible]

[illegible] قرآن میں موجود ہیں لیکن [illegible] کی [illegible] سے [illegible] ہیں۔

ش اہل عرب کا دستور تھا کہ [illegible] کی طرح [illegible] اور پرندوں کے [illegible] کامیابی اور ناکامی [illegible] کسی [illegible] راستے میں [illegible] اور [illegible]

وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ

اور ہم نکالیں گے اس کے لیے روز قیامت ایک نوشتہ جسے وہ پائے گا کھلا ہوا (حکم ہوگا) پڑھ اپنا نامہ عمل

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا

تو خود ہی کافی ہے آج اپنا حساب کرنے کے لیے جو ہدایت پر چلتا ہے تو وہ ہدایت

يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ

پر چلتا ہے اپنے فائدے کے لیے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال بھی اسی پر ہے اور نہیں اٹھائے گا

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾

بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ اور ہم عذاب دینے والے نہیں جب تک نہ بھیجیں کسی رسول کو

ہی سے وابستہ ہوتی ہے۔ صبح سویرے کسی پرندے کی آواز یا اڑان میں پرندوں وغیرہ سے طرح طرح کے شگونوں کی مدد سے اللہ فرماتے ہیں کہ انسان کی فلاح و خسران کا انحصار طیور اور ایسی چیزوں پر نہیں بلکہ اس کے ان اعمال پر ہے جن کو وہ اپنے اختیار سے بجا لاتا ہے وہی اسے سرفراز کرتے ہیں اور وہی اس کی ذلت کا سبب بنتے ہیں وہ اپنے اعمال کے نتائج سے رستگاری حاصل نہیں کر سکتا وہ مکافات عمل کے قانون کو نہیں بدل سکتا اس کا اور اس کے اعمال کا رشتہ اتنا گہرا اور مضبوط ہے جیسے کوئی چیز گلے میں لٹک رہی ہو ورنہ اس سے علیحدگی ہو سکتی۔ طائر کے لغوی معنی کی تحقیق کے لیے ضیاء القرآن جلد دوم سورۂ اعراف آیت ۱۳۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

۱۹ آج تو خود اپنی چشم بصیرت سے اپنے اعمال کی گٹھڑی پر نگاہ ڈال سکتا ہے لیکن کل روز حشر اس کے اعمال کا صحیفہ کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اس لیے اگر نامرادی کی ذلت سے بچنے کے لیے آمادہ نہیں تو آج ندامت کے آنسو بہا کر ان کی سیاہی کو دھو ڈالو۔

۲۰ اس کے اعمال کا صحیفہ خود ہی اس پر حقیقت حال کو آشکارا کر دے گا اپنے متعلق کسی سے پوچھنے اور کسی کے بتلانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

۲۱ اس آیت میں دو گروہوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا ہے ایک گروہ تو وہ تھا جس کی ترجمانی ولید بن مغیرہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ اس نے اہل مکہ کو کہا اکفروا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی اوزارکم: تم میری پیروی کرو اور محمد کا انکار کر دو تمہارے سارے بوجھ میں اپنے سر پر اٹھا لوں گا۔ دوسرا گروہ عیسائیوں کا ہے جو عقیدہ کفارہ کے قائل ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے گناہوں کے عوض اللہ تعالیٰ نے اپنے فرزند حضرت مسیح کو سولی دے دی اب ان سے ان کے گناہ دھو چکے

وإذا أردنا أن نهلك قرية أمرنا مترفيها ففسقوا فيها

فحق عليها القول فدمرناها تدميرا وكم أهلكنا من

[illegible]

الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا

[illegible]

بَصِيرًا ۞ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ

[illegible]

لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا

[illegible]

[illegible]

مَّدْحُورًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ

اور دھتکارا ہوا ہوگا۔ اور جو شخص طلبگار ہوتا ہے آخرت کا اور دوڑ دھوپ کرتا ہے اس کے لیے جو اس کے شایان ہے اور وہ

مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هَٰؤُلَاءِ

مومن بھی ہو تو یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کی کوشش مقبول ہوگی ۲۳ ہر ایک کی ہم مدد کرتے ہیں ان کی بھی

علامہ ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں [illegible] (مظہری) میں نے اسی ترکیب کے مطابق آیت کا ترجمہ کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۲ طالب دنیا کا انجام بیان کرنے کے بعد طالب حق کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جس کی کوئی سعی و کوشش ضائع نہیں کی جائے گی بلکہ راہ حق میں جو قدم بھی اس نے اٹھایا ہوگا جو عمل بھی اس نے کیا ہوگا اسے ضرور شرف قبول بخشا جائے گا۔ طالب مولیٰ کی پہچان کیا ہے؟ اس کے لیے تین علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱) من اراد الاخرۃ یعنی ہر عمل سے اس کا مقصد آخرت کی سرخروئی ہو کوئی دنیوی مقصد اس کے اعمال کا محرک نہ ہو (۲) وسعی لہا سعیہا: اور اس کے لیے پوری طرح اپنی مسلسل کوشش صرف کرتا رہا ہو۔ قربانی کا وقت آئے تو بصد مسرت دل و جان پیش کر دے اس راہ کے پر خار راستوں سے ہراساں نہ ہو جائے مصائب و آلام کے طوفان امڈ آئیں تو چٹان بن کر کھڑا ہو جائے۔ جو کچھ اپنی جسمانی و ذہنی قوتیں اور وسائل ہیں حق کی سربلندی کے لیے وقف کر دے اور چاہیے بھی ایسا۔ یہ کتنی شرم کی بات ہے کہ دنیا کے طلبگار تو اپنے مقصد کے لیے دوڑ دھوپ کی انتہا کر دیں اور طالب مولیٰ صرف باتیں بنائے اور آرزوئیں کرتے رہیں [illegible] اس لیے راہ حق میں قدم رکھنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وسعی لہا سعیہا کے تقاضوں کو ہر وقت پیش نظر رکھیں اور جب بھی اپنا ارادہ اور شوق سست گام ہونے لگے تو وسعی لہا سعیہا کا [illegible] سے ہوشیار کریں۔ طالب مولیٰ کی تیسری علامت یہ ہے کہ دل اور ایمان سے چمک رہا ہو۔ کفر و شرک اور نفاق کا کوئی اندھیرا موجود نہ ہو۔ کیونکہ اعمال کی قبولیت کا انحصار صرف ایمان پر ہے۔ اگر ایمان نہ ہو تو عمر کی ساری ریاضتیں بیکار ہیں۔

۲۳ طالب مولیٰ کی ساری کاوش کا صلہ دینے کے لیے وعدہ اس طرح فرمایا جا رہا ہے کہ ہم جتنی مقدار چاہیں گے اور جسے چاہیں گے دے دیں گے لیکن طالب مولیٰ کو یوں سرفراز کیا جائے گا "فاولئک کان سعیہم مشکورا" ان کی ساری کاوشیں قبول کر لی جائیں گی کوئی عمل بیکار نہ جائے گا۔ نیز اخلاص جتنا زیادہ ہوگا اجر میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ ایک کے بدلے دس، ایک کے بدلے ہزار اور ایک کے بدلے بے حساب کا وعدہ بھی پورا کیا گیا۔ فالحمد للہ علی منہ و جودہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ [illegible] الذی جاءنا [illegible] من اللہ الکریم

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝۲۰

ہم امداد کرتے ہیں ان کی بھی اور ان کی بھی (دونوں طالبوں کی) آپ کے رب کی بخشش سے اور نہیں ہے آپ کے رب کی بخشش کسی پر بند

اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ

دیکھو کیسے برتری دی ہے ہم نے بعض کو بعض پر اور آخرت یقیناً بہت بڑی ہے درجوں کے لحاظ سے

دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِیْلًا ۝۲۱ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ

اور باعتبار فضل و کرم سب سے اعلیٰ ہے نہ ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ورنہ بیٹھ رہو گے

یعنی دنیوی نعمتوں کا دروازہ مومن اور کافر، مطیع اور عاصی، سعید اور شقی سب کے لیے کھلا ہے۔ روزی سب کو دی جاتی ہے۔ زندگی اور اس میں آسودہ حالی کی سہولتیں سب کے لیے عام ہیں۔ جو چاہے آگے بڑھے اور اپنا حصہ لے لے۔ کُلًّا میں تنوین عوض کی ہے۔ اصل میں تھا کل الفریقین۔ مضاف الیہ حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض کل پر تنوین آگئی۔

اے محبوب! تیرے رب کی بخششیں عام ہیں۔ ان کا دروازہ سب کے لیے کھلا ہے۔ دیدۂ دل اگر بینا ہو تو اس آیت کے آئینہ میں جمال مصطفوی کی بالائی شان کا نظارہ کیجئے۔ دیکھئے کس ادا سے تذکرہ کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ربوبیت کا جو خصوصی تعلق اس یتیم مکہ کے ساتھ ہے وہ اور کسی کو بھی حاصل نہیں۔

اس دنیا میں فرق مراتب کا اگر نگاہ عبرت سے دیکھا جائے تو کتنے حقائق ہیں جو کھل جاتے ہیں اور کتنی غلط فہمیاں ہیں جو دور ہو جاتی ہیں لیکن حقیقی قدر و منزلت کا پتہ تو قیامت کے دن چلے گا کہ کس کو بڑائی نصیب ہوئی اور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرچم حمد کے نیچے کسے پناہ ملی۔ اس لیے اس عالم فانی کے حسن پر ہی دل نہ لگاؤ بلکہ حقیقی کامیابی حاصل کرنے کے لیے مصروف عمل رہو۔

یہاں مخاطب عام انسان ہے یا خطاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے لیکن مراد حضور کی امت ہے۔ دنیا و عقبیٰ کی سرخروئی اور رستگاری کے لیے اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین ضروری ہے۔ اگر کسی اور کو اس کی ذات کی طرح قدیم اور واجب مان لیا، اگر کسی کے متعلق یہ تسلیم کیا کہ اس کی صفات بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کی طرح (علم، قدرت، وغیرہ کی طرح) ازلی اور قدیم ہیں تو وہ جان لے کہ اس نے اپنی بربادی کا سامان فراہم کر لیا کیونکہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے محروم ہو جاتا ہے اور جو بدنصیب اس کی نگاہ رحمت سے محروم ہو جائے۔ اس کی کون دستگیری کر سکتا ہے۔ اسی لیے آیت میں صراحتاً ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو خدا نہ بناؤ ورنہ تم ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے۔

مذموما مخذولا وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه و

بالوالدين إحسانا إما يبلغن عندك الكبر أحدهما أو

[illegible]

كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا

[illegible]

كَرِيمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ [illegible]

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا ۝ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ

اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔ تمہارا رب بہتر جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے

۲۔ عن عبد الله بن عمرو قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إن من أكبر الكبائر أن يلعن الرجل والديه قيل يا رسول الله وكيف يلعن الرجل والديه قال يسب الرجل أبا الرجل فيسب أباه ويسب أمه

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا جب کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ شخص اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور ماں کو گالیاں دیتا ہے تو گویا اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی۔

۳۔ عن أبي هريرة قال جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال من أحق الناس بحسن صحابتي قال أمك قال ثم من قال ثم أمك قال ثم من قال ثم أمك قال ثم من قال ثم أبوك۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے تو حضورؐ نے فرمایا تیری ماں۔ پھر اس نے یہی عرض کیا جواب ملا تیری ماں۔ پھر اس نے یہی سوال دہرایا فرمایا تیری ماں۔ چوتھی بار اس نے عرض کی یا رسول اللہ! اس کے بعد؟ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا تیرا باپ۔

۴۔ عن أبي أسيد الساعدي قال بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إذ جاءه رجل من الأنصار فقال يا رسول الله هل بقي من بر أبوي شيء أبرهما به بعد موتهما قال نعم خصال أربع الصلاة عليهما والاستغفار لهما وإنفاذ عهدهما وإكرام صديقهما وصلة الرحم التي لا رحم لك إلا من قبلهما فهو الذي بقي من برهما بعد موتهما

ترجمہ: حضرت ابو اسید ساعدی فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے اتنے میں ایک انصاری حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! ماں باپ کی وفات کے بعد بھی کیا ان سے حسن سلوک کرنا ضروری ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ چار باتیں تجھ پر ضروری ہیں۔ ان کی نماز جنازہ ادا کرنا، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہنا، جو وعدہ انہوں نے کیا تھا اس کو پورا کرنا اور ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا جن سے ان کی وجہ سے رشتہ داری ہو۔ یہ نیکی ایسی ہے جو ان کی وفات کے بعد بھی برقرار رہتی ہے۔

ان واضح تعلیمات اور روشن ارشادات کے بعد آپ یورپ، امریکہ وغیرہ متمدن ممالک کے حالات کا جائزہ لیجئے وہاں آپ کو کسی اولاد شادی شدہ یا غیر شادی شدہ میں بوڑھے والدین کی خدمت کا جذبہ سرے سے نظر نہیں آئے گا۔ شادی کے بعد لڑکا اپنے والدین سے الگ ہو جاتا ہے اور اپنے والدین کی خدمت کے لیے اخلاقی یا قانونی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔ ایسے ان ممالک کی حکومت کو ایسی جگہیں بنانی پڑتی ہیں جہاں بوڑھے اور بیمار والدین کو رکھا جائے تاکہ وہ زندگی کے آخری ایام وہاں بسر کر سکیں۔

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ

اگر تم نیک کار ہو گے تو بیشک وہ معاف فرماتا ہے توبہ کرنے والوں کے لیے بہت بخشنے والا ہے۔ ۳۵ اور دیا کرو

ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾

رشتہ دار کو اس کا حق ۳۶ اور مسکین اور مسافر کو بھی ۳۷ اور فضول خرچی نہ کیا کرو ۳۸

۳۵ یعنی تمہارے دلوں میں اپنے والدین کے لیے اطاعت فرمانبرداری کے جو جذبات ہیں یا ان سے دل ہی دل میں جو نفرت و کراہت یا اکتاہٹ تم محسوس کرتے ہو تمہارا رب ان سے خوب واقف ہے۔ اگر شیطان نے تمہیں والدین کی خدمت گزاری اور احسان شناسی کی راہ سے بہکا دیا ہے تو بہتر ہے اب ہی سنبھل جاؤ۔ آج ہی سچے دل اور شرح صدر سے ان کی خدمت میں لگ جاؤ اور اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کرو۔ جو شخص دل سے جھک جاتا ہے اور غلطی سے باز آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔

۳۶ لیکن انسان کی محبت و مروت اور حسن سلوک کے مستحق صرف والدین ہی نہیں بلکہ دوسرے رشتہ دار بھی حسب مراتب اس کے حقدار ہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

من احب ان یبسط له فی رزقه و ینسأ له فی اثره فلیصل رحمه یعنی جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کیا کرے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن آبائہ الکرام سے فرمایا یہاں ذی القربیٰ سے مراد حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ اس قول کے مطابق خطاب ارباب حکومت کو ہوگا کہ وہ بیت المال سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کی خدمت کریں اور ان کی ضروریات کو بہم پہنچائیں۔

وقال علی بن حسین هم قرابة النبی صلی الله علیه وسلم امر صلی الله علیه وسلم باعطائهم حقوقهم من بیت المال ویکون خطابا للولاة او من قام مقامهم (قرطبی)

الاحکام السلطانیہ از ابویعلی اور الاحکام السلطانیہ از ماوردی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اسلامیہ میں ایک مستقل محکمہ "ولایۃ النقابۃ علی ذوی الانساب" کے نام سے کام کرتا تھا جس کے فرائض میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اور دیگر رشتہ داروں کے متعلق تمام امور کی نگرانی کرنا تھا۔ ان کی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت، ان کی ضروریات کی کفالت، ان کو ایسے پیشوں کے اختیار کرنے سے روکنا جو ان کے شایان شان نہیں، ان کے بچوں اور بچیوں کے نکاح کا انتظام کرنا، ان کو ایسے افعال سے باز رکھنا جو ان کی خاندانی شرافت کے منافی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس آیت سے بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ

[illegible]

لِرَبِّهِۦ كَفُورًا ۝ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ

[illegible]

تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إلى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا

إن ربك يبسط الرزق لمن يشاء ويقدر إنه كان بعباده

خبيرا بصيرا ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق نحن

نرزقهم وإياكم إن قتلهم كان خطئا كبيرا ولا تقربوا

[illegible]

الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

بےشک یہ زنا بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے اور نہ قتل کرو اس نفس کو

کے مستحق [illegible] نہ تھا [illegible] کیونکہ وہ بڑے ہو کر اور جوان ہو کر سب ذریعہ معاش تھے، اس میں [illegible] لیکن [illegible] یہ ان کا اقتصادی نقطۂ نظر [illegible] بیٹیوں کے لیے [illegible] برداشت نہ تھیں نیز [illegible] ان کے دل میں یہ بات [illegible] کسی [illegible] کا رشتہ دینے [illegible] اور ان کی ناک کٹ جائے گی ان تمام محرکات کے ماتحت [illegible] قتل ایک عام معمول بن گیا تھا [illegible] بلکہ [illegible] بھی اپنی اولاد [illegible] نہیں [illegible] کی جب نسل [illegible] مستشرقین [illegible] ہے ایک [illegible] کی صورت اختیار کر لی ہے۔ جس کی پشت پناہی [illegible] حکومتیں [illegible] اور اس تحریک کا [illegible] مقصد یہ ہے کہ وسائل معاش پر [illegible] نسل کشی کی [illegible] کرنے کے لیے [illegible] ہے اور وہ قتل [illegible] منع فرمایا [illegible] ہے۔

[illegible] الخِطْأ [illegible] علامہ قرطبی نے لکھا ہے۔ [illegible] خِطْأً [illegible] کیا جائے اسے خِطْأ کہا جاتا ہے اور جب [illegible] ہو جائے تو وہاں خطاء (باب افعال) استعمال ہوتا ہے۔

قرآن [illegible] نسل کشی [illegible] بہت بڑی غلطی [illegible] اگر اس [illegible] تو اس [illegible] پر [illegible] اور جب [illegible] تو ان کے پاس اپنے بچوں کی شدید قلت تھی [illegible] حفاظت کے لیے میدان جنگ میں بھیج سکیں ایک [illegible] قوم اور وطن [illegible] خطرہ میں پڑ جاتے ہیں [illegible] غلطی [illegible] کہا جائے تو کیا اسے دانشمندی کہا جاسکے گا [illegible] قباحت و شناعت کو صرف دو مختصر لفظوں میں بیان فرمایا کَانَ فَاحِشَةً یعنی یہ بڑی بے حیائی کا فعل ہے وَسَاۗءَ سَبِيْلًا یعنی بہت ہی برا راستہ ہے۔ اس [illegible] صاحب عقل سلیم [illegible] ایک نوجوان [illegible] حاضر ہوا [illegible] یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] مجھے [illegible] کی اجازت دیجیے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

محبت سے اپنے قریب بلایا جب وہ قریب آ گیا تو فرمایا اے عزیز [illegible] تعجب ہے کہ جس برائی کی تم نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کیا تم اسے اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں میں آپ پر قربان جاؤں حضور کسی کو [illegible] اسی طرح دوسرے لوگ بھی یہ اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر دریافت کیا اگر تمہاری بیٹی کے ساتھ ایسا کیا جائے تو کیا پسند کرو گے؟ عرض کی ہرگز نہیں۔ فرمایا ایسے ہی دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر پوچھا کیا اپنی بہن کے لیے تم پسند کرتے ہو؟ عرض کی ہرگز نہیں میں آپ پر قربان جاؤں۔ فرمایا اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح پھوپھی، خالہ کے متعلق بھی پوچھا اور اس نے یہی جواب دیا۔ حضور نے ازراہ شفقت [illegible] سے اس کے سینے پر [illegible] اپنا دست مبارک رکھا اور [illegible] دعا فرمائی اللھم اغفر ذنبہ وطھر قلبہ وحصن فرجہ۔ اے اللہ اس کے گناہ بخش دے اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کو بدکاری سے بچا۔ اس کے بعد اس شخص کے دل میں اس عمل سے اتنی نفرت ہو گئی۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں یہ بھی نہیں بتایا ویزکیھم کہ وہ ان کے دلوں کو پاک کرتا ہے۔ اس کی عملی مثال اس حدیث میں موجود ہے۔ یہ حدیث مسند امام احمد میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ساء سبیلا ' [illegible] جا سکتا ہے کہ اس کے اسباب میں اختلاط ہوتا ہے [illegible] جاتا ہے اور [illegible] جاتی ہے۔ معاشرہ بڑی تیزی سے [illegible] میں عورت کی عظمت کا چاند گہنا جاتا ہے۔ عورت ماں کے تقدس اور بیٹی کی عصمت سے محروم ہو کر ایک بازاری جنس بن جاتی ہے۔ پھر نسل کے انتساب میں شک پیدا ہو جاتا ہے [illegible] شفقت پدری سے محروم ہو جاتی ہے۔ ایسا معاشرہ کبھی بھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اس کی وجہ سے فتنہ و فساد کی چنگاریاں [illegible] جاتی ہیں اور کئی خاندان اس میں بھسم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ [illegible] تو ساء سبیلا کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ چند لمحوں کی لذت حاصل کرنے کے لیے اتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ ساء سبیلا کے متعلق اگر اب بھی کسی کو شک ہو تو وہ مغربی تہذیب کے ان ملکوں کی حالت زار دیکھے جو [illegible] تمام [illegible] معاشرتی [illegible] کھا رہے ہیں۔ اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ انہیں قباحتوں اور [illegible] کی وجہ سے ہی قرآن کریم نے فرمایا کہ اس فعل شنیع کا ارتکاب تو بجائے خود اس کے قریب تک مت جاؤ۔ یعنی تمام وہ امور جو اس کے ارتکاب پر اکساتے ہیں ان سے بچنے کا شریعت نے حکم دیا۔ عورت کے لیے [illegible] بے پردگی [illegible] کا استعمال جس میں فحش تصاویر پیش ہوں سب سے منع کر دیا ہے لیکن [illegible] تمام [illegible] جذبات کو اتنا مشتعل کرتی ہیں [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] اس لیے فرمایا لا تقربوا الزنیٰ۔ اس فعل شنیع کے قریب جانے کی کوشش مت کرو [illegible] ہے اور حقیقت کی [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں [illegible] کی توفیق بخشے۔ آمین۔

فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ

زمین میں اکڑتے ہوئے، اس طرح، نہ تم چیر سکتے ہو زمین کو اور نہ پہنچ سکتے ہو پہاڑوں کے برابر

طُوْلًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ

بلندی میں۔ یہ سب ان کاموں کی، ان میں سے بری بات اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے یہ وہ باتیں ہیں

اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

جو وحی کی ہیں آپ کی طرف آپ کے رب نے حکمت و دانائی کی باتوں میں سے ہیں اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ

اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ

کوئی اور معبود ورنہ تجھے پھینک دیا جائے گا جہنم میں اس حال میں کہ تمہیں ملامت کی جائے گی اور دھتکارے ہوئے ہو گے۔

اس کے خلاف سے وہ شخص اسلام میں احساس ذمہ داری کا درس دیا، وہی تو آج اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں انتہائی غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ کاش ہم اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے سچے دل سے کوشش کریں۔ آج جن تکالیف پر ہم شکوہ سنج رہتے ہیں اور جن مصائب میں گھرے ہوئے ہیں وہ وہیں ختم ہو جائیں گے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ دوسروں کی بے راہ روی اور بے احتیاطی ہماری بے راہ روی اور بے احتیاطی کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتی۔ اگر آپ بے حد و حساب معاشرہ کے متعلق حسین ہیں کہ آپ اصلاح احوال کے شدید دل سے خواہاں ہیں تو اس انتظار میں وقت ضائع نہ کیجئے کہ دوسرے لوگ ٹھیک ہو جائیں تو میں بھی ٹھیک ہو جاؤں گا اصلاح کا آغاز اپنی ذات سے کر دیجئے۔ آپ کو بے شمار گم گشتہ راہ منزل پر رواں ہوں گے دوسروں کے لئے آپ مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ آیت ۳۷ کے الفاظ پر غور فرمائیے۔

ف: انسان کے غرور و تکبر کی بیہودگی اور حماقت کو کس حسین پیرایہ میں بیان فرمایا گیا۔ ایک عربی شاعر نے بھی خوب کہا ہے

ولا تمش فوق الارض الا تواضعا   فکم تحتها قوم هم منک ارفع
وان کنت فی عز وحرز ومنعة   فکم مات من قوم هم منک امنع

یعنی زمین پر چلتے ہوئے تواضع اور انکسار اختیار کر کتنے لوگ جو تم سے بھی زیادہ قدر و منزلت والے تھے اب خاک زمین میں مدفون ہیں۔

اگر تو آج معزز و محترم اور صاحب سطوت و اقتدار ہے تو کیا ہوا۔

تجھ سے پہلے کثیر التعداد لوگ بڑی شان و شوکت والے تھے لیکن اب وہ منوں مٹی کے نیچے دبے پڑے ہیں۔

بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا

پس کیا چن لیا ہے تمہیں تمہارے رب نے بیٹوں کیلئے اور (اپنے لیے) بنا لی ہیں فرشتوں کو بیٹیاں ۴۰ـ۱ بلاشبہ تم ایک بڑی بات کہتے ہو

عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ

بڑی (بات) اور بلاشبہ ہم نے مختلف انداز سے بار بار بیان کیا ہے (دلائل توحید کو) اس قرآن میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں

اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا

[illegible] ۴۱ـ۱ آپ فرما دیجئے اگر ہوتے اللہ کے ساتھ اور معبود جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو وہ ضرور ڈھونڈتے

اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا

[illegible] عرش کے مالک کی طرف راستہ ۴۲ـ۱ وہ پاک ہے اور بہت ہی بلند و برتر ہے ان باتوں سے

كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ

جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں پاکی بیان کرتے ہیں اسی کی ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں موجود ہے۔

۴۰ـ۱ یہ مشرک قبائل فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے تھے اس حماقت کا پردہ چاک کیا جا رہا ہے ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ تم اپنے لیے تو لڑکے پسند کرتے ہو اور اگر کسی کے گھر بچی پیدا ہو جائے تو بعض اوقات اسے [illegible] ہو تمہیں شرم نہیں آتی کہ جس چیز کو تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو اسے اللہ کے لیے ثابت کرتے ہو۔

۴۱ـ۱ یعنی ہم نے قرآن کریم میں دلائل توحید کو مختلف اسلوبوں اور متعدد پیرایوں میں بیان کیا ہے تاکہ حقیقت لوگوں پر واضح ہو اور اس کے مطابق اس سے استفادہ کر سکیں کہیں رحمت کا وعدہ اور کہیں قہر و غضب کی وعید کہیں [illegible] اور کہیں [illegible] کہیں نیکوکاروں کی کامیابی کا ذکر اور کہیں نافرمان افراد اور سرکش اقوام کے برے انجام کا بیان لیکن اس کے باوجود جن لوگوں نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ رکھی ہے وہ قریب آنے کی بجائے دور ہی دور بھاگتے چلے جا رہے ہیں۔

۴۲ـ۱ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے معبود بھی ہوتے جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترقی اور بالادستی کی کوشش کرتے اور اپنی حدوں کی طرح [illegible] آپس میں مل کر ایک متحدہ محاذ بنا کر عرش کے مالک پر چڑھائی کر دیتے اور اسے مغلوب کر دیتے تاکہ [illegible] لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا [illegible] اپنی قوت و شوکت کا کوئی ادنیٰ مظاہرہ بھی نہیں دکھا سکے تو پھر ایسے بے بس معبودوں کو اپنا معبود تسلیم کرنا کتنی نادانی اور حماقت ہے [illegible] حقیقت [illegible]۔

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ

اور (اس کا تو یہ حال ہے کہ) کوئی بھی چیز [illegible] نہیں جو [illegible] اس کی حمد کے ساتھ [illegible] لیکن تم ان کی تسبیح [illegible]

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ

بےشک وہ بہت بردبار بہت بخشنے والا ہے ۔ اور جب آپ پڑھتے ہیں قرآن [illegible] آپ کے درمیان اور

بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا

ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک [illegible] پردہ [illegible] اور [illegible]

۴۴ کائنات [illegible]

[illegible]

۴۵ [illegible]

[illegible]

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا

ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں تاکہ وہ اسے سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دیتے ہیں اور جب آپ

ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝

ذکر کرتے ہیں صرف اپنے رب کا قرآن میں تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں نفرت کرتے ہوئے

یہیں کی پہلی آیتیں حالت قیام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھتے ہوئے تلاوت فرما رہے تھے اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔

بعض علمائے کرام نے حجاباً مستوراً کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ان سے قرآن کی برکتیں [illegible] اس کے چمکتے ہوئے موتیوں کو نہ پا سکے۔

۵۲ ان کے پیہم انکار کی پاداش میں ان سے فہم و ادراک کی قوت سلب کر لی گئی ہے۔ ان کے دل ہیں مگر اندھے اور کان ہیں مگر بہرے ہیں۔ نہ انہیں نور حق نظر آتا ہے اور نہ انہیں پیغام حق سنائی دیتا ہے۔

۵۳ اے محبوب! ان حقیقت ناشناسوں کی طرف دیکھو! جب آپ قرآن کریم پڑھتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو بار بار بڑے دلنشین انداز اور ناقابل تردید دلائل سے پیش کیا گیا ہے، جہاں معبودان باطل کی بے بسی اور بے کسی کا پردہ چاک کیا گیا ہے تو وہ اس کلام [illegible] کو بجائے سمجھنے کے [illegible] نفرت کرتے ہوئے الٹے پاؤں پیچھے بھاگ جاتے ہیں۔

اہل محبت جب بیان توحید کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں اور اس کے مقبول بندوں کے فضائل و کمالات کا ذکر کرتے ہیں جو قرآن کریم نے [illegible] تو بعض [illegible] پر [illegible] لگاتے ہیں [illegible] شرک [illegible] بھی خدا کی توحید کے ساتھ [illegible] کا ذکر کیا کرتے تھے [illegible] ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور اگر ان حضرات سے دریافت کیا جاتا ہے کہ حضور [illegible] کی [illegible] بیان کیوں [illegible] ہو سکتی ہے تو کہتے ہیں کہ تم نے ہم پر ہی [illegible] کیا ہے [illegible] شرک [illegible] رسول [illegible] قرآن میں پڑھتے ہیں [illegible] خدا کا ہی ذکر ہوتا ہے۔ [illegible] کی ایسی باتیں [illegible] کیا قرآن کریم میں بیان توحید کے ساتھ ساتھ [illegible] القصہ [illegible] کیا اسی قرآن [illegible] حضرت عیسیٰ [illegible] کیا اسی قرآن میں سیدنا حضرت یوسف کا [illegible] حضرت [illegible] نہیں۔ کیا اسی صحیفہ کے صفحات میں یہ موجود نہیں کہ حضرت عیسیٰ اپنے رب کے اذن سے مردوں کو زندہ [illegible] اندھوں کو بینا [illegible] کر دیتے۔ کیا اسی کتاب الٰہی میں [illegible] کے متعلق [illegible] تخت [illegible] حضرت سلیمان کی خدمت میں پیش کر دیا [illegible] اللہ تعالیٰ کی جود و سخا اور فضل و عطا کی شانیں [illegible]

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ

[illegible]

نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾

[illegible]

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

[illegible]

سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قال ابن عباس الرفات الغبار۔

جَدِيدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿۵۰﴾ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ

[illegible]

فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ

[illegible]

أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ

[illegible]

قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ

[illegible]

وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۵۲﴾ وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي

[illegible]

هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ

[illegible]

[illegible]

لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ

انسان کا کھلا دشمن ہے تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے۔ اگر چاہے تو تم پر رحم

اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ۝ وَرَبُّكَ

فرمادے۔ یا اگر چاہے تو تمہیں سزا دے اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر

اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ

اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور بیشک ہم نے فضیلت دی ہے بعض انبیاء کو

عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ

بعض پر اور ہم نے عطا فرمائی ہے داؤد کو زبور۔ آپ فرمائیے پکارو انہیں جنہیں تم گمان کیا کرتے تھے

مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا ۝

(خدا) بجز اس کے اللہ تعالیٰ کے سوا سو وہ قدرت نہیں رکھتے کہ تکلیف دور کر دیں تم سے اور نہ ہی وہ اسے بدل سکتے ہیں۔

۸۳؎ اے حبیب! آپ کا فرض دعوت حق پہنچا دینا ہے آپ اپنا فرض باحسن وجوہ انجام دیں۔ اگر یہ لوگ اب بھی کفر و شرک سے باز نہیں آتے تو آپ دلگیر نہ ہوں جو نہیں ان کے کفر و شرک کے لیے آپ جوابدہ نہیں [illegible] (القرطبی)

۸۴؎ علامہ قرطبی نے اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

جب قریش کو قحط نے جھنجھوڑ دیا تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر دعا کی التجا کی۔ اپنی خستہ حالی کا تذکرہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا کہ ان سے دریافت کریں کہ جن معبودوں کی وہ پرستش کرتے ہیں ان سے جا کر فریاد کیوں نہیں کرتے جو خود ہی بتا دیا کہ وہ بیچارے خود بے بس ہیں اس مشکل وقت میں وہ تمہاری کوئی امداد نہیں کر سکتے ہیں! تم خود سوچو کہ جو اس مشکل میں کام نہ آئے اور جو مصیبت کو دور نہ کر سکے اس کو معبود بنانے اور اس کی پوجا کرنے سے کیا حاصل؟ یہاں زعمتم کا مفعول اول الٰہ محذوف ہے یعنی جن کو تم معبود خیال کرتے ہو ای ادعوا الذین زعمتموهم من دون الله [illegible] (القرطبی) زعمتم اھا [illegible] احدهما [illegible]

أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ يَبۡتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلۡوَسِيلَةَ أَيُّهُمۡ أَقۡرَبُ

وہ لوگ جنہیں یہ مشرک پکارتے ہیں ۹۶ وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ کہ کون ان میں سے زیادہ قریب ہے

وَيَرۡجُونَ رَحۡمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ

اور امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اور ڈرتے رہتے ہیں اس کے عذاب سے ۹۷ بیشک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی

مَحۡذُورٗا ۝ وَإِن مِّن قَرۡيَةٍ إِلَّا نَحۡنُ مُهۡلِكُوهَا قَبۡلَ يَوۡمِ ٱلۡقِيَٰمَةِ

چیز ہے اور کوئی ایسی بستی نہیں ہے مگر ہم اسے برباد کر دیں گے روز قیامت سے پہلے

أَوۡ مُعَذِّبُوهَا عَذَابٗا شَدِيدٗاۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي ٱلۡكِتَٰبِ مَسۡطُورٗا ۝

یا اسے سخت عذاب دیں گے یہ کتاب (تقدیر) میں لکھا ہوا ہے۔

ف۹۶ پہلے اگر آیت کی ترتیب و ربط پیش نظر رکھا جائے تو آیت کا معنی واضح ہو جاتا ہے [illegible] مطلب یہ ہے کہ مشرکین جن کو [illegible] اور جن کو اپنی تکالیف و مصائب میں پکارتے ہیں یہ خدا نہیں بلکہ وہ تو خود [illegible] اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مصروف عمل رہتے ہیں۔ اگر واقعی وہ خدا ہوتے جیسے مشرکین کا خیال ہے تو انہیں کسی کی عبادت اور رضا جوئی کی کیا ضرورت تھی۔ مسئلہ [illegible] اس آیت میں غور کرنے سے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست مبارک [illegible] اللہ تعالیٰ ان کی مشکلیں آسان فرما دیتا [illegible] ہو جاتی ہیں ان کی تنگدستیاں خوشحالی میں بدل جاتی ہیں۔

ف۹۷ جس اللہ تعالیٰ کے بندے اس کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہوتے اور اس کے عذاب سے بے خوف بھی نہیں ہوتے [illegible] اگر اس کی رحمت و کرم پر بھروسہ ہے تو [illegible] اور اس کے عذاب سے [illegible] جنہیں شرف قربت بخشا جاتا ہے۔ ان کا یہی حال ہوتا ہے۔

وَمَا مَنَعَنَآ أَن نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ إِلَّآ أَن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ

اور نہیں روکا ہمیں اس امر سے کہ ہم بھیجیں نشانیاں مگر یہ کہ جھٹلا چکے ہیں ان کو پہلے لوگ ف اور دی ہم نے

وَاٰتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ

قوم ثمود کو ایک اونٹنی جو روشن نشانی تھی پس انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم نہیں بھیجتے ایسی نشانیاں

إِلَّا تَخْوِيفًا ۝ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا

مگر ڈرانے کے لئے اور یاد کرو جب ہم نے کہا تھا آپ کو کہ بیشک آپ کے پروردگار نے گھیر رکھا ہے لوگوں کو اور نہیں بنایا ہم نے

الرُّءْيَا الَّتِىٓ أَرَيْنٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِى

اس رؤیا کو جو ہم نے دکھایا آپ کو مگر آزمائش لوگوں کے لئے اور اس درخت کو بھی جس پر لعنت کی گئی ہے

ف کفار مکہ بار بار رسالت کی صداقت میں معجزات طلب کرتے اور کہا کرتے کہ ہمارے مطالبات پورے کر دیے جائیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے [illegible] یہ کہ صفا کا پہاڑ سونے کا بن جائے [illegible] مکہ کے پہاڑ یہاں سے ہٹا دیئے جائیں تاکہ [illegible] کشادہ ہو جائے [illegible] کاشتکاری کر سکیں [illegible] اگر ہم ان کے یہ مطالبات پورے کر دیے جائیں [illegible] قرآن کی سنت [illegible] اور اگر یہ [illegible] ایمان نہ لائے تو [illegible] ہلاک کر دیئے جاتے [illegible] نہیں [illegible]

ف قوم ثمود کو ان کے مطالبہ کے پیش نظر معجزے کے طور پر اونٹنی دی گئی [illegible] وہ پھر بھی ایمان نہ لائے [illegible] صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ اسی طرح ان لوگوں کا انجام بھی یہ ہوتا [illegible] مطالبہ پورا کیا جاتا اور وہ پھر بھی ایمان نہ لاتے۔

ف یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت [illegible] لوگوں کو اپنے [illegible] میں لے رکھا ہے آپ بے دھڑک اسلام کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے رہیں کسی کی مجال نہیں کہ آپ کو گزند پہنچا سکے۔

ف اس آیت کی وضاحت اسی سورۃ کی پہلی آیت کے حاشیہ میں گزر چکی ہے وہاں بتایا گیا ہے کہ اس آیت میں رؤیا کا لفظ خواب کے معنی میں مستعمل نہیں بلکہ عالم بیداری میں دیکھنے کے معنی میں مستعمل ہے حضرت ابن عباس کا قول [illegible] یہاں رؤیا سے مراد عالم بیداری میں دیکھنا ہے سعید بن جبیر، حسن، مسروق، قتادہ، مجاہد، عکرمہ، ابن جریر وغیرہ ان کے علاوہ کثیر التعداد علماء تفسیر کی یہی رائے ہے اور اہل عرب کے [illegible] ۔

ف [illegible] کی قوم [illegible] کا باعث بنا [illegible] آیت میں بتایا گیا کہ جہنم میں زقوم کا درخت بھی

الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا

بھی کی تھی جو قرآن میں ہے۔ اور ہم انہیں ڈراتے رہتے ہیں پس [illegible] نہیں بڑھایا انہیں مگر بہت بڑی سرکشی میں

لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ

سے کہا کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اس کو

خَلَقْتَ طِيْنًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ

جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ کہنے لگا بھلا بتا تو یہ آدم جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اگر تو

اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ

مجھے مہلت دے روز قیامت تک تو میں جڑ سے اکھاڑ دوں گا اس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہوگا تو ہم ان کو اسی طرح [illegible] کر دیں گے [illegible]

[illegible] دوسری طرف آپ یہ کہتے ہیں [illegible]

[illegible] سبب کا شکار ہوگئے۔

سلے اس سے پہلے یہ بتایا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اب اس دشمنی کی ابتدا کب ہوئی اور کس سبب سے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سلے اس آیت میں حذف ہے تقدیر کلام یوں ہے [illegible] بڑی فضیلت دی حالانکہ میں آگ سے ہوں [illegible] مٹی سے پیدا کیا [illegible] چنانچہ [illegible] تصریح کی [illegible] ہو جاتا ہے۔

[illegible] (الجامع لاحکام القرآن جلد [illegible])

[illegible] علامہ قرطبی اور دیگر علماء لکھتے ہیں کہ عرب [illegible] یہاں بھی [illegible] شیطان نے کہا کہ اگر مجھے تو نے مہلت دی تو میں ان سب کو راہ راست سے [illegible]

[illegible] ثابت قدم رہیں گے۔

اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا ﴿۶۳﴾

جاؤ جو ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو بے شک جہنم [illegible] تم سب کی پوری سزا ہے ف۶۳

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم

اور ڈگمگا لے ان میں سے جس کو تو ڈگمگا سکتا ہے اپنی آواز سے [illegible] اور چڑھا لا ان پر

بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ

اپنے گھوڑ سوار اور پیادے [illegible] کے ساتھ اور شریک ہو جا ان کے مالوں میں اور اولاد میں اور ان سے وعدے کر

ف۶۳ یاد کرو [illegible] سے شیطان کو [illegible] جو تجھ سے [illegible] پیروی کرے [illegible] ان [illegible] سب کی پوری سزا [illegible] ہے (قشیری)

ف۶۴ اس آیت میں شیطان کو [illegible] وسائل کے اختیار کرنے کی اجازت دی [illegible] کہ [illegible] استعمال کئے جا سکتے ہیں [illegible] آواز [illegible] کے لیے [illegible] ہے [illegible] ان کے [illegible] اولاد میں شریک ہو جانا [illegible] تیری مرضی کے مطابق [illegible] لیکن ان کی [illegible] اس [illegible] کی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ان کے [illegible] مال [illegible] کی [illegible] اس [illegible] اولاد [illegible] نہیں تاکہ والدین کے حقوق [illegible] اولاد میں شیطان کی شرکت [illegible] شیطان کی [illegible] مشکل [illegible] ہوگا [illegible] شیطان کے پاس [illegible] حقیقت [illegible] ہوتا ہے [illegible] انسان [illegible] کے پیچھے [illegible] ہے اور [illegible] میں پھنسا رہتا ہے۔

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

اور نہیں وعدہ کرتا ان سے شیطان مگر فریب کا [illegible] ان پر تیرا تسلط نہیں ہو سکتا

سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ

اور اے محبوب! کافی ہے تیرا رب [illegible] تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لیے کشتیوں کو

فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَاِذَا

سمندر میں تاکہ تم تلاش کرو [illegible] اس کے فضل [illegible] بیشک وہ [illegible] اور جب پہنچتی

ف۵ یہاں تنبیہ فرمادی کہ شیطان کے وعدے ہرگز قابل اعتماد نہیں وہ محض دھوکہ دینے کے لیے اور تمہیں ہدایت کی راہ سے بھٹکانے کے لیے ایسی چکنی چپڑی باتیں کرتا ہے۔ اس قسم کے جھوٹے وعدوں کے فریب میں آجانا کسی عقلمند کو زیبا نہیں۔
[illegible] باطل کو اس طرح آراستہ و پیراستہ کرکے پیش کرتا ہے کہ وہی معلوم ہوتے ہیں اسے خوب لگتے ہیں۔

ف۶ اے شیطان میرے بندوں پر تیرا کوئی فسوں کارگر نہیں ہو سکے گا وہ تیرے دام فریب میں ہرگز نہیں پھنسیں گے۔ تو جتنے بھی ہتھکنڈے کرلے۔ عبادی میں [illegible] اس حقیقت کا ادراک [illegible] جو عبادی کے زمرہ میں داخل ہیں۔

ف۷ اللہ تعالیٰ کی شان رحمت و ربوبیت کا ایک اور کرشمہ بیان کیا جا رہا ہے کہ سمندر کے گہرے پانیوں اور اس میں اٹھنے والی طوفانی موجوں کو تمہاری کشتیوں اور جہازوں کے لیے مسخر فرما دیا ہے۔ آج بھی چند لاکھ ٹن وزنی [illegible] تمہارے جہاز سطح آب پر اطمینان سے چلتے ہیں اور قدرت [illegible] تجارت کے لیے ایسی شاہراہیں ہموار کردی ہیں جن کے ذریعہ تم آسانی سے اپنے تجارتی سامان کو ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف لے جاتے ہو اور نفع کماتے ہو کیا یہ اس کا احسان عظیم نہیں۔ رزق حلال کمانے کے لیے اسلام نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو رغبت دی ہے یہاں بھی رزق کو فضل [illegible] فرما کر مسلمانوں کو بحری تجارت کا شوق دلایا ہے [illegible]۔
[illegible] اور آج [illegible] کشتی چلانے کو [illegible] سکتے ہیں۔

مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ

ہے تمہیں تکلیف سمندر میں تو گم ہو جاتے ہیں وہ معبود جن کو تم پکارا کرتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے پھر جب وہ بچا

إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ

لاتا ہے تمہیں ساحل پر تو منہ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑا ناشکرا ہے کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے کہ

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ

دھنسا دے تمہیں خشکی کے کنارے پر یا بھیج دے تم پر پتھر برسانے والی آندھی پھر نہ پاؤ تم اپنے لیے

[illegible] پہنچتے تو [illegible] دیکھو یہ حالت مسافرت اور وقت حادثہ [illegible] انسان کی فطرت [illegible] کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبود [illegible] تحت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] سمجھتا ہے۔ انسان کی اس حالت کا [illegible] ساحل سے [illegible] کشتیاں [illegible] جہاز [illegible] سے دوسرے [illegible] جب [illegible] طوفان [illegible] آتے ہیں اور جب [illegible] قدرت [illegible] بچ سکتا [illegible] اس وقت [illegible] بھول جاتے ہیں اور [illegible] حقیقی کے حضور میں [illegible] قدرت کا [illegible] ان کی طرف سے [illegible] کے حضور میں [illegible] اس بات کی [illegible] انسانی فطرت میں عقیدۂ توحید [illegible] توحید [illegible] بے نقاب ہو جاتا ہے۔

[illegible] یعنی جب وہ [illegible] سمندر [illegible] اور تمہیں سلامتی سے ساحل پر پہنچا دیتا ہے [illegible] انسان کی ناشکری کی بھی [illegible] حد ہے۔

[illegible] یعنی [illegible] تمہاری حفاظت [illegible] سمندر میں [illegible] خشکی [illegible] یہاں کوئی [illegible] نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ چاہے [illegible] برسا [illegible] صاحب [illegible] ہے۔

وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ

کوئی کارساز کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ حق تعالیٰ تمہیں لے جائے سمندر میں دوسری مرتبہ پھر بھیجے تم پر

عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا

سخت آندھی جو کشتیوں کو توڑنے والی ہو پھر ڈبو دے تمہیں بوجہ اس کے جو تم نے کفر کیا پھر تم نہیں پاؤ گے

لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ

اپنے لیے ہمارے مقابلہ میں اس ڈوبنے پر کوئی پیچھا کرنے والا اور بیشک ہم نے بڑی عزت بخشی اولاد آدم کو اور ہم نے سوار کیا انہیں

وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ

خشکی اور سمندر میں اور رزق دیا انہیں پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے فضیلت دی انہیں بہت سی مخلوق پر جن کو ہم نے

۴۲ ہو سکتا ہے [illegible] سمندر [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کشتیوں [illegible] اس وقت [illegible] تمہاری [illegible] مولانا اللہ تعالیٰ کی [illegible] عصمنا اللہ من غضبہ بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

۴۳ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے تمام وجوہ تکریم کو ایک جامع فقرہ میں بیان فرما دیا ہے۔

عقل، علم، گویائی، پاکیزہ صورت، معتدل قامت، معاش و معاد کی تدبیر، تمام چیزوں پر استیلاء و تسخیر عطا کر کے اور اس کے علاوہ اور بہت سی فضیلتیں دے کر (خزائن العرفان)۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وجوہ تکریم میں محمد بن کعب کا یہ قول بھی ذکر کیا ہے عن محمد بن کعب بجعل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہم یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اولاد آدم سے ہونا تمام وجوہ تکریم سے اعلیٰ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ [illegible] آدم [illegible] نیست [illegible] یعنی آدم کے سارے [illegible] کا فخر صرف حضور کی ذات سے ہے [illegible] سبھی [illegible] آپ [illegible] سب [illegible] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان افضلیت

خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ

پیدا کیا نمایاں فضیلت دے کر۔ وہ دن جب ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ تو جس شخص

أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ

جس کو دیا گیا اس کا نامۂ عمل اس کے دائیں ہاتھ میں تو یہ لوگ خوشی خوشی پڑھیں گے اپنا نامۂ عمل اور [illegible] ظلم نہیں کیا

فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ

جائے گا۔ اور جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا

وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا

اور بڑا گمراہ ہو گا۔ اور انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ آپ کو آزمائش میں ڈال دیں اس سے جو ہم نے وحی کی

[illegible] فرمایا جو اس نے انسان پر فرمائے ہیں۔

[illegible] علماء اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انسانوں میں جو رسول ہیں وہ سب مخلوقات سے افضل ہیں [illegible] ہے [illegible] عام فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں۔

[illegible]

[illegible] اس دنیا میں حق کے دیکھنے [illegible] اندھا رہا [illegible] آخرت میں بھی [illegible]

لفظ کاد کی تحقیق کرتے ہوئے صاحب [illegible] لکھتے ہیں [illegible] کاد [illegible] علامہ سید مرتضیٰ زبیدی [illegible] تاج العروس [illegible] کاد کا معنی [illegible] ارادہ [illegible] اس آیت میں کادوا کا معنی ارادہ زیادہ مناسب ہے

إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا

طرف وحی کی ہے تاکہ آپ [illegible] منسوب کریں ہماری طرف [illegible] تو اس صورت میں وہ آپ کو دوست بنا لیتے اور اگر ہم نے

أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾ إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ

بخشا ہوتا استقامت کو، کہا تھا آپ ضرور مائل ہو جاتے ان کی طرف کچھ تھوڑا سا۔ اس صورت میں ہم آپ کو چکھاتے

اس بارے میں سنے اس کے مطابق تو ہونا ہے۔ (المنار، جلد ۵ صفحہ [illegible])

ان آیات کی جو تفسیر علامہ ابن کثیر نے کی ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

"ان آیات میں اللہ تعالیٰ اس امر کی خبر دے رہا ہے کہ وہ اپنے محبوب رسول کا ہمیشہ مددگار ہے۔ وہی راہ راست پر آپ کو ثابت قدم رکھنے والا ہے۔ وہی ہر قسم کے شر سے آپ کو محفوظ رکھتا ہے۔ شریروں کی شرانگیزیوں اور مکاروں کی مکاریوں سے وہی محفوظ و سلامت رکھتا ہے۔ حضور کے سارے کام اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں۔ وہی اپنے محبوب کا مددگار، کفیل اور حامی ہے۔ وہی آپ کو اپنے دشمنوں پر غالب کرنے والا ہے۔ وہی آپ کے دین کو مخالفین کی مخالفت کے باوجود غالب کرنے والا ہے۔ مشرق و مغرب میں اسلام کا پرچم لہرانے والا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تسلیما کثیرا الی یوم الدین۔ (تفسیر ابن کثیر)

ان آیات میں بار بار تدبر کرنے سے حضور کی دعوت کی صداقت کا احساس ہوتا ہے جس کلام الٰہی میں کسی ایک [illegible] [illegible] تاریخ گواہ ہے کہ قوم نے حضور کو دولت، سرداری اور حسین و جمیل عورت کا رشتہ دینے کی پیشکش کی لیکن حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرما کر ان پیشکشوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا کہ اگر تم سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دو اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر، تب بھی میں اللہ تعالیٰ کے کلام میں [illegible] کرنے کے لیے تیار نہیں بلکہ جس مقصد کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے اس کی تبلیغ میں سرگرم عمل رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں یا میری زندگی ختم ہو جائے۔

علامہ آلوسی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں والمعنی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یرکن الیہم لا قلیلا ولا کثیرا [illegible] [illegible] [illegible] من حیث الذات [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے پاؤں مضبوطی سے راہ راست پر محکم کر دیا ہے۔ اس لیے کفار کی طرف ادنیٰ سا میلان بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی طرف زیادہ مائل ہوں۔ (لولا) امتناعیہ کا تقاضا یہی ہے کہ اس کا معدوم بیان کیا جائے (روح المعانی، جلد ۱۵ صفحہ [illegible])

قل ہذا تہییج من اللہ لہ صلی اللہ علیہ وسلم وفضلہ علی سائر الرسل [illegible] [illegible] ان تثبیت مع محبت [illegible] [illegible] [illegible] (القرطبی)

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾

[illegible] دوگنا [illegible] اور [illegible] دوگنا [illegible] پھر [illegible] ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار [illegible]

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا

اور [illegible] زمین [illegible] آپ [illegible] کہ آپ کو یہاں سے نکال دیں اور اگر [illegible]

لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ

[illegible] آپ کے بعد [illegible] ان کے بارے میں [illegible] جن کو آپ سے پہلے

ف ۱ اس سے [illegible] کا پتہ چلتا ہے [illegible] برداشت ہوتی ہے

ع [illegible]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ [illegible]

[illegible] (قرطبی)

قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف ۲ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ

رسولوں بنا کر اور آپ نہیں پائیں گے ہمارے اس دستور میں کوئی تبدیلی نماز ادا کیا کریں سورج ڈھلنے

الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

کے بعد سے رات کی تاریکی تک اور پڑھا کیجیے نماز صبح بے شک نماز صبح کا مشاہدہ

مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ

کیا جاتا ہے اور رات کے بعض حصہ میں بیدار رہ کر نماز تہجد ادا کیجیے یہ زائد ہے آپ کے لیے یقیناً کھڑا کرے گا

ہمارا یہی دستور ہے کہ جب کوئی قوم اپنے نبی کو اذیت پہنچاتی ہے اور اس کو اپنے وطن سے چلے جانے پر مجبور کر دیتی ہے اور وہ ان کے مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کر جاتا ہے تو پھر عذاب الٰہی ان کے سروں پر ... دیر نہیں لگتی۔ یہ ہمارا ایسا دستور اور ایسی سنت ہے جس میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔

حضور پر نور ﷺ کو راہ حق سے منحرف کرنے کے لیے مشرکین جو حیلے کیا کرتے تھے اور حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے لیے جس طرح سرگرم رہا کرتے تھے۔ ان کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو نماز کی ادائیگی کی طرف متوجہ فرما رہا ہے۔ تاکہ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تائید صمدی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ نماز پنجگانہ سفر معراج میں فرض ہوئی تھی۔ یہاں نمازوں کے اوقات بتائے جا رہے ہیں۔ ان کی تفصیل حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو امامت کرا کے کر دی۔ دلوک کا معنی اگرچہ غروب آفتاب بھی کیا گیا ہے لیکن یہاں اس کا معنی زوال ہے۔ علامہ ابو حیان لکھتے ہیں دلوک الشمس زوالہا ... اور غسق اللیل رات کے اندھیرے کو کہتے ہیں ... زوال آفتاب سے غروب شفق تک چار نمازوں کے اوقات ہو گئے۔ فجر کی نماز کا وقت الگ قرآن الفجر سے بیان کیا۔

یعنی دن اور رات کے فرشتے اس وقت یکجا ہوتے ہیں۔

ھجود کے معنی سونا اور بیدار ہونا دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ لغت کے امام الازہری اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں ... یعنی نیند کو ترک کرنا کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے جیسے تحرج اور تأثم حرج اور اثم کے ترک کو کہتے ہیں۔ (رازی)

پہلے نماز پنجگانہ کے اوقات بیان ہوئے جو ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ اب اس مخصوص نماز کی ادائیگی کا ذکر ہو رہا ہے جو حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بطور فرض یا زائد عبادت لازم ہے ... یعنی جب کل ... سو رہے ہوں ہر طرف سناٹا چھایا ہو، آغوش شب میں ہر چیز محو خواب ہو، اس وقت محبوب ... اور خلوت کدہ میں شرف باریابی حاصل کر کے جبین نیاز کو

لذت صحبت سے آشنا کر دی ہے جب میں حق تعالیٰ کی [illegible] سے مشرف فرمایا گیا اور آپ کو مقام محمود پر فائز ہونا [illegible] اور [illegible] میں محمود ہو جاتا ہے [illegible] کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اس وقت اس کا معنی یقینی ہوتا ہے عسیٰ من اللہ واجب

[illegible] البیان)

مقام محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ھو المقام الذی اشفع فیہ لامتی یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا [illegible] مسلم شریف میں [illegible] روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خلیل علیہ السلام کا یہ قول پڑھا رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی (اے میرے رب ان بتوں نے گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو پس جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے) اور حضرت عیسیٰ کا یہ قول پڑھا ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم (اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو بےشک تو ہی عزیز و حکیم ہے)

پھر حضور نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کی اللھم امتی امتی اے میرے رب میری امت کو بخش دے۔ میری امت کو بخش دے۔ پھر حضور زار و قطار رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا جبرئیل اذھب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک ولا نسوءک۔ اے جبرئیل میرے محبوب کے پاس جاؤ اور جا کر میرا پیغام دو۔ اے حبیب ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو غمگین نہیں ہونے دیں گے

روز حشر جب ہر طرف وحشت و ہراس طاری ہو گا، عدل خداوندی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہو گی، بڑے بڑے شجاع اور دلاور [illegible] مارے خوف کے بال بال کھڑے ہو جائیں گے۔ ساری مخلوق حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر [illegible] کا دروازہ کھٹکھٹائے گی لیکن کہیں شنوائی نہ ہو گی۔ آخر کار حضرت عیسیٰ کے پاس پہنچیں گے وہاں سے شفاعت کی بجائے یہ جواب ملے گا [illegible] نہیں رکھتا [illegible] واپس نہ لوٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ وہاں [illegible] سب مارے مارے محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے اور اپنی [illegible] حضور فرمائیں گے انا لھا انا لھا۔ ہاں میں تمہاری دستگیری کے لیے تیار ہوں۔ حضور زیر عرش [illegible] سجدہ میں گر جائیں گے۔ [illegible] سبحانہ وتعالیٰ کی حمد و ثنا کریں گے۔ ارشاد ہو گا [illegible] وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعطہ [illegible] اپنے سر مبارک کو اٹھاؤ کہو تمہاری بات سنی جائے گی [illegible] شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہو گی [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت [illegible] ایمان کا [illegible] ہو گا۔

علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین نے قاضی ابوالفضل عیاض سے نقل کیا ہے کہ حضور پرنور [illegible] پانچ شفاعتیں [illegible]

۱۔ شفاعت عامہ جس سے مومن و کافر اپنے بیگانے سب مستفیض ہوں گے۔
۲۔ بعض خوش نصیبوں کے لیے بغیر حساب کے جنت میں داخل کرنے کی شفاعت فرمائیں گے۔
۳۔ وہ بدعمل اپنے گناہوں کے باعث عذاب دوزخ کے مستحق قرار پا چکے ہوں گے حضور کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے۔
۴۔ وہ گنہگار جنہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا حضور شفاعت فرما کر انہیں وہاں سے نکالیں گے۔
۵۔ اہل جنت کے درجوں میں ترقی کے لیے سفارش فرمائیں گے۔

خود سوچیے جس کا دامن کرم سب کو ڈھانپے ہوگا جس کی محبوبیت کا ڈنکہ ہر طرف بج رہا ہوگا جس کی جلالت شان اپنے بھی دیکھیں گے اور بیگانے بھی۔ ایسے میں کیا انسان ہوگا جو اس محبوب کی عظمت کا اعتراف نہ کرے گا اور کونسی زبان ہوگی جو اس کی تعریف و توصیف میں زمزمہ سنج نہ ہوگی۔

یہاں بتایا جا رہا ہے کہ اے محبوب! آج جن کی نادانی کا یہ عالم ہے کہ اپنا مقدس وجود سمجھتے ہیں جو طرح طرح سے اذیت دے کر اپنی تحریک کا سامان کرتے ہیں۔ طرح طرح کے شکوک و شبہات میں الجھا رہے ہیں اور اس برگزیدہ بندے کی جلالت شان کا انکار کرتے ہیں۔ ان کی حقیقت سے پردہ تب اٹھے گا جب اولین و آخرین عرش پر [illegible] ہو کر یہ سب [illegible] کے لیے طلب فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی۔ (ترمذی شریف) یعنی قیامت کے دن ساری اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا۔ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ سارے نبی میرے پرچم کے نیچے جمع ہوں گے۔ یہ ساری باتیں اظہار حقیقت کے طور پر کہہ رہا ہوں۔ فخر و مباہات مقصد نہیں۔

علامہ [illegible] نے ستائیس صحابہ سے حدیث شفاعت مروی ہونے کی تصدیق کی ہے۔ لیکن ان صریح احادیث کے باوجود معتزلہ اور خوارج نے شفاعت کا انکار کیا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے۔ یعنی جو اس کا منکر ہے وہ گویا شفاعت کا منکر ہے۔ قال السیوطی هذا حدیث متواتر [illegible] الشفاعۃ۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت فاروق اعظم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک روز خطبہ میں فرمایا انہ سیکون [illegible] قوم یکذبون بعذاب القبر ویکذبون بالشفاعۃ۔ یعنی اس امت میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو عذاب قبر کی بھی تکذیب کریں گے اور شفاعت کا بھی انکار کریں گے۔ آج سے پہلے بھی اس کا انکار معتزلہ اور خارجیوں نے کیا اور آج بھی ایک طبقہ بڑی شد و مد سے اس کا منکر ہے۔ وہ جب واضح نصوص کے باعث انکار نہیں کر سکتے تو شفاعت کا ایسا مفہوم بیان کرتے ہیں جس میں شان مصطفےٰ کا انکار پایا جاتا ہے۔ لیکن انہیں یہ جسارت کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو آج شفاعت کا انکار کرے گا وہ کل اس سے محروم کر دیا جائے گا۔

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿٧٩﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ

امید ہے آپ کا رب مقام محمود پر [illegible]۔ اور دعا کرو کہ اے رب! [illegible] مجھے [illegible] سچائی کے ساتھ داخل کر اور

اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿٨٠﴾

جہاں کہیں سے نکال سچائی کے ساتھ نکال اور عطا کر مجھے اپنی جانب سے غلبہ مدد کرنے والا ہو۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾

اور اعلان کرو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل تو ہے ہی مٹنے والا

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ

اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں وہ چیزیں جو باعث شفا ہیں اور سراسر رحمت ہیں اہل ایمان کے لیے اور قرآن نہیں بڑھاتا

---

۹۷ حضورؐ کو جب ہجرت کا حکم ملا تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں ایک خاص قسم کی دعا کی گئی ہے کہ مکہ سے ہجرت کرنا بھی سچائی کے ساتھ ہو اور مدینہ میں داخلہ بھی سچائی کے ساتھ [illegible] کہیں سے نکلوں یا کہیں اقامت کروں تیری تائید و نصرت میرے شامل حال ہو [illegible] اس کا ایک ایک حرف پورا ہوا۔ مدینہ میں [illegible] اور [illegible] چند سال بعد جب [illegible] ہزار جاں نثاروں کے جھرمٹ میں مکہ میں داخل ہوئے تو کفر و شرک کی تاریکی کافور ہو گئی اور مکہ قبضہ میں آ گیا۔

۹۸ یہ اعلان [illegible] حالات میں ہجرت سے پہلے کیا گیا تھا [illegible] پورا ہوا۔ [illegible] فتح مکہ [illegible] حرم میں داخل ہوئے [illegible] کعبہ [illegible] سینکڑوں بتوں کی پرستش ہوتی تھی [illegible] اس سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے [illegible] زبان پر یہ آیت پڑھتے اور بت منہ کے بل زمین پر گر جاتے۔ اس طرح حق کا بول بالا ہوا اور باطل پسپا اور رسوا ہوا۔

۹۹ [illegible] اس میں ان تمام [illegible] کے لیے شفا ہے [illegible]

۱۰۰ [illegible]

الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ

[illegible]

نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى

[illegible]

شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سرشت کیونکہ خبیث ہے اس لیے ان کے اعمال بھی نجاست سے ملوث ہوں گے اور اس میں مومن کی توصیف ہے کیونکہ مومن کی سرشت پاکیزہ ہے اس لیے اس کے اعمال بھی پاکیزہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے قرآن کریم کو اول سے آخر تک پڑھا ہے اور دیکھا ہے اس آیت سے زیادہ امید افزا کوئی آیت نظر نہیں آئی کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ ہر کوئی اپنی طبیعت کے مطابق کام کرتا ہے۔ بندے کا کام گناہ کرنا ہے اور رحمت خداوندی کا کام گناہوں کو بخشنا ہے۔ قال ابوبکر الصدیق قرأت القرآن من اوله الی آخره فلم ار فیه آیة ارجی واحسن من قوله تعالی قل کل یعمل علی شاکلته فانه لا یشاکل بالعبد الا العصیان ولا یشاکل بالرب الا الغفران

۱۰۳ اس آیت کی شان نزول کیا ہے اس کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہود کی انگیخت پر مشرکین مکہ نے روح کی حقیقت کے بارے میں حضور رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو وہاں کے احبار یہود نے اس عقدہ کا حل استفسار کرنا چاہا۔ بہرحال یہ ایک ایسا عقدہ تھا جس کی الجھن ہر صاحب فکر نے اس پیچیدہ الجھاؤ میں محسوس کی تھی۔ چنانچہ ہر زمانے کے فلسفیوں نے اس عقدہ کو حل کرنے کی مقدور بھر کوشش کی لیکن ہر کوشش نے اسے پیچیدہ سے پیچیدہ تر بنا دیا۔ یہی سوال جب بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا تو رب قدیر نے اس کا مختصر لیکن جامع جواب دے کر تمام اوہام و شکوک کا ازالہ کر دیا۔ [illegible] امام فخر الدین رازی [illegible] محقق وقت علامہ سید آلوسی صاحب روح المعانی نے اپنی اپنی تفاسیر میں علماء عقل و نقل کے افکار کو بیان کر دیا ہے۔ ان تفصیلات کا ذکر تطویل کا باعث ہوگا۔ اس لیے میں ان کے بیان سے صرف نظر کرتا ہوں لیکن ایک چیز کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم کو روح کی حقیقت پر مطلع فرما دیا تھا یا نہیں۔ اس کے متعلق امام رازی نے جو لکھا ہے وہ پیش خدمت ہے۔ [illegible] علیه الصلوٰة والسلام [illegible] من الروح وانه صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

۱۰۴ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان میں فرمایا ہے وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (الآیہ) اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ پھر حکم دیا کہ دعا مانگا کیجئے رب زدنی علما اے اللہ میرے علم کو زیادہ فرما۔ [illegible] الآیہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] تمام چیزیں [illegible] حقیقت [illegible] ذات کی شان [illegible] مناسب [illegible] مذکورہ سوال [illegible] ایک پسندیدہ بات [illegible] روایت کیا اور حضور [illegible]

جواب دیا

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ضمن میں بڑی تفصیلی بحث کے بعد لکھتے ہیں وهذه الآية لا تقتضي نفي العلم بالروح للنبي صلى الله عليه وسلم بالمعارف یعنی اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو روح کی حقیقت کا علم نہ تھا کیونکہ ان امور قدسیہ کا علم صرف حواس اور کسب و اکتساب سے ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ حواس اور کسب و اکتساب کے بغیر انبیاء کے حقائق کا علم انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے ان کے دل کے کان ہیں جن سے وہ ایسی باتیں سنتے ہیں جو ظاہری کان نہیں سن سکتے۔ ان کے دل کی آنکھیں ہیں جن سے وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جنہیں یہ ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اس کے بعد علامہ موصوف نے یہ حدیث مشہور نقل کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به (الحدیث)

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ نفلی عبادتوں کے ذریعہ میرے نزدیک ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں ہی اس کی قوت سمع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور قوت بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ (تفسیر مظہری، تفصیل کے لیے خود یہ تفسیر پڑھیں)

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے روح کے معنی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اطباء کے نزدیک روح کی تعریف یہ ہے جسم لطیف منبعه تجویف القلب الجسمانی وینتشر بواسطة العروق الضوارب الی سائر اجزاء البدن۔ روح ایک جسم لطیف ہے جس کا منبع قلب کا تجویف ہے جو ان دھڑکتی ہوئی رگوں اور ریشوں کے ذریعہ جسم کی ہر رگ میں سرایت کر جاتا ہے علمائے حقیقت کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے هو اللطيفة العالمة المدركة من الانسان وهو الذی اراده اللہ تعالیٰ بقوله قل الروح من امر ربی وهو امر عجیب ربانی تعجز اکثر العقول والافهام عن درک حقیقته۔ یعنی یہ ایک لطیفہ ہے جو علم اور ادراک کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی کے متعلق اس آیت میں ارشاد ہے قل الروح من امر ربی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک عجیب راز ہے جس کی حقیقت کو سمجھنے سے بیشتر عقلیں قاصر ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی شارح صحیح بخاری اس آیت کا ذکر کرتے ہوئے جو یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو روح کا علم نہیں دیا گیا لکھتے ہیں وقد جل منصب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو حبیب اللہ وسید خلقه من ان یکون غیر عالم بالروح وکیف وقد من اللہ علیه بقوله وعلمك ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیما (عمدۃ القاری شرح البخاری جلد دوم ص [illegible])

ترجمہ:- میں کہتا ہوں کہ نبی کریم جو اللہ تعالیٰ کے حبیب اور اس کی ساری مخلوق کے سردار ہیں۔ آپ کا منصب اس سے بلند ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کرتے ہوئے فرمایا وعلمك ما لم تکن تعلم الآیۃ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر وہ بات سکھا دی جو آپ نہیں جانتے تھے اور اے محبوب! آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔

الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا

روح حقیقت کے [illegible] میرے پروردگار کے حکم سے ہے [illegible] اور تم کو دیا ہی گیا ہے علم [illegible]

قَلِيْلًا ۝ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ

تھوڑا سا اور اگر ہم چاہتے تو سب لے لیتے وہ جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے پھر آپ کو ایسا

لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ

[illegible]

عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا

[illegible] اس قرآن کی

بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

مثل [illegible] اگرچہ وہ [illegible] ایک دوسرے کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ

مددگار اور بے شبہ ہم نے طرح طرح سے بیان کیں لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں

فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ

پس نہیں مانا اکثر لوگوں نے سوائے اس کے کہ وہ ناشکری کریں اور کہنے لگے ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ پر جب تک آپ جاری نہ کر دیں

لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿٩٠﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ

ہمارے لیے زمین سے ایک چشمہ ۔ یا ہو جائے آپ کے لیے ایک باغ کھجوروں اور

عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿٩١﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا

انگوروں کا پھر آپ جاری کر دیں اس کے بیچ میں نہریں بہتی ہوئی یا آپ گرا دیں ہم پر آسمان جیسے آپ کا

زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿٩٢﴾ اَوْ يَكُوْنَ

خیال ہے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر یا آپ لے آئیں اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے یا ہو جائے

لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ

آپ کے لیے ایک گھر سونے کا یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں بلکہ ہم تو اس وقت بھی ایمان نہ لائیں گے آپ

ف۱ ایک چیز کو بار بار مختلف اسلوب سے بیان کرنے کو تصریف کہتے ہیں ای بینا حجۃ مختلفۃ فی التقریر ...

(فتح القدیر)

یعنی اس میں پند و موعظت بھی ہے اور احکام و حکم بھی، گزشتہ قوموں کے واقعات اور ان کے عبرت ناک انجام کا بھی ذکر ہے، اور متقیوں کی اعلیٰ و مسرت کی سرفرازیوں کا بیان بھی، الغرض ہدایت و رہنمائی کے لیے جس قسم کے سامان کی ضرورت ہے سب مہیا کر دیا گیا ہے، اب بھی اگر کوئی ہدایت قبول نہیں کرتا تو اس سے بڑھ کر بدنصیب اور کون ہوگا۔

ف۲ ان آیات میں کفار کے بعض مطالبات اور ان کی ہٹ دھرمی کا تذکرہ ہے۔

حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا

[illegible]

بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٣﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى

میں کون ہوں مگر [illegible] بھیجا ہوا اور [illegible] لوگوں کو [illegible] سے جب [illegible]

اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٤﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ

[illegible]

مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا

[illegible]

رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

[illegible]

خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿٩٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ

[illegible]

ف۱ ان سب خرافات کا ایک ہی جواب ہے جو دیا گیا کہ آپ انہیں کہیے میری کیا مجال [illegible] کہلانا اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ [illegible] جو چاہتا ہے۔

ف۲ [illegible]

تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ

پائے گا ان کے لیے کوئی مددگار اس کے سوا اور ہم اکٹھا کریں گے انہیں قیامت کے روز

وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ

منہ کے بل اس حال میں کہ اندھے اور گونگے اور بہرے ہوں گے ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی دھیمی ہونے لگے گی بڑھا دیں گے ہم

سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا

زیادہ بھڑکنے والی آگ یہ ان کی سزا ہے کیونکہ انہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا اور انہوں نے کہا کیا جب ہم

عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٨﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ

ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے نئے سرے سے پیدا کر کے کیا انہوں نے نہیں دیکھا

اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ

کہ اللہ تعالیٰ جس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو وہ اس پر بھی قادر ہے کہ پیدا فرما دے ان کی مثل

وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٩﴾ قُلْ

اور کر دی ہے مقرر ان کے لیے ایک میعاد نہیں کوئی شک جس میں پس نہ مانا ظالموں نے بجز ناشکری کے فرمائیے

[illegible] ہدایت دینے والا وہی ہے۔ نفس و شیطان کی وسوسہ اندازیوں سے انسان بچ نہیں سکتا جب تک اس کی توفیق دستگیری نہ کرے جس سے اس نے اپنی نظرِ عنایت پھیر لی اس کا رہزن بن جانا معلوم ہو جاتا ہے عقل و فہم کے جوہر بجھ جاتے ہیں اور علم حجاب اکبر بن جاتا ہے۔

[illegible] کیونکہ انہوں نے ان وسائل حسی کو معرفت حق کے لیے استعمال نہ کیا اس لیے قیامت کے دن جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو آنکھوں سے اندھے، کانوں سے بہرے اور زبان سے گونگے ہوں گے۔

[illegible] روزِ حشر ان کی ذلت و رسوائی کی وجہ بیان کی جا رہی ہے۔

لَوْ أَنتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيٓ إِذًا لَّأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ

اگر تم مالک ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو اس وقت تم روک لیتے ان کو خرچ ہو جانے کے خوف سے کہ

الْإِنفَاقِ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ قَتُورًا ﴿١٠٠﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ

کہیں ختم نہ ہو جائیں۔ اور انسان بڑا تنگ دل ہے۔ اور ہم نے عطا کیں موسیٰ علیہ السلام کو نو روشن

بَيِّنَاتٍ ۖ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ إِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ

نشانیاں پس آپ پوچھ لیجئے بنی اسرائیل سے جب وہ آئے تھے ان کے پاس۔ پس کہا فرعون نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق نو آیات سے مراد آپ کے وہ معجزات ہیں عصا، ید بیضا وغیرہ۔ لیکن بعض علماء نے ان نو آیات سے مراد وہ احکام لیے ہیں جن کی شرح ترمذی وغیرہ میں ہے۔ صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں ذکر کر کے فرمایا ہے حسن صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات سے یہاں وہ احکام عامہ ہیں جو ہر نبی کی شریعت کا اساس ہیں۔ حدیث یہ ہے عن صفوان بن عسال قال قال یہودی لصاحبه اذهب بنا الی هذا النبی فقال صاحبه لا تقل نبی انه لو سمعک کان له اربعة اعین فاتیا رسول الله صلی الله علیه وسلم فسألاه عن تسع آیات بینات فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تشرکوا بالله شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق ولا تمشوا ببریء الی ذی سلطان لیقتله ولا تسحروا ولا تأکلوا الربا ولا تقذفوا محصنة ولا تولوا الفرار یوم الزحف وعلیکم خاصة الیهود ان لا تعتدوا فی السبت قال فقبلوا یدیه ورجلیه وقالوا نشهد انک نبی۔ (الحدیث)

ترجمہ: صفوان بن عسال سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ایک دوست کو کہا چلو اس نبی کے پاس چلیں اس کے دوست نے کہا کہ تم اسے نبی مت کہو۔ اگر اس نے یہ بات سن لی تو بڑا خوش ہوگا۔ پس وہ دونوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے موسیٰ کی نو آیات بینات کے متعلق سوال کیا۔ حضور نے جواب میں فرمایا وہ نو آیتیں یہ ہیں۔ (۱) خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) کسی ایسے شخص کو ناحق قتل نہ کرو (۵) کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ تاکہ وہ اسے قتل کرے (۶) جادو نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) کسی پاکدامن پر تہمت نہ لگاؤ (۹) میدان جنگ سے بھاگا نہ کرو۔ اے یہودیو! تمہارے لیے خاص حکم یہ ہے کہ ہفتہ کے دن حد سے باہر نہ جاؤ۔ صفوان کہتے ہیں کہ حضور کا یہ جامع جواب سن کر انہوں نے حضور کے دونوں ہاتھوں کو چوما اور دونوں مقدس پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔

إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ﴿١٠١﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنزَلَ هَٰؤُلَاءِ

کہ اے موسیٰ! میرے خیال میں تو تجھ پر جادو کر دیا گیا ہے موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ تو تجھے علم ہو چکا ہے کہ یہ [illegible] نازل

إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ

آسمان و زمین کے پروردگار ہی نے فرمائے ہیں یہ معجزے دکھانے سمجھانے کو اور اے فرعون! میں تو سمجھ رہا ہوں کہ تو یقیناً برباد اور

مَثْبُورًا ﴿١٠٢﴾ فَأَرَادَ أَن يَسْتَفِزَّهُم مِّنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَن

ہلاک کیا گیا ہے آخر فرعون نے پختہ ارادہ کر لیا کہ انہیں زمین سے ہی اکھیڑ دے تو ہم نے اسے غرق کر دیا ہے اور جو

مَّعَهُ جَمِيعًا ﴿١٠٣﴾ وَقُلْنَا مِن بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا

ساتھ تھے سب کو ڈبو دیا اور ہم نے فرما دیا اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہ تم رہو سہو

الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ﴿١٠٤﴾ وَبِالْحَقِّ

اس سرزمین پر ہاں جب آئے گا آخرت کا وعدہ ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے اور حق کے ساتھ ہی

أَنزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿١٠٥﴾

ہم نے اسے اتارا ہے اور حق کے ساتھ ہی یہ اترا اور ہم نے آپ کو صرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے

---

۱ جب فرعون نے دیکھا کہ سارا ملک [illegible] کسی نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رہا ہے۔

۲ فرعون کے اس [illegible] محروم [illegible]

محروم، برباد شدہ [illegible] قال الفراء مصروفا عن الخیر مطبوعا علی الشر۔

۳ فرعون نے [illegible] اس کے لشکر سمیت [illegible]

[illegible] سمندر میں غرق کر دیا۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾

اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کر کے اتارا ہے تاکہ آپ پڑھیں اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر [۱۳۴] اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا

آپ فرمائیے کہ تم ایمان لاؤ اس پر یا ایمان نہ لاؤ [۱۳۵] بیشک وہ لوگ جنہیں دیا گیا ہے علم اس سے پہلے جب

يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ

پڑھا جاتا ہے ان کے سامنے تو وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے ہیں پاک ہے [۱۳۶] ہمارا رب

اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ

واقعی ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے اور گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل گریہ زاری کرتے ہوئے اور

۱۳۳ یعنی یہ کتاب سراپا حق ہے۔ اس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں ہوئی۔

۱۳۴ یعنی یکبارگی نہیں اتارا بلکہ [illegible] تھوڑا تھوڑا کر کے [illegible] اور [illegible] وقت [illegible] نازل ہوتی رہیں [illegible] قرآن کریم [illegible] اسلوب بدل دیا گیا۔ آیت میں اس کی وجہ اور اس کی حکمت بیان کی جا رہی ہے۔

۱۳۵ اگر تم قرآن پر ایمان لاؤ گے تو یہ تمہاری سعادت ہے قرآن پر تمہارا کوئی احسان نہیں اور اگر ایمان نہیں لاؤ گے تو تم قرآن کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے اپنا ہی نقصان کرو گے۔ اگر تمہارے جیسے ہٹ دھرم قرآن کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے جبکہ وہ لوگ جو تم سے کہیں زیادہ اہل علم اور صاحب بصیرت ہیں، وہ اس کے حسن معنوی پر سو جان سے فریفتہ ہیں اور جب کلام الٰہی سنتے ہیں تو بے ساختہ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

۱۳۶ ان علماء کی زبانوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید کے کلمات بے ساختہ نکلتے ہیں اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس کتاب کے نزول کا وعدہ سابقہ آسمانی کتابوں میں کیا تھا وہ پورا ہو گیا۔

يَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ أَيًّا مَّا

یہ (قرآن) ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے

تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا

بھی پکارو اسی کے سارے نام ہی اچھے ہیں اور نہ تو بلند آواز سے نماز پڑھو اور نہ

تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

بالکل پست آواز سے اور تلاش کرو ان دونوں کے درمیان متوسط راستہ۔ اور آپ کہئے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن

جس نے نہیں بنایا کسی کو بیٹا اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک حکومت میں اور نہیں ہے اس کا

لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿١١١﴾

کوئی مددگار عاجزی میں اور اس کی بڑائی بیان کرو [illegible] بڑائی۔

لے سن کر ان کے خشوع [illegible] یہ بات قرآن کی مقبولیت ہوتی ہے جس بات کے [illegible] میں [illegible] جاتا ہے [illegible] جس [illegible] میں [illegible] پیدا ہوتا ہے [illegible] میں [illegible] کا [illegible] جاری ہو جاتے [illegible] میں [illegible] اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

کے [illegible] حضور [illegible] اللہ [illegible] میں مصروف تھے [illegible] یا رحمٰن [illegible] جاری [illegible] سے [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] کو [illegible] ہے اس کے اس [illegible] کا [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] صفت کمال پر دلالت کرتے ہیں [illegible] صفات کی [illegible] سب [illegible] صفات کمال پر دلالت کرتے [illegible] اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جس نام سے بھی اس کو پکارا جائے درست ہے۔

سے [illegible] صفات کمال سے موصوف ہے اور تمام عیب و نقص سے منزہ ہے اسی کے لیے ہر طرح کی تعریف ہے اس آیت میں ہر قسم کے شرک [illegible] کی تردید کر دی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

جملہ حقوق بحق ضیاء القرآن پبلی کیشنز محفوظ ہیں

طبع ———— تحقیق مرکز پرنٹرز لاہور فون 7229416
کتابت ———— محمود اللہ صدیقی۔ محمد صدیق۔ اقبال اختر
متن ———— بشکریہ تاج کمپنی کراچی
تعداد ———— تین ہزار (۳۰۰۰)
تاریخ طباعت ———— محرم الحرام ۱۳۹۹ھ
ناشر ———— ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	سورہ کہف	۵
۲	سورہ مریم	۶۳
۳	سورہ طٰہٰ	۱۰۱
۴	سورہ انبیاء	۱۳۹
۵	سورہ حج	۱۹۵
۶	سورہ مومنون	۲۳۱
۷	سورہ نُور	۲۷۹
۸	سورہ فرقان	۳۲۷
۹	سورہ شعراء	۳۸۱
۱۰	سورہ نمل	۴۲۵
۱۱	سورہ قصص	۴۷۳
۱۲	سورہ عنکبوت	۵۱۵
۱۳	سورہ روم	۵۵۱
۱۴	سورہ لقمان	۵۹۵
۱۵	سورہ سجدۃ	۶۲۳
۱۶	تحقیقات نحویہ	۶۴۱
۱۷	التحقیقات النحویہ	۶۴۶
۱۸	فہرست مطالب	۶۴۷

فہرست نقشہ جات

نمبر شمار	نام نقشہ	صفحہ
۱	نقشہ بسلسلہ قصہ ذوالقرنین	۳۶
۲	نقشہ خانہ کعبہ	۲۱۰
۳	نقشہ غزوہ بنو مصطلق	۲۷۹

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً نہایت غور اور امعان نظر سے پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

ابو الفیض محمد عبد الکریم
خطیب جامع مسجد خانقاہ ڈوگراں
ضلع شیخوپورہ

التحقیقات اللغویه

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر		سورت نمبر	حاشیہ نمبر
ا			تبهتم	۲۱	۳۳
استبرق	۱۸	۵۳	لبلاغا	۲	۸۸
ارائک	٠	-	البادِ	۲۲	۳۶
موئلا	۱۸	۸۳	بوّأنا	۲۲	۳۸
إمرا	۱۸	۹۵	البُدن	۲۲	۳۹
اثاثا	۱۹	۶۱	بیعٌ	۲۲	۵۶
آزّ	۱۹	۶۸	بُورا	۲۵	۱۶
إدًّا	۱۹	۸۵	یُبلس	۳۰	۱۲
آنست	۲۰	۶	بدع	۳۰	۳
آذری	۲۰	۱۸	**ت**		
امتا	۲۰	۶۸	تترا	۲۳	۲۶
امّة	۲۱	۶۹	**ث**		
ایکه	۲۶	۹۱	ثمر	۱۸	۵۵
یؤفکون	۲۹	۵۸	ثرٰی	۲۰	۴
〃	۳۰	-	اثاروا	۳۰	۱۰
اساطیر	۲۳	۵۳	تثبیر	۳۰	۵۳
امث	۲۴	۱۵	**ج**		
ایامیٰ	۲۴	۵۰	اجله	۱۹	۲۵
ب			جنیا	۱۹	۲۶
بخعٌ	۱۸	۸	جثیا	۱۹	۹۶
بغیاً	۱۹	۴۰	یجئرون	۲۳	۳۸

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر		سورت نمبر	حاشیہ نمبر
يُجتبى	۲۸	۹۴	ختّار	۳۱	۵۰
جُرُز	۳۲	۳۲	**د**		
ح			لِيُدحضوا	۱۸	۸۲
حُسبان	۱۸	۹۳	فيدمغه	۲۱	۱۵
أُحيط	۱۸	۹۳	يدافع	۲۲	۵۲
حنانا	۱۹	۱۳	ادّارك	۲۷	۸۰
حفيًّا	۱۹	۵۰	يدعون	۳۱	۳۸
حصيدا	۲۱	۱۲	**ر**		
يستحسرون	۲۱	۱۹	الرقيم	۱۸	۱۲
حاق	۲۱	۳۵	رشدا	۱۸	۱۳
حدب	۲۱	۸۱	مرفقا	۱۸	۲۱
حصب	۲۱	۸۲	ترهقنى	۱۸	۹۶
احاديث	۲۳	۲۶	رُحما	۱۸	۱۰۳
حاصب	۲۹	۳۹	رسول	۱۹	۵۳
يحبرون	۳۰	۱۴	رئيا	۱۹	۶۱
محضرون	۳۰	۱۶	رِكزا	۱۹	۸۵
حكيم	۳۱	۲	ركض	۲۱	۱۳
حجرا محجورا	۲۵	۲۲	رتقا	۲۱	۲۳
خ			رحالا	۲۲	۳۰
مخاض	۱۹	۲۵	ركاما	۲۴	۴۳
اخفى	۲۰	۵	ردا	۲۸	۳۴
خامدين	۲۱	۱۲	**ز**		
مخبتين	۲۲	۳۸	زلقا	۸	۹۳
لم يخرّوا	۲۵	۴۱	يُزجى	۲۴	۴۳
مختال	۳۱	۳۲	زفيرا	۲۵	۱۳

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
س		
سرادق	۱۸	۵۱
اساور	۱۸	۵۳
سندس	۱۸	۵۳
سمیًّا	۱۹	۸
سریًّا	۱۹	۲۶
سِرّ	۲۰	۵
نسبحک	۲۰	۴۳
یسطون	۲۲	۸۹
سامرا	۲۳	۳۱
سراب	۲۴	۳۹
سوءی	۳۰	۱۱
سلالۃ	۳۲	۱۲
سوّٰی	۳۱	۱۳
سخّر	۳۱	۲۴
ش		
یشوی	۱۸	۵۱
شعر	۲۶	۱۶
شہاب	۳۷	۹
ص		
صعیدا	۱۸	۹۳
صدفین	۱۸	۱۱۵
صدیقا	۱۹	۴۳
صفصفا	۲۰	۷۸
صراط	۲۲	۴۹

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
صوامع	۲۲	۵۶
صلوات	۲۲	۵۶
صبغ	۲۳	۱۵
صافات	۲۴	۶۲
اصطلق	۲۷	۹
یصّدعون	۳۰	۴۸
تصعّر	۳۱	۳۲
ض		
ضنکا	۲۰	۹۰
الضامر	۲۲	۳۰
ضللنا	۳۲	۱۵
ط		
طرائق	۲۳	۱۱
ظ		
ظلل	۳۱	۵۰
ع		
عوج	۱۸	۲
عقبا	۱۸	۹۵
عتیا	۱۹	۹
.	۱۹	۹۸
العاکف	۲۲	۲۷
عمیق	۲۲	۳۰
معتر	۲۲	۴۹
عقیم	۲۲	۹۹
عزم	۳۱	۳۱

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر		سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
عاکفین	۲۶	۲۳	قیمة	۲۳	۶۹
غ			قواعد	۲۴	۸۴
غفلة	۲۱	۱	مقرنین	۲۵	۱۳
غثاء	۲۳	۲۹	لم یقتروا	۲۵	۶۵
ف			مقبوحین	۲۸	۴۳
فتیة	۱۸	۱۳	اقم	۳۰	۳۱
فرطا	۱۸	۲۹	قیّم	۳۰	۳۴
فریا	۱۸	۳۱		۳۰	۳۶
یفترون	۲۱	۱۹	مقتصد	۳۱	۵۰
فجاجا	۲۱	۲۶	**ک**		
فتق	۲۱	۲۳	کهف	۱۸	۱۲
فارهین	۲۶	۸۳	کأن	۱۹	۳۵
الفتح	۳۲	۳۳	اکاد	۲۰	۱۲
فخور	۳۱	۳۴	الکرب	۲۱	۹۰
ق			کالحون	۲۳	۶۹
قیما	۱۸	۳	کبکبوا	۲۶	۵۹
قبلا	۱۸	۸۰	کسفا	۳۰	۵۳
قطر	۱۸	۱۱۵	**ل**		
قصیا	۱۹	۲۵	ملتحدا	۱۸	۳۵
قبس	۲۷ ۲۰	۹ ۵	لسان صدق	۱۹	۵۲
قاعا	۲۰	۴۸	لُدّا	۱۹	۸۵
قصما	۲۱	۱۲	تلقف	۲۰	۵۳
نقذف	۲۱	۱۵	لهو	۲۱	۳
نقدر	۲۱	۴۳	لُجّی	۲۴	۷۰
القانع	۲۲	۳۹	لعل	۳۲	۴

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
م		
مُھل	۱۸	۵۱
مرید	۲۲	۳
المثل الاعلیٰ	۳۰	۲۸
یمھدون	۳۰	۳۹
مرحا	۳۱	۳۲
مھین	۳۲	۱۱
ن		
نفرا	۱۸	۳۹
نزلا	۱۸	۱۲۲
نسیا	۱۹	۵۳
ندیا	۱۹	۷۰
نسف	۲۰	۷۸
نسی	۲۰	۸۵
ینسلون	۲۱	۸۱
منسکا	۲۲	۳۵
منکر	۲۲	۸۹
نادی	۲۹	۳۳
نبأکم	۳۴	۲۲

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
و		
وصید	۱۸	۲۳
ولایۃ	۱۸	۹۴
موبقا	۱۸	۷۸
وفدا	۱۸	۸۰
وردا	۱۹	۸۱
اتوکأ	۲۰	۱۳
وجبت	۲۲	۳۹
الودق	۲۴	۷۳
	۳۰	۵۳
ہ		
ھدّا	۱۹	۸۵
ھدیٰ	۲۰	۵
اھش	۲۰	۳
ھمسا	۲۰	۷۸
ھامدۃ	۲۲	۷
ھباءً	۲۵	۲۳
ھضیم	۲۶	۸۲

التحقیقات النحویہ

	سورت نمبر	حاشیہ نمبر
كبرت كلمة کی ترکیب	۱۸	۶
أي الحزبين أحصى کی ترکیب	۱۸	۱۵
بئس الشراب	۱۸	۵۱
ساءت مرتفقا	۱۸	۵۱
لكنا هو الله ربي	۱۸	۵۹
لا تكلم الناس ثلاث ليال سويا	۱۹	۱۲
أشد على الرحمن عتيا	۱۹	۴۸
آيات بينات	۱۹	۷۰
إن هذان لساحران	۲۰	۳۷
والذي فطرنا	۲۰	۵۸
لكان لزاما وأجل مسمى	۲۰	۹۲
ما متعنا به أزواجا منهم	۲۰	۹۸
وأسروا النجوى الذين ظلموا	۲۱	۳
الموازين القسط	۲۱	۳۲
سامرا تهجرون	۲۳	۳۱
وينزل من السماء من جبال فيها من برد	۲۴	۷۵
ثم كان عاقبة الذين أساءوا السوأى	۳۰	۱۱
هل لكم مما ملكت أيمانكم	۳۰	۲۹
فطرة الله	۳۰	۳۳
وعد الله	۳۰	۵
والبحر يمده	۳۱	۳۵
تنزيل الكتاب	۳۲	۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مطالب

اللہ جل مجدہٗ

	سورت نمبر	آیت نمبر
۱۔ توحید		
وہی حمد کا مستحق ہے۔	۱۸	۱، ۲
ہر چیز اسی کی حمد و تسبیح کرتی ہے۔	۲۴	۴۱
اول و آخر حمد کا وہی مستحق ہے۔	۲۸	۷۰
صبح و شام اسی کی تسبیح کیا کرو	۳۰	۱۷
آسمان و زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے	۳۰	۱۸
رحمٰن عرش پر مستوی ہوا	۲۰	۵
. . . . .	۳۲	۴
. . . . .	۲۵	۵۹
وہ وحدہٗ لاشریک ہے اس کے فرزند نہیں ہیں	۲۰	۸، ۱۴
وہی ایک خدا ہے	۲۱	۲۲-۲۵
. .	۲۳	۲۳
. . . .	۲۳	۱۱۶
مشرکین کا اقرار کہ زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔	۳۱	۲۵
ہر چیز طوعاً کرہاً اسی کو سجدہ کرتی ہے۔	۲۱	۲۵
ہم نے زمین و آسمان کو دل لگی کے لیے پیدا نہیں کیا۔	۲۱	۱۶، ۱۷
شمس و قمر، دشت و جبل سب اسی کو سجدہ کناں ہیں۔	۲۲	۱۸

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔	۲۲	۵۸
اللّٰہ نور السموات والارض	۲۴	۳۵ تا آخر
اس کے نور کی مثال	۲۴	۳۵
خلق و امر اور تدبیر کا وہی مالک ہے۔		
زمین و آسمان کی تخلیق چھ دنوں میں	۲۵	۵۹
اسی کی تسبیح کرو	•	•
سمندر سیاہی بن جائیں جب بھی اس کی تعریف کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔	۳۱	۲۷
مشرکین کے [illegible] ہے	۳۰	۲۸ تا آخر
اعتراض اور اس کا رد۔		
تخلیق، رزق، موت و حیات سب اسی کے قبضہ اختیار میں ہیں۔	۳۰	۴۰
تدبیر کائنات اسی کے دست قدرت میں ہے	۳۲	۵
جو زمین کو سرسبز کرتا ہے تم اور تمہارے جانور اس سے خوراک حاصل کرتے ہو۔	۳۲	۲۷
زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے لیے مسخر کیا		
ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دیں۔	۳۱	۲۰
اس کا کوئی بیٹا نہیں۔	۱۹	۹۲، ۹۳
اسے روا نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے	۱۹	۳۵
فرشتے اس کے معزز بندے ہیں اولاد نہیں	۲۱	۲۶-۲۷

۲۔ دلائل توحید

	سورت نمبر	آیت نمبر
زمین کی برکتیں اسی نے پیدا فرمائی ہیں۔	۱۸	۷
اس نے زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں راستے بنائے۔	۲۰	[illegible]
اگر کوئی اور خدا ہوتا تو نظام عالم درہم برہم ہوتا	۲۱	۲۲ حاشیہ
زمین و آسمان جڑے ہوئے تھے ہم نے ان کو الگ کیا پھر ہم نے ان کو الگ الگ کر دیا اور یہ دلائل	۲۱	۳۰ تا ۳۲
خشک اور سمندر دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اس کی تحقیق	۲۱	۳۰ حاشیہ
لیل و نہار، شمس و قمر اللہ ہی کی خلق ہے	۲۱	۳۳
آسمانوں کی بلندی، شمس و قمر کی تسخیر، تدبیر امر، زمین کا بچھانا، انہار و اثمار، لیل و نہار	۲۲	۶۱ تا ۶۵
کفار کا اقرار توحید۔	۲۳	۸۴ تا ۹۰
وہ پانی کو اندازے سے اتارتا ہے۔	۲۳	۱۸
کھجوروں اور انگوروں کے باغات	۲۳	۱۹
زیتون کا درخت	۲۳	۲۰
جانوروں میں قدرت کی نشانیاں	۲۳	۲۱، ۲۲
وہی زندہ کرنے والا وہی مارنے والا ہے	۲۳	۸۰
اختلاف لیل و نہار۔	〃	〃
دلائل تکوینی	۲۴	۴۱ تا ۴۵
سایہ کا پھیلانا وغیرہ آیات تکوینیہ	۲۵	۴۵ تا ۵۰
میٹھے کڑوے پانی کا یکجا ہونے کے باوجود آپس میں نہ ملنا۔	۲۵	۵۳
دلائل توحید	۲۸	۷۱ تا ۷۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
توحید کے قرآنی دلائل	۳۰	۲۰ تا ۲۷
دلیل بعض قرآنی کی تشریح	۳۰	[illegible] حاشیہ
آسمان و زمین کی تخلیق، زبانوں اور رنگوں میں اختلاف اہل علم کے لیے ان میں روشن نشانیاں ہیں۔	۳۰	۲۲
رات کی نیند، دن کی تگ و دو میں غور کرنے والوں کے لیے آیات ہیں۔	۳۰	۲۳
بجلی کا چمکنا، بارش کا برسنا، پھر زمین کا زندہ ہونا اہل عقل کے لیے اس میں نشانیاں ہیں	۳۰	۲۴
آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں [illegible]	۳۰	۲۵
اسی نے تم کو پیدا کیا، پھر دوبارہ زندہ کرے گا	۳۰	۲۵
جب تم اپنے مال میں اپنے غلاموں کو برابر کا حصہ دار بنانا گوارا نہیں کرتے تو بھلا خدائی میں کون اس کا حصہ دار ہو سکتا ہے	۳۰	۲۸
شرک کے نتیجے اہل سنت پر اعتراض اور اس کا رد	۳۰	[illegible] حاشیہ
ہواؤں کا چلنا، پانی میں کشتیوں کا تیرنا اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔	۳۰	۴۶
ہواؤں کا چلنا، بادلوں کا چھانا، بارش کا برسنا اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں	۳۰	۴۸
آسمانوں اور زمین کی چھ دنوں میں تخلیق۔	۳۲	۴
آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا اور زمین میں پہاڑ جمائے تاکہ وہ ڈولتی نہ رہے۔	۳۱	۱۰
زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے لیے مسخر کیا، ظاہری و باطنی نعمتیں مکمل کر دیں۔	۳۱	۲۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
رات کو دن میں دن کو رات میں داخل کرنا، تسخیر شمس و قمر ہر ایک وقت مقررہ تک رواں دواں ہے۔	۳۱	۲۹
کشتی کے سطح آب پر چلنے میں صبار شکور کے لیے بہت نشانیاں ہیں۔	۳۱	۳۱
انسان کی تخلیق کے مراحل۔	۲۲	۵
مٹی سے انسان کی تخلیق	۳۰	۲۰
نفس سے ازواج باہمی مودت و رحمت	۳۰	۲۱
کمزوری سے قوت، پھر قوت سے ضعف و بڑھاپا	۳۰	۵۴
جس چیز کو بنایا خوب بنایا۔	۳۲	۷
انسان کی تخلیق طین سے	۳۲	۷
اس کی نسل ماء مہین سے	۳۲	۸

۲ صفات الٰہی

(ا) علم الٰہی

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ راز اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔	۲۰	۷
وہ گزشتہ و آئندہ سب حالات کو جانتا ہے۔	۲۰	۱۱۰
اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔	۲۰	۱۱۰
وہ ہر بات کو جانتا ہے	۲۱	۱۱۰
وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔	۲۲	۱۵
وہ لطیف خبیر ہے۔	۲۲	۶۳
	۲۱	۵۹
سمیع بصیر ہے۔	۲۲	۶۱
وہ العلی الکبیر ہے۔	۲۲	۶۲
وہ غنی حمید ہے۔	۲۲	۶۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے۔	۲۲	۷۰
وہ دلوں کے راز جاننے والا ہے	۲۸	۶۹، ۶۸
〃 〃 〃 〃 〃	۲۷ ۳۱	۷۴ ۲۳
وہ عالم الغیب ہے۔	۲۷	۶۵
علم غیب کی تفصیلی بحث ۔ حاشیہ آیت مذکورہ		
زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے	۲۹	۵۲
وہ سمیع علیم ہے	۲۹	۶۰
بکل شیء علیم	۲۹	۶۲
عالم الغیب والشہادۃ	۳۲	۶
رائی سے بھی چھوٹی چیز پاتال تک مدفون چیز ہو اس کو جانتا ہے۔	۳۱	۱۶
سارے درخت قلمیں اور سارے سمندر سیاہی بن جائیں تب بھی اللہ کے علم کا بیان مکمل نہیں ہوتا	۳۱	۲۷
وہ سمیع بصیر ہے۔	۳۱	۲۸
بما تعملون خبیر	۳۱	۲۹

(ب) رحمت و مغفرت الٰہی

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کا رب غفور اور رحمت والا ہے۔	۱۸	۵۸
وہ مجرم کو فوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے۔	۱۸	۵۸
اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر خصوصی رحمت	۱۹	۲
انبیاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ان کی سچی ناموری	۱۹	۵۰
اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے لیے غفار ہے	۲۰	۸۲
وہ لوگوں کے لیے رؤف رحیم ہے	۲۲	۶۵
عفو غفور ہے	۲۲	۶۰
اس کی رحمت اور اس کا فضل نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہ ہوتا۔	۲۴	۲۱

	سورت نمبر	آیت نمبر
وہ برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے وہ غفور رحیم ہے۔	۲۵	۷۰
آپ کا رب لوگوں پر فضل وکرم فرمانے والا ہے	۲۷	۷۳
وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا لوگ ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔	۲۹	۴۰
جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحمت فرماتا ہے۔	۲۹	۲۱
اس کے عذاب اور رحمت کی تقدیم کی حکمت	حاشیہ آیت بالا	
وہ عزیز رحیم ہے۔	۳۰ ۳۱	۵ ۹
وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔	۳۰	۹
نجات اس کی رحمت سے ہی ہوگی	۳۰	۴۵
مومنوں کی مدد اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لی ہے کان حقا علینا نصر المؤمنین	۳۰	۴۷
اللہ تعالیٰ کی مختلف قسم کی نعمتیں ہیں۔ عرفان الٰہی اور اتباع شریعت بڑی نعمت ہے۔	۳۱	۲۰ حاشیہ
(ج) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے		
زمین اور جو کچھ اس کے اوپر ہے اس کے ہم وارث ہیں۔	۱۹	۴۰
آسمانوں اور زمین کا وہ مالک ہے	۱۹	۶۵
آسمانوں، زمین اور ان کی فضا کا وہی مالک ہے	۲۳ ۲۰ ۲۲ ۲۱ ۲۵ ۳۱	۸۴ ۶ ۶۴ ۱۹، ۲۰ ۱-۲ ۲۶
ہر چیز کو پیدا کیا اور اسے راہ ہدایت بخشا (اعطی کل شیء خلقہ ثم ہدی)	۲۰	۵۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
تمہاری سماعت بصارت اور قلوب اسی نے بنائے ہیں	۲۳	۷۸
اس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا ہے نیز اسی کی طرف لوٹنا ہے۔	۲۳	۷۹، ۸۰
ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا اور جیسے چاہا۔	۲۴	۴۵
اس نے زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا	۲۹	۴۴
وہ غنی عن العالمین ہے۔	۲۹	۶
تخلیق کی ابتدا اور اس کا اعادہ اسی کے لیے آسان ہے۔	۲۹	۱۹، ۲۰
زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کی ہے اور اسی کی فرمانبردار ہے	۳۰	۲۶
تخلیق، رزق، موت، حیات سب اسی کے قبضہ اختیار میں ہیں۔	۳۰	۴۰
وہ غنی حمید ہے	۳۱	۲۶
(د) وہ ہر چیز پر قادر ہے		
جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۱۸	۷
بڑھاپے میں بچہ دینا اس کے لیے آسان ہے	۱۹	۹
بغیر باپ کے بیٹا دینا اس پر آسان ہے۔	۱۹	۲۱
اس کے امر کن سے ہر چیز ہو جاتی ہے۔	۱۹	۳۵
اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا۔	۲۱	۲۳
جو چاہتا ہے کرتا ہے	۲۲	۱۴، ۱۸
وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے	۲۲	۶۶
جس کو وہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔	۲۲	۱۸
جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے	۲۴	۳۵، ۴۶
ہر چیز پر قادر ہے	۲۹	۱۹، ۲۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
تمہارا رازق اللہ تعالیٰ ہے بت نہیں۔	۲۹	۱۷
آفرینش کا آغاز اُسی نے کیا اور اعادہ	۳۰	۲۷-۱۱
اسی پر مشکل نہیں۔	۲۹	۲۰-۱۹
وہ ہر چیز پر قادر ہے۔	۲۹	۲۰
جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور		
جس پر چاہتا ہے رحمت فرماتا ہے۔		
نکتۂ عذاب و رحمت کی تقسیم ہوگی	۲۹	۲۱
جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے۔	۳۰	۵
زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے	۳۰	۱۹
جس کو چاہتا ہے وسیع رزق دیتا ہے اور	۳۰	۳۷
جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔		
اس کی تقسیم میں کئی حکمتیں نہاں ہیں۔	۰	۰
وہ مُردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے	۳۰	۵۰
وہ جیسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ علیم و قدیر ہے	۳۰	۵۴
تم سب کو پیدا کرنا اور پھر دوبارہ زندہ	۳۱	۲۸
کرنا اس کے لیے آسان ہے۔		
وہ علی کبیر ہے۔	۳۱	۳۰
(۵) اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے		
جسے وہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے	۱۸	۱۷
جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔	۱۹	۲۶
ایمان والوں کو صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتا ہے	۲۲	۵۴
جس کو چاہتا ہے نور (قرآن) کی ہدایت دیتا ہے	۲۴	۳۴
تمہارا اور جانوروں کا وہی رازق ہے	۲۹	۹
جسے چاہتا ہے فراخ رزق دیتا ہے جسے	۲۹	۶۲
چاہتا ہے مفلس کر دیتا ہے۔		

	سورت نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے	۲۹	۶۹
(ی) کس کو ہدایت نہیں دیتا اور محبت نہیں کرتا		
وہ گمراہ کرنے والوں کا حامی نہیں۔	۱۸	۵۱
وہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔	۲۸	۵۰
وہ مفسدین کو پسند نہیں کرتا۔	۲۸	۷۷
متبعینِ اہواء کے باعث جسے خدا گمراہ کرے	۳۰	۲۹
اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔		
وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا	۳۰	۴۵
متفرق		
اگر سارے سمندر سیاہی بن جائیں۔ الخ	۱۸	۱۰۹
ہم باطل پر حق سے چوٹ لگاتے ہیں اور	۲۱	۱۸
اسے پاش پاش کر دیتے ہیں		
جسے وہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں	۲۲	۱۸
جو خدا کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے	۲۲	۴۰
جس پر زیادتی کی گئی اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا	۲۲	۶۰
اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے باقی سب جھوٹے خدا ہیں	۲۲	۶۲
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا	۲۲	۶۹
بیشک اللہ تعالیٰ قوی عزیز ہے۔	۲۲	۷۴
سمیع بصیر ہے	۲۲	۷۵
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے	۲۵	۲-۱
بیشک آپ کا رب عزیز رحیم ہے۔	۲۶	۹
(یہ آیت اس سورت میں کئی بار آئی ہے)		
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہت مضبوطی سے بنایا ہے	۲۷	۸۸
[illegible] (جدید علم کی ہدایت)	حاشیہ آیت بالا	
وہ غنی عن العالمین ہے	۲۹	۶
وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔	۳۰	۶

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

	سورت نمبر	آیت نمبر
۱۔ نبوت و رسالت		
انبیاء کی میراث کی تحقیق	۱۹	۶ حاشیہ
نبوت و رسالت کا مفہوم	۱۹	۵۱ حاشیہ
انبیاء پر اللہ تعالیٰ کے انعامات	۱۹	۵۸
انسانوں کی طرف انسان ہی نبی بن کر آئے اور وہ استفادہ کر سکیں [illegible] ہے۔	۲۱	۷
رسول ہمیشہ مرد ہی ہوتے ہیں	۲۱	۷
ہم نے انبیاء سے جو وعدہ کیا وہ سچا ہو گیا اور ان کے دشمن ہلاک ہو گئے۔	۲۱	۹
میں تمہارے لیے نذیر مبین ہوں۔	۲۲	۴۹
ہر امت کے لیے ایک شریعت ہے۔	۲۲	۶۷
بیشک آپ ہدایت پر ہیں	۲۲	۶۷
اگر وہ آپ سے جھگڑیں تو آپ [illegible]	۲۲	۶۸
حضور سارے عالموں کے لیے نذیر ہیں۔	۲۵	۱
حضور کی رسالت پر کفار کے اعتراضات اور ان کے جوابات	۲۵	۷ تا ۲۰
آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔	۲۶	۲۱۴
رسول کے ذمہ تو بلاغ مبین ہے	۲۹	۱۸
[illegible]	۲۹	۴۸

	سورت نمبر	آیت نمبر
۲۔ رحمت و خلق عظیم		
کیا آپ ان کے غم میں جان دے دیں گے	۱۸	۶ حاشیہ
آپ کی صحبت پر مسرور غریب و نادار ہیں	۱۸	۲۸
فقرائے امت پر آپ کی شفقت عظیمہ	۱۸	۲۸
ستر ہزار صحابہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار بخش دیے جائیں گے۔	۱۹	۸۵ حاشیہ
حضور کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے کفار پر عذاب نہیں ہوتا	۲۱	۱۰۷ حاشیہ
[illegible] میں [illegible] کی حکمت۔	۲۶	۲۰۶
۳۔ شان مصطفیٰ		
اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے پر کتاب نازل کی	۱۸	۱
حضور کی بشریت کی حقیقت	۱۸	۱۱۰ حاشیہ
شان بندگی میں تو آپ کا کوئی ہمسر نہیں	۱۸	۱
نور محمدی کی تحقیق۔	۱۸	۱۱۰ حاشیہ
ربک۔ ربوبیت کی نسبت اپنی طرف (آپ کا رب)	۱۹	۲
شفاعت کا ضابطہ	۱۹	۸۷

	سورت نمبر	آیت نمبر
طٰہٰ ذات کے چودھویں کے چاند	۲۰	۱
آپ کا مبداء تعین محبوبیت ہے اور آپ سب محبوبوں کے سردار ہیں	۲۰	۳۹
آپ صبر کیجیے صبح شام رات دن حمد و تسبیح کرتے رہیے	۲۰	۱۳۰
ذرا سی دیر ہے پھر خوشی نصیب ہوگی۔	۲۰	۱۳۰
پہلے انبیاء بھی بشر ہی تھے	۲۱	۷
بارگاہ رسالت میں بے ادبی بربادی کا باعث	۲۱	۱۳ حاشیہ
حضرت انس کی درخواست پر حضور کا ارشاد کہ بعث کے روز مجھے تین جگہ تلاش کریں۔	۲۱	۴۷ حاشیہ
حضور رحمت للعالمین ہیں	۲۱	۱۰۷ حاشیہ
جو خیال کرتا ہے اللہ اپنے رسول کی مدد نہیں فرمائے گا وہ گلے میں رسی ڈال کر خودکشی کرے۔	۲۲	۱۵
تلک الغرانیق والی روایت موضوع ہے	۲۲	۵۲ حاشیہ
حضور تم پر گواہ اور تم لوگوں پر گواہ۔	۲۲	۷۸
آپ ہدایت مستقیم پر ہیں	۲۲	۶۷
حضور کی رشتہ داری قیامت کو بھی نفع دیگی	۲۳	۱۰۱
حضرت صدیقہ کی طہارت	۲۴	۱۱ حاشیہ
بارگاہ جلالت میں استغاثہ شرک نہیں	۲۴	۲۲ حاشیہ
حضرت مریم اور یوسف کی براءت کا اعلان کسی اور حضرت عائشہ کی براءت کا اعلان خود دیا	۲۴	۲۶ حاشیہ
مثل نورہ کا مرجع حضور کی ذات ہے	۲۴	۳۵ حاشیہ
حضور جس کو چاہیں اجازت دیں اور ان کے لیے مغفرت طلب کریں۔	۲۴	۶۲
حضور کو بلانے کے آداب	۲۴	۶۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کا رب آپ کا ہادی اور مددگار ہے	۲۵	۳۱
آپ بشیر و نذیر ہیں	۲۵	۵۶-۵۷
حضور کی شان رفیع	۲۵	۱ و حاشیہ
زمین کے ہر طرف کی تجلیاں	۲۵	۰
حبیب و کلیم میں فرق	۲۶	۶۲
اپنے معاون مومنوں کے لیے اپنے پہلو کو نیچا کیجیے	۲۶	۲۱۵
اس پر توکل رکھیے جو ہر وقت آپ کو دیکھتا ہے		
جبینِ محترم و تقلبک فی الساجدین	۲۶	۲۱۷ تا ۲۱۹
حضور کے والدین کا ایمان	۲۶	۲۱۹ حاشیہ
خدا پر توکل کیجیے آپ حق مبین پر ہیں۔	۲۷	۷۹
حضرت حبیب کی حالت کا بیان وقتِ ہجرت مکہ کو مڑ کر دیکھنا	حاشیہ آیت بالا	
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مخلصین کے ساتھ علاوہ مکہ اسلام کی مدد فرمانا۔	۳۰	۴ حاشیہ
صلح حدیبیہ کی تفصیلی بحث	حاشیہ آیت بالا	
میری صداقت کے لیے خدا کی گواہی کافی ہے	۲۹	۵۲
مومنین کے غلبہ کی پیشگوئی	۳۰	۲ تا ۴

۴۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم

	سورت نمبر	آیت نمبر
ذوالقرنین کے بارے میں سوال اور اس کا جواب	۱۸	۸۳
ربِّ زدنی علما کی دعا	۲۰	۱۱۴
حضور کے علم لدنی کی کیفیت	۲۰	۱۱۴ حاشیہ
ماضی و مستقبل کا علم	۲۲	۵
واقعہ افک سے حضور کے علم کا شبہ اور اس کا ازالہ	۲۴	۱۱ حاشیہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
حضور کا علم خداداد تفصیلی بحث	۲۶	۵۵ حاشیہ
کسریٰ کی حکومت کی تباہی کی پیشینگوئی	تعارف سورہ روم	

۵۔ حضور کی اطاعت

	سورت نمبر	آیت نمبر
جو حضور کی اطاعت کرتے ہیں کامیاب ہیں	۲۴	۵۱
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲۴	۵۲
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲۴	۵۴
حضور کے نافرمان روز حشر ندامت سے ہاتھ کاٹیں گے۔	۲۵	۲۷
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲۵	۲۸

	سورت نمبر	آیت نمبر
حضور کے نافرمان روز حشر ندامت سے ہاتھ کاٹیں گے	۲۵	۲۹

۶۔ اظہار عبودیت

	سورت نمبر	آیت نمبر
قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ		
حضور کی بشریت کے بارے میں تفصیلی بحث	۱۸	۱۱۰
آپ مجرموں کی امداد نہ کیجیے۔	۲۸	۸۶
آپ مشرکوں میں سے نہ بنیے۔	۲۸	۸۷
آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔	۳۰	۵۲
سماع موتیٰ کی تفصیلی بحث۔	۳۰	۵۲

اسلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
مبلغ اسلام کو نرم خو اور خوش گفتار ہونا چاہیے	۲۰	۴۴
سب حیلہ دین توحید سے کٹ گئے تھے	۲۱	۹۲
اہل غرض نے اسے پارہ پارہ کر دیا	۲۱	۹۳
۔ ۔ ۔	۲۳	۵۲
ہر گروہ اپنے نظریات پر خوش ہے	۲۳	۵۳
اگر حق لوگوں کی نفسانی خواہشات کی	۲۳	۷۱
پیروی کرے تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے	۔	۔

	سورت نمبر	آیت نمبر
والدین سے حسن سلوک کا حکم	۲۹	۸
اہل کتاب کو اسلام کی دعوت کیسے دی جائے۔	۲۹	۴۶
اسلام دینِ فطرت ہے، اس کی تشریح۔	۳۰	۳۰ حاشیہ
یہ دین قیم ہے دین قیم کی تشریح،	۳۰	۳۰ حاشیہ
دین قیم کی پیروی کا حکم	۳۰	۴۳ حاشیہ

انبیاء علیہم السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر		سورت نمبر	آیت نمبر
سب انبیاء ایک دین لے کر آئے	۲۱	۹۲	اپنے باپ کو دعوت توحید اور اس کا انداز	۱۹	۴۲ تا ۴۸
خود غرضوں نے دین کو پارہ پارہ کر دیا	۲۱	۹۳	آپ کو اولاد صالح، رحمت خاص اور لسان	۱۹	۴۹، ۵۰
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲۳	۵۳	صدق علیا سے سرفراز کیا گیا		
انبیاء کے اخلاق، وہ نیکی کرتے ہیں	۲۱	۹۰	ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑنے کا واقعہ	۲۱	۵۱ تا ۷۰
ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے ہیں	،	،	آگ کا گلزار بننا		مع حواشی
اُمید و بیم سے ہمیں پکارتے ہیں۔	،	،	آپ کا اپنی قوم کو دعوت توحید دینا۔	۲۱	۶۶، ۶۷
اور عاجزی اختیار کرتے ہیں۔	،	،	بتوں کی بے بسی کا بیان۔		
			کفار کا آگ میں جلانے کا منصوبہ اور	۳۷	۹۷ تا ۹۸
(ا) آدم علیہ السلام			آپ کے لئے آگ کا گلزار ہونا۔	۲۹	۲۴
فرشتوں کو سجدہ آدم کا حکم	۱۸	۵۰	تعمیر بیت اللہ کی جگہ کا تعین، شرک سے	۲۲	۲۶
سجدہ آدم کا حکم	۲۰	۱۱۶	بچنے کی تاکید اور کعبہ کو پاک صاف		
اولاد آدم کو نصیحت کہ شیطان تمہارا دشمن	۱۸	۵۰	رکھنے کی تاکید۔		
ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اسکو دوست نہ بناؤ			حج کے بارے میں، اعلان عام کرنے کا حکم	۲۲	۲۷
یہ تمہارا دشمن ہے تمہیں گمراہ نہ کر دے۔	۲۰	۱۱۷	حج کے لیے بعض ہدایات اور احکام	۲۲	۲۸، ۲۹
آپ کی بھول، لیکن عزم نہیں تھا	۲۰	۱۱۵	آپ کی دعوت توحید	۲۶	۶۹ تا ۸۲
شیطان کی فریب دہی۔	۲۰	۱۲۰	اپنے لیے دعا	۲۶	۸۳ تا ۸۵
عصیٰ آدم ربہ فغویٰ کی تحقیق	۲۰	۱۲۱	اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت	۲۶	۸۶، ۸۸
آدم کو چن لیا۔	۲۰	۱۲۲	آذر چچا تھا	حاشیہ آیت بالا	
آپ کا جنت سے زمین پر اترنا اور	۲۰	۱۲۳	آپ کی دعوت توحید	۲۹	۱۶، ۱۷
اللہ تعالیٰ کی نصیحت۔			آپ پر انعامات الٰہی، اسحاق، یعقوب	۲۹	۲۶، ۲۷
(ب) ابراہیم علیہ السلام			نبوت، کتاب		
آپ صدیقاً نبیاً تھے۔	۱۹	۴۱	آپ کی شان بندگی اور صفت کریمی	حاشیہ آیات بالا	

	سورت نمبر	آیت نمبر
شانِ بندہ نوازی۔		

ج۔ ادریس علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ صدیق نبی تھے۔	١٩	٥٦
آپ صاحبِ مقامِ رفیع تھے	١٩	٥٧

(د) اسحٰق علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ صالح پیشوا اور صاحبِ نبوت یافتہ تھے	٢١	٧٢، ٧٣

اسمٰعیل علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ صادق الوعد اور رسول نبی تھے۔	١٩	٥٤
آپ اپنے اہل کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیتے	١٩	٥٥
آپ اپنے رب کے پسندیدہ بندے تھے	١٩	٥٥

ایوب علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کی آزمائش اور کامیابی	٢١	٨٣ تا ٨٤
بائیبل میں قصہ ایوب کا ذکر اور تقابلی مطالعہ	٢١	حاشیہ

داؤد علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
کھیتی کے جھگڑے کا فیصلہ	٢١	٧٨ تا ٧٩
آپ کے لیے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا۔	٣٤	١٠
زرہ سازی کا فن عطا ہوا	٢١	٨٠
بحکمِ الٰہی حضرت داؤد کو حضرت اسرائیل	٣٤	١٥

	سورت نمبر	آیت نمبر
سلیمان علیہ السلام آپ کے وارث بنے	٢٧	١٦
انبیاء کی وراثت کی تحقیق	حاشیہ آیت بالا	

ذوالقرنین

	سورت نمبر	آیت نمبر
اس کے متعلق تفصیلی بحث	١٨	٨٣ تا ٩٨
یہ کون تھے؟ کیا پیغمبر تھے یا نہیں۔ اُن کے ذکر کردہ سفروں کی تفصیل	حواشی آیت بالا	

زکریا علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کی دُعا، مقبول دُعا، دُعا کی قبولیت	١٩	٢ تا ١١
آپ کی نیازمندی بیٹے کا مژدہ		
حضرت زکریا اور یحییٰ کا ذکر قرآن کے آئینے میں۔	١٩	١٢
بائیبل کے متعلق یا کسی سے تقابلی مطالعہ	حاشیہ آیت بالا	
اولاد کے لیے دُعا	٢١	٨٩

سلیمان علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
کھیتی کے جھگڑے کا فیصلہ	٢١	٧٨، ٧٩
آپ کے لیے ہوا اور جنات کو مسخر کر دیا	٢١	٨١، ٨٢
وادیٔ نمل پر آپ کا گزر اور حشرات تسلیم پر اظہارِ تشکر	٢٧	١٨
حضرت داؤد علیہ السلام کے کتنے بیٹے تھے	٢٧	١٦
ہُد ہُد کا قصہ ملکۂ سبا کا واقعہ اور دیگر ضمنی مباحث	٢٧	٢٠ تا ٤٤

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کے امتی کی کرامت	۲۷	۴۰
کراماتِ اولیاء کا ثبوت	حاشیہ آیت بالا	
آپ کے مکتوب کا پُرجلال مضمون	۲۷	۳۰ تا ۳۱
بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں	۲۷	۳۴

شعیب علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
اپنی قوم کو وعظ و نصیحت	۲۶	۱۷۶ تا ۱۷۸
تقوی اور طاعت کی دعوت	۲۶	۱۷۹
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا	۲۶	۱۸۰
ناپ تول ٹھیک رکھو ورنہ فساد برپا ہو جائے گا	۲۶	۱۸۱ تا ۱۸۳
قوم کا ردِ عمل اور اس کا عبرتناک انجام	۲۶	۱۸۵ تا ۱۹۰
آپ کی دعوت، قوم کا ردِ عمل اور اس کا عبرتناک انجام	۲۹	۳۶، ۳۷

صالح علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کی دعوت	۲۶	۱۴۱ تا ۱۴۴
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔	۲۶	۱۴۵
تم امن سے چشموں، کھیتوں میں عیش کرنے کے لیے چھوڑے نہیں جاؤ گے۔	۲۶	۱۴۶ تا ۱۴۸
سنگ تراشی کی مہارت	۲۶	۱۴۹
آپ کی دعوت	۲۷	۴۵ تا ۴۷
قوم کا ردِ عمل، آپ ہماری طرح بشر ہیں،	۲۶	۱۵۳ تا ۱۵۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ پر جادو کر دیا گیا ہے۔	۲۶	۱۵۳
اونٹنی بطور معجزہ	۲۶	۱۵۵، ۱۵۶
اونٹنی سے انکی کونچیں کاٹ ڈالیں اور برباد کر دیئے گئے۔	۲۶	۱۵۷، ۱۵۸

عیسیٰ علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کے امتیوں اصحاب الکہف والرقیم کے تفصیلی حالات۔	۱۸	۹ مع حواشی
آپ کی ولادت کا تفصیلی بیان۔	۱۹	۱۶ تا ۳۵
حضرت مریم کے تفصیلی حالات	۱۹	۲۴ تا ۳۵
بن باپ ولادت پر اہل عرب کے شکوک کا ازالہ	حواشی آیت مذکورہ بالا	
آغاز طفلی میں آپ جیسے نبی بنائے گئے کا وقت	۱۹	۳۰
حضرت عیسیٰ کے بارے میں عیسائیوں کا اختلاف اور عیسائی ان کو خدا کے بیٹے کہتے ہیں۔	۱۹	۳۷
آپ اور آپ کی والدہ آیت ربانی ہیں۔	۲۱ ۲۳	۹۱ ۵۰

لوط علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کی قوم کا اخلاقی انحطاط، آپ کا اضطراب، قوم کا انجام	۱۱	۷۷ تا ۸۳
آپ کی قوم کی بدکاری، آپ کی دعوت کا ردِ عمل اور انجام	۲۶	۱۶۰ تا ۱۷۴
آپ کی قوم کے جرائم کی فہرست	۲۹	۲۸، ۲۹
آپ کی سرزنش اور قوم کا ردِ عمل	۲۹	۲۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ان کے لیے آپ کی بددعا	۲۹	۳۰
عذاب کے فرشتوں کی حضرت خلیل سے گفتگو	۲۹	۳۱، ۳۲
فرشتوں کی آمد سے آپکی پریشانی اور انکی تسلی	۲۹	۳۳
ان کی بدکاریوں کے باعث ان پر عذاب کا نزول	۲۹	۳۴

موسیٰ و ہارون علیہما السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ	۱۸	۶۰ تا ۸۲
حضرت خضر کی نبوت کی تحقیق۔	۱۸	۶۵ حاشیہ
آپ مخلص اور رسول نبی تھے۔	۱۹	۵۱
آپ کو ہارون جیسا بھائی بخشا گیا	۱۹	۵۳
طویٰ کی مقدس وادی میں آپکا [illegible]	۲۰	۱۰
جوتا اتارنے کا حکم	۲۰	۱۲
شرف ہمکلامی	۲۰	۱۱ تا ۱۳
میں نے تجھے چن لیا میری بات غور سے سنو	۲۰	۱۳
وحدانیت باری تعالیٰ	۲۰	۱۴
عبادت اور نماز کا حکم	۲۰	۱۴
منکر قیامت کا کہنا نہ مانو	۲۰	۱۵، ۱۶
کلیم سے پیاری پیاری باتیں تیرے	۲۰	۱۷
ہاتھ میں کیا ہے ؟	۲۰	۱۷
عصا کا معجزہ	۲۰	۲۰
ید بیضا کا معجزہ	۲۰	۲۲
موسیٰ فرعون کی طرف جانے کا حکم	۲۰	۲۴
آپ کی دعا رب اشرح لی صدری لمبی اور دیگر دعائیں۔	۲۰	۲۵ تا ۳۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپکی والدہ کو حکم کہ آپکو دریا میں پھینکا	۲۰	۳۸
	۲۸	۷ تا ۱۳
آپ پر اپنی محبت کا پرتو ڈالا	۲۰	۳۹
والدہ کی طرف واپسی	۲۰	۴۰
قتل نفس سے نجات	۲۰	۴۰
فرعون کو دعوت حق پہنچانے کے لیے	۲۰	۴۲
جانے کا حکم	۲۸	۳۲
طریق تبلیغ	۲۰	۴۳
فرعون نے پوچھا آپ کا رب کون ہے،	۲۰	۴۹
آپ کا جواب۔	۲۰	۵۰
دیگر سوالات و جوابات	۲۰	۵۱، ۵۲
فرعون کا الزام کہ آپ حکومت چاہتے ہیں اور ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا چاہتے ہیں۔	۲۰	۵۷
آپ کے مقابلہ کی تیاری اور اسکا انجام	۲۰	۵۸ تا
ساحران مصر کو فرعون کی ترغیب اور [illegible]	۲۰	۶۳
ساحروں کا پاس ادب	۲۰	۶۵
مقابلہ	۲۰	۶۶
ساحران فرعون کی شعبدہ بازیاں	۲۰	۶۶
اللہ تعالیٰ کا فرمان اے موسیٰ ڈرو نہیں تم ہی غالب ہو۔	۲۰	۶۷، ۶۸
آپ کو عصا ڈالنے کا حکم اور آپ کی کامیابی	۲۰	۶۹
ساحران فرعون کا مشرف باسلام ہونا	۲۰	۷۰
فرعون کا ان پر الزام اور عذاب کی دھمکی	۲۰	۷۱
ان کا موقف عاشقانہ صداقت کا نقش	۲۰	۷۲ تا
مصر سے ہجرت کا حکم	۲۰	۷۷

	سورت نمبر	آیت نمبر
فرعون کا تعاقب اور اس کا انجام	۲۰	۷۸
موسیٰ کا طور پر جانا اور سامری کا فتنہ	۲۰	۸۳ تا ۹۸
بنی اسرائیل کے زیورات سے متعلق بائیبل		
کی روایت، بائیبل کا الزام کہ بچھڑا ہارون نے بنایا	۲۰	۹۰
حضرت موسیٰ کی ہارون پر ناراضگی	۲۰	۹۲ تا ۹۴
سامری کا جواب	۲۰	۹۵
سامری کون تھا	۲۰	۹۵ حاشیہ
موسیٰ و ہارون	۲۳	۴۵ تا ۴۹
	۲۵	۳۵-۳۶
جادوگر ہونے کا الزام	۲۶	۲۷ تا ۳۰
فرعون کے سامنے آپ کا خطبہ توحید	۲۶	۲۳ تا ۲۸
موسیٰ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم	۲۶	۱۱
آپ کا اندیشے اور ہارون کو ساتھ بھیجنے کی التجا	۲۶	۱۲ تا ۱۶
فرعون کا احسان جتلانا، آپ کا جواب کہ تو نے	۲۶	۱۸ تا ۲۲
بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے کیا اس بات کا	۰	۲۹
تم احسان جتلاتے ہو فرعون کیا تھا سوال و جواب	۰	۰
فرعون نے معجزے کا مطالبہ کیا	۲۶	۳۰، ۳۱
آپ کا عصا اور ید بیضا دکھانا	۲۶	۳۲، ۳۳
آپ پر جادوگر ہونے کا الزام اور باہمی	۲۶	۳۴/۳۵
قوم سے مشورہ		
جادوگروں کا مقابلہ کے لیے جمع کرنا اور		
ان سے وعدہ کہ اگر تم کامیاب ہوگئے تو	۲۶	۳۶ تا ۴۲
تمہیں مقربین میں شمار کیا جائے گا۔		
مقابلہ اور ناکامی	۲۶	۴۳ تا ۴۵
ان کا مشرف باسلام ہونا	۲۶	۴۶ تا ۴۸

	سورت نمبر	آیت نمبر
فرعون کا ساحرین پر الزام اور عذاب الیم کی دھمکی	۲۶	۴۹
ان کا استقلال	۲۶	۵۰، ۵۱
آپ کو ہجرت کرنے کا حکم	۲۶	۵۲
فرعون کا تعاقب کے لیے نکلنا	۲۶	۵۳ تا ۶۰
ان کی پریشانی	۲۶	۵۵ تا ۶۰
دونوں جماعتوں کا ایک دوسرے کو دیکھنا	۲۶	۶۱
اور اصحاب موسیٰ کا اضطراب		
موسیٰ علیہ السلام کے ایمان کی پختگی	۲۶	۶۲
(دین حق یہی)		
سمندر کو عصا مارنے کا حکم آپ کی نجات اور	۲۶	۶۳ تا ۶۶
فرعونیوں کی غرقابی		
آپ کی مدین سے واپسی	۲۷	۷
تجلیات و معجزات کا بیان	۲۷	۸ تا ۱۳
قبطی کے قتل کا واقعہ	۲۸	۱۴ تا ۲۱
آپ کی مدین کو روانگی وہاں کے حالات	۲۸	۲۲ تا ۲۸
مدت پوری کرنے کے بعد نبوت کی صداقت کے معجزے	۲۸	۲۹ تا ۳۲
معیت کا مطالبہ	۲۸	۳۳، ۳۴
فرعون کا طرز عمل دعوت سنکر اور اللہ میری	۲۸	۳۸ حاشیہ
کا مطلب۔		
فرعون کا انجام	۲۸	۴۰ تا ۴۲
آپ کی آمد فرعونیوں کی سرکشی اور تباہی	۲۹	۳۹، ۴۰

حضرت نوح علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
کرب عظیم سے نجات اور قوم کا غرق ہونا	۲۱	۷۶، ۷۷
آپ کی دعوت	۲۳	۲۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
قوم کا ردعمل کہ یہ ہماری طرح بشر ہیں	۲۳	۲۳ تا ۲۵
نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم طوفان کی آمد	۲۳	۲۷
کشتی سے اترتے وقت آپ کی دعا	۲۳	۲۹
نوح علیہ السلام	۲۵	۳۷
آپ کی دعوت	۲۶	۱۰۵ تا ۱۱۰
آپ کی قوم کا ردعمل، تمہارے ماننے والے صرف کمینے لوگ ہیں۔	۲۶	۱۱۱
آپ کا جواب	۲۶	۱۱۲ تا ۱۱۵
قوم کی دھمکی تم باز نہ آئے تو سنگسار کر دیئے	۲۶	۱۱۶
آپ کی بددعا۔ اور ان کی ہلاکت	۲۶	۱۱۷ تا ۱۲۲
آپ کا ساڑھے نو سو سال تبلیغ کرنا، قوم کا انجام	۲۹	۱۴، ۱۵
آپ کا زہد	۲۹	۱۴ حاشیہ
آپ کا نسب نامہ	۲۹	۱۴ حاشیہ

ہود علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کی دعوت	۲۶	۱۲۴ تا ۱۲۶
آپ کی پند و موعظت	۲۶	۱۲۸ تا ۱۳۵
ان کا ردعمل	۲۶	۱۳۶ تا ۱۴۰

یحییٰ علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کی ولادت آپ کے خصائل حمیدہ۔	۱۹	۱۲ تا ۱۵
آپ کا یوم ولادت، یوم وفات اور یوم حشر سب برکت والے ہیں۔	۱۹	۱۵
عرس و میلاد کا ثبوت	حاشیہ آیت بالا	
آپ کی حق گوئی اور شہادت۔	حاشیہ آیت بالا	
آپ کی سیرت بائبل کے آئینہ میں (قابل مطالعہ)	۱۹	۱۲ حاشیہ
خذ الکتاب بقوة کے حکم کی تعمیل	۱۹	۱۲ حاشیہ

یعقوب علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
انہیں نبی بنایا گیا۔	۱۹	۴۹
انہیں اپنی رحمت بخشی گئی اور لسان صدق علیا سے سرفراز کیا گیا۔	۱۹	۵۰

یونس علیہ السلام

	سورت نمبر	آیت نمبر
آپ کا ہجرت کرنا۔ مچھلی کا نگلنا۔		
آپ کی دعا اور اس کی مقبولیت۔	۲۱	۸۷، ۸۸

بعض قومیں

	سورت نمبر	آیت نمبر
یاجوج ماجوج	۱۸	۹۴ تا ۹۸
. . .	۲۱	۹۶
حضرت لقمان کون تھے آپ کے پند و مواعظ	۳۱	۱۲ تا ۱۹

انسان

اور اسکی عظمت کا قرآنی تصور

	سورت نمبر	آیت نمبر
ہم اپنے انعامات سے انسان کو آزماتے ہیں۔	۱۸	۷
انسان کو سجدہ کرنے کا حکم، شیطان کا انکار اور اس کا راندہ جانا۔	۱۸	۵۰
انسان بڑا جھگڑالو ہے۔	۱۸	۵۴
اے اولاد آدم تم اپنے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔	۱۸	۵۰
انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی پھر اسی میں اسے لوٹایا جائیگا پھر اسی سے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔	۲۰	۵۵
اللہ تعالیٰ انسان کا رازق ہے	۲۰	۱۳۲
فکر آخرت کرنے والا اور فکر دنیا کرنے والا دونوں کی حالت میں بڑا فرق ہے	۲۰	۱۲۴ حاشیہ
انسان بڑا جلد باز ہے۔	۲۱	۳۷
انسان فطرتاً سعید ہے	۲۱	۱ حاشیہ
تخلیق انسان کے مختلف مرحلے اور زندگی کے مختلف مدارج	۲۳	۱۲-۱۴
روح پھونک کر انسان کو ایک نئی مخلوق بنا دیا	۲۳	۱۴
ہم نے انسان کو بیکار پیدا نہیں کیا۔	۲۳	۱۱۵
ایمان بچانے کے لیے ترک وطن ناگزیر ہو جائے تو وہاں سے ہجرت کرو۔	۲۹	۵۶
ہر شخص نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹنا ہے۔	۲۹	۵۷
دنیوی زندگی لہو و لعب ہے، آخرت کی زندگی ہی دائمی ہے	۲۹	۶۴
عبرت پذیری کے لیے زمین میں سیر و سیاحت کی دعوت۔	۳۰	۹، ۴۲
انسان پر رحمت کی جاتی ہے تو وہ پھولے نہیں سماتا تکلیف آتی ہے تو مایوس ہو جاتا ہے۔	۳۰	۳۶
انسان کے کفر کا نقصان اور نیک اعمال کا فائدہ اسی کو ہوتا ہے۔	۳۰	۴۴، ۴۵
تخلیق انسان کا آغاز کیچڑ سے پھر اس کی نسل ماء مہین سے۔	۳۱	۸، ۷
تخلیق انسانی کے بارے میں اسلامی نظریہ اور ڈارون کا نظریہ	۳۱	۷، ۸ حاشیہ
اس ماء مہین میں محیر العقول تبدیلیاں	۳۱	۹ حاشیہ
زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے لیے مسخر کر دیا	۳۱	۲۰
ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تمہیں نوازا	۳۱	۲۰

اوامر

	سورت نمبر	آیت نمبر
جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرو تو ان شاء اللہ کہو۔	۱۸	۲۳، ۲۴
اپنے اہل کو نماز کا حکم دو اور خود بھی پابند رہو	۲۰	۱۳۲
اے ایمان والو! اطاعت کرو اور نیک کام کرو۔	۲۲	۷۷
حلال روزی کھاؤ اور نیک عمل کرو۔	۲۳	۵۱
برائی کا بدلہ نیکی سے دو۔	۲۳	۹۶

	سورت نمبر	آیت نمبر
لوگوں کو معاف کیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔	۲۴	۲۲
مساجد کو روشن کرنے صاف ستھرا رکھنے چراغاں کرنے کی ہدایت	۲۴	۳۶ حاشیہ
مسجد میں داخل ہونے کے آداب	۲۴	۳۶
غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کی شادیاں کرانے کا حکم	۲۴	۳۲
والدین سے حسن سلوک کا حکم	۲۹	۸
اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو	۲۹	۱۷
اپنے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم	۲۹	۵۶
اس کا شکر کرو اس میں تمہاری بھلائی ہے	۳۱	۱۲
ماں باپ کی عزت کا حکم	۳۱	۱۴ حاشیہ
ماں کا حق سب سے زیادہ ہے	۳۱	،،
والدین کی فرمانبرداری کی حدود	۳۱	۱۵
اللہ تعالیٰ سے ڈرو، قیامت سے خوف کرو جب نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے۔	۳۱	۳۳
تمہیں دنیوی زندگی اور دھوکہ باز شیطان فریب میں مبتلا نہ کرے۔	۳۱	۱۳

بنی اسرائیل

	سورت نمبر	آیت نمبر
اصحاب الکہف والرقیم کے تفصیلی حالات دقیانوس کا عہد جبر و تشدد	۱۸	۹
اصحاب کہف کا وطن، ائمہ مفسرین کی تصریحات و دیگر مباحث	حاشیہ آیت ۹	
بنی اسرائیل کو انعامات کی یاد دہانی	۲۰	۸۰
سرکشی نہ کرو ورنہ غضب الٰہی آ پہنچا	۲۰	۸۱
ہاسیدیوں کی شورشوں کی انتہا۔	تعارف سورۂ روم	

جبر و قدر

	سورت نمبر	آیت نمبر
جنہوں نے آیات سے منہ موڑا ہم نے ان کے دل اور کان بیکار کر دیئے۔	۱۸	۵۷
گمراہوں کو زیادہ گمراہ کر دیا جاتا ہے۔	۱۹	۷۵
راہ ہدایت پر چلنے والوں کے لئے ہدایت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔	۱۹	۷۶
آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں۔	۲۲	۴۶
جو ہدایت اختیار کرتا ہے وہ اپنا بھلا کرتا ہے	۲۷	۹۲
اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانیاں نازل کریں جو ان کو عاجز کر دیں۔	۲۶	۴

جہاد

	سورت نمبر	آیت نمبر
میدان بدر میں شجاعت و جاں نثاری کا منظر۔	۲۲	۱۹
مسلمانوں کو اذن جہاد کیوں دیا گیا جہاد کی حکمت	۲۲	۳۹
اگر جہاد کی اجازت نہ ہوتی تو کسی کا جان مال اور دین محفوظ نہ رہتا۔	۲۲	۴۰
اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس طرح جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔	۲۲	۷۸
جہاد کی لغوی تحقیق، اصول جہاد اور	حاشیہ آیت بالا	

	سورت نمبر	آیت نمبر
دوسری جگہوں پر فرق۔		
جو شخص جہاد کرتا ہے وہ اپنا ہی بھلا کرتا ہے	٢٩	٦ حاشیہ
دُعائیں		
اصحاب کہف کی دُعا	١٨	١٠
شرک سے بچنے کی دُعا	١٨	١٠
نظرِ بد سے بچنے کی دُعا۔	١٨	٣٩ حاشیہ
بھول جانے سے بچنے کا طریقہ	١٨	٢٤
دعائے صالحین کے طفیل اللہ تعالیٰ بخشش فرماتا ہے۔	١٩	٨٧
حضرت زکریا کی نیاز بھری دعا	١٩	٣ تا ٦
شرح صدر کی دعا	٢٠	٢٥ تا ٢٨
اولاد کے لیے حضرت زکریا کی دعا	٢١	٨٩
حضرت ایوب کی دعا	٢١	٨٣
حضرت یونس کی دعا (لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الخ)	٢١	٨٧
دفع مشکلات کے لیے نوافل کی تلقین	٢١	[illegible] حاشیہ
قربانی کرتے وقت جو دعا مانگی جاتی ہے	٢٢	٣٦ حاشیہ
کسی نئی جگہ اُترنے کی دعا	٢٣	٢٩
دُعا کی قبولیت کی شرط۔	٢٣	٥١ حاشیہ
وساوس شیطان سے بچنے کی دعا	٢٣	٩٧، ٩٨
بے خوابی کے مریض کی دعا	٢٣	٩٨ حاشیہ
تعویذ باندھنے کا حکم	٢٣	٩٨ حاشیہ
مغفرت و رحمت کی دعا	٢٣	١١٨
عباد الرحمٰن کی دُعا کہ ہمیں ایسی بیویاں اور	٢٥	٧٤

	سورت نمبر	آیت نمبر
بچے عطا فرما جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔	٢٥	٧٤
دُعا، اے اللہ مجھے نیکوں کی صحبت نصیب فرما	٢٦	٨٣ تا ٨٩
دعاء سلیمان: مجھے شکر کی توفیق عطا فرما (رب اوزعنی)	٢٧	١٩
حالت خطرہ کی دُعا	٢٨	[illegible] حاشیہ
دعاء موسیٰ	٢٨	٢١
سیاسیات		
طاقت کا قانون	٢٢	٤٠
مسلمان حکومت کی خصوصیات و فرائض۔ نماز قائم، ایتاء زکوٰۃ، امر بالمعروف نہی عن المنکر۔	٢٢	٤١
اللہ تعالیٰ مظلوم کی مدد کرتا ہے۔	٢٢	٦٠
مسلمان اپنی یا اپنے ذمیوں کے باہمی تنازعہ کا فیصلہ کس سے کرے۔	٢٤	[illegible] حاشیہ
فرعونی سیاست انبیاء پر تہمت کہ اقتدار چاہتے ہیں۔	٢٦	٣٤، ٣٥
. . . .	٢٦	٥٣ تا ٥٦
فرعونی سیاست تفرقہ و انتشار	٢٨	٤ حاشیہ
بنی اسرائیل کی ہجرت، فرعون کا تعاقب اور عبرتناک انجام۔	٢٦	[illegible]
جنت فساد برپا نہ کرنے والوں کا مقام ہے۔	٢٨	٨٣
حاکم پر اپنی رعایا کی خبر گیری فرض ہے۔	٢٧	٢٠ حاشیہ
ملوکیت کا مزاج۔	٢٧	٣٤

	سورت نمبر	آیت نمبر
ظالموں کی خدمت اور اعانت حرام ہے۔	۲۸	۱۷ حاشیہ
اس اندیشہ سے شریعت کا انکار نہ کرو کہ یہی حکومتیں ہم سے قطع تعلق کر لیں گی۔	۲۸	۵۷، ۵
لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث بحر و بر میں فساد کا برپا ہونا۔	۳۰	۴۱

شرک کا ابطال

	سورت نمبر	آیت نمبر
مشرک اپنے معبودوں کو پکاریں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہ دیں گے۔	۱۸	۵۲
اصنام خدا کے دشمن ہیں	۲۱	۹۸، ۱۰۰
شرک کی ممانعت	۲۲	۳۰
مشرک کی مثال	۲۲	۳۱
بت تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔	۲۲	۷۳
یہ مکھی سے بھی کمزور ہیں۔	۲۲	۷۳
اگر اس کا کوئی بیٹا یا شریک ہوتا تو نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔	۲۳	۹۱
اس کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ شریک۔	۲۵	۲
ان کے معبود نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان	۲۵	۵۵
دے سکتے ہیں نہ زندہ کر سکتے ہیں۔	۲۵	۵۵
والدین بھی شرک کا حکم دیں تو نہ مانو۔	۲۹	۸
حضرت سعد اور ان کی ماں کا واقعہ	حاشیہ آیت بالا	
شرک کا ابطال۔ تم اپنے غلاموں کو اپنے اموال میں شریک نہیں مانتے تو خدا کی ملک میں کسی کو اس کا ہمسر ٹھہرانا سخت بڑا جرم ہے	۳۰	۲۸ حاشیہ
اللہ تعالیٰ تخلیق، رزق، موت، حیات پر قادر ہے	۳۰	۴۰
لیکن معبودان باطل کچھ بھی نہیں کر سکتے۔	۳۰	۴۰
یہ کائنات تو خدا تعالیٰ نے پیدا فرمائی تمہارے معبودوں نے کیا پیدا کیا۔	۳۱	۱۱
شرک ظلم عظیم ہے۔	۳۱	۱۳
جب طوفان میں گھر جاتے ہیں تو اسکو پکارتے ہیں جب ساحل پر آ جاتے ہیں تو شرک کرنے لگتے ہیں۔	۳۱	۳۲

شریعت

۱۔ شریعت اسلامیہ کی خصوصیات

	سورت نمبر	آیت نمبر
دین میں کوئی حرج نہیں۔	۲۲	۷۸
کسی ولی کے مزار کے قریب مسجد بنانے کا حکم	۱۸	۲۱
کوئی کام کرنے کا ارادہ کرو تو ان شاء اللہ کہو	۱۸	۲۳
جشن میلاد کا ثبوت	۱۹	۱۵
کافر کو سلام دینے کا حکم	۱۹	۴۷ حاشیہ
حرم کعبہ میں سب مسلمان یکساں حقوق رکھتے ہیں۔	۲۲	۲۵

۲۔ نماز

	سورت نمبر	آیت نمبر
نماز فحشا اور منکر سے روکتی ہے	۲۹	۴۵
اس پر شبہ اور اس کا جواب	۲۹	۴۵ حاشیہ
اوقات نماز	۳۰	۱۷، ۱۸
جو اذان دے وہی اقامت کہے	۱۹	۲۸

	سورت نمبر	آیت نمبر
۳- حج		
تعمیر کعبہ	۲۲	۲۶ حاشیہ
تطہیر کعبہ	۲۲	- -
اعلان حج	۲۲	۲۷
احکام حج	۲۲	۲۷ تا ۲۹
حج کی دینی اور دنیوی حکمتیں	حواشی آیات بالا	
حرم کعبہ میں سب مسلمانوں کے حقوق یکساں ہیں	۲۲	۲۵
حرم میں الحاد و بدعقیدت عذاب الیم ہیں۔	۲۲	۲۵
شعائر اللہ کی تعظیم تقویٰ کی علامت ہے	۲۲	۳۲
قربانی کی جگہ بیت عتیق کے قریب ہے۔	۲۲	۳۳
قربانی کے جانور ذبح کرنے کا طریقہ اور اس کی حکمت۔	۲۲	۳۴ تا ۳۶
۴- جرائم و عقوبات		
(ا) زنا		
زنا کی حرمت	۲۳	۵ حاشیہ
حرمت زنا اور اس کی حکمت	۲۴	۲
اس کی سزا	۲۴	۲
اس پر تفصیلی بحث	حاشیہ آیت بالا	
سزا میں نرمی نہ کرو	۲۴	۲
سزا مجمع عام میں دی جائے	۲۴	۲
زانی اور زانیہ کے نکاح کا حکم	۲۴	۳
کنیزوں سے بدکاری کرانے کی ممانعت	۲۴	۳۳ حاشیہ
کفار کے طریق بد کا استیصال	۲۴	۳۳ حاشیہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
قحبہ گری کا انسداد	۲۴	۳۳
غیر شادی شدہ مردوں، عورتوں کی شادیاں کرانے کا حکم	۲۴	۳۲
(ب) حد قذف		
قذف کیا ہے	۲۴	۴ اور حاشیہ
حد قذف کا حکم	۲۴	۴، ۵
قذف لگانے والے پر حد	۲۴	۴، ۵
(ج) لعان		
لعان کیا ہے؟ اس کا حکم، اس کا طریقہ۔	۲۴	۶ تا ۹
بہتان گروہ کی سزا	۲۴	۱۱ تا ۲۰ حاشیہ
(د) پردے کے احکام		
مومن مرد بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں	۲۴	۳۰
مومن عورتیں بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں	۲۴	۳۱
اس کی حکمت	حواشی آیت بالا	
اسلامی پردہ کے تفصیلی احکام	۲۴	۳۱ حاشیہ
گھر میں بچوں اور غلاموں کے لئے، حد کا قانون	۲۴	۵۸
بوڑھی عورتوں کے پردہ کا حکم	۲۴	۶۰
کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو	۲۴	۲۷
اس کی حکمت	۲۴	۲۷ حاشیہ
کسی کے گھر میں داخل ہو تو سلام کرو	۲۴	۶۱
اپنے قریبی رشتہ داروں کے ہاں سے کھانے کا حکم۔	۲۴	۶۱
شیطان		
شیطان جنت سے تھا	۱۸	۵۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
کیا آپ کے دشمن کو دوست بناتے ہو	۱۸	۵۰
شیطان کفار کو گمراہی پر برانگیختہ کرتا ہے۔	۱۹	۸۳
شیطان اپنے ماننے والوں کو گمراہ کرتا ہے اور عذاب کی طرف لے جاتا ہے۔	۲۲	۴
شیطان بے حیائی اور برائی کا حکم دیتا ہے	۲۴	۲۱
شیطان ہر افاک اثیم پر نازل ہوتا ہے۔	۲۶	۲۲۱ تا ۲۲۳
شیطان نے عاد و ثمود کے اعمال بد کو مزین و آراستہ کر دیا	۲۹	۳۸
صحابہ کرام اور امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا		
حضرت سیدنا علی نے فرمایا ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ سے مراد ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	۲۱	۱۰۱ تا ۱۰۳ حاشیہ
سیاں جد میں محو عمل، جیسے رضی اللہ عنہم کی چال نکلی	۲۲	۱۱ حاشیہ
جنہوں نے ہجرت کی اور شہادت پائی انہیں رزق حسن دیا جائے گا۔	۲۲	۵۸
انہیں پسندیدہ ٹھکانہ مرحمت ہوگا	۲۲	۵۹
حضور کی رشتہ داری قیامت کو بھی کام آئیگی	۲۳	۱۰۱
حضرت سیدۃ النساء کی فضیلت	۲۳	۱۰۱ حاشیہ
حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی براءت	۲۴	۱۱ تا ۲۰
واقعہ افک کا تفصیلی بیان	حواشی آیات مذکورہ	
حضرت صدیقؓ کی فضیلت	۲۴	۲۲

	سورت نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام سے خلافت کا وعدہ فرمایا اور اسے پورا کیا۔	۲۴	۵۵
خلفاء راشدین کی خلافت	حواشی آیت بالا	
حضرت ابوطالب کے ایمان کا مسئلہ اختلافی ہے	۲۸	۵۶ حاشیہ
رومیوں کی کامیابی کے لیے حضرت صدیق کا شرط لگانا اور شرط جیتنا پھر حکم ہونے پر سب کو صدقہ کر دینا۔	۳۰	۳ حاشیہ
حضرت امام باقر کی تفسیر آیات۔ حضرت خاتونؓ کی فدک کی حقیقت	۳۰	۳۸ حاشیہ
واتبع سبیل من اناب الیّ سے مراد حضرت صدیق اکبر ہیں۔	۳۱	۱۵ حاشیہ
عمل صالح		
باقی رہنے والی نیکیاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب اور اجر کی مستحق ہیں۔	۱۸	۴۶
・ ・ ・ ・	۱۹	۷۶
دنیا کی بے ثباتی کی مثال	۱۸	۴۵
مال و اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں	۱۸	۴۶
اپنے اعمال کو ریا سے بچاؤ	۱۸	۱۱۰
راہ ہدایت پر چلنے والوں کو مزید ہدایت مرحمت کیا جاتا ہے	۱۹	۷۶
اعمال صالحہ قبولیت عامہ کا استحقاق لیے	۱۹	۹۶ حاشیہ
مومن کے اعمال اکارت نہیں جائیں گے۔	۲۱	۹۴

عورت

	سورت نمبر	آیت نمبر
ستر کی عورت۔	۲۴	حاشیہ
عفت کی عصمت و ناموس کی حفاظت کے احکام۔	۲۴	۲
کنیزوں سے بدکاری کرانے کی ممانعت۔	۲۴	۳۳
زمانہ جاہلیت میں بدکار عورتوں کے گھروں پر جھنڈے لہرایا کرتے تھے۔	۲۴	۳۳ حاشیہ
بے پردگی کا انسداد۔	۲۴	۔۔
عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔	۲۴	۳۱
اسلامی پردہ کے تفصیلی احکام	۲۴	۳۱ حاشیہ
بوڑھی عورتوں کے پردہ کے احکام	۲۴	۶۰
خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے۔	۲۴	۲۶

قبلہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
کعبہ کے سبب تمہیں امن و امان نصیب ہے اس نعمت کی ناشکری کا ذکر۔	۲۹	۶۷

قرآن کریم

	سورت نمبر	آیت نمبر
قرآن کریم میں کوئی کجی نہیں	۱۸	۲،۱
ہر کجی کو درست کرنے والا ہے۔	۱۸	۲
قرآن میں ہر طرح کے مضامین ہیں۔	۱۸	۵۴
یہ اہل ایمان کو بشارت دیتا ہے۔	۱۸	۳،۲
مشرکین کو بروقت متنبہ کرتا ہے۔	۱۸	۵،۴
ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے تاکہ آپ متقین کو بشارت دیں۔	۱۹	۹۷
قرآن آپ کو مشقت میں ڈالنے کے لیے نہیں اتارا گیا۔	۲۰	۲
یہ ڈرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔	۲۰	۳
اسے خالق ارض و سماء نے اتارا۔	۲۰	۴
قرآن و تورات کا تقابلی مطالعہ	۲۰	حاشیہ
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲۰	۹۰
قرآن ذکر مبارک ہے	۲۱	۵۰
قرآن عابدین کے لیے کافی ہے۔	۲۱	۱۰۶

نوٹ: قصص انبیاء جہاں جہاں مذکور ہیں وہاں قرآن کریم اور مروجہ انجیل کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے خصوصاً حضرت یوسف کے قصہ میں، پھر وضاحت سے لکھی گئی ہے ان امور کا ملاحظہ کرنے سے متعدد حقیقتیں بے نقاب ہو جاتی ہیں۔

۱۔ قرآن کے قصص بائبل سے نقل نہیں کیے گئے جیسا کہ بعض مستشرقین کا خیال ہے۔

۲۔ قرآن کریم تمام انبیاء کے تقدس اور احترام کا داعی ہے وہ ان کی عظمت و ناموس کا محافظ ہے۔

۳۔ مروجہ بائبل (انجیل) کی تحریفات سے آلودہ ہے۔

	سورت نمبر	آیت نمبر
قرآن کے متعلق الفرقان یعنی حق کے اعتراض کا مدلل عقلی جواب۔	۲۳ ۔	حاشیہ ۔
کفار کا یہ الزام کہ کوئی شخص آپ کو قرآن سکھاتا ہے	۲۵	۴
قرآن کریم کو تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کی حکمت۔	۲۵	۳۲،۳۳
یہ سب اہل جہان کے لیے ڈرانے والا ہے۔ (نذیر للعالمین)	۲۵	
کفار کے نظریہ کی تردید	۲۵	۶
یہ مومنوں کے لیے سراپا ہدایت ہے۔	۲۷	۷۷

	سورت نمبر	آیت نمبر
اس میں ہر چیز کا بیان ہے	۲۶	۱
یہ مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت کا ذریعہ ہے	۲۶	۲،۱
قرآن کریم قلب مبارک پر نازل ہوا	۲۶	۱۹۳ تا ۱۹۴
نزول قرآن کی کیفیت	۲۶	۱۹۳ تا ۱۹۴
کیا صرف معانی کا نزول ہوا یا معانی اور الفاظ دونوں کا۔	۲۶	۱۹۴
شیطان قرآن کو لے کر نہیں آ سکتے	۲۶	۲۱۰ تا ۲۱۲
آپ کو یہ قرآن علم و حکمت سکھاتا ہے۔	۲۷	۶
آسمان و زمین کی ہر چیز کتاب مبین میں ہے	۲۷	۷۵
تلاوت قرآن کا حکم اور اس کی برکات	۲۹	۴۵
قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل	۲۹	۴۸
اس کا صرف ظالم ہی انکار کرتے ہیں۔	۲۹	۴۹
قرآن میں اہل ایمان کے لیے رحمت و نصیحت ہے	۲۹	۵۱
رومیوں کی فتح کی پیشگوئی	۳۰	۲ تا ۴
لوگوں کی ہدایت کے لیے قرآن میں ہر طرح کی مثالیں ذکر کی گئی ہیں	۳۰	۵۸
اسے رب العالمین نے نازل فرمایا اس لیے یہ تاقیامت رشد و ہدایت ہے۔	۳۲	۲
اس کا مقصد خواب غفلت سے بیدار کرنا ہے۔	۳۲	۳
یہ کتاب حکیم ہے	۳۱	۲
محسنین کے لیے ہدایت و رحمت ہے	۳۱	۳
تورات و انجیل		
تورات متقین کے لیے روشنی ہے	۲۱	۴۸
تورات لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے	۲۸	۴۳

	سورت نمبر	آیت نمبر
قیامت		
قیامت کے دن پہاڑوں اور دوسرے مظاہر فطرت کی حالت۔	۱۸	۴۷، ۴۸
سب لوگ صف بستہ پیش ہوں گے۔	۱۸	۴۷، ۴۸
اپنا نامۂ اعمال دیکھ کر کفار کہیں گے یہاں تو ہر چھوٹی بڑی چیز لکھ دی گئی ہے۔	۱۸	۴۹
منکرین قیامت کا اعتراض اور ان کا دردناک حشر	۱۹	۶۶ تا ۷۲
. . . . . .	۲۰	۱۰۰ تا ۱۰۴
اکاد اخفیہا	۲۰	۱۵
قیامت کا منظر	۲۰	۱۰۵ تا ۱۰۸،
. .		۱۱۲
قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دیا جائے گا	۲۱	۱۰۴
قیامت کا زلزلہ سخت ہوگا۔	۲۲	۲،۱
قیامت کی دلیل	۲۲	۵
قیامت کی دوسری دلیل۔	۲۲	۵
قیامت کے دن تمام اہل مذاہب کے درمیان فیصلہ ہوگا۔	۲۲	۱۷
اس دن بادشاہی صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی	۲۲	۵۶، ۵۷
کفار کا قیام قیامت پر اعتراض	۲۳	۸۲، ۸۳
منکرین قیامت کا اعتراض اور ان کا دردناک حشر۔	۲۵	۲۱ تا ۲۵
اس دن بادشاہی صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔	۲۵	۲۵ تا ۲۸
انکار قیامت کی وجہ	۲۷	۶۸
اس کا رد	۲۷	۶۹
کفار پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی	۲۷ ۳۴	۷۱، ۷۲ ۲۸

	سورت نمبر	آیت نمبر
قیامت کی نشانی خروجِ دابہ	۲۷	۸۲
جو مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے وہ مُردوں کو روزِ قیامت زندہ کرے گا۔	۳۰	۵۰
قیامت کا دن کتنا بڑا ہوگا	۳۲	۵ مع حاشیہ
قیامت کے بارے میں کفار کے شبہات	۳۲	۱۰
قیامت کے روز نیک و بد میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔	۳۲	۲۵

کفّار و مشرکین

(ان کا عقیدہ، انکے اطوار، عبرت ناک انجام)

	سورت نمبر	آیت نمبر
کفار کے مال پر نازاں ذہن کی مثال (لاحدهما جنتين.)	۱۸	۳۲، ۳۳
اپنے مال پر فخر کرنا	۱۸	۳۴
اس کا خیال کہ اس کے باغات ہمیشہ سرسبز رہیں گے۔	۱۸	۳۵
اگر قیامت قائم ہوئی تو تب بھی وہ اچھی حالت میں ہوں گے۔	۱۸	۳۶
مسلمان ساتھی کا اس کے ساتھ مکالمہ	۱۸	۳۷ تا ۴۱
باغ کے پھل کا برباد ہونا اور اسکا کفِ افسوس ملنا	۱۸	۴۲، ۴۳
کفار باطل دلیلوں سے حق کو مٹانا چاہتے ہیں	۱۸	۵۶
انکی ساری کوششیں دُنیوی زندگی کے لیے وقف ہوگئی ہیں وہ سب بے نتیجہ نکلے ہیں (الذین ضل سعیهم)	۱۸	۱۰۳ تا ۱۰۴
کیا کفار عذاب کا انتظار کر رہے ہیں	۱۸	۵۵
وہ ہماری آیتوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔	۱۸	۵۶

	سورت نمبر	آیت نمبر
آیاتِ الٰہی سے اعراض بڑا ظلم ہے اور اس کا نتیجہ ہدایت سے محرومی ہے۔	۱۸	۵۷
کفار اپنی خوشحالی کو اپنے برحق ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں۔	۱۹	۷۳، ۷۴
وہ کہتے قیامت کے دن بھی وہی سرفراز ہونگے	۱۹	۷۷ تا ۸۰
ان کے شرک کی حد	۱۹	۸۱، ۸۲
کسی کو خدا کا بیٹا بنانا سخت بری بات ہے	۱۹	۸۸ تا ۹۲
مجرموں کو روزِ قیامت جہنم کی طرف ہانکا جائیگا	۱۹	۸۶
انکارِ قیامت	۱۹	۶۶، ۶۷
شیطان کو کفار پر مسلط کر دیا گیا ہے وہ انہیں ہمیشہ اکساتا رہتا ہے۔ (تؤزهم ازا)	۱۹	۸۳
مجرم جہنم میں ہونگے نہ مریں گے نہ جئیں گے	۲۰	۷۴
ذکرِ الٰہی سے منہ موڑنے والوں کی سزائیں (معيشة ضنكا)	۲۰	۱۲۴ تا ۱۲۵ ۱۲۶
برباد شدہ قوموں سے یہ کفار عبرت کیوں نہیں پکڑتے۔	۲۰	۱۲۸
کفار کی ثروت و اولاد کی کثرت انکے حق ہونے کی دلیل نہیں بلکہ یہ آزمائش ہے۔	۲۰	۱۳۱
آیاتِ قرآنی کے نزول پر کفار کا ردِ عمل	۲۱	۱ تا ۵
ان کے معبود باطل بے بس ہیں	۲۱	۴۳، ۴۴
ان کے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں	۲۱	۹۸
اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے جھگڑا کرتے ہیں ان کا انجام	۲۲	۸، ۹
یہ لوگ کنارہ پر کھڑے ہو کر اسلام لاتے (يعبد الله على حرف)	۲۲	۱۱

	سورت نمبر	آیت نمبر
آگ اور کھولتا پانی	۱۸	۲۹
جہنم سب سے پہلے ان کے سامنے دور ہی ظاہر کر دیا جائیگا۔	۱۸	۱۰۱،۱۰۰
بعض سورج دیوتا کے پرستار تھے	۲۰	۹۰ حاشیہ
طول مدت سے بگڑ کر وہ غافل ہوگئے۔	۲	۲۴،۲۳
نزول عذاب کے وقت بھاگ دوڑ بے سود	۲۱	۱۳،۱۲
ان کا اعتراف گناہ اور بے یاری	۲۱	۱۵،۱۴
ظالم برباد ہو گئے اور ان کی جگہ دوسری قوم نے لے لی	۲۱	۱۱
کفار جن کی پوجا کرتے ہیں وہ نفع نہیں پہنچا سکتے ہیں اور نقصان۔	۲۲	۱۳،۱۲
کفار کو دہشت ناک عذاب	۲۲	۲۰،۱۹
آگ کا لباس اور گرز ہیں۔	۲۲	۲۱،۱۹
بعض لوگ جہالت اور عناد کے باعث اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔	۲۲	۱۰،۹،۸
جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی مدد نہیں کرے گا انہیں خودکشی کر لینی چاہیے۔	۲۲	۱۵
کفار آیات قرآنی پڑھنے والوں کو دبوچ ڈالنا چاہتے ہیں۔	۲۲	۷۲
کفار نے اللہ کی شان نہیں پہچانی	۲۲	۷۴
قوم نوح، عاد، ثمود نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں برباد کر دیا۔ ان کے کنویں معطل اور قصر ویران پڑے ہیں۔	۲۲	۴۲ تا ۴۵
مصائب و آلام میں بھی خدا سے منہ موڑتے	۲۳	۷۵ تا ۷۷
تعصب و ہٹ دھرمی	۲۳	۶۶ تا ۷۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ سے مانگنے والوں کا کفار کا استہزاء	۲۳	۱۱۰،۱۰۹
کفار فلاح نہیں پا سکتے	۲۳	۱۱۷
ان کے دل کی تطہیر نہیں ہو سکی ہے	۲۳	۶۳
کفار کے افراد گروہ میں خوش گمانیاں جس کا علم ہی نصف گمراہی کی کمیں	۲۳	۵۳ تا ۵۶
دلائل توحید سننے کے بعد ان کا ردعمل	۲۳	۸۴ تا ۹۰
کفار کا انجام	۲۳	۹۹ تا ۱۰۴
روز محشر کفار کی حسرت فراواں	۲۳	۱۰۲، ۱۰۳ تا ۱۰۸
کفار کا عذر نہایت	۲۳	۱۰۷،۱۰۶
مشرکین کی کمینگی اپنی لونڈیوں سے پیشہ کرانا۔	۲۴	۳۳
کفار کے اعمال کی مثال	۲۴	۴۰،۳۹
کفار و منافقین کو جب عدالت نبوی کی طرف بلایا جاتا ہے تو انکار کرتے ہیں۔	۲۴	۴۸ تا ۵۰
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمسخر اور بغض۔	۲۵	۴۲،۴۱
وہ اپنی خواہش نفس کے پرستار ہیں۔	۲۵	۴۳
وہ حیوانوں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔	۲۵	۴۴
طوق و سلاسل میں جکڑ کر دوزخ میں پھینکے جائیں گے۔	۲۵	۱۱ تا ۱۴
کفار کی سرکشی اور ان کا حال زار	۲۵	۲۱ تا ۳۰
- - - - - -	۔	۲۵ تا ۲۹
گمراہ شعراء اور ان کی صفات ذمیمہ	۲۶	۲۲۴ تا ۲۲۶
کفار کے لئے ان کے برے اعمال مزین کر دیئے گئے۔	۲۷	۵،۴
روز حشر کفار و عابدین کی نوک جھونک	۲۶	۹۲ تا ۱۰۲
کفار کا عذر کہ لوگ انہیں اچک لیں گے	۲۸	۵۷

	سورت نمبر	آیت نمبر
ان کی خوشحالی تکبر کا باعث بنی۔	۲۸	۵۸
قرآن کا انکار کافر ہی کر سکتے ہیں۔	۲۹	۴۷
۔ ۔ ۔ ظالم ہی کر سکتے ہیں	۲۹	۴۹
وہ کہتے ہیں تم کفر اختیار کرو ہم تمہارے بوجھ اٹھائیں گے	۲۹	۱۲، ۱۳
کفار نے بتوں کو باہمی محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے لیکن روز قیامت ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے۔	۲۹	۲۵
جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کو دوست بناتے ہیں ان کی مثال عنکبوت کی سی ہے	۲۹	۴۱
ان کے معبود عنکبوت کی طرح کمزور ہیں۔	۲۹	۴۱
کیا بدکار خیال کرتے ہیں کہ وہ ہماری گرفت سے بچ جائیں گے۔	۲۹	۴
تم خدا سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے، نہ زمین میں نہ آسمان میں۔	۲۹	۲۲
خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست نہیں۔	۲۹	۲۲
کفار خدا کی رحمت سے مایوس ہو گئے ہیں	۲۹	۲۳
اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے والے گھاٹے میں ہیں۔	۲۹	۵۲
کفار کے مطالبہ کے باوجود نزول عذاب میں تاخیر	۲۹	۵۳ تا ۵۵
دنیا کی زندگی لہو و لعب ہے۔ آخرت ہی ابدی ہے۔	۲۹	۶۴
اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنے والے اور حق کو جھٹلانے والے سب سے زیادہ ظالم ہیں۔	۲۹	۶۸
جو قومیں قوت اور عمرانیات میں ترقی یافتہ	۳۰	۹

	سورت نمبر	آیت نمبر
تھیں جب وہ گمراہ ہوئیں تو انہیں برباد کر دیا گیا۔	۳۰	۹
جھٹلانے والوں اور مذاق کرنے والوں کا انجام بہت برا ہو گا۔	۳۰	۱۰
کفار کے معبود ان کی شفاعت نہیں کرینگے اس روز یہ ان کا انکار کر دیں گے۔	۳۰	۱۳
رنج و الم کے وقت موحد بن جاتے ہیں	۳۰	۳۳، ۳۴
آرام و راحت کے وقت پھر شرک کرنے لگتے ہیں	۳۱	۳۲
رحمت کے وقت اترانے لگتا ہے اور تکلیف کے وقت مایوس ہو جاتا ہے	۳۰	۳۶
روز حشر کفار کہیں گے کہ وہ دنیا میں صرف ایک پل ٹھہرے۔	۳۰	۵۵
ان کی تردید	۳۰	۵۶
اس دن ان کا کوئی عذر مقبول نہ ہو گا اور نہ توبہ کی اجازت ہو گی۔	۳۰	۵۷
ان کا کوئی ولی و شفیع نہیں	۳۱	۴
وقوع قیامت پر ان کا اعتراض	۳	۱۰
روز حشر کفار کی ندامت اور واپسی کی تمنا	۳۱	۱۲
تم نے ہمیں بھلا دیا ہم نے اپنی رحمت سے تمہیں فراموش کر دیا۔	۳۱	۱۴
ذکر الٰہی سے روگردانی کرنے والا بڑا ظالم ہے۔	۳۱	۲۲
انہیں چاہیے کہ گزشتہ برباد شدہ قوموں سے عبرت حاصل کریں۔	۳۱	۲۶ حاشیہ

	سورت نمبر	آیت نمبر
منافقین		
منافقین کا حال	۲۹	۱۱،۱
سانحۂ افک اور اس میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی فتنہ انگیزی اور حضرت صدیقہؓ کی برات و دیگر تفصیلات	۲۴	۱۱ تا ۲۰
منافقین کا حال تکلیف میں اسلام کو چھوڑ دیتے ہیں۔	۲۹	۱۰،۱۱
مومنین و متقین		
اہل ایمان کے لیے بشارت	۱۸	۲،۳
مزارات اولیاء کے نزدیک بطور تبرک	۱۸	۲۱ حاشیہ
مسجد بنانے کا حکم	۱۸	۰
دولت پرست کے مقابلہ میں مومن کی سیرت اور ذہنیت۔	۱۸	۳۲
نیک بندے کی اولاد کو بھی اللہ تعالٰے نوازتا ہے۔	۱۸	۸۲
اہل ایمان کے لیے جنت الفردوس ہے	۱۸	۱۰۷،۱۰۸
پرہیزگاروں کی اہل اولاد و اطاعت امام ہونا	۱۹	۵۸ تا ۶۰
بارگاہِ الٰہی میں پرہیزگاروں کی حاضری	۱۹	۸۵
اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔	۱۹	۹۶
پرہیزگاروں کے لیے جنت	۱۹	۶۱ تا ۶۳
راہ ہدایت پر چلنے والوں کو مزید ہدایت بخشتا ہے۔	۱۹	۷۶

	سورت نمبر	آیت نمبر
من تقرب شبرا الحدیث، جو ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے میں ایک گز اس کے نزدیک ہوتا ہوں	۱۹	۵۲ حاشیہ
عمل صالح قبر پر سواری بن کر آئے گا	۱۹	۸۵ حاشیہ
اہل ایمان کا عہد ان کے رب کے نزدیک	۱۹	۸۷
اہل ایمان کے لیے بلند درجات	۲۰	۷۵
مرشد کامل کی توجہ سے سلوک کی طویل مسافتیں چشم زدن میں طے ہو جاتی ہیں	۲۰	۲۲ حاشیہ
مرنے کے بعد مومن کی روح اسی کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔	۲۰	۵۵ حاشیہ
ساحرانِ فرعون کا ایمان اور ذوق و شوق فاقض ما انت قاض	۲۰	۷۰ تا ۷۲
صرف وہ لوگ شفاعت کریں گے جنہیں اذن شفاعت ہوگا۔	۲۰	۱۰۹
جو میری پیروی کرتا ہے وہ بدبخت نہیں بنتا	۲۰	۱۲۳
انبیاء اولیاء شفاعت کریں گے	۲۱	۲۸ حاشیہ
متقین کی صفات	۲۱	۴۹
- - -	۲۳	۱-۱۰
قیامت کے دن صالحین کے ساتھ حسن سلوک	۲۱	۱۰۱
انہیں کوئی گھبراہٹ نہ ہوگی	۲۱	۱۰۲،۱۰۳
زمین کے وارث صالحین ہیں۔	۲۱	۱۰۵
اہل ایمان کی مساعی رائیگاں نہ ہوں گی	۲۱	۹۴
اہل ایمان پر گوناگوں انعامات	۲۲	۲۳،۲۴
متقین کی صفات	۲۲	۳۵
مومنین صالحین کو جنت میں داخل کیا جائیگا	۲۲	۱۴

	سورت نمبر	آیت نمبر
دیگر علامات	۲۲	۲۳۔۲۴
اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی طرف سے خود دفاع کرتا ہے	۲۲	۳۸
نیکوں کے لیے مغفرت اور رزق کریم	۲۲	۵۰
مومنین کی تعریف بیان کر دی گئی	۲۳	۲۳۔۲۵
اہل صلاح کے بعد وہ نیکیوں میں آگے بڑھتے ہیں۔	۲۳	۵۷ تا ۶۱
مومن اللہ تعالیٰ کی ملاقات کرینگے کا ہے	۲۳	۱۱۱ حاشیہ
پاک مرد پاک عورتوں کے لیے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے	۲۴	۲۶
مومن کو جب شریعت محمدی کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ سر تسلیم خم کر دیتا ہے	۲۴	۵۱
مومن کی بعض خصوصیات اخلاقی	۲۵	۶۳
عبادالرحمٰن کی صفات اور ان کی جزا	۲۵	۶۳ تا ۷۵
توبہ سے برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا جاتا ہے	۲۵	۷۰
اہل ایمان شعراء	۲۶	۲۲۷
کرامات اولیاء	۲۷	۴۰
اولیاء اللہ روز قیامت گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے	۲۷	۸۹
اہل ایمان کی صفات	۲۸	۵۲ تا ۵۵
توبہ، ایمان، عمل صالح سبب فلاح ہیں	۲۸	۶۷
دار آخرت کی نعمتیں انہیں ملیں گی جو دنیا میں جاہ و حشمت کے طالب نہ تھے۔	۲۸	۸۳
اہل ایمان کو آزمانا سنت الٰہیہ ہے۔	۲۹	۲۔۳
ایمان اور عمل صالح سے سابقہ برائیاں مٹ جاتی ہیں	۲۹	۷

	سورت نمبر	آیت نمبر
اہل ایمان کے لیے ہی زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں	۲۹	۴۴ مع حاشیہ
اہل صبر و توکل کو بہترین اجر	۲۹	۵۸، ۵۹
اہل ایمان خوش و خرم ہوں گے	۳۰	۴
اے اہل ایمان دین فطرت کی طرف بھرپور متوجہ ہو جاؤ	۳۰	۳۱
ان مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے دین کو پارہ پارہ کر دیا اور خود بھی جماعتوں میں بٹ گئے کا حاشیہ۔	۳۰	۳۲
اہل ایمان کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے	۳۰	۴۷
اہل ایمان قبروں میں ٹھہرنے کی مدت بتاتے ہیں، [illegible]	۳۰	۵۶
[illegible] کی تفصیلی بحث	۳۰	[illegible]
اہل ایمان کو آزمائش کے وقت صبر کی تاکید اور [illegible]۔	۳۰	۶۰
اہل ایمان کی صفات جب انہیں آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں اپنے بستروں کو چھوڑ دیتے ہیں، خوف و امید سے دعائیں مانگتے ہیں، اس کے دیئے سے خرچ کرتے ہیں	۳۲	۱۶
جو انعامات ان کے لیے چھپائے گئے انہیں کوئی نہیں جانتا، ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔	۳۲	۱۷
مومن اور فاسق یکساں نہیں۔	۳۲	۱۸ تا ۲۰

	سورت نمبر	آیت نمبر
بزرگ احکام الٰہی کی اطاعت کرتے تھے ان میں سے بعض کو امام بنا دیا گیا	۳۲	۲۴
محسنین کی صفات	۳۱	۳-۵
مومنین کے لیے جنات نعیم کا وعدہ	۳۱	۹
لقمان مرد دانا، ان کے مواعظ	۳۱	۱۲ تا ۱۹
جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا دیتا ہے، اور تھا ایک وہ محسن ہے تو اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا۔	۳۱	۲۲

معاشیات

	سورت نمبر	آیت نمبر
قرینے میں باغ لگانے کا طریقہ	۱۸	۳۳
قارون کا معاشی نظریہ	۲۸	۷۸
مالداروں پر غریب رشتہ داروں کی کفالت واجب حق کا تصور طلب	۳۰	۳۸ حاشیہ
اقربا، فقرا اور مسافروں کا حصہ	۳۰	۳۸
وہ شخص رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرتے ہیں	۳۰	۳۸
سود سے مال میں برکت نہیں ہوتی	۳۰	۳۹
زکوٰۃ سے مال میں کئی گنی اضافہ ہوتا ہے	۳۰	۳۹
جہاز رانی بحری تجارت سے کسب معاش کی	۳۰	۴۶

	سورت نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ کا فضل کہا گیا ہے۔	۳۰	۴۵

خرابی

	سورت نمبر	آیت نمبر
معاشرہ میں بے حیائی پھیلانے کی مذمت بے حیائی پھیلانے والوں کے لیے عذاب الیم۔	۲۴	۱۹
فحش، ہیجان خیز لٹریچر وغیرہ کی مذمت	۲۴	۱۹ حاشیہ
شیطان کی پیروی منکر، سو بے حیائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔	۲۴	۲۱ حاشیہ
تہمت لگانے والوں پر لعنت	۲۴	۲۳
قحبہ گری کی مذمت	۲۴	۳۳
الذین فرقوا دینهم وکانوا شیعا میں سے مت ہو جاؤ	۳۰	۳۲
من یشتری لهو الحدیث، لهو الحدیث کا بیوپار کرنے والوں کے لیے عذاب مہین ہے	۳۱	۶
سماع کا حکم تفصیلی بحث	۳۱	۶ حاشیہ
لقمان نے بیٹے سے کہا شرک مت کرو۔ شرک ظلم عظیم ہے	۳۱	۱۳
تمہیں دنیوی زندگی اور مکار شیطان دھوکہ میں مبتلا نہ کرے	۳۱	۳۳

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ کہف

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام: کیونکہ اس سورت میں اصحاب کہف کا ذکر ہے اس مناسبت سے اس کا نام الکہف رکھا گیا۔

نزول: یہ سورت بالاتفاق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے آٹھویں اور دسویں سال کی درمیانی مدت میں ہوا۔ اس میں بارہ رکوع ہیں اور اس کی آیتوں کی تعداد ایک سو دس ہے یہ ایک ہزار پانچ سو ستتر کلمات اور چھ ہزار تین سو ساٹھ حروف پر مشتمل ہے۔

مضامین: اس سورت کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے کیا گیا ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان فرما دی کہ اللہ تعالیٰ وہ کریم اور رحیم ہے جس نے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کا ایسا صحیفہ عنایت فرمایا جو ہر قسم کی کجی اور خامی سے پاک ہے اور اس کے ساتھ انسانی زندگی کے کسی شعبہ میں سیاسی، معاشی، تمدنی اور اخلاقی جس کسی کو بھی راہنمائی اور ضابطہ کی ضرورت ہو اس کی ہر جائز ضرورت کو پورا کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ مزید کرم یہ فرمایا کہ ایسی کتاب لانے کے لیے کسی عام انسان کو منتخب نہیں کیا جس کی صداقت و سیرت میں کوئی کشش نہ ہو جس کے قول و فعل میں کوئی جاذبیت نہ ہو۔ جو ساری عمر کتاب پڑھاتا رہا ہو اور پیچھے سے چھپ گیا ہو۔ بلکہ ایک ایسے بندہ کو اطاعت حق کا پیامبر بنا کر بھیجا جو اس کا محبوب ترین بندہ ہے جس کی آمد سے کفر و فسق کی تاریکیاں اور ظلم و بدعات ختم ہوئیں اور حق و صداقت کی صبح طلوع ہوئی۔ باطل و جہل کی جھوٹی صداقتوں کا تختہ الٹ دیا گیا۔ عقل و دانش کا تقاضا ہے کہ ایسے رحیم و کریم خدا کی حمد و ثنا کی جائے کہ وہی ہے جو اس کا مستحق ہے۔

ایک دنیا پرست اور خدا پرست انسان کا جو نفسیاتی تجزیہ اس سورت میں کیا گیا ہے اسے پڑھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ قرآن کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ خالق انسان کا کلام ہے جو اس کے نظریات اور قلبی خطرات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ آیت نمبر ۳۲ تا ۴۴ میں ایک دنیا پرست کی کم ظرفی، احمقانہ اور خود فریبی کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ ایک خدا پرست انسان سے جو دولت میں اس سے کم ہے انداز گفتگو رکھنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتا کہ اس کے پاس دولت بھی زیادہ ہے اور اس کے حامی اور انصار کی تعداد بھی اس سے زیادہ ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں بلکہ اپنی ثروت کی فراوانی بیان کرنے کے بعد اسکو احساس فرحت، کم ظرفی اور خود بینی کی انتہا ہے کہ وہ قیامت کا منکر ہے اور ان الفاظ میں جتلاتا ہے کہ اگر قیامت آئی بھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باہم انہیں دین و حکمت کے تقاضوں کے سراسر منافی سمجھتے ہیں حقیقت میں یہ ہماری اپنی کم فہمی ہوتی ہے۔ امکان ہے پردہ اٹھایا جائے تو ان کا عین عدل و حکمت ہونا اظہر من الشمس ہو جائے جس طرح ان تینوں واقعات سے جب حضرت خضر علیہ السلام نے پردہ اٹھایا تو حضرت کلیم اللہ کی بے تابی و اضطراب کی جگہ تحیر و تعجب ہو گئی اور انہیں اپنے اعتراضات واپس لینے کے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہا۔

ذوالقرنین کا واقعہ بیان کر کے ایک مومن حکمران کی خوبیوں کو ظاہر فرما دیا کہ وہ باوجود قوت و اقتدار کے اپنی رعایا کے لیے مہربان، عادل اور شفیق ہوتا ہے۔

آخری دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عظمت و جلال کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ارشاد ہے اگر سمندر سیاہی بن جائیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی آیات عظمت و جلال کو قلم بند کیا جائے تو سمندر خشک ہو جائیں۔ لیکن اس کی صفات کا بیان پھر بھی تشنۂ تکمیل رہے۔

حضور نبی اکرم کی زبان سے یہ اعلان کرایا کہ میں بشر ہوں۔ خدا نہیں۔ خدا وہی ہے جو وحدہ لا شریک ہے۔ میں اس کا بندہ ہوں۔ اور ساری کائنات بھی اس کی مخلوق اور اس کے سامنے سرافگندہ ہے۔ اس آیت سے اس صداقت کو ثابت کیا کہ حبیب ہر قسم کے حسن و کمال اور ہر قسم کی زیبائی و دلربائی کے باوجود خدا نہیں تو اور کون ہے جو خدائی کا دعوے کر سکے۔ جب زبان مصطفےٰ ﷺ اعلان کر رہی ہو قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ تو کائنات کی ہر چیز کو اعتراف کرنا پڑے گا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ بعض کم نظر لوگ اس آیت کریمہ سے شان حبیب کبریا کی تنقیص کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے اور دل بینا کو وہ حکمتیں جو اسم پاک محمد (تعریف کیا ہوا) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پنہاں ہیں پوری آب و تاب سے دکھائی دے رہی ہیں۔ ؎

دل بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

سورة الكهف مكية بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

کجی ۔ ٹھیک سیدھی تاکہ ڈرائے سخت عذاب سے اپنی طرف سے اور خوشخبری دے ان ایمان والوں کو

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ

جو کرتے ہیں نیک اعمال کہ ان کے لیے ہے بہت عمدہ اجر ہے وہ ٹھہریں گے اس میں ہمیشہ

اَبَدًا ۝ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ

تا ابد اور ڈرائے ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ بنا لیا ہے اللہ نے بیٹا نہیں ہے ان کو اس بات کا کچھ علم

ک۱ اس کتاب میں ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

ک۲ [illegible]

[illegible]

[illegible]

عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ

[illegible]

يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ

[illegible]

يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً

[illegible]

لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا

[illegible]

[illegible]

صَعِيْدًا جُرُزًا ۝ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ

[illegible]

كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس وقت روم میں [illegible] تھا وہاں کے مختلف شہروں میں بھی عیسائی آبادیاں تھیں [illegible] کی [illegible] انہیں صحیح طور پر [illegible] صحبت [illegible] رہبانیت [illegible] وادی ویرانوں کی [illegible] ہیں۔ [illegible] جب [illegible] 1000 [illegible] حاصل تھی [illegible] ایک [illegible] تھا [illegible] میں [illegible] میں اس [illegible] حاصل [illegible] ہیں [illegible] جاتے [illegible] اس لیے [illegible] اس [illegible] دیکھنے والے انہیں [illegible] اس [illegible] ساتھ [illegible] جب [illegible] پر [illegible] رہا۔

اس [illegible] مختلف [illegible] بادشاہ [illegible] سال [illegible] میں [illegible] جب [illegible] انہیں [illegible] خیال انہیں بھی [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں۔

[illegible] انہوں نے اپنے ایک ساتھی [illegible] جب [illegible] کی طرف [illegible] رہے تھے [illegible] ایک [illegible] دکان پر [illegible] کھانا [illegible] اس کی طرف

[illegible]

[illegible] کے بیان کے مطابق یہ واقعہ [illegible] میں پیش آیا [illegible] DECIUS [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لیکن ان سے زیادہ تفصیل [illegible] معلوم ہوتی ہے [illegible]

[illegible] ایڈورڈ گبن EDWARD GIBBON نے بھی اپنی

مشہور تاریخ کی کتاب THE DECLINE AND FALL OF ROMAN EMPIRE

کی تیسری جلد صفحہ [illegible] تا [illegible] میں "سات سونے والوں" کے حالات لکھے ہیں جو [illegible] واقعہ سے مطابقت رکھتے ہیں [illegible]

[illegible]

قرآن کریم نے اصحاب کہف کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ﴿١٠﴾ فَضَرَبْنَا عَلَىٰٓ

[illegible]

آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ﴿١١﴾ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ

[illegible]

الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوٓا أَمَدًا ﴿١٢﴾ نَّحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾ وَرَبَطْنَا

ٹھیک ٹھیک [illegible] وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو ہدایت میں اور بڑھا دیا اور ہم نے

عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

مضبوط کر دیا ان کے دلوں کو جب وہ (کفر کے مقابلہ میں) کھڑے ہو گئے تو انہوں نے کہا ہمارا رب وہ ہے جو رب ہے

لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ﴿١٤﴾ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا

آسمانوں اور زمین کا ہم ہرگز نہیں پکاریں گے اس کے سوا کسی معبود کو ورنہ ہم نے کہی بہت ہی بے جا بات۔ یہ ہماری قوم ہے

اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ

جس نے بنا لیے ہیں اس کے سوا اور معبود، کیوں نہیں پیش کرتے یہ ان کی صداقت پر کوئی روشن دلیل، تو کون

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿١٥﴾ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ

زیادہ ظالم ہے اس سے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے۔ اور جب تم الگ ہو گئے ہو ان کفار سے

---

۱۲ اب ذرا وضاحت سے ان کا حال بیان ہوتا ہے۔

۱۳ یعنی وہ ایمان لائے اور جب انہوں نے ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا اور علم و ہدایت کی راہ میں کسی کوتاہی کا ثبوت نہ دیا تو ہم نے بھی ان کو نوازا، ہدایت میں ترقی دی اور ان کے سینوں کو ہدایت کا گنجینہ بنا دیا۔ یہی مضمون ایک دوسری آیت میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔

۱۴ جب وہ آمادہ ہو گئے اور انہوں نے عزم بالجزم کر لیا تو ہم نے ان کے دلوں کو جذبۂ استقامت سے معمور کر دیا اور وہ بے دھڑک آتش عشق کے اس خندق زار میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

۱۵ جب انہیں بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا اور اس نے ان سے ان کے عقیدے کے متعلق دریافت کیا تو ایمان و عشق کی سعادت میں [illegible] ہر ایک نوجوان آگے بڑھا اور [illegible] برملا اعلان کر دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس کی جناب میں ہم سجدہ ریز ہوتے ہیں جس کی شراب محبت سے ہماری روحیں سرشار ہیں۔ جس کی محبت کی شدت سے ہماری [illegible] کمالات ہیں۔ کیا وہ [illegible] نہیں یا تمہاری ذات میں پائے جاتے ہیں۔

۱۶ یعنی جو اس کے علاوہ کسی دوسرے کی بندگی کرتے ہیں وہ بڑے گمراہ ہیں جس کا مطلب یہ تھا کہ تم سب بے راہ ہو۔

وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ

اور ان چیزوں سے جن کی یہ پوجا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا، تو اب پناہ لو اس غار میں پھیلائے گا تمہارے لیے تمہارا رب اپنی

رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا

رحمت (کا دامن) اور مہیا کرے گا تمہارے لیے تمہارے کام میں سہولت اور تو دیکھے گا سورج کو جب وہ

طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ

ابھرتا ہے تو وہ منحرف ہو جاتا ہے ان کی غار سے دائیں جانب کو اور جب وہ ڈوبتا ہے تو بائیں طرف

ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ

کترا کر گزر جاتا ہے اور وہ (سوتے) ہیں ایک کشادہ جگہ میں، یہ (سورج کا یوں طلوع و غروب) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں

يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا

میں سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہ کر دے تو نہ پاؤ گے اس کے لیے کوئی

مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ

مددگار راہنما اور تو انہیں بیدار خیال کرے گا حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور ہم انہیں کروٹیں بدلتے رہتے ہیں کبھی

الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ

دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب اور ان کا کتا پھیلائے ہوئے ہے دونوں بازو ان کی دہلیز پر [23]

---

[20] اس کا معنی ہے سہولت یعنی ایسی چیز جس سے نفع اور فائدہ حاصل کیا جائے۔

[21] اس کی صورت یہ تھی کہ غار کا دہانہ شمال کی جانب تھا۔ سورج طلوع ہوتا تو بھی، غروب ہوتا تو بھی اس کی دھوپ اس کے اندر نہ داخل ہوتی۔

[22] ایقاظ کا واحد یقظ ہے۔ رقود کا واحد راقد۔

[23] وصید غار کا صحن یا دروازہ کی چوکھٹ۔ [illegible]

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝

[illegible]

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ

[illegible]

لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا

[illegible]

لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ

[illegible]

اَيُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

[illegible]

[illegible] الصحيح المختار۔ (قرطبی)

[illegible] انہیں بیدار کر دیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ

تمہاری خبر کسی کو ۔ وہ لوگ اگر ۔ آگاہ ہو گئے ۔ تم پر ۔ تو وہ تمہیں پتھر مار کر ہلاک کر دیں گے یا تمہیں پھیر [illegible]

فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ

[illegible] اپنے مذہب میں ، اور اگر تم نے ایسا کیا ، تو تم کبھی فلاح نہیں پا سکو گے ۔ اور یہی [illegible] ہم نے ان کے حال سے آگاہ کیا

لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ

تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت کی گھڑی بے شک آ کر رہے گی ۔ اس میں کوئی شک نہیں جب

يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ

وہ لوگ آپس میں جھگڑ رہے تھے ان کے معاملہ میں تو کچھ لوگوں نے کہا ان پر ایک عمارت بنا دو ان کا رب

کھانا کسی نہ ہو ، سامان خوراک لاؤ اور واپس لوٹ آؤ ، ایسا نہ ہو کہ [illegible] کہیں پکڑے جاؤ اور پہچان لیے جاؤ۔
اس وقت اگر وہ پہچان لیے گئے تو وہ ہم سب کو [illegible] کر دیں گے۔ [illegible] ہماری قسمت جو ہمیں پیش آنی تھی وہ آ چکی اور [illegible] پر
زور ڈالیں گے کہ کسی طرح ہم اپنے دین کو [illegible] میں بدل کر [illegible] ۔ جیسا کہ پہلے بھی [illegible] ہم ان کی بات کو
قبول کر لیں۔

۲۱ اور اگر ایسا ہوا ، [illegible] جن کی خاطر ہم نے [illegible] کیا تھا وہ [illegible] ہوگی۔

۲۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد [illegible] میں بھی [illegible] پہنچے تھے
اور قیامت پر ان کا عقیدہ تھا ، [illegible] کے ساتھ عیسائیوں میں بھی عقائد کی خرابیاں رونما ہو گئی تھیں۔
ان میں کیا ایک طبقہ پیدا ہو گیا تھا جو سرے سے قیامت کا منکر تھا یا وہ حشر روحانی کا قائل تھا جسمانی حشر کا نہ قائل
تھا۔ بادشاہ وقت کا بھی اس سے [illegible] تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ اس عقیدہ کی تحقیق کرا دے [illegible] تھا لیکن کہ
اس کے پاس کوئی ایسی قوی دلیل نہ تھی جس سے وہ منکرین قیامت کو دندان شکن جواب دے سکے۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible]
میں سینکڑوں سال سوئے رہنے والے اصحاب کہف کو صحیح و سلامت جسموں کے ساتھ بیدار کر کے اپنی قدرت کاملہ کا ایک [illegible]
زندہ ثبوت مہیا کر دیا ، اور سب کو یقین ہو گیا کہ جو خدا سو سال تک غار میں سونے والوں کو جگا سکتا ہے وہ تمام انسانوں کو
بھی بعد موت کیا یقیناً قیامت کے دن زندہ کر کے کھڑا کرے گا۔

۲۳ اصحاب کہف نے بیدار ہونے کے کچھ عرصہ بعد طبعی وفات پائی ، اب [illegible] کی رائے یہ تھی کہ

أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم

انکے حال سے خوب واقف ہے۔ کہنے لگے وہ لوگ جو صاحب غلبہ تھے اپنے کام پر کہ ہم تو ضرور ان پر ایک مسجد

مَّسْجِدًا ۝ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ

بنائیں گے ۔ یہ کہیں گے کہ اصحاب کہف تین تھے چوتھا ان کا کتا تھا ف اور کہیں گے وہ پانچ تھے چھٹا ان کا

كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي

کتا تھا یہ سب بے تحقیق باتیں ہیں بن دیکھے ۔ اور یہ کہیں گے وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا کہہ دے میرا رب

غار کے منہ پر دیوار چن دی جائے تاکہ اندر رسائی نہ ہو جائے بعض کی رائے یہ تھی کہ ان کے پڑوس میں ایک مسجد تعمیر کر دی جائے تاکہ آنے والے اس میں عبادت کر سکیں اور ساتھ ہی اصحاب کہف کی یادگار بھی رہے ۔ فقصدهم ان الاول ان یسد باب الکہف لئلا یطلع علیہم احد [illegible] الثانی ان یبنی علی باب الکہف مسجدا للتبرک به [illegible] ای ویشتغل الاقوام [illegible] بالعبادۃ والصلوٰۃ ۔ (رازی)

علامہ ثناء اللہ پانی پتی یہاں لکھتے ہیں کہ اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کے قریب ان سے تبرک حاصل کرنے کے لیے مسجد بنانا جائز ہے ۔ [illegible] اتخاذ المسجد [illegible] للتبرک ۔ (مظہری)

اس کے بعد قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ جن احادیث میں مسجد بنانے کی ممانعت مذکور ہے وہاں مراد یہ ہے کہ قبروں کی طرف سجدہ نہ کیا جائے ۔ ومعنی اتخذوا قبور انبیاءهم مساجد [illegible] حدیث ابی مرثد الغنوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیہا رواہ مسلم ۔ یعنی ابو مرثد غنوی سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو (مسلم)۔

ف۔ اصحاب کہف کی تعداد میں بھی عیسائی مختلف الرائے تھے یعقوبیہ فرقہ کہتا تھا تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے نسطوریہ کہتے چار ہیں پانچواں ان کا کتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ محض ان کی قیاس آرائیاں ہیں اور وہ ظن و تخمین کے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہیں [illegible] رجما ای یرمون رمیا بالخبر الغائب عنهم (مظہری)

ف۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا بعض علماء کی رائے ہے یہ تعداد صحیح ہے کیونکہ جس طرح پہلے دو قولوں کے متعلق قرآن نے رجماً بالغیب کا لفظ ذکر کیا ہے اس کے لیے نہیں کیا۔

أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءً

رب بہتر جانتا ہے ان کی تعداد کو ۔ نہیں جانتا ان کو مگر تھوڑے ۔ پس نہ جھگڑیے ان کے بارے میں بجز سرسری گفتگو کے

ظَاهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاىْءٍ إِنِّي

بجز سرسری سی گفتگو کے اور نہ دریافت کیجئے ان کے متعلق (اہل کتاب) میں سے کسی سے اور ہرگز نہ کہا کیجئے کسی چیز کے

فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن يَشَآءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ

متعلق کہ میں اسے کرنے والا ہوں کل مگر (ساتھ یہ بھی کہو) کہ اگر چاہا اللہ نے اور یاد کرو اپنے رب کو جب بھول جائیں اور

؎ یہ ہوا سرد جھگڑا ہی گرم کیا ۔ یہ کسی ہی بات جس کے تفصیلی علم کے لیے آپ بھی دست کش رہیں وہ اسے خدا کے علم کے سپرد کر دیں ایک تعداد سب جانتا ہے اور اک معدودے چند ہیں جن کو ان کی تعداد کا علم ہے حضرت ابن عباس سے اصحاب کہف کے مندرجہ ذیل نام منقول ہیں ۔

مکسلمینا ، یملیخا ، مرطونس ، نینونس ، سارینونس ، ذونواس ، کشفیططیونس ۔ (مظہری)

؎ یہی فیصلہ ہے اس بارہ میں ۔ مکمل صورت نہیں ، سرسری بحث میں تبادلہ خیال کیا جا سکتا ہے ۔ اس سرسری گفتگو کے طور پر بات چیت ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ۔ کیونکہ ان آیات بینات کے بعد ان سے تحقیق دریافت کرنے کی تمہیں کیا ضرورت ہے ۔

؎ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و تکریم کا ذمہ خود اٹھایا تا کہ اس کے محبوب پر کسی کا احسان نہ ہو بلکہ جو ہو وہ اسی حبیب کے رب کا احسان ہو ۔ اسلام کا ذریعہ بھی ہو ۔ وہ صرف اسی کا شکر گزار ہو اور وہی اس کا ممنون ہے ۔ اس بارے کے متعلق سورۃ والضحیٰ میں فرمایا الم یجدک یتیما فاوی ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم پایا تو آغوش رحمت میں آپ کو جگہ دی ۔ اب آپ خود اندازہ لگائیے جس کی تعلیم و تربیت علیم و حکیم ہادی و کریم نے فرمائی ہو گی اس کے علم و دانش کا اور اس کے اخلاق حسنہ کا کون اندازہ کر سکتا ہے ۔ انہی اسباق میں سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ارشاد فرمائے ایک یہ بھی ہے جو اس آیت میں مذکور ہے یعنی اے حبیب اگر آپ ارادہ کریں کہ کل آپ فلاں کام کریں گے تو یوں مت کہو بلکہ اس طرح کہو کہ اگر میرے رب کو منظور ہوا تو کل میں ایسا کروں گا ۔ اس طرح ایک تو ادب و عبودیت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ کسی کے پاس وسائل کی کتنی ہی فراوانی ہو اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو اس کی ساری کی ساری سعی بے اثر ہو کر رہ جاتی ہیں ۔ اس سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے ۔ دوسرا اس کی شان ہی یہ ہے کہ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے سے اس کی نظر اسباب سے ہٹ کر دل کی ساری صلاحیتیں اسی کے در سے وابستہ ہو جائیں ۔ علاوہ ازیں

عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ

[illegible] اس سے بھی [illegible] بتلا دے [illegible] اور وہ لوگ اپنے غار میں [illegible]

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ

[illegible] تین سو سال [illegible] آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]
[illegible] الا ان یقولا بمشیئۃ اللہ تعالیٰ۔ یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے [illegible]
کسی کام کے [illegible] کے متعلق یقینی [illegible] اللہ تعالیٰ کی مشیت [illegible]۔

[illegible] استعمال کیا ہے۔

[illegible]

الکشاف [illegible] (زمخشری)

یعنی اللہ تعالیٰ [illegible] اصحاب کہف کے [illegible] نبوت و رسالت کی واضح اور بہتر دلیل ہے۔

[illegible] حضرت قتادہ کا مذہب یہ ہے کہ تین سو نو سال کی مدت یہودیوں کا

غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

اسی کے لیے (علم) غیب ہے آسمانوں اور زمین کا وہ خوب دیکھنے والا ہے اور خوب سننے والا نہیں ہے ان کا اس کے سوا

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ

کوئی دوست اور وہ نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو اور پڑھ سنائیے (انھیں) جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی

كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝

طرف آپ کے رب کی کتاب سے کوئی بدلنے والا نہیں اس کے ارشادات کو اور ہرگز نہیں پائیں گے آپ اس کے سوا کوئی پناہ گاہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

اور روک رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام

قول ہے یہ قرآن کی بیان کردہ مدت نہیں۔ وہ تو بعد میں یہ فرمایا گیا قل اللہ اعلم بما لبثوا کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ یہی رائے مجاہد اور قتادہ کی ہے۔ اس قول کی تائید حضرت ابن مسعود کی قرأت سے ہوتی ہے۔ مظہری، کشاف، الکہف۔

اب جب حقیقت یہ ہے کہ تین سو سال کی مدت قرآن کی بیان کردہ مدت نہیں بلکہ اہل کتاب کی رائے ذکر کی گئی اور پھر اس کے بعد اس کی تردید لطیف کی گئی تو اب سمجھیے کہ قرآن اور صاحب قرآن پاک اس سے بری ہیں کہ ان پر اعتراض کیا جائے کہ یہ تحقیق غلط ہے۔ صحیح مدت ۱۰۱ سال ہے۔ یہ خود بخود حل ہو گیا اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ جو قرآن کی بیان کردہ مدت ہے تو ہم نہیں ہے یہ پوچھ لینے کا حق رکھتے ہیں کہ ان کے پاس کون سی قطعی دلیل ہے جس کی بنا پر تم ۱۰۱ سال کا تعین کر رہے ہو۔ تمہارے پاس بھی سلسلے کی سنی سنائی باتیں ہیں۔ کیا ان میں اتنی جان ہے کہ انہیں قرآن کے حتمی بیانات کا مدمقابل تصور کیا جائے۔

غیب کے جاننے میں یہ مطلب ہے کہ وہ خوب دیکھنے والا اور خوب سننے والا ہے۔

وہی کارساز، مددگار اور مددساز ہے۔ وہ اپنے فیصلوں میں کسی کی شراکت گوارا نہیں کرتا۔ نہ اس کی کوئی مزاحمت کر سکتا ہے اور نہ اس کی حکمرانی میں کوئی حصہ دار بن سکتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کسی میں اس کو دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے۔

قرار کی جگہ، پناہ گاہ۔

يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

طلب گار ہیں اس کی رضا کے اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے کیا آپ چاہتے ہیں دنیوی زندگی کی زینت ۵۵

۵۵ عیینہ بن حصن الفزاری جو قبیلہ مضر کا سردار تھا اسلام لانے سے پہلے ایک دفعہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہاں سلمان فارسی، ابوذر اور دیگر فقرا صحابہ جن کے بدن پر صوف تھا بیٹھے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ پسینہ کی بو اونی جبوں سے اٹھ رہی تھی عیینہ نے کہا کیا ہے آپ ان کو نکال نہیں دیتے ہم قبیلہ مضر کے سردار ہیں اگر آپ ان کو اپنی مجلس سے نکال دیں تو سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ہمارا آپکے پاس آنے کو جی تو چاہتا ہے لیکن جب آتے ہیں تو غلیظ اور بدبودار کپڑوں والے یہ بیٹھے ہوتے ہیں ہمیں یہاں بیٹھنا گوارا نہیں۔ آپ ہمارے بیٹھنے کے لیے تیار ہیں یا ان کے لیے کسی الگ مجلس کا انتظام کریں۔ تاکہ ہم آپ کے ارشادات سے مستفید ہو سکیں۔ اس پر یہ آیات الٰہی نازل ہوئیں۔ "المشغول کرنا ان کو" اور غیر اللہ لوگوں کی خوشنودی کے لیے نہیں اے حبیب ان کے ان بندگان خدا کی صحبت ترک نہ کیجئے۔ ان کی زندگی کا مقصد صرف اپنے رب کریم کی رضا جوئی ہے جو صبح و شام ہر لحظہ اس کی یاد اور اس کی محبت میں محو رہتے ہیں۔ وہ تیری نگاہ کرم کے پیاسے ہیں۔ وہ تیری نظر التفات کے بھوکے ہیں جب ان پر ایک نظر شفقت و محبت ہو جاتی ہے تو سب کے سب غم دھل جاتے ہیں۔ اس لیے ایسا نہ ہو کہ تیری نگاہ عنایت ان سے ہٹ جائے ان سے یہ صدمہ برداشت نہ ہو گا۔ اے حبیب ان کے اس خستہ حال سے دلنوازی اور دلجوئی کے جواہر رکھے جا رہے ہیں ان کی کشش کسی اور کو نصیب ہو [illegible] پوچھیں بتائے گا کہ اس کی ساری خوشیاں اس کی نگاہ کرم کے ایک گوشہ میں سمٹ آئی ہیں۔ اسی ایک سماعت پر وہ جھکتے ہیں اور دو جہان کی ہر خوشی قربان کر دیتے ہیں۔ یہ محبت کے بیمار اور شوریدہ، اے حبیب تم ان کو چھوڑ دیں گے۔

علامہ آلوسی نے کیا خوب لکھا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (روح المعانی)

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا فائدہ تو ان فقرا کو حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ بارگاہ الٰہی کے عشاق ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انوار الٰہی کے لیے آئینہ اور اس کی تجلیات کے لیے عرش اور اس کے اسرار کا صندوق اور اس کے انوار کا مشرق ہیں۔ صحابہ کرام جب حضور کے روئے زیبا کو دیکھتے تھے تو انہیں ہر دکھ کا بدل حاصل ہوتا تھا اور جب حضور ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوتے تھے تو وہ رنجیدہ خاطر اور پریشان ہو جاتے تھے۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا دوسرے لوگ بھی ان فقرا کی صحبت سے مشرف ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت کا فائدہ انہیں نصیب ہوتا ہے کیونکہ

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ

اور نہ کہا مانیے [illegible] جس کا دل غافل کر دیا ہم نے اپنی یاد سے اور وہ تابع ہو گیا اپنی خواہش کا اور اس کا معاملہ

فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ

حد سے گزر گیا ہے اور کہہ دیجیے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے وہ ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے

اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے [illegible] ہمیشہ جنت میں رہنا۔

وَتُرِيدُ زِينَةَ [illegible] اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کی نگاہیں ان سے پھر گئی تھیں، کیونکہ [illegible] مخاطب واحد [illegible] کا صیغہ ہے [illegible] بلکہ [illegible] ہے اور [illegible] مستقل نہیں بلکہ [illegible] کے معنی [illegible] ہے مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں [illegible] اور قصد [illegible] نہیں [illegible] لیکن [illegible] کے عالم میں نگاہیں نہ پھر جائیں۔

[illegible] قرطبی لکھتے ہیں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] شرکت [illegible] دنیا [illegible] وجہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی [illegible] یعنی اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے حالانکہ شرک کا صدور [illegible] محال ہے۔

[illegible] کے سامنے یہ تجویز پیش کرتے تھے کہ ان غریب مسکین لوگوں کو اپنی مجلس میں شریک ہونے [illegible] تاکہ [illegible] آپ کے پاس بیٹھ سکیں یہ لوگ ایسے نہیں کہ ان کی بات مانی جائے بلکہ ہم نے ان کے دلوں کو [illegible] محروم کر دیا ہے یہ عقل سلیم کے تقاضوں سے [illegible] غافل ہیں [illegible] نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں [illegible] حد سے [illegible] ان ہی میں ہیں۔

[illegible] اس کا معنی [illegible] ایمان لانے سے [illegible] ہیں [illegible] نہیں کہ وہ اس صحت [illegible] قبول کریں [illegible] سے تجاوز کر جاتا ہے۔ (قرطبی)

[illegible] یہ لوگ [illegible] آپ [illegible] کہ ان [illegible] پاس بیٹھنے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اپنے [illegible] سب لوگ آپ کے حلقہ [illegible] ہو جائیں گے۔ [illegible] حقیقت [illegible] اور دل [illegible] ایمان [illegible] تسلیم [illegible] نہیں کر سکتے اگر اللہ تعالیٰ [illegible] کسی کی مرضی اللہ

فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِنْ

[illegible]

يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَ

[illegible]

سَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ

[illegible]

مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا

دریاں انہیں پہنائے جائیں گے ان جنتوں میں کنگن سونے کے اور پہنیں گے سبز رنگ کے لباس

خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ

جو باریک ریشمی کپڑے اور موٹے ریشمی کپڑے کا بنا ہوا ہوگا تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے وہاں مسند پر بہت اچھا

الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا

ہے بدلہ اور کیسی عمدہ ہے یہ آرام گاہ۔ اور بیان فرمائیے ان کے لیے یہ مثال کہ دو آدمی تھے ہم نے دیئے تھے

لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا

ان دونوں میں سے ایک کو دو باغ انگوروں کے اور ہم نے باڑ بنادی ان دونوں کے اردگرد کھجور کے درختوں کی اور

[illegible] اس کا دوسرا پہلو مادہ پرست گروہ ہے [illegible] کے لیے آخرت [illegible] کی جاتی ہے اور ایک [illegible] دنیا کی بے ثباتی اور اہل دنیا کی ہوس [illegible] ایک مثال سے واضح کیا جا رہا ہے۔ اہل عرب [illegible] اذیت [illegible] کاشت ہے جہاں پانی [illegible] باغ [illegible] کھجور [illegible] ان دو آدمیوں میں سے ایک مثل ثروت اور خوشحالی کا [illegible] پیش کیا گیا ہے کتنا دلنشین اور اثر آفرین ہے۔

ایک شخص کے پاس باغ ہیں جہاں [illegible] انگوروں کی [illegible] ان باغوں کے اردگرد [illegible] کھجوروں کے درخت [illegible] آدمیوں سے بھی بچاتے ہیں [illegible] شیریں پھل کے باعث [illegible] انگوروں کی بیلوں کی [illegible] جو جگہ بچ گئی ہے وہ بھی بیکار نہیں وہاں بھی کھیتی باڑی کی جاتی ہے اور کئی فصلیں کاشت ہوتی ہیں۔

علم زراعت و باغبانی [illegible] آج مثال قرار دے سکتے ہیں۔ قرآن نے پہلے ہی اچھا [illegible] [illegible] شام، مصر، [illegible] باغ [illegible] [illegible] [illegible] علوم و فنون کی طرح ان [illegible] [illegible] کے لگائے ہوئے باغات اور پیوندکاری کے ذریعے ہر پھل اور [illegible] کی اقسام کی [illegible] مختلف قسمیں [illegible] سے متجاوز ہیں۔

بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ وَ

اگا دی ان دونوں کے درمیان کھیتی۔ دونوں باغ خوب پھلے پھولے اور کمی نہ کی ان میں سے کوئی چیز اور

فَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ

ہم نے جاری کر دی ان کے درمیان نہر۔ اور اس کو خوب دولت حاصل ہوئی تو اس نے اپنے ساتھی سے بات کرتے ہوئے کہا میں تجھ سے

أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ ۚ

زیادہ مال دار ہوں اور میرا جتھا بھی زیادہ طاقتور ہے۔ اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کر رہا تھا

قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۝ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَ

کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اور اگر

لَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ

مجھے اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بہتر جگہ پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے

---

۵۱ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں ثَمَر کی جمع ثِمار ہے اور ثِمار کی جمع ثُمُر ہے۔ قال الاصفہانی [illegible] الثمرة تجمع على ثمر ويجمع الثمر على ثمار [illegible] ثمر [illegible] انواع المال [illegible] ثُمُر [illegible] جمع [illegible] یہاں اس سے مراد باغات کے علاوہ جو مال و دولت ہے وہ سارا اس کے پاس تھے۔

۵۲ دولت مند آدمی اکثر مغرور ہوتے ہیں اور یہی دولت کا ذکر کرنے سے وہ نہیں تھکتے۔

۵۳ یعنی یہ باغ کبھی خزاں آشنا نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیگا۔ حادثات زمانہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

۵۴ مادہ پرستوں اور دولت پرستوں کا ذہن ایسا ہی ہوتا ہے وہ کہتے ہیں پہلے تو قیامت آنے والی نہیں یہ محض خیالی بات ہے [illegible] اور اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں [illegible] وہاں بھی جنت کی نعمتیں ہمیں ہی [illegible] ملیں گی۔

وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ

[illegible]

ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۚ لَّٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿٣٨﴾ وَلَوْلَا

[illegible]

إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا

[illegible]

أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٣٩﴾ فَعَسَىٰ رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾ أَوْ

[illegible]

يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ

[illegible]

يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ

[illegible]

يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُن لَّهُ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُ مِن

[illegible]

دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝٤٤ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ

[illegible]

اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا

[illegible]

تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝٤٥ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ

[illegible]

زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

[illegible]

[illegible] عقب اور عاقبۃ دونوں کا معنی [illegible]

ف۳ [illegible]

[illegible]

ف۴ [illegible]

ف۵ [illegible]

وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّ

اور بہتر ہیں امید کے اعتبار سے بھی اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو اور تم دیکھو گے زمین کو کھلا میدان اور

حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ

ہم جمع کریں گے ان سب کو پھر نہ چھوڑیں گے ان میں سے کسی کو اور وہ پیش کیے جائیں گے تیرے رب کے سامنے صف بستہ

لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ؗ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ

بیشک تم آ گئے ہمارے پاس جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تم کو پہلی بار بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ ہم نہیں مقرر کریں گے

لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا

تمہارے لیے کوئی وعدہ کا وقت اور رکھا جائے گا نامۂ اعمال پس تو دیکھے گا مجرموں کو ڈر رہے ہوں گے اس سے جو

علامہ شوکانی نے بحوالہ ابو سعید خدری روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استکثروا من الباقیات الصالحات قیل وما ھی یا رسول اللہ قال التکبیر والتہلیل والتسبیح والتحمید ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (رواہ احمد وغیرہ) حضرت عثمان نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کیا ہے۔ ان باقیات کی تشریح میں فرمایا اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہیں۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ ان کلمات کو کثرت سے پڑھا کرو یہ عجیب کلمات ہیں۔ انما ... سب کلمہ ... ان کے پڑھنے سے ... میں ... ضروری ہے کہ ... لا الہ الا اللہ ... الصالحات حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نیک عمل ہی باقیات صالحات ہیں۔ علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ یہی قول صحیح ہے وھو الصحیح ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ف۲ یہاں سے روز قیامت کے حالات کا ذکر شروع ہوتا ہے۔

ف۳ سب لوگ تمہیں اسی طرح ... صف بصف کھڑے ہوں گے۔ دنیا میں جو لوگ قیامت کا انکار کرتے رہے اور ... سمجھتے رہے ان سے کہا جائے گا کہ تم تو کہتے تھے کہ قیامت وغیرہ کی کوئی حقیقت نہیں یہ تو ... باتوں کی بات ہی ہوئی۔

ف۴ مراد ہے نامۂ اعمال ان کے سامنے پیش کیا جائے گا تو مجرموں کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی۔ شدت خوف سے ... رہے ہوں گے چھوٹا اور بڑا سب ... ہو گیا ہوگا اور حسرت و ندامت کے باعث ... ہوں گے۔

فِيهِ وَيَقُولُونَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَّلَا

[illegible]

كَبِيرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ

[illegible]

اَحَدًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ

[illegible]

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ

[illegible]

مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ

[illegible]

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ۝ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ

[illegible]

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ۝ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ

[illegible]

النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝ وَلَقَدْ

[illegible]

صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ

[illegible]

شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝٥٥

[illegible] یا آ جائے ان پر عذاب [illegible]

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ

اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو [illegible] اور جھگڑتے ہیں کافر

كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا

[illegible]

هُزُوًا ۝٥٦ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ

ایک مذاق۔ اور [illegible]

مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي

[illegible]

آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ۝٥٧

[illegible]

ایک عذاب کے بعد دوسرا عذاب۔ [illegible] (قرطبی)

ﷺ [illegible] یعنی ان کافروں کا جھگڑا کسی معقولیت پر مبنی نہیں ہے۔ ان کے پاس اپنے موقف کی سچائی ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسی دلیل بھی نہیں جو سنجیدگی سے غور کرنے کے قابل ہو۔ یونہی ناپ شناپ بکتے رہتے ہیں۔

ﷺ دحض کا معنی ہے پاؤں کا پھسلنا [illegible] (قرطبی) کسی دلیل کے مسترد کر دینے کو بھی دحض کہتے ہیں۔ [illegible] مطلب یہ ہے کہ ان کی ساری کوششیں اس پر مرکوز رہتی ہیں کہ وہ حق کو باطل کر کے دکھائیں اور اہل حق کو اس سے پھسلا دیں۔

وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ

اور آپکا پروردگار بخشنے والا رحمت والا ہے اگر وہ پکڑتا انھیں بسبب اس کے جو انھوں نے کیا تو جلدی بھیج دیتا ان پر

الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ۞ وَتِلْكَ

عذاب بلکہ ان کے لیے ایک وقت مقرر ہے ہرگز نہ پائیں گے اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ اور یہ بستیاں

الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ۞ وَإِذْ قَالَ

ہم نے ہلاک کیا انھیں جب انھوں نے ظلم کیا اور ہم نے مقرر کی ان کی ہلاکت کے لیے ایک میعاد اور یاد کرو جب کہا

مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۞

موسیٰ نے اپنے جوان سے میں نہ ہٹوں گا یہاں تک کہ پہنچ جاؤں ملنے کی جگہ دو دریاؤں کی یا چلتا رہوں مدتوں

ع

ک۵ یعنی یہ تو اس کی رحمت ہے کہ ان ظالموں کو اور عذاب کی گرفت میں فوراً نہیں پکڑ لیتا، وہ انھیں ڈھیل دیے جاتا ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ دنیا اور رحمت ہی تو ہے جو ایسے لوگوں کو بھی ان نعمتوں کی بارش کیے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی شامت اعمال ان پر چھا جاتی ہیں اور مقررہ وقت آ جاتا ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] ہے [illegible] معروف ہے۔

ک۶ ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک سفر اور [illegible] کا ذکر ہے۔ آیات کی تشریح سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند امور کی وضاحت کر دی جائے تاکہ آیات کے مطالب بیان کرنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس واقعہ میں مندرجہ ذیل امور طلب ہیں۔

(۱) یہ موسیٰ کون ہیں۔ (۲) اس سفر کا [illegible] کیا ہے۔ (۳) آپ کے ہمراہی خادم کا نام کیا ہے۔ (۴) وہ بندۂ خاص کون ہے۔ (الف) اس کا نام کیا ہے۔ (ب) کیا وہ ولی تھا یا نبی۔ (ج) صاحب شریعت ہے یا نہیں۔

(۵) وہ جگہ جہاں یہ دونوں حضرات ملے تھے وہ کہاں ہے۔ باقی چیزیں آیات کی تشریح کے ضمن میں بیان ہو جائیں گی۔ پہلی چیز کے متعلق جو روایت صحیحین میں ہے اس کا ذکر کر دینا کافی ہے۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے موسیٰ کے متعلق دریافت کیا اور انھیں بتایا کہ نوف بکالی کا خیال ہے کہ اس واقعہ میں جس موسیٰ کا ذکر ہے وہ موسیٰ بنی اسرائیل نہیں بلکہ یہ موسیٰ بن میشا بن یوسف ہے۔ حضرت ابن عباس نے یہ سن کر فرمایا اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے۔ مجھے ابی بن کعب نے بتایا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ سے پوچھا گیا

سب سے بڑا عالم کون ہے تو آپ نے جواب میں کہہ دیا کہ سب سے بڑا عالم میں ہوں۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] علم کو اپنی طرف کیوں منسوب کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف کیوں نہیں تفویض کیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ مجمع البحرین میں ہمارا ایک بندہ ہے جو آپ سے زیادہ عالم ہے۔ [illegible] اس کی ملاقات میں کیونکر پہنچ سکتا ہوں، حکم ہوا کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی [illegible] رکھ لو، جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں ہمارے اس بندے کی قیام گاہ ہوگی۔ (۲) اس قصے میں [illegible] یوشع بن نون [illegible] حضرت موسیٰ کی [illegible] تھے۔ [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ معارف حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

[illegible] بھی ختم ہو جائے گی۔

[illegible] کے دو اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس اشکال کا حل حضرت مجدد الف ثانی کے کلام [illegible] حضرت مجدد سے حضرت خضر کے متعلق پوچھا گیا [illegible] حقیقت حال کے انکشاف کے لیے متوجہ ہوئے۔ [illegible]

[illegible] (مظہری)

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهٗ فِي الْبَحْرِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا

سرنگ کی طرح۔ پس جب وہ اس جگہ سے آگے گزر گئے ث۱ تو موسیٰ نے اپنے جوان ساتھی سے کہا لاؤ ہمارا صبح کا کھانا بیشک ہمیں پہنچی ہے

هٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ

اپنے اس سفر میں بڑی تھکاوٹ۔ اس ساتھی نے کہا (اے کلیم) بھلا دیکھئے ث۲ جب ہم نے آرام کیا تھا اس چٹان کے پاس تو میں مچھلی (کا ذکر) بھول گیا اور

وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ

نہیں بھلایا مجھے اور کسی نے مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کرتا اور اس (مچھلی) نے بنا لیا اپنا راستہ دریا میں عجیب

عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾

طرح۔ آپ نے فرمایا یہی تو وہ (جگہ) ہے ث۳ جس کی ہم تلاش میں تھے پس وہ دونوں لوٹے اپنے نقش قدم دیکھتے ہوئے۔ تو پایا دونوں

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا

نے ایک بندہ کو ث۴ ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اپنے پاس سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے

ث۱ آرام کرنے کے بعد جب سفر شروع ہو گیا کچھ دور چلے تو تھکاوٹ اور بھوک نے ستایا۔ آپ نے خادم کو حکم دیا کہ کھانا لاؤ۔

نصب: تھکاوٹ۔

ث۲ اب یاد آیا کہ جب ہم اس چٹان کے نیچے سستا رہے تھے تو مچھلی تو شور سے نکل کر دریا میں کود گئی تھی لیکن اس وقت میں ان سے کہنا بھول گیا۔ اب جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھانا طلب کیا تو سارا ماجرا عرض کر دیا۔ اور معذرت بھی اپنی بھول کی کر لی۔

ث۳ آپ نے سن کر فرمایا یہی تو جگہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی ہم تو اپنی منزل سے آگے نکل آئے۔

ث۴ جب وہاں واپس پہنچے تو جس مرد خدا کی تلاش میں تھے ان سے وہاں ملاقات ہو گئی۔ حضرت خضر وہاں سفید چادر لپیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سلام عرض کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا آپ موسیٰ نبی اسرائیل ہیں؟ آپ نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو حضرت خضر نے فرمایا جس نے آپ کو میری طرف بھیجا ہے اسی نے مجھے بھی بتایا ہے۔ جب وہ [illegible] میں [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] سے [illegible] علم حاصل تھا۔

عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ

[illegible] کیا میں آپ کے ساتھ [illegible]

رُشْدًا ۝ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا

[illegible] اور آپ صبر ہی کیسے کر سکتے ہیں [illegible]

لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ

[illegible] اور میں [illegible]

لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ

[illegible] اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو [illegible]

؎ اس بندہ کی مزید صفت فرمائی جا رہی ہے۔

؎ [illegible]

[illegible]

[illegible]

؎ حضرت موسیٰ [illegible] حضرت

[illegible] استفادہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

؎ حضرت خضر علیہ السلام [illegible]

[illegible]

[illegible] فرمایا

[illegible]

مرید پر لازم ہے کہ اپنے شیخ پر اعتراض نہ کرے۔

لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۟ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ

[illegible]

اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ۟ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

[illegible]

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ۟ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَ

[illegible]

لَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا ۟ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ

[illegible]

قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ إِن

(خضر نے) کہا کیا میں نے آپ سے نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میری صحبت میں صبر نہیں کر سکیں گے ف۱ آپ نے کہا اگر میں پوچھوں

سَأَلْتُكَ عَن شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ۖ قَدْ بَلَغْتَ مِن

آپ سے کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں۔ آپ میری طرف سے

لَّدُنِّي عُذْرًا ۝ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا

عذر کو پہنچ گئے ف۲ پھر وہ چل پڑے یہاں تک کہ جب آئے ایک گاؤں والوں کے پاس تو وہاں کے لوگوں سے

أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَن يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن

ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی

يَنقَضَّ فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ قَالَ

گرنے والی تو اس نے اسے درست کر دیا (موسیٰ نے) کہا اگر آپ چاہتے تو اس (محنت) پر مزدوری لے لیتے ف۳ اس نے کہا

ف۱ حضرت خضر نے کہا میں نے تو پہلے ہی آپ کو بتا دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے آپ کا یہ سوال کرنا بے سود ہوگا۔

ف۲ حضرت موسیٰ نے فرمایا اب ایک بار پھر جانے دو۔ اگر پھر بھی مجھ سے ایسی بے صبری صادر ہوئی تو آپ مجھے اپنی رفاقت سے محروم کر دیجیے میں پھر اس جدائی پر آپ کو معذور پاؤں گا۔

ف۳ پھر دونوں آگے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک گاؤں میں آئے جہاں کے باشندوں نے ان کی طلب کے باوجود ان کی مہمان نوازی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ وہاں ایک دیوار جھکی ہوئی دکھائی دی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ابھی گری ابھی گری۔ حضرت خضر نے دیکھا تو اس کی مرمت کر کے درست کر دیا اور کسی مزدوری کا مطالبہ بھی نہ کیا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا آپ بھی عجیب ہیں۔ گاؤں والوں نے تو انتہائی بے مروتی کا ثبوت دیا کہ ہمیں روٹی تک نہ دی اور آپ ہیں کہ ان کی گرتی ہوئی دیوار کو بلا معاوضہ درست کرتے جا رہے ہیں۔

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ

[illegible]

عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ

[illegible]

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ

[illegible]

غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا

[illegible]

طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ

[illegible]

اَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ

[illegible]

وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ

اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ ایک نیک شخص تھا پس آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ

ا۱۲ے یعنی جب تیسری مرتبہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کردیا تو حضرت خضر نے فرمایا کہ اب ہم اور آپ ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ البتہ رخصت کرنے سے پہلے آپ کو ان اسرار سے آگاہ کر دوں جن پر آپ سکوت اختیار نہ کرسکے۔ پھر آپ سے یکے بعد دیگرے تمام واقعات کی حقیقت آپ کے سامنے پیش کردی۔

۲۱۲ے رُحْمًا [illegible] رُحْمًا [illegible]

۳۱۲ے [illegible] ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندہ کی صلاح و تقویٰ کی وجہ سے اس کی اولاد در اولاد

يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا

دونوں بچے پہنچ جائیں اپنی جوانی کو اور نکال لیں اپنا دفینہ یہ محض آپ کے رب کی خاص رحمت تھی اور

فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۸۲ ع

میں نے نہیں کیا یہ سب کچھ اپنی مرضی سے یہ حقیقت ہے ان امور کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

کی اولاد اور ان کے خاندان کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ اور جب تک وہ نیک بندہ کسی مقام پر سکونت پذیر رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پڑوسیوں کی بھی حفاظت فرماتا ہے۔ قال محمد بن المنکدر ان اللہ یحفظ بصلاح العبد ولدہ وولد ولدہ وعترتہ وعشیرتہ واهل دویرات حولہ فما یزالون فی حفظ اللہ ما دام فیھم۔ (مظہری)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک بندہ کی سات پشتوں کی حفاظت کرتا ہے۔ ان اللہ [illegible]

وھو یتولی الصالحین۔

گ اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ایک امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔ تینوں واقعات کے متعلق حضرت خضر نے جو توجیہات پیش کی ہیں ان میں سے پہلی توجیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا فاردت یعنی میں نے ارادہ کیا کہ کشتی کو عیب دار بنا دوں۔ دوسری توجیہ میں فرمایا فاردنا ہم نے یہ ارادہ کیا اور تیسری میں فرمایا فاراد ربک آپ کے رب نے یہ ارادہ فرمایا۔ اسلوب بیان کے اس تفاوت کی وجہ کیا ہے؟

اس کے متعلق مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ خیر و شر، نفع و ضرر ہر چیز کا خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہے لیکن اہل ادب و عرفان کا طریقہ یہ ہے کہ خیر و نفع کا ذکر کرتے ہیں تو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہیں اور جب شر اور ضرر کے ذکر کا موقع آتا ہے تو اس کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد ہے واذا مرضت فھو یشفین۔ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے شفا بخشتا ہے۔ بیماری کی اضافت اپنی طرف کی اور صحت کی اس کی طرف۔ حالانکہ بیماری بھی وہی دیتا ہے۔ اسی طرح یہاں کشتی توڑنے کی وجہ بتائی تو فاردت کہہ کر اس کی نسبت اپنی طرف کی کیونکہ کشتی توڑنا مذموم ہے اور جب دیوار درست کرنے کی وجہ بتائی تو اس کی نسبت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف کی فاراد ربک کیونکہ وہ خیر محض ہے۔ اور قتل غلام کے دو پہلو تھے خیر اس لیے کہ اس کے والدین کا ایمان محفوظ کرنا اور ان کو بیٹے کے عوض میں نیک اولاد دی جا رہی ہے اور شر اس لیے کہ بظاہر ایک معصوم بچے کو قتل کیا جا رہا ہے اس لیے فاردنا جمع کا صیغہ استعمال کیا تاکہ خیر کے پہلو کی نسبت حقیقی منعم کی طرف ہو جائے اور شر کا پہلو اپنی طرف منسوب کر دیا۔ علامہ بدر الدین الزرکشی نے اسی توجیہ کو زیادہ پسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ [illegible] نسبہ لنفسہ ادبا مع الربوبیۃ [illegible] لانہ مشترک الحکم بین المحمود والمذموم استتبع نفسہ

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾

اور وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے ذوالقرنین کے متعلق فرمائیے میں ابھی بیان کرتا ہوں تمہارے سامنے اس کا احوال۔

[illegible] (البرہان فی علوم القرآن الزرکشی جلد ۳ صفحہ [illegible])

۸۳۔ یہود کی انگیخت پر مشرکین مکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو تین سوالات کیے تھے ان میں آخری سوال ذوالقرنین کے متعلق تھا۔ یہ رکوع تقریباً اسی سوال کے جواب پر مشتمل ہے۔ اس سلسلہ میں بھی چند امور کا تصفیہ ضروری ہے۔ (۱) ذوالقرنین کون تھا؟ (۲) اس کے تین جنگی سفر کن کن سمتوں میں تھے اور ان سفروں کے حالات کیا ہیں؟ (۳) وہ سد کہاں ہے وہ دیوار یا بند جو ذوالقرنین نے تعمیر کی تھی۔ (۴) یاجوج ماجوج سے مراد کون سی قوم ہے۔

کیونکہ سکندر مقدونی اپنی فتوحات کی وجہ سے عالمگیر شہرت حاصل کر چکا تھا اس لیے کئی مفسرین کا یہ خیال ہے کہ ذوالقرنین سے مراد سکندر ہے۔ لیکن آیات قرآنی اس نظریہ کی تصدیق نہیں کرتیں۔ کیونکہ سکندر یونان کا باشندہ تھا اور اہل یونان سب بت پرست تھے۔ اور یہی مذہب سکندر کا تھا۔ حالانکہ قرآن کریم میں ذوالقرنین کے متعلق صراحتاً مذکور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتا تھا اس کا اپنی رعایا اور مفتوحہ اقوام کے ساتھ جو سلوک تھا اس میں ایک سچے مومن کی شفقت، انصاف اور عدل صاف جھلک رہا ہے۔ اس لیے قرآن میں مذکور ذوالقرنین سے سکندر مقدونی مراد نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ دینا کہ سکندر مسلمان تھا اس وقت تک قابل اعتنا نہیں جب تک یہ ثابت کر دیا جائے کہ اس نے اپنے آبائی اور قومی مشرکانہ عقائد کو ترک کر کے توحید کا عقیدہ قبول کر لیا تھا۔ اس قسم کے اقوال کی وجہ سے دشمنان اسلام کو قرآن پر زبان طعن دراز کرنے کا موقع ملتا ہے اور وہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ علماء اسلام کا یہ فرض ہے کہ ایسی تحقیقات اور تجسس سے قرآن کریم کے بیان کردہ واقعات کی ایسی وضاحت کریں کہ مخالف اپنا سا منہ لے کر رہ جائے۔

ذوالقرنین کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے مولانا ابو الکلام آزاد رقمطراز ہیں کہ پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا قدیم کتابوں میں ذوالقرنین کا لقب کہیں استعمال ہوا ہے اور اگر ہوا ہے تو ان کے نزدیک اس سے مراد کون ہے؟ پھر یہ دیکھنا ہے کہ اس ذوالقرنین میں یہ صفات پائی جاتی ہیں جو قرآن کریم نے ذکر کی ہیں۔ تو کیا وہ کارنامے اس سے صادر ہوئے جنہیں قرآن نے اس کی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسے کہ آپ پڑھ چکے ہیں یہ سوال یہود کی طرف سے اہل مکہ کو سکھایا گیا تھا کہ وہ حضور سے پوچھیں کہ ذوالقرنین کون ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص یہود کے نزدیک کسی کتاب

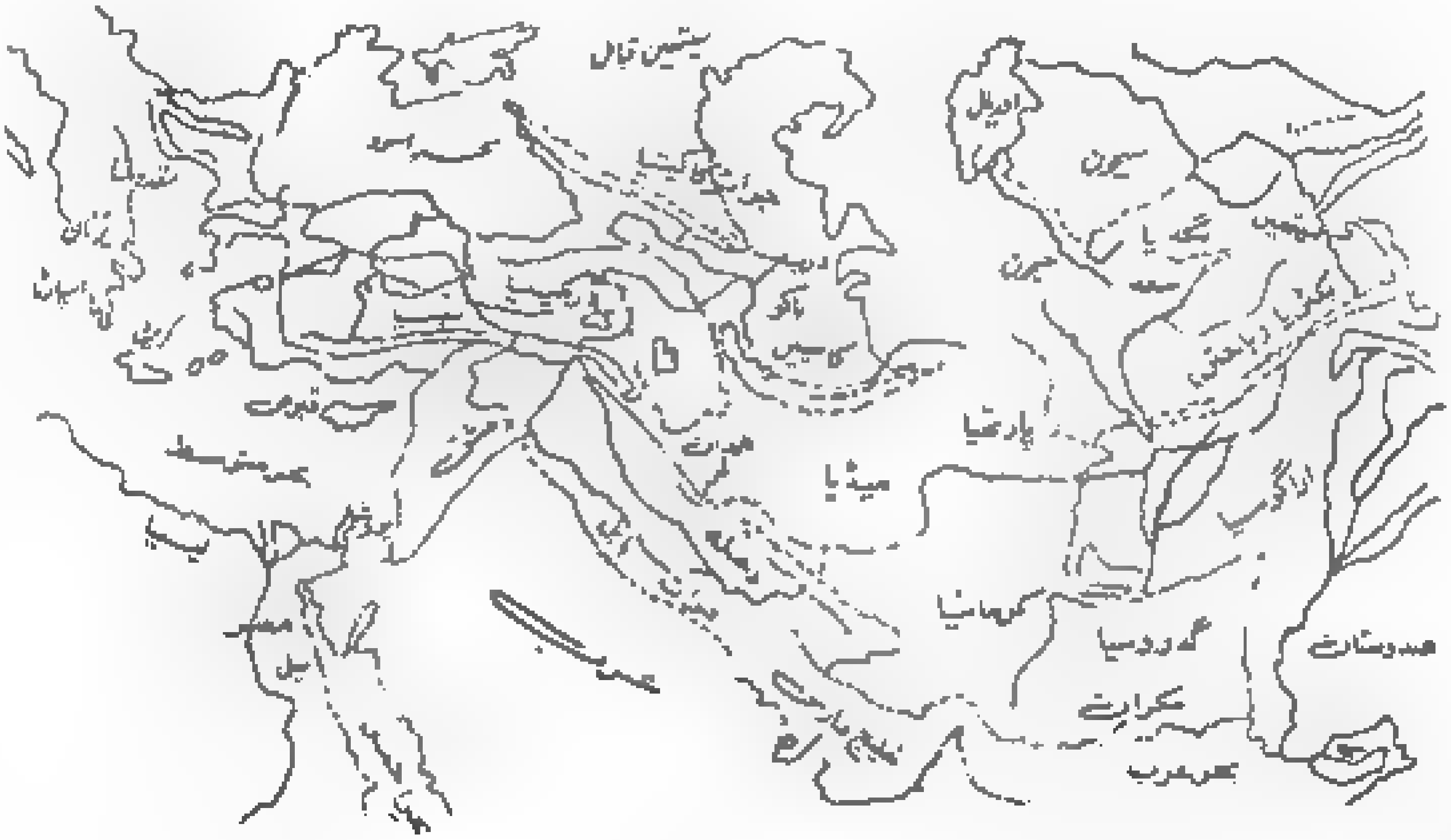
ستھین قبائل
بحر اسود
بحر متوسط
ارال
سیحون
جیحون
باکو
ہرات
میڈیا
پارتھیا
اراکوسیا
کرمانیا
گدروسیا
مکران
بحر عرب
ہندوستان
خلیج فارس
نیل
بحر احمر

نقشہ بسلسلہ قصہ ذوالقرنین

سے معروف تھا۔ اس کے متعلق بیبل میں دانیال کی کتاب کے آٹھویں باب میں یہ آیتیں ملتی ہیں حضرت دانیال اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

" تب میں نے آنکھ اٹھا کر نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ دریا کے پاس ایک مینڈھا کھڑا ہے جس کے دو سینگ ہیں " اسی باب کی بیسویں آیت میں اس کی تفسیر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

جو مینڈھا تم نے دیکھا اس کے دونوں سینگ مادی (میڈیا) اور فارس کے بادشاہ ہیں۔ اور وہ جسیم بکرا یونان کا بادشاہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مادی (میڈیا) اور فارس کی سلطنتیں دو سینگوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور ان دونوں کے فرمانروا کو مینڈھے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب بخت نصر نے ہیکل کو برباد کیا تھا۔ بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی اور بنی اسرائیل کو قیدی بنا کر بابل لے آیا تھا۔ ان کی جمعیت ختم کرنے کے لیے بھیڑ بکریوں کی طرح انہیں تقسیم کر دیا تھا۔ حضرت دانیال بھی انہی اسیروں میں تھے۔ آپ کو خواب میں بنی اسرائیل کی رہائی کی خوشخبری دی گئی کہ دو سینگوں والا مینڈھا کھڑا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد سائرس (SERUS) فارس کا فرمانروا بنا اور اس نے کچھ عرصہ میڈیا کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اسی کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو آزادی نصیب ہوئی اور اسی کی کوشش اور حکم سے ہیکل کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔ جس طرح سورۂ بنی اسرائیل میں گزر چکا ہے۔ مورخ لکھتے ہیں کہ پہلے تو صرف گمان تھا کہ اس خواب کی وجہ سے یہود سائرس کو ذوالقرنین (دو سینگوں والا) کے لقب سے یاد کرتے ہیں لیکن ۱۸۳۸ء کے ایک انکشاف نے اس قیاس کو یکسر ایک حقیقت ثابت کر دیا اور معلوم ہو گیا کہ فی الحقیقت شہنشاہ سائرس کا لقب ذوالقرنین تھا اور یہ محض یہودیوں کا ذہنی تخیل نہ تھا بلکہ خود سائرس کا اور باشندگان فارس کا تجویز کردہ نام تھا۔ سائرس کی ایک سنگی تمثال ہے جو اصطخر کے کھنڈروں میں دستیاب ہوئی۔ اس میں سائرس کے دونوں طرف عقاب کے پر بنے ہیں اور سر پر مینڈھے کی طرح دو سینگ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ میڈیا اور فارس کا شہنشاہ ہونے کے باعث سائرس ذوالقرنین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

اور ہو سکتا ہے کہ دانیال کے خواب سے ہی سائرس کو یہ لقب اختیار کرنے کا خیال پیدا ہوا ہو۔ کیونکہ فارس کے بادشاہوں کو بنی اسرائیل کے انبیاء سے بڑی عقیدت تھی۔ سائرس نے بابل کو فتح کیا تو بنی اسرائیل کی اسیری کی اور جلاوطنی کے دن ختم ہو گئے۔ سائرس نے انہیں واپس جانے اور ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دی اور ہیکل کے سونے چاندی کے جو برتن بخت نصر لوٹ کر لے گیا تھا اور انہیں اپنے دیوتا کی زینت بنایا تھا سائرس نے حکم دیا کہ وہ بھی بنی اسرائیل کو واپس دیے جائیں اور پہلے کی طرح ہیکل میں داخل کیے جائیں۔ سائرس کا بچپن بڑی گمنامی کی حالت میں گزرا۔ جنگلوں اور پہاڑوں میں سارا وقت بسر ہوا۔ قسمت نے گردش کی تو [illegible] سے اٹھایا اور فارس کا تاجدار بنا دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہی اس نے سب سے بڑی اور مضبوط حکومت میڈیا کا سقوط

کر لیا بابل کی بڑی قلعہ میں داخل کر لیا جس سے اس کی شہرت تمام عرب و عالم پر پہنچی اور اس کی عظمت کے پل قر اسنے لگے۔ یہی وہ چیز ہے جسے قرآن نے سمت المغرب ـــــ الاوسط کے مانع المطلع سے بیان فرمایا۔

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ذوالقرنین کی جن تین مہموں کا قرآن نے ذکر کیا ہے کیا ان کی تفصیل سائرس نے کی؟ ان کی ایک مہم مغرب الشمس کی طرف، دوسری مطلع الشمس کی طرف، تیسری ایک ایسے مقام کی طرف جہاں کوئی وحشی قوم آباد تھی اور یاجوج و ماجوج آ کر فساد برپا کرتے تھے۔

سائرس کے مورخین بتاتے ہیں کہ جب اس نے میڈیا فتح کر لیا اس کے ساتھ ہی اس کے مغرب میں ایشیائے کوچک کی ایک ریاست جو لیڈیا کے نام سے مشہور تھی۔ اس کے بادشاہ کروسیس نے اس پر حملہ کر دیا اور صلح کے تمام ان معاہدات کو بالائے طاق رکھ دیا جو کروسیس اور سائرس کے باپ کے درمیان ہو چکے تھے۔ سائرس مقابلہ پر مجبور ہو گیا اور پہلے ہی جنگ میں شرمناک شکست دی اور لیڈیا کی ساری حکومت پر قابض ہو گیا۔ اب تمام ایشیائے کوچک بحر شام سے لے کر بحر اسود تک اس کے زیر نگیں تھا۔ وہ برابر بڑھتا گیا یہاں تک کہ ساحل بحر تک پہنچ گیا جس نے اس کو فارس سے لے کر لیڈیا تک چودہ سو میل کا فاصلہ طے کر لیا۔ لیکن سمندر نے اس کی پیش قدمی روک دی۔ اس نے بے بسی سے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ پانی ہی پانی تھا اور سورج گدلے پانی میں غروب ہو رہا تھا۔ ایشیائے کوچک کا مغربی ساحل چھوٹی چھوٹی خلیجوں کا مجموعہ ہے۔ وہ سمندر گہرا ہونے کی وجہ سے پانی گدلا ہے۔ اسی لئے قرآن نے ان الفاظ سے بیان فرمایا وجدھا تغرب فی عین حمئۃ ’اگرچہ سورج تو آسمانی مدار میں حرکت کرتا رہتا ہے اور کہیں ڈوبتا نہیں لیکن سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر غروب آفتاب کا نظارہ کرنے والے کو یہی دکھائی دیتا ہے کہ سورج آہستہ آہستہ پانی کی گہرائیوں میں غوطہ لگانے کے لیے نیچے اتر رہا ہے۔ جس قوم سے سائرس کو وہاں واسطہ پڑا تھا وہ قوم تھی جس نے کروسیس کی سرکردگی میں اس پر حملہ کیا تھا اور اس کا دار و مدار تحت پھیلی ہوئی تھی۔ وہ لوگ اس کے قبضہ میں تھے جس طرح چاہتا ان کے ساتھ برتاؤ کر سکتا تھا۔ لیکن سائرس کے مؤرخین یک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ اس نے نہ صرف ان پر عدل کیا بلکہ اس نے بڑی عدل و رحم کا ثبوت دیا۔ دشمن کے سپاہی کے سوا کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا اور کروسیس سے بھی عزت سے پیش آیا۔ قرآن کے بیان سے بھی مؤرخین کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ واقعات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ مرد مومن تھا اور نیک اعمال کا قدردان تھا۔

اس کی دوسری مہم مشرق کی جانب تھی جو فتح لیڈیا کے بعد مشرقی اطراف میں بعض خانہ بدوش قبائل نے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دی تو اس کو فرو کرنے کے لیے مشرق کا رخ کرنا پڑا۔ وہ مع اپنے لشکر کے قبائل کی سرکوبی کے لیے بڑھا اور چلتا چلا گیا۔ تنگ پہاڑوں کا علاقہ ہوا اور آگے چلنا محال تھا جس کے باعث آگے بڑھنے کے لیے کوئی راستہ نہ تھا [illegible] سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ بادیہ نشین قبیلہ صحرا نورد تھا۔ [illegible] اور

علاقات کا دورہ کر لیا وہاں کوئی باقاعدہ بستی ہی نہ تھی جہاں مکانات تعمیر کیے جاتے اور ان میں رہائش کی جاتی۔ کبھی درختوں کے کسی جھنڈ کی آڑ میں وقت بسر کر لیا، کبھی کوئی معمولی سا خیمہ لگا لیا۔ دھوپ وغیرہ سے بچنے کے لیے ان کے پاس کوئی معقول انتظام نہ تھا۔

تیسری مہم کے متعلق قرآن نے بتایا کہ وہ ان دو پہاڑوں کے درمیان تک پہنچا تو وہاں اسے ایک قوم ملی جو ان کی زبان سمجھنے سے قاصر تھی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سد یہی ہے مقصود کاکیشیا کا پہاڑی درہ ہے۔ اس کے دائیں طرف بحیرۂ خزر ہے جس سے شمال اور مشرق کی طرف کی راہ رکی ہوئی ہے۔ بائیں جانب بحیرہ اسود ہے جو شمال مغرب کے لیے قدرتی رکاوٹ ہے۔ درمیانی علاقہ میں اس کا سلسلہ کوہ ایک قدرتی دیوار کا کام دے رہا ہے۔ اس درمیانی درے کے علاوہ شمالی قبائل کے لیے ادھر آنے کا کوئی راستہ نہیں تھا اور یقیناً یہیں سے یاجوج ماجوج آ کر ان پر حملے کرتے اور اس کے علاقہ میں غارت و تاراج کیا کرتے تھے۔ وہ جگہ ہے جہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک سد تعمیر کر کے ان کا راستہ بند کر دیا گیا۔ جو لوگ اس علاقہ میں رہتے تھے اور آئے دن یاجوج ماجوج کے حملوں سے ان کا امن برباد ہوتا رہتا تھا۔ انہوں نے ہی سائرس سے التجا کی کہ وہ انہیں اس مصیبت سے رہائی دلائے۔

قرآن کریم کی تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف مومن ہی نہ تھا بلکہ رحم دل، فیاض اور رعایا کا ہمدرد اور خیر خواہ بادشاہ بھی تھا۔ ہمیں اس کے ایمان کے متعلق مطمئن ہونے کے لیے کسی بڑی کد و کاوش کی ضرورت نہیں بلکہ انبیاء بنی اسرائیل کی پیشین گوئیاں ہی اس امر کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ وہ مومن تھا۔ حضرت دانیال کی پیشین گوئی تو آپ پڑھ آئے ہیں اب یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی سنیے۔

"جو خورس (سائرس) کے حق میں کہتا ہوں کہ وہ میرا چرواہا ہے اور میری مرضی بالکل پوری کرے گا اور یروشلم کی بابت کہتا ہوں کہ وہ تعمیر کیا جائے گا اور ہیکل کی بابت کہ اس کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ (یسعیاہ، باب ۴۴، آیت ۲۸) اسی کتاب کے باب ۴۵ کی پہلی آیت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

خداوند اپنے ممسوح خورس کے حق میں یوں فرماتا ہے کہ میں نے اس کا دہنا ہاتھ پکڑا کہ امتوں کو اس کے سامنے زیر کروں۔ اور بادشاہوں کی کمریں کھلوا ڈالوں اور دروازوں کو اس کے لیے کھول دوں اور پھاٹک بند نہ کیے جائیں گے۔ یاجوج اور ماجوج کا ذکر قرآن کریم میں دو دفعہ آیا ہے۔ ایک یہاں اور دوسرا سورۃ الانبیاء میں۔ یورپ کی زبانوں میں انہیں [illegible] لکھا جاتا ہے یہ کونسی قوم تھی۔ تمام تاریخی قرائن متفقہ طور پر شہادت دیتے ہیں کہ اس سے مقصود صرف ایک ہی قوم ہو سکتی ہے یعنی شمال مشرقی میدانوں کے وہ وحشی اور طاقتور قبائل جن کے مشرقی حصوں کی روک تھام کے لیے چین کے شہنشاہ شین ہوانگ تی کو وہ عظیم الشان دیوار بنانی پڑی۔ جو پندرہ سو میل تک چلی گئی ہے اور جو دیوار چین کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تعمیر ۲۶۴ قبل مسیح میں شروع ہوئی، دس برس میں ختم ہوئی۔ اس سے شمال اور مغرب کی طرف منگولین قبائل کے حملوں کی تمام راہیں

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِن كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ

ہم نے قدرت دی تھی اسے زمین میں ۃ اور ہم نے دیا تھا اسے ہر چیز (تک رسائی حاصل کرنے) کا ساز و سامان ۹ پس وہ

سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي

چلا ایک راستہ پر ۃ یہاں تک کہ جب وہ پہنچ گیا آفتاب کی جگہ چھپنے کی تو اس نے پایا اسے کہ وہ ڈوب رہا ہے ایک

عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا

کیچڑ والے چشمہ میں اور اس نے پایا وہاں ایک قوم کو۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین! تمہیں اختیار ہے خواہ تم

سد بنوا دی۔ اس طرح ان کے حملوں کا رخ پھر وسط ایشیا کی طرف ہو گیا یا انہیں کے حملوں کو روکنے کے لیے سائرس نے سد تعمیر کی۔ شمال مشرق کے اس علاقہ کا بڑا حصہ اب منگولیا کہلاتا ہے۔ لیکن چینی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا اصلی قدیم نام "موگ" ہے جو چھ سو برس قبل مسیح یونانیوں میں میگ اور میگاگ پکارا جاتا تھا۔ اور یہی لفظ عبرانی میں ماجوج ہو گیا۔

آخر میں یہ تحقیق کرنا ہے کہ سائرس نے جو سد تعمیر کی تھی اس کا محل وقوع کہاں ہے۔ بحیرہ خزر کے مغربی ساحل پر ایک قدیم شہر دربند آباد ہے۔ یہ ٹھیک اسی مقام پر واقع ہے جہاں کاکیشیا کا سلسلہ کوہ ختم ہوتا ہے اور بحیرہ خزر سے مل جاتا ہے یہاں ایک دیوار ہے جس کا طول پچاس میل اور اونچائی انتیس فٹ اور موٹائی دس فٹ۔ (انسائیکلوپیڈیا)

اس مقام سے مغرب کی طرف درہ داریال جو دو بلند پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ یہاں بھی قدیم زمانے سے ایک دیوار ہے اور اسے آہنی دروازہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مولانا ابو الکلام آزاد کے خیال کے مطابق یہی آہنی دیوار وہ ہے جو قرآن میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (یہ تفصیلات مولانا ابو الکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن سے ماخوذ ہیں)

ف یعنی اسے ملک میں تسلط بخشا اسباب حکومت کیا ہے علم قدرت آلات وغیرہ مرحمت فرمائے تھے جن سے کام لے کر وہ ہر چیز تک رسائی حاصل کر سکتا تھا۔ اس آیت میں سَبَبًا کا معنی ہے کل ما یتوصل به من العلم والقدرة والآلات (مظہری)

ف۲ یعنی اس کی پہلی مہم کی طرف اشارہ ہے جو مغرب شمس کی طرف تھی جس میں وہ مغربی علاقہ فتح کرتا ہوا ایشیائے کوچک کے سمندر کے کنارہ تک جا پہنچا اور سمندر حائل ہونے کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ حمئۃ سیاہ کیچڑ۔ جہاں پانی کم ہو وہاں کیچڑ سیاہ اور پانی گدلا ہوتا ہے۔ اس سے بحر اسود کے خلیج نما ساحل کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں سببا کا معنی راستہ ہے سَبَبًا یعنی الطریق۔ (مظہری)

اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ

انھیں سزا دو خواہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو (ذوالقرنین نے) کہا جس نے ظلم (کفر و فسق) کیا

فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا

تو ہم ضرور اسے سزا دیں گے پھر وہ لوٹایا جائے گا اپنے رب کی طرف اور وہ اسے عذاب دے گا بہت سخت عذاب۔ اور جو شخص

مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ

ایمان لایا اور اچھے عمل کیے تو اس کے لیے اچھا بدلہ ہے اور ہم اسے حکم بھی دیں گے کام

مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ

جو اس پر آسان ہو گے پھر وہ روانہ ہوا دوسرے راستہ پر یہاں تک کہ جب پہنچا طلوع آفتاب کے مقام پر تو اسے

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝

پایا سورج کو کہ وہ طلوع ہو رہا ہے ایسی قوم پر کہ نہیں حائل کیا ہم نے ان کے لیے سورج (کی گرمی) سے بچنے کی آڑ

---

۸ اگر وہ نبی تھا جیسے بعض کا خیال ہے تو یہ ارشاد ذریعہ وحی ہو گا ورنہ کسی دوسرے نبی کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے اجازت مرحمت کی جا رہی ہے۔ اس مفتوحہ قوم سے جو مناسب برتاؤ چاہے کرے۔

۹ اس نے اپنی نیک نفسی کی وجہ سے ان کے پچھلے تمام قصوروں کو معاف کر دیا اور آئندہ کے لیے انھیں متنبہ کر دیا۔ اس کے اس کردار سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ سکندر رومی نہ تھا۔ کیونکہ سکندر کے متعلق انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ اس نے اپنے باپ فلپ کے مرنے کے بعد اپنے معصوم سوتیلے بھائی کو جو قلوپطرہ کے بطن سے تھا قتل کرا دیا اور اسی طرح اپنے چچازاد بھائی [illegible] کو بھی [illegible] ڈالا تھا نیز اس کے متعلق یہ بھی گمان کیا جاتا ہے کہ اس کے باپ کے قتل میں بھی اس کا ہاتھ تھا۔ جلد ۱ صفحہ [illegible] ایسے شخص سے ایسے حسن کردار کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

۱۰ یہاں سے اس کی دوسری مہم جو مطلع شمس کی طرف تھی کا بیان ہے۔

۱۱ خانہ بدوش قوم جس نے خیمے نہ مکانات وغیرہ بنانے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی یعنی تہذیب و تمدن سے بالکل بیگانے اور ابھی وحشی زندگی پر مطمئن تھے۔

كَذٰلِكَ ۚ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰٓى

بات یونہی ہے۔ اور ہم نے احاطہ کر رکھا ہے اس چیز کا جو اس کے پاس تھی علم سے پھر چلا وہ ایک راستے پر یہاں تک

اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ

جب وہ پہنچا دو پہاڑوں کے درمیان تو پایا اس نے ان دونوں کے پیچھے ایک قوم کو وہ نہیں سمجھ سکتے تھے

يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ

کوئی بات۔ انھوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج نے

مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ

بڑا فساد برپا کر رکھا ہے اس علاقہ میں تو کیا ہم مقرر کر دیں آپ کے لیے کچھ خراج تاکہ آپ بنا دیں

تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ

درمیان ہمارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار۔ وہ بولا وہ دولت جس میں مجھے میرے رب نے دیا ہے وہ بہتر ہے تم

بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۖ حَتّٰٓى

مدد کرو میری قوت سے میں بنا دوں گا تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط آڑ لاؤ تم میرے پاس لوہے کی چادریں یہاں تک

۲۱۴ تیسری مہم کا ذکر ہے۔ سد جبل یعنی پہاڑ کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان آڑ کا کام دے اسی مناسبت سے پہاڑ کو بھی سد کہتے ہیں۔ السد: الجبل [illegible]

۲۱۵ وہاں کے لوگوں نے ذوالقرنین کو اپنی داستان غم سنائی اور اسے بتایا کہ یہ وحشی درندہ صفت قبائل آئے دن ان کی بستی پر حملہ کرتے رہتے ہیں۔ انھوں نے بادشاہ کے سامنے ایک مضبوط دیوار بنانے کی درخواست کی اور ہر طرح کی مالی امداد دینے کا وعدہ کیا۔

۲۱۶ اس کی عالی ظرفی کا ایک اور ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔ اس نے ان لوگوں کو کہا مجھے تمہاری مالی امداد کی ضرورت نہیں مجھے میرے رب نے بہت کچھ عطا فرمایا ہے۔ ہاں جسمانی کام تم کر سکتے ہو وہ ضرور کرو مستری اور مزدور تم مہیا کرو۔ ردماً: مضبوط دیوار کو کہتے ہیں۔

إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا

برابر کر دیا [illegible] دونوں پہاڑوں [illegible] کہا دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ [illegible] کر دیا

قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ وَ

[illegible] پس وہ [illegible] اس پر چڑھ [illegible] اور

مَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ

نہ [illegible] اس میں سوراخ کر سکے [illegible] یہ رحمت ہے میرے رب کی [illegible] پھر جب آئے گا

وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ﴿٩٨﴾ ۞ وَتَرَكْنَا

میرے رب کا وعدہ تو اسے [illegible] کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوا کرتا ہے ۔ اور ہم [illegible] کر دیں گے

بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ

[illegible] اس دن [illegible] ایک دوسرے میں گھس جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو اکٹھا کر

جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِينَ

دیں گے۔ اور ہم ظاہر کر دیں گے جہنم کو اس دن کافروں کے سامنے بالکل عیاں۔ وہ جن کی

[illegible] ان دو پہاڑوں کے درمیان جو درہ تھا اس میں لوہے کی چادریں بھر دی گئیں۔ پھر اس پر [illegible] [illegible] گیا پھر [illegible] [illegible] ایک [illegible] دیوار بن گئی [illegible] [illegible] نقب لگا سکے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دو چادروں [illegible] قطر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے مطابق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِىْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِىْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

جن کی آنکھوں پر پڑے ہوئے تھے پردے میری یاد سے اور وہ کچھ سن ہی نہیں سکتے

سَمْعًا ۝ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِىْ مِنْ

تھے کیا گمان کرتے ہیں کفار کہ وہ بنا لیں گے میرے بندوں کو میرے بغیر

دُوْنِىْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ

اپنا حمایتی (تو یہ ان کی خام خیالی ہے) بیشک ہم نے تیار کر رکھا ہے جہنم کو کافروں کی مہمانی کے لیے۔ فرمائیے کیا ہم

نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى

بتائیں تمہیں ان لوگوں کا جو اعمال کے لحاظ سے گھاٹے میں ہیں ۱۳۲ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جد و جہد دنیوی زندگی کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ

اکارت ہو گئی اور وہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ کوئی بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں ۱۳۳ یہی لوگ ہیں جنہوں نے

۱۳۱ جو معبود برحق کو چھوڑ کر کسی اور کو رب بنا لیتے ہیں ان سے بڑھ کر نادان اور بدبخت اور کون ہو سکتا ہے۔

۱۳۲ کیا تم یہ بات سننا چاہتے ہو کہ اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان میں کون لوگ ہیں۔ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ لوگ جو دن رات دنیا کے حصول کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں۔ ان کی زندگی کا بس ایک ہی مقصد ہے کہ زیادہ سے زیادہ دولت جمع کی جائے۔ عمارات و محلات تعمیر کیے جائیں۔ دنیا میں مناصب عالیہ پر فائز ہوں۔ انہیں کبھی اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کا خیال ہی نہیں آیا۔ انہیں اپنی موت کو یاد کرنے کی کبھی فرصت ہی نہیں ملی۔ مغربی تہذیب کے اسیر اس کی سچی تصویر ہیں کہ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ متاع دنیا کے حصول میں صرف ہو رہا ہے۔ اور اس تگ و دو میں وہ تھک کر چور ہو گئے ہیں۔ اخروی سعادت کے حصول کے لیے ان کے پاس لمحہ فرصت نہیں۔ غور فرمائیے طالب دنیا کا یہ کتنا بھیانک نقشہ ہے۔

۱۳۳ اس کے باوجود انہیں اپنے لیے پریشانی کی بات نہیں۔ بلکہ اپنی قابلیت پر نازاں ہیں اور اپنی جد و جہد کے ان نتائج پر بڑے خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے روگردانی کر کے جو نقصان عظیم انہوں نے اٹھایا اس کا انہیں احساس تک بھی نہیں ہوا۔

الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ

ہیں جنھوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا تو ضائع ہو گئے ان کے اعمال تو نہ ہم قائم کریں گے

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا

ان کے لیے روز قیامت کوئی ترازو نصب نہیں کریں گے یہ ان کی سزا ہے جہنم۔ اس وجہ سے کہ انھوں نے

وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

کفر کیا اور میری آیتوں اور رسولوں کو مذاق بنا لیا۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ

تو فردوس کے باغات ان کی مہمانی ہوں گے وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور نہیں چاہیں گے کہ

۱۲؎ آخرت کی فکر تو یہ تب کرتے اگر اخروی زندگی پر ان کا ایمان ہوتا۔ انھوں نے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دیا ہے کہ ایک روز ان کی ملاقات اپنے رب سے ہونے والی ہے اور ان سے ان کے اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔

۱۳؎ ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔ قیامت کے روز جب وہ بارگاہ میں پیش کیے جائیں گے تو ان کے دفترِ عمل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہو گی جس کا وزن کیا جائے۔ اس کا یہ معنی بھی لیا گیا ہے کہ بڑے فربہ اور جسیم دنیا دار [illegible] آئیں گے اور وہ اس غلط فہمی کا شکار ہوں گے کہ آج کے دن بھی وہ سرور ہوں گے اور معزز و محترم قرار پائیں گے لیکن جب ان کو تولنے کے لیے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا تو ان کی بے وزنی ظاہر ہو جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ طاقت ور [illegible] اور موٹا جب میزان میں رکھا جائے گا تو اس کا وزن ایک مچھر کے پر جتنا بھی نہیں ہو گا۔ انه لیأتی الرجل العظیم السمین یوم القیامة لا یزن عند اللہ جناح بعوضة۔ ورنہ کا معنی یہاں میزان بھی کیا گیا ہے یعنی ہم ان کے اعمال تولنے کے لیے کوئی ترازو نصب نہیں کریں گے [illegible]۔ (بخاری)

۱۴؎ ان کے برعکس اہلِ ایمان جن کا سرمایہ حسنات و طاعات ہوں گے ان کی مہمانی کے لیے جنت الفردوس کو آراستہ کیا جائے گا۔ وہاں انھیں رہنے کے لیے ایسے محلات دیے جائیں گے جہاں سے وہ نکالے نہیں جائیں گے بلکہ ہمیشہ وہاں کی مسرت و سرور سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ نُزُل کا معنی مہمان کی تواضع کے لیے جو کھانا تیار کیا جاتا ہے اسے بھی نُزُل کہا جاتا ہے لیکن اس کا ایک دوسرا معنی منزل بھی ہے اور یہاں یہی زیادہ مناسب ہے۔

عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ

وہ اس جگہ سے بدلنا نہیں چاہیں گے۔ اے حبیب! آپ فرمائیے کہ اگر ہو جائے سمندر روشنائی میرے رب کے کلمات لکھنے کے لیے تو ختم ہو جائیگا

قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا

سمندر اس سے پیشتر کہ ختم ہوں میرے رب کے کلمات اور اگرچہ ہم لے آئیں اتنی ہی روشنائی اس کی مدد کو۔ آپ فرمائیے ظاہری صورت

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ

بشری میں تو میں تمہاری مانند ہوں (ہاں) وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا خدا صرف ایک خدا ہے پس جو شخص امید رکھتا ہے

[illegible]

اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی آیات بینات کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی بے پایانی کا مفہوم ذہن نشین کرانے کے لیے کتنا موثر اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ سارے سمندر سیاہی بن جائیں اور اس سیاہی سے اس کی قدرت و حکمت کی آیات کو لکھنا شروع کیا جائے تو سارے سمندر خشک ہو جائیں گے لیکن ان آیات کا احاطہ نہیں ہو سکے گا بلکہ اگر مزید سات سمندر سیاہی بنا دیئے جائیں تب بھی یہ مضمون تشنہ ہی رہے گا۔ واہ رے شیراز کا بلبل علیہ نے کیا ہی سچ اور خوب فرمایا ہے ۔ ع

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر ✱ ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

اللہ تعالیٰ کی ذات بے ہمتا کا ادراک انسان کے بس کا روگ نہیں۔ نہ اس کے ظاہری حواس میں یہ تاب ہے اور نہ اس کے باطنی حواس میں یہ قوت ہے کہ اس کی حقیقت کو پہچان سکیں۔ عقل انسانی اپنی ترکتازیوں اور بلند پروازیوں کے باوجود اس کی عظمتوں کے سامنے سر بسجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بجز اس کے اور کوئی طریقہ نہیں کہ ان آیات بینات میں غور و فکر کیا جائے جہاں اس کی قدرت، عظمت، حکمت و کبریائی کے جلوے چمک رہے ہیں۔ ان آیات میں جہاں پانی کا قطرہ، ریت کا ذرہ، درخت کا پتہ، زمین کی گہرائیاں ہیں تو آسمانوں کی بوقلمونیاں، رعنائیاں اور ستاروں کی ہیروں کی سی ضو پاشیاں ہیں وہاں نبی کی ذات بھی ایک ایسا آئینہ ہوتی ہے جہاں دیدۂ بینا کو قدرت الٰہی کے ایسے جلوے نظر آتے ہیں جو اور کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ خصوصاً وہ ذات اقدس جو مظہر تجلیات جمالیہ اور انوار جلالیہ کی ایسی جلوہ گاہ ہے کہ عرش عظیم کو بھی اس سے کوئی نسبت نہیں۔ جس کسی کے دیدۂ آئینہ دل اور محبت بھری آنکھوں نے حسن مصطفوی کو جتنا جانا، جس قدر پہچانا اور جس قدر پایا اتنا ہی اسے عرفان حق میسر ہوا۔

لیکن ہر انسان کا ظرف یکساں نہیں ہوتا۔ بعض لوگ اتنے کم ظرف اور بدنصیب ہوتے ہیں کہ وہ حسن و جمال کے اس

پہلوؤں کے لیے ان پہلوؤں میں قطعاً کوئی کشش محسوس نہیں کرتے بلکہ ان سے نفرت کرتے ہیں اور انھیں حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض طبیعتیں ایسی غلط اندیش ہوتی ہیں ان کی عقلیں اتنی وہمی اور سطحی ہوتی ہیں کہ جہاں کہیں کمال کی ذرا سی جھلک دیکھی، اسے خدا سمجھ لیا اور خدا بنا لیا۔ اس کے سامنے سربسجود ہو گئے۔ یہودیوں نے حضرت عزیر کو اسی لیے خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا کہ انھیں تورات زبانی یاد تھی۔ حضرت عیسیٰ سے چند معجزات دیکھے تو لوگوں نے انھیں کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔ اس غلط فہمی کا سدباب کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جہاں اللہ کی توحید کی دعوت دی اور اس کی صداقت ثابت کرنے کے لیے پیغمبر کو کمال کا اظہار فرمایا وہاں کھلے اور واضح الفاظ میں یہ تصریح بھی کر دی کہ وہ اپنے ہر کمال و جمال کے باوجود بندے ہیں۔ خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں۔ معبود نہیں بلکہ عابد ہیں۔ جب جزوی کمالات سے یہی غلط فہمیاں پیدا ہوں جن کا ذکر کیا ہے تو جس ذات اقدس میں جمال و کمال کا مظہر اتم ہو اس کے متعلق جو جو غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی تھیں ان کا اندازہ کیا جا سکتا تھا۔ اس لیے ضروری ہوا کہ اس غلط فہمی کے سارے امکانات ختم کر دیے جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تمام کمالات کا جامع بنانے کے باوجود اس آیت میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم الہ واحد۔

علمائے سلف نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اظہار تواضع کے لیے یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس فتنے کا دروازہ ہی سرے سے بند کر دیا جائے۔ علامہ ثناء اللہ پانی پتی حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ قال ابن عباس علم اللہ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم التواضع لئلا یزہو علی خلقہ [illegible]
[illegible]
[illegible] بعث لہ۔

صاحب کمال کا اظہار تواضع بھی اس کا کمال ہوتا ہے لیکن بعض کم فہم اور حقیقت ناشناس لوگ اس آیت کو کمالات نبوت کے انکار کی دلیل بنا لیتے ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیع کے متعلق کچھ بتایا جائے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ حضور آپ کو خلعت نبوت سے کب سرفراز فرمایا گیا۔ حضور نے جواب میں ارشاد فرمایا وآدم بین الروح والجسد مجھے اس وقت شرف نبوت سے مشرف کیا گیا جب کہ آدم علیہ السلام کی ابھی روح پھونکی گئی تھی اور نہ جسم [illegible] یعنی نبوت صفت ہے اور موصوف کا صفت سے پہلے پایا جانا ضروری ہے۔ اب خود ہی فیصلہ فرمائیے جو موصوف اپنی صفت نبوت سے متصف ہو کر آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھا اس کی حقیقت کیا تھی۔ ایسی ہستی

وغیرہ میں یہ کہا ہے کہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین اور کنت نبیا ولا آدم ولا ماء ولا طین لا اصل لہما کہ ان دو حدیثوں کا کوئی اصل نہیں ہے۔ علامہ زرقانی ابن تیمیہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان حدیثوں کو موضوع یا بے اصل کہنا درست نہیں کیونکہ امام ترمذی کی روایت کردہ حدیث بلاشبہ صحیح ہے نیز یہ دونوں روایتیں اس کی ہم معنی ہیں۔ اس لیے ان کو موضوع کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے جبکہ روایت بالمعنی محدثین کے نزدیک جائز ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب بھی نہیں کہ میں تخلیق آدم سے پہلے علم الٰہی میں نبی تھا کیونکہ اس میں حضور کی کوئی خصوصیت نہ ہوگی بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح سے پہلے اپنے حبیب کی روح کو پیدا فرمایا اور اسی وقت خلعت نبوت سے سرفراز کیا اور ملاء اعلیٰ کو اس حقیقت پر آگاہ کر دیا۔ [illegible] قبل سلسلۃ الازواج مخلع علیہ حلۃ التشریف بالنبوۃ اعلانا للملاء الاعلیٰ بہ۔ چنانچہ ایک دوسری روایت میں ہے یسبح اللہ فتسبح الملائکۃ بتسبیحہ کہ روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا اور سارے فرشتے حضور کی تسبیح سن کر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

گر ز خورشید جمال یار نشستے راہزن • از شب تاریک ظلمت کس نہ بردے راہ بدل

ابن قطان نے اپنی کتاب "الاحکام" میں حضرت امام علی زین العابدین سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت سیدنا امام حسین سے انہوں نے ان کے جد امجد حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعۃ عشر الف عام یعنی میں نور تھا اور آدم علیہ السلام کی آفرینش سے چودہ ہزار سال پہلے بھی اپنے رب کے حریم ناز میں باریاب تھا۔

اس حدیث کے تمام راوی ائمہ اہل بیت ہیں۔ ان کا علم و فضل اور تقویٰ کسی کی توثیق کا محتاج نہیں البتہ ابن قطان کے متعلق علماء جرح و تعدیل کی رائے بیان کرنا ضروری ہے تاکہ حدیث کی صحت کے متعلق کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ علامہ زرقانی ان کے متعلق لکھتے ہیں ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الملک الحمیری۔ کان من ابصر الناس بصناعۃ الحدیث واحفظہم لاسماء رجالہ واشدہم عنایۃ فی الروایۃ معروفا بالحفظ والاتقان (زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد اول ص [illegible])

یہ حافظ اور نقاد حدیث تھے۔ ان کا نام ابو الحسن علی بن محمد ہے۔ فن حدیث میں ان کی بصیرت اپنے ہمعصر لوگوں سے زیادہ تھی۔ وہ اسماء الرجال کے حافظ تھے۔ روایت میں وہ انتہا درجہ کی احتیاط برتا کرتے۔ وہ اپنے حفظ اور اتقان کے باعث مشہور و معروف تھے۔

حضرت جابر نے حضور فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واطیب التحیات سے پوچھا یا رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقہ اللہ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک

اور عبدالرزاق نے بسندہ اپنی حضرت جابر سے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپ حضور پر قربان ہوں، مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ حضور نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔ اس صحیح حدیث کی تصحیح اور توضیح مولانا تھانوی نے نشر الطیب میں کی ہے، سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی ذات و صفات عالم امکان میں سب سے مقدم ہے۔ (دوم) یہ جملہ عرش و کرسی سے بھی سبقت پہلے حضور کی دیگر صفات کی طرح نبوت و شریعت حضور کی صفتیں ہیں۔ اہل معرفت کی اصطلاح میں اسی نور کو حقیقت محمدیہ کہا جاتا ہے۔ وہ حقیقت محمدیہ منبع عطا مطلق ہے جیسا کہ الاختصاص مصطفیٰ بسعود لاتحصی وصاحب الروح (ذوالفقار) میں اسی وجہ سے حضور کو ابوالارواح اور تمام ارواح کا باپ کہا جاتا ہے۔

چونکہ مسئلہ بڑا نازک ہے مجھ جیسے کم علم کو زیبا نہیں کہ میں اس میں اپنی خیال آرائی کو دخل دوں۔ بہتر یہی ہے کہ اس موضوع پر ان کی تحقیقات ہدیہ ناظرین کروں جن کا علم و تقویٰ اہل شریعت اور اہل طریقت دونوں کے نزدیک مسلّم ہے اور جن کا قول ساری امت کے نزدیک حجت ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا ایک اقتباس نقل کر رہا ہوں۔ شاید حقیقت محمدی کی جھلک دیکھ کر کسی چشم اشکبار کو سکون ملے یا کسی کے دل بے قرار کو قرار آ جائے۔ آپ لکھتے ہیں۔

• جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خُلِقتُ من نور الله کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اس امکان سے پیدا ہوئی ہے جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور وہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن آنحضرت کا وجود مشہود نہیں ہوتا بلکہ ان کی خلقت و امکان کا حصہ عالم ممکنات میں سے ہی نہیں کیونکہ اس عالم سے برتر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب جہان میں ان سے لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔ (دفتر سوم ترجمہ مکتوب ۱۰۰)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور صفت بشریت سے متصف ہیں اور حضور کی بشریت کا مطلق انکار قطعاً سراسر غلط ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضور کو بشر کہنا درست ہے یا نہیں۔ جملہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور پر نور کی تعظیم و تکریم فرض ہے اور ادنیٰ سی بے ادبی سے ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے وتعزروہ وتوقروہ اب دیکھنا یہ ہے کہ بشر کہنے میں تعظیم ہے یا تنقیص، ادب ہے یا سوء ادبی۔

رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾

رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو ۱۲۵

پہلی صورت میں بشر کہنا جائز ہوگا! دوسری میں ناجائز۔ مہر سپہر علم و عرفان حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس عقدہ کا جو حل پیش کیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔ آپ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ بشر ضمناً و صراحتاً متضمن کمال ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو بشر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ ارشاد باری ہے مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ۔ (اے ابلیس جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا) کیونکہ اس پیکر خاکی کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے بننے کی عزت نصیب ہوئی اس لیے اسے بشر کہا گیا ہے۔ پس خاک کے پتلے کی اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہو سکتی ہے نیز یہی بشر ہے جو آپ کے الفاظ میں کمال استعداد کے لیے معیار بنایا گیا ہے اور ملائکہ اور نفس بشریت کے کمال سے محروم ٹھہرے۔ یہ دونوں چیزیں ملائکہ میں نہیں ہیں تو بشر کہنا میں تعظیم و تکریم ہے لیکن چونکہ اس کمال تک ہر کس و ناکس سوائے اہل تحقیق و اہل عرفان رسائی نہیں رکھتا اس لیے اطلاق لفظ بشر پر اس کا حکم عوام سے مخفی ہے۔ خواص کے لیے جائز اور عوام کے لیے بے ادبی بقصد تنزل اور تعظیم جائز ہے۔

(فتاویٰ مہریہ صفحہ مطبوعہ ۱۹۶۲ء)

۱۲۴ غور طلب بات یہ ہے کہ یہ مماثلت کس چیز میں ہے۔ مراتب و درجات میں ہو یا کسی کمالات علمی میں یا عملی عادات و خصائل، روحانی پرواز، بلکہ جسم حسی میں بھی کسی کو مماثلت کا دعویٰ کرنے کی مناسبت بھی نہیں، پھر یہ مماثلت جس کا ذکر اس آیت میں ہے کس میں ہے؟ اس بحث کا فیصلہ یہاں ہوتا ہے۔ یقیناً صرف ایک بات میں مماثلت ہے وہ یہ ہے کہ یہ ذات اقدس بھی ایک ایسا بندہ ہے جو اللہ وحدہ لا شریک کا بندہ ہے جیسے تم بھی ہو۔ اس کا بھی وہی خالق و مالک ہے جو تمہارا خالق و مالک ہے۔

۱۲۵ عمل کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔ جہاں ریا آگئی وہ عمل ضائع ہو گیا۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقد اشرک ومن تصدق یرائی فقد اشرک

یعنی جس نے ریاکاری سے نماز پڑھی اس نے شرک کیا جس نے ریاکاری سے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری سے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں انہیں شداد رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت شداد رونے لگے۔ رونے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بات سنی تھی جس نے مجھے رلا دیا۔ میں نے حضور

کہ یہ فرماتے سنا اتخوف علی امتی الشرک والشهوة الخفیة ۔ کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میری امت شرک اور شہوتِ خفیہ میں مبتلا ہو جائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اتشرک امتک من بعدک ۔ کیا حضور کی امت حضور کے بعد شرک کرنے لگے گی؟ وقال نعم اما انهم لا یعبدون شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولا وثنا ولکن یراءون باعمالهم حضور نے فرمایا ہاں۔ لیکن وہ سورج چاند کی پوجا نہیں کریں گے اور نہ کسی پتھر اور بت کی عبادت کریں گے، بلکہ وہ لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کریں گے۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ کوئی کام خواہ کتنا نیک اور عمدہ ہو اگر اس میں ریا اور نمود آجائے گی تو بارگاہ رب العالمین میں وہ قطعاً منظور نہیں ہوگا۔ وہاں تو وہی عمل مقبول ہوتا ہے جس سے فقط اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی مطلوب ہو۔ لیکن یہ بڑی مشکل بات ہے۔ نفس کی انگیخت اور شیطان کی وسوسہ اندازی سے محفوظ رہنا بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ ہر کس و ناکس میں یہ ہمت و عزم کہاں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے رسول کریم نے ہماری کمزوریوں پر رحم فرماتے ہوئے ہمیں ایسا طریقہ بھی تعلیم کر دیا جس کے ذریعے ہم شیطان کی شرانگیزی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

ھو فیکم اخفی من دبیب النمل وسادلک علی شیء اذا فعلته اذهب عنک صغار الشرک وکباره تقول اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ تقولها ثلاث مرات (قرطبی)

یعنی شرک چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ تم میں مخفی ہوتا ہے۔ میں تمہیں ایک دعا سکھاتا ہوں۔ اگر تم یہ مانگو گے تو اس کی برکت سے چھوٹا اور بڑا ہر قسم کا شرک تم سے دور ہو جائے گا۔ الفاظ یہ ہیں انہیں تین بار کہئے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ دانستہ شرک کروں اور میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اس شرک سے جو نادانستہ مجھ سے سرزد ہو۔

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۂ مریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام : حضرت مریم کا تذکرہ اس سورۃ میں تفصیلاً کیا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کو آپ کے نام نامی سے موسوم کیا گیا۔ یہ چھ رکوعوں اور اٹھانوے آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد سات سو اسی ہے۔

نزول : جب مکہ کے دو مشہور سیاستدان عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ اپنی سیاسی ریشہ دوانیوں کے باوجود نجاشی کو اس بات پر آمادہ کرنے میں ناکام رہے کہ مسلمان مہاجرین کو حبشہ سے نکل جانے کا حکم صادر کرے تو مسلمانوں کے خلاف نجاشی کے دل میں آتش غیظ و غضب بھڑکانے کے لیے انہوں نے ایک اور چال چلی۔ انہوں نے نجاشی سے کہا کہ وہ مسلمانوں سے پوچھے کہ وہ حضرت مسیح کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ انہیں یقین تھا کہ مسلمان اگر اپنا صحیح عقیدہ بیان کریں گے تو بادشاہ برافروختہ ہو جائیں گے اور اگر مداہنت کریں گے اور غلط بیانی سے کام لیں گے تو مکہ میں جا کر وہ ان کے خلاف پروپیگنڈہ کا ایک طوفان برپا کر دیں گے۔ نجاشی نے مسلمانوں کو حضرت مسیح کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرنے کا حکم دیا تو عقل مصلحت اندیش کے سارے تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اسی سورۃ مبارکہ کا ابتدائی حصہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اس وقت ایک عجیب کیف طاری تھا۔ قاری پڑھنے والا وہ تھا اور پڑھ وہ رہا تھا جس نے قرآن کی تعلیم اس ذات قدسی صفات سے حاصل کی تھی جس کے قلب منور پر اس کا نزول ہوا تھا۔ دربار میں سناٹا چھا گیا۔ نجاشی کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ حتیٰ کہ اس کی داڑھی بھیگ گئی۔ جب حضرت جعفر نے تلاوت ختم کی تو نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا اور کہا حقیقت مسیح کے متعلق جو تم نے بیان کیا ہے حضرت مسیح اس تنکے کے برابر بھی اس سے کم یا زیادہ نہ تھے۔ یہ واقعہ بعثت نبوی کے پانچویں سال وقوع پذیر ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حبشہ کی طرف مسلمانوں کی ہجرت سے پہلے یہ سورۃ نازل ہو چکی تھی۔

مضامین : پہلے رکوع میں حضرت زکریا علیہ السلام کی یاد تازہ کی۔ ان کی التجا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے انہیں اس وقت ایک بیٹے کی ولادت کا مژدہ سنایا گیا جب بڑھاپے کی وجہ سے ظاہری اسباب بالکل ختم ہو چکے تھے اور ان کی اہلیہ محترمہ بانجھ ہو چکی تھیں۔ دوسرے رکوع میں حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کا تذکرہ کر کے اس حقیقت کو عیاں فرما دیا کہ اسباب و علل کی احتیاج ہمیں ہے اسے نہیں جو اسباب و علل کا خالق ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی

شخصیت انتہائی متنازعہ فیہ تھی۔ آپ کے دوستوں میں ایسے حقیقت ناشناس بھی تھے جو آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا یقین کرتے اور آپ کے دشمنوں میں ایسے بدباطن بھی تھے جو آپ کو ایک حرام زادہ ہی سمجھنے کے لیے کسی قیمت پر تیار تھے۔ افراط و تفریط کے اس شور و شغب میں حقیقت کا روئے زیبا نظروں سے بالکل اوجھل ہو چکا تھا۔ یہ قرآن کا ہی فرض تھا کہ حضرت مسیح کی حقیقت کو آشکارا کرے۔ چنانچہ آپ کی اور آپ کی والدہ طاہرہ کی عظمت و شان کو پوری آب و تاب سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ حضرت مسیح نہ خدا تھے، نہ خدا کے بیٹے بلکہ خدا کے پیارے بندے اور معزز رسول تھے۔ عصر حاضر کے جدید مفسرین نے حضرت مسیح کی ولادت کے متعلق جس عجیب ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے اس کا تفصیلی تذکرہ اور اس پر تبصرہ آیات کی تفسیر کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیے۔

تیسرے رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انداز دعوت کو بڑی حسن و خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ کی دعوت کی نزاکتوں کا احساس بھی ہے اور اپنے باپ کا ادب بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اگر حق گوئی ہے جرأت کلامی ہے۔ تلخیاں اور سرزنشیں بھی ہیں لیکن انداز گفتگو میں اخلاص ہے، ادب اور احترام ہے۔ جب تک مبلغ اسلام اپنے اس اسوۂ ابراہیمی کو نہیں اپنائے گا وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

چوتھے رکوع میں متعدد اولوالعزم رسولوں کا بڑے خصوصی انداز سے ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کے ذکر کے بعد ان کی اولاد کا ذکر فرمایا ہے۔ جنہوں نے اس دولت بے بہا کی قدر نہ کی اور نیکی کی راہ میں، بجائے عمل کے زبانی جمع خرچ اور سستی کرنے میں دوسروں سے بھی سبقت لے جانے لگے اور جو شرف انہیں وہبی طور پر بخشا گیا تھا اس کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ فسوف یلقون غیا کی دل ہلا دینے والی سرزنش سے انہیں خواب غفلت سے جھنجوڑا۔ اس کے ساتھ ہی انہیں تسلی بھی دی کہ اگر وہ اب بھی اس غلط روش سے صدق دل سے باز آجائیں گے تو رحمت کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے جائیں گے۔

پانچویں رکوع میں منکرین قیامت کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا گیا۔ دنیا کے ساز و سامان کی ناپائیداری کی طرف توجہ دلا کر انہیں باقیات صالحات کی طرف شوق انگیز انداز میں دعوت دی گئی۔

آخری رکوع میں ان گمراہ فرقوں کی حماقت کا پردہ چاک کیا گیا جو خداوند تعالیٰ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گھڑا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر اسرار و رموز کا بیان اپنے اپنے موقع پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

سُوْرَۃُ مَرْیَمَ مَکِّیَّۃٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَتِسْعُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتُّ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ مریم مکی ہے اس کی ۹۸ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے آیتیں اور ۶ رکوع ہیں

كٓهٰيٰعٓصٓ[1] ۝۱ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ[2] عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا[3] ۝۲ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

کاف۔ ہا۔ یا۔ عین۔ صاد۔ یہ ذکر ہے آپ کے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر فرمائی جب اس نے پکارا اپنے رب کو

[1] یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان پر تفصیلی بحث سورۂ بقرہ کے آغاز اور بعض دوسرے مقامات پر گزر چکی ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ کے مختلف اسماء پر دلالت کرتے ہیں۔ ک کافی پر، ھا ہادی پر، یا حکیم پر، ع علیم پر اور صاد صادق پر۔

قشیری نے حضرت ابن عباس سے اس کا یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے۔

معناه کاف لخلقه هاد لعباده ید فوق ایدیهم عالم بهم صادق فی وعده۔

یعنی وہ اپنی مخلوق کے لیے کافی ہے۔ اپنے بندوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ سب پر غالب ہے۔ سب کو جانتا ہے۔ اور اپنے وعدہ کا سچا ہے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ دعا مانگتے ہوئے کہا کرتے تھے۔ یا کھیعص اغفرلی یہ الفاظ دعا میں کہتے بھی رہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ہے۔ بعض علماء نے اسی کو اسم اعظم کہا ہے۔ (قرطبی، روح المعانی)

[2] یہ فقرہ خبر ہے اور اس کی مبتدا "ھذا" محذوف ہے یعنی ھذا ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا۔ اے سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ واقعہ جس کا بیان اب ہو رہا ہے اس میں تیرے رب کریم کی اس رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے ایک جلیل القدر بندے حضرت زکریا علیہ السلام پر فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ اپنے وجود اور بقا میں اس کی شان ربوبیت کا رہین منت ہے۔ ہاں بصفت ربوبیت کا جو خصوصی تعلق ذات پاک مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء سے ہے وہ اور کسی چیز کو میسر نہیں۔ عبد کی اضافت اپنی ذات کی طرف فرما کر حضرت زکریا کی عزت و شرف کا اظہار فرما دیا۔

[3] آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ جن کے ذمہ بیت المقدس میں مذہبی رسومات کو ادا کرنا تھا۔ آپ حضرت مریم کی خالہ ایشیع [illegible] کے شوہر تھے۔ اسی قرابت کے باعث آپ کو حضرت مریم کا نگران مقرر کیا گیا تھا جس کا تفصیلی تذکرہ سورۂ آل عمران میں گزر چکا ہے۔

نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

[illegible]

شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ

[illegible]

مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يَا زَكَرِيَّا

جو وارث ہو میرا اور وارث ہو یعقوب علیہ السلام کے خاندان کا اور بنا اسے اے رب پسندیدہ ۔ اے زکریا

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ عام وارثوں کی طرح انبیاء کے اموال اور جائیداد بھی بطور میراث وارثوں میں تقسیم ہوتی ہیں۔ اپنے اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وراثت کے لفظ کا اطلاق اگرچہ علم، منصب اور مال کی وراثت پر ہوتا ہے لیکن اس کا معنی حقیقی مال وراثت ہے اور دیگر امور کے لیے اس کا استعمال مجازی طور پر کیا جاتا ہے۔ اس آیت میں وراثت کا حقیقی معنی ہی مراد ہو گا۔ حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا درست نہیں۔ نیز علامہ سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور میں حضرات ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور ابو صالح سے اس آیت کا یہی معنی نقل کیا ہے۔ یعنی مجھے ایک بیٹا دے جو میرے مال کا وارث ہو اور نبی ہو۔ اس معنی کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے: یرحم اللہ اخی زکریا ما کان علیہ من یرث مالہ۔ یعنی اس آیت کے شان نزول میں حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ میرے بھائی زکریا پر رحم فرمائے ان کا کوئی وارث نہ ہوتا۔ اگر ان کے مال کا کوئی بھی وارث بنتا۔ یہ علم کسب و اکتساب سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ وراثت میں انسان کے کسب اور جہد کو دخل نہیں۔

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ان کا کوئی وارث ہوتا ہے کیونکہ متعدد احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ احادیث صرف اہل سنت کی کتب میں ہی موجود نہیں بلکہ شیعہ کی کتب میں بھی صحیح سند سے مروی ہیں۔ چنانچہ ان کے محدث محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی کتاب اصول کافی میں حضرت امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وان العلماء ورثة الانبياء ان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا احاديث من احاديثهم فمن اخذ بشيء منها فقد اخذ حظا وافرا۔

ترجمہ: بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء درہم اور دینار کا وارث کسی کو نہیں بناتے بلکہ وہ اپنے حکیمانہ ارشادات بطور ورثہ دیتے ہیں۔ جس نے ان ارشادات سے کوئی چیز حاصل کی اس نے بہت بڑی میراث کا بڑا حصہ لیا۔ اس حدیث میں "انما" کا لفظ قطعی طور پر حصر کا فائدہ دیتا ہے جس سے شیعہ کی معروف ہی ساری احادیث کی روشنی میں ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آیت میں میراث کا معنی وراثت علم ہی ہے۔

ان کا یہ کہنا بھی درست نہیں کہ وراثت کا اطلاق وراثت مال پر حقیقی ہے اور دوسرے معانی پر مجازی بلکہ علم، منصب اور مال کی وراثت سب پر اس کا اطلاق حقیقتاً ہوتا ہے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ دیگر معانی پر اس کا اطلاق مجازی ہے تو بھی یہ ایسا مجاز نہیں کہ جس کا استعمال کرنے میں تنگی اور دشواری کا سامنا کرنا پڑے بلکہ یہ مجاز متعارف ہے اور بکثرت ان معانی پر اس کا اطلاق ہوتا رہتا ہے خصوصاً قرآن کریم میں اس کا استعمال اکثر

إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَٰمٍ ٱسْمُهُۥ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَل لَّهُۥ مِن قَبْلُ سَمِيًّا ۝٧

ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھے ایک بچے کی ولادت کی اس کا نام یحییٰ ہوگا ہم نے نہیں بنایا اس کا کوئی ہم نام اس سے پہلے

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَٰمٌ وَكَانَتِ ٱمْرَأَتِى عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ

زکریا نے عرض کی اے میرے رب! کیسے ہو سکتا ہے میرے ہاں لڑکا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں پہنچ گیا ہوں

مِنَ ٱلْكِبَرِ عِتِيًّا ۝٨ قَالَ كَذَٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَقَدْ

بڑھاپے کی انتہا کو۔ فرمایا یونہی ہوگا۔ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لیے بالکل آسان بات ہے اور

ہے کہ حقیقت کا امر پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً ارشاد الٰہی ہے "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا" یعنی اپنے بندوں سے جن کو ہم نے چن لیا تھا انہیں کتاب کا وارث بنایا۔ دوسری جگہ ہے "فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ" یعنی ان کے بعد ان کے جانشین کتاب کے وارث ہوئے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ" یعنی وہ لوگ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے۔ یہاں ان تمام آیات میں وراثت سے مراد مال وراثت نہیں بلکہ علم و حکمت ہے۔

جو روایات کہ وراثت مال پر دلالت کرتی ہیں، وہ علماء جرح و تعدیل کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ والآثار الدالة على انهم يورثون لا تعارض هذه لانها [illegible] (روح المعانی) اور وہ احادیث دلیل ہیں اور احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں انہیں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ [illegible] الصحاح۔

اس کے علاوہ پیغمبر کی ذات اس سے بالاتر ہے کہ مال و متاع کی محبت میں اسیر ہو۔ وہ ہر وقت حسن ازل کے جلووں کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ دنیا تو کیا ہے جنت بھی ان کے دامن دل کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتی۔ دوسرا حضرت زکریا علیہ السلام کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ بڑھئی کا کام کر کے اپنی گزر اوقات کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس اتنی دولت ہی کہاں تھی جس کے لیے وہ ہر وقت فکر مند رہتے۔ ان تمام امور کے پیش نظر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آیت میں وراثت سے مراد وراثت مال نہیں بلکہ علم و حکمت کی وراثت ہے۔

ف دعا کی مقبولیت کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ سمی، ہم نام۔

ف یہ مژدہ سن کر خوشی کی انتہا نہ رہی۔ از راہ مسرت و حیرت عرض کرنے لگے۔ عتیا وہ بڑھاپا جس کی ہڈیاں بھی خشک ہو گئی ہوں۔ علامہ راغب نے اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: اى حالة لا سبيل الى اصلاحها ومداواتها یعنی بڑھاپے کی وہ حالت جب نقاہت انتہا کو پہنچ جائے اور اس کے دور ہونے کی اب کوئی صورت نہ ہو۔

خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً

پیدا کیا تھا میں نے تمہیں اس سے پہلے حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے ۹ زکریا نے عرض کی اے میرے رب! مقرر کر دے میرے لیے کوئی علامت

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ

جواب ملا تیری علامت یہ ہے کہ تو بات نہیں کر سکے گا لوگوں سے تین راتیں تک درآں حالیکہ تم تندرست ہو گے ۱۰ پھر آپ نکل آئے اپنی قوم کی طرف

مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝١١ يٰيَحْيٰى

عبادت گاہ سے اور اشارہ سے انھیں سمجھایا کہ اللہ کی پاکی بیان کرو صبح و شام ۱۱ اے یحییٰ! پکڑ لو

خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝١٢ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا

کتاب کو مضبوطی سے ۱۲ اور ہم نے عطا فرمائی انھیں دانائی جبکہ وہ ابھی بچے تھے نیز عطا فرمائی دل کی نرمی اپنی جناب سے

۹ یعنی وہ قادرِ مطلق جس نے تجھے نیست سے ہست کیا۔ اس کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ اس پیرانہ سالی کی حالت میں تمہیں فرزندِ ارجمند عطا فرمائے۔

۱۰ عرض کی کہ میرے لیے کوئی نشانی مقرر کی جائے جس سے میں پہچان لوں کہ مجھ سے جو وعدہ کیا گیا اس کے پورا ہونے کا وقت اب آگیا ہے۔ اس شوق و بے قراری کا وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے جو کبھی ایسے حالات سے دوچار ہوا ہو۔

۱۱ نشانی یہ بتائی گئی کہ تم اس وقت بات چیت نہیں کر سکو گے لیکن یہ خاموشی کسی بیماری کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ بطورِ علامت ایسا ہوگا۔ سویًّا حال ہے اور تکلم کا فاعل اس کا ذوالحال ہے۔ حال میں نفی تکلم مفید نکرہ [illegible] (روح المعانی)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سویًّا کا تعلق ثلٰث لیال سے ہے یعنی تین کامل راتیں۔ آیت کا ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

۱۲ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو منصبِ نبوت پر فائز کیا گیا تو انھیں کتاب پر پوری تندہی سے عمل کرنے کی تلقین کی گئی۔ آپ کی زندگی بتاتی ہے کہ آپ نے اس حکمِ خداوندی کی تعمیل کا حق ادا کر دیا۔ [illegible] دور دراز، پہاڑوں میں جا جا کر لوگوں کو پیغامِ حق سنایا۔ اور انھیں گناہوں سے تائب ہونے کی ترغیب دی۔ چنانچہ لوگ آپ کی تبلیغ کی برکت سے راہِ حق پر آ گئے متقی و پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے لگے انھوں نے زہد و تقویٰ کو اپنا شعار بنایا قوم

مختصر یہ کہ آپ نے ان کی کوتاہیوں اور خامیوں پر متنبہ کیا۔ علماء بنی اسرائیل جو دنیا کی محبت میں اس قدر وارفتہ ہو گئے تھے کہ احکام الہی کی توہین میں کوئی جھجک محسوس نہ کرتے تھے انہیں بڑی سختی سے مخاطب فرمایا اور بڑے درشت لہجہ میں انہیں فرمایا "اے سانپ کے بچو! تم کو کس نے جتا دیا کہ آنے والے غضب سے بھاگو۔ پس توبہ کے موافق پھل لاؤ اور اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو کہ ابرہام ہمارا باپ ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا ان پتھروں سے ابرہام کے لیے اولاد پیدا کر سکتا ہے اور اب درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے" (متی باب ۳ آیت ۷ تا ۱۰)

آپ کی دعوت کا مقصد صرف عوام تک محدود نہ تھا بلکہ شاہی دربار بھی آپ کے نور حق سے لرزہ براندام تھا بادشاہ وقت ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپس کی منکوحہ بیوی ہیرودیاس کو اپنے قبضہ میں رکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کو متنبہ کیا کہ اپنے بھائی کی بیوی کو رکھنا تجھے روا نہیں۔ انجیل مرقس کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

"پس ہیرودیاس اس سے دشمنی رکھتی تھی اور چاہتی تھی کہ اسے قتل کرائے مگر نہ ہو سکا کیونکہ ہیرودیس یوحنا کو راستباز اور مقدس آدمی جان کر اس سے ڈرتا اور اسے بچائے رکھتا تھا اور اس کی باتیں سن کر بہت حیران ہو جاتا تھا مگر سنتا خوشی سے تھا۔ اور موقع کے دن جب ہیرودیس نے اپنی سالگرہ میں اپنے امیروں اور فوجی سرداروں اور گلیل کے رئیسوں کی ضیافت کی۔

اور اسی ہیرودیاس کی بیٹی اندر آئی اور ناچ کر ہیرودیس اور اس کے مہمانوں کو خوش کیا تو بادشاہ نے اس لڑکی سے کہا جو چاہے مجھ سے مانگ میں تجھے دوں گا اور اس سے قسم کھائی کہ جو تو مجھ سے مانگے گی اپنی آدھی سلطنت تک تجھے دوں گا اور اس نے باہر جا کر اپنی ماں سے کہا کہ میں کیا مانگوں؟ اس نے کہا یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر۔ وہ فی الفور بادشاہ کے پاس جلدی سے اندر آئی اور اس سے عرض کی۔ میں چاہتی ہوں کہ تو یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر ایک تھال میں ابھی مجھے منگوا دے۔ بادشاہ بہت غمگین ہوا مگر اپنی قسموں اور مہمانوں کے سبب سے اس سے انکار کرنا نہ چاہا۔ پس بادشاہ نے فی الفور ایک سپاہی کو حکم دے کر بھیجا کہ اس کا سر لائے۔ اس نے جا کر قید خانہ میں اس کا سر کاٹا اور ایک تھال میں لا کر لڑکی کو دیا اور لڑکی نے اپنی ماں کو دیا" (مرقس باب ۶ آیت ۱۹ تا ۲۸)

اس طرح حضرت یحییٰ نے اپنا سر کٹوا کر اپنے رب کے اس ارشاد یایحییٰ خذ الکتاب بقوۃ کی تعمیل کا حق ادا کیا۔

حنانا کا معنی علماء کرام یہ ہے شفقت، رحمت اور محبت کے مجموعہ کو حنان کہتے ہیں [illegible] المعنی معنی الشفقة والمحبة والرحمة (قرطبی)

یہاں ان صفات حمیدہ اور اخلاق حسنہ کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جن سے متصف ہو کر یہ مولود مسعود تشریف لایا تھا۔

وَّزَكٰوةً ۗ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَ

اور نفس کی پاکیزگی اور وہ بڑے پرہیزگار تھے۔ اور وہ خدمت گزار تھے اپنے والدین کے اور وہ جابر نہ سرکش تھے۔ اور

سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْكُرْ

سلامتی ہو ان پر جس روز وہ پیدا ہوئے اور جس روز وہ انتقال فرمائیں گے اور جس روز انہیں اٹھایا جائے گا زندہ کرکے۔ اور (اے حبیب!)

فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ

بیان کیجیے اس کتاب میں مریم کا احوال، جب الگ ہو گئیں اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو شرقی جانب تھا۔ پس ڈال لیا

قرآن کریم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ مناجات، دعا، اس کی قبولیت، حضرت یحییٰ کی سیرت اور اخلاق کی جو تفصیلات بیان ہوئی ہیں ان کو آپ نے اچھی طرح پڑھ لیا ہے۔ واقعہ تقریباً انہی تفصیلات کے ساتھ انجیل لوقا باب اول آیات ۵ تا ۲۵ میں مذکور ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انجیل [illegible] نہیں جو اس واقعہ کی جان ہے۔ یعنی آپ کے سکوت کو قرآن نے جہاں اس خوشخبری کے وقوع پذیر ہونے کی علامت قرار دیا ہے۔ وہاں انجیل میں لکھا ہے کہ بطور سزا ان سے قوت گویائی سلب کر لی گئی تھی۔ چنانچہ اسی باب کی آیت نمبر ۲۰ ملاحظہ فرمائیے۔

"اور دیکھ جس دن تک یہ باتیں واقع نہ ہو لیں تو چپکا رہے گا اور بول نہ سکے گا۔ اس لیے کہ تو نے میری باتوں کا جو اپنے وقت پر پوری ہوں گی یقین نہ کیا۔"

۱۴؎ پیدائش، وفات اور حشر کے دن انسان کے لیے بڑی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ [illegible] ان میں سے ہر ایک دن، زندگی کے ایک نئے اور نامعلوم دور کا آغاز ہے۔ جہاں ابتدا میں انسان کی بے بسی اور بے کسی انتہا کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ ویسے تو انسان کو ہر آن اور ہر لحظہ رحمت خداوندی کی ضرورت ہے لیکن ان تین نازک مرحلوں میں شدت سے انسان اپنے خداوند کریم و رحیم کی رحمت و عنایات کا محتاج ہوتا ہے۔ [illegible] حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ یوں لکھتے ہیں:

"کہ یہ تینوں دن بہت اندیشناک ہیں۔ کیونکہ ان میں آدمی وہ دیکھتا ہے جو اس سے پہلے اس نے نہیں دیکھا اس لیے ان تینوں موقعوں پر نہایت وحشت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا اکرام فرمایا کہ انہیں ان تینوں موقعوں پر امن و سلامتی عطا کی۔" (خزائن العرفان)

۱۵؎ حضرت زکریا اور ان کی بیوی کی عمر سو سال کے قریب یا اس سے بھی زیادہ ہو چکی تھی اولاد پیدا ہونے کا طبعی وقت

مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سَوِيًّا ۝ قَالَتْ إِنِّيٓ أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَآ

انسان کی صورت میں۔ مریم بولی میں تم سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تم [illegible] ہو۔ جبرئیل نے کہا میں تو

أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ ۖ لِأَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ أَنّٰى يَكُونُ لِي غُلٰمٌ

تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں [illegible] مریم نے کہا میرے لڑکا کیسے ہوگا

وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ

حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے اور نہ میں بدکار ہوں۔ جبرئیل نے کہا یونہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا ہے وہ

عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهُٓ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا

مجھ پر آسان ہے اور [illegible] تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت [illegible]

[illegible] جبرئیل علیہ السلام تھا جو بشری صورت میں ان کی حفاظت کے لیے آیا تھا۔ اس کی صحت [illegible] واضح ہے کہ حضرت مریم جبرئیل کو انسانی شکل میں دیکھ کر سخت ڈر رہی تھیں۔

۲ جبرئیل نے کہا [illegible] میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا [illegible] حقیقت میں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی نسبت اپنی طرف [illegible] حقیقی [illegible] کی طرف نسبت کیا جائے [illegible] بشر [illegible] حضرت عیسیٰ [illegible] بیان کرتے ہیں

۳ [illegible] کنواری لڑکی ہوں میری شادی بھی نہیں ہوئی [illegible] تو مجھے بچہ پیدا ہو سکتا ہے [illegible] سامنے [illegible] کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۴ جبرئیل نے [illegible] جواب میں کہا ایسا ہی ہوگا [illegible] بچہ پیدا ہو سکتا ہے اور [illegible] بچہ پیدا [illegible] محتاج ہیں۔

۵ اس بچہ کو بغیر باپ کے پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے [illegible] لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے

مَقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا

چیز ہے اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے ۲۳ پس مریم حاملہ ہو گئیں اس بچے سے پھر وہ اسے لیے ہوئے کسی دور جگہ چلی گئیں ۲۴ پھر لے آیا انہیں

الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا

درد زہ ایک کھجور کے تنے کے پاس [illegible] کہنے لگیں کاش میں مر گئی ہوتی اس سے پہلے اور ہو جاتی

تخلیق ہو سکے اور یہ ایک قابل تردید ثبوت پیش کیا جائے۔ مزید یہ بتایا کہ یہ مولود مسعود عام قسم کا بچہ نہیں ہوگا بلکہ ہماری طرف سے ذریعہ رحمت سامنے کے لیے مقرر کیا جائے گا۔

۲۳ اس سے معلوم ہوا کہ بن باپ کے پیدا ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بچہ پیدا کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ [illegible]

آپ ان آیات کے متعلق [illegible] غور کریں گے تو ان لوگوں کے نظریے کا بودا پن آپ پر واضح ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مریم اس سے پہلے [illegible] منسوب ہو چکی تھیں کہ انہوں نے [illegible] سمجھا تھا کہ [illegible] کی حالت میں [illegible] ہے۔ [illegible] صرف [illegible] تھی۔ بچہ تو شادی کے بعد پیدا ہونا تھا۔ آپ [illegible] اگر مقصود [illegible] ہے تو [illegible] کلام [illegible] شادی کے بعد بچہ پیدا ہوگا [illegible] ان لوگوں کے نظریات کی واضح تردید کرتا ہے۔

۲۴ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھونک ماری اور حمل قرار پا گیا۔ [illegible] اپنی بستی [illegible] لوگوں کی [illegible] باتوں سے بچنے کے لیے [illegible] چلی جائیں [illegible] اور [illegible] آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں [illegible] دور [illegible] میں چلی گئیں۔ خود سوچیے اگر یہ حمل شادی کے بعد ہوتا تو انہیں یوں گھر چھوڑ کر جانے کی کیا ضرورت تھی۔

۲۵ جب وقت پورا ہو گیا اور درد زہ شروع ہوا تو کھجور کے ایک تنے کی اوٹ میں آ گئیں۔ وضع حمل کی تکلیف شروع [illegible] کوئی دایہ پاس نہیں [illegible] سر چھپانے کے لیے [illegible] نہیں [illegible] احساس تیز تر ہو گیا [illegible] لوگوں کی طرف سے [illegible] اب بچہ پیدا ہوگا تو [illegible] کہاں [illegible] کی شدت [illegible] میں [illegible] زبان پر آ گئے یٰلیتنی مت [illegible] غور فرمائیے اگر یہ حمل شادی کا ہوتا تو وہ اپنے گھر میں آرام سے [illegible]۔ [illegible] تو ایک [illegible] کے لیے [illegible] پاس ہوتی [illegible] شادی شدہ عورت [illegible] کے لیے تنہا ویرانوں میں [illegible] تو اس کی پناہ لیتے ہیں [illegible]

وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ

فراموش کر دی گئی ہوتی ۔ پس پکارا اسے ایک فرشتے نے اس کے نیچے سے آپ غمگین نہ ہوں بے شک کر دی ہے

رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ

تیرے رب نے تیرے نیچے ایک ندی ۔ اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر

رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ

پکی ہوئی کھجوریں تازہ توڑی ہوئی ۔ پس کھاؤ اور پیو اور (اپنی) آنکھ ٹھنڈی کرو پھر اگر تم

نسبت ہے۔

چند لغوی تحقیقیں۔ فاجاءها۔ جاء پر ہمزہ کا اضافہ کر کے متعدی بنا دیا گیا لیکن اس میں "آنے" کے معنی کے ساتھ الجاء (مجبور کرنا) کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ صار اللفظ فی الاستعمال (زمخشری) المخاض، وجع الولادۃ درد زہ جب بچہ باہر نکلنے کے لیے شکم میں حرکت کرنے لگے تو عرب کہتے ہیں مخضت المراۃ (مظہری)

ثلہ جب آپ کی پریشانی حد سے گزر گئی تو نیچے سے تسلی آمیز آواز آئی مریم غم نہ کر دیکھ تیرے لیے تیرے رب نے ایک خشک ندی میں پانی جاری کر دیا ہے جب اس کی نظر عنایت مریم اور اس کے لخت جگر کی طرف مائل ہے تو پھر تشویش و فکر کیوں۔ سریا: السری النهر الصغیر جمہور علماء کے نزدیک آیت میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ سری کا معنی سردار عظیم ہے جو خصائل حمیدہ سے متصف ہو السری من الرجال العظیم الخصال السید (قرطبی)

اس صورت میں آیت کا معنی ہوگا اے مریم تو کیوں غمزدہ ہو رہی ہے دیکھ تیرے پاس ہی اس معصوم بچے کو دیکھ جس کی پیشانی پر سیادت و عظمت کے آثار دمک رہے ہیں۔

کلہ قدرت الٰہی نے آپ کو ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ اب جسمانی قوت کے لیے پکی ہوئی کھجوریں تیرے قدموں میں آ گریں گی یہی پروردگار جو بے موسم پھل تجھے بے موسم کے پھل کھلاتا رہا آج تیرے ایام زچگی کے لیے تازہ اور میٹھے خوشوں کا اہتمام ہو رہا ہے جنیا: پکا ہوا پھل جو توڑنے کے قابل ہو جائے الطری الذی بلغ الصلاحیۃ وجاء اوان اجتنائہ۔ اطباء کے نزدیک ایام زچگی میں عورت کے لیے بہترین خوراک تازہ اور شیریں کھجور ہے۔

شلہ اس آیت میں جو لطف ہے وہ اہل ذوق پر مخفی نہیں۔

الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْۤ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ

[illegible]

الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ۚ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ

[illegible]

شَیْــًٔا فَرِیًّا ۝ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُمُّكِ بَغِيًّا ۝ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ

تیری ماں بدچلن تھی [illegible] تو مریم نے [illegible] بچے کی طرف اشارہ کیا [illegible] کیسے بات کریں [illegible]

کہا گیا ہے حالانکہ [illegible] سال [illegible] جب [illegible] نجران [illegible] یہی اعتراض کیا [illegible] انہم کانوا یسمون بانبیائهم والصالحین قبلهم [illegible] [illegible] حضرت [illegible] ایک بھائی [illegible] کے نام [illegible] اس لیے اخت ہارون کہا [illegible] حدیث پاک میں ہے [illegible] کے بھائی نے [illegible]

[illegible] جاتی ہے۔

[illegible] حضرت عیسیٰ [illegible]

[illegible]

بعض نے کہا [illegible]

صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۟ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾

کمسن بچہ ہے۔ (یہ سنتے ہی) وہ بچہ بول اٹھا بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں ۳۲ اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے ۳۳

خبر نہیں بلکہ حال ہے اور اسی وجہ سے منصوب ہے۔

علامہ ابن حیان اندلسی یہ لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ کان ناقصہ ہے اور صبیًّا اس کی خبر ہے اور کان زمانہ ماضی پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ زمانہ حال میں اس فعل کے پائے جانے کی نفی نہیں کرتا بلکہ یہ بتاتا ہے کہ زمانہ ماضی میں پائے جانے کے ساتھ ساتھ وہ فعل زمانہ حال میں بھی بدستور پایا جا رہا ہے جیسے وکان اللہ غفوراً رحیماً کہ پہلے بھی اللہ تعالیٰ غفور و رحیم تھا اور اب بھی ہے یا جیسے ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ زنا کے قریب تک بھی نہ جاؤ یہ پہلے بھی بے حیائی کا کام تھا اور اب بھی ہے۔ یہ نہیں کہ گزشتہ زمانہ میں تو زنا فحش تھا اور اب نہیں ہے۔ والظاهر انها ناقصة حکی بمعنی صار لیس علی مدلولها من اقتران مضمون الجملة بالزمان الماضی ولیس المقصد فیها الانقطاع کما یدل فی قوله وکان الله غفوراً رحیماً وقوله ولا تقربوا الزنی انه کان فاحشة. والمعنی کیف نکلم من کان فی المهد صبیا ... کان هذا ... (البحر المحیط)

۳۲ آپ دودھ پی رہے تھے۔ یہ باتیں سن کر آپ نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور ان لوگوں کی طرف رخ کر کے یہ کلام معجز نظام ارشاد فرمایا۔ سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ نہ میں خدا ہوں اور نہ خدا کا بیٹا جیسے کہ ان کے پرستار ان کے متعلق اعتقاد رکھنے والے تھے۔ آنے والی غلطیوں کا پہلے دم ہی ازالہ فرما دیا۔ نیز مقام عبدیت تمام مقامات قرب سے اعلیٰ ترین مقام ہے۔

۳۳ یہاں ایک چیز غور طلب ہے۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کتاب دے گا اور مجھے وقت مقررہ پر نبی بنا کر مبعوث فرمائے گا اور مجھے بابرکت کرے گا بلکہ تمام صیغے ماضی کے استعمال ہوئے ہیں جن کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب مرحمت فرما دی ہے۔ مجھے نبی بنا دیا ہے اور مجھے بابرکت کر دیا ہے۔ اس کی کئی وجوہ بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی ان نعمتوں سے سرفراز فرما دیا تھا لیکن علامہ قرطبی نے اس وجہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۲۔ جو چیز علم الٰہی میں مقدر ہو چکی ہو وہ اگرچہ وقوع پذیر نہ ہو پھر بھی اس کو زمانہ ماضی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا شائبہ نہیں۔

وقیل ان ذلک سبق فی قضائه وسابق حکمه ویحتمل ان یجعل الآتی لتحققه کانه قد وجد (بحر)

وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا

اور اسی نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں۔ اور اسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ دینے کا جب

دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلٰمُ

تک میں زندہ رہوں نیز مجھے خدمت گزار بنایا اپنی والدہ کا اور اس نے نہیں بنایا مجھے جابر (اور) بدبخت۔ اور سلامتی ہو

عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذٰلِكَ عِيْسَى

مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز مجھے اٹھایا جائے گا زندہ کر کے یہ ہے عیسیٰ

ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ

ابن مریم ؑ اور یہی ہے وہ سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں یہ زیبا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کو کہ وہ

يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

کسی کو اپنا بیٹا بنائے وہ پاک ہے۔ جب وہ فیصلہ فرماتا ہے کسی کام کا تو بس اسے اتنا حکم دیتا ہے کہ ہو جا

مبارک کے کئی معانی بیان کیے گئے ہیں مثلاً نفاعاً معلماً بہت نفع رساں، معلم خیر (بھلائی کی تعلیم دینے والا) وقیل آمراً بمعروف ناہیاً عن المنکر۔ نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا وعن الضحاک قضاءً للحوائج، بہت حاجت روا۔ (روح۔ بحر)

اس سے مراد یا تو شرعی نماز اور زکوٰۃ ہے یا مطلق عبادت اور دعا اور زکوٰۃ سے مراد نفس کو رذائل سے پاک کرنا۔ آپ کی والدہ محترمہ پر جو الزام عائد کیا جا رہا تھا اس کو دور کرنے کے لیے آپ نے یہ ارشاد فرمایا اور حضرت مریم کی براءت کا اعلان کرنے کے لیے اس سے زیادہ مؤثر، دلنشین اور صحیح اسلوب نہیں ہو سکتا تھا یعنی کیا ایک بدکار کے شکم سے ایسا بچہ تولد ہو سکتا ہے جو ایسے کمالات کا حامل ہو۔ میرا صاحب کتاب نبی ہونا میرے وجود کا مظہر برکت ہونا کیا اس بات کی بین دلیل نہیں کہ میری والدہ ماجدہ عفیفہ، زاہدہ اور قانتہ ہیں۔

اگر کسی کو حضرت عیسیٰ ؑ کے اس ارشاد سے حضرت مریم کی عفت و پاکدامنی کا یقین نہ آئے تو وہ اپنے ذوق کا ماتم کرے۔

قرآن کریم کی ان آیات میں ولادت مسیح کا مفصل تذکرہ ہوا ان کا آپ نے مطالعہ فرما لیا۔ آیئے اب ان لوگوں

کے مرتبہ کا عمل مناسب نہیں۔ بعض نیچری جو ان تصریحات کے علاوہ اس کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح کی پیدائش بغیر باپ کے نہیں ہوئی بلکہ وہ مریم اور یوسف نجار کے لڑکے ہیں۔ اس طائفے کے سرخیل سر سید احمد خاں ہیں۔ جس شرح و بسط سے انھوں نے اس پر بحث کی ہے اور جس طرح سے دلائل کے جوابات دیئے ہیں وہ انہی کا حصہ ہیں۔ باقی سب ان کے پیروکار اور ریزہ چین ہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ انہی کی نگارشات پر بحث کی جائے اور انہی کی تحقیقات کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔

وہ لکھتے ہیں کہ مسیح کو بن باپ پیدا کرنے میں کوئی حکمت ہونی چاہیے کیونکہ ایسا فعل کوئی مستحسن حکمت نہیں۔ اس لیے ہم یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ آپ کی پیدائش کے لیے بلاوجہ قانون فطرت کو توڑ دیا گیا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس کی حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار مقصود ہو تو یہ درست نہیں کیونکہ اظہار قدرت کے لیے ایسی دلیل ہونی چاہیے جو یقینی اور واضح ہو تاکہ کسی کو اس کا انکار نہ ہو سکے اور بن باپ کے پیدا ہونا اخفیٰ ہے۔

ہم گزارش کرتے ہیں کہ اس کی حکمت تلاش کرنے کے لیے دور جانے کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم نے خود ہی اسے بیان کر دیا ہے [illegible] کہ ہم اس کو اپنی قدرت کا ایک نشان بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اب یہ جاننا ہے کہ یہ واقعہ کس اعتبار سے لوگوں کے لیے آیت ہے۔ جس زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت ہوئی اس وقت شام و فلسطین کے علاقوں پر یونانیوں کا قبضہ تھا اور اس سیاسی اقتدار کے ساتھ ساتھ وہاں یونانی فلسفہ کا طوطی بول رہا تھا۔ تخلیق عالم کے متعلق یونانی فلسفیوں کا نظریہ یہ تھا کہ خالق سے تخلیق عالم کا عمل یوں صادر ہوا جس طرح علت سے معلول کا صدور ہوتا ہے یعنی جس طرح علت سے بے اختیار اور ارادہ کے بغیر معلول صادر ہوتا ہے۔ اسی طرح خالق سے عالم کی تخلیق ہوئی۔ [illegible] باپ کے پیدا کر کے بتایا کہ وہ ذات پاک جو اس کائنات اور [illegible] کا پیدا کرنے والا ہے اس کی یہ حیثیت [illegible] اسباب کی پابند نہیں۔ اور نہ ان کے سامنے مجبور ہے بلکہ وہ قادر و مختار ہے۔ جو چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے پیدا کرتا رہتا ہے۔

نیز وہ لوگ [illegible] کے قائل تھے۔ وہ [illegible] جسم اور روح کا [illegible] تسلیم نہیں کرتے تھے [illegible] کے [illegible] یوسف کے [illegible] صحیح [illegible] سے آپ کو پیدا کر کے [illegible]۔

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ [illegible] آپ کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی۔ اس سے لوگوں نے سمجھا کہ آپ بن باپ پیدا ہوئے یہ درست نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم اور زکریا کو بھی دی گئی تھی اور ان کے فرزند بن باپ کے نہیں [illegible]۔ اس لیے حضرت مسیح کی ولادت بن باپ ثابت [illegible] صرف بشارت سے ان [illegible] کا بن باپ [illegible] بلکہ قرآن کی دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہیں۔

پھر ارشاد ہے کہ مریم کے [illegible] سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی جو انہوں نے اظہار تعجب کی

سے کیا تھا [illegible] وضاحت سمجھی تھی کہ بچہ اب ہی پیدا ہونے والا ہے حالانکہ فقط بچے کی پیدائش کی بشارت تھی۔ اور اس کی پیدائش آپ کی شادی کے بعد ہونی تھی۔ آپ جو استعجاب فرما رہی ہیں اگر مقصود یہی تھا تو ان الفاظ سے کہنا ہے تو یہ واضح کر دینے کے لیے صرف [illegible] بیان ہی کافی تھا کہ گھبراؤ نہیں بچہ تب پیدا ہوگا جب تمہاری شادی [illegible] اس سیدھے جواب کو چھوڑ کر یہ جواب دینا قطعاً مناسب نہیں بلکہ قواعد فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔

پھر [illegible] آپ کا [illegible] اس اعتبار سے [illegible] آپ [illegible] تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ بن باپ پیدا ہوتے [illegible] مثالیں ایسی ہونی چاہئیں جو واضح ہوں [illegible] کیا جا سکے یہ تو ایک امر مخفی ہے اس پر کیسے شہادت وارد کیے جا سکتے ہیں۔

ان کا یہ خیال بھی درست نہیں بلکہ مسیح کا بن باپ پیدا ہونا قدرت خداوندی کی روشن دلیل ہے کیونکہ کنواری لڑکی کے ہاں بچہ پیدا ہو سکتا [illegible] ایک ہی صورت ہے کہ [illegible] حضرت مسیح کے کلام [illegible] آپ کی عصمت [illegible] ثابت ہو گئی اور [illegible] شخص کو یقین ہو گیا [illegible] شوہر سے پیدا نہیں [illegible] قدرت کا نشان [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] کی بھی [illegible] جائے۔

اپنے موقف کا اثبات کرنے کے لیے انہوں نے [illegible] صاحب سے بھی استدلال کیا ہے اور اس آیت کی عجیب و غریب تشریح کی ہے [illegible] ہیں کہ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شیرخوارگی میں نہیں کیا تھا بلکہ جب آپ کی عمر بارہ تیرہ سال کی ہو گئی اور آپ یہودی علما کی مجلسوں میں شریک ہو کر ان سے بحث و مباحثہ کرنے لگے اور ان کی کوتاہیوں پر تنقید کرنے لگے تو علمائے یہود حیران [illegible] کے پاس آئے اور [illegible] شکایت کی [illegible] معاملہ [illegible] انہوں نے جواب دیا [illegible] ہم اس شخص کے ساتھ کیسے بات کر سکتے ہیں جو [illegible] بچوں [illegible] آپ نے اس کا ترجمہ [illegible] قرآن کے [illegible] معلوم ہے تو [illegible] بیان کرتے ہوئے [illegible] نہیں [illegible] کے متعلق [illegible] اور [illegible]

فَيَكُونُ ۝ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝

تو وہ (فوراً) ہو جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی سو اسی کی عبادت کیا کرو۔ یہی سیدھی راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ

پھر کئی گروہ آپس میں اختلاف کرنے لگے پس ہلاکت ہے کافروں کے لیے اس دن کی حاضری سے

اور اسکا بیٹے میں محتاج ہوتا ہے۔ اس سے بات کرنا اس کی شان کے خلاف ہے۔ رہا یہ کہ کان ماضی کا صیغہ ہے اس لیے ماضی کے معنی پر دلالت کرتا ہے تو اس کے متعلق ہم اس آیت کی تشریح کے ضمن میں تحقیق کر چکے ہیں۔ آپ وہیں دیکھ سکتے ہیں۔

کہ مریم پر زنا کی تہمت لگائی گئی اور حضرت مسیح نے اس تہمت کی تردید کی۔ اگر مریم پر یہ تہمت لگائی جاتی اور مسیح کو اس کی تردید مقصود ہوتی تو یہ کہتے کہ میں عبداللہ ہوں بلکہ یہ کہتے کہ میری ماں بدکار نہیں ہے۔ ہر عقل مند قرار دے گا کہ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ آپ خود یہ آیت نمبر ۲۹، ۳۰ کا ترجمہ دیکھیں اور اپنے دل سے پوچھیں کیا یہ مفہوم درست ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح کا یہ فرمانا کہ انی عبد اللہ اس سے یہ معلوم ہو کہ اس الزام کی تردید کی گئی کس طرح اور کیسے درست ہو سکتی ہے۔ میں اپنے محبوب محترم صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں اور سب کو کتاب مبین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۳۷ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق صرف یہود و نصاریٰ میں ہی باہمی اختلاف نہ تھا بلکہ خود عیسائی بھی آپ کے متعلق ایک رائے پر متفق نہ تھے۔ بعض مفسرین نے ان کی مختلف آرا کا تذکرہ یوں کیا ہے کہ جب آپ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا تو بنی اسرائیل ایک جگہ اکٹھے ہوئے تاکہ حقیقت مسیح کے متعلق کچھ فیصلہ کریں۔ تبادلہ خیال کے لیے انہوں نے چار عالم منتخب کیے۔ پہلے عالم نے مسیح کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہا کہ خود خدا مسیح کی شکل میں زمین پر اترا اس نے جسے چاہا زندہ کیا اور جسے چاہا مار دیا۔ پھر وہ آسمان کی طرف لوٹ گیا۔ (اس نظریہ کے ماننے والوں کو یعقوبیہ کہا جاتا ہے) لیکن باقی تین عالموں نے کہا کہ تم نے جھوٹ بولا۔ دوسرے عالم نے کہا کہ مسیح خدا نہیں بلکہ خدا کا بیٹا ہے (اس رائے کے ماننے والے نسطوریہ کہلاتے ہیں) لیکن اس کو بھی جھٹلا دیا گیا۔ تیسرے عالم نے اپنی رائے کا اظہار ان لفظوں میں کیا کہ وہ ثالث ثلاثہ ہے یعنی تین خدا ہیں اور ان میں سے مسیح تیسرا ہے۔ چوتھے عالم نے کہا کہ یہ تینوں باتیں سراسر کذب و افترا ہیں۔ سچ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

انیسویں صدی سے یورپ کے جدید علماء کا رجحان اس آخری نظریہ کی طرف ہے۔ ڈی ایف سٹراس DAVID
STRAUSS FRIEDRICH کی کتاب حیات مسیح (LIFE OF JESUS) شائع ہوئی اور ارنسٹ رینان (ERNEST RENAN

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ

وہ بہت بڑا ہے۔ اس دن یہ خوب سننے لگیں گے اور خوب دیکھنے لگیں گے جس دن آئیں گے ہمارے پاس لیکن یہ ظالم

الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٣٨﴾ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ

آج تو کھلی گمراہی میں ہیں اور (اے حبیب!) آپ ڈرائیے انہیں حسرت و ندامت کے دن سے جب سب بات

الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ

کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ لوگ غفلت میں پڑے ہیں اور یہ ایمان نہیں لاتے یقیناً ہم ہی وارث ہوں گے

الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ

زمین کے اور جو کچھ اس کے اوپر ہے اور ہماری طرف ہی سب لوٹائے جائیں گے۔ اور ذکر کیجیے آپ کتاب میں

إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ

ابراہیم (علیہ السلام) کا بے شک وہ بڑا راستباز نبی تھا۔ جب انہوں نے کہا اپنے باپ کو اے میرے باپ کیوں پوجتا ہے

کی کتاب حیات مسیح جلد ۳ ۱۹۰۱ء کے بعد عیسائی فضلاء میں اس نظریہ کو بے پناہ شہرت حاصل ہوئی۔ مختصر الفاظ میں نظریہ یہ تھا کہ مسیح دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے لیکن انہیں اللہ تعالیٰ کی قوت و شعور کی تحریک اور سب سے زیادہ حاصل تھی۔

THE NOTION THAT JESUS WAS A MAN LIKE OTHER MEN, BUT WITH A HEIGHTENED AWARENESS OF THE PRESENCE AND POWER OF GOD. [illegible]

عیسائیوں کا باہمی اختلاف صرف یہاں تک محدود نہیں بلکہ بے شمار فرقے ہیں اور ہر ایک کا نظریہ حیثیت مسیح کے متعلق دوسروں سے مختلف ہے۔ مزید وضاحت کے لیے ضیاء القرآن جلد اول سورۃ النساء آیت نمبر ۱۷۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔

۴۳ یہ دونوں صیغے تعجب کے صیغے ہیں یعنی یہ لوگ آج پیغام حق سننے سے بہرے اور نور حق دیکھنے سے اندھے بنے ہوئے ہیں انہیں لاکھ سمجھاؤ یہ کوئی کوشش ہی نہیں کرتے لیکن کل جب روز قیامت بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں گے تو ان کی حالت دیدنی ہوگی۔

۴۴ یہاں سے روئے سخن کفار مکہ کی طرف ہے جنہیں اس بات پر ناز تھا کہ حضرت ابراہیم کی نسل سے ہیں ان کا یہ

مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ۝٤٢ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ

جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ بچا سکتا ہے تجھے کچھ بھی اے میرے باپ بیشک میرے

جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝٤٣

میرے پاس وہ علم آیا جو تیرے پاس نہیں آیا پس تو میری پیروی کر میں دکھاؤں گا تجھے سیدھا راستہ۔

وہی تھا اور وہ حق ہے۔ آج آپ کے پیروکار ہیں انہیں بتایا جا رہا ہے کہ ابراہیم تو ان بتوں کے پرستار نہ تھے جن کی پوجا کو تم نے اپنا دین شعار بنا رکھا ہے۔ اور تمہیں اگر اس حقیقت سے باخبر کیا جاتا ہے تو تم شدت سے برافروختہ ہو جاتے ہو۔ حسب ابراہیم کا دین اور تمہارا دین اور۔ پھر تمہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ تم حضرت ابراہیم کے پیروکار ہو جبکہ تمہیں جب بتوں کی پرستش سے روکا جاتا ہے تو تم بگڑتے ہو۔

* انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون (ہم نے پایا اپنے آباؤ اجداد کو ایک طریقے پر اور ہم انہیں کے پیچھے چلنے والے ہیں)

اگر تمہیں اپنے آباؤ اجداد کی تقلید ہی کرنی ہے تو اپنے عظیم و جلیل باپ ابراہیم کی تقلید کرو جس کی اولاد ہونے پر تمہارے لیے وجہ افتخار ہے۔ ایسے عظیم و جلیل باپ کی تقلید چھوڑ کر دوسرے آباؤ اجداد کی پیروی کرتے رہنا کیونکر درست ہے۔ مدعا یہ ہے کہ اگر تم عقل سلیم پر اپنے عقیدہ کی بنیاد رکھتے ہو تب بھی دین ابراہیم کو اختیار کرو۔ اور اگر محض تقلید آبائی تمہارے عقیدہ کا اصل سبب ہے تو پھر بھی دین ابراہیم کو اپناؤ کیونکہ شہرت، ناموری اور رفعت شان میں تمہارا کوئی دوسرا باپ ان کا ہمسر نہیں۔

۴۱ صدیقا مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے ہمیشہ سچ بولنے والا ای ملازم الصدق لم یکذب قط۔ (روح المعانی) اس کی مزید تحقیق کے لیے ضیاء القرآن جلد اول سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹ کا حاشیہ۔

۴۲ پہلے آپ آزر کو توحید کی دعوت دے رہے ہیں اور ادب و احترام کا دامن بھی مضبوطی سے تھام رکھا ہے۔ کس عمدگی سے بتوں کی عبادت کی قباحت واضح فرما رہے ہیں کہ غیر خدا کی عبادت خواہ وہ غیر سمیع ہو اور سننے دیکھنے والا بھی ہو تب بھی جائز نہیں لیکن ایسی بے جان مورتیوں کی عبادت جو عام حس، دیکھنے سننے کی صلاحیت سے بھی محروم ہیں کسی قسم کے نفع و نقصان کی قدرت بھی نہیں رکھتیں ان کے سامنے انسان جو اشرف المخلوقات ہے جو سمیع و بصیر ہے وہ سجدہ ریز ہو کر پیشانی رگڑ رہا ہو یہ کتنی نامعقول اور قبیح حرکت ہے۔

۴۳ ہو سکتا ہے کہ آزر کے دل میں یہ خیال گزرا ہو کہ کل کا لڑکا مجھ جیسے دانشور کو نصیحت کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ آپ نے یہ فرما کر اس کا بھی ازالہ کر دیا کہ اگرچہ آپ عمر میں بڑے ہیں میرے بزرگ اور میرے لیے محترم ہیں لیکن توحید

يَٰٓأَبَتِ لَا تَعْبُدِ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾

اے باپ! شیطان کی پوجا نہ کیا کر ثلہ بیشک شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے ۔

يَٰٓأَبَتِ إِنِّىٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ

اے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھے پہنچے عذاب (دنیا میں) رحمٰن کی طرف سے تو تو ہو جائے

لِلشَّيْطَٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ ءَالِهَتِى يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ۖ لَئِن

شیطان کا ساتھی ثلہ ۔ بولا کیا روگردانی کرنے والا ہے تو میرے معبودوں سے اے ابراہیم ثلہ اگر تو نہ

رسالت، حشر و معاد کے پیچیدہ مسائل پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہی بخشی ہے اس سے آپ بہرہ ور نہیں۔ اسی لیے تو آپ غلط راہ پر چل رہے ہیں۔ مجھے حق پہنچتا ہے کہ علم و آگہی کی روشنی سے آپ کے قلب و دماغ کے تاریک گوشوں کو منور کروں تاکہ آپ گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتے نہ رہیں۔

ثلہ اگرچہ وہ شیطان کی نہیں بلکہ اپنے بتوں کی پرستش کرتے تھے لیکن بت پرستی کی تحریک نفس سے شیطان کے اکسانے اور وسوسہ ڈالنے سے شروع ہوئی تھی۔ اسی لیے گویا ان کا اصلی معبود شیطان ہی تھا۔

ثلہ یہاں بتا دیا کہ اگر آپ نے میری بات نہ سنی اور کفر پر ڈٹے رہے تو اس کا انجام بڑا ہولناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب آپ کو اپنی گرفت میں لے لیگا تو پھر کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا۔

ثلہ شرک کے باعث آپ خدا کی دوستی اور اس کی حمایت سے محروم ہو جائیں گے۔ ایک شیطان سے آپ کی دوستی در حقیقت باقی رہ جائے گی۔ اس سے بڑا دشمن تو آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ اس کی دوستی سب سے بڑا ناقابلِ [illegible] ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دوستی توڑ کر شیطان سے یارانہ گانٹھنا کسی عقلمند کو زیب نہیں دیتا۔

ثلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا ہر لفظ محبت و احترام کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ لیکن آزر کا جواب درشتی اور بے مہری کا آئینہ دار ہے۔ یعنی اے میرے بیٹے! نہیں کہا بلکہ نام لیا۔ وہ بھی ابتدائے کلام میں نہیں بلکہ آخر میں۔ راغب خبر کو مقدم کیا اور مبتدا کو مؤخر۔ علاوہ ازیں حضرت ابراہیم کی مدلل دعوت کے جواب میں کوئی معقول بات پیش نہیں کی جا رہی بلکہ دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور آنکھوں سے دور ہو جانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ

اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا اور دور ہو جا میری نظروں سے ایک مدت تک۔ آپ نے کہا سلام ہو تم پر میں ابھی مغفرت طلب کروں گا تمہارے

لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ۝ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ

لیے اپنے رب سے بیشک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔ اور میں کنارہ کش ہوتا ہوں تم سے اور ان سے جن کی تم پوجا کرتے ہو

دُونِ اللّٰهِ وَأَدْعُوا رَبِّي عَسٰى أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ۝

اللہ تعالیٰ کے سوا اور میں تو اپنے رب کی عبادت کروں گا مجھے یقین ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہیں ہوں گا

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ

پس جب الگ ہو گئے ان سے اور ان سے جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا تو ہم نے عطا فرمایا انہیں اسحاق

۴۶ آپ کا یہ جواب [illegible] حضرت ابراہیم کا انداز حسب سابق نرم اور مؤدبانہ تھا۔ گفتگو میں [illegible] مصیبت [illegible] اللہ تعالیٰ سے [illegible] تمہاری ہدایت اور مغفرت کے لیے عرض کرتا رہوں گا۔ حفیّ [illegible] ہے۔ اس کا معنی ہے [illegible] لطف فرمانے والا۔ ابن قتیبہ نے حفیاً کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے [illegible] وہ ایسا مہربان ہے جس نے مجھے اس بات کا خوگر بنا دیا ہے کہ جب بھی میں کوئی عرض کرتا ہوں تو وہ [illegible] قبول [illegible] ہے۔ اس آیت کے ضمن میں علماء کرام نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ کیا کافر کو سلام کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق مختلف اقوال ملتے ہیں۔ حضرت [illegible] سے پوچھا گیا کہ اس مسئلہ کے متعلق کیا حکم ہے جو [illegible] کے پاس سے گزرتا ہے تو اسے سلام دیتا ہے [illegible] تو [illegible] یعنی اگر تم سلام کہو تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ تم سے پہلے لوگ بھی سلام کہا کرتے تھے! اور اگر تم سلام نہ کہو تو یہ بھی درست ہے [illegible] حضرت حسن بصری سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم کسی ایسی مجلس پر گزرو جس میں مسلمان اور کافر موجود ہیں تو تم انہیں سلام کہو۔

۴۷ جب آپ نے دیکھا کہ ان کی [illegible] کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا [illegible] چھوڑنے پر آمادہ ہیں تو آپ نے اپنا آبائی وطن [illegible] ہجرت کی [illegible] اور [illegible] سیاحت کرنے کے بعد شام کے ملک میں اقامت اختیار فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] آپ کے [illegible] آپ کے حالات [illegible] سیاسی [illegible] مذہبی حالات کے لیے [illegible]

ملاحظہ ہو

وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ

اور یعقوب۔ اور سب کو ہم نے نبی بنایا۔ اور ہم نے عطا فرمائیں انہیں اپنی رحمت سے (بیشمار نعمتیں) اور

جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى

ہم نے ان کے لیے سچی اور اچھی شہرت کو دی اور بلند کر دی ۱ اور ذکر کیجئے کتاب میں موسیٰ کا

اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ

بیشک اللہ کے چنے ہوئے تھے ۲ اور رسول و نبی تھے۔ ۳ اور ہم نے انھیں پکارا طور کی

۱ حضرت ابن عباس نے "لسان صدق" کا مفہوم بیان کیا ہے الثناء الحسن [illegible] یعنی وہ سچی تعریف جو قیامت تک باقی رہے گی۔ اور ثنا حسن کو لسان صدق اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ زبان سے صادر ہوتی ہے جس طرح عطیہ کو ید (ہاتھ) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ علامہ [illegible] لکھتے ہیں۔ [illegible] ہر ملت میں حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد طاہرہ کی حمد و ثنا میں زبانیں مصروف رہتی ہیں۔ یہودی، عیسائی اور مسلمان اپنے اختلافات کے باوجود حضرت ابراہیم کی عظمت اور تقدس کے دل سے قائل ہیں۔ اور ہماری نماز بھی مکمل نہیں ہوتی جب تک ہم حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت خلیل اور ان کی آل پاک پر درود نہ پڑھیں۔

۲ مخلص کا معنی ہے چنا ہوا یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اپنی مخلوقات سے اپنی رسالت خصوصی اور نبوت کا بار گراں اٹھانے کے لیے منتخب فرما لیا تھا۔

۳ رسول کا لغوی معنی پیغامبر ہے اور نبی کے مادہ اشتقاق میں دو قول ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ نبوۃ سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی رفعت اور بلندی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نبی شان و جلالت میں دوسرے لوگوں سے بلند اور اعلیٰ ہوتا ہے اس لیے اسے نبی کہا گیا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نبأ سے مشتق ہے جس کا معنی خبر دینا ہے اور کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کو ایسے حقائق و اسرار بتاتا ہے جو ان کی عقل و فکر کی رسائی سے بالاتر ہوتے ہیں۔ [illegible] نبوت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں النبوۃ سفارۃ بین اللہ وبین ذوی العقول من عبادہ لازاحۃ علتھم فی امر معادھم ومعاشھم یعنی نبوت اللہ تعالیٰ اور اس کے عاقل بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے ان کی اخروی اور دنیوی غلطیوں اور بیماریوں کو دور کیا جائے۔ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے لیکن ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں ہے۔ رسول وہ ہوتا ہے جو صاحب

الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ

دائیں جانب سے ۵۹ اور ہم نے انہیں قریب کیا راز کی باتیں کرنے کے لیے ۶۰ اور ہم نے عطا کیا انہیں اپنی رحمت سے ان کا

هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ

بھائی ہارون جو نبی تھا۔ اور ذکر کیجیے کتاب میں اسمٰعیل کا ۶۱ بیشک وہ وعدہ کے سچے تھے

وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ

اور رسول اور نبی تھے۔ اور وہ حکم دیا کرتے تھے اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا ۶۲ اور

شریعت ہو خواہ وہ شریعت نئی ہو یا کسی سابقہ رسول کی شریعت۔ وہ صرف کسی نئی قوم کی ہدایت کے لیے بھیجا جائے جس طرح حضرت اسماعیل۔

۵۹ طور ایک پہاڑ ہے جو مصر اور مدین کے درمیان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال حضرت شعیب کے پاس مدین میں گزارنے کے بعد جب واپس مصر روانہ ہوئے تو اس وقت طور پہاڑ سے ہو کر گزرے تو پہاڑ کا جو حصہ آپ کی دائیں جانب تھا اس سے یہ ندا آئی۔

۶۰ اس قرب کی حقیقت کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کو اس نعمت سے بہرہ ور کیا گیا ہو۔ قرب میں تشکیک ہے۔ بلکہ لم یعذر (طبری) صاحب قاموس نے "نجیا" کا مفہوم بیان کیا ہے ای کمخوف و قرب سا عب۔

وشاهده قوله تعالى فلما استيأسوا منه خلصوا نجيا اى منفردين يتناجون (تاج العروس)

۶۱ بنی اسرائیل یہ سمجھتے تھے کہ نبوت ہماری اولاد میں ہی منحصر ہے اور حضرت اسماعیل پیغمبر نہیں۔ حضرت اسماعیل کا ذکر فرما کر ان کے زعم باطل کی بھی تردید کر دی۔ حضرت اسحٰق کو صرف نبی کہا گیا اور انہیں رسول اور نبی دونوں صفتوں سے موصوف کیا گیا جس سے آپ کے علو مرتبت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی صفات کمال میں سے صادق الوعد ہونے کی صفت خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ خدا اور اس کے بندوں کے ساتھ جو وعدہ بھی کیا انہوں نے پورا کیا۔ سب سے اہم وعدہ وہ تھا جو آپ نے اپنے والد ماجد سے کیا تھا۔ ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ یعنی مجھے ذبح کرنے کا جو حکم خداوندی آپ کو ملا ہے اس کی تعمیل کیجیے میں چھری چلنے پر قطعاً کسی بے صبری کا مظاہرہ نہیں کروں گا۔ اور دنیا جانتی ہے کہ اس مرد پاکباز نے اپنے اس وعدہ کو کس صدق و استقامت سے پورا کیا۔

۶۲ یہ آپ کی دوسری خصوصی شان ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو تبلیغ کا آغاز گھر والوں سے کرنا چاہیے۔ حضور کریم کو بھی یہی حکم ملا تھا وانذر عشیرتک الاقربین۔ سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیے

عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا

[illegible]

نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

[illegible]

مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ

[illegible]

ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى

[illegible]

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے

إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَّلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۝ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ

اور ان پر ذرا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ سدا بہار باغ جن کا وعدہ رحمٰن نے اپنے بندوں سے

بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ

غیب میں کیا ہے یقیناً اس کا وعدہ پورا ہو کر رہنے والا ہے۔ نہیں سنیں گے جنت میں کوئی بیہودہ بات بجز سلامتی کی

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ

بات کے۔ اور انہیں ان کا رزق ملتا رہے گا وہاں صبح و شام۔ یہ وہ جنت ہے جس کا ہم وارث بنائیں گے

عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ

بندوں سے اسے جو پرہیزگار ہوگا۔ اور (جبرائیل نے کہا) ہم نہیں اترتے مگر آپ کے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو

اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ

ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور نہیں ہے آپ کا رب بھولنے والا وہ رب ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ

آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سو اسی کی عبادت کیجیے اور ثابت قدم رہیے اس کی عبادت پر کیا

تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ

جانتے ہو تم اس کا کوئی ہم نام۔ اور کہتا ہے انسان (ازراہ انکار) کیا جب میں مر جاؤں گا تو کیا پھر نکالا جاؤں گا

ع

تو اس حالت میں دیکھا جائیگا [illegible] جنت [illegible] جنت میں جو [illegible] لطف و سرور
جنتیوں کو حاصل ہوگا اس کا ذکر ان آیات میں کر دیا۔

ﷺ بخاری شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرائیل سے فرمایا اے
جبرائیل تم جتنا میرے پاس آیا کرتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے۔ (روح المعانی)

ﷺ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا [illegible] عقل تسلیم کرنے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہ تھے۔ یہ بات

حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾

کیا یاد نہیں کرتا انسان کہ ہم نے پیدا کیا تھا اسے اس سے پہلے حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾

سو آپ کے رب کی قسم [illegible] جمع کریں گے انہیں اور شیطانوں کو پھر ہم حاضر کریں گے انہیں جہنم کے ارد گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے

ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾

پھر ہم ضرور الگ کر لیں گے ہر گروہ سے [illegible] جو ان میں سے زیادہ تھا رحمٰن کے سامنے نافرمانی میں

[illegible] کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی [illegible] عقل کے [illegible] تھے اور [illegible] مذاق اڑاتے تھے۔ چنانچہ ایک روز [illegible] ایک بوسیدہ ہڈی [illegible] کے پاس [illegible] ہاتھ میں یہ بوسیدہ ہڈی ہے [illegible] کہ [illegible] زندہ کیا جائیگا [illegible] یہ بات تسلیم کرنے کے قابل ہے [illegible]

[illegible] ان کی اس [illegible] بوسیدہ اور شکستہ ہڈیاں کیونکر زندہ ہو جائیں گی یہ بات تعجب انگیز [illegible] قدرت و حکمت [illegible] اگر وہ [illegible] دوبارہ [illegible] (الآیۃ)

اللہ تعالیٰ [illegible] پھر وہ انہیں فنا کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور یہ دوبارہ [illegible] اس پر آسان ہے۔

[illegible] قیامت کے روز میدان حشر میں جمع کیا جائیگا اور ان کے ساتھ وہ شیاطین بھی [illegible] ہیں [illegible] نہیں [illegible] اس کا [illegible] گھٹنوں کے بل [illegible] ہو جائے گا اور گھٹنے ٹیک دیں گے۔

[illegible] جب [illegible] شیاطین کی معیت میں گروہ در گروہ جہنم کے ارد گرد گھٹنے ٹیکے ہوئے [illegible] سب سے پہلے انہیں دوزخ [illegible] جائیگا۔

ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا

پھر ہم ہی خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو زیادہ مستحق ہیں کہ [illegible] جھونکے جائیں۔ اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر

وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّ

کہ اس پر گزر ہوگا یہ آپ کے رب پر لازم ہے اور طے شدہ فیصلہ ہے پھر ہم بچا لیں گے ان کو جو ڈرتے رہے اور

حتمًا مقضیًا یعنی یہ ایسی بات ہے اس [illegible] حتم کی وضاحت کرتے ہوئے [illegible] لکھتے ہیں جب کسی چیز کو آگ میں جھونک دے تو عرب کہتے ہیں [illegible] یصلاہ (قرطبی)، لغت میں [illegible] اور طلب ہیں۔ [illegible] منکم کا مرجع کون ہے اور ورود کا مطلب کیا ہے جمہور علماء کی پسندیدہ رائے یہ ہے کہ منکم کا مرجع نیک و بد [illegible] تمام انسان ہیں اور ورود کا معنی داخل ہونا ہے۔ چنانچہ امام احمد نے اپنی مسند میں [illegible] روایت کیا ہے [illegible] حضرت جابر بن عبد اللہ سے ورود کے معنی میں لوگوں کے اختلاف کا ذکر کیا تو حضرت جابر نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا بہرے ہو جائیں یہ کان اگر میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو [illegible] لا یبقی بر ولا فاجر الا دخلها فتکون علی المؤمنین بردا وسلاما کما کانت علی ابراهيم حتى ان للنار [illegible] ضجيجا من بردهم ثم ينجي الله الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها جثيا۔

ترجمہ: سب نیک و بد اس میں داخل ہوں گے اور آگ مومنوں کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گی جیسے حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی یہاں تک کہ آگ شور مچائے گی ان لوگوں کی ٹھنڈک سے [illegible] پھر اللہ تعالیٰ متقیوں کو وہاں سے نکال لے گا اور ظالموں کو [illegible] پڑے رہنے دے گا۔ [illegible] یہ ہے کہ ورود سے مراد پل پر سے گزرنا ہے جو دوزخ کے اوپر بچھایا جائے گا۔

[illegible] الصراط [illegible] على جهنم مثل حد السيف [illegible] فتمر الطبقة الاولى كالبرق والثانية كالريح والثالثة كاجود الخيل [illegible] اگر یہ روایات صحیح ہوں تو پھر اس آیت کا معنی ہوگا جو بیان ہوا۔ لیکن ان کی سندوں میں کیونکہ [illegible] کی گنجائش ہے اس لیے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ منکم کا مرجع تمام انسان نہیں بلکہ صرف کفار ہیں جن کا پہلے ذکر ہو رہا ہے۔ [illegible] یہ بات کہ کلام سابق میں جب غائب کی ضمیریں ہیں یہاں اچانک ضمیر خطاب کیوں ذکر کی گئی تو اس کا جواب ظاہر ہے کہ التفات کی صورت اسلوب قرآن ہے یہاں یک غائب سے مخاطب اور مخاطب سے [illegible] جیسے ارشاد باری ہے:۔

وسقاهم ربهم شرابا طهورا ان هذا كان لكم جزاء وكان سعيكم مشكورا۔

پہلے ضمیر غائب اور اس کے بعد ضمیر مخاطب ہے۔

نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ

[illegible] ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں [illegible]

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ

[illegible] کافر ایمان والوں سے [illegible] دونوں گروہوں میں سے کس کی رہائش [illegible]

نَدِيًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝

[illegible] اور کتنی ہی قومیں ہم نے ہلاک کر دیں ان سے پہلے [illegible] سامان اور ظاہری [illegible]

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا

آپ فرمائیے [illegible] گمراہی میں [illegible] رحمٰن [illegible] یہاں تک کہ جب دیکھ لیں گے [illegible]

سے کفار جب آیت قرآنی سنکر [illegible] تو کہتے کہ مسلمانو! [illegible] معاشی حالت کا ہماری معاشی حالت سے مقابلہ کرو اور ہماری رہائش گاہیں [illegible] زیادہ خوبصورت اور آرام دہ ہیں اور ہماری مجلسیں تمہاری مجلسوں سے زیادہ بارونق ہیں [illegible] کی خوش نصیب ہوں [illegible] پیروی کی دعوت دے کر ہماری [illegible] کو بھی [illegible] چاہتے ہو۔

الفاظ: [illegible] کی تشریح کرتے ہوئے علامہ جوہری لکھتے ہیں [illegible] القوم [illegible] (قرطبی)

[illegible] (قرطبی)

لہ دولت و ثروت [illegible] کی کوئی دلیل نہیں [illegible] تم سے پہلے کئی ایسی قومیں گزری ہیں جو ساز و سامان آرائش و زینت میں تم سے کہیں بڑھی ہوئی تھیں ان کے محلات و عمارات بڑے خوش منظر تھے لیکن جب ان کے گناہوں کی پاداش میں [illegible] کر دیا گیا [illegible] تمہارا انجام بھی ایسا ہو۔ لغت: [illegible] گھر کا ساز و سامان [illegible] حسن منظر [illegible] کی تشریح [illegible] وکسوۃ ظاہرۃ [illegible] ظاہری لباس جو آنکھوں کو اچھا لگتا ہے۔

لہ انہیں جو مہلت [illegible] اس کی وجہ سے یہ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] سرکشی اور گمراہی پر [illegible] جب مہلت کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں [illegible]

مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ

جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی عذاب یا قیامت تو عنقریب وقت آنے پر جان لیں گے کہ کون

شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ﴿٧٥﴾ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى

برا ہے ٹھکانے میں اور کمزور ہے لشکر کے اعتبار سے اور زیادہ کرتا ہے اللہ ان لوگوں کو جنہوں نے ہدایت پائی ہدایت میں

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ أَفَرَأَيْتَ

اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک بہتر ہیں ثواب کے اعتبار سے اور بہتر ہیں انجام کے لحاظ سے کیا آپ نے دیکھا اس

الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ

کو جس نے انکار کیا ہماری آیتوں کا اور کہنے لگا کہ مجھے ضرور دیا جائے گا مال اور اولاد کیا اس نے غیب کو جھانک لیا ہے یا

کے شکنجے میں کس کا پایا جاتا ہے تب انہیں پتا چلے گا کس کا ٹھکانا برا اور کس کا لشکر کمزور ہے۔

ک کفار کے برے انجام کے بعد ساتھ ہی رشد و ہدایت کا ذکر فرمایا جا رہا ہے یعنی جو لوگ اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق صدق و خلوص سے سرشار ہو کر راہ ہدایت پر گامزن ہو جاتے ہیں تو ہم ان کے قرب و ہدایت میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں اور اپنے لطف و کرم سے انہیں اس منزل اور مقامات تک پہنچا دیتے ہیں جن تک پہنچنا ان کی طاقت سے باہر تھا حدیث قدسی سے اس آیت کا مفہوم کھل کر سامنے آتا ہے۔ ارشاد باری ہے من تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعا ومن تقرب الی ذراعا تقربت الیه باعا ومن اتانی یمشی اتیته هرولة او کما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی جو شخص ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے میں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو شخص ایک گز میرے قریب ہوتا ہے میں ایک گام اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو چل کر میری طرف آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ معلوم ہوا اگر طلب صادق ہو تو وہاں کشش بھی ہوتی ہے۔ قدم اٹھانا تیرا کام ہے اور منزل تک پہنچانا اس کا کام ہے۔ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ک اس کی وضاحت سورۂ کہف میں گزر چکی ہے۔ مرداً یعنی انجام اور لوٹنے کی جگہ۔

ک حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوہاروں کا کام کیا کرتا تھا عاص بن وائل کے ذمہ میری کچھ رقم تھی میں اس سے مانگنے کے لیے گیا تو اس نے کہا جب تک تم اس وقت تک محمد کا انکار نہ کرو گے

أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ

[illegible] یا اس نے [illegible] رحمٰن [illegible] عہد لے لیا ہے [illegible] ہرگز نہیں [illegible] جو [illegible] کہتا ہے [illegible]

لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا

اس کے لیے عذاب [illegible] لمبا کریں گے [illegible] وارث ہوں گے [illegible] اکیلا [illegible]

مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ

[illegible] معبود [illegible] عزت [illegible] ہرگز نہیں [illegible] انکار [illegible]

بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ

ان کی عبادت کا [illegible] ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ کیا آپ نے [illegible] شیطانوں کو

عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ

کافروں پر [illegible] انہیں [illegible] اکساتے [illegible] پس آپ [illegible] جلدی نہ [illegible]

۱ عاص بن وائل [illegible] جواب دیا کہ ابھی تو ہرگز ادا نہ کروں گا یہاں [illegible] پھر مجھے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا [illegible] اس وقت میرے پاس دولت کی فراوانی ہوگی [illegible] میرے پاس آنا میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ (بخاری، مسلم) [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی تھی۔

۲ یعنی اس گستاخی اور [illegible] کی [illegible] کیوں ہوتی ہے۔

۳ انہوں نے اس لیے بتوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے کہ [illegible] ان کی پشت پناہی کریں گے [illegible] مشکل میں ان کے کام آئیں گے [illegible] ان کا خیال غلط [illegible] ہے بلکہ [illegible] کا باعث بنیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی [illegible] تفسیر [illegible] القیامۃ۔ (تفسیر القرآن)

۴ اگرچہ کفر کے پاس ان [illegible] کا کوئی [illegible] جواب [illegible] توحید [illegible] کے بطلان اور قیامت کے قائم ہونے پر پیش کیے [illegible] لیکن [illegible] کرتے [illegible] اس کی وجہ بتائی جا رہی ہے کہ شیطان انہیں اکساتے ہیں [illegible]

عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ

گنتی ہیں۔ انھیں یاد کرو جس روز ہم اکٹھا کریں گے پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف [illegible] بنا کر ٹ اور ہانکیں گے مجرموں کو [illegible]

کی لغت پر اعتماد کرتے ہیں اس لیے یہاں بھی [illegible] سے عبارت [illegible] وقرطبی ہم سے ان کو [illegible] الازّ التھییج والاغراء [illegible] ازکا معنی برانگیختہ کرنا۔

ٹ ہمیں جلدی کی ضرورت نہیں۔ ہم ان کی گنتی کر رہے ہیں جب وہ پورے ہو جائیں گے تو عذاب کا مقررہ وقت آ جائے گا اور یہ کیفر کردار کو پہنچ جائیں گے۔

ٹ قیامت کے دن اہل ایمان [illegible] کو کس شان سے بارگاہ الٰہی میں حاضری نصیب ہوگی اس کا ذکر ہو رہا ہے۔ وفد کا [illegible] جمع ہے اس کا واحد وافد ہے جیسے صحب صاحب کی اور بعض اہل لغت کے نزدیک یہ مصدر [illegible] کا اسم ہے [illegible] اس کی تفسیر [illegible] رکبانا علی نجائب [illegible] یعنی وہ اپنی ناقوں کی سواریوں پر سوار ہو کر حاضر ہوں گے [illegible] جب مومن قبر سے اٹھے گا تو اس کا عمل ایک خوبصورت انسان کی شکل میں اس کا استقبال کرے گا اور اس کا جسم خوشبو سے مہک رہا ہوگا۔ وہ اس سے پوچھے گا کیا تو نے مجھے پہچانا۔ وہ کہے گا نہیں بجز اس کے کہ اتنا معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری شکل وصورت [illegible] ہے اور تیری مہک بڑی [illegible] ہے۔ وہ کہے گا میں تیرا عمل صالح ہوں۔ دنیا میں میں تجھ پر سوار رہا آج میں تجھ کو اٹھانے کے لیے آیا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: [illegible]

ترجمہ: میرے پروردگار نے مجھے میری امت سے ستر ہزار ایسے عطا کیے جو جنت میں بے حساب داخل ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ نے اپنے رب سے زیادہ کا سوال کیا۔ رحمت عالم آقا نے فرمایا کہ میں نے زیادہ کے لیے درخواست کی اور مجھے میرے رب نے اس قدر عطا فرمایا۔ اس قدر کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کھول دیا اور اپنے دونوں بازوؤں کو کشادہ کر دیا [illegible] ہشام کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جو اس نے اپنے محبوب کو دیا اس کی تعداد معلوم نہیں ہو سکتی۔ [illegible] انصاری سے مروی ہے کہ [illegible] رسول کریم کا معمول یہ تھا کہ صرف نماز پنجگانہ کے لیے تشریف لاتے اور پھر خلوت نشین ہو جاتے [illegible] حضور [illegible] تشریف لائے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ حضور تین دن تک ہم سے الگ تھلگ رہے یہاں تک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کوئی حادثہ رونما ہو گیا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا [illegible]

[illegible]

إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ

ہانک کر لے جائیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے۔ نہیں اختیار رکھیں گے شفاعت کا بجز اس کے جس نے لے لیا ہے

کوئی بات نہیں۔ یہ تو دل خوش کن واقعہ ہوا ہے میرے رب نے میرے ساتھ یہ وعدہ فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار آدمی کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔ میں اپنے رب سے تین دن تک اس تعداد میں اضافہ کی التجا کرتا رہا۔ پس میں نے پایا ہے پروردگار کو ماجد کریم اور کریم پایا۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار کے علاوہ ان میں سے ہر شخص کے ساتھ ستر ستر ہزار عطا فرمایا۔ (روح المعانی) سے

یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

لفظ ستر یہاں بھی [illegible] عطا میں پایا ہے۔ کیونکہ یہی [illegible] پر آتا ہے جو پایا ہو۔ [illegible]

اس آیت کریمہ سے کفار کی شفاعت کی نفی اور الا سے اہل ایمان کی شفاعت کا اثبات ہے۔ [illegible] الشفاعۃ [illegible] کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے حضرت ابن مسعودؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے جو ناظرین کرام کے ذوق کے لیے بطور ہدیہ پیش ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو اپنے صحابہ سے یہ کہتے سنا کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ ہر صبح و شام اپنے رب سے ایک عہد لے لیا کرو۔ [illegible] کہ اللّٰھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انی اعھد الیک فی ھذہ الحیوۃ الدنیا انی اشھد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک ان تکلنی الی نفسی تقربنی من الشر وتباعدنی من الخیر وانی لا اثق الا برحمتک فاجعل لی عندک عھدا توفینیہ یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد۔ جو شخص یہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس پر مہر لگا کر عرش کے نیچے رکھ دے گا اور جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی کرنے والا منادی کرے گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کا اللہ تعالیٰ کے پاس عہد ہے پس وہ آدمی کھڑا ہوگا اور اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

عہد کا ترجمہ۔ اے اللہ تعالیٰ اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، اے غیب پوشیدہ اور شہادۃ ظاہر کو جاننے والے میں تیرے پاس اس دنیوی زندگی میں ایک پختہ عہد کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود بجز تیرے تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کرنا، اگر تو نے مجھے میرے نفس کے حوالے کر دیا تو وہ مجھے خیر سے دور اور شر کے قریب کر دے گا اور میں تیری رحمت کے بغیر کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتا۔ میرے اس اقرار کو اپنے ہاں محفوظ رکھنا اور قیامت کے روز مجھے یہ عہد لوٹا دینا۔ بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا

[illegible]

إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ

[illegible]

هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ

[illegible]

وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝

[illegible]

لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (تفسیر غریب القرآن لابن قتیبہ)

فَرْدًا ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ

[illegible] جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے [illegible] ان کے لیے

الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ

[illegible]

وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هَلْ

[illegible] کیا

تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible] الصلوات واکمل البرکات وازکی التسلیمات۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سُورۃ طٰہٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام :۔ اس سورۃ مبارکہ کا نام طٰہٰ ہے یہی وہ کلمہ ہے جس سے شروع ہو رہا ہے۔
یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں آٹھ رکوع ہیں۔ اس کی آیتوں کی تعداد ۱۳۵ ہے۔ اور یہ ۱۳۴۱ کلمات اور ۵۲۴۲ حروف پر مشتمل ہے۔

زمانۂ نزول :۔ اس سورۃ کو تاریخ اسلام میں ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ مسلمان ہونے سے پہلے ایک دن حضرت عمر بڑے جوش و خروش سے گھر سے نکلے۔ تیغ تو ان کے گلے میں حمائل تھی۔ کسی نے پوچھا عمر کہاں کا قصد ہے۔ جواب دیا مسلمانوں کے نبی کا سر قلم کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا پہلے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید تو مسلمان ہو چکے ہیں اور اپنے نبی پر سر جان سے فدا ہو رہے ہیں۔ غصہ سے واپس لوٹے اور بڑی بے دردی سے بہنوئی کو مارنا شروع کیا۔ بہن درمیان میں آئی تو ان پر بل پڑے ان کا سر پھوڑ دیا جس سے خون کا فوارہ بہہ نکلا۔ یہ منظر دیکھ کر کچھ نرمی پیدا ہوئی۔ کلام الٰہی سننے کا اظہار اپنی بہن سے کیا۔ انہوں نے غسل کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ غسل کر چکے تو حضرت فاطمہ نے اسی سورۃ کی چند پہلی آیتیں تلاوت کیں جس نے عمر کی دنیا بدل ڈالی۔ پتھر دل پسیج گیا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا۔ اسی وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ علامہ اقبالؒ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے :۔

تو می دانی کہ سوز قراتِ تو ۔ دگرگوں کرد تقدیرِ عمر را

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر کے مشرف باسلام ہونے سے پہلے یہ سورۃ نازل ہو چکی تھی۔
ویسے تو اس سورۃ کی ہر آیت روشنی کا ایک مینارہ ہے لیکن چند امور خصوصی توجہ کے مستحق ہیں :۔

۱۔ مندرجہ بالا تاریخی پس منظر سے آپ نے یہ اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اس سورۃ کے نزول کا زمانہ وہ تھا جب کفار کی اسلام دشمنی اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ مظالم اور ستم آرائی کی انہوں نے انتہا کر دی تھی۔ حضور سرور کائنات کی شبانہ روز محنت کے باوجود صرف چند روحیں ایسی تھیں جنہوں نے اس دعوت حق کو قبول کیا تھا۔ قوم کی یہ ہٹ دھرمی دیکھ کر حضور کے قلب نازک پر کیا گزرتی ہوگی اور اسلام قبول کرنے والوں کے دلوں میں بھی اس دعوت کے مستقبل کے متعلق کیسے کیسے خدشات پیدا ہوتے ہوں گے۔ اس

ابتدائی آیات میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ یہ قرآن اس قادر مطلق نے نازل فرمایا ہے جس کی کبریائی کے سامنے کائنات کی ہر چیز سرنگوں ہے۔ اس نے یہ قرآن آپ پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ رنج و مشقت میں مبتلا ہوں۔ یقیناً آپ کا دین غالب ہو کر رہے گا اور اسی سلسلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا۔ انہیں کس طرح دوران سفر ایک تنگ و تاریک رات میں وادی طویٰ کے ایک گوشہ میں بلا کر خلعت نبوت سے سرفراز کیا گیا اور اس کے بعد انہیں ایک ایسے ظالم بادشاہ کی طرف بھیجا گیا جس کی ساری عمر جبر و ستم میں گزری تھی۔ حکم ملا کہ جاؤ اور بڑی بے باکی کے ساتھ فرعون کے سامنے اس کلمہ حق کو دہرائیں۔ میری توحید کا اعلان کرو اور اسے حکم دو کہ وہ بنی اسرائیل کو اپنی غلامی کی زنجیروں سے آزاد کر دے۔ اس کا انجام جو ہوا وہ آپ کی نصرت اور حق و باطل کے معرکہ میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوگا۔

قصص ارشادات الٰہی میں فرعون کے پاس تشریف لے گئے اور مناظرہ میں اسے شکست دی۔ فرعون کے اصلی ہتھیار اس کے جادوگر تھے۔ جادوگروں نے جب اپنا جادو دکھایا تو موسیٰ علیہ السلام کا عصا ان کے سارے جادو کو نگل گیا۔ جادوگر حقیقت دیکھ کر ایمان لے آئے۔ فرعون نے ان کو ہاتھ پاؤں کاٹنے اور سولی پر چڑھانے کی دھمکی دی لیکن ان کا جواب یہ تھا کہ جو چاہو کر لو۔ یہ ہے ایمان کی وہ قوت جس کے سامنے فرعون کی ساری سطوت ہیچ ہو گئی۔ کیا مجال ہے کہ ان کے دلوں میں ذرا بھی تزلزل آیا ہو۔ وہ صداقت پر ڈٹے رہے اور مسکراتے ہوئے جان دے دی۔ ایمان کا یہ واقعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ ایمان کی قوت کتنی بلا ہے۔

۲۔ اس کے بعد سامری کے ذریعہ بنی اسرائیل کی گمراہی اور گوسالہ پرستی کا ذکر بھی بیان کر دیا۔

۳۔ آخر میں آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان کر دیا۔ جس سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ اصل گناہ پھر اس پر اکڑ جانا اور اللہ کے سامنے جھکنے سے انکار ہے جس طرح ابلیس کے واقعہ سے معلوم ہے لیکن اپنی لغزش پر نادم ہونا اور توبہ کرنا انسانی عظمت کے شایان ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ سے معلوم ہوا۔

اس کے بعد پھر سب کو متنبہ کر دیا کہ ابلیس کی پیروی کرو گے تو رسوا ہو گے اور اگر آدم علیہ السلام کی طرح اپنی لغزش پر نادم ہو کر بارگاہ الٰہی میں مغفرت طلب کرو گے تو بخش دیئے جاؤ گے۔

سورۃ کو ختم کرنے سے پہلے چند حقائق کو بڑے مؤثر اور دلنشین پیرائے میں بیان کر دیا تاکہ انسان کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار ہو کر ہمیشہ گمراہی کی وادیوں میں بھٹکتا نہ رہے۔

(٢٠) سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ (٤٥) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ١٣٥ رُكُوْعَاتُهَا ٨

سورۂ طٰہٰ مکی ہے اس کی اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے (۱۳۵) آیتیں (۸) رکوع ہیں

طٰهٰ ① مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ② اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ

طٰہٰ ۱؎ نہیں اتارا ہم نے آپ پر قرآن کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں ۲؎ بلکہ نصیحت ہے اس کے لیے جو

يَّخْشٰى ③ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ④ اَلرَّحْمٰنُ

(اپنے رب سے) ڈرتا ہے یہ اتارا گیا ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا فرمایا زمین کو اور بلند آسمانوں کو۔ وہ بے حد مہربان

۱؎ قبیلۂ عکل اور قبیلۂ طے کی لغت میں طٰہٰ کا معنی یا رجل یعنی اے شخص ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قبیلۂ عک میں طٰہٰ معنی یا حبیبی (اے میرے حبیب) استعمال ہوتا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور رحمت عالمیان کا اسم مبارک ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ 'ط' طہارت اور 'ہ' ہدایت کے لیے بطور رمز ذکر ہوا ہے۔ اس کا معنی ہے یا طاہرا من الذنوب یا ہادیا الی علام الغیوب اے گناہوں سے پاک اور اے حق تعالیٰ کے راہنما۔ (قرطبی)

علامہ نظام الدین نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں ایک اور لطیف توجیہ نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حساب جمل سے ط کا عدد ۹ اور ہ کا عدد ۵ ہے۔ یہ کل چودہ ہے۔ جس کا معنی ہے اے چودھویں کے چاند۔ قیل الطاء تسعة فی الحساب والهاء خمسة ومعناه یا ایها البدر

علامہ آلوسی نے اس توجیہ کا ذکر کر کے لکھا ہے فکانه قیل یا بدر سماء عالم الامکان یعنی عالم امکان کے آسمان کے ماہ تمام! اے فلک نبوت کے چودھویں کے چاند! (روح المعانی)

۲؎ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دلی آرزو تھی کہ اللہ تعالیٰ کے جو بندے اپنے رب سے منہ موڑ چکے ہیں، اور رشتۂ عبودیت توڑ چکے ہیں وہ پھر اپنے رحیم و کریم مالک کی چوکھٹ پر جھک جائیں اور اس سے اپنی بندگی کا رشتہ استوار کر لیں۔ [illegible] [illegible] کا تاج سر پر ہے وہ لکڑی اور پتھر کی مورتیوں کے سامنے پیشانی رگڑ رہا ہو۔ انسانیت کی اس تذلیل سے حضور کو بڑا دکھ ہوتا تھا۔ حضور ہر لحظہ اس کے لیے کوشاں رہتے کہ اسلام کا پیغام [illegible] پہنچے اور قرآن کریم کی جو مشعل ان کے لیے جلائی گئی ہے اس کا نور ہر طرف پھیلے۔ حضور کی دلآویز شخصیت، پاک سیرت اور وعظ میں ڈوبے ہوئے خطبے [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] چاندنی کا نزول [illegible] قرآن کی آیات بینات کی [illegible] جو قرآن حق کے [illegible] [illegible] شرک سے [illegible] [illegible] [illegible] ان کے [illegible] [illegible] ان کے اس

عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ

[illegible] تخت پر [illegible] اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور

مَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ

جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ [illegible] کے نیچے ہے اور اگر تو [illegible] بات کرے تو [illegible] جانتا ہے

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] آپ [illegible]

[illegible] ابتدائی ایام میں [illegible] ساری رات [illegible] یہاں تک کہ قدم مبارک [illegible] آپ پر [illegible] (قرطبی)

[illegible] ابو جہل اور نضر بن حارث [illegible] آپ [illegible] اسلام [illegible] قرآن [illegible] سعادت حاصل [illegible]

[illegible] سورۂ اعراف آیت نمبر ۵۴ کا حاشیہ۔

[illegible]

السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝ وَهَلْ

[illegible]

اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ

[illegible]

اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝

[illegible]

[illegible]

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ

پس جب آپ وہاں پہنچے تو ندا کی گئی اے موسیٰ! بلاشبہ میں تیرا رب ہوں پس تو اتار دے اپنے جوتے بے شک تو

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾

طویٰ کی مقدس وادی میں ہے۔ اور میں نے پسند کر لیا ہے تجھے (رسالت کیلئے) سو کان لگا کر سنو جو وحی کیا جاتا ہے۔

ٹ وہاں پہنچے تو عجیب منظر تھا ایک سرسبز و شاداب درخت ہے جسے ایک عجیب قسم کی آگ نے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ آگ ہے کہ اور اس کی ہریالی اور بھی دلکش! ششدر رہ گئے!

ٹ اچانک ندا آئی۔ اے موسیٰ تم آگ کی طرف جو دیکھ رہے ہو یہ آگ نہیں بلکہ تجلی ہے تیرے پروردگار کی۔ آپ جب بارگاہ رب جلال میں حاضر ہو، طویٰ کی مقدس وادی ہے ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ جوتے اتار دو تاکہ اس وادی کی خاک پاک تیرے پاؤں کے تلووں کو مس کر سکے اور وہ بابرکت ہو جائیں۔

یہ منزل اور اس کے بعد کا یہ میدان جو حیرت کا میدان ہے وہ عقل کی کاوش سے کب طے ہو سکتی ہے۔ انسان کی ترقی و رفتار سب تھک ہار کر رہ جاتی ہے یہاں جب حسن ازل کرم فرماتا ہے اور عشق کی آتش تیز ہو کر بلند شعلوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو سب مسافتیں سمٹ کر رہ جاتی ہیں اور چشم زدن میں یہ سعی مشکور ہو جاتی ہے جس سے عاقلان دور رس تھک ہار کر رہ گئے ہیں۔ حضرت سنائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صوفیاء کرام کا ارشاد ہے کہ عقل جس مقام پر پہنچ کر دم توڑ دیتی ہے عشق کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے۔ وہاں پہنچا جا سکتا ہے تو اسے یہاں ہزاروں سال عمر بیت جائے اور کوئی ایسا لمحہ آ جائے (بشرطیکہ عنایت ازلی کی توجہ نصیب ہو) تو سالک اتنی تیزی سے اڑتا ہے اور وہ ایک لمحہ میں ہزاروں سال کی مسافت طے کر لیتا ہے۔ [illegible] شیخ علی سہیل [illegible] فرماتے ہیں ؎

سیر زاہد ہر شبے یک روزہ راہ   سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ

یعنی محو ذات کی بندگی ایک سال اور ہر لحظہ اپنے شیخ کی توجہ اور جذب سے نصیب ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ نگاہ رحمت اسے کھینچ لیتی ہے اور اسے واصل بحق کر دیتی ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں:

زاہد تو ایک رات میں ایک دن کی مسافت طے کرتا ہے لیکن عارف کی سیر آن واحد میں بادشاہ حقیقی کے تخت تک پہنچتی ہے۔

ٹ شان بندہ نوازی ملاحظہ ہو۔

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴿١٤﴾

یقیناً میں ہی خدا ہوں نہیں ہے کوئی معبود بجز میرے سو میری عبادت کیا کرو اور نماز ادا کیا کرو میری یاد کے لیے۔

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ﴿١٥﴾

بیشک وہ گھڑی (قیامت) آنے والی ہے میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو اس کی کوشش کے مطابق

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ﴿١٦﴾

پس ہرگز نہ روکے تجھے اس (کی فکر) سے وہ شخص جو ایمان نہیں رکھتا اس پر اور پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی ورنہ تو بھی ہلاک ہو جائے گا

ف۱ اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ نماز اس لئے قائم کرو تاکہ میری یاد [illegible] دوسرا یہ بتایا گیا ہے کہ نماز میں میری ہی حمد و تمجید کرو [illegible] اس آیت کے متعلق [illegible] یہ ہے کہ تم نماز ادا کرو [illegible] میں تمہیں یاد کروں [illegible] آیت میں [illegible] میں تجھے یاد کروں [illegible]

مسئلہ: اگر آدمی نماز بھول جائے اور نماز ادا نہ کرے یا سو گیا اور نماز کا وقت گزر گیا تو جب اسے یاد آئے [illegible] وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نسی صلوٰۃ او نام عنها فکفارتها ان یصلیها اذا ذکرها۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے یا نماز کے وقت سو گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جس وقت اسے یاد آئے اسی وقت نماز ادا کرلے۔

ف۲ اکاد اخفیها کا مفہوم بیان کرنے میں علماء نے بڑی تفصیل سے بحث کی ہے لیکن آسان اور قابل فہم بات یہ ہے کہ یہاں اکاد معنی ارید ہے یعنی میں نے چاہا اور ارادہ کیا ہے کہ وقوع قیامت کے وقت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھوں۔

اخفش نے بطور استشہاد ایک شعر نقل کیا ہے جہاں کاد ارادہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

یعنی معنی اکاد اخفیها ای ارید اخفیها - قال الاخفش وشاهده قول الشاعر۔

کادت وکدت وتلک خیر ارادۃ لو عاد من لهو الصبابۃ ما مضی

محبوبہ نے ارادہ کیا اور میں نے بھی ارادہ کیا اور یہ ارادہ بہت عمدہ تھا کاش محبت کی [illegible] لوٹ آتی۔ (قرطبی)

علامہ [illegible] نے [illegible] کی تحقیق کرنے کے بعد اس آیت کی وضاحت کی ہے [illegible]

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى ﴿١٧﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ

اور یہ کیا ہے تمہارے دائیں ہاتھ میں اے موسیٰ عرض کی یہ میرا عصا ہے میں ٹیک لگاتا ہوں اس پر اور جھاڑتا ہوں اس سے

أَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ أَلْقِهَا

اپنی بکریوں کے لیے اور میرے لیے اس میں کئی اور فائدے بھی ہیں۔ حکم ہوا ڈال دو اسے

يٰمُوسٰى ﴿١٩﴾ فَأَلْقٰهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ

زمین پر اے موسیٰ تو آپ نے زمین پر ڈال دیا اسے پس وہ یکایک سانپ بن کر دوڑنے لگا حکم ہوا اسے پکڑ لو اور ڈرو مت ڈرو

اشکیتہ ای ازلت عنہ شکواہ۔ یعنی اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ میں اس سے پتے جھاڑ دوں گا یہاں ہمزہ سلب کے لیے ہے جیسے اشکیت کا معنی ہے میں نے اس کی شکایت دور کر دی۔

مقصد کسی امر کا معلوم کرنا نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنے عصا کی طرف متوجہ کرنا ہے تاکہ جب وہ سانپ بن کر دوڑنے لگے تو انہیں یقین آ جائے کہ یہ معجزہ ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اسی پر اکتفا کرتے لیکن اپنے محبوب حقیقی سے ہم کلام ہونے کی لذت نے مجبور کیا کہ زیادہ سے زیادہ دیر تک اس لطف گفتگو سے محظوظ ہوتے رہیں۔

اتوکأ: ٹیک لگانا، سہارا لینا۔ اھش: درختوں کے پتے جھاڑنا۔ مآرب: جمع ہے اس کا واحد مَأرَبة، مَأرُبة، مَأرِبة اس کا معنی ہے حاجت۔ (قرطبی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک جابر اور مطلق العنان بادشاہ کو دعوت حق دینے کے لیے روانہ فرمانے کا وقت آ گیا چاہیے تو یہ تھا کہ فرعون کو دعوت دینے کے لیے کسی ایسے جابر کو مقرر کیا جاتا جو قوت و سطوت میں اس سے بڑھا ہوا ہوتا اس کے لشکر کی تعداد فرعون کی سلطنت سے زیادہ ہوتی۔ لیکن قدرت نے اس کام کے لیے ایک ایسے مسافر کو منتخب کیا ہے جو دس سال مدین میں بسر کرنے کے بعد اپنے وطن واپس لوٹ رہا ہے جس کے پاس نہ لشکر ہے اور نہ ساز و سامان لیکن بارگاہ الٰہی سے اس کو دو ایسے ہتھیار (عصا اور ید بیضا) دیے جا رہے ہیں جن کا فرعون کے اسلحہ خانہ میں تصور تک نہ تھا تاکہ اس مرد مجاہد کی فقر و درویشی کے سامنے فرعون کی سطوت، قیصر و کسریٰ کی وجاہت سے پامال ہو جائیں۔ سیرت کا معنی ہے حالت، صورت۔ سیرۃ وھی فعلۃ من السیر تقال للھیئۃ ثم جردت عن معنی الحرکۃ فی سطح الھیئۃ والحالۃ التی یکون علیھا الشیء (روح المعانی)

تورات میں بھی تقریباً اسی طرح آپ کے دونوں معجزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (خروج ۴ : ۲ ۔ ۷)

سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ

[illegible]

بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ۝

[illegible]

اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَسِّرْ لِيٓ أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝

اور آسان فرما دے میرے لیے میرا کام اور کھول دے گرہ میری زبان کی تاکہ اچھی طرح سمجھ سکیں وہ لوگ میری بات

وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝

اور مقرر فرما دے میرا وزیر میرے خاندان سے یعنی ہارون کو جو میرا بھائی ہے مضبوط فرما دے اس سے میری کمر ۲۰

وَأَشْرِكْهُ فِيٓ أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ

اور شریک بنا دے اسے میرے کام میں تاکہ ہم دونوں تیری پاکی بیان کریں بکثرت اور تیرا ذکر کریں بکثرت۔ بے شک تو ہی

كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ وَلَقَدْ

ہمارے حال کو خوب دیکھنے والا ہے ۲۱ فرمایا تمہیں دے دی گئی جو درخواست تم نے کی اے موسیٰ ۲۲ اور ہم نے احسان

مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰٓ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰٓ ۝ أَنِ

فرمایا تم پر ایک بار پہلے بھی ۲۳ جب ہم نے الہام کیا تمہاری ماں کو جو الہام کیا جانا تھا ۲۴ کہ

۲۰ علامہ جوہری لکھتے ہیں الازر القوۃ وقولہ تعالیٰ اشدد بہ ازری ای ظہری وموضع الازار من الحقوین یعنی ازر کا معنی قوت ہے۔ [illegible] اس کا ترجمہ لکھتے ہیں جبکہ [illegible] میری کمر۔ (الصحاح)

۲۱ آخری وجہ [illegible] ہمارا [illegible] جب ہم دونوں [illegible] تیری تسبیح [illegible] تجھے علم ہے [illegible] مقصود [illegible] حاصل ہو۔

۲۲ آپ کی یہ ساری دعا منظور فرما دی گئی [illegible] تیری ساری التجاؤں کو قبول فرما لیا۔

۲۳ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے [illegible] اب ان احسانات کا ذکر کیا جا رہا ہے جن سے [illegible] آپ کو نوازا گیا تھا۔

۲۴ فرعون نے بنی اسرائیل کے ہر نوزائیدہ بچے کو قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ نجومیوں نے اسے بتایا تھا کہ بنی اسرائیل کے ہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو اس کی سلطنت کی بربادی کا باعث ہوگا۔ اس لیے اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر ہر پیدا ہونے والے بچے کو قتل کرنے کا حکم صادر کر دیا تاکہ وہ بچہ پیدا ہوتے ہی مار ڈالا جائے جس کے متعلق اس کے جوتشیوں نے پیش گوئی کی تھی یا اس کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کی نسل بڑی تیزی سے

اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ

[illegible]

يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ابن عباس [illegible] عاشقوں اور محبوبوں کے سردار ہیں اور حبیب [illegible]

عَلٰى عَيْنِيْ ۝ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ

اور تاکہ تیری پرورش ہو میری آنکھوں کے سامنے ۳۸ (یاد کرو) جب جا رہی تھی تمہاری بہن پھر کہنے لگی کیا میں بتاؤں تمہیں اسے جو

يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۥ وَقَتَلْتَ

اس کی پرورش کرے پس ہم نے لوٹا دیا تمہیں تمہاری ماں کی طرف تاکہ ٹھنڈی ہوں اس کی آنکھیں اور وہ غمگین نہ ہو ۳۹ اور تم نے قتل کر دیا

نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۵ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ

ایک شخص کو تو ہم نے نجات دی تمہیں غم سے اور ہم نے آزمایا تمہیں طرح طرح سے ۴۰ پھر تم ٹھہرے رہے کئی سال

اَهْلِ مَدْيَنَ ۥ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ

اہل مدین میں ۴۱ پھر تم آ گئے مقررہ وقت پر اے موسیٰ ۴۲ اور میں نے مخصوص کر لیا ہے

تعني بالتكليم صوت الشخصية محبة الصحبة بعينه تعني الحبيب المحبوب الصحبة والحس والشكل
المكلم بالسلام من الحبيب والمحب والمحبوب (قرطبی)

۳۸ یعنی ہم نے آپ کو کسی کی نگاہ غلط کا نشانہ بننے نہیں دیا بلکہ آپ کی رہائش، آرام و آسائش اور تربیت کے جملہ انتظامات ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے کرائے۔

۳۹ دوسرے احسان کا بیان ہے۔

۴۰ فُتُون یا فِتْنَۃ کے معنی ہیں آزمانا۔ یہ مصدر ہے یا جمع ہے یعنی ہم نے تمہیں اچھی طرح کئی بار آزمایا۔ ہم نے تمہیں طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا کر کے پرکھا ہے تاکہ آپ ایک پختہ کار اور منجھا ہوا بن جائیں۔ جب تک وہ آزمائش کے مراحل سے نہیں گزرتا، قیادت کا بوجھ اٹھانے کے اہل نہیں بنتے۔ حضرت یوسف کی ابتلاءات سے گزرنے کا حال آپ پڑھ آئے ہیں۔ یہی حالت حضرت کلیم کو پیش آئے۔

۴۱ یہاں ایک واقعہ حضرت شعیب کے ریوڑ کا بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ایک بکری کا بچہ ریوڑ سے الگ ہو گیا۔ اس کی تلاش میں آپ دن بھر ادھر ادھر دوڑتے رہے۔ شام کے قریب اسے پکڑ لیا۔ بجائے غصہ میں اسے زد و کوب کرنے کی بجائے اٹھا کر سینے سے لگایا اور کہنے لگے کہ تو نے کیا کیا، مجھے بھی تھکا دیا اور خود بھی تھک گیا۔ پھر اس کا منہ چوما اور اپنے ہاتھوں کے ساتھ اس قدر شفقت پیدا ہو تب ہی امت کے رہنما بننے کے اہل سمجھے جا سکتے ہیں۔

۴۲ عمر و تربیت کے لحاظ سے جب مقررہ وقت آ پہنچا تو آپ یہاں اسی وقت پہنچ آئے۔

لِنَفْسِي ۝٤١ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝٤٢

تمہیں اپنی ذات کے لیے۔ اب جائیے تم اور آپ کا بھائی میری نشانیاں لے کر اور سستی نہ کرنا میری یاد میں ۲۹

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝٤٣ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ

آپ دونوں جائیں ۳۰ فرعون کے پاس وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اور گفتگو کریں اس کے ساتھ نرمی سے ۳۱ شاید وہ نصیحت

اَوْ يَخْشٰى ۝٤٤ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝٤٥ قَالَ

قبول کرے یا ڈرے ۳۲ عرض کی دونوں نے اے ہمارے رب! ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ زیادتی کرے ہم پر ۳۳ یا سرکشی سے پیش آئے

۲۹ "ونی" کے معنی ہیں سستی اور کوتاہی کرنا۔ ونی یعنی ضعف و فتور۔ منصب رسالت کے بعد سب سے پہلے ایک بار تاکید کر دی کہ ذکر میں کوتاہی نہ کرنا کیونکہ ذکر الٰہی ہی مشکلات کی کلید ہے یہی وہ سرچشمہ ہے جس سے عزم و ہمت کے دھارے پھوٹتے ہیں۔

۳۰ پہلے عام لوگوں کو پیغام ہدایت سنانے کی مدت ختم نہیں ہوئی اب خصوصی طور پر فرعون سرکش کے پاس جا کر اسے دعوت حق دینے کا حکم ملا۔

۳۱ نرمی کے ساتھ بات کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شیریں لہجہ اور ملائم ہونا چاہیے کہ جب بولے تو یوں معلوم ہو کہ اس کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ الفاظ [illegible] ہوں، نرمی اور حسن کلام ہو تاکہ لوگ اس سے نفرت کرنے کے بجائے اس کی طرف کھنچے چلے جائیں۔ [illegible] (قرطبی)

۳۲ لعل کے معنی میں امید و رجا ہے اس کا تعلق ذات باری سے نہیں بلکہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے ہے یعنی تم اس امید پر دعوت کی کوشش کرنا کہ شاید وہ ہدایت کو قبول کر لے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگے۔

۳۳ فرعون کی سرکشی اور جبر و تشدد کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی اس لیے دونوں نے اپنی اس تشویش کا اظہار کیا کہ ہم اس کے پاس جائیں اور وہ ہمیں اپنے ظلم و ستم کا نشانہ ہی بنا دے۔ [illegible]

جن انبیاء کرام کا ذکر قرآن کریم میں ہے ان میں سے اکثر کا تذکرہ بائبل میں بھی ملتا ہے لیکن بائبل میں جب ہم ان انبیاء کرام کے تذکرے پڑھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے ان کے لیے تقدس و احترام کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا اور ان کے کردار میں بھی کوئی ایسی کشش محسوس نہیں ہوتی لیکن اس کے برعکس جب قرآن ان کے حالات کو بیان کرتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کا وجود [illegible] انسانیت کی فلاح ہے۔ ان کی ہر بات حکیمانہ اور ان کا ہر عمل پیغمبرانہ جلال سے [illegible] ہوتا ہے۔ آپ اس واقعہ کو قرآن میں بھی پڑھ چکے ہیں اب اس

لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ

فرمایا: ڈرو نہیں، میں یقیناً تمہارے ساتھ ہوں، سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔ پس تم دونوں اس کے پاس جاؤ

فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ڏ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ

اور کہو ہم تیرے رب کے فرستادے ہیں پس بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور انہیں دکھ نہ دے، ہم تیرے پاس نشانی لے کر آئے ہیں

مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ

تیرے رب کی طرف سے۔ اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ بیشک وحی کی گئی ہے ہماری طرف کہ

اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾

عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور روگردانی کرے۔ (فرعون نے) کہا: تو کون ہے تم دونوں کا رب اے موسیٰ

ذرا بائبل میں پڑھیے:۔

"سو اب آ میں تجھے فرعون کے پاس بھیجتا ہوں کہ تو میری قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لائے۔ موسیٰ نے خدا سے کہا میں کون ہوں جو فرعون کے پاس جاؤں اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لاؤں۔"

(کتاب خروج ۳: ۱۰، ۱۱)

اسی کتاب کے باب چہارم میں ہے کہ جب موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے معجزات سے مشرف کر دیا اور پھر انہیں فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو بھی آپ نے اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

"سو اب تو جا میں تیری زبان کا ذمہ لیتا ہوں اور تجھے سکھاتا رہوں گا کہ تو کیا کہے۔ تب اس نے کہا اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کسی اور کے ہاتھ سے جسے تو چاہے یہ پیغام بھیج۔ تب خداوند کا قہر موسیٰ پر بھڑکا۔" (خروج ۴: ۱۲، ۱۳، ۱۴)

کہ بنی اسرائیل پر مصری جو بڑے بڑے مظالم ڈھاتے تھے انہیں بیگار میں پکڑا جاتا تھا، چوپایوں کی طرح ان سے بڑی مشقت کے کام لیے جاتے اور ان سے ہر طرح کا ذلت آمیز سلوک کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد سنی اور غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرنے کے لیے اپنے دو بندوں کو روانہ فرمایا۔

جیسے سورۃ الاعراف کے حواشی میں گزر چکا ہے کہ مصری رع سورج دیوتا کو الٰہ اکبر (رب اعلیٰ) یقین کرتے تھے اور مصر کے فراعنہ اپنے آپ کو اسی سورج دیوتا کا اوتار کہتے تھے۔ اس طرح مصریوں کے مذہبی عقیدہ کا سہارا لے کر انہوں نے

قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝ قَالَ فَمَا بَالُ

[illegible]

الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (کشاف)

[illegible]

وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا

اور نہ وہ کبھی بھولتا ہے وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور بنائے تمہارے واسطے

سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ

اس میں راستے اور اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے پانی کے ذریعے قسم قسم کے جوڑے مختلف نباتات

شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝

کے۔ خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ۔ بے شک ان میں ہماری قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝

اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور دوبارہ اسی سے ہم تمہیں نکالیں گے یکبار دگر

کہ ان کے سارے حالات پہلے سے لوح محفوظ میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ مجھے تنہا ہی علم ہے [illegible] کے سکتا ہے۔ پھر آپ نے اصل جواب کی طرف رجوع کیا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی چند نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ [illegible] تک آپ کا کلام ختم ہوتا ہے اور [illegible] سے اللہ تعالیٰ خود اپنی قدرت کا ذکر فرماتے ہیں [illegible] کلام موسیٰ علیہ السلام ثم قال [illegible]

شتی جمع ہے اس کا واحد شتیت۔ متفرق، مختلف یعنی ذائقہ، رنگ، بو، تاثیر و خاصیت میں ہر ایک دوسرے سے الگ تھلگ ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام جو ابو البشر ہیں جب ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا تو گویا ہر انسان کا اصل مٹی ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نطفہ غذا سے تیار ہوتا ہے اور غذائیں زمین سے اگتی ہیں گویا ہر شخص اپنے اصل و نطفہ کے لحاظ سے مٹی سے پیدا کیا گیا۔ پھر مرنے کے بعد قبر میں دفن ہوتا ہے اور قیامت کے روز اسی سے نکالا جائے گا۔ علامہ ابو عبد اللہ القرطبی نے حضرت براء کی روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ مومن کی روح جب نکلتی ہے تو فرشتے اسے لے کر چڑھ جاتے ہیں اور جب فرشتوں کے کسی گروہ کے پاس سے اس کا گزر ہوتا ہے تو پوچھتے ہیں یہ کون ہے تو فرشتے بہترین القاب سے اس کا تعارف کراتے ہیں۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اکتبوا لعبدی کتابا فی علیین و اعیدوہ الی الارض فانی منها خلقتهم وفيها اعيدهم ومنها اخرجهم تارة اخرى فتعاد روحه فی جسده۔ یعنی میرے اس بندے کی کتاب اعلیٰ علیین میں لکھ دو اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے انہیں اسی سے

وَلَقَدْ أَرَيْنَٰهُ ءَايَٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ۝ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا

اور ہم نے دکھلا دیں فرعون کو اپنی ساری نشانیاں لیکن پھر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار کیا کہنے لگا کیا تو آیا ہے ہمارے پاس تاکہ نکال دے ہمیں

مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَٰمُوسَىٰ ۝ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِۦ فَٱجْعَلْ

ہماری سرزمین سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ! تو ہم بھی لے آئیں گے تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو پس مقرر کر

بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُۥ نَحْنُ وَلَآ أَنتَ مَكَانًا سُوًى ۝

اور اپنے درمیان مقابلہ کا دن نہ ہم خلاف ورزی کریں اس سے اور نہ ہی تو جگہ بھی ہموار ہو

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ ٱلزِّينَةِ وَأَن يُحْشَرَ ٱلنَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلَّىٰ

کہنے لگے وعدہ کا دن تمہارے لیے جشن کا دن ہے اور یہ کہ اکٹھے کئے جائیں لوگ چاشت کے وقت پس پیٹھ پھیری

پیدا کیا اور اسی میں انسانوں کو لوٹایا اور وہیں سے دوبارہ نکالا جائے گا پھر ایک دن اسی کے سپرد میں بنا دی جاتی ہے۔

لے موسیٰ علیہ السلام نے عقل و نقل سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید و حقانیت کو ثابت کر دیا اور اپنے معجزے دکھا کر اپنی نبوت و رسالت کو مستحکم کر دیا لیکن سیاسی مصلحتیں، شاہی اقتدار، جھوٹی جاہ طلبی کی ہوس ذاتی زعم اور اپنے صاحب جس کے خوگر ہو چکے تھے ان سے دستبردار ہونے کی ان میں جرأت نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سب نشانیاں دیکھ لینے کے بعد اور معجزات کا مشاہدہ کر لینے کے باوجود انکار و تکذیب پر ڈٹے رہے۔

لے دلائل کے سامنے لاجواب ہو کر اس نے سیاسی شعبدہ بازی کا مظاہرہ شروع کیا اور موسیٰ پر الزام لگایا کہ آپ بظاہر تو یہ کہتے ہیں کہ آپ نبی الٰہی ہیں لیکن حقیقت میں آپ ہم سے ہماری سلطنت چھیننا چاہتے ہیں آپ یہاں اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے لیکن یاد رکھو تم اپنے ساحرانہ ہتھکنڈوں سے بھی ہمارے ملک سے نکالنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔

لے اپنے درباریوں کے جذبات کو مشتعل کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو مقابلہ کا چیلنج دینے میں پہل کی۔ تاکہ اپنے درباریوں کی نظروں میں اپنا بھرم برقرار رکھ سکے مکانا سوی کا مطلب ہے ایسی جگہ جو صاف کھلی ہو

أي مكانًا مستويًا يتبين للناس ما بيننا فيه (قرطبی)

لے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے چیلنج کو قبول کر لیا اور فرمایا زیادہ تاخیر کی ضرورت نہیں قومی میلہ عنقریب ہونے والا ہے سارے لوگ اکٹھے ہوں گے، کھلے میدان میں دن کا وقت مناسب ہو گا تاکہ جو فیصلہ ہو وہ

فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا

فرعون واپس ہوا اور اکٹھا کیے اپنے فریب کے سامان پھر مقابلہ میں آگیا۔ موسیٰ نے ان سے کہا شامت کے مارو! جھوٹی باتیں مت گھڑو

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ﴿٦١﴾

اللہ تعالیٰ پر ورنہ وہ تمہارا ستیاناس کر دے گا کسی عذاب سے اور یقیناً ناکام ہوا جس نے جھوٹ باندھا

فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ﴿٦٢﴾ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ

تو آپس میں جھگڑنے لگے اپنے معاملہ میں اور چپکے چپکے مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے

کی روشنی میں یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

۳۵؎ مصر میں مقررہ دن کے لیے زور شور سے تیاری شروع ہو گئی کیونکہ وہ دن فرعون کے لیے فیصلہ کن ثابت ہونے والا تھا۔ اس نے ملک بھر سے بڑے بڑے نامور اور ماہر جادوگر جمع کیے۔ انہیں انعام و اکرام کے بڑے بڑے لالچ دیے اور پوری طرح تیار ہو کر بڑے کر و فر کے ساتھ مقررہ تاریخ کو مقابلہ کے لیے میدان میں آ گیا۔

۳۶؎ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ایک بار پھر اس غلط روش سے باز آنے کی تلقین کی اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ سحته واسحته (يسحته) اى استأصله (الصحاح للجوهري) یعنی کسی چیز کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا، بالکل نام و نشان مٹا دینا۔

۳۷؎ کھلا اور وسیع میدان ہے اور شاہی دربار لگا ہوا ہے۔ فرعون اپنے حواریوں اور ماہر ساحروں سمیت مسند نگار کرسیوں پر بیٹھا ہے۔ عام پبلک بڑی بے تابی سے دونوں کی کامیابی کی دعا کر رہی ہے کیونکہ ان کے درباریوں نے ان کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ یہ دونوں تمہاری حکومت چھیننا چاہتے ہیں اور تمہیں اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتے ہیں۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کے دو بندے عین مقررہ وقت پر آ پہنچتے ہیں۔ ان کی شان و شوکت قابل دید ہے۔ چہرے یقین کے نور سے جگمگا رہے ہیں۔ آنکھیں عزم و جوش سے چمک رہی ہیں۔ حق اپنی سادگی اور بے پناہی کا اعجاز دکھا رہا ہے۔ مجمع عام میں حضرت موسیٰ کی آواز گونجتی ہے۔ قد خاب من افترى (افترا باندھنے والا ہمیشہ نامراد رہتا ہے) اس بے باکی اور جرأت سے دربار پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ اور فرعون کے درباری آپس میں کھسر پھسر کرنے لگتے ہیں اور آپس میں اس موضوع پر الجھتے ہیں کہ کہیں یہ مقابلہ ہمیں مہنگا تو نہیں پڑے گا۔

لَسٰحِرٰنِ يُرِيدٰنِ أَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ

بلاشبہ یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمہیں تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور مٹا دیں تمہاری مثالی ثقافت

ے آخر کار فرعون اور اس کے چند جوشیلے افراد نے مقابلہ کا فیصلہ کر لیا اور منتخب گروہ کو حکم جاری کر دیا کہ یہ کچھ نہیں یہ دونوں جادوگر ہیں ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں حکومت سے محروم کر دیں۔ اس کے علاوہ مثالی تمدن، بے نظیر تہذیب جس کی عظمت جس پر کمال شامل ہیں، یہ اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ فرعون کی اس گرجتی برستی چمکتی "اپنی ثقافت اور اپنی تہذیب" جب خطرے میں دیکھی تو چار و ناچار جارحیت کا شکار بن سکتا ہے وہ اتفاق و اتحاد سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لیے مستعد ہو گئے۔

ے یہاں ایک نحوی الجھن ہے جس کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔ یعنی اِنّ حرف مشبہ بالفعل ہے جو اسم کو نصب دیتا ہے اس لیے آیت یوں ہونی چاہیے تھی۔ اِنّ هذین لساحران لیکن یہاں هذان مرفوع ہے جو نحوی قاعدہ کے خلاف ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ علماء کرام نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔ ان میں سے چند پیش خدمت ہیں۔ کوفیوں کے نزدیک یہ اِنْ ناصبہ نہیں بلکہ نافیہ ہے اور ساحران پر جو لام ہے وہ اِلّا کے معنی میں ہے۔ اب عبارت یوں ہو گی ما هذان الا ساحران۔

مبرد اور دیگر ائمہ نحو کہتے ہیں کہ یہاں اِنّ حروف ناصبہ میں سے نہیں بلکہ نعم (ہاں) کے معنی میں ہے۔ علامہ قرطبی نے کئی شعر بطور استشہاد نقل کیے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے ۔

ویقلن شیب قد علا وقد کبرت فقلت اِنّہ

انہوں نے مجھے ملامت کرتے ہوئے کہا کہ اب تیرے بال سفید ہو گئے ہیں اور تو بوڑھا ہو گیا ہے تو میں نے کہا اِنّہ یعنی ہاں ایسے ہی ہے۔ اس سے بھی زیادہ قوی شہادت حضور کریم کا ارشاد گرامی ہے جسے حضرت امام جعفر صادق نے حضرت امام باقر سے انہوں نے حضرت امام زین العابدین سے انہوں نے سیدنا امام حسین سے اور انہوں نے سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا لا احصی کم سمعت رسول اللہ یقول علی منبرہ اِنّ الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ یہاں بھی اِنّ نعم کے معنی میں ہے عرب خطباء کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اپنے خطبوں کا آغاز نعم سے کیا کرتے۔ (قرطبی) تیسرا جواب جس کو تمام علماء نحو و لغت اور تفسیر نے پسند کیا ہے وہ یہ ہے کہ بعض قبائل تثنیہ کو رفعی، نصبی، جری حالت میں الف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ جیسے ۔

ان اباها وابا اباها قد بلغا فی المجد غایتاها

بنو الحارث بن کعب، زبید، خثعم، کنانہ۔ سب تثنیہ کو الف کے ساتھ پڑھتے۔ (قرطبی)

علامہ قرطبی نے اسے هذا القول احسن ما حملت علیه الآیة لکھا ہے۔ علامہ ابن جنی نے [illegible]

الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ

کے مثالی مذہب کو ۔ سو پکا کر لو اپنی تدبیر کو پھر صف بستہ ہو کر آ جاؤ ۔ اور کامیاب بس آج وہی رہے گا جو غالب

اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ

میں رہے گا ۔ (ساحر) بولے اے موسیٰ ۔ یا پہلے آپ پھینکیں گے یا ہم ہی ہوجائیں پہلے پھینکنے والے

مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ

فرمایا نہیں تم ہی پہلے پھینکو ۔ پھر تو یکایک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں خیال میں آنے لگیں ان کے

[illegible] اس آیت کا ترجمہ کیا ہے [illegible] جمہور [illegible] یعنی سب سے اعلیٰ ترجمہ کیا ہے۔

اس آیت کے ضمن میں چند روایات ایسی ذکر کی گئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کا ترجمہ نقل سے حدیث کی کچھ مدد لی گئی ہے۔ ان روایات کی نسبت حضرت عائشہ، عثمان اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف کی گئی ہے۔ علامہ آلوسی نے ان پر سیر حاصل بحث کی ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ یہ کیا خوب ہے کہ تمام روایات جو قرأت متواترہ کے خلاف ہیں سب ضعیف ہیں۔ والطعن فی الرواۃ اھون بکثیر من الطعن بالائمۃ الذین تلقوا القرآن العظیم الذی وصل الینا بالتواتر من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یألوا جہدا فی اتقانہ وحفظہ۔ (روح المعانی)

۳ المُثلٰی امثل کی تانیث ہے جیسے افضل سے فضلیٰ۔ اس کا معنی ہے مثالی، معیاری۔

۴ ان کے اس قول سے آپ آسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ مقابلہ ان کے لیے کتنا اہم تھا اور انھوں نے اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے کیا کیا جتن کیے ہوں گے۔

۵ جسے اپنی کامیابی کا یقین ہوتا ہے اسے اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ پہلے وار کون کرتا ہے۔ اس لیے انھوں نے حضرت موسیٰ کو ایسا کرنے کا اختیار دیا۔ وقدموا مع ذلک من شعرهم اظهارا لثقتهم بانفسهم۔ (روح المعانی) یہ وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ادب و احترام کی خاطر انھوں نے ایسا کیا۔ وقیل مراعاۃ للادب معہ۔ (روح المعانی) [illegible] تواضع مع موسیٰ [illegible] سبب ایمانهم۔ (قرطبی)

انھوں نے نبی کا ادب ملحوظ رکھا اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا پسند آئی اور ان کو نعمت ایمان سے مشرف فرما دیا۔ محبوبان خدا کا ادب کلید سعادت ہے اور ان کی جناب میں گستاخی موجب حرمان و خسران ہے۔

۶ آپ نے انھیں پہل کرنے کی اجازت دے دی تاکہ وہ اپنے سارے ساحرانہ کمالات کا کھل کر مظاہرہ کر لیں اس

إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ﴿٦٧﴾

جادو کے زور سے جیسے وہ دوڑ رہی ہوں۔ تو اپنے جی میں [illegible] موسیٰ خوف محسوس کرنے لگے

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا

ہم نے فرمایا کچھ مت ڈرو بیشک تم ہی غالب رہو گے۔ اور ڈالو جو تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے وہ نگل

صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾

جائے گا جو انہوں نے بنایا ہے۔ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کہیں بھی جائے فلاح نہیں پاتا

[illegible] کی تشہیر [illegible] جادو [illegible] لوگوں کی ساری جادو وحشت [illegible] دیا جاتا ہے۔ انہوں نے پوری شدت سے اپنی [illegible] عادت کا مظاہرہ کیا۔ جب جادوگروں نے رسیاں اور لاٹھیاں پھینکیں تو محسوس [illegible] ہوئے کہ وہ جیسے سانپ ہیں جو ادھر ادھر [illegible] رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ایک لمحہ کے لیے ایسا ہی محسوس ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جادو سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدلتی فقط نظر بندی ہوتی ہے۔ چیز اصل میں جو کچھ ہے [illegible] کچھ دکھتی ہے۔

کے اس منظر کو دیکھ کر آپ پر وحشت سی ہوئی۔

کے ارشاد ہوا [illegible] اور حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے کہا تم ہی سربلند اور سرخرو ہو گے۔ دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نیچا نہیں دکھا سکتی۔ ذرا جو عصا تمہارے ہاتھ میں ہے پھینکو پھر دیکھو قدرت اس کے کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔ تلقف کا معنی نگل جانا۔

کے حق کے سامنے جادو کی کیا مجال کہ ٹھہر سکے [illegible] کے مقابلہ میں جادوگر کی کیا طاقت کہ دم مار سکے۔ اس کے تو مقدر میں ہی [illegible] ناکامی اور رسوائی لکھی جا چکی ہے۔ موسیٰ نے پھینکا [illegible] دیر تھی کہ وہ ایک خوفناک اژدہا بن کر ان سانپ دکھائی دینے والی رسیوں کی طرف لپکا اور انہیں بڑی سرعت سے نگلنا شروع کر دیا۔ اس کی [illegible] ہیبت [illegible] اس کی پھنکار اور [illegible] اس کا حملہ [illegible] دیکھ کر فرعون اور دوسرے حاضرین پر ایک دہشت طاری ہو گئی۔ [illegible] حق نے ایک ہی وار سے باطل کے [illegible] حال میں [illegible] دیا اور ایک ہی جھپٹ ایسی رسیوں کی کہ سارا [illegible] ہو گیا۔ دوست و دشمن نے انک انت الاعلیٰ کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر لیا۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ

پس گرا دیے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے [illegible] ہم ایمان لے آئے [illegible] ہارون اور موسیٰ [illegible]

آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

[illegible] اجازت [illegible] جس نے تمہیں جادو [illegible]

فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي

[illegible]

جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾ قَالُوا لَن

[illegible]

نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ

[illegible]

ف جادوگر جو فن کی حقیقت سے خوب آگاہ تھے جب انہوں نے حضرت موسیٰ [illegible] دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ [illegible] نہیں ہے بلکہ [illegible] سچائی اور صداقت [illegible] ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔

ف [illegible] جادوگروں پر [illegible] الزام [illegible] ایک پاؤں کاٹ کر انہیں [illegible] پر لٹکا دیا جائے گا۔

ف دنیا کی بڑی سے بڑی دولت و ثروت میں بھی بڑی کشش ہے اس کا جلوہ عقل کی [illegible] لیکن یہ سب کچھ اسی وقت تک ہے جب تک حسن ازل آنکھوں سے مستور رہے [illegible] انوار الٰہی کے مشاہدہ سے چشم دل [illegible] جب ساقی ازل [illegible] عشق و محبت کا ایک جام [illegible] دیتا ہے تو پھر دنیا کی تمام کششیں اور رعنائیاں [illegible] بے وقعت [illegible] عشق و محبت کے [illegible]

قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا

جو فیصلہ کرنا ہے کر لو ہمیں پروا نہیں، تو صرف اسی زندگانی دنیوی کے بارے میں ہی فیصلہ کر سکتا ہے بے شک ہم ایمان لے آئے ہیں اپنے رب پر تاکہ

خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ اِنَّهٗ

بخش دے ہمیں ہماری خطائیں اور اس قصور کو بھی جس پر تم نے ہمیں مجبور کیا جادو کے معاملہ میں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے بیشک جو

مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝

جو شخص بارگاہ الٰہی میں مجرم بن کر آئے گا تو اس کے لیے جہنم (کا شعلہ زار) ہے۔ نہ وہ اس میں مر سکیگا اور نہ زندہ رہ سکے گا

ف مدینہ میں بھی سادہ لوح ہم اپنے صحابہ کو چاہا حق کی اسی دولت دیں کہ ان کے سامنے سب مغلوب کیا تھا۔ ان کے قلب و نظر کو اسی کی رعنائیوں سے آشنا کیا تھا پھر انھوں نے ایثار و وفا کے میدانوں میں جو کارہائے اکرام دیئے کاروان انسانیت کے لیے وہ آج بھی روشنی کے مینار ہیں۔ آئیے بے تفسیر و حاشیہ کے ان آیات کا سادہ ترجمہ بار بار پڑھیں شاید ہمارے دل بھی اس نسخہ سے سرشار ہو جائیں اور کیا عجب ہے کہ باطل کے سامنے وہ [illegible] قاضی کے لیے جرأت ہمیں بھی مرحمت فرما دی جائے۔ [illegible] آیت میں [illegible] کے متعلق دو قول ہیں۔ بعض نے واؤ کو عاطفہ مانا ہے اور البینات کو معطوف علیہ قرار دیا ہے اور بعض نے جملہ قسمیہ کہا ہے۔ تقدیر کلام یوں ہوگی فعاونا والذی فطرنا [illegible] الآیہ میں بھی اسی کے مطابق آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مشتاقان جمال کو اپنی دردناک موت کا کوئی غم نہیں۔ اگر انہیں افسوس ہے تو اس بات کا کہ آج تک کفر کے اندھیرے میں بھٹکتے رہے۔ عمر عزیز کہاں برباد کی ہے۔ یہی سب تک باطل کے [illegible] بھرتے رہے۔

نالد از بہر رہائی نکند مرغ اسیر خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود

عرض کرتے ہیں کہ [illegible] پیغام کو [illegible] جو قصور ہم سے ہوا ہم اس پر نادم ہیں اور اپنے رب سے معافی کے خواستگار ہیں۔ سورۃ الاعراف میں بھی یہ واقعہ مذکور ہوا۔ ضیاء القرآن جلد دوم آیات ۱۰۹ تا ۱۲۶ کا مطالعہ فرمائیے وہاں [illegible] فائدہ مند ہوگا۔

ف بعض علماء کے نزدیک ساحروں کا کلام اس سے پہلے ختم ہو گیا اور یہاں سے ارشاد خداوندی شروع ہوتا ہے اور بعض علماء نے تولی تک سب آیات کو انہی کا کلام تسلیم کیا ہے اگر ایسا ہے تو ساحروں کے کمال [illegible] کرتے ہیں

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ

اور جو شخص حاضر ہوگا اس کے پاس [illegible] نیک عمل [illegible] تو ایسے لوگوں کے لیے ہیں درجے

الْعُلٰى ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اونچے یعنی سدا بہار باغات [illegible] بہتی ہیں جن کے نیچے [illegible] ان میں ہمیشہ رہیں گے

وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۧ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ڏ اَنْ اَسْرِ

اور یہ ہے بدلہ [illegible] پاکیزگی [illegible] اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ [illegible] رات

ع ۴

ان [illegible] حضرت [illegible] کر دیا کہ [illegible] زبان سے [illegible] شکست [illegible]

[illegible] حق [illegible] اس دین [illegible]

عجیب بات یہ ہے کہ جب ہم یہ قصہ بائبل میں پڑھتے ہیں تو اس میں کوئی [illegible] نظر نہیں آتی [illegible] اپنے [illegible] کی [illegible] بائبل میں [illegible] جب فرعون سے [illegible] میں [illegible] بنی اسرائیل کو جانے بھی نہیں دوں گا۔

اس کے جواب میں [illegible] تب انھوں نے کہا کہ عبرانیوں کا خدا ہم سے ملا ہے سو ہم کو اجازت دے کہ ہم تین دن کی منزل بیابان میں جا کر خداوند اپنے خدا کے لیے قربانی کریں تا ایسا نہ ہو کہ وہ ہم میں وبا بھیج دے یا ہم کو تلوار سے مروا دے۔ (خروج ۵ : ۲-۳)

اور نہ ہمیں وہاں جادوگروں کے سجدہ ریز ہونے اور ہدایت سے مشرف ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ حالانکہ یہ دو واقعات [illegible] یہ قصہ [illegible] ہمیں [illegible] مذہبی معرفت [illegible] ایثار و سرفروشی کی [illegible] مثال [illegible] ہے۔

البتہ اس تقابلی مطالعے سے [illegible] کے اعتبار سے [illegible] قابل [illegible] نہیں [illegible] قرآن میں یہ واقعات بائبل [illegible] لیے گئے ہیں [illegible] جواب کھل جاتا ہے اگر قرآن کی [illegible] بائبل [illegible] ہوتا [illegible] ان واقعات کی [illegible] نہ ہوتی [illegible] ہے ہر انصاف پسند شخص اس فرق کو آسانی سے محسوس کر سکتا ہے اس تقابلی مطالعے کے بعد یقین [illegible] ہو جاتا ہے کہ قرآن

بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا

لے چلئے میرے بندوں کو (مصر سے) راتوں رات پھر (عصا کی ضرب سے) ان کے لیے سمندر میں خشک راستہ بنا لیجئے نہ تمہیں پیچھے سے [illegible]

وَّ لَا تَخْشٰى ۝ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ

[illegible] ہوگا اور نہ کوئی اور ڈر۔ پس فرعون نے ان کا تعاقب کیا اپنے لشکروں سمیت پھر چھا گئیں ان پر سمندر کی موجیں

مَا غَشِیَهُمْ ۝ وَ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَ مَا هَدٰى ۝ یٰبَنِیْۤ

جیسا کہ چھا گئیں ان پر۔ اور گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور راہ نہ دکھائی۔ اے بنی اسرائیل

اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ

دیکھو! ہم نے بچا لیا تمہیں تمہارے دشمن سے اور ہم نے تم سے وعدہ کیا کوہ طور کی

الْاَیْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ

دائیں جانب کا اور ہم نے اتارا تم پر من و سلویٰ کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم

مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِیْهِ فَیَحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبِیْ ۚ وَ مَنْ

نے تمہیں عطا کی ہیں اور اس میں حد سے تجاوز نہ کرو ورنہ اترے گا تم پر میرا غضب اور جس پر

[illegible] خداوندی ہے جو [illegible] دیا گیا ہے۔

ان آیات میں مصر سے بنی اسرائیل کی ہجرت کا واقعہ مذکور ہے۔ قدرت الٰہی نے کس طرح ان کے لیے سمندر کو پایاب کر دیا اور کس طرح ان کے گزرتے ہی سمندر کی لہریں [illegible] ڈوب گیا اور اس کے لشکر [illegible] کی طرح بہا لے گئیں۔ اور انہیں تہ و بالا کر دیا۔ اہل ہوش کے لیے اس میں عبرت کا بڑا سامان ہے۔

۲۲ بنی اسرائیل پر جو احسانات کیے گئے تھے ان کا تذکرہ کر کے انہیں شکر الٰہی بجا لانے اور نافرمانی سے دور رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ [illegible] تیہ کے میدان میں [illegible] جہاں کھانے پینے کی کوئی چیز دستیاب نہ ہوتی تھی اس بے سروسامانی میں ان کی خوراک کا اہتمام کیا گیا [illegible] من و سلویٰ سے تعبیر کیا جس کی وضاحت پہلے پارہ میں گزر چکی ہے۔

يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ﴿٨١﴾ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَ

[illegible] جس پر میرا غضب [illegible] وہ [illegible] اور [illegible]

آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾ وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ

ایمان لائے اور [illegible] عمل کرتا رہے [illegible] ہدایت پر [illegible] اور [illegible] جلدی آ گئے اپنی قوم سے

يَا مُوسَىٰ ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ﴿٨٤﴾

اے موسیٰ عرض کی وہ یہ میرے پیچھے [illegible] اور میں جلدی حاضر ہوا [illegible] تاکہ تو راضی ہو

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾

[illegible] ہم نے [illegible] آزمائش میں [illegible] تیری قوم کو [illegible] سامری نے

[illegible] جس پر غضب الٰہی [illegible] وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

[illegible] یہ واقعہ [illegible] سورۂ [illegible] میں گزر چکا ہے۔ یہاں مختصر اس کا ذکر [illegible] جب [illegible] سینا کے پہاڑوں میں پہنچے [illegible] ایک کتاب دی جائے [illegible] جس کے [illegible] قوم [illegible] آپ [illegible] کی تاکید فرمائی کہ وہ [illegible] ہارون [illegible] شوق ملاقات نے [illegible] ساتھیوں کو پیچھے چھوڑا اور خود جلدی سے [illegible] پہنچ گئے۔ جاتے ہی ارشاد ہوا [illegible] ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ کر اتنی جلدی کیسے چلے آئے ہو [illegible] پیچھے [illegible] آ رہے ہیں [illegible] اس لیے جلدی آیا ہوں کہ تو راضی ہو جائے [illegible] حکم کی تعمیل میں [illegible] شوق ملاقات سے [illegible] چلا آیا ہوں۔ ارشاد ہوا تم تو ادھر آ گئے ہو اور پیچھے تیری قوم کو [illegible] آزمائش میں ڈال دیا ہے [illegible] سامری نے ایک بچھڑے کا [illegible] بنا دیا ہے [illegible] افسوس کا [illegible] قوم [illegible] تم نے [illegible] ایک [illegible] کے [illegible] ؟

فَرَجَعَ مُوسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ

پس لوٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف غضب ناک اور رنجیدہ ہو کر۔ فرمایا اے میری قوم کیا وعدہ نہیں کیا تھا تم سے

رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ

تمہارے رب نے بہت عمدہ وعدہ۔ تو کیا طویل مدت گزر گئی ہے تم پر یا تم نے ارادہ کیا کہ اترے تم پر

غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

غضب تمہارے رب کی طرف سے اس لیے تم نے توڑ دیا جو تم نے کیا تھا وعدہ۔ کہنے لگے نہیں توڑا ہم نے آپ سے کیا ہوا وعدہ

ف۱۱ کہنے لگے حضور یہ ہم نے اپنی مرضی سے عہد شکنی نہیں کیا ہے بلکہ اس سامری نے ہمیں مخمصے میں ڈال دیا جب آپ چلے گئے اور ہم پریشان ہوئے تو اس نے کہا کہ جب تک تم یہ سونے چاندی کے زیورات اتار کر پھینک نہیں دو گے موسیٰ کا منہ نہیں دیکھو گے۔ ہم نے آپ کے شوق میں سارے زیورات اتار کر پھینک دیئے۔ اس نے انہیں اکٹھا کر کے آگ میں گلایا اور اس سے ایک بچھڑا تیار کیا اور کہا یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا معبود بھی یہی ہے۔ موسیٰ بھول گئے ہیں انہیں اپنے معبود کی خبر ہی نہیں، خواہ مخواہ اس کی تلاش میں جنگلوں پہاڑوں میں سرگرداں پھرتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ زیورات انہیں کس طرح دستیاب ہوئے تھے کیا یہ ان کے اپنے ذاتی زیورات تھے جس طرح مولانا مودودی نے تفہیم القرآن میں لکھا ہے یا قوم فرعون کے زیورات تھے جو انہیں مل گئے تھے۔ قرآن کریم کے الفاظ "من زینۃ القوم" اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ زیورات ان کے اپنے ذاتی نہ تھے بلکہ قوم فرعون سے انہیں دستیاب ہوئے تھے کیونکہ اگر ان کے ذاتی ہوتے تو پھر من زینۃ القوم کی بجائے من زینتنا کے الفاظ ہوتے۔ زینۃ القوم کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ زیورات دراصل قوم فرعون کے تھے جو اب بنی اسرائیل کے قبضہ میں آ گئے تھے۔ ان کو یہ زیورات کیسے دستیاب ہوئے؟ اس کا ایک جواب تو وہ ہے جو تورات میں مذکور ہے چنانچہ بائبل کتاب الخروج میں ارشاد ہوتا ہے۔

> "پھر خدا نے موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ خداوند تمہارے باپ دادا کے
> خدا ابرہام کے خدا اور اضحاق کے خدا اور یعقوب کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔
> کہ جا کر . . اسرائیلی بزرگوں کو ایک جگہ جمع کر . . . . . اور یوں ہوگا کہ جب تم نکلو گے
> تو خالی ہاتھ نہ نکلو گے بلکہ تمہاری ایک ایک عورت اپنی اپنی پڑوسن سے اور اپنے اپنے گھر کی
> مہمان سے سونے چاندی کے زیور اور لباس مانگ لے گی اور تم ان کو اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو پہناؤ گے

بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ

اپنے اختیار سے خلاف وعدہ نہیں کیا لیکن ہم پر لادے گئے تھے قوم کے زیوروں کے بوجھ تو ہم نے ان کو ڈال دیا پھر اسی طرح

اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا

سامری نے ڈالا۔ پھر نکال لایا ان کے لیے ایک بچھڑا ایک جسم جس میں گائے کی سی آواز تھی تو کہنے لگے

هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا معبود بھی پر وہ بھول گیا۔ کیا وہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی کسی بات کا جواب

اور مصریوں کو لوٹ لیا۔" (باب ۱۲ آیت ۳۵ تا ۳۶)

دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے:

"سو اب تو لوگوں کے کان میں یہ بات ڈال دو کہ ان میں سے ہر شخص اپنے پڑوسی اور ہر عورت اپنی پڑوسن سے سونے چاندی کے زیور لے۔" (باب ۱۱، آیت ۲، ۳)

ان آیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل نے دھوکے سے قبطیوں کے زیور لیے۔ انھوں نے کہا تو یہ کہ یہ زیور عاریتاً لے رہے ہیں لیکن ان کی نیت یہ تھی کہ وہ ان کے زیورات لے کر یہاں سے رفوچکر ہو جائیں گے اور زیور واپس کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔ یہ صاف دھوکہ بازی ہے اور بائبل میں اس دھوکہ بازی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ العیاذ باللہ۔ ایک مومن تو ایسی بات کی نسبت رب کریم کی طرف نہیں کرسکتا۔ اس لیے یہ توجیہ ہمارے لیے ہرگز قابل قبول نہیں۔

دوسری توجیہ وہ ہے جو ہمارے مفسرین نے ذکر کی ہے کہ جب فرعون اور اس کا لشکر سمندر میں غرق ہوگیا تو سمندر کی موجوں نے ان کی لاشوں کو اٹھا کر ساحل پر پھینک دیا۔ اس وقت وہ بھی زیور پہنا کرتے تھے۔ اس لشکر میں جرنیل، بڑے بڑے رؤسا اور اعیانِ مملکت شامل تھے۔ انھوں نے یقیناً اپنے آپ کو زیورات سے آراستہ کیا ہی ہوگا۔ جب بنی اسرائیل کا گزر ان کی لاشوں کے پاس سے ہوا تو انھوں نے وہ زیور اتار کر اپنے قبضہ میں کر لیے۔ اور اس طرح قبطی قوم کا بے اندازہ سونا بنی اسرائیل کے ہاتھ آگیا۔ چنانچہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:۔

وقیل هو ما اخذوه من آل فرعون لما قذفهم البحر الی الساحل۔ (قرطبی)

انھیں اوزار (بوجھ) اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ مال غنیمت تھا اور مال غنیمت ان کے لیے حلال نہ تھا اس لیے وہ اسے بوجھ تصور کرتے تھے۔ وہ زیور سونے کے زیورات ہوں اور اپنے ہوں یا حلال طریقہ سے حاصل

قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ

کو جواب تک نہیں دیتا اور نہ ان کے لیے کسی نقصان ہی کا اختیار رکھتا ہے نہ کسی نفع کا ۸۹ اور بے شک ہارون نے اس سے پہلے ان سے کہا تھا

مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ

کہ میری قوم! تم اس (بچھڑے) کے فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہو۔ اور بے شک تمہارا رب تو رحمان ہے پس تم میری پیروی کرو

وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِیْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا

اور میرا حکم مانو ۹۰ وہ کہنے لگے ہم تو اسی کی عبادت پر جمے رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہماری طرف

ہوتے ہیں وہ چاہے کتنے ہی دلیل ہوں انہیں کوئی شخص بھی اچھا نہیں کرتا ہے یہی توجیہ زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

۸۹ یہاں سے ان کی حماقت کی طرف اشارہ کیا گیا کہ بچھڑا جسے خدا بنایا ہے اس کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ تمہاری بات کا جواب تک نہیں دے سکتا، نفع اور نقصان پہنچانے کی اس میں طاقت نہیں۔ بھلا یہ خدا کیوں کر ہو سکتا ہے۔

۹۰ قرآن کریم نے صاف طور پر بتا دیا کہ بچھڑا بنانے والا اور یہ فتنہ کھڑا کرنے والا سامری تھا حضرت ہارون کا اس سے کوئی سروکار نہ تھا بلکہ آپ نے تو اپنی قوم کو اس فتنہ میں مبتلا ہونے سے منع کیا اور ایک نبی کی یہی شان ہونی چاہیے۔ لیکن ذرا بائیبل کا بیان سنیے۔ وہ کہتی ہے اس بچھڑے کی پوجا کرانے کا سارا الزام ہارون پر لگاتی ہے۔

"اور جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگائی تو وہ ہارون کے پاس جمع ہو کر اس سے کہنے لگے کہ اٹھ ہمارے لیے دیوتا بنا دے جو ہمارے آگے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس مرد موسیٰ کو جو ہم کو ملک مصر سے نکال کر لایا کیا ہو گیا۔

ہارون نے ان سے کہا تمہاری بیویوں اور لڑکوں اور لڑکیوں کے کانوں میں جو سونے کی بالیاں ہیں ان کو اتار کر میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار اتار کر ان کو ہارون کے پاس لے آئے۔

اور اس نے ان کو ان کے ہاتھوں سے لے کر ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا جس کی صورت چھینی سے ٹھیک کی۔ تب وہ کہنے لگے اے اسرائیل! یہی تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا۔ (خروج باب ۳۲، آیت ۱ تا ۴)

اللہ تعالیٰ کے نبی پر بت سازی اور شرک کا یہ گھناؤنا الزام لگانے کی جرأت بائیبل کے مرتب کرنے والے

مُوْسٰی ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ

موسیٰ علیہ السلام واپس آکر غصے سے کہا: ہارون! تمہیں کس چیز نے روکا جب تم نے دیکھا کہ یہ گمراہ ہو رہے ہیں کہ میرے پیچھے چلے آتے

اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ

کیا تم نے بھی میرے حکم کی خلاف ورزی کی۔ ہارون نے کہا اے میری ماں جائے میری داڑھی نہ پکڑ اور نہ میرے سر کے بال، مجھے اس بات کا ڈر تھا

اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ

کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان پھوٹ ڈال دی اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا۔

قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا

پھر پوچھا اے سامری! یہ تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا میں نے وہ چیز دیکھی جو ان لوگوں نے نہیں دیکھی

بھی رکھتے ہیں تو قرآن کریم نے ان دونوں سے بیان کر کے اپنی عصمت پر لگائے ہوئے الزام کو دور کیا اسی طرح حضرت
ہارون سے اس تہمت کی پوری طرح تردید کر دی۔

ٹ حضرت موسیٰ نے یہ سمجھ کر شاید ہارون نے ان کو سمجھانے میں کوتاہی کی اور انہیں اس عمل سے باز رکھنے کا فریضہ
انجام نہیں دیا اس لیے بڑے غصہ کی حالت میں ان سے مخاطب ہوئے۔

ث اب سامری کی باری آئی۔ اس سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا گل کھلایا۔ میری ساری کی ساری قوم کو اپنے مقصد سے
بیگانہ کر کے ایک بچھڑے کا پجاری بنا دیا۔

ٹ یہ شخص کون تھا، کہاں کا رہنے والا تھا، اس کی تحقیق ضروری ہے۔ تاکہ عیسائی محققین و مستشرقین نے قرآن حکیم
پر جو الزام عائد کیا ہے اس کا جواب دیا جا سکے۔ وہ کہتے ہیں کہ لفظ سامری میں جو نسبت ہے یا تو سامریہ کی طرف
ہوگی جو دولت اسرائیل کا پایہ تخت تھا یا اس قبیلہ کی طرف ہوگی جو اسرائیلی قبائل اور غیر اسرائیلی لوگوں کے اختلاط سے
معرض وجود میں آیا اور جس نے سامری کے نام سے شہرت پائی۔ اس کے علاوہ اور کوئی تیسرا احتمال نہیں۔ لیکن پہلا
احتمال سرے سے غلط ہے کیونکہ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ہے اور سامریہ کا شہر کئی سو سال بعد
۹۲۵ قبل مسیح میں آباد ہوا۔ دوسرا احتمال اس سے بھی بعید تر ہے کیونکہ اسرائیلیوں اور غیر اسرائیلیوں کے باہمی ازدواج
اور اختلاط سے جو سامری قبیلہ معرض وجود میں آیا تھا وہ سامریہ کی تعمیر سے بھی کئی صدیاں بعد معرض وجود میں آیا تھا اس
لیے کسی ایسے شخص کا سامریہ یا سامری کی طرف منسوب ہونا جو حضرت موسیٰ کا ہم عصر ہو محال ہے۔ قرآن کے مستقل حالات میں

ثبوت ہے۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مولانا مودودی لکھتے ہیں:-

"شاید ان مدعیانِ علم و تحقیق کا گمان یہ ہے کہ قدیم زمانے میں ایک نام کا ایک ہی شخص یا قبیلہ یا مکان ہوا کرتا تھا اور ایک نام کے دو یا زائد اشخاص یا قبیلے یا مکان ہونے کا قطعاً کوئی امکان نہ تھا۔ حالانکہ سمیری قدیم تاریخ کی ایک نہایت مشہور قوم تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں عراق اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر چھائی ہوئی تھی اور اس بات کا بہت امکان ہے کہ حضرت موسیٰ کے عہد میں اس قوم یا اس کی کسی شاخ کے لوگ سامری کہلاتے ہوں۔ پھر خود اس سامریہ کی اصل کو بھی دیکھ لیجیے جس کی نسبت سے شمالی فلسطین کے لوگ بعد میں سامری کہلانے لگے۔"

بائیبل کا بیان ہے کہ دولتِ اسرائیل کے فرمانروا عمری نے ایک شخص سمر نامی سے وہ پہاڑ خریدا تھا جس پر اس نے بعد میں اپنا دارالسلطنت تعمیر کیا، اور چونکہ پہاڑ کے سابق مالک کا نام سمر تھا اس لیے اس شہر کا نام سامریہ رکھا گیا۔ (سلاطین ۱، باب ۱۶، آیت ۲۴)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سامریہ کے وجود میں آنے سے پہلے سمر کے نام سے اشخاص پائے جاتے تھے اور ان سے نسبت پا کر ان کی نسل یا قبیلے کا نام سامری اور مقامات کا نام سامریہ ہونا کم از کم ممکن ضرور تھا

(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴)

سامری کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد ترجمان القرآن میں لکھتے ہیں:-

"قیاس کہتا ہے کہ یہاں سامری سے مقصود سمیری قوم کا فرد ہے کیونکہ جس قوم کو ہم نے سمیری کے نام سے پکارنا شروع کر دیا ہے عربی میں اس کا نام قدیم سے سامری آ رہا ہے اور اب بھی عراق میں ان کا بقایا اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہاں قرآن کا السامری کہہ کر اسے پکارنا صاف کہہ رہا ہے کہ یہ نام نہیں ہے اس کی قومیت کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ شخص اسرائیلی نہ تھا سامری تھا۔"

اس سے چند سطور آگے چل کر مولانا آزاد لکھتے ہیں:-

"بہرحال سمیری قبائل کا اصلی وطن عراق تھا مگر یہ دور دور تک پھیل گئے تھے۔ مصر سے ان کے تعلقات کا سراغ ایک ہزار سال قبل مسیح تک روشنی میں آ چکا ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے اسی قوم کا ایک فرد حضرت موسیٰ کا بھی معتقد ہو گیا اور جب بنی اسرائیل نکلے تو یہ بھی ان کے ساتھ نکل آیا۔ اسی کو قرآن نے السامری کے لفظ سے یاد کیا ہے۔"

(ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۴۴۴، ۴۴۵)

مگر مولانا دریابادی نے ایک نئی چیز بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:-

بعض جدید محققین کا خیال ہے کہ قدیم مصری زبان میں شمر کہتے ہیں پردیسی، اجنبی، غیر ملکی کو۔ سامری سے مراد ہے کوئی شخص جو غیر اسرائیلی تھا اور مصر سے اسرائیلیوں کے ساتھ ہو گیا تھا۔ (تفسیر ماجدی سورہ طٰہٰ) یہ لکھنے کے

بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

۔ دیکھی جسے یہ نہیں دیکھ سکے مٹھی بھر لی رسول کی سواری کے نشان قدم کی خاک سے پھر ڈال دیا اس ڈھانچہ میں اور اسی

لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

طرح آراستہ کر دکھائی مجھے میرے نفس نے یہ بات۔ آپ نے فرمایا دفع ہو جا پس تیرے لیے زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو کہتا پھرے گا مجھے نہ چھونا

پھر میں نے لسان العرب کی طرف رجوع کیا تو یہ سوال حل ہو گیا اس کے مطالعہ سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے جس پر مستشرقین اور مترجمین کے قیاس کا ابطال ہے السامرة قبيلة من قبائل بني اسرائيل قوم من اليهود يخالفونهم في بعض دينهم اليه نسب السامري الذي عبد العجل الذي سمع له خوار۔

(لسان العرب ج ۴ صفحہ ۳۸۲ طبع بیروت)

یعنی بنی اسرائیل کے متعدد قبائل میں سے ایک قبیلہ کا نام السامرہ ہے اور جس شخص نے بچھڑے کی پوجا شروع کی وہ اسی قبیلہ کا فرد تھا اسی نسبت سے اسے سامری کہا گیا ہے۔ صاحب تاج العروس نے بھی اسی قسم کی تشریح کی ہے۔

ک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے استفسار پر سامری نے جو جواب دیا وہ اس آیت میں مذکور ہے لیکن آیت کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ تمام قدیم مفسرین اس آیت کی اس توجیہ پر متفق ہیں کہ سامری نے عرض کی کہ میں نے ایک دن جبرئیل کو دیکھا کہ وہ گھوڑی پر سوار ہیں۔ وہ گھوڑی جہاں قدم رکھتی ہے خشک گھاس سرسبز ہو جاتی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اس گھوڑی کی خاک سم میں حیات بخش اثر ہے۔ میں نے وہاں سے ایک مٹھی بھری اور حفاظت سے اپنے پاس رکھ لی۔ اب جب آپ طور پر گئے اور آپ کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو مجھے یہ سوجھی کہ زیورات کو گلا کر ایک بچھڑے کا ڈھانچہ بنایا اور اس میں یہ مٹی ڈال دی جس سے اس میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور اس سے آواز نکلنے لگی۔ لیکن ابو مسلم اصفہانی نے قدیم علماء تفسیر کے برعکس اس کا ایک اور مفہوم بیان کیا ہے جسے امام رازی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا اور اس کی ترجیح ثابت کرنے کے لیے کئی وجوہات بیان کیں۔ علامہ ابن حیان اندلسی نے بھی اس قول کو بحر محیط میں ذکر کیا اور اس کی تردید نہیں کی۔ علامہ نیشاپوری نے بھی اسے اپنی تفسیر میں ذکر کیا اور اس کی تغلیط نہیں کی۔ ابو مسلم نے اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ بصرت بما لم يبصروا به کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بتائے ہوئے عقائد کی صداقت کو بنی اسرائیل نے تسلیم کر لیا تھا لیکن مجھے وہ صحیح معلوم نہ ہوئے۔ اور میں ان کی تصدیق نہ کر سکا کیونکہ میں اس قوم کا فرد تھا جو بچھڑے کی پرستش کیا کرتی تھی اپنے آبائی عقائد اس کے ذہن میں راسخ کیے ہوئے تھے اس لیے حقیقت توحید کو اس کا درست نہ سمجھنا بعید از قیاس نہ تھا۔ قال بصرت بما لم يبصروا به اي عرفت ان الذي انتم

وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّن تُخْلَفَهُ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ

اور تیرے لیے ایک اور وعدہ عذاب ہے جس کی خلاف ورزی نہیں ہوگی اور دیکھ اپنے اس معبود کو جس پر [illegible]

عبد الغنی حنفی نقشبندی قدس سرہ نے اثر الرسول کا مطلب اس سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی سنت میں کچھ حصہ رہتے ہوئے میں نے آپ کے طریقوں میں سے بعض کو تسلیم کر لیا تھا۔ مقصد تھا۔ لیکن جب میں نے اس میں مزید غور و فکر کیا تو اس کو بھی رد کر دیا فنبذتہا مطلب یہ سب کچھ میں نے اپنے طور پر کیا ہے کسی کے کہنے کا اس میں دخل نہیں۔ اور جب تک ایک مدت تک میرا ایمان رہا تو آپ کی فرمانبرداری سے عادۃً اشاعت ہے میں نے آپ کی [illegible] آپ [illegible] سے منحرف ہونے کی یہ تبدیلی اور اس کا سبب تھا [illegible] نے اس قول کی اس توجیہ کو پسند کیا ہے۔

لیکن مولانا مودودی نے اس توجیہ پر بھی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ اگر اس طرح قرآن کی عبارت کے مختلف معانی و مفاہیم پیدا کیے جانے لگیں تو پھر قرآن ایسی کتاب بن جائے گی [illegible] اس [illegible] ہونے کی صحت کا جواز مل جائے گا۔ اسی طرح انہیں قصہ سامری کی آیت سے بھی اتفاق نہیں۔ ان کا خیال ہے کہ سامری کے اس جواب کا صداقت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے [illegible] کی اور اس کی حرکت کی وجہ پوچھی تو اس نے محض بات بنا کر ایک جواب گھڑ کر آپ کے سامنے پیش کر دیا۔

ابو مسلم اصفہانی نے جب قرآن کے سیاق سے منحرف کیا تو اس سے [illegible] قرآن سے اس مسلک کی توثیق نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ بات کوئی مسلمان [illegible] کہ آپ کی [illegible] تصدیق [illegible] کسی آیت سے ہوتی ہے تو شاید [illegible] اختیار کر لیتے [illegible] کیا [illegible] تھا لیکن قرآن میں بھی [illegible] نہیں ہوتا سامری نے جھوٹ بولا تھا اور اگر سامری نے جھوٹ بولا ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام صاف [illegible] جھوٹ [illegible] اس جواب کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ [illegible] دو توجیہوں میں سے کسی کو قرآن [illegible] حاصل ہوتی تو تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہ تھا لیکن [illegible] تو پہلی توجیہ [illegible] کسی آیت سے نہیں ہوتی عجیب معلوم ہوتا ہے۔ [illegible] اور اعلیٰ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔

[illegible] آپ سے اس کا [illegible] کر دیا اور سب کو کہہ دیا کہ اس کے ساتھ نشست و برخاست اور [illegible] بند کر دیں اور [illegible] اس میں بھی [illegible] اور نفرت پیدا ہو گئی جنگل میں [illegible] تنہا [illegible] [illegible] کذا فی [illegible] وحیدا [illegible] الوحشی [illegible]

(مظہری)

عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ إِنَّمَا

بیٹھا رہا اس کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ہم اسے جلا ڈالیں گے پھر اس کو بکھیر دیں گے سمندر میں بکھیر کر۔ تمہارا معبود تو

إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ

صرف اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ؎ گھیرے ہوئے ہے ہر چیز کو اپنے علم سے۔ یوں ہم

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ آتَيْنٰكَ مِنْ لَدُنَّا

بیان کرتے ہیں آپ سے کچھ خبریں ان واقعات کی جو پہلے گزر چکے۔ اور ہم نے عطا فرمایا ہے آپ کو اپنے پاس سے ایک

ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾

نصیحت نامہ۔ جو شخص روگردانی کرے گا اس سے وہ اٹھائے گا قیامت کے دن ایک بوجھ۔

خٰلِدِينَ فِيهِ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي

ہمیشہ رہیں گے اس کے نیچے اور بہت برا ہوگا ان کے لیے روز قیامت یہ بوجھ۔ جس روز پھونکا جائے گا

الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ

صور میں۔ اور ہم جمع کریں گے مجرموں کو اس دن (کہ) ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی ؎ چپکے چپکے آپس میں

؎ آدمی کا اپنا بنایا ہوا کوئی بت بے بس ہے جیسے سامری کا یہ بچھڑا ہے، اس جیسے تو سینکڑوں بنائے اور ڈھالے جا سکتے ہیں؟ معبود تو وہ ہے جو وحدہٗ لا شریک ہے جس کا کوئی ہمسر نہیں جس کا علم اتنا وسیع ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے سامنے عیاں ہے۔

؎ یہی واقعہ بائبل میں بھی مذکور ہے اور قرآن میں بھی۔ دونوں کا تقابلی مطالعہ کرنے سے آپ کو یقین ہو جائے گا کہ قرآن میں بیان شدہ واقعہ کی ہر ہر آیت میں لفظ آتیناک من لدنا ذکرا کا عکس جھلک رہا ہے۔

؎ وقوع قیامت اور مجرمین کے قبروں سے اٹھنے کا بیان ہو رہا ہے کہ جب وہ اٹھیں گے تو خوف و دہشت کی وجہ سے ان کی آنکھیں نیلی ہو چکی ہوں گی۔ آنکھوں کی سیاہی غائب ہو چکی ہوگی۔ عرب میں آنکھ کا نیلا پن ناپسند کرتے ہیں اور اسے بدبختی کی علامت سمجھتے ہیں۔ والعرب تتشاءم بزرق العیون وتذمه۔ (قرطبی)

إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ

[illegible]

طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ

[illegible]

يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرَىٰ فِيهَا

[illegible]

عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ

[illegible]

الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ

سفارش مگر اس شخص کی شفاعت جسے رحمٰن نے اجازت دی اور پسند فرمایا ہو اس کے قول کو ۔ وہ جانتا ہے

مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ

جو کچھ آگے ہے ان کے حالات کو اور ان کے پیچھے کے واقعات کو اور وہ نہیں احاطہ کر سکتے اس کا اپنے علم سے ۔ اور جھک جائیں

الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ

گے چہرے سب اس زندہ جاوید ہستی کے سامنے ۔ اور نامراد ہوا جس نے اپنے سر پر اٹھایا ظلم کا بوجھ ۔ اور جو شخص

لما ہوا بیابان ہوتا ہے۔ الامت، النبات، وھی اختلال للسعار واحد ما بلغ ای ھی ارض مستویۃ لا معاص فیہا ولا ارتفاع یعنی عوجًا کا معنی ہے چھوٹے چھوٹے ٹیلے مطلب یہ ہے کہ جہاں آج اونچے پہاڑ اور گہری وادیاں ہیں وہ جگہ بالکل ہموار کر دی جائے گی جس میں کوئی نشیب و فراز نہیں ہوگا۔ ھمسا پاؤں کی آہٹ کو بھی ھمس کہتے ہیں۔

ف۲ مصیبت کی گھڑی ہے یعنی قیامت کے روز جنہیں ہم آج سہارا سمجھتے ہیں وہ شفاعت کرنے کے لئے خدا کی بارگاہ میں وہی شخص شفاعت کرنے کی جرأت کرسکے گا جسے پہلے رب العزت سے اس کا اذن مل چکا ہوگا جیسے انبیاء اولیاء صلحاء وغیرہ۔ اور انہی کے حق میں شفاعت کی جائے گی جن کا کلمہ شہادت صحیح ہو اور جب یہاں جو اور سے بے لگام شفاعت نہیں ہوگی۔

ف۳ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین [illegible] معنی یہ ہیں کہ تمام کائنات مخلوقات الٰہی کا علم نہیں کرسکتی۔ کی ذات کا ادراک تمام کائنات کی [illegible] سے برتر ہے اپنے تمام صفات میں وہ حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے، چاہا جاتا ہے۔ ع

کجا دریابد او را عقل چالاک — کہ او بالاتر است از حد ادراک

نظر کن اندر اسماء و صفاتش — کہ واقف نیست کس از کنہ ذاتش ([illegible])

ترجمہ: عقل چالاک اس تک کس طرح پہنچ سکتی ہے کیونکہ وہ فہم و ادراک کی حد سے بہت بلند ہے تو اگر اس کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفات کمال میں غور و فکر کر۔ کیونکہ کوئی شخص اس کی ذات کی حقیقت سے واقف نہیں ہے۔

ف۴ بڑے بڑے مطلق العنان بادشاہ، ظالم حکام، سرکش زمیندار قیامت کے روز جب خداوند ذوالجلال کے حضور میں حاضر ہوں گے تو ان کی گردنیں جھکی ہوئی ہوں گی ان کے چہروں پر عاجزی اور بے بسی کے آثار ہویدا ہوں گے۔ کوئی دم نہیں مار سکے گا۔

يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝

کرتا ہے نیک اعمال اور وہ ایماندار بھی ہو تو اسے اندیشہ نہ ہوگا کسی ظلم کا اور نہ حق تلفی کا

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ

اور اسی طرح ہم نے اتارا ہے اس کتاب کو قرآن عربی زبان میں اور طرح طرح سے بیان کیں اس میں وعید کی باتیں

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ

تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں یا پیدا کرے یہ ان کے دلوں میں کچھ سوچ۔ پس بلند و برتر ہے اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَقُلْ

اور جلدی نہ کیجئے قرآن کے پڑھنے میں اس سے پہلے کہ پوری ہو جائے آپ کی طرف وحی کی جانے اور دعا مانگا

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن کثیر نے حضرت ابن عباس کی حدیث نقل کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سرکار دو عالم کو نبوت کے ابتدائی دور میں نزول وحی کے وقت بڑی شدت کا سامنا کرنا پڑتا۔ جو جبریل کی زبان سے نکلتا اس کی طرف بھی پوری توجہ بھی ضروری تھی اور جو وہ سناتے اس کا یاد رکھنا بھی ازحد اہم تھا۔ توجہ کا دھیان بٹایا جاسکتا تھا، نہ وحی کو فراموش کرنے کا خطرہ برداشت کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ جبریل جو کلام الٰہی سناتے حضور اسے پوری طرح سنتے اور توجہ سے سنتے بھی اور ساتھ ہی ساتھ اسے زبان سے دہراتے بھی۔ دونوں کاموں کا ایک وقت تحمل بڑا گراں اور شاق ہوتا تھا۔ لیکن نبوت کی دیگر ذمہ داریوں کے پیش نظر اس کے بغیر چارہ کار بھی نہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کو یوں آسان کردیا کہ اے محبوب! جبرئیل جب میرا کلام پڑھ کر تمہیں سنائے تو آپ سنتے رہیے اور یہ فکر نہ کیجئے کہ بھول جائے گا اسے یاد کرا دینا اور اس کے معانی و مطالب سے آگاہ کر دینا ہمارے ذمے ہے۔ یہ ہم نے لیا ہے۔ آپ کو اس کے لیے متردد اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ حصول علم کا طریقہ آج بھی ہے کہ استاد جو کچھ شاگرد کو پڑھائے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمات والے میں [illegible] کی حسب حال ہوتے تو یہاں اس کا ذکر ہے۔

میں [illegible] کے ایک مشہور مصنف کی تفسیر میں پڑھا تو [illegible] لکھتے ہیں۔

• نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی کا پیغام وصول کرنے کے دوران میں اسے یاد کرنے اور زبان سے دہرانے کی کوشش فرمایا کرتے ہوں گے اس کوشش کی وجہ سے آپ کی توجہ بار بار بٹ جاتی ہوگی معاذ اللہ

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَ

میرے رب! زیادہ فرما میرے علم کو۔ اور بے شک ہم نے حکم دیا تھا آدم کو اس سے پہلے پس وہ بھول گئے

وحی میں خلل واقع ہو رہا ہے کہ پیغام کی سماعت پر توجہ پوری طرح مرکوز نہیں ہو رہی ہوگی۔ اس کیفیت کو دیکھ کر یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ آپ کو پیغام وحی وصول کرنے کا صحیح طریقہ سکھایا جائے۔"

ایک سطر آگے چل کر لکھتے ہیں:

"ابتدائی زمانہ میں جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو املائے وحی کی عادت اچھی طرح نہ پڑی تھی آپ سے کئی مرتبہ یہ فعل سرزد ہوا ہے۔ (تفہیم القرآن صفحہ ۱۲۹ جلد سوم)

میرے جیسے جاہل کی سمجھ میں تو اس عبارت کا مدعا نہیں آ سکا۔ وصول وحی کے لیے حضور کی یہ حرص اور شفقت حضور کا کمال اور احساس ذمہ داری کا ثبوت تھا یا وہ نقص تھا جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس کا عمل اصلاحی اور ربط تھا یا کسی غلطی کی اصلاح اور کوتاہی کی تلافی تھی؟ کیا بہت سے اس کے لوازمات وہبی ہیں یا کسبی اور عادت سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں غور طلب ہیں۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

۴۳۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قال ابن عیینۃ رحمۃ اللہ علیہ لم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی زیادۃ حتی توفاہ اللہ عزوجل یعنی اس دعا کی برکت سے تادم واپسیں حضور کے علم میں اضافہ اور زیادتی ہوتی رہی۔ وقیل ھذا اشارۃ الی طلب العلم اللدنی (روح المعانی)

ترجمہ: علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ اس میں علم لدنی کی طرف اشارہ ہے اور علم لدنی اسے کہا جاتا ہے جو کسبی نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی دین ہو۔

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بڑی پیاری بات لکھی ہے:۔

"در لطائف قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ مذکور است کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام زیادہ علم طلبید دراحوال الکھف کردند و بے طلب پیغمبر ما را صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ زیادتی علم بیامد و حوالہ الغیر خود نکرد تا معلوم شود کہ آنکہ در مکتب ادب "ادبنی ربی" سبق وقل رب زدنی علما خواندہ باشد ہر آئینہ از درسگاہ عصمت ما لم تکن تعلم نکتہ علمت علم الاولین والآخرین بگوش ہوش مستفیدان حقائق شنیدہ رسانیدہ۔

علمہائے انبیاء و اولیاء   در دل شاں جستند چوں شمس الضحیٰ
علم کاموز گار ایشاں حق بود   علم شاں بس کامل مطلق بود

ترجمہ: لطائف قشیری رحمۃ اللہ میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علم کی زیادتی کا سوال کیا تو انہیں خضر کے حوالے کر دیا گیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سے زیادتی علم کی دعا سکھا دی اور اپنے سوا کسی کی طرف کسب علم کے لیے جانے کی اجازت نہ دی تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ وہ ہستی جس نے ادبنی ربی کے مکتب میں وعلم رب زدنی علما کا سبق پڑھا ہے بلکہ تمام عالم کی شمعیں، مخلوق حقائق اشیاء کی جستجو کرنے والوں کے ارشاد عُلِّمْتُ علم الاولین والآخرین کا نقشہ کھینچ سکتا ہے۔

ترجمہ شعر رومی۔ تمام انبیاء اور اولیاء کے علاوہ آپ کے قلب مبارک میں چاشت کے سورج کی طرح چمک رہی، وہ عالم جس کا مشاہدہ حق تعالیٰ نے جو سب سے علیم ہے کرایا اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

آخری سطور کی وضاحت ضروری ہے تاکہ اس تعلیم یافتہ حضرات بھی اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ادبنی ربی فاحسن تادیبی، میرے رب نے مجھے ادب سکھایا ہے اور خوب سکھایا ہے۔ گویا یہ وہ مدرسہ ہے جس میں حضور نے تعلیم حاصل کی ہے اور اس مدرسہ کا پہلا سبق یہ ہے وقل رب زدنی علما۔ یعنی ہر وقت یہ دعا کرو کہ اے میرے رب میرے علم میں مزید اضافہ فرما۔ گویا مدرسہ کا یہ پہلا سبق ہے اس کے بعد حضور کو علمک ما لم تکن تعلم کا مرتبہ نصیب ہوا یعنی اے حبیب جو آپ پہلے نہیں جانتے تھے وہ سب آپ کو سکھا دیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقائق اشیاء کی تلاش کرنے والوں کے کانوں تک حضور کا یہ اعلان پہنچا فعلمت علم الاولین والآخرین۔ یعنی تعلیم الٰہی سے مجھے پہلے لوگوں کا علم بھی حاصل ہو گیا اور بعد میں آنے والے لوگوں کا علم بھی حاصل ہو گیا۔

کلیم موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا جا رہا ہے۔ موسیٰ کو جن لوگوں سے واسطہ پڑا تھا وہ بدکار اور گمراہ لوگ تھے لیکن ان کی تمرد اور بدکاری میں عناد، سرکشی اور نافرمانی کا رنگ ابھرا ہوا تھا۔ وہ اپنی سرکشیوں پر فخر کرتے تھے۔ وہ دعوت حق ان کی راہ میں رکاوٹ بنتی تھیں ظلم وستم کی روش کو ترک کرنے کے لیے انہیں دعوتیں دی گئیں مگر ہر بار عصیان و فسوق کا جذبہ ان میں تیز تر ہوتا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غضب الٰہی جوش میں آیا اور سمندر کی موجیں انہیں اور ان کے جاہ و جلال کو تنکوں کی طرح بہا لے گئیں۔ قصہ آدم میں بھی لغزش کا وقوع ہے۔ حکم الٰہی کی بجاآوری میں کمی کوتاہی تھی لیکن اس لغزش اور کوتاہی میں رعونت اور تکبر کا کوئی نشان نہ تھا۔ بھولے سے ایسی راہ پر قدم اٹھ گئے تھے جس جانب سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر منع کیا تھا۔ مگر وہ بھی یقیناً بھول تھی لیکن نافرمانی کا قصد ہرگز نہ تھا۔ قصور بلاشبہ سرزد ہو گیا تھا لیکن قصور وار ٹھہرانے آنے کا ارادہ موجود نہ تھا۔ جب متنبہ کیا گیا تو مارے ندامت کے کہ دوری ہو گئی، شدت غم سے دل پھٹنے لگا۔ حسن گناہ سے آنسوؤں کے دریا بہنے لگے۔ فرو حیا سے آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھ سکتی تھی، ان لبوں پر قدرت کا

لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

اور ہم نے اس میں عزم نہیں پایا۔ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا

سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا۔ تو ہم نے کہا اے آدم! یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے سو ایسا نہ ہو

سکے۔ آدم علیہ السلام سے وہ ثابت قدمی ظہور میں نہیں آئی۔ زبانِ قدرت نے خود [illegible] بیان کر دیا [illegible] سے معروف آدم سے یہ عمل دانستہ نہیں کیا بلکہ [illegible] ہوا اور وہ بے تاب ہوگئی۔ پھر [illegible] حالت میں ایک [illegible] جنت میں [illegible] درخت کا پھل کھا لیا [illegible] شکستہ خاطر [illegible] آدم کو اٹھایا اور [illegible] اپنے رب کا [illegible] اس سورۃ کی آیت ۱۲۲ ملاحظہ ہو۔

اس واقعہ کو ذکر کر کے اپنے بندوں کو بتایا کہ اگر بشری کمزوری کی وجہ سے یا جذبات کی شدت سے مجبور ہو کر کوئی گناہ کر بیٹھے تو سرکشی کی راہ اختیار نہ کرے [illegible] توبہ اور ندامت [illegible] راستہ پر چلنے والے [illegible] ہے۔ قصۂ آدم اس سے پہلے بھی کئی بار گزر چکا اور اس کے بعد بھی مختلف سورتوں میں اس کا بیان آئے گا۔ اس قصہ کے کئی پہلو ہیں۔ سیاق و سباق کی مناسبت سے ہر جگہ اس واقعہ کے اسی پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے جس کا نمایاں کرنا وہاں ضروری ہے اس لیے تکرار کے باوجود اس کی جدت میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ ملاحظہ ہو دعوۃ القرآن جلد اول میں سورۂ بقرہ کی آیت ۳۰ تا ۳۹ کے حواشی نیز سورۂ اعراف کی آیات ۱۱ تا ۲۵ کے حواشی ملاحظہ ہوں جہاں تفصیلی تشریح [illegible] اکتفا کیا جا سکے گا۔

[illegible] اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے امام راغب لکھتے ہیں: النسیان ترک الانسان ضبط ما استودع اما لضعف قلبه واما عن غفلة او عن قصد .. وكل نسيان من الانسان ذمه الله تعالىٰ به فهو ما كان اصله عن تعمد۔ (مفردات)

یعنی نسیان کا معنی ہے انسان کا اس چیز کو محفوظ نہ رکھنا جو اس کے سپرد کی گئی تھی اس کی وجہ کبھی دل کی کمزوری کبھی غفلت ہوتی ہے اور کبھی قصداً بھی انسان کسی چیز کو اپنے دل سے اتار دیتا ہے اور یہی نسیان قابل مذمت ہے۔

[illegible] عزم کے معنی عقد القلب علی امضاء الامر یعنی کسی کام کا پختہ ارادہ کر لینا ہے۔ اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے جو حکم عدولی ہوئی اس میں ان کے عزم کا دخل نہیں کہ آپ نے اپنے ارادہ اور خوشی سے اس درخت کا پھل کھایا ہو

يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ

کہ وہ نکال نہ دے تمہیں جنت سے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ بیشک تمہارے لیے یہ ہے کہ نہ بھوکے رہو گے یہاں اور

لَا تَعْرٰى ۝ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ لَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ

نہ ننگے ہو گے اور یہ کہ نہ پیاسے ہو گے یہاں اور نہ دھوپ ستائے گی۔ پس شیطان نے دل میں

الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

وسوسہ ڈالا آدم کے کہنے لگا اے آدم! کیا میں بتاؤں تمہیں ہمیشگی کے درخت کا اور ایسی بادشاہی کا جو کبھی پرانی نہ ہو

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ

سو ان دونوں نے کھا لیا اس سے تو ظاہر ہو گئیں ان کی شرمگاہیں اور لگے چپکانے اپنے اوپر جنت کے پتے

دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ کسی پریشانی میں جب آپ جنت میں تھے شیطان نے جب دل میں وسوسہ ڈالا تو آپ اس کے فریب میں آ گئے۔ اور بعض حضرات نے آیت کے اس مفہوم کو ترجیح دی ہے لیکن پہلا معنی زیادہ مناسب ہے۔ یہ مفسرین کا استدلال اسی طرف اشارہ کر رہا ہے وقیل معنی لا تنسہ فتعہد بہ حتی نسی قصداً عن کل الشجرۃ۔ یعنی اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے قصداً اس درخت کا پھل نہیں کھایا بلکہ بھول کر کھا لیا۔

۵۲ آدم علیہ السلام کو بتایا جا رہا ہے کہ ابلیس تمہارا اور تمہاری زوجہ کا کھلا دشمن ہے۔ تمہاری عزت اور سرفرازی دیکھ کر یہ آتش حسد میں جل رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں ورغلا دے اور تم پھسل جاؤ۔ تمہیں جنت کی نعمتوں سے محروم کر دے گا۔ فتشقی اور تم مشقت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ یہاں تو ہر چیز تیار ملتی ہے اگر یہاں سے نکال دیے گئے تو پھر ایک لقمہ منہ میں ڈالنے کے لیے محنت کرنی پڑے گی پھر بھی یہ بات نصیب نہ ہوگی۔ المراد بالشقاء التعب فی طلب المعاش۔ (مظہری)

۵۳ شقاوت سے مراد وہ کلفت و تھکن ہے جو کسب معاش کے باعث انسان محسوس کرتا ہے۔ یہاں تشقی کا لفظ شقاوت اور بدبختی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوا۔

۵۴ شیطان کی فریب کاری ملاحظہ ہو۔ آیا اور ناصح مشفق بن کر سامنے آ گیا اور کہا کیا میں آپ کو ایک ایسا درخت بتاؤں جس کا پھل کھانے سے حیات جاوداں نصیب ہو جائے گی اور تمہیں لازوال بادشاہی مل جائے گی۔

وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ۝ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ

جب ڈھانپنے لگے تھے۔ اور حکم عدولی کی آدم نے اپنے رب کی سو وہ بے مراد ہو گئے پھر چن لیا انہیں ان کے رب نے

فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

اور متوجہ ہوا ان پر اور راہ دکھائی۔ حکم ہوا اتر جاؤ یہاں سے اکٹھے تم میں سے بعض بعض کے دشمن

عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ

ہوں گے۔ پس اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی نہ تو وہ بھٹکے گا

ثلہ غویٰ کا معنی ہے ضل عن المقصود یعنی جس مقصد کے لیے انہوں نے اس درخت کا پھل کھایا (ہمیشہ زندہ رہنے) وہ مطلب حاصل نہ ہوا۔ اور ابن الاعرابی نے کہا کہ غویٰ کا معنی ہے فسد علیہ عیشہ۔ انہوں نے جس زندگی کا عیش و آرام وہ جنت میں حاصل تھا، راحت و آرام کی جگہ مشقت و مصیبت مقدر ہو گئی۔ علامہ اسمعیل بن حماد الجوہری کی الصحاح دیکھیے کا مقصد ان سارے وسوسوں سے دور ہو گئے۔ لفظ غویٰ کی تحقیق کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں غویٰ کا معنی صرف گمراہ ہونا نہیں جس طرح ہم عام طور پر یہاں کر لیتے ہیں بلکہ اہل عرب اسے دوسرے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ ان میں ایک ہے مقصد میں ناکام ہونا۔ الغی الضلال و الخیبۃ ایضاً (الصحاح)

اس تحقیق کی روشنی میں ہم یہاں دوسرا معنی لیں گے۔ کیونکہ یہی یہاں مناسب ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام نے بھول کر یہ کام کیا تھا پھر عصیٰ آدم کہ آدم نے نافرمانی کی، کے الفاظ ان کے متعلق کیوں استعمال کئے گئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین

ترجمہ: نیک لوگوں کی نیکیاں بسا اوقات مقربین بارگاہ الٰہی کی سیئات شمار کی جاتی ہیں۔

خطا و نسیان پر اگرچہ انسان سے مواخذہ نہیں ہوگا اور انسان عذاب کا مستحق تو نہیں پائے گا لیکن خواص کا معاملہ اور ہے۔ ان سے تھوڑی سی لغزش پر بھی مواخذہ ہوتا ہے۔

بود آدم دیدۂ نور قدیم ــ موئے در دیدہ بود کوہ عظیم

رومی فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نور قدیم کی آنکھ تھے اور آنکھ میں اگر ایک بال بھی پڑ جائے تو وہ کوہ عظیم کی طرح ناقابل برداشت ہوتا ہے۔

ثلہ حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے احکام پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں گمراہ ہونے سے بچائے گا اور قیامت کے دن بد بختی سے محفوظ رکھے گا

وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ

اور نہ بدنصیب ہوگا۔ اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کے لیے زندگی کا جامہ تنگ کر دیا جائے گا اور

نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَقَدْ

ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا میں تو

كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

آنکھوں والا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یوں ہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا اسی طرح آج تجھے

ف۱ ضنکاً مصدر ہے جس کے معنی تنگی ہیں۔ یہاں یہ معیشۃ کی صفت واقع ہوا ہے اور جب مصدر صفت واقع ہو جیسے زید عدل تو اس میں واحد ہے اس لیے مذکر اور مؤنث دونوں کی صفت واقع ہو سکتا ہے۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو شخص ذکر الٰہی سے منہ موڑتا ہے اور احکام الٰہی سے روگردانی کرتا ہے وہ دولت و ثروت کے انبار جمع کر لینے کے باوجود جاہ و جلال کے بلند ترین مناصب پر فائز ہونے کے باوجود اطمینان قلب کی نعمت سے محروم رہتا ہے۔ اس کے دسترخوان پر لذیذ ترین کھانے چنے جاتے ہیں۔ وہ بیش قیمت لباس زیب تن کیے ہوتا ہے لیکن اس کا دل اداس اور ذہن پریشان اور طبیعت افسردہ رہتی ہے بلکہ خوشی سے وہ کبھی بہرہ مند نہیں ہوتا۔ وہ زیادہ دولت یا اقتدار کے حصول میں سرگرداں رہتا ہے پھر اس کی حفاظت کی فکر ہر وقت دامنگیر رہتی ہے وہ حرام اور ناجائز ذرائع استعمال کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔ اس طرح اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے اور یہ ملامت اس کی شدید ذہنی کوفت کا سبب بنتی ہے۔ وہ خود اپنی نظروں میں مجرم ہوتا ہے۔ اس کے ضمیر کے یہ داغ اسے ہر وقت کچوکے دیتے ہیں۔ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں: فلا طمانينة له ولا انشراح لصدره بل صدره ضيق حرج لضلاله وان تنعم ظاهره ولبس ما شاء واكل ما شاء فهو في قلق و حيرة وشك فهذا من ضنك المعيشة۔ بعض نے کہا ہے اس سے مراد عذاب قبر ہے۔

ف۲ یہ سزا تو دنیا میں ملی اور جب وہ محشر میں لائے جائیں گے تو اس وقت ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا پھیلا ہوا محسوس ہوگا۔ دوسری آیت میں ہے: ونحشرهم يوم القيامة على وجوههم عميا وبكما وصما (بنی اسرائیل ۹۷) یعنی ہم انہیں قیامت کے دن منہ کے بل اٹھائیں گے اندھے گونگے اور بہرے۔

ف۳ یعنی وہ اپنے آپ کو اندھا پاکر کہے گا کہ میں تو دنیا میں بینا تھا، میری آنکھیں بڑی خوب صورت تھیں، میری بینائی بڑی تیز تھی آج کیا ہوگیا ہے کہ مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا، آخر مجھے اتنی سخت سزا کیوں دی جا رہی ہے۔

تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ

[illegible]

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

[illegible]

مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

[illegible]

النُّهٰى ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝

[illegible]

[illegible] ۔ نسیتہا ۔ ماضی [illegible] ۔ تنسی ۔ [illegible] ۔

[illegible] تجارت پیشہ لوگ تھے [illegible] شام کی طرف جاتے [illegible] کی اجڑی ہوئی بستیوں [illegible] کھنڈرات [illegible] بستیاں [illegible] آباد تھیں [illegible] اگر تم [illegible]

[illegible] اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے ۔ [illegible] کہ اگر [illegible] ان کے عذاب کے لیے وقت مقرر نہ ہوتا تو ابھی انہیں برباد کر دیا جاتا لیکن [illegible]

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

پس آپ صبر کیجیے ان باتوں پر جو یہ کہتے ہیں اور پاکی بیان کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کے لمحوں میں بھی تسبیح کیجیے اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ آپ

تَرْضٰی ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

خوش ہو جائیں۔ اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھیے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے ان کے چند گروہوں کو

[illegible]

[illegible] (مظہری)

یعنی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب [illegible] اس لیے [illegible] کرنا چاہیے بلکہ قیامت تک [illegible]۔

۱۷۳ اے حبیب! ان کی دل آزار باتوں [illegible] پر صبر فرمائیے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح میں مشغول رہیے [illegible] آپ کا دل [illegible] ہوتے [illegible] کی [illegible] اس کی ساری خوشیاں اور آرزوئیں اسی بات میں [illegible] اس آیت میں نمازوں کے اوقات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ قبل طلوع الشمس سے نماز صبح اور قبل غروبہا سے نماز عصر [illegible] اللیل سے نماز مغرب، عشاء اور تہجد اور اطراف النہار سے نماز ظہر مراد ہے۔

۱۷۴ داعی حق کے لیے یہ چیز کبھی کبھی بڑی تشویش کا باعث ہوتی ہے کہ لوگ حق کو قبول نہیں کرتے [illegible] میں [illegible] کی جاتی ہے [illegible] اور اس کی توہین پر [illegible] ہیں [illegible] دولت و ثروت [illegible] رعب [illegible] انکار حق کے [illegible] کہ اگر [illegible] قیمت [illegible] اس آیت میں اپنے محبوب کو خطاب فرما کر [illegible] حق کر بتا دیا کہ دنیا کا یہ سارا ساز و سامان [illegible] کی طرف [illegible] نظروں سے [illegible] یہ دولت انہیں راہ راست پر [illegible] آزمائش [illegible] دشوار [illegible] ہے۔

زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝

یہ محض رونق ہے دنیوی زندگی کی تاکہ ہم آزمائیں انہیں اس میں۔ اور آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔــلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ

والی ہے ۱۳۱ اور حکم دیجئے اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی پابند رہیے اس پر نہیں سوال کرتے ہم آپ سے روزی کا [illegible]

اس آیت کی ترکیب پر غور ضروری ہے۔ اگر "ازواجا" کو "متعنا" کا مفعول بنایا جائے تو "منھم" اس کی صفت ہوگی۔ معنی ہوگا "ازواجا اصنافا من الکفرۃ" یعنی کافروں کے مختلف گروہ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ "ازواجا" حال ہو اور "بہ" کی ضمیر سے حال ہو اس وقت "منھم" "متعنا" کا مفعول بہ ہوگا اور من بعضیہ ہوگا تقدیر کلام یوں ہوگی "ما متعنا بہ بعضھم حال کونہ للتمتع بہ اصنافا من الکفرۃ" اور "زھرۃ" منصوب ہے فعل محذوف یعطیھم کا مفعول ہوگا اور اگر اسے "متعنا" کا مفعول بنایا جائے تو بھی درست ہے کیونکہ "متعنا" "اعطینا" کے معنی کو متضمن ہے۔ زھرۃ الحیوۃ الدنیا: زینتھا وبھجتھا یعنی دنیا کی آرائش و رونق۔

ف۱۳۱ آپ اس دنیائے فانی کے ساز و سامان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ آپ کے پروردگار نے جو پاکیزہ اور حلال روزی اور ہدایت، جو سعادت، جو عزت اور جو مراتب جلیلہ آپ کو عطا فرمائے ہیں ان کے سامنے اس مال و متاع کی قدر و قیمت ہی کیا ہے [illegible] رہ جائیں گے [illegible] لیکن تیرے حسن کی [illegible] دل ہمیشہ تیرے ہی رہیں گے [illegible] جس محفل میں تیرا ذکر ہوگا وہاں تیری [illegible] تیری محبت کا پرچم سربلند کر دیا۔ [illegible] دیجیے۔

ف۱۳۲ [illegible] اس کے کلمہ کلمہ [illegible] انسان کی رہبری کی [illegible] آیت میں اقامت صلوٰۃ کا حکم صرف اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ اب ارشاد ہوتا ہے اے محبوب جتنے تیرے ہیں سب کو [illegible] جتنے بندے تیرے ہیں سب کو بتا دو کہ آپ کے [illegible] اس حکم میں شامل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت فاطمہ [illegible]

نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا يَأْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

ہم ہی دیتے ہیں تجھے رزق اور اچھا انجام پرہیزگاری کے لئے ہے اور وہ کہتے ہیں کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے رب کی طرف سے

لیے وہ بیدار رہتا ہے۔

افسوس! کہ [illegible] عبادت کا [illegible] ایک [illegible] اس طرح [illegible] کہ وہ سمجھتے ہیں کہ [illegible] میں کیا جاتا ہے [illegible] معاف [illegible] کاش ان فریب خوردہ [illegible] انھیں [illegible] کی صحبت سے [illegible] بچا کر دیا ہے۔ [illegible] حقیقت کا علم ہو [illegible] میں سے آگے گئے ہیں طرح [illegible] کلام [illegible] ادا کرتا ہے۔

[illegible] میں [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] دل [illegible] مشکل [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] ہو جائیں گے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] سے [illegible] اس وقت انھیں [illegible] کی جناب میں [illegible] انھیں [illegible] گے [illegible] ایک [illegible] میں [illegible] حقیقت [illegible] میں [illegible] ہیں۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

١٣١ جب ہم نے اپنے [illegible] رزق [illegible] لیا ہے [illegible] رزق [illegible] وقت [illegible] میں [illegible] اس [illegible] میں [illegible] رزق [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] حضرت [illegible] سے مروی ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کانت الدنیا ہمہ فرق اللہ علیہ امرہ وجعل فقرہ بین عینیہ ولم یأتہ من الدنیا الا ما کتب لہ ومن کانت الآخرۃ نیتہ جمع اللہ امرہ وجعل غناہ فی قلبہ

أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم

کیا ان کے پاس [illegible] نہیں آئی جو اگلے صحیفوں میں ہے [illegible] اور اگر ہم انہیں ہلاک کر دیتے

بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ

کسی عذاب سے اس سے پہلے تو کہتے اے ہمارے رب کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے

آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا

تیری آیتوں کی اس سے پہلے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوتے آپ فرمائیے ہر شخص انتظار کر رہا ہے

فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝

سو تم بھی منتظر رہو تم عنقریب جان لو گے کون ہیں سیدھی راہ پر چلنے والے اور کون ہدایت یافتہ ہیں

ع ۸
۱۷

[illegible] ابن کثیر میں ہے [illegible] جس کے پیش نظر صرف دنیا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے حالات کو مضطرب کر دیتا ہے اور افلاس فقر ہمیشہ اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اس کو دنیا [illegible] بس اتنا ہی ملتا ہے جو اس کے مقدر میں پہلے لکھا جا چکا تھا اور جو شخص آخرت کا طلب گار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے حالات کو سنوار دیتا ہے اور اس کے دل کو غنی بنا دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے سامنے آتی ہے۔

اس سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھیں کہ کسب معاش سے روکا جا رہا ہے نہیں ایسا نہیں۔ کسب معاش کا تو اللہ اور اس کے رسول نے بار بار حکم دیا ہے اور رزق حلال کو افضل عبادت کہا گیا ہے۔ [illegible] جو چیز ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ انسان [illegible] ہو کر رہ جائے [illegible] اور اللہ کی توفیق سے بچا رہ جائے۔

۱۳۳ یعنی صبح و شام انہیں [illegible] دکھائی جا رہی ہیں [illegible] کیا تم پر [illegible] نبی [illegible] کوئی ایسی نشانی [illegible] ایمان لائے۔

۱۳۴ [illegible] اگلی [illegible] آسمانی صحیفوں میں [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] حضرت [illegible] ایسی نشانی [illegible] باقی [illegible] آیت میں [illegible] دیا گیا ہے۔ الحمد

للہ [illegible] والصلوۃ والسلام علی حبیبہ [illegible] وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الانبیاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام: کیونکہ اس سورۃ میں بہت سے انبیاء کرام کا تذکرہ ہے اس مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ الانبیاء رکھا گیا ہے۔

نزول: یہ سورۃ تمام مکی ہے جس میں ۷ رکوع، ۱۱۲ آیتیں، ۱۱۶۸ کلمے اور ۴۸۹۰ حروف ہیں۔

مضامین: جہاں کہیں کفر و شرک کی ظلمت چھا جاتی ہے وہاں رسالت کے متعلق انسان کا تصور بھی مسخ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کے عقل و فکر کی قوتیں اپاہج ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنی ان اپاہج قوتوں کے سہارے فقط وہاں تک ہی تصور کر سکتا ہے جہاں تک اس کے حواس ظاہری کی رسائی [illegible] تصور تک میں [illegible] سے لا کر کھڑا کیا جائے اس کے سامنے والوں کے [illegible] وہ اس حقیقت کو باور کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اخروی زندگی پر اس کا یقین نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کی ساری کوشش اسی زندگی کو زیادہ سے زیادہ لطف اندوز بنانے اور دولت سمیٹنے اور قوت و اقتدار حاصل کرنے میں صرف ہو جاتی ہیں۔ جھوٹ، اسراف، [illegible] اور حلال و حرام کی تمیز بھی مٹ جاتی ہے۔ جو اخلاق حسنہ کی شکلیں [illegible] کی عزت و ناموس کو پامال کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے۔ اپنے [illegible] اور شرافت انسانی [illegible] رخصت ہو جاتی ہے۔ اگر حصول اقتدار پر قبضہ کرنے کے لیے ساری [illegible] کی اخلاقی قدروں کی [illegible] کی قربانی دینی پڑے تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

یہی حالت عہد بعثت کے کفار و مشرکین کی تھی [illegible] اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان نہیں رہا۔ وہاں بھی [illegible] ان کے [illegible] سائنسی اور صنعتی ترقی سے قدم قدم پر [illegible] ہوں۔

اس لیے اس سورۃ پاک کے آغاز میں بڑی قوت سے ان کے اس فکری و نظری [illegible] دور کرنے کی کوشش فرمائی جا رہی ہے۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ تم سے پہلے بھی قوموں نے یہی روش اختیار کی تھی ان کے عبرت ناک انجام کی داستان تم ان کھنڈرات کی شکستہ دیواروں سے پوچھ سکتے ہو جو تمہاری تجارتی شاہراہوں کے [illegible] ہیں وہ قومیں جنہیں کہ یہاں بسنے والے بھی تمہاری طرح قیامت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے وہ دنیاوی لذتوں میں محو ہو گئے انہیں بہت [illegible] لیکن وہ [illegible] آخر کار غضب الٰہی کی آگ بھڑکی اور اس نے انہیں [illegible]

میں سے کتنی بستیاں تھیں جو تباہ کر دی گئیں، بہت بگڑے، بہت پچھتائے لیکن جو سزا مقدر ہو چکی تھی وہ مل کر رہی۔ اسے اہل مکہ! تم ان کے حالات سے عبرت پکڑو۔ ایسا نہ ہو کہ مہلت کی گھڑیاں گزر جائیں اور تم بھی اسی ہولناک انجام سے دوچار کر دیے جاؤ۔

۲۔ اس کے بعد توحید باری کے ثبوت کے لیے کونی دلائل کے ساتھ ساتھ عقلی دلیلیں بھی پیش کر دیں تاکہ انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش ادھوری یا نا تمام نہ رہے۔

۳۔ فرشتوں کے متعلق ان کے غلط عقیدہ کا بطلان کیا کہ خدا کی اولاد نہیں بلکہ اس کے معزز بندے ہیں جو ہر وقت اس کی یاد میں ہر لمحہ اس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے ہیں۔ نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں۔

۴۔ اسی سورت میں توحید، رسالت اور آخرت کے بارے میں مشرکین مکہ کے شبہات کو بیان کیا اور بڑے حکیمانہ انداز میں ان کی تردید بھی کر دی۔

۵۔ اس کے بعد جلیل القدر انبیاء اور اولوالعزم رسولوں کی سیرتیں بیان فرمائیں تاکہ راہ حق کے مسافر اگر کسی مشکل سے دوچار ہوں تو حوصلہ ہار کر شکستہ دل ہو کر بیٹھ نہ جائیں بلکہ ان پاکیزہ ہستیوں کی سیرت کے مطالعہ سے تقویت حاصل کر کے آگے بڑھتا جائے۔

۶۔ سورت کے آخری رکوع میں یہ حقیقت بیان فرما دی کہ جو شخص بھی حق کی راہ پر صدق و اخلاص سے گامزن ہوگا وہ بامراد اور کامیاب ہوگا۔ اس کی کوئی کوشش رائیگاں نہیں جائے گی۔ روز محشر کی ہولناکیوں سے بھی وہ خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ اس روز فرشتے ان کا پرجوش خیر مقدم کرتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے اور جو بدبخت اپنی بد اعمالیوں پر مصر رہے اور کفر سے باز نہ آئے تو انہیں ان کے معبودوں سمیت دوزخ کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔

اختتام سورت سے پہلے قرآن کی شان اور صاحب قرآن کی عظمت کا ذکر فرمایا۔ ارشاد ہے ان فی ھذا لبلاغا لقوم عابدین یعنی یہ وہ کتاب ہے جس میں دین و دنیا میں فلاح و کامرانی حاصل کرنے کے قاعدے مذکور ہیں جس کے بعد کسی اور نظام حیات کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ کتاب تمام ضروریات کے لیے کافی ہے اور صاحب قرآن کے متعلق فرمایا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کہ ہم نے آپ کو سب جہانوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کتنی خوش نصیب ہے وہ قوم جس کی یہ شان ہے اور جس کے نبی کا یہ مقام ہے۔

سُوْرَةُ الْأَنْبِيَاۗءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ انبیاء مکی ۱۱۲ آیتیں ۷ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ①

قریب آ گیا ہے لوگوں کے لیے ان کے اعمال کے حساب کا وقت اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

انسان کی فطرت یہ ہے کہ اس پر جب کوئی ایسا وقت آتا ہے اور حق کو قبول کر لیتا ہے تو اس کو اطمینان اور خوشی ہوتی ہے۔ لیکن اگر غلط تربیت، بگڑے ہوئے ماحول یا حالات کے تقاضوں کے تحت فطرت راہ راست سے منحرف ہو جائے تو اس کی سعادت جہالت پر آمادہ ہوتی ہے، اس کا ضمیر اسے سرزنش کرتا ہے، مگر وہ اس کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔ پھر بار بار انسان اپنی اصلاح کر لیتا ہے، مگر ایسا نہیں کر سکتا تو [illegible] احساس کے سبب پر جاتا ہے اور اس کی طرف سے صحت ہٹتی ہے حتیٰ کہ وہ [illegible] ہو جاتا ہے یا اس کو [illegible] جانے میں ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ [illegible] محسوس کرتا ہے [illegible] اپنے عمل کو [illegible] آنکھیں [illegible] دیکھ سکیں۔ اس کی غفلت اس کے لیے [illegible] اطمینان سے [illegible] [illegible] جب [illegible] کی گھڑی [illegible] جہاں وہ چھپ جائے اور اس کی کسی کو خبر نہ ہو۔ اس لیے [illegible] کہ آپ [illegible] حالات [illegible] آپ [illegible] اور اپنے ماحول کی [illegible] کہ آپ پریشان ہو گئے بلکہ [illegible] کہ آپ [illegible] اور [illegible] آپ [illegible] رحمت کی چادر [illegible] وقت [illegible] آپ [illegible] سکیں۔

اس آیت میں [illegible] کی یہی حالت بیان کی گئی ہے کہ وہ [illegible] ہیں۔ [illegible] ضمیر کی سرزنش [illegible] اپنے اعمال کے [illegible] انجام سے باخبر ہو کر [illegible] نہ ہوں لیکن ان کا [illegible] حساب کی گھڑی [illegible] قریب [illegible] ہے [illegible] قانون [illegible] آ رہی ہے

مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَ

نہیں آتی ان کے پاس کوئی تازہ نصیحت ان کے رب کی طرف سے ٢ مگر یہ کہ وہ سنتے ہیں اسے بایں حال کہ وہ

هُمْ يَلْعَبُونَ ۝٢ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۗ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ

کھیل رہے ہوتے ہیں۔ غافل ہوتے ہیں ان کے دل ٣ اور آپس میں چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں ظالم ٤

ظَلَمُوا ۖ هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ

وہ کہتے ہیں کیا ہے یہ مگر ایک بشر تمہاری مانند تو کیا تم پڑے جاتے ہو جادو کے جال میں حالانکہ تم دیکھ رہے ہو

١ اے حبیب! ان لاپرواؤں اور مدہوشوں کو ہوش میں لاؤ۔ ان کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دو کہ یہ اپنی نجات کا بروقت اہتمام کر لیں۔ [illegible] (المظہری)

کیونکہ جو وقت گزر چکا ہے اس کی نسبت سے بقیہ وقت کم ہے۔ اس لیے فرمایا اقترب للناس۔ نیز ہر وہ چیز جس کا ہونا یقینی ہو خواہ وہ کتنی دور ہو حقیقت میں نزدیک ہی سمجھی جاسکتی ہے۔ کل ما ہو آت قریب۔ ہر وہ چیز جس کا آنا یقینی ہو وہ آ چکی۔

٢ محدث، ذکر کی صفت ہے یعنی جب بھی کوئی نئی سورت یا آیت ان کی ہدایت کے لیے نازل کی جاتی ہے تو اسے توجہ سے سننے کے بجائے اور اس پر سنجیدگی سے غور ہی نہیں کرتے بلکہ لہو و لعب میں مگن رہتے ہیں۔ اور اگر انہیں حضور علیہ السلام سے سننے کا اتفاق بھی ہو جائے تو وہ سننے کے ساتھ کھیل تماشے کا شغل بھی جاری رکھتے ہیں۔ وهم يلعبون کا معنی یستهزئون (یعنی وہ مذاق کرتے ہیں) کیا گیا ہے اور یہ بھی مناسب ہے۔ (مظہری)

٣ ان کلمات کی اہمیت کا پتہ تب چلتا ہے جب ان کا لغوی معنی پیش نظر ہو۔ کسی اہم و ضروری چیز سے توجہ ہٹا کر کسی غیر اہم اور غیر ضروری چیز میں مشغول ہو جانا۔ اللهو ما شغل الانسان عما يعنيه ويهمه وقوله لاهية قلوبهم اى ساهية مشتغلة بما لا يعنيه۔ یعنی ایسا ہو گیا ہے انہیں یاد ہی نہیں اس کے متعلق غور کرنے کا ان کے پاس وقت ہی نہیں۔ اسے بھول کر ان کے دل دنیا کی زیب و زینت میں کھو کر رہ گئے۔

٤ ہدایت کا آفتاب طلوع ہو چکا ہے۔ اس کی روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی جا رہی ہے۔ وہ بڑی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو اس فریب میں مبتلا رکھیں کہ ابھی سویرا نہیں ہوا۔ ابھی اندھیرا ہے لیکن کب تک؟ آئے دن کوئی نہ کوئی سعادت مند روح دعوت حق قبول کر لیتی ہے۔ اسلام کے خلاف ان کے تمام محاذوں میں جگہ جگہ خطرناک قسم کے رخنے اور شگاف نمودار ہو رہے ہیں۔ اس خطرہ کا تدارک کرنے کے لیے وہ ایک دوسرے سے خفیہ

تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اور تم دیکھ رہے ہو (ت) کہا میرا رب ہر بات کو جانتا ہے [illegible] آسمان اور زمین میں (ث)

وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ

اور وہی ہے سننے والا سب کچھ جاننے والا بلکہ وہ کہتے ہیں یہ پریشان خواب ہیں بلکہ

[illegible] ہیں۔ [illegible] کو اسلام سے بدظن کرنے کے لیے جیسے [illegible] جاتے ہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ ان کے نزدیک [illegible] کا اعتراض یہ ہے کہ یہ [illegible] ہم میں کا [illegible] ہماری طرح بشر ہے کھاتا ہے پیتا ہے سوتا ہے جاگتا ہے [illegible] بھی ہیں [illegible] شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر [illegible] نہیں تو اس سے [illegible] کیوں صادر ہوتے ہیں اور اس کا کلام [illegible] کا کلام [illegible] ہے [illegible] کیف کا [illegible] ہو جاتا ہے اور اس کے [illegible] ہیں [illegible] کرتے ہیں کہ یہ جادو ہے۔ لہٰذا یہ سب [illegible] جادو کا کرشمہ ہے اور اس کلام کی تاثیر بھی سحر کی [illegible] ہے اس لیے ہمیں [illegible] اس جادو کا اتباع نہیں کرنا چاہیے۔ افتاتون السحر وانتم تبصرون۔

یہاں نحو کا ایک مشہور سوال ہے [illegible] اسروا النجوی الذین ظلموا میں اسروا فعل ہے [illegible] اور الذین [illegible] فاعل اور نحو کا قاعدہ یہ ہے کہ فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو فعل واحد ہوتا ہے۔ اس قاعدے کے مطابق [illegible] ہونا چاہیے تھا فاعل ظاہر ہونے کے باوجود [illegible] جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ [illegible] میں واو ضمیر جمع نہیں بلکہ علامت جمع ہے [illegible] جائے کہ [illegible] ایک فاعل نہیں بلکہ متعدد ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ واو ضمیر جمع فاعل ہے اور الذین فاعل نہیں بلکہ واو کا بدل ہے [illegible] جیسے ثم عموا وصموا کثیر منہم [illegible] ہے۔

ث تم [illegible] چھپ چھپ کر [illegible] میرا رب تو تمہاری [illegible] تمہاری زبان پر [illegible] سنتا ہے اور [illegible] دلوں کے [illegible] ہے۔

ف قرآن کے [illegible] مشرکین [illegible] یقینی [illegible] قرآن کی تاثیر اور آفتاب اسلام کی [illegible] ناقابل انکار حقیقت بن کر سامنے آ گئی ہے [illegible] اس لیے ایک [illegible] آدمی کی طرح ہر لحظہ اپنا موقف تبدیل کرنے پر مجبور ہیں۔ کبھی کہتے ہیں یہ جادو ہے۔ کبھی کہتے ہیں یہ پریشان خواب ہیں۔ کبھی کہتے ہیں [illegible] کا کلام ہرگز نہیں [illegible] اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے [illegible] کیونکہ ان تاویلوں کی [illegible] ان [illegible] اس لیے کہیں بھی [illegible] آخری [illegible]

افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَأْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵

بلکہ اس نے گھڑ لیا ہے اسے بلکہ وہ شاعر ہے ورنہ چاہیے کہ لے آئے ہمارے پاس کوئی نشانی جس طرح بھیجے گئے تھے پہلے انبیاء ۔

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ

نہیں ایمان لائی ان سے پہلے کوئی بستی جسے ہم نے تباہ کیا تھا تو کیا اب یہ لوگ

يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

ایمان لے آئیں گے ۔ اور نہیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے آپ سے پہلے مگر مردوں کو کہ ہم نے وحی بھیجی ان کی

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

طرف پس (اے کفار) پوچھو اہل علم سے اگر تم (خود حقیقت حال) نہیں جانتے ۔ اور نہیں بنائے تھے ہم نے ان (انبیاء) کے

جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝۸ ثُمَّ

ایسے جسم کہ وہ نہ کھاتے ہوں کھانا اور نہ ہی وہ (اس دنیا میں) ہمیشہ رہنے والے تھے ۔ پھر ہم نے

ف بل هو شاعر أي بل هم متحيرون لا يستقرون على شيء قالوا مرة سحر ومرة أضغاث أحلام ومرة افتراه ومرة شاعر۔ (قرطبی)

ف اگر یہ نبی ہے تو پچھلے انبیاء کی طرح کوئی ایسا معجزہ دکھائے۔ ہاتھ میں عصا ہے اور نہ آستین میں ید بیضا لے آئے تب ہم اس کی نبوت کا قائل ہوں گے۔ یہ بیچارے اپنے مضطرب دلوں کو کس کس طرح جھوٹی تسلیاں دے رہے ہیں۔

ف اس میں ان کے آخری اعتراض کا جواب ہے کہ پہلے انبیاء پر بھی ان کے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ان کی قومیں ایمان نہ لائیں۔ اسی طرح یہ بھی دلائل و خوارق کے جلوے دیکھ کر بھی حق سے انکار کر رہے ہیں۔

ف کفار کے اس شبہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے کہ آپ بشر ہیں اس لیے نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ فرمایا ہماری سنت یہی رہی ہے آج تک بنی نوع انسان کی طرف جتنے انبیاء بھیجے گئے وہ انہی کے ہم جنس تھے کیونکہ افہام و تفہیم کا مقصد اسی طرح پورا ہو سکتا ہے اگر نبی فرشتہ ہوتا تو اس کے سامنے کی دو صورتیں تھیں اگر وہ اپنی اصلی شکل میں آتا تو تم اس کی ہیبت سے دم توڑ دیتے اور اگر انسانی صورت میں آتا تو پھر تم وہی اعتراض کرتے کہ یہ ہماری طرح بشر ہے تمہیں کیوں سمجھا ہے کہ بشر نہیں فرشتہ ہے اس لیے سنت الٰہی یہی ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لیے کسی انسان کو

صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا

سچا کر دکھایا انھیں (اپنا) وعدہ (جو ہم نے ان سے کیا تھا) ۸ پس ہم نے نجات دی انھیں اور ان لوگوں کو جن کو ہم نے

الْمُسْرِفِيْنَ ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ

چاہا اور ہلاک کر دیا حد سے بڑھنے والوں کو۔ بیشک ہم نے اتاری ہے تمھاری طرف ایک کتاب جس میں تمھارے لیے نصیحت ہے ۹

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً

کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے اور کتنی بستیاں ہم نے برباد کر دیں کیونکہ وہ ظالم تھیں ۱۰

ہی کی ساری عزت فرمائی جاتی ہے۔ اگر تمھیں اس میں شک ہے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ اہل ذکر سے مراد یا تو کتب سابقہ کے علما ہیں اور یا اس سے مراد اہل اللہ اور علما حق ہیں۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا نحن اهل الذكر۔ (قرطبی)

یعنی ہم اہل ذکر ہیں ہم سے پوچھو ہم تمھیں حقائق سے باخبر کریں گے

۸ پہلے انبیاء کے ساتھ ان کی قوموں نے وہی سلوک کیا جو آج یہ اہل مکہ آپ سے کر رہے ہیں۔ انھوں نے بھی اپنے انبیاء کو جھٹلانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور ہم نے اپنے نبیوں کے ساتھ نصرت و اعانت کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا کیا۔ ان کے دشمن ہلاک ہو گئے اور آخری کامیابی انھیں کے حصہ میں آئی۔

۹ ذکر کا معنی یہاں عزت و شرف بھی کیا گیا ہے۔ والمراد بالذکر ھٰھنا الشرف۔ اور واقعی اس سے بڑھ کر امت محمدیہ کی عزت افزائی کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں صاحب قرآن بنایا۔ الحمد للہ۔

۱۰ ظالم اور سرکش قوموں پر جب عذاب آتا ہے تو ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ حسرت و ندامت سے وہ کس طرح ہاتھ کاٹتے ہیں اور اپنی غلطیوں پر کس طرح پچھتاتے ہیں۔ مزید براں بعد از وقت ندامت کا برا انجام ہوتا ہے ان آیات میں ان کا نقشہ بڑے مؤثر پیرایہ میں کھینچ دیا ہے۔

مشکل الفاظ: القصم۔ الکسر۔ توڑ پھوڑ دینا۔ ریزہ ریزہ کر دینا۔ یرکضون۔ الرکض۔ العدو و شدة الوطء۔ تیزی سے دوڑنا۔ یہاں مقصد ہے بھاگ کھڑے ہونا۔ حصیدا۔ حصید کہتے ہیں درانتی سے فصل کاٹنا۔ خامدین۔ خمود سے ہے۔ آگ کا بجھ جانا مراد ہے مر جانا۔

وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ⑪ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ

اور ہم نے پیدا کی ان کے بعد دوسری قوم ۔ پس جب انہوں نے محسوس کیا ہمارا عذاب تو وہ فوراً

مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ⑫ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ

وہاں سے بھاگنے لگے ۔ مت بھاگو اور واپس لوٹو ان آسائشوں کی طرف جو تمہیں دی گئی تھیں

وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ⑬ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑭

اور اپنے مکانوں کی طرف تاکہ تم سے باز پرس کی جائے ۔ کہنے لگے ہائے ہماری شامت بیشک ہم ہی ظالم تھے ۔

فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ⑮

پس وہ یہی پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں کر دیا کٹی ہوئی کھیتی بجھے ہوئے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ⑯ لَوْ اَرَدْنَآ

اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیلتے ہوئے ۔ اگر ہم ارادہ کرتے

[illegible]

[illegible] زیادہ سے زیادہ [illegible] حاصل کر لی [illegible] کامیاب [illegible] زندگی

کے بعد [illegible] دوسری زندگی نہیں [illegible] نیکیوں کی جزا اور [illegible] برائیوں کی سزا ملنے والی ہے [illegible] نظریہ [illegible] عقل

کے خلاف ہے اور شرف انسانیت کے منافی ہے اور حکمت و عدل الٰہی کے شایانِ شان نہیں اس لیے قرآن حکیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والقدرة [illegible]

أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ بَلْ

[illegible]

نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَ

[illegible]

لَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

[illegible]

وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝

[illegible]

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوْا آلِهَةً

[illegible]

[illegible] روح المعانی [illegible]

[illegible]

مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ

زمین سے جو مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں اگر ہوتے ان دونوں میں اور معبود سوائے اللہ کے

اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

تو دونوں خراب ہو جاتے سو پاک ہے اللہ عرش کا مالک ان باتوں سے جو یہ بتلاتے ہیں

[illegible]

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا مِن

[illegible]

[illegible]

دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ

[illegible] یہ قرآن میرے ساتھ والوں کی نصیحت ہے [illegible]

اللہ تعالیٰ نے محبوب حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والے گستاخی کا سبب [illegible] [illegible] علامہ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک [illegible] [illegible] [illegible] الطیب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] بخشا اور [illegible]

"[illegible]" [illegible] قتل کر دیا گیا ہے۔ (روح البیان)

علامہ [illegible] [illegible] [illegible] قرآن [illegible]

[illegible] طعنہ [illegible]　　[illegible]
[illegible]　　[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] حقیقت تو یہ ہے کہ [illegible] عقلیات و نقلیات [illegible] [illegible] بند ہو جاتا ہے۔

ف [illegible] دلائل توحید بیان فرمانے کے بعد [illegible] کہ مشرکین [illegible] اپنے شرک و بت پرستی پر عقلی یا نقلی کوئی ایک تو ایسی دلیل پیش کریں جو قابلِ قبول ہو۔

وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ

کے لیے اور وہ کتب جو نصیحت تھیں مجھ سے پہلے لوگوں کیلئے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حق کو نہیں جانتے

فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۲۴ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ

اس لیے وہ اس سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول مگر یہ کہ ہم

اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵ وَقَالُوا اتَّخَذَ

نے وحی بھیجی اس کی طرف کہ بلاشبہ نہیں ہے کوئی خدا بجز میرے پس میری عبادت کیا کرو۔ اور کہتے ہیں بنا لیا ہے

الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝۲۶ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ

رحمٰن نے اپنے لیے بیٹا۔ سبحان اللہ! بلکہ وہ تو معزز بندے ہیں۔ وہ نہیں سبقت کرتے اس سے بات

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝۲۷ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

کرنے میں اور وہ اس کے حکم پر ہی عمل پیرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ

اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ شفاعت نہیں کریں گے۔ مگر اس کے لیے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کی ہیبت

خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝۲۸ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ

کے باعث اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا

۴۱؎ توحید کی یہ دعوت جو ہر رسول نے پیش کی ہے یہ کوئی نئی دعوت نہیں بلکہ نبوت و رسالت کا سلسلہ جب شروع ہوا ہے اور جو حضرات اس منصب پر فائز ہوئے ہیں سب نے اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے قبیلوں اور قوموں کو یہی دعوت دی ہے۔ شرائع و احکام میں حالات کے پیش نظر تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں لیکن عقیدہ توحید میں سر مو کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

۴۲؎ عرب کے لوگ قائل تو تھے ہی خدا اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے اور یہود و نصاریٰ عزیز و مسیح کو بیٹا کہا کرتے اس آیت میں ان سب کی نفی کی جا رہی ہے کہ جس ہستی سے اللہ تعالیٰ کا ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ عل

دُونِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِينَ ﴿٢٩﴾

تو اسے ہم سزا دیں گے جہنم کی یونہی ہم سزا دیا کرتے ہیں ظالموں کو

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا

کیا کبھی غور نہیں کیا [illegible] کفر کرنے والوں نے کہ آسمان اور زمین آپس میں

جنہیں یہ اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں کہتے ہیں وہ تو اس کے معزز و محترم بندے ہیں۔ غلط عقیدہ کی تردید کے ساتھ ساتھ "عباد مکرمون" فرما کر ان کی عزت و شان کو بھی چار چاند لگا دیئے۔

۳۰ اب توحید کے دلائل تکوینیہ و تشریعیہ بیان کرنے کے بعد اپنی قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ "الرتق: الضم والالتحام" (صحاح) کسی چیز کا باہم ملا ہوا اور پیوستہ ہونا اور ایک دوسرے سے جڑا ہونا۔ الفتق: الفصل بین المتصلین (صحاح) دو جڑی ہوئی چیزوں کو الگ الگ کر دینا۔ ارشاد ربانی ہے کہ زمین و آسمان موجودہ صورت اختیار کرنے سے پہلے ایک دوسرے سے پیوستہ تھے پھر ہم نے اپنی قدرت سے زمین کو الگ کر دیا اور آسمانوں کو الگ کر دیا۔ حضرت ابن عباس اور دیگر علماء تفسیر سے اس آیت کا یہی مفہوم منقول ہے۔ قال ابن عباس والضحاک وعطاء وقتادہ کانتا شیئا واحدا ملتزقتین ففصل اللہ بینہما بالہواء (قرطبی) یعنی زمین و آسمان شئ واحد تھے ان کے اجزا ایک دوسرے سے جڑے ہوئے چپکے ہوئے تھے۔ پھر ہوا کے ذریعہ انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ سینکڑوں صدیوں کی تحقیقات و تجربات اور غور و فکر کے بعد علمائے طبیعیات جس نتیجہ پر پہنچے ہیں قرآن حکیم نے پہلے ہی اس حقیقت کا چند لفظوں میں ذکر کر دیا تھا۔

ان کی تحقیقات کا ماحصل یہ ہے کہ ابتداء میں آفتاب ایک دہکتا ہوا شعلہ تھا اس کی حرکت بہت ہی تیز تھی رفتہ رفتہ اس کی حرکت کم ہوتی گئی اور حرارت بھی کم ہونا شروع ہو گئی اور اس کے بعض حصوں میں ٹھہراؤ آ گیا اور حرکت کی تیزی کے سبب اس میں سے چند ٹکڑے ٹوٹ کر دور دور جا پڑے اور اسی کے گرد چکر لگانے لگے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آفتاب سے کیا کیا ٹکڑے ٹوٹ کر جدا ہوئے ہیں جن سے ہمارا نظام شمسی بنا ہے اور زمین بھی انہی سے ایک ہے۔

تخلیق عالم کا ذکر کرتے ہوئے مولانا آزاد رقمطراز ہیں۔

"مرور زمانہ میں اجرام فلکیہ کی ابتدائی تخلیق اور کرہ ارضی کی ابتدائی نشو و نما کے جو طریقے تسلیم کر لیے گئے ہیں، یہ اشارات بظاہر ان کی تائید کرتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان بنیادوں پر شرح و تفصیل کی بڑی بڑی عمارتیں اٹھا سکتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا کرنا صحیح نہ ہوگا کیونکہ جس قدر نظریے اب تک تسلیم کر لیے گئے ہیں محض ظن و تخمین پر مبنی ہیں اور نظریات جزم و یقین کے ساتھ حقیقت کا فیصلہ نہیں کر سکتے پھر اس سے کیا فائدہ کہ ان کی روشنی میں

رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ

بند تھے پھر ہم نے انھیں الگ الگ کر دیا اور ہم نے پیدا کی پانی سے ہر زندہ چیز ۲۲

اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ

کیا وہ اب بھی ایمان نہیں لاتے۔ اور ہم نے بنا دیئے زمین میں بڑے بڑے پہاڑ ۲۳ تاکہ زمین ہل نہ جائے

بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

انہیں لے کر۔ اور بنا دیئے ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ راستے تاکہ وہ منزلِ مقصود کا راستہ پا سکیں۔ ۲۴

قرآن کے مجمل اور مختصر اشارات کی تفسیر کی جائے تو کن کن کو کیا کیا کریں گے۔ اگر ان نظریوں کی جگہ دوسرے نظریے پیدا ہو گئے۔ صاف واضح ہی ہے کہ یہ سب عالمِ غیب سے تعلق رکھتا ہے جس کی حقیقت ہم اپنے علم و ادراک کے ذریعہ معلوم نہیں کر سکتے اور قرآن کا مقصد ان اشارات سے تخلیقِ عالم کی شرح و تفصیل نہیں ہے بلکہ صرف خدا کی قدرت و حکمت کی طرف انسان کو توجہ دلانا ہے۔ (ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۵۰۰، ۵۰۱)

رتق اور فتق کا ایک اور مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے: رتق سے مراد یہ ہے کہ آسمان کا منہ پہلے بند تھا۔ کوئی بارش نہیں برستی تھی اور زمین کا منہ بھی بند تھا۔ کوئی چیز اس میں پیدا نہیں ہوتی تھی۔ قدرت کے حکم سے آسمان کا منہ کھلا (فتق)، اور بارش برسنے لگی۔ زمین کی مہر ٹوٹی، اس میں سے ضروریات کی ہر چیز اگنے لگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲۲ ہر جاندار چیز کی تخلیق پانی سے کی گئی ہے۔ یعنی اس کا مادہ اصل ہے یا ہر جاندار کی بقا اور نشو و نما کا انحصار پانی پر ہے یا یہ کہ وہ نطفہ جو ہر جاندار کا اصل ہے وہ پانی ہے بہر حال جس کا واسطہ زندگی اور پانی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مولانا عثمانی لکھتے ہیں: عموماً جاندار چیزیں جو نظر آتی ہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ پانی سے خالی نہیں ہوتیں پانی ہی ان کا مادہ ہے۔ اگر کوئی ایسی مخلوق جس کی نسبت ثابت ہو جائے کہ اس کی پیدائش میں پانی کو دخل نہیں وہ مستثنیٰ ہو گی۔ بلاشبہ حکم اکثر کے اعتبار سے یہ صادق رہے گا۔

۲۳ پہاڑوں کو سطحِ زمین پر جمانا زمین کی جس حرکت کا علاج کیا گیا ہے وہ اس کا توازن کھو دینا اور جھکولے کھانا ہے اس سے حرکتِ زمین کی نفی پر استدلال نہیں ہو سکتا۔

۲۴ ہم نے ایسے اونچے اونچے پہاڑ پیدا کیے جن کی بلند چوٹیاں آج بھی مغرور انسانوں کو للکار رہی ہیں لیکن ان پہاڑوں کی تخلیق میں بھی قدم قدم پر ہمیں ہماری حکمت کے جلوے نظر آئیں گے۔ ان کو سنگین دیواروں کی طرح کھڑا نہیں

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا

اور ہم نے بنایا آسمان کو ایک چھت ف محفوظ اور وہ لوگ اس کی نشانیوں سے روگردانی

مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ

کیے ہوئے ہیں اور وہی ہے جس نے پیدا کیا رات اور دن کو ف اور سورج

وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ

اور چاند کو سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں ف اور نہیں مقرر کیا ہم نے کسی انسان کے لیے جو تجھ

کر لیا ایک ملک کے دوسری طرف آ جاتے ہیں یہ قدرت ہی ہے جو کشادہ گھاٹیاں ہیں جن میں راستے بنا دیے ہیں جن کے ذریعہ ایک قسم کے لوگ آتے جاتے ہر جگہ کی بڑی شاہراہیں بن سکتے ہیں۔ الفج الطریق الواسع بین الجبلین۔ یعنی دو پہاڑوں کے درمیان جو کشادہ راستہ ہوتا ہے اسے فج کہتے ہیں۔ مصباح اللغات میں یہی ہے۔

ف لیکن آسمان زمین والوں پر اسی طرح سایہ کیے ہوئے ہیں جیسے چھت مکان کو۔ اس لیے فرمایا ہم نے زمین کے لیے آسمان کو بمنزلہ چھت بنایا ہے جس میں ایسی چھت نہیں جو گر پڑے یا اس میں شگاف ہو جائیں بلکہ یہ ہر طرف سے محفوظ اور مستحکم ہے۔

ف پھر یہ کرم یہ فرمایا کہ رات دن کا تسلسل قائم کر دیا۔ اگر ہمیشہ رات کا اندھیرا چھایا رہتا یا ہمیشہ دن ہی رہتا تو دنیا کا یہ نظم نہ ہوتا یا قدرت کاملہ سے ہی نظام بگڑ جاتا یا ساری دنیا تھک تھک کے ان کی حالت بدل دیتی۔

ف ۲ خیال کیا ہے کیا سماء (آسمان) اور فلک دونوں ایک چیز ہیں۔ کیا شمس و قمر اور ستارے آسمان میں اس طرح جڑے ہوتے ہیں جس طرح کڑی میں کیل ؟

اس میں تو دو باتیں ہیں۔ پہلے فلاسفہ آسمان ایک چیز کہتے ہیں اور فلک کی انھوں نے یہ تعریف کی ہے جسم بانہ متحرک بالارادۃ حرکۃ مستدیرۃ لا یقبل الخرق ولا الالتیام یعنی فلک وہ جسم ہے جو اپنے ارادہ سے گول حرکت کرتا ہے پھٹنے اور جڑنے کو قبول نہیں کرتا۔ ان کے نزدیک فلک میں خرق و التیام محال ہے اس لیے انھوں نے یہ کہا کہ ستارے اس میں گڑے ہوئے ہیں۔ خود متحرک نہیں بلکہ وہ فلک متحرک ہیں جن میں وہ گڑے ہوئے ہیں۔ لیکن حرکتیں مختلف ہیں اس لیے انھوں نے افلاک کا تعدد مانا ہے ان کے نزدیک مشہور ہے کہ افلاک کی تعداد نو ہے۔

فلک کی یہ تعریف ان فلاسفہ نے کی ہے علمائے اسلام نے علم کلام کی کتابوں میں اس کا بطلان ثابت کیا ہے بلکہ اکثر مفسرین کے نزدیک فلک اور سماء (آسمان) دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور سماء افلاک سے اوپر ہے جا کر

علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

قال اکثر المفسرین هو موج مکفوف تحت السماء تجری فیہ الشمس والقمر۔ کہ فلک ایک موج کا نام ہے جسے اس کے حقیقت میں روک دیا گیا ہے وہ آسمان کے نیچے ہے اور شمس و قمر اسی میں حرکت کرتے ہیں اور ضحاک جو مشہور اور مسلم مفسر ہیں ان کا قول ہے کہ فلک کسی ایسی چیز کا نام نہیں جس کا کوئی جسم ہو بلکہ جہاں پر ستارے گردش کرتے ہیں ان کی مدار کا نام ہے حضرت ابن عباس کا اس باب میں یہی قول مشہور ہے قال الضحاک هو لیس بجسم وانما هو مدار هذه النجوم والمشهور مروی عن ابن عباس۔ علامہ کا یہ قول کہ افلاک کی تعداد طے ہے یہ بھی قطعی اور یقینی نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہوں۔ ولا قاطع علی ما ذهب الیه اهل الهیئة (روح المعانی)۔

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ اور علامہ ابی حیان اندلسی نے اپنی اپنی تفاسیر میں اسی قول کو ترجیح دی ہے اور پسند فرمایا ہے۔

علامہ ابی عبداللہ الانصاری القرطبی کی عبارت ملاحظہ ہو۔ والاصح ان السیارة تجری فی الفلک، وهی سبعة افلاک دون السموات المطبقة التی هی مجال الملائکة واسباب الملکوت فالقمر فی الفلک الادنی ثم عطارد ثم الزهرة ثم الشمس ثم المریخ ثم المشتری ثم زحل والثامن فلک البروج والتاسع الفلک الاعظم قال ابن سیده الافلاک مجاری النجوم والشمس والقمر۔ وقیل الفلک موج مکفوف ومجری الشمس والقمر فیه والله اعلم (قرطبی)

یعنی کواکب سیارہ فلک میں چلتے ہیں اور یہ آسمانوں سے نیچے ہیں۔ چاند سب سے نیچے فلک میں ہے اس کے بعد عطارد، پھر زہرہ، پھر سورج، پھر مریخ، پھر مشتری، پھر زحل، آٹھواں فلک بروج، نواں فلک اعظم کہتے ہیں ان سب کے اوپر سبع سموات (سات آسمان) ہیں جو ملائکہ کی جولانگاہ اور اسباب ملکوت کا مرکز ہیں۔ واللہ اعلم۔

یہ حقائق جو صدیوں سال پہلے علمائے اسلام اپنی جگہ تحقیق میں اور عقلی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں ان کی روشنی میں اگر جدید علمائے فلکیات کی تحقیقات کا آپ مطالعہ کیجئے تو آپ کو قرآن کریم کے کتاب الٰہی ہونے کا یقین آ جائے گا اور علمائے اسلام کی دقت نظر اور ان کے علوم کی وسعت کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے کسی دن آج کے سائنس دان اپنے پیشرووں پر تنقید کریں جیسے ان کے شاگرد کل اپنے استادوں کی غلطیاں نکالنے لگیں۔ اس لیے کسی مومن کو یہ زیبا نہیں کہ قرآن کی صداقت کو وہ تب تسلیم کرے جب جدید تحقیقات کی سند اسے مل جائے بلکہ اس کا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ حق وہی ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ قدیم تحقیقات اور جدید انکشافات کا وہی حصہ درست ہے جس کی تائید قرآن سے ملتی ہے اور جو قرآن حکیم کی تصریحات کے خلاف ہے وہ غلط ہے آج نہیں تو کل اس کے علمبردار اپنی غلطی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس سے بڑھ کر احساس کمتری کا مظاہرہ اور کیا نہیں ہو سکتا کہ مسلمان قرآن مجید کی تصدیق کے لیے قدیم و جدید نظریات کا سہارا ڈھونڈتا پھرے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ قرآنی

قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ

پیغمبر! اس دنیا میں ہمیشہ رہنا تو کیا اگر آپ انتقال فرما جائیں تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟ ہر نفس موت کا

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا

چکھنے والا ہے۔ اور ہم آزمائش کے لیے تمہیں برے اور اچھے حالات سے دو چار کرتے ہیں اور آخر کار ہماری

تُرْجَعُوْنَ ۝ وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ إِلَّا

طرف ہی لوٹ آنا ہے۔ اور جب دیکھتے ہیں آپ کو کفار تو وہ صرف تمسخر اختیار کر لیتے ہیں آپ سے ہی تمسخر کرنے لگتے ہیں۔

هُزُوًا ۭ أَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

(کہتے ہیں) کیا یہی وہ صاحب ہیں جو برائی سے ذکر کیا کرتے ہیں تمہارے معبودوں کا۔ حالانکہ وہ خود انکار رحمٰن کے ذکر سے کرتے ہو

حقائق کو سمجھنے کے لیے انسانی کاوش کی جو بے پایاں ہو کر ہم بعض سائنسی نظریات کو قرآن کے نظریات تصور کرنے لگیں اور اس بے صبری کے باعث علم و دانش کی دنیا میں اپنی تضحیک کے ساتھ قرآن حکیم کی توہین کا بھی سبب بنیں۔ (العیاذ باللہ)

۳۵ کفار نے شماتت اسلام میں یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہمارے ستانے کے باوجود اس کی اشاعت میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ [illegible] اپنے اعصاب [illegible] یہ کہنا شروع کیا کہ آخر کہاں تک ایسا ہوتا رہے گا۔ ایک روز آپ کی زندگی ختم ہو جائے گی اس کے بعد تو ہمیں آرام کا سانس لینا نصیب ہوگا۔ [illegible] اس پر یہ آیت نازل ہوئی [illegible] کی حماقت کی طرف توجہ دلائی کہ اگر میرے محبوب نے اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا تو کیا تم ہمیشہ رہو گے۔ جب تمہیں بھی ہر ذی روح کی طرح موت کا پیالہ پینا ہے تو پھر اس پر جشن منانے کا کیا فائدہ۔

۳۶ کفار کا یہ دستور تھا کہ جب محبوب رب العالمین کے پاس سے گزرتے یا حضور کو دیکھتے تو آوازے کستے مذاق کرتے۔ انہیں خود اپنی حماقت اور جہالت کا احساس نہ ہوتا کہ وہ کتنے احمق ہیں جو خدا وند کریم کا انکار کر رہے ہیں جس کے دستر خوان پر وہ پل رہے ہیں جس کی بدولت ان کی زندگی ہے وہ اس کا انکار کر رہے ہیں۔ [illegible] نبی واضح حقیقت کو بھی نہ سمجھ سکے اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس ذات والا صفات کا جو ساری حقیقت کے اسرار پر آگاہ ہے اس لیے ان کا ایسا کرنا حماقت بالائے حماقت ہے۔

هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ

منکر ہی ہیں ۔ انسان کی سرشت میں ہی جلد بازی ہے عنقریب میں دکھاؤں گا تمہیں اپنی نشانیاں

فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

سو مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کرو اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ قیامت کا وعدہ (بتاؤ) اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ

سچے ہو ۔ کاش! جان لیتے کافر اس وقت کو جب وہ نہ روک سکیں گے اپنے

وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

چہروں سے آگ کے شعلوں کو اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی

بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَ

بلکہ وہ آئے گی ان کے پاس ناگہاں سو حیران کر دے گی انہیں پس نہ کر سکیں گے وہ اسے دور اور

۴۳ کسی چیز کا اس کے مقررہ وقت سے پہلے طلب کرنا عجلت کہلاتا ہے۔ العجلة طلب الشيء وتحريه قبل اوانه (روح البیان)
انسان کی عجلت پسندی اظہر من الشمس ہے [illegible]
[illegible] العرب [illegible] ۔ ایک عربی [illegible] جلد بازی سے بنایا۔
عرب [illegible] اہل عرب کا یہ محاورہ ہے کہ جب کسی میں بہت
پائی ہو تو اس کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ تو اس سے پیدا ہوا ہے جو بڑا بخیل ہو اسے کہتے ہیں خلق من عصب اور جو
زیادہ کریم ہو اسے کہتے ہیں خلق من کرم ۔ کیونکہ جلد بازی بھی انسان کی سرشت ہے اس لیے خلق من عجل کہا گیا۔
۴۴ تم بے جا طور پر جلدی کیوں مچا رہے ہو۔ جب عذاب الٰہی آئے گا انہیں ہر سمت سے گھیرے گا۔ اس وقت تم
چیخو گے چلاؤ گے لیکن بے سود

۴۵ بغتة۔ اچانک۔ فتبهتهم۔ تحیرهم۔ حیران و ششدر کر دینے والا۔

لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

پھر نہ انھیں مزید مہلت دی جائے گی۔ اور بے شک مذاق اڑایا گیا ان رسولوں کا بھی جو آپ سے پہلے تشریف لائے تھے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤١﴾ ع

پس گھیر لیا ان لوگوں کو جو تمسخر کیا کرتے تھے ان میں سے وہ عذاب جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ①

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ

آپ پوچھیے کون حفاظت کرتا ہے تمھاری رات اور دن میں ② رحمن سے بلکہ یہ لوگ

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ

اپنے رب کے ذکر سے روگردان ہیں۔ کیا ان کے کوئی خدا ہیں جو بچا سکتے ہیں انھیں (عذاب سے) ہمارے

دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا

سوا ③ وہ بیچارے معبود تو خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ انھیں ہماری تائید

يُصْحَبُوْنَ ﴿٤٣﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ

میسر ہوگی۔ ④ بلکہ ہم نے (عیش و آرام کا) سامان دیا انھیں اور ان کے آباؤ اجداد کو حتیٰ کہ طویل ہو گئی ان پر

---

① حاق۔ احاطہ کر لیا۔ گھیرے میں لے لیا۔ جو پھر گئے ہیں (حاق بھم العذاب ای احاط بھم و نزل الصحاح)

عذاب نے ان کو گھیر لیا۔

② ذرا تو بتاؤ اگر تم خدائے رب کریم کی یاد اور اس کے ڈر سے بے فکر ہو کر بیٹھے ہو اگر اس نے کسی وقت اپنا عذاب نازل کر دیا تو کہاں سر چھپاؤ گے تمھیں کون پناہ دے گا۔

③ تمھیں اگر یہ غلط فہمی ہے کہ تمھارے لات و ہبل اس وقت تمھیں ہمارے عذاب سے بچا لیں گے تو اس کو اپنے ذہن سے نکال دو وہ بیچارے تو اپنے آپ کو بھی نہیں بچا سکتے چہ جائیکہ تمھیں بچانے پر قادر ہوں۔

④ انھیں یہ بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ باوجود ان کی اطاعت کی ایک سی صورت ہو گئی تھی کہ ہر ایک پشت پناہی کرتے۔ ہماری تائید اور نصرت ان کے شامل حال ہوتی تو وہ اپنی قوت کے بل بوتے پر نہیں ہماری تائید و نصرت سے اپنے حفیظ

الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ

ان پر لمبا عرصہ گزر گیا اور وہ مغرور ہو گئے کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم بڑھتے چلے آ رہے ہیں زمین کو گھٹاتے ہوئے اس کی

أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ

اطراف سے تو کیا وہ ہم پر غالب آنے والے ہیں فرمائیے میں تو صرف تمہیں ڈراتا ہوں وحی سے اور نہیں سنا کرتے بہرے

الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَئِن مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ

پکارنے کو جب انہیں ڈرایا جاتا ہے اور اگر چھو جائے انہیں ایک جھونکا بھی آپ کے رب کے عذاب کا تو

عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ

وہ ضرور کہنے لگیں ہائے ہماری بدبختی! بیشک ہم ہی ظالم تھے۔ اور ہم رکھ دیں گے

کی امداد کر سکتے ہیں اس کی نفی کر دی ہے اور بتا دیا کہ انہیں ہماری تائید و نصرت ہی نفع دے سکتی ہے جو اس سے بیگانہ ہے کسی کی حمایت حاصل نہیں کر سکیں گے۔ علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ای ولا ہم منا یصحبون لمن یشفع لہم سواہ المرحومین من المؤمنین والملائکۃ والصالحین (مظہری) یعنی انبیاء، ملائکہ اور اولیاء کرام جو گنہگار مومنوں کی شفاعت کریں گے انہیں تو تائید الٰہی اور نصرت ربانی حاصل ہوگی لیکن کفار کے جھوٹے معبود اس سے یکسر محروم ہوں گے۔

ان کی ہٹ دھرمی، سرکشی اور انکار کی وجہ بیان کی جا رہی ہے کہ ہم نے انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو ہر طرح کی عزت و آسائش سے بہرہ ور کیا۔ ان کی خطاؤں کے باوجود ہم ان کا احترام کرتے رہے۔ ان کی نافرمانیوں کے باوجود ان کے مال و جاہ میں ترقی ہوتی رہی۔ اس وجہ سے یہ بات ان کے ذہنوں میں راسخ ہو گئی ہے کہ وہ حق پر ہیں اس لیے وہ کسی داعی حق کی کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

انہیں بتایا جا رہا ہے کہ مہلت کا وقت ختم ہونے والا ہے۔ ہم ان کے گرد رفتہ رفتہ حلقہ تنگ کرتے جا رہے ہیں۔ ارد گرد کے علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہوتا جا رہا ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اب بھی آنکھیں کھولیں اور حق کو قبول کریں۔

آپ فرمائیے میں تو تمہیں وہی بات کہتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر کہتا نہیں۔ بہتر ہے کہ تم بھی میری نصیحتوں کو گوش ہوش سے سن لو تو عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ ساتھ ہی فرما دیا یہ تو بہرے ہیں انہیں کچھ سنائی نہیں دیتا۔

الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَ

صحیح تولنے والے ترازو ۴۳ قیامت کے دن پس ظلم نہ کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور

اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا

اگر کسی کا کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے بھی لا حاضر کریں گے۔ اور ہم کافی ہیں

حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِيَآءً

حساب کرنے والے۔ اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا ۴۴ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرقان اور روشنی

۴۳ اس پر مفصل بحث ضیاء القرآن جلد دوم سورۃ الاعراف آیت ۸ کے حاشیہ میں گزر چکی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

الموازین موصوف ہے اور القسط اس کی صفت ہے۔ موصوف اور صفت میں واحد جمع میں مطابقت ہونی چاہیے۔ اور یہاں ایسا نہیں۔ پس کیا وجہ ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ القسط مصدر ہے اور جب مصدر صفت واقع ہو تو واحد جمع سب کی صفت واقع ہو سکتا ہے۔ والقسط صفۃ الموازین ووحد لانہ مصدر یقال میزان قسط، میزانان قسط، موازین قسط۔ (قرطبی)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں گزارش کی کہ قیامت کے دن آپ میری شفاعت فرمائیں۔ حضور نے فرمایا انا فاعل۔ میں شفاعت کروں گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں حضور کو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا سب سے پہلے پل صراط پر جہاں سے میری امت گزر رہی ہوگی مجھے ڈھونڈنا اور اگر وہاں ملاقات نہ ہو تو میزان کے پاس مجھے تلاش کرنا جہاں امت کے اعمال کا وزن ہو رہا ہوگا۔ میں نے عرض کی اگر وہاں بھی شرف ملاقات نصیب نہ ہو۔ فرمایا پھر حوض کے پاس فانی لا اخطئ ہذہ المواطن الثلاثۃ میں ان تین مقامات میں سے کسی ایک میں ضرور ہوں گا۔ (ترمذی، بیہقی)

۴۴ یہاں سے انبیاء کرام کا تذکرہ شروع ہے۔ جن جن کمالات سے انہیں مشرف فرمایا گیا ان کا بیان ہو رہا ہے۔ جن مقاصد کی تکمیل کے لیے وہ تشریف لائے ان کے لیے جن جن مصائب سے انہیں دوچار ہونا پڑا اور جس صبر و استقامت سے انہوں نے کام لیا ان کا تذکرہ ہے تاکہ حق کا ہر پیرو ان کے اسوۂ حسنہ سے صبر و استقامت، ایثار و اخلاص اور للہیت کا سبق حاصل کرے۔

وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم

اور نصیحت پرہیزگاروں کے لیے ۔ جو ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے ۔ اور وہ

مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ۝ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ ۚ

قیامت سے بھی ترساں رہتے ہیں ۔ اور یہ (قرآن) نصیحت ہے بڑی بابرکت ہم نے اسے اتارا ہے تو

أَفَأَنتُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ

کیا تم اس (قرآن) کے منکر ہو ۔ اور بیشک ہم نے عطا فرمائی ابراہیم کو ان کی دانائی

مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا

اس سے پہلے اور ہم اس کو خوب جانتے تھے ۔ یاد کرو جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کیا

لــه یعنی کتاب جو حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو عطا [illegible] اس کے اوصاف بیان فرمائے جا رہے ہیں کہ وہ فرقان ہے یعنی حق و باطل کو الگ الگ کر دینے والی ہے۔ ضیاء ہے یعنی روشنی ہے جس سے شاہراہ حیات منور ہو رہی ہے اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے۔ اگلی آیت نے بتا دیا کہ متقی کون ہوتے ہیں۔

ــه حضرت موسیٰ و ہارون کے ذکر کے بعد ابوالانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر فرمایا جا رہا ہے۔ آپ نے [illegible] توحید کا اعلان [illegible] خدا کا [illegible] آتش نمرود میں [illegible] لقد آتینا ابراہیم رشدہ [illegible]

[illegible]

ــه [illegible] تفسیر [illegible]

هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ۝ قَالُوا

یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی پوجا پر تم جمے بیٹھے ہو۔ وہ بولے پایا ہے ہم نے

وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ

اپنے باپ دادوں کو کہ وہ ان کے پجاری تھے۔ آپ نے فرمایا بلاشبہ مبتلا رہے ہو تم بھی

وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ

اور تمہارے باپ دادا بھی کھلی گمراہی میں۔ انہوں نے پوچھا کیا تم لائے ہو ہمارے پاس کوئی حق بات یا تم بھی یونہی

مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝ قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

دل لگی کرنے والوں میں سے ہو۔ آپ نے فرمایا (نہیں) بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس

الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَتَاللَّهِ

نے ان سب کو پیدا فرمایا ہے اور میں اس (حقیقت) پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔ اور بخدا میں

تماثیل، تمثال کی جمع ہے۔ یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے ہر اس صورت پر جو ہاتھوں سے بنائی جائے، تمثال کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک وہ تماثیل مختلف ستاروں کی تصویریں تھیں جن کی شکلیں انہوں نے اپنے خیال کے مطابق بنا لی تھیں۔ بعض کے نزدیک یہ وہ اپنے بزرگوں کے مجسمے تھے جن کے متعلق ان کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ شان الوہیت کے مالک ہیں۔

آپ کی مدلل گفتگو سے وہ ڈر گئے کہ جن کو اپنا معبود، اپنا مشکل کشا اور اپنا حاجت روا سمجھتے آئے تھے اس عقیدہ کی صداقت کے متعلق ان کے دلوں میں بھی سوال اٹھنے لگے اور ان کے دلوں میں بھی شبہ پیدا ہو گیا۔ جب انہوں نے آپ کی زبان سے یہ بات سنی کہ تم کھلی گمراہی میں ہو تو وہ حیرت سے آپ کا منہ تکنے لگے۔ کہنے لگے اے ابراہیم یہ تم نے کیا بات کہی ہے، کیا تم واقعی حق سمجھ کر کہہ رہے ہو یا یونہی کسی مذاق سے تمہارے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا ہے۔

آپ نے فرمایا میں نے یہ بات دل لگی سے نہیں کہی بلکہ یہ حقیقت ہے کہ تمہارا رب وہ ہے جس کی یہ شان ہے اور جس کی یہ قدرت ہے۔ میں تو اس کے سوا کسی کو خدا ماننے کے لیے تیار نہیں۔

لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُمْ

[illegible] تمہارے بتوں [illegible] جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے [illegible]

جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ﴿٥٨﴾ قَالُوا مَن

ریزہ ریزہ کر ڈالا مگر ان کے بڑے [illegible] تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں [illegible] کہنے لگے [illegible]

فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٩﴾ قَالُوا سَمِعْنَا

[illegible] ہمارے معبودوں [illegible] ظالم [illegible] کہا ہم نے سنا

فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ﴿٦٠﴾ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ

[illegible] ابراہیم [illegible]

ف [illegible] معبودوں [illegible] حقیقت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نمرود کی پرستش آپ [illegible]

أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ۝ قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا

لوگوں کے سامنے روبرو لاؤ شاید وہ اس کے متعلق کوئی شہادت دیں ۔ (ابراہیم لائے گئے تو) انہوں نے پوچھا اے ابراہیم!

بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ

کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے۔ فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ حرکت کی ہوگی سو ان سے ہی پوچھ لو

إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ۝ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ

اگر یہ گفتگو کی طاقت رکھتے ہوں ۔ پس وہ لوٹے اپنے ضمیر کی طرف اور کہنے لگے بے شک تم خود ہی

الظَّالِمُونَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ

ستمگار ہو ۔ پھر وہ اوندھے ہو کر اپنی سابقہ گمراہی کی طرف پلٹ گئے اور کہنے لگے تم تو خوب جانتے ہو کہ یہ

۵۲ اور مجمع عام میں آپ سے پوچھ گچھ شروع ہوئی۔

۵۳ تم نے دیکھا اور غور! مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے خداؤں سے پوچھو کہ کس سنگدل کی یہ حرکت ہے اور بیٹھا بڑا بت جس کے سامنے ان کی لاشوں کے انبار لگے ہوئے ہیں اور جس کے کندھے پر کلہاڑا لٹکا ہوا ہے یہ تو صاف اشارہ ہے کہ اس نے چھوٹے خداؤں سے ناراض ہو کر ان کا صفایا کر ڈالا ہے کیونکہ یہ بڑا ہے تو ان سے پوچھو اگر یہ بھی بات کر سکتے ہوں۔ جملہ کی اس توجیہ سے ہی وہ شبہ زائل ہو جاتا ہے کہ آپ کے اس ارشاد سے ان کے جھوٹ کا شبہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ بعض نے سمجھا ہے جس کو حرکت کہا جاتا ہے اس میں جھوٹ لازم آتا ہی نہیں۔

۵۴ آپ کے اس ارشاد نے تمام حجابوں کو تار تار کر دیا۔ ضمیروں نے حقیقت کو پہچان لیا۔ آپ کے اس جملے نے ایک لمحہ کے لیے انہیں خواب غفلت سے چونکا دیا۔ ان کے شاندار بتوں کی بے بسی اور ناتوانی ایک ناقابل انکار حقیقت بن کر ان کے سامنے آکھڑی ہوئی اور اپنی گمراہی اور ضلالت کا بے ساختہ اعتراف کیا اور یہی کہا ”انکم انتم الظالمون“

۵۵ علامہ قرطبی لکھتے ہیں اس کا معنی یہ نہیں کہ شرم و ندامت کے مارے ان کے سر جھک گئے جیسے بعض لوگوں نے سمجھا ہے کیونکہ ایسا ہوتا تو عبارت یوں ہوتی۔ نکسوا رؤسهم اور یہاں نکسوا علی رؤسهم ہے۔ اور اس کا معنی ہے اپنی مشرکانہ حالت اور بتوں کی عبادت کی طرف پھر لوٹ گئے حضرت ابن عباس سے اس کا یہی معنی مروی ہے۔ اور کلمہ النکس، معناہ الی کفرهم۔ یعنی انہیں ان کی بدبختی نے آلیا اور پھر وہ اپنے کفر کی طرف لوٹ گئے۔

يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ

[illegible]

شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

[illegible]

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

[illegible]

فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَ

[illegible]

آپ نے ان پر ایک ضرب کاری لگا دی۔

[illegible] لا الٰہ الا اللہ [illegible]

أَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا

کے لیے انھوں نے ارادہ کیا تھا لیکن ہم نے انھیں ہی ناکام بنا دیا اور ہم نے نجات دی آپ کو اور لوط کو اس

إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

سرزمین کی طرف ہجرت کا حکم دیا جسے ہم نے بابرکت بنایا تھا تمام جہان والوں کے لیے اور ہم نے عطا فرمایا انھیں اسحٰق

وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً

جیسا فرزند اور یعقوب مزید پوتا۔ اور سب کو ہم نے صالح بنا دیا۔ اور ہم نے بنا دیا انھیں پیشوا کہ

يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ

رہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم سے اور ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف کہ وہ نیک کام کریں اور نماز ادا کریں

وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا

اور زکوٰۃ دیا کریں۔ اور وہ سب ہمارے عبادت گزار تھے۔ اور لوط کو ہم نے حکومت

وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ

اور علم عطا کیا اور نجات دی اسے اس گاؤں سے جس کے باشندے بہت ردی کام کیا کرتے تھے۔

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ ﴿٧٤﴾ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُ

بے شک وہ لوگ بڑے ہی برے اور بدکار تھے۔ اور ہم نے اسے داخل کر لیا اپنے دامن رحمت میں۔

ف [illegible] آپ کی [illegible] چھپ گیا۔ [illegible] شعلوں [illegible]
اگر [illegible] آگ ابراہیم کے لیے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث [illegible] ابراہیم آگ میں گرے
وہاں گلزار کا سماں تھا بلکہ وہاں ٹھنڈک تھی اور ٹھنڈک بھی ایسی جو باعث راحت و آرام ہو۔

ف حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کی قوم کی مسخ شدہ ذہنیت اور ان کے ہولناک انجام کے متعلق آپ کئی جگہ پڑھ چکے ہیں لوطاً
فعل محذوف کا مفعول ہے اس لیے منصوب ہے۔

ع ۵

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ

بیشک وہ نیکو کاروں میں سے تھا اور یاد کرو نوح کو جب انہوں نے پکارا اس سے پہلے تو ہم نے قبول فرمائی ان کی

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ

دعا کو اور بچا لیا انہیں اور ان کے گھر والوں کو سخت مصیبت سے اور ہم نے ان کی حمایت کی اس قوم

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

کے مقابلہ میں جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو، بیشک وہ بڑے نابکار لوگ تھے پس ہم نے غرق کر دیا ان

اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ

سب کو اور یاد کرو داؤد و سلیمان (علیہما السلام) کو جب وہ فیصلہ کر رہے تھے ایک کھیتی کے جھگڑے کا

نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾

جب رات کے وقت چھوٹ گئیں اس میں ایک قوم کی بکریاں اور ہم ان کے فیصلہ کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

۱۰ الکرب: الغم الشدید۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو اللہ وحدہٗ لاشریک کی طرف بلایا اور گمراہوں سے کنارہ کش رہنے کی دعوت دی اور اتنا طویل عرصہ ان کے مظالم اور اذیت رسانیوں کو صبر و تحمل سے برداشت کرتے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق آپ کی مغرور اور ستم شعار قوم کو غرق کر دیا اور آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا۔ تفصیلات آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

۱۱ آپ دونوں باپ بیٹا جلیل القدر نبی ہونے کے باوجود اپنے علاقے کے حکمران بھی تھے علم و حکمت و دانش میں بھی بے مثل تھے آج بھی ان کے فہم و فراست کے بیسیوں واقعات ضرب المثل ذکر کیے جاتے ہیں۔ ان کے دوسرے کمالات کی بات بیان کرنے سے پہلے ایک واقعہ ذکر کیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرزند ارجمند کو فہم و فراست کی نعمت زیادہ بخشی گئی تھی اور یہی حقیقت ہے۔ حضرت داؤد کی عزت اسی میں ہے کہ ان کا لخت جگر ان سے برتر ہو۔ جو خوشی اس باپ کو ہوتی ہے وہ اپنے کمالات کی خوشی سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

۱۲ واقعہ کی تفصیل جو کتب تفسیر میں مذکور ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے :۔

ایک شخص کی بکریاں رات کے وقت کسی کھیت میں گھس گئیں اور اسے اجاڑ کر رکھ دیا کھیت والا داؤد (علیہ السلام) کے

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ

سو ہم نے سمجھا دیا وہ معاملہ سلیمان کو۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو ہم نے بخشا تھا حکم اور علم اور ہم نے مسخر کر دیا داؤد کے

دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ

پہاڑوں اور پرندوں کو وہ سب انکے ساتھ مل کر تسبیح کیا کرتے اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنے والے تھے اور ہم نے سکھا

لے حضرت داؤد کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا بکریوں کے مالک کی بابت کیا گیا دعوے کے بیان کی تو آپ نے فیصلہ کیا کہ بکریاں کھیت والے کو دے دی جائیں تاکہ اس کے نقصان کی تلافی ہو سکے کیونکہ کھیت کا جو نقصان ہوا تھا بکریوں کی قیمت اتنا ہی یا اس سے کم تھی۔ حضرت سلیمان نے جو ابھی کمسن تھے جب یہ فیصلہ سنا تو کہا اس سے بھی بہتر فیصلہ کی ایک اور صورت ہو سکتی ہے کہ بکریاں عارضی طور پر کھیت والے کو دے دی جائیں۔ وہ ان کا دودھ پئے اور بچوں سے فائدہ حاصل کرے اور بکریوں والے کو کھیت دے دیا جائے کہ وہ اس اجڑے ہوئے کھیت کی نگرانی اور حفاظت کرے۔ جب کھیت اپنی اصلی حالت پر آ جائے تو کھیت والے کو اس کا کھیت لوٹا دیا جائے اور بکریوں کا مالک اپنی بکریاں لے لے۔ یہ فیصلہ سن کر حضرت داؤد کی خوشی کی انتہا نہ رہی چنانچہ اسی کے مطابق عمل ہو گیا۔

۴۳ اب ان معجزات اور کرامات کا بیان شروع ہو رہا ہے جو ہر ایک کو الگ الگ عطا فرمایا گیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو آپ کا مطیع بنا دیا۔ جب آپ حمد و تسبیح میں مشغول ہوتے تھے تو پہاڑ اور پرندے بھی آپ کے ساتھ اپنے رب کی حمد و تسبیح کرنے لگتے۔ علامہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ مع کا تعلق سخرنا سے بھی ہو سکتا ہے اور یُسَبِّحْنَ سے بھی۔ پہلا احتمال زیادہ بہتر ہے اور سخرنا ضمن معنی بصحبنا والاول اقوی لفظا والطف معنا۔ (مظہری)

چنانچہ ہم نے ترجمہ میں معنوی پہلو کو ترجیح دی ہے۔ علامہ قرطبی نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ جعلناها بحیث تطیعه اذا امرها بالتسبیح۔

پہاڑوں اور پرندوں کی یہ تسبیح کس قسم کی تھی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جب آپ تسبیح کیا کرتے تو پہاڑ گونج اٹھتے اور یہی ان کی تسبیح تھی۔ لیکن علامہ آلوسی اور دیگر علمائے محققین نے تصریح کی ہے کہ پہاڑ زبان قال سے تسبیح کیا کرتے تھے۔ جس طرح کنکروں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھ میں لا الٰہ الا اللہ پڑھا تھا اور سب لوگوں نے سنا تھا۔ اگر تسبیح سے گونج مراد لیا جائے تو اس میں کوئی اعجاز نہیں ہے یہ بالکل معمولی بات ہے کیونکہ پہاڑ میں حضرت داؤد کیا کوئی عام شخص بھی اگر پہاڑ میں بلند آواز سے بولیگا تو اس سے گونج پیدا ہوگی خواہ وہ آواز دینے والا کافر ہی کیوں نہ ہو۔

۴۴ اس ارشاد نے معترضین کا منہ بند کر دیا کہ تم اس کو تسلیم کرنے سے ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہو یہ کام تو ہم نے کیا ہے

صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

دیا انہیں زرہ بنانے کا ہنر تمہارے فائدہ کے لیے تاکہ وہ محفوظ رکھے تمہیں تمہاری زد سے تو کیا تم اس احسان کا

شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى

شکر ادا کرنے والے ہو۔ اور (مسخر کر دی) سلیمان کے لیے تند و تیز ہوا وہ چلتی تھی ان کے حکم سے اس

الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾ وَ

سرزمین کی طرف جسے ہم نے بابرکت بنا دیا تھا۔ اور ہم ہر چیز کو جاننے والے تھے۔ اور

مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ

ہم نے مسخر کر دیے بعض شیطان جو غوطہ لگاتے تھے ان کے لیے اور کرتے تھے اس کے علاوہ اور کام

[illegible] ہم نے کشتی کیا تھیں ہماری قسمت پر یقین نہیں۔

ملک دوسرا کمال یہ ہے کہ [illegible] آپ کی اختراع ہے۔ دس [illegible] مضبوط [illegible] میں لگی ہوتی ہے۔

٨١ یہاں ان انعامات کا ذکر ہو رہا ہے جو آپ کے فرزند سلیمان علیہ السلام پر کیے گئے۔ پہلا انعام یہ ہے کہ ہوا کو آپ کا تابع فرمان کر دیا گیا۔ آپ کا تخت کا جہاز [illegible] آپ کی مرضی [illegible] ہوا اسے اڑائے لیے جاتی۔ اس کی تیز رفتاری کو دوسری جگہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ صبح سے لیکر چاشت کے وقت تک ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتی۔ آپ کے وزراء اور امراء بھی آپ کے ہمراہ ہوتے۔ [illegible] واپس [illegible] دینے کے بعد اگر آپ چاہتے تو ہوا آپ کو اٹھا کے [illegible] قریب آپ کے پایہ تخت میں پہنچا دیتی۔ قرآن کریم کی آیات کو اگر [illegible] کے بغیر پڑھا جائے تو یہی مفہوم سمجھ آتا ہے۔ ایک صاحب نے [illegible] کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ آپ کا ایک زبردست بحری بیڑا تھا جس کے ذریعہ مشرق و مغرب میں آپ کی تجارت کا جال پھیلا ہوا تھا [illegible] بڑا نفع حاصل ہوتا تھا۔ آپ اپنے محلات اور اپنے پایہ تخت کی آرائش پر لاکھوں روپیہ صرف کرتے تھے۔ یہ صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں بھی اسی بحری بیڑا کا ذکر ہوا ہے۔ قرآن کریم کی آیات کے صرف سادہ ترجمہ پر نظر ڈالیے اور پھر سوچیے کہ کیا ان آیات میں اشارۃً یا کنایۃً کسی بحری بیڑے کا تذکرہ آیا ہے۔ عجب نہیں تو پھر ایسی توجیہات اور تفسیر کرنے سے شرم آنی چاہیے [illegible] ہمارے [illegible] ہر وقت [illegible] مرعوب [illegible] ہیں اور انہیں [illegible] ایک عام آدمی کو

ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۙ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ

[illegible]

[illegible]

گیا۔

مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٨٣﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا

سخت تکلیف اور تو ارحم الراحمین ہے ۔ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے ۔ تو ہم نے قبول فرما لی اس کی فریاد اور ہم نے دور کر دی

مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً

جو تکلیف انہیں پہنچ رہی تھی اور ہم نے عطا کئے انہیں ان کے گھر والے نیز اتنے اور ان کے ساتھ

مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ

اپنی رحمت خاص سے اور یہ نصیحت ہے عبادت گزاروں کے لیے ۔ اور یاد کرو اسمٰعیل ، اور ادریس

۹۲ رحمت الٰہی جوش میں آ گئی ۔ چشم زدن میں ساری مصیبتیں دور ہو گئیں ۔ حسن و شباب پھر لوٹ آیا ۔ اجڑا ہوا گھر آباد ہو گیا ۔ مال و دولت کی وہی فراوانی ہو گئی ۔ بلکہ پہلے سے کئی گنا زیادہ ہر چیز میں برکت و رونق آ گئی ۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ پہلے بچے بھی زندہ کر دیئے گئے ۔

۹۳ یعنی حضرت ایوب علیہ السلام کے اس قصہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں اور اس کی رضا کے متلاشیوں کے لیے بڑی روشن اور واضح نصیحت ہے ۔ وہ دیکھیں کہ اگر آزمائش کی کسی ایسی وادی میں سے ان کا بھی گزر ہو جہاں قدم قدم پر مصیبتوں کے اژدہا منہ کھولے بیٹھے ہوں ۔ جہاں بیماریوں اور پریشانیوں کے رنج و ملال تھے ہوں تو وہ اپنے رب کریم کا شکوہ نہ شروع کر دیں ۔ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائیں بلکہ سیرت ایوب کو سامنے رکھیں اور صبر و استقامت کا دامن تھامے ہوئے قدم آگے بڑھاتے جائیں ۔ فاستجبنا لہ فکشفنا کی نوید انہیں بھی سنائی جائے گی ۔

اس واقعہ کو اگر آپ بائیبل میں پڑھیں گے تو ذکریٰ للعابدین کی کوئی ادنیٰ سی جھلک بھی آپ کو نظر نہیں آئے گی ۔ وہاں آپ کو ایوب نامی ایک ایسے آدمی سے واسطہ پڑے گا جو اپنی پیدائش کے دن پر لعنت بھیجتا ہے ۔ چنانچہ صحیفہ ایوب باب ۳ میں ہے ۔

> "اس کے بعد ایوب نے اپنا منہ کھول کر اپنے جنم دن پر لعنت کی اور ایوب کہنے لگا ، نابود ہو وہ
> دن جس میں میں پیدا ہوا اور وہ رات بھی جس میں کہا گیا کہ دیکھو بیٹا ہوا ۔"
> "وہ دن اندھیرا ہو جائے ۔ وہ رات بانجھ ہو جائے ۔ اس میں خوشی کی کوئی صدا نہ آئے ۔ اس کی شام
> کے ستارے تاریک ہو جائیں ۔ (آیات ۱ ، ۲ ، ۳ ، ۷ ، ۹)

پھر وہ اپنی پیدائش پر افسوس کرتا ہے چنانچہ اسی باب میں ہے ۔

وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ۝ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ۖ

اور ذوالکفل انہیں بھی یاد کرو یہ سب صابروں کے گروہ سے تھے۔ اور ہم نے داخل فرمایا انہیں اپنی خاص رحمت میں۔

إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ

یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے۔ اور یاد کرو ذوالنون کو جب وہ چل دیا غضبناک ہو کر پس گمان کیا

میں رحم ہی میں کیوں نہ مر گیا؟ میں نے پیٹ سے نکلتے ہی جان کیوں نہ دے دی؟ یا پوشیدہ اسقاط حمل کی مانند میں وجود میں نہ آتا یا ان بچوں کی مانند جنہوں نے روشنی ہی نہ دیکھی۔" (باب ۳ آیت ۱۱، ۱۶)

اس پر بس نہیں بلکہ وہ اپنے خدا سے صرف شکوہ کرتا ہوا نہیں، الجھتا ہوا اور جھگڑتا ہوا سنائی دیتا ہے۔

"اے بنی آدم کے ناظر! اگر میں نے گناہ کیا ہے تو تیرا کیا بگاڑتا ہوں؟ تو نے کیوں مجھے اپنا نشانہ بنا لیا ہے یہاں تک کہ میں اپنے آپ پر بوجھ ہوں؟ تو میرا گناہ کیوں نہیں معاف کرتا اور میری بدکاری کیوں نہیں دور کر دیتا؟" (باب ۷ آیت ۲۰، ۲۱)

آگے باب ۱۰ میں وہی ایوب یوں شکوہ کرتے ہوئے سنائی دیتا ہے۔

"میری جان میری زندگی سے بیزار ہے۔ میں اپنا شکوہ خوب دل کھول کر کروں گا۔ میں اپنے دل کی تلخی میں بولوں گا۔ میں خدا سے کہوں گا مجھے ملزم نہ ٹھہرا۔ مجھے بتا تو مجھ سے کیوں جھگڑتا ہے؟ کیا تجھے اچھا لگتا ہے کہ اندھیر کرے تو میرے حق میں ہے۔ تو نے مجھے اور اب قہر لا کر پڑھاتا ہے۔ پس تو نے مجھے رحم سے نکالا ہی کیوں؟ میں جان دے دیتا اور کوئی آنکھ مجھے نہ دیکھنے پاتی۔ میں ایسا ہوتا گویا تھا ہی نہیں۔"

(باب ۱۰ آیت ۱، ۲، ۳، ۱۶، ۱۸، ۱۹)

اب آپ خود انصاف فرمائیے کیا ایسی شخصیت کو سراپا احتیاج ہے جو اپنے رب پر ظالم ہونے کا الزام لگاتا ہے جو مصائب سے اکتا کر اپنی پیدائش پر لعنتوں کی بوچھاڑ کرتا ہے کیا اس کی زندگی یا اس کی سیرت میں کوئی ایسی چیز ہے جو ہمارے لیے ہدایت کا باعث ہو۔

ف اس واقعہ کو سورہ یونس میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ اہل نینوا کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے آپ نے انہیں بہت سمجھایا لیکن ان کی ہٹ دھرمی بڑھتی ہی گئی۔ جو مدت دراز تک جب تبلیغ و ارشاد کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا تو آپ ان سے مایوس ہو گئے۔ اس لیے کہ بعد وعدہ عذاب نہیں ہوئے اور ان کے معاملہ پر عمل پیرا نہیں ہوسکے۔ تب ناراض ہو کر پھر بید آپ اذن الٰہی کے بغیر وہاں سے ہجرت کر گئے۔ راستے میں دریا تھا کشتی میں سوار ہوئے جب کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی تو ڈگمگانے لگی۔ ملاحوں نے کہا ان کی پہچان کے مطابق کشتی میں ضرور کوئی ایسا آدمی ہے جو اپنے مالک سے بھاگ آیا ہے

اور اسی کی نحوست کی وجہ سے کشتی ڈوبنے لگی ہے۔ جب آپ نے یہ سنا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور اعتراف کیا کہ وہ میں ہوں۔ چنانچہ آپ کو دریا میں پھینک دیا گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ کشتی میں سواریاں زیادہ تھیں جس سے کشتی ڈوبنے لگی تو باقی سواریوں کے بچانے کے لیے ایک آدمی کو دریا میں پھینکنا ناگزیر معلوم ہوا۔ تین بار قرعہ اندازی کی گئی ہر بار آپ کا ہی نام نکلا۔ آپ نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ حکم الٰہی سے وہیں ایک بڑی مچھلی منہ کھولے کھڑی تھی۔ اس نے فوراً آپ کو نگل لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہاری خوراک نہیں بلکہ تمہارے شکم کو اس کے لیے قید خانہ بنایا ہے خبردار اسے کوئی گزند نہ پہنچے۔ جب آپ مچھلی کے شکم میں گئے تو اس وقت آپ نے اپنے مولیٰ کریم کو ان پیارے الفاظ سے پکارا۔ اپنی بھول کا اعتراف کیا اور اس کی وحدانیت اور سبوحیت کا اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی التجا قبول فرمائی۔ مچھلی نے ساحل پر آپ کو اگل دیا۔ یہ دعائیہ کلمات بڑے عجیب ہیں۔ اتنے مقبول ہوئے کہ قیامت تک ہم جیسے بیچاروں کو غم و اندوہ کے اژدہوں سے یونہی نجات دیتے ہیں۔ امام احمد، ترمذی اور دیگر محدثین سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"دعوۃ ذی النون اذ دعا ربہ وھو فی بطن الحوت لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین لم یدع بھا رجل مسلم فی شیء قط الا استجاب لہ۔"

یعنی حضرت ذی النون کی وہ دعا جو مچھلی کے شکم میں انھوں نے کی تھی جو مسلمان جس مشکل میں ان الفاظ سے دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔ حاکم نے ایک اور ارشاد نبوی اس طرح نقل کیا ہے۔

الا اخبرکم بشیء اذا نزل برجل منکم کرب او بلاء من بلایا الدنیا دعا بہ ففرج اللہ عنہ قیل بلی یا رسول اللہ۔

حضور نے صحابہ سے پوچھا کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تمہیں کوئی غم اور مصیبت لاحق ہو اور تم اس سے دعا مانگو اور اس پر اصرار کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری مشکل آسان فرما دے۔ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ضرور ارشاد فرمائیے۔ حضور نے یہی دعا ارشاد فرمائی۔ حضرت شاہ عبد العزیز نے اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما سے قضائے حاجات کے لیے عمل یونسیہ بیان فرمایا ہے۔ قارئین کے فائدہ کے لیے ان کی ترتیب بھی نقل کی جاتی ہے۔

> "بعد از عشاء والد مرشد اجازت فرمائی ہے کہ انسان حاجات مشکلہ کے پیش آنے کے واسطے چار رکعتیں پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ سو بار پڑھے۔ دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ سو بار پڑھے۔ تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ سو بار۔ چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ پھر سلام پھیر کر

أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ

پس گمان کیا کہ ہم ہرگز گرفت نہیں کریں گے اس پر۱ پھر اس نے پکارا اندھیروں میں کہ کوئی معبود نہیں سوا تیرے

سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ

پاک ہے تو بیشک میں ہی قصورواروں سے تھا۔ پس ہم نے قبول فرمائی اس کی دعا اور نجات دی

مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ

اسے غم سے اور اسی طرح ہم نجات دیا کرتے ہیں مومنوں کو۔ اور یاد کرو زکریا کو جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو

رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ

کہ اے میرے رب! نہ چھوڑ مجھے اکیلا اور تو سب سے بہتر وارث ہے۳ تو ہم نے قبول فرمائی اس کی دعا

وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ

اور اسے یحییٰ فرزند عطا فرمایا اور ہم نے تندرست کر دیا اس کی خاطر اس کی بیوی کو۔ بیشک وہ سبقت کیا کرتے

سوا ہے کہ رب انی مغلوب فانتصر۔

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں کہ ان کے وسیلے سے جو سوال کیا جائے اور جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔

۱ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو کر چل دیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے وہ اپنی قوم سے ناراض ہو گئے کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے اور اتباع حق سے کیوں دور بھاگتے ہیں۔

۲ اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ نے یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے پکڑ نہیں سکتا جیسے بعض مترجمین نے لکھا ہے بلکہ اس کا معنی ہے لن نضیق علیہ ہم اس معاملہ میں اس پر تنگی نہیں کریں گے یا قدر سے ماخوذ ہے جس کا معنی حکم کرنا ہے نہ قدرت سے۔

قیل هو من القدر الذی هو القضاء والحکم ای فظن ان لن نقضی علیه بالعقوبة قاله قتادة و مجاهد والفراء۔ مأخوذ من القدر دون القدرة۔ (قرطبی)

۳ حضرت زکریا اور ان کی دعا کا تذکرہ سورۂ مریم میں بھی آیا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن سورۂ مریم آیۃ [illegible]۔

فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝۹۰

نیکی کے کاموں میں سرگرمی دکھاتے تھے۔ ہمیں امید اور خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا

اور یاد کرو اس خاتون کو جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح سے پھونکا اور اسے

وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۹۱ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا

اور اس کے بیٹے کو دنیا والوں کے لیے نشانی بنا دیا۔ یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں

رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝۹۲ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝۹۳

تو تم میری ہی عبادت کرو۔ مگر لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ سب ہی کو ہماری طرف لوٹنا ہے۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بن باپ کے ہوئی تھی۔

اس سے پہلے متعدد انبیاء کا ذکر ہوا جو مختلف اوقات میں مختلف قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اس سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ سب کے مسلک جداگانہ تھے اور ہر ایک نے اپنی الگ طریقت یا اپنا الگ راستہ نکالا تھا۔ اس آیت سے اس وہم کا ازالہ کر دیا اور بتایا کہ تمام انبیاء کا مسلک ایک ہی عقیدہ کی تعلیم اور ایک ہی دین کے پیغام کے پیچھے ہی سب ایک ہی رب کی پرستش۔ ان سب کا عقیدہ توحید ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء سب نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی۔ بنیادی عقائد میں کسی قسم کا بھی ان میں اختلاف نہ تھا۔ یہاں امۃ کا معنی دین ہے۔ علامہ ھنا بمعنی الدین۔ (بیضاوی)

لیکن ہر قوم نے پیغمبروں کی ہدایت سے منہ موڑ لیا اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کر کے اپنا دین بنا لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے دین میں بٹ گئی اور انسانی وحدت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی۔ عقائد اور نظریات کے ان میں کثرت اختلافات نے اتنی شدت اختیار کی کہ باہم اخوت انسانی کے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔ ایک دوسرے کا خون بہا کر رکھ دیا۔

آج تو تم دین کی آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہو اور کسی شخص کی خیر اندیشانہ بات سننے کے لیے تیار نہیں ہو لیکن قیامت کا دن آنے والا ہے جب تم ہمارے سامنے حاضر کیے جاؤ گے اس وقت تم پر حقیقت عیاں ہو جائے گی۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ

پس جو شخص کرے گا نیک کام اور وہ مومن بھی ہو تو ناقدری نہیں کی جائے گی اس کی کوشش کی ۔ اور ہم

وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾

کے لیے اسکے عمل لکھنے والے ہیں اور ناممکن ہے کسی بستی کے لیے جسے ہم نے برباد کر دیا کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ

یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے بڑی تیزی کے ساتھ نیچے اترتے ہوں

يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ

گے۔ اور قریب آ جائے گا سچا وعدہ تو اس وقت تاکتے رہ جائیں گی۔ کھلی کی کھلی کافروں کی

لہ کتنی پیاری آیت ہے۔ کتنا واضح ارشاد ہے جو شخص بھی عمل صالح کرے گا اس سے قطع نظر کہ اس کی رگوں میں کس کا خون ہے وہ کس قبیلہ کا فرد ہے۔ اس کی رنگت گوری ہے یا کالی۔ وہ دولت مند ہے یا مفلس۔ وہ کس ملک کا باشندہ ہے وہ عربی ہے یا عجمی۔ جو شخص بھی کوئی نیک کام کرے گا اس کی مساعی کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔ اس کی جدوجہد رائیگاں نہیں جانے دی جائے گی بلکہ اس کے اعمال حسنہ کو شرف قبولیت بخشا جائے گا۔ نیکی کرنے والے افراد کے لیے صرف ایک شرط ہے وہ یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر محکم یقین رکھتا ہو۔ اگر یہ نہیں تو اس کا کوئی عمل بھی مقبول نہیں ہوگا خواہ وہ کتنا صحیح اور حسین کیوں نہ ہو۔ وہ باغی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کا، منکر ہے اس کی الوہیت اور اس کی حاکمیت کا۔ اور دنیا کے کسی حصہ کے قانون اور آئین میں باغی کے لیے کوئی گنجائش نہیں خواہ وہ اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور اطاعت و عبادات میں یگانہ روزگار کیوں نہ ہو۔

لہ یہاں حرام بمعنی ممنوع ہے قال الراغب الحرام الممنوع

لہ یاجوج اور ماجوج کے متعلق سورۂ کہف میں تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو سورۂ کہف آیت نمبر ۹۴،

حدب کہتے ہیں اونچی جگہ کو الحدب ما ارتفع من الارض والحدب جمع حدبۃ۔ ینسلون ای یسرعون۔ نسلان الذئب سے ماخوذ ہے بھیڑیے کی تیز رفتار کو نسلان الذئب کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب وہ وقت آئے گا یاجوج ماجوج کا

ہجوم ہوگا وہ بلندیوں سے بڑی تیزی کے ساتھ اترتے چلے آئیں گے اور دنیا کی آبادی پر یلغار کر دیں گے

الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا بَلْ كُنَّا

کافروں نے کہا تھا ہائے ہماری کمبختی ہم تو غافل رہے اس امر سے بلکہ ہم تو ظالم تھے

ظَالِمِينَ ۝ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ

بے شک تم اور جن چیزوں کی تم عبادت کیا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سب ایندھن ہیں جہنم کا

أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ۝ لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا ۖ وَ

تم اس میں داخل ہونے والے ہو۔ اگر ہوتے یہ خدا تو نہ داخل ہوتے جہنم میں۔ اور سب کے

كُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۝

سب اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے لیے وہاں چیخنا ہو گا اور وہ اس میں کچھ نہ سن سکیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۝

بے شک وہ لوگ جن کے لیے مقدر ہو چکی ہے ہماری طرف سے بھلائی وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔

قال الزجاج معناه مشیئة الله ثم اذا امرح۔

ؒ یہاں خطاب مشرکین مکہ سے ہے کہ تم اور تمہارے پتھر کے گھڑے ہوئے صنم سب جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔ ما عبدون ما غیر معقول کے لیے ہے اس لیے اس میں فرشتے عزیر اور عیسیٰ داخل نہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن الزبعری نے اعتراض کیا کہ پھر تو عیسیٰ بھی جہنم میں جائیں گے۔ وہ بھی اس آیت کا مصداق ہیں کہ یہود عیسائی اور یہودی ان کی عبادت کیا کرتے ہیں۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا نعم کل من احب ان یعبد من دون الله فهو مع من عبده۔ ہر وہ آدمی جس نے یہ پسند کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی بھی پوجا کی جائے تو بھی اپنے پجاریوں کے ساتھ دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ حصب کی وضاحت کرتے ہوئے ابوعبیدہ فرماتے ہیں ہر وہ چیز جو آگ جلانے کے کام آئے اسے حصب کہتے ہیں۔ حصب، حطب، ایندھن کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

ؒ جن کی عبادت کی جاتی رہی اگر وہ اس قابل ہوتے کہ انہیں معبود تسلیم کیا جائے۔

ؒ [illegible] الحسنیٰ [illegible] البحر المحیط [illegible]

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۚ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ

وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے [illegible] اور وہ ان نعمتوں میں جن کی خواہش [illegible] ہمیشہ رہیں

خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ

گے [illegible] انہیں [illegible] بڑی گھبراہٹ [illegible] اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے [illegible]

هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ

یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا [illegible] جس دن ہم لپیٹ دیں گے آسمان کو جیسے لپیٹ دیا جاتا

كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا

ہے طومار میں کاغذات، جیسے ہم نے [illegible] پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح ہم اسے لوٹائیں گے یہ وعدہ ہے

عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ

[illegible] بے شک ہم [illegible] کرنے والے ہیں [illegible] اور بیشک ہم نے لکھ دیا زبور میں [illegible] کے بیان

[illegible]

[illegible] قرآن پاک [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم۔

[illegible]

الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ اِنَّ فِيْ

کے بعد کہ جو [illegible] زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے [illegible] بیشک اس قرآن میں کفایت

هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً

ہے ان لوگوں کے لیے جو عبادت گزار ہیں [illegible] اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا ہے مگر رحمت بنا کر سارے

۱۳۵ جس زمین کی وراثت اللہ صالحین کے لیے مقدر کی ہے وہ جنت کی سرزمین ہے جس کا ذکر دوسری آیات میں اس طرح واضح الفاظ میں بیان ہوا ہے: "وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ" (جب متقی لوگ گروہ در گروہ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو) وہ کہیں گے کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں زمین کا وارث بنایا۔ اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں۔ پس نیک کام کرنے والوں کے لیے کیا ہی اچھا اجر ہے۔

رہی اس دنیا کی زمین تو اس کی حکومت قوموں کو صالح اور غیر صالح دونوں کو دی جاتی ہے جس کا ذکر دوسری آیت میں ہے۔ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ "زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے" تقویٰ کو اس کا معیار قرار نہیں دیا ہے۔ قرآن کریم کی اس واضح تعلیم کے علی الرغم بعض [illegible] نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا کہ جو لوگ تخت شاہی پر متمکن ہوتے ہیں [illegible] دنیا کی بڑی قومیں [illegible] سیاسی حکومت کو صالحیت کا معیار قرار دینے والے [illegible] کی [illegible] کا [illegible] جن کی بدولت ان کے [illegible] شامل کی [illegible] [illegible] کی [illegible] کے [illegible] [illegible] نہیں [illegible] اگر [illegible] ترقی ہی آپ صالحیت کا معیار قرار دیتے تو قرآن [illegible] آیات کی تعبیر [illegible] تاریخ کی [illegible] میں ہی [illegible] قرار دیتے جاتیں کہ آپ نے جو اس [illegible] کی [illegible] سے [illegible] اقتدار [illegible] لی، جو [illegible] کے سبب [illegible] پھیلا دیے ہوں [illegible] انسانیت [illegible] ترقی [illegible] [illegible] انسانیت پر [illegible] وحشت اور جہالت کی شب دیجور چھا گئی ہو۔

۱۳۶ [illegible] میں ہے البلاغ [illegible] یعنی اس قرآن مجید میں جو احکام و ارشادات ہیں وہ انسان کو [illegible] تک پہنچانے کے لیے کافی ہیں۔ ان پر عمل کرنے والوں کی سعادت [illegible] ہے۔ اس پر ایمان لانے کے بعد کسی دوسرے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] نہیں [illegible] [illegible]

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

جہانوں کے لیے ۔ آپ فرمائیے کہ میری طرف تو صرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا وہی ہے جو ایک خدا ہے ۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: انہ تعالیٰ لما بین الکمالات ... (کبیر)

ف اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کمالات صوری و معنوی کا جو مخلوق میں کسی کو بھی کسی سے زیادہ [illegible] جو بلاشک وشبہ بے مثل اور بے نظیر ہیں اور ان کمالات کو ان گرامی آیات طیبہ میں بڑے ناز سے بیان فرمایا اس کا بھی جواب نہیں۔ ان آیات کو پڑھو اگر ایک طرف حضور کے مرتبہ عالی کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف ان کمالات کے بخشنے والے کی شان کریمی اور اس کی بندہ نوازی دیکھ کر بے ساختہ دل و زبان سے سبحان اللہ، سبحان اللہ کی صدا بلند ہوتی ہے۔ لیکن اس آیت کریمہ میں جو جامعیت ہے اس نے اس کو دیگر آیات سے ممتاز کر دیا ہے۔ جو کمالات اور صفات عالیہ [illegible] ان سب کا بیان یکجا کیا ہے اس ایک میں حسن محمدی اور جمال احمدی کی ساری رعنائیاں اور دلربائیاں بکمال لطافت جلوہ فرما ہیں۔

اور مقصد ہے اس محبوب کو کتاب مجید، دین حنیف، شریعت بیضاء، خلق عظیم، دلائل قاہرہ، حجج باہرہ، آیات بینات اور معجزات ساطعات غرضیکہ جملہ ظاہری اور باطنی، حسی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال کر کے جو ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ آپ سارے جہانوں کے لیے، سارے جہان والوں کے لیے، اپنوں اور بیگانوں کے لیے، دوستوں اور دشمنوں کے لیے سراپا رحمت بن کر جلوہ فرما ہوں۔

لغت میں رحمت دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ الرحمۃ: الرقۃ والتعطف۔ (الصحاح)

یعنی رحمت رقت اور احسان و مہربانی کے مجموعے کا نام ہے۔ علامہ راغب اصفہانی کی تشریح ملاحظہ ہو: الرحمۃ رقۃ تقتضی الاحسان الی المرحوم یعنی رحمت اس رقت کو کہتے ہیں جو اس شخص پر احسان کرنے کا تقاضا کرے جس پر رحمت کی جا رہی ہے۔ پھر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت میں رقت نہیں کیونکہ وہ اس سے پاک ہے بلکہ صرف تعطف اور احسان ہے اور ہمیں صرف رقت ہوتی ہے اور دیا نہ احسان نہیں ہوتا۔ (المفردات)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو رحمت جامعہ یعنی رحمت کے دونوں پہلوؤں سے نوازا ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم (جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے وہ چیز تمہارے محبوب کو بڑی شاق گزرتی ہے) میں رقت کا اظہار ہے اور بالمومنین رؤف رحیم میں شان تعطف و احسان کا بیان ہے۔ دوسروں کے درد کا احساس ہی ہے اور ہمدردی کا احساس ہی ہے کہ کسی فرد یا قوم کے حال زار کو دیکھ کر غایت رافت سے آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور نوک مژگان پاک پر در یتیم سے بڑھ کر قیمتی آنسوؤں کے موتی سجا کر التجائیں بارگاہ رب العالمین میں کرتے ہیں تو مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں، غم و اندوہ کی کالی گھٹائیں کافور ہو جاتی ہیں۔

آپ ذرا غور فرمائیے کہ جب اللہ نے [illegible] قرآن نے [illegible] رحمت کو تمام [illegible] کے لئے ہوئے ایسی اصدق دل سے قبول کیا، حضور کے پیش کردہ نظام حیات کو اپنی عملی زندگی میں، چاہے وہ لوگ کہیں سے کہاں پہنچ گئے گراوٹ تھے لیکن اس [illegible] سے اسباب [illegible] کے بعد [illegible] عالم میں [illegible] کے [illegible] روشن [illegible] تھے یہی [illegible] سے [illegible] دنیا کے حسن [illegible] میں [illegible] سے [illegible] لاتے تھے۔ گنوار و اجڈ تھے لیکن پاکیزہ تہذیب و تمدن کے مالک بن گئے جاہلیت [illegible] کا ایک اچھا تصور دنیا کے سامنے پیش کیا جس میں کسی [illegible] کی گنجائش نہیں [illegible] جو قانون کی [illegible] سے [illegible] کا حساب کر سکے [illegible] کی [illegible] ۔ [illegible] جس کا [illegible] ہے [illegible] جس [illegible] کے مطابق [illegible] اور [illegible] سرشار ہو گئی جنہوں نے حضور کی رسالت کو تسلیم کیا اور حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لانے کا شرف حاصل کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

لیکن جو لوگ [illegible] کے باعث [illegible] براہ راست [illegible] سے کام [illegible] سے [illegible] ہوتے رہے [illegible] کی روشنی [illegible] اسلام [illegible] اپنے [illegible] تو [illegible] ہندوستان میں [illegible] شاہد عادل ہیں [illegible] حکومت [illegible] اور [illegible] حکومت کی [illegible] اسلام کے [illegible] سیاست کی [illegible] اور [illegible] کے باوجود [illegible] قوموں کی [illegible] کر دیا۔

یہ تو [illegible] حضور [illegible] ہے لیکن صرف یہاں تک نہیں [illegible] عالم [illegible] میں بھی حضور کی رحمت کا [illegible] حضور [illegible] رحمت [illegible] ہے [illegible] اس عالم [illegible] اور دل کی کمال ہے

[illegible] قلب ہے جس کی [illegible] روشن [illegible] لطیف بھی [illegible] ہے۔ [illegible] کو [illegible] اس قلب کی [illegible] سکے اور [illegible] اس [illegible] کی برکتوں سے عقل بھی بہرہ ور ہے اور دل کی دنیا بھی تابندہ ہے۔

ترجمان حقیقت شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے

تری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شان رحمت سے نقاب سرکاتے ہوئے فرمایا انما انا رحمة مهداة یعنی میں وہ رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بطور تحفہ عطا کی۔

ایک مرتبہ لوگوں نے کسی کے لیے حضور سے بد دعا کرنے کی التجا کی تو حضور نے فرمایا انما بعثت رحمة ولم ابعث عذابا یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے عذاب بنا کر نہیں بھیجا بلکہ سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وكونه صلى الله عليه وسلم رحمة للجميع باعتبار انه عليه الصلاة والسلام واسطة الفيض الالهي على الممكنات على حسب القوابل ولذا كان نوره صلى الله عليه وآله وسلم اول المخلوقات ففي الخبر اول ما خلق الله تعالى نور نبيك يا جابر وجاء الله تعالى المعطي وانا القاسم وللصوفية قدست اسرارهم في هذا الفصل كلام فوق ذلك۔ (روح المعانی)

یعنی حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تمام کائنات کے لیے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد جو فیض الٰہی ملتا ہے وہ حضور کے واسطے سے ہی ملتا ہے اسی لیے حضور کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا کیا گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اے جابر! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ اور دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں اس کی رحمت کو تقسیم کرنے والا ہوں اور صوفیائے کرام قدست اسرارہم نے اس ضمن میں جو اسرار و معارف بیان کیے ہیں وہ اس سے بلند ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں۔

حضرت علامہ اقبال نے کمال والہانہ انداز سے صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا کی ہے اور کیا عجیب کہا ہے؎

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

ونسئل الله تعالى ان يجعل حظنا من رحمته الحظ الوافر الذي يسعدنا في الدنيا والآخرة بحرمة نبيه ﷺ۔ (روح المعانی)

الٰہی ہمیں اپنے محبوب کی رحمت سے حظ وافر عطا فرما اور حضور کے لطف عمیم سے ہمارے لیے دنیا اور آخرت کی منزلوں کو آسان فرما۔ آمین ثم آمین صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

شان رحمۃ للعالمین کا ایک اور پہلو: آپ کی سیرت طیبہ نے گم کردہ راہ انسان کو صراط مستقیم دکھائی اور اس کا تعلق اپنے رب سے جوڑ دیا۔ اس کا دل جو دنیا بھر کی خواہشات کا آماجگاہ بنا ہوا تھا اسے تمام آلائشوں سے پاک کیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا روشن چراغ اس میں روشن کیا۔ انسانیت کا کارواں اپنی منزل کی تلاش میں صدیوں سے بھٹک رہا تھا

فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ

پس کیا تم مسلمان ہونے کے لیے تیار ہو۔ اگر وہ پھر بھی روگردانی کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں نے آگاہ کر دیا ہے تمہیں

سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهُ

یکساں طور پر اور میں نہیں جانتا کہ قریب ہے یا بعید جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ

يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ

جانتا ہے جو بات تم بلند آواز سے کہتے ہو اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ اور میں کیا جانوں شاید

أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قُلَ

ڈھیل دینا ایک آزمائش ہو تمہارا امتحان لینا اور ایک وقت تک تمہیں لطف اندوز کرنا مطلوب ہو۔ آپ نے عرض کی

اس منزل کا پتہ بھی دیا اور وہ راہ بھی بتائی جو سیدھی منزل تک جاتی تھی۔ صرف اسی پر بس نہیں بلکہ مسافر کے دل میں منزل تک رسائی کا اتنا شوق پیدا کر دیا کہ وہ ہر طرف سے منہ پھیر کر اپنی منزل کی طرف دیوانہ وار گامزن ہو گیا۔

۱۱۰ اگر اس کے بعد بھی وہ سرکشی سے باز نہ آئیں تو آپ فرما دیجئے کہ میں نے تمہیں اعلان کر کے بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے والا ہے۔ اب بھی اگر تم نے اس غفلت سے بچنے کے لیے کوئی اہتمام نہ کیا تو قصور تمہاری اپنی بدبختی کا

۱۱۱ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں یہ جاننے کے تعلق میں یہ بات عقل و قیاس سے جانتے ہیں ہے۔ یہاں درایت کی نفی فرمائی گئی درایت کہتے ہیں اندازے اور قیاس سے جاننے کو جیسا کہ مفردات راغب میں مذکور ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ درایت استعمال نہیں کیا جاتا اور قرآن کریم کے اطلاقات اس پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان۔ لہٰذا یہاں بے تعلیم الٰہی محض اپنے عقل و قیاس سے جاننے کی نفی ہے نہ کہ مطلق علم کی۔ (خزائن العرفان)

علامہ راغب نے درایت کا معنی یہ تحریر کیا ہے الدرایۃ۔ المعرفۃ المدرکۃ بضرب من الختل۔ یعنی وہ علم جو حیلہ سے بطور معرفت اور علم حاصل ہو تو اسے درایت کہتے ہیں۔

رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى

میرے رب! فیصلہ فرما دے (ہمارے درمیان) حق کے ساتھ (اور کفار سے کہا) ہمارا رب رحمٰن ہے جس سے مدد طلب کی

مَا تَصِفُوْنَ ۝

جاتی ہے ان باتوں پر جو تم کرتے ہو۔ ۹۳

۹۳ آخر میں حضور کریم (ﷺ) عرض کرتے ہیں کہ الٰہی اب ایسا قطعی فیصلہ فرما دے حق کے متعلق ان کے اور ان میں جتنے وسوسے اور جس قسم کے شبہات ہیں وہ دور ہو جائیں اور میری دعوت کے سچے ہونے میں انہیں کوئی تردد نہ رہے۔

۹۴ قوت و طاقت میں وہ زیادہ ہیں۔ وسائل کی ان کے پاس کمی نہیں۔ زبانیں ان کی قینچی کی طرح تیز چلتی ہیں۔ جھوٹ بولنے اور خدا پر بہتان باندھنے سے انہیں شرم نہیں آتی۔ آخرت کی ملامت کا انہیں اندیشہ نہیں۔ ایسے حالات میں دولت اور طاقت کے نشے میں مخمور دشمن پر غلبہ پانے کی ایک ہی صورت ہے کہ خداوند رحمٰن کی تائید و نصرت پشت پناہی فرمائے۔ اس لیے آخر میں اپنے کاموں کو اسی کے سپرد کر دیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الحج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام: کیونکہ اس سورت میں حج کے اعلان عام اور اس سے متعلقہ احکام کا ذکر ہے اس مناسبت سے اس سورت کو سورۃ الحج کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

اس سورت میں ۱۰ رکوع، ۷۸ آیتیں، ۱۲۹۱ کلمات اور ۵۰۷۵ حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: بعض علماء تفسیر نے اسے مکی سورتوں میں شمار کیا ہے اور بعض نے اسے مدنی کہا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں وہ خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں جو مکی سورتوں کا طرۂ امتیاز ہیں اور وہ خصوصیات بھی جو مدنی سورتوں کا خاصہ ہیں۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس سورت میں وہ آیات بھی ہیں جو مکی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئیں اور وہ آیات بھی جو مدنی زندگی کے آغاز میں نازل ہوئیں۔ چنانچہ علامہ قرطبی مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وقال الجمہور السورۃ مختلطۃ منہا مکی ومنہا مدنی وھذا ھو الاصح۔ یعنی جمہور کی رائے یہ ہے کہ یہ سورت مکی آیات و مدنی آیات کا مجموعہ ہے اور جمہور کا قول ہی صحیح ہے۔ علامہ آلوسی نے بھی اسی قول کی تصویب کی ہے

روح المعانی

مضامین: (۱) کفار کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قیامت کی ہولناکیاں بیان کی گئیں اور انہیں سمجھایا گیا کہ اس سے پہلے کہ وہ قیامت کی گھڑی آجائے تم چشم ہوش وا کرو اور اس دعوت توحید کو صدق دل سے تسلیم کرو۔

کیونکہ کفار وقوع قیامت کو خلاف عقل قرار دیا کرتے اور اس کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کیا کرتے اس لیے ایسے شواہد پیش کیے گئے جن سے وقوع قیامت کے متعلق دلوں میں یقین پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ مسلمان تیرہ چودہ سال تک کفار کے بے پناہ مظالم خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے اب مسلمانوں کو اپنی حفاظت کیلئے قوت استعمال کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے اور انہیں یقین دلایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہو گی اس لیے وہ ظاہری وسائل کی کمی سے پریشان نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر پورا بھروسہ رکھیں۔

اس ضمن میں دنیا کی مختلف قوموں میں طاقت کا توازن برقرار رکھنے کا ازلی قانون اور اس کی حکمت بھی بیان کر دی کہ اگر ساری قوت و وسائل کسی ایک قوم کے قبضہ میں آجائیں تو دنیا کا امن و سکون درہم برہم ہو جائے [illegible]

جس میں مال اور آبرو سب کچھ حق کے ذہنی عبادت گاہوں کا احترام بھی ختم ہو جائے اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے اس بے غیرتی کا یہ اثر لازم ہے کہ وہ اقوام عالم میں عزت کا زور بھی برقرار رکھتی ہے۔

(۳) جاہلانہ تعصب کے ساتھ موٹی موٹی باتیں پیش کر دیتے اور اسلام اور انسان کی عظمت کو بھی آلودہ کر دیا تاکہ جو لوگ نہیں جانتے ہیں انہیں ان کی بے بسی کا علم ہو جائے کہ انہیں اتنی طاقت ہی نہیں کہ وہ سب مل کر مکھی جیسی حقیر چیز بنا سکیں اور وہ اتنے کمزور ہیں کہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور نہ اس سے اپنی چیز واپس لے سکتے ہیں۔

(۴) آخر میں تمام پچھلے مسائل سے امت مسلمہ کو اس حیثیت سے آگاہ کیا کہ ان کا کام سر انجام دینے کے لیے اور ابراہیم کی ملت کو زندہ رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمہیں منتخب کیا ہے ھو اجتبٰکم۔ اس لیے اب تمہارا فرض ہے کہ تم ہر قیمت پر اس پیغام کو سربلند رکھو اور اس کی اس عزت و احترام کو بھی نہیں جانے دو۔ اس کی عزت برقرار رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرو کہ یہ لوگ تمہارے اعلیٰ کردار کو تسلیم کر لیں اور انہیں کوئی ایسا موقع نہ ملے کہ کوئی شخص تم سے تمہاری حق کی صداقت کی کوئی دلیل طلب کرے یا کوئی ایسا نکتہ تمہاری سیرت اور تمہارے کردار میں دلیل اور حجت کے طور پر پیش کیا جا سکے۔

آخر میں ہم انہیں اپنی کارسازی اور نصرت کا یقین دلانے کے لیے ارشاد فرمایا ھو مولکم فنعم المولی و نعم النصیر۔ وہ قوم جس کے ساتھ ایسا عظیم نصیر ہو اسے کسی کے ورغلانے میں آنے کی گنجائش نہیں ہوتی کہ سے بیکار بحثوں میں مصروف کیا جائے اس لیے مسلمانوں کو اس بات کی بھی تلقین کر دی گئی کہ باطل پرست لوگ اور وہ افراد جن کے پیش نظر زندگی کا کوئی بلند مقصد نہیں وہ تمہیں بے جا مباحث اور مناظروں میں الجھانے کی پوری کوشش کریں گے مگر تم ایسے مناظروں سے احتراز کرو اور اپنے مقصد سے غافل ہو کر نہ رہو۔ تمہارا فرض صرف یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ اس انداز میں بحث کرو اور اگر وہ پھر بھی جھگڑا کریں تو یہ کہہ کر آگے بڑھ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ و ان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون۔ ان مباحث کے علاوہ علم و حکمت کے کئی اور نکات اس سورۃ کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کو دستیاب ہوں گے مگر وہ اتنے ہیں کہ ہم یہاں بالاختصار ذکر کرتے ہیں ان چشموں سے سیراب ہونے کی آرزو رکھنے والے بھی بہت ہیں کہ قرآن کریم کے اس بحر بے کنار سے اپنی دامن کو بھر سکیں جو علم و حکمت اور رشد و ہدایت کے گوہر سے مالا مال ہیں تاکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی ان کی اصل کا پتہ چل سکیں۔

* * *

سُوۡرَةُ الحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبۡعُوۡنَ اٰيَةً وَّعَشۡرُ رُكُوۡعَاتٍ

سورۂ حج مدنی ۷۸ آیتیں ۱۰ رکوع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ‌ۚ اِنَّ زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ شَىۡءٌ عَظِيۡمٌ ①

اے لوگو! اپنے پروردگار (کی مخالفت) سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی ہی سخت چیز ہے۔

۱ قرآن کریم نے [illegible] کی [illegible] کے لیے [illegible] جو [illegible] اس کی [illegible] لوگوں [illegible] کے [illegible] قیامت کے دن [illegible] برپا ہو گی [illegible] شدت کی وجہ سے [illegible] بات [illegible] کے لیے [illegible] کرنا چاہیے کہ [illegible] جب ان کی [illegible] کی حالت [illegible] ہوگی [illegible] کرانے کے لیے قرآن کریم [illegible] جس [illegible] آیات سے کیا جاتا ہے۔

۲ [illegible] قیامت کے [illegible] زلزلہ [illegible] ہے [illegible] حضرت [illegible] کی طویل حدیث [illegible] تین [illegible]

النفخة الاولیٰ نفخة الفزع والثانیة نفخة الصاعقة والثالثة نفخة القیام لرب العالمین۔ (یعنی پہلا [illegible] دوسرا [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہو جائیں گے [illegible] زمین [illegible]

الارض کالسفینة الموبقة فی البحر تضربها الامواج تکفأها باهلها وکالقندیل المعلق بالعرش ترجحه الارواح۔

[illegible] کے [illegible] بچے [illegible] ہو جائیں گے۔ (ابن کثیر)

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ

جس روز تم دیکھو گے اسے [illegible] ہر دودھ پلانے والی اس سے جسے وہ دودھ پلا رہی تھی اور گرا دے گی

كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ

ہر حاملہ اپنا حمل اور تو دیکھے گا لوگوں کو جیسے وہ نشہ میں مست ہیں حالانکہ وہ نشہ

بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ

میں مست نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے اور بعض لوگ ایسے ہیں جو جھگڑتے ہیں

فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ

اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے اور پیروی کرتے ہیں ہر سرکش شیطان کی جس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے کہ

اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ④

جو اس کو دوست بنائے گا تو وہ اسے گمراہ کر دے گا اور لے جائے گا اسے عذاب جہنم کی طرف

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ان آیات میں جس زلزلہ کا ذکر ہے [illegible]
هي الزلزلة المعروفة التي هي احدى شرائط الساعة التي تكون في الدنيا قبل يوم القيامة [illegible]
کہتے ہیں کہ [illegible] اور اس کے بعد سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۳؎ نضر بن حارث [illegible] قیامت کے متعلق [illegible]

۴؎ شیطان کی [illegible] سرکشی کے باعث یہ [illegible] تقدیر [illegible] کر دی گئی ہے کہ جو شخص اس کو اپنا دوست بنائے گا یہ اس کو راہ راست سے بہکائے گا اور اسے [illegible] جا کر دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دے گا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ

اے لوگو اگر تم ہو شک میں دوبارہ جی اٹھنے کی طرف سے تو بے شک ہم نے پیدا کیا تم کو

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ

مٹی سے ہی پیدا کیا پھر نطفے سے پھر جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے جو

مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا

کہ تخلیق مکمل ہوتی ہے اور بعض کی نامکمل تاکہ ہم ظاہر کر دیں تمہارے لیے اپنی قدرت اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں رحموں میں جسے

۵ سب انسانوں کی مٹی سے پیدا کیے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آدم ابو البشر ہیں ان کی تخلیق مٹی سے ہوئی یا یہ کہ مادۂ منویہ غذا سے بنتا ہے وہ سب زمین سے نکلتی ہیں پھر رحم میں نطفہ قرار پکڑتا ہے تو چالیس دن کے بعد اس میں تدریجی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں پہلے وہ خون کی صورت اختیار کر جاتا ہے اسے علقہ کہا گیا پھر گوشت کی شکل اختیار کر جاتا ہے اسے مضغہ فرمایا اس کے بعد مختلف مراحل کے بعد تام الخلقت پیدا ہوتا ہے یا اس سے پہلے ہی گر جاتا ہے غیر مخلقہ سے مراد اکثر گرا دینے ہی میں بیان کیا ہے لیکن بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ بچہ جو ناقص الخلقت پیدا ہوتا ہے۔ امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق ان احدکم یجمع خلقہ فی بطن امہ اربعین یوما ثم یکون علقۃ مثل ذلک ثم یکون مضغۃ مثل ذلک ثم یرسل الملک فینفخ فیہ الروح ویؤمر باربع کلمات بکتب رزقہ واجلہ وعملہ وشقی او سعید۔

نبی صادق و مصدوق علیہ السلام نے بیان فرمایا اور آپ سچے ہیں کہ تم میں سے ہر شخص پیدائش کے وقت اپنی ماں کے شکم میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر وہ علقہ بن جاتا ہے پھر چالیس دن گزرنے کے بعد وہ مضغہ ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اس کو چار باتیں لکھنے کا امر ہوتا ہے وہ یہ ہیں ۔ اس کا رزق اس کی موت کا وقت اس کے اعمال اور یہ کہ وہ بدبخت ہے یا نیک بخت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے آگاہ کرنے سے فرشتہ کو ما فی الارحام (جو کچھ رحم میں ہے) کا بھی علم حاصل ہو جاتا ہے اور اس کی موت کے وقت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ آیت میں جس چیز کی نفی ہے کہ ما فی الارحام کو کوئی نہیں جانتا اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مطلع کیے بغیر کوئی نہیں جان سکتا۔

نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ

[illegible]

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا

[illegible]

يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (قرطبی)

[illegible]

[illegible] جس میں کوئی چیز نہ اگ سکے۔

أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ترو تازہ ہو جاتی ہے اور [illegible] ہے اور طرح طرح کی بارونق چیزیں اگانے لگتی ہے۔

بَهِيجٍ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَأَنَّهُ

یہ (قدرت کی) اس لیے [illegible] ہیں کہ اللہ ہی برحق ہے [illegible] اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور بے شبہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا

وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یقیناً قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شک نہیں ہے

وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ

اور یقیناً اللہ ان کو جو قبروں میں ہیں اٹھائے گا [illegible]۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو [illegible] جھگڑتے ہیں۔

فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ

اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر کسی دلیل کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے [illegible] تکبر سے اپنی گردن موڑے

ك جب انسان قدرت کی ان بہاروں [illegible] زمینوں کو دیکھتا ہے تو اسے یقین آجاتا ہے کہ یہ کائنات [illegible] اتفاقاً وجود میں نہیں آئی اور اس کا خالق علیم و حکیم اور عظمت والا ہے [illegible] بے شک [illegible] کی قدرت کا یہ عالم ہے اس کے لیے ہر چیز کو نابود کرکے دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں۔

ف اس ارشاد سے یہ بتانا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی [illegible] قبروں سے [illegible] اس روز کا انکار کرنے والے کف افسوس ملیں گے اور ذلت سے دوچار ہوں گے۔

ك ایسا احمق [illegible] علم و فراست سے تو اسے کچھ نہیں [illegible] کسی جاننے والے سے پوچھ کر بھی اپنی جہالت کو دور نہیں کیا اور [illegible] کسی صحیفہ آسمانی کا مطالعہ کرنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی [illegible] محروم ہے اور غرور و نخوت سے [illegible] اس نے اپنا شیوہ بنا رکھا ہے [illegible] شام کو [illegible]۔ ثانی عطفه، ای [illegible] اور [illegible]۔ ای لا عرض [illegible] (ابن کثیر)

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۖ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيقُهُ

تاکہ بہکائے وہ دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے اس کے لیے ہے دنیا میں رسوائی ہے اور ہم چکھائیں گے اسے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ

قیامت کے دن جلانے والی آگ کا عذاب یہ اس کی سزا ہے جو آگے بھیجا تیرے دونوں ہاتھوں نے اور

اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرنے والا بندوں پر اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو عبادت کرتا ہے

اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ

اللہ تعالیٰ کی کنارے پر رہ کر پس اگر پہنچے اسے کوئی بھلائی تو مطمئن ہو جاتا ہے اس سے اور اگر پہنچے اسے کوئی

علامہ قرطبی کلمہ حرف کے معنی لکھتے ہیں۔ حرف کا معنی شک ہے [illegible] وحدہٗ۔ وقال [illegible] اس آیت میں منافقین اور ان لوگوں کا بیان فرما رہے ہیں جو حق کو اس لیے قبول نہیں کرتے کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس لیے عبادت نہیں کرتے کہ وہ سچا معبود اور خالق ہے بلکہ اس لیے کہ انہیں دنیوی منفعت حاصل ہوتی ہے۔ اگر ان کا مال بڑھ گیا، ان کی عزت اور جاہ میں اضافہ ہو گیا اسلام کو قبول کرنے کے بعد ان کی یہ امیدیں پوری ہو گئیں تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اور اسلام کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بڑھ چڑھ کر اعتراف کرتے ہیں لیکن اگر ان کی یہ امیدیں پوری نہ ہوئیں بلکہ انہیں تکلیف اور نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ اسی کا سلسلہ ہی منقطع کر دیتے ہیں اور اس دین کا دامن ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور پھر باطل کی طرف پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگے چلے جاتے ہیں کہ بس دیکھ لیا۔ یہ دین اس کی راستے سے [illegible] ہو کر رہ گیا [illegible] ہم تو ایسے دین سے باز آئے۔

کتب تفسیر میں جہاں اس آیت کی شان نزول بیان کی گئی ہے وہاں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ ایک یہودی مسلمان ہوا۔ اتفاق سے کچھ عرصہ بعد اس کی بینائی جاتی رہی پھر اس کا بہت سا مالی نقصان ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کا ایک لڑکا تھا وہ بھی مر گیا اس نے سوچا کہ یہ سب اسلام کی نحوست کے باعث ہوا ہے چنانچہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ اقلنی یعنی بیعت اسلام میں نے آپ کے ہاتھ پر کی ہے مجھے اس سے آزاد کر دیجیے۔ حضور نے فرمایا ان الاسلام لا یقال اسلام کی بیعت واپس نہیں کی جا سکتی۔ کہنے لگا مجھے تو آپ کے اس دین سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا [illegible] میں کوئی خوبی نظر نہیں آئی۔ [illegible] حضور نے فرمایا اے یہودی اسلام مردوں کو [illegible]

فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

آزمائش تو فوراً روگرداں ہو کر منہ موڑ لیتا ہے ۔ ایسے شخص نے برباد کرلی اپنی دنیا اور آخرت بھی یہی تو

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا

کھلا ہوا خسارہ ہے ۔ وہ عبادت کرتا ہے [11] اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی جو نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اسے اور

لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ

نہ نفع پہنچا سکتا ہے اسے ۔ یہی تو انتہائی گمراہی ہے ۔ [12] وہ پکارتا ہے اسے جس کی ضرر رسانی زیادہ

اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ

قریب ہے اس کی نفع رسانی سے [13] بہت برا دوست ہے اور بہت برا ساتھی ہے [14] بیشک اللہ تعالیٰ

اور [illegible] [illegible]

الرجال [illegible] الحديد [illegible] ۔ [illegible]

[11] انسان کو چاہیے کہ اسلام دین حق کو قبول کرے [illegible] اس راہ کے کانٹوں کو دیکھ کر گھبرا نہ جائے بلکہ ان [illegible] سے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اسے دین حق کا سربلند کرنے کے لیے [illegible] یہی دولت [illegible] کی توفیق دے تو اسے اپنی سعادت اور ارجمندی یقین کرے [illegible] اسلام [illegible] کے لیے جان دینے کا موقع ملے تو [illegible] خوشی سے [illegible] کی طرف بڑھے۔ کیونکہ موت اس کے لیے ہلاکت و فنا کا پیغام لے کر نہیں آتی بلکہ حیات جاوداں کی نوید [illegible] وصال حبیب کا مژدہ [illegible] الموت جسر يوصل الحبيب الى الحبيب موت ایک پل ہے [illegible] اپنے آپ کو [illegible] اللہ [illegible] ۔

[12] مشرکین [illegible] نہ انہیں نفع پہنچا سکتے ہیں [illegible] يعبد الصنم الذي لا يسمع ولا يبصر (قرطبی)

[13] [illegible] یعنی جس سے نفع کی [illegible] بت پرستوں کے [illegible] کے متعلق [illegible] قطعی اور یقینی ہے اس لیے [illegible] نقصان [illegible]

[14] قیامت کے دن جب مشرک [illegible]

يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

داخل کریگا ۲۴ انہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے باغات میں رواں ہیں جن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ⑭ مَنْ كَانَ يَظُنُّ

نیچے نہریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جو شخص یہ خیال کیے بیٹھا ہے کہ

اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد نہیں کرے گا دنیا میں اور آخرت میں ۲۵ تو اسے چاہیے کہ لٹکا لے ایک رسی کے

[illegible] المولیٰ: دوست، مددگار۔ العشیر: ساتھی یعنی الوثن (زمخشری)۔ مجاہد یعنی الوثن (قرطبی) یعنی وہ اپنے بتوں کے متعلق یوں اظہار افسوس کریں گے۔

۲۴ کافروں کے احوال اور ان کا مآل بیان کرنے کے بعد اب اپنے بندوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے اور جو وراثت ان کو ملنے والی ہیں ان سے انہیں آگاہ کیا جاتا ہے۔

۲۵ لن ینصرہ کی ضمیر کا مرجع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اہل عرب اسلام کی کمزوری اور قلت تعداد کو دیکھتے تو خیال کرتے کہ یہ مٹھی بھر لوگ [illegible] اہل مکہ کے ساتھ ٹکر لے رہے ہیں [illegible] کیسے کریں اس نبی کی مدد آج تک [illegible] کی مدد کرے گا اور ان کی [illegible] دور ہو جائے گی۔

انہیں بتایا جا رہا ہے کہ یہ محض تمہاری خام خیالی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد کر سکتا ہے اور ضرور کرے گا۔ تم دیکھو گے کہ ہر طرف اسی کے نام کا ڈنکا بج رہا ہوگا اسلام کے قدموں میں [illegible] کے اسیر ہوں گے اور جب یہ بات تمہارے لیے ناقابل برداشت ہو تو اس کے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ اپنے گلے میں رسے کا پھندا ڈالے اور چھت سے لٹک جائے اور پھر اس رسے کو کاٹ دے تاکہ تڑپ تڑپ کر مر جائے۔ میرے حبیب کے لیے حسد کی جو آگ تمہارے دلوں میں بھڑک رہی ہے اس کو فرو کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔

جمہور مفسرین نے آیت کے اسی مفہوم کو پسند کیا ہے لیکن بعض کی رائے ہے کہ ینصرہ کا معنی یرزقہ ہے اور ضمیر کا مرجع عام آدمی ہے۔ اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص فقر و فاقہ کی سختیاں جھیل رہا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے مایوس ہو چکا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کبھی فراخ روزی نہیں دے گا۔ ایسے آدمی کے لیے بہتر ہے کہ وہ بھوک سے سسک سسک کر جان دینے سے بجائے گلے میں رسی ڈال کر اپنے آپ کو چھت سے لٹکا کر خودکشی کر لے لیکن

السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾

(ذریعے) چھت سے پھر گلے میں پھندا ڈال کر اسے کاٹ دے پھر دیکھے کیا دور کر دیتی ہے اس کی یہ تدبیر اس چیز کو جس سے غم و غصہ کر

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾

اور اسی طرح ہم نے اتارا ہے اس کتاب کو روشن دلیلوں کے ساتھ ۱۸ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى

بیشک اہل ایمان، یہودی، ستارہ پرست، عیسائی،

وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

آتش پرست اور مشرک، ضرور فیصلہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

قیامت کے دن ۱۹ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا ہے

اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ

کہ اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے ۲۰ نیز آفتاب

آیت کے سیاق و سباق کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو یہ مفہوم ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

سبب حبل رسی۔ السماء ای سماء بیتہ سقف بیتہ گھر کی چھت (قرطبی)

۱۸ یعنی ایسے دلائل نازل فرمائے جن سے عقیدۂ توحید، عقیدۂ قیامت اور رسالت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

۱۹ یعنی وہ سب کے اعمال، احوال، نظریات اور عقائد پر آگاہ ہے وہ اپنے کامل علم کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا

۲۰ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا کرشمہ ہے جلال ہے سب پر عیاں ہو رہا ہے کہ ہر چیز زمین و آسمان، شمس و قمر، دشت و جبل، چرند پرند اور انسان سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ تکوینی لحاظ سے کائنات کی ہر چیز جو شعور رکھتی ہے یا نہیں رکھتی احکام تکوینیہ کے سامنے سر افگندہ ہے اس لحاظ سے کافر اور مومن، فاسق و متقی سب داخل ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنی اس تعلق

وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيرٌ

چاند، ستارے، پہاڑ، درخت اور چوپائے اور بہت سے

مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ

انسان بھی، اسی کو سجدہ کرتے ہیں، اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جسے [illegible] ذلیل کر دے اللہ تعالیٰ

فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ هَٰذَانِ خَصْمَانِ

تو اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ دو [illegible]

[illegible] ان کی [illegible] اس کا [illegible] امر الٰہی [illegible] اختیاری سجدہ [illegible] اختیاری سجدہ [illegible] اختیاری [illegible] اطاعت کر رہی ہیں [illegible] وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم [illegible] اور حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ الطبرانی عن حدیث ابن مسعود [illegible] وقال البحر ھذا مذھب حسن موافق لقول اھل السنۃ۔ (مظہری)

علامہ [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] اہل سنت کے اقوال کے مطابق ہمارا بھی پسندیدہ مذہب ہے۔

[illegible] حضرت ابو [illegible] سے یہ حدیث روایت کی ہے [illegible] اس حدیث [illegible] حضرت ابو [illegible] آیت [illegible] ایک [illegible] اجازت دی۔ [illegible]

اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن

جو جھگڑ رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں سو وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا تیار کر دیئے گئے ہیں ان کے لیے کپڑے

نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي

آتشیں اوپر سے ڈالا جائیگا ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی گل جائیگا اس سے [illegible]

ان میں سے ایک عتبہ کا لڑکا ولید بھی تھا [illegible] ۔ (قرطبی)

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ بدر کے دن عتبہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو ساتھ لیکر میدان جنگ میں نکلا اور مسلمانوں کو للکارا۔ انصار سے تین نوجوان ان کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے اپنا نام و نسب بتایا تو عتبہ نے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر کہا اخرج الینا اکفاءنا من قومنا۔ ہمارے مقابلہ میں ان کو بھیجو جو حسب و نسب اور قوت میں ہمارے ہمسر ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا قم یا عبیدۃ بن الحارث یا حمزۃ بن عبد المطلب یا علی بن ابی طالب۔ حکم ملتے ہی یہ تینوں بڑی پھرتی کے ساتھ میدان میں جا پہنچے۔ حضرت عبیدہ نے عتبہ کو حضرت حمزہ نے شیبہ کو اور علی نے ولید کو للکارا۔ حضرت حمزہ اور حضرت علی نے پلک جھپکنے میں اپنے حریفوں کا ڈھیر کر دیا لیکن حضرت عبیدہ اور عتبہ کے درمیان جنگ جاری رہی۔ دونوں ایک دوسرے کے وار سے سخت زخمی ہو گئے حضرت حمزہ اور حضرت علی اپنی تلواریں لہراتے ہوئے عتبہ پر ٹوٹ پڑے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حضرت عبیدہ کی ٹانگ کٹ گئی تھی اور اس کا گودا بہہ رہا تھا اسی حالت میں انہیں اٹھا کر حبیب رب العالمین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ عرض کیا الست شہیدا۔ یا رسول اللہ کیا میں شہادت سے محروم تو نہیں رہا۔ حضور نے فرمایا بیشک تمہیں سعادت شہادت نصیب ہوئی۔ زندگی کے آخری لمحوں میں جوش ایمان [illegible] کسی ؟ کو یاد کیا۔ عرض کیا کہ اگر آج ابوطالب زندہ ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان کے اس شعر کا مصداق میں ہوں

كذبتم وبيت الله نبزى محمدًا ولما نطاعن دونه ونناضل
ونسلمه حتى نصرع حوله ونذهل عن ابنائنا والحلائل

[illegible] جنگ نہیں کرینگے [illegible] اور اپنے [illegible] بے حال ہو گئے ہیں۔ [illegible] اور یہی وجہ ہے [illegible] شہادت کی اسی [illegible] سب سے [illegible]

[illegible] لا [illegible]

بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝۲۰ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝۲۱ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا

(ہر) چیز جو ان کے پیٹوں میں ہے اور (ان کی) کھالیں بھی گل جائیں گی اور ان کے لیے گرز ہوں گے لوہے کے ۲۱ جب بھی ارادہ کریں گے

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ

اس سے نکلنے کا غم کی وجہ سے تو انہیں لوٹا دیا جائے گا اسی میں اور (کہا جائے گا) کہ چکھو جلتی ہوئی آگ کا

الْحَرِيْقِ ۝۲۲ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

عذاب۔ یقیناً اللہ تعالیٰ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل بھی نیک کرتے رہے ۲۳

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ

جنتوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے ندیاں انہیں پہنائے جائیں گے جنت میں سونے کے

ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝۲۳ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ

کنگن اور موتی کے ہار اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی۔ اور ان کی رہنمائی کی گئی پاکیزہ

مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝۲۴ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

قول کی طرف ۲۴ اور رہنمائی کی گئی انہیں راستہ ستودہ صفات (رب) کی طرف۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا

خازن، قرطبی، کبیر، تفسیر روح، بیضاوی، مظہری۔

حصول سے اہل ایمان کی طرح محروم کیے جاتے ہیں۔

۲۲ الٰہی اپنے مجرم بندوں کے عذاب سے بچا۔ تیری عمر تو غفلت و کوتاہی میں ہی گزر گئی ہو جائے تو ہم سوچتے ہیں کہ کیسے قیامت کے دن چھپائیں گے تو ندامت ہو۔

۲۳ اب اپنے مقبول بندوں پر اپنے احسانات و نوازشات کا بیان ہو رہا ہے۔

۲۴ ان حضرات سعادت کی یہ سعادت بیان فرمائی جا رہی ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ قول کی طرف اپنے بندوں کی رہنمائی فرمائی اور انہیں اس راستہ پر گامزن ہونے کی توفیق بخشی جو سیدھا اس خداوند عالم کی طرف لے جاتا ہے جو ہر قسم کی تعریف اور ستائش کا مستحق ہے۔ اللھم اجعلنا منھم [illegible]

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ

اور جو لوگ روک رہے ہیں ۲۵ اللہ تعالیٰ کی راہ سے اور مسجد حرام سے ۲۶ جسے ہم نے بنایا ہے

لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ

سب لوگوں کے لیے اور باشندے، مقامی ہوں یا باہر کے یکساں ہیں ۲۷ اور جو کوئی ارادہ کرے اس میں راستی سے ہٹ کر

بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ

ظلم ۲۸ کے ساتھ ہم اسے چکھائیں گے دردناک عذاب۔ اور یاد کرو جب ہم نے ابراہیم کے لیے تجویز کی گھر کی جگہ ۲۹

۲۵ اب یہ مشرکین و کفار کی کارستانیوں کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ وہ نہ صرف خود ایمان نہیں لاتے بلکہ وہ یہ بھی برداشت نہیں کرتے کہ کوئی اور اس دین کو قبول کرے۔ اسلام کی شاہراہ پر ایک رکاوٹ بن کر بیٹھ گئے ہیں جو خوشی سے اس راہ پر چلنا چاہتا ہے اس کو بھی زبردستی روک دیتے ہیں۔

۲۶ مسجد حرام اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سب لوگوں کے لیے بنایا ہے۔ جو کوئی بھی اس کی عبادت کرنا چاہے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ حج و عمرہ اور کعبہ کی زیارت کے لیے آنے والوں کو روکے۔ طواف کرنے اور دیگر مناسک ادا کرنے میں رکاوٹ ڈالے۔ اس لیے ان کا یہ طرز عمل سراسر ظلم ہے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ جس طرح مکہ کے رہنے والوں کے لیے یہ کھلی ہے اسی طرح باہر سے آنے والوں کے لیے بھی کھلی ہے۔ یہاں عربی و عجمی اور مقامی و غیر مقامی کا کوئی امتیاز نہیں۔ سب کے حقوق یہاں یکساں ہیں۔

گویا عالم اسلامی کے ہر خطہ کے مسلمانوں کو یہاں شہری حقوق حاصل ہیں۔

عاکف کا مطلب ہے مقیم اور باد کا مطلب ہے باہر سے آنے والا۔

اس آیت سے اکثر علماء اسلام نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ حرم کی زمین اور اس پر بنے ہوئے مکانات سب وقف کے حکم میں ہیں۔ نہ انہیں کوئی بیچ سکتا ہے اور نہ ان کا کرایہ وصول کر سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر یہاں تفصیل سے بحث نہیں کی جا سکتی۔ جو لوگ اس کی تفصیل جاننا چاہتے ہیں وہ کتب فقہ اور تفسیر کی طرف رجوع کریں۔

۲۸ گناہ ہر جگہ معیوب ہے اور ظلم و شرک ہر جگہ قبیح ہے لیکن حرم کعبہ میں یہ معیوب ترین اور قبیح ترین ہے۔ وہاں گناہ کا ارتکاب کرنے والا زیادہ سخت سزا کا مستحق ہے۔

۲۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب تعمیر کعبہ کا حکم ہوا تو آپ نہیں جانتے تھے کہ وہ مخصوص جگہ کون سی ہے جہاں اللہ کا گھر تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مخصوص جگہ پر مطلع فرمایا اور آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے

الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ

[illegible] کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو صاف ستھرا رکھنا طواف کرنے والوں

الْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ

قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے اور اعلان عام کر دو لوگوں میں حج کا وہ آئیں گے

رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝

آپ کے پاس پیدل اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر جو آتی ہیں ہر دور دراز راستہ سے۔

ساتھ تعمیر کعبہ میں مشغول ہو گئے۔

بوّأنا ای عیّنّا۔ (طبری)

۴۱ تعمیر کعبہ کے ساتھ یہ حکم دیا گیا کہ یہاں شرک و بدعت کی تعفن و نجاست کو دور کیا جائے۔ یہ گھر صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ یہاں کسی دوسرے خدا کی عبادت کا تصور تک روا نہیں رکھا جا سکتا۔ نیز یہ بھی [illegible] کا یہ مرکز ہے [illegible] اس لیے اس کی ظاہری صفائی کا بھی پورا اہتمام کیا جائے [illegible] کی طرح چمکتا رہے [illegible] یہاں آئیں تو روحانی پاکیزگی کے ساتھ ظاہری طہارت سے ان کی طبیعتیں بھی شاد ہوں اور ان کے ذوق و شوق میں اضافہ ہو۔ اسی سے مساجد کی صفائی اور ان کو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک رکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

۴۲ حضرت ابراہیم جب کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو حکم ہوا اے ابراہیم اب اعلان کر دو کہ خدا کا گھر تیار ہو گیا ہے خدا کے بندو آؤ اور حج کرو اور فریضہ حج ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی الٰہی میری آواز کہاں تک پہنچے گی۔ علیک الاذان وعلیّ البلاغ۔ تم اعلان کرو اس آواز کو پہنچانا میرا کام ہے۔ چنانچہ آپ جبل ابی قبیس پر تشریف لے گئے اور حج کا اعلان فرمایا جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے انہوں نے بھی اس اعلان کو سن کر لبیک اللھم لبیک کہا جس نے جتنی بار لبیک کہی اسے اتنی بار حج کی سعادت نصیب ہوگی اور جس نے ایک بار لبیک کہی اتنی ہی بار وہ حج کرے گا۔

رجالاً راجل کی جمع ہے۔ یعنی الماشی۔ الضامر۔ البعیر المھزول الذی اتعبہ السفر۔ وہ دبلا پتلا اونٹ جس کو سفر نے درماندہ کر دیا ہو۔ عمیق کا معنی یہاں گہرا نہیں بلکہ بعید ہے۔

العمیق مسافۃ البعید

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ

[illegible]

عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا

[illegible]

٣١ حج کرنے کی حکمت بیان [illegible] [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ۔

[illegible] حضرت سعید بن جبیر [illegible] مجاہد کا قول ہے [illegible] والتجارۃ [illegible] اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔

اگر [illegible] تو حج دنیائے اسلام کی ایک عالمی [illegible] اسلام کے تمام [illegible] کی اس عالمی حیثیت کو فراموش کر دیا۔

٣٢ [illegible] حضرت علی، ابن عباس، حسن، قتادہ رضی اللہ عنہم کا قول [illegible] امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین کے [illegible] مراد ہیں [illegible] (روح المعانی)

٣٣ [illegible] کہ تم خود بھی [illegible] کے لیے جائز نہیں۔

الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ

مصیبت زدہ محتاج کو ۔ پھر چاہیے کہ دور کریں ۳۶ اپنی میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ

اور طواف کریں ۳۷ ایسے گھر کا جو بہت قدیم ہے ۔ ان احکام کو یاد رکھو ۳۸ اور جو شخص تعظیم کرے اللہ کی حرمتوں کی

فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ

۳۹ تو یہ بہتر ہے اس کے لیے اس کے رب کے ہاں ۔ اور حلال کیے گئے تمہارے لیے چوپائے بجز ان کے جن کی حرمت پڑھی

عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ

گئی تم پر ۴۰ پس پرہیز کرو بتوں کی نجاست سے ۴۱ اور بچو جھوٹی بات

۳۶ حالت احرام میں حجامت کرنے، خوشبو اور تیل لگانے اور بلا ضرورت غسل کرنے کی ممانعت ہے جس کی وجہ سے میل کچیل بڑھ جاتی ہے۔ بال پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ جسم پر میل کی تہیں جم جاتی ہیں۔ ارشاد ہے کہ جب قربانی کر چکو تو اب تم حجامت بناؤ، غسل کرو، کپڑے بدلو اور میل کچیل کو دور کرو۔

۳۷ اس سے مراد طواف زیارت ہے۔

۳۸ اس کی ترکیب کی کئی صورتیں ہیں۔ سب سے آسان اور واضح یہ صورت ہے کہ یہ مفعول ہے فعل محذوف کا۔ تقدیر کلام یوں ہوگی احفظ ذلک و ذلک الامر او ما مضى من الاحکام (مظہری) ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

۳۹ خدا تعالیٰ کی محترم چیزوں کی جو تعظیم کرتا ہے اور انہیں پورے آداب و شرائط کے ساتھ بجا لاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ اس کا اجر عطا فرمائے گا اور اس کی یہ مشقت اس کے لیے باعث خیر و برکت ہوگی۔

۴۰ کفار نے بہت سے جانوروں کو اپنی من گھڑت باتوں سے حرام قرار دے رکھا تھا۔ جیسے بحیرہ، سائبہ وغیرہ۔ یہاں انہیں بتایا جا رہا ہے کہ یہ سب تمہارے من گھڑت ڈھکوسلے ہیں۔ حرام وہی جانور ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ سب حلال ہیں۔ تم انہیں مزے سے کھا سکتے ہو۔

۴۱ مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ بت جن کو مشرکین نے اپنا معبود بنا رکھا ہے سراسر نجاست اور غلاظت ہیں۔ ان سے دور بھاگو اور ہر قسم کی جھوٹی باتوں سے اجتناب کرو۔ کذب بیانی، جھوٹی شہادت، کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ماننا، دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہنا یہ سب قول زور میں شامل ہیں۔

الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

سے ۔ [illegible] اللہ ہی کی طرف جھکتے ہوئے اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتے ہوئے اور جو شریک ٹھہرائے اللہ کے ساتھ تو

فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ

گویا اس کی حالت ایسی ہے کہ وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندے اس کی بوٹیاں اچک لیں یا ہوا اسے پھینک دے

مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ

کسی دور جگہ میں۔ حقیقت یہ ہے اور جو ادب و احترام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا تو یہ بات دلوں کے

تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ

تقویٰ سے ہے۔ تمہارے لئے ان میں فائدے ہیں ایک معین مدت تک پھر

۵۸؎ شرک سے مراد کمال محبوبیت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اس میں اور صفات میں۔ اس کی ذات سب سے اعلیٰ ہے۔ اس کی صفات قدیم اور ازلی ہیں۔ ذاتی جمال کسی میں نہیں [illegible] کمال ہے کسی کو [illegible] میں سب اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ [illegible] جو کچھ دنیا میں کسی کے پاس ہے وہ بخشش اللہ کی ہے جب اس کے سوا ہر ایک تمام صفات کمال میں محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے تو وہ اس کا شریک کیسے ہو سکتا ہے۔ [illegible] لفظ کمال سے مراد ہر کمال ہے۔

۵۹؎ یہ مثال ہے کہ کسی حیثیت سے وہ [illegible] ہے وہ تباہ و برباد ہو کر رہیگا۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ آسمان کی بلندی سے نیچے پھینک دیا گیا ہو ایسے شخص کے بچنے کی امید نہیں ہے۔ اگر زمین پر گرنے سے پہلے [illegible] ہوا میں درندے پرندے اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھا جائیں گے اور اگر بچ گیا تو ہوا اس کو [illegible] دور جا پھینکے گی اور اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ دونوں صورتوں میں اس کی ہلاکت یقینی ہے۔ والعیاذ باللہ۔

۶۰؎ علامہ ابن جریر لفظ شعائر کی تفسیر میں لکھتے ہیں [illegible] شعیرۃ کی جمع ہے اس کا معنی ہے وہ علامت جس سے کسی چیز کی پہچان ہو سکے۔ وشعیرۃ [illegible] ان چیزوں کو جن سے حق اور باطل کی شناخت ہو سکے ان کو شعائر اللہ کہتے ہیں۔

قرآن کریم میں متعدد مواقع پر ان چیزوں کو جن کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت ہو، ان کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے صفا مروہ، شعائر اللہ میں ہے [illegible] اور [illegible]

مَحِلُّهَآ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا

[illegible] بیت عتیق کے قریب ہے۔ اور ہر امت کے لیے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible] ضرورت کے جائز ہیں۔ (مظہری)

[illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible] ہے۔

اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۭ فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ

[illegible] اللہ کا نام لیں ان مویشی جانوروں پر جو اس نے انہیں بخشے ہیں [illegible] تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے

وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۭ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

لہٰذا اسی کے آگے سر جھکاؤ اور [illegible] خوشخبری دو عاجزی اختیار کرنے والوں کو [illegible] جب اللہ کا ذکر کیا

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي

جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو مصیبت ان پر آئے اس پر صبر کرنے والے ہیں [illegible] نماز قائم کرنے والے

الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ

ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں [illegible] اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیے

۶۳ [illegible] مقصد یہ ہے کہ [illegible] ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام [illegible] بہیمۃ کہتے ہیں [illegible] اسلام [illegible] قید اس لیے لگائی [illegible] بہیمہ [illegible] جیسے گھوڑے [illegible]

۶۴ [illegible] شریعت میں [illegible] اختلاف [illegible] عقیدہ [illegible] لا الٰہ الا اللہ۔ اس لیے [illegible] اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے اپنی گردن جھکا دو۔

۶۵ پست اور نشیبی زمین کو عربی میں الخبت کہتے ہیں [illegible] تواضع اور انکسار [illegible] قرآن کی اصطلاح میں مخبت کا جو مفہوم ہے اس کی وضاحت اگلی آیت میں کر دی گئی ہے جو لوگ ان صفات سے متصف ہیں ان کو خوشخبری سنانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

۶۶ اس آیت میں [illegible] بُدْن بَدَنَۃ کی جمع ہے [illegible] جس طرح ثُمُر و [illegible] اس کا واحد [illegible] فربہ اونٹ [illegible] السمن۔ اس کا اطلاق صرف اونٹ پر ہوتا ہے یا گائے پر بھی۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اس کا مصداق صرف اونٹ ہیں اور حضرت امام صاحب کے نزدیک اونٹ اور گائے دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہاں ذبح کا جو طریقہ بیان ہو رہا ہے وہ اونٹ کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے یہاں بُدن سے مراد صرف اونٹ ہیں۔ [illegible] صاحب قاموس اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ [illegible] اونٹ جس کا بایاں ہاتھ باندھ دیا جائے اور وہ اپنے [illegible] پاؤں [illegible]

مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ

[illegible] اللہ کی نشانیوں میں سے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے [illegible]

فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ

[illegible] جب وہ پہلو کے بل گر پڑیں تو کھاؤ ان سے اور کھلاؤ قناعت کرنے والے [illegible]

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا

[illegible] تاکہ تم شکر ادا کرو [illegible] اللہ کو ان کے گوشت

ہاتھ کے ساتھ کھڑا ہو اس لیے صواف کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے [illegible] ذبح کرنے کا یہی طریقہ منقول ہے کہ اونٹ کو اسی طرح کھڑا کر کے اس کے حلقوم میں برچھے سے نیزہ مارا جاتا ہے جس سے خون کا فوارہ نکلتا ہے۔ وجبت۔ اس کا معنی ہے گرنا۔ جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو عرب کہتے ہیں وجبت الشمس۔ جب دیوار گر پڑے تو کہتے ہیں وجب الحائط۔ (قرطبی)

القانع الجالس فی بیته المتعفف یقنع بما یعطی ولا یسأل۔ معتر وہ فقیر محتاج ہے جو کسی کے آگے دست سوال دراز کرے۔ المعتر الذی یسأل۔ مزید تحقیق کے لیے علامہ آلوسی کی تفسیر کے چند صفحات کے مطالعہ کی زحمت فرمائیے۔

قربانی کے بڑے بڑے جانور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ ان میں تمہارے لیے دینی اور دنیوی فائدے ہیں۔ اور جب تم انہیں ذبح کرنے لگو تو ان کو اس طرح کھڑا کرو اور پھر ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ ذبح کرتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کلمات پڑھا کرتے تھے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اور بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ۔ اور جب ان کے پہلو زمین پر لگ جائیں اور روح نکل جائے اور وہ ٹھنڈے ہو جائیں تو تمہیں اجازت ہے کہ ان کا گوشت پکاؤ خود بھی کھاؤ اور ان مسکینوں کو بھی کھلاؤ جو قناعت کی چادر اوڑھے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ کسی سے اپنا حال نہیں کہتے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور ان سائلوں کو بھی جو تمہارے پاس آ کر مانگتے ہیں۔

ف ذرا غور کرو جب تم ذبح کرنے لگتے ہو تو یہ جانور خاموش کھڑے رہتے ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ تم ان کی گردن

وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

اور نہ ان کے خون [illegible] پہنچتا ہے اس کے حضور تمہارا تقویٰ اسی طرح اس نے ان کو تمہارے [illegible]

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ

انہیں تمہارے لیے تاکہ تم بڑائی بیان کرو اللہ کی [illegible] اور خوشخبری سنا دیجیے احسان کرنے والوں کو بیشک

يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾

[illegible] دور کر دیتا ہے ان سے جو ایمان لائے بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا کسی [illegible] ناشکرے کو۔

[illegible] چھری چلانے والے [illegible] اور [illegible] بلکہ [illegible] کی قدرت [illegible] دیتا ہے [illegible] کے بیچ [illegible] اور اصل [illegible] کے [illegible] نہیں [illegible] اس کے [illegible] ہی ہو۔

لن ینال [illegible] قربانی [illegible] اور [illegible] کیا جائے ہماری قربانی قبول نہیں ہوتی اس آیت میں [illegible] کے گوشت اور خون کی [illegible] اخلاص اور تقویٰ [illegible] دل میں جتنا اخلاص زیادہ ہوگا [illegible] تقویٰ [illegible] اتنا ہی [illegible] شرف قبولیت [illegible]۔

یدافع [illegible] باب مفاعلہ [illegible] جب دفع کا صلہ الی ہوگا تو اس کا معنی کسی چیز کو [illegible] جس طرح ارشاد ہوتا ہے "فادفعوا الیہم اموالہم" [illegible] کا صلہ "عن" ہوگا تو [illegible] حمایت اور نصرت [illegible] والغزی [illegible] ان اللہ یدافع عن الذین امنوا [illegible]۔

یہاں [illegible] عن [illegible] اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہوگی [illegible]۔

اس [illegible] اہل ایمان کے لیے [illegible] تم [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہے [illegible]

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ

[illegible]

[illegible]

لَقَدِيرٌ ﴿۳۹﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا

پر قادر ہے۔ وہ (مظلوم) جن کو نکال دیا گیا تھا ان کے گھروں سے ناحق صرف اس بات پر کہ وہ کہتے تھے

رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اگر نہ دفع کرتا اللہ تعالیٰ لوگوں کو [illegible] ایک کو دوسرے سے [illegible]

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا

منہدم ہو جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کے نام کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے۔

تھامیں سکتی۔ یہ ارشاد کتنا حوصلہ افزا ہے جس سے مسلمانوں کے دلوں میں جو کمزوری اور بے سروسامانی کا احساس [illegible] ہو گیا ہوگا۔ [illegible] آج بھی ان کے پاس سب سے بڑا سہارا یہی وعدہ ہے۔ ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

[illegible] مظالم کی طویل فہرست سے ایک ظلم کا ذکر فرمایا کہ انہیں بلاوجہ ان کے گھروں سے نکال دیا گیا۔ یہ چور، ڈاکو، کسی کے قاتل یا کسی اور الزام میں ماخوذ نہ تھے۔ ان کا دامن ہر قسم کے جرم سے پاک تھا۔ ان کا ایک جرم تھا ان کا ایک قصور تھا جس کی انہیں یہ سزا دی گئی کہ وہ یہ کہا کرتے تھے ربنا اللہ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار ہے۔ اس کے بغیر کسی ذات کو اپنا معبود ماننے کے لیے تیار نہیں۔

[illegible] یہاں سیاست کا ایک عالمی اصول بیان فرمایا جا رہا ہے کہ طاقت کا توازن برقرار رکھنے میں ہی تمام بنی نوع انسان کا بھلا ہے۔ اگر دولت و طاقت ایک قوم کے ہاتھوں میں مرتکز ہو جائے تو دنیا کے امن و سلامتی کا حصار ٹوٹ جائے۔ طاقتور [illegible] اسے روکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ ان کے شہر و بستیاں کھنڈر بنا دیئے جائیں گے [illegible] صرف یہی نہیں بلکہ لوگوں کے مذہبی عبادت خانے جو ان کی عقیدت اور محبت کا مرکز ہیں ان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی جائے گی اور کوئی دم نہیں مار سکے گا۔ اس لیے حکمت خداوندی کا تقاضا ہے کہ [illegible] بلکہ قدرت ہمیشہ طاقت کا توازن برقرار رکھنے کا اہتمام [illegible] مظالم برداشت کرنے کی [illegible] اجازت [illegible] اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ طاقت کا توازن بگڑ جائے گا۔ [illegible] اس لیے [illegible] مسلمانوں کو [illegible] کی اجازت

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ

اور اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کی مدد کرے گا ف بیشک اللہ ضرور قوت والا غالب ہے وہ لوگ کہ اگر

اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا

ہم انہیں قدرت بخشیں ف زمین میں تو وہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم کرتے ہیں

دنیاوالی سیاست کے عالمی اصول کے عین مطابق ہے تاکہ وہ اپنے تحفظ کے ساتھ اسلام کے پیرو بھی رہیں اور نہیں تاکہ اس کے سایہ عاطفت میں بسنے والی قومیں بھی پناہ لیں۔ سب کی جان مال اور ناموس و ان کے مذہبی عبادت خانوں کا تحفظ کیا جا سکے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلامی حکومت کے تحت صرف مسلمانوں کا تحفظ ہی مقصود نہیں اور صرف مساجد کی حفاظت ہی مطلوب نہیں بلکہ ہر قوم اس کے سایہ میں پناہ لے گی اسلامی حکومت سب کے تحفظ کی ذمہ دار ہو گی۔

صوامع صومعہ کی جمع ہے۔ تارک الدنیا راہبوں کی عبادت کے حجرے۔

بیع۔ بیعۃ کی جمع ہے۔ عیسائیوں کے گرجے۔

صلوات یہودیوں کے عبادت خانے جن کو عبرانی میں صلوتہ کہا جاتا ہے صلوات اسی سے معرب ہے۔ [illegible]

ف اللہ تعالیٰ کی مدد کس کے شامل حال ہوتی ہے اس کا بیان فرمایا وہ اس کے لئے ہے جو اس کے دین کی اشاعت کرتے ہیں [illegible] آگے [illegible] ہے تاکہ دین کے [illegible] کو [illegible] کے [illegible] اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے حق میں [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible]

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

ف وہ لوگ جن کی مدد کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے [illegible] یہاں [illegible] [illegible] حکومت [illegible] [illegible] آرام و آسائش اور عیش و عشرت میں [illegible] نہیں کرتے [illegible] [illegible] حکومت [illegible] [illegible] [illegible] تقویٰ کے [illegible] اسلامی حکومت کی [illegible] اسلامی [illegible]

بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۴۱ وَاِنْ

اور لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور روکیں انہیں برائی سے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے سب کاموں کا انجام ۔ اور اگر کفار

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝۴۲ وَ

جھٹلاتے ہیں آپ کو تو بیشک جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوح نے اور عاد اور ثمود نے ۔ اور

قَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝۴۳ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى

قوم ابراہیم نے اور قوم لوط نے اور مدین کے رہنے والوں نے (اپنے پیغمبروں کو) اور جھٹلائے گئے موسیٰ

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝۴۴ فَكَاَيِّنْ

تو میں نے (پہلے) مہلت دی ان کافروں کو پھر میں نے پکڑ لیا انہیں تو کیسا تھا میرا عذاب ۔ کتنی ہی

مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا

بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تہ و بالا کر دیا کیونکہ وہ ظالم تھیں تو اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝۴۵ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اور کتنے کنوئیں ہیں جو بیکار ہو چکے ہیں اور کتنے محل ہیں جو چونے گچ تھے (ویران پڑے ہیں) ۔ کیا یہ لوگ چلے پھرے نہیں زمین میں

کے فرائض کی کیسی جامع فہرست ہے اور ان کے لیے کتنا جامع دستور العمل ہے۔ ایسا جامع اور واضح دستور ہوتے ہوئے بیرونی دستور العمل کی جستجو میں اِدھر اُدھر سرگرداں ہونا کسی نئے دستور کی تلاش ہو تو یہ ان کی ایک بڑی بدقسمتی ہے۔ آہ ہدایت کے سامنے ہوتے ہوئے ہم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

۶۳ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں۔

۶۴ یہ جملہ حالیہ ہے اور وهی مبتدا ہے محل محذوف کا جملہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اهلکنا میں فعل کا مفعول ہے۔

۶۵ معطلۃ سے مراد ہے متروک۔ وہ کنواں جہاں سے پانی نکالنا چھوڑ دیا جائے۔ مشید۔ وہ عمارت جو چونے سے بنی گئی ہو اور چونے سے پختہ کی گئی ہو۔ اس سے مراد ہے مضبوط اور بلند۔ ای المحصن من الشید وهو الجص (مظہری)

فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَآ أَوْ ءَاذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ

نہیں کی۔ ہیں تاکہ ان خستہ عمارتوں کو دیکھ کر ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے وہ حق کو سمجھ سکتے اور کان ہو جاتے جن سے حق کی نصیحت

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي

سن سکتے حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں

الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ

ہوتے ہیں ۶۲ یہ لوگ جلدی طلب کرتے ہیں آپ سے عذاب۔ اور ہرگز اللہ تعالیٰ خلاف ورزی نہیں کریگا

وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿٤٧﴾ وَكَأَيِّن

اپنے وعدہ کی۔ اور بے شک ایک دن تیرے رب کے ہاں ۶۳ ایک ہزار سال کی طرح ہوتا ہے جس حساب سے تم شمار کرتے ہو اور کتنی

مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ

بستیاں تھیں ۶۴ جنہیں میں نے مہلت دی حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر انکی جب مدت آگئی تو میں نے انہیں

الْمَصِيرُ ﴿٤٨﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾ ع ۱۲

پکڑ لیا اور میری طرف ہی سب کو لوٹنا ہے۔ (اے حبیب) آپ فرمائیے اے لوگو! میں تو صرف تمہیں کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں

---

۶۲ کتنی بڑی حقیقت کا اظہار ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ شر العمى عمى القلب۔ دل کا اندھا ہونا سب سے بڑا اندھا پن ہے۔

۶۳ جو قوم بدکاریوں سے باز نہیں آتی اسے ان کے انجام سے ضرور دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن اعمال کی کھیتی ایسی نہیں کہ صبح بوئی اور شام کو کاٹ لی۔ اس کے لیے مناسب موسم درکار ہوتا ہے۔ قوموں کے عروج و زوال کی عمریں دنوں اور مہینوں میں طے نہیں کی جاتیں بلکہ اس کے لیے صدہا سال درکار ہوتے ہیں۔ ہزار سال کی مدت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دن کے برابر ہے اس لیے تمہارے خیال سے اگر نزول عذاب میں تاخیر ہو گئی ہے تو میرے رسول کی تکذیب نہ کرو کہ تمہیں مزید مہلت مل گئی ہے۔

۶۴ پہلے بھی بدکار قوموں پر فوراً عذاب نہیں آیا بلکہ انہیں طویل مہلت دی گئی تھی۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

سو جو لوگ ایمان لائے اور عمل کیے نیک ان کے لیے مغفرت ہے اور [illegible]

كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کو [illegible] وہی ہیں [illegible]

الْجَحِيْمِ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ

دوزخ میں [illegible] اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر

ف اللہ تعالیٰ [illegible] آپ سے پہلے جتنے رسول اور نبی مبعوث ہوئے ان کے ساتھ [illegible] شیطان [illegible] لوگوں کے دلوں میں [illegible] [illegible] آیات [illegible] شروع کر دی [illegible] شیطان [illegible] سرکش انسانوں اور جنوں کو [illegible]

پہلے شیاطین جن و انس نے جو سلوک پہلے انبیاء کے ساتھ کیا تھا وہی رویہ [illegible] مشرکین نے اختیار کیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی [illegible] [illegible] شیطان [illegible] اسلام [illegible] آیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اپنی تمنا [illegible] عصمت [illegible] تلاوت [illegible] محمد بن اسحاق [illegible]

علامہ ابو حیان اندلسی نے بھی البحر المحیط میں اس روایت کو [illegible] روایت پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں وہ کلمات یہ ہیں [illegible] سب کی سب باطل ہیں ان کا کوئی ثبوت نہیں اور کسی روایت صحیحہ میں [illegible] الحدیث [illegible] آیات قرآنی کے صراحۃً مخالف [illegible] یہ آیت قرآن کے بھی خلاف ہے اور اس کی کوئی صحیح سند بھی نہیں ہے ان حالات میں اہل نظر کے لیے کب قابل التفات ہو سکتی ہے [illegible] الآیۃ [illegible] علیہم [illegible] علامہ قرطبی نے قاضی عیاض کا یہ قول نقل کیا ہے:-

ان الامۃ اجمعت فی ما طریقہ البلاغ انہ معصوم فیہ من الاخبار عن شیء بخلاف ما ھو علیہ لا قصدا ولا عمدا ولا سھوا ولا غلطا یعنی امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تبلیغ احکام الٰہی میں حضور سے اصلاً نہیں ہو سکتی نہ قصداً نہ عمداً نہ سہواً نہ غلطاً ان سب صورتوں میں آپ معصوم ہیں۔

علامہ آلوسی نے دیگر دلائل کے ساتھ امام ابو منصور ماتریدی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے

وذکر الشیخ ابو منصور الماتریدی فی کتاب حصص الاتقیاء الصواب ان قولہ تلک الغرانیق العلی من جملۃ ایحاء الشیطان الی اولیائہ من الزنادقۃ [illegible] والرسالۃ بریئۃ من ھذہ الروایۃ۔ (روح المعانی)

یعنی تلک الغرانیق العلی والی بات ایک بات ہے جو شیطان نے اپنے دوستوں زندیقوں کے دلوں میں ڈالی ہے تاکہ لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کریں۔ جناب رسالت مآب اس قسم کی روایتوں سے مبرا اور منزہ ہیں۔ قاضی ابو بکر ابن العربی الاندلسی جب اس آیت کی تفسیر کرنے لگے ہیں تو اس روایت کا ذکر کرکے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] کی آنکھوں میں خون اتر آیا ہے اور دل [illegible] بے قرار ہو گیا ہے ایسی [illegible] روش کے باطل [illegible] اس روایت کو باطل کرنے کے لیے ایک مستقل فصل لکھی ہے [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فی مقام الزلفی کہ اس فصل کے مجھے [illegible] مقام قرب میں [illegible] آپ کی اس فصل کا پورا ترجمہ یہاں پیش کر دوں [illegible] خود اس فصل کا مطالعہ کریں۔

نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اور سورۂ نجم کا نزول اور یہ قصہ جو گھڑا گیا ہے اس کا وقوع ہجرت سے پہلے کئی سال مکہ مکرمہ میں ہوا تو کیسے [illegible] ہو [illegible] حزن و ملال ہوا اس کو دور کرنے کے لیے [illegible] عرصہ دراز تک کوئی آیت نازل نہ ہوئی اور کئی سالوں کے بعد [illegible] رسول [illegible] یہ آیت نازل کی گیا [illegible] بات کوئی صاحب عقل سلیم تسلیم کر سکتا

إِذَا تَمَنَّىٰٓ أَلْقَى ٱلشَّيْطَٰنُ فِىٓ أُمْنِيَّتِهِۦ فَيَنسَخُ ٱللَّهُ مَا يُلْقِى

اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تب ہی شیطان نے اس کے پڑھنے میں شبہ ڈالا پھر اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے جو ڈالا ہوا

ٱلشَّيْطَٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ

شیطان کا ہے پھر مضبوط کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے تاکہ جو

مَا يُلْقِى ٱلشَّيْطَٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَٱلْقَاسِيَةِ

اس لیے تاکہ اللہ تعالیٰ بنائے جو وسوسہ ڈالتا ہے شیطان ایک آزمائش ان لوگوں کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور سخت ہیں جن کے دل

قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَفِى شِقَاقٍۭ بَعِيدٍ ۝ وَلِيَعْلَمَ ٱلَّذِينَ

بہت سخت ہیں۔ اور بیشک ظالم لوگ مخالفت میں بہت دور نکل جاتے ہیں۔ اور اس لیے کہ جان لیں وہ لوگ

جیسا کہ آپ کی حدیث متواتر ہے کہ شیطان خواب میں بھی حضور کی شکل میں کسی کو دکھائی نہیں دے سکتا۔ اگر مسلمان حضور کی شکل میں دیکھے تو اس کا یہ خیال کہ حضور ہی ہیں صحیح ہوگا۔

وقد صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من رآني في المنام فقد رآني فإن الشيطان لا يتمثل بي۔

اصل واقعہ جو صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں ہے وہ صرف اتنا ہے کہ حضور نے مجمع عام میں سورۃ نجم پڑھی اور اس میں آیت سجدہ آئی تو حضور نے سجدہ کیا تو تمام حاضرین نے سجدہ کیا [illegible] سب سجدہ میں گر پڑے [illegible] کیونکہ کلام الٰہی کا اثر ان پر غالب ہوا [illegible] کی عظمت [illegible] کفار بے ساختہ سجدے میں گر پڑے تھے یہی بات تھی جس کو [illegible] نے [illegible] سے کہاں پہنچا دیا [illegible] والحمد لله الذي [illegible] من وسوسة الشيطان [illegible] وجعله [illegible] اللهم [illegible]

[illegible]۔

ا‌ آیات قرآنی یا احکام شرعی کے متعلق شیطان لوگوں کے دلوں میں جو وسوسہ اندازی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اس کا ازالہ فرما دیتا ہے اور اہل ایمان کے دلوں کا یقین پختہ ہو جاتا ہے۔

ب‌ یعنی آیات قرآنی کے متعلق شیطان کی وسوسہ اندازیوں سے وہی لوگ فتنہ میں مبتلا ہوتے ہیں جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہوتی ہے یا جن کے دل سخت ہو چکے ہیں [illegible] ایسے ہی لوگ ان شبہات کے باعث گمراہ ہو جاتے ہیں اور دور کی گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔ [illegible]

أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ

وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے کہ یہ حق ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ ایمان لائیں اس کے ساتھ اور جھک جائیں

قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

اس کے لیے ان کے دل اور بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے اہل ایمان کو راہ راست کی طرف۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ

اور ہمیشہ شک میں مبتلا رہیں گے کفار اس کے متعلق یہاں تک کہ آجائے ان پر قیامت

بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۔ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ

اچانک یا آجائے ان پر عذاب منحوس دن کا۔ حکومت اس روز اللہ تعالیٰ کی ہی ہوگی

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ

وہی فیصلہ فرمائے گا لوگوں کے درمیان پس جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے تو وہ نعمت (والی

اہل علم ان وسوسوں کا شکار نہیں ہوتے [illegible] روشن ہوجاتے ہیں [illegible] ایمان [illegible] زیادہ [illegible] ہوجاتا ہے۔

[illegible] قیامت [illegible] عقیم [illegible] من کل خیر۔ (قرطبی)

یوم عقیم سے مراد روز قیامت بھی لیا گیا ہے۔ قال الضحاک عذاب یوم لا لیلۃ لہ وھو یوم القیامۃ۔

بادشاہی اور حکمرانی تو آج بھی اللہ تعالیٰ کی ہے [illegible]

النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

[illegible]

مُّهِينٌ ۝ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا

ہوگا اور جن لوگوں نے ہجرت کی راہ خدا میں پھر [illegible] قتل کیے گئے یا مر گئے

لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے

لَيُدْخِلَنَّهُم مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝

وہ ضرور ان کو [illegible] جگہ [illegible] جسے وہ پسند کریں گے اور بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بردبار ہے۔

[illegible]

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

یہ بات ہو چکی اور جس نے بدلہ لیا اتنا جتنی تکلیف اسے دی گئی تھی پھر ظلم و زیادتی کی گئی اس پر تو

لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ

ضرور مدد فرمائے گا اس کی اللہ تعالیٰ بےشک اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے

اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ

بَصِيرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ

دیکھنے والا ہے یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی سچا معبود ہے اور جن کو وہ پوجتے ہیں اس کے

دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ

سوا وہ سراسر باطل ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ

اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۚ

اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان سے پانی تو ہو جاتی ہے جھٹ زمین سرسبز و شاداب۔

[illegible]

[illegible]

اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ [illegible] کی طرف [illegible] متوجہ کیا جا رہا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ

بیشک اللہ تعالیٰ [illegible] باخبر ہے [illegible] اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا

اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی [illegible] کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] تمہارے

فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ

[illegible] سمندر میں اس کے حکم سے [illegible]

أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ

کہ [illegible] زمین پر [illegible] بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑی [illegible]

رَّحِيمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ

[illegible] اور وہی ہے جس نے تمہیں [illegible] پھر [illegible] تمہیں [illegible]

ۭ [illegible]

ۭ [illegible] بیان کرنے کے بعد اب [illegible] احسانات کا ذکر [illegible] تم پر [illegible] احسانات فرمائے ہیں۔ [illegible] شفقت اور بے پایاں رحمت کا تم آسانی سے [illegible]

ۭ [illegible] پیدا نہ کیا جاتا تو [illegible] تم پر [illegible] تاکہ تم ان [illegible] احسانات سے مستفیض ہو سکو۔ لیکن [illegible] موت کا [illegible] اس کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا جائے گا اور [illegible] ہے۔ اپنے مستقبل کو روشن بنانے کے لیے کوشاں ہو۔ [illegible]

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ

بیشک انسان بڑا ناشکرا ہے۔ ہر امت کے لیے ہم نے مقرر کر دیا ہے عبادت کا طریقہ ث جس کے مطابق وہ

فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى

عبادت کرتے ہیں پس نہ جھگڑیں وہ آپ سے اس معاملہ میں اور آپ بلائیے اپنے رب کی طرف بیشک آپ

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٦٧﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٨﴾

سیدھی راہ پر ہیں۔ اور اگر وہ جھگڑا کریں آپ سے ث تو آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٦٩﴾

اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دے گا تمہارے درمیان قیامت کے دن ان امور کے متعلق جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

لـه یہ احسانات جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ان کے پیش نظر تو یہ تقاضا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اور اس محسن کی چوکھٹ پر ہمیشہ سر نیاز جھکا رہتا، لیکن انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔ اس ناشکری کی انتہا یہ ہے کہ حضرت انسان کی ناشکری نے دلیل اور اصل وحشیانہ کمال دیا ہے۔

لـه آدم علیہ السلام سے جو رسول بھی بھیجا گیا اسے اس کی قوم کے مخصوص حالات کے پیش نظر ایک نظام شریعت عطا کیا گیا۔ یہی حکمت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے آپ کو بھی شریعت کا ایک ایسا دستور عطا کیا گیا جو انسانیت کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہے اور اسلام کے علمی اور عملی دینی ہر نسل کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکتا ہے اس لیے کسی کو یہ زیبا نہیں اور نہ مناسب ہے کہ احکام شریعت کے اختلاف کو وجہ نزاع بنا کر مخالفت کا طوفان برپا کرے۔ اے حبیب مکرم! آپ اپنا فرض ادا کرتے رہیے اور کسی کی فتنہ انگیزی کی پروا نہ کیجئے۔ کوئی حاسد یا فتنہ گر آپ کو راہ حق سے نہیں ہٹا سکتا۔

لـه اگر اس کے باوجود بھی وہ جھگڑا کرنے لگیں تو آپ اپنا قیمتی وقت ان کو جواب دینے میں صرف نہ کریں بلکہ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری کرتوتوں سے خوب واقف ہے۔ قیامت کا دن آئے گا وہ خود فیصلہ فرما دے گا اور تمہاری ساری کارستانیوں کا پول کھل جائے گا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: وفی ھذہ الآیۃ ادب حسن علمہ اللہ عبادہ فی الرد علی من جادل تعنتا ومراء ان لا یجاب ولا یناظر ویدفع بھذا القول الذی علمہ اللہ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک عمدہ ادب سکھایا ہے کہ جو شخص محض تعصب اور جھگڑا کرنے کے شوق میں تم سے بحث کرنا چاہے اسے کوئی جواب نہ دو اور نہ اس کے ساتھ مناظرہ کرو بلکہ ان کی تمام حجت بازیوں کے جواب میں صرف یہ بات کہہ دو جو

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ
کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے بے شک یہ سب کچھ

ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَيَعْبُدُوْنَ
ایک کتاب میں درج ہوا ہے۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے اور وہ پوجتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ
ف۱ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نہیں اتاری اور انہیں جن کے بارے میں کوئی

بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ
علم نہیں۔ اور نہیں ہے ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار۔ اور جب تلاوت کی جاتی ہیں ان کے سامنے

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ
ہماری آیتیں صاف صاف تو آپ پہچان لیتے ہیں کافروں کے چہروں پر ناپسندیدگی کے آثار۔ ف۳ قریب ہے کہ وہ

اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کو تسلی دی ہے۔

ف۲ جب وہ سب کچھ جانتا ہے تو ان معاندین کے احوال اور سرکشی اس سے کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔

ف۳ کفار و مشرکین جن بتوں کو اپنا خدا مانتے ہیں اور ان کی پوجا کیا کرتے ہیں اس کے لیے ان کے پاس نہ کوئی نقلی دلیل ہے نہ عقلی۔ پھر ایسے ظالموں اور جاہلوں کی کون مدد کر سکتا ہے۔

ف۴ آیات قرآنی کی جب تلاوت کی جاتی ہے تو اہل ایمان خوش ہوتے ہیں اور کلام الٰہی کی شیرینی اور لذت ان کے رگ رگ میں سما جاتی ہے لیکن یہ لوگ جو عناد و کفر و شرک کے باعث اپنے ذوقِ سلیم کا گلا گھونٹ کر رہ گئے ہیں جب ان کے سامنے اللہ تعالےٰ کی آیات بینات پڑھی جاتی ہیں تو ان کے چہروں پر ناگواری اور ناپسندیدگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور اگر ان کا بس چلے تو پڑھنے والے پر حملہ کر کے اس کی تکا بوٹی کر دیں۔

المنکر: العنف والعبوس۔ ناراضگی اور ناگواری۔ یسطون: شدۃ البطش۔

يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ

قریب ہے کہ حملہ کر دیں ان لوگوں پر جو پڑھتے ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں۔ آپ فرمائیے کیا میں [illegible]

مِنْ ذَٰلِكُمُ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَبِئْسَ

[illegible] وہ آگ ہے وعدہ کیا ہے اس کا اللہ نے ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا۔ اور وہ بہت

الْمَصِيرُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ

برا ٹھکانا ہے۔ اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے پس غور سے سنو اسے۔ بیشک جن

ع ۱۴

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا

معبودوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا ہرگز پیدا نہیں کر سکتے ایک مکھی اگرچہ وہ سب جمع ہو جائیں

[illegible] قرآن کریم کی آیت سن کر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] پہلی آیت میں یہ بتایا گیا کہ مشرکین جن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں [illegible]

[illegible] ایک مثال [illegible]

[illegible] اپنی طاقت [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک مکھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الذین تدعون سے مراد وہ بت ہیں [illegible] الذین تدعون من دون اللہ (قرطبی)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ان الذین تدعون [illegible] الاصنام۔

لَهٗ ۖ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۖ ضَعُفَ

اس کو [illegible] کے لیے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز [illegible] تو اس سے [illegible] کتنا بے بس

الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۚ اِنَّ اللّٰهَ

[illegible] طالب اور [illegible] مطلوب [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] انسانوں سے بھی

النَّاسِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ

[illegible] اللہ [illegible] ان کے آگے ہے اور

مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ایمان والو

ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو [illegible]

[illegible]

[illegible] بیان توحید کے بعد اب رسالت کا اثبات [illegible]

[illegible]

تُفْلِحُونَ ۝ وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۚ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ

کامیاب ہو جاؤ۔ اور جہاد کرو (یعنی) کوشش کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جیسے کوشش کرنے کا حق ہے ۱۲۴ اس نے چن لیا ہے تمہیں ۱۲۵

نماز روزوں کی طرح نہیں کہ ان کا شمار کر لیں [illegible] ہر کسی کی اپنی قوت و صلاحیت کے مطابق ہوتے رہیں جہاں اس کی ایسی بندگی کا حکم دیا جا رہا ہے جو صرف مسجد تک محدود نہ ہو، بلکہ زندگی کے ہر گوشہ میں محیط ہو۔ جو مساجد و عبادت گاہوں کے دروازوں پر آ کر ختم نہ ہو جائے بلکہ ایسی بندگی جس کا زندگی کے ساتھ گہرا وابستگی کا تعلق ہے۔ بندگی کا وہ انداز جس راہ پر گامزن ہے مسلم امت کو کہ جیسے [illegible] سے گزرے روشنی اور مسرت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں ہر جگہ ہر قدم پر بندگی کا نشان زندگی کی جبین پر درخشندہ ہے۔

۱۲۳ ارشاد ہوتا ہے۔ وہ حکم وہ واحد ہے جس کے تمام اعمال بجا لانے کی تاکید ہو رہی۔ وافعلوا الخير نیک کام کرنے کا فرمان صادر ہوا اس کے لیے اس کی قوم و ملت کے لیے سارے نوع انسانی کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کے لیے پہنچے، ان میں خیر و صلح کی لذت بخشے ہوں۔ وافعلوا الخير العظيم به جميع الاعمال كلها مثل [illegible] وصلة الرحم ومكارم الاخلاق (مظہری)

۱۲۴ اس آیت سے اس سورۃ کا اختتام ہو رہا ہے۔ اس کی جامعیت اور معنویت کا تقاضا تو یہ ہے کہ بڑی گہری نظر سے اس پر غور کیا جائے۔ اس کے ایک ایک لفظ پر بار بار غور کیجیے اور کلمات کی ارتباط میں جو سلسل اور معارف مستور ہیں ان سے پردہ سرکانے کی کوشش کیجیے لیکن جو کچھ بن پڑتا ہے۔ آغاز اس حکم سے فرمایا وجاهدوا في الله حق جهاده اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس طرح جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔ لفظ جہاد کی تشریح کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں۔ الجهاد والمجاهدة استفراغ الوسع في مدافعة العدو۔ دشمن کا مقابلہ کرنے میں اپنی ہر ممکن طاقت صرف کر دینے کو جہاد اور مجاہدہ کہتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں جہاد کی تین قسمیں ہیں۔

١۔ مجاهدة العدو الظاهر۔ ظاہری دشمن سے جہاد۔

٢۔ ومجاهدة الشيطان۔ اور شیطان سے جہاد۔

٣۔ ومجاهدة النفس۔ اور اپنے نفس کے خلاف جہاد اور اس آیت میں تینوں قسم کے جہاد داخل ہیں

ارشاد نبوی ہے۔ جاهدوا اهواءكم كما تجاهدون اعداءكم۔ اپنے ظاہری دشمنوں سے تم جس طرح جہاد کرتے ہو اسی طرح اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف بھی جہاد کرو۔ وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ جہاد ہاتھ سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جاهدوا الكفار بايديكم والسنتكم۔ کفار کا مقابلہ زور بازو کے ساتھ بھی کرو اور زبان سے بھی۔ (مفردات)

گویا دشمن کے مقابلہ میں سرحدوں کی پہرہ داری بھی بالفاظ دیگر جہاد کے مفہوم میں داخل ہے۔ اعلیٰ وسائل مہیا کرنے میں

[illegible] استقامت [illegible] کرتے ہیں اگر کسی قسم کی غفلت [illegible] کوشش کی [illegible] اللہ بھی تمہاری [illegible] استقامت [illegible] مقصد کی تکمیل کے لیے [illegible] کے لیے ہونا چاہیے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مقصد کی تکمیل [illegible] تمہیں اپنی [illegible] ضرور رکھنی چاہیے۔

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ

[illegible] دین کے معاملہ میں کوئی تنگی [illegible] باپ ابراہیم

إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ ۚ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا

کی [illegible] نے تمہارا نام مسلم (فرمانبردار) رکھا ہے اس سے پہلے اور اس قرآن میں بھی تاکہ

لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى

ہو جائے رسول کریم گواہ تم پر اور تم گواہ بن جاؤ

یہ ایسا دین نہیں جس پر عمل کرنا مصیبت کا سامنا ہو جائے جس کو قبول کرنے کے بعد تمہاری ذہنی، علمی اور روحانی ترقی کی راہیں مسدود ہو جائیں۔ تم کسی میدان میں دنیا کی کسی قوم سے پیچھے رہ جاؤ۔ یہ دین ہر قسم کی ایسی رکاوٹوں سے پاک ہے۔ اسے کتنا آسان ہے اس پر عمل کرنا [illegible] جو شخص اس پر عمل کرتا ہے وہ سب جہان کے لیے فیض و برکات کا منبع بن جاتا ہے۔ اس لیے اس تشویش کو اپنے دل سے نکال دو کہ اس دین کو اپنا کر تم مشکلات میں گھر جاؤ گے۔ ترقی کی دوڑ میں دوسری قومیں تم سے سبقت لے جائیں گی۔

یہ دین کوئی نیا دین نہیں۔ یہ تمہارے جد امجد ابراہیم کا دین ہے جس کی عظمت کے گیت تم گاتے ہو جس کی زندگی کو ایک مثالی زندگی تسلیم کرتے ہو جس کی ذات سے وابستگی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کو تم وجہ افتخار محسوس کرتے ہو اسی نے تمہیں مسلم یعنی فرمانبردار کا لقب عطا فرمایا ہے۔

ملت ابراہیمی کے برحق اور سراپا خیر و برکت اور سب اقوام عالم کے لیے آیۂ رحمت ہونے پر اگر تمہیں کسی دلیل کی ضرورت ہو۔ اگر کسی کو اس کی صداقت کا انکار ہو تو یہ دیکھو میرا رسول مکرم، میرا حبیب ﷺ کھڑا ہے اس کی کتاب زیست کا ہر ورق اس دین و ملت کی حقانیت و صداقت کی گواہی دے رہا ہے۔ اس کی راتوں کا سوز و گداز۔ اس کے دنوں کی مصروفیتیں۔ اس کا مردوں سے [illegible] اپنے دوستوں کے ساتھ اس کا برتاؤ۔ اپنے دشمنوں کے ساتھ اس کا سلوک۔ اس کی امنگیں اور اس کی مسرتیں۔ اس کی ساری زندگی۔ جدھر سے جس پہلو سے دیکھنا چاہو دیکھو۔ حق کی کسوٹی پر پرکھنا چاہو خوب پرکھو۔ اگر تمہاری چشم بصیرت حق کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتی ہے تو تم بے اختیار کہہ اٹھو گے کہ اس سے سچا کوئی آج تک چشم فلک نے نہیں دیکھا۔ تمہارا ایمان لانے کا اور جس کی گواہی یہ دے رہا ہے اس کے برحق ہونے میں ذرا تامل نہیں کیا جا سکتا۔

النَّاسِ ۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ

لوگوں پر پس [illegible] قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکوۃ اور مضبوط پکڑو اللہ کو وہی [illegible]

ف اور ایسی گواہی کو اس قدر قبول کرنے کی یہی صورت ہے کہ [illegible] معاشرہ [illegible] اسلام کا مظاہرہ
تعلیم یہ ہے کہ قرآن کی تعلیمات اپنی صورتوں اور حقیقی معنی میں [illegible] رائج ہونے کی
اہمیت کو ایسے معاشرے کی تشکیل کے لیے کسی اور چیز کی ضرورت نہ ہو۔ لوگ نہیں دیکھا [illegible] کے یقین
کریں کہ یہی دین کے قیام کا ذریعہ ہے جس میں نظام حیات کے تقاضے [illegible]
صورت میں ممکن ہو سکتا ہے۔

اس بات پر تاریخ شاہد ہے کہ جب مسلمانوں کی شہادت [illegible] تو لوگ [illegible] کی طرح
دین اسلام پر نثار ہوتے تھے۔ یہ سلسلہ [illegible] سے
زوال پذیر ہوا [illegible]
ہوتے رہے [illegible] التحیات للہ والصلوات و
الطیبات [illegible]
سلطان محمود غزنوی کے گھوڑوں اور شہاب الدین غوری کی فتوحات سے [illegible]
اور اس شان سے کہ [illegible] صدیاں گزر جانے کے بعد [illegible]
دل اور جگر آباد [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] اسلام [illegible] اور قیامت [illegible]

بستیاں بہت سا مال و دولت لے کر [illegible] کی دعوت کا
انہیں کوئی [illegible] ان کے پاس [illegible]
[illegible]
دلیل ان کے [illegible]
[illegible] اسلام سے
وابستہ ہو گئے۔

آج بھی دنیا اسلام کی برتری اور افادیت ثابت کرنے کے لیے ایسے ہی گواہوں کی ضرورت ہے جو اپنے
عمل سے اپنے معاشرے سے ایسی [illegible] ایسی شہادت دینے کی
اہلیت رکھتے ہوں کہ کوئی انہیں [illegible] آج ہم [illegible] اسلام سے

مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾ ۱۰ع ۱۷

وہی تمہارا کارساز ہے۔ پس وہ بہترین کارساز ہے اور بہترین مدد فرمانے والا ہے۔ ۱۲

منتشر کر رہی ہے۔ چاک گریبانوں کو رفو کرنا تو کجا ہمارے مبلغین ان چاکوں کو اور زیادہ وسیع کر رہے ہیں۔ محبت و پیار کا درس دینے کی بجائے آتش شر انگیزی کو بھڑکانا ان کی بڑی راحت ہے جہاں ان کے مبارک قدم پہنچے وہاں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔ آج ذہنوں میں سکون نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال زار پر رحم فرمائے۔

یہ تو ہوئی اس دنیا میں شہادت۔ ایک شہادت حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی امت قیامت کے دن دے گی۔ اس شہادت سے ہمارے مبلغین اس الزام سے بری کیے جائیں گے جو ان کی امتیں ان پر لگائیں گی کہ الٰہی ان تیرے نبیوں نے ہمیں تیرا کوئی پیغام نہیں پہنچایا۔ انھوں نے ہمیں دعوت توحید دی ہی نہیں ورنہ ہم کبھی کفر و شرک میں مبتلا نہ رہتے۔ اس وقت غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھیں گے اور گواہی دیں گے یا اللہ تیرے رسولوں اور نبیوں نے اپنا فرض پوری طرح ادا کیا قصور انھی لوگوں کا ہے جو آج بڑے معصوم بنے بیٹھے ہیں۔ اس کی مزید وضاحت کے لیے ضیاء القرآن جلد اول سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۴۳ اور سورۃ النساء آیت نمبر ۴۱ کے حاشیے ملاحظہ فرمائیے۔

ف۱۱ آخر میں پھر نماز و زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا تاکہ اس میں سستی واقع نہ ہو۔ کیونکہ اسلامی برکات کا سرچشمہ یہی عبادات ہیں۔ اسی سے انسانوں میں نیکی کی محبت و جذبہ بیدار ہوتا ہے اور مذموم صفات سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔

ف۱۲ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ دشمن کتنا قوی ہو، مشکلات کتنی ہی شدید ہوں، ماحول کتنا ناساز ہو، پروا مت کرو۔ عزم، حوصلہ اور اخلاص سے قدم آگے بڑھاتے چلے جاؤ کیونکہ

ھو مولٰکم فنعم المولیٰ ونعم النصیر

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ المؤمنون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: اس سورۃ کا نام المؤمنون ہے جو پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔

نزول: یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں چھ رکوع، ایک سو اٹھارہ آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو چالیس کلمات اور چار ہزار آٹھ سو دو حروف ہیں۔

مضامین: (۱) اس سورۃ کا آغاز امت مسلمہ کے ان افراد کی صفات حمیدہ سے کیا گیا ہے جو اسلام سے اپنے تعلق استوار کرتے ہیں اور اپنے اعمال اور جذبات کو قرآن کے پیش کیے ہوئے قالب میں ڈھال دیتے ہیں۔ فرمایا اسی قسم کے لوگوں کے سر پر فلاح دارین کا تاج رکھا جائے گا۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے فردوس بریں کی ابدی نعمتیں چشم براہ ہیں۔

(۲) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر کفار کو سب سے زیادہ اعتراض یہ تھا کہ آپ توحید اور قیامت پر ایمان لانے کا حکم دیتے ہیں یہ دونوں باتیں ان کے خیال کے مطابق عقل، تجربہ اور مشاہدہ کے سراسر خلاف تھیں۔ اس لیے وہ کسی قیمت پر انہیں ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔

چنانچہ اس سورت میں اسلام کے ان دو بنیادی عقیدوں کے متعلق ان کی غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے۔ ان کے سامنے انفسی اور آفاقی ہر قسم کے دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ انہیں کہا گیا ہے کہ ذرا اپنی پیدائش پر غور کرو کہاں پانی کی ایک بوند میں ایک گمنام جرثومہ اور کہاں یہ حضرت انسان۔ یہ کس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ یہ اعجاز آفرینی کس کی حکمت کی بدولت ہے۔ ذرا آنکھیں اٹھا کر آسمان کی بلندیوں کی طرف دیکھو وہاں کس کی قدرت کے جلوے نظر آتے ہیں پانی جو ہر قسم کی زندگی کا سرچشمہ ہے اس کی بہم رسانی کا انتظام کس عمدگی سے کیا گیا ہے یہاں تک کہ پہاڑوں کی وہ بلند چوٹیاں جہاں تم بمشکل پہنچ سکتے تھے وہاں اس نے میٹھے اور ٹھنڈے پانی کے چشمے جاری کر دیے ہیں۔ غرضیکہ اس کی بنائی ہوئی جس چیز میں غور کرو گے تمہیں اس کے خالق کی قدرت، حکمت اور علم محیط کا اندازہ ہو جائے گا۔

جب ان صفات و کمال سے وہی متصف ہے تو یہ کتنی نادانی ہے کہ اس کا شریک ایسی چیزوں کو بنایا جائے جو

ان صفات سے قطعاً عاری ہیں اور نہ وہ کسی کو ضرر پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع۔

نیز غور کرو ایسی قدرت والے پروردگار کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ تمہیں مرنے کے بعد پھر زندہ کر دے۔

(۳) اس کے بعد چند انبیائے کرام کے احوال بیان فرمائے اور ان کی قوموں نے ان کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا اور ان کا جو انجام ہوا اس کو بیان فرمایا تاکہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو اطمینان ہو اور وہ کفار تباہ ہونے والی قوموں سے عبرت حاصل کریں۔

(۴) مشرکین آکر یہ کہتے کہ اگر آپ ہماری فلاں فلاں بات مان لیں اور ہماری رائے کے مطابق فلاں فلاں آیت میں ردوبدل کر دیں یا یہ مفلوک الحال اور گھٹیا قسم کے لوگ جو ہر وقت آپ کے اردگرد حلقہ باندھے بیٹھے رہتے ہیں ان کو اپنی مجلس سے نکال دیں۔ یا کم از کم جس وقت ہم حاضر ہونا چاہیں ان کو یہاں سے چلے جانے کا حکم دے دیں تو ہم سب آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ شاید انہوں نے یہ خیال کیا ہو کہ اسلام کو ہماری اور ہمارے تعاون کی اشد ضرورت ہے اس کے لیے ہم جیسی بھی نامعقول شرط پیش کریں گے وہ مان لی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خوش فہمی کا یہ کہہ کر ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا کہ حق باطل کے مشورے قبول نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا ہو جائے اور تمہاری رائے کے مطابق اس میں تبدیلیاں گوارا کر لی جائیں تو دنیا کا سارا انتظام درہم برہم ہو جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی اس لیے اس خیال کو ہمیشہ کے لیے اپنے دل سے نکال دو۔ آخر میں شرک کی قباحت کو اجاگر کرنے کے لیے ان سے چند ایسے ذہن شکن سوالات پوچھے جن کا جواب انہیں بھی للہ کے بغیر کوئی نہ بن پڑا۔ انہیں بھی مجبوراً یہ اعتراف کرنا پڑا کہ ہر چیز کا خالق، مالک اور حکمران اللہ تعالیٰ ہے۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مَكِّيَّةٌ [illegible] عَشْرَةَ آيَةً [illegible]

سورہ المؤمنون مکی ہے اور اس کی ۱۱۸ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں [illegible] مہربان [illegible] والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲

[illegible] ایمان والے [illegible] [1] [illegible] [2]

[1] قرآن مجید کے [illegible] تربیت میں پرورش پانے والا انسان [illegible] اوصاف کا حامل [illegible]

سورۃ [illegible] [illegible]

آیت میں [illegible]

[2] [illegible]

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ

اور وہ جو ہر بیہودہ امر سے منہ پھیرے رہتے ہیں ۳ اور وہ جو زکوٰۃ

فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى

ادا کرتے ہیں ۴ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ۵ بجز اپنی

ساری توجہ نماز میں لگا دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے سے بے تعلق ہو جاتے۔ اپنی زبان سے جو کلمات ادا کرتا ہے ان کے معانی میں غور و تدبر کرے۔ اس کے علاوہ اس کے اعضاء میں بھی آداب کا اظہار ہو۔ نگاہ سجدہ گاہ پر مرکوز رہے۔ دائیں بائیں مڑ کر نہ دیکھے۔ آگے پیچھے سر کو حرکت نہ دے۔ اپنی انگلیاں نہ چٹخائے۔ اپنے کپڑوں کو نہ سمیٹتا رہے۔ سجدہ میں جاتے وقت بے جا عجلت کا اظہار ساتھ نہ کرے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا لو خشع قلب ھذا لخشعت جوارحہ یعنی اگر اس شخص کے دل میں عجز و نیاز ہوتا تو اس کے ظاہری اعضاء بھی اظہار عجز کرتے۔

۳ لغو سے مراد ہر وہ قول اور فعل ہے جو فضول اور بے فائدہ ہو۔ اللغو ما لا یعنیہ من کلام او عمل، مومن کا تو ہر لمحہ قیمتی ہے۔ اس کے لمحے پر تو [illegible] اس کو فرصت ہی کہاں کہ وہ ایسے بیکار اور فضول کاموں میں شرکت کرے۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ ایسی سیر و تفریح یا کھیل جو صحت یا شگفتگی قلب کی تازگی کا باعث ہو وہ اس میں داخل نہیں۔ مفسرین کرام نے لطیف اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ شہوات کا ارتکاب تو کجا مومن تو ادھر توجہ ہی نہیں کرتے۔

۴ زکوٰۃ سے مراد اپنے مال سے مقررہ حصہ کے مطابق حسب تفصیل قرآن کریم میں بیان شدہ مصرفوں پر خرچ کرنا ہے تو آیت کا معنی یہ ہوگا کہ وہ مومن جو غنی ہیں وہ خدا کے لیے مستحقین کے حق کے مطابق زکوٰۃ ادا کرتے ہیں لیکن بعض علماء نے یہاں زکوٰۃ سے اس کا لغوی معنی پاکیزگی مراد لیا ہے اس کی ترکیب کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ مومن ایسے اعمال کرتے ہیں جو نفس و قلب کے تزکیہ کا باعث بنتے ہیں یعنی ان اعمال سے اپنے آپ کو پاک رکھتے ہیں جن سے دل کا آئینہ غبار آلود ہو جاتا ہے اور نفس کی پاکیزگی ختم ہو جاتی ہے۔ وقیل الزکوٰۃ ھھنا العمل الصالح ای والذین ھم للعمل الصالح فاعلون (مظہری)

۵ یعنی ایسا بھی نہیں کہ نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے شتر بے مہار ہو جائیں۔ راہبوں اور سنیاسیوں کی طرح شادی بیاہ سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور ایسا بھی نہیں کہ بدمست ہاتھی کی طرح لوگوں کی آبروئیں برباد کرتے رہیں اور انسانی معاشرہ کو اخلاقی بیماریوں کے تحفے دیتے رہیں اور طرح طرح کی الجھنیں پیدا کر کے سوسائٹی کے امن اور سکون کی سلامتی

اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۞ فَمَنِ

بیویوں کے یا ان کنیزوں کے جو ان کے ہاتھوں کی ملکیت میں ہیں تو بیشک انہیں ملامت نہیں کی جائے گی اور جس نے

کنیز دونوں پر کرتے رہیں۔

اسلام میں جنسی خواہش کی تکمیل کے دو طریقے ہی روا ہیں، اپنی منکوحہ بیوی اور مملوکہ کنیز۔ اس کے علاوہ اور سارے طریقے شریعت نے حرام کر دیے ہیں

اہل تشیع متعہ کو نہ صرف مباح سمجھتے ہیں بلکہ اس کے فضائل بیان کرنے میں بڑی مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ اس آیت کی موجودگی میں مزید کسی بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں۔ میں فقط ان صاحبان کی غیرت ایمانی اور حمیت انسانی سے اتنا پوچھنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ کیا وہ اپنی بچیوں، اپنی بہنوں کے لیے یہ امر پسند کرتے ہیں کہ انہیں کوئی متعہ کا پیغام دے اور وہ متعہ کرتی پھریں۔ اگر وہ اس کے تصور سے ہی لرز جاتے ہیں تو پھر وہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی بچیوں کے لیے کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے۔ کیا شریعت اسلامیہ میں امیر و غریب، شاہ و گدا کے لیے الگ الگ قوانین ہیں۔ کیا سوسائٹی کے مختلف طبقات کے لیے عزت و آبرو کے الگ الگ معیار مقرر ہیں۔ ایک عمل جو ایک خاندان کے لیے باعث ننگ و عار ہے کیا کسی دوسرے خاندان کے لیے باعث عز و وقار ہو سکتا ہے؟ خدارا کچھ تو انصاف کرو۔

علامہ ابن قدامہ نے المغنی میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے جس کا خلاصہ انہیں کے الفاظ میں ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں

"وممن روی تحریمہا عمر و علی وابن عمر وابن مسعود وابن الزبیر۔ قال ابن عبد البر وعلی تحریم المتعۃ مالک واہل المدینۃ وابو حنیفۃ فی اہل الکوفۃ والاوزاعی فی اہل الشام واللیث فی اہل المصر والشافعی وسائر اصحاب الآثار"

ترجمہ: صحابہ کرام میں سے مندرجہ ذیل حضرات متعہ کی حرمت کے قائل تھے۔ حضرت عمر، علی، ابن عمر، ابن مسعود، ابن زبیر رضی اللہ عنہم۔ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین میں سے مندرجہ ذیل لوگ متعہ کو حرام کہتے ہیں۔ امام مالک اور اہل مدینہ۔ امام ابوحنیفہ اہل کوفہ میں سے۔ اہل شام میں اوزاعی، اہل مصر میں سے لیث، نیز امام شافعی اور دیگر اصحاب حدیث بھی متعہ کو حرام قرار دیا کرتے تھے

(المغنی لابن قدامہ، کتاب النکاح)

متعہ کے جواز کے قائل حضرت ابن عباس کے قول کو خوب اچھالتے ہیں۔ حقیقت میں یہ آپ پر بہت بڑا بہتان ہے۔ آپ نے کبھی اس کی مطلق اباحت کا قول نہیں کیا۔ بلکہ آپ شدید ضرورت کی مجبوری کی حالت میں اس کے جواز کے قائل تھے

ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ

[illegible]

وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ

[illegible]

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

وارث ہیں جو وارث ہوں گے فردوس [illegible] وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

[illegible]

[illegible]

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ

[illegible]

نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۠ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ

[illegible]

مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ

[illegible]

اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

[illegible] قیامت کے دن [illegible] اٹھائے جاؤ گے اور بیشک

خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝

ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنا دیئے ہیں [illegible] اور اپنی مخلوق کی [illegible] سے بے خبر نہ تھے [illegible]

[illegible]

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا

اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی [illegible] پھر ہم نے [illegible] اس کو زمین میں [illegible]

عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۚ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ

[illegible] قادر ہیں [illegible] پھر ہم نے [illegible] تمہارے لیے [illegible] پانی سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَّأَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَّمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً

اور انگوروں کے تمہارے لیے ان میں بہت سے پھل ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو اور پیدا کیا ایک

تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَاءَ تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِينَ ﴿٢٠﴾

درخت جو نکلتا ہے طور سیناء میں ف وہ اگتا ہے تیل لیے ہوئے اور سالن لیے ہوئے کھانے والوں کے لیے

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ

اور بیشک تمہارے لیے چوپایوں میں بھی بڑی عبرت کا مقام ہے ہم پلاتے ہیں تمہیں اس دودھ سے جو ان کے پیٹوں میں ہے

فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَّمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

اور تمہارے لیے ان میں بہت طرح کے فائدے ہیں اور انہیں کے گوشت سے تم کھاتے ہو اور ان پر اور کشتیوں پر تمہیں سوار

کیے جاتے ہیں دھری کی دھری سوار ہیں۔

ف اس سے مراد زیتون کا درخت ہے جو کوہِ طور کے علاقے میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور اس علاقے کی اہم پیداوار شمار کیا جاتا ہے اس لیے اس کی نسبت وادی طور کی طرف کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہی اس درخت کا وطن اصل ہو اور یہاں سے جا کر اس کی کاشت دوسرے علاقوں میں کی گئی ہو۔ صبغ کہتے ہیں اس چیز کو جو سالن کے طور پر استعمال کی جائے کیونکہ اس کا اصل معنی رنگنا ہے اور جب تم سالن میں روٹی ڈبو دیتے ہو تو وہ اس سے رنگین ہو جاتی ہے کل ادام یؤتدم به فهو صبغ۔

ف اس آیت میں ایک نکتۂ معرفت کا ذکر فرمایا کہ مویشیوں کے شکم میں تو خون اور بول و براز جیسی گندی چیزیں ہوتی ہیں۔ یہ کس کی حکمت کی جلوہ سازی ہے کہ ان میں سے تمہارے پینے کے لیے وہ ایک ایسی چیز نکالتا ہے جو اپنے رنگ، ذائقہ اور تاثیر میں کسی طرح کی مشابہت ان چیزوں سے نہیں رکھتی پھر اس دودھ کے پینے سے صرف تمہاری پیاس ہی نہیں بجھتی بلکہ اس میں اتنی غذائیت رکھی ہے جو کسی اور غذا میں اس فراوانی اور عمدگی سے موجود نہیں۔ اور مویشیوں سے تمہیں صرف یہی فائدہ حاصل نہیں بلکہ تم ان سے بیشمار دوسرے فوائد حاصل کرتے ہو۔ پھر بھی اگر تم اپنے منعم حقیقی کا شکر ادا نہ کرو تو یہ انسانیت کی حد ہوگی۔ آیت میں عبرت کا لفظ تشریح طلب ہے۔ علامہ راغب اصفہانی نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: العبرة مختصة بالحالة التي يتوصل بها من معرفة المشاهد الى ما ليس بمشاهد (مفردات) یعنی مشاہدہ کی معرفت سے غیر مشاہد تک پہنچنا۔ اسی لیے اس کا ترجمہ غور و فکر سے کیا گیا ہے۔

ع

تُحْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا

کیا جاتا ہے ۔ اور ہم نے بھیجا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم!

اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تمہارا [illegible] کوئی معبود اس کے سوا [illegible] تو کیا تم [illegible] تو کہنے لگے [illegible]

كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ

جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا ان کی قوم سے کہ یہ نہیں ہے مگر تمہارے جیسا بشر چاہتا ہے کہ تم پر بڑائی حاصل کرے

ف یہاں سے پھر [illegible] انبیاء [illegible] کا تذکرہ شروع ہے جو پیغام اصلاح لے کر [illegible] قوم کو پہنچایا [illegible] کی ہر شعبہ زندگی پر اس دعوت کا [illegible] اور جو [illegible] انہوں نے اپنے نفس اور [illegible] پہنچے [illegible] سے انہیں [illegible] کیا [illegible] تمام امور [illegible] بیان فرمایا گیا [illegible] سے [illegible] کہ [illegible] ہی ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

ف بیشتر اہل ثروت اور اصحاب اقتدار [illegible] کی مخالفت میں پیش پیش ہوتے ہیں کیونکہ انہیں [illegible] اور عادات کا [illegible] ہوتا ہے اور [illegible] کی راہ [illegible] ان کے اقتدار اور ان کے مفاد پر [illegible] ہے اس لیے وہ عوام [illegible] کے [illegible] سے برگشتہ کرنے کی [illegible] کوشش کرتے ہیں [illegible] سب سے پہلے وہ [illegible] استعمال کرتے ہیں [illegible] ہماری طرح کا انسان ہے [illegible] حال [illegible] ہے [illegible] ثابت [illegible] انسان [illegible] تھے [illegible] انسانیت کی [illegible] ان کے [illegible] قوم [illegible] تھے [illegible] کا [illegible] نے [illegible] دیکھے [illegible] انسان [illegible] کا پیغام پہنچانے کے لیے [illegible] انسان [illegible] معاشرے [illegible] آ کر دیکھے [illegible] کی وجہ سے [illegible] کی [illegible] انداز کا [illegible] نعمت [illegible] جب کبھی کسی قوم کو دعوت حق دیتا [illegible] قوم

عَلَيْكُمْ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا

کہ بڑا بنے تم پر اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرشتوں کو اتارتا ہم نے نہیں سنی یہ بات اپنے

الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى

پہلے باپ دادوں میں نہیں ہے یہ مگر ایسا شخص جسے جنون لاحق ہو گیا ہے سو انتظار کرو اس کے انجام کا کچھ

حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ

وقت۔ نوح نے عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو ہم نے وحی بھیجی اس کی طرف

اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ

کہ بناؤ ایک کشتی ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم کے مطابق پھر جب آ جائے ہمارا حکم اور ابل پڑے تنور

[illegible]

[illegible]

اور دونوں میں امتیاز کر سکتی ہے

[illegible] حقیقت حال [illegible] واضح ہو جائے گی

فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ

تو داخل کر لو اس میں ہر جوڑے میں سے دو دو اور اپنے گھر والوں کو بجز ان کے جن

عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُمْ

کے بارے میں پہلے فیصلہ ہو چکا ہے ان میں سے اور گفتگو نہ کرنا میرے ساتھ ان کے متعلق جنہوں نے ظلم کیا وہ تو ضرور

مُغْرَقُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ

غرق کیے جائیں گے پھر جب ٹھیک طرح بیٹھ جاؤ آپ اور آپ کے ساتھی کشتی پر تو کہنا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ رَبِّ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں نجات دی ظالم قوم سے اور یہ بھی عرض کرنا کہ اے

أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

میرے رب! اتار مجھے بابرکت منزل پر اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے بے شک اس قصہ میں بڑی عبرتیں

۳۲؎ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کی لگاتار ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر بارگاہِ الٰہی میں فریاد کی تو آپ کو حکم ملا کہ ہماری نگاہوں کے سامنے اور ہماری ہدایت کے مطابق کشتی بناؤ اور جب تنور سے پانی ابلنے لگے تو سمجھ لینا کہ عذابِ الٰہی آن پہنچا ہے اس وقت خود بھی اس میں سوار ہو جانا اور اپنے گھر والوں کو بھی سوار کر لینا اور ہر جاندار کا جوڑا جوڑا بھی اس کشتی میں داخل کر لینا لیکن خاندان کے ان لوگوں کے متعلق میری جناب میں عرض نہ کرنا جن کے متعلق قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔ پھر فرمایا جب تم اطمینان سے ساتھیوں سمیت کشتی میں بیٹھ جاؤ اور چاروں طرف پانی ہی پانی ہر طرف پھیلنے لگے اور اس کی سطح مسلسل بلند ہوتی جائے جس میں ان کی آبادی ڈوب جائے تو اس وقت تم اپنے رب کریم کی حمد و ثنا شروع کر دینا جس نے اس ظالم قوم سے تمہیں نجات دی جو صبح و شام تمہیں اذیتیں پہنچاتی اور دکھ دیا کرتی تھی۔

۳۳؎ کشتی پر سوار ہونے کی دعا ہے۔ یہ دعا کشتی میں بیٹھتے وقت اور یہ دعا کشتی سے اترنے کے وقت کے لیے ہے کہ جب صحیح و سلامت اترنے لگو تو یہ دعا مانگ لینا یعنی وہ جگہ جہاں تو اتار رہا ہے خیر و برکت کا باعث ہو۔ گھر میں داخل ہوتے وقت بھی اور ہر نئی منزل پر اترتے وقت بھی یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ جب کبھی

وَاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

[illegible] پھر ان کے بعد ہم نے ایک دوسری جماعت [illegible]

فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

پھر ہم نے ان میں ایک رسول بھیجا انہی میں سے کہ عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارا کوئی خدا

غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

اس کے سوا کیا تم ڈرتے نہیں ہو اور ان کی قوم کے سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا تھا اور جنہوں نے

كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا

جھٹلایا قیامت کی حاضری کو اور ہم نے انہیں دنیوی زندگی میں آسودگی دی تھی [illegible] نہیں ہے یہ مگر

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝

ایک بشر تم ہی جیسا کھاتا ہے وہی جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس میں سے جو تم پیتے ہو

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ

اور اگر تم پیروی کرنے لگے اپنے جیسے بشر کی تو تب تم نقصان اٹھانے والے ہو۔ کیا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ

اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ

کہ تم جب مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تمہیں پھر قبروں سے نکالا جائے گا۔ بہت بعید ہے بہت بعید

تشریف لے جاتے تو یہ [illegible] کرتے۔

[2] اس سے مراد قوم عاد یا قوم ثمود ہے۔

[3] اصل میں [illegible] ہے۔ قوم کے رئیسوں کا [illegible] ہے اور وہی [illegible] اضافات و شبہات میں ان کا ذکر [illegible]

لِمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا

[illegible]

نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَ

[illegible]

[illegible]

کی پوری سزا ملے

اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے تو [illegible]

مَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝ قَالَ عَمَّا

ہم تو اس پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ (نبی نے) عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔ فرمایا

قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ

دیر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا عنقریب یہ لوگ پشیمان ہو جائیں گے۔ تو پکڑ لیا انہیں چیخ نے حق کے ساتھ پس ہم نے بنا دیا انہیں

غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قُرُونًا

خس و خاشاک پس دور ہو جائے وہ قوم جو ستم شعار ہے۔ پھر ہم نے پیدا کیں ان کی بربادی کے بعد کئی قومیں

آخَرِينَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ ثُمَّ

نہ آگے بڑھ سکتی ہے کوئی قوم اپنی مقررہ میعاد سے اور نہ وہ لوگ پیچھے رہتے ہیں۔ پھر

أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۖ كُلَّ مَا جَاءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ ۚ فَأَتْبَعْنَا

ہم نے بھیجے اپنے رسول پے در پے۔ جب بھی کسی امت کے پاس آیا اس کا رسول تو انہوں نے اسے جھٹلایا پس

آخرت کی منزل پر پہنچ کر اور مستقر پر چلا جائے گا۔

۳۲ جب اس قوم کی ہٹ دھرمی حد سے تجاوز کر گئی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو ان کی ہدایت کی کوئی امید نہ رہی تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لیے برباد کر دیے گئے۔ غثاء اس خس و خاشاک کو کہتے ہیں جو پانی کی سطح پر تیرتا ہوا چلا جاتا ہے۔ علامہ ابن منظور الافریقی، علامہ ازہری سے اس کی تشریح یہ نقل کرتے ہیں: ھو ما یحملہ السیل من القمش والعشب [illegible] یعنی رسیلہ [illegible] جھاگ اور کوڑے وغیرہ۔

۳۳ اس قوم کے تباہ و برباد ہونے کے بعد ہم نے کئی ادوار کے لیے دوسری قوموں کو ترقی دی۔ انہیں عقل کی سوجھ بوجھ اور وسائل سے بہرہ ور کیا گیا۔ انہیں گمراہی سے بچانے اور راہ راست پر ثابت قدم رکھنے کے لیے انبیاء کرام کی تشریف آوری کا سلسلہ جاری رہا لیکن ہر قوم نے ان کو جھٹلایا، اپنے رسولوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ان کے پیش رو قوموں نے کیا تھا۔ انہوں نے اپنے پیش رو [illegible] ان کے ہولناک انجام سے عبرت حاصل نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کی لپیٹ میں آ گئے اور صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیے گئے۔ چند داستانیں تاریخ [illegible] باقی رہ گئیں۔ [illegible]

بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

کو بھی ایک دوسرے کے پیچھے ہلاک کرتے گئے اور ان کو افسانے بنا دیا پس ایمان نہ لانے والی قوم پر لعنت

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾

پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور واضح دلیل دے کر

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ بڑے متکبر تھے تو کہنے لگے

اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا

کیا ہم ایمان لے آئیں ان دو آدمیوں پر جو ہمارے ہی جیسے ہیں حالانکہ ان کی قوم ہماری غلام ہے تو انہوں نے دونوں کو

فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ

جھٹلایا تو وہ بھی ہلاک کیے جانے والوں میں شامل ہو گئے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تاکہ ان کی قوم

يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى

ہدایت پا جائے اور ہم نے مریم کے فرزند اور ان کی ماں مریم کو اپنی قدرت کی نشانی بنایا اور انہیں

اور اس کا ... بہتے چشمے [illegible]

ف۴۸ جب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام فرعون اور اس کے درباریوں کو دعوتِ ایمان دینے کے لیے تشریف لے گئے تو انہوں نے ان کے خلاف وہ تمام دلائل استعمال کیے جو پہلے منکروں نے استعمال کیے تھے۔ جن کے بارے میں ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔

یعنی یہ دونوں ہماری طرح بشر ہیں ان کی قوم ہماری غلام ہے۔ ان کو اگر ہم نبی مانیں تو انہیں اپنا سردار اور حاکم تسلیم کرنا پڑے گا۔

ف۵۰ علامہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ چاہیے یہ تھا کہ عبارت یوں ہوتی وجعلنا ابن مریم وامه آیتین لیکن تثنیہ کے بجائے واحد استعمال کر کے آپ کی بن باپ ولادت کی طرف اشارہ کر دیا۔

رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ

[illegible]

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ

اور اچھے کام کرو [illegible] جو عمل تم کرتے ہو [illegible] خوب واقف ہوں۔ اور [illegible]

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

[illegible]

زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ

میں ایک وقت تک کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں ساتھ مال اور اولاد کے کیا ہم جلدی کر

لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ

رہے ہیں انہیں بھلائیاں پہنچانے میں نہیں بلکہ وہ حقیقت حال سے بے خبر ہیں بیشک وہ لوگ جو اپنے رب کے

مستقل بلکہ مساوات پر اصلاحی تعلیم کو قربان کر دیا۔ اس طرح ایک آدم کی اولاد ایک دین کے پیروکار مختلف مختلف گروہوں میں بٹ کر رہ گئے اور ہر گروہ نے اپنے عقائد کو ہی حق تسلیم کر لیا۔

۲؎ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب فرماتا ہے کہ ان کو [illegible] اور غرور میں [illegible] کچھ عرصہ اسی غفلت میں رہنے دو آپ نے انہیں بہت سمجھا لیا [illegible] ان کے عناد اور تعصب میں [illegible] جب عذاب انہیں چاروں طرف سے گھیرے گا تب ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ غمرۃ کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں: الغمرة في اللغة [illegible] [illegible] الماء الكثير لانه [illegible] [illegible] [illegible] میں غمرہ اس چیز کو کہتے ہیں جو [illegible] اسی لیے [illegible] ہے اور کثیر پانی کو بھی غمر کہتے ہیں کیونکہ وہ سطح زمین پر پھیل کر اس کو چھپا دیتا ہے۔ یہاں اس لفظ سے مراد حیرت، غفلت اور ضلالت ہے جس میں وہ لوگ مبتلا تھے۔

۳؎ [illegible] [illegible] کے [illegible] دولت کی [illegible] [illegible] جاہ و مال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس لیے [illegible] [illegible] ان پر اتنا احسان ہے ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے فرمایا جا رہا ہے کہ [illegible] حقیقت حال سے بے خبر ہیں۔ دولت کی کثرت، اسباب و جاہ و جلال میں ترقی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرم نہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] نعمت و احسان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دولت کی کثرت [illegible] کی دلیل نہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور

خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝

خوف سے ڈرتے رہتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں

وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَّ

اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں

قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ

حالانکہ ان کے دل ڈر رہے ہیں [illegible] یہی لوگ جلدی کرتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُونَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

[illegible]

وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوبُهُمْ

[illegible]

فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا

[illegible]

عٰمِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتّٰى إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْـَٔرُونَ ﴿٦٤﴾

[illegible]

لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِي تُتْلٰى

[illegible]

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سٰمِرًا

[illegible]

[illegible]

یہاں سے پھر کافروں اور ظالموں کا ذکر شروع ہے۔

[illegible]

[illegible]

تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ

تم داستان سرائی کیا کرتے تھے اور قرآن کی شان میں بیہودہ بکواس کیا کرتے تھے کیا انہوں نے کبھی غور نہیں کیا اس کلام میں یا آئی ہے ان کے

الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ

پاس ایسی چیز جو نہیں آئی تھی ان کے پہلے باپ دادوں کے پاس یا انہوں نے نہیں پہچانا اپنے رسول کو اس لیے وہ اس کے منکر ہیں

یاد رہے اس وقت تمہارا یہ وطیرہ ہوا کرتا تھا تم ان کی محفل میں شرکت کرنا اپنے لیے کسر شان سمجھتے تھے، دور سے ہی اپنا رخ پلٹ لیا کرتے تھے۔

لیکن تمہارے غرور و نخوت کا کوئی ٹھکانا نہ تھا تمہیں یاد ہوگا وہ منظر کہ جب بھی حرم میں تمہاری محفلیں جمتی تھیں اور تم وہاں مزے سے گپ شپ کیا کرتے تھے اور افسانے بیان کیا کرتے تھے اور قرآن کریم اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں بیہودہ اور ناشائستہ باتیں بکا کرتے تھے

سامر واحد ہے [illegible] لیکن یہ اسم جمع ہے اور جمع کے معنی میں استعمال ہوا ہے [illegible] بمعنی الجمع [illegible] لیکن اس کا معنی [illegible] ہے۔ یہاں [illegible] کیونکہ [illegible]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] نماز صبح کے قضا ہونے کا اندیشہ ہے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] کوئی اجنبی شخص نہیں ہے جس [illegible] وہ اچھی طرح جانتے ہیں اس کی [illegible] اس کے ذاتی اوصاف و اخلاق سے خوب آگاہ ہیں [illegible] صادق و امین کے معزز القاب سے ملقب کرتی رہی ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے دربار میں اپنے بیان

يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ

ہے۔ یہ کہتے ہیں اس [illegible] سودا ہے ہرگز نہیں بلکہ وہ تشریف لائے ہیں ان کے پاس حق کے ساتھ اور ان میں سے اکثر

كَارِهُونَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

حق کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور اگر پیروی کرتا حق ان کی خواہشات نفسانی کی تو درہم برہم ہو جاتے آسمان اور زمین

تمہاری ان اصلاحی کوششوں [illegible]: ثم بعث الله [illegible] [illegible] [illegible]
بادشاہ، اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول مبعوث فرمایا جس کے نسب کو جس کی راست گفتاری کو اور جس کی دیانت [illegible] کو
ہم خوب جانتے ہیں

— کیونکہ جس کی صداقت و امانت کا تم بھی اعتراف کرتے رہے ہو، آج یک لخت اس کے متعلق تمہاری رائے کیوں بدل گئی ہے۔ یہ انقلاب اچانک کیسے رونما ہو گیا کہ [illegible] [illegible] انہیں [illegible] انہیں جنون لاحق ہو گیا ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] تشریف لائے ہیں جو تمہاری خواہشات اور [illegible] عقیدوں کے خلاف ہے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کیونکہ پہلے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کی [illegible]

وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ۝

اور جو کچھ ان میں ہے۔ بلکہ ہم ان کے پاس ان کی نصیحت ف لائے تو وہ اپنی نصیحت ہی سے [illegible] رہے ہیں

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ وَ

کیا آپ طلب کرتے ہیں ان سے کچھ معاوضہ، سو آپ کے رب کا معاوضہ بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے

إِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

اور بے شک آپ تو انھیں بلاتے ہیں سیدھی راہ کی طرف ف اور بے شک وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے

بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ

آخرت پر وہ راہ راست سے منحرف ہو رہے ہیں اور اگر ہم ان پر مہربانی بھی فرمائیں اور دور کر

انھیں بتا دیا [illegible] جب [illegible] ایک حق ہے وہ حق دوسرا ہی ہے۔ اگر وہ تمہاری خواہشات کا احترام کرنے لگے اور تمہاری مرضی [illegible] اعتراف کرنے لگے [illegible] نظام حیات میں تمہاری رائے کے مطابق ترمیم کرنے لگے تو اس کا مطلب یہ ہو گا [illegible] اور قیادت کے منصب سے دستبردار ہو کر باطل کی اتباع اختیار کر لے۔ اگر ایسا ہو جائے تو حق حق نہ رہے بلکہ باطل ہو جائے، اور اگر ایسا ہو جائے تو [illegible] سے اسی وقت قیامت برپا ہو جائے گی اور ہر چیز [illegible] ہو جائے گی۔

ف ذکر کا معنی نصیحت اور یاد دہانی ہے لیکن مفسرین نے اس کا ایک اور معنی بھی کیا ہے جو نہایت مناسب ہے یعنی ذکر سے مراد وہ چیز ہے جو ان کے لیے عزت و شرف کا باعث ہو یعنی ہم نے ان کو اپنی کتاب بخشی جو ان کے لیے موجب صد عز و افتخار ہے اگر وہ اس پر ایمان لاتے اور اس پر عمل کرتے تو یہ کتاب ان کی شہرت و ناموری کو چار چاند لگا دیتی [illegible] اور [illegible] ان کا [illegible] اور یہ [illegible] ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

ف یعنی آپ تو انھیں ہدایت کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے سامنے ایک ایسا [illegible] پیش کرتے ہیں جس سے ان کی ساری خرابیاں دور ہو جائیں لیکن یہ [illegible] جب ان کا [illegible] کی [illegible] قبول کریں تو آپ پر ایمان لانے کے بعد ان پر [illegible] ہو جاتی ہیں۔

ف ارشاد ہے یہ لوگ باطل پرستی میں اتنے پختہ ہو گئے ہیں کہ اب ان کو ظلمتوں سے نکالنے کی کوئی کوشش

مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم

[illegible]

بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا

[illegible]

فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝

[illegible]

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا

[illegible]

مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝

[illegible]

[illegible]

وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

[illegible] اور وہی ہے جو [illegible] اور اسی کے اختیار میں ہے گردش لیل و نہار۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ۝ قَالُوا أَإِذَا

کیا تم [illegible] نہیں سمجھتے [illegible] جو پہلے لوگ کہا کرتے تھے [illegible] کہنے لگے کیا

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ

جب ہم مر جائیں گے اور [illegible] مٹی اور [illegible] ہڈیاں تو کیا ہم [illegible] اٹھائے جائیں گے بلاشبہ یہ وعدہ کیا گیا ہم سے [illegible]

اب [illegible] آپ کو ان کی ناشکری کا [illegible] کان سننے کے لیے آنکھیں دیکھنے کے لیے اور [illegible] [illegible] اگر کوئی شخص کان [illegible] اور آنکھوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس سے بڑھ کر اور ناشکرا کون ہوگا۔

ف اپنی قدرت و حکمت کے بیان کے ساتھ [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible] [illegible] [illegible] کے تمام وسائل [illegible] مہیا کر دیے ہیں۔

ف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قیامت [illegible] [illegible] قیامت [illegible]

وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ قُل

ہمارے باپ دادا کے ساتھ بھی آتی رہی ہیں [illegible] نہیں ہیں یہ مگر پہلوں کی کہانیاں آپ پوچھیے

لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ

بتائیے تو کس کی ملکیت ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو فوراً وہ کہیں گے [illegible]

گھڑی ہوئی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔

علامہ راغب نے اساطیر کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اساطیر سطورۃ کی جمع ہے جس طرح احادیث احدوثۃ کی اور اعاجیب اعجوبۃ کی۔ اور اس کا اطلاق ایسی تحریر پر ہوتا ہے جو من گھڑت باتوں کے لیے لکھی گئی ہو جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ [illegible] بالاکاذیب (مظہری)۔ اسی لیے [illegible] قرآن کو اساطیر کہتے ہیں۔

کفار عرب کو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر دو چیزوں پر شدید وحشت کے اعتراض تھے ایک تو یہ کہ آپ کہتے ہیں لا الہ الا اللہ کہ صرف اللہ تعالیٰ معبود برحق ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔ دوسرا یہ کہ آپ کہتے ہیں کہ قیامت آئے گی اور ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا جائے گا۔ وہ ان دو باتوں کو ماننے کے لیے ہرگز تیار نہ تھے ان کی تفہیم ان چیزوں کو ماننے اور ان پر ایمان لانے سے [illegible] جن کا ذکر قرآن کریم میں متعدد بار ہوا ہے۔ [illegible] آیات [illegible] جب انہیں یہ کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو وہ غصہ کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہم اس شاعر اور مجنون کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔ دوسرے مقام پر ان کے قول کو یوں بیان کیا گیا ہے اجعل الآلهة الها واحدا ان هذا لشيء عجاب بہت سے خداؤں کی بجائے صرف ایک خدا بنا دیا ہے کتنی حیرت اور اچنبھے کی بات ہے [illegible] وما نحن بتاركي آلهتنا عن قولك وما نحن لك بمؤمنين آپ [illegible] کو چھوڑ دیں گے اور نہ ہی آپ پر ایمان لائیں گے۔

اب آپ کو ان آیات کے مطالعہ سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ ان کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا وہ انہیں الٰہ اور معبود تسلیم کرتے تھے اور ان ہی کی وہ عبادت اور تعظیم کرتے تھے۔

اسی طرح قیامت کے ذکر سے بھی وہ بڑا [illegible] کرتے تھے اور کہتے تھے ایسا ہونا ناممکن ہے بالکل ھیہات ھیہات لما توعدون [illegible] آپ قیامت کے متعلق ان کا [illegible] ہیں۔

لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ

اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے آپ فرمائیے پھر تم کیوں نصیحت قبول نہیں کرتے آپ پوچھئے کون ہے مالک سات آسمانوں کا اور مالک

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

عرشِ عظیم کا؟ وہ ضرور کہیں گے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے آپ فرمائیے پھر تم ڈرتے کیوں نہیں

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ

آپ پوچھئے وہ کون ہے جس کے دستِ قدرت میں ہے ہر چیز کی بادشاہی اور وہ پناہ دیتا ہے اور [illegible]

[illegible] ۸۴ چنانچہ [illegible] ان کی [illegible] یہ وہ [illegible] ہے [illegible]
انہی دو اعتراضوں کا جواب دیا جا رہا ہے [illegible] اور [illegible] ان [illegible] اور [illegible] و
[illegible] انہیں کوئی چارہ نہیں [illegible] فرمایا [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم [illegible] لوگ جو [illegible] کے
منکر ہیں اور قیامت کو خلاف عقل سمجھتے ہیں [illegible] آج [illegible]
بستیاں [illegible] اور [illegible] اس [illegible]
مالک کون ہے تو [illegible] یہی کہیں گے [illegible] یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ
کا ہے

۸۵ جب تم بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہو کہ [illegible] تو پھر تم اس کے ساتھ دوسروں کو [illegible]
کیوں سمجھتے ہو [illegible] ہے [illegible] بعد [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
کی [illegible] ہو

۸۶ پھر فرمایا اے حبیب! ان منکرین توحید و منکرین قیامت سے [illegible] اور [illegible] کے
متعلق تو تم نے تسلیم کر لیا اب یہ بتاؤ کہ سات آسمان [illegible] کی [illegible] اور عرش
عظیم جو ان سات آسمانوں سے کہیں وسیع تر ہے [illegible] ان کا رب کون ہے اس کا جواب بھی یہی
[illegible] کہیں گے کہ یہ سب کچھ بھی اللہ تعالیٰ کا ہے۔

۸۷ اب آپ [illegible] تسلیم کر لیا کہ آسمانوں اور عرش کا مالک اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس کے سوا
اور کون ہے [illegible] اس کا شریک ہو [illegible] قیامت [illegible]

إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور ہم اہل سنت [illegible] ذات پاک ہستی کے متعلق [illegible] عقیدہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس وقت میں عرض کرتا ہوں [illegible] دستگیری [illegible]

بَلْ أَتَيْنٰهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِن وَلَدٍ

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم لے آئے ہیں ان کے پاس حق اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں [illegible] نہیں بنایا اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا

کے ہوتے ہوئے تیرا بندہ کس کی پناہ لے سکتا ہے:

فَشَتَّانَ بَيْنَ الْحَبِيبِ مُحَمَّدًا — وَرُسُلِ اللّٰهِ الْمُحَلَّى بِخَيْرِ الْأَلْقَابِ

تو بڑے نصیب کی بات ہے کہ ان گھڑیوں میں اپنے حبیب محمد مصطفیٰ کے شہر کی طرف آ رہا ہوں، یہ حسنِ نصیب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور عظیم الشان نعمت کا احساس ہے۔ اور قصیدہ کو ختم کرنے سے پہلے عرض کرتے ہیں:

وَأَنْتَ مُجِيرِي مِنْ هُجُومِ مُلِمَّةٍ — إِذَا انْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرُّ الْمَخَالِبِ

یا رسول اللہ آپ ہی کے پناہ دینے والے ہیں جب مصیبتیں یلغار کریں اور اپنے ناخن میرے دل میں گاڑ دیں۔ مولانا جامی کی یہ مناجات تو شاید آپ کی نظر سے بھی گزری ہو آپ عرض کرتے ہیں

یا شفیع العباد خذ بیدی — انت فی الاضطرار معتمدی

دستگیری کیجیے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

لیس لی ملجأ سواک اغث — مسنی الضر سیدی سندی

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

عربی کے اشعار کا اردو شعروں میں ترجمہ بھی مولانا موصوف نے ہی کیا ہے۔

آپ امت کے کس کس فرد کو شرک کے تیروں سے گھائل کرتے رہیں گے۔ شانِ رسالت کے انکار کا نام توحید نہیں ہے بلکہ تمام توحید پرستی صرف اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب شانِ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حسبِ استعداد آگاہی حاصل ہو۔

اشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شريك لك، لك الملك ولك الحمد وانت على كل شيء قدير. واشهد ان سيدي ومولاي وحبيبي محمدا عبدك ورسولك. اللهم آت سيدنا ومولانا محمد الوسيلة والفضيلة والدرجة العالية الرفيعة وابعثه مقاما محمودا يغبطه به الاولون والآخرون انك لا تخلف الميعاد.

[illegible] یہ لوگ جھوٹے ہیں، کہتے کچھ ہیں اور ان کے دل میں کچھ ہوتا ہے۔

[illegible] جب وہ مالک الملک ہے تو اسے بیٹے کی حاجت ہی کیا ہے۔

وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ إِذًا لَذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَ

اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے [illegible]

لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝

[illegible] پاک ہے اللہ تعالیٰ ان تمام [illegible] بیان کرتے ہیں

عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ قُلْ رَبِّ إِمَّا

[illegible]

تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ۝ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

[illegible]

وَإِنَّا عَلَىٰ أَنْ نُرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَادِرُونَ ۝ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ

[illegible]

أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ۝ وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ

[illegible]

ف۱ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو یہ نظام درہم برہم ہو جاتا۔ اس کی تفصیل لوکان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

ف۲ [illegible]

کان علیہ السلام یعلم ان اللہ لا یجعلہ فی القوم الظالمین اذا انزل بہم العذاب ومع ھذا امرہ الرب بھذا الدعاء والسؤال لیعظم اجرہ ولیکون فی کل الاوقات ذاکرا لربہ تعالیٰ

ف۳ حضور کا ارشاد گرامی ہے [illegible]

مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

شیطانوں کے وسوسوں سے ۹۸ اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں میرے رب اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ

یہاں تک کہ جب آ جاتی ہے ان میں سے کسی کو موت تو وہ کہتا ہے اے میرے رب مجھے واپس لوٹا دو ۱۰۰ شاید

[illegible] عمل پیرا ہو کر اپنے بچے کھچے [illegible] کی شہادت دینی چاہیے۔

۹۸ [illegible] شیطانوں کے شر سے بچا [illegible]
فرمایا ہے۔ همزات همزة کی جمع ہے اس کا معنی ہے الطعن والتحریک الشدید۔ [illegible] شیاطین کی وسوسہ
اندازی اتنی شدید اور سخت ہوتی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی دستگیری شامل حال نہ ہو [illegible]
[illegible]
پیدا کر دیتا ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] کی مدد ہی ہے۔

۹۹ [illegible]
[illegible]
[illegible]
اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی [illegible] کہ مجھے نیند نہیں آتی۔ حضور نے فرمایا جب سونے لگو
تو یہ پڑھا کرو اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ
الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ (ترمذی، ابن کثیر) امام [illegible] حضرت عبد اللہ بن عمرو
[illegible] یہ کلمات سکھایا کرتے [illegible] اور جو نابالغ بچے ہوتے ان کے گلے میں
لٹکا دیتے۔ (قرطبی [illegible])

۱۰۰ کفار کی آنکھیں اس وقت کھلتی ہیں جب موت کا فرشتہ پیغام اجل لے کر آتا ہے اس وقت وہ کف
افسوس ملتے ہیں [illegible] حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے [illegible] نبی کریم نے ارشاد فرمایا مَنْ اَحَبَّ
لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰہِ كَرِهَ اللّٰہُ لِقَاءَهٗ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ

أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن

امید ہے شاید اب میں کچھ نیک کام کر لوں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے

وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا

آگے ایک پردہ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ

أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ

رشتہ داریاں ہوں گی ان کے درمیان اس دن اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے تو جن کی تولیں بھاری ہوں گی

[illegible] طاقت [illegible] اپنے [illegible] طاقت [illegible] حضرت [illegible] اپنے [illegible] جب [illegible] اس [illegible] ہے اور [illegible] پسند نہیں کرتا [illegible] حضرت شاہ [illegible] حدیث نقل کرتے ہیں اذا عاین المؤمن الملائکۃ قالوا نرجعک الی الدنیا فیقول الی دار الھموم والاحزان بل قدوما الی اللہ تعالیٰ واما الکافر فیقول رب ارجعون [illegible] یعنی جب مومن فرشتوں کو دیکھتا ہے تو [illegible] کہتے ہیں [illegible] دنیا کی طرف [illegible] کہتا ہے [illegible] غموں [illegible] کی طرف [illegible] دنیا میں لوٹا دے [illegible]

ٹ دو چیزوں کے درمیان جو آڑ اور رکاوٹ ہو اسے برزخ کہتے ہیں یہاں برزخ سے مراد موت اور قیامت کا درمیانی حصہ ہے [illegible]

ث قیامت کے دن وہ رشتے ٹوٹ جائیں گے سارے تعلقات منقطع ہو جائیں گے [illegible] سے بھاگ جائیں گے۔ یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ۔ قیامت کے دن انسان بھائی [illegible] ماں باپ [illegible] بیوی اور بچے [illegible] سے بھاگ جائے گا لیکن ایک نسبت اور ایک رشتہ داری اس دن کام آئے گی حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا [illegible] ما بال رجال یقولون ان رحم رسول اللہ [illegible] لا تنفع [illegible] بلی واللہ ان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ [illegible] ان لوگوں کا کیا حال ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حضور کی رشتہ داری [illegible]

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

تو وہی لوگ کامیاب و بامراد ہوں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ

نقصان میں ڈالا اپنے آپ کو وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے جھلس دے گی ان کے چہروں کو

النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ

آگ اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہوں گے۔ کیا میری آیتیں تم پر پڑھی نہیں جاتی تھیں تو تم

بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ

انہیں جھٹلایا کرتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا

اے ہمارے رب [illegible] ظالم ہوں گے [illegible]

وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

[illegible] میرے بندوں میں سے ایک گروہ [illegible]

اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ

[illegible]

سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ

[illegible] میری یاد [illegible]

جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ

[illegible] آج [illegible]

فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ

[illegible]

الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

[illegible]

لیں گے اور اپنی شقاوت و بدبختی کا اعتراف کریں گے

[illegible]

[illegible] سوال قیامت کے دن پوچھا جائے گا یا انہیں دوزخ میں داخل کرنے کے وقت۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿۱۱۵﴾

کیا تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿۱۱۶﴾

پس بہت بلند ہے اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے اس کے بغیر کوئی خدا نہیں وہ مالک ہے عرش کریم کا

وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ

اور جو شخص پکارتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے

عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

رب کے پاس ہے۔ بلاشبہ نہیں کامیاب ہوں گے کافر۔ اور اے محبوب آپ یوں عرض کرو اے میرے رب

وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿۱۱۸﴾

بخش دے میری کوتاہیاں اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے

[illegible] وہاں تم نے [illegible] اور [illegible] کی یاد دہانی کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا، تم سمجھتے رہے کہ [illegible] اور جانوروں کی طرح تمہیں [illegible] پیدا کیا ہے اور تم سے تمہارے اعمال [illegible] باز پرس نہیں ہوگی۔ تم نے [illegible] سوچا کہ [illegible] مختلف [illegible] عقل و فہم، [illegible] کی قوت اور ان سے [illegible] فائدہ حاصل کرنے کی صلاحیت، تمہارے سوا [illegible] کسی اور [illegible] کو نہیں دی گئیں [illegible] کھانے پینے اور [illegible] کے لیے دی گئی ہے۔ آج اپنی اس نادانی کی سزا بھگتو

ف [illegible] عبث اور فضول کام نہیں کرتے۔ تم نے آخر یہ کیسے خیال کر لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے مقصد اور عبث پیدا کر دیا ہے [illegible] عبث کام کرنے سے [illegible] پاک ہے [illegible] بھی پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو یا اس کا کوئی [illegible] جیسا تم نے سمجھ رکھا ہے۔

ف یعنی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی عبادت کرتا ہے [illegible] تو وہ ایک ایسا جرم کر رہا ہے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

عہ ۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو استغفار کا حکم دیا تاکہ اُمّت اپنے نبی کی اقتدا میں استغفار کیا کرے۔ یا حکم ہی یہ ملا کہ اے میرے پیارے رسول اپنی اُمّت کے لیے مغفرت طلب کرو۔ وقیل امرہ بالاستغفار لتقتدی بہ۔ اغفر اور ارحم کا مفعول ذکر نہیں کیا گیا تاکہ کسی خاص چیز کی تخصیص نہ کی جائے بلکہ یہ دونوں اپنی جامعیت کی وجہ سے ہر چیز کو شامل ہو۔ اغفر سے مراد یہ ہو گی اے مولا کریم! میرا ہر قول اور ہر عمل جو میرے لیے اس دنیا میں یا آخرت میں ضرر رساں ہے، میرے کریم اسے معاف فرما دے۔ اور ارحم کا معنی یہ ہو گا کہ ہر وہ عمل جو میرے لیے یہاں بھی اور وہاں بھی مفید اور بہت سود مند ہو اس سے مجھے سرفراز فرما کیونکہ تو خیر الراحمین ہے۔ گناہوں کا بخش دینا بھی تیرے لیے آسان ہے اور فضل کا عطا فرمانا تو تیرا شیوۂ کرم ہے۔

نقشہ : غزوہ بنی مصطلق

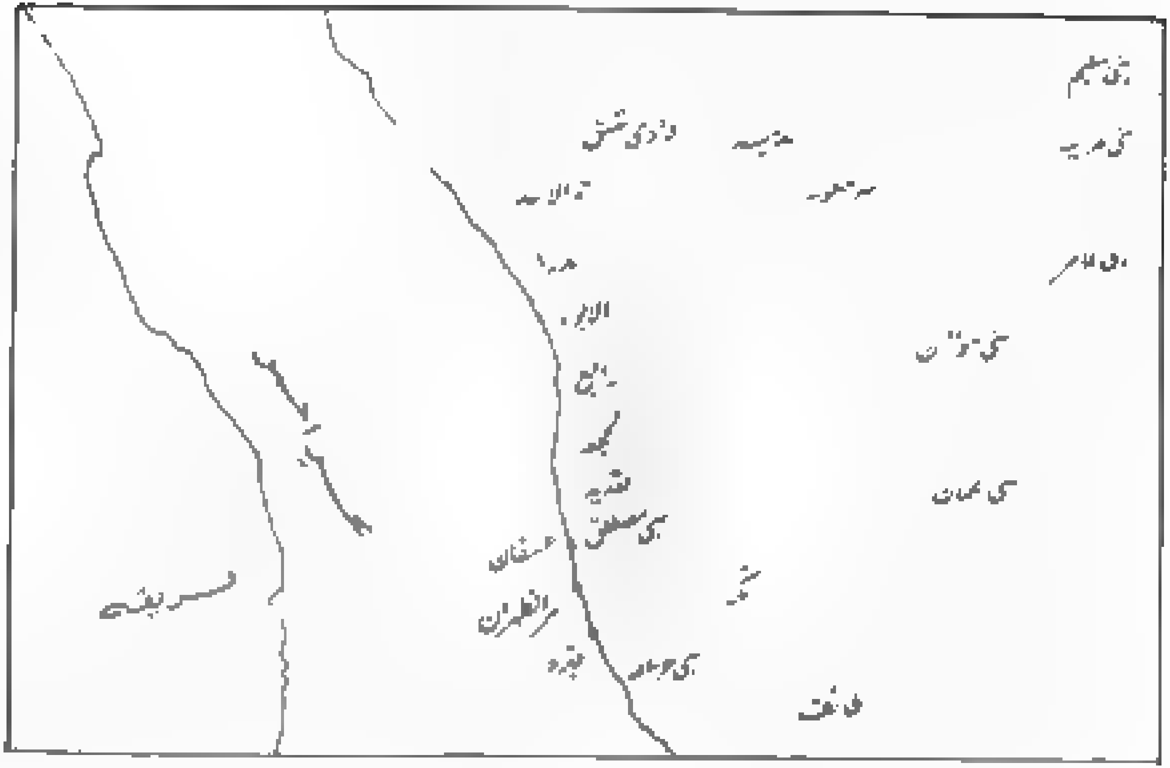
بنی سلیم
وادی عقیق
مدینہ
بنی مزینہ
حمراء الاسد
بئر معونہ
بدر
وادی القرٰی
الابواء
بنی ہوازن
رابغ
جحفہ
قدید
بنی کنانہ
بنی مصطلق
عسفان
مکہ
مرالظہران
جدہ
طائف
بحر احمر
ملک حبشہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ النور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: اس سورۂ پاک کا نام "النور" ہے جو اس سورت کی آیت ۳۵ اللہ نور السمٰوٰت والارض سے ماخوذ ہے۔ اس کی آیات کی تعداد ۶۴ ہے۔

زمانۂ نزول: اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ سانحۂ افک غزوۂ بنی المصطلق کے بعد پیش آیا، اور اس سورۃ کا نزول اسی واقعہ کے بعد ہوا۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق کس سن میں ہوا۔ نیز اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق غزوۂ خندق سے پہلے ہوا یا بعد میں۔ محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔ لیکن اکثریت کی رائے یہ ہے کہ غزوۂ خندق شوال ۵ھ میں ہوا۔ اور غزوۂ بنی المصطلق شعبان ۶ھ میں ہوا۔ مگر غزوۂ خندق کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ ۴ھ میں ہوا اور ابن خلدون نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن ابن اثیر اور ابن کثیر اور ابن قیم نے شوال ۵ھ میں ہی غزوۂ خندق کے واقع ہونے کو ترجیح دی ہے۔ ابن سعد، ابن اثیر، ابن کثیر کے نزدیک غزوۂ بنی المصطلق شعبان ۵ھ میں ہوا۔ ابن قیم نے اس کی تاریخ شعبان ۶ھ ذکر کی ہے۔ ابن کثیر نے بھی ایک قول نقل کیا ہے لیکن اکثر محدثین کی وہی تحقیق ہے جو پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ ابن اسحاق نے اس اعتراض کا جواب بھی دیا ہے کہ اگر غزوۂ بنی المصطلق غزوۂ خندق کے بعد ہو تو پھر حدیث افک میں سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کے درمیان جو تکرار روایات میں مذکور ہے وہ درست نہیں ہوگی کیونکہ سعد بن معاذ کا انتقال غزوۂ خندق کے فوراً بعد ہو گیا تھا۔ اس شبہ کا ازالہ ابن خلدون نے یہ کر کے کیا کہ سعد بن عبادہ کی سعد بن معاذ سے تکرار نہیں ہوئی تھی بلکہ اسید بن حضیر سے تکرار ہوئی تھی اور بعض روایات میں سعد بن معاذ کا نام محض راوی کا وہم ہے۔ وهو وهم سبق التنبيه عليه انما المتقاول سعد بن عبادة واسيد بن حضير

مضامین: گھر معاشرہ کی خشت اول ہے۔ گھر کے ماحول کو پاکیزہ اور مسرت بخش بنائے بغیر ایک پاکیزہ اور صحت مند معاشرہ کی تشکیل کا خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

اسلام جس کا مقصد ہی انسان کے سر پر تاج کرامت رکھنا اور اس کے ماحول کو جنتی مسرتوں کے گلدستے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

۴ ـ [illegible]

[illegible]

۵ ـ [illegible]

زبان قدرت سے دی اور اس سورۂ پاک میں وہ آیتیں نازل فرمائیں جن سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا اور منافقین کو یقین ہو گیا کہ ان کا کوئی منصوبہ اور ان کی کوئی سازش اسلام کے شجرۂ طیبہ کو اب اکھیڑ نہیں سکتی اس واقعہ کی تفصیل بھی متعلقہ آیات کے ضمن میں بیان کی گئی ہے۔

۶۔ آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیۃ جس سے اس سورۃ کا نام ماخوذ ہے وہ اپنی معنویت اور جلالت شان کے باعث بڑی اہمیت کی حامل ہے اور آپ کی خصوصی توجہ اور مطالعہ کی مستحق ہے۔

۷۔ آخر میں اس وعدہ کا ذکر فرمایا گیا جو عرش و فرش کے پیدا کرنے والے نے ہر اس قوم سے کیا ہے جو اس ضابطۂ حیات کو اپنائے اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل کرے جس کا تفصیل وار بیان پیش کیا گیا ہے۔ اور تاریخ عالم گواہ ہے کہ جب غلامان مصطفےٰ نے اس نظام کو اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا اور وعدۂ خداوندی آج بھی جوں کا توں موجود ہے۔ اگر ہم آج بھی صدق دل اور حسن نیت سے اس کو اپنا لیں گے جس طرح ہمارے اسلاف نے اسے اپنایا تھا تو وہ قادر مطلق بھی اپنا وعدہ یقیناً پورا فرمائے گا۔ اس کا تو صاف صاف اعلان ہے۔ اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ تم نے جو میرے ساتھ وعدہ کیا ہے تم اس کو پورا کرو جو میں نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے وہ میں پورا کروں گا۔

اس مختصر تعارف میں اتنی گنجائش نہیں کہ سورت کے تمام مضامین کا اشارۃً بھی ذکر کیا جاسکے۔ چند اہم مطالب پیش خدمت ہیں۔ اگر قاری کے دل میں تعلق و شوق ہے تو آگے بڑھے اور کتاب الٰہی کے اس بحر بیکراں سے اپنے دل کے جام بھرے۔

سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعٌ وَسِتُّونَ آيَةً وَتِسْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۃ النور مدنی ہے اور اس کی ۶۴ آیات اور ۹ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ

یہ ایک عظیم الشان سورت ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے اور اس کے احکام کو ہم نے فرض کیا ہے اور ہم نے اتاری ہیں اس میں روشن

تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ

آیتیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو بدکار عورت اور بدکار مرد (جب ان کا جرم ثابت ہو جائے) تو کوڑے لگاؤ ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو سو کوڑے

۱؎ اس سورت کا آغاز جس جلال اور شوکت سے کیا گیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت اپنے مضامین اور مطالب کے لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ آیت کے ہر لفظ سے اللہ تعالیٰ کی جلالت شان اور کبریائی نمایاں ہو رہی ہے۔ اس کے پڑھنے کے نتیجے سے دل و دماغ پر ایک ہیبت طاری ہو جاتی ہے آپ اس کے ترجمہ پر بھی غور کریں۔ ارشاد ہوتا ہے یہ ایسی سورت ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔ [illegible] اس کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے و فرضنا [illegible] اسلام [illegible] [illegible] کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے [illegible] ان میں کسی قسم کا ابہام اور اشتباہ نہیں کہ ان کو عمل کرنے میں دقت ہو۔

۲؎ آیت کے آخر میں ان احکام کے نزول کی حکمت بیان فرما دی کہ ان میں سراسر تمہارا بھلا ہے [illegible] ہو کر پرسکون رہ پاؤ گے۔

۳؎ شریعت اسلامیہ کے تعزیری قوانین میں سے ایک اہم قانون کا ذکر ہو رہا ہے۔ انسان کی جان، مال، ناموس کی حفاظت اسلامی قوانین کا مقصد اولین ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو بلا وجہ قتل کرتا ہے تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ اگر کسی کے مال پر دست درازی کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص کسی کی عزت و ناموس کو داغدار کرتا ہے تو اس کو [illegible] سزا دی جائے گی۔ اسلام نے جو سزائیں مقرر کی ہیں [illegible] ایک تو یہ کہ مجرم کو اس کے کئے کی سزا دی جائے۔ دوسری یہ کہ وہ لوگ جن میں [illegible] پایا جاتا ہے وہ اس عبرتناک سزا سے ڈرنے لگیں

[illegible]

اسلام یہ چاہتا ہے [illegible]

اسلام [illegible]

[illegible] لا تقربوا الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلا [illegible]

[illegible] سے ہوتی ہے [illegible] کے سبب [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] جب یہ قوت [illegible] کی تربیت [illegible] کے [illegible] جب [illegible] ہوتے ہیں [illegible] رہتے ہوتے ہیں

[illegible] ہوتے

[illegible]

اسلام نے جن چیزوں کے بجا لانے کا حکم دیا ہے ان میں پوری قوم کا بلکہ ساری انسانیت کا بھلا ہے اور جن چیزوں سے منع کیا ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان سے پوری قوم کا اور ساری انسانیت کا نقصان ہے بلکہ یہیں امکان ہے کہ اس پر کوئی ایسا وقت نہیں آ سکتا کہ اس کی حرمت کی بجائے [illegible] حلال ہو جائیں یعنی یہ شبہ ہو کہ [illegible] ختم ہو گئی۔ یورپ کے کئی ممالک میں شراب پینا اور جوا کھیلنا قانوناً جائز ہے۔ اس کی یہ وجہ نہیں کہ وہاں شراب پینے اور جوا کھیلنے سے وہ مضر نتائج پیدا نہیں ہوتے جن کے باعث شراب و قمار کو حرام قرار دیا گیا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان سے حکومت کو بہت بڑی آمدنی ہوتی ہے اور اگر ان چیزوں کو ممنوع قرار دیا جائے تو حکومت اس آمدنی سے محروم ہو جائے گی۔

جب جرائم اور رذائل کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر ہی الگ ہے تو ان کے انسداد کے لیے اسلام کا طریقہ کار اگر دیگر اقوام سے الگ ہو تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ مجرم کے ساتھ ایسی ہمدردی اور شفقت برتنا جو دوسرے لوگوں کو جرم کے ارتکاب پر جری کر دے اس سے بڑی حماقت اور کیا ہو سکتی ہے۔ وہ سزا جو [illegible] دوسرے لوگوں کے دلوں میں ایسی دہشت اور خوف پیدا کر دے کہ کسی کے دل میں اس جرم کے ارتکاب کا خیال ہی پیدا نہ ہو۔ زنا کا فعل قبیح چونکہ اگلی ایسی ہی اور متعدد خرابیوں کا سرچشمہ تھا۔ اس لیے اسلام نے سختی سے منع کر دیا اگرچہ قانون اسلام کو عمل پذیر ہوتے [illegible] شرم و حیا کی اس چادر کو تار تار کر کے [illegible] کی ترویج میں [illegible] اپنانے والوں کے دلوں میں اسلام نے جو نفرت اس سے پیدا کر دی ہے اس کے باعث اس فعل قبیح کا ارتکاب مسلمانوں میں بہت ہی کم ہے۔ چند بے شرم لوگوں کے علاوہ سارے ملک میں عصمت و عفت کا احترام بہت ہی زیادہ ہے۔

یہاں پہنچ کر ہم نے اس آیت کا مطالعہ کرنے کے لیے پہلے جو ضروری تھا اس کو مختصراً پیش کر دیا ہے۔ انہیں آپ ابتدائی معلومات ہی خیال فرمائیں۔ تفصیلات کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع کریں۔ یہاں اس کی گنجائش نہیں کہ اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں کو تفصیل سے پیش کیا جائے۔

زانی مرد اور زانیہ عورت کو شریعت نے دو قسموں پر تقسیم کیا ہے اور اسی تقسیم کے پیش نظر ان کی سزاؤں میں تفاوت ہے۔

۱۔ غیر شادی شدہ مرد اور غیر شادی شدہ عورت

۲۔ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت۔

زمانہ جاہلیت میں دیگر قباحتوں کے ساتھ ساتھ زنا کا رواج بھی عام تھا اور اس کا ارتکاب بے دھڑک کیا جاتا تھا پیشہ ور عورتیں بڑے ٹھاٹھ سے اپنی دکانیں سجاتی تھیں۔ اونچے اونچے جھنڈے ان کے مکانوں پر لہرایا کرتے تھے۔ انہیں اور ان کے پاس آنے والوں کو قطعاً حجاب معلوم نہ ہوتا تھا۔ [illegible] ذلك ان الرجل من [illegible] بغايا الوقت من آبائهن [illegible] مجاهرات [illegible] (قرطبی)

اسلام جو انسان کو ضلالت و گمراہی کی ان پستیوں سے نکالنے کے لیے آیا تھا وہ اس کو کیسے گوارا کر سکتا چنانچہ

سورۃ الفرقان جو کہ مکہ میں نازل ہوئی اس میں اہل ایمان کی دیگر صفات کے ساتھ یہ بھی ذکر کیا گیا کہ وہ زنا کا ارتکاب نہیں کرتے سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ الممتحنہ میں جہاں عورتوں کے شرائط اسلام جو شرائط بیعت کے طور پر ذکر ہے وہاں ان سے یہ وعدہ بھی لیا جاتا ہے کہ وہ یہ بے حیائی نہیں کریں گی۔ یاد رہے کہ سورۃ الممتحنہ آٹھ ہجری میں نازل ہوئی تھی۔ یہ تو روحانی اور اخلاقی تربیت تھی جس کی تلقین ہر مسلمان قبول کرنے والے کو پہلے دن ہی کی جاتی اور اس سے یہ وعدہ لیا جاتا جس کی پابندی اس پر ضروری ہوتی۔

اس جرم شنیع کا ارتکاب کرنے والوں کے متعلق جو حکم نازل ہوا وہ سورۃ نساء کی آیت ۱۵ میں مذکور ہے کہ شادی شدہ عورت اگر اس جرم کا ارتکاب کرے تو اسے گھر میں محبوس کر دو یہاں تک کہ وہ مر جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی دوسرا حکم نازل کرے۔ "فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفٰھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا" اور غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے حکم تھا کہ انہیں سزا دی جائے یعنی انہیں سخت ملامت کی جائے اور جسمانی اذیت دی جائے۔ واللذان یاتینھا منکم فاٰذوھما۔ کچھ عرصہ اسی حکم کے مطابق عمل ہوتا رہا پھر پانچ یا چھ ہجری میں جب سورۃ النور نازل ہوئی تو یہ حکم اترا کہ زانی مرد اور زانیہ عورت کو سو سو کوڑے لگائے جائیں۔ تمام علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سزا غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے ہے۔ شادی شدہ مرد اور عورت کی سزا یہ ہے کہ انہیں سنگسار کیا جائے یعنی ان پر اتنے پتھر برسائے جائیں کہ وہ مر جائیں۔ خوارج کا یہ قول ہے کہ قرآن کریم نے زانی اور زانیہ کے لیے جو سزا مقرر کی ہے اس میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ انہوں نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ یہاں مطلق زانی اور زانیہ کی یہ سزا مقرر کی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں جن روایات سے رجم کی سزا کا ثبوت ہوتا ہے وہ قرآن کریم کی منسوخ یا ناسخ نہیں ہو سکتیں۔ خوارج کے علاوہ اس بات کے معتزلہ کا بھی یہی قول ہے۔ ان کی بات میں کچھ وزن نہیں کیونکہ رجم احادیث صحیحہ میں جو احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ حضور سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد کئی متعدد دفعہ رجم کی سزا دی جن کی تفصیل کتب احادیث میں مذکور ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق اعظم، حضرت علی رضی اللہ عنہم سب نے اپنے اپنے عہد خلافت میں شادی شدہ زانی اور زانیہ کو رجم کیا۔ ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اس آیت کا مفہوم قدیم و جدید علماء سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہر حال بہتر سمجھتے تھے اور خلفائے راشدین جن کی زندگی کا ہر لمحہ اطاعت دین میں صرف ہوا وہ قطعاً کوئی ایسا امر نہ کر سکتے تھے جس سے قرآن مجید کی مخالفت ہوتی۔ اس لیے اس آیت کے نزول کے بعد شادی شدہ کے لیے رجم کا انکار کرنا بھی ایسی جسارت ہے جس کا ارتکاب صرف جاہل ہی کر سکتے ہیں۔

۲۔ ثبوت زنا: اس کے دو طریقے ہیں۔

۱۔ اقرار ۲۔ شہادت

کیونکہ یہ بہت سنگین جرم ہے۔ اس سے معاشرہ کی عزت و آبرو اور نسل کی حفاظت بری طرح متاثر ہوتی ہے نیز

ن کی سزا اتنی سنگین ہے اس لیے اس کو ثابت کرنے کے لیے بڑی احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے جس میں اقرار سے جرم ثابت ہوتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ [illegible] بلا اکراہ [illegible] یا امام کے سامنے چار مرتبہ مختلف اوقات میں اقرار کرے [illegible] یہ عمل ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب ماعز بن مالک اسلمی نے آ کر یہ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے پاک کر دیجیے میں نے گناہ کیا ہے تو آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا ویحک ارجع فاستغفر الله وتب الیہ۔ اسے جوان واپس چلا جا توبہ و استغفار کر۔ اس نے پھر سامنے ہو کر یہی کہا تو حضور نے پھر منہ پھیر لیا۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوبکر نے تنبیہ کی کہ اب اگر چوتھی بار اقرار کیا تو آپ تجھے سنگسار کرا دیں گے لیکن وہ نہ مانا اور چوتھی مرتبہ بھی وہی الفاظ دہرائے۔ اب حضور نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور پوچھا [illegible] حضور نے دریافت فرمایا شاید تم نے صرف بوسہ لیا ہو [illegible] لیکن جب وہ اپنی بات پر اڑا رہا تو حضور نے [illegible] حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی خرابی نہیں۔ [illegible] اس کے بعد حضور نے فرمایا: اذھبوا بہ فارجموہ۔ اسے لے جاؤ اور رجم کر دو۔

شہادت: شہادت میں بھی بڑی تفصیلی شرطیں رکھی گئی ہیں۔ چار ایسے مرد گواہ ہونے چاہییں جو مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد اور عادل ہوں جن کی صداقت، دیانت، پرہیزگاری میں کوئی شک و شبہ نہ ہو اور گواہی بھی اس بات کی دیں کہ انہوں نے ملزم اور ملزمہ کو عین حالت مباشرت میں دیکھا ہے کالمیل فی المکحلة والرشاء فی البئر جس طرح سرمہ دانی میں سلائی اور کنویں میں رسی۔ اگر گواہوں کی گواہی میں ذرہ برابر وقت، جگہ یا حالت کے متعلق اختلاف پیدا ہو جائے تو گواہی رد ہو جائے گی اور حد معاف ہو جائے گی۔

اشاعت زنا کے لیے آج کل [illegible] اختیار کیے جاتے ہیں [illegible] واضح ہو جاتا ہے کہ شریعت لوگوں کو سزا دینے کا شوق نہیں رکھتی بلکہ جہاں کہیں کسی سے لغزش ہو جائے وہاں [illegible] اور عیب چھپانے ہی کی [illegible] دیا جائے [illegible] ایک انتہائی اقدام ہے جو صرف ایسے شخص کے خلاف ہی کیا جانے کا اس کے دل میں [illegible] خوف ہے نہ قیامت کا ڈر ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی کا یہی منشا ہے اور اسی سے معاشرے میں زنا اور فحش حرکات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر [illegible] اس طرح پایا گیا کہ چار آدمیوں کے سامنے عین حالت مباشرت میں رہا ہو اور شریعت نے یہی ضروری قرار دیا ہے کہ جو شخص تنہائی میں چھپ کر گناہ کر بیٹھے وہ عدالت میں جا کر خود اپنے گناہ کا اقرار کرے گا [illegible] پر بھی ضروری ہے کہ وہ اس کے خلاف گواہی دیں بلکہ انہیں چاہیے کہ خود بھی پردہ پوشی کریں اور گواہوں کے لیے بھی یہ بہتر ہے کہ وہ اس کی پردہ پوشی کریں۔ حدیث پاک میں ہے من ستر مسلما ستره الله فی الدنیا والآخرة [illegible] من یبدلنا صفحته نقم علیه کتاب الله یعنی جس کسی سے اس قسم کا گندہ عمل سرزد ہو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پردے کو فاش نہ کرے اور جو شخص ہمارے سامنے اپنے آپ کو ظاہر کرے گا ہم اس پر حکم الٰہی ضرور جاری کریں گے۔ [illegible] عدالت میں اس جرم کا اقرار

جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

اور نہ آئے تمہیں ان دونوں پر ترس اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں اگر تم ایمان

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَاۗىِٕفَةٌ مِّنَ

رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر اور چاہیے کہ مشاہدہ کرے دونوں کی سزا کو اہل ایمان کا ایک

کرنے کے لیے بھیجا تھا حضور نے فرمایا اے ہزال! اگر تو اسے اپنے کپڑے میں ڈھانپ لیتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا لیکن اگر یہ معاملہ حاکم وقت کے سامنے پیش ہو جائے اور اقرار یا شہادت سے یہ ثبوت کو پہنچ جائے تو پھر حاکم کو یہ اختیار نہیں کہ وہ حد قائم نہ کرے۔ تعافوا الحدود فیما بینکم فما بلغنی من حد فقد وجب (ابوداؤد، نسائی) آپس میں حدود سے درگزر کرتے رہو لیکن جب وہ حد مجھ تک پہنچ جائے گی تو پھر اس کا نفاذ ضروری ہو جائے گا

یہ حد قابل مصالحت نہیں کہ باہم رضامندی سے ختم کر دیا جائے۔ ایک لڑکا کسی آدمی کے ہاں کام کرتا تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ منہ کالا کیا۔ لڑکے کے باپ نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کے خاوند کو دے کر راضی کر لیا لیکن جب مقدمہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوا تو حضور نے فرمایا اما غنمک وجاریتک فرد علیک تیری بکریاں اور تیری لونڈی تجھے واپس کر دی جائے گی اور تیرے بیٹے پر حد لگے گی

جس کو کوڑے مارے جائیں وہ زیادہ سخت نہ ہوں اور جسم کے ایک حصہ پر ہی نہ لگائی جائے بلکہ سر اور شرمگاہ کے علاوہ جسم کے مختلف حصوں پر لگائی جائے

مسئلہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک حاکم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جس نے حد میں کمی کی ہو گی۔ اس سے پوچھا جائے گا لم فعلت ذالک تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا رحمۃ لعبادک تیرے بندوں پر رحمت اور شفقت کے لیے۔ اسے کہا جائے گا انت ارحم بھم منی کیا تو ان پر مجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے؟ فیؤمر بہ الی النار۔ پھر اسے دوزخ میں پھینک دینے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر ایسے حاکم کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس نے حد سے ایک کوڑا زیادہ مارا ہو گا۔ اس سے اس کی وجہ پوچھی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے انت احکم منی فیؤمر بہ الی النار۔ کیا تو مجھ سے زیادہ حکم کرنے والا ہے؟ پھر اسے بھی آگ میں پھینکے جانے کا حکم صادر ہو گا۔

حقیقت یہ ہے کہ احکام حدود کی صحیح طور پر تعمیل میں ہی ہماری فلاح ہے اسی چودہ سالہ مستشرقین کے چشم نظر ان میں کمی بیشی کی بڑی خطرناک نتائج کا باعث ہوتی ہے جہاں بھی حدود کے نفاذ میں تساہل کیا گیا جرائم میں روز افزوں اضافہ ہوا قتل و غارت اور ڈاکہ زنی کی وارداتیں عام ہو رہی ہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہی تساہل ہے۔ جب اس کی ذمہ داری

الْمُؤْمِنِينَ ۝ الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ

گروہ ہے ۔ [illegible] شادی نہیں کرتا مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ اور [illegible] زانیہ

لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

نہیں نکاح کرتا اس کے ساتھ مگر زانی یا مشرک ف اور حرام کر دیا گیا ہے یہ ایمان والوں پر ف

[illegible] کی [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] اس [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] جا سکے [illegible] کرنے کا [illegible] مکمل ہو جائے۔

ف کیونکہ اس سزا کا ایک اہم مقصد دوسروں کو عبرت دلانا ہے اس لیے حکم دیا کہ یہ سزا مجمع عام میں دی جائے تاکہ عام لوگ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں [illegible] جب کسی شخص [illegible] اور [illegible] نہیں [illegible] مسلمانوں کے [illegible]

ف اس آیت کا [illegible] لوگوں کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ [illegible] شان نزول [illegible] مطلب [illegible] مکہ [illegible] مسلمان قیدی ہوتے [illegible] وہاں سے [illegible] ایک [illegible] تعلقات تھے [illegible] اور [illegible] آ [illegible] بات [illegible] اس [illegible] تھا [illegible] اس [illegible] کی [illegible] نے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] نے [illegible] کیا [illegible] آیت [illegible]

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر، پھر وہ نہ پیش کر سکیں چار گواہ

نے مجھے بلایا اور حکم یہی پڑھ کر سنایا۔

اس شان نزول سے معلوم ہوا کہ زانیہ سے مراد پیشہ ور عورت ہے کوئی غیرت مند مسلمان ایسی عورت کو اپنے نکاح میں لینے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور زانی سے مراد بھی وہی مرد ہے جو اس فعل کے ارتکاب میں شہرت رکھتا ہو اور شرم و حیا کی چادر اس نے اتار کر پھینک دی ہو۔ ایسے شخص کو بھی کوئی حرہ عورت اپنا خاوند بنانے کے لیے آمادہ نہیں ہوتی۔ یہاں حرمت بھی کا ہے لیکن معنی یہی کا عدم صلاحیت کا معنی یہ ہو گا یعنی پیشہ ور زانیہ کے ساتھ نکاح کرنا مومن کی شان کے لائق نہیں جس طرح کہا جاتا ہے السلطان لا یکذب یعنی بادشاہ کے لیے مناسب نہیں کہ وہ جھوٹ بولے ایک شاعر کہتا ہے ؎

وتجتنب الاسود ورود ماء اذا کان الکلاب یلغن فیه

یعنی شیروں کے لیے ایسی جگہ سے پانی پینا مناسب نہیں جہاں کتے منہ ڈالتے ہوں

اس آیت کا ایک مفہوم حضرت علامہ پانی پتی نے ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں

والمعنی ان الزانی لا یرغب [illegible] فی نکاح الصالحات والزانیة لا یرغب فیها الصلحاء [illegible] عند الائمة المعتبرة۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ زانی اپنے فسق و فجور کے باعث صالحہ عورت سے نکاح کرنے کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ اسی طرح نیک مرد بھی زانیہ سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتا کیونکہ طبیعتوں کی مناسبت ہی الفت و محبت کی علت ہے جہاں طبیعتوں میں تضاد ہو گا وہاں باہمی الفت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس صورت میں نفی اپنے حقیقی معنی پر ہی محمول ہو گی۔

یعنی بدکار پیشہ ور عورت سے نکاح اس کے توبہ کرنے سے پہلے جائز نہیں۔ اسی طرح جو مرد اس قماش کا ہو اس کی اصلاح احوال سے پہلے کسی عفیفہ کو اس کے رشتہ نکاح میں باندھ دینا سراسر ظلم اور بے انصافی ہے۔

زنا کا جرم اسلامی معاشرہ میں ناقابل برداشت ہے۔ جو شخص اس کا مرتکب ہو گا اس کے لیے ایسی عبرتناک سزا مقرر کی گئی ہے جو کسی دوسرے گناہ پر نہیں دی جاتی۔ اسی طرح زنا کا غلط بہتان لگانا بھی انتہائی سنگین جرم ہے۔ جو شخص کسی پاکدامن عفیف عورت پر یا کسی پاکباز اور عصمت شعار مرد پر یہ الزام لگائے گا اسے محض بات خیال کر کے نظر انداز نہیں کر دیا جائے گا بلکہ اسے حکم دیا جائے گا کہ وہ اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے چار گواہ پیش کرے اور اگر وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکے گا تو اسے اتنے درے لگائے جائیں گے تاکہ ہر شخص کو پتہ چل جائے کہ کسی کی عزت و ناموس پر غلط الزام لگانا مذاق نہیں ہے۔

آیت کے کلمات میں ایک دفعہ پھر غور فرمائیے۔ یرمون کا معنی تہمت لگانا ہے لیکن یہاں اس سے مراد خاص زنا

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ

تو لگاؤ ان تہمت لگانے والوں کو اسّی دُرّے اور مت قبول کرو ان کی گواہی ہمیشہ کے لیے ؎

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ

اور وہی لوگ فاسق ہیں مگر اس سزا سے وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی ایسا بہتان لگانے کے بعد اور

اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

اپنی اصلاح کر لی تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے ؎ اور وہ خاوند جو تہمت لگاتے ہیں اپنی بیویوں

کی تہمت ہے وہاں صریح الفاظ میں جیسے کہے رنڈی یا زانیہ۔ المحصنات سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر کسی مرد پر بہتان لگایا جائے گا تو اس پر کوئی حد نہیں۔ حد مرد اور عورت کا حکم یکساں ہے۔ یہاں صرف محصنات کا خاص ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اس میں الزام ایک عورت پر ہی لگایا گیا تھا۔ پاکدامن مرد پر بہتان لگانے کا حکم اجماع امت سے ثابت ہے۔ لفظ محصن کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ المحصنات بالاحصان باجماع المفسرین یکون حرًا عاقلًا بالغًا مسلمًا عفیفًا عن الزنا۔ یعنی اس جگہ احصان کا معنی یہ ہے کہ جس پر الزام لگایا جا رہا ہے وہ آزاد، عاقل، بالغ، مسلم، عفیف ہو اور اس پر ایسی تہمت کبھی نہ لگائی گئی ہو

؎ ایسے لوگوں کو تین سزائیں دی جائیں گی

۱۔ انہیں اسّی کوڑے لگائے جائیں گے

۲۔ آئندہ ان کی حقوق میں ان کی گواہی قابل قبول نہ ہو گی۔

۳۔ انہیں فاسق قرار دیا جائے گا

؎ اگر کوئی شخص بہتان لگانے کے بعد توبہ کرے گا تو حد قذف اس سے ساقط نہیں ہو گی البتہ اس کے حق سے جو عذاب اسے روز قیامت دیا جانے والا تھا وہ معاف کر دیا جائے گا۔ توبہ کے بعد کیا اس کی گواہی مقبول ہو گی یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ احناف کا مسلک یہ ہے کہ توبہ کے بعد بھی وہ مردود الشہادۃ رہے گا۔ حضرت امام اعظمؒ کے علاوہ اسلاف میں سے مندرجہ ذیل حضرات کی بھی یہی رائے ہے

قاضی شریح، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، مکحول اور عبد الرحمن بن زید بن جابر۔ لیکن امام مالک، امام احمد اور امام شافعی کا قول ہے کہ توبہ کے بعد اس کی شہادت مقبول ہو گی۔ سعید بن المسیب علیہ الرحمۃ کا بھی یہی مسلک ہے۔ شعبی سے یہ قول منقول ہے کہ توبہ سے حد بھی ساقط ہو جائے گی۔ وقال الشعبی ان الاستثناء یرجع الی الاول وحدہ فیسقط

وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ

پر سوا اپنی جانوں کے ان کا کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت کا یہ طریقہ ہے کہ وہ چار دفعہ گواہی

شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ

دے کر کہے کہ وہ اپنی تہمت لگانے میں سچا ہے ۔ اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو

[illegible] التوبۃ (بخاری)

ؐ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے [illegible] کی یا رسول اللہ کیا یہ آیت یونہی نازل ہوئی ہے؟ حضور نے فرمایا اے [illegible] سنتے ہو تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے نازل کیا ہے لیکن میں یہ خیال کر کے حیران ہو رہا ہوں کہ اگر میں کسی بدکار کو اپنی بیوی پر سوار دیکھوں تو جب تک میں چار گواہ تلاش کروں [illegible] اگر ادھر [illegible] جاؤں گا تو وہ اپنا کام تمام کر کے روپوش ہو چکا ہوگا۔ اس گفتگو کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ہلال [illegible] بن امیہ [illegible] کھیتوں سے جب گھر لوٹے تو اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا صبح [illegible] خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا حضور کو [illegible] سب انصار [illegible] کہنے لگے کہ اسی بلا میں [illegible] ہلال [illegible] اللہ تعالیٰ ضرور کوئی صورت پیدا کر دے گا۔ اسی اثناء میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی سب خاموش ہو گئے جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو حضور نے فرمایا اے ہلال خوش ہو جا اللہ تعالیٰ نے تیری کشادگی کی صورت پیدا فرما دی ہے پھر آپ نے پیغام بھیج کر اس کی بیوی کو بلوایا وہ آئی تو یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں پھر دونوں کو نصیحت کی [illegible] قیامت کا عذاب بہت سخت ہے۔ ہلال نے [illegible] عورت نے کہا یہ جھوٹ بولتا ہے۔ چنانچہ پہلے ہلال نے چار دفعہ قسم کھا کر کہا کہ میں سچا ہوں پانچویں دفعہ کہا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو پھر عورت [illegible] جب پانچویں بار [illegible] تو [illegible] اللہ تعالیٰ سے ڈر دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے [illegible] ہلکا ہے [illegible] پانچویں [illegible] عذاب واجب [illegible] [illegible] اپنی قوم کو [illegible] [illegible] ہلال [illegible]

اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۷ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ

ہو اگر وہ کذب بیانی کرنے والوں میں سے ہو اور ٹل سکتی ہے اس عورت سے حد

اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۸

کہ وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے

وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۹

اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب ہو اس پر اگر وہ (خاوند) سچا ہو

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰

اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی (تو تم بڑی مصیبت میں پڑ جاتے) اور بیشک اللہ بہت

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۚ

قبول کرنے والا بڑا دانا ہے ۔ بیشک جن لوگوں نے یہ تہمت لگائی وہ تم میں سے ایک ٹولی ہے ۱۵ مت خیال کرو اسے اپنے لیے برا

اور ساتھ ہی ایک اور حکم بھی دیا کہ اگر اس کے بعد کسی نے اس عورت کو زنا سے متہم کیا یا اس کے بچے کو حرامی کہا تو اس پر حد قذف لگائی جائے گی۔ اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ جس کو شریعت کسی الزام سے بری کر دے پھر اس پر کسی کو زبان درازی کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ اس طریقہ کار کو لعان کہتے ہیں۔ لعان کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور پھر وہ عورت ساری عمر اس کے عقد میں نہیں آ سکتی۔

۱۳ اگر مرد اس طرح قسم کھا لے اور عورت خاموش ہو جائے تو اس پر زنا کی حد لگے گی لیکن اگر عورت بھی اس طرح قسم کھا لے تو وہ بھی زنا کی حد سے بچ جائے گی۔

۱۴ یعنی اگر حد قذف کے حکم کے بعد لعان کا قانون جاری نہ کیا جاتا اور مرد اپنی بیوی کو ناشائستہ حالت میں دیکھ کر خاموش رہتا تو ساری عمر خون کے گھونٹ پیتا رہتا اور اگر ظاہر کرتا تو حد اسی کو لگ سکتی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے ان پیچیدگیوں سے نجات کا راستہ تمہارے لیے بنا دیا ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے کتب فقہ کا مطالعہ کیا جائے۔

۱۵ یہاں سے اس سازش کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جو دشمنان اسلام نے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت اور بالخصوص اسلام کی مضبوط وحدت و شوکت کو دیکھ کر گھڑی تھی جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس و عزت پر حملہ کر کے

[illegible] متعلق [illegible]

[illegible]

حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]
[illegible] جب
[illegible] اس وقت پردہ
کا حکم [illegible] اونٹ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] میرا [illegible]
اونٹ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۔ قسمت کہ مسطح ہلاک ہو۔ یہ اس کا بیٹا تھا میں نے کہا تم ایک بدری کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرتی ہو یہ بہت بری بات ہے۔ اس نے کہا آپ نے سنا نہیں جو وہ اس کے منہ پر لگا ہے؟ میرے استفسار پر اس نے سارا واقعہ مجھے سنایا۔ یہ سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔ حضرت تشریف لائے تو پوچھا کیسی ہو؟ میں نے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت مانگی، رخصت مرحمت فرمائی۔ مقصود یہ تھا کہ میں ان سے اس خبر کے متعلق تحقیق کروں۔ میں نے والدہ سے دریافت کیا، کہنے لگیں بیٹا غمگین نہ ہو، جس عورت کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں ہوں وہ اس کی برائیاں کیا ہی کرتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! لوگ یہ کیا باتیں بنا رہے ہیں۔ تمام رات میں روتی رہی صبح ہوئی تب بھی آنسو نہ تھمتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت اسامہ کو بلا کر مشورہ کیا۔ اسامہ نے تو میری پاکدامنی اور حضور کے اہل کی محبت جو ان کے دل میں تھی اس کو ظاہر کیا اور کہا یا رسول اللہ وہ آپ کی اہل ہیں ہم ان میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں جانتے۔ علی نے عرض کیا اللہ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی عورتیں ان کے سوا بہت ہیں، لونڈی سے دریافت فرما لیجئے وہ سچ سچ بتا دے گی۔ حضور نے بریرہ کو بلا کر پوچھا کہ بریرہ تم نے عائشہ میں کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں شک ہو؟ اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے ان میں کوئی عیب نہیں دیکھا، ہاں اتنی بات ہے کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آکر کھا جاتی ہے۔ آپ اسی وقت منبر پر کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی کے متعلق جس نے یہ تہمت اٹھائی تھی ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا۔

يا معشر المسلمين من يعذرني من رجل قد بلغني اذاه في اهل بيتي فوالله ما علمت على اهلي الا خيرا

وما علمت على اهلي من سوء

اے گروہ مسلمان! اس شخص کے بارے میں مجھے کون معذور رکھتا ہے جس کی اذیت رسانی میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھ تک پہنچی ہے۔ بخدا میں اپنے اہل کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا اور جس کا ذکر ہے اس کے متعلق بھی نیکی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ حضرت سعد بن معاذ انصاری اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج سے ہے تو جو آپ حکم دیں تعمیل کی جائے گی۔ حضرت سعد بن عبادہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور بڑے نیک آدمی تھے، انہیں قبائلی عصبیت پیدا ہو گئی اور کہا تم جھوٹ کہتے ہو تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ اگر وہ تمہارے قبیلہ کا ہوتا

[illegible] حضور نے دونوں سے [illegible]

[illegible]

والدین کو [illegible] ایک دن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک بات جس [illegible] اگر میں کہوں کہ میں بے گناہ ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ لوگ میری بات نہیں مانیں گے اور اگر میں ایک ایسی بات کا اعتراف کر لوں جس کے متعلق اللہ جانتا ہے کہ میں نے نہیں کی تو آپ فوراً اس کو مان لیں گے [illegible] کہ وہی بات کہوں جو حضرت یوسف کے والد نے کہی تھی فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔ یہ کہہ کر میں [illegible] لیٹ گئی [illegible] نازل فرمائے گا [illegible] حضور ابھی وہیں تشریف رکھتے تھے کہ آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی [illegible] کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے تھے [illegible] اور پہلی بات جو حضور نے فرمائی وہ یہ تھی [illegible] تمہاری براءت نازل فرما دی ہے۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا [illegible] حضور کا شکریہ ادا کرو [illegible] کا شکریہ ادا کروں گی [illegible] اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری براءت نازل فرمائی

اس وقت یہ دس آیات [illegible] نازل ہوئیں

اس طرح سازشیوں کا اٹھایا ہوا یہ طوفان [illegible] اس شورش [illegible] اکثر یہ خیال ہے کہ [illegible]

ان آیات کی تشریح کے ضمن میں کی جائے گی۔

بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ

کرو [illegible] بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لیے ہر شخص کے لیے اس گروہ میں سے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا۔

وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ

اور جس نے سب سے بڑا حصہ لیا ان میں سے تو اس کے لیے عذاب عظیم ہوگا [illegible] ایسا کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا یہ

ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا

گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے لوگوں کے بارے میں نیک گمان [illegible] اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو

[illegible] کذب بیانی اور بہتان تراشی کی انتہا کو افک کہتے ہیں۔ الافك اسوء ما يكون من الكذب والافتراء اس ایک لفظ سے ہی منافقین کی سازش کو بے نقاب کر دیا۔ اس کا صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ سراسر جھوٹ، افترا اور بہتان ہے۔ جس واقعہ کو اللہ تعالیٰ بہتان اور جھوٹ کا پلندا کہہ دے اس کی مزید تردید کی ضرورت نہیں رہتی لیکن واقعہ کی سنگینی کے پیش نظر اور مسلمانوں کی تربیت کے لیے اس کو مزید وضاحت سے بیان فرمایا۔

[illegible] خطاب تمام مسلمانوں کو ہے۔ خصوصاً حضرت صدیق اور ان کے اہل خانہ کو۔ اس بہتان تراشی سے جو قلبی اور روحانی تکلیف تمہیں پہنچی ہے اسے شر خیال نہ کرو۔ اس میں تمہارے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اس حادثہ سے تمہیں دکھ ہوا۔ صدمہ اٹھانا پڑا اس کے لیے تم نے صبر کیا اس پر تمہیں اجر عظیم ملے گا۔ اے صدیقہ! تمہیں چند دن تکلیف ضرور ہوئی لیکن اب قیامت تک تیری پاک دامنی کی شہادت قرآن دیتا رہے گا۔ تیری عفت، عصمت اور پاک دامنی کو ماننا ایمان اور اسلام ہوگا۔ جو اس کا انکار کرے گا بلکہ جو اس میں ذرا شک کرے گا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج اور نعمت ایمان سے محروم کر دیا جائے گا۔

[illegible] جس نے اس بہتان کے گھڑنے اور اس کی تشہیر میں سب سے زیادہ حصہ لیا اس سے مراد عبداللہ بن ابی ہے۔

[illegible] علامہ قرطبی لکھتے ہیں

هذا عتاب من الله سبحانه وتعالى للمؤمنين

یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کو عتاب اور سرزنش فرما رہے ہیں کہ تم نے سنتے ہی اس بہتان کی تردید کیوں نہ کر دی۔ اس میں تردد کی کیا گنجائش تھی تمہیں تو فوراً کہہ دینا چاہیے تھا هذا افك مبين۔ یہ کھلا جھوٹ ہے۔

إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْلَا جَاءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا

کھلا ہوا بہتان ہے۔ اگر وہ سچے تھے تو کیوں نہ پیش کر دیئے اس پر چار گواہ فلہ پس جب وہ پیش نہیں

بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ

کر سکے گواہ تو معلوم ہو گیا کہ وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ

اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا

کا فضل تم پر اور اس کی رحمت فلہ دنیا اور آخرت میں تو پہنچتا تمہیں ان باتوں کی وجہ

أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ

سے سخت عذاب جب تم لیتے تھے ایک دوسرے سے، نقل کرتے تھے اس بہتان کو اپنی زبانوں سے

بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ

اور بیان کرتے تھے اپنے منہ سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا اور تم خیال کرتے تھے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ

اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن

بات اللہ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے سنا تھا تو تم کہہ دیتے ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا

فلہ اگر ان کے اس دعویٰ میں سرِ مُو بھی صداقت ہوتی تو وہ گواہ پیش کرتے لیکن ان کا گواہ پیش نہ کر سکنا ہی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ الزام سراسر من گھڑت ہے اور محض صریح جھوٹ ہے۔

فلہ یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل و احسان اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے تمہیں فوراً عذاب میں مبتلا نہیں کیا ورنہ جو پہلی بار سننے والے تھے تو انہوں نے اس کی روایت کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور لوگوں نے تو یہ خیال کیا کہ یہ ایک معمولی سی بات ہے انہیں کیا خبر کہ اس بات سے اللہ تعالیٰ کے محبوب کا دل کتنا دکھا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آ گئی ہے جس ذات پاک کی پاکیزگی و امانت داری کی قسمیں دی جا سکتی ہیں اس پر تہمت لگائی گئی جو اس کے دامن تقدس کو داغدار کرنے کی کوشش اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔

تَتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ

(ہم یہ گفتگو کریں اس کے متعلق اے اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے نصیحت فرماتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ)

۳۰ ۔ یہاں [illegible] کہ اس کے [illegible] اختیار کیا جاتا ہے

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں [illegible] سے پہلے ہی حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ کی [illegible] اس سے متنفر ہو جاتے [illegible] کی بعثت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا [illegible] ان کون زوجة الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم [illegible] لان الانبیاء مبعوثون الی الکفار لیدعوهم ویستعطفوهم فوجب ان لا یکون معهم ما ینفرهم عنهم [illegible] من اعظم المنفرات (تفسیر کبیر)

امام موصوف نے اپنے اس کلام پر [illegible] اس کا جواب دیا ہے

[illegible]

[illegible] البتہ اس کے [illegible]

[illegible] حضور [illegible] پریشان [illegible] ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون [illegible] حضرت عائشہ [illegible]

[illegible]

اس کے علاوہ [illegible] حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر [illegible] ارشاد فرمایا تھا اس کا [illegible]

أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ

کہ دوبارہ ایسی حرکت کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو۔ اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے

الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ

نشانیاں اپنی۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔ بیشک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے

الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

بے حیائی کی شہرت ان لوگوں میں جو ایمان لا چکے ہیں۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں

شک و شبہ اللہ کو دینے کے لیے کافی ہے۔ معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اہل بیتی فواللہ ما علمت علی اہلی الا خیرا۔ اے گروہ مسلمان! کون اس شخص کے مقابلہ میں میری مدد کرے گا جس نے میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں اپنے اہل کے متعلق سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتا۔

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

اور اللہ حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی

رَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت مہربان اور رحیم ہے تو [illegible] اے ایمان والو

لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

نہ چلو شیطان کے نقش قدم پر [illegible] اور جو چلتا ہے شیطان کے نقش قدم پر تو

فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

وہ حکم دیتا ہے [illegible] بے حیائی کا اور برائی کا [illegible] اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور

[illegible] ہے اس میں [illegible] کی [illegible] کشش [illegible] کتابیں [illegible] سے شہوانی [illegible] میں [illegible] ہو جاتے [illegible] تصاویر [illegible] ایسی فلمیں [illegible] شرم و حیا [illegible] سب اس میں شامل ہیں وہ لوگ [illegible] دولت کمانے کے لیے ایسی فلمیں بناتے ہیں [illegible] ایسے اشتہارات [illegible] سے جاذبیت اور کشش پیدا کی جاتی ہے [illegible] کی مقبولیت کا [illegible] پر ہے [illegible] سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہتا جب قوم کا اخلاق بگڑ جاتا ہے [illegible] شرم و حیا کی چادر تار تار ہو جاتی ہے [illegible] اس کی دولت [illegible] قوم کے [illegible] کی [illegible] سے جس طرح [illegible] ہے اسی طرح اس کے [illegible] ہو رہا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس دروازہ کو بند کر دیا جس سے فسق و فجور کا سیلاب امڈ سکتا ہے

۲۳۔ دو قدموں کے درمیان جو جگہ ہوتی ہے اس کو عربی میں خطوہ کہتے ہیں جس کی جمع خطوات ہے [illegible] ہے۔ [illegible] شیطان کی پیروی مت کرو اس کے نقش قدم پر مت چلو کیونکہ وہ اپنے ماننے والوں کو نیکی اور ہدایت کی دعوت نہیں دیتا اس کا یہ شیوہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو بے حیائی اور بدکاری کی ترغیب دیتا ہے [illegible] پیش کرتا ہے کہ ان کے برے [illegible] سے [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] کہ [illegible]

رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اس کی رحمت تو نہ پاک ہوتا تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی لیکن اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے اور نہ قسم کھائیں وہ جو بزرگی والے ہیں تم میں سے اور کشادگی والے

سست کر دیتی ہیں۔ شیطان نے [illegible] سے وہ ایسی ایسی کبھی دو بیا سوا کر تمہیں تہمت دے دیکھے وقت [illegible] ہو جاتے ہیں۔ جیسے جب اپنی بلاؤں کے تنگی سے وہ دوچار ہوتا ہے جیسے بیان کی تلافی ہوئی آپ ہوا اس کے ہمیشہ کو ایسے میں سے بیتی ہے۔ اس کی اپنی کمزوری اور صحت لئے گئی ہے اس وقت وہ شیطان کو اپنی مدد کے لیے پکارتا ہے لیکن ہمیشہ مروت سے کوئی اللہ دیتا ہے جب اللہ اس کا رفیق نہ ہو۔

یعنی اگر تم میں اس حقیقت کو بیان ہو وہ اپنی بلاؤں میں اللہ تعالیٰ کی مدد ہی ہے وہ تمہیں شیطان کی وسوسہ اندازی سے اور اس کے دام فریب سے بچا لیتے وگرنہ تم میں یہ طاقت نہیں کہ تم اس کی اس پیچیدہ جال اور بہت ساری ان سے اپنے آپ کو بچا سکو۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ پر اپنی مہربانی اور کرم فرماتا ہے تو اس کے لئے جیسے جلیل ملک میں [illegible] کو بعد مل جاتا ہے [illegible] جب وقت میں کے [illegible] عجیب [illegible] اس کی [illegible] چند مجرد بیان [illegible] شیطان کی [illegible] ہیں۔ اگر [illegible] نہیں کرتے تو جلدی [illegible] اور [illegible] اس کے شر سے بچا لے۔

وہ تمہاری سب باتیں سنتا ہے اور تمہارے اعمال سے بھی واقف ہے۔ اگر تم سچے دل سے توبہ کرو گے اور اس کی مدد کے طلبگار ہو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد فرمائے گا۔

[illegible] جن لوگوں نے اس بہتان [illegible] میں حصہ لیا ان میں سے ایک مسطح بن اثاثہ بھی تھے جو آپ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ ان کی مالی حالت نہایت کمزور تھی۔ حضرت صدیق اکبر ہمیشہ ان کی اعانت فرمایا کرتے تھے اور ان کی ضرورت پوری کرنے میں کوتاہی نہ کرتے۔ جب [illegible] بہتان [illegible] تو آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ نے براءت نازل فرما دی تو آپ نے قسم اٹھائی کہ اب وہ مسطح کی اعانت نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق کو اس آیت میں قسم توڑنے کا حکم دیا اور [illegible] عفو و درگزر [illegible] دینے کی تلقین فرمائی۔ «وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا اَلَا تُحِبُّونَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ» یہ سنتے ہی حضرت صدیق اکبر نے فرمایا بلی واللہ یا ربنا انا نحب ان تغفر لنا (روح المعانی) «اے پروردگار! مجھے تیری قسم ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ تو ہمیں معاف فرما دے» اور آپ نے پہلے سے بھی زیادہ مسطح کی امداد باقاعدگی سے شروع کر دی۔

أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ

میں شک اس بات پر کہ وہ دیں گے رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو اور راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ

اور چاہیے کہ یہ لوگ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تعالیٰ تمہیں اور اللہ غفور

دیکھا آپ نے قرآن کریم اپنے ماننے والوں کو اخلاق کی کن بلندیوں پر پہنچانا چاہتا ہے۔ مسطح جنہیں آپ کھانا دیتے تھے انہوں نے بہتان اور اپنے والی محسن کی ناموس پر حملہ کیا تھا اور ایسا چرکا لگایا تھا کہ مرہم بھی مندمل نہیں ہو سکتے تھے۔ آپ نے اس کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی بھی نہیں کی۔ صرف مالی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہ آیا اسے بھی بدستور جاری رکھنے کا حکم دیا۔ اگر آپ نبی کریم کے نقش قدم پر اس سے آگے چلنے والوں اور امت میں اس کے پیچھے چلنے والوں کے لیے بھی ہدایت کی روشنی رکھی ہے۔ تمہیں یہ زیب دیتا ہے کہ جس شخص نے تمہاری آبرو کو داغدار کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے اس کے اس کرتوت کو معاف کر دو۔ علامہ صاحب روح المعانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: وفی الآیۃ من الحث علی مکارم الاخلاق ما فیہا۔ (روح المعانی)

یہاں ایک مسئلہ کا ذکر کر دینا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی بات پر قسم اٹھائے اور اس سے کوئی دوسری چیز بہتر ہو تو وہ اپنی قسم توڑ دے۔ اس کا کفارہ ادا کرے اور وہ کام کرے جو زیادہ بہتر اور مفید ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من حلف علی یمین فرای غیرھا خیرا منھا فلیات الذی ھو خیر ولیکفر عن یمینہ (احکام القرآن جصاص)

یعنی اگر کوئی شخص کوئی کام کرنے کی قسم اٹھائے پھر اس سے کوئی بہتر کام معلوم ہو تو وہ بہتر کام کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

۲۱ فضل سے مراد بزرگی ہے اور السعۃ سے مراد دولتمندی اور کشادہ دستی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق کے حق میں نازل ہوئی۔ رب العالمین ابوبکر صدیق کو ان دو خطابات سے سرفراز فرما رہے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی صاحب فضل اور صاحب وسعت فرمائے اور جن کے اخلاق عالیہ کی بلندی کا یہ عالم ہو تو ان کی خود سری کرنا جو صداقت کی انتہا ہے۔ بعض لوگوں نے اولوا الفضل کا معنی وہ دولتمند لیا ہے یہ درست نہیں۔ [illegible] السعۃ سے مراد بھی دولتمندی اور فراخ دستی ہے اور الفضل کا معنی بھی اگر یہی لیا جائے تو یہ قرآن کی فصاحت کے منافی ہوگا۔ اس لیے فضل کا معنی اخلاقی اور روحانی بزرگی اور برتری ہے اور السعۃ کا معنی دولت کی فراوانی ہے۔ اور حضرت صدیق ان دونوں نعمتوں سے سرفراز تھے۔

رَّحِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا

رحیم ہے۔ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر جو انجان ہیں ایمان والیاں ہیں لعنت ان پر

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ

پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔ وہ یاد کریں اس دن کو جب گواہی دیں گی ان پر

۳۵ پہلے تو حضرت صدیقہؓ کی ذات گرامی پر الزام لگانے والوں کی سنگینی اور سنگدلی کا ذکر فرمایا اب دوسرا بیان ہو گئی جو ایسے ناکارہ لوگوں کی جان ہوتے ہیں۔ اب حضرت صدیقہؓ کی قیامت تک آنے والی ماؤں اور بیٹیوں کی آبرو پر حملہ کرنے والوں کے متعلق اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا جا رہا ہے۔ غافلات سے مراد وہ پاک طینت خواتین ہیں جو طبعاً اتنی نیک ہوتی ہیں کہ ان کے دلوں میں ان فضول حرکتوں کا کبھی خیال تک بھی نہیں آتا۔ وہ اپنی فطری عفت کے باعث کمینہ صفت لوگوں کے طور اطوار سے بالکل ناواقف اور انجان ہوا کرتی ہیں۔ اس لیے انہیں کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ ان پر بھی کوئی انگشت نمائی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسی نیک فطرت عفت شعار مسلمان عورتوں پر اس قسم کا گھناؤنا الزام لگاتا ہے دنیا اور آخرت میں اس پر خدا کی لعنت ہوگی اور انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ بعض حضرات نے اس آیت کو امہات المومنین کے لیے مخصوص کیا ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک پہلا قول ہی راجح ہے۔ اور امہات المومنین بطریق اولیٰ اس میں داخل ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اجتنبوا السبع الموبقات سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔ قیل ما هن یا رسول اللہ۔ عرض کی گئی وہ کونسی چیزیں ہیں۔ حضور نے فرمایا: الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربوا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المومنات۔ (صحیحین)

حضور نے فرمایا وہ سات چیزیں یہ ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا۔

۲۔ جادو کرنا۔

۳۔ کسی بے گناہ کو قتل کرنا۔

۴۔ سود کھانا

۵۔ یتیم کا مال کھانا۔

۶۔ میدان جنگ سے بھاگ آنا۔

۷۔ پاک دامن انجان ایماندار عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانا۔

أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَئِذٍ

خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان اعمال پر جو وہ کیا کرتے تھے ۳۳ اس روز

يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝

پورا پورا دے گا ۳۴ انہیں اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ جس کے وہ مستحق ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے (اور حق کو) ظاہر کرنے والا

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں ۳۵ اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ

وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ

مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں یہ (پاک دامن) بری ہیں ان باتوں سے جو وہ (بدگو) کہتے ہیں ان کے لیے مغفرت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا قذف المحصنة یهدم عمل مائة سنة (طبرانی) کسی پاک دامن عورت پر بہتان لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔

۳۳ یہ لوگ آج تو اپنی چرب زبانی سے اپنی بدکاریوں کو چھپا لیتے ہیں اور سادہ لوح انسانوں کو بہکانے کے لیے دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ لیکن اس دن کوئی حیلہ کارگر نہ ہوگا جب ان کی زبانیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے اور وہ انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے۔

۳۴ دین سے مراد وہ بدلہ اور جزا ہے جو ان کے کرتوتوں کے باعث ان پر لازم ہو چکی ہے۔ دین کا معنی حساب بھی کیا گیا ہے۔ ای جزاءھم الواجب وقیل حسابهم العدل۔

۳۵ دوستی اور رفاقت ہر شخص سے نہیں ہو جاتی بلکہ باہمی مناسبت کو اس میں بڑا دخل ہے۔ برے لوگ بھی ہم مسلک کے پاس بیٹھ کر ہی راحت محسوس کرتے ہیں مگر نیک صحبت کے لیے ہی نیک لوگوں کی محفل میں جا بیٹھیں تو وہ اکتا جاتے ہیں اور وہاں سے بھاگ نکلنے کی تدبیریں کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح اگر نیک فطرت لوگ بے ہودہ اور فاسق لوگوں کے پاس بیٹھیں گے تو انہیں کوئی راحت محسوس نہیں ہوگی بلکہ وہ بڑی وحشت اور گھٹن محسوس کریں گے اور اگر انہیں ان بدکار لوگوں کے پاس کسی وجہ سے بیٹھنا پڑے تو وہ اداس ہو جائیں گے۔ اسی قاعدہ کے مطابق اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے، پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہوتے ہیں۔ جب فطرت کا یہ عام اصول ہے تو حضور سرور عالم جو طیب الطیبین

وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ

اور عزت کی روزی ہے۔ اے ایمان والو! مت داخل ہوا کرو [illegible] گھروں میں اپنے گھروں کے سوا

جو میرا اور تمہارا قرین ہے تو اس کی اہلیہ کریمہ بھی طیب طیبات ہوں گی۔ [illegible] کا شوہر ہی ایک بات سے میل جو جاتا ہے مزید دلائل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔

قال بعض اهل التحقيق ان يوسف عليه السلام لما رمي بالفاحشة برأه الله على لسان صبي في المهد وان مريم لما رميت بالفاحشة برأها الله على لسان ابنها عيسى صلوات الله عليه وان عائشة لما رميت بالفاحشة برأها الله بالقرآن (قرطبی)

بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک شیر خوار بچے کی زبان سے آپ کی براءت کی۔ جب حضرت مریم پر الزام لگایا گیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ابھی پنگھوڑے میں تھے انہوں نے براءت کی لیکن جب حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تو رب ذوالجلال نے خود قرآن مجید میں آپ کی پاک دامنی کی شہادت دی۔ ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہاں سے اسلامی طرز معاشرت کے چند اہم ضابطے بیان کیے جا رہے ہیں۔ انصار کی ایک خاتون بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ! بسا اوقات میں گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے اس حالت میں دیکھے بھی۔ میرے والد آجاتے ہیں اور کبھی اہل خانہ سے کوئی اور مرد آجاتا ہے۔ مجھے کیا ارشاد ہے کیف اصنع۔ میں کیا کروں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

آپ خود سوچئے کہ انسان کا گھر ہی تو ایک ایسی جگہ ہے جہاں وہ بے تکلفی سے وقت بسر کر سکتا ہے۔ اگر یہاں بھی ہر شخص کو اجازت ہے کہ جب چاہے منہ اٹھائے اندر گھس آئے تو اس کی آزادی برقرار نہیں رہ سکتی۔ [illegible] اسے تنگ آنا پڑے گا۔ پھر گھر کی مستورات ہر وقت اپنے کپڑوں کا خیال نہیں رکھ سکتیں۔ کبھی اوڑھنی سر سے اتر جاتی ہے کبھی کوئی کام کرنے کے لیے آستینیں چڑھائی ہوتی ہیں [illegible] ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر آنے والے پر کوئی پابندی نہ ہو تو عورتیں یا تو ہر وقت سر پر چادر ڈالے رہیں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی رہیں یا غیر محرم کے سامنے بے حجاب ہونے کا اندیشہ [illegible] ہے کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت گھس آنے سے اس قسم کی کئی خرابیوں کا سدباب [illegible] جائے گا۔ علاوہ ازیں کسی کی خانگی باتوں کا [illegible] ہو جائے گی گھر کا سکون برباد ہو جائے گا [illegible] اسلام سے پہلے عرب کے لوگ ان آداب کے عادی نہ تھے۔ حییتم صباحا (صبح بخیر) یا حییتم مساء (شب بخیر) کہا اور حجاب کا خیال کیے بغیر گھر میں

اٹھئے۔ اسلام نے اس طریق کار کو سختی سے منع کیا اور حکم دیا کہ اگر کسی کے ہاں جاؤ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ باہر کھڑے ہو کر اذن طلب کرو اور اگر اذن مل جائے تو اہل خانہ کو سلام کہتے ہوئے اندر جاؤ۔ فرمایا ذٰلکم خیر لکم یہی طریقہ تمہارے لیے عمدہ اور پسندیدہ ہے۔

اذن کس طرح لینا چاہیے۔ کہاں کھڑے ہو کر لینا چاہیے۔ کتنی بار لینا چاہیے۔ اس کی تفصیل احادیث نبوی میں مذکور ہے جو درج ذیل ہے تاکہ اسلامی تمدن کا یہ قاعدہ اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ خوب ذہن نشین ہو جائے

اذن لینے کا طریقہ یہ ہے کہ سلام بھی کہے، داخل ہونے کی اجازت بھی طلب کرے اور اپنا نام بھی بتائے حضرت فاروق اعظم جب شرف باریابی حاصل کرنا چاہتے تو یوں عرض کرتے،

السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیکم أیدخل عمر؟ یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو کیا عمر حاضر ہو سکتا ہے؟

ایک شخص حضور کے دروازہ پر آیا اور کہا أألج کیا میں گھس آؤں۔ حضور کی روضہ نامی باندی حاضر تھی۔ حضور نے فرمایا اسے سمجھاؤ اسے اذن مانگنے کا طریقہ نہیں آتا۔ اسے یوں کہنا چاہیے تھا السلام علیکم أأدخل

اگر صاحب خانہ اذن طلب کرنے والے سے پوچھے کون ہو تو اسے اپنا نام بتانا چاہیے صرف یہ کہنا کہ میں ہوں درست نہیں۔ حضور نے اس کو ناپسند فرمایا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ جب اذن طلب فرماتے تو دروازہ کے سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے کیونکہ اس وقت دروازوں پر پردے لٹکانے کا رواج نہ تھا۔ وذلک ان الدور لم یکن علیہا یومئذ ستور (قرطبی)

نیز دروازے کو کھٹکھٹا کر بھی اذن طلب کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ آجکل کے گھروں میں گھنٹی لگی ہوتی ہے اسے بجا کر بھی اذن طلب کیا جا سکتا ہے۔

زیادہ سے زیادہ تین بار اذن طلب کرنا چاہیے۔ اگر تیسری بار جواب نہ آئے تو واپس چلا آئے کیونکہ اس سے زیادہ اذن طلب کرنا صاحب خانہ کو اذیت دینا اور پریشان کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس وقت ایسے کام میں مشغول ہو جسے وہ منقطع نہ کر سکتا ہو۔ لأن الزیادۃ قد تقلق رب المنزل وربما یضرہ الانقطاع (قرطبی)

جس گھر میں ماں یا بہن رہائش پذیر ہوں وہاں جاتے ہوئے بھی اذن طلب کرنا چاہیے۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے گھر جہاں اس کی اہلیہ ہو اطلاع دیئے بغیر داخل نہ ہو۔ بلکہ پاؤں کی آہٹ کرنے سے یا کھنکھارنے سے اپنی آمد کی اطلاع دے دے۔ ہو سکتا ہے کوئی اجنبیہ عورت گھر میں اس کی بیوی سے ملنے آئی ہوئی ہو۔

اسلام نے صرف بلا اجازت داخل ہونے پر ہی پابندی نہیں لگائی بلکہ بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکنا بھی ممنوع قرار دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ من اطلع فی بیت قوم من غیر اذنہم حل لہم ان یفقؤا عینہ۔ ترجمہ: جو شخص کسی کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے ان کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کی آنکھ

حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

[illegible]

تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ

[illegible]

لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ

جو تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔ کوئی مضائقہ نہیں تم پر اگر تم داخل ہو ایسے گھروں میں جن میں کوئی

مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

آباد نہیں، جن میں تمہارا سامان رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ

آپ حکم دیجیے مومنوں کو کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی یہ طریق

اس کو ایسے کام میں مشغول ہونے سے روک دینا جس کے بغیر ہی کام ہو سکتا ہے۔ بعض گھریلو تدبیروں کے ساتھ ساتھ وقت کی قدر و قیمت کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے جس سے لوگوں کی مصروفیت کا علم ہو اور بے وقت تو نہیں ہوتی کہ جس وقت کوئی چاہے اس کے اوقات میں دخیل ہو جائے۔ اس کے پاس تو اتنا وقت ہو کہ ہر وقت آپ کے لیے کوئی بیکار ہو۔ ہاں جو وقت اس نے مطالعہ یا کسی خصوصی کام کے لیے مقرر کر رکھا ہے اس میں اس کو کام کرنے دو۔ اس کی مصروفیتوں کا احترام کرو۔ اگر اس نے اپنی کسی مجبوری کے باعث معذرت کی ہے تو بصد خوشی اسے اس کی معذرت جانو اور قبول کرو۔

اگر کوئی اجازت طلب کرے اور اس وقت اسے اجازت نہ ملے تو اسے یہ اختیار ہے کہ دروازہ سے ہٹ کر بیٹھ جائے اور اس شخص کا انتظار کرے۔ حضرت ابن عباس کوئی حدیث سننے کے لیے کسی صحابی کے ہاں تشریف لے جاتے اور وہ آرام کر رہے ہوتے تو آپ اس کے انتظار میں باہر بیٹھ جاتے۔ وہ جب باہر نکلتے اور اس کے متعلق باہر آتے اور حضرت ابن عباس کو منتظر دیکھتے تو کہتے اے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے صاحبزادے! آپ نے اپنی آمد کی ہمیں اطلاع کیوں نہ دی تا کہ ہم اسی وقت حاضر ہو جاتے۔ تو آپ فرماتے تھے: ایسے ہی طلب علم کا حق ہے اور علم حاصل کرنے کا یہی طریقہ سکھایا گیا ہے۔

اس سے مراد وہ سرائے، مہمان خانے اور دکانیں ہیں جہاں ہر وقت آنے جانے کی عام اجازت ہوتی ہے۔

شریعت اسلامیہ جن گناہوں سے منع کرتی ہے ان کے ارتکاب پر سزا ہی نہیں دیتی بلکہ ان تمام وسائل اور ذرائع پر پابندی عائد کرتی ہے اور انہیں ممنوع قرار دیتی ہے جو انسان کو گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں تا کہ جس گناہ کی طرف لے جانے والا راستہ ہی بند ہو گا تو گناہوں کا ارتکاب آسان نہیں ہو گا۔ طبیعت میں ہیجان پیدا کرنے والے اور جذبات شہوت کو مشتعل کرنے والے اسباب سے روکا اور ان کو کلیۃً بھی ختم کر دیا۔ اور پھر یہ توقع رکھنا کہ ہر ایک تقاضوں کی آگ سے الگ رہ کر زندگی بسر کریں گے یہ بڑی نادانی ہے اگر کوئی شخص ان عوامل اور محرکات سے بچ

نہیں کرتا جو انسان کو بدکاری کی طرف دھکیل کر لے جاتے ہیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اس برائی کو برائی نہیں سمجھتا اور وہ اس سے لوگوں کو بچانے کی مخلصانہ کوشش نہیں کرتا۔ اس کی زبان پر جو کچھ ہے وہ اس کے دل کی صدا نہیں، بلکہ محض ریاکاری اور ملمع سازی ہے۔

؎ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ⁂ باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

کسی کو بیچ بہتے دریا میں دھکا دے کر گرا دینا اور پھر اس کو یہ کہنا کہ خبردار! اپنے دامن کو پانی کی بوند تک گیلا نہ ہونے دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔

اس سورت کا آغاز زنا کا ارتکاب کرنے والوں کی سزا کے ذکر سے ہوا۔ یہاں ان راستوں کو بھی بند کیا جا رہا ہے جو انسان کو اس جرم شنیع کی طرف لے جاتے ہیں۔ بدکاری کا سب سے خطرناک راستہ نظربازی ہے اس لیے سب سے پہلے اس کو بند کیا جا رہا ہے۔ مردوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ جب نگاہ کسی نامحرم کی طرف نہیں اٹھے گی تو دل میں اس کی طرف کشش پیدا نہ ہو گی جب کشش ہی پیدا نہ ہو گی تو فعل کا ارتکاب ہی بعید از قیاس ہو گا۔ آیت میں آنکھوں کو مطلقاً بند رکھنے کا حکم نہیں دیا جا رہا بلکہ اس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے سے روکا جا رہا ہے جس کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی سختی سے نامحرم کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ چند ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابی امامۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکفلوا لی بست اکفل لکم بالجنۃ اذا حدث احدکم فلا یکذب واذا اؤتمن فلا یخن واذا وعد فلا یخلف وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم واحفظوا فروجکم (ابن کثیر)

ترجمہ: اگر تم میرے ساتھ ان چھ باتوں کا وعدہ کرو تو میں تمہارے لیے جنت کا ضامن بنوں:

۱۔ جب تم میں سے کوئی بات کہے تو جھوٹ نہ بولے۔
۲۔ جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے۔
۳۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے۔
۴۔ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھو۔
۵ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو
۶۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

من یکفل لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اکفل لہ الجنۃ "جو شخص مجھے دو باتوں کی ضمانت دے کہ جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان یعنی زبان اور جو اس کے دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی

أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ

[illegible]

حفاظت رہتا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان النظر سہم من سہام ابلیس مسموم من ترکہا مخافتی ابدلتہ ایمانا یجد حلاوتہ فی قلبہ (نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے [illegible] میرے خوف سے ترک کرتا ہے [illegible] ایمان [illegible] حلاوت وہ اپنے دل میں [illegible]) [illegible] اگر [illegible] کسی [illegible] پر نظر پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] اس بات [illegible]

[illegible] ان حرکات سے انہیں روکنا چاہیے

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا

وہ بھی نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی اور نہ ظاہر کیا کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا

پہلے مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا۔ اب مومن عورتوں کو ان آدابِ اسلام کی پابندی کا حکم فرمایا جا رہا ہے جن سے وہ اپنی ناموس اور آبرو کو محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرما رہے ہیں کہ آپ مومن عورتوں کو حکم دیجئے کہ

۱۔ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھا کریں
۲۔ اپنے ستر کی جگہوں کی حفاظت کیا کریں۔
۳۔ اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں بجز اس کے جس کے ظاہر کیے بغیر چارہ نہیں۔
۴۔ اپنی اوڑھنیوں سے اپنے سینوں کو ڈھانپ لیا کریں۔
۵۔ زمین پر پاؤں اس طرح نہ ماریں جس سے ان کی مخفی زینت و آرائش ظاہر ہو۔
۶۔ مستثنیات میں ان لوگوں کا ذکر کر دیا گیا جن کے سامنے زینت کا اظہار ممنوع نہیں۔

یہ چھ ارشادات ربانی ہیں جو اس ایک آیت میں ذکر کیے گئے ہیں۔ اب ذرا ان کی تفصیل ذکر کرنا مناسب ہے تاکہ وہ قواعد و ضوابط آپ کے سامنے واضح ہو جائیں جن پر کاربند ہونا اسلامی معاشرہ کو پاکیزہ رکھنے کے لیے ہر مرد اور عورت پر لازمی ہے۔ عورتوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ ان چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیں جن کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔

اس مسئلہ کو امام فخر الدین رازی نے خاص ترتیب سے لکھا ہے جس سے مسئلہ کے سارے گوشے واضح ہو جاتے ہیں اس لیے میں انہیں کا اتباع کرتے ہوئے اس مسئلہ کو پیش خدمت کرتا ہوں۔

"آپ فرماتے ہیں جسم کا وہ حصہ جس کو ظاہر کرنا یا اس کو دیکھنا ممنوع ہے چار طرح کا ہے۔

۱۔ مرد کے جسم کا وہ حصہ جو دوسرے مرد کو دیکھنا ممنوع ہے۔
۲۔ عورت کے جسم کا وہ حصہ جو دوسری عورت کو دیکھنا ممنوع ہے۔
۳۔ عورت کے جسم کا وہ حصہ جو مرد کو دیکھنا ممنوع ہے۔
۴۔ مرد کے جسم کا وہ حصہ جس کی طرف عورت کو دیکھنا جائز نہیں۔"

مرد کے جسم کا وہ حصہ جس کی طرف دوسرا مرد نہیں دیکھ سکتا، ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ امام صاحب کے نزدیک گھٹنوں کو دیکھنا جائز نہیں اور ران کو دیکھنا بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

حضرت حذیفہ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ان کی ران سے کپڑا سرک گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا غط فخذک

فانہ من العورۃ" اپنی ران کو ڈھانپ رکھو کیونکہ یہ بھی ستر ہے۔ حضرت سیدنا علی کو بھی ارشاد فرمایا "لا تبرز فخذک ولا تنظر الی فخذ حی ولا میت" اپنی ران کو ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مردہ کی ران کو بھی مت دیکھو۔

۲۔ عورت کے جسم کا وہ حصہ جو کسی عورت کو دیکھنا بھی جائز نہیں وہ بھی یہی ہے یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہیں دیکھ سکتی۔ باقی جسم کا دیکھنا جائز ہے لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو یہ بھی منع ہے۔ غیر مسلم عورت مسلمان عورت کے صرف ان حصوں کو دیکھ سکتی ہے جو مرد دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت عمر نے حضرت ابو عبیدہ کو شام کی طرف لکھا "انہ بلغنی ان نساء اہل الذمۃ یدخلن الحمامات مع نساء المسلمین فامنع من ذلک وحل دونہ فانہ لا یجوز ان تری الذمیۃ عریۃ المسلمۃ۔"

مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ذمی عورتیں مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں جاتی ہیں اس سے روک دو کیونکہ کسی ذمیہ عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مسلمان عورت کا ستر دیکھے۔

۳۔ عورت کے بدن کا وہ حصہ جو مرد کو دیکھنا منع ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے علماء یوں لکھتے ہیں وہ عورت اجنبی ہوگی محرم ہوگی یا بیوی ہوگی۔ اگر وہ آزاد نامحرم عورت ہے تو اس کا سارا بدن ہاتھ اور چہرہ کے سوا ستر ہے کیونکہ وہ بیع شرا اور لین دین کے وقت چہرہ اور ہاتھوں کو کھولنے پر مجبور ہوتی ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کی تین صورتیں ہیں۔

(ا) چہرہ دیکھنے کی کوئی غرض نہ ہو نہ فتنہ کا اندیشہ ہی ہو۔

(ب) دوسری صورت یہ ہے دیکھنے کی غرض کوئی نہیں لیکن فتنہ کا اندیشہ ہے

(ج) تیسری صورت یہ ہے کہ غرض بھی ہے اور فتنہ کا اندیشہ بھی ہے

پہلی صورت میں اجنبیہ کی طرف بلا مقصد قصد و ارادہ سے دیکھنا جائز نہیں۔ اگر ایک دفعہ نگاہ پڑ جائے تو دوسری دفعہ آنکھیں پھیر لے نگاہیں نیچی کر لے۔ بعض علماء احناف کی رائے یہ ہے کہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو ایک مرتبہ جائز ہے اور بار بار دیکھنا منع ہے۔ "وقیل یجوز مرۃ واحدۃ اذا لم یکن محل فتنۃ وبہ قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ ولا یجوز ان یکرر النظر الیہا" اس کی تفصیل ان احادیث میں گزر چکی ہے جو پہلی آیت کے ضمن میں بیان کی گئی ہیں۔ دوسری صورت جب اجنبیہ کے دیکھنے کا مقصد ہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اس عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کو دیکھنا جائز ہے۔ ارشاد نبوی ہے "اذا خطب احدکم امرأۃ فلا جناح علیہ ان ینظر الیہا" یعنی اگر کوئی شخص کسی عورت سے منگنی کرنا چاہے تو اسے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے منگنی کی۔ حضور نے پوچھا کیا تو نے اسے دیکھا ہے انہوں نے عرض کی نہیں۔ "قال فانظر الیہا فانہ احری ان یؤدم بینکما" اسے دیکھ لو اس طرح تمہارے درمیان رشتہ کی پائیداری کا زیادہ امکان ہے۔ تیسری صورت میں جبکہ اجنبیہ کو محض شہوت کے خیال سے دیکھے تو اس وقت اس کے کسی حصہ جسم کو دیکھنا بھی ممنوع ہے البتہ ڈاکٹر اور طبیب مریضہ کے جسم کے کسی حصہ کو

ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

خود بخود نمایاں ہو اس سے ۵۶ اور ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ۵۷ اور ظاہر نہ کریں

دیکھ سکتا ہے جب اس کا دیکھنا علاج کے لیے ضروری ہو گیا ہو۔ ستر عورت کے علاج کے لیے لیڈی ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے اگر ایسی ہو۔ جیسے امام رازی لکھتے ہیں۔ یجوز للطبیب الامین ان ینظر الیها للمعالجة کما یجوز نظر ہی ہو یا اگر آگ لگ گئی ہو تو اسے بچانے کے لیے اس کے جسم کے کسی حصہ کو ہاتھ لگانا یا اس کی طرف دیکھنا ممنوع نہیں کیونکہ اس وقت اس کی جان بچانا ضروری ہے۔ یہ احکام اس عورت کے تھے جو اجنبیہ یا نامحرم ہو۔

محرم عورت کے متعلق امام ابو حنیفہ کا ارشاد ہے کہ جسم کے جو حصے کام کاج کے وقت عام طور پر کھل جاتے ہیں صرف ان کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ وعن تعالیٰ ما یجوز عند الشافعی وهو قول ابی حنیفة جهة اخفی علی اپنی بیوی کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس کی طرف دیکھنا خاوند کے لیے منع ہو۔

۴ عورت نامحرم مرد کے تمام ان حصوں کی طرف دیکھ سکتی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ عورت مرد کا صرف چہرہ اور ہاتھ دیکھ سکتی ہے اس کے جسم کے باقی حصوں کی طرف نہیں دیکھ سکتی لیکن اقرب الی الصواب پہلا قول ہے جس میں وقت کا حکم ہے جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو مرد کے کسی حصہ کی طرف دیکھے حتیٰ کہ مرد کے چہرہ کی طرف بار بار دیکھنا بھی جائز نہیں۔ ولا یجوز لها النظر عند خوف الفتنة ولا تكرير النظر الى الوجه (تفسیر کبیر)

۵۶ ابن عطیہ کا قول ہے کہ چاہیے کہ جہاں جہاں مقامات ستر کی بجائے زینت کا لفظ آیا ہے لیکن امام رازی اسے بعید قرار دیتے ہیں کہ یہ تخصیص ضعیف ہے لانه تخصیص من غیر دلالة۔ ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں جہاں زینت کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے عام کی ہے اس میں مقامات زینت کو مس کرنا اور دیکھنا سب داخل ہیں۔

۵۷ وہ زینت جو ظاہر ہے جس کے اظہار کی اجازت ہے اس کے متعلق حضرات ابن عباس، مجاہد، عطاء، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم کا قول ہے ما کان فی الوجه والکف مثل الخضاب والکحل یعنی وہ زینت جو چہرہ اور ہتھیلیوں میں ہوتی ہے جیسے خضاب اور سرمہ۔

حسن بصری کہتے ہیں وجهها وما ظهر من ثيابها چہرہ اور وہ کپڑے جو ظاہر ہوں۔ سعید بن المسیب نے فرمایا وجهها وما ظهر منها چہرہ اور جو حصہ ظاہر ہو۔ قال ابراهیم الزينة الظاهرة الثياب اس سے مراد لباس ہے۔ مختلف اقوال لکھنے کے بعد امام ابوبکر الجصاص لکھتے ہیں قال اصحابنا الوجه والكفان لان الكحل زينة الوجه والخضاب والخاتم زينة الكف یعنی ہمارے اصحاب کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں کیونکہ سرمہ چہرہ کی اور خضاب اور انگوٹھی ہتھیلیوں کی زینت ہیں۔ (احکام القرآن)

لیکن خیال رہے کہ یہ اجازت اس وقت ہے جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو ورنہ چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا بھی حرام ہے۔

علامہ ابن حیان اندلسی لکھتے ہیں وقیل من جوہرہ مخلوقۃ لو کانت جمیلۃ وتعیب من وجھا وکفیہا الفتنۃ فعلیھا ستر ذلک اور اگر عورت خوبرو ہو، اور اس کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا فتنے کا باعث ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ظاہر نہ کرے۔ (بحر محیط)

آج جدید رنگ کی محفلوں میں حیا ختم ہو رہی ہے ہر طرف عریانی اور بے حیائی کا دور دورہ ہے ہر اس شخص پر جس کی نگاہ میں عفت و عصمت کی دولت قدر و قیمت رکھتی ہے یہ فرض ہے کہ وہ اپنی جوان بہو بیٹیوں کو بے پردہ باہر نکلنے سے روکے اور انھیں نامحرموں کے سامنے بھی بے نقابی کی اجازت نہ دے۔

۳۳ جاہلیت میں عورتیں سر پر دوپٹہ اوڑھتی تھیں اور اس کے پلو پشت پر لٹکا دیا کرتی تھیں اس طرح ان کی گردن، کان، سینہ وغیرہ ظاہر رہتے تھے۔ اس آیت نے حکم دیا کہ سر پر اوڑھنی کے پلو کو پشت پیچھے نہ پھینکیں بلکہ انھیں اپنے گریبانوں پر ڈال دیا کرو تاکہ اس سے گردن سینہ وغیرہ لوگوں کی نظروں سے چھپ جائیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مردوں نے جا کر اپنی بیویوں بیٹیوں اور بہنوں کو سنائی تو اسی وقت انصار کی عورتوں نے اس کی تعمیل کی اور اپنی ایک ایک چادر کو تہ بند میں پھاڑ کر اوڑھنیاں بنا لیں (ابن کثیر) ایک اور مثال پیش کی حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آپ کی بھتیجی حضرت حفصہ بنت عبد الرحمٰن آئیں انھوں نے اس وقت ایک باریک سا دوپٹہ سر پر اوڑھا ہوا تھا آپ نے اسے پھاڑ دیا اور فرمایا انہ یضرب بالکثیف الذی یستر۔ اے بیٹی! ایسی اوڑھنی منع ہے جو باریک ہو اور جس سے جسم کا حصہ نظر آئے۔

دختران اسلام ذرا اپنی حالت کا جائزہ لیں کہ وہ کیسے دوپٹے اوڑھتی ہیں اور کیا انھیں وہ گلے میں پٹے کی طرح لٹکا لیتی ہیں اور سینہ ان کا برہنہ ہوتا ہے۔ ان کا یہ طریقہ اسلامی تعلیمات کے کتنا خلاف ہے۔ علامہ اقبال نے بڑے ہی دلنشین انداز میں دختران ملت کو اپنے پیار بھرے انداز میں نصیحت کی ہے ؎

بہل اے دخترک این دلبری ہا — مسلماں را نزیبد کافری ہا
منہ دل بر جمال غازہ پرورد — بیاموز از نگہ غارت گری ہا

پھر فرماتے ہیں

اگر پندے ز درویشے پذیری — ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر — کہ در آغوش شبیرے بگیری

یعنی اگر تو ایک درویش کی نصیحت کو قبول کرے تو ہزار امتیں فنا ہو جائیں لیکن تو ہمیشہ زندہ رہے گی۔ حضرت سیدہ زہرا بتول جنت کا شیوہ اختیار کر اور اس زمانے کی نگاہوں سے چھپ جا تاکہ تیری آغوش میں شبیر جیسا فرزند پرورش پا سکے۔

اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ سر گردن اور سینہ کا چھپانا فرض ہے۔

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ

[illegible]

اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ

[illegible]

اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس لیے اظہار زینت میں بھی فرق ہوگا۔

[illegible]

[illegible] اس سے مراد کنیزیں ہیں اگر وہ مسلمان نہ ہوں تب بھی ان کے سامنے اظہار زینت کی اجازت ہے

مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ

یا ان بچوں پر جو ابھی تک آگاہ نہیں عورتوں کی شرم والی چیزوں پر شکہ

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا

اور نہ زور سے ماریں اپنے پاؤں شکہ زمین پر تاکہ معلوم ہو جائے وہ بناؤ سنگار جو وہ چھپائے ہوئے ہیں اور توبہ

حضرت سعید بن المسیب نے فرمایا لا یغرنکم هذه الآیة او ما ملکت ایمانهن انما عنی بها الاماء کہ تمہیں یہ آیت دھوکہ نہ دے یہاں ما ملکت سے مراد لونڈیاں ہیں۔

شکہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں عورتوں کی خواہش نہیں ہوتی جیسے شیخ فانی نامرد خصی وغیرہ۔ لا حاجة له فی النساء (جصاص) ویتبعهم ممن لا شهوة له ولا همة تنبهه الی امر النساء۔

شکہ وہ بچے جو عورتوں کے مخصوص معاملات سے بے خبر ہوں۔ جب کوئی لڑکا اگرچہ وہ نابالغ ہی ہو ان معاملات سے آگاہ ہو جائے تو پھر اس سے اجنبی والا سلوک کیا جائے گا

شکہ کئی عورتیں پازیب وغیرہ پہن کر نکلتیں اور مردوں کے قریب سے جب ان کا گزر ہوتا تو وہ دانستہ اپنے پاؤں زمین پر مارتیں تاکہ مرد پازیب کی جھنکار سن کر ان کی طرف متوجہ ہوں۔ اس آیت میں اس حرکت سے منع کر دیا گیا۔ علامہ جصاص لکھتے ہیں ان تمام احکام کا مقصد تو یہ ہے کہ ایسے تمام اشتعال انگیز اطوار و افعال پر قدغن لگا دی جائے جن کی وجہ سے اسلامی معاشرہ میں بدکاری اور بے حیائی کی راہیں کھل سکتی ہیں [illegible] بلکہ ان کی شدت بھی گناہوں کا سدباب کرنے سے قاصر ہے۔ جیسے اس آیت میں صرف پاؤں مار کر مردوں کی محفل سے گزرنا منع فرما دیا [illegible] اس سے بھی منع کیا گیا ہے [illegible] تیز خوشبو لگا کر [illegible] میں جانا کسی عورت کے لیے جائز نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو گزرتے دیکھا اس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں آپ نے فرمایا یا امة الجبار جئت من المسجد کیا تو مسجد سے آ رہی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کیا تو نے خوشبو لگائی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا سمعت حبی ابا القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یقبل الله صلاة امرأة طیبت لهذا المسجد حتی ترجع فتغتسل غسلها من الجنابة۔ میں نے اپنے محبوب ابو القاسم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو مسجد میں تیز خوشبو لگا کر آئے جب تک کہ گھر لوٹ کر غسل جنابت نہ کرے۔

[illegible] مردوں کے پاس آتی ہوتی ہیں [illegible]

إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ

کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو تاکہ تم دونوں جہانوں میں بامراد ہو جاؤ اور نکاح کر دیا کرو

مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ

بے نکاح ہیں تم میں سے اور جو نیک ہیں تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے اگر وہ تنگ دست ہوں تو غنی کر دے گا

ان کے متعلق اپنے پیارے رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی سن لیں۔ میمونہ بنت سعد کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا الرافلة في الزينة في غير اهلها كمثل ظلمة يوم القيامة لا نور لها یعنی جو عورت آراستہ پیراستہ ہو کر غیر مردوں میں اترا اترا کر چلتی ہے قیامت کے دن وہ ظلمت کی مانند ہو گی جس میں روشنی کی کرن تک نہ ہو (ترمذی)۔

۵۴ یعنی تمام احکام الٰہی اور ارشادات نبوی کی تعمیل کے لیے جھک جاؤ۔ اسی میں تمہارے دونوں جہان کی کامیابی ہے۔ انقلاب اسلام کے علمبردار بننے کے بعد اب اہل جاہلیت کے رسم و رواج اور اخلاق و عادات کو چھوڑنا ضروری ہے۔ [illegible] العلماء [illegible] ما امر الله به [illegible] وترك ما نهاه عنه تعالى [illegible] (روح المعانی)

۵۵ ایامی جمع ہے ایم کی اور ایم [illegible]۔ اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ اصل میں اس کا اطلاق اس عورت پر ہوتا ہے جس کا خاوند نہ ہو، خواہ وہ کنواری ہو یا بیوہ یا مطلقہ، اور استعارۃً اب اس کا اطلاق ایسے مرد پر بھی کیا جاتا ہے جس کی بیوی نہ ہو [illegible] وهو كالمستعار في الرجال (قرطبی)۔

اسلام جو دین فطرت ہے وہ معاشرہ کو پاکیزہ رکھنے اور بے حیائی سے بچانے کے متعلق صرف وعظ ہی نہیں کرتا بلکہ وہ عملی تدابیر اور مشکلات کا صحیح حل بھی پیش کرتا ہے۔ آپ خود غور فرمائیں جس معاشرہ میں بیوہ یا مطلقہ عورتیں کثرت سے ہوں گی وہاں [illegible] کب تک قابو میں رکھے جا سکتے ہیں۔ [illegible] میں شیطان بڑی آسانی سے انہیں مغلوب کر لیتا ہے۔ [illegible] کی طرف سے اسلام کو اغماض کرنا حقیقت پسندی نہ سمجھا جاتا۔ چنانچہ اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے کہ مسلمان ایسے مردوں اور ایسی عورتوں کی [illegible] نکاح کر کے ان کو گھر بسائیں [illegible] اسی طرح ایک [illegible] ان کی حالت [illegible] ختم ہو جائیں گی [illegible] دنیا میں [illegible] صلاحیتوں کا صحیح [illegible] اس حقیقت کو حضور نبی اکرم ﷺ نے اس طرح واضح فرمایا ہے۔ یا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانه اغض للبصر و احصن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء یعنی اے جوانوں کے گروہ جو آدمی [illegible]

يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۞ وَلْيَسْتَعْفِفِ

غنی کر دیگا انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے [illegible] اور اللہ تعالیٰ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور چاہیے کہ پاکدامن بنے رہیں

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَالَّذِيْنَ

وہ لوگ جو نہیں پاتے شادی کرنے کی قدرت [illegible] یہاں تک کہ غنی کر دے انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے۔ اور جو

وہ حضور شادی کی [illegible] کہ شادی کرا اس کی [illegible] اور جو شادی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے

لک یہ حکم صرف آزاد مردوں اور عورتوں کے لیے نہیں بلکہ غلام مرد اور کنیزیں بھی اس میں شامل ہیں۔ اگر وہ بھی مسلمان ہیں [illegible] اگر ان کی [illegible] ہیں تو ان کا [illegible] کے ساتھ [illegible] مطلب یہ ہے کہ [illegible] اور [illegible] کی صلاحیت ہو۔ اگر کسی [illegible] کے ساتھ [illegible] کرتی ہے تو [illegible] کسی ایسی لڑکی کے ساتھ [illegible] قسمت [illegible] پہلے [illegible] ذمہ داریوں سے [illegible] ہیں [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] وجوب شرعی [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible]

سک [illegible] کہ شادی [illegible] چاہتے ہیں کہ [illegible] جب [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کہ [illegible] تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو وہ اس [illegible] حضور [illegible] ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے کا [illegible] کی طاقت [illegible] اس نے [illegible] ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے

۱۔ وہ نکاح کرنے والا جس کی غرض پاکدامن رہنا ہو۔

۲۔ وہ مکاتب جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو

۳۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا [illegible]

سک [illegible] ہر شخص کو اس کی پسند کا رشتہ مل جاتے یا وہ اتنا خوشحال ہو کہ شادی کے اخراجات برداشت

يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ

مکاتب بنانا چاہیں تمہارے غلاموں سے تو مکاتب بنا لو انہیں اگر تم جانو ان میں

خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ

کوئی بھلائی اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے اور نہ مجبور کرو اپنی

عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَ

لونڈیوں کو بدکاری پر اگر وہ پاکدامن رہنا چاہیں تاکہ تم حاصل کرو اس سے مال دنیوی زندگی کا

کریں گے اس لیے انہیں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ جن کی یہ مفلسی انہیں اس کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ شادی کر سکیں تو انہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ جب تک کہ ان کی یہ حالت ہے عفت کا دامن پکڑے رہیں اور انتظار کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس مشکل کو آسان کر دے۔

۵۳؎ شریعت میں غلاموں کو آزاد کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غلام اپنے مالک سے کہے کہ میں اتنی مدت میں اتنی رقم تمہیں ادا کر دوں گا تم مجھے آزاد کر دینا۔ اگر مالک اس کو منظور کر لے تو اس معاہدہ کو شریعت میں مکاتبت کہتے ہیں اور جو غلام ایسا معاہدہ کرے وہ مکاتب کہلاتا ہے۔ جب وہ اپنی مقررہ رقم ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ یہاں مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ اگر تمہارا غلام مکاتبت کے لیے تمہارے پاس آئے اور تم یہ سمجھو کہ وہ اس معاہدہ کو پورا کر سکتا ہے یا آزاد ہونے کے بعد وہ دوسروں کے لیے مصیبت کا باعث نہ ہو گا تو اس کے ساتھ مکاتبت کا معاہدہ کر لو۔

۵۵؎ کہ اپنے ساتھ صرف حقیقت ہو گی یہ نہیں اخلاقی اقدار اور مروت کا فقدان ہی اپنے عروج پر تھا ہے معمولی عقل و فہم کا انسان جس کام کو کرتے ہوئے جھجکتا ہے وہاں کے بڑے بڑے رئیس نام کے بندے کیے جاتے ہیں بڑے بڑے رئیس کرتے تھے اور معاشرہ میں شرفاء کے قبائل اپنی عزت اور فخر کی وجہ سے مشہور تھے لیکن کوئی گراہی ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی تھی۔ اس لیے ایسی گھناؤنی حرکتیں وہ ان کے اعمال میں ان کی اصل کے مطابق تھیں علاوہ ازیں ان کا ارتکاب کیا کرتے۔ جاہلیت میں لونڈیاں قحبہ گری کا پیشہ باقاعدہ اختیار کرتی تھیں۔ بڑے بڑے رئیس اپنی جوان اور خوبصورت لونڈیوں کو اس مقصد کے لیے استعمال کرتے تھے۔ انہیں الگ مکان بنا کے دیے جاتے تھے جنہیں مواخیر کہا جاتا۔ ہر ایک پر جھنڈا لہرا رہا ہوتا اور اس رونق کا قحبہ خانہ اس کے مالک رئیس کے نام سے مشہور ہوتا۔ امام ابن جریر علامہ سے نقل کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ہر قبیلہ اور خاندان کی لونڈیاں

جو اگر کوئی تھیں تو ان کی طرف منسوب ہو کر کہا جاتا [illegible] یہ فلاں قبیلے کی رنڈی ہے یہ فلاں قبیلے کی رنڈی ہے۔ ان کے [illegible] علانیہ [illegible] ہوتے تھے۔ امام ابن حزم نے ان متعدد [illegible] میں سے کچھ کے نام لکھے ہیں اور ان کے قبیلہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہ بات معیوب تھی۔ [illegible] [illegible] کے متعدد [illegible] [illegible] یہ [illegible] لوگ ان کے ساتھ شادی کر لیتے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

یثرب کے حالات بھی کچھ اس سے مختلف نہ تھے۔ وہاں اس کا سب سے بڑا کاروباری خود عبداللہ بن ابی تھا جسے اوس و خزرج کے قبیلے اپنا بادشاہ بنانے کی تیاری کر چکے تھے اور جب حضور مدینہ طیبہ میں تشریف لائے [illegible] اس حیثیت کا انسان وہاں سب سے بڑا [illegible] تھا۔ اس کے اپنے [illegible] [illegible] اور [illegible] لونڈیاں بھی [illegible] تھیں اور ان میں سے [illegible]

[illegible]

بھی رنڈی معاذہ [illegible] [illegible] حضرت ابوبکر کے پاس آئی اور اپنی داستان [illegible] میں اس کی [illegible] پیش کر دی [illegible] عبداللہ بن ابی [illegible] اس [illegible] [illegible] [illegible] اس وقت یہ آیت نازل ہوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کو بھی [illegible] کی پشت پناہی حاصل ہے۔

ف ۵۵ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ پاکدامن رہنے کا ارادہ نہ کریں تو ان سے پیشہ کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ مالک کی طاقت سے اکراہ کی یہی صورت ہے کہ لونڈی کی مرضی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان مالکوں کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قرآن [illegible] [illegible] [illegible]

مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ

[illegible]

اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ

[illegible]

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف علامہ ابو الفضل جمال الدین ابن منظور اپنی شہرہ آفاق کتاب لسان العرب میں النور کی وضاحت کرتے

كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا

جیسے ایک طاق ہو کہ اس میں ہو ایک چراغ وہ چراغ دھرا ہو ایک شیشے میں وہ شیشہ ہو گویا ایک

بعض نے کہتے ہیں کہ نور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نور ہی سے ہر شئی ظاہر ہے اور لوگ اسی کی ہدایت سے راہ راست پر گامزن ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کو نور کہا جاتا ہے۔ [illegible] میں بیان کرتے ہوئے [illegible] موصوف لکھتے ہیں الظاهر في نفسه المظهر لغيره [illegible] لسان العرب۔ [illegible] ظاہر ہو اور اپنی روشنی سے دوسروں کو آشکار کرے اسے نور کہا جاتا ہے [illegible] رحمۃ اللہ علیہ اسماء حسنیٰ کی تشریح کرتے ہوئے نور کے معنی میں لکھتے ہیں کہ نور اس کو کہتے ہیں جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو کسی چیز کے ظاہر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ موجود ہو جو چیز موجود نہیں ہوگی اس کا ظاہر ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے وہ ازل سے موجود ہے اور ابد تک موجود رہے گی نیز وہ اپنے وجود میں کسی سبب یا علت اور کسی فاعل کا محتاج نہیں۔ اس لیے وہی ہے جو [illegible] ظاہر ہونے کا مستحق ہے۔ [illegible] ہے اور اس کے [illegible] وجود [illegible] ہے اس لیے وہ ہر چیز کے لیے [illegible] اس لیے اکثر علماء تفسیر نے اس آیت میں [illegible] اس کے علاوہ [illegible] کہ اللہ تعالیٰ [illegible] کہ تمام اہل [illegible] صحیح راستہ پر چلاتا ہے [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے [illegible] آیت کا مطلب ہے [illegible] السموات والارض [illegible] يهتدون [illegible] من حيرة الضلالة [illegible] آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے [illegible] ہدایت سے حق کی طرف ہدایت پاتے ہیں اور گمراہی کی حیرانی سے بچتے ہیں۔ قيل في تفسير هادي اهل السموات والارض (لسان العرب)۔

یہ تمام تفسیریں [illegible] سے منقول ہیں۔ [illegible] ہر ایک [illegible] کی اپنی شان ہے۔ علامہ ابن جریر نے ابن عباس کے قول کو [illegible] دیا ہے اور [illegible] پسندیدہ ہے۔

[illegible] کہ اس آیت کے [illegible] کا مفہوم [illegible] قرآن کریم کے متعدد مقامات کی روشنی میں اس کا [illegible] آسان ہو [illegible] کا معنی ہے صفت [illegible] الصفة العجيبة [illegible] العجيبة [illegible] کی عجیب و غریب صفت [illegible] کی جاتی ہے۔ مشکوٰۃ [illegible] جو بغیر [illegible] ہو [illegible] ایک [illegible] مصباح [illegible] چراغ [illegible] مصباح [illegible]

كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا

تارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے [illegible] ایک [illegible] درخت زیتون کے درخت سے [illegible]

[illegible] شیشے سے [illegible]
طاق میں [illegible]
ایک ہی سمت میں [illegible]
[illegible]

[illegible] بھی ہو سکتی ہیں۔

[illegible]

[illegible] کے مختلف مطالب بیان فرمائے ہیں [illegible]

۱۔ حضرت ابن عباس نے کعب سے کہا حدثنی عن قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ (آیت) بتاؤ اس آیت کا مطلب بتاؤ تو کعب نے کہا ھذا مثل ضربہ اللہ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فالمشکوٰۃ صدرہ و الزجاجۃ قلبہ والمصباح فیہ النبوۃ یکاد نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] ولو لم یتکلم [illegible] کما یکاد ذلک الزیت یضیء ولو لم تمسسہ نار نور علی نور [illegible]

ترجمہ: حضرت ابن عباس [illegible] [illegible]

[illegible]

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

یعنی اسی وقت [illegible] ابو طالب نے یہ شعر کہا [illegible]

[illegible] اشارہ ہے۔

۲۔ ابو عالیہ نے ابی بن کعب سے نقل کیا ہے کہ یہ مومن کی مثال ہے مشکوٰۃ اس کا سینہ ہے زجاجہ اس کا [illegible]

۳۔ حسن بصری [illegible] کہتے ہیں کہ یہ قرآن کی مثال ہے [illegible] اسی طرح قرآن سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے [illegible] مشکوٰۃ [illegible]

غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ

غربی ہے قریب ہے اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے روشنی پر روشنی ہے ۔

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ

پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور تک جس کو چاہتا ہے [illegible] اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ طرح طرح کی مثالیں لوگوں کے لیے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ

کرتا ہے [illegible] اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ان گھروں میں جن کے متعلق اللہ نے اذن دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے [illegible] اور ذکر کیا جائے

[illegible] اس کا منشا اور اس کی نشانی ہے شجرہ مبارکہ سے مراد اس کی وحی ہے مقاتل بن حیان اور قتادہ سے یہی تفسیر البحر المحیط میں نقل کی [illegible] رہنے کے بعد معلوم ہے کہ [illegible] مثل [illegible] ضمیر کا مرجع [illegible] جیسی چیزیں [illegible] نہیں ہیں۔ اسی لیے [illegible] اللہ نور السموات والارض پر وقف کیا ہے۔ اور آیت کے [illegible] الاقوال [illegible] [illegible] من الارض [illegible] الاقوال الثلاثة بحر محیط۔

[illegible] کی ضمیر کا مرجع اللہ ہوگا اس صورت میں مطلب ہے نور ذات [illegible] مشکوٰۃ سے مراد ساری کائنات ہوگی [illegible] اس کا [illegible] [illegible] اور آشکارا ہونے کے باوجود اپنی مخلوقات کی نگاہوں سے مخفی اور پوشیدہ ہے [illegible] اس کے ظہور میں [illegible] تجلیات کی فراوانی اور انوار کی کثرت اس بات سے مانع ہے کہ کوئی آنکھ اس کو دیکھنے کی جرأت کرسکے۔ اللہ تعالیٰ ورسولہ الاکرم [illegible] الکتاب [illegible]

[illegible] انسان محض اپنی کوشش اور علم و فضل سے اس نور تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جس پر چاہتا ہے عنایت فرما دیتا ہے۔

[illegible] یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بندہ پروری ہے کہ دقیق حقائق و معارف کو عمدہ مثالوں کے ذریعہ سمجھا دیتا ہے ورنہ ان کو سمجھنا کسی انسان کے بس کا روگ نہ تھا۔

[illegible] جن خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنے نور ہدایت و معرفت سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ ان کے چند ظاہری اور باطنی احوال بیان کیے جا رہے ہیں۔ فی بیوت کا تعلق یسبح سے ہے یعنی یہ لوگ ان گھروں میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کے بلند کرنے کا اس نے حکم دیا ہے جیسا کہ مرجع ثبوت ہے اور [illegible] کے آخر میں اس لیے ذکر کیا

لیکن اگر کوئی [illegible] تدبیر [illegible] جس طرح [illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible] صاحب [illegible] میں [illegible] ذکر ہے تو خوب ہے
فرماتے [illegible] ہیں [illegible] عبادت کی [illegible] اور حدیث پاک اور تفسیر کی [illegible]
نشان [illegible] اور [illegible] اور [illegible] پر [illegible] چھت پر [illegible]
ڈال دیتے ہیں [illegible] (قرطبی)

حدیث پاک میں ہے [illegible] مسجدا [illegible] جو شخص [illegible] اللہ کے لئے [illegible]
اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے [illegible] حضرت [illegible] نے [illegible] کیا ہے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کی [illegible] کی علامت اور [illegible]
پاک [illegible] حضرت عثمان غنی نے [illegible] کی لکڑی سے [illegible]
[illegible] المسجد [illegible] الذهب [illegible] مسجد [illegible]
[illegible] کے [illegible] نقش و نگار [illegible] حضرت عمر بن عبد العزیز [illegible]
تعمیر [illegible] نقش و نگار [illegible] القرآن [illegible]
[illegible] اور [illegible] پاک کے [illegible]
[illegible] کیونکہ ان کی [illegible] ہوتی ہے [illegible] الله [illegible]
[illegible] الملك [illegible] اسی [illegible]
[illegible] المساجد [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت تمیم الداری شام سے مدینہ طیبہ [illegible] اور [illegible] ساتھ [illegible]
[illegible] کا [illegible] رات [illegible] کی [illegible] اور [illegible]
[illegible]
جب [illegible] حضرت [illegible] آپ [illegible] کی
تمیم الداری نے [illegible] نورت الاسلام نور الله عليك في الدنيا والآخرة [illegible]
اسلام کو منور کیا اللہ تعالیٰ تمہاری آخرت اور دنیا کو [illegible] اسی لئے فقہاء نے اس بات کو مستحب [illegible] کہ
[illegible]
کی شکل میں [illegible]

[illegible] المساجد [illegible] الشمع [illegible]
[illegible] في انوار المساجد (قرطبی)

فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ

ان میں اللہ تعالیٰ کا نام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان گھروں میں صبح اور شام۔ وہ جواں مرد جنہیں غافل نہیں

تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ

کرتی تجارت اور نہ خرید و فروخت یاد الٰہی سے اور نماز ادا کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے۔

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ

وہ ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے کہ پھر جائیں گے جس میں دل اور آنکھیں پتھرا جائیں گی ستہ تاکہ جزا دے انہیں

اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ تعالیٰ ان کے بہترین عملوں کی شتہ اور اس سے بھی زیادہ عطا فرمائے انہیں اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے

جیسا مسجد میں داخل ہونے کے آداب کا ذکر کر دیا جو نقل معلوم ہوتا ہے حضرت سیدہ زہرا فاطمۃ علی ابیہا و علیہا الصلوات والتسلیمات سے ابن ماجہ نے یہ حدیث نقل کی ہے آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو پڑھتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور جب باہر تشریف لاتے تو پڑھتے بسم اللہ والصلوۃ علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک وفضلک۔

اور جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے مستحب یہ ہے کہ اگر نفل پڑھنے کا وقت ہو تو دو رکعت نفل پڑھے۔ اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس (قرطبی)

سلتہ یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا کے کاروبار کی کثرت کے باوجود ذکر الٰہی سے غافل ہوتے ہیں نہ نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں ہر وقت قیامت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے ہیں۔

ستہ روز حشر کی ہولناکی اور دہشت کا بیان ہے یعنی اس دن دل شدت خوف سے گھبرا جائیں گے آنکھیں حیرانگی کی وجہ سے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی ای تتقلب القلوب من الخوف فترجع الی الحنجرۃ فلا تنزل ولا تخرج وتتقلب الابصار ای تشخص من ھول الامر وشدتہ یعنی دل ڈر کے مارے گلے میں اٹک جائیں گے اور آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی

شتہ اس کا تعلق یسبح له یا یخافون سے ہو سکتا ہے لیکن علامہ زمخشری کے نزدیک پہلا بہتر ہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝٣٨ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ

چاہتا ہے بے حساب ۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا شہ ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چمکتی ریت کسی چٹیل میدان میں

الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ

خیال کرتا ہے اسے پیاسا پانی یہاں تک کہ جب وہ آیا اس کے پاس تو نہ پایا اسے کچھ بھی اور پایا اللہ کو اپنے پاس پس اللہ تعالیٰ نے

فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝٣٩ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ

اسے پورا پورا دیا اس کا حساب اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے ۔ یا اعمال کفار ایسے ہیں جیسے اندھیرے گہرے سمندر میں

لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ

جسے ڈھانپ رکھا ہو موج نے جس کے اوپر ایک اور موج ہو ۔ اس کے اوپر بادل ہو ۔ اندھیرے

کہ اس کا مستحق محروم رہ جائے۔ ان تمام معانی کو شامل ہے۔ شہ یعطی من یشاء بغیر حساب کے دو معنی کیے گئے ہیں یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر لحاظ سے بے شمار انعامات سے نوازے گا انہیں ان کے اعمال کی جزا ہی نہیں دے گا صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اپنے فضل و کرم کے بے پایاں خزانوں سے انہیں وہ نعمتیں دے گا جن کا یہ ابھی تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ارشاد الٰہی ہے اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر یعنی میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں جن کے بارے میں کسی کان کو سننا نصیب ہوا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا ہے۔ آیت کے آخر میں واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب فرما کر بندہ نوازی کی حد کر دی۔

شہ اب کفار کے اعمال کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ وہ اعمال جنہیں وہ اچھا سمجھ کر کرتے ہیں اور خوش فہمی میں مبتلا ہیں ان کی مثال سراب کی سی ہے جو دور سے نظر آتا ہے۔ لق و دق صحرا میں پیاسا دور سے اس کی طرف چلتا ہے تاکہ پانی پی کر پیاس بجھائے وہاں پہنچ کر اسے پتہ چلتا ہے کہ پانی کا دریا تو کیا ایک قطرہ بھی نہیں۔ یہی حال ان کا ہو گا۔ سراب وہ چمکتی ہوئی ریت جو دور سے پانی نظر آتی ہے۔ قیعۃ اس کی جمع قیعان ہے کہ اسے ہموار میدان کہتے ہیں۔ ھی الارض المنبسطۃ المستویۃ۔

شہ کفار کے اعمال کی ایک دوسری مثال بیان کی جا رہی ہے حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی تحریر فرماتے ہیں

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۚ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ۗ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ

ہیں ایک دوسرے کے اوپر۔ جب وہ نکالے اپنا ہاتھ تو اسے بھی نہ دیکھ پائے اور جسے نہیں بنایا

اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي

اللہ تعالیٰ نے جس کے لیے نور تو اس کے لیے کوئی نور نہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بیشک اللہ ہی ہے جس کی تسبیح بیان کرتے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ ۖ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَ

ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے ہوئے۔ ہر ایک جانتا ہے اپنی نماز اور اپنی

ایک اندھیرا دریا کی گہرائی کا، اس پر ایک اور اندھیرا موج کے تلاطم کا، اس پر بادل کا اندھیرا اور رات کی گہری تاریکی کا۔ ان اندھیروں کی شدت کا یہ عالم کہ اگر وہ اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی نہیں دیکھ پاتا حالانکہ ہاتھ نہایت ہی قریب اور اپنے جسم کا جزو ہے۔ جب یہ بھی نظر نہیں آتا تو دوسری چیز کیا نظر آئے گی۔ یہی حال کافر کا ہے کہ وہ عقیدہ باطل اور قول باطل اور عمل قبیح کی تاریکیوں میں گرفتار ہے۔ بعض مفسرین نے دریا کی گہرائی سے کافر کے دل کو اور موجوں سے جہل، شک و حیرت کو جو کافر کے دل پر چھائے رہتے ہیں اور بادلوں سے مہر کو جو ان کے دلوں پر ہے تشبیہ دی ہے۔ بحر لجی۔ گہرا سمندر جس کی تہ معلوم نہ ہو سکے۔ منسوب الی اللجة والذی لا یدرک قعرہ۔

ہدایت یا نور وہی ہو سکتا ہے جس کی دستگیری توفیق الٰہی کرے۔ عقل، علم، کوشش اس کی توفیق کے بغیر سب بے سود اور بے حاصل ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ ہر سمت، ہر طرف، پستی و بلندی ہر جگہ صرف نور فشانی کر رہا ہے تو کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اس کا انکار کرے اور اس کی ذات و صفات کے علاوہ کسی اور کی عبادت بجا لائے اور جو لوگ اس نور کی تجلیوں سے روشنی حاصل نہیں کر سکتے ان کی مثال وہی ہے جس کا ذکر اوپر گزرا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب فرماتے ہیں کہ دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کے نور کے جلوے ہر جگہ نظر آ رہے ہیں۔ کائنات ارضی و سماوی میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس کے دربار میں [illegible] سر نیاز جھکائے ہوئے اس کی تسبیح و تہلیل میں مصروف نہ ہو۔ فضا کے پرندوں کو پر پھیلائے اڑتے دیکھیں، وہ کس کی عظمت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ صافات ای باسطات اجنحتہم فی الھواء۔ ہوا میں پر پھیلائے ہوئے۔

تَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

تسبیح کو۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ

اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ چلاتا ہے بادل کو پھر جوڑ دیتا ہے

ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ

انہیں پھر بنا دیتا ہے تہ بہ تہ پھر تو دیکھتا ہے کہ بارش نکلتی ہے اس کے درمیان سے اور اتارتا

السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ

ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے برف کے پہاڑوں سے اولے پھر برساتا ہے انہیں جس پر چاہتا ہے اور پھیر دیتا ہے ان کو

عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللّٰهُ

جس سے چاہتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک لے جائے آنکھوں کی بینائی الٹ پلٹ کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ

۲۳؎ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اس کی مخصوص عبادت اور تسبیح کا طریقہ بتا دیا ہے وہ اسی کے مطابق اس کی تسبیح میں مشغول رہتا ہے۔

۲۴؎ یہاں قدرت الٰہیہ کا ایک نادر منظر پیش کیا جا رہا ہے کہ کس طرح ہوا بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو اکٹھا کر دیتی ہے پھر ان کو باہم ملا کر تہ بہ تہ کر دیتی ہے۔ علامہ راغب لکھتے ہیں۔ الرکم جمع الشیء یقال منہ رکم الشیء یرکمہ رکما اذا جمعہ والقی بعضہ علی بعض۔ الرکمۃ الطین المجموع والرکام الرمل المتراکم وکذلک السحاب یعنی رکم کا معنی ہے کسی چیز کو اکٹھا کرنا۔ جب کسی چیز کو اکٹھا کیا جائے اور اسے اوپر نیچے تہ بہ تہ رکھ دیا جائے تو کہتے ہیں رکم الشیء یرکمہ۔ گارے کے ڈھیر کو الرکمۃ کہتے ہیں اور ریت کے ڈھیر کو رکام کہتے ہیں۔ اسی طرح بادل جب تہ بہ تہ ہو جائے تو اسے رکام کہا جاتا ہے۔ الودق المطر (قرطبی)

۲۵؎ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ من الجبال میں من تبعیض کے لیے ہے اور من برد میں من بیان جنس کے لیے ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے ویُنزل من السماء مقدار جبال یعنی آسمان سے برف اتارتا ہے جو پہاڑوں کی طرح بڑی ہوتی ہے۔ یا ویُنزل من السماء بعض جبال من برد یعنی آسمان سے جب برف برستی ہے تو اتنی

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَ

رات اور دن کی شہ بیشک اس میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا

كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

کیا ہے ہر جاندار کو پانی سے شہ تو ان میں کچھ تو رینگتے ہیں پیٹ کے بل اور ان میں سے بعض

یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰۤی اَرْبَعٍ ۚ یَخْلُقُ اللّٰهُ

چلتے ہیں دو ٹانگوں پر۔ اور ان میں سے بعض چلتے ہیں چار ٹانگوں پر پیدا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ

مَا یَشَآءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ ۚ

جو چاہتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ہم نے اتاری ہیں آیتیں حق کو واضح

وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

بیان کرنے والی اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف۔ اور یہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں

کثرت سے کہ معلوم ہوتا ہے بدلیوں کے پہاڑ ہیں جو آسمان سے اتر رہے ہیں۔

شہ بادلوں کے مختلف ٹکڑے جو آسمان پر ادھر ادھر بکھرے ہوئے تیرتے ہیں ان کو ہوائیں دھکیل کر اکٹھا کر دیتی ہیں یہاں تک کہ گہری گھٹا بن کر آسمان پر چھا جاتی ہیں پھر اس میں سے بارش کی بوندیں برستی ہیں اور بعض اوقات اس میں جو اولے ہوتے ہیں وہ برستے اور جہاں آئے وہاں ہوتے ہیں یہ سب اسی کے حکم کے مطابق ہی ہے جب اور جہاں چاہتا ہے برستے ہیں اور [illegible] کو تر و تازہ کر دیتے ہیں۔ [illegible] روشنی جب بجلی چمکتی ہے تو وہ اتنی تیز روشنی ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنکھوں کی بینائی کو سلب کر لے گی۔

شہ گردش لیل و نہار بھی اسی کے حکم سے رونما ہوتی ہے۔

شہ یہ مخلوق کی رنگا رنگ قسمیں دکھائی دے رہی ہیں یہ سب ایک قطرہ آب سے پیدا کی گئی ہیں ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو پیٹ کے بل رینگتے ہیں بعض دو ٹانگوں والے انسان اور پرندے، اور بعض چار ٹانگوں پر چلتے ہیں۔ ہر ایک اپنی ہیئت اور خصوصیات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی یکتائی کی گواہی دے رہا ہے

بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

[illegible]

وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ

[illegible]

بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ

[illegible] کیا ان کے دلوں میں مرض ہے یا [illegible] شک [illegible]

أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّمَا

[illegible] اللہ [illegible] اور اس کا رسول [illegible] بلکہ [illegible] وہ خود ظالم ہیں [illegible]

كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

کی بات [illegible] جب [illegible] اللہ [illegible] اور اس کے رسول کی طرف [illegible] فیصلہ [illegible]

أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَن يُطِعِ

[illegible] ہم نے سنا اور [illegible] مانا اور یہی لوگ [illegible] اور جو [illegible] اطاعت کرے

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾

اللہ کی اور اس کے رسول کی [illegible] اور [illegible] سے ڈرے [illegible] تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ [illegible]

[illegible] جب [illegible] اللہ اور رسول کی طرف [illegible] فیصلہ کے لیے [illegible]

[illegible] ایک [illegible]

[illegible] اشہد ان لا الٰہ [illegible]

[illegible] اشہد ان محمدا [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] توریت، انجیل [illegible]

[illegible] ایک آیت [illegible]

[illegible] کتاب [illegible]

[illegible] مطلب [illegible] بیان [illegible]

قال قولہ تعالیٰ ومن يطع الله [illegible] ورسوله [illegible] ويخش الله [illegible] ويتقه [illegible]

[illegible] فاولئك هم الفائزون [illegible] من النار [illegible] الجنة [illegible]

قال [illegible] اللہ تعالیٰ کی اطاعت [illegible]

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ قُلْ

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بڑے زور سے کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ ضرور نکل پڑیں گے فرمایئے

لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ

قسمیں نہ کھاؤ [illegible] اطاعت [illegible] بے شک اللہ تعالیٰ آگاہ ہے جو تم کرتے ہو فرمایئے

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی پھر اگر تم منہ پھیرو تو رسول پر وہی ہے جو اس کے ذمہ ہے

وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا

اور تم پر وہ ہے جو تمہارے ذمہ ہے اور اگر تم اطاعت کرو گے اس کی تو ہدایت پا جاؤ گے اور نہیں ہے رسول کے ذمہ مگر

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کہ واضح طور پر پہنچا دینا وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کیے

اور جنت میں [illegible] پیروی کرتا ہے [illegible] ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور [illegible] تقویٰ اختیار کرتا ہے یہی لوگ کامیاب ہیں اور کامیاب وہ شخص ہے جسے آتش جہنم سے نجات مل گئی اور جنت میں داخل کر دیا گیا

ؑ منافقین کے [illegible] بیان کیا جا رہا ہے۔ یہ لوگ [illegible] کہتے ہیں [illegible] قسمیں اٹھا اٹھا کر کہتے ہیں کہ حضور آپ ہمیں [illegible] حکم دیں [illegible] تیار ہیں [illegible] میدان جہاد کی طرف چل پڑیں گے [illegible] ارشاد فرمایا ہے کہ انہیں کہہ دو یہ قسمیں اٹھانے کی ضرورت نہیں [illegible] اطاعت کا حال سب کو معلوم ہے جب قربانی دینے کا وقت آئے گا تو تم اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھ رہو گے۔

طاعۃ معروفۃ کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ [illegible] کی ضرورت نہیں [illegible] کے مطابق [illegible] مطلوب ہے

ؔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]

[illegible] پہلے [illegible] کر [illegible] تھی [illegible] کے وقت وہ دولت ایمان اور ساتھ [illegible] لیکن [illegible] آپ کے [illegible] بھی [illegible] کے بعد [illegible] تو صحابہ کرام ہر وقت مسلح رہتے، رات دن دشمن [illegible] کا خطرہ لاحق رہتا تھا۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ [illegible] ہم [illegible] اور [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا لن تغبروا الا یسیرا حتی یجلس الرجل منکم فی الملا العظیم محتبیا لیس علیہ حدیدۃ (الحدیث)

بہت تھوڑا وقت [illegible] بیٹھے گا [illegible] کوئی ہتھیار نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے اس [illegible] یہ آیت نازل فرمائی۔

تاریخ کی [illegible] اس بات کی تصدیق [illegible] کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو وعدہ فرمایا تھا [illegible] مکہ، خیبر [illegible] یمن [illegible] میں شامل ہو گئے۔ قیصر روم، مقوقس مصر [illegible] بارگاہ رسالت میں [illegible] حضور کی رحلت کے بعد [illegible] گیا۔ [illegible] اسلامی [illegible] فتوحات [illegible] مشرق میں حضرت [illegible] اور مغرب میں حضرت ابو عبیدہ کی قیادت میں افواج اسلامیہ نے [illegible] شروع کر دیے۔ حضرت فاروق اعظم [illegible] کی برکت [illegible] فتوحات کی انتہا ہو گئی۔ [illegible] سلطنت [illegible] حضرت عثمان [illegible] مشرق [illegible] اسلامی فتوحات کا [illegible] چین کی سرحدوں تک پھیل گیا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] تھا۔

حضرت عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا کہ ایک صحابی حاضر ہوا اور اس نے فقر و فاقہ

کی حکایت کی ہو؟ اور اس سلسلہ میں آپ کی دستِ مبارک کا شعلہ کیا؟ حضرت نے فرمایا اے سعد! کیا تم نے بھی دیکھا؟ شہر دیکھے ہیں؟ [illegible] اس وقت [illegible] لوگوں سے [illegible] اگر تیری ہمت [illegible] ایک [illegible] اونٹنی پر سوار ہو کر [illegible] دل میں خیال کرے گا [illegible] کہاں [illegible] پھر حضرت نے فرمایا [illegible] کسریٰ [illegible] کسریٰ بن ہرمز [illegible] نے فرمایا کسریٰ بن ہرمز [illegible] پھر حضرت نے فرمایا [illegible] چادر [illegible] آ گئی [illegible] سلطنت اسلامیہ [illegible] پر سوار ہو کر [illegible] کسریٰ کے [illegible] فتح کیے [illegible] کتب کا مطالعہ کرنے کی ہمت ہی [illegible] اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جو وعدہ فرمایا ہے [illegible] شریف [illegible] حدیث کی معتبر ترین کتاب ہے اس کی روایت ملاحظہ فرمائیے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما حفر رسول اللہ الخندق مروا بکدیۃ فتناول رسول اللہ المعول من ید امیر المؤمنین او من ید سلمان فضرب بها ضربۃ فتفرقت بثلاث فرق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لقد فتح علی فی ضربتی ہذہ کنوز کسری و قیصر [illegible]

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو راستہ میں ایک چٹان حائل ہو گئی حضرت نے کدال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دستِ مبارک سے یا حضرت سلمان [illegible] لے کر اس چٹان پر ایک ضرب لگائی اس کے تین ٹکڑے ہو گئے حضور نے فرمایا لقد فتحت علی فی ضربتی ہذہ کنوز کسری و قیصر یعنی اس ضرب سے میرے لیے کسریٰ اور قیصر کے خزانے فتح کر دیے گئے ہیں اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ روایت [illegible] میں ہے [illegible] روایت میں حضرت علی کے [illegible] شک [illegible] اس واقعہ کو صاحب حملہ حیدری نے اشعار میں ذکر کیا ہے یہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

بیاں تا چنیں گفت خیر البشر کہ اول جست برق تحت الحجر
نمودند ایوان کسریٰ بمن دوم قصر روم و سوم از یمن
سبب ما چنیں گفت [illegible] کہ [illegible]

بریں مملکت ہا مسلط شوند — بآئین من اصل آں بگروند
چنیں مژدہ دادند لشکر طلب ہا — جستہ بار تکبیر کرد او دا
شنیدہ آں مژدہ چوں مومناں — کشیدہ تکبیر بیش از گماں

ترجمہ:-

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ جب میں نے چٹان کو ضرب لگائی تو پہلی مرتبہ آگ کا شعلہ نکلا۔

۲۔ تو مجھے کسریٰ کا محل دکھایا گیا۔ دوسری مرتبہ قیصر روم کا محل اور تیسری مرتبہ یمن۔

۳۔ اس کی وجہ جبرائیل امین نے یہ بیان کی کہ میرے بعد دین کے مددگار اور اصحاب

۴۔ ان ملکوں پر قابض ہوں گے اور وہاں کے باشندوں کو میری شریعت کا پابند کریں گے۔

۵۔ اس خوشخبری کو سن کر اور اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میں نے تین دفعہ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا!

۶۔ جب اہل ایمان نے حضور کی زبان مبارک سے یہ خوشخبری سنی تو سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

یہ چیز قابل غور ہے کہ حضور نے ان ملکوں کی فتوحات کو اپنی فتوحات قرار دیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کا لطف اور احسان فرمایا ہے اور اس کے شکر کے لیے حضور نے اور حضور کے غلاموں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے۔ اگر معاذ اللہ حضرت صدیق و فاروق خلیفہ برحق نہ ہوتے بلکہ نعوذ باللہ جابر اور غاصب ہوتے تو کیا ان کے زمانہ میں جو فتوحات ہوئیں انہیں حضور کی فتوحات کہنا درست ہوتا؟ اور ایسی فتوحات پر حضور مسرت و شادمانی کا اظہار فرماتے؟ کوئی اہل عقل و فہم رکھنے والا انسان بھی ان واقعات کی روشنی میں شیخین کی خلافت پر اعتراض کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔

مزید تسلی قلب کے لیے خود حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد گرامی پیش کیا جاتا ہے جو آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے متعلق فرمایا۔ مسلمانوں کی رہبری ہو رہی ہے۔ نئی نئی فتوحات ہو رہی تھیں۔ محاذ جنگ سے اطلاع آئی کہ کسریٰ نے ایک لشکر عظیم مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار کیا ہے۔ حضرت فاروق اعظم نے ارادہ کیا کہ کسریٰ کے مقابلہ میں وہ لشکر اسلام کی قیادت خود فرمائیں۔ مجلس شوریٰ طلب کی گئی اور اس موضوع کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اس بات کی تائید نہ کی کہ حضرت عمر خود جنگ میں شرکت کریں اور اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ آپ خود یہیں ٹھہریں۔ اگر حق کی طلب صادق آپ کے دل میں ہوگی تو بیسیوں پر حق واضح ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ان هذا الامر لم يكن نصره ولا خذلانه بكثرة ولا بقلة وهو دين الله الذي اظهره وجنده الذي اعده وامده حتى بلغ ما بلغ وطلع حيث طلع ونحن على موعود من الله والله منجز وعده وناصر جنده ومكان القيم بالامر مكان النظام من الخرز يجمعه ويضمه فاذا انقطع النظام تفرق الخرز وذهب ثم لم يجتمع بحذافيره ابدا والعرب اليوم وان كانوا قليلا فهم كثيرون بالاسلام عزيزون

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جس طرح اس نے خلیفہ بنایا ان کو جو ان سے پہلے تھے اور مستحکم

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ

کر دے گا ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لیے اور وہ ضرور بدل دے گا انہیں ان

بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ

کی حالت خوف کو امن سے۔ وہ میری عبادت کرتے ہیں، کسی کو میرا شریک نہیں بناتے اور جس نے ناشکری کی

(الاحتجاج [illegible] ۱۳۰۰ھ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: اس کام کی فتح و شکست کثرت تعداد کی وجہ سے اور اس کی ناکامی تعداد کی قلت کی وجہ سے نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس کو اس نے غلبہ عطا فرمایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے جس کو اس نے تیار کیا ہے اور جس کی مدد اس نے فرمائی ہے یہاں تک کہ وہ ترقی کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہے۔ ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ یہاں آپ نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا وعد اللہ الذین امنو منکم۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو ضرور پورا فرمائے گا اور اپنے لشکر کی مدد فرمائے گا۔ خلیفہ اسلام کی حیثیت اس دھاگے کی ہے جس میں دانے پروئے ہوتے ہیں اگر دھاگا ٹوٹ جائے تو دانے بکھر جاتے ہیں اور پھر سب کو یکجا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ عرب اگرچہ تعداد میں تو کم ہیں لیکن اسلام کی برکت سے وہ کثیر ہیں اور باہمی اتفاق کی وجہ سے وہ ہر حال میں غالب ہیں۔

آپ نے صاف بتا دیا کہ باب مدینۃ العلم نے حضرت عمر کے لشکر کو اللہ تعالیٰ کا لشکر کہا اور وضاحت سے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ اس آیت میں مسلمانوں سے کیا ہے وہ آپ کے سامنے پورا ہو گا۔ اب بھی اگر کوئی شخص خلفاء راشدین کی خلافت کو برحق نہیں سمجھتا اور ان کے متعلق کسی قسم کی بدگمانی رکھتا ہے تو وہ بیک وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم اور امیر المومنین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب کے ارشادات پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے تعصب سے بچائے اور اسلام کے جاں نثار سپاہیوں کی عزت و تکریم کرنے اور ان کے نقش قدم پر چل کر دین کو سربلند کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ ابھی پورا نہیں ہوا بلکہ جب امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے تو اس وقت یہ وعدہ پورا ہو گا۔ [illegible] جو صحابہ کرام اس آیت کے مخاطب تھے وہی مسلمان [illegible] اگر ان کی اس بات کو صحیح مان لیا جائے تو ثابت ہو گا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں بھی یہ وعدہ پورا نہیں ہوا اور ہم ایسا کہنے کی جرات نہیں کر سکتے۔

بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ

اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں اور صحیح صحیح ادا کیا کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ

وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور اطاعت کرو رسول (پاک) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔ یہ خیال ہرگز نہ کیجیے کہ کفار عاجز

مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

کر دینے والے ہیں (ہمیں) سرزمین میں اور ان کا ٹھکانا آتش (جہنم) ہے اور بہت بری ٹھکانا ہے ۔ اے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ

ایمان والو! اذن طلب کیا کریں تم سے (گھر والوں میں داخل ہوتے) وقت تمہارے غلام اور وہ لڑکے

لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

جو ابھی بلوغ کو نہیں پہنچے ۔ تم میں سے تین مرتبہ ۔ نماز فجر سے پہلے ۔

وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ

اور جب تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے

الْعِشَآءِ ؕ۫ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ

بعد ۔ یہ تین پردے کے وقت ہیں تمہارے لیے ۔ نہ تم پر اور نہ ان پر کوئی گناہ ہے

۸۵؎ اسلامی طرز معاشرت کا ایک اور فصل بیان کیا جا رہا ہے۔ پہلے حکم دیا گیا تھا کہ جب تم کسی کے گھر داخل ہونے لگو تو اجازت طلب کر لیں۔ اگر اپنے بچوں کو اور گھر کے خدام کو جن کا ہر وقت گھر میں آنا جانا ہے تو اسے ان پر بھی لازم کر دیا جاتا کہ وہ اذن کے بغیر داخل نہیں ہوں گے تو بڑی مشقت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا اس لیے ان کے متعلق اس آیت میں وضاحت فرما دی کہ بچے اور خدام اگر ان تین اوقات میں گھر میں داخل ہوں جن کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے تو وہ بھی اجازت لے کر داخل ہوں کیونکہ ان اوقات میں انسان ستر پوشی میں سستی کرتا ہے ہو سکتا ہے

بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

ان اوقات کے علاوہ کثرت سے آنا جانا رہتا ہے تمہارا ایک دوسرے کے پاس اسی طرح صاف صاف بیان فرماتا

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ

ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکام، اور اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ اور جب پہنچ جائیں تمہارے بچے

الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ

سن بلوغ کو تو انہیں بھی اذن طلب کیا کریں جس طرح اذن طلب کیا کرتے ہیں وہ لوگ جن کا ذکر پہلے ہو چکا یونہی

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ

صاف صاف بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکام، اور اللہ تعالیٰ علیم ہے حکیم ہے۔ اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں جو

الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ

نہیں امید رکھتیں نکاح کی تو ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ رکھ دیں اپنے زائد کپڑے

ان کے علاوہ باقی اوقات میں [illegible] بلا اجازت آنے کی اجازت ہے [illegible] گھر میں [illegible] اپنے معمول کے لباس میں ہوتے ہیں، ان اوقات کے علاوہ بغیر اجازت گھر میں داخل ہو سکتے ہیں۔

ف۳ اس آیت کے اس جملہ کا ترجمہ ابن عباس نے یوں کیا ہے طوافون علیکم بعضکم علی بعض یعنی وہ کثرت سے تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ تم بھی ایک دوسرے کے پاس کثرت سے آتے جاتے ہو

ف۴ پہلی آیت میں نابالغ بچوں کو گھر میں [illegible] اجازت لینے کا حکم تھا اس آیت میں جب وہ بچے بالغ ہو جائیں تو ان کو ہر وقت گھر میں آنے سے پہلے اجازت طلب کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

ف۵ قواعد جمع ہے اس کا واحد قاعد ہے قاعدۃ نہیں۔ تا تانیث کی اس لیے ضرورت نہ رہی کہ یہ صفت عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے جس طرح حائض، حامل وغیرہ الفاظ ہیں [illegible] کا معنی ہوا وہ عورت جو اپنے گھر میں بیٹھ رہنے والی ہو۔ قواعد سے مراد وہ عورتیں ہیں جو بچے جننے سے عاجز ہو جائیں اور انہیں حیض آنا بند ہو جائے۔ ربیعہ کہتے ہیں [illegible] کہ جب [illegible] ان کو دیکھے تو ان کی بڑھاپے کی وجہ سے ان سے نفرت کرنے لگے [illegible] ان کے اوپر اوڑھنے والی

غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

شرطیکہ وہ ظاہر کرنے والی نہ ہوں اپنی آرائش اور ان کا اس سے بھی اجتناب کرنا ان کے لیے بہت بہتر ہے اور اللہ سب

عَلِيْمٌ ﴿٦٠﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا

کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ نہ اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے ۱۳۳ اور نہ

عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

بیمار پر کوئی حرج ہے اور نہ تم پر اس بات میں کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ

اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے

اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا

چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان

چادر اگر استعمال نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن یہ اجازت اس وقت ہے جبکہ اس چادر کو استعمال نہ کرنے سے اس کے پیش نظر اپنی آرائش اور زینت کی نمائش نہ ہو۔

۱۳۳ اس آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں لیکن سب سے پسندیدہ وہ قول ہے جسے علامہ قرطبی نے ترجیح دی ہے آپ فرماتے ہیں اس آیت کا ایک حصہ ولا علی المریض حرج پر ختم ہوتا ہے یعنی اگر کوئی شخص نابینا، لنگڑا اور بیمار ہو تو اس پر سے ایسے اعمال کا ادا کرنا ضروری نہیں جن سے اسے تکلیف ہوتی ہو اس لیے جمعہ، جہاد وغیرہ سے یہ لوگ مستثنیٰ قرار دیے گئے ہیں۔ آیت کا دوسرا حصہ ولا علی انفسکم سے شروع ہوتا ہے جس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ وہ رشتہ دار یا احباب جن سے بے تکلفی ہو اور اگر ان کے ہاں سے کھا پی لیا جائے تو ان کے لیے زحمت یا ذلت کا موجب نہ ہو تو ایسے قریبی رشتہ داروں اور ایسے بے تکلف دوستوں کے ہاں سے کوئی چیز کھا پی لینا حلال ہے لیکن اگر وہ رشتہ دار یا دوست اس چیز کو ناپسند کریں تو پھر بلا اجازت ان کے ہاں سے کچھ کھانا درست نہیں جیسے متعدد احادیث سے واضح ہے۔ یہ لکھنے کے بعد علامہ قرطبی فرماتے ہیں فهذا معنى صحيح وتفسير بين مفيد يعضده الشرع والعقل (قرطبی) یعنی آیت کا یہی معنی صحیح ہے اور آیت کی یہ تفسیر واضح اور مفید ہے۔ شریعت اور عقل دونوں اس کی تائید کرتے ہیں

مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا

گھروں کی جن کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہیں یا اپنے دوست کے گھر نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اگر تم کھاؤ سب مل کر

اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ

یا الگ الگ۔ پھر جب تم داخل ہو گھروں میں تو سلام کرو اپنوں کو یہ دعا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

متبرک ہے اور پاکیزہ ہے۔ یوں ہی کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیتیں تاکہ تم سمجھو

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى

بیشک مومن تو وہی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں آپ کے ساتھ کسی

اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ

اجتماعی کام کے لیے تو وہاں سے نہیں جاتے جب تک آپ سے اجازت نہ لے لیں بیشک جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ

ہیں آپ سے یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ پس جب وہ اجازت مانگیں آپ سے کسی

ف جب مسلمان کسی گھر میں داخل ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہاں پہلے سے کوئی مسلمان موجود ہے تو کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور اگر وہاں کوئی شخص موجود نہ ہو تو کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اور اگر وہاں غیر مسلم رہائش پذیر ہو تو کہے السلام علی من اتبع الہدیٰ

ف اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب ابوسفیان قریش مکہ اور دیگر قبائل عرب کو لے کر مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔ جاڑے کی سردی تھی مسلمانوں کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے لیکن صبح سے شام تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل ارشاد میں ہمہ تن مصروف تھے لیکن منافق چپکے چپکے کھسک جاتے۔ بعض بہانہ بنا کر حضور سے اجازت طلب کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی اہل ایمان کا یہ شیوہ ہے کہ وہ ایسے نازک موقع پر بغیر اجازت حاصل کیے نہیں کھسکتے

شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

[illegible]

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ

[illegible]

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ

[illegible]

عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ

[illegible]

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ

[illegible]

إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾

[illegible]

لیں یا حضور سے سامنے بات کر رہے ہیں [illegible] کی اجازت حاصل کریں۔

ملہ رسول کو رسالت کا ادب و احترام ملحوظ رکھو [illegible] اس طرح خطاب کرنے سے منع کیا جاتا ہے جس طرح عام لوگ آپس میں ایک دوسرے کو خطاب کرتے ہیں۔ [illegible] رسالت کی شان [illegible] آواز اونچی کر کے پکارنے [illegible] کی بات ہے۔ [illegible] لا تقولوا یا محمد [illegible] یا رسول اللہ [illegible] وقال قتادۃ [illegible] وعظمہ۔

ملہ حضور کی [illegible] سے ڈرایا جا رہا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الفرقان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: اس کا نام سورۃ الفرقان ہے جو پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں چھ رکوع ستتر آیتیں اور آٹھ سو بانوے کلمات تین ہزار سات سو تین حروف ہیں۔

مضامین: ابتدائی آیتوں میں اس سورۃ کا ماحصل بڑی جامعیت سے بیان فرما دیا قرآن، رسالت اور توحید اس کے بعد ان میں سے ہر ایک موضوع پر مشرکین کے جو اعتراضات و شبہات تھے ان کو ذکر کیا اور اپنے مخصوص انداز بیان اور مسحور کن طرز خطاب سے ان کے جوابات دیئے اور ان کے شکوک کا ازالہ کیا۔ ساری سورۃ میں اگر آپ غور فرمائیں گے تو دیگر ضمنی مسائل کے علاوہ یہی تین بنیادی چیزیں ابھر کر نظر آئیں گی۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الفرقان مکی ہے، اور اس کی ۷۷ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ

بڑی خیر و برکت والا ہے وہ جس نے اتارا الفرقان اپنے محبوب بندے پر، تاکہ وہ بن جائے سارے جہان والوں کو [illegible]

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ

وہ خدا وہ ہے کہ اسی کے لیے حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی اور نہیں بنایا اس نے کسی کو بیٹا اور نہیں ہے اس کا

لے کیونکہ اس سورۃ میں منافقین سے خطاب ہو رہا ہے اور انہی کی معاندانہ کوشش کی تردید ہے اس لیے اس سورۃ کا آغاز بڑے پرجلال انداز میں ہوا ہے۔

"تبارک" کا اصل [illegible] اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے مخصوص ہے [illegible] گذشتہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

لَهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۳ ②

کوئی شریک سلطنت میں اور اس نے پیدا فرمایا ہے ہر چیز کو پھر اس نے مقرر کیا ہے ہر چیز کا ایک اندازہ ٹھیک

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَ

اور بنا لیے ہیں انھوں نے اس کے سوا کئی ایسے خدا جو پیدا نہیں کر سکتے کسی چیز کو اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں

کائنات کی پستیاں اور بلندیاں ہیں جو کچھ ہے سب کے لیے آپ رسول ہیں اور جب تک یہ عالم برقرار ہے حضور کی رسالت کا پرچم لہراتا رہے گا۔

۳ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کو بیان فرمایا جا رہا ہے۔ تاکہ قرآن نازل کرنے والے کی عظمت اور جلال کا [illegible] ہے جس کی حکومت و بادشاہی لازوال اور [illegible] میں ہر جگہ کی ہے۔ اس نے کسی کو اپنا فرزند نہیں بنایا اس لیے اس کی کوئی ضرورت ہے کہ کوئی شخص اس کی حکومت و سلطنت میں حصہ دار بنے کہ کچھ اس کا ہو اور کچھ اس کے شریک کا۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کا وہی مالک ہے اور وہی خالق ہے۔

۴ اس کی عظمت و علم کا یہ عالم ہے کہ اس جہان میں ان گنت قسموں کی بے شمار چیزیں ہیں لیکن کیا مجال کہ کوئی چیز اپنے مناسب سے کم یا زیادہ ہو۔ ہر چیز اپنی حد سے کم یا زیادہ نہیں۔ ذرے سے لے کر آسمانوں تک ہر چیز اس حقیقت کی شہادت دے رہی ہے کہ اس کے بنانے والے نے ہر چیز کو ٹھیک اندازے سے بنایا ہے۔ انسان اپنے آپ میں ہی غور کرے اگر آنکھیں ماتھے کے بجائے سر کے پیچھے ہوتیں، آنکھوں پر پپوٹوں کا غلاف نہ ہوتا یا اس پر پلکیں نہ ہوتیں تو کیا اس نازک ترین چیز کی حفاظت ممکن تھی۔ اگر دل جہاں ہے وہاں سے ایک انچ اوپر یا نیچے ہوتا یا بائیں طرف کی بجائے دائیں طرف ہوتا تو کیا وہ [illegible] کا کام [illegible] سکتا۔ انسان [illegible] انتظام عالم اس اعلیٰ اور مکمل مہارت سے ترتیب دیا گیا ہے جس کی کوئی وضاحت نہیں [illegible] اس طرح متصل کیا گیا ہے کہ اگر اس میں بال برابر بھی رد و بدل کیا جائے تو ہر چیز پاش پاش ہو جائے [illegible] کا یہ عالم ہے کہ ساری بلندیاں اور پستیاں اس کے سامنے [illegible] ہوتے ہیں۔ ہر چیز [illegible] ہے جس کے علم و حکمت کی ہر چیز سے ہی ہے [illegible] عظمت و [illegible] کی حکومت ہے اور اس کا کوئی شریک ہو سکتا ہے۔ اے منکرو! تم [illegible] جیسے [illegible] تم [illegible] حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔

۵ تمام حیرت ہے کہ ان مشرکین نے جنہیں اپنی دانشمندی پر بڑا ناز ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے ایسے معبود بنا لیے ہیں جو ہر قسم کے عیب و نقص کا مجموعہ اور تمام خوبیوں سے یکسر عاری ہیں

لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً

[illegible]

وَّلَا نُشُوْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ اِفْتَرٰىهُ

[illegible]

وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ

[illegible]

اَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

[illegible]

اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ

[illegible]

الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ

[illegible]

[illegible] پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں [illegible] صبح و شام [illegible] کر سنا دیا [illegible] کتاب [illegible] ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے۔ اکتتب استکتب کسی سے لکھوا [illegible]۔

[illegible] اس کے جواب میں اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ تم [illegible] سنا دو [illegible] آسمانوں کے ہر راز سے باخبر ہے [illegible] اپنی مغفرت کی بدولت تم [illegible] جنت [illegible] تمہاری [illegible] سب معاف کر دی جائیں گی [illegible] غفور و رحیم ہے

[illegible] یہ ایک اور [illegible] کہ ان کی [illegible] رسول [illegible] کھانا [illegible] بازاروں میں [illegible] اس کے ساتھ [illegible] فرشتہ [illegible] رسول تسلیم کریں۔

مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ

[illegible]

وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيٓ إِنْ

کیسے بیان کرتے ہیں آپ کے متعلق مثالیں [illegible] سو وہ گمراہ ہو گئے پس وہ نہیں پا سکتے [illegible] راستہ بڑی برکت والا ہے وہ

شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ

جو اگر چاہے تو بنا دے آپ کے لیے اس سے بہتر (یعنی) باغات رواں ہوں جن کے نیچے نہریں

۱۰ دیوار [illegible] اشعار پر اسی قسم کا نقش ہے۔ اے محبوب! تیرے مقام کو پہچان کر تیری عظمت سے بے خبر ہو کر تیری مثل کا اظہار کرنے والے [illegible] گمراہ ہو گئے [illegible] کاش انہیں حقیقی آنکھ [illegible] عیب ہوتا تو انہیں تیرے حسن سرمدی و [illegible] کا پتہ چلتا [illegible] شاعر [illegible] ہے۔ اسے سنو [illegible]

وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

چشم عالم نے اے محبوب کبھی نہیں دیکھا [illegible] حضرت کوئی [illegible] کسی عورت نے کسی ماں نے آپ سے زیادہ حسین و جمیل تو [illegible] جنا پیدا کرنے والے نے تجھے ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیری تخلیق اس طرح کی گئی ہے جیسے تیری مرضی تھی [illegible] حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں

لَهٗ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰى لِكِبَارِهَا وَهِمَّتُهُ الصُّغْرٰى أَجَلُّ مِنَ الدَّهْرِ

اس کے بڑے بڑے حوصلوں اور عزائم کا کوئی اندازہ [illegible] اس کا سب سے چھوٹا حوصلہ زمانے سے بھی بڑا ہے لیکن یہ وہ عشق و محبت کی راہ پر چلے اور نہ انہیں تیری معرفت نصیب ہوئی وہ بے سبب الزامات اور بہتانات کے [illegible] میں ہی سرگرداں ہو کر رہ گئے۔ اسی لیے کبھی کہتے ہیں کہ جادوگر ہے کبھی کہتے ہیں کہ کسی نے اس پر جادو کر دیا ہے کبھی کہتے ہیں یہ کلام کسی [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں [illegible] کی مدد کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں شاعر ہے [illegible] حقیقت کا راستہ گم کر بیٹھے ہیں اور [illegible] وادیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

۱۱ اللہ تعالیٰ کی جو دولت [illegible] آپ کو ظاہری [illegible] بھی دے دیتا [illegible] سوال [illegible] آپ کی [illegible] کے لیے [illegible] وسعت اور [illegible] آپ کو پیش کی گئی ہے اس کے سامنے یہ [illegible] حدیث پاک میں ہے کہ اس آیت کے [illegible] بارگاہ رسالت میں حاضر [illegible] رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ پھر کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت آپ کو

وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۖ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ

اور بنادے آپ کے لیے بہت سے محلات۔ بلکہ یہ لوگ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور تیار کر رکھی ہے ہم نے

بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا

ان کے لیے جو جھٹلاتے ہیں قیامت کو بھڑکتی ہوئی آگ۔ جب وہ دیکھے گی انہیں دور سے تو سنیں گے اس کا جوش مارنا

وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝

اور چنگھاڑنا۔ اور جب انہیں پھینکا جائے گا اس کی کسی تنگ جگہ سے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تو پکاریں گے وہاں موت کو

[illegible] ایک [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] دنیا کے [illegible] آپ [illegible] آخرت کے [illegible] [illegible] جبرائیل [illegible] آپ تواضع اختیار کریں۔ حضور نے فرمایا [illegible] [illegible] شکورا [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کا [illegible] [illegible] [illegible]

میں [illegible] [illegible]   اور [illegible] میرا تیرا

حضرت عائشہ [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] [illegible] [illegible]

گر [illegible]   مشت خاک [illegible] سلطانی

[illegible] قیامت [illegible] [illegible]

[illegible]

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿١٤﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ

[illegible]

اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿١٥﴾

[illegible]

لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿١٦﴾

[illegible]

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ

[illegible]

اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿١٧﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا كَانَ يَنۢبَغِي لَنَآ أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَآءَ وَلَٰكِن

[illegible] نہیں یہ بات [illegible] کہ ہم بنائیں تیرے سوا کسی کو دوست لیکن تو نے

مَّتَّعْتَهُمْ وَءَابَآءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا۟ ٱلذِّكْرَ وَكَانُوا۟ قَوْمًۢا بُورًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ

[illegible]

كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن

[illegible]

يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ

[illegible] گے اسے عذاب بڑا۔ اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے

[illegible]

[illegible]

[illegible] (قرطبی)

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَ

رسول تھے وہ سب کھانا کھایا کرتے اور چلتے پھرتے بازاروں میں اور

جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿٢٠﴾

بنا دیا ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش کیا تم صبر کرو گے اور ہے آپ کا رب خوب دیکھنے والا

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ

اور کہا ان لوگوں نے جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی کیوں نہ اتارے گئے ہم پر فرشتے

ف یعنی کفار کا آپ پر اعتراض کرنا کہ آپ کھاتے پیتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں باطل ہے آپ سے پہلے بھی جتنے رسول بھیجے گئے وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے علیہم السلام [illegible] بازاروں میں تشریف لے جاتے تھے اور بازاروں میں جانا مقام رسالت اور شان نبوت کے خلاف نہیں جیسے ان لوگوں نے کہا ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ کفار کے اس اعتراض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہوئے تو جبریل آئے [illegible] رسول اللہ [illegible] علیہ السلام [illegible] السلام علیک یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ [illegible] آپ کا رب [illegible] اور اس کا ارشاد ہے [illegible] قرآن میں یہ آیت پڑھ کر سنائی حبیب کی اتنی دلجوئی کی گئی سبحان

ف یعنی ہر شخص اپنے مقابل سے آزمایا جاتا ہے [illegible] بڑی جامع اور مختصر بات کہی ہے [illegible] مثلاً [illegible] کسی مصیبت زدہ [illegible] اپنی حالت سے [illegible] صبر کرنے والے [illegible] اس کے لیے فتنہ ہے [illegible] صبر [illegible] سمجھنا اس کے لیے [illegible] آزمائش میں کامیاب ہونے کا طریقہ [illegible] صبر [illegible] اپنے [illegible] صبر [illegible] [illegible] کے حق میں بہتر ہے یعنی صبر کرو [illegible] اس [illegible] سے بچنے کے لیے [illegible] ارشاد [illegible] [illegible] بخاری و مسلم ہر شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو مال اور جسمانی [illegible] میں اس سے افضل ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ان کی طرف دیکھے جو اس سے بھی زیادہ نادار [illegible]

ف اللہ تعالیٰ سب کو دیکھ رہا ہے اور ہر شخص کا طریقہ عمل اس پر عیاں ہے

ف یعنی [illegible] کے لیے [illegible] کیوں نہ فرشتے اتار کر [illegible] [illegible]

أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا

[illegible]

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ

[illegible]

حِجْرًا مَّحْجُورًا ۔ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ

[illegible]

[illegible]

هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝۲۳ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ

بنا کر اڑا دیں گے۔ اہل جنت کا اس روز بہت اچھا ٹھکانا ہوگا اور وہ دوپہر گزارنے کی جگہ بھی

مَقِيْلًا ۝۲۴ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝۲۵

آرام دہ ہوگی اور یاد کرو جس روز پھٹ جائیگا آسمان اور بادل نمودار ہوگا اور اتارے جائینگے فرشتے گروہ در گروہ

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝۲۶

اس روز حقیقی بادشاہی صرف رحمٰن کی ہوگی اور وہ دن کافروں کے لیے بڑا مشکل ہوگا

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ

اور اس روز ظالم (فرط ندامت سے) کاٹے گا اپنے ہاتھوں کو (اور) کہے گا کاش! میں نے اختیار کیا ہوتا رسول

المسکن ای مقصدہ وقال مجاہد مقیلا ای مجلسا (قرطبی)

اب جنتیوں کے ساتھ جو سلوک ہوگا وہ سنیے اور کوشش کیجیے اس مرتبہ کو پانے کی۔ اگر نصیب ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اس کا محبوب خوش ہو جائے تاکہ جنت کی نعمتوں کے علاوہ نصیب ہو سکے ہی طلعت اور خدا بوسیے کا مرتبہ۔ مقیل: قیلولہ کرنے کی جگہ۔

وقوع قیامت کا ہولناک منظر بتایا جا رہا ہے۔ مفسرین کرام نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان فرمایا ہے کہ آسمان پھٹ جائے گا اور اس کی جگہ سفید رنگ کا پتلا سا بادل نمودار ہوگا جو کہر کی مانند ہوگا۔ معنی ان السماء تتشقق عن سحاب ابیض رقیق مثل الضبابة (قرطبی)۔

دنیاوی بادشاہیاں اور مجازی حکومتیں اور ان کے دعویدار سب ناپید ہو جائیں گے اور حقیقی شہنشاہی اور سلطانی کے تخت پر اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائے گا۔ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑ لے گا اور زمینوں کو دوسرے ہاتھ میں لے لے گا، پھر فرمائے گا: انا الملک انا الدیان این ملوک الارض این الجبارون این المتکبرون۔ میں ہوں بادشاہ، میں ہوں بدلہ دینے والا، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ، کہاں ہیں وہ سرکش اور متکبر۔ ہر طرف سناٹا چھا جائے گا کوئی دم نہ مار سکے گا۔

وہ دن کفار کے لیے تو انتہائی مصیبت اور مشکل کا دن ہوگا لیکن اہل ایمان اس روز خرم و شاداں ہوں گے۔ لا یحزنهم الفزع الاکبر۔ انہیں وہ دل ہلا دینے والی گھبراہٹ غمناک نہ کرے گی۔ حضرت ابوسعید خدری

الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾

رسول کی معیت میں نجات کا راستہ [illegible] ہائے افسوس [illegible] کاش میں نے فلاں کو [illegible] دوست

رہتے ہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے [illegible] کہ یا رسول اللہ قیامت کا دن تو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا اتنی طویل کیسے گزرے گی حضور نے فرمایا والذی نفسی بیدہ انہ لیخفف علی المؤمن حتی یکون اخف علیہ من صلاۃ مکتوبۃ یصلیہا فی الدنیا (مسند امام احمد، ابن کثیر)

مجھے اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ طویل مدت مومن کے لیے اتنی ہلکی ہوگی جتنی وہ نماز جسے وہ دنیا میں ادا کرتا ہے

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط جب کبھی سفر سے واپس آتا تو دعوت طعام کرتا جس میں اہل مکہ شریک ہوتے۔ یہ اکثر حضور کی صحبت میں [illegible] باتیں سنتا [illegible] ایک دفعہ وہ سفر سے واپس آیا تو اس نے حسب دستور دعوت عام کا اہتمام کیا اور حضور کو بھی دعوت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تو مشرف باسلام نہ ہو میں تیری دعوت قبول نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ ابی بن خلف سے عقبہ کا بڑا یارانہ تھا اس نے سنا تو [illegible] کہ اے عقبہ [illegible] ہو گئے [illegible] میں نے [illegible] کے لیے اسلام کا اعلان کیا ہے [illegible] اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا۔ جب تک تو اس کے پاس جا کر ایسی ایسی گستاخیاں [illegible] کرنے کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا [illegible] گستاخیاں [illegible] یہاں تک کہ اس نے [illegible] جماعت [illegible] آگ کا [illegible] اس کے منہ پر [illegible] حضور صلی اللہ علیہ [illegible] مکہ سے باہر [illegible] ملاقات ہوئی تو [illegible] بالسیف تیرا سر تلوار سے اڑا دوں گا۔ یہ واقعہ [illegible] ہجرت ہو گئی [illegible] اہل مکہ [illegible] چلے گئے تو اس نے [illegible] اور جماعت اس کے [illegible] [illegible] [illegible] گرفتار کر لیا گیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے [illegible] قیامت کے روز جب یہ قبر سے نکلے گا تو اس کی حسرت و ندامت کی یہ حالت ہوگی جو ان آیات میں مذکور ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ [illegible] دولت [illegible] نصیب [illegible] حضور صلی اللہ علیہ و

لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ

[illegible]

خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ

[illegible]

مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

[illegible] کافی ہے [illegible] رب [illegible] اور مدد [illegible] اور کہنے لگے کفار [illegible] قرآن [illegible] گیا

عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ

ایک ہی [illegible] ۔ اسی طرح [illegible] تاکہ ہم مضبوط کر دیں اس کے ساتھ آپ کے دل کو

رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۔ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ

[illegible] اور [illegible] ٹھہر ٹھہر کر [illegible] آپ کے پاس [illegible]

[illegible] اس صحیفہ کو بالکل [illegible] شب [illegible]

[illegible] اپنے [illegible] کے [illegible] پڑھتے ہیں [illegible] کتاب [illegible] ۔

[illegible] اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تسلی دیتے ہیں کہ [illegible]

[illegible] دشمن [illegible] عداوت [illegible] ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

الحمد لله [illegible] والسلام على [illegible]

[illegible] قرآن کریم [illegible] ایک ہی وقت [illegible] شب [illegible] کتاب کی صورت

[illegible]

[illegible] ۔

[illegible] اس ایک جملہ میں قرآن کریم [illegible] کی حکمتیں بیان فرما دیں

۱۔ [illegible] قلب [illegible] تسلی [illegible] ۔

۲۔ ہر آیت کا [illegible] ہو جاتا ہے

۳۔ ضرورت کے موقع پر آیت کا نزول [illegible] آیات کا

[illegible] زیادہ واضح ہو جائے گا۔

۴۔ [illegible] تسلی [illegible] اس کار عظیم [illegible] سرانجام دینے کے

تَفْسِیْرًا ۳۳ اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ

اور بہت عمدہ تفسیر ۳۳ وہ لوگ جو اپنے مونہوں کے بل جمع کر کے دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے ان کا

شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۳۴ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَ

بہت برا ٹھکانا ہے اور وہ سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے راہ سے ہیں اور بےشک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب اور مقرر کیا ان کے

جَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ۳۵ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ

ساتھ ان کے بھائی ہارون کو ان کا مددگار۔ پھر ہم نے حکم دیا دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جس نے جھٹلائی ہیں ہماری

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا ۳۶ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا

آیتیں تو ہم نے ان کو تباہ کر کے ہلاک کر دیا۔ اور قوم نوح کو جب انہوں نے جھٹلایا رسولوں کو

یعنی تفسیر قرآن کی تشریحات بہر وقت پیشِ نظر حال ہے۔

کیونکہ یہ ایک دستورِ حیات ہے اس کو تدریجاً نازل کرنا ہی مناسب ہے تاکہ اس کو اپنانے میں سہولت ہو اگر کسی قوم کو یکبارگی زندگی کے مکمل جدید دستورِ حیات پر چلنے کا حکم دیا جائے تو اس کے لیے بڑا مشکل ہو جائے گی لیکن اگر آہستہ آہستہ احکام نازل ہوں تو ان احکامات پر عمل کرنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔

مثل کا معنی ہے عجیب بات جس پر تعجب اور حیرت کی جائے یہاں اس سے مراد ان کے اعتراضات ہیں۔ عجیب و غریب اعتراضات ہیں مقصد یہ ہے کہ جب بھی وہ آپ پر کوئی اعتراض کریں گے تو ہم آپ کو اس کا صحیح اور مدلل جواب سکھا دیں گے اور اس کی ایسی وضاحت فرما دیں گے کہ پھر انہیں کوئی شبہ نہ رہے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن بعض لوگ سوار ہوں گے بعض پیدل چل رہے ہوں گے اور بعض کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ عن معاویۃ بن حیدۃ قال سمعت رسول اللہ یقول انکم محشورون رجالا و رکبانا و تجرون علی وجوھکم (رواہ الترمذی)

حضرت نوح علیہ السلام کی رسالت کا انکار گویا تمام پیغمبروں کا انکار ہے اس لیے یہاں الرسل جمع استعمال ہوا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ سرے سے نبوت و رسالت کے ہی منکر ہوں۔ کذبوا نوحا وما قبلہ او جعل تکذیبھم لنوح تکذیبا للجمیع او لم یروا بعثۃ الرسل کالبراھمۃ (بحر)

الرُّسُلَ أَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِينَ

رسولوں کو تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور بنا دیا انہیں لوگوں کے لیے عبرت اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ظالموں کے لیے

عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَا۟ وَأَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُونًۢا بَيْنَ

دردناک عذاب اور (ہلاک کیا) عاد اور ثمود اور اصحاب الرس کو ۳۵ نیز بہت سی قوموں کو جو ان کے

ذٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَ

درمیان گزریں اور ہر ایک کو سمجھانے کے لیے ہم نے بیان کیں مثالیں اور ان سب کو ہم نے نیست و نابود کر دیا اور

لَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا

یقیناً گزرتے رہے ہیں یہ لوگ اس بستی کے پاس سے جس پر برسائی گئی بری بارش ۳۶ کیا وہ نہیں دیکھا کرتے تھے

يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ

اسے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں امید ہی نہیں کہ جی اٹھیں گے ۳۷ اور جب وہ آپ کو دیکھتے ہیں تو نہیں بناتے آپ کو

۳۵ یہ کون لوگ تھے اس کے متعلق مفسرین نے متعدد اقوال لکھے ہیں لیکن جزم و یقین کے ساتھ [illegible] ہے کہ ان کے نزدیک بھی اس سوال کا کوئی یقینی جواب نہیں۔ اصحاب الرس کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اپنے نبی کو کنوئیں میں پھینک دیا اور ان پر [illegible]۔ الرس [illegible]

[illegible] فاھلکھم اللہ بتکذیبھم الرسل الیھم (بحر)

۳۶ اس قوم کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ جب تمہارے تجارتی قافلے شام کی طرف جاتے ہیں تو راستہ میں سدوم اور اس کی دوسری اجڑی بستیوں پر سے گزرتے ہو جہاں کبھی قوم لوط آباد تھی اور جب انہوں نے اپنے رسول کی دعوت کو ٹھکرا دیا تو ان پر آسمان سے پتھر برسائے گئے اور ان کے آباد شہروں کو برباد کر دیا گیا۔

مطر السوء الحجارۃ التی امطرت علیھم من السماء (بحر)

۳۷ ان اجڑے ہوئے شہروں کو دیکھ کر ان کے دل خوف سے کیوں نہیں کانپ جاتے یہ کیوں ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اس کی وجہ بیان فرما دی کہ قیامت پر انہیں یقین نہیں۔ [illegible] ان کا اعتقاد ہے کہ انہیں مرنے کے بعد [illegible] یہ لوگ بھی [illegible] مر کر [illegible] بس یہی [illegible] اس کے بعد کوئی اور

إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ

[illegible]

آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ

[illegible]

الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ

[illegible]

أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ

سمجھتے ہیں ۔ نہیں ہیں یہ مگر ڈھوروں کی مانند بلکہ یہ زیادہ [illegible] ہیں ۔ کیا آپ نے

تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا

نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے پھیلا دیا سایہ کو اور اگر چاہتا تو اسے بنا دیتا ٹھہرا ہوا پھر ہم نے بنا دیا

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ

آفتاب کو اس پر دلیل ۔ پھر ہم سمیٹ لیتے ہیں سایہ کو اپنی طرف آہستہ آہستہ ۔ اور وہی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ

جس نے بنایا ہے تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو باعث راحت اور بنایا ہے دن کو طلب معاش کے

نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ

لیے اٹھنے کا وقت اور وہی ہے جس نے بھیجا ہواؤں کو خوشخبری دینے والی اپنی رحمت سے پہلے

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ

اور ہم نے اتارا آسمان سے پاک پانی تاکہ ہم زندہ کریں اس سے کسی مردہ شہر کو اور پلائیں وہ پانی

مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ

اپنی مخلوق سے بکثرت مویشیوں اور انسانوں کو اور ہم نے تقسیم کر دیا ہے اسے ان کے درمیان

لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ

تاکہ وہ غور و فکر کریں پس انکار کر دیا اکثر لوگوں نے بجز ناشکری کے اور اگر ہم چاہتے تو بھیج دیتے ہر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝

ایک ڈرانے والا شکہ پس کافروں کی پیروی نہ کرو [illegible]

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ

اور اللہ [illegible] یہ [illegible] اور یہ [illegible] سخت کھاری ہے

[illegible]

شکہ [illegible]

لکہ [illegible]

شکہ [illegible]

وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَحْجُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ

اور [illegible] بنا دی ہے ان دونوں کے درمیان بڑی قدرت سے [illegible] آڑ اور مضبوط رکاوٹ۔ اور وہ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا انسان کو

الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَيَعْبُدُونَ

پانی [illegible] اور بنا دیا [illegible] والا اور سسرال والا۔ اور آپ کا رب بڑی قدرت والا ہے اور وہ پوجتے ہیں

اس کی تصدیق تفہیم القرآن کے حسب ذیل اقتباس سے بھی ہوتی ہے:

ترکی امیر البحر سیدی علی رئیس (کاتب رومی) اپنی کتاب مرآۃ الممالک میں، جو سولہویں صدی عیسوی کی تصنیف ہے، خلیج فارس کے اندر ایسے ہی ایک مقام کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ وہاں آب شور کے نیچے آب شیریں کے چشمے ہیں، جن سے میں خود اپنے بیڑے کے لیے پینے کا پانی حاصل کرتا رہا ہوں۔ موجودہ زمانے میں جب امریکن کمپنی نے سعودی عرب میں تیل نکالنے کا کام شروع کیا تو ابتداءً وہ بھی خلیج فارس کے انہی چشموں سے پانی حاصل کرتی تھی۔ بعد میں ظہران کے پاس کنوئیں کھود لیے گئے اور ان سے پانی لیا گیا:

(تفہیم القرآن ج ۳ ص [illegible])

اس [illegible] کی حالت ہے [illegible] میٹھے پانی کے ذخیروں [illegible] کڑوے پانی سے الگ رکھتی ہے۔ جو حالت [illegible] کے کڑوے پانی [illegible] میٹھے پانی پر چڑھ آنے [illegible] نہیں دیتی۔ وہ کس کی صنعت ہے [illegible] سمندروں میں میٹھے پانی کے چشمے جاری کر دیے۔ یہ اللہ کی ذات ہے جس کی حکمت کے کرشمے آپ کو جگہ جگہ اس کی عظمت و کبریائی کی شہادت دیتے ہوئے نظر آئیں گے۔

اس آیت کا یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ میٹھے پانی سے مراد حق ہے اور کڑوے کھاری پانی سے مراد باطل ہے۔ باطل کی ساری کثرت اور شوکت کے باوجود حق کو مٹا نہیں سکتا۔ [illegible] ہدایت کے [illegible] اور [illegible] حق کا علم [illegible] رہے گا۔

[illegible] ذکر ہوتا رہا [illegible] اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت [illegible] پر دلالت کرتے ہیں [illegible] کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے جو انسان کی اپنی ذات میں موجود ہیں [illegible] ذرا غور کرو [illegible] پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا ہے [illegible] یہ تبدیلی [illegible] کس کی حکمت کاملہ کی شہادت دے رہا ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے صرف ایک [illegible] مرد یا عورت پیدا [illegible] بلند [illegible] کو پیدا فرمایا۔ [illegible] کے ظاہری اعضاء میں واضح اختلاف ہے، ان کے ذہنی رجحانات، قلبی احساسات [illegible]

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۚ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ

ہیں اللہ کے سوا ان (بتوں) کی جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں انہیں اور نہ نقصان اور کافر تو اپنے رب کے مقابلہ میں

ظَهِيْرًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ

شیطان کا مددگار ہے اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آپ فرمائیے نہیں مانگتا میں تم سے اس

مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى

پر کوئی اجرت بجز اس کے کہ جو چاہے اختیار کرے اپنے رب کی طرف راستہ اور بھروسہ کیجئے

میں بھی یہی دو اصول کارفرما ہیں لیکن ان غیر متعوت کے باوجود ان میں ایک حد فاصل ہے جو ان کو ملنے نہیں دیتی مطلب یہ ہو کہ ایک قطرہ آب سے انسان کو پیدا فرمایا جو ایک ہی طرح کا ہوتا ہے اور اس سے ایک نسل اور ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد نسب اور سسرال کے رشتے قائم فرما دیئے ان کے ہاں بچیاں پیدا ہوں گی اور بچے کسی کے سسرال میں جائیں گے اور کوئی ان کے ہاں ان کے سسرال بن کر آئیں گے تو یہ زمین میں ایک معاشرہ وجود میں آئے گا جس کا ہر فرد دوسرے افراد سے محبت و پیار، شفقت و احترام کے رشتوں سے منسلک ہو گا۔ وکان ربک قدیرا فرما کر اپنے قادر مطلق ہونے کی تصدیق فرما دی۔

۶۲ ان واضح آیات بینات کے بیان کرنے کے بعد اب ان لوگوں کی حماقت کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے جو ذات کبریا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا معبود بناتے ہیں۔ ظہیرا کا معنی معین اور مددگار بھی کیا گیا ہے۔ ای معینا للشیطان (قرطبی)۔ اس کا دوسرا معنی ذلیل بھی کیا گیا ہے یعنی وہ چیز جسے پس پشت پھینک دیا جائے۔ ای ذلیلا من قولک ظهرت الشیء اذا جعلته خلف ظهرک ولم تلتفت الیہ (قرطبی)۔

۶۳ اجر مستثنیٰ منہ ہے۔ من شاء مستثنیٰ ہے یعنی میں اشاعت دین پر کسی قسم کا معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ تمہارے طعنے سن کر خاموش ہو جاتا ہوں۔ تمہاری اذیت رسانیوں پر صبر کرتا ہوں۔ تمہاری گالیاں سن کر دعائیں دیتا ہوں۔ یہ سب کچھ برداشت کر رہا ہوں۔ اس کے بدلہ میں تم سے کوئی صلہ کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر یہی ہے کہ تم میں سے جو تمہاری طرف سے استعداد رکھتے ہیں وہ حق قبول کر لیں۔ حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم کی پیاری دلنواز تفسیر اس آیت نے کر دی۔ یہی تمہارا ادائے حق محبت رہا تمہارا راہ ہدایت پر گامزن ہو جانا۔ ہر طرف سے نظر ہٹا کر رب العالمین کی طرف جانے والی راہ پر چل نکلنا ہی میرا اجر ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اس مستثنیٰ کا حسن جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الرءوف الرحیم وسلم

الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ

[illegible]

خَبِيرًا ﴿٥٨﴾ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

[illegible]

ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ﴿٥٩﴾ وَإِذَا قِيلَ

[illegible]

لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَ

[illegible]

زَادَهُمْ نُفُورًا ۩ ﴿٦٠﴾ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ

[illegible]

اگر ان کافروں کو اپنی تعداد کی کثرت، اپنے وسائل کی [illegible] اور [illegible] کی امداد پر بھروسہ ہے تو کیا ہوا یہ سب فانی ہیں [illegible] اے حبیب! آپ اپنے رب کریم پر بھروسہ کریں جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے [illegible] ہے

[illegible] اس آیت کی تشریح پہلے کی جا چکی ہے

مفسرین اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی شانوں اور صفتوں کو کسی جاننے والے سے پوچھ [illegible] ای شئت [illegible] کما اثبت علی مصحف [illegible] حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی ذات گرامی [illegible] اللہ تعالیٰ کی شانوں [illegible]

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے الرحمٰن کا اسم [illegible] اہل عرب میں معروف نہ تھا [illegible]

فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً

میں چراغ (آفتاب) اور چاند چمکتا ہوا ٹھ اور وہی ہے جس نے بنایا ہے رات اور دن کو ایک دوسرے کے

لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ

پیچھے آنے والا اس کے لیے جو ارادہ کرے نصیحت پکڑنے کا یا ارادہ کرے شکر گزاری کا اور رحمن کے بندے

يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا

وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ ٹھ اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے جاہل (تو) جواب میں کہتے

سَلَامًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِينَ

ہیں تم کو سلام ٹھ اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے ٹھ اور

ف۹۱ سورۃ حجر میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو آیت ۱۶ ضیاء القرآن جلد دوم

۹۲ نصیحت کا یہ قابل رشک انعام ان لوگوں کو ملتا ہے جن کا نصیب ہے حق کو قبول کرنا ہوتا ہے جو اس کی طلب میں لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

۹۳ جب انھوں نے رحمن سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ رحمن کی معرفت تو تمہیں کہاں حاصل ہو سکتی ہے اس کے بندوں کی ذرا صحبت اختیار کرو، ان کی زندگی کو دیکھو پھر اپنے آپ سے پوچھو اور جب ان کے چہروں پر نظر ڈالو گے تو خود ہی یہ حقیقت آشکار ہو جائے گی کہ [illegible] جن کے ساتھ [illegible] کرنے سے [illegible] اور اخلاق کو پاکیزگی نصیب ہو سکتی ہے [illegible] اس رحمن سے تم اور کیسے بیگانہ رہ سکتے ہو۔

۹۴ یہاں سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صفات حمیدہ کا تفصیلی تذکرہ شروع ہو رہا ہے۔ ان کی چال ہی نرالی ہے ان کی رفتار میں [illegible] انداز ہوتا ہے [illegible] جس میں دوسرے لوگوں کی [illegible] کرنا شامل ہے اور نہ [illegible] ہے۔

۹۵ ان کے حسن اخلاق کی دوسری خصوصیت یہ بیان کی کہ جب کوئی شخص ان سے جاہلانہ گفتگو کرتا ہے اور شرافت کی حدود ترک کر دیتا ہے تو یہ اس کی باتوں کا اثر نہیں لیتے [illegible]

يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ

اور جو [illegible] کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! [illegible] ہم سے عذاب جہنم [illegible] بے شک اس کا عذاب

غَرَامًا ۝ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا

[illegible] بے شک وہ بہت برا ٹھکانا اور بہت بری جگہ ہے۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ

لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِينَ

فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ [illegible] اور ان کا خرچ [illegible] اعتدال پر [illegible] ہوتا ہے اور

[illegible]

سابقہ آیت میں ان کے دنوں کی مصروفیات کا ذکر تھا۔ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ ان کی راتیں کیسے بسر ہوتی ہیں۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ

نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو اور نہیں قتل کرتے ایسی جان کو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام

اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ يُّضٰعَفْ

کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا وہ [illegible] دو گنا کر دیا جائے گا

لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۖ اِلَّا مَنْ تَابَ

اس کے لیے عذاب روز قیامت اور ہمیشہ رہے گا اس میں ذلیل و خوار ہو کر مگر وہ جس نے توبہ کی

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ

اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے

پہلا قول یہ ہے کہ جو پیسہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے اور دولت کو اس کی اطاعت میں خرچ کرنے سے رک جانا بخل ہے۔ اور جو پیسہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کیا جائے وہ اعتدال ہے۔ قال النحاس ومن احسن ما قيل في معناه ان من انفق في غير طاعة فهو الاسراف ومن امسك عن طاعة الله عز وجل فهو الاقتار ومن انفق في طاعة الله فهو القوام (قرطبی)۔

۶۸۔ پہلے جو صفات حمیدہ بیان کی گئی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے بندے متصف ہوا کرتے ہیں اب ان صفات ذمیمہ کا ذکر ہو رہا ہے جن کی آلودگی سے [illegible] کا دامن پاک ہوتا ہے۔ ان میں سر فہرست شرک ہے قتل ناحق اور زنا ہے [illegible] شرک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ قتل و غارت اور شہوت رانی و بدکاری کی [illegible] کسی کی بھی عزت و ناموس [illegible] بستی ہی کی بڑی [illegible] قرآن نے [illegible] میں ذکر کیا ہے۔

۶۹۔ [illegible] شرک اور قتل اور زنا میں [illegible] کے بعد اگر [illegible] توبہ [illegible] تو اللہ کی رحمت کے دروازے [illegible] بند نہیں ہوں گے۔ اگر [illegible] کفر و شرک سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کیا اور [illegible] اپنی زبان سے تصدیق اور اپنے ایمان کی ترقی کر دی تو [illegible] ان کی سیرت کے تمام [illegible]

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔ اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو بیشک وہ رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ

[illegible] معاف کر دے گا۔

ف: بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ توبہ کی وجہ سے ان کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اس کے بعد جو نیک عمل وہ کریں گے انہیں ان کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔ بعض نے کہا ہے کہ برائی اور نافرمانی کی قوت کو اطاعت و بندگی کی قوت سے بدل دیا جائے گا [illegible]

[illegible]

إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ

[illegible]

مَرُّوا كِرَامًا ۝ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

ان پر بہرے اور اندھے ہو کر [illegible] اور وہ جو عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب [illegible]

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ

اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک [illegible] پرہیزگاروں کا پیشوا [illegible] یہی وہ خوش نصیب ہیں

[illegible] غلط [illegible] مقصود نہیں [illegible] ذکر کیا گیا ہے [illegible] نہیں کرتا بلکہ ان کی [illegible] الكلام [illegible] آیت [illegible] قرآن پڑھ کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ [illegible] اختیار نہیں کرتے [illegible] آیات [illegible] سنتے ہیں [illegible] دیکھتے ہیں [illegible] آیات کے اسرار و معارف تک رسائی حاصل کرتے ہیں

[illegible] صفات [illegible] ان کی یہ دعا ہے [illegible] انسانیت [illegible] اولاد [illegible] قرة اعين [illegible] آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں [illegible] حیات [illegible] محبت [illegible] قرار نصیب ہو [illegible] قرة [illegible]

ان کی [illegible] زندگی کے [illegible]

يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾

[illegible]

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ

[illegible]

رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس طرح ہوگی جیسے آیت میں مذکور ہے۔ جملہ صبروا بالخصوص غور طلب ہے۔ انسانی زندگی کے ضمن میں یہ نکتہ ذکر کر دیں کہ پختگی شخصیت میں یہ علامات اور خصلتیں ہیں یہ لازمی طور پر خود بخود پیدا نہیں ہو جاتیں بلکہ اس کے پیچھے ہمیں طویل جدوجہد کی ضرورت ہوگی بیرونی رکاوٹوں سے بھی نبرد آزما ہونا ہوگا اور ذاتی جذبات اور احساسات کا مقابلہ بھی کرنا پڑے گا اس کشمکش اور جدوجہد میں ہم صبر و استقامت کا جتنا مظاہرہ کریں گے اسی نسبت سے جنت میں ہمارے درجات بلند ہوں گے اسی کے مطابق ہمارے استقبال میں قدسی فرشتے گرمجوشی کا اظہار کریں گے۔

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ الشعراء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: اس سورۃ کا نام الشعراء ہے۔ کیونکہ اس کی آیت ۲۲۴ میں یہ لفظ آیا ہے اس لیے اسی لفظ کو اس سورۃ کا عنوان مقرر فرمایا۔ اس سورۃ میں گیارہ رکوع اور ۲۲۷ آیتیں ہیں۔ یہ سورۃ مبارکہ انیسویں پارہ کے نصف پر مشتمل ہے

زمانۂ نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس کے ایک قول سے پتہ چلتا ہے کہ سورۃ طٰہٰ کے بعد سورۃ الواقعہ نازل ہوئی۔ اور اس کے بعد الشعراء کا نزول ہوا۔ اور بعض علماء کا خیال ہے کہ اس سورۃ کی چار آخری آیتیں جو والشعراء یتبعھم سے شروع ہوتی ہیں وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔ (روح المعانی)

مضامین: ہادی برحق حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب و روز تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ دن بھر اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں ان کے شرک کا ابطال اور ان کے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات پڑھ پڑھ کر انہیں سناتے ہیں۔ اور جب رات کی تاریکی پھیل جاتی ہے اور ہر طرف سناٹا چھا جاتا ہے تو یہ رسول مکرم بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں کبھی دست بستہ کھڑے ہو کر اور کبھی سربسجود ہو کر بڑے سوز و گداز سے اپنی قوم کی ہدایت کے لیے التجائیں کرتے ہیں جب سراپا مصروف دعا ہوتے ہیں تو آنکھوں سے اشک ٹپ ٹپ گرنے لگتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آنسو نہیں بہہ رہے ہیں بلکہ دل ماتم کر رہے ہیں۔ لیکن کفار کی ہٹ دھرمی اور بہتان تراشی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جس سے طبیعت اداس رہتی ہے اور اضطراب و بے قراری کے بادل چھائے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں: اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تم کیوں رنجیدہ خاطر اور ملول ہوتے ہو۔ آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ یہ ان کی قسمت کا قصور ہے کہ وہ حق کو قبول نہیں کرتے۔ تمہارا شفیق دل تو یہی چاہتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی گمراہ نہ رہے سب ہدایت یافتہ ہو جائیں۔ اور ایسا کرنا ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں۔ ہم انہیں ایسی نشانی دکھانے پر قادر ہیں۔ جس کو دیکھ کر ان کی گردنیں جھک جائیں۔ اور اسلام قبول کرنے کے سوا ان کے لیے کوئی چارہ کار نہ رہے لیکن جبر و اکراہ سے انہیں راہ حق پر گامزن کرنا ہماری حکمت کے بھی خلاف ہے اور شرف انسانی بھی اس کا تقاضا نہیں کرتا

اس کے بعد سات جلیل القدر انبیاء اور ان کی قوموں کے حالات کو بڑی شرح و بسط سے بیان فرمایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہو اور کفار و مشرکین ان نافرمان قوموں کے عبرتناک انجام سے باخبر ہو کر اپنی بروقت اصلاح کریں۔

آخری رکوع میں بتایا کہ جس قرآن کریم کلام الٰہی ماننے سے انکار کر رہے ہیں یہ وہ کلام ہے جسے رب العٰلمین نے نازل کیا ہے۔ اسے لے کر آنے والا روح الامین ہے اور جس کے قلب پاک پر یہ نازل ہوا وہ رحمۃ للعالمین ہے اس کے ذکر خیر سے پہلے انبیاء کرام کی کتابیں بھری پڑی ہیں اس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ کسی شیطان کا کلام ہے یا کسی شاعر کا لایعنی نغمہ ہے انتہائی حماقت اور نادانی ہے۔ کہاں شیاطین کی لایعنی باتیں اور کہاں اس کتاب مقدس کا اعجاز بیان اور حسن و جمال۔ کچھ سوچو ان میں کوئی دور کی سی مناسبت بھی ہے۔

سورۃ الشعراء مکیۃ [illegible]

سورۃ شعراء مکی ہے اور اس کی ۲۲۷ آیتیں ۱۱ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا

طا۔ سین۔ میم۔ یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۔ شاید آپ ہلاک کر دیں گے اپنے آپ کو

يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ

کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو اتار دیں ان پر آسمان سے کوئی نشانی پس ہو جائیں

۱ے بعض نے اسے اسماء الٰہی میں شمار کیا ہے۔ بعض کی رائے میں یہ سورۃ کا نام ہے اور بعض علماء کے نزدیک [illegible] پر دلالت کرنے کے لیے یہ حروف بطور رمز ذکر کیے گئے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے درمیان یہ ایک راز ہے۔ والحق ما قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (مظہری)

۲ے مبین کا معنی ہے خوب روشن۔ [illegible] نے [illegible] کیا [illegible] قرآن سے پیشتر [illegible] حقیقت پر جتنے پردے پڑے ہوئے تھے سب کو اٹھا کر کے حقیقت کو بے نقاب کیا۔ اگر ایسی کتاب [illegible] کی کتاب ہے جو [illegible] قلب سے [illegible] جانے کے قابل ہو۔

۳ے [illegible] گردن کے مہروں میں [illegible] ہے اسے نخاع کہتے ہیں۔ جب ذبح کرتے وقت چھری یہاں تک پہنچ جائے تو [illegible] ہو جاتا ہے۔ اسی سے باخع ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے [illegible] سے چھری [illegible] جب کسی [illegible] سے تڑپتے ہیں [illegible]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبانہ روز کوششوں کے باوجود کفار کی [illegible] ہی چلی جاتی ہے اور وہ [illegible] ہوتے جاتے ہیں۔ [illegible] اس المناک صورت حال کو دیکھ کر اس قلب حزیں پر جو گزرتی [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے محبوب تو ان لوگوں کے غم میں کیوں گھلا جا رہا ہے۔ اتنا رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں [illegible]

أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ④ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

ان کی گردنیں ان کے آگے جھکی رہیں ۔ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نئی نصیحت رحمن کی طرف سے

مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبٰٓؤُا

مگر یہ لوگ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں ۔ تو یہ جھٹلا چکے سو عنقریب ان کو [illegible]

خود [illegible] سے ادا کر دیا ۔ [illegible] ایسی [illegible] دیتے تو وہ [illegible] اگر [illegible] کے سب [illegible] ہو جاتے تو انھیں کوئی [illegible] [illegible] حقیقت یہ ہے کہ [illegible] [illegible] جاتے [illegible] کر دیا جاتا [illegible] اختیار [illegible] تو سزا کا مستوجب ہو [illegible] ثابت نہیں ہے

۲ اعناقهم [illegible] کا اسم ہے [illegible] خاضعین [illegible] کے مطابق خاضعۃ ہونا چاہیے تھا لیکن جیسا کہ [illegible] مضاف الیہ سے مطابقت کا خیال رکھنے کے [illegible] مطابقت کا خیال رکھا جاتا ہے ۔ راجز کا شعر ہے

طول الليالي اسرعت في نقضي   طوين طولي وطوين عرضي

یہاں اسرعت اور طوین کا فاعل طول اللیالی ہے اور طول [illegible] اس لیے اسرع اور طوی ہونا چاہیے تھا لیکن یہاں مضاف کو نظر انداز کر کے اللیالی کا لحاظ کیا گیا اور فعل مؤنث لایا گیا ۔ جریر کا شعر ہے

ارى مر السنين اخذن مني   كما اخذ السرار من الهلال

یہاں بھی سنین کی وجہ سے اخذن ذکر کیا گیا ۔ اگر مر السنین کا لحاظ ہوتا تو اخذ کہا جاتا لیکن یہاں [illegible] [illegible] اگر مضاف کو گرا دیا جائے تو معنی میں [illegible] فراء اور ابو عبیدہ نے اس توجیہ کو پسند کیا ہے

وعلى هذا اعتمد الفراء وابو عبيدة (قرطبی)

لیکن اعناق رؤساء کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے پھر اس تاویل کی ضرورت ہی نہیں رہتی ۔ قال مجاهد اعناقهم كبراؤهم ۔ اور نحاس نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ معنی لغت میں معروف ہے ۔

وقال النحاس وهو معروف في اللغة

۳ ان کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی کوئی نیا اللہ تعالیٰ کا پیغام ان کے پاس آیا تو انھوں نے اس کو

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

[illegible] جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا زمین کی طرف کہ [illegible]

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

اس میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں۔ بے شک اس میں (قدرت الٰہی کی) نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ

مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۠⑨ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ

ایمان لانے والے نہیں۔ اور بے شک آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور یاد کرو جب ندا دی آپ کے رب نے

ع

مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۙ⑩ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ⑪

موسیٰ کو کہ جاؤ اس ظالم قوم کی طرف، فرعون کی قوم کی طرف کیا وہ (اللہ سے) نہیں ڈرتے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (مظہری)

[illegible]

قَالَ رَبِّ إِنِّيٓ أَخَافُ أَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا

(موسیٰ نے) عرض کی اے میرے رب مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے اور تنگ ہوتا ہے میرا سینہ اور نہیں

يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَأَرْسِلْ إِلٰى هٰرُوْنَ ۝ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ

چلتی میری زبان سو [illegible] ہارون کی طرف اور ان کا میرے ذمہ ایک جرم بھی ہے پس میں ڈرتا ہوں

أَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ إِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝

کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں جاؤ ہماری نشانیاں لے کر ہم تمہارے ساتھ سن رہے ہیں

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ إِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ أَنْ أَرْسِلْ

سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو کہ ہم رسول ہیں رب العالمین کے (اور یہ پیغام لائے ہیں) کہ

شکوک و شبہات کا [illegible] چھٹ جائے گا اور [illegible] سب سے پہلے [illegible] نے
[illegible] علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔

۵ فرعون اور اس کی قوم [illegible] وہاں [illegible] ہی عالم تھے [illegible] کو چھوڑ کر انہوں نے فرعون [illegible] اپنا معبود بنا رکھا تھا [illegible] بنی اسرائیل کو [illegible] میں [illegible] کیا تھا [illegible] سے مشقت [illegible] کرتے [illegible] قتل [illegible] نام [illegible] نے [illegible] تباہ کر دی تھی [illegible] نبوت و رسالت کی نازک ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے انہوں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی [illegible] جملہ، میری زبان میں لکنت بھی ہے [illegible] ان کا ایک قتل بھی ہے [illegible] تبلیغ کا حق ادا کرنے سے قاصر ہوں [illegible] میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح [illegible] ہے۔ اگر اسے میرا مددگار بنا دیا جائے تو ہم [illegible] بہتر طریقہ سے ادا کر سکیں گے

۶ موسیٰ [illegible] درخواست منظور ہے حضرت ہارون کو تمہارا شریک کار بنا دیا گیا ہے [illegible] فرعون تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا [illegible] ہم سب کچھ سن رہے ہیں [illegible] حفاظت کریں گے۔

۷ [illegible] ہارون علیہما السلام فرعون کے دربار میں پہنچ [illegible] کہ ہمیں رب العالمین نے بھیجا ہے اور ہم اس لیے آئے ہیں کہ بنی اسرائیل [illegible]

مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّ لَبِثْتَ

[illegible] بنی اسرائیل [illegible]

فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ

اور [illegible] عمر کے کئی سال [illegible]

اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۲۰﴾

[illegible]

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِیْ

[illegible]

[illegible] ہجرت کر جائیں۔

سلہ موسیٰ علیہ السلام کی یہ دونوں باتیں [illegible] ناقابل برداشت تھیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بنی اسرائیل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] بنی اسرائیل کی لیڈری کا دعویٰ کیا

سلہ آپ نے پہلے اس کی دوسری بات کا جواب دیا کہ ٹھیک ہے ایک قتل میرے ہاتھ سے ہو گیا تھا میرا

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۲۱ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ

رسولوں سے ۲۱ اور یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتلاتا ہے حالانکہ تو نے غلام بنا رکھا ہے

اِسْرَآءِيْلَ ۝۲۲ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۳ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

بنی اسرائیل کو ۲۲ فرعون نے پوچھا کیا حقیقت ہے رب العالمین کی ۲۳ آپ نے فرمایا رب العالمین وہ

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝۲۴ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ

ہے جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو ۲۴ فرعون نے ان سے جو گرد بیٹھے ہوئے تھے

اسے قتل کرنے کا ارادہ نہ تھا وہ میرے قوی بازو کی ضرب سے اتفاقاً مر گیا۔ اصل میں میں نے ایک گھونسہ رسید کیا اور وہ مر گیا یہاں ضالین نادانستہ کے معنی میں مستعمل ہے

۲۱ اب میرے رب نے مجھ پر کرم کیا ہے حکمت و رسالت سے نوازا اور اسی نے یہ پیغام پہنچانے کے لیے تیرے پاس بھیجا

۲۲ موسیٰ علیہ السلام کا جواب دیکھئے۔ اب ان کی جرات کا انداز دیکھیے فرمایا کہ تو مجھ پر احسان جتلاتا ہے کہ تو نے مجھے پالا ہے۔ یہ احسان جتلاتے ہوئے تجھے شرم نہیں آتی۔ تو نے میری ساری قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ تیری قوم ان سے جانی مشقت کے ایسے کام لیتی ہے جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اے مجھ پر احسان جتلانے والے کیا تو وہی نہیں جس نے بنی اسرائیل کے معصوم بچوں کو قتل کرنے کا فرمان صادر کیا تھا۔ تیرے ہی ظلم سے بچانے کے لیے میری ماں نے اپنے جگر پارہ کو دریائے نیل کی موجوں کے سپرد کر دیا تھا کیونکہ تو مجھے قتل کرنے کے درپے تھا۔ وہاں کے مالک نے تیرا اس سے بچہ اور تو قتل کرنے جا رہا تھا اسے پیدا کرے گا تجھے تیرے محل میں لا کر تیری گود میں پلوانے میں میرے رب کی یہ حکمت تھی کہ وہ تجھے بتانا چاہتا تھا کہ جس بچے کے لیے تو معصوموں کا خون بہا رہا ہے دیکھ وہ تیرے محل میں تیرے سامنے ہے اور تجھے اس کی صورت پر پیار آ رہا ہے۔ اے خدائی کے جھوٹے دعویدار اگر تو خدا ہوتا تو کیا اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام ہو جاتا اور جس بچے کی ولادت سے تجھے تیرے تخت و تاج کے چھن جانے کا ڈر تھا وہ تیری گود میں پلا اور تو اسے پہچان نہ سکا۔ کیا ایسے بے بس اور بے خبر انسان کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے۔

۲۳ موسیٰ علیہ السلام کے دندان شکن جواب نے اس کو اپنے کلام کا رخ بدلنے پر مجبور کر دیا کہنے لگا اچھا یہ رب العالمین جس کے تم فرستادہ ہو ذرا اس کی حقیقت تو بیان کرو

أَلَا تَسْتَمِعُونَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالَ

کیا تم سنتے نہیں ہو ش۱ آپ نے فرمایا وہ رب ہے تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی ش۲ فرعون بولا

إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ

بلاشبہ تمہارا یہ رسول جو بھیجا گیا ہے تمہاری طرف یہ تو دیوانہ ہے ش۳ آپ نے فرمایا وہ رب ہے مشرق و

وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ

مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم عقل رکھتے ہو ش۴ اس نے کہا اگر تم نے بنا لیا

إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ۝ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ

دوسرا معبود، اگر تم نے میرے سوا کسی کو معبود بنایا تو میں تمہیں ضرور قیدیوں میں داخل کر دوں گا ش۵ آپ نے فرمایا اگرچہ میں لے آؤں تیرے پاس

ش۱ کسی چیز کی حقیقت، ماہیت یا ملت کا پتا لگانے کیلئے سوال کیا جاتا ہے جیسے فرعون نے کہا و ما رب العالمین؟ لیکن اللہ تعالیٰ کی حقیقت پر آگاہ ہونا انسان کے بس کا روگ نہیں ہے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سوال میں [illegible] کے بجائے ان دلائل و شواہد کی طرف اس کی توجہ مبذول کی جن پر اگر غور و فکر کیا جائے تو انسان رب العالمین کو پہچان سکتا ہے

ش۲ جواب کو سوال کے مطابق نہ پا کر اس نے اپنے گرد بیٹھنے والوں پر تاثر ڈالا کہ ذرا دیکھو مجھے یہ [illegible] ہے موسیٰ صاحب میرے سوال کا جواب دے رہے ہیں میں نے رب العالمین کی حقیقت پوچھی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ زمین و آسمان کا رب ہے [illegible] حالانکہ [illegible] اس بات پر متفق ہیں کہ [illegible] ہے اور کسی حال کا [illegible] یہ جواب سوال سے ہم آہنگ [illegible] کے بیان [illegible] ہے

ش۳ آپ نے فرمایا رب العالمین وہ ہے جس نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو پیدا کیا اور اسے آباؤ اجداد کو وہ بھی قدیم تسلیم نہیں کرتے تھے۔

ش۴ [illegible] کا تمہارا یہ رسول دیوانہ ہے جس کو جو بات [illegible] کا کوئی واسطہ نہیں یہ [illegible] پوچھو کچھ جواب کچھ دیتا ہے

ش۵ آپ نے پھر فرمایا اور فرمایا اسے مصر کی محدود مملکت پر تجھ کو ربوبیت کا دعویٰ کرنے والے میرا رب وہ ہے جس کی ربوبیت اور [illegible] مشرق و مغرب میں [illegible] ہے تیرے محدود ملک کے باہر تو تیرا حکم [illegible] کی قیمت بھی نہیں رکھتا لیکن میرے پروردگار کا حکم [illegible] ہر جگہ [illegible] ہے

بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ۝

ایک روشن چیز سے؟ فرعون نے کہا پھر پیش کرو اسے اگر تم سچے ہو۔

فَأَلْقٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا

پس آپ نے ڈال دیا اپنا عصا تو اسی وقت وہ صاف اژدھا بن گیا اور آپ نے باہر نکالا اپنا ہاتھ تو

هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِينَ ۝ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ ع ۲

یکایک وہ سفید چمکدار تھا دیکھنے والوں کے لیے۔ فرعون نے کہا ان سرداروں سے جو اس کے آس پاس تھے یقیناً یہ جادوگر ہے

عَلِيمٌ ۝ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا

ماہر جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہارے ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے تو اب بتاؤ تمہاری

تَأْمُرُونَ ۝ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِينَ ۝

کیا رائے ہے۔ وہ بولے مہلت دو اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیجو شہروں میں ہرکارے جمع کرنے والے

يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقٰتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝

لے آئیں تیرے پاس ہر ماہر جادوگر کو۔ پس اکٹھے کیے گئے سارے جادوگر مقررہ وقت پر ایک معین دن۔

[illegible] بحث و مناظرہ کے میدان میں لاجواب ہو کر وہ اب دھمکی دینے پر اتر آیا ہے۔

[illegible] آپ اپنے معجزات دکھا کر اپنے دعویٰ نبوت کی صداقت ثابت کرتے ہیں۔

[illegible] وہ آپ پر ساحر ہونے کا الزام لگاتا ہے اور اپنے درباریوں کو اکسانے کے لیے کہتا ہے کہ حکومت کا ڈھنگ بگڑ رہا ہے یہ اپنا تسلط جمانا چاہتا ہے۔ اقتدار کا بھوکا ہے۔ اپنے جادو کے زور سے ہمارا تخت و تاج چھینا چاہتا ہے۔ اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے کیا چپکے سے عنان حکومت ان کے حوالے کر دی جائے اور ملک ان کا ہو جانے کے بعد انہیں اپنا حاکم تسلیم کر لیا جائے۔

[illegible] انہوں نے مشورہ دیا کہ ملک بھر کے ماہر جادوگروں کو بلا کر اسے عبرتناک شکست دی جائے۔

وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ

اور کہہ دیا گیا لوگوں سے کیا تم مقابلہ دیکھنے کے لیے جمع ہو گے، شاید ہم پیروی کرتے رہیں جادوگروں کی

إِنْ كَانُوا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ

اگر وہ مقابلہ میں غالب آ جائیں۔ جب حاضر ہوئے جادوگر تو انہوں نے فرعون سے پوچھا

أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ

کیا ہمیں کوئی انعام بھی ملے گا اگر ہم موسیٰ پر غالب آ جائیں؟ اس نے کہا ہاں ضرور ملے گا اور تم اس وقت

إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوسٰى أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُّلْقُونَ ﴿٤٣﴾

مقربین میں شامل کر لیے جاؤ گے۔ موسیٰ نے انہیں فرمایا پھینکو جو تم پھینکنے والے ہو

فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ

انہوں نے پھینک دیں اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں اور کہنے لگے فرعون کی عزت کی قسم ہم

الْغٰلِبُونَ ﴿٤٤﴾ فَأَلْقٰى مُوسٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٤٥﴾

یقیناً غالب آئیں گے۔ پھر پھینکا موسیٰ نے اپنا عصا تو وہ یکایک نگلنے لگا جو فریب انہوں نے بنا رکھا تھا

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ

پس گر پڑے وہ جادوگر سجدہ کرتے ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو رب ہے

ساحران مصر کو اپنے فن پر بڑا ناز تھا، انہیں یقین تھا کہ وہ جیت جائیں گے۔ اسی لیے پہلے ہی فرعون سے انعام کا وعدہ لے رہے ہیں۔ فرعون انہیں انعامات سے مالا مال کر دینے کے وعدہ کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بتا رہا ہے کہ میں تمہیں اپنے مقربین کی صف میں شامل کر لوں گا اور شاہی دربار میں عمائد مملکت کے پہلو بہ پہلو تمہارے لیے کرسیاں بچھائی جایا کریں گی۔

مقابلہ شروع ہوا۔ عصائے موسوی جیسے ہی اژدہا کی طرح منہ کھولے جھپٹا ان کی رسیوں اور چھڑیوں

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ

موسیٰ اور ہارون کا ۔ [illegible]

لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ۚ لَاُقَطِّعَنَّ

[illegible]

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾

[illegible]

قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۖ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا

[illegible]

رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥١﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

[illegible]

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَاۗىِٕنِ

[illegible]

[illegible]

حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَغَآئِظُونَ ﴿۵۵﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَٰذِرُونَ ﴿۵۶﴾ فَأَخْرَجْنَٰهُم مِّن جَنَّٰتٍ

[illegible]

وَعُيُونٍ ﴿۵۷﴾ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿۵۸﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَٰهَا بَنِىٓ

[illegible]

إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿۵۹﴾ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَٰٓءَا ٱلْجَمْعَانِ قَالَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَصْحٰبُ مُوسٰىٓ إِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۚ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ

موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے (اب تو) ہم ضرور پکڑے گئے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں بےشک میرے ساتھ میرا

سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَأَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوسٰىٓ أَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ

رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔ تو ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف کہ مارو اپنا عصا سمندر پر

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ

تو سمندر پھٹ گیا اور ہو گیا پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند۔ اور ہم نے قریب کر دیا وہاں

فرعون جب اتنا قریب پہنچ گیا کہ لشکر نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو بنی اسرائیل کے ہوش اڑ گئے۔ سامنے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور پیچھے سمندروں کے [illegible] لشکر [illegible] پکڑے گئے۔ اب کیا ہوگا [illegible] ایک دوسرے کو [illegible]

[illegible]

اس گھڑی میں۔ جرأت کی علامت ایسے ہی تنگ حالات میں [illegible] سے جلوہ نما ہوتی ہے۔

فرمان الٰہی ہوا اپنا عصا ایک ضرب لگاؤ اس سمندر کو، پھر دیکھو یہ راستہ دیتا ہے یا نہیں۔

آپ نے ایسا ہی کیا۔ سمندر کی اچھلتی اور شور مچاتی ہوئی موجوں پر سکتہ طاری ہو گیا۔ جیسے کسی نے سرکش گھوڑے کے منہ میں لگام دے دی ہو۔ سمندر میں شگاف پیدا ہو گیا۔ وہاں کی لہریں تو تھم گئیں پانی چٹانوں کی طرح جامد و ساکت ہو کر کھڑی ہو گئیں اور آپ کی قوم بسلامت اس راستہ پر چل پڑی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو موسیٰ نے اس وقت کہے تھے جب آپ نے سمندر کو پار کیا تھا۔ میں نے عرض کی میرے آقا ضرور ارشاد فرمائیے۔ حضور نے فرمایا اللھم لک الحمد والیک المشتکی وبک المستغاث وانت المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضور سے ان کلمات کو سنا میں نے ان کا ورد کبھی ترک نہیں کیا [illegible]

الْآخَرِينَ ۝ وَأَنْجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ۝ ثُمَّ

[illegible]

[illegible]

أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم

غرق کر دیا دوسرے فریق کو۔ اس واقعہ میں بڑی واضح نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے

مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ

والے نہیں۔ اور بیشک (اے حبیب!) آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور آپ بیان فرمائیے

إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا نَعْبُدُ

ان سے ابراہیم کا قصہ۔ جب آپ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کس کی تم پرستش کرتے ہو۔ بولے ہم پوجا کرتے ہیں

أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ

بتوں کی اور ہم انہی کی پوجا میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا یہ سنتے ہیں تمہاری آواز جب

تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا

تم انہیں پکارتے ہو۔ یا وہ تمہیں نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں۔ انہوں نے کہا (یہ تو نہیں) بلکہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو

قرآن کریم یہی حقیقت واضح کر رہا ہے کہ کوئی نسبت کوئی قرابت کا واسطہ بھی بغیر اسلام کے کام نہیں آتا۔ بس یہاں اس تعلق نسل کی اس حقیقت کی ایک مثال بیان فرمائی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کے بعد حضرت خلیل علیہ السلام کا ذکر خیر فرمایا جا رہا ہے کیونکہ آپ قبائل قریش کے جد اعلیٰ اور کعبہ کے بانی تھے قریش کو ان کی نسل سے ہونے پر بڑا ناز تھا۔ اسی وجہ سے وہ کعبہ کے متولی تھے اور ملک عرب میں بڑی عزت و احترام سے دیکھے جاتے تھے اس لیے ان کے سامنے آپ کے حالات بیان فرمائے جا رہے ہیں تاکہ حضرت ابراہیم کو اپنا جد اعلیٰ سمجھنے والے اور اس نسبت پر فخر کرنے والے حضرت ابراہیم کے نقش قدم پر بھی ایمان لائیں۔ جس طرح آپ کا دامن کفر و شرک کی آلائش سے بالکل پاک تھا اسی طرح یہ بھی اپنے دامن صاف کر کے توحید خالص اختیار کریں۔

اس سے مراد آزر ہے جو آپ کا چچا تھا کیونکہ اسی نے آپ کی پرورش کی تھی اس لیے باپ کہا گیا

ای آزر وهو عمه وسماه ابا لكونه مربيا له (القرطبی)

یہاں اس کا معنی ہے مدام اور ہمیشہ کرتے رہنا۔ ظل الشیٔ کسی چیز پر مستقل جم کر رہ گیا وہ آپ کو

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَ

ہمیشہ یوں ہی کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کیا تم نے کبھی غور سے دیکھا ہے جن کی تم پوجا کیا کرتے ہو تم اور

اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾

تمہارے گزشتہ آباؤ اجداد ۔ پس وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے ف

بڑا [illegible] کہ برابر ہمیشہ ہمیشہ اسی کی بندگی کیا کریں گے۔ جو بری حرکت کی مداومت کرتے ہوئے [illegible] ہیں۔
[illegible]

ف کیا پیارا اسلوب ہے ابہام و تفہیم کا۔ انہی سے ان کے معبودوں کی بے بسی کا اعتراف کرا دیا جب وہ ان باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکے تو یہ کہہ کر اپنا دامن چھڑانے لگے کہ ہمارے باپ دادا ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس لیے ہم ان کی تقلید سے دست کش ہونے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں۔

ف آپ [illegible] سب سے [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] نہیں۔ اندھی تقلید کے نتائج بڑے ہولناک ہوتے ہیں۔ ہم دنیاوی معاملات میں جب عقل و فکر کا استعمال کرتے ہیں [illegible] اس بنیادی مسئلہ پہنچ کا وقت آتا ہے تو ہم اپنی عقل کا [illegible] ۔ یہ تو بڑی [illegible] بات ہے۔

ف [illegible] تعلق [illegible] تعلق صرف اس معبود برحق کے ساتھ ہے جو کائنات کی ہر چیز کو پیدا کرتا ہے۔ جو [illegible] ہر چیز کو اس کے [illegible] میں پہنچاتا ہے اس کی ساری ضروریات مہیا کرتا ہے۔ [illegible] ہیں ان کو [illegible] ہے ان [illegible] کے مقابلہ میں رب العالمین [illegible] کی ذات سے [illegible] کا [illegible] ہے آیت میں [illegible] آپ نے [illegible] دشمن ہیں [illegible] دشمن میں [illegible] بات سے [illegible] ہے اور [illegible] یہ تھا کہ [illegible] ہے۔ اس کا بہترین جواب یہ ہے کہ [illegible] کا استعمال واحد جمع [illegible] ہے کیونکہ [illegible] اس کا استعمال درست ہے اس لیے یہ [illegible] [illegible]

[illegible] (طبری)

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾ وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾

کہ جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری رہبری کرتا ہے شکہ اور وہ جو مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَ الَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾

اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے صحت بخشتا ہے شکہ اور وہ جو مجھے مارے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔

وَ الَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ

اور جس سے میں امید رکھتا ہوں شکہ کہ وہ بخش دے گا میری خطا روز جزا کو۔ اے میرے رب عطا کر

حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی

مجھے علم و عمل شکہ میں کمال اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ شکہ اور جاری رکھ میری سچائی کی ناموری بعد

الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾ وَ اغْفِرْ لِاَبِیْۤ

میں آنے والوں میں۔ اور بنا دے مجھے ان لوگوں سے جو وارث ہوں نعمت والی جنت کے وارثوں میں۔ اور بخش دے میرے باپ کو

شکہ سب ابتدائی شان ربوبیت کے صفات مثلاً [illegible] کسی ایک پر بھی ان کے بت قادر نہیں، یہ صفات بیان کر کے ان کی تردید مقصود کر رہے ہیں جن کی وضاحت تفسیر [illegible] میں گزر چکی ہے۔

شکہ حضرت خلیل کا ادب ملاحظہ ہو کہ بیماری کی نسبت اپنی طرف کی اور شفا کی اللہ تعالیٰ کی طرف حالانکہ بیماری اور صحت دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں۔

شکہ یہاں بھی غایت ادب ہے۔ خلیل اللہ ہونے کے باوجود ساری عمر اس کی عبادت و اطاعت میں گزار دینے کے باوجود اور ہر آزمائش میں کامیاب ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے دل میں ڈرتے ہیں اور [illegible] کہ [illegible] میری خطاؤں کو بخش دے [illegible]

ف مجھے خلق کی [illegible] علم و عمل کا کمال [illegible] منصب جلیل [illegible] اور اس کی [illegible] کا [illegible] (مظہری)

ف [illegible] اللہ تعالیٰ کے نیک [illegible] حضرت خلیل [illegible]

إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا

وہ گمراہوں میں سے ہے . اور مجھے رسوا نہ کیجیے جب کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے جس دن میں

يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ

نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے . مگر وہ شخص جو لائے اللہ تعالیٰ کے حضور قلب سلیم اور قریب کر دی

بستیاں بھی کیا کرتی ہیں۔

لسان صدق سے مراد ہے الثناء الحسن بہتر تعریف۔ یعنی تیرے کیے ہوئے فضل کی ذات میری تعریف باقی رہے بعد آنے والی نسلوں میں جن تعریفات مخصوصہ اور کمالات جمیلہ سے تو نے مجھے سرفراز فرمایا ہے رہتی دنیا تک ان کا ذکر جاری رہے۔ قشیری نے لسان صدق کا معنی الثناء الحسن بیان کیا ہے یعنی لوگ میری نیک خصائل ہمیشہ یاد رکھیں۔ اگرچہ لسان کا معنی زبان ہے لیکن اس کا اطلاق اس بات پر بھی ہوتا ہے جو زبان سے نکلتی ہے جیسے لغت کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی۔ آپ کے بعد جتنی بھی امتیں آئیں سب نے آپ کی عظمت و رفعت شان کا اعتراف کیا ہے۔ تمام اہل مذہب یہود، نصاریٰ اور مسلمان سب آپ کی تعریف اور توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے آپ کی اس دعا کو چار چاند لگ گئے۔ آپ کے دین حنیف کا احیاء ہوا۔ آپ کے عقائد حقہ کی اشاعت ہوئی اور ہر مسلمان جب بھی نماز میں اپنے مولیٰ کریم کے حضور درود عرض کرتا ہے تو سیدنا ابراہیم اور آل ابراہیم پر بھی درود بھیجتا ہے۔

الٰہی اگر تیری یاد میں مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی وجہ سے مجھے روز حشر شرمندہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے پر کمال عنایت ہوگی اگر وہ اس بندہ کی آبرو رکھ لے اور اہل ایمان کے ساتھ صرف کرم کا سلوک کیا جائے گا جیسا کہ مروی ہے کہ کسی نے حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کانوں میں کیسے کیا بات ارشاد فرمائی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا یدنو احدکم من ربہ حتی یضع کنفہ علیہ فیقول عملت کذا وکذا فیقول نعم فیقررہ ثم یقول انی سترت علیک فی الدنیا وانا اغفرہا لک الیوم ثم یعطی کتاب حسناتہ بیمینہ۔ یعنی قیامت کے روز کوئی آدمی اپنے رب کے اتنا نزدیک ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے تو نے فلاں فلاں کام کیا تھا وہ عرض کرے گا ہاں میں نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دنیا میں میں نے اس کی پردہ پوشی کی اور آج میں ان خطاؤں کو تیرے لیے بخش دیتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں پکڑا دی جائے گی لیکن کفار اور منافقین کو بر سر عام رسوا کیا جائے گا۔ (مظہری)

قلب سلیم سے مراد مومن کا دل ہے کہ وہ کفر و نفاق کی بیماریوں سے محفوظ ہوتا ہے ان امراض کا دل پر بعض

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا

جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لیے۔ اور ظاہر کر دی جائے گی دوزخ بھٹکنے والوں کے لیے ث اور کہا جائے گا انہیں کہاں

كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُونِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾

ہیں وہ جن کی تم پوجا کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں یا انتقام لے سکتے ہیں۔

فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا

پس اوندھے منہ پھینک دیئے جائیں گے اس میں وہ اور وہ سب گمراہ اور ابلیس کی ساری فوجیں ث وہ کہیں گے

ہوگا جیسے ارشاد ہے "فی قلوبہم مرض"۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ کافر نے نیک کاموں میں جتنا روپیہ بھی خرچ کیا ہو اسے اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ اسی طرح اگر کسی کافر کی اولاد مومن اور صالح بھی ہو تو بھی اس کی شفاعت اس کافر کے حق میں قبول نہیں ہوگی۔ لیکن جس شخص کا دل کفر و نفاق کی بیماری سے محفوظ ہے اس نے مال حق میں خرچ کیا ہوگا اس کا اس کو اجر روز قیامت دے دیا جائے گا۔ نیز اس کی نیک اور صالح اولاد کی دعائیں، اسکے گناہوں کی بخشش اور اس کے درجات کی بلندی کا باعث ہوں گی اور قیامت کے دن ان کی شفاعت اپنے والدین کے حق میں قبول ہوگی اور انہیں نفع پہنچائے گی۔ واما السلیم فینفعه ماله الذی ینفقه فی طاعة وبنیه بالشفاعة والاستغفار (زمخشری)

علامہ ابو حیان زمخشری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: لا ضرورة تدعو الی حذف ما ذکر اذ قد بیناه لکن من اتی الله بقلب سلیم ینفعه ذلك۔

جیسے سانپ نے ڈس لیا ہو اسے بھی سلیم کہتے ہیں۔ حضرت جنید نے فرمایا یہاں سلیم لدیغ کے معنی میں مستعمل ہوا ہے یعنی وہ شخص جس کا دل سانپ کے ڈسے ہوئے کی طرح ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے خوف سے پھڑکتا اور تڑپتا رہتا ہو وہی روز حشر کامیاب ہوگا۔

وقال الجنید: السلیم فی اللغة اللدیغ ومعناه انه قلب کاللدیغ من خوف الله (قرطبی)

ث حق کی راہ سے سرکشی کے ساتھ جو سلوک کیا جائے گا ان آیات میں اس کا ذکر ہے

ث صاحب قاموس لکھتے ہیں کب الکب۔ وکبکبہ کا ایک معنی ہے یعنی منہ کے بل اوندھا کر کے نیچے پھینک دینا۔ علامہ بیضاوی لکھتے ہیں کہ کب کو مکرر کر کے کبکب بنایا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انہیں دوزخ میں پھینکا جائے گا تو ڈھلکنیاں کھاتے ہوئے نیچے جا گریں گے۔ ھم کی ضمیر کا مرجع جھوٹے معبود ہیں یعنی بت اور غاوون ان کے پرستار ہیں

وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ

اس حالت میں کہ وہ دوزخ میں باہم جھگڑتے ہوں گے۔ خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ جب ہم

نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا

تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ اور ہمیں نہیں گمراہ کیا مگر مجرموں نے تو آج ہمارا

مِنْ شٰفِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ

کوئی سفارشی نہیں اور نہ کوئی غمخوار دوست کاش ہمیں ایک بار پھر لوٹنا نصیب ہو تو ہم ہو جائیں

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

اہل ایمان سے۔ بیشک اس واقعہ میں عبرت کی نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان

مُّؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ

لانے والے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ جھٹلایا قوم نوح نے

ان کے ساتھ معبودوں کو سب کو دوزخ میں اوندھا کر کے پھینک دیا جائے گا۔

۹۸ وہاں [illegible] ان کو [illegible] اور ان کے پیروکاروں میں ایک جنگ شروع ہو جائے گی

۹۹ پجاری انہیں کہیں گے [illegible] ہم نے تمہیں رب العالمین کے برابر درجہ دیا تھا۔ اور [illegible]

العبادة [illegible] في الصحاح: العبادة [illegible] (مظہری) [illegible] عبادت کا مستحق سمجھتے تھے۔

۱۰۰ وہ حسرت سے کہیں گے کہ جب اہل ایمان کی شفاعت [illegible] اور نیک [illegible] کر رہے ہیں۔ کاش ہمارا بھی کوئی ایسا شفیع ہوتا۔ ۱۰۱ کاش ہمارا بھی کوئی ایسا دوست ہوتا [illegible] استکثروا من

المؤمنين فإن لهم شفاعة يوم [illegible] (مظہری)

یعنی اہل ایمان کو کثرت سے دوست بنا لو کیونکہ قیامت کے دن انہیں شفاعت کرنے کا اذن دیا جائے گا۔

[illegible] اے حبیب [illegible] ان کی [illegible] ان کے [illegible]

[illegible] کے ساتھ [illegible] انہیں [illegible] ان میں سے کوئی کسی وقت [illegible]

[illegible] (مظہری) [illegible]

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ

رسولوں کو [1] جب کہا انھیں ان کے بھائی نوح نے کیا تم ڈرتے نہیں ہو [2] بیشک میں تمہارے لیے

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

رسول امین ہوں [3] پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری فرمانبرداری کرو اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی

أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾

اجرت میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے پس تم ڈرو اللہ سے اور میری پیروی کرو۔

قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا

انھوں نے کہا کیا ہم ایمان لے آئیں تجھ پر حالانکہ تیری پیروی کی ہے رذیل لوگوں نے [4] آپ نے فرمایا مجھے کیا خبر کہ وہ کیا

اور سعد سے مروی ہے (قرطبی)۔

[1] اب نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے حالات پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

[2] یہ اخوت اور بھائی چارہ نسبی ہے، دینی نہیں۔ یہاں آپ کو ان کا بھائی کہہ کر اس جذبہ اخلاص و خیر خواہی کی طرف اشارہ کر دیا جو ایک بھائی کے دل میں اپنے بھائیوں کے متعلق فطری طور پر پایا جاتا ہے۔ بتا دیا کہ کوئی اجنبی نہیں جسے تمہاری عزت اور آبرو سے کوئی واسطہ نہ ہو بلکہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ تمہاری عزت اور رسوائی اس کے لیے عزت و رسوائی کا باعث ہے اور تمہاری گمراہی پر اس کے دل میں سوز و گداز کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔

[3] میری صداقت اور امانت کے تم خود گواہ ہو۔ اب جب میں تمہارے سامنے ایک پیغام پیش کر رہا ہوں تو تمہیں اسے الگ تعصب اور تنگ دلی سے الگ ہو کر [illegible] میں تم سے کسی اجر [illegible] معاملہ میں [illegible] پر [illegible] ہو گا۔

[4] وہ کہنے لگے آپ پر ایمان لانے والے سب کے سب ایسے لوگ ہیں جو خاندانی لحاظ سے بڑے گھٹیا ہیں۔ مالی حالت بڑی پتلی ہے اور کنگال ہیں۔ معاشرہ میں انہیں کوئی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ ایسے کمین اور پست لوگوں کے پیچھے لگ کر ہم اپنی سبکی نہیں کریں گے۔ ارذلون، ارذل کی جمع ہے اور یہ رذیل کی اسم تفضیل ہے۔ روح المعانی میں علامہ آلوسی صاحب تفسیر نے ارذلون کے یہ معنی لکھے ہیں قال السیدو الاقل جاھا و مالاً یعنی جاہ و مال میں سب سے کم تر لوگ ارذل کہلاتے ہیں۔

كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۝ وَ

[illegible]

مَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ قَالُوا لَئِنْ

[illegible]

لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي

[illegible]

كَذَّبُونِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ

اور جو میرے ساتھ مومن ہیں۔ پس ہم نے بچا لیا اسے اور جو اس کے ساتھ تھے بھری ہوئی کشتی میں پھر

أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم

پھر غرق کر دیا اس کے بعد باقی ماندہ لوگوں کو بیشک اس میں (بڑی) عبرت ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر

مُّؤْمِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ

ایمان لانے والے اور بیشک آپ کا رب وہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے جھٹلایا عاد نے (اپنے)

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّي لَكُمْ

رسولوں کو جب فرمایا انہیں ان کے بھائی ہود نے کیا تم ڈرتے نہیں بیشک میں تمہارے لیے

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

رسول امین ہوں پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر (کوئی)

ع ۶

بل رہنے پائے رہا، چاہتا ہے چنانچہ اب وہ آپ کو دھکیل دینے پر اتر آئے ہیں۔

۱۱ جب آپ ان کے ایمان لانے سے کلی طور پر مایوس ہو گئے تو آپ نے یہ دعا کی۔ یہاں فتح کا معنی قطعی فیصلہ ہے۔ مشحون: مملوء، بھری ہوئی۔ کشتی میں جو چیز لادی جائے، انسان، حیوان، دیگر سامان اسے شحنۃ الفلک کہتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد دوم، سورۃ ہود، آیات [illegible]

۱۲ قوم عاد کا ذکر قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد انہیں ہی عروج حاصل ہوا تھا۔ جسمانی قد و قامت اور قوت و صحت میں یہ بے نظیر تھے۔ فن تعمیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ تفصیل کے لیے ضیاء القرآن، جلد دوم، الاعراف، آیت ۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

۱۳ آپ کی اخوت کا ذکر اس لیے کیا گیا تاکہ ان پر آپ کا اخلاص اور خیر اندیشی واضح ہو جائے

۱۴ آپ نے بھی اپنی صداقت کے لیے اپنی گزشتہ زندگی کو ان کے سامنے پیش کیا کہ آج تک میرا دامن ہر قسم کی آلائشوں سے پاک رہا۔ تم میری اخلاقی برتری اور دیانت کو تسلیم کرتے رہے ہو۔ میں ایک ساعت میں جھوٹ بولنا کیونکر شروع کر سکتا ہوں۔ سب سابق کی طرح آج بھی بات کہہ رہا ہوں اور تمہاری بھلائی ہی میرے پیش نظر ہے۔ یہ وعظ و نصیحت میں نے

أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٧﴾ أَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ

کا صلہ میرا اجر تو اس پر ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے کیا تم تعمیر کرتے ہو ہر اونچے مقام پر ایک

اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا

یادگار بے فائدہ [illegible] اور بناتے ہو [illegible] گویا تم ہمیشہ رہو گے اور جب کسی

بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا

پر گرفت کرتے ہو تو نہایت ظالم و جابر بن کر گرفت کرتے ہو پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور ڈرو

پیغام پہنچانے پر [illegible] تم سے اجرت اور معاوضہ نہیں لیتا میری اس محنت اور اخلاص کی قدر دانی اللہ ہی کے ذمہ ہے

ریع ہر اونچی جگہ کو کہتے ہیں [illegible]

الريع [illegible] عن مجاهد [illegible] الفج بين الجبلين [illegible]

[illegible]

[illegible] پسند فرمایا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنکبی فقال کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور (رواہ البخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پکڑے اور ارشاد فرمایا کہ دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو گویا تو یہاں اجنبی ہے یا راہ گیر مسافر ہے اور اپنے آپ کو اصحاب قبور سے شمار کر۔

الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ جَنّٰتٍ

اور ڈرو اس ذات سے جس نے مدد کی ہے تمہاری ان چیزوں سے جن کو تم جانتے ہو مدد کی ہے تمہاری مویشیوں اور بیٹوں سے اور باغوں

وَّ عُیُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ

اور چشموں سے مجھے اندیشہ ہے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا [illegible] انہوں نے کہا یکساں ہے ہمارے لئے

عَلَیْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ

خواہ آپ نصیحت کریں یا نہ ہوں آپ نصیحت کرنے والوں سے نہیں ہے یہ مگر عادات اگلوں کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۚ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ

[illegible]

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الرَّحِيمُ ﴿١٤٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ

بیشک [illegible] ہے جھٹلایا ثمود نے رسولوں کو جب کہا انہیں ان کے بھائی صالح نے

أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ وَ

کیا تم [illegible] نہیں ڈرتے بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری پیروی کرو۔ اور

مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾

میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی معاوضہ۔ میرا معاوضہ رب العالمین کے ذمہ ہے۔

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ

کیا تمہیں [illegible] یہاں [illegible] باغوں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور (شاداب)

وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾

[illegible]

[illegible]

اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مذاق اڑایا۔ [illegible]

[illegible] باغات [illegible] چشمے [illegible] کھیتیاں [illegible]

[illegible]

تمہاری نادانی ہے۔ [illegible]

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو اور مت پیروی کرو حد سے بڑھنے والوں کے حکم کی جو فساد

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ

برپا کرتے رہتے ہیں زمین میں اور اصلاح نہیں کرتے انہوں نے جواب دیا [illegible] ان لوگوں میں سے ہو

الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ

[illegible] تم نہیں ہو مگر ایک انسان ہماری مانند [illegible] اگر تم سچوں میں سے

الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝

[illegible] یہ اونٹنی ہے۔ ایک دن اس کے پانی پینے کی باری ہے اور ایک مقرر دن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ فَعَقَرُوهَا

[illegible]

فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَ

[illegible]

مَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ كَذَّبَتْ

[illegible]

قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ

[illegible]

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

[illegible]

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ

ساری خلقت سے اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لیے تمہارے رب نے جوروئیں بنائیں بلکہ تم حد سے

قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾

بڑھنے والے لوگ ہو بولے اے لوط اگر تم باز نہ آئے تو ضرور نکال دیے جاؤ گے

قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

کہا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام سے بچا

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا

تو ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہوئی پھر ہم نے ہلاک کر دیا

الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾

دوسروں کو اور ہم نے ان پر ایک برساؤ برسایا تو کیا ہی برا برساؤ تھا ڈرائے گئوں کا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت ایمان والے نہ تھے اور بے شک تمہارا رب

پھر یہ بستیاں کس طرح تباہ و برباد کر دی گئیں؟ بائیبل میں اس عذاب کا ان الفاظ میں بیان کیا گیا: "تب خداوند نے اپنی طرف سے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ برسائی۔ اور اس نے ان شہروں کے سب بسنے والوں کو اور سب کچھ جو زمین سے اگا تھا غارت کیا۔

مگر اس کی بیوی نے اس کے پیچھے مڑ کر دیکھا اور وہ نمک کا ستون بن گئی۔

اور ابراہیم صبح سویرے اٹھ کر اس جگہ گیا جہاں وہ خداوند کے حضور کھڑا ہوا تھا۔

اور اس نے سدوم اور عمورہ اور ترائی کی ساری زمین کی طرف نظر کی اور کیا دیکھتا ہے کہ زمین پر سے دھواں ایسا اٹھ رہا ہے جیسے بھٹی کا دھواں۔"

(پیدائش باب ۱۹ آیت ۲۴ تا ۲۸)

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ

بیشک وہی غالب اور رحیم ہے۔ جھٹلایا ایکہ والوں نے بھی رسولوں کو جب کہا

لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ

انھیں شعیب علیہ السلام نے کیا تم ڈرتے نہیں ہو بے شک میں تمھارے لیے رسول امین ہوں پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے

وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ

اور میری پیروی کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی اجر۔ میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جو سارے

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا

جہانوں کا پروردگار ہے۔ پورا کیا کرو ماپ اور نہ ہو جاؤ کم تولنے والوں سے۔ اور وزن کیا کرو

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

صحیح ترازو سے اور کم نہ دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں، اور نہ پھرا کرو

سورۂ اعراف اور سورۂ ہود میں حضرت شعیبؑ آپ کے ساتھ آپ کی قوم میں جو گھناؤنے اعمال تھے اور اخلاقی برائیاں تھیں ان کا ذکر گزر چکا ہے یہاں بھی آپ کے ساتھ ان کا وہی برتاؤ ہے اور آپ نے ان کو انھی برائیوں سے روکا۔ آپ کی تبلیغ کا ماحصل تقریباً وہی ہے یعنی وہی باتیں ہیں جو پہلے گزر چکا ہے۔ اسی لیے بعض حضرات نے یہ خیال کیا کہ اہل مدین اور اصحاب الایکہ ایک ہی قوم کے دو نام ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ قومیں تھیں جو الگ الگ علاقوں میں آباد تھیں لیکن چونکہ ان کے علاقے بالکل نزدیک تھے اور دونوں قومیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھیں اس لیے دونوں کی ہدایت کے لیے ایک ہی نبی حضرت شعیب کو مقرر فرمایا۔ نیز یہ دونوں قومیں بحر احمر کے ساحل کے قریب اس شاہراہوں کے قریب واقع تھیں آباد تھیں اور تجارت پیشہ تھیں۔ تاجروں میں جو اخلاقی برائیاں عام طور پر پائی جاتی ہیں وہ ان میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ کے عقیدہ سے دونوں برگشتہ ہو چکی تھیں اور شرک کی لعنت میں گرفتار تھیں۔ اس لیے حضرت شعیب علیہ السلام کے مواعظ ایک ہی طرح کے تھے۔ ایکہ: الشجر الکثیر الملتف اسے ایکہ جس الغیضہ۔ بن کو جھاڑی کہتے ہیں اور گھنے درختوں کا ذخیرہ جو اکٹھے ہوں ایکہ کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم جس علاقہ میں آباد تھی وہاں درختوں کے گھنے اور گنجان جھنڈ بکثرت پائے جاتے تھے اسی لیے انھیں اصحاب الایکہ کہا گیا اور یہ کسی خاص بستی

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ۝

ملک میں فساد برپا کرتے پھرتے۔ اور ڈرو اس سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں اور اگلی مخلوق کو

قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن

کہنے لگے تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر جادو کر دیا گیا ہے اور نہیں ہو تم مگر ایک بشر ہماری مانند اور ہم تو تمہارے

نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن

متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ پس گرا دو ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان سے اگر

كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ

تم راست بازوں میں سے ہو۔ آپ نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ سو انہوں نے جھٹلایا

لیکہ جس نے یہ پڑھا ہے ان کا خیال ہے کہ لیکہ بستی کا نام تھا۔ جوہری کی رائے ہے کہ ایکہ اور لیکہ دونوں ایک ہی بستی کے نام ہیں جس طرح مکہ اور بکہ۔ (قرطبی)

جبلۃ خلق ... یعنی اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تم سے پہلے جو مخلوق گزر چکی ہے اس کا بھی وہی خالق ہے۔

ان کی ساری معاشی خوشحالی کا انحصار انہی بے ایمانیوں اور حق تلفیوں پر تھا۔ وہ تو یہ سمجھا کرتے تھے کہ حضرت شعیب کی نصیحت پر کاربند ہو کر ہم برباد ہو جائیں گے۔ انہوں نے اپنی عقل کے زعم میں اس سے ہی انکار کر دیا اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ کرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ بلکہ حضرت شعیب پر الزام لگا دیا کہ آپ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جبھی تو ہمیں ایسے مشورے دے رہے ہیں جن پر اگر عمل کریں تو ہماری تجارت ٹھپ ہو جائے، دولت و ثروت کی فراوانی سب یکدم ختم ہو جائے۔ عقل و دانش والا آدمی ایسا مشورہ نہیں دے سکتا جو اس کی اقتصادی تباہی کا سبب بنے۔ اے شعیب یقیناً تمہارا دماغ کام نہیں کر رہا پہلے اپنا علاج کراؤ پھر ہمیں نصیحت کرنا۔

کسفا ٹکڑا۔ قرطبی

جب آپ نے بہت اصرار کیا کہ وہ ان حرکات بد سے باز آ جائیں تو انہوں نے سیخ پا ہو کر شرم و حیا کی چادر اتار کر کہہ دیا کہ ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ جاؤ جو عذاب تم ہم پر لانا چاہتے ہو لے آؤ۔

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ

شعیب کو جھٹلایا تو انہیں چھتری والے دن کے عذاب نے آ لیا ف۱ بے شک یہ بڑے دن کا عذاب تھا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ

بے شک اس (قصہ) میں عبرت کی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے اور بے شک آپ کا رب

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ

ہی سب پر غالب نہایت رحم والا ہے اور بے شک یہ کتاب رب العالمین کی اتاری ہوئی ہے ف۲ اس کو لے کر

۲ ع ۱۱

الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ

اترے ہیں روح الامین ف۳ آپ کے قلب پر ف۴ تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں صاف عربی

ف۱ ان پر عذاب نازل ہوا اس کی کیا کیفیت تھی اس کا ذکر نہیں فرمایا اس لیے اس کے بارے میں یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ ان پر کوئی ایسا عذاب نازل کیا گیا جس نے چھتری یا سائبان کی طرح ان پر سایہ کر لیا اور پھر وہ ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد کر دیئے گئے۔

ف۲ سورۃ کا آغاز اس بات سے ہوا تھا کہ کفار قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا کلام ماننے کے لیے تیار نہیں تھے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کو تسلی دینے کے لیے متعدد انبیاء اور ان کی قوموں کے حالات بیان فرمائے۔ اب پھر سلسلہ کلام اسی طرف لوٹ آیا ہے کہ یہ کلام کسی انسان کا وضع کردہ نہیں بلکہ اسے اس ذات نے اتارا ہے جو رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ انسان کی [illegible] یہ بعید تھا کہ اس کی ہدایت کے لیے کوئی انتظام نہ فرماتا۔ چنانچہ انسانوں کی اصلاح و فلاح کے لیے یہ کتاب مقدس نازل فرمائی۔

ف۳ اور جس فرشتہ کے ذریعے یہ کتاب نازل کی گئی وہ روح الامین ہے یعنی وہ سراپا امانت ہی امانت ہے اس سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ اس نے اپنی طرف سے کوئی حذف و اضافہ کر دیا ہو [illegible] اس کی امانت کی حفاظت میں [illegible] جبرئیل کی عظمت و علو [illegible] ہو ہی نہیں سکتیں۔

ف۴ یعنی اس کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر پر ہوا [illegible]

عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً

[illegible]

[illegible]

[illegible] (روح المعانی) [illegible]

[illegible]

أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ

آپ کی نبوت کی یہ دلیل کافی نہیں کہ جانتے ہیں آپ کو بنی اسرائیل کے علماء سللہ اور اگر ہم اتارتے قرآن کو کسی غیر عربی

الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ

پر سللہ پھر وہ اس کو پڑھ کر سناتا تب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں تھے یونہی ہم نے داخل کر دی

فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾

یہ انکار کی عادت مجرموں کے دلوں میں سللہ وہ ایمان نہیں لائیں گے اس پر جب تک دیکھ نہ لیں دردناک عذاب کو

سنی ہے کہ جس ہستی کے قلبِ مطہر پر یہ کتاب نازل کی گئی ہے اس کے کمالات و صفات سے سابقہ آسمانی کتابیں بھری پڑی ہیں سب صحیفوں نے آپ کی تشریف آوری کا مژدہ سنایا آپ کی آمد کی اطلاع دی اور حضور پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی۔

سللہ اہل مکہ یہود کو صاحب کتاب اور اہل علم خیال کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک وفد یثرب کے علماء یہود کے پاس بھیجا اور حضور کے متعلق ان سے کچھ دریافت کیا۔ علماء یہود نے بتایا ان ہذا لزمانہ وانا لنجد فی التوراۃ نعتہ وصفتہ کہ ان کے ظہور کا وقت آگیا ہے اور ان کی نعت و صفات تورات میں موجود ہیں لیکن اہل مکہ پھر بھی نہ مانے۔ آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔

سللہ کفار کا انکار کسی معقول دلیل پر مبنی نہیں تھا بلکہ محض ضد تھی جس پر وہ اڑے ہوئے تھے اور اپنے سراسر غلط موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی احمقانہ حربہ استعمال کرتے تھے۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر ہو چکا ہے ان کا ایک یہ بھی اعتراض تھا کہ حضور عربی ہیں اور عربی میں ہی یہ کلام پیش کر رہے ہیں اس لیے یہ کلام بنا لینا کیا مشکل ہے۔ ان کے جواب میں فرمایا جا رہا ہے اگر ہم کسی عجمی پر یہ کتاب نازل کر دیتے تب بھی تم اس پر ایمان لانے کے لیے تیار نہ ہوتے۔ یہ محض تمہارے حیلے ہیں۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ تم دل سے اس کلام کی عظمت کو تسلیم کرتے ہو لیکن زبان سے اقرار کرنے میں اپنی توہین محسوس کر رہے ہو۔

سللہ یعنی اس کلام پاک کی صداقت تمہارے رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے تمہارے دل مان چکے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لیکن تم کبر اور گمراہی میں یہاں تک دور نکل گئے ہو کہ محض عناد پر تلے ہوئے ہو اور تسلیم نہیں کرتے۔ سلکناہ کے معنی ہیں داخل کرنے کے اور ضمیر قرآن کی طرف ہے یعنی دل میں اثر کرنے والی تاثیر کی طرف اشارہ کر دیا۔ بعض علماء نے اس آیت کا معنی یہ کیا ہے کہ سلکنا التکذیب یعنی قرآن کریم کے جھٹلانے کو ہم نے ان کے دلوں میں داخل کر دیا ہے۔

فيأتيهم بغتة وهم لا يشعرون ﴿٢٠٢﴾ فيقولوا هل نحن منظرون ﴿٢٠٣﴾

[illegible]

أفبعذابنا يستعجلون ﴿٢٠٤﴾ أفرأيت إن متعناهم سنين ﴿٢٠٥﴾ ثم جاءهم

[illegible]

ما كانوا يوعدون ﴿٢٠٦﴾ ما أغنى عنهم ما كانوا يمتعون ﴿٢٠٧﴾ وما أهلكنا

[illegible]

من قرية إلا لها منذرون ﴿٢٠٨﴾ ذكرى وما كنا ظالمين ﴿٢٠٩﴾ وما

[illegible]

تنزلت به الشياطين ﴿٢١٠﴾ وما ينبغي لهم وما يستطيعون ﴿٢١١﴾ إنهم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ۝ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ

(شیطانوں کو) تو اس کے سننے سے بھی دور کر دیا گیا ہے ۔ پس نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو ورنہ تم ہو جاؤ گے

مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ۝ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝ وَاخْفِضْ

ان لوگوں میں سے جن کو عذاب دیا جائے گا ۔ اور آپ ڈرائیے اپنے قریبی رشتہ داروں کو ۔ اور جھکائے رکھئے اپنے بازو

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

ان لوگوں کے لیے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں اہل ایمان سے ۔ پھر اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ فرما دیجئے

میں جا لگ کر ہی رہتے۔

ف یہ (الزام) شیاطین کا کلام اور ان کی گفتگو سے کیسے [illegible] ہو سکتی ہے [illegible] ان کی باتیں کرتے ہیں تو شہاب ثاقب سے ان کا تعاقب کیا جاتا ہے اور انہیں بھگا دیا جاتا ہے۔

ف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اس کے ساتھ کسی غیر کو شریک کر کے مت پکارو۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو تم عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے [illegible] ہمیں یہ فرمایا [illegible] ہمیں متنبہ کرنا اور سمجھانا مقصود ہے۔

ف صحیح بخاری میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے پکارا یا بنی فہر یا بنی عدی غرضیکہ قریش کے تمام قبائل کو نام لے لے کر بلایا یہاں تک کہ سب جمع ہو گئے [illegible] تو حضور نے فرمایا اگر میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ اس وادی میں سواروں کا ایک دستہ ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مان لو گے سب نے جواب دیا ہاں کیونکہ آج تک ہم نے آپ کو سچ بولتے ہوئے ہی پایا ہے حضور نے فرمایا فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید [illegible] عذاب شدید کے آنے سے پہلے تمہیں خبردار کرتا ہوں [illegible] اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرو [illegible] تبا لک سائر الیوم الهذا جمعتنا [illegible] اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی [illegible] تبت یدا ابی لہب و تب [illegible] اپنے رب کی طرف [illegible] اللہ [illegible] ہو جائے۔

ف اہل ایمان کے ساتھ [illegible] سلوک کا حکم دیا جا رہا ہے کہ ان کے ساتھ تواضع سے پیش آئیے [illegible] یہ ہے کہ [illegible] رحمت کا [illegible]

إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي

میں بری الذمہ ہوں ان کاموں سے جو تم کیا کرتے ہو اور بھروسہ کیجئے سب سے غالب ہمیشہ رحم فرمانے والے پر جو آپ کو

يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾

دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں [illegible] اور (دیکھتا ہے) آپ کا پلٹنا [illegible] سجدہ کرنے والوں میں بیشک وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے

سمجھے وہ اس جنت میں سے [illegible] کا سامان مہیا کر لیں گے۔ فرمایا اپنے پروں کو نیچے کرو تاکہ تیری رحمت و شفقت کا سائبان ان کے سروں پر بھی پھیلے [illegible] بلکہ تیری شفقت کا تقاضا [illegible] اپنے ضعیف اور شکستہ دل ساتھیوں کا لحاظ رکھنا ہی [illegible] ہے۔

[illegible] اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو کہہ دیجئے کہ میں تمہارے ان اعمال سے بیزار ہوں اور انہیں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ علامہ آلوسی نے یہاں خوب لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ [illegible] کہ میں تمہارے اس [illegible] بری الذمہ ہوں۔ یہ حکم نہیں دیا [illegible] کہ میں تم سے بری الذمہ ہوں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو روز محشر گناہگاروں کی شفاعت کون کرتا۔ [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] (روح المعانی)

[illegible] [illegible] عزیز ہے یعنی ہر چیز پر غالب ہے [illegible] رحیم بھی ہے جس کا دامن رحمت ہر ایک کے لیے کشادہ ہے [illegible] العزة [illegible] للمحبة [illegible] التوکل والرحمة [illegible] الداعية اليه۔ (روح المعانی)

[illegible] اے حبیب! اپنے اس مولیٰ کریم پر توکل کر جو عزیز بھی ہے اور رحیم بھی۔ اور اس کے علاوہ وہ اس کی چشم عنایت و رحمت ہر وقت تجھے دیکھ رہی ہے [illegible] جب کہ [illegible] تو اس وقت بھی وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے۔

[illegible] اس آیت کے متعدد معانی کیے گئے ہیں۔ [illegible]

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۝ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ

والو! کیا میں تمہیں بتاؤں کن پر اترتے ہیں شیطان وہ اترتے ہیں ہر بہتان تراشنے والے

أَثِيمٍ ۝ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ۝ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۝

بدکار پر جو پہنچاتے ہیں شیطانوں کی سنی سنائی باتیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ ہی کرتے ہیں

اور صحابہ کرام کے گھروں کا چکر لگایا یہ دیکھنے کے لیے کہ رات کے وقت وہ کیا کر رہے ہیں آپ نے دیکھا کہ وہ سب حق تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ سحر کے وقت ان کے گھروں سے ذکر و تلاوت کی آوازیں یوں آرہی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔ لما سمع منها من دندنتهم بذكر الله والتلاوة

(۲) ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے اس کا یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے کہ تقلب سے مراد منتقل ہونا ہے یعنی جب آپ کا نسب یکے بعد دیگرے آپ کے اسلاف کی پشتوں سے منتقل ہوتا چلا آرہا تھا تو ان تمام تقلبات کو ملاحظہ فرما رہا تھا کیونکہ آپ کے آباؤ اجداد کو قرآن کریم نے ساجدین یعنی سجدہ کرنے والے کہا ہے۔ اس لیے اکثر علماء نے اس آیت سے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر استدلال کیا ہے اور اہل سنت والجماعت کے کثیر التعداد جلیل القدر علماء کا یہی مسلک ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں واستدل بالآية على ايمان ابويه صلى الله عليه وسلم كما ذهب اليه كثير من اجلة اهل السنة وانا اخشى الكفر على من يقول فيهما رضي الله تعالى عنهما على رغم انف علي القاري واضرابه (روح المعانی)

اس قول کی تائید میں علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے ایک حدیث شریف یہ ہے

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يزل الله ينقلني من الاصلاب الطيبة الى الارحام الطاهرة حتى اخرجني من بين ابوي لم يلتقيا على سفاح قط خرجت من نكاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم حتى انتهيت الى ابي وامي (مظہری)

یعنی حضور نے فرمایا کہ جب بھی کوئی نسل دو حصوں میں بٹی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس میں رکھا جو ان دونوں سے بہتر تھا میرے والدین سے میری ولادت ہوئی اس حال میں کہ جاہلیت کی کسی بیہودگی نے مجھے مس نہیں کیا۔ آدم سے لے کر میرے والدین تک میرے سلسلہ نسب میں کوئی بھی نکاح کے بغیر پیدا نہیں ہوا۔ پس میں نسب کے لحاظ سے بھی تم سب سے بہتر ہوں اور ماں باپ کے لحاظ سے بھی تم سب سے بہتر ہوں۔

(۲۲۱) پہلے بتایا کہ شیطان کی مجال نہیں کہ وہ میرے محبوب کے قریب بھی پھٹک سکے اب بتایا جا رہا ہے کہ شیطان اترتا

أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿۲۲۵﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿۲۲۶﴾

[illegible]

[illegible] شیاطین کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ

بجز ان شاعروں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے [illegible] اللہ تعالیٰ کو [illegible] اور انتقام لیتے ہیں

بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۲۲۷

اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ اور عنقریب جان لیں گے [illegible] کہ وہ کس [illegible] لوٹ کر جاتے ہیں

ع ۱۱ ۱۵

بدشاعروں سے مراد وہ ہیں جن کے نزدیک [illegible] تھا۔ اسی لیے اہل عرب جھوٹی دلیلوں کو [illegible] شعریہ کہتے ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] (...) [illegible] حضرات حسان، عبداللہ بن رواحہ، کعب بن مالک اور کعب بن زہیر [illegible] حاضر ہوئے [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] کی مذمت کی گئی ہے [illegible] [illegible] [illegible] کی تبلیغ میں [illegible] صحابہ کرام میں بڑے بڑے جلیل القدر شعراء موجود تھے۔ حضرت حسان کے لیے [illegible] منبر رکھا جاتا [illegible] جواب دیتے۔ چنانچہ ایک دن ابوسفیان کی ہجو کے جواب میں حضرت حسان نے فرمایا ؎

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ
فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ
أَتَهْجُوهُ وَلَسْتَ لَهُ بِكُفْءٍ فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ
لِسَانِي صَارِمٌ لَا عَيْبَ فِيهِ وَبَحْرِي لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

اے ابوسفیان! تو نے میرے محبوب کی جناب میں [illegible] میں نے اس کا جواب [illegible] مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں مجھے اس کی جزائے خیر ملے گی۔

سنو تمہاری بدزبانی سے حضور کی عزت کو بچانے کے لیے میرا باپ، میری ماں اور میری عزت [illegible] میں اپنے باپ، اپنی ماں اور اپنی عزت تک کو حضور کی عزت پر قربان کر دوں گا۔

تو اس کی جناب میں تو یہ بات کہتا ہے جس کا تو ہم پایہ نہیں ہے۔ تم دونوں میں سے جو برا ہے وہ اس پر فدا ہو جو تم میں سے اچھا ہے۔

میری زبان تیز تلوار ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے اور میرا بحر فصاحت اتنا گہرا ہے کہ ڈول ڈالنے سے وہ مکدر نہیں ہوتا۔

—— حدیث پاک میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا حسن الشعر کحسن الکلام وقبیحه کقبیح الکلام کہ اچھا شعر اچھے کلام کی طرح ہے اور برا شعر برے کلام کی طرح ہے۔ دوسری حدیث میں ہے ان من الشعر لحکمة بعض شعروں میں بڑی دانائی کی باتیں ہوتی ہیں۔

خلاصہ آخر میں کفار کو تہدید فرمائی کہ آج تو طرح طرح کی من مانیاں کرتے ہو، عنقریب تمہیں اپنا انجام معلوم ہو جائے گا اور تمہیں پتہ چل جائے گا کہ تم کتنے غلط کار تھے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کر کے اور اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹے الزامات لگا کر تم نے اپنے اوپر کتنا ظلم کیا تھا۔ منقلب: مرجع ومصیر۔ لوٹ کر آنے کی جگہ۔

اللہ تعالیٰ دعوت حق کو قبول کرنے کی توفیق بخشے اور جانثاری کی ہر وقت آرزو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ النمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام:

اس سورت پاک کا نام النمل ہے جو آیت ۱۸ میں مذکور ہے۔ اس کی آیات کی تعداد ترانوے ہے۔ یہ ایک ہزار تین سو سترہ کلمے اور چار ہزار سات سو ترانوے حروف پر مشتمل ہے۔

زمانہ نزول:

اس سورت کا تعلق بھی مکی دور کے درمیانی عہد سے ہے، جب کفار کی مخالفت اپنے عروج پر تھی۔ غلط الزامات، طعن و تشنیع، بہتان طرازی کے طوفان برپا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اہل اسلام پر ظلم و ستم کی انتہا کر رہے تھے۔

مضامین:

۱۔ آغاز میں قرآن کریم کا تعارف کرایا گیا ہے کہ یہ اہل ایمان کے لیے ہدایت و بشارت ہے۔ نیز یہ کسی انسان کی تصنیف نہیں جس میں قدم قدم پر زمانی اور مکانی حد بندیاں یا ماحول کے تقاضے اس کی ابدیت اور اس کی عالمگیر حیثیت کو مشکوک بنا دیتے ہیں بلکہ یہ خداوند عالم کا کلام ہے جو حکیم بھی ہے اور علیم بھی۔ جس کی حکمت اور علم ہر نقص اور خامی سے بالاتر ہیں۔

۲۔ یہاں اس حقیقت کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ اسلام نے روز قیامت پر ایمان لانے کو کیوں ضروری قرار دیا۔ یہ عقیدہ انسانی زندگی کی تشکیل میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ متعدد مثالیں دے کر اس حقیقت کو واضح کر دیا گیا ہے۔ فرعون جو منکر قیامت تھا اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب اسے ملک مصر کی محدود سلطنت ملی تو اس نے اپنے خالق کا بھی انکار کر دیا اور رعایا پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ اپنے اقتدار کو برقرار رکھنا ہی اس کی زندگی کا مقصد وحید بن گیا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ہر حیلہ اور وحشیانہ حرکت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ جب اس کے اپنے مقرر کیے ہوئے معیار کے مطابق حق واضح ہو گیا پھر بھی اس نے حق کو تسلیم کرنا اپنے لیے عار سمجھا۔ اہل حق کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر تختہ دار پر لٹکا دیا۔ اس کی [illegible] بصیرت کے سامنے حائل ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گناہوں کے بوجھ کے نیچے دب گیا اور اپنے مظالم کے طوفان میں تنکوں کی طرح بہہ کر فنا ہو گیا۔

اس کے بعد [illegible] کی [illegible] بیان کی گئی۔ آپ کی صداقت کی [illegible] سے [illegible]
[illegible] تعداد [illegible] کے [illegible]
[illegible] ایسے [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] کمال [illegible] پیدا ہو۔

[illegible]

[illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] سکتا ہے؟

قوم ثمود اور قوم [illegible] حقیقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] دیتے ہیں۔ [illegible]
[illegible] (آیت ۴۸) [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ثم لنقولن لوليه ما شهدنا مهلك أهله وإنا لصادقون (آیت ۴۹)

قرآن کریم [illegible]
[illegible]

۴۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آج بھی ان کا جواب نہیں

۴ آخر میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم کو یہ فرما کر تسلی دے رہا ہے کہ ان کفار و مشرکین میں حق پذیری کی استعداد ہی نہیں۔ اگر اندھا سورج کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا تو یہ اس کی بدنصیبی ہے۔ نہ سورج کی روشنی کا قصور ہے اور نہ اس کی تابش میں کوئی کمی ہے۔

۵ سرداران مکہ کی اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کر دیا جس غلط فہمی میں آج بھی کئی سادہ لوح اور نادان لوگ مبتلا ہیں۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے اسلام قبول کر لیا تو یہ ہمارا اس رسول پر بڑا احسان ہوگا۔ اور اگر ہم نے اسلام کی دعوت کو رد کر دیا تو اس سے خدا کی خدائی میں کوئی کمی آ جائے گی یا آفتاب نبوت کی ضیا پاشیاں مدھم پڑ جائیں گی۔ سب کو بتا دیا فمن اهتدى فانما يهتدى لنفسه آیت ۹۲ یعنی یہ تمہاری خوش نصیبی ہے اگر تم اس دعوت کو قبول کر لو تو تمہارے دونوں جہاں سنور جائیں گے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہاری اپنی بدنصیبی ہوگی۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ النمل مکی ہے اور اس کی ۹۳ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى

طا۔ سین ۱ یہ آیتیں ہیں قرآن (عظیم) کی اور روشن کتاب کی ۲ یہ سراپا ہدایت اور خوشخبری ہے

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

اہل ایمان کے لیے ۳ جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز۔ اور دیا کرتے ہیں زکوٰۃ ۴ اور وہ

---

۱ حروف مقطعات سے ہیں۔

۲ یہاں قرآن کو معرفہ اور کتاب کو نکرہ لایا گیا ہے لیکن سورۃ الحجر میں قرآن کو نکرہ، اور کتاب کو معرفہ ذکر کیا گیا۔ ارشاد ہے تلک آیات الکتاب وقرآن مبین۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ قرآن اور کتاب کی دو حیثیتیں ہیں ایک یہ کہ وہ اس کلام الٰہی کے علم (نام) ہیں جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ دوسری یہ کہ یہ اس کلام کی صفتیں ہیں یعنی قرآن سے مراد ہے جو پڑھا جائے اور کتاب سے مطلب جو لکھا جائے۔ جہاں انہیں معرفہ ذکر کیا جاتا ہے وہاں حیثیت علم (نام) ذکر ہوئی اور جہاں نکرہ وہاں حیثیت صفت ذکر ہوئی۔ بعض نے کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد لی ہے اور اس کو نکرہ لانا اس کی عظمت شان کے لیے ہے

۳ اگر مومنین کا تعلق دونوں سے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اہل ایمان ہی اس کتاب مبین سے فیضیاب ہوتے ہیں اس کی تعلیمات پر عمل کر کے فلاح دارین کی سعادت حاصل کرتے ہیں اس لیے یہ انہی کے لیے باعث ہدایت ہے اور یہی اس بات کے مستحق ہیں کہ دنیا و آخرت کی کامیابی کی انہیں بشارت دی جائے۔ منکرین نے جب اس کی روشنی کو دیکھنے سے آنکھیں بند کر لیں اور اس چشمہ شیریں سے اپنے حلق تر کرنے سے انکار کر دیا تو ان کی محرومیاں اور ان کی سیاہیاں ان کے لیے نہیں تھیں اور نہ وہ اس قابل ہیں کہ انہیں یہ کتاب کوئی مژدہ بھی دے

ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ لفظ مومنین کا تعلق صرف بشریٰ سے ہے یعنی اس کتاب میں ہدایت کا پیغام تو ہر ایک کے لیے یکساں ہے لیکن خوشخبری کی مستحق صرف وہ جماعت ہوگی جس نے اسے قبول کیا اور اس کے سانچے میں اپنی عملی زندگی کو ڈھالا

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ

جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں [illegible] بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے [illegible] ان کی

اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْعَذَابِ وَهُمْ

نظروں میں ان کے اعمال [illegible] سو وہ [illegible] یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے [illegible] عذاب ہے اور یہی آخرت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ

میں سب سے زیادہ گھاٹے میں رہیں گے۔ اور بے شک آپ کو سکھایا جاتا ہے قرآن حکیم بڑے دانا سب

حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ

کچھ جاننے والے کی جناب سے ۵ (یاد کرو) جب کہا موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہ میں نے دیکھی ہے آگ، ابھی لے آتا ہوں تمہارے

مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷

پاس وہاں سے کوئی خبر یا لے آتا ہوں آگ کا شعلہ سلگا کر تاکہ تم (اس سے) تاپو ۶ پھر جب

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ

آپ اس کے پاس پہنچے تو ندا آئی کہ بابرکت ہے جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے ۷ اور پاک ہے

العمه: التردد فی الامر من التحیر (مفردات) یعنی کسی کام میں حیرت کے باعث متردد ہونا۔

۵ یعنی آپ کو یہ قرآن کسی انسان یا جن نے نہیں سکھایا بلکہ جو حضور کریم کو قرآن سکھاتا ہے وہ حکمت و علم کی صفات جلیلہ سے متصف ہے۔

۶ حضرت شعیب علیہ السلام کی دس سال خدمت کر کے یہاں سے چلنے کے بعد آپ اپنی اہلیہ کے ساتھ مصر جا رہے ہیں۔ موسم سرما کا ہے، رات کا وقت ہے، ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی ہے، سخت ٹھنڈک محسوس کر رہے ہیں۔ اپنی منزل کا راستہ بھی معلوم نہیں۔ اسی کشمکش میں دور سے آگ جلتی ہوئی نظر آئی۔ اہلیہ سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں وہاں جاتا ہوں۔ آگ جل رہی ہے ضرور کوئی آدمی ہوگا، اس سے صحیح راستہ بھی دریافت کروں گا اور آگ کا شعلہ لاؤں گا۔ الاؤ جلائیں گے اور آگ تاپیں گے۔

(اصطلی آگ سینکنا۔ شہاب شعلہ۔ قبس شعلہ۔ آگ کا چمکتا انگارا (مصباح))

والقبس اسم لما یقتبس من جمر وما اشبہہ (قرطبی) یعنی وہ آگ جو کسی انگارے وغیرہ سے سلگائی جائے۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ وہاں جو آگ جل رہی ہے اس سے کوئی لکڑی وغیرہ سلگا کے آؤں گا اور یہاں اس سے الاؤ جلائیں گے۔

۷ جب وہاں پہنچے تو وہاں عجیب ہی منظر دیکھا۔ آگ ہے بڑی روشن آگ لیکن نہ دھواں ہے اور نہ تپش۔ اس کے بیچ ایک سرسبز درخت کھڑا ہے اسے جلا کر راکھ کرنا تو کجا اس کی رنگت کو اور نکھار رہی ہے۔ اچانک ایک آواز آئی، بڑی بابرکت ہے وہ ذات جو اس آتش نور میں ہے اور اس کا سارا ماحول بابرکت ہے۔

اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑧ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨

[illegible] پاک ہے [illegible] رب ہے تمام جہانوں کا [illegible] اے موسیٰ [illegible] میں ہوں اللہ عزت والا دانا

وَاَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۚ

اور ڈال دو اپنا عصا [illegible] پس جب دیکھا اسے [illegible] لہرا رہا تھا جیسے سانپ ہو تو آپ پیٹھ پھیر کر

يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ⑩ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ

[illegible] اے موسیٰ ڈرو نہیں [illegible] بیشک میرے حضور نہیں ڈرا کرتے رسول [illegible] مگر جس نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قرآن کریم میں عصا کے سانپ بننے کو مختلف الفاظ سے بیان کیا گیا ہے کبھی اسے حیۃ کہا گیا اور کبھی ثعبان اور کبھی جان۔ [illegible] سانپ کو کہتے ہیں [illegible] ثعبان اژدہا کو کہا جاتا ہے اور جان اس سانپ کو کہتے ہیں جو [illegible]

ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَدْخِلْ یَدَكَ

جو برائی ہونے کے بعد اسے بدل کر بھلائی کر لے [illegible] تو بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں اور

فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ

اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال وہ نکلے گا سفید چمکتا بغیر کسی عیب کے یہ دو معجزے ان نو معجزات میں سے ہیں

وَقَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً

ساتھ آپ کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا بے شک وہ بے حکم لوگ ہیں پھر جب ان کے پاس ہماری نشانیاں

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا

بصیرت افروز پہنچیں تو بولے یہ تو کھلا جادو ہے اور ان کا انکار کر بیٹھے حالانکہ ان کے دل ان کا یقین کر چکے تھے

وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا

ظلم اور تکبر سے تو دیکھو کیسا انجام ہوا فسادیوں کا اور بے شک ہم نے

ع

[illegible] (قرطبی)

ف یعنی [illegible] جب آپ نے عصا کو سانپ بنتے دیکھا تو ڈر گئے اور پیچھے بھاگے [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

ف اگر [illegible] کے بعد کوئی [illegible] دل سے تائب ہو جائے [illegible]

[illegible]

[illegible] دیا۔

ف [illegible] کی طرف [illegible]

وہ راہ راست اختیار کرے

ف موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] راہ راست پر چلنے کی دعوت [illegible]

[illegible] معجزات [illegible] کے دلوں میں [illegible]

دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى

عطا فرمایا داؤد و سلیمان کو علم سلہ [illegible]

كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ

بہت سے مومن بندوں پر سلہ اور جانشین ہوئے سلیمان داؤد کے اور فرمایا

[illegible]

سلہ [illegible]

سلہ [illegible]

سلہ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعدد بیٹے تھے [illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ

[illegible] سکھلائی گئی ہمیں پرندوں کی بولی اور ہمیں عطا کی گئی ہیں ہر قسم کی چیزیں بے شک

هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ

یہی تو ہے نمایاں فضل اور جمع کیے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنوں

آپ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے جن میراث والی بات ذکر ہو رہی ہے۔ اگر یہ مال و جائداد کی میراث کی بات ہوتی تو بڑے بیٹے کہاں جاتے اس کے سامنے اس مال و جائداد کے وارث صرف حضرت سلیمان بنتے۔ دوسرے تمام بیٹے اور بیٹیاں محروم کر دی جاتیں تو اس سے مراد علم اور نبوت ہو سکتا ہے۔ اسی لیے ماننا پڑے گا کہ حضرت سلیمان کو جو وراثت ملی وہ ملک اور نبوت کی وراثت تھی اور احادیث بھی اسی کی تائید کرتی ہیں کہ نبی کی مال و جائداد کی میراث نہیں ہوتی۔ علم و حکمت کی دولت [illegible] کی مزید وضاحت سورۂ مریم کی آیت ۶ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

دوسرے تاریخی حوالوں کے علاوہ بائبل کی روایات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے [illegible] چنانچہ سلاطین باب اول میں ہے۔

جب حضرت داؤد بیمار ہوئے تو ان کے ایک بیٹے ادونیاہ نے سر اٹھایا اور کہنے لگا میں بادشاہ ہوں گا۔ اس نے ایک بڑی دعوت کا اہتمام کیا اور اپنے سب بھائیوں یعنی بادشاہ کے بیٹوں اور سب یہوداہ کے لوگوں کو جو بادشاہ کے ملازم تھے بلایا۔ اپنے بھائی سلیمان کو نہ بلایا۔ (آیت ۵، ۹، ۱۰)

۱۵ اللہ تعالیٰ نے جن خصوصی انعامات سے آپ کو سرفراز فرمایا تھا ان میں سے ایک یہ انعام بھی تھا کہ آپ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ ہمارا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ مختلف پرندے مختلف اوقات اور حالات میں مختلف قسم کی آوازیں نکالتے ہیں۔ آپس میں جب محبت کرتے ہوتے ہیں تو ان کی آواز اور ہوتی ہے جب ایک دوسرے سے لڑتے ہیں تو اور جب کوئی شکاری پرندہ ان پر جھپٹتا ہے تو اور۔ غرضیکہ مختلف حالات میں ان کی آوازیں مختلف ہوتی ہیں جن کو یہ دوسرے پرندے بھی خوب سمجھتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں اظہار مدعا کے لیے بھی قدرت نے قوت نطق عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ اگر اپنے ایک پیغمبر کو ان کے کلام کے مفہوم پر مطلع کر دے تو کیا بعید ہے۔

۱۶ اس کا مفہوم حضرت ابن عباس سے یوں منقول ہے [illegible] الاحوال یعنی جن چیزوں کی نبیوں یا بادشاہوں کو ضرورت تھی وہ بکثرت آپ کو عطا کی گئیں۔

۱۷ ان سب نعمتوں کے ذکر کے بعد یہ تصریح کر دی کہ ان میں سے کوئی چیز میری ذاتی نہیں ہے بلکہ یہ سب رب کے بخشے ہوئے ہیں اور یہ بخشش و عطا سراسر اس کا فضل و کرم ہے۔

وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتّٰٓى إِذَآ أَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ

انسانوں اور پرندوں سے، پس وہ [illegible] یہاں تک کہ جب وہ [illegible] چیونٹیوں کی وادی

قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓأَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ

سے پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کا ذکر ہو رہا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ

[illegible]

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ

[illegible]

وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ

[illegible]

الصَّالِحِينَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کرتے ہیں

مِنَ الْغَآئِبِیْنَ ۝ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ

[illegible]

بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ

[illegible]

بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ۝ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ

[illegible]

[illegible] سبا [illegible] جیسے بیروت

علامہ [illegible] شہر [illegible]

[illegible] حضرت ابن عباس [illegible] نقل کیا ہے

وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا

اور اسے دی گئی ہے ہر قسم کی چیز سے اور اس کا ایک عظیم الشان تخت ہے میں نے پایا اسے اور اس کی قوم کو کہ وہ

يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

سب سجدہ کرتے ہیں سورج کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور آراستہ کر دیئے ہیں ان کے لیے شیطان نے ان کے

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ

خوشنما اعمال تو اس لیے روک دیا ہے انھیں سیدھے راستے سے پس وہ ہدایت قبول نہیں کرتے کہ وہ کیوں نہیں سجدہ

الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ

کرتے اللہ تعالیٰ کو جو نکالتا ہے پوشیدہ چیزوں کو آسمانوں اور زمین سے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو

مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ

تم ظاہر کرتے ہو اللہ تعالیٰ نہیں ہے کوئی معبود مگر اس کے وہ مالک ہے عرش عظیم کا آپ نے فرمایا ہم دیکھیں گے

قال ابن عباس کان عرش بلقیس من ذهب مرصع بالجوهر طوله ثمانون ذراعا وعرضه اربعون ذراعا وارتفاعه ثلاثون ذراعا یعنی اس کا طول اسی ہاتھ عرض چالیس ہاتھ، اور اونچائی تیس ہاتھ۔

اس کے مذہب کے متعلق بتایا کہ وہ اور اس کی قوم سورج کی پوجا کیا کرتی ہے۔

یعنی شیطان نے اس باطل گمراہی کو ان کے سامنے مزین کر کے پیش کیا ہے اور وہ اس پر اس طرح فریفتہ ہو گئے ہیں کہ عقل کے سارے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ ہدہد کا کلام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اس میں اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کو خطاب کیا جا رہا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ ہم تیری اس بات کی پوری تحقیق کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حاکم کے سامنے اگر کوئی اہم خبر پیش کرے تو وہ اس کو فوراً ہی بے تحقیق قبول نہ کرے بلکہ اس کی چھان بین کرے اور تحقیق کرنے کے بعد اس کے متعلق فیصلہ کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے لیس احد احب الیه العذر من الله من اجل ذالك انزل الكتاب وارسل الرسل۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر عذر کو پسند کرنے والا کوئی نہیں، اسی لیے اس نے

اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ

اس بات کی کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو بھی جھوٹوں میں سے ہے۔ لے جا میرا یہ خط اور پھینک دے اسے ان کی

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ

طرف پھر ہٹ جانا ان سے اور دیکھنا کہ وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں۔ ملکہ نے

اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

کہا اے سردارو! ڈالا گیا ہے میری طرف ایک عزت والا خط۔ یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور یہ اللہ کے نام سے شروع ہے جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ

ع ۱۷ ۱۲

کہ میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور میرے پاس چلے آؤ فرمانبردار بن کر۔ ملکہ نے کہا اے سردارو! مجھے مشورہ دو

[illegible]

۳۷ چنانچہ آپ نے بلقیس کی طرف ایک خط لکھا جس کا مضمون اگلی آیت میں مذکور ہے اور ہدہد کو دیا کہ اسے جا کر بلقیس کی طرف ڈال دے پھر اس کے رد عمل سے مطلع کرے۔ القی کا معنی کسی چیز کو اس طرح پھینکنا کہ وہ دکھائی دے۔

(الالقاء طرح الشيء حيث تلقاه اى تراه۔ مفردات)

لیکن جب ترکیب کلام یوں ہو جیسے اس آیت میں ہے تو اس کا معنی پہنچانا ہے صاحب مفردات اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں القى الشيء الى الانسان طرحه عليه والقى اليه القول اوصله اليه۔

۳۸ خط پھینک کر ذرا الگ ہو کر دیکھنا کہ اس کے بارے میں باہم کیا بات چیت کرتے ہیں۔ ای

يرجع بعضهم الى بعض من القول (مظہری)

۳۹ کہتے ہیں کہ جب ملکہ سبا اپنے درباریوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھی تو ہدہد نے وہاں اس کے سر پر پرواز کرنا شروع کیا۔ جب بلقیس نے نگاہیں اوپر اٹھائیں تو اس نے وہ خط اس کی گود میں پھینک دیا اور جس نے لکھا تھا وہ بڑی شان والا تھا اور وہ خوشبو سے معطر تھا اور چمکتے ہوئے خط اس کے سینے پر رکھ دیا بہر حال اس نے خط پڑھا تو اس کے ہاتھ اور اس کے پر جلال اسلوب کو دیکھ کر لرز گئی۔ فوراً شاہی مشیروں کی مجلس مشاورت منعقد کی اور اس میں اس نے وہ خط پڑھ کر سنایا اور ان سے رائے دریافت کی اور انہیں کہا کہ میں ہر معاملہ میں تم سے مشورہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کیا کرتی تھی۔

اب بتاؤ اس خط کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ حتى تشهدون ای تحضرون و تشیرون۔ او تشهدون علی کو شهود

أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ﴿٣٢﴾ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَ

اس معاملہ میں میری [illegible] میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم موجود نہ ہو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم بڑے طاقت ور اور

أُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ إِنَّ

سخت جنگجو ہیں فسٹ اور فیصلہ آپ کے اختیار میں ہے آپ غور کر لیں کہ آپ کیا حکم دیتی ہیں ملکہ نے کہا

الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ

کہ بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کے معزز شہریوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور یہی کچھ

يَفْعَلُونَ ﴿٣٤﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ

یہ کریں گے اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف ایک تحفہ پھر دیکھتی ہوں کہ کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں

فسٹ جو اہل الرائے وہاں جمع ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ جہاں تک فوجی قوت و سامان جنگ کی فراہمی اور شجاعت و مردانگی کا تعلق ہے وہ تو آپ سے پوشیدہ نہیں، آپ خود جانتی ہیں کہ وقت پڑنے پر ہم اپنی بہادری اور جوانمردی کے جوہر دکھا سکتے ہیں۔ ہر حال جنگ کی ذمہ داری لینے کے لیے ہم تیار ہیں۔ اس کے متعلق قطعی فیصلہ وہ ہوگا جو آپ کریں گی۔ آپ ہر حکم کو بجا لانے کے لیے بسر و چشم تیار ہیں۔

ملکہ بلقیس حضرت سلیمان کی قوت و طاقت اور ان کے عظیم لشکر سے باخبر ہوگی اس لیے وہ انہیں تیار ہی [illegible] شاہ کا مقابلہ کر کے ہم اپنی ہلاکت و بربادی کو دعوت دینے کی حماقت نہیں کریں گے۔ کوئی اور تدبیر ہی کرنا ہوگی۔

اس آیت میں ملوکیت کے مزاج سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ وہ شاہوں کے لشکر جب کسی ملک میں پہنچتے ہیں اور کسی ملک کو فتح کرتے ہیں اس کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اس کے معاشی وسائل پر اپنی اجارہ داری قائم کر لیتے ہیں اور وہاں کے اصل باشندوں کو غلام [illegible] بننے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں اور ہر شخص [illegible] غلامی کی ذلت گوارا [illegible] سیاسی استبداد [illegible] اس کو آزاد [illegible] میں کس [illegible] کوئی [illegible] اس حقیقت کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ ان استعماری قوتوں کے قدم جہاں جہاں پہنچے وہاں کے رہنے والوں پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے وہ [illegible] شہروں کو کس طرح ویران کر دیتے ہیں [illegible] سب سے بڑا [illegible] ہے

الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ

[illegible]

خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ

[illegible]

فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ

[illegible]

صَاغِرُونَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِي

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ

[illegible]

مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ

[illegible]

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ

انہوں نے کہا یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری [illegible]

فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ قَالَ نَكِّرُوْا

اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے نیاز [illegible]

نصیحت اور تعجب [illegible] جب اس کے [illegible] کی بات [illegible] اس سے بات [illegible] کا [illegible] وہ جو [illegible] کا [illegible] کہ اس بات کو [illegible] کیا جائے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہو۔

لیکن [illegible] اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے سے اس پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ اپنے ہی فائدے کا دروازہ کھولتا ہے [illegible] اگر کوئی ناشکری کرے [illegible] نعمت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے [illegible] پہنچے گی اور وہ کریم ہے [illegible]

ایک یہ بھی تحقیق طلب ہے کہ وہ کون شخص تھا جس نے [illegible] بلقیس کا شاہی تخت [illegible] میل کی مسافت سے [illegible] بیت المقدس میں پہنچا دیا [illegible] اس کی [illegible] کے لیے [illegible] اس کے متعلق کسی [illegible] کا نام لیا جاتا ہے اور کسی [illegible] جبرئیل کا اور کسی نے آصف بن برخیا کا [illegible] قول زیادہ مشہور رہا ہے لیکن قرآن نے اس کا نام نہیں لیا بلکہ اس کی صفت سے اس کا تعارف کرایا ہے یعنی اس شخص نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس کی یہ صفت ایسی تھی جس کا اس [illegible] کے ساتھ خصوصی تعلق تھا امام رازی لکھتے ہیں [illegible] کسی ناقل کی تعیین [illegible] شخص میں یہ قوت اور طاقت پیدا ہونے کی وجہ یہی تھی کہ اس کے پاس [illegible] الکتاب کا علم تھا۔ اس آیت سے کرامات اولیاء کا ثبوت بھی ہو گیا اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک امتی [illegible]

لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِيْٓ أَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٤١﴾

[illegible]

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ أَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهٗ هُوَ ۚ وَأُوْتِيْنَا الْعِلْمَ

[illegible]

مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

[illegible]

[illegible]
چاہیے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِينَ ۝ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ

[illegible]

لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ

[illegible]

رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝

ع ۱۴

[illegible]

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلٰى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صٰلِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَإِذَا هُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَرِيقٰنِ يَخْتَصِمُونَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

کہ وہ دو گروہ [illegible] جھگڑنے لگے [illegible] کہا اے میری قوم [illegible] جلدی [illegible] برائی کی [illegible]

الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَ

[illegible] تم [illegible] بخشش [illegible] تاکہ تم پر رحم کیا جائے [illegible] وہ بولے [illegible]

بِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝ وَ

[illegible] تمہارا [illegible] اللہ کے پاس ہے [illegible] بلکہ تم [illegible] لوگ ہو [illegible]

[illegible] جس طرح [illegible] اور [illegible] میں [illegible] رہا ہے

[illegible] صالح کی [illegible] ہدایت [illegible] عذاب [illegible] چاہتے ہیں بیشک [illegible] آپ پر ایمان [illegible] آپ سے [illegible] گناہوں سے [illegible] اور عذاب کے لیے جلدی [illegible] عذاب [illegible] السیئۃ سے مراد عذاب ہے [illegible] بما [illegible]

[illegible] اگر [illegible] دعوت [illegible] اگر تم سچے دل سے [illegible] تو [illegible] کا [illegible]

[illegible] قوم [illegible] اور [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] پر [illegible] جب [illegible] کی [illegible] کسی [illegible] میں [illegible] اور [illegible] آپ اور آپ کے ساتھی [illegible] ثابت [illegible] اگر کسی کام کو جاتے [illegible] سامنے [illegible] جاتے [illegible] کی [illegible] ایمان [illegible]

[illegible] ہے

[illegible] آپ نے فرمایا [illegible] حقیقت [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible] ہو

كَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ

[illegible]

قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا

[illegible]

مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ

حالانکہ وہ (اس کا) شعور بھی نہ رکھتے تھے۔ پس دیکھو کیسا انجام ہوا ان کی سازش کا کہ ہم نے برباد کر دیا انہیں اور

أَجْمَعِينَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

ان کی ساری قوم کو۔ پس یہ ہیں ان کے گھر ویران پڑے ہوئے بوجہ ان کے ظلم کے۔ بیشک اس میں عبرت ہے اس قوم کے لیے جو

يَعْلَمُونَ ۝ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَلُوطًا إِذْ قَالَ

علم رکھتی ہے۔ اور ہم نے بچا لیا ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اور وہ (ہم سے) ڈرتے تھے۔ اور لوط (کو بھی بھیجا) جب آپ نے کہا

لِقَوْمِهٖٓ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ

اپنی قوم کو کیا تم ارتکاب کرتے ہو بے حیائی کا حالانکہ تم دیکھ رہے ہو۔ کیا تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی

شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ

کے لیے (اپنی) بیویوں کو چھوڑ کر، بلکہ تم (پرلے درجے کے) نادان لوگ ہو۔ پس نہیں تھا آپ کی قوم کا جواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

مگر اس کے کہ وہ کہنے لگے [illegible] آل لوط کو اپنی بستی سے ، یہ لوگ تو بڑے پاکباز

يَّتَطَهَّرُوْنَ ۞ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۞

بنے پھرتے ہیں [illegible] سو ہم نے [illegible] بچا لیا [illegible] ان کی بیوی کے [illegible]

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۞ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

[illegible]

وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً

بھلا وہ کون ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین [illegible] اور اتار دیا تم کو [illegible] آسمان سے پانی

فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا

پھر اگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے۔ تمہارا کام نہ تھا کہ اگاتے ان کے درخت

ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] روح المعانی

[illegible]

قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾

کے درمیان آڑ ف۱ سو کیا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں ف۲

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ

بھلا کون قبول کرتا ہے بے قرار کی فریاد جب وہ اسے پکارتا ہے اور دور کر دیتا ہے سختی کو اور کرتا ہے تم کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾

بنا دیتا ہے تمہیں زمین میں (اگلوں کا) جانشین کیا کوئی اور خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ، تم بہت کم غور و فکر کرتے ہو۔

أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ الرِّيَاحَ

بھلا کون راہ دکھاتا ہے تمہیں بر و بحر کے اندھیروں میں اور کون بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لیے

وجہ سے مدد و دعا کرے۔ اس کا جواب صرف اللہ تعالیٰ کی شان رحمت پر ہو۔ قال سہل بن عبد اللہ المضطر هو الذي اذا رفع يديه الى الله داعيا لم يكن له وسيلة من طاعة قدمها (قرطبی)

کتنا سے اب ایک اور بات پر بحث ہو رہی ہے جس کا تعلق کسی بیرونی چیز کے ساتھ نہیں جس کو ہم ٹھیک طور پر دیکھ سکتے ہوں بلکہ اس کا تعلق ہر کسی اپنی ذات سے ہے اور جس کو ہم خوب سمجھتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص خواہ وہ کتنا ہی دین دار ہو یا بے دین، جب اس پر مصیبت آن پڑتی ہے۔ کوئی آفت اس پر ٹوٹ پڑتی ہے جب اس کی ذاتی کاوشیں، مادی وسائل، اس کے دوست احباب سب بے بس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کا دل خود اعتراف کرتا ہے کہ اس گرداب ہلاکت سے اسے کوئی تدبیر کوئی حیلہ بچا نہیں سکتا۔ اس وقت اس کی نگاہ اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھتی ہے اور وہ یقین کرتا ہے کہ اب اس کی چارہ سازی کے لیے صرف ایک ہی ذات باقی ہے۔ پھر تمام انسانوں کے حالات سے ہر شاہد ہو گا، ہر امیر و فقیر، ہر عالم و جاہل کو واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے ان سے سوال کیا جا رہا ہے کہ اس وقت تم بھی اعتراف کرتے ہو کہ تمہارے یہ معبودان باطل تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہے جو صرف اس مصیبت کی گھڑی میں کام آتا ہے۔ یہ بات کیسی ہے کہ اس کے باوجود تم پھر بھی نصیحت قبول نہیں کرتے اور کیوں اس کی توحید پر پختہ یقین نہیں رکھتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو حالت اضطرار میں پڑھنے کے لیے ایک بڑی پیاری دعا سکھائی ہے وہ تحریر ہے تاکہ سب مسلمان اسے علی التعیین ورد کریں۔ اس سے استفادہ کر سکیں۔ عن ابی بکرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوات المضطر

اللهم رحمتك أرجو فلا تكلني الى نفسي طرفة عين وأصلح لي شأني كله لا اله الا انت (قرطبی عن ابی داؤد و عیاض)

"اے اللہ! میں صرف تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر۔ میرے سب کام درست فرما دے۔ تیرے بغیر کوئی معبود نہیں"

ک ۔ پھر ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ جب رات کی تاریکیوں میں تم سفر کر رہے ہوتے ہو، اس وقت منزل مقصود کا پتہ تمہیں کون دیتا ہے۔ اس کے روشن کیے ہوئے ستاروں کو دیکھ کر تم اپنا راستہ معلوم کرتے ہو۔ اگر دن کے وقت جبکہ سورج کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی ہوتی ہے یا بادلوں کے وقت جب ستارے چھپ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں بتلا دے تو

بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا

بشارت دینے والی اپنی رحمت سے پہلے کیا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ برتر ہے اللہ تعالیٰ ان سے جنہیں

يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

وہ شریک ٹھہراتے ہیں بھلا کون ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو پھر دوبارہ پیدا کرے گا اسے اور کون ہے جو رزق دیتا ہے

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

تمہیں آسمان اور زمین سے کیا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ فرمائیے اے مشرکو! پیش کرو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اپنی دلیل اگر تم سچے ہو آپ فرمائیے نہیں جانتے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو

الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ

سوائے اللہ تعالیٰ کے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا بلکہ ختم ہو گیا ہے ان کا

کوئی اور خدا ہے جو اس وقت تمہاری دستگیری کر سکے اور اس کے بعد تمہیں تمہاری منزل پر پہنچا دے۔ ہرگز نہیں

یعنی ایک اور مہربانی یہ ہے کہ جب مینہ برستا ہے تو اچانک ہی برسنا شروع نہیں ہو جاتا بلکہ اس سے پہلے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے چلنے شروع ہوتے ہیں جس سے ہر متنفس کی بجھی طبیعت اور افسردہ دل شگفتہ ہو جاتا ہے بلکہ بارش سے پہلے جو ہوائیں چلتی ہیں اگر تم احتیاط کرنا چاہو تو اس سے تمہیں کافی مہلت مل جاتی ہے۔ تو تم ایسے رحیم اور کریم رب کو چھوڑ کر ایسی دوسری چیزوں کو اپنا معبود بناتے ہو۔ کچھ تو سوچو عقل سے کچھ تو کام لو

مشرکین اللہ تعالیٰ کو خالق تو مانتے تھے لیکن اعادۂ حیات اور وقوعِ قیامت کے وہ قائل نہ تھے۔ انہیں کہا جا رہا ہے کہ جب وہ پیدا کر سکتا ہے تو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے کیا مشکل ہے اور عقل کا تقاضا ہے کہ وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے بلکہ اسے دوبارہ پیدا کرنا آسان ہے۔

یعنی اپنے علم، قدرت اور رحمت کے کمال میں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو پھر کسی کو اس کا شریک ٹھہرانا کتنی بڑی حماقت ہے۔ آخر میں فرمایا کہ یہ دلائل جنہیں ہم تمہارے سامنے پیش کر چکے ہیں اگر تمہارے پاس ان کے علاوہ یا ان میں سے کسی ایک کے خلاف بھی کوئی دلیل ہو تو پیش کرو تمہیں اجازت ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلائل واضحہ اور براہین ساطعہ ذکر کرنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے علم غیب کا بیان ہو رہا ہے۔

اور بتایا جائے کہ تخلیق کائنات ، [illegible] جنت و دوزخ اور آسمانوں کی [illegible] صفات میں جس طرح اس کا کوئی شریک نہیں ، اسی طرح اس کی صفت علم میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ۔ غیب کہتے ہیں جس کا مفہوم کیا ہے ، اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں ۔ [illegible] العقل ، المفردات ، یعنی وہ علم جو حواس کی رسائی سے باہر ہو اور جو قوت عقل سے بھی حاصل نہ کیا جا سکے ۔ مقصد یہ ہے کہ آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ زمین و آسمان میں جتنی مخلوق ہیں فرشتے ، جنات ، انسان جن میں علماء ، اولیاء ، انبیاء اور اولوالعزم رسل بھی داخل ہیں ، ان میں کوئی بھی [illegible] نہیں بلکہ یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہی شان ہے کہ وہ عالم الغیب ہے ۔ جس طرح اس کی ذات میں ، اس کی دیگر صفات میں کوئی دوسرا ساجھی نہیں ہو سکتا ، اسی طرح اس کی صفت علم میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا ۔ اگر کوئی شخص اس کی صفت علم میں کسی کو شریک بنائے گا تو وہ بھی اسی طرح مشرک ہوگا اور وہ اسلام سے خارج ہو گا ، جس طرح اس کی دوسری صفات میں کسی کو شریک بنانے والا یا اس کی ذات کی طرح کسی کو واجب الوجود ماننے والا مشرک ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔

قرآن کریم کی آیات کا مفہوم بیان کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اس بات کا دھیان رکھے کہ آیات کا ایسا مفہوم اور تشریح بیان کی جائے جو قرآن کی دوسری آیات کے معارض نہ ہو ، ورنہ وہ قرآن مجید کی حقانیت ثابت کرنے کے بجائے اپنے ذہن کے مطابق ایک غلط معنی پیدا کرے گا جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ قرآن کی بعض آیتیں دوسری آیتوں سے ٹکراتی ہیں اور تکذیب کرتی ہیں (العیاذ باللہ) اور وہ کتاب جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کا مخالف اور معارض ہو ، وہ کسی طرح انسان کا کلام بھی نہیں کہلا سکتا چہ جائیکہ اسے حکیم و حمید کا کلام مانا جائے ، حالانکہ وہ حکیم بھی ہے اور حمید بھی ۔

قرآن نے اپنے کلام الٰہی ہونے پر دیگر دلائل کے علاوہ ایک یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ اس میں اختلاف نہیں پایا جاتا ارشاد ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (النساء ۴ : ۸۲)

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا کلام نہ ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلاف اور تضاد پایا جاتا ۔ قرآن میں اختلاف کا نہ پایا جانا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ۔

اگر [illegible] اس آیت کا ترجمہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زمین و آسمان میں جو مخلوق بھی ہے وہ غیب کو نہیں جانتی ، حالانکہ قرآن کی بے شمار آیتوں سے [illegible] قیامت ، جنت ، دوزخ کا علم ہے اور ان پر ہمارا ایمان ہے ، حالانکہ یہ تمام علم غیب کی چیزیں ہیں ، بے شمار آیات اور صحیح احادیث سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امور غیبیہ پر مطلع ہونا ثابت ہے ۔ اس لیے ہمیں اس آیت پر غور کرنا چاہیے کہ اس کا مطلب کیا ہے ۔ علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے اور سکھائے بغیر کوئی بھی غیب پر آگاہ نہیں ہو سکتا ۔ خود قرآن حکیم نے بھی اس قول کی تصریح فرما دی ۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا ۔ الا من ارتضی من رسول (الجن ۷۲ : ۲۶) یعنی اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا سوائے

اپنے پسندیدہ رسولوں کو ۔

اس آیت سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اس کی تمام صفات کامل ہیں اس کی ہر صفت بھی قدیم ہے۔ [illegible] غیر متناہی ہے یہیں یہ نہیں کہ وہ پہلے کسی چیز کو نہیں جانتا تھا اب جان گیا بلکہ وہ ہمیشہ سے ہر چیز کو اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کی ہر حالت سے بھی اسی طرح واقف ہے جیسے بعد میں ہے علم تفصیلی جانتا ہے نیز اس کا یہ علم ذاتی ہے کسی سے اس کو کمایا نہیں ہے نیز اس کے علم کی انتہا نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی ایک بات میں بھی اعتقاد اس کیسے کہ اعتقاد اللہ تعالیٰ کی سی صفت کسی کے لیے ثابت کرے تو وہ بلاشبہ شرک کا مرتکب ہوگا

اس لیے حضور نبی کریم [illegible] اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا علم [illegible] کے علم کی طرح قدیم نہیں بلکہ حادث ہے یعنی پہلے نہیں تھا بعد میں اللہ تعالیٰ کے تعلیم کرنے سے حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں آپ کا علم ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے حاصل ہوا نیز حضور سید عالم علیہ السلام کے علم کی طرح غیر متناہی اور غیر محدود نہیں بلکہ متناہی اور محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے مقابلہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی نسبت اتنی بھی نہیں جتنی پانی کے ایک قطرہ کی سمندر کے ساتھ نسبت ہے

اس اتنا فرق ہونے کے باوجود حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم [illegible] مخلوقات سے بڑھ کر ہے اس کی وسعت کا اندازہ لگانا [illegible] ۔ ہم تو [illegible] جبریل امین کی [illegible] ۔ [illegible] ہم [illegible] کر لیا ہوگا۔

اس لیے [illegible] ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں [illegible] اسی کی مثال [illegible] یہ قول قریب بہ صواب ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت

انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا [illegible] فرشتے کس بات میں بحث کر رہے ہیں [illegible] میں نے عرض کیا تو بہتر جانتا ہے [illegible] اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا [illegible] جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ پھر میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں تھا اور زمین میں تھا۔

اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں:

پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمینہا بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطۂ آں

ترجمہ: پس جو چیز آسمانوں میں تھی اُسے بھی میں نے جان لیا اور جو چیز زمینوں میں تھی اسے بھی میں نے جان لیا وہ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد نبوی کا مقصد یہ ہے کہ تمام علوم جزوی اور کلی آپ کو حاصل ہوگئے اور ان کا آپ نے احاطہ کر لیا۔

علامہ علی القاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب المرقاۃ شرح المشکوٰۃ میں پہلے اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد شارح بخاری علامہ ابن حجر کا قول نقل کرتے ہیں۔ ہم یہاں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف علامہ ابن حجر کے قول پر اکتفا کرتا ہوں

قال ابن حجر اي جميع الكائنات التي في السماوات بل وما فوقها والارض هي بمعنى الجنس اي جميع ما في الارضين السبع بل وما تحتها يعني به تعلق اري ابراهيم عليه الصلوة والسلام ملكوت السموات والارض وكشفه له ذلك فتح علي ابواب الغيب۔ (المرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۳۰۲)

ترجمہ: علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات جو آسمانوں میں تھی بلکہ ان کے اوپر بھی جو کچھ تھا اور جو کائنات سات زمینوں میں تھی بلکہ ان کے نیچے بھی جو کچھ تھا وہ سب معلوم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھلائی تھی اور اسے آپ پر منکشف کیا تھا اور مجھ پر اللہ تعالیٰ نے غیب کے دروازے کھول دیئے ہیں:

ممکن ہے اس حدیث کی صحت کے بارے میں کسی کو شک ہو اس لیے اس کے متعلق مشکوٰۃ کے مصنف کی رائے خود ہی سن لیجیے جو انہوں نے یہ حدیث مشکوٰۃ میں نقل کرنے کے بعد تحریر کی ہے۔ اگر دل میں حق پرستی کا جذبہ موجود ہے تو یقیناً تسلی ہو جائے گی۔

رواه احمد والترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح وسألت محمد بن اسمعيل البخاري عن هذا الحديث فقال هذا حديث صحيح۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ)

اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے متعلق امام بخاری سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا ھذا حدیث صحیح، یہ حدیث صحیح ہے

امام مسلم اپنی صحیح میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما ما ترك شيئا يكون في مقامه ذلك الى قيام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه قد علمه اصحابي هؤلاء وانه ليكون منه الشيء قد نسيته فاراه فاذكره كما يذكر الرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم اذا راه۔

ترجمہ: ایک مرتبہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما ہوئے اور قیامت تک ہونے والی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کا ذکر حضور نے نہ فرمایا ہو۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا بھلا دیا اسے

جس نے بھلا دیا بھول گیا میرے یہ سارے صحابہ اس کو جانتے ہیں۔ اور ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ایسی شے وقوع پذیر ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو اسے دیکھتے ہی مجھے یاد آجاتا ہے کہ حضور نے یونہی فرمایا تھا بالکل اس طرح جیسے تیرا کوئی واقف آدمی کافی عرصہ تجھ سے غائب رہا ہو اور جب تو اسے دیکھے تو تو اسے پہچان لیتا ہے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمایئے:

عن عمر قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت عمر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرما ہوئے اور تخلیق کائنات کی ابتدا سے لے کر اہل جنت کے اپنی منازل میں اور اہل دوزخ کے اپنے ٹھکانوں میں داخل ہونے تک کے تمام حالات سے ہمیں خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا، بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔"

علامہ علی القاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ طیبی کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

قال الطيبي حتى غاية اخبرنا اي اخبرنا مبتدأ من بدء الخلق حتى انتهى الى دخول اهل الجنة الجنة ووضع الماضي موضع المضارع مبالغة للتحقيق المستفاد من قول الصادق الامين صلى الله عليه وسلم

ترجمہ: علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں حتیٰ کا لفظ بیان غایت کے لیے ہے یعنی حضور نے اس عالم حادث میں کائنات کی آفرینش سے لے کر اس وقت تک کے تمام حالات بیان فرمائے جبکہ جنتی اپنے اپنے محلات میں قیام پذیر ہو جائیں گے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جنتیوں کا جنت میں داخلہ زمانہ مستقبل میں ہوگا اس لیے حتیٰ یدخل یعنی مضارع کا صیغہ استعمال کرنا چاہیے تھا۔ حدیث میں ماضی کا صیغہ حتی دخل کیوں استعمال ہوا ہے۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیونکہ یہ خبر دینے والا صادق تھا، امین تھا۔ یہ واقعہ ہونا ضروری ہے۔ اس لیے آئندہ کے متعلق جو فرمایا کہ ایسا ہوگا اس کا ہونا بھی اتنا ہی یقینی ہے جتنا اس بات کا جو پہلے وقوع ہو چکی ہو۔

اللہ تعالیٰ اسلاف کرام کا فہم و بیان عطا فرمائے تب ہی کتاب و سنت کے آئینہ میں حق کا رخ زیبا نظر آتا ہے ورنہ ساری عمر شک و شبہ کی تاریکیوں میں دامن الجھا رہتا ہے۔ اور قیل و قال سے ہی فرصت نہیں ملتی۔

قرآن کریم کی آیات طیبات اور ان احادیث صحیحہ کے بعد کسی سے اپنے مومن ہونے کا سرٹیفکیٹ لینے کے لیے یہ ماننے یا اس کا تصور کرنے کے لیے بھی تیار نہیں کہ شیطان کا علم حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے یا ایسا علم تو کافر اور ہر بچے کو بھی حاصل ہے.. العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ

اس آیت کا جو مفہوم ہم نے بیان کیا علماء کرام کی تصریحات بھی اسی کی تائید کرتی ہیں۔ چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی

اس پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

نعم الحق ان يقال ان العلم الغيب المنفي عن غيره جل وعلا هو ما كان للشخص لذاته اي بلا واسطة في ثبوته له وما وقع للخواص ليس من هذا العلم المنفي في شيء وانما هو من الواجب عز وجل افاضه عليهم بوجه من وجوه الافاضة (روح المعانی جلد ۲۰ صفحہ ۱۱)

ترجمہ: یعنی حق بات یہ ہے کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اسے خود بخود نہیں جان سکتا۔ اور خاص بندوں کو جو علم غیب عطا ہوا ہے اس کی نفی نہیں کی گئی ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی فیض رسانی سے انہیں حاصل ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی فیض رسانی کے متعدد وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے انہیں مرحمت فرمایا ہے۔

علامہ موصوف اس سے آگے چل کر لکھتے ہیں:

وبالجملة علم الغيب بلا واسطة كلا او بعضا مخصوص بالله جل وعلا لا يعلمه احد من الخلق اصلا

ترجمہ: یعنی ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ علم الغیب بلا واسطہ کلاً او بعضاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے یعنی سارا علم غیب بغیر اس کے بتانے کوئی جان سکتا ہے اور نہ بعض کوئی جان سکتا ہے۔

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وحدہ تعالیٰ لا یعلمہ الا باعلامہ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جان سکتا مگر اس کے بتانے اور سکھانے سے:"

آخر میں اپنی رائے ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قلت ويمكن ان يكون التقدير لا يعلم من في السموات والارض الغيب بشيء الا بالله اي بتعليمه (مظہری)

یعنی میں کہتا ہوں کہ تقدیر عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور سکھانے کے بغیر غیب کو نہیں جان سکتی:

اس تحقیق کے بعد بھی اگر کوئی صاحب ہم اہل سنت پر شرک کا الزام لگائے تو اس کی مرضی۔ اس آزادی کے دور میں ہم اس کے لیے دعائے ہدایت کے بغیر کیا کہہ سکتے ہیں۔ البتہ اسے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس بہتان کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی۔ اور اس پر آشوب دور میں امت مصطفیٰ علی صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات میں تفرقہ بازی کا دروازہ کھولنے پر اسے روز حشر جوابدہ ہونا ہوگا۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

۹ کفار مکہ نے حضور سے پوچھا کہ جس قیامت سے آپ صبح و شام ہمیں ڈراتے رہتے ہیں، ذرا یہ تو بتائیے؛

عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۖ بَلْ هُم

علم آخرت کے متعلق ختم ہو گیا بلکہ وہ اس کے بارے میں شک میں ہیں۔ بلکہ وہ اس سے

مِّنْهَا عَمُونَ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا

اندھے ہیں۔ اور کفار کہنے لگے کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے باپ دادا

لَمُخْرَجُونَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِن قَبْلُ إِنْ

بھی تو کیا ہمیں پھر نکالا جائے گا۔ بیشک قیامت کے نکالنے کا وعدہ ہم سے بھی کیا گیا اور ہمارے باپ دادا سے بھی اس سے پہلے

کسی نبی [illegible] بتایا کہ [illegible] کے جواب میں فرمایا کہ ان کو اس کا شعور نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

[illegible] اصل میں تدارک ہے۔ [illegible] ابتداء بالساکن [illegible] امام فخرالدین رازی نے ادارک کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا معنی [illegible] ہو جاتا ہے۔ جب پھل پک جاتا ہے اور توڑنے کے قابل ہو جاتا ہے تو عرب کہتے ہیں [illegible] پھل پختگی کی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ اس کے بعد اسے زوال آتا ہے اور پھر وہ اپنی شاخ پر [illegible] آ گیا ہے [illegible] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی [illegible] منقول ہے۔ [illegible] کے متعلق ان کا علم مکمل ہو گیا۔ وقوع قیامت پر انہیں یقین ہو گیا۔ اور یہ آیت [illegible] آیت کے آخری حصہ [illegible] کی تفسیر ہے۔ دیکھیے

علامہ قرطبی نے بڑی سادگی اور عمدگی سے اس کی تشریح ان الفاظ سے کی ہے۔ [illegible] (قرطبی) یعنی قیامت پر انہیں پختہ یقین ہے [illegible] لیکن ہٹ دھرمی اور تعصب کے باعث اقرار کی جرأت نہیں کر سکتے

قیامت کے متعلق وہ ہمیشہ یہی [illegible] قیامت [illegible] دی جا رہی ہیں۔ ہم سے پہلے [illegible] بیت گئی ہیں ابھی تک قیامت کے آنے کے آثار [illegible] ایک [illegible] بات ہے۔ [illegible] دم [illegible] سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔

هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

یہ وعدہ، مگر پہلے لوگوں کی من گھڑت کہانیاں۔ آپ فرمائیے سیر و سیاحت کرو زمین میں پھر غور سے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ

دیکھو کیا ہولناک انجام ہوا مجرموں کا۔ اور اے حبیب! آپ غم نہ کریں ان پر اور نہ دل تنگ

فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

ہوں ان کے مکر و فریب سے۔ اور وہ پوچھتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ بتاؤ اگر تم سچے

صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ

ہو۔ آپ فرمائیے قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگا ہو اس عذاب کا کچھ حصہ جس کے لیے

تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

تم جلدی مچا رہے ہو۔ اور بے شک آپ کا رب بہت فضل (و کرم) فرمانے والا ہے لوگوں پر۔ لیکن

؎ ان کے اس اعتراض کا جواب اس آیت میں دے دیا گیا کہ تم بھی ان لوگوں کی پیروی کر رہے ہو جنہوں نے تم سے پہلے اپنے نبیوں کو جھٹلایا، ان کی دعوت کو قبول نہ کیا، قیامت کا انکار کرتے رہے۔ تم زمین میں سیر و سیاحت کرو اور اپنی آنکھوں سے ان قوموں کا عبرتناک انجام دیکھو۔ اگر تم یہ نہیں چاہتے کہ تم بھی اسی قسم کے انجام سے دوچار ہو، تو قرآن کے انکار و عناد کی روش ترک کر دو اور اطاعت و انقیاد کا راستہ اختیار کرو

؎ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں

؎ یعنی یہ عذاب دور نہیں [illegible] کا اول حصہ ہوگا اور دوسرا حصہ [illegible] ظاہر ہوگا

علامہ بیضاوی لکھتے ہیں کہ عسیٰ، لعل اور سوف کے الفاظ جب بادشاہ وعدہ یا وعید کے لیے استعمال کرتے ہیں تو ان سے مقصود یقین ہوتا ہے کیونکہ شاہانہ وقار کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنے ارادہ کا اظہار کرتے وقت تصریح کی انہیں چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی لیے جب حضور اپنے وعدہ اور وعید میں یہ الفاظ فرماتے ہیں تو ان سے مراد یقینی امر ہی ہوتا ہے۔ وعلیہ جری وعد اللہ ووعیدہ (بیضاوی)

أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ

اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں اور یقیناً آپ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ چھپا رکھا ہے

صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ

ان کے سینوں نے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ۔ اور نہیں کوئی پوشیدہ چیز آسمان اور زمین

وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٧٥﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ

میں مگر اس کا ذکر کتاب مبین میں موجود ہے بلاشبہ یہ قرآن بیان کرتا ہے

بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾ وَإِنَّهُ

بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور کی حقیقت ، کہ جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں ۔ اور بلاشبہ

ورنہ وہ جو گناہ کا ارتکاب کرتے، فوراً ان پر عذاب نازل کر دیا جاتا۔ اس کی اتنی واضح رحمت کے باوجود بھی لوگ شکر نہیں کرتے

ہر مخفی سے مخفی چیز کتاب مبین میں لکھ دی گئی ہے۔ کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے۔ اور مبین کی صفت اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ جن ملائکہ کو لوح محفوظ دیکھنے کی اجازت ہے وہ جب اسے دیکھتے ہیں تو یہ مخفی امور ان پر واضح ہو جاتے ہیں۔

ما من شيء شديد الغيبوبة والخفاء الا ثبته في اللوح المحفوظ المبين الظاهر لمن ينظر فيه من الملائكة (رازی)۔ الظاهر لمن ينظر فيه من الملائكة (بحر)

علامہ آلوسی نے ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ کتاب مبین سے مراد قرآن حکیم ہے پھر لکھتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض علماء نے سلاطین عثمانی کے نام، ہر ایک کی مدت حکومت، یہاں تک کہ سب سے آخری سلطان ان میں سے کون ہوگا، یہ سب چیزیں سورۃ فاتحہ سے استخراج کی ہیں۔ (روح المعانی)

یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلافات تو اظہر من الشمس ہے لیکن ہر قوم آپس میں بھی سینکڑوں فرقوں میں بٹی ہوئی ہے جو ایک دوسرے کی تکفیر کیا کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نصاریٰ کے باہمی اختلافات کو دیکھ کر دماغ چکرا جاتا ہے۔ کوئی آپ کو خدا، کوئی خدا کا بیٹا، کوئی تین اقانیم سے ایک اقنوم اور کوئی آپ کو اللہ کا بندہ اور رسول کہتا ہے۔ اسی طرح دیگر مسائل ہیں۔ ان کی آسمانی کتابیں بھی محرف ہیں۔ قرآن کریم نے آکر انہیں حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے۔ اگر وہ اس کی دعوت

لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم

قرآن سراپا ہدایت اور مجسم رحمت ہے مومنوں کے لیے بے شک آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے

بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى

درمیان اپنے حکم سے اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا پس آپ بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ پر بے شک آپ

الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ

روشن حق پر ہیں بے شک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہ آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو

إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ

اپنی پکار جب وہ بھاگے جا رہے ہوں پیٹھ پھیرے ہوئے اور نہیں آپ ہدایت دینے والے اندھوں کو ان کی

قبول کریں قرآن کا یہ ہادی ہونا ختم ہو جائے

اگرچہ یہ کتاب سارے جہان کے لیے ہدایت و رحمت ہے لیکن اس سے فائدہ اٹھانے والے صرف اہل ایمان ہیں اس لیے گویا یہ انہی کے لیے ہدایت و رحمت ہے خاص طور پر [illegible] (مظہری)۔

ایک دن وہ آنے والا ہے جب تمہارا رب ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

سارے اہل کفر جو اسلام کو مٹانے کے لیے ایک دوسرے سے مکمل تعاون کر رہے ہیں لیکن آپ خوفزدہ نہ ہوں اپنے رب پر کامل بھروسہ کریں۔ وہ عزیز و علیم ضرور آپ کی مدد فرمائے گا کیونکہ حق و صداقت کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہے جو باطل کا اندھیرا مٹانے کے لیے آپ شب و روز کوشاں ہیں۔ تو کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی امداد نہ فرمائی جائے [illegible] کہ حضور کو اطمینان دلایا کہ واقعی آپ صراط مستقیم پر ثابت قدمی سے چلے جا رہے ہیں۔ اور جب کسی رہرو کو یقین ہو جائے کہ وہ سیدھا منزل محبوب کی طرف گامزن ہے۔ کہیں ادھر ادھر کسی پگڈنڈی پر مارا مارا نہیں پھر رہا تو عجیب طرح اس کی ہمت جوان ہو جاتی ہے اور اس کا ولولہ تیز ہو جاتا ہے۔ اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کی ساری تگ و دو محبوب حقیقی کی طرف سے اس قسم کی راہ پر ہو۔ جن کی جانثاریوں پر کچھ تحسین و آفرین کے گلدستے نچھاور کیے گئے ہوں۔

اے پیکر رحم! ان لوگوں نے کفر و شرک کی [illegible] سے اپنے قلب و روح کو مردہ بنا رکھا ہے انہیں یہ پند و نصیحت

إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَإِذَا وَقَعَ

گمراہی سے نہیں سنا سکتے آپ مگر ان کو جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر پس وہی فرمانبردار ہیں [illegible] اور جب [illegible]

یہ تبلیغ و نصیحت اور یہ آیات قرآنی کا زمزمہ انہیں ذرا بھر فائدہ مند نہیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنی عقل و فہم کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ انہوں نے حد درجہ ضد اور [illegible] کا چراغ بجھا دیا ہے۔ انہیں یہ روشن سے روشن معجزات بھی قبول کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان کے ہدایت پذیر ہونے کی [illegible] کرنا یا ان کے کفر پر بیٹھے [illegible] مناسب نہیں۔ آپ نے اپنا فرض بااحسن وجوہ ادا کر دیا ہے ان کی اپنی بدبختی ہے کہ وہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے

؎ آپ تو صرف ان لوگوں کو حق کی آواز سنا سکتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ ان کے لیے ہی کارگر ہو سکتی ہے جو آیات [illegible] کو راہ ہدایت پا سکتی ہیں جن میں دعوت حق قبول کرنے کی استعداد ہو اور جن کا سینہ اسلام ہونے کے لیے [illegible] کر دیا ہو

کئی ایسے مبلغ بھی ہیں جو ان آیات کو لوگوں کے سامنے پڑھتے ہیں اور مقصد حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تنقیص ہوتا ہے۔ [illegible] کہ دیکھو وہ کچھ نہیں کر سکتے کسی کو راہ ہدایت پر نہیں لا سکتے [illegible] نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ۔ کاش وہ آیت کے اس حصہ پر بھی غور کرتے اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ [illegible] اپنی فکری وسعت [illegible] توجیہات کرنے کی کوشش کرتے۔ اگر اندھے کے لیے سورج کی روشنی سود مند نہیں تو کیا یہ کہنا درست ہے کہ سورج روشنی ہی نہیں دیتا۔ اس کی روشنی سے کسی کو فائدہ ہی نہیں۔ اگرچہ اندھے دن کے وقت میں ٹھوکریں کھاتے ہوئے [illegible] میں لیکن مخلوق آفتاب کی [illegible] سے مستفید ہو رہی ہے یہ الگ بات ہے کہ ان لوگوں نے اپنی [illegible] کے باعث اپنے آپ کو [illegible] اپنی آنکھوں کو اندھا اور اپنے کانوں کو بہرا کر لیا ہو اور اس لیے [illegible] چاہے جتنی [illegible] ہر طرف [illegible] کہاں ہے وہ [illegible] کے متعلق [illegible] کہ وہ [illegible] لیکن [illegible] ہے۔ کیا [illegible] سنتے ہیں یا نہیں اس پر مفصل بحث سورۂ روم میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ [illegible] آیت میں [illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب [illegible] ہم رات والے اپنے [illegible] کے پاس تشریف لے جاتے یا شہدائے احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے تو اہل قبور کو سلام دیا کرتے

السلام علیکم یا اہل القبور

اے قبروں میں رہنے والو۔ تم پر سلام ہو"

الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ

کہ اُن پر پورا ہو جائے گا وقت، تو نکالیں گے ہم اُن کے لیے ایک چوپایہ زمین سے ستلہ جو اُن سے گفتگو کرے گا کیونکہ

النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ

لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے اور جس دن ہم اکٹھا کریں گے ہر اُمّت سے ایک

فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُو

گروہ سکلہ جو جھٹلایا کرتا تھا ہماری آیتوں کو تو ان کو اپنی اپنی جگہ روک لیا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ آجائیں گے اللہ

اور قبروں کی زیارت کے جو آداب حضور نے اپنی امت کو تعلیم فرمائے ان میں بھی اسی طرح انہیں سلام کہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قسم کا کلام انہی سے کیا جاتا ہے جو زندہ موجود ہوں۔ اگر اہل قبور سنا نہ کرتے تو سلام کہنے کا کیا فائدہ ہوتا۔ آمنت باللہ وما جاء بہ رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

ستلہ قیامت کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے جو چیزیں بطور علامت ظاہر ہوں گی ان میں سے ایک خروج دابۃ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہو رہا ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہ حدیث ذکر کی ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول الآیات خروجاً طلوع الشمس من مغربها وخروج الدابة علی الناس ضحی وایهما ما کانت قبل صاحبتها فالاخری علی اثرها قریبا (رواہ مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی اولین علامتوں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہوگا اور چاشت کے وقت دابہ کا نکلنا ہے۔ ان دونوں میں سے جو بھی پہلے واقع ہوا دوسرا اس کے فوراً بعد ہوگا:

اس کے علاوہ اس کے قد و قامت، مقام خروج وغیرہ کے متعلق بڑی تفصیلات روایات میں مذکور ہیں لیکن امام رازی فرماتے ہیں

واعلم انه لا دلالة فی الکتاب علی شئ من هذه الامور فان صح الخبر فیه عن الرسول صلی الله علیه وسلم قبل والا لم یلتفت الیه (کبیر)

خوب جان لو کہ کتاب اللہ میں ان امور پر کوئی دلالت نہیں۔ جو چیز صحیح احادیث سے ثابت

قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ

خدا پوچھے گا کیا تم نے جھٹلایا میری آیتوں کو حالانکہ تم نے انہیں علم سے بھی نہیں جانا تھا یا اس کے علاوہ اور کیا تھا جو

تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ۝

تم کیا کرتے تھے اور پوری ہو گئی بات ان پر ان کے ظلم کے سبب تو وہ اس وقت بول نہیں سکتے

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے بنایا رات کو اس لیے کہ وہ اس میں آرام کریں اور دن بنایا ہے دکھانے والا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي

بے شک اس میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں اور جس دن پھونکا جائے گا

الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ

صور تو گھبرا جائے گا ہر کوئی جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مگر جنہیں

ہو گی وہ دن بیت جائے گی مگر ان کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا

قیامت کے روز تمام قوموں کے منکروں کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے گا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ پر کھڑا کر دیا جائے گا کسی میں یہ ہمت نہیں ہو گی کہ اپنی جگہ سے ادھر ادھر ہو سکے

یعنی تم اتنے مغرور تھے کہ تم نے ہماری آیتوں میں تدبر کرنا بھی کسر شان سمجھا۔ اور غور و فکر کیے بغیر ہی ان کو جھٹلا دیا

یعنی اگر تم نے میری آیتوں کی تکذیب نہیں کی تو بتاؤ تم نے کیا کیا۔ اس الزام کو غلط ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل پیش کرو

یعنی جس ظلم و عدوان کا ارتکاب وہ عمر بھر کرتے رہے اور بار بار سمجھانے کے باوجود بھی وہ اس سے باز نہ آئے اس کی وجہ سے ہی انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا اس وقت وہ اپنی صفائی پیش کرنے سے قاصر ہو جائیں گے کوئی عذر بھی پیش نہ کر سکیں گے چپ کا روزہ رکھ لیں گے گویا ان کے لبوں کو کسی نے سی دیا ہے یا ان کی قوت گویائی سلب کر لی گئی ہے۔

اپنی رحمت بے پایاں اور حکمت بالغہ کی شاہد بنی کی طرف ایک بار پھر ان کی توجہ مبذول کرا دی

جب حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ملے گا کہ اب صور پھونکو تاکہ قیامت قائم ہو تو جب وہ پہلی بار پھونکیں گے

شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً

[illegible] اور سب اس کے حضور حاضر ہوں گے عاجزی کرتے ہوئے۔ اور تو دیکھتا ہے پہاڑوں کو [illegible]

وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۭ

ٹھہرے ہوئے ہیں حالانکہ وہ چل رہے ہوں گے بادلوں کی چال۔ یہ کاریگری ہے اللہ کی جس نے مضبوط بنایا ہر چیز کو

اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ

۸۸ بیشک وہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ جو شخص نیک عمل لے کر آئے گا تو اسے کہیں بہتر اجر ملے گا اس نیک عمل سے

زمین و آسمان والے ہیں ان سب پر گھبراہٹ طاری ہو جائے گی۔ ہر سمت خوف و دہشت طاری ہو جائے گی۔ البتہ بعض ہستیاں ایسی بھی ہوں گی جو اس دن بھی مطمئن ہوں گی کیونکہ تشویشناک بات ہوتی ہی نہیں وہ لرزاں کیوں ہوں گے۔ علامہ پانی پتی نے متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ انبیاء، ملائکہ، شہداء، کو کوئی گھبراہٹ نہ ہوگی [illegible]

[illegible]

۸۸ قیامت کے ہولناک مناظر میں سے ایک اور دل کو لرزا دینے والا منظر بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ پہاڑ اپنے حجم اور ضخامت کے باعث دیکھنے والوں کو تو ساکن کھڑے ہوئے نظر آئیں گے لیکن حقیقت میں وہ بادلوں کی طرح تیزی سے حرکت کر رہے ہوں گے اس کے بعد اچانک ایسا جھٹکا ہوگا کہ پاش پاش ہو جائیں گے [illegible] قیامت ٹوٹ پڑتی ہے اور جب پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور پھر یکدم انہیں ہوا سے اڑا دیا جائے گا اس وقت کی ہولناکیوں کا کیونکر اندازہ کیا جا سکتا ہے

۸۹ کسی چیز کو پختگی و مہارت سے مضبوط بنانے کو عربی میں اتقان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بنائی اسے ایسا مضبوط اور مستحکم بنایا کہ وقت سے پہلے اس میں ٹوٹ پھوٹ کے کوئی آثار نہیں۔ یہ آسمان ہزاروں صدیوں سے یونہی تنا ہوا ہے۔ اس کا کوئی گوشہ ڈھیلا نہیں ہوا۔ کوئی مرمت طلب نہیں۔ اس کی بنائی ہوئی کسی چیز کو دیکھو پانی کی مقدار جو اس نے پہلے دن پیدا فرمائی ہے ساری دنیا استعمال کر رہی ہے لیکن اس کی مقدار میں کمی نہیں ہوئی اور نہ ہی مزید پانی بنانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہوگی۔ ہوا کا جو ذخیرہ روز اول سے فراہم کیا گیا۔ ساری دنیا اس میں سانس لے رہی ہے لیکن اس میں کمی نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ ہر چیز عیاں ہے۔ یہی ہے کہ وہ صنع اللہ الذی اتقن کل شیء کی قدرت کا شاہکار ہے۔ حضور کریم کا ایک ارشاد گرامی بھی سماعت فرمائیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ کا کریم اس امت کو کتنا پسند کرتا ہے کہ [illegible] صنعتی مہارت کا ناقابل تردید

وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ

اور وہ یقیناً اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے ۱۸۱ اور جو برائی لے کر آئے گا تو ان کو اوندھے منہ کے بل

وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

پھینک دیا جائے گا آگ میں، (انہیں کہا جائے گا) نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر اس کا جو تم عمل کیا کرتے تھے ۱۸۲

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ

مجھے تو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اس (مقدس) شہر کے رب کی جس نے اسے عزت و حرمت دی ۱۸۳

ثبوت بہم پہنچاتے، کسی کام کو کریں تو اسے اس خوبی سے کریں کہ اس میں کوئی خامی اور نقص باقی نہ رہنے دیں تاکہ ہر گز نہیں ارشاد گرامی ہے۔

ان اللہ یحب من عبدہ اذا عمل عملاً ان یتقنہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو جس کام کو کرے بڑی عمدگی سے کرے

پختگی، پائیداری، صفائی، نفاست کرنی چاہیے یہی وہ لوگ اس انعام کے حقدار ہیں۔ آپ بھی حسن بیان سے اپنے غلاموں سے اسی چیز کی توقع رکھتے ہیں اور اسی کی تلقین فرماتے ہیں یہی حسن عمل ہے جس سے مسلمانوں نے ... اس کام کرنے والوں کو چاہیے کہ اس حدیث کو فکر کی پیشانی پر آویزاں کریں۔ علامہ اقبال نے بھی کیا خوب فرمایا ہے۔

؏ نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر

۱۸۱ قیامت کے ہولناک مناظر اور اس زمانہ کے واقعات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس روز جب کہ نیک بندے جو اپنی رضا کے حصول کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہوں گے وہ پریشان اور سراسیمہ نہیں ہوں گے بلکہ آج کا دن تو ان کے لیے بڑی مسرتوں اور شادمانیوں کا دن ہوگا۔ اس دن تو انہیں نیک اعمال کا اجر ملے گا۔ اور اجر دینے والا خود رب العالمین ہوگا۔ جو بڑا سخی اور بڑا کریم ہے جب دیتا ہے تو بے حساب دیتا ہے۔

۱۸۲ نافرمانوں کا جو حال ہوگا اس کو بھی بیان کر دیا تاکہ جو پڑھنے والے اس کو پسند نہیں کرتے وہ بروقت اپنی اصلاح کر لیں۔

۱۸۳ خانہ کعبہ کی وجہ سے مکہ مکرمہ کو جو عزت و شرف اور شان نصیب ہوا ہے اس کی طرف توجہ دلانے کے لیے رب کی اضافت اس شہر کی طرف فرما دی۔ رب هذه البلدة یعنی میں کسی لات و ہبل کا پرستار نہیں۔ کسی مجسمے اور بت کا عبادت گزار نہیں۔ میری عبادتیں، میری نیازمندیاں اور عاجزیاں تو صرف اس ذات کے لیے ہیں جو اس شہر مقدس کا رب ہے اور جس نے اس شہر کو اسلامی عبادتوں کا مرکز بنا دیا ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ أَتْلُوَا

بنایا ہے جس کو اور اسی کی ملکیت ہے ہر شے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں شامل ہو جاؤں فرمانبرداروں میں اور یہ کہ میں

الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ

تلاوت کیا کروں قرآن کی تو جس نے ہدایت قبول کی تو وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے ہدایت قبول کرتا ہے اور جو

فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

گمراہ ہوا تو آپ فرما دیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والوں سے ہوں۔ اور آپ کہیے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے

فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

ہیں عنقریب وہ دکھائے گا تمہیں اپنی نشانیاں تو تم انہیں پہچان لو گے اور نہیں ہے آپ کا رب بے خبر ان کاموں سے جو تم کیا کرتے ہو

۹۶؎ میرا رب صرف اسی شہر کا رب نہیں بلکہ کائنات کی ہر چیز کا وہ مالک ہے۔ عرش اسی کا ہے فرش بھی اسی کا۔ عرش بریں کے ساتھ کرسی بھی اسی کی ہے۔ مجھے تو اس نے یہی حکم دیا ہے کہ اسی کی عبادت کروں اور اسی کی جناب میں اپنا سر نیاز جھکاؤں۔

۹۷؎ آیت میں ان کی اس بدگمانی کا ازالہ کیا کہ آپ خود یہ کتاب تصنیف کرتے ہیں یا کسی سے سیکھ کر آتے ہیں اور پھر لوگوں کو سناتے ہیں تاکہ لوگ انہیں اپنا پیشوا مان لیں اور ہر طرف ان کی عزت و تکریم ہونے لگے۔ فرمایا نادانو! ایسا نہیں ہے جیسا تم گمان کر رہے ہو۔ مجھے تو اپنے مالک و مولا نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کا کلام پڑھ کر تمہیں سناؤں تاکہ تم لوگ گمراہی سے بچ جاؤ اور تمہیں اصل حقیقت کا پتہ چل جائے اور یہ بات معلوم ہو جائے اور جب قیامت کے روز بارگاہ الٰہی میں تم حاضر ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی رفاقت نصیب ہو اور جنت کی ابدی نعمتوں سے تمہیں سرفراز کر دیا جائے۔ غور سے سنو! یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ میں تم سے کوئی دولت نہیں چاہتا، نہ میں سیاسی لیڈر بن کر اپنی کوئی جماعت بنا کر مسند اقتدار پر قابض ہونا چاہتا ہوں۔ میں تو تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ تمہیں بروقت متنبہ اور خبردار کرنا ہی میرے ذمہ ہے۔ میں تمہیں خبردار کر رہا ہوں۔ اگر تم نے میری بات مان لی تو اس کا فائدہ تمہیں ہی ہوگا اور اگر انکار ہی کرتے رہے تو اس کا وبال بھی تمہیں ہی اٹھانا ہوگا۔

۹۸؎ اے محبوب! کہیے آپ پر جو فضل و کرم فرمایا ہے، جو عزت و شان بخشی ہے، رحمۃ للعالمینی کی خلعت فاخرہ آپ کو عطا کی ہے، اور تیرے سر نیاز پر محبوبیت کا جو درخشاں تاج رکھا ہے، ختم رسالت کے جس عظیم و

ارجمند منصب پر پہنچ جائیں گے اور اس کے علاوہ جو بے انداز عنایت ہوئی ہیں ان پر ہماری حمد و ثنا کرتے رہو۔ ان منکروں پر ایک روز حقیقت خود بخود منکشف ہو جائے گی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سورۃ القصص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام القصص ہے۔ اس کی آیات کی تعداد اٹھاسی ہے کل ۹ رکوعات ہیں۔ چودہ سو اکتالیس کلمات اور حروف پانچ ہزار آٹھ سو ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ بھی مکی زندگی کے درمیانی عہد میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک سورت ہے۔

مضامین: ویسے تو قرآن کریم کی تمام آیات کی طرح اس سورت کی ہر آیت بھی روشنی کا مینار ہے جس سے صراط حیات جگمگا رہا ہے۔ لیکن یہاں تین امور کی طرف میں ضیاء القرآن کے قاری کی توجہ خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

۱۔ استعماری طاقتوں، قوم پرستوں، بے رحم جابر حکمرانوں کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لیے اپنی رعایا کے مختلف طبقات میں منافرت پیدا کرتے رہتے ہیں ان کی ساری ذہانت باہمی عداوت کی آگ بھڑکانے میں صرف ہو جاتی ہے۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ منافرت و عداوت کی جو آگ وہ اپنی رعایا میں بھڑکا رہے ہیں کتنی بستیاں اس میں بھسم ہو جائیں گی کتنی سہاگ لٹ جائیں گے کتنی جیتی جاگتی بستیاں ذبح ہو جائیں گی ملک کی ترقی رک جائے گی۔ ان کے سامنے فقط اپنے ایوان اقتدار کو مستحکم بنانا ہوتا ہے۔ اگر ان کی رعایا میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو جائے تو وہ ایک دن کے لیے بھی ان کی اس ظالمانہ حکومت کو برداشت نہ کریں۔ یہ لوگ اس حربہ سے خوب آگاہ ہیں۔ قرآن کریم نے اس سورت میں فرعونی سیاست کے خدوخال کو اچھی طرح بے نقاب کر دیا ہے تاکہ کوئی شخص ان کے بلند بانگ دعووں سے دھوکا نہ کھائے اور نیز ہر زمانہ میں اہل اسلام جو ہر رنگ میں تھا اس قسم کے حکمرانوں سے ہوشیار رہیں۔

۲ دوسری چیز جو اس سورت میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے وہ ایک سرمایہ دار کے ذہن کا تجزیہ ہے۔ قارون کے پاس دولت کی ریل پیل ہے۔ اس کے خزینوں اور دفینوں میں جتنی جمع شدہ دولت ہے اس کا شمار آسان نہیں صرف اس کے خزانوں کی چابیوں کا گچھا اتنا بھاری ہے کہ اسے ایک تنومند جماعت بھی آسانی سے نہیں اٹھا سکتی۔ دولت کی اس ریل پیل کے باوجود دل اتنا سخت اور سینہ اتنا تنگ ہے کہ اگر اس کو قوم کا کوئی ہمدرد نصیحت کرتا ہے کہ احسن کما احسن اللہ الیک تو وہ اسے سننے کے لیے تیار نہیں بلکہ بڑی بے حیائی سے اپنے کمالات کی

کرم گستری کا انکار کر دیتا ہے اور برملا کہتا ہے کہ مجھے یہ سیم وزر کے انبار خدا نے نہیں دیئے بلکہ یہ میری ذہانت، معاملہ فہمی اور کاروباری مہارت کا ثمر ہے۔ جب ذہن میں یہ چیز سما جائے تو اسے کیا پڑی ہے کہ وہ اپنی دولت کو خلق خدا کی امداد کے لیے صرف کرے۔ ایسے ہی اہل ثروت کے شبستانوں کے سایوں میں انسانیت سسکتی رہتی ہے ایسے ہی دولت مند شرف انسانی کی قبا کو تار تار کرتے ہیں۔ انہی کے عشرت کدوں میں گناہ اور برائیوں کا ناسور پیدا ہوتا ہے۔ یہیں غربت و افلاس کے چکوں میں پسے ہوئے انسانوں کو ٹھوکریں ماری جاتی ہیں اور آخر کار یہی ٹھوکریں ان مفلسوں کے ضمیروں میں انتقام کی چنگاری کو سلگاتی ہیں جو بھڑک بھڑک کر جہنم زار بن جاتی ہیں۔ جب ضبط وتحمل کے بند ٹوٹ جاتے ہیں تو سرخ سیلاب ہر کہ و مہ کو زیر و زبر کر دیتے ہیں۔ اہل ثروت کی سنگدلی، بخیلی اور سرد مہری سے جو ہولناک جرم جنم لیتے ہیں، قارون کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت کلیم نے ان کی طرف واضح اشارہ فرمایا وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ یعنی اپنے اس طریقہ کار سے تو ملک میں فساد برپا کرے۔ یہ آیات اہل ذوق کے لیے اپنے دامن میں پند و موعظت کی ایک دنیا لیے ہوئے ہیں۔

۳۔ آخر میں میں آپ کی توجہ آیت معلی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

اسلام کے نظام معاشیات، اسلام کے نظام قانون، اسلام کے نظام اخلاق کو اپنے ملک میں رائج کرنے سے بچنے کترانے اکثر اصحاب حکومت کو جو خدشے اور خطرے دکھائی دیتے ہیں ان کا اندازہ لگایئے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر بیسویں صدی میں ہم نے چودہ سو سالہ پرانا نظام جاری کر دیا تو دنیا کی ترقی یافتہ قومیں ہم سے آنکھیں پھیر لیں گی اور ہم تباہ ہو جائیں گے۔ اس آیت میں غور کرنے سے یہ تمام غلط فہمیاں کافور ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

* * *

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ القصص مکی ہے اور اس کی ۸۸ آیتیں اور ۹ رکوعات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ

طا سین میم [1] یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی [2] ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو کچھ

نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ

اور فرعون کا سچا واقعہ ٹھیک ٹھیک ان لوگوں کے فائدہ کے لیے جو ایمان لاتے ہیں [3] بیشک

فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ

فرعون متکبر و سرکش بن گیا سرزمین (مصر) میں اور اس نے بنا دیا وہاں کے باشندوں کو کئی گروہ، وہ

---

[1] یہ حروف مقطعات ہیں

[2] یعنی خود بھی روشن ہے۔ اور وہ احکام اور قصص وغیرہ جو اس میں مذکور ہیں ان کو بھی بڑی وضاحت سے بیان کرتی ہے

[3] موسیٰ علیہ السلام کا قصہ متعدد مقامات پر بیان ہوا ہے لیکن یہاں اس قصہ کی چند ایسی کڑیاں ذکر کی جا رہی ہیں جو کسی اور جگہ مذکور نہیں۔ اور اس کا مقصد داستان سرائی نہیں بلکہ ان اہل ایمان کے دلوں کو تازہ اور تقویت کرنا ہے جو دست مشرکین کے مظالم کا ہدف بنے ہوئے تھے تاکہ انہیں یقین ہو جائے کہ جس خداوند کریم نے فرعون جیسے تند خو اور متعصب مطلق العنان بادشاہ اور اس کی کثیر التعداد اور تنگ دل قبطی قوم کو غرق کر دیا تھا اور بنی اسرائیل جیسی کمزور قوم کو کامیاب کیا تھا وہی خدا ان کی مدد فرما رہا ہے۔ آخرکار کامیابی کا سہرا ان ہی کے سر باندھا جائے گا

[4] یہاں زمانی سیاست کے سارے عناصر و نقائص کو چند الفاظ میں جس عمدگی سے بیان کر دیا گیا ہے یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ قرآن حکیم صرف اور صرف علیم و خبیر کا کلام ہے جس سے کسی جابر بادشاہ کے اسرار سربستہ بھی مخفی نہیں۔ پہلے بتایا کہ فرعون مصر کا حکمران تھا لیکن اس کے دل میں اپنی رعایا کیلئے ہمدردی، شفقت اور خیر خواہی کا قطعاً کوئی جذبہ نہ تھا۔ وہ

طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيِۦ نِسَآءَهُمْ ۚ إِنَّهُۥ

[illegible] ایک گروہ کو ان میں سے ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو اور زندہ رہنے دیتا تھا ان کی عورتوں کو بےشک وہ

كَانَ مِنَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿٤﴾ وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى ٱلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا۟

تھا فساد کرنے والوں میں سے اور ہم چاہتے تھے کہ احسان کریں ان لوگوں پر جنہیں کمزور بنا دیا گیا تھا

ایک مغرور و متکبر بادشاہ تھا جس کے پیش نظر فقط اپنی ذاتی حکومت کا استحکام اور اپنی شوکت و عظمت کا اظہار تھا اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ہر حقیقی اخلاقی ضابطہ اور ہر انسانی قدر کو پامال کرنے سے گریز نہ کرتا تھا۔ جس بادشاہ کی سوچ ایسی ظالمانہ اور سنگدلانہ ہو کیا اس کی رعایا اس سے محبت کر سکتی ہے؟ کیا اس کے لیے خیر سگالی کا کوئی جذبہ ان کے سینوں میں موجزن ہوگا؟ اگر ان میں فکر و عمل کی وحدت پیدا ہو جائے تو وہ یقیناً ایسے جابر کی حکومت کا تختہ الٹنے میں دیر نہیں کریں گے۔ ایسے بادشاہوں کی کامیابی کا راز اسی میں مضمر ہوتا ہے کہ ان کی رعایا میں پھوٹ پڑی رہے وہ ایک دوسرے سے دست و گریباں رہیں [illegible] وہ ایسے ظالم بادشاہ سے اپنی [illegible] کرنے کے متعلق [illegible] کامیاب [illegible] ہر قسم کے حالات [illegible] ان کے اتفاق [illegible] بکھیر دیا [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رکھیں

[illegible]

[illegible] اپنی قوم کے [illegible] [illegible] ساتھ [illegible] [illegible] یوسف علیہ السلام کے [illegible] سے ہجرت کر کے مصر میں اقامت پذیر ہوا تھا [illegible] [illegible] کے باعث [illegible] اس لیے [illegible] طاقت کو [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] سیاست کے [illegible]

فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۙ وَ

[illegible]

نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا

[illegible]

مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۔ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي

اسے دودھ پلاتی رہ پھر جب اس کے متعلق تجھے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ ہراساں ہونا

وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧﴾

اور نہ غمگین ہونا یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ

پس اٹھا لیا اسے فرعون کے گھر والوں نے تاکہ ہو جائے انجام کار وہ ان کا دشمن اور باعث رنج و غم بے شک

فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ﴿٨﴾ وَقَالَتِ امْرَأَتُ

فرعون ہامان اور ان کے لشکری خطا کار تھے اور کہا فرعون کی بیوی

فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا

نے یہ میری اور تیری آنکھوں کے لیے ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے

ف۱ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا اپنے لخت جگر کو حکم الٰہی کے مطابق ایک صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا پھر اس صندوق کا بہتے بہتے فرعون کے محل کے نزدیک سے گزرنا اور فرعون کی اہلیہ کا اسے اٹھانا پھر قصر شاہی میں اس کی تربیت کا انتظام ہونا، دایہ وغیرہ وغیرہ ان تمام واقعات کی تفصیل سورۃ طٰہٰ کے حواشی میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

ف۲ اگرچہ انہوں نے اس تابوت کو دریا سے اس لیے نہیں نکالا تھا کہ اس میں جو معصوم بچہ ہے وہ ان کی تباہی و بربادی کا باعث بنے لیکن جب ان کے اس عمل کا انجام یہی ظاہر ہوا تو اس لیے لیکون کا لفظ استعمال کیا اس لام کو لام عاقبت کہتے ہیں۔

ف۳ بتایا جا رہا ہے کہ فرعون کو دعوائے خدائی تھا لیکن وہ یہ بھی نہ جان سکا کہ یہ بچہ انجام کار اس کی ہلاکت کا باعث بنے گا۔ یہ عجیب خدا ہے جس کی بے علمی اور جہالت کا یہ عالم ہے کہ اپنے دشمن کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ ہامان کو بھی اپنی فراست اور سوجھ بوجھ پر بڑا ناز تھا، وہ بھی اس چیز کو نہ سمجھ سکا۔ یقیناً ایسا جاہل خدا بننے کے قابل نہیں اور ہامان جیسے بدھو وزیر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ فرعون کی خدائی کا پرچار کر سکے

أَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ

یا ہم اسے اپنا فرزند بنا لیں اور وہ اس تجویز کے انجام کو نہ سمجھتے تھے[۱۰] اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار

مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى

ہو گیا[۱۱] قریب تھا کہ وہ ظاہر کر دے اس راز کو اگر ہم نے مضبوط نہ کر دیا ہوتا اس

قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ؗ

کے دل کو تاکہ وہ رہے اللہ کے وعدہ پر یقین کرنے والی اور اس نے کہا موسیٰ کی بہن سے کہ اس کے پیچھے پیچھے جا

فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ

پس وہ اسے دیکھتی رہی دور سے اور وہ اس حقیقت کو نہ سمجھتے تھے اور ہم نے حرام کر دیں اس پر[۱۲]

الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ

ساری دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں بتاؤں تمھیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی

يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ

پرورش کریں تمھاری خاطر اور وہ اس بچے کے خیر خواہ بھی ہوں گے تو (اس طرح) ہم نے لوٹا دیا اسے اس کی ماں کی طرف

---

[۱۰] فرعون اور اس کے تمام حواری اس بات کو نہ سمجھ سکے کہ اس بچے کی وجہ سے سمندر کی موجیں انھیں خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائیں گی۔

[۱۱] موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے لخت جگر کی جدائی سے بے حد بے چین ہو گئیں۔ ان کا دل اپنے بچے کی یاد اور خیال کے سوا ہر چیز سے خالی ہو گیا۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ انھیں وہ وعدہ بھی یاد نہ رہا جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا تھا۔ لکھتے ہیں کہ شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ملامت کی کہ تو نے بچے کو اس لیے دریا کی موجوں کی نذر کیا کہ فرعون اسے قتل نہ کرے لیکن تیرے بچے کو تو فرعون کے ہی گھر آگیا ہے وہ اسے کب زندہ چھوڑے گا۔ انھوں نے جب یہ بات سنی تو غم کی وجہ سے انھیں وہ بات بھول گئی۔ یہ حکایت [illegible] ان کا اضطراب پریشان ہے۔ [illegible]

[۱۲] یہاں تحریم تشریعی نہیں ہم نے تمام دودھ پلانے والیوں کو آپ پر حرام کر دیا یہ تحریم تکوینی ہے

تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ

تاکہ اسے دیکھ کر اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غمگین نہ ہو اور وہ یہ بھی جان لے کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ

لیکن اکثر اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ اور جب پہنچ گئے موسیٰ اپنے شباب کو اور ان کا نشو و نما مکمل ہو گیا تو ہم نے انہیں

حُكْمًا وَّعِلْمًا ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ

حکم اور علم عطا فرمایا اور یونہی ہم صلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو۔ اور وہ شہر میں داخل

الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا

ہوئے ایسے وقت جب بے خبر سو رہے تھے اس کے باشندے پس آپ نے پایا وہاں

اس صورت میں یہ مصدر ہی ہوگا اور اس کا معنی ہے قوت و جوانی۔ یا جمع ہوگا یعنی شدۃ جمع شدۃ کی جگہ

۳۲؎ اس آیت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے شاہی محل میں پروان چڑھ رہے ہیں۔ جو فرعون کا فرزند مانا جاتا ہو وہ جب کسی شہر میں داخل ہوتا ہوگا تو بڑے تزک و احتشام سے داخل ہوتا ہوگا اور حکومت کے عہدیدار اس کے استقبال کے لیے موجود ہوتے ہوں گے۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ شہر میں اس وقت داخل ہوا جب لوگ آرام کر رہے تھے اور لوگوں کو آپ کی آمد کا پتہ نہ چلا۔ یہ صورت حال آپ کی شاہی محل کے ماحول سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ ان چیزوں کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اب بڑے ہی [illegible] کے پاس رہنے اور [illegible] سے [illegible] کا موقع مل گیا تھا۔ ساری صورت حال سے آپ اچھی طرح آگاہ ہو گئے تھے نیز آپ کو اپنے جلیل القدر آباؤ اجداد کے منصب نبوت پر بھی آگاہی ہو چکی تھی۔ آپ نے جب دیکھا کہ فرعون خدائی کا دعویدار بنا بیٹھا ہے اور لوگوں سے اپنی پرستش کرواتا ہے تو آپ کا [illegible] اس شرک صریح کو برداشت نہ کر سکا اور آپ کے [illegible] فرعون کی اس ناشائستہ حرکت پر [illegible] یہاں تک کہ قطع تعلق تک نوبت پہنچی اور آپ کو قصر شاہی سے نکال دیا جائے گا۔ چنانچہ اس کے شہر سے باہر آپ [illegible] کے لیے روپوش ہو گئے اور اگر کبھی ضرورت [illegible] کے لیے آپ کو شہر میں آنا پڑتا تو آپ ایسے وقت میں آتے کہ بازار وغیرہ میں کسی کو خبر نہ ہو۔ یہ واقعہ بھی اسی وقت پیش آیا جب آپ ایسے وقت شہر میں آئے جب لوگ آرام کر رہے تھے۔ چنانچہ علامہ قرطبی اور دیگر محققین نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ [illegible] الوقت قد [illegible] مخالفة فرعون [illegible] فدخل [illegible] يوماً على حين غفلة من اهلها [illegible]

رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ

دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے پایا یہ ان کی جماعت سے تھا اور یہ دوسرا ان کے دشمنوں سے تو مدد طلب کی ان سے

الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى

جو آپ کی جماعت سے تھا اس کے خلاف جو آپ کے دشمنوں سے تھا تو گھونسا مارا اسے موسیٰ نے

فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ

تو اس کا کام تمام کر دیا آپ نے کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا ہے بیشک وہ دشمن ہے گمراہ کرنے والا

مُّبِيْنٌ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ

کھلا آپ نے عرض کی میرے رب میں نے ظلم کیا اپنی جان پر پس بخش دے مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اسے

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ

بیشک وہی غفور رحیم ہے عرض کرنے لگے میرے رب مجھے ان نعمات کی قسم جو تو نے مجھ پر

پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا یعنی لوگ آرام میں تھے علی حین غفلۃ من اھلھا [illegible] قرطبی

ف جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں دست و گریباں ہیں۔ ایک اسرائیلی ہے اور دوسرا قبطی۔ اسرائیلی نے آپ کو دیکھ کر مدد کے لیے پکارا۔ آپ آگے بڑھے کہ قبطی کو دست درازی سے منع کریں۔ جب اس نے بات نہ مانی تو آپ نے اسے ایک مکا رسید کیا۔ اسے قتل کرنے کا آپ کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن وہ مکا اس کے لیے ثابت ہوا اور اس کا قصہ تمام ہوگیا۔ اچانک جب یہ حادثہ رونما ہوگیا تو آپ کو [illegible] ایک جان ضائع ہوگئی اور یہ [illegible] بھی پیدا ہوگیا [illegible] جب اس کو اس واقعہ کا علم ہوگا تو وہ مجھے [illegible] چھوڑے گا۔ چنانچہ [illegible]

ف اس قتل میں اگرچہ آپ کا [illegible] ارادہ اور قصد [illegible] ایک جان [illegible] اس لیے بارگاہ الٰہی میں بخشش و مغفرت کی التجا کرنے لگے [illegible] پردہ پوشی فرما دے اور میرے دشمنوں کو اس قتل کی اطلاع نہ ہونے پائے۔ چنانچہ اس رحیم و کریم نے اپنے بندے کی اس التجا کو قبول فرمایا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔

أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿١٧﴾ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا

نعمت فرمائی ہے اب میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا پھر آپ نے صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس

يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ

انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے تو اچانک وہی شخص جس نے کل ان سے مدد طلب کی تھی آج پھر انہیں مدد کے لیے پکارتا ہے

قرآن کریم نے اس واقعہ کو جس طرح بیان کیا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قتل آپ سے بالارادہ سرزد نہیں ہوا لیکن اس کے مقابلے میں جس طرح بائیبل میں اس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے وہ بھی سن لیجیے۔

> اتنے میں موسیٰ جب بڑا ہوا تو باہر اپنے بھائیوں کے پاس گیا اور ان کی مشقتوں پر اس کی نظر پڑی اور اس نے دیکھا کہ ایک مصری اس کے ایک عبرانی بھائی کو مار رہا ہے۔ پھر اس نے ادھر ادھر نگاہ کی اور جب دیکھا کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے تو اس مصری کو جان سے مار کر اسے ریت میں چھپا دیا۔
>
> (خروج ۲: ۱۱، ۱۲)

قرآن کریم کا یہ کتنا احسان ہے کہ اس نے انبیاء کرام کے دامن پر لگے ہوئے سیاہ داغوں کو دھو کر صاف کر دیا خواہ وہ داغ ان کے دشمنوں نے دانستہ لگائے تھے خواہ ان کے نادان دوستوں نے کرم فرمائی کی تھی۔

قتادہ نے ان دونوں کی لڑائی کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ وہ قبطی اسرائیلی کو لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھا اٹھانے کا حکم دے رہا تھا اس نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس قبطی نے اسکو [illegible] جھگڑتے جھگڑتے وہ دونوں شہر کی گلی میں آپ تشریف لے آئے۔ اسرائیلی نے آپ سے فریاد کی۔ اور حضرت موسیٰ اس کی فریاد رسی کے لیے اس لیے نہیں گئے کہ وہ اسرائیلی تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہر مظلوم کی مدد کرنا ہر دین میں فرض ہے۔ [illegible] ونصر المظلوم دين في الملل كلها على الامم وفرض في جميع الشرائع (قرطبی)

لفظ وکز کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الوكز واللكز واللهز واللهد بمعنى واحد وهو الضرب بجمع الكف یعنی یہ چاروں لفظ ہم معنی ہیں۔ ان کا معنی مکا مارنا ہے (قرطبی)

۱۸ آپ نے عرض کی اے میرے رب! مجھے تیری عنایات کی قسم جو تو نے مجھ پر فرمائی ہیں آئندہ مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔ اس آیت سے علماء اسلام نے یہ استدلال کیا ہے کہ ظالموں کی امداد اور ان کی خدمت حرام ہے۔ واستدل اهل العلم بهذه الآية على المنع من معونة الظلمة وخدمتهم (روح المعانی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی سماعت فرمائیے من مشى مع مظلوم ليعينه على مظلمته ثبت الله قدميه على الصراط يوم القيامة يوم تزل فيه الاقدام ومن مشى مع ظالم ليعينه على ظلمه ازل الله قدميه

لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ

موسیٰ نے اسے فرمایا بے شک تو کھلا ہوا گمراہ ہے پس جب آپ نے ارادہ کیا کہ جھپٹ پڑیں اس پر

بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ

جو ان دونوں کا دشمن تھا وہ کہنے لگا اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے بھی قتل کر ڈالے

كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

جیسے کل تو نے ایک شخص کو قتل کیا تھا تو نہیں چاہتا مگر اس کے کہ تو ملک میں بڑا جابر بن جائے

فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَ

اور تو نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو اور

جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنَّ

آیا ایک آدمی شہر کے آخری کنارے سے دوڑتا ہوا اس نے پکار کر کہا اے موسیٰ!

علی الصراط یوم تدحض فیہ الاقدام (قرطبی)

یعنی جو شخص کسی مظلوم کی مدد کے لیے اس کے ساتھ چلے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جو قدموں کے پھسلنے کا دن ہے اس کے قدموں کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا اور جو شخص ظالم کے ساتھ اس کے ظلم پر اس کی مدد کرنے کے لیے جاتا ہے تو اس دن اس کے قدم پل صراط سے پھسل جائیں گے۔

لہ موسیٰ علیہ السلام کو راز کے افشا ہونے اور اپنے گرفتار ہونے کا اندیشہ تھا۔ رات اسی طرح گزر گئی۔ دوسرے دن پھر آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی اسرائیلی ایک دوسرے شخص سے گتھم گتھا ہو رہا ہے۔ اس نے آپ کو دیکھا تو مدد کے لیے پکارا۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ شخص لڑاکا ہے۔ ہر روز کسی نہ کسی کے ساتھ الجھا رہتا ہے چنانچہ آپ نے پہلے تو اسے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا۔ انک لغوی مبین۔ آپ آگے بڑھے تاکہ انہیں چھڑا دیں۔ وہ سمجھا کہ جس طرح آپ نے مجھے غوی مبین کہہ کر ڈانٹا ہے شاید مجھے ہی مارنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اس نے یٰموسیٰ اتریدان کہہ کر سارا راز فاش کر دیا۔ علماء نے صراحت کی ہے کہ دوسرے روز جو لڑنے والے تھے ان میں ایک قبطی اور ایک اسرائیلی تھے لیکن بعض میں ہے کہ وہ دونوں اسرائیلی تھے۔ قرآن اس کی تردید نہیں کرتا۔ واللہ اعلم

الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ

سو اور لوگ سازش کر رہے ہیں آپ کے بارے میں کہ آپ کو قتل کر دیں اس لیے نکل جائیے یہاں سے بیشک

النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ

میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں پس آپ نکلے وہاں سے ڈرتے ہوئے گرفتاری کا انتظار کرتے ہوئے عرض کی اے میرے رب نجات دے مجھے

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى

ان ظالم لوگوں سے اور جب آپ روانہ ہوئے مدین کی جانب تو دل میں کہنے لگے امید ہے کہ میرا

رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ

رب میری رہنمائی فرمائے گا سیدھے راستہ کی طرف اور جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو دیکھا

وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۟ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ

وہاں پر لوگوں کا ایک انبوہ ہے جو اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہا ہے اور دیکھیں ان سے الگ تھلگ

---

۲۰ اس اسرائیلی کی بات سے راز فاش ہو گیا۔ فرعون اور اس کے امرائے حکومت کو بھی اطلاع مل گئی کہ قتل کے مقدمہ میں قبطی کا قاتل موسیٰ ہے۔ انہوں نے آپ کو گرفتار کرنے کا منصوبہ شروع کیا۔ حضرت موسیٰ کے ایک مخلص کو پتہ چلا تو وہ دوڑتا ہوا آیا اور حکومت کے ارادے سے آپ کو مطلع کیا کہ آپ یہاں سے جلد نکلنے کی کوشش کیجئے آپ کو گرفتار کرنے کی سازش کی جا رہی ہے

۲۱ چنانچہ آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ دل میں ہر وقت یہ کھٹکا لگا ہوا تھا کہ پیچھے سے آ کر کوئی پکڑ نہ لے اس لیے نگاہ ادھر ہی میں ہو۔ اقرب۔ یترقب ینتظر

۲۲ جب مصر میں ٹھہرنا ناممکن ہو گیا تو آپ نے مدین کا رخ کیا کیونکہ یہی ایک ایسا علاقہ تھا جو فرعون کی مملکت سے باہر تھا اور اس کے علاوہ آباد بھی تھا اور قریب بھی تھا نیز آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہاں کے باشندے بھی حضرت ابراہیم کے فرزند مدین کی اولاد ہیں اور ان سے قریبی قرابت بھی ہے اس لیے آپ مدین کی طرف روانہ ہوئے لیکن اپنی منزل کی سمت اور راستہ بھی معلوم نہیں لیکن دل میں یقین ہے کہ میرا پروردگار ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔

۲۳ آپ چلتے چلتے مدین کے باہر کنوئیں تک پہنچے تو دیکھا وہاں لوگوں کا ایک جمگھٹ ہے اور ہر ایک اپنے

امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى

دو عورتیں کہ اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم کیوں اس حال میں ہو کہ وہ بولیں ہم نہیں پلاتیں

يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ ٚ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى

جب تک یہ چرواہے اپنے مویشیوں کو ہٹا نہیں لے جاتے اور ہمارا والد بہت بوڑھا ہے تو آپ نے ان کو پانی پلا دیا پھر ہٹ کر

الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝

ریوڑ کو چھوڑ کر سایہ کی طرف آ گئے اور عرض کرنے لگے میرے مالک جو بھی اس خیر و برکت کا جو تو نے میری طرف

فَجَاۗءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَاۗءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ

اتارے میں اس کا محتاج ہوں پھر ان دونوں میں سے ایک آئی شرم و حیا سے چلتی ہوئی اور آ کر بولی کہ میرے

اپنے جانوروں کو پانی پلانے میں مصروف ہے لیکن وہاں ایک گوشہ میں دو عورتیں الگ تھلگ کھڑی ہیں اور اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے ہیں تاکہ وہ ادھر ادھر منتشر نہ ہو جائیں۔ آپ سے نہ رہا گیا۔ جب چپ چاپ کھڑے ہو کر دیکھا تو پوچھا تم اس طرح کیوں کھڑی ہو۔ کیا مقصد ہے جس کی منتظر ہو

۲۳ انہوں نے کہا کہ ہم بھی یہاں ریوڑ کو پانی پلانے کے لیے لائی ہیں۔ لیکن جب تک یہ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے نہیں جاتے ہمارے لیے اس بھیڑ میں گھس کر پانی پلانا ممکن نہیں۔ جب یہ چلے جائیں گے تو ہم آگے بڑھ کر انہیں پانی پلائیں گی۔

۲۴ انہوں نے خود ہی اگر ریوڑ کو پانی پلانے کی وجہ بیان کر دی

۲۵ آپ نے سنا، غیرت میں آئے۔ ان دونوں کے ریوڑ کو سیراب کر دیا۔ آپ کی طبعی شرافت اس کو گوارا نہ کر سکی کہ عورتیں یوں ہی کھڑی رہیں اور تندرست لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلاتے رہیں۔ وہ اپنے ریوڑ کو ہانک کر چل دیں۔ حضرت موسیٰ کی یہاں کسی سے جان پہچان نہیں۔ پاس ہی ایک سایہ دار درخت تھا۔ ایک غریب الدیار آدمی کی طرح اس کے نیچے سستانے کے لیے بیٹھ گئے۔ اس بے کسی کے عالم میں اپنے رب العزت کا شکر کرتے ہوئے رحم کی التجا کی۔ اس آیت کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں۔ ۱۔ موجودہ حالت کا سبب ہے لیکن مستقبل کے لیے ہی متعلق ہے کہ جو بھی تو مجھ پر نازل فرمائے گا اب اسی کا محتاج رہوں گا۔ ۲۔ بعض حضرات نے فرمایا جو بھلائی تو نے عطا فرمائی ہے اس کی قدر میں سخت محتاج ہوں

لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ

والد تمہیں بلاتے ہیں تاکہ تمہیں اس کی اجرت دیں جو تم نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے۔ پس جب آپ گئے ان کے پاس اور بیان فرمایا

الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۖ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

ان کے سامنے سارا قصہ تو انہوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا ڈرو نہیں تم نے نجات پالی ہے ظالموں کی قوم سے

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ

ان دونوں میں سے ایک نے کہا اے پدر گرامی! اسے ملازم رکھ لیجئے بے شک بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہ ہے

الْأَمِينُ ۝ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ

جو طاقتور بھی ہو اور دیانتدار بھی ہو۔ شیخ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تمہیں ایک ان اپنی دو بچیوں

تھوڑی دیر گزری تھی کہ ان دو لڑکیوں میں سے ایک آئی اس نے عرض کی کہ میرے والد آپ کو یاد فرما رہے ہیں اس نے آگاہ کیا کہ وہ آپ کو اپنی بکریوں کو پانی پلانے کا معاوضہ دینا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی کھانے کی دعوت بھی ہے۔ جب وہ لڑکی آئی تو کس طرح آئی اس کو خصوصی طور پر بیان کیا تاکہ امت مسلمہ کی بچیاں اس سے سبق سیکھیں۔ فرمایا شرم و حیا کی چادر اوڑھے شرماتی لجاتی چلی آئی۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لیست بسلفع من النساء خراجۃ ولاجۃ (قرطبی)

یعنی وہ ان عورتوں کی طرح نہ تھی جو مردوں کے پاس بڑی بیباکی سے آتی جاتی ہیں اور انہیں کوئی حجاب محسوس نہیں ہوتا۔ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ ان لڑکیوں کے والد کا نام کیا تھا لیکن اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے کہ وہ حضرت شعیب علیہ السلام ہی تھے۔ بائیبل میں بھی یہ واقعہ تقریباً اسی طرح مذکور ہے

موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے اور اپنا سارا ماجرا کہہ سنایا۔ انہوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا اب فکر و اندیشہ دل سے نکال دو۔ تم ظالموں کی گرفت سے نکل آئے ہو۔ یہاں تمہیں کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ اجرت لینے کے لیے نہیں گئے تھے بلکہ آپ کے پیش نظر ایک بزرگ کی زیارت کرنا تھی۔ چنانچہ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ حضرت شعیب نے کھانا پیش کیا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ وجہ پوچھی تو بتایا کہ ہم ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے نیک عمل کو کسی قیمت پر بیچنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا ہم کو یہ عادت ہے کہ ہم مہمان کو کھانا کھلاتے ہیں اسے اجرت خیال نہ کرو بلکہ یہ ضیافت ہے جو مہمان کے اکرام کی خاطر ہے

لڑکیوں کو یہ خیال آیا کہ ان کی خدمت کرنے کے لیے اور ان کی بکریاں چرانے کے لیے تو ایسا ہی نوجوان چاہیے جو طاقتور بھی ہو اور امانتدار بھی۔ یہ شخص دونوں وصفوں کا حامل ہے

عَلَىٰٓ أَن تَأْجُرَنِي ثَمَٰنِيَ حِجَجٍ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِندِكَ

بشرطیکہ تم میری ملازمت کرو گے آٹھ سال تک ۔ پھر اگر تم پورے کر دو دس سال تو یہ تمہاری مرضی

وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ

اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کروں ۔ تم پاؤ گے مجھے اگر اللہ نے چاہا نیک لوگوں سے جو وعدہ

ٱلصَّٰلِحِينَ ۝ قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَيَّمَا ٱلْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

ایفا کرتے ہیں ، موسیٰ نے کہا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی ان دو میعادوں سے جو میعاد میں پوری کر دوں

فَلَا عُدْوَٰنَ عَلَيَّ وَٱللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝ فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى

تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ جو ہم کہہ رہے ہیں اس پر نگہبان ہے ۔ پھر جب پوری کر دی موسیٰ علیہ السلام

تمام مفسرین نے آپ کی [illegible] کا اندازہ لگایا تھا کہ [illegible] سے معرفت [illegible] میں ان کے سامنے [illegible] کسی [illegible] کی طرف اشارہ بھی [illegible] ہیں۔

حضرت شعیب [illegible] صاحبزادی [illegible] چنانچہ آپ نے موسیٰ [illegible] مناسب وقت [illegible] کا اظہار کیا چنانچہ آپ نے اپنی [illegible] اس آیت میں بیان کیے جاتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] جو میعاد [illegible] فرمائیے۔

الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِۦٓ ءَانَسَ مِن جَانِبِ ٱلطُّورِ نَارًا ۚ قَالَ

نے مقررہ مدت پوری کر دی [۴۲] اور روانہ ہوئے اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر تو آپ نے دیکھی طور کی ایک طرف آگ [۴۳]

لِأَهْلِهِ ٱمْكُثُوٓا۟ إِنِّىٓ ءَانَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىٓ ءَاتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ

آپ نے کہا اپنی اہلیہ سے کہ تم ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے

جَذْوَةٍ مِّنَ ٱلنَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّآ أَتَىٰهَا نُودِىَ مِن

کوئی جلتا انگارا آگ کا تاکہ تم تاپ سکو ۔ پس جب آپ وہاں پہنچے تو ندا آئی وادی کے دائیں

شَٰطِئِ ٱلْوَادِ ٱلْأَيْمَنِ فِى ٱلْبُقْعَةِ ٱلْمُبَٰرَكَةِ مِنَ ٱلشَّجَرَةِ أَن

کنارے سے [۴۴] اس بابرکت مقام میں ایک درخت سے کہ اے

يَٰمُوسَىٰٓ إِنِّىٓ أَنَا ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا

موسیٰ بلاشبہ میں ہی ہوں اللہ جو رب العالمین ہے ۔ اور ڈال دو زمین پر اپنے عصا کو

رَءَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَٰمُوسَىٰٓ أَقْبِلْ

اب جو اسے دیکھا تو وہ اس طرح لہرا رہا تھا جیسے وہ سانپ ہو آپ پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (ارشاد ہوا) اے موسیٰ

[۴۲] حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے دس سال پورے کیے۔ قال قضی اکثرھما و اطیبھما (قرطبی)۔

[۴۳] موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ کو لے کر مصر روانہ ہوئے۔ راستہ میں وادی طور سے آگ دیکھی۔ طور اور وادی ایمن کا ذکر سورۂ طٰہٰ اور دوسری سورتوں میں گزر چکا ہے۔ جذوۃ: قطعۃ من النار یعنی چنگاری۔

[۴۴] جب آپ آگ لینے کے ارادہ سے اس جگہ پہنچے تو اس بابرکت علاقہ میں وادی طور کی دائیں جانب ایک درخت نظر آیا جس میں سے یہ صوت سرمدی سنائی دے رہی تھی۔ اس آواز کی کیفیت کیا تھی۔ کیا وہ الفاظ و حروف اور اصوات سے عبارت تھی اور کیا اس کا سماع ان ظاہری کانوں سے ہوا۔ اس کے متعلق علامہ قرطبی کی یہ عبارت بڑی بصیرت افروز ہے

قال ابو المعالی [illegible] و اهل الحق [illegible] بالرتبة العليا والغاية القصوىٰ

وَلَا تَخَفْ ۖ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ۝ اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ

اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں بیشک تم امن والوں میں ہو ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں

تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ

نکلے گا سفید چمکتا بغیر کسی عیب کے ۳۲ اور رکھ لے اپنے سینے پر اپنا ہاتھ خوف

الرَّهْبِ ۖ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ

دور کرنے کو بیشک تو یہ دو دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا

بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں عرض کی اے میرے رب میں نے قتل کیا ان میں سے ایک شخص

فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۝ وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا

تو ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھے قتل کر دیں اور میرا بھائی ہارون وہ زیادہ فصیح ہے مجھ سے گفتگو میں تو اسے

فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي ۖ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝

بھیج میرے ساتھ میری مدد کو کہ وہ میری تصدیق کرے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ۳۵

حیث کان کلامہ القدیم المقدس عن مشابہۃ الحروف والاصوات و[illegible] عن الجہات و[illegible] صفات یعنی اہل حق کہتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ کلام کا شرف بخشتا ہے تو اسے ایسے طرح پر قادر کر دیتا ہے کہ وہ کلام الٰہی کو حروف و صوت و جہت وغیرہ کی حدود کے بغیر ادراک کر لیتا ہے۔

۳۲ عصا کے سانپ بننے والا معجزہ عطا ہوا جس کی تفصیل سورۃ طٰہٰ میں گزر چکی ہے۔

۳۳ اس کے بعد ید بیضا کا اعجاز مرحمت ہوا۔

۳۴ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کو اپنے سینے کے ساتھ ملاؤ تاکہ اللہ تعالیٰ اس خوف کو دور کر دے جو آپ اپنے دل میں محسوس کر رہے ہیں۔ المعنی اضمم یدک [illegible] یذھب اللہ ما بصدرک من الخوف۔ قرطبی

۳۵ فرمایا تمہارے رب کی طرف سے یہ دو معجزے عطا ہوتے ہیں۔ اب فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَٰنًا فَلَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم مضبوط کر دینگے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور ہم عطا کریں گے تمہیں ایسا غلبہ اور شوکت کہ

يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۚ بِـَٔايَٰتِنَآ ۚ أَنتُمَا وَمَنِ ٱتَّبَعَكُمَا ٱلْغَٰلِبُونَ ﴿٣٥﴾

کہ وہ تمہیں اذیت نہیں پہنچا سکیں گے ہماری نشانیوں کے باعث تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے وہی غالب آئیں گے

فَلَمَّا جَآءَهُم مُّوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَا بَيِّنَٰتٍ قَالُوا۟ مَا هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ

پھر جب آئے فرعونیوں کے پاس موسیٰ علیہ السلام ہماری روشن نشانیاں لے کر انہوں نے کہا نہیں ہے یہ مگر جادو

مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِىٓ ءَابَآئِنَا ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ

گھڑا ہوا اور ہم نے نہیں سنیں اس قسم کی باتیں اپنے پہلے باپ دادا کے زمانہ میں۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے

مُوسَىٰ رَبِّىٓ أَعْلَمُ بِمَن جَآءَ بِٱلْهُدَىٰ مِنْ عِندِهِۦ وَمَن

کہا میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو لے کر آیا ہے ہدایت اس کی طرف سے اور وہ بھی جانتا ہے کہ کس کا انجام

جادو اور نا ہی کہا تو انہوں نے بڑا اور برا ہی کہا ہے۔

ہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی مجھ سے ایک قبطی قتل ہو گیا تھا میں اگر فرعون کے پاس گیا تو مجھے گرفتار کر لیں گے اور ان سے دلیل ہی نہیں کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ اس کے علاوہ میری زبان میں وہ روانی نہیں جو ایک مبلغ میں ہونی چاہیے۔ اس لیے میرے بھائی ہارون کو میرا ساتھی بنا دیجئے تاکہ وہ میری دل جمعی کا باعث ہو اور مخالفوں کی طرح میری تکذیب نہ کریں۔ [illegible]

ہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری دعا منظور ہوئی۔ ہم تیرے بھائی ہارون سے تیرے بازو کو تقویت دیں گے اور جب تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ گے تو ان کی کیا مجال کہ تمہیں کوئی گزند پہنچا سکے۔ تم بلا خوف و خطر جاؤ اور میرا پیغام پہنچاؤ اور یقین رکھو کہ تم اور تمہارے پیروکار ہی غالب ہوں گے۔

ہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حکم الٰہی کے مطابق فرعون کے پاس گئے اسے دعوت دی۔ اپنے معجزات دکھائے انہوں نے ایمان لانے کے بجائے آپ کو جادوگر، آپ کے معجزوں کو جادو کا کرشمہ کہا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ نافرمانی اور ظلم و تعدی سے باز آ جاؤ ورنہ برباد کر دیئے جاؤ گے

تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝ وَقَالَ

اچھا ہوگا۔ بے شک فلاح نہیں ہوتے ظلم وستم کرنے والے۔ اور فرعون نے کہا

فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي

اے اہل دربار! میں تو نہیں جانتا تمہارے لیے میرے سوا کوئی دوسرا معبود۔ پس آگ جلا میرے لیے

جب موسیٰ علیہ السلام نے جب اس کے سامنے رب العالمین کا ذکر کیا تو سخت ناگوار گزرا۔ اس نے اپنے وزراء اور ارکانِ سلطنت کی طرف دیکھا پھر شیخی بگھارتے ہوئے کہا کہ موسیٰ کی بات کی طرف التفات نہ کرو۔ میں نے خوب تحقیق کر لی ہے میرے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں میں ہی تمہارا الٰہ ہوں۔

اس کے بعد اس نے اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ موسیٰ جس خدا کا ذکر کر رہا ہے وہ زمین پر تو کہیں بھی نظر نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے آسمان پر ہو اس لیے ہامان تم ایک بہت بلند و بالا مینار تعمیر کرو تاکہ ہم اس پر چڑھیں اور آسمان میں بھی جھانک کر اچھی طرح تسلی کر لیں۔ اگر موسیٰ کا خدا وہاں بھی نظر نہ آیا تو لوگوں کو یقین ہو جائے گا اور پھر تم سب کو یقین ہو جائے گا کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے ورنہ جہاں تک میرا خیال ہے میں تو موسیٰ کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

آیت کا ترجمہ پڑھنے کے بعد یہاں دو چیزیں وضاحت طلب ہیں:

(۱) فرعون اپنے آپ کو الٰہ کہتا تھا اس سے اس کا مقصد کیا تھا؟

(۲) اس نے ہامان کو جو مینار بنانے کا حکم دیا تھا کیا وہ بنایا بھی گیا یا نہیں؟

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا اپنے آپ کو الٰہ کہنے کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہے۔ کیونکہ اس کے اس دعویٰ کو کوئی احمق ترین آدمی بھی ماننے کے لیے تیار نہ تھا۔ اس دنیا میں آئے تو اسے چند سال ہی گزرے تھے۔ ایسے لوگ بھی تو موجود ہوں گے جن کے سامنے اس کی پیدائش ہوئی ہوگی جو اس کا بچپن اور [illegible] اور دیگر مراحل حیات طے ہوتے دیکھ چکے ہیں۔ وہ [illegible] کیسے مان سکتے تھے۔ اس لیے وہ ایسی بات کا دعویٰ [illegible] واجب الوجود الٰہ کے [illegible] ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو ساری رعایا کا معبود بنانا چاہتا تھا کہ لوگ اس کے ہر حکم کی تعمیل کریں کسی کو دم مارنے کی اور اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہو۔ وہ کہتا میرے علاوہ تمہارا کوئی حاکم نہیں۔ موسیٰ یہ اعلان کر رہا ہے کہ کوئی اور ہستی ہے جس کا حکم میرے حکم پر [illegible] ہے کہ کہیں اعتراض کریں کہ میرا یہ حکم رب العالمین کی مرضی کے خلاف ہے یا میرا حکم اس کے حکم کے خلاف ہے اور میں اس کی حکم عدولی کا ارتکاب کر رہا ہوں۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] کے قول سے بھی اس کے قول کی تائید ہوتی ہے فرماتے ہیں [illegible]

يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ

جھانکوں موسیٰ کے معبود کو اور بیشک میں تو اسے گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے اور تکبر کیا اس نے اور اس کی

وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا

فوجوں نے زمین میں ناحق ؎ اور وہ یہ گمان کرنے لگے کہ انہیں ہماری طرف

لَا يُرْجَعُونَ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ

نہیں لوٹایا جائے گا۔ پس ہم نے پکڑ لیا اسے اور اس کے لشکریوں کو اور پھینک دیا انہیں سمندر میں، دیکھو کیسا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى

ہوا انجام ظلم و ستم کرنے والوں کا۔ اور ہم نے بنا دیا تھا انہیں ایسے پیشوا جو بلاتے تھے اپنی پیروی

النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنْصَرُونَ ۝ وَأَتْبَعْنَاهُمْ فِي هَٰذِهِ

کرنے والوں کو آگ کی طرف۔ اور روز حشر ان کی مدد نہیں کی جائے گی ؎ اور ہم نے ان کے پیچھے اس دنیا میں بھی

الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ۝

لعنت لگا دی۔ اور قیامت کے دن بھی ان کا شمار مردودوں میں ہو گا۔ ؎

؎ یعنی اس نے اور اس کے لشکروں نے سرکشی کی راہ اختیار کی اور اس کا انجام وہ ہوا جو ان آیات میں مذکور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے سوا جو بھی تکبر کرتا ہے وہ ناحق کرتا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے: الکبریاء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی واحدا منهما قذفته فی النار رواه ابو داود وابن ماجه عن ابی هریرة وفی روایة الکبریاء ردائی فمن نازعنی فی ردائی قصمته۔ یعنی تکبر میری صفت خصوصی ہے جو اس میں شریک ہونا چاہے گا اس کی میں گردن توڑ دوں گا اور اسے دوزخ میں پھینک دوں گا۔

؎ فرعون اور اس کے وزراء اور روساء کے متعلق فرمایا کہ وہ ایسے گمراہی کے پیشوا تھے جو خود بھی تباہ و برباد ہوئے اور اپنے ماننے والوں کو بھی جہنم رسید کر کے دم لیا۔

؎ اس کا معنی مردود کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس سے اس کا معنی فرمایا ہے جن کے چہرے بگڑ گئے ہوں گے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

اور ہم نے دی موسیٰ علیہ السلام کو کتاب ؎ اس کے بعد کہ ہم نے ہلاک کر دیا تھا پہلی نافرمان قوموں کو

الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾

یہ کتاب، لوگوں کے لیے بصیرت افروز اور سراپا ہدایت و رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت قبول کریں

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ

اور آپ نہیں تھے (طور کی) مغربی سمت میں ؎ جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف رسالت کا حکم

وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ

بھیجا اور نہ آپ گواہوں میں شامل تھے ؎ لیکن ہم نے پیدا کیں کئی قومیں یکے بعد دیگرے، دراز

سیاہ ہو اور آنکھیں نیلی اور جس کو ہر بھلائی سے دور رکھا گیا ہو اسے بھی مقبوح کہتے ہیں یقال قبحه الله ای ابعده من کل خیر (مظہری)

؎ آپ کو جو کتاب تورات عطا فرمائی گئی، اس کی خصوصیات بیان کی جا رہی ہیں کتاب دو ابحال (بصائر) وغیرہ حال ہیں۔ بصائر، بصیرۃ کی جمع ہے جس کا معنی ہے نور فی القلب یبصر به ما هو حق من الاشیاء بحسب طاقة البشرية یعنی دل کی وہ روشنی جس سے حسب طاقت کے مطابق حقیقت اشیاء پر آگاہی ہوتی ہے

؎ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جس صحت اور وضاحت سے آپ نے بیان کیا ہے اس کی یہ وجہ نہیں کہ آپ اس وقت موجود تھے اور تمام حالات کا مشاہدہ کر رہے تھے بلکہ اس کا علم آپ کو وحی کے ذریعہ عطا کیا گیا ہے۔ آپ کی صداقت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ سینکڑوں سال پہلے کا واقعہ بلا کم و کاست بیان کر دیا جائے اور تمام غلطیوں کا ازالہ کر دیا جائے جس میں وہ لوگ مبتلا تھے

؎ یعنی جب ہم نے آپ کو نبوت بخشی یا جس وقت ہم نے آپ کو تورات دی۔ اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے محبوب! ہم نے طور کی ان گھاٹیوں میں تیری بعثت اور تیری شریعت آوری کا ذکر موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا

ای وصینا الی موسی امر محمد و ذکرناہ بخیر و ذکر (قرطبی)

؎ لیکن موسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے بعد کئی صدیاں گزر گئیں۔ بعد میں لوگوں نے ان باتوں کو فراموش کر دیا۔ تورات میں تحریف کر دی اور دین موسوی کو کافر بنا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا

کافی لمبی مدت گزر گئی ... اور نہ آپ رہنے والے تھے اہل مدین میں ۔ کہ آپ

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ

پڑھ کر سناتے ہوں انہیں ہماری آیتیں بلکہ ہم ہی رسول بنا کر بھیجنے والے تھے اور نہ آپ اس وقت طور کے کنارے پر

الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

تھے جب ہم نے ندا دی تھی بلکہ یہ آپ کے رب کی رحمت ہے تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو

مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

نہیں آیا جن کے پاس کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں

کی آمد کی جو اطلاع دی تھی اور ایمان لانے کی تاکید کی تھی اس کو بھی فراموش کر دیا اور ان کے ... ہو گئے اور انھوں نے اپنے نبی کی مخالفت شروع کر دی

١٣ ثاوی مقیم یعنی آپ اہل مدین میں کبھی اقامت پذیر نہیں رہے کہ آپ کو ان کا علم ہو

١٤ علامہ قرطبی نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ندا کرتے ہوئے فرمایا یا امۃ محمد قد اجبتکم قبل ان تدعونی واعطیتکم قبل ان تسألونی وغفرت لکم قبل ان تستغفرونی ورحمتکم قبل ان تسترحمونی۔

ترجمہ: اے امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے دعا کرنے سے پہلے میں نے تمہاری دعا کو قبول کیا۔ تمہارے مانگنے سے پہلے میں نے تمہیں دے دیا۔ تمہاری استغفار سے پہلے میں نے تمہیں بخش دیا اور رحم فرمایا۔ حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حضور کی فضیلت اور حضور کی امت کی شان بیان فرمائی تو آپ نے عرض کی مجھے وہ دکھا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم ان کو نہیں دیکھ سکتے اگر تم چاہتے ہو تو میں ان کی آواز تمہیں سنا دیتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ... اللہ تعالیٰ نے ... یا امۃ محمد ... اللہ تعالیٰ نے ... اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ... اپنے آباء کی پشتوں سے امت محمدیہ نے جواب دیا تو آیت کا معنی یہ ہوا کہ آپ اس وقت طور کے پاس نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور آپ کی امت کو آواز دی اور موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ ہم نے تجھے اور تیری امت کو کتنی بڑی شان دی ہے۔ (قرطبی)

وَلَوْلَآ أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا۟

اگر کہیں ایسا نہ ہوتا کہ جب پہنچتی انہیں کوئی مصیبت ان اعمال کے باعث جو انہوں نے پہلے کیے ہیں تو وہ یہ کہنے لگیں کہ

رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ ءَايَٰتِكَ وَنَكُونَ مِنَ

ہمارے رب کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اور ہو جاتے ایمان

ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا۟ لَوْلَآ

والوں میں سے پھر جب آیا ان کے پاس حق ہماری جناب سے تو وہ کہنے لگے کیوں نہ دیے گئے انہیں

أُوتِىَ مِثْلَ مَآ أُوتِىَ مُوسَىٰٓ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا۟ بِمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ

اس قسم کے معجزے جو موسیٰ کو دیے گئے تھے کیا انہوں نے پہلے ہی انکار نہیں کیا تھا ان معجزات کا جو موسیٰ

مِن قَبْلُ ۖ قَالُوا۟ سِحْرَانِ تَظَٰهَرَا وَقَالُوٓا۟ إِنَّا بِكُلٍّ

کو دیئے گئے کہنے لگے یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور کہنے لگے ہم ہر ایک کا انکار کرتے ہیں

الآیة [illegible] اصحاب الطور وذلک موسیٰ [illegible] (قرطبی)

یعنی ہم نے آپ کو اس قوم میں مبعوث فرمایا جس میں مدت دراز سے کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ ہدایت کی روشنی مدت سے بجھ چکی تھی ہر طرف جہالت اور کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ اگر آپ انہیں عذاب الٰہی سے بروقت ڈرائیں تو شاید وہ اس پیغام حق کو سن کر راہ ہدایت پر گامزن ہو جائیں۔

حضور کی بعثت کی حکمت بیان کی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میرا رسول ان میں تشریف لے آیا اور انہیں توحید کی دعوت دی تو کہنے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ تو موسیٰ جیسا [illegible] کے عظیم معجزے دیئے گئے تھے ان میں [illegible] کتاب عنایت کی گئی تھی ان کے ہاتھ میں تو عصا ہے اور ید بیضا [illegible] مرتب اور مفصل کتاب بھلا ایسے شخص کو آنکھیں بند کیے ہوئے ہم نبی کیسے مان لیں۔

کفار مکہ کے اس شبہ کا جواب ہے۔ جن معجزات موسوی کا ذکر کر رہے ہو کیا انہیں دیکھ کر تمہارے آباؤ اجداد

كَٰفِرُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا

ہم ان تمام کا انکار کرتے ہیں۔ آپ فرمائیے تم لے آؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس سے جو زیادہ ہدایت بخش ہو ان دونوں سے

أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ

تاکہ میں اس کی پیروی کروں اگر تم سچے ہو۔ پس اگر وہ قبول نہ کریں آپ کے اس ارشاد کو تو جان لو

أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ

کہ وہ صرف اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی بغیر

نے موسیٰ کو عطا کیا تھا۔ جب تمہارے پیشرو ایمان نہیں لائے تھے اگر یہی معجزے تمہیں بھی دکھا دیئے جائیں تو تم بھی ایمان نہیں لاؤ گے بلکہ اپنی ضد پر اڑے رہو گے۔ جادو اور جھوٹ کا الزام لگاؤ گے۔ ہدایت کے تو صرف وہی آدمی مستحق ہو سکتے ہیں جن پر تعصب کی پٹی نہ بندھی ہو۔

اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل مکہ نے تحقیق حال کے لیے ایک وفد یثرب بھیجا۔ علماء یہود نے انہیں بتایا کہ تورات میں ایک نبی کی آمد کی بشارت موجود ہے اس کی ایسی ایسی نشانیاں ہیں اور ان کے ظہور کا یہی زمانہ ہے۔ تو کفار مکہ نے حضور کے ساتھ موسیٰ کا بھی انکار کر دیا اور کہا دونوں جادوگر تھے ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ساحران سے مراد موسیٰ اور ہارون ہیں۔

انہوں نے بھی اسی طرح انکار کر دیا تھا، تم بھی ایسا ہی کرتے ہو۔

جب ان کا انکار شدت اختیار کر گیا اور وہ کسی طرح ایمان لانے پر آمادہ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور کو حکم دیا کہ انہیں کہیں کہ قرآن و تورات دونوں کا تم انکار کرتے ہو اب تم کوئی ایسی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے آؤ جو قرآن و تورات سے زیادہ ہدایت بخش ہو تو میں بھی اس کی پیروی کرنے لگ جاؤں گا۔ میں تمہارے خلاف کوئی ضد تو نہیں رکھتا میرا مقصد وحید تو صرف یہ ہے کہ ہدایت کا راستہ ملے اور جہالت کی ظلمت کا ازالہ ہو۔ اگر تم کوئی ایسی کتاب لے آؤ تو میں بسر و چشم اس کو ماننے کے لیے اور اس کے احکام بجا لانے کے لیے تیار ہوں۔

اے حبیب! اگر یہ لوگ آپ کی اس پیشکش کو بھی قبول نہ کریں تو حضور کو یقین ہو جانا چاہیے کہ ان کا تعلق کسی دلیل سے نہیں اور نہ ان کے دلوں میں حق کی طلب ہے بلکہ یہ خواہشات نفسانی کے پیروکار ہیں۔ ان کے سامنے ہزاروں معجزے بھی پیش کیے جائیں تو یہ اسلام قبول نہیں کریں گے۔ اس لیے آپ ان کے ایمان نہ لانے پر آپ رنجیدہ خاطر بھی نہ ہوا کریں۔

هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ

تعالیٰ کی جانب سے کسی رہنمائی کے بغیر بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو اور ہم مسلسل

وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

بھیجتے رہے ان کی طرف اپنا کلام تاکہ وہ نصیحت قبول کریں لفے جن کو ہم نے عطا فرمائی

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا

کتاب (رسول) قرآن سے پہلے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں لفے اور جب یہ ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو کہتے

اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝

ہیں ہم ایمان لائے اس کے ساتھ یقیناً یہی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم اس سے پہلے ہی تسلیم کر چکے تھے

لفے ان لوگوں سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہو جو خواہش نفس کا اتنا غلام ہو کہ اپنی زمام اس کے ہاتھ میں دے دی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا [illegible] کہ تم میں سے کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش میرے طریق کی تابع نہ ہو جائے (قرطبی)

لفے یعنی ان کی اصلاح کے لیے ہم نے قرآن کا نزول تدریجاً جاری رکھا۔ حسب حال اور حسب ضرورت آیات اترتی رہیں شاید کسی وقت ان کا دل پسیج جائے اور حقیقت حال ان پر کھل جائے اور وہ ہدایت قبول کر لیں

لفے حضرت جعفر نے جب نجاشی کے دربار میں اسلام کی حقانیت اور حضرت مریم و عیسیٰ کی صداقت پر تقریر کی اور سورۂ مریم کی آیات پڑھ کر سنائیں تو نجاشی اور اس کے درباری اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ نجاشی نے تحقیق حال کے لیے بیس آدمیوں کا ایک وفد مکہ روانہ کیا تاکہ رسول کریم سے بالمشافہ گفتگو کر کے اسلام کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں۔ جب یہ وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو ابوجہل اور اس کے حواری بھی تماشائی کی حیثیت سے پہنچ گئے۔ ان لوگوں کی حضور سے [illegible] سن کر تسلی ہو گئی اسی مجلس میں مشرف باسلام ہو گئے جب وہ لوگ وہاں سے نکلے تو ابوجہل اور اس کے ساتھی ان کے پیچھے ہو لیے۔ اور طعنے کسنے شروع کر دیئے۔ وہ دوسرے ملک کے باشندے تھے۔ ان کے پاس [illegible] ابوجہل کی بیہودگی کے جواب [illegible] انہیں کہا

سلام علیکم لا نجاهلکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاهلین۔

ترجمہ: [illegible] ہم نے آج تک

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ

یہ لوگ ہیں جنہیں دیا جائے گا ان کا اجر دو مرتبہ بوجہ ان کے صبر کے اور وہ دور کرتے ہیں نیکی کے

السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا

ساتھ برائی کو اور اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے ہیں اور جب وہ سنتے ہیں کوئی بیہودہ بات تو

عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ

منہ پھیر لیتے ہیں اس سے اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال بس تم سلامت رہو ہم

لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ

الجھنا نہیں چاہتے جاہلوں سے۔ بےشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں البتہ اللہ تعالیٰ

اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَقَالُوا

ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو اور وہ کہتے ہیں

ایسا احمق اور نادان دنیا نے کبھی نہیں دیکھا۔

اتنے ناشائستہ الفاظ کے باوجود اس نیک سیرت جماعت نے کسی کو گالی نہیں دی۔ صرف اتنا کہا تم سلامت رہو۔ تمہارے اعمال تمہارے لیے اور ہمارے اعمال ہمارے لیے۔ ہمیں تم سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ [illegible] ان کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اظہار حیرت کیا جا رہا ہے کہ آفتاب اسلام کی کرنیں حبشہ کے رہنے والوں کے دلوں کو روشن کر رہی ہیں اور تم یہاں رہتے ہوئے اس نعمت سے محروم ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو حضرت عیسیٰ کے دین پر قائم تھے اور انجیل میں حضور کی آمد کے بارے میں جو پیشین گوئیاں موجود تھیں اور حضور پر ایمان لانے کی تاکید تھی اس لیے وہ پہلے ہی اس بشیر کی رسالت کو تسلیم کر چکے تھے۔

ان کے اخلاق عالیہ کا ذکر فرمایا کہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ نیکی سے دیتے ہیں۔

یعنی ہم اس بات کے خواہش مند نہیں کہ ان کے ساتھ بحث کریں اور ترکی بہ ترکی جواب دیتے رہیں اور ان کی گالیاں سنتے رہیں۔ ای لا نطلب صحبة الجهال و [illegible] (قرطبی)

إِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ

اگر ہم اتباع کریں ہدایت کا آپ کی معیت میں تو ہمیں اچک لیا جائے گا ہماری سرزمین سے کیا ہم نے بسا نہیں دیا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو اس بات پر انتہائی حریص تھے کہ سب لوگ اسلام کے اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوں اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے [illegible] اپنے اہل شہر اپنے قبیلے، اپنے رشتہ داروں کے متعلق حضور کریم کی تمنا [illegible] کہ ان میں سے کوئی بھی نعمت ایمان سے محروم نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے حبیب! ہدایت بخشنا تیرا کام نہیں کہ جس کو تو چاہے ہدایت دے دے۔ ہم جس کو چاہیں ہدایت دے دیتے ہیں کیونکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ کون اس قابل ہے کہ اس کے دل میں ایمان کی شمع فروزاں کی جائے کس میں اس نعمت جلیلہ کو قبول کرنے کی استعداد ہے

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور کے چچا ابو طالب کا آخری وقت آیا تو حضور نے جا کر کہا کہ چچا تم صرف [illegible] کہ لا الہ الا اللہ [illegible] تاکہ میں اپنے رب سے تیری شفاعت کر سکوں لیکن انہوں نے ایسا کہنے سے انکار کر دیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بات بھی مروی ہے کہ آخری وقت میں حضرت ابو طالب کے ہونٹ ہل رہے تھے حضرت عباس نے کان لگا کر سنا حضور سے عرض کیا [illegible] تھے تو آپ نے [illegible] آپ کے [illegible] سیرت ابن ہشام۔

لیکن اگر کسی کے نزدیک دوسری روایتیں اس روایت سے زیادہ قابل اعتبار ہوں تب بھی اسے آپ کے حق میں کوئی ناشائستہ بات کہنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ آپ کی بے نظیر خدمات کا یہ صلہ ہماری طرف سے نہیں دیا جانا چاہیے کہ ہم [illegible] ان کی [illegible] کرتے رہیں۔ اس سے [illegible] احسان [illegible] نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] هذه الروايات [illegible]

[illegible]

تو حضرت ابو طالب کے ایمان کا مسئلہ اختلافی مسئلہ ہے اور جو لوگ آپ کے ایمان کے قائل نہیں انہیں بھی یہ مناسب نہیں کہ [illegible] کوئی نامناسب [illegible] کیونکہ اس سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو رنج پہنچتا ہے اور کوئی [illegible] کہ حضور سرور عالم [illegible]

لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ

لیکن ان کی اکثریت کچھ نہیں جانتی۔ اور ہم نے کتنے شہر برباد کر دیئے جب وہ فخر کرنے

مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا

لگے اپنی روزی پر پس یہ ہیں ان کے گھر جن میں سکونت نہیں کی گئی ان کے بعد مگر بہت

قَلِيْلًا ۚ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى

کم عرصہ۔ اور آخر کار ہم ہی ان کے وارث بنے تھے اور نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں

حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا

کو یہاں تک کہ بھیجے ان کے مرکزی شہر میں کوئی رسول جو پڑھ کر سنائے ان کو ہماری آیتیں اور ہم نہیں

مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ

ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر جب کہ ان کے بسنے والے ظالم ہی ہوتے اور جو چیز دی گئی ہے تمہیں

اسی ذریعہ سے خیر و نافع قبول کرو اور نہ پچھتاؤ گے۔

ف۱ لیکن اکثر لوگ اپنے خود ساختہ نظریات سے چمٹے ہوئے ہیں اور حقیقت ان کی آنکھوں سے مستور رہتی ہے کہ عزت و عافیت بخشنے والا ایک ہی ہے اور رزق عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

اس میں قسم قسم کی عزتیں اور دولتیں [illegible] یہ ہے کہ تم دین اسلام کے احکام و قوانین سے اس لیے گھبراتے ہو کہ لوگ تمہیں [illegible] تمہاری اقتصادی اجارہ داری سے دستکش ہونا پڑے گا [illegible] اس کے احکام بجا لاؤ۔ وہ خود تمہاری پاسبانی کرے گا اور خود تمہاری معاشی خوشحالی کے سامان فراہم کرے گا

ف۲ خدا کی نافرمانی کے برے انجام سے بچنے کے لیے انہیں گزشتہ قوموں کے کھنڈرات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ البطر الطغیان بالنعمۃ (قرطبی) [illegible] (مظہری)

ف۳ یہ اجڑی ہوئی بستیاں جو تمہیں دکھائی دے رہی ہیں انہیں یونہی ویران نہیں کر دیا گیا تھا بلکہ پہلے

شَیۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَزِیۡنَتُهَا ۚ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَیۡرٌ

وہ سامان ہے دنیوی زندگی کا اور اس کی زیب و زینت ہے۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر

وَّ اَبۡقٰی ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنۡ وَّعَدۡنٰهُ وَعۡدًا حَسَنًا فَهُوَ

اور دیرپا ہے کیا تم اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کیا وہ شخص جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے بہت اچھا

لَاقِیۡهِ كَمَنۡ مَّتَّعۡنٰهُ مَتَاعَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ثُمَّ هُوَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ

جسے وہ ضرور پانے والا ہو گا ایسے شخص کی طرح ہو سکتا ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا سامان دیا ہے پھر وہ روز قیامت

مِنَ الۡمُحۡضَرِیۡنَ ﴿۶۱﴾ وَیَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ فَیَقُوۡلُ اَیۡنَ شُرَكَآءِیَ

حاضر کئے جانے والوں میں ہو گا۔ اور قیامت کے روز وہ انہیں پکارے گا اور پوچھے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک

اپنی سنت کے مطابق ہم نے ہر مرکزی شہر والوں کی طرف پیغمبر بھیجے لیکن جب وہاں کے لوگ ظلم اور فساد پر اتر آئے تو انہیں تباہ کر دیا گیا۔ اے اہل مکہ! تمہارے پاس بھی ہم نے سرور انبیاء کو رسول بنا کر بھیجا ہے اگر تم اپنے ہی مفاد اور دنیاوی سعادات کو حاصل کرنے کے بجائے میرے رسول کی دعوت کو ٹھکرا دو اور اسی انجام سے دوچار ہو جس سے تمہارے پیشرو ہو چکے ہیں۔

یہ جو کچھ تمہارے پاس ہے یہ صرف اس دنیا میں کام آئے گا پھر ختم ہو جائے گا لیکن جو اللہ نے اہل ایمان کے لیے جنتیں تیار کر رکھی ہیں وہ لازوال نعمتیں ہیں۔ تم تو نہ سمجھے جیسے کہ بیوقوفی کی راہ ہو کہ ہیرے جواہرات دے کر کنکریاں کیوں لے رہے ہو۔

کیا بھلا ہمارا وعدہ جو سب مسلمانوں کو ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنے پر ملنے والا ہے کہ جو اسلام کو قبول کیا جائے صرف ان کی قسمت میں ہے ان کے مقابلے میں کس بات پر فخر کرتے ہو انہیں بتایا جا رہا ہے کہ یہ تمہارا محض وہم ہے کیا تم نے اگر چار روزہ عیش و طرب میں گزار دیے اور انہیں یہ تسلی پہنچاتے تھے لیکن کبھی تم نے خیال کیا کہ ہم نے ان ایمان والوں سے جو وعدے کیے ہیں ان کے مقابلے میں تمہاری یہ ساری آسائشیں پرکاہ کی وقعت بھی نہیں رکھتیں۔

اے شرک پر اتنے ضدی اور ہمارے رسول اکرم کی دعوت کو ٹھکرانے والو! اس دن کا بھی خیال کرو جب تمہیں پکارا جائے گا کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جن کو تم ہمارا شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ اس وقت تم کف افسوس

الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا

[illegible]

هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ۚ أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ ۖ

[illegible]

مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ۝ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ

[illegible]

فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ۝

[illegible]

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَعَمِيَتْ

[illegible]

عَلَيْهِمُ الْأَنبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ۝ فَأَمَّا مَن تَابَ

[illegible]

[illegible]

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾

اور ایمان لایا اور عمل نیک کیے [illegible] یقیناً وہ کامیاب ہونے والوں میں ہو گا اور

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ

آپ کا رب پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے جسے چاہتا ہے نہیں ہے انہیں کچھ اختیار پاک ہے

اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ

اللہ تعالیٰ اور برتر ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں اور آپ کا رب جانتا ہے جو چھپاتے ہیں سینے ان کے

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى

اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور وہی اللہ ہے نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی کی ہے ہر قسم کی تعریف دنیا میں اور

وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے آپ فرمائیے بھلا بتاؤ تو سہی اگر

[illegible] کرتے ہیں قیامت کے دن انہیں [illegible]

[illegible] کسی [illegible] کی حجت [illegible]

[illegible] ایک ہی [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] وہ علیم و حکیم [illegible] جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور [illegible]

[illegible] نبوت کے لیے [illegible]

جب وہ وحدہ لاشریک ہے تو اس کے کاموں میں کسی کو دخل دینے کا کیا حق ہے۔

[illegible]

اللہ تعالیٰ کے [illegible]

ان چار آیات میں اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی کو بیان کرکے ان کے تمام شکوک و اعتراضات کا جواب دے دیا۔

انہیں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ [illegible]

جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ

بنادے اللہ تعالیٰ تم پر رات ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک تو کون سا خدا ہے

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝۷۱ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

اللہ تعالیٰ کے سوا جو لادے تمہیں روشنی کیا تم سن نہیں رہے ہو۔ فرمائیے بھلا بتاؤ تو سہی

اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ

اگر بنادے اللہ تعالیٰ تم پر دن ہمیشہ کے لیے روز قیامت تک تو کون سا خدا ہے

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۷۲

اللہ تعالیٰ کے سوا جو لادے تمہیں رات جس میں تم آرام کرو کیا تمہیں یہ نظر نہیں آتا؟

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ

اور یہ اس کی رحمت سے ہے کہ اس نے بنادیا ہے تمہارے لیے رات اور دن تاکہ تم آرام کرو رات میں اور تلاش

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷۳ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

کرو دن میں اس کے فضل (رزق) سے اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں آواز دے گا

فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۷۴ وَنَزَعْنَا

فرمائے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم میرا شریک خیال کرتے تھے اور ہم نکالیں گے

لہ یعنی کیا کوئی اور معبود ہے جو ان امور میں سے کسی ایک پر بھی قادر ہو۔ جب نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر تم کیوں کسی کو اس کا شریک سمجھتے ہو۔ ظاہر ہے کہ [illegible] کا معنی ہے کیا تم دیکھتے نہیں۔ یہ معنی استفہام میں تنبیہ اور سرزنش کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ رؤیۃ کا لفظ آنکھ سے دیکھنے اور عقل سے غور کرنے کے مفہوم میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ (المنجد)

نظر بالعین او بالعقل (المنجد)

کہ قیامت کے دن کفار کی رسوائی اور بے بسی کا دوبارہ ذکر کر کے لوگوں کو اصلاح کی دعوت دی جارہی ہے

مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ

ہر امت سے گواہ، ف۸ پھر ہم کہیں گے کہ اپنی دلیل لاؤ تو وہ جان لیں گے کہ بیشک حق

لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ

اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور گم ہو جائیں گی ان سے جو افترا وہ باندھا کرتے تھے بیشک قارون ف۹ موسیٰ علیہ السلام کی قوم

ع ۷ ۱۰

قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ

میں سے تھا پھر اس نے ان پر سرکشی کی اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیے تھے کہ ان کی

ف۸ ہر امت سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس کے بعد انھیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ف۹ یہاں ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قرآن کریم میں بتایا گیا کہ قارون بنی اسرائیل کا فرد تھا [illegible] [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھا۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ (المومن)

موسیٰ علیہ السلام [illegible] [illegible] [illegible] بنی اسرائیل [illegible] [illegible] قارون [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شیخ الاسلام علامہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بنی اسرائیل کے حق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھا

ف۱۰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مَفَاتِحَهُ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ

چابیاں اس کی بوجھ سے جھکا دیتی تھیں ایک طاقتور جماعت کو۔ جب کہا اسے اس کی قوم نے مت اِترا

لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۝ وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰىكَ

خوشی ۔ بے شک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا اترانے والوں کو ۔ اور طلب کر اس مال سے جو دیا ہے تجھے

اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ

اللہ تعالیٰ نے آخرت کا گھر اور مت فراموش کر اپنے حصہ کو دنیا سے اور احسان کیا کر جیسے

منشا مطلب یہ تھی استعمال ہا قدرت کی طرح اور ان ایسے خیر و برکت کے خزانے سے خوب واقف تھا اور اسے ہی بھر کر ثروت رہتا تھا۔ اس کا مدبرانہ مزاج اور بے حسی بیشتر قصہ میں ہے جس کا ڈھنڈورا خوب پیٹا اور مصر کا رئیس اعظم بن گیا اس کی دولت کا ذکر قرآن کریم نے جس انداز سے فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے حد و حساب دولت کا مالک تھا اس کے خزانوں کے قفلوں کی کنجیاں اتنی بھاری تھیں کہ ایک مضبوط اور طاقتور جماعت جب ان کو اٹھاتی تو اس کی کمر لچک جاتی۔ مفاتح، مفتح کی جمع ہے اس کا معنی چابی ہے اور اگر اسے مفتح کی جمع کہا جائے تو اس کا معنی خزانہ ہوگا۔

عصبہ دس تا چالیس کی جماعت کو کہتے ہیں۔

تنوء ای تمیل مثقلا بوجھ سے کمر کا جھک جانا

جب بنی اسرائیل مصر سے روانہ ہوئے تو قارون نے بھی اپنے مال و سامان سمیت حضرت موسیٰ کی معیت میں بحر احمر کو عبور کیا۔

قوم سے مراد بنی اسرائیل ہیں بعض کی رائے میں خود موسیٰ علیہ السلام نے اسے یہ بات فرمائی کہ مال و دولت کی فراوانی سے تو بہت اترانے لگا ہے۔ اور تیرے دل میں احساس برتری اس حد تک پیدا ہو گیا ہے کہ اپنی قوم کے محتاج یا ان کے حقوق کی پاسداری کا تجھے خیال تک نہیں رہا۔ اس روش سے باز آجا کیونکہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

آپ نے اسے فرمایا یہ دولت جو تجھے اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کو اس طرح خرچ کر کہ قیامت کے روز تیری نجات کی صورت پیدا ہو جائے۔ مومن کا دولت کے متعلق یہی نظریہ ہوتا ہے وہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے دین کو سربلند کرنے کے لیے صرف کرتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ دنیا اس کی منزل نہیں چند روزہ ہے۔ اگر یہاں میں اپنے مال و زر کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کروں گا تو یہ چیزیں میری ابدی زندگی میں میرے کام آئیں گی

كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے ۔ اور مت ڈھونڈ شر و فساد کو ملک میں یقینا اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ

نہیں دوست رکھتا فساد برپا کرنے والوں کو ۔ وہ کہنے لگا یہ دی گئی ہے یہ دولت و ثروت اس علم کی وجہ سے

عِنْدِيْ ۭ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ

جو میرے پاس ہے ۔ کیا اس بے وقوف کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا ہے اس سے پہلے

ف اس کی اس غلط فہمی کا ازالہ بھی کر دیا کہ موسیٰ ہمیں دنیاوی دولت سے بالکل دست کش رہنا چاہتا ہے ۔ دنیا اپنی ضروریات پینے پہننے رہنے سہنے کا لحاظ رکھنا ، اچھا کھاؤ ، اپنے آرام و آسائش میں مناسب وسائل استعمال کرو ، یہ تقاضا سب جائز ہیں

ف لیکن ان تمام حالات میں اس بات کو ہرگز فراموش نہ کرو کہ یہ سب اللہ کی عطا ہے اور اس کے اس انعام کا صحیح شکریہ یہ ہے کہ اس کی مخلوق کو آرام پہنچانے کے لیے اسے صرف کیا جائے ۔ فتنہ و فساد برپا کرنے کے لیے استعمال نہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فتنہ برپا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

اگر آپ اس آیت میں غور و تامل فرمائیں گے تو اس کی بہت سی خوبصورت نکات آپ کو صاف نظر آئیں گے اسلام کے مال و متاع کو وہ جس نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے اس پر آپ کو آگاہی حاصل ہو جائے گی وہ یہ کہتا ہے کہ مال و دولت اس لیے نہیں کہ تم عیش و عشرت کرتے پھرو اور تمہارے شبستانوں کے سایہ میں رہنے والے تمہارے پڑوسی بھوک ، ننگ و بیماری کا علاج سے بھی محروم ہوں ۔ اور نہ ہی یہ کہتا ہے کہ جاہ و حشمت اس لیے ملی ہے کہ لوگوں پر ظلم کرتے رہو اور ان کے حقوق کو تلف کرتے رہو ۔ بلکہ اس لیے ہے کہ خود بھی جائز حد تک اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے ہمسایوں ، رشتہ داروں اور بنی نوع انسان کے لیے بھی تمہارا وجود ، تمہارا اثر و رسوخ اور تمہاری دولت باعث رحمت ثابت ہو

ف یہاں سے ایک دنیا پرست انسان کی ذہنیت کو بے نقاب کیا جا رہا ہے کہ وہ یہ نہیں کہتا یہ چیزیں نعمتیں اس خالق و مالک نے مجھے عطا فرمائی ہیں اس لیے مجھ پر اس کا شکر لازم ہے اور شکر کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اس کی مخلوق کو آرام پہنچاؤں بلکہ وہ سرے سے اس بات کو تسلیم نہیں کرتا ۔ وہ نشہ غرور و تکبر سے یہ کہتا ہے ۔ یہ سب کچھ مجھے کسی نے صدقہ میں نہیں دیا ۔ یہ سب میری قابلیت ، کاروباری مہارت اور مسلسل جدوجہد کا نتیجہ ہے ۔ جب دل میں یہ غرور سما جائے تو پھر اسے غریبوں کی امداد کرنے کے متعلق کچھ کہنا بے سود ہے وہ کسی پابندی کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا آپ اسے یہ نہیں سمجھا سکتے کہ اس کی تجوریاں بھری ہوئی ہیں غریب رشتہ داروں ، نادار ملازمین اور بیواؤں

الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ

قرنیں کہ جو اس سے قوت میں کہیں سخت اور دولت جمع کرنے میں کہیں زیادہ تھیں اور نہیں دریافت

عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ

کیے جاتے مجرموں سے ان کے گناہ ۔ الغرض ایک دن وہ نکلا اپنی قوم کے سامنے بڑی زیب و زینت کے

قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا يَٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا

کے ساتھ کہنے لگے وہ لوگ جو آرزومند تھے دنیوی زندگی کے اے کاش ہمیں بھی اسی قسم کا جاہ و جلال

أُوتِيَ قَٰرُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

نصیب ہوتا جیسے دیا گیا ہے قارون کو واقعی وہ تو بڑا خوش نصیب ہے ۔ اور کہا ان لوگوں نے جنہیں

أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ

دنیا کی بے ثباتی کا علم دیا گیا تھا حیف تمہاری عقل پر، اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے

بیچاروں کا بھی کچھ حصہ ہے جسے ادا کرنا وہ انھیں بیکار سمجھتے۔ الغرض حضرت موسیٰ کے دل آزار لفظوں سے یاد کرتا ہے اور کسی حیثیت پر انہیں ناقابل برداشت بوجھ تصور کرتا ہے۔ ان کے لیے رحم اور ہمدردی کے جذبات اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتے بلکہ نفرت و حقارت سے وہ ان کی طرف دیکھتا ہے۔ یہ نظریہ صرف عہد موسوی کے قارون کا نہ تھا بلکہ تمام قارون صفت انسانوں میں یہ قدر مشترک ہے۔

اس کی کم نگاہی اور علم فہمی کو کتنے واضح الفاظ میں بیان کر دیا۔ اس قسم کے بے رحم سرمایہ داروں کی وجہ سے انسانیت پر جو مصیبتیں آئیں اور ہلاکت و بربادی کے جو مناظر سامنے آئے وہ تاریخ کی ایک تلخ حقیقت ہے۔ کئی ملک تو اس کی ہوس کی بھینٹ چڑھ گئے اس کی صداقت میں کسی کو کلام نہیں۔

جب وہ اپنے امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ سے نکلا تو دنیا کے ظاہر بین لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا وہ کہنے لگے کتنا خوش نصیب ہے یہ قارون۔ کاش ہمیں بھی اس مال کا کچھ حصہ ملتا۔

لیکن جو دنیا کی اس ناپائداری کو جانتے تھے اور اس کی حقیقت سے باخبر تھے ان کے دلوں میں اس قسم کی کوئی خواہش پیدا نہیں ہوئی وہ دوسرے لوگوں کو بھی اس امر پر آگاہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جناب عالی سے جو اجر ملے گا

صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ

اور نہیں دست کی جاتی یہ نعمت بجز صبر کرنے والوں کے [illegible] ہم نے [illegible] اس کو اور اس کے گھر کو

الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ

گاڑ دیا زمین میں۔ پھر نہ ہوئی اس کے حامیوں کی کوئی جماعت جو اس وقت بچا سکتی اس کو اللہ کے مقابلہ میں

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ۝ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ

اور وہ خود بھی اپنا انتقام نہ لے سکا [illegible] اور صبح کی ان لوگوں نے جو کل تمنا اس کے درجے کی

بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ

کر رہے تھے یہ کہتے ہوئے ارے [illegible] پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کشادہ کر دیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے

[illegible] اس کے مقابلے میں مال و دولت کی کوئی قدر و قیمت نہیں [illegible] قارون [illegible]
کی کوشش کرے جب مسلمان اس مقام کو پالیتا ہے تو اس کی ساری حسرتیں [illegible] ہو جاتی ہیں

[illegible] یہ بھی بتا دیا [illegible] نعمت اور سرمدی دولت [illegible] نہیں [illegible]
سے حاصل نہیں ہوتی اس کے لیے تو صبر کے ساتھ اخلاص و عمل کی راہ پر [illegible] شرط اول ہے

[illegible] اس کے متعلق [illegible] سے روایت ہے کہ اس نے ایک فاحشہ عورت کے ساتھ سازش کی کہ جب موسیٰ علیہ
السلام [illegible] وعظ کر رہے ہوں تو وہ [illegible] آپ پر بدکاری کا الزام لگائے [illegible] موسیٰ کی عزت
[illegible] رشوت دینے [illegible] ایک روز آپ
وعظ فرما رہے تھے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی بحث۔
[illegible] حقیقت بیان کر دی [illegible]

مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ

اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا۔

وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا

ع

اوہو! اب پتہ چلا کہ کافر فلاح نہیں پا سکتے۔ یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کر دیں گے اس کی نعمتوں کو

لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ

ان لوگوں کے لیے جو خواہش نہیں رکھتے زمین میں بڑا بننے کی اور نہ فساد برپا کرنے کی اور اچھا انجام

[illegible] شیخی پر [illegible] خود [illegible] بھی آیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے خزانوں سمیت زمین میں غرق کر دیا

ٹھ اب ان لوگوں کی آنکھیں کھلیں جو قارون کو حسرت بھری نظروں سے دیکھا کرتے تھے۔ اب انہیں پتہ چلا کہ دولت کی قلت و کثرت، سعادت و شقاوت کا کوئی معیار نہیں۔ [illegible] ہاں اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس کے شامل حال ہو تو وہ کامیاب ہے ورنہ اس کا بھی وہی انجام ہوتا ہے جو قارون کا ہوا

ٹھ زمین کے جاہ و جلال [illegible] لوگوں کے لیے [illegible] ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ آخرت کی [illegible] ان کے حصہ میں آئے گی جو [illegible] کے خواہشمند نہیں۔ علو کا معنی ہے معاشرے میں لوگوں پر اپنی برتری [illegible] اور ان کو حقیر و ذلیل [illegible] اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے حقوق کو پامال کر کے ان کے اموال کو غصب کر کے [illegible] اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اس سے [illegible] شاید کوئی [illegible] کہ کسی اپنے منصب پر فائز ہونا [illegible] معاشرہ میں کوئی معزز و محترم مقام حاصل کرنا بھی قرآن کریم کی نظر میں ناپسندیدہ نہیں۔ آخرت کی کامیابیاں تب ہی حاصل ہو سکتی ہیں جب کہ انسان دنیا پرستی [illegible] کی گٹھڑی اپنے سر پر اٹھائے رکھے۔ اگر کوئی شخص اچھا لگتا ہے تو یہ اس کی [illegible] قرآن کریم تو آدمی [illegible] اپنے مالوں کے سر پر [illegible] کے شایان [illegible] کے لیے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مصداق ان الفاظ میں بیان فرمایا۔ وعن علی کرم اللہ وجہہ [illegible] شراک نعل [illegible] یہ آیت ایسے مغروروں اور [illegible] لوگوں کے حق میں [illegible] نکلا۔

ٹھ فساد سے مراد عام فساد ہے، عقیدہ کا فساد ہو یا عمل کا۔ اگر کوئی کسی شرک کی تبلیغ کرتا ہے تو وہ بھی مفسد ہے [illegible] حق کو دبانے [illegible] اور اس کا [illegible] کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ بھی مفسد ہے

لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ

پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ جو لے کر آئے گا نیکی ۱۱۱ تو اس کے لیے بہتر صلہ ہے اس نیکی سے اور جو لے کر آئے گا

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا

برائی تو نہ بدلہ دیا جائے گا انہیں جنہوں نے برائیاں کیں مگر انہی عملوں کا جو وہ

يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى

کیا کرتے تھے۔ (اے محبوب!) یقیناً وہ (خدا) جس نے فرض کیا ہے آپ پر قرآن کی تعلیم وہ ضرور پھر واپس لے جائے گا

مَعَادٍ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ

جائے بازگشت میں ۱۱۲ آپ فرمائیے میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو آیا ہدایت لے کر اور اسے بھی جو کھلی

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ

گمراہی میں ہے۔ اور نہ آپ کو امید تھی کہ نازل کی جائے گی آپ کی طرف کتاب ۱۱۳ مگر

---

۱۱۱ یعنی نیکی کرنے والے کو اس کی نیکی کا اجر دس گنا دیا جائے گا اور جو برائی کا مرتکب ہوگا اس پر صرف ایک گناہ کی سزا ہوگی۔ ادھر رحمت وکرم کی بے پایانیاں ہیں۔ ادھر عدل وانصاف کے تقاضے

۱۱۲ معاد کا معنی ہے لوٹنے کی جگہ۔ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم سے وعدہ فرمایا کہ جس ذات پاک نے آپ پر قرآن نازل کیا اور اس کی تلاوت اور اشاعت کو آپ پر فرض کیا وہ آپ کی پشت پناہ ہے۔ ایک وقت آپ کو ہجرت کرنی پڑے گی لیکن پھر یہاں آپ کی واپسی اس شان وشوکت سے ہوگی کہ سارے دشمن سر جھکائے ہوئے آپ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ان کی قسمت کا فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن یہ وعدہ پورا ہوا۔ [illegible] عرب کا کوئی علاقہ اسلامی قلمرو میں داخل نہیں ہوا تھا لیکن اس کے بعد قلیل عرصہ میں سارے جزیرہ عرب پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ معاد کا معنی جنت بھی کیا گیا ہے۔

۱۱۳ یعنی جس نعمت نبوت سے آپ کو سرفراز فرمایا گیا ہے اس کے لیے نہ کبھی آپ نے دعا کی نہ اس منصب کو حاصل کرنے کے لیے پہلے کبھی کوئی جدوجہد فرمائی نہ کبھی اپنے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آپ کو نبی بنا کر مشرف کیا جائے

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ﴿۸۶﴾

محض رحمت ہے آپ کے رب کی [illegible] تو آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ بنیں ۔

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ إِلَيْكَ ۖ وَادْعُ

اور خیال رہے کہ وہ ہرگز روکنے نہ پائیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیات سے اس کے بعد کہ وہ نازل کی گئیں آپ کی طرف اور بلاتے رہیے

إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ

لوگوں کو اپنے رب کی طرف اور ہرگز نہ ہو جانا شرک کرنے والوں میں سے ۔ اور نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ

إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ

کسی اور معبود کو نہیں ہے کوئی معبود بجز اس کے ۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے بجز اس کی ذات کے

لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۸﴾

اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو معبود مت پکارو۔ [illegible] شرک کی عبادت [illegible] ساری دنیا [illegible] اور کثرتوں کا وجود فانی ہے عرش و فرش ہر چیز سب فنا ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی۔ الا وجہہ کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے مگر وہ اعمال جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کیے گئے ہیں انہیں ہی ثبات و دوام حاصل ہوگا۔

اسی کا حکم ہے جو ہر چیز پر نافذ ہے چھوٹی بڑی ہر چیز اس کے فرمان کے سامنے سر افگندہ ہے کسی کی مجال نہیں کہ دم مارے اور تمہیں یہاں چند روزہ زندگی گزارنے کے بعد اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اس لیے عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا میں اس طرح وقت گزارو کہ قیامت کے دن جب تم اس کی بارگاہ میں حاضر ہو تو تمہاری جبین [illegible] چمکتا ہو تمہارا دامن اس کی [illegible] سے سرشار ہو۔ [illegible] قبروں سے [illegible] رحمت کے [illegible] ہو اور [illegible]

وجہ، عربی میں چہرے کو کہتے ہیں لیکن مجازاً اس کا اطلاق ساری ذات پر ہوتا ہے۔ اس لیے یہاں وجہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ [illegible] (روح المعانی)

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف سُورۃ العنکبُوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام: اس سورت کا نام العنکبوت ہے جس کا ذکر آیت ۴۱ میں آیا ہے۔ آیات کی تعداد انہتر ہے۔ اس میں نو سو اسی کلمات اور چار ہزار ایک سو پینسٹھ حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: حسن، عکرمہ، عطاء اور جابر رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ ساری سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین

۱۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور دعوتِ توحید سے عداوت کی آتش زیر پا ہو گیا۔ انہوں نے اسلام کی شمع کو گل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ وہ لوگ جو طبع سلیم رکھتے تھے کفر و شرک کی خرافات سے دل برداشتہ ہو گئے تھے وہ حق کے حسن سے مسحور ہو کر دامنِ حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثناء میں پناہ لے چکے تھے ان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی جاتی۔ بعض لوگ اسلام کی صداقت کے تو معترف تھے لیکن ان مظالم کو برداشت کرنے کی ہمت ان میں نہ تھی۔ اس لیے ان حالات میں اپنی قسمت کو اسلام کے ساتھ وابستہ کرنے کی جرأت وہ نہیں کر سکتے تھے۔ بعض اس قسم کے بھی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کو قبول کیا لیکن مصائب و آلام کی آندھیوں میں وہ اپنی شمعِ ایمان روشن نہ رکھ سکے۔ ان سب لوگوں کو بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت وہی لوگ سرفراز ہوتے ہیں جو آزمائش کی کٹھن گھڑیوں میں ثابت قدم رہتے ہیں اور امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ جو زبان سے اسلام کا دم بھرتے ہیں اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن امتحان کے میدان میں صبر و استقامت کا مظاہرہ نہیں کر سکتے وہ قطعاً قابلِ التفات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے اور یہی کسوٹی ہے جس پر اس نے اہلِ ایمان کو پہلے بھی پرکھا اور قیامت تک پرکھے گا۔

۲۔ کفارِ مکہ اپنے بے شمار وسائل پر بڑے مغرور ہو گئے تھے کہ جب اتنے خدا ہماری پشت پناہی کرنے کے لیے موجود ہیں تو ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ایک خدا سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ مادی وسائل کی بھی ان کے ہاں کوئی کمی نہ تھی۔ عرب کے حق میں سب قبائل ان کی دل سے عزت کرتے اور کسی جنگ کی صورت میں ان کے ادنیٰ اشارہ پر شمشیر بکف میدان میں آنے کے لیے تیار تھے۔ شجاعت و مردانگی اور جنگی مہارت میں بھی ان کا جواب نہ تھا۔ ان حالات کے پیشِ نظر انہیں اپنے مستقبل کے بارے میں کوئی تشویش نہ تھی وہ یہ سمجھے تھے

کہ ان کا قلعہ اتنا مستحکم اور مضبوط ہے کہ اس پر کوئی یلغار کارگر ثابت نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہیں کہ اے حبیب! ان کے خود ساختہ خداؤں کے یہ سارے سہارے مکڑی کے جالے کی مانند ہیں وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت اور تمام گھروں سے کمزور ترین گھر مکڑی کا گھر ہے جو ایسے کمزور اور بودے گھر میں بیٹھا ہوا ہو اور پھر قہر خداوندی کی بجلیوں کو دعوت دے رہا ہو اس سے زیادہ احمق بھی کوئی اور ہو سکتا ہے

۳۔ اس کے بعد دلائل توحید بیان کیے گئے جو آسان اور عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ اتنے موثر ہیں کہ خود بخود قلب و ذہن میں منقش ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن ان سے فائدہ وہی شخص اٹھاتا ہے جس کے دل میں حق کی طلب ہو اور جس کی آنکھوں پہ تعصب کی پٹی بندھی ہوئی نہ ہو۔

۴ آخر میں راہ دین میں جہاد کرنے والوں کا ذکر فرما کر اس جانگسل اور کٹھن راہ کے مسافروں کی تسکین اور حوصلہ افزائی کا اہتمام فرمایا۔ واقعی اللہ تعالیٰ بڑا بندہ نواز اور بندہ پرور ہے وہ اپنے چاہنے والوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً سَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ العنکبوت مکی ہے اور اس کی ۶۹ آیتیں اور ۷ رکوعات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ

الف۔ لام۔ میم[1] کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں ہم ایمان لے آئے ہیں

لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ

اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا[2] اور بیشک ہم نے آزمایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں[3] پس ضرور

---

[1] حروف مقطعات ہیں

[2] سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور حضور کے دامن سے وابستہ ہونا آغاز میں ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔ خونی اور قرابت کے سارے رشتے، دوستی اور محبت کے سارے تعلقات ٹوٹ جاتے تھے، مروت اور احسان کے سارے احساسات بھی یکسر ختم ہو جاتے۔ حق قبول کرنے کے جرم میں ان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی جاتی۔ کئی کمزور طبع لوگ اسلام کی صداقت پر یقین رکھنے کے باوجود اسے قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے تو ایسے مشرکوں کی ان سختیوں کو برداشت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سمجھا رہا ہے کہ ہماری یہ سنت ہے کہ ہم ہر ایمان لانے والے کو آزمائش کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ صرف کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں، اس لیے امتحان کے ان مرحلوں کو ہمت، صبر اور عزم سے طے کرتے جاؤ۔ اس کا انجام بڑا دل خوش کن ہوگا۔

[3] پہلے جو ایمان لائے ان کو بھی ایسے ہی مراحل سے گزرنا پڑا، اسی طرح تم آزمائے جا رہے ہو۔ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر سے تکیہ لگائے تشریف فرما تھے کہ ہم نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ہم پر مصائب کی حد ہو گئی۔ کیا حضور ہمارے لیے دعا نہیں فرماتے۔ حضور نے فرمایا یہ مصیبتیں صرف تم ہی برداشت نہیں کر رہے بلکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے ان کا یہ طریقہ تھا کہ کسی مومن کو پکڑتے اس کے لیے ایک گڑھا کھودتے پھر اس گڑھے میں اسے کھڑا کر دیتے۔ پھر آری لا کر اس کے سر پر چلائی جاتی اور کاٹ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے۔ بعض پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں۔ ان کے گوشت اور ہڈیوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا جاتا۔ اس کے باوجود وہ

اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ③ اَمْ حَسِبَ

دیکھے گا اللہ انہیں جو راست باز ہیں اپنے [illegible] اور ضرور دیکھے گا جھوٹوں کو بھی کیا خیال کر رکھا ہے

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ④

انہوں نے جو ارتکاب کرتے ہیں برائیوں کا کہ وہ ہم سے آگے نکل جائیں گے ف بہت برا ہے جو فیصلہ وہ کر رہے ہیں۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ

جو شخص امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تو وہ تیاری کر لے کیونکہ اللہ سے ملاقات کا وقت ضرور آنا ہے اور وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑤ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ

اور وہی ہے سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور جو شخص کوشش کرتا ہے [illegible] تو وہ اپنے فائدے کے لیے

ورنہ اپنے دین پر ثابت قدم رہتے۔ اے خباب! اللہ کی قسم یہ دین پورا ہو کر رہے گا۔ اس کے غلبہ کی حالت میں اتنا امن ہوگا کہ صنعا سے چل کر ایک شخص حضرموت تک سفر کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ آخر میں فرمایا لکنکم تستعجلون، لیکن تم جلدی سے کام لیتے ہو۔

ف علامہ قرطبی اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible] کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی قدیم سے جانتا ہے اس کو عالم واقع میں ظہور پذیر ہوتے دیکھ لے۔ علامہ آلوسی اس کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں [illegible] به [illegible] (روح المعانی) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی سے ہر شخص کے جملہ احوال کو ازل ہی سے جانتا ہے۔ فلاں نیک کام کرے گا، فلاں بدکاریوں میں مشغول رہے گا، فلاں [illegible] لیکن اس علم قدیم پر جزا و سزا مرتب نہیں ہوتی۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] عذاب قتل سے پہلے سزا نہیں دی جائے گی [illegible] کا اجر [illegible] دینے کے بعد ملے گا۔ اس لیے یہاں علم سے مراد وہ علم ہے جس کے بعد کوئی شخص اپنے نیک یا برے اعمال کے لیے جزا اور سزا کا حقدار ہوتا ہے۔ مزید تحقیق کے لیے ضیاء القرآن جلد اول [illegible] ملاحظہ فرمائیے۔

ف یعنی یہ بدکردار لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جب ہم ان کو سزا دینے کا ارادہ کریں گے تو وہ کہیں بھاگ جائیں گے اور ہم انہیں پکڑ نہ سکیں گے۔ انہیں چاہیے کہ اس غلط فہمی کو اپنے دل سے نکال دیں۔ جب ہمارا عذاب [illegible] آئے گا تو

إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ہی کے فائدے کے لیے ہے بیشک اللہ تعالیٰ غنی ہے سارے جہان سے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے

الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ

ہم دور کر دیں گے ان سے ان کی برائیاں اور ہم انھیں بہت عمدہ بدلہ دیں گے ان اعمال کا

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے حکم دیا انسان کو کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ

حُسْنًا ۚ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

اچھا سلوک کرے۔ اور اگر وہ دونوں کوشش کریں تجھ سے کہ تو شریک ٹھہرائے میرے ساتھ جس کا تجھے کوئی علم نہیں

فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

تو ان کا کہنا نہ مان۔ میری طرف ہی تم سب نے لوٹ کر آنا ہے پس میں آگاہ کروں گا تمہیں ان عملوں سے جو تم کیا کرتے تھے

اسے وحشت کے ایسے جھٹکے لگیں گے جو یکبارگی ہم سے منحرف ہو جائیں۔

ف جو شخص اسلام کی سربلندی کے لیے مصروفِ جہاد رہتا ہے وہ خدا پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ اس میں سراسر اس کا اپنا فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر اس نے جہاد نہ کیا اور کفار غالب آ گئے تو اس کی آزادی چھن جائے گی اسے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا۔ اس کا گھر، مال، دولت تمام تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ اس کی آبرو خاک میں مل جائے گی اور دین کی بھی ضمانت نہیں کہ دشمن اسے اسلام چھوڑنے پر مجبور کر دے۔ ان تمام حالات میں نقصان اسی کا ہوگا جو ملی حمیت کی دولت سے محروم ہو گیا ہے۔

ف جو لوگ صدق دل سے ایمان لے آتے ہیں اور پھر اعمال صالحہ سے خود کو آراستہ کرتے ہیں ہم ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو اپنے دامن رحمت سے ڈھانپ دیں گے کسی عیب جو کی نظر وہاں تک نہیں پہنچ سکے گی کوئی ان کی سیرت کا دامن [illegible] لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ [illegible] علامہ آلوسی نے لکھا ہے [illegible] جو ان کی لغزشیں ہیں انہیں ہم بالکل مٹا دیں گے۔

ف قرآن حکیم میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی متعدد مقامات پر تاکید کی گئی ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال بھی کیے تو ہم ضرور شامل کریں گے انہیں نیکوں کے زمرہ میں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اللہ تعالیٰ پر پھر جب ستایا جاتا ہے انہیں راہ خدا میں تو بنا لیتا ہے لوگوں

فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ

کی آزمائش کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے برابر شمار اور اگر آجائے نصرت تیرے رب کی طرف سے تو ضرور کہیں گے

تکرار یہ ہے جس طرح متعدد مقامات پر اس کا تفصیلاً ذکر ہو چکا ہے۔ یہاں پھر اس ارشاد گرامی کو دہرایا جا رہا ہے جیسا، احسانا میں پہلے عطف کیا۔

ف والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرنے کے بعد یہ امر بھی واضح کر دیا کہ اگر والدین بھی شرک کا حکم دیں تو یہ حکم ان کا بھی نہ مانا جائے۔ یہ درست ہے کہ ماں باپ کے بڑے حقوق ہیں لیکن اللہ خالق دنیا و مافیہا کے حقوق سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی۔ میں اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار اور خدمت گزار تھا۔ جب میں مشرف باسلام ہوا تو میری ماں نے کہا یہ تو نے کیا کیا ہے؟ یہ دین چھوڑ دے ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی اور اسی طرح بھوکی پیاسی مر جاؤں گی۔ پھر لوگ تمہیں یہ کہہ کر طعنہ دیا کریں گے کہ تو اپنی ماں کا قاتل ہے۔ چنانچہ انہوں نے ترک طعام و شراب کیا۔ جب اسے بھوک نے تنگ کیا [illegible] میں نے دیکھا کہ وہ اپنی ضد پر قائم ہے تو میں نے کہا اے میری ماں! [illegible] اگر ایک کے بجائے تیری سو جانیں ہوں اور بھوک کی وجہ سے وہ ایک ایک کر کے بھی نکل جائیں تب بھی میں اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے بعد میری والدہ محترمہ نے کھانا پینا شروع کر دیا۔

ئلہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی رفاقت اور ان کی معیت بہت بڑی نعمت ہے اور یہاں ایمان و عمل صالح کی جزا یہی فرمائی ہے۔

ئلہ وہ لوگ جو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ راستہ ہموار ہے یہاں کوئی نشیب و فراز نہیں، کوئی رکاوٹ نہیں، بے خطر منزل تک پہنچ جائیں گے لیکن ان کی توقع کے خلاف جب مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس وقت وہ بے چارے گھبرا کر اسلام سے اپنا رشتہ توڑ لیتے ہیں۔ ان کے متعلق فرمایا جا رہا ہے کہ انہیں رحمت الٰہی سے محروم کر دیا جائے گا۔ لیکن جو دشمنان اسلام کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر معذرت [illegible] ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ

لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ

کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے تو کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا اس چیز کو جو لوگوں کے سینوں میں

الْعٰلَمِينَ ﴿١٠﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِينَ ﴿١١﴾

جہان والوں کے اور ضرور دیکھے گا اللہ تعالیٰ انھیں جو ایمان والے ہیں اور ضرور دیکھے گا منافقوں کو۔ اور

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ

کہا کافروں نے ان ایمان والوں سے تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھا لیں گے

خَطٰيٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِينَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ

تمہارے گناہوں کے بوجھ کو۔ اور وہ نہیں اٹھانے والے ان کے گناہوں سے کچھ بھی بے شک وہ بالکل جھوٹے

لَكٰذِبُونَ ﴿١٢﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ ۖ وَ

ہیں بے شک اور وہ ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے اپنے کاموں کے بوجھوں کے

کے قہر و غضب سے انھیں ڈرایا گیا محض اپنی جان بچانے کے لیے یا دیگر مالی منفعتوں کی خاطر اسلام سے عہد وفا توڑ ڈالا وہ اس قابل نہیں کہ انھیں [illegible] کے زمرہ میں شامل کیا جائے یہ عشق کی توہین ہے یہ حسن [illegible] کی ناقدری ہے اور عشق کی غیرت اس کو برداشت نہیں کرتی۔

ستلہ جو لوگ ہوا کا رخ دیکھ کر اپنے نظریات و عقائد میں رد و بدل کرتے رہتے ہیں اگر وہ اسلام قبول کرنے کا اقرار بھی کریں جبکہ انھیں اپنی جان و مال کا کوئی خطرہ نہ ہو تو ان کا اقرار قابل اعتماد نہیں۔ یہ لوگ منافق ہیں، اخلاص و وفا کے بازار میں چلنے کے قابل نہیں

ستلہ کفار مسلمانوں کو بہکانے کے لیے کہتے کہ اول تو اس کا قیامت ہی نہیں کہ مرنے کے بعد انسان پھر زندہ کیا جائے گا وہ ہمیں [illegible] نیک اور برے عملوں کی کوئی جزا یا سزا ملے گی۔ بفرض محال اگر ایسا ہوا بھی تو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہارے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھا لیں گے اس لیے تم بے فکر ہو جاؤ اور اس دین کو چھوڑ کر اپنے آبائی مذہب پر پکے ہو جاؤ۔ دنیا تو ظاہر ہے کہ آرام اور ٹھاٹھ باٹھ سے گزرے گی۔ رہی قیامت تو اس کے لیے تمہیں فکر مند ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہم خود بھگت لیں گے

لَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

ساتھ۔ اور ان سے ضرور پوچھا جائے گا قیامت کے دن ان (جھوٹی باتوں) کے متعلق جو وہ گھڑا کرتے تھے اور بیشک ہم نے بھیجا نوح (۱۳)

اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ

(علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف تو وہ ٹھہرے رہے ان میں پچاس کم ہزار سال پس گھیر لیا انہیں

سکتا۔ سفید جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان سے تو اپنا بوجھ بھی سنبھالا نہیں جائے گا چہ جائیکہ وہ کسی دوسرے کا بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتے ہوں۔

البتہ یہ لوگ جو انھیں گمراہ کر رہے ہیں اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ ساتھ ان کی پشت پر ان گمراہ ہونے والوں کا بوجھ بھی لاد دیا جائے گا کیونکہ ان کے گمراہ ہونے میں ان گمراہ کرنے والوں کا بھی حصہ ہے بلکہ ان کی گمراہی ان کی کوشش کا نتیجہ ہے اس لیے گمراہی میں ان کی کارستانی کی سزا کے بھی یہ پوری طرح مستحق ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

قال النبي صلى الله عليه وسلم من دعا الى هدى فاتبع عليه وعمل به فله مثل اجور من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئا وايما داع دعا الى ضلالة فاتبع عليها وعمل بها بعده فعليه مثل اوزار من عمل بها لا ينقص ذلك من اوزارهم شيئا۔ (قرطبی)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ہدایت کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور لوگوں نے اس ہدایت کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا تو سارے عمل کرنے والوں کا ثواب اس داعی کو ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ جس نے گمراہی کی دعوت دی اور لوگوں نے اسے قبول کیا اور اس کے مطابق عمل کیا تو سب گمراہوں کی گمراہی کا بوجھ اس پر لادا جائے گا اور ان کے بوجھ میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

جب مسلمانوں کو کسی اچھے کام کے لیے شدائد و مصائب برداشت کرنے کی تلقین کی جا رہی ہو اور ان کے سامنے ایک ایسے شخص کی مثال بیان کر دی جائے جس نے ناقابل برداشت تکلیفوں میں صبر و استقامت کا بہترین نمونہ پیش کیا ہو تو انسان بڑی تسکین محسوس کرنے لگتا ہے اور اس کی ہمت بندھ جاتی ہے۔ وہ یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ مجھ سے پہلے بھی لوگوں پر ابتلا و امتحان کی گھڑیاں آئیں اور انھوں نے اپنے ایمان و یقین کی پختگی کا بے نظیر مظاہرہ کیا۔ اسی مقصد کے پیش نظر اس موقع پر حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا کہ جس ضدی قوم سے آپ کو واسطہ پڑا تھا اور جتنا طویل عرصہ وہ ان میں ساڑھے نو سو سال تک بڑی پامردی سے ان کے ظلم و ستم برداشت کرتے رہے مگر اپنی روش اور دعوت میں ذرا لچک رونما نہ ہونے دی۔ اس دور کے حالات کے مطابق یہ بہترین مثال تھی جو قیامت تک اہل حق کے لیے اسی صبر و ثبات اور ثابت قدمی کا ایک دل نشین درس ہے۔ کہتے ہیں آپ نے اپنی رہائش کے لیے سرکنڈوں کا ایک مکان بنایا ہوا تھا

الطُّوفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَ

طوفان نے اس حال میں کہ وہ ظالم تھے پس ہم نے نجات دی نوح کو اور کشتی والوں کو اور

جَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا

ہم نے بنا دیا اس کشتی کو ایک نشانی سارے جہان والوں کے لیے اور ابراہیم کو یاد کرو جب انہوں نے فرمایا اپنی قوم کو عبادت کرو

اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ

اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرتے رہا کرو یہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم حقیقت کو جانتے ہو۔ تم تو پوجا کرتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی اور تم گھڑ لیتے ہو سراسر جھوٹ۔ بیشک جن کی تم پوجا کرتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ مالک نہیں تمہارے رزق کے پس طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے رزق

[illegible]

شہ جب ہم نے [illegible] کا طویل عرصہ گزر گیا لیکن انہوں نے ہدایت کو قبول نہ کیا تو انہیں اس سیلاب فراواں کی [illegible] میں غرق کر دیا گیا اور صرف آپ کے [illegible] ساتھیوں کو بچا لیا گیا [illegible] الشعراء میں گزر چکا ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔

شہ اب ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنی بت پرست قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کی دعوت دی۔

شہ یہاں بت پرست قوموں کی ایک خصوصی حیثیت کو واضح کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے پتھر اور [illegible] سے بنے ہوئے ان بتوں کو جو خدا بنا رکھا تھا اس کی وجہ [illegible] راہ ہدایت پر چلنے کی [illegible] کرتے تھے

وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تُكَذِّبُوا فَقَدْ

اور اسی کی عبادت کیا کرو اور اسی کا شکر ادا کیا کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے [illegible]

كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٨﴾

[illegible]

انہیں [illegible] جن کے معاشرہ کو شرک [illegible] سے پاک کرنے کے لئے [illegible] ان کی [illegible] ان کی ترقی [illegible] ان میں سے کوئی چیز بھی انہیں ان [illegible] سے حاصل نہیں ہوتی تھی اور سچ تو یہ ہے کہ ان چیزوں کی ان کی نظروں میں کوئی اہمیت بھی نہ تھی [illegible] دولت کا حصول ہی مقصد حیات بن کر رہ گیا تھا [illegible] کہ ان کا کاروبار ترقی کرے [illegible] دولت میں [illegible] کے مطابق انہیں [illegible] تک نہیں [illegible] اگر صرف دولت کی ہی طلب ہے تو [illegible] جس کے پاس روزی کے خزانے بھرے پڑے ہیں [illegible] کہ کوئی سائل ہاتھ اس کے سامنے [illegible] تو اسی سے [illegible] دے گا۔

[illegible] مال اور دولت کوئی ایسی چیز [illegible] کہ انسان [illegible] کی عبادت کرو [illegible] زندگی [illegible] کی کوشش کرو [illegible] اپنی حقیقت [illegible] اور اللہ تعالیٰ کا عرفان [illegible] حاصل ہو جائے [illegible] اس نے بن مانگے [illegible] نعمتیں [illegible] فرمائی ہیں ان کا شکریہ ادا کرو [illegible] بھی [illegible] کھول دیگا۔

[illegible] اگر [illegible] دنیا کی [illegible] کے حصول [illegible] تو یاد رکھو نہیں ایک دن اس کے حضور میں پیش کیا جائے گا [illegible] کیا کرتے تھے [illegible] تھا۔

[illegible] حضرت ابراہیم [illegible] ان کو [illegible] کیا [illegible] سلوک کیا [illegible]

أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى

[illegible]

اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ

[illegible] سیاحت کرو زمین میں [illegible]

ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

[illegible]

يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَن يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿٢١﴾

سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے

[illegible]

[illegible] مختلف ممالک کی سیر کرو [illegible] خصوصیات [illegible]

[illegible]

وَمَآ أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا فِى ٱلسَّمَآءِ ۖ وَمَا لَكُم

اور نہیں ہو تم بے بس کرنے والے اللہ تعالیٰ کو زمین میں (بھاگ کر) اور نہ آسمانوں میں (اڑ کر) اور نہیں تمہارے

مِّن دُونِ ٱللَّهِ مِن وَلِىٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ وَٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِ

لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا

ٱللَّهِ وَلِقَآئِهِۦٓ أُو۟لَٰٓئِكَ يَئِسُوا۟ مِن رَّحْمَتِى وَأُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ

اور اس کی ملاقات کا وہ لوگ مایوس ہو گئے ہیں میری رحمت سے اور وہی لوگ ہیں جن کے لیے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوا۟ ٱقْتُلُوهُ

عذاب الیم ہے۔ آپ کی قوم سے کوئی جواب نہ بن آیا بجز اس کے کہ انہوں نے کہا اسے قتل کر دو

أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَىٰهُ ٱللَّهُ مِنَ ٱلنَّارِ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ

یا اسے جلا دو، سو بچا لیا اسے اللہ تعالیٰ نے آگ سے، بے شک اس واقعہ میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے

آراستہ کر اپنی جنت اور ہمیں اپنے فضل و کرم کی انتہا اور حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ الٰہی اپنے حبیب کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کے صدقے اس روسیاہ اور خطاکار کو اپنی ہر قسم کی رحمتوں سے محروم نہ فرما، میرے ماں باپ کو، میری ذریت کو اور حضور رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ساری امت کو بھی۔ آمین یا رب العالمین یا اکرم الاکرمین۔

۱؎ تم یہ چاہو کہ زمین و آسمان میں کوئی گوشہ تمہیں مل جائے جہاں تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ جاؤ نا ممکن۔

۲؎ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب انہیں توحید کی دعوت دی اور ناقابل تردید دلائل سے ان کے عقیدہ کی کمزوری واضح کر دی اور آپ لاجواب ہو گئے تو اصل مسئلہ سے ہٹنے کے لیے بحث شروع کر دی۔ کسی نے مشورہ دیا اسے قتل کر دو، کسی نے کہا انہیں آگ میں ڈال دو۔ آخر فیصلہ یہی ہوا کہ ایک بڑا الاؤ جلا کر اس میں انہیں پھینک دیا جائے جل کر راکھ ہو جائے گا اور ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے بڑے اہتمام اور بڑے جوش و خروش سے ایندھن کے انبار لگا دیئے اور اسے آگ لگا دی۔ جب اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو آپ کو ایک منجنیق پر رکھ کر پھینک دیا۔ انہیں خیال تھا کہ ابھی آگ کے شعلے [illegible] کا اعلان کر سکیں گے [illegible]

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ
جو ایمان لاتے ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا تم نے بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو باہمی محبت و پیار کا

بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ
ذریعہ اس دنیوی زندگی میں شک پھر قیامت کے دن تم انکار کرو گے ایک دوسرے کا

بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ؗ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا
اور پھٹکار بھیجو گے ایک دوسرے پر اور تمہارا ٹھکانا آتش جہنم ہوگا اور نہیں ہوگا

لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ
تمہارا کوئی مددگار۔ تو ایمان لے آئے ان پر لوط شک اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں ہجرت

کی شمع فروزاں ہو جاتی ہے جب جسم کی قوت سنگ میں بھی ہو جاتی ہے تو اس کیلئے کیا بن جاتا ہے۔ اس وقت وہ خطرات کی ہولناکیوں سے سراسیمہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ان خطرات سے [illegible] جھکنے میں بڑی لذت محسوس کرتا ہے بقول

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

اور جب عشق نے اپنی پختگی کا ثبوت مہیا کر دیا تو حسن ازل کی دلربائیوں کے بے نقاب ہونے کا وقت آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل پر اس آگ کو گلزار بنا دیا۔ قصص الانبیاء اور دیگر مقامات پر یہ واقعہ تفصیلاً مذکور ہے۔

شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آج تو تم ان بتوں کے پجاری ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بڑی محبت اور پیار کا مظاہرہ کر رہے ہو اور محض شرک کے رشتے میں بندھ کر تم نے میرے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر لیا ہے لیکن قیامت کے روز تمہیں اس محبت اور دوستی کا انجام معلوم ہوگا۔ اس وقت تمہاری حالت دیدنی ہوگی۔ تم ایک دوسرے کو پہچاننے سے بھی انکاری ہو گے۔ ایک دوسرے پر پھٹکار بھیجو گے۔ ہر شخص دوسرے کو اپنی گمراہی اور [illegible] کا ذمہ دار ٹھہرائے گا۔ اس دن تم اپنے آپ کو [illegible] کرنے کیلئے [illegible] ہو گے لیکن تمہاری فریاد کوئی سننے والا نہ ہوگا اور تم سب کو ایک ساتھ [illegible] آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور تم میں سے کوئی بھی کسی کی اعانت نہیں کر سکے گا۔ [illegible]

شک جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود سے صحیح سلامت نکل آئے تو آپ نے اپنی تبلیغ کا کام شروع کر دیا اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ [illegible] جب حضرت ابراہیم

إِلَىٰ رَبِّيٓ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَ

کر جاؤں گا اپنے رب کی طرف ۴۵ بیشک وہی عزت و حکمت والا ہے اور ہم نے اسے عطا فرمائے اسحٰق ۴۶ اور

يَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِى ذُرِّيَّتِهِ ٱلنُّبُوَّةَ وَٱلْكِتَٰبَ وَءَاتَيْنَٰهُ

یعقوب ۴۷ اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی ۴۸ اور ہم نے اسے دنیا میں اس کا ثواب

ایمان لانے کی توفیق ہوئی۔ مروی ہے کہ بچپن ہی سے اپنے گھروالوں کے ساتھ رہتے تھے۔ ساری قوم میں ایک لوط ہی ایسے تھے جنہوں نے آپ کی صداقت کو تسلیم کیا اور آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حضرت لوط پہلے معاذ اللہ اپنی قوم کی طرح بت پرستی کے تابع رہے ہوں۔ جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ انبیاء کرام نبوت سے پہلے بھی توحید کے قائل ہوتے ہیں اور آپ تو شروع ہی سے بیت المقدس کی طرف ہجرت سے پہلے اور ایمان لانے والا تھا۔ وہ نبوت سے پہلے بھی کفر و شرک اور فسق و فجور سے پاک ہوتے ہیں اس لیے علمائے کرام فرماتے ہیں اس آیت سے مراد یہ بتانا مقصود ہے کہ اس وقت صرف حضرت لوط علیہ السلام آپ پر ایمان لائے اور آپ کے سوا کسی دوسرے کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی۔

۴۵ جب آپ اپنی قوم سے مایوس ہو گئے اور ان کے ایمان لانے کی کوئی توقع نہ رہی تو آپ نے وہاں سے ہجرت کا ارادہ کر لیا کیونکہ وہ زمین آپ کی دعوت کے لیے سازگار نہ تھی۔ وہاں ایمان کا برقرار رکھنا اور شعائر دین پر عمل کرنا مشکل تھا اس لیے وہاں رہنا درست اور مناسب نہ تھا۔ آپ اپنے شہر کوثا سے ہجرت کر کے پہلے حران تشریف لائے وہاں سے چل کر شام میں اقامت اختیار کی۔ اس سفر میں آپ کی اہلیہ حضرت سارہ اور آپ کے بھتیجے حضرت لوط ہمراہ تھے۔

۴۶ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم کی شان یہ تھی کہ آپ نے اپنے رب کی رضا کے لیے اپنے گھر بار کو ترک کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا شکر کرتے ہوئے ان کو یہ انعام دیا کہ آپ کی نسل میں سلطنت کی نگاہیں میں حضرت یعقوب جیسا پوتا آپ کو عطا فرمایا اپنے وطن کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے بعد سب انبیاء ابراہیم اپنی شان بلند کی [illegible] حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب جیسے بیٹے اور پوتے عطا فرمائے۔ عطا ہو گیا تو ہم نے [illegible] ان کے ساتھ [illegible] بیٹا حضرت اسحٰق اور یعقوب جیسا پوتا عنایت فرمایا پھر ان کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری کر دیا۔ ان کی نسل میں جتنے نبی پیدا ہوئے یوسف، موسیٰ، داؤد، سلیمان، عیسیٰ علیہم السلام عظمت والے سب ابراہیم ہی کی نسل سے ہیں۔ اور سب سے بڑا احسان اور انعام یہ تھا کہ سید الانبیاء والمرسلین خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی نسل پاک و طاہر سے پیدا کیا اور سارے انبیاء کو جو کتابیں اور صحیفے عطا کیے وہ سب آپ کی ذریت کو عطا کیے گئے اور وہ سب آپ ہی کے دامن میں لپٹے ہوئے ہیں۔

أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

کا اجر اس دنیا میں بھی اور بیشک وہ آخرت میں صالحین کے زمرہ میں ہوں گے

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا

اور ہم نے لوط کو بھی (رسول بنا کر بھیجا) جب آپ نے کہا اپنی قوم سے کہ تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جو نہیں کی

آپ کی سچی عزت کرائے۔ دنیا کی تمام قومیں اس سلسلہ میں بھی متفق ہیں اگرچہ آپس میں ان کے شدید اختلافات ہیں لیکن وہ سب دل سے حضرت خلیل کا احترام کرتی ہیں بلکہ اپنی اس نسبت پر ناز کرتی ہیں۔ پھر پیروان دین کی عقیدت مندی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عظمیٰ سے حضرت ابراہیم کی آب و تاب کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ ان کے اس دین کا احیاء حضور ہی نے کیا۔ آپ کے ماننے والوں اور آپ کے ہم قوموں نے وابستگی کو شرف بخشا۔ آپ کا بنایا ہوا کعبہ اور ابراہیم کی ذات اس سے وابستہ ہے پھر جہاں بھی اسلام کا کوئی فرد موجود ہے اس کی زبان خلیل اور آل خلیل پر درود و سلام کے تحائف بھیجتی رہتی ہے بلکہ ہر نماز کے آخر میں ہر مسلمان اپنے نبی کریم اور آپ کی آل پاک پر درود و سلام پڑھنے کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر بھی درود و سلام پڑھتا ہے۔ دنیا کے کسی دوسرے شخص کو اس طرح عالمگیر عزت و احترام نصیب نہیں ہوگا جو بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہے۔ یہ انعام تو وہ ہے جو اس دنیا میں آپ کو مرحمت فرمایا گیا اور آخرت میں جو ملنے والا ہے اس کا تو تصور کرنا بھی ہمارے لئے ممکن نہیں۔

وہ حق شناس بندہ اور یہ بے نیاز شان بندہ نوازی۔ وہ نفس کا حسن اور وفا کا کمال ہمیں اہل دل کے لیے مشعل راہ ہے۔ یہاں بھی یہی حال ہے جب بندے نے اپنی بندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کی اس کے معبود برحق نے اپنی شان بندہ نوازی کے جلووں کی بارش کرنے میں پوری فیاضی دکھائی ؎

چوں تمام افتد سراپا ناز میگردد نیاز
قیس را لیلیٰ ہمی نامند در صحرائے ما

ہمیں اپنے محبوب نے جس خدا کی عبادت کا حق ادا کرنے کی دعوت دی جس کی کبریائی اور عظمت کے گیت گانے کا حکم دیا وہ تو یہ خدا ہے جس کی شان بندہ نوازی کا یہ عالم ہے جو تشنہ لب آیا سیراب کر دیا گیا جو سوالی دامن حاضر ہوا دامن بھر کر لوٹا جس نے اس کی محبت کا جام ہونٹوں سے لگایا اس کے لیے حریم ناز کے دروازے کھول دیے گئے۔ اور اس کی چشم مشتاق اور دل بے تاب کو اس کی استعداد اور ہمت کے مطابق اپنے جلووں کا دیدار کرایا۔ ہم تو ایسے خدا کے بندے ہیں۔

سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ

تم سے اس بے حیائی کی طرف کسی قوم نے دنیا بھر میں [illegible] کیا تم بدفعلی کرتے ہو مردوں

الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَأْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ

کے ساتھ اور ڈاکے ڈالتے ہو عام راستوں پر اور اپنی کھلی مجلسوں میں گناہ کرتے

الْمُنْكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ إِلَّآ أَنْ قَالُوا ائْتِنَا

ہو تو نہیں تھا کوئی جواب آپ کی قوم کے پاس بجز اس کے کہ انہوں نے کہا لے آؤ ہم پر

بِعَذَابِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ

اللہ کا عذاب اگر [illegible] سچوں میں سے ہو آپ نے عرض کی میرے مالک!

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم [illegible] وہ صرف بدکار اور فاسق و فاجر ہی نہ تھے بلکہ قتل و غارت گری اور ڈاکہ زنی کے عادی تھے۔ [illegible] کسی بستی میں [illegible] مسافروں کو لوٹ لینے کی جسارت بھی نہ ہوتی تھی وہ ان پستیوں میں بھی گر چکے تھے [illegible] کام کیا کرتے، وہ بھی بے پروا اور چھپ کر نہیں بلکہ برسرمجلس۔ دن کی روشنی میں [illegible] معززین کی محفلوں کے سامنے۔ اس کے علاوہ [illegible] ان کا پیشہ تھا۔ راستہ میں اگر کوئی مسافر مل گیا تو اسے لوٹ لیا۔ اس کے کپڑے تک بھی اتار لیے۔ اگر کوئی مہمان ان کے ہاں آ کر ٹھہرتا تو اس کا سامان گم ہو جاتا [illegible] جوتیاں تک [illegible] ان کے نزدیک عیب نہ تھا

نادی کا معنی ہے مجلس، محفل [illegible] شرم و حیا سے وہ [illegible] کہ ان سے رخصت ہو چکی تھی۔ بلکہ [illegible] ان کی راہگیروں پر کنکریاں پھینکنا اور [illegible] لوٹ پوٹ ہو جانا [illegible] اپنی محفلوں اور عام مجلسوں میں [illegible] اور ان پر فخر کرتے

حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو ان برائیوں سے نکالنے کے لیے بڑے جتن کیے۔ انہیں ہر طرح سمجھایا۔ انہیں [illegible] کا واسطہ دیا۔ آخر انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا [illegible] انہیں یقین تھا کہ [illegible] یہ سب کچھ [illegible] قیامت [illegible] آئے گی۔ اس لیے انہوں نے آپ کو چیلنج دے دیا کہ ہم پر [illegible] اگر تمہاری ان دھمکیوں میں کچھ سچائی ہے تو اتنا [illegible] کیوں کر رہے ہو [illegible]

انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا

مدد فرما میری ان فسادی لوگوں کے مقابلہ میں [illegible] اور جب آئے ہمارے فرشتے

إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ

ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر انھوں نے بتایا کہ ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس گاؤں کے باشندوں کو

إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ۝ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا

بےشک یہاں کے رہنے والے بڑے ظالم تھے [illegible] آپ نے کہا اس میں تو لوط بھی ہے ۔ فرشتوں نے کہا

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَن فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ

ہم خوب جانتے ہیں جو وہاں بستے ہیں ۔ ہم ضرور بچا لیں گے اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے ، وہ

كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَلَمَّا أَن جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ

پیچھے رہ جانے والوں سے ہے ۔ اور جب آئے ہمارے فرشتے لوط (علیہ السلام) کے پاس تو بڑے فکرمند

بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ

ہوئے ان کی آمد سے اور دل تنگ ہوئے اور انہیں پریشان دیکھ کر فرشتوں نے کہا ۔ مت ڈریے اور نہ غمگین ہو

عذاب کو جس کے بارے وہ کہتے تھے جلد لا ، اللہ کی طرف سے دیر کیا ہوا ہے ۔

[illegible] آخر ان کے مظالم سے تنگ آ کر اور ان کی اصلاح سے مایوس ہو کر آپ نے بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا کی

[illegible] فرشتے جب بیٹے کی بشارت دینے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے قوم لوط کو برباد کرنے کے الٰہی منصوبے سے آپ کو آگاہ کیا ۔ آپ نے فرمایا وہاں تو اللہ تعالیٰ کا نبی لوط بھی ہے ۔ انھوں نے عرض کی ہمیں خوب معلوم ہے اس پر کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی ۔ اس کو اور اس کے خاندان کو بچا لیا جائے گا لیکن اس کی بیوی کو نہیں بچایا جائے گا ۔ چنانچہ علاقہ سدوم پر پتھراؤ کیا گیا اور ان کی ساری بستیاں تہ و بالا کر دی گئیں ۔ فرشتوں کی آمد پر حضرت لوط کی پریشانی کا مفصل ذکر سورۂ ہود اور الحجر میں گزر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے

إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٣٣﴾

ہم نجات دینے والے ہیں تجھے اور تیرے گھر والوں کو سوائے تمہاری بیوی کے، وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے۔

إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلٰى أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

بیشک ہم اتارنے والے ہیں اس بستی کے باشندوں پر عذاب آسمان سے اس وجہ سے

بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ

کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے اور بے شک ہم نے باقی رہنے دی اس بستی سے کھلی نشانی ان لوگوں کی

يَّعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

عبرت کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔ اور ہم نے بھیجا مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو تو آپ نے کہا اے

اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾

میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور امید رکھو پچھلے دن کی اور ملک میں فساد برپا نہ کرو۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ﴿٣٧﴾

پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا تو آ لیا انہیں زلزلہ نے پس صبح ہوئی تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے تھے

وَعَادًا وَّثَمُودَا۠ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ

اور ہم نے ہلاک کیا عاد اور ثمود کو۔ اور واضح ہو چکے ہیں تمہارے لیے ان کے مکانات۔ اور آراستہ کر دیا تھا ان کے لیے

الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾

شیطان نے ان کے برے عملوں کو اور روک دیا انہیں راہ راست سے حالانکہ وہ اچھے بھلے سمجھدار تھے ؎

؎ اہل مدین کی طرف حضرت شعیب کو مبعوث فرمایا گیا۔ آپ نے بھی اپنے پیغام توحید کو بڑی دلسوزی، اخلاص اور کوشش سے ادا کیا لیکن اہل مدین اپنی گمراہی پر اڑے رہے۔ انجام کار انہیں بھی اپنے کیے کی سزا مل کر رہی اور وہ برباد ہو گئے۔

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۗ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ

اور ہم نے ہلاک کر دیا قارون، فرعون اور ہامان کو۔ اور بیشک تشریف لائے ان کے پاس موسیٰ روشن دلیلوں کے ساتھ

فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۚ فَكُلًّا اَخَذْنَا

پھر بھی وہ غرور کرتے رہے زمین میں اور وہ (ہم سے) آگے بڑھ جانے والے نہ تھے پس ہر ایک کو ہم نے پکڑا

بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

اس کے گناہ کے باعث پس ان میں سے بعض پر ہم نے برسائے پتھر اور ان میں سے بعض کو آ لیا

اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ

شدید کڑک نے اور بعض کو ہم نے غرق کر دیا زمین میں اور بعض کو ہم نے

مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

دریا میں ڈبو دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ نہیں کہ وہ ان پر ظلم کرے بلکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم ڈھاتے

يَظْلِمُوْنَ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ

رہے تھے۔ ان لوگوں کی مثال جنہوں نے بنا لیے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور دوست مکڑی کی سی ہے جس نے

دوسری سورتوں میں ان اقوام کی تفصیلاً بیان ہوا ہے ملاحظہ فرمایا جائے

شیطان نے ان کو بھی راہ راست پر نہ آنے دیا۔ وہ حق کو اچھی طرح پہچان لینے کے بعد بھی اس کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوتے۔ مستبصرین کے لفظ سے واضح ہے مستبصرین۔ متمکنین من تمییز الحق من الباطل بعقولهم وہ حق بینی واضح اور روشن دلائل کی وجہ سے انہوں نے حق کو خوب پہچان لیا تھا۔

حق سے روگردانی و اعراض کرنے والی اور باطل پر ڈٹے رہنے والی ہر قوم کو ہم نے تباہ و برباد کر دیا۔ حاصب اس تیز ہوا کو کہتے ہیں جو اپنے ساتھ پتھر، روڑے اور کنکریاں اڑا کر لے آئے۔ اب ہر قسم کے عذاب پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ حاصب: ریح فیہا حصباء وھی الحصی الصغار وتستعمل فی کل عذاب (قرطبی)

پہلے مختلف اقوام کی اعتقادی اور عملی خرابیوں کا ذکر ہوا ان کے تجربہ اور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی اخلاقی

الْعَنْكَبُوتِ ۖ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

[illegible] گھر [illegible] اور [illegible] سب جانتے [illegible] گھروں [illegible] گھر [illegible]

الْعَنْكَبُوتِ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ

[illegible] کاش وہ [illegible] بے شک اللہ [illegible] جانتا ہے [illegible] پکارتے ہیں

دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ

اس کو چھوڑ کر [illegible] اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے اور یہ مثالیں ہیں ہم

نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ

[illegible] لوگوں [illegible] کے لیے [illegible] علم [illegible] پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے

بے [illegible] ان کے عقیدہ کی خرابی تھی [illegible] انہیں خداوند کریم کی توحید پر ایمان نہ تھا اور نہ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] میں [illegible] کیا جاتا ہے [illegible]

[illegible] لوگ [illegible] جب [illegible] اپنی حفاظت کے لئے تعمیر کیا جاتا ہیں۔

[illegible]

[illegible]

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۴۴

اور زمین کو حق کے ساتھ بیشک اس میں البتہ قدرت کی نشانی ہے ایمان والوں کے لیے

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ

آپ تلاوت کیجیے جو کتاب میں سے آپ کی طرف بھیجی گئی اور نماز قائم کیجیے بیشک نماز

[illegible] ان سماوات اور ارض کی پیدائش [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] قدرت [illegible] کہ آسمانوں اور زمین کو ایسی حکمت سے پیدا فرمایا [illegible] قدرت اور اپنے علم [illegible] اہل ایمان کے لیے اس میں اس کی قدرت و حکمت کی بڑی نشانیاں ہیں

مظاہر قدرت میں جو قوتیں پنہاں ہیں [illegible] قرآن کریم [illegible] مقصد اور سائنسی علوم میں ڈگریوں کا حصول [illegible] اور وہ قرآن کریم کے اشارات کے مطابق [illegible] ان ڈگریوں کے ذریعے [illegible] اسلام [illegible] پیش آئے ۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

الٰہی وہ صبح سعید کب طلوع ہوگی جب [illegible] پر کرم فرما اور ہمیں ۔

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور حضور کے ذریعے آپ کی ساری امت کو یہاں دو باتوں کا حکم دے رہا ہے۔ پہلا حکم ہے تلاوت قرآن اور دوسرا اقامت صلوٰۃ۔ تلاوت قرآن کے دو معانی ہیں [illegible] جب انسان اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھتا ہے تو اس [illegible]

حقیقت کی روشنی ملتی ہے اور اس نفس کی صورت [illegible] ایک وقت منتقل ہوتی ہے اس کے دل کا [illegible] صاف ہوتا ہے اس کی [illegible] قدر ہوتی ہے وہ ایک ہی آسان اور مشکل محسوس کرنے لگتا ہے یہ ایسی واضح کیفیت ہے جس سے قرآن کریم کا ہر [illegible] وہ اپنی صلاحیت اور اپنے ذوق کے مطابق سرشار ہوتا ہے

جب وہ قرآن کریم میں جہاد کرنے والوں [illegible] کا مطالعہ کرتا ہے [illegible] بیکار [illegible] ہے [illegible] پورا [illegible] دیکھتا ہے [illegible] کامیابی کے [illegible] میں [illegible] فرمیں [illegible] مصائب و شدائد کے [illegible] میں [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] ہوتا ہے [illegible] کے [illegible] سے واقف ہوتا ہے تو اس کے دل میں [illegible] کا شوق اور [illegible] پیدا ہوتا ہے جس [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] [illegible] سے متعلق [illegible] اور [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] دیکھتا ہے تو [illegible] کی [illegible] کی [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] قرآن کے [illegible] قرآن [illegible] کے [illegible] [illegible] ہے [illegible] کرتا ہے کہ وہ [illegible] [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] دنیا کے سامنے پیش ہوتا ہے [illegible] سے [illegible] ہے

لیکن [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] جو [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] کرتا ہے [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] تنگ [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] کی [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کرتے ہیں [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] قرآن [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] قرآن کے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] کا [illegible] ہے جس کا [illegible] ہے [illegible] (ترجمہ [illegible])

یہی [illegible] اس کے تمام ظاہری اور باطنی حقوق کے ساتھ [illegible] کے ظاہری حقوق [illegible] کے [illegible] تمام [illegible] اور باطنی [illegible] کر [illegible] دیا۔ [illegible] ہوتی ہیں

[illegible] بزرگی کا نقشہ نگاہوں [illegible] دیکھ رہا ہے وہ کہ اگر آتا تو ضرور ہو کر [illegible] گریہ [illegible] رہا ہے۔ اس رونق و شوق اور حسن و خوبی سے ادا کی ہوئی نماز ہی وہ نماز ہے جو دین کا ستون ہے اور مومن کی معراج ہے۔ یہی وہ نماز ہے جو انسان کو ہر قسم کی بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہی نہیں بلکہ متنفر کر دیتی ہے۔ مومن کی ساری خوشیاں اور مسرتیں اسی چیز میں سمٹ کر رہ جاتی ہیں جب وہ سراپا نیاز بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور دل و جان سے اس کی تعریف و ثنا کرتا ہے۔ [illegible] وہاں حاضری لگوانے کے لیے جس بیتابی سے اس کا قلب ہمیشہ اسی طرح بیتاب [illegible] کشاں کشاں اسے اپنے محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔

وہ نماز جس کا آغاز ہی غفلت سے ہو اور جس کی انتہا بھی غفلت سے ہو اور اس کے اثنا میں بھی بے خبری کی حالت طاری رہی ہو [illegible] چونکہ وہ مکلف ہے اور کسی کے کہنے کہلانے پر اس نے نماز پڑھی بھی لیکن اس نے نماز قائم تو نہ کی جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود چونکہ نماز پڑھا ہی [illegible] کبھی اس کیفیت و ذوق سے سرشار کر دے گا جو نماز قائم کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ ایک آدمی کی شکایت کی گئی کہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے لیکن کسی گناہ سے بھی باز نہیں آتا [illegible] حضور نے ارشاد فرمایا ان سینھاہ ما تقول۔ یہ نماز ایک دن اسے ان برائیوں سے روک دے گی۔ چنانچہ چند ہی روز گزرے تھے کہ اس کی حالت بدل گئی۔ اس نے تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر لی۔ [illegible] تھا۔

اس لیے وہ صاحبان جو چند رٹے ہوئے الفاظ دہرانے والوں کو بعض گناہوں میں ملوث دیکھ کر نماز [illegible] کی برکات کا انکار کر دیتے ہیں وہ یہ کہیں کہ ان گنہگاروں کے اصلاح پا جانے کا تو امکان ہے کیونکہ جس راہ پر وہ چل رہے ہیں وہ ان لوگوں کی راہ ہے جو صالح اور نیک تھے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ ان [illegible] پر نظر رحمت فرما دے اور انہیں اپنی بارگاہ میں حاضری کی لذت سے آشنا کر دے کیونکہ ع

مے شود از جبر پیدا اختیار

لیکن آپ لوگ تو اس راستے ہی سے دور بھاگ رہے ہیں آپ نے بھی کبھی اپنے انجام پر غور کیا

بہرحال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] غفلت سے بیدار کرنے کے لیے [illegible] ارشاد گرامی ہے من لم تنھہ صلاتہ عن الفحشاء والمنکر لم تزدہ من اللہ الا بعدا یعنی جس کی نماز اس کو بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکتی۔ وہ نماز اسے اللہ سے دور کر دیتی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث نہیں بنتی [illegible] ہوگی۔

پھر آیت میں تو یہ فرمایا ہے کہ نماز فحش اور منکر سے روکتی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ لیکن [illegible] یاد رکھنا ہمارا کام ہے۔ نماز تو [illegible] کی تربیت کا [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] دیکھے کہ مجلس سے [illegible] احکم الحاکمین کی بارگاہ میں [illegible] کر رہی ہے اب بھی اگر کسی کی طبیعت متاثر نہیں ہوتی اور اسے یہ خیال نہیں آتا کہ پھر

تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

منع کرتی ہے بے حیائی اور گناہ سے اور واقعی اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے

مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

جو تم کرتے ہو۔ اور اے مسلمانو! نہ مباحثہ کیا کرو اہل کتاب سے مگر شائستہ طریقہ

اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ

سے بجز ان کے جنہوں نے ظلم کیا ان سے اور تم کہو ہم ایمان لائے ہیں اس پر جو اتارا گیا

کے وقت تو اپنے بیٹھنے کے حضور میں جا کر [illegible] سے [illegible] آئی [illegible] سے حق حضور میں حاضری کا احساس [illegible] کے بعد وہ [illegible] حاضری سے دل میں اطاعت و انقیاد کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو گناہوں سے نفرت سی ہو جاتی ہے

غرضیکہ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں جس کو یہ سعادت حاصل ہو گئی جس کو یہ نعمت بخش دی گئی گویا اس نے سب کچھ پا لیا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک روز تشریف لائے تو اپنے صحابہ کو حلقہ بنائے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔ پوچھا کیسے اس طرح بیٹھے ہو۔ عرض کیا جلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علی ما ھدانا للاسلام ومن بہ علینا یا رسول اللہ ہم اس لیے بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور جو اس نے اسلام کی دولت سے ہمیں مالا مال فرمایا ہے اس کے اس احسان پر اس کا شکر ادا کریں۔ حضور نے ارشاد فرمایا ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکۃ یعنی اے اللہ کے ذکر کی خاطر بیٹھنے والو! اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں سے فخر کر رہا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے اگر کوئی شخص یاد الٰہی میں مصروف بیٹھنے والوں کے پاس آکر بیٹھ جائے اگرچہ وہ کسی دوسرے مقصد کے لیے آیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بھی بخش دیتا ہے اور فرماتا ہے لقد غفرت لھم ھم قوم لا یشقی بھم جلیسھم۔ میں نے ان کی محفل میں بیٹھنے والے کو بھی معاف کر دیا میری یاد کرنے والے ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔

اس آیت کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب بندہ اپنے رب کا ذکر کرتا ہے تو رب کریم بھی اپنے اس بندے کو یاد فرماتا ہے اور رب کریم کا اپنے مسکین بندے کو یاد فرمانا سب سے بڑا ذکر ہے۔ [illegible]

[illegible]

اہل کتاب کے ساتھ جب گفتگو کرنے کی نوبت آئے تو تمہارا اسلوب تبلیغ بڑا شائستہ اور [illegible]

إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلٰهُنَا وَإِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝۴۶

ہماری طرف اور اتارا گیا تمہاری طرف اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اسی کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہیں

وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

اور اے حبیب اسی طرح ہم نے نازل کی آپ کی طرف کتاب پس وہ جنہیں ہم نے دی تھی کتاب (تورات) وہ ایمان لاتے

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۚ وَمَا يَجْحَدُ

ہیں قرآن پر۔ اور ان (اہل مکہ) سے بھی کئی لوگ ایمان لا رہے ہیں قرآن پر اور نہیں انکار کرتے ہماری

بِاٰيٰتِنَآ إِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ

آیتوں کا مگر کافر اور نہ آپ پڑھ سکتے تھے اس سے پہلے کوئی

مسلمان کی گفتگو اور بحث جب ہو اس میں نفرت اور وحشت کا کوئی لفظ زبان پر نہ آنے پائے۔ اپنے عقائد کی حمایت اور اپنے دین کی صداقت کا مدلل بیان کیجئے لیکن اس میں دل آزاری کا شائبہ نہ ہو۔

حسن مجادلہ کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ تم انہیں پہلے ہی بیگانہ اور مد مقابل حریف بنا کر خطاب نہ کرو بلکہ انہیں یقین دلاؤ کہ تمہارے انبیاء کرام توحید کا جو دین لے کر تشریف لائے تھے ہم بھی اسی دین کے علمبردار ہیں۔ تمہارے انبیاء نے بھی اسی وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا۔ ہمارے نبی کریم بھی یہی حکم دیتے ہیں۔ ہم صرف قرآن کریم کو ہی کلام الٰہی نہیں مانتے بلکہ تورات و انجیل کے متعلق بھی ہمارا یہی ایمان ہے۔ ہدایت کی جو شمع تمہارے انبیاء نے روشن کی ہم بھی اسی کو روشن رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی ایسی بات نہیں جو وجہ اختلاف اور باعث افتراق ہو۔ مرور وقت سے جو عمل اور عقیدہ کی خرابیاں تمہارے ہاں رائج ہو چکی ہیں ان کی اصلاح کر لو پھر ہم سب ایک ہی ملت واحدہ بن جائیں گے۔

جس طرح ہم نے پہلے انبیاء پر آسمانی صحیفے نازل کیے اسی طرح ہم نے آپ پر بھی قرآن حکیم اتارا۔ ان اہل کتاب میں ایسے سلیم الطبع لوگ بھی ہیں جنہوں نے جب قرآن مجید میں وہی ہدایت و رشد کی شان دیکھی تو بلا تامل اس پر بھی ایمان لے آئے اور اہل مکہ سے بھی کئی لوگ کفر و شرک سے بیزار ہو کر دین اسلام میں داخل ہو گئے

جن کے دلوں پر کفر کی سیاہی جم چکی ہے وہی اس کتاب پر ایمان نہیں لائیں گے ورنہ کوئی سلیم الفطرت انسان انکار کی جرات نہیں کر سکتا۔

كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۴۸ بَلْ

کتاب اور نہ ہی اسے لکھتے تھے اپنے دائیں ہاتھ سے اگر ایسا ہوتا تو وہ شک کرتے اہل باطل بلکہ

هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ

وہ روشن آیتیں ہیں جو سینوں میں محفوظ ہیں جنھیں علم دیا گیا اور ظالموں کے سوا

بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۹ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ

ہماری آیتوں کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ اور انھوں نے کہا کیوں نہ اتاری گئیں ان پر نشانیاں ان کے رب کی

رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۰

طرف سے آپ فرما دیجیے نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ

کیا انھیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر اتاری ہے کتاب جو انھیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۱ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ

اس میں رحمت اور نصیحت ہے مومنوں کے لیے ف۶ آپ فرما دیجیے کافی ہے اللہ تعالیٰ

ف۵ قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کی ایک اور روشن دلیل پیش کی جا رہی ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے کا چالیس سالہ دور آپ نے ان لوگوں کے سامنے گزارا ہے ان سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس اثنا میں نہ آپ نے کبھی کسی کتاب کا مطالعہ کیا اور نہ کبھی کچھ لکھا۔ اگر آپ پہلے کتابوں کے مطالعہ میں مستغرق رہا کرتے اور لکھنے کا شغف ہوتا تو اہل باطل یہ شبہ کرنے میں حق بجانب ہو سکتے تھے کہ سب کچھ انھیں کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان شکوک و شبہات سے پاک رکھا۔ اب کوئی یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ یہ آپ کا اپنا کلام ہے بلکہ یقیناً یہ کلام الٰہی ہے جو اس نے آپ پر اتارا ہے۔ صرف ضدی لوگ ہی اس روشن حقیقت کا انکار کرتے ہیں۔

ف۶ کس نشانی اور معجزہ کا مطالبہ کرتے ہو کیا قرآن حکیم سے بڑھ کر بھی کوئی روشن نشانی اور کوئی دوسرا معجزہ تمھیں درکار ہے اگر اس سے تم نصیحت قبول نہیں کرتے اگر تمھیں یہ راہ راست پر نہیں لے جا سکتا تو پھر کسی اور معجزہ سے تمھیں ہدایت آ جائے گی؟

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ

میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۵۱

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں باطل پر اور انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا وہی لوگ گھاٹے میں ہیں

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ

وہ آپ سے جلدی عذاب نازل ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اگر میعاد مقرر نہ ہوتی تو آ جاتا ان پر

الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ

عذاب ۵۲ اور وہ اپنے وقت پر ہی وہ ان پر اچانک آ جائے گا اور انہیں خبر تک نہ ہوگی۔ وہ آپ سے جلدی عذاب

بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ

لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور یقیناً جہنم گھیرے ہوئے ہے ان کافروں کو۔ جس دن ڈھانپ لے گا انہیں

الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا

عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب چکھو

ہونے کی کوئی امید ہی نہیں۔

۵۱ اے حبیب! آپ ان منکرین کو فرما دیجئے کہ مجھے اپنی صداقت کے ثبوت کے لیے نہ کسی دلیل کی ضرورت ہے اور نہ کسی معجزہ کی۔ میرے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری صداقت اور میری رسالت کی گواہی دے رہا ہے۔ وہ ہر چیز کو جانتا ہے جس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ جب وہ یہ گواہی دے رہا ہے کہ میں اس کا سچا رسول ہوں تو اب ساری دنیا بھی انکار کرتی رہے اور میری تکذیب کرتی رہے مجھے اس کی قطعاً پرواہ نہیں۔

۵۲ یہ کیسی کور ذوقی ہے کہ جب دلائل کے میدان میں شکست کھا جاتے ہیں تو اپنا دل بہلانے کے لیے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تیرے دین کو قبول نہیں کرتے۔ اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب نازل کر کے دکھاؤ جس کی دھمکی دیا کرتے ہو۔ وہ بھی کسی قیمت پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں بلکہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جو سالہا سال سے تمہاری دعوت کو ٹھکرا رہے ہیں اور تمہیں طرح طرح کی

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ

اپنے کرتوتوں کا مزہ ۔ اے میرے بندو! جو ایمان لے آئے ہو بے شک میری زمین بڑی

وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

کشادہ ہے سو میری ہی تم عبادت کیا کرو ۔ ہر ایک موت کا مزہ چکھنے والا ہے

ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پھر ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے

تمہیں پتہ چل جائے گا اگر تم سچے ہو تو پھر جلدی عذاب آ جانے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے۔ ورنہ تمہارے عذاب کے لیے قدرت نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ جب وہ وقت آ جائے گا تو تمہیں ہر طرح عذاب کی چکی میں پیس دیا جائے گا تمہیں خبر ہی نہ ہو گی اور تمہیں چشم زدن میں نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

اے حبیب! انہیں ولیتے دوزخ ہی گھیرے ہوئے ہے مگر کافر جان ہی نہیں رہے انہیں اس میں پھینکا جائے گا تمہارے اوپر بھی اور نیچے بھی آگ ہو گی اور گھیرے ہوئے ہو گی اس وقت تمہیں اپنی سرکشی کا لطف آ جائے گا۔

جب ان مسلمانوں پر ظلم کے شداد و مصائب کے ایسے جھکڑ چلتے کہ چٹانوں کے دل بھی لرز جاتے ان آزمائشوں سے تنگ آ کر بعض لوگ اپنے ایمان کا ظاہر میں انکار کر دیتے تھے انہیں بتایا جا رہا ہے کہ اگر کوئی سر زمین ایسی ہو جہاں مومن اپنی سرشت اور فطرت زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے سے عاجز ہو، وہ اپنے رب کی عبادت نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے وطن کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں وہ بے خوف و خطر اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی عبادت میں مصروف رہ سکے۔ اس کا یہ عذر ہرگز قابل قبول نہ ہو گا کہ اپنے دل سے تو اسلام کو سچا دین تسلیم کرتا تھا لیکن میرے شہر یا علاقہ کے حالات اس قدر ناسازگار تھے کہ اگر میں اپنے بھی ایمان کا اظہار کرتا تو مجھے جان سے مار ڈالا جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری زمین بڑی فراخ ہے۔ یہاں نہیں تو وہاں چلے جاؤ جہاں تمہیں میری عبادت سے روکنے والا کوئی نہ ہو۔

یہ مسلّم حال ہے ہر شخص نے ایک نہ ایک دن موت کا پیالہ پینا ہے۔ قدر کی بات ہے اس وقت گھر بار بھی چھوٹ جائے گا، فرزند و زن دوست احباب بھی پیچھے رہ جائیں گے۔ جب یہ سب کچھ مرتے وقت مجبوراً بحالت اضطرار چھوڑنا ہے تو ان چیزوں کو چھوڑ دو تو بہتر یہی ہے کہ اپنی خوشی اور اختیار سے اپنے معبود برحق کی رضا جوئی کے لیے ان سب سے تعلق قطع کر دو۔ اگر مرضی ہو تو خوشی خوشی اپنے ہاتھوں محبت الٰہی سے ان زنجیروں کو کاٹ دو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

جان بجاناں دہ وگرنہ از تو بستاند اجل ۔ منصف خود باش اے دل ایں نکو یا آں نکو

لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

انہیں ہم ضرور بسائیں گے جنت کے بالاخانوں میں ف رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ

وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے کتنا عمدہ صلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا وہ صبر کرتے ہر حال میں اور اپنے

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا

اپنے رب پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں۔ اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے ہیں ف جو اٹھائے نہیں پھرتے اپنا رزق

اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَلَئِن سَأَلْتَهُم

اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے انہیں بھی اور تمہیں بھی اور وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور اے حبیب! اگر آپ

مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

پوچھیں ان (مشرکوں) سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور کس نے فرمانبردار بنا دیا ہے سورج اور چاند کو تو

ف غرفة کی جمع ہے اس کا معنی بالاخانہ ہے۔ حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان فی الجنة لغرفا یری ظهورها من بطونها وبطونها من ظهورها جنت میں ایسے بالاخانے ہیں کہ ان کی دیواریں آئی شفاف ہوں گی کہ نگاہ کے سامنے حجاب نہیں ہوگی۔ باہر والے لوگ اندر والوں کو اور اندر والے لوگ باہر والوں کو دیکھ سکیں گے۔ ایک اعرابی نے جب حضور کا یہ ارشاد سنا تو کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کن کو ملیں گے۔ قال لمن اطاب الکلام و اطعم الطعام و ادام الصیام و صلی باللیل والناس نیام (ترمذی) حضور نے فرمایا یہ ان لوگوں کو ملیں گے جن کی گفتگو پاکیزہ ہوتی ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں، جو ہمیشہ روزہ رکھا کرتے ہیں اور آدھی رات کو اٹھ کر جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔

ف جب کفار مکہ نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ ایمان کے بچانے کے لیے اب اس کے بغیر کوئی چارہ نہ رہا کہ گھر بار چھوڑ کر کسی اور جگہ کو اپنا مسکن بنایا جائے جہاں ایمان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ چنانچہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جانے کا حکم دیا تو بعض حلقوں سے آواز آئی یا رسول اللہ وہاں ہمارا کوئی پیشہ نہیں، کوئی رشتہ دار نہیں، ہم جب گھر چھوڑ کر وہاں جائیں گے تو ہمارے کھانے پینے کا انتظام کون کرے گا

لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

وہ ضرور کہیں گے، اللہ تعالیٰ نے، پھر وہ کہاں بہکائے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ (ہی) فراخ کرتا ہے رزق جس کے لیے

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

اور اگر پوچھیں آپ ان سے کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس کے ساتھ

انہیں انسان ماننے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ یہ تامل ہو کہ دیکھو یہ تو گوشت پوست کے بنے ہوئے ہیں ہر جگہ [illegible] ہیں کیا انہیں یہ پتہ نہیں ہے کہ ان کے رب نے [illegible] اگر انہیں اللہ تعالیٰ وقت پر [illegible] ہے [illegible] وہ انہیں [illegible] سکتے ہیں۔ [illegible] اپنی حکمت سے ان [illegible] جائیں گے [illegible] اپنے آپ کو [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نہیں [illegible]

ف کفار کی اس بات سے مشرکین کی توحید کا اعتراف کرایا جا رہا ہے پھر ان کی دو عملی پر اظہار تعجب کیا جا رہا ہے۔ یعنی اگر ان سے پوچھا جائے کہ آسمان اور زمین کا خالق کون ہے۔ سورج اور چاند کس کے حکم کے مطابق چل رہے ہیں [illegible] کسی کی [illegible] اللہ ہی ہے [illegible] ہے اور [illegible] اس کے حکم سے [illegible] ہیں اور ساتھ ہی اپنے [illegible] ان کی عبادت کرتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں [illegible] سکتے ہیں۔ [illegible]

ف کفار مسلمانوں کو طعنہ دیا کرتے کہ اگر تم حق پر ہو تو [illegible] اگر تمہاری [illegible] بات میں سچائی [illegible] تو تمہاری [illegible] یہ حال نہ ہوتا [illegible] کثرت و قلت حق و باطل کی شناخت کا کوئی معیار نہیں۔ وہ اپنے بندوں کے حالات کو خوب جانتا ہے۔ دولت کی تقسیم اس کی حکمت کے مطابق کی جاتی ہے اور اس حکمت کو تم نہیں جان سکتے [illegible] ہے۔

مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

زمین کو اس کے مُردہ ہو جانے کے بعد تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے ۔ آپ فرمائیے الحمد للہ (حق واضح ہو گیا)

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ۚ وَ

بلکہ ان میں سے اکثر ناداں ہیں۔ اور نہیں ہے یہ دنیوی زندگی مگر لہو و لعب اور

اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا

دار آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے، جسے موت نہیں کاش! وہ اس حقیقت کو جانتے ۔ پھر جب

رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ

سوار ہوتے ہیں کشتی میں تو دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے اپنے دین کو ۔ پھر جب

پھر ان سے توحید کا اقرار کرایا جا رہا ہے۔

یعنی توحید کا وہ، جس کا یہ انکار کیا کرتے تھے اسی کا اقرار اپنی زبان سے کر رہے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمد و شکر بجا لانے کا حکم فرما رہے ہیں کہ آپ کی دعوت کی صداقت اتنی عیاں ہے کہ دشمن بھی اسے ماننے پر مجبور ہو گیا۔ علی ظهور الحق (مظهری)

کفار اس دنیوی زندگی کی لذتوں پر فریفتہ تھے اور آخرت کا کبھی انہیں خیال تک بھی نہ آتا تھا۔ انہیں حقیقت حال سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ یہ دنیا اور اس کی زیب و زینت تو ایک کھیل تماشا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ جس طرح بچے کی کبھی دلچسپی ہوتی ہے تماشا دیکھنے والوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن جونہی کھیل ختم ہوا ادھر ہر کوئی اپنے اپنے گھر کو سدھار گیا۔ وہی میدان جہاں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی وہاں اب خاک اڑنے لگی ہے۔ کتنا نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ یہ محفل یونہی سجی رہے گی۔ یہ تماشا یونہی جاری رہے گا۔ یہ قہقہے اسی طرح بلند ہوتے رہیں گے۔ بس یہی حال اس بزم ہستی کا ہے۔ آج ہر طرف بڑی چہل پہل ہے۔ پھول کھل رہے ہیں۔ کلیاں مسکرا رہی ہیں۔ ہر کوئی مرغ شادمانی پر بیٹھے جیسے گیت گا رہے ہیں۔ لیکن ہمیشہ یہ نہیں رہے گا اس لیے عقلمند وہ ہے جو اس عارضی زندگی کو آخرت بنانے کے لیے فرصت کے ان لمحوں کو غنیمت جانتا ہے تو اپنی عاقبت سنوار لیتا ہے اور دیکھ پچھتانا پڑتا ہے۔ تم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ابدی اور دائمی زندگی کو نظر انداز کر کے اس چند روزہ زندگی کی عشرتوں میں محو ہو جانا کس قدر گھاٹے کا سودا ہے۔

کفار کی ایک دوسری حماقت بلکہ بے وفائی اور بے احسانی کا بیان ہو رہا ہے کہ یہ بھی عجیب لوگ ہیں۔ جب یہ

إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۙ وَلِيَتَمَتَّعُوا ۖ

خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین کو پھر جب بچا کر لے آتا ہے انہیں خشکی کی طرف تو اسی وقت وہ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ ناشکری کریں اس کی جو ہم نے انہیں دیا اور تاکہ لطف

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ

اٹھا لیں پس عنقریب جان لیں گے حقیقت کو۔ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے بنا دیا ہے حرم کو امن والا حالانکہ اچک لیے

النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ

جاتے ہیں لوگ ان کے آس پاس سے کیا پھر بھی وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں

کشتی میں سوار ہو کر سمندری سفر پر روانہ ہوتے ہیں اور راستے میں کوئی طوفان انہیں گھیر لیتا ہے کبھی باد مخالف کے تھپیڑے ان کی کشتی کو [illegible] سے آ گراتے ہیں اور نجات کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تب وہ اس وقت اپنے معبودوں سے منہ پھیر لیتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کی جناب میں بڑے خلوص سے دعائیں کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں سلامتی کے ساتھ ساحل پر پہنچا دیتا ہے تو پھر وہ اس کو بھلا دیتے ہیں اور شرک کرنا شروع کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں ہمارے فلاں معبود نے اس طوفان کی مصیبت سے بچایا۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جب سمندری سفر پر جاتے تو اپنے ساتھ اپنے بت رکھ لیا کرتے اور جب ہوا تیز ہو جاتی اور آندھی آ جاتی تو ان بتوں کو سمندر میں پھینک دیتے اور کہتے یا رب یا رب [illegible] (قرطبی)

٦٧ یہ لام امر ہے۔ مقصد انہیں ڈرانا اور دھمکی دینا ہے کہ کر لو جو کرنا ہے اور اٹھا لو لطف اس فانی دنیا کی لذتوں سے ابھی تمہیں اس کا انجام معلوم ہو جائے گا [illegible] کرو جو چاہتے ہو [illegible] اور سب دیکھ رہا ہوں۔ یہاں اعملوا امر ہے لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ انہیں اجازت دی جا رہی ہے کہ جو تمہاری مرضی ہے کرتے رہو بلکہ مقصد دھمکی دینا ہے اور بعض علماء نے اسے لام کی کہا ہے یعنی یہ ایسا اس لیے کرتے ہیں تاکہ دنیا کی عیش و عشرت کریں۔

٦٨ یہاں ایک عظیم احسان جتلا کر ان کو یاد دلایا جا رہا ہے کہ ملک عرب میں کہیں امن نہیں۔ ہر طرف وہشت گردی کی گرم بازاری ہے کسی کی جان کسی کا مال محفوظ نہیں۔ لیکن ہم نے حرم شریف کا تقدس برقرار رکھ کر ہر قسم کی دست درازی سے بچا رکھا ہے۔ [illegible] اس کے آس پاس [illegible] اے اہل مکہ تمہیں تو میری عبودیت و بندگی کا رشتہ [illegible] کر پھینک دیا [illegible] بتوں کو پوجنے لگے [illegible] ناشکری اور احسان فراموشی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیے

يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ

اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگایا ۵۲ یا

كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى

حق کو جھٹلایا جب وہ اس کے پاس آیا ۵۳ کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا کفار

لِّلْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ

کے لیے۔ اور جو لوگ محنت (مصروفِ جہاد) رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لیے ہم ضرور دکھا

وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾

دیں گے انہیں اپنے راستے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر وقت محسنین کے ساتھ ہے ۵۴

ع ۷

۵۲ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے کا یہ مطلب ہے کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ یا کسی کو اس کا بیٹا یا بیٹی تسلیم کیا جائے حالانکہ وہ وحدہ لاشریک ہے کائنات کی ہر چیز اس کی وحدانیت پر گواہی دے رہی ہے وہ ہر قسم کی ضرورت اور احتیاج سے پاک ہے تاکہ اسے بیٹے اور بیٹی کی حاجت ہو۔ واقعی اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کا کسی کو شریک بنایا جائے یا اس کے لیے اولاد کی احتیاج ثابت کی جائے۔

نیز کفار کو جب ان کی مکروہ اداؤں پر ٹوکا جاتا اور حق و باطل سے صحیح آگاہ کیا جاتا تو بجائے اس کے کہ وہ نادم ہو کر توبہ کرتے وہ نہایت بے حیائی سے یہ کہا کرتے کہ یہ کام ہم حکم الٰہی کے مطابق کیا کرتے ہیں۔ اس نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے وجدنا علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا۔ یہ بھی ان کی افترا پردازیوں میں سے ایک سنگین قسم کی افترا پردازی تھی

۵۳ حق سے مراد قرآن کریم بھی ہو سکتا ہے اور ذات حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یعنی جب قرآن کریم ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے وہ اس میں غور و فکر ضروری نہیں سمجھتے اور فوراً اس کا انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کا رسول جب انہیں اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے تو اس کو بھی ٹھکرا دیتے ہیں۔ جو کم بخت قوم اللہ تعالیٰ پر افترا باندھے اور قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھکرانے میں شرم محسوس نہ کرے تو اس کا ٹھکانا جہنم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

۵۴ اس آیت سے سورۃ عنکبوت کا اختتام ہو رہا ہے۔

منزل محبت کی راہ بڑی طویل اور کٹھن ہے۔ قدم قدم پر کانٹے بچھے ہوئے ہیں۔ مخالفت کی چٹانیں سینہ تانے کھڑی ہیں

مہیب جنگلوں اور سنسان صحراؤں کا تصور ذہن میں رکھ لیتا ہے، اس راہ پر قدم بڑھاتے ہوئے جا بجا ٹھوکریں لگنے کا کام ہے لیکن اس آیت طیبہ میں سالک راہ حقیقت کو وہ بے خطر راستہ دکھایا جا رہا ہے جس کے بعد کانٹے پھولوں سے بھی بازی لے گئے ہیں۔ راستے کی ویرانیاں فردوس جمال دکھانے لگی ہیں۔ ہر رکاوٹ ہر مشکل رہوار شوق کے لیے مہمیز کا کام دینے لگتی ہے۔ آئیے! اس آیت طیبہ کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کریں۔

لسان العرب میں جہاد کا یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے: الجهاد والمجاهدة استفراغ الوسع في مدافعة العدو یعنی دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے اپنی امکانی قوت و طاقت کو صرف کر دینا جہاد اور مجاہدہ کہلاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسی کوشش جس میں بے دلی سے کام لیا گیا ہو اسے جہاد نہیں کہیں گے۔ یہاں دشمن کے خلاف جہاد کرنے کی رغبت دلائی جا رہی ہے۔ اس سے مراد ظاہری اور باطنی دونوں دشمن ہیں۔ یعنی اسلام کے ظاہری دشمنوں کے خلاف میدان جنگ میں داد شجاعت دینا بھی جہاد ہے اور اپنے نفس اور شیطان کے وسوسوں سے برسرپیکار رہنا بھی جہاد ہے۔ حدیث پاک میں ہے: جاهدوا أهواءكم كما تجاهدون أعداءكم۔ کہ جس طرح تم اپنے ظاہری دشمنوں سے لڑتے ہو، اسی طرح اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف بھی جہاد کرو۔

'فینا' کا لفظ بڑا معنی خیز ہے۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اس جہاد اور سر توڑ کوشش کے پیش نظر اللہ کی رضا ہو۔ ساری تگ و دو اپنی ناموری اور حصول جاہ و منصب کے لیے نہ ہو، بلکہ اس ساری جدوجہد کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ اگر اس میں ذرہ سا کھوٹ بھی شامل ہو گیا تو اسے قرآن کی اصطلاح میں جہاد نہیں کہا جائے گا۔

ان الفاظ کا حاصل یہ ہوا کہ وہ لوگ جو ہماری رضا کے حصول کے لیے، دین حق کی سربلندی کے لیے ظاہری و باطنی دشمنوں سے برسرپیکار رہتے ہیں، تو ان پر یہ مہربانی کی جاتی ہے جس کا ذکر اگلے فقرے میں آیا ہے یعنی لنهدينهم سبلنا۔ ہدایت کا معنی ہے الدلالة إلى ما يوصل إلى المطلوب یعنی ایسی چیز کی رہنمائی جو مطلوب تک پہنچا دے۔ لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ سے کلام میں جو زور پیدا ہو گیا ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔ سُبُل جمع ہے سبیل کی، اس کی تشریح کرتے ہوئے امام راغب لکھتے ہیں: السبيل الطريق الذي فيه سهولة۔ یعنی وہ راستہ جو منزل تک بآسانی پہنچا دے۔ یہاں سُبُل جمع کا لفظ استعمال ہوا کیونکہ ہر بندے کا اپنا ہے، ہر ذرہ کی استعداد، نیاز اور طریق بندگی جدا جدا ہے۔

ہر گدا را بر درت نازِ دگر

مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ ہمارے دین کو سربلند کرنے کے لیے خلوص نیت کے ساتھ اپنی پوری طاقت لگا دیں گے ہم انہیں اپنا راستہ دکھا دیں گے جس پر چل کر وہ بآسانی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔

وان الله لمع المحسنين۔ یہ ارشاد کتنا اطمینان بخش ہے۔ بتایا کہ راہ محبت کے راہی اپنے آپ کو تنہا خیال نہ کریں، اللہ کریم ہمیشہ ان کے ساتھ ہے۔ قدم قدم پر ان کی راہنمائی فرما رہا ہے۔ ہر مشکل مرحلہ پر ان کی دستگیری کر رہا ہے۔ جب بھی ان کے قدم پھسلنے لگتے ہیں اس کی توفیق آگے بڑھ کر ان کو سنبھال لیتی ہے اور گرنے نہیں دیتی۔ اور جس سفر کا مسبب

حقیقی کی معیت نصیب ہو تو منزل کتنی بلند، خواہ دور کتنی کیوں نہ ہو خود بخود ان کے قریب ہو جایا کرتی ہے نیز اپنے بندوں کے بدخواہوں کو بھی چوکنا کر دیا کہ وہ انہیں اکیلا اور بے یار و مددگار مت سمجھیں۔ میری نصرت، میری تائید ان کے شریک حال ہے۔ تمہارا کوئی مکر و فریب، تمہارا کوئی حیلہ اور تدبیر انہیں گزند نہیں پہنچا سکتی

اِنَّ تاکید کے لیے ہے پھر بھی لام تاکید ہے۔ نیز بجائے ضمیر اسم ذات مذکور ہے تاکہ کسی کو شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔

بے شک جنہیں اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے نہ انہیں نفس فریب دے سکتا ہے نہ انہیں شیطان بہکا سکتا ہے اور نہ کوئی جابر دشمن ان کا بال بیکا کر سکتا ہے۔ خلوص نیت سے مصروف جہاد رہنا، اپنی توانائیوں اور وسائل کو آخری حد تک بروئے کار لانا ان کا کام ہے اور منزل مقصود تک پہنچانا ان کے رب کریم کی ذمہ داری ہے۔ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الروم

نام : اس سورت کا نام الروم ہے جو دوسری آیت غُلِبَتِ الرُّوْمُ سے ماخوذ ہے۔ یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں چھ رکوع، ساٹھ آیتیں، آٹھ سو انیس کلمات، تین ہزار پانچ سو چونتیس حروف ہیں۔

شانِ نزول : اس سورت کی ابتدائی آیتیں اس بات کی ناقابلِ تردید دلیل ہیں کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو علیم بھی ہے اور خبیر بھی۔ جس کے علم کے سامنے ماضی اور مستقبل [illegible] عیاں ہیں۔ جب حضور نبی رحمت [illegible] قریباً ایک [illegible] اس زمانہ میں [illegible] کے [illegible] لیکن [illegible] اپنی عظمت و جلالت کے ساتھ جلوہ فگن تھیں۔ جب تک کہ روم و ایران کی [illegible] اس وقت تک ان حالات سے [illegible] ان آیات کا [illegible] تاریخی پس منظر [illegible] پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

خسرو ثانی جو خسرو پرویز کے نام سے معروف ہے [illegible] کا بیٹا [illegible] تخت سلطنت کا وارث [illegible] اپنے [illegible] باپ کی [illegible] ۵۹۰ء [illegible] تخت [illegible] مریم [illegible] اپنی [illegible] کی [illegible] تھا [illegible] جب [illegible] سال [illegible] تخت [illegible] کے ذہن [illegible] خوشامدی اور [illegible] کے [illegible] بادشاہی [illegible] آہستہ آہستہ [illegible] کے [illegible] سے متنفر کر دیا [illegible] قتل کر دیا [illegible] خلاف [illegible] اعلان کر دیا [illegible] سلطنت کے تمام [illegible] بیان کیا گیا۔

آخر [illegible] کے [illegible] جمع کیا [illegible] سے انکار کر دیا [illegible]

کا سلسلہ شروع کر دیا

[illegible]

[illegible]

[illegible] کو قتل کر دیا گیا تھا

[illegible] ہو گئی ہیں۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] —— [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

طرح شکست دے کر رکھ دیں گے

حالات کسریٰ کی تائید میں تھے۔ رومیوں کی قوت ختم ہو چکی تھی۔ ایرانی فرمانروا کے تسلط کی طاقت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ روم کی مملکت کے مختلف حصوں کے لوگ [illegible] کر رہے تھے [illegible] قدم اکھڑ گئے۔ شام، فلسطین، مصر [illegible] کا علاقہ فتح کر لیا۔ نصرانیوں کا سب سے بڑا [illegible] قسطنطنیہ کے دروازوں تک [illegible] ۶۱۹ء میں شہر کے سامنے ایک [illegible] فتوحات کے علاوہ مشہور انگریز مؤرخ گبن .... خسرو کے جاہ و جلال کا یوں ذکر کرتا ہے:

"جس زمانہ میں [illegible] کے ایام [illegible] بنی اسماعیل میں [illegible] کے لیے [illegible] ہزار [illegible] اور [illegible] کا ذخیرہ تھا۔"

گبن مزید لکھتا ہے:

"جب خسرو اپنے تخت و تاج کے نشے میں [illegible] اسے ایک مکتوب موصول ہوا۔ ایک ساکن مکہ کی طرف سے [illegible] کہ وہ اسلام قبول کرے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے۔ خسرو نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور اس خط کو پرزے پرزے کر دیا۔ حضور کو اس کی اس گستاخانہ حرکت کی اطلاع ملی تو حضور نے فرمایا کہ خسرو نے میرا مکتوب پھاڑا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کو ہمیشہ کے لیے پارہ پارہ کر دے گا۔" (رومن ایمپائر جلد ۴ صفحہ ۱۴۵)

خسرو کی عزت و غرور کا اندازہ اس خط سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو اس نے بیت المقدس سے ہرقل کو لکھا تھا۔ اس کی عبارت پڑھ کر انسان کانپ اٹھتا ہے۔ خسرو نے ہرقل کو لکھا:

"سب خداؤں سے بڑے خدا، تمام روئے زمین کے مالک خسرو کی طرف سے اس کے کمینے اور بے شعور بندے ہرقل کے نام۔

تو کہتا ہے کہ تجھے اپنے رب پر بھروسہ ہے کیوں نہ تیرے رب نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے بچا لیا۔"

ایک ایرانی مؤرخ [illegible] (......) نے جب ہرقل کو [illegible] کے لیے اپنا سفیر خسرو کی خدمت میں بھیجے تاکہ وہ جنگ کی شکست [illegible] اور [illegible] سفیر [illegible] کے دربار میں [illegible] یہ درخواست پیش کی تو خسرو نے بڑے غرور سے یوں کہا:

"میں ہرگز ہرقل کو [illegible] بلکہ جکڑ کر میرے تخت کے سامنے لایا جائے اور جب تک وہ [illegible] نہیں [illegible] تب تک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

AT THE TIME THE PREDICTION IS SAID TO HAVE BEEN DELIVERED, NO PROPHECY COULD BE MORE DISTANT FROM ITS ACCOMPLISHMENT SINCE THE FIRST TWELVE YEARS OF HERACLIUS ANNOUNCED THE APPROACHING DISSOLUTION OF THE EMPIRE

[illegible]

[illegible]

[illegible] وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ [illegible]

الحمد للہ علی کبریائہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا نبیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین

نوٹ: یہ صفحات مندرجہ ذیل کتب سے حاصل کیے گئے ہیں۔

تاریخ نزول [illegible] ۔ تاریخ [illegible] تفسیر ابن کثیر، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ۔ ۱۹۷۰ء جلد ۱۶

مضامین سورۃ | اس سورۃ میں منظر کشی کی گئی ہے کہ [illegible] اس سورۃ کے مضامین اپنی [illegible] اور [illegible] کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔

ابتدائی آیات میں بتایا کہ انسان اپنی ظاہری جاہ و حشمت پر اتنا مسرور و مغرور ہے کہ وہ اپنے اعمال بد کے نتائج سے بھی بے فکر ہو جاتا ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ اس کا آفتاب اقبال ہمیشہ یونہی چمکتا رہے گا اس کے حسن و شباب کی بہار کبھی خزاں آشنا نہیں ہوگی [illegible] زوال بھی اس کی قسمت [illegible] ہوتے ہیں۔

انسان کو خواب غفلت سے جگانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو نظام حیات اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بھیجا [illegible] اس کی قرآن میں [illegible] ہر جرم [illegible] کے لیے ضروری ہے۔

سورۃ کے مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کی روشن دلیلیں ذکر کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہی خدا [illegible] کمال سے متصف ہے اس کے علاوہ سب اس کے عاجز بندے ہیں۔ [illegible] پہنچا کر وہ کسی کو اس کا شریک بنا لے۔

دیگر مضامین [illegible] کے لیے ملاحظہ فرمائیے [illegible] شرح قرآن کریم کے [illegible] عنوان سے [illegible]

سُورَةُ الرُّومِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

سورہ الروم مکی ہے اس کی ساٹھ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ① غُلِبَتِ الرُّوْمُ ② فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

الف لام میم۔ مغلوب ہو گئے رومی قریب کی سرزمین میں اور وہ ہار جانے کے بعد

۱۔ الف لام میم۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق تفصیلی بحث اس سے پہلے متعدد مقامات پر لکھی گئی ہے۔ یہاں علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ایک نکتۂ لطیف بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں۔ علم ازل اور علم ابد ... علامہ موصوف لکھتے ہیں جہاں سرچشمۂ ذات کا تعین اور تشخص دیا گیا ہے ھو الاحد یعنی ہر چیز کی وحدت اور خصوصیات درست کی جاتی ہیں۔ ھو الاحد المجمع التعینات۔ الف سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ لام سے اس کے بعد کیا گیا ہے۔ الذی ھو الموحد بین ھو جودیات لام سے اسی کی طرف اشارہ ہے اور علم الٰہی تجلیات اور سارے کمالات کا آخری درجہ ہے میم سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ پھر فرماتے ہیں فی اسرار الحروف المقطعات والمتشابہات اکثر مما یکشف لاھل اللہ بعد الوصول الی غایۃ المرتبۃ۔ یعنی جب سالک مقام قرب و معرفت کی آخری منزل پر فائز ہوتے ہیں تو حروف مقطعات اور متشابہات کے اسرار و معارف ان پر آشکارا ہو جاتے ہیں۔ رزقنا اللہ تعالیٰ اعلم و معارفہ و رحمانہ لا تعد ولا تحصی

۲۔ غلبت الروم۔ ادنٰی: اقرب جس کا معنی ہے بہت قریب۔ الارض: ملک عرب کی سرحد کے شمال میں واقع ملک شام کی سرزمین، کہ یہ دو عظیم سلطنتیں تھیں ایران کی سلطنت مجوسی تھی جو آتش پرست تھے اور رومی سلطنت عیسائی تھی یہ اہل کتاب اور حضرت مسیح کے پیروکار تھے۔ اللہ کا پیغام سب سے پہلے ... حضرت ... کے عرب ملک شام ... روم ... کی کشمکش میں الجھا ہوا تھا جب مکہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کی تبلیغ شروع کی تو مکہ کی آبادی دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ مشرکین کا تھا جو بت پرست تھے اور دوسرا گروہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا تھا جو اللہ تعالیٰ کی وحدت کو دل وجان سے تسلیم کر چکے تھے اور ہر قسم کے شرک کی آلودگی سے ان کا دامن پاک ہو چکا تھا۔ کفر و اسلام کی یہ کشمکش دن بدن شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ مکہ میں جب یہ اطلاع پہنچی کہ ایران اور روم باہم برسر پیکار ہیں۔ تو قدرتی طور پر مشرکین مکہ کی ہمدردیاں ایران کے آتش پرست مشرکوں کے ساتھ تھیں اور مسلمانوں کی ہمدردیاں رومیوں کے ساتھ تھیں جو اہل کتاب تھے۔ انہی ایام میں خسرو پرویز کسریٰ ایران کی جنگ قیصر روم کی افواج کے ساتھ شام کے سرحدی علاقہ میں ہوئی جس میں ایرانیوں کو فیصلہ کن فتح ہوئی۔ اپنے ہم مذہبوں کی کامیابی کی خبر سن کر مشرکین مکہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور وہ طعنے دینے لگے

غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۙ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ

مغلوب ہونے کے عنقریب غالب آجائیں گے چند برسوں کے اندر اللہ ہی کا حکم ہے پہلے بھی

وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ

اور بعد بھی اور اس روز خوش ہوں گے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ وہ مدد

کہ جس طرح جنگ کے نتائج پیدا ہونے سے پہلے اہل کتاب کو شکست دی ہے اسی طرح یہاں بھی بت پرست جماعت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی توحید کے علمبرداروں کو بہت جلد ختم کر کے رکھ دیں گے۔ مسلمانوں کے دل بھی رومیوں کی شکست سے بڑے رنجیدہ ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کر کے یہ خبر دی کہ شکست کھانے والے رومیوں کی ہزیمت کی خبر نہیں کہ پیشگوئی کی لاکار اور یہ بتا کر تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں یہ کامیابی عارضی ہے۔ چند سالوں میں حالات کا رخ بدل جائے گا اور رومیوں کا پلہ بھاری ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جس کا مفصل بیان اس سورت کے تعارف میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

۲ یہاں سین تاکید کے لیے ہے یعنی رومی ضرور غالب ہوں گے۔ مستقبل قریب کا کوئی لفظ بضع سنین سے واضح ہے۔ یک ضرورت کے لیے دو لفظ شامل صراحت سے بیان ہیں۔ وقیل ما بین الثلاث الی التسع ما یقع من الثلاث الی التسع [illegible] (المنجد - زندہ معانی)

۳ علامہ جوہری لغت کی مشہور کتاب الصحاح میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: البضع فی العدد بکسر الباء وبعض العرب یفتحها وهو ما بین الثلاث الی التسع۔ یعنی تین سے لے کر نو تک کے اعداد پر بولا جاتا ہے۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرکین کے پاس گئے اور کہا بے شک تمہارے بھائیوں کے غلبہ پر زیادہ خوشیاں نہ مناؤ مجھے ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے کہ آخرکار رومی ایرانیوں کو شکست دیں گے۔ یہ سن کر اُبی بن خلف سے رہا نہ گیا اور کہا ابوبکر! تم جھوٹ بولتے ہو۔ حضرت صدیق نے فرمایا: انت اکذب یا عدو اللہ۔ اے خدا کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے۔ میں اس پر شرط باندھنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر تین سال تک رومی غالب آگئے تو تمہیں دس اونٹ دینے ہوں گے اور اگر غالب نہ آئے تو میں تمہیں دس اونٹ دوں گا۔ اس نے یہ شرط منظور کر لی۔ حضرت صدیق بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بضع سنین کا اطلاق تین سے نو تک پر ہوتا ہے۔ آپ جاؤ اور ابی بن خلف سے مدت میں توسیع اور شرط میں زیادتی کا مطالبہ کرو۔ چنانچہ مدت نو سال قرار پائی اور اونٹوں کی تعداد سو کر دی گئی۔ وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی پیشگوئی کو سچا کر دکھایا۔ بدر کے دن جب مسلمان فتح مبین سے شاد کام ہو رہے تھے اسی وقت خبر ملی کہ رومیوں نے ایرانیوں کو شکست دے دی ہے۔ مسلمانوں کو ایک وقت میں دو خوشیاں نصیب ہوئیں۔ ابی بن خلف اس وقت سے پہلے ہلاک ہو چکا تھا۔ حضرت صدیق نے شرط کے سو اونٹ اس کے وارثوں سے وصول کیے اور انہیں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم نے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ

(اللہ) مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ یہ وعدہ اللہ کا ہے نہیں خلاف کرتا اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی

وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا

خلاف ورزی نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے ۔ وہ جانتے ہیں ظاہری [illegible] زندگی کے

شدت کی وجہ سے ہو گیا۔ انہیں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتے ہی [illegible] اور [illegible] مدد کر دی اور محبان اہلبیت کے سامنے ارشاد حبیب کبریا کی تکمیل کی ایک تابندہ مثال پیش کر دی۔

مسئلہ: شریعت اسلامی میں شرط لگانا حرام ہے۔ جس وقت حضرت صدیق نے شرط لگائی تھی اس وقت تک اس کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ بعد میں اسے حرام کر دیا گیا۔ [illegible] دونوں [illegible] کا حکم دیا۔

ف یہ مصدر مؤکد ہے۔ اس کا عامل محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے وَعَدَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ۔ اس کا مقصد کلام سابق کی تاکید اور تاکید ہے یعنی رومی ایرانیوں پر غالب آئیں گے اور مسلمانوں کو [illegible] ہو گی۔

ف کیونکہ وعدہ خلافی عیب ہے اور جو شخص وعدہ خلافی کرتا ہے وہ یا تو بے بسی اور کمزوری کا اعتراف کرتا ہے کہ وہ اس وعدہ کو پورا کرنا تو چاہتا تھا لیکن کسی مجبوری کے باعث وفا نہ کر سکا۔ یا وعدہ خلافی کرنے والے کے کمینہ پن کی دلیل ہے کہ اس نے جو وعدہ کیا وہ اسے پورا کرنا نہیں چاہتا تھا اس نے محض وقتی طور پر جان چھڑانے کے لیے یہ وعدہ کر لیا تھا۔ یہ سب عیب ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ تمام عیوب سے منزہ و مبرا ہے۔

ان آیات کی ایک اور عجیب تفسیر علامہ مجلسی نے اپنی مشہور کتاب [illegible] میں حضرت [illegible] سے نقل کی ہے لیکن جو اس کے مطالعہ سے کسی کے دل میں صحابہ کرام خصوصاً حضرت فاروق اعظم کے خلاف جو بغض و عناد ہے وہ دور ہو جائے اس لیے اس روایت کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

ابو بصیر سے مروی ہے حضرت امام ابو جعفر [illegible] حضرت جعفر صادق سے ان آیات کا مطلب پوچھا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ان آیات کی ایک ایسی تاویل ہے جسے صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ جو لوگ راسخون فی العلم کی صفت سے متصف ہیں وہ جانتے ہیں۔ پھر فرمایا حضور جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو حضور نے ایک گرامی نامہ قیصر روم کو لکھا اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ شاہ روم کے پاس جب نامہ مبارک پہنچا تو اس نے نامہ گرامی کی [illegible] سے بڑی عزت و تکریم سے پیش آیا لیکن شاہ ایران نے نامہ مبارک کی بے ادبی کی اور اسے پھاڑ دیا اور قاصد کی توہین کی۔ ان دنوں میں شاہ ایران اور شاہ روم کی جنگ شروع تھی۔ مسلمانوں کی آرزو تھی کہ شاہ روم کامیاب ہو لیکن جنگ کا نتیجہ مسلمانوں کی خواہش کے برعکس نکلا ایرانی کامیاب ہو گئے۔ رومیوں کی شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے یہ خبر سنی تو انہیں بہت دکھ ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ ان کا مطلب یہ

مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷ اَوَلَمْ

ظاہری چیز کو ۔۔۔ اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں ۔۔۔ کیا انہوں نے

[illegible] شکست کھا گئے۔ وھم من بعد غلبھم سیغلبون [illegible]
[illegible] لله الامر من قبل ومن بعد ويومئذ يفرح المؤمنون بنصر الله [illegible] ترجمہ [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے پہلے
بھی [illegible] جس کی چاہتا ہے۔

[illegible]

(روح المعانی [illegible] مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ تہران ایران)

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

کیا انہوں نے غور نہیں کیا اپنے دل میں کہ نہیں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مقررہ وقت تک کے لیے۔ اور بلاشبہ اکثر لوگ

النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اپنے رب کی ملاقات کے سخت منکر ہیں۔ کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ

تاکہ وہ دیکھتے کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ وہ زیادہ تھے

اس آیت کا یہ مفہوم بھی بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جن کا سارا فہم و فکر دنیا کی زندگی پر ہی ہے [illegible] جانتے [illegible] معروف ہوتے ہیں۔ اس معاملہ میں ان کا علم و دانش کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ تجارت، زراعت، صنعت و حرفت اور دیگر دنیوی امور میں ان کی مہارت [illegible] حیران کر دیتی ہے۔ لیکن یہی لوگ [illegible] عاقبت سوچنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور یہ نہیں [illegible] اس معاملہ میں ان کی آنکھیں [illegible] قوموں کی ہلاکت اور عاقبت پر [illegible] جاتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ومن البلية ان ترى لك صاحبا في صورة الرجل السميع المبصر
فطن بكل مصيبة في ماله واذا اصيب بدينه لم يشعر (قرطبی)

یہ بڑی مصیبت ہے کہ تیرا ایک دوست ہو جو عقل و دانش میں لاجواب ہے اور اپنے مال کی معمولی سے نقصان پر بھی بڑی عقلمندی کا ثبوت دیتا ہے لیکن دین پر آفت آ پڑے [illegible] ایمان کا [illegible] لٹ جائے تو اسے احساس تک نہیں ہوتا۔

ث کرۂ ارضی کی [illegible] [illegible] ظاہری [illegible] باطنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی صلاحیت ہر شخص میں یکساں نہیں ہوتی [illegible] صلاحیت بخشی جاتی ہے ان کے

مِنْهُمْ قُوَّةً وَّأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا

[illegible]

[illegible]

وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ

اور ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تھے۔ اللہ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۹ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا

خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے رہے تھے۔ پھر جن لوگوں نے برائی کی ان کا انجام برا ہوا

السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ اَللّٰهُ

برا ۱۴ کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ ہی

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

ابتدا کرتا ہے تخلیق کی پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جس روز

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا

برپا ہوگی قیامت مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی ۱۵ اور نہیں ہوں گے ان کے لیے ان کے شریکوں میں سفارشی اور وہ

گئیں تو حالات [illegible] کا آغاز [illegible] ہی ہو گیا اور [illegible] سے کوئی [illegible] ہی اس [illegible] تو [illegible] محسوس ہوگا۔

۱۴ یعنی کے دونوں پہلو سوء کی صفت ہے عاقبۃ جس کی جو مقدر ہے اور السُّوْٓآٰى کان کا اسم ہے اور بعض نے عاقبۃ کو مرفوع پڑھا ہے اور اسے کان کا اسم بنایا ہے اور السوآی کو خبر۔ عاقبۃ منصوب بھی پڑھا گیا ہے اس لیے کان کی خبر مانا ہے بعض علماء نے ان کا مطلب ہوا کہ برا انجام ان کا ہوا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تکذیب کی اور ان کا مذاق اڑایا۔ ان کی ان بداعمالیوں کے باعث انہیں برے انجام سے دوچار ہونا پڑا۔

۱۵ جب انسان لاجواب ہو جاتا ہے اس کے پاس اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں رہتی اور اس پر حیرت و مایوسی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے تو عرب کہتے ہیں ابلس الرجل اذا سکت و انقطعت حجته و قریب منه تحیر۔ (قرطبی) ابلاس کی کیفیت کی بڑی موثر تصویر کشی ہے۔

۱۶ یعنی جن معبودوں کو یہ اللہ کے معبود ہونے میں شریک ٹھہراتے تھے اور جن کی عبادت اس بنا پر کرتے تھے کہ وہ اس دن ان کی سفارش کریں گے۔

شُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿١٣﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿١٤﴾

اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن وہ جدا جدا ہو جائیں گے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿١٥﴾

تو جو ایمان والے تھے اور نیک عمل کرتے رہے تھے وہ باغ (جنت) میں مسرور و خرم ہوں گے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي

اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور جھٹلایا تھا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو تو وہ عذاب میں پکڑ کر حاضر

الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿١٦﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿١٧﴾

رکھے جائیں گے سو پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی جب تم شام کرو اور جب صبح کرو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿۱۸﴾

اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور (پاکی بیان کرو) سہ پہر کو اور جب تم دوپہر کرتے ہو۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي

نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ أَنْ

کے بعد اور یونہی (قبروں سے) تمہیں نکالا جائے گا۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَآ أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ

سے ایک یہ ہے کہ اس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر تم یکایک بشر بن کر (زمین میں) پھیلتے جا رہے ہو اور اس کی قدرت کی

[illegible]

[illegible]

[illegible] وحدہ لا شریک لہ۔

[illegible]

أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوٓا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ

[illegible] تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور پیدا کر دیے تمہارے

مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ

درمیان محبت اور رحمت [illegible] بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں اور اس کی

آيَٰتِهِ خَلْقُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ

نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق [illegible] اور رنگوں کا اختلاف۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میاں بیوی کے [illegible] جعل بینکم مودۃ و رحمۃ [illegible]

[illegible]

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ

[illegible]

وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

[illegible]

يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ

[illegible]

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

[illegible]

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ

[illegible]

بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سب اسی کے تابع فرمان ہیں اور وہی ہے جو

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ

تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر دوبارہ کرے گا اسے، اور دوبارہ بنانا اس پر آسان تر ہے اور اسی کے لیے ہے برتر شان

الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ع ضَرَبَ

ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے

لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

تمہارے لیے ایک مثال تمہارے ہی حالات میں سے، کیا تمہارے غلام تمہارے حصہ دار

[illegible]

[illegible]

مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

ہوتے ہیں اس حال میں کہ [illegible] برابر کے حصہ دار ہو [illegible] تم ان سے ڈرتے ہو

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۸

جیسے تم ڈرتے ہو جو تم میں ایک دوسرے سے [illegible] کھول کر بیان کرتے ہیں اپنی نشانیاں اس قوم کے لیے جو عقل رکھتی ہے

اب اس آیت کے معانی [illegible] من شرکاء [illegible] تمام مملوکات [illegible] [illegible] استفہام انکاری [illegible] شرکاء [illegible] [illegible] استفہام انکاری [illegible] مستقل [illegible] ما ملکت ایمانکم [illegible] فانتم فیہ [illegible] سواء [illegible] تصرف کا اختیار رکھتے ہیں۔

علامہ قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں [illegible] لکھا ہے کہ [illegible] تلبیہ [illegible] لبیک لا شریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک [illegible] یعنی اے اللہ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں سوا اس کے جس کو تو نے خود اپنا شریک بنایا ہے تو اس کا بھی مالک ہے اور اس چیز کا بھی تو مالک ہے جس کا وہ مالک ہے۔

[illegible] اسی حماقت کا ارتکاب کرتے ہیں جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] شریک بنا رہے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] اپنا شریک بنایا ہے [illegible] العیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الذی لا الہ الا ھو

بعض حضرات [illegible] آیت [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] رب العالمین [illegible] سید الاولین والآخرین [illegible] کے بندے اور اس کے رسول ہیں

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ

بلکہ پیروی کرتے رہے ظالم اپنی نفسانی خواہشات کی بغیر کسی دلیل کے پس کون ہدایت دے

مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

سکتا ہے اسے جسے گمراہ کر دیا اللہ نے اور ان لوگوں کا کوئی مددگار نہیں۔ پس آپ کر لیں اپنا رخ

حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ

اسلام کی طرف ہر ایک سے یکسو ہو کر، مضبوطی سے پکڑ لو اس کے دین کو جس کے مطابق اس نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے کوئی تبدیلی نہیں

۵۳ یہ لوگ نہ خود عقل سے کام لیتے ہیں نہ کسی خیرخواہ کی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ جہالت و بے خبری کے گھپ اندھیروں میں یہ سرگرداں و حیران بھٹک رہے ہیں۔ ایسے ہٹ دھرم اور کینہ پرور لوگ قطعاً اس کے مستحق نہیں کہ ہدایت کے دروازے ان کے لیے کھولے جائیں۔ وہ ہمیشہ اپنی مسلسل سرکشی کے باعث اس سعادت سے بہرہ ور ہونے کی صلاحیت کو کھو بیٹھے ہیں اور توفیق الٰہی سے وہ محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اب انہیں راہ راست پر نہیں لایا جا سکتا۔

۵۴ یہاں حضور کریم کو حکم دیا جا رہا ہے جب اللہ تعالیٰ کی وحدت اور اس کی قدرت کاملہ کے دلائل وضاحت سے ثابت ہو گئے، قیام قیامت کے دعویٰ پر ان کا انکار بے جا ہے۔ اب ہر طرف سے توجہ ہٹا کر اپنی توجہ کو اسی دین حق پر مرکوز کر دو۔ تمام انحرافات سے بچ کر ایک وحدت اور یکسوئی کو اپنا شعار بنا لو۔ مقصد یہ ہے کہ دین اسلام پر پوری طرح کاربند رہو اور اس کی تعمیل میں استقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ اقامۃ الوجہ للشئ عبارۃ عن الاھتمام بہ۔ یعنی جب کسی چیز کی طرف پوری توجہ کی جائے تو اس عبارت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حنیفاً حال ہے اور الحنف یہ ضمیر فاعل سے حال ہے۔ الحنف میل عن الضلال الی الاستقامۃ۔ گمراہی سے منہ پھیر کر ہدایت و راستی کی طرف متوجہ ہونے کو حنف کہتے ہیں جس طرح ہدایت سے منہ موڑ کر گمراہی کی طرف مائل ہونے کو جنف کہتے ہیں۔

۵۵ عرب جب کسی کام کی اہمیت ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں تو فعل کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے مفعول کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔ کلام میں جملہ جو زور پیدا ہوتا ہے وہ اصل جملہ سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں بھی فطرت اللہ سے پہلے الزموا فعل محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے۔ الزموا فطرۃ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی فطرت کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اس سے چمٹے رہو۔

فطرۃ کا معنی لغت میں خلقت ہے یعنی آفرینش، تخلیق۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم و عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فطرت اللہ سے مراد دین اسلام بیان فرمایا ہے۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

[illegible]

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾

[illegible]

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَرِحُونَ ﴿۳۲﴾ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ

اسی پر خوش ہیں ف اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو کچھ تکلیف تو پکارنے لگتے ہیں اپنے رب کو رجوع کرتے ہوئے

إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ

اس کی طرف پھر جب ان کو مزہ چکھاتا ہے اپنی رحمت کا اسی وقت ایک فرقہ ان میں اپنے

يُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ أَمْ

رب کے ساتھ شریک کرنے لگتا ہے ف تاکہ منکر ہو جائیں اس چیز سے جو ہم نے ان کو دی سو مزے اڑا لو آخر معلوم کر لو گے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انزلنا عليهم سلطنا فهو يتكلم بما كانوا به يشركون ۝ واذا

[illegible]

اذقنا الناس رحمة فرحوا بها وان تصبهم سيئة بما قدمت

[illegible]

ايديهم اذا هم يقنطون ۝ اولم يروا ان الله يبسط الرزق

[illegible]

[illegible] الی الخطاب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَاٰتِ

[illegible]

ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ

[illegible]

مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا۟ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَمَآ

[illegible]

اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾

[illegible]

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

سے کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ہے جو کر سکے ان کاموں میں سے کوئی ۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اور برتر

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي

ہے ان سے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں ۔ پھیل گیا ہے فساد بر اور بحر میں بسبب ان کرتوتوں کے جو لوگوں ۴۵

۴۵ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ

سے کیے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ چکھائے انہیں کچھ مزا ان کے بعض اعمال کا شاید وہ باز آجائیں آپ فرمائیے

سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ

سیر و سیاحت کرو زمین میں اور دیکھو کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے

كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ ﴿٤٢﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِن

ان میں سے اکثر مشرک تھے پس کرو اپنا رخ دین قیم کی طرف اس سے

قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿٤٣﴾

پہلے کہ آجائے وہ دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسے ٹلنا نہیں اس روز یہ لوگ جدا جدا ہو جائیں گے

ہو جانے کے بعد بھی کثرت کی طرح جاری ہیں۔ مادی ترقی کی ہوس کی بدولت جرائم پیشہ [illegible] سے معاشرے میں میاں بیوی کے درمیان اعتماد [illegible] کے [illegible] تیزی سے مفقود ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ماں باپ عیش کوشی کے باعث اولاد کی تربیت سے قاصر ہیں، غیر تربیت یافتہ اولاد بڑی ہو کر اپنے والدین کا ادب ملحوظ نہیں رکھتی بلکہ انہیں ایک ناقابل برداشت بوجھ خیال کرتی ہے۔ بڑھاپے کے دنوں میں بوڑھوں کے لیے [illegible] شفقت سے [illegible] محروم ہو گئی ہیں [illegible] کی چاہ [illegible] پیدا ہوا ہے۔ جب ہم [illegible] قوم کے حالات [illegible] اسلام [illegible] کوئی وقت محسوس نہیں ہوتی۔

؎ یعنی اپنے نبی [illegible] ان لوگوں سے [illegible] کہ [illegible] محسوس کریں۔ پہلے گناہوں، بدکاریوں کی سزا دی [illegible]۔ اور اس میں حکمت ہے کہ شاید وہ لوگ اپنے اعمال بد کی تباہ کاریوں سے عبرت حاصل کریں اور موت سے قبل ہی اصلاح کر لیں۔

؎ مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کے دوران تم نے ایسے ایسے اجڑے ہوئے مقامات دیکھے ہوں گے جن کے ویران اور سنسان کھنڈرات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہاں بسنے والوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا [illegible] ظلم و ستم کی [illegible] کے عالی شان محلات [illegible] تاراج [illegible] کر کے رکھ دیا [illegible] عبرت کا باعث ہے [illegible] ہر جگہ [illegible] اور اس دن سے پہلے پہلے اپنی اصلاح کر لو جسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ علامہ راغب اصفہانی نے الدین القیم کی یہ تشریح کی ہے [illegible]

؎ اس دن کی ایک خصوصیت یہ ہوگی کہ اس روز [illegible] کی تقسیم [illegible] امیر و فقیر، شاہ و گدا [illegible] ہوں گے۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ

جس نے کفر کیا تو اسی پر ہے اس کے کفر کا وبال اور جنہوں نے نیک عمل کیے تو وہ اپنے لیے ہی راہ ہموار

يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

کر رہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ جزا دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اپنے فضل و کرم سے

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ

بیشک وہ پسند نہیں کرتا کافروں کو اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو

وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ

(بارش کا) مژدہ سنانے ہوئے نیز تاکہ وہ تمہیں چکھائے اپنی رحمت سے اور تاکہ چلیں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تم تلاش کرو

بلکہ کفر و اسلام پر ہوگی۔ کفر کرنے والوں کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

یصدعون کا مادہ الصدع ہے جس کا معنی پھاڑ دینا۔ الصدع الشق یقال صدعتہ فانصدع [illegible] تصدع القوم تفرقوا (ر)۔ انصدع [illegible] کا معنی پھٹ جانا ہے اور تصدع القوم کا معنی ہے قوم کا پراگندہ ہونا۔ مختلف گروہوں میں بٹ جانا۔

ؔ جو لوگ کفر اختیار کرتے ہیں وہ خود اپنا ہی [illegible] کرتے ہیں اور جو لوگ نیکی کو اپنا شعار بناتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اپنے [illegible] اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا انہی پر نزول ہوگا۔

یمہدون کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں: ومنہ مہد الصبی والمہاد: الفراش وقد مہدت الفراش مہدا بسطتہ و وطاتہ۔ یعنی بچے کے بچھونے کو مہد اور بستر کو مہاد کہتے ہیں۔ بستر بچھانے [illegible] کو مہدت الفراش سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس آیت میں یمہدون کا معنی ہوگا کہ وہ اپنی ابدی آرام گاہ کو درست کر رہے ہیں۔ [illegible] لا [illegible] الآخرۃ [illegible] (قرطبی)۔ علامہ جوہری نے بھی [illegible] اس لفظ کی یہی تشریح کی ہے۔

ؔ اس آیت میں من فضلہ کا لفظ آپ کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ اگرچہ اہل ایمان کے ایمان اور صالحین کے عمل صالح کا شرف و کمال بجا ہے [illegible] اس کا فضل و کرم [illegible] کوئی شخص اپنی [illegible] اس کی ایک [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] فرمایا: سددوا وقاربوا وابشروا فانہ لا یدخل احدا الجنۃ عملہ قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ بمغفرۃ ورحمتہ

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا

اس کے فضل سے اور تاکہ تم شکر ادا کرو ؎ اور بیشک ہم نے بھیجے آپ سے پہلے بہت سے

اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

ان کی قوموں کی طرف پس وہ لے کر آئے ان کے پاس روشن دلیلیں۔ پس ہم نے بدلہ لیا ان سے جنہوں نے جرم کیے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ

اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے اہل ایمان کی امداد فرمانا ؎ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا

پس وہ اٹھاتی ہیں بادلوں کو پس اللہ تعالیٰ پھیلا دیتا ہے اسے آسمان پر جس طرح چاہتا ہے اور بنا دیتا ہے اسے

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

ٹکڑے ٹکڑے پھر تو دیکھتا ہے بارش کے قطرے نکلتے ہیں اس کے درمیان سے پھر جب پہنچاتا ہے اسے جسے چاہتا ہے

[illegible]

ترجمہ: وہ راہ راست اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پا جائے اور توفیق رہے کیونکہ کسی کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کا عمل بھی؟ فرمایا: ہاں میرا عمل بھی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل مغفرت و رحمت میں ڈھانپ لے۔

؎ اب پھر اپنی قدرت عظیم کے دلائل باہرہ کا بیان ہو رہا ہے

؎ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی عزت افزائی کی ہے یعنی اہل ایمان کی مدد کرنا اپنا شیوہ بنا لیا ہے قرآن نے بھی ان کی مدد فرمائی اور ہر میدان میں ان کی فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں صحیح ذکر کرتا ہے

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من مسلم یرد عن عرض اخیہ الا کان حقا علی اللہ تعالیٰ ان یرد عنہ نار جہنم یوم القیامۃ ثم تلا وکان حقا علینا نصر المؤمنین۔

ترجمہ: میں نے حضور کریم کو فرماتے سنا کہ جو مسلمان اپنے بھائی کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہو جاتا ہے کہ روز قیامت اسے آتش جہنم سے بچائے۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت کی۔

مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

اپنے بندوں سے اسی وقت وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے کہ اتاری

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ

جائے ان پر بارش بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ پس ذرا غور سے دیکھو رحمت

اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ

الٰہی کے آثار کی طرف کیسے زندہ کر دیتا ہے زمین کو اس کی موت کے بعد، بیشک وہی زندہ کرنے والا ہے مردوں کو

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا

اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور اگر ہم بھیج دیں کوئی ہوا، پھر وہ دیکھیں کھیتی کو زرد

لَّظَلُّوْا مِنْ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ

ہوتے ہوئے تو لگ جاتے ہیں اس کے بعد ناشکری کرنے۔ پس آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ آپ بہروں کو

ایسی ہوا بھیجتا ہے جو بادل کو اٹھا کر لے جاتی ہے اور پھر اسے ان میں سے ذرا کھینچ کر لے جاتا ہے تیز ہوا اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے جیسا کہ کِسَفًا، کِسْفَۃ کی جمع ہے اس کا معنی ٹکڑا ہے۔ الودق: بارش

ایسی ہوا بھی کبھی کبھی چلتی ہے کہ جب چلتی ہے تو سرسبز و شاداب کھیت زرد ہو کر خشک ہونے لگتے ہیں۔

اس آیت میں موتیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مر چکے ہیں، کفر و شرک پر اصرار کے باعث جن کی عقل و فہم کے چراغ بجھ گئے ہیں اور کسی بات میں سمجھنے اور ماننے کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے۔ علامہ ابن العربی آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی موتیٰ القلوب هم الكفار. علامہ بغوی فرماتے ہیں یعنی الكفار وهم موتى القلب. علامہ قرطبی نے بھی موتی القلوب کہا ہے۔ اور الصم سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے کان بہرے ہو چکے ہیں، جنہوں نے اپنے کانوں میں تعصب کی ٹھونسیاں ٹھونس دی ہیں تاکہ انہیں حق کی صدا سنائی نہ دے۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ توحید پر محکم دلائل ان کے سامنے پیش کیے گئے، روشن اور واضح دعوت حق دی گئی اس کے باوجود یہ کفر پر اڑے ہوئے ہیں تو ان کے اس طرز عمل سے اے محبوب! آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں، ان کے دل مر چکے ہیں، ان کے کانوں سے سننے کی طاقت سلب ہو گئی ہے۔ آپ نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کر دیا ہے اور اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ اگر یہ کفر و شرک کے اندھیروں سے باہر

میں پھینکا جاتا ہے اُن کی قسمت۔

آج کل یہ بحث بڑے زوروں پر ہے کہ حیات کیا ہے اور موت کی حقیقت کیا ہے۔ حالانکہ موت کے متعلق ہر مکتب فکر کے علماء اپنے اپنے طور پر دلائل پیش کرتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرتے ہوئے اپنے اعتقاد کے مطابق آیات قرآنیہ، احادیث طیبہ اور علمائے راسخین کے اقوال سے جو کچھ سمجھا ہوں وہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہر دو سے بچائے اور راست روی کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ حق کی توفیق اور راستی کی پہچان اسی کے فضل اور کرم سے حاصل ہے۔

یہ مسئلہ بہت قدیم سے متنازعہ فیہ ہے جس کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ چنانچہ بڑے بڑے علماء نے اس کی تحقیق کا حق ادا کیا ہے لیکن جس شخص نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے وہ علامہ ابن قیم ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ کے مختلف گوشوں کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے مطالعہ کے بعد ان کی تحقیق یہاں پیش کی جاتی ہے۔

سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ موت کیا چیز ہے۔ اس کا مفہوم کیا ہے۔ علامہ مذکور لکھتے ہیں کہ موت عدم محض اور فنائے مطلق نہیں بلکہ انسان کا ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو جانے کو موت کہتے ہیں۔ ان الموت ليس بعدم محض وانما هو انتقال من حال الى حال (کتاب الروح صفحہ ۳۳)

اللہ تعالیٰ نے شہداء کے متعلق فرمایا ہے کہ احیاء عند ربهم یرزقون فرحین۔ یعنی جن لوگوں کو کفار قتل کر دیتے ہیں تو ہم کو وہ مردہ نظر آتے ہیں، وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور خوش اور مسرور رہتے ہیں جب ظاہر ہے کہ موت طاری ہونے کے بعد شہداء کا یہ حال ہے تو حضرات انبیاء کا جن کا مرتبہ شہداء سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے، ان کی کیا کیفیت ہوگی۔ علامہ ابن قیم نے حیات انبیاء پر متعدد دلائل بیان کیے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ شب معراج بیت المقدس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات انبیاء کرام کے ساتھ ہوئی۔

۲۔ اسی سفر معراج میں مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء سے ملاقات ہوئی۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بار بار ملاقات اور نمازوں کی تعداد پچاس سے گھٹا کر پانچ کرنے کا واقعہ تو ہر خاص و عام کے علم میں ہے۔

ان دلائل کے ذکر کرنے کے بعد ابن قیم لکھتے ہیں: فحصل من جملة القطع بان موت الانبياء انما هو راجع الى ان غيبوا عنا بحيث لا ندركهم وان كانوا موجودين احياء (کتاب الروح صفحہ ۳۳) کہ ان مشاہدات کے علاوہ دوسرے دلائل سے بھی یہ امر قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ انبیاء کرام کی موت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں ہم ان کو نہیں پا سکتے حالانکہ وہ موجود ہیں۔

موت کا مفہوم ذہن نشین کر لینے کے بعد اب آپ یہ سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ موت کے بعد روح اور جسم کا باہمی تعلق کیسے باقی رہتا ہے اس کے بارے میں علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ جسم کے ساتھ روح کے تعلق کی پانچ حالتیں ہیں۔ ہر حالت پر مختلف احکام مرتب ہوتے ہیں۔ (۱) شکم مادر میں جب جسم میں روح پھونکی جاتی ہے۔ (۲) جب انسان اس جہان میں قدم رکھتا ہے۔ (۳) حالت خواب میں۔ (۴) برزخ میں اگرچہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے لیکن یہ جدائی کلی نہیں ہوتی بلکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ کسی نہ کسی طرح باقی رہتا ہے منقطع

به في البرزخ ولها بان مرتبته و تجردت عنه فانها لم تطرقه فرادا فحلف حيث لا يبقى بها الثقات اليه البتة اور اسی تعلق کی وجہ سے وہ اپنے زائر کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس کا سے علم ہوتا ہے۔ تفصیل بیان آگے آ رہا ہے۔

(۱) برزخ میں روح کے بدن سے تعلق کی بنا پر اس تعلق کے متعلق علماء لکھتے ہیں۔ فهو احسن انواع التعلق و هو تعلق لا يقبل معه البدن موتا ولا نوما ولا فسادا۔ یعنی روح کا جسم کے ساتھ یہ تعلق تمام تعلقات سے اکمل ہے کیونکہ اس کے بعد نہ موت آتی ہے نہ نیند آتی ہے اور نہ اس کے عناصر میں فساد واقع ہوتا ہے۔

موت کے بعد جسم سے روح کا مفارقت کا مقام کہاں ہے؟ اس کے متعلق علماء سے قریب سو قول ملتے ہیں جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ موت کے بعد روح بھی معطل ہو جاتی ہے جسم کی دوسری صفات علم، قوت وغیرہ کی طرح ختم ہو جاتی ہے یعنی اس کی ایک صفت ہے جسم کے فنا ہونے سے جس طرح دوسری صفات فنا ہو جاتی ہیں اسی طرح روح بھی فنا ہو جاتی ہے لیکن یہ قول صریحاً باطل ہے۔ کتاب و سنت اور اجماع صحابہ کے علاوہ دلائل عقلیہ بھی اس کی تردید کرتے ہیں۔ يا أيتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي (اے اطمینان والی جان) اپنے رب کی طرف واپس چل یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔ یہاں خطاب نفس مطمئنہ سے ہو رہا ہے اور اس وقت ہو رہا ہے جب وہ جسم سے الگ ہو رہی ہے اگر روح کا اپنا مستقل وجود نہ ہوتا تو پھر اس سے خطاب کیسے کیا جاتا۔ احادیث کثیرہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ روح کا اپنا مستقل وجود ہے۔ وهو قول لم يقل به احد من سلف الامة ولا من الصحابة والتابعين ولا ائمة الاسلام (ابن القیم) یعنی یہ ایسا قول ہے جسے سلف صالحین میں سے کسی نے تسلیم کیا ہے نہ صحابہ، تابعین اور ائمہ اسلام کا یہ خیال ہے۔

۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس بارے میں یہ قول ہے کہ مومنین کی ارواح برزخ میں ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ ان ارواح المومنين في برزخ من الارض تذهب حيث شاءت هذا مروي عن سلمان الفارسي والبرزخ هو الحاجز بين شيئين وكان سلمان اراد بها في ارض بين الدنيا والآخرة مرسلة هناك تذهب حيث شاءت

برزخ کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں البرزخ هو الحاجز بين الشيئين دو چیزوں کے درمیان جو چیز حائل ہو اس کو برزخ کہا جاتا ہے۔ یہاں برزخ سے مراد دنیا اور آخرت کا درمیانی جہان ہے۔

۔ فالبرزخ هاهنا ما بين الدنيا والآخرة۔

تیسرا قول: مومنین کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب ہیں اور کفار کی روحیں آپ کی بائیں جانب۔

چوتھا قول: ابو محمد بن حزم کا قول یہ ہے کہ اجسام کے پیدا کرنے سے پہلے روحیں جہاں تھیں موت کے بعد پھر وہیں چلی جاتی ہے۔ ان مستقرها حيث كانت قبل خلق اجسادها۔

پانچواں قول: بعض نے یہ کہا کہ مومنین کی روحیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتی ہیں۔ اس سے زیادہ ان لوگوں نے کچھ کہنے کی جرأت نہیں کی اور چونکہ قرآن میں ہے ادب اور احترام کے تقاضے کے پیش نظر اتنا کہنے پر ہی توقف کرتے ہیں۔ ارواح المومنين عند الله ولم يزيدوا على ذلك تأدبا مع لفظ القرآن حيث يقول الله عز وجل بل احياء عند ربهم يرزقون۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان کے علاوہ مصنف نے متعدد دوسرے اقوال ذکر کیے ہیں جن میں سے بعض سراسر باطل ہیں اور بعض کی کچھ تاویل کی جا سکتی ہے۔ آخر میں علامہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ ان متعدد اقوال میں سے تم کس مذہب کو قبول کرتے ہو جس کے مطابق اعتقاد رکھا جائے تو جواب میں کہا جائے گا کہ ساری روحیں یکساں نہیں ہیں ان میں بڑا تفاوت ہے روحوں کی تفاوت کی وجہ سے ان کی منزلیں جدا جدا ہیں اور مختلف احادیث میں روحوں کے مختلف ٹھکانوں کا جو ذکر ہے ان میں تضاد نہیں بلکہ مختلف روحوں کے مختلف مقامات ذکر کیے گئے ہیں۔ اس بحث کو سمیٹتے ہوئے علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ ارواح اور بدن کے احکام اور حالات مختلف ہیں۔ نیز جنت میں ہونے کے باوجود اس کا قبر سے اور اس میں مدفون جسم سے اتصال رکھتی ہے اور چڑھنے اترنے میں، ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے میں اس کی سرعت رفتار کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا اور اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) آزاد روحیں (۲) مقید روحیں (۳) علوی روحیں (۴) سفلی روحیں۔

وللروح شأن آخر غير شأن البدن، وانها مع كونها في الجنة فهي في السماء، وتتصل بفناء القبر وبالبدن فيه وهي اسرع شئ حركة وانتقالا وصعودا وهبوطا وانها تنقسم الى مرسلة ومحبوسة وعلوية وسفلية (كتاب الروح ص ۱۴۲)

احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے کہ صاحب مزار اپنے زائر کو پہچانتا ہے اور اس کی آواز سنتا ہے۔ ان میں سے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) اخرج الشیخان وغیرهما من طریق قتادة عن انس قال قال النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم ان العبد اذا وضع فی قبره وتولی عنه اصحابه انه یسمع قرع نعالهم۔

ترجمہ: امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست دفن کرنے کے بعد واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

(۲) اخرج ابن ابی شیبة والطبرانی فی الاوسط وابن حبان فی صحیحه والحاکم والبیهقی فی حدیث ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم والذی نفسی بیده ان المیت اذا وضع فی قبره انه یسمع خفق نعالهم حین یولون عنه۔

ترجمہ: ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جب میت کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ اسے دفن کر کے واپس لوٹنے والوں کی جوتیوں کی آہٹ سنتی ہے۔

(۳) اخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب القبور عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من رجل یزور قبر اخیه ویجلس عنده الا استأنس به ورد علیه حتی یقوم۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحب مزار اس سے بڑی راحت حاصل کرتا ہے اور وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(۴) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال اذا مر الرجل بقبر یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام وعرفہ واذا مر بقبر لا یعرفہ فسلم علیہ ورد علیہ السلام (رواہ البیہقی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے جاننے والے کی قبر پر گزرتا ہے اور اسے سلام کہتا ہے تو صاحب مزار اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اسے پہچانتا بھی ہے اور اگر کسی ایسے شخص کی قبر پر گزرتا ہے جس سے جان پہچان نہ تھی اور اسے سلام کہتا ہے تو قبر والا اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(۵) یہی الفاظ علامہ ابن عبدالبر نے بروایت ابن عباس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیے ہیں۔

یہ احادیث اور ان کے علاوہ متعدد کی مزید نقل کرنے کے بعد علامہ ابن قیم نے سماع موتی کے متعلق اپنی تحقیق کا ماحصل ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں: والسلف مجمعون علی ھذا وقد تواترت الآثار عنھم بان المیت یعرف زیارۃ الحی لہ ویستبشر بہ یعنی سلف صالحین کا سماع موتی پر اجماع اور اتفاق ہے اور ان حضرات سے تواتر کے ساتھ ایسی روایات مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کی زیارت کے لیے جب کوئی شخص آتا ہے تو میت کو اس کی آمد کا علم ہوتا ہے اور اس سے اسے خوشی حاصل ہوتی ہے۔

علامہ شامی [illegible] نے کلام میں اس مسئلہ کی خوب تحقیق کی ہے متعدد احادیث اور اقوال [illegible] نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

والذی یحصل من مجموع النصوص واللہ اعلم ان سماع الموتی ثابت فی الجملۃ بالاحادیث الکثیرۃ الصحیحۃ

یعنی ان متعدد روایات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صحیح اور کثیر التعداد احادیث سے سماع موتی کا مسئلہ ثابت ہے۔ علامہ [illegible] یہ ثابت کرنے کے بعد [illegible] نے ان آیات کا مفہوم پیش کیا ہے جن سے بظاہر سماع موتی کی نفی ہوتی ہے۔

[illegible] صاحب کے [illegible] سے لکھتے ہیں کہ افعال کی دو قسمیں ہیں (۱) افعال عادیہ یعنی جن کا وقوع عادت کے مطابق اسباب ظاہری کے پائے جانے سے ہوتا ہے مثلاً کسی نے کسی پر بندوق سے فائر کیا اور وہ مر گیا ایسے افعال کی نسبت اس بندوق چلانے والے کی طرف کی جاتی ہے (۲) افعال غیر عادیہ یعنی ظاہری اسباب و علل کے پائے جانے کے بغیر وقوع پذیر ہوتے ہیں جیسے کسی نے کنکریوں کی مٹھی پھینکی اور لشکر کو شکست دے دی۔ ایسے افعال کی نسبت اس ظاہری فاعل کی طرف نہیں کی جاتی بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے جیسے ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔

یہاں بھی آیت زیر بحث میں وہی بات ہے اس کے اوپر سننے کی کا انکار ہے [illegible] [illegible] کے لیے ظاہری سبب ہوا ہے [illegible] اگر حق ہے تو اس کا [illegible] نہیں کیونکہ ہو کے [illegible] موجود [illegible] سنا دینا [illegible] نہیں۔ چنانچہ ان آیات میں اس بات کی نفی نہیں کی گئی کہ میت نہیں سنتی بلکہ اس کی نفی کی گئی کہ تم نہیں سنا سکتے۔ ما انت بمسمع من فی القبور میں یہ تو ہرگز ثابت نہیں کہ جو تم نہیں سنا سکتے اسے خدا بھی نہیں سنا سکتا۔ اس کی قدرت اسباب اور علل کی محتاج نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

سید انور شاہ صاحب فیض الباری شرح بخاری میں رقمطراز ہیں:

ولہ جواب آخر وھو ان النفی فی الآیۃ ھو الاسماع دون السماع (فیض الباری جلد دوم ص ۳۲)

علامہ موصوف اسی کتاب کی اسی جلد کے صفحہ ۶۰۳ پر تحریر فرماتے ہیں:

اقول: والاحادیث فی سماع الاموات قد بلغت مبلغ التواتر وفی حدیث صححه ابن عبد البر ان احدا و سلم علی المیت فانه یرد علیه و یعرفه ان کان یعرفه فی الدنیا۔

ترجمہ: میں (ابن عابدین شامی) کہتا ہوں کہ سماع موتی کے ثبوت کے بارے میں احادیث حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں ابن عبد البر نے جس حدیث کی تصحیح کی ہے کہ جب کوئی شخص میت کو سلام دیتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے اور اگر صاحب قبر اس کو دنیا میں پہچانتا تھا تو اب بھی وہ اس کو پہچان لیتا ہے۔ اکابر علماء دیوبند کی تصریحات کا مطالعہ آپ نے فرمایا، معلوم نہیں اب ان کے شاگرد اور پیروکار اپنے ان بزرگوں کے عقیدہ کے برعکس سماع موتی کا انکار کیوں کرتے ہیں اور اولیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہونے والوں پر بلاوجہ شرک کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں۔

بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ آیات میں مطلق سماع کی نفی نہیں بلکہ ایسے سماع کی نفی ہے جو سبب ہدایت اور نفع رساں ہو، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سماع موتی کلام الخلق قاطبة   قد صح فیها لنا الآثار بالکتب

وآیة النفی معناها سماع هدی   لا یسمعون ولا یصغون للادب

ترجمہ: میت کا لوگوں کے کلام کو سننا صحیح دلائل سے ثابت ہے، اور جن آیات میں سننے کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد ایسا سماع ہے جو ہدایت کا باعث ہو اور نفع رساں ہو۔

جنگ بدر میں جب بڑے بڑے مشرکین کو ہلاک کر دیا گیا ابوجہل، عتبہ وغیرہ تو مشرکین کی لاشیں ایک گڑھے میں پھینک دی گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے گئے اور ایک ایک کا نام لے کر فرمایا: یا فلان بن فلان، یا فلان بن فلان، هل وجدتم ما وعدکم ربکم حقا فانی وجدت ما وعدنی ربی حقا؟ اے فلاں فرزند فلاں، اے فلاں پسر فلاں! کیا عذاب کا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا کیا اس کو تم نے سچا پایا؟ مجھ سے میرے رب نے نصرت و کامرانی کا جو وعدہ میرے ساتھ فرمایا تھا میں نے تو اسے سچا پایا۔

قال له عمر یا رسول الله ما تخاطب من اقوام قد جیفوا۔

حضرت عمر نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ایسے لوگوں کو خطاب فرما رہے ہیں جو بے جان لاشے ہیں۔

فقال والذی بعثنی بالحق ما انتم باسمع لما اقول منهم ولکنهم لا یستطیعون جوابا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری بات تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اس حدیث سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان تو مسلمان کفار و مشرکین کے مردے بھی سنتے ہیں۔

سماع موتی کے منکرین نے اس حدیث کے جواب میں کہا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اس لیے یہ حدیث اس مسئلہ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ معترضین یہ بھول گئے ہیں کہ جمہور محدثین نے حضرت صدیقہ کی اس تاویل کو قبول نہیں کیا بلکہ حضرت ابن عمر کی روایت کو قبول کیا ہے کیونکہ اسے بہت سے صحابہ کی تائید حاصل ہے جو خود اس موقع پر حاضر تھے اور حضرت صدیقہ اس موقع پر موجود نہ تھیں۔ نیز ام المومنین نے سماع موتی کی نفی پر اس آیت سے انک لا تسمع الموتی سے استدلال کیا ہے اس کا

جواب جمہور محدثین نے انہی الفاظ دیا ہے :

واما الجواب عن قوله تعالى انك لا تسمع الموتى فمعناه لا تسمعهم سماعا ينفعهم او لا تسمعهم الا ان يشاء الله ۔ یعنی تم ان کو کوئی ایسی بات نہیں سنا سکتے جو انہیں نفع پہنچائے یا تم بجز اللہ تعالیٰ کی مشیت کے انہیں کچھ بھی نہیں سنا سکتے۔

کتب حدیث میں ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے حضرت صدیقہؓ کا اس مسئلہ سے رجوع ثابت ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک روایت وہ ہے جو ابن اسحٰق نے مغازی میں یونس بن بکیر سے جید سند سے نقل کی ہے جس کے الفاظ بعینہ حدیث ابی طلحہ جیسے ہیں۔

وفي مغازي ابن اسحاق رواية يونس بن بكير باسناد جيد عن عائشة مثل حديث ابي طلحة وفيه ما انتم باسمع لما اقول منهم یعنی تم میری بات ان سے زیادہ نہیں سن سکتے۔

اس کے علاوہ علامہ ابن عبدالبر نے حضرت صدیقہؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

قال ابن عبدالبر من حديث عائشة رضي الله تعالى عنها انها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من رجل يزور قبر اخيه ويجلس عنده الا استانس به حتى يقوم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحب مزار کو اس سے بڑی تسکین اور راحت ملتی ہے یہاں تک کہ وہ وہاں سے اٹھ جائے۔

اس روایت سے بھی حضرت صدیقہؓ کا رجوع ثابت ہوتا ہے

علامہ شامی نے سماع موتی کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ محمود آلوسی صاحب روح المعانی کی یہ عبارت بھی نقل کی ہے۔

قال العلامة الالوسي البغدادي والحق ان الموتى يسمعون في الجملة حق یہ ہے کہ مردے یقیناً سنتے ہیں اور اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ فتح الملہم جلد دوم ص ۴۰۰

علامہ ابن کثیر نے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو صحیح بتایا ہے کہ اس کی تائید دیگر شواہد کثیرہ سے ہوتی ہے

والصحيح عند العلماء رواية عبد الله بن عمر لما لها من الشواهد على صحتها من وجوه كثيرة ۔ تفسیر ابن کثیر ص ۴۳۸

حجرۂ مقدسہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن ہونے سے پہلے حضرت صدیقہؓ کا یہ معمول تھا کہ جب زیارت کے لیے حاضر ہوتیں تو زیادہ اہتمام نہ کرتیں، فرماتیں یہاں ایک میرے شوہر ہیں اور دوسرے میرے والد محترم، مجھے پردہ کی ضرورت نہیں لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وہاں دفن ہونے کے بعد جب سلام پیش کرنے کے لیے حاضر ہوتیں تو بڑے اہتمام سے سر کو اچھی طرح سے ڈھانپ کر حاضر ہوتیں۔

علامہ ابن کثیر ہی سورۂ روم کی تفسیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

والسلف مجمعون على هذا وقد تواترت الآثار عنهم بان الميت يعرف بزيارة الحي له ويستبشر

یعنی سلف صالحین کا اس بات پر اجماع ہے اور متواتر روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ میت اپنے زیارت کرنے والے کو پہچانتی ہے اور اس سے خوش ہوتی ہے۔

الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَآ أَنتَ بِهٰدِ الْعُمْىِ عَنْ

سنا سکتے ہیں (اپنی) پکار (خصوصاً) جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں اور نہ آپ ہدایت دے سکتے ہیں اندھوں کو

ضَلٰلَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِـَٔايٰتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝

ان کی گمراہی سے۔ آپ نہیں سنا سکتے مگر صرف انہیں جو ایمان لانے والے ہیں ہماری آیتوں پر پس وہی فرمانبردار ہیں ۵۳

اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۢ بَعْدِ ضَعْفٍ

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں (ابتداءً) کمزور پیدا فرمایا ۵۴ پھر عطا کی (تمہیں) کمزوری کے بعد

علامہ مذکور نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں کئی دیگر مسائل بھی شرح و بسط سے بیان کیے ہیں۔ جن کا مطالعہ حق کی جستجو کرنے والوں کے لیے بہت مفید ہے۔

۵۳ آیت کریمہ کے اس جملے سے یہ بات واضح کر دی کہ یہاں موتیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مر چکے ہیں اور الصم بہرے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل کے کان حق بات سننے سے بہرے ہو چکے ہیں اور العمی اندھے سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل کی آنکھیں نور حق دیکھنے سے عاری ہو چکی ہیں۔ اور سماع سے مراد فقط سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جو نفع مند اور مفید ہو۔ چنانچہ علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ای وضحت الحجج یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکن لالفهم تقلید الاسلاف فی الکفر ماتت عقولهم وعمیت بصائرهم فلا یتہیأ لک اسماعهم وهدایتهم وهذا رد علی القدریة (القرطبی)

یعنی اے محبوب! آپ نے حق کو دلائل کے ساتھ واضح کر دیا ہے لیکن وہ اپنے کفر اور شرک آباؤ اجداد کی اندھی تقلید میں اتنے مگن ہیں کہ ان کی عقلیں مر چکی ہیں ان کی بصیرت اندھی ہو گئی ہے۔ پس آپ نہ انہیں سنا سکتے ہیں اور نہ ہدایت دے سکتے ہیں۔ اس آیت سے قدریہ کی تردید ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب فاطر السموٰت والارض انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین

۵۴ اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کاملہ کی ایک اور دلیل پیش کی جا رہی ہے جس میں اگر قاری نگاہ کائنات کی دوسری نشانیوں تک نہیں پہنچ سکتی کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے دیگر دلائل و شواہد سے استفادہ کرنے سے قاصر ہو تو کم از کم اپنی ذات پر ہی نگاہ ڈالو۔ جب تم پیدا ہوئے تمہاری نازکی اور بے بسی کی کیا کیفیت تھی، پھر تدریجاً تم جوان ہونے لگے پھر تمہاری جسمانی اور عقلی قوتیں پختہ شباب کو پہنچ گئیں، لیکن اس کے بعد یہ تمہاری ظاہری اور باطنی قوتوں میں کمزوری اور بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونے لگے یہاں تک کہ تم اپنا مقررہ وقت ختم کرنے کے بعد موت کی آغوش میں جا پہنچے۔ زندگی کے اس مختصر عرصہ میں جن گوناگوں حالات سے تمہیں دوچار ہونا پڑا، تم خود ہی غور کرو یہ حیرت انگیز تبدیلیاں تمہارے اختیار میں

قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ

قوت، پھر بنا دیا قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دے دیا پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے

وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ

اور وہی سب کچھ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی قسمیں کھائیں گے مجرم ؂

مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ

کہ نہیں ٹھہرے وہ (وہاں) مگر ایک گھڑی، یونہی وہ دھوکہ کھایا کرتے تھے اور کہیں گے وہ لوگ

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ؗ

جنہیں علم اور ایمان دیا گیا تھا یقیناً تم ٹھہرے رہے ہو نوشتۂ الٰہی کے مطابق روزِ حشر تک ؃

ذرا اپنی زندگی کے ان ادوار پر غور کرو۔ اگر تم نے غور سے مطالعہ کیا ہو تو تم بھی اپنے رب کی الوہیت کا انکار نہ کر سکو گے بلکہ صدق دل سے اس کی عظمت اور کمال کے سامنے سربسجود ہو جاؤ گے اور شرح صدر سے پورے یقین کے ساتھ یہ اعلان کرو گے کہ میرا خدا وہ ہے جس کو علیم کہا جاتا ہے یعنی کوئی شے اس کے علم سے پوشیدہ نہیں اور اس کی قدرت کے سامنے کوئی چیز مشکل نہیں۔

آیت میں من ضعف کا یہ مفہوم بھی بتایا گیا ہے کہ انسان کی تخلیق کمزور مادے سے ہوئی ہے۔ ای من نطفة ضعيفة مهين سے بھی کیا گیا ہے کہ انسان کی پیدائش ایسی حالت میں ہوتی ہے جب کہ وہ بالکل بے بس اور ناتواں ہوتا ہے۔ ای من حال ضعف وعجزها عاجز حيلة في ذاته ای حال الطفولية والصغر۔

؂ روز حشر جب لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے حساب کے لیے پیش کیا جائے گا تو وہ قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں بس گھڑی بھر رہے ہیں۔ ہم سے اتنی مدت کا حساب کیوں کیا جا رہا ہے۔ ان کی یہ کذب بیانی قابل تعجب نہیں کیونکہ ان کا تو یہ پرانا دستور ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور اپنے صحیح عقائد کا انکار کر دیتے ہیں۔

یؤفکون کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

ای کذلک کانوا یکذبون فی الدنیا - یعنی دنیا میں بھی جھوٹ بولا کرتے تھے۔

پھر لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص بھلائی اور سچائی سے روگرداں ہو جائے تو اہل عرب کہتے ہیں - افک الرجل، اور وہ زمین جس میں بنجر ہو جائے اس کو ارض مأفوکة کہا جاتا ہے۔

؃ اہل علم اور اہل ایمان ان کی اس کذب بیانی کی فوراً تردید کر دیں گے۔

فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ

پس یہ ہے یوم حشر لیکن تم نہیں جانتے تھے پس اس دن نہ نفع دے گی

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

ظالموں کو ان کی معذرت اور نہ ان سے [illegible] اور بے شک ہم نے بیان کیں

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ

لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں اور اگر آپ لے آئیں ان کے پاس کوئی

لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ

نشانی تو ضرور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا نہیں ہو تم مگر باطل پر یونہی مہر لگا دیتا ہے اللہ

عَلٰي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ

ان لوگوں کے دلوں پر جو نہیں جانتے سو آپ صبر کریں بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور

[illegible]

یہاں اگرچہ خطاب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن اس سے مراد حضور کی امت ہے۔ والخطاب [illegible]

لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٦٠﴾

آپ کو بے چین نہ کریں وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے ۶۲

امتحان کے میدان میں ابتلاء و آزمائش کے مرحلے [illegible] ہیں تو صبر اور استقلال سے کام لیجئے رب تعالیٰ کی نصرت آئے گی اور یقیناً آئے گی جو باطل قوتوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دے گی اور [illegible] ہو جائے گی۔

۶۲ کسی کا بوجھ ہلکا کرنا اور کسی کو [illegible] کرتے ہیں۔ علماء یستخفون کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: استخف فلان بفلان اذا استجهله حتی حمله علی اتباعه فی الغی۔ یعنی فلاں شخص نے فلاں کو بے وقوف بنایا اور اسے راہ حق سے ہٹا کر گمراہی کے رستے پر گامزن کر دیا جس پر وہ خود چل رہا تھا۔

اس آیت میں لا یوقنون کا لفظ [illegible] وہ لوگ ہیں جو قوت یقین کی دولت سے یکسر محروم ہیں۔ وہ لوگ جو دولت یقین سے مالا مال ہیں ان کے دلوں میں [illegible] ذرہ برابر بھی نہیں ہلا [illegible]

آج کل حالات سے ہم دوچار ہیں [illegible] حضرت [illegible] صاحب [illegible] اسلام کے دشمنوں کے [illegible] ملک کے [illegible] ان کی [illegible] شکوک و شبہات کے ان [illegible] ہمارے [illegible] ایمان اور ہمارے [illegible] آیت کے [illegible] بے چین [illegible] کے یقین کے [illegible] آیت [illegible] ایمان کے [illegible] سے [illegible] بار پھر پڑھیے

"فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ"

یعنی [illegible] مسلسل [illegible] شکوک و شبہات کی [illegible] کے سامنے ثابت قدم رہو، صبر و استقلال سے [illegible] اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے [illegible] وہ لوگ جو یقین [illegible] کی دولت سے محروم ہیں [illegible] نہیں کیا کرتے۔

کتنی [illegible] ہے کہ آیت کتنا ایمان افروز ہے [illegible] ہے۔ بیشک قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ [illegible] صباح یوم الخمیس [illegible]

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم عبدہ الضعیف محمد کرم شاہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ لقمان

اس سورت کا نام لقمان ہے۔ یہ ہجرت کے آغاز سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی۔ اس سورت میں چار رکوع، چونتیس آیتیں، [illegible] کلمے، دو ہزار ایک سو دس حروف ہیں۔

قرآن کریم کی یہ دلکش نصیحت [illegible]

[illegible]

[illegible]

کر رکھا ہے بدستور اس کے سپرد کر دیا ہے۔ بتایا کسی رنگ میں جس سے ایک نیا تعلق جوڑ لیا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں۔

متعدد عقلی دلائل ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قدرت کاملہ، حکمت بالغہ اور علم محیط کو ثابت کیا گیا ہے۔ آخر میں بتا دیا کہ غیب کے علوم تو بجائے خود اس کی حد تو یہ حال ہے کہ پوشیدہ سے پوشیدہ چیز بھی اس سے مخفی نہیں۔ وہ امور جن کو جاننے سے انسان کی ظاہری و باطنی زندگی اور اس کے سارے آلات سر بسر عاجز ہیں، جن سے پوری آگاہی حاصل کرنا انسان کے لیے عقلاً بھی ناممکن ہے۔ وہ واقعات جو ابھی وقوع پذیر ہی نہیں ہوئے جن کے لیے ابھی سبب بھی مستور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتا ہے۔ اس کا علم اتنا کامل اور محیط ہے کہ ہر چیز ہر چیز اس پر منکشف ہے۔

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ لقمان مکی ہے اس کی آیتیں ۳۴ اور رکوع ۴ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ② هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ③

الف لام میم ۱؎ یہ آیتیں ہیں کتاب حکیم کی ۲؎ سراپا ہدایت اور رحمت ہے نیکوکاروں کے لیے ۳؎

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ

وہ جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور یہی لوگ ہیں جو آخرت پر یقین

ف ۱؎ یہ حروف مقطعات ہیں، ان کی تفصیل متعدد مقامات پر پہلے گزر چکی ہے۔

ف ۲؎ اس آیت میں حکیم کا لفظ [illegible] مطلب ہے، یہ لفظ یہاں کتاب کی صفت واقع ہوا ہے۔ علامہ ابن منظور اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب یہ لفظ قرآن کریم کی صفت ہو تو اس کا معنی ہوگا محکم و مستحکم ہوتا ہے، لسان العرب میں قرآن کریم کی [illegible] وقت حکمت [illegible] اور [illegible] ہوتا ہے [illegible] جو اس کا [illegible] وہ اس کی [illegible] اور [illegible] اس کی تعلیمات [illegible] کرے گا اور اس کے [illegible] بہت قیمتی ہر وقت [illegible] کرے گا

قرآن کریم [illegible] یہ بھی [illegible] ہے کہ یہ کتاب حکمت و دانش کا خزینہ ہے۔ [illegible] اس کا ایک معنی [illegible] بھی کیا گیا ہے یعنی اس میں کسی قسم کا [illegible] ہیں [illegible]۔

ف ۳؎ فرمایا یہ کتاب سراپا ہدایت اور سراپا رحمت ہے۔ یہاں ہدایت اور رحمت کا امتزاج بڑا خوبصورت ہے یعنی شریعت اسلامیہ [illegible] کا نظام [illegible] حق [illegible] ہدایت بھی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ رحمت [illegible] بھی ہیں۔ [illegible] ہدایت بھی ہو اور رحمت بھی ہو [illegible] آدمی سے [illegible]۔

ف ۴؎ اگرچہ اس کا آفتاب ہدایت انسانی زندگی کے گوشہ گوشہ کو منور کر رہا ہے اور اس کا ابر رحمت ہر جگہ برس رہا ہے، لیکن اس سے مستفید ہونے والے صرف محسنین ہیں۔

[illegible] الحقیقہ

([illegible])

هُمْ يُوقِنُونَ ④ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

یقین رکھتے ہیں ۔ یہ لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اور یہی لوگ [illegible]

الْمُفْلِحُونَ ⑤ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ

کامران ہیں ۵ اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو خریدار کرتے ہیں [illegible] تاکہ ۶

۵ وہ محسنین کون ہیں جن کے لیے قرآن کریم ہدایت اور رحمت ہے۔ اس کی وضاحت ان آیات میں کر دی۔ ان آیات کی تفسیر سورہ بقرہ کے ابتدا میں کی جا چکی ہے۔ ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد اول۔ البقرہ ۲، ۳، ۴، ۵۔

۶ قرآن کریم نے انسانی زندگی کا جو تصور پیش کیا ہے [illegible] زندگی بڑی قیمتی چیز ہے اس کا ایک ایک لمحہ [illegible] تاکہ گلشن ہستی کے حسن اور بہار میں بھی اضافہ کیا جائے۔

[illegible] عن الحسن لهو الحديث ما شغلك عن عبادة الله وذكره من السمر والاضاحيك والخرافات والغناء ونحوها [illegible] رات گئے تک [illegible] سب اس میں شامل ہیں۔

[illegible]

[illegible] ابن مسعود، ابن عباس، حسن، عکرمہ، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم نے لہو الحدیث کی تشریح [illegible] والعبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب (مظہری)

علامہ آلوسی نے اسباب النزول [illegible] اس آیت کی شان نزول بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے

لگانا [illegible] کسی شے کی مذمت کے لیے ہے۔ جب دینِ اسلام [illegible] پھیلنا شروع ہوا تو [illegible] کا [illegible] اور ان کے [illegible] تو اسلام کی ترقی میں حائل ہونے کی [illegible] نضر بن حارث۔ نضر ایک چالاک اور تجارت پیشہ آدمی تھا۔ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں مختلف ممالک مثلاً عراق، شام وغیرہ میں اس کی آمد و رفت رہتی تھی۔ وہاں سے وہ رستم و اسفندیار کے قصے، بادشاہوں کی جنگوں کی کہانیاں [illegible] خرید کر لاتا، اور جب حضور [illegible] قرآن کریم [illegible] تو یہ اپنی مجلس جماتا اور لوگوں کو دلچسپ قصے سناتا [illegible] لوگ قرآن کریم سننے کے بجائے اس کی مجلس میں شرکت کرتے [illegible] اس نے [illegible] گانے بجانے والی [illegible] [illegible] جب معلوم ہوتا کہ [illegible] حضور [illegible] [illegible] کے [illegible] مسلط کیا جاتا تھا۔ [illegible] [illegible] سے [illegible] چنانچہ یہ آیت [illegible] وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ [illegible]

علماء کرام کے ایک طبقہ نے غنا کے مطلقاً حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور اس میں [illegible] گانے والے [illegible] [illegible] کی تفریق [illegible] حرام [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] کی [illegible] ہے۔

لیکن علامہ قرطبی [illegible] اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ غنا حرام نہیں بلکہ بعض ایسے مقامات بھی ہیں جہاں اس کی اجازت [illegible] لکھتے ہیں: وهو الغناء المعتاد عند المشتهرين به الذي يحرك النفوس ويبعثها على الهوى والغزل والمجون الذي يحرك الساكن ويبعث الكامن فهذا النوع إذا كان في شعر يشبب فيه بذكر النساء ووصف محاسنهن وذكر الخمور والمحرمات لا يختلف في تحريمه لأنه اللهو والغناء المذموم بالاتفاق. فأما ما سلم من ذلك فيجوز القليل منه في أوقات الفرح كالعرس والعيد وعند التنشيط على الأعمال الشاقة

(الجامع لاحكام القرآن، قرطبی)

ترجمہ: اس غنا سے مراد وہ ہے جو نفس کو حرکت دیتا ہے اور اسے ہوا و ہوس اور عشق و عاشقی پر ابھارتا ہے [illegible] اس قسم کا غنا جب ایسے اشعار میں ہو جن میں عورتوں کے حسن و جمال [illegible] شراب [illegible] کی ترغیب ہو، اس کے حرام ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں بالاتفاق مذموم ہے لیکن وہ غنا جو اس قسم کی قباحتوں سے پاک ہو اس کا تھوڑا سا [illegible] خوشی کے اوقات مثلاً شادی اور عید وغیرہ یا مشقت طلب کاموں پر جوش دلانے کے لیے [illegible] [illegible] مستثنیٰ [illegible] ہے۔

[illegible] اس آیت کی تفسیر [illegible]
کی حرمت کی دلیل [illegible] حدیث [illegible] اس آیت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ کی محبت
[illegible]

[illegible] کی حرمت ثابت [illegible]
[illegible] حدیث [illegible] کی حرمت ثابت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عید کے دن ہیں

حضرت صدیقہ روایت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] تشریف لائے [illegible]

[illegible] طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع
ایها المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

[illegible]

اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے [illegible] اس وقت تک اس نعمت کا شکر [illegible] واجب ہے [illegible] ایسی صورت [illegible] تشریف لائے
ہے آپ ایسا حکم کرتے ہیں جس کی تعمیل کی جائے گی۔

یہ احادیث اور متعدد دوسری احادیث ذکر کرنے کے بعد علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔ ظهر ان المحرم من الغناء ما يؤخر [illegible] والشغل عن ذكر الله وما ليس كذلك فليس بحرام [illegible] النبي صلى الله عليه وآله وسلم والاصحاب رضي الله عنهم [illegible] الى الله ولا حول ولا قوة [illegible] من المتشبهة [illegible] الاحتراز عنه والله اعلم

پس ان احادیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ صرف وہ سماع حرام ہے جو فسق و فجور کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دے اور جو ایسا نہیں وہ حرام نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت نہیں کہ انھوں نے غنا کو تقرب الی اللہ تعالیٰ کا ذریعہ بنایا ہو اس لیے [illegible] کے طریقہ سماع نہیں ہے اگرچہ [illegible] سماع کے قائلین پر بھی اعتراض نہیں کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس مقام پر علامہ موصوف نے حاشیہ لکھا ہے جس میں امام غزالی علیہ الرحمۃ کی یہ عبارت درج کی ہے: [illegible] السرور تاكيداً للسرور وتهييجاً له مباح ان كان ذلك السرور مباحاً كالغناء في ايام العيد وفي العرس وفي وقت قدوم الغائب وفي الوليمة والعقيقة وعند ولادة المولود وختانه وعند حفظ القرآن [illegible] یعنی احیاء العلوم میں ہے کہ اگر سرور مباح ہو تو اس پر اظہار مسرت کے لیے سماع جائز ہے۔ جیسے عید، شادی کے دن، کسی غائب کے سفر سے واپس آنے کے وقت، ولیمہ، عقیقہ، لڑکے کی پیدائش، ختنہ اور حفظ قرآن کے وقت اسی طرح لڑکے کو سبق پڑھنے کے لیے استاد کی خدمت میں حاضر کیا جائے۔

علامہ پانی پتی نے مزید چند اور معتبر کتابوں کے حوالے بھی حاشیہ میں نقل کیے ہیں۔ چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

في شرح الكمال [illegible] [illegible] القرآن [illegible] جملة الصالحين [illegible] [illegible] والتواجد والرقص [illegible] یعنی شرح کمال میں ہے کہ [illegible] صوفیائے کرام کے نزدیک وہ سماع مکروہ ہے جو [illegible] فاسقوں کا طریقہ ہو [illegible] صلوٰۃ ہوں اور قرآن کریم کی تلاوت سے غافل ہوں لیکن جس سماع سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو وہ محمود ہے مذموم نہیں۔ وجد وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

علامہ ابو القاسم بن احمد بن عبداللہ الدمشقی نے شرح [illegible] میں اس مسئلہ کے متعلق یہی رائے ظاہر کی ہے

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف میں لکھتے ہیں السماع يستجلب الرحمة من الله الكريم۔

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

[illegible]

عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَن

رسوا کن عذاب ہے ۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آیتیں تو منہ پھیر لیتا ہے تکبر کرتے ہوئے گویا

کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے۔ لیکن یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب [illegible] اس کا مقصد یہ ہے کہ [illegible] کی راہ سے [illegible] کی محبت ڈال دی گئی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٧﴾

اس نے انہیں سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کانوں میں بہرا پن ہے سو آپ اسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ﴿٨﴾ خَالِدِينَ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے نعمتوں والے باغات ہیں وہ ان میں ہمیشہ

فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

رہیں گے۔ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۖ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ

بے ستونوں کے جیسے تم دیکھ رہے ہو اور گاڑ دیے ہیں زمین میں اونچے پہاڑ تاکہ زمین ڈھلک نہ جائے تمہیں لے کر

[illegible] العیاذ باللہ

۶ [illegible]

۷ [illegible]

۸ [illegible]

۹ [illegible]

۱۰ [illegible]

وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَنْۢبَتْنَا

اور پھیلا دیئے ہیں اس میں ہر قسم کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پس اگائے

فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴿١٠﴾ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ

اس میں ہر قسم کے نفیس جوڑے یہ تو ہے اللہ کی تخلیق سو اے مشرکو! مجھے دکھاؤ کیا پیدا کیا

الَّذِينَ مِنْ دُونِهٖ ۚ بَلِ الظّٰلِمُونَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ

ہے انہوں نے جو اس کے سوا ہیں بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں اور بیشک

اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ

عنایت فرمائی لقمان کو حکمت [illegible] کہ اللہ کا شکر ادا کرو اور جو شکر ادا کرتا ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے

یہ دونوں قول [illegible] ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible] جن کے سامنے یہ عالم [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے [illegible] جذب و کشش کا قانون [illegible] اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر اور اس کے ارادہ کا اثر ہے۔

ف آسمان کا [illegible] ہر قسم کے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے تخلیق فرمایا ہے [illegible] اپنا معبود یقین کرتے ہو [illegible] قدرت اور حکمت کا [illegible] شرک کے بطلان کی یہ کتنی زبردست اور عام فہم دلیل ہے۔

ف یہ لقمان کون تھے؟ مورخین اور مفسرین نے ان کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں [illegible] حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ کے لڑکے ہیں [illegible] نبوت کا قول کیا ہے لیکن جمہور علماء نے انہیں صرف ولی اور حکیم تسلیم کیا ہے۔ قرآن کریم نے ان کی نصیحتوں کو [illegible] علامہ ابن حیان اندلسی لکھتے ہیں: [illegible]

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑫ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ

اپنے بھلے کے لیے ہی شکر کرتا ہے ۱۱ اور جو کفرانِ نعمت کرتا ہے تو بیشک اللہ تعالیٰ غنی ہے حمید ہے اور یاد کرو جب لقمان نے کہا اپنے

ان لا يكسب شيئا من [illegible] ولا [illegible] المفسرون [illegible] الفطرة حتى [illegible] والعتق [illegible] ابن عطية

علامہ قرطبی نے حضرت ابن عمر سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں اسی کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول لم یکن لقمان نبیا ولکن کان عبدا کثیر التفکر حسن الیقین احب اللہ تعالیٰ فاحبہ ومن علیہ بالحکمۃ وخیرہ فی ان یجعلہ خلیفۃ یحکم بالحق فقال رب ان خیرتنی قبلت العافیۃ وترکت البلاء وان عزمت علی فسمعا وطاعۃ فانک ستعصمنی ذکرہ ابن عطیۃ

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ لقمان نبی نہیں تھے۔ بلکہ وہ بہت غور و فکر کرنے والے اور دولت یقین سے مالامال بندے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ سے محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتے تھے اور انہیں حکمت کی بیش بہا دولت سے مالامال کر دیا۔ اگر تم پسند کرو تو تمہیں خلیفہ بنا دیا جائے تاکہ تم عدل و انصاف کا نفاذ کرو۔ انہوں نے عرض کی میرے پروردگار! اگر آپ مجھے اختیار دیتے ہیں تو میں عافیت کو قبول کروں گا اور اس آزمائش سے بچوں گا اور اگر منصب خلافت سنبھالنے کا حکم قطعی ہے تو میں دل و جان سے حاضر ہوں مجھے یقین ہے کہ تو اپنے فضل سے مجھے غلطی سے بچا لے گا۔

۱۲ حضرت ابن عباس نے حکمت کی تشریح عقل، فہم اور فراست سے کی ہے۔ عن ابن عباس العقل والفهم والفطنة علامہ وہب کہتے ہیں کہ حکمت سے مراد دین کا صحیح علم اور اس پر عمل کرنا۔ امام رازی فرماتے ہیں علم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق حکمت ہے۔ قال الحكمة هي عبارة عن توفيق العمل بالعلم (تفسیر کبیر)

۱۳ یہاں اَنْ یا تو تفسیریہ ہے یا مصدریہ۔ اگر یہاں مصدریہ ہو تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی یعنی شکر کی توفیق بخشی اس صورت میں حکمت سے مراد شکر ہوگا۔ وهذا بعينه [illegible] في جملة من شكره

شکر اہل معرفت کہتے ہیں شکر کے معنی یہ ہیں کہ انسان جب بھی نعمت کا مشاہدہ کرے اس کا اعتراف کرے۔ وفی الاصطلاح الشکر عرفان الاحسان۔ نعمت کے اظہار اور ادائیگی کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) دل میں منعم کا احسان مانے (۲) زبان سے اس کی حمد و ثنا کرے۔ (۳) اعضاء سے کہ جب اللہ تعالیٰ انعام و اکرام فرمائے تو اس کی عبادت و اطاعت میں انسان پہلے سے زیادہ مصروف ہو جائے اور ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ نہ کرے۔

۱۴ اداء شکر کا حکم دینے کے بعد اس حقیقت کا اظہار کیا کہ انسان کے شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی میں اضافہ نہیں ہوتا اور کسی کی ناشکری سے اس کی شان عظمت میں کمی نہیں آتی۔ اگر کوئی شکر کرے گا تو اس کا اپنا بھلا ہوگا۔ اگر کوئی کفر کرے گا تو خود ہی نقصان اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ سارا جہان اس کا محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ حمید ہے۔ اگر کسی کی زبان اس کی حمد و ثنا سے گنگ بھی ہے تو کائنات کا ذرہ ذرہ زبان حال سے اس کی حمد کے ترانے گا رہا ہے۔

وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۚ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳

[illegible]

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ⑭ وَ

اور اس کا دودھ چھڑانا بھی دو سال میں ہے (اسے تاکید کی) کہ شکر ادا کر میرا اور اپنے ماں باپ کا [illegible] میری طرف ہی لوٹنا ہے

اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا

اور اگر وہ دونوں زور دیں تجھ پر کہ تو میرا شریک ٹھہرائے اسے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان ۲۰

ماں کا حق بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ [illegible] پیٹ میں [illegible] ہے۔ نیز وضع حمل سے پہلے ہی وہ [illegible] ہو جاتی ہے اور اس پر [illegible] کی [illegible] گھڑیاں [illegible] ہے۔ [illegible] بچے کی پرورش [illegible] ماں کا [illegible] اس کے علاوہ [illegible] میں [illegible] کی خدمت [illegible] کرتی ہے [illegible] کی [illegible] سے نہیں [illegible] سے [illegible] نہیں بلکہ [illegible]۔ حضور [illegible] حضرت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار ماں کا [illegible] کی [illegible] ہے اس کی تفصیل یہاں مناسب معلوم نہیں ہوتی صرف ایک ارشاد نبوی یہاں لکھا جاتا ہے۔

کسی شخص نے حضرت اقدس ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ مَنْ اَبَرُّ؟ میں کس کے ساتھ احسان کروں۔

فرمایا: اُمَّكَ اپنی ماں کے ساتھ۔ اس نے دوبارہ عرض کیا ثُمَّ مَنْ اس کے بعد کس کے ساتھ۔

فرمایا: اُمَّكَ اپنی ماں کے ساتھ۔ تیسری بار عرض کی ثُمَّ مَنْ۔ اس کے بعد کس کے ساتھ فرمایا اُمَّكَ اپنی ماں کے ساتھ۔ چوتھی بار جب اس نے پوچھا ثُمَّ مَنْ۔

فرمایا: اَبَاكَ۔ اپنے باپ کے ساتھ۔

۱۹ یعنی اپنا شکر کرنے کے ساتھ والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم بھی ملا دیا [illegible] والدین کا [illegible] مقام ہے اس کی وضاحت فرما دی۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی بدبخت اپنے والدین کی خدمت میں کوتاہی کرے [illegible] ان کے ساتھ [illegible] سلوک کرے [illegible] اس کی بدبختی میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔

۲۰ والدین کی اطاعت کا اس درجہ تاکیدی حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی کہ والدین کا ہر حکم [illegible] ضروری ہے۔ اگرچہ وہ شرک کرنے کا [illegible] اس آیت میں اس غلط فہمی کا ازالہ [illegible] والدین کا بڑا حق ہے [illegible] لیکن سب سے بڑا حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اگر وہ اس کے ساتھ شرک کرنے پر اصرار کریں [illegible] اس وقت ان کے حکم کو ٹھکرا دیا جائے [illegible]۔ حدیث پاک میں ہے: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق کسی مخلوق کی ایسی اطاعت نہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو۔

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آمین

[illegible]

ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝١٥ يَـٰبُنَيَّ إِنَّهَآ

پھر میری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے پس میں آگاہ کروں گا تمہیں ان اعمال سے جو تم کیا کرتے تھے (لقمان نے کہا) اے پیارے بچے ١٥

إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِى صَخْرَةٍ أَوْ فِى

اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر (بھی) ہو پھر وہ کسی چٹان میں ہو یا

ٱلسَّمَـٰوَٰتِ أَوْ فِى ٱلْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝١٦

آسمانوں یا زمین میں (چھپی) ہو تو لے آئے گا اسے اللہ تعالیٰ بیشک اللہ تعالیٰ [illegible] ہر چیز سے باخبر ہے

يَـٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأْمُرْ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱنْهَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَٱصْبِرْ

میرے پیارے بچے! نماز ادا کیا کرو اور نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے روکتے رہو اور صبر کیا کرو

پاس آئے اور [illegible] دریافت کیا

"اے ابوبکر! کیا تم نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی تصدیق کر دی ہے جو [illegible] ہیں؟" آپ نے کہا: "ہاں میں تو ایمان لے آیا ہوں اور صدق دل سے ان کی رسالت کو تسلیم کر لیا ہے۔" اتنا جواب سننا تھا کہ یہ حضرات بارگاہ مصطفوی میں حاضر ہوئے۔ کلمۂ شہادت پڑھا اور مشرف باسلام ہو گئے۔ [illegible] ان لوگوں کے نزدیک اسلام کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہی تھی کہ ابوبکر جیسا دانا اور بزرگ شخص اس کو قبول کر چکا ہے۔

الٰہی! ہمیں بھی ان لوگوں کی ہمراہی نصیب کر جو تیری یاد، تیرے ذکر اور تیری محبت میں سرشار رہتے ہیں۔ آمین

١٦ اب پھر حضرت لقمان کی نصیحت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلے آپ نے اپنے بچے کو شرک سے باز رہنے کا حکم دیا۔ اب وہ اسے اللہ تعالیٰ کے علم محیط اور قدرت کاملہ کا درس دے رہے ہیں۔ رائی کے دانے کی کیا حقیقت ہے [illegible] نظر سے اوجھل ہو جائے۔ اگر وہ کسی چٹان میں چھپی ہو یا زمین کی تہ میں [illegible] آسمان کی پہنائیوں میں گم ہو جائے [illegible] انسان [illegible] اس کا سراغ لگایا جا سکے، ہمارے لیے یہ [illegible] کام ہے مگر [illegible] کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں۔

١٧ مومن کی دو ذمہ داریاں ہیں۔ ایک اپنی ذات کی تکمیل اور دوسری معاشرہ کی اصلاح [illegible] اپنی ذات کی تکمیل کے لیے نماز کا حکم دیا اور دوسروں کی تربیت اور تکمیل کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: اقم الصلوٰۃ تکمیلاً لنفسک و امر بالمعروف تکمیلاً لغیرک (روح المعانی)

عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ

ہر مصیبت پر جو تمہیں پہنچے۔ بیشک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے اور [illegible] اپنے گال

لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ

لوگوں کی طرف سے اور نہ چلا کر زمین میں اتراتے ہوئے بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا کسی

مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ

[illegible] کرنے والے کو اور میانہ روی اختیار کر اپنی رفتار میں اور دھیمی کر اپنی آواز کو

ث اپنے نفس کی اصلاح ہی کوئی آسان کام نہیں [illegible]

[illegible]

ح علامہ راغب اصفہانی نے عزم کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: اَلْعَزْمُ وَالْعَزِيْمَةُ عَقْدُ الْقَلْبِ عَلٰى إِمْضَاءِ الْأَمْرِ یعنی کسی کام کو کرنے کا پختہ ارادہ کر لینا [illegible] ذٰلِكَ مِنَ الْاُمُوْرِ الَّتِيْ يَجِبُ [illegible] یعنی وہ احکام ہیں جن کو بجا لانے کا اللہ تعالیٰ نے قطعی حکم دیا ہے۔ ای مما عزمه الله تعالیٰ وقطعه على عباده۔ (روح المعانی)

خ اس آیت کا مفہوم بیان کرنے سے پہلے اس کے چند کلمات کی تشریح ضروری ہے۔ تُصَعِّرْ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ صعر اونٹ کی ایک بیماری کا نام ہے جس سے اس کی گردن ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ الصعر داء يأخذ البعير فيلوي منه عنقه [illegible] اسی مناسبت سے جب کوئی شخص [illegible] اپنا سر [illegible] کی طرف سے موڑ لیتا ہے تو عرب کہتے ہیں قد صعر خده و صاعره [illegible] اس مفہوم کی تائید کے لیے [illegible] شعر نقل کیا ہے۔

وكنا إذا الجبار صعّر خده أقمنا له من ميله فتقوما (لسان العرب)

یعنی جب کوئی جابر شخص [illegible] اپنے رخسار کو ٹیڑھا کرتا تو ہم اس کی کجی کو درست کر دیتے ہیں اور وہ درست ہو جاتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بھر جاتا ہے۔

إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم

بیشک سب سے وحشت انگیز آواز گدھے کی آواز ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسخر فرما دیا

مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ

تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۳۳ اور تمام کر دی ہیں تم پر اپنی ہر قسم کی نعمتیں

بَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى

ظاہری بھی اور باطنی بھی ۳۴ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم اور بغیر ہدایت کے

وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ

اور بغیر روشن کتاب کے ۳۵ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس کی جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو کہتے ہیں، نہیں بلکہ ہم تو

۳۳ حضرت لقمان کا بیان ختم ہوا۔ اب پھر کفار کے سامنے توحید کے دلائل پیش کیے جا رہے ہیں اور ان کو غور و فکر کی دعوت دی جا رہی ہے۔

کسی چیز کا جبرو قہر سے کسی خاص مقصد کے لیے مصروف کار رکھنا تسخیر کہتے ہیں۔

التسخیر سیاقۃ الی الغرض المختص قہرا۔ والسموات، ارشاد ہے ذرا چشم عبرت کھول کر دیکھو تو سہی چاند، ستارے، ہوا، زمین، پانی، جنگل، بیابان جن میں لہلہاتے کھیت، اُگتے ہوئے پیڑ، سرسبز وادیاں، گھنے جنگل ہر چیز تمہاری مختلف قسم کی ضروریات کی فراہمی میں لگی ہے جس سے تم خود کام لیتے ہو اور بعض تمہاری دسترس سے باہر ہیں لیکن کمال کر دیا ہے اور کسی نے انہیں تمہاری خدمت پر کمربستہ کر دیا ہے۔

۳۴ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کی تم پر بارش کر دی ہے۔ اگر انہیں گننا چاہو تو گن نہ سکو، ساری عمر بھی شکر ادا کرتے رہو تو شکر کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ اتنی نوازشات و عنایات کے باوجود اگر تم اپنے رب سے منہ پھیر لو تو کتنی افسوس کی بات ہے۔

ظاہری نعمتوں سے مراد ہیں صحت، حسن، اعضاء کا کامل ہونا، رزق، مال، جاہ وغیرہ دنیوی نعمتیں اور ان کے علاوہ ایمان، قرآن، حبیب رب العالمین کی غلامی کا شرف، اطاعت نبوی کی توفیق، اسلام کی ترقی، کفر کی شکست یہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری جلیل القدر نعمتیں ہیں اور باطنی نعمتوں کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: دل، عقل، حواس باطنہ، حسن اخلاق، الہام سے رہنمائی، انکساری کا جذبہ، پاکیزگی وغیرہ۔ آخر میں لکھتے ہیں: ومنہا معرفتہ و محبتہ و رسولہ و شفاعۃ رسولہ۔ یعنی ان باطنی نعمتوں میں سب سے بڑی اللہ کی معرفت کا نور، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے عشق کی تڑپ اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ

[illegible] جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو [illegible] اگرچہ شیطان انہیں بلاتا رہا ہو [illegible]

السَّعِيرِ ﴿٢١﴾ وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

[illegible] کے عذاب کی طرف۔ اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے [illegible] تو اس نے

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٢٢﴾ وَمَن كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ

[illegible] اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں کا انجام۔ اور جس نے کفر کیا تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محسن: احسان سے ہے۔ [illegible]

[illegible] الإحسان أن تعبد الله كأنك تراه [illegible]

كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

آپ کو اس کا کفر ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے پس ہم آگاہ کریں گے انہیں جو اعمال وہ کیا کرتے تھے۔ بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو

الصُّدُوْرِ ۝ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝

سینوں میں چھپا ہے ہم لطف اندوز ہونے دیں گے انہیں تھوڑی دیر پھر ہم انہیں بےبس کر کے لے جائیں گے سخت عذاب کی طرف

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ

اور اگر دریافت کریں ان سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ فرمائیے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

الحمد للہ (حق واضح ہو گیا) بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ

بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے اور ہر تعریف کے لائق ہے اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں قلمیں بن جائیں اور

صلاحیت کھو دی یا تم اس کے ذرہ ذرہ کا مشاہدہ کر رہے ہو اور زندگی کی ہر منزل پر رسائی نہیں تو کم از کم ان کی تحقیق و جستجو ہی کر کے انہیں دیکھ لیا جائے۔

سب کاموں کا انجام اسی کے دست قدرت میں ہے اس سے روگردانی کر کے غیروں کو اس کا شریک بنانا کہاں کی دانشمندی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو تسلی دے رہے ہیں۔

اہل حق باطل پرستوں کی شان و شوکت اور کروفر سے مرعوب نہ ہوں یہ آسائش چار دنوں کی چاندنی ہے اس کے بعد پھر اندھیری رات۔

کفر و شرک میں مگن یہ لوگ بڑی مستیاں کر رہے ہیں۔ ان سے ذرا دریافت کیجئے کہ آسمانوں کا خالق کون ہے اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کیا تمہارے ان معبودوں نے جنہیں تم نے اپنے ہاتھوں سے گھڑا اور انہیں اپنا معبود بنا لیا۔ کیا ارض و سما کے خالق یہ ہیں؟ انہیں تو اچھی طرح پتہ ہے کہ ارض و سما کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ اے سلام! اللہ کا شکر ادا کرو کہ حقیقت واضح ہو گئی۔ حق کا ظاہر ہو گیا اور مشرکین نے توحید کا بھی اقرار کر لیا۔

آسمانوں اور زمین کا خالق بھی وہی ہے اور ان میں جو کچھ ہے اس کا مالک بھی وہی ہے۔ بیان تنگ سے دامنِ ہر چیز بلند

وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ

سمندر بھی بن جائے اور اس کے علاوہ سات سمندر اور، یہ سب مل کر [illegible] تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں بیشک

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ

اللہ بڑا زبردست ہے بڑا حکمت والا ہے ۔ تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا، بیشک اللہ

اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

خوب سننے والا ہے خوب دیکھنے والا ہے ۔ کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو

فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؗ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ

رات میں اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے، ہر ایک چلتا رہے گا ایک مقرر وقت تک اور

[illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(روح المعانی)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا

یقیناً اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے خوب واقف ہے ۞ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ أَلَمْ تَرَ

اور بلاشبہ جنہیں وہ پکارتے ہیں اس کے سوا وہ سب باطل ہیں اور یقیناً اللہ ہی بلند شان والا بزرگ ہے ۞ کیا تو نے ملاحظہ

أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۚ إِنَّ فِيْ

نہیں کیا کہ کشتی چلتی ہے سمندر میں محض اس کی مہربانی سے تاکہ وہ دکھائے تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں۔ بیشک

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا

اس میں قدرت کی نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے ۞ اور جب ڈھانپ لیتی ہے انہیں پہاڑوں جیسی لہر

کوئی چیز محال نہیں۔ اس کے لیے ایک آدمی کو پیدا کرنا اور اس کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا جتنا آسان ہے اسی طرح سب کو پیدا کرنا اور انہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا بھی اس کے لیے مشکل نہیں۔

ثلے پہلی آیت میں بتایا کہ ایک مرد کو پیدا کرنا، مارنا اور پھر زندہ کرنا اور کروڑوں کھربوں مخلوق کو پیدا کرنا، ان کو مار کر جلانا اللہ تعالیٰ کے لیے یکساں ہے۔ اس آیت میں قدرت خداوندی کے چند عظیم شاہکاروں کی طرف انسان کی توجہ مبذول کرائی اور ان کی عظمت کا اندازہ کرایا۔

ملے اللہ تعالیٰ کا وجود، قدرت کاملہ اور علم محیط وغیرہ اس کی حکمت بالغہ کے جلوے یہاں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وجود حق ہے، اس کی قدرت حق ہے، اس کی کبریائی اور عظمت حق ہے، وہی اور صرف وہی معبود برحق ہے۔ اس کے علاوہ وہ جسے یہ لوگ پکارتے ہیں یا جس کی عبادت کرتے ہیں وہ باطل ہے۔ باطل کا مفہوم جو علامہ آلوسی نے تحریر فرمایا ہے: اَلْمَعْدُوْمُ فِيْ حَدِّ ذَاتِهٖ وَالْمَوْجُوْدُ بِغَيْرِهٖ [illegible] یعنی جو چیز ذات کے اعتبار سے معدوم ہو اور حق کے وجود کے باعث ہی اس کو وجود و ہستی نصیب ہوئی ہو۔ [illegible] یعنی جو زندہ و مطلق بھی نہیں وہ جسے وہ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں۔ علامہ پانی پتی نے یہی لکھا ہے۔ [illegible] علامہ قرطبی نے ما یدعون کی تفسیر شیطان سے کی ہے۔ ایک قول یہ بھی لکھا ہے: مَا أَشْرَكُوْا بِهِ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَوْثَانِ یعنی وہ بت جنہیں وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے وہ باطل ہیں۔ [illegible] اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں باطل ہیں۔ [illegible]

اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ۚ وَمَا

[illegible]

يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ﴿۳۲﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ

اس دن سے کہ نہ بدلہ دے سکے گا کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے اور نہ کوئی بیٹا بدلہ دے سکے گا اپنے باپ کی طرف سے

شَيْـًٔا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم

کچھ بھی بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں دنیوی زندگی اور نہ فریب دے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ

[illegible] بے شک اللہ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم اور وہی برساتا ہے مینہ

يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ

جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا

نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

کہ کس سرزمین میں مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی مرسل ہی انہیں خود بخود جان سکتا ہے۔ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ ان پانچ چیزوں میں سے کوئی چیز خود بخود جانتا ہے اس نے قرآن کریم کا انکار کیا کیونکہ اس نے قرآن کریم کی مخالفت کی۔ امام صاوی یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ ان پانچ چیزوں کی تعلیم یا ممکنہ سبب سے ان کی ذات پر مطلع ہونا جیسے کہ علوم کلی نہیں بلکہ بالاجمال، نجومی، کاہن وغیرہ جو کہ بعض کے قول اور اصول، ستاروں کے طلوع و غروب سے وابستہ سمجھتے ہیں ان کی تقلید ہے۔

علامہ صاوی اس کے بعد لکھتے ہیں اگر کسی طریقے سے ان کے بارے میں کوئی بات معلوم ہو جائے تو اس کا علم ہو جاتا ہے لیکن اسے یقینی علم نہیں کہا جاسکتا۔ بڑے بڑے تجربہ کاروں کے تجربے غلط ثابت ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رقمطراز ہیں:

انما جعل العلم لله والدراية للعبد لان فيها معنى الحيلة فيشعر بالفرق بين العلمين في القاموس دريته علمته او بضرب من حيلة فيه اشارة الى ان العبد ان عمل حيلة وبذل فيه وسعه لم يعرف ما هو لاحق به من كسبه وعاقبته فكيف بغيره مما لم ينصب له دليل عليه الا من الله تعالى بواسطة الرسل ونصب دليل عليه

ترجمہ: آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف علم کی نسبت کی گئی ہے اور بندے کے لیے درایت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ درایت کہتے ہیں کسی چیز کو اپنی تدبیر اور حیلہ سے جاننا۔ لفظ درایت علم کے معنی میں ہے اور قاموس میں ہے: دریتہ علمتہ او بضرب من حیلۃ کہ درایت کا معنی جاننا یا حیلہ اور تدبیر سے جاننا ہے۔ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ اگر کتنا ہی حیلہ کرے اور اپنی ساری طاقت بھی اس پر صرف کر دے تو ان چیزوں کو نہیں جان سکتا جن کا تعلق اس کے ذاتی کسب اور انجام سے ہے تو وہ دوسری چیزوں کو کیسے جان سکتا ہے جن کے جاننے کی کوئی بھی صورت نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم سکھا دے یا رسول کے ذریعے بتا دے یا ان پر دلیل قائم کر دے۔

علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں یہی ساری بحث کا خلاصہ لکھتے ہیں: وعنده مفاتح الغيب استأثر الله تعالى بعلمها فلا يعلمها احد الا بعد اعلامه تعالى بها یعنی یہ امور غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کر رکھا ہے انہیں کوئی نہیں جان سکتا سوائے اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ اس کا علم عطا کرے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں علامہ قرطبی کا یہ قول نقل کیا ہے: من ادعى علم شيء منها غير مسنده الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كان كاذبا في دعواه۔ یعنی اگر کوئی شخص ان پانچ امور میں سے کسی کے جاننے کا دعویٰ کرے اور یہ نہ کہے کہ مجھے یہ علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

ان تصریحات سے حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ علوم خمسہ کے متعلق یہ خیال کہ کوئی خواہ وہ کتنا ہی مقرب فرشتہ ہو کو انہیں جان سکتا ہے، کتنا صریح اور واضح غلط ہے بلکہ قرآن کریم کی آیات کثیرہ کا انکار ہے۔ اسی طرح یہ گمان کہ کوئی ذی شعور خود بخود ان کے

کے بتلانے سے بھی کوئی نہیں جانتا یا سرور کائنات و مخبر غیوب زمین و زمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم غیبیہ کثیرہ کا انکار ایک سراسر جہالت اور بدنصیبی ہے اور آیات کثیرہ اور احادیث صحیحہ کا انکار ہے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریق معجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے یہ اس اختصاص کے منافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ بارش کا وقت، حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء و انبیاء نے دی ہیں۔ اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں۔ ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ (خزائن العرفان)

امید ہے کہ ان تصریحات سے اہل سنت کے متعلق عوام کو جو غلط فہمی پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے۔ بحمد تعالیٰ اس کا ازالہ ہو جائے گا۔ مزید وضاحت کے لیے سورۃ الاعراف آیت ۱۸۸ ضیاء القرآن جلد دوم اور سورۃ النمل آیت ۶۵ ضیاء القرآن جلد ہذا کا مطالعہ بھی فرما لیجئے۔

اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر بتوفیقک لما فرغت من تفسیر ھذہ السورۃ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم والصلوۃ والسلام علی حبیبک ومحبوبک سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

صباح یوم الثلاثاء [illegible] جمادی الاولیٰ [illegible]

محمد کرم شاہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ السجدۃ

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام السجدۃ ہے جو اس کی آیت ۱۵ کے مضمون سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول: یہ مکی سورت ہے۔ اس کی آیات کے اسلوب سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا تعلق مکی زندگی کے درمیانی دور سے ہے جب کہ اسلام کے خلاف کفار نے طعن و تشنیع، استہزاء و تمسخر کی مہم شدت سے شروع کر رکھی تھی لیکن ابھی ظلم و ستم اور جور و جفا کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ اس سورت کی آیات کی تعداد تیس ہے۔ یہ تین سو اسی کلمات پر مشتمل ہے اور اس کے ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ حروف ہیں۔
(خزائن العرفان)

مضامین: اس سورت کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین امور کی دعوت دی تھی اہل مکہ کسی قیمت پر انہیں ماننے کے لیے تیار نہیں تھے۔ (۱) اللہ تعالیٰ ایک ہے اور وحدہ لا شریک ہے (۲) یہ کتاب جس کی آیتیں یہ انہیں پڑھ کر سنا رہے ہیں یہ اسی وحدہ لا شریک نے تمہاری ہدایت کے لیے نازل کی ہے (۳) تمہیں مرنے کے بعد پھر جلا اٹھایا جائے گا اور قیامت کے روز قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور تم سے ایک ایک عمل کا حساب لیا جائے گا۔ یہی تین باتیں تھیں جن کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں بار بار دعوت دیتے تھے اور یہی تین باتیں ایسی تھیں جن کو تسلیم کرنے کے لیے وہ کسی صورت میں تیار نہ تھے۔ اس سورت میں انہی امور کے متعلق ان کے شکوک و شبہات کا ازالہ حقیقت پسندانہ اور دل نشین اسلوب میں کیا گیا ہے۔ اگر انسان تعصب کی عینک اتار کر غور کرے تو وہ ان پر ایمان لانے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے۔

منکرین کا یہ عام دستور ہے کہ جب انہیں ان کی بدکاریوں سے روکا جاتا ہے اور انہیں روز قیامت سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ عبرت پکڑنے کے بجائے یہ سوال کرنے لگتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ حالانکہ وہ قیامت کا استہزا کرنے کے لیے ہی ایسا سوال کرتے ہیں۔ جب قیامت قائم ہوگی تو ان کی کوئی عذر معذرت بھی نہیں سنی جائے گی۔

سورت کی آخری آیت میں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اب انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو، ان کی اصلاح کے لیے اپنے آپ کو ہلکان نہ کرو۔ یہ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ تمہاری دعوت کو سمجھ سکیں اور اسے قبول کر سکیں۔

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ٣٠ رُكُوْعَاتُهَا ٣

سورۂ سجدہ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی تیس ۳۰ آیتیں اور تین رکوع ہیں

الٓمّٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

الف۔ لام۔ میم۔ یہ کتاب کا اتارنا اس میں ذرا شک نہیں سب جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے کیا وہ کہتے ہیں

افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ

کہ اس شخص نے خود گھڑ لیا ہے (ہرگز نہیں) بلکہ یہی حق ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو نہیں آیا جن کے پاس

لہ حروف مقطعات [illegible] کی بحث [illegible] گزر چکی ہے۔

لہ [illegible] کتاب [illegible] نہیں ہے [illegible]

[illegible]

بھی [illegible] شک و شبہ کی ذرا گنجائش نہیں۔

اس کی ترکیب میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔

۱۔ تنزیل مصدر بمعنی منزل ہے اور خبر ہے مبتدا محذوف کی۔ ای ھذا تنزیل الخ

۲۔ تنزیل مبتدا ہے اور اس کی خبر لاریب فیہ ہے [illegible] من رب العالمین [illegible] فیہ جملہ معترضہ ہے۔ [illegible] ترکیب کو علامہ قرطبی نے [illegible] پسند کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ قال مکی ھو احسنہا (قرطبی)۔

تہ کفار کے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام سے شدید عداوت تھی [illegible] قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت [illegible] کی تعلیمات [illegible] دلیلوں کے باعث وہ حیرت زدہ ہو کر رہ گئے تھے [illegible]

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

[illegible] تم سے پہلے تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ④ يُدَبِّرُ

نہیں تمہارے لیے اس کے بغیر کوئی مددگار اور نہ کوئی سفارشی کیا پھر تم نہیں سمجھتے تدبیر فرماتا ہے

الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ

ہر کام کی آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ امر اس کی طرف اس دن میں جس کی

مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ⑤ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

مقدار ہزار سال ہے ان اعداد سے جن سے تم شمار کرتے ہو وہی جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کا

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑥ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ

سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے وہ جس نے بہت خوب بنایا ہر چیز کو جس کو پیدا کیا اور ابتدا فرمائی انسان کی

ل تم اللہ تعالیٰ کے ہمسر ٹھہرا کر ان کی عبادت کرتے ہو۔ کبھی غور کیا ہے کہ جب عدل کی بارگاہ میں پیش ہو گے تو [illegible] چھڑا سکیں گے یا تمہاری سفارش کریں گے۔ اس عالم کا مالک وہی ہے کسی کی یہ جرأت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اجازت کے بغیر کسی کے لیے شفاعت کے لیے لب کشائی کرے۔ [illegible] شفاعت کا مجاز قرار دیا ہے وہ شفاعت ہی، اولیاء، صلحاء، شہداء اپنی اپنی [illegible] کریں گے [illegible] بخشش کا باعث ہوں گے۔

ته یعنی ہر کام کا [illegible] اس آیت میں اس حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر چھوٹی بڑی چیز کا وہی انتظام فرماتا ہے۔ ہر چیز اس کے [illegible] ہے کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف انجام نہیں پا سکتا۔ جب قیامت برپا ہوگی تو تمام امور اس کے حضور پیش ہوں گے اور ان کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔ وہ دن کوئی چھوٹا سا دن نہیں ہوگا بلکہ تمہارے حساب کے مطابق وہ ہزار سال کے برابر ہوگا۔

مفسرین کرام نے یعرج الیہ کی اور بھی کئی تفسیریں کی ہیں لیکن مجھے یہی تفسیر پسند ہے [illegible] اس کی تائید کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بأسرار کتابہ۔

قیامت کے دن کا اندازہ ہزار سال کیا گیا ہے جبکہ سورۃ المعارج میں پچاس ہزار سال [illegible] دن اتنا طویل ہوگا [illegible] اس کی وجہ [illegible] ہزار سال کے [illegible] ۔ [illegible] اس کی [illegible]

الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۚ

تخلیق کی گارے سے ۔ پھر بنایا اس کی نسل کو ایک جوہر سے جو حقیر پانی سے ہے

اس آیت میں [illegible] کا بیان ہوا [illegible] العزیز الرحیم [illegible] صرف وہی ہستی [illegible] اور [illegible] پیدا کر سکتی ہے [illegible] اہتمام کر سکتی ہے [illegible] اس مناسبت سے ان صفات کا بھی ذکر کر دیا گیا۔

ل اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ میں سے ایک اور صفت بیان کی جا رہی ہے۔

پہلے ارشاد ہوا کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اب بتایا جا رہا ہے کہ اس نے جس چیز کو پیدا کیا اس کے مقصد تخلیق کے [illegible] کی کمی نہیں پا سکتے [illegible] فرمایا اس سے [illegible] صورت کا [illegible] نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابن عباس نے احسن کا معنی کیا ہے اتقنه و احکمه. قتادہ سے مروی ہے احسن خلق کل شيء [illegible]

ل پہلے بتایا کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور ان میں جو کچھ ہے سب کا خالق ہے [illegible] کائنات کی [illegible] کا حال بیان کیا جا رہا ہے [illegible] شان تخلیق کا شاہکار ہے

انسان کی پیدائش کے متعلق دو نظریے [illegible] قرآن کریم نے کیا اور [illegible]

مرتبہ یہ نطفہ [illegible] بیرونی کا ماحول [illegible] پیدا ہو گیا تھا اس کے باعث ذہنوں سے جب یہ نظریہ پیش کیا [illegible] ڈارون [illegible] اس کے [illegible] کہ اس نطفہ کے [illegible] دلائل پیش کیے ہیں ان کے باعث اس نظریہ کی ساری عمارت [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] انسان [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] تبدیلیاں [illegible] انسان [illegible] کے باعث [illegible] انسان [illegible] کے انسان سے کسی اور صورت میں [illegible] اختلاف [illegible] انسان میں [illegible] خلافت کا اہل بنا دیا اور انسان میں [illegible] کمالات [illegible] ہیں [illegible] اس قسم کے [illegible] سے [illegible] ہو سکتی ہے۔ نظریۂ ارتقاء کے ثبوت کے لیے انہوں نے [illegible] سال میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ علمی طور پر کسی معیار پر پورے نہیں اترتے کیونکہ یہ نظریہ [illegible] کہا جا سکتا ہے جس کا اساس محض ظن و تخمینات ہوں [illegible] کرنے کے لیے [illegible] قدم اٹھانے وہ بڑا [illegible] ہے۔

سیدھی سی بات ہے کہ انسان کی تخلیق براہ راست ہوئی۔ اس کے بعد ہر زوج میں ایسی خصوصیات رکھ دی گئیں اور یہ خودکار انتظامات کر دیے گئے کہ اس زوج کی افزائش نسل خود بخود ہوتی جائے۔

اگر انسان وجہ دشمنی کی بنا پر اس طرح مبتلا نہ ہو کہ اس کی عقل و فکر کی آنکھیں ہی اندھی ہو چکی ہوں تو اسے ماننا پڑے گا کہ تخلیق انسان کے متعلق جو نظریہ قرآن کریم نے پیش کیا ہے وہی برحق ہے۔

ث انسان اول کو براہ راست مٹی سے پیدا کیا گیا اس کے بعد اس کی افزائش نسل کا اب یہ نظام کر دیا گیا کہ [illegible] کے باعث خود بخود اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ نئی نسل کی پیدائش، پرورش اور تربیت کے لیے [illegible] اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے [illegible] صحت [illegible] وقت [illegible] لیکن اس نے اپنی محبت کا [illegible] ان تمام چیزوں کو [illegible] ہے۔ [illegible] انسان اس کے مستقبل کی خاطر بڑی قربانیاں خوشی سے دینے کے لیے تیار [illegible] ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

پھر اس کے قد و قامت کو درست کر دیا [illegible] اور اس میں اپنی روح پھونک دی [illegible] اور تم کو کان [illegible]

کسی چیز کے [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] استقرار حمل کا باعث بنتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ⑨ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ

اور دل تھے تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو اور کہنے لگے کیا جب ہم رل مل جائیں گے زمین میں

أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ⑩ قُلْ

تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے درحقیقت یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے انکار کرتے ہیں آپ فرما دیجئے

يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ⑪

ع

جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے پھر اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ترجمہ حقیقت یہی کہ اس میں [illegible] کی خصوصیت ہے۔ جو انسان کو [illegible] عطا فرمایا ہے۔ [illegible]

۲۷ یہاں ان ظاہری اور باطنی قوتوں اور صلاحیتوں کا ذکر ہو رہا ہے جن سے [illegible] کیا گیا

۲۸ قیامت کے متعلق وہ جس شبہ میں مبتلا تھے اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد جب ہم مٹی میں مل جائیں گے اور ہماری خاک کے ذرے زمین کی وسعتوں میں منتشر ہو جائیں گے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ [illegible] ان بکھرے ہوئے ذروں کو اکٹھا کر کے انہیں پھر زندہ کیا جائے۔ پہلے تو ان ذروں کا [illegible] ہی محال ہے اور اگر [illegible] تو انہیں یکجا کر کے اور پھر ان میں زندگی پیدا کرنا تو عقل [illegible] ہے ہم ایسی باتوں کو تسلیم کرنے کی زحمت [illegible] اس کی [illegible] ہیں اور [illegible] کی تشریح ہے۔

۲۹ ان کی اس حجت بازی کا اصل [illegible] اس قسم کے [illegible] کا [illegible] ہے جو صاف صاف کہہ دو کہ تم اپنے رب کی ملاقات کے [illegible] اس بات سے [illegible] ہے کہ [illegible] تمہارے [illegible] کیا جاتا ہے کہ کہاں کہاں [illegible] ان کو یکجا کرنے سے [illegible] حقیقت [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] ہیں کوئی شک ہے کیا اس کی قدرت کے بارے میں [illegible] آیات [illegible] کا [illegible] ہو گیا ہے کہ حقیقت [illegible] ان کے [illegible] کی تردید کر دی۔

آیت کی ابتدا میں [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] جب کوئی [illegible] چیز [illegible] ہو جائے یہاں تک کہ اس کا کوئی [illegible] و نشان باقی نہ رہے تو عرب کہتے ہیں [illegible] بہت [illegible] کہ پانی دودھ میں [illegible] جائے تو عرب کہتے ہیں: [illegible] فی اللبن [illegible] علیہ [illegible] حتی [illegible] قد [illegible] جب [illegible] کر دیا جائے تب بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا۟ رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا

اور کاش! تو دیکھے جب مجرم سر جھکائے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے حضور (اور عرض کریں گے) اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا

وَسَمِعْنَا فَٱرْجِعْنَا نَعْمَلْ صَٰلِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝١٢ وَلَوْ شِئْنَا لَءَاتَيْنَا

اور سن لیا، پس ہمیں (دنیا میں) واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، بیشک ہمیں (اب) یقین آ گیا ہے ۱۲ اور اگر ہم چاہتے

یقال: ضل، ذهب اذا اضمحل (قرطبی)

۱۱ جس فرشتہ کو روحیں قبض کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے اس کا نام عزرائیل علیہ السلام ہے۔ عزرائیل کا معنی عبد اللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ مومن و کافر ہر شخص کی روح وہی قبض کرتے ہیں لیکن جب کافر کی روح قبض کی جاتی ہے تو اس وقت ان کی شکل بڑی ڈراؤنی ہوتی ہے اور ان کا لہجہ بڑا سخت ہوتا ہے۔ جب کسی مومن کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو بڑے حسین و جمیل بن کر تشریف لاتے ہیں اور بڑی محبت اور عزت و احترام سے ان کی روح قبض کرتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق اپنے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول خدا ﷺ نے دیکھا کہ ملک الموت ایک انصاری کے سرہانے کھڑا ہے تو فرمایا: ارفق بصاحبی فانہ مؤمن۔ میرے صحابی کے ساتھ نرمی اور شفقت کے ساتھ پیش آنا کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کی: طب نفسا وقر عینا فانی بکل مؤمن رفیق۔ اے محمد! آپ خوش ہوں، آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، میں ہر ایک ایمان والے مومن شخص کے ساتھ بڑی نرمی اور شفقت سے پیش آتا ہوں۔

۱۲ آج تو یہ بڑے کروفر سے گردنیں اکڑا کر چلتے ہیں، حق سے عناد کا اظہار کرتے ہیں۔ ذرا اس وقت کا خیال کرو جب انہیں مجرموں کی حیثیت سے بارگاہ الٰہی میں لا کر کھڑا کیا جائے گا۔ اس وقت ندامت سے ان کے سر جھکے ہوئے ہوں گے، شرم کے مارے آنکھیں نہ اٹھا سکیں گے اور عرض کریں گے:

> اے ہمارے رب! تیرے رسولوں نے جن حقائق کے متعلق ہمیں خبردار کیا تھا اور دنیا میں جن کو تسلیم کرنے سے ہم انکار کرتے رہے تھے آج ہم نے ان حقائق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے کانوں سے سن لیا۔ اب ہم غفلت کی نیند سے بیدار ہو گئے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔ تو ہمیں بس ایک مرتبہ دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ ہم پچھلے عمل کا ازالہ کر سکیں اور تیری اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ نیک عمل کے ذریعہ فلاح حاصل کر سکیں۔

لیکن ان کی یہ حسرت ٹھکرا دی جائے گی۔

واعظ شیراز نے کیا خوب کہا ہے ؎

مرو در پی غفلت بیا در کہن کہ افسوس وا درد غفلت نکن

(اب غفلت کے گڑھے سے سر اٹھا، ورنہ کل ندامت و خجالت کے باعث سر جھکا رہے گا۔)

كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

اور اگر ہم چاہتے تو ہم دے دیتے ہر شخص کو اس کی ہدایت لیکن یہ بات طے ہو چکی ہے میری طرف سے کہ میں ضرور بھر دوں گا

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

جہنم کو تمام سرکش جنوں اور انسانوں سے۔ پس اب چکھو (عذاب) اس وجہ سے کہ تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی

کرت از جنت [illegible] [illegible] زبان در دہانت [illegible] بیاد

(اب جب کہ تیری آنکھیں سلامت ہیں پہلے کام بیں سے خوب اور آج جب کہ تیرے منہ

میں زبان ہے تو شہد کا ذکر کرے)

دہ [illegible] باشد دل در بدن [illegible] گردد زباں در دہن

(یاد رکھ جسم میں جان ہمیشہ نہیں رہے گی اور منہ میں زبان ہمیشہ نہیں رہے گی)

اور انہیں بتایا جائے گا کہ اگر ہم چاہتے تو کوئی شخص گمراہ نہ ہوتا ہر شخص کی جبلت اور فطرت میں ہدایت کا نسخہ دیا جاتا۔ سرکشی اور گمراہی کی کسی میں طاقت ہی نہ ہوتی۔ فرشتوں کی طرح سب فرمان حق اور بے چون و چرا ہوتے۔ لیکن ہماری حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس طرح انسان کی پیدائش کا مقصد فوت ہو جاتا اور انسان کو جس شرف و کرامت سے سرفراز کرنا مقصود تھا اس کے لیے کوئی وجہ جواز نہ رہتی۔

انسان کی تخلیق سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اسے عقل و فہم کا نور بخشا جائے حق اور باطل کی راہوں کو اس کے سامنے واضح کر دیا جائے۔ انبیاء کرام کو مبعوث فرما کر راہ حق پر چلنے کی دعوت دیں اور غلط روی سے بچنے کی تلقین کریں۔ اس کے بعد انسان کو ایک گونہ آزادی دی جائے کہ چاہے تو ایمان لائے اور چاہے تو کفر کرے۔ چاہے تو راہ حق کو اپنا مطلوب بنا لے اور چاہے تو ضلالت و گمراہی کی طلب میں [illegible] شروع کر دے۔ جب وہ اپنی مرضی سے ہماری رضا کی خاطر ساری رکاوٹوں کو عبور کرتا ہوا مشکلات کا مقابلہ کرتا ہوا آگے بڑھے گا تو ہم دست کرم سے اس کے سر پر اپنی رضا کا تاج رکھ دیں گے اور اگر اس نے عقل و فہم کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا، انبیاء کی دعوت کو جان بوجھ کر ٹھکرا دیا، ہماری آیات پر [illegible] عمل کرنے سے انکار کر دیا تو [illegible] جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ اس کا ٹھکانا ہو گا۔

لیکن یہ بھی یاد رہے کہ پہلے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جو [illegible] کسی کو [illegible] حق پر چلنے کے لیے مجبور کیا جائے گا اور نہ کسی کو جبراً فسق و فجور میں مبتلا کیا جائے گا۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ دعوت حق دے دی گئی ہے۔ حق و باطل میں امتیاز کر دیا گیا۔ اب جس کا جی چاہے وہ ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمام جن اور انسان سے دوزخ کو بھر دیا جائے گا۔ بلکہ الجنة والناس پر الف لام عہدی ہے اور اس سے گمراہ و سرکش جن اور گمراہ انسان مراد لیے

هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا

[illegible]

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ

[illegible]

رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

[illegible]

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

[illegible]

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ

[illegible]

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن

کیا کرتے تھے ۔ اور جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانا آگ ہے ۔ جتنی مرتبہ وہ ارادہ کریں گے کہ

يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي

کسی طرح یہاں سے نکل جائیں تو ہر بار انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں اور انہیں کہا جائے گا چکھو آگ کا عذاب جسے

كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ

تم جھٹلایا کرتے تھے ۔ اور ہم ضرور چکھائیں گے انہیں تھوڑا تھوڑا عذاب

الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ

بڑے عذاب سے پہلے ۳۲؎ تاکہ وہ اب بھی لوٹ آئیں ۔ اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جسے نصیحت کی گئی

رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ

اس کے رب کی آیتوں سے پھر اس نے منہ موڑ لیا ان سے ۔ بیشک ہم مجرموں سے ضرور بدلہ لیں گے ۔ اور بیشک ہم نے

آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ

عطا فرمائی تھی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب، تو آپ شک میں مبتلا نہ ہوں ایسی کتاب کے ملنے سے ۳۳؎ اور ہم نے بنایا تھا

فائدہ ۳۲؎ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بڑے عذاب میں گرفتار ہونے سے پہلے ان نافرمانوں اور سرکشوں کو چھوٹی چھوٹی [illegible] مصیبتوں اور سختیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنی اصلاح کر لیں اور عذاب جہنم سے بچنے کی تدبیر سوچ لیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ کسی تکلیف و مصیبت کو انسان کی اصلاح کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ اس نعمت و رحمت سے وہ انسان [illegible] سرکش ہوتے ہیں [illegible] مصیبت [illegible] کا مستحق بن جاتے۔ [illegible] میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۳۳؎ [illegible] حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] نہیں ہے کہ کسی [illegible] آپ [illegible] کہ آپ [illegible] کے خوف [illegible] شک [illegible] سکتا تھا۔ [illegible] آپ کسی شک میں مبتلا [illegible] صورت میں [illegible]

هُدًى لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا

اسے ہدایت کی بنی اسرائیل کے لیے اور ہم نے بنایا ان میں سے بعض کو پیشوا ۔ وہ رہبری کرتے ہیں ہمارے حکم سے

لَمَّا صَبَرُوا۟ ۖ وَكَانُوا۟ بِـَٔايَـٰتِنَا يُوقِنُونَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

جب تک وہ صابر رہے اور جب تک وہ ہماری آیتوں پر پختہ یقین رکھتے رہے ۔ بیشک آپ کا پروردگار ہی فیصلہ کرے گا

يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ فِيمَا كَانُوا۟ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ

ان کے درمیان قیامت کے دن جن امور میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے ۔ کیا یہ بات ان کی ہدایت کا باعث نہیں کہ

أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ ٱلْقُرُونِ يَمْشُونَ فِى مَسَـٰكِنِهِمْ ۚ إِنَّ

کتنی قومیں تھیں جن کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا حالانکہ یہ چل پھر رہے ہیں ان کے مکانوں میں ۔ بیشک

نہیں ہے کہ قرآن مجید کبھی نہ ہوا ہو ۔ آپ سے پہلے بھی انبیا پر صحیفے [illegible] نازل ہوئی ۔ انہیں صحائف اور کتابوں سے مشرف کیا گیا [illegible] منصب نبوت پر فائز کیے گئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تورات جیسی کتاب مرحمت ہوئی تھی ۔ اب حکمت کی تکمیل [illegible] نے سارے جہان کی راہنمائی کے لیے [illegible] آپ کو حکم اور قرآن حکیم جیسے صحیفہ رشد و ہدایت کے نزول کا سلسلہ شروع ہو گیا ۔ اس میں [illegible] کی بات ہے [illegible] شک و شبہ کی کیا بات ہے ۔ آیت میں خطاب اگرچہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کی نبوت میں اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے میں شک اور تردد کا اظہار کیا کرتے تھے ۔

؎ موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے ہم نے بعض کو امام اور پیشوا بنا دیا تاکہ وہ ہمارے فرمان کے مطابق لوگوں کی [illegible] رہبری و ہدایت و پیشوائی کے اس اعلیٰ منصب کے لیے وہی لوگ چنے گئے جو صبر و استقامت سے عبادت و اطاعت کی کٹھن اور دشوار راہوں پر گامزن رہے ۔ دین حق کی تبلیغ میں [illegible] کی طرف سے [illegible] مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے لیکن وہ [illegible] نہیں [illegible] ثابت قدمی اور پامردی سے اپنا فرض ادا کرتے رہے ۔ جو لوگ عبادت و طاعت سے اکتا جاتے ہیں اور مصائب و آلام کے [illegible] کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں انہیں امامت کے عظیم منصب کے لیے منتخب نہیں کیا جاتا ۔ افسوس ہے کہ بنی اسرائیل کے [illegible] جو اپنے زمانے میں [illegible] کی [illegible] دیتے [illegible] نبی کی حیثیت سے نبوت کے مشن کی تکمیل میں بھرپور کوشاں رہے ۔

؎ اہل مکہ کے تجارتی قافلے [illegible] شمال و مغرب کا سفر کرتے تھے ان کے راستے میں کئی اجڑی ہوئی بستیاں تھیں [illegible]

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ㉖ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاۗءَ اِلَى

ان میں عبرت کی کئی نشانیاں ہیں کیا وہ [illegible] سنتے نہیں؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا [illegible]

الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ

[illegible] بنجر زمین کی طرف [illegible] پھر ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعے سے کھیتی کھاتے ہیں اس سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی

اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ㉗ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ㉘

کیا وہ پھر بھی نہیں دیکھتے؟ اور وہ [illegible] پوچھتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا؟ بتاؤ اگر تم سچے ہو

[illegible]

کر کے شرک [illegible]

الجرز [illegible]

[illegible] یعنی [illegible] اتباع [illegible]

کیا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ نہیں کہ جب [illegible] زمین [illegible]

[illegible] سے باز آجائیں۔

[illegible]

[illegible] ان کی [illegible]

۲۸ الفتح سے مراد فیصلہ کا دن یعنی روز قیامت ہے۔ قال مجاہد یعنی یوم القیامة

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾

آپ فرمائیے فیصلہ کے دن سود مند نہ ہوگا کافروں کو ان کا ایمان لانا ۴۲ اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

پس (اے حبیب!) منہ پھیر لیجئے ان سے ۴۳ اور انتظار فرمائیے بیشک وہ بھی منتظر ہیں ۴۴

اہل ایمان کفار کو کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ نیک لوگوں کو ان کے نیک اعمال کی جزا ملے گی اور بدکاروں کو آتش جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ کفار از راہ تمسخر پوچھتے کہ وہ فیصلہ کا دن کب آئے گا۔ تم بھی بڑا فرمایا کرتے ہو ذرا ہم کو بھی تو بتاؤ کہ وہ کب آئے گا۔

۴۲ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے حبیب! ان سے کہیے کہ وہ فیصلہ کا دن آئے گا اور ضرور آئے گا۔ لیکن اگر تم نے جب تک اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس کے بعد ایمان لائے تو پھر تمہیں اس کا کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس دن تمہاری ندامت اور معذرت تمہارے کسی کام نہیں آئے گی۔ عقلمندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ اب آنکھیں کھولو، اب ہوش میں آؤ اور دعوت محمدی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واجمل السلام قبول کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ صرف دنیا میں تم کو فائدہ پہنچایا جائے گا بلکہ روز محشر اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے انعامات سے مالا مال فرمائے گا۔

۴۳ اے محبوب! آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا، ان کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، لیکن یہ باز نہیں آئے۔ اب ان کی طرف سے رخ انور پھیر لیجئے یہ اب نگاہ التفات کے مستحق نہیں ہیں۔

۴۴ آپ اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد کا انتظار فرمائیے اور انہیں اپنی بربادی اور تباہی کی گھڑی کا انتظار کرنے کے لیے چھوڑ دیجئے۔

اللّٰھم رب العباد ومن علیھم بصلٰوتک الزکیۃ وصل وسلم علی حبیبک الاکرم ونبیک المعظم وعلی آلہ وصحبہ وتابعیہ وتقبل منی بمنہ انک انت السمیع العلیم وعفی ذنوبہ انک انت العزیز الرحیم۔

قد فرغت من تسوید هذه السطور فی ضحی یوم الثلاثا

[illegible] جمادی [illegible] وانا نزیل مسجد خانیۃ من مراحل قریۃ مکھال۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱-	سورۃ الاحزاب	۵
۲-	سورۃ سبا	۱۰۷
۳-	سورۃ فاطر	۱۳۷
۴-	سورۃ یٰسٓ	۱۶۵
۵	سورۃ الصّٰفّٰت	۱۹۵
۶-	سورۃ صٓ	۲۲۳
۷-	سورۃ زمر	۲۵۵
۸	سورۃ مومن	۲۸۷
۹-	سورۃ حٰمٓ السجدہ	۳۲۷
۱۰-	سورۃ شوریٰ	۳۵۹
۱۱-	سورۃ زخرف	۳۹۷
۱۲	سورۃ الدخان	۴۳۱
۱۳-	سورۃ الجاثیہ	۴۳۷
۱۴-	سورۃ الاحقاف	۴۶۷
۱۵	سورۃ محمد	۴۹۹
۱۶-	سورۃ فتح	۵۲۳
۱۷	سورۃ حجرات	۵۷۵
۱۸	سورۃ قٓ	۶۰۵
۱۹-	سورۃ الذّٰریٰت	۶۲۳
۲۰	سورۃ الطّور	۶۴۳

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

التحقیقات اللغویہ

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
ا		
اسوہ	۳۳	۴۲
اہل البیت	۳۳	۶۳
اکل	۳۴	۲۸
اثل	۳۴	۲۸
تؤفکون	۳۵	۹
اجاج	۳۵	۱۹
اساور	۳۵	۳۷
امام	۳۶	۱۲ الف
اقر	۳۳	۲۶
اشفقن	۳۳	۹۰
استبرق	۴۴	۳۰
افاک	۴۵	۷
اثیم	۴۵	۹
اَثارۃ	۴۶	۵
آسن	۴۷	۲۱
آزر	۴۸	۶۱
اوّاب	۵۰	۳۸
اُفک	۵۱	۹
الآزفۃ	۵۳	۳۲
الاوفی	۵۳	۴۸
	-	-

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
ب		
بادون	۳۳	۴۱
تبرّج	۳۳	۶۱
یبور	۳۵	۱۷
بعد	۳۵	۱۹
بیض	۳۷	۱۹
مُبین	۴۴	۲
بالبھر	۴۷	۳
بھیج	۵۰	۸
مبصرا	۴۰	۴۸
ت		
اتراب	۳۸	۵۳
تعسًا	۴۷	۱۳
توب	۴۰	۳
ث		
مثانی	۳۹	۳۲
اثخنتموھم	۴۷	۶
ج		
جلابیب	۳۳	۹۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
جنة	۳۴	۱۱
جفان	۳۴	۲۰
جُدَدٌ	۳۵	۳۹
اجداث	۳۶	۳۵
جبلاً	۳۶	۵۵
جياد	۳۸	۳۶
اجتبى	۴۲	۲۰
الجوار	۴۲	۵۵
جعل	۴۳	۳
جاريات	۵۱	۱
ح		
حناجر	۳۳	۱۹
حداد	۳۳	۳۷
حصين	۳۳	۹
محاريب	۳۴	۲۰
حوت	۳۷	۴۳
محراب	۳۸	۲۳
حميم	۳۸	۵۳
حفيظ	۴۲	۷۳
حكيم	۴۳	۵
محضرون	۳۴	۷۰
محله	۴۸	۴۶
الحمية	۴۸	۴۷
تحيد	۵۰	۱۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
حبك	۵۱	۴
حور	۵۲	۳
حجاب	۴۱	۷
خ		
خاتم	۳۳	۷۳
خمط	۳۴	۲۸
خامدون	۳۶	۲۸
خوّله	۳۹	۱۹
فاستخف	۴۳	۵۸
خرّاصون	۵	۷
خطب	۵۱	۲۹
خوض	۵۲	۵
د		
تدعو	۳۵	۲۵
تدعون	۳۶	۳
الدعا	۴۰	۷۶
فادعوه	۴۰	۸۳
دحورا	۳۷	۵
داخرون	۳۷	۷
مدحضين	۳۷	۴۳
الدهر	۴۵	۳۳
لاادرى	۴۶	۱۲
يُدَعُّوْن	۵۲	۶

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
لیدحضوا	۴۰	۹
ذ		
ذاریات	۵۱	۱
ذنوب	۵۱	۵۵
ذوالعرش	۴۰	۲۸
ر		
مرجفون	۳۳	۱۰۲
راسیات	۳۴	۲۰
رجز	۴۵	۱۰
رکعًا	۴۸	۵۷
راشدون	۴۹	۱۲
مریب	۵۰	۲۴
	۴۱	۶۰
راغ	۵۱	۲۵
برکنه	۵	۳۳
رق	۵۲	۱
ریب المنون	۵۲	۲۳
مرکوم	۵۲	۳۹
رفیع الدرجات	۴۰	۲۸
الروح	۴۰	۲۸
مرتاب	۴۰	۵۳
رواسی	۴۱	۱۳
ربت	۴۱	۶۲

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
ز		
یزفّون	۳۷	۳۱
ازواج	۴۳	۳
زخرف	۴۳	۳۹
رهوًا	۴۴	۲۴
الزقوم	۴۴	۳۷
تزیّلوا	۴۸	۳۶
س		
سلق	۳۳	۳۷
ساهم	۳۷	۴۳
تسوّروا	۳۸	۲۳
سوق	۳۸	۳۶
استوی	۴۱	۱۵
	۳۸	۶۱
سندس	۴۴	۴۱
سخّر	۴۵	۱۰
سوّل	۴۷	۳۴
سکینه	۴۸	۶
سجّدا	۴۸	۵۷
سیماهم	۴۸	۵۹
سوق	۴۸	۶۰
المسجور	۵۲	۱
سیئات	۴۰	۱۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
سلطان	۴۰	۳۸
مسرف	۴۰	۵۳
اسباب	۴۰	۵۳
یسحبون	۴۰	۸۹
یسجرون	۴۰	۸۹
استویٰ	۴۱	۱۹

ش

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
اشحّة	۳۳	۳۵
شقاق	۳۸	۳
لاتشطط	۳۸	۲۳
متشاکسین	۳۹	۴۳
شرع	۴۲	۱۷
شوریٰ	۴۲	۶۰
شریعة	۴۵	۴۳
اشداء	۴۸	۵۹
شطأه	۴۸	۹۱

ص

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
صیاصی	۳۳	۵۱
صافنات	۳۸	۳۶
صفًّا	۳۷	۶
صُبّوا	۴۴	۳۸
صدّوا	۴۷	۱
صرّة	۵۱	۲۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
فصکّت	۵۱	۲۸
اِصلوها	۵۲	۹
مصیطر	۵۲	۳۲
یصعقون	۵۲	۴۵
صاعقه	۴۱	۲۶
صرصرا	۴۱	۳۰

ض

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
اضغانهم	۴۷	۳۷
اضغانکم	۴۷	۴۲

ط

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
تطؤهم	۴۸	۴۶
طور	۵۲	۱
طول	۴۰	۵

ظ

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
اظنّه	۴۰	۵۵

ع

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
الاعراب	۳۳	۴۰
معجزین	۳۴	۸
عرم	۳۴	۲۷
عذب	۳۵	۱۹
عین	۳۷ ۵۲	۱۴ ۱۳

	سورة نمبر	حاشیہ نمبر
عزّة	٣٨	٣
عجاب	٣٨	٧
عشّی	٣٨	٣٦
الأعلام	٤٢	٥٥
عزم	٤٦	٦٦
یعش	٤٣	٣١
عابدین	٤٣	٧٧
فاعتلوا	٤٤	٣٨
یستعتبون	٤٥	٣٢
	٤١	٣٠
معکوف	٤٨	٣٦
المعرّة	٤٨	٣٦
العنید	٥٠	٢٣
عتید	٥٠	١٧
عقیم	٥١	٣٦
علی	٤٠	٩٩

غ

	سورة نمبر	حاشیہ نمبر
نُغرینّک	٣٣	١٠٢
غرور	٣٥	١١
غرابیب سُود	٣٥	٣٩
غول	٣٧	١٥
غسّاق	٣٨	٥٣
یغصون	٣٩	٦
غمرة	٥١	٨

ف

	سورة نمبر	حاشیہ نمبر
یفتح	٣٤	٧
فاطر	٣٥	٢
فرات	٣٥	١٩
فواق	٣٨	١٧
یفرق	٤٤	٦
تفیضون	٤٦	٩

ق

	سورة نمبر	حاشیہ نمبر
قدور	٣٤	٢٠
قطمیر	٣٥	٢٥
مقمحون	٣٦	٦
قطّاً	٣٨	١٧
مقرنین	٤٣	١٥
نقیّض	٤٣	٣٦
ق	٥٠	١

ک

	سورة نمبر	حاشیہ نمبر
کافّة	٣٤	٢٨
کأس	٣٧	١٥
یکوّر	٣٩	١٢
یکفّر	٣٩	٣٩
یکفّر	٤٨	٩
کفّار	٥٠	٢٣

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
مکیدون	۵۲	۳۷
التّہ	۳۱	۷
ل		
لغوب	۳۵	۳۷
سعیر	۳۷	۳۳
لطیف	۴۲	۳۷
سعیر	۵۱	۳۵
التناھم	۵۲	۱۵
یلقّاھا	۴۱	۵۶
یلحدون	۴۱	۶۳
م		
مزقتم	۳۴	۱۰
تماثیل	۳۴	۲۰
مواخر	۳۵	۲۴
مارد	۳۷	۵
ملأاعلیٰ	۳۷	۵
المھل	۴۴	۳۷
مثل	۳۸	۶۰
امتحن	۴۹	۶
مجید	۵۰	۲
مریج	۵۰	۶
مورا	۵۲	۲
ممنون	۴۱	۱۲

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
ن		
نبی	۳۳	۱
نحب	۳۳	۳۶
منسأتہ	۳۴	۲۳
تناوش	۳۴	۹۹
نصب	۳۵	۳۷
ینسلون	۳۶	۴۵
ننکسہ	۳۶	۷۰
یزفون	۳۷	۱۹
اندادا	۳۹	۲۰
ینتصرون	۴۲	۶۱
نقبوا	۵۰	۳۳
انذرتکم	۴۱	۲۶
ینزغنک	۴۱	۵۷
و		
وقرن	۳۳	۶۱
وجیھا	۳۳	۱۰۹
واصب	۳۷	۵
یتولیٰ	۳۹	۳۵
ولی	۴۲	۴۶
اوزعنی	۴۶	۲۲
اولی	۳۷	۳۱
وقرا	۵۱	۱

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر		سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
موسعون	۵۱	۴۲	ھدینا	۴۱	۳۱
وقرٌ	۴۱	۵	اھلًا	۴	۶۲
یوزعون	۴۱	۳۳			
ہ ——			**ی ——**		
			یقطین	۳۷	۴۳
یھیج	۳۹	۲۹	یوم التناد	۴۰	۳۹
الھدی	۴۸	۳۶	ایام	۴۵	۱۵

التحقیقات النحویہ

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر		سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
لا یجاورونک فیھا الا قلیلا	۳۳	۱۰۲	تنزیل من الرحمٰن الرحیم	۴۱	۲
وما ارسلناک الا کافۃ للناس	۳۴	۴۸	قرآنا عربیا	۴۱	۳
الحمد للہ الذی	۳۴	۱	حفظًا	۴۱	۲۳
افمن زیّن لہ سوء عملہ	۳۵	۱۳	ان الذین کفروا	۴۱	۶۳
لات حین مناص	۳۸	۳	اتخذوا من دون اللہ قربانا آلھۃ	۴۶	۳۹
قال فالحق والحق اقول	۳۸	۷۰			
الا المودۃ فی القربٰی	۴۲	۴۳	فضرب الرقاب	۴۷	۵
انہ بُراء مما تعبدون	۴۳	۲۳	ھا انتم ھؤلاء	۴۷	۴۳
ام حسب الذین اجترحوا السیئات	۴۵	۲۸	ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون	۴۹	۵
			عن الیمین وعن الشمال قعید	۵۰	۱۶
واضلّہ اللہ علی علم	۴۵	۳۱	القیا فی جھنم میں القیا کو تثنیہ ذکر کرنے کی وجہ	۵۰	۲۳
تنزیل الکتاب	۴۰	۶			
وسعت کل شیء رحمۃ وعلما	۴۰	۱۵	وعنھم سراعا	۵۰	۴۰

اللہ جلّ مجدہٗ و عزّ شانہٗ

توحید

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک ہے۔	۳۴	۱
سب تعریفیں فاطر السموٰت والارض کے لیے جس نے مختلف قوت کے فرشتے پیدا کیے۔	۳۴	۱
سب تعریفیں اللہ کے لیے جو رب العالمین ہے	۳۷	۱۸۲
• • • • • • • •	۴۵	۳۶
ساری برکتیں اللہ کے لیے جو رب العالمین ہے	۴۰	۶۴
ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے۔	۴۰	۶۵
• • • • • • • •	۴۵	۳۶
اُس کے بغیر کوئی خالق ہے جو رزق	۳۴	۳
اُس کے بغیر کوئی معبود نہیں	۳۵	۳
• • • • • •	۳۹	۶
اُس واحد قہار کے سوا کوئی معبود نہیں	۳۸	۶۶
وہ اللہ ہی واحد و قہار ہے	۳۹	۴
اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔	۴۴	۸
• • • • • • • • •	۴۷	۱۹
• • • • • • • • •	۴۰	۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۴۰	۶۲
• • • • • • • •	۴۰	۶۵
• • • • • • • •	۴۱	۶
تمہارا معبود ایک ہے	۳۷	۴
• • • •	۴۱	۶
وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے	۳۷	۵
وہ مشارق کا رب ہے	۳۷	۵
وہ میرا رب ہے	۴۲	۰
آسمانوں اور زمین میں بڑائی اُسی کے لیے ہے۔	۴۵	۳۷
اللہ ہی کارساز ہے	۴۲	۹
وہی تمہارا رب ہے	۳۹	۶
آسمانوں میں اور زمین میں وہی خدا ہے	۴۳	۸۴
خلوص کے ساتھ اسی کی عبادت کرو	۴۰	۳
وہی زندہ ہے	۴۰	۶۵
بُت کسی ذرہ کے مالک نہیں	۳۴	۱
زمین و آسمان میں اُن کا کوئی حصہ نہیں	۳۴	۱
حاملین عرش اور دوسرے فرشتے اُس کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں	۴۰	۷
حکم کا اختیار اللہ کے لیے جو علی کبیر ہے۔	۴۰	۱۲

دلائل توحید

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کفار سے پوچھو رازق کون ہے کہیں گے اللہ	۳۴	۲۴
جو نعمت کسی کو دینا چاہے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے روکنا چاہے کوئی دے نہیں سکتا۔	۳۵	۲
ہوائیں، بادل، بارش اور مردہ زمین کا زندہ ہونا	۳۵	۹
میٹھے پانی اور کھاری پانی کے ذخائر	۳۵	۱۲
تسخیر شمس و قمر، ساری بادشاہی اسی کی ہے	۳۵	۱۳
بارش کا برسنا، مختلف رنگوں کے پھل، پہاڑوں کے مختلف رنگ کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سیاہ۔	۳۵	۲۷
انسانوں، چارپایوں اور جانوروں کے مختلف رنگ اور روپ۔	۳۵	۲۸
مردہ زمین کو زندہ کرنا، اجناس و باغیچوں کا پیدا ہونا، چشموں کا جاری ہونا تاکہ تم کھاؤ اور ان سے مربے، اچار، چٹنیاں وغیرہ بناؤ۔	۳۶	۳۳، ۳۴، ۳۵
وہ ہر عیب سے پاک ہے جس نے زمین سے اُگنے والی ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا	۳۶	۳۶ مع حاشیہ
بائبل کا اعتراض اور جواب	۳۶	حاشیہ آیت ۳۸
رات کا آنا، سورج کا چلنا عزیز و علیم کا مقرر کردہ ہے	۳۶	۳۷، ۳۸
چاند اور اس کی مختلف منزلیں	۳۶	۳۹
چاند کی منزلوں کے نام	۳۶	حاشیہ آیت بالا
نہ سورج چاند سے آگے نکل سکتا ہے اور نہ رات دن سے۔	۳۶	۴۰
سب تیزی سے اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں	۳۶	۴۰
سفینۂ نوح بھی اس کی قدرت کی نشانی ہے	۳۶	۴۱ مع حاشیہ
سمندر اور دریا تمہارے لدے ہوئے جہازوں کو اٹھائے ہوئے ہیں یہ محض ہماری رحمت ہے	۳۶	۴۲، ۴۳، ۴۴
جانور بنائے سواری کے لیے انہیں مسخر کیا، ان کے گوشت کو خوراک بنایا اور دیگر فوائد	۳۶	۷۱، ۷۲، ۷۳
اس نے سبز درخت میں آگ رکھ دی	۳۶	۸۰
آسمان دنیا کو ستاروں سے آراستہ کیا	۳۷	۶
ہم نے آسمان و زمین کو باطل پیدا نہیں کیا	۳۸	۲۷
آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا	۳۹ (۱)	۵ (۱)
گردش لیل و نہار، تسخیر شمس و قمر	۳۵ (۲) ۳۱ (۳)	۱۳ (۲) ۲۹ (۳)
تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا	۳۹	۶
تمہاری خدمت کے لیے آٹھ قسم کے جانور پیدا کیے۔	۳۹	۶
شکم مادر کے تین اندھیروں میں تمہیں پیدا فرمایا	۳۹	۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
مینہ کا برسنا، چشموں کا جاری ہونا، کھیتوں کا اُگنا پھر سوکھنا، اہل عقل کے لیے اس میں نصیحت ہے۔	۳۹	۲۱	ذالک تقدیر العزیز العلیم	۴	۱۲
آسمانوں اور زمین کی تخلیق، اس میں گوناگوں جانور اس کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں۔	۴۲	۲۹	رات دن، سورج، چاند اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔	۴۱	۳۷
ہر صابر و شکور کے لیے کشتیوں، جہازوں اور سمندر کی لہروں میں نشانیاں ہیں	۴۲	۳۲،۳۳ ۳۴	بنجر زمین پر مینہ کا برسنا، کھیتی کا لہلہانا اس کی قدرت کے نشان ہیں	۴۱	۳۹
اس کی قدرت کی نشانیاں، آسمان سے رزق کا نزول	۴۰	۱۳	آفاق و انفس میں بھی اس کی نشانیاں ہیں	۴۱	۵۳ مع حاشیہ
رات کو آرام کے لیے بنایا اور دن کو کام کے لیے روشن بنایا	۴۰	۶۱ مع حاشیہ	اس نے زمین کو گہوارہ بنایا، اس میں راستے بنائے، وہ بارش برساتا ہے وغیرہ آیات قدرت، زمین و آسمان کی تخلیق	۴۳	۹،۱۰ ۱۲
اس نے زمین کو تمہارے لیے قرار اور آسمان کو چھت بنایا، تمہیں حسین صورت دی، پاکیزہ رزق دیا۔	۴۰	۶۴	تمہاری اپنی پیدائش، حیوانات، گردش لیل و نہار، بارش، ہوائیں سب اس کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں	۴۵	۳،۴ ۵
کھانے کے لیے اور سواری کے لیے جانور بنائے اور ان میں دیگر فوائد ہیں کشتی پر تم سوار ہوتے ہو۔	۴۰	۸۰	تسخیر بحر	۴۵	۱۲
اس کی قدرت کی دیگر نشانیاں	۴۰	۸۱	تمہارے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز کو مسخر کر دیا	۴۵	۱۳
زمین کی تخلیق دو دن میں کی، اس میں پہاڑ بنائے، ہر قسم کی خوراک کا انتظام چار دن میں کیا۔	۴۱	۹،۱۰	اہل فکر کے لیے ان میں اس کی قدرت کی آیات ہیں۔	۴۵	۱۳
دھواں سے سات آسمان دو دن میں بنائے	۴۱	۱۱	آسمان کی طرف دیکھو اسے کیسا بنایا اور آراستہ کیا۔	۵۰	۶
ہر آسمان کو اس کے حسب حال وحی فرمائی	۴۱	[illegible]	زمین کو کیسے بچھایا، پہاڑ گاڑے کیسے ہر قسم کی چیزیں اگائیں	۵۰	۷
آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا۔	۴۱	۱۲	ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے اس میں بصیرت و نصیحت ہے	۵۰	۸
			بارش کا نزول، باغات، اجناس وغیرہ	۵۰	۹،۱۰،۱۱

	سورہ نمبر	آیت نمبر
آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا	۵۰	۳۸
آسمان کو بنایا اور اُسے وسعتیں بخشیں	۵۱	۴۷
زمین کا آرام دہ فرش بچھایا	۵۱	۴۸
ہر چیز کے جوڑے بنائے تاکہ تم غور و فکر کرو	۵۱	۴۹

صفات الٰہی

(الف) علم الٰہی

	سورہ نمبر	آیت نمبر
وہ علیم و حکیم ہے	۳۴	۱
. . . .	۳۹	۸
اللہ لطیف خبیر ہے	۳۳	۳۴
جو تم کرتے ہو اُس کو جانتا ہے	۳۳	۲
. . . .	۳۵	۸
. . . .	۴۸	۱۱
. . . .	۴۸	۲۴
وہ ہر چیز کو جانتا ہے	۳۳	۴۰
. . . . . .	۴۹	۱۶
. . . . . .	۳۳	۵۵
. . . . . .	۴۲	۲
جو تمہارے دلوں میں ہے وہ جانتا ہے	۳۳	۵۱
وہ علیم اور حلیم ہے		
. . . .	۳۵	۳۸
. . . .	۳۹	۷

	سورہ نمبر	آیت نمبر
جو تمہارے دلوں میں ہے جانتا ہے	۳۳	۴۳
وہ علیم اور حلیم ہے		
وہ تمہارے ظاہر و باطن ہر چیز کو جانتا ہے	۳۳	۵۴
. . . .	۳۶	۷۹
علم قیامت اللہ کے پاس ہے	۳۳	۶۳
. . . .	۴۳	۸۵
وہ عالم الغیب ہے	۳۴	۳
زمین و آسمان کا کوئی ذرہ اُس سے چھپا نہیں	〃	〃
علام الغیوب ہے	۳۴	۴۸
ہر عورت اُس کے علم سے حاملہ ہوتی ہے	۳۵	۱
عالم الغیب والشہادہ	۳۹	۴۶
وہ غیب السموات والارض کو جانتا ہے	۴۹	۱۸
اِلّا لنعلم (علم الٰہی کی حقیقت)	۳۴	۲۱ مع حاشیہ
وہ فتاح علیم ہے	۳۴	۲۶
وہ علیم خبیر ہے	۳۴	۱
وہ سمیع قریب ہے	۳۴	۵۰
وہ خبیر بصیر ہے	۳۵	۳
وہ علیم قدیر ہے	۳۵	۴۴
وہ بکل خلق علیم ہے	۳۶	۷۹
. . . . .	۴۲	۱۲
. . . . .	۴۸	۲۴
وہ سمیع بصیر ہے	۴۲	۱۱
. . . . .	۴۰	۲۰

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ سمیع بصیر ہے	۴۰	۵۶
وہ حکیم علیم ہے	۴۳	۸۴
. . . .	۴۸	۴
. . . .	۴۹	۸
وہ سمیع علیم ہے	۴۴	۶
. . . .	۴۹	۱
عمر کی زیادتی اور کمی لوح محفوظ میں درج ہے	۳۵	۱۱
وہ بندوں کو اندازے سے رزق دیتا ہے	۴۲	۲۷
انہ بعبادہ خبیر بصیر		
وہ شہ رگ سے قریب ہے	۵۰	۱۶
دائیں بائیں دو فرشتے ہر شخص کی ہر بات لکھ رہے ہیں	۵۰	۱۷،۱۸
جو وہ کہتے ہیں ہم جانتے ہیں	۵۰	۴۵
وہ خائن آنکھ اور دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے	۴۰	۱۹
اس کا علم محیط ہے	۴۱	۴۷
(ب) قوت و عزت خداوندی		
وہ قوی اور عزیز ہے	۳۳	۲۵
وہ عزیز اور حکیم ہے	۳۴	۶
. . . . .	۳۴	۲۷
. . . . .	۳۵	۲
. . . . .	۳۹	۲
جو عزت چاہتا ہے تو عزت اللہ کے پاس ہے	۳۵	۱۰

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اسے کوئی ہرا نہیں سکتا	۳۵	۴۴
وہ عزیز وہاب ہے	۳۸	۹
وہ عزیز غفار ہے	۳۸	۶۶
. . . .	۳۹	۵
وہ عزیز حکیم ہے	۳۹	
وہ عزیز ذی انتقام ہے	۳۹	۳۷
اللہ عزیز حکیم ہے	۴۲	۳
وہ علی و عظیم ہے	۴۲	۴
وہ ولی حمید ہے	۴۲	۲۸
وہ عزیز حکیم ہے	۴۵	۳۷
. . . .	۴۶	۲
. . . .	۴۸	۷
. . . .	۴۸	۱۹
. . . .	۴۰	۷
اگر اللہ چاہتا تو تم سے خود ہی نمٹ لیتا لیکن اس کی حکمت ہے وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے	۴۷	۴
وہ عزیز علیم ہے	۴۰	۲
(ج) رحمت و مغفرت الٰہی		
اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے	۳۳	۵
. . . . .	۳۳	۲۴
. . . . .	۳۳	۵۰
. . . . .	۳۳	۵۹
. . . . .	۳۳	۷۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے	۴۲	۵
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۶	۸
۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۸	۱۴
اللہ غفور رحیم ہے	۴۹	۵
۔ ۔ ۔ ۔	۴۹	۱۴
وُہ رحیم و غفور ہے	۳۴	۲
وُہ عزیز و غفور ہے	۳۵	۲۸
وُہ غفور شکور ہے	۳۵	۳۰
۔ ۔ ۔ ۔	۴۲	۲۳
وُہ اپنے بندوں کے ساتھ لطیف ہے	۴۲	۱۹
اگر وُہ لوگوں کے اعمال کے مطابق ان کی گرفت کرتا تو کوئی جاندار زندہ نہ رہتا	۳۴	۴۵
لیکن اُس نے ایک وقت مقرر فرما دیا	۳۵	۴۵
اُس کی رحمت سے مت نا امید ہو	۳۹	۵۳
توبہ کا اسلامی تصور	۳۹	حاشیہ آیت ۵۳
وقت سے پہلے توبہ کر لو	۳۹	۵۴
اگر اُس کی رحمت نہ ہوتی تو فرشتے اہلِ زمین کے لیے مغفرت طلب نہ کرتے اور آسمان پھٹ جاتے	۴۲	۵
جو نیکی کرتا ہے اُس کی نیکی کا حُسن دوچند کر دیا جاتا ہے	۴۲	۲۳
فانی الشیخ، فقانی الرسول خبری بشر	۴۲	حاشیہ آیت ۵
اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے ان کی برائیوں کو معاف کر دیتا ہے	۴۲	۲۵
توبہ کی حقیقت اور شرائط	۴۲	حاشیہ آیت ۲۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مایوسی کے بعد بارش برساتا ہے	۴۲	۲۸
تمھاری تکالیف تمھارے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ ویعفوا عن کثیر	۴۲	۳۰
تم سے ناراض ہو کر ہم قرآن سے تمھیں محروم نہیں کریں گے	۴۳	۵
وُہ عزیز الرحیم ہے	۴۴	۴۲
اللہ تعالیٰ تواب رحیم ہے	۴۹	۱۲
وُہ بر الرحیم ہے	۵۲	۲۸
گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا ہے	۴۰	۳
ذی الطول	۴۰	۳
آپ کا رب بخشش والا اور دردناک عذاب والا ہے۔	۴۱	۴۳
(د) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے		
وُہ آسمانوں اور زمین کا فاطر (پیدا کرنے والا) ہے	۴۲	
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۹	۴۶
انسان کو مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا فرماتا ہے	۳۵	۱۱
پھر جوڑا جوڑا بناتا ہے	۳۵	۱۱
ہر عورت اُس کے علم سے حاملہ ہوتی ہے	۳۵	۱۱
ہر شے اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے	۳۶	۸۳
وُہ ہر عیب سے پاک ہے۔		
آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا	۳۹	۵
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۶	۳

	سورہ نمبر	آیت نمبر
رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے	۳۹	۵
تم سب کو ایک نفس سے پیدا فرمایا	۳۹	۶
شفاعت کا مالک اللہ ہے	۳۹	۴۴
آسمان اور زمین اور ملک اُس کے قبضہ میں ہیں	۳۹	۴۴
وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا تمہیں جوڑا جوڑا بنانے والا بھی وہی ہے	۴۲	۱۱
ہر چیز کا خالق اللہ ہے	۳۹	۶۲
آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں	۴۲	۱۲
. . . .	۳۹	۶۳
آسمانوں اور زمین میں سب کچھ اُسی کا ہے	۴۲	۴
جس کو چاہتا ہے فراخ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے تنگ روزی دیتا ہے	۴۲	۱۲
آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ کے لیے ہے	۴۲	۴۹
. . . .	۴۲	۵۳
. . . .	۴۳	۸۵
. . . .	۴۸	۱۴
وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے	۴۴	۷
ہم نے زمین و آسمان کو کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا	۴۴	۳۸
ہم نے انہیں حق کے ساتھ پیدا کیا	۴۴	۳۹
آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ تعالیٰ کے ہیں	۴۸	۴
. . . .	۴۸	۷
ہم نے انسان کو پیدا فرمایا	۵۰	۱۶

	سورہ نمبر	آیت نمبر
ہم اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اُس کے نزدیک ہیں	۵۰	۱۶
ارض و سما کو چھ دن میں پیدا کیا پھر بھی تھکا نہیں	۵۰	۳۸
ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں	۵۰	۴۳
تمہارا رب وہی ہے جو ہر شی کا خالق ہے	۴۰	۶۱
انسان کو پہلے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر علقہ سے تخلیق کے مختلف مراحل سے گزارا، پھر بچپن، جوانی، بڑھاپا زندگی کی مختلف منزلوں میں اُس کا سفرِ حیات جاری رکھا	۴۰	۶۷
(۵) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے		
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے	۳۳	۲۷
. . . .	۳۴	۱
. . . .	۳۵	۱
. . . .	۴۱	۳۹
کسی پر جو رحمت کرنا چاہے کوئی روک نہیں سکتا، جو روکنا چاہے کوئی دے نہیں سکتا	۳۴	۲
اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے	۳۳	۳۷
اللہ کا حکم مقرر تقدیر ہے	۳۳	۳۸
آپ کا رب ہر چیز کا نگہبان ہے۔	۳۴	۲۱
وہ علی کبیر ہے	۳۴	۲۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے	۳۴	۳۹
• • • • • • •	۳۹	۵۶
اگر چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور کوئی دوسری قوم لے آئے	۳۵	۱۶
آسمانوں اور زمین کو سرکنے سے اُس نے روکا ہوا ہے	۳۵	۴۱
اُسے کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا	۳۵	۴۴
ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور اُن کے اعمال کو لکھتے ہیں	۳۶	۱۲
کُن فیکون	۳۶	۸۲
بے شک تو بہت بخشنے والا ہے (الوہاب)	۳۸	۸۵
تسخیر شمس و قمر، یہ نظام ایک مقررہ وقت تک چل رہا ہے	۳۹	۵
موت اور نیند دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ رُوح کو قبض کرتا ہے	۳۹	۴۲
جسے چاہتا ہے فراخ روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے تنگ، تقسیم رزق میں بڑی حکمتیں ہیں	۳۹	۵۲
اللہ کی بے پایاں قدرت، زمین اور آسمان اُس کی دائیں مٹھی میں ہے	۳۹	۶۷
وُہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے	۴۲	۹
ہر چیز پر قادر ہے اس آیت کی صوفیانہ تفسیر	۴۲	حاشیہ آیت ۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے وُہ قوی عزیز ہے	۴۲	۱۹
وُہ باطل کو مٹاتا ہے حق کو غلبہ دیتا ہے	۴۲	۲۴
تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، اُس کے بغیر تمہارا کوئی کارساز نہیں	۴۲	۳
وُہ علیم و قدیر ہے	۴۲	۵۰
وُہ شدید العقاب ہے	۴۰	۳
وُہ درجات بلند کرنے والا عرش کا مالک ہے	۴۰	۱۵
آج بادشاہی اللہ واحد قہار کی ہے	۴۰	۱۶
وُہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۴۴	۸
اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو پیدا کر کے تھک نہیں گیا	۴۶	۳۳
وُہ مُردوں کو پھر زندہ کرے گا	۴۶	۳۳ حاشیہ
بائبل میں ہے وُہ تھک گیا اور اُس نے آرام کیا۔	〃	〃 〃
جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے	۴۸	۱۴
اللہ رزاق ہے قوت والا ہے	۵۱	۵۸
وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۴۰	۶۸

(د) اللہ تعالیٰ کسے ہدایت دیتا ہے

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے لیے چُن لیتا ہے اور جو صدقِ دل سے جھکتا ہے اُس کو ہدایت دیتا ہے	۴۲	۱۳

	سورہ نمبر	آیت نمبر
شانِ عقب کی تشریح	۴۲	اسی آیت نمبر ۲
ہم جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں	۴۲	۵۳
اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے	۴۹	۹
(ز) وہ کسے ہدایت نہیں دیتا اور محبت نہیں کرتا		
اللہ تعالیٰ جھوٹے اور ناشکرے کو ہدایت نہیں دیتا	۳۹	۳
جسے اللہ گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۳۹	۲۳
ظالموں کا کوئی مددگار نہیں	۴۲	۸
وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا	۴۲	۴۰
اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا	۴۶	۱۰
ہر متکبر سرکش کے دل پر وہ مُہر لگا دیتا ہے	۴۰	۳۴
(ح) وہ ہر عیب سے پاک ہے		
وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا	۳۹	۲۰
زمین آسمان اور عرش کا رب اُن کے بیان کردہ خرافات سے پاک ہے	۴۳	۸۲
آپ کا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا	۴۱	۴۶
کائنات کو پیدا کر کے ہم تھک نہیں گئے	۵۰	۱۵
ہم بندوں پر ظلم نہیں کرتے	۵۰	۲۹
ہمیں تھکاوٹ نہیں ہوتی	۵۰	۳۸
میں اُن سے رزق طلب نہیں کرتا	۵۱	۵۷

	سورہ نمبر	آیت نمبر
جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے پاک ہے	۵۲	۴۳
(ط) متفرق		
اللہ تعالیٰ حق کہتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے	۳۳	۴
اللہ وکیل کافی ہے	۳۳	۳
[illegible]	۳۳	۳۸
اللہ کی سنت میں تُو تبدیلی نہیں پائے گا	۳۳	۶۲
پاکیزہ کلمے اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح اُس کے درجے کو بلند کرتے ہیں	۳۵	۱۰
لوگ محتاج ہیں اللہ غنی ہے	۳۵	۱۵
اللہ کی سنت میں تُو تبدیلی نہیں پائے گا	۳۵	۴۳
جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اس کی قوتیں کمزور کر دیتے ہیں	۳۶	۶۸
اگر سب بندوں کو اللہ تعالیٰ کشادہ روزی دیتا تو وہ باغی بن جاتے لیکن وہ اندازے سے رزق دیتا ہے	۴۲	۲۷
اللہ غنی ہے اور تم فقراء ہو	۴۷	۳۸
اللہ کی یہ سنت ہے کہ آخرکار حق غالب آتا ہے اور باطل شکست کھاتا ہے، اس سنت میں رد و بدل نہیں ہو سکتا	۴۸	۲۳
میرا فیصلہ میرے نزدیک بدلتا نہیں	۵۰	۲۹

سیدنا و مولٰنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

(الف) نبوت و رسالت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
نبوت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف	۳۳	[illegible] مع حاشیہ
رسولوں سے تبلیغ حق کا پختہ وعدہ لیا گیا	۳۳	۷
جو کام اللہ تعالیٰ نبی پر فرض کرے اس کو بجا لانا ضروری ہوتا ہے	۳۳	۳۸
حضورؐ کی کثرت ازدواج پر یہود و نصاریٰ کا اعتراض اور اس کا جواب	۳۳	حاشیہ آیت نمبر [illegible]
انبیاء و رسل اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے	۳۳	۳۹
حق آیا باطل کی قوت کا خاتمہ ہو گیا	۳۴	۴۹
ہر امت میں ڈرانے والا بھیجا گیا ہے	۳۵	۲۴
قسم ہے قرآن کی آپ رسولوں میں سے ہیں	۳۶	۳
آپ سیدھی راہ پر ہیں	۳۶	۴
آپ کی بعثت کا مقصد	۳۶	۶
اللہ کے رسول ہی آخر کار فتح یاب ہوتے ہیں	۳۷	۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳
سب انبیاء نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام کو حکم ہے کہ دین کو قائم کریں	۴۲	۱۳
آپ کا فرض تبلیغ حق ہے آپ ان کے ذمہ دار نہیں۔	۴۲	۴۸
انبیاء پر نزول وحی اور خطاب الٰہی کے مختلف طریقے	۴۲	۵۱
حضورؐ کی رسالت کا اعلان	۴۸	۲۹
آپ نصیحت کیا کریں کیونکہ نصیحت کرنا مومنین کے لیے نفع مند ہے	۵۱	۵۵
آپ نصیحت کیا کریں اللہ کے احسان سے نہ کاہن ہیں نہ مجنون	۵۲	۲۹
قریش کا عتبہ کو تحقیق حق کے لیے بھیجنا قرآن کریم سن کر اس کا دنگ رہ جانا	۴۱	۴۱ حاشیہ

(ب) رحمت و خلق عظیم

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اپنی امت کے ساتھ حضورؐ کی شدید محبت	۳۳	۶ مع حاشیہ
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر اللہ کے ذمے ہے	۳۴	۴۷
آپ بدکاروں کے لیے رنجیدہ خاطر نہ ہوں	۳۵	۸
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں	۳۸	۸۶
آپ بھی دین حق کی طرف دعوت دیجیے	۴۲	۱۵
عظیم آیت جس میں دس احکام ہیں	۴۲	۱۵
کیا آپ بہروں اور اندھوں کو راہ دکھانا چاہتے ہیں	۴۳	۴۰
ہم ان منکرین کو جلد یا بدیر ضرور سزا دیں گے	۴۳	۴۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مکہ میں شدید قحط، ابوسفیان کا مدینہ میں حاضر ہو کر التماسِ دعا کرنا، حضور کی دعا اور بارش	۴۴	آیت نمبر ۱۲ کا حاشیہ
واستغفر لذنبك وللمؤمنين	۴۷	۱۹ مع حاشیہ
اپنی امت کی مغفرت کے لیے دعا مانگیے اور صبح و شام تسبیح و تحمید کیجیے	۴۰	۵۵
کفار کی اذیت رسانی پر صبر کی تلقین اور ہر لحظہ ذکرِ الٰہی کی تاکید	۵۰	۳۹، ۴۰
حضور کوئی اجر نہیں مانگتے	۵۲	۴۰
صبر کی تلقین بعض تاسیں دیکھو کے لیے ہے	۴۰	۷۷ مع حاشیہ

ج) شانِ مصطفوی

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت زید کی محبت بے پایاں اور اس کی برکات	۳۳	۵ مع حاشیہ
النبی اولیٰ بالمؤمنین	۳۳	۶
حضور کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں	۳۳	۶
انبیاء کے ذکر میں حضور کو مقدم کیا کیونکہ حضور اوّل الخلق ہیں	۳۳	۷ مع حاشیہ
اہلِ ایمان کے لیے رسول کی ذات بہترین نمونہ ہے	۳۳	۲۱
اسوۂ حسنہ کی تشریح	۳۳	آیت ۲۱ کا حاشیہ
حضرت زید کے بارے میں فرمایا جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور آپ نے انعام فرمایا	۳۳	۳۷
اس واقعہ کا تفصیلی تجزیہ	۳۳	آیت ۳۷ کا حاشیہ
حضور اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں	۳۳	۴۰
عقیدہ ختم نبوت کے عقلی اور نقلی دلائل، تاویلات باطلہ کا رد، مفصل بحث	۳۳	حواشی آیت ۴۰
ہم نے آپ کو شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے	۳۳	۴۶
ان اسماء حسنیٰ کی تشریح	۳۳	حاشیہ آیت ۴۶
حضور کی کثرتِ ازدواج کی حکمت	۳۳	۵۰ مع حاشیہ
مساوی سلوک کرنے کی پابندی نہیں پھر بھی حضور مساوی سلوک فرمایا کرتے	۳۳	۵۱
مزید نکاح کی ممانعت	۳۳	۵۲
حضور کی ازواجِ مطہرات سے نکاح کی ممانعت	۳۳	۵۳
اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں	۳۳	۵۶
اے ایمان والو تم بھی درود و سلام بھیجا کرو	۳۳	۵۶
درود شریف کے فضائل و برکات، صلوٰۃ و سلام کا لغوی اور اصطلاحی معنی، درود شریف پڑھنے کے خصوصی مقامات، مفصل بحث	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۵۶
جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت اور رسوا کن عذاب	۳۳	۵۷
آپ سب بنی نوع انسان کے رسول ہیں	۳۴	۲۸
آپ کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا	۳۵	۲۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ابوجہل کا حضور کو تنگ کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھنا اور اس کا انجام	۳۶	۸ مع حاشیہ
قرآن کی قسم حضور سچے نبی ہیں	۳۸	۱ مع حاشیہ
حضور کی حکومت کا دائرہ سلیمان کی حکومت سے کہیں وسیع تھا	۳۸	آیت نمبر ۳۵ کا حاشیہ
جب حضرت سلیمان کو اختیار دیا تو سید الرسل کو کیا نہ دیا ہوگا	۳۸	حاشیہ آیت نمبر ۳۹، ۴۰
میں ڈرانے والا ہوں	۳۸	۶۵
حضور اول المسلمین ہیں	۳۹	۱۲
وہ آپ کو اپنے بتوں سے ڈراتے ہیں کیا اللہ آپ کی مدد کے لیے کافی نہیں	۳۹	۳۶
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا الا المودۃ فی القربی (اس کی وضاحت)	۴۲	۲۳ مع حاشیہ
اعلان نبوت سے پہلے کیا حضور کو کتاب و ایمان کا علم نہ تھا (تفصیلی بحث)	۴۲	۵۲ مع حاشیہ
آپ صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں	۴۲	۵۲، ۵۳
بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں	۴۳	۴۳
قرآن آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے وجہ عزت و شرف ہے	۴۳	۴۴
حضور کے قول کی قسم (وقیلہ)	۴۳	۸۸
مراد گر الولد سید الابرار حق سے کسی	۴۳	حاشیہ آیت نمبر ۸۱
شیخ ابوکرب کا مشرف باسلام ہونا حضور	۴۳	حاشیہ
کی خدمت میں مرثیہ الشکر میں حضور کے چہیتے غلاموں سے بھول بخشے روز قیامت		آیت نمبر ۶۷
دراوش فرمایئے۔ حضرت ابو ایوب انصاری کا وہ مرثیہ پیش خدمت کرنا حضور کا تبع کے بیان کو قبول فرمانا اور شفاعت کا ذریعہ		
بارگاہ رسالت میں فریاد شرک نہیں بلکہ ایمان اور پاکان امت کا معمول ہے	۴۶	۵، ۶ مع حواشی
میری رسالت کا خدا گواہ ہے	۴۶	۸
لا ادری ما یفعل بی ولا بکم (الآیہ) کی تشریح	۴۶	۹ مع حاشیہ
جنات بھی حضور کے امتی ہیں۔ جن کا قرآن سننا، اس پر ایمان لانا، اپنی قوم میں واپس جا کر تبلیغ اسلام کرنا	۴۶	۲۹ تا ۳۲
حضرت سواد ابن قارب کا ایک جن کے کہنے پر ایمان لانا اور بارگاہ رسالت میں یہ قصیدہ پیش کرنا وانک مامون علی کل غائب	۴۶	۲۹ تا ۳۲ مع حواشی آیات مذکورہ
آپ صبر کیجئے جس طرح اولو العزم رسولوں نے صبر کیا	۴۶	۳۵
عصمت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (واستغفر لذنبک وللمؤمنین)	۴۷	۱۹ مع حاشیہ
ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی	۴۸	۱
عصمت نبوت (لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر)	۴۸	۲ مع حاشیہ
حضور پر اللہ نے اپنی نعمت تمام کر دی	۴۸	۳
اور آپ کی زبردست مدد فرمائی	۴۸	۲
آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا	۴۸	۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ کی تعظیم اور توقیر کا حکم وتعزروہ وتوقروہ	۴۸	۹ مع حاشیہ
جو آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں	۴۸	۱۰
اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے	۴۸	۱۰
حضور کے دست مبارک پر بیعت کرنے والوں سے اللہ راضی ہوگیا اور ان پر دیگر انعامات	۴۸	۱۸
حضور کا خواب کہ آپ مسجد حرام میں ضرور داخل ہوں گے۔ اللہ نے وہ خواب سچا کر دکھایا۔	۴۸	۲۷
حضور کو ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ سارے دینوں پر اس دین کو غلبہ دے	۴۸	۲۸
آپ ہماری نگہداشت کی آنکھوں میں رہتے ہیں (فانک باعیننا)	۵۲	۴۸ مع حاشیہ
(د) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم		
ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا بلکہ ذکر اور قرآن سکھایا	۳۶	۶۹
شعر کی تشریح	۳۶	حاشیہ آیت نمبر ۶۹
ملاء اعلیٰ کا علم بہ تعلیم الٰہی		۶۹ مع حاشیہ
کیا حضور کو اپنے انجام کا علم نہ تھا؟	۴۶	۹ مع حاشیہ
حضرت سواد ابن قارب کی شہادت	۴۶	حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
(وانک ماسعون علی کل غائب)	۴۶	آیت نمبر ۲۹
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سامعین کا علم دے دیا گیا تھا	۴۶	۳۰
ثابت ابن قیس کو سعادت، شہادت اور جنت کی بشارت	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۲
میرا بیٹا سردار ہے یہ دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائے گا	۴۹	۹ مع حاشیہ
جن رسولوں کا ذکر قرآن میں نہیں ان کا علم بھی دیا گیا	۴۰	۷۸ مع حاشیہ
(ہ) آداب نبوت		
حضور کے حجروں میں جانے کے آداب	۳۳	۵۳
حضور کے گھر سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے باہر کھڑے ہو کر مانگو	۳۳	۵۳
جس طرح بنی اسرائیل نے موسیٰ کو ستایا تھا اے ایمان والو میرے نبی اکرم کے ساتھ یہ سلوک مت کرو	۳۳	۶۹
حضور کی تعظیم اور توقیر کا حکم (وتعزروہ وتوقروہ)	۴۸	۹
اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو	۴۹	۱
حضور کے سامنے آواز بلند نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے	۴۹	۲ مع حواشی
صحابہ کا ادب حضرت ثابت ابن قیس	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۲
بارگاہ نبوت کا ادب ملحوظ رکھنے والوں کی شان	۴۹	۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۲
علماء و صلحاء کا ادب	۴۹	۔ ۔ ۔
حجرات کے باہر سے آواز دینا نادانی ہے	۴۹	۴
وفد بنی تمیم کی آمد اُن کا طرزِ عمل اور [illegible]	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۴
حضورؐ کی آمد کا صبر سے انتظار کرو	۴۹	۵

(د) اہل بیت نبوت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
فتوحات سے پہلے ازواج مطہرات کی درویشانہ زندگی، فتوحات کے بعد ان کے مطالبات، ارشاد الٰہی کہ اگر تمہیں مال و اسباب چاہیے تو تمہیں رخصت کر دیا جائے اور اگر تمہیں اللہ اور اُس کا رسول چاہیے تو تمہیں اجر عظیم ملے گا، ازواج مطہرات نے اللہ اور رسول کو پسند کیا	۳۳	۲۸، ۲۹
جو تم میں سے فحش کی تبلیغ کرے گی اُس کو دگنی سزا ملے گی	۳۳	۳۰
جو تم میں سے وفادار رہے گی اُسے دگنا اجر ملے گا اور رزق کریم	۳۳	۳۱
اے ازواج النبی تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو	۳۳	۳۲
پردہ کا حکم	۳۳	۳۳
امہات المومنین حضرت عائشہؓ پر شیعہ کا اعتراض اور اُس کا رد	۳۳	آیت نمبر ۳۳ کا حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جنگ جمل کے تفصیلی حالات	۳۳	۳۳
اُقتلوا نعثل والی روایت جھوٹی ہے	۳۳	۳۳ حاشیہ
امہات المومنین اور امیر المومنین کے دلوں میں باہمی قدر و منزلت	۳۳	۳۳ حاشیہ
نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کا حکم	۳۳	۳۳
اے اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے رجس دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے	۳۳	۳۳
کیا ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں یا نہیں تفصیلی بحث، شیعہ کا نقطۂ نظر اُن کے دلائل اور اُن کا رد	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۳۳
ازواج و بنات کے لیے پردہ کا خصوصی حکم	۳۳	۵۹
حضورؐ کی چار صاحبزادیاں تھیں	۳۳	۵۹ مع حاشیہ
اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کی تشریح	۴۲	۲۳ مع حاشیہ

(ذ) حضورؐ کی اطاعت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اہل ایمان کے لیے حضورؐ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے	۳۳	۲
اللہ اور اُس کے رسولؐ کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد یا عورت کو کوئی اختیار نہیں رہتا	۳۳	۳۶
اللہ اور رسولؐ کا نافرمان کھلا گمراہ ہے	۳۳	۳۶
حضورؐ کا مطیع ہی فوزِ عظیم حاصل کرے گا	۳۳	۷۱
شریعت کی پابندی کا حکم اور اہوائے نفس کی متابعت کی ممانعت	۴۵	۱۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اطاعتِ خدا اور رسول کا حکم	۴۷	۳۳
جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا اُس کو جنت ملے گی	۴۸	۱۷
اور جو منہ پھیرے گا اُس کو عذابِ الیم	۴۸	۱۷
اطاعتِ رسول کا حکم	۴۹	۱
اگر اللہ اور رسول کی اطاعت کرو گے تو تمھارے اعمال میں کمی نہیں کی جائے گی	۴۹	۱۴
(ح) اظہارِ عبدیت		
اللہ سے ڈرے	۳۳	۱
کفار و منافقین کی اطاعت کی مخالفت	۳۳	۱ع حاشیہ
. . . .	۳۳	۴۸
اتباعِ وحی کا حکم	۳۳	۲
اللہ پر توکل کا حکم	۳۳	۳
. . . .	۳۳	۴۸
اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ	۳۹	۳۰
اللہ کی عبادت کرو اور شکر گزار بندوں میں شامل ہو جاؤ	۳۹	۶۶
قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	۴۱	۶
قرآن کو مضبوطی سے پکڑے رہیے	۴۳	۴۳
شریعت کی پابندی کا حکم	۴۵	۱۸
وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ	۴۶	۹
اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ	۴۷	۱۹
اپنے رب کے حکم پر صبر کیجیے	۵۲	۴۸
اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجیے	۵۲	۴۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
(ط) اسلام		
دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اُس کی عبادت کرو	۳۹	۲
خبردار دین خالص فقط اللہ کے لیے ہے	۳۹	۳
جس کا سینہ اللہ اسلام کے لیے کھول دے وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے	۳۹	۲۲
شریعت کی پابندی کا حکم اور جاہلوں کی خواہشات سے اجتناب کی تاکید	۴۵	۱۸
دینِ اسلام کو سب دینوں پر اللہ تعالیٰ غلبہ دینا چاہتا ہے	۴۸	۲۸
مکارمِ اخلاق کی تعلیم: مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اگر دو میں لڑائی ہو تو ان کے درمیان صلح کرا دو	۴۹	۱۰
ایک دوسرے کا تمسخر نہ اڑاؤ	۴۹	۱۱
ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ	۴۹	۱۱
بُرے القاب سے یاد نہ کرو	۴۹	۱۱
بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ	۴۹	۱۱
سوءِ ظن سے بچو	۴۹	۱۲
ایک دوسرے کی جاسوسی مت کرو	۴۹	۱۲
غیبت نہ کرو یہ تو مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے	۴۹	۱۲
نسب اور رنگ وجہِ شرف نہیں اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ جو تم میں پرہیزگار ہے وہ اللہ کے نزدیک عزت والا ہے شعوب و قبائل پہچان کے لیے ہیں	۴۹	۱۳ع حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اسلام لانے کا احسان اللہ پر مت جتلاؤ۔ یہ اُس کا احسان ہے کہ	۴۹	۱۷
اُس نے تمہیں ہدایت دی	۴۹	۱۷

انبیاء علیہم السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے	۴۰	۱۵
ہم اپنے رسولوں کی اور مومنین کی مدد کرتے ہیں	۴۰	۵۱
بعض انبیاء کا ذکر قرآن میں ہے بعض کا نہیں	۴۰	۷۸
نبی اذنِ الٰہی سے معجزہ پیش کرتا ہے	۴۰	۷۸
آدم علیہ السلام		
تخلیقِ آدم کیچڑ سے ہوئی۔ نفخت فیه من روحی کا شرف آدم کو حاصل ہوا	۳۸	۷۲
فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم	۳۸	۷۳،۷۲
ابلیس کا انکار اور تکبر کا اظہار کہ میں آدم سے بہتر ہوں	۳۸	۷۴،۷۳ ۷۶،۷۵
ابلیس کا راندہ جانا	۳۸	۷۸،۷۷
اُس کا مہلت مانگنا اور مہلت کا ملنا	۳۸	۸۱،۸۰،۷۹
شیطان کا چیلنج کہ تیری عزت کی قسم میں اولادِ آدم کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے	۳۸	۸۳،۸۲
اللہ تعالیٰ کا جواب	۳۸	۸۵،۸۴
ابراہیم علیہ السلام		
حضرت ابراہیم نوحؑ کی جماعت سے تھے	۳۷	۸۳
آپ کا قلب سلیم تھا	۳۷	۸۴
آپ کا اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینا	۳۷	۸۵
قوم کا عید منانے کے لیے جانا۔ آپ کا بُت خانہ میں بتوں کو ریزہ ریزہ کر کے تمسخر کرنا	۳۷	۸۸ تا ۹۳
قوم کی میلے سے واپسی۔ بجوش با منظر آپ کے پاس دوڑتے آئے	۳۷	۹۴
اُن کے غلط عقائد پر آپ کا بھرپور وار	۳۷	۹۶،۹۵
اُن کا آتش کدہ بنانا۔ فجعلناهم الاسفلین کا منظر	۳۷	۹۸،۹۷
آپ کا وہاں سے ہجرت کرجانا	۳۷	۹۹
بچے کے لیے دُعا اور اس کی قبولیت	۳۷	۱۰۱،۱۰۰
بچے کو ذبح کرنے کا حکم۔ باپ بیٹے کا جذبۂ تسلیم و رضا	۳۷	۱۰۲ تا ۱۰۵
یہ فرزند کون تھا۔ اسماعیل یا اسحاق علیہما السلام	۳۷	حاشیہ آیت نمبر ۱۰۳

	سورہ نمبر	آیت نمبر
آپ کا ذکرِ خیر ہمیشہ باقی رہے گا	۳۷	۱۰۸ تا ۱۱۱
حضرت اسحاق کی بشارت	۳۷	۱۱۲
ابراہیم، اسحاق، یعقوب بڑے طاقتور اور روشن دل تھے (اولی الایدی والابصار)	۳۸	۴۵
وہ ہمیشہ یادِ آخرت میں لگے رہتے	۳۸	۴۶
یہ چنے ہوئے پسندیدہ لوگ تھے	۳۸	۴۷
حضرت ابراہیم کا اپنے باپ اور قوم کو وعظ	۴۳	۲۶، ۲۷
ابراہیم کے پاس انسانی شکل میں فرشتوں کی آمد، آپ کا گوشت بھون کر پیش کرنا	۵۱	۲۴، ۲۵ ۲۶
فرشتوں کا بیٹے کی بشارت دینا	۵۱	۲۸
حضرت سارہ کا اس پر متعجب ہونا	۵۱	۲۹، ۳۰
فرشتوں کا جواب	۵۱	۳۰
کیا اس سے ماتم کا جواز ثابت ہوتا ہے؟	۵۱	حاشیہ نمبر [illegible]
فرشتوں کا بتانا کہ وہ قوم لوط کو برباد کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں	۵۱	۳۱ تا ۳۷
الیاس علیہ السلام		
حضرت الیاس رسول تھے	۳۷	۱۲۳
اپنی قوم کو دعوتِ توحید	۳۷	۱۲۴ تا ۱۲۶
قوم نے آپ کو جھٹلایا	۳۷	۱۲۷
ان کا ذکرِ خیر، ان پر سلام	۳۷	۱۲۸ تا ۱۳۲
اسحاق علیہ السلام		
آپ کی بشارت	۳۷	۱۱۲

	سورہ نمبر	آیت نمبر
ہم نے آپ پر اور اسحٰق پر برکت دی	۳۷	۱۱۳
ان کی اولاد میں کچھ نیک ہیں اور کچھ ظالم	۳۷	۱۱۳
حضرت اسحاق، آپ کی صفاتِ حمیدہ	۳۸	۴۵ تا ۴۷
اسماعیل علیہ السلام		
آپ کی ذبح کا ایمان افروز واقعہ	۳۷	۱۰۲ تا ۱۰۵
کیا ذبیح آپ تھے؟ تحقیق	۳۷	حاشیہ نمبر [illegible]
آپ کا ذکر باقی رہے گا	۳۷	۱۰۸ تا ۱۱۰
آپ اخیار میں سے تھے	۳۸	۴۸
ایوب علیہ السلام		
آپ کی آزمائش، آپ کی دعا	۳۸	۴۱ تا ۴۲
آپ پر عنایاتِ خداوندی	۳۸	۴۳
قسم پوری کرنے کا طریقہ	۳۸	۴۴
نعم العبد انہ اواب کا خطاب	۳۸	۴۴
داؤد علیہ السلام		
داؤد علیہ السلام کو فضیلت بخشی، پہاڑ اور پرندے ان کے ساتھ مل کر تسبیح کرتے	۳۴	۱۰
لوہے کو نرم کر دیا		
آپ کو زرہ بنانے کا فن سکھایا	۳۴	۱۱
زرہ سازی کے ساتھ ساتھ نیک کام کرنے کا حکم دیا	۳۴	۱۱
آپ بڑے طاقتور تھے	۳۸	۱۷
پہاڑ، پرندے سب ان کے فرمانبردار تھے	۳۸	۱۸، ۱۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ کو ملک، حکمت اور فصل الخطاب کا انعام دیا گیا	۳۸	۲۰
آپ کے حجرہ عبادت میں دو فریقوں کا اچانک چلے آنا، آپ کے پاس اپنا مقدمہ پیش کرنا، تفصیلی تذکرہ	۳۸	۲۱ تا ۲۵
بائیبل کی آپ پر تہمت اور اس کی تحقیق	۳۸	آیت نمبر ۲۵ کا حاشیہ
آپ کو زمین میں خلیفہ مقرر کیا گیا	۳۸	۲۶
آپ کو عدل قائم کرنے کا حکم اور خواہش نفس کی اتباع سے ممانعت	۳۸	۲۶

سلیمان علیہ السلام

ہوا کو آپ کے ماتحت کر دیا، صبح و شام ایک ماہ کی مسافت طے ہوتی	۳۴	۱۲
عین القطر، جنات کو بھی ان کا تابع فرمان بنا دیا گیا	۳۴	۱۲
جنات آپ کے لیے مختلف چیزیں بناتے، محرابیں، مجسمے، لگن، دیگیں وغیرہ	۳۴	۱۳
آپ کو شکر ادا کرنے کا حکم	۳۴	۱۳
جنات کو آپ کی وفات کا کیسے علم ہوا	۳۴	۱۴
حیات انبیاء علیہم السلام	۳۴	حاشیہ آیت نمبر ۱۴
سلیمان علیہ السلام کو نعم العبد انہ اواب فرمایا گیا	۳۸	۳۰
آپ کا گھوڑوں کو ملاحظہ کرنا اس بارے	۳۸	۳۱ تا ۳۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
میں روایات کی تحقیق	۳۸	۳۱ تا ۳۳ مع حواشی
آپ کی آزمائش (اسرائیلی روایات کی تحقیق)	۳۸	۳۴
آپ کی دعا	۳۸	۳۵
ہوا آپ کے ماتحت تھی	۳۸	۳۶
سب شیطان (دیو) بھی ماتحت کر دیئے، (کوئی معمار کوئی غوطہ خور)	۳۸	۳۷، ۳۸
یہ ہمارا انعام ہے چاہے پاس رکھو چاہے کسی کو دے دو تمہیں اجازت ہے	۳۸	۳۹ مع حاشیہ
آپ بڑے مقرب تھے آپ کا انجام بہت عمدہ	۳۸	۴۰
جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ شان ہے تو محبوب رب العالمین کی شان کیا ہو گی	۳۸	حاشیہ آیت نمبر ۴۰

صالح علیہ السلام

آپ کی قوم ثمود کی سرکشی اور تباہی	۵۱	۴۳ تا ۴۵
آپ کی قوم نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی اور ہلاک و برباد ہوئی	۴۱	۱۷، ۱۸

عیسیٰ علیہ السلام

ابن مریم کے ذکر پر اہل مکہ کا شور و غل	۴۳	۵۷، ۵۸
حالانکہ وہ ہمارا بندہ ہے جس پر ہم نے انعام فرمایا	۴۳	۵۹
آپ قیامت کی نشانی، تفصیلی بحث	۴۳	۶۱
آپ کی تذکیر اور وعظ کہ اللہ کی عبادت کیا کرو	۴۳	۶۳، ۶۴
عیسائی فرقوں کا اختلاف	۴۳	۶۵

	سورہ نمبر	آیت نمبر
لوط علیہ السلام		
آپ رسولوں سے تھے	۳۷	۱۳۳
آپ کی نجات اور منکرین کی تباہی	۳۷	۱۳۴ تا ۱۳۶
موسیٰ و ہارون علیہما السلام		
آپ پر قوم نے جو الزام لگایا اللہ نے اس سے آپ کو بری کر دیا	۳۳	۶۹
آپ اپنے رب کے ہاں بڑے معزز تھے	۳۳	۶۹
قوم کا آپ کے ساتھ معاندانہ رویہ . . بحوالہ بائیبل	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۶۹
ہم نے موسیٰ و ہارون پر احسان فرمایا	۳۷	۱۱۴
انھیں اور ان کی قوم کو غلامی کے عذاب سے نجات دی	۳۷	۱۱۵، ۱۱۶
انھیں روشن کتاب دی	۳۷	۱۱۷، ۱۱۸
ان کے ذکر کو دوام بخشا	۳۷	۱۱۹ تا ۱۲۱
موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ	۴۳	۴۶
فرعون کا آپ کو ساحر کہنا	۴۳	۴۹ مع حاشیہ
فرعون کا اترانا کہ میں مصر کا مالک ہوں یہ دریا اور نہریں میری ہیں اور موسیٰ مہین ہیں	۴۳	۵۱، ۵۲ ۵۳
قوم فرعون کی گمراہی اور تباہی	۴۳	۵۴، ۵۵، ۵۶
آپ کا فرعون سے بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ اور سرکشی سے بچنے کی نصیحت	۴۴	۱۷، ۱۸ ۱۹

	سورہ نمبر	آیت نمبر
میں تمہاری سنگ باری سے اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں	۴۴	۲۰، ۲۱، ۲۲
مصر سے ہجرت کا حکم، بحر احمر کو عبور کرنے کی ہدایت اور ان کے غرق ہونے کی خبر	۴۴	۲۳، ۲۴
فرعون کی غرقابی، اتنے باغات، محلات وغیرہ چھوڑ کر چلے گئے	۴۴	۲۵ تا ۲۸
نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین	۴۴	۲۹
ہم نے بنی اسرائیل کو متکبر فرعون سے نجات دی	۴۴	۳۰، ۳۱
بنی اسرائیل کو چن لیا	۴۴	۳۲، ۳۳
سلطان مبین کے ساتھ آپ کا فرعون کے پاس جانا، اس کی روگردانی اور غرقابی	۵۱	۳۸، ۳۹ ۴۰
حضرت موسیٰ کو دلائل کے ساتھ فرعون، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا گیا	۴۰	۲۳، ۲۴
فرعون ان کے بیٹوں کو قتل کرتا ہے اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا	۴۰	۲۵
فرعون کا خبث باطن، یہ تمہارا دین بدل دے گا۔ یہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دے گا	۴۰	۲۶
فرعونی دھمکی کے جواب میں آپ کا ارشاد (انی عذت بربی)	۴۰	۲۷
قوم فرعون کا مومن حضرت کلیم کا دفاع کرتا ہے اور انھیں بڑے موثر انداز میں نصیحت کرتا ہے	۴۰	۲۸ تا ۳۵
فرعون کی بے بسی	۴۰	۲۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
فرعون قوم کی توجہ حضرت موسیٰ سے ہٹانے کے لیے ہامان کو ایک بلند مینار تعمیر کرنے کا حکم دیتا ہے	۴۰	۳۶
مومن آل فرعون کا دوسرا وعظ	۴۰	۳۸ تا ۴۴
اللہ نے اس مومن کو فرعون کے شر سے بچا لیا	۴۰	۴۵
فرعون کی تباہی، وہ صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں	۴۰	۴۶
موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی گئی لوگوں نے اس میں بھی اختلاف کیا	۴۱	۴۵

نوح علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت نوح کی فریاد اور اس کی قبولیت	۳۷	۷۵، ۷۶
ان کی اولاد کو باقی رکھا	۳۷	۷۷
ان کا ذکر خیر ہمیشہ ہوتا رہے گا	۳۷	۷۸، ۷۹، ۸۰
ان کے مخالفوں کو غرق کر دیا	۳۷	۸۲
آپ کی قوم بھی نافرمان تھی	۵۱	۴۶

ہود علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت ہود کی قوم عاد کے حالات، احقاف کا محل وقوع	۴۶	۲۱ تا ۲۶
قوم کا آپ پر الزام کہ تم ہمیں ہمارے خداؤں سے برگشتہ کرنا چاہتے ہو	۴۶	۲۲
ہم نے عاد کو زمین میں قوت بخشی تھی کان، آنکھیں اور دل دیے لیکن سب بے سود	۴۶	۲۶
ان کی بربادی	۴۶	۲۴، ۲۵
آپ کی قوم عاد پر جھکڑ کا چلنا اور ان کا ملیامیٹ ہو جانا	۵۱	۴۱، ۴۲
. . . .	۴۱	۱۵، ۱۶

یونس علیہ السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت یونس رسولوں میں سے ہیں	۳۷	۱۳۹
آپ کا اپنی قوم سے بھاگ جانا	۳۷	۱۴۰
مچھلی کا آپ کو نگل جانا	۳۷	۱۴۲
پھر اس کا ساحل پر آپ کو اگل دینا وغیرہ حالات	۳۷	۱۴۵ تا ۱۴۸
پھر قوم کے پاس واپسی اور ان کا ایمان	۳۷	۱۴۷، ۱۴۸

بعض دوسری قومیں

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قوم سبا کے حالات، ان کا آب پاشی کا بہترین نظام، ان کے ملک کی زرخیزی، ان کی ناقدری، سیل عرم اور ان کی بربادی	۳۴	۱۵، ۱۶، ۱۷ مع حواشی
ان کی خوشحالی کے دور میں سڑکیں اور تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر سرائیں	۳۴	۱۸
ان کی ناشکری اور تباہی	۳۴	۱۹
ابلیس نے اپنا ظن سچ کر دکھایا	۳۴	۲۰
اصحاب قریہ کے پاس رسولوں کا آنا، ان کا ایمان لانے سے انکار، رسولوں پر الزام تراشی	۳۶	۱۳ تا ۱۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ایک مردِ مومن کی آمد اس کا خطاب	۳۶	۲۰
پیغمبروں کی اطاعت کی تلقین	۳۶	۲۱
اپنے مومن ہونے کی وجہ	۳۶	۲۲، ۲۳،
		۲۴، ۲۵
اس کی شہادت، بارگاہِ الٰہی میں اس کی مقبولیت	۳۶	۲۶، ۲۷
اصحابِ قریہ کی بربادی (تفصیلی جائزہ)	۳۶	۲۹
قومِ تُبّع، ایک تُبّع کا مسلمان ہونا اور حضورؐ کی مدحت میں شفاعت کے لیے عریضہ لکھنا	۴۴	۳۷

انسان اور اس کی خلقت کا قرآنی تصور

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
انسان کے سینے میں صرف ایک ہی دل ہے (اس کی حکمت)	۳۳	۴
آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے امانت کو نہ اٹھایا، انسان نے اٹھا لیا	۳۳	۷۲
اس کی حکمت	۳۳	۷۳
دستکاری میں کوئی عیب نہیں، جو کام کرو بڑی ہنرمندی سے کرو۔	۳۴	۱۱ مع حاشیہ
ہر شخص سے اس کے اعمال کے بارے میں بازپرس ہوگی	۳۴	۲۵
سب منکرین کو غور و فکر کی دعوت۔ دو دو مل کر یا اکیلے اکیلے کھڑے ہو کر سوچو کیا یہ نبی کریم مجنون ہے	۳۴	۴۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
عمل صالح انسان کو بلند کرتا ہے	۳۵	۱۰
تخلیقِ انسان	۳۵	۱۱
کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا	۳۵	۳۸
جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہ اپنا بھلا	۳۵	۱۸
کرتا ہے	۳۵	۱۸
اندھا اور بینا، ظلمت اور نور، سایہ اور دھوپ برابر نہیں	۳۵	۱۹
زندہ اور مردے برابر نہیں	۳۵	۲۰
اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں، اس کی حقیقت	۳۵	۲۸ مع حاشیہ
انسان کی تخلیق ایک بوند پانی سے اور پھر وہ سرکشی کرتا ہے۔ زمین، آسمان اور ما فیہا کو عبث پیدا نہیں کیا گیا۔	۳۸	۲۷
کیا ہم نیکوں اور بدکاروں کو، پرہیزگاروں اور فاجروں کو ایک جیسا بنا دیں گے	۳۸	۲۸
میں نے انسان کو درست کیا، اس میں اپنی روح پھونکی تو فرشتو سجدہ کرو	۳۸	۷۲
شیطان کا اعتراف، میں تیرے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکتا	۳۸	۸۲، ۸۳
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناشکری کو پسند نہیں کرتا اور شکر کو پسند کرتا ہے۔ (مشیت اور رضا میں فرق)	۳۹	۷
کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا	۳۹	۷
تکلیف کے وقت انسان فریاد کرتا ہے اور نعمت کے وقت شرک کرنے لگتا ہے	۳۹	۴۹

اوامر

	سورہ نمبر	آیت نمبر
اللہ پر توکل کرو	۳۳	۳
اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچی بات کہا کرو	۳۳	۷۰
اپنے رب سے ڈرتے رہو	۳۹	۱۰
دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کرو	۳۹	۲
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۹	۱۱، ۱۳، ۱۴
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے ایمان لاؤں	۳۹	۱۲
موت سے پہلے اپنے رب کا حکم مانو	۴۲	۴۷
اہل ایمان کو کفار سے درگزر کرنے کا حکم	۴۵	۱۴
شریعت کی پابندی کا حکم، اللہ تمہارا مددگار ہوگا	۴۵	۱۸، ۱۹
ماں باپ کی خدمت اور حسن سلوک	۴۶	۱۴، ۱۵
کافر اولاد کا اپنے والدین سے سلوک	۴۶	۱۷
اولو العزم رسولوں کی طرح صبر کیجیے	۴۶	۳۵
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم	۴۷	۳۸
مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو صلح کرا دو	۴۹	۹
جو زیادتی کرے اس کے ساتھ سب لڑو	۴۹	۹
صلح عدل و انصاف سے کراؤ	۴۹	۹
اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے	۴۹	۱۰

	سورہ نمبر	آیت نمبر
باہمی مصالحت کی فضیلت	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۹
سوء ظن سے بچو بعض ظن گناہ ہیں	۴۹	۱۲
اللہ کی طرف دوڑ کر جاؤ (فرار کا مفہوم)	۵۱	۵۰

بنی اسرائیل

	سورہ نمبر	آیت نمبر
قوم نے حضرت کلیم پر الزام لگایا اللہ نے انہیں بری کر دیا	۳۳	۶۹
قوم کا آپ کے ساتھ معاندانہ برتاؤ بحوالہ بائیبل	۳۳	حاشیہ ۶۹
انہیں غلامی سے نجات دی	۳۷	۱۱۵، ۱۱۶،
بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ	۴۴	۱۷، ۱۸
مصر سے ہجرت کا حکم	۴۴	۲۲، ۲۳
ہم نے بنی اسرائیل کو متکبر فرعون سے نجات دی	۴۴	۳۰، ۳۱، ۳۲
بنی اسرائیل کو چن لیا	۴۴	۳۳
بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت بخشی اور عالمین پر فضیلت دی	۴۵	۱۶
ان کا باہمی اختلاف دانستہ تھا اس کی وجہ بغیاً بینہم	۴۵	۱۷

جبر و قدر

	سورہ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے	۳۵	۸
ان میں سے اکثر ایمان نہیں لائیں گے	۳۶	۷، ۱۰
اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک امت بنا دیتا	۴۲	۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کتاب یہ میرے علم کی برکت سے	۳۹	۴۹
شب بیدار، ہر وقت ڈرنے والا اس کی رحمت کا امیدوار اور جاہل کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔	۳۹	۹
جو اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں وہی ہدایت یافتہ ہیں، وہی دانشمند ہیں	۳۹	۱۸
جس کا سینہ وہ اسلام کے لیے کھول دے تو وہ نور ہدایت پر ہے۔	۳۹	۲۲
جو ہدایت قبول کرتا ہے وہ اپنا بھلا کرتا ہے	۳۹	۴۱
جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنا نقصان کرتا ہے	۳۹	۴۱
اب فرصت ہے پہلے قول کی پیروی کرو۔ ورنہ پچھتاؤ گے	۳۹	۵۵ تا ۵۹
اگر اسے راحت پہنچے تو پھولے نہیں سماتا، تکلیف پہنچے تو مایوس ہو جاتا ہے	۴۲	۴۸
زمین و آسمان کی ہر چیز تمہارے لیے مسخر کر دی	۴۵	۱۲، ۱۳
اہل فکر کے لیے اس میں نشانیاں ہیں	۴۵	۱۳
جو اچھا عمل کرتا ہے وہ اپنے لیے کرتا ہے جو برا کرتا ہے اپنے لیے کرتا ہے	۴۵	۱۴
بدکاروں اور نیکوں کی زندگی اور موت یکساں نہیں	۴۵	۲۱
کیا رہ ہدایت کا شناسا اور اعمال بد پر فریفتہ اور خواہشات کا غلام یکساں ہیں	۴۷	۱۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ایک دوسرے کا تمسخر مت اڑاؤ	۴۹	۱۱
عیب مت لگاؤ، اور برے نام مت دھرو	۴۹	۱۱
مسلمان ہو کر فاسق کہلانا بہت برا ہے	۴۹	۱۱
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم	۴۹	۱۳
ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں (قرب کی حقیقت)	۵۰	۱۶
اس کے دائیں بائیں کاتب تیار بیٹھے ہیں	۵۰	۱۸،۱۷
قلب بیدار اور کان لگا کر سننے والے کے لیے یہ تذکرہ ہے	۵۰	۳۷
انس و جان کی تخلیق عبادت کے لیے ہے	۵۱	۵۶
ہر شخص اپنے اعمال کا اسیر ہوگا	۵۲	۲۱
اندھا اور بینا، مومن صالح اور فاسق برابر نہیں ہیں	۴۰	۵۸
جو اچھا کام کرتا ہے اس میں اس کا اپنا بھلا ہے	۴۱	۴۶
جو برا کام کرتا ہے اس کا وبال اس پر ہوگا۔	۴۱	۴۶
انسان بھلائی کی دعا کرنے سے نہیں تھکتا اگر اسے تکلیف پہنچے تو مایوس ہو جاتا ہے	۴۱	۴۹
جب خوشحال ہوتا ہے تو اس کا رد عمل	۴۱	۵۰
رنج و مسرت میں انسان کی حالت	۴۱	۵۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
سلام کہنے کا حکم اور اس کا جواب دینا	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۴۳
کفار کو ناکام واپس لوٹا دیا اہل ایمان کو جنگ کے بغیر فتح عطا فرمائی	۳۳	۲۵

بنی قریظہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس یہودی قبیلے کا محاصرہ، ان کا قلع قمع	۳۳	۲۶
تفصیلی جائزہ	۳۳	۲۶ مع حاشیہ
جنگ بنی قریظہ	۳۳	۳۳ کا حاشیہ
دشمن کے مقابلہ کے لیے نکلو تو ان کی گردنیں اڑا دو	۴۷	۴
اسیران جنگ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے (تفصیلی بحث)	۴۷	۴ مع حاشیہ
شہداء کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے ان پر انعامات	۴۷	۴، ۵، ۶

جہاد

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا	۴۷	۷
ہمت مت ہارو صلح کی پیشکش مت کرو تم ہی سربلند ہو گے اللہ تمہارے ساتھ ہے	۴۷	۳۵
جنگجو قوم سے جہاد کرنے کی دعوت	۴۸	۱۶
وہ کون لوگ تھے؟ مسیلمہ کذاب کی قوم ان سے جہاد کی تفصیل	۴۸	۱۶
معذوروں پر جہاد فرض نہیں	۴۸	۱۷

غزوۂ خیبر

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس کے محرکات خیبر کا علاقہ دو حصوں میں منقسم تھا، دونوں حصوں میں بہت سے مستحکم قلعے تھے ان قلعوں کو فتح کرنے کے تفصیلی حالات۔ دستِ حیدری نے مرحب کو دو لخت کر کے جزیرۂ عرب میں یہودیت کا خاتمہ کر دیا تفصیلی جائزہ	۴۸	حاشیہ آیت نمبر ۱۹ اور ۲۰
دیگر فتوحات کی بشارتیں	۴۸	۲۱

صلح حدیبیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے دو احسانات مسلمانوں پر فرمائے۔	۴۸	۲۰ تا ۲۴
صلح میں ایک حکمت یہ تھی کہ مکہ مکرمہ میں کئی مومن مرد اور عورتیں تھیں جنہیں تم نہیں پہچانتے تھے	۴۸	۲۵
جنگ کی صورت میں انہیں گزند پہنچنے کا اندیشہ تھا	۴۸	۲۵
اگر کفار مسلمان قیدیوں کو آڑ بنا لیں تو کیا اسلامی لشکر کو حملہ کرنے کی اجازت ہے؟	۴۸	آیت ۲۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جس کو اللہ گمراہ کر دے اُس کا کوئی راہنما نہیں	۴۲	۴۴
کفار کی بہانہ سازی، اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم بتوں کی عبادت نہ کرتے جو اپنی خواہش کو خدا بنا لیتا ہے اور علم کے باوجود اللہ اُسے گمراہ کر دیتا ہے تو اس کے کان اور دل پر مہر اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۴۵	۲۳
بدبخت ہی قرآن سے گمراہ ہوتا ہے	۵۱	۹

جہاد

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
غزوۂ خندق تفصیلی جائزہ	۳۳	
یہودی قبائل کی اہل مکہ کے ساتھ خفیہ سازباز		
اہل مکہ اور قبائل عرب کی مدینہ پر یلغار		آیت نمبر ۹ کا حاشیہ
خندق کھودنے کی تجویز		
خندق کھودتے وقت رُوح پرور منظر		۱
چٹان کو تین ٹکڑے فرما دیا اور ایران، روم اور یمن کی فتوحات کی خوشخبری		حاشیہ نمبر ۱۲ ملاحظہ ہو
شدید کرب کے لمحات		
حضرت فاروق اعظم کے عہد میں ان بشارتوں کی تکمیل		
شیر خدا اور عمرو ابن عبد ود کا معرکہ		
بنی قریظہ کی سازش میں شمولیت		

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضور کا کفار کو عاجز و لاجواب کرنے کے لیے ایک معجزہ بھی دینے سے انکار		
نعیم بن مسعود کا اسلام اور کفار و یہود میں پھوٹ ڈالنے کا کارنامہ	۳۳	آیت نمبر ۹ کا حاشیہ و حاشیہ نمبر ۲۱ ملاحظہ ہو
آخر میں نصرت الٰہی آندھی کی صورت میں نمودار ہوئی		
کفار کے کیمپ میں کھلبلی		
بدحواسی کے عالم میں ان کا فرار		
کفار کی یلغار کے وقت اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ نے جو انعام فرمایا اس کو یاد کرو	۳۳	۹، ۱۰، ۱۱
اُس وقت منافقین کہنے لگے اللہ اور رسول نے فتح کا جو وعدہ کیا تھا وہ محض دھوکا تھا	۳۳	۱۲
منافقین نے میدان جنگ سے کھسکنا شروع کر دیا	۳۳	۱۳، ۱۴
سرفروشی کی پہلے بڑی ڈینگیں مارتے تھے اب بھاگ رہے ہیں	۳۳	۱۵
یہ فرار تمہیں موت سے نہیں بچا سکتا	۳۳	۱۶، ۱۷
جہاد سے روکنے والوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے	۳۳	۱۸
بخیل اور حریص	۳۳	۱۹
جنگ کے وقت بزدل اور امن کے وقت زبان دراز	۳۳	۱۹
اہل ایمان کا جذبۂ ایمان و تسلیم اور سرفروشی اور ان کی جرأت	۳۳	۲۲، ۲۳، ۲۴ مع حواشی
شہداء کے درجات کی زیارت۔ انھیں	۳۳	تحت آیت نمبر ۲۳

دعائیں

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت سلیمان کی دعا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ	۳۸	۳۵
بڑی پیاری دعا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ	۳۸	حاشیہ ۲۹ زیر آیت
سوتے وقت جو دعا مانگی جیے	۳۹	حاشیہ ۳۳ زیر آیت
گھوڑے خچر پر سوار ہوتے وقت کی دعا	۴۳	۱۳ مع حاشیہ
سفر پر روانہ ہوتے وقت کی دعا	۴۳	آیت ۱۴ کا حاشیہ
رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ		
بڑی جامع دعا	۴۶	۱۵
نماز تہجد کے بعد کی دعا	۵۱	۱۸ کا حاشیہ
کسی مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا	۵۲	حاشیہ زیر آیت
رات کو سوتے سوتے آنکھ کھل جائے تو کیا دعا مانگیں	۵۲	حاشیہ زیر آیت
مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا	۴۰	۶۰ مع حاشیہ
شرائط قبولیت دعا	۴۰	حاشیہ زیر آیت
جو عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ شر شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو	۴۰	۶۰

سیاسیات

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
شریعت نبوی کی پابندی کیوں ضروری ہے؟	۴۳	حاشیہ زیر آیت
مومنوں کو جنگ کے بغیر فتح	۴۳	۲۵
خلیفہ کون ہوتا ہے؟		
عدل قائم کرنے اور ہوائے نفس سے اجتناب کا حکم	۳۸	۲۶
خلیفہ اور بادشاہ میں فرق۔ حضرت عمرؓ کا اپنے بارے میں استفسار۔ سربراہ مملکت کے لیے خلیفہ کا لفظ کیوں پسند کیا گیا	۳۸	حاشیہ ۲۸ زیر آیت
ان کے کام مشورے سے طے ہوتے ہیں (وامرهم شوریٰ بینهم)	۴۲	۳۸
غلامی رسوا کن عذاب ہے	۴۴	۳۰
ظالم فرعون سب کچھ چھوڑ کر ہلاک ہو گیا	۴۴	۲۵ تا ۲۸
ظالم کی بربادی پر کوئی آنکھ اشکبار نہ ہوئی	۴۴	۲۹
ایمان کامل نہ ہو تو برسر اقتدار لوگ فتنہ برپا کرتے ہیں اور قطع رحمی شروع کر دیتے ہیں	۴۷	۲۲
شدید ضرورت کے بغیر کفار کو صلح کی پیشکش درست نہیں	۴۷	حاشیہ ۳۵ زیر آیت
اگر جہاد میں بخل کرو گے تو اپنے اوپر ظلم کرو گے	۴۷	۳۸
اگر تم اپنے فرائض انجام نہیں دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہٹا کر کسی اور قوم کو تمہاری جگہ کھڑا کر دے گا	۴۷	۳۸
صلح حدیبیہ کو فتح مبین فرمایا گیا	۴۸	۱
اس کی وجوہ، حالات کا تفصیلی جائزہ	۴۸	حواشی آیت نمبر ۱
فاسق کی خبر بغیر تحقیق کے درست نہ جانو ایسا نہ ہو کہ پچھتانا پڑے	۴۹	۶
دو مسلمان گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو اور جو زیادتی کرے اس کے ساتھ سب لڑو	۴۹	۹

	سورہ نمبر	آیت نمبر
سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں	۴۹	۹ مع حاشیہ
باغی گروہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے	۴۹	۹
حضور کا حکم، حضرت علیؓ کا عمل، ان کے زخمیوں اور مقتولوں کے ساتھ برتاؤ	۰	حاشیہ آیت نمبر ۹
کیا ظالم حکمران کے ساتھ جنگ جائز ہے	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۹
باغی گروہ کے قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے	۴۹	. . . .
حضرت امام حسنؓ کی مصالحت	۴۹	. . . .
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مخالفین کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ مشرک ہیں؟ کیا وہ منافق ہیں؟ آپ کا جواب	۴۹	. . . .
مسلمان بھائی بھائی ہیں ان میں صلح کراؤ	۴۹	۱۰
فرعونی سیاست جس نے حضرت موسیٰ پر فتنہ و فساد برپا کرنے کا الزام لگایا	۴۰	۲۶
بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر ان پر احسان کیا	۳۷	۱۱۵، ۱۱۶
فرعون نے آپ پر ساحر ہونے کا الزام لگایا	۴۳	۴۹ مع حاشیہ
فرعون کا غرور و تکبر	۴۳	۵۱ تا ۵۳
حضرت موسیٰ نے فرعون سے مطالبہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل کو آزاد کر دے	۴۴	۱۷، ۱۸
فرعونی سیاست کا انجام	۴۴	۲۵ تا ۲۸
تباہی و بربادی		
اُن کی تباہی پر کسی آنکھ بھی نمناک نہیں ہوئی	۴۴	۲۹
فرعون نے بنی اسرائیل کی کثرت سے ڈر کر اُن کے بچوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔	۴۰	۲۵

شرک کا ابطال

	سورہ نمبر	آیت نمبر
ان کے معبود ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں	۳۴	۲۲
بت کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں	۳۵	۱۳
اللہ کا کوئی شریک نہیں	۳۴	۲۷
نہ وہ پکار سنتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں	۳۵	۱۴
قیامت کے دن اپنے عبادیوں کی پوجا کا انکار کریں گے	۳۵	۱۴
معبودانِ باطل اپنے پرستاروں کے دشمن ہوں گے	۴۶	۶
تمہارے معبودوں نے کیا بنایا ہے؟ دکھاؤ	۳۵	۴۰
باطل معبودوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ دکھاؤ	۴۶	۴
ایک مثال سے شرک کی قباحت	۳۹	۲۹
اگر پوچھا جائے زمین و آسمان کا خالق کون ہے تو کہیں گے اللہ	۳۹	۳۸
اگر اُن سے پوچھا جائے کہ زمین آسمان کا خالق کون ہے تو کہیں گے عزیز و علیم نے	۴۳	۹
اگر اُن سے پوچھا جائے کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو کہیں گے اللہ نے	۴۳	۸۷
نہ وہ تکلیف دور کر سکیں نہ وہ انعام روک سکیں	۳۹	۳۸
تم اپنا کام کرو میں اپنا کام کروں گا پھر دیکھو عذاب کس پر آتا ہے	۳۹	۴۰
اے جاہلو! کیا تم غیر خدا کی عبادت کا مجھے	۳۹	۶۴

	سورہ نمبر	آیت نمبر
گھر لیتے ہو۔	۳۹	۴۳
حالانکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ شرک سے سارے عمل برباد ہو جاتے ہیں	۳۹	۶۵
اُن کے شریکوں نے کس طرح دین کی اجازت اللہ نے نہیں دی	۴۲	۲۱
ظالموں کے لیے عذاب الیم ہے	-	۰
ظالم اپنے کرتوتوں کے باعث لرزاں ہوں گے	۴۲	۲۲
گزشتہ رسولوں سے پوچھو کیا اللہ نے کوئی دوسرا خدا بنائے	۴۳	۴۵
اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہو تو میں سب سے پہلے اُس کی عبادت کرنے والا ہوں۔	۴۳	۸۱
خدا سے معبودوں کو شفاعت کا حق نہیں	۴۳	۸۶
غیروں کو خدا سمجھ کر پکارنے والا بڑا گمراہ ہے	۴۶	۵
جب عذاب آیا تو بتوں نے ان کی کیوں مدد نہ کی	۴۶	۸
اللہ کے ساتھ کسی غیر کو خدا نہ بناؤ	۵۱	۵۱
غیر خدا کی عبادت سے مجھے منع کیا گیا ہے	۴۰	۶۶
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اُس کی عبادت کرو	۴۰	۶۶

شریعت

(الف) شریعت کی خصوصیات

	سورہ نمبر	آیت نمبر
خطا سے غلطی سرزد ہو تو مواخذہ نہیں، دانستہ ہو تو مواخذہ ہے	۳۳	۵
یہ شریعت ایسے نبی کی ہے جو [illegible] [illegible] ہے	۳۳	۴۰ مع حاشیہ
شریعت میں حیلہ کا حکم	۳۸	حاشیہ آیت نمبر ۴۴
جس چیز کا اصل ثابت ہو اُس کی پابندی سے وہ بدعت نہیں بن جاتی	۳۸	حاشیہ آیت نمبر ۳۹

عبادات

	سورہ نمبر	آیت نمبر
کثرت ذکر کا حکم	۳۳	۴۱
صبح و شام اُس کی تسبیح کرو	۳۳	۴۲
متقی رات کو بہت کم سوتے ہیں	۵۱	۱۷
وہ سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں	۵۱	۱۸
طلوعِ شمس اور غروبِ شمس سے پہلے تسبیح و تحمید کا حکم	۵۰	۳۹
رات کے وقت تسبیح کا حکم	۵۰	۴۰
میری عبادت کرو یہی صراطِ مستقیم ہے	۳۶	۶۱
جو عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہوں گے اور وہ دوزخ میں پھینک دیے جائیں گے	۴۰	۶۰
ازواجِ مطہرات کو نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم	۳۳	۳۳

نماز، زکوٰۃ و صدقات

	سورہ نمبر	آیت نمبر
ازواجِ مطہرات کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم	۳۳	۳۳
اُس کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے وہ اُس	۳۴	۳۹

	سورہ نمبر	آیت نمبر
کا معاوضہ تمہیں دے گا	۳۴	۳۹
جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں، ظاہر اور پوشیدہ ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں ان کی تجارت میں گھاٹا نہیں۔	۳۵	۲۹
کافروں کو اگر خرچ کرنے کے بارے میں کہا جائے تو کہتے ہیں جن کو خدا نے نہیں دیا ہم انھیں کیوں دیں	۳۶	۴۷
ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے۔	۵۱	۱۹

پردہ کے احکام

عورت کے عنوان کے نیچے ملاحظہ فرمائیے

حلال وحرام

عورتوں کے لیے ریشم اور سونا حلال ہے	۴۳	۱۸

دیگر شرعی احکام

متبنّٰی کے بارے میں زمانہ جاہلیت کا رواج جس میں قرآن کی اصلاح	۳۳	۴، ۵
ہر شخص کی نسبت اس کے باپ کی طرف کرو	۳۳	۵
اولوالارحام بعض بعض سے مقدم ہیں۔	۳۳	۶
ماں باپ سے حسن سلوک	۴۶	۱۵ مع حاشیہ

شیطان

	سورہ نمبر	آیت نمبر
شیطان نے قوم سبا کو گمراہ کرنے کا وعدہ پورا کر دیا	۳۴	۲۰
شیطان کو لوگوں پر قابو حاصل نہیں ہوتا۔ وہ صرف انھیں بہکاتا ہے اور یہ پھسل جاتے ہیں	۳۴	۲
شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھا کرو	۳۵	۶
وہ اپنے گروہ کو جہنمی بنانے کے درپے رہتا ہے	۳۵	۶
شیطانوں کی شہاب ثاقب سے خبر لی جاتی ہے۔ وہ ملاء اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے۔	۳۷	۶ تا ۱۰
شیطان کا سجدہ نہ کرنا دور رحمت سے راندہ جانا، اللہ سے مہلت طلب کرنا مہلت کا مل جانا اس کا چیلنج	۳۸	۷۳ تا ۸۵
شیطان تمہارا دشمن ہے تمھیں راہ حق سے روک نہ دے۔	۴۳	۶۲
ہم نے بنی آدم کو تاکید کی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے	۳۶	۶۰
اس نے بڑی قوموں کو گمراہ کیا	۳۶	۶۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بدکاروں پر ہم بُرے ساتھی مسلط کردیتے۔ نعوذ باللہ	۴۱	۲۵
وہ انھیں سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور یہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ خیال کرتے ہیں	۴۳	۳۷
شیطان فریب دیتا ہے اور لمبی زندگی کی آس دلا کر مغرور کر دیتا ہے	۴۷	۲۵
جو رحمان کے ذکر سے آنکھیں بند کرتا ہے ہم شیطان کو اُس کا ساتھی مقرر کر دیتے ہیں	۴۳	۳۶

صحابۂ کرام اور اُمّتِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
حضرت زیدؓ کے فراق میں اُن کے والد حارثہ کی بے تابی، پُردرد اشعار، ان کا مل جانا، آپ کا باپ کو چھوڑ کر حضورؐ کو اختیار کرنا	۳۳	۳۷ مع حاشیہ
غزوۂ خندق کے وقت صحابہؓ کا جذبۂ ایمان و تسلیم اور بڑھ گیا	۳۳	۲۲
ان جوانمردوں نے جان دے کر اپنی نذر پوری کر دی بعض منتظر ہیں	۳۳	۲۳
صحابۂ کرامؓ کی جانفروشیوں کے مناظر	۳۳	۲۳ کا حاشیہ
شیخینؓ کے ایمان کی دلیل	۳۳	آیت ۲۳ کا حاشیہ
حضرت سواد ابن قارب کا ایمان لانا اور قصیدہ پیش کرنا	۴۶	آیت ۲۹ کا حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اُن کے گناہ مٹا دیئے گئے۔ ان کے حالات سنوار دیئے گئے	۴۷	۲
صلح حدیبیہ سے صحابہ کے دلوں کو تسکین اور قوّتِ ایمان میں اضافہ	۴۸	۴
صحابہؓ پر مزید عنایت تکفیر سیّئات	۴۸	۵
بیعت رضوان کا پس منظر	۴۸	۱۰
شیعہ کتب سے بیعت رضوان کرنے والوں کے فضائل	۴۸	حاشیہ آیت ۱۰
صحابہ کرام کا جذبۂ سرفروشی اور رضائے الٰہی کا تاج (رضی اللہ عنہ)	۴۸	۱۸
صحابہؓ کے مومن برحق ہونے پر اللہ تعالیٰ کی گواہی	۴۸	۱۸
دیگر بشارتیں	۴۸	۸، ۱۹
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اور اس کے غلاموں پر سکینہ اتارا	۴۸	۲۶ مع حاشیہ
اور انھیں متّقی بنا دیا (والزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها واهلها)	۴۸	۲۶ مع حاشیہ
صحابہ کرامؓ کے خصائل حمیدہ	۴۸	۲۹
حضورؐ کی ہمراہی		
کفار پر سخت		
آپس میں رحیم و شفیق		
کثرت رکوع و سجود کرنے والے		
فضل الٰہی کے متلاشی		
چہروں پر نور عبادت		
تورات اور انجیل میں اُن کی مثالیں		

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کفار اسلام کے باغ کو ہرا بھرا دیکھ کر غصہ سے بے قابو ہو جاتے	۴۸	۲۹
منھم کے لفظ سے صحابہ کے ایمان پر شیعہ کا اعتراض اور ان کی کتب سے اس کا رد	۴۸	آیت ۲۹ کا حاشیہ
احادیث میں صحابہؓ کی شان اور ان کے گستاخوں پر اللہ کی پھٹکار	۴۸	آیت ۲۹ کا حاشیہ
بارگاہ رسالت میں صحابہؓ کا ادب	۴۹	حاشیہ آیت ۲
استاد کا ادب و احترام	۴۹	حاشیہ آیت ۵
اللہ تعالیٰ نے ایمان کو صحابہ کرام کی نگاہ میں محبوب اور مزین کر دیا اور کفر و فسق کو مکروہ بنا دیا	۴۹	۷
یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں (اولئک ھم الراشدون)	۴۹	۷
یہ اللہ کا ان پر فضل و انعام ہے	۴۹	۸
حضرت فاروق اعظمؓ کا اپنے ایک دوست کو نصیحت آموز خط	۴۰	حاشیہ آیت ۳
انبیاء، شہداء اور اولیاء کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی	۵۰	حاشیہ آیت ۴

عمل صالح

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک	۴۶	۱۵
ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق درجات پر فائز کیا جاتا ہے	۴۶	۱۹
جو عمل صالح کرتا ہے اس کے گناہ مٹا	۴۷	۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
دیئے جاتے ہیں اور اس کے حالات درست کر دیئے جاتے ہیں	۴۷	۲
حسن عمل کالے حبشی کے چہرے کو بھی رشک قمر بنا دیتا ہے	۴۸	حاشیہ آیت ۲۹
نیک عمل کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے	۴۱	۸

عورت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ظہار کی تشریح اور اس کے احکام	۳۳	۴ مع حاشیہ
متبنّی کے بارے میں کفار کا نظریہ اور قرآنی اصلاح	۳۳	۵،۴
متبنّی کی بیوی سے نکاح کی اجازت	۳۳	۵،۴
پردے کا حکم	۳۳	۳۳
آرائش کی نمائش کی ممانعت	۳۳	۳۳
مومن عورت کی صفات	۳۳	۳۵
حضورؐ کے متبنّی زید کی طلاق کے بعد حضرت زینبؓ سے حضورؐ کا نکاح	۳۳	۳۷
اس واقعہ کے بارے میں قدیم و جدید معاندین کے شکوک و شبہات اور ان کا ازالہ	۳۳	حاشیہ آیت ۳۷
غیر مدخولہ کو طلاق ہو تو اس پر عدت نہیں	۳۳	۴۹
اس کو خوبصورتی کے ساتھ رخصت کرنے کا حکم	۳۳	۴۹
کون سے مرد محرم ہیں جو عورت کے پاس آجا سکتے ہیں	۳۳	۵۵
پردے کے متعلق احکام اور اس کی حکمت	۳۳	۵۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بے پردگی کی سخت ممانعت (احادیث)	۳۳	تحت آیت ۵۹
عورتوں کے لیے سونا اور ریشم حلال ہے	۴۳	۱۸
ماں کا ادب اور حسن سلوک	۴۶	[illegible]
دودھ پلانے کی مدت	۴۶	۱۵
حمل کی مدت	۴۶	۱۵

قرآن کریم

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
یہ کتاب بذریعہ وحی آپ کو عطا فرمائی گئی ہے	۳۵	۳۱
یہ کتاب حق ہے	۳۵	۳۱
جن بندوں کو وہ چن لیتا ہے ان کو اپنی کتاب کا وارث بنا لیتا ہے	۳۵	۳۲
بعض لوگ ظالم ہیں بعض متوسط بعض نیکیوں میں آگے بڑھنے والے۔ یہی فضل کبیر ہے	۳۵	۳۲
یہ کتاب عزیز و رحیم نے نازل کی ہے	۳۶	۵
تاکہ غافلوں کو ڈرایا جائے	۳۶	۶
قرآن زندوں کو ہدایت دیتا ہے	۳۶	۶۹، ۷۰
ہم نے آپ پر مبارک کتاب نازل کی ہے تاکہ لوگ اس میں تدبر کریں اور نصیحت پکڑیں	۳۸	۳۰
قرآن نصیحت ہے	۳۸	۲۹
یہ سب جہانوں کے لیے نصیحت ہے	۳۸	۸۷
یہ عزیز و حکیم خدا نے نازل کی ہے	۳۹	۱
ہم نے اسے حق کے ساتھ اتارا ہے	۳۹	۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
یہ بہترین کلام اللہ نے نازل کیا ہے	۳۹	۲۳
قرآن میں ہر قسم کی مثالیں ہیں	۳۹	۲۷
یہ عربی زبان میں ہے اس میں ذرا کجی نہیں	۳۹	۲۸
ہم نے آپ پر قرآن کو حق کے ساتھ نازل کیا	۳۹	۴۱
یہ قرآن عربی میں ہم نے آپ پر نازل کیا ہے	۴۲	۷
قرآن کو اللہ نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے	۴۲	۱۷
ہم نے انہیں سمجھنے کے لیے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے	۴۳	۲، ۳
قرآن لوح محفوظ میں ثبت ہے۔ وہ ہمارے نزدیک اعلیٰ اور پُر حکمت ہے	۴۳	۴
کفار کا اعتراض، مکہ و طائف کے کسی رئیس پر کیوں نازل نہ ہوا اور اس کا رد	۴۳	۳
کیا رب کی رحمت وہ بانٹنے والے ہیں	۴۳	۳۲
قرآن آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے وجہ عزت و شرف ہے	۴۳	۴۴
ہم نے قرآن کو مبارک رات میں نازل کیا	۴۴	۲ تا ۵
اس سے مراد کونسی رات ہے۔ شعبان کی رات کے فضائل۔ گنبد خضرا عرش سے افضل ہے	۴۴	حواشی آیات مذکورہ
یہ کتاب عزیز و حکیم نے نازل کی ہے	۴۵	۲
. . . .	۴۶	۲۰
قرآن بصائر، ہدایت اور رحمت ہے	۴۵	۲۰

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قرآن کو رسولؐ نے نہیں گھڑا	۴۶	۸
قرآن کتب سابقہ کا مصدق، محسنین کے لیے خوشخبری اور بدکاروں کے لیے تنبیہ ہے	۴۶	۱۲
قرآن اگر خدا کا کلام نہیں تو اس جیسا بنا کر دکھاؤ	۵۲	۳۳، ۳۴
یہ کتاب عزیز و علیم کی نازل کردہ ہے	۴۰	۲
یہ رحمٰن و رحیم کی نازل کردہ ہے	۴۱	۲
یہ عزیز و حکیم نے نازل کی ہے	۴۵	۲
- - - - - - -	۴۶	۲
یہ عزیز و رحیم نے نازل کی ہے	۳۶	۵
یہ عزیز و حکیم خدا نے نازل کی ہے	۳۹	۱
یہ حکیم و حمید نے نازل کی ہے	۴۱	۴۲
اس کی آیتیں مفصل ہیں	۴۱	۳
یہ بشیر و نذیر ہے	۴۱	۴
جو اس میں تحریف کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں انھیں سزا ملے گی	۴۱	۴۰
باطل اس کے نزدیک نہ آگے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے	۴۱	۴۲
اہل ایمان کے لیے ہدایت اور شفاء ہے کفار کے لیے یہ مشتبہ ہے	۴۱	۴۴

دیگر آسمانی کتب

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
انجیل۔ یہ کتاب منیر ہے	۳۵	۲۵
تورات۔ یہ ہدایت اور نصیحت ہے (ھدی و ذکری)	۴۰	۵۴
یہ امام و رحمت ہے	۴۶	۱۲

قیامت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے	۳۳	۶۳
قیامت کب آئے گی۔ احادیث سے اس کی تفصیل	۳۶	۴۸ تا ۵۰ مع حاشیہ
قیامت ضرور آئے گی	۳۴	۳
قیامت یقیناً آئے گی	۴۰	۵۹
اس کی حکمت	۳۴	۵
انکار قیامت	۳۴	۷
دلیل قیامت مردہ زمین کو زندہ کرنا كذلك النشور	۳۵	۹
جب صور پھونکا جائے گا تو قبروں سے نکل نکل کر اپنے رب کے پاس جانے لگیں گے	۳۶	۵۱
اس وقت چلائیں گے	۳۶	۵۲
اس روز کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا	۳۶	۵۴
بوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے پیدا فرمایا	۳۶	۷۸، ۷۹
دلائل قیامت	۳۶	۸۰، ۸۱
اس کی قدرت قاہرہ	۳۶	۸۲، ۸۳
صور پھونکا جائے گا سب غش کھا کر گر پڑیں گے سوائے ما شاء اللہ	۳۹	۶۸، ۶۹
منظر قیامت، دفتر عمل، نبی و گواہ	۳۹	۶۹، ۷۰

	سورہ نمبر	آیت نمبر
پیش ہوں گے انصاف سے فیصلہ ہوگا	۳۹	۶۹،۷۰
قیامت کے روز سب کو بدلہ ملے گا ظلم نہیں ہوگا	۴۰	۱۷
مارے خوف کے دل گلے میں اٹک رہے ہوں گے	۴۰	۱۸
اس روز ظالموں کا کوئی دوست اور شفیع نہیں ہوگا	۴۰	۱۸
کفار کہتے ہیں بس یہی زندگی ہے حشر نہیں ہوگا	۴۴	۳۴تا۳۶
روز قیامت سب جمع ہوں گے	۴۴	۴۰
جن بندوں پر اللہ نے رحم فرمایا ہے ان کے سوا کوئی دوست کام نہیں آئے گا	۴۴	۴۱
انکار قیامت، ہمارے باپوں کو زندہ کر دکھاؤ	۴۵	۲۵
اس کا رد	۴۵	۲۶
روز قیامت باطل پرست خسارے میں ہوں گے	۴۵	۲۷
ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہوگی اور اسے اپنے دفتر عمل کی طرف بلایا جائے گا	۴۵	۲۸،۲۹
انکار قیامت	۴۵	۳۲
ان کا انجام	۴۵	۳۳
روز قیامت انہیں فراموش کر دیا جائے گا	۴۵	۳۴
قیامت کی نشانیاں	۴۷	نشانیاں آیت ۱۸
انکار قیامت اور اس کا رد	۵۰	۲ ۳
دلیل قیامت	۵۰	۱۱
منظر قیامت	۵۰	۲۰-۲۱-۲۲

	سورہ نمبر	آیت نمبر
منظر قیامت	۵۲	۹ ۱۰
قیامت کے روز مکذبین کی حالت	۵۲	۱۰تا۱۶
کفار و مشرکین		
غزوہ خندق سے لشکر کفار کی ناکام واپسی	۳۳	۲۵
کفار پر لعنت اور ان کے لیے بھڑکتی آگ	۳۳	۶۴
اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا	۳۳	۶۵
آگ میں ڈالے جائیں گے کہیں گے کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی	۳۳	۶۶
کہیں گے ہمارے بڑوں نے ہمیں گمراہ کیا انہیں دوگنا عذاب دیا جائے	۳۳	۶۷-۶۸
جو ہماری آیات کو مغلوب کر کے ہرا دینا چاہتے ہیں انہیں عذاب الیم	۳۴	۵
کفار کے معبود ایک ذرے کے مالک نہیں اور نہ زمین و آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے	۳۴	۲۲
اس کے اذن کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا	۳۴	۲۳
کفار کا قیامت کے بارے میں سوال کہ وہ کب ہوگی ان کا جواب	۳۴	۲۹-۳۰
کفار کا قرآن کو ماننے سے انکار	۳۴	۳۱
قیامت کے دن ان کی حالت زار	۳۴	۳۱
سرداروں اور ماتحتوں کا باہمی تکرار	۳۴	۳۱-۳۲-۳۳
مترفین نے انبیاء کا انکار کیا کیونکہ ان	۳۴	۳۴-۳۵

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کے پاس مال واولاد انبیاء سے زیادہ ہے	۳۴	۳۴-۳۵
ان کے اس شبہ کا رد	۳۴	۳۶
اموال واولاد قربِ الٰہی کا ذریعہ نہیں	۳۴	۳۷

اُن کا عقیدہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
انکارِ قیامت	۳۴	۳
منکرین کو عذاب اور ضلالِ بعید	۳۴	۷-۸
کفار ملائکہ کی نہیں بلکہ جنات کی پوجا کرتے ہیں	۳۴	۴۰-۴۱
کفار کسی کو نفع وضرر نہ پہنچا سکیں گے	۳۴	۴۲
بارگاہِ رسالت میں کفار کی گستاخی یہ ہمیں اپنے آباء کے دین سے روکتا ہے یہ کلام خود گھڑتا ہے۔ سحرِ مبین	۳۴	۴۳-۴۴
پہلے کفار نے بھی ایسا ہی کیا اور برباد ہوگئے	۳۴	۴۵
ان کو غور وفکر کی دعوت	۳۴	۴۶
روزِ قیامت کفار کی حالت	۳۴	۵۱ تا ۵۴
کفار نے آپ سے پہلے انبیاء کی تکذیب کی	۳۵	۴
کفار کے لیے اُن کے بُرے اعمال مزین کر دیے گئے	۳۵	۸
کفار مکر کرتے ہیں لیکن اُن کا مکر تباہ ہو کر رہے گا	۳۵	۱۰
کفار نے اپنے انبیاء کا پہلے بھی انکار کیا اور تباہ ہوگئے	۳۵	۲۵-۲۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اُن کا حالِ زار۔ [illegible] آنے کی رغبت میں [illegible]	۳۵	۳۶-۳۷
مجرموں اور منکرینِ آیاتِ الٰہی کا مذاق اُڑانا سے اس کا انجام	۳۵	۷ تا ۱۱
اللہ کی آیتوں میں کفار ہی جھگڑا کرتے ہیں	۴۰	۴
ان کی آمد ورفت، جاہ وجلال انہیں دھوکہ میں نہ ڈالے	۴۰	۴
پہلے کفار کا بھی یہی وتیرہ تھا ان کا انجام	۴۰	۵-۶
روزِ حشر کفار کو سرزنش	۴۰	۱۰
اُن کا اعترافِ جرم۔ اظہارِ ندامت	۴۰	۱۱-۱۲
پہلی کافر قومیں طاقت اور آثار میں ان سے زیادہ تھیں لیکن برباد ہوگئیں	۴۰	۲۱-۲۲
اس کی وجہ	۴۰	۸۲، ۸۳، ۸۴
فرعونی غرق ہوئے۔ صبح وشام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں، قیامت کے روز اشد عذاب میں داخل کیے جائیں گے	۴۰	۴۶
دوزخ میں اُن کا آپس میں تکرار	۴۰	۴۷-۴۸
دوزخ کے داروغوں کی منت سماجت اور اُن کا جواب	۴۰	۴۹-۵۰
موسیٰ کو ہدایت عطا کی	۴۰	۵۳
ایسی کتاب دی جو ہدیٰ وذکریٰ لاولی الالباب ہے	۴۰	۵۴
کفار محض ہوسِ اقتدار کے لیے ایمان نہیں لاتے لیکن وہ کامیاب نہیں ہوں گے	۴۰	۵۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ کی کتاب اور رسولوں کو جھٹلانے والوں کا ہولناک انجام	۴	۶۹ تا ۷۲
حالت یاس میں ایمان منظور نہیں	۴۰	۸۵
کفار کہتے ہیں۔ قلوبنا فی اکنۃ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے	۴۱	۵
مشرکین جو زکوٰۃ نہیں دیتے ان کے لیے ہلاکت ہے	۴۱	۶۔۷
وہ کہتے خدا چاہتا تو فرشتے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجتا	۴۱	۱۴
ضد کی ہٹ دھرمی	۴۱	۱۴ مع حاشیہ
قوم عاد نے ناحق تکبر کیا اور ہلاک ہوگئے	۴۱	۱۵
قوم ثمود نے ہدایت پر گمراہی کو پسند کیا	۴	۱۷، ۱۸
روز حشر کفار گروہوں میں بانٹ دیئے جائیں گے	۴۱	۱۵
ان کے کان، آنکھیں اور جلد یا چمڑے اُن کے خلاف گواہی دیں گے	۴۱	۲۰ تا ۲۲
قرآن مت سنو۔ اس میں شور مچاؤ	۴۱	۲۶
انکار آیات کی سزا	۴۱	۲۷۔۲۸
کفار اُن لوگوں کو دیکھنا چاہیں گے جنہوں نے انہیں گمراہ کیا	۴	۲۹
جھوٹا اور بدکار، آیات الٰہی کا مذاق اڑاتا ہے اس کا انجام	۴۵	۷ تا ۱۱
جو اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بناتا ہے اور جان بوجھ کر گمراہ ہوتا ہے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۴۵	۲۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
دہریے دنیوی زندگی کے قائل ہیں کہتے ہیں ہمیں دہر ہلاک کر دے	۴۵	۲۴
کفار قرآن کو سحر کہتے ہیں	۴۶	۷
کفار کہتے اگر یہ دین سچا ہوتا تو یہ لوگ قبول کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے	۴۶	۱۱
روز حشر کفار کو کہا جائے گا جو اچھے مفید کام تم کر گئے اُن کا اجر تم دنیوی زندگی میں لے چکے ہو	۴۶	۲۰
کفار خود حق قبول نہیں کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں	۴۷	۱
کفار کی بربادی	۴۷	۱۰
کفار عیش و عشرت اور ڈنگروں کی طرح کھانے میں مصروف ہیں	۴۷	۱۲
کفر کی حالت میں مرنے والوں کی بخشش نہیں ہوگی	۴۷	۳۴
کفار کے دلوں میں حمیت جاہلیہ	۴۸	۲۶
انہیں اعتراض ہے کہ رسول ان میں سے کیوں آیا	۵۰	۲
کفار خیر سے منع کرنے والے، حد سے بڑھنے والے، شک میں گرفتار وغیرہ	۵۰	۲۵، ۲۶
قرآن کریم کے بارے میں کفار کا باہمی اختلاف	۵۱	۷۔۸
قیامت کا انکار اور عذاب	۵۱	۱۱ تا ۱۴
وہ حضور کو کبھی کاہن کبھی مجنوں اور کبھی شاعر کہتے ہیں	۵۲	۲۹۔۳۰
یہ اللہ کی عبادت کیوں نہیں کرتے	۵۲	۳۵۔۳۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کسی رئیس کو نبی کیوں نہ بنایا	۵۲	۳۷
اللہ کے لیے بچیاں ان کے لیے بیٹے	۵۲	۳۹
ان کے اطوار		
کفار پہلے قسمیں کھایا کرتے کہ اگر ان کے پاس کوئی رسول آیا تو وہ اس پر ضرور ایمان لائیں گے لیکن جب آیا تو تکبر کرنے لگے	۳۵	۴۲، ۴۳
مجرموں کو الگ کر دیا جائے گا ان کو سرزنش	۳۶	۵۹-۶۳
ان کے منہ پر مہریں، ان کے ہاتھ و پاؤں گواہی دیں گے	۳۶	۶۵
اگر ہم چاہتے تو ان کو اندھا کر دیتے، ان کے چہرے مسخ کر دیتے	۳۶	۶۶-۶۷
انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے خدا بنائے	۳۶	۷۴
کہتے بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا اس کا جواب	۳۶	۷۹
نصیحت قبول نہیں کرتے، آیات کا تمسخر اڑاتے ہیں، قرآن کو سحر کہتے ہیں قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا رد	۳۷	۱۳ تا ۱۹
قیامت کے روز ان کی حالت	۳۷	۲۰ تا ۲۶
ایک دوسرے پر الزام تراشی	۳۷	۲۷ تا ۳۴
جب ان کو کہا جاتا کہ لا الٰہ الا اللہ تو تکبر کرتے اور کہتے ہم ایک شاعر اور	۳۷	۳۵، ۳۶
مجنون کے لیے اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں	۳۷	۳۵، ۳۶
زقوم کے ذکر پر کفار کا مذاق	۳۷	۶۲ مع حاشیہ
وہ اپنے گمراہ باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہیں	۳۷	۶۹-۷۰
کیا اللہ کے لیے بیٹیاں اور ان کے لیے بیٹے	۳۷	۱۴۹ تا ۱۵۳
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساحر و کذاب کہتے	۳۸	۴
بہت سے خداؤں کو ایک خدا بنا دیا یہ عجیب و غریب بات ہے	۳۸	۵
اپنے عقیدہ شرک پر پکا رہنے کی تاکید	۳۸	۶
کہتے عقیدہ توحید من گھڑت ہے	۳۸	۷
ہم رئیسوں کو چھوڑ کر یتیم عبدالمطلب کو نبی بنا دیتے ہیں کیا تک ہے	۳۸	۸
کیا آپ کے رب کے خزانے وہ بانٹتے ہیں	۳۹	۹
پہلی قوموں نے بھی اپنے انبیاء کو جھٹلایا اور تباہ ہو گئیں	۳۸	۱۲، ۱۳-۱۴
کفار فوری نزول عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں	۳۸	۱۶
سرکشوں کا انجام، دوزخ، کھولتا پانی	۳۸	۵۵ تا ۶۰
پیپ، آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں		۶۱
جن کو ہم شریر اور ذلیل (مسلمان) کہا کرتے تھے وہ آج نظر نہیں آتے	۳۸	۶۲ تا ۶۳
ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ	۳۹	۳ مع حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
زلفیٰ اس کی تشریح، مغالطہ اور اس کا ازالہ	۳۹	۳ مع حاشیہ
مشرک گھاٹے میں ہیں ان کے اوپر نیچے آگ ہی آگ ہوگی	۳۹	۱۵-۱۶
تکذیب کرنے والوں کا حشر	۳۹	۲۴،۲۵،۲۶
ان کا عبرتناک انجام		
بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور قرآن کو جھٹلاتا ہے	۳۹	۳۲
جب صرف اللہ کا ذکر کیا جائے تو کڑھنے لگتے ہیں اور جب بتوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہوتے ہیں	۳۹	۴۵
ایک مغالطہ اور اس کا رد	۳۹	حاشیہ آیت ۴۳
کفار دنیا بھر کی دولت سے فدیہ ادا کرنا چاہیں گے جب حقیقت بے پردہ اس روز آئے گی	۳۹	۴۷-۴۸
جب ہم اسے کوئی نعمت بخشتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرے علم و ہنر کا ثمر ہے	۳۹	۴۹ تا ۵۲
روز قیامت کفار کے منہ کالے ہوں گے۔	۳۹	۶۰
کفار کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا فرشتوں سے ان کی بات چیت	۳۹	۷۱-۷۲
کفار نے بتوں کو اپنا کارساز بنا لیا ہے	۴۲	۹
جو لوگ حجت بازی کرتے ہیں ان کا انجام	۴۲	۱۶
کفار قیامت کے لیے جلدی مچاتے ہیں	۴۲	۱۸
دنیا کے طلبگار کو صرف دنیا ملے گی	۴۲	۲۰ مع حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ظالموں کے لیے عذاب الیم	۴۲	۲۱
ظالم اپنے کرتوتوں کے باعث لرزاں ہوں گے	۴۲	۲۲
مجرموں اور ظالموں کی حالت زار	۴۲	۴۴،۴۵،۴۶
منکرین کا انبیاء کے ساتھ سلوک اور اس کا انجام	۴۳	۶-۷-۸
کفار اللہ کی اولاد مانتے	۴۳	۱۵
خدا کے لیے بیٹیاں اور اپنے لیے بیٹے	۴۳	۱۶
مگر اسے بچی کی پیدائش کی خبر دی جائے تو رنگ فق ہو جائے	۴۳	۱۷-۱۸
جب فرشتوں کو بیٹیاں بنایا تو کیا وہ لوگ دیکھ رہے تھے	۴۳	۱۹
کفار کی بہانہ سازی کہ اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم بتوں کی عبادت نہ کرتے	۴۳	۲۰
وہ اندھی تقلید کے خوگر ہیں	۴۳	۲۱،۲۲،۲۳
سب کے گمراہ ہونے کا خدشہ نہ ہوتا تو ہم	۴۳	۳۳،۳۴،
کفار کے دروازے اور چھتیں سونے کی بنا دیتے		۳۵
جو اللہ کے ذکر سے اندھا بنتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں	۴۳	۳۶
قیامت کے روز اس سے بیزاری کا اظہار کریں گے	۴۳	۳۸
مجرمین کی حالت زار	۴۳	۷۴ تا ۷۸
انہیں کھیلنے کودنے دو	۴۳	۸۳
وہ شک میں کھیل رہے ہیں	۴۴	۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قحط سالی کا عذاب	۴۴	۱۰، ۱۱
بدحالی مبین		
عذاب معاف کرنے کی دعا وقتی طور پر منظور پھر عذاب الیم	۴۴	۱۲-۱۳
حضورؐ کو معلم اور مجنون کہنا	۴۴	۱۴
کفار کا دردناک انجام	۴۴	۴۳ تا ۵۰

مومنین و متقین

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
غزوہ خندق کی روشنی میں اہل ایمان کا کردار	۳۳	۲۲
تکالیف کے وقت ان کا جذبہ ایمان فزوں تر ہو جاتا ہے۔ ان کی جاں فشانیاں اور اجر	۳۳	۲۲، ۲۳، ۲۴ مع حاشی
اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی صفات	۳۳	۳۵
اللہ کا ذکر کرنے والوں کی شان	۳۳	۳۵ مع حاشیہ
اہل ایمان کو کثرت ذکر اور تسبیح کا حکم	۳۳	۴۱-۴۲
اللہ تعالیٰ مومنین پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے فرشتے ان کے لیے دعائیں مانگتے ہیں	۳۳	۴۳
انہیں سلامتی کی دعا اور اجر کریم ملے گا	۳۳	۴۴
مومنین کو فضل کبیر کی بشارت	۳۳	۴۷
مومنین کے لیے مغفرت اور رزق کریم	۳۴	۴
جنہیں اذن ہوگا وہ شفاعت کریں گے	۳۴	۲۳
اموال و اولاد نہیں بلکہ ایمان اور	۳۴	۳۷

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
عمل صالح قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں	۳۴	۳۷
جو لوگ کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اللہ کے رزق سے خرچ کرتے ہیں۔ ان کی تجارت بچنے والی ہے	۳۵	۲۹
ان کو ان کا پورا اجر بھی ملے گا اور اپنے فضل سے مزید بھی	۳۵	۳۰
نیکیوں میں سبقت لے جانے والوں کو جنات عدن اور دیگر نعمتیں	۳۵	۳۳
وہ اللہ کی حمد کریں گے	۳۵	۳۴، ۳۵
دعوت نصیحت کا فائدہ اللہ سے ڈرنے والوں کو ہوتا ہے	۳۶	۱۱
مومن کی زندگی اور موت	۳۶	۲۰ تا ۲۷
اہل جنت کی شغل اندوزیاں، وہ اور ان کی بیویاں، سلام کا پیغام، مقصد یابی کی تفسیر	۳۶	۵۵، ۵۶، ۵۷
اللہ کے مخلص بندوں پر نعمتوں کی بارش	۳۷	۴۰ تا ۴۹
اہل جنت کا ایک منکر قیامت ساتھی کو یاد کرنا اور وہاں سے اس دوزخی سے بات چیت	۳۷	۵۰ تا ۵۷
اہل جنت کو پھر موت نہیں آئے گی یہی فضل عظیم ہے	۳۷	۵۸ تا ۶۰
پرہیزگاروں پر نوازشات (جنات عدن، پھل، شراب طہور اور حوریں)	۳۸	۴۹ تا ۵۴
بندہ مومن رات بھر جاگتا ہے پھر ڈرتا ہے	۳۹	۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اس کی رحمت کی آس لگائے رہتے ہیں وہ اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے	۳۹	۹
صابروں کو بغیر حساب اجر ملے گا	۳۹	۱۰
جو دنیا میں اچھے کام کرتے ہیں انہیں اچھا صلہ ملے گا	۳۹	۱۰
اہل ایمان کو خوشخبری	۳۹	۱۷-۱۸
قرآن سن کر ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں	۳۹	۲۰
ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں	۳۹	۲۳
حضور پر ایمان لانے والوں کی شان	۳۹	۳۳،۳۴،۳۵
متقیوں کو نجات ملے گی، کوئی تکلیف نہ ہوگی	۳۹	۶۱
متقیوں کو جنت کی طرف لے جائیں گے وہاں ان کی عزت فرمائیں	۳۹	۷۳-۷۴
اہل ایمان قیامت سے خوفزدہ رہتے ہیں	۴۲	۱۸
جو آخرت کا طلبگار ہے اس پر مہربانی	۴۲	مع حاشیہ ۲۰
نیکوں پر فضل کبیر	۴۲	۲۲-۲۳
اہل ایمان کی دعائیں قبول فرماتا ہے	۴۲	۲۶
ویزید ھم من فضلہ		
اہل ایمان کے لیے خیر و ابقیٰ	۴۲	۳۶،۳۷،۳۸،۳۹
اہل ایمان کی صفات	۴۲	۳۸
جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو بدلہ لیتے ہیں	۴۲	۳۹،۴۰،۴۱ مع حاشی
لیکن بخش دینا افضل ہے	۴۲	۴۳
من عزم الامور		

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آخرت متقین کے لیے ہے	۴۳	۳۵
قیامت کے روز بجز پرہیزگاروں کے سب دوست دشمن ہوں گے (الاخلاء یومئذ)	۴۳	۶۷ مع حاشیہ
انہیں اس روز خوف و حزن نہ ہوگا	۴۳	۶۸-۶۹
دیگر انعامات	۴۳	۷۰ تا ۷۳
جن پر اللہ رحم فرمائے گا ان کی دوستی کام آئے گی	۴۴	۴۲
متقیوں پر نوازشات	۴۴	۵۱ تا ۵۷
اہل ایمان کے لیے زمین و آسمان میں اللہ کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں	۴۵	۳
تمہاری پیدائش، حیوانات، گردش لیل تمہارے لیے نشانیاں ہیں	۴۵	۴، ۵
جو اللہ کو رب مانتے ہیں پھر استقامت اختیار کرتے ہیں انہیں نہ خوف اور نہ حزن ہوگا و دیگر انعامات	۴۶	۱۳
جو اللہ کے محبوب پر ایمان لائے ان کے گناہ مٹا دیئے۔ ان کے حالات کو درست کر دیا۔ اللہ اہل ایمان کا مددگار ہے کفار کا کوئی مددگار نہیں	۴۷	۱۱
اہل ایمان جنت میں	۴۷	۱۲
اہل ایمان کے لیے جنت جس میں شہد و شراب کی نہریں	۴۷	۱۵
جو ہدایت پر ہیں ان کے نور ہدایت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، تقویٰ بخشا جاتا ہے	۴۷	۷

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مومنین کی آزمائش	۴۷	۳۱
جنت میں چار قسم کی سرچشمے ہوں گے	۴۷	۳۵
اہلِ ایمان کے دلوں میں سکینہ نازل کیا اور ان کی قوتِ ایمان میں اضافہ	۴۸	۴
اولیاء اللہ کے ساتھ بیعت کا ثبوت	۴۸	حاشیہ آیت ۱۰
مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں	۴۹	۱۰
مومن کی صفات	۴۹	۱۵
جنت ان کے نزدیک کر دی جائے گی	۵۰	۳۱
آخرت میں قرب و بُعد کا مفہوم	۵۰	حاشیہ آیت
ان کی صفات، خشیت اور قلبِ منیب	۵۰	۳۳-۳۲
جو مانگیں گے وہ بھی ملے گا مزید	۵۰	۳۵ مع حاشیہ
متقین پر انعامات	۵۱	۱۹-۱۵
وہ رات کو کم سوتے ہیں	۵۱	۱۷
سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں	۵۱	۱۸
ان کے اموال میں سائل اور محروم کا حق ہے	۵۱	۱۹
آیاتِ زمین اور انفس میں غور کرنا ان کا شیوہ ہے	۵۰	۲۱-۲۰
متقین پر نوازشات کی بارش	۵۲	۱۷ تا ۲۰، [illegible]
متقین کی ایماندار اولاد بھی ان کے ساتھ ملا دی جائے گی	۵۲	۲۱ مع حاشیہ
ایک دوسرے سے گزشتہ احوال کا تذکرہ	۵۲	۲۵ تا ۲۸
فرشتے مومنین کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں	۴۰	۷
فرشتے مومنوں کے والدین، بیویوں اور	۴۰	۸ ۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اولاد کے لیے بھی دعائیں کرتے ہیں	۴۰	۹-۸
مومن اپنے ماں باپ کو بخشوائے گا	۴۰	حاشیہ آیت ۸
شانِ بندگی اور شانِ بندہ نوازی	۴۱	۳۰ مع حاشیہ
دیگر بے پایاں انعامات	۴۱	۳۲-۳۱
دوسروں کو گمراہی سے نکالنا بہترین کام ہے	۴۱	۳۳
برائی کا بدلہ نیکی سے دینے کا حکم	۴۱	۳۵-۳۴

معاشیات

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جو لوگ راہِ حق میں خرچ کرتے وقت کنجوسی کرتے ہیں اور ضرورت مند طبقہ کی کفالت نہیں کرتے اُن کا انجام	۳۳	۱۹ مع حاشیہ
حضرت داؤد کو صنعتِ زرہ بنانے کا فن سکھایا گیا	۳۴	۱۰
مصنوعات کو مضبوط اور خوبصورت بنانے کی تعلیم	۳۴	حاشیہ آیت ۱۱
دریا اور سمندر میں گوشت اور سامانِ زینت ہے	۳۵	۱۲
بحری تجارت سے تلاشِ رزق کو فضلِ الٰہی کہا گیا	۳۵	۱۲
- - - - - - - - - - - -	۳۵	۱۲
کھاتے پیتے لوگوں کو غریبوں کی مدد کے لیے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں جنہیں تم نے نہیں دیا ہم انہیں کیوں دیں۔ سرمایہ دارانہ ذہنیت	۳۶	۴۷

	سورہ نمبر	آیت نمبر
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ	۴۲	۳۸
ہم نے کسی کو رزق کم دیا، کسی کو زیادہ درجات میں فرق کر دیا اس کی حکمت، ایک دوسرے سے کام لے سکو	۴۳	۳۲
سب کے گمراہ ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم کفار کے دروازے اور چھتیں سونے اور چاندی کی بنا دیتے	۴۳	۳۳، ۳۴، ۳۵
آخرت تیرے رب کے پاس متقین کے لیے ہے	۴۳	۳۵
ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے	۵۱	۱۹

(متقین کی صفات)

	سورہ نمبر	آیت نمبر
زمین پیدا فرمائی۔ اس نے رزق کا انتظام کیا سب کے لیے برابر موقع سواء للسائلین	۴۱	۱۰ مع حاشیہ

منافقین

	سورہ نمبر	آیت نمبر
منافقین کے کردار کا تفصیلی تجزیہ غزوہ خندق کی روشنی میں	۳۳	۱۲ تا ۲۰ مع حاشیہ
منافقین کو مدینہ سے نکال دیا جائے گا انہیں قتل کر دیا جائے گا ان کا انجام تباہی ہے	۳۳	۶۰۔۶۱۔۶۲
منافقین جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں	۴۷	۱۶
ان کے دلوں پر مہریں، وہ نفس کے پیروکار ہیں	۴۷	۱۶
جہاد پر جانے کا حکم سن کر موت کی غشی طاری ہو گئی	۴۷	۲۰۔۲۱
اگر تمہیں حکومت مل جائے تو فتنہ برپا کر دیں اور قطع رحمی کرنے لگیں	۴۷	۲۲
موت کے وقت منافقین کی حالت	۴۷	۲۶، ۲۷، ۲۸
صلح حدیبیہ سے منافقین کو عذاب	۴۸	۶
منافقین کی جہاد سے پیچھے رہنے کی بہانہ سازیاں	۴۸	
یہ سمجھتے تھے کہ اب اللہ کا رسول اور مسلمان بچ کر واپس نہیں آئیں گے	۴۸	۱۲
غنیمت کے لالچ کے لیے جہاد میں شرکت کی خواہش کریں تو انہیں اجازت نہیں	۴۸	۱۵
فرمایا تمہیں پھر موقع دیا جائے گا جب جنگجو قوم سے لڑنے کی نوبت آئے گی جنگجو قوم سے کون مراد ہیں	۴۸	۱۶ مع حاشیہ

نواہی

	سورہ نمبر	آیت نمبر
تمہیں دنیوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈال دے	۳۵	۵
شیطان تمہیں اللہ سے فریب میں مبتلا نہ کر دے	۳۵	۵

	سورہ نمبر	آیت نمبر		سورہ نمبر	آیت نمبر
آپس میں تفرقہ نہ ڈالو	۴۲	۱۳ مع حاشیہ	(اہل پاکستان کے لیے لمحۂ فکریہ)		
تفرقہ بازی کی وجہ بغیاً بینھم	۴۲	۱۴	مذاق مت کرو عیب چینی مت کرو برے القاب سے مت بلاؤ	۴۹	۱۱
جاہلوں کی طرح خواہشات نفس کی پیروی نہ کرو، وہ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکیں گے	۴۵	۱۸-۱۹	ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو	۴۹	۱۲ مع حواشی
			اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ	۵۱	۵۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الاحزاب

نام : اس سورۂ پاک کا نام الاحزاب ہے۔ جو اس سورت کی آیت ۲۰ میں مذکور ہے۔ نیز اس میں غزوۂ احزاب کا تفصیلی ذکر ہے جو تاریخ کے اعتبار سے ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔ اس لیے اس سورت کو اسی نام سے موسوم کیا گیا۔ اس میں ۹ رکوع ۷۳ آیتیں اور ایک ہزار دو سو اسی کلمات اور پانچ ہزار سات صد نوے حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس میں جن واقعات کا ذکر ہے یعنی غزوۂ احزاب، بنی قریظہ اور نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، وہ اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ اس کا نزول ۵ھ میں ہوا۔

مضامین : اس سورۂ مبارکہ میں تاریخ اسلام کے اہم واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ عرب کے جاہلانہ رسوم و رواج میں ظہار اور متبنّٰی کی رسومات کی اصلاح کی گئی ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عائلی زندگی کے کئی گوشوں کو آشکارا کیا گیا ہے۔ اور ازواج مطہرات اور خاندان رسالت کو خصوصی ہدایات اور ارشادات فرمائے گئے ہیں۔ مسلم معاشرہ میں مردوں اور عورتوں کے بے محابا اختلاط کو روکا گیا ہے۔ پردہ کے نظام کو رائج کرنے کے لیے ابتدائی ہدایات دی گئی ہیں۔ حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ جن تمام امور نے اس سورت کو بڑی اہمیت بخش دی ہے ان میں سے ہر ایک کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر آئے گی۔ اس تعارف میں صرف اجمالی اشارات کیے گئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ قارئین کرام سورت کا مطالعہ کرنے سے پہلے ان امور کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیں اور جب ان کے تفصیلی ذکر کے مقام سے ان کا گزر ہو تو وہ بے خبری میں ہی نہ گزر جائیں بلکہ وہاں توقف کریں، غور و تدبر کریں اور قرآن کریم کی دلکشی سے محظوظ ہوئے بغیر آگے نہ بڑھیں۔

اس سورت کے آغاز میں عہد جاہلیت کی رسوم و عادات پر ضرب کاری لگائی گئی ہے لیکن اس سے پہلے یہ بتایا کہ ہمارے رسول پر لازم ہے کہ اپنے معبود وحدہ لا شریک کے حکم کی بے چون و چرا تعمیل کرے اور اگر یہ باطل رسوم توڑنے سے لوگوں کی ملامت کا ہدف بننا پڑے، لوگوں کی بدگوئی اور مخالفت کا سامنا کرنا پڑے تو وہ ان کی پروا کیے بغیر اپنے رب کریم پر توکل کرے اور اپنے سارے کام اس کے سپرد کر دے۔ اس سے عزم کا جذبہ اور حوصلہ بیدار ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ حقیقت بھی بیان کر دی کہ دل ایک ہی ہوتا ہے یا اس دل میں دنیا اور اہل دنیا کی محبت موجزن ہو گی یا خدا کی محبت کا جذبہ ٹھاٹھیں مار رہا ہو گا۔ ان دونوں میں سے ایک کا انتخاب لازمی ہے۔ اگر انسان کے پہلو میں دو دل ہوتے تو ممکن تھا کہ ایک دل تو خدا اور دوسرے میں دنیا کو وہ جگہ دے دیتا۔ وہ بیک وقت دونوں

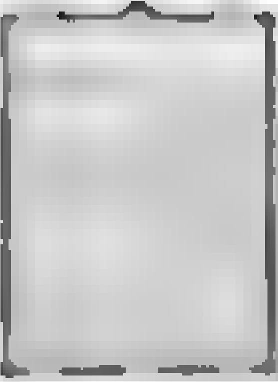

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے [illegible] کا لحاظ کیا نہ کوئی منافق ان کی مدد کے لیے [illegible]۔ [illegible] سے متعلق کچھ کی [illegible] قبول کر لی اور ایک ایک اونٹ پر جتنا کچھ سامان وہ لاد سکتے تھے، اسے لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ یہ لوگ خیبر اور ملک شام میں جا کر آباد ہو گئے۔ انہی میں سے [illegible] عرب کو مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لیے اکسایا اور عرب کے بہت سے قبائل کو [illegible] کر کے لے آئے۔ [illegible] اور یہودی قبیلہ بنی [illegible] کی بستی پر [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو [illegible] اور [illegible] پلٹا دیا۔ ان کی تفصیل حالات آیت [illegible] کے حاشیہ میں مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ واقعہ کہ کفار کے محاصرہ سے بچنے کے لیے [illegible] تھے، اب مسلمان آگے بڑھ کر حملہ کرنے کی پوزیشن میں ہو گئے [illegible] تمہیدیں [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اعلان فرما دیا: لن تغزوکم قریش بعد عامکم ھذا۔ یعنی اس سال کے بعد قریش تم پر چڑھائی نہ کر سکیں گے، اب تم ہی ان پر چڑھائی کیا کرو گے۔

دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ [illegible] کا ثبوت دیا تھا مسلمانوں نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ اب مسلمان ان کی طرف سے بھی مطمئن ہو گئے۔ تیسرا واقعہ یہ ہوا کہ [illegible] یہودی قبیلہ [illegible] مسلمانوں کے ساتھ [illegible] جنگ کے دوران میں [illegible] کے ساتھ مل گیا۔ لیکن حضور کی حکمت عملی سے [illegible] اور [illegible] آخرکار [illegible] کر دیا گیا۔ تفصیلات [illegible] آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] عرب کے سارے قبائل [illegible] میں مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے [illegible] حالات [illegible] ہو گئے [illegible] اور [illegible] سے محفوظ ہو گئی۔

[illegible] ایک [illegible] ہو رہی ہے۔ [illegible] جاتا ہے [illegible] اگر کوئی [illegible] شادی کی [illegible] کرتے ہیں [illegible] کے اپنے گھروں میں [illegible] اور [illegible] حضرت کی [illegible] لوگ اگر [illegible] کی [illegible] کرتے ہیں [illegible] آپ کی [illegible] سے [illegible] ہوتا ہے [illegible] کی حیثیت [illegible] جاتا ہے [illegible] اگر [illegible] ہیں [illegible] نہیں ہو سکتی۔ [illegible] اخلاق، عادات، [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] کر [illegible] کو [illegible] اس کی تعلیم [illegible] کا تاکیدی حکم دیا جا رہا ہے۔

[illegible] ذکر کر دیے گئے [illegible] اخلاق کی پاکیزگی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] آیت [illegible] میں بڑی تفصیل سے ان کو بیان کر دیا گیا۔

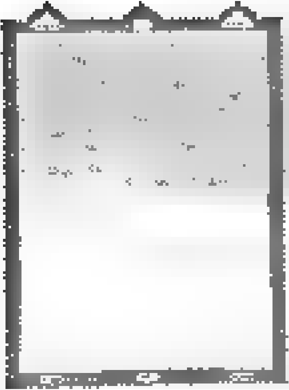

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

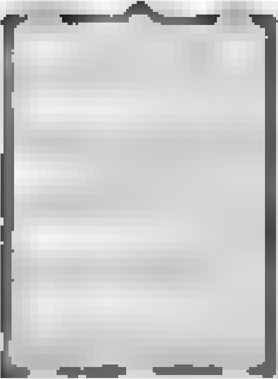

كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

خوب جاننے والا بڑا دانا ہے   اور پیروی کرتے رہئے جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے   بیشک اللہ تعالیٰ

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾

جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اس سے بھی پوری طرح باخبر ہے۔ اور اے محبوب! بھروسہ کیجئے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ

نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے لیے دو دل   سینے کے اندر   اور نہیں بنایا تمہاری بیویوں کو

الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ

کہ جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں   ۴   اور نہیں بنایا اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے فرزند

ـہ ریا کہ انہیں پہلے ان سے بچا ہوں۔ پھر ان کو حضور سے [illegible] جانے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کفار و منافق اس قابل نہیں کہ ان کی بات مانی جائے۔ آپ صرف ان احکام کی پیروی فرمائیے جو علیم و حکیم خدا نے آپ پر نازل فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جو تمہاری انفرادی، اجتماعی، سیاسی اور معاشی ضرورتوں سے باخبر ہے اور ان کا صحیح حل جانتی ہے۔ ایسے علیم و حکیم خدا کی فرمانبرداری سے ہی تم دونوں جہانوں میں سرخرو ہو سکتے ہو۔

۲ے آپ صرف ان احکام کی پیروی کریں جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ پر نازل فرمائے ہیں۔ وہ [illegible]

۳ے کفار کی دھمکیاں اور منافقین کی ریشہ دوانیاں اگر ہیں تو آپ ان کی قطعاً پروا نہ کریں۔ اپنے رب پر بھروسہ کریں۔ اپنے سارے کام اس کے سپرد کر دیں۔ اس کی [illegible] اور نصرت کے بعد آپ کو کسی اندیشہ کی [illegible] ہوا ہے۔

۴ے اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو دو ہاتھ، دو پاؤں، دو کان اور دو آنکھیں دی ہیں لیکن دل صرف ایک ہی دیا ہے۔ یہاں متضاد خیالات اور عقائد کی گنجائش نہیں۔ ایک دل میں ایک ہی عقیدہ رہ سکتا ہے۔ یا انسان خدا کا بندہ بن جائے یا سب کچھ چھوڑ کر غیر کی بندگی اختیار کرے۔ یہ ناممکن ہے کہ آپ کفر اور اسلام دونوں کے علمبردار بنے رہیں۔ حق و باطل دونوں سے رشتۂ عقیدت استوار رکھیں۔ زندگی کی [illegible] دو کشتیوں میں سوار ہو کر جو چلنا چاہتا ہے وہ غرق ہو جاتا ہے یا منافقین کی صف میں شامل ہو جاتا ہے [illegible] کی شکست اختیار کرو عبداللہ بن ابی جیسے [illegible] کی گنجائش نہیں۔

۵ے یہ جان لینے کے بعد یہاں دو رخی کی گنجائش نہیں۔ اسلام کو اس کے سارے تقاضوں کے ساتھ قبول کرنا ہوگا۔

أَخْطَأْتُم بِهِ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

نادانستہ کر بیٹھو   البتہ وہ کام جو تمہارے دل قصداً کرتے ہیں ان پر ضرور گرفت ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ؎

کسی غیر کا بیٹا کہنے سے علامہ قرطبی نے اس موقع پر بہت سی احادیث نقل کی ہیں جن میں حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

؎ گفتگو میں جو بات اندرونی نیت کے بغیر زبان سے نکل جائے، اس پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ البتہ جو خلاف شرع باتیں تم جان بوجھ کر قصداً کرو گے اس کی سزا تمہیں ضرور دی جائے گی۔ اگر غلطی کرنے کے بعد تمہیں ندامت ہو اور تم سچے دل سے توبہ کرو تو تمہاری توبہ قبول ہوگی۔ بیشک اس کی بخشش بڑی عام ہے اور اس کا دامن رحمت بڑا وسیع ہے۔

تمام علماء تفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ شام کے باشندے تھے۔ چند سواروں کا ادھر سے گزر ہوا، یہ ابھی بچے ہی تھے ان لوگوں نے انہیں پکڑ لیا، اپنے ساتھ لے آئے اور یہاں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام بن خویلد نے جو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے انہیں خرید لیا اور اپنی پھوپھی صاحبہ کو تحفۃً پیش کیا۔ حضرت ام المومنین نے زید کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ حضور نے انہیں آزاد کر دیا اور اپنا متبنّیٰ بنا لیا۔

زید کے والد حارثہ اپنے لڑکے کے فراق میں دیوانہ ہو گئے اور اس کی تلاش میں ملک ملک کی خاک چھان ماری۔ اپنے بیٹے کے فراق میں جو قصیدہ انہوں نے لکھا اسے پڑھ کر آج بھی دل بیتاب ہو جاتا ہے۔ چند شعر آپ بھی ملاحظہ فرمائیے اور ایک باپ کی حالت اور اس کے درد و سوز سے آگاہی حاصل کیجئے۔

بَكَيْتُ عَلَى زَيْدٍ وَلَمْ أَدْرِ مَا فَعَلْ   أَحَيٌّ فَيُرْجَى أَمْ أَتَى دُونَهُ الْأَجَلْ

میں زید کے فراق میں روتا رہتا ہوں۔ مجھے اس کے حال کا کوئی علم نہیں۔ کیا وہ زندہ ہے کہ اس کے لوٹ آنے کی امید کی جائے یا موت کی آغوش میں سو چکا ہے

تُذَكِّرُنِيهِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوعِهَا   وَتُعْرِضُ ذِكْرَاهُ إِذَا غَرْبُهَا أَفَلْ

سورج جب طلوع ہوتا ہے تو وہ اس کی یاد دلا جاتا ہے اور جب غروب ہونے لگتا ہے تو بھی اس کی یاد تازہ کر جاتا ہے

وَإِنْ هَبَّتِ الْأَرْيَاحُ هَيَّجْنَ ذِكْرَهُ   فَيَا طُولَ مَا حُزْنِي عَلَيْهِ وَيَا وَجَلْ

جب ہوائیں چلتی ہیں تو اس کی آتش شوق کو بھڑکا دیتی ہیں۔ اس کی جدائی میں میرا غم اور اس کے متعلق میرے اندیشوں کا سلسلہ کتنا طویل ہے

سَأُعْمِلُ نَصَّ الْعِيسِ فِي الْأَرْضِ جَاهِدًا   وَلَا أَسْأَمُ التَّطْوَافَ أَوْ تَسْأَمُ الْإِبِلْ

میں اپنے تیز رفتار اونٹ کی ساری قوت زمین میں چلانے میں صرف کر دوں گا اور نہ میں اس کی تلاش میں طواف کرنے سے تھکوں گا اور نہ ہی میری اونٹنی

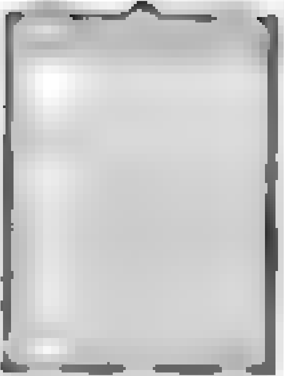

أُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ

قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں کتاب اللہ کی رو سے عام

يَقْتَحِمْنَ فِيهِ وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَأَنْتُمْ تَقَحَّمُونَ فِيهِ (ترجمہ) یعنی میری اور میری امت کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی ہو اور مختلف جانور اور پروانے اس میں گرنے کے لیے دوڑتے چلے آ رہے ہوں۔ میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑے ہوئے ہوں اور تم اس میں گرنے پر اصرار کر رہے ہو۔

صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ما من مؤمن الا وانا اولی بہ فی الدنیا والآخرۃ اقرءوا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم فایما مؤمن مات وترک مالا فلیرثہ عصبتہ من کانوا ومن ترک دینا او ضیاعا فلیأتنی فانا مولاہ۔

یعنی کوئی ایسا مومن نہیں جس کا میں دنیا و آخرت میں والی نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو النبی اولی بالمؤمنین۔ اور جو مومن فوت ہو جائے اور پیچھے مال چھوڑ جائے تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے اور جو قرض یا بچے چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئے، میں اس کا والی ہوں۔

حضور کی شان کریمی پر انسان قربان ہو جائے کس شفقت اور محبت کا اظہار فرمایا جا رہا ہے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمارے ساتھ ایسا تعلق ہے، حضور کی ذرہ نوازی اور لطف و کرم کا یہ عالم ہے تو پھر غضب ہے ہم پر اگر ہم حضور کی شریعت کو چھوڑ کر اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی میں لگ جائیں۔ حضور کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لیے اغیار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہم حضور کی اطاعت سے سرتابی کریں۔ ہر مسلمان حکومت اور قانون ساز ادارے کو بھی اس امر کا پورا احساس ہونا چاہیے کہ وہ کس رؤف و رحیم آقا کا دامن چھوڑ رہے ہیں اور کس کی اطاعت کو اپنا شعار بنا رہے ہیں۔ وکونہ علیہ السلام اولی بالمؤمنین من انفسہم ای ارأف بہم واعطف علیہم وھو یدعوہم الی النجاۃ وانفسہم تدعوہم الی الھلاک۔ یعنی حضور کے اولی بالمؤمنین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضور ان پر ان کے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان اور شفقت کرنے والے ہیں کیونکہ حضور انہیں نجات کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے نفس انہیں ہلاکت کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت سہل فرماتے ہیں: من لم یر نفسہ فی ملک الرسول ولم یر ولایتہ علیہ فی جمیع احوالہ لم یذق حلاوۃ سنتہ۔ یعنی جو شخص اپنے آپ کو حضور کا غلام نہ سمجھے اور جو تمام حالات میں اپنے آپ پر حضور کی حکمرانی تسلیم نہ کرے اس نے سنت کی شیرینی کا مزہ ہی نہیں چکھا۔

نیز حضور رسالتمآب علیہ التحیات والتسلیمات کی ازواج مطہرات کی توقیر افزائی فرمائی جا رہی ہے کہ یہ مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اس تعلق کے باعث ہر مومن کا فرض ہے کہ ان کا اسی طرح احترام کرے جس طرح اپنی ماں کا احترام کرتا ہے۔ اگر ان [illegible]

مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ

[illegible]

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

[illegible]

ان آیات میں [illegible] کی طرف اشارہ ہے جس سے [illegible] غزوۂ خندق میں مسلمانوں کو [illegible] حالات کا [illegible] ضرورت ہے۔

مدینہ طیبہ میں [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] گھروں میں [illegible] مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کا [illegible] کے لیے تیار رہیں۔ [illegible] عبداللہ بن ابی [illegible] مسلمانوں کا مقابلہ کرے [illegible] وادی القریٰ [illegible] اسلام کے خلاف سازش [illegible] سلام بن ابی الحقیق [illegible] الحقیق، سلام بن مشکم [illegible] شریک تھے مکہ پہنچا اور قریش کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ پر [illegible] جنگ میں ان کے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ اسلام اور بانیٔ اسلام کو [illegible] کر کے دم لیں گے۔ قریش نے ان سے [illegible] تو صاحب کتاب ہو اور علم و فضل

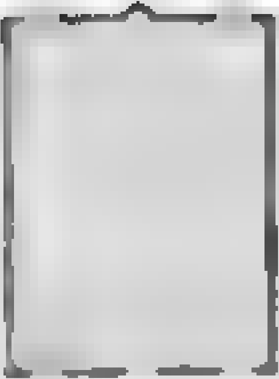

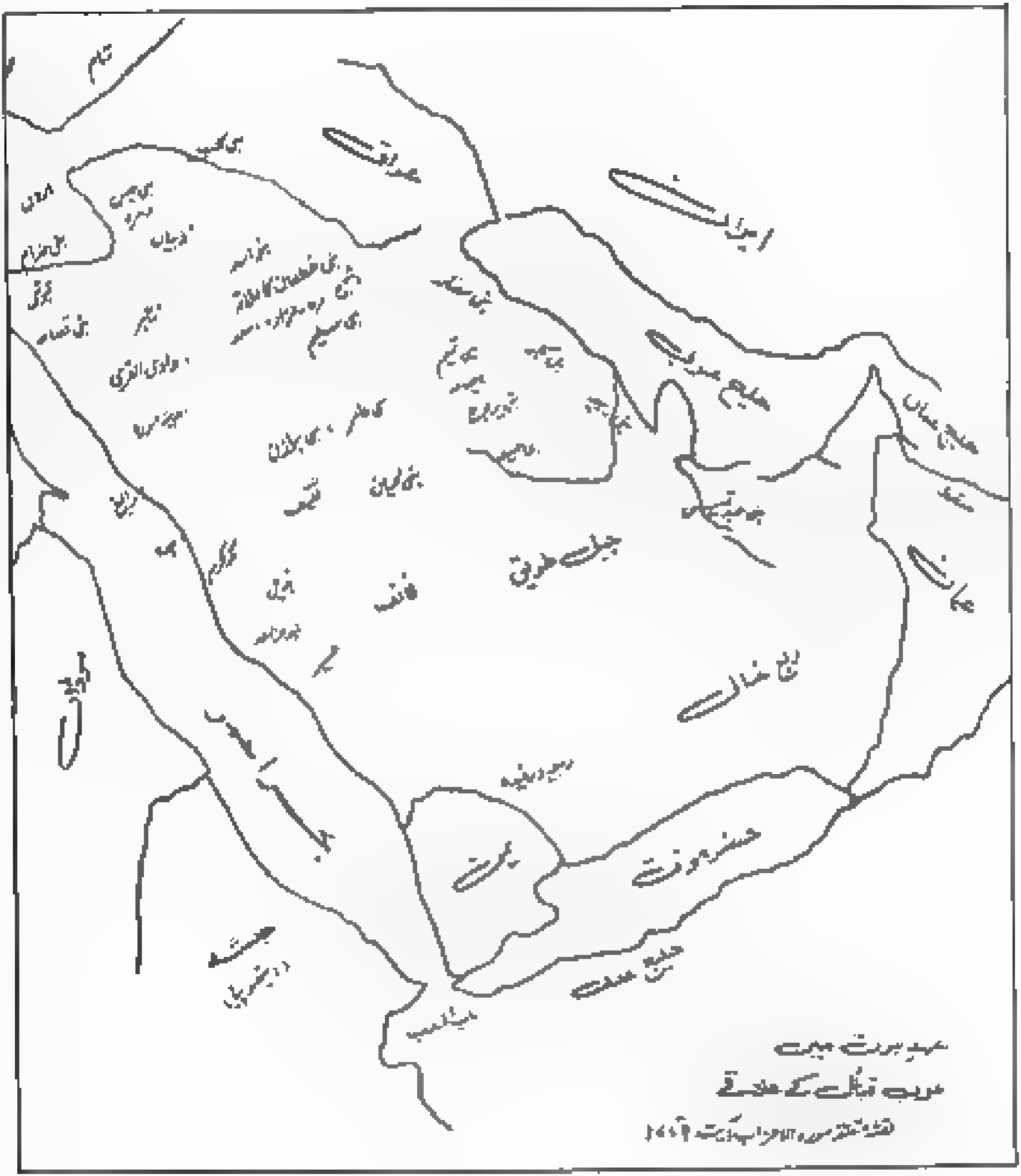
شام
عراق
ایران
بنی کلب
بنی جذام
تبوک
بنی قضاعہ
وادی القریٰ
مدینہ
ینبع
بنی سلیم
بنو تمیم
خلیج عرب
خلیج عمان
عمان
جبل طویق
مکہ
ربع الخالی
یمن
حضرموت
خلیج عدن
باب المندب
حبشہ
بحر احمر
مصر

عہد نبوت میں
عرب قبائل کے علاقے
نقشہ متعلقہ سورۃ الاحزاب حاشیہ ۱۰۰

ہی مشقت سے چور ہیں لیکن اپنے محبوب آقا کے ارشاد کی تعمیل میں سرگرم عمل ہیں۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب نے [illegible] محبت کا یوں مظاہرہ کرتے ہوئے [illegible]:

ان العیش عیش الآخرۃ ـــ فاغفر الانصار والمہاجرۃ

یعنی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ میرے پروردگار انصار و مہاجرین کو بخش دے

[illegible]:

نحن الذین بایعوا محمدا ـــ علی الجہاد ما بقینا ابدا

یعنی ہم وہ عشق و محبت کے [illegible] ہیں جنہوں نے اپنے ہادی و رہبر کے دست مبارک پر اس بات پر بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے [illegible] رہیں گے

[illegible] حضرت عبداللہ [illegible] کے یہ شعر پڑھے:

اللہم لولا انت ما اھتدینا ـــ ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا ـــ وثبت الاقدام ان لاقینا

یعنی اے میرے مولا کریم اگر تیری [illegible] تو ہم [illegible] اے اللہ ہم پر اطمینان و سکون نازل فرما اور [illegible] ثابت قدم رکھ۔

[illegible]

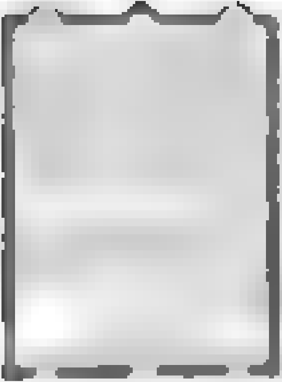

سبب را چنیں گفت روح الامین   کہ بعد از تو این امت و صادقین

جبرئیل علیہ السلام نے اس کا سبب بیان کیا کہ یہ سب دین اسلام کے مددگار اور معاون ہوں گے۔

بریں خشت ہا مسلط شوند   [illegible]

ان ملکوں پر قابض ہوں گے اور وہاں میری شریعت کا قانون نافذ کریں گے

بریں مژدہ و شکر و فضل خدا   ہمہ بار تکبیر کردہ ادا

یہ بشارت اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر سب نے بآواز تکبیر کہی۔

شنیدند چوں مژدہ ہمراہاں   گشتند تکبیر شادی کناں

دوستوں نے جب یہ مژدہ سنا تو سب نے خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اسی طرح دیگر کتابوں میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے۔

شب و روز کی محنت شاقہ سے کفار کے لشکر کے آنے سے پہلے خندق تیار کر لی گئی۔ مدینہ طیبہ کے تین اطراف ایسے تھے، جہاں سے حملہ آوری کی گنجائش نہ تھی۔ جنوب کی طرف گھنے باغات تھے۔ مشرق و مغرب کی طرف پتھریلا علاقہ اور سخت چٹانیں تھیں۔ جہاں جگہ جگہ گہری اور چوڑی دراڑیں تھیں۔ صرف شمال کی سمت کھلی اور غیر محفوظ تھی اور حملہ اسی جانب سے متوقع تھا، جہاں پر کہ سلع پہاڑ کی طرف رکھ کر [illegible] تین ہزار سپاہیوں کا لشکر لے کر [illegible] خندق کو [illegible]۔ دشمن کے وہاں پہنچنے سے پہلے [illegible] سپاہ [illegible] کے مقامات پر متعین ہو گئے۔ کفار کا لشکر ایک قلعے کی صورت میں آگے بڑھا چلا آ رہا تھا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ وہ مدینہ کی سرزمین کو پامال کر دیں گے۔ لیکن جب اپنے سامنے گہری چوڑی اور لمبی خندق دیکھی تو حیرت زدہ ہو کر رہ گئے کہ ان کی جنگی مہم [illegible] ایسی تدبیر سے کبھی [illegible] تھی۔ چنانچہ خندق کی دوسری طرف ہی انہوں نے اپنے خیمے گاڑ دیے اور مسلمانوں کو اپنے محاصرے میں لے لیا اور حملے کے لیے مناسب وقت کا انتظار کرنے لگے۔

ایک روز ابوجہل کا بیٹا عکرمہ، عمرو بن عبد ود عرب کا مشہور پہلوان، ضرار اور [illegible] چند سواروں کے ساتھ خندق کا چکر کاٹنے لگے۔ ایک جگہ خندق کم چوڑی تھی انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور [illegible] کی سرعت کے ساتھ کود کر خندق کے دوسری طرف آ پہنچے۔ وہاں [illegible] نے بلند آواز سے للکارا: ھل من مبارز ہے کوئی جو میرے ساتھ مقابلہ کرنے والا؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ان کا مقتول جنت میں جاتا ہے وہ میرے سامنے آئیں۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمایا اے عبد ود کے بیٹے! میں نے سنا ہے کہ تو نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ اگر کوئی قریشی تجھ سے دو چیزوں کا مطالبہ کرے گا تو ان میں سے ایک ضرور مانے گا۔ اس نے کہا ہاں میں نے ایسا عہد کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک پر ایمان لے آ اور اسلام قبول کر لے۔ ادعوک الی اللہ والی رسولہ والی الاسلام

کہنے لگا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ سیدنا نے فرمایا پھر میری دوسری درخواست یہ ہے کہ گھوڑے سے اتر اور میرے ساتھ مقابلہ کر۔ وہ کہنے لگا میرے آپ کے والد ابو طالب کے ساتھ بڑے دوستانہ مراسم تھے میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ میری تلوار سے قتل ہوں۔ اس لیے

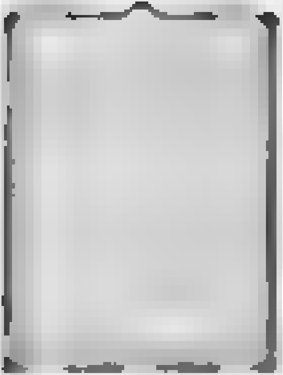

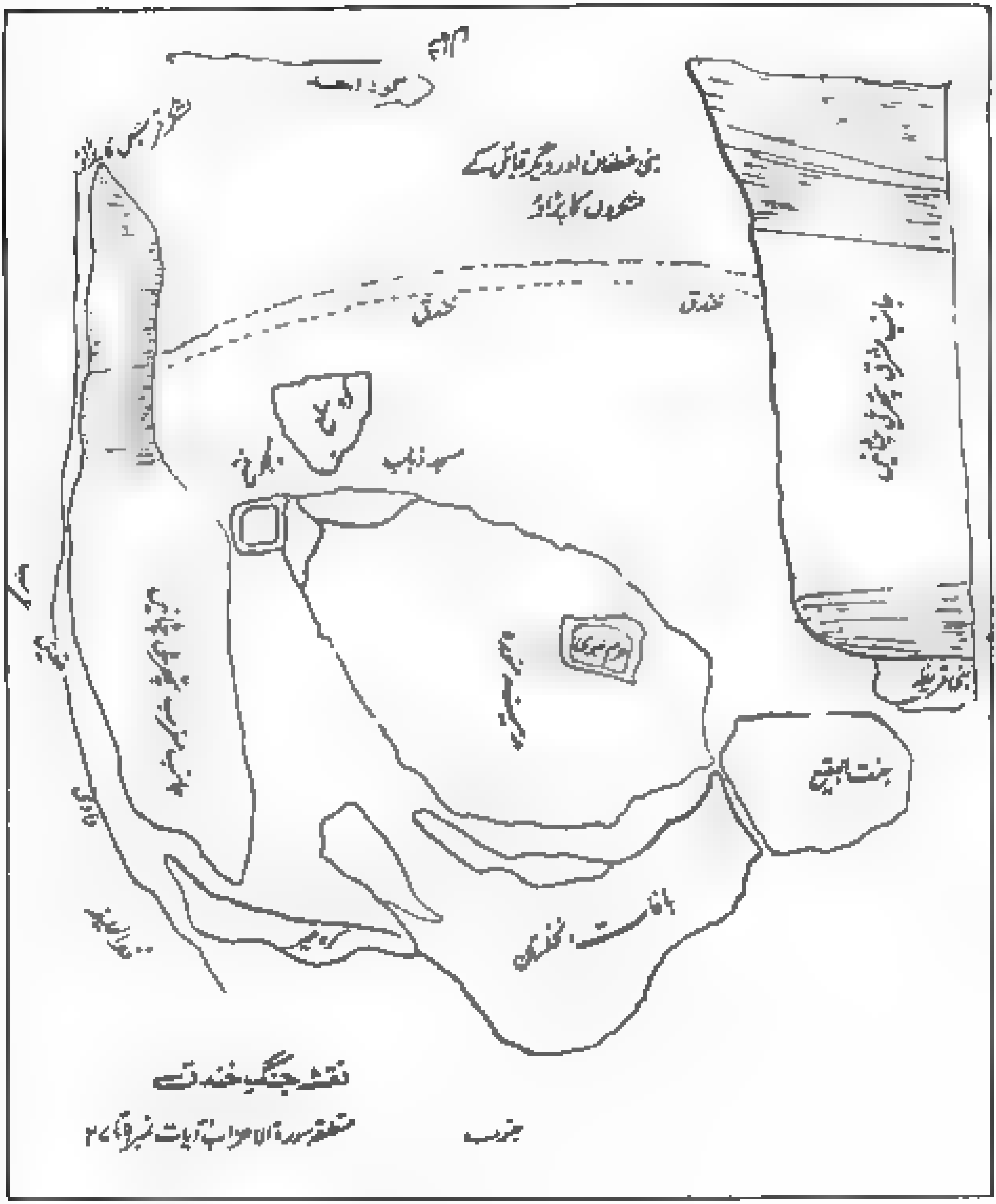
شمال
کوہ احد
لشکر قریش کا پڑاؤ
بنی غطفان اور دیگر قبائل کے
لشکروں کا پڑاؤ
خندق
خندق
کوہ سلع
مسجد ذباب
مسجد نبوی
جنت البقیع
بنی قریظہ
باغات نخلستان
جنوب

نقشہ جنگ خندق

متعلقہ سورۃ الاحزاب آیات نمبر ۹ تا ۲۷

[illegible] کے ساتھ ہی قسمت وابستہ کر لی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بات [illegible] حضرت سعد بن معاذ [illegible] حضرت سعد بن عبادہ [illegible]

[illegible]

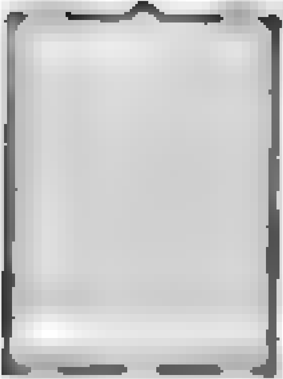

کے پاس سے دیکھ سکتے ہیں کہ [illegible] یہ وہ دور ہے جس میں حضرت [illegible] حالت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی کتاب میں [illegible]
[illegible] حسین [illegible]
[illegible] صاف [illegible]
[illegible]
[illegible] حالات پیدا کر دیے [illegible]
[illegible] اور اسلام کے حالات [illegible] ہو گئے۔

ہوا نے [illegible] تعلقات بھی ٹوٹ چکے تھے۔
[illegible] بہت [illegible] ہانڈیاں الٹ گئیں [illegible]
[illegible] ابوسفیان [illegible]
[illegible] ہے۔
ابوسفیان [illegible] جب [illegible]
[illegible]
وہاں سے بھاگ نکلا۔ قریش اور غطفان نے جب [illegible]
بھی بھاگ جانے میں عافیت سمجھی۔

حضرت حذیفہ [illegible] ابوسفیان [illegible] لشکر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تھیں۔

یہاں حالات کا [illegible] اگر آپ ان آیات کا مطالعہ کریں گے تو [illegible]
کا مفہوم سمجھنے میں بڑی آسانی ہو گی۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے [illegible]

أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَ

[illegible]

تَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا

[illegible]

شَدِيدًا ⑪ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

[illegible]

مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ⑫ وَإِذْ قَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ

[illegible]

ف [illegible]

یعنی خوف کی وجہ سے آنکھوں کا پتھرا جانا

ف [illegible]

ف آزمائش بڑی سخت تھی [illegible]

ف [illegible]

عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہیں پھیریں گے تھے اور اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا جاتا ہے

مَسْـُٔوْلًا ۞ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ

کے متعلق ضرور باز پرس کی جائے گی ہے آپ فرمائیے ہرگز نفع نہ دے گا تمہیں یہ بھاگنا اگر تم بھاگنا چاہو موت سے یا

الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۞ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ

قتل سے اور اگر بھاگ کر تم جان بچا بھی لو تو تم لطف اندوز نہ ہو سکو گے مگر تھوڑی مدت تک آپ پوچھیے کون ہے جو بچا سکتا ہے تمہیں

پھر ان بیچاروں کا حال سنئے کہ اور اپنے گھروں کی حفاظت کا عذر پیش کر رہے تھے، تو یہ بے شرم بلا عذر تیار ہو جاتے اسلام کو مٹانے کے جوش میں کفار کے لشکر میں شریک ہو جائیں گے۔

اس آیت میں کفار و منافقین کی ذہنیت کا کن حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جا رہا ہے اور ان کے اندازِ فکر اور طرزِ عمل کی کیسی صحیح تصویر کھینچی جا رہی ہے۔

یہ کفار کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں وہ صرف اتنی مہلت لیتے کہ ہتھیار لے کر آئیں اور پوری طرح مسلح ہو کر اسلام کو مٹانے کے لیے ان کے لشکر میں شریک ہو جاتے۔

آج قرآن کا یہ مطلب ہے کہ بھاگ جانے والے جو لیکن پہلے تو یہ لوگ بڑے بلند بانگ دعوے کیا کرتے تھے اور قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم اسلام کے لیے جان دے دیں گے، دشمن کا کوئی تیر تک ہمارے جسم کو نہ چھوئے گا، پیٹھ نہیں دکھائیں گے لیکن ان کے وہ سب وعدے کہاں گئے ان کے دعوے منافقت کا بھید کھول رہے ہیں جب جنگ کا وقت آتا تو زمین و آسمان کے قلابے ملا کر رکھ دیتے ہیں۔ اپنے اخلاص اور بہادری کے بارے میں ایسی ڈینگیں مارتے ہیں کہ سننے والا حیران ہو جاتا ہے لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو ان کی قلعی کھل جاتی ہے اور ان کا نفاق بے نقاب ہو جاتا ہے۔

وہ یہ گمان نہ کریں کہ جو وعدے انہوں نے اللہ سے کیے تھے انہیں بھلا دیا جائے گا اور ان سے کسی قسم کی باز پرس نہیں ہوگی ان کا یہ خیال غلط ہے اللہ تعالیٰ ان سے عہد شکنی کے متعلق باز پرس کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محبوب! انہیں کہیے کہ اگر تم موت اور قتل سے بچنے کے لیے میدان جنگ سے بھاگ جانا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی، وہاں بھی تمہیں موت سے کسی کو مفر نہیں۔ یہاں میدان جنگ میں قتل ہونے سے اگر آج تم بچ گئے تو کیا ہمیشہ کے لیے زندہ رہو گے؟ آج نہیں تو کل موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس لیے چند روزہ زندگی کے لیے اپنے نام پر بزدلی اور نامردی کی تہمت نہ لگنے دو۔

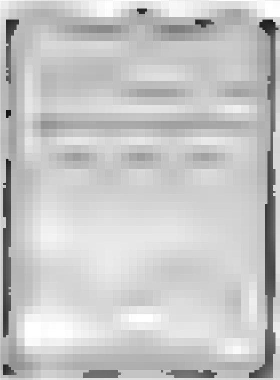

[illegible]

جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ

جب خوف و دہشت پیدا ہو جائے تو آپ انہیں ملاحظہ فرمائیں گے کہ وہ آپ کی طرف یوں دیکھنے لگتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چکرا رہی

يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ

ہوتی ہیں اس شخص کی مانند جس پر موت کی غشی طاری ہو رہی ہو۔ پھر جب خوف دور ہو جائے تو تمہیں سخت تیز زبانوں سے [illegible]

حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ

بخیل و حریص ہیں مال غنیمت کے حصول میں شدید (در حقیقت) یہ لوگ ایمان ہی نہیں لائے، سو اللہ نے ان کے اعمال ضبط کر دیے [illegible]

[illegible] اور بعض علماء امت نے شح اور بخل کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بخل وہ کرتے ہیں جو اپنی کمائی کو روک لیتے ہیں لیکن مال خرچ کرنے والوں کے ساتھ [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] شح [illegible] معروف میں عرب اور مسکین مسلمانوں کی مدد کے بجائے [illegible] [illegible] دی جاتی ہے [illegible] ان کی [illegible] کرتے ہیں

[illegible] اور جب خوف طاری ہوتا ہے تو ان کی حالت دیدنی ہوتی ہے۔ آنکھیں گھومنے لگتی ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وحشت ناک [illegible] نے انہیں [illegible] ہے [illegible] جس شخص کی یہ حالت ہوتی ہے وہی ان بزدلوں کا حال ہوتا ہے [illegible] کی صحیح تصویر کھینچی گئی ہے

[illegible] کے دوستوں کو دیکھو کہ [illegible] پڑے ہیں [illegible] مسکین اور [illegible] کے خستہ حال یتیموں اور بیواؤں [illegible] کسی [illegible] کے [illegible] سے حل معلوم ہوتا ہے لیکن جب [illegible] کے [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] دیتے ہیں اور [illegible] کو [illegible] ہیں [illegible] اس وقت ان کا حال [illegible] ہوتا ہے جو اس آیت میں مذکور ہے [illegible] امت کے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] تعلیم و تربیت کا [illegible] ہیں ان [illegible] حالات سے دو چار [illegible]

[illegible] جب [illegible] کی کوششوں سے دشمن پسپا ہو جاتا ہے تو ان کے ہوش ٹھکانے لگتے ہیں [illegible] کی جیسی صورت [illegible] میں ظاہر ہوتی ہے [illegible] میں سے [illegible] حاصل کرنے کے لیے جھپٹنے لگتے ہیں۔ ان [illegible] [illegible] مرچیز کو [illegible] کرنے کے لیے [illegible] ہیں۔ [illegible] مجاہدوں پر [illegible] کے تیر برسانے لگتے ہیں۔ [illegible] کہ اس فتح و کامیابی کا سہرا [illegible] کے سر ہے وہ مجاہدین [illegible] دشمن کے سامنے سینہ تان کر کھڑے رہے اور دشمن کے ہر حملہ کو پسپا کرتے رہے [illegible] کا [illegible] کوئی حصہ ہی نہیں [illegible] سکتے [illegible] تھا [illegible]

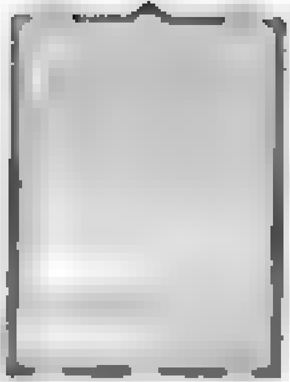

إِلَّا قَلِيلًا ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلْأَحْزَابَ قَالُوا۟ هَٰذَا مَا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَ

[illegible]

صَدَقَ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّآ إِيمَٰنًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِنَ

[illegible]

ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن

[illegible]

قَضَىٰ نَحْبَهُۥ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا۟ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ لِّيَجْزِىَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ

اس (جنگ) میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کی سچائی کا [illegible] اور منافقوں کو عذاب دے اگر چاہے

اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

[illegible] ان کی توبہ قبول فرمائے بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اور ناکام لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے

ڈر ہوتا تھا ان کی پہچان ہو گئی۔ ان کی منافقت کی اصلیت کے پردے [illegible] کر سامنے آ گیا۔

[illegible]

[illegible]

۱ؑ اور جو لوگ میدان جہاد سے سلامت واپس آ گئے انہیں اپنے بچ کر سلامت واپس آنے پر خوشی نہیں ہے بلکہ وہ شہادت کی سعادت سے محروم رہ جانے پر [illegible] کرتے ہیں۔ وہ اس سعادت کی گھڑی کا بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں جب وہ خون شہادت سے سرخرو ہو کر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گے۔

یہی جانثاروں کی یہ وہ [illegible] جن کے باعث اسلام کو یہ عزت و شوکت نصیب ہوئی۔ انہی سے ہے [illegible] سے ہماری [illegible] اسلام [illegible] انہی کی [illegible] کی برکت سے آج ہمیں ایمان کی نعمت نصیب ہے لیکن [illegible] میں ایک ایسا بدقسمت گروہ بھی پیدا ہو گیا ہے [illegible] اسلام کے لیے [illegible] کی وجہ سے اسلام کے لیے [illegible] ہو رہی ہیں، ہر قدم [illegible] شریعت [illegible] صلوٰۃ و صوم کے تارک ہیں [illegible] سیرت و کردار [illegible] ہیں لیکن [illegible] مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اور دین کے [illegible] بیان خیال کرتے ہیں [illegible] ان کے گناہ [illegible] بلند ہوں گے۔ [illegible] واللہ [illegible] ان کی تعریف میں [illegible] قرآن کے صفحات ان کی پاکیزگی کی شہادت دے رہے ہیں [illegible] ان کی شجاعت، [illegible] سخاوت اور [illegible] کی قسمیں کھا رہے ہیں [illegible] ان کی راہوں کی [illegible] مسلمان [illegible] نہیں آتا۔

۲ؑ اللہ تعالیٰ ان کی [illegible] ضائع نہیں کرے گا بلکہ اپنی شان کریمی کے مطابق انہیں جزا دے گا۔

۳ؑ [illegible] منافقین [illegible] جیسی [illegible] ایسا کرے گا [illegible] کے باعث انہیں [illegible] حالت میں [illegible] لینے جائیں۔ اور چاہے تو [illegible] رحمت اور [illegible] سے انہیں خواب غفلت سے بیدار کر دے [illegible] توبہ کی توفیق [illegible] رحمت فرما دے۔ وہ بڑا غفور رحیم ہے اس کی شان [illegible] اور اس کی صفت رحمت [illegible]

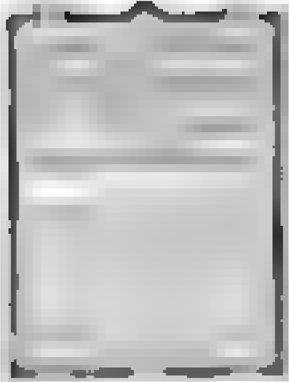

نکلنے لگے مگر [illegible] پر سوار ہوکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] اجازت طلب کی جو انہیں مل گئی۔

[illegible] کی اجازت دی تھی [illegible]

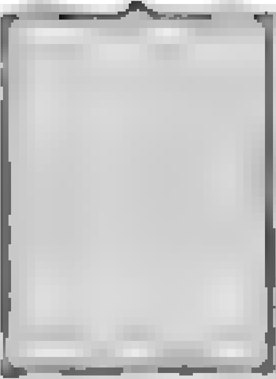

أَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾

ان کے مال و متاع کا اور وہ علاقہ بھی [illegible]

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا

اے نبی [illegible] اگر [illegible]

[illegible]

[illegible] تھیں [illegible]

[illegible] امہات المومنین [illegible] حضرت عائشہ صدیقہ [illegible] حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا [illegible]

[illegible]

لیکن جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا [illegible] مسلمانوں کی معاشی حالت تیزی سے بدلنے لگی [illegible] مدینہ کے یہودی قبائل بنو نضیر، بنو قینقاع اور بنو قریظہ کا مال و متاع [illegible] مال غنیمت تقسیم کیے گئے [illegible] اس وقت امہات المومنین [illegible]

فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ

تو آؤ میں تمہیں کچھ مال و متاع دے دوں اور تمہیں رخصت کر دوں خوبصورتی کے ساتھ ۵۷ اور اگر تم چاہتی ہو

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا

اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دار آخرت کو تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے نیکوکاروں کے لیے تم میں سے اجر

عَظِيمًا ۝ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

عظیم ۵۸ اے نبی کی بیویو! جس کسی نے تم میں سے کھلی ہوئی بیہودگی کی تو اس کے لیے

يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

عذاب کو دو چند کر دیا جائے گا اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان ہے ۵۹

---

۵۷ یعنی اگر تم دنیا کا مال و متاع چاہتی ہو تو پھر آؤ نا۔ نبوت کی رفاقت میں نہیں رہ سکتیں۔ تمہیں علیحدہ کر دوں گا لیکن علیحدگی بڑی خوش اسلوبی سے اور بڑے عمدہ طریقے سے ہو گی۔ یہاں سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ اگر تعلقات منقطع کرنے کا موقع آ جائے تو اس وقت بھی شائستہ طریقے سے ناشائستہ کارروائی سے بچنا چاہئے۔

۵۸ تمام ازواج مطہرات نے بصد مسرت اپنے مطالبات ترک کر دیئے اور اللہ تعالیٰ، اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دار آخرت کو پسند کیا۔ وہ اس بشارت کی مستحق ہو گئیں جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

صد حیف ان کم نصیبوں اور بدبختوں پر جو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پڑھ کر بھی ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی اور دریدہ دہنی سے باز نہیں آتے۔

۵۹ تم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں ہو، ساری امت کی مائیں ہو، مومنین کے لیے تمہاری زندگی ایک نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا بڑا اونچا مقام ہے۔ لیکن اس رفعت شان اور عظمت مقام کے تقاضے پورا کرو گی تو یہ انعام ہے جو تمہارے اعمال کو کئی گنا کر دیا جائے گا۔ یاد رکھو اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو یاد رکھو تمہیں اس کی سزا بھی دگنی دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا کرنا کوئی مشکل نہیں۔

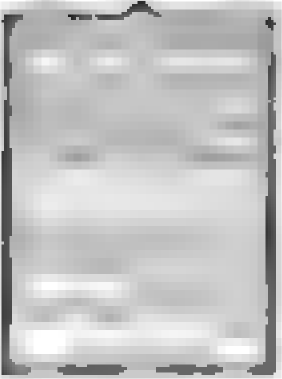

بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ

گھروں میں اور [illegible] کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دور جاہلیت میں ہوا کرتی تھی اور ادا کرتی رہو

۱؎ آیت میں جو دو احکام ہیں پہلے ان کا مفہوم ذہن نشین کر لیجیے اس کے بعد اس آیت کا مقصد اور مفہوم سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ وقرن: [illegible] کہ عورتیں اپنے گھروں میں [illegible] سے ٹھہرے رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے [illegible] جاہلیت میں [illegible] جس طرح [illegible] حسن و جمال کی نمائش کیا کرتی تھیں اس سے بھی منع کیا جا رہا ہے اگرچہ [illegible] ہوئے لکھتے ہیں کہ [illegible] استعمال ہوتا ہے۔ [illegible] اپنے حسن و جمال اور زیبائش کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر کرنا۔ التبرج اظہار المرأۃ زینتہا و محاسنہا للرجال۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں [illegible] کا حکم دیا جا رہا ہے۔

اسلام کے نزدیک عفت و عصمت کی [illegible] ان کی [illegible] وقت [illegible]

اسلام نے [illegible] اسلام نے قرآن [illegible] حضرت اسماء [illegible] سے روایت کی ہے کہ [illegible]

یا رسول اللہ! مرد ساری فضیلتیں لے گئے جہاد میں شرکت کا شرف بھی صرف انہیں نصیب ہوتا ہے کیا کوئی عمل ایسا ہے

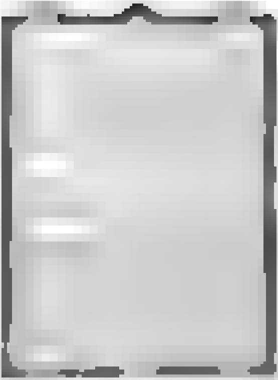

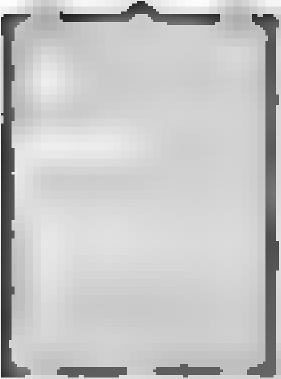

سے جنگ ہوئی۔

حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو بھی اس المناک واقعہ کا از حد افسوس تھا۔ اس معرکہ میں اپنے لشکر کی فتح پر آپ کو قطعاً کوئی خوشی نہ تھی۔ جنگ ختم ہوئی تو آپ میدان جنگ میں تشریف لے گئے اور قوم کے سرداروں اور جوانوں کی لاشوں کے ڈھیر دیکھے تو فرط غم سے آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے یا لیتنی مت قبل هذا وكنت نسيا منسيا "کاش! اس سے پہلے میری زندگی کا چراغ گل ہو جاتا اور میں بھلا دیا گیا ہوتا"

دشمنان اہل بیت کی طرف سے حضرت صدیقہ پر یہ الزام بڑی شد و مد سے لگایا جاتا ہے کہ آپ نے ہی لوگوں کو حضرت عثمان کے قتل پر ابھارا کرتی تھیں اور آپ کو ایک یہودی نعثل کے نام سے یاد کیا کرتی تھیں۔ اقتلوا نعثلا فقد کفر۔ نعثل کو قتل کر دو وہ کافر ہو گیا ہے اور جب ان کے اکسانے پر لوگوں نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا اور حضرت علی کو انہوں نے اپنا خلیفہ منتخب کر لیا تو آپ قصاص کا مطالبہ کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ امیر المومنین سے جنگ شروع کر دی۔ اس اعتراض کو رد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس روایت کی تحقیق کی جائے۔

حضرت علامہ محمود البغدادی الآلوسی اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ هذا مما لا اصل له وهو من مفتريات ابن قتيبة وابن اعثم الكوفي والسمساطي الذين كانوا مشهورين بالكذب والافتراء۔ یعنی یہ روایت سراسر کذب و افترا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ ابن قتیبہ، ابن اعثم الکوفی اور سمساطی کی گھڑی ہوئی روایتیں ہیں جو سب کے سب جھوٹ اور دروغ بافی میں مشہور تھے۔ ایک جھوٹی روایت گھڑ کر حضرت ام المومنین پر اعتراض کرنا بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اسی طرح یہ الزام بھی بے بنیاد ہے کہ حضرت صدیقہ کے دل میں امیر المومنین سے بغض و عناد تھا اسی وجہ سے آپ نے ان سے جنگ کی۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو حضرت صدیقہ کبھی حضرت امیر المومنین کے مناقب اور محاسن جمیلہ بیان نہ کرتیں۔ حالانکہ تادم مرگ حضرت سیدنا علی کے محامد جمیلہ بیان کرتی رہیں۔

دیلمی نے یہ حدیث حضرت ام المومنین سے ہی روایت کی ہے۔ عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم حب علي عبادة۔ کہ حضرت علی سے محبت عبادت ہے۔ اس واقعہ کے بعد بھی آپ یہ حدیث بیان فرمایا کرتیں۔ وما كان بيني وبين علي الا ما يكون بين المرأة واحمائها۔ میرے اور علی کے درمیان کبھی کچھ نہ تھا بجز اس رنجش یا ناخوشی کے جو کسی عورت اور اس کے سسرال والوں کے درمیان ہوا کرتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اس جنگ کے اختتام کے بعد حضرت ام المومنین کی انتہائی عزت و تکریم اور ادب و احترام کے ساتھ واپس مدینہ منورہ بھیجا۔ اس بات کا پورا اہتمام کیا کہ راستے میں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ بصرہ کی معزز و محترم خواتین کو آپ کے ہمراہ روانہ کیا۔ آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھی ساتھ بھیجا اور سب کو تاکید فرمائی کہ ام المومنین کو راستے میں کسی طرح کی بھی تکلیف نہ پہنچے۔ اس سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ امیر المومنین کے دل میں حضرت صدیقہ کا کتنا احترام تھا۔

جنگ جمل کا واقعہ بلاشبہ تاریخ اسلام کے ان المناک واقعات میں سے ایک ہے جس پر قلب سلیم آج بھی گریاں اور سوگوار ہے۔ لیکن ان شدید ناسازگار حالات میں بھی دونوں حضرات کے باہمی عزت و احترام کا یہ عالم تھا۔

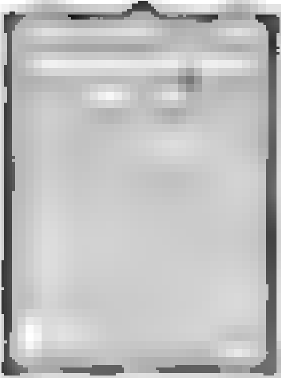

قضا و شعور موجود نہیں ہوتی بلکہ قصد سے اس کا معنی سادہ سا یوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بھلائی کے لیے حکم دیا ہے اور یہی وہ طریقہ ہے جس سے تمہاری کمالات ظاہر ہوں گی۔ اس لیے اس سمت کی طرف اور وہی اشارہ ہوتی ہے اور حضور کی عملی زندگی کے جو حسین سو فیصد دیکھے جب ہوتے ہیں ان کو اپنی عمل پر پیش کرو اور وقت خوشی کے بعد یہ کہ سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آگاہ کرتی رہو

یہ ہے اس آیت کا سیاق و سباق۔ اس کے سمجھ لینے کے بعد یہ سمجھنا آسان ہے کہ آیت کے اس حصہ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ میں بھی وہی مخاطب ہیں جن سے پہلے اور بعد میں خطاب ہو رہا ہے اور وہ ازواج مطہرات ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور اہل بیت سے بھی ازواج مطہرات مراد ہیں۔

فرقہ وارانہ تعصب سے بلند ہو کر خالی الذہن ہو کر اگر ان آیات کا مطالعہ کیا جائے تو ان آیات کا یہی مفہوم ہے جو بلا تکلف سمجھ آتا ہے۔ لیکن افسوس کہ فرقہ وارانہ تعصبات لا کر وہ حق فہمی کی راہ میں پہاڑ بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

شیعہ حضرات کو اس بات پر اصرار ہے کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات داخل نہیں۔ اس سے مراد فقط حضرات خمسہ ہیں یعنی امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، امیر المومنین علی المرتضیٰ، حضرت سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اپنے اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے جو دلائل انہوں نے پیش کیے ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔ انہیں پڑھیے، سمجھنے کی کوشش کیجئے اور اس کے بعد انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ وہ حق سے کتنا دور بھٹک گئے ہیں:

① آیت کے اس جملہ میں ضمیر جمع مذکر کی ہیں۔ عنکم اور یطھرکم۔ اگر ان کا مرجع ازواج مطہرات ہوتیں تو مونث کی ضمیریں ذکر کی جاتیں۔ عنکم کی بجائے عنکن اور یطھرکم کی بجائے یطھرکن ہوتا۔

② آیت کے اس حصہ میں بیت واحد ہے، جو صرف ایک ہی گھر کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ جہاں ان کے گھروں کا ذکر ہے وہاں بیوت کا صیغہ جمع ہے۔ جیسے وقرن فی بیوتکن اور واذکرن ما یتلی فی بیوتکن

③ اس حصہ میں جو بڑی اہم بات ذہن نشین کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ انما حصر کے لیے آتا ہے یعنی جو چیز اس کے بعد مذکور ہے اس کے لیے یہ فعل ثابت ہے اور جو مذکور نہیں اس سے اس فعل کی نفی ہے۔ یہ ارادہ تکوینی ہے تشریعی نہیں کیونکہ ارادہ تشریعی میں مراد کا پایا جانا یا نہ پایا جانا مسئلہ نہیں۔ یعنی وہ ارادہ ہے جس کے ساتھ مراد کا پایا جانا ضروری ہے یہی ارادہ حصر پر تطہیر اور اذہاب رجس متفرع ہوگا اس مقام پر ارادہ تشریعی نہیں ہے کیونکہ یہ ارادہ قرآن کے بعد ہے کہ وہ ہر ایک سے مطہرہ ہو کر ہر ایک اس کا سنت سے انکی ذاتی حیات پاک ہے۔ اہل بیت کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں حالانکہ یہ تمام اہتمام اہل بیت کا ہے۔ یہاں تو کسی ایسی چیز کا ذکر ہونا چاہیے جو ان کے ساتھ مخصوص ہو اور وہ ارادہ تکوینی ہو سکتی ہے جس سے ان حضرات کی عصمت ثابت ہوتی ہے۔ لیکن ازواج کی عصمت کا کوئی بھی قائل نہیں، یہاں وہی لوگ مراد ہوں گے جن کی عصمت ثابت ہے اور وہ یہی حضرات خمسہ ہیں۔ اس لیے ثابت ہوا کہ یہاں اہل بیت سے مراد ازواج نہیں بلکہ یہ نبیہ ہے یہ پانچ ذوات پاک آپ سے ملحق ہوں گی۔

④ کتب اہل سنت میں بھی ایسی احادیث کثرت سے موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت سے مراد ازواج نہیں بلکہ حضرات خمسہ ہیں۔ شیخ الطائفہ طوسی نے التبیان میں اور شیخ طبرسی نے مجمع البیان میں اور اسی طرز کے دوسرے مفسرین نے اپنی تفاسیر میں یہی دلائل

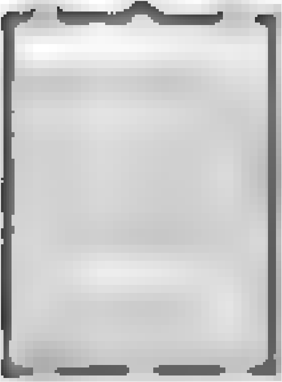

جانتے ہیں کہ آیت اس بارہ میں نہیں ہے۔

ان صاحبان نے جو قوی دلیل پیش کی ہے کہ اہل سنت کی کتب میں بکثرت ایسی احادیث ہیں جو اکابر صحابہ ابو سعید خدری، انس بن مالک، واثلہ بن اسقع، ام المومنین عائشہ، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت سے مراد حضرات خمسہ ہی ہیں اور ازواج اہل بیت میں داخل نہیں۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ وہ احادیث جن پر مدار ہے کہ یہ آیت فقط ان حضرات قدسی صفات کے حق میں نازل ہوئی ان کے راوی یا مجروح ہیں یا ساقط الاعتبار ہیں۔ جن کی تفصیل ذیل میں پیش کی جا رہی ہے اور جن کے راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں ان میں کوئی تخصیص مذکور نہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات خمسہ اور یہ حضرات سب اہل بیت ہیں۔ یہی حق ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔

پہلی حدیث: حضرت انس سے مروی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چھ ماہ تک صبح کے وقت جب نماز کے لیے جاتے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے پاس سے گزرتے اور فرماتے: الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ چھ ماہ تک حضور کا یہ معمول رہا۔

گزارش ہے کہ حضرت انس سے روایت کرنے والے کا نام علی بن زید ہے۔ اس کے بارے میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے ملاحظہ فرمائیے: لیس بالقوی۔ منکر الحدیث عن الثقات۔ وقال ابن عدی احادیثہ لاتشبہ احادیث الثقات۔ تہذیب التہذیب

یعنی یہ قوی نہیں ہے۔ ثقات سے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس کی مرویات ثقات کی احادیث سے کوئی مشابہت نہیں رکھتیں۔

اسی مضمون کی ایک حدیث ابو سعید سے مروی ہے جس کے راویوں میں ابو داؤد ہے۔ علامہ ابن کثیر نے اس کے بارے میں لکھا ہے:

ابوداؤد الاعمیٰ ھو نفیع بن حارث کذاب۔ اندھے ابوداؤد کا نام نفیع بن حارث ہے وہ کذاب ہے بہت بڑا جھوٹا ہے۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: متروک وقد کذبہ ... یعنی محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں یہ اپنی طرف سے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ رافضی ہے بڑا غالی تھا۔ (تہذیب التہذیب)

تیسری حدیث واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کا متن یہ منقول ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت سیدہ کے ہاں گیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں پوچھا۔ سیدہ نے بتایا کہ وہ رسالت مآب کے پاس گئے ہیں۔ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ اسی اثناء میں حضور تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت علی اور دونوں شہزادے بھی تھے۔ حضور نے دونوں کو ہاتھ سے پکڑا ہوا تھا یہاں تک کہ گھر تشریف لائے پھر شہزادوں کو اپنی رانوں پر بٹھایا اور علی اور حضرت سیدہ کو اپنے قریب کیا۔ پھر ان پر اپنی چادر ڈالی پھر یہ آیت پڑھی: انما یرید اللہ۔ اور پھر فرمایا: اللھم ھؤلاء اھل بیتی واھل بیتی احق۔ یا اللہ! یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت زیادہ حقدار ہیں۔ واثلہ نے عرض کی: یا رسول اللہ کیا میں بھی آپ کے اہل بیت میں سے ہوں؟ تو آپ نے فرمایا: وانت من اھلی۔ تو بھی میرے اہل سے ہے۔ واثلہ کہا کرتے: انھا لمن ارجیٰ ما ارتجی۔ یعنی حضور کا یہ ارشاد وانت من اھلی میرے لیے سب سے بڑی امید ہے۔

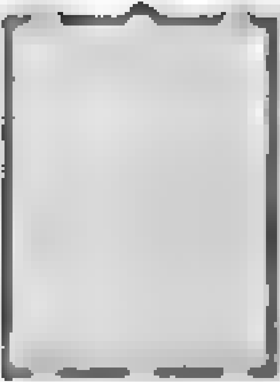

قرآن کریم کی اس نص کا انکار کر دیا جائے اور سیاق و سباق سے جو معنی سمجھا جاتا ہے اس کی نفی کر دی جائے۔ احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو وہ قرآن کریم کے عموم کی ناسخ نہیں ہو سکتیں۔ ان کی وجہ سے قرآن کریم کی نصوص میں تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے چہ جائیکہ جب وہ ایسے راویوں سے مروی ہوں جو درجۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔

اب آئیے اور یہ دیکھیں کہ قرآن کریم کی اصطلاح میں اہل کے لفظ کا اطلاق بیوی پر ہوتا ہے یا نہیں

ایک آیت تو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ حضرت سارا کا ذکر ہے۔ گھر میں کوئی بچہ بھی نہیں صرف حضرت سارا زوجہ خلیل ہیں۔ ان کے بارے میں ارشاد ہے رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید (ھود) کوئی دلیل بھی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ یہاں اہلبیت کے لفظ سے حضرت سارا کو نکال سکے۔ اسی طرح حضرت کلیم علیہ السلام مدین سے اپنی اہلیہ محترمہ اور اپنے بچوں کے ہمراہ مصر واپس جا رہے ہیں ان کا گزر وادی سینا سے ہو رہا ہے۔ رات کی تاریکی ہے، جاڑے کا موسم ہے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ دور سے ایک آگ جلتی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے "فلما قضی موسی الاجل وسار باھلہ آنس من جانب الطور نارا قال لاھلہ امکثوا انی آنست نارا" یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ مقرر کی ہوئی مدت پوری کر لی اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ روانہ ہوئے تو کوہ طور کی ایک سمت میں انہوں نے آگ دیکھی اور اپنے اہل کو کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔ یہاں بھی اہل سے بیوی اور بچے سب مراد ہیں۔

سورۂ طہٰ میں ہے قال لاھلہ امکثوا انی آنست نارا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس سفر میں آپ کی زوجہ آپ کے ہمراہ نہ تھیں۔ قرآن کریم کی ان متعدد آیات کے بعد بھی اگر کوئی شخص اہلبیت سے ازواج مطہرات کو خارج کرنے پر مصر ہو تو اس کی ہٹ دھرمی کی داد دینی چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے: ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعطی الآھل حظین والعزب حظا۔ الآھل الذی لہ زوجۃ وعیال۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آھل کو مال غنیمت میں دو حصے دیئے اور اکیلے آدمی کو ایک حصہ دیا۔ آھل کا معنی بیان کیا ہے کہ جس کی بیوی بھی ہو اور بچے بھی ہوں۔

آئیے اہل لغت کی تصریح بھی ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ جوہری لکھتے ہیں اھل الرجل اھل الدار وکذا الاھل ... یأھل ویأھل اھولا اذا تزوج وکذلک تأھل قال ابو زید آھلک اللہ فی الجنۃ ای ادخلکھا وزوجک فیھا (صحاح)

ہم اپنے محاورہ میں بھی بیوی کو اہل خانہ یا گھر والی کہتے ہیں۔ یہ حضرات فرمائیں کہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کی زوجہ محترمہ آپ کی اہلبیت سے تھیں یا نہیں؟ حضرت شہربانو حضرت سید الشہداء کے اہل خانہ میں سے تھیں یا نہیں؟

آپ کی اپنی بیوی صاحبہ آپ کے اہل خانہ میں سے ہے؟ ذرا آپ اپنی بیگم صاحبہ کو یہ کہہ کر تو دیکھیں کہ وہ آپ کی اہل خانہ یا گھر والی نہیں ہے تو آپ کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کی بیگم صاحبہ تو آپ کی اہل خانہ ہوں لیکن ازواج مطہرات قرآن کے اہل میں شمار ہوں۔ کیا آپ کا مرتبہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات

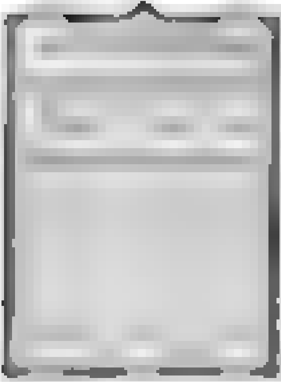

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ

کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والیاں تیار کر رکھا

اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا

ہے اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ف ۳ اور کسی مومن مرد کو حق نہیں پہنچتا ہے اور نہ کسی

ف ۳ : اُمت [illegible] اس کے افراد اور ان کا کردار ان کے نظریات اور اعمال کیسے ہونے چاہئیں، اس آیت میں انہیں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ [illegible] مرد ہو یا عورت اس میں کوئی امتیاز نہیں۔ اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا [illegible] کے ہر مرد اور ہر عورت کو [illegible] اعلیٰ اور اکمل اخلاق سے [illegible] ایسے [illegible] بتایا گیا کہ اسلام کو قبول کرنے والے مرد اور عورتیں [illegible] ① مسلمین اور مسلمات: یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم کے سامنے سر جھکا دینے والے [illegible] اطاعت و انقیاد [illegible] تسلیم و رضا۔

② مومنین اور مومنات: [illegible] ہر حکم کی صداقت [illegible] ان کے عمل اور اعتقاد [illegible]

③ قانتین اور قانتات: [illegible]

④ صادقین اور صادقات: [illegible]

⑤ صابرین اور صابرات: [illegible]

⑥ خاشعین اور خاشعات: [illegible]

⑦ متصدقین اور متصدقات: [illegible]

مُّبِيْنًا ۝ وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

ہو گیا ف۴۶ اور یاد کیجیے جب آپ نے فرمایا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان فرمایا اور آپ نے بھی

أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ

احسان فرمایا کہ اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رہنے دو اور اللہ سے ڈرو اور آپ مخفی رکھے ہوئے تھے اپنے دل میں وہ بات

مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشٰهُ ۗ فَلَمَّا قَضٰى

جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپ کو اندیشہ تھا لوگوں کے طعن و تشنیع کا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں

زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ

زید نے ف۴۷ پھر جب پوری کر لی زید نے اس سے طلاق دینے کی خواہش تو ہم نے اس کا نکاح آپ سے کر دیا تاکہ اس عمل کے بعد اہل ایمان پر

حضرت زینب اور ان کے بھائی عبداللہ نے بھی زید سے نکاح کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان کا نکاح حضرت زید سے پڑھا۔ دس دینار مہر مقرر کیا گیا [illegible] اور ضرورت کا سامان اور علاوہ ازیں کپڑے ان کے ہاں بھیج دیے۔

اگرچہ یہ آیت اس خاص موقع پر نازل ہوئی لیکن اپنے الفاظ کے اعتبار سے یہ عام ہے۔ کسی مسلمان فرد، قوم، حکومت یا مجلس اسلامیہ کے حق [illegible] کسی کمیشن اور کسی قانون ساز ادارہ کو اس امر کا اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو نظر انداز کر کے اپنے لیے کوئی نئی راہ عمل تجویز کرے۔ مسلمان ہوتے ہوئے اطاعت رسول کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ لیکن افسوس ہم کہ مسلمان ہونے کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور دوسری طرف دل سے [illegible] کے لیے ہم احکام الٰہیہ کو بڑی آسانی سے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ ہماری اس دو عملی روش کے باعث اسلام رسوا ہو رہا ہے اور ہم اس کی برکتوں [illegible] سے بے نصیب ہو رہے ہیں بلکہ دوسروں کی گمراہی کا باعث بن رہے ہیں۔

ف۴۶ یہاں صاف واضح کر دیا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اس کے رسول مکرم کے حکم سے سرتابی کی وہ کھلی گمراہی میں بھٹک کر راہ راست سے بھٹک گیا [illegible] اللہ تعالیٰ اس گمراہی سے بچائے۔

ف۴۷ ہم میں سے کسی معاشرتی [illegible] لوگ اس کے اتنے گرویدہ ہو جاتے ہیں کہ اس سے دست کش ہونا پسند نہیں کرتے۔ خواہ وہ کتنی ہی بے ہودہ کیوں نہ ہو۔ عوام الناس تو محض [illegible] تقلید کے باعث ان رسوم کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور [illegible] اس وقت سے [illegible] کرنے کی جرأت نہیں کرتے کہ اس طرح ان کا معاشرتی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

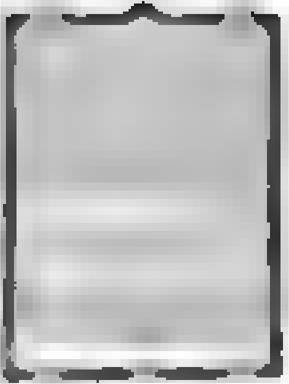

واقعہ کی صحیح صورت تو یہ ہے جو آپ کے سامنے بلا کم و کاست پیش کر دی گئی ہے لیکن یورپ کے متعصب اور تنگ نظر پادریوں نے حسب سابق دنیا کو دھوکا دینے کے لیے زبان تحقیق و ریسرچ کا لبادہ اوڑھ کر [illegible] کاش ہمارے نوجوان یورپ کے ان کارناموں سے واقف ہوں [illegible] اچھالا اور اسے ایسا رنگ دیا گیا ہے کہ کتنے ہی ان کے دام فریب میں پھنس گئے اور دولت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ آئیے قرآن کریم کے کلمات طیبات کو سمجھنے کی کوشش کریں [illegible] سے غور کریں [illegible] کا مظاہرہ کیا ہے اس کی شادی کریں تاکہ حقیقت اپنی رعنائیوں کے ساتھ آشکارا ہو جائے۔

بعض علماء اہل روایات کا ساتھ دے کر یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے ہو گیا۔ تو ایک روز اچانک حضور ان کے گھر تشریف لے گئے وہ گھر پر موجود نہ تھے حضرت زینب بے دھیانی کے عالم میں بیٹھی تھیں۔ اچانک جب ان پر نظر پڑی تو حضور [illegible] ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے واپس لوٹے۔ سبحان اللہ مقلب القلوب۔ پاک ہے دلوں کو پھیرنے والا۔ جب زید گھر آئے تو حضرت زینب نے ساری بات کہہ سنائی۔ حضرت زید نے یہ سمجھا کہ شاید حضور کو [illegible] طلاق دے دوں تا کہ حضور ان سے نکاح کر لیں۔ اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا ارادہ ظاہر کیا حضور نے بظاہر تو منع فرمایا کہ بیوی کو طلاق نہ دو اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو لیکن حضور کی خواہش یہی تھی کہ یہ طلاق دے دے تو حضور ان سے نکاح کر لیں۔ حضور ظاہر داری کے طور پر یہ کہہ رہے تھے کہ طلاق نہ دے لیکن دل میں [illegible] تھا اللہ تعالیٰ نے اس بات پر عتاب فرمایا [illegible] جو دل میں چھپائے ہوئے ہیں میں اسے ظاہر کر دوں گا جو تم ان سے چھپا رہے تھے اس آیت کے ان الفاظ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ کی یہی [illegible] کی گئی ہے۔ [illegible] ناموس رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

ان بزرگوں نے یہ [illegible] جرات کیسے کی [illegible] میں آپ ایک مقدس حیثیت سے نہیں ایک حقیقت پسند کی حیثیت سے ان کی اس بیہودہ الزام تراشی کی [illegible] دینا ہوں [illegible] ضرور [illegible] گی۔

اگر حضرت زینب ایک اجنبی خاتون ہوتیں کسی دور دراز کی رہنے والی جن کو حضور نے کبھی دیکھا نہ ہوتا تو پھر ان کی اس بے سروپا حکایت کے [illegible] کی وجہ بھی ہوتی [illegible] حالانکہ واقعہ یہ ہے آپ حضور کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ حضرت عبد المطلب کی نواسی ہیں۔ حضور کے سامنے ولادت ہوئی۔ حضور کے گھر کے صحن میں ان کا بچپن گزرا۔ حضور کی آنکھوں کے سامنے جوان ہوئیں۔ [illegible] اپنی پھوپھی کے ہاں آمد و رفت رہتی۔ کبھی ایسی بات تھی جس کا علم [illegible] ان کی سنگدلی کا [illegible] اور حقیقت کا [illegible] اور [illegible] حضرت زینب ان سعادت مند [illegible] میں سے تھیں جو اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان سے مشرف ہوئیں پھر حضور کی ہجرت کے بعد گھر بار چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں آ گئیں۔

غور تو فرمائیے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں حضرت زید کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو آپ نے اور

داخل کر دیتا ہے۔ ارشاد ہے: ما اللہ مبدیہ یعنی آپ وہ چیز دل میں چھپا رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے۔ معلوم ہوا جسے حضور چھپا رہے تھے وہ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو ظاہر فرمایا ہے۔ صرف اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا، وہی وہ چیز ہے جس کو حضور چھپا رہے تھے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا تصور کرنا باطل، کذب اور محض افترا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس عشق و محبت کو ظاہر کیا سراسر غلط ہے۔ نہ کنایۃً، نہ صراحۃً، نہ اشارۃً کسی آیت کا نام و نشان تک نہیں تو پھر اس قصہ کو سلف کا قول بیان کرنا جیسا بعض لوگوں نے کیا ہے کتنی بڑی گستاخی ہے۔

وہ بات جسے حضور چھپا رہے تھے اور جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا، وہ کیا تھی؟ اس کے متعلق وضاحت سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین علی جدہ وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے اس بیان سے ہوتی ہے۔ اوحی اللہ تعالیٰ الیہ ان زینب سیطلقہا زید وتزوجہا بعدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی ہنا۔ وذہب اہل التحقیق من المفسرین کالزہری وبکر بن علاء والقشیری والقاضی ابی بکر بن العربی وغیرہم الیہ۔ علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ حضور پر وحی ہوئی تھی کہ یہ حضرت زینب کو طلاق دے دیں گے اور آپ ان سے نکاح فرمائیں گے۔ مفسرین میں سے جو اہل تحقیق ہیں ان کا یہی قول ہے۔ یہی وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زوجنٰکہا سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کی حکمت بھی خود ہی بیان فرما دی کہ پہلے رسم چلی آ رہی ہے کہ اپنے متبنیٰ کی بیوی سے نکاح حرام ہے اس کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ لوگ اس رسم کے باعث جن پریشانیوں سے دوچار ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

ایک بار پھر غور فرمائیے ان کلمات پر، اگر پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور کو بتا دیا ہو کہ اس رسم کو ختم کرنے کے لیے اب کا فیصلہ ہے کہ زید طلاق دے گا اور آپ ان سے نکاح کریں گے۔ حضور ڈرتے تھے کہ کفار و منافقین اس پر بہتان طرازی کا طوفان برپا کریں گے۔ حقیقت کو مسخ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کریں گے اور پروپیگنڈا کا جو زریں موقع انہیں ملا ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ ان کی بہتان طرازیوں کے باعث ہو سکتا تھا کہ بعض کمزور ایمان والے بہک جائیں۔ یہ اندیشہ تھا جو حضور کے دل میں محسوس فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ اس کا محبوب رسول کسی وقت بھی مخلوق کے طعنوں سے دل برداشتہ ہو۔ دین اسلام کا پرچم سرنگوں نہیں ہو گا۔ حضور کی قوت و عظمت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اگر کوئی بدبخت ان کی ہرزہ سرائی سے متاثر ہو کر اسلام سے اپنا رشتہ توڑتا ہے تو آپ کو ایسے مجرم کی کیا پروا، ایک بار نہیں سو بار نہ رہے وہ۔ اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

فلما قضی زید منہا وطرا کا مطلب یہ ہے کہ جب زید طلاق دے دے اور وہ عدت گزار لیں اور زید کا ان کے ساتھ رابطہ کلی طور پر منقطع ہو جائے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ جب حضرت زینب کو طلاق دینے کے لیے زید بے چین ہیں وہ اپنی اس حاجت کو پورا کر لیں۔ قف۔ الوطر حاجۃ من معنوق

آخر میں ایک چیز کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ تم ہو یا یورپ کے مستشرقین اور خود ہی یہ بات بنی ہے جو باتیں انہوں نے اپنے پاس سے تو نہیں گھڑیں، تفسیر کی کتابوں میں ایسی روایتیں موجود ہیں۔ اس میں ان کا کیا قصور ہے جو بات گھڑی ہی

[illegible]

مَّقْدُوْرًا ﴿٣٨﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ

ہو چکا ہے۔ وہ لوگ جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور وہ نہیں ڈرتے کسی

اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ

سے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باپ کسی کے

رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

مردوں میں سے لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں ۳۳ اور سب نبیوں کے آخر میں آنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو

ملامت کی پروا کیے بغیر [illegible] اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو خصوصی عصمت عطا فرمائی تھی یہ حق ہے کہ جن ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت پر سرفراز کیا ہے اور جنہیں پیغام پہنچانے کی ذمہ داری سونپی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ کے سوا کسی کا خوف ان کے دل میں نہیں ہوتا اور اگر وہ اپنے دل میں کسی اور سے ڈرنے لگیں تو وہ رسالت و نبوت کی ذمہ داریاں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اگر وہ کسی کی ناراضگی کی فکر [illegible] تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے کیسے کام لے سکتا ہے

۳۲ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب حضور کے عقد نکاح میں آئیں اور حضور نے ان سے نکاح کیا تو یہود اور منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو اپنے بیٹے کی منکوحہ [illegible] سے نکاح کر لیا، حالانکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ بیٹے کی بیوی سے باپ نکاح نہیں کر سکتا۔ اب بھلا بتائیے بیٹے کی مطلقہ بیوی کو اپنی زوجیت میں لے لیا

ان کی اس ہرزہ سرائی کو قرآن کریم نے اس ایک جملہ سے ختم کر کے رکھ دیا کہ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ جب باپ نہیں ہیں تو زید بیٹا کیسے بن گیا۔ وہ تو اپنے باپ حارثہ کا بیٹا ہے۔ تمہارا اعتراض محض تعصب اور خبث باطن کی پیداوار ہے حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

۳۳ باپ ہونے کی نفی کی اور رسول ہونے کا اعلان فرمایا کیونکہ باپ بھی اولاد پر بڑا مہربان اور شفیق ہوتا ہے لیکن رسول کو امت سے جو قلبی تعلق اور شفقت ہوتی ہے اور جو لطف و کرم وہ فرماتا ہے اس کے مقابلہ میں باپ کی ساری شفقتیں ہیچ ہیں۔ باپ کی مہربانیاں اولاد کی جسمانی اور مادی ضروریات تک محدود ہوتی ہیں۔ رسول کی نگاہ کرم سے امتی کا جسم اور روح، ظاہر و باطن، دل و عقل سب فیض یاب ہوتے ہیں۔ باپ کی شفقتیں اور مہربانیاں [illegible] دنیوی رشتے اس دن ٹوٹ جائیں گے۔ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ لیکن رسول کا تعلق

کرکے [illegible] کا ساتھ دیا

اسلام کی تیرہ صد سالہ تاریخ میں جب بھی کسی [illegible] نے [illegible] کیا [illegible] تو اس کو قتل کردیا گیا۔

انگریزی غلامی کے دور میں ختم نبوت [illegible] اسلام کو [illegible] سب سے [illegible] اسی طرح ایک شخص نے نبوت [illegible] قادیان کے ایک شخص [illegible] کی نبوت [illegible] انگریز کا [illegible] ہندوستان [illegible] مسلمان ان [illegible] [illegible] اسلام دشمن [illegible] سلطنت [illegible] انگریز [illegible] [illegible]

مرزا غلام احمد کی نبوت کا [illegible] جب [illegible] شیخ الاسلام [illegible] [illegible] تمام علمائے [illegible] نبوت کو [illegible] اسلام قرار دیا۔

یہ بحث کرنے کا مقصد صرف اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ ان بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر اسلامی [illegible] تیرہ صد برس تک امت کا کلی اتفاق اور تسلسل جاری رہا ہے جس طرح ایک مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت [illegible] صداقت کسی دلیل کی محتاج نہیں اسی طرح ختم نبوت کا مسئلہ بھی [illegible] بحث [illegible] کے ثبوت کے لیے کسی مسلمان کو کسی دلیل یا بحث و تمحیص کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible]

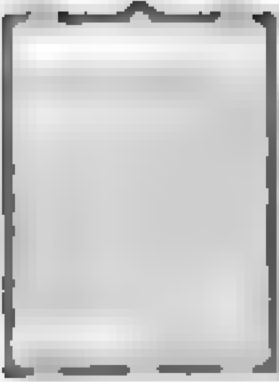

آخرهم ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ [illegible] کو
[illegible] کہتے ہیں قوم کے آخری [illegible] اسی مناسبت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]
قرار دیا ہے۔ لسان العرب میں التہذیب کے حوالے سے لکھا ہے: [illegible] من اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم وفی التنزیل العزیز [illegible] رسول اللہ وخاتم النبیین [illegible]
الانبیاء یعنی خاتم [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء گرامی میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے ولکن رسول اللہ و
خاتم النبیین یعنی سب نبیوں سے پیچھے آنے والا، اور حضور کے اسماء میں سے [illegible] اس کا معنی [illegible]

اہل سنت کی ان تصریحات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ [illegible] اس معنی کی تائید
کے لیے [illegible] ایک [illegible] آیت سے بھی استدلال کیا ہے [illegible] اہل سنت کو
[illegible] کے عوض میں [illegible] گی۔

ختم نبوت کے منکرین اس مرحلہ پر پہنچ کر [illegible] کہتے ہیں کہ خاتم کا [illegible] آخری، [illegible]
[illegible] اس کا [illegible] ہے [illegible] کا [illegible]
[illegible] تحقیق [illegible]
[illegible] آیت [illegible] قرآن [illegible]
[illegible] ہیں۔

[illegible] لسان العرب [illegible] آیت کا [illegible]
کے شایان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] مہر لگا [illegible] نبوت کے شرف سے
مشرف ہو [illegible] نبوت [illegible]

اس کے متعلق گزارش ہے کہ [illegible] کا معنی مہر [illegible] ہے لیکن [illegible]
کردی ہے کہ [illegible] آیت میں خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہے [illegible]
[illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] سے مطالعہ کرتے [illegible]
[illegible] مہر [illegible]
[illegible] کی درخواست [illegible] مناسب [illegible]
[illegible] کے خلاف ہے [illegible] کی عبارتیں [illegible] کرتے۔

[illegible] لسان العرب میں ہے: [illegible]
[illegible] مہر لگا [illegible] لگادی جانے [illegible]
[illegible] کے طور پر [illegible] ہیں۔

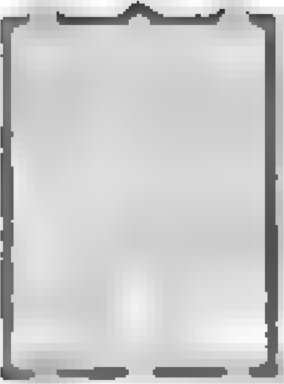

جاتی ہے اور اس میں کوئی خالی جگہ نہیں رہتی۔ کوئی بڑے سے بڑا انجینیئر بھی اس میں ایک اینٹ کا اضافہ نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کی ایک ہی صورت ہے کہ پہلی بنیادوں میں سے کوئی اینٹ توڑ کر وہاں سے نکال لی جائے اور پھر اس خالی کی ہوئی جگہ پر کوئی نئی اینٹ لگا دی جائے۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قصر نبوت مکمل ہو گیا۔ اب اس میں کسی اور نبی کی گنجائش نہیں۔ بجز اس کے کہ سابقہ انبیاء میں سے کسی نبی کو وہاں سے نکالا جائے اور مرزا غلام احمد کے لیے جگہ خالی کی جائے۔ کیا کوئی عقل سلیم اس کو گوارا کرے گی۔ قصر نبوت کی اس توڑ پھوڑ کو کیا اللہ تعالیٰ کی غیرت برداشت کرے گی؟ ہرگز نہیں۔ یہ ایک حدیث ہی اتنی واضح اور اتنی صریح اور حق بصیرت افروز ہے کہ ختم نبوت کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ امام مسلم نے کتاب الفضائل باب خاتم النبیین میں اور امام ترمذی نے کتاب المناقب اور ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں مختلف اسناد سے نقل کیا۔

۲۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی۔ (۱) مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا یعنی الفاظ مختصر اور معانی کا بحر بے کنار۔ (۲) رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی (۳) میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ (۴) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔ (۵) مجھے تمام مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا اور (۶) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

۳۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آنے والا اور نہ کوئی نبی۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس تصریح کے بعد جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں کسی کا نبوت کا دعویٰ کرنا اور کسی کا اس باطل دعوے کو تسلیم کرنا سراسر کفر اور الحاد ہے۔

۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذر امتہ الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وهو خارج فیکم لا محالۃ۔ (ابن ماجہ)	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔

اس حدیث سے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخر الانبیاء ہونا ثابت ہو رہا ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا آخر الامم ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے۔

۵۔ امام ترمذی نے کتاب المناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے۔

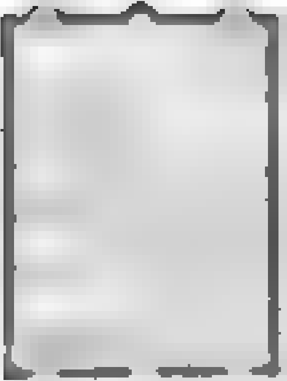

ہے ، آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ، مسلمانوں نے ان کو قتل کر دیا ۔ ہمارے زمانے میں بھی فقرا میں سے ایک شخص نے شہر مالقہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اندلس کے بادشاہ نے غرناطہ میں اس کا سر قلم کر دیا اور اس کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا اور وہ اسی حالت میں لٹکا رہا یہاں تک کہ اس کا گوشت گل کر گر گیا ۔

ان مذکورہ بالا تصریحات سے صاف ثابت ہے کہ ختم نبوت کے عقیدہ پر صحابہ کا اجماع ثابت ہو گیا اور ہر زمانے کے علما نے مدعی نبوت کو گردن زدنی قرار دیا ۔ مختصر یہ کہ ہم ختم نبوت پر عقلی دلائل پیش کرتے ہیں

ختم نبوت کے عقلی دلائل (شریعت کے احکام حکمت سے خالی نہیں ہوتے)

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت تمام اقوام عالم کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے جب حضور پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی ادنیٰ تحریف کے بعینہٖ ہمارے پاس موجود ہے جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت مبارکہ اپنی ساری تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کی تشریح و توضیح کر رہی ہے جب کہ شریعت اسلامیہ سورج کی طرح آج بھی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری رہنمائی کر رہی ہے جب قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ آج بھی اعلان کر رہی ہے : الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ تو پھر کسی نئے نبی کی بعثت کا کیا فائدہ ہے اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے ۔ آفتاب محمدی طلوع ہو چکا ہے اور اس کی ضیا پاشیوں سے ساری کائنات روشن ہو رہی ہے ۔ تو جگنوؤں کے آنے میں کسی پہلو کی گنجائش کی قطعاً ضرورت و افادیت نہیں ہے

مزید غور فرمائیے کہ نبی کی بعثت کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتا کہ نبی آئے جس نے چاہا مان لیا اور جس نے چاہا انکار کر دیا اور بات ختم ہو گئی بلکہ نبی کی بعثت کے بعد کفر و اسلام کی کسوٹی نبی کی ذات بن کر رہ جاتی ہے ۔ کوئی کتنا نیک ، پاکباز ، پارسا اور عالم باعمل ہو اگر وہ کسی سچے نبی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرے گا تو اس کا نام مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا ۔ اور کافروں منکرین کے زمرہ میں اس کا نام درج کر دیا جائے گا اور یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ۔

اب ذرا کل دنیا میں مرزا صاحب کی آمد ملاحظہ کیجیے

مسلمانوں کی تعداد کم سے کم اعداد و شمار کے مطابق پچاس کروڑ سے زائد ہے ۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں ۔ قرآن کریم کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں ۔ تمام انبیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ان کی نبوت و رسالت کا اقرار کرتے ہیں ۔ قیامت کی آمد کے قائل ہیں ۔ عمل میں وہ چاہے غافل و کاہل سہی لیکن اسلام ، عبادات اور ارشادات نبوی کے برحق ہونے پر یقین رکھتے ہیں ۔ ضروریات دین میں سے ہر چیز پر ان کا ایمان ہے اور اس امت میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ایسے بندگان خدا بھی ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں جو شریعت پر پابندی کا اہتمام ، عبادات کے حق سے ادا کرتے ہیں ان کے اخلاص و للہیت پر فرشتے رشک کرتے ہیں اور ان کے کمالات و فضائل پر خود ان کے کمال کو فخر ہے

اسی پاک امت میں اگر مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ۔ ان کی آمد سے پہلے تو یہ سارے کے سارے مسلمان تھے جب

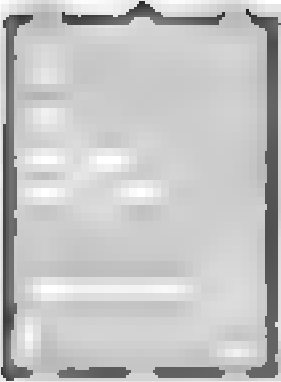

روایات ہوں گے۔ جن احادیث میں حضرت مسیح کے آنے کی تصریح کی گئی ہے وہ اس کثرت سے مروی ہیں کہ معنوی طور پر حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ آئیے آپ بھی ان احادیث کی جھلک ملاحظہ کیجیے تاکہ آپ کو پتہ چل جائے کہ کسی نبی برحق نے کسی مسیح کی پیش گوئی نہیں کی۔ کسی نبی کی آمد کی اطلاع دی تا کہ اس کی پہچان ہو سکے اور جس ناطق کا ذکر ہے وہ ہے وہ سے دجال ان جیسے حضور نبی کریم نے اپنی امت کو اس کا نام بتایا اس کی والدہ کا نام بتایا اس کے لقب سے ذکر کیا۔ اس وقت اور مقام کی نشاندہی کی جس وقت اور جس مقام پر وہ نزول فرمائے گا۔ جو کارہائے نمایاں وہ انجام دے گا اس کی تفصیل بیان فرمادی اور اس کے مدت قیام کا بھی تعین فرما دیا اور اس کا حلیہ بھی بیان کر دیا۔ اب اگر وہ احادیث صحیح ہیں جن میں حضرت مسیح کی آمد کی خبر دی گئی ہے تو ان تفصیلات کو بھی من و عن تسلیم کرنا پڑے گا جو ان کے متعلق بتائی گئی ہیں اور اگر کوئی شخص ان تفصیلات کو ماننے سے انکار کرتا ہے تو پھر اسے ان تمام احادیث کو بھی ساقط الاعتبار قرار دینا پڑے گا جن میں ان کی آمد کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ تحقیق اور انصاف کا یہ کیا معیار ہے کہ ایک حدیث کی مطلب کی بات تو مان لی اور اسی روایت کی دیگر تفصیلات کا انکار کر دیا

ان کثیر التعداد احادیث میں سے چند احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے۔

پہلی حدیث جسے امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب حدیث میں روایت کیا ہے:

۱ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الحرب و يفيض المال حتی لا يقبله احد حتی تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها. (بخاری كتاب احاديث الانبياء باب نزول عيسی بن مريم، مسلم باب بيان نزول عيسی، ترمذی ابواب الفتن باب فی نزول عيسی، مسند احمد مرويات ابو هريرة)	حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ضرور اتریں گے تمہارے درمیان ابن مریم عادل حاکم کی حیثیت سے۔ پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ذبح کر ڈالیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے اور مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا اور (دینداری کا یہ عالم ہوگا کہ) پروردگار کی جناب میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

۲۔ امام بخاری نے کتاب المظالم باب کسر الصلیب میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں

لا تقوم الساعة حتی ينزل عيسی بن مريم.	اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی جب تک عیسیٰ بن مریم کا نزول نہ ہو۔

۳۔ مشکوۃ المصابیح میں حضرت ابی ہریرہ سے منقول ہے:

فبينما هم يعدون للقتال يسوون الصفوف اذ اقيمت الصلوة فينزل عيسی بن مريم فامهم فاذا راه عدو الله يذوب كما يذوب الملح فی الماء فلو تركه لانذاب حتی	حضور علیہ السلام نے خروج دجال کے ذکر کے بعد فرمایا اس اثنا میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے صفیں درست کر رہے ہوں گے اور نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی امامت

شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَ

خوب جاننے والا ہے ﴿٤٠﴾ اے ایمان والو! یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے ﴿٤١﴾ اور

ورواہ فقد ومنہ ... فلا یحل لکافر یجد ریح نفسہ الا مات ونفسہ ینتھی حیث ینتھی طرفہ فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لد فیقتلہ

(مسلم، ذکر الدجال ... ابو داؤد، کتاب الملاحم

ترمذی، ابواب الفتن)

ٹپکنے لگیں گے جب وہ سر جھکائیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے ٹپکتے نظر آئیں گے۔ اُن کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی اور وہ ان کی حدِ نظر تک جائے گی وہ زندہ نہ بچے گا۔ پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور اسے لُد کے دروازے پر جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔

آخر میں ایک اور حدیث ساعت فرمائیے:

عن ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عصابتان من امتی احرزھما اللہ تعالیٰ من النار عصابۃ تغزو الھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام۔ (نسائی، کتاب الجہاد

مسند احمد، مرویات ثوبان)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ثوبان سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔ ایک وہ گروہ جو ہندوستان پر حملہ کرے گا دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔

آپ نے ان احادیث کا مطالعہ فرمایا۔ ان میں مسیح موعود کا نام، والدہ کا نام، مقام اور وقت نزول، سب کے سب مذکور ہیں۔ مرزا کی شان ملاحظہ ہو کہ جو شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کا نام بھی عیسیٰ نہیں، حالانکہ ہزاروں مسلمان اس نام کے موجود ہیں۔ اس کی والدہ کا نام بھی مریم نہیں، حالانکہ مرزا صاحب کے خاندان میں اس نام کی سب ہی ہیں اور خود قادیان میں اس نام کی کئی لڑکیاں ہوں گی۔ صلیب کو توڑنا، خنزیر کو قتل کر کے عیسائیت کو نیست و نابود کرنا تو کجا میاں جی ساری عمر عیسائی حکومت کے مجبور و محکوم رہے اور اس کی خیرات پر پلتے رہے اور اس کی اسلام کش سرگرمیوں پر تعریف و توصیف کے قصیدے لکھتے رہے۔ ساری دنیا کو دارالاسلام بنا کر جزیہ ختم کرنا تو بڑی دور کی بات ہے مسلمانوں سے جہاد ہی چھین لیا اور قادیان کا حق پاکستان کا حصہ بننے نہ دیا۔

اب بھی جو لوگ انہیں مسیح موعود مانتے ہیں ان کی حالت قابلِ صد افسوس ہے۔

اللہ تعالیٰ جس نے اپنے محبوب کو اپنا رسول بنایا اور پھر آپ کی ذاتِ پاک پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے ـــــ دنیا کے حالات ہزاروں پلٹے کھائیں، معاشی اور سیاسی میدانوں میں کتنے ہی انقلاب کیوں نہ برپا ہوں ہر قوم کے لیے ہر زمانے میں فلاحِ دارین کا راستہ دکھلانے کے لیے اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔ یہ نہیں ہے کہ سلسلہ نبوت بند کرنے کا فیصلہ کسی ایسی ہستی نے کیا ہو جو آنے والے حالات سے بے خبر ہے یا مختلف قوموں اور ملکوں کی ضرورتوں سے ناواقف ہے بلکہ یہ فیصلہ اس ذاتِ والا صفات کا ہے جو کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے اور جس نے تمام انسانوں کی بہتری کے لیے [illegible]

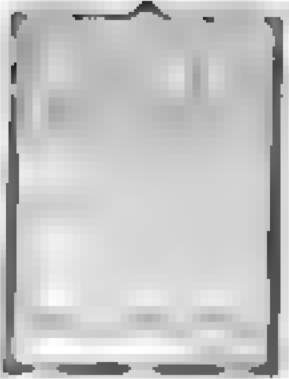

النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى

اے نبی (مکرم) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا بنا کر [illegible]

حسن سے [illegible] عشق سے [illegible]

کون کہتا ہے حسن اور عشق [illegible] [illegible] [illegible] عشق اور حسن کامل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

عشق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین میں اسی طرف اشارہ ہے

[illegible] عشق [illegible] حسن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

ف اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible] اور اس کے بعد جلیل القدر خطابات کا ذکر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پریشان ہونے کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ساتھ ہی دشمنان اسلام [illegible]

[illegible]

[illegible] شاہد علی امتہ [illegible]

[illegible] حضرت عبداللہ بن عباس [illegible] حضرت سعید بن جبیر [illegible]

[illegible]

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے [illegible]

[illegible] شاهد من الله بالوحدانية [illegible]

یعنی حضور اللہ تعالیٰ کی توحید کے گواہ ہیں کہ اس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور قیامت کے روز لوگوں کے اعمال پر گواہی دیں گے۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شاهدا على من بعثت اليهم ترقب احوالهم و تشاهد اعمالهم ... وتؤديها يوم القيامة اداء مقبولا فيما لهم وما عليهم (روح المعانی) یعنی حضور گواہی دیں گے اپنی امت پر کیونکہ حضور ان کے احوال کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور روز قیامت ان کے حق میں یا ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

آگے چل کر علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان الله تعالى قد اطلعه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم على اعمال العباد فنظر اليها ولذلك اطلق عليه شاهد۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو بندوں کے اعمال پر آگاہ فرمایا ہے اور حضور نے انہیں دیکھا ہے اس لیے حضور کو شاہد کہا گیا۔

اس قول کی تائید میں علامہ آلوسی نے مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

در نظر بودش مقامات العباد   زاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

کہ بندوں کے مقامات حضور کی نگاہ میں تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم پاک شاہد رکھا ہے

یہ لکھنے کے بعد علامہ موصوف فرماتے ہیں فافهم ولا تغفل کہ اس بیان کردہ حقیقت میں غور و فکر کرو اور غفلت کا مظاہرہ نہ کرو مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس مقام پر جو حاشیہ لکھا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لکھتے ہیں: "اور محشر میں بھی امت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا۔" الغرض وہ تمام امور و صداقتیں جنہیں انسان [illegible] عالم غیب کی وہ حقیقتیں جو عقل و خرد کی رسائی سے ماوراء ہیں ان سب کی گواہی دینے آپ آئے ہیں۔

ث آنحضرت کا دوسرا لقب مبشر ہے۔ یعنی خوشخبری دینے والے۔ جو اس دین پر ایمان لائے گا اس کے ارشادات پر عمل کرے گا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوگا۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: ومبشرا لاهل الايمان والطاعة بالجنة ولاهل المحبة بالرؤية کہ اہل ایمان اور اہل طاعت کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور اہل محبت کو دیدار محبوب کی۔

تیسرا لقب نذیر ہے۔ نذیر کا معنی ہے کسی شخص کو نافرمانی کے نتائج سے بروقت آگاہ کر دینا یہ بھی حضور کی شان ہے۔

وداعيا الى الله باذنه یہ حضور کا چوتھا لقب ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور یہ کام کیونکہ بہت ہی کٹھن اور دشوار ہے کوئی آدمی اپنے عقیدہ کو چھوڑنے کے لیے آسانی سے تیار نہیں ہوتا۔ صرف عرب کے مشرک جو کہ تقلید آباء اور بت پرستی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے جو بتوں کے سامنے اپنے بیٹے قتل کر دیتے تھے ان کو شرک کی تاریکیوں سے نکال کر نور حق کی طرف لے آنا بڑا دشوار تھا۔ یہی حالت یہود و نصاریٰ اہل کتاب کی تھی۔ اس لیے ساتھ ہی "باذنه" کا لفظ بڑھا دیا یعنی اے محبوب! یہ بظاہر دشوار کام ہم نے آپ کے لیے آسان بنا دیا ہے۔ باذنه اى بتسهيله وتيسيره تعالى (روح المعانی) اور اس کی صورت یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کو [illegible]

اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ

والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کرنے والا ۴۶ اور آپ مژدہ سنا دیں مومنوں کو کہ ان کے لیے اللہ کی

اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ وَالْمُنٰفِقِينَ وَدَعْ

جانب سے بڑا ہی فضل ہے ۴۷ اور نہ کہا مانیے کافروں اور منافقوں کا اور نظر انداز کر دیجئے ان کی

اور وہ حبشیوں سے ہتھیار و ہتھکڑیوں جو جنگ میں ملک حبشہ کی طرف بھیجے جاتے تھے وہ لوگ جن میں حق پرستی کا اعلیٰ ساکھ ملک عرب جو تھا وہ اس شمع جمال پر پروانہ وار نثار ہوتے تھے اور دیدہ دیکھا عرب کے جفا اور سخت مزاج لوگ کس طرح اپنے جگر پہ آبادۂ محبوب تھیں ہل وقت تھا اور دل میں محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی طرف کشاں کشاں آ رہے ہیں۔ ابھی چھ سال پہلے حالات یہ تھے کہ میدان بدر میں مسلمانوں کی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا لیکن وہی فاتح جا رہے تھے کو الوداع کہہ رہے ہیں اور اپنے گلے میں غلامی کا قلادہ ڈال کر سرکار دو عالم کی حاضری کے لیے کوہ و دمن دشت و صحرا طے کرتے ہوئے چلا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ داعی الی اللہ باذنه کی شان کا ایک مظہر ہے۔

۴۶ فرمایا اے محبوب میں نے تجھے سراجاً منیراً بنا کر بھیجا ہے۔ ان دو لفظوں سے حق تعالیٰ نے اپنے محبوب کی صفت خاص کی روشن عکاسی فرمائی ہے اس کی کیا بات ہے کوئی دوسرا کیا کر سکتا ہے آفتاب اور ماہتاب بھی تابناک، روشن اور تابناک ہیں لیکن نور سماں کرنے ضیا کا مقصد یاد رہے والا یہاں سمت کچھ لکھا ہے میں حضرت عارف باللہ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ایک جملہ لکھے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ولی اللہ وبقیہ وقالبه مثل السراج یستضیء ... حضور زبان جیسی ترجمان سے آواز تھے اور آپ کے قلب مبارک اور قالب مبارک کی وجہ سے سراج منیر تھے۔ جب یہاں اس آفتاب کے رنگوں میں رنگے جاتے ہیں اور ان کے انوار سے روشن و تاباں ہوتے ہیں۔ الشفاء میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوار سے درجات رحمت کی ترقی عطا ہوئے ختم ہیں۔

۴۷ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے وصف اپنے حبیب کریم اور محبوب رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا اس کا ذکر ہوا۔ اب اس ابر رحمت کا بیان ہو رہا ہے جو امت مسلمہ پر برسایا جانے والا ہے۔ ارشاد ہے اے میرے نبی! آپ غلاموں کو بھی یہ بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ان پر بھی ہوگا اور وہ فضل و کرم قلیل اور محدود نہیں ہوگا بلکہ فضلاً کبیراً ہوگا۔ آپ خود ہی اندازہ لگائیے کہ وہ رب العزت جس کے سامنے ساری دنیا متاع قلیل ہے جس چیز کو وہ کبیر فرما رہا ہے اس کی وسعتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ یہ سب صدقہ ہے محبوب کریم رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کے باعث جس کو یہ شرف حاصل ہے کاش ہم اس غلامی کی قدر کو پہچانتے اور اس جیسے جہان جان، اولاد اور جوش و خروش قربان کرتے جو صحابہ کرام کا طریقہ

اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٤٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ایذا رسانی کی اور (ہمیشہ) بھروسہ کیجئے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

جب تم نکاح کرو مومن عورتوں سے پھر انہیں طلاق دے دو اس سے پہلے کہ تم انہیں

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

ہاتھ لگاؤ تو تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو پس انہیں کچھ مال

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٤٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ

دے دو اور انہیں رخصت کر دو بڑی خوبصورتی سے۔ اے نبی (مکرم)! ہم نے حلال کر دی ہیں آپ کے لیے آپ کی وہ ازواج

الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

جن کے مہر آپ نے ادا کر دیے ہیں اور وہ کنیزیں جو آپ کی ملکیت ہیں جو اللہ نے بطور غنیمت آپ کو عطا کی ہیں

تب ہی ان سب کا فیصلہ کیا جائے گا صحیح حساب ہوگا۔

اے محبوب! جب ہم نے آپ کو ان صفات سے نوازا ہے تو آپ کو کفار و منافقین کا کہا ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ان کی اذیت رسانیوں سے صرف نظر کیجئے۔ جب آپ انہیں پیغام حق سنائیں اور صاف صاف اعلان کر دیں تو جو تکلیف اور اذیت وہ پہنچا سکتے ہیں اس میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ آپ کا مددگار آپ کے ساتھ ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتی اور آپ کے دین کی ترقی کی راہ میں روڑے نہیں اٹکا سکتی۔

یہاں شرعی حکم بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر تم کسی ایسی منکوحہ کو طلاق دو جس سے تم نے خلوت صحیحہ نہیں کی تو اس مطلقہ کا عدت گزارنا لازمی نہیں۔ لیکن جب ان کو اپنی قید نکاح سے آزاد کرو تو بطریق احسن آزاد کرو۔ طلاق دے کر تم نے ان کا دل توڑا ہے ان کو کچھ مال عنایت کر دو تاکہ ان کی دلجوئی ہو جائے۔ اگر ایسی عورت کا مہر مقرر تھا تو نصف مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ مہر مقرر نہ ہونے کی صورت میں ایک جوڑا کپڑوں کا دینا لازمی ہے۔

اسلام نے مردوں کو شرائط کے ساتھ چار شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے جس کی حکمتیں سورۂ نساء میں بیان ہو چکی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خاص حکمتوں کے پیش نظر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کی اجازت مرحمت

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی

الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ

بیٹیاں جنہوں نے ہجرت کی آپ کے ساتھ اور ایمان والی عورت اگر وہ بخش دے اپنی جان نبی کو

اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ

اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے یہ خالص آپ کے لیے ہے دوسرے مومنوں کے لیے نہیں ہم

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ

جانتے ہیں جو ہم نے مقرر کیا ہے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں

ہوئی۔ دشمنانِ اسلام نے اس بات کو [illegible] صرف جسمانی [illegible] اگر انصاف سے [illegible] تو یہ بات حقیقت [illegible] پچیس سال [illegible] حضرت خدیجہ [illegible] اس وقت حضور کا [illegible] سال کی [illegible] چالیس سال [illegible] ان کے ساتھ [illegible] ان کے وصال تک حضور نے [illegible] میں [illegible] ان کے وصال کے بعد بھی [illegible] وصال کے بعد [illegible] حضرت [illegible] رخصتی [illegible] مدینہ طیبہ میں [illegible] حضرت عائشہ [illegible] کوئی شادی نہیں [illegible] [illegible] مدینہ طیبہ میں [illegible] [illegible] پریشان [illegible] [illegible] ان شادیوں میں سے کسی شادی کو عشرت پرستی کی علامت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ث [illegible] کا تعلق [illegible] کے ساتھ [illegible] آپ [illegible] عورت [illegible] سے [illegible] کے لیے بغیر مہر کے نکاح جائز

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۞ تُرْجِيْ

تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے [illegible]

مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۗ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ

کر دیں جس کو چاہیں ان میں سے اور اپنے پاس جگہ دیں جسے آپ چاہیں اور اگر آپ دوبارہ طلب کریں کو

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۗ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ

جسے علیحدہ کر دیا تھا تب بھی آپ پر کوئی مضائقہ نہیں اس رخصت سے یہ زیادہ توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں

وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَاۤ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور وہ رنجیدہ خاطر نہ ہوں گی اور سب کی سب راضی رہیں گی جو آپ انہیں عطا فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے

مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۞ لَا يَحِلُّ لَكَ

جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بردبار ہے۔ حلال نہیں آپ کے لیے

النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ

دوسری عورتیں اس کے بعد اور نہ اس کی اجازت ہے کہ آپ بدل لیں ان کے عوض دوسری بیویاں

نہیں لیکن اس رخصت کے باوجود حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بیوی کا حق ادا کیا [illegible] کا حق ہو سکتا تھا۔ [illegible] یہ اجازت صرف حضور کے لیے دی گئی تھی

ﷺ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی تمام بیویوں کے ساتھ مساوی سلوک کریں لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا کہ آپ پر کوئی پابندی نہیں لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ہر بیوی کے ساتھ مساوی اور عادلانہ سلوک فرماتے رہے۔ اس رخصت کی [illegible] پہلی وجہ تو یہ ہے کہ حضور کی طبع نازک [illegible] انصاف پسندی [illegible] کی صورت میں بھی [illegible] دوسری حکمت یہ ہے کہ ازواج مطہرات میں باہمی [illegible] تھوڑی تھوڑی بات [illegible] گھر کے [illegible] حضور [illegible] کسی قسم کا مطالبہ کریں [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible]

أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ

گو آپ کو پسند آئے ان کا حسن [illegible] مگر کنیزوں کے ف اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ

نگہبان ہے۔ [illegible] اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو نبی کریم کے گھروں میں ف بجز اس

النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ

صورت کے کہ تم کو کھانے کے لیے آنے کی اجازت دی جائے اور [illegible] پکنے کا انتظار کیا کرو

إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ

لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو آ جاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور وہاں جا کر بیٹھے نہ رہو

لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ

بیٹھے باتیں شروع کر دیا کرو تمہاری یہ حرکتیں بلاشبہ ان کے لیے تکلیف کا باعث تھیں پس وہ تم سے حیا فرماتے ہیں۔ اور [illegible]

[illegible] فرمایا [illegible] ۔

ف جب اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو اجازت دے دی کہ چاہیں تو وہ اس عزم و عہد کے ساتھ اس کے رشتوں کی عورت میں رہیں چاہیں تو الگ ہو جائیں۔ [illegible] سب نے [illegible] شکر کا تقاضا ہے [illegible] حسرت ور نگی کی [illegible] کر دی گئی [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ ایثار بہت پسند کیا اور [illegible] کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اب کسی اور عورت سے نکاح نہ کیجئے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور نے کسی نئی بیوی کو ان کے ساتھ نکاح نہیں کیا [illegible] کنیزوں کے متعلق رخصت بدستور باقی رہی گی۔

ف یہاں مسلمانوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں داخل ہونے یا نہ ہونے کے متعلق ہدایات دی جا رہی ہیں [illegible] جب تک حضور اجازت نہ دیں تم داخل ہونا [illegible] جب اجازت ملے تو داخل ہو سکتے ہو اور [illegible] وقت کھانے کے لیے بلایا جائے اس کے بعد فوراً [illegible] اٹھ کر چلے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہیں بیٹھ کر باتیں کرنے لگو اور حضور کو اس طرح تمہارے دیر تک بیٹھنے سے تکلیف پہنچے۔ حضور اپنے شرم کی وجہ سے تمہیں اٹھ کر چلے جانے کا حکم نہیں فرمائیں گے اور خاموش رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں یہ بات [illegible] حیا نہیں کرتا۔ ان کا جانا تمہارے لیے ضروری ہے [illegible] یہ آیت [illegible] اس کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ [illegible] لکھتے ہیں [illegible]

لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ

[illegible]

وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ

[illegible]

أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ

[illegible]

إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ

[illegible]

فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَآ اَبۡنَآىِٕهِنَّ وَلَآ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَآ اَبۡنَآءِ اِخۡوَانِهِنَّ وَلَآ اَبۡنَآءِ

[illegible] بیٹوں [illegible] اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے

اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيۡنَ اللّٰهَ ؕ

بھانجوں سے اور نہ (اپنی ہم مذہب) عورتوں سے اور نہ اپنی کنیزوں سے اور (اے ازواج رسول) اللہ سے ڈرتی رہو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدًا ۵۵ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے ۹۵ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے

يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا

درود بھیجتے ہیں نبی (مکرم) پر ۹۶ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا

۹۵ اس آیت میں ان حضرات کا ذکر کیا گیا ہے جن سے پردہ کی ضرورت نہیں۔

۹۶ اسلام کو مٹانے کے لیے کفر کے جارحانہ حملے [illegible] کے لیے جن مسلمانوں پر انہوں نے مظالم کے پہاڑ [illegible] لیکن ان کے جی میں [illegible] سے بھڑکا دیا لیکن [illegible] جب [illegible] کے ساتھ [illegible] بھی [illegible] اب انہوں نے حضور [illegible] کی ذات اقدس پر طرح طرح کے بیہودہ الزامات لگانے شروع کر دیئے تاکہ لوگ [illegible] اس وقت یہ آیت نازل فرما کر [illegible] اے میرے حبیب [illegible] تیرا ذکر [illegible] اس کی جناب میں [illegible] پیش کرتے ہیں [illegible]

اس آیت کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے چاہیے کہ اس کے کلمات طیبات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ آیت کریمہ میں صلوٰۃ کی نسبت تین کی طرف ہے (۱) اللہ تعالیٰ (۲) فرشتے (۳) اہل اسلام

جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی محفل میں اپنے محبوب [illegible] کی تعریف و ثنا کرتا ہے۔ صلاة الله عز وجل ثناؤه عليه عند الملائكة [illegible] رواه البخاري عن ابي العالية

[illegible] لکھتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس آیت میں [illegible] بیان ہو رہی ہے چند احادیث [illegible] ذکر کر دیتا ہوں تاکہ آپ [illegible] درود بھیجنے کا شوق پیدا ہو۔

① عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لحاجة فلم یجد احدا یتبعه ففزع عمر فاتاه بمطهرة من خلفه فوجد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ساجدا فی مشربة فتنحی عنه من خلفه حتی رفع النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رأسه فقال احسنت یا عمر حین وجدتنی ساجدا فتنحیت عنی ان جبریل اتانی فقال من صلی علیک من امتک واحدة صلی اللہ تعالی علیہ عشر صلوات ورفعه عشر درجات

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا ایک دن حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے حضور کے ساتھ کوئی اور آدمی نہیں تھا حضرت عمر گھبرا گئے پانی کا برتن لیا اور پیچھے چل دیئے۔ جب آپ آئے تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو ایک وادی میں سربسجود پایا۔ پیچھے سے ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ حضور نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اے عمر تم نے بہت اچھا کیا جب مجھے سربسجود دیکھا تو ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ جبرئیل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ تعالی اس پر دس بار درود پڑھے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

② عن عبد اللہ بن ابی طلحة عن ابیه ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جاء ذات یوم والسرور یری فی وجهه فقالوا یا رسول اللہ انا لنری السرور فی وجهک فقال انه اتانی الملک فقال یا محمد اما یرضیک ان ربک عز وجل یقول انه لا یصلی علیک احد من امتک الا صلیت علیه عشرا ولا یسلم علیک احد من امتک الا سلمت علیه عشرا قال بلی۔ ترجمہ: ایک دن حضور سید کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور پر خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آج تو چہرہ مبارک خوشی سے تاباں ہے۔ فرمایا: میرے پاس فرشتہ آیا ہے اور اس نے آکر کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ جو امتی آپ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالی اس پر دس بار درود بھیجے گا اور جو امتی آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا اللہ تعالی اسے دس بار اس پر سلام بھیجے گا۔ میں نے جواب دیا ہے کہ ہاں میں اس پر راضی اور خوش ہوں

③ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من ذکرت عنده فلیصل علی ومن صلی علی مرة واحدة صلی اللہ تعالی علیہ عشرا۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ مجھ پر درود پڑھے اور جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالی اس پر دس بار درود پڑھے گا۔

④ عن عبد اللہ بن علی بن حسین عن ابیه ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال البخیل من ذکرت عنده ثم لم یصل علی۔ حضرت عبداللہ حضرت زین العابدین کے صاحبزادے اپنے والد سے وہ اپنے والد گرامی سیدنا امام حسین سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے

⑤ عن الطفیل بن ابی بن کعب عن ابیه قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا ذهب ثلثا اللیل قام فقال یا ایها الناس اذکروا اللہ اذکروا اللہ جاءت الراجفة تتبعها الرادفة جاء الموت بما فیه جاء الموت بما فیه قال ابی قلت

يا رسول الله اني اكثر الصلاة عليك فكم اجعل لك من صلاتي فقال ما شئت قلت الربع قال ما شئت فان زدت فهو خير لك قلت النصف قال ما شئت فان زدت فهو خير لك قلت فالثلثين قال ما شئت فان زدت فهو خير لك قلت اجعل لك صلاتي كلها قال اذا تكفى همك ويغفر لك ذنبك

ابی ابن کعب کے بیٹے طفیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب رات کے دو حصے گزر جاتے تو حضور ﷺ کھڑے ہوتے اور فرماتے اے لوگو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، تھرا دینے والی آ گئی، اس کے پیچھے دوسری آنے والی ہے موت اپنی تکلیف کے ساتھ آ گئی، موت اپنی تکلیفوں کے ساتھ آ گئی۔ میں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ میں بکثرت سے درود پڑھتا ہوں ارشاد ہو بتائیے میں کس قدر پڑھا کروں۔ فرمایا جتنا تو چاہے۔ میں نے عرض کیا کیا وقت کا چوتھائی حصہ فرمایا جتنا تیرا جی چاہے اور اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ عرض کیا نصف وقت۔ فرمایا جتنا تیرا جی چاہے اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے میں نے عرض کی دو تہائی فرمایا جتنا تیرا جی چاہے، مگر زیادہ کرے تو افضل ہے۔ میں نے عرض کی میں اپنا سارا وقت صرف درود شریف پڑھنے کا کروں گا۔ فرمایا

"تب یہ درود تیرے سب ہم و غم کو دور کرنے کے لیے کافی ہے اور تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

عن الطفيل بن ابي بن كعب عن ابيه قال رجل يا رسول الله ارأيت ان جعلت صلاتي كلها عليك قال اذا يكفيك الله تبارك وتعالى ما اهمك من دنياك وآخرتك. طفیل کہتے ہیں میرے والد نے عرض کی یا رسول اللہ میں اگر اپنا تمام وقت صرف درود پڑھنے میں صرف کر دوں۔ حضور نے فرمایا تب اللہ تعالیٰ تیری دنیا و آخرت کی مشکلیں آسان کر دے گا

آیت طیبہ اور ان احادیث مبارکہ سے درود شریف کی برکتیں اور فضیلتیں معلوم ہو گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کا ان پر عمل رہا ہے اسی طرح سے اپنی مجلس عمومی میں گزارش ہے کہ ہمیں جس وقت اور جن مقامات پر بھی ممکن ہو درود شریف پڑھنے کی نصیحت ہے اور درود پاک پڑھنے کی خاص تاکید کی گئی ہے ان میں سے چند اہم مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہر محفل اور مجلس میں درود شریف پڑھنے کی ہدایت

عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم ما جلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه ولم يصلوا على نبيهم الا كان عليهم ترة يوم القيامة فان شاء عذبهم وان شاء غفر لهم. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور نہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر درود بھیجتے ہیں، تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے وبال ہو گی چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش دے

ہر محفل کے اختتام کے وقت

حضرت ابو سعید سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب لوگ بیٹھتے ہیں اور پھر کھڑے ہوتے ہیں اور نبی پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہو گی اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی جائیں تو ثواب سے محرومی کے باعث انہیں حسرت ہو گی

اذان کے بعد: حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا جب مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو وہی کلمے

دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى علي صلاة صلى الله عليه بها عشرا

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت حضرت عبداللہ بن حسن اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما اپنی دادی صاحبہ حضرت خاتون جنت سے روایت کرتے ہیں۔ قالت كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا دخل المسجد صلى على محمد وسلم ثم قال اللهم اغفر لي ذنوبي وافتح لي ابواب رحمتك واذا خرج صلى على محمد وسلم ثم قال اللهم اغفر لي ذنوبي وافتح لي ابواب فضلك

دعا کرتے وقت: حضرت فاروق اعظم سے مروی ہے کہ دعا میں جب تک درود پاک نہ پڑھا جائے وہ قبول نہیں ہوتی اور زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

نماز کے بعد دعا سے پہلے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت صدیق اور حضرت فاروق اعظم تشریف فرما تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی پھر میں نے درود پاک پڑھا پھر اپنے لیے دعا مانگی تو حضور نے فرمایا: اب مانگ! تجھے دیا جائے گا۔

عن عبد الله قال كنت اصلي والنبي صلى الله تعالى عليه وسلم وابو بكر وعمر معه فلما جلست بدأت بالثناء على الله تعالى ثم بالصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ثم دعوت لنفسي فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم سل تعطه

امام ترمذی اپنی سنن میں نقل کرتے ہیں

بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعد اذ دخل رجل فصلى فقال اللهم اغفر لي وارحمني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عجلت ايها المصلي اذا صليت فقعدت فاحمد الله بما هو اهله وصل علي ثم ادعه قال ثم صلى رجل آخر بعد ذلك فحمد الله وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ايها المصلي ادع تجب (ترمذی، ابوداؤد)

ترجمہ: ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا مانگی یا اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما۔ حضور نے ارشاد فرمایا: اے نمازی تو نے بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے۔ جب نماز پڑھ چکے تو بیٹھو اللہ کی حمد و ثنا کرو مجھ پر درود پڑھو پھر دعا مانگو۔ پھر دوسرا آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر حضور پر درود پڑھا۔ حضور نے فرمایا: اے نمازی اب دعا مانگ قبول ہوگی۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل سنت نماز کے بعد جو ذکر اور درود شریف پڑھتے ہیں یہ سنت ہے اور قبولیت دعا کا باعث ہے نیز اس سے بآواز بلند ذکر اور درود شریف پڑھنا ثابت ہوا۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لیا جائے تو درود شریف پڑھے۔ جب نام گرامی لکھے تو ساتھ درود پاک لکھے۔ حضرت سفیان بن عیینہ روایت کرتے ہیں کہ خلف نے بیان کیا کہ ان کا ایک دوست حدیث کا طالب علم تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ سبز پوشاک پہنے خوش و خرم گھوم رہا ہے۔ میں نے کہا کہ تو تو میرے ہم مکتب نہیں ہوا؟ اس نے کہا ہاں

تَسْلِيمًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي

کرو بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ

اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ف۱۳۸ اور جو

يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا

ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کیے ستاتے ہیں انہوں نے

بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ

بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا ف۱۳۹ اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور

[illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] درود شریف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] درود شریف [illegible]

[illegible] وصلی اللہ علی محمد [illegible]

[illegible] درود شریف لکھا جاتا تھا۔

ف۱۳۸ [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف۱۳۹ [illegible]

[illegible]

وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ

اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہ جب وہ [illegible] اپنی چادروں کے [illegible] اس طرح

[illegible] ہیں۔ جب تمام مسلمانوں کی دلآزاری [illegible] صحابہ کرام علیہم الرضوان [illegible] ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے

عن عبد الله بن مغفل رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الله الله في أصحابي لا تتخذوهم غرضا من بعدي فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم ومن آذاهم فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه

ترجمہ: اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں، ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنانا، جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے تو وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے، جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جو اللہ کو ایذا دیتا ہے اسے پکڑ لیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

ف [illegible]

اللہ تعالیٰ [illegible]

عصمت اور شرم و حیا کا [illegible]

مدینہ طیبہ میں یہود و مشرکین [illegible] ان کی دوسری کمینہ حرکات کے علاوہ ایک [illegible] اپنے گھروں سے کسی ضرورت کے لیے نکلتیں تو وہ ان کا [illegible] تعاقب کرتے [illegible] رفع حاجت کے لیے باہر جاتیں [illegible]

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کس طرح شادی [illegible]

أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾

وہ مناسب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں تو پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا ف اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ف

یہاں حضور کی صاحبزادیوں کا جب ذکر آیا تو قرآن نے جب ایک صاحبزادی نہیں کہا بلکہ جمع کا لفظ بنات استعمال کیا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضور کی ایک صاحبزادی نہ تھی بلکہ متعدد صاحبزادیاں تھیں اور شیعہ کی معتبر کتابوں میں بھی اس بات کی تصریح ہے کہ حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں یہاں فقط دو حوالے پیش کرتا ہوں۔ اصول کافی جو ان کی معتبر ترین کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں:

وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم ورقية وزينب و ام كلثوم وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر وفاطمة عليها السلام

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خدیجہ سے شادی کی جب کہ حضور کی عمر بائیس سال کے قریب تھی اور حضرت خدیجہ کے بطن سے حضور کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم اور بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ (اصول کافی ج ۱، ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران)

ان کی دوسری کتاب حیٰوۃ القلوب میں علامہ مجلسی لکھتا ہے:

" در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب۔ (حیٰوۃ القلوب ص ۸۲۳)

ترجمہ: قرب الاسناد میں معتبر سند سے حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے بطن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اولاد پیدا ہوئی: طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان واضح تصریحات کے باوجود جو لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں سوائے ہٹ دھرمی کے ان کے پاس اور کوئی معقول دلیل نہیں۔

ف یعنی اگر وہ اس طرح چادر اوڑھ کر چہرہ ڈھانک کر باہر نکلیں گی تو انہیں دور سے پہچان لیا جائے گا کہ یہ عفت مآب اور عصمت شعار مستورات ہیں کسی کو جرأت نہیں ہوگی کہ ان کی طرف بری نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔ نیز اگر عورت شرم و حیا کا دامن مضبوطی سے پکڑے اور بن سنور کر باہر نہ نکلے نہ اپنے لباس اور اپنی چال سے کسی کو دعوت نظارہ دے تو کسی کی مجال نہیں ہوگی کہ وہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ یہ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر تم اس طرح چادر اوڑھ کر نکلو گی تو تمہارے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرے گا اور تم ہر قسم کی اذیت سے بچی رہو گی۔ اسلام نے پردہ اور شرم و حیا کے جو اصول تمہیں بتائے ہیں ان پر عمل کرنے سے تمہارا ہی بھلا ہوگا۔

ف یعنی اسلام قبول کرنے سے پہلے جو غلطیاں تم سے سرزد ہوئیں یا اب نادانستہ کوئی لغزش ہو گئی تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے تم توبہ کرو گے وہ توبہ قبول فرمائے گا اگر تم اپنے کیے پر ندامت کرتے ہوئے حاضر ہو گے تو تمہاری خطائیں بخش دی جائیں گی۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ

اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور شورش پھیلانے والے

فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا

مدینہ میں تو ضرور ہم آپ کو مسلط کر دیں گے ان پر پھر وہ نہ ٹھہر سکیں گے آپ کے پاس مدینہ میں مگر

قَلِيْلًا ۛ (٦٠) مَّلْعُوْنِيْنَ ۛ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (٦١)

چند دن[١] وہ بھی اس حال میں کہ ان پر لعنت برس رہی ہوگی جہاں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور جان سے مار ڈالے جائیں گے[٢]

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ

اللہ کی سنت ان لوگوں کے متعلق بھی یہی تھی جو پہلے گزر چکے اور آپ سنت الٰہی میں ہرگز کوئی تغیر و تبدل

تَبْدِيْلًا (٦٢) يَسْــَٔـلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

نہ پائیں گے[٣] لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں فرما دیجیے اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے

[١] اگر منافق مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹی افواہیں اڑانے والے اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو وہ یاد رکھیں انہیں مدینہ میں رہنے کے لیے آزاد نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے اور وہ آپ کے پڑوس میں تھوڑا عرصہ رہ سکیں گے۔

المرجفون ارجاف سے ہے۔ اس کا معنی ہے جھوٹی اور غلط خبریں پھیلانا۔ اور جواب قسم ہے۔ لنغرینک بہم ای لنسلطنک علیہم بالقتل۔ یعنی ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے اور آپ ان کے قتل کا حکم دے کر انہیں جلا وطن کر دیں گے۔ قلیلا ترکیب میں کیا ہے اس کے متعلق دو قول ہیں۔ پہلا یہ کہ یجاورونک میں ضمیر کا حال ہے۔ اس صورت میں معنی ہوگا کہ وہ بہت قلیل تعداد میں کچھ عرصہ یہاں رہیں گے پھر انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ لا یجاورونک الا قلیلا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ظرف وقت محذوف کی صفت ہے۔ ای لا یجاورونک الا وقتا قلیلا یعنی وہ بہت قلیل عرصہ مدینہ میں رہیں گے اس کے بعد انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا۔

[٢] منافقوں اور بد باطن لوگوں کے لیے اے حبیب تیرے پڑوس میں کوئی جگہ نہیں۔ یہ چند روز یہاں رہیں گے۔ اس کے بعد انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ جہاں جائیں گے ان پر لعنت اور پھٹکار ہوگی۔ جہاں بھی وہ پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے

اللّٰهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللّٰهَ

کے پاس ہے ۱۲۲ اور (اے سائل) تجھے کیا معلوم شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو بیشک اللہ تعالیٰ

لَعَنَ الْكٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ

نے اپنی رحمت سے محروم کر دیا کفار کو اور تیار کر رکھی ہے ان کے لیے بھڑکتی آگ وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں ابد

لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي

تک نہ پائیں گے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار جس روز وہ منہ کے بل

النَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا

آگ میں پھینکے جائیں گے ۱۲۳ تو (حسرت سے) کہیں گے اے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ تعالیٰ کی اور ہم نے اطاعت کی ہوتی رسول کی

کی پاداش میں انہیں گرفتار کر لیا جائے گا اور انہیں بڑی رسوائی اور ذلت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا

۱۲۱ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جو لوگ اس کے رسول کے ساتھ منافقانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور دن رات اہل اسلام کو اذیت پہنچاتے رہتے ہیں ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھا جاتا ہے

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و فاروق اعظم کے ایمان کی یہ بھی ایک قطعی دلیل ہے کہ اگر ان کے دل میں نفاق ہوتا یا وہ اسلام کے بدخواہ ہوتے جس طرح کئی بد باطن کہتے ہیں تو اس ارشاد ربانی کے مطابق [illegible] ان کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا جاتا جو پہلی آیتوں میں مذکور ہے اور حال یہ ہے کہ وہ آج بھی مسجد نبوی میں [illegible] میں اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں [illegible] اور اللہ تعالیٰ کی ان گنت رحمتیں اور برکتیں جو اس کے حبیب پاک پر نازل ہوتی ہیں ان سے وہ بھی محظوظ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ [illegible] لیکن ان کے اس مقام رفیع کو [illegible] دیکھ سکے

۱۲۲ جب انہیں عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا تو وہ از راہ مذاق پوچھتے جناب! ذرا فرمائیے وہ قیامت آئے گی کب؟ جس سے آپ ہمیں ڈراتے رہتے ہیں۔ وہ اس لیے نہیں پوچھتے تھے تاکہ وہ تیاری کریں اور اپنے گناہوں سے باز آجائیں۔ اس لیے ان کے حسب حال جواب دیا گیا۔ اصل قیامت کی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔

۱۲۳ جب انہیں منہ کے بل جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور آگ میں جلنے کے باعث ان کے چہرے کی رنگت متغیر ہوتی رہے گی کبھی زرد کبھی سرخ کبھی سیاہ۔ معنی التقلیب تغیرها [illegible] فتارة مسودة و تارة مخضرة [illegible] (قرطبی) یہی حضرت [illegible] کا قول ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝٦٧ رَبَّنَآ

کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی پس انہوں نے بھٹکا دیا ہمیں سیدھی راہ سے [illegible] اے ہمارے رب

اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝٦٨ يٰٓاَيُّهَا

ان کو دوگنا عذاب دے اور لعنت بھیج ان پر بہت بڑی لعنت ف اے

ع

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا

ایمان والو! نہ بن جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے موسیٰ کو دکھ دیا پس بری کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے جو

قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝٦٩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

وہ کہتے تھے ف اور آپ اللہ کے نزدیک بڑے عزت والے تھے ف اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو

[illegible] انہیں آگ میں گھسیٹا جائے گا اس وقت وہ کف افسوس ملیں گے لیکن بے سود۔

ف حسرت اور بےکسی کے عالم میں وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ ہمارے سرداروں اور پیشواؤں نے ہمیں جس راہ پر چلایا ہم اسی پر چلتے رہے انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔

ف اس میں ہمارا قصور ہی کیا ہے، ہمیں معاف کر دینا چاہیے لیکن اگر ہمیں معاف نہیں کرنا تو ہماری یہ درخواست ضرور قبول ہو کہ ان سرداروں اور سرغنوں کو دوگنا عذاب دیا جائے۔ ان ظالموں نے خود بھی گمراہی کا راستہ اختیار کیا اور ہمیں بھی غرق کر دیا ان کا جرم دوگنا ہے انہیں سزا بھی دوگنی ملنی چاہیے۔

ف بنی اسرائیل اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بات بات پر دکھ دیتے تھے، قدم قدم پر مخالفت کرتے تھے وہ جانتے تھے کہ انہیں اللہ کا رسول مانتے تھے، لیکن ان کے ہر حکم سے سرتابی کرنا ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ تورات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے اس جلیل القدر پیغمبر کی دلآزاری کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ یہ داستان بڑی طویل ہے لیکن چند جملے آپ بھی پڑھ لیں۔

بنی اسرائیل مصر میں غلامی اور ذلت کی زندگی بسر کر رہے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی کے مطابق مصر سے ہجرت کا حکم دیا۔ چند قدم چلے تو گھبرانے لگے اور اپنے نجات دہندہ اور اللہ تعالیٰ کے کلیم سے یوں گویا ہوئے:

"تب انہوں نے ان سے کہا کہ خداوند ہی دیکھے اور تمہارا انصاف کرے کیونکہ تم نے ہم کو فرعون اور اس کے خادموں کی نگاہ میں ایسا گھنونا کیا ہے کہ ہمارے قتل کے لیے ان کے ہاتھ میں تلوار دے دی ہے۔"

(خروج باب ۵، آیات ۲۱، ۲۲)

انہوں نے سمندر کو بحیرہ روم کو عبور کر لیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے اس کی بپھری ہوئی موجیں پھٹ گئیں۔ ان کے لیے راستے بن گئے۔ یہ ساحل پر بسلامت پہنچ گئے۔ فرعون اور اس کا لشکر ان کی آنکھوں کے سامنے تباہ ہوا۔ ان معجزات کے دیکھنے کے بعد جب سینا میں وہ پہنچے تو آپ سے یوں خطاب کیا۔

اور موسیٰ سے کہنے لگے کیا مصر میں قبریں نہ تھیں جو تو ہم کو وہاں سے مرنے کے لیے بیابان میں لایا۔ تو نے ہم سے یہ کیا کیا کہ ہم کو مصر سے نکال لایا۔ کیا ہم تجھ سے مصر میں یہ بات نہ کہتے تھے کہ ہم کو رہنے دے کہ ہم مصریوں کی خدمت کریں کیونکہ ہمارے لیے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر ہوتا۔ (خروج باب ۱۴: ۱۱-۱۲)

دشت سینا میں جب دھوپ لگی اور پیاس نے تنگ کیا تو یوں گستاخی کرنے لگے:

"اور اس بیابان میں بنی اسرائیل کی ساری جماعت موسیٰ اور ہارون پر بڑبڑانے لگی۔ اور بنی اسرائیل کہنے لگے کاش کہ ہم خداوند کے ہاتھ سے ملک مصر میں جب ہی مار دیے جاتے جب ہم گوشت کی ہانڈیوں کے پاس بیٹھ کر دل بھر کر روٹی کھاتے تھے کیونکہ تم تو ہم کو اس بیابان میں اسی لیے لے آئے ہو کہ سارے مجمع کو بھوکا مارو۔ (خروج باب ۱۶: ۲-۳)

مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو:

کتاب خروج ۱۷: ۱-۵

کتاب گنتی ۱۱: ۱، ۴، ۱۴: ۲، ۵ مخل ۲۰: ۱-۵

اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! تم بنی اسرائیل کی روش اختیار کر کے میرے محبوب کی دل آزاری نہ کرو ورنہ تم کو اس گستاخی کی ایسی سزا ملے گی جس سے نجات کے سارے دروازے بند ہو جائیں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر وہ چیز جس سے نبی کریم کو تکلیف پہنچے وہ قطعاً ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اس کی صفات کمال کا انکار کرنا، حضور کی ذات اقدس و اطہر پر بہتان باندھنا، اللہ تعالیٰ نے حضور کو جن کمالات سے سرفراز فرمایا ہے ان کا انکار کرنا، حضور کے دین اور شریعت کے آئین کو ناقابل عمل کہنا، حضور کی آل اطہار پر طعن کرنا، حضور کے صحابہ پر زبان طعن دراز کرنا، یہ سب ایسے امور ہیں جن سے حضور کے قلب نازک کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ان تمام امور سے اجتناب ضروری ہے۔

[illegible] بنی اسرائیل کے اوباش موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کیا کرتے تھے اور ان پر جھوٹے الزام لگا کر ان کا دل دکھاتے تھے حالانکہ اللہ رب العالمین کے نزدیک ان کا مقام بہت اونچا اور مرتبہ بہت بلند تھا۔ "وجیہ" کہتے ہیں ذو جاہ کو۔ الوجیہ ذو جاہ و مرتبۃ (کشاف)۔ الوجیہ عند العرب العظیم القدر والرفیع المنزلۃ۔ جس کی شان بہت بڑی ہو جس کا رتبہ بہت بلند ہو عربی میں اس کو وجیہ کہتے ہیں۔

اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

اور ہمیشہ سچی، سیدھی، درست بات کہا کرو۔ ۱؎ تو اللہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کو درست کردے گا اور تمہارے

ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾

گناہوں کو بھی بخش دے گا ۲؎ اور جو شخص حکم مانتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا تو وہی شخص [illegible] بہت بڑی کامیابی ۳؎

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ

ہم نے پیش کی یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے مگر وہ اس کی ذمہ داری اٹھانے سے تو سب نے

اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

انکار کردیا ایسے کہ ڈر گئے اس سے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے ۔ بے شک یہ

۱؎ اے اہل ایمان! اللہ تعالیٰ کے بارے میں [illegible] اور اس کی شان کا انکار کرنا درست نہیں بلکہ تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کا ثبوت دینا چاہیے اور جب بات کرو تو سچی اور درست بات کرو کوئی جھوٹی بات تمہارے منہ سے نہ نکلے۔

۲؎ یعنی اگر تم نے عمل میں تقویٰ اور درست بات کہنے میں حق و صداقت کو اپنا شعار بنالو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو ہر قسم کی کمزوری سے پاک کر دے گا اور تمہیں شرف قبول بخشے گا۔ بعض نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے گا۔

۳؎ اور اس سے پہلے جو لغزشیں تم سے سرزد ہوئی تھیں وہ سب معاف کر دی جائیں گی۔ وہ لوگ جن کے سامنے [illegible] تک تھے [illegible] جائے گی [illegible] سے [illegible] وہاں سے بھی [illegible] کی تحریر [illegible] دی جائے گی۔ [illegible] واقعی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر لطف و کرم فرماتا ہے اور اس کے دل کو اپنی یاد اور ذکر کی لذت سے آشنا کر دیتا ہے تو اس کی کایا ہی پلٹ جاتی ہے اور اس کے چہرہ پر ایک [illegible] نور ہوتا ہے [illegible] کہ لوگ اس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔

۴؎ فوز عظیم اور فلاح دارین کا تاج صرف اس کے سر پر رکھا جاتا ہے جو پیکر تسلیم و رضا بن کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم کے ہر ارشاد کے سامنے بصد شوق اور بصد مسرت سر نیاز جھکا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی بندگی کی اور اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۙ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَ الۡمُنٰفِقٰتِ

ظالم بھی ہے اور نادان بھی ۷۲؎ تاکہ عذاب دے اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو

۷۲؎ یہاں پر امانت [illegible] علماء شریعت اسلامیہ میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس کی وضاحت کی ہے [illegible] کے مطالعہ [illegible] ان حضرات سے [illegible] کی ہے اللہ تعالیٰ ان کی قبور پر رحمتوں کی بارش برسائے اور ہمیں اسے حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں یہاں [illegible] پیش کرتا ہوں۔ اہل سنت نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص امانت کو واپس کرنے سے انکار کرے اور اس میں خیانت کرے [illegible] یعنی اس نے امانت واپس کرنے سے انکار کیا اور اس کا بوجھ اٹھایا۔ اس آیت طیبہ میں [illegible] مستعمل ہوا ہے۔ اس معنی کی تحقیق کے بعد آیت کا معنی ہوگا [illegible] زمین اور پہاڑوں پر امانت کو پیش فرمایا۔ [illegible] انہوں نے اس امانت میں خیانت کرنے سے انکار کر دیا [illegible] کی تعمیل میں لگے رہے [illegible] شخص [illegible] اس امانت سے [illegible] کہیں امانت میں خیانت کرنے [illegible] ہو جائیں۔ [illegible] لیکن انسان نے اس امانت میں خیانت کی اور اس کا بوجھ گردن پر اٹھایا۔ [illegible] ظلوما جهولا [illegible] انسان [illegible] ہے۔

لسان العرب کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ [illegible] الامانة [illegible] الله [illegible] الاثم والسموت والارض [illegible] ان يحملنها [illegible] الامانة [illegible] طاعة الله تعالىٰ فيما امرها به [illegible] الانسان [illegible] الامانة [illegible] قال هذا المعنى والله اعلم صحيح [illegible] ظلوما جهولا

اہل سنت کی بیان کردہ تفسیر کے بعد [illegible] کے نزدیک امانت [illegible] عبادت [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] آزادی [illegible] امانت کا [illegible] اٹھانے کے لیے تیار ہو [illegible] آپ [illegible] کا اقرار کیا [illegible] بہت گراں ہے [illegible] رب کی [illegible] کی تعمیل کریں گے [illegible] آزادی میں [illegible] برداشت کرنے کی طاقت ہم اپنے اندر نہیں پاتے۔ [illegible] انسان [illegible] اس امانت کو اٹھانے کی حامی بھر لی [illegible] اپنے آپ کو [illegible] مبتلا کر دیا اور اس نے [illegible] کا ثبوت نہیں دیا [illegible] بیان [illegible] ظلوما جهولا فرمایا۔ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے بڑی پیاری بات فرمائی۔

مستیح جمیع موجودات کرد نظر آدم بر ہمہ حق بود بر امانت افتاد عرض تحمل امانت را بجود فراموش کرد بیدا ہر وہ لطف باز بربان حمایت فرمود کہ برداشتن از تو و نگاہ داشتن از من" (روح البیان)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جب یہ امانت حضرت آدم پر پیش کی تو آپ کی نظر اس وقت امانت اور ثقل پر نہ تھی بلکہ امانت پیش کرنے والے پر تھی۔ رسالت کے پیش فرمانے میں جو لذت و سرور تھا اس نے امانت کی گرانی کو نظروں سے اوجھل کر دیا۔ جب رحمت نے یہ بیتا دیکھا تو زبان سے کہہ دی کہ اس بیچارے کی ہمت سے خوش ہو کر فرمایا کہ اے آدم! اٹھانا تیرا کام ہے اور اٹھانے کی توفیق دینا اور تیری حفاظت کرنا میرا کام ہے۔

سب صوفیائے کرام کا مسلک ملاحظہ فرمائیے اس کی ترجمانی کا حق حضرت علامہ پانی پتی نے ادا کیا ہے۔ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آیت کا سیاق اس بات کا مقتضی ہے کہ یہاں جو امانت مذکور ہے اس سے وہ امانت مراد ہے جسے صرف انسان اٹھا سکتا ہے اور کوئی مخلوق اسے اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتی۔ اگر اس امانت سے مراد احکام شرعیہ ہوں تو انسان کی خصوصیت نہیں کیونکہ جن اور ملائکہ بھی مکلف ہیں۔ اس طرح ملائکہ کی حیثیت انسان پر لازم آئے گی کیونکہ ان کی شان تو یہ ہے: یسبحون اللیل والنھار لا یفترون۔ وہ دن رات تسبیح میں مصروف رہتے ہیں اور ذرہ بھر نہیں تھکتے اور انسان کی یہ حالت نہیں۔ اس لیے صوفیائے کرام نے امانت کی تعبیر نور عقل اور نار عشق سے کی ہے یعنی نور عقل مستقل کے ساتھ معرفت الٰہی حاصل کی جائے اور عشق کی آگ جو ماسوا کو جلا کر صرف اسی تک پہنچا دیتی ہے۔ وما قیل ثم تفاسیر عبوبیہ اسیہ امر و بالامانۃ نور العقل ونار العشق و نور العقل یحصل بہ معرفۃ اللہ تعالیٰ بالاستدلال و نار العشق یحصل بہا معرفۃ اللہ تعالیٰ بلا سبب بطریق الجذب

بیشک فرشتے بھی اس کے لئے ہمہ تن ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک مخصوص مقام ہے جس سے آگے وہ تجاوز نہیں کر سکتا اور نار عشق کے باعث غیر متناہی درجات تک ترقی کرتے جانا یہ حضرت انسان کی خصوصیت ہے۔ ملائکہ کا اس میں نصیب نہیں من جہۃ نار العشق مما خص بہ الانس

اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ امانت سے مراد وہ استعداد ہے جو اللہ تعالیٰ نے ماہیت انسانیہ میں ودیعت کی ہے جو تجلیات ذاتیہ دائمہ قبول کرتی رہتی ہے حالانکہ جن بھی عبادت و ریاضت سے ملائکہ کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں پھر بھی ان کے حصہ میں تجلیات صفاتی آتی ہیں تجلیات ذاتیہ کی اہلیت نہیں ہوتی۔

آخر میں علامہ موصوف ظلوما جھولا کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انسان میں دو چیزیں ہیں، ایک جبلی اور دوسری کسبی۔ اس کے دل میں عشق اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس سے وہ معرفت کی لذت سے آگے بڑھ کر مرکز تک اور کبھی طاقتوں کے باعث اس میں جانکاہی اور مشقت جھیلنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کے باعث وہ طویل راستوں اور مشکل منزلوں کا بوجھ صبر و تحمل سے برداشت کرتا ہوا منزل محبوب کی طرف بڑھا چلا جاتا ہے۔ مگر یہ دو خوبیاں انسان میں ہیں، پہاڑ اور زمین ساکن و ساکت ہو کر ساکن رہتا ہے اور کبھی آزمائش کے تند و تیز جھونکوں سے دوچار ہونے کے لیے تیار نہیں۔

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ

شرک کرنے والے مردوں اور شرک کرنے والی عورتوں کو اور نگاہ لطف و کرم فرمائے اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں پر ف۱۱

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ف۱۲

ع ۹

مولانا جامی نے بھی ظلوما جہولا کا معنی خوب کیا ہے۔

چو انسان کشش محو وجودش زانکہ انسان ظلوم بود و جہول

(انسان کے بغیر اس امانت کو کسی نے قبول نہ کیا کیونکہ انسان ظلوم اور جہول تھا۔)

ظلم او آنکہ ہستی خود را ساخت حامل بقائے سرمد را

(اس کا ظلم یہ تھا کہ اس نے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تاکہ بقائے سرمدی حاصل کرے)

جہل او آنکہ ہرچہ جز حق بود صورت آن ز لوح او بزدود

(اور اس کی جہالت یہ ہے کہ حق کے بغیر جو کچھ تھا اس نے اپنے دل کی تختی سے مٹا دیا۔)

نیک ظلمے کہ عین عدالت است نغز جہلے کہ صرف معرفت است روح البیان

(وہ ظلم بہت خوب ہے جو عین عدل ہے اور وہ جہالت بہت عمدہ ہے جو معرفت کا منبع ہے۔)

یہاں ان صفات ظلوم و جہول کے ذکر کرنے سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو اس حقیقت کا پتہ چل گیا جس کی وجہ سے انسان اس بار امانت کو اٹھانے کے لیے آمادہ ہوا، اور دوسرا اس پیکر خاک کی منقبت اور توصیف کر دی گئی کہ یہ ان صفات عالیہ سے متصف ہے۔ فہو صیغۃ مدح و صفۃ لہ۔ اللہ تعالیٰ و رسولہ الاکرم اعلم۔ ملخصا اسرار القرآن الکریم۔

ف۱۱ یہ لام عاقبت ہے یعنی اس امانت کو اٹھانے کا انجام یہ ہوا کہ جن مردوں اور عورتوں نے منافقانہ روش اختیار کی یا جن مردوں اور عورتوں نے کھلم کھلا شرک کیا وہ تو عذاب الٰہی کے مستحق ٹھہرے اور جن مردوں اور عورتوں نے ایمان قبول کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے لطف و کرم کی نگاہ فرمائی اور اس مشکل مرحلہ کو ان کے لیے آسان کر دیا۔ یہاں یتوب اللہ کا معنی توبہ قبول کرنا نہیں بلکہ لطف و کرم سے متوجہ ہونا ہے۔ ای یرجع بالرحمۃ و المغفرۃ و یفیض علیہم مراتب القرب یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت، مغفرت، بخشش اور قرب کے مراتب عالیہ عطا کر کے ان پر نگاہ کرم فرماتا ہے (مظہری)

آیت میں مومنین اور مومنات سے مراد وہ لوگ ہیں جو امانت کو ادا کرتے ہیں اور تجلیات میں مستغرق رہتے ہیں۔ مؤدیات الامانۃ مستغرقین فی التجلیات (مظہری)

ف۱۲ اس کے بندوں سے جو لغزشیں صادر ہوتی ہیں ان کو وہ معاف فرما دیتا ہے اور جو نیکی کا کام ان سے سرزد ہوتا ہے۔

اس کو محض اپنی رحمت کے طفیل منزل تک رسائی کا راستہ بتادیا ہے ورنہ کہاں وہ بارگاہِ ناز اور کہاں یہ پیکرِ عجز و نیاز۔ رب کریم کی انہی دو صفتوں رحمٰن و رحیم کے صدقے سالکِ راہِ محبت ٹھوکریں کھاتا، افتاں و خیزاں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور آخر کار وصالِ حبیب سے شاد کام ہوتا ہے۔

فاطر السموات والارض انت ولیّ فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ اللھم صل علی سیدنا محمد رسولک المرتضیٰ وعبدک المصطفیٰ من الصفوة، [illegible] ومن الشبهات ارکاعا ومن الشهوات [illegible] وعلی آله وصحبه وازواجه [illegible] الی یوم الدین

محمد کرم شاہ

٦ رجب [illegible]ھ ، [illegible] اگست [illegible]ء

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ سبا

نام: اس سورۂ پاک کا نام "سبا" ہے۔ یہ لفظ آیت نمبر ۱۵ میں مذکور ہے۔ اس کی آیتوں کی تعداد چون ہے، آٹھ سو تینتیس کلمات اور ایک ہزار پانچ سو بارہ حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ سورت مکی ہے۔ کسی صحیح روایت سے اس کی تاریخ نزول کا تعین نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کے مضامین سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سورت مکی زندگی کے وسطی زمانہ میں نازل ہوئی جب کہ اسلام کی مخالفت شروع ہو چکی تھی اور وہ محض طعن و تشنیع اور استہزاء سے ہی اس دعوت کو ناکام بنا دینا چاہتے تھے۔ ابھی انہیں اس حقیقت کا پوری طرح احساس نہیں ہوا تھا کہ یہ دعوت ایک ہمہ گیر انقلاب کی دعوت ہے جو ان کے عقائد، رسوم، معاشرتی، سیاسی اور معاشی نظام کو ہی درہم برہم نہ کر دے گی بلکہ اس سے ایران کے درو بام اور روم کی دنیا کو بھی بدل دے گی۔

مضامین: سورت کی ابتدا حمد باری تعالیٰ سے کی جا رہی ہے اور اس کی کبریائی و عظمت کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد وقوع قیامت پر کفار کا جو اعتراض تھا اس کا جواب "بلیٰ و ربی لتاتینکم عالم الغیب" کے زور دار الفاظ سے دیا جا رہا ہے کہ اس رب کی قسم جو عالم الغیب ہے قیامت ضرور آئے گی۔ ساتھ ہی "لیجزی" سے وقوع قیامت کی حکمت بھی بیان کر دی کہ اس کے بغیر عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ نیک لوگوں کو ان کے اعمال حسنہ پر جزا اور بدکاروں کو ان کی سیاہ کاریوں کی سزا اسی کے روز ہی پوری طرح مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور مقبول بندوں کو اس دنیا میں بھی نعمتوں اور احسانات سے سرفراز کرتا ہے اور عزت و شوکت بخشتا ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے ذکر سے اس کا اظہار فرمایا۔ یہ حضرات جاہ و جلال کے باوصف جس طرح اپنا حق بندگی ادا کرتے رہے اور اپنے منعم حقیقی کے شکر گزار بنے رہے اس کا بیان کر کے ان کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دلائی اور یہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے عزتوں اور آسائشوں کے باوجود اطاعت و انقیاد کا طریقہ اپنائے رکھتے ہیں۔ بارگاہ الٰہی میں ان کی یہ سرافگندگی ان کی عظمت کو کم نہیں کرتی بلکہ اسے چار چاند لگا دیتی ہے۔

ان کے ذکر کے ساتھ ہی ایک ایسی بستی کا حال بیان کیا جو خوشحالی کی زندگی بسر کر رہی تھی جس کا آبپاشی کا نظام بڑا ترقی یافتہ تھا۔ ان کا ملک سرسبز و شاداب باغات اور لہلہاتے کھیتوں اور ان میں رواں نہروں کے باعث رشک فردوس بنا ہوا تھا لیکن جب وہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان مضامین کے علاوہ دوسرے کئی حقائق ہیں جو آپ [illegible] کے مطالعہ کے دوران میں [illegible] گے۔

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورت سبا مکی ہے اس کی چون آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور ہر اس چیز کا جو زمین میں ہے اور اسی

الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي

کے لیے ساری تعریفیں ہیں آخرت میں بھی اور وہی ہے بڑا حکمت والا پوری طرح باخبر وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں

الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ

داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے نیز وہ جانتا ہے جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو آسمان کی طرف چڑھتا

---

[1] یعنی کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں ہر چیز کا خالق و رازق اور مالک بھی اللہ تعالیٰ ہے حاکم بھی وہی ہے اور ہر چیز اسی کے فرمان کے سامنے سرافگندہ ہے جو رعنائی اور دلکشی کہیں نظر آتی ہے اسی کے لطف و کرم کا پرتو ہے، جو جمال و کمال کہیں بھی پایا جاتا ہے اسی کے حسن اور اسی کی عطا و نوال ہے۔ اس لیے ہر قسم کی حمد و ثنا کا وہی حق ہے

الذی اسم موصول بدل ہے یا صفت اور محل مجرور ہے یا مبتدا محذوف کی خبر ہے اور مرفوع ہے۔ الحمد للہ ھو الذی [illegible] یعنی فعل یہاں مقدر ہے اور صلہ اس کا مفعول ہے اس لیے منصوب ہے

[2] اس سے یہ بتایا کہ صرف اس جہان فانی کی ہر چیز ہی کا نہیں بلکہ عالم آخرت کی ہر شے کا خالق و مالک بھی وہی ہے۔ وہاں بھی اسی کی حکمرانی ہوگی۔ جو نعمت کسی کو ملے گی اسی کے جود و عطا کا کرشمہ ہوگا۔ اس لیے وہاں بھی ہر قسم کی حمد و توصیف کا سزاوار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہ " خبر کو یہاں مقدم ذکر کر کے اسی امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس دنیا میں تو کئی غلط اندیش اس کے بجائے دوسروں کی حمد کرتے ہیں لیکن قیامت کے دن سارے حجاب اٹھ جائیں گے حقیقت اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ عیاں ہو جائے گی سو وہاں حمد ہوگی تو صرف اسی مالک یوم الدین کی۔

[3] اللہ تعالیٰ کا ہر ارشاد، ہر کام اور اس کی شریعت کا ہر قانون، حکم، قضا و قدر کے سارے فیصلے اسی کی حکمت و دانائی کے آئینہ دار

فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ۝۲ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

(نکلتا) ہے اس سے اور وہی ہمیشہ رحم فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔ اور کفار کہتے ہیں

لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ

ہم پر قیامت نہیں آئے گی آپ فرمائیے ضرور آئے گی مجھے اپنے رب کی قسم جو عالم الغیب ہے وہ تم پر ضرور آئے گی

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَ

نہیں چھپی ہوئی اس سے ذرہ برابر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور

لَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝۳ لِيَجْزِيَ

نہ کوئی چھوٹی چیز ذرہ سے اور نہ کوئی بڑی چیز مگر وہ کتاب مبین میں (درج) ہے قیامت آئے گی تاکہ

ہیں۔ وہ اپنی مخلوق کے حالات اور ضروریات سے پوری طرح باخبر ہے۔

اللہ کی [illegible] کا بیان ہو رہا ہے۔ [illegible] ہوتی ہے بارش کے قطرے [illegible] پانی، [illegible] اور جو [illegible] نکلتی ہے [illegible] اور [illegible] چڑھتی ہے۔ وہ ہر چیز کو تفصیل سے جانتا ہے۔

وہ مجرموں اور نافرمانوں کو فوراً نہیں پکڑ لیتا۔ وہ سالہا سال بغاوت [illegible] کرتے پھرتے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ انہیں سزا نہیں دے سکتا یا یہ لوگ [illegible] اس کے قبضہ سے باہر ہیں۔ بلکہ یہ اس کی شان رحیمی ہے کہ وہ قادر مطلق ہونے کے باوجود انہیں مہلت دیے رہتا ہے اور جب بھی کوئی اپنے کیے پر شرمسار ہو کر توبہ کرتا ہے تو اپنی صفت مغفرت و بخشش کے دامن میں چھپا لیتا ہے۔

کفار وقوع قیامت کے منکر تھے اور اس انکار میں بڑے متشدد اور متعصب تھے وہ بڑے وثوق سے کہا کرتے کہ قیامت نہیں آئے گی۔ اس بے بنیاد دعویٰ کی بڑے [illegible] اور [illegible] طریقہ سے تردید کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ قسم اٹھا کر فرمائیے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ قسم کے الفاظ بھی بڑے موثر اور پرجلال ہیں۔ فرمایا مجھے اپنے پروردگار کی قسم، جو عالم الغیب ہے، قیامت ضرور آئے گی۔ عالم الغیب ربی کی صفت، عطف بیان اور بدل سب بن سکتے ہیں۔ یہاں عالم الغیب کی صفت ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ وہ قیامت کا انکار اس وجہ سے کیا کرتے تھے کہ جب وہ مر جائیں گے اور انہیں مرے ہوئے صدیاں بیت جائیں گی۔ اس طویل مدت میں ان کی ہڈیاں، ان کا گوشت پوست مٹی میں مل کر مٹی ہو جائے گا۔ ہوا کے جھونکے ان ذرات کو کہاں سے کہاں پھینک دیں گے۔ ان منتشر ذرات کو جمع کرنا اور پھر انہیں اسی وجود کے ساتھ زندہ کرنا کسی طرح ممکن نہیں۔ عالم الغیب

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

اللہ تعالیٰ جزا دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے شہ یہی وہ (نیک بخت) ہیں جن کے لیے بخشش اور رزق

كَرِيْمٌ ④ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ

کریم ہے اور جو (بدبخت) کوشش کرتے رہے ہیں کہ ہماری آیتوں کو شکست دیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے

مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ

بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے شہ اور جانتے ہیں وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا کہ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا

فرمایا یہ شبہ دل کو پیدا اس لیے ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی قدرت سے ناواقف ہیں۔ حالانکہ ہمارا علم اتنا وسیع ہے کہ قیامت برپا کرنے کا وقت ہمیں معلوم ہے ہر چیز جانتے ہیں آسمانوں اور زمین میں کوئی ذرہ بھی اس سے مخفی نہیں۔ نہ اس سے چھوٹی نہ بڑی چیز۔ سب کتاب مبین میں محفوظ ہے۔

شہ قیامت برپا کرنے کی حکمت بیان کی جا رہی ہے

شہ یعنی جو لوگ ہماری آیتوں کو غلط ثابت کرنے اور جھٹلانے میں خوب کوشاں رہتے ہیں اور اس طرح وہ ہمیں مغلوب کرنا چاہتے ہیں۔ ای فی ابطال ادلتنا والتکذیب بآیاتنا

معجزین کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی کا مقابلہ کرے اور اس سے آگے بڑھ جائے تو عربی میں کہا جاتا ہے عاجزہ واعجزہ اذا غالبہ وسبقہ (قرطبی)

علامہ راغب اس کے معنی یوں لکھتے ہیں: معجزۃ عاجزہ واعجزہ جعلہ عاجزا یعنی کسی کو عاجز کر دینا۔

علامہ ابن حیان فرماتے ہیں: ای معجزین قدرۃ اللہ تعالیٰ فی زعمہم یعنی ان کے گمان کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو عاجز کر دینا چاہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے یہاں اس کا ترجمہ کر دیا گیا ہے

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہم تو بار بار یہ اعلان کر رہے ہیں کہ قیامت آئے گی۔ ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ان کے اعمال کے بارے میں ان سے باز پرس ہوگی۔ لیکن یہ لوگ ان آیتوں کو جھٹلانے کی کوشش میں ہیں اور اس کے لیے طرح طرح کی بے سروپا حجت بازیاں کرتے ہیں اور ہر طرف سے عقلی و نقلی دلائل کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اپنا ارادہ بدل دیں گے اور قیامت برپا کرنے کا فیصلہ منسوخ کر دیں گے۔ یہ محض ان کی خام خیالیاں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ ہمارا فیصلہ قطعی ہے اور ہماری عزت کا یہ تقاضا ہے کہ قیامت قائم ہو۔ نیکوں کو ان کی نیکی کا اجر ملے۔ ان کی یہ جد و جہد ہمارے اس فیصلہ کو ٹال نہیں سکتی اور وہ ہمیں اس کو عملی جامہ پہنانے سے کبھی باز نہیں رکھ سکتے۔

إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ⑥

ہے آپ کے رب کی طرف سے [illegible] حق ہے [illegible] کا راستہ دکھاتا ہے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا

اور کافروں نے (قیامت) کہا [illegible] کیا ہم تمہیں [illegible] شخص کا پتہ بتائیں [illegible] کہ جب تم مرنے کے بعد

مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ⑦ أَفْتَرَىٰ عَلَى

[illegible] نئے سرے سے پیدا کیے جاؤ گے؟ [illegible]

اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي

[illegible] بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ [illegible]

الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ⑧ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

[illegible] کیا [illegible] نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] روح المعانی

[illegible]

[illegible]

وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ

اور پیچھے سے آسمان اور زمین سے گھیر رکھا ہے اگر ہم چاہیں تو دھنسا دیں انہیں

الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

زمین میں یا گرا دیں ان پر چند ٹکڑے آسمان سے درحقیقت اس میں کھلی نشانی ہے

لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ⑨ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا

ہر اس بندے کے لیے جو (اللہ) کی طرف رجوع کرنے والا ہے اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنی جناب سے بڑی فضیلت بخشی تھی

نقل و تمسخر کرتے ہیں اور [illegible] کی [illegible] اس پر اعتراض بھی کرتے ہیں [illegible] بھی سمجھتے ہیں [illegible]

[illegible] جنة والضلال البعيد [illegible] ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے [illegible] کا رد فرماتا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲ چاروں طرف سے تم [illegible] بھاگ نکلنے کا کوئی رستہ نہیں [illegible] ہے کہ تمہیں زمین میں نگل جائے یا آسمان کا کوئی ٹکڑا [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ رحمان و رحیم ہے [illegible] مہلت [illegible]

[illegible]

۱۳ یہی ہم اپنی [illegible] کے [illegible] مظاہر [illegible] ہیں اس میں ہر عبد منیب کے لیے ہماری عظمت و کبریائی کی بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ منیب [illegible] راجع [illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا۔

۱۴ اب چند ان برگزیدہ بندوں کا ذکر کیا جا رہا ہے [illegible] سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام پر اپنی نوازشات اور عنایات کا ذکر فرمایا [illegible] فضل فرمایا [illegible] سے نکال کر تاج و تخت کا مالک بنا دیا [illegible] ان کی عظمت کے سامنے سرجھکا دیا [illegible]

يٰجِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۚ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۙ أَنِ اعْمَلْ

[illegible] تسبیح [illegible] ساتھ [illegible]

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ

[illegible] جو کچھ تم کرتے ہو

نبوت، حسن صورت، جمال قرأت [illegible] ان میں سے چند کا یہاں خصوصی طور پر بیان کر دیا

۱۳؎ پہاڑوں کو حکم ملا کہ جب میرا محبوب [illegible] میری تسبیح میں مشغول ہو [illegible] کے ساتھ مل کر میری پاکی بیان کرو [illegible] تسبیح و تہلیل [illegible] آپ کو خوش آوازی [illegible] جب آپ [illegible] پرندے [illegible] محو ہو جاتے اور آپ کے ساتھ مل [illegible]

ذات کا [illegible]

۱۴؎ [illegible] ان کا ہاتھ لگتے ہی وہ موم کی طرح [illegible] ہو جاتا اور جس طرح چاہتے اس کو اس شکل میں ڈھال دیتے۔ [illegible] مختلف قالبوں میں ڈھال [illegible] ہو جاتے [illegible]

ان آیات میں [illegible] کی کوشش کریں

بَصِيرٌ ⑪ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ

[illegible]

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

[illegible]

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

[illegible]

السَّعِيْرِ ⑫ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ

[illegible]

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ

میرے بندوں میں سے بہت کم شکرگزار ہیں ۱۳ پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کر دیا [illegible] جنات کو ان کی

مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

موت کا [illegible] زمین کے کیڑے [illegible] آپ کے عصا کو [illegible] ۱۴ پھر جب آپ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۲ [illegible]

۲۳ اللہ تعالیٰ کے [illegible]

۲۴ جنات غیب دانی کا دعویٰ کیا کرتے تھے [illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس وقت موت نے آلیا جب وہ عصا پر ٹیک لگائے مصروف عبادت تھے [illegible] آپ کا جسم مبارک [illegible] جنات [illegible] اسی طرح پورا سال گزر گیا [illegible] عصا کو کھانا شروع کر دیا [illegible] تب جنات کو پتہ چلا [illegible]

الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ

جنوں پر بات عیاں ہو گئی کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو اتنا عرصہ نہ رہتے اس رسوا کن

الْمُهِينِ ﴿١٤﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ

عذاب میں یقیناً قوم سبا کے لیے ان کے مسکن ہی میں بڑی نشانی موجود تھی وہ دو باغ تھے ایک دائیں

يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ

طرف اور دوسرا بائیں طرف ۲۱ کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو ۲۲ اتنا پاکیزہ

[illegible] سے [illegible] وقت [illegible] جب [illegible] ان کے عصا کی [illegible] تو [illegible] اگر [illegible] [illegible] غیب [illegible] کے [illegible] کا [illegible] [illegible] ... دابۃ الارض دیمک [illegible] [illegible] اس سے [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] تھے وہ [illegible] تھے اگر [illegible] غیب کا [illegible] [illegible] اس [illegible] [illegible] کہ جنات کو غیب کا [illegible]۔

جنات کے دور دراز ممالک میں [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible]

۲۲ حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] کسی صحابی نے [illegible] دریافت کیا [illegible] سبا کسی مرد کا نام ہے، کسی عورت کا نام ہے یا کسی وادی کا۔ حضور نے فرمایا بل هو رجل ولد له عشرة فتيامن منهم ستة وتشاءم منهم اربعة۔ یہ ایک آدمی کا نام ہے۔ اس کے دس بیٹے تھے جن میں سے چھ یمن میں جا کر آباد ہوئے اور چار شام میں آکر آباد ہوئے۔ صاحب لسان العرب نے اس کا نسب نامہ یوں لکھا ہے: سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔ علامہ ابن کثیر نے علماء نسب کے [illegible] کی تصریح کی ہے [illegible] کہ اس کا نام عبد شمس تھا اور سبا اس کا لقب تھا کیونکہ [illegible] جنگ میں سب سے پہلے قید کر [illegible]

طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُورٌ ﴿١٥﴾ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

شہر اور ایسا رب غفور [illegible] پس انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر [illegible] سیلاب بھیج دیا

[illegible] لسان العرب

اس کا واقعہ یہ ہے کہ یمن کا اکثر حصہ کوہستانی ہے یہاں کوئی دریا نہیں تھا۔ برسات کے موسم میں بارش کا پانی [illegible] اور اس سے کہیں کھیتی باڑی نہ کی جا سکتی۔ [illegible] کے قریب ایک وادی میں بڑا زبردست بند تعمیر کیا۔ کہتے ہیں یہ بند [illegible] ایک بہت بڑا [illegible] تالاب تھا [illegible] کا سارا پانی [illegible] سال بھر کی ضرورتوں کے لیے کافی ہوتا۔

[illegible]

[illegible] یہ سال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ

[illegible]

مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ

[illegible]

[illegible]

إِلَّا الْكَفُورَ ﴿١٧﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا

[illegible]

قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آمِنِينَ ⑱ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ

کے وقت امن وامان سے [illegible]

فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

[illegible]

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ⑲ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم

سو وہ سب اس کی تابعداری کرنے لگے بجز مومنوں کے ایک گروہ کے جو حق پر قائم رہا ۔ اور شیطان کا ان پر تسلط [illegible] کر ان پر ایسا قابو

مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا

کر دے جس میں شبہ ہو مگر سب کچھ اس لیے ہوا کہ ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ کون آخرت پر یقین رکھتا ہے اور کون اس کے

فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

متعلق شک میں مبتلا ہے اور تیرا رب (اے حبیب) ہر چیز پر نگہبان ہے آپ فرما دیجیے اے مشرکو! پکارو انہیں

[illegible] ولقد صدق علیهم ابلیس ظنه [illegible] یعنی پہلے ابلیس کا یہ غالب گمان تھا کہ وہ انہیں گمراہ کر سکے گا جب [illegible] کے شکار ہو گئے اور بیشتر لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کر لی تو اس کے گمان کی تصدیق ہو گئی ۔ وقال مجاهد ظن ظنا فکان کما ظن فصدق ظنه [illegible] کہ اس نے یہ گمان کیا تھا اور وہ گمان پورا ہو گیا تو اس طرح اس کے گمان کی تصدیق ہو گئی ۔

ﷺ یعنی شیطان کے پاس ایسی کوئی قوت نہیں تھی جس کے ذریعے وہ [illegible] اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے خلاف اس کے پیچھے چلنے پر مجبور ہو جاتے [illegible] اور صداقت کے [illegible] اس سے [illegible] اس کے [illegible] اور یہ صاحبان عقل و بصیرت [illegible] اپنے خالق کو بھی بھلا دیا اور اپنے نفس [illegible] کی [illegible] ۔

ﷺ یہ [illegible] اور [illegible] کے لیے استعمال ہوتا ہے [illegible] کی تحقیق کی مناسبت پر گزر چکا ہے [illegible] کہ مستقبل [illegible] کے سوال کے متعلق ہوتا ہے یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ [illegible] ہو کہ [illegible] پیدا ہونے سے پہلے اسے حاصل ہے [illegible] تب علم کا اطلاق [illegible] کیا جاتا ہے یہاں علم سے مراد علم ہے ۔ یرید علم الشهادة الذی یقع به الثواب والعقاب (قرطبی)

لیکن علم الٰہی کے بارے میں جو تحقیق [illegible] ہے اہل حق کے نزدیک وہی اول الثبوت ہے جس کا خلاصہ چند سطور میں پیش خدمت ہے :

فرماتے ہیں [illegible] سب حادث ہیں اور ان تمام کے

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود گمان کرتے ہو۔ وہ تو ذرہ برابر کے بھی مالک نہیں ہیں نہ آسمانوں میں

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ

اور نہ زمین میں اور نہ ان کا زمین و آسمان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی

مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى

مددگار ہے اور نہ نفع دے گی سفارش اس کے ہاں مگر جس کے لیے اجازت دی ہو [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کا علم قدیم [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا خالق ہے [illegible] [illegible] عزیز اور حکیم ہے [illegible]

۲۲ زعمتم کا مفعول ثانی محذوف ہے [illegible] یعنی جن کو تم اپنا خدا یقین کرتے ہو انہیں پکارو [illegible] زمین و آسمان میں سے کسی ذرہ کے بھی مالک نہیں [illegible] اور نہ ان کی شرکت میں حصہ ہے [illegible] آسمان میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں، ای ادعوا الذین زعمتم انهم الالهة (قرطبی) یعنی انہیں پکارو جنہیں تم خدا خیال کرتے ہو۔ علامہ ابن حیان لکھتے ہیں، زعمتموهم الالهة من دونه [illegible] جنہیں تم اللہ کے سوا خدا سمجھتے ہو۔ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خدا اور معبود مانتے تھے تقریباً سب مفسرین نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے

۲۳ [illegible] زمین و آسمان کی کسی چیز پر اختیار نہیں اور نہ کسی چیز کے مالک ہیں [illegible] قیامت کے روز ہماری شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت کے باعث ہم نجات پا جائیں گے ان کے اس گمان کا ابطال کیا جا رہا ہے کہ ان کا یہ خیال [illegible] قیامت کے دن ایسا نہیں ہو گا کہ جس کا جی چاہے شفاعت کرنے کے لیے کھڑا ہو جائے بلکہ شفاعت کے لیے صرف وہی لب کشائی کرے گا جس کو درگاہ الٰہی سے شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی اور صرف انہی لوگوں کے لیے وہ شفاعت کرے گا جن کی شفاعت کرنے کا اسے اذن ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول بندوں کو شفاعت کرنے کی اجازت ہو گی۔ وہ انبیاء و اولیاء ہوں گے اور انہیں صرف ان گنہگاروں کے لیے سفارش کرنے کا اذن ملے گا جو ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ [illegible] تو انہیں [illegible] سفارش کرنے کی اللہ تعالیٰ

حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ

حتّٰی کہ جب دور کر دی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دلوں سے تو پوچھتے ہیں کیا ارشاد فرمایا تمہارے رب نے وہ کہتے ہیں حق فرمایا ہے اور

الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۝ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ

وہی بزرگ شان والا سب سے بڑا ہے آپ دریافت فرمائیے کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمانوں اور زمین سے خود ہی فرمائیے

اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰی هُدًی اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قُلْ

اللہ اور ہم یا تم دونوں میں سے ایک ہدایت پر ہے اور دوسرا کھلی گمراہی میں ہے فرمائیے

نے اجازت ہی نہیں دی۔ ان کی کیا مجال ہے کہ وہ شفاعت کر سکیں۔ نیز وہ بھی ان بدبختوں کی جنہوں نے ساری عمر کفر و شرک میں بسر کر دی اور آخر دم تک ایمان نہ لائے۔

فُزِّعَ کا معنی ہے جب دل سے گھبراہٹ اور پریشانی دور ہو جائے گی۔ قال ابن عباس خُلّی عن قلوبهم الفزع۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جنہیں اذن شفاعت ملے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ان کے دل گھبرا رہے ہوں گے کہ دیکھیں ان کے ساتھ آج کیا سلوک کیا جاتا ہے اور جب اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے انہیں اذن شفاعت بخشے گا اور یہ خوف و ہراس دور ہو گا۔ اس وقت وہ ایک دوسرے سے اطمینان کے لیے پوچھیں گے کہ پروردگار نے کیا فرمایا۔ دوسرے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ بات فرمائی ہے جو عین حق ہے یعنی اس نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اہل ایمان گنہگاروں کی شفاعت کرو۔ واقعی اس کی شان سب سے اعلیٰ و ارفع ہے اور وہ بہت بڑا ہے۔

کفار کو لاجواب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان سے پوچھئے کہ تمہیں رزق کون پہنچاتا ہے۔ کون ہے جو بادلوں کے جھنڈ بھیجتا ہے جو کھیتوں پر بارش برساتا ہے اور تمہارے کھیتوں پر برساتا ہے۔ کس کے حکم سے ہر چیز کی مناسب نشوونما ہوتی ہے اور کون ہے جو یہ تمام انتظامات حسن و خوبی سے انجام دے رہا ہے تمہارے کھانے کے لیے ہر طرح کی اجناس، میوے اور پھل پیدا کرتا ہے۔ کفار کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ وہ اگر یہ کہتے کہ ان کے بت یہ سب کچھ کرتے ہیں تو یہ صریح جھوٹ تھا اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو پھر شرک سے چمٹے رہنے کے لیے ان کے پاس کوئی وجہ جواز باقی نہ رہتی۔ اس لیے خود ہی حکم دیا قُلِ اللّٰہُ اے محبوب! یہ اس سوال کا جواب نہیں دیں گے آپ خود بتا دیجئے اللہ تعالیٰ۔

ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہیں اور تم شرک میں مبتلا ہو۔ ہم دونوں تو راہ راست پر نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اگر ہم راہ راست پر ہیں تو تم گمراہ ہو اور اگر تم راہ راست پر گامزن ہو تو ہم بھٹکے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ توحید کے ماننے والے اور شرک کرنے والے

لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۲۵ قُلْ يَجْمَعُ

تم سے باز پرس نہیں ہوگی ان جرموں کی جو ہم نے کیے اور نہ ہم سے باز پرس ہوگی ان کی جو تم کرتے ہو ۲۵ فرمائیے جمع کرے گا ہم سب کو ہمارا رب

بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝۲۶ قُلْ

پھر وہ فیصلہ کرے گا ہمارے درمیان حق و انصاف کے ساتھ اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے ۲۶ فرمائیے

اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۷

مجھے بھی دکھاؤ تو وہ جنہیں تم نے شریک بنا کر اس کے ساتھ ملا دیا ہے ہرگز ایسا نہیں بلکہ وہی اللہ ہے جو زبردست بڑا دانا ہے ۲۷

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر لیکن اکثر لوگ

اور وہ حق پر چلے ہوئے ہیں۔ اب تم خود ہی فیصلہ کرو کہ حق پر کون ہے۔ عقل اور دلائل کس کی تائید کرتے ہیں۔ حق پر ہم ہیں یا کسی اور کے حق میں ہے۔ [illegible] تمہاری [illegible] شامل ہے

۴۵ ہر شخص اپنے جرموں کا جواب دہ خود ہے۔ اب وقت ہے کہ ہر کوئی اپنا محاسبہ کرے اور اگر اس حقیقت کو سمجھ لے تو بہتر ورنہ [illegible] پچھتانا پڑے گا

۴۶ اللہ تعالیٰ ہم سب کو میدان حشر میں جمع کرے گا اور ہمارے جھگڑے کا دو ٹوک فیصلہ فرمائے گا۔ اس سے بہتر اور کون فیصلہ کر سکتا ہے [illegible] جس کا علم [illegible] یفتح ای یحکم ویفصل (مظہری)۔

۴۷ مجھے دکھاؤ وہ کون ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے شریک بنا کر تم پوجا کرتے ہو۔ "ارونی" کا پہلا مفعول ضمیر متکلم ہے، دوسرا مفعول "الذین الحقتم بہ" اور تیسرا مفعول "شرکاء" ہے۔

۴۸ اس آیت کی تفسیر اس حدیث پاک سے ہوتی ہے جو حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔

"عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم قال فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ"

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی ہے۔ مجھے ایسے جامع کلمات عطا فرمائے جن میں تھوڑے الفاظ میں کثیر معانی کو بیان کر دیا۔ اور رعب سے میری مدد کی۔ میرے لیے غنیمت حلال کی

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

نہیں جانتے۔ اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ بتاؤ اگر تم

صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً

سچے ہو۔ فرمائیے مقرر ہے تمہارے لیے وعدہ کا دن مقرر ہے۔ نہ تم اس سے ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکو گے

وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ

اور نہ ایک لمحہ آگے بڑھ سکو گے۔ اور کفار کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس قرآن پر ؎

وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ

اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔ کاش تم دیکھو وہ منظر جب یہ ظالم کھڑے کیے جائیں گے

عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ

اپنے رب کے روبرو اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے کہیں گے وہ لوگ جو دبا لیے گئے

گویا میرے لیے تمام روئے زمین مسجد قرار دی گئی اور طہارت کا ذریعہ بنایا اور مجھے تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر تمام نبیوں کے آخر میں بھیج کر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا۔

؎ كَافَّةً کے مفہوم اور ترکیب کے بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں۔ زجاج کے نزدیک کافۃ کا معنی جامع ہے۔ قال الزجاج ای وما ارسلناک الا جامعا للناس بالانذار والابلاغ۔ بعض کے نزدیک یہ کفّ کا اسم فاعل ہے جس کا معنی روکنا ہے اور "تا" مبالغہ کے لیے ہے یعنی ہم نے آپ کو اس لیے بھیجا ہے کہ آپ سب لوگوں کو معاصی سے روکیں۔ معناه کافا للناس تکفهم عما هم فیه من الکفر اور آخرت میں آپ انہیں دوزخ میں گرنے سے روکیں گے۔ اس کی ترکیب میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے اسے مصدر محذوف کی صفت بنایا ہے۔ اس تقدیر پر عبارت یوں ہوگی۔ وما ارسلناک الا رسالة کافة یعنی جامعة [illegible] اور بعض نے ارسلناک کی ضمیر خطاب کا حال بنایا ہے اور للناس جار مجرور اس کے ساتھ متعلق ہے اور بعض نے اسے للناس کا حال بنایا ہے مگر یہ ترکیب جمہور نحاۃ کے نزدیک درست نہیں لیکن یہاں اہتمام کی وجہ سے تقدیم جائز ہے۔ وکافة حال من الناس قدم علیه للاهتمام [illegible]

؎ یہ کفار بڑے تکبر و غرور سے قرآن پر ایمان لانے سے انکار کر رہے تھے [illegible]

اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ

کمزور سمجھے جاتے تھے ان سے جو بڑے بنا کرتے تھے ۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایماندار ہوتے ۔ جواب دیں گے

الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ

متکبر ان کمزوروں کو کیا ہم نے تمہیں روکا تھا

الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

ہدایت قبول کرنے سے جب وہ آ چکی تمہارے پاس (نہیں) بلکہ تم خود ہی مجرم تھے ۔ کہیں گے وہ

اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا

کمزور لوگ ان مغروروں سے [illegible] بلکہ تمہاری شب و روز کی مکاری نے (روکا) جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے

أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا

کہ ہم اللہ تعالیٰ سے انکار کر دیں اور ٹھہرائیں اس کا ہمسر [illegible] اور دل ہی دل میں پچھتائیں گے جب دیکھیں گے

جب قیامت کے دن انہیں قبروں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کیا جائے گا اس وقت ان کی حالت بدلی ہوگی، سارا غرور [illegible] ندامت سے ہونٹ کاٹ رہے ہوں گے جب عذاب الٰہی کے بھڑکتے ہوئے شعلے دیکھیں گے تو آپس میں [illegible] کر دیں گے۔ اس آیت کا مفہوم واضح ہے

ف اس کی ترکیب [illegible] ہے کہ کمزور اور ضعیف لوگ کہیں گے کہ اے سردارو! [illegible] اسلام کے خلاف سازشیں کرتے تھے کبھی قرآن کی کسی آیت پر اعتراض کرتے کبھی حامل قرآن پر پھبتیاں کستے کبھی مسلمانوں کی خستہ حالی کا مذاق اڑاتے اور ہمیں [illegible] اس سے مطمئن ہو [illegible] ضرورت نہیں آنکھیں بند کیے ہمارے پیچھے چلے آؤ [illegible] ہم نے اس مسئلہ پر بڑی سنجیدگی سے غور کیا ہے [illegible] پوری پوری تحقیق کی ہے [illegible] سے روکنے کے لیے تم شب و روز [illegible] ہر وقت اسی قسم کی گفتگو [illegible]

الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلٰلَ فِيْٓ أَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ يُجْزَوْنَ

[illegible]

إِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ إِلَّا

[illegible]

قَالَ مُتْرَفُوْهَآ إِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ

[illegible]

أَمْوَالًا وَّأَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٣٥﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَ

رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے [illegible] لیکن اکثر لوگ [illegible] نہیں جانتے ٹ اور

مَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ

یاد رکھو تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں ہیں جو تمہیں ہمارا قرب بخشتی ہوں۔ مگر جو ایمان لایا اور

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ

نیک عمل کرتا رہا [illegible] یہی لوگ ہیں جن کے لیے دوگنا صلہ ہے ان کے عملوں کا اور

هُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

وہ بالا خانوں میں امن و امان سے رہیں گے ٹ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو [illegible]

[illegible]

ٹ [illegible]

ٹ [illegible]

[illegible] حقیقت [illegible]

ٹ یہ نہ سمجھو کہ اگر تمہارے پاس مال کی کثرت ہو گی اور اولاد کی تعداد زیادہ ہو گی تو تم خدا کے مقرب بن جاؤ گے۔ یہاں قرب [illegible] اسے بخشا جاتا ہے جس کے دل میں ایمان کا جوہر ہو [illegible] حسن عمل سے اللہ تعالیٰ کی [illegible]

ٹ یعنی [illegible]

[illegible] اس کی تشریح پہلے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو اسی سورہ کی آیت ۵

أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿۳۸﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ

وہی لوگ عذاب میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے ۵۳ آپ فرما دیجئے بے شک میرا رب کشادہ کر دیتا ہے رزق

لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ

جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ اور جو چیز تم خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ

فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

اور دے دیتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے اور جس روز وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر

يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿۴۰﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ

فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری پوجا کیا کرتے تھے۔ ۵۴ فرشتے عرض کریں گے تو پاک ہے

أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم

تو ہی ہمارا مالک ہے نہ کہ ان سے کوئی واسطہ بلکہ یہ تو جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر

بِهِم مُّؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَلَا

ان پر ایمان رکھتے تھے۔ پس آج تم میں سے کوئی کسی دوسرے کو، نہ نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ

۵۳ ان بدبختوں کو عذاب الٰہی میں جھونک دیا جائے گا۔ وہ ادھر ادھر کہیں بھاگ نہ سکیں گے

۵۴ عرب مشرک قبائل فرشتوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ قیامت کے دن انہیں شرمندہ کرنے کے لیے فرشتوں سے پوچھا جائے گا اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون۔ اے ملائکہ! یہ جو تمہارے پجاری ہیں کیا یہ تمہیں خوب پوجتے ہوں گے اور ان سے تمہارے بڑے گہرے مراسم ہوں گے۔ فرشتے کہیں گے اے ہمارے مالک! اے معبود برحق! تو ہر قسم کے شرک سے منزہ ہے۔ ہماری ہر عبادت بھی تیرے لیے، ہماری دوستی بھی تیرے ساتھ۔ تو ہی ہمارا آقا اور تو ہی ہمارا مالک۔ ان سے ہمارا تعلق کوئی نہیں۔ "ای انت ربنا الذی نتولاہ ونطیعہ ونعبدہ ونخلص فی العبادۃ" (قرطبی)۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ای انت الذی نوالیہ من دونہم لا موالاۃ بیننا وبینہم (روح المعانی)۔ یہ تو شیطانوں اور ان کے وسوسوں کی پوجا کرتے تھے جنہیں یہ فرشتہ سمجھتے تھے۔

ضَرًّا ۗ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنتُم بِهَا

نقصان کا اور ہم کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا تھا کہ چکھو آتش کا عذاب جس کو تم

تُكَذِّبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا

جھٹلایا کرتے تھے ۴۲ اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انہیں ہماری آیتیں صاف صاف تو وہ کہتے ہیں نہیں ہے یہ

رَجُلٌ يُرِيدُ أَن يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا

یہ شخص جس کا ارادہ ہے کہ روک دے تمہیں ان (معبودوں) سے جن کی عبادت تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے اور کہتے ہیں نہیں ہے یہ

إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ

مگر جھوٹ گھڑا ہوا اور کہتے ہیں کافر حق کے بارے میں جب وہ ان کے پاس آیا کہ نہیں ہے

هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٣﴾ وَمَا آتَيْنَاهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ۖ وَمَا

یہ مگر جادو کھلا ہوا ۴۳ اور نہیں دی ہم نے انہیں کوئی کتابیں جن کا وہ مطالعہ کرتے ہوں اور نہ

أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ ﴿٤٤﴾ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

ہی ہم نے بھیجا ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا ۴۴ اور جھٹلایا تھا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے ۴۵

۴۲ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے تھے اور ان کو اپنا معبود تسلیم کرتے تھے قیامت کے دن وہ ایک تنکا کے برابر بھی نفع یا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ بلکہ ان معبودوں کے متعلق انہیں جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ تاکہ وہ اپنے کرتوت کی سزا چکھیں۔

۴۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کے متعلق ان کے بے سروپا الزامات کا ذکر ہو رہا ہے یعنی قرآن کی [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] کہتے ہیں کہ یہ جادو کا [illegible] ہے۔ انہیں معجزات دکھائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ تو جادو ہے۔ [illegible] کے [illegible] [illegible] ہیں۔

۴۴ ان کی جہالت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

۴۵ ان سے پہلے بھی بہت سے انبیاء تشریف لائے جنہوں نے انہیں حق کی دعوت دی [illegible] [illegible]

وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٥﴾

[illegible]

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۖ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ

[illegible]

تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ

[illegible]

[illegible]

يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ

سخت عذاب کے آنے سے پہلے فرمائیے [illegible] جو معاوضہ میں نے تم سے طلب کیا ہو وہ تم اپنے پاس رکھو

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ

[illegible] کا اجر تو [illegible] اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے ف۴۷ فرمائیے

إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا

بیشک میرا رب باطل پر حق کی ضرب لگاتا ہے وہ سب غیبوں کو جاننے والا ہے ف۴۸ اے محبوب! اعلان کر دیجئے حق آگیا

يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ إِن ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ

اور باطل کی [illegible] ہو گیا فرمائیے [illegible] اگر میں بہک گیا [illegible]

صادق اور امین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ [illegible] کون سی تبدیلی آگئی ہے کہ تم نے ان کے بارے میں اپنی رائے [illegible] [illegible] کیا ان سے [illegible] خیال کرو۔ لیکن [illegible] تعصب اور عناد [illegible] تو تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اللہ کا محبوب نہ مجنون ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ف۴۷ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم کو حکم دیتے ہیں کہ آپ انہیں فرمائیے کہ اگر میں نے کبھی تم سے کوئی معاوضہ طلب کیا ہو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اے علیم و خبیر رب پر ایمان رکھنے والے [illegible]

ف۴۸ آپ فرمائیے میرا رب وہ جبار و قہار ہے کہ باطل کی طاغوتی قوتوں پر حق کا [illegible] ہے اور انہیں ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیتا

عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ

میری جان پر ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ سب اس وحی کے باعث ہے جو میرا رب میری طرف بھیجتا ہے بیشک وہ سب کچھ سننے

قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ

والا قریب ہے کاش آپ دیکھیں جب یہ گھبرائے ہوئے ہوں گے پس بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور قریب ہی سے پکڑ لیے

قَرِيبٍ ﴿٥١﴾ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ

جائیں گے ف اس وقت کہیں گے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں ف لیکن اب کیسے وہ پا سکتے ہیں ایمان کو اتنی

بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِن قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِن

دور جگہ سے ف حالانکہ وہ کفر کرتے رہے ہیں اس سے اس سے پہلے ف اور تیر تکے چلاتے رہے بن دیکھے [illegible]

ہے۔ میری [illegible] (مظہری)

ف آپ اعلان کر دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل کے مٹ جانے کو ما یبدی الباطل وما یعید سے تعبیر کیا گیا ہے۔ عربی محاورہ میں جب کسی چیز کی ہلاکت اور بربادی کا ذکر کرنا ہو تو اس طرح کہتے ہیں۔ لا یبدی ولا یعید، [illegible] لا یبدی ولا یعید [illegible]، کیونکہ جو ہلاک ہو جائے نہ وہ کوئی نیا کام شروع کر سکتا ہے اور نہ کسی کام کا اعادہ کر سکتا ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص بے بس اور کمزور ہو جائے اس وقت کہتے ہیں فلان ما یبدی وما یعید [illegible] یہی معنی ہیں۔ یہاں اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے [illegible] اسلام کو طاقت و غلبہ نصیب ہو گیا اور باطل کے مقدر میں ذلت و رسوائی لکھ دی گئی۔ اب یہ اسلام [illegible] اور مسلمانوں کو کچھ [illegible]

ف اب تو یہ بڑی ڈینگیں مار رہے ہیں۔ ذرا اس منظر کا تصور کیجئے جب روز حشر انہیں پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ اس وقت ان کے ہوش اڑے ہوں گے۔ یہ بھاگنے کی کوشش کریں گے کہ کہیں دور چلے جائیں اور روپوش ہو جائیں لیکن وہاں بھاگ کر کہیں جا سکیں گے۔ اسی وقت فرشتے انہیں قریب سے پکڑ کر گھسیٹ لیں گے۔ اخذوا من مکان قریب میں ایک خاص لطف ہے۔ وہ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ابھی انہیں کوئی دیکھ نہیں رہا [illegible] کسی کو خبر نہیں ہوگی کہ کہاں ہیں اور کدھر غائب ہو گئے ہیں۔ اسی وقت ان کے قریب ہی چھپنے والے اچانک دبوچ لیں گے اور [illegible] ایک [illegible]

ف اس وقت چلانے لگیں گے ہم تو اس نبی کریم پر دل و جان سے ایمان لاتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول اور

مَكَانٍۭ بَعِيدٍ ۚ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ

کر سکتے ۔ [illegible] اور رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی ان کے درمیان اور ان چیزوں کے درمیان جن کی وہ

ہادی برحق ہیں۔

لے کفار اب ایمان لانا چاہتے ہیں اور توبہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب وہ وقت بیت گیا۔ اب وہ گھڑیاں ، درست دور جا چکی ہیں کہ کھو گئیں۔ وہ دور دراز جب تھے تمہیں نے جب انہیں حق کی طرف بلانے والا ان کے پاس آکر دعوت دیتا تھا جب سعادت دارین ان کے دروازوں پر دستک دیا کرتی تھی ۔ جس حسرت سے اس وقت ان کو حق سے عناد و ضد آج قیامت کے دن وہ چاہتے ہیں کہ ہدایت کا نور انہیں مل جائے ۔ ان کی یہ تمنا پوری ہو جائے "بالکل ہی محال"

ے تناوش کا معنی پکڑنے ہوئے حاصل ہو جائیں گے ۔ والتناوش التناول [illegible] یوں وش من مکان بعید یعنی انی لھم تناول الایمان و التوبۃ وقد کفروا بہ فی الدنیا ۔ یہی تناوش کا معنی کسی نے کیا اور قرآن کے اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن وہ ایمان کس طرح پا سکتے ہیں جب کہ دنیا میں وہ اس کا انکار کرتے رہے قرآن کریم میں ان حقائق سے اس لیے آگاہ کیا گیا کہ جو لوگ ابھی زندہ ہیں ان کے لیے عبرت ہو یہی مقصود ہے آگاہ کرنا اور ہمیں تنبیہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

لے یعنی آج ایمان لانے کا کیا فائدہ۔ دنیا میں تو وہ ہمارے رسول کے ساتھ کفر کرتے رہے اور ان کی دل آزاری میں مشغول رہے۔ یہ رسول مکرم کے کمالات کا انکار کرنے کے سوا ان کا کوئی مشغلہ ہی نہ تھا۔

لے جب کوئی شخص بے سوچے باتیں کرتا ہے اور بے سر و پا باتیں کرتا ہے تو عرب کہتے ہیں: یقذف بالغیب ۔ العرب تقول لکل من تکلم بما لا یعلمہ : ھو یقذف ویرجم بالغیب ۔ (قرطبی)

کفار کا بھی یہی حال ہے۔ بغیر کسی عقل و دلیل کے چند غیر معقول باتیں کرتے ہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے ہیں، کبھی قرآن کریم کی حقانیت میں شک کرتے ہیں، کبھی قیامت کے عقیدہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ "من مکان بعید" کہہ کر ان کی بیہودہ گوئی کی مذمت کر دی کہ ایک تو اندھیرے میں تیر چلا رہے ہیں دوسرا نشانہ سے بہت دور کھڑے ہو کر چلا رہے ہیں، ایسے تیر چلانے والا کا تیر بھی نشانہ پر لگ سکتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ اس آیت میں بھی [illegible] اس کو بیان کیا گیا ہے۔

لے اس آیت میں بھی قیامت کے دن جو ان کا حال ہو گا اس کو بیان کیا جا رہا ہے

یعنی اس وقت ان کی بڑی خواہش ہو گی کہ ان کا ایمان قبول کر لیا جائے اور انہیں عذاب سے نجات مل جائے لیکن آج وہ اپنی اس آرزو کو پورا نہ کر سکیں گے۔ ان کے درمیان اور ان کی آرزو کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی گئی ہے جس کو عبور کرنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ آج یہ لوگ بھی کف افسوس ملتے ہوئے ندامت کا اظہار کریں گے اور اپنی قسمت کو کوستے ہوئے دوزخ میں دھکیل دیئے جائیں گے۔

بِأَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ ﴿٥٤﴾ ع ۱۲

اس سے پہلے جو ان کے ہم مشرب لوگوں کے ساتھ کیا گیا۔ بیشک وہ بھی شک میں مبتلا تھے جو دوسروں کو بھی شک میں ڈالنے والا تھا

اشیاع: جمع الجمع ہے شیع کی۔ اور شیع جمع ہے شیعہ کی۔ یعنی ان کے ہم عقیدہ دوسرے کفار کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا تھا۔

مریب: باب افعال کا اسم فاعل ہے۔ اس کا معنی ہے دوسرے کو شک میں ڈالنا۔

أَرَبْتُ الرجلَ: جعلتُ فيه ريبةً، ورِبْتُه، أوصلتُ إليه الريبةَ۔ لسان العرب۔

یعنی وہ خود بہت شک میں تھے۔ نیز ان کا شک دوسرے لوگوں کو بھی لگ جاتا تھا وہ ان کے وحشت ناک شکوک میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔ یعنی ان کا شک اتنا سنگین قسم کا تھا کہ وہ دوسروں کو بھی لے ڈوبا اور ان کے یقین کا بیڑا بھی غرق کر گیا۔

إياك نعبد وإياك نستعين۔ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔ آمين ثم آمين

وصلى الله تعالى على حبيبه الكريم ورسوله الرؤوف الرحيم وعلى آله وصحبه وبارك وسلم۔

قد تمت ترجمة ثلاث من هذه السور بتوفيقات الواحد الأحد عزوجل بعونه ونصرته الرحيم۔ أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله

لا زالت كلمة الله هي العليا

وكلمة الذين كفروا السفلى

اللهم ارفع ذكره وعظم شأنه ربي بمحمده واستعملنا في سنته وحبه واحشرنا يوم القيامة تحت لوائه يا رب كريم جواد وهاب۔

محمد کرم شاہ

بخیر تمام

وقت العصر
یوم الثلاثاء ۱۱ رجب ۱۳۹۱ھ
۳۱ اگسطس ۱۹۷۱ء
سنگھال

وقت الضحى۔ يوم السبت
۱۵ رجب ۹۳ھ ۲۰ اگسطس ۱۹۷۳ء
بیرون سرحد

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۂ فاطر

نام: یہ سورت دو ناموں سے موسوم ہے۔ فاطر اور ملائکہ۔ یہ دونوں لفظ پہلی آیت میں مذکور ہیں۔ اس کی آیتوں کی تعداد پینتالیس ہے۔ اس میں نو سو ستر کلمات اور تین ہزار ایک سو تیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ مضامین میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ سورۂ سبا اور فاطر کا زمانۂ نزول قریب قریب ہے۔

مضامین: کفر و شرک، فسق و فجور کے گھپ اندھیروں میں انسانیت کا کارواں جو ٹھوکریں کھا رہا تھا وہ ان اندھیروں سے اب اتنا مانوس ہو گیا تھا کہ ٹھوکر پر ٹھوکر کھانے سے گھبراہٹ، ندامت تک محسوس نہ ہوا کرتی۔ ایسے لوگوں کو ان تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی چمکتی دمکتی شاہراہ پر گامزن کرنے کا ربط اس سورت میں بھی اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اس میں افہام و تفہیم بھی ہے اور ترغیب بھی۔ اس میں دعوتی اور وعظ بھی ہے اور سرزنش اور جھڑکی بھی۔ انتہائی صراحت اور بڑی وضاحت سے قارئین کو بتایا جا رہا ہے کہ ان کے اعمال نیک و بد کیا نتائج مرتب فرماتے ہیں۔ ویسے تو سورۂ پاک کی ہر آیت گنجینۂ معرفت اور مخزن ہدایت ہے لیکن چند مضامین خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔

۱۔ عقیدۂ توحید کو ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور اس کی شان کبریائی کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بالمقابل وہ معبودان باطل جن کی پرستش مشرکین مکہ دل و جان سے کیا کرتے تھے ان کی بے بسی کا نقشہ بڑے پیارے انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ اگر اس بیان پر غور کیا جائے تو انسان کی آنکھیں خود بخود کھل جاتی ہیں اور اس کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے بغیر کسی کی عبادت کرنا اور کسی کو معبود بنانا انسانیت کی انتہائی تذلیل ہے۔ جو ذات یہ قدرت رکھتی ہو کہ جس کو چاہے پیدا کر دے، جو چاہے جتنا چاہے دے دے اور جس وقت چاہے اپنی نعمتیں واپس لے لے اور زمین و آسمان میں کوئی ایسی قوت نہ ہو جو اس کے فیصلہ کو بدل دے، وہی ذات ہے جو ساری کائنات کا معبود اور پروردگار ہے۔ اس کے بغیر کسی اور کو کیا ایسا غنی جیسے خدا سمجھا جائے یا اس کی پرستش کی جائے۔ اس مضمون کو مختلف انداز سے کئی بار اس سورت میں دہرایا گیا ہے تاکہ قاری کے ذہن میں توحید کا سبق پوری طرح راسخ ہو جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب نبی اور برگزیدہ بندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو سراپا رافت و رحمت بن کر تشریف لایا تھا جس کے پاک دل

[illegible]

۳۔ [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ سے ہمیں کی محبت و شفقت سے نہ ہمیں دشمن کی [illegible]

۴۔ [illegible]

[illegible]

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَآيَاتُهَا خَمْسٌ وَّأَرْبَعُوْنَ وَرُكُوْعَاتُهَا

سورۂ فاطر مکی ہے اس کی الله کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان بے حد رحم والا ہے ۴۵ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا

سب تعریفیں الله کے لیے ہیں جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا جس نے بنایا ہے فرشتوں کو پیغام رساں ایسے

اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ

جو پر دار ہیں دو دو، تین تین اور چار چار یعنی کسی کے دو کسی کے تین اور کسی کے چار۔ وہ زیادہ کرتا ہے بناوٹ میں جو چاہتا ہے

ف حمد کہتے ہیں کسی کے کمالات اختیاریہ پر اس کی توصیف و ثنا کو کیونکہ درحقیقت الله تعالیٰ کی ذات ہی تمام کمالات اختیاریہ سے موصوف ہے اس لیے حمد و ثنا اسی کے لیے سزاوار اور اسی کے لیے مخصوص ہے۔ رہی جہاں کہیں کوئی خوبی اور کمال پایا جاتا ہے تو وہ الله تعالیٰ کی عطا کردہ ہے اس لیے جس چیز کی بھی تعریف کی جائے وہ درحقیقت الله تعالیٰ کی ہی ثنا ہوگی جس نے اس شے کو اس کمال و خوبی سے متصف فرمایا ہے۔

ف یہاں الله تعالیٰ کے جن کمالات قدرت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

کسی چیز کو بغیر کسی پچھلے نمونے کے عدم محض سے وجود میں لانے کو فطر کہتے ہیں۔ الفطرۃ : الابتداء والاختراع۔ یعنی الله تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو عدم سے ہست فرمایا ہے۔ ان کے لیے کوئی نمونہ نہیں تھا جس کو دیکھ کر اس کی نقل اتاری گئی ہو۔ اس کے علم قدرت اور حکمت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج بھی کائنات کے اسرار تک انسان کی رسائی بہت کم ہے اور اس کی تخلیق کا یہ عالم ہے کہ ان گنت سال گزر گئے اس میں کوئی اضمحلال و بوسیدگی کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فاطر کے معنی کا صحیح مفہوم مجھے اس وقت معلوم ہوا جب دو اعرابی ایک کنویں کے بارے میں جھگڑتے ہوئے میرے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے کہا : انا فطرتُھا۔ یعنی اس کنویں کو میں نے ابتداءً کھودا ہے۔ انا ابتدأتُ حفرھا (معانی)

ف الله تعالیٰ کی قدرت کا ایک کمال یہ ہے کہ اس نے اپنے انبیاء اور رسولوں تک پیغام رسانی کی خدمت فرشتوں کے ذمہ لگائی ہے۔ وہ جناب الٰہی سے وحی لے کر نہایت سرعت سے رسول تک پہنچا دیتے ہیں اور الہام و القاء سے اولیاء کاملین کو سرفراز کرتے ہیں۔ یہ بڑی سنگین ذمہ داری ہے اس میں ذرا سی خیانت اور معمولی سی غفلت ناقابل برداشت ہے لیکن فرشتے اس خدمت کو اس حسن و خوبی سے انجام دے رہے ہیں کہ خیانت و غفلت کا ان کے متعلق کوئی شک نہیں کیا جا سکتا

ف اس کے علاوہ الله تعالیٰ کے احکام تکوینیہ کی تنفیذ بھی ان کا کام ہے اس لیے ہر فرشتہ کو اس کی ذمہ داریوں کے

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ① مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے ک جو عطا فرمائے اللہ تعالیٰ لوگوں کو (اپنی) رحمت سے تو

فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ ۚ وَ

اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک دے تو کوئی نہیں بھیجنے والا اسے روکنے کے بعد ل اور

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ② يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے اے لوگو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو اس نے تم پر فرمائی م

بیشمار مختلف صورتوں کی آیت میں وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ حضرت جبریل کا وصف بیان ہوا ہے۔ وہ دو نہیں بلکہ کئی کئی پر دیے گئے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں اس سے بھی زیادہ پر ثابت کیے گئے ہیں۔ جیسے حدیث میں ہے:

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای جبریل علیہ السلام له ستمائة جناح۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود کہتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔

اس سے ایک طرف فرشتوں کی قوت اور غیر معمولی صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے دوسری طرف ان لوگوں کے زعم باطل کی تردید کر دی جو ان کو اپنا معبود مانتے ہیں۔ بتایا کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی ایک حقیر سی مخلوق ہیں [illegible]

ک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو [illegible] حسن، قوت، جمال [illegible] بے شمار کمالات میں سے جس کو جتنا چاہتا ہے بڑھاتا ہے اور اس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے [illegible]

ل اس کی رحمت بے پایاں ہے۔ جس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دے کسی کی مجال نہیں کہ وہ ان کو بند کر سکے اور اگر وہ کسی پر بند کر دے تو کسی کی طاقت نہیں کہ اسے کھول سکے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ اس کا ہر کام اس کی شان حکمت کا آئینہ دار ہے۔

یفتح کا اصل معنی تو ہے کسی بند چیز کو کھول دینا۔ یہاں مجازاً عطا کرنے کے معنی میں مستعمل ہے یعنی عطا کرنا، بخشش کرنا۔ ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ ای ما یطلق من النعم وعبر بالفتح عن الاطلاق والارسال تجوزا اطلاقا للسبب على المسبب۔ (مظہری)

م نعمت الٰہی کے چند مظاہر پیش کرنے کے بعد روئے سخن سب انسانوں کی طرف ہے کہ اے انسانو! صحت، علم، عزت، دولت اور دیگر ان گنت نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالا مال کیا ہے انہیں یاد رکھو اور اس محسن حقیقی کا شکر ادا کیا کرو [illegible]

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ

بھلا بتاؤ تو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے ؎

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ

نہیں کوئی معبود بجز اس کے سو تم کدھر پھرے جا رہے ہو ؎ اور اے حبیب! اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (کوئی نئی

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ

بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا اور آخر کار اللہ ہی کی طرف سارے معاملات لوٹائے جاتے ہیں ؎ اے لوگو! یقیناً

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

اللہ کا وعدہ سچا ہے پس نہ دھوکا میں ڈال دے تمہیں دنیوی زندگی ؎ اور نہ فریب میں مبتلا کرے تمہیں اللہ کے

عند الحمد والشکر (قرطبی)

؎ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی خالق نہیں۔ تمہیں بھی اسی نے پیدا کیا اور تمہارے رزق کے سارے سامان بھی اسی نے پیدا فرمائے۔ تخلیق میں جب اس کا کوئی شریک نہیں، رزق رسانی میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب خالق بھی وہی ہے اور رازق بھی وہی، تو پھر خود انصاف کرو اور کون ہے جو عبادت کرنے کے لائق ہو۔ ہرگز نہیں، سب کہو لا الٰہ الا ھو۔

؎ تؤفکون کے دو مصدر ہو سکتے ہیں۔ الأَفك والإِفك۔ الأَفك کا معنی پھیرنا ہے اور الإِفك کا اصلی معنی جھوٹ بولنا۔ علامہ قرطبی اور دیگر علماء تفسیر نے یہاں الأَفك کو تؤفکون کا مصدر قرار دیا ہے یعنی تم کہاں پھرے جا رہے ہو۔ اپنے خالق، رازق اور معبود حقیقی سے منہ موڑ کر شیطان کی پیروی کیوں کر رہے ہو۔ من الأفك بالفتح، وهو الصرف، يقال ما أفكك عن كذا أي ما صرفك عنه. قرطبی

؎ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب راہ حق سے ان کی روگردانی ملاحظہ فرماتے تو آزردہ خاطر ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب! ان کا انکار کوئی اچنبھا نہیں۔ پہلے سے باطل پرستوں نے اپنے نبیوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ آپ اس لیے رنجیدہ نہ ہوا کریں۔ سب معاملات تو بالآخر اللہ تعالیٰ کے پاس ہی لوٹ کر آنے والے ہیں وہ خود فیصلہ فرما دے گا۔

؎ پہلے یہاں الناس سے سب لوگوں کو توحید و رسالت پر ایمان اور شرک سے اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی۔ اب یا ایہا الناس سے ان امور سے باخبر کر دیا جو ایمان کی تباہی اور بربادی کا باعث بنتے ہیں۔ اس دوسرے خطاب کا آغاز اس سے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت آئے گی اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ یہ وعدہ کسی ایرے غیرے کا نہیں جو جھوٹا ہو سکے یہ تو

الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"قال الغرور بالله ان يعمل بالمعاصي ثم يتمنى على الله المغفرة"

[illegible]

[illegible]

حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحٰبِ السَّعِيرِ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ

دعوت دیتا ہے اپنے گروہ کو تاکہ وہ بھی دوزخی بن جائیں جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے سخت

شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ

عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا

كَبِيرٌ ۝ أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوٓءُ عَمَلِهِ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ

اجر ہے پس کیا وہ شخص جس کے لیے مزین کر دیا گیا ہے اسکا برا عمل اور وہ اسکو عمدہ سمجھنے لگا ہے

مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ

کیلئے ہوں، بیشک اللہ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے پس نہ گھلے آپ کی جان ان کے لیے

وہ تمہارا ہے وہ قطعاً اس ذہن سے تمہارا دوست بن کر تمہارے پاس نہیں آتا کہ تمہاری بہتری کی کوئی بات تمہیں بتائے بلکہ وہ ہر لمحہ اسی موقع کی تلاش میں ہے کہ اور وقت بے توقیر ایسی ٹھوکر دے کہ تم اپنے بلند مقام سے منہ کے بل گر کر پاش پاش ہو جاؤ اور وہ دور سے تماشا دیکھے اور تمہاری ذلت پر ہنسے۔ اس لیے اپنے ازلی دشمن سے ہوشیار رہو۔ جب وہ تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اس کو اپنا دشمن سمجھو تب ہی تم اس کے فریب سے بچ سکتے ہو۔

ؔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ افمن زين له سوء عمله فرآه حسنا، یہ جملہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے جس پر فلا تذهب نفسك دلالت کرتی ہے۔ اس صورت میں تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ افمن زين له سوء عمله ذهبت نفسك عليهم حسرات یعنی کیا ایسے لوگ جن کے برے اعمال ان کو اچھے دکھائی دیتے ہیں ان کے لیے آپ اپنی جان گھلا رہے ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ وہ اس ہمدردی اور دلسوزی کے مستحق نہیں۔

ابتدا میں جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے اس کے رویے کے خلاف سخت احتجاج کرتا ہے لیکن اگر وہ باز نہیں آتا تو دل کی آواز بے حس ہو جاتی ہے یا اس کے کان بہرے ہو جاتے ہیں کہ وہ ضمیر کی صدائے احتجاج سنتا ہی نہیں۔ اس کے بعد ایک دور ایسا آتا ہے کہ گناہ کا احساس ہی نہیں ہوتا بلکہ وہی عیوب اسے محاسن نظر آنے لگتے ہیں۔ جب کوئی شخص اس مرحلہ پر پہنچ جاتا ہے تو وہ ناقابل علاج مریض ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں گناہ کے عیب سے بھی بچائے اور اس کی شامت و تباہی کے شر سے بھی محفوظ رکھے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ

درد و غم سے بیشک اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو کرتوت وہ کیا کرتے ہیں اور اللہ ہی وہ ہے جو بھیجتا ہے

الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ

ہواؤں کو وہ اٹھا لاتی ہیں بادل کو پھر ہم لے جاتے ہیں بادل کو مردہ شہر کی طرف پھر ہم زندہ کر دیتے ہیں اس بادل

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ

کے ذریعے سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد اسی طرح قبروں سے اٹھایا جائے گا جو عزت کا طلبگار ہو تو وہ جان لے

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

کہ ہر قسم کی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک عمل

ف تم برسہا برس سے [illegible] رحمت الٰہی اور [illegible] خشک سالی کے باعث [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مرنے کے بعد پھر زندہ [illegible] کر دے ۔ ذرا غور کرو ۔ عقل سے کام لو ۔

ف ارشاد ہوتا ہے جو عزت و آبرو کا آرزومند ہو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ ساری عزتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جس کو عزت ملی ہے اسی کی بارگاہ اقدس سے ملی ہے تم بھی اس کی جناب میں حاضر ہو کر سر نیاز جھکا دو ۔ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا شعار بنا لو وہ تمہیں بھی سرفراز کر دے گا ۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں :

"من طلب العزة من الله وصدقه في طلبها بافتقار وذل وسكون وخضوع وجدها عنده ان شاء الله تعالى غير ممنوعة ولا محجوب عنه" (قرطبی)

ترجمہ : جو شخص اللہ تعالیٰ کی جناب سے عزت طلب کرتا ہے اور اپنی اس طلب کی صداقت کو انکسار عاجزی اور بے حد مسکینی سے ثابت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے اس عزت کو پا لے گا ۔ وہ عزت اس سے روکی نہیں جائے گی اور اس سے چھپائی بھی نہیں جائے گی ۔ انشاء اللہ

يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَ

پاکیزہ کلام اور بلند کرتا ہے اسے نیک عمل، اور جو لوگ بُری سازشیں کرتے ہیں ان کے لیے شدید عذاب ہے اور

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کار ما [illegible] [illegible] ہر جا کہ [illegible]

الکلم الطیب سے مراد پاکیزہ کلام، اس سے مراد ذکر الٰہی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی مسلمان یہ کہتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تَبَارَکَ اللّٰہُ تو ان کلمات کو ایک فرشتہ اپنے پروں کے نیچے سمیٹ لیتا ہے اور آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ ان کلمات کے قائل کے لیے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کر دیتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن مسعود نے یہ آیت تلاوت کی الیہ یصعد الکلم الطیب۔ علامہ آلوسی کا قول ہے کہ پاکیزہ کلام سے مراد الحمد والاستغفار والدعاء، ذکر، تلاوت اور دعا ہے۔ ابن کثیر بھی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہر وہ کلام ہے جس میں یا تو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو یا وہ کلام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو جس طرح کسی کو وعظ و نصیحت کرنا یا علم سکھانا۔ والمختار انه يعم كل كلام هو ذكر الله او هو لله سبحانه كالنصيحة والعلم (روح المعانی)۔ پھر علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ صعود کلام سے مراد اس کی مقبولیت ہے [illegible] (روح المعانی)

یرفعہ کا فاعل عمل صالح اور ضمیر مفعول کا مرجع الکلم الطیب ہے یعنی پاکیزہ کلام کو عمل صالح بلند کرتا ہے۔ [illegible] ثابت ہے اگر عمل بھی اچھا ہو، لیکن عمل اس کے خلاف ہو تو وہ پاکیزہ باتیں نظر انداز کر دی جاتی ہیں۔

بعض حضرات نے یرفعہ کا فاعل اللہ تعالیٰ کو بنایا ہے اور ضمیر کا مرجع عمل صالح ہے یعنی عمل صالح کو اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے، اس صورت میں عمل صالح سے مراد وہ اعمال ہیں جن میں ریا نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیے جائیں۔ اسی معنی کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے ہوتی ہے [illegible] یرفعہ اللہ تعالیٰ [illegible] الکلم الطیب [illegible] پاکیزہ کلام اور نیک عمل [illegible] اگر اس کے ساتھ عمل صالح بھی ہو تو اس کی شان بلند ہو جاتی ہے اور اس کے ثواب میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

وقال ابن عباس [illegible] ذكر الله تعالى [illegible] حسنات [illegible] (قرطبی)

یعنی حق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص [illegible] اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور اچھی باتیں کرتا ہے تو انہیں بلند [illegible] ہر شخص کی نیکیوں کا اسے ثواب ملے گا اور اس کی برائیوں کی اسے سزا ملے گی۔

مَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴿١٠﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ

ان کا مکر ہی ہے جو تباہ ہو کر رہے گا۔ اور اللہ نے پیدا کیا ہے تمہیں مٹی سے پھر پانی کی بوند سے

ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ

پھر تمہیں بنا دیا جوڑے جوڑے۔ اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہ بچہ جنتی ہے مگر یہ اس کے علم میں ہوتا ہے

وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ

اور نہیں زندگی دی جاتی ہے کسی عمر پانے والے کو اور نہ کم کی جاتی ہے کسی کی عمر مگر اس کی تفصیل کتاب میں درج ہے بیشک

ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے اور یکساں نہیں ہیں دو طرح کے پانی کے دو دریا۔ ایک میٹھا ہے سخت پیاس بجھانے والا

۱۴ جیسی بری چالیں اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کفار عرب اور ان کے حواری کرتے رہتے ہیں مسلمانوں کو شکست دینے اور ان کی صورت حال خطرناک بنا دینے کے لیے جو چالیں چلاتے ہیں ان سب کا شیرازہ بکھر جائے گا اور ان کا مکر و فریب ناکام ہو جائے گا۔ بار یبور ہلك وبطل وبارت السوق ای کسدت، ترجمہ: جب کوئی چیز ہلاک و فنا ہو جائے تو اسے کہتے ہیں بار یبور اور جب کوئی بازار ٹھنڈا پڑ جائے بے رونق ہو جائے تو کہتے ہیں بارت السوق۔

۱۵ تمہارے حمل و ولادت سے لے کر موت و حیات کے انجام تک کے تمام حالات سے اللہ تعالیٰ تفصیلاً آگاہ ہے اور یہ تمام حالات اور تفصیلات لوح محفوظ میں درج کر دی گئی ہیں۔

۱۶ اردو تراجم میں عام طور پر البحران کا معنی دو سمندر یا دو دریا کیا گیا ہے حالانکہ سمندر سارے کے سارے کھارے ہیں کوئی میٹھا نہیں اور دریا کا پانی میٹھا ہوتا ہے کھاری نہیں ہوتا۔ اس لیے جب تک لفظ "بحر" کی صحیح تحقیق نہ کی جائے یہ الجھن دور نہیں ہو سکتی۔ علامہ ابن منظور اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، البحر الماء الکثیر ملحا کان او عذبا یعنی پانی کی کثیر مقدار اور وسیع ذخیرہ کو بحر کہتے ہیں خواہ وہ نمکین ہو یا شیریں۔ بحر کو بحر کہنے کی وجہ اصمعی سے یہ بھی منقول ہے کہ اس میں بڑی وسعت اور اس کا پھیلاؤ بہت زیادہ ہوتا ہے جیسے کوئی شخص سخت سخی ہو تو اسے کہتے ہیں انہ لبحر کہ وہ تو بحر ہے۔ یہ درست ہے کہ عام طور پر بحر کا اطلاق سمندر پر ہوتا ہے لیکن میٹھے پانی کے دریا وغیرہ کو بھی اہل عرب بحر کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ موصوف نے ابن مقبل کا یہ شعر بطور استشہاد پیش کیا ہے ؎

وَنَحْنُ مَنَعْنَا الْبَحْرَ أَنْ يَشْرَبُوا بِهِ   وَقَدْ كَانَ مِنْكُمْ مَاؤُهُ بِمَكَانِ

یہاں بحر میٹھے پانی کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ میٹھا پانی ہی پینے کے کام آتا ہے (لسان العرب)

سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا

جس کا پینا خوشگوار ہے اور یہ (دوسرا) سخت کھاری تلخ ہے اور دونوں میں سے تم کھاتے ہو تر و تازہ گوشت ۲؎

وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ

اور نکالتے ہو زیور کا سامان جسے تم پہنتے ہو ۳؎ اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو اس میں کہ پانی کو چیرتی ہوئی

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ

چلی جا رہی ہیں تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل اور تاکہ تم شکر ادا کرو ۴؎ وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں

اس تحقیق کے بعد یہ تعلق بالکل [illegible] حسب منشا فرات شدید العذوبۃ سخت شیریں جو پیاس کو بجھا دے [illegible] سائغ سہل الانحدار جس کا پینا بہت آسان ہو جو حلق سے نیچے آسانی سے اتر جائے۔ ملح نمکین۔ اجاج شدید الملوحۃ والمرارۃ۔ وقیل ہو الذی یحرق بملوحتہ۔ جو اپنے کھاری پن کی وجہ سے جلا دے۔ (مظہری) علامہ قرطبی لکھتے ہیں [illegible] بھی کہا گیا ہے۔

۲؎ دونوں کے اس تفاوت کے باوجود دونوں میں مچھلیاں ہیں جن کا گوشت تم بڑے مزے سے کھاتے ہو [illegible] سمندر کا پانی کتنا کھاری ہے [illegible] لیکن اس کی مچھلیوں کا گوشت نمکین نہیں ہوتا [illegible] میٹھے پانی کی مچھلیوں [illegible] اس کی قدرت کی [illegible] نہیں دکھاتے۔

۳؎ اس کا تذکرہ [illegible] سمندر میں نہیں ہوتی جو موتی اور مرجان ہیں [illegible] کی طرح تم ان کو زیب و زینت کے لیے استعمال کرتے ہو۔

۴؎ اس کی حکایت کا [illegible] ان کشتیوں [illegible] سمندر [illegible] اپنی [illegible] طرف [illegible] تاکہ تم [illegible] تجارت [illegible] ان کی [illegible] قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کا فضل کہا ہے [illegible] علامہ قرطبی [illegible] کشتیاں جب پانی کو چیرتی

وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي

دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس نے مسخر کر دیا ہے سورج اور چاند کو ۲۳ ہر ایک رواں ہے

لِأَجَلٍ مُسَمًّى ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ

مقررہ میعاد تک یہ ہے اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے اور وہ بت جن کی تم پوجا کرتے ہو

مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا

اللہ کے سوا وہ تو گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ۲۴ اگر تم انہیں پکارو تو وہ نہیں سنیں گے

ہوئی گرمی میں تو شدید ہوتا ہے اس لیے انہیں مراد لیا گیا۔

۲۲ تاکہ تم ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو اور اپنے منعم حقیقی کا شکر بجا لاؤ۔ یعنی اس کی توحید کا اقرار کرو۔ اس کے رسول کریم پر ایمان لاؤ۔ اس کے تمام اوامر و نواہی کی سختی سے پابندی کرو تاکہ تم پر مزید لطف و کرم کی بارش کی جائے۔

۲۳ سال بھر روز ایک سا نہیں ہوتا اور رات بھی گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ ورنہ تم اس یکسانیت سے اکتا جاتے۔ پھر طرح طرح کی سبزیاں، گرمی اور سردی کے پھل، ان سے بھی تو محروم ہو جاتے۔ اس لیے اپنی قدرت کاملہ سے اس نے یہ نظام بنا دیا کہ مناسب وقفوں کے بعد موسم بدلتے رہیں۔ گرمی کے بعد سردی، خزاں کے بعد بہار کی آمد کا سلسلہ قائم رہے۔ دن اور راتیں گھٹتی بڑھتی رہیں۔ تاکہ اس کی رحمت کے مختلف شئون ظہور پذیر ہوتے رہیں۔ اس نے شمس و قمر کے لیے بھی ایک نظام الاوقات مقرر کر دیا ہے۔ وہ اسی کے مطابق سرگرم عمل ہیں۔

جو اتنی قدرتوں کا مالک ہو، جو اتنی حکمتوں والا اور جو اتنے لطف و احسان والا ہے وہی تو تمہارا رب ہے۔ جو تمہیں پستی سے رفعت کی طرف، نقص سے کمال کی طرف، جہالت سے علم کی طرف تدریجاً لیے جا رہا ہے۔ سارا ملک اسی کا ہے سب جہانوں میں اسی کی حکمرانی ہے۔

۲۴ اے کفار و مشرکین! تم اپنے رب کریم، معبود برحق، شہنشاہ حقیقی کو چھوڑ کر، اس کی عبودیت کا رشتہ توڑ کر جن بتوں کو تم نے معبود بنا رکھا ہے اور جن کی پوجا پاٹ میں تم مست رہتے ہو ان کے اختیار اور بے بسی کا تو یہ عالم ہے کہ زیادہ تو کیا وہ کھجور کی گٹھلی پر جو باریک سا سفید چھلکا یا پردہ ہوتا ہے اس کے بھی مالک نہیں۔ جو اتنے مفلس، کنگال اور بے بس ہوں ان کو اپنا معبود بنانا، ان کی پوجا کرنا اور رب قدیر و حکیم اور مالک الملک کو چھوڑ دینا کہاں کی دانائی اور عقلمندی ہے۔ کچھ تو سوچو، کچھ تو غور کرو۔ ذرا غور و فکر کرو، تم کدھر جا رہے ہو۔ مختلف علماء نے اس آیت کی جو تفسیر کی ہے ملاحظہ ہو۔

يدعون من دونه اى الاصنام (قرطبى) اى الذين تعبدون من الاصنام (مظهرى) تدعون من دونه هم

دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ

تمہاری پکار اور اگر وہ سن بھی لیں تو وہ تمہاری التجا قبول نہیں کر سکیں گے اور روز قیامت صاف انکار کر دیں گے

بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

تمہارے شرک کا [illegible] اور حقیقت حال [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] اے لوگو تم سب محتاج ہو

اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ

اللہ تعالیٰ کے اور اللہ ہی غنی ہے سب خوبیوں سراہا ہے اگر وہ چاہے تو تم سب کو [illegible] کر دے

[illegible] قطمیر [illegible] رقیقۃ [illegible] (مظہری) وہ باریک پردہ [illegible] ہوتا ہے

ٹ مشرکین کے معبودوں کی بے بسی کا ذکر بیان ہے [illegible] جب ان کے پاس سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں کوئی طاقت ہی نہیں۔ قیامت کے روز [illegible] صاف انکار کر دیں گے اور کہیں گے [illegible] عبادت [illegible] روح المعانی۔

معلوم ہوا کہ یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو [illegible]

ٹ اے مخاطب [illegible] صحیح حالات سے تمہیں آگاہ کیا جا رہا ہے اور آگاہ کرنے والا وہ رب ہے [illegible] (مظہری)

ٹ اے لوگو! تم اپنے وجود میں، اپنی بقا میں [illegible] اس کے فضل و کرم کے محتاج ہو [illegible] تم سب اس کے محتاج ہو اور وہ بے نیاز ہے [illegible] سب خوبیوں والا ہے۔

جَدِيدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ

ایک نئی مخلوق اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں اور نہیں اٹھائے گا کوئی گنہگار کسی دوسرے

أُخْرٰى وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ

کا بوجھ اور اگر بلائے گا کوئی بوجھ سے لدا ہوا اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے تو نہ اٹھایا جائے گا اس سے کچھ بھی اگرچہ

كَانَ ذَا قُرْبٰى إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا

کوئی قریبی رشتہ دار ہی ہو آپ صرف انہی کو ڈرا سکتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور جنہوں نے

ف [illegible]

ف [illegible]

[illegible]

[illegible]

الصَّلٰوةَ ؕ وَ مَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا یَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۸﴾

ہیں نماز ۔ ۳۲ اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے سو وہ اپنے ہی فائدے کے لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے ۳۳ اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ اور نہیں

وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ ﴿۱۹﴾ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَ

یکساں نہیں ہے اندھا اور بینا۔ اور نہ یکساں ہیں اندھیرے اور نور اور

لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ

نہ یکساں ہے، سایہ اور تیز دھوپ۔ اور نہ یکساں ہیں زندے اور مردے ۳۴ بیشک

دوسرے کا ایک حصہ بھی اٹھا لیں۔ ہر ایک اپنے گناہوں میں مشغول ہوگا کسی کی طرف توجہ نہیں کر سکے گا۔

اس آیت پاک اور روایات سے متعلق شفاعت کا انکار یا تعصب کے سوا کچھ نہیں۔ حدیث صحاح میں ثابت ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ بخشنے کا حق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوگا اور آپ اپنی امت کے گناہگاروں کی بخشش کے لیے شفاعت فرمائیں گے جو قبول ہوگی۔ اسی طرح دیگر انبیاء و اولیاء و علماء و صالحین اپنے اپنے درجہ کے مطابق شفاعت کریں گے۔

آیت کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ ایسے لوگ جو خود گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہوں گے جنہوں نے اپنی ساری عمر دنیا ہی میں بسر کی ہوگی جنہوں نے اس دنیا میں حضور کی شفاعت کا انکار کر کے اپنے آپ کو شفاعت کبریٰ سے محروم کر دیا تھا یہاں ایسے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ نیز انبیاء و اولیاء کی شفاعت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ گناہگاروں کے گناہ اٹھا کر اپنے سر رکھ لیں گے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ ان کی بخشش کے لیے دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے ان کے گناہ معاف کر دے گا اور گناہوں کا بوجھ سب سے باقی ہی نہیں رہے گا۔

۳۲ حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ سب کو آنے والے عذاب سے ڈراتے تھے سب مخلوق کو بروقت متنبہ کرتے تھے لیکن جن کو اس تنبیہ سے فائدہ ہوا وہ خوش نصیب تھے جن کا ذکر اس آیت میں کیا جا رہا ہے۔

۳۳ جو شخص اپنے دامن کو گناہوں سے پاک کرتا ہے تقویٰ اور پارسائی کو اپنا شعار بناتا ہے وہ کسی پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ اس میں سراسر اس کا اپنا بھلا ہے۔ اس کے مراتب بلند ہوں گے اور اس کو ہر لحاظ سے آخرت میں شان رفیع بخشی جائے گی۔

۳۴ ان آیات میں ذرا غور فرمائیے

اعمیٰ سے مراد کافر۔ بصیر سے مراد مومن۔ ظلمت سے مراد باطل۔ نور سے مراد حق۔ ظل سے مراد سایہ، یعنی ثواب۔ حرور سے مراد دوزخ کی گرمی، سے مراد عذاب ہے۔ اسی طرح احیاء سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل زندہ ہیں جن کی آنکھیں حق کو دیکھ سکتی ہیں جن کے کان آواز حق کو سن سکتے ہیں۔ اور اموات سے مراد وہ مردہ دل ہیں جن کی ظاہری اور باطنی

اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں (۱) آپ تو

اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۗ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ

صرف ڈرانے والے ہیں۔ ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی

اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو (۲)۔ اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو کوئی تعجب نہیں، پہلے بھی جھٹلا چکے ہیں

زندگی بخش ہوتی ہیں

۱ یہاں سماع سے مراد مفید سننا نہیں بلکہ ایسا سننا ہے جو ہدایت پذیری کا سبب بن جائے جس سے وہ کفر کی تاریکی سے نکل کر ہدایت کی روشنی کی طرف آجائے۔ ای اسماعا ینفعہ سماع تدبر وقبول لآیاتہ عز وجل

۲ یہاں بھی سماع سے مراد مفید سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جس کا ذکر اوپر کی آیت میں گزر چکا ہے۔ والمراد بالسماع هنا ما ينتفع به السامع ويتدبر معانيه۔ علامہ قرطبی اس کا مطلب بیان کرتے ہیں، ای ھم بمنزلۃ اھل القبور فی انھم لا ینتفعون بما یسمعونہ ولا یقبلونہ۔ یعنی یہ کافر بھی قبروں کے مردوں کی طرح ہیں کہ اگر انہیں کوئی نصیحت کی جائے تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور قبول نہیں کرتے ہیں۔ سماع موتیٰ کے مسئلے کی بحث سورۂ نمل آیت ۸۰ کے حاشیے میں گزر چکی ہے۔

۳ یعنی نبوت کا سلسلہ کسی ملک، علاقے یا قوم کے ساتھ مخصوص نہیں رہا بلکہ ہر امت اور ہر آبادی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ڈرانے والا ان کے پاس آتا رہا، وہ خود بھی نبی ہو یا کسی نبی کا پیروکار جس نے تبلیغ کا فریضہ ادا کیا۔ اس میں عرب و عجم یا ہند و سندھ کی کوئی خصوصیت نہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کے ان علاقوں میں بھی نبی آئے ہوں گے، یہ ہمارا ایمان ہے۔ اب بھی انبیاء کرام کے سوا کوئی [illegible] صحیح حدیث میں ہے [illegible] سب اللہ کی طرف سے تھے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ نے نبی یا رسول بھیجا جس کی بعثت کرا دیتے ہیں، لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ اب آفتاب عالم تاب کے طلوع کے بعد کسی چراغ کی ضرورت نہیں رہی۔ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ آیت میں بھی [illegible] کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو گزشتہ زمانے پر دلالت کرتا ہے۔ اب ہر قوم کے لیے ہر زمانے میں حضور سید المرسلین و خاتم النبیین کی ذات پاک ہی ہادی ہے اور اسوہ حسنہ ہے۔

اب تبلیغ کا فریضہ حضور کی امت کے علماء و مبلغین ادا کریں گے۔ حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کذاب اور دجال ہے۔

قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ

جو ان سے پہلے تھے تشریف لائے تھے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر پھر

اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ

ان کی سرکشی کی حد ہو گئی، تو میں نے پکڑ لیا کافروں کو پس دیکھو کیسا ہولناک تھا میرا عذاب۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ

آسمان سے پانی پھر ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعہ طرح طرح کے پھل جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں ف۲ اور

الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾

پہاڑوں سے بھی (مختلف) رنگ کے تہ نکلتے ہیں کوئی سفید کوئی سرخ مختلف رنگوں میں اور کوئی گہرا سرخ، اور بعض بہت سیاہ رنگ ف۳

۳ ع ۱۵

جس طرح احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ نیز ان آیات میں غور کرو: یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ نیز وما ارسلنک الا کافۃ للناس۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس رشد و ہدایت کے ساتھ تمام بنی نوع انسان کے لیے تشریف لا چکے ہیں تو پھر کسی دوسرے رسول کی گنجائش نہیں رہتی۔

ف۱ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں۔

ف۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بوقلمونیوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ ایک ہی زمین ہے، ایک ہی پانی۔ لیکن پھلوں کی قسمیں گنی نہیں جا سکتیں۔ رنگ، ذائقہ اور مہک سب کی الگ الگ، خاصیت اور اثرات کی ایک دوسرے سے بالکل جدا۔ اس یکسانیت میں یہ گوناگونی کتنی بڑی حکمت والی ذات کی نشاندہی کرتی ہے۔

ف۳ مختلف پہاڑوں کی بناوٹ، ان کی بلندی و پستی میں قدرت ذوالجلال کے عجیب جلوے نظر آتے ہیں۔ نیز ان کے رنگوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ کہیں تو بالکل سفید دودھ کی طرح ہے، کہیں رنگت سرخ ہے اور سرخی بھی ایک جیسی نہیں اس میں بھی کئی رنگ ہیں، کوئی ہلکا سرخ کہیں گہرا لال کہیں گلابی کہیں بالکل سیاہ ہے تو ایسا سیاہ کہ اس سے زیادہ سیاہی ہو نہ سکے۔ جدد کا معنی طرق (راستے) بھی کیا گیا ہے یعنی پہاڑوں کا اپنا رنگ ہے لیکن ان کی گھاٹیوں میں سے جو راستے گزرتے ہیں ان کی رنگتیں جداگانہ ہیں۔ وھی ما تخالف من الطرق فی الجبال، اور بعض نے جدد کا معنی قطع (ٹکڑے) کیا ہے یعنی پہاڑوں کے مختلف حصوں کے مختلف رنگ ہیں۔ جدد، قطع من قولک جددت الشیء، قطعتہ یعنی جب کسی چیز کے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے تو کہتے ہیں جددتہ۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ

اور انسانوں اور چارپایوں اور جانوروں کے رنگ بھی اسی طرح جدا جدا ہیں

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

اللہ کے بندوں میں سے صرف علم والے ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ سب پر غالب بہت بخشنے والا ہے۔

پہاڑوں کے مختلف رنگوں کی طرف خصوصی طور پر توجہ کر کے ان سے ہدایت کا سبق حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جو ان کے رنگوں میں [illegible] [illegible] سے کسی [illegible] [illegible] کی [illegible] کے لئے [illegible] مختلف [illegible] ان [illegible] کا [illegible] ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرنے میں [illegible] ہیں۔

حمر: سرخ، غرابیب: اس شدید سواد: بہت سیاہ

۲؎ طبیعت کی [illegible] [illegible] [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رنگ [illegible] [illegible] [illegible] جاتے ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اگر [illegible] [illegible] [illegible] کائنات کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بنایا ہوا۔

۳؎ اللہ تعالیٰ کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یقین کی منزل تک پہنچنے کا اور [illegible] یقین کی منزل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یقین کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معرفت نصیب ہوگی [illegible] خشیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حقیقت کیا ہے اس کے لئے چند اقوال ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: لیس العلم عن کثرۃ الحدیث ولکن العلم عن کثرۃ الخشیۃ

ترجمہ: زیادہ باتیں یاد کرنا علم نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے خشیت رکھنے کو علم کہتے ہیں۔

۲۔ امام مالک فرماتے ہیں: ان العلم لیس بکثرۃ الروایۃ وانما العلم نور یجعلہ اللہ فی القلب

ترجمہ: بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں، بلکہ علم ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی دل میں ڈال دیتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا

بیشک جو لوگ (بڑے ذوق سے) تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس

رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجٰرَةً لَّن تَبُورَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ

مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے رازداری سے اور علانیہ، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز نقصان والی نہیں ہوگی تاکہ اللہ

أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِي

انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور مزید اضافہ کرے ان کے اجر میں اپنے فضل سے بیشک وہ بہت بخشنے والا (اور) قدردان ہے اور جو

۳۔ مجاہد فرماتے ہیں: انما العالم من خشی اللہ عزوجل (ترجمہ: عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل سے ڈرتا ہے۔)

۴۔ ربیع بن انس کا ارشاد ہے: من لم یخش اللہ فلیس بعالم

ترجمہ: جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ عالم نہیں۔

۵۔ حضرت ابن مسعود سے ایک قول مروی ہے: کفی بخشیۃ اللہ تعالیٰ علما وبالاغترار جہلا۔

ترجمہ: اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے تو انسان کے لیے اتنا علم ہی کافی ہے اور اس سے بڑی جہالت اور کوئی نہیں کہ انسان خدا سے غرور کرنے لگے۔

۶۔ سعد بن ابراہیم سے پوچھا گیا کہ اس شہر میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے تو فرمایا جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

من افقہ اہل المدینۃ قال اتقاہم لربہ عزوجل

۷۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ ارشاد گرامی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے:

"ان الفقیہ حق الفقیہ من لم یقنط الناس من رحمۃ اللہ ولم یرخص لہم فی معاصی اللہ تعالیٰ ولم یؤمنہم من عذاب اللہ تعالیٰ ولم یدع القرآن رغبۃ عنہ الی غیرہ"

ترجمہ: یعنی صحیح معنوں میں فقیہ اور عالم وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور خدا کی نافرمانی پر انہیں جری نہ کرے، خدا کے عذاب سے انہیں بے خوف نہ کرے اور قرآن کے بجائے کسی دوسری چیز کی طرف راغب نہ کرے۔ (قرطبی)

۲۹ یعنی یہ لوگ ایسی تجارت کر رہے ہیں جس میں نفع ہی نفع ہے جس میں خسارے اور گھاٹے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۳۰ ایسے پاکباز بندوں کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال حسنہ کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا اور صرف اسی اجر پر بس نہیں بلکہ ویزیدھم من فضلہ۔ انہیں اپنے فضل و کرم سے مزید بھی بخشے گا۔ اس کے فضل مزید کا اندازہ کون لگائے اس کو کس ترازو سے تولا جائے اور

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ

کتاب جو ہم نے وحی کی ہے آپ کی طرف یہی ہے وہی برحق ہے وہ تصدیق کرتی ہے پہلی کتابوں کی

اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ

بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سب احوال سے خبردار خوب دیکھنے والا ہے پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو

اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ

جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں

وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝

اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں اللہ کی توفیق سے یہی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے ۳۲

کسی چیز سے [illegible] ہو جائے، وہ نظر میں ہے [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] کی طرف [illegible] پر ثواب عطا فرمایا کرتا ہے۔ یقبل القلیل من العمل [illegible] شکور (قرطبی)

۳۱ اس آیت میں بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ وہ یہ کہ کتاب حق ہے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں ان کی تصدیق کرتی ہے اگر اس کتاب کے بعد بھی نبوت اور وحی کا سلسلہ جاری رہنا مقصود ہوتا تو یہاں بھی یہ ارشاد ہوتا کہ پہلی کتابوں کی طرح یہ بعد میں نازل ہونے والی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے

۳۲ علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے:

هم امة محمد صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم [illegible] یہ وہ لوگ ہیں جن کو کتاب کا وارث بنایا گیا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہے۔ اس امت میں ایک گروہ وہ ہے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سستی ہو جاتی ہے۔ اور بعض وہ ہیں [illegible] ادا کرتے ہیں [illegible] آگے [illegible] کی کوشش کرتے ہیں اور بعض گروہ [illegible] اور تیسرا گروہ [illegible] کی [illegible] دنیا کے مشاغل یاد الٰہی سے انہیں غافل نہیں کرسکتے۔ ہر نیک کام میں سب سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا ہر ادا [illegible] علماء [illegible] اس آیت کی کئی تفسیریں کی ہیں علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر یوں نقل کی ہے:

هم امة محمد صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم [illegible]

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ

سدا بہار باغات ہوں گے ان میں وہ داخل ہوں گے پہنائے جائیں گے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور

لُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ

موتیوں کے ہار اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی۔ اور وہ کہیں گے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے

عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ

دور کردیا ہم سے غم و اندوہ یقیناً ہمارا رب بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے جس نے ہمیں بسایا ہے [illegible] کے گھر میں اپنے فضل

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾

و احسان سے۔ نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تکلیف اور نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تھکن

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ

اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور

یدخلون الجنۃ بغیر حساب

ترجمہ: کہ اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ امت محمدیہ ہے۔ ان میں جو گنہگار ہیں ان کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو درمیانہ رو ہیں ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔ جو سابقین ہیں ان کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

؎ قرآن مجید کا وارث بنا دینا [illegible] ایسے لوگوں کا پیدا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل و کرم ہے جو اس نے [illegible] تم پر فرمایا ہے

؎ ان آیات میں اس انعام و اکرام کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فرمائے گا۔

چند الفاظ: اساور [illegible] کنگن جو کلائیوں میں پہنے جاتے ہیں۔ الحزن: غم و اندوہ

[illegible] نے حزن کی وضاحت کی ہے [illegible] مظہری۔

یعنی [illegible] اور عیبوں کے مستور ہونے کا اندیشہ

دار مقامہ: دار الاقامۃ، مقامہ مصدر بھی ہے۔ دار الاقامۃ کا معنی ٹھہرنے کی جگہ۔ نصب: [illegible] تھکاوٹ

لغوب: ملال و ماندگی۔ لغب: تھکاوٹ، [illegible]

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ

کیا جائے گا ان سے دوزخ کا عذاب ۔ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر ناشکرے کو ۔ اور وہ

يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا

اس میں چیختے چلاتے ہوں گے، وہ پکاریں گے، اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال، ہم نیک کام کریں گے ایسے

نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ

نہیں جیسے ہم پہلے کیا کرتے تھے (جواب ملے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں [illegible] نصیحت حاصل کرنا چاہتا [illegible]

فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ

[illegible] سو اب مزہ چکھو، ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ آسمانوں [illegible]

وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ

[illegible] وہ سینوں کی پوشیدہ باتوں تک کو جانتا ہے ۔ وہی ہے جس نے تمہیں [illegible]

٤٣ پہلے اہل ایمان اور ان کے نیک انجام کا حال بیان کیا گیا، اب کافروں کے حالات کا ذکر ہو رہا ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ [illegible] موت [illegible] اس وقت وہ تمنا کریں گے کہ کاش موت ہی آجائے [illegible] لیکن انہیں موت نہ آئے گی اور نہ عذاب میں تخفیف ہوگی۔ [illegible] رہیں گے۔

٤٤ [illegible] دوزخ سے نکالے جانے کی درخواست کریں گے اور وعدہ کریں گے کہ اگر ایک بار ہمیں [illegible] تو ہم پھر نیک کام ہی کرتے رہیں گے۔ انہیں کہا جائے گا کہ اب ایسی باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ [illegible]

خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ

جانشین بنایا زمین میں [illegible] پس جس نے کفر کیا [illegible] اور نہیں [illegible]

كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا

[illegible]

خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

[illegible]

اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اَمْ

[illegible]

اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ

[illegible]

[illegible] سب دھوکے کی باتیں ہیں۔

ف [illegible]

[illegible] کرتے ہیں۔

بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ۝ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَن تَزُولَا ۚ

بعضے دوسرے بعضوں سے محض دھوکے کا وعدہ کرتے رہتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے روک رکھا ہے آسمانوں اور زمین کو کہ وہ اپنی جگہ سے سرک نہ جائیں

وَلَئِن زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّن بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا

اور اگر وہ سرک بھی جائیں تو کوئی نہیں روک سکتا انہیں اللہ تعالیٰ کے بعد بیشک وہ بڑا حلیم اور بخشنے

غَفُورًا ۝ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَهُمْ نَذِيرٌ

والا ہے ۴۲ اور انہوں نے اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہا تھا کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا

لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ

تو وہ زیادہ ہدایت قبول کریں گے پہلی امتوں سے ۴۳ پس جب آگیا ان کے پاس ڈرانے والا تو نہ بڑھی

۴۲ [illegible]

[illegible]

۴۳ [illegible]

إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ

تو ہے، صرف اور زیادہ نفرت ۴۳ گھمنڈ کرتے ہوئے زمین میں اور بری سازشیں کرنے لگے ۴۴ اور نہیں گھیرتی بری

السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَن تَجِدَ

سازش مگر سازشیوں کو ۴۵ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو پہلوں کے ساتھ کیا گیا

لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا

ہے، تو ہرگز نہیں پائیں گے آپ اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی اور ہرگز نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تغیر ۴۶ کیا انہوں نے سیر نہیں کی

ہدایت قبول کر کے ان سے بھی زیادہ ہدایت یافتہ ہوں گے اور کوئی قوم راست روی اور ہدایت قبول کرنے میں ہم سے بڑھ نہیں سکے گی

من احدی الامم کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابو حیان لکھتے ہیں

ای من کان من الامم السابقة على هدى ... احدى ... (قرطبی)

۴۳ اور جب وہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے اور اس کی طلعت زیبا سے ہدایت کے انوار تاریکیوں کو شکست دینے لگے تو بجائے اس کے کہ وہ ان پر ایمان لاتے جیسے وعدہ کیا کرتے تھے انہوں نے مخالفت شروع کر دی اور دن بدن ان کے عناد اور ان کی عداوت میں اضافہ ہونے لگا۔ انہیں وہ اپنی قسمیں بھول گئیں جو انہوں نے کھائی تھیں اور وہ وعدے بھی جو وہ کیا کرتے تھے اور آج وہ کیا گل کھلا رہے ہیں اور اپنے عہد و پیمان کو توڑ رہے ہیں۔

۴۴ اس آیت کا پہلی آیت سے کیا تعلق ہے۔ اس کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے اسے حال بنایا اور بعض نے مفعول لہ اور بعض نے مصدر۔ لیکن سب سے زیادہ احسن یہ ہے کہ یہ نفورا پر معطوف ہو یعنی ما زادھم الا نفورا وما زادھم الا استکبارا فی الارض وما زادھم الا مکر السیئ۔ یعنی جب وہ نبی تشریف لائے تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے بجائے وہ اس سے نفرت کرنے لگے۔ اس کی آمد کے بعد ان کے غرور اور سرکشی میں اضافہ ہو گیا اور انہوں نے اس کے خلاف بڑھ چڑھ کر گھناؤنی سازشیں شروع کر دیں۔

۴۵ حاق یحیق کا معنی ہے احاطہ کرنا، چاروں طرف سے گھیر لینا۔ یہ سازشیں تو اسلام کے خلاف کرتے تھے لیکن اس سازش کا وبال خود ان پر پڑتا تھا۔ جو حیلہ کیا، جو سازش کی اسلام کے خلاف سراسر ناکام ہو گئی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچاتے اور طرح طرح کے بہتان لگا کر رسوا کرنے کی کوششیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی شان کو اور بلند کر دیتا۔ حضور کی عظمت کا ڈنکا اور زیادہ زور سے بجنے لگتا اور ان کی ذلت و رسوائی اور بڑھ جاتی۔

۴۶ ینظرون بمعنی ینتظرون ہے۔ کفار مکہ بار بار ٹھوکریں کھانے کے باوجود نہیں سمجھتے اور اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے

فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا

نہیں کی سیر زمین میں تاکہ وہ دیکھ لیتے کہ کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزر چکے حالانکہ وہ

أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ

قوت و طاقت میں ان سے کہیں زیادہ تھے ۴۴ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسا کہ عاجز کر دے اسے کوئی شے آسمانوں میں

وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ

اور نہ زمین میں، بیشک وہ سب کچھ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے ۴۵ اور اگر اللہ تعالیٰ پکڑنے لگے لوگوں کو

بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ

ان کے کرتوتوں کے باعث تو نہ چھوڑے زمین کی پشت پر کسی جاندار کو لیکن وہ مہلت دے رہا ہے انہیں

مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿٤٥﴾

ایک مقررہ مدت تک۔ پس جب آ جائے گی ان کی مقررہ مدت تو بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے ۴۶

ع ۱۷

کیا یہ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان پر بھی ایسا عذاب نازل ہو جو ان سے پہلے گزری ہوئی سرکش قوموں پر نازل ہوا تھا۔ اگر ان کی یہی [illegible] رہی تو [illegible] اللہ تعالیٰ کی سنت کبھی بدل نہیں سکتی۔

۴۵ گزشتہ تباہ شدہ قوموں کے کھنڈرات ان کے سفر کے راستہ میں ہیں کیا ان کی آنکھیں کھولنے کے لیے وہ کافی نہیں۔ وہ لوگ قوت و دولت اور وسائل میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ عذاب الٰہی سے وہ اپنا بچاؤ نہ کر سکے [illegible]

حقیقت یہ ہے [illegible] کا اصل [illegible] ہے [illegible] مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو [illegible] آسمان یا زمین میں رہنے والی کوئی چیز خواہ وہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی۔ اس کے علم اور اس کی قدرت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔

۴۶ عذاب دینے میں اللہ تعالیٰ جلدی نہیں کرتا۔ ورنہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی بھی سلامت نہ رہتا لیکن وہ بڑا حلیم اور بڑا کریم اور رحیم ہے۔

اللھم لک الحمد ولک الشکر وعلی نبیک وصفیک وحبیبک سیدنا و مولینا

محمد افضل الصلوات وازکی التسلیمات واطیب التحیات واسنی البرکات وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وامتہ اجمعین۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صالحا ترضہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین

اللّٰھم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

محمد کرم شاہ

صلوٰۃ الظہر
یوم الخمیس
۲ ، رجب ۱۳۹۱ھ
۲ ، ستمبر ۱۹۷۱ء

نظرِ ثانیہ
وقت الاشراق
یوم الاحد
۱۴ ، رجب ۱۳۹۲ھ
۲۷ ، اگست ۱۹۷۲ء

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ یٰسٓ

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام یٰسٓ ہے جو اس کی پہلی آیت ہے۔ اس میں پانچ رکوع، تراسی آیات، کلمات سات سو انتیس اور حروف تین ہزار۔

ترمذی کی حدیث شریف میں ہے کہ ہر چیز کے لیے قلب ہے اور قرآن کا قلب یٰسین ہے۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اموات پر یٰسین پڑھو۔ اسی لیے قریب موت حالت نزع میں مرنے والے کے پاس یٰسین پڑھی جاتی ہے۔ (خزائن العرفان)

زمانۂ نزول: مضامین میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب ابو جہل بڑی شدت اور پوری قوت سے اسلام کی تعلیمات کو کچلنے لگے تھے اور اسلامی دعوت اپنے فطری حسن و جمال کے باعث سعادتمند روحوں کو اپنی طرف تیزی سے کھینچنے لگی تھی۔ اسلام کی روز افزوں مقبولیت سے مشرکین گھبرا گئے تھے۔

مضامین: اس میں اسلامی دعوت کے تین بنیادی اصولوں پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے یعنی توحید، رسالت اور قیامت۔ سب سے پہلے حضور کی رسالت کو قرآن کی قسم کھا کر بیان کیا گیا اور یہ بھی بتا دیا کہ آپ صراط مستقیم پر ہیں۔

مدت دراز سے سرزمین عرب رشد و ہدایت سے محروم چلی آ رہی تھی۔ صدیاں بیت گئی تھیں یہاں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ صدہا سال تک گمراہ رہنے کے باعث فہم و فکر کی قوتیں بانجھ ہو گئیں اس لیے انہوں نے حضور پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ ان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ایک تباہ شدہ بستی کا حال انہیں سنایا گیا۔ انہیں بتایا کہ اس بستی کے رہنے والوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور وہ برباد ہو گئے تھے۔ قرآن کی یہ کوشش اتمام حجت کی۔ اس ضمن میں ایک مرد مومن کا تذکرہ بھی آگیا ہے جس کی قوت ایمانی اور جذبہ جانفروشی آج بھی ہمارے مردہ دلوں کو نئی زندگی بخش رہا ہے۔

اس کے بعد اپنی قدرت اور حکمت پر بڑے دلائل پیش فرمائے۔ بنجر زمین پر کون مینہ برساتا ہے کس کے حکم سے غذائی اجناس اور رنگ برنگے پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ سورج اور چاند کے طلوع و غروب اور ان کی مقررہ رفتار کی طرف متوجہ کیا اور بتایا کہ سب اپنے اپنے مدار میں محو خرام ہیں نہ کبھی باہم ٹکر ہوتی ہے اور نہ کوئی اپنے مقررہ وقت سے ایک لمحہ پیچھے ہٹا ہے اور نہ کبھی کسی نے آگے گزرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ پیچیدہ نظم و نسق اسی طرح

ہے کس کی تدبیر سے مصروف عمل ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں کس کے حکم سے سامان اور مسافروں کو اٹھائے ہوئے ایک ملک سے دوسرے ملک کو جا رہی ہیں۔

انسان جس کی تخلیق ایک قطرۂ آب سے کی گئی ہے وہ کس ڈھٹائی سے قیامت کا انکار کرتا ہے اور وقوع قیامت پر شبہات و اعتراضات کے انبار لگاتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔ اے حبیب! آپ اس ناسپاس کو بتا دیجئے وہی جس نے انہیں پہلے زندگی بخشی تھی وہی جس کے امر کن سے یہ جہان رنگ و بو معرض وجود میں آگیا۔ وہی جس کے دست قدرت میں زمین و آسمان کی حکومت ہے جو ہر چیز کا جاننے والا ہے وہی قیامت کے دن تمہیں قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا اور جواب دہی کے لیے اپنی عدالت میں پیش کرے گا۔

اس سورت میں دو چیزیں آپ کی خصوصی توجہ کی مستحق ہیں۔ آیت ۴۷ میں سرمایہ دارانہ ذہنیت کو بے نقاب کیا گیا ہے کہ جب انہیں اپنے ان ضرورت مند بھائیوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے رزق نہیں دیا ہم کون ہیں ان کو رزق دینے والے اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والے۔ درحقیقت ان کا یہ جواب محض اپنی کنجوسی اور بخل پر پردہ ڈالنے کی ایک بھونڈی کوشش ہے مگر وہ ایسے ہی رکیک بہانے تراش کر اپنی عیاشی میں وہ کسی ضابطہ اور معاشرت کی پابندی کو بھی گراں سمجھتے ہیں۔ دولت کے نشہ میں تمام حدود کو روندتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں بھلا ایسی بات کرنے کا کیسے حق پہنچتا ہے جن کے دلوں میں اپنی دولت کی اتنی محبت ہے کہ وہ اس سے کچھ نہیں دینا چاہتے اور کسی محروم کی محرومی پر انہیں ذرا ترس نہیں آتا۔ کسی یتیم اور بیوہ کی حالت زار دیکھ کر ان کے دل میں رحم کا جذبہ نہیں ابھرتا۔

دوسری بات یہ ہے جس کا ذکر آیت ۶۹ میں کیا گیا ہے بتا دیا گیا ہے کہ نبی کریم کے علوم و معارف کا منبع خیال آرائی، مبالغہ آرائی اور شعرا کی کذب بیانی نہیں بلکہ ان کا سرچشمہ وہ کتاب مقدس ہے جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے اس نے اپنے حبیب مکرم پر نازل فرمایا ہے تاکہ ہر اس شخص کو بروقت خبردار کر دے جس میں انسانیت کی زندگی کا کچھ اثر موجود ہو۔

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ یٰسٓ مکی ہے اس کی آیتیں ٨٣ اس کے رکوع ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ② اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ③ عَلٰى

اے سید ابرار عالم قسم ہے قرآن حکیم کی بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں یقیناً آپ

١ یٰس کے متعلق علماء تفسیر کے متعدد اقوال ہیں (١) یہ سورت کا نام ہے (٢) قرآن کے اسماء سے ہے۔ (٣) یہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ہے (٤) یاسین کا معنی لغت طے میں یا انسان ہے اور اس سے مراد انسان کامل یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (٥) رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ سے ہے (٦) ابوبکر وراق کہتے ہیں (یہ) مخفف ہے یا سید البشر کا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے۔

الله تعالى معطٍ وابو القاسم قاسم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم من العالم باسره بمنزلة القلب من البدن فما الطف افتتاح قلب القرآن بقلب الاكوان۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں"۔ اس حدیث پاک کے مطابق عالم کے جسم میں حضور دل کی مانند ہیں اور سورۂ یاسین قرآن کریم کا دل ہے۔ کتنی لطیف اور پیاری بات ہے اس سورت کا کہ قرآن کے دل کو ساری کائنات کے دل کے ذکر سے شروع کیا جا رہا ہے۔

٢ کفار مکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور طرح طرح کے الزامات اور اتہامات لگایا کرتے تھے یہاں رب العالمین خود قسم اٹھا کر اپنے رسول کی رسالت کی شہادت دے رہے ہیں۔ فرمایا اے انسان کامل! یا اے عرب و عجم کے سردار! مجھے اس قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے ہیں جن کو منصب رسالت سے سرفراز فرمایا گیا مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ سیدھے راستے پر گامزن ہیں۔

اے حبیب! تیرا پروردگار تیری رسالت کی شہادت دے رہا ہے اور وہ بھی قرآن حکیم کی قسم اٹھا کر۔ اس کے بعد اگر کوئی بدبخت تیری رسالت کو ماننے سے انکار کرے تو آپ کو کیوں ملول ہونا چاہیے۔

قسم اٹھاتے ہوئے صرف والقرآن نہیں فرمایا بلکہ والقرآن الحکیم فرمایا یعنی قرآن حکیم کی قسم اٹھائی جا رہی ہے یہ کوئی عام قسم کی

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞٤ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۞٥ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

راہ درست پر ہیں نازل فرمایا ہوا ہے۔ قرآن [illegible] تاکہ آپ ڈرا سکیں اس قوم کو

مَّآ أُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۞٦ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ

کہ جن کے باپ دادا کو ڈرایا نہیں گیا۔ سو وہ غافل ہیں بے شک [illegible] ہو چکی ہے بات

عَلٰٓى أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞٧ إِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ

بات لازم ہو چکی ہے ان میں سے اکثر پر سو وہ ایمان نہیں لائیں گے ہم نے ڈال دیے ہیں ان کی گردنوں میں طوق

أَغْلٰلًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۞٨ وَجَعَلْنَا مِنْۢ

پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں پس [illegible] اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے بنا دی ہے

کتاب میں [illegible] حکمت ہے [illegible] کتاب ہے [illegible]

[illegible] نازل فرمایا ہے [illegible]

کا مضمون ملحق ہے۔ [illegible] (قرطبی)

ت عزیز و رحیم [illegible] نازل فرمایا [illegible]

[illegible] اہل عرب تھے جن کے پاس [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی زندگی بسر کرتے رہے۔

ث جن کو ڈرانے کے لیے اے حبیب آپ تشریف لے آئے ہیں [illegible] قرآن کریم نازل

کیا گیا ہے ان میں ایسے لوگ [illegible]

[illegible]

[illegible]

لے پہلے آیت کا [illegible]

بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنٰهُمْ

ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پس وہ کچھ

فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

نہیں دیکھ سکتے ث اور یکساں ہے ان کے لیے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں

ٹھوڑی ہے گردن۔ مقمحون: لغت کے امام الاصمعی کہتے ہیں، یقال اقمحت الدابۃ اذا جذبت لجامہ لترفع راسہ، یعنی گھوڑے کی جب لگام سے کھینچا جائے تاکہ وہ اپنا سر اوپر اٹھائے۔ ازہری کہتے ہیں: قمحت الدابۃ یعنی جب کسی کے گلے میں طوق ڈال دیا جائے اور ٹھوڑی کے نیچے کنڈا باندھ دیا جائے تاکہ اس کا سر اوپر اٹھا ہوا رہے اسے اقماح کہا جاتا ہے۔ (قمحہ افعل، قرطبی)۔ حضرت [illegible] بتاتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ہمیں اس مقماح کی کیفیت سمجھانے کے لیے اپنا ہاتھ اٹھایا یعنی داڑھی مبارک کے نیچے اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور سر کو اوپر اٹھایا کہ وہ یوں ہوں گے۔

یہی ان منکروں اور معاندین کی اصل حالت ہے جیسے کسی کے ہاتھوں میں زنجیر ہو، گلے میں طوق ڈال کر اسے گردن کے ساتھ اس سختی سے جکڑ دیا ہو کہ ان کا سر اوپر کو اٹھ گیا ہو۔ وہ یوں جکڑے ہوئے ہوں کہ آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں نہ سر ہلا سکیں نہ دائیں بائیں دیکھ سکیں۔ اس حالت میں وہ شخص جو [illegible] میں تمیز کر سکتا ہے نہ کسی کی بات کو سن سکتا ہے۔ بس یہی حال ان نابکاروں کا ہے۔

اس آیت کے شان نزول کے متعلق یہ روایت منقول ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے قسم اٹھائی کہ اگر اس نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو پتھر سے سر مبارک کو چور چور کر دے گا۔ ایک روز حضور نماز پڑھ رہے تھے تو یہ بد بخت ایک پتھر اٹھا کر حضور کی طرف بڑھا۔ جب پتھر مارنے کے لیے اس نے ہاتھ اٹھایا تو ہاتھ گردن کے ساتھ چمٹ کر رہ گیا اور پتھر ہاتھ کے ساتھ چپک گیا۔ وہیں سے واپس لوٹنے میں ہی سلامتی دیکھی۔ جب اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو سارا ماجرا انہیں سنایا۔ ان کو ولید بن مغیرہ اٹھا اور کہا کہ اے ابوجہل تم تو ویسے ہی بزدل ہو میں جاتا ہوں اور یہ کام کر کے آتا ہوں۔ جب وہ اس نیت سے آگے گیا تو اندھا ہو گیا حضور کی آواز سن رہا تھا لیکن حضور نظر نہ آتے تھے۔ اس نے بھی واپس آکر یہ قصہ سنایا تو ایک اور کافر غصہ سے بے تاب ہو کر اٹھا اور کہنے لگا۔ واللہ لاشدخن رأسہ۔ بخدا میں ان کے سر کو پاش پاش کر دوں گا۔ وہ چند قدم ہی گیا تھا کہ الٹے پاؤں بھاگا اور منہ کے بل گر پڑا۔ ساتھیوں نے اگر خیر خیریت پوچھی تو کہنے لگا کہ بات بڑی بھیانک ہے جب میں ان کے قریب پہنچا تو ایک بہت بڑا سانڈ منہ کھولے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ واللات والعزی میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ لات و عزیٰ کی قسم اگر میں قریب جاتا تو وہ بیل مجھے کچا چبا جاتا۔

ث سد: دیوار۔ یعنی ہم نے ان کے آگے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے اور ان کے پیچھے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے۔ ان کی آنکھوں پر پردہ

تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۔ اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكۡرَ وَخَشِیَ

وہ ایمان نہیں لائیں گے ۔ آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور ڈرے

الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَيۡبِ ۚ فَبَشِّرۡهُ بِمَغۡفِرَةٍ وَّاَجۡرٍ كَرِيۡمٍ ⑪ اِنَّا نَحۡنُ

رحمان سے بن دیکھے تو اس کو خوشخبری سنا دیجئے بخشش کی اور عزت والے اجر کی ۔ بیشک ہم ہی

نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَنَكۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَاٰثَارَهُمۡ ؕ وَكُلَّ شَیۡءٍ

زندہ کرتے ہیں مردوں کو اور لکھ لیتے ہیں جو آگے بھیجا انہوں نے اور جو نشان پیچھے چھوڑے اور ہر چیز

اَحۡصَيۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ۚ وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا اَصۡحٰبَ

ہم نے شمار کر رکھی ہے ایک کھلی کتاب میں ۔ اور بیان کیجئے ان کے سمجھانے کے لیے مثال

ڈال دیا ہے۔ اب ان کا یہ حال ہو کر نہ آگے دیکھ سکتے ہیں نہ پیچھے [illegible] انہیں کچھ دکھائی دیتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آپ کی رسالت کو تسلیم کریں گے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی جزا یا سزا مقرر کر دیں گے۔

[illegible]

[illegible]

الْقَرْيَةِ ۘ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ

گاؤں کے باشندوں کی جب آئے وہاں بھیجے ہوئے ۱۳ جب بھیجے ہم نے ان کی طرف دو (رسول) تو

[illegible] اور اس اجمال و ابہام کی وجہ یہ ہے کہ جو [illegible] اس [illegible] وقت [illegible]

علامہ راغب رحمۃ اللہ علیہ قریہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: القریۃ اسم للموضع الذی یجتمع فیہ الناس [illegible] قریہ اس جگہ کو کہتے ہیں جس کی [illegible] حق پر ہو یا باطل کا علمبردار [illegible]

۲؎ عام طور پر ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے علماء تفسیر لکھتے ہیں کہ جس گاؤں کا یہاں ذکر ہے اس سے مراد انطاکیہ ہے جو ملک شام کا ایک شہر ہے اور پہلے دو رسول جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے بھیجے تھے ایک کا نام صادق اور دوسرے کا مصدوق تھا۔ جب ان کو ستایا گیا اور تکلیف پہنچائی گئی تو ان کی مدد کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تیسرا رسول بھیجا اس کا نام شمعون تھا اور وہ شخص جو شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا آیا تھا اس کا نام حبیب نجار تھا۔

لیکن محققین نے ان تفصیلات کو ماننے سے انکار کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ تفصیلات کئی وجوہ سے قابل اعتماد نہیں۔

جن حضرات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ اپنا تعارف ان الفاظ سے کراتے ہیں: قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون۔ کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم ضرور تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کے رسول تھے نہ کہ وہ حضرت عیسیٰ کے حواری اور فرستادہ تھے۔ اگر حواری ہوتے تو ان کے کلام کا انداز [illegible] ہوتا۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس گاؤں کا ذکر ہے اس کے باشندوں نے ان رسولوں کا انکار کیا ہے ان کو [illegible] دھمکیاں دیں۔ ان کو [illegible] یہاں تک کہ ان کو سنگسار کرنے کی دھمکیاں دیں۔ ان حضرات کے بار بار سمجھانے کا بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ یہاں تک کہ عذاب الٰہی ایک کڑک کی صورت میں نازل ہوا اور اس بستی اور اس کے بسنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ جب ہم انطاکیہ کی تاریخ پڑھتے ہیں تو وہ شہر ہے جس نے سب سے پہلے عیسائیت قبول کی، اس کی ساری آبادی حضرت مسیح پر ایمان لائی، اس لیے آج تک وہ عیسائیوں کے [illegible] شہروں میں ہے جو عیسائیوں کے نزدیک مقدس ہیں۔ نیز [illegible] کسی تاریخ میں مذکور نہیں کہ اس شہر پر ایسا عذاب نازل ہوا اور یہ بستی برباد ہو گئی۔ ان حقائق کے پیش نظر قرآن میں مذکور قریہ کو انطاکیہ اور ان رسولوں سے مراد حضرت عیسیٰ کے حواری لینا بعید از قیاس ہے۔

اس لیے مناسب یہی ہے کہ جیسے قرآن نے اس گاؤں کا نام ذکر نہیں کیا اور ان رسولوں کا تعین نہیں کیا تو ہم اپنے آپ کو

فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ۝ قَالُوا

انہوں نے ان کو جھٹلایا پھر ہم نے تقویت دی ایک تیسرے سے تو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں

مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ

بستی والوں نے کہا نہیں ہو تم مگر انسان ہماری طرح اور نہیں نازل کی رحمٰن نے کوئی چیز نہیں ہو تم

أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ۝ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ۝

مگر جھوٹ بول رہے ہو رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ یقیناً تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں

[illegible]

اللہ تعالیٰ نے [illegible] آپ سے [illegible] ان کے سامنے ان لوگوں کا واقعہ بیان [illegible] کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول آئے تو انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور انہیں [illegible] دیا گیا۔ شاید یہ واقعہ [illegible]

۲ پہلے دو رسول [illegible] کی دعوت دی لیکن وہاں کے باشندے [illegible] انہیں جھٹلانا شروع کر دیا [illegible] طرح طرح سے اذیت پہنچانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تقویت کے لیے ایک تیسرا رسول بھیجا اور [illegible] کی تبلیغ کا کام [illegible] شروع کیا [illegible] وہاں کے لوگ [illegible] ان کی [illegible] سعادت [illegible] تھیں [illegible] طرح [illegible] تم رسول کیسے بن گئے

۳ نہیں [illegible] اعتراض [illegible] اس کی مخلوق کی راہنمائی کے لیے کوئی ہدایت [illegible] آسمان و زمین، پہاڑوں، سمندروں جیسی بڑی بڑی عظیم [illegible] انسان جیسی [illegible] مخلوق کے لیے وہ قواعد و ضوابط [illegible]

۴ ان حضرات نے صاف طور پر [illegible] کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس نے ہی انہیں ان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ [illegible] وهو يجري مجرى القسم (مظہری)۔ [illegible]

وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ قَالُوْٓا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ

[illegible]

تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝ قَالُوْا

[illegible]

طٰٓئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۚ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا

[illegible]

الْمُرْسَلِيْنَ ۙ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

[illegible]

وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ

[illegible]

دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۚ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ

[illegible] بیشک میں اس وقت کھلی گمراہی میں ہوں گا [illegible] بیشک میں ایمان لے آیا

بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ

تمہارے رب پر [illegible] داخل ہو جاؤ جنت میں [illegible] کاش میری قوم

يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ وَمَآ

جان لیتی [illegible] مجھے میرے رب نے اور شامل کر دیا ہے مجھے عزت والوں میں [illegible]

۲۳ [illegible]

[illegible] کہاں کروں گا۔

۲۴ [illegible]

۲۵ [illegible]

۲۶ [illegible]

۲۷ قوم نے ظلم کی حد کر دی [illegible] کاش میری قوم [illegible]

أَنْزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا

اتارا ہم نے اس کی قوم پر اس کی شہادت کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہمیں اس کی

مُنْزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ﴿٢٩﴾

ضرورت تھی ش۲ وہ تو محض ایک کڑک تھی پس وہ سب بجھ کر رہ گئے

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ

صد افسوس ان بندوں پر نہیں آیا ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ اس کے ساتھ

يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ

مذاق کرتے رہے۔ کیا انہیں علم نہیں کہ کتنی قومیں ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیں اور وہ ان کی طرف

میرے قصور میرے رب نے معاف کر دیے ہیں اور مجھے ان لوگوں کی صف میں جگہ دے دی ہے جن کو اس نے بیش بہا انعامات اور کرامتوں سے سرفراز کیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں سچے دل سے ایمان لایا تھا اور جب امتحان کے میدان میں کھڑا کیا گیا میں نے جان دے دی لیکن سچے ایمان پر آنچ نہیں آنے دی۔ حضرت علامہ رومی کا ارشاد ملاحظہ ہو

[illegible]

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس شخص کا نام حبیب تھا۔ علامہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں کہ جب اہل انطاکیہ نے اسے شہید کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ انطاکیہ میں [illegible] اہل ایمان کو اس کی صورت [illegible] انطاکیہ کے بازار میں ایک مسجد ہے اس مسجد کو مسجد حبیب کہا جاتا ہے۔ اس کے صحن میں ان کا مزار ہے لوگ اس کی زیارت کے لیے جایا کرتے ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی [illegible] مطبوعہ بیروت)

مشہور جغرافیہ دان علامہ یاقوت حموی متوفی ۶۲۶ھ اپنی کتاب معجم البلدان میں انطاکیہ کے عنوان کے نیچے لکھتے ہیں:

انطاکیہ میں حبیب نجار کی قبر ہے دور دور سے لوگ اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیات انہی حبیب کے حق میں نازل ہوئیں وجاء من اقصی المدینة رجل یسعی الخ۔ لیکن یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ علامہ ابن کثیر کی رائے آپ چند صفحے پہلے پڑھ آئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ش۲ یعنی ان سرکشوں کی سرکوبی کے لیے آسمان سے فرشتوں کا لشکر اتارنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ جب ہم نے ان کو تباہ کرنے کا

اِلَيۡهِمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنۡ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَ

طرف لوٹ کر آتے۔ اور ان سب کو ہمارے سامنے حاضر کر دیا جانا ہے۔ اور

اٰيَةٌ لَّهُمُ الۡاَرۡضُ الۡمَيۡتَةُ ۖۚ اَحۡيَيۡنٰهَا وَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهَا حَبًّا فَمِنۡهُ

ایک نشانی ان کے لیے یہ مردہ زمین ہے۔ جس کو ہم نے زندہ کر دیا اور ہم نے نکالا اس میں سے غلہ پس وہ

يَاۡكُلُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلۡنَا فِيۡهَا جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ وَّفَجَّرۡنَا

اس میں سے کھاتے ہیں۔ اور ہم نے اس میں باغ بنائے کھجور اور انگوروں کے اور جاری کر دیے اس میں

فِيۡهَا مِنَ الۡعُيُوۡنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاۡكُلُوۡا مِنۡ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتۡهُ اَيۡدِيۡهِمۡ ؕ

چشمے۔ تاکہ کھائیں وہ اس کے پھلوں سے اور نہیں بنایا ہے اس کو ان کے ہاتھوں نے

فیصلہ کیا تو ایک ایسی کڑک ہوئی اور لرزہ پیدا کیا کہ وہ چشم زدن میں ہی ختم ہو کر راکھ ہو گئے۔ حدیث میں بھڑکتی ہوئی آگ کے بجھ جانے کو خامد کہتے ہیں۔ یعنی پہلے وہ آگ کے الاؤ کی طرح دہک رہے تھے اور اس کے شعلوں کی طرح لپک رہے تھے ایک ہی ضرب سے ان معتوبوں کا قصہ تمام کر دیا جیسے کسی نے آگ پر پانی ڈال دیا ہو۔

۳۳ یہاں سے ان آفاقی دلائل کے بیان کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو توحید اور قیامت کے منکرین کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں۔ یہ دلائل نہیں کہ وقتی طور پر ذہن کو متاثر کریں اور مرعوب کریں لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد ان کا اثر زائل ہو جائے بلکہ ان دلائل پر غور کرنے سے دل کو یقین کا نور نصیب ہوتا ہے اور ذہن کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ پہلی دلیل یہ بیان ہوئی کہ بنجر اور مردہ زمین جس میں حیات کی کوئی رمق نہیں تھی جب اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے اور زمین کی رونق ایسی بڑھ جاتی ہے کہ سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے رنگ و بو کے چمن مہکنے لگتے ہیں۔

۳۴ کسان جو تخم ریزی کرتا ہے اس کی بالیں مٹی کے پیٹ سے مٹھی بھر دانے نکال کر دیتی ہیں جو سینکڑوں بن کر پک جاتی ہیں جن سے تم غذا حاصل کرتے ہو۔

۳۵ ہم باغ اگا دیتے ہیں اور ان باغوں میں کھجور کے ایسے درخت بھی لگے ہیں جو حسن و خوبی کے مجسمے ہوتے ہیں اور دوسری طرف انگور کی بیلیں ہیں جو زمین پر پھیل جاتی ہیں۔ جن کو اوپر چڑھانے کے لیے ٹٹیاں بنانی پڑتی ہیں۔ وہاں چشمے ابلتے ہیں جو زمین کے اندر سے بہہ نکلتے ہیں۔ تم ان پھلوں کو کھاتے ہو اور ان کی مختلف شکلیں بنا کر ان سے

أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ

کیا وہ [illegible] شکر ادا نہیں کرتے۔ [illegible] پاک ہے وہ ذات جس نے [illegible]

الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ

[illegible]

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ﴿٣٧﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۟ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ

یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے اس خدا کا جو غالب اور علیم ہے۔ ۳۵ اور چاند کی بھی ہم نے مقرر کر دی ہیں اس کے لیے منزلیں

كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۟ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ

یہاں تک کہ وہ ہو جاتا ہے کھجور کی پرانی ٹہنی کی مانند ۳۶ نہ سورج کی یہ مجال کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ

وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۟ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ

رات کی یہ طاقت ہے کہ دن سے آگے نکل جائے اور سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں ۳۷ ایک نشانی ان

اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۟ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ

کے لیے یہ بھی ہے کہ ہم نے سوار کیا ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں ۳۸ اور ہم نے پیدا کیں ان کے لیے اس کشتی کی مانند

[illegible] تو اس سے بڑی حیرانی و پریشانی کیا ہو سکتی ہے۔

[illegible] دن کے وقت روشنی کا لبادہ اوڑھا ہوا ہوتا ہے۔ جب رات آتی ہے تو [illegible] ہر طرف تاریکی پھیل جاتی ہے۔

۳۵ سورج اپنے مقررہ مدار کی طرف حرکت کر رہا ہے اور اس کی چال [illegible] مقررہ وقت سے ایک سیکنڈ [illegible] اس کے لیے متعین کر دیا گیا ہے۔ [illegible] کا مقرر کیا ہوا ہے۔ اس میں [illegible] اور نہ کوئی چیز اس کی خلاف ورزی کر سکتی ہے۔

۳۶ چاند کی قسمت پر ایمان لانے کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت [illegible] چاند کو دیکھو اس کے گھٹنے بڑھنے کو دیکھو [illegible] بڑھتے بڑھتے [illegible] پھر گھٹنے لگتا ہے یہاں تک کہ [illegible] کھجور کی ایک پرانی سوکھی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ ۳۷ سورج اور چاند [illegible] گردش [illegible] حرکت کرتا رہتا ہے [illegible] آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا [illegible] کے لیے ملاحظہ ہو دعوۃ القرآن جلد سوم سورۃ الانبیاء [illegible] تفصیل سے ملتی ہیں۔

۳۸ [illegible]

مَا يَرْكَبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ ﴿٤٣﴾

[illegible]

إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا

[illegible]

بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا قِيلَ

نشانی ان کے رب کی نشانیوں سے مگر وہ اس سے روگردانی کرتے ہیں اور جب انہیں کہا جاتا

لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا

ہے کہ خرچ کرو اس مال سے جو تمہیں اللہ نے دیا ہے تو کہتے ہیں کافر ایمان والوں کو کیا ہم

أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٧﴾

کھانا کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں

میں برباد کر دی ہے۔ اب آؤ [illegible] اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں [illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنْظُرُونَ

اور کافر کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو اس کا مقررہ وقت بتلاؤ ٢٣ یہ [illegible] منتظر نہیں انتظار

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

کر رہے مگر ایک کڑک کا جو ان کو پکڑ لے گی ٢٤ جب وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے ٢٥ پس وہ اس وقت

روشن ہوگیا۔ انہوں نے بھی اپنے وقتی مطلب کی خاطر کھلی دولت کی پوجا شروع کر دی اور صاحب بن کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اور ان محنت کشوں اور کسانوں وغیرہ کے ساتھ انہوں نے وہی بے رحمانہ سلوک شروع کر دیا۔ جس سے طبقات کی [illegible] کا سبب [illegible] ظاہر کیا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب تک [illegible] کا [illegible] اور قیامت کے اسباب کا یقین دل میں پیدا ہو جائے اس وقت تک [illegible] کی کوشش کی جائے گی [illegible] ایک [illegible] ہوگا [illegible] ہونے کے بعد اس کی [illegible] کا [illegible] کے [illegible] دنیا [illegible] سے [illegible] بعض [illegible] سے حصہ [illegible] ہوتا ہے۔

٢٣ وہ یہ سوال اس لیے نہیں پوچھتے تھے کہ وہ ہر وقت اپنی اصلاح کریں بلکہ از راہ استہزاء پوچھا کرتے تھے۔

٢٤ یہاں قیامت کی آمد کا حال بیان ہو رہا ہے کہ قیامت اس طرح نہیں آئے گی کہ پہلے اس کا اعلان کیا جائے گا اطلاع دی جائے گی کہ [illegible] کائنات کا نظام درہم برہم کر دیا جائے گا کیونکہ لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں گے قیامت ہونے کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ اچانک حضرت اسرافیل [illegible] صور پھونک کر دنیا کے ختم ہونے کا اعلان کریں گے یہ ایک ہولناک کڑک ہوگی جس سے [illegible] درہم برہم ہو جائے گی۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوع قیامت کا جو بیان فرمایا ہے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے ملاحظہ فرمائیے:

> تقوم الساعة و الرجلان قد نشرا ثوبهما يتبايعان به فلا يطويانه حتى تقوم الساعة والرجل يليط حوضه ليسقي ماشيته فما يسقيها حتى تقوم الساعة والرجل يخفض ميزانه فما يرفعه حتى تقوم الساعة والرجل يرفع أكلته إلى فيه فما يبتلعها حتى تقوم الساعة۔

ترجمہ: یعنی قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے کپڑے کا تھان کھولا ہوا ہوگا اس سے پیشتر کہ وہ اس تھان کو لپیٹیں قیامت برپا ہو جائے گی۔ اسی طرح ایک شخص اپنے مویشیوں کو پانی پلانے کے لیے حوض کی لپائی کر رہا ہوگا تو [illegible] پانی پلانے سے پہلے ہی قیامت بپا ہو جائے گی۔ ایک آدمی کوئی چیز تول رہا ہوگا اس سے پہلے کہ وہ ترازو کو اٹھائے قیامت برپا ہو جائے گی۔ انسان لقمہ منہ تک لے جائے گا اور اسے نگلنے سے پہلے

تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ

کی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر جا سکیں گے اور (دوبارہ) جب صور پھونکا جائے گا تو فوراً وہ

مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ

اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے چلنے لگیں گے اس وقت کہیں گے ہائے ہماری کم بختی ہم کو

مَّرْقَدِنَا ٚ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ

ہمیں کس نے اٹھایا ہماری خوابگاہ سے یہ وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا وہ تو ایک

قیامت برپا ہو جائے گی۔

اس افراتفری میں وہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ سکیں گے

جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو سارا عالم فنا ہو جائے گا تو [illegible] [illegible] اور زمین اتنی

پہاڑ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کی حالت میں [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور قبروں سے

باہر نکل رہے ہوں گے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پہنچیں [illegible] (قرطبی)

منکرین قیامت قبروں سے نکل کر جب یہ ہیبت ناک منظر دیکھیں گے تو [illegible] [illegible] اور کہیں گے

ہم اس کا انکار کرتے رہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] ہو جائیں گے

اس وقت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یہ تو وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا

اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ کی طرف [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾ فَالْيَوْمَ

ہوگی مگر ایک زوردار آواز پھر وہ فوراً سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کردیئے جائیں گے ۵۳ پس آج

لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ أَصْحَابَ

ظلم نہ کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر انہی اعمال کا جو تم کیا کرتے تھے ۵۴ بیشک اہل

الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ﴿٥٥﴾ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى

جنت آج (حسب مراتب) اپنے اپنے مشغلوں میں لطف اندوز ہو رہے ہوں گے ۵۵ وہ اور ان کی بیویاں سایہ میں (آراستہ

ہر کچھ ہمیں بتایا تھا وہ تو سچ تھا جو بڑی قسمت اور نادان تھے کہ اس کو [illegible] اور آج ان حالات سے دوچار ہیں کہ [illegible] واسطے رعتی۔

یعنی ان کا سوال ہے کہ ان کے سوال کا جواب فرشتے دیں گے۔

۵۳ پھر ایک اور ہولناک چیخ کی آواز آئے گی اور سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے۔

۵۴ اس روز کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں ہوگی۔ عدل و انصاف کے سارے تقاضے پورے کیے جائیں گے۔

۵۵ اہل جنت پر جب جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہ وہاں کی لذتوں اور لطف و سرور میں اس طرح کھو جائیں گے کہ انہیں دوسری کسی بات کی خبر تک نہیں ہوگی۔ وہ اور ان کی نیک بخت بیویاں ٹھنڈے اور گھنے سایہ میں مرصع اور آراستہ تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ہر قسم کے پھل زریں تھالوں میں رکھ کر خدام ان کی خدمت میں پیش کریں گے۔ ان کی ہر خواہش پوری کی جائے گی جو بھی طلب کریں گے مہیا کر دی جائے گی۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

" والاولیٰ ان یقال فی شغل مما یشتھون بہ فالصوفیۃ العلیۃ الذین مقصودھم لیس الا اللہ تعالیٰ شغلھم دوام المشاھدۃ والاستغراق فی التجلیات الذاتیۃ علی حسب مدارجھم وغیرھم کان شغلھم بالسماع والفرح والاکل والشرب والجماع علی حسب شھواتھم ومراتبھم " (مظہری)

ترجمہ : یعنی ہر ایک اپنی خواہش کے مطابق مشغول ہوگا۔ صوفیائے کرام جن کا مقصود وحید ذات حق تھی ان کا شغل یہ ہوگا کہ وہ اپنے مدارج کے مطابق تجلیات ذاتیہ کے مشاہدہ میں محو اور مستغرق ہوں گے اور دوسرے لوگ دیگر دنیاوی لذتوں میں اپنی خواہش کے مطابق مشغول ہوں گے۔

علامہ مذکور نے ابراہیم سے ابو سعید کا ایک قول نقل کیا ہے وہ بھی سننے کے قابل ہے۔

عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾

تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان کے لیے وہاں ہر طرح کا میوہ ہوگا اور جو کچھ وہ مانگیں گے ان کو ملے گا

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾

تم سلامت رہو یہ کہا جائے گا رب رحیم کی طرف سے اور اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ

"خرج ابو نعيم عن شيخ طريقتنا ابي يزيد البسطامي انه قال ان لله خواص من عباده لو حجبهم عن رؤيته لاستغاثوا كما يستغيث اهل النار بالخروج من النار"

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے خاص بندے بھی ہیں کہ اگر انہیں دیدار جمال سے ذرا بھی محروم کر دیا جائے تو وہ جنت میں اس طرح آہ و فغاں اور فریاد کا شور مچا دیں جس طرح جہنمی آگ سے نکلنے کے لیے چیخ و پکار کریں گے

ف سب خوشیاں، سب راحتیں بجا لیکن رب کریم کا وہ جمال دل آرا، وہ محبوب حقیقی جس کی دید کی آرزو کے لیے وہ عمر بھر ماہی بے آب کی طرح تڑپتے رہے۔ جب وہ انہیں اپنے بے حجاب جمال ازل سے نوازے گا تو اس وقت ان کی مسرت اور فرحت و انبساط کی انتہا ہو جائے گی۔

اس آیت کی جو تفسیر اس روایت سے واضح ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:

"عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بينا اهل الجنة في نعيمهم اذ سطع لهم نور فرفعوا رؤوسهم فاذا الرب قد اشرف عليهم من فوقهم فقال السلام عليكم يا اهل الجنة قال ذلك قوله تعالى سلام قولا من رب رحيم قال فينظر اليهم وينظرون اليه فلا يلتفتون الى شيء من النعيم ما داموا ينظرون اليه حتى يحتجب عنهم ويبقى نوره وبركته عليهم في ديارهم" (رواہ ابن ماجہ، ابن کثیر)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے اچانک ان پر ایک نور چمکے گا جب وہ سر اوپر اٹھائیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ ان کا رب کریم ان کی طرف جھانک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنتیو! السلام علیکم۔ سلام قولا من رب رحیم سے یہی مراد ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اس کی طرف دیکھتے رہیں گے اور ان کی یہ حالت ہوگی کہ جب تک وہ جمال حقیقی کا دیدار کرتے رہیں گے جنت کی کسی دوسری نعمت کا انہیں خیال تک بھی نہیں آئے گا یہاں تک کہ حسن حقیقی پردہ فرمائے گا، لیکن اس کا نور اور اس کی برکت ان پر اور ان کے مکانوں پر ہمیشہ باقی رہے گی۔

ف اہل جنت پر تو یہ کرم ہوگا اور مجرموں کو حکم ہوگا کہ الگ الگ ہو جاؤ کیونکہ وہ سب اپنے اپنے گروہ کے ساتھ ہوں گے۔ چنانچہ یہودی، عیسائی، آتش پرست، بت پرست، ملحد وغیرہ سب ایک دوسرے سے الگ الگ ہو کر جمع ہو جائیں گے

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ

کیا میں نے تمہیں یہ تاکیدی حکم نہیں دیا تھا اے اولادِ آدم کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا بلاشبہ وہ تمہارا

عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ

کھلا دشمن ہے ف۱ اور میری عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے ف۲ اور اس نے گمراہ کر

أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ

دیا شیطان نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو ف۳ کیا تم عقل و خرد نہیں رکھتے تھے ف۴ یہ ہے وہ جہنم

الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾ الْيَوْمَ

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس کی آگ میں جلو اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔ آج ہم

پھر دوزخ میں ہر فرقے کے لیے الگ الگ زندان خانے موجود ہوں گے ہر گروہ کو اس کے مخصوص جیل میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا جائے گا جو پھر کبھی نہ کھل سکے گا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من سخطہ و عذابہ۔ یا اللہ ہم تیری ناراضگی اور تیرے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

اس کا یہ مفہوم بھی بتایا گیا ہے کہ ابتدا میں حشر کے میدان میں لوگ سب ایک ساتھ کھڑے ہوں گے۔ بعد میں مجرموں کو حکم ملے گا تم اہل ایمان سے علیحدہ ہو جاؤ۔

ف۱ ان مجرموں سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ آج سر جھکانے اور پیچھے پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں نے اپنے انبیاء اور اپنے ناصحین صلحاء و مبلغین کے ذریعے تمہیں تاکیدی حکم دیا تھا اور بار بار وصیت کی تھی کہ دیکھنا شیطان کی بندگی اور اطاعت شروع نہ کر دینا کیونکہ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے وہ تمہیں جہنم رسید کر کے رہے گا۔

ف۲ شیطان کی بندگی کو چھوڑ کر میری عبادت کرو کیونکہ میں ہی تمہارا خالق ہوں۔ مالک تمہیں میں نے ہی پیدا کیا اور تمہاری نشوونما کے لیے بڑی فیاضی سے سارے وسائل ہم پہنچا دیے ہیں اور تمہاری ابدی سعادت کے متعلق بھی فیصلہ کرنے کا اختیار صرف مجھے ہے اور مجھ سے بڑھ کر تم پر کوئی شفقت و رحمت فرمانے والا نہیں۔ اگر تم میرا حکم مانو گے میری اطاعت کرو گے تو یہی صراط مستقیم ہے جس پر چل کر تم منزل مقصود پا سکتے ہو۔

ف۳ اتنے تاکیدی احکام کے باوجود تم نے ہوشمندی سے کام نہ لیا۔ ہماری ہدایت کو پس پشت ڈال دیا۔ اس طرح شیطان تم میں سے ایک امت کثیرہ کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

جبلًا: والجبلۃ الخلیقۃ اطلق علیہم تشبیہا بالجبل فی عظم یعنی امت کثیرہ کیونکہ یہ پہاڑ کی طرح عظیم ہوتی ہے اس لیے

نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا

مہر لگا دیں گے کفار کے منہ پر اور بات کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں ان

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓي اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ

کاموں پر جو وہ کیا کرتے تھے ۶۵ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کا نشان تک مٹا دیتے پھر وہ رستہ کی طرف دوڑ

جبلا کیا گیا۔ (مفردات)

۶۴ واقعی اس سے بڑی حماقت اور نادانی کیا ہو سکتی ہے

۶۵ پہلے بتا دیا گیا کہ آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ سب کے ساتھ پورا پورا عدل ہوگا۔ کوئی بات یا حرکت بھی کسی ہو بلا ثبوت معاف کیا جائے گا۔ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ہر فیصلہ کیا جائے اور جس کی گواہی اور دیگر دلائل سے مقرر کیا جائے۔ اگر فیصلہ کرتے وقت گواہوں کو بے سے نظر انداز کر دیا جائے، کسی ثبوت کی ضرورت ہی محسوس نہ کی جائے تو وہ فیصلہ اگرچہ حق ہو تب بھی اعتراض ہو سکتا ہے کہ فیصلہ کرتے وقت صحیح طریقہ کار اختیار نہیں کیا گیا۔ نیز کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قاضی بڑی احتیاط سے ساری کاروائی مکمل کرتا ہے گواہ پیش ہوتے ہیں۔ دوسرے دستاویزی ثبوت فراہم کیے جاتے ہیں پھر وہ اپنے فیصلے کا اعلان کرتا ہے اس پر دوسرا کوئی انگشت نمائی نہیں کر سکتا۔ لیکن جس کے خلاف فیصلہ صادر ہوتا ہے وہ دل میں احتجاج کرتا رہتا ہے کہ جھوٹی شہادتوں سے شاید اس کا فریب ہوا ہے۔ اگرچہ ایسے آدمی کا شور و غل تعداد کوئی معنی نہیں رکھتا، مگر دل ہی دل میں وہ ایک قسم کی بے چینی محسوس کرتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو فیصلہ فرمائے گا، اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہوگا کہ خود وہ شخص جس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا ہوگا وہ بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بالکل درست اور مبنی بر حق ہے۔

اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے کہ مجرمین جب عدالت خداوندی میں پیش ہوں گے۔ ان پر فرد جرم عائد کی جائے گا تو وہ اقبال جرم سے مکر جائیں گے۔ کراماً کاتبین گواہی دیں گے۔ ان کے صحیفۂ عمل پیش کیے جائیں گے لیکن وہ ڈھٹائی کی بات نکالنے سے باز نہیں آئیں گے۔ بزبان غالب کہیں گے؛

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

ان کی ہٹ دھرمی جب حد سے تجاوز کر جائے گی، اس وقت ان کے منہ سی دیے جائیں گے۔ ان کی زبانوں سے قوت گویائی سلب کر لی جائے گی۔ ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو گویا کر دیا جائے گا۔ وہ بتائیں گے کہ ان سے کیا کیا کرتوت کئے۔ ہاتھ اور پاؤں عینی شاہد کی حیثیت سے سارا کچا چٹھا کھول کر سامنے رکھ دیں گے۔ اس کے بعد ان کی آخری حجت بازی ختم ہو جائے گی اور بجز اعتراف و تسلیم کے ان کے لیے کوئی چارہ نہ رہے گا۔

فَاَنّٰى يُبۡصِرُوۡنَ ﴿٦٦﴾ وَلَوۡ نَشَآءُ لَمَسَخۡنٰهُمۡ عَلٰى مَكَانَتِهِمۡ فَمَا اسۡتَطَاعُوۡا

[illegible]

مُضِيًّا وَّلَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنۡ نُّعَمِّرۡهُ نُنَكِّسۡهُ فِى الۡخَلۡقِ ؕ اَفَلَا

[illegible]

يَعۡقِلُوۡنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لَهٗ ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى

نصیحت اور قرآن ہے روشن و واضح ۶۲ تاکہ وہ بروقت بیدار کرے اسے جو زندہ ہے اور تاکہ حجت تمام

الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا

کرے کافروں پر ۶۳ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے پیدا فرمائے ان کے لیے اس مخلوق سے جو ہمارے ہاتھوں نے بنائی

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝۷۱ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا

ہے جانور پھر یہ ان کے مالک ہیں۔ اور ہم نے تابع بنا دیا انہیں ان کا پس ان میں سے بعض پر وہ سواری کرتے

سے موصوف تھے وہ ایسی غلط بات کیونکر کہتے تھے۔ اس لیے یہاں شعر سے مراد جھوٹ اور تخیل کی حد بندی ہے۔ اور شاعر سے مراد وہ آدمی جو حقائق اور صداقتوں کو نظر انداز کر کے محض وہم و گمان کی دنیا میں بھٹکتا پھرے کسی کو شاعر کہنے یا اسے جھوٹا کہنے [illegible] و جہاں آدمی سے بار بار [illegible] ہو جاتا ہے۔ جھوٹ کی ملاوٹ کے بغیر شعر میں نغمگی اور جاذبیت پیدا نہیں ہوتی۔ اسی لیے عرب کہتے ہیں "اعذب الشعر اکذبہ" بہترین شعر وہ ہے جس میں زیادہ سے زیادہ جھوٹ ملایا گیا ہو چنانچہ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں،

"وقال بعض المحصلين لم يقصدوا هذا المقصد فى الرمى به وذلك انه ظاهر من الكلام انه ليس على اساليب الشعر ولا يخفى ذلك على الاغتام من العجم فضلا عن بلغاء العرب وانما رموه بالكذب فان الشعر يعبر به عن الكذب والشاعر الكاذب حتى سمى قوم الادلة الكاذبة الشعرية۔" (مفردات)

ترجمہ: بعض اہل علم نے کہا ہے کہ کفار حضور پر شعر کہنے کی تہمت لگاتے تو ان سے ان کی مراد شعر اصطلاحی نہیں ہوتا تھا کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ قرآن اشعار کے اسلوب پر نہیں ہے اور یہ حقیقت عجمی جاہلوں پر بھی مخفی نہیں چہ جائیکہ عرب کے بلغاء اس حقیقت سے ناواقف ہوں۔ بلکہ حضور پر کذب کی تہمت لگاتے تھے کیونکہ جھوٹ کو شعر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور جھوٹے کو شاعر کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جھوٹی دلیلوں کو ادلہ شعریہ کہتے ہیں۔

۶۲ یہ کتاب مبین تو نہ خیال آرائی ہے اور جھوٹ کا پلندہ نہیں ہے۔ یہ تو سراسر نصیحت اور موعظت ہے۔ جو بات اس میں بیان کی گئی وہ محض حق ہے۔ اس میں مبالغہ آمیزی [illegible] نہیں ہے۔ نہ یہاں حقیقت میں بال برابر تجاوز کیا گیا ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس میں [illegible] حقائق [illegible] کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔

۶۳ اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کو بروقت متنبہ کر دیا جائے جن کے ضمیر ابھی مردہ نہیں، جن میں حق پذیری کی [illegible] ابھی موجود ہیں اور جن کے دل [illegible] ہیں اور جن میں حق قبول کرنے کی استعداد ختم ہو چکی ہے ان پر [illegible] اس کے نزول کی

يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوا

ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کے لیے ان میں بیشمار منفعتیں ہیں اور پینے کی چیزیں بھی کیا پھر بھی وہ شکر ادا نہیں کرتے اور انہوں نے بنا لیے

مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ

ان خداؤں سے جاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے خدا شاید ان کی مدد کی جائے ۷۴ یہ جھوٹے خدا نہیں مدد کر سکتے ان کی ۷۵

وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا

اور یہ کفار ان معبودوں کے لیے لشکر ہیں حاضر کیے ہوئے ۷۶ پس رنجیدہ نہ کرے آپ کو اے حبیب! ان کی بات ہم خوب جانتے ہیں

يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ

جس بات کو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ۷۷ کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے پیدا کیا ایک قطرہ سے

حجت تمام کر سکے۔

۷۲ یعنی ان لوگوں کی بھی عجیب حالت ہے کہ روزی جو ہم دیتے ہیں اسے کھاتے ہیں وہ جانور جن پر سواری کرتے ہیں جن کا گوشت کھاتے ہیں جن کا دودھ پیتے ہیں وہ سب ہم نے پیدا کیے ہیں اور انہیں ان کا تابع فرمان بنا دیا ہے۔ اس کے باوجود ہمیں چھوڑ کر دوسری چیزوں کو پوجا جا رہا ہے اور شیطان نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ اگر تم ان کی پوجا کرو گے تو یہ تمہاری مدد کریں گے اور سب انہی کے طفیل سے تمہیں روزی ملتی رہے گی۔

۷۳ ان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ یہ تو اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے۔ ان کی کیا طاقت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تم کو بچا سکیں۔

۷۴ "ھم" ضمیر کا مرجع مشرکین ہیں۔ "لھم" کا مرجع ان کے معبودانِ باطل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یہ بتوں کی عزت کا پرچم بلند کرنے کے لیے اپنے سے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہتے ہیں جب کوئی توحید کی دعوت دینے کے لیے آتا ہے تو ان کے خلاف برسر پیکار ہو جاتے ہیں۔ دوسرا معنی ایک مفہوم اس آیت کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن مشرکین کے بتوں کو اکٹھا کر دیا جائے گا اور انہیں ایک ساتھ واصلِ جہنم کر دیا جائے گا۔

۷۵ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دے رہا ہے اور دلجوئی فرما رہا ہے۔

۷۶ اگر انسان اپنے ماضی کی طرف ہی غور کر لیتا تو سرکشی اور جہالت کا راستہ اختیار نہ کرتا۔ ہم نے اسے حقیر پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا پھر جب جوان ہوا قوت و طاقت ملی تو بجائے شکر کرنے کے ایک علانیہ جھگڑالو بن گیا ہے

فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ

[illegible]

مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ

[illegible]

مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿۷۹﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ

[illegible]

الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ﴿۸۰﴾ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ

[illegible]

[illegible] اختیار کر رہا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ

آسمانوں اور زمین کو قدرت نہیں رکھتا کہ پیدا کرے ان جیسوں کو؟ ضرور۔ بیشک وہ ایسا کر سکتا ہے، وہی

الْعَلِیْمُ ۝ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝

پیدا فرمانے والا سب کچھ جاننے والا ہے ۔ اس کا حکم جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اتنا ہی ہے کہ اسے فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

پس وہ ذات ہر عیب سے پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے، اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا

درختوں میں آگ ودیعت کر رکھی ہے۔ یہ گیلی لکڑی جب کاٹ کر اس سے آگ جلائی جاتی ہے تو اس سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ عرب میں دو درخت پیدا ہوتے ہیں۔ ایک کو مرخ اور دوسرے کو عفار کہتے ہیں۔ اگر ان کی تازہ سبز شاخیں کاٹی جائیں جن سے پانی ٹپک رہا ہو اور انہیں ایک دوسرے سے رگڑا جائے تو آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ جو ذات اس امر پر قادر ہے اس کے لیے مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔

ک اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جس نے آسمان اور زمین کی یہ کائنات پیدا کی جس کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔ کیا ایسی قادر و توانا ہستی کے لیے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل بات ہے؟ اس کی دیگر مخلوقات کے سامنے تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ ذرا پہاڑ کے ساتھ سر ٹکرا کر دیکھو تو تمہیں اپنی طاقت کی قدر کا پتہ چل جائے گا۔ ہاتھی کے ساتھ مقابلہ کرو، اس کا ایک پاؤں ہی تمہیں پیس ڈالے گا۔ ذرا جن کے ساتھ دو دو ہاتھ کر کے دیکھو، ان کے آگے تمہاری کیا حیثیت ہے۔ یہ طاقت اور یہ حیثیت۔ اور اس کے مقابلہ میں اس ذات کی قدرت کی پہنائیوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

ک تمہیں تو کسی معمولی چیز کی پیدائش کے لیے بھی بڑے اسباب اور آلات درکار ہوتے ہیں، اگر کوئی چیز بھی نایاب ہو جائے تو تمہاری ساری تدبیریں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و جبروت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ چیز خواہ کتنی بڑی ہو صرف اس کے حکم سے معرض وجود میں آ جاتی ہے۔

ک بیشک مرض، مرجھائی، ہر عیب اور ہر نقص سے وہ ذات پاک ہے۔ اس کا مجید اس کی نسبت ہر گیر ہے۔ اس کا حکم ہر جگہ جاری و ساری ہے۔ ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور انجام کار ہر چیز نے اسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ سبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء والیہ ترجعون

سبحان اللّٰه وبحمده سبحان اللّٰه العظيم سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة ورب العرش العظيم۔
اللهم لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمين
فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنيا والآخرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحين۔

يا رب صل وسلم دائما ابدا
على حبيبك خير الخلق كلهم

ولن يضيق رسول الله جاهك بی   اذا الكريم تحلى باسم منتقم
يا نفس لا تقنطی من زلة عظمت   ان الكبائر فی الغفران كاللمم
ومن تكن برسول الله نصرته   ان تلقه الاسد فی آجامها تجم

يا رب صل وسلم دائما ابدا
على حبيبك خير الخلق كلهم

محمد کرم شاہ

نظرثانی

۱۳ رجب المرجب ۱۳۹۱ھ
۵ ستمبر ۱۹۷۱ء
یوم الاحد ڈنگھال

۱۶ رجب ۱۳۹۲ھ
۲۷ اگست ۱۹۷۲ء
یوم الاحد بیرد وسروڈی

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورہ الصّٰفّٰت

نام : اس کا نام سورہ الصافات ہے جو پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں پانچ رکوع، ایک سو بیاسی آیتیں، آٹھ سو ساٹھ کلمات اور تین ہزار آٹھ سو چھبیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ سورت مکۂ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ مضامین میں غور و فکر کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مکی دور کے اس حصہ میں نازل ہوئی جب اسلامی دعوت نے اہل مکہ کو چونکا دیا تھا اور انہوں نے تعصب کا سہارا لیتے ہوئے اس کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اسلامی دعوت اور داعی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آوازے کسے شروع کر دیئے تھے۔ یہ سورت مکی زندگی کے درمیانی دور کے آخر میں نازل ہونے والی سورتوں سے واضح مشابہت رکھتی ہے۔

مضامین : کفار جس شرک کی دلدل میں بری طرح گرفتار تھے۔ آیات ۳۵-۳۶ میں بتایا گیا ہے کہ انہیں لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی جاتی تو وہ ازراہ غرور و نخوت اس دعوت کو ٹھکرا دیتے اور کہتے کیا ایک شاعر مجنون کی بات مان کر ہم اپنے خداؤں کی خدائی کے عقیدہ کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ بھلا کائنات کا یہ وسیع اور پیچیدہ کاروبار ایک خدا انجام دے سکتا ہے؟ ناممکن۔

سورت کا آغاز عقیدۂ توحید کو دلوں میں جاگزیں کرنے کے لیے تین قسمیں کھا کر فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا وہی پروردگار ہے۔

قیامت کے بارے میں بھی ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے عقل اسے تسلیم نہیں کرتی۔ اس کے بارے میں دو لفظوں میں فرما دیا: قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۔ ہاں قیامت ضرور آئے گی اور تمہیں ذلیل و رسوا کر کے حشر کے میدان میں کھڑا کر دیا جائے گا۔

قیامت کے دن مشرکین قیامت جس طرح آپس میں الجھیں گے اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کریں گے اس کا ذکر بھی کر دیا تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور کے جاں نثار غلام بڑے زہرہ گداز حالات سے دوچار تھے۔ مصائب و آلام کے اندھیرے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ ان کی تسلی کے لیے انبیاء کرام کے ایمان افروز حالات بیان فرما دیئے کہ مخالفت اور عداوت سے انہیں بھی واسطہ پڑا تھا۔ مشکلات کے پہاڑ ان کے رستے میں بھی حائل تھے

تھے لیکن وہ صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھتے، اپنے خدا پر توکل کیا اور مصروف جہاد رہے۔ آخر کار فتح و نصرت کا کبھی نہ مرجھانے والا سہرا ان کے سر پر باندھ دیا گیا۔ ساتھ ہی فرما دیا کہ جو بھی انبیاء کرام کے نقش قدم پر چلے گا، اسلام کا علمبردار بنے گا وہی ہمیشہ غالب رہے گا۔ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔

اہل مکہ کو تنبیہ فرما دی کہ آج جس کو تم کمزور سمجھ رہے ہو سارے عرب پر اس کا پرچم لہرائے گا اور سارا عالم اسی کے دامن رحمت میں جگہ لے گا۔

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ الصّٰفّٰت مکی ہے جس کی آیتیں ۱۸۲ اور رکوع پانچ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ اِنَّ اِلٰهَكُمْ

قسم ہے صف باندھنے والوں کی پھر [illegible] ڈانٹنے والوں کی پھر ذکر اللہ کی تلاوت کرنے والوں کی [illegible]

لَوَاحِدٌ ۗ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۗ

ایک ہی ہے ۱ جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور مالک ہے مشرقوں کا ۲

۱ [illegible]

پہلے ان فرشتوں کی قسم [illegible] الصافات کا معنی [illegible] الصافات کا [illegible] الزجر [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲ فرشتوں کے ان تینوں مقدس گروہوں کی قسمیں کھانے کے بعد [illegible]

۳ [illegible]

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ

[illegible]

مَّارِدٍ لَا يَسَّمَّعُوْنَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَانِبٍ ﴿۸﴾ دُحُورًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

طرف سے ان کو بھگانے کے لیے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے مگر جو شیطان کچھ جھپٹ لے جاتا ہے

فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَّنْ

تو تعاقب کرتا ہے اس کا تیز شعلہ پس آپ ان سے پوچھیے کیا وہ زیادہ مضبوط ہیں تخلیق کے اعتبار سے یا دوسری

خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِينٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ﴿۱۲﴾

چیزیں جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے بے شک ہم نے پیدا کیا ہے انہیں چپکنے والے گارے سے بلکہ آپ تو تعجب کرتے ہیں قدرت الٰہی پر اور وہ مذاق اڑاتے ہیں

جب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو بتایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ وحی لے کر میرے پاس آتا ہے تو اہل عرب حیران رہ گئے [illegible] کاہنوں کے اقوال پر قیاس کیا اور سمجھنے لگے کہ ان کے پاس بھی کوئی جن آتا ہے اور انہیں یہ باتیں بتا جاتا ہے۔

ان آیات میں ان کے اس گمان باطل کی تردید کر دی کہ جس دن سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منصب نبوت پر فائز کیے گئے ہیں اس دن سے آسمانوں کے پہرے سخت کر دیے گئے ہیں اب کسی شیطان کی مجال ہی نہیں کہ عالم بالا میں انقلابات عالم کے متعلق جو فیصلے ہو رہے ہیں ان پر آگاہ ہونے کی جرأت کرے اور فرشتوں کے درمیان اختلاط کرنے کی جسارت کرے [illegible] کرنے کی ہمت نہیں ہوتی اور اگر کوئی [illegible] کے باعث ایسا کرتا ہے تو شہاب ثاقب اس کا تعاقب کر کے اس کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ اس لیے اب نہ کہانت رہی اور نہ کاہن۔

یہ امر بھی ہے اس پر [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] فرشتہ ہے جو میرے [illegible] سے اترتا ہے [illegible] کاہن کا کام ہے۔

چند مشکل الفاظ کی تشریح: [illegible] دحور: یہ مصدر ہے اس کا معنی دھکے دے کر نکال دینا [illegible] واصب: دائم ہمیشہ رہنے والا۔ شہاب ثاقب: ان کے متعلق تفصیل ضیاء القرآن جلد دوم سورہ حجر آیت نمبر ۱۸ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳؎ ان آیات میں مشرکین [illegible] کا بیان ہو رہا ہے۔ وہ موت کے بعد زندگی کا انکار کرتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیے کہ آسمان، زمین، سمندر، سورج اور چاند وغیرہ ان چیزوں کو بنانا ہمارے لیے مشکل ہے یا تمہیں دوبارہ زندہ کرنا جنہیں ہم نے ایک دفعہ پہلے پیدا کیا ہے۔

وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ۝ وَقَالُوا إِنْ

[illegible]

هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ

[illegible]

أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَأَنتُمْ دَاخِرُونَ ۝ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

[illegible]

وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنظُرُونَ ۝ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ

[illegible]

هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝ احْشُرُوا الَّذِينَ

[illegible]

ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ مِن دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ

[illegible]

لَا تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

[illegible]

عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾

[illegible]

قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ۝

بلکہ تم بہت خود سرکش لوگ تھے پس ہم سب پر ثابت ہو گیا ہمارے رب کا حکم بیشک ہم مزہ چکھنے والے ہیں

فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ۝ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ

پس ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ تھے پس وہ سب اس دن عذاب میں

مُشْتَرِكُونَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ۝ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا

حصہ دار ہوں گے ہم اسی طرح سلوک کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ کہ ان کا یہ حال تھا کہ جب

قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو

کہا جاتا ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے تو وہ تکبر کرتے تھے اور کہتے تھے کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے معبودوں کو

آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝

ایک شاعر دیوانے کے کہنے سے بلکہ وہ تو دین حق لے کر آئے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں سب رسولوں کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ

بے شک تم ضرور چکھو گے دردناک عذاب کو [illegible] اور نہیں بدلہ دیا جائے گا [illegible] مگر [illegible] کا جو

تَعْمَلُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

کیا کرتے تھے۔ البتہ اللہ کے مخلص بندے [illegible] گے۔ [illegible] جن کی

مَّعْلُومٌ ۝ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ عَلَىٰ

کیفیت معلوم ہے۔ [illegible] اور ان کی بڑی عزت [illegible] اور وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے۔ [illegible] پلنگوں

سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ بَيْضَآءَ

پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ [illegible] چشموں سے [illegible]

لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ۝ وَ

[illegible] پینے والوں کے لیے۔ نہ اس میں [illegible] اور

جو روز قیامت کے منکر تھے [illegible] اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتے تھے۔ [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب [illegible] [illegible]

لے [illegible] فواکہ [illegible] متقابلین [illegible] کاس [illegible] بیضاء [illegible] غول [illegible] ینزفون [illegible]

عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۙ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝

ان کے پاس ہوں گی نیچی نگاہوں والی [illegible] گویا وہ [illegible] انڈے ہیں [illegible] سے محفوظ

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے اور سوال و جواب کریں گے ؎ کہے گا ان میں سے ایک کہ

اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ۙ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا

میرا ایک [illegible] دوست ہوا کرتا تھا وہ مجھے کہا کرتا تھا کیا تو [illegible] تصدیق کرنے والوں میں سے ہے کیا جب ہم مر جائیں گے

وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝

اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں [illegible] کیا ہمیں [illegible] کہے گا کیا تم جھانک کر دیکھو گے

[illegible] موٹی [illegible] آنکھوں [illegible] جگہ کو بہت پسند کرتے تھے۔

؎ اب اہل جنت کی ایک باہمی گفتگو کا ذکر ہو رہا ہے اور اس کا مقصد بھی [illegible] جنت میں بیٹھا ہوا ایک جنتی [illegible] اور اس کا جواب بھی [illegible] ہو گا۔

ان آیات سے [illegible] کہ اہل جنت [illegible] ہے کہ اللہ تعالیٰ کے [illegible] اللہ تعالیٰ کی صفات میں جس طرح اس دنیا میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اسی طرح دار آخرت میں بھی اس کی صفت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اگر اہل جنت کی طرح اس دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ قوت [illegible] تو اس کی قدرت و رحمت سے کوئی بعید نہیں۔ یہاں [illegible] پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ [illegible] رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی [illegible] طاقت سے [illegible] تو اس سے کوئی [illegible] نہیں [illegible] تمام اہل جنت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۝ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ۝

پس جب جھانک کر دیکھا تو اسے [illegible] کے وسط میں ۔ کہا [illegible] تو مجھے بھی [illegible]

وَ لَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ۝ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ۝

اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی [illegible] والوں میں سے ہوتا ۔ [illegible]

اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

مگر ہماری پہلی موت کے [illegible] عذاب دیا جائے گا ۔ بے شک یہی وہ عظیم

الْعَظِیْمُ ۝ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝ اَذٰلِكَ خَیْرٌ نُّزُلًا

کامیابی ہے ۔ [illegible] کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے ۔ بھلا یہ دعوت بہتر ہے یا

اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ ۝ اِنَّهَا شَجَرَةٌ

زقوم کا درخت ۔ ہم نے اسے [illegible] ظالموں کے لیے ۔ بے شک وہ ایک درخت ہے

بھلا [illegible] سے [illegible] اس سے [illegible] ہیں

[illegible] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں [illegible] اور [illegible] سے [illegible] بہتر ہے [illegible] میں زقوم کا درخت [illegible]

زقوم ایک [illegible] درخت ہے [illegible] اس کا [illegible] سے [illegible] کے علاوہ [illegible] ہوتا ہے [illegible] عرب [illegible] شجرة مرة [illegible] کا کوئی درخت [illegible] ایک درخت کا نام ہے [illegible]

[illegible] علامہ [illegible] لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی [illegible] کہنے لگے [illegible] شجرة [illegible] زقوم کیا ہے [illegible] اس نام کا کوئی درخت نہیں جانتے [illegible] کے بارے میں [illegible] مزید [illegible] استعمال کر کے مذاق [illegible] ابن الزبعری [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾

نکلتا ہے جہنم کی تہ میں [illegible] اس کے شگوفے گویا شیطانوں کے سر ہیں

فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ

پس انہیں ضرور کھانا ہوگا اسی سے اور بھریں گے اس سے اپنے پیٹ پھر انہیں [illegible] کے

عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾

بعد کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائے گا پھر انہیں لوٹا دیا جائے گا جہنم کی طرف۔

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ

انہوں نے پایا تھا اپنے باپ دادا کو گمراہ پس وہ دوڑے جاتے تھے ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں [illegible] اور بے شک

ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾

گمراہ تھے ان سے قبل بہت سے پہلے لوگ اور ہم نے بھیجے تھے ان میں ڈرانے والے۔

کی کثرت کرے۔ ابوجہل نے اپنی لونڈی سے کہا: زقمینا تو وہ کھجور اور مکھن لے کر آئی [illegible] سب سے [illegible] سے کہا، تزقموا هذا الذي يخوفنا به محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکھن اور کھجور [illegible] یہ ہے وہ جس سے ہمیں وہ ڈرایا کرتے ہیں

[illegible] یعنی زقوم کا درخت جو جہنم کے وسط میں اگے گا اس کے شگوفے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر اگرچہ کسی نے شیطانوں کے سر نہیں دیکھے لیکن جس طرح کسی کی برائی اور قباحت کو [illegible] سے تشبیہ دی جاتی ہے کی طرح [illegible] کے لیے شیطان سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ [illegible]

[illegible] بتایا جہنمیوں کو [illegible] کے لیے زقوم ملے گا اور اس زقوم سے [illegible] پیٹ میں کھولتے ہوئے [illegible] جانے کا [illegible] حمیم کھولتے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔ [illegible] ہے اس کا [illegible] کسی چیز کو کسی چیز میں ملا دینا [illegible] شوب کہتے ہیں۔

[illegible] ان کی گمراہی کی [illegible] ہے کہ [illegible] سوچے سمجھے [illegible]

اور [illegible] گمراہ [illegible] کے نقش قدم پر چلتے رہے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٧٤﴾

پس دیکھ لو کیسا ہوا انجام ان کا جنہیں ڈرایا گیا تھا ٦٢ مگر جو اللہ کے مخلص بندے ہیں ٦٢

وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ

اور (نوح) نے ہمیں پکارا تھا پس ہم کیسے اچھے جواب دینے والے ہیں ٦٣ اور ہم نے نجات دے دی اسے اور اس کے

الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

گھر والوں کو اس بڑی مصیبت سے جو ان پر تھی اور ہم نے صرف اسی کی نسل کو باقی رہنے دیا اور ہم نے چھوڑا اس پر

فِي الْآخِرِينَ ﴿٧٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿٧٩﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي

(ذکر خیر) پچھلوں میں ٦٤ سلام ہو نوح پر سارے جہانوں میں ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں

الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٨٢﴾

محسنین کو بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا

٦٢ عام لوگوں کی تو یہی روش ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ایسے نہیں کیا کرتے وہ حق کے پیروکار ہوتے ہیں۔ اگر ان کے باپ دادا ہدایت پر [illegible] اللہ کے ذکر اور یاد میں [illegible] ہوتے ہیں تو وہ ان کی پیروی کرتے ہیں اور اگر وہ بہکے ہوئے اور گمراہ ہوتے ہیں تو یہ ان سے اپنا تعلق منقطع کر لیتے ہیں۔ انہیں صرف حق سے سروکار ہے۔ حق کی شمع جہاں بھی ہو یہ پروانے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ حق کا پرچم [illegible] میدان میں آئے یہ اس کے [illegible] بن کر [illegible] ہو جاتے ہیں۔

٦٣ حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغی سرگرمیوں [illegible] آپ کے ساتھ [illegible] کئی مقامات پر پڑھ چکے ہیں۔ جب طوفان آیا تو صرف آپ اور آپ کے دین والے بچے باقی سب غرق ہو گئے۔ [illegible] نسل انسانی جہاں کہیں موجود ہے یہ [illegible] میں [illegible] کی اولاد ہے۔

٦٤ اس آیت میں [illegible] کلمات مقدر ہیں:

ترکنا علیہ ثناء حسنا فی کل امۃ یعنی ہم نے [illegible] آپ کی شہرت اور نیک نامی کو [illegible] ہر قوم آپ کی ثنا [illegible] اور ہر امت آپ کی تعریف کرتی ہے۔

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ﴿٨٣﴾ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٤﴾

اور نوح کی جماعت [illegible] ابراہیم بھی تھے [illegible] جب وہ [illegible] اپنے رب [illegible] قلب سلیم کے ساتھ

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿٨٥﴾ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ

جب [illegible] کیا [illegible] اللہ تعالیٰ کے

اللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي

علاوہ چاہتے ہو [illegible] سارے جہانوں کے پروردگار کے [illegible]

النُّجُومِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ

[illegible] ستاروں کی طرف [illegible] پیٹھ پھیر کر [illegible] گئے [illegible]

[illegible] حضرت ابراہیم [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۚ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۚ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ

[illegible]

ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۚ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۚ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا

[illegible]

تَنْحِتُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۚ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا

[illegible]

فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۚ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۚ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ

اور آپ نے کہا میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔ (دعا کی) اے میرے رب! عطا فرما دے

الصَّالِحِينَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ

مجھے ایک نیک بچہ۔ پس ہم نے مژدہ سنایا انہیں ایک حلیم بچہ کا۔ اور جب وہ اس عمر کو پہنچ گیا کہ آپ کے ساتھ دوڑ دھوپ

يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ

کرسکے آپ نے کہا اے میرے پیارے فرزند! میں نے دیکھا ہے خواب میں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے

جو تمہارا بھی خالق ہے اور تمہارے اعمال کا بھی پیدا کرنے والا ہے۔

وہ حضرت خلیل اللہ کی اس دلیل کا تو کوئی جواب نہ دے سکے اور تشدد کا سہارا لینے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ کہنے لگے ایک الاؤ تیار کرو اور اسے اس میں پھینک دو۔

انہوں نے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہلاک کرنے کے لیے یہ منصوبہ بنایا لیکن اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبی سے ان کے اس منصوبہ کو ناکام بنا دیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں گرے تو وہ ٹھنڈی ہو گئی اور آپ وہاں بھی شاد رہا۔

جب انہوں نے حضرت ابراہیم کی صداقت کی روشن دلیلیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں لیکن وہ پھر بھی ایمان لانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ آخرکار حضرت ابراہیم کو یقین ہو گیا کہ ان سنگدل جاہلوں میں حق کی قبولیت کی استعداد ہی نہیں۔ ایسے ماحول میں دعوت و ارشاد کا سلسلہ جاری رکھنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے تو آپ نے انہیں صاف صاف کہہ دیا کہ میں تمہارے اس مشرکانہ ماحول سے رخصت ہو رہا ہوں۔ میں وہاں جاؤں گا جہاں دل جمعی سے اپنے رب کو یاد کر سکوں گا اور اس کے بندوں کو اس کے قریب لانے کی کوشش کروں گا۔ الی ربی معناه الی حیث امرنی ربی او حیث اتجرد فیہ لعبادۃ ربی (روح المعانی) یعنی جہاں میرے رب نے مجھے جانے کا حکم دیا ہے یا جہاں یکسوئی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کر سکوں گا۔ چنانچہ آپ وہاں سے عراق اور مصر ہوتے ہوئے شام تشریف لے گئے۔

اس وقت تک آپ کا کوئی فرزند نہ تھا۔ آپ نے ایک صالح بیٹے کے لیے التجا کی جو قبول ہوئی۔

جب وہ فرزند دلبند بچپن کی حدود سے نکل کر جوان ہو گیا تو ایک نیا امتحان شروع ہوا۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ چونکہ نبی کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے اس لیے آپ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے پیارے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ فرزند کی محبت کے باوجود بلا تامل اسے قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ایک بچے کو قربان کرنے سے اللہ کریم کی رضا حاصل ہو جائے تو یہ سودا بڑا سستا ہے۔ آپ نے سارا معاملہ اپنے بچے کو بھی بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

يَٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ اللَّهُ مِنَ الصَّٰبِرِينَ

عرض کی: اے میرے پدر بزرگوار! کر ڈالیے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔

فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهُۥ لِلْجَبِينِ ۝ وَنَٰدَيْنَٰهُ أَن يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ۝ قَدْ

پس جب دونوں نے سر جھکا دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور ہم نے ندا دی اسے کہ اے ابراہیم! [illegible]

صَدَّقْتَ الرُّءْيَآ ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ

تو نے سچ کر دکھایا اپنا خواب، ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں محسنوں کو۔ بیشک یہ بڑی کھلی

ماذا تریٰ ۔ اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے ۔ آپ نے [illegible] حضرت اسماعیل کا مشورہ [illegible] اگر [illegible] [illegible] حکم [illegible] بلکہ [illegible] [illegible] [illegible] ۔

حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے جب یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے جو جواب دیا وہ قرآن کریم کے الفاظ میں ہی پڑھیے ۔ [illegible] عبارات کو اگر [illegible] الفاظ میں بیان کریں گے تو ان کا حق ادا نہ ہو گا ۔ قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین ۔ اے میرے [illegible] آپ کو حکم [illegible] [illegible] اللہ [illegible] [illegible] [illegible] ہے ۔ شاعر مشرق ترجمان اسلام نے یوں ہی تو نہیں کہا :

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

جب دونوں باپ بیٹا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لیے [illegible] ہو گئے [illegible]

[illegible]

شیطان نے [illegible]

[illegible]

[illegible]   [illegible]

[illegible]

الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي

یہ کھلی آزمائش تھی اور ہم نے بچا لیا اسے بدلے میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر اور ہم نے چھوڑا اس کا ذکر خیر

الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿١٠٩﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٠﴾

آنے والوں میں سلام ہو ابراہیم پر اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ

بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور ہم نے بشارت دی اسے اسحاق کی کہ وہ بھی نبی ہوگا

اور دونوں کی ذات اقدس واجب الاحترام ہے اور علمائے محققین سے مختلف ہے کہ حضرت اسماعیل [illegible] شرف سے مشرف [illegible] تب بھی [illegible] ان دونوں کی عظمت شان میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ یہودیوں کا محض تعصب ہے کہ خواہ مخواہ ایک بزرگ کا فضل اس سے چھین کر دوسرے بزرگ کو دیتے ہیں۔ اور کتب مقدسہ کے دلائل، تاریخی حالات اور شواہد میں [illegible] کر لیں۔ [illegible] ظاہر ہے اس کے برعکس کسی اور خیال کو اپنے دل میں جگہ دینے کی غلطی کر رہے ہیں۔ اس لیے از راہ تعصب نہیں بلکہ تحقیق حق کے لیے ہم دلائل کا تجزیہ کرتے ہیں۔

یہودی اس امر کے مدعی ہیں کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے جبکہ کتاب پیدائش باب ۲۲ میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ موجود ہے لیکن اسی باب میں کئی جگہ یہ تصریح بھی ہے کہ جس بیٹے کو قربانی کے لیے آپ لے گئے تھے وہ آپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ کیا یہودی یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ حضرت اسحاق اکلوتے بیٹے تھے بلکہ کتاب پیدائش باب ۱۶ میں یہ صراحت مذکور ہے کہ حضرت اسحاق سے پہلے حضرت ہاجرہ کے بطن سے آپ کا ایک فرزند تولد ہوا تھا (ملاحظہ ہو آیت ۱۵) اور وہ لڑکا (اسحاق) بڑھا اور اس کا دودھ چھڑایا گیا اور اسحاق کے دودھ چھڑانے کے دن ابراہیم نے بڑی ضیافت کی اور سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو اس کے ابراہیم سے ہوا تھا ٹھٹھے مارتا ہے۔" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسحاق کے دودھ چھڑانے کے وقت حضرت اسماعیل کی عمر کافی بڑی تھی۔

جب حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ سال تھی اور جس وقت حضرت سارہ کے بطن سے اسحاق پیدا ہوئے تھے اس وقت آپ کی عمر سو سال تھی۔ اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ حضرت اسحاق کی ولادت کے وقت حضرت اسماعیل اپنی عمر کے چودھویں سال میں تھے اور تیرہ سال کی عمر تک جب تک آپ قربانی دینے کے لیے حکم الٰہی سے گئے تھے اس وقت آپ کے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل تھے نہ حضرت اسحاق۔

اب قرآن کریم کی طرف آئیے۔ پہلے اسی بات کو پڑھیے حضرت ابراہیم [illegible] کے لیے دعا مانگتے ہیں دعا قبول ہوتی

الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ

صالحین میں سے ۔ اور ہم نے برکتیں دیں اس کو اور اسحاق کو ۔ اور ان کی نسل میں سے کوئی نیک ہوگا

وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰي مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ ع ٧

اور کوئی اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والا ہوگا ۔ اور ہم نے احسان فرمایا موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر

وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا

اور ہم نے بچایا ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑے غم و اندوہ سے ۔ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی پس ہو گئے

یہ بچہ [illegible] ہے اس کو قربانی کرنے کا ثواب ہمیشہ ملتا رہے گا جب تک یہ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ انہ من عبادنا المؤمنین کا فقرہ بھی سنایا جاتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے وبشرنہ باسحٰق کہ ہم نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق کی ولادت کی خوشخبری دی اور [illegible] ہے [illegible] اسحاق کی صفت بتائی جاتی ہے کہ وہ [illegible] ذکر کر کے ان کی صالحیت کی تعریف کر دی۔

پھر جب اسحاق کی ولادت کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو ساتھ ہی ان کے بیٹے حضرت یعقوب کی بشارت دی ہوئی ہے۔ فبشرنٰها باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسحاق صاحب اولاد ہوں گے اور ان کے فرزند کا نام یعقوب ہوگا [illegible] ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مژدہ ملتا ہے کہ اسحاق اور اس کے بیٹے یعقوب ہوں گے اور دوسری طرف [illegible] قربانی کرنے کا حکم ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے [illegible] یہ تضاد متصور نہیں۔ بعض حضرات نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت اسحاق کو قربانی دینے کے لیے اس وقت لے گئے جب حضرت یعقوب پیدا ہو گئے۔ یہ جواب قطعاً قابل قبول نہیں کیونکہ [illegible] اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ [illegible] آپ کے [illegible] حضرت ابراہیم نے جس بیٹے کو [illegible] ذبح کرنے کی کوشش کی [illegible] عرب میں [illegible] اور تاریخ میں کوئی ایسی شہادت نہیں جس سے پتہ چلے کہ حضرت اسحاق [illegible] تشریف لائے ہوں [illegible] حضرت اسمٰعیل ہیں اور وہی ذبیح ہیں۔ دلائل اسی بات کی تائید کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب [illegible] کے لیے تفسیر ابن کثیر ملاحظہ ہو۔

ف٢ حضرت ابراہیم خلیل اللہ [illegible] علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے بعد اب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر جو احسانات [illegible] کا ذکر [illegible] احسانات اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ [illegible] ان کی تفصیل [illegible] آپ کے [illegible] غلامی سے نجات دی [illegible] ان کے لیے [illegible]

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝۱۱۶ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝۱۱۷ وَهَدَيْنٰهُمَا

وہی غلبہ پانے والے ۔ اور ہم نے عطا کی ان دونوں کو ایسی کتاب جو نہایت واضح ہے ۔ اور ہم نے ہدایت دی انہیں

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۱۱۸ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۱۹ سَلٰمٌ عَلٰى

سیدھے راستے کی ۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں ۔ سلام ہو

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝۱۲۰ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۲۱ اِنَّهُمَا مِنْ

موسیٰ اور ہارون پر ۔ ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو ۔ بے شک وہ دونوں

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۲۲ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۲۳ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

ہمارے مومن بندوں میں سے تھے ۔ اور بے شک الیاس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے ہیں ۔ یاد کرو جب انہوں نے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۱۲۴ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝۱۲۵ اللّٰهَ

اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۔ کیا تم عبادت کرتے ہو بعل کی اور چھوڑتے ہو احسن الخالقین کو ۔ یعنی اللہ کو جو

رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۲۶ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝۱۲۷

تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی پروردگار ہے ۔ پس انہوں نے آپ کو جھٹلایا پس یقیناً وہ پکڑ کر حاضر کیے جائیں گے

ہو گیا اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا دشمن فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق ہو گیا پھر انہیں تورات جیسی کتاب مرحمت فرمائی جو صحیفہ ٔ ہدایت تھا ۔ حضرت موسیٰ اور ہارون کا ذکر خیر دنیا میں ہوتا رہے گا ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور وفادار بندوں کو اسی طرح سرفراز فرماتا ہے

ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل مختلف قبیلوں میں بٹ گئے اور ہر قبیلے نے اپنی اپنی علیحدہ سلطنت بنالی۔ بنی اسرائیل کے انہی قبائل میں سے ایک قبیلہ جہاں بسا اس علاقہ میں جہاں اب مشہور شہر بعلبک کے کھنڈرات موجود ہیں۔ اس قبیلہ نے ایک بت کی پرستش شروع کر دی جس کا نام بعل تھا ۔ بعلبک کے متعلق مشہور ہے کہ یہیں پر اس بت کا مندر تھا جس کے پجاری تھے جن کی تعداد چار سو تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو راہ راست دکھانے کے لیے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ۔ آپ نے انہیں سمجھانے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ لوگ آپ کو جھٹلاتے رہے

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٢٩﴾

سوائے اللہ کے بندوں کے جو مخلص ہیں۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر پیچھے آنے والوں میں۔

سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿١٣٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣١﴾ إِنَّهُ

سلام ہو الیاس پر ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو بیشک وہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٣﴾ إِذْ

ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں اور بیشک لوط بھی پیغمبروں میں ہیں یاد کرو جب

نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٣٤﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٣٥﴾ ثُمَّ

بچا لیا ہم نے انہیں اور ان کے سارے اہل و عیال کو مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہنے والوں میں تھی پھر ہم نے

دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٣٦﴾ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ ﴿١٣٧﴾ وَبِاللَّيْلِ

برباد کر دیا دوسرے لوگوں کو اور تم گزرتے رہتے ہو ان کی اجڑی بستیوں پر صبح کے وقت اور رات کے وقت

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٣٨﴾ ع وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٩﴾ إِذْ أَبَقَ إِلَى

کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔ اور بیشک یونس بھی ہمارے رسولوں میں سے تھے جب وہ بھاگ کر

حال کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترا اور وہ نیست و نابود ہو گئے

اللہ تعالیٰ نے پچھلی نسلوں پر ان کی صلوات و سلامت برسائے اور ان کے ذکر جمیل کو تا قیامت زندہ جاوید کر دیا۔

۱۳۸ سورہ شعراء میں حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ تفصیل سے گزر چکا ہے، آیت ۱۶۰ تا ۱۷۵۔ ان کی قوم میں یہ برا عمل تھا کہ باعث تباہ و برباد ہوئی کہ ان کا نام و نشان نہیں رہا سوائے کھنڈرات کے جو مٹ چکے ہیں۔ جب صبح و شام تم ان اجڑے ہوئے شہروں کے کھنڈرات کے پاس سے گزرتے ہو کیا تمہیں عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ کیا تم بھی یہی چاہتے ہو کہ تمہارا انجام بھی ایسا ہی ہو۔

۱۳۹ حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ تفصیلاً سورہ یونس آیت ۹۸ ... میں گزر چکا ہے۔ مختصراً یہ ہے کہ آپ نے متعدد بار کوشش کی کہ آپ کی قوم بت پرستی کو چھوڑ کر راہ راست پر گامزن ہو جائے لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ آپ نے انہیں بتا دیا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب نازل ہوگا۔ تیسرے روز علی الصبح آپ وہاں سے چل دیے قوم نے آپ کو تلاش کیا ...

الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١٤٠﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿١٤١﴾ فَالْتَقَمَهُ

[illegible]

الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿١٤٢﴾ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ

[illegible]

فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤٤﴾ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ﴿١٤٥﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حل لغات: ساھم [illegible] مدحضین، مغلوبین۔ حوت: بڑی مچھلی۔ ملیم [illegible] ملامت [illegible]
چٹیل میدان، جہاں درخت، بوٹا، جھاڑی [illegible]

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝١٤٦ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ

اور ان کی حفاظت کے لیے ہم نے اس پر کدو کی بیل اگا دی اور ہم نے بھیجا تھا انہیں ایک لاکھ یا اس سے

اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝١٤٧ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝١٤٨ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ

زیادہ لوگوں کی طرف۔ پس وہ ایمان لائے اور ہم نے انہیں لطف اندوز ہونے دیا ایک وقت تک۔ ذرا پوچھیے ان سے

الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝١٤٩ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ

کیا آپ کے رب کے لیے تو بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے ہیں کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا اور وہ

شٰهِدُوْنَ ۝١٥٠ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝١٥١ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ

دیکھ رہے تھے۔ خبردار یہ لوگ محض من گھڑت کہتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے بچے جنے اور وہ یقیناً

لَكٰذِبُوْنَ ۝١٥٢ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝١٥٣ مَا لَكُمْ كَيْفَ

جھوٹ بکتے ہیں۔ کیا اللہ نے پسند کیا اپنے لیے بیٹیاں بیٹوں کو چھوڑ کر۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے

[illegible] سورت کے آغاز میں [illegible] اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] مقصد یہ تھا کہ ان کی [illegible] اور حماقت کے متعلق ان سے [illegible] یہ [illegible] کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ [illegible] اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہو جائے تو اس کے چہرے کا رنگ فق ہو جاتا ہے [illegible] اور اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ثابت کی تو وہ بھی لڑکیاں کتنی حماقت اور بے انصافی ہے۔

[illegible] تم جو [illegible] سے یہ دعویٰ کرتے ہو تو تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو پیدا فرمایا کیا اس وقت تم پاس موجود تھے اور تم نے دیکھا کہ وہ لڑکیاں ہیں یا تمہارے پاس اس بات کا کوئی تحریری ثبوت ہے [illegible] اور فرشتوں کی پیدائش کے وقت پاس تھے اور نہ تمہارے پاس کوئی تحریری ثبوت موجود ہے [illegible] اور اگر کوئی دستاویز اس بارے میں تمہارے پاس ہے تو اسے پیش کرو تاکہ دوسرے لوگ بھی تمہارے ہمنوا ہو جائیں۔

تَحْكُمُونَ ﴿١٥٤﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٥﴾ أَمْ لَكُمْ سُلْطَٰنٌ مُّبِينٌ ﴿١٥٦﴾ فَأْتُوا

فیصلے کرتے ہو۔ کیا تم دھیان نہیں کرتے۔ کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے۔ تو لاؤ اپنی

بِكِتَٰبِكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿١٥٧﴾ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا

دستاویز پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور ٹھہرا دیا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحَٰنَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٥٩﴾

حالانکہ جن خود جانتے ہیں کہ وہ پکڑ کر پیش کیے جانے والے ہیں۔ پاک ہے اللہ ان اوصاف سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٠﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾ مَا أَنتُمْ

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے۔ پس تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو تم سب مل کر

عَلَيْهِ بِفَٰتِنِينَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ

اس کے خلاف کسی کو نہیں بہکا سکتے سوائے اس کے جو جہنم میں جھونکا جانے والا ہے۔ اور فرشتے کہتے ہیں کہ ہم میں سے

مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿١٦٥﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾

ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے۔ اور ہم صف بستہ رہنے والے ہیں اور ہم تسبیح کرنے والے ہیں

[illegible] کلبی کہتے ہیں کہ بعض کفار عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے (معاذ اللہ) جنوں میں شادی کی اور ان سے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ان کفار کے اس خیال کی تردید کی جا رہی ہے۔

[illegible] اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے سوا تم اور تمہارے باطل معبود کتنی ہی کوشش کریں کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے بجز ان بدبختوں کے جن کے مقدر میں جہنم لکھا جا چکا ہے۔ یہی مضمون علامہ قرطبی نے بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"[illegible] إلا من قدر له أن يضل" (قرطبی)

[illegible] یہ فرشتوں کا قول ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہیں۔ اس کے حکم کی تعمیل کے لیے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں اور ہر وقت اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں۔

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾

اور وہ بعثت نبوی سے پہلے کہا کرتے تھے اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت ہوتی پہلے لوگوں کی طرف سے

لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾

تو ہم اللہ کے مخلص بندے بن جاتے پس (جب نصیحت آئی تو) انہوں نے اس سے انکار کر دیا، وہ عنقریب (اپنا انجام) جان لیں گے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿١٧٢﴾

اور ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے بندوں کے ساتھ جو رسول ہیں ہو چکا ہے کہ ان کی ضرور مدد کی جائے گی۔

وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٤﴾ وَأَبْصِرْهُمْ

اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا پس آپ رخ انور پھیر لیجیے ان سے تھوڑی دیر اور دیکھتے رہیے ان کو

فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٥﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿١٧٦﴾ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ

وہ خود بھی (اپنا انجام) دیکھ لیں گے کیا وہ ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں پس جب وہ اترے گا ان کے آنگن میں

فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٨﴾ وَأَبْصِرْ

تو وہ صبح بڑی خوفناک ہوگی جنہیں ڈرایا جا چکا تھا اور پھیر لیجیے ان سے تھوڑی دیر کے لیے اپنا رخ اور دیکھتے رہیے

قرآن کریم کے نازل ہونے سے پہلے وہ یہ کہا کرتے تھے اور جب قرآن نازل ہوا تو انہوں نے کیا طرز عمل اختیار کیا اس کے متعلق بیان فرمایا جا رہا ہے۔

ارشاد ہو رہا ہے کہ ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ فتح و نصرت عزت اور غلبہ ہمارے رسولوں کو اور ان کے ماننے والوں کو نصیب ہوگا۔ یہ نصرت و غلبہ ظاہری طور پر بھی ہو سکتا ہے اور اس طرح بھی کہ دنیا ان کی صداقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے اور دل ان کی محبت و تکریم کے جذبات سے معمور ہو جائیں۔

یہ نادان جلدی سے عذاب کے نزول کے لیے بیتاب ہیں اور آپ کی صداقت کا معیار انہوں نے خود مقرر کر رکھا ہے کہ اگر ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا تو آپ سچے اور اگر نہ اترا تو ہم آپ کی نبوت کو تسلیم نہیں کریں گے لیکن وہ کتنے نادان ہیں۔ اگر عذاب نازل ہو گیا اور انہیں اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق آپ کی نبوت کی تصدیق ہو گئی تو انہیں اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

تو (اب) دیکھتے رہیے وہ بھی ابھی دیکھ لیں گے ۔ پاک ہے آپ کا رب جو عزت کا مالک ہے ان نازیبا باتوں سے جو وہ بیان کیا کرتے ہیں

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

اور سلامتی ہو سب رسولوں پر ۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے

کتنا پیارا حسن اختتام ہے ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : من قال دبر کل صلوۃ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین ثلاث مرات فقد اکتال بالمکیال الاوفی من الاجر ۔ یعنی جس شخص نے نماز کے بعد یہ تین آیتیں تین مرتبہ پڑھیں گویا اس نے اجر کا بہت بڑا پیمانہ بھر لیا ۔

اللّٰھم صل وسلم علی حبیبک ورسولک الذی جعلتہ افضلھم واکرمھم سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین اکرم الاولین والآخرین سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعھم من امتہ الی یوم الدین یا رب العلمین ۔

محمد کرم شاہ

یوم الجمعہ
۵ رجب
۱۱ ستمبر
مکھال

یوم الاثنین
۲۰ رجب
۲۸ اگست
نظر ثانی
جدہ سعودی

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ ص

نام : اس کا نام ص ہے جو پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس کی آیات کی تعداد اٹھاسی اور کلمات کی تعداد سات سو بتیس اور حروف کی تعداد تین ہزار ستر ہے۔ اس کے پانچ رکوع ہیں۔

زمانۂ نزول : اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی لیکن مکی زندگی کے کس دور میں اس کا نزول ہوا، اس بارے میں کوئی صراحت تو نہیں البتہ حضرات مفسرین کرام نے اس کے شان نزول کے بارے میں جو روایت لکھی ہے اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔

روایت یہ ہے کہ جناب ابو طالب بیمار ہو گئے۔ بیماری نے شدت اختیار کر لی تو قریش کے رئیسوں نے سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ اس بیماری میں وفات پا جائیں۔ ان کی وفات کے بعد اگر ہم نے نبی کریم پر سختی کی تو عرب ہمیں طعنے دیں گے کہ کل تک ابو طالب زندہ تھے تو انہیں کچھ نہ کہا۔ اب ان کی آنکھیں بند ہوتے ہی انہوں نے تشدد شروع کر دیا ہے اس لیے بہتر ہے کہ چلو ایک بار ان کے پاس چلیں شاید باہمی مصالحت کی کوئی صورت نکل آئے۔ چنانچہ ابو جہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، اسود بن یغوث اور دوسرے سرداران کے ساتھ ابو طالب کے پاس گئے اور کہا یا ابا طالب انت کبیرنا و سیدنا فانصفنا من ابن اخیک فمرہ فلیکف عن شتم آلھتنا وندعہ والھہ (ابن کثیر)

"اے ابو طالب! آپ ہم سب سے بڑے اور ہمارے سردار ہیں۔ اپنے بھتیجے اور ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیں۔ آپ انہیں حکم دیں کہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے رک جائیں ہم انہیں اور ان کے خدا کو کچھ نہیں کہیں گے۔"

چنانچہ آپ نے حضور کو بلا بھیجا۔ حضور جب تشریف لائے تو ابو طالب نے کہا کہ یہ آپ کی قوم کے شیوخ اور سردار ہیں۔ ان کا یہ مطالبہ ہے۔ حضور نے فرمایا چچا جان! کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہ دوں جو ان کے لیے سراپا خیر ہے۔ پوچھا کیا؟ آپ نے فرمایا ادعوھم الی کلمۃ تدین لھم بھا العرب ویملکون بھا العجم یعنی میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایک کلمہ کہیں اس کی برکت سے سارا عرب بھی ان کا باجگزار بن جائے گا اور عجم کے بھی وہ مالک بن جائیں گے۔ ابو جہل کہنے لگا ہم ایک نہیں ایسے دس کلمے کہنے کے لیے تیار ہیں بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہو لا الٰہ الا اللہ۔ یہ سن کر وہ بھڑک اٹھے اور جھاگ اڑاتے ہوئے اس مجلس سے چلے گئے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔

اگر یہ واقعہ جناب ابو طالب کے مرض وفات کا ہے تو پھر اس سورت کا سال نزول نبوت کا دسواں سال ہوگا لیکن بعض

[illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثَمَانٍ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورت ص مکی ہے اس میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۟ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝٢

ص ۱ قسم ہے قرآن کی جو سراپا نصیحت ہے دعوت محمدی حق ہے ۲ لیکن یہ کفار غرور اور مخالفت میں اندھے ہو گئے ہیں ۳

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝٣ وَ

بہت سی امتوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ان سے پہلے پس وہ فریاد کرنے لگے اور نہیں تھا یہ وقت بچ نکلنے کا ۴ اور

۱ حروف مقطعات میں سے ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ سورۃ کا نام ہے۔

۲ واؤ قسم کے لیے ہے یعنی ہمیں قرآن کی قسم ہے جس میں تمہاری دینی اور دنیوی سعادتوں کا مفصل بیان ہے اور جواب قسم محذوف ہے یعنی دین محمدی حق ہے۔ جواب قسم کے بارے میں اور قول بھی ہیں لیکن یہ اولیٰ ہے۔

۳ اگرچہ اسلام کی حقانیت اور دعوت محمدی کی صداقت نصف النہار کی طرح واضح ہے لیکن کفار از راہ غرور و عناد اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

علامہ بغوی اس کا شان نزول، امام احمد و ترمذی سے یہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابو طالب ایک دفعہ بیمار ہو گئے قریش آپ کی عیادت کے لیے آئے۔ اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لائے۔ قریش نے ابو طالب سے حضور کی شکایت کی۔ آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا "بیٹے! تم اپنی قوم سے کس بات کا مطالبہ کرتے ہو"؟ حضور نے فرمایا:

"ارید منهم كلمة تدين لهم بها العرب وتؤدى اليهم العجم الجزية - كلمة واحدة قالوا ما هي!

قال لا اله الا الله"

ترجمہ: حضور نے فرمایا "میں ان سے صرف ایک بات ماننے کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اگر وہ مان لیں گے تو سارا عرب ان کا مطیع ہو گا اور عجم ان کو خراج پیش کرے گا"۔ آپ نے پوچھا "وہ کونسی بات"؟

حضور نے فرمایا: وہ صرف یہ کہہ دیں لا الٰہ الا اللہ۔

کفار نے ازراہ تعجب کہا: صرف ایک خدا، یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں یعنی کفار کا انکار کسی معقولیت پر مبنی نہیں بلکہ محض غرور و عناد کی وجہ سے مخالفت پر تلے ہیں۔ عِزَّة: تکبر عن الحق و حمیۃ جاہلیۃ۔ یعنی حق سے نفرت اور زمانہ جاہلیت کی عصبیت۔ شقاق: خلاف و عداوۃ۔ مخالفت اور عداوت۔

۴ کفار کی اس ہٹ دھرمی پر انہیں سرزنش کی جا رہی ہے کہ تم سے پہلے بھی جو لوگ بڑے سرکش تھے اور جیسے

عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝

وہ اس بات پر حیران تھے کہ آیا ہے ان کے پاس ایک ڈرانے والا انہیں میں سے اور کہنے لگے کافر یہ شخص ساحر ہے کذاب ہے ۵ ث

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ

کیا بنا دیا ہے اس نے بہت سے خداؤں کو ایک خدا ث بیشک یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے ۵ اور چل پڑے

پہلوں سے بلاوجہ عداوت رکھتے تھے ان پر جب عذاب آیا تو ان کے سارے نخرے ہرن ہو گئے۔ ساری شوخیاں بھول گئے اور لگے چلانے اور دہائی دینے۔ لیکن، جب صاف صاف نظر آیا کہ سلامتی کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں اب یہ واویلا محض بے سود ہے۔ ولات حین مناص، کی ترکیب میں علماء نحو کے متعدد اقوال ہیں۔ سیبویہ کے نزدیک لا مشبہ بلیس ہے۔ مبالغہ اور تاکید کے لیے تا، زائد کر دی گئی ہے۔ حین مناص، اس کی خبر ہے اس لیے منصوب ہے۔ اور اس کا اسم یعنی "الحین" محذوف ہے۔ اور اخفش کے نزدیک لا نفی جنس کے لیے ہے۔ حین مناص اس کا اسم ہے اور خبر محذوف ہے۔ ای لھم ای لا حین مناص لھم۔ مناص کا معنی ملجا اور مفر، جائے پناہ۔

جب میدان جنگ میں کوئی قبیلہ دشمن کے حملہ کی تاب نہیں لا سکتا تو وہ ایک دوسرے کو کہتے تھے مناص یعنی جلدی بالفرار، یعنی بھاگ کر جان بچاؤ۔ چل دو۔ جب عذاب الٰہی آیا اور اس کے مقابلے کی طاقت اپنے میں نہ پائی تو سب ایک دوسرے کو کہنے لگے، مناص، مناص، یعنی جس طرح ہو سکتا ہے بھاگ کر جان بچاؤ۔ اسی وقت انہیں کہا گیا ولات حین مناص۔ اب تم کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتے بھاگ جانے کا وقت اور بچ جانے کا وقت اب گزر گیا ہے۔ (روح المعانی)

بعض نحویوں نے کہا ہے کہ ولات پر لیس کی طرح عمل ہوتا ہے یہ کہ اخفش نے اور بعض کا خیال ہے کہ عمل نہیں کرتا اس کا معنی نفی ہے۔

ث وہ اس بات پر بڑے حیران تھے کہ انہیں میں سے ایک شخص کو کیونکر نبی بنا دیا گیا ہے اور ہمارے جیسے بڑی عزت والوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حسد و بغض سے اس کا انکار کر دیا اور ساحر و کذاب کے بہتان لگانے لگے۔

کفار کا پہلے ذکر ہو چکا تھا۔ قال الکفرون میں بجائے اسم ظاہر ذکر کرنے کے بجائے ضمیر ہی لائی جا سکتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اظہار غضب کے لیے اور ان کی مذمت کرنے کے لیے اسم ظاہر ذکر فرمایا۔ وہ یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی طرف کذب کی جو نسبت کی ہے اس کی وجہ ان کا کفر ہے۔ وضع الظاھر موضع المضمر غضبا علیھم وذما لھم واشعارا بان کفرھم ھو الذی جرأھم علی ھذا القول۔

ث جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو کفار کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ ان کی پریشانی کی حد نہ رہی۔ ولید بن مغیرہ نے سرداران قریش کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔ سب کے سب اکابر آ گئے۔ مجمع نے دو عالم

مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝۶

اور چل دیے سردار ان میں سے (یہ کہتے ہوئے) کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے خداؤں پر، یقیناً اس میں [illegible] کوئی غرض ہے

کی تبلیغ پر تند و جدال کرنے لگے ویسے بھی سب سے بڑا خطرہ [illegible] نے مشورہ دیا کہ ابو طالب کے پاس چلیں اور ان سے کہیں کہ وہ اپنے بھتیجے کو سمجھائے کہ وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے باز آ جائے چنانچہ سب کا ایک وفد ابو طالب کے پاس گیا جب ان کی آمد کی خبر [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا اور انہیں کہا کہ ان کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہیں [illegible] حضور نے [illegible] اس بات کی دعوت دوں [illegible] ابو طالب نے پوچھا وہ کون سی بات ہے جس سے وہ [illegible] ایک کلمہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر یہ [illegible] ابو جہل [illegible] فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقولون لا الٰہ الا اللہ [illegible] لا الٰہ الا اللہ [illegible] روایت [illegible] بہت [illegible] کر رہا تھا۔

ان کے [illegible] وہ اپنی [illegible] لیکن [illegible] ہے اور [illegible] سامنے اسباب مہیا کر دیا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کفار کا اپنے رب کے بارے میں کیا عقیدہ تھا [illegible] اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ شہادت دیتے ہیں اور [illegible] سمجھتے ہیں واللّٰہ الا انت سبحانک وبحمدک [illegible] ولک الحمد وانت علیٰ کل شیء قدیر [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] رحمت [illegible]

[illegible] عجاب [illegible] عجیب [illegible] علامہ [illegible] کہتے ہیں العجاب [illegible] عجیب وعجاب [illegible] والعجیب [illegible] العجاب الذی قد تجاوز حد العجب [illegible] عجیب [illegible] کہتے ہیں [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۚ﴿۷﴾ ءَاُنْزِلَ

ہم نے تو ایسی بات آخری ملت (نصرانیت) میں بھی نہیں سنی یہ تو محض من گھڑت بات ہے۔ کیا اتارا گیا ہے

عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا

اس پر یہ ذکر (قرآن) ہم سب میں سے بلکہ یہ لوگ شک میں مبتلا ہیں میرے ذکر کے متعلق بلکہ انہوں نے ابھی

يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۭ﴿۸﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَاۗىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۚ﴿۹﴾

نہیں چکھا میرے عذاب کا مزہ۔ کیا ان کے قبضہ میں ہیں خزانے آپ کے رب کی رحمت کے جو عزت والا بہت عطا کرنے والا ہے

یعنی دعوت توحید اور اس دعوت کی قبولیت پر مترتب ہونے والے نتائج کو بڑے وثوق اور خیر خواہی سے میں ان کے سامنے پیش کیے تو لال پیلے ہو گئے۔ انہیں اپنے معبودوں کی جھوٹی عزت کا تحفظ ضرور تھا مگر وہ بھی اس مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے عوام کو بھی بڑے مشتعل انداز میں ہدایت کی کہ یہاں سے نکل چلو۔ یہ تو کوئی بات نہیں۔ اپنے معبودوں کی عبادت پر پکے رہو۔ یہ دعوت ایک سوچی سمجھی سازش ہے جو اپنی حکومت اور اپنے تسلط کو قائم کرنے کے لیے دی جا رہی ہے۔ اس کا صداقت و حقانیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ شاہ ولی اللہ ... محمد ... الاعتبار ... الانطلاق الذهاب بالسرعة جلدی سے چلے جانا

۷ یہ لوگ اور من گھڑت بات کس سے سنی کہ اللہ تعالیٰ صرف ایک ہے۔ اگر یہ عقیدہ صحیح ہوتا تو عیسائیت جو آخری ملت ہے اس میں بھی اس کا کوئی ثبوت ملتا۔ اختلاق کذب اختلقہ ایسا جھوٹ جسے خود گھڑ لیا ہو۔

۸ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے واقعی کوئی پیغمبر بھیجنا تھا تو سارے عرب میں سے انہیں کیوں منتخب کیا جو مال و دولت کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہیں رکھتے۔ بڑے بڑے سردار، امراء اور مہاجن موجود تھے جن کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم میں سے کسی کو اس منصب کے لیے نامزد کیا جاتا۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم

۹ وہ ایسی باتیں اس لیے کرتے ہیں کہ ابھی ہمارے عذاب کا کوڑا ان کی پشت پر نہیں لگا۔ ایک تھپیڑا ہی لگ جائے گا تو ان کی عقل درست ہو جائے گی۔

۱۰ رحمت کے خزانوں کے مالک ہم ہیں۔ ان کو بانٹنے والے ہم ہیں۔ جس کو چاہیں، جتنا چاہیں اور جس وقت چاہیں عطا فرما دیں۔ یہ کون ہیں ہماری بخشش و عطا پر اعتراض کرنے والے۔

اس آیت میں ان لوگوں کو جھڑکا جا رہا ہے اور سرزنش کی جا رہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر اعتراض کیا کرتے تھے۔

أَمْ لَهُم مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ﴿١٠﴾

کیا ان کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے تو چاہیے کہ چڑھ جائیں (آسمانوں پر) ف۱ سیڑھیاں لگا کر

جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ

در حقیقت کفار کے لشکروں میں سے یہ ایک چھوٹا سا لشکر ہے جسے یہیں شکست دی جائے گی ف۲ جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح

وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ﴿١٢﴾ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ

اور عاد اور میخوں والے فرعون نے ف۳ اور ثمود اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے

ف۱ نبوت کا منصب تو بہت بڑا ہے کسی کو نبوت کی رحمت سے سرفراز کرنے کا اختیار تو بہت عظیم اور بڑا ہے انہیں تو کسی ادنیٰ درجہ کی معمولی چیزوں پر بھی کوئی اختیار نہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی قوت و اختیار ہے تو ذرا کام میں لائیں اور عرش تک رسائی حاصل کریں اور وہاں قبضہ جما کر بیٹھ جائیں اور کائنات کی حکومت کی باگ ڈور سنبھال لیں۔ خیر یہ کلام تو ایک طنزیہ انداز میں ہے ورنہ مختلف مقامات پر مختلف معانی کے لئے آیا ہے۔ اسباب سے مراد یا تو وہ راستے ہیں جن سے آسمان تک پہنچا جاتا ہے یا اس سے مراد آسمان کے دروازے ہیں۔ ہر وہ چیز جس سے کسی چیز تک پہنچا جا سکے۔ اسے سبب کہتے ہیں۔ قال قتادة و مجاهد اراد بالاسباب ابواب السماء وطرقها من سماء الى سماء وكل ما يوصلك الى شيء من باب او طريق فهو سببه (مظہری)۔ یعنی قتادہ اور مجاہد کہتے ہیں کہ اسباب سے مراد آسمان کے دروازے ہیں یا وہ راستے جو ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف جاتے ہیں اور ہر وہ چیز جو کسی تک پہنچائے اسے عرب سبب کہتے ہیں۔

ف۲ یعنی یہ لشکر جو حقیر سی فوج ہے جسے میدان بدر میں شکست دی جائے گی اس کی حقیقت ہی کیا ہے کہ ہماری عظمت کا مقابلہ کر سکے۔

ف۳ ان سے پہلے بڑی بڑی سرکش قومیں اور فرعون جیسے جابر اور طاقتور بادشاہ گزرے ہیں جب انہوں نے ہمارے نبیوں کو جھٹلایا ان پر عذاب بھیج کر انہیں ہلاک و برباد کر دیا اور ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ فرعون کو ذی الاوتاد کہا گیا ہے۔ اس کی مختلف توجیہیں کی گئی ہیں۔ لغت میں وتد اس کھونٹی کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ خیمہ کی رسیاں باندھی جاتی ہیں۔ یہاں اس سے یا تو اس کے لشکر کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس کا لشکر اتنا کثیر تھا کہ جہاں وہ پڑاؤ ڈالتا اس کے خیمے بے حساب ہوتے اور ہر طرف کھونٹیاں ہی کھونٹیاں نظر آنے لگتیں جن کے ساتھ ان کے خیموں کی رسیاں باندھی جاتیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کی حکومت کے استحکام اور پختگی کا ذکر ہے۔ اور بعض نے فرعون کو ذوالاوتاد کہنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ اس کا دستور تھا کہ جب وہ کسی مجرم کو سزا دیتا تو زمین میں چار میخیں گاڑ دیتا۔ پھر اس شخص کے ہاتھ پاؤں کو ان کے ساتھ رسیوں سے باندھ دیا جاتا

أُولَٰٓئِكَ الْأَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَ

یہی وہ گروہ ہیں (جو) لشکر کی صورت میں چڑھ آئے تھے۔ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر لازم ہو گیا میرا عذاب۔ اور

مَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوْا

نہیں انتظار کر رہے ہیں یہ لوگ مگر ایک کڑک کی جس کے بعد کوئی مہلت نہیں ہوگی ف۱۲ اور وہ (تمسخراً) کہتے ہیں

رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

اے ہمارے رب جلدی دے دے ہمارے حصہ کا عذاب روز حساب سے پہلے ف۱۳ اے حبیب! صبر کیجئے ان کی باتوں پر اور

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ

یاد فرمائیے ہمارے بندے داؤد کو جو بڑا طاقتور تھا ف۱۴ وہ (ہر حال میں) ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ بے شک ہم نے پابند کر دیا پہاڑوں کو

کر وہ شخص تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا یا اس کو زمین پر دے مارا اس کے ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھونک دیتا۔

ف۱۲ علامہ جوہری نے مالہا من فواق کا معنی لکھا ہے کہ ما لہا من نظرۃ و راحۃ و افاقۃ یعنی انہیں کوئی مہلت نہیں دی جائے گی۔ یہی امام بیضاوی کا قول ہے اور ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔ علامہ آلوسی فواق کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں دو لغتیں ہیں۔ فَواق، فُواق۔ بعض کے نزدیک یہ دونوں ہم معنی ہیں اور بعض علماء نے ان میں فرق کیا ہے۔ فَواق اسم مصدر ہے افاق المریض سے جب وہ بیماری سے صحت کی طرف رجوع کرے۔ اسی لیے فراء نے اس کی تفسیر افاقہ اور استراحت کے ساتھ کی ہے اور اگر فُواق ہو تو اس کا معنی وہ وقت ہے جب ایک مرتبہ دودھ دوہنے کے بعد تھن میں دوبارہ دودھ بھر جائے۔ (روح المعانی)

ف۱۳ کہنے لگے صبح شام آپ ہمیں عذاب قیامت کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ ہم پر تو ہمارے حصے کا عذاب آج ہی نازل کر دیا جائے اور ہمارے ساتھ جو کچھ ہونا ہے ابھی ہو جائے۔ یہ باتیں وہ از راہ تمسخر کیا کرتے تھے۔ قال عطاء قطنا عذابنا۔ وهكذا قال قتادة نصيبنا من العذاب (قرطبی)

ف۱۴ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفار کی دریدہ دہنی اور بیہودہ گوئی پر صبر کی تلقین فرماتے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام جن کو گوناگوں انعامات سے سرفراز کیا گیا تھا ان کا ذکر کر کے تسلی دیتے ہیں۔ عبدنا داؤد کہہ کر حضرت داؤد کو مزید شرف بخشا۔ ذی الاید کا معنی ہے سخت ہاتھوں والا۔ اس سے مراد طاقت اور قوت ہے کیونکہ آپ عبادت اور جہاد میں بڑی قوت اور توانائی کا مظاہرہ فرماتے۔ اس لیے آپ کو ذوالاید کہا گیا۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے

يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ﴿١٩﴾ وَ

وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے شام کو اور اشراق کے وقت ۔ اور پرندوں کو بھی جو تسبیح کے وقت میں جمع ہو جاتے تھے سب ان کے لئے رجوع ہونے والے تھے اور

شَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿٢٠﴾ وَهَلْ أَتَاكَ

ہم نے مستحکم کر دیا ان کی حکومت کو اور دی تھی ان کو حکمت اور فیصلہ کن بات کرنے کا ملکہ ۔ اور کیا آئی ہے آپ کو

اور یہ [illegible] اللہ کے نزدیک بڑی فضیلت والے ہیں جب آپ نصف رات عبادت میں گزارتے [illegible] بڑی [illegible] اور وہاں سے ہو گئے [illegible] اور جب [illegible] کے حضور میں دعا مانگنے کے لیے کھڑے ہوتے [illegible] واحب الصیام الی اللہ صیام داؤد [illegible] قال [illegible] ترجمہ اواب بہت رجوع کرنے والا

رجاع الی اللہ تعالیٰ وطاعتہ عز وجل

ف [illegible] خصوصی عنایات سے آپ کو نوازا ان میں سے پہلی ایک کا ذکر یہاں فرمایا ہے [illegible] میں مشغول ہوتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتے پہاڑوں کی اس تسبیح سے کیا مراد ہے بعض نے کہا ہے کہ جب آپ ذکر کرتے تو آپ کی آواز سے پہاڑ گونج اٹھتے [illegible] بعض کی رائے یہ ہے کہ پہاڑ زبان حال سے ذکر الٰہی کیا کرتے [illegible] جب آپ [illegible] جھوم جھوم کر [illegible] پہاڑ اور پہاڑوں [illegible] زبان قال سے آپ کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتے تھے [illegible] تسبیح [illegible]

اشراق اس وقت کو کہتے ہیں جب سورج کی [illegible] چاشت کا وقت کہتے ہیں ۔ اس وقت جو نفل پڑھے جاتے ہیں انہیں صلوٰۃ الضحیٰ کہتے ہیں ۔ حدیث پاک میں صلوٰۃ الضحیٰ کی بڑی فضیلت [illegible] حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حافظ علی شفعۃ الضحی غفرت لہ ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر یعنی جو شخص پابندی سے چاشت کے وقت دو رکعت پڑھے گا اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں ۔

صحیحین کی ایک حدیث میں ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال اوصانی خلیلی بثلاث لا ادعهن حتی اموت ۔ صوم ثلاثۃ ایام من کل شہر وصلوۃ الضحی ونوم علی وتر ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے اور میں زندگی بھر انہیں نہیں چھوڑوں گا [illegible] تین دن روزہ رکھنا [illegible] سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا [illegible] زیادہ سے زیادہ [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

ف آپ کی [illegible] دلکش اور [illegible] کہ جب آپ ذکر کرتے تو اڑتے ہوئے پرندے بھی [illegible] آپ کے [illegible] اور آپ کی [illegible] تسبیح کرتے [illegible]

نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

بھلا آپ کو اطلاع پہنچی اہلِ مقدمہ کی جب کہ وہ دیوار پھاند کر عبادت خانہ میں آ گئے ف۲۲ اور جب ایک ساتھ داخل ہوئے داؤد پر تو آپ ان سے گھبرا

قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ

گئے ف۲۳ انہوں نے کہا ڈریے نہیں ہم دو اہلِ معاملہ ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہم میں ٹھیک فیصلہ کر دیجئے

وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۝ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَ

اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ بتا دیجئے ف۲۴ یہ میرا بھائی ہے اور اس کی ننانوے

علیہ السلام [illegible] آپ کے [illegible] [illegible] صلی اللہ [illegible]

[illegible] واللہ عز وجل۔

ف۲۳ [illegible]

[illegible] فصل الخطاب [illegible]

[illegible]

ف۲۴ [illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

ف۲۵ [illegible]

تِسْعُونَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي

[illegible]

الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا

[illegible]

مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ

ہے اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں لے اور (یہ) خیال آیا داؤد کو کہ ہم نے ان کو آزمایا ہے سو وہ معافی مانگنے لگے

خَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۗ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ

اپنے رب سے اور گر پڑے سجدہ میں اور (اس کی طرف) رجوع کیا سے پس ہم نے بخش دی ان کی یہ خطا اور بیشک ان کے لیے ہمارے ہاں (بڑا) قرب ہے

کر دیا ہے۔ البتہ جو حضرات ایمان اور عمل صالح سے متصف ہیں وہ نیک اعمال کے خوگر ہیں وہ ہے دوسرے حضرات کی طرح

ان کا حق نہیں چھینتے۔ بلکہ حق و انصاف اور مروت و اخلاص کے تقاضوں کو ہر قیمت پر پورا کرتے ہیں۔

لے لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ انہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔

سے یہ فیصلہ سنانے کے بعد حضرت داؤد کو اپنی بات یاد آگئی اور یہ خیال کیا کہ یہ تو میری آزمائش کی جا رہی ہے۔ فوراً مغفرت طلب کرنے لگے اور سجدہ میں گر گئے۔ یہاں رکوع سے مراد سجدہ ہے۔ عربی لغت میں رکوع سجدہ کے معنی میں کثرت استعمال ہوتا رہتا ہے جیسے اس شعر میں ہے ۔

فخر علی وجهه راكعا

وتاب الی الله من كل ذنب (روح المعانی)

یعنی وہ سجدہ کرتے ہوئے منہ کے بل گر پڑا اور بارگاہِ الٰہی میں ہر گناہ سے توبہ کی۔ اس شعر میں راکعا کا معنی ساجد ہے سجدہ کرنے والا۔

سے بیشک داؤد کا مرتبہ بہت بلند ہے اور ان کے بیٹھنے کی جگہ بہت بلند و رفیع ہے۔

ان آیات کی اس تشریح کے بعد اب ہم اس واقعہ کی تحقیق کرتے ہیں جس کی طرف ضمناً ان میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ضیاء القرآن میں آپ مختلف مقامات پر پڑھ آئے ہیں کہ یہود نے اپنے انبیاء کرام پر طرح طرح کی تہمتیں لگا رکھی تھیں۔ جیسا کہ ایسی چیزیں جو ایک عام شریف آدمی کی طرف بھی منسوب کرتے ہوئے انسان جھجکتا ہے، وہ بے دھڑک اپنے محبوب انبیاء کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ انہی روایات میں سے ایک یہ واقعہ بھی ہے جو بائبل میں بڑی تفصیل سے نمک مرچ لگا کر لکھا گیا ہے۔ میں تو نہیں چاہتا کہ قارئین کے ذوق کو مجروح کیا جائے، لیکن توضیح حال کے لیے چند سطور لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

کتاب ۲ سموئیل باب ۱۱ میں لکھا ہے۔

" اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا۔ وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی۔ پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اس نے داؤد کے

بائبل (سیموئیل کی دوسری کتاب) باب ۱۱ آیت ۲ تا ۵۔

اس سے آگے بائبل کا راوی لکھتا ہے کہ حضرت داؤد نے یوآب جرنیل کو خط لکھا کہ جب دشمن سے جنگ شروع ہو تو حتی اوریاہ کو ایسی جگہ پر تعینات کیا جائے کہ اس کا قتل ہو جانا یقینی ہو جائے۔

"صبح کو داؤد نے یوآب کے لیے ایک خط لکھا اور اسے اوریاہ کے ہاتھ بھیجا اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو گھمسان میں سب سے آگے رکھنا اور تم اس کے پاس سے ہٹ جانا تاکہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہو اور یوں ہوا کہ جب یوآب نے اس شہر کا ملاحظہ کر لیا تو اس نے اوریاہ کو ایسی جگہ رکھا جہاں وہ جانتا تھا کہ بہادر مرد ہیں اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یوآب سے لڑے اور وہاں داؤد کے خادموں میں سے تھوڑے سے لوگ کام آئے اور حتی اوریاہ بھی مر گیا۔"

کتاب ۲ سموئیل باب ۱۱ آیت ۱۴ تا ۱۷

علماء یہود نے اپنی مقدس کتاب میں یہ واقعہ حضرت داؤد پر لگایا [illegible] یہاں تک مسلمانوں میں مشہور ہو گیا حتی کہ بعض مفسرین نے ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اس واقعہ کو بھی ذکر کر دیا۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کے متعلق سیر حاصل تحقیق کی ہے اور تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں: "کہ یہاں ایک قصہ بیان کیا جاتا ہے جس کو اکثر لوگوں نے نقل کیا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر [illegible] اور جس [illegible] ذکر کیا ہے [illegible]۔" امام رازی فرماتے ہیں: والذی ادین بہ واذھب الیہ ان ذلک باطل۔ "میرا عقیدہ اور میری تحقیق یہ ہے کہ یہ قصہ سراسر باطل اور مردود ہے۔" پھر اس کے بطلان پر کئی دلیلیں پیش کی ہیں۔

اگر ایسی حرکت [illegible] کی طرف منسوب کی جائے تو وہ بھی اس کو اپنی سخت [illegible] سمجھے گا اور جس بات سے [illegible] منسوب کی جائے [illegible] اپنی ذلیل و رسوا [illegible] ایک [illegible] اپنے [illegible] آپ [illegible] ان آیات [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلجوئی کے لیے اور حضرت داؤد کے اسوہ حسنہ [illegible] نہیں۔ اگر حضرت داؤد سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے ذکر سے اپنے محبوب کی دلجوئی نہ فرماتا جو اپنی خواہش نفس کے سامنے بے بس ہو کر قتل جیسے گناہ کے ارتکاب کی جرات کرتا ہے۔ پھر ان آیات میں حضرت داؤد کو صفات عالیہ سے موصوف فرمایا گیا ہے۔ [illegible] عبادات و طاعات میں بڑا طاقتور، اواب، ہر وقت رجوع کرنے والا، صاحب حکمت، صاحب فصل الخطاب وغیرہ۔ اگر آپ سے ایسی ذلیل حرکت سرزد ہوئی ہوتی تو آپ کو ان اوصاف جمیلہ سے موصوف کرنے کا کیا مقصد؟ ساتھ ہی آپ کو قرب خاص اور حسن مآب کی خوشخبری بھی

نازل ہوئی... اس لیے آیت کا سیاق و سباق دونوں اس قصے کی پرزور تردید کرتے ہیں اور اسے سراسر لغو اور بے اصل قرار دیتے ہیں۔ دیکھئے

حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

"من حدثکم بحدیث داؤد علی ما یرویہ القصاص جلدتہ مائۃ و ستین"

ترجمہ: یعنی جو شخص حضرت داؤد کے متعلق ایسی بات کہے جیسا ان قصہ گو لوگوں نے بیان کیا ہے تو میں اسے ایک سو ساٹھ کوڑے لگاؤں گا۔

بعض حضرات نے ان آیات کا یہ مفہوم اس طرح بیان کیا ہے کہ اس زمانے میں یہ عام رواج تھا اور اس میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی تھی کہ اگر کسی کو کسی کی بیوی پسند آ جائے تو وہ اس سے کہتا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تاکہ میں اس کے ساتھ نکاح کر لوں، چنانچہ حسب دستور اس شخص نے یہ درخواست قبول کر لی اور اوریاہ نے طلاق دے دی اور عدت گزرنے کے بعد اس عورت کے ساتھ نکاح کر لیا لیکن یہ بات نبی کی شان کے لائق نہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات پر تنبیہ فرما دی

امام ابوبکر جصاص نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابھی اس عورت کی شادی اوریاہ کے ساتھ نہیں ہوئی تھی صرف منگنی ہوئی تھی اور حضرت داؤد نے اس عورت کے گھر والوں سے اس کا رشتہ طلب کیا اور انہوں نے وہ رشتہ دے دیا لیکن یہ ساری باتیں قیاس آرائیوں کے سوا کچھ نہیں۔

ان تمام توجیہات کے بعد ہمارے نزدیک جو مفہوم زیادہ مناسب ہے وہ یہ ہے کہ آیت میں جس قصے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت داؤد کی بہت سی باتیں ثابت ہو جانے کی وجہ سے بعض لوگ آپ کے دشمن ہو گئے تھے اور بنی اسرائیل میں ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا اور انہوں نے آپ کو قتل کرنے کی غرض سے سازش کی۔ آپ ہر تیسرے دن خلوت نشین ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں مشغول ہو جایا کرتے تھے انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور دیوار پھاند کر اندر آ گئے تاکہ تنہائی میں آپ کا کام تمام کر دیں اور پہرے داروں کو بھی اس کا پتہ نہ چلے۔ جب وہ آپ کے اوپر پہنچے تو وہاں بہت سے لوگ موجود تھے جن کی وجہ سے وہ اپنے منصوبے کو عملی جامہ نہ پہنا سکے اور انہوں نے ایک جھگڑا گھڑ کر یہ بہانہ کیا کہ وہ تو آپ سے ایک مقدمے کا فیصلہ کرانے کے لیے آئے ہیں۔ دونوں نے اپنا اپنا مقدمہ پیش کیا۔ پھر وہ لوگ سمجھ گئے کہ آپ ان کی بدنیتی پر آگاہ ہو گئے تھے تو آپ کو (انتقام) یا ان سے انتقام لینے کا ارادہ کیا لیکن بعد میں معاف کر دیا اور بعض نے کہا کہ آپ کو یہ خیال گزرا کہ ان لوگوں سے اپنی ذات کے متعلق انتقام لینے کا خیال ہی پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وظن داؤد انما فتناہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب۔ دیکھئے۔ یہی بات ہمارے نزدیک سب اقوال سے بہتر ہے اور اس میں ہمارے محققین کی تحقیق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے ہمراہ بیان فرمائی ہے۔

حافظ ابو حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر البحر المحیط میں اپنی تحقیق کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے اس کا ترجمہ بھی حاضر

ناظرین ہے

"ہماری تحقیق یہ ہے کہ دیوار کو پھاند کر محراب میں آنے والے انسان ہی تھے وہ ایسے راستے سے داخل ہوئے تھے جو داخل ہونے کا راستہ نہ تھا اور ایسے وقت آئے تھے جو آپ کی عدالت کا وقت نہ تھا۔ آپ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں لیکن جب واضح ہو گیا کہ یہ دونوں کسی مقدمہ کا فیصلہ کرانے کے لیے آئے تھے جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے تو حضرت داؤد کو پتہ چل گیا کہ یہ سارا واقعہ یعنی ان لوگوں کا بے وقت آ دھمکنا اور غیر معروف راہ سے آنا اور آپ کا ان کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ قتل کے ارادہ سے آئے ہیں اور اس وجہ سے آپ کا گھبرا جانا یہ سب آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے آزمایا ہے اور ان کے بارے میں ان کا سوء ظن کرنا آپ کی شان نبوت سے فروتر ہے۔ اس لیے آپ مغفرت طلب کرنے لگے۔ آخر میں علامہ مذکور لکھتے ہیں:

ونعلم قطعاً ان الانبیاء علیہم السلام معصومون من الخطایا لا یمکن وقوعہم فی شیء منہا ضرورۃ انا لو جوزنا علیہم شیئا من ذلک بطلت الشرائع ولم یوثق بشیء مما یذکرون انہ وحی من اللہ تعالیٰ فما حکی اللہ تعالیٰ فی کتابہ یمر علی ما اراد اللہ وما حکی القصاص مما فیہ نقص لمنصب الرسالۃ طرحناہ ونحن کما قال الشاعر:

ونؤثر حکم العقل فی کل شبہۃ ... اذا آثر الاخبار جُلّاس قصّاص

یعنی ہمارا پختہ یقین ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہ اور خطا سے معصوم ہوتے ہیں ان سے ایسے امور قطعاً سرزد نہیں ہو سکتے اگر ایسا جائز ہو تو شرع اسلام پر اعتماد باقی نہ رہے۔ رہا انبیاء کے بارے میں جو قصہ گو لوگوں نے منصب نبوت کے منافی جو کہانیاں گھڑی ہیں ہم ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا کرتے ہیں۔ ہمارا مسلک تو وہ ہے جو شاعر نے اس شعر میں بیان کیا ہے کہ:

"جس بارے میں شک و شبہ ہو وہاں ہم عقل کا فیصلہ مانتے ہیں جبکہ قصہ گوؤں کے ہم نشین حکایات اور کہانیوں کو ترجیح دیتے ہیں۔"

شیخ اکبر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں خوب لکھا ہے:

واعظوں کو چاہیے کہ وہ اپنے وعظوں میں غلط قصے اور جھوٹی کہانیاں بیان نہ کیا کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب جھوٹ بولا جاتا ہے تو اس کی بدبو کے باعث فرشتے اس سے تیس میل دور بھاگ جاتے ہیں اور اس آدمی کو بہت برا جانتے ہیں۔ جب واعظ یہ جانتا ہے کہ فرشتے مجلس وعظ میں حاضر ہوتے ہیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ سچ بولنے کی پوری کوشش کرے۔

پھر فرماتے ہیں:

ولا یتعرض فی ذکرہ لما ذکرہ المؤرخون عن الیہود من زلات من اثنی اللہ علیہم واجتباہم ویجعل ذلک تفسیر الکتاب اللہ۔ (فتوحات مکیہ۔ جلد دوم۔ صفحہ ۲۵۴ طبع مصر)

حُسْنَ مَاٰبٍ ۝ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ

اور بہترین انجام ہے۔ اے داؤد ہم نے مقرر کیا ہے آپ کو نائب زمین میں تو آپ فیصلہ کیا کریں لوگوں

داستان پر اس کے ایسی باتیں منطبق کر لی ہیں جو ہمارے مفسرین نے بلا تحقیق یہودیوں سے نقل کی ہیں جن میں حضرت مسیحیوں کی شوخی کا بیان ہوا ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی ہے اور ایسی [illegible] سے بچنا چاہئے اور ان روایات کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ قرآن کی تفسیر بیان کر رہا ہے۔

اس تمہید اور حصہ کے مطالعہ سے حقیقت حال واضح ہو گئی ہو گی۔ جو معترضین کے ذہن سے دور ہو گیا ہو گا۔ ۵ داستان سرائی [illegible] کی [illegible] کے بعد ہر سلیم الطبع انسان محسوس کرنے لگتا ہے

والله تعالى اعلم باسرار كتابه وحبيبه الاكرم. صرف متعلق آیات رہے

ف حضرت داؤد علیہ السلام کو بتایا جا رہا ہے کہ کسی شاہی خاندان کے فرد نہیں ہو کہ تمہیں یہ حکومت ورثہ میں ملی ہو۔ تم ایک غریب سے چرواہے تھے ہم نے اپنے فضل و کرم سے تمہیں [illegible] کی [illegible] سے بڑی سلطنت کا تاجدار بنا دیا۔ وسیع و عریض سلطنت اور حشمت و سطوت پر فائز کر دیا۔ اس احسان کا شکریہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فیصلہ عدل و انصاف کے مطابق کرو اور کبھی اپنی خواہش کو اپنے فیصلوں پر اثر انداز نہ ہونے دو۔ اگر تم نے خواہش نفس کی پیروی کی تو [illegible] کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جس کی تمہیں طلب ہے اس کی توفیق کا دامن تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا اور جو شخص راہ حق سے بھٹک جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے ضمن میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔

ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ، زبیر، کعب اور سلمان رضی اللہ عنہم سے پوچھا: ما الخليفة من الملك؟ یعنی خلیفہ اور بادشاہ میں کیا فرق ہے۔ حضرات طلحہ و زبیر نے کہا کہ ہم نہیں جانتے۔ حضرت سلمان نے عرض کیا: الخليفة الذي يعدل في الرعية ويقسم بينهم بالسوية ويشفق عليهم شفقة الرجل على اهله ويقضي بكتاب الله

یعنی خلیفہ وہ ہے جو رعیت میں عدل کرتا ہے۔ ان میں مال مساوی طور پر تقسیم کرتا ہے اور ان پر یوں مہربان اور شفیق ہوتا ہے جس طرح کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر شفیق ہوتا ہے اور اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے کرتا ہے۔

سفیان بن ابی العوجاء سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت فاروق اعظم نے حاضرین سے دریافت کیا کہ ما ادری اخليفة انا ام ملك؟ مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ۔

ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا کیا فرق ہے؟ قال الخليفة لا يأخذ الا حقا ولا يضعه الا في حق وانت بحمد الله كذلك والملك يعسف الناس فيأخذ من هذا ويعطي هذا، فسكت عمر

اس نے کہا خلیفہ وہ ہے جو بجز حق کے کچھ وصول نہیں کرتا اور [illegible] اللہ کے حکم کے مطابق [illegible]

النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ

[illegible] انصاف کے ساتھ اور پیروی نہ کیجو [illegible] وہ بھٹکا دے تجھ کو اللہ کی راہ سے۔ بیشک

الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ

جو لوگ بہکتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لیے سخت عذاب ہے اس پر کہ انہوں نے بھلا دیا دن

الْحِسَابِ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاۗءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ

حساب کا [illegible] اور نہیں بنایا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے بے فائدہ [illegible]

[illegible] کیا کرتے ہیں اور بادشاہ وہ [illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہو گئے۔ (حاشیہ تفسیر عثمانی)

[illegible] ملکیت کے لیے اسلام نے بادشاہ، سلطان [illegible] خلافت [illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن کریم نے یہاں خلیفہ [illegible]

[illegible] قیامت کے دن [illegible]

[illegible]

اللھم [illegible] من عذاب القبر وعذاب الحشر وعذاب النار۔

[illegible]

[illegible] قیامت [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ [illegible]

الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ

کافر ہیں پس بربادی ہے کافروں کے لیے آگ کے سبب سے کیا ہم بنا دیں گے ان کو جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ

ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان لوگوں کی طرح جو فساد برپا کرتے ہیں زمین میں یا ہم بنا دیں گے پرہیزگاروں کو

كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾ كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو

بدکاروں کی طرح یہ کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے آپ کی طرف بڑی برکت والی تاکہ وہ غور کریں اس کی آیتوں میں اور تاکہ نصیحت حاصل کریں

الْأَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ إِذْ

عقل مند اور ہم نے عطا فرمایا داؤد کو سلیمان وہ بہت اچھا بندہ تھا بیشک وہ بہت رجوع کرنے والا تھا جب

عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ

پیش کیے گئے ان پر سہ پہر کے وقت اصیل تیز رفتار گھوڑے تو آپ نے فرمایا میں نے ترجیح دی محبت

نظام عالم بے مقصد نہیں [illegible] ایک [illegible] کوئی وقت [illegible] اور [illegible]

یکساں [illegible] کائنات [illegible] جنت [illegible] مقصد [illegible]

کوئی [illegible] قیامت [illegible] انعامات [illegible]

اور [illegible] قرآن [illegible]

۳۰ حضرت داؤد علیہ السلام پر [illegible] انعامات [illegible] ایک خصوصی انعام کا

بیان [illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام [illegible]

اور اوّاب کے معنی [illegible]

۳۱ حضرت سلیمان علیہ السلام کی [illegible] اس آیت [illegible] پہلے اس آیت کے مشکل الفاظ

کی تشریح [illegible] اس کے بعد اس کا مطلب [illegible] مفسرین [illegible] کیے جائیں گے۔

[illegible] کے وقت کو عشی کہتے ہیں [illegible] الصافنات [illegible] گھوڑا [illegible]

[illegible] الصافنات [illegible]

الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ

پسند کی ہے اپنے رب کی یاد کے سبب [illegible] یہاں تک کہ [illegible] چھپ گئے پردہ کے پیچھے [illegible] واپس لاؤ انہیں میرے پاس [illegible]

مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى

تو وہ لگے پیار سے ہاتھ پھیرنے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر۔ اور ہم نے آزمایا سلیمان علیہ السلام کو اور ڈال دیا ان کے

كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا

تخت پر ایک بے جان جسم ۳۶ پھر وہ [illegible] متوجہ ہوئے [illegible]

یہ قصہ یوں بیان کیا گیا ہے (تفسیر کبیر)

جن لوگوں نے پہلا ترجمہ ترجیح دی ہے، انہوں نے [illegible] سے استدلال کیا ہے کہ [illegible] کا یہ مطلب ہے کہ [illegible] کی وجہ سے [illegible] اس [illegible] صورت میں [illegible] ان گھوڑوں سے [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] کے لیے [illegible] گھوڑوں سے اس لیے محبت کرتا ہوں کہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا [illegible] کلمۃ اللہ کے لیے [illegible] حق کا غلبہ ہوگا اور حق کا پرچم اونچا لہرائے گا

۳۶ یہاں بھی علماء [illegible] روایات نقل کر دی گئی ہیں [illegible] بھی نقل کرنا [illegible] جن لوگوں کو شان نبوت اور مقام [illegible] کا علم ہے وہ ان خرافات کی تصدیق نہیں کر سکتے۔ علامہ ابن حیان کہتے ہیں: ان هذه [illegible] من وضع اليهود و زنادقة [illegible] اور [illegible] کی تردید کی ہے۔ علامہ ابن کثیر، امام رازی، علامہ آلوسی اور دیگر محققین [illegible] ان آیات کی [illegible] بیان کرتے ہوئے امام رازی [illegible] کہ آپ کسی بیماری میں مبتلا ہو گئے [illegible] اس کا عرصہ [illegible] آپ کا [illegible] جسم [illegible] ڈھانچہ [illegible] تخت شاہی [illegible] جب بیٹھتے [illegible] جب تشریف [illegible] ایک بے جان [illegible] کرسی پر ڈال دیا [illegible] اپنی صحت کے لیے دعا کی جو قبول ہوئی، آپ [illegible] صحت یاب ہو گئے اور [illegible] کی طرح بڑی شان و شوکت سے احکام دینے لگے

يَنْبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ

ایسی حکومت جو کسی کو میسر نہ ہو میرے بعد بیشک تو ہی ہے بڑا عطا کرنے والا [illegible] ہم نے تابع کر دیا اس کے ہوا کو

تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ

[illegible] چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا اور سب دیو بھی ماتحت کر دیے کوئی معمار اور

غَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ

کوئی غوطہ خور اور ان کے علاوہ اور جو جکڑے ہوئے تھے [illegible] یہ ہماری عطا ہے [illegible]

ف۔ پہلے مغفرت کے لیے التجا کی۔ اس کے بعد سلطنت مانگنے والے کا سوال [illegible] کا سوال [illegible] ہو کرتا ہے [illegible] سے سوال کر رہا ہے اس کی عظمت و شان اور جود و عطا [illegible] یہاں [illegible] حضرت سلیمان [illegible] اور جن سے [illegible] وہ سب [illegible] وہ اکرم الاکرمین ہے۔ اس سے بڑا صاحب قدرت و اختیار بھی کوئی نہیں اور اس جیسی کوئی [illegible] نہیں [illegible] کوئی شخص [illegible] سلیمان [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] بادشاہی [illegible]

[illegible] وکان النبی [illegible] الحکم [illegible]

[illegible]

[illegible] صاحب [illegible] کہ حضور [illegible] تو [illegible] کرتے [illegible] قدرت [illegible] اور [illegible] عطا [illegible] خلافت اور [illegible] صاحب روح البیان نے یہاں [illegible]

[illegible]

[illegible] (روح البیان)

ف۔ [illegible] ذات پاک [illegible] میں [illegible] اس کا [illegible] شیطان [illegible] آپ کا ماتحت کر دیا [illegible] میں سے کئی [illegible] تھے اور کئی [illegible] تھے ان میں سے سرکشوں کو آپ کے حکم کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ آپ کے اذن کے بغیر وہ کہیں جا سکتے اور نہ [illegible] کر سکتے۔

اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

(کسی کو بخش دو یا) احسان کر کے اپنے پاس رکھو تم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ بیشک انہیں ہمارے ہاں قرب بھی حاصل ہے اور خوبصورت انجام بھی

۴۱؎ یہ نعمتیں عطا فرمانے کے بعد ہر چیز کو اپنی مرضی سے خرچ کرنے کا اختیار بھی دے دیا۔ بغیر حساب کہہ کر اس خدشہ کو بھی دور کر دیا کہ جس طرح چاہو استعمال کرو آپ سے اس کے بارے میں باز پرس تک نہیں کی جائے گی۔ فامنن من شئت وامسک عمن شئت بغیر حساب ای غیر محاسب علی منه وامساکه لتفویض التصرف فیه الیه۔ یعنی جس کو چاہیں آپ دیں، اور جس کو چاہیں آپ نہ دیں۔ آپ سے اس معاملہ میں کوئی باز پرس نہ ہوگی کیونکہ ان میں تصرف کرنے کا اختیار آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ (مظہری)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: [illegible] کہ یہ نعمتیں کلی طور پر ان کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ (روح المعانی)

صاحب روح البیان لکھتے ہیں: هذا عطاؤنا [illegible] (روح البیان)

ترجمہ: قرآن کریم کے یہ الفاظ هذا عطاؤنا اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ انبیاء کرام کو فیض عطا کرنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس طالب فیض پر چاہیں لطف و کرم کر سکتے ہیں اور اپنے فیضان کرم سے مالا مال کر سکتے ہیں اور جو نااہل ہو اس کو اس سے محروم کر سکتے ہیں۔

علامہ عثمانی یہاں رقمطراز ہیں:

"یعنی کسی کو بخش دو یا نہ دو تم مختار ہو۔ اس قسم کے حساب یا اور حساب و کتاب کا کوئی اندیشہ نہیں۔ مگر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ اور سب دل کو کسی دیا اور مختار کر دیا حساب معاف کر کے لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ کی محنت ان سے جاکر۔" حاشیہ عثمانی

جب حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ کرم ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جو مادی نعمتیں اور ہر طرح کے اختیارات عطا فرمائے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا حضور مختار نہیں ہوں گے یہ کتنی بڑی جسارت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان رفیع گھٹانے کے لیے اور حضور کے اختیارات کا انکار کرنے کے جوش میں واضح آیات سے بھی غافل کر دیا جاتا ہے اور آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کج روی سے بچائے۔

۴۲؎ صرف یہ ملک و سلطنت اور اس میں ہر طرح کے تصرف کے اختیارات دینے پر ہی بس نہیں، مکرر فرمایا کہ انہیں ہماری بارگاہ قدرت میں قرب حاصل ہے اور انہیں حسن مآب کی خوشخبری بھی دے دی یعنی ان کا انجام بھی بہت اچھا ہوگا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو حسن انجام کی بشارت سے نوازا گیا تو جو لوگ یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کو اپنے انجام کے بارے میں خبر نہ تھی۔ ان کے متعلق آپ خود ہی فیصلہ کریں۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ

[illegible]

وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَ

[illegible]

وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ

اور حکم دیا کہ اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لو اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔ بیشک ہم نے اسے پایا صبر کرنے والا

نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ

بڑا خوبی والا بندہ وہ ہر وقت ہماری طرف رجوع کرنے والا۔ اور ہمارے بندوں ابراہیم اسحاق اور یعقوب کو

أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝

بڑی قوتوں والے اور بصیرت والے تھے۔ ہم نے انہیں ایک خاص بات کے لیے چن لیا تھا وہ آخرت کی یاد تھی

[illegible] حضرت ایوب علیہ السلام [illegible] سورۃ الانبیاء آیات ۸۳ - ۸۴ کے نوٹ ملاحظہ ہوں

[illegible]

اب حضرت ابراہیم اور ان کی نسل کے انبیاء کا ذکر ہو رہا ہے۔ یہ حضرات بڑی قوتوں والے تھے۔ [illegible]

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۗ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

اور یہ حضرات ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہت نیک لوگ ہیں اور یاد فرماؤ اسمٰعیل اور یسع

وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۭ هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ

اور ذو الکفل کو، یہ سب بہترین لوگوں میں سے ہیں یہ نصیحت ہے اور بیشک پرہیزگاروں کے لیے بہت عمدہ

مَاٰبٍ ۙ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۚ مُتَّكِـــِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ

ٹھکانا ہے سدا بہار باغات کھلے ہوں گے ان کے لیے سب دروازے تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے ان میں

فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝

طلب کر رہے ہوں گے وہاں طرح طرح کے بہت سے پھل اور مشروبات اور ان کے پاس ہوں گی نیچی نگاہوں والی ہم عمر بیویاں

یعنی ان کی قوت اعمال صالحہ بجالانے کی قوت اور معرفت کی قوت عطا ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ انہیں دین کی بصیرت اور معرفت الٰہی بھی عنایت کی گئی تھی

أي ذوي القوة في الطاعة و البصيرة في الدين و المعرفة بالله

ف ہم نے خصوصی نعمت کے ساتھ انہیں مخصوص کیا تھا یعنی انہیں آخرت کی یاد ستی تھی وہ ہر وقت آخرت کی زندگی کو پیش نظر رکھتے اور اس کی فکر میں رہتے تھے۔ انا اخلصناهم بان یذکرون الدار الآخرة و یرغبون فیها (قرطبی)

ف اس آیت میں چند برگزیدہ ہستیوں کا ذکر ہے

ف یعنی ان کے اوصاف حمیدہ کا بیان جو قرآن میں کیا جا رہا ہے یہ ذکر خیر ہے۔ ان کی پاکیزہ صفات کی یاد تازہ رکھنے کے لیے ہے۔ اس کے علاوہ جن اُخروی انعامات سے انہیں سرفراز کیا جائے گا ان کا بیان اگلی آیات میں فرمایا جا رہا ہے

ف ای بالوان مختلفة (قرطبی)۔ یعنی ایک ہی قسم کے پھل بکثرت نہیں ہوں گے بلکہ مختلف اقسام کے رنگارنگ میوے ہوں گے ان لذیذ میووں کے علاوہ جنت شراب طہور سے معمور فرمایا جائے گا اس کی کیا پیاری اور دلنشین تصویر پیش کی گئی ہے۔ قاصرات الطرف کا مطلب یہ ہے کہ وہ حوریں اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گی۔ اتراب ہم عمر ترب کی جمع ہے جو ہم عمر کے معنی میں ہے۔ ای علی سن واحدة متساویات فی الحسن والشباب۔ یعنی ہم عمر حسن و شباب میں یکساں۔ [illegible] فی الدنیا یعنی وہ آپس میں ایک دوسرے سے پیار کریں گی اور ان میں سوکنوں کی سی رقابت نہیں ہوگی۔

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾

یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا روز حساب کے لیے بیشک یہ ہمارا دیا ہوا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا

هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾

یہ تو ہوئی ان کی جزا اور بلاشبہ سرکشوں کے لیے بدترین ٹھکانا ہے جہنم وہ داخل ہوں گے اس میں تو کتنا برا بچھونا ہے

هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا

یہ کھولتا پانی اور پیپ ہے پس چاہیے کہ اسے چکھیں اور اس کے علاوہ اسی کی مانند طرح طرح کا عذاب ہے یہاں

فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ

ایک فوج دھکیلی جاتی ہے تمہارے ساتھ کوئی خوش آمدید نہیں انہیں یہ بھی آگ میں داخل ہونے والے ہیں وہ کہیں گے بلکہ تمہیں

لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ

کوئی خوش آمدید نہیں تم نے ہی اس عذاب کو ہمارے لیے آگے بھیجا ہے پس بہت برا ٹھکانا ہے کہیں گے اے ہمارے رب جس

ت۵۵ یہ محبوب بندوں کے ذکر خیر اور ان پر اپنے احسانات و انعامات کے بیان کے بعد ان بدنصیبوں کے ہولناک انجام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جن کی ساری عمر سرکشی اور طغیانی میں گزر گئی۔

مشکل الفاظ: حمیم: سخت کھولتا ہوا پانی۔ ھو الماء الحار الذی انتھی حرارہ۔ غساق: پیپ ای یسیل من القیح والصدید من جلود اھل النار۔

ت۵۷ پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی اور بدبودار پیپ ملے گی۔ اسی پر بس نہیں اسی قسم کے اور بہت سے عذاب اور بھی ہیں جن میں وہ مبتلا کیے جائیں گے۔

ت۵۹ پہلے جب سرکش لوگوں کے سرداروں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا ان کے پیچھے ان کے چیلے قطار در قطار فوج در فوج جہنم میں دھکیلے جائیں گے اور جب ایک فوج جہنم میں اتاری جا رہی ہوگی تو پہلے سے موجود سردار کہیں گے یہ لو ہمارے چیلوں کا ایک اور ٹولہ آگیا۔

ت۶۰ یہ کہہ کر وہ کہیں گے ان کا کوئی استقبال کرنے کے لیے تیار نہیں ان کے لیے یہاں کوئی فراخی اور آرام نہ ہو۔

ت۶۱ آگے سے وہ بھی جواباً ان سرداروں کو سنائیں گے اور یوں اسی طرح ایک دوسرے کو گالیاں سناتے رہیں گے

قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى

[illegible]

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ ۝ أَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ

[illegible]

الْأَبْصَارُ ۝ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ۝ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ

[illegible]

مَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

[illegible]

بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝

ان کے درمیان ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ

مجھے کیا علم تھا عالم بالا کے والوں کا جب وہ جھگڑتے تھے مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے میری طرف

ملأ اعلیٰ کی بحث دیکھیے

کہ نبأ کا مرجع قرآن کریم ہے یا اس خبر کے متعلق ہے جو [illegible] سے ہو یا مرجع قیامت بتایا ہے۔

کہ ملأ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں: الملأ الجماعة الاشراف والمراد بهم الملائكة [illegible] الجماعة وهم [illegible] یعنی سرداروں اور بڑے لوگوں کی جماعت جو اپنی وجاہت کی وجہ سے [illegible] کے باعث لوگوں کی نظر بھر دیتی ہے اس سے جاہ و جلال کے باعث دلوں کو پُر کر دیتی ہے یہاں ملأ اعلیٰ سے مراد فرشتوں کی جماعت ہے جو عرش کے علاوہ عالم بالا کی مختلف جہات کے رہنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی لیے ان میں اپنے مستقر واعلیٰ کو نجات دینے کے لیے قیل و قال ہو، اب رحمتیں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ وہ امور جو ان پر پیش آتے ہیں ان میں تحقیق اور علم میں سوال و جواب بھی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلع فرمایا ہے کہ ان امور کی اطلاع مجھے صرف وحی الٰہی سے ہوئی ہے جن کو اب قرآن کریم میں فرشتوں کی بحث و تمحیص کے متعلق ایک حدیث ہے جو ہم آپ کے مطالعہ کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کا وقت تھا اور حضور علیہ السلام تشریف نہ لائے۔ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے پھر حضور تیزی سے تشریف لائے تکبیر ہوئی حضور نے نماز پڑھائی سلام کے بعد آواز دی اپنی اپنی صفوں پر بیٹھے رہو پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ صبح کی دیر کیوں ہوئی۔ انی قمت اللیل فتوضأت وصلیت ما قدر لی فنعست فی صلاتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورة فقال یا محمد قلت لبیک ربی قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ قلت لا ادری قالها ثلثا قال فرأیته وضع کفه بین کتفی حتی وجدت برد انامله بین ثدیی فتجلّی لی کل شیٔ وعرفته فقال یا محمد، قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ قلت فی الدرجات والکفارات [illegible] فقال ما الدرجات قلت اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوة باللیل والناس نیام قال صدقت فما الکفارات قلت اسباغ الوضوء فی المکاره وانتظار الصلوة بعد الصلوة ونقل الاقدام الی الجماعة قال صدقت قال سل یا محمد قلت اللهم انی اسئلك فعل الخیرات وترك المنكرات وحب المساكین وان تغفر لی وترحمنی واذا اردت بعبادك فتنة فاقبضنی الیك غیر مفتون واسئلك حبك وحب من یحبك وحب عمل یقربنی الی حبك قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تعلموهن وادرسوهن فانهن حق۔

ترجمہ: میں آج رات اٹھا میں نے وضو کیا اور جتنا مقدر تھا نماز پڑھی، پھر مجھے نماز میں ہی اونگھ آگئی یہاں تک کہ مجھے اس پر بوجھ محسوس ہونے لگا، میں نے دیکھا ہوں کہ میرا رب کریم بڑی پیاری صورت میں تشریف فرما ہے اور فرمایا:

إِلَّآ أَنَّمَآ أَنَا۠ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّى خَٰلِقٌۢ بَشَرًا

مگر یہ کہ میں صرف کھلا ڈرانے والا ہوں ۝ (اے حبیب!) یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں

میں نے عرض کی: لبیک رب! و سعدیک [illegible] اللہ تعالیٰ نے پوچھا: ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کی: میں نہیں جانتا، پھر اللہ تعالیٰ نے [illegible] میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی، [illegible] میرے لیے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اس کو پہچان لیا پھر فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی: [illegible] اے میرے رب! فرمایا: ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: کفارات میں [illegible] اللہ تعالیٰ نے پوچھا: درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: اطعام الطعام ولین الکلام والصلوٰۃ [illegible] جماعت کی طرف چل کر جانا، نمازوں کے بعد مسجد میں بیٹھنا اور ناگواری کے وقت مکمل وضو کرنا [illegible] پھر فرمایا: آپ دعا کیجئے [illegible] میں نے عرض کی [illegible] نیک کاموں کا سوال کرتا ہوں اور برے کاموں کو چھوڑنے کا اور مسکینوں سے محبت کرنے کا، اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، اور جب تو کسی قوم کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے فتنہ سے بچا کر وفات دے دینا، اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور جو تجھ سے محبت کرے اس کی محبت کا اور اس عمل کی محبت کا جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ [illegible] نے فرمایا: یہ برحق ہے اس کو پڑھو اور یاد کرو [illegible]

اس حدیث کے متعلق امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور [illegible] اس حدیث کے متعلق امام بخاری سے پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو [illegible] کا علم عطا فرمایا اور جب [illegible] ان کے جھگڑنے کے متعلق سوال کیا [illegible] مشکل ہو گئی [illegible] جن معاملات میں بحث و تمحیص کر رہے تھے ان کا بھی علم ہو گیا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے متعلق [illegible] صادق [illegible] جواب [illegible] دیا۔ [illegible] اس حدیث میں [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] کی دعا [illegible] یاد کرنے [illegible] نے اس کو پڑھا [illegible] جب [illegible]

مِنْ طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ

[illegible]

سَاجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ

[illegible]

وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

[illegible]

بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (۷۶) قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ (۷۷)

[illegible]

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (۷۸) قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ

[illegible]

يُبْعَثُوْنَ (۷۹) قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (۸۰) اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (۸۱)

[illegible]

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (۸۲) اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (۸۳)

[illegible]

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ (۸۴) لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

[illegible]

اَجْمَعِيْنَ (۸۵) قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (۸۶)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُۥ بَعْدَ حِينٍۭ ﴿٨٨﴾ ع ۵ ۱۴

نہیں ہے یہ (قرآن) مگر نصیحت سب جہانوں کے لیے ۸۷؎ اور (اے کفار) تم ضرور جان لو گے اس کی خبر کچھ عرصہ بعد ۸۸؎

سے تمہارے دامن کو کفر و شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنا چاہتا ہوں۔ تم شاید یہ خیال کرتے ہو کہ اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ ہے اس طرح میں دولت جمع کرنا چاہتا ہوں، اقتدار کی کرسی سنبھالنا چاہتا ہوں۔ حالانکہ ایسا کرنا تو درکنار میں نے تم سے کسی اجر اور معاوضہ کا سوال خواب تک میں بھی نہیں کیا ہے اور نہ آئندہ کبھی کروں گا۔

۸۶؎ نیز میں اس معاملہ میں تصنع اور بناوٹ سے کام نہیں لے رہا یعنی میرے دل میں تو کچھ ہو اور محض دکھاوے کے لیے میں تم سے بڑھ چڑھ کر اور خلاف حقیقت باتیں کر رہا ہوں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے مجھے تکلف اور تصنع سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ میں تمہارے سامنے حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں اور سچی بات کہتا ہوں۔ میرا ہر لفظ، میری ہستی، میرا حال بھی قول و قال نہیں۔

متکلفین الذین یتصنعون ویتحلون بما لیسوا من اهله

۸۷؎ یہ کتاب مقدس جو میں تمہیں صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنایا کرتا ہوں یہ تو سارے جہانوں کے لیے صحیفہ رشد و ہدایت ہے۔

۸۸؎ اگر اب تم اس کی بیان کردہ حقیقتوں کو تسلیم نہیں کرتے تو بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب تم طوعاً و کرہاً اس کی صداقت کا اعتراف کرو گے۔

الحمد للہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن تبعہم الی یوم الدین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

محمد کرم شاہ

[illegible] ؛ ۲۰ رجب ۹۲ھ ۱۶ رمضان المبارک ۹۱ھ

۳۰ اگست ۷۲ء ۶ نومبر ۷۱ء

[illegible]

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ زمر

نام: اس سورت کی آیات نمبر ۷۱ اور نمبر ۷۳ میں زمر کا لفظ مذکور ہے یہی اس سورت کا نام ہے۔ اس سورت میں آٹھ رکوع، ۷۵ آیتیں، ایک ہزار ایک سو بہتر کلمات اور چار ہزار نو سو آٹھ حروف ہیں۔

زمانہ نزول: یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفار و مشرکین کا بغض و عناد اور ظلم و ستم انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ مکہ کی فضا میں ان کے لیے اطمینان کا سانس لینا ممکن نہ تھا۔ وہ یہاں رہ کر اپنے دین کے ارشادات کے مطابق اپنے پروردگار کی عبادت نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا کہ اگر یہاں رہ کر تم اپنی بندگی کے حقوق انجام نہیں دے سکتے تو اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے کسی ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تمہارا ایمان بھی محفوظ ہو اور تمہیں عبادت کرنے کی بھی آزادی ہو۔ چنانچہ مفسرین کرام نے آیت "وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ" کے ضمن میں لکھا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضرت جعفر بن ابی طالب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ روانہ ہوئے۔ سورت کے مضامین اور اس قسم کی روایات سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سورت اس زمانہ میں نازل ہوئی جب مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اذن مل گیا تھا۔

مضامین: ابتداء میں مشرکین مکہ کے شرک کی حقیقت بیان کر دی کہ وہ اپنے بتوں کو خدا سمجھتے تھے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے اور وہ اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ ان بتوں کی عبادت ان کے لیے قرب الٰہی کا باعث ہے۔ ان کے اس زعم باطل کا قلع قمع کرنے کے لیے سورت کا آغاز اس حقیقت کے بیان سے کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ اگر کسی چیز کی عبادت کرو گے تو وہ عبادت درجۂ قبول میں منظور نہ ہوگی۔ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ہر چیز مخلوق ہے حادث ہے، اپنے وجود اور اپنی بقا میں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی محتاج ہے وہ اس قابل کب کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسے معبود مانا جائے۔

عقیدہ توحید کو ثابت کرنے کے لیے تکوینی آیات کا ذکر کیا گیا۔ آسمانوں اور زمین کو اس حسن و خوبی اور کمال اتقان کے ساتھ پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ گردش لیل و نہار کا نظام تو وہ چلانے والا بھی وہی ہے۔ سورج اور چاند اسی کے حکم کے پابند ہیں اور اپنے مقررہ راستہ پر چل رہے ہیں۔ اسی نے تمہیں شکم مادر کے تہ در تہ اندھیروں میں اس حسن و خوبی کے ساتھ تخلیق فرمایا۔

اس سورت کے مضامین میں سے زیادہ قابل غور مضمون یہ ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو خوش نصیب ہیں

جب مصائب و آلام اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں تو چیخنے چلانے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریادیں کرتے ہیں وعدے کرتے ہیں کہ اگر اس مصیبت سے بچ گئے تو عمر بھر تیری بندگی اور تیری فرمانبرداری میں گزار دیں گے لیکن جب ہماری رحمت ان کی فریاد رسی کر لیتی ہے تو انہیں بھول جاتی ہیں۔ بتاؤ ان پر یہ کس کا کرم ہے۔ احمق اس تبدیلی کو اپنے علم و فضل، اپنی مہارت اور کاروباری فراست کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ چند دن پہلے جب وہ بلبلاتے ہوئے فریادیں کرتے تھے تو ان کی علمی قابلیت تجربہ و فراست تو اس وقت بھی ان میں موجود تھی۔

دوسری قسم ان خوش نصیب لوگوں کی ہے جو اپنی زندگی کی ہر ساعت اپنے کریم پروردگار کی یاد اور بندگی میں بسر کرتے ہیں۔ ان کی راتیں عبادت الٰہی میں گزر جاتی ہیں کبھی دست بستہ کھڑے ہیں کبھی جبین نیاز سجدہ میں جھکائے ہوئے ہیں اس کے باوجود اپنے رب کی بے نیازی سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں۔ اپنی کسی عبادت اور نیکی پر انہیں ناز نہیں۔ ہر وقت انہیں اگر آس ہے تو اس کی رحمت کی۔ اگر سہارا ہے تو اس کے فضل و کرم کا۔

کفار اپنے دل میں سوچا کرتے کہ ہم پیغمبر اسلام اور اس کے ماننے والوں کو کسی نہ کسی وقت اپنے سانچے میں ڈھال لیں گے ان کی اس خام خیالی کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو حکم دیا کہ کھل کر کہہ دیں۔ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ۔ "اے میرے حبیب! آپ انہیں فرما دیجئے اے جاہلو! اے نادانو! کیا تم مجھے حکم کرتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں۔"

کیا جلال ہے اس آیت کریمہ کا اور کیا رعب ہے ان چند کلمات میں۔

ایسے معاشرے کی اصلاح کی کوششیں ہو رہی ہیں جس کی کوئی کل بھی سیدھی نہ تھی۔ شرک و کفر کے علاوہ فسق و فجور، ظلم و ستم، بدکاری و قزاقی وغیرہ ہر قسم کی خرابیوں میں وہ بری طرح مبتلا تھے۔ وہ اپنے عمل کی سیاہی کو دیکھ کر اپنی اصلاح اور اپنی نجات سے مایوس ہو چکے تھے۔ اسی مایوسی نے انہیں طرح طرح کے گناہوں سے بھرپور زندگی بسر کرنے کا عادی بنا دیا تھا۔

آیت ۵۳ میں لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کا مژدۂ جانفزا سنایا اور انہیں بتایا کہ اگرچہ تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کی حد کر دی ہے لیکن اگر اس کے در رحمت پر آکر دستک دو گے تو اس کی رحمت تمہیں مایوس نہیں کرے گی۔ تمہارے گزشتہ جرائم کو معاف کر دیا جائے گا اور تمہیں ازسرنو پاکیزہ زندگی شروع کرنے کا ایک بار پھر موقع دے دیا جائے گا۔

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [illegible]

[illegible]

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

[illegible]

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى

اور جنہوں نے بنا لیے ہیں اس کے سوا اور دوست (کہتے ہیں) ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر صرف اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ کا

اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ

مقرب بنا دیں ۳ بیشک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں ۴ بلاشبہ

کے بعد ان کا نام اہل ایمان کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔

۲ دوبارہ تنبیہ فرمائی کہ اطاعت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یزید رقاشی سے ایک روایت نقل کی ہے کہ کسی شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! ہم شہرت اور ناموری حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کرتے ہیں کیا ہمیں اس پر کوئی اجر ملے گا؟ حضور نے فرمایا نہیں۔ پھر اس شخص نے گزارش کی یا رسول اللہ! ہم مال خرچ کرتے ہیں اور ہماری نیت ثواب اور شہرت دونوں کا حصول ہوتا ہے کیا اس صورت میں مال خرچ کرنے پر ہمیں اجر ملے گا؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا من اخلص لہ ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہذہ الآیۃ الا للہ الدین الخالص۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صرف اس کے عمل کو قبول کرتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتا ہے۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ علامہ قرطبی نے الدین کا معنی اطاعت اور عبودیت کیا ہے اور حسن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ الدین سے مراد عبادت ہے۔ الدین ای الطاعۃ وقیل العبادۃ (قرطبی)

۳ کفار کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے بلکہ بتوں اور مصنوعی معبودوں کی پرستش کرتے اور اگر انہیں ذرا ٹوکا جاتا کہ تم یہ کیا حماقت کر رہے ہو، پتھروں کی پوجا پاٹ میں لگے رہتے ہو کیا انہوں نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ کیا اس عالم رنگ و بو کے خالق وہ ہیں، زمین کا فرش انہوں نے بچھایا ہے، آسمان کا نیلگوں شامیانہ انہوں نے [illegible] یہ سب قدرت کا کرشمہ ہیں، جواب دیتے نہیں تو پھر تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو تو کہتے ہیں کہ ان کی عبادت سے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے یہ ہمیں خدا کا مقرب بنا دیتے ہیں۔

اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے بغیر کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ مشرکین عرب نے اللہ تعالیٰ کی عبادت ترک کی ہوئی تھی وہ کہتے تھے کہ ہم اس قابل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہم تو ان بتوں کی عبادت کریں گے اور ان کی عبادت سے ہمیں قرب الٰہی نصیب ہو گا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "حاصل الکلام لعبدۃ الاصنام ان قالوا ان الالٰہ الاعظم اجل من ان یعبدہ البشر لکن اللائق بالبشر ان یشتغلوا بعبادۃ الاکابر من عباد اللہ مثل الکواکب ومثل الارواح السماویۃ ثم انہا تشتغل بعبادۃ الالٰہ الاکبر فہذا ہو المراد من قولہم ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (کبیر)

اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ۝ لَوۡ اَرَادَ اللّٰہُ اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا

اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اسے جو جھوٹا اور بڑا ناشکرا ہو۔ اگر ارادہ فرماتا اللہ کہ کسی کو بیٹا بنائے

ترجمہ میں بت پرستوں کے کلام کا خلاصہ ہے کہ وہ کہتے کہ ہم اس لیے کہ خدا کی شان اس سے بلند ہے کہ انسان اس کی عبادت کرے۔ انسان کے لائق یہ ہے کہ وہ خدا کے بڑے بندوں کی عبادت میں مشغول ہو۔ مثلاً ستارے، ملائکہ اور [illegible] کی عبادت میں مشغول ہوں۔ مشرکین کے اس قول کا یہی مفہوم اور مطلب ہے۔ بعض صاحبان حصول دعا کے لیے اولیاء کرام کی مزارات پر حاضری کو بھی اسی ضمن میں شمار کرتے ہیں اور عام مسلمانوں پر بڑی بے دردی سے شرک کا الزام لگاتے ہیں۔ وہ [illegible] صاحب فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کسی ولی یا بزرگ کی مزار پر حاضر ہوتا ہے اور دعا کے لیے اس کو وسیلہ بناتا ہے تو گویا وہ ان کی عبادت کر رہا ہوتا ہے۔ [illegible] دعا کے لیے کسی کے پاس جانا عبادت اور شرک ہے تو ان صاحبان کا صحابہ کرام کے متعلق کیا خیال ہے جو حضور سید عالم رحمت مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کبھی بارش کے نزول کے لیے کبھی اولاد کے لیے کبھی بیماری سے شفایاب ہونے کے لیے اور کبھی دیگر مقاصد کے لیے حاضر ہوتے اور دعا کے لیے عرض کرتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کے لیے دست مبارک بلند فرماتے تو بارش ہوتی، بیمار شفایاب ہو جاتے، طویل خشک سالی کے بعد آسمان سے گھنگھور گھٹائیں برسنے لگتیں اور بیٹے کی بھی جاتیں۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس بات پر پختہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کرنا شرک ہے اور یہ ہی ہے اور حق سب کا مرجع ہے اور ان پر [illegible] سے بھی خدا ہمیشہ [illegible] ہے کہ وہ صحیح توحید کے پیروکاروں پر شرک کی جھوٹی تہمت لگانے کا شغل ترک کریں اور کوئی ایسا مقصد نہ ہو۔ خدا ہم سب کو انہیں بھی سمجھ دے اور ان کی قوم کا بھی بھلا ہو۔

آیت میں زُلْفٰی مصدر مطلق ہے کیونکہ تقربًا کا ہم معنی ہے اور عمل کے مصدر کا مترادف مصدر مطلق ہو سکتا ہے جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا۔

ل مشرکین کا اپنے معبودوں کے بارے میں بڑا اختلاف ہے کوئی سورج کو کوئی چاند کو کوئی کسی ستارے کو اور کوئی کسی بلند پہاڑ کی عبادت کرتا ہے اور اپنا معبود بنائے ہوئے ہے۔ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کرے گا۔ اس وقت انہیں اپنی گمراہی کی حقیقت معلوم ہو گی۔

ے ہدایت کوئی ایسی جنس ارزاں نہیں کہ خواہ مخواہ ہر ایک کی جھولی میں ڈال دی جائے۔ یہ دولت ہر اس خوش بخت کو عطا ہوتی ہے جس کے دل میں اس کی سچی طلب اور تڑپ ہو۔ جو لوگ اپنی ہٹ دھرمی اور عناد کی وجہ سے انبیاء کرام کی تکذیب کرتے ہیں اور ان کی دعوت حق کو ٹھکرانے سے بچتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اس نعمت سے محروم کر دیا کرتا ہے۔

ث حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یعنی اس بات میں کہ حق تعالیٰ اللہ تعالیٰ سے روکتا ہے، کہ وہ بنانے اور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اور شریک کا جھوٹا دعویٰ کر لیا ہے (خزائن العرفان)۔

لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④

تو چن لیتا اپنی مخلوق سے جس کو چاہتا۱ وہ پاک ہے۲ وہی اللہ ہے جو ایک ہے سب سے زبردست

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ

اس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۳ وہ لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے

النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

دن کو رات پر۴ اور اس نے مسخر کر دیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک رواں ہے مقررہ میعاد تک

اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ⑤ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ

غور سے سنو! وہی عزت والا بہت بخشنے والا ہے۵ اسی نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک وجود سے۶ پھر بنایا اس سے

۱ بعض مشرکین اللہ تعالیٰ کی اولاد کے قائل تھے۔ ان کے اس باطل نظریہ کی تردید کی جا رہی ہے۔

۲ اولاد کا ہونا تمہارے لیے تقویت اور عزت دونوں کا باعث ہے کیونکہ تم کمزور ہو، بے بس ہو، ذاتی طاقت کا اظہار کرنے سے عاجز ہو۔ تمہاری اولاد ہوگی تو تم طاقتور بن جاؤ گے۔ نیز تم فنا ہونے والے ہو تمہیں اولاد کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارا نام تمہاری اولاد کے ذریعے باقی رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو قدیر ہے، جو لایموت ہے، اس کے لیے اولاد کی ضرورت کا تصور بھی گستاخی و بے ادبی ہے۔ وہ ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔ اس لیے اولاد کا عقیدہ رکھنا اس کی شان کبریائی سے جہالت کی دلیل ہے۔

۳ اللہ تعالیٰ کی توحید، قدرت اور حکمت کے دلائل کو یکے بعد دیگرے بیان فرمائے جا رہے ہیں۔

۴ تکویر اصل میں لپیٹنے کو کہتے ہیں۔ صحاح۔ جیسے دن کی روشنی جہاں سے پھیلتی ہے رات کی تاریکی وہاں سمٹتی جاتی ہے۔ اسی طرح رات کا اندھیرا جہاں سے ختم ہوتا ہے دن کا اجالا وہاں پھیلتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ منظر کبھی لپٹنے اور کبھی کھلنے کا منظر ہے جو ہم کثرت سے دیکھتے رہتے ہیں۔ کور العمامة على رأسه يكورها كورا اى لاثها. كل دور كور. صحاح یعنی عمامہ کو سر پر پیچ در پیچ لپیٹتے چلے جانا عرب اسے کور کہتے ہیں۔

۵ اس کی قدرت عالیہ کا تو یہ عالم ہے کہ وہ اگر چاہے تو تمہاری سرکشی کے باعث جہنم رسید کر دے، تمہیں تہس نہس کر کے رکھ دے لیکن اس کے ساتھ وہ غفار بھی ہے۔ اس کی بخشش اور چشم پوشی کی کوئی حد نہیں۔

۶ اللہ تعالیٰ کی توحید اور قدرت کاملہ کے مزید دلائل بیان کیے جا رہے ہیں۔ پہلے صرف حضرت آدم کو پیدا فرمایا پھر ان سے

مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ

اس کا جوڑا اور تمہارے لیے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے [illegible]

فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ

تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بناتا ہے ایک حالت سے دوسری حالت تین اندھیریوں میں

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ

[illegible] اللہ تمہارا رب ہے [illegible] پھر کہاں پھیرے جاتے ہو اگر تم

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَ اِنْ

ناشکری کرو تو بیشک اللہ [illegible] اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری [illegible] اور اگر

تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

شکر کرو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑦

کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پس وہ [illegible] جو تم کیا کرتے تھے [illegible]

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً

اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف [illegible] اپنے رب کو [illegible] اس کی طرف پھر جب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ

[illegible]

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ⑧

[illegible]

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا

بھلا جو شخص عبادت میں [illegible]

رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ

رکھتا ہے [illegible]

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑨ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ

[illegible] نصیحت قبول کرتے ہیں [illegible]

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا

[illegible] اس دنیا میں نیک صلہ ہے۔ [illegible]

---

۲۰ [illegible]

[illegible]

۲۱ [illegible]

[illegible]

[illegible] رحمت کے امیدوار بھی رہتے ہیں۔

۲۲ [illegible]

[illegible]

۲۳ [illegible]

يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۱۰ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ

صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا ۲۳ فرمائیے ! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی

اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۱۱ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۲ قُلْ

عبادت کروں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اطاعت کو ۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۔ آپ

اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۳ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ

فرمائیے میں ڈرتا ہوں اگر میں حکم عدولی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے ۔ فرمائیے اللہ کی ہی میں عبادت کرتا

مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِىْ ۝۱۴ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ

ہوں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے دین کو پس تم عبادت کرو جس کی چاہو اس کے سوا ۔ فرمائیے وہ اصل نقصان اٹھانے

۲۳ اس کی تفسیر اس حدیث پاک سے ہوتی ہے جو میدان صبر و استقامت کے شہسوار سید الابرار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ قال سمعت جدی رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم يقول ادّ الفرائض تكن اعبد الناس وعليك بالقنوع تكن من اغنى الناس يا بنىّ ان فى الجنة شجرة يقال لها شجرة البلوى يؤتى باهل البلاء فلا ينصب لهم ميزان ولا ينشر لهم ديوان يصب عليهم الاجر صبًّا ثم قال النبى صلى الله تعالى عليه وسلم انما يوفى الصابرون (قرطبی)

ترجمہ: میں نے اپنے جد پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کو یہ فرماتے سنا۔ اے حسین! فرائض ادا کیا کرو تمہارا شمار ان لوگوں میں ہو گا جو بڑے عبادت گزار ہیں۔ اے حسین! قناعت اختیار کرو تم سب لوگوں سے غنی ہو جاؤ گے۔ اے حسین! جنت میں ایک درخت ہے جسے شجرۃ البلوی یعنی مصیبت کا درخت کہتے ہیں۔ وہ لوگ جو آفات و مصائب میں مبتلا رہے ان کو وہاں لایا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے لیے نہ کوئی ترازو رکھا جائے گا اور نہ ان کا دفتر کھولا جائے گا بلکہ یوں ہی موسلا دھار بارش کی طرح ان کا اجر ان پر برسے گا۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

۲۴ دونوں آیتیں ثابت قدم رہنے اور [illegible] توحید [illegible] ہیں [illegible] سب سے پہلا [illegible] ہونے کا حکم فرمایا ہے یعنی سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ اس مقام پر علامہ آلوسی لکھتے ہیں: چنانچہ آپ [illegible] کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام انبیاء [illegible] کے اعتبار سے حقیقت کے سب سے پہلے مسلم ہیں۔

۲۵ اگر تم میری دعوت قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اور میری نصیحت تمہارے لیے قابل قبول نہیں تو جیسا تمہارا جی چاہتا ہے

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

والے وہی ہیں جو گھاٹے میں ڈال بیٹھے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن۔ سن لو یہی کھلا گھاٹا

الْمُبِينُ ﴿١٥﴾ لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذَٰلِكَ

ہے۔ ان کے لیے ان کے اوپر سے بھی آگ کے شعلے ہوں گے اور نیچے سے بھی آگ کے شعلے ۲ اس

يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ ۚ يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ ﴿١٦﴾ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ

عذاب سے ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اے میرے بندو مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور جو لوگ بچتے رہے شیطان سے

أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾ الَّذِينَ

کہ اس کی عبادت کریں اور دل سے جھکے رہے اللہ کی طرف، ان کے لیے خوشخبری ہے آپ میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو

يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ

سنتے ہیں بات کو پھر پیروی کرتے ہیں اچھی بات کی یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے

وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ

اور یہی لوگ دانشمند ہیں بھلا جس پر واجب ہو گیا عذاب کا حکم

أَفَأَنتَ تُنقِذُ مَن فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن

کیا آپ چھڑا سکتے ہیں اسے جو آگ میں ہے؟ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالا خانے ہیں کہ

کرنے والا کسی چیز کی پرستش کرے [illegible] خواہ کسی بت کی یا کسی [illegible] کی یا کسی انسان کی [illegible] اللہ تعالیٰ سے [illegible] کہ وہ شرک اختیار کرے تو دنیا میں بھی ذلیل ہوں گے اور قیامت میں [illegible] کی تلافی ممکن نہ ہوگی۔

۲ ظلل، ابر کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جس کا سایہ کسی پر پڑتا ہو مطلب یہ ہے کہ اوپر نیچے سے آگ کے بڑے بڑے شعلے انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوں گے۔

۳ اللہ تعالیٰ اپنے متقی اور پیارے بندوں کا ذکر فرماتا ہے۔

فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ

اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں [illegible] ان کے نیچے [illegible] یہ اللہ کا وعدہ ہے [illegible]

اللَّهُ الْمِيعَادَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي

اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] آسمان سے پانی [illegible]

الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا

[illegible]

ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ أَفَمَن

[illegible] یقیناً [illegible] نصیحت ہے [illegible] کے لیے۔ بھلا وہ

شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] یا رسول اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کے بعد [illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ

دلوں کے لیے جو ذکر خدا سے متاثر نہیں ہوتے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے بہترین

الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ

کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں بار بار دہرائی جاتی ہیں کانپ اٹھتے ہیں اس کے پڑھنے سے جسم ان کے

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ

جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے بدن اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف ۲۳

ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ

یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھاتا ہے اس کے ذریعہ جسے چاہتا ہے ۲۴ اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کو

اختیار کرتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیاری شروع کر دیتا ہے۔

۲۲ ان لوگوں کی بدبختی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جن کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کے دلوں میں کبھی ہلچل پیدا نہیں ہوا۔ انہیں کبھی خیال ہی نہیں آیا کہ ان کا آئینہ دل زنگ آلود ہے اور نہیں ایک لمحہ اس پر غور بھی کرتا ہے۔

۲۳ یعنی یہ دل موہ لینے والی باتیں جو ایک کتاب کی صورت میں تمہارے پاس موجود ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ ان کے مضامین ہم آہنگ ہیں سب ایک دوسرے کی موافقت اور تائید کرتے ہیں ان میں کسی قسم کا تضاد نہیں۔ اس کی یہ صفت بھی ہے کہ اس کو بار بار پڑھنے سے طبیعت میں اکتاہٹ نہیں بلکہ ہر دفعہ نئی لذت اور نیا سرور حاصل ہوتا ہے۔ اس کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ جب عذاب الٰہی کا ذکر ہوتا ہے تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور دہشت سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب اس کی رحمت کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل اور چہرے خوشی سے کھل اٹھتے ہیں اور اس کے ذکر میں ذوق و رحمت سے مستفید ہو جاتے ہیں۔ تقشعر میں پہلی حالت کی طرف اشارہ ہے۔ تلین میں دوسری کیفیت کا ذکر ہے۔ متشابها یشبه بعضه بعضا فی الحسن والحکمة ویصدق بعضه بعضا یعنی حسن و حکمت میں اس کی آیتیں ملتی جلتی ہیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں۔ ان میں کوئی تناقض اور اختلاف نہیں ہے اور مثانی کا معنی بیان کیا گیا ہے مثنی مثناة جمع ہے یعنی جب اسے بار بار پڑھا جائے تو انسان اکتاتا نہیں۔ اس کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس میں احکام اور قصص بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ مثانی کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ مثانی مثناة کی جمع ہے اور اس سے مراد [illegible]

مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾ أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ

کوئی ہدایت دینے والا نہیں ۔ بھلا وہ شخص جو ڈھال بنائے گا شدید عذاب کے سامنے اپنے چہرے کو روز قیامت (وہ کیسے بچے) اور کہا جائے

لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ہوگا ظالموں کو چکھو (اس کا مزہ) جو تم کمایا کرتے تھے ۔ جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے

فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ

سو آیا ان پر عذاب وہاں سے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتے تھے پس چکھائی انہیں اللہ نے رسوائی اس

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾

دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں بڑا ہے کاش وہ جان لیتے ۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ

اور ہم نے بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن حکیم میں ہر قسم کی مثالیں تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ

نصیحت قبول کریں اور ہم نے اسے اتارا ہے قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں ذرا کجی نہیں تاکہ وہ بچتے رہیں ۔ بیان

اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ

(فرمائی) ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کہ ایک غلام ہے جس میں کئی شریک ہیں جو آپس میں جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور ایک غلام صرف ایک آدمی کا ہے ۔

---

٢٣ خشوع و خضوع کی یہ حالت محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نصیب ہوتی ہے جس کو چاہتا ہے اس کو یہ نعمت مرحمت فرماتا ہے۔

٢٤ اللہ تعالیٰ شرک اور توحید کا فرق بیان کرنے کے لیے مثال ذکر فرماتے ہیں۔ ایک غلام جس کے کئی آقا ہیں اور سب آپس میں ہر وقت جھگڑتے رہتے ہیں وہ بیچارہ ایک آقا کو خوش کرتا ہے تو دوسرا اس کے برعکس حکم دیتا ہے۔ اس بیچارے غلام کی جان تو عذاب میں مبتلا ہو جائے گی وہ ہر وقت پریشان اور خستہ حال رہے گا۔ ایک اور غلام ہے جس کا صرف ایک آقا ہے۔ سب لوگ اس کی حالت کا اندازہ کرو اور خود فیصلہ کرو کہ تمہارے لیے ایک خدا کا بندہ بننے میں آرام و راحت ہے یا کئی خداؤں کا بندہ بننے میں ہو سکتی

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۚ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ

کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے   سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے   بے شک آپ بھی

وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

انتقال فرمانے والے ہیں اور انہوں نے بھی مرنا ہے   پھر تم سب روز حشر اپنے رب کے حضور میں آپس میں جھگڑو گے۔

ع ۳ ۱۷

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ

پس کس سے زیادہ ظالم کون ہے   جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے   اور تکذیب کرتا ہے

بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۚ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اس سچ کی جب وہ اس کے پاس آیا   کیا جہنم میں کفار کا ٹھکانا نہیں ہے؟

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور وہ جو اس سچ کو لے کر آیا اور جس نے اس سچ کی تصدیق کی   یہی لوگ ہیں جو

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

پرہیزگار ہیں   انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے   اپنے رب کے پاس   یہ صلہ ہے

جھگڑالو مالکوں کا بندہ بنے ہیں۔ علامہ قشیری اس کی تشریح کرتے ہوئے بڑی پیاری بات لکھتے ہیں۔ [illegible]

[illegible]

۳۱ اسلام کے دشمن ترقی کو دیکھ کر جلتے تھے اور اپنے دلوں کو تسلی دیتے تھے کہ یہ چند روزہ کھیل ہے جب یہ فوت ہو جائیں گے تو کوئی بھی نہیں ہو گا یہ سب خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے محبوب! اس دار فنا سے آپ نے رخت سفر باندھنا ہے اور یہ لوگ بھی ہمیشہ یہاں نہیں رہیں گے۔ [illegible] آپ کو [illegible] تسلیاں دے رہے ہیں۔

۳۲ یہ کفار ایک تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کرتے مزید برآں اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان لگاتے ہیں اور غلط باتیں منسوب کرتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا۔

۳۳ یعنی وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو اس ابدی صداقت کو لے کر تشریف لائے اور وہ اہل ایمان جنہوں نے

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا

محسنوں کا ۵۳ تاکہ ڈھانپ دے اللہ تعالیٰ ان سے ان کے بدترین عمل کو

وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور عطا فرمائے انہیں اجر ان کے بہترین اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے ۵۴

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ

کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندے کے لیے؟ یقیناً کافی ہے۔ ۵۵ اور وہ ڈراتے ہیں آپ کو ان معبودوں سے

دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَّهْدِ

جو اللہ کے سوا ہیں۔ اور جسے اللہ گمراہ ہونے دے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور جس کو ہدایت بخشے

سچے دل سے اس صداقت کو قبول کیا۔ یہی متقی اور پرہیزگار ہیں۔

۵۳ یہ پاک لوگ جس چیز کی تمنا کریں گے اللہ تعالیٰ کی جانب سے انہیں عطا فرمائی جائے گی کیا انعام ہے یہی کرم کا اولیں نشانہ ہے آپ کے اس کرم سے وابستہ ہونے والوں کی اطاعت کی دعوت پر صدقِ دل سے ایمان لانے والوں اور قرآن جس شئے کا امر کی کریں وہ ادا کریں گے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ پوری ہوگی

۵۴ ان پر مزید کرم یہ کیا جائے گا کہ ایمان لانے سے پہلے جو سنگین جرائم ان سے سرزد ہوئے تھے اور جن قبیح گناہوں کا ارتکاب کیا تھا ان کو اس طرح ڈھانپ دیا جائے گا کہ ان کا سراغ تک بھی کسی کو معلوم نہ ہوگا۔ علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں: اصل الکفر تغطیۃ الشئ تغطیۃ تستهلکه یعنی کفر کا اصل معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دیا کہ اس چیز کا نام و نشان بھی دکھائی نہ دے

۵۵ اسلام قبول کرنے کے بعد جو نیکیاں وہ کریں گے ان کا بہترین اجر انہیں دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی ان بشارتوں کا کیا کہنا ساری عمر برباد کرنے کے بعد بھی اگر کوئی نادم اور شرمسار ہو کر در اقدس پر حاضر ہوتا ہے تو اس کے لیے آغوشِ رحمت کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ نامۂ اعمال کی سیاہی دھو دی جاتی ہے اور اس پر ایسے کرم فرمائے جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر دنیا حیران ہو جاتی ہے۔

۵۶ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ کیوں پریشان ہیں اللہ تعالیٰ خود آپ کا حافظ و ناصر ہے اور جس کا حافظ و ناصر خود اللہ تعالیٰ ہو کیا ایسے شخص کو کسی دوسرے سہارے اور مددگار کی ضرورت باقی رہتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝

اللہ تعالیٰ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ۳۳ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا؟

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟ تو ضرور کہیں گے

اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ

اللہ نے ۳۴ آپ فرمائیے بھلا دیکھو تو جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا

اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ

مجھے تکلیف پہنچانا تو کیا یہ معبود دور کر دیں گے اس تکلیف کو؟ یا اگر اللہ نے چاہا مجھ پر رحمت فرمانا تو کیا

هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ

وہ روک سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو (اے حبیب!) فرمائیے کافی ہے مجھے اللہ تعالیٰ ۳۵ اسی پر بھروسہ کرتے ہیں

اے محبوب! ساری دنیا بھی اگر آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائے تو آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ یہ لوگ کتنے احمق اور نادان ہیں جو آپ کو بے بس اور باطل کے خود ساختہ معبودوں سے ڈراتے ہیں۔

۳۳ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے نور ہدایت بخش دیتا ہے پھر اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

۳۴ جن بتوں کے غیظ و غضب سے یہ لوگ آپ کو ڈراتے ہیں اور ان کے بے پایاں اختیارات کے افسانے گھڑ گھڑ کر پیش کرتے ہیں، آپ ذرا ان سے پوچھئے کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے، تو چار و ناچار کہیں گے اللہ تعالیٰ۔ ان سے پوچھئے کیا تمہارے بتوں میں یہ دم خم ہے کہ اگر رب کریم مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو یہ اس تکلیف کو دور کر دیں اور مجھے اس تکلیف سے بچا لیں، یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر کرم فرمانا چاہے تو یہ رکاوٹ پیدا کر دیں اور مجھے اس کے کرم سے محروم کر دیں۔ جب یہ نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان تو تم ایسے معذوروں کے آگے اور ان کی پرستش کرنے کا کیا فائدہ؟

۳۵ یہ لوگ آپ کو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں کہ آپ اپنے بتوں کی اذیت رسانی سے ڈرتے ہیں، آپ خود بھی اعلان کر دیجئے حسبی اللہ مجھے میرا اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ تم مجھ سے جتنی دشمنی برتنا چاہتے ہو برت لو، تم اسلام کو ناکام کرنے کے لیے جو کوششیں کر رہے ہو کر دیکھو، مجھے کسی کی پروا نہیں، مجھے میرا اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا

الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يَٰقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ

بھروسہ کرنے والے ۔ (فرمائیے) اے میری قوم تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں اپنا کام کرتا رہوں گا پس

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

تم ضرور جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو اسے رسوا کر دے گا اور کون ہے جس پر

عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٤٠﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۖ

دائمی عذاب اترتا ہے ۔ اے حبیب! ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کے لیے حق کے ساتھ

فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ

پس جو ہدایت قبول کرتا ہے تو وہ اپنا بھلا کرتا ہے اور جو بھٹک جاتا ہے تو وہ بھٹکتا ہے اپنے آپ کو گمراہ کرنے کے لیے

وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿٤١﴾ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ

اور آپ ان (بدبختوں) کے ذمہ دار نہیں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے جانوں کو موت کے وقت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: من احب ان یکون اقوی الناس فلیتوکل علی اللہ ومن احب ان یکون اغنی الناس فلیکن بما فی ید اللہ عز وجل اوثق منہ بما فی یدیہ ومن احب ان یکون اکرم الناس فلیتق اللہ عز وجل (ابن کثیر) یعنی جو شخص اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ طاقتور بن جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ غنی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جو دولت اس کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ وثوق اس پر رکھے جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جو شخص چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ مکرم بن جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرے۔ (ابن کثیر)

اے محبوب! ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جو سراپا حق ہے۔ جو اس کی روشنی سے ہدایت حاصل کرے گا اس میں خود اس کا بھلا ہوگا اور جو شخص اس سے منہ پھیرے گا تو وہ گمراہی کی تاریکی میں ٹھوکریں کھاتا رہے گا اور انجام کار کسی ایسے گڑھے میں گرے گا جس سے پھر نکلنا اس کے لیے دشوار ہو جائے گا۔ آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں کہ آپ سے یہ باز پرس کی جائے کہ فلاں شخص کیوں ایمان نہیں لایا۔ فلاں شخص کیوں شرک کرتا رہا۔ فلاں شخص فسق و فجور کی دلدل میں کیوں سر سے پاؤں تک پھنسا رہا۔ آپ کا کام تبلیغ اور ارشاد ہے۔ بڑی دلسوزی اور اخلاص کے ساتھ پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ آپ نے اپنا فرض احسن طریقے سے ادا کر دیا ہے۔ اب ان کی

مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى

اور جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا (ان کی روحیں) ان کی نیند میں، حالت نیند میں ۴۸ پھر روک لیتا ہے ان روحوں کو جن کی موت

عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ

کا فیصلہ کرتا ہے اور واپس بھیج دیتا ہے دوسری روحوں کو مقررہ میعاد تک بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

اس میں (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ان کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ کو چھوڑ کر

اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَـيْــــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝

اور سفارشی۔ آپ فرمائیے (انہیں سفارشی بناتے ہو) اگرچہ وہ نہ کسی چیز کے مالک ہوں اور نہ عقل و شعور رکھتے ہوں ۴۹

گمراہی کے متعلق آپ سے کسی طرح کا محاسبہ نہیں ہوگا۔

۴۸ اس آیت کا مفہوم واضح ہے۔ حضور نے سوتے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ بھی اسے یاد کریں اور سوتے وقت یہ دعا مانگ کر سویا کریں: بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے نام سے اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اٹھاؤں گا۔ اس اثنا میں اگر تو میری روح قبض کرے تو اس پر رحم کرنا اور اگر واپس کر دے تو اس کی اس سے حفاظت کرنا جس سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

یتوفی کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لینا۔ توفیۃ الشیء بذلہ وافیا واستیفاؤہ تناولہ وافیا۔ قال تعالیٰ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وقد عبر عن الموت والنوم بالتوفی (مفردات)

اس توفی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہمیشہ کے لیے روح کا اپنے قبضہ میں کرنا اور دوسرا عارضی طور پر کچھ وقت کے لیے۔ پہلی صورت میں اس کا معنی موت ہوگا۔ دوسری صورت میں یہ نیند کے معنی میں مستعمل ہوگا اور یہ عموم مجاز ہوگا۔

۴۹ یعنی یہ مشرک بھی عجیب دماغ کے لوگ ہیں کیسے معبودوں کو انہوں نے اپنا سفارشی فرض کر لیا ہے جن کے پاس سفارش کرنے کی بھی ہمت نہیں اور عقل و فہم سے بھی عاری ہیں۔ یہاں کے پتھر لکڑی کے بت ہوں یا حبشی کے اصنام تھے جو بے جان ہونے کے باعث ہر قسم کے علم و شعور سے اور قوت و اختیار سے محروم تھے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

آپ فرمائیے سب شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے شک اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ

پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب ذکر کیا جائے اکیلے اللہ کا تو کڑھنے لگتے ہیں ان لوگوں کے دل

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ

جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب ذکر کیا جاتا ہے ان کے سوا دوسروں کا تو اسی

اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وقت وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں شک آپ عرض کیجیے اے اللہ! اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے

ﮩ آپ ان کو بتا دیجئے کہ شفاعت کرنے کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اس کے اذن کے بغیر کسی کی مجال نہیں کہ لب کشائی کر سکے اور ان کے معبودوں کو تو شفاعت کا اذن ملنے سے رہا پھر یہ کیسے ان کی شفاعت کریں گے۔

ﮩ جب اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل گھٹنے لگتے ہیں۔ ان کے چہروں پر اداسی چھا جاتی ہے اور جب کسی محفل میں ان کے بتوں اور جھوٹے معبودوں کی تعریف کی جاتی ہے تو ان کے چہرے خوشی اور مسرت سے کھل اٹھتے ہیں۔

اشمازت: نفرت وانقبضت یعنی دل کا نفرت کی وجہ سے گھٹ جانا۔

ہمارے بعض مفسرین اپنی خوش مزاجی سے مجبور ہو کر اس آیت کو خوب مزے لے لے کر پڑھتے ہیں اور اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ان عاشقوں پر چسپاں کر دیتے ہیں جو ذکر کرتے وقت اس آیت کی تعمیل کرتے ہیں۔ بڑے جوش خطابت میں ان کے ذکر خیر سے جھاگ آلود ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ جو ہر وقت نبی کی توصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں، ہر وقت اولیاء کرام کا ذکر کرتے رہتے ہیں دیکھو قرآن انکے بارے میں کیا کہتا ہے۔

ان حضرات والا صفات سے اتنا ہی عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ پہلے قرآن کریم کی ان بیشمار آیات کا مطالعہ کیجئے جن میں قرآن نازل فرمانے والے رب جلیل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے صحابہ کرام اور اس کے علاوہ کی تعریف و توصیف کی ہے [illegible] تلاوت کرنا [illegible] اگر آپ ہمیشہ ان کی مدح [illegible] آیات [illegible] قرآن میں [illegible] اس الزام سے آپ بھی نہیں بچ سکتے [illegible]

عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا

اے جاننے والے غیب اور شہادت کے تو ہی فیصلہ فرمانے والا ہے اپنے بندوں کے درمیان، ان امور میں

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ

جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اگر ان کے پاس جنہوں نے ظلم کیا زمین میں جو کچھ ہے

جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ

سب ہو اور اتنا اور بھی اس کے ساتھ تو وہ بطور فدیہ دے دیں اسے برے عذاب کے عوض قیامت

الْقِيَامَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿٤٧﴾

کے دن سے۔ اور اس روز ظاہر ہو جائے گا ان پر اللہ کی طرف سے جس کا وہ گمان بھی نہیں کیا کرتے تھے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ

اور ظاہر ہو جائیں گے ان پر وہ برے عمل جو انہوں نے کمائے تھے اور گھیر لے گا انہیں وہ عذاب جس کا یہ

يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤٨﴾ فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ

مذاق اڑایا کرتے تھے۔ پس جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم عطا کر دیتے ہیں

ہاتھ سے چھوٹ جائے۔

آج قریب ایک دوسرے پر جان دیتے ہیں۔ راہ خدا میں خرچ کرنے کے لیے انہیں کہا جائے تو مرنے لگتے ہیں۔ وہ دن آنے والا ہے جب عذاب الٰہی انہیں چاروں طرف سے گھیرے گا اس وقت یہ زمین بھر کا سونا بھی فدیہ کے طور پر ادا کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے بلکہ دنیا کے سارے خزانے بھی اگر ان کا بس چلے تو اپنی جان بچانے کے لیے بطور فدیہ دے دیں۔ اس وقت ان کی صرف ایک ہی آرزو ہوگی کہ عذاب سے نجات مل جائے خواہ انہیں کتنا ہی تاوان ادا کرنا پڑے۔

جب انسان کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس وقت ہمیں پکارتا ہے گڑگڑاتا ہے، فریاد کرتا ہے لیکن جب اسے اس عذاب سے نجات مل جاتی ہے اور ہم اس پر اپنی گرانقدر نعمتوں کا مینہ برسا دیتے ہیں تو وہ یہ نہیں کہتا کہ میرے رب نے مجھ پر احسان فرمایا ہے بلکہ کہتا ہے کہ یہ میری ذاتی قابلیت اور مہارت کا نتیجہ ہے۔ میرے جیسا باذوق انسان اس خوشحالی

نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍۭ ۚ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ

نے نعمت اپنی جناب سے [illegible] تو کہتا ہے کہ یہ نعمت مجھے دی گئی ہے [illegible] بلکہ

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٩﴾ قَدْ قَالَهَا ٱلَّذِينَ مِن

یہ آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے کہہ چکے یہی بات ان لوگوں نے جو ان سے

قَبْلِهِمْ فَمَآ أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴿٥٠﴾ فَأَصَابَهُمْ

پہلے تھے [illegible] جو وہ کمایا کرتے تھے [illegible]

سَيِّـَٔاتُ مَا كَسَبُوا۟ ۚ وَٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ مِنْ هَٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيبُهُمْ

[illegible] ان لوگوں میں سے [illegible]

سَيِّـَٔاتُ مَا كَسَبُوا۟ ۖ وَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٥١﴾ أَوَلَمْ يَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ

بداعمالیوں کی سزا [illegible] عاجز نہیں کر سکتے کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک

ٱللَّهَ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ

اللہ تعالیٰ کشادہ [illegible] رزق جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے [illegible] یقیناً اس میں [illegible]

[illegible]

آپ کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیتے ہیں۔

[illegible]

فائدہ پہنچا سکی۔

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

[illegible] جو ایمان [illegible] آپ فرما دیجئے اے میرے بندو جنہوں نے زیادتیاں کی ہیں اپنے [illegible]

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ

مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے بیشک اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ

بلاشبہ وہی بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور [illegible] اپنے رب کی طرف اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک ایسی آزمودہ [illegible] نے جو تربیت دی [illegible] شجاعت کے [illegible] ساری انسانیت کی دیکھ بھال کا ذریعہ [illegible] کرتے ہیں مسلمان سے احسان کرنا [illegible] اسلام [illegible] یہ ہے کہ وہ دوستیاں کرتا ہے [illegible] جماعت کی مدد کی اور معصوم بچوں کا سہارا بنے ان کی [illegible] کو دور کرتا ہے [illegible] کی کوشش کا [illegible] سے انسان کو [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کے مطابق ترتیب ہو کر [illegible] کوئی کام کرنے سے پہلے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] قبول کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس کے ساتھ اس کو [illegible] سے تائب ہو کر [illegible] اور پاکیزہ [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] دیا جائے گا۔

اس آیت مجیدہ میں ان لوگوں کو بھی رحمت کی امید دی ہے جو [illegible] ہیں جن کے گناہ حد سے بڑھ گئے ہیں [illegible] کا ارتکاب کر کے [illegible] ایسے لوگ [illegible] آزادی [illegible] ہے۔ اگر تم سچے دل سے تائب ہو کر نیکی اور پاکیزگی [illegible] تو [illegible] معاف کر دیے جائیں گے [illegible] جائے گا۔

حدیث پاک میں اس کا شان نزول اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان ناسا من اھل الشرک کانوا قد قتلوا واکثروا وزنوا واکثروا فاتوا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا ان الذی تقول وتدعو الیہ لحسن ولو تخبرنا ان لما عملنا کفارۃ ونزل قل یا عبادی الذین اسرفوا الآیۃ

> ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ چند مشرک شخص [illegible] بکثرت قتل کیے تھے اور بکثرت زنا کا ارتکاب کیا تھا، حضور کی خدمت میں [illegible] عرض کرنے لگے کہ جو آپ فرماتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ [illegible] اچھی ہے [illegible] ہمارے گناہوں کی بخشش کی کوئی صورت ہے یا نہیں [illegible] اس [illegible] کیا [illegible] گناہوں پر [illegible] ہو گا [illegible] کی صورت ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

جب گناہ و شرک کے ساتھ رحمت کی [illegible] جائے تو ایمان کے ساتھ تو وہ [illegible] گناہگار [illegible] اگر وہ سچے دل سے توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور بخشش کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اسی لیے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ما احب ان لی الدنیا وما فیہا بہذہ الآیۃ۔ یعنی اگر اس آیت کے عوض مجھے دنیا اور اس کی تمام [illegible] بھی دی جائے تو میں اس سودا کو پسند نہیں کروں گا۔

مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ ۝۵۴ وَاتَّبِعُوا

اس سے پہلے کہ آجائے تم پر عذاب ۳۵ پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔ اور پیروی کرو

أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ

عمدہ کلام کی جو اتارا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اس سے پیشتر کہ تم پر اچانک

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝۵۵ أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ

عذاب آجائے ۳۶ اور تمہیں خبر تک نہ ہونے پائے۔ (اس وقت) کوئی شخص یہ کہنے لگے

يَا حَسْرَتَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ

صد حیف! ان کوتاہیوں پر جو مجھ سے سرزد ہوئیں اللہ کے بارے میں ۳۷ اور میں تو

السَّاخِرِينَ ۝۵۶ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ

تمسخر اڑانے والوں سے تھا یا یہ کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دے دیتا تو میں بھی ہو جاتا

السرف: تجاوز الحد فی کل فعل۔ ہر کام میں حد سے بڑھ جانا۔ القنوط: الیاس من الخیر۔ خیر و بھلائی سے نا امید ہونا۔ ان اللہ یغفر الذنوب کا مفہوم بتاتے ہوئے علامہ آلوسی فرماتے ہیں: المراد بمغفرۃ الذنوب التجاوز عنھا وعدم المؤاخذۃ بھا فی الآخرۃ وھو المراد بسترھا وقیل المراد بہ محوھا من الصحائف بالکلیۃ مع التجاوز عنھا۔ یعنی مغفرت ذنوب سے مراد یہ ہے کہ ان کے متعلق روز قیامت مواخذہ نہ کیا جائے اور یہی پردہ پوشی ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ دفتر عمل سے ان کو بالکل مٹا دیا جائے اور ان کے بارے میں کوئی مواخذہ نہ ہو۔

۳۵ اس کا مطلب واضح ہے۔ پہلے تم اپنے رب کریم کی جانب سے منہ موڑے ہوئے گمراہی کے راستہ پر گامزن تھے۔ اب سچے دل سے اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ سرکشی کی حالت میں ہی پیغام اجل آ جائے اور تم عذاب میں مبتلا کر دیے جاؤ۔ اس وقت کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔

۳۶ ہم نے جو بہترین کلام تمہاری طرف نازل کیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی اطاعت و پیروی شروع کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ اچانک عذاب الٰہی نازل ہو اور تمہیں نیست و نابود کر کے رکھ دے۔

۳۷ اس وقت تم پچھتاؤ گے۔ اپنی نالائقیوں پر اپنے آپ کو ملامت کرو گے لیکن سب بے سود۔

الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً

پرہیزگاروں میں سے ہوتا ۵۸ یا یہ کہے گا جب عذاب دیکھے گا کاش! مجھے ایک بار پھر موقع دیا جائے

فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ

تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں گا۔ ہاں ہاں آئی تھیں تیرے پاس میری آیتیں پس تو نے انہیں جھٹلایا

بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى

اور تو نے تکبر کیا اور تو کفر کرنے والوں میں سے تھا ۵۹ اور روز قیامت آپ دیکھیں گے

الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ

انہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے اس حال میں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ

تکبر کرنے والوں کا؟ اور نجات دے گا اللہ تعالیٰ متقیوں کو کامیابی کے ساتھ

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

نہ چھوئے گی انہیں کوئی تکلیف اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۶۰ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا

۵۸ ان کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی۔ کبھی کچھ کہیں گے اور کبھی کچھ۔

۵۹ بارگاہ الٰہی سے ایک ہی مسکت جواب ملے گا۔

۶۰ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے:

قال: کہ حضور نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے اعمال سمیت حشر میں حاضر کرے گا۔ مومن کے عمل کی شکل بڑی خوبصورت ہوگی اس کی مہک بڑی ہی خوشگوار ہوگی۔ جب کبھی خوف و دہشت ہوگا تو وہ اسے تسلی دیتے ہوئے کہے گا کہ مت گھبراؤ یہ خوف و دہشت تمہارے لیے نہیں۔ مومن کہے گا تو نے مجھ پر بڑے احسان کیے ہیں تو ہے کون؟ وہ جواب دے گا تم مجھے نہیں پہچانتے۔ میں تمہارا نیک عمل ہوں۔ دنیا میں تو نے میرے بوجھ کو اٹھائے رکھا اب میں تمہیں اٹھاؤں گا

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے وہی مالک ہے آسمانوں اور زمین کی

وَالْاَرْضِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

کنجیوں کا ۱ اور جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کا وہی لوگ خسارہ میں ہیں۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

آپ فرمائیے اے جاہلو کیا تم مجھے کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں ۲ اور بیشک وحی کی

اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

گئی ہے آپ کی طرف اور ان کی طرف جو آپ سے پہلے تھے۔ کہ اگر بفرض محال آپ نے بھی شرک کیا تو ضائع ہو جائیں گے

اور مجھ سے یہ حیثیت کہ اور کردار کا منصب حق تعالیٰ وجل مجدہٗ [illegible] تو یہ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

۱ مقالید جمع ہے اس کا واحد مقلید یا مقلاد ہے اور اقلید کثیر الاستعمال ہے۔ اس کا معنی ہے المفتاح یعنی کنجی۔ وقیل الذی عن [illegible] السموت والارض ، مقالید سے مراد آسمان اور زمین کے خزانے ہیں۔

علامہ بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی۔ حضور نے فرمایا تجھ سے پہلے کسی نے مجھ سے یہ تفسیر دریافت نہیں کی۔ پھر فرمایا آسمانوں اور زمین کی کنجیاں یہ کلمات طیبات ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ھو الاول والآخر والظاھر والباطن۔ یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے مقالید کی تشریح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھی تو حضور نے یہی کلمات دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام پڑھنے کی ہدایت کی۔ جو شخص اللہ کے رسول کی بتائی ہوئی کنجیوں سے خزائن الٰہیہ کے قفل کھولتا ہے اسی کا [illegible] ہوتا ہے اور وہی اس شخص کی قسمت کی [illegible] پہچان سکتا ہے۔ مولانا مرحوم [illegible] مرشد کی انہی تسبیحات پر عمر بھر عمل پیرا رہے۔ ان وظائف و اوراد کا پابندی سے ورد کرتے رہے جس کی برکت سے حریم قدس کے دروازے ان کے لیے کھلے گئے۔ یہی جنت کے [illegible] ہے جہاں [illegible] تک رسائی ناممکن ہے۔ اسے [illegible] عشق کے [illegible] محبت کے [illegible] کلمات طیبات کا ورد جاری رکھا۔ انہیں بھی ان [illegible] پر [illegible] کیا جانے لگا۔ ۲ کفار مکہ [illegible] رسالت میں آئے اور کہنے لگے کہ آپ بھی [illegible] بتوں کی پوجا

عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ

آپ کے عمل اور آپ بھی خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ بلکہ صرف اللہ کی عبادت کیا کرو اور ہو جاؤ

مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

شکر گزار بندوں میں سے۔ اور انہوں نے قدر نہ پہچانی اللہ تعالیٰ کی جس طرح قدر پہچاننے کا حق تھا حالانکہ اس کی شان تو یہ ہے ساری

قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ

زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور سارے آسمان لپٹے ہوئے اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ پاک ہے وہ

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي

ہر عیب سے اور برتر ہے ان کے شرک سے۔ اور پھونکا جائے گا صور پس بے ہوش ہو کر گر پڑے گا جو آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ

میں ہے اور جو زمین میں ہے بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے گا پھر دوبارہ پھونکا جائے گا

کریں۔ آپ کے رتبہ کا کیا کہنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا ہے۔

۲ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان بیان کی جا رہی ہے کہ قیامت کے دن زمین اپنی وسعتوں، فلک بوس پہاڑوں، بیکراں سمندروں سمیت ایک معمولی سی چیز کی طرح اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے لے گا۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے: قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقبض اللہ الارض یوم القیامۃ ویطوی السماء بیمینہ ثم یقول انا الملک این ملوک الارض (بخاری)۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں۔ پھر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

۳ حضرت مفسرین لکھتے ہیں کہ پہلی بار جب صور پھونکا جائے گا تو اس سے ہیبت ناک آواز پیدا ہوگی جس کا اثر یہ ہوگا کہ آسمانوں اور زمین والوں میں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے ان پر موت وارد ہو جائے گی اور وہ اس سے مر جائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات عطا کی، وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے انبیاء، شہداء، ان پر اس ہولناک آواز سے بیہوشی کی کیفیت طاری ہوگی۔ اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس آواز کا شعور بھی نہ ہوگا۔

۴ اس مستثنیٰ میں کون کون داخل ہے اس میں مفسرین کے بہت اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ۝ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ

میں پھونکا جائے گا تو وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔ اور زمین اپنے رب کے

رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِايْءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ

نور سے [illegible] اور [illegible] اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جائیں گے [illegible] اور فیصلہ کر دیا

بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

جائے گا ان کے درمیان انصاف سے اور وہ [illegible] اور [illegible] ہر شخص کو

عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ

اس نے کیا تھا [illegible] جو کام وہ کرتے ہیں۔ اور [illegible] جہنم کی طرف

جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ

گروہ در گروہ [illegible] جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے تو کھول دیے جائیں گے اس کے دروازے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِ رَبِّكُمْ

ان سے دوزخ کے چوکیدار کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تم ہی میں سے جو پڑھ کر سناتے تمہیں تمہارے رب

وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا۟ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ

کی آیتیں اور ڈراتے تمہیں اس دن کی ملاقات سے۔ کہیں گے کیوں نہیں لیکن ثابت ہو چکا تھا فرمان

الْعَذَابِ عَلَى الْكَٰفِرِينَ ۝ قِيلَ ادْخُلُوٓا۟ أَبْوَٰبَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ

عذاب کا کافروں پر۔ انہیں کہا جائے گا داخل ہو جاؤ دوزخ کے دروازوں سے ہمیشہ رہنے والے

فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا۟ رَبَّهُمْ

اس میں ہمیشہ رہو گے پس کتنا برا ٹھکانا ہے مغروروں کا۔ اور لے جایا جائے گا انہیں جو ڈرتے رہتے تھے اپنے رب

إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا وَقَالَ

سے جنت کی طرف گروہ در گروہ حتیٰ کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَٰلِدِينَ ۝ وَقَالُوا۟

اور کہیں گے انہیں جنت کے داروغے سلام ہو تم پر تم خوب رہے پس داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہنے کے لیے اور وہ عرض کریں گے

ف اللہ اکبر! ان خوش نصیبوں کے کیا کہنے۔ جن کے استقبال کا یہ عالم ہوگا ان کی پذیرائی عزت و اکرام سے [illegible] جنت کی طرف رخصت ہونے کا یہ کیا دلکش منظر ہوگا۔ الحمد للہ جس گروہ کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آقا و حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے: انا اول من یقرع باب الجنة۔ یعنی حضور نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے، قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم آتی باب الجنة یوم القیامة فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد [illegible] صلی الله تعالی علیه وسلم قال فیقول بک امرت ان لا افتح لاحد قبلک [illegible] حضور نے فرمایا قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھولنے کے لیے کہوں گا تو جنت کا خازن پوچھے گا آپ کون ہیں۔ میں اپنا نام بتاؤں گا تو وہ کہے گا کہ مجھے آپ کے حق میں حکم دیا گیا ہے کہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ

کہیں گے ساری تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے سچا کر دکھایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنا دیا ہمیں اس زمین کا

مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى

اب ہم قیام کریں گے جنت میں جہاں چاہیں گے۔ پس کیا خوب اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا اور دیکھیں گے آپ (اے حبیب!)

الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ

فرشتوں کو حلقہ باندھے کھڑے ہوں گے عرش کے ارد گرد ث تسبیح پڑھ رہے ہوں گے اپنے رب جلیل کی حمد کے ساتھ

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور فیصلہ کر دیا گیا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ اور کہا جائے گا سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے ط

ع ۸ ۵

آپ سے پہلے کسی کے لیے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

ث دوزخی جہنم میں پھینک دیے جائیں گے اور اہل جنت فردوس بریں میں اقامت گزیں ہو جائیں گے۔ اس وقت نورانی ملائکہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے ارد گرد حلقہ باندھے اپنے رب کریم کی حمد و ثنا کے گیت گا رہے ہوں گے۔

ط یہ حمد کرنے والا کون ہوگا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: ای نطق الکون اجمعہ ناطقہ وبہیمہ للّٰہ رب العالمین یعنی کائنات کی ہر چیز اپنے خالق و مالک کریم و رحیم پروردگار کی حمد کرے گی۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین شفیع المذنبین وعلی آلہ و
اصحابہ ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین۔ ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین
یوم یقوم الحساب۔

محمد کرم شاہ

۲۵ رمضان المبارک یوم الاثنین ۱۳۹۱ھ
۱۵ نومبر ۱۹۷۱ء

نظرثانی: ۳۰ رجب المرجب یوم الجمعہ ۱۳۹۲ھ
۸ ستمبر ۱۹۷۲ء

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ المؤمن

نام: اس سورت مبارکہ کا نام المؤمن ہے جو آیت ۲۸ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ اسے سورہ غافر اور سورہ الطول بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں نو رکوع اور پچاسی آیتیں ہیں۔ یہ ایک ہزار ایک سو ننانوے کلمات اور چار ہزار نو سو ساٹھ حروف پر مشتمل ہے۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ جابر بن زید سے مروی ہے کہ اس کا نزول سورہ زمر کے معاً بعد ہوا۔ (روح المعانی) جمہور علمائے تفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کی تمام آیتیں مکی ہیں۔ بعض نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ والی آیت کو مدنی کہا ہے لیکن جمہور کا قول ہی صحیح ہے۔

زمانہ نزول: مکی دور کے اس مرحلہ میں یہ سورت نازل ہوئی جب اسلام اپنی دلآویز تعلیمات کے باعث دور دور تک پھیل رہا تھا اور ان مشکلات کے باوجود سلیم الطبع لوگ اس کی دعوت کو تیزی سے قبول کرنے لگے تھے۔ کفر کے سرغنوں کو اپنے پاؤں تلے سے زمین سرکتی ہوئی دکھائی دینے لگی تھی۔ غصہ سے مشتعل ہو کر بے جا الزامات اور بہتان لگانے کی مہم تیز کر دی تھی۔ کبھی حضور کی ذات سے تا بعثت پر انگشت نمائی کی جاتی۔ کبھی حضور کے حسن اخلاقیات پر اعتراض کیے جاتے۔ کبھی قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کیا جاتا اور کبھی وقوع قیامت پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی جاتی۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح لوگ اسلام سے بدگمان ہو جائیں اور اسلام قبول کرنے کی جو تحریک زور پکڑ رہی ہے وہ رک جائے۔ اس سورت میں انہی کے اٹھائے ہوئے شکوک و شبہات کو رد کیا جا رہا ہے۔

مضامین: اس سورت کا آغاز ایسا رعب انگیز اور پر جلال ہے کہ کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ فرمایا یہ کتاب کسی انسان کی تصنیف نہیں بلکہ اسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ جو عزیز و علیم بھی ہے، غافر الذنب، قابل التوب اور صاحب جود و کرم بھی ہے۔ کیا ایسے خدا کی نازل کردہ کتاب میں کوئی نقص تلاش کیا جا سکتا ہے۔

دیگر مضامین کے علاوہ اس سورت میں دو امور کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہر بات پر جھگڑتے اور تکرار کیا کرتے جس سے حضور کے قلب مبارک کو اذیت پہنچتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو تسلی دے رہے ہیں کہ گزشتہ اقوام کے کفار کا رویہ بھی اپنے رسولوں کے ساتھ اسی نوعیت کا تھا۔ وہ بات بات پر اپنے انبیاء سے جھگڑتے، ان کا مذاق اڑاتے، انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ غضب الٰہی کی بجلی کوندی اور

انہیں ملک سے جلا کر رکھ دیا۔ اگر انہوں نے پہلے [illegible] زد میں ہی ہو [illegible] کے لیے تیار ہو جائیں۔
ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ [illegible] مگر یہ لوگ بھلا اسے تسلیم کب کرتے ہیں یہی روایت پہلی امتوں میں [illegible] رکھا تھا۔ وہ [illegible] جو [illegible] ہے وہ اس کے [illegible] ہے وہ [illegible] کر رہی ہے [illegible] کے لیے وہ ہر وقت [illegible] جناب میں حضرت [illegible] رہی ہے یہ [illegible] کی بلندی درجات کے [illegible] کی [illegible] اور بلندی درجات کے لیے بھی مصروف [illegible] ہیں

دوسری چیز [illegible] سے اس صورت میں ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت حق دی اور اپنی [illegible] کی صداقت کو [illegible] سے ثابت کر دیا تو اس نے ایمان [illegible] کی [illegible] اس میں اس کا [illegible] اور دیگر [illegible] موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے [illegible] انہیں اس دعوت کے [illegible] حضرت سے آگاہ کیا [illegible] کہ اگر تم نے موسیٰ کو [illegible] کی [illegible] کے [illegible] حالات کے [illegible] موسیٰ کو [illegible] اس وقت [illegible] قوم کا [illegible] کے [illegible] اس وقت [illegible] السلام کا [illegible] کے [illegible] کی دعوت کی [illegible] کے سامنے [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] کے سامنے [illegible] اس کے [illegible] اس سے [illegible] صورت میں [illegible] کے گئے ہیں [illegible] سبب ہو جانے [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] صورت [illegible] ہے۔
قیامت کے [illegible] کا [illegible] ہوگا۔ اس [illegible] کی گئی ہے [illegible] ہو سکا [illegible] سے بچنا چاہتے ہیں [illegible] سے [illegible] ہو جائیں۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مومن مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی ۸۵ آیتیں، ۹ رکوع

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۲ غَافِرِ

حا میم [1] اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے [2] جو زبردست ہے سب کچھ جاننے والا ہے [3] گناہ بخشنے والا

[1] حٰمٓ حروف مقطعات میں سے ہے ان کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے بعض علماء نے فرمایا کہ یہ سورت کا نام ہے بعض کے نزدیک یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

قال عکرمۃ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حٰمٓ اسم من اسماء اللہ تعالیٰ وھی مفاتیح خزائن ربک (قرطبی)

علامہ اسمٰعیل حقی اس کی توضیح یوں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہر اسم اس کے خزانوں میں سے کسی خزانہ کی کنجی ہوا کرتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی اسم الٰہی کا ورد کرتا ہے تو اس شخص کی روح اور اس اسم میں ایک خاص مناسبت پیدا ہو جاتی ہے جو رفتہ رفتہ اسے ذات خداوندی کے قریب کر دیتی ہے۔ اس وقت اس بندہ پر انوار الٰہی کا ظہور ہونے لگتا ہے اور حسب استعداد فیضان حاصل کرتا ہے۔ فحینئذ یتجلی لہ الحق سبحانہ من مرتبۃ ذلک الاسم و یفیض علیہ ماشاء بقدر استعدادہ وکل منہ تعالیٰ اعظم عند الحقیقۃ (روح البیان)

[2] تنزیل مصدر ہے لیکن منزل (اسم مفعول) کے معنی میں ہے۔ تنزیل مصدر لکن المراد منہ المنزل (کبیر) اس کی ترکیب میں متعدد اقوال ہیں۔ یہ خبر ہے مبتدا محذوف (ھذا) کی یا حٰمٓ مبتدا ہے اور تنزیل اس کی خبر یا یہ مبتدا ہے اور من اللہ اس کی خبر

جن ایام میں یہ سورت نازل ہوئی کفار نے بہتان طرازیوں اور افترا پردازیوں کا ایک طوفان برپا کر رکھا تھا ہر طرح کے جھوٹے الزامات لگانے کی مہم زوروں پر تھی۔ ذات پاک مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ واجمل الثناء کی ذات اقدس پر روز نئے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع تھی۔ اس مہم کے پروپیگنڈہ سے کفار لوگوں کی توجہ اسلام سے ہٹانے کی کوشش میں بڑے مصروف تھے۔ اس لیے اس سورت کا آغاز ایسے پُرجلال اور پُرشکوہ انداز سے کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ ہمہ تن گوش بن کر اس کی طرف متوجہ ہوں۔ بتایا جا رہا ہے کہ یہ کتاب کسی انسان کی تصنیف شدہ نہیں کہ اس میں طرح طرح کی غلطیوں کا احتمال ہو بلکہ یہ آسمان سے نازل کی گئی ہے اور اس کا اتارنے والا وہ اللہ عزوجل ہے جو عزیز ہے یعنی سب سے زبردست اور سب پر غالب اور علیم ہے یعنی ماضی، حال، مستقبل اس کے علم کے سامنے یکساں ہیں۔ وہ ہر چھوٹی بڑی ظاہر و خفی چیز کو جاننے والا ہے۔ وہ کتاب جو آسمان سے اتری ہو اور اس کا اتارنے والا ان صفتوں اور قدرتوں کا مالک ہو۔ وہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے توجہ سے سنا

الذَّنۢبِ وَقَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ذِی الطَّوۡلِ لَاۤ اِلٰهَ

اور توبہ قبول فرمانے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے فضل وکرم فرمانے والا ہے نہیں کوئی

جانے خوب سمجھا جاسکتا اور اس کے ارشادات کو تسلیم کیا جاسکے۔

۳ قرآن نازل فرمانے والے خداوند قدوس کی چند دوسری صفات بیان کی جارہی ہیں۔

سورۂ زمر کے آخر میں کفار کے ہولناک انجام کا ذکر کیا گیا تھا اب اپنی مغفرت و رحمت کی نوید سنا کر انہیں مایوسی کے اندھیرے سے نکالا جارہا ہے۔ وہ غافر الذنب ہے یعنی گناہوں کی پردہ پوشی فرمانے والا ہے۔ کوئی شخص کتنا ہی گنہگار ہو جب وہ اس کے دربار میں ندامت و شرمساری کی تصویر بنے حاضر ہو جاتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپ دیتا ہے کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ اس نے کبھی کوئی گناہ یا قصور کیا تھا۔

قابل التوب۔ یعنی جب کوئی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی سابقہ سرکشیوں کے باعث اپنے باب کرم سے دھتکار نہیں دیتا بلکہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس کے گناہوں کا نام و نشان بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ توب، مصدر ہے تاب یتوب کا اس کا لغوی معنی ہے رجوع کرنا، لوٹنا۔ اہل شریعت نے توبہ کی تشریح ان الفاظ سے کی ہے:

والتوبة فی الشرع ترک الذنب لقبحه والندم علی ما فرط منه
والعزیمة علی ترک المعاودة وتدارک ما امکنه ان یتدارک من الاعمال
بالاعادة (روح البیان)۔

یعنی شریعت میں توبہ ان چار چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے کہ گناہ کو قبیح سمجھتے ہوئے چھوڑ دے جو کوتاہی اس سے پہلے ہو چکی ہے اس پر دل سے شرمسار ہو۔ دوبارہ اس کا ارتکاب نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو گزشتہ اعمال کا تدارک کرے۔

غافر و قابل کے درمیان واؤ عطف ذکر کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ دونوں الگ الگ صفتیں ہیں۔ وہ توبہ کرنے والے کی توبہ بھی قبول کرتا ہے اور جو توبہ نہیں کرتے ان میں سے جس کو چاہتا ہے توبہ کے بغیر بھی بخش دیتا ہے کیونکہ توبہ کے بغیر بخشش میں اس کی شان کریمی کا ظہور زیادہ ہے اس لیے غافر الذنب کو پہلے ذکر کیا۔

۴ اس کا عذاب بھی بہت شدید ہے جب پکڑتا ہے تو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ یہاں شدید عقاب کی صفت مقدر ہے۔

۵ طول کہتے ہیں فضل و انعام کو۔ الطول بالفتح المن یقال منه طال علیه وتطول علیه اذا امتن علیه (صحاح)۔ ابن منظور نے اس کا معنی قدرت بھی لکھا ہے۔

ذی الطول ای ذی القدرة (لسان العرب)

إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ

اس کے سوا ، اسی کی طرف واپس جانا ہے ۝۳ نہیں جھگڑا کیا کرتے اللہ کی آیتوں میں مگر

۳ جو ذات ان صفات جلیلہ کاملہ کی مالک ہے وہی عبادت کے لائق بھی ہے اس کے سوا کوئی ان صفات جلیلہ سے متصف ہے اور نہ کوئی معبود ہونے کی اہلیت رکھتا ہے۔

۴ اس میں اطاعت گزاروں کے لیے مژدہ جانفزا بھی ہے اور نافرمانوں کے لیے سرزنش بھی ہے۔

علمائے تفسیر نے یہاں پر نصیحت آموز اور بصیرت افروز واقعہ بیان کیا ہے اس کا یہاں ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ شام کا ایک آدمی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اس کی یہ حالت تھی کہ بڑا متقی اور دیندار تھا اس کی محبت کے باعث آپ اس کو یاد فرمایا کرتے تھے کچھ عرصہ وہ نہ آیا۔ آپ نے اس سے اپنے دوست کی خیریت دریافت کی اس نے بتایا کہ وہ تو تباہ ہو گیا ہے۔ شراب پیتا ہے۔ کام کاج چھوڑ دیا ہے اور ہر وقت نشہ میں مست رہتا ہے یہ سن کر آپ کو اس کا بڑا دکھ ہوا جب آپ نے دیکھا کہ وہ جا رہا ہے تو اس کے وقت جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے کاتب کو بلایا اور لکھوایا:

"من عمر بن الخطاب الى فلان بن فلان سلام عليكم فانى احمد اليك الله الذى لا اله الا هو غافر الذنب وقابل التوب شديد العقاب ذى الطول لا اله الا هو اليه المصير"

ترجمہ: یہ خط عمر بن الخطاب سے فلاں شخص کی طرف۔ تم پر سلام ہو۔ میں تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جو وحدہٗ لاشریک ہے گناہ معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب والا۔ بڑی قدرت والا اس کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف سب نے لوٹنا ہے۔"

پھر خود بھی اس کی ہدایت کے لیے دعا کی اور حاضرین مجلس سے بھی اس کے لیے دعا کا سوال کیا اور خط اس کی طرف روانہ کر دیا

اور قاصد کو کہا کہ یہ خط اسے دینا جب یہ خط اس دوست کے ہاتھ پہنچا تو اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگا۔ بار بار پڑھتا اور روتا یہاں تک کہ اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور مئے نوشی ترک کرکے اطاعت و عبادت کی زندگی بسر کرنے لگا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اس کی توبہ کی اطلاع ملی تو آپ بڑے خوش ہوئے اور فرمانے لگے: هكذا فاصنعوا اذا رأيتم اخا لكم زل زلة فسددوه ووفقوه وادعوا الله له ان يتوب عليه ولا تكونوا اعوانا للشيطان عليه۔ یعنی تم بھی جب اپنے کسی بھائی کو دیکھو کہ راہ حق سے اس کا قدم پھسل گیا ہے تو اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرو، اسے سیدھی راہ پر چلنے کی تلقین کرو، اس کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور اس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بن جاؤ۔ اگر تم اسے برا بھلا کہنا شروع کر دو گے اور اس پر طعن و تشنیع کے تیر برسانے لگو گے تو اس کی ضد پختہ ہو جائے گی اور اسے اپنی اصلاح کا سوال ہی نہ رہے گا اور گمراہی میں اور دور نکل جائے گا۔

سبحان اللہ! دعوت و ارشاد اور تبلیغ و اصلاح کا کیا حکیمانہ انداز ہے۔

كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

کافر ش پس دھوکہ میں نہ ڈالے تمہیں ان لوگوں کا بے خوف چلنا پھرنا مختلف شہروں میں۔ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم

نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ

نوح نے اور کئی دوسرے گروہوں نے ان کے بعد۔ اور قصد کیا ہر امت نے اپنے رسول کے متعلق

لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ

کہ اسے گرفتار کر لیں اور جھگڑتے رہے باطل کے ساتھ۔ تاکہ مٹا دیں اس کے ذریعہ حق کو پس میں نے پکڑ لیا انہیں۔

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ

پس کتنا شدید تھا میرا عذاب ہے۔ اور اسی طرح واجب ہو گیا اللہ کا فیصلہ

ف بحث و تکرار کسی مقام کی تفہیم کے لیے ہو، کسی مشکل مسئلہ کو حل کرنے کے لیے ہو، کسی غلط فہمی کے ازالہ کے لیے ہو اور طرفین کا مقصد احقاق حق کا ہو تو کار ثواب ہونے کے علاوہ بڑا مفید ہے۔ یہ بحث و تکرار تو سنت ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی۔ قرآن میں اسے جادلہم بالتی ھی احسن فرمایا گیا ہے لیکن ایسا مناظرہ اور مجادلہ جس سے مقصد صرف شبہات پیدا کرکے حق کو مشکوک کرنا، آیات الٰہی میں باہمی تناقض ثابت کرنا، ان کی تضحیک کرنا، ان کی ایسی تاویل کرنا جس سے دوسری آیت کی نفی ہوتی ہو، ایسے جدال کی جرأت صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کے دل میں ہدایت اور حق پر ایمان نہ ہو۔ مشرکین مکہ کا دن رات یہی شغل تھا۔ وہ قرآن کے بیان کردہ عقائد و حقائق پر اعتراض کرتے۔ ایک آیت کو دوسری آیت سے متضاد ثابت کرتے اور اپنے شرک و شبہات کا علم بلند کرکے حق کے حسن و جمال کو مستور کرتے۔ ان کی اس نکمی اور ناشائستہ حرکت پر انہیں سرزنش کی جا رہی ہے۔

ف بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خلش پیدا ہو سکتی کہ اگر واقعی یہ حق کے منکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کو تباہ و برباد کیوں نہیں کر دیتا۔ یہ کیوں بڑے کروفر سے کبھی اپنے تجارتی قافلے لے کر شام کی طرف اور کبھی یمن کی طرف جاتے رہتے ہیں اور ہر بار دولت و ثروت کے ڈھیر سمیٹ کر واپس آتے ہیں۔ ارشاد ہے، اے محبوب! تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈال دے۔ ہم نے کچھ عرصہ کے لیے انہیں مہلت دے رکھی ہے۔ اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا تو ان کی تباہی یقینی ہے۔ ہمارا عذاب آئے گا اور ان کا نام و نشان مٹا کر رکھ دے گا۔

ف ان سے پہلے بھی کئی جماعتیں قوم نوح، عاد و ثمود وغیرہ گزری ہیں انہوں نے اپنے رسولوں کو اپنا قیدی بنانے کے منصوبے بنائے اور غلط طریقوں سے ان کے ساتھ جھگڑتے رہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح وہ حق کو مٹا دیں گے لیکن ہمارے عذاب نے

كَفَرُوٓا أَنَّهُمْ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۝ ٱلَّذِينَ يَحْمِلُونَ ٱلْعَرْشَ وَمَنْ

کفار پر کہ وہ دوزخی ہیں ۔ ۱۱ جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو ۱۲ اور جو

حَوْلَهُۥ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِۦ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ

عرش کے ارد گرد (حاضر) ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں ۱۳ ساتھ حمد کے اپنے رب کی اور ایمان رکھتے ہیں اس پر اور استغفار کیا کرتے ہیں

ءَامَنُوا۟ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَىْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَٱغْفِرْ لِلَّذِينَ

ایمان والوں کے لیے ۱۴ (کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے گھیرے ہوئے ہے ہر چیز کو (اپنی) رحمت اور علم سے پس بخش دے

انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کا انجام تمہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ اَخذ بمعنی ابطال اور ردّ۔ کسی دلیل کے باطل کرنے کا ارادہ ہو، اَخذ کہتے ہیں۔

۱۱ صرف دنیا میں ہی ان پر عذاب نہیں آئے گا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فیصلہ فرما دیا ہے کہ جو کفر پر مرے گا وہ جہنم میں ہمیشہ کے لیے جھونک دیا جائے گا۔

۱۲ کفار و مشرکین مسلمانوں کی جس طرح دل آزاری کیا کرتے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور مشن پر جھوٹے بہتان لگاتے تھے ان کا ذکر پیچھے گزرا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو یہ بشارت دے رہا ہے کہ یہ چند ناچیز لوگ اگر ایذا دیتے ہیں تو کیا ہوا۔ وہ عظیم الرتبت فرشتے جو عرش عظیم کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ مقرب ملائکہ جو ہر لحظہ عرش الٰہی کے طواف میں سرگرم ہیں اور اپنے رب کریم کی حمد و ثنا میں مشغول رہتے ہیں وہ تو ہر لمحہ تمہارے لیے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا رہتے ہیں اور تمہارے لیے استغفار کرتے ہیں۔ تمہارے مراتب کی بلندی، تمہارے اور تمہارے ماں باپ، ازواج و اولاد کے لیے دخول جنت کی التجائیں کرتے ہیں۔ پھر تمہیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

۱۳ یہ فرشتے اپنے رب کی تسبیح بھی کرتے ہیں اور اس کی حمد و ثنا بھی کرتے ہیں۔ وہ کن کلمات سے تسبیح کرتے ہیں اس کے بارے میں ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: سبحان ذی العزۃ والجبروت سبحان ذی الملک والملکوت سبحان الحی الذی لا یموت سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح۔ ان کے حیا اور ادب کا یہ عالم ہے کہ ہمیشہ سر جھکائے رہتے ہیں آنکھ اوپر اٹھا کر دیکھتے ہی نہیں، جلال الٰہی سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

یؤمنون بہ کا جملہ کہہ کر مشرکین عرب کی غلط عقیدہ کا ازالہ کر دیا کہ فرشتے نعوذ باللہ اس کی بیٹیاں ہیں۔ تو یہ وہ بھی اس کے وجود پر اس کی توحید و کبریائی پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جیسے دوسری مخلوق۔

۱۴ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کے علاوہ ان ملائکہ کا دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ وہ اہل ایمان کی مغفرت کے لیے بصد ادب دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ

انہیں جنہوں نے توبہ کی ہے اور پیروی کی ہے تیرے راستہ کی اور بچا لے انہیں عذاب جہنم سے ٹ اے ہمارے رب! اور داخل فرما

جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

انہیں سدا بہار باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور جو قابل بخشش ہیں ان کے والدین،

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ

ان کی بیویاں اور ان کی اولاد سے بیشک تو ہی سب پر غالب، بڑی حکمت والا ہے ٹ اور بچا لے انہیں

ٹ اصل عبارت یوں تھی وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ رَحْمَتُهٗ وَعِلْمُهٗ یعنی تیری رحمت و علم ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے لیکن اس کے بجائے وسعت فرمایا کہ اس امر کی طرف اشارہ ہو کہ وہ ذات ہی سراپا رحمت اور سراسر علم ہے۔ اور یہاں علم سے رحمت کو مقدم کیا کیونکہ بخشش کا ذکر ہو رہا ہے۔ آداب دعا میں سے ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید کی جائے پھر حمد باری کے بعد اس رحیم و کریم کے حضور دست سوال دراز کیا جائے۔

ٹ یہاں ملائکہ کی دعا کا ذکر ہو رہا ہے۔ الٰہی کیونکہ تیری رحمت کا دامن بڑا وسیع ہے اس لیے ان کی توبہ کو قبول فرما لے الٰہی جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے نبی کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے ان کو بخش دے اور انہیں عذاب جہنم سے بچا اور انہیں جنت عدن میں داخل فرما۔

ٹ الٰہی ان کے ماں باپ، بیویاں اور اولاد کو بھی بخش دے جو مغفرت کی صلاحیت رکھتے ہیں اور بخشے جانے کے قابل ہیں۔ بخشش اور مغفرت کا وہی مستحق ہو سکتا ہے جو ایماندار ہو۔ ان لوگوں کا متقی، عابد اور زاہد ہونا ضروری نہیں کیونکہ ایسے لوگ تو بغیر سفارش بخش دیے جاتے ہیں۔ ان کو اپنی بخشش کے لیے اپنی اولاد یا والدین کے سہارے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: والمراد بالصلاح ههنا اصل الايمان۔ یعنی یہاں صلاح کا معنی صرف ایمان ہے۔ کیونکہ انسان جب صفت ایمان سے متصف ہوتا ہے تو وہ بخشش کے لائق ہو جاتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ بات اس لیے بھی ہے کہ معطوف و معطوف علیہ میں تغایر پایا جائے۔ اگر یہاں بھی صلح سے مراد زہد، تقویٰ اور نیکی ہو تو پھر یہ لوگ تابوا کے عموم میں داخل ہو گئے ان کو علیحدہ ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ امام طبری سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مومن جنت میں داخل ہوگا تو پوچھے گا میرا باپ کہاں ہے؟ میری ماں کہاں ہے؟ میرے بیٹے کہاں ہیں؟ میری بیوی کہاں ہے؟ اسے بتایا جائے گا کہ انہوں نے تیری طرح نیک اعمال نہیں کیے اس لیے وہ یہاں موجود نہیں۔ تو وہ جواب میں کہے گا کہ میں اپنے لیے اور ان کے لیے نیک اعمال کیا کرتا تھا پھر کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو بھی جنت میں داخل کرو۔ یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن مرفوع کے

السَّيِّاٰتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۚ وَذٰلِكَ

برائیوں سے ۔ اور جس کو تو بچا لے برائیوں سے اس دن تو گویا تو نے بڑی رحمت کی اس پر اور یہی ہے

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ

بہت بڑی کامیابی ۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں ندا دی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کی

اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝

بیزاری بہت بڑھ کر ہے اس بیزاری سے جو تمہیں اپنے سے ہے جب کہ تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تو تم کفر کیا کرتے تھے

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا

وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا پس اب ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں کا

فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ

تو کیا یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت ہے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب پکارا جاتا اکیلے اللہ کو تو تم

کہ [illegible] ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں شیخ سے مراد نفس یہاں ہے (ملخص)

ف سیئات کا ایک معنی عقوبت کیا گیا ہے یعنی ان کو ہر قسم کی عقوبتوں سے بچا اور اس کا دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے کہ انہیں دنیا میں ان گناہوں اور اعمال قبیحہ سے بچا جو [illegible] (یا در حقیقت شیطان کی فریب کاری) سے محفوظ رکھ۔

ف پہلی صورت میں اس کا معنی ہو گا کہ قیامت کے دن جس کو تو عذاب سے بچا لے تو اس پر تو نے رحمت (الٰہی) [illegible] ہو گا کہ اس دنیا میں جس کو تو نے گناہوں سے محفوظ رکھا اس پر تو نے بڑا احسان کیا۔ [illegible] بیان ہے۔

ف قیامت کے دن کفار جب جہنم رسید کیے جائیں گے اس وقت انہیں اپنی بد عملی کا احساس ہو گا اور انہیں اپنے آپ پر [illegible] اللہ تعالیٰ کا غضب [illegible] ف کفار کہیں گے دو مرتبہ تو نے ہمیں موت [illegible] اور دو مرتبہ زندہ کیا [illegible]

كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ⑫ هُوَ

انکار کر دیتے اور اگر شریک بنایا جاتا کسی کو اس کا تو تم مان لیتے تھے۱۷ پس حکم تو اللہ ہی کے لیے ہے جو بلند و بزرگ ہے۱۸

الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ

وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں اپنی آیتیں۱۹ اور نازل کرتا ہے تمہارے لیے آسمان سے رزق۲۰ اور نہیں نصیحت

اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ⑬ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ

قبول کرتا مگر وہ جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے۲۱ تو عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین کو اگرچہ

بار میں آ کر رہا ہے۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ کفار کو جب دوزخ میں پھینک دیا جائے گا تو وہ اسی بات کا اعتراف کریں گے اور تسلیم کریں گے کہ حیات بعد موت جس کا آج تک ہم انکار کرتے رہے یقینی حق ہے۔ اعتراف گناہ کے بعد پوچھیں گے کہ کیا اب اس دوزخ سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے۔ جواب ملے گا نہیں بالکل نہیں اب تمہیں یہیں رہنا پڑے گا۔

۱۷ یہ کس جرم کی سزا ہے کیا تم جانتے ہو؟ یہ اس جرم کی سزا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر کیا جاتا تو تم اسے ماننے سے انکار کر دیتے اور اس کے ساتھ جب دوسرے معبودوں کو شامل کر کے شریک ٹھہرایا جاتا تو تم فوراً اس بات کو تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ تو توحید کے انکار کی یہ سزا ہے جس میں تم مبتلا ہو۔

۱۸ تمہارے متعلق فیصلہ کرنے کا کلی اختیار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔ تمہارے وہ معبود جنہیں تم شریک اقتدار سمجھ کر اس کا شریک بنایا کرتے تھے وہ اس عدالتی فیصلہ میں ذرہ بھر کا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں اس لیے نہیں بخشے گا کہ تم اس پر ایمان ہی نہیں لائے اور جب بھی اس کی توحید پر ایمان لانے کی تمہیں دعوت دی گئی تو تم فوراً بھڑک جاتے تھے اور جن معبودوں کی یاد میں تم مگن رہا کرتے تھے ان کا آج کوئی بس نہیں چلتا جبکہ آج ان کا نام و نشان تک بھی نہیں رہا۔ اس لیے اب تمہارے چھٹکارا کی کوئی صورت نہیں۔

۱۹ یعنی وہ تمہیں ایسی نشانیاں دکھاتا ہے جن کو دیکھنے کے بعد اس کی وحدانیت، اس کی حکمت بالغہ، قدرت کاملہ اور علم محیط کا اعتراف کیے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔

۲۰ اس کی وحدانیت اور اس کی حکمت کی ایک واضح نشانی بیان کر دی۔ رزق سے مراد یہاں بارش ہے۔ رزق کے مظہر بیشمار ہیں مگر اسی ایک نشانی پر غور کیا جائے تو سارے حجاب اٹھ جاتے ہیں۔

۲۱ لیکن اس سے فائدہ صرف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں رجوع الی اللہ کا جذبہ موجود ہو۔

الْكٰفِرُوْنَ ۝ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ

اگرچہ ناپسند کریں کفار ۲۴ بلند درجات والا، عرش کا مالک ۲۵ نازل فرماتا ہے وحی ۲۶ اپنے فضل سے

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ

جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے ۲۷ تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے ۲۸ جس دن وہ ظاہر ہوں گے

۲۴ کفار نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک بنایا [illegible] تم نے دیکھ لیا ہے [illegible] اسی طرح [illegible] اور بے شمار [illegible] شرک کی [illegible] آمیزش [illegible] تو تمہارا انجام بھی انہیں جیسا ہوگا

۲۵ اس آیت طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی تین صفات کا بیان فرمایا جا رہا ہے۔ (۱) رفیع الدرجات یعنی وہ اپنی مخلوق کے مراتب و درجات کو ان کی [illegible] استعداد اور ان کے اخلاص و محنت اور سعی کے مطابق [illegible] بلند فرماتا ہے ـــــ اس صورت میں رفیع بمعنی رافع ہوگا اور اگر رفیع بمعنی مرتفع ہو تو پھر اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی شان ایسی ہے کہ کوئی چیز کسی حیثیت سے اس کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ (۲) ذو العرش وہ عرش کا مالک ہے [illegible] کی وسعتیں ان کا [illegible] اس کے تصرف میں ہے۔ ہر چیز اس کے حکم کے مطابق ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ اس کے اذن کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا کوئی ذرہ اپنی جگہ سے سرک نہیں سکتا۔ زندگی اور موت، فقر و دولت، صحت و بیماری، عزت و ذلت سب اسی کی شان ربوبیت کی جلوہ سامانیاں ہیں۔ (۳) یلقی الروح۔ الروح سے مراد یہاں وحی ہے یعنی جس طرح آسمان سے بارش اتار کر انسان کی مادی زندگی کے تقاضوں کی تکمیل کی گئی ہے [illegible] اس کی جسمیت [illegible] مزاج اور ضروریات کے مطابق [illegible] بہم پہنچایا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی اخلاقی، روحانی [illegible] کے لیے اللہ تعالیٰ وحی نازل فرماتا ہے۔

۲۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے من امرہ کا معنی [illegible] کیا ہے (قرطبی)۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے [illegible] اور اس پر وحی نازل کرتا ہے کسی پر وحی کا نزول محض اس کا فضل و کرم ہے۔

۲۷ انبیاء کرام کو وحی سے سرفراز کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خواب غفلت سے بیدار کریں اور انہیں [illegible] کے ہر رنگ انجام سے بروقت خبردار کریں۔ یوم التلاق سے مراد قیامت کا دن ہے کیونکہ اگلے پچھلے سب اس دن ملاقات کریں گے۔ ۲۸ سب قبروں سے نکل کر [illegible] میدان حشر میں حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے سب کا [illegible] ظاہر ہوگا۔ بڑے بڑے تاجدار [illegible] بڑے بڑے [illegible] معبود [illegible] انا ربکم الاعلیٰ کا نعرہ لگایا کرتے تھے۔ بڑے بڑے جابر [illegible] وہاں کھڑے ہوں گے اس وقت اعلان کیا جائے گا لمن الملک الیوم [illegible] بتاؤ آج [illegible] کس کی ہے ہر طرف سناٹا [illegible] ہو جائے گا ہر طرف خاموشی اور سکوت ہوگا کسی کو جرأت [illegible]

لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ

پوشیدہ نہ ہوگی اللہ تعالیٰ پر ان کے حالات سے کوئی شے کس کی بادشاہی ہے آج (کسی کی نہیں) صرف اللہ کی جو واحد

الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ

اور قہار ہے۔ آج بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا تھا۔ ذرا ظلم نہیں ہوگا آج

إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ

بیشک اللہ تعالیٰ بہت تیزی سے حساب لینے والا ہے اور آپ ڈرایئے انہیں قریب آنے والے دن سے جبکہ دل لگے ہوں گے

لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ

حلقوں کے قریب غم و دہشت سے بھرے ہوئے نہ ہوگا ظالموں کے لیے کوئی دوست اور نہ سفارشی جس کی

کہ جواب دے سکے لہٰذا خود ہی خالقِ کائنات جواب دے گا۔ لله الواحد القهار۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم دے رہا ہے کہ آپ ان لوگوں کو ہول قیامت سے ڈرائیے تاکہ وہ توبہ کریں اور اس روز شدید کے عذاب سے بچ جائیں۔ آزفہ کا معنی ہے بہت جلد آنے والی۔ قرآن مجید میں متعدد بار قیامت کے بارے میں یہ بات ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ وہ بالکل قریب آ چکی ہے اس کے آنے میں دیر نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ لوگ ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔ ایک مرد صالح کی طرح عقائد کی درستی اخلاق کی اصلاح کا اہتمام شروع کر دیں۔

قیامت کی ہولناکی اور شدت کی تصریح کی گئی ہے کہ اس دن ہولناک منظر دیکھ کر لوگوں پر اتنی دہشت اور خوف طاری ہوگا کہ ان کے پھیپھڑے پھول کر گلے میں اٹک کر رہ جائیں گے۔ نہ اپنی جگہ پر واپس جا سکیں گے تاکہ سانس ٹھیک ہو اور نہ باہر نکل سکیں گے تاکہ رشتۂ حیات منقطع ہو اور قصہ ختم ہو جائے یوں لٹکے رہ جائیں گے نہ موت آئے گی کہ جان چھوٹے اور نہ جیتے آرام و سکون ہوگا۔

ایسے مشکل وقت میں کوئی جگری دوست انہیں نظر نہیں آئے گا جو ان کا غم غلط کرے یا ان کے دکھ بانٹ سکے اور نہ کوئی ایسا سفارشی انہیں ملے گا جس کی شفاعت بارگاہِ الٰہی میں قابلِ قبول ہو۔

ان لوگوں نے دنیا میں جیسے بڑے بڑوں سے پیمانے باندھے تھے لیکن اس دن کوئی بھی ان کے نزدیک تک سے گزرتا بھی نہ دیکھے گا۔ یہ بتوں کی پوجا ذوق و شوق سے اس لیے کیا کرتے تھے کہ قیامت اگر آ بھی گئی اور اس روز بھی پایا گیا تو یہ بت ان کی سفارش کریں گے اور ان کو آتشِ جہنم سے نکال لیں گے۔ لیکن ان بیچارے بتوں کو تو لب کشائی کی جرأت ہی نہ ہوگی وہ اس

يُطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ

سفارش مانی جائے۔ وہ جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور ان باتوں کو جنہیں سینے چھپائے ہوئے ہیں ۲۳ اور اللہ

يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ

فیصلہ فرماتا ہے حق کے ساتھ ۲۴ اور جنہیں وہ اللہ کے بغیر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں

بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٢٠﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي

کر سکتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ

زمین میں تاکہ وہ دیکھتے کہ کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے ۲۵

دن ان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔

۲۳ اللہ تعالیٰ کے علم محیط سے انسان کی کوئی حرکت، کوئی کرتوت پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک کہ زیر نگاہ آنکھوں کی خیانت بدنگاہی کا بھی علم ہے اور ان کے سینوں کے پوشیدہ رازوں سے بھی وہ خوب واقف ہے۔

۲۴ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام حقائق سے آگاہ ہے اس لیے اس کا فیصلہ برحق ہوگا اور کفار کے معبودان باطل جو اندھے، بہرے جاہل بلکہ بے جان پتھر یا دھات کے بنے ہوئے ہیں وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

۲۵ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول انہیں عرصہ سے دعوت حق دے رہا ہے۔ اپنی دعوت کی سچائی ثابت کرنے کے لیے طرح طرح کے شواہد اور معجزات پیش کر رہا ہے لیکن یہ لوگ غفلت میں مدہوش ہیں اور احساس برتری و دولت کی فراوانی اور اقتدار کی مستی نے ان کی عقل کو ماؤف کر دیا ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے یہ ٹھاٹھ سدا ایسے ہی رہیں گے۔ ان کے پاس دولت کی فراوانی ہے جس کی وجہ سے جس علاقے میں ان کا حکم چلتا ہے لوگ ان کی خاطر حقیقت سے اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ انہیں کیا ضرورت ہے کہ اس نبی کی دعوت کو قبول کریں جس کا لباس پھٹا ہوا ہے۔ جس کی مالی حالت نازک ہے۔ جس کے ساتھی غلام اور نادار لوگ ہیں اور ان سے بات کرنے کی جرات بھی کسی کو نہیں ہوتی۔

اس آیت سے ان کی غلط فہمی کو دور کیا جا رہا ہے کہ تم دنیا میں پہلے لوگ تو نہیں ہو جنہیں یہ جاہ و حشمت، دولت و ثروت میسر آئی ہو اور جنہیں کسی دوسرے کو خاطر میں نہ لانے کی عادت پڑ گئی ہو۔ تم سے پہلے بھی یہاں بڑی بڑی قومیں آباد رہی ہیں جو دولت و قوت میں تم سے کہیں زیادہ تھیں ان کے بنائے ہوئے قلعے، ان کے محلات، پہاڑوں کے اندر تراشے ہوئے گھر، ان کے بسائے ہوئے شہر

كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ

وہ قوت کے لحاظ سے بھی ان سے طاقتور تھے اور زمین میں چھوڑے ہوئے آثار کے لحاظ سے بھی تو پکڑ لیا انہیں اللہ نے

بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ

ان کے گناہوں کے باعث اور نہیں تھا ان کے لیے اللہ سے کوئی بچانے والا ۝ یہ اس لیے کہ آتے رہے تھے

تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ إِنَّهُ قَوِيٌّ

پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر پھر بھی انہوں نے انکار کیا تو پکڑ لیا انہیں اللہ نے بے شک وہ بڑا طاقتور

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ

سخت سزا دینے والا ہے ۝ اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں اور روشن دلیل کے ساتھ

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا

فرعون ہامان اور قارون کی طرف تو وہ کہنے لگے (یہ) جادوگر ہے بڑا جھوٹا ۝ پس جب

ان کے طاقتور ہونے اور باعظمت ہونے کے نشانات آج بھی جابجا موجود ہیں اور ان کی عظمت و شوکت کی گواہی دے رہے ہیں اور تم جب اپنے تجارتی قافلے لے کر ملک شام کو جاتے ہو تو تم ان کے کھنڈرات کو دیکھتے ہو۔ تم سوچو کہ انہیں کیسے تباہ و برباد کر دیا گیا؟ انہوں نے بھی تمہاری روش اختیار کی تھی۔ انہوں نے بھی اپنے نبیوں کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا اور فسق و فجور اور بے راہروی کے خوگر ہو گئے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر بھڑکا اور انہیں خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا۔ اس وقت انہیں بچانے کے لیے کوئی سامنے نہ آیا۔ یاد رکھو! اگر تم نے بھی اس روش کو ترک نہ کیا تو تمہارا بھی وہی انجام ہوگا اور اس ذلت کی دلدل سے کوئی طاقت تمہیں بچا نہ سکے گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے حضرت موسیٰ اور فرعون کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں کہ جو الزامات کفار حضور پر لگاتے تھے یہی الزامات فرعون اور اس کے درباریوں نے اپنے جلیل القدر رسول پر لگائے تھے لیکن آخر کار انہیں ان کا خمیازہ بھگتنا پڑا، ان کی حشمت و جاہ جاتی رہی اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو کامیابی حاصل ہوئی۔ بعینہٖ یہی حال کفار مکہ کا بھی ہوگا۔

آیات سے مراد وہ نو معجزات ہیں جن کا ذکر قصہ سیدنا موسیٰ میں تسع آیات بینات کے ضمن میں پہلے گزر چکا ہے

جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

موسیٰ نے ان کے پاس ہماری طرف سے حق لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ قتل کر ڈالو ان لوگوں کے بیٹوں کو جو

مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾

ساتھ ایمان لائے اور زندہ چھوڑ دو ان کی لڑکیوں کو ۲ اور نہیں ہے کافروں کا مکر مگر رائیگاں ہی ۳

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ

اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور چاہیے کہ وہ اپنے رب کو پکارے ۴ مجھے ڈر ہے

اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ

کہ کہیں وہ تمہارا دین نہ بدل دے یا ملک میں فساد نہ پھیلا دے ۵ اور موسیٰ علیہ السلام

سلطان مبین، ایسی واضح دلیل جس کا کوئی جواب نہ ہو، جس سے کہ اس سے مراد تورات ہے

۲۵ اہل باطل جب دلیل و برہان کے میدان میں لاجواب ہو جاتے ہیں تو جبر و تشدد پر اتر آتے ہیں۔ اور ظلم و زیادتی کا شیوہ اختیار کرتے ہیں۔ یہی حال فرعون اور اس کے امراء کا ہے۔

۲ جب موسیٰ علیہ السلام نے حق ان کے سامنے پیش کیا اور اپنی صداقت و اپنے دین کی حقانیت کو براہین قاطعہ سے ثابت کر دیا تو ان لوگوں نے آپ کو جادوگر اور جھوٹا کہنا شروع کر دیا۔ اس سے بھی عجیب بات یہ کہ فرعون نے یہ فیصلہ کیا کہ بنی اسرائیل کی نسل کشی کی جائے، بچے زندہ نہ رہنے پائیں۔ لڑکیاں زندہ رہیں۔ اس طرح بنی اسرائیل کی عددی قوت ختم ہو جائے گی اور کسی طرح ان سے [illegible] کا باعث نہ بنیں گے۔ لیکن ان کی یہ سازش بھی ناکام ہو گئی۔

۳ یعنی اپنی اس سازش میں، وما کید الکافرین الا فی ضلل، یعنی اصل سے مقصد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ذلیل کرنے کے لیے اور آپ کی دعوت کو بے اثر بنانے کے لیے سوچا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ چال بھی ناکام بنا دی۔ وہ اپنی [illegible] مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ ۴ فرعون نے بھی مجبوراً کہا کہ اب موسیٰ کا کام تمام کر دینا چاہیے۔ اگر تم لوگ مجھے چھوڑ دو تو میں موسیٰ کا کام تمام کر دوں۔ مجھے تو تمہاری سننے کا پاس ہے اور میں اسے کچھ نہیں کہتا۔ گویا موسیٰ علیہ السلام پر اپنے ملازمت کی پاسداری کی وجہ سے اب تک ہاتھ نہیں اٹھایا گیا تھا۔ حالانکہ فرعون دل میں خوفزدہ تھا کہ اگر اس نے [illegible] کی تو کہیں موسیٰ کا [illegible] بن کر اسے نگل نہ جائے۔

۵ اپنی رعایا کو اپنی پالیسی کے بارے میں مطمئن کرنے کے لیے فرعون نے دو خطروں کا ذکر کیا۔ پہلی بات تو یہ بتائی کہ اگر تم

مُوسَىٰٓ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ

نے کہا میں پناہ لے چکا ہوں اپنے رب کی اور تمہارے رب کی ہر سرکش تکبر کرنے والے سے جو نہ … حساب پر

بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ

ایمان نہیں رکھتا دن اور کہنے لگا ایک مرد جو فرعون کے خاندان سے تھا اور چھپاتا

[illegible]

[illegible]

إِيمَانَهُۥٓ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ ٱللَّهُ وَقَدْ جَآءَكُم

چھپائے ہوئے تھا اپنے ایمان کو کیا تم قتل کرنا چاہتے ہو ایک شخص کو اس وجہ سے کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے

بِٱلْبَيِّنَٰتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَٰذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُۥ ۖ وَإِن

حالانکہ وہ لے آیا ہے تمہارے پاس روشن نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اسی پر ہے اس کا جھوٹ

يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ ٱلَّذِى يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى

اور اگر وہ سچا ہے تو پہنچ کر رہے گا تمہیں کچھ حصہ اس عذاب کا جس کی وہ تمہیں دھمکی دیتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ يَٰقَوْمِ لَكُمُ ٱلْمُلْكُ ٱلْيَوْمَ ظَٰهِرِينَ

جو حد سے بڑھنے والا سخت جھوٹا ہو اے میری قوم آج تمہاری حکومت ہے درآنحالیکہ تم غالب ہو

فِى ٱلْأَرْضِ فَمَن يَنصُرُنَا مِنۢ بَأْسِ ٱللَّهِ إِن جَآءَنَا ۚ قَالَ

ملک میں لیکن کون ہماری مدد کرے گا اللہ کے عذاب سے اگر وہ ہم پر آ گیا فرعون کہنے لگا

والی رحمت میں پناہ لی ہوئی ہے تم میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

۲۸؎ قبطی قوم کا ایک مرد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ لیکن اس نے اپنی قوم کو اپنے ایمان سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ اس نے جب سنا کہ فرعون حضرت کلیم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے تو اس سے رہا نہ گیا اور اس نے ان کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی تدبیر سوچی۔ پہلے تو انہیں یہ کہا کہ تم سوچو تو سہی کہ اس نے کیا جرم کیا ہے۔ اس نے کسی کا کوئی نقصان نہیں کیا ہے۔ صرف یہ کہ تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور اس نے اپنے عقیدہ کی حقانیت دلائل و معجزات سے ثابت کر دی ہے۔ تمہارا یہ طرز عمل تو بڑی زیادتی ہے تم کسی کو اس کے عقیدہ کی وجہ سے قتل کر دیتے ہو۔ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر بالفرض وہ غلط کہہ رہا ہے تو وہ خود ہی ذلیل و خوار ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ سچا ہے تو اس کے قتل سے تمہیں کیا حاصل ہوگا۔

۲۹؎ آج کل تم بڑی عزت و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ حکومت تمہاری ہے۔ جاہ و حشمت اور دولت کی قسمیں تمہاری ہیں کسی کی مجال نہیں کہ تمہارے رعب سے سرتابی کرے۔ دولت، سلطنت، عیش و عشرت کی فراوانی ہے ہم اس حالت کو بدلنا نہیں چاہتے۔ ہماری بہتری اسی میں ہے کہ یہ حالت برقرار رہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو وہ مسرف کذاب خود ہی مٹ جائے گا۔ اور اگر وہ سچا ہے اور ہم نے اسے قتل کر دیا تو یاد رکھو خدا کا غضب جوش میں آئے گا اور ہمیں برباد کر دے گا۔

فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ

میں تو تمہیں وہی مشورہ دیتا ہوں جس کو میں درست سمجھتا ہوں اور میں تمہیں رہنمائی کرتا ہوں فقط ہدایت کے

الرَّشَادِ ۞ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ

راستہ کی طرف ۲۹ اور کہنے لگا وہ جو ایمان لایا اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بھی کہیں پہلی قوموں کی

يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۞ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ

تباہی کے دن جیسا دن نہ آجائے ۳۰ جیسا حال ہوا تھا قوم نوح، عاد اور ثمود کا اور ان لوگوں کا جو

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۞ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ

ان کے بعد آئے۔ اور اللہ نہیں چاہتا کہ بندوں پر ظلم کرے اور اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں

عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۞ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

تمہارے بارے میں پکار کے دن سے ۳۲ جس روز تم بھاگو گے پیٹھ پھیرتے ہوئے نہیں ہو گا تمہیں اللہ سے بچانے والا

پوری اتر کر رہے گی۔ اس لیے مصلحت کا یہی تقاضا ہے کہ تم موسیٰ کو اس کے حال پر چھوڑ دو ورنہ خود عزت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے اگر اس کو قتل کر دیا تو اس کے حامی مشتعل ہو جائیں گے اور ملک کی تباہی یقینی ہے۔

۲۹ فرعون نے کہا کہ میں نے تمہیں جو مشورہ دیا ہے میرے نزدیک وہ درست ہے اور میں تمہیں اسی راہ پر گامزن کرنا چاہتا ہوں جس میں تمہاری بھلائی ہے۔

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ فرعون حق بات سننے اور سمجھانے کے باوجود آج کل کے فرعونوں کی طرح تنگ ظرف اور کم حوصلہ نہیں تھا کہ جو کسی نے مخالفت میں ذرا بات کی فوراً اسے موت کی نذر کر دیا بلکہ وہ اختلاف رائے کو بڑے تحمل سے برداشت کرتا تھا۔

۳۰ اس مرد مومن نے جب دیکھا کہ اس کی پند و نصیحت کارگر نہیں ہو رہی تو اس نے دوسرا پہلو اختیار کیا اور گذشتہ زمانوں میں اپنی بداعمالیوں کے باعث تباہ و برباد ہونے والی قوموں کا ذکر شروع کر دیا اور بتایا کہ ان تباہ ہونے والی قوموں کے حالات سے عبرت پکڑو اور اس غلط روش کو چھوڑ دو۔

۳۲ ذرا سا زلزلہ آجائے یا کوئی آسمانی مصیبت آجائے تو ایسا شور مچ جاتا ہے کہ کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ جب لوگ ایک قیامت کی ہولناکیوں سے دوچار ہوں گے تو ہر طرف سے چیخ و پکار اور کہرام برپا ہو گا ہر طرف سے شور

مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جسے گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اے میری قوم بیشک

يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ

آئے تمہارے پاس یوسف علیہ السلام اس سے پہلے واضح دلائل لے کر [illegible] شک ہی میں رہے اس سے جو وہ لے کر آئے تھے

حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ

یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہنا شروع کر دیا کہ نہیں بھیجے گا اللہ تعالیٰ ان کے بعد کوئی رسول اسی طرح

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۚ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ

گمراہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جو حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہو جو لوگ جھگڑتے ہیں [illegible]

کی کوئی امید [illegible] سب [illegible] کے [illegible] ہر طرف سے دشمنوں نے گھیر رکھا ہوگا۔ اس سراسیمگی کے عالم میں شدید حال کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ [illegible] ایک دوسرے کو پکارنے [illegible] دیا

[illegible] لوگوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

[illegible] پہلے [illegible] کا ذکر ہو [illegible] [illegible] اور ان کے [illegible] کا ذکر ہو رہا ہے [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] [illegible] [illegible] حضرت یوسفؑ کے [illegible] [illegible] کا ذکر کر کے [illegible] [illegible] ان کی [illegible] آنکھوں سے دیکھنے کے [illegible] [illegible] شک کی وادیوں ہی میں بھٹکتے [illegible]

[illegible] اور جب وہ [illegible] [illegible] کوئی [illegible] نہیں آئے گا [illegible] [illegible] کا اعلان کر دیا۔

اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ

اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو۔ یہ طریقہ بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝۳۵

اور مومنوں کے نزدیک اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور سرکش کے دل پر ۴۱

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝۳۶

اور فرعون نے کہا اے ہامان! بنا میرے لیے ایک اونچا محل تاکہ اس پر چڑھ کر میں ان راہوں تک پہنچ جاؤں ۴۲

۴۱ آخر میں ایک اصول بیان فرما دیا کہ جس فرد یا قوم میں یہ تین عیب پیدا ہو جائیں ان کے ہدایت پانے کی کوئی امید نہیں رہتی۔ کوئی معجزہ کوئی پند و نصیحت انہیں راہ صداقت سے بھٹکا نہیں سکتی۔ وہ ان عیبوں سے ہو جاتے ہیں کہ خود سے انہیں گمراہ ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ تین عیب یہ ہیں

۱۔ مُسْرِف: حد سے بڑھنے والا جو احکام و اوامر اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں ان کی پابندی نہ کرنے والا۔ اسے جتنا سمجھایا جائے وہ اپنی ہٹ سے باز آنے کا نام ہی نہیں لیتا۔

۲۔ مُرْتَاب: وہ شخص جو شک کی بیماری کا مریض ہو۔ اس کے سامنے روشن دلائل کے انبار لگا دو شک کے جراثیم اس کے ذہن سے نکلتے ہی نہیں۔

۳۔ من یجادل: جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں بے جا کٹ حجتی کرتا ہے ان میں عیب نکالتا ہے۔ تو ثابت کرنا ہے جس فرد میں یہ تین عیب ہوں خدا اسے کبھی ہدایت نہیں دیتا

۴۲ فرعون نے جب یہ محسوس کیا کہ اس مرد مومن کی گفتگو حاضرین کو متاثر کر رہی ہے تو اس نے فوراً پینترا بدلا اور کہنے لگا موسیٰ کی صداقت کو پرکھنے کا ایک آسان حل کام میں لاتا ہوں تاکہ تم اس کے بارے میں پریشان رہیں اور کسی حتمی فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں۔ ابھی ایک بلند مینار تعمیر کرتے ہیں اور اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کا سراغ لگائیں گے زمین پر تو کہیں ہے نہیں اگر آسمان پر مل گیا تو ہم بھی مان لیں گے اور اگر آسمان پر بھی اس کا سراغ نہ ملا تو پھر سب کو یقین ہو جائے گا کہ موسیٰ کی بات غلط ہے۔ پھر ہامان کی طرف متوجہ ہو کر کہا، ہامان! اے وزیر با تدبیر یہ کام تم کرو میں ایک اونچا بہت اونچا مینار تعمیر کرو۔ اس پر چڑھ کر ہم آسمان پر چڑھنے کے راستے دریافت کریں گے اور آسمان کا مالک کہاں رہتا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد سوم سورۃ قصص آیت ۳۸)

ہر وہ چیز جس کے ذریعے کسی جگہ تک رسائی حاصل کی جائے اسے سبب کہتے ہیں یہاں اسباب سے مراد وہ راستے ہیں جو آسمان کی طرف جاتے ہیں یا ان سے مراد آسمان کے دروازے ہیں جن کے ذریعے آسمان میں داخل ہوتے ہیں۔ کذا فی روح

أَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَأَطَّلِعَ إِلٰىٓ إِلٰهِ مُوسٰى وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَكَذٰلِكَ

یعنی آسمانوں کی راہوں تک پھر میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ کے خدا کو اور میں تو یقین کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے ۵۴ اور

زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوٓءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ

یوں آراستہ کر دیا گیا فرعون کے لیے اس کا برا عمل اور روک دیا گیا اسے راہ راست سے اور نہیں تھا

فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ

فرعون کا سارا فریب مگر اپنی تباہی کے لیے ۵۵ اور کہنے لگا وہ جو ایمان لایا تھا اے میری قوم میرے پیچھے چلو

أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾ يٰقَوْمِ إِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ

میں دکھاؤں گا تمہیں ہدایت کی راہ ۵۶ اے میری قوم! یہ دنیوی زندگی تو چند روزہ لطف اندوزی ہے

وَّإِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰىٓ

اور آخرت ہی ہمیشہ ٹھہرنے کی جگہ ہے جو برے کام کرتا ہے اسے سزا دی جائے گی

إِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اسی قدر اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ

الی شئی معہ سبب کالرشاء والطناب۔ واسباب السماء ابوابها

۵۴ ساتھ ہی اپنی رائے بھی ظاہر کر دی کہ میرا قوی خیال ہے کہ موسیٰ کی بات میں سچائی نام کو نہیں۔ ظن، بمعنی گمان غالب بھی لیا جا سکتا ہے اور بمعنی یقین بھی۔

۵۵ یعنی اس کی مکاری، عیاری، حیلہ سازی اور دانستہ انکار حق کے باعث اس کے برے اعمال اسے حسین و زیبا نظر آنے لگے، وہ انہی کے پیچھے پڑا رہا اور جو حیلہ سازیاں اس نے حضرت موسیٰ کے خلاف کی تھیں وہ سب خود اس کی تباہی اور بربادی کا سبب بنیں۔

۵۶ یعنی بھلائی اور نجات کا راستہ وہ نہیں جس پر فرعون تمہیں چلانا چاہتا ہے بلکہ آؤ میں تمہیں رشد و ہدایت کا راستہ دکھاتا ہوں جس پر چل کر تم اپنی منزل تک پہنچ سکتے ہو۔

فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾ وَ

ایمان ہو تو وہ داخل ہوں گے جنت میں رزق دیا جائے گا انہیں وہاں بے حساب اور

يَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجَاةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾

اے میری قوم میرا بھی عجیب حال ہے کہ میں تو تمہیں بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھے آگ کی طرف ف۲۸

تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا

تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور میں شریک ٹھہراؤں اس کے ساتھ اس چیز کو جس کا مجھے علم تک نہیں اور میں

أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ

حال یہ ہے کہ میں بلاتا ہوں تمہیں اس کی طرف جو بڑا زبردست بہت بخشنے والا ہے یقینی بات ہے کہ جس کی طرف

لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ

تم مجھے بلاتے ہو وہ اس لائق ہی نہیں کہ اسے پکارا جائے نہ اس دنیا میں اور نہ آخرت میں ف۲۹ اور یقیناً ہم سب کو لوٹنا ہے

مومن آل فرعون کا سلسلہ وعظ جاری ہے اب اس نے سلطنت کے سامنے کھلم کھلا اپنا ایمان ظاہر کر دیا ہے اور اس کے نتائج اور خطرات سے بے نیاز ہو کر اعلان حق کرنا شروع کر دیا ہے۔

ف۲۸ یعنی میرے ساتھ بھی تم لوگوں کا رویہ عجیب و غریب ہے میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ میں جانے کی دعوت دیتے ہو میں تمہیں اس وحدہ لاشریک کی بندگی کی تلقین کرتا ہوں جو سب پر غالب بھی ہے اور اس کے باوجود بخشنے والا ہے اگر بندہ عمر بھر خطائیں کر کے بھی اس کے در کرم پر لوٹ آئے تو وہ معاف کر دیتا ہے اور تم مجھے کہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ ایسے شریک بناؤں جو باطل ہیں جن کے بارے میں اختیار رکھنے اور خدائی کا مجھے کوئی علم نہیں میں تو تمہاری خیر خواہی میں مرا جا رہا ہوں اور تم ہو کہ اپنے ساتھ مجھے بھی آگ میں دھکیل دینا چاہتے ہو تم میرے بھی دشمن ہو مجھے تمہاری ایسی دوستی کی ضرورت نہیں۔ مجھ پر تو فضل کرو مجھے اس قسم کی نصیحتیں نہ کیا کرو۔

ف۲۹ یعنی جن معبودان باطل کی عبادت کرنے کی تم مجھے نصیحت کر رہے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ انہیں یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ دنیا میں یا آخرت میں انہیں معبود تسلیم کیا جائے نہ انہوں نے خود بھی ایسی خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اتنے بے بس اور بے اختیار ہیں کہ نہ دنیا میں ان کو پکارنے کا کوئی فائدہ ہے اور نہ قیامت کے دن کسی کی فریاد سن سکیں گے

الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ

اللہ کی طرف اور یقیناً حد سے گزر جانے والے ہی دوزخی ہیں   پس [illegible]   عنقریب تم یاد کرو گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں

وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقَاهُ

اور میں اپنا سارا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں   بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے   پس بچا لیا اسے

اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾

اللہ تعالیٰ نے ان بری تدبیروں سے جو انہوں نے کی تھیں اور گھیر لیا فرعونیوں کو سخت عذاب نے

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

وہ آگ ہے جس پر وہ پیش کیے جاتے ہیں ہر صبح و شام   اور جس روز قیامت قائم ہو گی (حکم ہو گا)

أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ

داخل کر دو فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں   اور آگ میں [illegible]   جب وہ جھگڑ رہے ہوں گے

ف فرعون جو پہلے آپ کی مدد کیا کرتا تھا اس کے بعد [illegible] یہ مرد مومن کہہ رہا

لیکن جب [illegible] کہ آج تم میری بات [illegible]

تمہیں [illegible] گزرتی ہے عنقریب وہ وقت آئے گا جب عذاب الٰہی قوم پر نازل ہو گا اس وقت تم میری ان باتوں کو یاد کرو گے

ف تمہارے پاس طاقت و اقتدار ہے اور میں [illegible]

مجھ پر [illegible] مجھے قتل کر [illegible]

کی [illegible] سارے معاملات اللہ کے سپرد کر دیے ہیں وہ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے

ف چنانچہ [illegible] اس مرد مومن کو قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے

بندے کی خود حفاظت فرمائی [illegible] اس کا بال بیکا نہ کر سکا [illegible] غرق کر دیا گیا۔

ف فرعون اور اس کا لشکر [illegible] میں غرق ہو گیا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر سلامتی سے نکل

چکے [illegible] ان کا قصہ یہیں ختم نہیں [illegible]

کو ہر صبح و شام دوزخ کی آگ پر پیش کیا جاتا ہے [illegible] دنیا کی میعاد ختم ہو گی قیامت قائم

فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

پس کہیں گے کمزور لوگ ان سے جو تکبر کیا کرتے تھے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے پس کیا تم دور

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝۴۷ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

کر سکتے ہو ہم سے کچھ حصہ آگ (کے عذاب) کا ۔ جواب دیں گے متکبر

اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝۴۸ وَقَالَ الَّذِيْنَ

ہم سب آگ میں (اکٹھے) رہتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے بندوں کے متعلق اور کہیں گے جو

فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

آگ میں ہوں گے داروغوں کو جہنم کے کہ دعا کرو اپنے رب سے کہ ہلکا کر دے ہم سے عذاب میں کچھ تخفیف ایک دن

الْعَذَابِ ۝۴۹ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا

سے ۵۰؎ وہ جواب دیں گے، کیا نہیں آیا کرتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول روشن دلائل کے ساتھ۔ وہ

ہوگی۔ اس کے بعد انہیں اسی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

اس آیت سے علماء اہل سنت نے عذاب قبر کا اثبات کیا ہے۔ قبر سے مراد صرف وہ گڑھا ہی نہیں جس میں کسی کو دفن کیا جاتا ہے کیونکہ قبر تو کسی کو نصیب ہوتی ہے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے مراد عالم برزخ ہے۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے کے وقت کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ آل فرعون کو دیے جانے والے دو عذابوں کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ ایک وہ جس میں قیامت سے پہلے وہ مبتلا ہیں۔ دوسرا وہ جو قیامت کے بعد انہیں دیا جائے گا۔ ھذہ الآیۃ اصل کبیر فی استدلال اھل السنۃ علی عذاب البرزخ فی القبور۔

۴۷؎ کافر سردار اور ان کے پیروکار سب ایک جگہ آتش جہنم میں جل رہے ہوں گے پیروکار کہیں گے اے ہمارے سردارو! دنیا میں تو تم بڑی ڈینگیں مارا کرتے تھے کہ ہم یوں کر دیں گے ہم یوں کر دیں گے۔ اب اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر ہمارے عذاب میں تو کچھ تخفیف کرا دو۔

۴۸؎ ان کی بے بسی دیدنی ہوگی۔

۴۹؎ پھر دوزخی ان فرشتوں کی منت سماجت کریں گے جو جہنم کی حفاظت کے لیے مقرر ہیں کہ تم ہمارے لیے دعا کرو

بَلٰى ۚ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا

کہیں گے بیشک! داروغے کہیں گے تم خود ہی دعا کرو اور حقیقت یہ ہے کہ نہیں ہے کافروں کی دعا مگر محض بے سود ۵۰ بیشک ہم

لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ

(اب بھی) مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور مومنین کی۔ اس دنیوی زندگی میں اور اس دن بھی (مدد کریں گے)

الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ

جس دن گواہ کھڑے ہوں گے ۵۱ اس روز نفع نہ دے گی ظالموں کو ان کی معذرت خواہی اور ان کے لیے لعنت ہوگی

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا

اور ان کے لیے (دوزخ) کا بدترین گھر ہوگا اور ہم نے عطا فرمایا موسیٰ کو (نور) ہدایت اور وارث بنایا

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾

بنی اسرائیل کو کتاب کا جو سراپا ہدایت اور نصیحت تھی عقلمندوں کے لیے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

پس (اے محبوب!) آپ صبر فرمائیے (کفار کی درشتیوں پر) بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور استغفار کرتے رہیے اپنی امت کے گناہوں کے لیے ۵۵ اور پاکی بیان

کہ کسی دن تو ہمارے عذاب کی شدت کم کر دی جائے۔ فرشتے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے جیسے گستاخوں اور بدکاروں کے لیے دعا مانگنے سے رہے۔ اب یہ تم جانو اور تمہارا کام۔

۵۰ اللہ تعالیٰ نے دو ٹوک فرمایا کہ کفار کی دعا تو راہ راست سے بھٹکی ہوئی ہے۔ قبولیت کی منزل تک کبھی نہیں پہنچ سکتی آج ان کا رونا پیٹنا، چیخنا چلانا اور واویلا کرنا سب بے سود ہے۔

۵۱ ہماری مدد اپنے رسولوں کے لیے اور اہل ایمان کے لیے مخصوص ہے۔ کافر وقتی طور پر کتنے ہی خوشحال اور کامگار ہوں، حقیقی کامیابی و کامرانی فقط ان کو نصیب ہوگی جن کی ہم دستگیری کریں گے۔

۵۵ بعض اوقات اولیٰ کا ترک عام لوگوں کے لیے جرم اور گناہ تصور نہیں ہوتا لیکن مقربین بارگاہ صمدیت سے ترک اولیٰ کا صدور بھی قابل مواخذہ ہوتا ہے۔ یہاں بھی جس ذنب سے استغفار کی ہدایت کی جا رہی ہے اس سے مراد ایسے امور

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيٰتِ اللّٰهِ

کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام کے وقت اور صبح کے وقت ۔ بیشک جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں کے بارے میں

بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ أَتٰهُمْ ۙ إِنْ فِي صُدُوْرِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو نہیں ہے ان کے سینوں میں بجز بڑائی کی ایک ہوس کے جس کو وہ

بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۖ إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَخَلْقُ

پہنچ نہیں سکیں گے پس آپ اللہ کی پناہ طلب کیجیے بیشک وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے بیشک پیدا

جو دعوت [illegible] ہے لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مقام رفیع اور شان عالی کے شایان شان نہیں [illegible] [illegible] سے [illegible] ان کی طرف [illegible] ناقابل برداشت [illegible] ہے۔ ہو سکتا ہے [illegible] اور کوئی شخص تو اس کا [illegible] [illegible] اس عبارت میں [illegible] [illegible] علامہ قرطبی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: وهذا تعبد للنبي عليه السلام بالدعاء والاستغفار لزيادة الدرجات وليصير الدعاء سنة لمن بعده (قرطبی)۔ یعنی یہ حکم [illegible] ہے تاکہ [illegible] حضور کے درجات بلند تر ہوتے جائیں اور امت کے لیے دعا و استغفار [illegible] سنت بن جائے گی۔

مشرکین مکہ [illegible] قرآن، اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت ابن عباس کا قول پیش کرتے ہیں قال ابن عباس ما يحملهم على تكذيبك الا ما في صدورهم من الكبر والعظمة [illegible]

اللہ تعالیٰ نے ما هم ببالغيه فرما کر ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا [illegible] کامیاب نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ نے [illegible] اپنے محبوب کو [illegible] [illegible]

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

کرنا آسمانوں اور زمین کا بہت بڑا کام ہے لوگوں کے پیدا کرنے سے لیکن بہت سے لوگ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ

(اس) حقیقت کو نہیں جانتے [illegible] اور یکساں نہیں ہے اندھا اور بینا [illegible] اور (اسی طرح)

کی خواہش کا حق ذلیل کر رہا ہو، مگر یہ صورت ہے کہ کسی کے بھی بیہودہ جھگڑوں کی وجہ سے مرعوب کیا جائے گا۔

[illegible] یہ سازشیں کرتے ہیں تو انہیں کرنے دو، وہ شمع اسلام کو بجھانے کے لیے منصوبے بناتے ہیں تو انہیں بنانے دو، وہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں تو دینے دو۔ آپ اپنے رب کی پناہ طلب کرو جس کو وہ اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لیتا ہے ساری دنیا بھی اگر اس کے خون کی پیاسی ہو تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ وہ آپ کی دعاؤں اور التجاؤں کو بھی سنتا ہے اور ان کے منصوبوں کو بھی خوب دیکھ رہا ہے۔

[illegible] کفار کا اسلام پر سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ وہ قیامت پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔ یہ بات انہیں خلاف عقل نظر آتی۔ وہ خود سوچتے اور دوسروں کو کہتے کہ بھلا ہمارا جسم ہڈیوں میں سے ہونے کے بعد ہم دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے یہ بات صریحاً باطل ہے اور عقل سلیم اس کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔ ان کے اس اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے کہ کسی شے کو جزو بالکل گل سڑ جانے کے بعد دوبارہ جب کہ اس کی خاک کے ذرے بھی کائنات کی وسعتوں میں گم ہو چکے ہوں گے بڑا مشکل کام ہے لیکن یہ تو سوچو کہ کس کے لیے مشکل ہے۔ ہم جیسوں کے لیے تو واقعی مشکل ہے لیکن کیا وہ قدرت جو سارے اس عالم کو عدم سے پیدا کرنے والا ہے اس کے لیے بھی مشکل ہے۔ تم خدا کی قدرت اور علم کو اپنی بے بسی اور بے علمی پر کیوں قیاس کرتے ہو۔ یہ سوچ کا یہ انداز غلط نہیں بالکل ہے۔

[illegible] یہ تو تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ اندھا اور بینا برابر نہیں ہیں اسی طرح جو لوگ خیر و نیکی کی راہ پر گامزن رہتے ہیں اپنے نفس کی خواہشات پر اپنے رب کی رضا کو ترجیح دیتے ہیں، اپنا ذاتی نقصان برداشت کر لیتے ہیں لیکن کسی کے ساتھ دھوکا نہیں کرتے۔ ان میں اور ان لوگوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے جن کی ہوس پرستی عیش کوشی میں بدل چلی۔ انہوں نے اپنے ذاتی کی قربانی کا ہر موقع دوسرے لوگوں کے مفادات کو قربان کر دیا بلکہ اپنی ذاتی وجاہت اور خاندانی وقار کی خاطر پوری قوم اور ملک کی عزت و آزادی کو قربان کر دیا۔ جب تم بھی اندھے اور بینا کو ایک جیسا اور بدکاروں کی عزت نہیں کر سکتے تو ان میں مساوات کے قائل ہو اور اگر موت کو ہی سفر حیات کی آخری منزل یقین کر لیا جائے تو پھر فرق کہاں نمایاں ہو گا۔ نیک کو اس کی نیکی کا کیا صلہ ملا، بدکار کو اپنی بدکاری کی کون سی سزا ملی۔ بلکہ اس نظریہ کے مطابق تو وہ بدکار جس نے سب سے لمبے ہاتھ [illegible] نکالی اور خوب داد عیش دی۔۔ وہ اس نیک سے بدرجہا بہتر ہے جس نے اپنے آپ کو اخلاقی ضابطوں کا پابند کیا اور

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝

مومن نیکوکار اور بدکار بھی یکساں نہیں قہ بہت کم غور کرتے ہو تم

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

یقیناً قیامت آکر رہے گی ذرا شک نہیں ہے اس میں لیکن بہت سے لوگ (قیامت پر)

لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ

ایمان نہیں لاتے ۵۹ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا ۶۰ بیشک

ہر ایک کی کمزوری کا عیب معلوم ہو گیا۔ اس لیے عقل سلیم کا فیصلہ یہ ہے کہ اس دار العمل کے بعد ایک دار الجزاء ہو اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی ہو جس میں نیک لوگوں کو جنت کی ابدی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے اور مشرکوں کو ان کے کیے کی سزا ملے۔

۵۸ تم ان حقائق میں غور و فکر کی بہت ہی کم زحمت کرتے ہو اگر تم سوچ بچار کی تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت کرو تو یہ حقائق کھل کر تمہارے سامنے آ جائیں۔

۵۹ تمہارے انکار سے قیامت ٹل نہیں جائے گی بلکہ قیامت ضرور آئے گی یہ اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہے۔

۶۰ حضرت ابن عباس سے ادعونی استجب لکم کی یہ تفسیر منقول ہے اعبدونی اثبکم۔ تم میری عبادت کرو میں تمہیں اس کا ثواب اور اجر عطا کروں گا۔ یہی قول ضحاک، مجاہد اور حسن بصری کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ دیگر علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے۔ اسئلونی اعطکم۔ مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا (روح المعانی)۔ حقیقت میں یہ دونوں تفسیریں ہم معنی ہیں۔ ان میں اصلاً کوئی تفاوت نہیں۔ دعا عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے کیونکہ بندہ کی عاجزی اور نیازمندی کو عبادت کہتے ہیں اور اس کا ظہور صحیح معنوں میں اسی وقت ہوتا ہے جب انسان مصائب میں گھرا ہو۔ دوست ساتھ چھوڑ گئے ہوں، ہر تدبیر ناکام ہو چکی ہو، حالات کی سنگینی نے اس کی قوت و طاقت کو ریزہ ریزہ کر ڈالا ہو جب ہر طرف سے امیدیں منقطع کر کے اپنے رب کریم کے در اقدس پر آ کر سر نیاز جھکا دے اس کی زبان گنگ ہو دل درد مندی کی داستان، شکستہ بار آنکھیں اشکبار ہوں اور اسے یقین ہو کہ وہ اس قادر مطلق کے سامنے اپنا قصہ غم پیش کر رہا ہے اور اپنی مشکل کو بیان کر رہا ہے جس کے سامنے کوئی مشکل مشکل ہی نہیں، جس سے یہ بھی توقع ہو کہ یہاں سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا کبھی خالی اور محروم نہیں لوٹایا جاتا، تو اس وقت جو عبادت تذلل، خضوع و خشوع اس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے اس کی مثال کہاں ملے گی۔

اسی لیے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الدعاء مخ العبادۃ دعا عبادت کا مغز ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کلمات طیبات سے ذکر فرمایا ہے۔ الدعاء سلاح المومن وعماد الدین ونور السموات والارض

یعنی دُعا مومن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان اس کے نور سے منور ہیں۔ مستدرک، ایک دوسری حدیث میں ہے: عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فتح له منکم باب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة، وما سئل اللہ شیئا احب الیه من ان یسال العافیة۔ ترمذی۔ یعنی حضور نے فرمایا کہ جس شخص کے لیے دُعا کا دروازہ کھول دیا گیا تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا بہت ہی پسندیدہ ہے۔

حضور رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا مانگنے والے کو یہ تلقین بھی فرمائی ہے کہ جب وہ دُعا مانگے تو اس کے دل میں یہ یقین ہو کہ میرا کریم و رحیم پروردگار میری اس عاجزانہ التجا کو ضرور قبول فرمائے گا۔ عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم ادْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ۔ یعنی اللہ سے دُعا مانگو اس یقین سے کہ وہ قبول ہوگی اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ اس دُعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل دل سے مانگی جائے۔

دُعا کی قبولیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دُعا مانگنے والا جس چیز کے لیے دعا مانگ رہا ہے اس کے بارے میں اپنی شدت احتیاج اور افتقار کا اظہار کرے تاکہ پتہ چلے کہ اگر اس کی یہ التجا منظور نہ ہوئی تو اس کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا اور یہ صدمہ برداشت کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ حدیث نبوی میں ہے: اذا دعا احدکم فلا یقل اللهم اغفر لی ان شئت ولکن لیعزم ولیعظم الرغبة فان اللہ تعالیٰ لا یتعاظمه شیء اعطاه۔ مسلم۔ یعنی جب تم میں سے کوئی دُعا مانگے تو یوں نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہتا ہے تو میری مغفرت فرما بلکہ یوں عرض کرے کہ اے مولیٰ! مجھے ضرور بخش دے۔

حضرت فضالہ بن عبید روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے تو ایک آدمی مسجد میں آیا۔ نماز ادا کی۔ پھر یوں دعا مانگنے لگا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ حضور نے اس کی کیفیت دیکھی تو فرمایا۔ عَجِلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّیْ اے نمازی تو نے بڑی عجلت کی۔ دعا یوں تو نہیں مانگی جاتی۔ اس کو دُعا کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُهُ۔ یعنی جب تو نماز پڑھ چکے تو بیٹھ جا اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر جو اس کے لائق ہے پھر مجھ پر درود بھیج، پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ۔

اس شخص کے چلے جانے کے بعد ایک دوسرا آدمی آیا۔ اس نے پہلے نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر حضور پاک پر درود بھیجا۔ فقال له النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ایها المصلی اُدْعُ تُجَبْ۔ حضور نے اس کو فرمایا اے نمازی! اب دُعا مانگ تمہاری دُعا قبول کی جائے گی۔ (رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت نماز ادا کرنے کے بعد جو ذکر الٰہی کرتے ہیں، پھر درود پاک پڑھتے ہیں اور اس کے بعد دُعا مانگتے ہیں یہی دُعا مانگنے کا مسنون طریقہ ہے اور جو لوگ اس چیز سے روکتے ہیں وہ بے خبر لوگ ہیں۔

اگر کسی ولی سے اس کی ظاہری زندگی یا اس کے وصال کے بعد دُعا کے لیے التماس کیا جائے یا بارگاہ رسالت میں شفاعت

الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ

جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل و خوار ہو کر ٹ

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

اللہ ہی ہے جس نے بنائی ہے تمہارے لیے رات تاکہ تم آرام کرو اس میں اور بنایا ہے دن کو روشن ٹ

کیا جانے لگتے ہیں جس روز عبادت شمار کرتے ہیں اور دعا کرنے کو باقاعدہ شرک کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنے والا ان کو صرف اللہ سے ان کو قطعاً مستقل نہیں سمجھتا اور جس کے دل میں یہ وہم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ۔ چاہے تب بھی یہ حضرات اس کی مشکل کشائی کر سکتے ہیں [illegible] کرنے سے شرک اور اللہ تعالیٰ کا معبود سمجھتے ہیں اور جس میں سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے سرفراز فرماتا ہے تو کسی قسم کا شرک نہیں۔ [illegible] سے تو حضور سید المطلق اعظم اور [illegible] کی وصیت [illegible] صالحین کے لیے دعا کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں [illegible] اور عقیدۂ توحید پر ہمیشہ ثابت قدم رکھے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے بطفیل اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

ٹ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں یا اس کی جناب میں دست دعا دراز کرنے کو بھی توہین خیال کرتے ہیں ایسے مغرور اور سرکش لوگ ذلیل و رسوا کر کے جہنم رسید کیے جائیں گے۔

ٹ یہاں توحید باری کی ایسی دلیل پیش کی جا رہی ہے جسے سمجھنے کے لیے کسی بڑی عقل و فراست یا علم و فضل کی ضرورت نہیں بلکہ ایک ان پڑھ بھی اسے بآسانی سمجھ سکتا ہے اور اس سے مرتب استفادہ کر رہا ہے۔ یہ رات اور دن کا تسلسل ہزاروں لاکھوں برس سے متواتر ہے [illegible] سے آج [illegible] سال پہلے اس تاریخ کو جس وقت سے سورج طلوع ہوا اور جس وقت غروب ہوا عین اسی منٹ پر ہوا اس میں ذرہ بھر تفاوت نہیں۔ اگر کل [illegible] ایک منٹ میں فرق ہو تو آج بھی تو اس کا فرق معلوم ہو کر ایک مدت کے [illegible] کے مطابق [illegible] منٹ پر طلوع ہوا [illegible] منٹ پر غروب ہوا تھا [illegible] منٹ پہلے طلوع ہوا اور [illegible] منٹ دیر سے غروب ہو جب یہ ساری حقیقت ہے تو معلوم ہوا کہ یہ [illegible] جس کا نظم ہمیشہ سے جاری اور نافذ العمل ہے

آٹھ پہروں کو رات اور دن میں تقسیم کرنے میں جو حکمتیں اور منافع ہیں ان سے تو بچہ بچہ آگاہ ہے۔ اس بے مثال نظام کے چلانے والے کے شب و روز سے فائدہ بھی اٹھاتے ہو اور اس کی وحدانیت کا انکار بھی کرتے ہو۔ اس سے بڑی ناشکری اور کیا ہو سکتی ہے۔ مُبْصِرًا مضیئا روشن۔

إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

بیشک اللہ تعالیٰ بڑا فضل (وکرم) فرمانے والا ہے لوگوں پر لیکن بہت سے لوگ (اس کی نعمتوں کا)

لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا

شکر ادا نہیں کرتے۔ وہ ہے اللہ تمہارا رب، پیدا کرنے والا ہر چیز کا، کوئی عبادت کے لائق

هُوَ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٦٢﴾ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

نہیں بجز اس کے پس کہاں راہِ حق سے تم روگرداں کئے جا رہے ہو فلہ اسی طرح راہِ حق سے منہ پھیر دیا جاتا ہے ان بدنصیبوں کا جو

يَجْحَدُونَ ﴿٦٣﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ

اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے زمین کو قیام کی جگہ اور آسمان کو چھت کی مانند ثلہ

فلہ یہ اللہ تعالیٰ جس کی یہ شانیں اور صفتیں ہیں جس کی وحدانیت اور یکتائی پر گلشنِ ہستی کی ہر کلی شہادت دے رہی ہے یہی تمہارا پروردگار ہے۔ ہر چیز کا مقصودِ وجود بھی وہی ہے اس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پس تمہیں یہ جرأت کیسے ہو رہی ہے کہ تم اس کی عبادت سے روگردانی کر کے ادھر ادھر باطل معبودوں کے آستانوں پر ماتھے رگڑتے پھرو۔ علامہ جوہری صحاح میں لفظ افک کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ای قلبہ وصرفہ عن الشیء۔ یعنی کسی چیز سے روگردانی کرانا، منہ پھیر دینا۔ لیکن علامہ راغب اصفہانی نے اس لفظ کا جامع مفہوم یوں تحریر فرمایا:

الافک کل مصروف عن وجہہ الذی یحق ان یکون علیہ۔ یعنی ایسی چیز سے منہ پھیر لینا جس سے وابستہ رہنا اس پہ لازم تھا۔ ایسی سمت سے منہ پھیر لینا جس کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔

ثلہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے عجیب و غریب شاہکار پیش کئے جا رہے ہیں جن میں قدرت کے ساتھ حکمت اور رحمت کی صفات کی جلوہ گری بھی نمایاں ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قرارگاہ بنایا۔ نہ وہ اتنی سخت ہے کہ تم اس پر چل ہی نہ سکو، نہ وہاں آرام کر سکو اور نہ اس میں کھیتی باڑی کر سکو اور نہ اتنی نرم ہے کہ قدم رکھو تو نیچے دھنستے چلے جاؤ۔ تمہارے سروں پر نیلے افلاک کی ردا پھیلا دی جو دیکھنے والے کو گنبد نما نظر آتا ہے۔ اس طرح تم کو ان بالائی آفتوں سے بچا لیا گیا ہے جن کا تمہیں شعور بھی نہیں اور یہ طاقت بھی نہیں ہے کہ خود تم ان سے اپنا بچاؤ کر سکو۔

بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

اور تمہاری صورت گری کی اور حسین بنادیں تمہاری صورتیں [illegible] اور کھانے کے لیے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں [illegible]

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ

ایسی خوبیوں والا اللہ تمہارا پروردگار ہے پس بڑی ہی برکتوں والا ہے اللہ تعالیٰ جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے [illegible] وہی ہمیشہ زندہ ہے نہیں ہے

اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

کوئی عبادت کے لائق بجز اس کے [illegible] پس اسی کی عبادت کیا کرو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے دین کو [illegible] سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے سارے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

جہانوں کا آپ فرما دیجیے کہ مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں ان کی جن کو تم پکارتے ہو

[illegible] کس حسن سے تمہاری تصویر کشی بھی فرمائی ہے اور تمہاری صورتوں کو کتنا حسین اور دلکش بنایا ہے۔ جسم کے ہر عضو میں حسن کا ایک معتدل تناسب ہے۔ ناک ایسی ہو آنکھیں ایسی ہوں رخسار ایسے ہوں۔ لیکن حقیقی دلکشی اور رعنائی تو یہ ہے کہ جس مقصد کے لیے اس کی تخلیق کی گئی ہے اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس کے پاس پوری پوری صلاحیتیں ہوں۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: حيث خلق كلا منكم منتصب القامة بادي البشرة متناسب الاعضاء والتخطيط متهيئا لمزاولة الصنائع واكتساب الكمالات (روح المعانی)

یعنی یہاں حسن سے مراد یہ ہے کہ تمہیں قامت کشیدہ دی اور تمہیں متناسب اعضا عطا کیے تمہارا سراپا دلکش بنایا، تم ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام بخوبی انجام دے سکتے ہو تمہیں کسب کمال کے لیے جو صلاحیتیں [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] روزی سے پیدا کرنے سے پہلے ہی تمہارے لیے رنگا رنگ نعمتوں کا ایک دستر خوان بچھا دیا۔ تمہیں صرف تمہاری ضرورتوں کو ہی پورا نہیں کیا بلکہ تمہارے ذوق لطیف کی تسکین کا سامان بھی مہیا فرما دیا ہے۔ [illegible] ہیں۔

[illegible] یہی وہ ذات پاک جس کی یہ صفات ہیں وہ اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی چند صفات کمال کا ذکر ہو رہا ہے۔

[illegible] جب اس کی یہ شان ہے تو اور کون ہے جسے اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ اس لیے اپنے عقیدہ کو ہر قسم کے جلی و خفی شرک کی آمیزش سے پاک کرتے ہوئے صرف اسی کی عبادت کرو۔ فادعوه: فاعبدوه (روح المعانی)

مخلصین ای فاعبدوه مخلصین له [illegible] فادعوه کا مطلب فاعبدوه ہے یہاں دُعا عبادت کے معنی میں مذکور ہے۔

دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ

اللہ کے سوا جب کہ آگئی ہیں میرے پاس روشن دلیلیں اپنے رب کی طرف سے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں

لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

سر تسلیم خم کروں رب العالمین کے سامنے ۞ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا

نطفہ سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے پھر نکالتا ہے تمہیں (شکم مادر سے) بچہ بنا کر پھر (پرورش کرتا ہے) تاکہ تم پہنچ جاؤ اپنی قوتوں کی انتہا کو

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ

پھر (مہلت دیتا ہے) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور بعض تم میں سے وفات پا جاتے ہیں پہلے ہی اور

وَلِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ

یہ سب اس لیے ہے کہ تم پہنچ جاؤ مقررہ میعاد تک اور تاکہ تم عقل سے کام لو ۞ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے

۞ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے اور حضور کو اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] کہ آپ ان بیہودہ لوگوں [illegible] عبادت سے روکا گیا ہے [illegible] رب کے ارشاد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا [illegible] [illegible] [illegible] پرستش کا تصور تک بھی کر سکتا ہوں۔

۞ اللہ تعالیٰ کی [illegible] انسان کی تخلیق کے [illegible] آخری منزل تک [illegible] کی موت کا وقت [illegible] [illegible] اگر تم سمجھنے کی کوشش کرو تو اس

وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ

اور مارتا ہے پس جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اتنا کہتا ہے اسے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے کیا تم

تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ

نہیں دیکھتے ان لوگوں کی طرف جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیات میں، یہ کہاں بھٹکے جا رہے ہیں ۂ جن لوگوں نے

كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾

جھٹلایا اس کتاب کو اور اس چیز کو بھی جسے دے کر ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو۔ انہیں عنقریب اس کا انجام معلوم ہو جائے گا ۂ

إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ

جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ کھولتے ہوئے پانی میں

ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ

پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے ۂ پھر پوچھا جائے گا ان سے کہاں ہیں وہ جنہیں تم

ہیں اہل دانش کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سورۂ حج کی آیت ۵ کے حواشی۔

ۂ ان شریر اور ضدی لوگوں کے بارے میں جو ہدایت قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا ان کی عادت بن گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسولوں کے ساتھ انہیں چڑ سی ہو گئی ہے۔ ہر سچی بات کو یہ بے وقوف الٹی سمجھ بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کی ان خرابیوں کے باعث ان کی ہدایت پذیری کی صلاحیت دم توڑ گئی ہے۔

ۂ اس بے جا ضد اور ہٹ دھرمی کا انجام انہیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا

ۂ ان کے گلے میں طوق اور زنجیر ہوگی انہیں گھسیٹ کر کھولتے ہوئے پانی کے چشمے پر لے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا کہ تم سے پانی پیو! ان کے پیاس کا شدید غلبہ ہو رہا ہوگا، اب پیٹ بھر کر پانی پی لو۔ جب وہ بادل ناخواستہ چند گھونٹ زہر کر لیں گے تو پھر انہیں آتش جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

یسحبون سحب سے ہے، اس کا معنی ہے گھسیٹ کر لے جانا۔ یُسْجَرُونَ، مجاہد اس کی تفسیر بیان کرتے ہیں:
سجرت التنور، اوقدتہ وملاتہ تنور کو ایندھن سے بھر دینا بھڑکانا۔ اسی مناسبت سے یسجرون کا معنی کیا گیا ہے
یطرحون فیھا ویکونون وقودھا انہیں آتش دوزخ میں پھینک دیا جائے گا اور وہ اس کا ایندھن بن جائیں گے۔ (قرطبی)

تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُوا

شریک ٹھہراتے تھے ۔ اللہ کے سوا ۱۵ وہ کہیں گے وہ تو گم ہو گئے ہم سے ۱۶ بلکہ ہم تو کسی چیز کو پوجتے ہی نہ

مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِينَ ﴿٧٤﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تھے اس سے پہلے ۱۷ اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے کافروں کو ۱۸ یہ سزا اس وجہ سے ہے

تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾ ادْخُلُوا

اس لیے کہ تم خوشیاں منایا کرتے تھے زمین میں بغیر کسی حق کے اور اس سبب سے کہ تم اکڑ کر چلا کرتے تھے ۱۹ اب داخل ہو جاؤ

أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٦﴾

جہنم کے دروازوں میں تم یہاں ہمیشہ رہنے والے ہو پس یہ بہت برا ٹھکانا ہے تکبر و غرور کرنے والوں کا

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي

پس اے حبیب! آپ ثابت قدم رہیے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۲۰ سو ہم یا تو آپ کو دکھا دیں اس عذاب کا کچھ حصہ جس کا

۱۵ اس وقت ان سے پوچھا جائے گا کہ اب بتاؤ تمہارا کیا حال ہے تمہیں ہمارے رسولوں نے بار بار سمجھایا کہ شرک سے باز آؤ لیکن تم نے ایک نہ سنی۔ اب بھگتو اپنے کرتوت کی سزا۔ بتاؤ تمہارے وہ بت کہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم جن کی عبادت کیا کرتے تھے وہ آج تمہیں دوزخ سے نکال کر اور اس عذاب الیم سے بچا کر کیوں نہیں لے جاتے

۱۶ اس وقت ان کی پشیمانی کی انتہا ہو جائے گی وہ کہیں گے کہ آج تو وہ بت کہیں نظر ہی نہیں آتے۔

۱۷ اس کے ساتھ مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو کسی غیر خدا کی پرستش کیا ہی نہیں کرتے تھے

۱۸ ان کی گمراہی اور قبول ہدایت سے انکار کی وجہ بیان کی جا رہی ہے۔

۱۹ بڑی مخلصانہ کوششوں کے باوجود کفار اپنی روش ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے بلکہ اسلام کے خلاف ان کی سرگرمیاں تیز سے تیز تر ہوتی جاتی تھیں۔ مولا کریم اپنے حبیب کرم کو صبر کی تلقین فرما رہے ہیں۔ یہ بتایا جا رہا ہے کہ دین اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی کامیابی کا جو وعدہ آپ کے ساتھ کیا گیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاغوتی قوت اس وعدہ کے ایفا میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔ کفار اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ کس طرح ان کے قصروں کی بادشاہی کا تخت اوندھا ہوتا ہے اور کس طرح دین محمدی کا پرچم اونچا ہوتا ہے [illegible]

نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

ان سے ہم نے وعدہ کیا ہے یا اس سے پہلے ہی آپ کو دنیا سے اٹھا لیں بہر کیف انھیں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے اور ہم نے بھیجے تھے

رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن

پیغمبر آپ سے پہلے بھی ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کر دیا اور ان میں سے بعض کا

لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ

ذکر (قرآن کریم میں) آپ سے نہیں کیا ۹ اور کسی رسول کی مجال نہ تھی کہ وہ لے آتا کوئی نشانی

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ

اللہ کی اجازت کے بغیر پس جب آئے گا اللہ کا حکم تو فیصلہ کر دیا جائے گا حق و انصاف کے ساتھ اور خسارہ میں رہے

ان کو یہیں عمر بھر کی کوششوں کی ناکامی کا صدمہ دیکھنا نصیب نہ ہو تو آخر کار انھیں لوٹ کر ہمارے پاس ہی آنا ہے وہاں ان کا کچھ نکل جائیگا۔ علامہ ابو حیان اندلسی فرماتے ہیں کہ یہ جملہ تخفیف محض نہیں بلکہ اطمینان کے لیے ہے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو صبر کا دامن پہلے ہی مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے۔ امر تعالیٰ نبیہ بالصبر تانیسا لہ والا فھو علیہ السلام فی غایۃ الصبر۔ بحر

ف۹ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم کو تسلی دے رہے ہیں کہ مشرکین طرح طرح کے معجزات کا آپ سے مطالبہ کرتے ہیں اس سے آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ سے پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے۔ بعض کا تفصیلی حال قرآن میں مذکور ہے اور بعض کا تفصیلی ذکر ہم نے قرآن میں ابھی بیان نہیں کیا۔ ان کی قوموں نے بھی ان سے اسی قسم کے بیہودہ مطالبے کیے تھے۔ انھیں تو سب کچھ کی منزل گئی یہ بھی کیفر کردار کو پہنچیں گے۔

اس سے کوئی اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ جن انبیاء و رسل کا قرآن کریم میں ذکر ہے ان کا علم تو حضور کو ہے اور جن کا ذکر نہیں ان کو حضور نہیں جانتے۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ایاما کان لا دلالۃ فی الآیۃ علی عدم علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدد الانبیاء والمرسلین کما توھم بعض الناس ــــ روح المعانی

یعنی کچھ بھی ہو اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کو انبیاء اور مرسلین کی تعداد کا علم نہ تھا۔ جس طرح بعض لوگوں نے وہم کیا ہے۔ تمام انبیاء و رسل نے شب معراج امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۷۸ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا

وہاں اہل باطل گھاٹے میں رہ گئے ۷۸ اللہ ہی وہ ہے جس نے بنائے تمہارے لیے مویشی تاکہ ان میں سے کسی پر سواری کرو

مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۷۹ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا

اور کسی کا گوشت کھاؤ ۷۹ اور تمہارے لیے ان میں طرح طرح کے فائدے ہیں اور ان سے یہ

حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝۸۰

بھی فائدہ ہے کہ ان پر سوار ہو کر تم [illegible] جو تمہارے سینوں میں ہے اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو ۸۰

ف یعنی کوئی رسول [illegible] اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر [illegible] یہ لوگ [illegible] تماشا [illegible] کہ جب بھی [illegible] کسی معجزے کا مطالبہ کیا [illegible] دکھا دیا [illegible] ایک [illegible] معجزہ [illegible] نہیں دی جاتی [illegible] عذاب [illegible] جب حکم آ ہی جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے [illegible] اور یہ لوگ ہدایت قبول نہیں کرتے تو [illegible] ھنالک المبطلون کا [illegible] سامنے آ جاتا ہے۔

ف پہلی آیات [illegible] نعمت کا ذکر [illegible] اللہ تعالیٰ کے یہ [illegible] ایک طرف [illegible] قدرت [illegible] دوسری طرف [illegible] حکمت اور رحمت کے [illegible] جانوروں کا [illegible] گوشت کھاتے ہیں [illegible] سوار ہو کر [illegible] منزل مقصود تک پہنچتے ہیں [illegible] پشت پر بھاری بوجھ [illegible] ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ [illegible] تو کیا ہم ان سے یہ خدمت لے سکتے تھے۔ [illegible] ہمارے سامنے [illegible] جانور [illegible] سوار ہو جائیں [illegible] بوجھ لادیں [illegible] ہر حال [illegible] کوئی انکار نہیں۔ یہی حال دوسرے جانوروں کا بھی ہے۔ [illegible] خدمت [illegible] قابل ہیں اس کے لیے تیار کر دیے ہیں۔

ف [illegible] کشتیوں اور جہازوں [illegible] دنیا کے ایک گوشے سے دوسرے [illegible] اگر [illegible] صلاحیت

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ ﴿٨١﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا

اور وہ دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں پس اللہ تعالیٰ کی کن کن آیتوں کا تم انکار کرو گے کیا ان منکرین نے کبھی سیاحت

فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

نہیں کی زمین میں تاکہ انہیں نظر آجاتا کہ کیا انجام ہوا ان متکبروں کا جو ان سے پہلے گزرے ف

كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ

وہ لوگ ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں زبردست تھے نیز زمین میں اپنی نشانیوں کے لحاظ سے بھی بڑھ کر تھے

عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

پس بے کار گیا ان کا جو سرمایہ انہیں جو وہ کمایا کرتے تھے۔ پس جب آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر

فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ

تو وہ بہت خوش ہوئے اور نازاں رہے اس علم پر جو ان کے پاس تھا۔ اور آخرکار گھیر لیا انہیں جس کا وہ

يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَ

مذاق اڑایا کرتے تھے ف پس جب انہوں نے دیکھ لیا ہمارا عذاب تو کہنے لگے ہم ایمان لاتے ہیں ایک اللہ پر اور

درکی ہوتی رعونت و وجاہت کی یہ گرم بازاری کبھی نہ ہوتی۔

ف سابقہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کی طرف مزید توجہ دلائی۔

ف یعنی ان قوموں کا یہ دستور رہا ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی رسول بھیجا جاتا تو انہوں نے یہ کہہ کر اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ تمہارے علم سے وہ علم جو ہمارے پاس ہے وہ زیادہ صحیح اور مطابق واقعہ ہے۔ جو گھٹیا سی باتیں ان کے پاس تھیں، جو فلسفیانہ نظریات انہوں نے اپنے علمیوں سے سیکھے تھے یا اپنے دیوی دیوتاؤں کے بارے میں جو من گھڑت قصے انہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں سے سن رکھے تھے ان کو ہی انہوں نے اپنی فلاح و نجات کے لیے کافی سمجھا اور انبیاء کرام کی پاکیزہ تعلیمات کی طرف ہرگز توجہ نہ دی۔ موسیٰ علیہ السلام اور سقراط حکیم کا زمانہ ایک ہے سقراط نے جب آپ کا چرچا سنا اور لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل

كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝٨٤ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ

ہم ان معبودوں کا انکار کرتے ہیں جنہیں ہم اس کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ پس کوئی فائدہ نہ دیا انہیں ان کے ایمان نے

لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَ

جب دیکھ لیا انہوں نے ہمارا عذاب۔ یہی دستور ہے اللہ تعالیٰ کا جو (قدیم سے) اس کے بندوں میں جاری ہے اور

خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝٨٥

سراسر خسارہ میں رہے اس وقت حق کا انکار کرنے والے ۱۱

کرو اس نے کہا، نحن قوم مهتدون ولا حاجة لنا الی ما یجیء به یا کہ ہم مہذب و شائستہ قوم ہیں، ہمیں کسی ہادی کی ضرورت نہیں۔

۱۱۔ ان نابکاروں نے مہلت کی گھڑیاں انبیاء کرام کا مذاق اڑانے اور ان پر پھبتیاں کسنے میں گزار دیں اور جب انجام کار عذاب الٰہی نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تو اس وقت ایمان کا اظہار کرنے لگے اور کفر سے بیزاری اور براءت کا اعلان شروع کر دیا لیکن یہ بے وقت ایمان ان کے کسی کام نہ آیا اور وہ تباہ و برباد کر دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہی دستور ہے کہ وہ قوموں کو سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کی مہلت دیتا ہے اور جب وہ دعوت حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں تو انہیں صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے۔

الحمد للہ الذی تتم بنعمتہ الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ المکرم الذی بجاہہ تتقبل الحسنات وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعہم الی یوم الدین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

۶ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ عبدہ المسکین

۱۲ دسمبر ۱۹۷۲ء محمد کرم شاہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃ حٰم السجدہ

نام : متعدد سورتیں ہیں جن کی ابتداء حٰم سے ہوتی ہے۔ اس سورت کی ابتداء بھی حٰم سے ہوئی۔ لیکن اس حٰم کی دوسری سورتوں سے جو چیز اسے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کی آیت ۳۸ آیت سجدہ ہے اس لیے اس کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔ اس کا دوسرا نام فصلت بھی ہے۔ یہ کلمہ تیسری آیت میں موجود ہے۔ یہ چھ رکوع اور چون آیات پر مشتمل ہے اس کے کلمات کی تعداد سات سو چھیانوے اور حروف کی تعداد تین ہزار تین سو پچاس ہے۔

زمانۂ نزول : یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے زمانۂ نزول کا تعین علماء تفسیر نے یوں کیا ہے کہ یہ سورت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشرف باسلام ہونے کے بعد اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے درمیانی وقفہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : قریش مکہ کی شدید مخالفت اور مزاحمت کے باوجود آہستہ آہستہ مگر مضبوطی سے اسلام اپنے قدم آگے بڑھاتا چلا جا رہا تھا۔ آئے روز کوئی نہ کوئی ایسی ہستی اسلام قبول کر لیتی جس کے باعث کفار پر کوہ الم ٹوٹ پڑتا اور اسلام کے خلاف ان کی اشتعال انگیزیوں میں بڑی شدت پیدا ہو جاتی۔ حضرت حمزہ جو اپنی شجاعت اور بہادری میں بے نظیر تھے چند روز ہوئے انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کے مشرف باسلام ہونے سے مشرکین ایک شدید صدمہ سے دوچار ہو گئے۔ اس مشکل کا حل سوچنے کے لیے ان کی ایک ہنگامی میٹنگ حرم میں منعقد ہوئی۔ قریش کے دوسرے سرداروں کے علاوہ عتبہ بن ربیعہ بھی وہاں موجود تھا۔ نمائندے کے طور اس نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ وہ حضور کے پاس جاتا ہے اور انہیں سمجھا کر راہ راست پر لاتا ہے جس کا تفصیلی ذکر آیت ۳ کے حاشیہ میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جب اس نے اپنی لمبی چوڑی تقریر ختم کی تو اس کے جواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی سورت تلاوت فرمائی جسے سن کر وہ دم بخود ہو گیا اور اپنا سا منہ لے کر واپس آ گیا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کفار کے وہی سابقہ اعتراضات تھے جنہیں وہ ہر موقع پر بڑی شدومد سے دہرایا کرتے تھے۔ ان کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ قرآن کلام الٰہی ہے یہ بات ان کے ذہن میں آتی ہی نہ تھی۔ کبھی کہتے یہ خود گھڑ کر ہمیں سناتا ہے، کبھی کہتے کسی سے سیکھ کر آتا ہے اور ہمیں سکھاتا ہے۔ یہ شبہ اتنا لغو تھا کہ اس کو ذکر کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا گیا بلکہ بڑے یقینی اور قطعی انداز میں یہ فرما دیا کہ یہ اس رب کا کلام ہے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اس ارشاد الٰہی سے وہ شکوک و شبہات دور ہو گئے جو کفار کے ذہنوں میں پیدا ہوتے رہتے تھے۔

دوسرا اعتراض توحید باری پر تھا وہ اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے کہ خدا ایک ہے بلکہ بہت سے بتوں کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا تھا یہاں بھی ان کے اس خیال باطل کی تردید کرنے کے لیے دلائل توحید کا ذکر کیا گیا جس کے آئینہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ، علم محیط اور کبریائی کے جلوے جھلک رہے ہیں۔

نیز انہیں متنبہ کیا کہ میرے محبوب کے خلاف جو روش تم نے اختیار کر رکھی ہے اس کا نتیجہ بڑا ہولناک ہوگا تم سے پہلے بھی بڑی بڑی طاقتور و زور آور قومیں گزر چکی ہیں۔ جن کی مادی ترقی اور معاشی خوشحالی سن کر آج بھی تم حیران و ششدر رہ جاتے ہو۔ انہوں نے اپنے انبیاء کے ساتھ جب اس قسم کا سلوک کیا تو انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں بھی اسی قسم کے عذاب سے دوچار کر دیا جائے گا۔

قیامت کا ذکر کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو تمہارے اعضاء بھی اور سلطانی گواہ کی حیثیت سے تمہارے خلاف شہادت دیں گے اس وقت تم اپنے جرائم پر کیسے پردہ ڈال سکو گے۔

کفار اپنے تمام حیلے بروئے کار لا چکے تھے تاکہ اسلام کی پیش قدمی کو روک دیں لیکن کلام الٰہی کی اثر انگیزی نے ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب انہوں نے یہ طے کیا کہ جب بھی قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اس محفل میں ہنگامہ آرائی شروع کر دو تاکہ شور و شغب میں کوئی قرآن سن ہی نہ سکے لیکن ان کی یہ تدبیر بھی ناکام ثابت ہوئی۔

اس سورت میں اہل حق کی شان استقامت کو بیان فرمایا اور اس کے بعد ان انعامات و عنایات کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں پر فرماتا ہے ساتھ ہی ان مکارم اخلاق کا ذکر کیا جن سے ان کی سیرت مزین و آراستہ ہے۔

آخر میں بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کا خود محافظ و نگہبان ہے باطل کی یہ مجال نہیں کہ اس میں کسی جانب سے بھی گھسنے کی جرأت کرسکے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۵۴ رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۂ حم السجدہ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۵۴ آیتیں ۶ رکوع

حٰمٓ ① تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ

حا میم ۔ نازل کیا ہوا ہے یہ قرآن، رحمٰن و رحیم اللہ کی طرف سے ؎ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں تفصیل سے

۱ اگر حم کو سورت یا قرآن کا نام قرار دیا جائے تو یہ مبتدا اور تنزیل اس کی خبر ہوگا۔ ورنہ تنزیل مبتدا محذوف کی خبر ہوگا۔ بعض نے تنزیل کو مبتدا اور کتاب فصلت کو خبر کہا ہے۔

۲ کفار اس بات پر بضد تھے کہ یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود گھڑ کر یا کسی سے سیکھ کر [illegible] لوگوں کو سنا دیتے ہیں۔ ان کے اس زعم باطل کا رد کرنے کے لیے بارہا گونا گوں روشن دلائل پیش کیے گئے۔ لیکن وہ اپنی ہٹ سے باز نہ آئے۔ ایسے لوگوں کے سامنے مزید دلائل پیش کرنا بے سود تھا۔ اس لیے یہاں صرف دعویٰ فرمایا کہ "تنزیل من الرحمن الرحیم"۔ تم تسلیم کرو یا نہ کرو یہ صحیفۂ رشد و ہدایت کسی انسانی دماغ کی تخلیق نہیں بلکہ اسے رحمن و رحیم نے نازل فرمایا ہے۔ آج نہیں مانتے تو کل تمہیں بھی ماننا پڑے گا۔

یہاں دو صفتیں ہی ذکر کی گئیں جو اس کی رحمت بے پایاں اور اس کی عنایت بے اندازہ پر دلالت کرتی ہیں تاکہ سننے والوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو اور وہ خود بخود کھنچے چلے آئیں اور بصد شوق و رغبت اس کے ارشادات کی تعمیل کو اپنا شعار بنالیں۔ نیز قیامت تک آنے والی نسلوں کے دل سے اس غلط فہمی کو دور کر دیا کہ قرآن کی تعلیمات کسی وقت بھی ان کی معاشی، تمدنی، علمی اور اخلاقی ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ بھلا یہ کسی ایسے مطلق العنان کا بھی صحیفہ نہیں جس میں اس کا سب سے زیادہ اہم [illegible] اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کا فکر ہو اور اسے اس کی قطعاً کوئی پروا نہ ہو کہ اس کی رعایا پر کیا گزرتی ہے۔ ان کے جذبات کا کیسے خون ہوتا ہے یا وہ کس قسم کی ذہنی کوفت یا معاشی پسماندگی کا شکار رہتے ہیں۔ قرآن تو اس ذات پاک کا نازل کیا ہوا صحیفہ ہے جو رحمن و رحیم ہے۔ اس کی شان رحمانی تو انہیں پھولتا پھلتا، ترقی کی بلند منزلیں طے کرتا ہوا دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔

اگر تم اپنے خداوند کریم کے احکام بجا لاؤ گے تو دین و دنیا کی سعادتیں تم پر نثار ہوں گی اور اگر تم نے اس کی طرف سے بے رخی برتی تو تمہیں کوئی دوسرا دستور حیات اپنانا پڑے گا۔ ان میں اور تو شاید بہت کچھ ہو لیکن ان میں رحمت و رافت کا وہ عنصر ہرگز نہیں ہوگا جو رحمان و رحیم پروردگار کے ارشادات میں موجود ہے۔ یہ تمہاری بدبختی ہوگی کہ خداوند رحمن کی ہدایات کو چھوڑ کر تم کسی جاہل، خود سر، خود غرض اور کوتاہ فہم کے بنائے ہوئے دستور کو اپناتے پھرو۔

۳ رحمن و رحیم نے جو کتاب نازل فرمائی ہے اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا ہر حکم واضح اور عام فہم ہے۔ اس میں کوئی پیچیدگی

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ

بیان کر دی گئی ہیں یہ قرآن عربی زبان میں ہے ان لوگوں کے لیے جو علم و فہم رکھتے ہیں بشارت دینے والا اور ڈرانے والا پس منہ پھیر لیا ان کے اکثر نے

فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ

پس وہ سنتے ہی نہیں ہیں اور انہوں نے کہا ہمارے دل غلافوں میں ہیں اس چیز سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور

وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا

ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہے پس تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام

عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

کر رہے ہیں آپ فرمائیے میں تو بظاہر تمہاری مانند انسان ہوں وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود

نہیں۔ اس میں ابہام کا شائبہ تک نہیں جس کی تہ تک پہنچنے کے لیے غیر معمولی عقل و خرد کی ضرورت ہو۔ یہ ایسی کھلی ہوئی کتاب ہے کہ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ے یہ قرآن عربی زبان میں ہے جو تمہاری مادری زبان ہے جس کے اسرار و معارف سمجھنے کی تم میں پوری استعداد ہے قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا منصوب علی المدح ہے۔

ے اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو علم و فہم کی صفت سے موصوف ہیں۔ بے عقل اور اجڈ لوگ اس کی قدر و قیمت کیا جانیں۔

ے یہ قرآن کریم نیک بختوں کو نجات و فلاح کی خوشخبری دیتا ہے جو اس کے احکام بجا لاتے ہیں اور جو لوگ اس کی ہدایات پر کاربند نہیں ہوتے انہیں بروقت ان کے انجام بد سے ڈراتا ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کرلیں۔

ے کفار کی ہٹ دھرمی اور تعصب کا ذکر ہو رہا ہے۔ تمام باطل فرقے اپنی ہٹ پر اسی طرح قائم رہتے ہیں۔ اسی لئے کہ وہ بھلے کام میں ہیں۔ باطل پرستوں کے یہاں حق کی پرستش کے مقابلے میں یہی ایک [illegible] ہے کہ وہ [illegible] کا [illegible] کرتے رہتے ہیں۔ اَكِنَّةٌ کنان کی جمع ہے اس سے مراد وہ کپڑا یا غلاف ہے جس میں کسی چیز کو اچھی طرح لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ وَقْرٌ: ثقل، بہرا پن۔ حِجَابٌ: پردہ۔ یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان ایسی دیوار حائل ہے کہ تمہارے حق کا اثر اس سے عبور کر کے ہم تک نہیں پہنچ سکتا۔

ے کفار کہتے تھے کہ ہمارے درمیان یہ پردہ حائل ہے کہ افادہ اور استفادہ ممکن ہی نہیں۔ اور آپ کا پیغام حق ہم تک

وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ ⑥

یکتا ہی ہے ؎ پس سیدھے متوجہ ہو جاؤ اس کی طرف اور مغفرت طلب کرو اس سے اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے ؎

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑦ اِنَّ

جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں ؎ بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ⑧ قُلْ

وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو منقطع ہونے والا نہیں ؎ کہو

ع ۱۸ ۱۵

ہو سکتا ہے وہ ہمارے جیسے کیسے ہو سکتے ہیں۔ ان کے اس زعم کی تردید کی جا رہی ہے کہ تمہارا یہ خیال سراسر باطل ہے۔ اگر میں انسان نہ ہوتا فرشتہ یا جن ہوتا تو تم میری کوئی بات نہ سمجھ سکتے نہ نباہ سکتے۔ جب تم بھی انسان ہو اور میں بھی انسان ہوں تو یہ میری مناسبت کی کوئی ایسی وجہ ترجیح دی گئی ہے کہ افہام و تفہیم کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو۔ تمہارا یہ کہنا سراسر لغو اور باطل ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ لست ملكا ولا جنيا لا يمكنكم التلقي منه ولا ادعوكم الى ما تنبو عنه العقول بينك حجاب (روح المعانی) یعنی میں نہ فرشتہ ہوں اور نہ جن ہوں کہ تم مجھ سے استفادہ نہ کر سکو۔ اس آیت سے ان کے اس قول کی تردید کر دی گئی جس کا ذکر سابقہ آیت میں ہے بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اظہار تواضع کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ کہنے کا حکم دیا۔ قال الحسن علّمه الله التواضع۔

(اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد سوم سورۂ کہف آیت ۱۱۰)

؎ انہیں کے قول کی تردید ہو رہی ہے کہ میں تمہیں کسی ایسی بات پر ایمان لانے کی دعوت دیتا جس کو تسلیم کرنے پر عقل سلیم تیار نہیں تو تمہارا کہنا یہ ہے کہ ہمارے دل بند ہیں۔ میں تمہیں اس سچائی کی طرف بلا رہا ہوں جس سے بڑی سچائی اس کائنات میں ہے ہی نہیں یعنی میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دے رہا ہوں۔ اس لیے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اس کی دعوت قبول کرو اور جو غلطیاں تم سے پہلے صادر ہو چکی ہیں ان کے لیے مغفرت طلب کرو۔

؎ جس کا دامن شرک سے آلودہ ہو گا اس کے مقدر میں تباہی و بربادی ہے۔ مگر جب بھی وہ اس سے باز آ جائے اس کی بخشش ہو سکتی ہے۔

؎ ان کی ہلاکت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مال دیا ہے لیکن وہ کسی غریب پر خرچ کرنے کو تیار ہی نہیں، اتنا بھی نہیں کہ بچی کھچی وہ اپنی دولت سے کچھ خرچ کرنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ آخرت پر انہیں یقین نہیں ورنہ وہ جنت کے حصول کے لیے گے۔ وہ تباہ و برباد ہو گئے تو کیا ہوا، ان کے لیے برا انجام ہے۔ ان کی اس بے حسی اور سنگدلی کی وجہ یہ ہے کہ وہ آخرت کے منکر ہیں۔

؎ ان کے برعکس نیک لوگ جو ایمان سے بھی بہرہ ور ہیں اور ان کی زندگی کا دامن نیکیوں کے تمغوں سے

أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ

پوچھیے کیا تم لوگ انکار کرتے ہو اس ذات کا جس نے پیدا کیا زمین کو دو دن میں اور ٹھیراتے ہو

لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٩﴾ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن

اس کے لیے مد مقابل وہ رب ہے عالمین کا اور اس نے بنا دیئے اس میں پہاڑ اوپر سے

فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً

جو اس کے اوپر اور برکتیں رکھ دیں اس میں اور اندازے سے رکھ دیں اس میں اس کی غذائیں چار دنوں میں برابر

پھلوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ فائدہ اسی سے ہمیں جو ایسے کاموں کبھی ختم نہ ہوگا۔ [٨] ممنون کے دو معنی ہیں: غیر مقطوع یا منقطع نہ ہونے والا ختم نہ ہونے والا

[٩] ان چار آیتوں میں اپنی توحید، اپنی قدرت کاملہ اور اپنی حکمت کے ایسے دلائل و شواہد پیش کیے ہیں کہ کوئی سمجھ دار آدمی ان کا انکار نہیں کرسکتا۔ ان دلائل کو بیان کرنے کے بعد کفار سے یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ جنہیں تم نے میرا ہمسر اور شریک بنا رکھا ہے جن کی تم پوجا پاٹ کرتے ہو اور استعانت کرتے ہو کیا ان میں ان صفات عالیہ میں سے کسی صفت کا معمولی سا رنگ بھی موجود ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر تم سے بڑا ظالم اور احمق کون ہوگا جو ذرے کو آفتاب کا ہمسر اور قطرے کو سمندر کا ہمسر بنا رہا ہے۔ پہلی آیت میں بتایا کہ یہ زمین جس پر تم آباد ہو اور جس کی فضا میں تم سانس لیتے ہو، تم اسے کسی ایک خطے کی نہیں یا کسی دیوتا نے پیدا نہیں کیا ہے۔ یہ ساری کی ساری ہماری ہی قدرت سے بنی ہے۔ پھر تم نے ان معبودوں کی تخلیق سے پہلے اور حق سب ہیں زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ جب حقیقت یہ ہے تو تمہیں حیا نہیں آتی کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو اور اپنے جیسی چیزوں کو اس کا ہمسر تصور کرتے ہو؟ یہ اس لیے کہ زمین بنانے میں اللہ تعالیٰ کو صرف نہیں کرنا پڑا بلکہ دو دنوں میں اسے تدریجاً مکمل کر دیا۔ اس کی قدرت تو اسے ایک آن میں بھی پیدا کر سکتی تھی۔ لیکن یہ تدریج اس کی حکمت کا تقاضا ہے۔

یوم سے مراد دن نہیں بلکہ مطلق وقت ہے یا تعیین کا دور۔ پہلے کئی مرتبہ اس لفظ کی وضاحت گزر چکی ہے

[١٠] رَوَاسِیَ جمع ہے رَاسِیَۃ کی: وہ چیز جو زمین میں گڑی ہوئی ہو۔ جیسا کہ لنگر جنہیں کشتیاں اور جہاز بیڑے گہرے پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ پہاڑوں کو رواسی اس لیے کہا کہ ان کی جڑیں زمین میں دور تک گئی ہوئی ہیں۔ یوں نہیں کہ بس زمین کی سطح پر رکھ دیئے گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کرۂ زمین کو اضطراری حرکت سے محفوظ کرنے کے لیے زمین میں جا بجا پہاڑوں کی میخیں ٹھونک دی ہیں لیکن یہ پہاڑ کسی میخ کی طرح زمین میں سیدھے کے سیدھے ٹھونسے ہوئے نہیں

لِلسَّآئِلِيْنَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ

یکساں ہے [illegible] کے لیے [illegible] آسمان کی طرف وہ اس وقت محض دھواں تھا پس فرمایا اسے

کہ زمین سے [illegible] ہوتے ہیں پہاڑ [illegible] جو کچھ بھی ان سے نیچے واقع ہے۔ ان سب منفعتوں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہاڑوں کے [illegible] سے بھرے پڑے ہیں۔ [illegible] ہوتا۔

ف اللہ تعالیٰ نے زمین میں بے شمار خیر و برکات رکھ دی ہیں [illegible] استعمال کیا جا [illegible] دنیا [illegible]

[illegible] سب کا انتظام [illegible] اس کی حکمت اور اس کی قدرت کے [illegible] کیا جا سکتا ہے

[illegible] یعنی زمین کی تخلیق اور ان میں [illegible] کے لیے یہ سارے انتظامات صرف چار دنوں میں یعنی چار ادوار میں مکمل کر دیے گئے۔

[illegible] یہ رزق و رحمت کے [illegible] خاص طبقہ [illegible] کی اجارہ داری نہیں [illegible] جس کی جیسی طلب ہوگی، محنت اور جدوجہد ہوگی [illegible] اس کی محنت اور جدوجہد کے مطابق ان نعمتوں سے حصہ دیا جائے گا

اس آیت سے [illegible] نظام کی تائید کے لیے جو استدلال کیا جاتا ہے وہ بالکل بے محل ہے

[illegible] استویٰ کا صلہ جب الیٰ ہو تو اس کا معنی توجہ کرنا ہوتا ہے یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی۔ یہ پہلے ایک دھواں سا تھا [illegible] قسم کا مادہ تھا جس سے اس نے اپنی قدرت کاملہ سے سات آسمان پیدا فرمائے۔

لِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿١١﴾ فَقَضٰهُنَّ

زمین کو کہ آجاؤ تعمیل حکم اور ادائے فرائض کے لیے، خوشی سے یا مجبوراً، دونوں نے عرض کی ہم خوشی خوشی بصد مسرت حاضر ہیں پھر بنا دیے

سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا

انہیں سات آسمان (١٣) دو دنوں میں اور وحی فرمائی ہر آسمان میں اس کے حسب حال (١٤) اور ہم نے آراستہ کیا

السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ۖ وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ

آسمان دنیا کو چراغوں سے (١٥) اور اسے خوب محفوظ کر دیا (١٦) یہ اندازہ (نظام) ہے غالب سب کچھ جاننے والے

الْعَلِيمِ ﴿١٢﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ

کا (١٧) پس اگر وہ روگردانی کریں تو آپ فرما دیجیے کہ میں نے ڈرایا ہے تمہیں ایسی کڑک سے جو

١١ زمین و آسمان کو حکم دیا کہ جس مقصد کی ادائیگی کے لیے جس غرض کو پورا کرنے کے لیے تمہیں پیدا کیا گیا ہے اسے پورا کرنے کے لیے حاضر ہو جاؤ۔ اس میں تمہاری مرضی کا کوئی دخل نہیں بلکہ ہمارے حکم کی بجا آوری ضروری ہے۔ تم چاہو یا نہ چاہو ہر حال میں تمہیں ہمارے فرمان کی تعمیل کرنا ہوگی۔

١٢ زمین و آسمان نے بیک زبان جواب دیا اے ہمارے خالق و مالک ہم بصد خوشی تعمیل ارشاد کے لیے حاضر ہیں۔

١٣ چنانچہ سات آسمان بنا دیے گئے اور ہر آسمان کے حسب حال وہاں احکام و ہدایات نازل فرما دیے تاکہ ہر آسمان کی مخلوق منشاء خداوندی کے مطابق اپنی زندگی گزارے

١٤ جب سورج غروب ہو جاتا ہے، شام کا دھندلکا پھیلنے لگتا ہے تو ننھے ننھے ستارے آنکھ مچولی شروع کر دیتے ہیں رات کی وحشت اور تاریکی کی گھٹن ان چراغوں سے کافور ہو جاتی ہے۔ چرخ نیلوفری کی یہ نورانی سجاوٹ دل کو نیا سرور اور تازگی بخشتی ہے

١٥ یہ مصدر متعلق ہے یعنی حفظناہا حفظاً یعنی ہم نے آسمان کو خوبصورت اور دلآویز بنایا ہے، نیز اسے محفوظ اور محکم بھی بنایا ہے جس میں کوئی دراڑ نظر نہیں آتی کوئی شگاف دکھائی نہیں دیتا۔ ہر طرح کی بیرونی دخل اندازیوں سے اسے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

١٦ یعنی یہ سارا انتظام ہر چیز کے لیے مناسب محل اور مقام کا تعین، ہر چھوٹی بڑی چیز کے لیے فرائض و واجبات کا تعین یہ محیر العقول نظام، یہ ساری منصوبہ بندی اور اس منصوبہ بندی کی عملی تکمیل اسی خداوند قدوس کی قدرت کا کرشمہ ہے

عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ

عاد و ثمود کی کڑک کی مانند ہلاکت خیز تھی ۲۱؎ یاد ہے جب آئے تھے ان کے پاس رسول سامنے سے اور

جو سب سے زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔

اگرچہ قرآن حکیم ایسی کتاب نہیں جس میں کائنات کی تخلیق و ترکیب کے طور طریقوں کا تعین مقصود ہو۔ البتہ جو اشارات آفرینش عالم کے متعلق قرآن کے مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ سائنس کی تحقیقات بھی مختلف مرحلوں سے گزر کر اسی طرف آرہی ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

إنَّ عرشه تعالى كان قَبلَ خَلقِ السموات والارض على الماء، فاحدث الله تعالى في الماء سخونة فارتفع زبدٌ ودخانٌ، اما الزبد فبقي على وجه الماء، فخلق الله تعالى فيه اليبوسة واحدث سبحانه منه الارض، واما الدخان فارتفع وعلا فخلق الله تعالى منه السموات۔ (روح المعانی)

یعنی زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں حرارت پیدا کر دی۔ اس سے جھاگ اور دھواں بلند ہوا۔ جھاگ پانی کی سطح پر باقی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں خشکی پیدا کی اور اس سے زمین بنائی اور دھواں اوپر اٹھا بلند ہوا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے آسمان کو پیدا کیا۔

سائنس کی جدید تحقیقات بھی اس نظریہ سے بہت قریب ہیں۔

۲۱؎ ان آیات بینات کے سننے کے بعد بھی وہ کفر و ضلال کی روش کو چھوڑ کر راہ راست پر گامزن نہیں ہوتے تو وہ یاد رکھیں جس عذاب صاعقہ نے عاد و ثمود جیسی قوموں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا تھا، وہ عذاب انہیں بھی راکھ کا ڈھیر بنا دے گا۔ جب عذاب انہیں چاروں طرف سے گھیرنے کا ارادہ کیے کھڑا ہو۔ جب سے گزرا انہیں کسی سے یہ توقع نہیں کی گئی تھی اور وہ اپنے بچاؤ کی تدبیر کرتے۔

انذرتُ کا عام طور پر اتنا ہی مفہوم بیان کیا جاتا ہے کہ میں نے ڈرایا۔ حالانکہ اَنْذَرَ کے مادہ کا اطلاق اس ڈرانے پر ہوتا ہے جس میں کم از کم دو خصوصیتیں ہوں۔ ایک تو وہ ڈر بروقت ہو۔ یعنی ایسا نہیں کہ جب پتھر آسمان سے برسنے شروع ہو جائیں تو خطرہ کا الارم بجنے لگے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انذار سے مقصود صرف عذاب کی خبر دینا نہیں ہوتا بلکہ اصل مقصد اس شخص کی خیر خواہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کرے۔ لسان العرب میں ہے کہ عرب کہتے ہیں: اَنْذَرْتُ القوم سیر العدو الیہم فحذروا، ای اعلمتہم ذلک فعلموا وتحرزوا۔ یعنی میں نے قوم کو دشمن کے حملے سے خبردار کیا پس انہوں نے بچاؤ کر لیا۔ صاعقہ بجلی کی اس شدید کڑک کو کہتے ہیں جس کے ساتھ بجلی بھی گرے۔ الصاعقۃ الصوت الشدید من الرعد یسقط معہا قطعۃ نار۔ یہ اس کا لغوی معنی ہے لیکن اب اس کا اطلاق ہر مہلک عذاب پر بھی ہوتا ہے خواہ اس کی نوعیت کسی قسم کی ہو۔ کل عذاب مہلک صاعقۃ۔ (لسان العرب)

خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً

پیچھے سے، [illegible] کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو [illegible] ہمارا رب چاہتا تو فرشتے [illegible]

فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ

تو بیشک [illegible] تم بھیجے گئے ہو [illegible] رہے عاد تو [illegible] زمین میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ

ناحق اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ طاقتور کیا انہوں نے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ جس

الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿١٥﴾

نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ قوی ہے اور وہ (تو ہمیشہ) ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ

پس ہم نے بھیجی ان پر سخت سرد تند ہوا منحوس دنوں میں تاکہ ہم انہیں چکھائیں

کو دعوت رد کر دیا جاتا ہے۔ تب وہ سارے جہان سے بیگانہ ہو گیا اس پر کپکپی طاری ہو گئی جب حضور مثل صاعقۃ عاد و ثمود تک پہنچے تو وہ گھبرا کر اٹھا اور حضور کے لب مبارک پر ہاتھ رکھ کے کہنے لگا میں تمہیں رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں کہ بس کیجئے ورنہ ہم برباد ہو جائیں گے۔ وہاں سے اٹھا اور [illegible] چلا گیا جانے سے پہلے [illegible] بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے وہ سیدھا گھر چلا گیا اور باہر نہیں نکلا کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد ابوجہل سب کو لے کر اس کے گھر گیا اور وہاں پہنچ کر اسے طعنہ دینا شروع کر دیا۔ عتبہ معلوم ہوتا ہے کہ تو نے بھی [illegible] کا دین اختیار کر لیا ہے اور اس کے دستر خوان کی [illegible] تم سے [illegible] اگر تمہیں کچھ ضرورت ہے تو ہم چندہ جمع کر کے پیش کر دیتے ہیں۔ عتبہ اس طعنے سے سخت برہم ہوا لیکن یہ بڑی بے عزتی کی بات تھی کہنے لگا تم جانتے ہو کہ میں مال و دولت میں کسی سے کم نہیں بلکہ تم سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس گیا میں نے گفتگو کی اس نے ایسا کلام پڑھ کر سنایا جس کے متعلق میں نے بے اختیار کہا کہ نہ وہ شعر ہے نہ جادو ہے اور نہ کہانت ہے۔ اس کے بعد جب وہ اس آیت پر پہنچے کہ انذرتکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد و ثمود تک پہنچے تو میں نے ان کو رشتہ داری کا واسطہ دے کر خاموش ہونے کی التجا کی اور ان کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ محمد جب گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا۔ میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہو۔ ولقد علمتم ان محمدا اذا قال شیئا لم یکذب فخفت ان ینزل علیکم العذاب

۲۔ قوم عاد پر عذاب اس لیے نازل ہوا کہ وہ اپنی گھمنڈ کرتے تھے اور انہیں اپنی قوت و طاقت پر بڑا ناز تھا اس لیے کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف بھی ان کے دل سے نکل گیا تھا۔ ارشاد فرمایا جا رہا ہے انہیں کیا خبر ہے کہ تمہاری تخلیق کی ہے۔ مال و دولت والوں سے تمہارے جوان بیٹے [illegible] اور بہادر ہیں۔ آج کل اگر تم ہتھیاروں کی کثرت پر اترا رہے ہو لیکن یہ بتاؤ کیا اللہ جو تمہارا خالق ہے وہ زیادہ طاقتور نہیں ہے کیا تم اس سے بھی طاقتور ہو کہ اس کی حکم عدولی کی جرأت کرتے ہو

۳۔ العاصفۃ، الباردۃ، الصیحۃ، و ریح صرصر ای باردۃ (صحاح)۔ سخت ٹھنڈی ہوا کو صرصر کہتے ہیں۔ منحوسۃ

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى

ذلت آمیز عذاب [illegible] دنیوی زندگی میں۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت زیادہ رسوا کن ہوگا

وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى

اور ان کی ہرگز مدد نہ کی جائے گی۔ باقی رہے ثمود تو ہم نے ان کو بھی راہ دکھائی پھر بھی انہوں نے اندھے پن کو

عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا

ہدایت پر [illegible] ان کو ذلت کے عذاب کی کڑک نے آ پکڑا ان کے کرتوتوں کے باعث جو وہ

يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يُحْشَرُ ع

کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے تھے اور اللہ سے ڈرتے تھے۔ اور جس دن اللہ کے دشمن

اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ

[illegible] دوزخ کی طرف جمع کر کے لائے جائیں گے، پھر وہ روک لیے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آ جائیں گے تو

لیے [illegible] شدیدۃ الصوت [illegible] العرب، سخت خنکی والا [illegible] کہتے ہیں [illegible] شدید ٹھنڈی [illegible]
کہتے ہیں جس میں پالا یعنی سخت ٹھنڈک ہو [illegible] جس کے شر سے کھال کے پلے پھٹ جاتے تھے وہ سات راتیں اور آٹھ دن تک
چلتی رہی، جس نے ان کے مکانات کو بنیادوں سے اکھیڑ کر پھینک دیا اور وہ ہوا کی شدت کی تاب نہ لا کر زمین میں یوں دھم
سے گر پڑے جیسے کھجور کا ایسا تنا گر جاتا ہے جس کا اندر کا حصہ کھوکھلا ہو [illegible] اور [illegible] مختلف مقامات پر
سے ہدایت کا لفظ دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے کسی کو راستہ بتلا دینا یا کسی کو منزل مقصود تک پہنچا دینا۔ یہاں فَهَدَيْنٰهُمْ
پہلے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے فرستادہ انبیاء نے انہیں بتایا کہ یہ سیدھا راستہ ہے اس پر چلو تو نجات پاؤ گے
لیکن انہوں نے گمراہی کے اندھیروں کو پسند کیا اور ہدایت کی روشنی کو ٹھکرا دیا [illegible] جس سے انہیں تباہ کیا
گیا اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل [illegible] موت کی نیند سلا دیا [illegible]
طرح ثمود پر جو عذاب آیا اس کی زد سے حضرت صالح اور ان کے پیروکار، اہل ایمان محفوظ رہے

سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو قبروں سے نکال کر جہنم کے کنارے اکٹھا کیا جائے گا اور وہاں جو پہلے پہنچیں گے
انہیں روک لیا جائے گا تاکہ بعد میں آنے والے بھی آ جائیں پھر ایک ساتھ سب کا حساب شروع ہو [illegible] کا

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

تو ان کے خلاف ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دیں گی کہ وہ کیا کرتے تھے ۳۴

وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي

اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے ۳۵ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گی ہم کو اسی اللہ نے گویا کیا ہے جس

أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

نے ہر شے کو گویا کیا ہے ۳۶ اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جا رہے ہو۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا

اور تم چھپ کر نہیں کرتے تھے اس بات سے کہ تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں گے اور نہ

تقاضا یہ ہے کہ سب حاضر ہو جائیں [illegible] ہر شخص کے مقدر کا فیصلہ ہو تاکہ کوئی گروہ پیش قدمی کر کے یا پیچھے رہ کر اس کا نام [illegible] ہر ایک کے اعمال کا [illegible] اور [illegible] اس کا بھی اندازہ لگایا جا سکے [illegible] کی حالت [illegible] وقت ان کا بھی لحاظ رکھا جا سکے۔ یوزعون الوزع کف النفس عن هواها و وزعت الجیش حبست اولهم علی آخرهم وفی التنزیل فهم یوزعون ای یحبس اولهم علی آخرهم (لسان العرب)

نفس کا اپنی خواہش سے رک جانا۔ اس کے لغوی معنی [illegible] کہتے ہیں جب لشکر کے ہراول دستے کو پچھلی صفوں سے ملنے کے لئے روک دیا جائے [illegible] الگ الگ گروہوں میں بانٹ دیا گیا ہے ترجمہ کے مطابق کیا گیا ہے

۳۴ گویا ہر چیز ٹیپ ریکارڈر کا کام دے رہی ہے اور ہمارے اقوال و اعمال کا ناقابل تردید ریکارڈ تیار کیا جا رہا ہے۔ قیامت کے دن اگر کوئی شخص [illegible] سے انکار کرے گا تو ان اعضاء کو بولنے کا حکم دیا جائے گا۔ اس کے بعد کسی کو انکار نہ ہوگا۔

۳۵ وہ جب چونک اٹھیں گے اور اپنی کھالوں کو کوسنے لگیں گے

۳۶ وہ جواب دیں گے ہمارا کیا قصور ہے ہم تو [illegible] اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور ہم بولنے لگے۔ ہماری کیا مجال کہ حکم عدولی کر سکیں اور صرف ہم ہی نہیں ہر چیز بول رہی اور گواہی دے رہی ہے۔

أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ

تمہاری آنکھیں اور نہ تمہاری کھالیں ۳۲ بلکہ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی نہیں تمہارے

كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ

اکثر اعمال کو جو تم کرتے ہو ۳۳ اور تمہارے اسی گمان نے جو تم اپنے رب کے بارے میں کیا

بِرَبِّكُمْ أَرْدٰكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِينَ ﴿۲۳﴾ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ

کرتے تھے تمہیں ہلاک کر دیا پس تم ہو گئے نقصان اٹھانے والوں سے پس وہ صبر کریں یا نہ کریں، آگ ہی ان کا

مَثْوًى لَّهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿۲۴﴾ وَ

ٹھکانا ہے ۳۴ اور اگر وہ اس وقت رضا الٰہی چاہیں گے تو وہ ان میں سے نہیں ہوں گے جن پر اللہ راضی ہوا کرے

۳۲ تم دوسرے لوگوں سے تو گناہ کرتے وقت پردہ پوشی کر لیتے تھے ان کی نظروں سے چھپ کر کیے تھے لیکن اپنے آپ اپنے اعضاء سے تمہارے لیے پردہ کرنا کیسے ممکن تھا۔

۳۳ بلکہ تمہارا تو یہ خیال تھا کہ تمہارے بعض اعمال کی خبر تو اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں ہوتی جبھی تو تم نے فسق و فجور کا بازار گرم کیے رکھا اور تمہارا یہی خیال تمہیں لے ڈوبا۔

۳۴ اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں: (۱) جیسے مومنوں نے دنیوی زندگی میں دشمنوں کے مظالم پر صبر کیا تو اب وہ آتش جہنم میں جلیں۔ جو کام ساری عمر وہ کرتے رہے ہیں اب اس کی سزا بھگتیں۔ (۲) یہاں او یجزعوا کا لفظ مقدر ہے اصل عبارت یوں ہے۔ فان یصبروا او یجزعوا۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ چاہے وہ صبر کریں یا جزع فزع کریں اب آگ سے نجات پانے کا کوئی راستہ انہیں نہیں ملے گا۔

۳۵ استعتاب کا معنی ہے طلب العتبی، العتبیٰ، الرضا، کسی کی خوشنودی اور رضا طلب کرنا۔ عرب کہتے ہیں استعتبتہ فاعتبنی ای استرضیتہ فارضانی (الصحاح) یعنی میں نے اس سے گزارش کی کہ وہ راضی ہو جائے تو وہ راضی ہو گیا۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ کفار و مشرکین قیامت کے دن جب جہنم کے کنارے پر لا کھڑے کیے جائیں گے اور وہ بھڑکتے ہوئے شعلوں کو دیکھیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے بڑی معذرتیں پیش کریں گے زمین پر ناک رگڑ رگڑ کر معافیاں مانگیں گے لیکن سب بے سود۔ وما ھم من المعتبین یعنی یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

اور ہم نے مقرر کر دیے ان کے لیے کچھ ساتھی جنہوں نے آراستہ کر دکھائیں انھیں اگلے اور پچھلے گناہ ان کے

وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

اور ثابت ہو گیا ان پر فرمان (عذاب) ان قوموں کی طرح جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۟ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جنوں اور انسانوں سے وہ سب (اگلے پچھلے) نقصان اٹھانے والے تھے اور کہنے لگے وہ کافر

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۟

مت سنا کرو اس قرآن کو اور شور و غل مچا دیا کرو اس (کی تلاوت) کے درمیان تاکہ شاید تم اس طرح غالب آ جاؤ۔

۲۲ ان لوگوں کو شاید کبھی یہ خیال تو آتا ہو کہ وہ راہ راست سے بھٹک گئے ہیں انہیں اپنے بُرے اعمال پر شاید شرمندگی اور ندامت بھی محسوس ہوتی ہو لیکن ان کے مصاحب جن کا کام ہی خوشامد کرنا اور ان کے عیب کو خوب ظاہر کرنا ہوتا ہے وہ ان کو ہرگز ایسی سوچ نہیں آنے دیتے۔ ان کے بُرے کاموں کو بھی ایسے دلکش پیرائے میں پیش کرتے ہیں کہ ان پر نیکی کا گمان ہونے لگتا ہے۔ ظالم اور جابر حکمران اپنے سیاسی مخالفین کا قتل عام کرتے رہتے ہیں لیکن ان کے مصاحب انہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ سرکار عالی! جو اقدام آپ نے کیا ہے اسی میں ملک اور قوم کی بقا کا راز مضمر ہے۔ یہ تعزیری قوانین جو آپ نافذ کیے ہیں ناگزیر ہیں۔ جب تک یہ قانون نافذ رہیں گے حکومت چل ہی نہیں سکتی اور جب ان مظالم اور جابرانہ قوانین کے خلاف ملک کے گوشہ گوشہ سے صدائے احتجاج بلند ہوتی ہے تو احتجاج کرنے والوں پر دشمن کے ایجنٹ ہونے کا الزام لگا دیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اپنے اقتدار کا بیڑا غرق کر دیتا ہے۔ ہر شخص کو اس قسم کے خوشامدیوں اور بدقماش دوستوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ خصوصاً ارباب اقتدار کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی گمراہ کن باتوں میں آکر اپنے آپ کو اور اپنی قوم و ملک کو تباہ و برباد نہ کر دیں۔

۲۳ کفار قرآن کی ہیبت سے خوفزدہ ہیں اس کی دل میں گھر کر جانے والی تاثیر سے لرزہ براندام ہیں اس سے بچنے کی ایک ہی تدبیر انہیں سوجھی ہے کہ جس وقت قرآن پڑھا جائے تو اس وقت شور مچانا شروع کر دیا جائے تاکہ نہ خود قرآن کو سنیں اور نہ کسی دوسرے کو سننے دیں۔

بھلا اس تدبیر سے اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھا جا سکتا ہے۔

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

پس ہم ضرور چکھائیں گے کفار کو شدید عذاب کا مزہ، اور انہیں بدلہ دیں گے

أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝٢٧ ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ

بہت برا اس (بد اعمالی) کا جو وہ کیا کرتے تھے ۳۳ یہ ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی

النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا

یعنی آگ۔ ان کے لیے اس میں ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ یہ سزا ہے اس بات کی کہ وہ ہماری آیتوں کا

يَجْحَدُونَ ۝٢٨ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ

انکار کیا کرتے تھے اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں دکھا وہ دونوں گروہ،

أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا

جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا جنوں اور انسانوں سے ہم انہیں روند ڈالیں گے اپنے قدموں کے نیچے تاکہ وہ ہو جائیں

مِنَ الْأَسْفَلِينَ ۝٢٩ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا

پست ترین لوگوں سے ۳۴ بیشک وہ (سعادتمند) جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس قول پر ثابت قدم رہے ۳۵

۳۳ لیکن اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال پر غور کرو جو سزا مقرر ہے بڑی سخت ہے اس لیے ان جرائم پر عمل کرنے سے پہلے وہ اپنی قوت برداشت کا جائزہ لے لیں۔ کیا ان میں اس عذاب الیم کو برداشت کرنے کی ہمت ہے۔

۳۴ جب انہیں دوزخ کے ابدی عذاب میں جھونک دیا جائے گا اس وقت انہیں وہ لیڈر اور قائد یاد آئیں گے جن کے ورغلانے سے وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کو ستایا کرتے تھے اور قرآن پر طرح طرح کے اعتراضات کیا کرتے تھے۔ انہیں رہ رہ کر ان لیڈروں پر غصہ آئے گا اور دانت پیسیں گے اور کہیں گے۔

"اے رب! ایک دفعہ ہمیں وہ شیطان دکھا دے جو جنوں اور انسانوں میں سے ہمیں گمراہ کیا کرتے تھے اگر وہ کہیں ہمارے ہتھے چڑھ جائیں تو ہم ان کو اپنے پاؤں تلے رگید کر رکھ دیں اور ان کا حلیہ بگاڑ ڈالیں تاکہ اہل جہنم کی نظروں میں بھی ان کی ذلت اور پستی آشکارا ہو جائے۔" ۳۵ اہل تبلیغ و اہل دل کی دلچسپی [illegible]

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا

اترتے ہیں ان پر فرشتے اور یہ کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور تمہیں بشارت ہو

عذاب الیم میں مبتلا کیا جائے گا اور وہ کس طرح ایک حسرت سے ہاتھ ملیں گے۔ ان بدنصیبوں کے اخروی تذکرہ کے بعد سعادتمند کے بندوں کا ذکر ہو رہا ہے اور دنیا و آخرت میں جو نعمتیں ان پر ہوں گی اور جن کے وہ مستحق ہیں ان کا تفصیلی بیان کیا جا رہا ہے تاکہ دل و دماغ ان کے حصول پر اصرار سے جانے کے لیے بے تاب ہو جائیں۔

المختصر ان آیات میں دو حقیقتیں آشکارا کی گئی ہیں۔ ایمان باللہ کا بیان ہے اور شان بندگی کی بات کی گئی ہے۔ ایمان سے مراد یہ ہے کہ انسان زبان سے اقرار کرے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور پھر آخر دم تک اپنے قول و عمل سے اپنے اعمال اور عبادات سے اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں اس کی تصدیق کرتا رہے۔ زبان سے یہ کہہ دینا کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے آسان لیکن عمر بھر ثابت قدمی سے اس پر قائم رہنا بڑی ہمت و جوانمردی کا کام ہے۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی پھر کہا قد قال الناس ثم کفر اکثرهم فمن مات علیها فهو ممن استقام ۔ (ترمذی) بہت لوگ کہ اقرار کرتے ہیں کہ ربنا الله لیکن پھر اکثر اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ جو آدمی آخر دم تک اس بات پر ثابت قدم رہا اس کا شمار اس گروہ میں ہوگا

علامہ قرطبی نے صحابہ و تابعین سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے ملاحظہ فرمائیے:

ایک بار حضرت ابوبکر صدیق نے یہ آیت پڑھی پھر پوچھا اس کا کیا مطلب ہے۔ لوگوں نے کہا ثم استقاموا کا استقامت کا مطلب یہ ہے کہ پھر اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ آپ نے فرمایا حملتم الامر علی اشده ۔ تم نے تو یہ کام بڑا مشکل بنا دیا ہے۔ عرض کی گئی آپ ہی واضح فرمائیے فرمایا لم یلتفتوا الی اله غیره ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنا رب ماننے کے بعد ان کی استقامت کا یہ مطلب ہے کہ پھر کسی دوسرے خدا کی طرف توجہ نہ کریں۔ حضرت فاروق اعظم نے استقاموا کی تفسیر یوں کی۔

استقاموا لله تعالیٰ بطاعته ولم یروغوا روغان الثعلب ۔ یعنی وہ ثابت قدمی سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور لومڑی کی طرح حیلہ سازیاں کر کے راہ فرار اختیار نہیں کرتے۔

حضرت عثمان سے مروی ہے اخلصوا العمل ۔ جو عمل کرتے ہیں اخلاص سے کرتے ہیں۔ ریا اور نمائش کا وہاں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ نے فرمایا فرائض کی ادائیگی استقامت ہے۔

عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ استقامت ایک مختصر لفظ ہے اس سے مراد شریعت کے تمام احکام کی بجا آوری اور جن امور سے روکا گیا ہے ان سے اجتناب اور آخر دم تک اسی طریقہ کار پر ثابت قدمی

حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی نے عرض کی یا رسول اللہ قل لی فی الاسلام قولا لا اسأل عنه احدا بعدک اے اللہ تعالیٰ کے رسول اسلام کے بارے میں مجھے ایسی بات بتائیے کہ حضور کے بعد مجھے کسی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے

بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي

جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا	ہم تمہارے دوست ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ کہ کہو میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور پھر عمر بھر اس پر ثابت قدم رہو۔

۳۳ شانِ بندگی کے ذکر کے بعد اب شانِ بندہ نوازی کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان کو ان الفاظ سے تسلی دیتے ہیں کہ تم دشمنوں سے خوف زدہ ہو نہ کسی قسم کی حسرت میں مبتلا ہو اور دنیا میں جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ گے ان کے بارے میں بھی تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہے۔ اور ہم تمہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ جنت کے دروازے تمہارے لیے کھول دیئے گئے ہیں اور وہاں کی ساری نعمتیں تمہارے لیے فراہم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فرشتوں کا نزول کس وقت ہوتا ہے اور کیا وہ فرشتوں کی باتوں کو انہیں ظاہری کانوں سے سنتے ہیں۔ بعض علماء کا یہ قول ہے کہ فرشتوں کا نزول موت کے وقت ہوتا ہے۔ لیکن اہل تحقیق کا یہ قول ہے کہ یہ سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے جب بھی بندۂ مومن اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اور اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لیے میدانِ عمل میں گامزن ہوتا ہے تو قدم قدم پر یہ فرشتے اس کے ہمراہ رہ کر اس کی راہنمائی کرتے ہیں ہر موڑ پر جنت اس کی منتظر ہوتی ہے۔ اور سختی و آلام کے بادل ہر طرف سے گھر آتے ہیں۔ اس وقت ملائکہ اس کی دلجوئی کے لیے نازل ہوتے ہیں بعض مقبول بندے فرشتوں کی یہ باتیں اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور بعض کی ابھی تک یہ نوبت نہیں آتی ان کے دلوں میں طمانیت و سکینت کی ایک ایسی کیفیت نمودار ہو جاتی ہے کہ ان کے اکثر خوف و غم دور ہو جاتے ہیں۔ اعمال کے مقابلہ میں ان کی قوتِ مدافعت تنومند ہو جاتی ہے اور نئے ولولے سے سرشار ہو کر وہ منزلِ مقصود کی طرف بڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی چیز ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی مرنے کے وقت بھی اور روزِ حشر بھی تمام مشکلات پر انہیں فرشتوں کی رفاقت حاصل ہو گی۔ چنانچہ علامہ آلوسی رقمطراز ہیں:

تتنزل عليهم يقظة وبعضهم بما يعين ويشرح لبعضهم من الوعد الالهية والامدادات بما يشرح صدورهم به مع ضيقهم الخوف والحزن بطريق الالهام كما ان الكفرة يغويهم ما قيض لهم من قرناء السوء

یعنی فرشتے ان پر اترتے ہیں اور دینی امور کی مشکلات جو انہیں پیش آتی ہیں ان میں ان کی امداد کرتے ہیں کہ ان کے سینے کھل جاتے ہیں اور بذریعہ الہام ان کے خوف و حزن کو دور کر دیتے ہیں۔ جس طرح کافروں کو ان کے برے ساتھی برے کاموں پر اکساتے ہیں۔

اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ کلام کے اطلاق اور عموم کے پیش نظر یہی قول اقرب ہے اور ہم تمہیں پہلے بتا چکے ہیں کہ بہت لوگوں کا یہ قول ہے کہ فرشتے اکثر اوقات متقیوں پر نازل ہوتے ہیں اور وہ ان سے کسب فیض کرتے ہیں (روح المعانی)

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ

دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی ۔ ۳۹ اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ شے ہے جو تمہارا جی چاہے

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝۳۱ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝۳۲ وَ

اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو گے ۔ ۴۰ یہ مہمانی ہے بہت بخشنے والے ہمیشہ رحم فرمانے والے کی طرف سے ۔ ۴۱ اور

مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ

اس شخص سے بہتر کس کا کلام ہے جس نے دعوت دی اللہ کی طرف ۔ ۴۲ اور نیک عمل کیے ۔ ۴۳ اور کہا کہ

۳۹ یعنی نیک کاموں کی ادائیگی میں ہم تمہارے مددگار ہیں۔ بذریعہ الہام حق بات تمہارے دلوں میں ڈال دیتے ہیں۔ ان امور کی طرف تمہاری رہنمائی کرتے ہیں جن میں تمہارا بھلا اور کامیابی ہے اور آخرت میں ہم دوستی کا حق یوں ادا کریں گے کہ شفاعت سے تمہاری امداد کریں گے اور جب قبروں سے اٹھو گے تو تمہارا شاندار استقبال کریں گے (روح المعانی)۔

۴۰ تم جو چاہو گے، تم جو مانگو گے وہ دیا جائے گا۔

۴۱ یہ عنایات، حوریں، یہ انعامات بے پایاں تمہارے اعمال کا معاوضہ نہیں ہوگا بلکہ رب غفور رحیم کی طرف سے مہربانی ہوگی۔ بندہ مومن اور خداوند عرش میزبان۔ سبحان اللہ کیا شان ہے کیا اعزاز ہے اور کتنا کرم ہے۔ اللھم اجعلنا منھم بجاہ حبیبک الکریم وقائدھم المحتشم ومرشدھم المعظم۔ اللھم صل علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

۴۲ بےشک ایمان لانا اور اس پر ثابت قدم رہنا بہت بڑی بات ہے لیکن اس سے اونچا ایک اور مقام ہے جس پر فائز ہونے کے لیے کوشاں رہنا ہر بندہ مومن پر لازم ہے۔ وہ یہ کہ لوگوں کو بھی وحدہ لاشریک کی وحدانیت، کبریائی پر ایمان لانے کی دعوت دے۔ اس کے سچے رسول کی فرمانبرداری، اس کی نازل کی ہوئی کتاب کے احکام کو بجا لانے کی ترغیب دے۔ صرف اپنی نجات پر مطمئن نہ ہو جائے کہ اس نے اسلام کے چشمہ شیریں سے اپنی پیاس کو بجھا لیا بلکہ ان تشنہ لبوں کا درد بھی اس کو بیقرار کردے جو ریگزار حیات میں ایک قطرہ آب کے لیے ترس رہے ہیں۔ اس کے دل میں یہ شدید جذبہ ہو کہ جس طرح اس نے اپنی تاریک زندگی میں ایمان کی شمع روشن کرلی ہے، گمراہی کی ظلمتوں میں ٹھوکریں کھانے والا کوئی شخص بھی اس روشنی سے محروم نہ رہے۔ خود سوچیے اس مقام کو مقام رفیع کیوں نہ کہا جائے کیا اس سے بھی زیادہ خیر خواہی اور خلوص کا کوئی درجہ ہے۔

آیت کا عموم اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کو کسی کے ساتھ مختص نہ کیا جائے بلکہ جو بھی ایسا کرے اس کے لیے یہ دعوت حق کا وعدہ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ تبلیغ و ارشاد میں حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو مقام ہے اس سے کسی کو

إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ

میں ہوں اپنے رب کے فرمانبردار بندوں سے ہوں؎ نہیں یکساں ہو سکتی نیکی اور برائی؎

کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ حضرت حسن بصری اگرچہ اس آیت کریمہ کے قائل تھے اس کے باوجود جب کبھی یہ آیت تلاوت کرتے اور اس کی تشریح کرنے لگتے تو ان پر وجد کی ایک کیفیت طاری ہو جاتی اور یوں گوہر افشانی فرماتے۔ وکان الحسن اذا قرء هذه الآیة یقول هذا رسول الله، هذا حبیب الله، هذا ولی الله، هذا صفوة الله، هذا خیرة الله، هذا والله احب اهل الارض الی الله (قرطبی) کہ اس آیت کے مصداق رسول اللہ ہیں، حبیب اللہ ہیں، ولی اللہ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہیں، یہ تمام اہل زمین سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔

؎ لوگوں کو دعوت دے کر خود غافل نہیں ہو جاتا جس طرح کا عموماً دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی پوری تندہی سے کرتا ہے۔

؎ زبان سے یہ کہہ دینا کہ میں مسلمان ہوں، کوئی ایسے کمال کی بات ہے کہ اتنے اہتمام سے یہاں اس کو بیان کیا گیا ہے ہم سب اپنی مسلمانی کے دعوے کرتے ہیں لیکن اس سے کسی کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ [illegible] آج کل یہ خیال ہے لیکن آپ ذرا تصور کریں اس ماحول کا جس ماحول میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس وقت جو شخص اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا وہ گویا لوگوں کو دعوت عام دیتا تھا کہ آؤ مجھ پر پتھر برساؤ، میری تذلیل کرو، مجھے تنگ کرو۔ [illegible] میرا جسم [illegible] پھینکو اور انگارے دہکاؤ اور مجھے ان پر لٹاؤ [illegible] کوئی کسر اٹھا نہ رکھو۔ [illegible] ایسے ماحول میں یہ کہنا کہ میں مسلمان ہوں۔ [illegible] اسلام ہونے کا اعلان کرنا [illegible] کی بات نہ تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج بھی اس اعلان کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے کا پورا احساس کرتے ہوئے یہ کہنا انني من المسلمین بڑے ہی دل گردے کا کام ہے۔ اسی لیے تو علامہ مرحوم نے فرمایا تھا

چو می گویم مسلمانم بلرزم   کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

اور اپنے انداز میں جگر مراد آبادی کا یہ شعر بھی خوب ہے!

یہ عشق نہیں آساں اتنا ہی سمجھ لیجے   اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

؎ یہاں حقیقت کے طور پر بتا دیا گیا کہ نیکی اور برائی یکساں نہیں۔ نیکی ہر حال میں نیکی ہے خواہ معاشرہ میں اس کی پذیرائی نہ ہو اور برائی اپنی [illegible] کے باوجود برائی ہے۔ خواہ اس کو اپنانے والی بڑی بڑی ہستیاں ہوں۔ برائی کا [illegible] برائی کا ارتکاب کیوں نہ کر رہا ہو لیکن اس کے دل میں یہ خلش ہمیشہ رہتی ہے کہ وہ برائی کر رہا ہے اور اس طرح اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے۔

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ

(برائی) کو دفع کرو ایسی (نیکی) سے جو بہترین ہے ٥٣ پس ناگاہ وہ شخص تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت

كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَ

ہے یوں بن جائے گا گویا وہ جگری دوست ہے ٥٤ اور نہیں توفیق دی جاتی یہ (خوبی) بجز ان لوگوں کے جو صبر کرتے ہیں

٥٣ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم اور حبیب جلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تمام داعیانِ حق کو یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ جب [illegible] تمہارے ساتھ [illegible] برائی سے نہیں نیکی سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible]

٥٤ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ملاحظہ کرو۔

یہ [illegible] [illegible] [illegible] کسی شخص نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو [illegible] آپ نے جواب دیا:
ان کنت صادقا فغفر اللہ لی وان کنت کاذبا فغفر اللہ لک ترجمہ: اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے بخشے۔

سیدنا علی مرتضیٰ [illegible] [illegible]
[illegible] ترضی الرحمن وتسخط الشیطان [illegible] فما عوقب الاحمق بمثل السکوت عنه۔ ترجمہ:
[illegible] [illegible] [illegible]

٥٥ اس مقام رفیع پر پہنچنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں جب تک صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا جائے اس وقت

مَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ

اور نہیں توفیق دی جاتی اس کی مگر بڑے خوش نصیب کو اور اگر شیطان کی طرف سے تجھے

الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ لے بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا

اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات بھی اور دن بھی اور سورج بھی اور چاند بھی مت سجدہ کرو

تک پہنچنا ناممکن لگتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ شخص بڑا ہی خوش نصیب اور بلند اقبال ہے جس کو اس مقام بلند تک رسائی ہوتی ہے۔ علامہ ابن منظور یلقیٰ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وقال الازهري: والتلقي هو الاستقبال ومنه قوله تعالى وما يلقاها الا الذين صبروا وقيل في قوله ما يلقاها اي ما يعلمها ويوفق لها الا الصابر (لسان) ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ایک بڑی پیاری بات کہہ دی۔ جب تم اپنے حسن عمل سے خوبصورت روایات قائم کرنے کی کوشش کرو گے شیطان بھی تمہیں بہکانے کے لیے اپنی کوششوں کو تیز تر کر دے گا۔ وہ بھلا یہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ تمہاری ذات میں رنگ، حسن خلق، پاکبازی کا ایک ایسا حسین پیکر دنیا کے سامنے پیش ہو جسے دیکھ کر دل بے ساختہ اس کی طرف کھچے آتے رہیں۔ وہ ضرور دنگا فساد کرے گا اور پوری جد و جہد کرے گا کہ تم سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جس کا شکار ہو کر وہ تیری سیرت کی دلکشی اور جاذبیت کو ختم کر دے۔ ایسے بدنصیب دشمن کے اس وار سے تجھے ہمیشہ چوکنا رہنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ تو بہک جائے۔ جب بھی شیطان کوئی ایسی بات تیرے دل میں ڈالے تجھے چاہیے کہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کے لیے التجا کر تاکہ وہ شیطان کے شر سے تجھے محفوظ رکھے۔ تو اس کی تباہ کاریوں کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تجھے اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق کی ضرورت ہے اس لیے اپنی بے بسی اور ناتوانی کا اعتراف کرتے ہوئے بڑی عاجزی سے درخواست کر کہ وہ تجھے شیطان کی اس یورش سے بچائے۔ وہ تیری درخواست سنے گا، ٹھکرائے گا نہیں۔ وہ تیرے حال دل سے خوب آگاہ ہے۔

نزغ: نزغ سے مراد کسی کے دل میں وسوسہ ڈالنا۔ وہ وسوسہ جس کی وجہ سے انسان گناہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ نزغ الشیطان کہتے ہیں علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: ونزغ الشيطان وساوسه ونخسه في القلب بما يسول للانسان من المعاصي (لسان)

اب پھر شرک کے بطلان اور توحید کی حقانیت پر دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔ بالخصوص اہل عرب اور اکثر مشرک قومیں

لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ

سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ سجدہ کرو اللہ کو جس نے انہیں پیدا فرمایا ہے اگر تم

كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ

واقعی اسی کے پرستار ہو پھر بھی اگر یہ تکبر کریں تو (کیا پروا) پس وہ فرشتے جو تیرے

رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ۝

رب کے پاس ہیں تسبیح کرتے رہتے ہیں اس کی شب و روز اور وہ نہیں تھکتے

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو کہ دبی ہوئی ہے پھر جب ہم برساتے ہیں اس پر

الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ إِنَّهُ

پانی تو وہ تر و تازہ ہو جاتی ہے اور پھولنے لگتی ہے بیشک وہ (قادر مطلق) جس نے اسے زندہ کیا وہ یقیناً مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے

کے معبود سمجھ رہے ہیں۔ بتانا یہ چاہتا ہے کہ یہ خود مخلوق ہیں۔ یہ تو اس خالق کائنات کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں۔ جو کام اس نے ان کے سپرد کیا ہے اسی کو انجام دینے میں مصروف ہیں۔ رات کو چاند طلوع ہوتا ہے اور صبح کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ صبح ہوتی ہے تو سورج زرتار کرنوں کا تاج پہنے نمودار ہوتا ہے اور شام کو مغرب میں اوجھل ہو جاتا ہے۔ اگر یہ معبود ہوتے تو ہر وقت ہر جگہ موجود رہتے۔ نیز دونوں روشن ہیں لیکن ہر ایک کی روشنی کی مقدار الگ الگ اور تاثیر جدا ہے۔ رفتار کی تیزی کی سستی میں ان کی اور اختلافات میں بھی بڑی حکمتیں ہیں جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔

۵۹ ان کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس ہستی کو سجدہ کرو جو ان کی خالق ہے۔

۶۰ اگر کفار اس کھلی صداقت کو تسلیم نہ کریں اور غرور و تکبر سے باز نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ اس کی عظمت کو کیا تباہ کر سکتے ہیں۔ ان گنت نوری فرشتے ہر پل اور ہر آن اس کی حمد و ثنا میں مصروف ہیں۔ نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں بلکہ اسی ذکر و تسبیح پر ہی ان کی زندگی کا انحصار ہے۔

۶۱ یہاں سجدہ تلاوت کرنا ہے احناف کے نزدیک۔ امام مالک اور کئی دیگر ائمہ تعبدون پر سجدہ تلاوت لازم کہتے ہیں۔

۶۲ اپنی قدرت کی ایک اور روشن نشانی کا ذکر فرمایا جس کا مشاہدہ وہ آئے روز کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات خشکی سے

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا

کرنے والا ہے ۔ بلاشبہ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے ۔ بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں [illegible] کرتے ہیں ۶۳

لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا

وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں ۔ تو کیا جو پھینکا جائے گا آگ میں وہ بہتر ہے یا جو آئے گا امن و سلامتی کے ساتھ

يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

قیامت کے دن ۔ وہ کرتے رہو جو تم چاہو ۔ بیشک جو تم کر رہے ہو وہ خوب دیکھ رہا ہے ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝

بیشک وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اس ذکر کا جب وہ ان کے پاس آیا ۶۴ [illegible] اور بلاشبہ یہ ایک زبردست کتاب ہے

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ

نہیں آ سکتا اس کے پاس باطل ۔ نہ اس کے سامنے سے اور نہ اس کے پیچھے سے ۶۵ یہ اتاری ہوئی ہے

[illegible]

۶۳ علامہ ابن منظور الحاد کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ المُلْحِدُ العَادِلُ عَنِ الحَقِّ المُدْخِلُ فِيْهِ مَا لَيْسَ فِيْهِ ، یعنی ملحد اسے کہتے ہیں جو حق سے روگردانی کرے اور اس میں ایسی چیز کی آمیزش کرے جو اس میں نہیں ہے ۔ اس کا ایک اور مفہوم بھی بتایا گیا ہے ۔ يُلْحِدُوْنَ اي يَعْتَرِضُوْنَ یعنی وہ اعتراض کرتے ہیں ۔

وہ لوگ جو خود حق سے روگردانی کیے ہوئے ہیں لیکن صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ حق پر ایسے اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے رہتے ہیں جن کے باعث لوگ حق سے نفرت کرنے لگتے ہیں یا وہ لوگ آیات الٰہی میں [illegible] طرح طرح کی خرافات کرتے ہیں ۔ وہ کتنے مکار اور عیار کیوں نہ ہوں ، [illegible] اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ۔ قیامت کے دن انہیں [illegible] ۔ وہ خود سوچیں اور فیصلہ کریں کہ ان کی یہ حالت اچھی ہوگی یا اس شخص کی حالت بہتر ہوگی جسے قیامت کے دن کسی قسم کا اندیشہ نہ ہوگا [illegible]

۶۴ [illegible] اِنَّ کی خبر محذوف ہے ۔

۶۵ یہ ایسی کتاب ہے کہ کسی شیطان کی مجال نہیں کہ اس میں کمی بیشی کر سکے یا اس کے بیان کی ہوئی کسی سچائی کی [illegible]

مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ

بڑے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کی طرف سے۔ اے حبیب! نہیں کہا جاتا آپ کو مگر وہی جو کہا گیا پیغمبروں کو آپ

مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ

سے پہلے ۶۳ بیشک آپ کا رب بڑا بخشنے والا ہے اہل ایمان کے لیے اور بڑا سخت عذاب دینے والا ہے (کافروں کیلئے) دردناک عذاب دینے والا ہے۔ اور

جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ

بالفرض اگر ہم بناتے اس کتاب کو قرآن عجمی زبان میں تو وہ کہتے کیوں نہ کھول کر بیان کی گئیں اس کی آیتیں ۶۴ کیا (کتاب) عجمی ہے اور

وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ

(نبی) عربی ۶۵ آپ فرمائیے یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے ۶۶ اور جو

کیونکہ یہ ایسا مضبوط قلعہ ہے جس کے تمام اطراف محفوظ ہیں کسی جہت سے اس کے اندر کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ گذشتہ صدیوں میں کئی بدبخت لوگوں نے کوشش کی اور ہر ممکن کاوش کی انہوں نے اس کی حقانیت میں ردوبدل کرنے کی ناپاک کوشش کی لیکن ہمیشہ ناکام رہے۔

۶۳ کفار جو اعتراض آج آپ پر کرتے ہیں بعینہٖ یہی الزامات آپ سے پہلے جو رسول تشریف لائے ان کی امتوں کے بدبختوں نے ان پر کیے تھے۔ یہ لوگ پہلے مجرموں کا انجام دیکھ لیں۔ اگر باز نہ آئے تو ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو ان کے پیشروؤں کے ساتھ روا رکھا گیا تھا۔

۶۴ ان کفار کا بھی عجیب حال ہے قرآن کریم فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ اس کی آیات بالکل واضح اور ان کا مفہوم بالکل آشکارا ہے لیکن یہ اسے قبول نہیں کرتے۔ اور اگر یہ قرآن کسی عجمی زبان میں نازل کیا جاتا تو یہ کہتے کہ عجیب بات ہے لانے والا عربی ہے اور جس زبان میں یہ کتاب اس پر نازل ہوئی ہے ہمیں کیا خبر کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ مقصد انہیں تو فقط اعتراض کرنے سے کام ہے۔ عربی میں ہے تب بھی اعتراض کرتے ہیں کسی اور زبان میں نازل ہوتی تب بھی اعتراض کرتے۔ یہ نرا بہانہ اور بیہودہ سی بات ہے۔

۶۵ تقدیر کلام یوں ہے۔ اکتابٌ اعجمیٌّ و رسولٌ عربیٌّ۔ یعنی کتاب عجمی ہے اور رسول عربی۔

۶۶ اے حبیب! آپ فرمائیے۔ قرآن کریم اہل ایمان کے لیے تو سراپا ہدایت اور پیغام شفا ہے۔ وہ تو اس کی تعلیمات کو دل سے قبول کرتے ہیں اور اس کے احکام کو صدق دل سے بجا لاتے ہیں اور اس کی دوائی سے شفا پاتے ہیں۔ البتہ جن کے

لَا يُؤْمِنُونَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ

ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بہرا پن ہے اور وہ ان پر ہر حال میں مشتبہ رہتا ہے۔ انہیں

يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

گویا پکارا جاتا ہے دُور کی جگہ سے اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب پس

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

اس میں بھی بہت اختلاف کیا گیا ہے ۲ اور اگر ایک بات طے نہ ہو چکی ہوتی آپ کے رب کی طرف سے تو (کب کا) فیصلہ

بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿٤٥﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

کر دیا جاتا ان کے درمیان اور بیشک وہ ایک شک میں مبتلا ہیں اس کے متعلق جس نے انہیں بے چین کر رکھا ہے ۳ جو نیک عمل کرتا ہے

فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٤٦﴾

تو وہ اپنے بھلے کے لیے اور جو برائی کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے اور آپ کا رب تو بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَ

اسی اللہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم ۴ اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلافوں سے اور

---

۱ [illegible] ہیں انہیں [illegible] سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ اس پیغام حق کو سننے سے ان کے کان بہرے ہیں اور وہ ہر وقت شک و شبہ میں ہی گرفتار رہتے ہیں۔

عمی کا معنی دل کا اندھا ہونا ہے۔ یہاں اس سے مراد شبہ میں مبتلا ہونا۔ ای ظلمۃ و شبہۃ۔

۲ موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر تھے ان پر تورات نازل ہوئی تو اس میں بھی [illegible] اختلافات کا دروازہ کھول دیا۔

۳ وہ شک جو انسان کو قلق و اضطراب سے دوچار کر دے اور سکونِ قلب کی دولت اس سے چھین لے اس کو شکِّ مُرِیب کہتے ہیں۔

۴ یہاں اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا بیان ہو رہا ہے۔

مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ

نہ حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ اور نہ بچہ جنتی ہے اسکے علم کے بغیر۔ اور جس دن وہ انہیں پکارے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک

قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۚ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ

کہیں گے ہم نے تجھے کہہ دیا ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں اور گم ہو جائیں گے ان سے جن کی وہ پہلے عبادت

مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۚ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ

کیا کرتے تھے اور وہ یقین کر لیں گے کہ اب بھاگ نکلنے کی کوئی جگہ نہیں۔ نہیں اکتاتا انسان بھلائی کی دعا کرنے

الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۚ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا

سے تھکتا اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل مایوس اور نا امید ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہم چکھائیں اسے رحمت اپنی

مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً

اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی تو ضرور کہتا ہے یہ تو میرا حق ہی تھا اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت برپا ہو گی

ك قیامت کے روز ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے وہ من گھڑت خدا جن کو تم اپنا شریک بنائے پھرتے تھے وہ کہاں ہیں تو وہ عرض کریں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ہم ان کی خدائی پر گواہی دینے کے لیے تیار نہیں۔ یا اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ وہ آج یہاں نظر نہیں آ رہے۔ ہم میں سے کوئی بھی ان کو آج یہاں نہیں دیکھ رہا۔

ك جب یہ دعا مانگتا ہے تو تھکتا ہی نہیں جن نعمتوں اور برکات کا یہ مطالبہ کرتا ہے ان کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ختم ہونے میں نہیں آتی۔ لیکن اگر اسے ذرا تکلیف پہنچے تو پھر بالکل مایوس ہو کر ہمت ہار بیٹھتا ہے اور اسے یوں لگتا ہے کہ اب اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔

ك اور اگر ہم اس کو اپنی رحمت سے نوازتے ہیں تو پھر یہ احسان ماننے کے بجائے عجیب و غریب باتیں بناتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں اپنی قابلیت، ذہانت اور تجربہ کے لحاظ سے اس کا حق دار تھا۔ میری محنت مجھ پر کی گئی اور اس سبب سے مجھے عطا کیا گیا۔ یہ خشک مزاج لوگ مجھے قیامت کی ہر وقت دھمکی دیتے رہتے ہیں کہ حشر و نشر میں یہ ہوگا وہ ہو جائے گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قیامت آنے کی ہی نہیں یہ ایسی ہی ان لوگوں نے گھڑ رکھی ہے۔ اور اگر بالفرض آ بھی گئی تو جو لوگ کرم

وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّیْۤ اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیْنَ

اور اگر میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف تو یقیناً میرے لیے اس کے پاس بھی آرام و آسائش ہو گی۔ پس ہم ضرور آگاہ کریں گے

كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۝٥٠ وَاِذَاۤ اَنْعَمْنَا

کافروں کو ان کے کرتوتوں سے اور ہم ضرور چکھائیں گے انہیں سخت عذاب اور جب ہم احسان کرتے

عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ

ہیں انسان پر تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرنے لگتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں

عَرِیْضٍ ۝٥١ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ

کرنے لگ جاتا ہے۔ آپ فرمائیے بھلا بتاؤ تو سہی اگر قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر تم اس کا انکار کرو تو کون

اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ۝٥٢ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ

زیادہ گمراہ ہے اس سے جو مخالفت میں بہت دور نکل گیا ہو۔ ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں

فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ

اور ان کے اپنے نفسوں میں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ قرآن واقعی حق ہے۔ کیا یہ کافی نہیں کہ آپ کا رب

یہاں وزارت و صدارت کے منصب پر فائز ہیں قیامت کے روز بھی یہی کیفیت ہو گی۔ انہیں سلامی دی جائے گی اور ان [illegible] کوئی ان سے پوچھنے والا بھی نہیں ہو گا۔

۵۳ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عرصہ سے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دے رہے تھے اپنے دعویٰ کی صداقت کے لیے ناقابل تردید عقلی اور فکری دلائل پیش فرما رہے تھے۔ لیکن کفار مکہ اپنے آباؤ کے تعصب اور عناد کی ایسی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی جسے وہ کسی طرح ترک کرنے کو تیار نہ تھے۔ اسلام کے ماننے والوں کی جمعیت بڑی مختصر تھی اور ان کے ارادے نہایت کمزور تھے وہ یہ سمجھتے تھے کہ جب چاہیں گے پھونک مار کر یہ چراغ بجھا دیں گے۔ یہ مٹھی بھر مسلمان جن میں اکثریت غلاموں، ناداروں اور نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والوں کی ہے ان کی یہ مجال کہاں کہ ہمارے تہذیب و تمدن کا تختہ الٹ سکیں۔ جب چاہیں گے ان کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیں گے۔ ایک ظاہر بین ان ناگفتہ بہ حالات میں اسلام کے روشن مستقبل کے بارے میں کیا

کی یہ تحقیقات ثابت ہیں، ہر چیز اپنے وجود اور [illegible] قسمت رکھنے کے لئے [illegible] محتاج ہے۔ یہ آیت دلیل اول کا اس کی ایک ہیئت ترکیبی [illegible] کے [illegible] سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ ہو کر رہے گا، لیکن واضحات و علامات بتا رہے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس چیلنج کے پورے ہونے کا اب قطعاً کوئی امکان نہیں۔

دوسرا یہ کہ ہم انہیں آفاق عالم میں اور خود ان کی اپنی ذات میں ایسی نشانیاں دکھائیں گے جن کے بعد حق کا واضح انکار کر رہے ہیں، انہیں یقین ہو جائے گا کہ یہی حق ہے اور [illegible] عناد و سرکشی [illegible] رہے کے باعث [illegible] کے لئے [illegible] جائے گا تعصب کی پٹی اتر جائے گی۔ آنکھیں [illegible] اسلام کی [illegible] سے [illegible] گی۔ [illegible] ان کے [illegible] لگیں گے۔ وہ ان [illegible] ان کے آگے [illegible] اب کوئی [illegible] جب ان کے ہاتھوں میں [illegible] ہوں گے [illegible] باطل [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] ہوں گے۔ ان [illegible] اپنے [illegible] سے ان کے [illegible] کی حقیقت کا [illegible] رہے ہیں۔

وہ آیات بینات کون سی ہیں اس میں علماء تفسیر کے دو قول ہیں۔

وہ فتوحات جو ان بے سروسامان اور اپنے گھروں سے نکالے ہوئے لوگوں کو [illegible] اور [illegible] تک حاصل ہوں گی کہ [illegible] شکست [illegible] ہوئے کہ ان کے [illegible] تھا [illegible] کے [illegible] آنے تھے انہیں [illegible] ایک ایک مسلمان کو پکڑیں گے [illegible] دیکھیں گے [illegible] آنکھیں کھل دیں [illegible] اسلام کے [illegible] ایمان کو [illegible] اللہ [illegible] دشمن کے [illegible] کے [illegible] سے مسلمانوں [illegible] طاقت [illegible] اس [illegible] جب [illegible] ان کے [illegible] دشمن [illegible] شکست [illegible] جہاں گئے [illegible] اس حقیقت کے [illegible] وقت [illegible] کو [illegible] سے [illegible] اسلامیت [illegible] وہاں کے لوگ اپنے فاتحین کے اخلاق [illegible] ان کی سیرت [illegible] مذہب [illegible] اپنی زبان [illegible] اپنے تہذیب و ثقافت کو [illegible]

أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ

ہر چیز پر گواہ ہے ۵۳ سن لو! یہ لوگ شک میں مبتلا ہیں اپنے رب

رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ

کے ملنے کے بارے میں ۵۴ سنو! وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

کی اور مغرب کے تمدن اور ثقافت کو فتح کیا۔ اسلام کے برحق ہونے کی اس سے بڑی روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس نسخۂ کیمیا نے جاہل، اجڈ اور غیر تربیت یافتہ قوم کی چند سالوں میں کایا پلٹ کر رکھ دی۔ کہاں وہ دن کہ سارا جزیرہ جہالت و وحشت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ مدرسے، مکاتب نام کی کوئی چیز وہاں نہ تھی [illegible] گنتی کے چند آدمی تھے جو لکھنا [illegible] اور کہاں وہ [illegible] کہ [illegible] بیان کرتے تھے کہاں وہ بے حسی اور سنگ دلی کہ اپنی بچیوں کو اپنے ہاتھوں سے [illegible] اور کہاں یہ احساس ہمدردی و شفقت کہ [illegible] یہ فتوحات کسی [illegible] لوگ سمجھنے پر مجبور ہو جاتے تھے کہ قرآن کی بات ہے [illegible] لیکن [illegible] عجیب تر [illegible] حالات کی ایک [illegible] رہا تھا۔

اس آیت کا دوسرا مفہوم یہ بتایا جاتا ہے کہ [illegible] آیات [illegible] لیکن لوگ ان میں غور و فکر کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔ کائنات کے ذرہ ذرہ میں [illegible] اس سے غافل ہیں۔ صرف اپنی جسم کی ساخت پر غور کریں [illegible] جسم انسانی کے مختلف اعضاء کس طرح [illegible] گئے ہیں اور کیا کیا کام انجام دیتے ہیں [illegible] کی وضع قطع کو دیکھئے [illegible] کسی علیم و حکیم ہستی کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ [illegible] ہیں ان میں [illegible] اس کے [illegible] پہاڑ، دریا، [illegible] سمندر، [illegible] بڑا انسان۔

۵۳ اے محبوب! دین [illegible] کے لیے جس خلوص، جانسوزی اور استقامت سے آپ [illegible] آپ کے دشمنوں کو [illegible] اور آپ کے سر مبارک پر کرامت و عظمت کا تاج سجائیں گے۔

۵۴ اس آیت میں بتایا کہ ان کے دلوں میں قیامت کے بارے میں [illegible]

سامنے ہزارہا دلائل پیش کیے جائیں وہ انہیں لائق التفات ہی نہیں سمجھتا۔ وہ اس دنیوی زندگی کو ہی سب کچھ جانتا ہے اس لیے اس کی ساری کوششیں ایک ہی نقطہ پر مرکوز ہو کر رہ جاتی ہیں کہ وہ زندگی کے ان ماہ و سال میں زیادہ سے زیادہ لطف اٹھائے، زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرے اور اونچے سے اونچے منصب تک رسائی حاصل کرے۔ اس کے لیے اسے شرف انسانی، عزت نفس اور اخلاق عالیہ کو پامال بھی کرنا پڑے تو وہ کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا۔ وہ فقط اپنی ذات کو سونے اور اس کو اونچا کرنے کے لیے پوری بستی، پورے علاقہ بلکہ پوری امت کی قسمت کے ساتھ کھیل جاتا ہے۔ لیکن یہ سودا انہیں آخر کار مہنگا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور یہ لوگ بھی اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں۔ جب وہ علیم و قدیر ان سے انتقام لے گا تو انہیں اپنی عاقبت معلوم ہو جائے گی۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

رب تقبل منی انک انت السمیع العلیم رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و علی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی۔

انی تبت الیک وانی من المسلمین۔

محمد کرم شاہ

لیلۃ الجمعۃ ۹ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

۱۴ دسمبر ۱۹۷۲ء

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الشوریٰ

نام: آیت نمبر ۳۸ میں شوریٰ کا لفظ ہے یہی اس سورت کا نام ہے۔ اس سورت میں پانچ رکوع ترپن آیتیں آٹھ سو ساٹھ کلمات اور تین ہزار پانچ سو اٹھاسی حروف ہیں۔

زمانہ نزول: سورۃ المومن سے الاحقاف تک یہ سات سورتیں ہیں جن کا آغاز حٰمٓ سے ہوا۔ ان سب کا زمانہ نزول قریب قریب ہے۔ مضامین کی یکسانیت اس کی تائید کرتی ہے۔ ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جبکہ کفار کا عناد اور مخالفت اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔

مضامین: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اہل مکہ سراپا حیرت و تعجب بن کر رہ گئے۔ انسان جس کا دامن ہماری طرح کی آلائشوں سے آلودہ ہے ان میں سے کسی کو منصب نبوت پر فائز کر دیا گیا ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ان کی اس حیرت کا ازالہ یہ کہہ کر کیا کہ نوع انسانی کے عظیم محسن اگر پہلے نبی ہوتے تو تمہارا تعجب حق بجانب تھا لیکن یہ سلسلہ نبوت تو آدم علیہ السلام سے شروع ہے۔ اس لیے کسی نبی کی بعثت پر تمہیں اعتراض نہیں۔ اعتراض ہے تو اس نبی برحق پر جو تمہاری ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل پر پہنچانے کے لیے آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی کا انکار، اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار اور بے شمار معبودوں کی پوجا پاٹ کا جو گھناؤنا کاروبار تم نے شروع کر رکھا ہے اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ آسمان پھٹ جاتا، نظام عالم درہم برہم ہو جاتا اور تمہارا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا لیکن اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ وہ تمہیں فوراً ہلاک نہیں کر دیتا بلکہ مہلت دیتا ہے تاکہ تم غور و فکر کر سکو۔

یہ بھی بتا دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرشتوں کی طرح سب انسانوں کو بھی مجبور کر دیتا، عبادت و طاعت میں سرگرم رہتے اور کوئی بھی سرمو انحراف نہ کرتا۔ لیکن اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ انسان کو اختیار و ارادہ کی نعمت سے نوازا جائے تاکہ ان بلندیوں کی طرف جانے والا راستہ اس کے لیے ہموار ہو جائے جہاں کسی اور مخلوق کی رسائی نہیں۔ جو لوگ اپنی مرضی سے عقیدہ اور عمل کی گمراہی اختیار کرتے ہیں ان کو اپنے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھا دیا کہ جس طرح وہ رب ہی خالق اور مالک ہے اسی طرح اسی کو یہ زیبا ہے کہ وہ انسان کے لیے ایک ایسا نظام حیات تجویز کرے جس کی پابندی کر کے وہ دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو سکے۔ جس طرح کسی غیر کو خالق نہیں مانا جا سکتا اسی طرح اس کے بغیر اس کی مخلوق کے لیے کسی کو ضابطہ حیات مقرر کرنے کا اختیار بھی نہیں دیا جا سکتا۔

تمام انبیاء ابتداء سے ایک ہی دین کی دعوت دیتے آئے ہیں۔ انہوں نے انسانی معاشرے میں افتراق و انتشار کی کبھی تخم ریزی نہیں کی۔ البتہ ان کے بعد آنے والے اہل غرض نے اپنی سرداری کا سکہ جمانے کے لیے باہمی تفرقہ بازی کا آغاز کیا۔ آیت ۱۵ خصوصی توجہ کی مستحق ہے جس میں دس احکام دیئے گئے ہیں۔

نبوت میرا کاروبار نہیں! اس کے ذریعے سے میں دولت کمانا نہیں چاہتا۔ میں دین کی اس دلسوزی کا تم سے کوئی اجر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ ہاں میرا ایک ہی مطالبہ ہے کہ تم باہم شیر و شکر ہو جاؤ۔ ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو تاکہ تمہاری یہ دنیوی زندگی ہر قسم کی بے چینیوں اور تکالیف سے محفوظ ہو جائے اور تم یکسوئی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت انجام دے سکو۔

رزق کی تقسیم وہ اپنے حکیمانہ انداز سے کرتا ہے۔ اگر ہر ایک کو رزق فراواں مل جائے تو لوگ سرکش اور باغی ہو جائیں۔

اہل ایمان کی متعدد خوبیاں پہلے بیان کیں۔ ان میں سے ایک یہ خوبی بھی بیان کی کہ وہ اپنے گھریلو، معاشی اور سیاسی تمام معاملات باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں۔ اسلامی ریاست کا یہ وہ اصول ہے جس پر اگر عمل کیا جائے تو اسلامی سوسائٹی میں آمریت، مطلق العنانی اور ڈکٹیٹر شپ کا کوئی خطرہ نہیں رہتا۔

ان کی خوبیوں میں سے اس خوبی کا بطور خاص ذکر کیا (آیت ۳۹) کہ مسلمان بے غیرت اور بے حمیت نہیں ہوتا کہ مخالف اسے جوتیاں مارتا رہے، اس پر ظلم و تشدد روا رکھے اور یہ سر جھکائے خاموشی سے اس تذلیل کو برداشت کرتا رہے بلکہ وہ انتقام کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور جب تک بدلہ نہ لے لے اسے چین نہیں آتا۔ دشمن پر قابو پانے کے بعد اس کو معاف کر دینا بھی مومن کا شیوہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو جن مختلف طریقوں سے وحی بھیجتا ہے ان کا ذکر بھی کر دیا تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ رہے۔

سورة الشورى مكية بسم الله الرحمن الرحيم وهي ثلث وخمسون اية وخمس ركوعات

[illegible]

حمٓ ۝١ عٓسٓقٓ ۝٢ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ

[illegible]

اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ

[illegible]

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٤ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَآ إِنَّ

[illegible]

اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ

[illegible]

حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ

آپ کی طرف قرآن عربی زبان میں تاکہ آپ ڈرائیں ام القریٰ کو ے اور جو اس کے آس پاس رہتے ہیں اور تاکہ آپ ڈرائیں جمع ہونے کے

الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿۷﴾ وَلَوْ

دن سے جس میں کوئی شبہ نہیں ہے اس دن ایک فریق جنت میں اور دوسرا فریق جلتی آگ میں ہوگا اور اگر

شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي

چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا ان سب کو ایک امت لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی

اور دلائل سے ثابت کرتے، ان کے شرک و شبہات کا جواب دیتے اور ان پر حجت تمام کرتے اس کے بعد جب وہ اپنی ہٹ دھرمی سے نہ سمجھتے اور انکار کرتے تو حضور کو انتہائی رنج ہوتا اور بہت افسوس ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب! آپ ان کے غلط رویہ سے رنجیدہ نہ ہوں۔ ان کی گمراہی کی کوئی ذمہ داری آپ پر نہیں۔ روز حشر آپ سے کوئی باز پرس ہوگی تو یہ کہ آپ نے تبلیغ حق کا فرض بہترین طریقہ پر ادا کر دیا یا نہیں اور ان کی قسمت۔ آفتاب ہدایت طلوع ہو چکا ہے اس کی کرنوں سے سارا عالم جگمگا رہا ہے لیکن اگر یہ اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھے کفر و شرک کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ الوکیل الکفیل جو کسی کا ضامن اور ذمہ دار ہو۔

ف جیسے ہم نے [illegible] ہم نے عربی زبان میں آپ پر نازل فرمایا ہے تاکہ آپ ام القریٰ یعنی تمام بستیوں کی اصل جو ہے اس کے باشندوں کو آپ بروقت خبردار کریں اور اس کے مشرق و مغرب میں بسنے والے [illegible] ان کو آگاہ کریں کہ قیامت کا دن آنے والا ہے اس کے آنے میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔

ف اس روز ساری نوع انسانی کی تقسیم دو گروہوں میں ہوگی ایک سعید اور دوسرا شقی [illegible] ہوگی بلکہ یہ [illegible] اعمال کی بنا پر ہوگی۔ نیکوکار جنت میں اور بدکار [illegible] جہنم کی آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔

ف اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو بھی ارادہ کی آزادی اور اختیار نہ دیتا بلکہ جس طرح دوسری مخلوقات ہیں جو اس کے احکام کی تعمیل کر رہی ہیں اسی طرح حضرت انسان بھی اس کے احکام کے سامنے سر جھکائے رہتا۔ [illegible] کیا اس کی صنعت تخلیق کا شاہکار [illegible] اختیار سے [illegible] اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ اور عمل کی ایک گونہ آزادی عطا فرمائی تاکہ وہ راہ حق پر چلے [illegible] اپنی مرضی سے [illegible] گمراہی [illegible] اپنی مرضی سے جو لوگ ہدایت قبول کریں گے [illegible] رحمت الٰہی ان کی [illegible] بدنصیب [illegible]

رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا

رحمت میں۔ اور جو ظلم کرنے والے ہیں نہ ان کا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔ کیا انہوں نے بنالیے ہیں

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي

اس کے سوا دوسرے کارساز پس اللہ ہی حقیقی کارساز ہے اور وہی زندہ کرتا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز پر

ان کی رفاقت و صحبت نہیں کی جائے گی کہ اب تم ایسا کرو۔

۱۱ جو لوگ جان بوجھ کر اپنا بھلا برا سمجھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے بجائے اس کی نافرمانی کرتے ہیں وہ ظالم ہیں۔ ایسے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار ــــ کتنے احمق ہیں کہ خالق و قادر پروردگار کو چھوڑ کر غیروں کو انہوں نے اپنا کارساز بنا لیا ہے۔ حالانکہ جن اور بتوں جن کو انہوں نے کارساز بنایا ہے انہیں کیا فائدہ ہوگا جو اپنا کوئی بھی نہیں بنا سکتے وہ ان کا کیا بھلا کریں گے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اسی ہستی کو اپنا کارساز اور حامی بنائے جو ہر قسم کی قدرت کا مالک ہو، اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کی قدرت اور طاقت کا یہ عالم ہے کہ چاہے تو مردہ کو پھر زندہ کر دے۔ وہ مشکل سے مشکل کام کو آسان کر دینا اس کے لیے ایسے ہی ہے کہ کسی شے کی طاقت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ صرف مردوں کو ہی نہیں مردہ دلوں کو بھی زندہ فرماتا ہے۔ قال الواسطی رحمہ اللہ یحیی القلوب بالتجلی ویمیت الانفس بالاستتار۔ واسطی فرماتے ہیں کہ جب کسی دل پر اپنی تجلی فرماتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے اور جب چھپ جاتا ہے تو نفوس اس سے مر جاتے ہیں۔ لیکن یہ سعادت فقط ان کو نصیب ہوتی ہے جو سرکشی اور نافرمانی کی روش کو ترک کر کے اطاعت و عبادت کی راہ اختیار کرتے ہیں، جو غرور و تکبر کے انداز چھوڑ کر عجز و نیاز کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ علامہ اقبال نے خوب کہا ہے ۔

۱ــــ پیش یوسف نازش و خوبی مکن جز نیاز و آہ یعقوبی مکن

۲ــــ در بہاراں کے شود سرسبز سنگ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

۳. سالہا تو سنگ بودی دلخراش آزموں را یک زمانے خاک باش

ترجمہ

۱ــــ یوسف کے سامنے ناز و ادا مت کرو۔ اظہار نیاز اور آہ یعقوبی کے بغیر اس کے سامنے کچھ مت کرو۔

۲ــــ موسم بہار میں پتھر سرسبز نہیں ہوتے خاک بن جا تاکہ تجھ سے رنگ رنگ کے پھول اُگنے لگیں۔

۳ــــ اے انسان! سالہا سال تو دل دکھانے والا پتھر بنا رہا۔ چار دن بطور آزمائش کچھ عرصہ کے لیے خاک بن جاؤ۔

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۹﴾ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى

ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جس بات میں بھی تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے ۲۱ تو اس کا فیصلہ اللہ

اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿۱۰﴾ فَاطِرُ

کے سپرد کردو۔ یہی اللہ میرا رب ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں ۲۲ وہ پیدا کرنے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ

والا ہے آسمانوں اور زمین کا ۲۳ اس نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے اور مویشیوں

۲۱ کسی نظریہ کے حق یا باطل ہونے، کسی چیز کے حلال و حرام ہونے، کسی عمل کے مفید اور مضر ہونے میں اگر تمہارا کسی قوم سے اختلاف ہو یا آپس میں تمہارا کسی بات میں تنازع ہو تو اگر تم اپنی عقل و فہم سے ہی حل کرنے کی کوشش کرو گے تو جھگڑا بڑھتا ہی جائے گا، اختلاف کی خلیج وسیع ہوتی جائے گی۔ اس افتراق سے نجات پانے کا یہی ذریعہ ہے کہ اپنی عقل و فہم کو حکم بنانے کے بجائے اپنے حاکم و مقتدر کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے۔ جو علیم بھی ہے اور حکیم بھی اور جو رحیم بھی ہے اور کریم بھی۔

۲۲ وہ ذات جو علم و احسان و دیگر صفات سے موصوف ہے یہی اللہ تعالیٰ ہے۔ یہی میرا پروردگار ہے۔ میں نے اپنے تمام کام اسی کے سپرد کیے ہیں اور جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میری نگاہیں اسباب و وسائل کے جنگل میں الجھ کر نہیں رہ جاتیں۔ میں سب سے پہلے اسی کی بارگاہ بیکس پناہ میں رجوع کرتا ہوں۔ تم خود دیکھ لو کہ کامیابی کس کے قدم چوم رہی ہے اور فتح و نصرت کا سہرا کس کے سر سجایا جا رہا ہے۔ تم اپنے وسائل کی کثرت، سازو سامان کی بہتات اور طویل تجربات کے باوجود پسپا ہو رہے ہو۔ اور میرے یہ بے سرو سامان ساتھی بڑی تیزی سے اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا یہ اس امر کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے ہی میدان جیت لیا کرتے ہیں۔

۲۳ اللہ تعالیٰ کی دوسری صفت جلیلہ کا بیان ہو رہا ہے کہ بلندیوں اور پستیوں کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور ان کو آباد اور بارونق بنانے والا بھی وہی ہے۔ اس کی قدرت و حکمت کی نیرنگیاں ملاحظہ ہوں کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہی پیدا نہیں کیا بلکہ زندگی کی جدوجہد میں اس کا دل بہلانے والی، اس کے دکھوں کو بانٹنے والی اسی کی جنس سے حوا کو پیدا کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ افزائش نسل کا انتظام بھی فرما دیا تاکہ جب تک خالق کائنات کی مرضی ہے یہ گلشن آباد رہے، اس کی رعنائی بحال رہے، اس میں نئی نئی کلیاں چٹکتی رہیں، نئے غنچے کھل کر مہکتے رہیں۔

صرف انسانوں کی افزائش نسل کا انتظام نہیں فرمایا بلکہ چوپاؤں کے بھی جوڑے بنائے جو انسان کی گوناگوں ضروریات سرانجام دیتے ہیں

الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ

سے بھی جوڑے بنائے۔ وہ پھیلاتا ہے تمہاری نسل کو اس کے ذریعے نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز ف۱ اور وہی

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ

سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے اسی کے قبضہ میں ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی ف۲ کشادہ کرتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ

رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے اس نے مقرر کیا ہے

مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا

تمہارے لیے وہ دین جس کا حکم دیا تھا نوح کو اور جسے ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے آپ کی طرف اور جس کا

انہیں بھی جوڑا جوڑا پیدا کیا تاکہ ان کی نسل بھی بڑھتی رہے اور انسان کی روز افزوں ضروریات کی تکمیل کا اہتمام بھی ہوتا رہے۔ یذرؤکم ای یکثرکم من الذرء، البث، [illegible] یذرؤکم ذرء سے مشتق ہے اس کا معنی ہے پھیلانا، یعنی وہ تمہاری تعداد کو بڑھا رہا ہے اور تمہیں دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا رہا ہے۔ فیہ کی ضمیر کا مرجع التدبیر ہے ای فی ھذا التدبیر وھو جعل الناس ازواجا [illegible] یعنی مردوں اور عورتوں کو جوڑا جوڑا پیدا کیا تاکہ اس ذریعہ سے ان کی نسل کے پھیلنے اور بڑھنے کا اہتمام کرے۔

ف۱ کوئی چیز ذات میں یا صفات میں اللہ تعالیٰ کی مانند نہیں تاکہ اگر اللہ تعالیٰ کو پہچاننا ہو [illegible] تو کام بن جائے [illegible] لطیف حال کا [illegible] کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ وہ سمیع اور بصیر ہے۔ اپنی ہر مخلوق کی فریاد اور اس کا [illegible] سن رہا ہے اور اس کی حالت زار کو دیکھ رہا ہے اور کون ہے جس کی یہ شان ہو۔

ف۲ جب وقت انسان [illegible] بادشاہوں اور ارباب ثروت کی محبت کا دم بھرنے لگتا ہے۔ اس طرح ان کے ظلم و ستم [illegible] کا اور [illegible] کی سرگرمیوں [illegible] ان کا ہاتھ بٹانے لگتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ [illegible] وہ جو کام [illegible] کیا جا رہا ہے وہ سراسر [illegible] ہے [illegible] اس کا ضمیر بھی اس کو ملامت کر رہا ہوتا ہے لیکن [illegible] اس کے [illegible] کیونکہ اس کو یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کا رزق چھین لیا جائے گا اور اپنے منصب سے [illegible] ایسے لوگوں کو بتایا جا رہا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ رزق کی تقسیم کا کلی اختیار بھی اسی کو حاصل ہے وہ جس کو چاہے [illegible] جس کو چاہے تنگ دست کر دے۔ جو [illegible] کسی بندے کا حق [illegible] کوئی جابر و متکبر سلطان بھی [illegible] نہیں سکتا اور جس کو محروم

وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ

جو ہم نے حکم دیا تھا ابراہیم و موسیٰ اور عیسیٰ کو یہ کہ اس دین کو قائم رکھنا اور

کیا جاتا ہے سوائے کوئی شے نہیں حتیٰ کہ اس پر بندہ بنتا ہے تو اس کا جو حکم مانتا ہے تو اس کا [illegible] رزق و عزت کے طلبگار ہو تو کفر والوں کے دربار پر حاضر ہو کر دامن پھیلاؤ لیکن اس کے دشمنوں کے سامنے جا کر ہی کرتے ہو۔ اس حق تم کیسے کیسے خدا بنا لو گے اور یہ رب [illegible] کی ہی پرستش کرو گے

ف۱ پہلے اللہ تعالیٰ کی صفات شان اور عظمت و کبریائی کا بیان ہوا۔ اب اس دین قیم کے قیام کرنے اور قائم رکھنے کا حکم صادر فرمایا جا رہا ہے جس کی تاسیس اور تکمیل کے لیے سلسلہ انبیاء و رسل معروف و مقصد ہے۔ شرع کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں شرع سَنَّ کرنا یعنی مقرر کرنا شرع ظہر اور وضح یعنی کسی چیز کو ظاہر کرنا اس کی بیان اور آشکارا کر دینا کہ شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے

ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کی صفات شان کا تذکرہ ہو رہا ہے اس نے اس دین کو تمہارے لیے واضح اور یقینی کر دیا جس کا حکم اس نے سب سے اول حضرت نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جس پر آپ کے بعد [illegible] آگاہی بخشی اور یہ وہ دین ہے جس کے بارے میں حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو وصیت فرمائی گئی تھی پس رسالت کے یہ وہ چشمے ہیں جو اولوالعزم رسول کے جلیل لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ پہلا اور آخری رسول اور مختلف ادوار میں تشریف لانے والے یہ جلیل القدر رسول ایک ہی دین۔ ایک ہی نظام حیات کے داعی اور مبلغ تھے صرف یہی ایک نظام حیات ہے بلکہ اس کے [illegible] اس کی پیروی کی دعوت دیتے رہے۔ یہ کلام مسلک [illegible] کی طرح نہیں کہ اپنے اپنے دور میں جیسے ایمان قبول کرنے کے لیے نہیں کہا بلکہ ایک اور صرف یہی دین کے لیے کوشاں رہے

ف۲ یہاں ان کے [illegible] کی تفسیر اس کے متعلق دو قول ہیں۔ یا تو یہ شرع کے معنی کا بیان ہے۔ اس صورت میں یہ محل نصب میں ہو گا یا یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے گویا کہ پہلے جملہ کے بعد یہ سوال دل میں کھٹکے کہ وہ کیا ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے ان اولوالعزم رسولوں کو دیا تھا فرمایا: هو اقامة الدين۔ تو ان اقيموا خبر ہے اور هو مبتدا محذوف۔ اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ اس دین کو قائم کرو۔ لوگوں کی عملی زندگیوں میں اسے رائج کرو تاکہ لوگوں کے اعمال اسی دین کے سانچے میں ڈھل جائیں۔ صرف زبانی دعوت دینا اور اس کے محاسن کو بیان کرتے رہنا ہی انبیاء کا فریضہ نہ تھا بلکہ ان کی کوشش یہ تھی کہ [illegible] نظام حیات رائج ہو کیا جائے اور جہاں یہ اہتمام کیا جائے کہ یہ رائج ہو جائے بیرونی حملوں اور [illegible] سے اس کی پوری پوری حفاظت کی جائے جو اس کو عملی زندگی میں رائج کرنے کے لیے ضروری ہو۔

یہ سب حضرات جو انبیاء و رسل کی عظیم الشان جماعت [illegible] صاحب [illegible] امت محمدیہ علی صاحبہا

لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ

تفرقہ نہ ڈالنا اس میں بہت گراں گزرتی ہے مشرکین پر وہ بات جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے

اصل اصول [illegible] کے لیے ہی جانب اللہ [illegible] کیا گیا ہے [illegible] ہے اور [illegible] کر کے [illegible] کا شکار ہو جائیں [illegible] کیونکہ اگر [illegible] وحدت اور یکجہتی کو [illegible] تو [illegible] ہو سکیں گے ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ ان کی ہوا اکھڑ جائے گی [illegible] معاشروں میں [illegible] بات ہے جہاں ان کے [illegible] انتشار کا باعث [illegible] مسائل مشترک ہو جاتے ہیں [illegible] ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس لیے قرآن کریم [illegible] کی ہدایت دی گئی ہے [illegible] ارشادات عالیہ [illegible] ہیں [illegible] حضرت [illegible] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه۔ "جس نے ایک بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اس نے گویا اپنے گلے سے اسلام کا رشتہ اتار دیا"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ید اللہ علی الجماعة۔ "اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رحمت کا ہاتھ جماعت پر ہے" حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے [illegible] حدیث منقول ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة والمسجد۔ یعنی حضور نے فرمایا جس طرح بکریوں کے لیے بھیڑیا ہوتا ہے اسی طرح شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے [illegible] تم جماعت کے ساتھ اور عام لوگوں کے ساتھ رہو۔ (مظہری)

یعنی وہ دین حق جس کی دعوت آپ دے رہے ہیں مشرکین کو ناگوار ہے۔ اس دین کو قبول کرنے کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ اپنے [illegible] معبودوں سے قطع تعلق کر لیں جن کی عبادت وہ [illegible] کرتے چلے آ رہے ہیں [illegible] رسم و رواج جن پر ان کا معاشرتی [illegible] وہ [illegible] کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھے

علامہ ابن منظور یجتبی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں اجتباہ ای اصطفاہ [illegible] کہتے ہیں اجتبی الشیء [illegible] وھو مشتق من جبیت الشیء [illegible] جب کسی چیز کو اپنے لیے مخصوص کر لے تو کہتے ہیں جبیت الشیء [illegible] جبیت الماء فی الحوض یعنی میں نے حوض میں پانی جمع کر لیا۔ (لسان العرب) علامہ راغب [illegible] کی [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible]

إِلَيْهِ مَنْ يَشَآءُ وَيَهْدِيْٓ إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا إِلَّا

اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف ہر اس کو جو رجوع کرتا ہے ۔ اور نہ بٹے فرقوں میں مگر

مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

اس کے بعد کہ آ گیا ان کے پاس سچا علم یہ تفرقہ محض باہمی حسد کے باعث تھا اور اگر وہ فرمان پہلے نہ ہو چکا ہوتا

الیہ بعض الناس فیحصل لہ منہ العروج من التعریف بلا سعی من العبد وذلک للانبیاء وبعض من یقاربہم من الصدیقین والشہداء۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو چن لیتا ہے تو وہ اسے اپنے فیض الٰہی سے مخصوص کر لیتا ہے جس سے بغیر کوشش کے اسے عالی مراتب کی منزلیں حاصل ہو جاتی ہیں یہ نعمت، جیسے کہ اوپر مذکور ہے، انبیاء اور صدیقین اور شہداء میں سے جن مقربین کو مرحمت ہوتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ محض اپنی مہربانی سے کسی کو اپنے قرب اور محبت کے لیے چن لیتا ہے اس کو اپنی عنایت و حمایت سے سرفراز فرماتا ہے۔ یہ نعمت عظمیٰ انبیاء کرام، صدیقین اور شہداء کو کیا جاتا ہے۔ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ سالک مرید جب صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اپنی ہمت وقف کر دیتا ہے جب کوئی شخص طلب ہدایت سے [illegible] بے تاب ہو جاتا ہے تو اس کی کوشش و کاوش کے ابتدائی مرحلوں میں سرگرداں ہو جاتا ہے تو پھر توفیق الٰہی اس کی دستگیری کرتی ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر منزل مقصود تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

محنت ار طالبی از جلوہ گیرد مرد آں
کزاں حضرت ہدایت کرد سرگشتہ را یک

ترجمہ: اگر تو اس کا طالب ہے تو پھر سب سے پہلے جس کسی نے اس کی طرف [illegible] اسی کا راہ [illegible] آگے [illegible]

[illegible] راستہ [illegible]

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قالت الصوفیۃ من یجتبیہ ویجذبہ الی نفسہ من غیر سعی منہ فہو مراد اللہ تعالیٰ وہم الانبیاء والصدیقون ومن ینیب الی اللہ فیہدیہ اللہ تعالیٰ فہو المرید وہم اولیاء اللہ الصالحون من صحبہم [illegible] یعنی صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ خود ہی چن لیتا ہے، اپنی ذات کی طرف کھینچ لیتا ہے جس میں اس بندے کے مجاہدہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کی مراد ہوتا ہے اور وہ انبیاء اور صدیقین ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی فرماتا ہے تو وہ مرید ہے جیسے اولیاء کرام اور اس کے نیک بندے۔

[illegible] بتا دیا کہ لوگوں کا اختلاف [illegible] باعث ہیں [illegible] فرقوں کا باعث [illegible] حسد [illegible] ہو سکتی ہے [illegible] اپنی [illegible] اور اس طرح امت کی وحدت [illegible] کر دیتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں [illegible] راستہ [illegible] اپنی [illegible] اور اپنی دنیاوی مصلحتیں [illegible]

مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡرِثُوا

آپ کے رب کی طرف سے کہ انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دی جائے تو فیصلہ ہو چکا ہوتا ان کے درمیان ۱۳؎ اور وہ لوگ جو وارث بنائے گئے

الۡكِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ۞ فَلِذٰلِكَ فَادۡعُ ۚ

کتاب کے ان کے بعد وہ اس کے متعلق بڑے شک میں پڑے ہوئے ہیں جو انہیں تردد میں ڈالے ہوئے ہے ۱۴؎ پس اسی دین کی طرف آپ دعوت دیتے رہیے ۱۵؎

کے دعویدار کر لی ہو یا وہ جانتے بوجھتے ہوئے غلط روی پر چل نکلے ہیں۔ [illegible] کے اتفاق سب کے یہاں سے ترک طلب ہیں۔

۱۳؎ ان کے کرتوتوں کا تقاضا تو یہ ہے کہ انہیں ابھی تہس نہس کر کے رکھ دیا جائے لیکن آپ کے رب نے اپنی رحمت اور حکمت کے پیش نظر انہیں ایک مقررہ وقت تک مہلت دے رکھی ہے اس لیے اس وقت تک ان کی رسی ڈھیلی رہے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس اثنا میں ان کی چشم ہوش کھل جائے اور یہ اپنی بدکاریوں پر نادم ہوں اور توبہ کر کے اپنی بخشش کا سامان کر لیں۔ اور اگر ان کی بیہودگی اسی طرح جاری رہی (اور مقررہ میعاد تک انہوں نے سنبھلنے کی کوشش نہ کی) تو جب مقررہ وقت آ جائے گا تو پھر وہ ہیں اور ان کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا اور ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہے گا۔ ان کی عبرتناک تباہی پر دوسرے اہل [illegible] ہو گا

۱۴؎ یعنی یہ کہ مشرکین جنہیں گزشتہ قوموں کی تباہی کے بعد قرآن حکیم جیسی کتاب کا وارث بننے کی سعادت نصیب ہوئی تھی وہ عقل کے اندھے اس کے متعلق شبہات میں مبتلا ہیں کہ کیا یہ کتاب خدا کی نازل کردہ ہے یا نہیں۔ مریب مشتق از ریب [illegible] الریب ہے اور جس شک و شبہ میں حق اور باطل میں تمیز پیدا نہ ہو اس کو مریب کہتے ہیں۔ (مظہری)

۱۵؎ علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں دس کلمات ہیں۔ ہر کلمہ اپنی جامعیت اور افادیت کے لحاظ سے ایک مستقل حکم ہے اور اگر اسے سیاق و سباق سے قطع نظر کر کے بھی دیکھا جائے تو اس کی افادیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس آیت کی نظیر صرف آیۃ الکرسی ہے جس میں اسی طرح کے دس احکام بیان کیے گئے ہیں۔

اب ہم اختصار کے ساتھ ایک ایک کلمہ کی وضاحت کی جاتی ہے۔

۱۔ فلذلک فادع ذالک اسم اشارہ ہے اس کے مشار الیہ کے متعلق علماء کے دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ باہمی حسد و عناد کی وجہ سے لوگ متفرق ہو گئے ہیں [illegible] آپ کو حق و صداقت کا علمبردار بنا کر بھیجا ہے۔ آپ انہیں اسی دین حق کی طرف [illegible] دعوت دیں تاکہ وہ اس انتشار کے باعث ذلیل و خوار ہونے سے بچ جائیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا مشار الیہ دین ہے جس کے [illegible] کا حکم تمام انبیاء کو دیا گیا ہے اور جس پر قائم رہنے کی آپ کو بھی ہدایت کی گئی ہے۔ آپ بھی خلق خدا کو اسی دین کی دعوت دیں۔ اس نظام [illegible] آپ [illegible] بلکہ [illegible] بھی اس دعوت کی [illegible] سے متاثر ہو کر [illegible] قبول کر [illegible] ہو سکے۔

۲۔ واستقم کما امرت صرف اس دعوت کو قبول کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کو قبول کر کے اس پر ڈٹ جانا [illegible]

وَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ آمَنتُ بِمَآ أَنزَلَ

اور ثابت قدم [illegible] جیسا کہ [illegible] حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشات [illegible] ایمان لایا ہوں

ٱللَّهُ مِن كِتَٰبٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ٱللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ

اس کتاب پر جو اللہ نے نازل کی [illegible] اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ [illegible] اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی [illegible]

[illegible] ثابت قدم [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] استقامت کا [illegible] سورۂ ہود [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] فاستقم کما امرت [illegible] استقامت کا [illegible] طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] سلامتی کی [illegible] ہو جاتی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا

ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال [illegible] ہمارے اور تمہارے درمیان [illegible] اللہ ہم سب کو جمع کرے گا

وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا

اور اسی کی طرف ہم سب نے پلٹنا ہے اور جو لوگ حجت بازی کرتے ہیں اللہ کے بارے میں اس کے بعد کہ [illegible]

اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

اس کو مان لیے گئے ہیں، سو ان کی حجت باطل ہے ان کے رب کے نزدیک اور ان پر اللہ کا غضب ہے

کو راضی نہیں کرتی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] تاکہ حق پر کون ہے اور غلط راستوں پر کون بھٹک رہا ہے۔

[illegible]

[illegible] دحض برجلہ: فحص بھا [illegible] ومن المجاز دحضت الحجۃ دحوضاً بطلت۔ [illegible]

وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿١٦﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ

اور ان کے لیے سخت عذاب ہے اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے نازل کی یہ کتاب حق کے ساتھ اور نازل کیا ہے میزان کو

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ

اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو جلدی مچاتے ہیں اس کے لیے وہ لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ

جو ایمان نہیں رکھتے اس پر اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خوفزدہ رہتے ہیں اس سے اور وہ جانتے ہیں

اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٨﴾

کہ وہ حق ہے۔ سنو! جو لوگ شک کرتے ہیں قیامت کے متعلق وہ بڑی گمراہی میں بھٹکے ہوئے ہیں

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾

اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی قوی (اور) زبردست ہے

بالحق کی تشریح کے لیے دیکھیے ضیاء القرآن جلد اول سورۂ آل عمران آیت ۳۔ میزان سے مراد شریعت ہے جس سے حق کو [illegible] کیا جا سکتا ہے اور لوگوں کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قریب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

یہی وہ لوگ جو قیامت پر یقین نہیں رکھتے وہ اس کے جلد برپا ہونے کے لیے بے تاب ہیں اور ازراہ مذاق کہتے ہیں کہ قیامت جلدی برپا ہو جائے تاکہ [illegible] سب کو پتہ چل جائے کہ حق پر کون ہے۔ [illegible] [illegible] قیامت کے [illegible] کی یہ عجلت کس لیے ہے؟ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مذاق [illegible] لوگ قیامت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔

لطیف اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ علمائے لغت نے اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے۔ قال ابن الاثیر فی تفسیرہ اللطیف ھو الذی اجتمع لہ الرفق فی الفعل والعلم بدقائق المصالح وایصالھا الی من قدرھا لہ من خلقہ۔ یعنی لطیف اس کو کہتے ہیں جس میں یہ دو چیزیں جمع ہوں۔ [illegible] [illegible] [illegible] رزق

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۚ وَمَنْ كَانَ

جو طلب گار ہو آخرت کی کھیتی کا [illegible] اس کی کھیتی اور بڑھا دیں گے [illegible] اور جو شخص

يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ

خواہش مند ہے صرف دنیا کی کھیتی کا تو ہم دیتے ہیں اسے [illegible] اور نہیں ہوگا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ

[illegible]

[illegible] اللطیف من صفات اللہ [illegible]

[illegible] ہذا اللطف [illegible]

[illegible]

آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر [illegible]

[illegible]

[illegible] اس آیت کی تفسیر [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من کانت نیتہ الاخرۃ جمع اللہ شملہ وجعل غناہ فی قلبہ واتتہ الدنیا وہی راغمۃ ومن کانت نیتہ الدنیا فرق اللہ علیہ امرہ وجعل فقرہ بین عینیہ ولم یاتہ من الدنیا الا ما کتب لہ

یعنی جو اخروی زندگی کی بہتری کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں کو دور کر دیتا ہے، اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس حاضر [illegible] اور جو دنیا کی نیت سے کام کرتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ اس کی [illegible] اس کی آنکھوں کے سامنے [illegible] ملتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھا ہے۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا۟ شَرَعُوا۟ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ ۚ

کیا ان کے ایسے شریک ہیں جنھوں نے مقرر کیا ہے ان کے لیے ایسا دین جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی [1]

وَلَوْلَا كَلِمَةُ ٱلْفَصْلِ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَهُمْ

اور اگر ان کے فیصلہ کی بات پہلے سے طے نہ ہوتی تو ان کا قصہ کبھی کا چکا دیا گیا ہوتا [2] اور جو ظالم ہیں یقیناً ان کے لیے

عَذَابٌ أَلِيمٌ (۲۱) تَرَى ٱلظَّٰلِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا۟ وَهُوَ

دردناک عذاب ہے تم دیکھو گے ظالموں کو کہ ڈر رہے ہوں گے ان کرتوتوں سے جو انھوں نے کمائے، اور وہ ان

وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۗ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فِى رَوْضَاتِ

پر واقع ہو کر رہے گا [3] اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں

ٱلْجَنَّاتِ ۖ لَهُم مَّا يَشَآءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَضْلُ ٱلْكَبِيرُ (۲۲)

ہوں گے انھیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس سے یہی بڑا فضل ہے

ذَٰلِكَ ٱلَّذِى يُبَشِّرُ ٱللَّهُ عِبَادَهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ ۗ

یہ وہ چیز ہے جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ دیتا ہے ان بندوں کو جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے

[1] وہ دین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے پسند فرمایا ہے کیا اس کو تو مانتے نہیں اور ان قواعد و ضوابط کی ہر آن پامالی کرتے ہیں جو رب کریم نے اپنے بندوں کی فلاح و بہبود کے لیے مقرر کیے ہیں۔ حیرت ہے جن کے لیے دین تو وہ قابل قبول نہیں جو ان کے خالق نے انہیں دیا ہے لیکن ان قواعد و ضوابط کی پیروی کر رہے ہیں جو [illegible] کے پیچھے بھی تو ایسی نہیں۔ یہ اصول انہوں نے کہاں سے لیے ہیں کیا انہوں نے کوئی اور خدا بنا رکھے ہیں اور یہ ان کا نازل کیا ہوا دین ہے اور ان کے مقرر کردہ قاعدے ہیں جن پر یہ اتنی سختی سے کاربند ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی اور خدا نہیں ہو سکتا، کوئی اور قانون ساز نہیں ہو سکتا۔

[2] اللہ تعالیٰ نے ان کے فیصلے کے لیے ایک وقت مقرر کیا ہے اگر یہ بات پہلے سے طے نہ ہوتی تو کبھی کا ان کا کام تمام کر دیا گیا ہوتا

[3] قیامت کے دن ان ظالموں کی جو کیفیت ہوگی اس کا ذکر ہو رہا ہے

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے منصب جلیلہ کے شایاں نہیں۔ یہی قرآن سے کسی طرح مطابقت نہیں رکھتے کہ کسی دنیاوی منفعت کی خواہش نہیں کرتے تو فرمایا سید الرسل کے متعلق کیسے یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ حضور نے کسی قسم کی منفعت کی خواہش کی ہو۔ [illegible] کسی ذریعہ سے بھی محبت کی قرابت کے عوض جب کہ ہر وقت [illegible] ان کی یہ شان گوارا کی جا سکتی ہے کہ [illegible] رحمت عالمیان نے ہی رب الناس کو شرف فرمایا۔ کیا یہ بات کہ [illegible] ایک تہمت سے علاوہ [illegible] ہے۔ اگر حضور ہی اس دستور پر ان شہروں کے سامنے اظہار کرتے تو [illegible] مشرکین کو الزام تراشی کا موقع مل جاتا اور [illegible] میں [illegible] الاعلیٰ [illegible] قربیٰ کا مطالبہ کر کے اپنی محنت و مشقت کا معاوضہ طلب کیا۔ معاذ اللہ

اس آیت سے متصل پہلے فرمایا کہ من کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا ، جو شخص دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرے گا ہم اسے اس میں سے دیں گے۔ اس سیاق و سباق کو پیش نظر رکھتے ہوئے مضمون زیر بحث آیت کی تفسیر زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ قرابت داروں خصوصاً [illegible] اہل بیت کرام کی محبت ان کا ادب و احترام ہمارے ایمان کا جزو ہے جس کے دل میں اہل بیت کے لیے محبت نہیں وہ دعویٰ کرے کہ اس کی شمع ایمان [illegible] ہے اور [illegible] کے ذریعہ [illegible] جس کو حضور سے جتنی قرابت زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کی محبت اور احترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ ایک نہیں صدہا ایسی صحیح احادیث موجود ہیں جن میں اہل بیت پاک سے محبت کرنے والوں [illegible] ہے۔ بے شک اہل بیت پاک کی محبت ہمارا ایمان ہے لیکن یہ حضور کی رسالت کا اجر نہیں بلکہ یہ ثمرہ ہے ایمان کا [illegible] نشانی ہے۔ جب ایمان ہوگا دل میں حب آل نبی ضرور ہوگی۔

مگر اب [illegible] کے [illegible] حبیب [illegible] کے [illegible] صحابہ کرام کی [illegible] حضور نے اپنے اہل بیت کی محبت کا [illegible] صحابہ کے احترام و اکرام کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں اہل بیت کے متعلق فرمایا مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِيْ كَمَثَلِ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔ اور صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ میرے صحابہ روشن ستاروں کی طرح ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اہل سنت کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اہل بیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور ہدایت کے ان ستاروں صحابہ کرام کی [illegible] رہنمائی [illegible] جو اس کشتی میں سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا اور جس نے ان روشن ستاروں سے ہدایت حاصل نہ کی وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔

حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ أَمْ

[illegible] بے شک اللہ [illegible] قدر دان ہے کیا یہ

يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ

[illegible] کہ اس نے [illegible] اللہ پر جھوٹا بہتان [illegible] اگر اللہ چاہتا تو مہر لگا دیتا آپ کے

ف ارشاد ہو رہا ہے کہ جو شخص نیک عمل کرتا ہے [illegible] الاقتراف الاکتساب واصل القرف الکسب [illegible]

آیت میں حسنہ (نیکی) [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] اہل بیت اور صحابہ کرام کی محبت [illegible] اہل بیت کرام اور صحابہ کرام سے محبت [illegible] مصطفیٰ [illegible] من ههنا قالت الصوفية يحصل الوصول [illegible] الشيخ [illegible] الرسول [illegible] المحبوب [illegible] (مظہری) ترجمہ [illegible]

[illegible] حضرت صدیق اکبر [illegible] اہل بیت کرام [illegible] مصطفیٰ [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] غفور شکور [illegible]

ف [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

قَلْبِكَ ۚ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ

دل پر اور مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ باطل کو [illegible] اور ثابت کرتا ہے حق کو اپنے ارشادات سے۔ بے شک وہ جاننے والا

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ

ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔ اور وہی ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی [illegible] اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت جابر سے مروی ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور کہنے لگا اللھم انی استغفرک واتوب الیک وکبر [illegible] سرعة اللسان بالاستغفار توبة الکذابین وتوبتک تحتاج الی التوبة [illegible]

يَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۙ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

درگزر کرتا ہے ان کی غلطیوں سے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور وہی قبول کرتا ہے دعائیں ان لوگوں کی جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ

ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور اپنے فضل سے انہیں مزید [illegible] عطا فرماتا ہے ٹھ اور کافروں

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا

ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے تمام بندوں کے لیے تو وہ سرکشی

فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ

کرنے لگتے زمین میں ٹھ لیکن وہ اتارتا ہے ایک اندازہ سے جتنا چاہتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں (کے حال) سے خبردار

بَصِيْرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ

سب کچھ دیکھنے والا ہے ٹھ اور وہی ہے جو برساتا ہے مینہ اس کے بعد کہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں ٹھ اور پھیلا دیتا ہے

[illegible] فرمایا جب یہ اپنی [illegible] توبہ قبول ہوتی ہے۔ گزشتہ گناہوں پر ندامت [illegible] شرمساری کی [illegible] جو [illegible] اس کی [illegible] جس طرح [illegible] اپنے نفس کی [illegible] طرح [illegible] سے [illegible] طرح [illegible] گناہوں کی [illegible] بھی [illegible] اس طرح اس کو [illegible] کی [illegible] اور کثرت [illegible]۔

ٹھ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی صرف دعائیں ہی قبول نہیں فرماتا بلکہ اپنے فضل و کرم سے بن مانگے انہیں کئی نعمتیں مرحمت فرماتا ہے۔

ٹھ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ہر ایک کو کثرت دولت و ثروت سے نوازتا تو وہ سرکشی اور نافرمانی پر اتر آتے [illegible] سارا [illegible] فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھتے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے مطابق ہر ایک کو رزق دیتا ہے تاکہ [illegible]۔ خیر العیش ما لا یلھیک ولا یطغیک بہترین زندگی وہ ہے جو تمہیں غافل بھی نہ کرے اور سرکش بھی نہ بنائے۔ (ابن کثیر)

ٹھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس کے لیے دولت کی کثرت تباہی کا باعث بنے گی اور کس کے لیے تنگدستی [illegible] ہو گی۔ اس کی [illegible] عطا کا سلسلہ اس کی حکمت کا آئینہ دار ہے۔

ٹھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی [illegible] نعمتیں [illegible] ہیں ان میں سے ایک کا یہاں ذکر فرمایا ہے۔

رَحْمَتَهُ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

اپنی رحمت کو اور وہی کارساز حقیقی اور سب تعریفوں کے لائق ہے اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق

وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ

اور جو جاندار اس نے پھیلا رکھے ہیں ان دونوں میں۔ اور وہ جب چاہے ان کو جمع کرنے پر

إِذَا يَشَآءُ قَدِيرٌ ۝ وَمَآ أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ

پوری قدرت رکھتا ہے اور جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچتی ہے

أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَمَآ أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ

[illegible] اور تم عاجز نہیں کر سکتے (اسے) زمین میں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت و کمال کی دو نشانیاں بیان فرمائی جا رہی ہیں۔

قرآن کریم نے یہاں [illegible]

[illegible]

حدیث پاک میں ہے کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ما یصیب المؤمن من نصب ولا وصب ولا ہم ولا حزن الا کفر اللہ عنہ بہا من خطایاہ حتی الشوکۃ یشاکہا [illegible]

[illegible]

وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ

اور تمہارا خدا کے سوا کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار ۞ اور اسی کی قدرت کی نشانیوں میں

الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِن يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ

سے سمندر میں چلنے والے جہاز ہیں جو گویا پہاڑ ہیں ۞ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے پس وہ ٹھہرے رہیں

رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣٣﴾

سمندر کی پشت پر ۞ بے شک اس میں [illegible] قدرت کی نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے

أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَن كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ

یا اگر وہ چاہے تو ان کے اعمال کے سبب [illegible] اور بہت سے قصور معاف کر دے ۞ اور اس وقت جان لیں کہ جو

جو برائی تم کو پہنچتی ہے [illegible] بندوں کی کرتوتوں کے سبب [illegible] اور بعض قصوروں کو معاف کر دیتا ہے اور مناسب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ف [illegible] معجزین فی الارض [illegible] بالاستقلال [illegible] من المصائب [illegible] [illegible] [illegible] نصیر یدفعہا عنکم [illegible]

ف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] الاعلام الجبال وقال مجاہد الاعلام القصور (قرطبی)

ف [illegible] [illegible]

يُجَادِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِنَا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَآ أُوتِيتُم مِّن

جھگڑا کرتے رہتے ہیں ہماری آیتوں میں کہ ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں۔ پس جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ

شَيْءٍ فَمَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ ٱللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ

دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لیے جو

ءَامَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَٱلَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَٰٓئِرَ

ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ف۳۶ اور جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے

ٱلْإِثْمِ وَٱلْفَوَٰحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَٱلَّذِينَ

گناہوں اور بدکاریوں سے اور جب وہ غضب ناک ہوتے ہیں تو وہ معاف کر دیتے ہیں ف۳۷ اور جو لوگ

جہازوں کی جگہ آج کل اسٹیم، بجلی اور ایٹمی توانائی سے چلنے والے جہازوں نے لے لی ہے لیکن سمندر میں اٹھنے والے طوفانوں کی قوت کے سامنے ان کی حیثیت تنکے سے زیادہ نہیں۔ پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بادبانی کشتیاں ساحل تک پہنچتی تھیں آج بھی اس کے کرم کے طفیل ایٹمی توانائی سے چلنے والے دیو ہیکل جہاز سلامتی سے منزل مقصود تک پہنچتے ہیں۔

سہارا ہے جہازوں کے، ہوا میں ان کی ہستیں ہیں دل
گرو بھنور کی لہروں کو، گرد ہے تقدیر کا بس ساز

ف۳۶ یہ دولت و ثروت، یہ کرسیاں اور حکومت، یہ رتبے اور عہدے، یہ سب عارضی اور فانی چیزیں ہیں اور چند روزہ دنیوی زندگی کا آنے جانے والا سامان ہیں۔ جن کو تم کلیجے سے لگائے پھرتے ہو کہ یہ حاصل حیات ہے یا اس سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں۔ ادھر موت کی ہچکی آئی ادھر سب کچھ دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔ البتہ اہل ایمان کے لیے اور توکل کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں وہ بےپایاں بھی ہیں اور ابدی اور سرمدی بھی ہیں۔ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ جب حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنا سارا مال راہ خدا میں خرچ کر دیا تو کئی لوگ انہیں ملامت کرنے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (مظہری)

ف۳۷ سابقہ آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو اخروی انعامات ہیں وہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کا تعارف کرایا جا رہا ہے جنہیں یہ ابدی نعمتیں بخشی جائیں گی۔ نیز یہ بیان کا خاتمہ ہے اہل ایمان کی خوبیوں اور خصائل حمیدہ کا بیان شروع ہے۔ ایک صفت تو ان کی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔ اس آیت میں ان کی دو اور صفتیں بیان کی جا رہی ہیں۔ ایک خوبی تو یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے دور رہتے ہیں، اگر بتقاضائے بشریت ان سے کوئی صغیرہ گناہ ہو جائے تو دوسری خوبی یہ ہے کہ جب

اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ

رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کے معاملہ باہمی مشورہ سے طے ہوتے ہیں

ستایا جاتا ہے یا انہیں اشتعال دلایا جاتا ہے تو [illegible] کا مظاہرہ کرنے کے بجائے غضب ناک ہو کر آپے سے باہر [illegible] نہیں کر دیتے [illegible] کیونکہ [illegible] شیطان کی کوشش یہ ہے کہ [illegible] ندامت اور پشیمانی [illegible] کو اس بات سے [illegible] ان کے غلط رویہ کو نظر انداز کر کے انہیں معاف کر دیتے ہیں۔

صاحب لسان العرب نے اثم کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے: الذنب وقيل هو ان يعمل ما لا يحل له، اثم کا معنی گناہ ہے یا ایسا کام کرنا جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔ علامہ راغب لکھتے ہیں [illegible] الاثم اسم للافعال المبطئة عن الثواب [illegible] تاج العروس: اثم اس گناہ کو کہتے ہیں جو [illegible] باعث ہو۔ کبیرہ گناہوں کی تفصیل جلد اول سورۃ النساء کی آیت ۳۱ کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیے۔

فواحش [illegible] کبیرہ میں داخل ہیں لیکن [illegible] اس صفت میں [illegible] ذکر کیے گئے ہیں۔

۱۵ یہ صفات مومنین کے لیے مستقل [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی دعوت [illegible] لبیک کہا [illegible] کے مطابق [illegible] ہیں۔

۱۶ علامہ راغب شوریٰ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: التشاور والمشاورة والمشورة استخراج الرأي بمراجعة البعض الى البعض من قولهم شرت العسل اذا اتخذته من موضعه واستخرجته منه یعنی [illegible] عرب کہتے ہیں شرت العسل۔

امام [illegible] لکھتے ہیں [illegible] جب بھی کوئی [illegible] مسئلہ پیش [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] صحابہ کرام [illegible] حضرت [illegible] کرم اللہ وجہہ [illegible]

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ

اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو وہ اس کا ۹۱

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ینتصرون ای ینتقمون [illegible] الانتصار الانتقام وانتصر منه ای انتقم [illegible] ظالم من ظلم لم يستسلموا للظالم [illegible]

هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا

(مناسب) بدلہ لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے ؎۲ پھر جو معاف کر دے

فرمایا ہے۔ انہم کانوا یکرھون ان یذلوا انفسھم فیجترئ علیھم الفساق یعنی اہل ایمان اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل و خوار بنا لیں کہ فاسق اور فاجر ان پر دست درازی کر سکیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کے سامنے وہ فولاد کی چٹان بن جاتے ہیں اور بدمست مغروروں کو کچل کر رکھ دیتے ہیں۔ علامہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں خوب لکھا ہے۔ وقال البیضاوی وصفھم بسائر امھات الفضائل مما کرھہ استدلال وھو لا یخالف وصفھم بالغفران فانہ ینبئ عن عجز المغفور والانتصار عن مقاومۃ الخصم والحلم عن العاجز محمود وعن المتغلب مذموم لانہ اجراء واغراء " علامہ بیضاوی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی بنیادی خوبیوں سے توصیف فرمائی ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و خوار ظاہر کرنا ناپسند کرتے ہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ آیت پہلی آیت کے مخالف ہے جس میں غفران ان کی صفت بیان کی گئی ہے کیونکہ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عاجز دشمن سے عفو و درگزر کرنا مستحب ہے اور مد مقابل دشمن سے انتقام لینا عین حکمت ہے۔ کمزور سے حلم محمود ہے اور زبردست سے حلم مذموم ہے کیونکہ اس طرح وہ ظلم کرنے پر اور زیادہ جری ہو جائے گا کسی نے خوب کہا ہے۔

اذا انت اکرمت الکریم ملکتہ
وان انت اکرمت اللئیم تمردا

اگر تو کسی شریف آدمی کی عزت کرے گا تو وہ تیرا ممنون احسان ہو گا اور اگر تو کسی کمینہ فطرت آدمی کی عزت کرے گا تو وہ اور زیادہ سرکش ہو جائے گا۔

فوضع الندی فی موضع السیف بالعلا
مضر کوضع السیف فی موضع الندی

یعنی جہاں تلوار استعمال کرنا چاہیے وہاں سخاوت سے کام لینا مضر ہے جس طرح سخاوت کے موقع پر تلوار کا استعمال مضر ہوا کرتا ہے۔

؎۲ کیونکہ ظالم سے انتقام لینے کا حق دیا گیا تو ممکن تھا کہ انتقام لینے والا حد سے تجاوز کر جائے اور کل کا مظلوم جوش انتقام میں خود ظالم بن جائے اس لیے واضح کر دیا کہ انتقام میں بھی انصاف کو ملحوظ رکھو حتیٰ زیادتی کرنے سے روکا ہے تم زیادہ سے زیادہ اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہو۔ انتقام کی اجازت سے کوئی یہ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے کہ اسے کھلی چھٹی مل گئی ہے جس طرح چاہے وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالتا رہے۔

وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَمَنِ

اور اصلاح کر دے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے [illegible] بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا [illegible] اور جو

انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا

بدلہ لیتے ہیں اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد پس یہ لوگ ہیں جن پر کوئی ملامت نہیں [illegible] بے شک

السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ

ملامت ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور فساد برپا کرتے ہیں زمین میں

بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ

ناحق۔ یہی ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور جو شخص ذاتی معاملہ میں صبر کرے اور طاقت کے

[illegible] بسا اوقات انتقام لینے سے ظالم کا دماغ درست ہو جاتا ہے اور وہ لوگوں پر ظلم و تعدی سے باز آ جاتا ہے اور بسا اوقات انتقامی کارروائی سے فتنہ بڑھتا ہے اور شر و فساد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہاں اہل ایمان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے کہ اگر عفو و درگزر سے بگڑے ہوئے حالات اصلاح پذیر ہو جاتے ہوں اور مشتعل جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہوں تو اگر کوئی شخص انتقام لینے کی اجازت کے باوجود معاف کر دے اور اپنے احساسات اور جذبات پر قابو پا لے تو اگرچہ وقتی طور پر اسے تکلیف ضرور ہوگی لیکن اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا اجر خداوند کریم ایسا عطا فرمائے گا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل مسرور ہو جائے گا۔

[illegible] وہ شخص جو ظلم کی ابتدا کرتا ہے اور وہ مظلوم جو جوش انتقام میں اندھا ہو جاتا ہے اور حد سے تجاوز کر جاتا ہے دونوں ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی ظالم کو پسند نہیں کرتا۔

[illegible] بعض لوگ ضرورت سے زیادہ امن پسند ہوتے ہیں۔ مظلوم اگر ان کا دست ظلم کاٹنے کے لیے تلوار بے نیام کرتا ہے تو شور مچانا شروع کر دیتے ہیں اور اس کی جوابی کارروائی پر ملامت کرنے لگتے ہیں۔ حقیقت میں ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے ظالم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور بےبس کمزور لوگوں پر جور و جفا کے تیر چلاتا ہے۔ قرآن کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ صاف اعلان کیا جا رہا ہے کہ ظالم سے انتقام لینے کے لیے مظلوم جو کارروائی کرے گا بشرطیکہ وہ حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے اس پر کسی قسم کی ملامت نہ ہوگی۔ ملامت کے مستحق تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظلم و تعدی کا آغاز کیا اور زمین میں ناحق فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی۔

إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ

بیشک یہ معاف کر دینا تو بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے ٦١ اور جس کو اللہ گمراہ کردے تو اس کا کوئی

مِن وَلِيٍّ مِّن بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ

کارساز نہیں اس کے بعد ٦٢ اور آپ ظالموں کو دیکھیں گے کہ جب عذاب آنکھوں سے دیکھ لیں گے،

يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ ۝ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا

یہ کہیں گے کیا واپسی کا بھی کوئی راستہ ہے؟ ٦٣ اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے

خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ

اس حال میں کہ ذلت سے جھکے ہوئے ہوں گے (اور) نیچی نظروں سے دیکھتے ہوں گے ٦٤ اور کہیں گے

٦١ لفظ عزم کی تحقیق [illegible] نے کی ہے قال اللیث ما عقد علیه قلبك من امر انك فاعله۔ یعنی کام پر جس کا قصد کرلیا جائے [illegible] لسان العرب، [illegible] عزمت علی کذا ای اردت فعله وقطعت علیه۔ جب کسی کام کا قصد پختہ کرلیا جائے تو عرب کہتے ہیں عزمت علی کذا [illegible] امام راغب کہتے ہیں العزم والعزیمة عقد القلب علی امضاء الامر [illegible] آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے [illegible] لکھتے ہیں [illegible] [illegible] الامور ای مما یجب العزم علیه من الامور [illegible] (روح المعانی)

٦٢ جس کو اللہ [illegible] [illegible] [illegible]

٦٣ [illegible] یعنی [illegible] جب [illegible] دیکھیں گے تو اس وقت [illegible]

٦٤ حضرت سعید بن جبیر نے طرف خفی کا معنی کیا ہے یسارقون النظر من شدة الخوف [illegible]

آمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ

ایمان کہ حقیقی گھاٹے میں وہی لوگ ہیں جنہوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے

الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ

دن۔ سنتے ہو ظالم لوگ ضرور دائمی عذاب میں ہوں گے نشہ اور نہیں ہوں گے ان کے

مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

ان کے لیے مددگار جو مدد کریں ان کی اللہ کے مقابلہ میں اور جس کو گمراہ کرے اللہ تعالیٰ

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

تو اس کے لیے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔ لوگو! مان لو اپنے رب کا حکم اس سے پیشتر کہ آجائے

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ

وہ دن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں نشہ نہ ہوگی تمہارے لیے کوئی پناہ اس روز اور نہ تمہاری طرف سے کوئی انکار

مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ

کرنے والا ہوگا نشہ پس اگر وہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان کے اعمال کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا آپ کا

یعنی جو دنیا کی زندگی [illegible] کہ [illegible] اسی طرح [illegible] حضرت علی [illegible] والمعروف [illegible] میں ذلت اور [illegible] آنکھوں سے [illegible] دیکھیں گے۔

نشہ یعنی جب جہنم میں [illegible] حالت زار کا مشاہدہ کریں گے تو کہیں گے کہ [illegible] جو [illegible] اپنے آپ کو [illegible] کوئی [illegible]

نشہ قیامت کے روز کفار کی حالت زار بیان کرنے کے بعد اب پھر قبول اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے اور انہیں اس پر آمادہ کیا جا رہا ہے تاکہ [illegible] شک [illegible] جب [illegible] انکار [illegible] اس روز کوئی [illegible]

نشہ آیت کے اس آخری فقرے کے مختلف مطالب بیان کیے گئے ہیں [illegible] انکار [illegible] یعنی قیامت

عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلٰغُ ۚ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسٰنَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ

[illegible]

وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسٰنَ كَفُورٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہو کر رہ جاتا ہے

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے

اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ

بچیاں اور عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے فرزند یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں بیٹے اور بیٹیاں

وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ

اور بانجھ بنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بیشک وہ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قادر ہے ٤٩ اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ

اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا

کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (روبرو) مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ یا بھیجے کوئی پیغامبر (فرشتہ)

فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ

اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ چاہتا ہے بیشک وہ بلند شان والا بہت دانا ہے ٥٠ اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی بھیجا

٤٩ یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ آسمانوں اور زمین میں اسی کی حکمرانی ہے ہر چیز اسی کے قبضہ میں ہے جس کو چاہے عطا فرمائے بیٹے اور اگر کسی کو کسی نعمت سے محروم رکھنا چاہے تو بڑی سے بڑی قوت بھی کچھ نہیں کر سکتی۔ اولاد کے سلسلہ میں بھی لوگوں کی چار قسمیں ہیں ① وہ لوگ جن کو صرف بچیاں ہی دی جاتی ہیں بچے کے لیے وہ ترستے رہتے ہیں اور ان کی حسرت پوری نہیں ہوتی ② وہ لوگ جن کو صرف بچے دیئے جاتے ہیں ③ جن کو بچے بھی اور بچیاں بھی عطا فرماتا ہے ④ وہ لوگ جو بانجھ ہیں جن میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہی مفقود ہے ان کے اہل خانہ چاہے جتنے علاج کریں [illegible] وہ علیم بھی ہے اور قدیر بھی۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ کس کو کیا دینا ہے اور کس کو کس چیز سے محروم رکھنا ہے۔

٥٠ اس مقام پر وحی کے لغوی معنی کی تحقیق اور پھر اس کا اصطلاحی مفہوم ذکر کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ صاحب تاج العروس لفظ وحی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اصل الایحاء ان یسر بعضهم الی بعض کما فی قوله تعالٰی یُوحِی بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا هذا اصل الحرف ثم قصر الوحی علی معنی الالهام فقال ابو اسحاق اصل الوحی فی اللغة اعلام فی خفاء ولذلک صار الالهام یسمی وحیا قال الازهری وکذلک الاشارة والایماء یسمی وحیا والکتابة تسمی وحیا (تاج العروس ١٠، صفحہ ٣٨٥) یعنی ایحاء کا اصل معنی تو یہ ہے کہ آپس میں سرگوشی کی جائے۔ قرآن کریم میں ہے یُوحِی بَعْضُهُمْ

الی بعض یہ اس کا اصل معنی ہے پھر کبھی اس کا اطلاق صرف الہام پر ہوتا ہے۔ ابو اسحاق کہتے ہیں وحی کا اصل معنی ہے پوشیدہ طور پر کسی کو کوئی چیز بتانا ہے۔ اسی وجہ سے الہام کو بھی وحی کہتے ہیں۔ اسی طرح کہتے ہیں اشارہ کرنے اور لکھ کر کوئی چیز دینے کو بھی وحی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بھی پوشیدہ طور پر آدمی کو خبر دی جاتی

علامہ راغب اصفہانی نے اس کی مزید وضاحت کی ہے۔ ان کی تحقیق کا خلاصہ بھی ہدیۂ ناظرین ہے

"اصل الوحي الإشارة السريعة وذلك يكون بالكلام على سبيل الرمز . وبإشارة ببعض الجوارح وبالكتابة . . . وعلى هذه الوجوه قوله وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا شياطين الإنس والجن يوحي بعضهم الى بعض زخرف القول غرورا وذلك بالوسواس المشار إليه بقوله من شر الوسواس الخناس. ويقال للكلمة الإلهية التي تلقى الى أنبيائه وأوليائه وحي وذلك أضرب حسبما دل عليه قوله تعالى وما كان لبشر الآية وذلك إما برسول مشاهد ترى ذاته ويسمع كلامه كتبليغ جبريل للنبي في صورة معينة وإما بسماع كلام من غير معاينة كسماع موسى كلام الله تعالى وإما بإلقاء في الروع كما ذكر عليه السلام إن روح القدس نفث في روعي وإما بإلهام نحو وأوحينا الى أم موسى أن أرضعيه وإما بتسخير نحو قوله تعالى وأوحى ربك الى النحل وبمنام كما قال عليه الصلوٰة والسلام انقطع الوحي وبقيت المبشرات رؤيا المؤمن فالإلهام والتسخير والمنام دل عليه قوله إلا وحيا وسماع الكلام معاينة دل عليه قوله أو من وراء حجاب وتبليغ جبريل في صورة معينة دل عليه قوله أو يرسل رسولا فيوحي بإذنه."

ترجمہ:

وحی کا اصل معنی اشارہ سریعہ ہے۔ یہ کبھی ایسے کلام سے ہوتا ہے جو بطور رمز مستعمل ہو۔ یا بعض اعضاء کے اشارہ سے یا کتابت سے۔ ان مذکورہ وجوہات کے لیے ملاحظہ ہو آیت وکذلک جعلنا الآیۃ یعنی اسی طرح بنا دیئے ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن یعنی سرکش انسان اور جن، چپکے چپکے سکھاتے تھے ایک دوسرے کو خوشنما باتیں۔ دھوکہ دینے کے لیے۔ شیطانوں کی ان باتوں کو وسواس کہتے ہیں جن کی طرف من شر الوسواس الخناس سے اشارہ کیا گیا ہے اور کلمہ الٰہی جس کا القاء انبیاء یا اولیاء کی طرف کیا جاتا ہے اسے وحی کہتے ہیں اور اس وحی کی کئی قسمیں ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے وما کان لبشر الآیۃ یہ وحی یا تو بذریعہ فرشتہ ہوگی جس کو وہ دیکھیں گے اور اس کے کلام کو سنیں گے جس طرح جبریل شکل معین میں حاضر ہوتے تھے یا یہ وحی اس صورت میں ہوگی کہ کلام تو سنائی دے رہا ہے لیکن متکلم دکھائی نہیں دیتا، جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا کلام سنتا یا یہ وحی بصورت القاء ہوگی جیسے حضور نے فرمایا ان روح القدس نفث فی روعی یعنی روح القدس نے میرے دل میں ڈال دیا یا بذریعہ الہام ہوگی جیسے واوحینا الی ام موسیٰ ہم نے موسیٰ کی والدہ کو وحی فرمائی یعنی ہم نے بذریعہ الہام بتایا یا یہ وحی بذریعہ تسخیر ہوگی یعنی اس چیز کی فطرت اور جبلت میں کوئی بات ڈال

إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ

آپ کی طرف ایک جانفزا کلام اپنے حکم سے ۵۴ نہ آپ یہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے ۵۵

وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ

لیکن ہم نے بنا دیا اس کتاب کو (سراپا) نور، ہم ہدایت دیتے ہیں اس کے ذریعہ جسے چاہتے ہیں اپنے بندوں سے اور بلاشبہ آپ

دی گئی جس کی بدولت [illegible] آپ کے سبب سے خشک کھیتی کی طرف رخ کیا ہو اور سیراب ہو گئی۔ حضور کے وصال سے وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا [illegible] امام [illegible] کا قول ہے [illegible] اس آیت کے [illegible] وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا [illegible] کلام کی صورت میں [illegible] ہوتی ہے [illegible] سے تعبیر کیا [illegible] اس آیت کے فقرہ اوحینا میں [illegible]

۵۵ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ یہ تیسری قسم انبیاء کرام سے مخصوص ہے [illegible] علیہم السلام (روح المعانی)

۵۶ یعنی [illegible] قرآن حکیم [illegible] اسی [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی کی ابتدا [illegible] نزول ہوتا تھا

۵۵ بظاہر اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبوت سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ کتاب کا علم تھا نہ ایمان کا۔ تحقیق طلب امر یہ ہے کہ کیا انبیاء کرام کو بعثت سے پہلے ایمان و کتاب کا علم ہوتا ہے یا نہیں۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ جب ہم قرآن حکیم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم یہ آیت پڑھتے ہیں وآتیناہ الحکم صبیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ ابھی بچے ہی تھے کہ ہم نے انہیں علم و حکمت سے مشرف فرمایا۔ حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق آپ کی عمر تین سال تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں ہی اعلان کیا انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت۔ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے جہاں کہیں بھی ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام ابھی کمسن ہی تھے کہ جب آپ کے بھائیوں نے آپ کو کنوئیں میں ڈال دیا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا واوحینا الیہ لتنبئنہم بامرہم ھذا یعنی ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ آپ ایک دن ان کو ان کے اس فعل پر آگاہ کریں گے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بچپن میں ہی حضرت خلیل سے عرض کیا تھا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین اے پدر بزرگوار! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔

اگر ان حضرات انبیاء کو بچپن میں ہی علم ہو جاتا کہ ان کو نبوت دی گئی تھی تو ان سے ممنوعاً فعل کا کوئی صدور نہ ہوتا صرف اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کا ہی ثمرہ ہو سکتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کیسے فرض کر لیا جائے کہ حضور کو ایمان اور کتاب کا علم نہ تھا سو ولادت کی تھی، علاوہ ازیں حضرت کو یہ معلوم کیا جائے تو یہ اس حدیث کی تکذیب کرتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ لما نشأت بغضت الی الاوثان وبغض الی الشعر ولم اهم بشيء مما كانت الجاهلية تفعله الا مرتين يعصمني الله منهما ثم لم اعد۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ہے شوربائی کے متعلق بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے جاہلیت کے کاموں کا کبھی ارادہ نہیں کیا صرف دو مرتبہ خیال آیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے بچا لیا اور پھر میں نے ان کا قصد نہیں کیا۔

حضور بچپن میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام گئے۔ اس وقت بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے حضور میں نبوت کی علامات دیکھیں تو اس نے کہا کہ آپ نے حضور کو لات و عزیٰ کی قسم کھانے کے لیے کہا حضور نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا لا تسئلني بهما فوالله ما ابغضت شيئا قط بغضهما یعنی اے راہب! مجھ سے ان بتوں کے واسطے سے کوئی بات مت پوچھو۔ بخدا مجھے جتنی نفرت ان سے ہے اور کسی سے نہیں۔

انبیاء کے بچپن کے احوال لکھنے کے بعد قرطبی فرماتے ہیں۔ ثم يتشكل الامر لهم ويترادف نفحات الله عليهم وتشرق انوار المعارف في قلوبهم حتى يصلوا الغاية ويبلغوا باصطفاء الله تعالى لهم بالنبوة في تحصيل الخصال الشريفة معرفة وممارسة ولا رياضة۔ پھر ان کی حالت بتدریج بلند ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا تسلسل ہوتا رہتا ہے۔ ان کے دلوں میں معرفت کے انوار چمکتے ہیں یہاں تک کہ وہ انتہا کو پہنچتے ہیں اور اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نبوت کے لیے منتخب فرماتا ہے، وہ خصائل حمیدہ میں کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ انہیں کسی مشق اور ریاضت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں الصواب انهم معصومون قبل النبوة من الجهل بالله وصفاته والتشكك في شيء من ذلك وقد تعاضدت الاخبار والآثار عن الانبياء بتنزيههم عن هذه النقيصة منذ ولدوا ونشأتهم على التوحيد والايمان بل على اشراق انوار المعارف ونفحات الطاف السعادة ومن طالع سيرهم منذ صباهم الى مبعثهم حقق ذلك۔ ترجمہ: یہی صحیح ہے کہ انبیاء کرام نبوت سے پہلے بھی اس بات سے معصوم ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات سے جاہل ہوں یا ان امور کے کسی بات میں ان کو شک ہو، بکثرت صحیح احادیث و آثار موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء بچپن ہی سے اس عیب سے پاک ہوتے ہیں اور جن کی نشوونما توحید اور ایمان پر ہوتی ہے بلکہ معرفت کے انوار ان پر چمکتے رہتے ہیں سعادت ابدیہ کے الطاف کی مہک سے معطر رہتے ہیں جس نے ان کی سیرتوں کا مطالعہ بچپن سے لے کر نبوت تک کیا ہے اس پر یہ حقیقت روشن ہے۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو آیت کا مفہوم کیا ہے؟ علامہ قرطبی نے متعدد جواب نقل کیے ہیں۔ یہ جواب ہمیں سب سے زیادہ پسند ہے۔

ما كنت تدري ما الكتاب ولو لا ما عليك ولا الايمان لو لا هدايتنا لك یعنی آپ پر اگر ہم لطف و انعام نہ کرتے

لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي

رہنمائی فرماتے ہیں صراط مستقیم کی طرف ۞ جو اللہ کی راہ ہے وہ اللہ جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝

آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے ۞ سنو! سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے ۞

تو آپ کتاب کو جان سکتے اور نہ ہم آپ کی رہنمائی نہ فرماتے تو آپ کو ایمان کا علم نہ ہوتا۔

(ملخصاً من تفسیر القرطبی)

نیز درایت کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ درایت کہتے ہیں المعرفة المدرکة بضرب من الختل (معرفت ایسی کسی چیز کا علم جو کسی حیلہ سے حاصل کیا جائے) اسی لیے عربی میں اس کا محاورہ ہے دریتہ و دریت بہ۔ والدرایة او علم بضرب من الحیلة ولذا لا یطلق علی اللہ تعالیٰ یعنی جس چیز کے جاننے کو درایت کہتے ہیں۔ اسی لیے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں کیا جاتا۔

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہیں دلائل عقلیہ سے پہچانا جا سکتا ہے اور دوسری وہ ہیں جن کی معرفت دلائل سمعیہ کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ دوسری قسم کی معرفت نبوت سے پہلے نہ تھی۔ (کبیر)

بعض علماء نے اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا ہے۔ ای کنت من قوم امیین لا یعرفون الکتاب ولا الایمان حتی اکون قد اخذت ما جئتھم بہ عمن کان یعلم ذلک منھم وھو کقولہ تعالیٰ۔ وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون

۞ یعنی ہم نے قرآن کو نور بنایا ہے جس سے ہم جس کو چاہتے ہیں منزل مقصود تک پہنچاتے ہیں اور اے محبوب! آپ بھی صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ یہ صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔

۞ آخر میں پھر اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کا ذکر فرمایا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کا خالق و مالک وہی ہے اور اسی کو ہر چیز کا تصرف کرنے کی پوری قدرت حاصل ہے۔

۞ اس میں اطاعت گزار اور فرمانبردار بندوں کے لیے بشارت ہے اور سرکش اور باغیوں کے لیے دھمکی اور سرزنش ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ سب مخلوقات کے امور کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ جو فیصلہ وہ فرمائے گا اس کو کوئی تبدیل نہیں کر سکے گا۔ اس کی قدرت و حکمت کے بغیر کوئی چیز بھی جنبش نہیں کر سکتی۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں [illegible] گئے ہوں اور وہ [illegible] احوال بحسب [illegible] بعد انتہائے جب وہ [illegible] لوٹتے ہیں۔ . . . وذلک لا [illegible] تعالیٰ مبدأ لکل شیء ومرجعہ و مصیرہ اما بالعرض والاختیار او بالعدم والاضطرار [illegible] کے نزدیک [illegible] ہر کام [illegible] لوٹتے

اس کی جگہ لے لیتی ہے جب یہ نعمتیں [illegible] ہوتی ہیں۔ [illegible] تب اس علوم کا شعور نصیب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہے اور خزانوں کی کنجیاں سب اسی کے پاس ہیں اور [illegible] کہ اس کی رضا پر شاکر رہے اور شکر ادا کرتا رہے کیونکہ یہ عقل مندی کا تقاضا ہے کہ جو کچھ بھی محبوب عطا کرے خوشی سے قبول کر لیا جائے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک جنازے کے ساتھ قبرستان میں تشریف لے گئے۔ جب اسے قبر میں دفن کر دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ [illegible] سے [illegible] دنیا کی گھڑی [illegible] اول آخرت کی [illegible] آخرت کی [illegible] دنیا کی [illegible] آخرت [illegible] اس جہان پر ناز کرنا کتنی حماقت ہے جس کا انجام قبر ہے اور اس جہان سے کیوں نہ محبت کی جائے جس کی پہلی منزل قبر ہے۔

الحمد لله والصلوة والسلام على طالع المشرق من شمس الازل. اللهم اجعل
دنيانا خير مزرعة للآخرة واجعل قبورنا روضة من رياض الجنة وآنس
وحشتنا بأسمائك وبرؤية الوجه الصبيح الذي لا زلنا مشتاقين الى رؤياه
اللهم صل على صاحب الوجه الجميل والقد الاميل والطرف الكحيل وعلى آله
وصحبه وبارك وسلم

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ زخرف

نام: اس کا نام زخرف ہے۔ یہ کلمہ آیت ۳۵ میں مستعمل ہوا ہے۔ اس سورت میں سات رکوع نواسی آیات اور تین ہزار چار سو حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ بھی ان سات سورتوں میں سے ایک ہے جن کی ابتدا حٰمٓ سے ہوئی اور اس کا زمانہ نزول بھی اس سلسلے کی سورتوں کے زمانہ نزول کے قریب ہے۔

مضامین: ویسے تو قرآن کریم کی ہر سورت کی طرح اس سورت کی ہر آیت بھی حقائق کا گنجینہ ہے جو بیش بہا جواہرات کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے جب آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو اس سے لطف اندوز ہوں گے۔ البتہ چند امور ایسے ہیں جو آپ کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں:

۱۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر کسی کے احسان کا شکریہ ادا نہ کیا جائے بلکہ الٹا ناشکری اور سرکشی کا مظاہرہ کیا جائے تو محسن اپنے احسان کا سلسلہ بند کر دیتا ہے۔ انسان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے از راہ لطف و احسان نبوت کی بعثت اور وحی کے نزول کا سلسلہ جاری کیا تاکہ لوگ ہدایت کی راہ سے بھٹک نہ جائیں۔ لیکن اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے کفار نے اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان کی ناشکری کے باعث یہ سلسلہ بند کر دیا جاتا اور گمراہی کے گھپ اندھیرے میں انہیں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ انتقامی کارروائی نہیں کی جائے گی، کہ انہیں نفس اور شیطان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ قرآن کریم آفتاب ہدایت بن کر افق حیات پر چمکتا رہے گا تاکہ اس کی روشنی سے استفادہ کر کے جس وقت بھی کوئی شخص اپنی منزل کی طرف بڑھنا چاہے تو وہ بڑھ سکے۔ ہم تمہاری سرکشیوں کے باعث ناراض ہو کر یہ نعمت سلب نہیں کریں گے۔

۲۔ تم خود مانتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر تم ان اندھے بہرے بتوں کو خدا کیوں بناتے ہو اور ان کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ جب اس وقت کہتے ہو کہ ہم تو وہی کچھ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوتی ہے۔ اس نے چاہا تو ہم نے بتوں کو پوجا۔ اگر وہ نہ چاہتا تو بھلا ہماری کیا مجال تھی کہ ان بتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھتے۔ ہم پر یہ اعتراض نہ کرو بلکہ ہمارے خدا پر کرو جس کے ارادہ و مشیئت کے ہم پابند ہیں۔ ان کے اس مغالطے کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ محض جہالت اور حماقت ہے۔ اگر ان کی اس توجیہ کو قبول کر لیا جائے تو پھر دنیا بھر کے گناہوں کو یہ جواز مل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو قتل کیا

زنادقہ وغیرہ) کہتے ہیں۔ اگر وہ نہ چاہتا تو کسی کی کیا مجال تھی کہ وہ کوئی نازیبا حرکت کرتا اور جب خدا کے چاہنے سے سب کچھ ہو رہا ہے تو پھر یہ سارے کام عین مطلوب ہونے چاہئیں۔ یہ جاہل لوگ رضا و مشیت کا فرق بھی نہیں جانتے بے شک اس جہان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ارادہ و مشیت سے ہو رہا ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ اس پر راضی اور خوش بھی ہو۔ اس کی رضا انہی کاموں سے حاصل ہوتی ہے جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے۔

۲۔ انہیں اس بات پر بھی سخت اعتراض تھا کہ منصب نبوت کے لیے ایسے شخص کو چنا گیا ہے جس کے پاس نہ مال و زر ہے اور نہ اعوان و انصار کا مضبوط جتھہ۔ وہ کہتے جزیرہ عرب کے دو مشہور شہر ہیں مکہ اور طائف۔ ان میں بڑے بڑے رئیس ہیں جن کی ثروت و امارت کی گرد و نواح میں دھوم مچی ہوئی ہے۔ جن کے اثر و اقتدار کے آگے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ ان میں سے اگر کسی کو اس منصب پر فائز کیا جاتا تو یہ دعوت زیادہ سرعت سے ملک عرب کے کونے کونے میں پھیل جاتی۔ ان کے اس اعتراض کو یہ فرما کر مسترد کر دیا کہ نبوت اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اس کو تقسیم کرنے کا انہیں قطعاً کوئی اختیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کی اہلیت کس میں پائی جاتی ہے اور اس انعام کا کون حقدار ہے۔

یہ بھی بتا دیا کہ یہ کتاب مقدس یہ صحیفۂ رشد و ہدایت جو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے، اس کا نزول آپ کے لیے اور آپ کی ساری امت کے لیے وجہ عز و شرف ہے۔ اس کی برکت سے تمہیں سروری کی رعنائیاں، سرمدی کامرانیاں اور عرش کی بلندیاں نصیب ہوں گی۔ اس کے فیضان سے قافلۂ انسانیت کی قیادت کا منصب تمہیں سونپ دیا جائے گا۔ مت سمجھو اس کی تعلیمات کو اپنی ترقی کی راہ میں رکاوٹ مت خیال کرو بلکہ شرح صدر سے اسے قبول کرو اور خوشی خوشی اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

اسی ضمن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے حالات کی طرف بھی اختصار کے ساتھ اشارہ فرمایا تاکہ ہجوم مصائب میں ان کی اولوالعزمی باعث تسکین ثابت ہو۔

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الزخرف مکی ہے اس کی نواسی آیتیں ہیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

حا میم[1] قسم ہے اس کتاب روشن کی[2] ہم نے بنایا ہے اسے قرآن عربی زبان میں تاکہ تم اس کے[3]

منزل ۶ عند المتقدمین ۱۲

۱۔ یہ حروف مقطعات ہیں ان کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ بعض علماء نے ارشاد فرمایا کہ "ح" حی اور "م" قیوم کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ واؤ قسم کے لیے ہے یعنی کتاب مبین کی قسم۔ مبین، ابان یبین باب افعال کا اسم فاعل ہے۔ یہ فعل لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ پہلی صورت میں معنی ہوگا کہ اس کتاب کی آیتیں بالکل واضح، ظاہر اور روشن ہیں۔ اس کے مطالب ہر صورت شک و شبہ سے پاک ہیں۔ اختلاف و تضاد کا یہاں شائبہ تک نہیں۔ متعدی ہونے کی صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ اس کتاب کی قسم جو حق اور باطل کو واضح کرنے والی ہے۔ راہ ہدایت کو راہ ضلالت سے ممتاز کرنے والی ہے۔ مبین کے ایک لفظ سے قرآن کریم کی دو خصوصیات کو بیان کر دیا کہ یہ کتاب بذات خود بڑی واضح اور روشن ہے۔ اس میں کسی قسم کا ابہام و التباس نہیں۔ نیز یہ حق و باطل کو نمایاں اور الگ الگ کرنے والی ہے۔ جن لوگوں کے دل کی آنکھیں اس کے مطالعہ سے وا ہو جاتی ہیں وہ کسی حالت میں بھی نہیں بھٹکتے وہ بڑی آسانی سے ہدایت اور گمراہی کو پہچان لیتے ہیں۔ علامہ ابن منظور لسان العرب میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابان، استبان، تبین متعدی بنفسہ ثلاثتہا ولا تتعدی وکلہا بان الشیء واستبان وتبین وابان بمعنی واحد والکتاب المبین ای الکتاب البین وقیل معنی المبین الذی ابان طرق الہدی من طرق الضلالۃ وابان کل ما تحتاج الیہ الامۃ"

ترجمہ: یعنی ابان، استبان اور تبین متعدی اور لازم دونوں طرح سے استعمال ہوتے ہیں۔ حٰم والکتاب المبین کا ایک معنی یہ ہے کہ یہ کتاب بذات خود واضح اور روشن ہے اور دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ ہدایت کے راستوں کو گمراہی کی راہوں سے الگ کرنے والی ہے اور ہر وہ چیز جس کی طرف امت کا احتیاج ہے اس کو واضح بیان کرتی ہے۔

۳۔ کتاب مبین کی قسم کھانے کے بعد جواب قسم کے طور پر بتایا جا رہا ہے کہ ہم نے اس کتاب کو عربی میں جو تمہاری مادری زبان ہے نازل فرمایا اور اسے عربی میں نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اس کے حقائق و معارف کو اچھی طرح سمجھ سکو اور ان کا مدعا اچھی طرح ذہن نشین کر لو

تَعْقِلُوْنَ ۝۳ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۴ اَفَنَضْرِبُ

مطالب کو، سمجھو اور بیشک یہ قرآن ہمارے ہاں لوح محفوظ میں ثبت ہے بڑی عظمت والا حکمت سے لبریز ہے کیا ہم روک لیں گے

جس پر تمہاری سعادت دارین کا دارومدار ہے۔ وہ قوم کتنی خوش قسمت ہے جس کو ایسی کتاب سے سرفراز کیا گیا ہے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جعل کے لغوی تحقیق ذکر کی جائے کیونکہ اس لفظ میں تدبر نہ کرنے کے باعث ایک بہت بڑا فتنہ خلق قرآن کا رونما ہوا جس نے کئی صدیوں تک امت کو گوناگوں ذہنی پریشانیوں اور دیگر مصائب و آلام میں مبتلا رکھا۔

علامہ راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں اس کی جو تحقیق کی ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ وہ لکھتے ہیں جعل پانچ وجوہ پر استعمال ہوتا ہے:

۱۔ صار اور طفق کا ہم معنی اس وقت یہ لازمی ہوتا ہے جیسے جعل زید یقول کذا وہ کہنے لگا۔

۲۔ یہ اوجد اور خلق کے معنی میں پیدا کرنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس وقت یہ صرف ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے جعل الظلمات والنور، اس نے تاریکیوں اور نور کو پیدا فرمایا۔

۳۔ کسی چیز سے کوئی اور چیز بنا دینا جیسے جعل لکم من الجبال اکنانا یعنی اس نے تمہارے لیے پہاڑوں میں گھر بنائے۔

۴۔ کسی چیز کو ایک حالت پر مقرر کر دینا جیسے الذی جعل لکم الارض فراشا وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو بستر بنایا۔ اسی طرح راغب نے یہی آیت ذکر کی ہے۔ یعنی ہم نے اس کتاب کو قرآن عربی بنا دیا۔

۵۔ کسی چیز پر کسی چیز کا جھوٹا یا سچا حکم لگا دینا۔ ویجعلون للہ البنات یا انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔

اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ جعلنا کا معنی یہاں خلقنا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے اور یہاں دو مفعول مذکور ہیں۔

صاحب قرطبی نے اس کا ترجمہ کیا ہے: ای انزلناہ بلسان العرب۔ مجاہد سے یہی منقول ہے وقیل [illegible] یعنی ہم نے اس کو عربی زبان میں اتارا ہے۔ ہمارا ترجمہ انہی حضرات کی تحقیق کے مطابق کیا ہے۔

۴؎ ام الکتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ بعض علماء نے ام الکتاب کی تعبیر العلم الازلی سے کی ہے۔ تعبیریں مختلف ہیں مدلول ایک ہی ہے۔ قیل العلم الازلی (روح المعانی)

۵؎ یہ قرآن کریم کوئی معمولی کتاب نہیں۔ جس ذات نے اسے نازل فرمایا ہے اس کے حضور اس کا مرتبہ بہت بلند و ارفع ہے۔ کوئی دوسری کتاب شکل و صورت، عجائب اور اسرار و حقائق میں اس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ ای رفیع الشان بین الکتب لاعجازہ واشتمالہ علی عظیم الاسرار (روح المعانی) حکیم کی تشریح کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں حکیم ذو حکمۃ بالغۃ او محکم لا ینسخہ غیرہ او حاکم علی غیرہ من الکتب (روح المعانی)

حکیم کے کئی معانی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ یہ سراپا حکمت ہے یا یہ محکم ہے کوئی دوسری کتاب اس کے احکام کو کوئی دوسری

عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝٥ وَكَمْ أَرْسَلْنَا

تم سے اس ذکر کو اعراض کرکے اس وجہ سے کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو ۵ ؎ اور ہم نے کثرت سے بھیجے ہیں

مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِيْنَ ۝٦ وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ

نبی پہلے لوگوں میں ۶ ؎ اور نہیں آیا ان کے پاس کوئی نبی مگر وہ [illegible] اس کا

شریعت منسوخ نہیں کر سکتی۔ یہ عالمگیر ہے۔ یہ قیامت تک [illegible] ہے یہی سبب ہے اس کا [illegible] ہے وہ اس کا حکم عام ہے۔

۵ ؎ یہ بڑی پیاری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب مکرم سے جو والہانہ محبت ہے اور ان کے حال پر خصوصی نظر عنایت ہے اس آیت میں اس کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کفار و مشرکین کی [illegible] اذیت رسانی کرتے [illegible] ہجرت سے اسلام کی صداقت ثابت کرتے۔ حضور کی پاکیزہ زندگی کا ہر پہلو [illegible] تعلیم [illegible] آتش بغض و عناد ہی عداوت سے شروع کی۔ اس کے بعد جو ان کا [illegible] ان کا ظلم و ستم روز بروز بڑھتا ہی جاتا تھا چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے ناشکر گزاروں سے چشم عنایت پھیر لی جاتی۔ ان کو ہمیشہ کے لیے نظر انداز کر دیا جاتا تاکہ وہ بد بختی کی گمراہیوں کے بیابان اندھیروں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بھٹکتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری رحمت، میری عنایت اور میری شفقت ایسا نہیں کر سکتی۔ ہم ہر حالت میں انہیں دعوت حق دیتے رہیں گے۔ خواہ وہ قبول حق سے انکار کرتے رہیں اور اسلام کو ناکام بنانے میں عقل و دانش کے تمام کمالات کو پس پشت ڈال دیں۔

اس آیت کے کلمات بھی غور طلب ہیں۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے منہ پھیر لے اور اسے نظر انداز کر دے تو عرب کہتے ہیں قد صفحت عنه صفحا اذا اعرضت عنه وتركته (قرطبی)

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ای انهملكم ولا نعرفكم ما يجب عليكم لان كنتم قوما مسرفين ای لان اسرفتم (لسان العرب) یعنی کیا ہم تم کو نظر انداز کر دیں گے اور تمہیں ان فرائض و واجبات سے مطلع نہیں کریں گے جن کی تعمیل تم پر لازم ہے اور یہ اس لیے کہ تم اسراف کرنے والے لوگ ہو۔ صفحا کے متعلق علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ یہ ضرب کا مصدر مطلق ہے جیسے قعدت جلوسا کے [illegible] اور حال بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس وقت صفحا صافحین کے معنی میں ہو گا (روح المعانی)

۶ ؎ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو تسلی دیتے ہیں کہ کفار کا آپ کے ساتھ یہ نامعقول اور ناسپاس طرز عمل کوئی نئی بات نہیں۔ جو رسول بھی آپ سے پہلے بھیجے گئے تھے ان کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے یہی سلوک روا رکھا تھا۔ "کم" یہاں استفہامیہ نہیں بلکہ خبریہ ہے۔ کم ها خبرية والمراد بها التكثير (قرطبی)

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَاۤ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ

مذاق اڑایا کرتے۔ پس ہم نے ان کو ہلاک کر دیا جو ان سے زیادہ قوت والے تھے اور گزر چکی ہے مثال پہلے لوگوں کی۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو وہ ضرور کہیں گے پیدا کیا ہے انہیں بڑے

الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

زبردست سب کچھ جاننے والے نے۔ جس نے بنا دیا ہے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ اور بنا دیے ہیں تمہارے لیے

جب ان لوگوں کا عناد حد سے تجاوز کر گیا اور ان کی ہدایت پذیری کے سارے امکانات ختم ہو گئے تو ہم نے ان کو تہس نہس کر دیا۔ ان بیچارے کفار مکہ کی حیثیت ہی کیا ہے۔ بڑی بڑی طاقتور اور ترقی یافتہ قومیں جب اپنے رب کے سامنے اکڑ گئیں تو بے دم ہو گئیں۔ یہ تو نسبتاً کمزور ہیں جو ہم سے ان کو بچا لے۔ یہ کیسے احمق لوگ ہیں اور یہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ان کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ وہ اپنی تدبیر اور قوت بازو سے عذاب الٰہی کو روک سکتے ہیں۔ وہ اسی طرح مست و مدہوش رہیں گے حق کا مذاق اڑاتے رہیں گے اہل حق کو ذلیل و رسوا کرتے رہیں گے۔ یہ ان کی کم فہمی ہے جو مہلت ملی ہوئی ہے ختم ہو گی انہیں دبوچ لیا جائے گا۔

گزشتہ نافرمان قوموں کا عبرت ناک حشر جس کا تذکرہ جا بجا قرآن کریم میں بیان ہو چکا ہے اور وہ بار بار سے سن چکے ہیں۔ کیا پھر بھی وہ کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے۔

اگرچہ وہ تمہیں ساتھ قتل کر دینے کے درپے ہیں، گو وہ تمہیں جادوگر کہتے ہیں، اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ سینکڑوں بتوں کی پوجا پاٹ بڑی شدومد سے کرتے ہیں لیکن حق تعالیٰ کی وحدانیت سے انکار کی جرأت ان میں بھی نہیں۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے تو بلا تامل کہہ دیں گے کہ ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جو عزیز بھی ہے اور علیم بھی۔ یہ بات دلیل ہے کہ وہ سب مورتیاں جن کی پوجا کرتے ہیں ان کی تخلیق میں رائی کے برابر بھی کوئی حصہ نہیں۔ اس اعتراف کے بعد ان کا کسی کو خدا سمجھنا اور اس کی عبادت کرنا اتنی بڑی بیہودگی اور حماقت ہے کہ اس کے بطلان کے لیے کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی شان کبریائی کا ذکر فرماتا ہے یعنی وہی وہ عزیز اور علیم ہے جس نے تمہارے لیے اس زمین کو آرام دہ بچھونا بنایا ہے جس پر تم آرام سے بیٹھتے ہو، تمہاری آسائش و راحت کے جملہ اسباب فراہم کر دیے گئے ہیں۔ یہاں سے تمہارے راستے بنا دیے ہیں تاکہ تم ان پر چل کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکو

فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۚ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اس میں راستے تاکہ تم منزل مقصود تک پہنچ سکو اور جس نے اتارا آسمان سے پانی مقدار کے

بِقَدَرٍ فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿١١﴾ وَالَّذِي

مطابق پھر ہم نے زندہ کر دیا اس سے ایک مردہ شہر کو۔ یونہی تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے ۱۱ اور جس نے

خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا

ہر قسم کی مخلوق کے جوڑے بنائے ۱۲ اور بنائیں تمہارے لیے کشتیاں اور مویشی جن پر تم

اگر تم ان احسانات کی قدر پہچانو گے اور ان کا شکر ادا کرو گے تو تمہیں وہ رہنمائی مل جائے گی جو تمہیں عزت و شرف تک پہنچائے گی اور تم اس کے ذریعہ سے بے نور دلوں کی دنیا کو روشن کرو گے۔

"مھد" گہوارے کو کہتے ہیں۔ آرام دہ فرش۔ "مِهَادًا أَيْ مَوْطِئًا وَقَرَارًا تَسْتَقِرُّونَ فِيهَا وَلَا يَزُولُ تَقَلُّبُكُمْ عَلَيْهَا كَالْمَهْدِ"۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ کروڑوں میل کی رفتار سے گردش کرنے کے باوجود زمین اتنی پرسکون ہے کہ یہاں اس کی گردش کا احساس نہیں ہوتا بلکہ یہ گہوارے کی طرح چین اور سکون دیتا ہے۔

۱۱ ایک دوسری شان کبریائی بیان فرمائی جا رہی ہے۔ مینہ کا برسنا ایک اندازے کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح بارش برستی ہے تو اندھا دھند نہیں بلکہ ایک طے شدہ اندازے کے مطابق۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ بستی جس میں چند لمحے پہلے خاک اڑ رہی تھی ہر طرف افسردگی اور ویرانی چھائی تھی یکایک اس میں تازگی اور شادابی کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنی قدرت کا ثبوت دیتا ہے کہ جو رب ایک اجڑی ہوئی بستی کو آباد کر دیتا ہے وہی تمہیں قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے میدان حشر میں لا کھڑا کرے گا۔ اس کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں۔

۱۲ زوج سے مراد یہاں صنف اور قسم ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: الْأَزْوَاجُ أَصْنَافُ الْمَخْلُوقَاتِ وَالزَّوْجُ مَا يُصْحَبُ الصِّنْفَ لَا يَصْحَبُهُ عَلَى الْمَشْهُورِ۔ روح المعانی کی تفسیر میں علامہ نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْأَزْوَاجُ الضُّرُوبُ وَالْأَنْوَاعُ كَالْحُلْوِ وَالْحَامِضِ وَالْأَبْيَضِ وَالْأَسْوَدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے گونا گوں اور قسم قسم کی مخلوق پیدا کی۔ ذائقہ کے اعتبار سے کوئی میٹھی کوئی ترش۔ رنگ کے اعتبار سے کوئی سپید کوئی سیاہ۔ پھر کوئی بے جان اور کوئی جاندار پھر کوئی نر اور کوئی مادہ۔ یہ تنوع اتنا وسیع، اتنا دلچسپ اور اتنا عجیب ہے کہ انسان اس میں جتنا غور کرے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت پر ایمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔

تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا

سوار ہوتے ہو ۱۲؎ تاکہ تم جم کر بیٹھو ان کی پیٹھوں پر پھر یاد کرو اپنے رب کی نعمت کو جب

اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا

تم ٹھیک بیٹھ جاؤ ان پر اور (زبان سے) یوں کہو پاک ہے وہ ذات جس نے رام کر دیا ہمارے لیے اسے ورنہ ہم اس پر قابو پانے

كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ

کی قدرت نہ رکھتے تھے ۱۳؎ اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور بنا لیا ہے مشرکوں نے اس کے لیے

۱۲؎ بحر و بر میں تمہاری سواری کا بندوبست کر دیا گیا ہے تاکہ تم اپنے ساز و سامان کے ساتھ دشوار گزار راستوں کو طے کرتے ہوئے آسانی سے اپنی منزل پر پہنچ سکو۔ کشتیوں اور جہازوں میں بیٹھ کر تم دریاؤں اور بیکراں سمندروں کو عبور کرتے ہو، گھوڑوں، اونٹوں اور گدھوں، خچروں پر سوار ہو کر تم خشکی کا سفر کرتے ہو۔

۱۳؎ تاکہ جب تم ان کی پیٹھ پر بیٹھ کر سفر پر روانہ ہو تو تمہارا دل اپنے رب کریم کی نعمت پر ممنون ہو، تمہاری روح اس کے احسانات کی یاد سے سرشار ہو اور اپنی زبان سے بھی بڑے عجز و انکسار کے ساتھ ان پاکیزہ کلمات سے اپنے رب کی پاکی کے گیت گاتے ہو۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا ورنہ اتنا قد آور اونٹ اور طاقتور سرکش گھوڑا تو کسی کو نزدیک بھی پھٹکنے نہ دیتا۔ ایک معمولی جانور تو ایسے طاقتور جانور کو کبھی بس میں نہ لا سکتا۔ اتنی طاقت والے جانور اپنی پشت پر لادے ہوئے کئی گھنٹوں کی مسافت بھی چپ چاپ طے کرتا جا رہا ہے۔ وہ فطرت کی شکر گزاری سے معمور ہو کر اپنے رب کا شکر بجا لاتا ہے۔ یہ سراپا بندگی اسے میرے رب نے محض اپنے کرم سے میرے قابو میں ڈال دیا ہے۔ ہم اس حقیقت کو بھی صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ ہم سب نے تیری جناب میں ہی لوٹ کر حاضر ہونا ہے۔

اسلام کی یہ خصوصیت کتنی دلپذیر ہے کہ اس نے زندگی کے ہر گوشہ کو منور کیا ہے اور اس کے فیض سے ہماری زندگی کا ہر شعبہ بہرہ ور ہے۔ ان چھوٹی چھوٹی آیات میں کسی مرکب پر چاہے وہ جانور ہو یا کشتی، جہاز یا کوئی اور، پر سوار ہونے کے اسلامی آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو جس وقت رکاب میں قدم رکھا تو فرمایا بسم اللہ۔ جب اس کی پشت پر تشریف فرما ہوئے تو الحمد للہ۔ پھر یہ آیت پڑھی سبحان الذی ... الی لمنقلبون۔ اس کے بعد تین مرتبہ الحمد للہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا، پھر تین مرتبہ یہ کہا لا الہ الا انت ظلمت نفسی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ پھر آپ ہنس پڑے۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی امیر المومنین ہنسنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کو دیکھا کہ حضور نے ایسا کیا جیسا میں نے کیا ہے، وہی کلمات کہے پھر ہنس پڑے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے؟ حضور

عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ

اس کے بندوں میں سے اولاد [illegible] بے شک انسان کھلا ناشکرا ہے کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے [illegible]

بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ

مخلوق سے بیٹیاں اور تمہیں [illegible] بیٹوں کے ساتھ [illegible] اور جب ان میں سے کسی کو [illegible]

آپ کیوں ہنستے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جب بندہ یہ الفاظ کہتا ہے رب اغفرلی تو اللہ تعالیٰ اس کے اس کلمہ سے بہت خوش ہوتا ہے کہ بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا [illegible] گناہوں کو بخشنے والا [illegible] اور کشتی میں [illegible] جب [illegible] تو یہ پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ جب گھر سے سفر پر جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد [illegible] یہ دعا پڑھے۔ اللّٰھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل والمال اللّٰھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکآبۃ المنقلب والحور بعد الکور وسوء المنظر فی الاھل والمال [illegible] اے اللہ سفر میں تو ہی ساتھی ہے [illegible] پناہ مانگتا ہوں۔

اب آیات مذکورہ [illegible] لتستوا علی ظہورہ [illegible] الفلک والانعام [illegible] قال ابو جعفر [illegible] وما کنا لہ مقرنین [illegible]

سے ملائکہ یعنی فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے [illegible]

سے الانسان سے مراد یہاں کافر ہے [illegible] ناشکرا [illegible]

سے اللہ تعالیٰ [illegible]

لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا

رحمان کی طرف کی ہے تو اس کا چہرہ (فرط رنج سے) سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کا دل غم سے بھر جاتا ہے کیا وہ (اولاد) جو زیور میں

فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

پرورش پاتی ہے اور وہ بحث و مباحثہ کے وقت اپنا مدعا واضح نہیں کر سکتی اور انہوں نے ٹھہرا لیا ہے فرشتوں کو

کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اپنے لیے تو بیٹوں کو پسند کرتے ہیں اور بیٹیاں اللہ تعالیٰ کے حصہ میں ڈال دیتے ہیں۔

یعنی ان کی یہ حالت ہے کہ اگر ان کو بتایا جائے کہ ان کے ہاں بچی پیدا ہوئی ہے تو ان کے گھر میں صف ماتم بچھ جاتی ہے چہروں پر اداسی کی سیاہی پھیل جاتی ہے۔ دل غم و اندوہ سے بھر جاتا ہے۔ بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایسی چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے میں انہیں حیا نہیں آتی۔ ان کی بیوی بچی جنے تو گھر میں آنا جانا بند کر دیتے ہیں۔ ان کی جیتی بیگم ان کو ہمسایوں کے ہاں ڈھونڈتی پھرتی ہے۔ ایک عرب عورت، اپنے خاوند کی اس بے رخی کا یوں بیان کرتی ہے۔

مالابی حمزة لا یاتینا یظل فی البیت الذی یلینا
غضبان الا نلد البنینا وانما ناخذ ما اعطینا

یعنی میرے خاوند ابو حمزہ کو کیا ہو گیا ہے کہ اب وہ ہمارے ہاں آتا ہی نہیں اور ساتھ والے مکان میں ہی رہتا ہے وہ اس لیے غضبناک ہے کہ ہم بیٹے کیوں نہیں جنتیں۔ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ ہمیں جو ملتا ہے وہ ہم لے لیتی ہیں۔

ان کی اس تقسیم کے معیوب ہونے کو ایک دوسرے انداز سے بیان کیا جا رہا ہے۔ یعنی بچیاں تو ناز و نعم میں پلتی ہیں اور کسی بحث میں اپنا مدعا واضح طور پر بیان کرنے سے ہچکچاتی ہیں۔ کیا ان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ مملکت خداوندی کے فرائض و خدمات کو کامیابی سے انجام دے سکیں۔ نہ ان میں زور بازو اتنا کہ شمشیر و سناں لے کر میدان میں اتر سکیں اور نہ ان میں جرأت و بیان کی استعداد کہ وہ بیان سے حق کا بول بالا کر سکیں۔ ایسی بے مصرف اولاد کی اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے۔

اس آیت سے علماء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے۔ حدیث نبوی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبس الحریر والذهب حرام علی ذکور امتی وحلال لاناثها۔ یعنی ریشم اور سونے کا استعمال میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حضور سے اور آپ کے صحابہ سے اتنی روایتیں آئی ہیں اور کسی نے اس کو ناپسند نہیں کیا۔ اس لیے متعدد احادیث سے عورتوں کے لیے زیور کی اباحت ثابت ہو سکتی ہے (احکام القرآن ۵ ۳)

الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ

جو بندے ہیں رحمٰن کے بنا دیے ہیں، عورتیں ٢١ کیا یہ موجود تھے ان کی پیدائش کے وقت، لکھی جائے گی

شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ

ان کی گواہی اور ان سے باز پرس ہوگی ٢٢ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر چاہتا خدائے رحمٰن تو ہم انہیں نہ پوجتے ٢٣

٢١ یہ ان کی محض خیالی اور وہمی آرائیں ہیں جو حقیقت کے سراسر خلاف ہیں۔ فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جو ہر وقت اس کے ذکر میں لگے رہتے ہیں اور اس کے ہر ایک حکم کی بے چون و چرا اطاعت کرتے ہیں۔ ان کو انہوں نے خدا کی بیٹیاں کہنا شروع کر دیا ہے یہ کتنا ظلم اور کس قدر ناانصافی ہے۔

٢٢ ایسی نامعقول اور لغو بات پر ان کا ایمان لانا آخر کس دلیل کی بنا پر ہے۔ کیا یہ لوگ اس وقت موجود تھے جب اس نے فرشتوں کو پیدا کیا اور اپنے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر ان کو عورتیں کہتے ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو اس پر شہادت پیش کریں۔ ان کی یہ شہادت محفوظ کر لی جائے گی جب روز قیامت یہ خود پیش ہوں گے تو ہم اس شہادت کے متعلق ان سے باز پرس کریں گے۔ ان کو جواب دہی کے لیے ابھی سے تیار ہو جانا چاہیے۔

٢٣ اگر کوئی آدمی اس غلط فہمی کا شکار ہو جائے کہ وہ بڑا زیرک اور دانا ہے، یا اگر کوئی جاہل اپنی جہالت کو علم و عقل خیال کرنے لگے تو اس کی تفہیم و تعلیم کا مرحلہ بڑا پیچیدہ ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں جہل کے ظلمات بہت پھیل جاتے ہیں۔ وہ اپنی ہر نامعقول بات کو معقولیت کی چاشنی چڑھا کر پیش کرتا ہے اور اگر اس کو کسی کی نامعقولیت کی طرف متوجہ کیا جائے تو وہ بات سننے کا روادار نہیں ہوتا۔

اہل مکہ اسی قسم کی صورت حال سے دوچار تھے۔ جب انہیں ٹوکا جاتا کہ فرشتوں کی عبادت ترک کر دو، وہ تو اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں، یہ بڑی نامناسب بات ہے کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی بندگی شروع کر دی جائے تو کہتے کہ ہم مدت دراز سے ایسا کرتے چلے آرہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوتی تو ہماری کیا مجال تھی کہ ہم ایسا کر سکتے۔ اس نے ہمیں ایسا کرنے سے باز نہیں رکھا۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ کام اسے پسند ہے۔ وہ یہ دلیل پیش کر کے سمجھتے کہ انہوں نے اپنے موقف کی حقانیت کو ایسی دلیل سے ثابت کر دیا ہے جس کی صداقت میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ لیکن اگر ان کی یہ دلیل مان لی جائے تو یہ دلیل ہر عقلمند کے نزدیک بودی اور ضعیف ہے۔ اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے تو پھر دنیا کا کوئی شخص، ہر شخص بھی ہو، ظلم و ستم کی مشق ہر مظلوم اور کمزور پر جاری رکھتا ہے۔ قتل، زنا، چوری، ڈاکہ زنی، ظالم قوم سے مظلوم قوم کی جو بربادیاں آئے دن دنیا میں ہوتی ہیں ان کے بیان کردہ اصول کے مطابق یہ سب درست ہے اور ان پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں اور ان کا ارتکاب کرنے والوں کو کوئی سزا نہیں ملنی چاہیے کیونکہ اپنی پیش کردہ دلیل کے مطابق ان سب قباحت کا بندہ اللہ تعالیٰ سے کی برأت کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝۲۰ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا

انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں وہ محض قیاس آرائیاں کر رہے ہیں ۲۲ کیا ہم نے دی انہیں کوئی کتاب

مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝۲۱ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

اس سے پہلے جس کو وہ مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں ۲۳ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو

عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۲ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ

ایک طریقہ پر اور ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں ۲۴ اور اسی طرح جب بھی ہم نے بھیجا

قَبْلِكَ فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ

آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا تو کہا وہاں کے عیش پرستوں نے کہ ہم نے پایا

اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝۲۳ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ

اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر اور ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں ۲۵ نبی نے فرمایا اگرچہ میں لے آؤں تمہارے

تو پھر وہ عقیدہ و حیات اور دینی معاملات میں بھی اسی دلیل پر اعتماد کیوں کرتے ہیں۔

۲۲ یہ باطل اٹکل اور وہمی باتیں ہیں۔ علم و فکر کی نہیں [illegible] محض قیاس آرائیوں کا [illegible] ہو سکتا ہے۔

۲۳ اگر ہم نے ان کی طرف کوئی ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں انہیں شرک کرنے کی اجازت دی ہو یا ان خرافات و رسوم کی پابندی کا حکم دیا ہو تو وہ سب لوگوں کے سامنے پیش کریں تاکہ [illegible] اور یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے عقائد اور ان کے اعمال اس کتاب کے مطابق ہیں یا انہیں [illegible]

۲۴ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ کوئی نقلی دلیل۔ جب ہر طرف سے عاجز اور لاجواب ہو جاتے ہیں تو [illegible] اپنے باپ دادا کی تقلید کا سہارا لیتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو جس راہ پر چلتے دیکھا ہم اسی راہ پر چل رہے ہیں [illegible] الامۃ ، الطریقۃ والدین ۔ کسی طریقہ اور دین کو امت کہتے ہیں۔ [illegible]

۲۵ یہ اہل مکہ کا ہی انداز فکر نہیں بلکہ ان سے پہلے جو جو انبیاء [illegible] اپنے اپنے دور کے [illegible] تعصب [illegible] کیا کرتے تھے اپنے موقف کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے جب ان کے پاس کوئی عقلی و نقلی دلیل نہ رہی [illegible] باپ دادا کی تقلید کی [illegible] یہ بات بھی قابل غور ہے کہ [illegible] مزاحمت کرنے والے ہمیشہ [illegible] عیش پرست

بِأَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ

[illegible]

كٰفِرُونَ ﴿٢٤﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٥﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝۲۶ اِلَّا

اور یاد کیجیو جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو ۲۶ بجز

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝۲۷ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ

اس کے جس نے مجھے پیدا کیا وہ یقیناً میری رہنمائی کرے گا ۲۷ اور آپ نے بنا دیا اس کو باقی رہنے والی بات اپنی

۲۶ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن معجزات دیکھنے کے باوجود قرآن کریم کی دلنشیں آیات سننے کے بعد کفار کو شرک پر اصرار تھا اس کی وجہ یہی تو تھی کہ وہ اپنے باپ دادا کی بے چون و چرا تقلید کرتے تھے۔ [illegible] اپنے آپ کو ان کی تقلید کی آہنی زنجیروں میں یوں جکڑ دیا تھا کہ عقل و دانش کے تقاضوں کو وہ بڑی بے رحمی سے نظر انداز کر دیا کرتے۔ ان کے سامنے ان کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ کار پیش کیا جا رہا ہے کہ دیکھو حضرت خلیل نے جب اپنے اسلاف کو راہ حق سے بھٹکا ہوا پایا تو ان سے قطع تعلق کر لیا تم لوگ جو حضرت ابراہیم کی اولاد ہو اور ان کے بیٹے ہونے کے [illegible] عزت اور عظمت گردانتے ہو۔ اسی نسبت کے باعث تمہیں عرب میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جب انہوں نے اپنے گمراہ بزرگوں کی روش کو اعلانیہ ترک کر دیا تھا تو تم بھی آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے گمراہ آباء و اجداد سے اپنی برأت کا اعلان کر دو۔ گویا دعوت ایمان قبول کرنے کا یہ ان آیات سے انہیں یہ بات بھی سمجھا دی کہ اگر تم عقل و دانش سے کام لینا نہیں چاہتے اور تقلید کرنے پر ہی مصر ہو تو پھر تقلید کرنی ہے تو ابراہیم علیہ السلام کی کرو۔ کیا مذاق ہے کہ عقل کا چراغ بھی گل کر رکھا ہے اور تقلید کے لیے ابراہیم جیسے صدیق شخص اور [illegible] کو چھوڑ کر بیہودہ لوگوں کی تقلید پر اصرار کرنے بیٹھے ہو یہ انسانی کمالات کے ہی [illegible] ہیں۔

بَرَآءٌ۔ مصدر ہے اور اسم صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ واحد تثنیہ جمع مذکر و مؤنث سب حالتوں میں یہ اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ علامہ قرطبی امام لغت جوہری کا قول نقل کرتے ہیں قال الجوهري وتبرأت من كذا وانا منه براء لا يثنى ولا يجمع لانه مصدر في الاصل اور بَرِيْءٌ مستعمل ہو تو واحد تثنیہ جمع مذکر و مؤنث اپنے موصوف کے مطابق ہوگا۔

۲۷ شرک سے برأت کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے ان تمام معبودوں سے بیزار ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو میں صرف اس کا پرستار ہوں جس نے مجھے پیدا فرمایا۔ وہی مجھے دین پر ثابت قدم رکھے گا اور بلند سے بلند مقامات اور درجات کی طرف میری رہنمائی فرمائے گا۔ [illegible] تم جن معبودوں کی پوجا کرتے ہو وہ نہ کسی چیز کے خالق ہیں اور نہ وہ کسی کی رہنمائی کر سکتے ہیں اور جس ہستی نے مجھے پیدا کیا ہے وہی میری ہدایت اور دستگیری بھی کرے گا اسے چھوڑ کر کسی غیر کی طرف کیوں دیکھوں؟

عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۲۸ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى

اولاد میں ۲۸؎ تاکہ وہ (اس کی طرف) رجوع کریں ۲۹؎ بلکہ میں نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں اور ان کے باپ دادا کو یہاں تک

جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۹ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا

کہ آگیا ان کے پاس حق اور کھول کر بیان کرنے والا رسول ۳۰؎ اور جب آیا ان کے پاس حق تو وہ کہنے لگے یہ تو جادو

سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۳۰ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ

ہے اور ہم اس کے منکر ہیں۔ اور کہنے لگے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر ان

مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝۳۱ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا

دو شہروں میں سے بڑا ہے ۳۱؎ کیا وہ بانٹا کرتے ہیں آپ کے رب کی رحمت کو؟ ہم نے خود تقسیم کیا ہے

۲۸؎ حضرت خلیل علیہ السلام نے توحید کا جو یہ پیغام دیا تھا یعنی [illegible] اپنی نسل کو یہی تاکید کی کہ معبود وہی ہے جس سے [illegible] اپنا رشتہ جوڑے رکھیں اپنے رب کریم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جوڑے رکھنا۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر آیا ہے جیسے سورۂ بقرہ کی آیت وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ۔ کہ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح حضرت یعقوب نے بھی حق پر ثابت قدم رہنے کی وصیت فرمائی۔ العقب الذریۃ یعنی اولاد اور نسل۔

۲۹؎ یعنی اے محبوب! آپ قریش کو حضرت ابراہیم کے حالات سنائیے شاید وہ اس طرح راہ حق کی طرف رجوع کریں اور ہدایت پر گامزن ہو جائیں۔

۳۰؎ ان لوگوں نے عرصہ دراز سے مسلک ابراہیمی کو ترک کر دیا تھا اور شرک و کفر کو اختیار کر لیا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ انہیں اس سرکشی اور نافرمانی کی فوراً سزا دی جاتی اور ان کو نیست و نابود کر دیا جاتا لیکن ہماری رحمت [illegible] اور دنیوی عیش کے ساز و سامان سے ان کو [illegible] یہاں تک کہ ان کے پاس حق [illegible] جلوہ گر ہوا۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ اس [illegible] اپنے سینوں کو روشن کرتے [illegible] ہدایت [illegible] بشارت پر عمل کرتے لیکن ان بدنصیبوں نے [illegible] جادو [illegible] سے تعبیر کیا اور اس پر ایمان لانے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

۳۱؎ پہلے تو کفار عرب اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے کہ کوئی انسان نبوت کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے۔ کہنے لگے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ایسا ہو سکتا ہے تو پھر اس منصب کے لیے کسی ایسے شخص کا انتخاب ہونا چاہیے جو اثر و رسوخ کا مالک ہو [illegible] اس کا رعب و دبدبہ [illegible] اس ملک کے دو مشہور شہر ہیں [illegible]

بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

ان کے درمیان سامانِ زیست کو اس دنیوی زندگی میں ۳۲ اور ہم نے ہی بلند کیا ہے بعض کو بعض پر مراتب

چاہیے منصب نبوت کے لیے ان میں سے کسی کو منتخب کیا جاتا تاکہ لوگ اس کی دعوت کو بلا تامل قبول کر لیتے اور اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرتے چنانچہ ولید بن مغیرہ عموماً یہ کہا کرتا تھا لو کان ما یقول محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقا لنزل علی او علی ابی مسعود " یعنی جو کچھ یہ کہتے ہیں اگر یہ حق ہوتا تو یہ مجھ پر نازل ہوتا یا طائف کے سردار ابو مسعود ثقفی پر۔

بے شک اس منصب کے انتخاب کا معیار کیا ہو یہ ان کی سمجھ سے باہر ہے۔ بے شک کوئی عظیم شخصیت ہی اس امانت کی اٹھانے کی اہل ہو سکتی ہے۔ وہی منصب جلیل کی نازک ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے لیکن ان کفار نے عظمت کا معیار قبیلے کی کثرت کو، دولت و ثروت کو سمجھ رکھا ہے۔ خدام و حشم کا لشکر جرار اس کے ساتھ ہو۔ اس منصب کی اہلیت کے لیے عظمت و بزرگی کا یہ معیار نہیں بلکہ اس کا معیار یہ ہے کہ اس کا دامن ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہو، کردار بے داغ ہو اور سیرت آفتاب سے تابندہ تر ہو، علم و حلم میں یکتا ہو کہ صاحب وحی و الہام کے شایان شان ہو اور روحانیت کے اس بلند مقام پر فائز ہو کہ کمال قرب کے ساتھ ہر قسم کی مشکل کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کر سکے۔ علامہ البیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فان الرسالۃ من اللہ منصب عظیم لا یلیق الا لعظیم ولم یعلموا انہا رتبۃ روحانیۃ تستدعی عظم النفس بالتحلی بالفضائل والکمالات القدسیۃ و کمال الاستعداد للتجلیات العلمیۃ والعملیۃ لا التزخرف بالزخارف الدنیویۃ۔

ترجمہ: یعنی رسالت ایک منصب عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے اور یہ کسی عظیم ہستی کو ہی سزاوار ہے۔ کفار نے نہیں سمجھا کہ یہ ایک روحانی مرتبہ ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نفس فضائل سے آراستہ ہو، کمالات قدسیہ سے متصف ہو اور علمی و عملی تجلیات کو برداشت کرنے کی کامل استعداد ہو۔ دنیوی زیب و زینت اور مال و دولت کی یہاں کوئی اہمیت نہیں۔

۳۲ نبوت و رسالت اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے۔ کیا یہ لوگ اس کی رحمت کے خزانوں کی تقسیم پر مقرر ہیں۔ جس کو چاہیں یہ عطا کر دیں اور جس کو چاہیں محروم کر دیں۔ یہ منصب تو خالص اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکمت پر منحصر ہے وہ جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے۔

یہ مال و دولت جس پر یہ اتنے نازاں ہیں اور جس کو نبوت کی اہلیت کے لیے بنیادی شرط قرار دیتے ہیں یہ بھی تو ہم ہی نے ان کو عطا کیا ہے اور اس عطا میں بھی کئی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ کسی کو ایک چیز دی، کسی کو دوسری۔ کسی کو جسمانی صحت و توانائی بخشی، کسی کو ذہنی صلاحیت اور کسی کو عقل و فہم کا کمال عطا فرما دیا۔ کسی کو ایسا ذہن رسا بخشا کہ وہ دقیق اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کسی کو دولت دی اور کسی کو محنت و مشقت کی صلاحیت سے مالا مال کر دیا تاکہ معاشرت کی ساری ضرورتیں پوری ہوتی رہیں۔ اگر سب ایک ہی قسم کی صلاحیت کے مالک ہوتے تو یہ نظام کیسے چلتا۔ اگر سب لوگ ایک ہی صلاحیت کے مالک ہوتے تو انتظام کس طرح چلتا۔ اگر سارے شاعر ہوتے خواہ وہ بلند پایہ کے شاعر ہوتے تو کسان یا مالی کون ہوتا

دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا

میں تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں ۳ اور آپ کے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو یہ

يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ

جمع کر رہے ہیں ۳ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک امت ہی ہو جائیں گے تو ہم بنا دیتے ان کے لیے جو انکار

يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝

کرتے ہیں رحمٰن کا ان کے مکانوں کے لیے چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں (سب) چاندی کی

وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ

اور ان کے گھروں کے دروازے بھی اور تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں (چاندی کے) ۴ اور سونے کے ۵ اور یہ سب

حالانکہ کمالات کے لیے یہ [illegible] معیار [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے بعض لوگوں کو بعض پر [illegible] دی اور بعض کو دوسرے کا محتاج بنا رکھا ہے تاکہ سب ایک دوسرے سے کام لے کر نظام [illegible] کی رونق کا باعث بنیں۔

ف۳ علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ليستعمل بعضهم بعضا في مصالحهم ويستخدموهم في مهنهم ويتسخروهم في اشغالهم حتى يتعايشوا ويترافدوا ويصلوا الى مرافقهم (روح المعانی) یعنی تاکہ بعض لوگ دوسروں کو اپنی مصلحت میں استعمال کریں اور [illegible] میں ان سے خدمت لیں اور مختلف کاموں میں ان سے [illegible] تاکہ مل جل کر آرام و راحت کی زندگی بسر کریں [illegible]

ف۴ اے حبیب! آپ کے رب کریم کی رحمت [illegible] نبوت [illegible] جس سے اس نے آپ کو سرفراز فرمایا ہے۔ اس کے مقابلہ میں دنیا بھر کے [illegible] کی کیا حیثیت؟ ورحمت ربك کے کلمات میں یہی نکتہ ہے۔ [illegible] جاہلانہ [illegible] شان نبوت [illegible] اسباب نہیں [illegible] دنیا کی تقسیم میں [illegible]

ف۵ ارشاد ہے کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے لوگ گمراہ ہو جائیں گے تو ہم کفار کو اتنی دولت دیتے کہ ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی [illegible] ان کے زینے ان کے محلات کے دروازے اور پلنگ بھی چاندی کے بنے ہوتے اور زیب و زینت [illegible]

ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

[illegible] دنیا [illegible] سامان ہے اور آخرت [illegible] تمہارے رب کے [illegible]

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝

اور جو [illegible] رحمٰن کے ذکر سے [illegible] اس پر ایک شیطان [illegible]

زخرف کے اصلی معنی [illegible] الزخرف الزینۃ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی [illegible] شربۃ ماء

ترمذی ابن ماجہ [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر دنیا کی قدر [illegible] اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی میسر نہ ہوتا۔

[illegible] قیامت کے دن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ۝

[illegible]

حَتّٰىٓ إِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْقَرِيْنُ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ

سخت برا ساتھی ہے [illegible] عذاب میں

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ

حصہ دار ہو [illegible] کیا آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو یا راہ دکھا سکتے ہیں اندھوں کو اور [illegible]

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿٤١﴾ اَوْ

کھلی گمراہی میں ہیں [illegible] یا ہم

نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴۳﴾ وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ

اس (قرآن) کو جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں ۴۳ اور بے شک یہ (قرآن) ذکر ہے

وَ لِقَوْمِكَ ۚ وَ سَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

آپ کیلئے اور آپ کی قوم کیلئے اور عنقریب تم (سب) سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی ۴۵ اور آپ پوچھیے ان سے جنہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے

کسی سرکش کو کتنی ڈھیل دے اور وہ اس جرم میں غافل ہو کر کتنا ہی مغرور ہو جائے اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی حیثیت ایک چیونٹی سے بھی کم ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو فرما رہے ہیں کہ ان کفار کو سزا ملے گی اور ضرور ملے گی لیکن ہر شخص کو سزا دینے کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ بعض تو آپ کے سامنے کیفر کردار کو پہنچ جائیں گے اور جو بچ جائیں گے انہیں آپ کے وصال کے بعد عذاب کے شکنجہ میں کس دیا جائے گا۔

۴۳ اے میرے محبوب! آپ ان کی شر انگیزیوں کا کوئی اثر قبول نہ کریں۔ جو کتاب ہدایت ہم آپ پر نازل کر رہے ہیں، اس کو بڑی مضبوطی سے تھامے رہیں۔ بلاشبہ آپ سیدھے راستہ پر گامزن ہیں۔ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ آپ کے دین کو غلبہ نصیب ہوگا۔ آپ کا آفتاب رحمت ہمیشہ ہمیشہ چمکتا رہے گا۔ ناکامیاں اور محرومیاں فقط ان لوگوں کا حصہ ہیں جنہوں نے تیرا دامن چھوڑ دیا، تیری ذات اور تیرے دین کی حقیقت کا انکار کر دیا۔

۴۴ ذکر کا معنی یہاں شرف عظیم ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وہ حکمت ای شرف عظیم (روح المعانی) یعنی یہ قرآن حکیم کا نزول بجائے خود ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ آپ کے لیے بلا ریب باعث صد ہزار شرف ہے اور آپ کی امت کے لیے بھی سرمایہ افتخار و نازش ہے۔ کیا پیاری بات فرمائی۔ جس نبی مکرم، رسول معظم اور محبوب محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رب العزت نے ایسا لازوال تحفہ رحمت عطا فرمایا اس کی شان رفیع کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اور جس امت کو یہ تمام ہدایت و رحمت عطا فرمایا گیا وہ اس پر شکر کے جتنے سجدے کرے کم ہے۔

۴۵ امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واطیب التحیۃ کو صرف یہی احساس دلایا جا رہا ہے کہ یہ دین تمہیں اس لیے نہیں دیا گیا کہ اس سے تم صرف اپنے قلب و نگاہ کو روشن کرو بلکہ تمہارا فرض ہے کہ جہاں جہاں اندھیروں نے اپنے خیمے گاڑ رکھے ہیں وہاں پہنچو اور اس نور سے وہاں اجالا کرو۔ ہم تم سے اس کے بارے میں پوچھیں گے اور ایسا نہ کرنا بڑا جرم ہوگا۔

شومیٔ قسمت ملاحظہ ہو آج حالت یہ ہے کہ سب سے زیادہ اندھیرا وہیں ہے جہاں حاملین قرآن کی بستیاں ہیں۔ معاشی پسماندگی، اخلاقی انحطاط اپنے عروج پر ہے۔ کہیں کہیں عشرت کدے آباد ہیں۔ اس کے برعکس جگہ جگہ غربت و افلاس کی زد میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کل ہم کیا منہ لے کر جائیں گے۔ ہاں صرف یہی امید ہے کہ اتنی نادانیوں کے باوجود محبوب خدا کے دامن شفاعت کو پکڑ سکیں

مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَقَدْ

اپنے رسولوں سے کیا ہم نے بنائے ہیں خدائے رحمٰن کے علاوہ اور معبود تاکہ ان کی پوجا کی جائے ۔ ۴۵ اور بیشک

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ

ہم نے بھیجا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف ۔ ۴۶ پس آپ نے فرمایا کہ بیشک میں سب جہانوں کا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا

رسول ہوں ۔ ۴۷ پس جب آپ تشریف لائے ان کے پاس ہماری نشانیاں لے کر تو اسی وقت وہ ان سے ہنسنے لگے ۔ اور ہم نہیں

نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

دکھاتے تھے انہیں کوئی نشانی مگر وہ بڑی ہوتی تھی پہلی سے ۔ اور ہم نے مبتلا کر دیا انہیں عذاب میں

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ

تاکہ وہ باز آجائیں ۔ ۴۸ اور وہ بولے اے جادوگر! دعا مانگ ہمارے لئے اپنے رب سے بسبب اس عہد کے جو اس نے تم سے کر رکھا ہے

حاصل ہو ، تو نبی مکرم علیہ السلام [illegible] ان کے حوالہ [illegible] ۔

۴۵ ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ۔ سب رسولوں سے بھی اگر آپ پوچھیں گے تو وہ اس کی تصدیق کریں گے ۔

۴۶ ۔ اس رکوع میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر کیا جا رہا ہے ۔ اس سے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی تسلی دی جا رہی ہے کہ [illegible] آپ کے ساتھ [illegible] [illegible] فرعون کے [illegible] [illegible] ۔

۴۷ ۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں تشریف لے گئے ، وہاں ارکانِ سلطنت اور سردارانِ قوم بھی بڑے ٹھاٹھ سے بیٹھے تھے ۔ آپ نے جا کر اعلان کیا کہ میں سارے جہانوں کے مالک کا [illegible] ہوں ، [illegible] اس کی اطاعت کی جائے ۔ ان لوگوں نے آپ کی بات کو [illegible] ٹھٹھا مذاق شروع کر دیا ۔

۴۸ ۔ موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] [illegible] ایک سے بڑھ کر ایک [illegible] لیکن [illegible] سرکشی میں [illegible] [illegible] تاکہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہوں اور حق کو قبول کریں ۔

۴۹ ۔ فرعونی قوم [illegible] [illegible] جب کوئی مصیبت ان پر آتی تو حضرت موسیٰ سے دعا کی درخواست

إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿٥٠﴾

ہم سیدھی راہ پر آ جائیں گے۔ پس جب ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب کو تو وہ عہد شکنی کرنے لگے۔

وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَ

اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں، کہنے لگا اے میری قوم! کیا میں مصر کا فرمانروا نہیں؟ اور

هَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٥١﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِنْ

یہ نہریں جو بہہ رہی ہیں میرے نیچے، کیا تم انہیں دیکھتے نہیں ہو؟ کیا میں بہتر نہیں ہوں

هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ

اس شخص سے جو ذلیل ہے اور بات بھی صاف نہیں کر سکتا۔ تو کیوں نہیں پہنائے گئے اس کو

کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت بھی [illegible] رسول کے [illegible] آپ کو [illegible] نہیں [illegible] یا ایہا الساحر کہہ کر آپ کو پکارتے ہیں۔

بعض علماء [illegible] ان کے ہاں ایک بڑا معزز اور محترم [illegible] وہ اشرف العلوم تصور کرتے تھے [illegible]

تحقیر کے لیے نہیں بلکہ احترام کے لیے استعمال کیا گیا ہے [illegible] سرکشی میں وہ اتنے بڑھ چکے تھے کہ اپنی اصلی

[illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] بات پر [illegible]

آپ نے ان کی [illegible] قبول کرنا [illegible]

ان [illegible] اس کی طرف [illegible] سرکشی [illegible]

[illegible]

[illegible] انسان [illegible] بات [illegible]

[illegible] حقیقت ہے [illegible] سال پہلے

مصر کے [illegible] میں ایک حقیقت تھی

فرعون نے جب [illegible] موسیٰ علیہ السلام کے [illegible] اس کی قوم ان کی طرف [illegible]

[illegible] حکومت کے خلاف [illegible]

[illegible] ساری قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے میری قوم! مصر کے [illegible]

[illegible]

مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَآءَ مَعَهُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ۝٥٣ فَٱسْتَخَفَّ قَوْمَهُۥ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا

سو وہ اس کی پیروی کرنے لگے درحقیقت وہ تھے ہی نافرمان لوگ ۵۱ پس جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ہم نے انتقام لیا ان سے

مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

پس ہم نے غرق کر دیا ان سب کو ۵۲ اور بنا دیا انہیں پیش رو اور ایک داستان عبرت پچھلوں کے لیے ۵۳

وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ

اور جب بیان کی گئی مثال مریم کے فرزند (عیسیٰ) کی، تو فوراً آپ کی قوم اس سے شور و غل مچانے لگی ہے ۵۴ اور

ابن الاعرابی فاستخف کی ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: استخف قومہ: فاستجہل قومہ۔ اپنی قوم کو احمق اور جاہل بنایا اور اپنی چکنی چپڑی باتوں سے انہیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا۔

۵۱ فرعون کی قوم اس کے دھوکے میں آ گئی۔ [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظیم شخصیت ان کے سامنے [illegible] اور پاکیزہ سیرت [illegible]۔ قرآن کی صداقت [illegible]۔ قرآن کریم پہلے ان کے اس طرز عمل کی وجہ بتاتا ہے کہ وہ فاسق لوگ تھے۔ [illegible] ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ تھی۔ انہیں اپنی ذات اور اپنے مفادات کا تحفظ مطلوب تھا [illegible] عزت نفس اور قومی [illegible] ملک و قوم کی اخلاقی اور روحانی [illegible] انہیں [illegible] ان کی ذات محفوظ رہے اور ان کے مفادات پر [illegible] ظالم کے سامنے [illegible] حق کی سربلندی کے لیے جان کی بازی [illegible] پشت ڈال کر میدان میں [illegible] داستانوں کو [illegible] ہستیاں [illegible] ہیں۔

۵۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسفونا کا معنی کرتے ہیں: اغضبونا و اسخطونا۔ جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا، ان لوگوں نے جو [illegible] اختیار کی تھی وہ ان کو غضب الٰہی سے بچا نہ سکی اور غرق کر دیے گئے۔

۵۳ سلف کے معنی ہیں پیش رو۔ والسلف المتقدم۔ اور مثلاً کا معنی عبرت اور نصیحت ہے۔ مثلاً ای عبرة لمن [illegible] یعنی قوم فرعون کے بعد جو آئیں گے ان کے لیے ان کے حالات میں نصیحت اور عبرت ہے۔ اور ان کا تذکرہ ضرب المثل کے طور پر کیا جائے گا۔

۵۴ اس مقام پر حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے سامنے یہ آیت پڑھی انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ جس کے معنی ہیں کہ اے مشرکو تم اور جو چیز اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہے

وَقَالُوٓا ءَأَٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًۢا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

کہنے لگے کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ۔ [illegible] درحقیقت یہ لوگ ہیں

خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ

جھگڑالو ہیں۔ [illegible] ایک نمونہ بنی

إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾

اسرائیل کے لیے [illegible] جانشین ہوتے

وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ

اور بیشک وہ ایک نشان ہیں قیامت کے [illegible] سیدھا

[illegible]

مُّسْتَقِيمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا

راستہ ہے۔ کہیں روک نہ دے تمہیں شیطان اس راستے سے، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب

جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم

آئے عیسیٰ علیہ السلام روشن نشانیوں کے کر تو فرمایا میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور میں بیان کروں گا تم سے

بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۶۳﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ

کچھ وہ باتیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ پس تم ڈرتے رہو اللہ سے اور میری فرمانبرداری کیا کرو۔ ۶۳ بیشک اللہ تعالیٰ ہی

آپ کا قیامت سے پہلے تشریف لانا وقوع قیامت کی علامات میں سے ہے۔ اس لیے جب آپ نازل ہوں گے تو لوگوں کو علم ہو جائے گا کہ اب قیامت قائم ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ یہ شرط من اشراط الساعۃ علما لحصول العلم بہ۔ مختلف ایسی چیزیں قیامت کی علامتوں میں سے ہیں، یہ ان میں سے ایک ہیں اور اس علامت کے ذریعہ قرب قیامت کا علم حاصل ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جس کے انکار کی جرأت کوئی ایماندار نہیں کر سکتا۔ ان متعدد صحیح احادیث میں سے ایک حدیث درج ذیل ہے جسے مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لینزلن عیسی ابن مریم حکما عدلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر و لیضعن الجزیۃ ولتترکن القلاص فلا یسعی علیہا ولتذہبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احد۔ یعنی یقیناً عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے آسمان سے نازل ہوں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ ختم کر دیا جائے گا اور اونٹنیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ عداوت، بغض اور حسد کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ لوگوں کو مال قبول کرنے کی دعوت دی جائے گی لیکن اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ فرمائیے سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۰ کا حاشیہ ضیاء القرآن۔

۶۳ عیسیٰ علیہ السلام انجیل مقدس اور حکمت لے کر تشریف لائے۔ بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔ اس وقت بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ مذہبی لحاظ سے وہ متعدد فرقوں میں منقسم ہو چکے تھے۔ ایک دوسرے کی تکفیر ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ دین جو ان کے لیے اتحاد و اتفاق کا منبع ہونا تھا، بجائے اس کے خلفشار و انتشار کا سبب بن گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ آؤ میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں۔ اگر تم تعصب اور ہٹ دھرمی کا طریقہ چھوڑ دو گے تو تمہارے بہت سارے مختلف فیہ مسائل حل ہو جائیں گے۔ ساری فرقہ بندی کا چکر ختم ہو جائے گا۔ ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی فرما دی کہ میری رہنمائی سے وہی فائدہ اٹھا سکے گا جس کے دل میں [illegible] ہو اور وہ میری اطاعت کرنے کے لیے تیار ہو۔

رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ

میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے پس اسی کی عبادت کیا کرو یہی سیدھا راستہ ہے ۔ پھر اختلاف کرنے لگ گئے

الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ

ان کے گروہ آپس میں ۔ پس ہلاکت ہے ظالموں کے لیے دردناک عذاب سے دن

أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ

سے ۔ کیا یہ لوگ [illegible] منتظر ہیں کہ آجائے ان پر اچانک اور انہیں

لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا

خبر تک نہ ہو ۔ گہرے دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے بجز ان کے جو متقی ہیں

الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ ع

اے میرے بندو [illegible] آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمزدہ ہو گے ۔ وہ جو [illegible]

[illegible]

ان کے باہمی اختلافات کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد اول [illegible] قرآن [illegible] آیت [illegible] جلد سوم

قیامت کے دن [illegible] رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلہم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی [illegible] عز وجل واحد فی المشرق وآخر فی المغرب یجمع اللہ بینہما یوم القیامۃ یقول ہذا الذی کنت تحبہ فی [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

ایمان لے آئے تھے ہماری آیتوں پر اور فرمانبردار تھے (انہیں کہا جائے گا) داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں

تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ وَفِيْهَا

خوش و خرم [illegible] گردش میں ہوں گے ان پر سونے کے تھال اور جام اور وہاں

مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَ

ہر چیز ہوگی جسے دل چاہیں گے اور جس سے آنکھیں لذت پائیں گی اور تم وہاں ہمیشہ رہو گے اور

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ

یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔ تمہارے لیے وہاں بکثرت پھل

[illegible] وہ لوگ جو دنیا میں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے [illegible] ایک [illegible] [illegible] محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] (قرطبی)

یعنی یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے پیارے [illegible] محبت کیا کرتے تھے [illegible] حدیث شریف میں ہے المرء مع من احب کہ روز حشر ہر آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت تھی [illegible] [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] جنت میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝

[illegible]

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا

[illegible]

هُمُ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُم

[illegible]

مَّاكِثُونَ ۝ لَقَدْ جِئْنَاكُم بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ۝ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ

[illegible] کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کے راز اور ان کی سرگوشی

نَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ۝ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ

کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں آپ فرمائیے اگر رحمٰن کا کوئی

وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ۝ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ

بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا پاک ہے آسمانوں اور زمین کا پروردگار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کیا جاتا ہے

[illegible]

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا

عرش کا رب ہر اس عیب سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ شف پس چھوڑ دیجئے انہیں کہ وہ بیہودہ باتیں کریں اور کھیل تماشا کرتے رہیں حتیٰ کہ

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي

ملاقات کریں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ شف اور وہی ہے جو آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں بھی

الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

خدا ہے۔ اور وہی بہت دانا سب کچھ جاننے والا ہے۔ شف اور بڑی برکت والا ہے وہ جس کی سلطنت ہے آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾

اور زمین میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

ہوتا تو کیا میں اس کے سامنے سب سے پہلے سر بسجود ہوتا۔ میرا ایسا نہ کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اس کی کوئی اولاد نہیں وہ اس سے پاک اور بہت پاک ہے کہ کسی کو اس کا بیٹا یا بیٹی کہا جائے۔

یہاں شرط بھی محال ہے اور جزا بھی محال ہے اور یہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونا بھی محال اور میرا اس کی عبادت کرنا بھی محال ہے۔

اس آیت کا یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہاں اِنْ شرطیہ نہیں بلکہ نافیہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہیں۔ عٰبدین کا معنی آنفین ہے یعنی میں اس بکواس کا سب سے پہلے انکار کرنے والا ہوں اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والا ہوں۔ قال الجوہری وقال ابو عمرو فانا اول العابدین من الانف والغضب حکاہ ابن الاعرابی معناہ اول العابدین من الغضاب الآنفین (قرطبی)

شف کفار کی ان سب خرافات کے جواب میں قرآن کی حقیقی تقریر کا بیان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات جو آسمانوں کا خالق ہے اور جس نے زمین بنائی ہے اور جو ان کا مالک ہے۔ عرش پر بھی اسی کا حکم چلتا ہے۔ ایسی حکیم و جلیل ہستی کی اولاد کی ضرورت ہی کیا۔ وہ تو ہر کمی سے منزہ اور ہر عیب سے پاک ہے۔

شف اے حبیب! آپ انہیں نظر انداز کیجئے اور ان کو بکنے دیجئے۔ انہیں گمراہی میں پڑا رہنے دیجئے۔ ان میں قبول حق کی صلاحیت ہی نہیں۔ ان کا ذکر ہی نہیں فذرھم یخوضوا ویلعبوا حتی یلاقوا یومھم۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی۔

شف آسمانوں میں بھی اسی کی عبادت کی جاتی ہے اور زمین میں بھی اسی کی عبادت کی جاتی ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ

اور نہیں اختیار رکھتے جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کرنے کا البتہ شفاعت کا حق انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں

بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ

اور وہ (اس کو) جانتے بھی ہیں ۸۶ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو یقیناً کہیں گے اللہ نے

فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿۸۷﴾ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ

پھر کدھر بھٹکتے پھرتے ہیں ۸۷ اور قسم ہے حبیب کے اس قول کی کہ اے میرے رب! یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے ۸۸ پس درگزر فرمائیے

عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۸۹﴾

(اے حبیب) ان سے اور کہیے بس سلام ہے، عنقریب انہیں (اپنا انجام) معلوم ہو جائے گا ۸۹

اس کی کوئی امداد ہے۔

۸۶ کفار اس گھمنڈ میں تھے کہ یہ بت اور فرشتے ان کی شفاعت کریں گے۔ بتایا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ ہر ایک کی یہ مجال نہیں کہ بارگاہ رب العزت میں شفاعت کرنے کی جرأت کر سکے اور نہ ہر شخص اس قابل ہے کہ اس کی شفاعت کی جائے۔ شفاعت کر سکے گا وہ مجاز ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دیتا ہے اور اس کی یہ گواہی علم و یقین پر مبنی ہو اور یہ شفاعت اس کی کی جائے گی جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔ یہ بات خوب ذہن نشین رہے کہ شفاعت صرف ان خطاکاروں کے لیے ہوگی جو ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے جن کا خاتمہ کفر و شرک پر ہوگا ان کے لیے شفاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔

۸۷ عجیب احمق لوگ ہیں، یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا خالق حق تعالیٰ ہے پھر اس کے علاوہ دوسروں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور ان سے اپنی حاجات کی گدائی کرتے ہیں۔

۸۸ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قرآن کریم کے ان ظالموں کے [illegible] کے باوجود وہ اپنے باطل سے چمٹے رہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی یہ تو ضدی اور ہٹ دھرم لوگ ہیں، [illegible] ہے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی یہ [illegible] اور اس قول کی قسم [illegible] حاصل ہے۔

۸۹ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے میرے حبیب! آپ ان سے درگزر کیجئے۔ اب ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔

ان کے لیے سلامتی اور ہدایت کی دعا مانگتے رہیے۔ عنقریب ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور حقیقت حال جان لیں گے۔ اگر حق کو قبول نہ کیا تو اپنی سزا پائیں گے اور اگر قبول کر لیا تو دو جہاں کی برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیے جائیں گے۔

علامہ ابو حیان اندلسی اور علامہ محمود آلوسی کی رائے یہ ہے کہ یہاں سلام و دعا نہیں بلکہ ان سے اپنی بیزاری اور قطع تعلق کے اعلان کے لیے مستعمل ہوا ہے۔ فلیس ذلک امرا بالسلام علیہم والتحیۃ وانما امر بالمتارکۃ وحاصلہ ما ابیتم للقبول منی فالسلام متارکۃ (روح المعانی)۔ علامہ ابو حیان لکھتے ہیں: وعید لہم وتہدید وموادعۃ (بحر محیط) یعنی قل سلام میں کفار کے لیے وعید اور دھمکی دی جا رہی ہے اور ان سے جدائی کا اعلان مقصود ہے۔

اللہم ربنا لک الحمد ولک الشکر علی ما انعمت علی ووفقتنی وعلی حبیبک وصفیک وسیدنا ونبینا محمد وآلہ واصحابہ افضل الصلوات واجمل التسلیمات واحسن التحیات۔ ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔ فاطر السموات و الارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الدخان

نام: اس سورت کا نام الدخان ہے۔ یہ لفظ آیت ۱۰ میں مذکور ہے اس سے اس کا نام ماخوذ ہے۔ اس میں تین رکوع، انسٹھ آیتیں، تین سو چھیالیس کلمات اور ایک ہزار چار سو اکتیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: وہ سورتیں جن کی ابتدا حٰمٓ سے ہوتی ہے ان سب کا زمانۂ نزول قریب قریب ہے اگرچہ سال اور ماہ کے تعیین کے لیے ہمارے پاس کوئی قطعی دلیل نہیں۔ لیکن جس واقعہ کا ذکر سورۂ دخان میں ہے اس سے اس کے زمانۂ نزول کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

کفار کا عناد اور اسلام سے ان کی عداوت جب حد سے بڑھنے لگی اور انہوں نے اسلام قبول کرنے کے جرم میں غریب مسلمانوں پر ظلم و تشدد شروع کر دیا، سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی الٰہی ان کو حضرت یوسف کے قحط کی طرح قحط میں مبتلا کر تاکہ دولت کا غرور ان کے دماغوں سے نکلے اور جب بھوک پیاس سے جان بلب ہونے لگے تو شاید ان کے دل پسیج جائیں اور یہ حق کو قبول کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کی دعا قبول فرمائی۔ مینہ برسنا بند ہو گیا خشک سالی سے ہر طرف خاک اڑنے لگی۔ اشیائے خوردنی بازار سے نایاب ہو گئیں۔ وہ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ یہ حضور کی دعا کا اثر ہے اور جب تک حضور کے دست مبارک دعا کے لیے نہ اٹھیں گے یہ مصیبت نہیں ٹلے گی۔ چنانچہ ان کے متکبر سرداروں کا ایک وفد جس میں ابو سفیان بھی تھا، بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور التجا کی کہ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس قحط سے نجات بخشے، ہم ضرور ایمان لائیں گے۔ سراپا رحمت و رأفت نبی کے مبارک ہاتھ دعا کے لیے اٹھے مینہ برسنے شروع ہو گیا اور قحط کی ہلاکت انگیزیوں سے انہیں نجات مل گئی۔

مضامین: اہل مکہ کی وہی پرانی بیماریاں ہیں اور انہیں کا علاج یہاں مقصود ہے۔ قرآن کریم کو وہ کلام الٰہی ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔ اس سلسلہ میں شکوک و شبہات کے جو منار انہوں نے کھڑے کیے تھے ان کے ازالہ کے لیے فرمایا یہ وہ کتاب مبین ہے۔ اس کا انداز بیان، اس کے اعجاز، حکمت و معارف خود بتا رہے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کتاب کے نزول سے تم گوناگوں مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے ہو۔ نہیں تمہاری شامت نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے یہ تمہاری بدقسمتی کی نحوست ہے۔ یہ کتاب تو خیر و برکت کا سرچشمہ ہے۔ وہ رات جس میں یہ نازل ہوئی اس کے نزول کے باعث دوسری راتوں پر فضیلت لے گئی۔ سال کے بعد جب وہ رات لوٹ کر آتی ہے اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش آ جاتا ہے اور گنہگاروں کو نوید بخشش سنا دی جاتی ہے۔

دوسرا روگ جس میں وہ بری طرح مبتلا تھے شرک تھا۔ جس نے ان کی توانائیوں کا آخری قطرہ تک چوس لیا تھا۔ اس سورت میں اس کے علاج کی طرف توجہ مبذول کی جا رہی ہے۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ جن بتوں اور معبودانِ باطل کو تم اپنا خدا سمجھتے ہو، جو کل تک ان گھڑے پتھر کی صورت میں کسی پہاڑ میں پڑے ہوئے تھے تمہارے سنگتراش نے انہیں اٹھایا اور چھینی کی قوت سے اس سے ایک صورت تراش دی۔ تم خود ہی بتاؤ یہ بے جان پتھر بھی معبود کیسے تمہارے نفع و نقصان کے مالک بن سکتے ہیں۔

کفار کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ تم اپنی دولت اور اعلیٰ شعور و سوجھ بوجھ پر بڑے نازاں ہو اور اپنے حالات پر پوری طرح مطمئن ہو۔ تمہارا یہ خیال ہے کہ تمہیں اصلاحِ احوال کے لیے کسی نئی دعوت کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم نے زندگی بسر کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ بالکل سیدھا راستہ ہے۔ جن نظریات و افکار کی بنیادوں پر تم نے اعمال کی دنیا تعمیر کر رکھی ہے وہ بالکل صحیح ہیں۔ اور تم نے زندگی بسر کرنے کے جو انداز اختیار کر رکھے ہیں ان میں کسی اصلاح کی گنجائش نہیں۔ اس لیے تم آیاتِ الٰہی میں غور کرتے ہو، نہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کی مخلصانہ کوششوں کو درخورِ اعتنا سمجھتے ہو۔ یہ گھمنڈ تمہیں مہنگا پڑے گا۔ تم سے پہلے فرعون نے بھی یہی روش اختیار کی تھی اور تم خوب جانتے ہو کہ باوجود جاہ و جلال اس کا انجام کتنا عبرتناک ہوا تھا۔

وہ لوگ قیامت کے بھی منکر تھے اور اس انکار پر انہیں شدید اصرار تھا۔ وقوعِ قیامت کی حکمت بیان فرما دی کہ اگر قیامت کے عقیدہ کو خارج کر دیا جائے تو یہ جہان ایک کھیل تماشا بن کر رہ جائے گا جس میں "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا قانون نافذ ہو گا۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ تِسْعٌ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ دخان مکی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے آیات ۵۹ رکوع ۳

حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا

حا میم ۔ قسم ہے اس روشن کتاب کی۔ بیشک ہم نے اتارا ہے اسے ایک بابرکت رات میں، بیشک ہم

۱؎ یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہیں جن کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے جس طرح سورۂ حٰمٓ اور دیگر قوم کی طرف اشارہ ہے

۲؎ اس کی وضاحت بھی سورۂ زخرف میں گزر چکی ہے

۳؎ یہ قسم ہے یعنی قسم ہے اس کتاب مبین کی قسم۔ اس کتاب کا ہر حرف ہم نے نازل فرمایا ہے۔ دنیا سارا اس کے لوگوں میں سے کسی دوسرے کی تصنیف ہے اور نہ ہی شعر وں کے کسی بے معنی شعروں سے اس کا تعلق ہے۔

۴؎ یعنی ہم نے اس کو اتارا ہے اور بڑی خیر و برکت والی رات میں اس کو نازل کیا ہے۔ وہ کون سی رات تھی؟ علماء کے اس میں دو قول ہیں۔ حضرت ابن عباس، قتادہ اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ لیلۃ القدر تھی کیونکہ سورۂ قدر میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ اور عکرمہ و ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ پندرہ شعبان کی رات تھی لیکن صحیح پہلا قول ہے۔

ویسے نصف شعبان کی رات بھی بڑی برکتوں والی رات ہے۔ اس کی فضیلت میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا نہارہا فان اللہ تعالیٰ ینزل فیہا لغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول الا مستغفر فاغفر لہ الا مسترزق فارزقہ الا مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر۔ ابن ماجہ، بیہقی، روح المعانی

ترجمہ: حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔ جب سورج غروب ہوتا ہے اسی وقت سے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے تاکہ میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اس کو اس سے نجات دوں، یہ اعلان طلوع فجر تک ہوتا رہتا ہے۔

دوسری حدیث۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور کو اپنے بستر پر نہ پایا میں حضور کی تلاش میں نکلی تو میں نے حضور کو جنت البقیع میں پایا آسمان کی طرف حضور نے سر اٹھایا ہوا تھا مجھے دیکھ کر حضور نے فرمایا ان اللہ تعالیٰ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب۔ رواہ الترمذی وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے جس قدر بال ہیں اتنے ہی

مُنذِرِينَ ۝ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا

تنبیہ کرنے والے ہیں (اس رات) میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے ہر امر کا ۵ ~ ہر حکم ہماری جناب سے صادر ہوتا ہے ۶ بے شک ہم

لوگوں کو اس سے قلبی کشش رہی ہے۔

علمائے کرام نے اس آیت کے ضمن میں یہ بحث بھی کی ہے کہ بعض اوقات اور مقامات کو ذاتی لحاظ سے دوسروں پر فضیلت ہوتی ہے یا نہیں۔ عز بن عبد السلام کہتے ہیں کہ ذاتی طور پر کوئی فضیلت نہیں البتہ کسی خاص وقت یا مقام میں بعض اعمال کے وقوع پذیر ہونے کے باعث ان کو فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ یا ان کی نسبت کسی مقدس شخصیت کی طرف ہو جاتی ہے اس کے باعث وہ وقت اور وہ جگہ مشرف و محترم ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر علامہ آلوسی لکھتے ہیں البقعة التی ضمت اعضاءه صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم افضل البقاع الارضية والسماوية حتی قیل وبه اقول انها افضل من العرش (روح المعانی)

ترجمہ: وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرما ہیں وہ زمین و آسمان کے تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہا گیا ہے اور میں بھی یہی کہتا ہوں کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ اصحاب طریقت و معرفت فرماتے ہیں اشد اللیالی برکة وقدرًا لیلة یکون العبد فیها حاضرا بقلبه مشاهدا لربه یتنعم فیها بانوار الوصل یعنی وہ رات برکت اور منزلت کے اعتبار سے بہت بڑی ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں دل سے حاضر ہو۔ اپنے رب کی تجلیات کا مشاہدہ کر رہا ہو اور وصال سے لذت حاصل کرتا ہے۔

ف نزول کتاب کی حکمت بیان کی جا رہی ہے۔ یعنی ہماری شان ہے کہ ہم نے اپنے عذاب و عقاب سے پہلے آگاہ کر دیا کرتے ہیں تاکہ لوگ اس سے بچا جائے۔ (ؤ) بچاؤ کے لئے والاول اولیٰ من حیث الانذار والتحذیر من العقاب (کشاف)

ف امام راغب کہتے ہیں فرق یفرق کا معنی کیا ہے کسی چیز کو واضح کرنا (مفردات) صاحب روح المعانی لکھتے ہیں اس کے علاوہ دوسرا معنی بھی بتایا گیا ہے یعنی الگ کرنا۔ حکیم ذو الحکمة او هو المحکم ای الذی لا تبدیل فیه ولا اضطراب (روح المعانی) حکیم کے دو معنی ہیں۔ حکمت والا اور پختہ جس میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔

بتایا جا رہا ہے کہ اس بابرکت رات میں ہر وہ کام جو عالم کون میں مختلف فرشتوں کی انجام دہی کے لیے متعین ہیں سال بھر کے لیے ان کاموں کے متعلقہ فرشتوں کے سپرد کر دی تفصیل سے بتا دیا جاتا ہے۔ اگر یفرق بمعنی یقضی ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر معاملہ کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرماتا ہے۔ حکیم سے مراد یہ ہے کہ ہر کام جو سراسر حکمت پر مبنی ہو یا حکیم سے مراد محکم ہے یعنی جو فیصلہ ہو گیا ہے اس میں کسی طرح کا تغیر ممکن نہیں۔

ف یعنی یہ فیصلے میری بارگاہ اقدس و جلالت سے صادر ہوتے ہیں اور جو فیصلہ ہماری بارگاہ سے صادر ہوگا یقیناً وہ خیر و برکت کا حامل ہوگا۔ عدل و احسان کا آئینہ دار ہوگا۔ اس بابرکت رات میں جو فیصلے کیے جاتے ہیں ان کی عظمت شان کے اظہار کے لیے امرًا من عندنا کے الفاظ ذکر کیے گئے۔ امام رازی نے امرًا کے منصوب ہونے کی دو وجہیں ذکر کی ہیں ایک نصب علی

مُرْسِلِيْنَ ۚ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۗ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۙ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

رسول بھیجنے والے تھے [illegible] تمہارے رب کی رحمت کے سبب سے۔ [illegible] وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے [illegible] رب آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ إِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ⑦ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو [illegible] کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے

الاختصاص کے مفہوم میں [illegible] منصوب ہے یا حال ہے۔ [illegible] یا ضمیر مختص۔

شہ یعنی قرآن کریم [illegible] صاحب قرآن کی [illegible] رحمت فرماتا ہے۔ قرآن جیسی کتاب مبین کا نزول اور آپ جیسے رسول کی بعثت آپ کے رب کی [illegible] آپ کے رب کی رحمت کا [illegible] شکر [illegible] تمام [illegible] ہے۔ اس لیے [illegible] کے شعور [illegible] [illegible] انہیں [illegible] جو [illegible]

ثہ وہی مخلوق کی التجاؤں [illegible] سنتا ہے [illegible] اپنی مخلوق کی [illegible] ربوبیت سے باخبر ہے [illegible] احساسات و حالات کا پورا [illegible] ہے۔

ثلہ اس آیت سے [illegible] اللہ تعالیٰ کی ربوبیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کنتم موقنین سے [illegible] [illegible] صاحب کتاب کی [illegible] سب [illegible] [illegible] کوئی [illegible]

ثلہ حقیقت یہ ہے [illegible] [illegible] حقیقت [illegible] لا الٰہ الا ہو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بڑی نادانی ہے۔

رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨﴾ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ﴿٩﴾ فَارْتَقِبْ

[illegible]

يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ﴿١٠﴾ يَغْشَى النَّاسَ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١١﴾

[illegible]

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿۱۴﴾ إِنَّا

کہ ان کے پاس تشریف لے آیا روشن رسول ۔ پھر انہوں نے منہ پھیر لیا اس سے اور کہا سکھایا ہوا دیوانہ ہے ۱۳ ہم

كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ

دور کرنے والے ہیں عذاب کو تھوڑی دیر کے لیے تم پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے ۔ جس روز ہم پکڑیں گے بڑی شدت سے پکڑیں گے

الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ

اس روز ہم (ان سے) بدلہ لیں گے ۱۴ اور ہم نے آزمایا تھا ان سے پہلے قوم فرعون کو اور آیا تھا ان کے پاس

یہ آیات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ ان میں قحط شدید کی آمد کی اطلاع دی گئی [illegible] والی تھی اس کا ذکر کیا گیا۔ [illegible] حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشن تعلیمات اور روشن معجزات کے باوجود ایمان قبول نہیں کیا اب [illegible] ہدایت کیسے قبول کر سکتے ہیں۔ انا کاشفوا [illegible] بتا دیا گیا کہ ان سے عذاب ایک عرصہ کے لیے ٹال دیا جائے گا لیکن وہ پھر کفر سے باز نہیں آئیں گے۔

آیات کی یہ تفسیر بخاری سے منقول ہے اس کو ان احادیث سے متعارض کہنا جن میں دخان علامت قیامت کے ضمن میں ذکر ہوئے ہیں درست نہیں۔ بے شک قیامت سے پہلے بھی دخان ظاہر ہوگا جیسے حدیث میں مذکور ہے۔ وہ دخان علامات قیامت میں سے ہوگا [illegible] واقعہ ہے جس کا ذکر ان آیات میں ہے۔ اس لیے تضاد کی کوئی بات نہیں جیسے بعض حضرات کو اشکال ہوا ہے۔

۱۳ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کے روشن معجزات اور کمالات دیکھ کر بھی نصیحت قبول نہیں کی اور حق سے منہ موڑ لیا اور جانتے بوجھتے [illegible] باتیں بنانے لگے۔ کوئی کہتا [illegible] کوئی کہتا نہیں [illegible] اس لیے ایسی [illegible] باتیں کرتا ہے کہ کوئی عقل مند [illegible] جنون لاحق ہو گیا ہے۔ [illegible] قال بعضهم هو معلم، وقال بعضهم هو مجنون۔ (زمخشری)

۱۴ جب [illegible] عذاب [illegible] کہ اگر یہ عذاب ایک مرتبہ ٹل گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے [illegible] پھر بھی ہم کچھ مدت کے لیے ان سے عذاب ٹال دیتے ہیں [illegible] جس روز ہم [illegible] پکڑیں گے [illegible] قیامت کا دن ہے۔

رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۙ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۙ وَّ

[illegible]

اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْۤ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۚ وَاِنِّيْ عُذْتُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾

[illegible]

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ

[illegible]

مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۙ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا

بہت سے باغات اور چشمے اور بہت کھیتیاں اور بہت عمدہ مقامات اور بہت سا سامان راحت جس میں وہ

فٰكِهِيْنَ ۙ كَذٰلِكَ ۣ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ

[illegible]

وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۧ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ

[illegible]

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۙ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

[illegible]

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي عِلْمٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ

[illegible]

[illegible]

مَا فِيهِ بَلَٰٓؤٌا مُّبِينٌ ﴿۳۳﴾ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَيَقُولُونَ ﴿۳۴﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا

جن میں صریح آزمائش تھی ۲۵ بے شک یہ کفار کہا کرتے ہیں ۲۶ نہیں ہے بجز اس کے کہ ہماری (یہی)

الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿۳۵﴾ فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۶﴾

پہلی موت اور نہیں ہیں ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے ۔ (اچھا) ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر کے لے آؤ اگر تم سچے ہو ۲۷

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے ان کو اس سب جہان کے لیے منتخب فرمایا کیونکہ اس زمانہ میں حق قبول کرنے میں ان سب سے اس بارِ امانت کو اٹھانے کی اہلیت صرف بنی اسرائیل میں ہی تھی۔

۲۵ ان کے دلوں کو دولتِ یقین سے سرشار کرنے کے لیے انہیں بے شمار معجزات دکھائے گئے، درحقیقت یہ ان کا امتحان تھا، یہ ان کی آزمائش تھی کہ آیا وہ اس اعزاز کا حق رکھتے ہیں جو انہیں عطا کیا گیا ہے یا نہیں۔

۲۶ پہلے کفارِ مکہ کی ہٹ دھرمی تھی، ان کی اکثریت جاہلانہ تقلید کی عادی تھی۔ لیکن جب ان کی ضد میں کوئی فرق نہ آیا تو ان کو سمجھانے کے لیے فرعون اور اس کی قوم کا ذکر کر دیا۔ بتایا کہ ان کی سرکشی بھی ہٹ دھرمی اور تعصب کی تھی جس طرح تمہاری ہے لیکن ان کی جاہ و حشمت اور حکومت و سلطنت سے تم کو تو دور کی بھی نسبت نہیں۔ وہ بہت بڑی سلطنت کے مالک تھے ان کے طاقتور سے طاقتور ہمسائے ان سے ہیبت زدہ تھے ان کے پاس بے حد و حساب زرخیز زمینیں، کھیتیاں تھیں جن کو دریائے نیل سے نکلی ہوئی نہریں سیراب کرتی تھیں۔ جب انہوں نے قبولِ حق سے انکار کیا تو اپنی جاہ و حشمت سمیت ان کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ تم خود سوچو کہ تم میں یہ طاقت ہے کہ غضبِ الٰہی کا مقابلہ کر سکو۔

اس ضمنی بحث کے بعد اب پھر سلسلۂ کلام کفار کی طرف ہی ہو رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں خواہ مخواہ قیامت اور عذابِ جہنم سے ڈراتے رہتے ہیں۔ پہلی دفعہ جب ہم موت کا پیالہ پئیں گے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ اس کے بعد کوئی زندگی ہے نہ کوئی حشر و نشر۔

الموتۃ الاولیٰ سے مراد پہلی موت۔ پہلی موت کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی دوسری موت بھی ہو۔ قال الآلوسی فی التحقیق الاول فی اللغۃ ابتداء الشیء ثم قد یکون لہ ثان وقد لا یکون۔ علامہ اسعدی اپنی کتاب التمہید میں کہتے ہیں کہ لغت میں اول شے کی ابتدا کو کہتے ہیں خواہ اس کے بعد دوسرا ہو یا کوئی نہ ہو۔

۲۷ وقوعِ قیامت پر ان کے سامنے بہترین دلائل پیش کیے گئے۔ وہ حماقت اور ضد کی رٹ لگاتے رہے کہ ہم تمہاری اس بات کو تب تسلیم کریں گے جب تم ہماری مطلوبہ دلیل پیش کرو۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد جو مر چکے ہیں تم ان کو زندہ کرو۔ ہم مان لیں گے کہ ہم بھی زندہ ہوں گے اور قیامت بھی قائم ہو گی۔ ان کا یہ مطالبہ سراسر ناحق تھا بھلا ان سے کس نے یہ کہا تھا کہ وہ اسی دنیا میں مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا

کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم ۳۷ اور جو ان سے پہلے تھے ہم نے ہلاک کر دیا انہیں بیشک وہ

۳۷ جس طرح ایران کے بادشاہ کو کسریٰ اور چین کے سلطان کو خاقان کہا جاتا تھا اسی طرح یمن اور حضرموت کے فرمانروا کا لقب تبع تھا۔ یہ علاقہ اس وقت آبپاشی کے ترقی یافتہ نظام کے باعث بڑا زرخیز اور شاداب تھا۔ یہاں کے لوگ متمول اور خوشحال تھے۔ یہاں کے سلاطین کے خزانے بھرے ہوئے تھے۔ ان کی شوکت اور حشمت کے باعث ان کے ہمعصر سلاطین اور ملوک پر ان کی بڑی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور سب ان سے خائف رہا کرتے تھے۔

اہل مکہ کو کہا جا رہا ہے کہ تم تھوڑی سی دولت کے بل بوتے پر سرکشی پر تلے ہوئے ہو۔ تبع کی قوم تو تم سے کہیں زیادہ دولت مند اور طاقتور تھی۔ انہیں زندگی کی ہر راحت اور ہر قسم کی سہولتیں میسر تھیں تو ان کا اخلاقی بگاڑ بھی عجیب تھا۔ ان کی غفلت و شرارت کے افسانے زبان زد خاص و عام ہیں۔ نتیجہ کیا ہوا؟ جب انہوں نے راہ راست سے منہ موڑا، بدکاری، ناانصافی اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ جو قومیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں انہوں نے جب سرکشی کو اپنا وطیرہ بنا لیا تو ان کا بھی یہی حشر ہوا۔ اب ذرا بتاؤ کہ تم کس بل بوتے پر ہمارے رسول کی عداوت پر کمر بستہ ہو اور ہماری آیات کو جھٹلاتے ہو۔ کیا کبھی تم نے اس بات پر غور کیا کہ تمہاری اس روش کا انجام کس قدر خوفناک ہے۔ ہوش میں آؤ، حق کو سمجھو!!

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ ان سلاطین میں سے ایک تبع مشرف بہ اسلام ہوا تھا اس کا نام ابوکرب تھا۔ یہ وہ تبع ہے جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر ریشمی غلاف چڑھایا۔ جب یہ اس جگہ سے گزرا جہاں آج مدینہ طیبہ ہے تو اس کے لشکر کے علماء نے بتایا کہ یہ نبی آخرالزمان کی ہجرت گاہ ہے۔ اس علم کے باعث اس کے دل میں ایک کشش پیدا ہو گئی اور حضور سے اسے عقیدت محسوس ہوئی۔ اس نے حضور کے نام ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا اور یہ التجا کی کہ میرا ایمان قبول ہو اور روز قیامت مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ کیا جائے۔ علامہ قرطبی اور دیگر علماء تفسیر نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ علامہ قرطبی نے وہ تحریر بھی نقل کی ہے جس میں تبع نے اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا ہے۔ اس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

"فان لم ادرکک فاشفع لی ولا تنسنی یوم القیامة فانی من امتک الاولین ۱؎

ترجمہ: اگر میں اس حیات مستعار میں حضور کی زیارت سے بہرہ مند نہ ہو سکوں تو میری شفاعت فرمانا اور قیامت کے دن مجھے فراموش نہ کیجئے کیونکہ میں آپ کے ان امتیوں میں سے ہوں جو پہلے گزر گئے ہیں۔"

اس کے ہمراہ علماء بھی تھے۔ ان میں سے ایک جماعت نے اسی جگہ اقامت کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے ان کی رہائش کے لیے مکانات تعمیر کرائے، ان کی زندگی کی ضروریات مہیا کیں اور ان میں جو سب سے بڑا عالم تھا اپنا مکتوب اس کے حوالے کیا اور اسے وصیت کی کہ اگر تجھے زیارت نصیب ہو تو میرا یہ عریضہ پیش خدمت کر دینا ورنہ اپنی اولاد کو وصیت کرتے جانا کہ جس کو یہ سعادت نصیب

مُجْرِمِیْنَ ۝۳۷ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ۝۳۸ مَا

مجرم تھے۔ اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ نہیں

خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۳۹ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ

پیدا کیا ہم نے ان دونوں کو مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں سے اکثر (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔ یقیناً فیصلہ کا دن ان سب کے لیے

مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۴۰ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْـًٔا وَّلَا هُمْ

مقررہ وقت ہے۔ جس روز کوئی دوست کسی دوست کے ذرا کام نہیں آئے گا اور نہ ان کی

جو وہ میرا اخلاص پیش کرے۔ تبع کا یہ عہد رسالت سے ایک ہزار سال پہلے کا ہے۔ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ جس گھر کے سامنے اونٹنی بیٹھی وہ حضرت ابو ایوب انصاری کا مکان تھا اور یہ اسی عالم کی اولاد سے تھے جس کو یہ خط لکھا تھا۔ اس واسطے وہ خط ابو ایوب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] پڑھ کر سنایا۔ حضور نے یہ خط سن کر [illegible] قبول فرمایا اور اس کی شفاعت کی درخواست کو بھی منظور فرما دیا۔

تبع کی قوم نے بھی پیغمبر وقت کا انکار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] ان کی [illegible] کا سبب بنا جو ان کی تباہی کا باعث ہوا۔ [illegible] قیامت کا انکار کرنے [illegible] کے اول [illegible] ان کے [illegible] کی طرف توجہ کرائی گئی ہے۔

اس کائنات ہستی کے ہر ذرہ میں جو نظم و ضبط و ہم آہنگی [illegible] اس کے مشاہدہ کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ سب کچھ محض [illegible] کے لیے بنایا ہے۔ کائنات کی ہر چیز پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ [illegible] اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ [illegible] جب [illegible] کے علاوہ [illegible] یہ [illegible] ہے [illegible] قیامت [illegible] جہاں [illegible] کا اظہار کیا جائے گا اور [illegible] کیا جائے گا۔

روز قیامت کے لیے ایک وقت مقرر ہو چکا ہے [illegible] میں پہلے [illegible] کیا جا چکا ہے [illegible]

يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ إِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٤٢﴾ إِنَّ شَجَرَتَ

مدد کی جائے گی۔ [illegible] سوائے ان کے جن پر اللہ رحم فرمائے۔ بے شک وہ غالب ہے رحیم ہے۔ [illegible] بلاشبہ زقوم کا

الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْأَثِيْمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ

درخت گنہگار کی خوراک ہوگا [illegible] پگھلے تانبے کی مانند پیٹوں میں جوش مارے گا جیسے کھولتا پانی جوش

الْحَمِيْمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ إِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ

مارتا ہے۔ [illegible] پکڑو اس کو اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بیچوں بیچ لے جاؤ۔ پھر انڈیلو اس کے سر کے

[illegible] جب قیامت برپا ہوگی [illegible]

[illegible]

میقات کہتے ہیں وہ وقت جو کسی کام کے لیے مقرر کر دیا گیا ہو۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے [illegible] قیامت پر تب ایمان لائیں گے [illegible] جب قیامت کا مقررہ وقت آئے گا قیامت برپا ہو جائے گی۔

[illegible] قرابت اور تعلق [illegible] خواہ وہ تعلق نسب کا ہو یا دوستی کا [illegible] التصرۃ ما القریب فی الدین او النسب [illegible]

آیت میں بتایا گیا ہے کہ کوئی قریبی رشتہ دار یا دوست کسی کے کام نہیں آئے گا اور نہ [illegible] کی مدد کی جائے گی۔ [illegible] قیامت کا ذکر کیا گیا اب احوال قیامت کا بیان شروع ہوتا ہے۔

[illegible] البتہ وہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی [illegible] ان کے ساتھ کسی قسم کا [illegible]

[illegible] یہاں دشمنی اور دوستی دونوں کا ذکر ہوا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی یہ دو صفتیں یہاں ذکر کی گئی ہیں جن سے اس سلوک کا پتہ چل جاتا ہے جو دونوں گروہوں کے ساتھ ہونے والا ہے۔ وہ العزیز ہے یعنی سب سے زبردست اور سب پر غالب اس لیے دشمنوں سے انتقام لینا چاہے تو [illegible] اپنے دوستوں کے ساتھ وہ الرحیم ہے۔ [illegible] الرحیم [illegible]

[illegible] الزقوم۔ [illegible] المھل [illegible]

رَأْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ إِنَّ

اس کے سر پر کھولتا پانی عذاب دینے کے لیے چکھ بے شک تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے بیشک

هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ أَمِيْنٍ ۝ لا

یہ وہ ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے بیشک پرہیزگار امن کی جگہ میں ہوں گے

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ

باغات میں اور بہتے چشموں میں پہنے ہوئے ہوں گے لباس باریک اور دبیز ریشم کا

مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ ۟ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ يَدْعُوْنَ فِيْهَا

آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ایسے ہی ہو گا اور بیاہ دیں گے ہم ان کو گوری رنگت بڑی آنکھوں والی حوروں سے وہ طلب کریں گے وہاں

پگھلا ہوا تانبا۔ اس کا دوسرا معنی تیل کی تلچھٹ بھی کیا گیا ہے

ف۲ عتل: کسی کو سختی سے کھینچنا۔ [illegible] عتلہ بثوبہ [illegible]

گریبان سے پکڑ کر کھینچنا۔ سواء: [illegible] یعنی اس کو آگ میں [illegible]

درمیان [illegible] سواء الجحیم ای وسط الجحیم یعنی جہنم کے درمیان [illegible]

ف۳ اس خطاب [illegible] طنز [illegible]

ف۴ اللہ تعالیٰ [illegible] متقی [illegible] اب ان کا [illegible]

بیان ہو رہا ہے [illegible]

[illegible] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت سے کہا

جائے گا کہ تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے ہمیشہ خوش حال رہو گے کبھی تنگ حال نہ ہو گے

ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے [illegible]

گزر سکتی ہے

السندس: الرقیق من الدیباج باریک ریشمی کپڑا۔ الاستبرق: غلیظ دبیز ریشمی کپڑا

ف۵ [illegible]

[illegible]

بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ

ہر قسم کا پھل اطمینان سے ۴۱ نہ چکھیں گے وہاں موت کا ذائقہ بجز اس

الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ

پہلی موت کے۔ اور اللہ نے بچا لیا ہے انہیں عذاب جہنم سے۔ محض آپ کے رب کی مہربانی سے ۴۲ یہی وہ

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۵۷﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۸﴾

بڑی کامیابی ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ پس ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو آپ کی زبان میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں

فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿۵۹﴾

سو آپ بھی انتظار کیجیے وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں ۴۳

کی بلائیں لے رہی ہوں۔ خوشبو دار خوشبو۔ اس کا معنی ہے گوری رنگت والی۔ جیسے کہا جاتا ہے عیناء اس عورت کو جس کی آنکھیں بڑی اور خوبصورت ہوں۔

۴۱ جو پھل طلب کریں گے جتنی بار اور جتنی مقدار میں وہ ان کو پیش کر دیا جائے گا۔ یہ فکر نہ ہوگا کہ موسم نہیں ہے، نہ ہی پکنے اور ختم ہونے کا اندیشہ ہوگا۔

۴۲ یہ سب بخشش و نوازش، یہ سب ناز و نعمت یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کا ثمرہ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں جو ایسے انعامات کیے ہیں اگر ہم عمر بھر شکر ادا کرتے رہیں تو کسی ایک نعمت کا شکر بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم مستحق ہیں اور ہمارا یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کے اعمال صالحہ ہر لحاظ سے مکمل ہیں اور ان میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں۔ اس لیے قیامت کے روز جنتیوں کو جو بے حساب نعمتوں سے نوازا جائے گا، اسے اس کا فضل و احسان ہی کہا جا سکتا ہے۔

۴۳ ہم نے قرآن کو آپ کی مادری زبان میں نازل فرمایا جس کا سمجھنا ان کے لیے آسان ہے۔ اب بھی اگر وہ نصیحت قبول نہیں کرتے تو ان کی قسمت۔ پس اے حبیب کریم! آپ بھی انتظار فرمائیے وہ بھی منتظر ہیں۔ جب ان کی بربادی کی مقررہ ساعت آپہنچے گی تو ان کو ان کے کرتوتوں کی سزا مل کر رہے گی۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ الجاثیہ

نام: اس کا نام جاثیہ ہے۔ یہ لفظ آیت نمبر ۲۸ میں مذکور ہے۔ اس سورت میں چار رکوع، سینتیس آیات، چار سو اٹھاسی کلمات اور دو ہزار ایک سو ننانوے حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: ان سات سورتوں میں سے ایک ہے جن کا آغاز حٰمٓ سے کیا گیا ہے۔ مضامین و مطالب میں یکسانیت اس بات پر بھی دلالت کر رہی ہے کہ ان کا نزول یکساں حالات میں ہوا۔

مضامین: ① عقیدۂ توحید کو تسلیم کرنا ان کے لیے بڑا دشوار تھا۔ اس دشواری کو دور کرنے کے لیے عالم رنگ و بو کی پہنائیوں اور وسعتوں سے ابھرتی ہوئی ان روشن نشانیوں کی طرف توجہ مبذول کرائی جو پکار پکار کر اپنے بنانے والے کی حکمت بالغہ، قدرت کاملہ اور علم محیط کی شہادت دے رہی ہیں۔ چشم عبرت وا کرو، زمین و آسمان کی پہنائیوں کو دیکھو، خود اپنے وجود اور اپنی گوناگوں قوتوں کی سیر کرو، حیوانات کے بے شمار انواع و اقسام پر نگاہ ڈالو، گردش لیل و نہار کے دقیق نظام میں غور و فکر کرو، ہر چیز تمہیں اس خالق حکیم کا پتہ دے گی جو قدیر و علیم بھی ہے اور وحدہ لا شریک بھی۔ البتہ کذاب اثیم لوگ توہم پرستی کے باعث ان روشن نشانیوں کو نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے بعد ان مزید احسانات کا ذکر فرمایا جن سے انسان کو بہرہ ور کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی بتا دیا کہ ان کی قدر و منزلت وہی لوگ جان سکتے ہیں جو فکر اور تدبر کے خوگر ہیں۔

② بنی اسرائیل پر جو بے پایاں الطاف کیے گئے انہیں بیان کیا۔ بتایا کہ ہم نے اس قوم کو کتاب، حکومت اور نبوت کی گراں بہا نعمتیں ارزانی فرمائیں۔ ان عنایات کے باعث اس زمانہ کی تمام اقوام عالم پر انہیں فضیلت اور برتری حاصل تھی لیکن کچھ عرصہ بعد ان میں باہمی حسد و عداوت کی وبا پھوٹ پڑی۔ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے مختلف دھڑوں میں بٹ گئے اور اس اصل دین کو انہوں نے اس طرح پارہ پارہ کر دیا کہ وہ ان کی اجتماعی زندگی میں یکجہتی کی قوت سے محروم ہو گیا۔

اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ ہم نے آپ کو بھی ایک شریعت، ایک جامع نظام حیات عطا فرمایا ہے۔ آپ پر لازم ہے کہ اس کا اتباع کریں۔ دین سے جاہل لوگوں کی اطاعت نہ کریں جو اپنے نفسوں کی خواہشات کے بندے بن کر رہ گئے ہیں۔ اگر آپ نے بفرض محال ایسا کیا تو دنیا کی کوئی طاقت ہماری گرفت سے آپ کو نہ بچا سکے گی۔

اے غلامانِ مصطفیٰ کی سرزمین پاکستان میں بسنے والے فرزندانِ اسلام! اپنے خالق و مالک کا فرمان سن رہے ہو کیا

اس کے بعد بھی ہمارے سربراہان مملکت کو، ہمارے مقتدر سیاستدانوں کو اور ملک کی قسمت کے مالکوں کو کڑی تنبیہ اور سرزنش کی ضرورت ہے۔ صاف صاف بتاؤ کہ ہماری دی ہوئی شریعت پر عمل کرو، ورنہ عذاب الٰہی سے تمہاری نجات کی سب راہیں بند ہو جائیں گی۔

آیت ۲۳ میں بھی غور فرمائیے۔ ارشاد ہے جو ہمارے قانون پر عمل نہیں کرتا گویا وہ ہمیں خدا نہیں مانتا اور جو نفس کی ہر فرمائش کو پورا کرتا ہے گویا اس نے اسے اپنا خدا اور معبود بنالیا ہے۔ ایسا شخص علم و فضل کا کتنا ہی کیوں نہ ہو، وہ راہ راست سے بھٹک جاتا ہے۔ ایسے بدبخت سے فہم و تدبر کی قوتیں سلب کر لی جاتی ہیں اور اس کے ہدایت قبول کرنے کا امکان ہی باقی نہیں رہتا۔

کفار کا عقیدہ تھا کہ بس یہی زندگی ہے۔ گردش زمانہ ہی کی بدولت ہمیں موت آتی ہے۔ نہ قیامت برپا ہوگی اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کا سوال پیدا ہوگا۔ یہ عقیدہ انہیں اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملا تھا وہ کسی قیمت پر اس سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہ تھے۔

سورت کے اختتام سے پہلے ان کی اس غلط روش کی طرف توجہ دلائی اور ارشاد ہوا کہ قیامت کا برپا ہونا خلاف عقل نہیں بلکہ عین حکمت ہے۔ اور عقل کے تقاضوں سے کلیۃً ہم آہنگ ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جس نے عمر بھر تقویٰ کو اپنا شعار بنائے رکھا اور ایک عیش پرست بدکار شخص، وہ دونوں یکساں ہو جائیں۔ دنیاوی عیش و عشرت نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے۔ اور وہ اس روشن حقیقت سے انکار کرتے۔

سُوْرَۃُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ آيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ جاثیہ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۳۷ آیتیں ۴ رکوع

حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اِنَّ فِى السَّمٰوٰتِ

حا میم۔ اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست اور حکمت والا ہے ۱؎ بے شک آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۗ وَفِىْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ

میں واسطے اہل ایمان کے (بکثرت) نشانیاں ہیں ۲؎ اور خود تمہاری پیدائش میں اور ان حیوانات میں جو وہ پھیلا رہا ہے

اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۙ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں اور گردش لیل و نہار میں اور جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے

۱؎ پہلی دو سورتوں کی طرح اس سورت کا آغاز بھی اس حقیقت کے انکشاف سے ہو رہا ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ کفار کا یہ خیال سراسر باطل ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اس کے مصنف ہیں یا کوئی اور شخص آپ کو یہ کلام سکھاتا ہے۔ کفار کی یہ ساری باتیں افترا پردازی ہیں۔ [illegible] اس کا بیان کر دیا [illegible] حیات سب بیکار ہے [illegible] جو عزیز ہے اور حکیم ہے۔ اس لیے [illegible] اس میں ہے کہ اس عزیز و حکیم کے ارشادات [illegible] اور [illegible] کا راز مضمر ہے۔

تنزیل، مصدر ہے اسم مفعول مُنَزَّل کے معنی میں۔

۲؎ اسلام کی یہ ہرگز خواہش نہیں کہ لوگ عقیدت کی پٹی آنکھوں پر باندھے رہیں [illegible] صلاحیتوں کو [illegible] اسلام اس صورت حال کے خلاف [illegible] وہ انہیں [illegible] کے لیے اپنی ساری قوت صرف کر رہا ہے [illegible] اپنے نظریات کو [illegible] وہ صرف غور و فکر کی دعوت دیتا ہے [illegible] کی وحدانیت اور اس کی صفات [illegible] حق پذیری کی صلاحیت [illegible] اسی مقصد کے لیے قرآن کریم [illegible] دعوت دے رہا ہے۔

مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ

[illegible]

الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ

[illegible]

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ

[illegible]

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۸ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ

[illegible]

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۹ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا

[illegible]

كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۱۰

[illegible]

ع

هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۱۱

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ٱللَّهُ ٱلَّذِى سَخَّرَ لَكُمُ ٱلْبَحْرَ لِتَجْرِىَ ٱلْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِۦ وَلِتَبْتَغُوا۟

اللہ وہ ہے جس نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لیے سمندر کو تاکہ چلیں کشتیاں اس میں اس کے حکم سے اور تاکہ تم تلاش

مِن فَضْلِهِۦ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى

کرو اس کا فضل نیز تاکہ تم اس کا شکر ادا کیا کرو ۔ اور اس نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الرجز في القرآن هو العذاب المغلظ لشدته وله قلقلة شديدة متتابعة (لسان العرب)۔ یعنی رجز کا لفظ جو قرآن میں مذکور ہے اس کا معنی ہے ایسا عذاب جو اپنی شدت کے باعث لرزہ خیز ہو۔ اس کے جھٹکے شدید اور لگاتار ہوں۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بدبخت جو اپنی ضد اور تکبر سے آیات کا انکار کرتے ہیں، ایسے شدید عذاب میں سے ہمیشہ دردناک عذاب میں مبتلا کیے جائیں گے۔

۱۲ یہاں سے پھر ان آیات بینات کے ذکر کا سلسلہ شروع کیا جو حق تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی صفات کمال پر دلالت کرتی ہیں۔ درمیان میں کفار کے ایک گروہ کی ہٹ دھرمی کا ذکر آ گیا۔ اب پھر آیات کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔

علماء لغت لفظ تسخیر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: سخرہ تسخیرا: کلفه عملا بلا اجرة واستعان به مجبرا۔ یعنی کسی کو بغیر اجرت اور معاوضے کے بیگار کا کام کرنے پر مجبور کرنا۔ علامہ ابن منظور لسان العرب میں تسخیر کا یہی مفہوم نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: قال الزجاج: تسخير ما في السماوات تسخير الشمس والقمر والنجوم للآدميين وهو الانتفاع بها في بلوغ منابتهم والاقتداء بها في مسالكهم وتسخير ما في الارض تسخير بحارها وانهارها ودوابها وجميع ما ينتفع به۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے سمندر کو تمہاری خدمت انجام دینے پر مقرر کر دیا ہے۔ اس کی سطح کو اس نے ایسا بنا دیا ہے کہ تم اس میں غوطہ لگا سکتے ہو۔ تمہارے بڑے بڑے سامان بردار جہاز، مال بردار جہاز اور دوسرے بحری جہاز بھی اس پر تیرتے ہوئے دور دراز مقامات تک پہنچتے ہیں وہ اس کی پیٹھ پر تیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ تم اس میں غوطہ لگا کر ہیرے موتی نکالتے ہو، مچھلیاں پکڑ کر ان کو بیچتے بھی ہو اور کھاتے بھی ہو۔ اس کے علاوہ اور بے شمار منافع ہیں جو سمندر تمہیں دے رہا ہے، اور تم سے ان خدمات کا کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کیا جاتا۔

۱۴ خود سوچو اگر سمندروں کی سطح سخت ہوتی تو تم ان میں غوطہ کیسے لگا سکتے، اور ان میں بھاری بھرکم جہازوں کا چلنا کیسے ممکن ہوتا۔ بین الاقوامی تجارت کی یہ گرم بازاری سب سمندر سے متعلق ہے۔ یہ سب اس کا فضل ہے جس کو تم تلاش کرتے ہو۔

۱۵ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسب حلال کا حکم دیتا ہے اور پاکیزہ رزق تلاش کرنے کے لیے بحر و بر میں سفر کرنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ میرے فضل کے متلاشی ہیں۔ اس سلسلہ میں اسباب ظاہری کی جو حرکت اور جدوجہد کی جاتی ہے وہ بھی اسی میں شامل ہیں۔

الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِیْنَ

زمین میں ہے سب کا سب اپنی طرف سے [illegible] ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ [illegible]

اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا

[illegible]

۱۲ صرف سمندروں ہی کی بات نہیں، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ تمام خدمت گزاری کے لیے وقف ہے اور اس تسخیر میں [illegible] ایجادات کے بارے [illegible] موجود نہیں [illegible] مثلاً جب انسان [illegible] پیدا ہوتا ہے [illegible] دنیا کے [illegible] سائنس [illegible] ریڈیو وغیرہ [illegible] کی ایجادیں [illegible] اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

امریکا کا مشہور [illegible] سائنس دان [illegible] ایک ہزار سے زیادہ ایجادات کیں ایک دفعہ کہا [illegible] لوگ کہتے ہیں کہ میں بہت ذہین ہوں [illegible] جب میں سوچتا ہوں کہ یہ ایک [illegible] ہے [illegible] THAT IS THE REAL INVENTOR" حقیقی موجد اس کی ذات ہے۔

(ریڈرز ڈائجسٹ اگست ۱۹۸۸ء)

۱۳ اس آیت کے [illegible] ہیں جو غور و فکر کرنے کے عادی ہوں۔ لیکن [illegible] قوم [illegible] ہے کہ وہ قوم جو قرآن جیسی کتاب کی حامل ہے [illegible] اقبال نے [illegible] دعا کی تھی

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

يَكْسِبُونَ ۝١٤ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ

کرتے رہے تھے ف۵ جو نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے اور جو برائی کرتا ہے اس کا وبال اسی پر ہوگا ف۶ پھر

إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝١٥ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ

اپنے رب کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت

وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝١٦

اور نبوت عطا کی ف۷ اور ان کو پاکیزہ رزق دیا ف۸ اور انہیں دنیا والوں پر فضیلت عطا کی ف۹

ف۵ اہل ایمان کو [illegible]

[illegible]

ف۶ ہر شخص اپنے عمل نیک و بد کا خود ذمہ دار ہے

ف۷ [illegible]

ف۸ ان دینی عطیات کے علاوہ انہیں پاکیزہ رزق بھی عطا فرمایا [illegible] شام و فلسطین پر ان کی حکومت قائم ہوئی [illegible]

ف۹ یعنی اس زمانے میں [illegible]

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

اور ہم نے انہیں دین کے بارے میں واضح دلائل دیے تھے۔ پس انہوں نے جھگڑا شروع نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ آگیا ان کے پاس حقائق کا

الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

علم محض باہمی حسد و عناد کے باعث۔ بیشک آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن جن باتوں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا

میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر ہم نے کردیا آپ کو روشن شاہراہ پر دین کے معاملہ میں سو آپ اس کی

یہ آپ کی صحیح قائم ہو کر صحیت کی کی اور تبلیغ کیجئے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔

۱۶ الامر سے مراد یہاں دین ہے۔ یعنی دین کے معاملہ میں ان کو ایسے واضح دلائل دیے جن میں کسی شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ عقائد، اعمال حسنہ اور اخلاق پسندیدہ کے بارے میں انہیں واضح ہدایات دے دی تھیں، اور بعض نے الامر سے مراد آپ کی بعثت کو لیا ہے۔ دلائل ظاہرۃ بالمعجزات۔ (روح المعانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ الامر سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہے یعنی حضور کے متعلق ایسی واضح نشانیاں انہیں بتادی گئیں جن سے وہ حضور کو پہچان کر ایمان لا سکتے تھے (روح المعانی، قرطبی)

۱۷ یعنی امور دین متعدد اور واضح تھے اس کے باوجود انہوں نے خلاف شریعت کا ارتکاب کیا، تشتت و افتراق، ان کی دینی اور اخلاقی بدحالی کی کوئی حد نہ رہی، اور ان کی باہمی عداوت کے باعث ان کی ظاہری قوت بھی پاش پاش ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے اس اختلاف اور تفرقہ کی وجہ ان کی بے علمی نہ تھی بلکہ حقائق سب کچھ جانتے تھے محض باہمی حسد اور کینہ کے باعث وہ الگ الگ گروہوں میں بٹ گئے تھے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں اپنی ساری توانائی کو صرف کرنے لگے۔

۱۸ قیامت کے روز ان کے باہمی اختلاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

۱۹ لغت میں شریعت شریعہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں لوگ آسانی سے جا کر پانی پی سکتے ہیں اور غسل وغیرہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح وہ راستہ جو منزل کی طرف لے جاتا ہے، اس کو بھی شریعت کہتے ہیں۔ یہاں شریعت کا مطلب ہے ما شرع اللہ لعبادہ من الدین یعنی وہ عقائد، عبادات اور معاملات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمائے ہیں جن کی پابندی سے وہ اپنے دل کے کشت زار ہرے بھرے رکھ سکتے ہیں اور ان کا وجود ان کے اپنے لیے اور سارے معاشرہ کے لیے خیر و برکت کا باعث بن جاتا ہے۔

نبی مکرم پر جو شریعت نازل کی گئی تھی اسے اہل علم نے [illegible] آپ کے لطف و کرم سے مختلف شعبوں میں تقسیم کر کے

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ إِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ

پیروی نہ کرنا ان (لوگوں) کی خواہشات کی جو (کچھ) نہیں جانتے ۲۴ یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں آپ کو قطعاً [illegible] ۲۵

یہی امانت کمزور کی گئی اور اب جب اللہ تعالیٰ [illegible] کے منصب پر [illegible] کے حالات بیان کیے [illegible] سے کہا جا رہا ہے اے حبیب! [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت [illegible] آپ کو دین کے معاملہ میں ایک واضح شریعت عطا فرما دی ہے جس میں کسی قسم کا نقص نہیں۔ دین و دنیا کی تمام ضروریات کو پورا کرنے والی ہے اور اس پر عمل کرنے والا فرد ہو یا امت [illegible] دارین کی خوشیوں سے مشرف ہو گا۔

۲۴ اے پیارے حبیب! اب آپ پر لازم ہے کہ آپ اس کی پیروی کریں [illegible] اور دنیا کے [illegible] زور لگائیں آپ ان کی طرف قطعاً التفات نہ کریں [illegible] جس ذات نے آپ کو یہ جامع شریعت عطا فرمائی ہے وہ علیم و خبیر ہے [illegible] یہاں جاہلوں کی خواہشات [illegible] مرتب ہوا کرتے ہیں۔

۲۵ یاد رکھو اگر تم نے [illegible] کو آپ سے [illegible] کے غضب سے بچانے کی کوئی طاقت نہیں رکھتے۔

اہل پاکستان کے لیے یہ آیت خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔ [illegible] ان کے سامنے [illegible] اپنی پاکیزہ ثقافت اور [illegible] اسلامی تہذیب [illegible] مغرب [illegible] حاصل [illegible] نقصانات [illegible] اپنا [illegible] قرآن کریم کی [illegible] اسلام [illegible] رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] پاکستان [illegible] انقلاب کے لیے ضروری ہے کہ [illegible] قرآن کی اس آیت پر ایمان [illegible] وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ پر عمل [illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهِ شَيْـًٔا ۗ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩﴾

بچا نہیں سکیں گے۔ بلاشبہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا دوست ہے ۲۴

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْ حَسِبَ

یہ بصیرت افروز باتیں ہیں سب لوگوں کے لیے اور ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو یقین رکھتے ہیں ۲۵ کیا خیال کر رکھا ہے

الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

ان لوگوں نے جو ارتکاب کرتے ہیں برائیوں کا کہ ہم بنا دیں گے انہیں ان لوگوں کی مانند جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ

سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

یکساں ہو جائے ان دونوں کا جینا اور مرنا ۲۶ بہت برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں

۲۴ اگر تم قرآن کریم کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑ کر [illegible] اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت سے محروم ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تو صرف ان لوگوں کی حمایت و نصرت فرماتا ہے [illegible] اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیتے ہیں۔

۲۵ قرآن کریم تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے [illegible] جو اس پر یقین رکھتے ہیں [illegible] ان کے لیے یہ سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ [illegible] اس کے ارشادات کو حرزِ جاں بنا کر ہی منزلِ مقصود تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

۲۶ کفار عرب قیامت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ [illegible] قیامت [illegible] لَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّیْۤ اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر [illegible]

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ

اور زمین کو حق کے ساتھ ۲۲ تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر قطعاً ظلم نہیں کیا جائے گا

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی

کیا آپ نے اس کی طرف دیکھا جس نے بنا لیا ہے اپنا خدا اپنی خواہش کو ۲۳ اور گمراہ کر دیا ہے اسے اللہ نے باوجود علم کے اور مہر لگا دی

[illegible] تمام اخلاقی ضابطوں کو روندتے رہتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] کرتے رہتے ہیں۔ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں [illegible] کیا ہو سکتا ہے [illegible] ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ جس طرح ان کی دنیوی زندگیاں یکساں نہیں تھیں اسی طرح [illegible] زندگیاں بھی یکساں نہیں ہوں گی۔ اطاعت گزاروں کو فردوس بریں میں بصد عزت و اکرام داخل کیا جائے گا اور بدکاروں اور سرکشوں کو [illegible] جہنم کے شعلوں میں پھینک دیا جائے گا۔

اس آیت کی ترکیب پر بھی غور فرمائیے۔ ام منقطعہ ہے [illegible] ایک بیان سے دوسرے بیان کی طرف انتقال کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ استفہام انکار کے لیے ہے [illegible] حسب کا فاعل الذین ہے [illegible] سواء [illegible] محیاھم ومماتھم [illegible] صاف ستھری ترکیب ہے۔

اب آیت کا مطلب واضح ہو گیا کہ [illegible] اہل ایمان [illegible] یکساں سلوک کیا جائے گا [illegible] کی زندگی اور موت اہل ایمان کی زندگی اور موت کی طرح کر دیں گے۔ [illegible]

۲۳ [illegible] کے اختلافات کر دیئے گئے ہیں۔

۲۴ اپنی خواہش کو اپنا خدا بنانے کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] قرآن کریم نے [illegible] شداد بن اوس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ

سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ

ہے اس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگادی اور ڈال دیا ہے اس کی آنکھوں پر پردہ ۳۳ سو کون ہدایت دے سکتا ہے اسے اللہ کے

ہواہ وتمسک علی ادلہ یعنی یہ ارادہ ہے جس کا نفس حکم دے اس کا پابند ہو جاتا ہے اور تمام ضلالت کے لیے عمل کرتا ہے اور ظاہر ہے جو اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتا رہتا ہے وہ چونکہ نفس سے ہر قدم پر آشنائی وابستہ رکھتا ہے۔ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلاث مہلکات وثلاث منجیات تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں اور تین چیزیں نجات دینے والی ہیں۔ المہلکات شح مطاع وھوی متبع واعجاب المرء بنفسہ والمنجیات خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ والقصد فی الغنی والفقر والعدل فی الرضا والغضب۔ یعنی ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں۔ بخل جو مطاع ہو جائے۔ خواہش نفس جس کی پیروی کی جانے لگے اور خود بینی یعنی اپنے آپ کو سب کچھ سمجھنے کی عادت۔ اور نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا خوف، تنگدستی اور ناداری میں میانہ روی اور خوشی ملال اور ناراضگی میں عدل۔

مراد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کا غلام بن جائے اس کی تربیت و تہذیب کے لیے اگر کوئی شخص اپنی تربیت کا اہتمام نہیں کرتا تو نفس ہر حالت میں اس کو اپنا غلام بنا لیتا ہے اس کی خواہشات اور مطالبات احکام الٰہی سے ہم آہنگ نہیں رہتے۔ صاحب قصیدہ بردہ کہتے ہیں

والنفس کالطفل ان تہملہ شب علی
حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم

ترجمہ: نفس بچے کی مانند ہے اگر تم اسے کھلا چھوڑ دو تو وہ دودھ پینے کی محبت پر جوان ہو جائے گا اور اگر تم اس کا دودھ چھڑا دو تو چھوٹ جائے گا۔ لیکن اگر نفس کے مطالبات کو پورا نہ کیا جائے تو نفس کے مطالبات میں بہت کمی ہو جاتی ہے۔

ابو حیان الطوسی لکھتے ہیں — والنفس ان اعطیتہا مناہا
فاغرۃ نحو ہواہا فاہا

ترجمہ: اگر تو نفس کی خواہشات کی تکمیل کرتا ہے تو اپنی مزید خواہشات کی طرف منہ کھولے ہوئے بڑھتا جائے گا۔

۳۲۔ علیٰ علم حال ہے اس کا ذوالحال یا فاعل کا فاعل ہو سکتا ہے اور مفعول اَضَلَّہٗ ھو ضمیر۔ پہلی صورت میں معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ پہلے سے جانتا ہے کہ یہ شخص ہمیشہ نفس کی خواہش کی پیروی کرے گا دعوت حق کی طرف کبھی التفات نہ کرے گا نہ اس کے دل میں ہدایت کا شوق ہے اور نہ اس نے حصول ہدایت کے لیے کوئی کوشش کی ہے اس لیے اس کو گمراہ کر دیا گیا۔ دوسری صورت میں آیت کا معنی ہوگا کہ یہ شخص جانتے بوجھتے حق سے گریزاں رہا اور باطل سے چمٹا رہا۔ وہ اسی قابل تھا کہ نعمت ہدایت سے محروم کر دیا جائے اور وادیٔ ضلالت میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

۳۳۔ اس اتباع ہوی کی نحوست سے ان کا یہ حال ہو گیا کہ حق سننے سے بہرے ہو گئے اور دلوں میں ہر قسم کی صداقت کی جو

اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا

بعد (راہ پر) کون لائے گا تو کیا تم غور نہیں کرتے۔ اور وہ کہتے ہیں نہیں ہے (کوئی اور زندگی) بجز ہماری دنیوی زندگی کے، ہم مرتے اور

وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا

جیتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتا ہمیں مگر زمانہ، انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ وہ محض ظن و تخمین سے

استعداد بھی وہ قوت گویائی، آنکھوں سے نور حق کو دیکھنے کی بینائی سلب کر لی گئی۔ جب یہ حالت ہو گئی تو کون ان کو ہدایت دے سکتا ہے

کفار عرب کی جمعیت میں [illegible] ہے۔ وہ صرف قیامت اور حیات بعد الموت کے ہی منکر نہ تھے بلکہ وہ ہستی باری کے بھی قائل نہ تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس جہان کا کوئی خالق نہیں اور اس میں جو رونما ہونے والے واقعات، تغیرات اور احوال کا تعلق ہے، حیات اور موت، فتح و شکست، عروج و زوال، سب گردش [illegible] ہیں۔ ان کا نظریہ تھا کہ یہ سارا [illegible] ہے۔ [illegible] اولاد، اقبال، ناکامی، صحت اور مرض [illegible] ان سب کا تعلق گردش افلاک کی [illegible] ہے۔ جب وہ خالق کائنات کے ہی منکر تھے تو پھر حالات قیامت [illegible] ان کا ایمان کیسے ہو سکتا تھا [illegible] سمجھتے تھے [illegible] ان کے [illegible]

الدھر کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں الدهر في الاصل اسم لمدة العالم من مبدأ وجوده الى انقضائه [illegible] ثم يعبر به عن كل مدة كثيرة یعنی دہر اصل میں جہان کی ابتدا سے لے کر اس کے اختتام تک کی مدت کو کہتے ہیں۔ پھر طویل مدت کو بھی دہر کہا جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث میں ہے ان اللہ ھو الدھر کہ زمانہ ہی خدا ہے۔ علامہ ابوبکر جصاص لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں، عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال یقول اللہ تعالیٰ یؤذینی ابن آدم یسب الدھر وانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنھار اس کا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے اذیت دیتا ہے کہ وہ دہر کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ [illegible] میں ہوں [illegible] میرے دست قدرت میں ہے میں رات اور دن کو پھیرتا رہتا ہوں۔

اس حدیث میں الدھر سے مراد [illegible] یہ ہے کہ [illegible] الدھر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے [illegible] بلکہ انا الدھر [illegible] اہل جاہلیت کے [illegible] مقصد یہ ہے کہ عرب جاہلیت [illegible] کا حقیقی فاعل دہر کو کہتے ہیں اور دہر کو برا بھلا کہتے ہیں حالانکہ حقیقی فاعل دہر نہیں بلکہ میں ہوں۔ جس نے دہر کو پیدا کیا اور مختلف تغیرات کا اس کو سبب بنایا۔ گویا ان کا سب و شتم میری طرف منسوب ہو گیا۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں۔ انما ھو علی ضرب الاستعارۃ [illegible] وقال فی تفسیر الدھر ان اللہ ھو الدھر احکام القرآن للجصاص [illegible] اس حدیث کے یہ الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ روایت بالمعنی کی ہے۔

يَظُنُّونَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَن

گمان سے کام لیتے ہیں۔ اور جب ہماری روشن آیتیں ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے پاس اس کے سوا کوئی حجت نہیں

قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

ہوتی کہ [illegible] اگر تم سچے ہو [illegible] کہو اللہ ہی تمہیں زندگی [illegible] پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے

ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

پھر وہی تم کو جمع کرے گا [illegible] قیامت [illegible] جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ [illegible]

[illegible] ان اللہ ھو الدھر

یہ نظریہ عرب کے دہریوں کا تھا [illegible] آخرت [illegible] اسی طرح کا عصر حاضر کے [illegible]

مادہ پرست سائنس داں [illegible] حکمت کے عجیب [illegible]

[illegible]

ایک طالب علم [illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

۲۴ [illegible] قیامت کے [illegible]

[illegible]

۲۵ [illegible] قیامت کے [illegible] حکمت [illegible]

[illegible] قیامت [illegible]

[illegible] قیامت برپا ہوگی [illegible]

[illegible] قیامت [illegible]

[illegible] المحتج [illegible]

[illegible]

۲۶ [illegible]

لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

نہیں جانتے ۔ اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ف اور جس دن قائم ہوگی قیامت

يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ۝ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ

اس روز سخت نقصان اٹھائیں گے باطل پرست ۔ اور آپ دیکھیں گے ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا ف ہر گروہ کو بلایا جائے

تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا ۖ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا

گا اس کے صحیفۂ عمل کی طرف ۔ انہیں کہا جائے گا آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے ۔ یہ ہمارا نوشتہ ہے

يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۚ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ فَاَمَّا

جو بولتا ہے تمہارے بارے میں ٹھیک ٹھیک ف بے شک ہم لکھواتے جاتے تھے جو تم عمل کیا کرتے تھے ۔ پس

الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهٖ ۚ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا ۔

پھر وہ حسن ازل اس کے جمال کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف آسمانوں اور زمین کا مالک وہی ہے [illegible]

[illegible]

ف [illegible] کی ہیبت سے لوگ [illegible]

[illegible] گھٹنوں کے بل [illegible] صحیفۂ عمل کی طرف بلایا جائے

اور اسی کے مطابق ان سے باز پرس ہوگی

ف انہیں کہا جائے گا یہ صحیفۂ اعمال ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٠﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ

یہی وہ روشن کامیابی ہے ۔ اور جو لوگ کفر کرتے رہے (ان سے پوچھا جائے گا) کیا میری آیتیں

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا قِيْلَ

[illegible] تم پر [illegible] اور تم لوگ مجرم تھے ۔ اور جب تمہیں کہا جاتا کہ

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں تو تم [illegible] کہتے ہم نہیں جانتے قیامت

السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ

کیا ہے ہم [illegible] گمان [illegible] اور ہم اس پر [illegible] نہیں ہیں ۔ اور ظاہر ہو گئے ان کے لیے

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ

برے نتائج ان کے کرتوتوں کے اور [illegible] اس عذاب نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ۔ اور انہیں کہہ دیا گیا

[illegible] اس کی حقیقت کے [illegible] پا سکتا [illegible]

[illegible] وہ لوگ جو ایمان لائے [illegible] ان کو اللہ تعالیٰ اپنے [illegible] رحمت میں داخل فرمائے گا [illegible] طالب حق کو [illegible] اس امتحان میں شاندار کامیابی حاصل کر لے

[illegible] یعنی قیامت [illegible]

الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَأْوٰىكُمُ النَّارُ وَ

آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے جس طرح تم نے فراموش کیے رکھا تھا اپنے اس دن کی ملاقات کو اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور

مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِينَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ بِأَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ

تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ اس لیے کہ تم نے بنا رکھا تھا اللہ کی آیتوں کو مذاق اور فریب میں مبتلا کر دیا تھا

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٣٥﴾

تمہیں دنیوی زندگی نے۔ پس آج نہ انہیں نکالا جائے گا اس سے اور نہ ان سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ اپنے رب کو راضی کر لو ۳۱

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ

پس اللہ کے لیے ہیں سب تعریفیں جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا، سارے جہانوں کا پروردگار ہے ۳۲ اور اسی

الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣٧﴾

کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔

یہاں کفر میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، سرکشی اور کفر اختیار کی، جو تم نے اپنے لیے پسند کی تھی جس کے باعث یہ ہولناک انجام ہے۔ تمہیں بار بار آگاہ کیا لیکن تم ماننے سے انکار کرتے رہے اور ہماری آیتوں کا مذاق اڑاتے رہے۔ جاؤ جہنم میں! آج تمہاری فریاد رسی کرنے والا کوئی نہیں۔

۳۱ الاستعتاب طلب العتبی، والعتبی الرجوع عن الاساءة۔ یعنی کسی کو راضی کرنے کا مطالبہ کرنا۔ یعنی ان سے یہ مطالبہ نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنی برائی سے رجوع کریں۔ مقصد یہ ہے کہ قیامت کے روز جب حقیقت بے نقاب ہو جائے گی اور ان کی ساری غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی، اپنے غرور و سرکشی کے باعث نادم ہوں گے اور دنیا کے جن حقائق کا انکار کرتے تھے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ اس وقت وہ چاہیں گے کہ انہیں ایک بار پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ ایک مرتبہ پھر اپنے کریم و رحیم پروردگار کو راضی کرنے کی مہلت مل جائے لیکن ایسا نہ ہوگا۔ ای لا یطلب منهم ان یرضوا ربهم بالتوبة لفوات اوانه۔ قال علیه الصلوة والسلام لا بعد الموت من مستعتب (مظہری) حضور نے ارشاد فرمایا کہ موت کے بعد پھر راضی کرنے کی مہلت نہیں ملے گی۔

۳۲ اس سورت کا اختتام کس شان دار اور پر اثر انداز سے ہو رہا ہے۔ عالم کے مالک حقیقی کا انکار کرنے والے انکار کرتے رہیں اور اس کے بارے میں اپنے دلائل کا انبار لگاتے رہیں، شرک کرنے والے اپنے خداؤں کو شریک کرتے رہیں اور شرک کو ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا

جیسا کہ تم دیکھتے ہو ان کے انکار سے حقیقت نہیں بدل جائے گی کوئی مانے یا نہ مانے ہر قسم کی تعریفوں اور شکر گزاریوں کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے جو آسمانوں کا رب زمین کا رب بلکہ سب جہانوں کا رب ہے یہی اٹل اور سرمدی حقیقت ہے اور ہر طرح کی بڑائیاں اسی کو زیبا ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی کبریائی کا ڈنکا بج رہا ہے۔ وہی سب پر غالب اور دانا ہے۔

فللہ الحمد رب السموات ورب الارض رب العلمین وله الکبریاء فی السموات والارض
وهو العزیز الحکیم
والصلوة والسلام علی رسوله النبی الامی سیدنا ومولانا محمد شفیع المذنبین
انیس الغرباء والمساکین وعلی اله وصحبه ومن تبعه الی یوم الدین.
فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والاخرة توفنی مسلما والحقنی بالصلحین.
رب ارحمهما کما ربینی صغیرا.

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الاحقاف

نام: آیت ۲۱ میں الاحقاف کا کلمہ آیا ہے یہی اس سورۂ مبارکہ کا نام ہے۔ اس سورت میں چونکہ [illegible] ٹیلوں میں، اس کے کلمات کی تہہ میں جو [illegible] معرفت کی تہہ در تہہ [illegible] پوشیدہ ہے۔

زمانۂ نزول: یہ سورت بہت سے [illegible] کے قریب مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کی آخری آیت فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل نے حبیب! آپ اسی طرح صبر فرمائیے جس طرح اولوالعزم رسولوں کا شیوہ تھا، کے کلمات صاف بتا رہے ہیں کہ یہ آیت اس دور میں نازل ہوئی جب کفار کے ظلم و تشدد کی انتہا ہو گئی تھی۔ وہ اسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر غضب ناک ہو رہے تھے۔ وہ ہر قیمت پر اس تحریک کو کچلنا چاہتے تھے۔ قرابت، رشتہ داری، ہمسائیگی کے سب رشتوں کو پاؤں تلے روند چکے تھے۔ بھوک اور ظلم بھی کارگر نہ ہوا تو انہوں نے [illegible] کیا کہ بنو ہاشم اور مسلمانوں سے معاشرتی تعلق منقطع کر لیا جائے۔ [illegible] ایک صحیفہ میں لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا تھا۔ اس معاہدہ میں یہ طے کیا گیا کہ بنو ہاشم سے کوئی شادی بیاہ نہیں کرے گا، ان سے خرید و فروخت نہیں کرے گا۔ تین سال تک حضور اپنے وفادار جاں نثاروں کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ [illegible] نبوت کے آخری سال تھے جب اس سورۂ کریمہ کا نزول ہوا۔

اس سورت میں جنات کی حاضری کا بھی ذکر ہے۔ جنات نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی جس حاضری کا ان آیات میں ذکر ہے اس کے بارے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ [illegible] کا خیال ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ حضور کے ہمراہ [illegible] تھے اور صبح کی نماز ادا کی جا رہی تھی۔ حضرت ابن عباس، سعید بن جبیر اور دیگر کا یہ خیال ہے کہ جب حضور طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے، اس وقت جنات نے حاضری دی۔ اس قول کے مطابق سورت کا زمانۂ نزول نبوت کا دسواں سال یا گیارہویں سال کا آغاز ہوگا۔ کیونکہ دسویں سال میں جناب ابوطالب کی وفات ہوئی۔ ایک ماہ بعد ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ بھی انتقال فرما گئیں۔ حضور کے قلب نازک کو سخت صدمہ پہنچا۔ اس سال کو حضور نے عام الحزن یعنی غم و اندوہ کا سال فرمایا۔ کفار کے جور و ستم میں بھی بڑا اضافہ ہو گیا۔ ان دنوں ان حالات میں حضور نے طائف کا قصد کیا کہ شاید بنی ثقیف کے سردار ہی دعوت اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ لیکن انہوں نے انتہائی شقاوت کا مظاہرہ کیا۔ ثقیف کے تین بھائی تھے عبد یالیل، مسعود، حبیب۔ قریش کی ایک خاتون ان کے ہاں بیاہی ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو ایمان لانے کی دعوت دی۔ ان میں سے ایک صاحب کہنے لگے، اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے تو میں غلاف کعبہ کو پھاڑ کر پھینک دوں گا

دوسرے نے کہا کہ آپ کے سوا رسول بنانے کے لیے کوئی موزوں فرد اللہ تعالیٰ کو نہیں ملا۔ تیسرے نے کہا میں آپ سے ہرگز بات چیت نہیں کروں گا کیونکہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کی شان اتنی اونچی ہے کہ میری مجال نہیں کہ میں آپ کی بات کا جواب دوں اور اگر آپ نعوذ باللہ جھوٹے ہیں تو پھر آپ اس قابل نہیں کہ آپ سے گفتگو کی جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وہاں سے جانے لگے تو انہوں نے شہر کے لفنگوں اور اوباشوں کو پیچھے لگا دیا وہ طرح طرح کے آوازے کستے، گالیاں بکتے اور پتھر برساتے رہے یہاں تک کہ حضور کے نعلین مبارک خون سے لبریز ہو گئیں۔ اسی حالت میں طائف سے تین میل دور ایک باغ تھا جو عتبہ اور شیبہ کا تھا، وہاں آ کر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور اپنے رب کی بارگاہ میں یہ التجا پیش کی۔

> الٰہی! اپنی کمزوری، بے سروسامانی اور لوگوں کی نگاہوں میں بے وقعتی کا شکوہ میں تیری جناب میں کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! کمزوروں کا تو ہی رب ہے اور میرا رب بھی تو ہی ہے۔ تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے، ایسے بیگانہ کی طرف جو ترش روئی سے میرے ساتھ پیش آتا ہے یا کسی دشمن کی طرف جس کو تو نے میرے کام کا مالک بنا دیا ہے۔ الٰہی! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے ان تکلیفوں کی ذرا پرواہ نہیں، لیکن تیری عافیت میرے لیے بہت وسیع ہے۔ میں تیرے چہرے کے نور کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری ناراضگی مجھ پر اترے۔

لک العتبیٰ حتی ترضیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ عتبہ اور شیبہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حالت میں دیکھا تو ان کا دل پسیج گیا۔ انہوں نے اپنے عیسائی غلام عداس کو انگوروں کا ایک گچھا دیا اور کہا کہ ایک طشتری میں رکھ کر اس آدمی کے پاس لے جاؤ۔ جب عداس نے وہ طشتری حضور کی خدمت میں پیش کی تو حضور نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کیا۔ عداس نے تعجب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس علاقہ کے لوگ تو یہ کلمہ نہیں بولتے۔ حضور نے پوچھا تم کس علاقہ کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے کہا میں عیسائی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔ حضور نے فرمایا کیا تم مرد صالح یونس بن متی کے شہر کے رہنے والے ہو؟ عداس کہنے لگا آپ کو یونس کے بارے میں کیسے علم ہوا؟ حضور نے فرمایا وہ میرے بھائی تھے، وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس نے جھک کر حضور کے سر مبارک کو اور دست اقدس اور قدموں کو چومنا شروع کر دیا۔ جب وہ لوٹ کر گیا تو عتبہ اور شیبہ نے پوچھا تم نے اس کی قدم بوسی کیوں کی؟ کہنے لگا اس وقت روئے زمین پر اس سے بہتر کوئی شخص نہیں۔ انہوں نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جو نبی کے بغیر کوئی نہیں بتا سکتا۔

وہاں سے روانہ ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وادی نخلہ میں پہنچے، وہاں شب باشی کے لیے ٹھہر گئے۔ رات کو حضور تلاوت فرما رہے تھے کہ نصیبین کے جنات کا ایک گروہ وہاں سے گزرا۔ جب انہوں نے رحمت عالم کی تلاوت سنی تو سب وہیں ٹھہر گئے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو اس کے نبی کی پاک زبان سے سننے میں محو ہو گئے۔ جب یہ قوم میں واپس گئے تو انہیں نصیحت سے آشنا کیا۔

مضامین: جیسے شروع میں وضاحت سے واضح ہو گیا کہ یہ سورت ہجرت سے دسویں سال کے آخر یا گیارہویں سال کے آغاز میں مکہ میں نازل ہوئی۔ اس لیے اس میں ان کی حالت کی طرف بڑی توجہ دی گئی ہے۔ ان کے معبودانِ باطل کی بے بسی اور بے چارگی کا پردہ چاک کرکے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر استدلال کیا گیا ہے۔ قیامت کے [illegible] جن شبہات میں بڑی شدت سے مبتلا تھے ان سے نکلنے کا بہترین راستہ بتا دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے [illegible] جو رسالت اور قرآن کے متعلق تھے ان کو بیان کیا گیا ہے۔

عوام الناس اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت و صورت سے مسحور ہو کر اسلام کی طرف راغب ہونے لگے تو لوگ ان سے [illegible] کہ اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے [illegible] ان جیسے شخص ان [illegible] علاقہ میں علم و فہم میں ہم سے بڑھ کر کوئی [illegible] کوئی ایسا شخص ہے جیسے [illegible] ہم سے [illegible] مشابہ ہے [illegible] ہماری قسمت کا ستارہ بڑی بلندی پر ہے [illegible] کی طرف ہم سے [illegible] سبقت لے جاتے ہیں۔ اگر اسلام کوئی اچھا دین ہوتا تو [illegible] اس معاملہ میں ہم سے سبقت لے جاتے۔ یہ کیونکر ممکن تھا [illegible] اس دین کو قبول کر [illegible] اس بات کے [illegible] کہ دین کی [illegible] بیکار حربہ ہے۔

[illegible] اسلام کے سرچشمۂ شیریں [illegible] جہاں تک [illegible] سے فیض کرتا ہے۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات [illegible] انقلاب [illegible] ان کی وضاحت [illegible] حالات کا تذکرہ کرکے [illegible]

آیت ۱۵ کے آخر میں [illegible] آپ کو [illegible]

آیت ۱۷ میں ایک نافرمان بیٹے کی [illegible] تصویر [illegible] ہے۔

اہل مکہ کو قوم عاد کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان کی بربادی کی وجہ بتاتے ہوئے [illegible] بڑی قوت [illegible] اگرچہ [illegible] کا شکر ادا کرنے [illegible] کے مستحق ہو جاتے [illegible] ان کا استہزا اور [illegible] کی عادت نے انہیں برباد کرکے رکھ دیا۔ [illegible] مال و دولت ان کو [illegible] سے بچا سکی، علم و فن میں ان کا کمال [illegible] ان کے کسی کام آیا۔ [illegible] حرفِ غلط کی طرح نیست و نابود کر دیے گئے۔

کفار و مشرکین کی طرف سے جب [illegible] عناد و عداوت کا اظہار کیا جانے لگا [illegible] کوئی [illegible] جب [illegible] قرآن کی [illegible]

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو صبر کی ڈھال استعمال کرنے کا حکم دیا ارشاد فرمایا فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ بے شک اہل حق کے لیے ہمیشہ سے صبر ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے وہ دشمن کے مکر و فریب کا بھی مقابلہ کرتے ہیں اور اسی سے مسلح ہو کر دشمنان حق کے جدید ترین مہلک جنگی اسلحہ کو بھی ناکارہ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی ہتھیار سے باطل کو شکست دی اور حق کا پرچم بلند کیا اور ہم غلاموں کے لیے بھی کامیابی اور فلاح کا یہی طریقہ ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الاحقاف مکی ہے اور اس کی پینتیس آیات اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ مَا خَلَقْنَا

حا۔ میم۔ اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے جو سب پر غالب بہت دانا ہے۔ نہیں پیدا فرمایا ہم نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور مدت مقررہ تک کے لیے

۱۔ [illegible] کہ قرآن [illegible] کلام ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] مشتمل ہوتا ہے

۲۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق بے مقصد [illegible] نہیں بلکہ اس میں [illegible] حکمتیں ہیں۔ علامہ آلوسی آیت کے اس حصے کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: خلقا ملتبسا بالحق الذی تقتضیہ الحکمۃ التکوینیۃ والتشریعیۃ [illegible]

[illegible]

[illegible] لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم [illegible]

[illegible]

۳۔ اجل مسمی [illegible]

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

اور کفار اس چیز سے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے روگردانی کرنے والے ہیں۔ [illegible]

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

[illegible] آسمانوں کی تخلیق میں

فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ

[illegible] علمی ثبوت

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ① وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

اگر تم سچے ہو۔ اور کون زیادہ گمراہ ہے [illegible] اللہ کو چھوڑ کر

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن کریم کو تم تسلیم نہیں

اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ

ایسے معبود کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتا اور وہ ان کے پکارنے سے بے

غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ

غافل ہیں ف۶ اور جب جمع کیے جائیں گے لوگ روز حشر تو وہ معبود ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا [illegible]

کرتے۔ آخر اس سے پہلے بھی کئی آسمانی کتابیں نازل ہو چکی ہیں ان میں سے کسی میں یہ لکھا ہوا دکھاؤ کہ تمہارے فلاں بت یا فلاں معبود نے زمین و آسمان کی فلاں چیز بنائی ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی آسمانی کتاب نہیں تو کم از کم کوئی علمی ثبوت ہی پیش کر دو۔

ف۵ اس میں بیان اثارة من علم کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں او بقیة من علم او من علوم الاولین یعنی وہ علم جو پہلے لوگوں سے منقول ہو کر آیا ہو۔ [illegible] خاصة من علم یعنی وہ علم جو صرف تمہیں حاصل ہو تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کو [illegible] نہیں ہوا [illegible] کوئی دلیل [illegible] پھر [illegible] جو [illegible] ہے۔

ف۶ مشرکین بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اس نے [illegible] بت نصب کر رکھے تھے [illegible] میں [illegible] جو ان کی [illegible] حاجت [illegible] پیش [illegible] عقل کے اندھو! ان بتوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ سن سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں بھلا کس مشکل وقت میں تمہاری مدد کیا کریں گے اس سے بڑھ کر نادانی اور گمراہی اور کیا ہو سکتی ہے۔ علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ای لا اضل ممن یدعو من دون اللہ اصناما و یطلب منہا ما لا تستطیعہ الی یوم القیامۃ وہی غافلۃ عما یقول لا تسمع ولا تبصر ولا تبطش لانہا جماد حجارۃ صم (تفسیر ابن کثیر)

یعنی اس آدمی سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو پکارتا ہے ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے۔ اور وہ اس کی بات سے غافل ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ پکڑ سکتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں جو بالکل بہرے ہیں۔

علامہ ابو حیان اندلسی کی عبارت بھی ملاحظہ ہو۔

ویدعون من دونہ جمادا لا یستجیب لہم ولا قدرۃ لہ علی استجابۃ

یعنی وہ ایسے بے جان پتھر کو پکارتے ہیں جو نہ جواب دے سکتے ہیں نہ جواب دینے کی طاقت ہے۔

بعض نام نہاد لوگ جو [illegible] ان آیات کو [illegible] چسپاں کرتے ہیں [illegible] کرتے ہیں وہ یہ آیت اولیاء [illegible] پر چسپاں کرتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

کسی کی عداوت یا اہل بیت کا عقیدہ فاسدہ نہیں رکھتا جب وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تمام نبیوں کے سردار تمام رسولوں کے سرتاج ہیں تو آنکھوں اور دلوں میں محبت کے تمام خزانے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہیں۔ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الخ۔ میں کسی کو بھی اس شہادت کا ہمسر نہیں مانتا تو کسی اور کو کیا کرے گا۔ تعظیم کر سکتا ہے۔ یہ محض بہتان اور افترا ہے جو اہل سنت کو کافر و مشرک بنانے کی خاطر گھڑا گیا ہے۔ ان امور پر تفصیلی گفتگو ضیاء القرآن میں مختلف مقامات پر اس کی تشریح کر چکا ہے۔

خارجیت، وہابیت اور دیوبندیت کے علاوہ تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں جب کوئی غلام صلوٰۃ وسلام عرض کرتا ہے تو حضور اس کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ بعض خوش نصیب کانوں سے سنتے ہیں اور دولت جواب سے سرفراز ہوتے ہیں۔ مصر کے مشہور ولی کامل حضرت سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور آستانہ پر عرض کی الصلوٰۃ والسلام علیک یا جدی اے میرے نانا آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو۔ روضہ اقدس سے جواب آیا: وعلیک السلام یا ولدی اے میرے بچے تجھ پر بھی سلام ہو۔ یہ سن کر آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور فی البدیہہ یہ اشعار عرض کی۔

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا تقبل الارض عنی وھی نائبتی

جب میرا جسم خاکی یہاں سے دور تھا تو میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا وہ میری نیابت میں آستانہ کو چومتی تھی

وھذہ دولۃ الاشباح قد حضرت فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی

اب میں خود بارگاہ اقدس میں حاضر ہوں دست مبارک بڑھائیے تاکہ میرے ہونٹ اسے بوسہ دینے کی سعادت حاصل کر سکیں۔

دست مبارک باہر آیا جس کو آپ نے بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگا لیا۔

اس واقعہ کو اکابر علماء نے جن میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، بیان کیا ہے۔

حضرت شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو فالج کا حملہ ہوا نصف جسم بیکار ہو گیا آپ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں عربی کی ایک نعت لکھی۔ رات کو خواب میں حضور نے دست مبارک ان کے جسم پر پھیرا اور شفایاب ہو گئے۔

مولانا اشرف علی تھانوی نشر الطیب مطبوعہ دیوبند ص ۲۲۳ پر اس واقعہ کو لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہیں اسے آپ بھی پڑھیے۔

"اور یہ بھی لکھا ہے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی انہوں نے درخواست کی کہ وہ قصیدہ سنا دیجئے جو آپ نے مدح میں کہا ہے۔ شیخ نے پوچھا کون سا قصیدہ، انہوں نے کہا جس کا مطلع یہ ہے امن تذکر جیران بذی سلم، تو آپ کو تعجب ہوا کیونکہ اس کی کسی کو اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ اس درویش نے کہا واللہ! میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے"

یہ قصیدہ اب بردہ کے نام سے مشہور ہے: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چادر انعام میں دی ہے۔ اس کا ایک شعر آپ بھی سن لیں۔ ان شاء اللہ شرک ساز ملاؤں کے عقائد کی حقیقت کھل جائے گی۔

كٰفِرِيْنَ ۝ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

انکار کرنے والے ہو جائیں گے اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں جو روشن ہیں تو کہتے ہیں کافر

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ

حق کے بارے میں جب ان کے پاس آیا کہ یہ کھلا جادو ہے کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو خود گھڑ لیا ہے فرما دیجئے

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ   سواک عند حلول الحادث العمم

اے ساری مخلوق سے زیادہ کرم والے مصیبت عامہ کے وقت حشر کی ہیبت میں کس کے دامن میں پناہ لوں۔

[illegible] کے ابن [illegible] شاہ عبدالعزیز [illegible] کے یہ اشعار بھی دیکھیے

[illegible]   [illegible] یا رسول اللہ

[illegible]   [illegible] یا رسول اللہ

[illegible]   [illegible] یا رسول اللہ

اور شاہ اسماعیل دہلوی کی [illegible] جماعت [illegible] کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت [illegible] اور حضرت بہاء الدین نقشبند [illegible] کی روح [illegible] سے حصول [illegible] کے متعلق دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"بعد حضرت ایشان بسر مزار [illegible] حضرت امام خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ تشریف بردہ [illegible] مراقب نشستند [illegible] روح پرفتوح ایشان ملاقات [illegible] حضرت ایشان توجہ قوی [illegible] حصول نسبت چشتیہ تحقق شد" (صراط مستقیم ص ۱۶۶ مطبع [illegible])

یعنی ایک دن سید احمد صاحب حضرت خواجہ خواجگان امام قطب الاقطاب بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور وہاں مراقب ہو بیٹھے۔ اسی اثنا میں حضرت کی روح پرفتوح سے ملاقات نصیب ہوئی۔ خواجہ خواجگان نے آپ پر بڑی قوی توجہ فرمائی۔ اسی توجہ کی برکت سے نسبت چشتیہ کے حصول کی ابتدا ہوئی۔

[illegible]

[illegible]

إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا

اگر میں نے اس کو خود گھڑ لیا ہے تو تم اس طاقت کے مالک نہیں کہ مجھے اللہ سے بچا لو وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم

تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ

مشغول ہو ۔ کافی ہے وہی بطور گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان اور وہی بہت بخشنے والا ہمیشہ

الرَّحِيمُ ﴿٨﴾ قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ

رحم فرمانے والا ہے ۔ آپ کہیے میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں ہوں اور میں (از خود) نہیں جانتا کہ کیا کیا جائے گا

[illegible] [illegible] ہیں بلکہ [illegible] کا شور [illegible] ایک صاف [illegible] ہے۔

۸ کیونکہ اس افترا اور بہتان کا [illegible] اگر کتاب اللہ تعالیٰ [illegible] اگر جانا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی جھوٹی نسبت کر دی ہو تو یہ ایک عظیم جرم ہے جس کی سزا اتنی [illegible] ہے [illegible] اگر مجھ پر [illegible] اللہ کے غضب کا [illegible] ہرگز نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible]۔

تفیضون: الافاضة فی الشیء الخوض فیه والاندفاع [illegible] کسی کام میں گم ہو جانا، مشغول ہو جانا، کسی گفتگو میں کھو جانا۔

۹ میں حق پر ہوں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] (مظہری)

۱۰ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر کفار اور اہل کتاب [illegible]

بِيْ وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ دوسری جگہ ہے [illegible] الْمُؤْمِنِيْنَ کے ساتھ نصرت اور ایمان کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔ آگے [illegible] میں جس حد تک [illegible] یہ لازم ہے کہ ہم اہل ایمان کی [illegible] کریں گے۔

وہ آیات جو حضور کے [illegible] سے متعلق ہیں [illegible] میں حضور کو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا سورۂ والضحیٰ میں صاف صراحت ہے۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى آپ کا ہر آنے والا لمحہ گزرنے والے لمحہ سے بہتر ہو گا۔ آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

غزوۂ خندق کا موقع ہے۔ سارا عرب [illegible] مشترکہ لشکر [illegible] ایک لشکر جرار مدینہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ان کے دفاع کے لیے خندق کھودی جا رہی ہے [illegible] یہودی [illegible] غداری [illegible] ظاہری حالات اس قدر [illegible] کامیابی کی پیش گوئی نہیں کر سکتا ان حالات میں [illegible] جب ایک چٹان کو توڑنے کے لیے ضرب لگاتے ہیں آسمان [illegible] شام [illegible] کسریٰ [illegible] قیصر کے شاہی [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمائی تھیں ان کا کامل ظہور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ہوا۔

حضرت حذیفہ بن یمان جن کا لقب راز دار رسول ہے فرماتے ہیں وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِكُلِّ فِتْنَةٍ هِيَ كَائِنَةٌ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ وَمَا بِيْ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسَرَّ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا الخ (مسلم شریف جلد دوم ص ۳۹۰)

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ قیامت تک جتنے فتنے [illegible] ان سب کے متعلق [illegible] تمام [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان فتنوں کی خبر دی۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (ابو داود کتاب الفتن)

ترجمہ: حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

ان آیات و احادیث کی موجودگی میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ حضور کو یہ علم نہیں تھا کہ دنیا میں آپ کے ساتھ اور آپ کے دین کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ما ادری سے تفصیلی علم کی نفی ہے کہ میں تفصیلاً نہیں جانتا۔ اگرچہ اجمالاً جانتا ہوں۔ ان تینوں اقوال سے

کوئی بھی ایسا نہیں ہوں کہ طعن کر سکے لیکن اگر ما ادری کی تحقیق کی جائے تو ساری تشویش دور ہو جاتی ہے۔ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

علامہ راغب اصفہانی اپنی شہرہ آفاق تصنیف مفردات القرآن میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الدراية: المعرفة المدركة بضرب من الختل يقال دريته ودريت به درية نحو فطنة وشعرة والدراية لا تستعمل في الله تعالى وقول الشاعر: لاهم لا أدري وأنت الداري فمن تعجرف أجلاف العرب۔ یعنی درایت اس معرفت کو کہتے ہیں جو حیلہ و تخمین سے حاصل ہوتی ہے۔ ... سے کسی چیز کو ... اس کے بعد لکھتے ہیں کہ درایت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ شاعر کا یہ مصرعہ جس میں اللہ تعالیٰ کو الداری کہا گیا ہے یہ شاعر کا اجڈ پن ہے۔

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی شارح قاموس اپنی بے مثال تصنیف تاج العروس میں اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دريته ... علمته. قال شيخنا صرح جماعة بترادف العلم والدراية وصرح جماعة بأن الدراية أخص من العلم وهي علم بضرب من الحيلة ولذا لا يطلق على الله تعالى وقول الشاعر لاهم لا أدري وأنت الداري في عجرفة الأعراب. (تاج العروس)

ترجمہ: یعنی درایت بھی علم کی طرح متعدی ہوتا ہے اور ب کے ساتھ بھی اس کا تعدیہ کیا جاتا ہے۔ درایت کا مفہوم کیا ہے۔ ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ علم و درایت ہم معنی ہیں لیکن دوسرے علماء نے تصریح کی ہے کہ درایت علم سے خاص ہے جو حیلہ و قیاس سے کسی کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی لیے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں کیا جاتا۔ وہ ایک بدو شاعر نے درایت کی نسبت اس مصرعہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے یہ اعراب کا گنوار پن ہے۔

علامہ ابن عابدین نے درایت کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے: الدراية: هي إدراك العقل بالقياس على غيره۔ یعنی عقل کا ذریعہ قیاس کسی چیز کو جاننا۔ (رد المحتار جلد اول ص ۹۰)

ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ درایت کا مفہوم یہ ہے کہ غور و فکر، ظن و تخمین اور قیاس آرائی سے کسی چیز کا علم حاصل کرنا۔ یہ مفہوم ذہن نشین کر کے اب آیت میں غور کریں ان شاء اللہ سب الجھنیں دور ہو جائیں گی۔ نہ کسی تخصیص کی ضرورت پڑے گی۔ نہ نسخ کا قول کرنا پڑے گا۔ آیت قرآنی میں باہمی تعارض یا احادیث صحیحہ سے تصادم کی نوبت ہی نہ آئے گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ ان کفار کو بتا دیجئے کہ میں اپنی عقل و فہم، ذہانت و فطانت اور قیاس سے نہیں جانتا ہوں کہ آخرت میں میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ نہ میں یہ جان سکتا ہوں کہ اس دنیا میں میرا، مجھ پر ایمان لانے والوں کا اور میری اس دعوت کا انجام کیا ہو گا یا تمہاری سرکشی کی تمہیں کب اور کیا سزا ملے گی۔ ان امور کو میں اپنی فہم و فراست سے نہ تو جان سکتا ہوں اور نہ ... بلکہ میرا علم سرچشمہ میری عقل و شعور کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اگر میں نے غور و فکر سے ان حقائق کو جانا ہوتا تو اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہو سکتی تھی اور تمہیں یہ حق پہنچتا کہ تم اس کو جانچو اور اپنی کسوٹی پر پرکھو لیکن میرا علم تو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اس میں شک و شبہ کا ذرا شائبہ نہیں

نفس ادری سے درایت کی نفی ہے۔ ما یوحی الی سے علم عطائی کا ثبوت ہے۔ سکھلانے والا اللہ تعالیٰ ہو اور سیکھنے والا مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہو، استاد عالم الغیب والشہادۃ ہو اور تلمیذ غارِ حرا کا گوشہ نشین ہو جیسے حبیب رب العالمین ہیں، سب علوم اولین و آخرین عطا ہوں، وہاں کی دسترس کی کیا حد ہے؟ کون مقابل ہوگا کس کی مجال ہے؟

آخر میں مفسرین کرام کی چند عبارتیں بھی ملاحظہ فرمائیے آپ کا آئینہ دل ہر قسم کے گرد و غبار سے پاک ہو جائے گا۔

علامہ ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے متعدد اقوال لکھے ہیں ان میں سے ایک قول حضرت حسن بصری کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اما فی الآخرة فمعاذ الله قد علم انه فی الجنة حين أخذ ميثاقه فی الرسل ولكن قال ما أدری ما يفعل بی ولا بكم فی الدنيا أخرج كما أخرجت الأنبياء۔

یعنی یہ کہنا کہ حضور کو یہ علم نہ تھا کہ آخرت میں حضور کے ساتھ کیا کیا جائے گا ایسی نازیبا بات سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ حضور کو اس وقت سے اپنے جنتی ہونے کا علم تھا جب دوسرے انبیاء سے حضور پر ایمان لانے کا وعدہ لیا گیا تھا۔ بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ دنیا میں مجھے سابقہ انبیاء کی طرح جلاوطن کر دیا جائے گا یا نہیں۔ ابن جریر حسن بصری کے قول کو صحیح قرار دیتے ہیں: وكذلك كما قال الحسن ثم بين الله لنبيه ما هو فاعل به وبمن كذب بما جاءه به من قومه وغيرهم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس دنیا میں جو معاملہ حضور سے کیا جانے والا تھا اور جو سلوک آپ کی قوم اور دوسرے کفار کے ساتھ ہونے والا تھا اس کو بیان کر دیا۔

علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں: وانما نفى الدراية من قبل نفسه وما نفى الدراية من جهة الوحی۔ یعنی وہ درایت جو اپنے سے ہو اس کی نفی کی گئی ہے اور جو بذریعہ وحی ہو اس کی نفی نہیں۔

علامہ آلوسی نے قرآن کی شرح و بسط کے ساتھ اس حقیقت کو بیان کیا ہے: والذی ينبغی ان يعلم ان المعنى على نفی الدراية من غير جهة الوحی سواء كانت الدراية تفصيلية او اجمالية وسواء كان ذلك فی الامور الدنيوية او الاخروية واعتقاده صلى الله تعالى عليه وآله وسلم لم ينتقل من الدنيا حتى أوتی من العلم بالله تعالى وصفاته وشؤونه والعلم باشياء يعد العلم بها كمالا ما لم يؤته احد غيره من العالمين۔ (روح المعانی)

ترجمہ: میرے نزدیک پسندیدہ قول یہ ہے کہ نفی اس درایت کی ہے جو وحی کے بغیر ہو، خواہ تفصیلی ہو یا اجمالی، اس کا تعلق دنیوی واقعات سے ہو یا اخروی حالات سے۔ آلوسی کہتے ہیں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دنیا سے انتقال نہیں فرمایا جب تک حضور کو اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی صفات اور اس کے شئون کا علم اور تمام ایسی اشیاء کا علم جو وجہ کمال ہے عطا نہ کر دیا گیا۔

واللہ اعلم بالصواب وعندہ حسن الثواب والیہ المآب

قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ وَكَفَرْتُم بِهِۦ وَشَهِدَ

آپ فرمائیے بھلا بتاؤ تو سہی اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کر دیا ہو۱۳ حالانکہ گواہی دے چکا

شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِۦ فَـَٔامَنَ وَٱسْتَكْبَرْتُمْ ۚ

ہے ایک گواہ بنی اسرائیل سے اس کی مثل پر اور وہ ایمان بھی لے آیا اور تم نے تکبر کیا ۱۴

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝ وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِلَّذِينَ

ع

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو اور کفار اہل ایمان کے بارے میں

ءَامَنُوا۟ لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَآ إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا۟ بِهِۦ فَسَيَقُولُونَ

کہتے ہیں کہ اگر یہ (اسلام) کوئی اچھی چیز ہوتی تو یہ ہم سے سبقت نہ لے جاتے اس کی طرف۱۵ اور چونکہ انہوں نے ہدایت نہیں پائی قرآن سے تو یہ

۱۳ ان سے کہئے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہو اور تم اس کا انکار کر رہے ہو تو تم نے کبھی سوچا اس کا انجام کس قدر ہولناک ہوگا اس لیے ضد اور عناد کو چھوڑ کر عقل و دانش سے اس کتاب الٰہی کو تسلیم کرو۔

۱۴ تعجب ہے کہ بنی اسرائیل کے پاس موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے انہیں تورات عطا کی گئی بنی اسرائیل نے اس کتاب کو بھی مان لیا اور موسیٰ علیہ السلام کی بھی تصدیق کی۔ اسی طرح یہ قرآن کریم بھی عظیم اور بے مثل کتاب ہے اور اس کتاب کو لانے والا وہ ہستی ہے جس کی صداقتوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا اس کے باوجود تم کتاب پر ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول پر ایمان لانے کے بجائے سرکشی کی روش اختیار کر رکھی ہے اور جو قوم ظلم کو اپنا شعار بنا لیتی ہے اللہ تعالیٰ قبول حق کرنے کی توفیق سے اس کو محروم کر دیتا ہے۔

بعض مفسرین نے شاہد سے مراد عبد اللہ بن سلام لیا ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ حضرت عبد اللہ ہجرت کے بعد ایمان لائے اور یہ آیت ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ حضرت مسروق کا قول ہے: "مثل موسىٰ والتوراة مثل القرآن وموسىٰ مثل محمد صلوات الله وسلامه عليهما" (ابن جریر)

۱۵ غرور اور تکبر نے انہیں اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا کہ وہ عقل کل ہیں جس بات کو وہ پسند کریں وہی پسندیدہ ہے اور جس کو وہ مسترد کر دیں وہ مسترد کر دینے کے قابل ہے۔ حق و باطل کو پرکھنے کے لیے وہ اپنے آپ کو معیار قرار دیتے تھے چنانچہ جب دعوت اسلام لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے لگی اور اہل ایمان کی اکثریت مفلس کمزور غریبوں اور غلاموں کی تھی تو لوگوں کو بہکانے کے لیے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر اس دین میں کوئی خوبی ہوتی تو اسلام ان کو قبول کرنے کی توفیق کیسے ممکن ہے

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ⑪ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَ

اب ضرور کہیں گے کہ یہ وہی پرانا جھوٹ ہے [17] حالانکہ اس سے پہلے کتاب موسیٰ رہنما اور رحمت بن کر آچکی ہے ۔ اور

هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى

یہ کتاب (قرآن) تو اس کی تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے تاکہ بروقت خبردار کرے ظالموں کو، اور وہ خوش خبری ہے

لِلْمُحْسِنِيْنَ ⑫ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ

نیکوکاروں کے لیے [18] بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے پس کوئی خوف نہیں

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ⑬ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے [19] یہی لوگ جنتی ہیں ہمیشہ رہیں گے اس میں

کہ ایک بھلی چیز کو قبول کرنے میں یہ لوگ جو علم، تجربہ، دولت، شہرت ہر لحاظ سے ہم سے بہت دور ہیں سبقت لے جاتے؟ — ہرگز نہیں۔ ہم نے اسلام کو خوب جانچا ہے اس میں ایسی خرابیاں دیکھی ہیں جن کی وجہ سے ہم نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اے لوگو تم خود بتاؤ کہ کیا ان غلاموں، مفلسوں جیسے لوگوں میں تم سے سمجھدار ہیں اور زیادہ تجربہ کار ہیں؟ ان کا منتخب کیا ہوا راستہ ایسا ہے جس پر کہ چلنا چاہیے یا جو راہ ہم اختیار کریں اور ہمارے بزرگ مشائخ و زعماء نے اختیار کی ہے اس پر چلنا چاہیے۔

[17] یہ لوگ خود بدنصیب تھے۔ شقاوت نے ان کو قبول حق سے محروم رکھا۔ اب ان کی مرضی ہے کہ ساری دنیا اس فیض سے محروم رہے اس لیے وہ بڑی شد و مد سے اسلام کے خلاف یہ جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے ایسا جھوٹ جو پہلے سے بولا جا رہا ہے۔ تم سب اس کے نزدیک نہ جاؤ۔

[18] ان کے اس الزام کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قدیم جھوٹ نہیں بلکہ قدیم سچائی ہے۔ ایسی سچائی جس کو ہر زمانے کے پاکباز لوگوں نے قبول کیا اور حرزِ جان بنایا۔ قرآن کریم سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی جو بعینہٖ وہی دعوت دیتی رہی جس کی دعوت قرآن دیتا ہے۔ قرآن کریم تورات کی تصدیق کرتا ہے۔ جو لوگ ظلم اور ناانصافی کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں ان کو بروقت متنبہ کرنا اس کا کام ہے۔ اور جن لوگوں نے تقویٰ اور بھلائی کو اپنا شعار بنا رکھا ہے انہیں اللہ کی رحمت اور اس کی عنایات کی بشارت سناتا ہے۔

[19] اس کا بیان سورۂ حم السجدہ میں گزر چکا ہے۔ آیات ۳۰، ۳۱، ۳۲ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔

فِيهَا جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ

میں۔ یہ جزا ہے ان نیکیوں کی جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا

إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ

سلوک کرے ۱۶ پیٹ میں رکھا اسے اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اور جنا اس کو بڑی تکلیف سے اور اس کے حمل اور اس کے دودھ

۱۶ عام طور پر قرآن کریم میں توحید، دلائل توحید اور خالص بندگی کے ذکر کے بعد حقوق والدین کی طرف بڑے دلنواز الفاظ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہاں بھی مشرکین کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے بعد اور اہل استقامت کی انعامات کے بیان کے بعد قارئین کی توجہ والدین کی خدمت اور دلجوئی کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ وصیت کا اطلاق جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی فرض کرنا ہوتا ہے۔ لان الوصیۃ من اللہ انما ھی فرض۔ (لسان العرب) اگرچہ ماں باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک، ان کی خدمت اور ادب و احترام کا حکم دیا جا رہا ہے۔ لیکن اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں ان تکالیف اور مشقتوں کا مفصل تذکرہ ہے جو بچے کے سلسلہ میں صرف ماں برداشت کرتی ہے۔ جس روز رحم مادر میں حمل قرار پکڑتا ہے اسی وقت سے ماں کی ساری صلاحیتیں جنین کی پرورش اور نگہداشت میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کی اپنی صحت کا معیار بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ نیند، بھوک وغیرہ معمولات میں نمایاں فرق رونما ہو جاتا ہے۔ طبیعت گراں بار اور افسردہ رہتی ہے۔ دن بدن ان مشقتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پیدائش کے لمحے تو ماں کو جان کنی کی کیفیت سے دوچار کر دیتے ہیں۔ ان جان لیوا مراحل سے گزرنے کے بعد پھر ایک طویل ریاضت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ دودھ پلانا، صبح و شام اس کی نگہداشت کرتے رہنا، بیماری کی صورت میں راتیں جاگنا، اسے ہر وقت گود میں اٹھائے رکھنا، اس کے آرام کی خاطر اپنا آرام تج دینا، یہ ساری تکلیفیں بڑی خوشی اور محبت سے قبول کرنا صرف ماں کا حصہ ہے۔ ان تمام مشقتوں کا ذکر کر کے بتا دیا کہ ماں کی خدمت کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ ایک شخص نے رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ میں کس سے نیکی کروں؟ فرمایا ماں سے۔ اس نے عرض کی اس کے بعد؟ فرمایا ماں سے۔ عرض کی اس کے بعد؟ فرمایا ماں سے۔ عرض کی اس کے بعد؟ چوتھی بار فرمایا اپنے باپ سے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جو مفسر ہونے کے علاوہ ایک حاذق طبیب بھی تھے، انہوں نے اس آیت کے ضمن میں ان تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے جنین کو دوران حمل گزرنا پڑتا ہے۔ آپ بھی ان کا خلاصہ ملاحظہ فرمایئے اور دیکھئے کہ وہ خلاق عظیم انسان کی پیچیدہ ترین مشینری کو کس طرح بناتا ہے۔

امام لکھتے ہیں کہ جب منی رحم مادر میں پہنچتی ہے تو وہ اپنی حرارت کی وجہ سے اس کی رطوبت میں گرمی سے ابال اٹھنا شروع ہو جاتا ہے۔ چند دن وہ جھاگ کی صورت اختیار کئے رہتی ہے۔ پھر اس میں خون کے سرخ نقطے ظاہر ہونے لگتے ہیں جو ملنے لگتے

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ

بچہ ہے تیس مہینے تک کے لئے یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا

بعد میں جا کر علقہ بنتا ہے اور پھر وہ دوسرے ماہ میں [illegible] پھر ہڈیاں گوشت کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں پھر ان کو آہستہ آہستہ طاقت اس پر گوشت چڑھایا جاتا ہے۔ دنوں کے بعد [illegible] اس کے بعد جو بڑھنے کی مدت ہے وہ روح [illegible] چند ہفتوں کے بعد جو [illegible] کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بارہویں ہفتے تک [illegible] اعضاء تیار ہو جاتے ہیں اور سر کا گولا پیچھے لگتا ہے ستائیس دن کے بعد پاؤں بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں [illegible] پسلیاں، ہاتھ اور پیٹ اپنی جگہ شکل اختیار کرتے ہیں۔ اس تبدیلی کی رو سے [illegible] چالیس دن کا ہوتا ہے اس میں مختلف اعضاء اپنی صورتیں شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔ ابتدائی چالیس دن کے عرصہ میں حضرت انسان کا ابتدائی ڈھانچہ تیار ہو جاتا ہے کہ یہ عرصہ چالیس دن کا ہوتا ہے اور اس کی کم از کم مدت تیس دن ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ ان جدید تحقیقات نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی تصدیق کر دی۔ [illegible] کے شکم میں تمہاری آفرینش چالیس دن میں پوری ہوتی ہے۔ [illegible] سے ہی مرتب ہوتا ہے۔

سبحان من یصور فی الارحام کیف یشاء۔ یقیناً ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جو رحموں میں تصویر بناتا ہے جیسی چاہتا ہے

ش‍ه اس آیت سے اہل علم نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے کیونکہ یہاں پہلے حمل اور دودھ چھڑانے کی مجموعی مدت تیس ماہ بتائی گئی ہے اور دوسری آیت میں دو سال متعین ہے۔ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین یعنی مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ اس کے بعد چھ ماہ بچتے ہیں وہ حمل کی اقل مدت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک عورت نے بچہ جنا جس سے شادی کیے چھ ماہ ہوئے تھے آپ نے اس کے متعلق صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پر کوئی رجم نہیں کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا۔ اس کے حمل اور رضاعت کی مدت تیس ماہ ہے۔ پھر رضاعت کی مدت کے متعلق فرمایا وفصالہ فی عامین۔ [illegible] رضاعت کی مدت دو سال ہے۔ اس کے بعد حمل کے لیے صرف چھ ماہ بچتے ہیں حضرت عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ (مظہری)

قدیم اطباء کی یہی تحقیق ہے جالینوس سے منقول ہے کہ میں اس امر کی کھوج میں لگا رہا کہ حمل کی کم سے کم مدت کتنی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے ایک ایسی عورت دیکھی جس نے [illegible] دنوں میں بچہ جنا۔ جدید تحقیقات سے بھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کم از کم [illegible] بلکہ بعض [illegible] دنوں کا شمار اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب عورت حیض سے فارغ ہوتی ہے [illegible]

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ

ہو گیا چالیس سال کا تو عرض کی اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کروں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر

وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ

میرے والدین پر فرمائی اور میں ایسے نیک کام کروں جن کو تو پسند فرمائے اور اصلاح فرما دے میرے لیے میری اولاد

دلائل ہیں جن کی تفصیل پڑھنے کے بعد یہ تحقیقات سے قوی یہی ثابت ہو چکا ہے کہ نمو میں سے ۲۲ دن پہلے دو چار روز کے عرصہ میں عمل تکمیل و قوت پذیر ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ مدت دونوں اطراف کی تشریح ہے۔

حمل کی زیادہ سے زیادہ کتنی مدت ہے؟ قرآن کریم میں اس کا ذکر نہیں۔ البتہ علامہ اسمعیل نے اپنی مشہور کتاب الالطاف نازل ہونے کے بعد میں لکھا ہے کہ مجھے معتبر راوی اور ثقہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایک عورت کے ہاں حمل کے چوتھے سال بچہ پیدا ہوا اس کے منہ میں دانت نکل آئے تھے۔ چہرہ تروتازہ صحت مند تھا۔ اور علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ دیگر مسائل کے علاوہ حمل کی مدت میں بھی علامات کے باعث یہ یقینی تحدید ہو چکی ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ قرآن کریم نے دودھ پلانے کی تو زیادہ سے زیادہ مدت بیان کی اور حمل کی کم سے کم مدت۔ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں ان المقصود من تقدير اقل الحمل ستة اشهر وتقدير اكثر الرضاع حولين كاملين السعي في دفع الضرر والفواحش ودفع التهمة عن المرأة فسبحان من له تحت كل كلمة من هذا الكتاب اسرار عجيبة ومعاني لطيفة تعجز العقول عن الاحاطة بكمالها (تفسیر کبیر)

ترجمہ: یعنی اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر عورت کی تہمت کا انتساب کیا جائے تو حمل اور رضاع کی مدت کے تعین سے اس کی پاکی ثابت ہو سکے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس کتاب کے ہر کلمہ میں ہزاروں حکمتیں اور لطیفے و دقیقے پوشیدہ رکھے ہیں جن کے احاطہ سے عقل عاجز ہے۔

۲۲ جب انسان کی عمر چالیس سال ہو جاتی ہے تو اس کی جوانی اور پختگی اپنے شباب پر آ جاتی ہے۔ اس میں سے عقلی قابلیت شباب کا دور ختم ہو جاتا ہے۔ اور چالیس کی عمر ڈھلنے کے بعد جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں اس وقت مستقل ہو جاتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ان الشيطان يجر يده على وجه من زاد على الاربعين ولم يتب ويقول بابي وجه لا يفلح یعنی وہ آدمی جس کی عمر چالیس سال سے تجاوز کر جائے اور پھر بھی وہ توبہ نہ کرے تو شیطان اس کے منہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا باپ قربان ہو اس چہرہ پر جو کبھی سرخرو نہ ہوگا۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے من اتى عليه الاربعون سنة ولم يغلب خيره شره فليتجهز الى النار (روح المعانی)

ترجمہ: جس کے چالیس سال گزر جائیں پھر بھی اس کی نیکی اس کی برائی پر غالب نہ ہو تو ایسے شخص کو دوزخ کی تیاری کرنی چاہیے۔

ذُرِّيَّتِيْ ۚ إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٥﴾ أُولٰٓئِكَ

میں (بھی) نیکی رچا دے۔ بیشک میں نے رجوع کیا تیری جناب میں اور یقیناً میں تیرے فرمانبرداروں سے ہوں ۲۲ یہی وہ

الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ

(خوش نصیب) ہیں قبول کرتے ہیں ہم جن کے بہترین اعمال کو اور درگزر کرتے ہیں ہم جن کی برائیوں سے،

۲۲ بندۂ مومن کے عقیدہ و نظریات، اس کے افکار اور سوچ کا انداز، اس کی آرزوؤں اور امنگوں اور اس کی خیر اور نیکی کا عکس جمیل اس آیت کے آئینہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

سب سے پہلے دعا میں انعامات و احسانات کا اعتراف کیا گیا ہے جو اس پر کیے گئے ہیں۔ جن سے صرف اس کو ہی نہیں اس کے والدین کو بھی نوازا گیا ہے۔ اعتراف نعمت پر ہی بس نہیں کرتا، بلکہ ان کا حق شکر ادا کرنے کی توفیق مانگ رہا ہے اور یہ توفیق وفقنی کے لفظ سے نہیں بلکہ اوزعنی کے لفظ سے طلب کی جا رہی ہے کیونکہ اس لفظ سے توفیق کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کی توفیق مانگی جا رہی ہے اس کے حصول میں اس کی شدید لگن اور صد درجہ شیفتگی بھی پائی جاتی ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: رغبنی ووفقنی من اوزعته بکذا ای جعلته مولعا به راغبا فی تحصیله۔ علامہ ابن منظور فرماتے ہیں: اس آیت میں اوزعنی کا معنی ہے کہ میرے دل میں شکر کا جذبہ القا کر اور مجھے اس کا شائق بنا دے۔ ومعناه اولعنی به، الموزع والمولع (لسان العرب)

اس لفظ نے اس دعا کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔

اس کے بعد عمل صالح کے لیے التجا کی جا رہی ہے۔ لیکن وہ عمل صالح نہیں جس کو لوگ تو صالح کہیں، لوگ تحسین و آفرین کے پھول برسائیں لیکن وہ کسی دوسری غرض کے باعث بارگاہ الٰہی میں سے مسترد کر دیا جائے۔ اس لیے عرض کی کہ ایسے نیک اعمال کی توفیق مرحمت فرما جو تجھے پسند ہوں۔ پھر عرض کرتا ہے کہ الٰہی ایسا ہو کہ جب تک میری شمع حیات روشن ہے نیکی اور خوبی کا اجالا پھیلتا رہے، اور جب یہ شمع گل ہو اور وقت رخصت کا اندھیرا چھا جائے، میرے بعد میری اولاد کے سینے میں اس جذبہ کو عطا فرما۔ اے میرے مولا! ان کی اولاد کی، ان کی نسلوں کے سینے ایمان سے جگمگاتے رہیں، ان کی جبینیں تیرے حضور میں جھکی رہیں، ان کے دامن پر تیرے فضل و رحمت کی برکھا برستی رہے۔ ان کے سینوں کو اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی غلامی اور سوز عشق کی دولت سے مالا مال رکھ، جب تک زندہ رہیں تیرے بندے بن کر تیرے پیارے رسول کے غلام بن کر اور تیرے دین حنیف کے سچے مخلص بن کر، اس کا اقبال بلند کرتے رہیں۔

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ میں لفظ فی کے اضافہ نے حسن دوبالا کر دیا ہے

دعا کے آخری جملے کیا ہیں، اظہار بندگی کی انتہا! تسلیم و رضا کا منظر ہے، بندہ عرض کرتا ہے میرے رب، سب سے مقدم

فِيٓ أَصۡحَٰبِ ٱلۡجَنَّةِۖ وَعۡدَ ٱلصِّدۡقِ ٱلَّذِي كَانُواْ يُوعَدُونَ (۱۶) وَٱلَّذِي

یہ جنتیوں میں سے ہوں گے [illegible] سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا گیا ہے [illegible] اور جس نے

قَالَ لِوَٰلِدَيۡهِ أُفّٖ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِيٓ أَنۡ أُخۡرَجَ وَقَدۡ خَلَتِ ٱلۡقُرُونُ

[illegible]

مِن قَبۡلِي وَهُمَا يَسۡتَغِيثَانِ ٱللَّهَ وَيۡلَكَ ءَامِنۡ إِنَّ وَعۡدَ ٱللَّهِ

[illegible]

حَقّٞ فَيَقُولُ مَا هَٰذَآ إِلَّآ أَسَٰطِيرُ ٱلۡأَوَّلِينَ (۱۷) أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ

[illegible]

حَقَّ عَلَيۡهِمُ ٱلۡقَوۡلُ فِيٓ أُمَمٖ قَدۡ خَلَتۡ مِن قَبۡلِهِم مِّنَ

ثابت ہو چکا ہے عذاب کا فرمان ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں جنوں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا ۖ

اور انسانوں میں سے ۲۴ بیشک وہ سراسر گھاٹے میں تھے۔ اور ہر ایک کے لیے درجے ہوں گے ان کے عملوں کے مطابق ۲۵

وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ

تاکہ اللہ تعالیٰ پورا پورا دے انہیں ان کے عملوں کا بدلہ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور جس روز لا کر کھڑا کر دیا جائے گا

كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

کفار کو آگ کے سامنے (تو انہیں کہا جائے گا) تم نے خرچ کر ڈالیں اپنی عمدہ چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں اور خوب لطف اٹھایا تم نے

بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي

ان سے ۲۶ آج تمہیں رسوائی کا عذاب دیا جائے گا بسبب اس گھمنڈ کے جو تم

لئے بھی گزر چکے ہیں۔

۲۴ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر کے بیٹے عبدالرحمن یا عبداللہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرتے تھے۔ اس آیت سے اس بات کی تردید ہو رہی ہے کیونکہ ان لوگوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ خسارہ پانے والوں میں اٹھیں گے۔ ان کے بارے میں یہ مطلب کا قصد کیسے ہو سکتا ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہما تو مشرف باسلام ہو چکے ہیں اور ان کا شمار اکابر اسلام میں ہوتا ہے۔

۲۵ یعنی نیک و بد کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔

۲۶ کفار کو روز حشر جہنم کے کنارے کھڑا کیا جائے گا انہیں بڑی زجر و توبیخ کی جائے گی۔ دنیا میں جو پاکیزہ نعمتیں تمہیں دی گئی تھیں وہ سب تم نے اپنی عیش پرستی میں برباد کر دیں۔ اگر تم نے ان سے بہرہ اندوز ہونا تھا تو آخرت میں ان کا اجر پاتے لیکن تم نے سب کچھ دنیا ہی میں لٹا دیا اور اپنی عاقبت کی فکر نہ کی۔ اسی لئے حضور انور و عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمر بھر لذیذ کھانوں اور شاندار لباس سے اجتناب فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول ایک چٹائی پر آرام فرما ہے اور جسم پر چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں۔ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ قیصر و کسریٰ تو ناز و نعمت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حبیب اس حالت میں ہے۔ یا رسول اللہ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو وسعت عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا اما ترضی ان تکون لہم الدنیا ولنا الآخرۃ۔

الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ۝ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ

زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور بوجہ تمہاری نافرمانیوں کے۔ اے حبیب! ذکر کیجئے انہیں قوم عاد کے بھائی

أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

(ہود) کا جب انہوں نے ڈرایا اپنی قوم کو احقاف میں ۳۹ اور گزر چکے تھے ڈرانے والے ان سے پہلے بھی اور

سے محروم کیا گیا اس پر ماتم نہیں کرتے، دیدہ و دل ہار بیٹھے ہیں آخرت

اس حدیث پاک میں اسی حقیقت کا بیان تھا کہ حضرت فاروق اعظم جیسے سلطنت و ثروت سے کنارہ کش رہے۔ اپنے عہد خلافت میں بڑی سادگی کی زندگی بسر کی۔ فتح بیت المقدس کے سلسلہ میں آپ شام تشریف لے گئے آپ کے اعزاز میں شہر پناہ کے باہر ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ دسترخوان پر نفیس کھانے دیکھ کر فرمایا یہ کھانے ہمارے لیے ہیں ان فقیر مسلمانوں کا کیا ہوا جنہوں نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ حضرت خالد نے عرض کی لهم الجنة "انہیں تو جنت مل گئی"۔ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا اگر ہمارے لیے دنیا کا یہ مال و متاع ہے اور انہیں جنت مل گئی ہے تو وہ ہم سے بہت آگے نکل گئے

۳۸ قریش کو ایک ایسی قوم کی تباہی کا حال سنایا جا رہا ہے جو ان سے جسمانی قوت، مال و دولت کے اعتبار سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور اپنے سیاسی اثر و رسوخ کے باعث سارے عرب میں معروف تھے لیکن جب انہوں نے راہ حق سے منہ موڑ لیا اور اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کے سمجھانے کے باوجود باز نہ آئے تو ان کو نیست و نابود کر دیا گیا۔

۳۹ احقاف: علامہ یاقوت حموی اس عنوان کے ضمن میں لکھتے ہیں:

الاحقاف جمع حقف من الرمل وهو ما يسمى الرمل المعوج حقفا وسمى بالاحقاف المذكور في الكتاب العزيز الاحقاف رمل فيما بين عمان الى حضرموت. (معجم البلدان جلد دوم)

ترجمہ: احقاف حقف کی جمع ہے اور ریت کے بل کھائے ہوئے ٹیلوں کو احقاف کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں احقاف سے مراد وہ ریگستان ہے جو عمان سے حضرموت تک پھیلا ہوا ہے۔

اس کا کل رقبہ [illegible] مربع میل ہے جسے آج کل الربع الخالی کہتے ہیں۔ بعض مقامات پر ریت اتنی باریک ہے کہ جو چیز وہاں پہنچے اندر دھنس کر رہ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ [illegible] اس کو عبور کرنے کی جرأت نہیں کرتے

یہی وہ علاقہ ہے جہاں کسی زمانہ میں بڑی عظیم الشان، زبردست اور متمدن قوم آباد تھی جس کی دولت و ثروت کے افسانے دور و نزدیک ہر زبان زد عام تھے۔ جب انہوں نے اپنے نبی کی دعوت کو ٹھکرا دیا تو شامت اعمال سے ان کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ آج اس علاقہ کی ویرانی اور بربادی کو دیکھ کر یہ اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا کہ یہ علاقہ قوم عاد کا مسکن تھا۔

صحرائے الاحقاف ۔ متعلقہ آیت ۲۱ سورہ الاحقاف

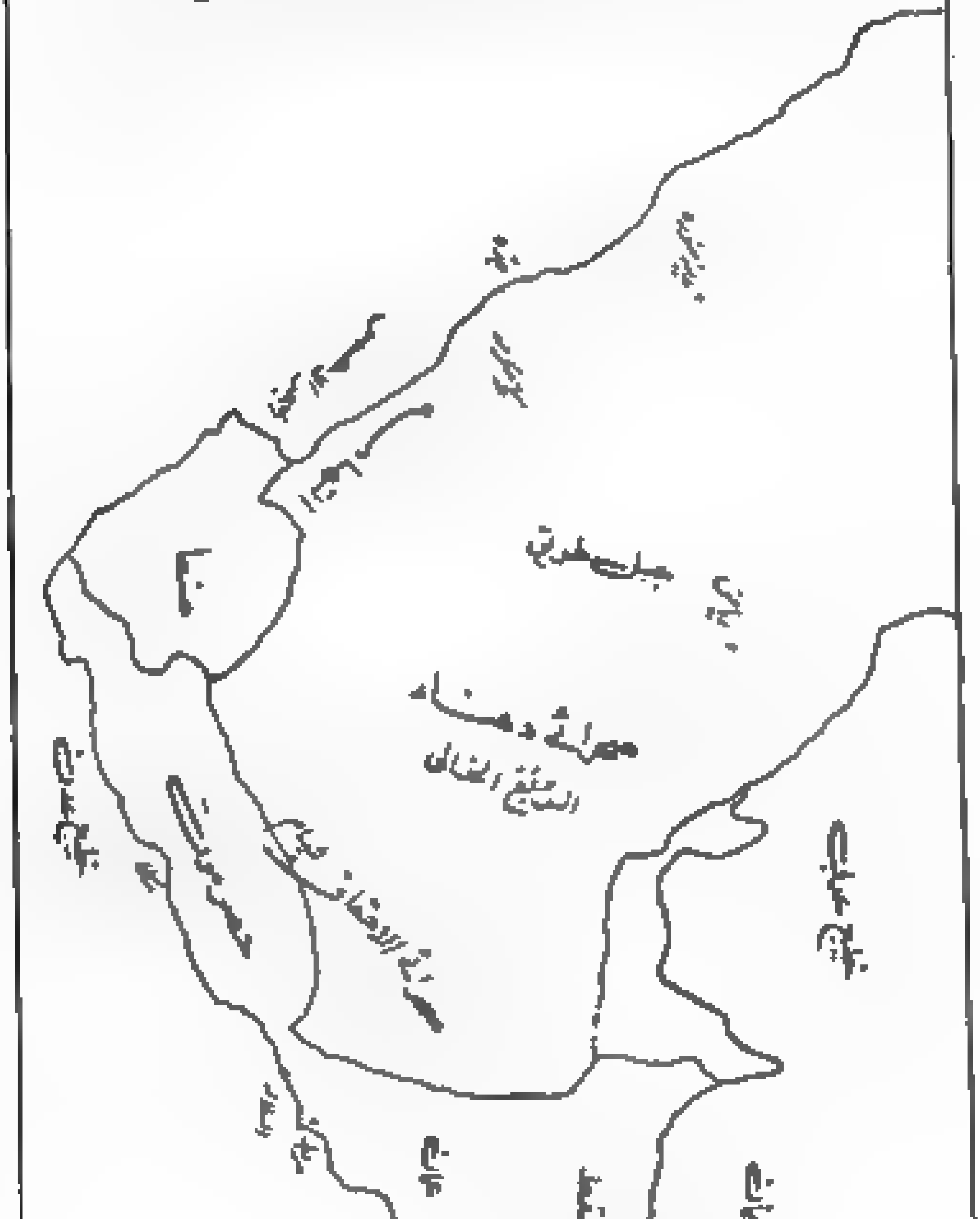
نجد
جبل طویق
صحرائے دھناء
الربع الخالی
وادی الدواسر

مِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ

ان کے بعد بھی کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت نہ کرو مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر بڑے دن کا عذاب نہ

عَظِیْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ

آ جائے وہ کہنے لگے کیا تم اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے معبودوں سے برگشتہ کر دو تو لے آؤ وہ عذاب جس

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّآ

کی تم ہمیں دھمکیاں دیتے رہتے ہو اگر تم سچے ہو ہود نے فرمایا کہ اس عذاب کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور میں تو پہنچا رہا ہوں

اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ لٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا

تمہیں وہ پیغام جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم جاہل قوم ہو پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو

مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا

بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آ رہا ہے کہنے لگے یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے نہیں! بلکہ یہ تو وہ

کبھی گنجان شہر اور بارونق بستیاں آباد تھیں۔ یہاں کبھی پھول کھلتے اور بلبلیں چہچہاتی تھیں۔ یہاں کبھی میٹھے پانی کے چشمے ابلتے اور نہریں بہتی تھیں۔ اے قوم کے سرکشو! غور کرو کیا تم اپنے عبرتناک انجام کے لیے تیار ہو؟

یعنی ہود سے پہلے بھی حضرت نوح اور ان کے علاوہ کئی نبی ان سے پیشتر بھی تشریف لا چکے تھے اور بعثت انبیاء کا سلسلہ ان کے بعد بھی جاری رہا۔

انہوں نے ہود علیہ السلام کی دعوت کو سنا تو غضب سے تلملا اٹھے۔ کہنے لگے کیا تم اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے خداؤں سے برگشتہ کر دو۔ ہمیں اپنے باپ دادا کے مذہب سے ہٹا دو۔ جاؤ ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ جس عذاب سے تم ہمیں ہر وقت ڈراتے ہو وہ لے آؤ۔

آپ نے فرمایا عذاب کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ جب وہ گھڑی آ جائے گی تو عذاب خود بخود آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس نے تمہاری تباہی کے لیے کون سی تاریخ مقرر کر رکھی ہے۔ میرا کام تمہیں ہر وقت خبردار کرنا ہے اور تم ہو کہ جاہلوں اور احمقوں کی سی باتیں کیے جا رہے ہو۔

جب مقررہ وقت آ پہنچا تو افق پر انہیں کالی گھٹا نظر آئی جو ان کی وادی کی طرف بڑی تیزی سے بڑھتی چلی آ رہی تھی۔ اسے دیکھ

اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ

عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے، یہ ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے تہس نہس کر کے رکھ دے گی ہر شے کو اپنے

رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

رب کے حکم سے پس جب صبح ہوئی تو نہ دکھائی دیتی تھی کوئی چیز مگر ان کے ویران مکانوں کے اسی طرح ہم سزا دیتے

الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِن مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا

ہیں مجرموں کو۔ اور ہم نے ان کو وہ قوت و طاقت بخشی تھی جو ہم نے تمہیں نہیں دی، اور ہم نے عطا کیے تھے

لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا

انہیں کان، آنکھیں اور دل ف۳ لیکن ان کے کسی کام نہ آئے ان کے کان، نہ

أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُم مِّن شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ

ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل کیونکہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں

کر وہ ہلاک ہو گئے۔ اور ایسی ہوا چلے گی کہ وہ زمین پر بے حس ہو جائیں گے جیسے کھجور کے تنے اکھڑ کر گر جاتے ہیں۔

گلہ ٹا ہوا تھا۔ یہ بارش نہیں، دردناک عذاب ہے جو تند و تیز آندھی کی شکل میں نمودار ہو رہا ہے۔ چنانچہ سات راتیں اور آٹھ دن

مسلسل جھکڑ چلتا رہا۔ سب لوگ ہلاک ہو گئے۔ ان کے مکانات کا نام و نشان باقی رہا اور عبرت کی علامت کے طور پر رہ گئیں۔

ف۳ قوت و مال میں وہ تم سے کہیں زیادہ تھے۔ انہیں سننے کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں اور سمجھنے کے لیے دل دیئے گئے

لیکن انہوں نے ان سے فائدہ نہ اٹھایا اور آیات الٰہیہ کا انکار کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی ساری صلاحیتیں بیکار ہو کر رہ گئیں

اور ان کا انجام تباہی و ہلاکت ہوا۔

ان آیات کو پڑھ کر یوں ہی گزر نہ جائیے بلکہ غور و فکر کے لیے تھوڑا سا وقت نکالیے۔ ان آیات میں آپ کے لیے جو درس عبرت

ہے اس کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

قرآن حکیم نے ان واقعات کو کہانی اور داستان کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ ہر جگہ قارئین کے شعور کو جھنجھوڑنے کے لیے ان کا اپنا محاسبہ کرنے پر مائل کرنے کے لیے ان کے احوال کے آئینہ میں انہیں ان کا چہرہ دکھانے کے لیے ان واقعات کو پیش کیا ہے۔ ذرا سوچیے اور بتائیے کیا ہم اپنے کان، اپنی آنکھیں اور فہم و فراست کی قوتیں اسی طرح استعمال کر رہے ہیں۔ اور کیسے قسمت کے گواہ بن رہے ہیں۔ یہ

ع

اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۲٦ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا

کا اور احاطہ کر لیا ان کو اس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور ہم نے برباد کر دیے وہ گاؤں

حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۲۷ فَلَوْلَا

جو تمہارے ارد گرد آباد تھے اور ہم نے طرح طرح سے بیان کیں اپنی نشانیاں تاکہ وہ (حق کی طرف) لوٹ آئیں۔ پس کیوں

نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا

مدد کی ان کی (۲۸) ان معبودوں نے جنہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس سے قرب کے لیے اپنا خدا بنا رکھا تھا (۲۹) بلکہ وہ تو ان سے

عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۲۸ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ

غائب ہو گئے اور یہ محض ان کا جھوٹ تھا اور بہتان تھا جو وہ باندھتے تھے۔ اور جس وقت ہم نے متوجہ کیا آپ کی

بیٹھے کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی کی خاطر حق سے منہ موڑا نہیں جا سکتا۔

۲۷ اے اہل مکہ! تمہارے قریب، تمہارے پڑوس میں قوم ثمود، قوم لوط کی تباہ شدہ بستیوں اور ویران بستیوں کے کھنڈرات موجود ہیں۔ تمہارے تجارتی قافلے ان کے پاس سے گزرتے ہیں۔ ان کے باشندوں کا حشر دیکھو اور پوچھو کہ ان پر کیا بیتی۔ وہ تمہیں بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں نے ہر ممکن طریقہ سے ان کو سمجھایا، طرح طرح کے معجزات دکھائے، لیکن بدبختی ان پر یوں غالب آ چکی تھی کہ انہوں نے ان کی ایک نہ سنی۔ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر معبودان باطل کی پرستش کا دم بھرتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو گئے۔

۲۸ انہیں اپنے بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی قوت پر بڑا ناز تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو وہ یوں غائب ہو گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اس آڑے وقت میں بھی وہ اپنے پجاریوں کی کوئی مدد نہ کر سکے۔ ان بتوں کی حالت کا دعوی، ان سے حاجات مستدعی، مدد پر بھروسا اور ان کی شفاعت پر یقین یہ سراسر فریب ہے۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ اس آیت سے ہی کفار کے عقیدہ کی حقیقت واضح ہو گئی کہ وہ اپنے بتوں کو الٰہ یعنی معبود مانتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ جو بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود خیال کرتا ہے اس کا یہی حال اور یہی انجام ہو گا۔

۲۹ علامہ زمخشری علیہ الرحمۃ اس آیت میں قرباناً الہۃ کی ترکیب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ مفعول اوّل اتخذوا ضمیر محذوف ہے جس کا مرجع الذین ہے اور الہۃ مفعول ثانی ہے اور قرباناً حال ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرباناً کو مفعول ثانی اور الہۃ کو اس کا بدل بنانا درست نہیں۔

نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ

طرف جنات کی ایک جماعت کو کہ وہ قرآن سنیں تو جب آپ کی صحبت میں پہنچے تو کہنے لگے خاموش ہو کر سنو۔

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا

پھر جب تلاوت ہو چکی تو وہ لوٹے اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے۔ انہوں نے جا کر کہا اے ہماری قوم

سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

ہم نے سنی ہے ایک کتاب جو اتاری گئی ہے موسیٰ علیہ السلام کے بعد تصدیق کرنے والی ہے پہلی کتابوں کی

يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ

رہنمائی کرتی ہے حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف۔ اے ہماری قوم قبول کرو اللہ کی طرف

لے جنات بھی حضور کی امت دعوت میں شامل ہیں۔ اس آیت میں اور اگلی سورت میں جنات کی پہلی حاضری کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ واقعہ وادی نخلہ میں پیش آیا جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز میں تلاوت فرما رہے تھے۔ جنوں کے ایک گروہ کا ادھر سے گزر ہوا تو کلام الٰہی سن کر وہیں رک گئے اور ایک دوسرے کو تاکید کی کہ خاموش رہیں۔ جب انہوں نے قرآن کریم کی آیات کو سنا تو ان کے دل کی دنیا بدل گئی۔ اور اسلام قبول کیا اور اسلام کے داعی اور مبلغ بن کر اپنی قوم کے پاس پہنچے۔ انہیں بتایا کہ کس طرح انہیں کلام الٰہی سننے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ وہ ایسا کلام ہے جو گزشتہ انبیاء اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور حق کو واضح کرتا ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت دی کہ وہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس پر ایمان لائیں۔ ان کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور عذاب الیم سے نجات مل جائے گی۔

اس کے علاوہ ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد جنات کی حاضری کا سلسلہ جاری رہا۔ وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کلام الٰہی سنتے، شریعت کے مسائل دریافت کرتے اور اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کرتے۔ علامہ [illegible] نے لکھا ہے کہ ہجرت سے پہلے [illegible] جنات حاضر خدمت اقدس ہوئے [illegible] احادیث مبارکہ میں اس واقعہ کو مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے ان میں باہمی تطبیق ہو جائے گی۔

جنات کی تبلیغ کا ایک عجیب واقعہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت [illegible] فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت [illegible] تشریف فرما تھے [illegible] آپ نے پوچھا [illegible] صاحب ہیں [illegible] فرمایا [illegible]

نقشہ متعلقہ سورہ الاحقاف

آیت نمبر ۲۹

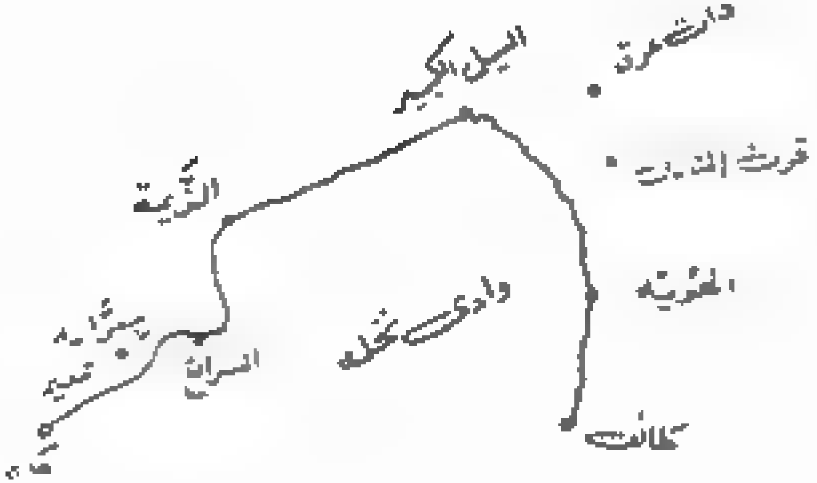
ذات عرق
السیل الکبیر
قرن المنازل
الزیمہ
المحویہ
وادی نخلہ
السرائع
بیرثا مہ
شمیسہ
طائف
مکہ

اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ

بلانے والے کی دعوت کو اور اس پر ایمان لے آؤ بخش دے گا تمہارے گناہوں کو اور بچا لے گا تمہیں دردناک عذاب

اَلِيْمٍ ۝ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ

سے۔ اور جو قبول نہیں کرتا اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو تو وہ اللہ کو عاجز کرنے والا نہیں زمین میں کہیں بھاگ کر

لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَوَلَمْ

جا سکے گا اور نہیں اس کے لیے اس کے سوا کوئی مددگار یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے

کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا عجیب و غریب ہے۔ اسی شمع میں حضرت سواد کی آپ بیتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے سواد پہلے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرو۔ سواد نے کہا ایام جاہلیت میں میں کاہن تھا اور ایک جن میرا دوست تھا ایک شب میں سویا ہوا تھا وہ میرے پاس آیا اور خواب میں کہا اٹھو اور میری بات غور سے سنو اللہ تعالیٰ نے قبیلہ لوی بن غالب سے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے اس کی اس پر ایمان لاؤ۔ تین راتیں یہی ہوتا رہا۔ اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی میں اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ پہنچا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ حضور کے ارد گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ جب حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا مرحبا بک یا سواد بن قارب۔ قد علمنا ما جاء بک ہم اس کو جانتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے چند شعر کہے ہیں اجازت ہو تو پیش کروں۔ حضور نے اجازت دی۔ سواد نے قصیدہ پیش کیا۔ ابتدا میں اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا پھر بڑے والہانہ انداز میں اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ چند شعر آپ بھی سنیے۔

① فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ — وَاَنَّكَ مَاْمُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبِ

② وَاَنَّكَ اَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً — اِلَى اللّٰهِ يَا ابْنَ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَطَايِبِ

③ فَمُرْنَا بِمَا يَاْتِيْكَ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ — وَاِنْ كَانَ فِيْمَا جَاءَ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

④ وَكُنْ لِّيْ شَفِيْعًا يَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ — سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ

ترجمہ ① میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی رب نہیں ہے اور آپ ہر غیب کی خبروں کے امین بنائے گئے ہیں۔

② اے پاکیزہ اور بزرگ آباء کے فرزند تمام رسولوں سے آپ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت قریب ہے

③ جو حکم آپ کے پاس آتا ہے ہمیں اس کا حکم دیجیے ہم اس کی تعمیل کریں گے خواہ اس کی تعمیل میں ہماری زلفیں سفید ہو جائیں۔

④ یا رسول اللہ اس روز میری شفاعت فرمانا جس روز حضور کے بغیر کسی کی شفاعت کسی کو فائدہ نہ پہنچائے گی۔

يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ذرا تھکن محسوس نہ کی ان کے بنانے میں

بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٣﴾

وہ قادر نہیں اس پر کہ مُردوں کو زندہ کر دے ۳۳ بلکہ وہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۖ

اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ حق نہیں۔

قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٤﴾

کہیں گے ہاں ہمارے رب کی قسم یہ حق ہے ۳۴ اللہ فرمائے گا پس اب چکھو عذاب بوجہ اس کفر کے جو تم کیا کرتے تھے۔

عشق و محبت، ایمان و یقین [illegible] ظاہر ہو گئے اور [illegible]

[illegible] دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا

امیر المومنین [illegible] قرآن کریم پڑھنا شروع کیا [illegible]

[illegible] قرآن کریم [illegible] ہدایت مل گئی

[illegible] سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے

۳۳ [illegible] قیامت کے منکر تھے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آسمان اور زمین [illegible] پیدا کیا اور ساتویں دن [illegible]

بھی ملاحظہ فرمایئے چنانچہ تورات کی کتاب پیدائش باب ۲ کی آیت نمبر ۲ میں ہے

"اس لیے کہ چھ دن میں [illegible] پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا [illegible]"

[illegible] قرآن کریم [illegible] اس آیت کا مطالعہ فرمایئے

۳۴ [illegible] قیامت کے دن [illegible]

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ ۚ

پس اے محبوب! آپ صبر کیجیے جس طرح اولو العزم رسولوں نے صبر کیا تھا [illegible] اور ان کے لیے [illegible] جلدی [illegible]

كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ۚ

جس روز یہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو خیال کریں گے کہ وہ نہیں ٹھہرے تھے مگر دن کی ایک گھڑی۔

بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝

یہ پیغام حق ہے۔ پس کیا نافرمانوں کے علاوہ بھی کسی کو ہلاک کیا جائے گا

[illegible]

٣٣ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اے حبیب! کفار کی شرانگیزیاں [illegible]

٣٤ [illegible]

* * *

اللهم ربنا لك الحمد ولك الشكر

وعلى حبيبك المصطفى وصفيك المجتبى التحية والثناء

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آل سيدنا ومولانا محمد وبارك وسلم

فاطر السموات والأرض أنت ولي في الدنيا والآخرة توفني مسلما وألحقني بالصالحين

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نام: اس سورۂ مبارکہ کے مشہور نام دو ہیں۔ سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سورۃ القتال۔ اس سورت میں چونکہ [illegible] حرف ہیں۔ دوسری آیت میں نام نامی مذکور ہے۔ یہی اس سورت کا نام بھی مقرر کیا گیا [illegible] اس سورت [illegible] کتاب [illegible] والا ہے [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اس سورت کی آیت ۲۰ میں قتال کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے اس سورت کا نام سورۃ القتال بھی رکھا گیا۔ اس سورت میں اسلام اور کفر کے درمیان جنگ کا ذکر اور اس کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

زمانۂ نزول: [illegible] ہجرت کے بعد اہل اسلام کے [illegible] ہوئی [illegible] کی دست برد سے بچانے کے لیے اپنا گھر بار [illegible] سب کچھ چھوڑ کر مدینہ طیبہ چلے گئے [illegible] لیکن وہ قریش [illegible] کے ساتھ [illegible] کے ذکر [illegible] حضور [illegible] کریں [illegible] کے پاس [illegible] میں [illegible] کریں۔

[illegible] مسلمانوں کے [illegible] جنگ [illegible] نہیں [illegible] جنگ کی [illegible] سے [illegible] لیکن ان کو اجازت نہ تھی [illegible] چنانچہ سورۃ الحج کی آیت ۳۹ میں [illegible] سورۃ البقرہ کی آیت ۱۹۰ نے [illegible] وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ اور حد سے تجاوز نہ کرو بے شک

اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسلام کے جانبازوں اور مجاہد سپاہیوں کو آیت ۳۵ میں ایک خصوصی حکم دیا کہ جنگ میں [illegible] کمزوری نہ دکھاؤ اور [illegible] صلح کی درخواست مت کرو۔ اگر تم نے کمزوری کا مظاہرہ کیا یا صلح کے لیے اپنی جانب سے ابتدا کی تو دشمن جری ہو جائے گا، تمہاری اس پیش کش کو کمزوری اور بزدلی پر محمول کرے گا۔ تم جب جانتے ہو کہ اس کا انجام کس قدر خطرناک ہوتا ہے۔ تم ہی سربلند ہو گے کیونکہ حق اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ تمہاری محنت اور کوشش کو وہ ضائع نہیں ہونے دے گا۔

آخر میں مالی جہاد کی طرف متوجہ کیا۔ اگر اسلام کو انفاق فی سبیل اللہ کی ضرورت پڑے تو خوش دلی سے اس کو پیش کرو۔ اگر تم نے [illegible] بخل سے کام لیا، تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کو تمہاری کوئی ضرورت نہیں [illegible] تمہارا [illegible] ہو جائے گا اور تمہاری جگہ [illegible] کر دی جائے گی پھر تم [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] جگہ [illegible] قوم [illegible] اور وہ پوری خوشی سے یہ خدمت بجالانے کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں گے۔

السنن کے علاوہ [illegible] اس آیت کے بارے میں [illegible]۔ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ۔

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانٍ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ محمد اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۳۸ آیات رکوع ۴

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ○

جنہوں نے خود بھی حق کا انکار کیا اور دوسروں کو بھی خدا کی راہ سے روکتے رہے اللہ نے ان کے عملوں کو برباد کر دیا ۱

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایمان لے آئے جو اتارا گیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور وہی

۱ جو لوگ حق کو قبول نہیں کرتے اور [illegible] بیٹھے بیٹھے [illegible] کرتے ہیں وہ [illegible] قرآن [illegible] کہ ان کی اپنی [illegible] ہدایت سے [illegible] وہاں [illegible] کرتے [illegible] جیسا [illegible] انہیں درست [illegible] ان کا [illegible] کہ ان کا [illegible] دوسرے لوگوں کے لیے [illegible] کہ ان کی گمراہی کی تقلید کرتے [illegible] حق سے انہیں [illegible] حق اور صدق کی ترقی [illegible] اور لوگوں کو [illegible] حق سے متنفر کرتے رہیں۔ [illegible] لوگوں کی [illegible] ذلت ہے [illegible] قبول کرنے سے [illegible] لوگوں کو حق سے [illegible] کرتے سمجھ۔ اس سے بڑی بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے

یہ لوگ [illegible] کہ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال ضائع [illegible] نصیب نہیں [illegible] آخرت میں انہیں ان کا کوئی صلہ نہیں ملے گا [illegible] اللہ [illegible] ان [illegible] دنیا میں [illegible] اور [illegible] مطلب [illegible] وہ ان کے لیے [illegible]

[illegible] اسلام [illegible] اسلام [illegible] ان کی ساری [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ [illegible] وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ

حق ہے ان کے رب کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے دور کر دیں ان سے ان کی برائیاں اور سنوار دیا ان کے حالات کو یہ اس

بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا

لیے کہ جنہوں نے کفر کیا وہ باطل کی پیروی کرتے تھے اور جو ایمان لائے تھے وہ حق کی پیروی کرتے تھے جو

الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③ فَاِذَا لَقِيْتُمُ

ان کے رب کی طرف سے تھا اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ لوگوں کے لیے ان کے حالات۔ پس جب مقابلہ ہو تمہارا جنگ میں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

تمہارا کفار سے تو مارو ان کی گردنیں یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو تو پھر کس کر باندھو

ذٰلک [illegible] مستعمل ہوتا ہے [illegible]

سے ان کے برعکس جو خوش نصیب دولت ایمان سے مالا مال ہوئے [illegible] کر دیئے اعمال [illegible] اطاعت مصطفیٰ کے [illegible] قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کیا اس کو تسلیم کر لیا اس کے ساتھ [illegible] وہ سب معاف کر دیئے جائیں گے [illegible] پیدا ہو گئی ہیں وہ دور کر دی جائیں گی [illegible] کے نزدیک [illegible]

سے لفظ بال کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ [illegible] اس کا معنی شان [illegible] نے اس کا معنی حال [illegible] ابن عباس نے اس کا معنی امر کیا ہے [illegible] ان کے حالات کو درست کر دیا ہے پہلے [illegible] پناہ تلاش کرتے [illegible] رہا ہے۔

سے دونوں گروہوں کے ساتھ جو الگ الگ سلوک کیا [illegible] وجہ اس کی [illegible] باطل کا پیرو [illegible] اور گناہ [illegible] حق کی پیروی کرے [illegible] قریب [illegible] اس کی طرف [illegible] گا۔

سے پہلے کفر کے [illegible] اسلام کی حق [illegible]

الْوَثَاقَ ۙ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ

رسیاں سے۔ بعد ازاں یا تو احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے

ہو گیا ہے۔ اس حالت میں بھی [illegible] مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر جنگ کے بغیر چارہ نہ ہو [illegible] کے ساتھ [illegible] اس وقت [illegible] کرنے [illegible] اس کی [illegible] دشمن کی طاقت [illegible] اپنے [illegible] کی طرف [illegible] کے الفاظ میں ہیں۔

ہ [illegible] کہتے ہیں [illegible] الاثقال [illegible] السلاح [illegible] اس کا معنی یہ ہے [illegible] جنگ [illegible] بیعت کر لیں۔

ے اسیران جنگ کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جانا چاہیے، اس کو یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔ بعض علماء ابن جریج، سدی اور قتادہ کا خیال ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے [illegible] بعض علماء کا مذہب [illegible] یہ آیت [illegible] منسوخ [illegible] قتل کر [illegible] جنگ کو قتل نہیں [illegible] کرتے ہیں۔

والصواب من القول عندنا ان هذه الآية محكمة ليست منسوخة کہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قتل [illegible] کا ذکر ہو چکا ہے

احادیث میں جہاں کسی اسیر کو قتل کرنے کا ذکر آیا ہے وہاں خصوصی حالت کی بنا پر ایسا کیا گیا ہے۔ اس آیت کی وضاحت امام ابو عبید القاسم ابن سلام (ولادت [illegible] وفات [illegible]) نے اپنی تصنیف کتاب الاموال میں کی ہے جو بہت عمدہ ہے۔ ناظرین کرام کی سہولت کے لیے اس کا خلاصہ پیش ہے۔

ابو عبید فرماتے ہیں حدیث و آیت سے پتہ چلتا ہے کہ مشرک اسیران جنگ کے ساتھ تین باتوں کا حکم دیا جاتا تھا۔ [illegible] قرآن کریم میں مذکور ہے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً۔ اس میں پہلی اور دوسری صورت کا بیان ہے۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ میں تیسری صورت کا ذکر ہے۔ احسان و مروت کی شکل یہ ہے کہ حضور کا حکم ہے۔ اسی طرح حضور کی طرف سے ایک منادی نے اعلان کیا: لا یجہزن علی جریح ولا یتبعن مدبر ولا یقتلن اسیر ومن اغلق بابه فهو آمن۔ یعنی زخمی کا کام تمام نہ کیا جائے، پیٹھ پھیرنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے، کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند قیدیوں کے سوا سب کو احسان کرتے ہوئے رہا کر دیا اور معاف فرما دیا اور ان چار کو مستثنیٰ فرما دیا ان کی خاص وجوہات تھیں۔ [illegible] کو معاف فرما دیا۔ بدر کے اسیران جنگ کے بارے میں جبیر بن مطعم نے بتایا کہ میں بدری قیدیوں کی سفارش کرنے کے لیے حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور مغرب یا عشا کی نماز پڑھ رہے تھے۔ [illegible] اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ یعنی تیرے رب کا عذاب ضرور واقع ہو کر رہے گا اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ تو دہشت کے مارے میرا دل پھٹنے لگا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اپنی ساری گفتگو عرض کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: [illegible] یعنی مطعم بن عدی۔ یعنی یہ بوڑھا سردار اگر زندہ ہوتا اور ان کی سفارش کرتا تو میں ان کی شفاعت قبول کر لیتا۔

یہ واقعات نقل کرنے کے بعد امام ابو عبید لکھتے ہیں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] (کتاب الاموال [illegible])۔

بعض قیدیوں کے ساتھ احسان کرنے کا طریقہ [illegible] خلفائے راشدین کے عہد کے بعد [illegible] حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

فدیہ کے متعلق حضرت ابو عبید لکھتے ہیں کہ امام صاحب کا ایک مسلک یہ ہے کہ مسلمان قیدیوں کے ساتھ غیر مسلم قیدیوں کا تبادلہ کیا جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ [illegible] امام محمد، امام ابو یوسف، امام شافعی، مالک، احمد کا یہی قول ہے۔ امام شافعی [illegible] الامام [illegible] القتل والاسترقاق والمن [illegible] بالاسری المسلمین او بالمال۔ دیکھا آپ نے یہاں قیدیوں کے متعلق چار صورتیں [illegible] مناسب سمجھے تو قتل کر دے [illegible] یا بلا عوض آزاد کر دے [illegible]

اس کے بعد لکھتے ہیں: هذه هی [illegible] ظاهر الروایتین عن الامام ابی حنیفة [illegible] میں یہی مروی ہے اور حضرت امام کا یہی قول اظہر اور اصح ہے۔

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ

یہی حکم ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا لیکن وہ آزمانا چاہتا ہے تمہیں بعض کو

بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④

بعض سے اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں پس اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہیں کرے گا

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ قیدیوں کی تقسیم سے پہلے تو [illegible] تقسیم کے بعد [illegible] اور امام محمد کے نزدیک ہر وقت جائز ہے۔ [illegible] حضرت [illegible] حضرت ابوبکر کی قیادت میں ایک سریہ [illegible] حصہ میں ایک کنیز [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] شرف ملاقات حاصل ہوا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان قیدی [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] احد کے معرکہ میں مسلمان کثرت سے شہید اور زخمی [illegible] ابو سفیان [illegible] اُعْلُ هُبَل

[illegible] مسلمانوں نے جواب میں فرمایا اللّٰہ اعلیٰ واجل [illegible]

سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۚ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥

وہ پہنچائے گا انہیں بلند منزلوں پر، اور سنوارے گا ان کے حالات کو، اور داخل کرے گا انہیں بہشت میں جس کی پہچان اس نے انہیں کرادی ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ⑦

اے ایمان والو! اگر تم خدا کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور جمادے گا تمہیں ثابت قدم رکھے گا ۱۲

لڑائی کا پانسہ پلٹ رہا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اسے جواب دو لا سواء۔ اسے کہو تم ہم سے برابری کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہو۔ ہمارے مقتول اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ کا ایندھن۔ مشرکین نے کہا لنا العزی ولا عزی لکم ہمارا عزی ہے اور تمہارا کوئی عزی نہیں۔ حضور نے فرمایا قولوا اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم۔ مسلمانوں نے جواب میں کہا اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

فلن یضل اعمالھم کا یہ بھی معنی ہے یعنی ان شہیدان حق کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی بلکہ ان پر خوشگوار نتائج مرتب ہوں گے۔ ان قربانیوں کا صلہ انہیں تو یہ ملے گا کہ جنت میں اپنے عالیشان محلات میں وہ تشریف فرما ہوں گے اور ان کی ملت کو ان کی جانثاریوں کے صدقے عزت و سربلندی نصیب ہوگی اور جس مقصد کے لیے انہوں نے اپنی جانیں نثار کی تھیں، وہ مقصد حاصل ہوگا۔ حق کی روشنی سے کرۂ ارضی منور ہو جائے گا۔ ان پاکبازوں نے جان دے کر اتنے عظیم مقاصد حاصل کیے، ان سے بڑھ کر اور کون خوش نصیب ہو سکتا ہے۔

۱۰ یعنی جنت اور رضائے الٰہی کی ان عالی شان منزلوں تک انہیں رسائی حاصل ہو جائے گی۔ وہاں کی نعمتوں میں ذرہ کمی نہ ہونے پائے گی۔ ان کا حال درست کر دیا جائے گا۔ وہاں کے حالات سنور جائیں گے یعنی جو لغزشیں ان سے بھول کر ہوئی تھیں، جن گناہوں کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا وہ سب معاف کر دیے جائیں گے۔ مفسرین اور محققین کے نزدیک یہی معنی مشہور ہے۔

اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی برکت سے دوسرے لوگ راہ ہدایت پر گامزن ہو جائیں گے۔ ان کی قوم کی بگڑی ہوئی حالت سنور جائے گی۔ شکست و نامرادی کے جو داغ ان کی قوم کے چہرے کو بدنما بنا رہے تھے وہ دھو دیے جائیں گے اور ان کا کامرانی کا پرچم لہرانے لگے گا۔

۱۱ جب جنت میں مقیم لوگ اپنے اپنے محلات کی طرف اس طرح جائیں گے جیسے وہ مدت سے یہاں آباد ہیں اور وہ ان کے چلنے پھرنے کے راستے ہیں، کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں۔

۱۲ دین اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امداد کو اللہ تعالیٰ کی امداد فرمایا گیا ہے۔ جان کی بازی لگانے والوں کے لیے اس سے بڑھ کر فخر کیا ہو سکتا ہے۔ وہ مجاہد جو صرف اللہ کے دین کی پشت پناہی کر رہا ہو، ہر ایک محاذ پر تائید ایزدی ان کے دل کی ڈھارس ہو، دشمن کا کوئی حملہ ان کے عزم و استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکے، تو ایسے مجاہد جہاں جائیں گے دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی

وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا

[illegible]

مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا

[illegible]

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ

[illegible]

أَمْثَالُهَا ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

مددگار نہیں ۔ بے شک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا [illegible] ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ

[illegible] باغات میں [illegible] جن کے نیچے [illegible] اور [illegible] وہ عیش کر رہے ہیں اور

يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

[illegible] جس طرح [illegible] اور آگ [illegible] ٹھکانا ہے اور بہت سی ایسی بستیاں تھیں

هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ

[illegible]

[illegible]

[illegible] ایسا سلوک ہی کیا جائے گا۔

لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ

[illegible]

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ

[illegible] جنت [illegible] جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے [illegible] اس میں نہریں ہیں

مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

پانی کی [illegible] اور نہریں ہیں دودھ کی [illegible] اور نہریں ہیں شراب کی

خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا

[illegible] اور نہریں ہیں شہد کی [illegible] اور ان کے لیے اس میں

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ

ہر قسم کے پھل [illegible] ان کے رب کی طرف سے مغفرت [illegible] آگ میں

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ

[illegible] اور ان میں کچھ ایسے ہیں جو تمہاری طرف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا

حتیٰ کہ جب نکلتے ہیں آپ کے پاس سے تو کہتے ہیں اہل علم سے کہ یہ صاحب ابھی ابھی کیا کہہ رہے تھے ۲۳

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ

یہی وہ بدبخت ہیں کہ مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور وہ پیروی کرتے ہیں اپنی خواہشوں کی اور جو لوگ راہ

اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

ہدایت پر چلے اللہ تعالیٰ نے مزید بخش دی ان کو ہدایت اور انہیں تقویٰ کی توفیق بخشی ۲۴ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں

السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ

قیامت کا کہ آ جائے ان پر اچانک ۲۵ بے شک اس کی نشانیاں تو آ چکی ہیں ۲۶ تو جب قیامت آ جائے گی تو انہیں سمجھ کب آئے گی

ارشادات سنا کرتے تھے۔

۲۳ جمعہ کے خطبہ اور دیگر مجالس میں اہل ایمان کے ساتھ منافقین بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات طیبات اہل ایمان تو ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور اپنے دلوں پر نقش کر لیتے لیکن منافقین حضور کے فرمان سنتے مگر ان کی طبیعت چونکہ پریشان رہتی جب مجلس برخاست ہوتی تو صحابہ کرام سے پوچھتے کہ ابھی ابھی حضور نے کیا فرمایا تھا۔ کیا ہم بھی تو وہیں بیٹھے ہوئے تھے ہم کچھ نہ سمجھ سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے اور وہ صرف اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے لگے ہیں۔ انہیں بھلا ہمارے محبوب کے ارشادات کیسے یاد رہ سکتے ہیں۔

۲۴ وہ نیک بخت جو حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے کما حقہٗ ظاہرہ سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان پر مزید کرم یہ ہوتا ہے کہ انہیں علم و بصیرت اور شرح صدر کی دولت سے مالا مال کر دیا جاتا ہے اور انہیں احکام الٰہیہ پر عمل کی توفیق بھی دی جاتی ہے یا ان چیزوں سے بچایا جاتا ہے جو دوزخ میں لے جانے کا باعث ہوتی ہیں۔ تقویٰ کے یہ دونوں مفہوم درست ہیں۔

۲۵ حق واضح ہو گیا۔ دلائل و براہین سے شک و شبہ کا غبار چھٹ گیا۔ اس کے بعد بھی یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ کیا وہ اس انتظار میں ہیں کہ اچانک قیامت برپا ہو جائے تب وہ ایمان لائیں گے۔

۲۶ قیامت کی علامات کے بارے میں احادیث نبویہ میں واضح ارشادات ہیں۔ مندرجہ ذیل دو احادیث ملاحظہ فرمائیے۔ (القرطبی)

① عن ابی ھریرۃ قال بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدث اذ جاء اعرابی فقال متی الساعۃ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال کیف اضاعتھا قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ (رواہ بخاری)

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی۔ ارشاد فرمایا جب امانت کو ضائع کیا جائے تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے عرض کی امانت ضائع کرنے کی کیا صورت ہوگی۔ فرمایا جب کام نااہلوں کے سپرد کیے جائیں گے تو پھر قیامت کا انتظار کرنا۔

② حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد گرامی ہے جس میں ہم سب کے لیے عبرت کے بے شمار سامان ہیں۔ ذرا غور سے پڑھیے:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتخذ الفیء دولا والامانۃ مغنما والزکوۃ مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امرأتہ وعق امہ وادنی صدیقہ واقصی اباہ وظھرت الاصوات فی المساجد وساد القوم فاسقھم وکان زعیم القوم ارذلھم واکرم الرجل مخافۃ شرہ وظھرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن آخر ھذہ الامۃ اولھا فارتقبوا عند ذلک ریحا حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا الخ (ترمذی)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مال غنیمت کو ہم باپ کا ورثہ سمجھا جانے لگے گا اور امانت کو لوٹ کا مال سمجھا جانے لگے گا اور زکوٰۃ کو تاوان خیال کیا جانے لگا اور دینی مقاصد کے بغیر دینی تعلیم حاصل کی جانے لگی۔ جب مرد اپنی بیوی کا فرمانبردار اور اپنی ماں کا نافرمان ہو جائے گا۔ جب وہ اپنے دوست کو قریب کرے گا اور باپ کو دور ہٹائے گا۔ جب مسجدوں میں طرح طرح کی آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔ جب فاسق قوم کا سردار بن جائے گا۔ جب رذیل شخص قوم کا قائد ہوگا۔ جب کسی شخص کی عزت اس کی نیکی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے شر سے بچنے کے لیے کی جانے لگی۔ جب گانے والیاں اور گانا بجانا عام ہو جائے گا۔ جب کھلے بندوں شراب پی جانے لگی۔ جب بعد میں آنے والے امت کے پہلے حضرات پر لعنت بھیجیں گے۔ اس وقت سرخ آندھی کا، زلزلہ کا، خسف اور مسخ کا انتظار کرو۔

علامہ آلوسی صاحب اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض لوگوں نے قیامت کے وقوع میں مختلف قسم کی قیاس آرائیاں کی ہیں۔ کسی نے نجوم و حساب کی مدد سے کچھ وقت مقرر کیا ہے۔ بعض نے فلاسفہ یونان سے دنیا کی عمر ستر ہزار سال نقل کی ہے، بعض نے انچاس ہزار برس۔ کل ذلک حدیث خرافۃ لا دلیل علیہ۔ یہ سب محض خیالات ہیں۔ ان پر کوئی دلیل نہیں۔ ان سب سے بڑھ کر تعجب انگیز بات وہ ہے جو بعض اسلامی علماء سے منقول ہے کہ قیامت پندرہ سو سات ہجری میں قائم ہوگی۔ علامہ موصوف آگے لکھتے ہیں: وانت تعلم ان مثل ذلک عند المحققین مما لا ینبغی ان یعول علیہ او یلتفت الیہ والعزم والجزم بعدم علم وقتھا الا اللطیف الخبیر۔ (روح المعانی)

یعنی تو جانتا ہے کہ محققین کے نزدیک ایسے اقوال کی طرف التفات ہی نہیں کرنا چاہیے۔ اصل اور یقینی فیصلہ یہ ہے کہ قیامت کے وقوع کے وقت کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو لطیف و خبیر ہے۔

ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

تو (اس وقت) کیا فائدہ دے گا انہیں نصیحت قبول کرنا۔ پس جان لیجئے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور مغفرت طلب کیجئے [illegible]

۱۸ اہل ایمان کی سعادت اور کفار کی شقاوت کا حال بیان کرنے کے بعد اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ توحید کا عرفان کامل جو آپ کو [illegible] ہمیشہ [illegible] فرماتے ہیں کہ اس بات میں تو کوئی شائبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا علم حضور کو ان آیات سے حاصل نہیں ہوا بلکہ روز الست سے حاصل ہے۔ اس لیے یہاں فاعلم کا معنی فاثبت ہے یعنی آپ اس پر ثابت قدم اور پختہ رہیے لیکن [illegible] حضور کو اس حقیقت پر ثبات [illegible] سے حاصل ہے [illegible] مستحکم ہے۔ [illegible] اس حقیقت کا [illegible]

۱۹ علامہ قرطبی نے اس کے دو معنی ذکر کیے ہیں ① استغفر اللہ ان یقع منک ذنب یعنی آپ اس بات سے اللہ کی مغفرت طلب کریں کہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہو۔ میں نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے۔

② استغفر اللہ لیعصمک من الذنوب یعنی استغفار کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجات میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور جب حضور کی پچھلے درجہ پر نگاہ پڑتی تو وہ موجودہ درجہ کے مقابلہ میں اسے قصور محسوس ہوتا اس لیے حضور کثرت سے استغفار کیا کرتے۔ [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل لحظۃ عروجا بمقتضی [illegible] علی ما کان علیہ فیکون ما عرج منہ فی نظرہ الشریف ہینا بالنسبۃ الی ما عرج الیہ فیستغفر منہ۔ روح المعانی

عارف باللہ حضرت مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں اس حکم میں دو حکمتیں ہیں ① اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی بجا آوری میں جو کوتاہی کی آلائش [illegible] انسان پر لازم ہے کہ اپنے قصور کا اعتراف کرتا رہے اور یہ کہے کہ جیسا مجھے کرنا چاہیے تھا ویسا نہیں ہو سکا [illegible] بے پایاں احسانات مجھ پر فرمائے ہیں ان کا حق شکر ادا نہیں کر سکا۔ یہ تصور انسان کا کمال ہے نقص نہیں۔ ھضم النفس واظہار التقصیر فی العبودیۃ بالنسبۃ الی جلال ربوبیتہ وعظمتہ یعنی آپ از راہ تواضع یہ کہیے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے پیش نظر اپنی تقصیر کا اعتراف کیجئے

② دوسری حکمت یہ ہے کہ امت کے لیے سنت بن جائے

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس آیت کی دو توجیہیں کی گئی ہیں۔ ایک توجیہ یہ ہے کہ خطاب اگرچہ حضور سے ہے لیکن مراد امت ہے۔ یہ توجیہ درست نہیں کیونکہ مومنین کے لیے استغفار کا علیحدہ حکم ہے۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہاں ذنب سے مراد ترک اولیٰ ہے یعنی جو ترک افضل ہے [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا صفات اس سے منزہ ہے کہ وہ افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کریں اس لیے امام رازی نے اپنی توجیہ پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں ان المراد توفیق العمل الحسن واجتناب العمل القبیح۔ یعنی اس سے مراد ہے کہ توفیق [illegible] کاموں سے اجتناب۔ کیونکہ استغفار کا معنی طلب غفران

وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۚ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

[illegible] اعمال بیان کئے ہیں

اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا

[illegible] سورت [illegible] پھر جب [illegible] کوئی واضح سورت اور اس میں جہاد کا ذکر

الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ

ہوتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں ان لوگوں کو جن کے دلوں میں روگ ہے کہ وہ تکتے ہیں آپ کی طرف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سورت [illegible] شامل ہے

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ

جیسے تکتا ہے وہ جس پر موت کی غشی طاری ہو پس ان کے لیے بہتر تو یہ تھا کہ اطاعت کرتے اور اچھی بات کہتے

فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

پھر جب حکم قطعی ہو چکا تو اگر وہ سچے رہتے اللہ تعالیٰ سے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ پھر تم سے یہی توقع ہے کہ

إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ

اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم فساد برپا کرو گے زمین میں اور قطع کرو گے اپنی قرابتوں کو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر

[illegible] اس میں دو معنی ہیں کہ ان کے لیے بہتر یہی تھا کہ وہ صدق دل اور اخلاص سے رسول کی اطاعت کرتے اور جب جہاد کے بارے میں قطعی حکم نازل ہو گیا [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] کرتے [illegible] کر دکھاتے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ان کے [illegible] یہی ان کے دل میں ایمان کے [illegible] کی جا سکتی ہے کہ وہ اہل ایمان [illegible] کے لیے [illegible]

[illegible] لفظ اولیٰ کی تحقیق کرتے ہوئے علماء سے دو قول منقول ہیں ① اولیٰ بمعنی الیق و احق یعنی زیادہ مناسب، زیادہ [illegible] اس صورت میں [illegible] ② [illegible] [illegible]

[illegible] اس آیت میں خطاب ان منافقین سے ہے [illegible] آیت میں تولیتم کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اول، تولیتم اعرضتم عن الاسلام [illegible] یعنی اگر تم اسلام سے منہ پھیر لو تو تم [illegible] جاہلیت کی طرف لوٹ جاؤ گے [illegible] زمین میں فتنہ و فساد برپا کرو گے [illegible]

دوم تولیتم ولایت سے ہے [illegible] اگر تمہیں حکومت مل جائے [illegible]

[illegible] ظالم اور ستم گر ہوا کرتا ہے۔

الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ

اللہ نے لعنت کی پھر حق سے، انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ۳۲ کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے

الْقُرْاٰنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ

قرآن میں یا ان کے دلوں پر قفل لگا دیے گئے ہیں۔ بے شک جو لوگ پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹ گئے

مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٥﴾

باوجودیکہ ان پر ہدایت واضح ہو چکی تھی شیطان نے انہیں فریب دیا اور انہیں لمبی آس دلائی ۳۳

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ

یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں کو جنہوں نے ناپسند کیا جو اللہ نے اتارا کہ ہم تمہاری بعض بات میں اطاعت

الْأَمْرِ ۖ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ

کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے پوشیدہ مشوروں کو جانتا ہے ۳۴ پس ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور مار رہے

۳۲ یعنی وہ بدنصیب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے ان کی جہالت اور ان کے ظلم و عدوان کے باعث ان کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ وہ حق کی صدائے دلنواز سن ہی نہیں سکتے ان کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ نور ہدایت انہیں نظر ہی نہیں آتا۔

۳۳ حق جب کھل کر سامنے آ جاتا ہے تو اس کی کشش بڑی تیز ہوتی ہے اور وہ دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اس کے باوجود لوگ حق کو قبول کرنے سے روگردانی کرتے ہیں اور الٹے پاؤں پھر جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شیطان باطل عقائد اور برے اعمال کو ان کے سامنے آراستہ و پیراستہ کر کے پیش کرتا ہے۔ ان کو جھوٹی امیدوں سے بہلاتا ہے ان کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ ابھی تو عنفوان شباب ہے موت آنے میں بڑی دیر ہے ابھی سے کیا فکر ہے، ابھی تو عیش و عشرت کر لو۔ سول لهم ای زین لهم خطایاهم یعنی ان کے گناہوں کو ان کے سامنے بڑا خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے۔ املی لهم ای مد لهم الشیطان فی الامل ووعدهم طول العمر۔ یعنی شیطان انہیں دور دراز کی امیدیں دلاتا ہے اور ان سے وعدہ کرتا ہے کہ تمہاری عمریں بڑی لمبی ہوں گی۔ توبہ کر لینا ابھی بڑی عمر پڑی ہے جب بڑھاپا آئے گا اس وقت توبہ کر لینا۔

۳۴ منافقین درپردہ مشرکوں سے ساز باز کرنے میں مصروف رہتے تھے انہیں یقین دلاتے تھے کہ اگرچہ بظاہر مسلمان

وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا

مارتے ہوں گے ان کے چہروں اور پشتوں پر ٣٣ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو اللہ کو ناراض کرنے والی تھی اور ناپسند کیا

رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اس کی خوشنودی کو پس اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیے ٣٤ کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے کہ ہرگز

اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ وَ لَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

ظاہر نہیں کرے گا ان کے دلوں کے کینوں کو ٣٥ اور اگر ہم چاہیں تو آپ کو دکھا دیں یہ لوگ ٣٦ سو آپ پہچان لیتے ہیں

بنے ہوئے ہیں لیکن اگر مسلمانوں پر ابتلاء آگیا تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ میدان جنگ میں نہیں آئیں گے ہم تمہاری طرف سے حملہ کریں گے۔ منافقین کی یہ تمام باتیں اگرچہ بڑی ڈھکی چھپی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تو پوشیدہ نہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی سازشوں سے آگاہ کر دیا۔

٣٣ کیا حال ہوگا منافقوں اور یہودیوں کا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے۔ بعض علماء سے مروی ہے کہ جنگ کی صورت میں مسلمانوں کے ساتھ شامل نہ ہونے کا ارادہ ہے۔

٣٤ ان کی موت اگر میدان جنگ میں نہیں ہوگی اس کا ہم بیان کر چکے ہیں۔

٣٥ منافقین تصنع اور ریاکاری کے پردے ڈال کر اپنے دلوں کے بغض کو چھپانے کی بڑی کوشش کرتے ہیں لیکن کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنے نفاق کو چھپانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف نفرت و عداوت کے جو شعلے بھڑک رہے ہیں کسی کو ان کی خبر نہ ہوگی۔ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بے نقاب کر دے گا اور ان کے دلوں میں چھپے ہوئے سارے کینے ظاہر ہو جائیں گے۔ اضغان ضغن کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے بغض و کینہ۔ الحقد والضغينة (المنجد) (قرطبی)

٣٦ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ما خفی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد هذه الاية احد من المنافقين۔ یعنی اس آیت کے نزول کے بعد کوئی منافق حضور پر مخفی نہ رہا۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضور کو ان کے ناموں کے ساتھ بتا دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سب منافقین کا علم عطا فرما دیا تھا۔

حضور نے اس آیت کی تعمیل اس وقت فرمائی جب حضور کو منافقین کے بارے میں یہ ارشاد ہوا وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔ آپ کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور کسی کی قبر پر تشریف نہ لے جائیں۔ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا۔ اے حبیب! آپ منافقین کو فرما دیجیے کہ تم کبھی میرے ساتھ جہاد کے لیے روانہ نہیں ہو گے اور میرے ساتھ مل کر کسی دشمن کے ساتھ جنگ نہ کرو گے۔

بِسِيمٰهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝

ان کو ان کے چہرے سے [illegible] اور آپ ضرور پہچان لیں گے ان کو بات کے لہجے سے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے اعمال کو

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ۝

اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں [illegible] تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو اور جانچ لیں گے تمہارے حالات کو

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور روکا (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے اور مخالفت کی رسول کی بعد اس کے کہ

مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰی ۙ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْــًٔا ؕ وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝

ظاہر ہو چکی تھی ان کے لیے ہدایت وہ ہرگز اللہ کو [illegible] نہیں پہنچا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو اکارت کر دے گا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اکرم کی اور ضائع نہ کرو اپنے عملوں کو

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور [illegible] پھر مر گئے اس حالت میں کہ وہ کافر تھے تو ہرگز

فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَی السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ

نہیں بخشے گا [illegible] اور تم ہی غالب رہو گے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے [illegible] تمہارے اعمال [illegible]۔ یہ دنیوی زندگی تو محض ایک کھیل اور تماشا ہے

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝

اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری [illegible] تو وہ تمہیں تمہارے اجر عطا کرے گا اور وہ طلب نہیں کرے گا تم سے تمہارے مال ۳۲

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰٓاَنْتُمْ

اگر وہ طلب کرے تم سے تمہارے مال [illegible] تو تم بخل کرنے لگو [illegible] ظاہر کر دے گا تمہارے کینوں کو۔ ہاں تم وہ

دشمن کی کثرت و قوت سے ڈر کر صلح کی [illegible] دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مغلوب نہیں کر سکتی۔ تم سربلند اور غالب رہو گے۔ اسلام کی سربلندی کے لئے [illegible] کوششیں کر رہے ہو [illegible] اور تم اپنے [illegible] ضائع نہیں جائیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو صلح کی درخواست میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔ اس طرح دشمن دلیر ہو جاتا [illegible] ہے۔ اس کا [illegible] سے مقابلہ کرتے ہیں۔ [illegible] علماء اسلام نے تصریح کی ہے۔ [illegible] مهادنة الكفار الا عند الضرورة [illegible] کفار کے ساتھ جنگ بندی صرف ضرورت کے پیش نظر جائز ہے۔

ﷺ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم اپنا سارا [illegible] اس کی راہ میں خرچ کر دو [illegible] اگر وہ تمہیں اپنی ساری دولت خرچ کرنے کا حکم دے تو تم بخل کرنے لگو گے اور تمہارے دلوں میں مال و دولت کی محبت جو مخفی ہے وہ آشکارا ہو جائے گی۔

صاحب تاج العروس ضغن کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible] اس لفظ کے معنی ہیں [illegible] اس آیت [illegible] [illegible] اسلام [illegible] ظاہر ہو جائے گا [illegible] اہل ایمان [illegible] مال و دولت کی محبت [illegible] صدیق اکبر [illegible] اپنے محبوب کریم کے اشارہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بعض لوگ دولت [illegible] کی مناسبت سے اس کا معنی

هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَ

وہ لوگ ہو جنہیں دعوت دی جاتی ہے کہ اپنے مال خرچ کرو اللہ کی راہ میں تو تم میں سے [illegible] بخل کرنے لگتے ہیں اور جو

مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ

شخص بخل کرتا ہے تو وہ اپنی ذات سے بخل کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ غنی ہے [illegible] محتاج ہو۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

اور اگر تم روگردانی کرو گے تو [illegible] تمہارے جیسے نہیں ہوں گے

[illegible]

۴۲ [illegible]

اللہ تعالیٰ تمہیں دعوت دیتا ہے کہ تم اس کی راہ میں اپنے مال خرچ کرو۔ اس میں سراسر تمہارا ہی بھلا ہے۔ [illegible] اسلامی معاشرے کے غریب اور مفلوک الحال لوگوں کی ضروریات [illegible] [illegible] کی ضروریات کا [illegible] تو تمہاری عزت میں اضافہ ہوگا۔ تمہاری [illegible] اس میں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے۔ [illegible] [illegible] وہ حقیقت [illegible] [illegible] [illegible] ان کی زندگی [illegible] اللہ تعالیٰ تو غنی ہے۔ [illegible] دولت کی ضرورت نہیں، تم محتاج ہو [illegible] رحمت کی ہر لمحہ حاجت ہے۔ [illegible]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور [illegible] نے لوگوں سے پوچھا تم میں سے کون شخص ہے جس کو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ [illegible] حضور نے ارشاد فرمایا فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ انسان کا اپنا مال وہ ہے جو اس نے راہ خدا میں خرچ کر دیا اور جو پیچھے چھوڑ گیا وہ اس کا مال نہیں، اس کے وارث کا مال ہے۔

۴۳ اللہ تعالیٰ جس قوم کو اپنے دین کا [illegible] کی سعادت بخشتا ہے [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال [illegible]

کی ہر تدبیر ہم آہنگ تقدیر ثابت ہوتی ہے۔ اس کا ہر قدم منزل کی طرف اٹھتا ہے اور ہر قسم کی عزتیں اور سرفرازیاں اس پر نچھاور کی جاتی ہیں۔ لیکن جب کوئی قوم اس نعمت کی قدر نہیں کرتی اللہ کی راہ میں جان دینے سے کترانے لگتی ہے اور مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لینے لگتی ہے اس کی قوت عمل میں کاہلی اور سستی پیدا ہو جاتی ہے اور [illegible] تو اس کو سب سے پہلے تنبیہ کی جاتی ہے اس کی کوتاہیوں پر متنبہ کیا جاتا ہے۔ اگر پھر بھی وہ اپنی اصلاح نہیں کرتی تو اسے اس منصب جلیل سے ہٹا دیا جاتا ہے اور کسی دوسری قوم کو وہ منصب جلیلہ کی عزت بخش دی جاتی ہے وہ نئی قوم جان کی بازی لگانے میں پیش پیش رہتی ہے اور مال خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتی۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور قرآن حکیم کا فیصلہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ جو قومیں بلکہ جو افراد اس منصب پر فائز ہیں انہیں چاہئے اس منصب کی نازک ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہونا چاہئے اور ہمیشہ ہر لحظہ چوکنا رہنا چاہئے کہ اس فرض میں ان سے کوئی کوتاہی سرزد نہ ہو جائے۔

◆

الحمد للہ رب العالمین الذی جعلنا من امۃ حبیبہ سید المرسلین
ومن حملۃ کتابہ القرآن العظیم۔
اللھم صل علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارك وسلم
نسالك التوفیق لنتبع آثار سلفنا الصالحین
الذین بذلوا ارواحھم واموالھم وضحوا بکل ما یملکون من قوۃ وعلم وثروۃ
لکی تکون کلمۃ اللہ ھی العلیا وکلمۃ الذین کفروا السفلی
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الفتح

نام : یہ سورہ مبارکہ الفتح کے نام سے موسوم ہے۔ جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ یہ اس کا نام بھی ہے اور اس میں بیان کیے گئے مضامین و مطالب کا عنوان بھی۔ یہ چار رکوع، انتیس آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد پانچ سو ترسٹھ اور حروف کی تعداد دو ہزار پانچ سو اڑسٹھ ہے۔

زمانہ نزول : اس بات پر سب علماء متفق ہیں کہ یہ سورت ماہ ذی القعدہ سنہ ۶ ہجری میں اس وقت نازل ہوئی جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ سے صلح کا معاہدہ کرنے کے بعد مدینہ طیبہ واپس تشریف لے جا رہے تھے۔

تاریخی پس منظر : مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مسلمان مکہ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے رسول کے ہمراہ مدینہ طیبہ میں جا کر آباد ہو گئے لیکن یہاں بھی کفار نے انہیں آرام کا سانس نہ لینے دیا۔ اکا دکا جھڑپوں کے علاوہ یکے بعد دیگرے بدر، احد اور خندق کی جنگیں ہوئیں۔ جنگ و جدال کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ اہل مکہ نے مسلمانوں کے لیے مکہ کے دروازے بند کر دیے۔ خانہ کعبہ کے طواف و زیارت کے لیے سوچنا سب کا بنیادی حق تھا لیکن مسلمانوں پر یہ قدغن لگی کہ وہ حرم شریف کی زیارت کا قصد بھی کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس ناروا اقدام کی متعدد مقامات پر مذمت کی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے: وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو کیوں عذاب نہ دے حالانکہ وہ اہل ایمان کو مسجد حرام میں آنے سے روک رہا ہے۔

مدینہ طیبہ میں مہاجرین و انصار کو بیت اللہ شریف کی زیارت کا شوق ہر وقت بے چین رکھتا تھا۔ یہی اس خواہش کا اظہار وہ بارگاہ رسالت میں بھی کرتے رہتے تھے۔ حضور انہیں صبر کی تلقین کے ساتھ ساتھ یقین دلاتے کہ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جب یہ سب رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی اور تم بڑی آزادی سے حج و عمرہ کے ارکان ادا کر سکو گے۔

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو یہ نوید جانفزا سنائی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ہم سب امن و سلامتی کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر صحابہ کرام کی خوشی کی حد نہ رہی۔ انہوں نے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بلند کیے اور یہ خبر آن واحد میں سارے شہر میں پھیل گئی۔ صحابہ کرام یہ جانتے تھے کہ نبی کریم کا خواب وہم و خیال نہیں ہے بلکہ وحی الٰہی ہے اور اس میں جلدی دیرینہ آرزو کے پورا ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ اتنا تو انہیں یقین تھا کہ

یہ منظور ہوا کہ دیکھیں کس طرح ہوتا ہے اس کے بارے میں مختلف وسوسے ہی کو پیش کرنے لگے۔ کیا قریش کے ساتھ جنگ ہوگی؟ وہ انھیں شکست دے کر مسجد حرام میں داخل ہوں گے؟ کیا وہ بغیر مزاحمت کے انھیں داخل ہونے دیں گے یا شہر کے راستے پر رکاوٹ کھڑی کر دیں گے؟ کیا یہ لوگ خود بخود ان کے لیے شہر کے دروازے کھول دیں گے۔ بہرحال سفر کی تیاریاں بڑے شوق سے شروع ہو گئیں۔ مدینہ کے باہر جو قبائل مسلمان ہو چکے تھے انھیں بھی دعوت دی گئی کہ وہ بھی اس سفر میں شریک ہوں۔

یکم ذیقعدہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیادت میں عشاق کا یہ قافلہ عمرے کا ارادہ لے کر روانہ ہوا۔ اس کی تعداد چودہ سو اور پندرہ سو کے درمیان تھی۔ حضور اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ ستر اونٹ قربانی کے لیے ساتھ تھے۔ ان کے گلوں میں قلادے ڈال دیے گئے تھے تاکہ جہاں جائیں پہچانے جائیں کہ یہ قربانی کے جانور ہیں۔ یہ قافلہ جب مدینہ سے چھ سات میل دور ذو الحلیفہ میں پہنچا تو سب نے احرام باندھا۔ ان کے پاس ایک ایک تلوار تھی جو میان میں بند تھی۔ اس کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ تھا۔ ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس سفر میں حضور کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔

قریش کو جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روانگی کی اطلاع ملی تو ان کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے اور دشمنی کے طوفان اٹھنے لگے۔ انھوں نے یہ خیال کیا کہ عمرہ محض بہانہ ہے۔ اصل مقصد مکہ پر قبضہ کرنا ہے۔ سب نے طے کر لیا کہ وہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو شہر میں گھسنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

حضور جب عسفان کے مقام پر پہنچے جو مکہ سے تقریباً دو دن کی مسافت پر واقع ہے تو بنی کعب قبیلہ کا ایک آدمی ملا۔ حضور نے اس سے قریش مکہ کے ارادے دریافت کیے۔ اس نے جواب دیا انھیں آپ کی روانگی کی خبر مل گئی ہے۔ وہ مکہ سے نکل کر ذی طویٰ کے مقام پر جمع ہو گئے ہیں۔ سب نے عہد کر لیا ہے کہ آپ کو مکہ میں ہرگز داخل نہیں ہونے دیں گے۔ انھوں نے آپ کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے دو سو سواروں کا دستہ خالد بن ولید کی زیر کمان کراع الغمیم کی طرف بھیج دیا ہے۔ یہ بستی عسفان سے صرف آٹھ میل کے فاصلے پر تھی۔

یہ سن کر حضور نے فرمایا: افسوس! قریش کو جنگ نے کھوکھلا کر دیا ہے لیکن ابھی تک وہ اپنی ضد سے باز نہیں آتے۔ کیا حرج تھا اگر وہ میرے اور دیگر عرب قبائل کے درمیان حائل نہ ہوتے۔ اگر عرب قبائل مجھ پر غالب آ جاتے تو ان کا مقصد پورا ہو جاتا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غلبہ بخشتا تو وہ بڑی کثرت کے ساتھ اسلام میں داخل ہو جاتے اور اگر اس وقت بھی اسلام قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے تو مجھ سے جنگ کرتے۔ اس وقت وہ طاقتور ہوتے۔ آخر میں حضور نے فرمایا: فما تظن قریش، والله لا ازال اجاهد على الذى بعثنى الله به حتى يظهره الله او تنفرد هذه السالفة۔ ترجمہ: قریش کیا سوچ رہے ہیں؟ بخدا میں اس وقت تک اس دین کے لیے جہاد کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو غالب کر دے یا میری زندگی ختم ہو جائے۔

حضور نے جنگ و قتال سے بچنے کے لیے یہ مناسب سمجھا کہ اس مشہور راستے کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کر کے مکہ پہنچیں۔ حضور نے پوچھا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو کسی غیر معروف راستے سے ہمیں مکہ لے جائے۔ ایک شخص نے حامی بھری:

چنانچہ ایک نہایت ہی کٹھن اور دشوار گزار رستہ پر چل کر حضور حدیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے جہاں وہ حرم شریف کی حدود پر واقع ہے، اس طرح خالد کے گھوڑ سواروں سے گریز کیا اور قریش کی یہ تدبیر ناکام ہو گئی کہ مسلمانوں کو رستے میں ہی الجھا دیا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو حضور کی ناقہ قصویٰ بیٹھ گئی۔ لوگوں نے خیال کیا کہ تھکاوٹ کی وجہ سے بیٹھ گئی ہے۔ نبی کریم نے فرمایا: انما حبسها حابس الفيل عن مكة۔ اسے اس ذات نے آگے بڑھنے سے روک دیا ہے جس نے ہاتھیوں کو آگے بڑھنے سے روکا تھا۔ حضور نے حکم دیا کہ یہیں فروکش ہو جاؤ۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہاں تو پانی کی ایک بوند نہیں۔ سارے کنوئیں خشک پڑے ہیں۔ یہاں لشکر اسلام نے قیام کیا تو پانی کی نایابی کی وجہ سے بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضور کریم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ایک صحابی کو حکم دیا کہ کسی کنوئیں میں اترے اور یہ تیر اس میں گاڑ دے۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ تیر گاڑنے کی دیر تھی کہ پانی جوش مار کر بہنا شروع ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کنواں پانی سے بھر گیا۔

قریش ہر صورت میں کسی قیمت پر حضور کو آگے نہیں بڑھنے دینا چاہتے تھے۔ حضور کی خواہش تھی کہ جنگ نہ ہونے پائے اور سارا معاملہ حسن و خوبی سے طے پا جائے۔ اسی اثنا میں بدیل بن ورقاء جو بنو خزاعہ قبیلہ کا سردار تھا، اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے اسے بتایا کہ ہم کسی سے جنگ کرنے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کا شوق ہمیں کشاں کشاں یہاں لے آیا ہے۔ جنگ کرنے کا ہمارا قطعاً کوئی ارادہ نہیں اور یہ بھی ہم کسی حالت میں گوارا نہیں کر سکتے کہ بغیر طواف کے ہم واپس چلے جائیں۔ اگر قریش کو جنگ سے دلچسپی ہے تو ہم ان کے ساتھ ایک مدت تک جنگ بندی کا معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بدیل کو اطمینان ہو گیا۔ چنانچہ وہ قریش کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ مسلمان صرف کعبہ کی زیارت اور طواف کے لیے آئے ہیں، جنگ کرنے کا ان کا قطعاً کوئی ارادہ نہیں۔ قریش نے صاف صاف کہہ دیا کہ اگرچہ وہ لوگ اس ارادہ سے آئے ہیں لیکن ہم کسی قیمت پر مسلمانوں کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

پھر قریش نے حلیس کو، جو احابیش کہلانے والے قبائل کا رئیس تھا، بھیجا۔ ان قبائل کا قریش کے ساتھ دوستانہ معاہدہ تھا۔ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اہل مکہ کو ان کی بڑی ضرورت تھی۔ یہ لوگ بڑے تیر انداز اور جنگجو تھے۔ اہل مکہ نے ان کے سردار حلیس کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ مجبور کرے کہ حضور واپس چلے جائیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر حضور نے اس کی تجویز مسترد کر دی تو وہ برافروختہ ہو کر مسلمانوں کے خلاف اپنی پوری قوت استعمال کرے گا۔ حضور نے جب اسے اپنی خیمہ گاہ کی طرف آتے دیکھا تو حکم دیا کہ قربانی کے جانوروں کی قطاریں اس کے سامنے سے گزارو۔ حلیس نے جب یہ منظر دیکھا تو بہت متاثر ہوا۔ حضور سے ملاقات کیے بغیر قریش کے پاس واپس چلا گیا اور جو کچھ دیکھا تھا وہ ان سے بیان کیا اور انہیں یقین دلایا کہ مسلمان جنگ کرنے کی غرض سے نہیں آئے بلکہ ان کا مقصد صرف عمرہ ادا کرنا ہے۔ اس کی بات سن کر قریش کے غیظ و غضب کی حد نہ رہی۔ اسے کہا تم بدو ہو، بیٹھ جاؤ، تمہیں ان چیزوں کا کیا علم ہے۔ حلیس غصے سے بے قابو ہو گیا اور انہیں کہا کہ ہم نے تم

ساتھ عباس بھی [illegible] کہ [illegible] رات مکے کے لیے تیاری [illegible] منہ سے [illegible] اپنے عقیدے کے [illegible] سے [illegible] کی شدت [illegible] اسلام [illegible] سوچتے [illegible] کے ساتھ [illegible] ایک [illegible] اپنے بھتیجے کے ساتھ [illegible] عباس سے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا [illegible] محبت کرتے تھے [illegible] دوست [illegible] حالت میں [illegible] آپ کی [illegible] قتل [illegible] جنگ [illegible] حضرت [illegible] عباس [illegible] ان کی طرف سے [illegible] تھے۔

[illegible] بدر [illegible] مسلمان [illegible] حقیقت حال [illegible] مسلمانوں کے خلاف [illegible]

میں اس کا ردعمل ان کے خلاف ہوگا۔ یہ سمجھیں گے کہ قریش کعبہ کے متولی نہیں بلکہ مالک بھی ہیں، انہیں یہ اختیار ہے کہ جس کو چاہیں وہاں آنے دیں اور جس کو چاہیں وہاں آنے سے روک دیں۔ قریش کی کوشش تھی کہ اہل مکہ کے اذہان میں ان کے متعلق چند غلط فہمیاں پیدا ہو رہی تھیں جس کے باعث وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے سے گریزاں تھے۔ لہٰذا کوشش تھی کہ ایسے حالات پیدا کر دیے جائیں کہ مسلمان مشتعل ہو کر جنگ کا آغاز کریں۔ چنانچہ متعدد بار ایسی حرکتیں کیں جن سے جنگ کے شعلے بھڑک سکتے تھے۔ ایک مرتبہ رات کی تاریکی میں ان کے چالیس پچاس آدمی اسلامی کیمپ میں گھس آئے اور مسلمانوں پر پتھروں اور تیروں کی بارش شروع کر دی۔ مسلمانوں نے صبر و ضبط سے کام لے کر جنگ کو چھڑنے نہیں دیا بلکہ ان سب کو گرفتار کر کے حضور کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی سے انتقام نہیں لیا بلکہ سب کو آزاد کر دیا۔ اس طرح قریش کی اس سازش کو ناکام بنا دیا۔ ایک مرتبہ مسلمان نماز فجر کی ادائیگی میں مصروف تھے تنعیم کی طرف سے ۸۰ آدمیوں کے ایک دستے نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے ان سب کو بھی گرفتار کر لیا لیکن حضور علیہ السلام نے ان کے لیے بھی معافی کا اعلان کر دیا۔ یوں قریش کی دوسری سازش بھی ناکام بنا دی گئی۔

حالات کوئی فیصلہ کن صورت اختیار نہیں کر رہے تھے۔ اہل مکہ نے جو پیغام رساں مسلمانوں کی غرض و نیت کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے بھیجے وہ مطمئن ہو کر لوٹے لیکن اہل مکہ کو مطمئن نہ کر سکے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو بطور سفیر اہل مکہ کی طرف بھیجا تاکہ آپ اپنی وجاہت اور اثر و رسوخ کے باعث اہل مکہ کی غلط فہمی کو دور کر سکیں اور قریش کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ مسلمانوں کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے نہ روکیں۔

آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت ہو کر مکہ گئے۔ جب سفارت کی مہم سے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا، اے عثمان! تمہیں کعبہ کا طواف کرنے کی اجازت ہے۔ آپ نے جواب دیا: ماکنت لاطوف به حتی یطوف به رسول الله ﷺ

ترجمہ: جب تک اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول کعبہ کا طواف نہیں کرے گا، میں طواف نہیں کروں گا۔

آپ نے انہیں بتایا کہ ہم جنگ کرنے کی غرض سے نہیں آئے، جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں قربانی کے جانور ہمارے ساتھ ہیں۔ اسلحہ ہمارے پاس نہیں، اگر ہمارا ارادہ مکہ پر قبضہ کرنے یا شہر میں جنگ آزمائی کا ہوتا تو کیا ہم اس بے سروسامانی کی حالت میں یہاں آتے۔ آپ نے انہیں یقین دلانے کی کوشش کی کہ ہم یہاں چند روز قیام کرنے کے بعد واپس چلے جائیں گے لیکن وہ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں نہیں آنے دیں گے۔ آپ اس وقت واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو اپنے پاس روک لیا تاکہ گفتگو کا سلسلہ جاری رہے۔

یہ مکہ کے قریب حرم کی حدود سے باہر ایک مقام ہے۔ مکہ کے لوگ عمرہ کا احرام باندھنے کی خاطر اس مقام پر جا کر احرام باندھتے ہیں اور پھر واپس آ کر عمرہ ادا کرتے ہیں۔

اسی اثنا میں یہ افواہ پھیل گئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کر دیا کہ جب تک عثمان کے خون کا بدلہ نہیں لے لیں گے یہاں سے نہیں ہلیں گے۔ صحابہ کو حکم دیا کہ وہ جان کی بازی لگا دینے کے لیے بیعت کریں۔ سو ببول کے ایک درخت کے نیچے حضور رونق افروز ہیں۔ صحابہ کرام پروانوں کی طرح شوق شہادت سے سرشار بیعت کر رہے ہیں۔ انہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ اپنے مرکز سے اڑھائی سو میل دور ہیں۔ ان کی تعداد صرف چودہ پندرہ سو ہے۔ جنگ کے لیے جس قسم کے اسلحہ اور سازوسامان کی ضرورت ہوتی ہے اس کا فقدان ہے۔ بادیہ نشین قبائل میں سے کوئی بھی ان کی مدد کرنے کے لیے تیار نہیں۔ دشمن اپنے علاقہ میں ہے وہ مکہ کے سارے جمگھٹے کو میدان میں لا سکتا ہے۔ ضرورت کے وقت دوست قبائل بھی ان کی کمک کو آ سکتے ہیں۔ ان حالات کو سمجھتے ہوئے بھی وہ عشق اور ایمان کے تقاضوں سے مجبور ہیں اور ان کو خوشی سے پورا کرنے کی جرأت بھی رکھتے ہیں۔ نتائج سے بے نیاز ہو کر وہ اپنے ہادی و مرشد کے دست مبارک پر سر کٹا دینے اور جان دے دینے کی بیعت کر رہے ہیں۔ سرفروشی، جاں نثاری کا یہ منظر چشم فلک نے پہلے کب دیکھا ہوگا۔ ان پاکباز ہستیوں کے نیاز و اشتیاق کے جذبہ ایثار پر عالم بالا کے کروبیوں کو بھی وجد آ گیا ہوگا۔ اسی حالت میں جبریل امین آئے اور خداوند کریم کا یہ پیغام سنا کر جمال مصطفوی کے پروانوں کو رضا کا مژدہ سنایا؛

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ

ترجمہ: بے شک راضی ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ مومنین سے جب وہ درخت کے نیچے آپ کے دست حق پرست پر سر دھڑ کی بازی لگانے کی بیعت کر رہے تھے۔

یہ بیعت تاریخ اسلام میں بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ آج بھی اس کے تذکرہ سے ایمان کو جلا اور عشق کو نئی توانائیاں نصیب ہوتی ہیں۔

اس بیعت کی اطلاع جب اہل مکہ کو ملی تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ جس ہٹ دھرمی کا وہ اب تک مظاہرہ کرتے رہے تھے، اس کی شدت کافور ہو گئی۔ انہوں نے صلح کی بات چیت کرنے کے لیے سہیل بن عمرو کو حضرت عثمان کے ہمراہ حضور نبی کریم کی خدمت اقدس میں بھیجا۔

گفت و شنید کا سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ آخر کار ایک معاہدہ صلح طے پایا جس کی اہم شرائط حسب ذیل ہیں:

۱۔ فریقین دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے اور کوئی فریق خفیہ یا علانیہ ایسی حرکت نہ کرے گا جو امن و آشتی کو درہم برہم کر دے۔

۲۔ اس عرصہ میں اگر کوئی قریشی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مکہ سے بھاگ کر حضور کے پاس چلا جائیگا تو حضور اسے واپس کر دیں گے لیکن اگر کوئی مسلمان اہل مدینہ سے مرتد ہو کر مکہ چلا جائیگا تو اہل مکہ اسے واپس نہیں کریں گے

۳۔ عرب کے بادیہ نشین قبائل آزاد ہیں مسلمانوں یا قریش جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر سکتے ہیں۔

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کیے بغیر امسال واپس چلے جائیں گے البتہ آئندہ سال آ کر عمرہ ادا

کر سکیں گے۔ انہیں تین دن تک مکے میں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی، تلوار کے سوا ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہوگا، اور تلوار بھی میان میں رہے گی۔

۵۔ اہل مکہ ان تین دنوں میں مکہ سے باہر چلے جائیں گے لیکن مسلمان جب واپس جائیں گے تو مکے کے کسی شخص کو ساتھ نہیں لے جائیں گے۔

مسلمانوں سے معاہدہ کی جب یہ شرائط طے ہو رہی تھیں [illegible] کا پیمانہ ٹوٹ گیا۔ ان کی غیرت بالکل بے تاب ہو گئی [illegible] کسی وجہ سے قریش کے مجبور ہو جانے کے بعد [illegible] سے دب کر صلح کریں۔ [illegible] یہ بات ان کے لیے ناقابل برداشت تھی [illegible] کریں۔ بالخصوص [illegible] حضرت عمر [illegible] حالت میں [illegible] ایک [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ابو بکر صدیق اکبر کی شخصیت تھی جن کے دل میں اطمینان و سکون تھا، انہیں یقین تھا کہ اللہ [illegible] رسول [illegible] ہے [illegible] اور سرداری ہے۔

ابھی معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ کفار کے نمائندے سہیل بن عمرو کا لڑکا ابو جندل جو مسلمان ہو چکا تھا اور جسے زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ بیڑیوں کو گھسیٹتا ہوا حدیبیہ کے میدان میں پہنچ گیا اور [illegible] کے لیے [illegible] معاہدہ کر چکے ہیں، سب معاہدہ کر چکے ہیں تم صبر کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری خلاصی کی کوئی صورت پیدا کر دے گا۔ اس چیز نے صحابہ کے رنج و غم پر نمک پاشی کا کام کیا لیکن کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہیں احرام کھول دیا، اپنے اونٹ کے جانوروں کو ذبح کیا، حضور کے سامنے صحابہ [illegible] تعمیل کی جنہوں نے احرام کھول دیا اور سر منڈوا کر دیا گیا۔ اور یہیں سے [illegible] تسلیم [illegible] جب ضجنان کے مقام پر پہنچے تو سے ستائیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ بعض نے کراع الغمیم کے مقام پر بتایا ہے، یہ سورت مبارکہ نازل ہوئی جس کی پہلی آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا نے اس حقیقت کا اظہار کر دیا کہ جس صلح سے [illegible] ظاہر ہو رہی ان شرائط کے باعث تمہارے دل افسردہ ہو گئے ہیں، یہ حقیقت میں فتح مبین ہے۔ چنانچہ چند سال بعد ہی جب اس معاہدہ کے ثمرات و برکات کا ظہور ہوا تو ہر ایک کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی یہ صلح اسلام کے لیے اور دعوت اسلام کے مشن کی تکمیل کے لیے اور امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم الشان فتح تھی۔ کفار نے اس شرط کو مان کر مسلمانوں کی آزاد حیثیت کو گویا تسلیم کر لیا تھا۔ وہ اب تک قوم سے بھاگے ہوئے چند لوگ نہیں تھے، بلکہ ایک آزاد قوم تھے جن کی آزاد حکومت تھی جس کے اپنے مخصوص حقوق تھے اور وہ لوگ جو ان کی اس حیثیت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے، انہوں نے بھی آج اس حقیقت کو تسلیم کر لیا تھا۔ پھر صلح ہو جانے کے بعد مکہ اور مدینہ کے درمیان حالت جنگ کی کیفیت اختتام پذیر ہو گئی۔ آنے جانے پر پابندیاں اٹھ گئی تھیں۔ چنانچہ تبلیغ اسلام کا کام اس

زور شور سے ہوا اور ایسی کامیابیاں حاصل ہوئیں کہ گزشتہ بیس سال کی جدوجہد یک طرف اور صلح کے بعد دو سال کی جدوجہد ایک طرف. قبائل کے قبائل فوج در فوج مدینہ طیبہ آ رہے تھے اور حضور کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرتے تھے
اس سفر میں حضور کے ہمراہیوں کی تعداد چودہ سو کے قریب تھی اور دو سال بعد جب فتح مکہ کے لیے حضور روانہ ہوئے تو دس ہزار کا لشکر جرار ہمراہ تھا.

پھر امن قائم ہو جانے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ موقع مل گیا کہ جو علاقے حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں وہاں اسلامی حکومت کو مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا جائے اور اسلامی قانون کے نفاذ سے مسلم معاشرہ کو ایک نئی تہذیب اور تمدن کے سانچے میں ڈھال دیا جائے.

اس صلح کا یہ فائدہ بھی ہوا کہ اب جبکہ قریش کی جانب سے مطمئن ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شمالی عرب اور وسطی عرب کی مخالف طاقتوں کو ختم کرنے کے لیے توجہ مبذول فرمائی صلح حدیبیہ کے تین ماہ بعد یہودیوں کے مرکز خیبر، وادی القریٰ، تیماء وغیرہ پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور وسط عرب کے بہت سے بادیہ نشین قبائل جو قریش کے حلیف تھے ایک ایک کر کے حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے یا حضور کی اطاعت قبول کر لی.

صلح نامہ کی جو شرط مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ پریشانی کا باعث بنی تھی وہ شرط یہ تھی جس کی رو سے اگر مکہ کا کوئی آدمی بھاگ کر مدینہ طیبہ چلا جاتا تو اس کو واپس کرنا ضروری تھا اس کے برعکس اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی بھاگ کر مکہ چلا جاتا تو مسلمان اسے واپس نہیں لے سکتے تھے لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اہل مکہ کی درخواست پر یہ شرط معاہدہ سے خارج کر دی گئی.
ہوا یوں کہ ابو بصیر جو اسلام لا چکا تھا اور جسے اہل مکہ نے اس جرم کی پاداش میں قید کر دیا تھا قید سے بھاگ کر مدینہ طیبہ پہنچ گیا. کفار نے اسے واپس لانے کے لیے دو آدمی بھیجے. حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاہدہ کا احترام کرتے ہوئے اسے ان کے ساتھ چلے جانے کا حکم دیا. راستے میں وہ ان دونوں کے قبضہ سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور بحر احمر کے ساحل پر ایک جگہ ڈیرا لگایا جہاں سے قریش کے تجارتی قافلے گزرتے تھے. جب قید سے نکلنے کی صورت پیدا ہو گئی تو مکہ میں قید دوسرے مسلمان بھی جو وہاں قید تھے تو وہ قید سے بھاگ کر ابو بصیر کے پاس جمع ہونے لگے یہاں تک کہ ستر آدمی وہاں جمع ہو گئے. قریش کا جو قافلہ ادھر سے گزرتا اسے لوٹ لیتے. اور جو مقابلہ کرتا اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے. اس صورت حال سے اہل مکہ سخت پریشان ہو گئے. چنانچہ انہوں نے اپنا ایک وفد مدینہ طیبہ بھیجا اور درخواست کی کہ ابو بصیر اور ان کے ساتھیوں کو اپنے پاس مدینہ بلا لیں اور اس شرط کو منسوخ کرنے کا اعلان کریں.. اس طرح ان معترضین نے غیب کی عملی تصدیق اپنے کانوں سے سنی اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لی.

اس سورت کے اس تاریخی پس منظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو زیادہ مفید ہوگا.

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الفتح مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے انتیس آیات اور چار رکوع

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ

یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے¹ تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ² جو الزام آپ پر ہجرت سے پہلے لگائے گئے

¹ اگرچہ بعض روایات میں اس فتح سے مراد فتح مکہ بیان کی گئی ہے اور بعض حضرات نے اس سے مراد فتح خیبر لی ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ اس فتح مبین سے مراد صلح حدیبیہ ہے چنانچہ امام زہری لکھتے ہیں: لقد كان الحديبية اعظم الفتوح وذلك ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم جاء اليها في الف واربع مائة فلما وقع الصلح مشى الناس بعضهم في بعض وعلموا وسمعوا عن الله فما اراد احد الاسلام الا تمكن منه فما مضت تلك السنتان الا والمسلمون قد جاءوا الى مكة في عشرة آلاف (قرطبی)

ترجمہ: صلح حدیبیہ ایک عظیم الشان فتح تھی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس مہم میں چودہ سو صحابہ حضور کے ہمرکاب تھے۔ صلح کے بعد لوگوں نے ایک دوسرے سے ملنا جلنا شروع کر دیا۔ اس طرح انہیں اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں جاننے اور سننے کا موقع میسر آیا۔ جس نے بھی اسلام لانے کا ارادہ کیا وہ مسلمان ہو گیا۔ صرف دو سال کے عرصہ کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ فتح کرنے کے لیے جب تشریف لے گئے تو دس ہزار مجاہد حضور کے ہمرکاب تھے۔

² بظاہر اس آیت کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ جملہ مفسرین کا فرمانا بجا لیکن اس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ حضور سے گناہوں کا صدور پہلے بھی ہوتا رہا اور بعد میں بھی ہوتا رہے گا والعیاذ باللہ۔ حالانکہ اس عقیدہ پر امت کا اجماع ہے کہ ہر نبی معصوم ہے اور سید الانبیاء سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے حضور کے دامن عصمت پر گناہ کا کوئی داغ نہیں ہے۔

اس شبہ کو دور کرنے کے لیے علمائے تفسیر نے متعدد جواب دیے ہیں جن کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ یہاں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہے۔

۲۔ یہاں گناہ سے مراد خلاف اولیٰ ہے اور حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ کے قاعدہ کے مطابق خلاف اولیٰ کو گناہ کہا گیا ہے۔

۳۔ وہ فعل اگرچہ گناہ صغیرہ ہے نہ خلاف اولیٰ لیکن حضور کی نگاہ عالی میں وہ مناسب نہ تھا اس لیے حضور کے مقام رفیع کے لحاظ سے ذنب (گناہ) کہا گیا ہے

۴۔ بعض علماء نے غفر کا معنی بچانا اور محفوظ کرنا کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ

اور معصوم رکھتا ہے۔ اس حفاظت ربانی کے باعث نہ پہلے آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا اور نہ آئندہ کبھی کوئی گناہ سرزد ہوگا۔

بعض علماء نے یہ توجیہ کی ہے کہ آیت کا مقصد یہ ہے کہ مغفرت عامہ کی بشارت دے کر حضور کے قلب مبارک کو مطمئن کر دیا جائے یعنی پہلے تو آپ سے کوئی گناہ سرزد ہی نہیں ہوا یا اس میں اگر کوئی سہو سرزد ہو گئی ہو تو بھی اس سے عفو و درگزر کا فرمان صادر ہو جاتا ہے تاکہ کسی قسم کی تشویش یا خوف کا اندیشہ نہ رہے۔

یہ سارے جوابات اپنی جگہ صحیح ہیں۔ لیکن کلام کے سیاق و سباق کو پیش نظر رکھا جائے تو ان میں سے کوئی بھی یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔ فتح مبین کی خوش خبری دی جا رہی ہے اس کا نتیجہ اور انجام مغفرت بتایا گیا ہے لیکن فتح اور مغفرت میں کوئی مناسبت نہیں۔ اس لیے اس آیت میں ذنب کے صحیح معنی کی ضرورت ہے جس سے آیت کا باہمی ربط بھی واضح ہو جائے اور عصمت نبوت پر بھی کسی قسم کا حرف نہ آئے۔

ذنب کے معنی پر اگر غور کیا جائے تو یہ مشکل حل ہو جائے گی۔

ذنب کا معنی عام طور پر گناہ کیا جاتا ہے۔ گناہ کہتے ہیں احکام الٰہی کے کسی حکم کی خلاف ورزی کو لیکن اہل لغت لفظ ذنب کو الزام کے معنی میں بھی استعمال کرتے رہتے ہیں اور الزام میں یہ ضروری نہیں کہ وہ عمل اس شخص سے صادر بھی ہوا ہو بلکہ بسا اوقات بلاوجہ اس عمل کی نسبت اس شخص کی طرف کر دی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو ذنب کہتے ہیں اور ذنبٌ ۔ ذنبٌ کا معنی دم ہے جو جانور کے سرین کے آخر میں لگی ہوتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے جسم کا حصہ نہیں بلکہ باہر سے اس کے ساتھ چپکا دی گئی ہے۔ اور اہل عرب بڑے ڈول کو ذنوب کہتے ہیں جو رسی کے ایک سرے سے بندھا ہوتا ہے اسی مناسبت سے ذنب کا اطلاق الزام پر بھی ہو سکتا ہے جو کسی شخص کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے خواہ اس نے اس کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

قرآن کریم میں بھی ذنب کا لفظ الزام کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک روز موسیٰ علیہ السلام نے ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو باہم لڑتے دیکھا قبطی اسرائیلی کو بہت تنگ کر رہا تھا اسرائیلی نے حضرت موسیٰ کو اپنی مدد کے لیے پکارا آپ نے پہلے قبطی کو سمجھایا کہ غریب اسرائیلی کو بے وجہ تنگ نہ کرے جب وہ باز نہ آیا تو آپ نے اسے ایک مکا مارا جو اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔ چونکہ یہ دوست ساتھی کی مدد کرنا اس کے ظالم دوست کے لیے تھا اور کوئی ارادہ قتل نہ تھا کوئی جرم نہیں ہے۔ عرف میں یہ فعل قتل صحیح ہے لیکن وہ قوم جو آپ کا دشمن تھا اور انہیں حکومت کا باغی تصور کرتا تھا اس نے آپ پر قتل کا الزام رکھ دیا اور اگر اس کا بس چلتا تو وہ آپ کو وہی سزا دیتا جو قتل عمد کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے دعوت حق دو تو آپ نے عرض کی الٰہی میں ڈرتا ہوں:

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ (۲۶ : ۱۴)

ترجمہ: ان لوگوں نے مجھ پر قتل کا الزام لگا رکھا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔

اس آیت میں ذنب سے مراد گناہ نہیں بلکہ الزام ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے ہم قوم اسرائیلی کے بچاؤ کے لیے اقدام کیا تھا، آپ کا ارادہ اس کو قتل کرنے کا ہرگز نہ تھا اور ذنب کا معنی الزام لگانے سے بات واضح ہو جاتی ہے۔

ان آیات کے سیاق و سباق کو مد نظر رکھا جائے تو یہی معنی (الزام) یہاں موزوں اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔

غفر کا معنی چھپا دینا، دور کر دینا۔ ما تقدم سے مراد ہجرت سے پہلے اور ما تاخر سے مراد ہجرت کے بعد

یعنی اے حبیب! جو الزامات کفار آپ پر ہجرت سے پہلے عائد کیا کرتے تھے اور جو الزامات ہجرت کے بعد اب تک وہ لگاتے رہے ہیں، اس فتح مبین کی وجہ سے وہ سارے کے سارے نیست و نابود ہو جائیں گے اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔

پہلے ہم قرآن حکیم اور کتب حدیث سے ان الزامات کی نشان دہی کرتے ہیں اور اس کے بعد یہ وضاحت کریں گے کہ وہ الزامات اس فتح مبین سے کس طرح دور ہو گئے

ہجرت سے پہلے جو الزامات کفار کی طرف سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عائد کیے جاتے تھے، وہ یہ ہیں: یہ کاہن ہے، یہ شاعر ہے، یہ مجنون ہے، یہ ساحر ہے، یہ اوروں سے سن سن کر قرآن بنا لیتا ہے، اسے کوئی اور پڑھاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

ہجرت کے بعد الزامات کی فہرست کچھ یوں ہے:

وہ کہتے یہ قوم میں افتراق و انتشار پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے جنگ کی آگ بھڑکا کر مکہ کو اجاڑ دیا۔ یہ بھائی کو بھائی سے، اولاد کو اپنے ماں باپ سے جدا کرنے والا ہے۔ اس نے ہمارے محفوظ تجارتی راستوں کو خطرناک بنا دیا ہے، ہمارے قومی انتظامات کو درہم برہم کر دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس صلح سے پہلے مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان حالت جنگ تھی۔ ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا، مل بیٹھنا، تبادلہ خیال کرنا ناممکن تھا۔ حضور کے خلاف یہ بہتان اہل قریش تراشتے، سادہ لوح عوام انہیں ہی تسلیم کر لیتے اور اسلام سے بدکے رہتے۔ مسلمان صرف مدینہ طیبہ میں محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ ہجرت کے بعد مکہ میں ان کی آمد و رفت ممنوع قرار دے دی گئی تھی۔ مکہ کے سردار چیدہ آدمی بھیج کر بادیہ نشین قبائل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے اور ان کے دلوں میں مسلمانوں سے نفرت اور عداوت کی آگ بھڑکاتے رہتے۔ یوں عرب کے بدو قبائل میں تبلیغ اسلام کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔

حدیبیہ کے مقام پر جو صلح ہوئی اس کی شرائط آپ سورت کے تعارف میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔

اس معاہدے پر سرسری نظر ڈالنے سے یہی پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے دب کر صلح کی ہے اور کفار اپنی من مانی شرائط منوانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اسی وجہ سے لشکر اسلام کو ان شرائط کا جب علم ہوا تو انہیں بہت گراں گزرا۔ حضرت

وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۙ وَ

اور جو ہجرت کے بعد لگائے گئے اور مکمل فرما دے اپنے انعام کو آپ پر اور چلائے آپ کو سیدھی راہ پر ستے اور

يَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ

تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی مدد فرمائے جو زبردست ہے شہ وہی ہے جس نے اتارا اطمینان کو اہل ایمان کے

فاروق اعظم جیسی ہستی بھی بے تاب ہو گئی۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اپنی بے چینی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب نے ارشاد فرمایا۔ انا عبد اللہ ورسولہ لن اخالف امرہ ولن یضیعنی

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کی ہرگز مخالفت نہیں کروں گا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں ہونے دے گا۔

اور ایسا ہی ہوا کہ اس صلح کی وجہ سے وقتی طور پر جنگ بند ہو گئی۔ امن قائم ہو گیا۔ آمد و رفت کی پابندیاں ختم ہو گئیں مسلمانوں کو ان اہل مکہ کی تردید کا سنہری موقع مل گیا۔ شکوک و شبہات کی کالی گھٹائیں چھٹ گئیں۔ حقیقت اپنے حسن و خوبی کے ساتھ آشکارا ہو گئی۔ غلط پروپیگنڈے کے باعث دلوں پر جو غبار پڑا ہوا تھا دور ہو گیا اور لوگ جوق در جوق دین اسلام کو قبول کرنے لگے۔ چنانچہ اس واقعہ کے صرف دو سال بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کی مہم کے لیے روانہ ہوئے تو دس ہزار جانباز اور سرفروش غلاموں کا لشکر جرار ہمرکاب تھا۔

آپ اس بات کا اب بھی تجزیہ کریں تو حقیقت حال روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

ستے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فتح مبین سے مسرور کرنے کے ساتھ اپنے چار احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اے حبیب! ہم نے اپنی رحمت کی [illegible] اسلام کی شمع کا [illegible] ہے۔ اس کے علاوہ دشمنوں نے آپ پر [illegible]

محض تکمیل نعمت سے مراد دین کی سربلندی اور [illegible] ملک میں اس کے پھیل جانے [illegible] اس کے علاوہ دینی اور دنیوی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر ارزانی فرمائیں وہ سب اس میں داخل ہیں۔

ستے فرائض رسالت کی انجام دہی اور احکام شریعت کی تنفیذ کوئی آسان کام نہیں۔ اس میں ہر موڑ پر نئی نئی مشکلات پیش آتی ہیں [illegible] کا باعث بن جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ وعدہ فرما رہا ہے کہ اے حبیب ہم نے آپ کو ان کٹھن [illegible] کے لیے [illegible] کوئی الجھن [illegible] باعث اضطراب نہیں ہو سکتا۔ علامہ آلوسی نے بھی یہی تشریح کی ہے۔ ای فی تبلیغ الرسالة واقامة [illegible]

شہ ان انعامات عظیمہ کے آخر میں فرمایا وینصرک اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی نصرت فرمائے گا جو زبردست ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

دلوں میں تاکہ وہ مزید بڑھ جائیں قوت ایمان میں اپنے پہلے ایمان کے ساتھ اور اللہ کے زیر فرمان ہیں سب لشکر آسمانوں

طلب ہوں گے اور کبھی قصور کی گرد سے [illegible] ہوگی

یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ تمام افعال کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے لیکن [illegible] کے بعد [illegible] کو ظاہراً ذکر کیا۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ نصرت کا تعلق عالم آخرت کے ساتھ [illegible] نصرت [illegible] کا تعلق دنیا کے ساتھ گویا فرمایا اے محبوب! تیری دنیا اور تیری آخرت کے تمام امور طے ہو چکے ہیں۔ اب دنیا میں آپ کو اگر ضرورت ہے تو نصرت کی ضرورت ہے اور [illegible] میں کسی کوشش کی ضرورت ہے۔ [illegible] الطالب والناصر [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے [illegible] تمام امور کا [illegible] ہے

ے صلح حدیبیہ کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے جاں نثاروں کی معیت میں مدینہ طیبہ واپس تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں اس سورت کی پہلی آیتیں نازل ہوئیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے محبوب تر اور عزیز تر ہے۔ حضور نے صحابہ کو یہ آیتیں سنائیں۔ جب یہاں پہنچے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کے کلمات طیبات [illegible] تو صحابہ جوش مسرت سے بے قابو ہو گئے۔ مبارکباد پیش کرنے لگے۔ [illegible] اے اللہ کے رسول! مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو تو بتا دیا [illegible]۔ ومالنا یا رسول اللہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

سکینہ اس اطمینان اور تسلی کو کہتے ہیں جس سے دل کو قرار آجائے اور ہر قسم کے قلق اور تشویش کا قلع قمع ہو جائے۔ صحابہ کرام کو صلح حدیبیہ سے جو پریشانی اور تشویش تھی اور جس کے باعث ان کے دل بے چین اور بے قرار تھے اللہ تعالیٰ نے [illegible] ان کے مضطرب اور بے چین دلوں میں سکون و طمانیت کا [illegible] وہ اضطراب جس میں وہ [illegible] گرفتار تھے وہ [illegible] گیا۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو ہم [illegible] حالات کا [illegible] تقاضا [illegible] پوری [illegible] سکتے تھے جب [illegible] کا آغاز کر دیا [illegible] وقت کے [illegible] میں کود پڑے [illegible] واپس [illegible]۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] کے [illegible] مسلمانوں کو [illegible] میں داخل نہیں [illegible] جنگ کی [illegible] پھر بھی مسلمانوں کے دلوں میں [illegible] جذبہ [illegible] ہوا۔ بلکہ [illegible] پھر جب حضرت عثمان کی شہادت کی افواہ گرم ہوئی اور بیعت رضوان کی دعوت دی گئی اس وقت [illegible] بیعت کر رہے تھے [illegible] تھے اور جب صلح کی

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اور زمین کے ۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ تاکہ وہ داخل کرے مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ

باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور دور کر دے ان سے ان کی

سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

برائیوں کو ۔ اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے ۔ اور تاکہ عذاب دے منافق مردوں

ڈالنے والی باتیں جو [illegible] اسلام [illegible] تھیں اور مسلمانوں [illegible] تو اس وقت [illegible] نہیں [illegible]
جو [illegible] ایک وقت [illegible] اشتعال [illegible]
اہل ایمان [illegible] سکینت و اطمینان کی
دولت سے مالا مال کر دیا۔

ـه اس تسلیم و رضا [illegible] اور بیعت و استقامت میں [illegible] مظاہرہ [illegible] کیا اس کا اجر انہیں یہ دیا گیا کہ ان
کی قوتِ ایمانی [illegible] ہوئی۔

ـه زمین و آسمان کے سارے لشکر اللہ تعالیٰ کے [illegible] ہیں۔ [illegible]
[illegible] حالات کا [illegible]
ماضی، حال اور مستقبل سب اس کے سامنے [illegible] حکمت کے مطابق ہوتے ہیں۔ [illegible]
[illegible] مسلمان [illegible]

ـه اس کا تعلق [illegible] مسلمانوں پر سکینت کا نزول اس لیے [illegible] اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو [illegible]
[illegible] اس آیت میں بیان ہوا ہے۔

ـه یکفر کے معنی ہیں [illegible] ڈھانپ دینا [illegible] پردہ ڈال دینا [illegible]
[illegible]
روح المعانی [illegible]
[illegible]
[illegible] قیامت کے روز [illegible]

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ

اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں برے گمان رکھتے ہیں۔

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ

انہیں پر ہے بری گردش اور غضب فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان پر اور انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیا اور تیار کر رکھا ہے

جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝٦ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَكَانَ

ان کے لیے جہنم اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ اور اللہ ہی کے لیے ہیں سارے لشکر آسمانوں اور زمین کے۔ اور

اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝٧ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝٨

اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ بیشک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] شاہد کا معنی گواہ ہے۔ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے نیک اعمال اور برے اعمال پر گواہ ہیں۔ [illegible] يوم القيامة [illegible]

لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ

تاکہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور [illegible] اور [illegible] اور [illegible] صبح اور

اَصِيْلًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ

شام ۔ [illegible] ان کے

[illegible] وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا

ہاتھوں پر ہے۔ پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اسی کی ذات پر ہوگا اور جس نے پورا کیا اس عہد کو جو اس نے

یہ افواہ پھیل گئی کہ کفار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام جنگ کے لیے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔ احرام کی دو چادریں اور قربانی کے جانور یہی ان کا زاد سفر تھا۔ تعداد بھی تھوڑی تھی۔ ایک ایسی صورت حال پیدا ہوگئی کہ کفار کی قوت اور اسلحہ کے فقدان کی پروا کیے بغیر محض قوت ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل سے ٹکر لینا ناگزیر ہوگیا۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوگئے اور بیعت کرنے کی دعوت دی۔ صحابہ جاں نثار دوڑ پڑے۔ یہ بیعت اس بات پر تھی کہ جب تک جان ہے جسموں میں باقی ہے جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ موجود ہے ہم میدان جنگ میں ڈٹے رہیں گے اور اپنے آقا کی اس جان نثاری اور وفا کیشی کی عبرت ناک منزلوں کے حضرت جابر کہتے ہیں کہ عاشقان حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر دل و جان سے وارفتگی کے عالم میں بڑھتے ہیں اور اپنے آقا و مولا کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر جاں بازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے ہیں۔ الغرض پورا مجمع بیعت ہوگیا کوئی ایک بھی اس سعادت سے محروم نہ رہا بجز (الجد) جد بن قیس جو حقیقت میں منافق تھا اس نے بیعت نہ کی۔ مجھے اب بھی وہ منظر نظر آ رہا ہے کہ وہ ذلیل اونٹنی کے پیٹ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

حضور سرور عالمیان نے ان خوش بختوں جاں نثاروں اور سرفروش مجاہدوں کے بارے میں اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا انتم خیر اهل الارض الیوم۔ اے ساکنان کرۂ ارض! آج تم سب سے بہتر ہو۔ حضرت جابر سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی منقول ہے: لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ۔ جس نے اس درخت کے نیچے میرے ساتھ بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ابن کثیر)

ملا فتح اللہ کاشانی شیعہ اپنی تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں: آنحضرت صاحب درخت سمرہ تکیہ کرد و ایشان را بتجدید بیعت امر فرمود و اصحاب برحسب فرمودہ علیہ السلام دست بدست پیغمبر ساعد بیعت کردند کہ تا ممکن باشد در طریق متابعت با آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجا آرند و در ہیچ حالی طریق و مسلک مخالفت نسپرند و چون کمال رغبت و نشاط بود کہ ایں بیعت مسمیٰ شد ببیعت رضوان و در اعلام الوریٰ اول شد۔ (منہج الصادقین، جلد ۸، صفحہ [illegible])

ترجمہ: آنحضرت نے اصحاب کو درخت کے نیچے جمع کیا اور انہیں ازسر نو بیعت کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام نے اس حکم کی تعمیل شوق و ولولہ سے بڑی خوشی کے ساتھ کی۔ سب نے حضور کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر اس بات پر بیعت کی کہ ہم ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی راہ پر گامزن رہیں گے اور کسی وقت بھی مخالفت کا راستہ اختیار نہیں کریں گے۔ صحابہ کرام کے بے پناہ اشتیاق اور کمال رغبت کے باعث اس بیعت کا نام بیعت رضوان رکھا گیا اور اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

یہ بیعت بظاہر اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست حق پرست پر ہو رہی ہے لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے

ساتھ تھی۔ اگرچہ بظاہر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ تھا لیکن درحقیقت یہ دست خداوندی تھا جس طرح حضور کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضور سے بیعت اللہ سے بیعت اور حضور کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ قرار دیا گیا ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی صوفیہ کی اصطلاح کے مطابق اس آیت کی یہ تشریح کرتے ہیں۔ وقال اهل الحقيقة هذه الآية تكشف عن سر تعلق من بيع الرسول فقد اطاع الله على ما اسره وهو فنائه عن وجوده بالكلية المتحقق بالله في ذاته وصفاته وافعاله وكل ما صدر عنه صدر من الله۔ (روح البيان)

یعنی اہل حقیقت کہتے ہیں کہ یہ آیت بھی اسی طرح ہے کہ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات و صفات سے فنا ہو کر بقا کے مقام پر فائز ہو چکے تھے اس لیے ہر فعل حضور سے صادر ہوا درحقیقت اللہ سے صادر ہوا۔

آج کل جو ہم کسی مرد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اسی سنت کا اتباع ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں يقول الفقير فيه هذه الآية سنة المبايعة وتلقين الذكر من المشايخ الكمل ورثة الذين جعلهم الله قطب الارشاد حتى يصلهم الى القطب الغوث بعد القطب الاعلى (روح البيان) یعنی فقیر کہتا ہے کہ اس آیت سے بیعت کی سنت اور شیخ کے ہاتھ سے تلقین ذکر ثابت ہوتی ہے۔ وہ مشائخ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قطب ارشاد کے مقام پر فائز کیا ہے۔ وہ اس طرح ان کو مرتبہ کمال تک پہنچاتے ہیں کہ آخر میں مشاہدہ کی نعمت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

حضرت شداد بن اوس اور عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال هل فيكم غريب يعني اهل الكتاب قلنا لا يا رسول الله فامر بغلق الباب فقال ارفعوا ايديكم وقولوا لا اله الا الله فرفعنا ايدينا ساعة ثم وضع رسول الله يده ثم قال الحمد لله اللهم انك بعثتني بهذه الكلمة وامرتني بها ووعدتني عليها الجنة انك لا تخلف الميعاد ثم قال ابشروا فان الله قد غفر لكم۔

ترجمہ: انہوں نے فرمایا کہ ایک روز ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا آج تم میں کوئی اجنبی اہل کتاب تو نہیں؟ ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ۔ حضور نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا اپنے ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ۔ ہم کچھ دیر تک اپنے ہاتھوں کو بلند کیے رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک نیچے کیا اور کہا الحمد لله۔ اے اللہ تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اس کلمہ کا مجھے حکم دیا اور مجھ سے وعدہ فرمایا کہ اس کو پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا اور تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ پھر فرمایا اے میرے صحابہ تمہیں مژدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو معاف فرما دیا ہے۔

اس قسم کی متعدد روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اپنے غلاموں سے بیعت لیا کرتے تھے۔ مستورات کو بھی اس شرف سے مشرف فرماتے لیکن ان کی بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ پانی کے ایک پیالہ میں پہلے حضور اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔ اس کے بعد ان کو اس پیالہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے۔ حضور نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔

عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۚ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ

[illegible]

مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ

[illegible]

ف ۱ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ

باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں [illegible] آپ [illegible] کون ہے جو [illegible] تمہارے لئے اللہ کے مقابلہ میں

شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا

کسی چیز کا اگر وہ ارادہ فرمائے [illegible] یا ارادہ فرمائے [illegible] بلکہ اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے

تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ

پوری طرح باخبر ہے [illegible] حقیقت یہ ہے کہ تم نے [illegible] رسول اور ایمان والے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ

اپنے اہل خانہ کی طرف کبھی [illegible] ؎۱۱ [illegible]

وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا

[illegible] اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر [illegible]

لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ

[illegible] اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی [illegible]

وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٤﴾ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ

[illegible] اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا [illegible]

إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ

[illegible] مال غنیمت کی طرف [illegible]

؎۱ اس سے مراد ان کی عدم شرکت کی اصل وجہ بیان کی جا رہی ہے

؎۲ [illegible]

؎ [illegible]

[illegible] لفظ بور کی تحقیق کے لئے [illegible]

أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ

اللہ کے حکم کو بدل دیں ۳۳ فرما دیجئے تم ہرگز ہمارے پیچھے نہ آؤ گے یونہی فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے

فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

پھر وہ کہیں گے کہ نہیں، بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو ۳۴ (ایسا نہیں) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ [illegible] بہت کم سمجھتے ہیں ۳۵

البور: الرجل الفاسد الهالك الذی لا خیر فیہ۔ یعنی بور اس شخص کو کہتے ہیں جو فاسد و تباہ حال ہو جس میں کوئی اور بھلائی [illegible]۔ چنانچہ عبداللہ بن الزبعریٰ جب مشرف باسلام ہوئے تو بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔

یا رسول الملیک ان لسانی   راتق ما فتقت اذ انا بور

یعنی اے مالک الملک کے رسول! [illegible] جب میں تباہ حال تھا اس وقت میری زبان نے جو چاک کیے اب میں ان کو سینا اور رفو کرنا چاہتا ہوں۔

بور کی جمع بھی آتی ہے۔ کہتے ہیں: رجل بور، قوم بور۔ [illegible] بائر [illegible]۔ یعنی [illegible] بعض [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] ہے [illegible]۔ لیکن اخفش نے اس کی تردید کی ہے۔

۳۳ [illegible] یہ مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا تھا [illegible] اس آیت میں اللہ تعالیٰ [illegible] رسول کریم [illegible] سے حبیب [illegible] پر [illegible] وہاں [illegible] لوگ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور [illegible] ہوں گے [illegible] شریعت کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں گے [illegible] مال غنیمت کے حصول کے لیے [illegible] جو اس شان [illegible] کریں گے۔ آپ انہیں [illegible] اس مہم میں تمہیں شرکت کی اجازت نہیں مل سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ [illegible] صرف وہ لوگ شریک ہو سکتے ہیں جو بیعت رضوان سے مشرف ہو چکے ہیں [illegible] پہلے فیصلہ فرما دیا۔

۳۴ یعنی [illegible] کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر لیں اور [illegible] ان کے دلوں میں چھپا ہوا نفاق نمودار ہو گا اور [illegible] کہیں گے کہ [illegible] نہیں [illegible] بلکہ [illegible] ہے کہ تم [illegible] ہم سے حسد کرتے ہو [illegible] اس لیے [illegible] کی [illegible] خود [illegible] ہیں۔

۳۵ [illegible] حالانکہ [illegible] کہ مسلمان [illegible] ادائیگی [illegible] اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے [illegible] تب کہیں [illegible]

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ

[illegible]

شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا

[illegible]

حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦﴾

[illegible]

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوازن اور ثقیف نے بے شک [illegible] مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حوصلہ کیا لیکن [illegible] اسلام کے [illegible] کے [illegible] کی حقیقت تھی جنگ حنین کی ابتدا میں جو وقتی شکست [illegible] اس کے باعث ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے [illegible] جنگ میں پیش پیش نہیں تھے بلکہ مسلمانوں [illegible] کیونکہ [illegible] تیر انداز [illegible] لشکر اسلام [illegible] کو [illegible] ایک [illegible] لیکن [illegible] یا معشر الانصار [illegible] یا معشر [illegible] [illegible] لیث [illegible] [illegible] خلدون [illegible] شہید ہے۔

واستشہد من المسلمین [illegible] ابن ام ایمن [illegible] سلمۃ [illegible] ویزید بن زمعۃ بن الاسود [illegible] الحارث من بنی [illegible] وابو عامر الاشعری۔ (تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ [illegible])

ان حقائق کے پیش نظر [illegible] آپ [illegible] اس آیت میں جس جنگ کا ذکر ہے وہ یہی [illegible] ہو سکتی۔

باقی رہا جنگ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] ہو سکیں۔ تقاتلونهم او یسلمون کا مصداق [illegible]

اس غزوہ [illegible] آیت کا مصداق ہو سکتی ہے۔

یہ جنگ [illegible] مسیلمہ کذاب [illegible] جنگ کے حالات [illegible] شدت کا [illegible]

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد [illegible] قبائل میں [illegible] کا فتنہ [illegible] اور [illegible] سلطنت اسلامیہ کی [illegible] کے خلاف [illegible] جس [illegible] نبوت کا دعویٰ کیا [illegible] صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] مسیلمہ کذاب [illegible] شدید ترین [illegible] مسیلمہ کے [illegible] حضور [illegible] بنو حنیفہ [illegible] جو اب دیا کہ تم [illegible]

[illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام

[illegible]

[illegible]

ہمارا مذہب ہے

[illegible]

دیکھتے ہی دیکھتے مسیلمہ کی قوت [illegible] صدیق اکبر نے حضرت خالد [illegible] کی چار دیواری بڑی مضبوط [illegible] حضرت براء بن مالک نے جب یہ دیکھا کہ دشمن [illegible] میں پناہ گزیں ہو گیا ہے تو آپ نے [illegible] حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کو قتل کر دیا جب اس کے لشکریوں کو

حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

[illegible] اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ اور اس کے رسول کی داخل فرمائے گا اسے باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ

نہریں۔ اور جو شخص روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ [illegible] دردناک عذاب [illegible] یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ۲۵ ان

علم ہوا تو انہوں نے [illegible] سات ہزار [illegible] دشمن کے مقتولوں کی [illegible] مسلمانوں کا [illegible] حضرت ابو بکر صدیق کی [illegible] حضرت خالد کی [illegible] اور صحابہ کرام [illegible] شجاعت [illegible] ہمیشہ کے لیے [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جنگ کی دعوت [illegible] جنگ [illegible] اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

[illegible] حاضر ہو کر گزارش کی [illegible] یا رسول اللہ [illegible] ان کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

[illegible] بیعت [illegible] اللہ کے رسول کے دست مبارک پر [illegible] بیعت [illegible] رسول [illegible] بیعت [illegible]

[illegible]

[illegible] اس بات کی بھی تصریح کر دی [illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ کی درخت کے نیچے [illegible] ان کے دلوں میں تھا

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً

پس اتارا اس نے اطمینان ان پر [illegible] اور بدلہ دیا [illegible] اور بہت سی غنیمتیں بھی عطا کیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَأْخُذُوْنَهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً

جن کو وہ آخر حاصل کریں گے اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ وعدہ فرمایا ہے تم سے اللہ تعالیٰ نے بہت سی غنیمتوں کا جنہیں تم لو گے

ذکر کرنے کا جو وعدہ [illegible] سے پہلے کیا [illegible] وعدہ کا جب [illegible] اسلام کو [illegible] آرام سے خیبر دل فرحت اور اطمینان سے ہاتھ آ جائیں گے

یہاں بھی ان چودہ سو [illegible] کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے بیعت الرضوان کا شرف حاصل کیا تھا

اس خوشخبری کا مصداق فتح خیبر ہے کیونکہ سفر حدیبیہ کے فوراً بعد [illegible] دن کے بعد [illegible] اور [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب خیبر کی طرف روانہ ہونے لگے تو حکم دیا کہ اس سفر میں صرف وہی لوگ ہمراہی کا شرف حاصل کریں گے جو حدیبیہ کے سفر میں ہمارے ساتھ تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے بھی [illegible] کا مرتبہ متعین ہو گیا

۲۰؎ یہ کیسا انداز ہے جس سے [illegible] کے دلوں کو سرور [illegible] ملیں گے اور کثرت دیں گے جس سے ان کے احوال کا [illegible] اموال غنیمت جنہیں مغانم کثیرہ کہا گیا ہے حاصل ہونے [illegible] منقولہ اور غیر منقولہ اموال و املاک ہیں۔

حدیبیہ میں کفار مکہ کے ساتھ جس صلح نامہ پر دستخط ہوئے اس کی مدت دس سال تھی۔ اس صلح سے ایک محاذ کے [illegible] جو کہ کے گروہ [illegible] اور حجاز میں [illegible] کی طرف سے [illegible] ختم ہو گیا۔ اس کے علاوہ [illegible] کئی سال سے دشمنی سے [illegible] تھا شب و روز ان کی [illegible] سے [illegible] یہودیوں کا تھا [illegible] اسلام اور [illegible] سے عداوت میں یہ لوگ [illegible] تھے۔ ان کے پاس دولت کی [illegible] تھی خیبر کی سرسبز وادی ان کی ملکیت تھی وہاں [illegible] قلعے [illegible] بڑے مستحکم تھے۔ [illegible] ان کے پاس [illegible] جنگی طاقت [illegible] چودہ ہزار [illegible] کی کثیر تعداد [illegible] کے [illegible] صورت میں کامل [illegible] ان کے کام [illegible] عرب [illegible] قبائل [illegible] آباد تھے وہ ان کی امداد کر سکتے تھے [illegible] قبیلہ غطفان سے بھی ان کے گہرے تعلقات تھے

ایسے خطرناک اور کینہ پرور دشمن کی طاقت کو [illegible] کے لیے ضروری تھا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کے مطابق تھا۔ حضور نے خیبر پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی اور اس مہم میں شرکت کے لیے فقط ان مجاہدین کو اجازت دی گئی جو حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان سے مشرف ہوئے تھے [illegible] راز داری اور بڑی تیزی سے [illegible] ایک رات لشکر اسلام خیبر کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عامر بن اکوع کو فرمایا۔ انزل یا ابن الاکوع فخذ لنا من هناتك

نے عامر بن اکوع کے فرزند سے فرمایا کہ ذرا اپنا کلام سناؤ۔ وہ اترے اور انہوں نے بڑی خوش الحانی سے یہ اشعار پڑھے

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

بخدا اگر اللہ تعالیٰ مہربانی نہ فرماتا تو ہم کو یہ ہدایت نصیب ہوتی نہ صدقہ دیتے اور نماز پڑھنے کی توفیق میسر آتی۔

انا اذا قوم بغوا علینا وان ارادوا فتنۃ ابینا

ہم وہ جانباز ہیں کہ اگر کوئی قوم ہم پر سرکشی کرتی ہے اور ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتی ہے تو ہم اس کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیتے ہیں۔

فالقین سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

الٰہی ہم پر سکینہ نازل فرما اور جب دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

ان کے یہ شعر سن کر حضور بہت خوش ہوئے اور دعا دی یرحمہ ربہ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وجبت یا رسول اللہ لولا امتعتنا بہ فقتل یوم خیبر شہیدا۔ اے اللہ کے پیارے رسول! آپ کے اس دعا پر شہادت واجب ہو گئی۔ کاش حضور کچھ مدت اور ہمیں ان سے مستفید ہونے دیتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے غزوہ خیبر میں شہادت پائی۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خیبر ایک شہر کا نام ہے۔ وہاں ایک ہی قلعہ تھا۔ جب وہ فتح ہوا تو خیبر پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ اس طرح صحابہ کرام نے خیبر کو سر کرنے میں جن جانبازیوں کا مظاہرہ کیا اور جس طرح داد شجاعت دی ان کا صحیح علم نہیں ہو سکتا۔ میں قارئین کرام کی اجازت سے حقیقت حال ذرا تفصیل سے بتانا چاہتا ہوں۔

خیبر ایک علاقہ کا نام ہے جس میں کئی قلعے، باغات، چشمے اور گڑھیاں تھیں۔ یہ علاقہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک کا نام "نطاۃ" ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے۔ اس میں چند اونچے نیچے ٹیلے اور پتھریلی زمین ہے۔ دوسرے کا نام "شق" ہے جو نرم زمین میں واقع ہے۔ اس کی آب و ہوا صحت کے لیے مضر ہے۔ نطاۃ کے مشہور قلعوں کے نام یہ ہیں: حصن ناعم، حصن الصعب ابن معاذ، حصن زبیر —— اور شق کے مشہور قلعوں کے نام یہ ہیں: سموان، نزار، قموص، وطیح اور سلالم۔

جب حضور خیبر کی وادی میں داخل ہونے لگے تو سب کو حکم دیا: قفوا (رک جاؤ) پھر یہ دعا مانگی

اللھم رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما اذرین فانا نسألک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا ونعوذ بک من شرھا وشر اھلھا وشر ما فیھا۔ اے اللہ! آسمانوں کے رب اور جن پر وہ سایہ فگن ہیں اور زمینوں کے رب اور جو وہ اٹھائے ہوئے ہیں، شیاطین کے رب اور جنہیں انہوں نے گمراہ کیا ہے اور ہواؤں کے رب اور جو کچھ وہ اڑاتی ہیں، ہم تجھ سے اس بستی کی بھلائی اور اس کے رہنے والوں کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور اس کے شر اور اس کے رہنے والوں کے شر اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر داخل ہو گئے۔

یہود وادی خیبر میں داخل ہونے کے وقت تمام یہودی حسب معمول روزانہ کے کام کے لیے کدالیں، کسیاں اور ٹوکرے لے کر نکلے تھے

[illegible] محمد والخمیس [illegible]

[illegible]

ہوا اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین۔ اللہ سب سے بڑا ہے خیبر [illegible]

گیا ہم جب کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو [illegible] کی صبح [illegible] ہو جاتی ہے۔

[illegible] سب سے پہلے قلعہ ناعم کا محاصرہ کیا [illegible]

[illegible] جنگ ہوئی یہودیوں نے بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا [illegible] یہاں تک کہ لشکر اسلام کو

فتح ہوئی اور قلعہ پر اسلام کا پرچم [illegible] حضرت [illegible] دشمن سے مقابلہ کی

[illegible] فاذا لقیتموھم [illegible] اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قلعہ [illegible] بہت مضبوط تھا [illegible]

[illegible] شجاعت [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] جنگ کی طرف روانہ کیا [illegible] یہود کی

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible] تلوار [illegible]

[illegible] مسلمانوں کے ہاتھ [illegible]

لیکن علامہ ابن [illegible] قلعہ [illegible] یہودیوں کے [illegible]

[illegible] یہودیوں [illegible]

[illegible] مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا

[illegible] قلعہ [illegible] ایک پہاڑی کی چوٹی

پر [illegible] ایک یہودی حضور [illegible]

[illegible]

[illegible] یہودیوں [illegible]

[illegible] یہودی [illegible]

[illegible] صحابہ کرام [illegible] یہودیوں [illegible] حضور [illegible]

[illegible] یہودیوں کے قلعوں [illegible] کی طرف [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت حباب بن منذر [illegible] یہودی [illegible] مسلمانوں [illegible]
[illegible] مسلمانوں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور اسلحے [illegible] ڈال دیے۔

[illegible] کی روایت کے مطابق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] پڑھ رہا تھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب　　شاکی السلاح بطل مجرب

یعنی خیبر [illegible] جانتی ہے کہ میں مرحب ہوں [illegible] بہادر ہوں [illegible]

[illegible]

انا الذی سمتنی امی حیدرہ　　اکیلکم بالسیف کیل السندرہ

لیث بغابات شدید قسورہ

میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر رکھا ہے [illegible] شیر [illegible]

[illegible] شیر ہوں بہت سخت بہت [illegible]

دونوں پہلوان ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

اب آپ اس آیت کو دوبارہ پڑھیے [illegible] اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان صحابہ کرام [illegible]

جنہوں نے حدیبیہ کے میدان میں [illegible] کے دست مبارک پر [illegible] بیعت کی تھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ

[illegible]

آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۙ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا

[illegible]

[illegible]

عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾

[illegible] لیکن وہ اللہ کے احاطۂ قدرت میں ہیں ۴۴ اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ

اور اگر جنگ کرتے تم سے یہ کافر تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر نہ پاتے کوئی حامی اور نہ دوست

لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ

اور مددگار ملتا یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے اور تم اللہ کے دستور میں ہرگز

[illegible] ہاتھ آنا مقدر ہو چکا ہے۔

۴۴ اس آیت سے ان فتوحات کا اشارہ ہے اور ان اموال غنیمت کے حصول کی بشارت ہے جن کا سلسلہ [illegible] تک تحت مغرب میں شام، فلسطین، مصر، شمالی افریقہ [illegible] مشرق میں عراق، ایران، افغانستان، ترکستان وغیرہ ممالک کی فتوحات ہوئیں۔ قال ابن عباس هي الفتوح التي فتحت على المسلمين كأرض فارس والروم وجميع ما فتحه المسلمون۔ (القرطبی)

اس آیت میں [illegible] کی خبر دی گئی ہے اس وقت [illegible] اسلام [illegible] تھا کسی کا تخیل بھی [illegible] مشرق و مغرب کی دو عظیم طاقتیں [illegible] ایک وقت [illegible] چھپ جائیں گی اور [illegible] لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا بلند کریں گے۔

۴۵ اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے [illegible] قرطبی نے اس کا ایک اور مفہوم بیان کیا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان [illegible] کو محصور کر رکھا ہے [illegible] آخرکار [illegible] مستقبل [illegible] انبیاء [illegible] ہے۔

۴۶ آیت [illegible] ہے۔

۴۷ یعنی اگر [illegible] جنگ [illegible] تو انہیں ایسی رسوا کن شکست دی جاتی کہ [illegible] پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور اس شکست حال میں کوئی بھی ان کا ساتھ نہ دیتا

۴۸ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ [illegible] اپنے رسول اور [illegible] کو [illegible] کفر [illegible] شکست ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے [illegible] ہے کہ [illegible] اس کو روک نہیں سکتی۔

اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ

[illegible]

بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا

[illegible]

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

[illegible]

الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ

[illegible]

وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَــــُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا

[illegible]

لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى

اپنے دلوں میں سخت [illegible] وہی [illegible] جاہلیت کی ضد ۳۶ تو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین کو اپنے

ایک سوال [illegible] کہ اگر کفار کی [illegible] میں [illegible] کے ساتھ ان کے شہر میں چند مسلمان قیدی بھی ہوں تو کیا اسلامی لشکر کے لیے [illegible] جائز ہے یا نہیں [illegible] مسلمان قیدیوں کو سامنے کی صف میں کھڑا کر دیتے ہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں [illegible] کیا اس حالت میں ان پر حملہ جائز ہے یا نہیں۔ یا کفار کا کوئی [illegible] ہے جس میں کفار کے ساتھ چند مسلمان بھی ہیں۔ کیا ایسے [illegible] کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

امام مالک [illegible] کے نزدیک اس کی اجازت نہیں ہے لیکن امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اس کی اجازت دیتے ہیں اور اس کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ اس میں [illegible] اگر [illegible] مسلمان قیدیوں کی موجودگی کے باعث [illegible] تو [illegible] مسلمان قیدیوں کو [illegible] نہیں کریں گے۔

علامہ قرطبی [illegible] لکھا ہے کہ اس حالت میں مسلمان قیدیوں کا لحاظ نہیں کیا جائے گا [illegible] کے طور پر استعمال کریں [illegible] لیکن اس اجازت کو [illegible] شرائط کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ آپ یہاں ان کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

وذلك اذا كانت المصلحة ضرورية كلية قطعية [illegible] مسلمان قیدیوں [illegible] ہو [illegible] ان [illegible] مسلمان قیدیوں کو [illegible] کفار [illegible] ہو [illegible] کوئی اختلاف نہیں۔

لیکن [illegible] مسلمان قیدیوں [illegible] اس آیت کے چند کلمات کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

الهدي والمعکوف [illegible] الكعبة

معکوف [illegible]

محله [illegible]

تطوهم [illegible]

المعرة [illegible]

تزيلوا [illegible]

۳۶ [illegible] حمیہ کی تحقیق [illegible]

علامہ قرطبی حمیہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible] الحمية [illegible]

وحمية ومحمية أنف منه وداخله عار وأنفة أن يفعله

الا انني منهم وعرضي عرضهم كذي الانف يحمي انفه ان يكشما

یعنی حمیت کا معنی ہے [illegible]

[illegible]

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کانت حمیۃ جاہلیۃ [illegible] ذلک

محض تعصب

کفار کی حمیت کو حمیت جاہلیت اس لیے کہا گیا ہے کہ [illegible] محض تعصب

اور ہٹ دھرمی تھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سروں پر پانی ہل چلا رہی

[illegible]

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ

[illegible]

بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۠ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ

[illegible]

[illegible]

رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا [illegible]

آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ

امن و امان سے منڈاتے ہوئے اپنے سروں کو اور ترشواتے ہوئے تمہیں کسی کا خوف نہ ہو گا سو اللہ جانتا تھا جو تم نہیں

تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

جانتے تو اس نے عطا فرما دی تمہیں اس سے پہلے ایک فتح جو قریب ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو

کہتے ہیں صدقہ صدیقا اس کا معنی ہوتا ہے انبأہ بالصدق یعنی اس نے سچی بات سے آگاہ کیا۔ اسی طرح صدقت القوم کا معنی ہے قلت لہم صدقا یعنی میں نے ان سے سچی بات کہی ہے۔ اس تحقیق کے مطابق آیت کا معنی ہو گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے خواب کو سچ کہا ہے۔

بعض حضرات نے معنی یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دکھایا۔ اگرچہ لغت میں صدق اس معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے لیکن اس مقام پر یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ آیت حدیبیہ سے واپسی پر راستہ میں نازل ہوئی۔ اس خواب کی تعبیر دوسرے سال ہوئی جب آپ نے عمرہ ادا کیا۔ اس وقت یہ معنی قبول کیا جا سکتا تھا۔

لتدخلن یہ وضاحت ہے کہ یہ وہ خواب ہے جو رسول کریم نے خواب دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خواب دکھایا ہے۔ اس میں دل میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ جب اس خواب کا وقت آئے گا تو یہ آیات پوری ہو کر رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ سے کسی امر کا صادر ہونا شک نہیں ہوتا ہے۔ البتہ ان شاء اللہ کا ذکر تعلیماً ہے۔ ان کلمہ کا استعمال ہوتا ہے اور یہ اللہ کا کلام ہے۔ اس میں شک کا کیا دخل، بلکہ ارشاد ہے کہ یہاں ان کا معنی اذ ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تم مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ ان بمعنی اذ کا استعمال عام ہے۔ صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: ویجیء ان بمعنی اذ کقولہ اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین المعنی اذ کنتم مومنین یعنی جب تم مومن ہو۔ باقی نے چھوڑ دو جگہ تم بھی وجہ اس آیت میں بھی ان کا معنی اذ ہے۔

ان شاء اللہ کا ذکر علاوہ ازیں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ وہ بہت طاقت ور تھے اور مسلمان اپنی قوت سے داخل ہو کر رہیں گے۔ بلکہ اللہ کی مشیت یہی تھی کہ وہ داخل ہوں۔ اس میں وہ حکمتیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ تو جانتا تھا لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

فعلم ما لم تعلموا یعنی اس کی طرف اشارہ ہے جیسے مستقبل میں پورا ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت اپنے حبیب کے قدوم میمنت لزوم سے مکہ کی پاکیزہ زمین کو مشرف فرمانے کی حکمت یہ ہے کہ اپنے بندوں کی آزمائش کی جائے۔ تمہارے خیال میں صحابہ کرام کے لیے حکمت ہے۔ تم نہیں جانتے تھے۔ قرآن کا منشا یہ ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین لکھتے ہیں وفیہ تعریض بان وقوع الصلح من حکمتہ تعالیٰ لا من جزعکم وتقصیرکم (روح المعانی)

چنانچہ دوسرے سال ہجرت کے ساتویں سال ذی القعدہ میں حضور اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۤءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۤءُ بَيْنَهُمْ

جانِ عالم محمد اللہ کے رسول ہیں [illegible] اور جو آپ کے ساتھ ہیں [illegible] کفار کے مقابلہ میں [illegible] آپس میں بڑے رحم دل ہیں ۵۹

جھکتے ہیں تو صاف [illegible] پیشانیاں سجدہ کر رہی ہوتی ہیں۔ [illegible] حق اور باطل [illegible] کی کشمکش [illegible] حق کے علمبرداروں میں گنے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ [illegible] دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ [illegible] مذاہب [illegible] حیات پر غلبہ [illegible] یہ وعدہ [illegible] اسلام کا پرچم [illegible] خلافت راشدہ میں ایشیا اور افریقہ کے بڑے حصوں پر اس کی عظمت کے ڈنکے بجنے لگے [illegible] توحید کی صدائیں [illegible] غالب [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اس کی برتری کو تسلیم کریں گے [illegible] مسلمانوں کے [illegible] میدانوں میں اسلام کا پرچم بلند ہوا۔

آخر میں فرمایا کہ [illegible] حقیقت [illegible] کتاب ہدایت اور دین حق [illegible] اس سچائی کو ثابت کرنے کے لیے کسی دوسرے گواہ کی ضرورت نہیں۔

۵۹ اس کی ترکیب میں دو مشہور قول ہیں۔ ① مُحَمَّدٌ مبتدا اور رَسُوْلُ اللّٰهِ اس کی خبر ② هُوَ مبتدا محذوف مُحَمَّدٌ خبر، رسول اللہ صفت [illegible]

[illegible] اور رسول اللہ کے الفاظ [illegible] اور فضائل حمیدہ پر مشتمل ہیں۔ وهو مشتمل على كل وصف جميل (ابن کثیر)

[illegible] اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی توصیف فرما رہا ہے [illegible] ایمان [illegible] کی محبت [illegible] کفار کے مقابلہ میں [illegible] شمع اسلام [illegible] اس محبت سے برگشتہ کیا جائے۔ اشداء شدید کی جمع ہے اور لفظ شدت کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لسان العرب اور علامہ زبیدی تاج العروس میں لکھتے ہیں

الشدة: نجدة وثبات القلب والشديد الشجاع والقوي من الرجال والجمع اشداء (تاج العروس) [illegible]

[illegible] شجاع اور طاقتور [illegible] کفار پر [illegible]

[illegible]

کفار کے مقابلہ میں [illegible]

ان کا مصداق اکمل وہ صحابہ ہیں جنہوں نے قوم نسب ... تھے اور آپس میں بے حد مہربان تھے، ان کی باہمی الفت و رحمت کی کیفیت کہ جس طرح اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے اس سے زیادہ بیان کرنا ممکن نہیں۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمّٰى وَالسَّهَرِ۔

ترجمہ: یعنی مسلمانوں کی مثال باہمی محبت اور ایک دوسرے پر شفقت کرنے میں ایسی ہے جیسے ایک جسم اگر اس کا کوئی عضو بیمار ہو جاتا ہے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور نیند کا اڑ جانا لاحق ہو جاتا ہے۔ دوسرا ارشاد گرامی ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّكَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔

ترجمہ: ایک مومن کا تعلق مومن کے ساتھ ایسا ہے جیسے دیوار کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو سہارا دیئے ہوئے ہوتا ہے۔ حضور نے یہ فرمایا اور پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر دیا۔

کسی عرب شاعر نے بھی اس مضمون کو ادا کیا ہے۔

حلیم اذا ما الحلم زین اهله   مع الحلم فی عین العدو مهیب

کہ یہ اللہ کا بندہ اس وقت تحمل و بردباری سے کام لیتا ہے جب تحمل کرنا باعث زینت ہو لیکن دشمن کے مقابلہ میں بڑا خوفناک ہے۔

ترجمان حقیقت کا ارشاد بھی سنیے

[illegible]   [illegible]

اہل ایمان کی باہمی محبت اور وابستگی کا یہ عالم ہے کہ جب آپس میں ملتے ہیں تو انھیں کسی طرح صبر نہیں ہوتا بلکہ مصافحہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو ملاقات کی دعوت دیتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا التقی المسلمان فتصافحا وحمدا اللہ واستغفراہ غفر لهما یعنی جب دو مسلمان ملتے ہیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں، پھر رب کی تعریف کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بخش دیتا ہے۔

اس موقع پر علامہ آلوسی کی اس عبارت کا مطالعہ بھی ازبس ضروری ہوگا۔ جو کئی شبہات دور ہو جائیں گے۔

واما ما اعتادہ الناس بعد صلوٰتی الصبح والعصر فلا اصل له ولكن لا بأس به فان اصل المصافحة سنة وكونهم حافظين عليها في بعض الاحوال ومفرطين فيها في كثير منها لا يخرج ذلك البعض عن كونه من المصافحة التي ورد الشرع باصلها وجعل ذلك العز بن عبد السلام في قواعده من البدع المباحة۔ روح المعانی

ترجمہ: یعنی جو عام لوگوں کی عادت ہے کہ صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اصل مصافحہ سنت ہے۔ بعض حالات میں اس کی پابندی کرنا اس بعض کو مسنون مصافحہ سے خارج نہیں کر دیتا چنانچہ شیخ الاسلام عز بن عبد السلام نے اپنی کتاب القواعد میں اسے بدعت مباحہ شمار کیا ہے۔

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ

تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کے ایمان و عبادت

فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ

کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت

[illegible]

[illegible]

لغت، رُکَّع راکع کی جمع ہے۔ سُجَّد ساجد کی جمع ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ

انجیل میں ان کی مثال یوں ہے جیسے ایک کھیتی ہو جس نے نکالی اپنی باریک سی کونپل پھر اسے طاقتور بنایا پھر وہ موٹی ہو گئی پھر سیدھی کھڑی ہو گیا

عبد العزیز مکی سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ نوری اور روحانی تجلی ہے جو اس مرد خدا کے چہرے پر جو عبادت گزار اور شب زندہ دار ہے کے باطن سے اس کے چہرے پر جھلکتا ہے خواہ وہ زنگی اور حبشی کیوں نہ ہو۔ لکھتے ہیں فتظہر علی وجوه العابدین ما فی باطنهم علی ظاهرهم ولو کان زنجیا او حبشیا۔ (روح المعانی)

علامہ ابن کثیر نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے:

قال بعض السلف من کثرت صلوته باللیل حسن وجهه بالنهار کہ بعض بزرگوں کا قول ہے جو رات کے وقت بکثرت نماز پڑھتا ہے دن کے وقت اس کا چہرہ بڑا خوبصورت ہو جاتا ہے۔ حضرت جابر سے یہی الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہیں لیکن ابن کثیر کہتے ہیں۔ والصحیح انه موقوف وقال بعضهم ان للحسنة نورا فی القلب وضیاء فی الوجه وسعة فی الرزق ومحبة فی قلوب الناس۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ نیکی سے دل میں نور، چہرہ پر چمک، رزق میں فراخی اور لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔ ما اسر احد سریرة الا ابداها الله تعالیٰ علی صفحات وجهه وفلتات لسانه۔ یعنی جو شخص کوئی کام چھپ کر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے آثار اس کے چہرے اور اس کے کلام میں نمایاں کر دیتا ہے۔

حضرت امام مالک سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب نصاریٰ نے ان صحابہ کرام کو دیکھا جنہوں نے شام کا ملک فتح کیا تو وہ کہنے لگے والله لهؤلاء خیر من الحواریین فیما بلغنا۔ بخدا جو ہم تک پہنچا ہے یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے کہیں بہتر ہیں

مثل: امام لغت جوہری مثل کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ مثل الشیء ایضا صفته (صحاح) یعنی مثل کے دوسرے معانی کے علاوہ ایک معنی یہ ہے کہ کسی چیز کی صفت وحالت کو مثل کہتے ہیں۔ قال ابن سیده وقوله تعالیٰ مثل الجنة التی وعد المتقون۔ وقال ابو علی معناه صفة الجنة (تاج العروس، لسان) ابن سیدہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں بھی مثل کا معنی صفت ہے۔ ابو علی سے بھی یہی منقول ہے

اب آیت کا مفہوم ہوگا کہ یہ حضور رسول کے صحابہ کے وہ اوصاف اور صفات ہیں جو تورات اور انجیل میں مذکور ہیں۔ بعض نے تورات پر وقف کیا ہے ان کے نزدیک مثلهم فی الانجیل کا تعلق اگلے جملہ کزرع سے ہے۔ یعنی گزشتہ اوصاف تو تورات میں مذکور ہیں۔ انجیل میں ان کی جو صفت بیان کی گئی ہے اس کا ذکر کزرع اخرج سے ہو رہا ہے۔

اس آیت کے اس حصہ میں جو مشکل الفاظ ہیں پہلے ان کی وضاحت ضروری ہے۔

زرع: جو فصل زمین سے اگتی ہے اسے زرع کہتے ہیں۔ الزرع نبات کل شیء یحرث (لسان) یہاں مراد ایک بالی ہے

عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

[illegible] ایمان

[illegible] ترجمہ

شطاۂ [illegible] والشطأ فروخ الزرع [illegible]

[illegible]

یعجب خوش کرنا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے مغفرت کا اور اجرِ عظیم کا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جس کے دلوں میں صحابہ کرام کا بغض و عناد ہوگا۔ اس لیے حضور نے پہلے ہی اپنی امت کو اس گروہ کی شرانگیزی سے آگاہ کر دیا۔ چند حدیثیں آپ بھی سماعت فرمایئے

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مُدَّ احدھم ولا نصیفہ (متفق علیہ)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہا کرو۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد جو کے برابر بھی نہیں ہو سکتا بلکہ نصف مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اٰذاھم فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ ومن اٰذی اللہ فیوشک ان یاخذہ (ترمذی)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔ جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بارے میں اپنے دل میں جو بغض ہے اس کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔ جس نے میرے صحابہ کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی تو اللہ تعالیٰ اس کو جلد اپنی گرفت میں لے لے گا۔

شیخ العلامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر جلیل میں لکھتے ہیں لیغیظ بھم الکفار معناہ لیغیظ بالنبی واصحابہ الکفار والمشرکین۔ کفار اور مشرکین ہی اس کے صحابہ کو دیکھ کر غصہ سے پیچ و تاب کھاتے ہیں۔

جو لوگ کسی غلط فہمی کے باعث صحابہ کرام کے بارے میں اپنے سینوں میں بغض رکھتے ہیں انہیں چاہیے کہ لیغیظ بھم الکفار کے جملہ پر غور کریں اور ان ارشادات رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غور سے پڑھیں۔

اس سورۂ مبارکہ کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی تعریف و توصیف کی ہے۔ آخر میں وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لیے قیامت کے دن مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ بڑا خوش نصیب ہے وہ گروہ جو ان حضرات کی فضیلت سے بہرہ ور ہوا۔ یہی لوگ ایمان میں کامل ہیں اور [illegible] کرنے کی جرأت نصیب ہوئی لیکن بعض لوگوں کے دلوں میں صحابہ سے عداوت کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ وہ حق شناس اور حق قبول کرنے سے گریزاں ہیں۔ چنانچہ اس آیت سے [illegible] کہتے ہیں کہ اس آیت میں "منھم" کا لفظ ہے

اور یہی نصیب ہے اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ ان صحابہ میں سے ہر ایک سب صحابہ کے ساتھ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے بلکہ بعض کے ساتھ ہے یعنی آپ کے رنگ والوں۔ قرآن صریح ہے اس نعمت کی بہت سی آیات ہیں جن میں کھلے لفظوں میں منقول ہے ان سب کے دلوں کے خلوص کی گواہی دی ہے۔ ان سب پر اپنی جناب سے تسکین و طمانیت کے نزول کی خبر دی ہے۔ ان سب کو اپنی رضا سے نوازنے کا ذکر کیا ہے۔ اس سورت کی آیات ۴، ۵، ۱۸، ۲۶ اور ۲۹ کا دوبارہ مطالعہ کریں ان کی برتری آپ پر آشکارا ہو جائے گی۔

اگر مِن صرف تبعیض کے لیے ہوتا تو ان کا یہ اعتراض بجا تھا لیکن لفظ مِن مختلف معانی پر دلالت کرتا ہے محل اور موقع کی مناسبت سے اس کا معنی متعین کیا جاتا ہے۔ صاحب تاج العروس لکھتے ہیں: ومن بالکسر حرف خفض یاتی علی اربعة عشر وجها الاول لابتداء الغاية والثانی للتبعیض والثالث لبیان الجنس یعنی مِن حرف جار ہے اس کے استعمال کی چودہ صورتیں ہیں ابتدا، تبعیض اور بیان وغیرہ۔

اس آیت میں منھم کا مِن بیان کے لیے ہے۔ جس طرح سورہ بنی اسرائیل کی آیت وننزل من القرآن ما هو شفاء میں مِن تبعیض کے لیے نہیں بیان کے لیے ہے ورنہ لازم آئے گا کہ سارا قرآن تو شفا نہیں بعض شفا ہیں۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں مِن بیان کے لیے ہے ورنہ لازم آئے گا کہ بعض بتوں کی پرستش سے بچو اور بعض کی پوجا کرتے رہو۔

خود شیعہ مفسرین نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ شیخ ابو علی طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں: منھم قیل ان من ههنا للتبیین یعنی یخصهم بالوعد دون غیرهم (مجمع البیان جلد ۹ صفحہ ۱۲۲) یعنی منھم میں مِن بیان کے لیے ہے یعنی یہ وعدہ مغفرت اور اجر عظیم صرف صحابہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں کے ساتھ نہیں۔ شیخ ملا فتح اللہ کاشانی اپنی تفسیر منہج الصادقین جلد ۸ صفحہ ۳۱۹ پر لکھتے ہیں: مِن از بہر بیان است، از قبیل فاجتنبوا الرجس من الاوثان۔ یعنی منھم کا مِن بیانیہ ہے جس طرح فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں مِن بیانیہ ہے۔ اس طرح [illegible]

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: [illegible] قاضی ابو الطیب فرماتے ہیں کہ ہم جامع منصور میں ایک حلقہ میں بیٹھے تھے کہ ایک مسئلہ پر بحث شروع ہوگئی ایک شخص نے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے حضرت ابوہریرہ کی روایت کردہ حدیث پیش کی۔ دوسرے فریق نے اس حدیث کو صحیح ماننے سے انکار کر دیا اور کہا ابوہریرہ کی روایات کو [illegible] ابھی وہ اپنی بات پوری نہ کر پایا تھا کہ ایک بہت بڑا سانپ چھت سے گرا [illegible] لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے اور حضرت ابوہریرہ کی روایت کردہ احادیث پر تنقید کرنے والا خشک نظروں سے میری طرف دیکھنے لگا [illegible] [illegible] جب وہ [illegible] تو ہم نے کہا: توبہ کرو، توبہ کرو۔ اس نے کہا: تبت، تبت [illegible] [illegible] حضور کی خدمت میں حاضر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سب صحابہ کرام کی [illegible] صحابی کا احترام کیا ہے اس طرح تیرے نبی کریم کی شان کو بلند کیا ہے۔ الٰہی! [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میری بات [illegible] [illegible] [illegible]

ویسا نہیں کیا جس طرح تم نے کیا۔ میں نے کہا امیر المومنین! میں نے صرف اس بات کی تردید کی ہے جس سے شان رسالت پر حرف آتا تھا اور حضور کی لائی ہوئی شریعت کی توہین ہوتی تھی۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور کے صحابہ جھوٹ بولا کرتے تھے تو شریعت باطل ہو جائے گی۔ نماز، روزہ، طلاق، نکاح اور حدود وغیرہ کے متعلق جتنے احکام ہیں سب مردود اور غیر مقبول ہو جائیں گے۔ میری یہ بات سن کر ہارون کو ہوش آگیا۔ اس کا غصہ کافور ہو گیا اور کہنے لگا احییتنی یا عمرو بن حبیب احیاک اللہ۔ عمرو بن حبیب تم نے مجھے زندہ کر دیا۔ اللہ تجھے سلامت رکھے پھر دس ہزار دینار بطور انعام مجھے دینے کا حکم دیا (قرطبی)

آخر میں حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی پیش کر کے اس بحث کا اختتام کرتا ہوں

روی عویم بن ساعدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل اختارنی واختار لی اصحابی فجعل لی منہم وزراء وانصارا واصہارا فمن سبہم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین ولا یقبل اللہ منہ یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا (قرطبی)

عویم بن ساعدہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لیے اصحاب کا انتخاب فرمایا۔ انہیں میں سے میرے وزیر اور مددگار اور سسرال بنائے۔ پس جس نے ان کو برا بھلا کہا اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے کوئی معاوضہ اور کوئی بدلہ قبول نہیں کرے گا

◆

اللھم لک الحمد علی جلالک وکبریائک ولک الشکر علی ما اسبغت علی من نعمائک ونعمائک اسئلک بفضلک وبصفاتک واسمائک الجمیلۃ والجلیلۃ وبما تحب ان تصلی وتسلم وتبارک علی سید العرب والعجم، ونور الوری حبیبک ورسولک وصفیک سیدنا ومولانا وقرۃ عینی ونور قلبی وروحی وسیدی فی حضرتک محمد وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین۔ فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الحجرات

نام : اس سورۂ مبارکہ کا نام الحجرات ہے جو آیت ۴ میں مذکور ہے۔ اس میں دو رکوع، اٹھارہ آیتیں، تین سو سینتالیس کلمات اور ایک ہزار چار سو چھہتر حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : حضرت حسن بصری، قتادہ، عکرمہ اور دیگر علماء کے نزدیک یہ ساری سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ باقی آیات مدنی ہیں، صرف آیت ۱۳ مکہ میں نازل ہوئی لیکن پہلا قول ہی صحیح ہے۔

آیت ۴ اس وقت نازل ہوئی جب بنی تمیم کا وفد شرف باریابی حاصل کرنے کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کاشانۂ اقدس میں تشریف لے جا چکے تھے۔ وفد نے حضور کی آمد کا انتظار نہ کیا۔ حجرے کے باہر کھڑے ہو کر آوازیں دینے لگے کہ باہر آئیے۔ چنانچہ ان کو تنبیہ کرنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ کتب سیرت کے مطابق یہ وفد ۹ھ میں آیا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت مدنی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئی۔ نیز آیت ۶ میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس کا تعلق ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے ہے اور وہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا تھا۔

مضامین : اس سورۂ مبارکہ کی آیتوں کی تعداد اگرچہ صرف اٹھارہ ہے لیکن اس میں نہایت اہم ہدایات بیان کیے گئے ہیں جن پر اعتقاد، اخلاق، سیرت اور کردار کا محل تعمیر کیا جا سکتا ہے اور جن کی برکت سے معاشرے میں الفت، محبت اور ایثار کی فضا پیدا کی جا سکتی ہے۔

سب سے پہلے بارگاہ رسالت کے ادب و احترام کے بارے میں حتمی احکام صادر فرمائے۔ صاف صاف بتا دیا کہ کان کھول کر سن لو، اگر تم نے گستاخانہ لہجے میں میرے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اپنی آوازیں اونچی کیں تو عمر بھر کے اعمال صالحہ نیست و نابود ہو جائیں گے۔ میرا پیارا رسول آرام فرما ہو تو باہر کھڑے ہو کر آوازیں مت دو بلکہ خاموشی سے انتظار کرو۔ جس وقت حضور تشریف فرما ہوں اس وقت بھی عرض و معروض پیش کرنے کا طریقہ ایسا ہو جس سے بارگاہ نبوت کے ادب و احترام کا نقش ان کے دلوں پر ثبت ہو جائے اگر تم سے بھی کوئی معمولی سی گستاخی ہو گئی۔

اس کے بعد مسلمانوں کو تاکید کی کہ تم سادہ لوح مت بن جاؤ کہ جس کسی نے کوئی بات کر دی تم نے اسے سچ باور کر لیا اور اس پر اپنے ردعمل کا اظہار کر دیا۔ جب بھی کوئی غیر معتبر آدمی کوئی بات آ کر بتائے تو پہلے خوب چھان بین کر لیا کرو پھر کوئی قدم اٹھایا

کرو، ورنہ شدید ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حضورؐ کے صحابہ کے بارے میں صراحۃً اعلان کر دیا کہ ہم نے ایمان کو ان کا محبوب بنا دیا ہے اور ان کی آنکھوں میں اسے یوں آراستہ کر دیا ہے کہ وہ اسے چھوڑ کر کسی غیر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ کفر و فسوق کی نفرت اور بغض ان کے دل میں یوں پیدا کر دیا ہے کہ وہ اس کی طرف مائل ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جن نفوس قدسیہ کی حالت کلام الٰہی میں ان نورانی الفاظ سے بیان کی گئی ہو ان کے ایمان کے بارے میں شک کرنا اور ان کے اعمال پر کیچڑ اچھالنا بدبختی اور محرومی کی انتہا ہے۔

انسانی معاشرے میں تعلقات کا کشیدہ ہو جانا قطعاً خارج از امکان نہیں۔ اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے اور اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں دست و گریبان ہو جائیں تو دوسرے مسلمانوں کو خاموش تماشائی بنے رہنے کی اجازت نہیں بلکہ انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور ان کے درمیان صلح کرا دیں اور اپنا پورا اثر و رسوخ بھی استعمال کریں۔ پھر بھی اگر ایک فریق ظلم پر آمادہ رہے تو اس کی امداد کریں جو حق پر ہے۔

آیت ۱۰ میں تصریح کر دی کہ روئے زمین کے کسی گوشہ میں رہنے والا، کوئی بولی بولتا ہو، کسی بھی نسل سے متعلق ہو، جب وہ اس دین کو قبول کر لیتا ہے تو وہ اخوت اسلامی کے رشتے میں پرو دیا جاتا ہے۔ بیگانگی اور مغائرت کے سارے حجابات اٹھ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اسلامی معاشرے کو صحت مند بنیادوں پر استوار کر کے ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے اس لیے ان تمام باتوں سے سختی کے ساتھ روک دیا جو دلوں میں نفرت، حقارت، حسد اور عداوت کی تخم ریزی کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، ایک دوسرے کی عیب جوئی اور نکتہ چینی کرنا، چغلی کھانا، ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرنا وغیرہ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن سے دل ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اس لیے اہل ایمان کو حکم ہوا کہ وہ ان چیزوں سے دور رہیں۔

آیت ۱۳ میں ان تمام باطل امتیازات کا قلع قمع کر دیا جو انسانی معاشرے کو رنگ، نسل، زبان، دولت وغیرہ کی بنیادوں پر متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ انہیں بتایا کہ تم سب آدم و حوا کی اولاد ہو اور تمہاری قدر و منزلت کا معیار دولت، حکومت وغیرہ نہیں بلکہ تمہارا تقویٰ ہے۔ جو زیادہ متقی ہو گا اللہ تعالیٰ کی جناب میں اسی کا مقام بلند ہو گا۔

یہ آیت اسلامی معاشرے کی خشت اول ہے۔ جو باطل امتیازات آج بھی بڑی بڑی ترقی یافتہ قوموں کو باہم دست و گریباں کیے ہوئے ہیں، اسلام نے انہیں یک جنبش قلم سے ان تمام کو جاہلیت کہہ کے رد کر دیا۔

آخر میں بتایا کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ جو بدوی اسلام قبول کرتے ہیں وہ اسلام پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان ہے کہ اس نے اس دین حق کو قبول کرنے کی انہیں توفیق عطا فرمائی۔

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ حجرات مدنی ہے اور اس کی اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا

اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہا کرو

۱ ۔ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام بلند اور شان رفیع بیان فرمائی کہ وہ [illegible] ہیں۔ جس کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہوگا اس کے صحابہ ان صفات جلیلہ سے موصوف ہیں جن کا ذکر [illegible] آخری آیت میں ہے۔ اس سورت میں اس رسول ذی شان کی عزت و تکریم کا حکم دیا جا رہا ہے اور ادب و احترام کے انداز سکھائے جا رہے ہیں۔ جب ادب ہوگا تو دلوں میں تعظیم ہوگی، تعظیم ہوگی تو اس کے ہر حکم کی تعمیل کا جذبہ پیدا ہوگا۔ جب تعمیل حکم کی خو پختہ ہوگی تو رب کی رحمت و برکت وہاں برسے گی اور جب حبیب خدا و شہِ والا جاہ کے عشق کی شمع فروزاں ہوگی تو [illegible] اور راستے منور ہو جائیں گے۔

۲ ۔ ادب و احترام کے طریقوں کی تعلیم لَا تُقَدِّمُوْا کے الفاظ سے دی جا رہی ہے۔ علامہ ابن جریر لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے پیشوا یا امام کے ارشاد کے بغیر کوئی امر یا کام کرنے میں جلدی کرے تو عرب کہتے ہیں کہ فلان تقدم بین یدی امامہ یعنی فلاں شخص اپنے امام کے آگے آگے چلتا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس جملہ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ قال ابن عباس لا تقولوا خلاف الکتاب والسنۃ کہ کتاب و سنت کی خلاف ورزی مت کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے [illegible] پہنچ کر [illegible] حبیب کریم اور اس کے رسول کریم کے ارشاد کے ملنے کا انتظار کرو [illegible] اس امر کا اعلان کر دیا جائے تو [illegible] اس کی خواہش، اس کی مرضی، اس کی مصلحت خدا اور اس کے رسول کے حکم پر بلا تامل قربان کر دی جائے گی۔

یہ ارشاد خداوندی اہل ایمان کی شخصی اور انفرادی زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ قومی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی کو بھی محیط ہے۔ کسی فرد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کوئی نیا قانون بنائے جو کتاب و سنت [illegible] کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ احکام شرعی کے برعکس کوئی فیصلہ کرے۔

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ

اللہ تعالیٰ سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ

نبی کریم کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح تم زور سے ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو

لاتقدموا یہاں بمعنی لاتتقدموا ہے۔ لغت عرب میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

یہاں ایک چیز قابل غور ہے۔ لا تقدموا متعدی ہے لیکن اس کا مفعول مذکور نہیں۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کو ذکر کر دیا جاتا تو صرف اس کے بارے میں حکم کی خلاف ورزی ممنوع ہوتی۔ مفعول کو ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ کوئی عمل ہو، کوئی قول ہو، زندگی کے کسی شعبہ سے اس کا تعلق ہو، اس میں اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات سے تجاوز ممنوع ہے۔ نیز اگر مفعول ذکر کیا جاتا تو سامع کی توجہ اسی میں محدود ہو جاتی۔ اس کو ذکر نہ کر کے بتایا کہ تقدیم منع ہے۔ تو نہی لا تقدموا کے ذہن پر مرکوز ہو جانا چاہیے۔

زمخشری لکھتے ہیں: المحذوف ان یحذف لیتناول کل ما یقع فی النفس مما یقدم والثانی ان لا یقصد قصد مفعول ولا حذفه ويتوجه بالنهي الى نفس التقدمة۔ کشاف

ــــ اس آیت طیبہ میں بھی بارگاہ رسالت کے ادب کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ سابقہ آیت میں بتایا کہ قول و عمل میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سبقت نہ کرو۔ اب گفتگو کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں وہاں شرف باریابی نصیب ہو اور ہمکلامی کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو یہ خیال رہے کہ تمہاری آواز میرے محبوب کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے۔ جب حاضر ہو تو ادب و احترام کی تصویر بن کر حاضر ہو۔ اگر اس معاملہ میں تم نے ذرا بھی غفلت برتی اور بے پروائی سے کام لیا تو تمہارے اعمال حسنہ، ہجرت، جہاد، عبادات وغیرہ تمام کے تمام اکارت ہو جائیں گے۔ پہلی آیت میں بھی یایھا الذین امنوا سے خطاب ہو چکا تھا۔ یہاں خطاب کی تجدید کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر دوبارہ اہل ایمان کو یایھا الذین امنوا سے مخاطب کیا، انہیں جھنجھوڑا اور بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس پر ذرا سی بے احتیاطی کی وجہ سے عمر بھر کی نیکیوں اور حسنات کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت فاروق اعظم نے آہستہ آہستہ کلام کرنے کو اپنا معمول بنا لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا، میں مرتے دم تک اسی طرح آہستہ آہستہ بات کروں گا۔ جب کوئی وفد حضور سے ملاقات کے لیے مدینہ طیبہ پہنچتا تو حضرت صدیق اکبر ان کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے جو انہیں حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔ و ارسل الیهم ابوبکر من یعلمهم کیف یسلمون ویامرهم

بالسکینۃ والوقار عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روح المعانی)

صحابہ کرام جو پہلے ہی سراپا ادب و احترام تھے اس آیت کے نزول کے بعد مزید محتاط ہو گئے حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز تھے اس آیت کے نزول سے خوفزدہ ہو گئے اور گھر میں بیٹھ رہے دروازہ کو قفل لگا دیا اور دن رات زار و قطار رونا شروع کر دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ایک دو روز ثابت کو نہ دیکھا تو ان کے بارے میں دریافت کیا عرض کی گئی کہ انہیں آج کل رونے دھونے سے کام ہے دروازہ بند کر رکھا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلا بھیجا اور رونے کی وجہ پوچھی۔ اس اطاعت شعار نے عرض کیا یا رسول اللہ میری آواز اونچی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے میری تو عمر بھر کی کمائی غارت ہو گئی اس دلنواز آقا نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا یا ثابت اما ترضی ان تعیش حمیدا وتقتل شہیدا وتدخل الجنۃ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہید کیے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ عرض کیا میں اپنے رب کریم کی اس بشارت پر دل و جان سے راضی ہوں۔ (روح المعانی)

علامہ ابن کثیر اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر جنگ ہو رہی تھی تو مسلمانوں کے قدم ڈگمگانے لگے حضرت ثابت اور حضرت سالم نے پسپائی کی اس حالت میں ——— ہم کفار سے اس طرح تو نہیں لڑا کرتے تھے وہاں سے پیچھے ہٹے یہ کہا اور آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کیا اور بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اس روز حضرت ثابت نے ایک نفیس اور قیمتی زرہ پہن رکھی تھی ایک شخص آپ کی نعش کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ زرہ اتار لی اور جا کر چھپا دی۔ اسی شب حضرت ثابت ایک شخص کو خواب میں دکھائی دیئے فرمایا میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں۔ خبردار یہ خیال نہ کرنا کہ یہ محض خواب ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ سنو میں جب شہید ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا اور میری زرہ اتار لی اس کا گھر لشکر کے آخری کنارہ پر ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے خیمہ کے پاس ایک گھوڑا چر رہا ہے جس کے پاؤں میں ایک رسی بندھی ہے۔ اس شخص نے میری زرہ پر ایک دیگچہ الٹا کر رکھ دیا ہے اور اس کے اوپر اونٹ کا کجاوہ ہے تم حضرت خالد کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ میری زرہ اس شخص سے لے لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ طیبہ جاؤ تو حضرت صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ثابت پر اتنا قرض ہے وہ ادا کر دیں اور میرے فلاں فلاں غلام کو آزاد کر دیں۔

جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا۔ حضرت خالد نے وہ زرہ وہاں سے تلاش کر لی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت کی وصیت کو پورا کیا۔ [illegible]

جو خوش نصیب کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ادب بجا لاتے ہیں ان کی عظمت شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۞ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ

(اس بے ادبی سے) کہیں برباد نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو بے شک جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں

أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ

کو اللہ کے رسول کے سامنے یہی وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو

ع یہاں لام تعلیل کے لیے نہیں بلکہ لام عاقبت کے لیے ہے۔ یعنی اگر تم نے آواز کو اونچا کرنے کی بے ادبی کی تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔ اس بات سے یہ خطاب صحابہ کرام کو ہے جن کا ایثار بے نظیر جن کی قربانیاں بے مثال جن کی عبادتیں خشوع و خضوع سے لبریز ہوتی تھیں جو سراپا تسلیم و رضا تھے انہیں کہا جا رہا ہے کہ اگر تم نے میرے پیارے رسول کی جناب میں آواز بھی اونچی کی تو ایسی گستاخی کی صورت میں تمہاری سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی۔ آج جو لوگ حضور کی شان میں بے باکانہ سوقیانہ باتیں کرتے ہیں حضور کے لئے ادنیٰ الفاظ استعمال کرتے ہیں ادب و احترام کو ملحوظ نہیں رکھتے اپنے علم پر اپنی تحقیق پر نازاں ہیں ایمان سوز لب و لہجہ اختیار کرنے پر مصر ہیں وہ بہت بڑے ہلاکت کے دہانے پر کھڑے ہیں۔

یاد رکھو۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ف اس آیت میں گستاخوں کی محرومی و بدنصیبی کو بیان کیا ہے۔ اس آیت کریمہ کا مفہوم بتا رہا ہے کہ فضیلت و پارسائی کا علم اگر تمہیں ہو تو گستاخی کی انتہا ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔ تم اس غلط فہمی کا شکار رہو گے کہ تم نے بڑی عبادت کی ہے، صائم الدھر اور قائم اللیل ہو، تمہاری سخاوت و احسان کے ہر طرف چرچے ہیں اور جنت کی راہ کا اعتقاد کئے بیٹھے ہو جب وہاں پہنچو گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ اعمال کا جو انبار تم نے لگایا تھا اسے تم نے ایک گستاخی کی بدولت برباد کر دیا ہے۔ اس وقت کف افسوس ملو گے سر پیٹو گے لیکن بے سود اور لاحاصل۔

ے [illegible]

یہ جملہ حال ہے۔ ان تحبط اعمالکم یہ خبر ہے اور لا تشعرون کا مفعول محذوف ہے۔

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے تحریر کیا ہے کہ جب روضہ مقدسہ پر حاضری دینے کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو وہاں بھی آواز اونچی نہ کرے۔ جہاں حدیث پاک کا درس ہو رہا ہو وہاں بھی آواز بلند کرنے سے علماء نے روکا ہے۔ کسی کی خدمت میں حاضر ہو تو اس وقت بھی چلا چلا کر گفتگو کرنے سے پرہیز کرے اور ادب و احترام ملحوظ رکھے۔

بارگاہ رسالت میں اگر کوئی اس طرح دیکھا جائے جس سے حضور کو اذیت پہنچے تو وہ گناہ ہے لیکن ضرورت کے وقت

لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ

تقویٰ کیلئے۔ انہی کے لیے بخشش ہے اور اجر عظیم ہے۔ بے شک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو

بلند آواز سے بولنا منع نہیں۔ حضرت بلال ؓ حضور کی موجودگی میں جب اذان دیتے تھے۔ جنگ میں نعرے لگائے جاتے۔ جنگ حنین میں حضور نے حضرت عباس ؓ کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے صحابہ کو پکاریں۔ حضرت حسان ؓ حضور کی موجودگی میں بلند آواز سے اپنے قصائد سناتے تھے۔ الغرض نیت کا لحاظ ہے۔

علامہ آلوسی تحریر کرتے ہیں: ليس المراد بما يقع الرفع [illegible] بحيث يحصل به [illegible] او [illegible] وما [illegible] ذلك [illegible] رونق البيان۔

اس پر علماء نے سوال کیا [illegible] ہو سکتا ہے۔

ف: اب ان لوگوں پر اپنی عنایت کا اظہار فرمایا جا رہا ہے جو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ اس آیت کا مفہوم سمجھنے کے لیے پہلے اس کے دو لفظوں کی تشریح کر دینا ضروری ہے۔

يَغُضُّوْنَ: غض البصر آنکھیں نیچی کرنا۔ غض الصوت، آواز کو آہستہ کرنا۔

اِمْتَحَنَ: علامہ ابن جوزی نے علماء لغت و تفسیر کے مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔

قال الفراء: ای خلصها للتقوی یعنی اللہ تعالیٰ نے ان باادب حضرات کے دلوں کو تقویٰ کے لیے خالص کر دیا ہے۔

قال الاخفش: اختصها۔ اخفش کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ والامتحان افتعال من محنت الادیم محنا اذا وسعته فمعنی امتحن الله قلوبهم للتقوی وسعها وشرحها للتقوی۔ یعنی امتحان باب افتعال ہے۔ اس کا مادہ محن ہے جس کا معنی چمڑے کو کھولنا۔ اس معنی کے پیش نظر آیت کا معنی ہوگا کہ اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری کے لیے کشادہ اور وسیع کر دیا ہے۔ وہ تقویٰ کی راہ پر چلتے ہوئے کوئی تنگی یا دشواری محسوس نہیں کرتے۔

علامہ زمخشری اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ایک اور نکتہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: من قولهم امتحن فلان لامر كذا، وجرب له ودرب للنهوض به فهو مضطلع به غير وان عنه۔ (کشاف) یعنی جب کوئی شخص کسی چیز کا خوگر و عادی بن جائے اور اسے اس کی خوب مشق کرا دی جائے تو عرب کہتے ہیں امتحن فلان لامر کذا۔ جب کوئی شخص مسلسل محنت اور مشق سے کسی چیز کا عادی بن جاتا ہے اس وقت وہ اس بار گراں کو آسانی سے اٹھا لیتا ہے اور اس میں کسی ضعف اور کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

ان لغوی تحقیقات کے بعد اب اس آیت کا مفہوم سنیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے محبوب کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا ہم نے امتحان فرمایا ہے۔ پہلا معنی تو یہ ہے کہ ہم نے ان کے دلوں کو تقویٰ کا عادی بنا دیا ہے۔ اس بار گراں کے اٹھانے میں انہیں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔

وَرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى

حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر بے سمجھ ہیں ۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ

دوسرا احسان یہ ہے کہ [illegible] تنكير مغفرة وعظيم [illegible] بتعظيم [illegible] للمبالغة في عظمه [illegible] روح المعانی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۵﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آپ باہر تشریف لاتے تب ملتے تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اے ایمان

اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا خصوصی کرم فرمایا اور ان کے دلوں کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیا۔ وہ سب حضور کے سامنے مشرف بایمان ہوئے۔ رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سب کو گرانبہا عطیات سے مالا مال کر دیا۔

لفظ وراء کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔

الوراء من المواراة والاستتار فما استتر عنك فهو وراء خلفا كان او قداما یعنی وراء مواراۃ سے ہے۔ اس کا معنی چھپا اور پوشیدہ ہونا ہے۔ جو چیز تیری آنکھ سے اوجھل ہوگی خواہ وہ پیچھے ہو یا سامنے اس کو وراء کہیں گے۔ بعض اہل لغت کے نزدیک وراء اضداد سے ہے۔

شان عالی کی اس بے پناہ عظمت و شوکت کے باوجود جسے بتایا جا رہا ہے کہ ان کے لیے بہتر یہ تھا کہ وہ حضور کا انتظار کرتے یہاں تک کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود باہر تشریف لاتے۔ اس وقت وہ زیارت کی سعادت حاصل کرتے، اپنا احوال عرض کرتے اور اس کے بعد جود و کرم سے سیراب ہو جاتے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ ان آیات میں ہر چند ان لوگوں کی قباحت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ محاسن آداب کی بھی تعلیم دی جا رہی ہے۔ علمائے کرام نے ان آیات سے خوب استفادہ کیا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ جو بڑے پایہ کے عالم تھے فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی استاد کے دروازہ پر دستک نہیں دی بلکہ میں اس کا انتظار کرتا جب وہ از خود تشریف لاتے تو ان سے استفادہ کرتا۔

قاسم ابن سلام کے بارے میں بھی اسی قسم کا قول منقول ہے۔

حضرت ابن عباس صاحب قرآن کی تفسیر حاصل کرنے کے لیے حضرت ابی کے گھر جاتے تو ان کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتے بلکہ وہیں بیٹھے ان کا انتظار کرتے یہاں تک کہ وہ اپنے معمول کے مطابق باہر تشریف لاتے۔ حضرت ابی کو یہ بات بڑی گراں گزری۔ کہا آپ نے دروازہ کیوں نہ کھٹکھٹایا؟ اگر میں اندر تھا تو باہر آجاتا۔ صاحبزادے کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑتی۔ آپ نے جواب میں کہا العالم فی قومه كالنبی فی امته وقد قال الله تعالیٰ فی حق نبيه عليه الصلوٰة والسلام ولو انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم یعنی عالم اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح نبی اپنی امت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ ولو انهم صبروا الخ

اس کے بعد علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ میں بھی بچپن میں پڑھتا تھا اور ہر روز اس کے مطابق اپنے اساتذہ کا معمول ادا کرتا رہا۔ الحمد للہ علی ما الہمنی ورزقنی الحق۔

مغربی تہذیب کے برے اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شاگردوں کے دلوں سے اساتذہ کا احترام ختم ہو گیا ہے۔ ان کے ساتھ گستاخانہ گفتگو کی جاتی ہے۔ ان پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ پھبتیاں کسی جاتی ہیں۔ پھر اس پر کوئی شرمندگی محسوس نہیں کی جاتی۔

اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ

والو! اگر لے آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں

فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝٦ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو ف اور خوب جان لو کہ تمہارے درمیان رسول اللہ تشریف فرما

ذکر ہو رہا ہے۔ اسی طرح بزرگوں کا احترام، بیٹے میں باپ کی تعظیم و تکریم کا جذبہ بھی معدوم ہوتا جا رہا ہے۔ آج کل کے ترقی یافتہ لوگوں کا معاشرہ انسانی معاشرہ نہیں، وہ حیوانی معاشرہ کی تصویر پیش کرتا ہے۔

کیجئے۔ اسلام کے آداب معاشرت کو اپنائیے اور مکارم اخلاق سے اپنے آپ کو مزین و آراستہ کیجئے جن کی تعلیم ہمیں اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے۔

حضور کا ارشاد ہے: من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا۔ یعنی جو شخص چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا وہ ہماری جماعت سے نہیں ہے۔

ف اس آیت کی شان نزول کے سلسلہ میں اکثر علمائے تفسیر نے یہ روایت ذکر کی ہے۔ بنو مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور مشرف باسلام ہوا۔ حضور نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو اس نے اسے بھی قبول کر لیا اور عرض کیا کہ میں واپس اپنے قبیلہ کے پاس جاتا ہوں۔ انہیں اسلام کی دعوت دوں گا۔ جو لوگ میری دعوت قبول کریں گے ان سے زکوٰۃ بھی وصول کر رکھوں گا۔ آپ فلاں وقت اپنا کوئی آدمی بھیج دیں وہ جمع شدہ زکوٰۃ وصول کرے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت مقررہ پر ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا تاکہ وہ زکوٰۃ وصول کرے۔ زمانہ جاہلیت میں ولید کے اور ان کے درمیان کوئی قتل ہوا تھا۔ یہ خوفزدہ ہو گیا کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ وہ راستے سے لوٹ آیا اور آ کر عرض کی کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ وہ میرے قتل کے درپے ہو گئے تھے۔ مشکل سے جان بچا کر یہاں پہنچا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس کی یہ بات سنی تو حضرت خالد کو ایک دستہ دے کر ان کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ پہلے حقیقت حال معلوم کرنا پھر کوئی کارروائی کرنا۔ جلد بازی سے کام نہ لینا۔ امرہ ان یتثبت ولا یعجل (قرطبی)

حسب ارشاد حضرت خالد رات کے وقت وہاں پہنچے۔ ان کے علاقہ سے باہر ٹھہر گئے اور اپنے جاسوس بھیجے تاکہ ان کے حال پر آگاہی حاصل کریں۔ انہوں نے آ کر اطلاع دی کہ وہ اسلام پر ثابت ہیں۔ ہم نے ان کی اذانیں سنی ہیں اور ان کو باجماعت نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ حضرت خالد صبح کے وقت ان کے ہاں گئے اور اپنے جاسوسوں کی فراہم کردہ اطلاعات کو درست پایا۔ حضرت خالد نے واپس آ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حقیقت حال عرض کر دی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی کریم اکثر فرمایا کرتے: التأنی من اللہ والعجلة من الشیطان سوچ بچار کر کے کام کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اور جلد بازی کرنا شیطان کی تحریک سے ہے۔

اللّٰهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ

میں سے اگر وہ مان لیا کریں تمہاری بات کو بہت سے معاملات میں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب بنا دیا ہے تمہارے لیے [illegible]

ہر معاشرہ میں کچھ ایسے عناصر ہوا کرتے ہیں جن کا محبوب مشغلہ یہ ہوتا ہے کہ [illegible] افواہیں پھیلاتے رہیں۔ ایسی افواہیں نہ معلوم کتنی غلط فہمیوں، بدگمانیوں اور [illegible] کا باعث بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] مسلمانوں کو یہ [illegible] اگر کوئی فاسق اور بدکار شخص تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کو [illegible] ہو سکتا ہے کہ وہ [illegible] جھوٹی خبر سے مشتعل ہو کر [illegible] اس لیے جب کوئی خبر [illegible] تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو [illegible] النبأ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور عربی میں النبأ ہر اہم خبر کو نہیں کہا جاتا۔ بلکہ [illegible] اس کو نبأ کہتے ہیں۔

علامہ راغب اصفہانی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ النبأ خبر ذو فائدة عظيمة (مفردات)

امام ابوبکر جصاص اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ومقتضى الآية ايجاب التثبت في خبر الفاسق والنهي عن الاقدام على قبوله الا بعد التبين۔

یعنی اس آیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ فاسق کی خبر کی تحقیق کرنا واجب ہے جب تک حقیقت حال [illegible] اس پر عمل کرنا ممنوع ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں [illegible] حقوق کے ساتھ تعلق ہے فاسق کی شہادت مردود ہوگی۔ روایت حدیث میں بھی اس کا قول [illegible] اور کسی انسان کے حق کے ثبوت کے لیے بھی اس کی خبر معتبر [illegible] (احکام القرآن جصاص)

[illegible] علامہ زمخشری لکھتے ہیں [illegible]

[illegible] (کشاف)

ولید بن عقبہ جب [illegible] مصطلق [illegible] مشتعل ہو گئے اور [illegible] مصطلق کے خلاف [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [illegible] حضرت خالد کو [illegible] تحقیق [illegible] جس طرح آپ پڑھ چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے [illegible] اصلاح اور تربیت کا اہتمام [illegible] ایک واضح حقیقت سے آگاہ کر دیا [illegible] تربیت سے

الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَ

ایمان کو اور آراستہ کر دیا ہے اسے تمہارے دلوں میں ۱۱ اور قابل نفرت بنا دیا ہے تمہارے لیے کفر، فسق اور

الْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ

نافرمانی کو۔ یہی لوگ راہ حق پر ثابت قدم ہیں ۱۲ یہ محض اللہ کا فضل اور احسان ہے ۱۳

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا

اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے ۱۴ اور اگر اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں

میرا حبیب تو کسی کی رائے کا محتاج نہیں، وہ دانائے علوم و عواقب کا بینا اور ہر وقت اندازہ لگا سکتا ہے، تمہیں چاہیے کہ ان کے اشارہ ابرو پر عمل پیرا رہو، جو حکم دیں اس کی تعمیل کرو۔

اگر تم اپنی بات منوانے پر اصرار کرو گے تو تم مشقت و ہلاکت میں پھنس جاؤ گے۔ ہو سکتا ہے کہ عجلت سے اٹھا ہوا قدم تمہیں کسی مصیبت کے گڑھے میں گرا دے۔

۱۱ بنو مصطلق کے خلاف ان لوگوں کا یہ غصہ اپنی ذات یا اپنے مفادات کے لیے نہ تھا بلکہ اس کی وجہ محض ایمانی غیرت اور اسلامی حمیت تھی۔ بنو مصطلق کے خلاف وہ اس لیے بھڑک اٹھے تھے کہ انہیں بتایا گیا تھا کہ انہوں نے حضور کے قاصد کے ساتھ بدسلوکی کا ارتکاب کیا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ آیت کے اس حصہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے پیارے رسول کے جاں نثار صحابہ کے دلوں میں ایمان کی محبت میں نے پیدا کی ہے، ان حضرات کی نگاہوں میں حسن و زیبائی میں نے ہی مزین کر دیا ہے، کفر، فسق اور سرکشی سے ان کے دلوں کو میں نے متنفر کر دیا ہے۔ اس لیے شیطان کی کوئی وسوسہ انگیزی انہیں راہ حق سے منحرف نہیں کر سکتی۔

۱۲ علامہ قرطبی راشدون کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الرشد الاستقامة على طريق الحق مع تصلب فيه من الرشادة وهي الصخرة

یعنی رشد راہ حق پر ایسی ثابت قدمی کو کہتے ہیں جس میں تصلب اور پختگی ہو۔ اور یہ لفظ رشادہ سے مشتق ہے جس کا معنی چٹان ہے۔

۱۳ یہ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ کا مفعول لہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے صحابہ کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنایا اور ان کی نگاہوں میں اسے حسین و جمیل بنا دیا، ان کے دلوں کو کفر اور نافرمانی سے متنفر کر دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل فرمایا اور ان پر اپنی رحمت و احسان کی انتہا کر دی۔

۱۴ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور نعمت ان پر بلاوجہ نہیں بلکہ وہ ان کے دلوں کے خلوص و نیاز کو خوب جانتا ہے، وہ اس بات کے

فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي

تو ان کے درمیان صلح کرا دو ۱۵ پھر اگر زیادتی کرے ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر تو سب مل کر لڑو اس سے جو زیادتی

تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا

کرتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف پس اگر وہ لوٹ آئے تو صلح کرا دو ان کے درمیان

مستحق ہیں کہ ان پر پرورش کی جائے نیز یہ حکم ہے۔ انہیں مختلف تعصبات کے قدیموں کا ایک میلا گرد بار ہو جانے گی فرمایا اسلام نے تمہارا گزر ان اور حضور کا اس پاکیزہ گروہ سے تمہیں سروکار ہم آہنگ چاہیے جو دنیا کے ہر گوشہ میں پیام اسلام کی دعوت لے کر پہنچیں ان کی رحمت کی صداقت کے لیے سب سے بڑی بات ان کی باہمی محبت اور یگانگت ہے۔

جو کم نگاہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے صحابہ کے بارے میں طرح طرح کے شبہات و ظنون کا شکار ہیں وہ قرآن کریم کی ان آیتوں کا بار بار مطالعہ کریں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

۱۶ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے جزیرہ عرب کی سرزمین قتل و غارت اور جنگ و جدال کی آماجگاہ تھی۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے برسر پیکار تھا۔ ہر ساتھ والا دوسرے قبیلے کے خون کا پیاسا تھا۔ کسی کی جان و مال اور آبرو محفوظ نہ تھی۔ اکثر و بیشتر دوست دشمن بن جاتے اور مہینوں نہیں برسوں خونریز جنگیں ہوتی رہتیں۔ حضور کی تشریف آوری سے نقشہ ہی بدل گیا عداوت و مخاصمت کی جگہ محبت و پیار اور مودت نے لے لی۔ قرآن کریم میں بے شمار آیتیں ہیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بے شمار ارشادات ہیں جن میں مسلمانوں کو متحد رہنے، آپس میں محبت کرنے اور ایک دوسرے کے احترام و حقوق کا پاس رکھنے کی تاکید کی گئی ہے اور ایسی باتوں کو ایمان و اسلام کے منافی قرار دیا گیا ہے جن کے باعث آپس میں نفرت اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔

چند احادیث پاک ملاحظہ ہوں: ① المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یسلمه۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار کسی ظالم کے حوالے کرتا ہے۔

② واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه (بخاری شریف) اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد و اعانت میں لگا رہتا ہے۔

③ اذا دعا المسلم لاخیه بظهر الغیب قال الملك آمین ولك بمثل۔ حضور نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہی دعا تیرے حق میں بھی مقبول ہو۔

④ مثل المؤمنین فی توادهم وتراحمهم وتعاطفهم کمثل الجسد اذا اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالحمی والسهر۔ کہ مسلمانوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے میں ایک دوسرے پر رحم کرنے میں ایک

دوسرے سے تعلق رکھنے میں ایسے ہے جیسے ایک جسم ہو۔ جب اس کا کوئی عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بیدار رہتا ہے۔

(۵) المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا ایک مومن دوسرے مومن کے لیے دیوار کی مانند ہے جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے۔

باہم ہر انسانی معاشرے میں باہمی ٹکراؤ کا پیدا ہونا بعید از قیاس نہیں۔ نفسانی خواہشات، مادی مفادات اور بسا اوقات غلط فہمیوں کے باعث جنگ و جدال کی نوبت آ جاتی ہے۔ ان حالات میں کیا کرنا چاہیے جو عادلانہ حل کیا جانا چاہیے اس آیت میں ان امور کو نہایت عمدہ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت کا ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کے کلمات میں جو لطافتیں اور دقیق نکتے ہیں ان پر نظر ڈالیے۔ اس کے بعد تفصیلات کا ذکر ہوگا۔

امام رازی کہتے ہیں: ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا میں ان کا لفظ ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ قرآن نے مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی جو تعلیم دی ہے اس کے پیش نظر ایسا شاذ و نادر ہی ہو سکتا ہے کہ دو مومن اسلام آپس میں لڑ پڑیں۔ طائفتان فرمایا فرقتان نہیں فرمایا کیونکہ طائفہ عرف عام میں چھوٹے گروہ کا مفہوم رکھتا ہے۔ یعنی اگر جنگ کی نوبت آ ہی جائے تو امت کی اکثریت جنگ میں شریک نہیں ہوگی بلکہ ایک چھوٹا سا گروہ ہوگا، اور اس لیے باقی امت اسلام کے دشمنوں کے خلاف کسی پشت پناہی کی حفاظت کر سکتی ہے۔ ان طائفتان من المؤمنین فرمایا، منکم نہیں فرمایا۔ اس میں اس بات کی ترغیب ہو سکتی ہے کہ تم جو شخص تمہارے ساتھ ہے اسے دوسرے پر ایمان کی بنیاد کی تبلیغ کرنی ہے جو وہ مومن آپس میں لڑ کر وہ تو دونوں ہی ایمان کے دائرے سے ہی نکل جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد کے علم پر مجادلہ شائستہ حرکت نہیں ہے بیہودہ ہے ہرگز نہیں۔

پھر امام رازی قاعدہ تحریر کرتے ہیں کہ اپنے قول کے ساتھ ذکر جو یہاں ان امور کے حل فقتتلوا کے درمیان طائفتان من المؤمنین کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ باہمی جنگ و قتال سے پہلے ان کے ایمان کی حیثیت پر غور کریں اقتتلوا ماضی کا صیغہ ذکر کیا۔ یقتتلوا نہیں فرمایا کہ مستقبل کا اعتبار ہے۔ تکرار کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ اگر کبھی جنگ و جدال کی نوبت آ جائے تو پھر جلد بازی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان ٹھوس بنیاد تک ان امور کو غور کرتے ہیں۔

اقتتلوا میں طائفتان کے معنی کا لحاظ رکھا گیا ہے اور جمع کی ضمیر لائی گئی ہے۔ جب کہ بینهما میں لفظ کا لحاظ رکھتے ہوئے تثنیہ کی ضمیر ذکر کی گئی ہے۔ (تفسیر کبیر)

بغت: بغی سے ہے۔ اس کا معنی ہے طلب العلو بغیر حق یعنی کسی حق کے بغیر برتری کا طالب ہونا۔

اب ہم آیت کے مطالب کی طرف توجہ دیتے ہیں۔

مسلمانوں میں جنگ نہیں ہونی چاہیے۔ اگر قسمتی سے ایسا ہو تو پہلے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان میں صلح کرائیں۔ اس کے بعد انہیں اس ارشاد خداوندی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ ان باہمی جنگ و جدال کی مختلف صورتیں ہیں اور ہر صورت کے لیے الگ فیصلہ

معلوم ہیں۔ سب سے پہلے [illegible]

[illegible]

[illegible] کی کوشش کرنی چاہیے [illegible]

[illegible] کوشش کریں۔

اگر ان کی مصالحت کی کوشش میں کامیاب ہو جائیں تو [illegible]

[illegible]

[illegible] ابو بکر جصاص نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں نقل کیا ہے۔

روی کوثر بن حکیم عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

حکم اللہ فی من بغی من ھذہ الامۃ قال اللہ ورسولہ اعلم قال لا یجہز علی جریحہا ولا یقتل اسیرہا ولا یطلب ھاربہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے پوچھا کہ اے ام عبد کے فرزند! اس امت میں سے اگر کوئی بغاوت کرے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے؟ ابن مسعود نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اس باغی گروہ کے زخمی کو مارا نہیں جائے گا، ان سے جو قیدی ہو جائے گا اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور میدان جنگ سے جو بھاگ نکلے گا اس کا تعاقب نہیں کیا جائے گا۔ باغیوں کے احکام کی تفصیل ہمیں سیدنا علی مرتضیٰ کے طریقہ کار سے ملتی ہے اور فقہاء نے اکثر احکام کا استنباط آپ ہی کے اسوہ کریمہ سے کیا ہے۔

جنگ جمل میں جب آپ فتحیاب ہوئے اور مخالف گروہ کو شکست ہوئی تو حضرت نے وہاں اعلان فرما دیا لا تقتلوا اسیرا ولا تجہزوا علی جریح ومن القی السلاح فھو آمن۔ کسی قیدی کو مت قتل کرو۔ کسی زخمی کو مت جان سے مارو۔ جو ہتھیار پھینک دے اس کو امان ہے۔

اگر حاکم فاسق و فاجر ہے، احکام اسلامیہ کی کھلم کھلا نافرمانی کرتا ہے، اس کے خلاف اگر کوئی جماعت علم بغاوت بلند کرے کہ اس کا تختہ حکومت الٹ دے، ظلم و جور کا خاتمہ کرے اور عدل و انصاف بحال کرے تو ان کے بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔

اکثر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ جب کوئی شخص ایک بار حاکم بن جاتا ہے اور اس کی وجہ سے ملک میں امن و امان قائم ہو جائے تو اس کے خلاف بغاوت کرنا، خواہ وہ ظالم اور فاسق ہی ہو، جائز نہیں۔ کیونکہ اس بغاوت سے صورت حال کے بگڑ جانے کا اندیشہ زیادہ ہے۔ اس بغاوت سے فتنہ کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ سارا ملک اس کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا۔ اسباب لوٹے جائیں گے، آبادیاں ویران ہو جائیں گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگ اس حکمران سے تعاون کریں تاکہ ملک کا وجود ہی خطرے میں نہ پڑ جائے۔

لیکن سلف سے جلیل القدر علماء کا یہ فتویٰ ہے اور حضرت امام اعظمؒ اس گروہ کے قائل ہیں کہ ظالم حکمران کے خلاف اگر صالحین کا کوئی گروہ اٹھ کھڑا ہو تو ان کی امداد کی جائے گی تاکہ کامیاب ہو کر اس ظالم اور فاسق کو مسند اقتدار سے ہٹا سکیں اور ملک میں پھر از سر نو احکام شریعت کا نفاذ کر سکیں۔

باغیوں کے بارے میں چند اہم مسائل ذہن نشین کر لیں۔

ان کے قیدی اگر یقین دلا دیں کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔

انہوں نے جنگ میں باغیوں سے جو جانی اور مالی نقصان کیا ہوگا، ہتھیار ڈالنے کے بعد ان سے اس کا کوئی قصاص یا تاوان وصول نہیں کیا جائے گا۔

باغیوں نے اگر کسی علاقہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں سے زکوٰۃ، عشر اور دیگر صدقات کی رقوم وصول کرتے رہے مگر وہ علاقہ پھر اسلامی حکومت کے تسلط میں آ جائے تو وہاں کے باشندوں سے زکوٰۃ وغیرہ کا دوبارہ مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ⑨ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ

عدل و انصاف سے اور انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔ بے شک اہل ایمان بھائی بھائی

اپنے مقبوضہ علاقوں میں باغیوں نے کوئی قاضی مقرر کیا اور وہاں مقدمات کے فیصلے ہوتے رہے۔ اگر قاضی عادل تھا اور اس نے شرعی قواعد کے مطابق فیصلے صادر کیے تو وہ برقرار رہیں گے۔ اسی طرح لگان جو وصول کی ہوگی اور احکام شرعیہ کی صریح خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہوگا تو اس صورت میں وہ مقدمہ دوبارہ دائر کیا جاسکے گا اور پہلا فیصلہ کالعدم تصور ہوگا۔

باہمی جنگ و جدال سے کوئی فریق دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ بخاری شریف میں موجود ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس وقت منبر پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان کی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے۔ پھر فرمایا ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ تعالیٰ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔

میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ حضور کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ وہ آپ کے زمانہ خلافت میں امیر معاویہؓ کے ساتھ جو جنگ کا سلسلہ عرصہ سے جاری تھا وہ ختم ہوگیا اور مسلمانوں کے دونوں گروہوں میں صلح ہوگئی۔

حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت کو بھی حضور نے مسلمان قرار دیا۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا کہ جو لوگ آپ سے جمل اور صفین کی جنگوں میں لڑے ہیں کیا وہ مشرک ہوگئے۔ آپ نے جواب دیا من الشرک فرّوا ہرگز نہیں۔ وہ تو شرک سے بھاگ کر آئے تھے۔

پھر کہا گیا کیا وہ منافق ہوگئے۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ منافق تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ تو ذکر الٰہی دن رات کرتے تھے۔ پھر پوچھا گیا کہ وہ مشرک اور منافق نہیں تو کیا ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ اخواننا بغوا علینا۔ وہ ہمارے اسلامی بھائی ہیں لیکن انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔

باغیوں کا مال مال غنیمت تصور نہیں ہوگا۔ جنگ کے دوران میں اگر ان کے اسلحہ اور گھوڑوں کے استعمال کی ضرورت ہو تو استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

یہ چند احکام ہیں جنہیں اختصار سے یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیے۔

اقسطوا کا یہی مطلب ہے یعنی اگر صلح کراتے وقت عدل و انصاف سے کام نہیں لیا جائے گا ظلم اور بے انصافی کی بنیاد پر صلح کرائی جائے گی تو وہ صلح پائیدار ثابت نہ ہوگی۔ مظلوم فریق مطمئن نہ ہوگا بلکہ اپنی حق رسی کے لیے موقع کا منتظر رہے گا۔ جب حالات اجازت دیں گے تو پھر فتنہ کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ اس لیے اسلام کو ایسی صلح سے کوئی دلچسپی نہیں جس کی بنیاد ظلم پر ہو اور جو ناپائیدار ہو۔

إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ⑩ ع

بھائی ہیں سو صلح کرا دو اپنے دو بھائیوں کے درمیان ۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے

۱۱؎ خانہ جنگی، باہمی قتل و جدال اور ان کے بعد کے احکام کا ذکر ہو چکا۔ اب پھر باہمی محبت و پیار اور الفت و اتحاد کے جذبات کو بیدار کرنے کے لیے فرمایا جا رہا ہے کہ اہل ایمان تو سگے بھائی ہیں۔ ان کا نفع اور نقصان ان کی خوشی اور غمی ان کی فتح اور شکست سب ایک ہیں۔ یہ تھوڑی سی رنجش جو پیدا ہو گئی ہے عارضی اور وقتی ہے۔ ان کے بہی خواہوں پر فرض ہے کہ مداخلت کرکے ان کے درمیان صلح کرا دیں تاکہ وہ پہلے کی طرح پھر شیر و شکر ہو جائیں۔

اخویکم کے لفظ میں کیا لطف ہے کہ یہ کوئی غیر تو نہیں ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور تمہارے بھی بھائی ہیں۔ حیثیت اپنے گھر کا کام و تعلق ایک نہیں۔ اس سے تمہارا گہرا تعلق ہے۔ تم ان کا تماشا نہ دیکھتے رہو، ورنہ مداخلت کرو اور ان میں صلح صفائی کرا دو۔

جب دو جماعتوں، دو گروہوں کے درمیان جنگ ہونے کا وقت تھا اس وقت یہی حکم دیا کہ ان میں صلح کرا دو۔ یہاں جب دو فرد آپس میں جھگڑ رہے ہیں تو بھی حکم دیا کہ ان میں صلح کرا دو۔ لیکن پہلے صلح کے بعد واتقوا اللہ نہیں فرمایا گیا اور یہاں امر صلح کے بعد واتقوا اللہ کا اضافہ کیا گیا ہے کہ جب فتنہ عام ہو اور خطرہ بڑھ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے تو کوئی بھی اس کے شعلوں کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ بہی خواہی کا جذبہ ملی ہمدردی اور قومی غیرت ہی اس آگ کو بجھانے کے درپے ہو جاتی ہے لیکن جب معاملہ صرف دو آدمیوں تک محدود ہو اس کو اپنے ذاتی جھگڑے کا احساس نہیں ہوتا۔ ایسے حالات میں لوگ عام طور پر پہلو تہی کر لیتے ہیں اور صلح کے لیے کوشش نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح سارے مسلمانوں کا اتحاد اور سکون اہم ہے اسی طرح چند افراد کی خوشی اور صلح کی اہمیت کم نہیں۔ اس لیے یہاں اصلحوا کے حکم پر واتقوا اللہ کا اضافہ کر دیا یعنی اللہ سے ڈرو اور ان دو بھائیوں کے درمیان صلح صفائی کرا دو تاکہ تمہیں وہ دولت نصیب ہو اور ان کے گھروں کی بھی آسودگی حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تم اسی وقت مستحق ہو سکتے ہو جب تم سب مل کر انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایک دوسرے سے محبت و پیار کا مظاہرہ کرو۔

ایسی دل نشین، ایسی شیریں، ایسی شستہ عبارت صرف اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہی پائی جا سکتی ہے۔ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس نے فصحائے عرب کو دم بخود کر دیا تھا۔ یہاں صاحب جوامع الکلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی سماعت فرمائیے۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بافضل من درجة الصیام والصلوٰة والصدقة۔ قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین الحالقة۔

حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے عمل پر آگاہ نہ کروں جس کا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا

اے ایمان والو! نہ مذاق اڑائے کوئی گروہ مردوں کا دوسرے گروہ کا شاید وہ ان (مذاق اڑانے والوں) سے بہتر

مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا

ہوں اور نہ عورتیں (مذاق اڑائیں) دوسری عورتوں کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ

درجہ روزے، نماز اور صدقہ سے افضل ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا دو دلوں کو ملا دینا صلح کرا دینا۔ ساتھ ہی بتایا کہ دو آدمیوں کے درمیان فساد کرانا ایمان کو مونڈ کر رکھ دیتا ہے۔

لے پچھلی آیات میں صلح کا ذکر ہوا جس کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب مسلمان ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو کر دست گریباں اور جنگ و قتال شروع ہو جائے۔ لیکن اسلام اصلاح احوال کی صرف اسی صورت کا قائل نہیں کہ پہلے حالات کو بگڑنے دیا جائے۔ تفرقہ و عناد کو پنپنے دیا جائے اور جب بات کشت و خون تک پہنچ جائے جب عداوت کے شعلے بھڑکنے لگیں اور دونوں کی تباہیاں ہونے لگیں تو آگے بڑھ کر اس آگ کو بجھانے کی کوشش یا اس کا مداوا کرنے کی سعی کی جائے۔ اسلام اس سے بھی زیادہ ان محرکات کی بیخ کنی پر توجہ دیتا ہے اور ان اسباب و علل کے سدباب پر زور دیتا ہے جو اس صورت حال کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

ان آیات میں مسلمانوں کو تمام ایسی باتوں سے سختی سے روکا جا رہا ہے جن کے باعث اسلامی معاشرہ کا امن و سکون برباد ہوتا ہے۔ محبت و پیار کے رشتے ٹوٹنے لگتے ہیں اور نفرت و عداوت کا زہر پھیلنے لگتا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا حکم یہ دیا کہ اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑایا کرو۔ مذاق وہی اڑاتا ہے جس کے دل میں دوسرے کی عزت و احترام نہ رہے۔ جب آپ کسی کا مذاق اڑاتے ہیں گویا آپ اس چیز کا اعلان کرتے ہیں کہ اس شخص کی میرے دل میں کوئی عزت نہیں۔ جب آپ اس کی عزت نہیں کرتے تو اسے کیا پڑی ہے کہ وہ آپ کا احترام کرے۔ جب دلوں سے ایک دوسرے کی عزت اور احترام کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو انسان عداوت و دشمنی کی گہری کھڈ کی طرف لڑھکتا چلا جاتا ہے۔ کوئی نکتہ ایسا نہیں جہاں رک کر وہ صلح و آشتی کی طرف لوٹ سکے، اس کے استمداد کی کوئی صورت نہیں رہتی۔

زبان سے مذاق کرنا، نقلیں اتارنا، کسی کی طرف اشارہ کرنا، اس کے لباس، چال، قد و قامت پر پھبتیاں کسنا سب حرام ہیں۔

یوں تو شریعت کے سارے احکام مرد و زن سب کے لیے ہوتے ہیں اور عموماً صیغہ مذکر کا ہی استعمال ہوتا ہے لیکن جو اخلاقی برائیاں عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہیں ان کو روکنے کے لیے عورتوں کو الگ مخاطب کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑانے اور ان پر پھبتی کسنے میں بڑی دلیر ہوتی ہیں۔ اس لیے یہاں ان کو اس حرکت سے باز رہنے کا الگ حکم دیا اور اس کی وجہ یہ بتا دی کہ جن کو تم حقیر سمجھ کر ان کا مذاق اڑاتی ہو ممکن ہے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی شان تم سے کہیں زیادہ بلند ہو۔

تَلْمِزُوٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ

عیب لگاؤ ایک دوسرے پر ۱۵ اور نہ برے القاب سے کسی کو پکارو ۱۶ کتنا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق

۱۵ دوسرا حکم یہ دیا کہ لَا تَلْمِزُوٓا اَنْفُسَكُمْ

لفظ لمز کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ اللمز: العیب فی الوجہ واصلہ الاشارۃ بالعین والراس والشفۃ مع کلام خفی

کسی کے منہ پر اس کی عیب جوئی کرنے کو لمز کہتے ہیں۔ اصل میں آنکھ، سر کے اشارے یا زیر لب آہستہ سے کسی کی عیب چینی کرنے کو کہتے ہیں۔ [illegible] و تلمیز و ہمز بتایا کہ کسی طرح بھی تمہیں یہ بات زیب نہیں کہ اپنے بھائی کے عیب گناؤ اور اس کی خامیوں اور کمزوریوں کو اچھالتے رہو۔ علامہ راغب لکھتے ہیں اللمز تتبع المعاب کسی کی کمزوریوں اور عیوب کا کھوج لگاتے رہنا جو دوسروں میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کا عیب ظاہر ہو۔ اگر کوئی شخص اس کی برائیوں کا برملا تذکرہ کرے تو اس کے عیب کے کھوج میں لگ جانا اس کا کینہ ظاہر ہوا۔ ایک تصدیق مرتبہ ہے۔ قرآن حکیم اس کی اجازت نہیں دیتا قرآن کا اسلوب ملاحظہ ہو یہ نہیں کہا کہ تم ایک دوسرے کی عیب چینی نہ کیا کرو بلکہ فرمایا لَا تَلْمِزُوٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی تم اپنے عیب نہ جو۔ کیا دو مقصد ہے کہ جس کی برائیاں گنتے تم نہیں تھکتے وہ کوئی غیر نہیں تمہارا بھائی ہے۔ اس کی رسوائی تمہاری رسوائی ہے۔ اس کی فضیحت بھی آخر تمہاری رسوائی ہوگی۔ اس سے یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ جب تم کسی کی پردہ دری کرو گے تو وہ تمہارے عیوب و نقائص کو طشت از بام کرے گا۔ تم اس کی عیب جوئی کرو گے تو وہ تمہاری ذلت کا سبب بنے گا۔ تمہیں جو خجالت ہوگی وہ تمہارے اپنے کرتوتوں کا ثمر ہے۔ اگر اپنی عزت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو کسی کی عزت پر ہاتھ مت ڈالو۔

۱۶ تیسرا حکم یہ دیا کہ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ

لفظ تنابز کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ النبز: اللقب التنابز التداعی بالالقاب وھو یکثر فیما کان ذما [illegible]

یعنی کسی کو کسی نسبت سے ملقب کرنے کو عربی میں نبز کہتے ہیں لیکن عموماً اس کا استعمال اس لقب کے لیے ہوتا ہے جس میں کسی کی مذمت ہو اور جسے وہ شخص ناپسند کرے۔ کسی اندھے کو اندھا اور لنگڑے کو لنگڑا کہنا بھی جائز نہیں۔ جیسے ایسے ناموں اور القاب سے ایک دوسرے کو پکارنا جس سے سننے والا ناخوش ہوتا ہو۔

بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظلمون ۝۱۱ یایھا

کہلانا ۲۱ اور جو لوگ باز نہیں آئیں گے (اس سے) تو وہی ہیں ظالم ۲۲ اے

الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم

ایمان والو! پرہیز کرو کثرت بدگمانیوں سے ۲۳ بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں

۲۱؎ جس عیب سے منع فرمایا ہے اپنے بندوں کو تنبیہ فرمائی جا رہی ہے کہ تم اب ایمان لا چکے ہو تمہیں اب ایسی کمینہ نازیبا حرکت نہیں کرنی چاہیے جس کی وجہ سے تمہیں فاسق اور فاجر کہا جائے۔ اگر اسلام قبول کرنے سے پہلے تم ایسی حرکتیں کرتے رہتے تو تم سے کسی کو شکایت نہ ہوتی۔ اب تو شرف اسلام سے مشرف ہو چکے ہو۔ لوگ بجا طور پر تم سے توقع رکھتے ہیں کہ تم بحیثیت مسلمان کامل اخلاق پیش کرو گے نیکی اور پارسائی تمہارا شعار ہو گا۔ اگر تم فسق و فجور سے پھر آلودہ ہو جاؤ تو بڑی بے حیائی اور شرم کی بات ہے۔ حضرت علامہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

گر نداری از محمد رنگ و بو — از زبان خود میالا نام او

یعنی اگر تمہاری سیرت اور کردار اپنے محبوب کے رنگ و خوشبو سے محروم ہیں تو تمہیں کوئی حق نہیں کہ اپنی ناپاک زبان سے اس کا پاک نام لو۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس جملہ کا یہ معنی بیان کرتے ہیں: بئس الاسم الفسوق بعد الایمان فلا تفعلوا شیئا تصیرون فیہ باسم الفسوق

اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ یہاں اسم سے مراد لقب نہیں بلکہ یہاں ذکر و شہرت کے معنی میں مستعمل ہوا ہے جیسے کہتے ہیں: طار اسمہ فی الناس بالکرم ای ذکرہ۔ بئس کا فاعل الاسم ہے۔ فسوق مخصوص بالذم ہے۔ یہاں مضاف محذوف ہے تقدیر کلام یوں ہے: بئس الذکر ذکر الفسوق بعد الایمان۔ جس کا معنی یہ ہے: بئس الذکر المرتفع للمومنین ان یذکروا بالفسوق بعد دخولہم الایمان۔ (روح البیان)

۲۲؎ آخر میں فرمایا جو شخص ان منکرات سے اجتناب نہیں کرتا وہ ظالم ہے۔ آیت کے اس حصہ کے پیش نظر فقہائے کرام نے یہ تصریح کی ہے کہ اسلامی قانون یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو برے لقب سے پکارے تو اسے آیت قرآنی کے مطابق ہر صورت منع کیا جائے گا بلکہ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی کے حق میں ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے تو اس کے خلاف اسلامی عدالت میں ہتک عزت کا دعویٰ دائر کیا جا سکتا ہے اور قاضی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو اس کے مناسب حال تعزیر لگائے۔ روح البیان میں ایسے الفاظ کی تفصیل ہے جن کے باعث تعزیر لگ سکتی ہے۔ ان میں خبیث، منافق، فاسق وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جنہیں عام طور پر گالی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۳؎ اسلامی معاشرہ کو ہر قسم کی شر انگیزیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے جو ہدایات دی جا رہی ہیں ان کا سلسلہ اس آیت میں بھی جاری

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ

اور نہ جاسوسی کیا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو ۔ کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص کہ

ہے۔ فرمایا بکثرت ظن و گمان کرنے سے اجتناب کیا کرو کیونکہ بعض ظن ایسے ہیں جو گناہ ہوتے ہیں۔ اگر تم ظن و گمان کے شیدائی بن جاؤ تو ہو سکتا ہے تم ایسے گمان بھی کرنے لگو جو سراسر گناہ ہیں۔ ان کلمات کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مطلقاً ظن سے نہیں بلکہ اس قسم کے ظن کو گناہ کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کئی ظن جائز ہیں۔ اس لیے علمائے کرام نے ظن کی متعدد قسمیں ذکر کی ہیں۔

واجب، مستحب، مباح اور ممنوع۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا واجب ہے۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تین روز پہلے فرمایا لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ عزوجل۔ تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔ دوسرا ارشاد ہے یقول اللہ انا عند ظن عبدی بی فلیظن بی ما شاء کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے ظن رکھتا ہے اب اس کی مرضی جیسا چاہے میرے ساتھ ظن کرے۔

مستحب کی مثال: مومن کے ساتھ جس کا ظاہری حال اچھا ہو حسن ظن رکھنا مستحب ہے۔ ایسا شخص جس کے احوال مشکوک ہوں اس کے متعلق سوء ظن کرنا مباح ہے لیکن جب تک یقینی دلائل موجود نہ ہوں اس وقت تک محض ظن کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کرنا جائز نہیں۔ اسی کے متعلق حضورؐ کی حدیث ہے۔

اذا ظننتم فلا تحققوا یعنی اگر کسی کے بارے میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس کی تحقیق میں نہ لگ جاؤ۔ شریعت میں نصوص کے خلاف ظن و تخمین سے کام لینا ممنوع ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ آیت میں ظن سے مراد تہمت ہے۔ قال علماؤنا فالظن فی ھذہ الآیۃ ھو التھمۃ اور اس قول کی دلیل یہ ہے جو انہوں نے پیش کی ہے کہ بعد میں ولا تجسسوا فرمایا ہے کیونکہ جب کسی پر تہمت لگتی ہے تو طبیعت چاہتی ہے اس کا سراغ لگایا جائے اور صحیح حالات پر آگاہی حاصل کی جائے۔

مسئلہ: کسی مسلمان کے عیبوں کا سراغ لگانا اور اس کے پوشیدہ حالات کو کریدنا ممنوع ہے۔ اس طرح اس کی پردہ دری ہوگی، حالانکہ ہمیں پردہ پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے من ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیامۃ جو اس دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ابو برزہ الاسلمی فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا معشر من آمن بلسانہ ولم یدخل الایمان قلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من اتبع عوراتھم یتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ فی بیتہ۔

یعنی اے وہ لوگو جو زبان سے تو ایمان لائے ہو لیکن ایمان ان کے دلوں میں ابھی داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو۔ ان کی پوشیدہ باتوں کا سراغ مت لگایا کرو۔ جو مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں کا پیچھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مخفی باتوں کا پیچھا

يَّأْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ

اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم تو اس سے گھن کرتے ہو ۱۵ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے، بےشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے

کرتا ہے اور جس کی مخفی باتوں کا پتا لگ جائے تو وہ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اسی طرح ارباب حکومت کو بھی لازم ہے کہ لوگوں کے مخفی رازوں اور ان کے نجی حالات کی ٹوہ میں نہ لگیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

انک ان اتبعت عورات الناس افسدتھم او کدت ان تفسدھم۔

یعنی اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں لگ جاؤ گے تو تم انہیں خراب کر کے چھوڑو گے۔ انسان کی پرائیویٹ زندگی کا اسلام میں جس قدر احترام ہے اس کا اندازہ آپ اس مشہور واقعہ سے بآسانی لگا سکتے ہیں جو علامہ خرائطی نے مکارم الاخلاق میں نقل کیا ہے۔ ایک رات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گشت لگا رہے تھے۔ ایک گھر سے آپ کو ایک شخص کے گانے کی آواز سنائی دی۔ دیوار پھاند کر آپ اندر داخل ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی ہے، اس کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے۔ قریب ہی شراب رکھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصہ سے کانپ گئے اور فرمایا یا عدو اللہ اظننت ان اللہ یسترک وانت علی معصیۃ۔ اے اللہ کے دشمن کیا تو نے گمان کیا تھا کہ تو نافرمانی کرے گا اور اللہ تعالیٰ تیری پردہ پوشی کرے گا۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنین! عجلت سے کام نہ لیں۔ اگر میں نے اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی کی ہے تو آپ نے تین نافرمانیاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تجسسوا کسی کی جاسوسی نہ کیا کرو۔ آپ نے میری جاسوسی کی ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے واتوا البیوت من ابوابھا گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو۔ آپ دیوار پھاند کر داخل ہوئے ہیں۔ ارشاد ہے لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستأنسوا داخل ہونے سے پہلے اہل خانہ سے اجازت لو اور آپ میری اجازت کے بغیر اندر آ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر میں تمہیں معاف کر دوں تو کیا تم اس جرم کا ارتکاب ترک کر دو گے۔ اس نے کہا ہاں۔ البتہ اگر کسی کی سرگرمیاں حکومت کے خلاف ہوں یا دشمن سے سازباز کرتے ہوں یا کسی کو قتل کرنے کے منصوبے بناتے ہوں تو ایسے لوگوں کے احوال کی جانچ پڑتال کی جا سکتی ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا،

غیبت کی تعریف خود زبان رسالت نے بیان فرمائی ہے۔ ایک دن حضور نے دریافت کیا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ذکرک اخاک بما یکرہ۔ یعنی اپنے بھائی کا ایسا ذکر جسے وہ ناپسند کرے۔ عرض کی گئی اگر وہ بات اس میں پائی جاتی ہو تو پھر بھی یہ غیبت ہو گی؟ فرمایا اگر وہ بات اس میں پائی جاتی ہے تب تو تو نے غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں نہیں تو پھر تو نے اس پر بہتان باندھا۔

۱۵۔ قرآن کریم نے لوگوں کو غیبت سے متنفر کرنے کے لیے ایسی تشبیہ دی جس کو ہر کوئی عالم و جاہل غیبت کی طرف

واجب نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کیا کوئی شخص اپنی گوشت کھانا پسند کرے گا جبکہ اس میں دو برائیاں ہیں وہ مردہ بھی ہو اور اس کا بھائی بھی ہو۔ اسی چیز کی ایک مرتبہ حضور نے ایک واقعہ سے یوں بیان فرمایا کہ جب ماعزؓ نے اعتراف زنا کیا اور حضورؐ نے رجم کرنے کا حکم دیا حضور نے سنا کہ دو آدمی آپس میں اس طرح کی گفتگو کر رہے ہیں کہ اس شخص کی طرف دیکھو جس کا گناہ اللہ تعالیٰ نے ڈھانپ دیا تھا مگر اس نے خود کو منکشف کیا۔ پھر اسے اس طرح سنگسار کیا گیا جس طرح کتے کو کیا جاتا ہے۔ حضورؐ نے یہ بات سنی اور خاموش رہے۔ پھر کچھ وقت حضورؐ چلتے رہے یہاں تک کہ ایک مردار گدھے کے پاس سے گزرے۔ فرمایا فلاں فلاں آدمی کہاں ہیں؟ ان دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں۔ فرمایا تم دونوں اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ عرض کرنے لگے یا نبی اللہ اس مردار کو کون کھاتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا فما نلتما من عرض اخیکما آنفا اشد من اکل منہ۔ والذی نفسی بیدہ انہ الآن لفی انہار الجنۃ ینغمس فیہا۔ یعنی تم نے جو مردار کھانے سے نفرت کی ہے لیکن اپنے بھائی کی عزت پر جو تم نے حملہ کیا ہے وہ مردار کھانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ اس وقت جنت کی نہروں میں نہا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ غیبت کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگر کوئی شخص غیبت کر بیٹھے تو وہ توبہ کرے۔ اگر ہو سکے تو جس کی غیبت اس نے کی ہے اس سے بخشوائے۔

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت تم نے کی ہے اس کے لیے بکثرت مغفرت کی دعا مانگو۔

لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں جبکہ غیبت مباح ہو جاتی ہے۔ وہ فاسق جو علانیہ فسق و فجور کا ارتکاب کرتا ہے اس کے عیب کا ذکر غیبت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے من القی جلباب الحیاء فلا غیبۃ لہ۔ جو شخص حیا کی چادر اتار کر پھینک دے اس کی کوئی غیبت نہیں۔ دوسرا ارشاد ہے اذکروا الفاجر بما فیہ کی یحذرہ الناس۔ فاجر کی خرابیاں بیان کیا کرو تاکہ لوگ اس سے بچتے رہیں۔

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ اس شخص کی عیب جوئی جائز ہے جو اپنی بدعقیدگی کی تبلیغ کرتا ہے۔ اسی طرح مفتی، عالم، یا حکام وقت کے عیوب بیان کرنا بھی غیبت نہیں۔ اگر کوئی شخص قاضی کے پاس دعویٰ کرتا ہے اور اس ضمن میں اپنے خصم کے عیوب بیان کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ ہند نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ ان ابا سفیان رجل شحیح لا یعطینی ما یکفینی وولدی الا ما اخذت من مالہ۔ کہ ابو سفیان بخیل آدمی ہے مجھے اتنا نہیں دیتا جس سے میرا اور میرے بچوں کا گزر ہو سکے کیا میں اس کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر لے سکتی ہوں۔ حضور نے فرمایا خذی ما یکفیک وولدک۔ ہاں لے سکتی ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے ان لصاحب الحق مقالا۔ جس کا حق ہو اسے بات کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح رشتہ کے بارے میں اگر کوئی مشورہ کرے تو اسے صحیح صورت حال سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

فاطمہ بنت قیس کو جب اس کے خاوند نے طلاق دے دی تو معاویہ اور ابو جہمؓ نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ مشورہ کرنے کے لیے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا اما معاویۃ فصعلوک لا مال لہ واما ابو جہم فلا یضع عصاہ عن عاتقہ

رَّحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ

وہ رحیم کرنے والا ہے۔ اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنادیا ہے تمہیں مختلف

شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ

قومیں اور مختلف خاندان تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے

جن سے سارا معاشرہ [illegible] [illegible] سب کے سب [illegible] نہیں کہ [illegible] اس سے پہلے [illegible] قومیں [illegible] ہو سکتی ہیں

[illegible] زمانہ جاہلیت کے عرب دیگر رذائل کے ساتھ ساتھ نسلی برتری کی بیماری میں بری طرح مبتلا تھے وہ اپنے آپ کو سب سے برتر، اشرف اور اعلیٰ خیال کرتے تھے۔ ان سب میں قریش کے غرور و مباہات کی شان ہی الگ تھی۔ جب مکہ فتح ہوا اور اس کی فضاؤں میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو حضور نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو۔ تعمیل ارشاد میں بلال نے کعبہ کے اوپر چڑھ کر اذان دی [illegible] قریش پر [illegible] ان کے [illegible] کا اعلان اس [illegible]

عتاب ابن اسید بولا اللہ کا شکر ہے میرا باپ یہ منظر دیکھنے سے پہلے مر گیا۔ حارث ابن ہشام کہنے لگا کیا اس کالے کوے کے سوا محمد کو اور کوئی اذان دینے والا نہیں ملا۔ سہیل بن عمرو نے کہا [illegible] ابوسفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہتا، مبادا [illegible] اس گفتگو کی [illegible] اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس زعم باطل کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔

[illegible] وہ سب کی سب کسی نہ کسی صورت میں اس بیماری میں مبتلا تھیں کہیں [illegible] نسل [illegible] پیدا کی جاتی تھی کہیں ان کے وطن کی سرزمین ان کی بڑائی اور برتری کا باعث تھی کہیں زبان و رنگ [illegible] جاتے تھے۔ اس فاسد نظریہ نے مختلف قوموں کو [illegible] گروہوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ہر گروہ اپنی نسل، شرافت اور اپنے خطہ زمین کی عظمت کے باعث [illegible] سمجھتی تھی کہ وہ دوسرے ممالک کی [illegible] ان کی دولت کو لوٹے، ان کے باشندوں کو اپنا غلام بنائے اور انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرے۔ اس شر انگیز نظریہ کے باعث جنگ و جدال کا لامتناہی سلسلہ [illegible] کے ہاتھوں [illegible] یہ بیماری صرف ان [illegible] ہی [illegible] نہیں [illegible] بلکہ آج بھی [illegible] سب سے بڑا جمہوری ملک [illegible] وہاں آج بھی [illegible] کے [illegible] میں جاکر [illegible] کرسکتے [illegible]

اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن

بے شک اللہ تعالیٰ علیم اور خبیر ہے ۔ اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجئے تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ

قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا

ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم سچے دل سے اطاعت کرو گے

مولانا [illegible] معروف میں لکھا ہے کہ: ریڈ انڈین وہاں کے اصل [illegible] داخل نہیں ہو سکتے۔ سفید فام اقوام کے محکوم اور کالے [illegible] حصوں میں رہیں [illegible] تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ یہی وہ برتری کا جنون تھا جس نے یورپی قوموں میں جنگ و جدل کا [illegible] اختیار کیا اور کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ذہنیت قوم، رنگ، نسل اور وطن کے بتوں کی پوجا آج بھی اسی زور و شور سے ہو رہی ہے۔ اس مختصر سی آیت میں ان تمام بیہودہ [illegible] کو [illegible] کر کے رکھ دیا جن پر مختلف قوموں نے اپنی برتری اور شرافت کے ایوان تعمیر کر رکھے تھے۔

فرمایا اے لوگو! تم سب کا باپ ایک اور ماں ایک ہی ہے۔ [illegible] تمہاری نسل کا سلسلہ اسی ایک اصل سے جا ملتا ہے۔ تمہارا خالق بھی ایک ہے، تمہارا مادہ تخلیق بھی ایک ہے، تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا ہے۔ [illegible] کیا [illegible] کے ایک دوسرے پر برتری کا دعویٰ [illegible] کرو۔ [illegible] تم کو شعوب و قبائل میں [illegible] اس لیے نہیں کیا کہ ایک قبیلہ دوسرے کو حقیر سمجھے اور اپنے آپ کو اشرف و افضل خیال کرے بلکہ اس لیے ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور باہمی معاملات میں کوئی پریشانی نہ ہو۔

الشعوب رؤس القبائل مثل ربيعة، مضر، الاوس والخزرج

شعوب کا واحد شعب ہے۔ وہ بڑے اصل کو کہتے ہیں جس سے کئی قبیلے نکلتے ہوں۔ ان کی ترتیب یوں ہے۔

شعب، قبیلہ، عمارہ، بطن اور فخذ۔

شرافت کسی خاندان میں پیدا ہونے، کسی زمین کا باشندہ ہونے اور جسم کی کسی خاص رنگت میں نہیں۔ ان میں انسان کی اپنی کوشش اور سعی کا کوئی دخل نہیں۔ [illegible] جس سے انسان [illegible] دوسرے لوگوں سے ممتاز اور افضل ہو جاتا ہے اور اس میں انسان کی ذاتی کوشش کا بڑا دخل ہے اور وہ ہے تقویٰ۔

تقویٰ کی بنیاد پر معزز و محترم ہونا وہ فخر و غرور [illegible] اور ایسے شخص کا وجود صرف اپنے ملک اور قوم کے لیے باعث خیر و برکت ہوگا [illegible] انسانیت اس کے [illegible] مستفیض ہوتی ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر بڑے مؤثر انداز میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ چند ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔

فتح مکہ کے دن حضور نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا۔ مسجد لوگوں سے کچھا کچھ بھری ہوئی تھی۔ اونٹنی کے بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ حضور لوگوں کے ہاتھوں کا سہارا لے کر اونٹنی سے اترے۔ حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تو وہ کمی نہیں کرے گا تمہارے اعمال میں ذرا ۞ بے شک اللہ تعالیٰ غفور

یا ایہا الناس ان اللہ تعالیٰ قد اذہب عنکم عبیۃ الجاہلیۃ وتعظمہا بآبائہا فالناس رجلان، رجل بر تقی کریم علی اللہ تعالیٰ وفاجر شقی ہین علی اللہ تعالیٰ والناس کلہم بنو آدم وخلق اللہ آدم من تراب (ترمذی، شعب الایمان)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے تم سے جاہلیت کی عیب جوئی دور کر دی اور تمہیں تکبر سے پاک کر دیا۔ اے لوگو! لوگ دو قسم کے ہیں۔ ایک نیک متقی جو اللہ کے نزدیک محترم ہے، دوسرا بدکار بدبخت جو اللہ کے نزدیک حقیر ہے۔ سب انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

یا ایہا الناس، الا ان ربکم واحد، لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی، ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقوی۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ الا ہل بلغت، قالوا بلی یا رسول اللہ، قال فلیبلغ الشاہد الغائب۔ (بیہقی)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، نہ کسی کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر، مگر تقویٰ کے سبب۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا؟ سب نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا: جو یہاں موجود ہیں وہ یہ حکم ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

کلکم بنو آدم وآدم خلق من تراب لینتہین قوم یفتخرون بآبائہم او لیکونن اہون علی اللہ من الجعلان۔ (بزار)

ترجمہ: تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ لوگ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آ جائیں ورنہ وہ اللہ کے نزدیک ایک گندے کیڑے سے بھی حقیر و ذلیل ہوں گے۔

ان اللہ لا یسألکم عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیامۃ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ (تفسیر ابن جریر)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ روز حشر تم سے تمہارے حسب نسب کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ محترم وہ ہوگا جو زیادہ متقی ہوگا۔

ان اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم۔ (مسلم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔

قرآن کریم کی اس تعلیم اور نبی کریم کے ان ارشادات کا یہ اثر ہوا کہ ایک ایسی امت معرض وجود میں آ گئی جن کے نزدیک عظمت و بزرگی کا معیار تقویٰ اور پرہیزگاری تھی۔ یوں آنکھ جھپکنے میں جاہلیت کے تمام تعصبات کے بجائے اخوت کا رشتہ قائم ہو گیا۔

۳۵ قبیلہ بنو اسد کے لوگ ایک سال قحط کا شکار ہو گئے۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر زبان سے اسلام کا اقرار کیا لیکن دل

رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا

رحیم ہے ۔ مومن تو وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر پھر انہوں نے کبھی شک نہیں کیا

وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ

اور جہاد کرتے رہے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں ، یہی لوگ

الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

راست باز ہیں ۔ آپ ان سے کہئے کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ کو اپنے دین سے ۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں

کے دل تو ایمان سے محروم تھے۔ انہوں نے مدینہ کے راستوں کو غلاظت سے بھر دیا۔ وہ حضور کی خدمت میں آکر عرض کرتے کہ ہم اپنے بال بچوں سمیت آپ کے پاس آگئے ہیں دوسرے قبائل کی طرح ہم نے آپ کے ساتھ جنگ نہیں کی۔ اس لیے آپ ہماری ضروریات مہیا فرمائیں۔ اس طرح وہ حضور پر اپنا احسان جتلاتے۔ ان کے علاوہ اور بھی قبائل مزینہ، جہینہ اور اسلم سے تھے جو احسان جتلانے کے لیے یہی باتیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ انہیں فرما دیں تمہارے دلوں نے ایمان قبول نہیں کیا تم آخرت کی رسوائی سے بچنے کے لیے محض ظاہری طور پر مسلمانوں کے زمرہ میں شامل ہو گئے ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔

لا یلتکم : لا ینقصکم۔ کچھ کمی نہیں کرے گا۔

۱۵ اعراب جو اپنے آپ کو رسول اللہ کے حضور مومن بیان کرتے تھے۔ اس آیت میں سچے مومن کی وضاحت کر دی کہ ہر شخص جو آپ کی رسالت کا اقرار کرے گا وہ مومن کہلانے کا حق نہیں رکھتا بلکہ مومن کے لیے ضروری ہے کہ اس کا ایمان شک اور شبہ سے پاک ہو اور جب اسلام کی سربلندی کے لیے مال اور جان قربان کرنے کا وقت آئے تو وہ بلا تامل ہر چیز کو قربان کر دے۔

اس آیت سے بعض لوگ اس غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ قرآن کی اصطلاح میں ایمان اور اسلام دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ مومن وہ کہلاتا ہے جس کا دل نور ایمان سے منور ہو اور مسلمان اسے کہتے ہیں جو ظاہری طور پر مطیع و فرمانبردار ہو، اگرچہ اس کا دل نور ایمان سے محروم ہو۔ ایسا سمجھنا کم علمی کی دلیل ہے۔ قرآن کریم کی بیشمار آیتیں ہیں جو اس کی تردید کرتی ہیں۔

ارشاد ہے

ان الدین عند اللہ الاسلام۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول دین صرف اسلام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے۔ ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما۔ حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے نہ عیسائی بلکہ ہر طرف سے ہٹ کر اللہ کی طرف مائل ہونے والے مسلم تھے۔

وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ

اور جو زمین میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔ وہ احسان جتلاتے ہیں آپ پر کہ وہ اسلام

اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ

لے آئے۔ فرمائیے مجھ پر مت احسان جتلاؤ اپنے اسلام کا۔ بلکہ اللہ نے احسان فرمایا ہے تم پر کہ

هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ

تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی۔ اگر تم اپنے ایمان کے دعویٰ میں سچے ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے آسمانوں اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق ارشاد ہے:

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ

آپ فرمائیے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لے آؤں۔

شانِ نزول: عرب کے بعض بادیہ نشین قبائل اسلام قبول کرنے کے بعد یوں احسان جتلاتے کہ دیکھو ہم نے اپنا آبائی دین ترک کر دیا ہے اور آپ کا دین قبول کر لیا ہے جب کہ دیگر قبائل سے ہمارے دیرینہ تعلقات آپ کی خاطر ٹوٹ گئے ہیں۔ ہمیں مال کی ضرورت ہے وہ دو، ہمارے پاس سواری کے لیے جانور نہیں وہ مہیا کرو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کو دور کر دیا کہ مجھ پر احسان نہیں کہ تم نے اسلام قبول کیا بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اگر وہ تمہیں قبول حق کی توفیق نہ بخشتا تو تم اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہی رہتے، کفر پر مرتے اور جہنم رسید ہوتے۔ احسان نہ جتلاؤ بلکہ اپنے رب کے اس فضل و کرم پر جتنا بھی شکر بجا لاؤ کم ہے کہ تمہارا شمار غلامانِ مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء میں ہو رہا ہے۔

عارفِ شیراز علیہ الرحمۃ نے اس کی خوب تفسیر فرمائی ہے

شکر خدائے کن کہ موفق شدی بخیر ز انعام و فضل او نہ معطل گذاشتت

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

یعنی خداوند کریم کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھے نیکی کی توفیق دی ہے

اور اس نے تجھے اپنے انعام و احسان سے محروم نہیں رکھا

یہ احسان مت جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے

بلکہ اس کا احسان سمجھ کہ اس نے تجھے اپنی خدمت کا موقع دیا ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

زمین کے سب چھپے بھیدوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو۔[۳۲]

۳۲۔ اے بندے! تیرا معاملہ اس ذات سے ہے جس کا علم کائنات کے ذرہ ذرہ کو محیط ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بیکراں وسعتوں میں کوئی چیز بھی تو ایسی نہیں جو اس سے مخفی ہو۔ جب ہر چیز اس کے سامنے عیاں ہے تو تیرے دل کی [illegible] اس سے پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ جو لوگ علیم و خبیر کے ساتھ معاملہ کی بنیاد ہی نفاق پر رکھتے ہیں وہ بہت دھوکا کھا رہے ہیں۔ [illegible] جس کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ جس کی زبان بھی اس کے ذکر میں مشغول اور اس کا دل بھی اس کی یاد سے معمور رہتا ہے۔ جس کا ایمان بھی [illegible] اور جس کی [illegible] بھی اس کی رضا پر نازاں اور شاداں رہتی ہے۔

◆

اللّٰهم انّي عبدك وابن عبدك وابن امتك ناصيتي بيدك ماضٍ فيّ حكمك و
عدل فيّ قضاؤك اسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك او انزلته في كتابك
او علمته احدا من خلقك او استأثرت به في علم الغيب عندك ان تجعل القرآن العظيم ربيع
قلبي ونور صدري وجلاء حزني وذهاب همّي وغمّي.

اللّٰهم مُنّ على عبدك البائس المسكين بتوفيقه لخدمة كتابك المبين وتقبّل منه
انك انت السميع العليم.

اللّٰهم صلّ وسلّم وبارك على حبيبك وصفيك ونبيك سيدي ومولاي محمّد
وعلى آله واصحابه من الصلوات ازكاها ومن التسليمات اسناها ومن البركات اوفى
وارزقنا حبه واتباعه وشفاعته واحشرنا تحت قدميه الطيبتين يا رب
المشرقين والمغربين.

◆

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف
سورۃ ق

نام: اس کا نام سورۃ ق ہے جو پہلی آیت کا پہلا حرف ہے۔ اس کے تین رکوع، پینتالیس آیات ہیں۔ تین سو ستاون کلمات اور ایک ہزار چار سو چورانوے حروف پر مشتمل ہے۔

زمانۂ نزول: اگرچہ کوئی مستند روایت نہیں جس سے اس کا سال نزول متعین ہو سکے لیکن اس کے مضامین میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ان سورتوں میں سے ہے جو مکی عہد کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئیں جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھل کر اسلام کی تبلیغ شروع کر دی تھی۔ سعادت مند روحیں اس دعوت کو قبول کرنے لگی تھیں۔ مکہ کے اوباشوں اور شریروں میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی تھی اور انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقابلہ کرنے کے لیے طعن و تشنیع کے تیر برسانے شروع کر دیے تھے۔

مضامین: اہل عرب کے لیے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ساری دعوت ایسی تھی جس نے انہیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا لیکن اس بات کو تو وہ ماننے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے کہ مرنے کے بعد انہیں پھر زندہ کر دیا جائے گا۔ ان کے پراگندہ اجزاء اور منتشر ذروں کو پھر جوڑ دیا جائے گا۔ یہ چیز ان کے نزدیک ناممکن بھی تھی اور خلاف عقل بھی۔ اس لیے وہ برملا کہتے تھے کہ ہم آپ کی یہ بات ماننے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ بے شک یہ کام انسان کے لیے اور اس کی عقل کے لیے مشکل ہے جیسے تم نے سمجھ رکھا ہے۔ ہوا کے جھونکے تمہاری خاک کے ذرے کہاں کہاں اڑا کر پھینک دیتے ہیں ان کو اکٹھا کرنا تمہارے بس کی بات نہیں کیونکہ تمہارا علم و حکمت اور قدرت محدود ہے لیکن اس ذات کے لیے اس میں ذرا بھی دشواری نہیں جس کا علم کائنات کے ذرے ذرے کو اور یہاں رونما ہونے والی معمولی تبدیلیوں کو بھی جانتا ہے، جس نے اس کائنات کو بنایا اور تیار کیا ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی بے پایاں قدرت کو جاننا چاہتے ہو تو عالم بالا کی بے پایاں اور وسیع پہنائیوں کو دیکھو اور اگر اس کی کمال حکمت کا اندازہ لگانا چاہتے ہو تو اس وسیع و عریض اور عجیب و غریب عالم میں جو بے نظیر نظم و ضبط اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے اس میں غور کرو تمہیں یقین آجائے گا کہ ایسی ہستی کے لیے انسان کو موت کے بعد زندہ کرنا اور پھر اس کو حساب کتاب کے لیے وقت مقررہ پر حاضر کر دینا قطعاً مشکل نہیں۔

جی چاہتا ہے کہ اختصار کے ساتھ عالم بالا کی بے کراں وسعتوں کا تذکرہ کر دوں تاکہ قدرت ربانی کی عظمتوں کا قارئین کو کچھ تصور ہو جائے۔

جدید ماہرین فلکیات کی تحقیقات کے مطابق یہ نظام شمسی جس میں ہمارا کرۂ زمین بھی ہے، ایک کہکشاں کا (GALAXY) مختصر سا حصہ ہے۔ اس ایک کہکشاں میں ایک لاکھ ملین[۱] ستارے موجود ہیں۔ اس کہکشاں کا قطر دس لاکھ نوری[۲] سال ہے۔ اس کی موٹائی دس ہزار نوری سال ہے۔ سورج کہکشاں کے مرکز سے تیس ہزار نوری سال دور ہے۔ سائنسدان تسلیم کرتے ہیں کہ کائنات کی وسعتوں کا اندازہ لگانا ان کے امکان سے خارج ہے۔ ابھی تک انسان نے کائنات کے ایک حقیر سے حصہ کا مشاہدہ کیا ہے لیکن یہ حقیر حصہ بھی اتنا ہے کہ اگر کوئی شخص روشنی کی رفتار، ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ، سے سفر کرے تو اس کی سرحد تک پہنچنے کے لیے اسے چھ ہزار ملین سال درکار ہوں گے۔

یہ کہکشاں جس سے ہمارا تعلق ہے نسبتاً چھوٹی ہے۔ اس کے علاوہ ہزاروں ملین چھوٹی بڑی کہکشائیں ہیں۔ اس چھوٹی سی وسعت کا اندازہ لگائیے کہ زمین سے چاند دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے۔ سورج زمین سے ساڑھے نو کروڑ میل دور ہے۔ اس کا قطر آٹھ لاکھ چھیاسٹھ ہزار میل ہے اور وہ زمین سے تیرہ لاکھ گنا بڑا ہے

آسمان اور زمین کی وسعتوں کا ذکر کرنے کے بعد [illegible] کاش وہ وقت جلد قریب ہے وہ نوجوان جو اسلام اور مصطفےٰ کا دم بھرتے ہیں وہ [illegible] محراب و [illegible] جب تحقیق و تجسس کو اپنا شعار بنائیں اسرار قدرت کی نقاب کشائی میں [illegible] الحاد کا بھرم ختم ہو جائے

منکرین قیامت کو تنبیہ فرمائی کہ جس سرکشی اور ہٹ دھرمی کا تم مظاہرہ کر رہے ہو اس سے پہلے بھی چند اقوام نے یہی طریقہ اپنایا تو ہم نے انہیں تباہ کر دیا تھا۔ کیا تم بھی یہی انجام دیکھنا چاہتے ہو؟

اس حقیقت کی وضاحت بھی کر دی کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان سے بہت قریب ہے بلکہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے کوئی حرکت اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے اور کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی گرفت سے باہر نہیں۔ دو فرشتے [illegible] تمہارے ساتھ مقرر کر دیے گئے ہیں جو تمہارے اقوال و اعمال کا ریکارڈ تیار کرتے ہیں۔

سورت کے اختتام سے پہلے فرمایا اے حبیب! آپ ان لوگوں کی دل آزار باتوں اور [illegible] سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ صبر دامن صبر کو مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ صبح و شام ہر وقت اپنے رب کی تسبیح کرتے رہیں۔ یقیناً کامیابی آپ کے قدم چومے گی

۱؎ ملین، دس لاکھ کو ایک ملین کہتے ہیں۔

۲؎ نوری سال سمجھنے کے لیے یہ خیال رہے کہ روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل طے کرتی ہے اس کو ساٹھ سے ضرب دیجئے پھر حاصل ضرب کو ساٹھ سے پھر حاصل ضرب کو چوبیس سے یہ حاصل ضرب ایک نوری دن ہوگا پھر دن کو تین سو پینسٹھ کے ساتھ ضرب دیجئے اس عرصہ میں جتنی مسافت طے ہوگی اسے ایک نوری سال کہیں گے ———

۱۸۶۰۰۰×۶۰×۶۰×۲۴ = ۱۶۰۷۰۴۰۰۰۰۰ یعنی سولہ ارب سات کروڑ چار لاکھ میل ایک دن میں

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ق مکی ہے اور اس کی پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴿۱﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

قاف ۱؎ قسم ہے قرآن مجید ۲؎ کی (کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں) بلکہ انہیں حیرانی ہے اس بات پر کہ آیا ہے ان کے پاس ڈرانے والا ان میں

۱؎ یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ اس سورت کا نام ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ان اسماء حسنیٰ کی کنجی ہے جن کی ابتدا ق سے ہے۔ مثلاً القدیر، القادر، القہار وغیرہ۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: وقیل هو رمز بین الله ورسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کہ یہ ایک اشارہ ہے اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ایک راز ہے جسے صرف وہ دونوں ہی جانتے ہیں۔

علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں: قال ابن عطاء اقسم الله بقوة قلب حبیبه محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حیث حمل الخطاب والمشاهدة ولم یؤثر ذلک فیه لعلو حاله۔ (روح البیان)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کے دل کی قوت کی قسم کھائی ہے کہ حق تعالیٰ کا مشاہدہ بھی کیا اور شرف ہم کلامی بھی حاصل ہوا۔ لیکن کلیم کی طرح ایک تجلی سے غش کھا کر گرے نہیں۔

بعض کتب میں لکھا ہے کہ ق سے مراد ایک پہاڑ ہے جو ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ زبرجد کا بنا ہوا ہے۔ آسمان کی نیلاہٹ اسی زبرجد کا عکس ہے وغیرہ وغیرہ۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ اسرائیلی خرافات ہیں جو بعض لوگوں نے علماء اہل کتاب سے بغیر تحقیق اپنی کتب میں لکھ دیں۔ جن میں سے کئی تو ایسی تھیں جو انہوں نے اس لیے گھڑ لیں تاکہ لوگوں کو دین حق سے بدگمان کیا جائے۔ وعندی ان هذا وامثاله واشباهه من اختلاق بعض زنادقتهم۔ اسی ضمن میں حضرت ابن عباس سے جو اثر منقول ہے اس کے بارے میں علامہ موصوف لکھتے ہیں: ولا یصح سنده عن ابن عباس کہ حضرت ابن عباس سے اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

صاحب منجد، رسالہ منجد نے بھی اس اثر کی تردید کی ہے۔

۲؎ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی قسم اٹھا رہا ہے جس کی صفت المجید ہے۔ صاحب لسان العرب لکھتے ہیں کہ مجید قرآن کی صفت ہو تو اس کا معنی ہوگا الرفیع المحل۔ عالی شان، بلند مرتبہ۔ علامہ راغب کہتے ہیں کہ قرآن کریم چونکہ مکارم دنیوی اور

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝۲ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

سو کہنے لگے کافر کہ یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے ۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے

ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۝۳ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ

[illegible] یہ واپسی تو بہت بعید ہے ۔ بے شک ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ زمین ان کے جسموں سے گھٹاتی ہے اور

عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝۴ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ

ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے ۔ بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا جب وہ ان کے پاس پہنچا سو وہ

[illegible]

اور اس پر ایمان لائے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَاۗءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ

(اس وجہ سے) وہ ژولیدگی میں پھنس گئے ہیں شہ کیا انہوں نے غور سے نہیں دیکھا آسمان کی طرف جو ان کے اوپر ہے ہم نے کس طرح اسے بنایا ہے

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

اور اسے کیسے آراستہ کیا ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں شہ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور ڈال دیئے اس میں

یعنی یہ ایک سخت بات ہے کہ [illegible] ہو گیا۔ اور [illegible] کے [illegible] کو [illegible] اللہ تعالیٰ سے زمین پر [illegible] دیکھ کر ان کے جسموں کو کھانے والا ہے۔ [illegible] لکھتے ہیں کہ امام [illegible] کی کتاب الذکر میں بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔

شہ وہ نبی کریم کی بعثت پر حیرت اور آپ کی تعلیمات کو غلط قرار دینے کی کوشش کرتے [illegible]

اس حق کو ساحر [illegible] کا پتہ لگانے کی سعی [illegible]۔ کبھی کہتے ہیں یہ معاذ اللہ مجنون ہے۔ اس کی لائی ہوئی کتاب جھوٹی ہے، اس کے پیش کیے ہوئے عقائد باطل ہیں۔ لیکن تکذیب حق کے بعد کیا ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہے کیا ان کے ذہنوں کو سکون [illegible]؟ ہرگز نہیں! اس تکذیب کی وجہ سے ان کا ذہنی سکون برباد ہو گیا ہے۔ ان کے دل مضطرب اور بے چین ہیں۔ انہیں کسی پہلو قرار نہیں۔ کسی ایک بات پر ان کے قدم نہیں جمتے کبھی کہتے ہیں یہ جادوگر ہے۔ کبھی اسے شاعر کہتے ہیں۔ کبھی اسے دیوانہ کہتے ہیں اور کبھی اس پر جھوٹے کا الزام لگاتے ہیں۔ واقعی جو حق کا انکار کرتا ہے اس سے سکون و قرار چھین لیا جاتا ہے اور بے یقینی و اضطراب کی [illegible] لہروں کی طرح [illegible] بھٹکتی رہتی ہیں۔ آیت کے آخری حصہ میں مریج کا لفظ اسی مطلب پر ہے۔ علامہ قرطبی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں اصل المرج الاضطراب والقلق۔

شہ کفار مکہ مرنے کے بعد جی اٹھنے کے منکر تھے اور اس انکار پر انہیں شدید اصرار تھا۔ ان آیات میں ان کے اس انکار کی بیخ کنی کی جا رہی ہے۔ ان مغروروں کو [illegible] کہ [illegible] کسی ایسی ہستی [illegible] کیا ہو [illegible]۔ یہ زمین اور آسمان جو اس دور کے انسان کو [illegible] لیکن وہ [illegible] بلندیاں اور پستیاں سب اس کے [illegible] اور اگر انکار ہو تو دیکھ لیں [illegible]۔ آسمان کی [illegible]۔ کہیں کوئی رخنہ اور شگاف نہیں۔ اور ان گنت ستارے [illegible] ہزاروں سال گزر چکے ہیں کیا [illegible] کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔ ان کے حرکات میں کبھی ایک لمحہ کا تقدم و تاخر ہوا ہے۔ جدید سائنس [illegible] کے ذریعہ [illegible] جو حیرت انگیز انکشافات ہوئے ہیں ان کے مطالعہ سے عالم افلاک [illegible] وسعتوں کا تصور کر کے ہی انسان [illegible] کبریائی کے سامنے تصویر حیرت بن کر رہ جاتا ہے۔

رَوَاسِيَ وَأَنْۢبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى

[illegible]

لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ

[illegible]

جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ۝ رِّزْقًا

[illegible]

لِّلْعِبَادِ ۙ وَأَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۙ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ

سے پہلے قوم نوح [illegible] اصحاب الرس اور ثمود نے [illegible] عاد اور فرعون اور [illegible] قوم

لُوْطٍ ۙ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ

لوط نے [illegible] کے باشندوں نے اور تبع کی قوم نے [illegible] رسولوں کو جھٹلایا [illegible] عذاب

وَعِيْدِ ۝ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ

[illegible]

جَدِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ

[illegible]

ع ٢
١٥

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ

اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں ۲؎ جب (اس کے اعمال کو) لکھتے ہیں دو لکھنے والے ایک

الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ

دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے ۳؎ وہ نہیں نکالتا زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان

یہ بات ہے کہ لوگ کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور قیامت برپا ہونے میں شک کیوں کرتے ہیں؟ کیونکہ ان لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب ان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ اور خاک ہو جائیں گی وہ کیسے دوبارہ زندہ کی جائیں گی۔ قدرت کی جن نشانیوں کا ذکر ہو چکا ہے ان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے اور ان سے غور و فکر کے لیے وہ تیار نہیں اس لیے یونہی شک کر رہے ہیں۔ ذہن میں رہے، لبس کا یہی مطلب ہے۔

لبس کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ زبیدی لکھتے ہیں: لبس علیہ الامر یہ کام اس پر مشتبہ ہو گیا اور اس کے بارے میں آدمی شک و شبہ میں مبتلا ہو گیا۔

۲؎ ارشاد ہے کہ انسان کو ہم نے پیدا فرمایا ہے۔ اس کی خوبیاں اور کمزوریاں ہم پر عیاں ہیں۔ اس کا کوئی قول اور عمل ہم سے مخفی نہیں۔ حتیٰ کہ وہ وسوسے جو اس کے نہاں خانۂ دل میں پیدا ہوتے ہیں ان کو بھی ہم جانتے ہیں۔ ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ وہ خود اپنے بعض احوال سے بے خبر ہو سکتا ہے۔ اس کے نفس کے کئی گوشے اس کی اپنی نگاہ سے اوجھل ہو سکتے ہیں لیکن ہمارا علم اس کے ظاہر و باطن پر محیط ہے۔ صد حیف کہ اتنے قرب کے باوجود وہ ہم سے بے خبر ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دوست نزدیک تر از من بمن است — وین عجب تر کہ من از وی دورم
چہ کنم با کہ توان گفت کہ او — در کنار من و من مہجورم

یعنی دوست مجھ سے بھی زیادہ میرے نزدیک ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں اس سے دور ہوں۔ میں کیا کروں اور کس سے یہ بات کہوں کہ محبوب تو میری آغوش میں ہے اور میں ہجر کی سختیاں برداشت کر رہا ہوں۔

علمائے ظاہر نے تو اس سے قرب علمی مراد لیا ہے لیکن اولیائے کرام نے اس قرب کی حقیقت کو جس انداز سے بیان فرمایا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔

علامہ پانی پتی لکھتے ہیں: [illegible] یعنی اقرب سے ایسا قرب مراد ہے جس کا ادراک کرنے سے حواس ظاہری اور قوت عقلیہ اس کے ادراک سے عاجز ہیں۔

مزید تحقیق کے لیے اس مقام پر تفسیر مظہری کا مطالعہ فرمائیے۔

۳؎ اللہ تعالیٰ ہر انسان کے تمام اعمال سے خود باخبر ہے لیکن اس نے اپنی حکمت کے پیش نظر انسان کے لیے دو

رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ

(لکھنے کے لیے) تیار ہے شاہ اور آ پہنچی موت کی بے ہوشی سچی بات لے کر (اے انسان) یہ ہے وہ جس سے

مِنْهُ تَحِيدُ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ۝ وَجَاءَتْ كُلُّ

تو دور بھاگا کرتا تھا شاہ اور صور پھونکا جائے گا۔ یہی وعید کا دن ہوگا شاہ اور حاضر ہوگا ہر

فرشتے بھی مقرر کر رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک اس کا نگہبان ہے [illegible] اور دوسرا [illegible] جماعت میں [illegible] عن الیمین اور عن الشمال [illegible] قعید کے ساتھ متعلق ہیں اور قعید [illegible] کا ہے۔ اصل عبارت یوں تھی عن الیمین قعید وعن الشمال قعید لیکن آخری قعید پر اکتفا کیا اور عن الیمین کے ساتھ قعید کی علامت کو حذف کر دیا۔

شاہ انسان جس وقت کوئی لفظ منہ سے نکالتا ہے دونوں فرشتے اسے لکھ لیتے ہیں۔

رقیب: نگہداشت کرنے والا۔ عتید: لغات القرآن میں ہے حاضر و مستعد۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ انسان کی ہر بات اور اس کی ہر حرکت ایسی ہے جس پر دو فرشتے مقرر ہیں۔ [illegible] وقت صادر ہوتا ہے وہ فرشتے اسے ریکارڈ کر لیتے ہیں۔ قیامت کے روز جب انسان پرسش اعمال کے لیے بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا تو سب کچھ اس کے سامنے [illegible] ہر شخص کے [illegible] ثابت کر دیا کہ انسان کی آواز [illegible] اس کی حرکات و سکنات کو بھی محفوظ رکھنے کے لیے [illegible] کی آواز [illegible] حرکات و سکنات کا مشاہدہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہماری زندگی کے [illegible] محفوظ کر سکتے ہیں [illegible] دنیا میں [illegible] بہت مشکل ہے۔ البتہ اس کے ان انکشافات کے بعد [illegible] کی گنجائش نہیں رہی۔

شاہ موت کی سختی اور دہشت کو سکرۃ الموت کہتے ہیں۔ یعنی جب انسان مرنے کے قریب ہوتا ہے اس پر جان کنی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں تو اس وقت حقیقت حال عیاں ہو جاتی ہے [illegible] وہ اپنی آنکھوں سے [illegible] اس وقت اسے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ عالم آخرت ہے جس سے تم [illegible] اب یہ حق [illegible] تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس وقت کیا تم اس کا انکار کرنے کی جرأت کر سکتے ہو؟ [illegible] الحق هو الموت [illegible]

[illegible]

شاہ صور دراصل [illegible] صور پھونکا جائے گا [illegible] میدان حشر

نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

شخص [illegible] اس [illegible]

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ

پس [illegible]

هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ

ساتھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

واحضرت دیوان عملہ (قرطبی)

بعض علماء کی رائے ہے کہ قرین سے مراد شیطان ہے جو ہر وقت اس پر مسلط رہا

[illegible] جہنم میں پھینک دو

قرطبی صاحب نے [illegible] صیغہ تثنیہ کا صیغہ کیوں ذکر کیا اس کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں

خلیل اور اخفش کہتے ہیں کہ فصحائے عرب واحد کے لیے بھی بسا اوقات تثنیہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں جس طرح ایک دوست

لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ۝ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي

نیکی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا تھا ۲۳ جس نے بنا رکھے تھے اللہ کے ساتھ کئی اور خدا پس جھونک دو اس بدبخت کو

الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۝ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي

عذاب سخت میں۔ کہے گا اس کا ساتھی شیطان اے ہمارے پروردگار میں نے اسے سرکش نہیں بنایا تھا بلکہ وہ خود ہی

کے لیے خلیلی کی بجائے خلیلی آ گیا ہے، یہ محاورہ ہے۔ امرؤ القیس اپنے ایک رفیق سفر کو مخاطب کر کے کہتا ہے

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل

اے میرے دوست ذرا ٹھہرو تاکہ ہم اپنے محبوب اور اس کی منزل کو یاد کر کے کچھ آنسو بہا لیں۔ یہاں قف کی بجائے قفا تثنیہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ الفیہ تثنیہ کا صیغہ نہیں بلکہ اصل میں امر مؤکد بنون خفیفہ تھا القین۔ اب یہ نون بدل کر الف ہو گیا۔ ایک توجیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ قرین سے مراد ایک نہیں بلکہ دو ساتھی ہیں جن کو کراماً کاتبین کہا جاتا ہے اور قرین کا لفظ واحد کی طرح تثنیہ اور جمع کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔

۲۳ کفار، بہت ناشکر گزار یا بہت زیادہ منکر۔

عنید: المعرض عن الحق و هو یعرفه۔ جو حق کو پہچاننے کے باوجود اس سے روگردانی کرے۔ کفار و عنید کی مزید تشریح گزر چکی ہے۔

مناع: منع کا مبالغہ ہے کثرت سے روکنے والا اور حق سے روکنے والا۔ خیر کا معنی اگر مال ہو تو مطلب یہ ہوگا بڑا کنجوس۔ مال کے جو حقوق اس پر عائد ہیں ان کی ادائیگی کے لیے ایک حبہ تک خرچ نہیں کرتا، کسی غریب یا محتاج کی مدد کرنا تو درکنار، کسی نادار کی حالت دیکھ کر اس کا دل نہیں پسیجتا۔ اور اگر خیر کا معنی نیکی اور اچھے کام ہوں تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ خود بھی نیک کام نہیں کرتا اور دوسروں کو بھی نیک کام کرنے سے منع کرتا ہے اور باز رکھتا ہے۔

معتد: حد سے تجاوز کرنے والا، یعنی اس نے کبھی حق و انصاف کے حدود کا لحاظ نہیں رکھا بلکہ اس کی گفتگو اس کے کردار اور اس کے احکام میں سرکشی اور دھاندلی کی جھلک صاف نمایاں ہے۔

مریب: جو خود کسی شک میں مبتلا ہو اس کو بھی مریب کہتے ہیں اور جو شخص دوسروں کی متاع یقین کو غارت کرنے کے در پے ہو اور وسوسہ اندازی سے اس کے حریم ایمان میں آگ لگانے کے لیے کوشاں رہے اسے بھی مریب کہتے ہیں۔ یہاں یہ لفظ ان دونوں معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔

ضَلٰلٍ بَعِيدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم

[illegible]

بِالْوَعِيدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ يَوْمَ

[illegible]

نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ

[illegible]

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ

[illegible]

[illegible]

بسر کی اور تمام عمر احکام کی بجاآوری میں کوشاں رہے قیامت کے دن ان کی عزت افزائی کا عجیب ہی منظر ہوگا۔ انہیں جب جنت میں داخل ہونے کا وقت آئے گا تو جنت تک کا طویل فاصلہ طے کرنے کی انہیں زحمت نہیں دی جائے گی بلکہ جنت ان کے قدموں میں حاضر کر دی جائے گی۔ یہ نہیں فرمایا کہ انہیں جنت کے نزدیک کر دیا جائے گا بلکہ فرمایا جنت ان کے قریب کر دی جائے گی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اطاعت و تقویٰ کی راہ پر گامزن رہنے والے جنت کے طالب نہیں کہ اس کے پیچھے بھاگے پھریں بلکہ وہ مطلوب ہیں۔ جنت کی بہاریں سمٹ کر ان کے قدموں میں حاضر ہو جائیں گی۔

جس مادی دنیا میں ہم آج رہ رہے ہیں اس کی بنا پر زمان و مکان، قرب و بعد اور سرعت و تاخیر کے جو مفہوم ہمارے ذہنوں میں راسخ ہو چکے ہیں قیامت کے دن یہ سارے تصورات بدل جائیں گے۔ وہاں ان سب الفاظ کے نئے مفہوم سمجھے جائیں گے۔ اس کا اندازہ اس دنیا میں رہتے ہوئے کرنا ہمارے لیے سخت مشکل ہے۔ وہاں زمین و آسمان سے بڑی وسعتیں چشم زدن میں طے ہو جائیں گی۔ دور دراز کی دوری سے بڑی چیز یوں معلوم ہوگی بالکل نزدیک سے آ رہی ہے۔ یہاں بھی دیکھیے کہ جو لوگ اس دنیا میں رہتے ہوئے خواہشات نفسانی کے زندان سے رستگاری حاصل کر لیتے ہیں وہ زمان کی زنجیر و مکان کے حصار سے آزاد ہو جاتے ہیں ان کی آنکھ فرسنگوں دور دیکھ لیتی ہے تو ان کے لیے بھی زمان و مکان کی یہ قیود باقی نہیں رہتیں۔ وہ مدینہ طیبہ میں بیٹھے ہوئے نہاوند کے میدانوں میں لڑنے والے ساریہ کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔

یہ نعمت جن کے لیے مخصوص کی گئی ہے ان کی دو صفتیں اوّاب اور حفیظ بیان کی جا رہی ہیں۔ اوّاب کہتے ہیں بکثرت رجوع کرنے والا۔ یعنی جب بھی اس سے کوئی لغزش سرزد ہوتی ہے تو ندامت و خجالت سے پانی پانی ہو جاتا ہے اور آنسو بہاتے ہوئے توبہ کرتا ہے۔ حفیظ یعنی اس کا وہ عہد جو اس نے پہلے روز میثاق کیا تھا اس کی نگہداشت کرتا ہے۔ وہ سرکشی کی راہ اختیار کر کے گناہ پر مصر نہیں رہتا اور دوبارہ جو کر کے بیٹھ جائے کہ میں نے توبہ کر لی ہے تو اب میری توبہ قبول ہوگی بلکہ صدق دل سے اپنی لغزش پر نادم ہے وہاں سے ملے پر رب کریم کی رحمت بے پایاں پر یقین ہے کہ جب بھی کوئی شرمسار ہو کر معافی کا طلب گار ہو تو معافی دے دی جاتی ہے۔

شعبی اور مجاہد نے اوّاب کی تحقیق کرتے ہوئے کہا ہے هو الذي يذكر ذنوبه في الخلاء فيستغفر الله منها یعنی جو شخص تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ سے استغفار کرے۔

عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ ہم اوّاب اور حفیظ اسے کہا کرتے تھے جو اپنی مجلس سے جب اٹھے تو یہ کہے سبحان اللہ وبحمدہ اللّٰھم انی استغفرک مما اصبت فی مجلسی ھذا۔ الٰہی! اس نشست میں جو غلطی مجھ سے ہوئی ہے اس کے لیے میں مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ابوبکر الوراق فرماتے ہیں ھو المتوکل علی اللہ فی السراء والضراء۔ اوّاب وہ ہے جو خوشحالی اور تکلیف دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے۔ قاسم کا قول ہے ھو الذی لا یشتغل الا باللہ عز وجل۔ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کسی اور بات میں مشغول نہ ہو۔

حَفِيْظٍ ﴿٣٢﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿٣٣﴾

کے لئے (الٰہی) توبہ کرنے والے، حفاظت کرنے والے ہیں۔ جو ڈرتا رہا رحمٰن سے بن دیکھے اور حاضر ہوا ایسا دل لے کر جو (ہر دم) اس کی طرف متوجہ تھا

ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿٣٤﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا

داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی سے۔ یہ ہمیشگی کا دن ہے۔ انہیں ملے گا جو چاہیں گے اس میں اور ہمارے پاس اور

حفیظ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت قتادہ فرماتے ہیں حفیظ لما استودعہ اللہ تعالیٰ من حقہ ونعمتہ واتمنہ علیہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق کی پاسداری، اس کی گرانقدر نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور جو قوتیں اور صلاحیتیں اور وسائل و اختیارات اسے بطور امانت دیئے گئے ہیں ان میں خیانت نہ کرے۔

یعنی ایسے ہی لوگ اس قابل ہیں کہ جنت ان کے قریب لا کر حاضر کی جائے۔

۳۳؎ یہ جملہ یا اواب حفیظ کا بدل ہے یا اس کی صفت ہے یعنی غیب کا معنی ہے پوشیدہ یعنی وہ خدائے رحمٰن سے اس وقت بھی ڈرتا ہے جب اسے کوئی آنکھ دیکھ نہ رہی ہو۔ یعنی فی الخلوۃ حیث لا یراہ احد۔

یہاں رحمٰن کا اسم پاک ذکر کرنے میں عجیب لطف ہے۔ یعنی وہ شخص جانتا ہے کہ اس کا خدا رحمٰن ہے اس کی رحمت کے سامنے اس کے بے شمار گناہوں کی بھی کوئی وقعت نہیں۔ لیکن اپنے رب کی رحمت پر تکیہ کر کے وہ جرم و گناہ اور نافرمانی کی راہ پر گامزن نہیں ہو گیا بلکہ اسے حیا آتی ہے کہ وہ اپنے کریم مالک کی نافرمانی کرے۔ تنہائی میں بھی شیطان اسے معصیت پر نہیں اکسا سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر مغرور ہو کر سرکش نہیں ہو جاتا۔ تخصیص الرحمن للاشعار بانہم مع علمہم بسعۃ رحمتہ لا یعتمدون علیہا۔

۳۳؎ یہ جملہ بھی اس کی صفت ہے کہ اس کے سینہ میں جو دل ہے وہ ہر وقت اپنے رب کی طرف مائل رہتا ہے۔ حوادث دہر سے کتنا ہی پریشان کیوں نہ ہو، مصائب و آلام کے پہاڑ اس پر کیوں نہ ٹوٹ پڑیں اس کے دل کی کیفیت نہیں بدلتی۔ شکر اور تسلیم و رضا کی جس دولت سے نوازا گیا ہے ہر وقت وہ اسی سے سرشار رہتا ہے۔ منیب، مخلص، مقبل علی الطاعۃ یعنی اخلاص کے ساتھ اطاعت کی طرف متوجہ رہے۔

۳۴؎ اس مقدس گروہ کے خوش نصیبوں کو کہا جائے گا کہ جنت میں تشریف لے جائیے۔ وہاں نہیں کسی قسم کا آزار نہیں پہنچے گا۔ بسلام یعنی سالمین من العذاب والھموم وزوال النعمۃ۔

سلام کا دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تم جنت میں قدم رکھو گے تو قدسی فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے السلام علیکم۔ علیک کے ساتھ یہ بات خوشی سے کہیں گے کہ خود رب قدوس کی طرف سے ایسے مشتاق کو سلامتی ہو۔ سلامتی ہو کہ ...... اپنی آنکھوں کو جمال حقیقی سے لذت اندوز کرنے والوں پر، آؤ آؤ کہیں اپنے محبوب حقیقی کے رخ زیبا کے جلووں کو دیکھو اور ہمیشہ دیکھتے رہو۔

مَزِيْدٌ۝۳۵ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا

ان کے لیے اس سے بھی زیادہ ہے ۳۵ اور قریش مکہ سے پہلے ہم نے برباد کر دیں بہت سی قومیں جو قوت و شوکت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں

فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ۝۳۶ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى

پھر وہ گھومتے رہے شہروں میں کیا عذاب سے کہیں کوئی پناہ گاہ ملی ۳۶ بیشک اس میں نصیحت ہے اس

یہ بھی وصال ہو تو کیسے اب ہجر کی رات نہیں آئے گی، جب ایسا نہیں ہوگا تو یہ کیفیت طاری ہے ؎

کتنا الگ ہے عجب سا ہو کے ہم وصال | خوف شب ہجراں سے تکتے ہیں جب ہاں

انہیں بتایا جا رہا ہے کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔

۳۵ اور رحمت کی بے پایاں وسعت اپنی کرم نوازیوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ جو وہ چاہیں گے حاضر کر دیا جائے گا لیکن یہ کرم فرمائی اور سعادت نہیں ہوگی کہ جو کچھ وہ چاہیں گے ہم انہیں دیں گے بلکہ ان کی طلب اور ان کی آرزو کی انتہا کے سامنے ہی تنگ ہے۔ ان کو طرف وہ پڑی کشادہ نہیں دیں گے ہم کرم کے سلسلے اس کی کیا حقیقت ہے۔ فرمایا ہم صرف اتنا ہی نہیں دیں گے جتنا وہ مانگیں گے، جتنا وہ چاہیں گے وہ بھی دیں گے اور اس کے علاوہ ہمارے پاس ان کے لیے اور بھی بہت کچھ موجود ہے۔ اب اس لدینا مزید کا کیا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے۔ حضرت انس و جابر رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر النظر الی وجہ اللہ منقول ہے۔ یعنی اس مزید سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے مروی ہے عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ یبعث یوم القیامۃ منادیا ینادی یسمعہ اولہم وآخرہم یا اہل الجنۃ ان اللہ وعدکم الحسنی وزیادۃ۔ فالحسنی الجنۃ والزیادۃ النظر الی وجہ الرحمن۔ (مظہری) کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والا بھیجے گا جس کی آواز سب سنیں گے۔ اے جنتیو! اللہ نے تم سے الحسنی اور زیادہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ الحسنی سے مراد جنت ہے اور الزیادہ سے مراد رحمن کے چہرے کی طرف نظر کرنا ہے۔

۳۶ اہل مکہ کو بتایا جا رہا ہے کہ تم سے پہلے کئی قومیں گزری ہیں جو اپنی عسکری قوت اور مالی طاقت کے بل بوتے پر دوسرے ممالک پر لشکر کشی کیا کرتی تھیں اور ان کو اپنا باجگزار بنا لیا کرتی تھیں۔ وہاں کی ان کی تعداد تم سے کئی گنا زیادہ تھی۔ وہ اپنی سرزمین کے معاشی وسائل کے علاوہ مفتوحہ ممالک کے وسائل معیشت سے بھی بھرپور استفادہ کیا کرتے تھے۔ ان کی آن بان اور ٹھاٹھ باٹھ دیکھنے والوں کو حیرت زدہ کر دیا کرتی تھی لیکن یہ ساری قوتیں اور دولتیں انہیں اللہ کی گرفت سے نہ بچا سکیں۔ علامہ آلوسی فنقبوا کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں واصل التنقیب البحث والتنقیر عن الامر ... یعنی کسی ملک کا ملک و بادشاہ ہو کر اس کے ہر طرف کا گشت کرنے کو عربی میں تنقیب فی الارض کہتے ہیں۔ نقبوا فی البلاد

لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

کے لیے جو دل (بیدار) رکھتا ہو یا کان لگا کر سنے متوجہ ہو کر ۳۶ اور ہم نے پیدا فرمایا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝

آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں ۳۷ اور ہمیں تھکن نے چھوا تک نہیں ۳۸

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ

پس آپ صبر کیجیے ان کی باتوں پر جو یہ کہتے ہیں اور پاکی بیان کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع آفتاب سے پہلے اور

کا ایک معنی ہے۔ سیر و سیاحت کے لیے کسی ملک میں جانا، کاروبار اور تجارت کے لیے کسی ملک میں جگہ جگہ اقامت گزیں ہونا یہی اس لفظ کا مدلول ہو سکتا ہے۔

دولت مند لوگ جب کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور اپنے ملک کے معالجین کے علاج سے فائدہ نہیں ہوتا تو صحت سے بہرہ ور حاصل کرنے کے لیے دور دراز ممالک میں جاتے ہیں۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔ لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں لیکن جب موت کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو کوئی ڈاکٹر اور حکیم انہیں نہیں بچا سکتا۔ لمن کان لہ قلب قلب سے مراد دل بینا ہے جو حقیقت کو دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ جو دل دیکھنے اور سمجھنے سے محروم ہو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور اس کو دل کہنا ہی صحیح نہیں۔

۳۶ یعنی جو دل کی بصارت سے محروم ہے اس کو چاہیے کہ توجہ سے کان لگا کر سنتا رہے۔

زجاج کہتے ہیں کہ جب وہ شخص سن رہا ہوتا ہے تو اس کا دل حاضر ہوتا ہے۔ قال الزجاج ای وقلبہ حاضر فیما یسمع۔ سفیان کہتے ہیں کہ یہ اس شخص پر چسپاں ہوتا ہے جب آیات کی تلاوت کی جا رہی ہو اس وقت اس کا جسم تو موجود ہو لیکن دل غائب ہو۔

۳۷ چھ دنوں سے مراد یہ چوبیس گھنٹے کے دن نہیں بلکہ اس سے مراد مختلف ادوار ہیں۔ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

۳۸ اس میں یہود و نصاریٰ کے اس نظریہ (بائبل) کی تردید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں کائنات کی تخلیق کی اور ساتویں دن آرام کیا۔ گویا کائنات کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ تھک گیا اور اسے آرام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ موجودہ تورات میں ہے "خداوند نے چھ دنوں میں آسمان اور زمین اور سمندر اور سب کچھ جو ان میں ہے بنایا اور ساتویں دن آرام کیا" (خروج ۲۰: ۱۱) اسی طرح ایک دوسری جگہ ہے۔ "چھ دنوں میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا" (خروج ۳۱: ۱۷) انجیل میں ہے "خدا نے اپنے سارے کاموں کو پورا کر کے ساتویں دن آرام کیا" (عبرانیوں ۴: ۴)

قَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝٣٩ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝٤٠ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ

غروب آفتاب سے پہلے ۳۹ اور رات کے وقت بھی اس کی پاکی بیان کیجیے اور نمازوں کے بعد بھی ۴۰ اور کان کھول کر سنو ۴۱ جس

يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝٤١ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ

دن کہ پاس سے جب پکارنے والا قریب سے پکارے گا ۴۲ جس دن سن لیں گے سب لوگ ایک کڑک درست و برحق، وہی دن (قبروں سے)

يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝٤٢ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝٤٣ يَوْمَ تَشَقَّقُ

نکلنے کا دن ہو گا۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی سب نے لوٹنا ہے۔ جس روز زمین پھٹ جائے گی ۴۳

۳۹ حضرت ابن عباس سے مروی ہے فسبح ای صل قبل الطلوع لصلاۃ الفجر وقبل الغروب الظہر والعصر ومن اللیل العشاءان وادبار السجود النوافل بعد الفرائض یعنی طلوع آفتاب سے قبل سے مراد نماز فجر ہے اور غروب سے قبل مراد ظہر اور عصر ہے۔ ومن اللیل سے مغرب اور عشاء۔ ادبار السجود سے وہ نوافل مراد ہیں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ (روح المعانی)

ادبار السجود سے مراد وہ اذکار بھی ہیں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں اور جو احادیث صحیحہ میں بکثرت مروی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث ملاحظہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر نماز فرض کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہے اور سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں بخش دیتا ہے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (رواہ الشیخان)

۴۱ جو بات اب بتائی جا رہی ہے وہ بڑی اہم ہے اس لیے اس کے ذکر سے پہلے استمع کہہ کر سامعین کو کان کھول کر بڑی توجہ سے سننے کا طالب ہے۔

۴۲ اس روز منادی یکے گا اور ہر شخص یوں محسوس کرے گا کہ یہ آواز کہیں دور سے نہیں آ رہی بلکہ بالکل قریب سے آ رہی ہے۔

۴۳ قبروں سے ان کے نکلنے کا منظر بیان کیا جا رہا ہے کہ زمین اوپر سے پھٹ جائے گی اور وہ جھٹ پٹ قبروں سے نکلنا شروع ہو جائیں گے۔

سراعاً جمع ہے سریع کی اور یخرجون مقدر میں ضمیر فاعل کا حال ہے۔ جمع سریع حال من الضمیر المرفوع فی الفعل المقدر ای یخرجون سراعاً (مظہری)

الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ

ان کے اوپر سے جلدی سے کُھل جائے گی یہ حشر ہے جو ہمارے لیے بالکل آسان ہے ٣٢ ہم خوب جانتے ہیں جو یہ کہتے ہیں

وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ﴿٤٥﴾

اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں ٣٣ پس آپ نصیحت کرتے رہیے قرآن سے ہر اس شخص کو جو میرے عذاب سے ڈرتا ہے ٣٤

٣٢ یہ ہے حشر کی کیفیت، یہ نہیں کہ کیا کیا مشکل سے جمع فرمایا جائے گا بلکہ یہ بالکل آسان ہے کیونکہ ہمارا علم اور ہماری قدرت ہر چیز کو حاوی ہیں ہمیشہ سے ہیں۔

٣٣ سالہا سال سے اللہ کا محبوب انہیں خواب غفلت سے بیدار کر رہا ہے۔ ہمیں انسان کی اوقات پتہ ہے کہ یہ کس قدر ناپاک ہے لیکن ان کی ہٹ دھرمی اور بدبختی میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے جس سے حضور ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔ مگر تسلی فرمائی جا رہی ہے کہ اے حبیب ہم ان کی کارستانیوں سے خوب واقف ہیں، ان کی باتوں کو خوب سن رہے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں ہم سب دیکھ رہے ہیں۔ ہم نے آپ کو اس لیے تو نہیں بھیجا کہ سختی اور تشدد سے کام لے کر آپ ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں یہ ان کے کرتوت ہیں جن کا جواب وہ دیں گے۔

٣٤ لہٰذا آپ اپنا فرض ادا کرتے رہیں۔ آپ قرآن کریم کی آیات سے ان کو یاد دہانی کراتے رہیں جو میرے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں، وہی ان کی آواز سنیں گے وہی اس کو قبول کریں گے اور انہی خوش نصیبوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوگی

○

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَىٰ حَبِيبِكَ الْمُصْطَفَىٰ وَنَبِيِّكَ الْمُرْتَضَىٰ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَمَنْ
تَبِعَهُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ [illegible]
[illegible]

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الذاریات

نام: اس کا نام الذاریات ہے جو اس کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں تین رکوع، ساٹھ آیتیں، تین سو ساٹھ کلمے ایک ہزار دو سو انتالیس حروف ہیں

نزول: بالاتفاق علماء اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا

مضامین: عقیدۂ قیامت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ زندگی کا جو پروگرام اسلام پیش کرتا ہے اس پر صحیح طور پر عمل اسی وقت ہو سکتا ہے۔ اس کے عروج و برکات سے انسان اسی وقت مستفیض ہو سکتا ہے جب قیامت پر اس کا یقین محکم ہو۔ اس لیے متعدد چیزوں کی قسمیں کھا کر یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت کی آمد کا وعدہ سچا ہے اور وہ دن ضرور آنے کا جب ہر ایک کو جزا و سزا ملے گی۔ کفار جو قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے پاس اس انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ صرف قیاس یا اٹکل، جن کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ ان قیاس آرائیوں سے اس لیے مطمئن ہیں کہ وہ عیش و عشرت کے نشہ میں مدہوش ہیں۔ جب موت کا تلخ گھونٹ پئیں گے اس وقت خوفناک حقائق سے ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ مگر اس وقت ہوش میں آنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

پھر ان کے برعکس کچھ اور لوگ بھی ہیں جو ہر وقت اپنے رب کریم سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ ان کی راتیں اس کے ذکر میں گزرتی ہیں اور سحری کے وقت یہ گریہ کرتے ہیں اور لغزشوں پر مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور جو مال انہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے فقیروں اور محتاجوں کو حصہ دیتے رہتے ہیں۔

دوسرے رکوع میں متقین کے سرتاج اور مقربین کے امام حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات بیان کیے اور بڑی سالی میں بھی فرزند جمیل کی ولادت کا مژدہ سنایا۔

اس کے بعد چند ایسی قوموں کا ذکر کیا جو فسق و فجور کی مستی میں سرشار رہیں۔ اپنے نبیوں کی دعوت کو ٹھکراتی رہیں۔ اس سرکشی کی پاداش میں ان کا جو انجام ہوا وہ سب کے لیے باعث عبرت ہے۔

تیسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت بیان کرنے کے بعد بتایا کہ اسی کے دامن کرم میں پناہ لو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ پہلے بھی رسولوں سے یہی کہتے رہے کہ ساحر اور مجنون ہیں اور سرکشی پر تلے رہے۔ اے محبوب! اگر یہ کفار آپ کے بارے میں ایسی نازیبا باتیں کرتے ہیں تو آپ ان سے منہ موڑ لیں اور نصیحت کرتے رہیں۔ اہل ایمان اس نصیحت سے

میں حاصل کریں گے۔ پھر جن و انس کی تخلیق کی غایت بتادی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے احکام کی پابندی کریں اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت نہیں۔ نہ وہ ان سے رزق مانگتا ہے، نہ وہ ان کا محتاج ہے بلکہ ساری کائنات اس کے دستر خوان کرم کی ریزہ چین ہے اور جو لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے ان کے لیے ہلاکت اور خرابی ہے

یوسف حسین سرگودھا
۲ ۳-۴۱

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الذاریات مکی ہے اس کی ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ فَالْمُقَسِّمٰتِ

قسم ہے ان ہواؤں کی جو (گرد و غبار) اڑا کر بکھیر دیتی ہیں پھر ان بادلوں کی جو (پانی کا) بوجھ اٹھانے والے ہیں پھر ان کشتیوں کی جو آہستہ آہستہ چلتی ہیں پھر فرشتوں کی جو حکم الٰہی سے

۱۔ عرب کہتے ہیں ذرت الریح التراب . ذرته و ذرته . ہوا نے مٹی کو اڑایا اور منتشر کر دیا ۔ اسی سے الذاریات ہے یعنی اڑا کر بکھیر دینے والیاں . وقر بوجھ . الجاریات چلنے والیاں . یسرا آہستہ آہستہ نرمی سے . مقسمات تقسیم کرنے والیاں .

اس سورت کی ابتدا بڑی پر جلال ہے . پے در پے چار قسمیں کھائی گئی ہیں مقصد یہ ہے کہ وقوع قیامت کی اہمیت کفار کے ذہن نشین کی جائے اور اس کے بارے میں جو شکوک و شبہات ان کو پریشان کرتے رہتے ہیں ان کا قلع قمع کیا جائے . یعنی جس کے وقوع پذیر ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ دے رہا ہے اور قسم پر قسم کھا رہا ہے اس کے واقع ہونے میں تو کسی کو اس سے ذرہ بھی تردد نہیں ہونا چاہیے

ان آیات کی تفسیر حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے منقول ہے . آپ کے ارشاد کے بعد کسی اور قول کی کوئی اہمیت نہیں رہتی . امیر المومنین نے ایک روز برسر منبر اعلان فرمایا کہ مجھ سے جو پوچھنا ہو پوچھ لو . ولن تسئلوا بعدی مثلی . پھر مجھ جیسا تمہیں کوئی نہیں ملے گا . ابن الکواء نامی ایک شخص اٹھا اس نے ان آیات کا مطلب دریافت کیا . آپ نے ارشاد فرمایا فالذاریات الریح کہ ذاریات سے مراد ہوائیں ہیں جو چیزوں کو اڑاتی اور بکھیرتی ہیں . حاملات سے مراد السحاب یعنی بادل ہیں جو پانی کی عظیم مقدار خود اٹھائے پھرتے ہیں . الجاریات سے مراد الفلک یعنی کشتیاں ہیں جو سینکڑوں آدمیوں اور ہزاروں من سامان کو اٹھائے آہستہ آہستہ پانی پر اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہتی ہیں . المقسمات سے مراد الملائکۃ یعنی وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے رزق اور بارش کی تقسیم پر متعین ہیں . حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے اس کی تصدیق ہوتی ہے . یہ سارا ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے

بعض علماء نے ان چاروں صفات کا موصوف ہواؤں کو قرار دیا ہے . اس میں بھی کوئی قباحت نہیں لیکن قسم کے تعدد سے کلام میں جو قوت اور جلال پیدا ہو جاتا ہے وہ ثانی بیان میں [illegible]

أَمْرًا ۝٤ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ۝ وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ۝ وَالسَّمَاءِ

بانٹنے والی ہیں۔ بے شک جو وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ سچا ہے ۵ اور یقیناً جزا و سزا کا دن ضرور آنے والا ہے ۶ قسم ہے آسمان

ذَاتِ الْحُبُكِ ۝ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ

کی جس میں رستے ہیں ۷ بیشک تم مختلف بے جوڑ باتوں میں پڑے ہو ۸ پھیرا جاتا ہے اس (قرآن) سے جس کا مقدر ہے

۵ تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے کہ تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اس دنیوی زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہوگی اور تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دی جائے گی ہم بدو قسم کھا کر تمہیں بتاتے ہیں کہ یہ وعدہ سچا ہے۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں۔

۶ اور بے شک جزا و سزا کا دن برپا ہو کر رہے گا۔ قرآن کریم نے اس عقیدہ کو جس شدت سے بیان کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پاکیزہ انسانی معاشرہ جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے اس کے پیش نظر ہیں۔ قانون کتنا سخت اور مکمل کیوں نہ ہو انسان کی زندگی کے ایک محدود حصہ پر اپنی اجارہ داری قائم کر سکتا ہے۔ پھر اس قانون میں کئی ایسے رخنے ہیں کہ جن سے شاطر بچ نکلتے ہیں۔ انسان کی نیت و حالت اسی وقت نفس اور شیطان کی دست درازیوں اور مکاریوں سے محفوظ رہتی ہے جب اسے یقین ہو کہ قیامت کے روز اسے اس ہستی کے سامنے جوابدہ ہونا ہے جو اس کے ظاہر و باطن سے پوری طرح آگاہ ہے اور جس سے اس کی کوئی بات مخفی نہیں۔

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسان جسے عقل و فکر کی دولت سے نوازا گیا ہے جسے چند سال کے لیے مالک بنا دیا گیا ہے جسے اختیار و ترک کی پوری آزادی دی گئی ہے اس سے اس کے تمام اعمال کے بارے میں باز پرس کی جائے ورنہ ایک ظالم اور عادل انسان میں کوئی تفاوت باقی نہیں رہے گا۔

۷ حبک جمع ہے اس کا واحد حباک ہے اس لفظ کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں۔ وہ کپڑا جس کی بناوٹ بڑی عمدہ اور خوبصورت ہو۔ آسمان ستاروں سے مزین ہے اس لیے اسے ذات الحبک کہا گیا۔

حبک ان سلوٹوں کو بھی کہتے ہیں جو ہوا کے چلنے سے ریت یا پانی میں پیدا ہوتی ہیں۔ حبک کا معنی طرق، راستے بھی ہے اور حبک کہکشاں کو بھی کہتے ہیں۔ یہ لکیر ستاروں سے بنی ہوتی ہیں اس لیے انہیں حبک کہا جاتا ہے۔ (قرطبی)

اکثر علماء اس معنی (طرق) کو ترجیح دیتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ آسمان کی قسم کھاتے ہیں۔ وہ آسمان جس میں ستاروں کی مختلف قسم کی حرکات کے باعث ان گنت راستے بنے ہوئے ہیں جن پر وہ اپنی اپنی منزلوں کی طرف جا رہے ہیں۔ کہکشاں کا معنی بھی اس جگہ کے باعث آسمان کا معنی ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں جدید تحقیقات نے حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں۔ کہکشاں والے آسمانوں کی قسم۔

۸ اے کافرو! حضور سرور عالم کی ذات گرامی کے بارے میں تمہاری کوئی بات بھی ایک نہیں۔ حضور نبی کریم کے بارے میں تم کبھی کہتے ہو یہ جادوگر ہے کبھی کہتے ہو کاہن اور کبھی کہتے ہو دیوانہ ہے، اور شاعر ہونے کی تہمت لگاتے ہو۔ اسی طرح

اُفِكَ ۞ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ

جو پھیر دیا گیا ہے سچائی سے ہلاک ہوں تخمینے لگانے والے جو غفلت کے نشہ میں بے خبر پڑے ہیں

قرآن کریم کے بارے میں بھی تمہاری کوئی متفقہ رائے نہیں۔ کبھی اسے جادو کہتے ہو کبھی اسے شعر کہتے ہو اور تم کہتے ہو یہ پرانے چٹکلے ہیں۔ وہ ہستی جس پر کتاب اتری علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ [illegible] قیامت کے بارے میں بھی تمہاری آراء متضاد ہیں۔ عجیب بات ہے تم میں اکثر تو صاحب عقل [illegible] ہے کہ تم جوش و حسد کے عالم میں [illegible] کی وادیوں میں بھٹکتے پھرتے ہو اور تم دلائل سے بے پروا موہومات کی پیروی کرتے ہو۔

ك علامہ قرطبی لکھتے ہیں: اَفَكَهُ يَأْفِكُهُ اَفْكًا قَلَبَهُ وَصَرَفَهُ عَنِ الشَّيْءِ۔ کسی چیز سے کسی کو پھیر دینا

صاحب قاموس لکھتے ہیں: رَجُلٌ مَأْفُوْكٌ مَصْرُوْفٌ عَنِ الْحَقِّ اِلَى الْبَاطِلِ۔ یعنی جو شخص حق سے منہ موڑ کر باطل کی طرف متوجہ ہو جائے اسے مأفوک کہتے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ وہ شخص حق کو قبول کرنے سے منہ پھیر لیتا ہے [illegible] نہیں کرتی [illegible] حضرت حسن بصری کہتے ہیں: يُصْرَفُ عَنِ الْاِيْمَانِ بِمُحَمَّدٍ وَالْقُرْآنِ مَنْ صُرِفَ۔ یعنی جو ازل سے بدنصیب ہے وہی حضور اور قرآن پر ایمان لانے سے روکا جاتا ہے۔

ك قتل کا اصل معنی ہے مار ڈالنا لیکن لعنت و ہلاکت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ خرص کا معنی ہے بغیر تحقیق کے محض قیاس و گمان سے کوئی بات کہنا۔ [illegible] اور قیامت کے بارے میں [illegible] ہیں جو ان حقیقتوں کے بارے میں محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں [illegible] قرآن [illegible] ان لوگوں [illegible] اندازہ نہیں لگایا جا سکتا [illegible] غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ك علامہ راغب اصفہانی غمرة کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اَصْلُ الْغَمْرِ اِزَالَةُ اَثَرِ الشَّيْءِ وَمِنْهُ قِيْلَ لِلْمَاءِ الْكَثِيْرِ الَّذِيْ يُزِيْلُ اَثَرَ مَسِيْلِهِ غَمْرٌ وَغَامِرٌ وَالْغَمْرَةُ مُعْظَمُ الْمَاءِ السَّاتِرَةِ لِمَقَرِّهَا وَجُعِلَ مَثَلًا لِلْجَهَالَةِ الَّتِيْ تَغْمُرُ صَاحِبَهَا۔ یعنی غمر کا اصل معنی کسی چیز کے نشان کو مٹا دینا ہے۔ کثیر پانی کو بھی غمر کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی اپنے بہنے کی جگہ

يَسْـَٔلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٢﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ﴿١٣﴾

وہ پوچھتے ہیں روزِ حساب کب آئے گا ۱۲ یہ اس دن ہوگا جب انہیں آگ پر تپایا جائے گا ۱۳

ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿١٤﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ

اپنی سزا کا مزہ چکھو ۱۴ یہی ہے وہ جس کے لیے تم جلدی مچاتے تھے البتہ پرہیزگار

فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٥﴾ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا

باغوں اور چشموں میں ہوں گے ۱۵ وہ بصد شکر لے رہے ہوں گے جو ان کا رب انہیں بخشے گا ۱۶ بے شک یہ لوگ

قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿١٦﴾ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَ

اس سے پہلے بھی نیکوکار تھے ۱۷ یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے ۱۸ اور

انہیں پتا ہوتا ہے کہ یہ بات بے بنیاد ہے [illegible] اپنی ضد پر قائم رہتے ہیں [illegible] اسی بات پر اڑے رہتے ہیں۔

۱۲ ان کا یہ سوال طلب علم کے لیے نہ تھا بلکہ بطور استہزاء تھا۔

۱۳ یہی تم [illegible] انہیں جواب دیا گیا [illegible] فتنت الذہب [illegible] جب سونے کو آگ میں ڈالا جائے تاکہ اس کا کھوٹ [illegible]

جلانے کے لیے آگ میں ڈالا جائے۔ فتنت الذہب۔ آیت میں یفتنون اسی معنی میں مستعمل ہے یعنی جس دن انہیں آگ میں تپایا جائے گا۔

۱۴ انہیں کہا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کا عذاب چکھو۔

۱۵ متقین کے انجام کا ذکر ہے [illegible] ارشاد ہوتا ہے [illegible] جنت کے سدا بہار باغات میں [illegible] ہوں گے ان کی شاخیں

[illegible] رنگ برنگ کے پھل لگے ہوں گے ان کی شاخیں [illegible] ٹھنڈی ہوا اور صاف چشمے ہوں گے وہاں میٹھے اور ٹھنڈے

پانی کے چشمے بہہ رہے ہوں گے اور [illegible] محل [illegible] شراب [illegible] ہوں گے۔

۱۶ ذرا غور فرمائیے رب کریم اپنے دست کرم سے [illegible] جو نعمتیں عطا فرمائے گا [illegible] وہ بصد شکر و بصد مسرت [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جو نعمت [illegible] اس کا اندازہ [illegible] آسان نہیں۔

۱۷ ان نوازشات کی [illegible] حکمت بیان کی جا رہی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی دنیوی زندگی میں نیکوکار تھے۔ ان کے [illegible]

[illegible] عبادت کرتے تھے [illegible] اپنے

محبوب کے [illegible] مشاہدہ میں مستغرق ہو جاتے۔

۱۸ ان کی دوسری خوبی یہ تھی کہ ان کی راتیں [illegible] نذر نہیں ہو جایا کرتی تھیں [illegible] شام سے [illegible] غفلت کی

چادر غفلت میں مست پڑے رہتے ہیں یہ خدا کے بندے بستر سے الگ ہو کر ساری رات ذکر و عبادت میں بسر کر دیتے جب سحری کا وقت ہوتا تو بجائے اس کے کہ اپنی عبادتوں پر ناز کرتے اپنی تقصیرات پر مغفرت طلب کرتے کیونکہ وہاں دل شکستہ ہی رحمت کا مستحق سمجھا جاتا ہے

در کوئے عشق شوکت شاہی نمی خرند اقرار بندگی کن و دعوائے چاکری

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلاموں کو سحری کے وقت خصوصاً ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کی بڑے دلنشین انداز میں ترغیب دی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل اللہ الی السماء الدنیا کل لیلۃ حین یبقی ثلث اللیل ویقول انا الملک من الذی یدعونی فاستجیب له من الذی یسئلنی فاعطیه من الذی یستغفرنی فاغفر له۔

یعنی جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ میں بادشاہ ہوں کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کا سوال پورا کروں کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اس کے گناہ بخش دوں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تہجد ادا فرمایا کرتے تو اس کے بعد یہ دعا فرمایا کرتے وہ پیش خدمت ہے تاکہ کوئی صاحب دل اس کو یاد کرلے اور اسے اپنا وظیفہ بنالے

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ
اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ
الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ
وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَيْكَ
الْمَصِيْرُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ
اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

ترجمہ: اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کو قائم رکھنے والا ہے۔ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا بادشاہ ہے ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری ملاقات حق ہے تیرا قول حق ہے آگ حق ہے سارے نبی حق ہیں محمد (علیہ السلام) حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! تیرے سامنے میں نے سر تسلیم خم کیا ہے میں تجھ پر ایمان لایا ہوں تجھ پر ہی میں نے بھروسہ کیا ہے اور تیری طرف ہی دل سے رجوع ہوا ہوں تیری مدد سے ہی دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں اور تجھے ہی میں اپنا حاکم تسلیم کرتا ہوں۔ تو ہی سب کا رب ہے اور تیری طرف ہی سب نے لوٹنا ہے۔ اے اللہ! میرے گزشتہ گناہ اور آئندہ گناہ بھی معاف کر دے جو میں نے چھپ کر کیے ہیں اور جو میں نے علانیہ

بِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿١٨﴾ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿١٩﴾

سحری کے وقت اپنی خطاؤں کی بخشش طلب کیا کرتے تھے [illegible] اور ان کے اموال میں حق تھا سائل کے لیے اور محروم کے لیے [illegible]

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾

اور زمین میں بھی قدرت کی نشانیاں ہیں اہل یقین کے لیے [illegible] اور تمہارے وجود میں بھی، کیا تمہیں نظر نہیں آتیں [illegible]

لگے ہیں اور میری وہ صلاحیتیں بیکار پڑی ہیں جن سے بہتر ہو سکتا ہے۔ تو ہی سب سے پہلے تھا اور سب سے بعد بھی تو ہے تیرے سوا کوئی خدا نہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

[illegible] سحری کا وقت کس قدر بابرکت ہے۔ اور مردانِ خدا کی جناب میں اس وقت حاضر ہو کر دامن طلب پھیلاتے ہیں ان پر کیسی کیسی نوازشات کی بارش ہوتی ہے اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں یہ آہِ سحر نصیب ہوتی ہے۔ حافظ شیرازی کہتے ہیں:

ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ — از یمن دعائے شب و وردِ سحری بود

اور حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا ارشاد بھی سنیے

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو — کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحرگاہی

[illegible] ان کی تیسری خوبی یہ ہے کہ اگر کوئی سائل ان کے در پر آ جاتا تو وہ سخی ہیں اور تہی دست واپس نہ لوٹتے۔ اگر انہیں پتہ چل جاتا کہ فلاں شخص کسب معاش سے معذور ہے اور خودداری کے باعث سوال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا یا حوادث زمانہ کی وجہ سے جس کا کوئی پرسانِ حال نہیں یا کسی گوشہ میں کوئی یتیم بچہ ہے تو وہ خود وہاں دوڑے ہوئے جاتے اور حسب مقدور اس کی خدمت بجا لاتے اور ایسا کرنا وہ اپنا فرض سمجھتے۔ نہ کسی پر احسان جتلاتے اور نہ کسی سے شکرگزاری کی تمنا کرتے۔

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ نہیں بلکہ اس کے علاوہ ہے۔

[illegible] پہلے تو صرف یہ کہا گیا کہ منکر جو آج تم یقین دلاتے ہیں کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔ اب ان کی توجہ کریں اور آفاقی دلائل کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے جو روشن دلائل سے شہادت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچا ہے۔ ذرا اس زمین، اس کی ساخت اور اس میں سمندر بہتے ملے عجیب و غریب تجربات میں غور کرو، قدم قدم پر تمہیں ایسے آثار و علامات ملیں گے کہ اگر توجہ سے دیکھو تو حقیقت عیاں ہو جائے گی۔

[illegible] انہیں کہا جا رہا ہے کہ اگر ان کی آفاقی شواہد کو دیکھنے کا حوصلہ نہیں اور اگر وہ بھی ہوئی کا حاجت کے محیر العقول نظام کی باریکیوں اور نزاکتوں کو دیکھنے کا موقع نہیں تو اپنی ذات میں ہی غور و فکر کریں کہ کس طرح ایک حقیر قطرہ سے اس کی پرورش کا آغاز ہوتا ہے کس طرح یہ قطرہ پے در پے تغیر کے مراحل طے کرتا ہوا ایک بے جان لوتھڑا، ایک مضغہ گوشت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ پھر وہ نشوونما پاتا اور بچہ کس طرح آہستہ آہستہ پروان چڑھتا ہے یہاں تک کہ اس کی خوبیاں پوری طرح نکھر کر کمال تک پہنچتی ہیں۔ حصول علم کے لیے جو ظاہری اور باطنی وسائل اسے بخشے گئے ہیں:

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ

[illegible]

لَحَقٌّ مِثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنْطِقُونَ ۝ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ

[illegible]

الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَرَاغَ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهُۥٓ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا

پس چپکے سے اپنے اہل خانہ کی طرف گئے اور ایک فربہ بچھڑا (بھنا ہوا) لے آئے [26] پھر اسے ان کے قریب کر دیا فرمایا کیا کھاتے کیوں

تَأْكُلُونَ ﴿٢٧﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا۟ لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَٰمٍ

نہیں [27] پس وہ دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے وہ بولے ڈریے نہیں [28] اور انہوں نے بشارت دی آپ کو

عَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ فَأَقْبَلَتِ ٱمْرَأَتُهُۥ فِى صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ

ایک صاحب علم فرزند کی۔ پس آگے بڑھی آپ کی بیوی چیختی ہوئی پھر [29] اس نے حیرت سے ہاتھ مارا اپنے چہرے پر اور بولی میں بوڑھی

عَقِيمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوا۟ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٣٠﴾

بانجھ (کیا) بچہ جنوں گی [30] انہوں نے کہا یونہی فرمایا ہے تیرے رب نے بے شک وہی دانا [31] سب کچھ جاننے والا ہے

ان کی وضع قطع بالکل مختلف نظر آرہی ہے۔

[26] راغ کا معنی ہے ذهب الی اهله فی سرعة۔ تیزی سے چپکے چپکے کھسک جانا۔ یعنی اپنے مہمانوں کو آرام سے بٹھایا، خود چپکے سے اٹھے اور ان کی ضیافت کے انتظام میں مصروف ہو گئے۔ جلدی جلدی ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کیا، اس کو بھونا اور مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا۔

[27] کھانا دستر خوان پر چن دیا گیا ہے لیکن مہمان ہیں کہ کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاتے۔ آپ نے فرمایا آپ لوگ کھانا تناول نہیں کریں گے؟ قدیم زمانہ میں یہ دستور تھا کہ اگر مہمان ضیافت قبول کر لیتا تو سمجھا جاتا کہ اس کی آمد بخیر ہے۔ لیکن اگر وہ کھانا تناول کرنے سے انکار کر دیتا تو سمجھا جاتا کہ اس کی نیت صحیح نہیں ہے۔ جب فرشتوں نے ہاتھ نہ بڑھائے تو آپ کو ان سے ایک گونہ خوف سا محسوس ہونے لگا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب آپ نے دیکھا کہ وہ ہاتھ نہیں بڑھاتے تو آپ سمجھ گئے کہ یہ انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں بالباس بشری میں آئے ہیں اور ان کا نزول کسی بڑے ہی اہم واقعہ سے متعلق ہے۔ عن ابن عباس عن علیه السلام وقع فی نفسه انهم ملائكة ارسلوا للعذاب۔

[28] فرشتوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ بے اندیشہ رہیں۔ ہم آپ کو ایک فرزند ارجمند کی بشارت دینے حاضر ہوئے ہیں۔

[29] حضرت سارہ قریب ہی کھڑی یہ گفتگو سن رہی تھیں۔ اس وقت آپ کی عمر نوے سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ جب یہ سنا کہ ایک بچے کی ولادت کا مژدہ سنایا جا رہا ہے تو اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور جہاں حضرت ابراہیم فرشتوں سے مصروف گفتگو تھے وہاں آ پہنچیں اور کہنے لگیں کہ آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں بڑھیا اور بانجھ،

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوٓا إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمٍ

آپ نے پوچھا تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے اے فرشتو! ۳۱ انہوں نے کہا ہم بھیجے گئے ہیں ایک قوم کی طرف جو

یہ سوال بھی پیدا ہوتا [illegible] آیت میں دو لفظ تحقیق طلب ہیں۔ صرّۃ اور صکّت۔

علامہ ابن منظور صرّۃ کی تحقیق کرتے ہوئے اس کی صورت لکھتے ہیں [illegible] قال الزجاج الصرّۃ اشد الصیاح تکون فی الطائر والانسان وغیرھما۔ یعنی صرّۃ سخت چیخ کو کہتے ہیں خواہ وہ چیخ پرندے کی ہو یا انسان کی۔ [illegible] کی حالت [illegible] ساتھ ان کے [illegible] چیخ [illegible] صرّۃ کا [illegible] منظور سے [illegible] اس صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب آپ نے بات کی تو وہ [illegible] اس وقت ان کی خدمت میں حاضر تھیں ان کو ساتھ لے کر آپ تشریف لے گئے۔

[illegible] اس لفظ کا ایک دوسرا معنی [illegible] مناسب معلوم ہوتا ہے [illegible] کے لحاظ سے ترجمہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ فسرّ التغلیب الجمع من القسمۃ [illegible] کے [illegible] جب [illegible] ایک [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

صکّت عورتوں کی عام عادت ہوتی ہے کہ جب حیرت زدہ ہوتی ہیں تو اپنے منہ پر ہاتھ مارتی ہیں۔ شوہر [illegible] کی عمر سو سال اور اپنی عمر [illegible] اس پر بشارت [illegible] اس [illegible] حیرت [illegible]

[illegible] صکّت [illegible] کے لفظ [illegible] استعمال کرتے ہیں [illegible] حضرت سارہ کی [illegible] کہتے ہیں [illegible] حضرت [illegible] کی شہادت [illegible] حیرت اور [illegible] حضرت سارہ [illegible] مشکل [illegible] ہیں۔ [illegible] حیرت [illegible] انکار [illegible] خوشی [illegible] ایمان داروں کے دل [illegible] کرسکتے ہیں۔

خوشی اور حیرت کے [illegible] اسلام [illegible] اپنا سر [illegible] ہیں۔ ان کے [illegible]

---

۳۱ [illegible] فرشتوں [illegible]

مُّجْرِمِيْنَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ

مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر [illegible] پتھر برسائیں [illegible] جن پر نشان لگے ہوئے ہیں آپ کے رب

رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ۝ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

کی طرف سے حد سے گزرنے والوں کے لیے۔ [illegible] پھر ہم نے نکال لیا وہاں سے ان لوگوں کو جو [illegible]

فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً

پس ہم نے وہاں [illegible] ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا [illegible] اور ہم نے وہاں چھوڑ دی ایک

لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى

نشانی ان لوگوں کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں [illegible] اور موسیٰ [illegible] جب ہم نے اسے [illegible]

[illegible] کیا ہے جس کو سر کرنے کے لیے آپ تشریف لائے۔ الخطب کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں الخطب: الامر العظیم [illegible] کثرت [illegible] الخطب الشان، الامر، صغر او عظم [illegible] الامر العظیم [illegible] ہے۔

[illegible] فرشتوں نے بتایا کہ وہ قوم لوط [illegible] کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ [illegible] پتھر [illegible] نشان لگا دیے گئے ہیں [illegible] ایک مجرم کی سرکوبی کے لیے [illegible] کر دیا گیا ہے [illegible] مُسَوَّمَةً [illegible] نشان لگا دیا گیا ہے۔

[illegible] حضرت [illegible] فرشتوں [illegible] حضرت لوط اور ان کے اہل [illegible] اس ساری بستی میں ایک ہی خاندان [illegible] کو بچا لیا [illegible] سلامت [illegible] کی جگہ [illegible] کے لیے [illegible] ہے۔

آپ [illegible] ہیں کہ حضرت لوط، حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے۔

[illegible] بحر مردار (DEAD SEA) [illegible] پہلے [illegible] شہر آباد تھے [illegible] کی وجہ سے [illegible] میں ڈوب گئے [illegible] ۱۹۶۰ء میں [illegible] ایک جماعت [illegible] اس [illegible] حصہ [illegible]

فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾

فرعون کی طرف ایک صریح دلیل دے کر ۳۷ تو اس نے اپنی قوت کے بل بوتے پر منہ موڑ لیا اور کہنے لگا یہ شخص جادوگر ہے یا دیوانہ ۳۸

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِىْ عَادٍ اِذْ

آخر کار ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پکڑا اور انہیں سمندر میں پھینک دیا اور وہ قابل ملامت ہی تھا ۳۹ اور قوم عاد کی مثال میں عبرت ہے

ضرور ہوا ہوگا کہ کسی ایسے شہر کے آثار [illegible] موجود ہیں جس سے [illegible] قبرستان ہو سکتا ہو۔ اس سے یہ شبہ تقویت پاتا ہے کہ جس شہر کا یہ قبرستان تھا وہ بحیرہ مردار میں غرق ہو چکا ہے۔ (تفہیم القرآن، سورہ الذاریات)

مزید وضاحت کے لیے دیکھیے، القرآن، سورہ الصافات آیات [illegible] کا حاشیہ دیکھیے۔

۳۷ اب بتایا جا رہا ہے کہ اہل مکہ [illegible] تم سے پہلے [illegible] کی روشنی میں [illegible] کہ ایسے ہی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو سلطان مبین یعنی روشن دلیل دے کر فرعون کی طرف بھیجا تا کہ اس کو قبول حق کی دعوت دے لیکن فرعون نے اپنے لشکر، اپنے درباریوں اور اپنی ذاتی قوت کے بل بوتے پر [illegible] کی بات ماننے سے منہ پھیر لیا پھر اس کا جو انجام ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

۳۸ تولی برکنہ کے الفاظ کی تحقیق عرض ہے۔ رکن کا معنی [illegible] قوت [illegible] اور اس سے مراد اس کا لشکر [illegible] ہو سکتی ہے۔ [illegible] کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اس نے اپنے لشکر، اپنے اعوان و انصار [illegible] موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرنے سے منہ پھیر لیا۔ اگر [illegible] کیا جائے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ اس نے اپنے لشکر اور اپنے اعوان و انصار یا اپنی ذاتی طاقت کے غرور میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابن عباس اور قتادہ سے مروی ہے [illegible] یعنی اس نے اپنی ذاتی قوت کے بل بوتے پر آپ کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا کہ یہ شخص یا تو جادوگر ہے یا پاگل [illegible] ہو گیا ہے [illegible] کر رہا ہے۔

۳۹ جب یہ واقعہ ہوا ہوگا تو فرعون اور اس کے لشکریوں کی غرقابی کی خبر [illegible] پہنچی ہوگی لیکن اس عظیم سانحہ پر [illegible] ایک ہی بات کہی [illegible] فرعون بڑا ظالم تھا اور اس کا یہی انجام ہونا تھا۔ وھو ملیم میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد بھی لوگ اس کو ملامت کرتے [illegible] برا بھلا کہتے ہیں۔ ملیم کی تحقیق کرتے ہوئے صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: الام الرجل فھو ملیم اذا اتی ذنبا یلام علیہ۔ جب کوئی شخص ایسے گناہ کا ارتکاب کرے جو قابل ملامت ہو تو اس شخص کو ملیم کہتے ہیں۔

جیسے کہتے ہیں الام [illegible]

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ

جب ہم نے ان پر [illegible] خیر و برکت سے خالی تھی ؎ [illegible] جس چیز پر [illegible]

إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ﴿٤٢﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾

[illegible] ریزہ ریزہ کر دیتی اور (عبرت ہے) قوم ثمود [illegible] جب [illegible] ایک وقت تک ؎

فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا

پس انہوں نے سرکشی کی [illegible] اور وہ دیکھ رہے تھے ۔ پس ان

اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن

میں نہ اٹھنے کی طاقت رہی ؎ اور نہ وہ [illegible] ؎ اور قوم نوح کو اس سے

؎ قوم عاد کا انجام بھی بڑا عبرتناک ہے [illegible] عقیم [illegible]

؎ قوم ثمود [illegible]

؎ من قیام [illegible]

[illegible]

؎ منتصرین [illegible]

قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا

پہلے ہی غرق کر چکے تھے بے شک وہ لوگ بڑے نافرمان تھے ۴۲ اور آسمان کو ہم نے قدرت کے ہاتھوں سے بنایا ۴۳ اور ہم نے

لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ

بلاشبہ اس کو وسعت دی ہے ۴۴ اور زمین کا ہم نے فرش بچھایا تو ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں ۴۵ اور ہر چیز کے

۴۲ نوح علیہ السلام کی قوم کی داستان بڑی عبرت افزا ہے۔ اس سے پہلے [illegible] پانی کا طوفان آیا اور انہیں تنکوں کی طرح بہا لے گیا

۴۳ اس کا عطف قوم [illegible] پر ہے یعنی پہلے ہم نے تمہیں جو شہادت کے تاریخی دلائل سنائے ہیں اب [illegible] حاضر ہیں۔ پہلی بات یہ کہ آسمان کو اس کی وسعت اور بلندی کے ساتھ ہم نے ہی بنایا ہے۔ [illegible] اور اس کے بنانے میں کسی اور کا کوئی حصہ نہیں [illegible] خوبصورت [illegible] اپنی قدرت اور بڑی حکمت سے اس کی تخلیق کی ہے۔ بِاَیْدٍ ای بقوۃ عن ابن عباس (بخاری)

۴۴ لَمُوْسِعُوْنَ، اَوْسَعَ سے ہے جو متعدی اور لازم دونوں معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ متعدی ہونے کی صورت میں اس جملہ کا مفہوم ہوگا کہ ہم آسمان کو [illegible] اور لازم ہونے کی صورت میں مطلب ہوگا کہ ہم بڑی وسعت اور طاقت کے مالک ہیں یعنی ہماری قدرت بے کراں ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: اوسعہ ووسعہ: صیرہ واسعا وقیل وسع الرجل صار ذا سعۃ وغنی وقولہ انا لموسعون ای اغنیاء قادرون (لسان العرب) [illegible] اب جو لوگ قیامت کا انکار کر رہے ہیں [illegible]

۴۵ یعنی اس نے زمین کو ایک [illegible] کی طرح بچھا دیا ہے اور اس میں تمہارے رزق اور ضرورت کے تمام اسباب مہیا کر دیئے ہیں۔ [illegible] آرام دہ [illegible] میدان ہیں، مناسب مقامات پر دریا بہہ رہے ہیں۔ جگہ جگہ [illegible] چشمے اور [illegible] پانی کے [illegible] میدانی علاقوں میں زمین کھود کر پانی نکالا جاتا ہے لیکن پہاڑوں کی [illegible] چشمے بہتے ہیں [illegible] ہر قسم کی [illegible] زمین کی گردش کا سلسلہ جاری ہے۔ زمین کا سورج سے اتنی دوری [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے۔

آپ اس فرش زمین کو کسی [illegible] نظر سے دیکھیے آپ کو اس کے بنانے والے کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا اعتراف کرنا

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَفِرُّوٓا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ

جوڑے جوڑے بنائے ہیں ۴۳ تاکہ تم غور و فکر کرو پس دوڑو اللہ کی طرف ۴۴ بیشک میں تمہیں اس

مُّبِينٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝

کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں ۴۵ اور مت ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ۴۶ بیشک میں تمہیں اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں

[illegible] آگے کے کر دیں، وہ حشر [illegible] کا کوئی [illegible] انکار کر سکتا ہے۔

۴۳ قدرت و حکمت کا ایک اور نقشہ پیش کیا جا رہا ہے کہ [illegible] جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ باہم اختلاط سے افزائش نسل کا سلسلہ جاری رہے۔ انسان اور حیوانات میں [illegible] کا جو نسب [illegible] معلوم ہے۔ نباتات کی دنیا میں بھی زوجیت کا یہ اصول [illegible] وقت اور [illegible] کارفرما ہے [illegible] انکشاف ہوا ہے کی تحقیقات کے قدم جب آگے بڑھیں گے تو جمادات وغیرہ میں بھی یہ اصول زوجیت کارفرما نظر آئے گا۔

ان کے علاوہ بھی تضادات اور تقابلات کی ایک دنیا آباد ہے۔ مثلاً شقاوت و سعادت، ہدایت و ضلالت، آسمان و زمین، سیاہی و سفیدی، صحت و مرض، کفر و ایمان۔ اسی کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ قال مجاهد [illegible] المتضادات والمتقابلات كالليل والنهار والشقاوة والسعادة والهدى والضلال والسماء والأرض والسواد والبياض والصحة والمرض والكفر والإيمان، ابن جرير۔

۴۴ مقصود یہ ہے کہ [illegible] بیان قبول کرنے کی دعوت دی جائے [illegible] استعمال کیا گیا ہے۔ گویا بتایا جا رہا ہے کہ [illegible] اللہ کی پناہ میں آ جاؤ۔ [illegible] کل شیئ الی الله [illegible] والمحبة والاستغراق [illegible] ہر حکم کی تعمیل پورے ذوق و شوق سے کرو۔

۴۵ آخر میں [illegible] عذاب اور غضب [illegible] ہیں۔ لیکن علامہ حقی نے [illegible] ہے۔

۴۶ [illegible] قیامت کا ثبوت [illegible]

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ

اسی طرح اے حبیب! ان سے پہلے لوگوں کے پاس کوئی رسول (نہیں آیا) مگر انہوں نے یہی کہا کہ یہ ساحر ہے یا

مَجْنُوْنٌ ۚ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۚ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ

دیوانہ ۶۰ کیا انہوں نے ایک دوسرے کو اس کی وصیت کر دی تھی ۶۱ بلکہ یہ لوگ سرکش ہیں ۶۲ پس آپ ان سے رخ انور پھیر لیجئے آپ کو کوئی

بِمَلُوْمٍ ۫ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

الزام نہیں۔ اور آپ سمجھاتے رہیے بیشک سمجھانا ایمان والوں کے لیے نفع بخش ہے ۶۳ اور نہیں پیدا کیا میں نے جن

حقیقت بھی عیاں ہو گئی ہے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ سب اس کے [illegible] کا محتاج [illegible] ہے تو پھر اور کون ہے جو [illegible] کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اس لیے یہاں واضح طور پر تنبیہ کر دی گئی کہ خبردار! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو [illegible] نہ بناؤ [illegible] اس نے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ [illegible]

۶۰ اس میں [illegible] اے حبیب! یہ اہل عرب آپ کو کبھی ساحر کہتے ہیں اور کبھی دیوانہ کہتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں آپ سے پہلے جو بھی تشریف لائے [illegible] نہیں لایا ہے

۶۱ سارے [illegible] کے [illegible] یہ کیا بات کہاں سے آگئی۔ ہر زمانہ میں ان الفاظ سے [illegible] گیا ہے۔ کیا ایک دوسرے کو وصیت کرتے گئے ہیں کہ جو [illegible] کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے [illegible] ساحر اور مجنون کہا کرنا

۶۲ پہلی بات کی تردید کر دی کہ نہیں ان کی کوئی وصیت نہیں [illegible] حقیقت یہ ہے کہ یہ سرکش لوگ ہیں اور پہلے بھی سرکش اور نافرمان لوگ تھے۔ اسی سرکشی [illegible] جب بھی کوئی [illegible] ان کی سرکشی [illegible] کا [illegible] میں [illegible] کہہ دیا جاتا ہے

۶۳ سرکشوں [illegible] آپ [illegible] جواب دہ نہیں۔ آپ کا کام نصیحت کرنا ہے آپ اپنے [illegible] ایمان [illegible]

وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن

والنس کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں ۵۶ نہ طلب کرتا ہوں میں ان سے رزق اور نہ یہ طلب کرتا ہوں کہ وہ

يُطْعِمُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ فَإِنَّ لِلَّذِينَ

مجھے کھلائیں ۵۷ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی سب کو روزی دینے والا، بڑی قوت والا، نہایت مضبوط ہے ۵۸ پس ان ظالموں کے لیے

ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِّثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ۝ فَوَيْلٌ

عذاب کا ڈول بھی حصہ ہے جیسا ان کے ہم مشربوں کا حصہ تھا پس یہ جلد بازی نہ کریں ۵۹ پس تباہی ہے

اس کی روشنی سے مستفیض نہیں ہوتے تو کیا ہوا۔ آنکھوں والے تو فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اندھوں کی وجہ سے سورج چمکنا چھوڑ دے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

۵۶ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کی تشریح یوں بیان فرمائی ہے: وما خلقت الجن والانس الا لآمرهم بالعبادة میں نے جن و انس کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میں انہیں حکم دوں کہ وہ میری عبادت کریں۔ انسان کو عقل و فہم اور ارادہ و اختیار کی جو صلاحیتیں ارزانی کی گئی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے اس خالق و مالک کی عبادت کرے جس نے اسے پیدا کیا اور جو اسے پال رہا ہے۔ اگر کوئی اس سعادت سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے اور بجائے اپنے خالق کی عبادت کرنے کے کسی اور کی عبادت کرنے لگتا ہے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ وہ اپنی عقل اور اپنے ارادہ کا غلط استعمال کر رہا ہے اور اپنی فطرت سے جنگ کر رہا ہے اور اپنی تخلیق کے مقصد کو ضائع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

۵۷ میں ان سے رزق کا طلب گار نہیں ہوں اور نہ اس لیے انہیں اپنی عبادت کا حکم دیتا ہوں کہ مجھے ان کی عبادت کی حاجت ہے۔ نہیں ہرگز نہیں! اس میں انہی کا فائدہ ہے۔ جیسے جیسے عبادت میں مزید نکھار آئے گا ان کی روحانی صلاحیتیں بیدار ہو جائیں گی اور ان کے اخلاق میں حسن اور ان کے کردار میں پاکیزگی پیدا ہو گی۔ ان کا مقام بہت بلند ہو جائے گا، یہاں تک کہ فرشتے بھی ان پر رشک کریں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منہ موڑ لیتے ہیں وہ اپنی ذات کو ان کمالات سے محروم کر دیتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا موقع کھو دیتے ہیں اور اپنی اصلاح کے زرین مواقع کو ضائع کر دیتے ہیں۔

۵۸ رزق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی قوت والا اور مضبوط ہے۔ وہ کسی کا دست نگر نہیں بلکہ ہر چیز اپنے وجود اور اپنی بقا میں اس کے جود و کرم کی محتاج ہے۔

۵۹ ذنوب ذنب سے مشتق ہے۔ اس بڑے ڈول کو کہتے ہیں جس سے کنوئیں سے پانی کھینچا جاتا ہے۔ پانی سے بھرا ہوا ڈول ہو تو اسے ذنوب کہتے ہیں۔ یہ لفظ حصہ اور نصیب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت میں یہی معنی مراد ہے۔

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۚ

ان کے لیے جنہوں نے کفر کیا اُس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ لے

کے لیے بھی عذاب کا ایک حصہ مقرر ہے جیسا کہ ان سے پہلے وقت پر ان قوموں کے ساتھیوں کو اپنا اپنا حصہ ملا۔ ان لوگوں کو بھی مل کر رہے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے پیش نظر ان پر نزول عذاب کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے یہ لوگ جلدبازی سے کام لے رہے ہیں۔ حد سے بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ جو مہلت انہیں ملی ہے اسے یہی بحث تکرار میں ضائع کر رہے ہیں۔ آپ انہیں خوب کر دیں عذاب کے لیے جلدی مت مچاؤ، عذاب آئے گا اور ضرور آئے گا لیکن اپنے مقررہ وقت پر۔ جب یہ عذاب آئے گا تو یہ ہراساں ہو جائیں گے۔ لیکن وہ ان کا بچاؤ نہ ہو سکے گا۔

لے منکرین حق کو جو نعمتِ ہدایت کی قدر یا تسلیم کے بجائے مذاق بنے بیٹھے ہیں اور کفر و الحاد کی راہ پر بھاگے چلے جاتے ہیں۔ جب وہ دن طلوع ہوگا جو ان کی تباہی کے لیے متعین ہے تو اس روز ان بدبختوں کی حالت زار بڑی دردناک ہوگی۔

○

اللّٰھم انت ربی والشھید بقلبی والقریب فی حبہ لا الٰہ الا انت لا شریک لک لک الملک
ولک الحمد وانت علی کل شیء قدیر لا حول ولا قوۃ الا بک لا ملجأ ولا منجا منک
الا الیک انی عبدک وابن عبدک وابن امتک ناصیتی بیدک والشھید بقلبی والقریب فی
بان سیدی ومولای وحبیبی وقرۃ عینی محمدا عبدک ورسولک ونبیک وصفیک
اللّٰھم صل علیہ وعلی الہ واصحابہ واولیاء امتہ من الصلوات اطیبہا ومن التسلیمات
ازکٰہا ومن التحیات اسماہا ومن البرکات اجمعہا کلما ذکرک وذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن
ذکرک وذکرہ الغافلون فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما
والحقنی بالصالحین۔ آمین بحق طٰہٰ ویٰسین۔

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الطور

نام: اس سورت کا نام الطور ہے اور یہ اس سورت کا پہلا لفظ ہے۔ اس میں دو رکوع، انچاس آیتیں، تین سو بارہ کلمات اور ایک ہزار پانچ سو حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: اس سورۂ مبارکہ کے مضامین، اسلوب اور طرز استدلال میں سابقہ سورتوں سے بہت یکسانیت ہے جس سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے زمانۂ نزول میں کوئی زیادہ فرق نہیں۔

مضامین: کفار یہ تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے کہ قیامت آئے گی اور مرنے کے بعد انہیں زندہ کر کے داور محشر کے سامنے پیش کیا جائے گا جہاں ان سے ان کی زندگی کے ہر عمل کا حساب ہو گا۔ کفار کے انکار اور [illegible] کی بات کا جواب دیا اور [illegible] کی قسمیں کھا کر اعلان کیا جا رہا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو قیامت کو برپا ہونے سے روک سکے۔ اگر ایک حقیقت کو ماننے سے تم انکار کر دو تو وہ حقیقت بدل نہیں سکتی۔ تم اگر ایک سچائی کو تسلیم نہ کرو تو وہ سچائی جھوٹ میں تبدیل نہیں ہو جائے گی۔ تمہارا انکار [illegible] عذاب الٰہی سے بچنے کی قوت نہیں۔ [illegible] پھر اس عذاب کے حالات بیان [illegible] حشر میں [illegible] ہو گا۔ جس چیز سے [illegible] اس کو تسلیم کر لینا ہی دانائی ہے۔

منکرین اور متقین کے ساتھ قیامت کے روز جو برتاؤ ہو گا اس کی تفصیل، نیز متقین کا انعام بیان کیا گیا ہے تاکہ انسان خود فیصلہ کرے کہ کس گروہ میں اپنا حشر پسند کرتا ہے۔

کفار [illegible] (آیت ۳۴) [illegible] صداقت کی [illegible] پیروکار ہو جاؤ گے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] صداقت کی ایک روشن دلیل تھی جس کا ان کے پاس کوئی توڑ نہ تھا۔ وہ اس کی [illegible] کے سامنے اپنے آپ کو بے دست و پا محسوس کرتے تھے اس لیے کسی ایک موقف پر ٹھہرے رہنا ان کے بس میں نہ تھا۔ کبھی کاہن کہتے، کبھی مجنون، کبھی شاعر، کبھی یہ الزام لگاتے کہ یہ کتاب خدا کا کلام نہیں بلکہ ان کی اپنی اختراع ہے۔ ان الزامات کا بڑی خوبی سے رد کیا۔

کفار جب اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دی جاتی تو ہتھے سے اکھڑ جاتے۔ ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ اس اکڑفوں کی وجہ کیا ہے؟ کیا تمہارا کوئی خالق نہیں یا تم خود اپنے خالق ہو یا [illegible] عرش میں تمہارا کچھ حصہ ہے؟ جب اس صورت

کا جواب نہیں ہے تو پھر اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں عجز و نیاز کرنے میں تمہیں ہرگز تامل نہیں ہونا چاہیے

آخر میں اپنے حبیب پاک کو بتایا کہ یہ واضح حقیقتیں ہیں ان کے دل کی کھڑکی بند ہو چکی ہے۔ آپ کی صداقت کا کھلا ہوا معجزہ اگر آپ ان کو دکھائیں یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ فکر نہ کریں ہم آپ سے بے خبر نہیں ہیں۔ آپ کو دشمنوں کے حوالے کر کے آپ سے لاتعلق نہیں ہو گئے۔ وَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ کس کی مجال ہے کہ آپ کو کوئی گزند پہنچائے۔ البتہ دو چیزیں آپ اپنے اوپر لازم کر لیں ① راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات اور مصائب کا مقابلہ صبر سے کریں ② ہماری تسبیح و تحمید کو اپنا وظیفہ بنا لیں۔ اس سے آپ کے دل کو تقویت ملے گی اور کسی قسم کا خوف و ہراس آپ کو پریشان نہ کر سکے گا۔

یہ ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع میں دعوت و ارشاد کی راہ پر چلنے والے ہر راہرو کا فرض ہے کہ وہ ان دو باتوں کا خوب خیال رکھے۔

سورۃ الطور مکیۃ ۵۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آیاتہا ۴۹ رکوعاتہا ۲

سورۃ طور مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس کی انچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

وَالطُّوْرِ ﴿١﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿٢﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿٣﴾ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴿٤﴾

قسم ہے کوہ طور کی۔ اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے۔ کھلے ورق پر۔ اور قسم ہے بیت معمور کی۔

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿٥﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿٦﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾

اور بلند چھت کی۔ اور سمندر کی جو لبالب بھرا ہے۔ یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ لہ

لہ ابتدائی آیات میں جو تشریح طلب الفاظ ہیں پہلے ان کی تشریح کی جاتی ہے اس کے بعد ان آیات کے مطالب اور معانی بیان کیے جائیں گے۔ بعونہ و رحمتہ التوفیق

طور سریانی لغت کا لفظ ہے۔ اس پہاڑ کو کہتے ہیں جو سرسبز و شاداب ہو۔ خشک پہاڑ کو طور نہیں کہتے۔ بعض نے اسے عربی لغت کا لفظ کہا ہے۔ لیکن یہاں طور اس پہاڑ کو کہا جاتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ہمکلامی کے شرف سے نوازا۔ انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا، ید بیضا اور عصا کے معجزات سے تیار کر کے اس وقت کی دنیا کے سب سے طاقتور اور سفاک حکمران کو دعوت حق دینے کے لیے بھیجا جو خدائی کا دعویدار تھا جس نے بنی اسرائیل کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا جس کی سطوت و ہیبت کے سامنے کوئی شخص دم مارنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

مسطور۔ لکھی ہوئی، مرتب کتاب۔

الرق۔ اس کا معنی ہے کھال، چمڑا۔ قدیم زمانہ میں جبکہ کاغذ سازی کی صنعت ابھی اپنے ابتدائی دور میں تھی حسب ضرورت یا تو کاغذ نایاب تھا اس پہ دسترس نہ تھا کھال کو رگڑ رگڑ کر خوب باریک اور مصفیٰ بنا لیا جاتا۔ اس میں چمک سی پیدا ہو جایا کرتی اور اسی پہ تحریر کیا جاتا۔ آسمانی صحائف، قیمتی دستاویزات اور شاہی فرامین لکھے جاتے۔

منشور۔ کھلا ہوا جس کو ہر کوئی پڑھ سکے اور مطالعہ کرے۔

البیت المعمور۔ اس کا لغوی معنی آباد گھر ہے یعنی جس میں خوب چہل پہل ہو۔ حضرت حسن بصری کے نزدیک یہاں اس سے مراد کعبہ شریف ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ہر وقت آباد رہتا ہے۔ کوئی طواف کر رہا ہے، کوئی نماز پڑھ رہا ہے، کوئی دعا مانگ رہا ہے، کوئی ذکر الٰہی میں مشغول ہے۔ رات دن میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جب یہ عبادت کرنے والوں سے خالی ہو۔ بعض علماء کا قول ہے کہ جس طرح زمین میں کعبہ شریف ہے اسی طرح ہر آسمان میں وہاں کے مکینوں کے لیے ایک قبلہ گاہ مقرر ہے جو وہاں کے ساکنین اور عابدین کا مرکز توجہ ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ساتویں آسمان پر جو بیت ہے وہ کعبہ شریف کے عین اوپر ہے۔ یہاں اسی کی قسم کھائی جا رہی ہے کیونکہ حدیث کی

میں اسی کو البیت المعمور کہا گیا ہے۔

قال علیہ الصلوۃ والسلام فی السماء السابعۃ فاذا انا بابراہیم مسندا ظہرہ الی البیت المعمور واذا ہو یدخلہ کل یوم سبعون الف ملک لا یعودون الیہ۔ یعنی جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو وہاں میری ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی جو بیت المعمور کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے تھے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں دوبارہ انہیں باری نہیں ملتی تو جب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے آسمانی سفر کے قبلہ کا اسم بیت المعمور فرمایا تو اس کے بعد کسی اور قبلہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

السقف المرفوع ۔ اونچی بلند چھت۔ اس سے مراد آسمان ہے۔

والبحر المسجور ۔ عربی زبان میں مسجور کے کئی معنی ہیں۔

① المسجور الذی ذهب ماءه ۔ وہ چشمہ یا تالاب جس کا پانی خشک ہو جائے عرب اسے مسجور کہتے ہیں۔

② وہ تنور جسے ایندھن سے بھر دیا گیا ہو اسے عرب جو آگ سے بھرا ہوا ہو اسے بھی التنور المسجور کہتے ہیں۔

③ مسجور جو پانی سے بھرا ہوا ہو اور حرکت ۔ یہ بھی ہو سکتی ہے۔

④ حضرت ابن عباس سے مسجور کا معنی روکا ہوا منقول ہے یعنی جس کا پانی ایک جگہ رکا ہے وہاں سے بہہ کر کہیں نہ جائے۔ بلکہ قرب قیامت کے وقت سمندروں کا پانی خشک ہو جائے گا اور قیامت کے دن نیچے آگ ہوگی لیکن یہاں آجکل تو ان کی موجودہ حالت کی مثال جاری ہے۔ اسی لیے یہاں اس کا تیسرا مفہوم ہوگا یعنی قسم ہے اس سمندر کی جو پانی سے بھرا ہوا ہے یا جس کے پانی کو تقریبا حدود میں بند کر دیا گیا ہے۔

دافع ۔ دور کرنے والا، ٹالنے والا۔

پھر یہ قسمیں اٹھائی گئیں ان سب کا جواب قسم ہے کہ بے شک آپ کے رب کا عظیم الشان عذاب منکرین کی قسمت میں ہے اور منکرین پر سب آکر رہے گا کسی کی مجال نہیں کہ اس عذاب کو ٹال سکے یا روک سکے۔

کفار مکہ کو اپنی بے پناہ اپنی قوت اور کثرت تعداد پر بڑا گھمنڈ تھا کہ قریش کے اسلاف سے جزیرہ عرب میں ان کی حیثیت مسلمہ تھی تمام عرب ان کا دل سے احترام کرتا تھا۔ اس بات نے ان کے مشرکانہ پندار کو مزید تقویت دی تھی دل ہی دل میں یہ سمجھتے تھے کہ پہلے تو عذاب آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور مرنے کے بعد کوئی دوبارہ زندہ ہوگا لیکن اگر ایسا ہو بھی گیا اور عذاب آ بھی گیا تو ہم اپنی قوت و شوکت اور اپنے حلیف قبائل کی اعانت سے اسے ٹال سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خام خیالی کا قلع قمع کر دیا کہ جو خدا خود سے ایک بندے کی سنگین کر رہا ہے جسے تکبر ہو تو اس کی سرکوبی کر سکتا ہے جس نے اپنے اپنے دل پر جو کتابیں نقل کی ہیں ان سب یہ سب کر کے فرمایا کہ اس کے اعمال بد کی سزا اللہ نے جس کی تمام عظمت و کبریائی کا اعتراف کرنے کے لیے اس کے حضور سجدہ ریز ملائکہ کے لیے بیت المعمور عرش کا آکا جنبد ہے جسے آسمان کہتے ہیں اونچی بلند چھت بنا رکھا ہے اور وہ خدا جس کے ہر حکم سے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر حرکت میں رہتے ہیں۔ ظالم لوگ کہتے ہیں کہ جو یہ چند روزہ ٹھاٹ کے سبب کہنے لگے ہیں اس کے سامنے کی ایک دن کی ... جب ان کے نہیں بیت گئے تو مقابلہ تو ان کی آنکھ غضب سے کوئی نہیں بچ سکے گی۔

مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۙ يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ۙ وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۙ

[illegible]

فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۙ الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۘ

[illegible]

يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۗ هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تُكَذِّبُونَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا

جھٹلایا کرتے تھے ۱؎ کیا یہ جادو ہے یا تمہیں نظر نہیں آرہا ۲؎ داخل ہو جاؤ اس میں اب چاہے

اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

صبر کرو یا نہ کرو دونوں برابر ہیں تمہارے لیے تمہیں اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے ۳؎

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ وَ

بے شک پرہیزگار ۴؎ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے ان نعمتوں سے جو ان کے رب نے انہیں دی ہوں گی ۵؎ اور

وَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓــًٔا بِمَا كُنْتُمْ

بچا لیا ہوگا انہیں ان کے رب نے عذاب جہنم سے ۶؎ (انہیں کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے سے ان (اعمال) کے بدلے جو تم

۱؎ [illegible]
[illegible] اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

۲؎ [illegible]

[illegible]

۳؎ [illegible]

۴؎ [illegible]

۵؎ [illegible]

النعیم: النعمة الکثیرة [illegible] (القرطبی)

۶؎ [illegible]

تَعْمَلُونَ ۝ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ۝

کیا کرتے تھے۔ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے [illegible] تختوں پر اور ہم انہیں بیاہ دیں گے گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو

کہ مطلب یہ ہے کہ [illegible] اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر موقوف ہے [illegible] کے اعمال [illegible] کی خوشخبری [illegible] نیک اعمال کرتے ہیں [illegible] ضعیف [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے [illegible] انسان کی حیثیت [illegible] کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں جنت سے نوازے۔

۲۷ [illegible] تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ [illegible] کے نوٹ ملاحظہ فرمایئے۔ [illegible] مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ [illegible] مَصْفُوفَة [illegible] حور [illegible] عین [illegible] آنکھوں کی طرح بڑی بڑی اور سیاہ ہیں۔

۲۸ ایک بڑی نعمت کا ذکر ہے [illegible] اگر ان کی اولاد باایمان اس دنیا سے رخصت ہوئی ہے تو جنت میں وہ اپنے والدین کے ساتھ ملا دی جائے گی اگرچہ ان کے اعمال [illegible] یہ مضمون اس سے پہلے سورۂ الرعد آیت نمبر ۲۳ اور سورۂ المومن آیت [illegible] میں گزر چکا ہے [illegible] ان کی بیویاں اور ان کی اولاد کو ان کے طفیل [illegible] کر دیا جائے گا [illegible] اور یہاں صرف ایمان کی شرط [illegible] ہم ان کو ان کے [illegible] کے ساتھ ملا دیں گے [illegible] ان کی آنکھیں ٹھنڈی [illegible] مسرور ہوں گے۔

عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عز وجل لیرفع ذریۃ المومن معہ فی درجتہ فی الجنۃ وان کانوا لم یبلغوھا بعملہ لتقر بھم عینہ ثم قرأ والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الآیۃ (قرطبی)

وَمَآ أَلَتْنَٰهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَىْءٍ ۚ كُلُّ ٱمْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ﴿٢١﴾

اور ہم کچھ کمی نہیں کریں گے ان کے عملوں کی جزا میں [illegible] ہر شخص اپنے اپنے اعمال میں اسیر ہوگا

وَأَمْدَدْنَٰهُم بِفَٰكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَٰزَعُونَ فِيهَا كَأْسًا

اور ہم مسلسل دیتے رہیں گے انہیں بہت میوے اور گوشت جو وہ پسند کریں گے وہ چھینا جھپٹی کریں گے وہاں جام شراب پر

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل مومن کی اولاد کو بھی جنت میں اس کا درجہ عطا فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے عمل کے لحاظ سے وہاں تک نہ پہنچ سکے ہوں تاکہ ان کی وجہ سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی (قرطبی)

علامہ زمخشری لکھتے ہیں: جمع الله لهم انواع السرور بسعادتهم في انفسهم وبمزاوجة الحور العين وبمؤانسة الاخوان المؤمنين وباجتماع اولادهم ونسلهم بهم۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے لیے ہر قسم کی مسرتیں جمع کر دے گا وہ بذات خود جنت کی نعمتوں سے مسرت اندوز ہوں گے حوروں کے ساتھ بیاہ ہوگا اپنے مومن بھائیوں کے ساتھ دل بہلائیں گے ان کی اولاد اور ان کی نسل کو بھی ان کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

علامہ [illegible] [illegible] کی کیسی صورت ہوگی کہ انہیں اپنے [illegible] [illegible] احساس [illegible] کہ ان کے [illegible] میں کوئی نقصان ہوگا [illegible] ان کے اعمال [illegible] اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان کی اولاد کو [illegible] [illegible] [illegible] کرنے کا [illegible] علامہ [illegible] لکھتے ہیں ما القناهم من عملهم شيئا ای ما نقصناهم (الصاوی)

علامہ [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] [illegible]

[illegible] ہوگا [illegible] کوئی عیب نہیں ہوگی۔

اس جملہ میں یہ بتانا مقصود ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] کہ حضرت [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible]

علماء اہل جنت کی خوشیوں اور نعمتوں کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے پہلے بتایا کہ ان کے دسترخوان پر ان کے

لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ

[illegible]

مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا

[illegible]

قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۝ فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ

بے شک ہم پہلے [illegible] اسی سے دعا کیا کرتے تھے [illegible] بے شک وہ بڑا [illegible] مہربان ہے [illegible] آپ اپنے

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۝ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ

رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون [illegible] کیا یہ لوگ کہتے ہیں [illegible] شاعر ہیں [illegible] ان کے حق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمَنُونِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ۝ أَمْ تَأْمُرُهُمْ

گردش روزگار کا ۳۰ فرمائیے (بہت خوب) انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں ۳۱ کیا حکم دیتی ہیں انہیں ان

شخص ہے جو اپنے اندر اللہ کی فطرت سلیمہ اور فراست کامل رکھتا ہے۔ وہ لوگوں کو غیب کی باتیں بتاتا ہے اور ان کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کرتا ہے۔ اس کا کلام حقائق اور سچ ہوتا ہے۔ اس کا اسلوب اور اس کا لہجہ عام لوگوں سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اس کے برعکس مجنون اس شخص کو کہتے ہیں جس کی عقل پر فتور آ جائے۔ جو غور و فکر کی صلاحیت سے محروم ہو جائے۔ اس کی باتیں بے ربط اور اس کے کام بے ہودہ ہوتے ہیں۔ تمہارے اس الزام کے ابطال کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ واقعات ہی اس کے ابطال کے لیے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محبوب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون۔ یہ ایسی باتیں بکتے ہی رہتے ہیں۔

۳۱ کفار جب یہ سوچتے کہ ہم کیسے اس دعوت کا سدباب کریں کیسے اس کا راستہ روکیں تو چونکہ ہو بہو کہہ سکتے ہیں یہ شاعر ہے۔ حالانکہ وہ اس سے بخوبی آگاہ تھے کہ اس حقیقت سے وہ کیسے واقف ہیں کہ یہ کلام بلاغت نظام جو پیش کرتے ہیں اس کا شاعری کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ بہرحال وہ اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے یہ کہا کرتے یہ شاعر ہے۔ بہت جلد اس کی زندگی کا پیالہ لبریز ہو جائے گا اور اس کے بعد دنیا اس کے اقوال کو فراموش کر دے گی جس طرح دوسرے نامی گرامی شعراء کا حال ہوا ہے اس لیے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ خواہ مخواہ مجھے آپ کو پریشان مت کرو میں انتظار کا بہتر حل ہے۔ انہیں کرنا ہے خود ہی رفع دفع ہو جائے گا۔ اس آیت میں ریب المنون کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے کہ اس کے سبب وہ زندگی کو اکٹھا سمجھتے ہیں۔ ریب مصدر ہے۔ کسی کو بے چین کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مراد حوادثات ہیں۔

والریب مصدر رابہ، اذا اقلقہ والمراد بہ حوادث الدھر وصروفہ لانھا تقلق النفوس۔ یعنی ریب، راب کا مصدر ہے جس کا معنی ہے قلق و اضطراب میں مبتلا کر دینا۔ اس سے مراد زمانے کے حوادث اور لیل و نہار کی گردش ہے جو انسان کو پریشان کرتی رہتی ہے۔

۳۲ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے نبی! انہیں کہو، میرا بھی یہی ارادہ ہے تم بھی انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کروں گا۔ وقت خود ہی فیصلہ کر دے گا کون حق پر تھا کون گمراہ۔ کامیابی کس کے حصہ میں آئی اور ناکامی کس پر نازل ہوئی۔

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل

کی عقلیں ان باتوں کا ۲۲ یا یہ لوگ ہی سرکش ہیں ۲۳ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے خود ہی قرآن گھڑ لیا ہے ۲۴

لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ

درحقیقت یہ بے ایمان ہیں ۲۵ اگر یہ سچے ہیں تو وہ بھی اس جیسی کوئی بات بنا لائیں اگر وہ سچے ہیں ۲۶ کیا

۲۲ حضور کے بارے میں یہ لوگ کسی ایک بات پر متفق نہیں ہیں کبھی کاہن کہتے کبھی مجنون کہتے اور کبھی شاعر [illegible] ان کی [illegible] [illegible] کی عقل اور [illegible] باتیں [illegible] [illegible]

۲۳ [illegible] ان کی عقل [illegible] [illegible] یہ سرکش لوگ ہیں [illegible] ان کی سرکشی ان کو [illegible]

ان الفاظ میں [illegible]

۲۴ [illegible] قرآن کریم [illegible] یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے [illegible]

یہ کلام اللہ تعالیٰ نے [illegible] [illegible]

۲۵ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

۲۶ [illegible] کلام [illegible] [illegible]

[illegible]

خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ

[illegible]

وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ

[illegible]

الْمُصَيْطِرُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۚ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا

[illegible]

فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ۚ أَمْ لَهُمْ

کیا وہ [illegible] ۴۲ کیا ان کا کوئی [illegible]

إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ

[illegible] اللہ کے سوا پاک ہے اللہ تعالیٰ [illegible] ۴۳ اور اگر وہ دیکھیں [illegible]

السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ۚ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ

[illegible] ۴۴ [illegible]

۴۲ [illegible]

[illegible]

۴۳ [illegible]

[illegible]

۴۴ [illegible]

الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ

دن کا جس میں وہ بیہوش کر دیے جائیں گے۔ جس روز ان کی فریب کاری ان کے کسی کام نہ آئے گی اور نہ ان کی مدد

يُنصَرُونَ ۝ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

کی جائے گی۔ اور بے شک ظالموں کے لیے ایک عذاب ہے اس سے پہلے بھی ہے لیکن ان میں سے اکثر

لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

نہیں جانتے۔ اور آپ صبر فرمائیے اپنے رب کے حکم تک بے شک آپ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں اور [illegible] حمد کے ساتھ [illegible]

میں بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ [illegible] جب [illegible] ایک [illegible] کہتے ہیں۔

[illegible] جب [illegible] ان کی آنکھیں کھلیں گی، اس وقت [illegible] ان کے [illegible] جائیں گے

یصعقون، صعق کے معنی ہیں۔ غشی طاری ہونا [illegible] کالصیحۃ الشدیدۃ بیہوش ہو جانا [illegible]

[illegible] یہ بھی جائز ہے کہ عذاب قیامت سے پہلے [illegible] کر دیا جائے [illegible] حدیث شریف میں بیان کی گئی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المنافق اذا مرض ثم اعفی کان کالبعیر عقلہ اھلہ ثم ارسلوہ فلم یدر لم عقلوہ ولم یدر لم ارسلوہ (ابوداؤد، کتاب الجنائز)

کہ منافق جب بیمار ہوتا ہے اور پھر تندرست ہو جاتا ہے تو اس کی مثال ایک اونٹ کی سی ہے جسے گھر والے پہلے [illegible] اسے [illegible] تھا اور کھول کیوں دیا ہے

[illegible] جس قوم کو دعوت حق دینے کے لیے اے حبیب! آپ کو مبعوث کیا گیا ہے ان کے حالات سے آپ باخبر ہیں۔ [illegible] عقل و دانش [illegible] ہر وقت آپ کو اذیت پہنچانا [illegible] ہے تاکہ ان کے [illegible] آپ [illegible] تسلیم [illegible] نہیں۔ ان کے لیے آپ کو

تبلیغ رسالت کی راہ میں آپ کو بڑی مصیبتیں برداشت کرنا ہوں گی۔ اس لیے آپ صبر و استقامت کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہیں اور اپنا فرض پوری دل جمعی سے انجام دیتے رہیں۔ اس آیت میں آپ کو صبر کا حکم دیا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ان کی اذیت رسانی پر صبر کیجیے بلکہ فرمایا کہ صبر کیجیے کیونکہ یہ آپ کے رب کا حکم ہے۔ رب کے حکم کی پابندی میں صبر کرنے میں جو لطف ہے اسے اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

۳۶۔ آپ ہماری نگاہوں میں ہیں۔ ہم خود آپ کے محافظ اور نگہبان ہیں۔ کوئی دشمن آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اہل معرفت علماء لکھتے ہیں کہ اسی قسم کا جملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی فرمایا گیا۔ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ (طٰہٰ آیت ۳۹) تاکہ آپ میری نگاہ کے سامنے تیار ہوں۔ لیکن اس آیت میں عینی، واحد اور صیغہ واحد متکلم استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے میری ایک آنکھ کے سامنے۔ لیکن یہاں فرمایا بِاَعْيُنِنَا۔ صیغہ جمع استعمال ہوا، اعین جمع۔ یعنی ایک آنکھ نہیں بلکہ ہماری ساری آنکھوں میں۔ اسے اہل حق سمجھتے ہیں۔

وفیه سر آخر عجیب عیون الصفات والذات بعین المحبة والشوق ننظر بها الیك شوقا الیك ومراعاة لك۔ یعنی ہم آپ کو دیکھتے ہیں اپنی ذات اور اپنی صفات کی تمام آنکھوں سے بڑے محبت بھرے انداز سے ہم شوق سے آپ کی طرف دیکھتے ہیں اور آپ کی نگہبانی کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی اس جملہ کی تشریح کے بعد لکھتے ہیں:

ومن نظر بعین بصیرته علم من الآیتین الفرق بین الحبیب والکلیم علیهما افضل الصلوٰة واکمل التسلیم (روح المعانی)

یعنی جو شخص نگاہ بصیرت سے ان دو آیتوں کا مطالعہ کرے گا اسے حبیب و کلیم کے درمیان جو فرق ہے وہ معلوم ہو جائے گا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سونے کے لیے بستر پر لیٹتے اور شام کے وقت یہ دعا مانگنے کی تلقین فرماتے۔ آپ بھی اگر ان الفاظ کے ساتھ دعا طلب کیا کریں گے تو اللہ کریم اپنے فضل و احسان سے نوازے گا۔

اللّٰهُمَّ احْرُسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ وَاحْفَظْنَا بِرُكْنِكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ وَارْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَيْنَا لَا نَهْلِكُ وَاَنْتَ ثِقَتُنَا وَرَجَاؤُنَا (روح البیان)

ترجمہ: اے اللہ! ہماری اس آنکھ سے نگہبانی فرما جو سوتی نہیں ہے اور اس گوشے میں ہماری حفاظت فرما جس کا کوئی ارادہ نہیں کر سکتا اور اپنی اس قدرت سے ہم پر رحم فرما جو تجھے ہم پر حاصل ہے۔ جب تک تو ہمارا بھروسا اور ہماری امید ہے ہم ہلاک نہیں ہوں گے۔

◎

حِينَ تَقُومُ ۙ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۝

[illegible] ۴۲

۴۲ [illegible]

[illegible] حضور علیہ الصلوۃ والسلام [illegible] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من جلس فی مجلس فکثر فیه لغطه فقال قبل ان یقوم من مجلسه سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك [illegible] سبحانك اللهم [illegible]

[illegible] لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر وسبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر ولا حول ولا قوة الا بالله [illegible]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام [illegible]

[illegible]

* * *

رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاه واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك وانی من المسلمین

سبحانك اللهم [illegible]

والصلوة والسلام علی نور عرشك وعروس مملکتك [illegible]

جملہ حقوق بحق ضیاء القرآن پبلی کیشنز محفوظ ہیں۔

WWW NAFSEISLAM COM

مطبع	تخلیق مرکز پرنٹرز لاہور
کتابت	اقبال محمد عبدالرحمٰن ناصر ۔ خوشی محمد ناصر
متن	بشکریہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی
فوٹوگرافی	حاجی رحیم بخش (ایف آر پروسیسنگ)
تعداد	تین ہزار
تاریخ طباعت	ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۔ لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	سورۃ النجم	۵	۲۰	سورۃ الجن	۳۸۳
۲	سورۃ القمر	۳۹	۲۱	سورۃ المزمل	۳۹۹
۳	سورۃ الرحمٰن	۶۳	۲۲	سورۃ المدثر	۴۱۳
۴	سورۃ الواقعہ	۸۴	۲۳	سورۃ القیامہ	۴۲۹
۵	سورۃ الحدید	۱۰۴	۲۴	سورۃ الدھر	۴۴۰
۶	سورۃ المجادلہ	۱۳۳	۲۵	سورۃ المرسلٰت	۴۵۱
۷	سورۃ الحشر	۱۵۵	۲۶	سورۃ النبأ	۴۶۳
۸	سورۃ الممتحنہ	۱۸۹	۲۷	سورۃ النزعٰت	۴۷۷
۹	سورۃ الصف	۲۰۸	۲۸	سورۃ عبس	۴۸۹
۱۰	سورۃ الجمعہ	۲۲۷	۲۹	سورۃ التکویر	۴۹۸
۱۱	سورۃ المنافقون	۲۴۳	۳۰	سورۃ الانفطار	۵۰۷
۱۲	سورۃ التغابن	۲۵۹	۳۱	سورۃ المطففین	۵۱۳
۱۳	سورۃ الطلاق	۲۷۱	۳۲	سورۃ الانشقاق	۵۲۲
۱۴	سورۃ التحریم	۲۹۱	۳۳	سورۃ البروج	۵۲۷
۱۵	سورۃ ملک	۳۰۸	۳۴	سورۃ الطارق	۵۳۳
۱۶	سورۃ القلم	۳۲۷	۳۵	سورۃ الاعلیٰ	۵۳۹
۱۷	سورۃ الحاقہ	۳۴۵	۳۶	سورۃ الغاشیہ	۵۴۶
۱۸	سورۃ معارج	۳۵۷	۳۷	سورۃ الفجر	۵۵۳
۱۹	سورۃ نوح	۳۷۱	۳۸	سورۃ البلد	۵۶۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۹	سُورۃُ الشمس	۵۸۰	۵۲	سُورۃ الہمزہ	۶۵۶
۴۰	سُورۃُ اللیل	۵۸۹	۵۳	سُورۃ الفیل	۶۶۰
۴۱	سُورۃُ والضحیٰ	۵۸۳	۵۴	سُورۃ قریش	۶۷۱
۴۲	سُورۃُ الانشراح	۵۹۵	۵۵	سُورۃ الماعون	۶۷۷
۴۳	سُورۃُ التین	۶۰۳	۵۶	سُورۃ الکوثر	۶۸۲
۴۴	سُورۃُ العلق	۶۰۹	۵۷	سُورۃ الکافرون	۶۹۱
۴۵	سُورۃُ القدر	۶۱۷	۵۸	سُورۃ النصر	۶۹۷
۴۶	سُورۃُ البیّنہ	۶۲۳	۵۹	سُورۃ لہب	۷۰۱
۴۷	سُورۃُ الزلزال	۶۳۰	۶۰	سُورۃ اخلاص	۷۰۹
۴۸	سُورۃُ العدیات	۶۳۶	۶۱	سُورۃ فلق و ناس	۷۱۹
۴۹	سُورۃُ القارعہ	۶۴۱	۶۲	تحقیقاتِ لغویہ	۷۲۹
۵۰	سُورۃُ تکاثر	۶۴۶	۶۳	تحقیقات نحویہ	۷۳۹
۵۱	سُورۃُ والعصر	۶۵۱	۶۴	فہرست مطالب	۷۵۰

تحقیقاتِ لغویۃ

	سورۃ	حاشیہ نمبر		سورۃ	حاشیہ نمبر
ا ـــــ			استبرق	۵۵	۳۸
اشر	۵۳	۲۰	ب ـــــ		
انام	۵۵	۱۰	تبوّؤا	۵۹	۱۰
الآء	۵۵	۳۳	باری	۵۹	۳۷
المؤمن	۵۹	۳۵	بطائن	۵۵	۳۸
آنٍ	۵۵	۳۳	بسّت	۵۶	۵
اُجاج	۵۶	۲۵	منبثّا	۵۶	۵
یاٰبِ	۵۰	۳۱	تبارک	۶۷	۱
الامیین	۶۲	۲	تبتّل	۷۳	۸
یؤفکون	۶۳	۸	بشر	۷۴	۸
انّی	۶۳	۸	برِق	۷۵	۶
مؤتفکٰت	۶۹	۸	بصیرۃ	۷۵	۰۱
ارائک	۷۶	۱۹	باسرۃ	۷۵	۱۹
استبرق	۷۶	۲۰	ابرار	۷۶	۹
اسرھم	۷۶	۲۵	بعثرت	۸	۱
ابًّا	۸۰	۱۹	بیّنۃ	۹۸	۱
اخدود	۸۵	۳	ابتر	۰۸	۳
آنیۃ	۸۸	۳			
			ت ـــــ		
ابابیل	۱۰۵	۳			
احد	۱۱۲	۱	مترفین	۵۶	۱۹
مؤتفکۃ	۵۳	۳۹	ترائب	۸۶	۳
ازفت الآزفۃ	۵۳	۵۳	متربۃ	۹۰	۲۰

	سورۃ	حاشیہ نمبر		سورۃ	حاشیہ نمبر
ث			استحوذ	۵۸	۲۷
يثقفوكم	۶۰	۵	حواريون	۶۱	۳
ثيبات	۶۶	۸	حملوا	۶۲	۴
لايستثنون	۶۸	۱۰	تحلة	۶۶	۳
ثجاجا	۷۸	۱۲	حسير	۶۷	۶
ثبورا	۸۴	۹	حاصب	۶۷	۲
ج			حلاف	۶۸	۸
الجانّ	۵۵	۱۵	حرد	۶۸	۱۳
الجوار	۵۵	۲۰	الحاقة	۶۹	
جنا	۵۵	۳۹	حسوما	۶۹	۶
الجلاء	۵۹	۶	تحرّوا	۷۲	۱۳
الجبّار	۵۹	۳۵	لن تحصوه	۷۳	۹
مجنون	۶۸	۲	احقابا	۷۸	۲۰
جزوع	۷۰	۱۳	حدائق	۷۸	۲۳
جن	۷۲	۳	الحافرة	۷۹	۹
الجوارى	۸۱	۱۱	احوى	۸۷	۶
جمّا	۸۹	۱۵	الحجر	۸۹	۳
جيد	۱۱۱	۹	حامية	۱۰۱	۶
ح			الحطمة	۱۰۴	۳
المحتظر	۵۴	۲۱	حاسد	۱۱۳	۵
يحادون	۵۸	۱۰	خ		
الحشر	۵۹	۳	خشعا	۵۴	۶
حاجة	۵۹	۱۹	خالق	۵۹	۳۷
حور	۵۵	۳۶	مخضود	۵۶	۱۲
يحموم	۵۶	۱۵	مستخلفين	۵۷	۸

	سورۃ	حاشیہ نمبر
ھمال	۵۶	۲۶
خشب مسندۃ	۶۳	۵
خاسئًا	۶۷	۶
خُلُق	۶۸	۳
د		
دنیٰ فتدلیٰ	۵۳	۹
دُسُر	۵۴	۱۴
الدھان	۵۵	۳۱
مدھامتان	۵۵	۳۳
مدھنون	۵۶	۳۵
مدینین	۵۶	۳۶
الدنیا	۶۷	۷
تدھن	۶۸	۷
سنستدرجھم	۶۸	۲۱
دکتا	۶۹	۱۰
دانیہ	۶۹	۱۶
أدری	۷۲	۲۳
المدثر	۷۴	۱
الدھر	۷۶	۱
دھاق	۷۸	۲۳
دحاھا	۷۹	۲۱
دسّھا	۹۱	۱۰
دمدم	۹۱	۱۳
یدُعّ	۱۰۷	۲

	سورۃ	حاشیہ نمبر
ذ		
ذلول	۶۷	۱۹
ذرأ	۶۷	۳۱
ذا غصّۃ	۷۳	۱۲
ذُلّلت	۷۶	۱۹
ر		
راودوہ	۵۴	۲۲
الرحمٰن	۵۵	۱
ریحان	۵۵	۱۲
رفرف	۵۵	۳۷
رُجّت	۵۶	۳
تربّصتم	۵۷	۱۹
رھبانیۃ	۵۷	۳۳
رکاب	۵۹	۱۰
رجومًا	۶۷	۸
رابیۃ	۶۹	۹
ترجون	۷۱	۱۱
رھقًا	۷۲	۷
رتّل	۷۳	۳
الرُّجز	۷۴	۵
سأُرھقہ	۷۴	۱۳
رھینۃ	۷۴	۲۸
التراقی	۷۵	۷
مرصاد	۷۸	۱۸
رادفۃ	۷۹	۷

	سورۃ	حاشیہ نمبر
رین	۸۳	۳
رحیق	۸۳	۷
الروح	۹۷	۳
ز —		
زاغ	۵۳	۱۸
مزدجر	۵۴	۹
ازدجر	۵۴	۱۲
زنیمٌ	۶۸	۸
زعیمٌ	۶۸	۱۶
المزّمّل	۷۳	۱
زمہریر	۷۶	۱۶
زرابی	۸۸	۹
زبانیۃ	۹۶	۹
زلزلت	۹۹	۱
زُرتُمُ	۱۰۲	۲
س —		
سامدون	۵۳	۵۷
مستمرٌ	۵۴	۲۱
سُلطان	۵۵	۲۸
مسکوب	۵۶	۱۲
سموم	۵۶	۱۵
مسبوقین	۵۶	۲۱
سبّح	۵۷	۱
السّلام	۵۹	۳۵
اسفار	۶۲	۹

	سورۃ	حاشیہ نمبر
سائحات	۶۶	۸
أشفقتم	۵۸	۷
یستمع	۷۲	۲
یسلکہ	۷۲	۱۶
سبحًا	۷۳	۶
سُدی	۷۵	۲۲
سُندس	۷۶	۲۰
سباتًا	۷۸	۷
سرابًا	۷۸	۱۷
سُیّرت	۷۸	۱۴
السابقات	۷۹	۳
الساھرۃ	۷۹	۱۲
سمکھا	۷۹	۱۹
سفرۃ	۸۰	۸
سجّین	۸۳	۳
مسغبہ	۹۰	۰
سجٰی	۹۳	۲
لنسفعًا	۹۶	۹
ش —		
الشعرٰی	۵۳	۳۷
شِرب	۵۴	۲۱
اشیاعکم	۵۴	۲۵
شواظ	۵۵	۲۸
مشئمۃ	۵۶	۶
الشّح	۵۹	۲۰

	سورۃ	حاشیہ نمبر		سورۃ	حاشیہ نمبر
شکور	۶۴	۲۶	الضنین	۸۱	۶
شہیقا	۶۷	۱۰	ضریع	۸۸	۵
شرکاء	۶۸	۱۷	ضحی	۹۱	۱
الشوی	۷۰	۱۲	ضحی	۹۳	۱
شطط	۷۲	۵	تضلیل	۱۰۵	۳
شامخات	۷۷	۱۳	ط ــــــ		
شتی	۹۲	۲	طغی	۵۳	۸
الم نشرح	۹۴	۱	طمسنا	۵۴	۲۲
شانئ	۱۰۸	۳	طلح	۵۶	۱۲
ص ــــــ			طبقا	۶۷	۵
صاحب	۵۳	۲	طائف	۶۸	۱۱
المصور	۵۹	۳۷	طاغیۃ	۶۹	۵
صلصال	۵۵	۱۳	اطوارا	۷۱	۱۲
یصدعون	۵۶	۹	طرائق	۷۲	۰
صدوا	۶۳	۳	طمست	۷۷	۳
صغت	۶۶	۵	مستطیرا	۷۶	۱
صفت	۶۷	۲۳	الطامۃ	۷۹	۲۳
الصریم	۶۸	۱۱	طارق	۸۶	۱
صرصر	۶۹	۷	طغی	۹۱	۷
صبا	۸۰	۱۶	ظ ــــــ		
الصاخۃ	۸۰	۱۷	یظہرون	۵۸	۱
المصیطر	۸۸	۹	ظہیر	۶۶	۴
ض ــــــ			ع		
ضل	۵۳	۲	عسر	۵۴	۱۱
ضیزی	۵۳	۲۱	تعاطی	۵۴	۲۱

	سورۃ	حاشیہ نمبر
عقر	۵۴	۲۱
العصف	۵۵	۱۲
اعلام	۵۵	۲۰
عبقری	۵۵	۳۱
عربا	۵۶	۱۳
العزیز	۵۷	۲
العزیز	۵۹	۳۵
یعلم	۵۷	۳۶
عدوّی	۶۰	۱
عصم الکوافر	۶۰	۲۲
فعاقبتم	۶۰	۲۳
تعاسرتم	۶۵	۱۸
عتوّ	۶۷	۲۴
عظیم	۶۸	۴
مهین	۶۸	۸
عتلّ	۶۸	۸
عاتیة	۶۹	۹
معارج	۷۰	۲
العهن	۷۰	۴
″	۱۰۱	۳
عزین	۷۰	۲۵
عجبًا	۷۲	۳
معاذیر	۷۵	۱۱
عبوسًا	۷۶	۱۳
عمّ	۷۸	۲

	سورۃ	حاشیہ نمبر
المعصرات	۷۸	۱۲
العشار	۸۱	۳
عسعس	۸	۱۲
عاملة	۸۸	۲
عماد	۸۹	۵
العقبة	۹۰	۹
العٰدیات	۱۰۰	۱
عیشة	۱۰۱	۳
والعصر	۱۰۳	۱
عصف	۱۰۵	۵
اعطینا	۱۰۸	
غ		
غوی	۵۳	۲
غرور	۵۷	۹
تغابن	۶۴	۱۱
غسلین	۶۹	۲۱
غدقًا	۷۲	۱۵
غساقًا	۷۸	۲۱
غلبًا	۸۰	۱۴
غثاءً	۸۷	۴
غاشیة	۸۸	۱
مغیرات	۱۰۰	۱
غاسق	۱۱۳	۳
ف		
فخار	۵۵	۱۳

	سورۃ	حاشیہ نمبر		سورۃ	حاشیہ نمبر
سنفرغ	۵۵	۲۶	القارعة	۶۹	۲
افنان	۵۵	۳۶	قطوفها	۶۹	۶
تفكهون	۵۶	۲۵	تقولَ	۶۹	۲۳
متمم	۵۴	۰۹	الأقاويل	۶۹	۲۳
تفسحوا	۵۸	۲۰	قددأ	۷۲	۰
أفاء	۵۹	۱۰	القاسطون	۷۲	۱۳
فخور	۵۷	۲۶	اقوم قيلا	۷۳	۵
فتنة	۶۰	۱۱	قسورة	۷۴	۳۲
تفاوت	۶۷	۶	قمطريرا	۷۶	۱۲
فطور	۶۷	۶	قوارير	۷۶	۱۶
تفور	۶۷	۱۰	قضبا	۸۰	۱۶
مفتون	۶۸	۵	اقتحم	۹۰	۹
فجاجا	۷۱	۱۵	قدر	۹۷	۱
فاقرة	۷۵	۱۶	قيمة	۹۸	۳
فرجت	۷۷	۳	قيمة	۹۸	۶
فرقا	۷۷	۱۲	قدحا	۱۰۰	۱
مفازاً	۷۸	۲۳	القارعه	۱۰۱	
منفكين	۹۸	۱	**ک**		
الفلق	۱۱۳	۱	كاشفه	۵۳	۵۳
ق			اكمام	۵۵	۱
قاب قوسين	۵۳	۱۰	كُبِتُوا	۵۸	
اقنى	۵۳	۳۶	المتكبر	۵۹	۳۵
القدوس	۵۹	۳۵	اكواب	۵۶	۹
قنينا	۵۶	۳۳	كأس	۵۶	۹
تقسطوا	۶۰	۱۵	كأس	۵۲	۸

	سُورۃ	حاشیہ نمبر		سُورۃ	حاشیہ نمبر
کفرنا بکم	۶۰	۷	لجّوا	۶۷	۲۷
یکفی	۶۶	۱۳	مُلتحدا	۷۲	۲۰
کرّتین	۶۷	۶	لواحہ	۷۴	۱۸
کُبّار	۷۱	۱۷	لوامہ	۷۵	۲
کثیب	۷۳	۱۳	لقّی	۷۶	۱۵
الکُبَر	۷۳	۲۵	لمّا	۸۹	۱۳
کِفاتًا	۷۷	۱۲	لُبَدا	۹۰	۵
کلاّ	۷۸	۳	اَلْهَمَهَا	۹۱	۸
کِذّابا	۷۸	۲۲	لُمزَۃ	۱۰۴	
کواعب	۷۸	۲۳	م ———		
کُوّرت	۸۱	۱	مِرّۃ	۵۳	۲
انکدرت	۸۱	۲	تُمرونہ	۵۳	۱۳
کُشِطت	۸۱	۹	تتمارٰی	۵۳	۵۱
الکُنّس	۸۱	۱۱	مستمر	۵۴	۳
کادح	۸۴	۶	تماروا	۵۴	۲۲
الکبد	۹۰	۳	المٰلک	۵۹	۲۵
الکرم	۹۶	۳	مارج	۵۵	۵
کنود	۱۰۰	۲	مَرَج	۵۵	۱۸
التکاثر	۱۰۲	۱	مقتا	۶۱	۳
کیـد	۱۰۵	۳	تمیّز	۶۷	۱۰
الکوثر	۱۰۸	۱	تمور	۶۷	۳۰
کفوًا	۱۱۲	۴	ممنون	۶۸	۳
ل ———			مہین	۶۸	۸
لمم	۵۳	۳۳	مشّاء بنمیم	۶۸	۸
الواح	۵۴	۱۴	المہل	۷۰	۷

	سُورۃ	حاشیہ نمبر		سُورۃ	حاشیہ نمبر
منوع	۷۰	۱۳	نطفه	۷۵	۲۳
یتمطی	۷۵	۲۰	نطفة	۷۶	۲
امشاج	۷۶	۲	نسفت	۷۷	۳
ممددة	۱۰۴	۷	الدهر	۷۶	۱۰
الماعون	۱۰۷	۷	النازعات	۷۹	۱
مسد	۱۱۱	۴	الناشطات	۷۹	۲
ن ——			نخرة	۷۹	۱۰
نذر	۵۴	۷	فلیتنافس	۸۳	۸
نکر	۵۴	۸	ناصبة	۸۸	۲
نجم	۵۵	۵	نمارق	۸۸	۶
نجوی	۵۸	۱۳	النجدین	۹۰	۱۸
المنشئات	۵۵	۲۰	انقض	۹۴	۲
نحاس	۵۵	۲۸	وانصب	۹۴	۵
نضاختان	۵۵	۴۴	نادیة	۹۶	۹
منضود	۵۶	۱۲	نقعًا	۱۰۰	۱
اثام	۵۶	۱۳	لتسئلن	۱۰۲	۳
المنفقون	۶۳	۱	نفثت	۱۱۳	۳
مناکب	۶۷	۱۹	و —		
نشور	۶۷	۲۷	وضعها	۵۵	۱۰
ن	۶۸	۱	موضونة	۵۶	۹
نسر	۷۱	۲	ولدان مخلدون	۵۶	۹
ناشئة	۷۳	۵	توعظون	۵۸	۵
انکالا	۷۳	۱۲	اوجفتم	۵۹	۱۰
ناقور	۷۴	۸	وَدُّوا	۶۸	۷
نذیرا	۷۴	۲۶	وتین	۶۹	۲۳

	سورۃ	آیت نمبر		سورۃ	آیت نمبر
وقارا	۷۱	۱۱	وسواس	۱۱۴	۴
وطأ	۷۳	۵	ہ		
وبیلا	۷۳	۱۵	ھوی	۵۳	۱
وزر	۷۵	۹	ھوی	۵۳	۲۹
″	۹۴	۲	مھطعین	۵۴	۱۰
اولیٰ لک فاولیٰ	۷۵	۲۰	منھمر	۵۴	۱۲
ویل	۷۷	۳	مھیمن	۵۹	۲۵
وھاجا	۷۸	۱۱	الھیم	۵۶	۹
واجفۃ	۷۹	۸	ھمّاز	۶۸	۸
الاوتاد	۸۹	۸	ھلوع	۷۰	۳
مؤصدۃ	۹۰	۱۳	مھیلا	۷۳	۱۴
مؤصدۃ	۱۰۴	۸	ھل	۷۶	۱
موریات	۱۰۰	۱	ھمزۃ	۱۰۴	۱
موازین	۱۰۱	۶	ی		
تواصوا	۱۰۳	۳	میمنۃ	۵۶	۹
وقب	۱۱۳	۳			

بمنّہ تعالیٰ و فضلہ تمّ الشروع العظیم الحمد للّٰہ رب العالمین
والصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

۱۵ صفر المظفر سنہ ۱۴۰۰ھ
۴ جنوری سنہ ۱۹۸۰ء

محمد کرم شاہ
دربار شریف بھیرہ

تحقیقاتِ نحویہ

	سورۃ	حاشیہ نمبر
حکمۃ بالغۃ، فما تغن النذر	۵۴	۷
خشعا ابصارھم	۵۴	۹
ما اصحاب المیمنۃ	۵۶	۹
ما اصحاب المشئمۃ	۵۶	۹
والسابقون السابقون	۵۶	۹
الا قیلا سلاما سلاما	۵۶	۱۱
لئلا یعلم اھل الکتاب	۵۷	۳۷
تلقون الیھم بالمودۃ	۶۰	۲
ان کنتم خرجتم جھادا فی سبیلی	۶۰	۳
تسرون الیھم بالمودۃ	۶۰	۳
آخرین منھم لما یلحقوا بھم	۶۲	۳
خیرا لانفسکم	۶۴	۲۳
قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا	۶۵	۲۵
صالح المومنین	۶۶	۹
الذی خلق الموت والحیاۃ	۶۷	۳
الذی خلق سبع سموت	۶۷	۵
فسحقا لاصحاب السعیر	۶۷	۱۳
ھاؤم اقرءوا کتابیہ	۶۹	۱۵
قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ	۷۳	۲
تبتل الیہ تبتیلا	۷۳	۸
ھو خیرا واعظم اجرا	۷۳	۲۵

	سورۃ	حاشیہ نمبر
ومن خلقت وحیدا	۷۴	۹
لا اقسم بیوم القیامۃ	۷۵	۱
من نطفۃ امشاج	۷۶	۲
کانت قواریرا قواریرا من فضۃ	۷۶	۱۷
لا یسمعون	۷۸	۳
جزاء وفاقا	۷۸	۲۳
جزاء من ربک عطاء حسابا	۷۸	۲۵
رب السموت والارض	۷۸	۲۶
ما ادریک ما علیون	۸۳	۹
قتل اصحاب الاخدود النار	۸۵	۵
لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد	۹۰	۱
ناقۃ اللہ وسقیھا	۹۱	۱۳
ان سعیکم لشتی	۹۲	۲
البینۃ رسول من اللہ	۹۸	۲
دین القیمۃ	۹۸	۹
لایلف قریش الفھم	۱۰۶	۱
فذلک الذی یدع الیتیم	۱۰۷	۲
ولا انتم عابدون ما اعبد	۱۰۹	۵
تبت یدا ابی لھب وتب	۱۰	۱
حمالۃ الحطب	۱۱	۵

فہرست مطالب

اللہ جل مجدہٗ

	سُورۃ	آیت
توحید		
اُس کے سوا اور کوئی خدا نہیں	۵۹	۲۲
. . . .	۵۹	۲۳
. . . .	۶۴	۱۳
. . . . . .	۷۳	۹
وہی ایک خدا ہے بس قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ	۱۱۲	تمام سورۃ
زمین و آسمان کی ہر چیز اُسی کی تسبیح کرتی ہے	۵۷	۱
. . . .	۵۹	۲۴
زمین و آسمان کی ہر چیز اُسی کی پاکی بیان کرتی ہے	۶۱	۱
. . . .	۶۲	۱
. . . .	۶۴	۱
اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ	۵۹	۲۴،۲۳،۲۲
اُس کی ذات بڑی برکتوں والی ہے	۶۷	۱
اللہ ہمیشہ رہے گا وہ ذوالجلال والاکرام ہے	۵۵	۲۷
اُس کے سوا ہر چیز فانی ہے	۵۵	۲۶

	سُورۃ	آیت
دلائل توحید		
شمس و قمر حساب کے مطابق گردش میں ہیں	۵۵	۵
سورج کو روشنی اور گرمی کا منبع بنایا	۷۸	۱۳
ستارے اور درخت اسی کو سجدہ کرتے ہیں	۵۵	۶
اُسی نے آسمان کو بلند کیا اور میزان عدل قائم کیا	۵۵	۷
اُسی نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا	۶۴	۳
وہی ساتوں آسمانوں اور زمین کا خالق ہے ہر چیز کو اپنے علم سے احاطہ کیے ہوئے ہے	۶۵	۱۲
آسمانوں کی ایسی تخلیق فرمائی کہ طبقات بستہ کے باوجود ان میں تمہیں کوئی عیب نظر نہیں آسکے گا۔	۶۷	۳، ۴
آسمانوں کو ستاروں سے آراستہ کیا	۶۷	۵
ستاروں کو رجوم شیاطین بنایا	۶۷	۵
زمین کو اُسی نے نرم بنایا تم اس کی سطح پر چلتے ہو اُس کے خزانوں سے اپنا رزق کھاتے ہو۔	۶۷	۵

	سورۃ	آیت
کیا زمین سے پہلے آسمان کی تخلیق ہوئی	۷۹	۳۰ حاشیہ
آسمان، پہاڑ، زمین سب اسی کی قدرت کی گواہی ہیں	۸۸	۱۸، ۱۹، ۲۰
اُسی نے زمین کو بچھونا بنایا اور پہاڑوں کو میخیں۔	۷۸	۶-۷
اُسی نے تمہارے اُوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔	۷۸	۱۲
قطرہ آب سے انسان کو اللہ ہی نے پیدا کیا۔	۵۶	۵۷-۵۸ ۵۹
اُسی نے انسان کو حسنِ صورت سے نوازا	۶۴	۳
اُسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے سمع، بصر اور قلب کی نعمتیں بخشیں۔	۶۷	۲۳
اُسی نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا ہے اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے	۶۷	۲۴
اُسی نے انسان کو حقیر قطرہ آب سے پیدا کیا۔	۷۷	۲۰ تا ۲۳
انسانی تخلیق میں قدرتِ الٰہی کی جھلکیں	۸۰	۱۸ تا ۲۲
انسان کی بقا اور نشوونما کے لیے دسترخوانِ نعمت بچھا دیا	۸۰	۲۴ تا ۳۲
انسان کے مویشیوں کے لیے چارے کا انتظام فرمایا۔	۸۰	۳۲

	سورۃ	آیت
زمین، پھل، اناج، خوشبو، پھول اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں	۵۵	۱۰، ۱۱، ۱۲
کھیتوں کو وہی اُگاتا ہے	۵۶	۶۳ تا ۶۷
میٹھا پانی وہی برساتا ہے	۵۶	۶۸ تا ۷۰
آگ اسی نے پیدا کی ہے	۵۶	۷۱-۷۲
اُس کی توحید کے متعدد تکوینی دلائل	۷۸	۶ تا ۱۶
. . . .	۷۹	۲۷ تا ۳۳
دو دریاؤں کا پانی ملیں ساتھ ساتھ بہا چلا جاتا ہے لیکن برزخ کے باعث مل نہیں سکتا	۵۵	۱۹-۲۰
ان سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں	۵۵	۲۲ مع حاشیہ
سمندری جہاز جو سطح آب پر تیرتے چلے جاتے ہیں	۵۵	۲۴
ہر چیز اس کے در کرم پر سوالی ہے ہر روز وہ نئی شان سے تجلی فرماتا ہے	۵۵	۲۹ مع حاشیہ
فضا میں پرندوں کی پرواز اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں	۶۷	۱۹
اونٹ کی طرف دیکھو اسے کیسے بنایا	۸۸	۱۷
اُسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا۔	۶۱	۹
اُسی نے اُمیوں میں ایک جلیل القدر رسول مبعوث فرمایا	۶۲	۲

صفاتِ الٰہی

	سورة	آیت
علمِ الٰہی		
ان کے سارے اعمال صحیفوں میں مرقوم ہیں	۵۴	۵۲
ہر چھوٹی بڑی چیز ان میں لکھی ہے	۵۴	۵۳
اللہ تعالیٰ مرنے والے سے زیادہ قریب ہوتا ہے	۵۶	۸۵
وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ)	۵۷	۳
. . . .	۵۸	۷
. . . .	۶۴	۱۱
. . . .	۶۵	۳
زمین میں جو داخل ہوتا ہے اور جو نکلتا ہے آسمان سے جو نازل ہوتا ہے اور جو عروج کرتا ہے اسے وہ جانتا ہے۔	۵۷	۴
وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہوتا ہے	۵۷	۴
جو تم کرتے ہو اسے دیکھ رہا ہے	۵۷	۴
وہ سینے کے رازوں کو جاننے والا ہے	۵۷	۶
جو تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے (بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ)	۵۷	۱۰
. . . .	۶۳	۱۱
. . . .	۵۸	۱۱
. . . .	۵۸	۱۳

	سورة	آیت
جو تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے (بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ)	۵۹	۱۸
. . . .	۶۴	۸
اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے	۵۸	۱
اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ کون اس کے رسولوں کی امداد کرتا ہے	۵۷	۲۵
تمام اعمال کو گن رکھا ہے	۵۸	۶
وہ ہر چیز پر گواہ ہے	۵۸	۶
زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے	۵۸	۷
. . . .	۶۴	۴
وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے	۶۴	۴
. . . .	۸۷	۷
وہ دلوں کے رازوں کو جانتا ہے	۶۴	۴
اگر وہ تین ہوں تو چوتھا وہ ہوتا ہے اگر وہ پانچ ہوں تو چھٹا وہ ہوتا ہے الخ	۵۸	۷
وہ غیب و شہادت کا جاننے والا ہے	۵۹	۲۲
. . . .	۶۴	۱۸
جو تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے	۶۰	۳
. . . .	۶۴	۲
. . . .	۶۷	۱۹
وہ علیم و حکیم ہے	۶۰	۱۰
. . . .	۶۶	۲

	سُورۃ	آیت
وہ علیم و حکیم ہے	۷۶	۳۰
تم آہستہ بات کرو یا بلند آواز سے، وہ دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے	۶۷	۱۳
وہ اپنی مخلوق کو جانتا ہے اور لطیف و خبیر ہے	۶۷	۱۴
جو گمراہ ہیں وہ ان کو بھی جانتا ہے اور ہدایت یافتہ ہیں وہ ان سے بھی واقف ہے	۵۳	۳۰
. . . .	۶۸	۷
وہ ظالموں کو خوب جانتا ہے	۶۲	۷
جب تم شکم مادر میں تھے اللہ اس وقت بھی تمھیں جانتا تھا	۵۳	۳۲
وہ متقیوں کو بھی جانتا ہے	۵۳	۳۲
ان کا رب اس دن ان سے خوب باخبر ہوگا	۱۰۰	۱۱

رحمت و مغفرت الٰہی

	سُورۃ	آیت
وہ رحمن ہے۔ اسی نے قرآن سکھایا	۵۵	۲-۱
اس کی شان رحمانیت	۵۵	۱ کا حاشیہ
اس کی نعمتوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا	۵۵	۱۳
زمین و آسمان کی ہر چیز اس کے در کرم پر سوالی ہے	۵۵	۲۹
ہر روز وہ ایک نئی شان سے تجلی فرما ہے	۵۵	۲۹
اس کا نام بڑی برکت والا، وہ عظمت والا احسان فرمانے والا ہے	۵۵	۷۸
اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ رؤف رحیم ہے	۵۷	۹
یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے	۵۷	۲۱
اللہ فضل عظیم کا مالک ہے	۵۷	۲۱
اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے	۵۷	۲۸
. . . . . .	۵۸	۱۲
. . . . . .	۶۰	۷
. . . . .	۶۰	۲
فضل اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے	۵۷	۲۹
وہ صاحب فضل عظیم ہے	۵۷	۲۹
. . . .	۶۲	۴
اللہ تعالیٰ عفو غفور ہے	۵۸	۲
وہ رحمن رحیم	۵۹	۲۲
اللہ تعالیٰ غنی حمید ہے	۶۰	۶
اللہ تعالیٰ رحمن ہے۔ اسی پر ہم نے توکل کیا ہے	۶۷	۲۹
انسان کی کمزوری کے پیش نظر شب بیداری میں تخفیف کر دی	۷۳	۲۰ مع حاشیہ
وہ اہل التقویٰ اور اہل المغفرۃ ہے	۷۴	۵۶
آپ کے رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے	۵۳	۳۲
وہ غفور و ودود اور عرش مجید کا مالک ہے	۸۵	۱۵-۱۳
راہنمائی کرنا ہمارے ذمۂ کرم پر ہے	۹۲	۲

وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے

	سُورۃ	آیت
ہر چیز کو اندازے سے پیدا فرمایا	۵۴	۴۹
. . . .	۶۵	۳

	سورة	آیت
وہ بادشاہ ہے قادر مطلق ہے	۵۴	۵۵
انسان کو اسی نے پیدا فرمایا	۵۵	۳
قطرۂ آب سے انسان کی تخلیق اسی کا شاہکار ہے	۵۶	۵۸ تا ۵۹
انسان کو پیدا کیا اور اسے حسن و جمال کا مرقع بنا دیا	۹۴	۴
اپنے رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے سب کو پیدا فرمایا جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے تخلیق کیا	۹۶	۱
جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا	۹۶	۴
انسان کو اس کا علم دیا جس کو وہ نہیں جانتا	۹۶	۵
اسی نے موت کو تمہارے لیے مقرر فرمایا	۵۶	۶۰
موت و حیات کا وہی خالق ہے	۶۷	۲
آسمانوں اور زمین میں اسی کی بادشاہی ہے	۵۷	۲-۵
آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا	۵۷	۴
وہ الملک القدوس ہے	۵۹	۲۳
• • • •	۶۲	۱
وہی خالق، باری اور مصور ہے	۵۹	۲۴
زمین اور آسمان کے خزانے اسی کے ہیں	۶۳	۷
ملک اور حمد اسی کے لیے ہے	۶۴	۱
آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا	۶۴	۳
سات آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا	۶۵	۱۲
اس کے احکام کا ان میں ہر وقت نزول ہوتا رہتا ہے	۶۵	۱۲

	سورة	آیت
سب بادشاہی اسی کے دست قدرت میں ہے	۶۷	۱
سات آسمانوں کو اوپر تلے پیدا کیا	۶۷	۳
وہ مشرق و مغرب کا رب ہے اسے اپنا کارساز بنائیے	۷۳	۹
وہی پیدا کرنے والا وہی لوٹانے والا ہے	۸۵	۱۳
جو چاہتا ہے کرتا ہے (فعال لما یرید)	۸۵	۱۶
ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا پھر اسے درست کیا اس کا اندازہ مقرر کیا پھر اسے راہ راست دکھائی۔	۸۷	۲-۳
جانوروں کے لیے چارہ پیدا کیا	۸۷	۴-۵
اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہے	۹۵	۸
دنیا و آخرت سب اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے	۵۳	۲۵
زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے	۵۳	۳۱
اسی نے نر اور مادہ کو نطفے سے پیدا کیا	۵۳	۴۵-۴۶

ہر چیز پر قادر ہے

	سورة	آیت
وہی ہنساتا وہی رلاتا ہے	۵۳	۴۳
وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے	۵۳	۴۴
وہی دوسری بار پیدا فرمائے گا	۵۳	۴۷
وہی غنی کرتا ہے وہی مفلس بناتا ہے	۵۳	۴۸
وہی شعریٰ ستارے کا رب ہے	۵۳	۴۹ مع حاشیہ
اسی نے عاد و ثمود اور قوم نوح کو برباد کیا	۵۳	۵۰ ۵۱ ۵۲

	سورۃ	آیت
اُس کا ہر حکم چشم زدن میں پورا ہو جاتا ہے	۵۴	۵۰
وُہ ملیکٌ مقتدر ہے	۵۴	۵۵
وہ عزیز و حکیم ہے	۵۷	۱
〃 〃 〃 〃	۵۹	۲۴
〃 〃 〃 〃 〃	۶۱	۱
〃 〃 〃 〃 〃	۶۲	۱
〃 〃 〃 〃 〃	۶۲	۳
〃 〃 〃 〃 〃	۶۴	۱۸
وُہی زندہ کرتا ہے وُہی مارتا ہے	۵۷	۲
ہر چیز پر قادر ہے	۵۷	۲
〃 〃 〃 〃 〃	۶۴	۱
〃 〃 〃 〃 〃	۶۶	۸
〃 〃 〃 〃	۶۷	۱
دن کو رات میں، رات کو دن میں داخل کرتا ہے	۵۷	۶
اللہ تعالیٰ مُردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے	۵۷	۱۷
وُہ قوی عزیز ہے	۵۷	۲۵
〃 〃 〃 〃	۵۸	۲۱
وُہ چاہے تو تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان محبت پیدا کر دے	۶۰	۷
کفار کی کوششوں کے باوجود اللہ اس دین کو روشن رکھے گا (واللہ متم نورہ)	۶۱	۸
اس نے اپنے رسول کو دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ سب دینوں پر اس دین حق کو غالب کرے	۶۱	۹

	سورۃ	آیت
ہم چاہیں تو اُن سے بہتر قوم لا سکتے ہیں آپ کے رب کی یہ بہت حجت ہے	۷۰	۴۱

اللہ تعالیٰ کن سے محبت کرتا ہے

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے	۶۰	۸
ان مجاہدوں سے محبت کرتا ہے جو صف باندھ کر باطل سے جنگ کرتے ہیں	۶۱	۴

وُہ کن سے محبت نہیں کرتا

مغرور اور شیخی باز سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا	۵۷	۲۳
جو خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اُن سے بھی محبت نہیں کرتا	۵۷	۲۴

وُہ کسے ہدایت نہیں دیتا

جو حق سے روگردانی کرے اللہ اُس سے بے نیاز ہو جاتا ہے	۵۷	۲۴
وُہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا	۶۱	۵
〃 〃 〃 〃 〃 〃	۶۳	۶
وُہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا	۶۱	۷
〃 〃 〃 〃 〃	۶۲	۵

متفرق

وُہی اوّل، وُہی آخر، وُہی ظاہر، وُہی باطن ہے	۵۷	۳

	سورۃ	آیت
وہ غنی حمید ہے	۵۷	۲۴
. . .	۶۴	۶
وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے	۶۲	۱۱
جب وقت آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی کو ڈھیل نہیں دیتا	۶۳	۱۰

	سورۃ	آیت
اللہ تعالیٰ شکور حلیم ہے	۶۴	۱۷
قیامت کے روز دیدار الٰہی	۷۵	۲۳ مع حاشیہ
ذکر ہی سے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے	۷۳	۱۹ مع حاشیہ
سب نے لوٹ کر ہماری طرف آنا ہے	۸۸	۲۵
سب کا حساب ہم خود لیں گے	۸۸	۲۶

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبوت و رسالت

	سورۃ	آیت
اللہ تعالیٰ معجزات اور کتاب دے کر رسول مبعوث کرتا ہے تاکہ وہ عدل قائم کریں	۵۷	۲۵
اس مقصد کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ وہ قوت مادی بھی عطا فرماتا ہے	۵۷	۲۵ کا حاشیہ
آخرکار اللہ اور اس کے رسولوں کو ہی غلبہ حاصل ہوتا ہے	۵۸	۲۱
دین حق غالب ہونے کے لیے آیا ہے	۶۱	۹
نبی کریم کی بعثت کے مقاصد، تلاوت آیات، تزکیہ قلوب، تعلیم کتاب و حکمت	۶۲	۲
نبی اللہ دہندہ ہیں اور رزق دینے والے ہیں	۶۲	۱۱ کا حاشیہ
اگر نبی خود کلام گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے تو اس کی رگ جان کاٹ دی جائے	۶۹	۴۴
ابتدائی احکام۔ اٹھیے لوگوں کو ڈرایئے، اللہ کی بڑائی بیان کیجئے	۷۴	۲، ۳
آپ لوگوں کو نصیحت کیا کریں۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ سمجھ جائے گا، بدبخت دور بھاگے گا	۸۷	۱۰-۱۱
ماضل صاحبکم وما غوی	۵۳	۲
آپ اپنی مرضی سے بات ہی نہیں کرتے	۵۳	۳-۴

رحمت و خلق عظیم

	سورۃ	آیت
حضرت اوس بن صامت پر ظہار کا کفارہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رافت و شفقت	۵۸	۱ مع حاشیہ
مسلمان عورتوں کے لیے استغفار کا حکم (واستغفر لهن)	۶۰	۱۲
حضرت حاطب سے لغزش اور حضور کا درگزر	۶۰	۱
فیضان نبوت فضل الٰہی ہے جس کو چاہتا ہے اسے اس سے سرفراز فرماتا ہے	۶۲	۴
حضور اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتے ہیں	۶۵	۱۱
رحمت فراواں کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منافقین پر سختی کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے (واغلظ علیهم)	۶۶	۹
حضور خلق عظیم کے مالک ہیں خلق کی تعریف اور دیگر مباحث اس آیت کے حاشیے میں ملاحظہ فرمائیں۔	۶۸	۴
کفار نے نزول عذاب کی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تک میرا حبیب تم میں ہے میں عذاب نازل نہیں کروں گا	۷۰	۱ کا حاشیہ

	سورۃ	آیت
آپ صبرِ جمیل فرمایئے	۷۰	۵
اے حبیب! آپ کفار کی دل آزاریوں پر صبر فرمائیں	۷۳	۱۰ ۱۱
حضور کی شفاعت گنہگاروں کے لیے حق ہے، اس کا منکر اس سے محروم ہوگا	۷۴	۴۸ کا حاشیہ
فقراء سے حضور کی محبت	۸۰	۱ تا ۱۰
اپنی اُمّت کی مغفرت کے لیئے مانگیں	۹۳	۵ مع حاشیہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت سے پچاس دن پہلے ابرہہ کی لشکر کشی اور اس کی تباہی کا واقعہ پیش آیا	۱۰۵	۱ تا ۵
قریش پر احسان کر ان کے دلوں میں تجارت کی اُلفت پیدا کر دی اور انھیں لاد کشی سے خوشحالی بخشی اور فتنہ و فساد سے امان دی	۱۰۶	۱ تا ۴
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی اُمّت کے لیے استغفار کا حکم	۱۱۰	۳

شانِ مصطفوی

	سورۃ	آیت
معجزہ شق القمر اس کا عقلی و نقلی ثبوت	۵۴	۱ مع حاشیہ
حضور حق و دانش کے نبی ہیں	۵۵	۱۵ کا حاشیہ
حضور کا معراج پر تشریف لے جانا	۵۵	۳۳ کا حاشیہ
اپنے عظیم پروردگار کی آپ تسبیح بیان کیا کیجیے	۵۶	۹۶ حاشیہ
حضور سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دیا کرو	۵۸	۱۲

	سورۃ	آیت
حضرت عیسیٰ نے حضور کا نام احمد بتا کر آمد کی بشارت دی	۶۱	۶
نام احمد کی وجہ کا صحیح و تفصیلی حاشیہ	۶۱	۶ مع حاشیہ
کفار چراغِ مصطفوی کو بجھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ اسے روشن رکھے گا	۶۱	۸
اللہ نے اپنے رسول کو نورِ ہدایت و دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو سب دینوں پر غلبہ حاصل ہو	۶۱	۹
فیضانِ نبوت، تلاوتِ آیات، تزکیۂ قلوب، تعلیمِ کتاب و حکمت	۶۲	۲
قیامت تک آنے والے اُمتی فیضانِ نبوت سے فیض یاب ہوتے رہیں گے (وآخرین منھم لما یلحقوا بھم)	۶۲	۳ مع حاشیہ
جمعہ کے روز بکثرت درود شریف پڑھنے کا حکم اور عقیدۂ حیات النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام	۶۲	۹ کا حاشیہ
عزت اللہ کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے ہے	۶۳	۸
فی کل ارض آدم کآدم ونوح کنوح ونبی کنبیکم یہ حدیث موضوع ہے اس کا راوی کذاب ہے	۶۵	۱۲ کا حاشیہ
پیار بھی ہے اور عتاب بھی دونوں کی مٹھاس ناقابلِ بیان ہے (لِمَ تحرم ما احل اللہ لک)	۶۶	۱ مع حاشیہ
اس آیت کا شانِ نزول	۶۶	۱ حاشیہ
اللہ آپ کا مددگار ہے	۶۶	۱

	سورۃ	آیت
جبریل، نیک مومن اور فرشتے آپ کے خدمت گار ہیں	۶۶	۴
اللہ چاہے تو اپنے حبیب کو بہ صفت موصوف دوسری بیبیاں عطا فرمائے	۶۶	۵
قلم کی قسم، آپ مجنون نہیں ہیں	۶۸	۲
آپ کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے	۶۸	۳
گستاخِ رسالت کو کن بُرے القاب سے یاد کیا گیا ہے	۶۸	۱۰ تا ۱۶
کفار کی نظر بد سے حضور کی حفاظت	۶۸	۵۱
حضور کا وجود سارے جہانوں کے لیے وجہ عزّ و شرف ہے	۶۸	۵۲
رافع بن عمیر کا اسلام۔ ایک جن نے ان کی راہنمائی کی	۷۲	۶ کا حاشیہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عبد اللہ ہیں	۷۲	۱۹
یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ سے خطاب	۷۳	۱
سحر خیزی کی تلقین	۷۳	۲ تا ۷
آپ کو گواہ بنا کر بھیجا گیا ہے	۷۳	۱۵
یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ کا خطاب، دثار اور اس کے معانی	۷۴	۱ حاشیہ
حدیث لولاک لما خلقت الافلاک	۷۸	۳۹ حاشیہ
حدیث شفاعت	۷۸	۳۸ حاشیہ
بڑی شان والا فرشتہ آپ کے پاس قرآن لے کر آیا ہے	۸۱	۱۹ - ۲۰ ۲۱
آپ مجنون نہیں ہیں	۸۱	۲۲
آپ نے اس فرشتہ کو دیکھا ہے	۸۱	۲۳

	سورۃ	آیت
شہر کی قسم کہ آپ اس میں رہتے ہیں	۹۰	۲ - ۱
رخِ انور کی قسم، گیسوئے عنبریں کی قسم	۹۳	۲ - ۱
نہ آپ کو چھوڑا نہ ناراض ہوا	۹۳	۳
ہر آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہے	۹۳	۴
آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے	۹۳	۵ مع حواشی
آپ کو یتیم پایا تو آپ کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دی	۹۳	۶ مع حاشیہ
وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى، ضالا کی تشریح	۹۳	۷ مع حاشیہ
آپ کو عیال دار پایا اور غنی کر دیا اس کی تشریح	۹۳	۸
آپ کا فقر اختیاری تھا	۹۳	۸ حاشیہ
یتیم پر سختی نہ کیجیے	۹۳	۹
سائل کو نہ جھڑکیے	۹۳	۱۰
کار بہ دعوت ہست و کرامت ۱۱	۹۳	۱۱
الفقر فخری حضور کی شان فقر و غنا	۹۳	۱۰ حاشیہ
حدیث انفق بلالا ولا تخش من ذی العرش اقلالا۔		
تحدیث نعمت	۹۳	۱۱
اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (حضور کے علوم و معارف کا بیان)	۹۴	۱ مع حاشیہ
ہم نے آپ کا بوجھ اٹھا لیا	۹۴	۳ - ۲
ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا	۹۴	۴ مع حاشیہ
اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے سب کو پیدا کیا	۹۶	۲ - ۱

	سورۃ	آیت
آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا جس نے انسان کو علم سکھایا	۹۶	۳-۴، ۵
حضور کی ولادت کے سال ابرہہ کو شکست دی اور کعبہ کی حفاظت فرمائی	۱۰۵	۱ تا ۵
ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا	۱۰۸	۱
کوثر کی تشریح اور اس کے مطالب	۱۰۸	۱ کا حاشیہ
تفضیل بنیات سے حضور کی امتیازی شان کا بیان	۱۰۸	۱ کا حاشیہ
آپ کا دشمن ابتر ہے	۱۰۸	۳
حضور کے طفیل پانچ نعمتوں کی تکمیل	۱۱۰	۳
بارگاہ رسالت کے گستاخ ابولہب اور اس کی بیوی کا دردناک انجام، گستاخوں پر غضب الٰہی	۱۱۱	۱ تا ۵
معراج شریف		
تابندہ ستارے (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی قسم	۵۳	۱
آپ وحی کے بغیر بولتے ہی نہیں	۵۳	۳-۴
آپ کو تعلیم دینے والا اللہ تعالیٰ ہے	۵۳	۵ ۶
دنیٰ فتدلیٰ کا مفہوم	۵۳	۸ کا حاشیہ
قاب قوسین او ادنیٰ کی تشریح	۵۳	۹
وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف	۵۳	۱۰ مع حاشیہ
جو وحی فرمائی (تعداد و مفہوم کا بیان)		
آنکھ نے جو دیکھا دل نے اس کی تصدیق فرمائی	۵۳	۱۱

	سورۃ	آیت
اس پر تمہارا جھگڑنا بے سود ہے	۵۳	۱۲
سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دوبارہ دیکھا	۵۳	۱۳، ۱۴
- - - - - -		۱۵-۱۶
نگاہ درماندہ ہوئی نہ حد سے بڑھی	۵۳	۱۷
کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [illegible] کو دیدار الٰہی کی مختصر بحث	۵۳	۱۷ کا حاشیہ
حضور نے اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں	۵۳	۱۸
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا علم		
اللہ تعالیٰ ہی نے حضور کو قرآن اور اس کا بیان سکھایا	۵۵	۲-۴
تعلیم الٰہی سے علوم کے سمندر موجزن ہوگئے	۵۵	۴ مع حاشیہ
بیان سے مراد علم ماکان و مایکون ہے	۵۵	۴ مع حاشیہ
حضرت عکاشہ ان ستر ہزار میں سے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے (ارشاد نبوی)	۵۵	۴۱ کا حاشیہ
حضور روز حشر اپنی امت کو پہچان لیں گے	۵۵	۴۱ حاشیہ
علم نبوت تعلیم الٰہی	۶۶	۳ حاشیہ
ماکان و مایکون کا علم عطا ہوا	۶۸	۱ حاشیہ
قل ان ادری اقریب الآیۃ میں درایت کی نفی ہے۔ درایت کی تحقیق	۷۲	۲۵ حاشیہ
عالم الغیب فلا یظہر ۔ الآیۃ	۷۲	۲۶
غیب کی تحقیق۔ حضور کا علم غیب باعلام اللہ تعالیٰ ہے	۷۲	۲۶ حاشیہ
آپ غیب بتانے میں بخیل نہیں	۸۱	۲۴ مع حاشیہ

	سورۃ	آیت
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اپنے حبیب کو خود پڑھایا ہے	۸۷	۶ - ۷
حضور کو قرآن کی تعلیم دینے والا اللہ ہے	۵۳	۵ - ۶
فرمایا: اے علی! پچھلوں میں سب سے زیادہ بدبخت آپ کا قاتل ہے	۹۱	۱۲ حاشیہ
حضور کا علم (الم نشرح لک صدرک)	۹۴	۱
علم اللوح والقلم سطر من سطور علمه وعلم من علوم علمه (ملا علی قاری)	۹۴	اح حاشیہ
مالم یعلم سے اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ایسے علوم سکھائے گا جن کا احاطہ عقل نہیں کرسکتی	۹۶	۵ حاشیہ
حضور کو علوم الاولین والآخرین عطا فرمائے	۹۶	۵
إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ	۱۰۸	۱
کیا حضور اجتہاد کیا کرتے تھے؟	۵۳	۳ حاشیہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت

	سورۃ	آیت
سنت نبوی بیان قرآن ہے۔ اور وہ بھی تعلیم الٰہی ہے	۵۵	۴
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو	۵۸	۱۳
اطاعت رسول کا حکم	۶۴	۱۲
کتابت حدیث کا حکم اُکتُبْ فَمَا یَخْرُجُ مِنِّی اِلَّا الْحَقُّ	۵۳	۳ حاشیہ
جو اللہ کا رسول تمہیں دے اسے پکڑ لو جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ	۵۹	۷
جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا ذلیل ہوگا	۵۸	۲۰
منکرین سنت کا اعتراض اور اس کا جواب قرآن کا بیان بھی منزل من اللہ ہے	۷۵	۱۶ تا ۱۹

اظہار عبودیت

	سورۃ	آیت
اپنے رب کے حکم کے لیے صبر کرو کسی گنہگار ناشکر گزار کی پیروی مت کرو	۷۶	۲۴
عَبَسَ وَتَوَلّٰی عتاب کی حکمت	۸۰	۱ تا ۱۰ اح حاشیہ
فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ	۱۰۸	۲
جب فتح و نصرت نصیب ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیجیے	۱۱۰	۳

اسلام

	سورۃ	آیت
اسلام		
صحابہ کرام کس طرح اور کن امور پر بیعت اسلام کیا کرتے تھے	۵۷	۸ کا حاشیہ
دلوں میں خشوع پیدا کرنے کی ضرورت	۵۷	۱۶ حاشیہ
اسلام میں رہبانیت کا مقام	۵۷	۲۷ حاشیہ
اسلام میں رہبانیت نہیں ہے	۷۳	۸
کفار اللہ کے نور اسلام کو بجھانا چاہتے ہیں لیکن یہ روشن رہے گا	۶۱	۸
توبہ نصوح کرنے کا حکم اور اس کے اثرات	۶۶	۸
اسلام کا کام جب امت مسلمان کی فطری کمزوریوں کی اصلاح کر کے اس کی کایا پلٹ دیتا ہے	۷۰	۱۹ تا ۳۵
کسی پر کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں ڈالا جاتا	۵۳	۳۸
لیس للانسان الا ما سعی۔ اس کا صحیح مفہوم اس کی غلط تاویلیں اور ان کی تردید	۵۳	۳۹
ایصال ثواب کی تفصیلی بحث	۵۳	۳۹ کا حاشیہ
اسلامی اخلاق و آداب		
اپنی خودستائی مت کرو	۵۳	۳۲
ہر شخص کو اپنی جدوجہد کی پوری جزا ملنی ہے	۵۳	۳۹، ۴۰، ۴۱

	سورۃ	آیت
نیکی کے کاموں اور تقویٰ کے لیے مشورے کیا کرو	۵۸	۹
مسلمانوں کو اللہ پر توکل کرنا چاہیے	۵۸	۱۰
مجلس میں کھل کر بیٹھنے کا کہا جائے تو کھل کر بیٹھ جایا کرو	۵۸	۱۱
جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو	۵۸	۱۱
جس کو نفس کی تنگی سے بچا لیا گیا اُس نے فلاح پائی	۵۹	۹
. . . .	۶۴	۱۶
وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں	۶۱	۱
یہ چیز اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے	۶۱	۳
اللہ پر توکل اہل ایمان کا شیوہ ہے	۶۴	۱۳
خوشی میں شکر مصیبت میں صبر مومن کا خاص امتیاز ہے	۶۴	۱۱ حاشیہ
عفو و درگزر سے اللہ کی رحمت ملتی ہے	۶۴	۱۴
جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہے	۶۵	۳ مع حاشیہ
اولاد کی حسن تربیت کا حکم	۶۶	۶ حاشیہ
سحر خیزی کی ترغیب	۷۳	۷ کا حاشیہ
مسلمان تاجر ذخیرہ اندوزی سے اجتناب کریں	۷۳	۲۰ حاشیہ

	سورۃ	آیت
زیادہ بدلے کے لیے احسان مت کرو	۷۴	۶
کٹھن کوشش کی تلقین		
صبر و ترحم کی وصیت کرنا	۹۰	۱۷
جو شخص سخاوت، تقویٰ اور تصدیق حق کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ راہ فطرت اس کے لیے آسان ہو جاتی ہے	۹۲	۵-۶-۷
جو بخل کرتا ہے اور بے پروا بنتا ہے وہ خلاف فطرت طریقہ کا دلدادہ بن جاتا ہے	۹۲	۸-۹-۱۰
تمہاری کوششیں متنوع قسم کی ہیں	۹۲	۳ تا ۴
جب ایک کام سے فارغ ہو تو دوسرا	۹۴	۷

	سورۃ	آیت
کام شروع کر دو، بے کار مت رہو	۹۴	۷
حضرت فاروق اعظمؓ کا ارشاد۔ مومن مشکل پسند ہوا کرتا ہے	۹۴	۷ حاشیہ
ہلاکت ہے اس کے لیے: جو روبرو طعنے دیتا ہے پس پشت عیب جوئی کرتا ہے مال جمع کرتا ہے اور گن گن کر رکھتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ مال اسے لافانی بنا دے گا	۱۰۴	۱-۲-۳

انبیاء علیہم السلام

	سورۃ	آیت
ابراہیم علیہ السلام		
ہم نے ابراہیمؑ کو رسول بنا کر بھیجا اور اس کی نسل کو بھی نبوت و کتاب سے سرفراز فرمایا	۵۷	۲۶
دشمنان اسلام سے قطع تعلق میں حضرت ابراہیمؑ کے اسوہ پر عمل کرو	۶۰	۴
صالح علیہ السلام		
قوم ثمود نے آپ کو جھٹلایا	۵۴	۲۳
ہم اپنے جیسے بشر کی اطاعت نہیں کریں گے	۵۴	۲۴

	سورۃ	آیت
دیگر اعتراضات	۵۴	۲۵
اونٹنی	۵۴	۲۷
ان کا دردناک انجام	۵۴	۲۷ تا ۳۱
ثمود نے قیامت کو جھٹلایا۔ ان کا انجام	۶۹	۴-۵
ثمود جنہوں نے چٹانوں کو تراشا اپنی بدکاریوں کے باعث تباہ ہو گئے	۸۹	۹-۱۱-۱۲-۱۳
قوم ثمود نے سرکشی کی۔ اونٹنی کی کونچیں کاٹیں۔ تباہ کر دیے گئے	۹۱	۱۱ تا ۱۵

عیسیٰ علیہ السلام

	سورۃ	آیت
آپ کو انجیل بخشی۔ آپ کے ماننے والوں کے دلوں میں رأفت و رحمت کے جذبات ودیعت کیے۔	۵۷	۲۷
آپ کی اُمت میں رہبانیت کا آغاز اس کے بھیانک نتائج اسلام میں رہبانیت کا حکم تحریک رہبانیت کی تاریخ پر ایک نظر	۵۷	۲۷ مع حواشی
آپ نے حضور کی آمد کا مژدہ دیا، اور نام بھی احمد بتایا	۶۱	۶
انجیل برنباس کے بارے میں تحقیق اور اس کے اقتباسات	۶۱	۶ حاشیہ
آپ صرف بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے	۶۱	۶ حاشیہ
آپ کی دعوت من انصاری الی اللہ	۶۱	۱۴
حواریوں کا جواب نحن انصار اللہ		
حضرت مریم بنت عمران، آپ کی عصمت حضرت عیسیٰ کی ولادت۔ کلمات الٰہی پر آپ کا ایمان، آپ فرمانبرداروں میں سے تھیں	۶۶	۱۲
ابرہہ عیسائی تعصب سے کعبہ پر لشکر کشی کی اور تباہ ہوا	۱۰۵	۱ تا ۵ مع حواشی

لوط علیہ السلام

	سورۃ	آیت
آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا	۵۴	۳۳
اس کا دردناک انجام	۵۴	۳۳
آلِ لوط پر اللہ تعالیٰ کا احسان	۵۴	۳۵۔۳۴
آپ کے مہمانوں پر دست درازی کا قصد اور انجام	۵۴	۳۸۔۳۷ ۳۹
لوط علیہ السلام کی بیوی۔ اس کی خیانت اور انجام	۶۶	۱۰

موسیٰ و ہارون علیہما السلام

	سورۃ	آیت
فرعون کا تعاقب اور غرق ہونا	۵۴	۴۲۔۴۱
آپ نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے فرمایا تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو	۶۱	۵
حضرت آسیہ زوجہ فرعون کی استقامت اور دعا	۶۶	۱۱ مع حاشیہ
وادی طویٰ میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے ندا دی اور فرعون کی ہدایت کے لیے بھیجا اور اس کو تبلیغ کرنے کا طریقہ سکھایا	۷۹	۱۵ تا ۲۰
فرعون کا انکار۔ انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ اور اس کا انجام	۷۹	۲۱ تا ۲۶
فرعون کو ذی الاوتاد کہنے کی وجہ	۸۹	۱۰ مع حاشیہ
اس کی تباہی کی وجہ	۸۹	۱۳،۱۲،۱۱

نوح علیہ السلام

	سورۃ	آیت
قوم نے جھٹلایا، جھڑکا، مجنون تک کہا	۵۴	۹
آپ کی بددعا	۵۴	۱۰
موسلادھار بارش اور طوفان کی آمد	۵۴	۱۲-۱۱

	سورۃ	آیت
آپ کا کشتی میں سوار ہونا اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں روانہ ہونا	۵۴	۱۳، ۱۴
ہم نے نوحؑ کو رسول بنا کر بھیجا اور نبوت و کتاب سے ان کی نسل کو بھی سرفراز کیا	۵۷	۲۶
حضرت نوحؑ کی بیوی۔ اس کی خیانت اور انجام	۶۶	۱۰
حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہے	۷۱	۱
آپ کا نسب نامہ، آپ کے باپ مومن تھے	۷۱	۱ حاشیہ
آپ کا وعظ	۷۱	۲، ۳، ۴
بارگاہ الٰہی میں آپ کی فریاد	۷۱	۵-۶-۷
	۷۱	۲۱
آپ کا وعظ، کہیں مختلف اور تکوینی دلائل	۷۱	۸ تا ۲۰
کفار کے لیے بد دعا کہ ان کا نام و نشان مٹا دے	۷۱	۲۶

	سورۃ	آیت
ان پانچ بتوں کی تحقیق جن کی عبادت قوم نوحؑ کیا کرتی تھی	۷۱	۲۳ مع حاشیہ
آپ کی اپنے لیے، اپنے والدین اور اہل ایمان کے لیے دعا	۷۱	۲۸

ہود علیہ السلام

	سورۃ	آیت
قوم عاد نے آپ کو جھٹلایا	۵۴	۱۸
قوم عاد کا دردناک انجام	۵۴	۱۹، ۲۰
عاد نے قیامت کو جھٹلایا	۶۹	۴
ان پر سات رات آٹھ دن سخت آندھی چلتی رہی جس نے ان کو تباہ کر دیا	۶۹	۶-۷-۸
قوم عاد ارم ذات العماد۔ ان کا جو انجام ہوا کیا تم اسے جانتے ہو	۸۹	۶-۷-۸

یونس علیہ السلام

	سورۃ	آیت
یونس علیہ السلام کا واقعہ۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم نے ان کی پاسداری کی، انہیں چن لیا اور نیکوں میں شامل کر لیا	۶۸	۴۸ تا ۵۰

انسان

اس کی عظمت کا قرآنی تصور

	سورۃ	آیت
انسان کو الرحمٰن نے پیدا فرمایا	۵۵	۳
اسے قرآن اور اس کا بیان سکھایا	۵۵	۲ ۴
انسان کو مٹی اور جان کو آگ سے پیدا کیا	۵۵	۱۴، ۱۵
تخلیق آدم کے تدریجی مرحلے	۵۵	۱۴ حاشیہ
جنات کے وجود اور ان کے مکلف ہونے کا ثبوت	۵۵	۱۵ حاشیہ
اے جن و انس تم زمین و آسمان کی سرحدوں سے سلطان کے بغیر نہیں نکل سکتے	۵۵	۳۳
سلطان کی تشریح	۵۵	۳۳ حاشیہ
آیات نازل فرمائیں تاکہ تم سمجھو	۵۷	۱۷
اہل علم و ایمان کے درجات کو بلند فرماتا ہے	۵۸	۱۱
انسان کو چاہیے کل کی فکر کرے	۵۹	۱۸
جو خدا فراموش ہوتا ہے وہ خود فراموش ہوتا ہے	۵۹	۱۹
انسان کو حسن و جمال کا مرقع بنایا	۶۴	۳
مفلس کون ہے	۶۴	۹ حاشیہ
بعض بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو	۶۴	۱۴
مال و اولاد فتنہ ہے	۶۴	۱۵

	سورۃ	آیت
مقدور بھر تقویٰ اختیار کرو	۶۴	۱۶
جسے بخل سے بچا لیا گیا وہ فلاح پا گیا	۶۴	۱۶
موت و حیات سے تمہاری آزمائش مقصود ہے	۶۷	۲
انسان کی تربیت میں خوف الٰہی کا بڑا دخل ہے	۶۷	۱۲ حاشیہ
انسان کو سمع، بصر اور قلب کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا	۶۷	۲۳
قلم اور مسطورات کی قسم کھا کر علم کی عزت افزائی فرمائی	۶۸	
انسان کی طبعی کمزوریاں اور ان کی اصلاح کا اسلامی طریقہ	۷۰	۱۹ تا ۳۵
انسان کو مہمل نہیں چھوڑ دیا جائے گا	۷۵	۳۶
انسان اپنے اعمال میں گروی ہے	۷۴	۳۸
ہر انسان پر ایک ایسا وقت گزرا ہے جب وہ قابل ذکر چیز نہ تھا	۷۶	
انسان کو عقل و فہم کی جو صلاحیتیں بخشی گئی ہیں اس سے مقصد اس کی آزمائش ہے	۷۶	۲-۳
تخلیق انسان اور اس پر گوناگوں نوازشات	۸۰	۸ تا ۳۲
معزز و مکرم رب کریم جس نے تجھ پر بے حساب انعامات کیے	۸۲	۶ تا ۸
قیامت پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے	۸۲	۹

	سورۃ	آیت
غلطیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں	۸۲	۹
ہر شخص اپنے نیک یا بد اعمال کی کمائی تک پہنچ کر شامل رہتا ہے۔ موت کے بعد اس کا پورا اجر یا سزا اسے ملتی ہے	۸۴	۶
ہر انسان کے لیے محافظ مقرر کر دیے گئے ہیں	۸۶	۱ تا ۴
انسان کی تخلیق اس پانی سے ہوتی ہے جو صلب اور ترائب کے درمیان میں سے نکلتا ہے	۸۶	۵ ۔ ۶ ۔ ۷
یخرج من بین الصلب والترائب کی تشریح	۸۶	۷ کا حاشیہ
انسان کو کبھی انعامات سے آزمایا جاتا ہے اور کبھی آلام و مصائب سے	۸۹	۱۵ ۔ ۱۶
دولت کی کثرت اللہ کی رضا اور قلت اس کی ناراضگی کا معیار نہیں ہے	۸۹	۱۶ حاشیہ
انسان کو محنت و مشقت کی زندگی گزارنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے	۹۰	۴
انسان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات: دو آنکھیں، زبان، دو ہونٹ نیز نیکی کی دشوار گھاٹی میں اوپر چڑھنے کی ہدایت بخشی	۹۰	۸ تا ۱۱
انسان کے شایانِ شان افعال: غلام کو آزاد کرنا، یتیم اور مسکین کو کھانا کھلانا کٹھن گھاٹی قرار دیا ہے	۹۰	۱۲ تا ۱۶

	سورۃ	آیت
جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب ہو گیا جس نے اس کو آلودہ کیا، نامراد ہوگیا	۹۱	۹ تا ۱۰
لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ احسن تقویم کی تفصیلی بحث	۹۵	۴ تا ۵
انسان دولت کی محبت میں بہت سخت ہے، وہ بڑا ناشکرا ہے، ان دونوں باتوں کا وہ خود گواہ ہے	۱۰۰	۶ ۔ ۸
سب انسان خسارے میں ہیں بجز ان کے جن میں یہ چار صفات ہوں۔ ایمان، عمل صالح، حق اور صبر کی وصیت	۱۰۳	۱ ، ۲ ۔ ۳

اوامر

	سورۃ	آیت
وزن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو	۵۵	۹
ہر معاملے میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھو	۵۵	۹ حاشیہ
اپنے عظیم پروردگار کی پاکی بیان کرو	۵۶	۷۴
. . . .	۵۶	۹۶
اللہ اور رسول پر ایمان لے آؤ اور ان مالوں سے خرچ کرو جن میں اس نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے	۵۷	۷
مغفرت اور جنت کی طرف تیزی سے آگے بڑھو	۵۷	۲
تقویٰ اختیار کرنے کا حکم، دوگنا رحمت اور نور کی نوید	۵۷	۲۸
نیکی اور تقویٰ کے لیے مشورے کیا کرو	۵۸	۹

	سورۃ	آیت
اللہ سے ڈرتے رہا کرو	۵۸	۹
• • • • •	۵۹	۱۸
اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ	۶۱	۱۴
اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ	۶۲	۱۰
موت سے پہلے اللہ کے دیئے ہوئے مال سے خرچ کرو ورنہ پچھتاؤ گے	۶۳	۱۰
جتنی تمہاری طاقت ہے اتنا اللہ سے ڈرو	۶۴	۱۶
اپنے آپ کو اپنے اہل و عیال کو آتشِ دوزخ سے بچاؤ	۶۶	۶
اپنے رب کے نام کا ذکر کرو تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا	۷۳	۸
اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے کا حکم	۸۷	۱
اے قریش، اس گھر کے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں رزق اور امن دیا	۱۰۶	۳-۴
اے حبیب! ہمارے ذکر سے روگردانی کرنے والوں سے رخِ انور پھیر لیجئے	۵۳	۲۹

بنی اسرائیل

	سورۃ	آیت
قبیلہ بنی نضیر کی غداری اور جلاوطنی	۵۹	۲
ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا کہ ان کے قلعے ان کی حفاظت کریں گے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے برباد کر رہے ہیں	۵۹	۲
وہ اللہ سے زیادہ تم سے ڈرتے ہیں	۵۹	۱۳
یہ کبھی بھی کھلے میدان میں تمہارے ساتھ جنگ نہیں کریں گے	۵۹	۱۴
وہ بظاہر متحد نظر آتے ہیں درحقیقت متفرق ہیں	۵۹	۱۴
موسیٰ علیہ السلام کو اذیت رسانی	۶۱	۵
حضرت عیسیٰ کے بتانے کے باوجود انہوں نے حضور کو ماننے سے انکار کر دیا اور سحرِ مبین کہا	۶۱	۶
جنہیں تورات دی گئی لیکن انہوں نے اس پر عمل نہ کیا ان کی شان گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا انبار لدا ہو	۶۲	۵
اگر تمہارا یہ دعویٰ درست ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کیوں نہیں کرتے	۶۲	۶
وہ اپنے کرتوتوں کے پیشِ نظر یہ تمنا ہرگز نہ کریں گے	۶۲	۷
اہلِ کتاب دلائل کے باوجود فرقوں میں بٹ گئے ہیں	۹۸	۴
حالانکہ انہیں حکم یہ تھا کہ وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ یہی سچا دین ہے	۹۸	۵
یہ جہنمی ہیں، یہ شر البریۃ ہیں	۹۸	۶

جبر و قدر

	سورۃ	آیت
جو مصیبت پہنچتی ہے وہ پہلے لکھی جا چکی ہے	۵۷	۲۲

	سورۃ	آیت
جو چھوٹ جائے اس پر رنجیدہ نہ ہو جو ملے اس پر اتراؤ مت	۵۷	۲۳
جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا	۶۱	۵
کرتوتوں کے باعث دلوں پر مُہر لگ جاتی ہے	۶۳	۳
انسان اور اس کی صلاحیتوں کو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے ان کو استعمال کرنا انسان کا کام ہے	۶۴	۲
انہوں نے منہ پھیرا، اللہ ان سے بے نیاز ہو گیا	۶۴	۶
اللہ کے اذن کے بغیر کوئی مصیبت نہیں پہنچتی	۶۴	۱۱
مصائب میں تسلیم و رضا کی کیفیت ایمان سے پیدا ہوتی ہے	۶۴	۱۱
جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے	۷۴	۳۱ مع حاشیہ
جس کو اللہ چاہتا ہے وہ نصیحت قبول کرتا ہے	۷۴	۵۶
ما تشاءون الا ان یشاء اللہ	۷۶	۳۰
انسان کی بدیوں سے دل زنگ آلود ہو جاتا ہے	۸۳	۱۴

جہاد

	سورۃ	آیت
غزوۂ تبوک کے وقت مالی قربانی کی ترغیب	۵۷	۷ مع حاشیہ

	سورۃ	آیت
نبیوں کو معجزات و کتب کے علاوہ لوہے کا دینے کی حکمت تاکہ معاشرہ کے سرکش افراد کی سرکوبی کر کے عدل قائم کریں	۵۷	۲۵ مع حاشیہ
قبیلۂ بنی نضیر کی جلاوطنی		
اس کے اسباب		
سامانِ حرب اور مضبوط قلعوں کے باوجود ان کی مرعوبیت		
مدینہ طیبہ سے ان کا خروج		
تفصیلات آیت ۲ کے حواشی میں دیکھیں	۵۹	۲
ان کا یہ انجام اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کے باعث ہوا	۵۹	۴
جو درخت جنگ میں حائل ہوں انہیں بے شک کاٹ دو	۵۹	۵
دیگر آداب جنگ	۵۹	۵ حاشیہ
اموال فئی کون کون سے ہیں، ان کا حکم	۵۹	۶ مع حاشیہ
اموال فئی کے مصارف	۵۹	۷
کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء	۵۹	۷
دولت اغنیاء ہی میں نہ گھومتی رہے، متعلقہ مسائل کی تفصیل ان آیات کے حواشی میں ملاحظہ فرمائیں		
یہودی بڑے بزدل ہیں کھلے میدان میں تم سے جنگ نہیں کریں گے	۵۹	۱۴
بظاہر متحد ہیں، بحقیقت منتشر ہیں	۵۹	۱۴
اسلامی جہاد کی خصوصیت کہ وہ صرف راہِ خدا میں ہوتا ہے	۶۱	۴

	سورۃ	آیت
جہاد کا طریقہ یہ ہے کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر لڑو	۶۱	۴
وہ تجارت جو عذاب الیم سے نجات دیتی ہے ایمان، جانی اور مالی جہاد فی سبیل اللہ	۶۱	۱۰-۱۱
اس کی برکت سے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جنت ملے گی	۶۱	۱۲
مزید برآں فتح و کامرانی ارزانی ہوگی	۶۱	۱۳
کفار و منافقین کے ساتھ جہاد جاری رکھو اور ان پر سختی کرو	۶۶	۹
مجاہدین کے گھوڑوں کی قسم	۱۰۰	۱ تا ۵
جن		
جن کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے	۵۵	۱۵
جنات کے وجود اور ان کے مکلف ہونے کا ثبوت	۵۵	۱۵ مع حاشیہ
اے جن و انس تم زمین و آسمان کی حدود سے سلطان کے بغیر نہیں نکل سکتے	۵۵	۳۳
انسانوں کی طرح جنات بھی دعوت اسلام کے مخاطب ہیں		
جنوں کا قرآن سننا، مسلمان ہونا واپس جا کر اپنی قوم کو ہدایت کی دعوت دینا ان کا اخلاص	۷۲	۱ تا ۱۹
شہاب ثاقب سے جنات کی سرکوبی	۷۲	۸-۹
جنات میں سے بعض نیک ہیں اور بعض برے	۷۲	۱۱
جنات میں سے بعض مسلمان ہیں اور بعض کافر	۷۲	۱۴-۱۵
دعائیں		
وہ دعا جو قبول ہوتی ہے	۵۳	۵۵ حاشیہ
فقر اور افلاس سے نجات کی دعا	۵۶	۳۳ حاشیہ
بچوں کو بچپن ہی سے دعا مانگنی چاہیے اس سے ان کو فائدہ پہنچتا ہے	۵۹	۱۰ مع حاشیہ
ابراہیمی دعا	۶۰	۴-۵
مشکلات کے لیے وظیفہ	۶۵	۳ حاشیہ
صحابہ کی دعا اتمم لنا نورنا	۶۶	۸
نظر بد کا تعویذ اور دم	۶۸	۵۱ حاشیہ
دعا مانگنے کا طریقہ۔ پہلے اللہ کی تعریف کرو پھر اس کے حبیب پر درود شریف پڑھو پھر دعا مانگو (ماخوذ حدیث نبوی)	۸۷	۱۴ حاشیہ
ایک دعا جو حضور صحابہ کو یاد کرایا کرتے تھے	۹۰	۸ حاشیہ
گمشدہ چیز کی بازیابی کی دعا	۹۳	۱۱ حاشیہ
مقبول دعا	۱۱۲	فضیلت ورد تمام سورۃ اخلاص
ہر چیز کے شر سے پناہ کی دعا رات کی تاریکی کے شر سے پناہ کی دعا جادو منتر کرنے والیوں کے شر سے پناہ کی دعا شر حاسد سے پناہ کی دعا	۱۱۳	۱ تا ۵ مع حواشی
شیاطین جن و انس کے شر سے بچنے کی دعا	۱۱۴	۱ تا ۶ مع حواشی

سیاسیات

	سورۃ	آیت
اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ	۶۰	۱
دشمن کی جاسوسی کرنے والے کا حکم	۶۰	حاشیہ آیت ۱
اگر کافر تم پر قابو پائیں تو تمہیں ہر طرح کی اذیت پہنچائیں	۶۰	۲
جو کفار تم سے برسرِ پیکار نہیں ان پر نیک احسان کرو	۶۰	۸
البتہ جو کفار تم سے برسرِ پیکار ہیں تمہیں گھروں سے نکالا ہے ان کو دوست بنانے والے ظالم ہی ہوں گے	۶۰	۹
جب دشمن پر مکمل فتح حاصل ہو جائے تو خدا کا شکر کرو اور اپنے رب کی حمد و تسبیح بیان کرو	۱۱۰	۳
شریعت اسلامیہ میں قانون سازی کا حق	۵۸	۵
سلاطین کو خلاف شرع قانون بنانے کی اجازت نہیں	۵۸	۵ حاشیہ
حکومت کو قانون سازی کا کہاں تک حق ہے	۵۸	۵
کسی پر کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا	۵۳	۳۸

شرک اور اس کا بطلان

	سورۃ	آیت
اللہ تعالیٰ پاک ہے ان سے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں	۵۹	۲۳
مساجد میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو	۷۲	۱۸
میں صرف اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں کسی دوسرے کو شریک نہیں ٹھہراتا	۷۲	۲۰
اللہ کے اذن کے بغیر میں ضرر پہنچا سکتا ہوں نہ فائدہ	۷۲	۲۱
مجھے اللہ سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا	۷۲	۲۲
لات، عزیٰ اور منات تینوں کے تفصیلی حالات	۵۳	۱۹-۲۰ مع حواشی
اپنے لیے بیٹے خدا کے لیے بیٹیاں کتنی ظالمانہ تقسیم ہے	۵۳	۲۱، ۲۲
یہ سب وضعی نام ہیں کوئی حقیقت نہیں	۵۳	۲۳
شرک کبیرہ گناہوں میں سے ہے، کبیرہ گناہوں کی تفصیل	۵۳	۳۲ مع حاشیہ
[illegible] اور دلائل جو توحید کے ثبوت کے لیے [illegible] ان سے شرک کا بطلان بھی ہوتا ہے		

شریعت اسلامیہ

۱ شریعت اسلامیہ کی خصوصیات

	سورۃ	آیت
جو قانون سازی کا حق اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں انہیں رسوا کر دیا جاتا ہے	۵۸	۵ مع حاشیہ
سلاطین کو خلاف شرع قانون بنانے کی اجازت نہیں	۵۸	۵ حاشیہ
حکومت کو قانون سازی کا کہاں تک حق ہے	۵۸	۵ حاشیہ
[illegible] حکم اور [illegible] حکم میں فرق	۵۸	۲ حاشیہ

	سورة	آیت
جو اللہ کی حدوں کو توڑتا ہے وہ اپنے اوپر ظلم کرتا ہے	٦٥	١
اسلامی نظام عبادت کی برکت سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے	-	١٩ تا ٣٥
کسی پر کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں لادا جائے گا	٥٣	٣٨
ہر شخص کو وہی ملتا ہے جس کے لیے وہ سعی کرتا ہے	٥٣	٣٩
٢۔ نماز		
نماز ادا کرنے کا حکم	٥٨	١٣
نماز جمعہ کی فرضیت	٦٢	٩
دیگر متعلقہ مسائل	٦٢	حاشیہ آیت ٩
نماز پر دوام	٧٠	٢٣
صبح و شام ذکر الٰہی میں مشغول رہو	٧٦	٢٥-٢٦
٣۔ زکوٰۃ (صدقات)		
راہ خدا میں مال خرچ کرنے کی ترغیب	٥٧	مع حاشیہ
جو شخص اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے رہا ہے جس کے بدلے اسے کئی گنا دے گا	٥٧	١١
صدقہ دینے والے مرد و زن۔ ان کو کئی گنا دے گا	٥٧	١٨
ان کے لیے اجر کبیر ہے	٥٧	١٨
زکوٰۃ دینے کا حکم	٥٨	١٣
ان کے اموال میں سائل اور محروم کا حق ہے	٧٠	٢٤-٢٥
٤۔ جرائم و عقوبات		
دشمن کی جاسوسی کرنا	٦٠	١ کا حاشیہ

	سورة	آیت
٥۔ ظہار		
اسلام میں ظہار کا پہلا واقعہ اس کا حکم	٥٨	١ مع حاشیہ
بیوی کو اپنی ماں کہنا بری بات ہے اور جھوٹ ہے	٥٨	٢
اس طرح وہ تمہاری ماں نہیں بن جاتی	٥٨	٢
ظہار کی تعریف ظہار کا کفارہ تفصیلات	٥٨	٣ مع حواشی
٦۔ مہاجر عورت		
جب کوئی عورت ہجرت کر کے آئے تو اس کا امتحان لو اگر وہ دل سے ایمان لا چکی ہے تو اسے واپس نہ کرو	٦٠	١٠
وہ اب کفار کے لیے حلال نہیں	٦٠	١٠
مہاجر عورت کے امتحان کا طریقہ	٦٠	حاشیہ آیت نمبر ١٠
مومن اور کافر کے درمیان زوجیت کی ممانعت	٦٠	١٠
مہاجر عورت کی عدت کا حکم	٦٠	آیت حاشیہ ٣١
ان کے ساتھ نکاح کا حکم	٦٠	١٠
کافر عورتوں کو مسلمان بھی آزاد کریں	٦٠	١٠
ان عورتوں کے مہر کا مسئلہ	٦٠	
٧۔ طلاق		
طلاق مباح ہے لیکن از حد ناپسندیدہ اسے ابغض الحلال کہا گیا ہے اس سے عرش کانپ جاتا ہے	٦٥	کا حاشیہ

	سُورۃ	آیت
طلاق دینے کا اسلامی طریقہ، اس کی حکمت	۶۵	۱ حاشیہ
حضرت ابن عمرؓ کا حالت حیض میں طلاق دینا اور حضورؐ کی ناراضگی		
طلاق کی قسمیں	۶۵	۱
سنی اور بدعی اور ان کی تشریح		
۸۔ عدت		
عدت کے احکام، مدت عدت کا نفقہ اور سکنی مرد کے ذمہ ہے	۶۵	۱ تا ۳ حواشی
اثنائے عدت میں زوجین میں سے کوئی فوت ہو جائے تو وراثت کا حکم		
اثنائے عدت میں نکاح باطل ہے	۶۵	۱ تا ۳ حواشی
عدت گزرنے کے بعد عورت آزاد ہے		
عدت گزرنے سے پہلے طے کرو کہ اس سے رجوع کرنا ہے یا نہیں بصورت ثانی اسے عمدگی سے رخصت کر دو۔		
دونوں صورتوں میں گواہ بنانا افضل ہے	۶۵	۱ تا ۳ حواشی
نصیحت ان کے لیے ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں		

	سُورۃ	آیت
جن عورتوں کو حیض نہ آتا ہو، ان کی عدت کا حکم	۶۵	۴ مع حاشیہ
حاملہ عورت کی عدت کا حکم	۶۵	۴ مع حاشیہ
عدت گزرنے والی عورتوں کے مختلف احوال اور ان کا حکم	۶۵	۴ مع حاشیہ
انہیں تنگ کرنے کے لیے ضرر نہ دو	۶۵	۶
۹۔ نفقہ و سکنی	۶۵	۶
بیوی جو حاملہ ہو اس کے نفقہ اور سکنی کا حکم	۶۵	۶ حاشیہ
مطلقہ اپنے بچے کو دودھ پلائے تو وہ اجرت لینے کی حقدار ہے	۶۵	۶ حاشیہ
دیگر متعلقہ مسائل		
وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے	۶۵	۷
شیطان		
شیطان پہلے بڑے مکر و فریب سے انسان کو کفر و شرک کے گڑھے میں گراتا ہے پھر اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے اور اس کا تماشا دیکھتا ہے	۵۹	۶

صحابہ کرام، اہل بیت عظام، امت مسلمہ

	سورۃ	آیت
صحابہ کرام السابقون السابقون ہیں	۵۶	۱۰
یہی حضرات مقرب ہیں اور جنت نعیم میں ہیں	۵۶	۱۱-۱۲
پہلے میں ان کی تعداد زیادہ بعد میں کم	۵۶	۱۳-۱۴
ان کی عزت افزائی	۵۶	۱۵ تا ۳۶
حضرت عکاشہ ان ستر ہزار میں سے ہیں جن سے حساب نہیں لیا جائے گا	۵۶	۳۹ کا حاشیہ
صحابہ کی جماعتیں اور درجات کی تقسیم	۵۶	۸۸ حاشیہ
جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا بعد میں آنے والے ان کے ہمسر نہیں ہو سکتے	۵۷	۱۰
ان کا درجہ بہت بڑا ہے (اولئک اعظم درجۃ)	۵۷	۱۰
فتح کے بعد خرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں کو بھی حسن کا اجر ملے گا	۵۷	۱۰
حضرت صدیقؓ کا جبہ، کانٹوں سے ٹانکنا، رضائے الٰہی کا مژدہ حاملین عرش کا یہی لباس زیب تن کرنا	۵۷	۱۰ حاشیہ
حضرت ابو دحداح کی شان ایثار، یہ آیت سن کر اپنا قیمتی باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا	۵۷	۱۱ حاشیہ
حضرت فاروق اعظمؓ اس بڑھیا کی باتیں دیر تک کھڑے سنتے رہے	۵۸	۱ حاشیہ

	سورۃ	آیت
سیدنا علی مرتضیٰ کے سوتے وقت جسم کی حالت	۵۸	۲ حاشیہ
اہل ایمان دشمنان اسلام سے محبت نہیں کرتے۔ خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا قریبی رشتہ دار	۵۸	۲۲
جنگ کے میدان میں صحابہ کا اپنے کافر رشتہ داروں کو قتل کرنا	۵۸	حاشیہ آیت ۲۲
ان کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا گیا ہے روح منہ سے ان کی تائید، جنت کا مژدہ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی	۵۸	۲۲
یہی اللہ کا لشکر ہیں اور یہی غالب ہیں	۵۸	۲۲
حضرت صدیقؓ نے پہلے پہل جام شہادت نوش کرنے کی اجازت طلب کی آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: انت منی بمنزلۃ سمعی و بصری۔ تو میرے کان اور آنکھوں کی جا بجا ہے	۵۸	حاشیہ آیت ۲۲
مہاجرین اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طالب ہیں	۵۹	۸
اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔ اولئک ھم الصادقون۔ یہی سچے ہیں	۵۹	۸
انصار کا اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے ایثار	۵۹	۹

	سورۃ	آیت
انصار کے پیار کی چند مثالیں	۵۹	۹ حاشیہ
اوصاف سے متصف مومن ہی دونوں جہانوں میں کامیاب ہیں	۵۹	۹
گزشتہ مسلمانوں کے لیے دعا کے حضرت رافضی یہود و نصاریٰ سے ایک قدم آگے ہیں حاشیہ نمبر ۲۲	۵۹	۱۰
رافضیوں کا صحابہ پر اعتراض اور اس کا رد	۵۹	۱۰
شیخین کی خلافت کی بشارت	۶۶	۳ حاشیہ
تفسیر مجمع البیان کا حوالہ	۶۶	۳ حاشیہ
حضرت صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو توبہ کا حکم (رحمت ہے زحمت نہیں)	۶۶	۴
جو لوگ حضور کے ساتھ ایمان لائے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ روز حشر رسوا نہیں کرے گا	۶۶	۸
ان کا نور روز حشر ان کے آگے پیچھے پھیل رہا ہوگا	۶۶	۸
ان کی دعا	۶۶	۸
حضرت آسیہ زوجۂ فرعون کی استقامت اور دعا	۶۶	۱۱ مع حاشیہ
حضرت مریم	۶۶	۱۲
سیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی۔ یہ آیات صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہیں	۹۲	۱۷ تا ۲۱

عورت

	سورۃ	آیت
زمانۂ جاہلیت کے ایک رواج ظہار کے بارے میں قرآن کا فیصلہ اسلام میں ظہار کا پہلا واقعہ	۵۸	۱ مع حاشیہ
بیوی کو ماں کہنا بری بات ہے اور جھوٹ	۵۸	۲
اس طرح وہ تمہاری ماں نہیں بن جاتی	۵۸	۲
ظہار کی تعریف ظہار کا کفارہ تفصیلی احکام تفصیلی بحث	۵۸	۳
مندرجہ ذیل معاملات میں شریعت اسلامیہ کے عورتوں کے ضمن میں جو حقوق دیتے ہیں ۱. دار الحرب سے ہجرت کر کے آنے والی مسلمان خاتون ۲. طلاق ۳. عدت ۴. نفقہ جس کی تفصیل درج ہیں		
عورتوں کی بیعت کی عبارت ان کی بیعت کے مقاصد ان کی بیعت کا طریقہ	۶۰	۱۲ مع حاشیہ
بچیوں کے ساتھ محبت اور ان کی عزت کرنے کی ترغیب (احادیث)	۸۱	۸ کا حاشیہ

بقیہ

قرآن کریم

	سورۃ	آیت
نصیحت قبول کرنے والے کے لیے	۵۴	۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰
قرآن آسان بنا دیا گیا ہے		۴۰
قرآن کریم رحمن نے سکھایا ہے	۵۵	۲
مواقع النجوم کی قسم کھا کر فرمایا یہ قرآن کریم ہے	۵۶	۷۷
اسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں	۵۶	۷۹
اسے رب العالمین نے اتارا ہے	۵۶	۸۰
قرآن آیات بینات ہیں جو اپنے بندہ پر اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہیں تاکہ وہ اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو نور کی طرف لے آئے	۵۷	۹
اگر قرآن کریم پہاڑ پر اترتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا	۵۹	۲۱
ایمان لاؤ قرآن پر جو نور ہے	۶۴	۸
قرآن کریم سب کے لیے وجہ عزت و شرف ہے	۶۸	۵۲
قرآن، کسی شاعر کا قول ہے نہ کسی کاہن کا	۶۹	۴۱-۴۲
بلکہ رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے	۶۹	۴۳
اگر آپ خود گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتے تو رگ جان کاٹ دی جاتی	۶۹	۴۴-۴۵، ۴۶
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن یاد کرانا پھر اس کا مفہوم سمجھانا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے	۷۵	۱۶ تا ۱۹
قرآن نصیحت ہے جس کا جی چاہے نصیحت قبول کرے	۷۴	۵۴-۵۵
قرآن کریم نصیحت ہے	۷۶	۲۹
قرآن کریم نصیحت ہے جس کا جی چاہے نصیحت قبول کرے	۸۰	۱۱-۱۲
قرآن کریم تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا	۷۶	۲۳
شان قرآن	۸۰	۱۳ تا ۱۶
قرآن کریم کو ایک جلیل القدر فرشتہ لے کر آیا ہے	۸۱	۱۹-۲۰-۲۱
یہ ذکر للعالمین ہے	۸۱	۲۷
یہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں	۸۵	۲۱-۲۲
قرآن کریم قول فیصل ہے ہنسی مذاق نہیں	۸۶	۱۳ تا ۱۴
قرآن کریم ہم نے لیلۃ القدر میں نازل کیا	۹۷	۱
لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے	۹۷	۲-۳
وجہ تسمیہ یہ کس مہینہ کی کونسی رات ہے	۹۷	ابتدائی حواشی
اس میں فرشتے نازل ہوتے ہیں	۹۷	۴-۵

دیگر آسمانی کتب

	سورۃ	آیت
حضرت عیسیٰ نے تورات کی تصدیق کی	۶۱	۶
موجودہ اناجیل کی تدوین و ترتیب تفصیلات حواشی میں ملاحظہ فرمائیں	۶۱	۶ حاشیہ
برنباس کی شخصیت اور اس کی انجیل کی علمی اور تاریخی حیثیت پر تفصیلی بحث	۶۱	۶ حاشیہ
انجیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی متعدد بشارتیں	۶۱	۶ حاشیہ

	سورۃ	آیت
صحف ابراہیم و موسیٰ میں بھی وہی ہدایات ہیں جو اس قرآن کریم میں ہیں کہ آخرت اس دنیا سے بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے	٨٧	١٨، ١٩

قیامت

	سورۃ	آیت
قیامت بالکل قریب آگئی ہے	٥٤	١ مع حاشیہ
اس کی دلیل	٥٤	١
روز قیامت آسمان پھٹ جائے گا اور اس کا رنگ سرخ ہو جائے گا	٥٥	٣٧
اس کے گناہ کے بارے میں کسی جن و انس سے نہ پوچھا جائے گا۔ وہ خود ہی جواب دہ ہوگا	٥٥	٣٩
مجرموں کا حال	٥٥	٤١ تا ٤٤
قیامت ضرور واقع ہوگی کوئی جھٹلا نہ سکے گا	٥٦	١-٢
قیامت کسی کو ذلیل اور کسی کو سرفراز کرے گی	٥٦	٣
وقوع قیامت کا ہوشربا منظر	٥٦	٤-٥-٦
قیامت کے روز اول و آخر سب جمع کیے جائیں گے	٥٦	٤٩-٥٠
قیامت کے روز تمہیں پیدا کرنا مشکل نہیں	٥٦	٦٠، ٦١، ٦٢
روز قیامت رشتہ داریاں اور اولاد کام نہ آئے گی	٦٠	٣
کفار کا انکار قیامت اور اس کی پرزور تردید	٦٤	٧
قیامت کو یوم تغابن کہنے کی وجہ	٦٤	٩
کفار پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی؟ آپ فرما دیجئے اس کا علم اللہ کے پاس ہے	٦٧	٢٥-٢٦

	سورۃ	آیت
قرب قیامت کے وقت کفار کی حالت	٦٧	٢٧
قیامت آکر رہے گی (الحاقہ)	٦٩	٢-٣
قیامت پر ایمان انسان کا احسان ہے	٦٩	حاشیہ آیت ١٨
جب صور پھونکا جائے گا تو زمین اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے آسمان پھٹ جائے گا	٦٩	١٣ تا ١٦
فرشتے ہر طرف کنارے کنارے ہو جائیں گے	٦٩	١٧
آٹھ فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہوں گے	٦٩	١٧
قیامت کے روز آسمان اور پہاڑوں کی حالت	٧٠	٨-٩
کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کو نہیں پوچھے گا	٧٠	١٠
مجرم چاہے گا کہ اپنے بچوں، بیوی بلکہ سب کو فدیہ دے کر خود چھوٹ جائے لیکن ناممکن	٧٠	١١ تا ١٤
قسمیں کھا کر بتایا کہ قیامت ضرور آئے گی	٧٥	١، ٢
انسان کا یہ خیال باطل ہے کہ دوبارہ زندگی ناممکن ہے	٧٥	٣-٤
قیامت کے انکار کی وجہ	٧٥	٥
وقوع قیامت کے وقت کا منظر	٧٥	٦ تا ٩
اس روز کفار کے لیے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی	٧٥	١٠، ١١، ١٢
انسان کو اس کے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا	٧٥	١٣
انسان چاہے جو بہانے بنائے اسے حقیقت حال کا علم ہے	٧٥	١٤-١٥

	سُورۃ	آیت
اہلِ ایمان کے چہرے تروتازہ ہوں گے	۷۵	۲۲۔۲۳
بدکاروں کے چہروں پر نحوست برس رہی ہوگی	۷۵	۲۴۔۲۵
جس نے انسان کو قطرۂ آب سے بنایا اُس کو دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہے	۷۵	۳۷ تا ۴۰
جب صُور پھونکا جائے گا تو کفار کے لیے وُہ بڑا سخت دن ہوگا	۷۴	۸۔۹۔۱۰
دوزخ بہت بڑی آفت ہے	۷۴	۳۰ تا ۳۶
پانچ قسمیں کھا کر بتایا کہ قیامت ضرور آئے گی	۷۷	۱ تا ۷
قیامت کا ہولناک منظر	۷۷	۸ تا ۱۴
اُس روز جھٹلانے والوں کی تباہی ہوگی	۷۷	۱۵
جہنم کا ہولناک منظر	۷۷	۲۹ تا ۳۳
روزِ قیامت یوم الفصل ہے مجرموں سے قوتِ گویائی سلب کر لی جائے گی	۷۷	۳۵ تا ۳۹
قیامت کے بارے میں ان کے شکوک اور اُن کا رَد	۷۸	۱ تا ۵
وقوعِ قیامت پر تکوینی دلائل	۷۸	۶ تا ۱۶
وقوعِ قیامت کے لیے ایک وقت مقرر ہے	۷۸	۱۷
منظرِ قیامت	۷۸	۱۸ تا ۲۰
عذابِ قیامت	۷۸	۲۱ تا ۳۰
قیامت ضرور آئے گی	۷۹	۱ تا ۵
وقوعِ قیامت پر کفار کا اظہارِ حیرت	۷۹	۱۰ تا ۱۲
جب قیامت برپا ہوگی انسان کو اپنے	۷۹	۳۵

	سُورۃ	آیت
سارے اعمال یاد آجائیں گے	۷۹	۳۵
روزِ حشر انسان اپنے بھائی، ماں، باپ بیوی اور بچوں سب سے بھاگے گا	۸۰	۳۴ تا ۳۶
کتنے چہرے خوش و خرم اور مسکراتے ہوں گے	۸۰	۳۸۔۳۹
کئی چہرے غبار آلود اور سیاہ ہوں گے	۸۰	۴۰ - ۴۱
وقوعِ قیامت کا منظر	۸۰	۳۳
سُورج اور ستارے بے نُور، پہاڑ گردش میں سمندر شعلے (اس کی وجہ)	۸۱	۱ تا ۶
زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ اُسے کیوں زندہ درگور کیا گیا تھا	۸۱	۸
جو کچھ اُس نے کیا، روزِ قیامت عیاں ہو جائے گا	۸۲	۱ تا ۵
کئی قسمیں کھا کر فرمایا قیامت ضرور آئے گی	۸۹	۱ تا ۵
جب قیامت برپا ہوگی اُس وقت انسان کی آنکھ کھلے گی لیکن بے سُود	۸۹	۲۱ تا ۲۳
وقوعِ قیامت کا منظر	۹۹	۱ تا ۵
روزِ قیامت لوگ گروہ در گروہ نکلیں گے جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی اُسے اُس کا اجر ملے گا جس نے ذرہ برابر گناہ کیا ہوگا اُسے اُس کی سزا ملے گی	۹۹	۶-۷-۸
جس روز لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ اُون کی مانند ہوں گے	۱۰	۱ تا ۹
اُس روز جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وُہ خوش و خرم ہوگا	۱۰۰	۶

	سورۃ	آیت
جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہ دوزخ میں ہوں گے	۱۰۱	۹ ۔ ۸
قیامت کے جھٹلانے والے یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ سنگدلی سے سلوک کرتے ہیں نمازوں میں سستی اور ریاکاری ان کا شعار ہے	۱۰۷	۷ ۔ ۱

کفار و مشرکین

	سورۃ	آیت
ان کے عقائد		
ان کے اطوار		
عبرتناک انجام		
کفار معجزہ دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے	۵۴	۲
وحی کی تکذیب، جھوٹے نفس کی پیروی ان کا شیوہ ہے	۵۴	۳
روز قیامت ان کی حالت زار	۵۴	۸ ۔ ۷
کفار کس غلط فہمی میں مبتلا ہیں	۵۴	۴۳، ۴۴
انہیں یقیناً شکست ہوگی	۵۴	۴۵
روز قیامت ان کا حال زار	۵۴	۴۸ ۔ ۴۷
اصحاب المشئمہ	۵۶	۹
ان کی حالت زار	۵۶	۴۱ تا ۴۴
اس کی وجہ	۵۶	۴۶ ۔ ۴۵
وہ منکرین قیامت تھے	۵۶	۴۷
اس کی سزا	۵۶	۵۱ تا ۵۶
ان کی بدقسمتی ملاحظہ ہو کہ ان کے حصہ میں تکذیب قرآن کے سوا کچھ نہیں	۵۶	۸۲ ۔ ۸۱

	سورۃ	آیت
مکذبین کا انجام	۵۶	۹۴، ۹۳، ۹۲
اے کفار، تمہارے ایمان نہ لانے کی وجہ کیا ہے؟	۵۷	۸
کفار کے لیے دردناک عذاب ہے	۵۸	۴
جو اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے	۵۸	۵
کفار کے لیے رسوا کن عذاب ہے	۵۸	۵
اگر کفار تم پر بس پائیں تو تمہاری تذلیل کر دیں	۶۰	۲
بڑا ظالم ہے جو اللہ پر افترا باندھتا ہے	۶۱	۷
یہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں لیکن کامیاب نہ ہوں گے	۶۱	۸
کفار اپنے کفر کی سزا لیں	۶۴	۵
انہوں نے اللہ کے رسولوں کا انکار کیا اور کہا یہ بشر ہیں؟ تو اللہ بھی ان سے بے پروا ہو گیا	۶۴	۶
اللہ اور اس کے رسول کے نافرمانوں کو سخت سزا دی جائے گی	۶۵	۸
کفار کا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا	۶۶	۷
کفار کے لیے جہنم	۶۷	۶
کفار کا دوزخ میں پھینکا جانا اور دیگر ہولناک مناظر	۶۷	۷، ۸، ۹
کفار کا اعتراف گناہ کرنا	۶۷	۱۱
کفار اللہ کے عذاب سے کیوں نہیں ڈرتے	۶۷	۱۷، ۱۶
گزشتہ برباد شدہ قوموں سے عبرت حاصل کرو	۶۷	۱۸
کیا ان کے پاس ایسا لشکر ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچا سکے؟	۶۷	۲۰

	سُورۃ	آیت
اگر وہ رزق بند کر دے تو وہ کیا کریں گے	۶۷	۲۱
کفار منہ کے اوندھے کیسے مُنہ سے چلے جا رہے ہیں	۶۷	۲۲
کفار کو تنبیہ کہ تمہیں عذاب سے کون بچائے گا	۶۷	۲۸
کفار تمنا کرتے ہیں کہ آپ نرمی اختیار کریں تاکہ وہ بھی شدت ترک کر دیں	۶۸	۹
ایسے کافر کے پیچھے چلنے سے ممانعت جس میں یہ عیوب ہوں	۶۸	۱۰ تا ۱۶
باغ والے کفار کی تباہی کا تذکرہ	۶۸	۱۷ تا ۳۳
کیا کفار کے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل ہے کہ سارے کام ان کی منشاء کے مطابق ہوں گے	۶۸	۳۵ تا ۴۱
کفار کو روز قیامت سجدہ کرنے کا حکم دیا جائے گا لیکن وہ سجدہ نہ کر سکیں گے	۶۸	۴۲
کفار کو بصورت استدراج بھی سزا دی جاتی ہے	۶۸	۴۴ مع حاشیہ
جن اقوام نے رسولوں کی مخالفت کی انہیں سختی سے پکڑ لیا گیا	۶۸	۹-۱۰
کفار کے بائیں ہاتھ میں ان کا نامۂ عمل دیا جائے گا	۶۹	۲۵
ان کا واویلا	۶۹	۲۵ تا ۲۹
حکم ہوگا کہ اسے پکڑو اور زنجیروں میں جکڑ کر جہنم رسید کر دو	۶۹	۳۰ تا ۳۲
کیونکہ یہ اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا اور نہ مسکین	۶۹	۳۳-۳۴

	سُورۃ	آیت
کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیا کرتا تھا	۶۹	۳۳-۳۴
اس کا آج کوئی دوست نہیں۔ اس کا کھانا غسلین ہے	۶۹	۳۵-۳۶ ۳۷
کفار جس عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ واقع ہونے والا ہے اُسے کوئی روک نہیں سکتا	۷۰	۲۰
روز قیامت پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا	۷۰	۴
ان کو کھیل کود میں مشغول رہنے دیں	۷۰	۴۲ تا ۴۴
قوم نوح کے رئیس دوسروں کو کہتے اپنے بتوں کو ہرگز نہ چھوڑنا خصوصاً ودّ، سواع، یغوث اور نسر کو	۷۱	۲۳
بت پرستی کا آغاز اور رواج	۷۱	۲۳ حاشیہ
ان پانچ بتوں کی مزید تحقیق	۷۱	[illegible]
عذاب قبر کا ثبوت قرآن و سنت سے	۷۱	۲۵
ان کی اولاد کے بارے میں آپ کا علم کہ سب گمراہ پیدا ہوں گے	۷۱	۲۷
اپنی موت کے وقت کفار کی حالت	۷۵	۲۶ تا ۳۰
نہ قرآن کی تصدیق کی، نہ نماز ادا کی بلکہ جھٹلایا اور منہ موڑ لیا	۷۵	۳۱ تا ۳۳
اس کی تباہی قریب تھی	۷۵	۳۴-۳۵
اگر تم کفر کرتے رہے تو روز حشر کیسے بچو گے	۷۳	۱۷-۱۸
ولید بن مغیرہ کے بارے میں غضب کا اظہار	۷۴	۱۱ تا ۲۴
وہ واقعہ جو قہر الٰہی کا باعث بنا	۷۴	۱۸ کا حاشیہ

	سورۃ	آیت
وہ کہتا ہے کہ قرآن جادو ہے یہ جادوگر ہیں	۷۴	۲۴، ۲۵
اس کو دوزخ میں پھینکا جائے گا	۷۴	۲۶ تا ۲۹
کفار کے لیے شفاعت نہیں	۷۴	۴۸
کفار ان گدھوں کی طرح ہیں جو شیر کو دیکھ کر بھاگے جا رہے ہیں	۷۴	۴۹، ۵۰ ۵۱
کفار ایمان لانے کے بجائے عذر پیش کرتے ہیں	۷۴	۵۲
کفار کے لیے سعیر، طوق و سلاسل	۷۶	۴
یہ لوگ اس جہان کی نعمتوں کو پسند کرتے ہیں اور آخرت کی نعمتوں کو نظرانداز کرتے ہیں	۷۶	۲۷
سرکشوں اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا	۷۹	۳۷، ۳۸ ۳۹
ناشکرا انسان ہلاک ہوگا	۸۰	۱۷
وہ اپنی تخلیق پر غور کیوں نہیں کرتے	۸۰	۱۸ تا ۲۲
صرف سرکش اور بدکار ہی قیامت اور قرآن کا انکار کرتے ہیں	۸۳	۱۱، ۱۲، ۱۳
انہیں دیدار الٰہی سے محروم کر دیا جائے گا	۸۳	۱۵
پھر انہیں جہنم رسید کر دیا جائے گا	۸۳	۱۶، ۱۷
جس کتاب میں کفار کے اعمال درج ہوں گے اسے سجین کہا جاتا ہے	۸۳	۷، ۸
اہل ایمان کا مذاق اڑانا ان کا دستور ہے	۸۳	۲۹ تا ۳۲
ان کا نامۂ عمل انہیں پس پشت دیا جائے گا	۸۴	۱۰
اس پر اس کا شور و غوغا	۸۴	۱۱، ۱۲، ۱۳
اصحاب الاخدود تباہ ہو گئے، ان کے لیے ابدی عذاب	۸۵	تا ۷

	سورۃ	آیت
مسلمانوں پر ان کی ناراضگی کی صرف یہ وجہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے تھے	۸۵	۸، ۹
کفار مکر و فریب کر رہے ہیں میں انہیں ناکام بنا دوں گا	۸۶	۱۵
روز قیامت کفار کی حالت زار	۸۸	تا ۷
بدبخت آگ میں جلیں گے	۹۲	۱۴، ۱۵، ۱۶
انسان جب اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے تو سرکشی کرنے لگتا ہے	۹۶	۶، ۷، ۸
ابوجہل کی گستاخانہ دست درازی [illegible]	۹۶	۹، ۱۰
اگر وہ ہدایت قبول کرتا تو کتنا اچھا ہوتا	۹۶	۱۱، ۱۲
اگر وہ ان گستاخیوں سے باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے	۹۶	۱۵ تا ۱۹
کفار و مشرکین ہمیشہ جہنم میں رہیں گے		
کیا وہ نہیں جانتے کہ قیامت کے روز قبروں کو ظاہر کر دیا جائے گا اور سینے کے راز افشاء ہوں گے	۱۰۰	۹، ۱۰
مال زیادہ کرنے کی ہوس نے تمہیں غافل کر دیا ہے	۱۰۲	۱ تا ۵
ہلاکت ہے طعنے دینے والوں کے لیے	۱۰۴	۱
پس پشت عیب جوئی کرنے والوں کے لیے		
جو مال جمع کرتا ہے اور اسے گن گن کر رکھتا ہے	۱۰۴	۲

	سورۃ	آیت
خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اُسے لازوال بنا دے گا	١٠٤	٣
اس کے لیے حطمہ ہے حطمہ کی توضیح	١٠٤	٤تا٩
کعبہ پر ابرہہ کی لشکر کشی اور ذلیل ہے اس کی بیخ کنی کی تفصیلات،	١٠٥	١تا٥
کفار کو قرار دیا کہ پہلے ہی سے تمہارے بتوں کی پوجا کی واسطہ کر لی کہ تمہی طرح تم کو بھی اس معبود برحق کی عبادت کی توفیق نصیب نہ ہوئی ہے نہ ہوگی	١٠٩	١تا٦
مشرکوں نے بتوں کے فرضی نام رکھ چھوڑے ہیں جن کی کوئی سند نہیں	٥٣	٢٣
یہ محض ظن اور ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہیں	٥٣	٢٣
کفار کے لیے شفاعت نہیں	٥٣	٢٦ مع حاشیہ
مشرکین فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں	٥٣	٢٧
یہ محض ظن کے پیروکار ہیں	٥٣	٢٨
اور ظن کوئی فائدہ نہیں دیتا	٥٣	٢٨
کفار کے اخلاق و اطوار	٥٣	٢٩-٣٠-٣١-٣٢

معاشیات

	سورۃ	آیت
قرآن میں بخیلی اور کمی کی ممانعت	٥٥	٩ مع حواشی
والارض وضعها للانام سے اشتراکیت کا نظریہ ثابت کرنا غلط ہے	٥٥	١٠ حاشیہ

	سورۃ	آیت
دولت کی فراوانی کبھی سرکشی و طغیان کا باعث بھی بن جاتی ہے	٥٦	٤٥
جو مال تمہارے پاس ہیں ان میں تم اللہ کے نائب ہو	٥٧	٧
جو لوگ راہ خدا میں مال خرچ کرتے ہیں ان کے لیے اجر کبیر ہے	٥٧	٧
جو لوگ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں وہ اللہ کو قرض حسن دیتے ہیں	٥٧	١١
جو لوگ راہ خدا میں مال خرچ کرتے ہیں ان کے لیے اجر کبیر ہے	٥٧	١٨
دنیوی زندگی لہو و لعب ہے، زینت مال اور اولاد کی کثرت پر تفاخر ہے	٥٧	٢٠
اس کی مثال	٥٧	٢٠
وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور	٥٧	٢٠
مال فئی کی تعریف اس کے مصارف مال غنیمت	٥٩	٦-٧ مع حواشی
اسلامی اقتصادیات کا زریں اصول کہ دولت اغنیاء ہی میں گھومتی نہ رہے	٥٩	٧
اسلامی بیت المال اس کے ذرائع آمدن اور مصارف تفصیلی بحث	٥٩	٧ مع حاشیہ
نماز جمعہ کے بعد کسب معاش کے لیے زمین میں پھیل جاؤ	٦٢	١٠

	سورۃ	آیت
کسب معاش کو اللہ کا فضل فرمایا	۶۲	۱۰
اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا تمہارے لیے بہتر ہے	۶۴	۱۶
بخل سے بچنے کی ترغیب	۶۴	۱۶
راہ خدا میں جو مال تم خرچ کرتے ہو وہ گویا اسے قرض دیتے ہو جو کئی گنا کر کے واپس کیا جائے گا	۶۴	۱۷
جو مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا اسے سخت سزا ملے گی۔ زنجیروں میں جکڑ کر واصل جہنم کیا جائے گا	۶۹	۳۳، ۳۴
کسب رزق حلال کو جہاد کے برابر درجہ دیا گیا	۷۳	۲۰ مع حاشیہ
احتکار ذخیرہ اندوزی سے نفرت	۷۰	۱۸
راہ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب	۷۰	۲۴
دوزخی کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے	۷۴	۴۲، ۴۳، ۴۴
کم تولنے اور کم ناپنے سے سخت ممانعت اور ایسے لوگوں کے لیے تباہی کی پیشین گوئی	۸۳	۱، ۲، ۳
انہیں قیامت کے خوفناک دن سے ڈرایا جا رہا ہے	۸۳	۴، ۵، ۶
یتیموں کی تکریم نہ کرنا، غریب کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینا، مال سے بے پناہ محبت انسان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل کر دیتی ہے	۸۹	۱۷ تا ۲۰

	سورۃ	آیت
اعمال خیر: غلام کو آزاد کرنا یتیم اور غریب کو کھانا کھلانا	۹۰	۱۲ تا ۱۶
سیدنا علی بیت المال کے در و دیوار سے کہتے، گواہ رہنا میں نے تمہیں حق کے ساتھ بھرا اور حق کے ساتھ خالی کیا	۹۹	۸ حاشیہ
قریش کے دلوں میں تجارت کی الفت پیدا کر دی، انہیں خوشحال بنا دیا	۱۰۶	۱ تا ۴
یتیموں کو دھکے دے کر نکالنا، مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینا، استعمال کی چیزوں کو روکے رکھنا۔ یہ قیامت پر ایمان نہ ہونے کی نشانی ہے	۱۰۷	۱ تا ۷
لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ اس آیت سے اشتراکیوں کا غلط استدلال	۵۳	۳۹ کا حاشیہ

مومنین اور متقین

	سورۃ	آیت
جنات اور نہریں	۵۴	۵۴
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں شرف باریابی اور دیگر اعزازات	۵۴	۵۵ مع حاشیہ
اولیاء اللہ جب فرشتے جنت کی طرف چلنے کی دعوت دیں گے تو کہیں گے کہ ہمارا مقصود تو اللہ تعالیٰ ہے	۵۴	۵۵ حاشیہ
جو اللہ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا ہے اس کے لیے دو جنتیں ہوں گی	۵۵	۴۶

	سُورۃ	آیت
ان دو جنتوں کے تفصیلی حالات	۵۵	۴۶ تا ۶۱
ان کے علاوہ انہیں دو اور باغ ملیں گے ان کی تفصیل	۵۵	۶۲ تا ۷۶
اصحاب المشئمۃ دوزخ میں ہوں گے	۵۶	۸
اصحاب الیمین کی عزت افزائیاں	۵۶	۲۷ تا ۴۰
مقربین کی عزت افزائی	۵۶	۸۸ ، ۸۹
اصحاب یمین پر مہربانیاں	۵۶	۹۰ ، ۹۱
اہل ایمان جب قبروں سے اٹھیں گے تو ان کا نور ایمان آگے اور دائیں جانب ضوفشاں ہوگا	۵۷	۱۲
کیا ابھی وہ گھڑی نہیں آئی کہ اہل ایمان کے دل ذکر الٰہی کے لیے خشوع کریں	۵۷	۱۶ تا خاتمہ
اہل کتاب کی طرح نہ ہو جاؤ کہ وقت گزرنے کے ساتھ ان کے دل سخت ہو جائیں	۵۷	۱۶
جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے وہ صدیق و شہید ہے	۵۷	۱۹
نیکی اور تقویٰ کے بارے میں مشورہ کیا کرو	۵۸	۹
گناہ، ظلم اور نافرمانی کے بارے میں مشورہ کی ممانعت	۵۸	۹
اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل علم کے درجات کو بلند فرمائے گا	۵۸	۱۱
اہل ایمان اللہ اور اس کے رسول کے مخالفین سے محبت نہیں کرتے خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہوں	۵۸	۲۲
ایسے لوگوں پر انعامات الٰہی	۵۸	۲۲
اے مومنین اللہ سے ڈرو اور کل کی فکر کرو	۵۹	۱۸
خدا کو فراموش نہ کرو ورنہ خود فراموش بن جاؤ گے	۵۹	۱۹
اہل جنت اور دوزخی برابر نہیں ہو سکتے	۵۹	۲۰
اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست مت بناؤ	۶۰	۱
ان کی میٹھی باتوں پر مت جاؤ وہ سنگدل ظالم ہیں	〃	۲
تمہارے رشتہ دار اور اولاد تمہیں نفع نہ پہنچائے گی	۶۰	۳
اہل ایمان و عمل کی جزا تکفیر سیئات اور دخول جنت	۶۴	۹
ایمان سے تسلیم و رضا کی کیفیت نصیب ہوتی ہے	۶۴	۱۱
مومن اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں	۶۴	۱۳
اے اہل ایمان، کچھ بیویاں اور کچھ بچے تمہارے دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو	۶۴	۱۴
مال و اولاد محض آزمائش ہیں	۶۴	۱۵
جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی نجات کی راہ نکالتا ہے اور وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے گمان نہیں ہوتا	۶۵	۲-۳
جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اُسے کافی ہے	۶۵	۳
جو تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے کام کو آسان بنا دے گا	۶۵	۴

	سورۃ	آیت
جو تقویٰ اختیار کرے گا اس کی برائیاں دور کر دیا جائے گا اور اُسے بڑا اجر ملے گا	۶۵	۵
اہل ایمان ہی اہل خرد ہیں	۶۵	۱۰
جو بن دیکھے اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور اجر کبیر ہے	۶۷	۱۲
متقین کے لیے جنت نعیم ہے	۶۸	۳۴
مسلمان اور کافر یکساں نہیں	۶۸	۳۵، ۳۶
اہل ایمان کو ان کے نامہ ہائے عمل دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ ان کی خوشی	۶۹	۱۹ تا ۲۴
جذب الٰہی اور شیخ کامل کی توجہ کے بغیر فنائے قلب کے بعد آگے سفر ممکن نہیں	۷۰	۴ حاشیہ
شیخ کامل کی توجہ سے وہ مقام ملتا ہے جو مجاہدات و عبادات و ریاضت سے نہیں ملتا	۷۳	۸ کا حاشیہ
ابرار کے لیے جنت کی نعمتیں	۷۶	۵، ۹
ابرار کی صفات حمیدہ۔ وہ نذر پوری کرتے ہیں اور قیامت سے ڈرتے ہیں۔	۷۶	۷
اللہ کی محبت کے لیے وہ مسکین یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں	۷۶	۸، ۹، ۱۰
اللہ تعالیٰ اُنہیں قیامت کے شر سے بچائے گا	۷۶	۱۱
دیگر نعمات	۷۶	۱۱ تا ۲۲

	سورۃ	آیت
متقین پر عنایات	۷۸	۳۰ تا ۳۴
مدبرات امر میں وہ شامل ہیں	۷۹	۵
ان کی قبور کی زیارت کی وجہ سے زائرین کی مشکلیں حل ہوتی ہیں	۷۹	۵ کا حاشیہ
اللہ کے مقبولوں کو روزِ قیامت کوئی حزن نہ ہوگا	۷۹	۱۱ حاشیہ
جو اللہ کی جناب میں حاضر ہونے سے ڈرتا رہا اور نفس کو سرکشی سے روکتا رہا اس کا مقام جنت ہے	۷۹	۴۰، ۴۱
خواہش نفس سے بچنے کا طریقہ شیخ کامل کا دامن مضبوطی سے پکڑنا ہے	۷۹	۴۰ کا حاشیہ
جس کتاب میں ابرار کے اعمال محفوظ ہیں اس کا نام علیین ہے	۸۳	۱۸، ۱۹، ۲۰
علیین کی مزید تحقیق	۸۳	حاشیہ آیت بالا
ابرار پر مزید عنایات	۸۳	۲۲ تا ۲۸
ان کو نامۂ عمل دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ خوشی خوشی واپس لوٹیں گے	۸۴	۷، ۸، ۹
اہل ایمان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے	۸۴	۲۵
جو تزکیۂ نفس کرتا ہے اپنے رب کا ذکر کرتا ہے۔ نماز ادا کرتا ہے۔ وہ کامیاب ہوگا	۸۷	۱۴، ۱۵
اہل ایمان کے شگفتہ چہرے اور دیگر بے شمار انعامات	۸۸	۸ تا ۱۶
نفس مطمئنہ کو بشارتیں (ارجعی الی ربک)	۸۹	۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰
متقی دوزخ کی آگ سے بچ جائیں گے	۹۲	۱۷ تا ۲۰

	سورۃ	آیت
حضرت غوث اعظمؒ کا ارشاد (قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ)	۹۳	۱۱ حاشیہ
ایمان والوں کے لیے اجر غیر ممنون ہے	۹۵	۶ مع حاشیہ
اہلِ ایمان خیر البریۃ ہیں انہیں جنت ملے گی	۹۸	۷-۸
اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی	۹۸	۸
یہ سعادت اُسے ملتی ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے	۹۸	۸
مرشد کامل کی توجہ سے مریدوں کے فطری نقائص اور خامیاں بھی دُور ہو جاتی ہیں	۱۱۰	۲ کا حاشیہ

مُنافقین

	سورۃ	آیت
روزِ قیامت منافق کہیں گے اے اہلِ ایمان ہمیں بھی اپنے ساتھ لے چلو تاکہ تمہارے نورِ ایمان سے ہم بھی استفادہ کریں۔ ان کا جواب	۵۷	۱۳
منافق پکاریں گے کیا دُنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے مسلمانوں کا جواب	۵۷	۱۴
آج ان سے اور کفار سے کوئی فدیہ قبول نہ ہوگا	۵۷	۱۵
مُنافقین گناہ، ظلم اور رسُولؐ کی نافرمانی کے لیے سرگوشیاں کرتے ہیں حالانکہ انہیں روکا گیا ہے	۵۸	۸
منافقین کی دلی ہمدردیاں کفّار کے ساتھ ہیں	۵۸	۱۴ حاشیہ
وُہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں	۵۸	۱۴
ان کے لیے شدید عذاب تیار ہے	۵۸	۱۵
اُنہوں نے قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اس طرح وُہ لوگوں کو اسلام سے روکتے ہیں	۵۸	۱۶
ان کے مال اور ان کی اولاد انہیں عذاب الٰہی سے بچا نہ سکے گی	۵۸	۱۷
روزِ قیامت کے دن بھی جھوٹی قسمیں کھائیں گے	۵۸	۱۸
شیطان نے ان پر تسلط جما رکھا ہے اور یادِ خدا سے انہیں غافل کر دیا ہے	۵۸	۹
یہی لوگ حزب الشیطان ہیں	۵۸	۱۹
منافقین نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا کہ وُہ ہرگز مدینہ نہ چھوڑیں ہم تمہارے ساتھ ہیں تمہارے ساتھ ہم بھی نکلیں گے یہاں سے چلیں گے	۵۹	۱
وُہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے وُہ پرلے درجے کے جھوٹے اور بزدل ہیں	۵۹	۱۲
منافقین اور یہود کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان اور انسان	۵۹	۱۶-۱۷
منافق آنحضورؐ کی رسالت کی گواہی دیتے اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے	۶۳	۱
اپنی قسموں کو انہوں نے ڈھال بنا رکھا ہے	۶۳	۲
ان کے کرتوتوں کے باعث ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی	۶۳	۳
ان کے ظاہر خوشنما، باتیں بڑی رسیلی لیکن خود بے کار	۶۳	۴

	سورۃ	آیت
پرلے درجے کے بزدل	۶۳	۴
یہ دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہیے	۶۳	۴
طلب مغفرت کے لیے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے سے انکار	۶۳	۵
جو تیری بارگاہ میں حاضر ہو گا اس کو بخشا نہیں جائے گا	۶۳	۷
عبداللہ بن ابی کا کہنا کہ مسلمانوں کی روٹی اور چندہ بند کردو۔ یہ خود ہی تتر بتر ہو جائیں گے	۶۳	۵ حاشیہ
منافقین بے جگر ہیں	۶۳	۵
منافق کہتے ہیں مدینہ جا کر عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ اس کا رد	۶۳	۹

	سورۃ	آیت
نواہی		
اپنی خودستائی مت کرو	۵۳	۳۲
تولنے میں زیادتی مت کرو	۵۵	۸
کم مت تولو	۵۵	۹
گناہ، ظلم اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں خفیہ مشوروں کی ممانعت	۵۸	۹
اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ	۶۰	۱
اے ایمان والو جن پر اللہ کا غضب ہے انہیں دوست نہ بناؤ	۶۰	۳
تمہیں اموال و اولاد ذکرِ الٰہی سے غافل نہ کر دیں	۶۳	۹

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً نہایت غور اور امعان نظر سے پڑھا ہے اور
میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

ابوالفیض محمد عبدالکریم
خطیب جامع مسجد خانقاہ ڈوگراں
ضلع شیخوپورہ

ابوالفیض محمد عبدالکریم
ابدالوی چشتی

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف سورۃ النجم

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام النجم ہے جو اس کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں تین رکوع باسٹھ آیتیں، [illegible] حروف ہیں۔
زمانۂ نزول: حضرت حسن بصری، عکرمہ، عطاء، جابر وغیرہم کے نزدیک یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کے مکی ہونے کا قول اصح ہے۔ حضرت ابن مسعود سے مروی ہے: اول سورۃ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ۔ یعنی پہلی سورت ہے جس کا حضور نے مکہ میں [illegible] جب آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ ریز ہوئے تو سامعین پر [illegible] مشرک سب کے سب سجدے میں گر گئے [illegible] تھے جو قرآن [illegible] لیکن جب حضور نے مجمع عام میں اس کی تلاوت شروع کی تو اس کے [illegible] مخالفت کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور وہ بھی سجدے میں گر گئے۔

سورۃ النجم کے سال نزول کے بارے میں بعض مصنفین نے یہ لکھا ہے کہ یہ سورت ہجرت کے پانچویں سال ماہ رمضان میں نازل ہوئی۔ انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ سورت جب نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجمع عام میں [illegible] اس کی تلاوت [illegible] اور جب اس کی آخری آیت تلاوت کی فاسجدوا للہ واعبدوا تو حضور نے بھی سجدہ کیا اور اس محفل میں مسلمان اور کافر سب کے سب سربسجود ہو گئے۔ اس سے یہ بات مشہور ہو گئی کہ [illegible] اسلام ہو گئے ہیں۔ [illegible] ہجرت کر کے [illegible] جب وہاں پہنچے تو [illegible] چنانچہ ان میں سے [illegible] [illegible]

ماہ رمضان کو اس کے نزول کا سنہ متعین کیا ہے لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو یہ استدلال کئی وجوہ سے محل نظر ہے۔

اس سورت کے مضامین اس [illegible] کرتے ہیں کہ اس کا نزول ہجرت کے پانچویں سال [illegible] میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہے خصوصاً [illegible] سدرۃ المنتہیٰ عندہا جنۃ المأویٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آخر میں تنبیہ فرما دی کہ ان سچائیوں کا انکار کرنے والے تم پہلے لوگ نہیں ہو، تم سے پہلے بھی کئی بد نصیب قوموں نے ان کو ماننے سے انکار کیا، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تباہ کر دی گئیں۔ اگر تم لوگ بھی یہی وتیرہ اختیار کرو تو اس کا نتیجہ بھی مختلف نہ ہوگا۔ اسی نصیحت پر اس سورت کا اختتام ہوا ہے کہ سب سے بڑی خبر، کلامِ الٰہی جس پر تم تعجب کرتے اور ہنستے ہو اور بے پروائی سے گزر جاتے ہو، یہ فیصلے کی گھڑی بالکل قریب آ لگی ہے۔ پھر واویلا کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ تمہاری نجات کی ایک ہی صورت ہے کہ اس غفلت سے باز آ کر اللہ کے آگے جھک جاؤ اور اس کی عبادت میں مصروف ہو جاؤ۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ النجم مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۶۲ آیات اور تین رکوع ہیں

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

قسم ہے اس تارے کی جب وہ نیچے اترا [1] نہیں بھٹکا تمہارا ساتھی اور نہ ہی غلط راستہ پر چلا [2] اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی

[1] اس آیت کے الفاظ کا مفہوم پہلے ذہن نشین کر لیجیے۔ نجم: مطلق ستارہ کو بھی کہتے ہیں یہاں النجم اگرچہ اس سے ثریا یعنی پروین مراد لیتے ہیں اہل عرب جب نجم کا لفظ مطلقاً بولتے ہیں یہاں دونوں معنی لیے جا سکتے ہیں۔ هوی: یہ مصدر دو ابواب میں مستعمل ہوتا ہے باب علم یعلم هوی یهوی۔ اس وقت اس کا معنی محبت کرنا ہے هواه احبه۔ دوسرا باب ضرب یضرب۔ هوی یهوی هویا یہاں یہی باب ہے۔ اس صورت میں یہ دو متضاد معنوں میں مستعمل ہوتا ہے نیچے گرنا اور چڑھنا جیسے هوى الشئ سقط من علو الی اسفل او ارتفع وصعد جب کوئی چیز اوپر سے نیچے گرے تب بھی کہتے ہیں هوى الشئ اور جب کوئی چیز نیچے سے بلندی کی طرف جائے اس وقت بھی کہتے ہیں هوى الشئ البتہ مصدر دونوں معنوں میں مختلف ہوگا گرنے کے معنی میں ہو تو کہیں گے هوى يهوى هُوِيًّا اور چڑھنے کے معنی میں ہو تو کہیں گے هوى يهوى هَوِيًّا

ستاروں کے طلوع یا غروب کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ اس حالت میں خصوصیت سے یہ مخصوص نفع پہنچاتے ہیں کیونکہ مسافر ستاروں ہی سے اپنی منزل کی سمت کا تعین کرتے ہیں۔ جو ستارہ سر کے عین اوپر ہو اس وقت وہ سمت کا تعین نہیں کر سکتا اس لیے صرف النجم کی قسم نہیں کھائی بلکہ اس کی اس حالت کی جب وہ طلوع ہو رہا ہو یا غروب ہو رہا ہو کیونکہ دلیل کا فائدہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے هو النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهويه نزوله من السماء ليلة المعراج وجوز على هذا ان يراد بهويه صعوده وعروجه عليه الصلوٰة والسلام الى منقطع الاين۔ (روح المعانی)

یعنی النجم سے مراد ذات پاک مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے اور هوى سے مراد حضور کا شب معراج آسمان سے واپس زمین پر نزول فرمانا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی جائز ہے کہ هوی سے مراد یہ لیا جائے کہ حضور کا شب معراج وہاں تک عروج کرنا جہاں مکان کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں۔

قرآن کریم کی وہ مقدار جو یکبارگی نازل ہوتی اس کو بھی نجم کہتے ہیں۔ بعض علماء نے یہاں نجم سے بھی قرآن کریم کا نازل شدہ حصہ لیا ہے قیل المراد به طائفة من القرآن المنزل منجماً۔

یہاں النجم قسم ہے۔ اس کا آخری کلمہ ایک خاص مناسبت رکھتا ہے جو اہل نظر پر عیاں ہے

[2] یہ جواب قسم ہے۔ آیت کے کلمات کی تحقیق پہلے ملاحظہ فرمائیے۔ آیت میں صاحبکم سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

الْهَوٰی ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۙ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تفصیل [illegible] ہے

بعض [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

فَاسْتَوٰى ۙ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۗ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ

پھر اس نے قصد فرمایا اور وہ سب سے اونچے کنارے پر تھا پھر وہ قریب ہوا پھر اور قریب ہو گیا یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ

ذُو مِرَّةٍ: اصل میں یہ رسی کو خوب بل دے کر مضبوط بٹنے کو کہتے ہیں۔ محاورہ میں شدت عقل (قرطبی) اسی لیے ذو مرۃ کا معنی دانشمند، طاقتور اور تندرست کیا گیا ہے۔ مرۃ بمعنی شدت دونوں معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے حکیم اور دانا کو ذو مرۃ کہتے ہیں۔ وقال قطرب: تقول العرب لكل جزل الرأي حصيف العقل ذو مرة۔ (قرطبی)

شدید القویٰ سے حضرت جبرئیل کی جسمانی قوت کا بیان ہے اور ذو مرۃ سے ان کی دانشمندی اور عقلمندی کا ذکر ہے۔ یعنی جو ہستی تمام انبیاء کرام کی طرف اللہ تعالیٰ کی وحی لے کر آتی رہی ہو اور جس پر وحی پہنچانے کی امانت کی ادائیگی رہی اس کی دانشمندی اور دانائی کے بارے میں کیسے شک ہو سکتا ہے

فاستویٰ کا فاعل بھی جبرئیل امین ہیں۔ مطلب یہ ہے فاستقام على صورته الحقيقية التي خلقه الله تعالى عليها۔ یعنی جبرئیل امین اپنی حقیقی شکل میں نمودار ہوئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہو کر دکھائیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بنایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غار حرا میں تشریف فرما تھے [illegible] جبرئیل چھ سو پروں سمیت نمودار ہوئے آپ کے سامنے آسمان کے شرقی و غربی کنارے بھر گئے [illegible] پروں سے [illegible] پھیلائے ہوئے تھے۔ علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو بار جبرئیل کو اپنی اصلی شکل میں دیکھا۔

مستویٰ کا ایک اور مطلب بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ای فاستوی القرآن فی صدره: یعنی جو قرآن جبرئیل نے آپ کو سکھایا وہ آپ کے سینہ مبارک میں قرار پکڑ گیا۔ اب اس کے بھول جانے کا کوئی امکان نہیں۔

وَهُوَ بِالْاُفُقِ: ھو سے مراد بھی جبرئیل امین ہیں۔ افق اس کنارے کو کہتے ہیں جہاں آسمان و زمین آپس میں ملتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ الافق الاعلیٰ۔ یعنی اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جبرئیل آسمان کے شرقی کنارے پر جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے اپنی اصلی شکل میں نمودار ہوئے

دَنَا اور تَدَلّٰى دونوں فعلوں کا فاعل بھی جبرئیل امین ہیں۔ دنا کا معنی ہے قریب ہوا اور تدلّٰی کا معنی کسی بلند چیز کا نیچے کی طرف لٹکنا یا لٹکانا اس کا معنی ہے اپنی اصلی جگہ سے [illegible] ہے۔ جب ڈول کو کنویں میں لٹکایا جائے اور اس کی رسی لٹکانے [illegible] اسی طرح پھل کے گچھے جو ٹہنیوں سے لٹک رہے ہوتے ہیں ان کو بھی دوالی کہتے ہیں۔ الدوالی: الثمر المعلق کعناقید العنب۔ جو شخص پلنگ پر بیٹھا ہو اور اپنی ٹانگیں لٹکائے ہوئے ہو اس کے بارے میں بھی کہتے ہیں۔ تدلّٰی رجلیہ من السریر (روح المعانی)

علامہ قرطبی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اصل التدلی النزول الی الشیء حتی یقرب منه۔ اس [illegible]

قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۗ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

[illegible]

مَا رَاٰى ۚ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۚ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، جب سدرہ پر

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ

چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا، درماندہ ہوئی نظر نہ حد سے آگے بڑھی، یقیناً انہوں نے اپنے

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام [illegible] وغیرہ وغیرہ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ماویٰ [illegible]

[illegible]

ہے۔ اس دولہا نوشاہ کی تصویر کشی ان کے بس کی بات نہیں [illegible] اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی

۱۵ علامہ [illegible] لکھتے ہیں [illegible] الزیغ [illegible] البصر [illegible]

کا اس جگہ [illegible] ادھر ادھر [illegible] اس آیت کے معنی [illegible] صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی نگاہ پاک مقصود پر ہی [illegible]

[illegible]

محبوب کی آنکھیں [illegible] کا پیارا لگا۔

وما طغیٰ سے اپنے حبیب کی چشم پاک کی دوسری شان بیان کی گئی ہے۔ طغیٰ کہتے ہیں حد سے تجاوز کرنا۔ طغی یطغی

ویطغو طغیانا [illegible]

یہاں تک ہم نے [illegible] آیت کی تشریح کی ہے۔ اس ضمن میں [illegible]

گئی ہے [illegible] کی چند [illegible]

دوسرے [illegible] علمائے [illegible] ان حضرات [illegible] آیات کی جو تفسیر بیان کی

ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

قرآن کا مطلب [illegible] علوم القرآن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حقیقی [illegible]

ایک مرتبہ پھر پڑھیے۔ آپ کا وجدان اسلوب بیان کی رعنائیوں پر جھوم جھوم جائے گا

یہ کفار کا اعتراض یہ تھا کہ جو کلام آپ پڑھ کر ہمیں سناتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں۔ یہ خود گھڑ کر لاتے ہیں یہ ایسا نہیں کہ اگر کسی کا پڑھا جاتا ہے اس کی تردید اسی طرح ہونی چاہیے کہ [illegible] بلکہ اس حقیقت کا اثبات نے اتنے اہم کی تعلیم دی ہے جو نہ تو آپ [illegible] اس کے علاوہ [illegible] ذہن میں جو پریشانی پیدا ہوتی ہے اور جو قرآن کے عہد صحت سے بھی مناسبت نہیں رکھتی، اس [illegible] کا صرف یہی راستہ ہے کہ حضرت حسن بصری کے قول کو تسلیم کیا جائے۔

اب شب معراج [illegible] تمام احادیث صحیحہ میں [illegible] واقعہ [illegible] کا بیان ہے وہ اس [illegible] کے یہاں ذکر [illegible] میں متعدد احادیث نقل کرنے [illegible] ایک حصہ جس سے ان آیات کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے امام مسلم نے [illegible] ایک طویل حدیث روایت کی ہے، اس کا وہ حصہ درج ذیل ہے جس کا ان آیات سے تعلق ہے

ثم عرج بنا إلى السماء السابعة فاستفتح جبريل فقيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله تعالى عليه وسلم قيل وقد بعث إليه قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بإبراهيم عليه الصلاة والسلام مسندا ظهره إلى البيت المعمور وإذا هو يدخله كل يوم سبعون ألف ملك لا يعودون إليه ثم ذهب بي إلى السدرة المنتهى فإذا ورقها كآذان الفيلة وإذا ثمرها كالقلال قال فلما غشيها من أمر الله ما غشي تغيرت فما أحد من خلق الله يستطيع أن ينعتها من حسنها فأوحى الله إلي ما أوحى ففرض علي خمسين صلاة في كل يوم وليلة فنزلت إلى موسى عليه السلام فقال ما فرض ربك على أمتك قلت خمسين صلاة قال ارجع إلى ربك فاسأله التخفيف فإن أمتك لا يطيقون ذلك فإني قد بلوت بني إسرائيل وخبرتهم قال فرجعت إلى ربي فقلت يا رب خفف على أمتي فحط عني خمسا فرجعت إلى موسى فقلت حط عني خمسا قال إن أمتك لا يطيقون ذلك فارجع إلى ربك فاسأله التخفيف قال فلم أزل أرجع بين ربي وبين موسى عليه السلام حتى قال يا محمد إنهن خمس صلوات كل يوم وليلة لكل صلاة عشر فذلك خمسون صلاة ومن هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة فإن عملها كتبت له عشرا ومن هم بسيئة فلم يعملها لم تكتب شيئا فإن عملها كتبت سيئة واحدة قال فنزلت حتى انتهيت إلى موسى عليه السلام فأخبرته فقال ارجع إلى ربك فاسأله التخفيف فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت قد رجعت إلى ربي حتى استحييت منه"

مسلم شریف جلد اول ص ۹۱

پھر لے کر جبرئیل ہم کو ساتویں آسمان پر چڑھے، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔

"دربان نے پوچھا کون ہے؟ کہا میں جبرئیل ہوں۔ پوچھا ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے تشریف فرما ہیں۔ بیت المعمور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گئے یہاں کوئی حکمت ہے۔ اس میں یہی پوشیدہ تھا کہ اپنے محبوب کے قدموں کی برکت سے کہ یہ سو نفس والے کرام اس محبوب کریم کے صدقے میں ہو جائے گی اس کا واسطہ دینی ہی ہے چاہا تو تقسیم کے لئے پیدا دلیل ملا دیا جاوے۔ اس کے بعد یہ چیز بھی قابل طلب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے محبوب نے تخفیف کے لیے التجا کی تو ایک بار ہی بیت المعمور میں کیوں نہ معاف کرا لی گئیں؟ اس راز کو صرف اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مقبول کیا اور محبت کی پہچان ہے کہ میرا حبیب آتا جاتا رہے میں دیکھتا رہوں [illegible] یہی مطلب چلا جائے [illegible] اس کو دیکھتا جاؤں۔ [illegible] موسیٰ علیہ السلام سے ایک بار [illegible] آپ [illegible] اپنے رب سے [illegible] کہ میری امت [illegible] ہوگی ہم [illegible] علیہ التحیۃ والثناء کا حق ہے [illegible]

اب آئیے ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

ثم مررت بابراہیم علیہ السلام فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قال قلت من ھذا قال ھذا ابراھیم قال ابن شہاب واخبرنی ابن حزم ان ابن عباس وابا حبۃ الانصاری یقولان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم عرج بی حتی ظہرت لمستوی اسمع فیہ صریف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففرض اللہ علی امتی خمسین صلوۃ قال فرجعت بذلک حتی امر بموسی علیہ السلام فقال موسی ماذا فرض ربک علی امتک قال قلت فرض علیہم خمسین صلوۃ قال لی موسی فراجع ربک فان امتک لا تطیق ذلک فرجعت فوضع شطرھا

مسلم شریف ص۹۳ مشکوۃ شریف متفق علیہ۔

ترجمہ . . . . . . حضور فرماتے ہیں کہ پھر میں ابراہیم کے پاس سے گزرا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا خوش آمدید اے فرزند ارجمند اور نبی صالح ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابا حبہ انصاری کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مجھے اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں اس مقام پر پہنچا جہاں سے قلم تقدیر کے چلنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ [illegible] فرمایا وہاں اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ جب میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو آپ نے پوچھا کہ رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے بتایا [illegible] تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کے پاس لوٹ کر جائیے آپ کی امت اس کی طاقت نہ رکھے گی چنانچہ میں پھر رب کے حضور میں لوٹ گیا اور کچھ حصہ معاف ہوا۔ [illegible]"

اس حدیث کو بیان کرنا [illegible] ہے۔ کیا اس مقام پر کوئی ذکر ہے وہاں جبریل موجود تھے [illegible] وہاں [illegible] تھی؟ کیا [illegible] جبریل ساتھ تھے [illegible] اب یہ آپ کے ذوق پر منحصر ہے کہ آپ علمہ شدید القویٰ سے لے کر ماذاغ البصر وما طغیٰ تک کی آیات کو جبریل پر منطبق کرتے ہیں [illegible]

متعدد احادیث میں ذکر کیے گئے ہیں۔

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

اس مقام پر انہی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے علماء مفسرین نے اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے کہ کیا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج دیدار الٰہی نصیب ہوا یا نہیں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے پیروکار اس طرف گئے ہیں کہ شب معراج دیدار الٰہی نصیب نہیں ہوا، لیکن حضرت ابن عباس و دیگر صحابہ تابعین اور ان کے پیروکاروں کی رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دولت دیدار سے مشرف فرمایا۔ آیئے فریقین کے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے۔ آمین۔

جہاں تک امکان رویت کا تعلق ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ سب تسلیم کرتے ہیں کہ اس دنیا میں بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے۔ اگر محال ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام اس کا سوال نہ کرتے، کیونکہ نبی کو اس کا علم ہوتا ہے کہ فلاں چیز ممکن ہے اور فلاں چیز محال اور ممتنع۔ محال اور ممتنع کے بارے میں سوال کرنا درست ہی نہیں ہوتا۔

پہلے ہم وہ دلائل پیش کریں گے جن سے رویت باری کا انکار کرنے والے استدلال کرتے ہیں:

۱۔ عن ابن مسعود فی قوله تعالى فكان قاب قوسين او ادنى وفي قوله ما كذب الفؤاد ما رأى وفي قوله لقد رأى من آيات ربه الكبرى رأى جبريل عليه السلام له ستمائة جناح (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ نے ان آیات کے بارے میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرئیل کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔

۲۔ ما كذب الفؤاد ما رأى قال ابن مسعود رأى رسول الله جبريل في حلة من رفرف قد ملأ ما بين السماء والارض. (رواہ الترمذی)

ابن مسعود نے اس آیت کی یوں تشریح کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو ایک ریشمی حلہ پوشاک، میں دیکھا کہ آپ نے آسمان و زمین کے درمیان خلا کو پر کر دیا۔

۳۔ وللترمذی والبخاری فی قوله تعالى لقد رأى من آيات ربه الكبرى قال ابن مسعود رأى رفرفا اخضر سد افق السماء

ترمذی اور بخاری نے اس آیت کے ضمن میں لقد رأى الآیۃ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ حضورؐ نے سبز رفرف کو دیکھا جس نے آسمان کے افق کو ڈھانپ دیا تھا۔

۴۔ عن الشعبی قال لقي ابن عباس كعبا بعرفة فسأله عن شيء فكبر حتى جاوبته الجبال فقال ابن عباس انا بنو هاشم فقال كعب ان الله قسم رؤيته وكلامه بين محمد وموسى، فكلم موسى

مرتین ورآه محمد مرتین. قال مسروق فدخلت علی عائشة فقلت هل رأی محمد ربه فقالت لقد تکلمت بشیء قف له شعری قلت رویدا ثم قرأت لقد رأی من آیات ربه الکبری فقالت این تذهب بک انما هو جبریل من اخبرک ان محمدا رأی ربه وقد اعظم الفریة ولکنه رأی جبریل لم یره فی صورته الا مرتین مرة عند سدرة المنتهی ومرة فی اجیاد له ست مائة جناح قد سد الافق. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: شعبی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے کعب سے عرفات کے میدان میں کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا، حضرت کعب نے اس قدر بلند آواز سے تکبیر کہی کہ پہاڑوں میں اس کی گونج پیدا ہو گئی، حضرت ابن عباس نے کہا کہ ہم بنو ہاشم ہیں (اور ہمارا تعلق خاندانِ نبوت سے ہے، یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ آپ میرے سوال کو ٹال دیں)۔ تو کعب نے کہا: حضرت ابن عباس کے سوال کا جواب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو محمد اور موسیٰ کے درمیان تقسیم کر دیا، موسیٰ سے دو مرتبہ کلام فرمایا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ پھر مسروق کہتے ہیں: میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا کیا محمد مصطفیٰ نے اپنے رب کو دیکھا؟ آپ نے کہا: تم نے ایسی بات کی ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا: ٹھہریے، پھر میں نے یہ آیت پڑھی لقد رأی من آیات ربه الکبری، آپ نے فرمایا: تم کدھر جا رہے ہو، یہ تو جبریل ہیں، جو شخص تمہیں یہ خبر دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے بہت بڑا بہتان باندھا ہے، بلکہ حضور نے جبریل کو دیکھا اور ان کو اصل صورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک مرتبہ اجیاد کے پاس کہ ان کے چھ سو پر تھے جنہوں نے افق کو ڈھانپ لیا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: عن مسروق قال کنت متکئا عند عائشة فقالت یا ابا عائشة ثلاث من تکلم بواحدة منهن فقد اعظم علی الله الفریة قلت ما هن قالت من زعم ان محمدا رأی ربه فقد اعظم علی الله الفریة قال وکنت متکئا فجلست فقلت یا ام المؤمنین انظرینی ولا تعجلینی الم یقل الله عز وجل ولقد رآه بالافق المبین ولقد رآه نزلة اخری فقالت انا اول هذه الامة سأل عن ذلک رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال انما هو جبریل علیه السلام لم اره علی صورته التی خلق علیها غیر هاتین المرتین رأیته منهبطا من السماء سادا عظم خلقه ما بین السماء والارض فقالت اولم تسمع ان الله عز وجل یقول لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار وهو اللطیف الخبیر. اولم تسمع ان الله یقول وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا۔ الآیة (مسلم)

ترجمہ: مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے فرمایا: اے ابو عائشہ! تین باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کلام کیا اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا، میں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص یہ گمان کرے کہ محمد مصطفیٰ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا، میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا، اٹھ کر بیٹھ گیا اور عرض کیا: اے ام المؤمنین! میری طرف دیکھیے، جلدی نہ کیجیے، کیا اللہ تعالیٰ نے

محمد نے یار پایا ولقد رآہ بالافق المبین کہ آپ نے اسے افق مبین میں دیکھا اور دوبارہ دیکھا آپ نے جواب دیا اس امت سے میں پہلی ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا حضور نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے میں نے ان کو ان کی اصل شکل میں صرف دو مرتبہ دیکھا . . . . . اے مسروق! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر کہ آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں وہ آنکھوں کو پالیتا ہے وہ لطیف و خبیر ہے۔

اور کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ کسی انسان کو یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا پس پردہ یا کوئی فرشتہ بھیجے۔ (مسلم)

۵۔ روی الشیخان قال مسروق قلت لعائشۃ این قولہ ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی قالت ذاک جبریل کان یاتیہ فی صورۃ الرجل وانہ اتاہ ھذہ المرۃ فی صورتہ التی ھی صورتہ فسد الافق (مشکوۃ شریف)

ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ رائے تھی کہ حضور نے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا۔ حضرت عائشہ بھی اس بارے میں بڑی متشدد تھیں۔ انہوں نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے دو آیتوں سے استدلال بھی کیا ہے۔

اب ان لوگوں کے دلائل سماعت فرمائیے جو دیدار الٰہی کے قائل ہیں۔

۱۔ عن ابن عباس ما کذب الفؤاد ما رای ولقد راہ نزلۃ اخری قال راہ بفؤادہ مرتین۔ رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے ان آیات کے بارے میں فرمایا کہ حضور نے اپنے رب کا دیدار اپنے دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ کیا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں قال ابن عباس رای محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربہ قال عکرمۃ قلت الیس اللہ یقول لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار قال ویحک ذاک اذا تجلی بنورہ الذی ھو نورہ وقد رای ربہ مرتین۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا عکرمہ آپ کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ آپ نے فرمایا افسوس تم پر یہ اس وقت ہے جبکہ وہ اس نور کے ساتھ تجلی فرمائے جو اس کا نور ہے۔ حضور نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ابن عمر در ایں مسئلہ مراجعت بسوئے ابن عباس کرد و پرسید کہ ہل رای محمد ربہ پیغام ہے گفت آرے پس ابن عمر تسلیم نمود و قطعاً ابا و تردد ننمود"۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۲۴۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمر نے حضرت ابن عباس سے اس مسئلہ کے بارے میں رجوع کیا اور پوچھا کیا حضور نے اپنے رب کو دیکھا؟ پس ابن عباس نے جواب دیا کہ حضور نے اپنے رب کو دیکھا۔ حضرت ابن عمر نے ان کے اس قول کو تسلیم کیا اور تردد و انکار کا راستہ اختیار نہیں کیا

۲۔ علامہ بدر الدین عینی شرح بخاری میں مندرجہ ذیل حدیث نقل کرتے ہیں:

روى ابن خزيمة باسناد قوي عن انس قال رأى محمد ربه وبه قال سائر اصحاب ابن عباس وكعب الاحبار والزهري وصاحبه معمر۔

ترجمہ: ابن خزیمہ نے قوی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو دیکھا۔ اسی طرح ابن عباس کے شاگرد، کعب احبار، زہری اور معمر کہا کرتے تھے۔

۳۔ اخرج النسائي باسناد صحيح وصححه الحاكم ايضا من طريق عكرمة عن ابن عباس قال اتعجبون ان تكون الخلة لابراهيم والكلام لموسى والرؤية لمحمد صلى الله عليه وسلم

روایت نسائی نے صحیح سند کے ساتھ اور حاکم نے بھی صحیح سند کے ساتھ عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کیا تم اس سے تعجب کرتے ہو کہ خلت کا مقام ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور کلام کا شرف موسیٰ علیہ السلام کے لیے اور دیدار کی سعادت محمد رسول اللہ کے لیے ہو

۴۔ امام مسلم حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں: قال سألت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم هل رأيت ربك قال نور انى اراه اس فقرہ کو دو طرح سے پڑھا گیا ہے نُورٌ اَنّٰى اَرَاهُ اور نُورًا اَنّٰى اَرَاهُ۔ پہلی صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا: ابوذر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کیا حضور نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ نور ہے میں اسے کیونکر دیکھ سکتا ہوں۔ دوسری صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ وہ سراپا نور ہے میں نے اسے دیکھا۔

۵۔ مسلم کے اسی صفحے پر ایک روایت ہے: عن عبد الله بن شقيق قال قلت لابي ذر لو رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لسألته فقال عن اي شيء كنت تسأله قال كنت اسأله هل رأيت ربك قال ابو ذر قد سألته فقال رأيت نورا کہ میں نے نور دیکھا ہے۔ یہ روایت بھی دوسری ترجمہ کی تائید کرتی ہے

۶۔ حكى عبد الرزاق عن معمر عن الحسن انه حلف ان محمدا رأى ربه (عمدة القاري جلد ۱۹) کہ حسن بصری اس بات پر قسم کھاتے تھے کہ حضور نے اپنے رب کو دیکھا۔

۷۔ واخرج ابن خزيمة عن عروة بن الزبير اثباتها عروہ بن زبیر سے ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے کہ وہ بھی رؤیت کے قائل تھے

۸۔ علامہ ابن حجر نے امام احمد کے بارے میں لکھا ہے: عن الخلال في كتاب السنة عن المروزي قلت لاحمد انهم يقولون ان عائشة قالت من زعم ان محمدا رأى ربه فقد اعظم على الله الفرية فبأي شيء يدفع قولها قال

بقول النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رأیت ربی، قول النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اکبر من

قولہا۔ فتح الباری ص۴۹۴ جلد ۸

ترجمہ: مروزی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ام المومنین نے کہا کہ جس نے یہ کہا کہ حضور نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے اللہ تعالی پر بڑا بہتان باندھا تو حضرت عائشہ کے اس قول کا کیا جواب دیا جائے؟ آپ نے فرمایا حضور کے اس ارشاد کے ساتھ رأیت ربی کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا حضرت عائشہ کے قول کا جواب دیں گے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد حضرت عائشہ کے قول سے بہت بڑا ہے۔

یہ مختلف اقوال ہیں جو قائلین رویت کی طرف سے بطور استدلال پیش کیے جاتے ہیں۔ ان میں فحول صحابہ مثلاً ابن عباس کعب احبار انس بن مالک کے علاوہ اکابر تابعین عکرمہ عروہ بن زبیر حسن بصری وغیرہ جیسے اکابر تابعین بھی موجود ہیں اور حضرت امام احمد اور آپ کے اتباع بھی ہیں۔ ان اقوال کے علاوہ متعدد احادیث بھی ذکر کی ہیں۔

ان تمام دلائل کی تفصیل پیش کرنے کے بعد علامہ نووی لکھتے ہیں

اذا صحت الروایات عن ابن عباس فی اثبات الرؤیۃ وجب المصیر الی اثباتہا فانہا لیست مما یدرک بالعقل ویؤخذ بالظن وانما یتلقی بالسماع ولا یستجیز احد ان یظن بابن عباس انہ تکلم فی ہذہ المسألۃ بالظن والاجتہاد ثم ان ابن عباس اثبت شیئا نفاہ غیرہ والمثبت مقدم علی النافی

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے جب یہ روایت ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ انہوں نے ایسا کہا ہے تو اب یہ خیال نہیں کر سکتے کہ آپ نے اپنی طرف سے یہ بات محض قیاس سے کہہ دی ہو بلکہ انہوں نے کسی حدیث کی بنا پر یہ کہا ہوگا۔ نیز ابن عباس ایک چیز کو ثابت کر رہے ہیں اور دوسرے حضرات نفی کر رہے ہیں اور قاعدہ ہے کہ مثبت کا قول نافی پر مقدم ہوتا ہے۔

حاصل کلام علامہ نووی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

فالحاصل ان الراجح عند اکثر العلماء ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رای ربہ بعینی رأسہ لیلۃ الاسراء۔ وہذا مما لا ینبغی ان یتشکک فیہ حاصل بحث یہ ہے کہ اکثر علما کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے شب معراج اللہ تعالی کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ علامہ نووی نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ابن مسعود اور حضرت صدیقہ نے جو توقف کیا اس کی تائید میں کوئی حدیث مرفوع پیش نہیں کی گئی محض قیاس اور استدلال کیا ہے۔ اس پر علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ صحیح مسلم جس کی شرح علامہ نووی کر رہے ہیں اسی کے صفحے پر یہ حدیث مرفوع موجود ہے۔ حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ میں نے ولقد راٰہ بالافق المبین اور ولقد راٰہ نزلۃ اخری کے بارے میں پوچھا تو حضور نے فرمایا وہ جبریل امین تھے۔ جب صحیح مسلم میں یہ حدیث موجود ہے تو حیرت ہے کہ شارح مسلم علامہ نووی نے کیسے انکار کیا۔

علامہ ابن حجر کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت صدیقہ نے ولقد راٰہ بالافق المبین کے بارے میں حضو

سے استفسار کیا اور حضور نے فرمایا کہ وہ جبرئیل ہیں اور یہ بات قرین صحت ہے کیونکہ یہ آیت سورۂ تکویر کی ہے اور وہاں حضرت جبرئیل کا ہی ذکر ہے۔ ارشاد ہے وَاِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ۔ یہ مسلّم ہے کہ جبرئیل امین کا ہے۔ ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب امین کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا تو جبرئیل تو آپ آسمان کے افق پر نمودار ہوئے وہ افق جہاں جبرئیل نمودار ہوئے اسے افق مبین کہا گیا ہے لیکن یہاں جس افق کا ذکر ہو رہا ہے وہ هو بالافق الاعلیٰ ہے۔ آسمان اور زمین کے افق کو افق مبین تو کہہ سکتے ہیں لیکن افق اعلیٰ وہ ہو گا جو تمام آفاق سے بلند تر ہو یعنی فلک الافلاک کا کنارہ۔ اسی لیے امام نووی کا قول بالکل درست ہے کہ شب معراج میں رؤیت کے بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر و تشریح سے فارغ ہونے کے بعد دیدار الٰہی کے بارے میں اپنا مسلک یوں بیان کرتے ہیں:

وانا اقول برؤيته صلى الله عليه وسلم ربه سبحانه وبدنوه منه سبحانه على الوجه اللائق (روح المعانی)

اور میں یہ کہتا ہوں کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے رب کریم کے دیدار سے مشرف ہوئے اور حضور کو قرب الٰہی نصیب ہوا۔ لیکن اس طرح جیسے اس کی شان کبریائی کے لائق ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے جب دریافت کیا جاتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شب معراج اپنے رب کا دیدار کیا؟ تو آپ جواب میں فرماتے،

رَاٰهُ رَاٰهُ حَتّٰى يَنْقَطِعَ نَفَسُهٗ (روح المعانی)

ہاں حضور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا، ہاں حضور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ یہ جملہ اتنی بار دہراتے کہ آپ کا سانس ٹوٹ جاتا۔

مولانا سید انور شاہ صاحب اس مسئلہ پر مفصل بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ولكنه صلى الله تعالى عليه وسلم [illegible] عليه [illegible] وتفضل عليه [illegible] انما [illegible] ان كان [illegible] لا اتصال [illegible] الى الطيب [illegible] الذي [illegible] ولا يستطيع ان يشخص اليه بصره وهو قوله تعالى ما زاغ البصر وما طغى (فیض الباری شرح البخاری)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دولت سرمدی سے آپ کو نوازا اور اپنے فضل و احسان سے عزت افزائی فرمائی۔ پس حضور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا جس طرح امام احمد نے فرمایا ہے لیکن یہ ایسا تو جیسے حبیب اپنے حبیب کا دیدار کرتا ہے۔ [illegible] لیکن [illegible] کرنے سے [illegible] کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات کی جلد چہارم میں اس مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے اسی قول کو پسند فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شرف حاصل کیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ

رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ۲۳ بھلا بتاؤ کیا تم نے غور کیا ہے لات اور عزیٰ کے بارے میں ۲۴ اور منات کے بارے میں جو

۲۳ آیات کبریٰ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والمراد بالآيات العجائب الملكوتية التي رآها في ليلة المعراج جسمية ونحوه من البرق والصور والانبياء والملائكة والسدرة المنتهى وجنة المأوى. (تفسیر مظہری)

یعنی آیات کبریٰ سے مراد عالم ملکوت کی وہ عجیب و غریب چیزیں ہیں جن کا مشاہدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر معراج پر جاتے ہوئے اور واپسی کے دوران کیا جیسے براق، سماوات، انبیاء، فرشتے، سدرۃ المنتہیٰ، جنت، ماویٰ وغیرہ۔

پھر علامہ مذکور فرماتے ہیں اگرچہ کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی بہت بڑی نشانی ہے ان اشیاء کو آیات کبریٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان ذوات کے ساتھ بھی خصوصی تجلیات کا تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکات کا نزول جس کثرت سے ان پر ہوتا ہے وہ کسی دوسری آیت کو نصیب نہیں۔

۲۴ [illegible] ہبل کی عظمت کعبہ کے بیچ کے حساب سے [illegible] کعبہ کی تاریخ کے بعد جب سے کہ بت پرستی کی بنیاد پڑی ہے کہ اس کی دیوی دیوتاؤں [illegible] اپنی حاجات میں [illegible] کرتے ہو اگرچہ عرب بے شمار بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے جن میں سے تین سو ساٹھ بت تو صرف کعبہ میں رکھے ہوئے تھے لیکن ان تین دیویوں کا نام لے کر ان کا ذکر کیا ان کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں بڑی کثرت سے پرستش ہوتی تھی۔ قربانیوں کے جانور ان کے لیے ذبح کیے جاتے تھے اور [illegible] کے نذر کیے جاتے تھے۔

پہلے ہم ان بتوں کی وجہ تسمیہ، ان کے مخصوص مقامات اور جو قبائل ان کے خاص طور پر معتقد تھے ان کا ذکر کریں گے بعد میں آیات کی تشریح کی جائے گی۔

لات: علماء کہتے ہیں کہ لات قبیلہ ثقیف کا بت تھا جس کا استھان طائف میں تھا۔ اس شعر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ؎

وفرت ثقيف الى لاتها بمنقلب الخائب الخاسر

یعنی بنو ثقیف خائب و خاسر ہو کر بھاگے ہوئے اپنے لات کے پاس لوٹ آئے۔

بنو ثقیف اس کے بڑے معتقد تھے جب ابرہہ کا لشکر کعبہ کو گرانے کے قصد سے مکہ جاتے ہوئے طائف سے گزرا تو انہوں نے اسے رہبر دیئے اور ہر قسم کی مدد بہم پہنچائی تاکہ وہ ان کے معبود لات کے استھان کو نقصان نہ پہنچائے۔

لات کے اشتقاق کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ بعض کے نزدیک ت - اس کا حرف اصلی ہے اس کے اصلی حروف ل ی ت یا ل و ت ہیں۔ بعض کہتے ہیں اس کا اصل لوی یلوی ہے جس کا معنی جھکنا اور مڑنا ہے کیونکہ اس کے

پرستار اس کے اردگرد جمع ہو جایا کرتے اور جھک جھک کر اس کو سجدہ کیا کرتے تھے اور ادب بجا لایا کرتے اس لیے اس کو لات کہا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لت یلت سے ماخوذ ہے جس کا معنی ستو میں گھی وغیرہ ڈال کر تیار کرنا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص حاجیوں کے لیے ستو اسی طرح تیار کیا کرتا تھا۔ اس کے مر جانے کے بعد جس چٹان پر بیٹھ کر وہ یہ کام کیا کرتا تھا اس کی پرستش شروع ہو گئی۔ کہتے ہیں یہ شخص طائف کا رہنے والا تھا۔

لیکن ان تمام توجیہات سے علامہ راغب کی تحقیق زیادہ پسندیدہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

واصل اللات الله فحذفوا منه الهاء وادخلوا التاء فيه وانثوه تنبيها على قصوره عن الله وجعلوه مختصا بما يتقرب به الى الله تعالى فى زعمهم (مفردات)

ترجمہ: اس کا اصل اللہ ہے۔ ہ کو حذف کر دیا اور اس کے آخر میں ت داخل کر دی گئی تاکہ یہ مؤنث بن جائے اور اس چیز پر دلالت کرے کہ اس کا درجہ اللہ سے کم ہے۔ وہ اسے اپنے گمان میں اپنے تقرب الی اللہ کا ذریعہ خیال کیا کرتے تھے۔

عُزّیٰ: اس کا لفظی معنی ہے عزت والی۔ یہ اعز کی تانیث ہے۔ سوق عکاظ کے قریب وادی نخلہ میں حراض نامی ایک بستی تھی عزیٰ کا مندر اس جگہ تھا۔ بعض مفسرین اس کو کیکر کا درخت کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ بنی غطفان کی دیوی تھی جو بنو ہاشم کے حلیف تھے۔ قریش اور دوسرے قبائل اس کی زیارت کے لیے آیا کرتے۔ قربانی کے جانور یہاں ذبح کرتے۔ قریش خصوصیت سے تمام دوسرے بتوں سے زیادہ اس کی عزت و تکریم کیا کرتے۔

منات: اس کا مندر قدید کے مقام پر تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان بحر احمر کے کنارے ایک آبادی ہے۔ یثرب کے اوس و خزرج کے علاوہ ہذیل اور خزاعہ بھی اس کے بہت معتقد تھے۔ کعبہ کی طرح اس کا بھی حج کیا جاتا۔ قربانی کے علاوہ بھی اس کے لیے ذبح کیے جاتے۔ حج کعبہ سے فارغ ہونے کے بعد جو لوگ اس کا حج کرنا چاہتے وہ وہیں سے لبیک لبیک کے نعرے لگاتے ہوئے قدید کی طرف چل پڑتے۔

اگرچہ ان بتوں کے مخصوص مندر مختلف مقامات پر تھے جس طرح آپ پڑھ آئے ہیں۔ لیکن ابن ہشام لکھتے ہیں کہ انہی ناموں کے بت کعبہ میں بھی رکھے ہوئے تھے اور دوسرے بتوں کے ساتھ ان کی وہاں بھی پوجا پاٹ کی جاتی تھی۔ علامہ سہیلی اور ابن حجر نے بھی اسی مسلک کو ترجیح دی ہے اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ غزوہ احد کے میدان میں ابوسفیان نے بڑے فخر سے کہا تھا لنا العزى ولا عزى لكم کہا جاتا ہے یہ عزیٰ کی [illegible] تھا [illegible] اس کی [illegible] اقرأيتم [illegible] کا ضمیر [illegible] قریش کر رہی۔

قال ابن هشام كانت بالكعبة [illegible] قال [illegible] قوله

افرأيتم [illegible] (روح المعانی)

ان بتوں کی پوجا کرنے والوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے (معاذ اللہ) اللہ کی بیٹیاں ہیں اور یہ بت جنات کا مسکن ہیں اور جنات بھی اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ بعض کا یہ خیال تھا کہ یہ بت ستاروں کے ہیکل ہیں اور یہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (نعوذ باللہ)

الْاُخْرٰى ۝ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝

تیسری ہے کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور اس کے لیے بیٹیاں یہ تقسیم تو بڑی ظالمانہ ہے ۲۱

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

نہیں ہیں یہ مگر محض نام جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں نازل کی اللہ نے

[illegible]

ان باتوں کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب آیت کا معنی سمجھنے کی کوشش کیجیے

پہلا کلمہ افرأیتم ہے۔ اس پر غور کیجیے۔ جو استفہام انکار کے لیے ہے جس میں تعجب کیا گیا ہے۔

والمعنی اعقیب ما سمعتم من آثار کمال عظمۃ اللہ عز وجل فی ملکہ وملکوتہ وجلالہ وجبروتہ واحکام قدرتہ ونفاذ امرہ فی الملأ الاعلی وما تحت الثریٰ وما بینہما رأیتم ھذہ الاصنام مع غایۃ حقارتہا بنات لہ تعالیٰ (روح المعانی وغیرہ)

یعنی ملکوت میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، اس کے جلال و جبروت، اس کی محکم قدرت اور آسمان و زمین میں اس کے احکام کی تنفیذ کے آثار دیکھنے سننے کے بعد بھی تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ حقیر و ذلیل بت اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ تم خود سوچو اس سے بڑھ کر کوئی حماقت اور جہالت ہو سکتی ہے۔

بعض کتب تفسیر میں یہاں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرم شریف کے صحن میں کفار کے مجمع کے سامنے یہ سورت تلاوت فرمائی تو اس آیت کے بعد حضور کی زبان سے یہ جملے نکلے (العیاذ باللہ)

تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتہن لترتجی

یہ جملے سن کر مشرکین کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی وغیرہ وغیرہ۔

یہ روایت سراسر باطل اور موضوع اور محض کذب و افترا ہے اس پر مفصل بحث ضیاء القرآن سورۂ حج کی آیت [illegible] کے ضمن میں آپ ملاحظہ فرمائیں۔ ملائکہ مشرکین کو کہا جا رہا ہے کہ تمہاری حماقت کی بھی کوئی حد ہے۔ اپنے لیے تو تم لڑکے پسند کرتے ہو کسی کے گھر بیٹی پیدا ہو جائے تو اس کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی ہے اور جہالت کا نتیجہ ہے [illegible] ہے جب اللہ تعالیٰ کے لیے تم بیٹیاں ہی تجویز کرتے ہو۔

تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ۔ یعنی تمہاری تقسیم بڑی غلط ہے۔ ضیزیٰ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں ضاز یضیز ضیزا وضاز یضوز ضوزا وضاز یضاز ضازا اذا ظلم وتعدی وبخس وانتقص قال امرؤ القیس ؎

ضازت بنو اسد بحکمہم اذ یجعلون الرأس کالذنب

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ

ان کے بارے میں کوئی سند ۲۱ نہیں اتاری۔ یہ لوگ گمان کی اور جو ان کے نفس چاہتے ہیں ۲۲

وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۭ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝۲۴

حالانکہ آچکی ہے ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت ۲۳ کیا انسان کو مل جاتا ہے جس کی وہ تمنا کرے؟

[illegible]

۲۱ یعنی یہ دیویاں [illegible] ان میں الوہیت کا نام و نشان تک نہیں [illegible] من گھڑت نام ہیں [illegible] اگر تمہارے پاس کوئی سند [illegible]

۲۲ یعنی ان کے پاس کوئی [illegible] عقل سلیم اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں [illegible] ان کی آزادی پر قدغن لگاتے ہیں۔ ایسے خدا کی [illegible] کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔

حقیقت میں وہ [illegible] خواہشات نفس کے [illegible] ایسے لوگوں سے [illegible]

فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ۠ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ

پس اللہ ہی کے اختیار میں ہے آخرت بھی اور دنیا بھی۔ اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی شفاعت

شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْضٰى ۝

کسی کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اذن دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰۗىِٕكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝

بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں

[illegible] سنیں گے۔

[illegible] اس کے پاس قرآن جیسی کامل کتاب بھی ہے [illegible] ہدایت [illegible] آیت میں [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قرآن [illegible]

[illegible] اس وقت [illegible] قیامت [illegible]

[illegible] قیامت کے دن ان کی شفاعت کریں گے [illegible] شفاعت [illegible] فرشتے بھی اس وقت شفاعت کریں گے جب ہم انہیں [illegible]

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ

حالانکہ انہیں اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ ۳۴ وہ محض ظن کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور ظن حق کے مقابلہ میں کچھ بھی

مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا

نہیں آ سکتا۔ ۳۵ تو جو ہماری یاد سے منہ موڑتا ہے اس سے اعراض کرو جس نے دنیا کی زندگی کے سوا [illegible]

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۭ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ

کچھ نہیں چاہا۔ ۳۶ یہ ہے ان کا مبلغ علم ۳۷ بے شک تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے کہ

کی اجازت دیں گے اور فرشتے ان کے لیے شفاعت کریں گے جو شفاعت کے اہل ہوں۔ [illegible] کی صورت [illegible] وہ تو اس قابل ہی نہیں کہ ان کی شفاعت کی جائے۔ شفاعت تو اہل ایمان کے لیے ہے۔ جب فرشتے بھی کفر و شرک کرنے والوں کی شفاعت نہیں کر سکتے تو بے بنیاد دیویاں ان کی نجات کا سبب کیونکر بن سکتی ہیں؟

۳۴ جو لوگ فرشتوں کو دیوی قرار دیتے ہیں وہ محض ظن کی پیروی کرتے ہیں اور اس بے بنیاد ظن [illegible] پر [illegible] ان کی ان مورتیوں اور عقیدوں کا ایک ہی سبب ہے کہ وہ قیامت کے واقع ہونے پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس لیے ان میں ذمہ داری کا احساس بالکل ختم ہو گیا ہے۔ کسی چیز کو ماننے میں تو اس بات کی ضرورت ہے کہ انسان کے پاس اس کے ماننے کی کوئی ٹھوس دلیل ہو۔ [illegible] کسی چیز کا انکار کرتے ہیں تو [illegible] کوئی [illegible] لیا اور جب چاہا کسی چیز کا انکار کر دیا۔ احساس ذمہ داری کا [illegible] یہی وجہ ہے کہ بغیر کسی دلیل اور تحقیق کے انہوں نے فرشتوں کو دیوی بنا ڈالا ہے اور پھر انہیں خدا کی بیٹیاں ہونے کی تہمت لگا دی ہے۔

۳۵ حقیقی علم کا سرچشمہ [illegible] ذات ہے [illegible] نبی کی ذات سے [illegible] ان کے پاس [illegible] دنیا کی زندگی [illegible] حقیقت [illegible] ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔

ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

بھٹک گیا اس کی راہ سے اور وہی بہتر جانتا ہے جس نے راہ پائی اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ وہ بدلہ دے بدکاروں کو ان کے اعمال کا اور بدلہ دے نیکوکاروں کو

اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا

ان کی نیکیوں کا جو لوگ بچتے ہیں بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ

شاذ و نادر، بلاشبہ آپ کا رب وسیع بخشش والا ہے ۳۲ وہ خوب جانتا ہے تمہیں جب اس نے پیدا کیا تمہیں

کی جزا دے۔

۳۲۔ یہ آیت الذین احسنوا بالحسنیٰ سے بدل یا عطف بیان ہے یا صفت ہے۔ یہاں مضارع کا صیغہ اس لیے بیان کیا گیا ہے تاکہ اجتناب کے تجدد اور استمرار پر دلالت کرے۔ وہ ہمیشہ گناہوں سے اجتناب کرتے رہتے ہیں۔

گناہ کبیرہ اور فاحشہ کے مفہوم کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں جن میں سے چند پیش کیے جاتے ہیں۔

کبائر الاثم سے مراد شرک ہے کیونکہ یہ تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا اور گھناؤنا گناہ ہے اور فاحشہ سے مراد زنا ہے جو بے حیائی کی انتہا ہے۔

مقاتل کہتے ہیں ہر گناہ جس کی سزا آتش جہنم ہے وہ کبیرہ ہے اور جس کی سزا کوئی شرعی حد ہے وہ فاحشہ ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد ہے کہ کبیرہ گناہ سات ہیں۔ صحیحین کی اس حدیث سے بھی آپ کے ارشاد کی تصدیق ہوتی ہے:

اجتنبوا السبع الموبقات الاشراک باللہ تعالیٰ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ تعالیٰ الا بالحق واکل مال الیتیم واکل الربوٰ والتولی یوم الزحف وقذف المحصنٰت الغافلات المومنات۔

ترجمہ: سات برباد کرنے والی چیزوں سے اجتناب کیا کرو: شرک باللہ، جادو، کسی بے گناہ کو قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، پاکدامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

گناہ کبیرہ کے بارے میں متعدد روایات ہیں۔ کسی میں ان کی تعداد نو بتائی گئی ہے، کسی میں سات، کسی میں چودہ اور کسی میں پچیس مذکور ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کبیرہ وہ کام ہے جس کے مرتکب کے حق میں شرعی نص سے وعید بیان کی گئی ہو یا اس کے لیے کوئی حد شرعی مقرر ہو یا جس کی سزا جہنم بتائی گئی ہو یا جس کے مرتکب کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہو یا جس پر غضب کے نزول کی وعید آئی ہو۔ ایسی تمام باتیں کبیرہ گناہ ہیں۔ ان کے علاوہ جو دوسرے گناہ ہیں انہیں گناہ صغیرہ کہا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ گناہ صغیرہ پر اصرار اور شریعت کے کسی فرمان کا استخفاف اور تحقیر کا شمار بھی کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔

اللمم کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں: واللمم مقاربۃ المعصیۃ ویعبر بہ عن الصغیرۃ ویقال فلان یفعل کذا لمما ای حینا بعد حین (مفردات)

یعنی معصیت کے قریب ہونے کو لمم کہتے ہیں۔ گناہ صغیرہ کو بھی لمم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نیز جو کام کبھی کبھار کیا جائے اس کو بھی لمم کہتے ہیں۔

قال ابو اسحٰق الزجاج: اصل اللمم والالمام ما یعملہ الانسان المرۃ بعد المرۃ ولا یتعمق فیہ ولا یقیم علیہ یقال

الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ

پیدا کیا اور جب کہ تم حمل تھے اپنی ماؤں کے شکموں میں پس اپنی خودستائی نہ کیا کرو۔

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۝ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ

وہ خوب جانتا ہے کہ کون (حقیقۃً) پرہیزگار ہے ۴۲ کیا آپ نے دیکھا جس نے روگردانی کی ۴۳ اور تھوڑا سا مال دیا اور

المتبه الدار رته واصبت عنه (قرطبی)

یعنی [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] اس کام کو کر سکتے ہیں جو کچھ کیا جائے اور اس میں [illegible] نہ کیا جائے اور [illegible] ہو جائے۔ جب تو کسی اعلیٰ کی طاقت کے لیے جائے اور [illegible] کر کے واپس چلا جائے تو کہتے ہیں اکدٰی ہے۔

عرب شاعر ایک شعر میں اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے:

الت [illegible]   فلما [illegible] الکدی [illegible]

ترجمہ: وہ تھوڑی دیر کے لیے آئی اس نے [illegible] کیا پھر وہ اکڑی ہوئی اور اس نے [illegible] جب [illegible] پہاڑ [illegible] کر جائے۔

آیت کے ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ [illegible] آپ کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں [illegible] جب آپ سب [illegible] اپنی منفعت کے [illegible] ہے شک آپ [illegible] ہے۔

۴۲ بعض کم ظرف لوگ [illegible] اپنی [illegible] کے [illegible] کر دیتے ہیں۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اس [illegible] ہے کہ لوگوں پر تقویٰ اور [illegible] اور جب [illegible] کرو [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] خوب جانتا ہے [illegible] نہیں بلکہ اس وقت سے جب [illegible] کے بعد [illegible] بلکہ اس سے بھی ہزاروں سال پہلے جب [illegible] آدم کا خمیر مٹی سے تیار کیا جا رہا تھا اور [illegible] پشت میں [illegible] وہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے متقی اور پرہیزگار کون ہے اور فسق و فجور کا دلدادہ کون ہے۔ تمہارے بتانے کی حاجت نہیں۔ اگر وہ [illegible] نہیں کرتا یا [illegible] تو یہ محض اس کا لطف و کرم ہے [illegible] کا کوئی دخل نہیں۔

۴۳ بعض علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ولید حضور علیہ الصلوٰۃ

اَكْدٰى ۝ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ۝ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ

کنجوسی سے بند کر دیا ۳۴ کیا اس کے پاس علم غیب ہے سو وہ دیکھ رہا ہے ۳۵ کیا وہ آگاہ نہیں ہوا ان سے جو

والسلام کی خدمت عالیہ میں اکثر حاضر ہوتا اور آیات قرآنی سنتا۔ کئی بار سن کر وہ بے اختیار کہہ اٹھتا کہ بخدا یہ کلام بشر نہیں اس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہیں، اس کی جڑیں گہری ہیں، مشکل دل موہ لینے والا ہے۔ نہ یہ جادو ہے اور نہ شعر

اس کے احباب اور رشتہ داروں کو جب اس بات کا پتہ چلا تو انہیں بڑی فکر دامنگیر ہوئی کہ کہیں وہ اسلام قبول کرنے کا برملا اعلان نہ کر دے۔ چنانچہ اس کا ایک بے تکلف دوست اس کے پاس آیا اور اسے بڑی لعنت ملامت کی کہ تم نے اپنے آباؤ اجداد اور اپنے بزرگوں کے مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے جو بڑی شرم کی بات ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے عذاب قیامت سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ اس دوست نے کہا کہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم اتنا مال مجھے دو تو قیامت کے روز میں تمہارے حصے کا عذاب بھی اپنے سر پر اٹھا لوں گا۔ چنانچہ ولید نے اسلام لانے کا ارادہ ترک کر دیا اور جس مال کا وعدہ اس ضامن سے کیا تھا اس میں سے کچھ تو اسے دے دیا بقیہ دینے سے مکر گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم کو فرماتے ہیں کہ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے حق قبول کرنے سے منہ پھیر لیا اور اپنے ضامن کو پورا معاوضہ بھی نہ دیا۔ یہ شخص کتنا احمق ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ روز حساب کوئی شخص اس کے حصے کا عذاب برداشت کرے گا اس کے ساتھ ساتھ یہ کتنا بڑا بخیل ہے کہ جتنا مال دینے کا اس نے وعدہ کیا تھا وہ بھی اس نے پورا ادا نہیں کیا حماقت اور بخل دونوں عیب اس میں پائے جاتے ہیں۔

۳۳ اَكْدٰى علامہ راغب لکھتے ہیں الکدیۃ صلابۃ فی الارض یقال حفر فاکدی اذا وصل الی الکدیۃ و استعیر ذلک للطالب المخفق والمعطی المقل (مفردات)

ترجمہ: زمین کھودتے ہوئے اگر پتھر یا سخت چٹان آ جائے تو عرب کہتے ہیں حفر فاکدی۔ اس نے زمین کھودی اور سخت چٹان نکل آئی۔ بعد میں ناکام متلاشی اور تھوڑا عطیہ دینے والے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

علامہ فیروز آبادی قاموس میں لکھتے ہیں۔ اکدی: بخل او قل خیرہ او قل عطاءہ۔ یعنی کنجوسی کی، بخیل ہو گیا یا اس کی عطا قلیل ہو گئی۔ اسی سے ہے اکدی اکداء۔ یعنی اس نے دینے میں بخل سے کام لیا

۳۴ یعنی اس نے جو یہ خیال کر لیا کہ کوئی دوسرا شخص قیامت کے روز اس قسم کے وعدے پر اس کا عذاب اپنے سر لے لے گا کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے جس کے باعث اسے پتہ چل گیا ہے اور اسے دوست کے وعدہ پورا کرنے کا یقین ہو گیا ہے

صُحُفِ مُوْسٰى ۙ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰىٓ ۙ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں [illegible] کہ کوئی [illegible] کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں

اُخْرٰى ۙ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۙ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ

اٹھائے گا اور یہ کہ نہیں [illegible] انسان کو مگر وہی جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور اس کی کوشش کا [illegible]

ف اگر کسی نے سوال کیا ہو کہ [illegible] اسے اپنی اس غلط فہمی کا علم ہو جاتا۔ صحف، صحیفہ کی جمع ہے صحف موسیٰ سے مراد تورات ہے جو [illegible] شکل میں آج بھی موجود ہے۔ صحف ابراہیم سے مراد وہ آسمانی کتب ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی تھیں۔ اس وقت [illegible] دنیا میں [illegible] صرف قرآن کریم سے ہی کچھ پتا چلتا ہے [illegible] صحف ابراہیم کا ذکر قرآن کریم میں دو مقامات پر ہے۔ ایک اس مقام پر دوسرا سورۃ الاعلیٰ کی آخری آیت میں۔ [illegible] پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی صحیفے نازل ہوئے تھے۔ ان دو مقامات پر ان تعلیمات کا [illegible] ذکر کر دیا جو ان میں مندرج تھیں۔

ف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ اگر ایک شخص کسی کو قتل کرتا تو قاتل کی بجائے اس کے باپ، اس کے بیٹے، اس کے بھائی اور اس کی بیوی یا اس کے [illegible] ان میں سے کسی کو پکڑ کر قتل کر دیا جاتا۔

قال الهذيل [illegible] عن ابن عباس قال كانوا قبل ابراهيم عليه السلام يأخذون الرجل بذنب غيره كان الرجل يقتل بقتل ابيه وابنه واخيه وعمه وخاله

جب آپ مبعوث ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا۔

الا تزر وازرۃ وزر اخری کہ کسی کے گناہ کی [illegible] دوسرے [illegible] اس [illegible] قانون کا [illegible] یہ نہ سمجھا جائے کہ کسی سابق رسول کی شریعت [illegible] بلکہ ان کے بعد جاہلیت کا ایک [illegible] صدیوں سے ان میں چلا آ رہا تھا [illegible] حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عرب میں یہ دستور تھا کہ اگر کسی [illegible] کسی [illegible] قتل کر دیتا [illegible] بلکہ [illegible] کے بجائے ان کے کسی [illegible] کو قتل کیا جاتا [illegible] کے اس ظالمانہ دستور کا خاتمہ ہوا۔

بظاہر بعض احادیث اس آیت سے متعارض معلوم ہوتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے من سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها الى يوم القيامة۔ حديث احمد ومسلم من حديث جرير بن عبد الله

یہی امام احمد اور مسلم نے جریر بن عبداللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص برا طریقہ رائج کرتا ہے اس پر اس کا بوجھ بھی لادا جائے گا اور قیامت تک جو لوگ اس طریقے کو اختیار کریں گے ان کا بوجھ بھی اس پر لادا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے گناہ کا بوجھ بھی کسی پر لادا جاتا ہے، حالانکہ آیت اس کی نفی کرتی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ چونکہ یہ شخص قیامت تک آنے والے بدکاروں کی بدکاری کا سبب بنا ہے، اس لیے وہ بدکاروں کا شریک ہے اس کی سزا اسے ملے گی۔ یہ نہیں کہ ان بدکاروں کو کوئی سزا نہ دی جائے گی اور ان سب کی سزا اس شخص کو دی جائے گی۔

دوسری حدیث ہے جس کے راوی ابن عمر ہیں۔ اذا انزل اللہ بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیہم ثم بعثوا علی اعمالہم (متفق علیہ)

یعنی جب کسی قوم پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرتا ہے تو اس قوم کے تمام افراد یکساں طور پر اس عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر قیامت کے دن اپنے اعمال کے مطابق قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ عذاب ان لوگوں پر بھی نازل ہوتا ہے جو مجرم نہیں ہوتے، حالانکہ آیت اس کی تردید کرتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے جو لوگ ان مجرموں کا ساتھ نہیں دیا کرتے تھے لیکن ان کو منع بھی نہیں کرتے تھے بلکہ خاموشی سے ان گناہوں کو دیکھتے رہتے تھے ان کی یہ خاموشی ان کا گناہ تھا جس کی وجہ سے وہ اس عذاب میں مبتلا کیے گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث جو سنن ابو داؤد میں مروی ہے اس میں یہ تصریح موجود ہے کہ جب لوگ ظالم کو دیکھتے ہیں اور ظلم سے اس کا ہاتھ نہیں پکڑتے تو ان پر بھی عذاب نازل ہوگا۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جب انسان فوت ہوتا ہے اور اس کے رشتہ دار ماتم کرتے ہیں تو ان کے ماتم کرنے کے گناہ کا عذاب اس میت کو دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث بھی اس آیت کے منافی ہے۔ اس کے جواب میں علماء فرماتے ہیں کہ میت کو اس وقت عذاب ہوگا جب یا تو وہ وصیت کر جانے کا جرم کر دیا، یا اسے معلوم تھا کہ اس کے گھر والے اس کے مرنے پر ماتم کریں گے اور اس نے ان کو منع نہیں کیا تب یہ عذاب اس کے اپنے گناہ کا ہوگا۔

بہرحال اس آیت سے معلوم ہوگیا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں جو یہ حکم نازل ہوا تھا شریعت محمدیہ میں بھی باقی ہے۔ کسی کے گناہ کے بدلے کسی دوسرے کو سزا نہیں دی جائے گی ہر شخص اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔ نیز یہ حکم صحف موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ میں بھی یہ قانون باقی ہے۔ لیکن بعض کج فہموں نے اس آیت کا ایسا مطلب سمجھ لیا ہے جس سے دوسری بات کی تردید و تکذیب ہوتی ہے۔ اس لیے میں پڑھنے والوں سے التماس کروں گا کہ وہ اس کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور یہ دیکھیں کہ کیا واقعی کسی طرح بھی اس آیت کی کوئی ایسی تشریح کی جاسکتی ہے جس سے خصوصیات کی تعبیر ہوتی ہو۔

اشتراکی ذہنیت رکھنے والے جو اشتراکیت کو مرہون منت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں وہ اس آیت کا یہ مفہوم بیان کرتے ہیں

کہ اسلوبِ عرب کا یہ امتیاز ہے کہ اس نے [illegible] ماحول [illegible] ہے [illegible] قرآن کریم کی [illegible]

اس بات کی طرف متوجہ [illegible] ہر شخص [illegible]

[illegible] قرآن کریم کی [illegible] آیات میں [illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن کریم کی [illegible]

[illegible] عبادت کی قسمیں [illegible] عبادت [illegible] عبادات [illegible]

[illegible] عبادات مرکب [illegible]

[illegible] عبادات [illegible]

ہے خواہ اس نیک عمل کا تعلق عبادت کی کسی قسم سے ہو نماز، روزہ، تلاوت قرآن، ذکر، صدقہ، حج، عمرہ وغیرہ۔ جو نیک عمل بھی وہ کرے اس کے بارے میں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرے کہ جناب الٰہی اس کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا۔ اس بارے میں اتنی کثرت سے صحیح احادیث موجود ہیں کہ کوئی مسلمان ان کے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔

یہاں ہم ان میں سے چند احادیث ہدیۂ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

۱۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ وعلم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ (رواہ مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے بجز تین اعمال کے کہ ان کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

پہلے دو کام تو ایسے ہیں جن میں اس شخص کی اپنی کوشش کا دخل ہے، لیکن لڑکے کی دعا لڑکے کا اپنا فعل ہے۔ اس سے بھی میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

۲۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیرفع الدرجۃ للعبد الصالح فی الجنۃ فیقول یا رب انی لی ھذہ فیقول باستغفار ولدک لک (رواہ احمد)

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں کسی نیک بندے کے درجے کو بلند کر دیتا ہے۔ وہ بندہ پوچھتا ہے یا رب میرا درجہ کیسے بلند ہوا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرے لڑکے نے تیرے لیے استغفار کی، اس کی برکت سے تیرا درجہ بلند ہوا۔

۳۔ عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی قبرہ الا شبہ الغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او ولد او صدیق ثقۃ فاذا لحقتہ کانت احب الیہ من الدنیا وما فیھا وان اللہ لیدخل علی اھل القبور من دعاء اھل الارض امثال الجبال وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم (رواہ البیہقی)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو فریاد کر رہا ہوتا ہے۔ وہ اس چیز کا منتظر ہوتا ہے کہ اس کے باپ، اس کی ماں، یا لڑکے یا معتمد دوست کی دعا اسے پہنچے۔ جب وہ دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کی قدر و منزلت اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کی برکت سے قبروں پر رحمت کے پہاڑ بھیجتا ہے اور مردوں کے لیے دوستوں کا تحفہ یہ ہے کہ وہ ان کے لیے دعائے مغفرت کیا کریں۔

۴۔ عن عائشۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ان امی افتلتت نفسھا ولم توص واظنھا لو تکلمت تصدقت فھل لھا اجر ان تصدقت عنھا قال نعم (متفق علیہ)

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں اچانک فوت ہو گئی اور کوئی وصیت نہ کر سکی۔ میرا خیال ہے اگر اسے

بولنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسے اس کا اجر ملے گا؟ حضور نے فرمایا بے شک۔

۵۔ عن ابن عباس ان سعد بن عبادة توفيت امه وهو غائب عنها فقال يا رسول الله صلى الله عليك وسلم ان امي ماتت وانا غائب عنها فهل ينفعها ان تصدقت عنها قال نعم قال فاني اشهدك ان حائطي المخراف صدقة عنها۔ (رواه البخاري)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد ابن عبادہ کی والدہ نے وفات پائی آپ موجود نہ تھے جب واپس آئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ نے میری غیر حاضری میں وفات پائی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسے کوئی نفع پہنچے گا تو حضور نے فرمایا ہاں پہنچے گا۔ اس نے عرض کی حضور آپ گواہ رہیں میں نے اپنا باغ اس کی طرف سے صدقہ کیا۔

۶۔ عن انس سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من اهل بيت يموت منهم ميت فيتصدقون عنه بعد موته الا اهداها اليه جبرائيل على طبق من نور ثم يقف على شفير القبر فيقول يا صاحب القبر العميق هذه هدية اهداها اليك اهلك فاقبلها فيدخل عليه فيفرح بها ويستبشر ويحزن جيرانه الذين لا يهدى اليهم شيء۔ رواه الطبراني في الاوسط

حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص کسی گھر سے فوت ہوتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو جبرئیل امین نور کے تھال پر اسے رکھتے ہیں پھر اس کی قبر کے دہانے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے گہری قبر کے رہنے والے یہ ہدیہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے۔ تو اسے قبول کر۔ اس کی خوشی اور مسرت کی کوئی حد نہیں رہتی اور اس کے پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا گیا وہ غمناک ہوتے ہیں۔

۷۔ عن انس قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان ابي مات ولم يحج حجة الاسلام فقال ارأيت لو كان على ابيك دين كنت تقضيه عنه قال نعم قال فانه دين عليه فاقضه۔ رواه البزار والطبراني بسند حسن

حضرت انس فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرا باپ فوت ہو گیا ہے اس نے حج نہیں کیا۔ حضور نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ہاں ادا کرتا۔ حضور نے فرمایا یہ حج بھی اس پر قرض ہے۔ اس کو ادا کرو۔

۸۔ عن علي رضي الله تعالى عنه من مر على المقابر وقرأ قل هو الله احد احدى عشرة مرة ووهب اجره للاموات اعطي من الاجر بعدد الاموات۔ رواه ابو محمد السمرقندي

ابو محمد سمرقندی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ جو شخص قبرستان میں سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اہل قبرستان کو بخشے تو جتنے لوگ وہاں دفن ہوں گے ان کی تعداد کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

۹- عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الکتاب وقل هو الله احد والهاكم التكاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرأت من کلامك لاهل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعاء له الی الله (رواه ابو القاسم سعد بن علی)

ابو القاسم سعد بن علی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورۂ فاتحہ، قل شریف اور الہکم التکاثر پڑھے پھر کہے کہ الٰہی میں نے تیرے کلام سے جو پڑھا ہے اس کا ثواب اس مقبرہ کے مومن مردوں اور عورتوں کو بخشتا ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی شفاعت کریں گے۔

۱۰- عن انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورة یٰس خفف الله عنهم (اخرجه عبد العزیز صاحب الخلال بسنده)

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل ہوتا ہے اور سورۃ یٰس پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل قبور پر تخفیف کر دیتا ہے۔

کثیر التعداد احادیث میں سے یہ چند مرفوع احادیث ہیں جو اوپر نقل کی گئی ہیں۔ صحابۂ کرام کا بھی اسی پر عمل تھا۔

حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد آپ کا ایصال ثواب کرنے کے لیے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبد الرحمٰن وفات پا گئے تو حضرت عائشہ نے ان کے لیے غلام آزاد کیا اور فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ وفات کے بعد یہ چیز انہیں نفع پہنچائے گی۔

مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ وہ اپنے وفات یافتہ عزیزوں کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ علامہ ابن قیم لکھتے ہیں: قال الحافظ شمس الدین بن عبد الواحد ما زال الناس فی کل مصر یجتمعون ویقرءون لموتاهم من غیر نکیر فکان ذلک اجماعا۔

ترجمہ: حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد کہتے ہیں ہر شہر میں مسلمانوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کے لیے قرآن کریم کی قراءت کرتے ہیں اور کبھی کسی عالم نے اس پر اعتراض نہیں کیا گویا اس بات کا اجماع ہے۔

۱۱- اخرج الخلال عن الشعبی قال: كانت الانصار اذا مات لهم الميت اختلفوا الى قبره يقرءون القرآن۔

امام شعبی سے مروی ہے کہ انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر جایا کرتے اور وہاں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے۔

۱۲- وفی الاحیاء عن احمد بن حنبل قال اذا دخلتم المقابر فاقرءوا بفاتحة الکتاب والمعوذتين وقل هو الله احد واجعلوا ذلك لاهل المقابر فانه يصل اليهم۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۂ فاتحہ اور معوذتین اور قل پڑھو پھر اس کا ثواب

يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ وَ

نظر آجائے گی پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ۴۱ اور یہ کہ سب کو آخر آپ کے رب کے پاس ہی پہنچنا ہے ۴۲ اور

قبر والوں کو پہنچاؤ دعا تحفہ پہنچے گا۔

جب اس کثرت سے ایصال ثواب کے بارے میں احادیث موجود ہیں تو پھر اس کا انکار کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ لیکن آیت کے بارے میں کیا کہا جائے گا۔

حضرت ابن عباس کا ارشاد ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے:

والذین امنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کرتی رہی تو ہم (ان کے) درجات میں ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی نیکیاں اولاد کے مراتب کو بلند کرتی ہیں۔ جس سے اس حدیث کی تردید ہو گئی کہ یہاں الانسان سے مراد کافر ہے کہ اس کو کسی کی نیکیاں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کی توجیہ دور جا پڑتی ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ایصال ثواب سے صرف اس شخص کو نفع پہنچتا ہے جو ایمان کی حالت میں فوت ہوا ہو جس کی موت کفر پر ہوئی ہو اسے قطعاً کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ تو معلوم ہوا کہ پہلے سے اعمال صالحہ کا لقب ایک مومن کو پہنچا یا جاتا ہے درحقیقت یہ اسی کے ایمان کے درخت کا پھل ہیں اور ایمان کا درخت اس شخص کی اپنی سعی کا نتیجہ ہے تو گویا یہ سعی بھی اسی کی کوشش میں شمار ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے ایمان کے درخت کی اعمال صالحہ سے آبیاری کرتے رہتے ہیں اور گناہوں کی آلودگی سے اس کو پاک صاف رکھتے ہیں ان کا درخت پھلتا پھولتا ہے اور لوگ کثرت سے ان کی روحوں کو ایصال ثواب کرتے ہیں اور بیانات کرام کے مزارات پر انوار برستے ہیں اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ان کی تجوریں ہر لمحہ نعمتوں کا جو درخت لگایا اور عمر بھر اپنی محنت سے سینچتے رہے اب وہ بعد ان کو اپنا پھل دیتے ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے: مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا

کلمہ طیبہ کی مثال ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں پاتال تک پہنچی ہوئی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ یہ درخت ہر لحظہ پھل دیتا رہتا ہے۔

اس مسئلہ کی مزید بحث ضیاء القرآن سورۃ النحل کی آیت ۹۷ کے حواشی میں ملاحظہ فرمائیے۔

(نوٹ: اس آیت کی تشریح میں ایصال ثواب کے بارے میں جو احادیث درج کی گئی ہیں اور جو آثار نقل کیے گئے ہیں وہ تفسیر مظہری سے ماخوذ ہیں)

۴۲ ہر انسان اپنی زندگی کے بعد کسی محاسبہ کے لیے مجبور کر رہا ہے اپنی سعی کا بدلہ اور تمام ان کے

اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۙ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۙ وَاَنَّهٗ خَلَقَ

یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے ۴۳ اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے اور یہ کہ اسی نے پیدا فرمائیں

حصول کے لیے وقف ہے۔ عنقریب قیامت کے روز ان کی پوری طرح جانچ پڑتال کی جائے گی اور اس کے نتائج اور اس کی حیثیت کے مطابق اس کی جزا و سزا کے نتائج برآمد ہوں گے اس لیے تم اپنے اعمال کا خود محاسبہ کیا کرو تاکہ قیامت کے روز تمہیں ندامت اور شرمساری نہ ہو۔

۴۱ ہر شخص کو اس کے اعمال اور اس کی مساعی کی پوری پوری جزا دی جائے گی۔ اگر وہ زندگی بھر نفس کی خواہشات کی تکمیل میں لگا رہا، کبھی اپنے رب کی رضا اور جنت کا اسے خیال نہ آیا تو اس کا بدلہ ملے گا اور جو شخص اپنے کریم رب کی خوشنودی کے حصول کے لیے مصروف رہا، مصائب و آلام کی پروا کیے بغیر تسلیم و رضا کی راہ پر قدم بڑھاتا رہا تو اس کی جو پذیرائی ہوگی اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

۴۲ ہر چیز کی بازگشت اپنے رب کی بارگاہ میں ہونی ہے۔ کوئی شخص کہیں چھپ نہیں سکے گا اور کوئی شخص کہیں بھاگ کر روپوش نہیں ہو سکے گا۔

بعض حضرات نے اس کا دوسرا مفہوم بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ منتہیٰ مصدر میمی ہے۔ اس کا معنی انتہا ہے یعنی فکر انسانی خالق اشیاء کے بیان میں سرگرم سیر رہتا ہے لیکن جب عرفان ذات تک رسائی کی طلب آتی ہے تو حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے آگے قدم رکھنے کی اسے مجال نہیں ہوتی۔

وقیل المعنی انه عز وجل منتهی الافکار فلا تزال الافکار تسیر فی بیان حقائق الاشیاء و ماهیات والمعاملة بما فیها حتی اذا وصلت الی حریم ذاته عز وجل وحقائق صفاته وقفت وحرنت وانتهی سیرها۔

حضرت ابن عباس کی روایت اس قول کی تصدیق کرتی ہے:

قال مر النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم علی قوم یتفکرون فی اللّٰه فقال تفکروا فی الخلق ولا تفکروا فی الخالق فانکم لن تقدروه۔ (ابن ماجه)

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جو ذات الٰہی میں غور و فکر کر رہے تھے تو حضور نے انہیں ارشاد فرمایا مخلوق میں تو بے شک غور و فکر کیا کرو، لیکن ذات خالق کو اپنی سوچ کا موضوع مت بناؤ کیونکہ یہ چیز تمہاری طاقت اور وسعت سے بالا ہے۔

حضرت ابوذر سے بھی اسی سے ملتی جلتی حدیث منقول ہے:

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وآله وسلم تفکروا فی خلق اللّٰه ولا تفکروا فی اللّٰه فتهلکوا۔ (روح المعانی)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ کی مخلوق میں تو غور و فکر کیا کرو لیکن اس کی ذات میں فکر نہ کیا کرو ورنہ

الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ۝ مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ﴿۴۶﴾ وَأَنَّ عَلَيْهِ

دو دو قسمیں نر اور مادہ وہ بھی ایک بوند سے جب ٹپکتی ہے اور یہ کہ اسی اللہ تعالیٰ کے ذمہ

النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿۴۷﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ﴿۴۸﴾ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ

ہے دوسری بار پیدا فرمانا ف۴۴ اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور مفلس بناتا ہے ف۴۵ اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا

الشِّعْرَىٰ ﴿۴۹﴾ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ﴿۵۰﴾ وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ

رب ہے ف۴۶ اور یہ کہ اسی نے ہلاک کیا عاد اول (قوم ہود) کو ف۴۷ اور ثمود کو بھی پھر کسی کو نہ چھوڑا۔ اور ہلاک کیا قوم

ہلاک ہو جائے گا۔

ف۴۳ جب چاہے کسی کو خوش کر کے ہنسا دے اور جب چاہے کسی کو غم و اندوہ میں مبتلا کر کے رلا دے۔ ہنسی خوشی اور رنج و غم اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ عقل مندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسی کی بندگی کا قلادہ گلے میں ڈال کر اس کے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ اس سے خوشی کی بھیک مانگو اور حزن و ملال سے اسی کی پناہ طلب کرو۔ اس کے در کو چھوڑ کر ادھر ادھر خوشیوں کی تلاش میں بھٹکتے پھرنا محض جہالت اور نادانی ہے۔

ف۴۴ موت و حیات بھی اسی کے دست قدرت میں ہے۔ نطفہ کی بوند ایک بے جان چیز ہوتی ہے وہ اپنی حکمت سے کسی سے مرد پیدا کرتا ہے اور کسی سے عورت۔ جو خالق اتنی طاقت اور قدرت کا مالک ہے اس کے لیے قطعاً یہ مشکل نہیں کہ وہ قیامت کے روز تمہیں دوبارہ زندہ کر کے تمہارے اعمال کا بدلہ دے۔

ف۴۵ اللہ تعالیٰ کی ایک دوسری شان بیان فرمائی جا رہی ہے۔ مال و دولت کے خزانے بھی اسی کے قبضہ میں ہیں۔ چاہے تو کسی کو مالا مال کر دے اور اسے سب ضروریات مہیا فرما دے اور چاہے تو کسی کو مفلس اور کنگال کر دے۔ جو لوگ دولت کے نشے میں بدمست ہیں اور جو بے نصیب ہیں یہ اسی کی حکمت کے کرشمے ہیں۔ اقنیٰ کے کئی اور معانی بھی بتلائے گئے ہیں لیکن میرے نزدیک اس کلام کی روح کے زیادہ مناسب یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

ف۴۶ ایک نہایت روشن ستارہ جو جوزاء کے بعد طلوع ہوتا ہے اسے الشعریٰ کہتے ہیں۔ شعریٰ نام کے دو ستارے ہیں۔ ایک کو شعریٰ عبور اور دوسرے کو شعریٰ غمیصاء کہتے ہیں۔ اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ یہ دونوں سہیل ستارہ کی بہنیں ہیں۔ عربی لغت میں یوں مذکور ہے کہ سہیل اور شعریٰ دونوں میاں بیوی تھے۔ سہیل نے جنوب کی طرف منہ پھیرا اور روانہ ہو گیا۔ شعریٰ اس کی بیوی کہکشاں کو عبور کر کے اس کے پیچھے پیچھے چلی گئی۔ اس لیے اسے الشعریٰ العبور کہتے ہیں۔ دوسری وہیں رہ گئی اور روتی رہی اس لیے اس کو الشعریٰ الغمیصاء کہتے ہیں۔ اس کا دوسرا نام کلب الجبار بھی ہے کیونکہ یہ جوزاء جسے جبار کہا جاتا ہے اس کے پیچھے پیچھے کتے کی طرح چلتا ہے۔

نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

اور قوم نوح کو ان سب سے پہلے وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے۔ اور اوندھی بستی کو بھی

أَهْوَىٰ ۝ فَغَشَّاهَا مَا غَشَّىٰ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ۝ هَٰذَا

دے پٹکا ۳۹ پس اس پر چھا گیا جو چھا گیا پس اے مخاطب تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کرے گا

اگرچہ یہ بہت روشن ستارہ ہے لیکن اس کے خصوصیت سے شعریٰ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ قبیلہ بنو حمیر اور خزاعہ کے قبیلے اس کی عبادت کیا کرتے تھے سب سے پہلے جس نے اس کی عبادت شروع کی اس کا نام ابوکبشہ ہے۔ عرب کے دوسرے قبائل اگرچہ اس کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے لیکن اس کی عظمت کا اقرار کرنے میں سب شریک تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ ستاروں کا انسانوں پر بہت اثر ہوا کرتا ہے۔

شعریٰ ستارے کو انگریزی میں کئی نام دیے گئے ہیں SIRIUS, DOG STAR, ALPHA CANIS MAJORIS بھی کہا جاتا ہے انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں SIRIUS کے عنوان کے تحت جو معلومات فراہم کی گئی ہیں ان کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ یہ ستارہ جو آسمان میں روشن ترین ستارہ ہے سورج سے بیس گنا زیادہ روشن ہے اور اس کی روشنی ہم تک آٹھ نوری سال میں پہنچتی ہے۔ زمین سے اس کا فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ قدیم مصری اس کی بہت تعظیم کرتے تھے کیونکہ جس موسم میں یہ طلوع ہوتا اس وقت دریائے نیل میں سیلاب آیا کرتا اور تمام علاقہ سیراب ہو کر سرسبز و شاداب ہو جاتا۔ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ شعریٰ ستارے کے طلوع کی وجہ سے ہی یہ سب کچھ ہوتا ہے اس لیے وہ اس کو اپنی سرسبزی اور شادابی کا باعث یقین کرتے تھے اور اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۲۰)

ہو سکتا ہے کہ اہل عرب میں اس کی عبادت کا تصور مصر ہی سے آیا ہو۔

۳۸ عاد اولیٰ سے مراد وہ قوم ہے جس کی طرف حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ ان کو اولیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کے بعد سب سے پہلے اسی قبیلہ پر عذاب نازل ہوا۔ ان کی طرف ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تھا لیکن جب ان کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر تند و تیز آندھی بھیجی جس نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ان میں سے صرف وہی لوگ بچے جو حضرت ہود پر ایمان لائے تھے۔ انہیں کی اولاد کو عاد ثانیہ کہا جاتا ہے۔

ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان کی نافرمانیاں اور سرکشیاں حد سے تجاوز کر گئیں تو ان کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔

۳۹ اس سے مراد وہ قوم ہے جو لوط علیہ السلام کی تبلیغ کا انکار کرتی تھی ان کی زمین کو الٹ دیا گیا اور ان پر پتھر برسائے گئے۔ اس کا مادہ افک ہے۔ عرب کہتے ہیں افکہ ای قلبہ یعنی اس نے کسی چیز کو الٹ پلٹ کر پھینک دیا۔ ائتفک

نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ۝ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ

[illegible]

اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝ أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولا تبکون ۝ وانتم سامدون ۝ فاسجدوا للہ واعبدوا ۝

اور روتے نہیں ہو ف۴ اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو ف۵ سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور اس کی بندگی کرو ف۶

ف۳ کاشفہ اسم مصدر ہے [illegible] یعنی قیامت کا ٹھیک وقت کھول کر بتلانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے؟ جب وہ چاہے گا اس کو آشکارا کرے گا اور [illegible] سو [illegible] کہتے ہیں جیسے لیس لہا من دون اللہ نفس تکشفہا [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور اس کو منکشف کر سکتا ہے

ف۴ یعنی تعجب ہے [illegible] کی چیز کو [illegible] خیال کرتے ہو [illegible] کہ یہ رسول ایسی کتاب [illegible] پیش کرتا ہے جس کی ہر بات صداقت کے انوار سے چمک رہی ہے [illegible] تو اس کی قدر کرنی چاہیے تھی [illegible] ایک نعمت [illegible] ایمان لانا چاہیے تھا۔ الٹے تم اس کی باتوں پر تعجب اور حیرت ظاہر کرتے ہو گویا کوئی [illegible] تمسخر کے قابل ہیں

ف۵ نہیں روتے [illegible] ہنستے ہو [illegible] پر [illegible] کی [illegible] لگا رکھی ہے

ف۶ حضرت شاہ صاحب سامدون کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible] حضرت ابن عباس سے [illegible] یعنی [illegible] گاتے بجاتے [illegible] قرآن پڑھا جاتا [illegible] شور مچاتے [illegible]

قال الحسن [illegible] وفی الصحاح [illegible]

ف۷ یہ سجدہ تلاوت ہے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مشرکین [illegible] سب سجدہ میں گر پڑے [illegible] ایک بڈھا [illegible] مٹی اٹھا کر ماتھے سے لگا لی [illegible]

[illegible] شاہ صاحب [illegible] سجدہ [illegible] تاہم [illegible] اس کی عبادت [illegible] ہے۔ یہی [illegible] انسانیت ہے ——— یہی [illegible] کر کے انسان اپنی منزل مراد پر پہنچ جاتا ہے۔

یہ آیت سجدہ ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور اکثر اہل علم کے نزدیک اس آیت کی تلاوت کرنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہاں سجدہ واجب نہیں۔ اگر چہ خوش دلی سے کوئی کرے تو ٹھیک ہے۔ امام مالک جب یہ آیت تلاوت کرتے تو خود سجدہ کیا کرتے۔

احناف کے پاس اس سجدے کے وجوب کی کئی دلیلیں ہیں۔ ایک قوی روایت جو ابن مردویہ بیان کرتے ہیں حضور نے اس سورۃ کی تلاوت فرمائی اور خود بھی سجدہ کیا اور سامعین بھی سجدہ ریز ہوگئے

اس کے علاوہ مؤطا میں امام مالک نے حضرت عمر کا یہ عمل نقل کیا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں سورہ النجم پڑھی پھر سجدہ تلاوت کیا۔ پھر اٹھے اور سورہ زلزال پڑھی پھر رکوع کیا

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على حبيبه المصطفى وعلى آله واصحابه اجمعين۔

قد فرغت من تسويد هذه السطور بعد الساعة الثالثة صباح يوم الجمعة المباركة

وانا مستجير في مجلس مدرسة بهيرة سرگودها ٥ مارچ سنة ١٩٧٠

وينتهي الى احب من الحياة فيمن لتكون كلمة الله هي العليا وكلمة الذين كفروا السفلى۔

ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

القمر

نام: پہلی آیت میں القمر کا لفظ ہے یہی اس کا نام ہے۔ اس میں تین رکوع، پچپن آیتیں، تین سو بیالیس کلمے اور ایک ہزار چار سو تئیس حروف ہیں۔

نزول: اس کے نزول کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب انشقاق قمر کا معجزہ صادر ہوا اور یہ معجزہ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پانچ سال پہلے منیٰ کے میدان میں ظہور پذیر ہوا۔

مضامین: آئے روز وہ ایسے معجزات کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے جن کو دیکھنے کے بعد کوئی سلیم الطبع انسان حضور کی رسالت کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن ضد کے مارے ان کو جادو کہہ کر ٹال دیا کرتے تھے۔ آخر کار کفار مکہ کی فرمائش پر حضور نے شق قمر کا معجزہ دکھایا۔ کفار کے سب سرغنے سامنے منیٰ کے کھلے میدان میں حاضر تھے۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے انگلی کا اشارہ کیا۔ اشارہ کرنے کی دیر تھی کہ چاند کا کرہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوا کہ اس کا ایک حصہ پہاڑ کے اس طرف اور دوسرا دوسری طرف چلا گیا ہے۔ پھر وہ آناً فاناً جڑ گیا۔ کفار یہ دیکھ کر تصویر حیرت بن گئے۔ ان کے پاس حضور کی رسالت کے انکار کا اب کوئی عذر نہ تھا۔ کہنے لگے یہ اصل میں بڑا زبردست جادوگر ہے اس کا جادو آسمان پر بھی اثر کرتا ہے۔

ان کے اس طرح انکار سے حقیقت تو مسخ نہیں کی جا سکتی۔ تم نے اپنی آنکھوں سے اس چیز کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ اتنا بڑا کرہ جو ان کی زمین سے کئی گنا بڑا ہے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اگر یہ کرہ پھٹ سکتا ہے تو دوسرے کرے کیوں پھٹ نہیں سکتے۔ یہی تو قیامت ہے جس کا وہ انکار کیا کرتے ہیں۔ بتا دیا کہ ان کے انکار کی وجہ کوئی عقلی استدلال نہیں بلکہ یہ لوگ محض اپنی بے لگام خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور چونکہ ان کا عشرت پسند نفس یہ چاہتا ہے کہ قیامت نہ آئے اس لیے یہ قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ ان بدنصیبوں کو اس وقت ہوش آئے گا جب قیامت کے دن فرشتے ان کو ہانک کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جا رہے ہوں گے۔ اس کے بعد ان کے سامنے چند گزشتہ قوموں کے حالات بیان کیے گئے کہ کس طرح انہوں نے اللہ کے نبیوں کو جھٹلایا۔ ان کی دعوت کا مذاق اڑایا۔ اپنی ظاہری قوت کے باعث ظلم و تشدد اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے رہے لیکن جب مہلت کی مقررہ مدت ختم ہو گئی تو عذاب خداوندی آیا اور ان کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔

ہر قوم کے حالات ذکر کرنے کے بعد ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر کی آیت کو دہرایا گیا جس سے قارئین کو تنبیہ کی گئی کہ قرآن کوئی مشکل کی کتاب نہیں جس کو سمجھنا ان کے فہم سے باہر ہو یہ تو ایک کھلی اور واضح کتاب ہے جو شخص بھی خلوص نیت سے اس کو سمجھنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے لیے اس کو سمجھنا آسان ہوگا۔

گزشتہ قوموں کی بربادی کے قصے بیان کرنے کے بعد کفار مکہ کو مخاطب کیا جا رہا ہے کہ کیا تمہیں کوئی سرخاب کے پر لگے ہیں کہ تم جو کچھ کرتے رہو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا؟ کیا تمہارے پاس اللہ کا لکھا ہوا کوئی وعدہ ہے کہ تم حرم کعبہ میں اگر تین سو ساٹھ بتوں کی پرستش کرتے رہو گے تو تمہیں معاف کر دیا جائے گا۔ اگر تمہیں اپنی جمعیت اور اپنے جتھے جو ساتھیوں کی قوت پر ناز ہے تو کان کھول کر سن لو کہ تم اور تمہارے بت اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے

ہم نے تمہارے تمام اعمال کو لکھ رکھا ہے۔ روز محشر تم اپنی غلط کاریوں اور کرتوتوں کا انکار نہیں کر سکو گے۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۲۰۔۳۔۷۷

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ خَمْسٌ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ القمر مکی ہے شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے اس میں ۵۵ آیات اور ۳ رکوع ہیں

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا

قیامت قریب آگئی ہے ۱؎ اور چاند پھٹ گیا ۲؎ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں

۱؎ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا تھا [illegible] ما بقی من الدنیا فیما مضی منها الا مثل ما بقی من هذا الیوم فیما مضی یعنی دنیا کی [illegible] مدت میں سے [illegible] باقی [illegible] غروب ہونے میں [illegible] اب وقوع قیامت میں تھوڑی مدت باقی ہے۔ [illegible] حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] بعثت انا والساعة هکذا [illegible] کیا [illegible] قیامت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] وقت [illegible] ہے مطلب قریب آگئی ہے [illegible] اب تھوڑا وقت باقی ہے

۲؎ [illegible] وقوع قیامت کا انکار کرتے ہیں [illegible] چاند [illegible] ٹکڑے [illegible] ہو سکتا ہے [illegible]

امام قرطبی نے حضرت ابن عباس [illegible] نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ مشرکین [illegible] حضور [illegible] کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے [illegible] کہنے لگے کہ اگر آپ سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر دیجئے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اس وقت مشرکین کا [illegible] حضرت ابن مسعود کہتے ہیں [illegible] سحر ابن ابی کبشہ [illegible] چاند [illegible] حقیقت [illegible] تصدیق کی [illegible]

قرطبی [illegible]

یہ کرامت بھی بڑی مدلل ہے قرآن پاک میں ہے اور احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے۔ بہت جلیل القدر صحابہ سے روایت کی گئی ہے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ سیدنا علی مرتضیٰ، انس، ابن مسعود، حذیفہ، جبیر بن مطعم، ابن عمر، ابن عباس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں وقد تواترت الاحادیث الصحیحة [illegible] یعنی نبی کریم کے زمانے میں [illegible] احادیث کثرت سے ہیں بلکہ محدثین انہیں متواتر کہتے ہیں۔ [illegible] کی بڑی [illegible] ہے

امام تاج الدین سبکی ابن حاجب کی مختصر کی شرح میں لکھتے ہیں والصحیح عندی ان انشقاق القمر متواتر منصوص علیہ فی القرآن مروی فی الصحیحین وغیرهما من طرق شتی بحیث لا یمترى فی تواتره [illegible] علامہ سبکی لکھتے ہیں کہ [illegible] انشقاق القمر [illegible] صحیحین کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی اس کثرت سے مروی ہے کہ اس کے ثبوت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

بعض قصہ گوؤں نے اس واقعہ پر [illegible] لکھا ہے کہ چاند ٹکڑے ہو کر گریبان میں داخل ہوا اور آستین سے نکل گیا علامہ لکھتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ سراسر باطل ہے

[illegible] احادیث کے ہوتے ہوئے بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں [illegible] کہ یہ واقعہ قرب قیامت کے وقت [illegible] ثابت [illegible] لکھتے ہیں

علامہ [illegible] اپنی کتاب [illegible] میں لکھتے ہیں [illegible] ایک پرانی کتاب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بعض لوگ اس معجزہ [illegible] اعتراض کرتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝۳

یہ زبردست جادو ہے ۳ اور انہوں نے جھٹلایا اور پیروی کرتے رہے اپنی خواہشات کی اور ہر کام کے لیے ایک انجام ہے ف

نے اپنے حبیب کی رسالت کی تصدیق کے لیے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا تو اب کسی کو شک کی مجال نہیں رہی کہ جس خلاق عظیم نے اس چاند کو بنایا ہے وہ اسے توڑ بھی سکتا ہے اور جوڑ بھی سکتا ہے

جو لوگ کہتے ہیں کہ انشقاق قمر وقوع قیامت کے وقت ہو گا قرآن کا سیاق و سباق ان کی اس توجیہ کو قبول نہیں کرتا کیونکہ ان یروا آیۃ ویعرضوا صاف بتا رہا ہے کہ انہوں نے انشقاق قمر دیکھا ــــ اتنے عظیم الشان اور محیر العقول معجزہ کا مشاہدہ کیا ــــ لیکن پھر بھی ایمان لانے سے انکار کر دیا یہ بات اسی وقت درست ہو سکتی ہے جب شق قمر ہو چکا ہو واللہ علی کل شیء قدیر

۳ انہوں نے اس معجزہ کا مطالبہ کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ معجزہ انہیں دکھا دیا جائے تو وہ فوراً ایمان لے آئیں گے لیکن جب یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا تو ان کو ایمان کی توفیق نہ ہوئی الٹا کہنے لگے یہ کھلا زبردست جادو ہے۔

مستمر کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں۔ قال ابو العالیۃ والضحاک، محکم قوی شدید وهو من المرة وهی القوة اہ ابو العالیہ اور ضحاک کہتے ہیں کہ یہ مرۃ سے ہے جس کا معنی قوت ہے۔ اس کا معنی ہے مضبوط و طاقتور۔ اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ ان کا جادو بڑا زبردست ہے جو نہ صرف زمین بلکہ آسمان والوں پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے لیکن قتادہ، مجاہد اور دوسرے حضرات سے منقول ہے کہ اس کا معنی ہے ذاهب ای ذاهب من قولهم مر الشیء واستمر اذا ذهب۔ تو پھر اس کا معنی ہے کہ یہ جانے والا جادو ہے کچھ عرصہ گزر جائے گا تو مٹ جائے گا جیسے کہتے ہیں مر الشیء واستمر۔

دوسری صورت میں اس جملہ کا مقصد یہ ہو گا کہ وہ اپنے دوستوں کو تسلی دینے لگے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ یہ کچھ عرصہ برق فرما پھر ٹھیک ہو گیا چاند اپنی حالت پر پھر آ گیا۔ لوگ اس کو جلدی بھول جائیں گے۔ جانے دیجیے کل کی بات کیا ہے یہ سب جادو ہے کوئی حرج نہیں۔

۳ اس سے پتا چلتا ہے جب کسی شخص ہٹ دھرمی کی روش کو اپنا لے تو بڑے سے بڑا معجزہ بھی اس کی ہدایت کا سبب نہیں بن سکتا۔ ہدایت انہیں نصیب ہوتی ہے جو طالب صادق ہوں۔ حق کی طلب ہو اور صرف اسی کو ملتی ہے جو اس کے حصول کے لیے بے تاب ہو۔

جب کفار ایمان لانے کے لیے تیار ہی نہیں تھے تو انہیں قسمت ہدایت سے آخر کیوں سرفراز کیا جاتا۔ انہوں نے تو ازل ہی سے یہ طے کر رکھا تھا کہ وہ کسی قیمت پر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ حق کی پکار انہوں نے سننی گوارا نہ کی تھی، غور و تدبر کا دروازہ انہوں نے سختی سے بند کر دیا تھا۔ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب ہو جائے یہ سنت الہیہ کے خلاف ہے۔ اس لیے انہوں نے اس کے باوجود واضح دلائل کی تکذیب کی اور رشد و ہدایت کی تحریکات کو ٹھکرا کر اپنی نفسانی خواہشات کی گلیوں میں بھٹک گئے۔

ف یعنی ہر امر کا کوئی نہ کوئی انجام ہے۔ جو جماعت صدق و وفا کا راستہ اختیار کرے گی اس کا انجام یہی ہو گا کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کا تاج اس کے سر پر سجایا جائے گا اور جس شخص نے کفر و نافرمانی کا شیوہ اختیار کیا ہو گا اس کا

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا

اور بیشک آ چکی ہیں ان کے پاس (گزشتہ قوموں کی) ایسی خبریں جن میں بڑی عبرت ہے [illegible]

تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿۶﴾

[illegible] پس آپ ان سے منہ پھیر لیجئے [illegible] ایک ناگوار چیز کی طرف [illegible]

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ

جھکی ہوں گی ان کی نگاہیں [illegible] قبروں سے [illegible] ٹڈی دل

انجام یہ ہوگا [illegible] وكل امر مستقر [illegible] فالخير مستقر باهله في الجنة والشر مستقر باهله في النار۔ یعنی ہر عمل [illegible] جنت میں لے جائے گا اور عمل شر دوزخ میں۔

ہ ان کو راہ راست پر لانے کی یہ پہلی کوشش نہیں۔ گزشتہ گمراہ قوموں کے عبرتناک انجام سے انہیں بار بار خبردار کیا گیا ہے۔ یہ واقعات اتنے اثر انگیز ہیں کہ اگر ان کے [illegible] کسی مزید تنبیہ کی ضرورت نہ تھی۔

ہ مزدجر [illegible] کسی کو کسی کام سے باز رکھنا اور جھڑکنا [illegible] یعنی یہ واقعات [illegible] کہ تم گمراہی کی روش چھوڑ دو۔

ہ پہلی آیت میں [illegible] حکمت بالغہ [illegible]

[illegible]

ہ نذر، نذیر کی جمع ہے۔ [illegible]

ہ اے حبیب! آپ ان کے [illegible] جب انہیں ایک بلانے والا [illegible] چیز کی طرف بلائے گا [illegible] الداعي اسرافيل عليه السلام يقف على صخرة بيت المقدس يقول ايتها العظام النخرة واللحوم المتمزقة والاشعر المتقطعة ان الله يامركن ان تجتمعن لفصل القضاء۔ یعنی اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر [illegible] اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ [illegible] منکر [illegible]

ہ خشع کی تحقیق [illegible] خشع والمتخشع وتخشع [illegible]

مُّنْتَشِرٌ ۝٧ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۗ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝٨

رہی۔ دوڑتے ہوں گے بلانے والے کی طرف [illegible] کافر کہتے ہوں گے یہ بڑا سخت دن ہے [illegible]

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝٩

جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے بھی [illegible] ہمارے بندے کو اور کہا یہ دیوانہ ہے اور [illegible] کیا گیا [illegible]

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝١٠ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ

آخر کار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ [illegible] پس تو بدلہ لے [illegible] ہم نے کھول دیے آسمان کے دروازے [illegible]

[illegible] سر [illegible] نیچی [illegible] مشتمل [illegible] ہے بلکہ جلدی میں [illegible] ضمیر کا حال ہے اس لیے منصوب ہے۔

[illegible] ابن منظور لکھتے ہیں هطع و اهطع [illegible] لسان العرب [illegible]

[illegible] کی طرف ہونا۔ [illegible]

[illegible] قیامت کے دن [illegible]

[illegible] یہاں سے [illegible] گزشتہ قوموں کے [illegible] شروع ہو رہا ہے [illegible] حالات مختلف مقامات پر [illegible] گزر چکے ہیں [illegible] نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ

کے ساتھ ۱۱ اور جاری کر دیا ہم نے زمین سے چشموں کو پھر دونوں پانی مل گئے ایک مقصد کے لیے جو پہلے سے مقرر ہو چکا

قُدِرَ ﴿۱۲﴾ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا ۚ جَزَآءً

تھا ۱۲ اور ہم نے سوار کر دیا اس کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر ۱۳ جو چلتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے ۱۴

لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰیَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَیْفَ

بدلہ لینے کے لیے اس کا جس کا انکار کیا گیا تھا اور ہم نے اس کشتی کو ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا ۱۵ سو کیسا (ہولناک)

كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

تھا میرا عذاب اور میرا ڈرانا ۱۶ اور بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے پس ہے کوئی نصیحت قبول

اور یہ دعا پوری ہو گئی تو آپ نے بددعا کی۔ [illegible] عذاب آ گیا جس میں [illegible] یہ آخری انجام ہے۔

۱۱ منہمر: انصباب سے مشتق، موسلا دھار بارش۔ آسمان سے پانی کے ساتھ زمین کی تہہ میں جو پانی کے سمندر تھے انہیں حکم ہوا وہ چشموں کی طرح بہنے لگے۔

۱۲ ادھر زمین سے پانی کے دھارے ابل رہے تھے ادھر آسمان سے پانی کا سیلاب امڈا ہوا تھا وہ دونوں پانی مل گئے تو سارا علاقہ زیر آب آ گیا اور نیچے اوپر [illegible] بلند سے بلند پہاڑ بھی زیر آب ہو گئے اور اس طرح قوم کو تباہ کرنے کا جو فیصلہ کیا گیا تھا وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

۱۳ نوح علیہ السلام نے حکم الٰہی کے مطابق کشتی بنائی جس میں لکڑی کے تختے جوڑ کر ان میں [illegible] کیلیں اور مضبوط میخیں [illegible] تیار کی گئی تھی اس میں آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوار ہو گئے۔

الواح جمع ہے لوح کی، لکڑی کے تختے۔ دسر جمع [illegible] اس کا معنی [illegible] ہے۔

۱۴ بے شک کشتی بڑی مضبوط تھی لیکن طوفان بڑا شدید تھا اور اس میں اٹھنے والی لہریں بڑی خوفناک تھیں۔ کشتی کا ان کی زد سے بچ نکلنا آسان نہ تھا لیکن یہ کشتی ہماری حفاظت میں چل رہی تھی ہم اس کی نگہبانی فرما رہے تھے۔ اس لیے [illegible] سے ان طوفانی موجوں میں [illegible] تیر کی طرح چل رہی تھی۔

۱۵ ہم نے اس طوفان کی یاد کو [illegible] لوگ نسلاً بعد نسل ایک دوسرے کو بتاتے گئے [illegible] اپنی کتابوں میں تحریر کیا تاکہ آنے والے لوگ اس سے عبرت اور نصیحت قبول کریں۔ [illegible] کی طرف ہے [illegible]

مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا

[illegible]

عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ

[illegible]

كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٢١﴾ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝

بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پکڑنے کے لیے سو ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ جھٹلایا ثمود نے بھی پیغمبروں کو۔ سو

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ ءَاُلْقِيَ

پھر وہ کہنے لگے کیا ایک انسان کی جو ہم ہی میں سے ہے اکیلا ہم اس کی پیروی کریں گے یہ تو ہم بڑی گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے کیا اتاری گئی

الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ

ہے وحی اسی پر ہم سب میں سے نہیں بلکہ وہ بڑا جھوٹا شیخی باز ہے۔ کل انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون ہے

الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ۝ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ

بڑا جھوٹا شیخی باز ہے ہم بھیجنے والے ہیں ایک اونٹنی ان کی آزمائش کے لیے سو آپ ان کا انتظار کرو

وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝

اور صبر کرو۔ اور انہیں آگاہ کر دیجیے کہ پانی تقسیم کر دیا گیا ہے ان کے درمیان سب کی اپنی باری پر حاضر ہوں ع ۲/۱

کہا تھا کہ اللہ ہی ہے مطلب

ویوم نحس مستمر۔ علامہ سید محمود آلوسی نے بڑی تفصیل سے بحث کی ہے [illegible] روایات اور اقوال نقل کیے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں فلاں دن منحوس ہے [illegible] ہیں اس قسم کی تمام روایات [illegible] ثابت نہیں [illegible] [illegible] الله تعالیٰ [illegible] لبعض الاوقات شرف [illegible] [illegible]

[illegible] قوم ثمود کی ہدایت کے لیے جب صالح علیہ السلام نے انہیں [illegible] دعوت دی تو وہ آپ سے [illegible]

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾

[illegible]

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾

ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ [illegible] پس وہ اس طرح ہو کر رہ گئے جیسے [illegible]

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ

بے شک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو [illegible] کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ قوم لوط نے بھی جھٹلایا تھا

بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾

ڈرانے والوں کو۔ ہم نے بھیجی ان پر پتھر برسانے والی ہوا سوائے لوط کے گھرانے کے، ہم نے ان کو بچا لیا سحری کے وقت

نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ

یہ خاص مہربانی تھی ہماری طرف سے۔ اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں جو شکر کرتا ہے۔ [illegible] لوط علیہ السلام [illegible]

بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ

اب چکھو میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ۔ پس صبح سویرے ان پر ٹھہرنے والا عذاب

مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

نازل ہوا۔ اب چکھو میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ۔ اور بیشک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت پکڑنے کے لیے

فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا

پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور آل فرعون کے پاس ڈرانے والے آئے۔ انہوں نے جھٹلایا ہماری ساری نشانیوں کو

فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم

پھر ہم نے ان کو پکڑا جیسے پکڑتا ہے زبردست قوت والا۔ کیا تمہاری قوم کے کافر بہتر ہیں ان سے یا تمہارے لیے

بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ

معافی لکھی ہوئی ہے آسمانی کتابوں میں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ ہم بڑی جماعت ہیں جو غالب ہی رہے گی۔ عنقریب پسپا ہو گی

الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ

یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ بلکہ ان کے وعدہ کا وقت روز قیامت ہے اور قیامت بڑی ہولناک

نام و نشان مٹا دیا۔ جب حضرت لوط کی قوم کو پتہ چلا کہ [illegible] لوط علیہ السلام کے پاس مہمان آئے ہوئے ہیں [illegible]
ہوئے ان کے گھر [illegible] ان کی آنکھوں کو بے نور کر دیا گیا [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

وَّاَمَرُّ ۝ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي

اور کڑوی ہے بے شک مجرم گمراہی اور دیوانگی کا شکار ہیں جس روز انہیں گھسیٹا جائے گا

النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ

آگ میں منہ کے بل (کہا جائے گا) چکھو اب آگ میں جلنے کا مزہ بے شک ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ایک

بِقَدَرٍ ۝ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ

اندازے سے اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک بار جیسے آنکھ کا جھپکنا ہے ٢؎ اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیا

اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۝ وَ

جو تمہارے ہم مشرب تھے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا اور ہر چیز جو انہوں نے کی ہے ان کے نامہ اعمال میں درج ہے ٣؎ اور

کیا تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب میں لکھا ہوا پروانہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کفار کو جو کرتے رہیں ہم انہیں کچھ نہیں کہیں گے یا تم یہ کہتے ہو کہ ہم بڑے مضبوط اور ہماری جمعیت بڑی زبردست ہے۔ یہ بات [illegible] اور [illegible] ہیں یہ ان کی خوش فہمی ہے۔ اگر وہ [illegible] تو بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب کوئی نہیں ٹال سکتا۔ [illegible] عنقریب اسلام کے شیروں سے مقابلہ ہوگا تو ان کی ساری جمعیت شکست کھا جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلیں گے چنانچہ بدر کے میدان میں یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں سوچا کرتا کہ کونسا لشکر ہے جو شکست کھائے گا لیکن جب غزوہ بدر کے دن میں نے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زرہ پہنے ہوئے جوش سے یہ دعا مانگتے سنا اللھم ان قریشا جاءت تحادک وتکذب رسولک بفخرھا وخیلائھا فاخنھم الغداۃ ثم قال سیھزم الجمع ویولون الدبر فعرفت تاویلھا یعنی اے اللہ! قریش تیرے رسول کو جھٹلانے کے لئے بڑے فخر و غرور سے آئے ہیں۔ اے اللہ! کل صبح انہیں ہلاک کر دے۔ پھر حضور نے یہ آیت پڑھی سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ اس وقت مجھے اس آیت کا مصداق معلوم ہوا۔ (قرطبی)

٣؎ ہر ایک بات جو کچھ یہ کرتے ہیں وہ ان کے نامہ اعمال میں لکھی جا رہی ہے [illegible] قال [illegible] ما یعملونہ ای ما عملوہ [illegible] من الاعمال [illegible] یعنی [illegible] مستطر مکتوب

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝

[illegible]

فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ۝

[illegible]

[illegible]

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ الرحمٰن

نام: اس مبارک سورت کا پہلا کلمہ الرحمٰن ہے۔ یہی اس کا نام ہے نیز اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمانیت کی تجلیاں بڑی موجیں مار رہی ہیں۔ اس لیے اس سورت کے مضامین سے یہ نام بڑی مناسبت رکھتا ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ سے اس کا نام "عروس القرآن" بھی مروی ہے۔

اس میں تین رکوع، چھہتر یا اٹھہتر آیتیں، تین سو اکیاون کلمے ایک ہزار چھ سو چھتیس حروف ہیں۔

نزول: اگرچہ چند حضرات نے اسے مدنی سورتوں میں شمار کیا ہے لیکن اکثر علماء نے تحقیق یہی بتائی ہے کہ اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اس کے مضامین بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ روایاتِ صحیحہ میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔ علامہ قرطبی اس سورت کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

> "حضرت عروہ ابن زبیر سے مروی ہے کہ ایک روز صحابہ کہنے لگے کہ قریش نے آج تک قرآن کو سنا نہیں، پہلے اس کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ہمت کر کے بلند آواز سے ان کو قرآن حکیم سنائے تو کتنا اچھا ہو۔ حضرت ابن مسعود نے کہا یہ سعادت میں حاصل کروں گا۔ صحابہ نے کہا تمہارا جانا مناسب نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گھیر لیں اور تشدد کر کے زدوکوب کریں۔ کسی ایسے آدمی کو یہ فریضہ انجام دینا چاہیے جس کا قبیلہ طاقتور ہو تاکہ اس کے خوف سے کوئی کافر اس پر دست درازی نہ کر سکے۔ لیکن ابن مسعود نے ان کی ایک نہ سنی۔ اٹھے مقامِ ابراہیم کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور اپنی شیریں آواز سے بلند آواز میں سورۃ الرحمٰن کی تلاوت شروع کر دی۔ قریش جو اپنی اپنی مجلسیں جمائے بیٹھے تھے پہلے تو انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ بعد میں جب انہیں پتہ چلا کہ یہ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں تو اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے قریب آ کر انہیں مارنا شروع کر دیا۔ بڑی بیدردی سے انہیں پیٹا یہاں تک کہ ان کا چہرہ زخمی ہو گیا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں اس واقعہ سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

علاوہ ازیں جب جنات کا ایک گروہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گزرا تو اس وقت حضور نمازِ صبح میں اسی سورت کی تلاوت کر رہے تھے اور یہ واقعہ بھی ہجرت سے پہلے کی زندگی کا ہے۔ ان روایاتِ صحیحہ کے بعد اس کے نزول کے بارے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

مضامین : اسمائے حسنیٰ میں سے الرحمٰن کے ساتھ اس سورۃ کا آغاز ہو رہا ہے۔ الرحمٰن رحمت و لطف کی ان وسعتوں اور بلندیوں کو شامل ہے جن کا تصور کرنا بھی ہمارے حیطۂ امکان سے باہر ہے۔ انسان کو اس نے پیدا فرمایا۔ اس میں ایسی صلاحیتیں ودیعت کیں اور ایسی استعدادوں کی تخم ریزی کی۔ جن میں سے بعض کا تعلق اس کی روحانی بالیدگی اور ارتقاء سے ہے اور بعض کا تعلق اس کی مادی زندگی کی نشوونما سے ہے۔

پہلے اس نعمت کو بیان کیا جس کا تعلق اس کے قلب و روح سے ہے یعنی قرآن کریم کا علم اور اسکے کمال بیان کی قوت۔ اس کے بعد آسمانی اور زمینی ان نعمتوں کا ذکر کیا جو انسان کی غذا اور اس کی صحت کے لیے ناگزیر ہیں۔ اس کے ضمن میں چند احکامات بھی ارشاد فرمائے ساتھ ساتھ اپنی شان کبریائی کا بھی تذکرہ کر دیا۔

نوع انسانی کے ساتھ ایک دوسری نوع کا ذکر بھی یہاں صراحت سے کیا گیا ہے جسے جن کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے مادہ تخلیق میں جو فرق ہے وہ بھی بتا دیا اور فبای الآء ربکما تکذبان کے بار بار تکرار سے اس حقیقت کو بھی آشکارا کر دیا کہ قرآن کے مخاطب صرف انسان ہی نہیں بلکہ جنات بھی ہیں اور جب وہ قرآن کے احکام پر عمل کرنے کے مکلف ہیں تو واضح ہو گیا کہ وہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور حضور جن و انس دونوں کے نبی ہیں۔

دوسرے رکوع میں جن و انس میں سے جو سرکش افراد ہیں ان کے انجام کے بارے میں بڑی وضاحت سے بتا دیا اور آخری رکوع میں بڑے زور بیان سے ان انعامات اور احسانات کا تذکرہ کر دیا جو مولائے کریم جن و انس میں سے اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں پر فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نافرمانی سے بچائے اور اپنے ہر قسم کے عذاب سے پناہ دے۔ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی توفیق مرحمت فرمائے اور محبت کی دولت سے مالامال کرے۔ اور اپنے ان سعادت مند بندوں میں شامل کرے جن پر وہ راضی ہے۔ اللھم نسئلك وانت اکرم مسئول بجاہ حبیبك رحمۃ للعٰلمین۔

نزیل ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۳۰ - ۳ - ۷۷

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الرحمٰن مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۷۸ آیات اور ۳ رکوع ہیں

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾

رحمٰن نے اپنے حبیب کو سکھایا قرآن ف پیدا فرمایا انسان (کامل) کو ف اسے قرآن کا بیان سکھایا

ف۱ اس سورۂ مبارکہ میں ان تمام روحانی اور مادی، دینی اور دنیوی، اخروی نعمتوں کا ذکر تفصیل سے ہو رہا ہے جو [illegible] جن و انس کی نسبت [illegible] قریش سے [illegible] فرمایا جا رہا ہے [illegible] آیت میں [illegible] اسی لیے اس کی ابتدا الرحمٰن سے ہوئی [illegible] ذرا مہربانی [illegible] رحمت و مہربانی والا ہے [illegible] کو ذرا [illegible] کہ رحمٰن کا [illegible] ذرا اپنے اندر دیکھو کہ کس کس صورت میں [illegible] رحمٰن کا رحمت [illegible] یہ دنیا والے [illegible] نہیں بلکہ [illegible] سب اس کے [illegible] بالکل [illegible] ہیں۔

حضرت امام رازی الرحمٰن کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الرحمن: المعطوف على العبد بالايجاد اولا وبالهداية الى الايمان واسباب السعادة ثانيا والاسعاد بالآخرة ثالثا والانعام بالنظر الى وجهه الكريم رابعا

یعنی الرحمٰن وہ ہے جو اپنے بندوں پر چار طرح سے عنایت و مہربانی فرماتا ہے۔ اس کا پہلا احسان تو یہ ہے کہ پیدا فرمایا۔ دوسرا لطف یہ ہے کہ پیدا کرنے کے بعد [illegible] نہیں چھوڑ دیا بلکہ حق کی طرف رہنمائی فرمائی اور اسباب سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔ تیسرا [illegible] یہ کرے گا کہ روز حشر ان کی مغفرت فرمائے گا اور [illegible] رحمت کا ظہور اس وقت ہوگا جب عاشقانِ زار کو [illegible] مشتاقانِ دید کو شرف دیدار سے مشرف فرمائے گا۔

یہ کفار کے ایک سوال کا جواب بھی ہے۔ اصل میں جب اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں الرحمٰن سنا کرتے تو کہتے الرحمٰن کون ہے؟ ہم تو کسی کو نہیں جانتے۔ بتایا کہ الرحمٰن وہ ہے جس کی شانیں [illegible] ہوں گے

ف۲ اپنی بے شمار نعمتوں میں سے سب سے پہلے تعلیم قرآن کا ذکر کیا کیونکہ یہی وہ نعمت ہے کہ جب [illegible] زندگی کی [illegible] سعادت [illegible] انسان جب اس کی ہدایت کو [illegible] انسانی کا منصب [illegible] ہے۔ یہی وہ صحیفۂ رشد و ہدایت ہے کہ جس نے انسان کا رشتہ اپنے خالق کریم سے جوڑ دیا ہے۔

علّم دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے یعنی کس کو سکھایا اور کیا سکھایا۔ یہاں دوسرا مفعول تو ذکر کر دیا کہ قرآن کی تعلیم دی لیکن پہلا مفعول کہ کس کو تعلیم دی مذکور نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ [illegible] اتنا عیاں ہے کہ [illegible] ذکر کے بغیر بھی کسی کو اس کے بارے میں تردد نہیں ہو سکتا اور وہ ہے ذات پاک محمد مصطفیٰ علیہ اکمل الصلوات واجمل التحیات حضور کے سوا اور کون [illegible]

سے جتنا بھی حصہ کسی کو ملا ہے وہ سب حضور کے واسطے اور حضور کے طفیل ملا ہے۔

(د) علم قرآن: مفسر محمد بن عبد اللہ [illegible] وغیرہ علماء نے اور علم غیر قرآنی [illegible] شک کہ کا اقتضاء ہے اور استاد عالم الغیب والشہادۃ ہے اور پڑھایا گیا جا رہا ہے قرآن . . . یہ کون سا قرآن ہے جو سراپا رحمت ہے جو مجسم ہدایت ہے جو نور علیٰ نور ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَہُدًی وَّمَوْعِظَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ اگر کل [illegible] اس کتاب مبین میں [illegible] اس تعلیم سے جو بہرہ پایا کس [illegible] میں موجود ہے اس کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

خلیفۃ اللہ فی الارض آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّہَا اور خلیفۃ اللہ فی العالم کے بارے میں فرمایا عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ

ؔ اب سے نعمت ایجاد کا ذکر ہو رہا ہے یہاں انسان سے مراد نوع انسانی ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ منقول ہے کہ الانسان سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ قال ابن عباس ایضا وابن کیسان الانسان ہہنا یرادبہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قرطبی)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں جائز ان یقال خلق الانسان یعنی محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علمہ البیان یعنی القرآن فیہ بیان ما کان وما یکون من الازل الی الابد یعنی یہ درست ہے کہ یہاں الانسان سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور علمہ البیان سے قرآن مراد ہو جس میں ما کان وما یکون جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو رہا ہے ازل سے ابد تک کا بیان ہے۔

علامہ ابن جریر [illegible] عنی بذٰلک [illegible] وتعلیم [illegible] بعد [illegible] متادیۃ [illegible] یعنی یہاں الانسان سے حضور کی ذات والا صفات مراد ہے اور علمہ البیان سے یہ ہے کہ حضور کو بیان کی تعلیم ہوئی یعنی ما کان وما یکون کی تفصیل ہو سکی یعنی جس کو قرآن کا علم دیا گیا اس انسان کی پیدائش اور اس کو بیان سکھانے کا ذکر ہو رہا ہے۔ الرحمٰن [illegible] یہ بیان ہے دیکھئے ابن جریر علامہ خازن، علامہ بغوی اور دیگر مفسرین نے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے

خلق الانسان میں الانسان سے مراد اگر نوع انسانی ہو اور علمہ البیان میں بھی اس کو بیان کی تعلیم کا ذکر ہو تو یہ بات ہے یعنی الرحمٰن کی شان رحمانیت کا روشن ظہور ہے لیکن جب حضرت ابن عباس نے الانسان سے مراد گرامی باعث تخلیق کائنات فخر آدم و بنی آدم ہو سکے سیدنا کریم رحمۃ للعالمین کے لیے ارشاد فرمایا ہے اور علمہ البیان سے مراد بیان حقیقت اور اظہار اسرار کی وہ بے پایاں صلاحیت جو شان نبوت کا خاصہ ہے تو شان رحمانیت کی جلوہ ریزیوں کا کیا عالم ہو گا

یہی بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور برگزیدہ بندے کو قرآن سکھایا اور محمدی سے بیان قرآن کی تعلیم دی۔ د

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ وَالسَّمَآءَ

سورج اور چاند حساب کے پابند ہیں اور بے تنے کے پودے اور درخت اسی کو سجدہ کناں ہیں اور آسمان کو اسی

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا

نے بلند کیا اور میزان (عدل) قائم کی تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو ۔ اور قائم کرو

قرآن ہی نے حضور کو جو بتایا اس کا بیان خود سکھایا ہے۔ قرآن بھی اللہ تعالیٰ سے نازل ہوا اور اس کا بیان بھی اسی سے۔ اس لیے اگر کوئی شخص آیاتِ قرآن کے وہ معانی بیان کرتا ہے جو سنتِ نبویہ کے خلاف ہیں تو وہ صرف سنت کا انکار نہیں کرتا بلکہ قرآن کے بیان سے بھی روگردانی کر رہا ہے۔

سکہ اس سورۃ کے ذکر کے بعد جن بے شمار نعمتوں سے دنیا مالا مال ہے ان میں سب سے پہلے شمس و قمر کا ذکر کیا جا رہا ہے جن سے ہماری دنیا کا کسب نور ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ سورج اور چاند مقررہ حساب کے مطابق حرکت کر رہے ہیں۔ جو منزلیں ان کے لیے مقرر ہیں نہ ان سے تجاوز کر سکتے ہیں اور نہ ان کو طے کرنے میں پیچھے رہ سکتے ہیں۔ کیا مجال کہ سرمو بھی سرکشی یا دیر کریں یا ان کی تقدیم و تاخیر ہو۔ قال ابن عباس وقتادۃ وابو مالک یجریان بحساب فی منازل لا یعدوانہا ولا یحیدان عنہا۔ اسی نظام کی پابندی کے باعث وقت پہچانا جاتا ہے۔ مقررہ وقت پر دن طلوع ہوتا ہے اور رات آتی ہے۔ جس روز مقررہ وقت پر ان کا طلوع اور غروب ہوتا ہے اسی سے تم ماہ و سال کا حساب کر سکتے ہو۔ اگر اس نظام میں ذرا سا خلل بھی واقع ہو جائے تو ساری کائنات تہ و بالا ہو جائے۔ نظامِ شمسی میں جو باقاعدگی اور نظم و ضبط ہے یہ اللہ کی شانِ ربوبیت کا مظہر ہے اور عجیب ہے۔

ۓ نجم اس درخت کو کہتے ہیں جس کا تنا نہ ہو اور شجر ان جڑی بوٹیوں کو کہتے ہیں جن کا تنا ہو جیسے ترکاریاں بیلیں وغیرہ

النجم ما لا ساق له والشجر ما له ساق

سجدہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر جھکا دینا ہے۔ اصل السجود فی اللغۃ الاستسلام والانقیاد للہ عزوجل یعنی جس طرح عظیم انسان ہر طرح ایک مخلوق پر حکومت کا شرف رکھتا ہے اسی طرح بے تنے کے درخت اور تناور جڑی بوٹیاں بھی قانونِ الٰہی کی پابند ہیں۔ اگر انسان سے پوچھو تو یہ سب اسی کے مطابق چل رہا ہے۔

ۓ آسمان کو اللہ تعالیٰ نے ہی بلند کیا ہے۔ دیکھتے ہیں کہ بغیر ستونوں کے باعث جو اس کو موجود رکھا ہے اور کسی اور دوری و قوت نے اس کی تخلیق کی ہے۔ اس کی موجودہ ساخت میں بھی اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت جلوہ گر ہے۔

ۓ علامہ آلوسی اس جملہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ای شرع العدل وامر بہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی عدل کا قانون بنایا اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اسی عدل کے باعث یہ کائنات دیر تک قائم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے بالعدل قامت السموات والارض۔ اور یہاں عدل کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں جو کچھ ہے ہر چیز کو اس طرح پیدا کیا

الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ۝

ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ ٹ اور تول کو کم نہ کرو ٹ اور اسی نے زمین کو بچھا دیا ہے مخلوق کے لیے ٹ

ہے جو اس کے مناسب تھی۔ اس کی بقا اور نشوونما کے لیے وسائل مہیا کیے ہیں جن کی انہیں ضرورت تھی [illegible] اکثر علماء نے میزان کو بڑی عموم [illegible] ہے کہ [illegible] ہے تاکہ تمہیں دونوں میں عدل و انصاف ملتا رہے۔

ف جب تم ایک ایسی کائنات میں رہتے ہو جہاں عدل و انصاف کی فرمانروائی ہے جہاں ہر چیز قانون اور ضابطہ کی پابند ہے تو [illegible] تم پر بھی ضروری ہے کہ اپنے قول و عمل میں عدل و انصاف کا خیال رکھو۔

علامہ راغب اصفہانی نے وزن کے لفظ کے تحت اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ اشارۃ الی مراعاۃ المعدلۃ فی جمیع ما یتحراہ الانسان من الاعمال والاقوال [illegible] اور دیگر علماء تفسیر نے اس آیت کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وزن کرو انصاف کے ساتھ۔ دیتے وقت کم [illegible] اور لیتے وقت زیادہ [illegible]

ف اللہ تعالیٰ نے جس کاروبار و دیانت کا حکم دیا ہے [illegible] پر سختی سے عمل کرنے کا حکم دیا ہے یہ بھی اس کی شان ربوبیت کا ایک مظہر ہے۔ جس معاشرہ میں لین دین میں دیانت داری ختم ہو جاتی ہے وہاں باہمی اعتماد [illegible] ہو جاتا ہے وہ معاشرہ [illegible] پھل پھول نہیں سکتا [illegible] اخلاقی و معاشی [illegible] اس کا [illegible] ممکن نہیں رہتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے کہ [illegible]

ف علامہ راغب [illegible] کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں الوضع [illegible] اللہ تعالیٰ نے زمین کو اس طرح بنایا ہے کہ اس میں ہر جاندار آرام اور سکون سے اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے [illegible] روشنی، ہوا، آگ، پانی، خوراک، آسائش اور [illegible] دیگر لوازمات یہاں فراہم کر دیے گئے ہیں تاکہ ہر ایک بآسانی زندگی حاصل کرے اور اپنے مقصد کی تکمیل کر سکے۔ امام [illegible] قال ابن عباس رضی اللہ عنہما [illegible] قال الحسن الانس والجن۔ ابن عباس فرماتے ہیں ہر جاندار کو انام کہتے ہیں۔

بعض لوگ اشتراکیت کو یک سے قرآن کو ثابت کرتے ہیں۔ وہ سب کے اس کی آیت سے اشتراکی تعلیمات ثابت کرتے ہیں۔ یہاں بھی [illegible] عربی کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے اسلام کا [illegible] اشتراک ثابت [illegible] کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین سب انسانوں کے لیے مشترک ہے اور جو کسی ملک کی حکومت وہاں کے باشندوں کی [illegible] ہوتی ہے اس لیے زمین کی ملکیت کے حقوق صرف حکومت کو حاصل ہیں۔ اس طرح یہ لوگ قرآن کی آیت پر زیادتی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے [illegible] اسلام [illegible] [illegible] سب [illegible]

فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

اس میں (گوناگوں) پھل ہیں اور کھجوریں غلافوں والی ۱۱ اور اناج بھی بھوسہ والا

وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ

اور خوشبودار پھول ۱۲ پس (اے جن و انس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۱۳ پیدا فرمایا انسان کو بجنے والی

۱۱۔ الاکمام: جمع ہے کِمّ کی۔ یہ وہ غلاف ہے جو قدرتی طور پر پھلوں پر چڑھا ہوتا ہے تاکہ ان کی رس بھری ان کا رس گرد و غبار سے محفوظ رہے موسمی تغیرات اس کو خراب نہ کر دیں۔ مکھیاں اور مچھر اس کو گندا نہ بنا دیں۔ جس حکمت کریم نے تمہاری خوراک کے قدرتی اسباب کو اتنی خوبصورتی سے پیک کر دیا ہے اور ان کو ہر طرح کے بیرونی مضر اثرات سے بچا رکھا ہے تاکہ جب تیرے منہ میں جائے تو وہ بالکل پاک صاف اور تازہ ہو کیا اس کی شان ربوبیت کا تم انکار کر سکتے ہو۔

۱۲۔ الحب: اناج کو کہتے ہیں۔ العصف: گندم اور جو کے پودے کے پتے جو بھوسہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ الریحان: طرح طرح کے خوشبودار پھول۔ یہیں وہ اناج پیدا کیے ہیں جن کا ایک حصہ تمہارے کھانے کے کام آتا ہے۔ ان کا ایک حصہ تمہارے جانوروں کی خوراک بنتا ہے اور کہیں رنگ برنگے پھول کھلے ہیں جو تمہاری مشام جان کو تازگی اور شگفتگی بخشتے ہیں۔ الغرض جدھر بھی تم دیکھو اور جو چیز بھی دیکھو اس کی رحمت کے جلوے تمہیں نظر آئیں گے۔

۱۳۔ آلاء: جمع ہے اس کا واحد اَلیٰ و اِلْیٰ ہے۔ اس کا معنی ہے النعمۃ نعمت۔ (لسان العرب)

سورۃ کے آغاز سے لے کر یہاں تک بڑی بڑی عظیم الشان نعمتوں کا ذکر کیا۔ ان میں ایسی نعمتیں بھی ہیں جن پر ہماری ابدی اور اخروی زندگی کی کامیابی کا انحصار ہے۔ بعض وہ ہیں جن کے بغیر ہماری دنیوی زندگی طرح طرح کی الجھنوں اور پریشانیوں سے دوچار ہو جاتی ہے۔ بعض وہ ہیں جن سے ہماری مرغوب اور پسندیدہ کا ذوق ہی نہیں، تیز حواس خاصیت کے بارے میں بھی اہتمام کیا ہے، جن سے ہمیں ان کا کوئی اندازہ ہوسکتا ہے۔ ان نعمتوں کے ذکر کرنے کے بعد جن اور انسانوں کو کہا جا رہا ہے کہ تم بتاؤ کہ ان بے شمار نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پوری سورۃ الرحمن کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کیا وجہ ہے کہ تم بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ تم سے تو جنوں نے بہتر جواب دیا۔ جب بھی میں یہ آیت پڑھتا فبای آلاء ربکما تکذبان، تو وہ جواب دیتے لا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد، اے ہمارے رب ہم تیری کسی نعمت کا انکار نہیں کرتے اور سب تعریفیں تیرے لیے ہیں۔

ہم پر لازم ہے کہ جب یہ سورۃ سنیں اور جب بھی یہ آیت پڑھی جائے تو اس کے جواب میں ہم بھی یہی کہیں۔

صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝١٤ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝١٥ فَبِاَيِّ

مٹی سے ٹھیکری کی مانند بجنے والی اور پیدا کیا جان کو آگ کے خالص شعلے سے۔ پس اے انس وجان!

۱۴؎ یہاں الانسان سے مراد ابو الانسان آدم علیہ السلام ہیں کیونکہ آپ ہی کی تخلیق بلا واسطہ صلصال سے ہوئی۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر قرآن کریم میں مختلف مقامات پر کیا گیا ہے۔

پہلے مٹی (تراب) لی گئی پھر اس میں پانی ملا کر گارا تیار کیا گیا جسے طین کہا گیا پھر وہ گارا کچھ عرصہ تک پڑا رہا یہاں تک کہ اس میں چکناہٹ اور لیس پیدا ہو گئی۔ اسے طین لازب فرمایا گیا۔ اسی طرح کچھ عرصہ وہ گارا اور پڑا رہا تو اس میں بدبو پیدا ہو گئی اور اس کی رنگت سیاہی مائل ہو گئی۔ اسے حما مسنون کہا گیا۔ پھر وہ لیس دار سڑا ہوا گارا خشک ہو گیا اور وہ یوں بجنے لگا جس طرح پکا ہوا ٹھیکرا بجتا ہے۔ اس کے بعد اس کو بشریت کا پیکر دیا گیا۔ پھر اس میں اپنی خاص روح پھونکی گئی۔ اب اس کی عظمت و شان کے آگے ملائکہ سجدہ ریز ہو گئے۔

قرآن کریم میں ان تدریجات کا یوں ذکر کیا گیا ہے۔

كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ (آل عمران ۵۹)، وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ (السجدہ ۷)، اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ (الصافات ۱۱)، وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (الحجر ۲۶)، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ

کیونکہ ان آیات میں تخلیق آدم کے مختلف مدارج کو بیان کیا گیا ہے اس لیے ان میں کوئی تضاد نہیں۔ پھر تخلیق آدم کے بعد نسل انسانی کی تخلیق ایک قطرۂ آب سے ہوتی [illegible] مختلف مرحلے طے کر کے وہ انسانی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔

۱۵؎ جان جنوں کے جد امجد کا نام ہے۔ جس طرح آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی اسی طرح جان کی تخلیق خالص آگ سے ہوئی۔ پھر جنوں کی نسل کو چلانے کے لیے (توالد و تناسل کا) وہی نظام یہاں بھی جاری ہے جو انسانوں میں ہے۔ مارج کہتے ہیں خالص آگ کو جس میں دھوئیں کا نام ونشان نہ ہو۔ قرآن کریم کی ان دو آیتوں میں صراحۃً بتا دیا کہ انسان اور جن دو مختلف انواع ہیں۔ ایک کا اصل مٹی ہے اور دوسرے کا اصل آگ ہے۔ اب جو لوگ جنات کو الگ نوع تسلیم نہیں کرتے بلکہ نوع انسانی کے بعض افراد کو جن کہتے ہیں وہ قرآن کریم کی ان آیتوں کا انکار کر رہے ہیں۔

اس سے کئی اور مسائل بھی معلوم ہوتے ہیں کہ جس طرح انسان باشعور اور با اختیار ہونے کے باعث احکام شرعی کی پابندی کا مکلف ہے اسی طرح جنات بھی باشعور اور با اختیار ہیں اور احکام شرعیہ کی بجاآوری ان پر بھی ضروری ہے۔

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح نوع انسان کی طرف نبی بن کر تشریف لائے ہیں اسی طرح جنات کے لیے بھی نبی ہیں [illegible] دونوں ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنات [illegible]

بلکہ انسان کے ساتھ کی طرح ان کا تشخص بھی ہے۔ [illegible]

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ

[illegible] دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے [illegible]

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ

[illegible]

لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ

[illegible]

ف [illegible]

ف [illegible] مشرق [illegible] مغرب [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ

اور مرجان نکلتے ہیں۔ پس اے جن و انس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور اسی کے ہیں وہ جہاز جو سمندر میں

فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ كُلُّ مَنْ

پہاڑوں کی مانند اونچے کھڑے ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے جو کچھ زمین پر ہے ←

معلوم کیا کہ یہاں سے جو جہاز سیر و سیاحت کے لئے [illegible] دونوں سمندر جہاں ملتے ہیں وہاں سے دونوں کا رنگ جدا جدا ہے۔ ایک کا رنگ نیلا تھا اور دوسرے کا رنگ سبز۔ وہ یکجا نظر آتے ہیں اور کئی میل تک ہم ان کے کنارے کنارے چلتے گئے۔ وہ آپس میں بالکل نہیں ملتے تھے۔ یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔ سمندری سفر کرنے والے اکثر نے یہ عجیب منظر دیکھا ہے کہ سمندر میں [illegible] اس کے بیچ وسط میں میٹھے پانی کے قطعات ہوتے ہیں۔ [illegible] تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے [illegible] تم کہاں تک اپنے رب کریم کی نعمتوں کا انکار کرتے رہو گے اور اس کے لطف و کرم کی ناشکری کرتے رہو گے۔

[illegible] لؤلؤ بڑے موتی [illegible] اور چھوٹے موتی کو مرجان کہتے ہیں۔

الجوار، السفن الکبار جمع جارية بڑی بڑی کشتیاں۔ [illegible] المنشئات، السفن المرفوعة الشرع وہ کشتیاں جن کے بادبان [illegible] بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز [illegible] یہ سب اسی خالق حقیقی کے [illegible] اور اسی نے انسان کو وہ عقل و شعور بخشا جس سے اس نے جہاز سازی کی صنعت میں کمال حاصل کیا۔

[illegible]

[illegible] تک پہنچتے ہوں گے

عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ فَبِاَيِّ

فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے پس (اے جن و انس)

اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ

تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اسی سے مانگتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں ہر روز وہ ایک نئی

هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ

شان میں ہوتا ہے پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ

اے جن وانس! سو تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اے گروہ جن و انس!

اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا

اگر تم میں طاقت ہے کہ تم نکل جاؤ آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے (تو) نکل کر بھاگ جاؤ۔

کرنی پڑی ہو، اسے کوئی فکر ہے، کوئی ذہنی پریشانی کوئی گھبراہٹ۔ جیسے کہیں قحط کی چیرہ دستیاں ہیں اور کہیں ابر رحمت برس رہا ہے کسی کو ابھارا جا رہا ہے اور کسی کو اس کی پیہم ناشکر گزاریوں کے باعث اپنی نعمتوں سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ہر روز اس کی شان کا ظہور ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کسی بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کا مفہوم پوچھا۔ وہ نہ بتا سکا اور کل تک کی مہلت طلب کی اور بڑا افسردہ اور پژمردہ گھر آیا۔ اس کا ایک حبشی غلام تھا۔ اس نے پوچھا آقا آپ پریشان کیوں ہیں؟ اس نے پریشانی کی وجہ بتلائی۔ غلام نے کہا آپ مجھے سلطان کے پاس لے چلیں میں اسے اس آیت کا مفہوم بتادوں گا۔

وہ غلام جب سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ گویا ہوا: ایها الامیر! شأنه ان یولج اللیل فی النهار ویولج النهار فی اللیل ویخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویشفی سقیما ویسقم سلیما ویبتلی معافا ویعافی مبتلا ویعز ذلیلا ویذل عزیزا ویفقر غنیا ویغنی فقیرا۔

اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے، بیمار کو صحت یاب اور صحت یاب کو بیمار کرتا ہے، آرام و عافیت والے کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اور جو مصیبت میں مبتلا ہے اس کو آرام و سکون عطا فرماتا ہے۔ وہ ذلیل کو عزت بخشتا ہے اور عزت والے کو ذلیل کرتا ہے۔ وہ غنی کو فقیر اور فقیر کو غنی بنا دیتا ہے۔ بادشاہ نے یہ سن کر اسے خلعت وزارت سونپ دی۔ غلام نے کہا یا مولائی هذا من شان الله تعالیٰ یہ بھی میرے اللہ تعالیٰ کی ایک شان ہے۔

عبداللہ بن طاہر نے حسین بن فضل کو بلایا اور کہا مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ ان القلم جف بما هو کائن الی یوم القیامة کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کے لکھنے سے قلم خشک ہو چکا ہے یعنی سب کچھ لکھا جا چکا ہے تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے کل یوم هو فی شان۔ حسین نے برجستہ جواب دیا انها شئون یبدیها لا شئون یبتدیها یعنی شان سے مراد ازل میں طے شدہ چیزوں کا اظہار اور نفاذ ہے نہ کہ نئے فیصلوں کا آغاز۔

۳۱ یہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت بہت مصروف ہے بڑی کٹھن مہمات درپیش ہیں بڑے اہم معاملات تصفیہ طلب ہیں۔ تمہارے لیے اس کے پاس وقت نہیں۔ جب ان مہمات سے فراغت ہوگی تو پھر تمہاری باری آئے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات اس سے برتر ہے کہ کوئی کام اسے دوسرے کام سے

لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يُرْسَلُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں ۲۵ پھر تم بچاؤ بھی نہ کر سکو گے ۲۶ پس (اے جن و انس) تم اپنے رب

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾

کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۲۷ پھر جب پھٹ جائے گا آسمان تو سرخ ہو جائے گا جیسے رنگا ہوا سرخ چمڑا ۲۸

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ

پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو اس روز کسی انسان اور جن سے اس کے گناہ کے بارے میں

وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ

نہ پوچھا جائے گا ۲۹ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے پہچان لیے جائیں گے مجرم

۲۵ اگر اس روز تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو تم پر آگ کا خالص شعلہ، کالا دھواں چھوڑا جائے گا۔ وہ اسی قدم پر تمہیں بھون کر رکھ دے گا۔ شواظ: اللهب الذی لا دخان فیه۔ وہ شعلہ جس میں دھوئیں کا نام و نشان نہ ہو۔

نحاس: الدخان الذی لا لهب فیه۔ وہ دھواں جس میں شعلہ نہ ہو۔ نحاس کا دوسرا معنی پگھلا ہوا تانبا بھی ہے۔

۲۶ پھر تم اپنی مدد بھی نہ کر سکو گے یا تم ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے۔ نہ جن انسانوں کی نہ انسان جنوں کی۔

۲۷ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس نے بدکاروں کو بروقت ان کے انجام بد سے خبردار کر دیا تاکہ اگر وہ بچنا چاہیں تو بروقت توبہ کر لیں۔

۲۸ وقوع قیامت کے وقت آسمان کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے۔ وردة: گلاب کا پھول جس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ الدهان: رنگا ہوا سرخ چمڑا۔

۲۹ یعنی جس شخص نے گناہ کیا ہے اس سے باز پرس ہوگی کسی اور انسان یا جن کو اس کا جواب دہ قرار نہیں دیا جائے گا۔ قال ابن عباس: لا یسئل غیر المجرم عن ذنب المجرم

اس آیت کا یہ معنی بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ ضرورت نہیں ہوگی کہ وہ مجرم سے پوچھے کہ تم نے یہ جرم کیا ہے کیونکہ وہ تو پہلے ہی جانتا ہے بلکہ اس سے سوال کیا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کیا

بِسِيمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

اپنے چہروں سے [illegible] پیشانی کے بالوں سے اور قدموں سے ۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں

تُكَذِّبَانِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٤٣﴾ يَطُوفُونَ

کو جھٹلاؤ گے ۔ یہی وہ جہنم ہے جسے جھٹلایا کرتے تھے مجرم ۔ وہ گردش کرتے رہیں گے

بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ

اس کے اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان [illegible] پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ اور جو ڈرتا رہا

مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴿٤٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾

اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اس کے لیے دو باغ ہیں ۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٩﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿٥٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥١﴾ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿٥٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں ہوں گی ۔ پس اے جن وانس تم اپنے

اللہ تعالیٰ ایک نہیں کئی کئی جنتیں عطا فرمائے گا۔

جنت سے مراد ہیں اس کا تقویٰ حتی پایہ کمال تک پہنچ جائے گا یہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے نسبتاً زیادہ ڈرتے رہے ہوں گے پھر کہ وہ ہیں انہیں مجلس قرب میں مقام ہائے اعلیٰ عطا فرمائے جائیں گے ایک وہ جن میں ان کا داخلی محل ہوگا جہاں وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہیں گے، دوسرا وہ جہاں ان کی عام نشست ہوگی دوست احباب سے ملاقاتیں ہوں گی۔ شاہ ولی اللہ کی یہ تشریح معروف ہوں گی اور یہ تشریح معروف ہے ولایت شیخ کا اول کشف یہی ہوگا۔

جوہری سے ایک بڑی پیاری حدیث نقل کی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من خاف ادلج ومن ادلج بلغ الا ان سلعة الله غالية الا ان سلعة الله الجنة

جس مسافر کو دشمنوں کا ڈر ہوتا ہے وہ سوتا نہیں رات بھر چلتا ہے اور جو رات بھر چلتا ہے وہ اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے خبردار اللہ تعالیٰ کا سامان بہت گراں ہے خبردار اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے۔

ف یہاں سے ان دو باغوں کی توصیف شروع ہوتی ہے۔ ان دونوں باغوں کے درخت بڑے شاندار ہوں گے ان شاخوں پر سبز پتے ہوں گے ان میں خوبصورت پھول اور لذیذ پھل بڑی بہتات سے لگے ہوں گے

ذوات کے لیے موزوں استعمال ہوتا ہے اس کا تثنیہ ذواتا ہے۔ واو کے لیے جو اصل میں صیغہ واحد ہے۔ تثنیہ کے لیے واو کو الف سے بدل دیا گیا۔ تو جب تثنیہ بنایا گیا تو واو لوٹ آیا۔ افنان جمع ہے فنن کا جس کا معنی ہے شاخ۔ نحو میں بعض علماء نے فن کی جمع کہا ہے۔ اس وقت افنان کا معنی ہوگا الوان الفاکهة وانواع الاشجار والثمر یعنی وہ جنت ایسے ہوں گے جن میں رنگ برنگ کے پھل قسم قسم کے درخت لگے ہوں گے۔ ہر وقت ان میں چشمے جاری ہوں گے پانی کی فراوانی ہوگی

ف میووں کی دو قسمیں ہوں گی۔ ایک وہ جسے تم جانتے ہو۔ دیکھا ہوگا چکھا ہوگا لیکن اسی پھل کی ایک قسم جو جنت میں پائی جاتی ہے تمہارے لیے بالکل نئی ہوگی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ

رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے بستروں پر جن کے استر قناویز کے ہوں گے ۵۸

وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ فِيْهِنَّ

اور دونوں باغوں کا پھل بہت جھکا ہوگا ۵۹ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۞ فَبِاَيِّ

نیچی نگاہوں والی حوریں ہوں گی جن کو کسی انسان نے چھوا ہوگا ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے ۶۰ پس تم

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۞ فَبِاَيِّ

اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں ۶۱ پس تم

۵۸ وہ لوگ جنہوں نے زندگی [illegible] پر [illegible] گزاری تھیں [illegible] اور پرسکون ہوں گے بستر بچھے ہوں گے جن کا استر قناویز کا ہوگا [illegible] ان پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے ہر [illegible] سے بے نیاز۔ بطائن بطانة کی جمع ہے [illegible] استبرق [illegible] قناویز

۵۹ جنا اسم ہے بمعنی وہ پھل جو چنا جائے [illegible] درختوں کے [illegible] جھکے ہوں گے کہ ان کا توڑنا بالکل آسان ہوگا [illegible] بیٹھے لیٹے جس حالت میں بھی آپ ان سے لطف اندوز ہونا چاہیں گے وہ بالکل آپ کے منہ کے قریب جھک آئیں گے

۶۰ ان باغات میں جو محلات اور کاشانے ان جنتیوں کے لیے بنے ہوں گے ان میں ایسی عورتیں ہوں گی جو شرم و حیا کا پیکر ہوں گی۔ ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی۔ وہ اپنے شوہروں کے بغیر کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کریں گی۔ [illegible] شرم و حیا کے ساتھ ساتھ وہ اتنی پاکدامن اور عفت مآب ہوں گی کہ ان کو کسی جن و انس نے چھوا تک نہ ہوگا۔

۶۱ ان کے چہرے یاقوت کی طرح سرخ ہوں گے اور ان کے جسم مرجان کی طرح سپید و شفاف ہوں گے۔

آپ نے غور فرمایا ان کے ظاہری حسن و جمال کے ذکر سے پہلے قرآن کریم نے ان کی شان عصمت و حیا کا ذکر فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عصمت کا حقیقی جمال [illegible] ان کی آنکھوں [illegible] ہے

[illegible]

[illegible]

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ فَبِاَيِّ

پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ کیا احسان کا بدلہ بجز احسان کے کچھ اور بھی ہو سکتا ہے ۴۲ پس تم دونوں

ذرا ہاتھ لگا کر دیکھو تو میلے ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک شریف النفس، باذوق آدمی کو تو اس سے جو راحت ملے گی، اس کی لذت سے اس کا دماغ [illegible] لگے گا۔

دنیا میں بھی امت مسلمہ کی بیٹیوں کو عفت و حیا کے زیور سے آراستہ ہونا چاہیے

یہ قاصرات الطرف کون ہوں گی؟ وہ نیک سیرت بیبیاں جو دنیا میں اللہ کے نیک بندوں کے نکاح میں تھیں وہی جنت میں ان کی رفاقت کی زینت بنیں گی۔ ان کے علاوہ وہ اجنبی حوریں بھی وہاں ہوں گی، نیز وہ مسلمان عورتیں جو کنواری ہی مر گئیں یا جن کے خاوند جہنم رسید ہو گئے ان کو بھی مومن مردوں کے ساتھ بیاہ دیا جائے گا۔ یہی حال مومن جنوں اور ایمان والی جنیوں کے ساتھ بھی ہوگا۔

علامہ قرطبی مختلف اقوال لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔ والذي يغلب على الظن ان الانسي يحصل من الانسيات والحور والجني يحصل من الجنيات والحور (روح المعانی)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! دنیا کی بیویاں افضل ہوں گی یا جنت کی حوریں؟ حضورؐ نے فرمایا: نساء الدنيا افضل من الحور العين كفضل الظهارة على البطانة یعنی دنیا کی عورتیں جنتی حوروں سے افضل ہوں گی جس طرح ابرہ، استر سے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ حضورؐ نے فرمایا: بصلاتهن وصيامهن وعبادتهن لله اپنی نمازوں اپنے روزوں اور اپنی عبادات کے باعث وہ افضل ہوں گی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور بخشے گا۔ ان کے جسم ریشم، بدن نرم، ان کے کپڑے سفید، ان کے لباس سبز اور ان کے زیورات سونے کی طرح زرد، ان کی انگوٹھیاں موتیوں کی اور ان کی کنگھیاں سونے کی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور پاکی بیان کرنے میں مشغول ہو کر کہیں گی۔ الا نحن الخالدات فلا نموت ابدا۔ الا ونحن الناعمات فلا نبأس ابدا۔ طوبى لمن كنا له وكان لنا کان کھول کر سنو! ہم ہمیشہ جینے والیاں ہیں، ہمیں موت نہیں آئے گی۔ سنو! ہم نازک اندام ہیں اور خوبصورت ہیں۔ خوش قسمت ہے وہ جس کے حصہ میں ہم آئیں گی اور وہ ہمارے حصہ میں آئے گا۔

۴۲ یعنی جس نے بندہ ہوتے ہوئے اپنی بندگی کے حقوق کو حسن و خوبی سے انجام دیا کیا خداوند عالم اپنی شان بندہ نوازی میں کوئی کمی باقی رہنے دے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہ کرے گا اور اس کا اجر دینے میں بخل سے کام نہ لے گا۔

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور پوچھا: هل تدرون ما قال ربكم کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ قالوا الله ورسوله اعلم۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: يقول هل جزاء من انعمت عليه بالتوحيد الا الجنة۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو میں نے نعمت توحید

أَلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ وَمِن دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ۝ فَبِأَيِّ أَلَآءِ رَبِّكُمَا

والو تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور ان دو کے علاوہ دو اور باغ ہیں ف۲ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو

تُكَذِّبَانِ ۝ مُدْهَآمَّتَانِ ۝ فَبِأَيِّ أَلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فِيهِمَا

جھٹلاؤ گے دونوں بہت سرسبز و شاداب ف۳ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں

عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ۝ فَبِأَيِّ أَلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ

دو چشمے جوش سے ابل رہے ہوں گے پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان میں میوے ہوں گے

وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ۝ فَبِأَيِّ أَلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ

اور کھجوریں اور انار ہوں گے پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان میں اچھی سیرت والیاں اچھی صورت

حِسَانٌ ۝ فَبِأَيِّ أَلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ۝

والیاں ہوں گی ف۴ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے حوریں [illegible] خیموں میں ف۵

سرور فرمایا کیا جنت کے بیچ بھی اس کی کوئی [illegible] ہے

ف۲ یعنی دو باغوں کے علاوہ ان سے کم درجے کے دو باغ اور بھی ہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ انہیں خوش نصیبوں کو یہ دو باغ بھی مرحمت فرمائے جائیں گے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ پہلے جن دو باغوں کا ذکر گزرا وہ سابقین و مقربین کے لیے ہیں اور یہ دو باغ جو ان سے کم درجہ کے ہیں اصحاب الیمین کیلئے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم۔

ف۳ یعنی یہ دو باغ بھی نہایت سرسبز و شاداب ہوں گے۔ مدھامّتان اس سبزہ کو کہتے ہیں جو سیاہی مائل ہو۔ ان باغوں میں چشمے ہوں گے جن سے پانی پھوٹ پھوٹ کر بہہ رہا ہوگا۔ النضخ فوران الماء پانی کا ابلنا۔

ف۴ ان میں بیویاں بھی ہوں گی۔ اخلاق کے اعتبار سے بھی بے مثال اور حسن و جمال کے اعتبار سے بھی۔ خیرات حسان خیرات الاخلاق حسان الوجوہ یعنی ان کے اخلاق بہترین اور چہرے خوبصورت ہوں گے

ف۵ حور جمع ہے اس کا واحد حوراء ہے۔ الحوراء الشدیدۃ بیاض العین والشدیدۃ سواد سوادھا یعنی جس کی آنکھ کی سفیدی بہت زیادہ سفید ہو اور سیاہی بہت زیادہ سیاہ ہو۔ مقصورات فی الخیام ذکر کر کے ان کی شرم و حیا [illegible] وہ پردے والیاں خیموں میں [illegible] ان کے ظاہری اور باطنی

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ

پس (اے جن و انس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان کو اب تک نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور

لَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ

نہ کسی جن نے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے سبز مسندوں پر

خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

اور نادر نفیس بہت خوبصورت ہوں گے ۷۶ پس (اے جن و انس) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

حسین و جمیل حسان ان کے خیموں کا گوشہ گوشہ معطر اور منور ہے۔ ان کے گھر کی فضا خوشی اور مسرت سے معمور رہتی ہے۔

۷۶ رفرف کے کئی معنی بیان کیے گئے ہیں۔ سبز رنگ کی وہ چادر جو بستر پر بچھائی جاتی ہے۔ وہ تکیہ جس پر ٹیک لگائی جاتی ہے۔ الرفرف ضرب من البسط وقیل للوسائد۔ (کشاف) اور علامہ زمخشری نے رفرف کے بہت سے معانی بیان کیے ہیں ایک معنی یہ بھی لکھا ہے وقیل الرفرف شیئ اذا استوی علیہ صاحبہ رفرف بہ واھوی بہ کالمرجاح یمینا وشمالا و سفلا وصعودا یتلذذ مع انیسہ۔ رفرف ایک ایسی چیز کو کہتے ہیں جس پر جب انسان بیٹھے تو جھولے کی طرح کبھی اوپر اٹھے کبھی نیچے کبھی دائیں کبھی بائیں۔ وہ جنتی اپنی رفیقۂ حیات کے ساتھ جھولا جھولتا ہوا لطف و مسرت کے لمحات میں یہ معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

عبقری ثیاب موشیۃ تنسج بعبقر چھینٹ، نقش و نگار والا قالین ایسا قالین جو دیدہ زیب خوبصورت ہو لیکن اس کی وجہ تسمیہ اور نسبت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی صفت حسان، بہت خوبصورت بیان فرمائی ہے۔

علامہ جوہری اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں العبقر موضع تزعم العرب انہ من ارض الجن ثم نسبوا الیہ کل شیئ تعجبوا من حذقہ او جودۃ صنعتہ وقوتہ (صحاح)۔ یعنی عبقر ایک مقام کا نام ہے جس کے بارے میں عرب کا گمان ہے کہ وہ جنات کی سرزمین ہے۔ پھر ہر چیز جس کی ذہانت و مہارت یا اس کی صنعت کی عمدگی اور نفاست یا اس کی قوت دیکھ کر انہیں تعجب ہوتا ہے تو اس کو عبقر کی طرف منسوب کر کے عبقری کہہ دیتے ہیں۔

سچ ہے اگر یہ چند روزہ زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری میں انسان گزارے اور اس کے بدلے میں اسے یہ بے نظیر، ابدی، لازوال، بے مثال انعامات اور سرفرازیاں نصیب ہو جائیں تو یہ بڑا نفع والا سودا ہے کتنا خوش بخت ہے وہ جس نے زندگی کی گھڑیاں اس کا سودا کرنے میں صرف کیں۔ اس سورۂ پاک میں الرحمٰن کی شانِ رحمانیت کے آپ نے کتنے دل موہ لینے والے مظاہر دیکھے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے اپنے محبوب رحمۃ للعالمین کے طفیل اس روسیاہ کو اس کا اہل بنا

۳ ع ۱۲

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝۷۸

اے حبیب! بڑا بابرکت ہے آپ کے رب کا نام • بڑی عظمت والا احسان فرمانے والا ۸۲

کہ اس کی رفیقِ حیات کو اور اہل و عیال اور دوست احباب کو بھی ان حقیقی اور سرمدی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

صلی اللہ علی حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

۸۲ بےشک اس سورت کا آغاز کتنا دل نشین تھا اور اس کا اختتام کتنا روح پرور اور شوق انگیز ہے۔ فرمایا جا رہا ہے اے حبیب! تیرے رب کا نام پاک کتنا برکت والا ہے۔ تیرے اس پروردگار کا نام جو بڑی عظمت والا اور بڑے احسان فرمانے والا ہے۔

اللّٰھم تبارک اسمک وتعالٰی جدک وجل ثناءک ولا الٰہ غیرک۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صالحا ترضاہ واصلح

لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی حبیبک وحبیبک وصفیک ونبیک قائد الانبیاء [illegible]

[illegible] وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الکرام وعلینا وعلی سائر امتہ معہ یا رب العالمین۔

یا ذا الجلال والاکرام۔ آمین

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الواقعہ

نام: اس کی پہلی آیت میں "الواقعۃ" کا کلمہ ہے یہی اس کا نام ہے۔ اس سورۃ میں تین رکوع چھیانوے آیتیں، تین سو اٹھتر کلمے اور ایک ہزار سات سو تین حروف ہیں۔

نزول: حضرت حسن بصری، عکرمہ، جابر اور عطاء کے نزدیک یہ تمام کی تمام مکہ میں نازل ہوئی۔ البتہ حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ اس کی چند آیات مدنی ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ یہ تمام کا تمام مکہ میں نازل ہوئی۔

علامہ سیوطی نے "الاتقان" میں حضرت عبد اللہ ابن عباس سے ترتیب نزول یہ نقل کی ہے پہلے سورۃ "طٰہٰ" پھر "الواقعۃ" اور اس کے بعد "الشعراء"

حضرت فاروق اعظم سنہ ۵ نبوی میں ایمان لائے۔ یہ سورۃ اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی کیونکہ جب آپ نے اپنی بہن اور بہنوئی کو زدوکوب کیا تو آپ کی بہن کا سر پھٹ گیا اور اس کا خون بہنے لگا۔ اس سے آپ کا دل بہت متاثر ہوا۔ آپ نے کہا مجھے وہ کتاب دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ آپ کی ہمشیرہ فرمانے لگیں، "عمر! تم مشرک ہو اور مشرک ناپاک ہوتا ہے: وانہ لا یمسہ الا الطاہر اور اس صحیفہ کو صرف پاک ہی ہاتھ لگا سکتا ہے۔ چنانچہ اسی سورت کی ایک آیت لا یمسہ الا المطہرون (۷۹) میں مذکور ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت حضرت عمر کے ایمان لانے سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

مضامین: جس زمانہ کے ساتھ اس سورت کے نزول کا تعلق ہے اس وقت صرف تین باتیں زیر بحث تھیں توحید، قرآن اور قیامت۔

وقوع قیامت کے بارے میں ان کا انکار از بس شدید تھا۔ وہ اسے محال اور خلاف عقل یقین کرتے تھے اس لیے وہ سورتیں جو اس زمانہ میں نازل ہوئیں ان میں قیامت کے بارے میں ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائی گئی ہے۔

اس سورۃ کا آغاز وقوع قیامت کے ذکر سے ہو رہا ہے نیز بتایا کہ اس روز نوع انسانی تین گروہوں میں بانٹ دی جائے گی۔ دائیں طرف والے، بائیں طرف والے اور سبقت لے جانے والے

پہلے رکوع میں بڑی تفصیل سے السابقون اور اصحاب الیمین کے حالات ذکر کیے گئے ہیں۔ دوسرے رکوع میں

(اصحاب الشمال (بائیں طرف والے) کی خستہ حالی کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ جسے پڑھ کر بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

آیت ستاون سے لے کر رکوع کے اختتام تک اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت کے دلائل ایسے رنگ میں پیش کیے گئے ہیں جن کو تسلیم کرنے سے وہ بھی گریز نہیں کر سکتے۔

آخری رکوع میں قرآن کریم کی حقانیت اور کلام الٰہی ہونے پر دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ مواقع النجوم کی قسم کھا کر یہ ذہن نشین کرایا جا رہا ہے کہ جس طرح ستاروں کے مقامات بے مثال، بلند اور ہر ایک کا ایک جداگانہ دائرہ ہے اسی طرح کا ہر جملہ، لفظ اور ہر آیت کی دوسری آیت سے وابستگی تمہیں قرآن حکیم میں بھی نظر آئے گی۔ لیکن اس کے معانی اور اسرار تک رسائی ہر شخص کا نصیب نہیں۔ وہ لوگ جن کا دل پاک، نگاہ پاک اور نیت پاک ہوتی ہے وہ اس حسن عظمت کے سامنے اپنے آپ کو رہا سے منصب پر لاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ تم اس چشمہ شیریں سے سیراب ہوتے اور اپنی پیاس بجھاتے اپنے گلستان حیات کی آبیاری کرتے تم نے جھٹلانا شروع کر دیا ہے اور روز و شب جھٹلاتے ہی رہتے ہو گویا تمہارا مقصد ہی صرف انکار اور تکذیب ہی ہے۔ صد حیف! تمہاری اس ادا پر۔

آیات: ۸۳ تا ۸۹ میں انہیں موت کی یاد دلا کر جھنجھوڑا کہ کب تک بدمست و مغرور رہو گے؟ کیا اس وقت تک سوئے پڑے رہو گے جب فرشتہ اجل تمہاری شہ رگ پر اپنا آہنی ہاتھ رکھ دے؟

سورت کے اختتام سے پہلے پھر گزشتہ تینوں طبقوں کے حالات کو بالاختصار دہرا دیا۔

خصوصیت: اس سورۃ کی ایک خصوصیت کے بیان میں چند احادیث مذکور ہیں۔ قارئین کے لیے ان کا مطالعہ خیر و برکت کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس لیے انہیں یہاں درج کر رہا ہوں۔

۱۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من قرأ سورة الواقعة کل لیلة لم تصبه فاقة ابدا (البیہقی وغیرہ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھتا ہے اسے فاقہ کبھی نہیں آئے گا۔

۲۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ سورة الواقعة کل لیلة لم تصبه فاقة ابدا (ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھتا ہے، اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

۳۔ عن انس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سورة الواقعة سورة الغنی فاقرءوها وعلموها اولادکم (ابن مردویہ)

ترجمہ: حضرت انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سورۃ الواقعہ دولت و ثروت کی

سورۃ ہے۔ اسے خود بھی پڑھا کرو اور اسے اپنی اولاد کو بھی تعلیم دو۔

عن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علموا نساءکم سورۃ الواقعۃ فانہا سورۃ الغنی (الدیلمی۔ کذا فی الدر المنثور)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل کیا ہے کہ حضور نے فرمایا اپنے گھر کی مستورات کو یہ سکھاؤ یعنی یاد کرادو، کیونکہ یہ دولت و ثروت کی سورۃ ہے۔

علامہ قرطبی نے یہاں ایک بڑا دلچسپ مکالمہ نقل کیا ہے جو حضرت عثمان اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوا۔ حضرت ابن مسعود جب آخری مرتبہ بیمار ہوئے تو حضرت عثمان ان کی بیمار پرسی کے لیے ان کے پاس تشریف لے آئے اور پوچھا:

"ما تشتکی؟" آپ کو کیا بیماری ہے؟

آپ نے کہا: "ذنوبی" مجھے اپنے گناہوں کی بیماری ہے۔

پھر حضرت عثمان نے پوچھا: "فما تشتہی؟" آپ کیا چاہتے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: "رحمۃ ربی" میں اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں۔

پھر آپ نے کہا: "الا ندعو لک طبیبا؟" کیا ہم آپ کے لیے کوئی حکیم نہ بلائیں؟

انہوں نے کہا: "الطبیب امرضنی" حکیم نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔

پھر حضرت عثمان نے پوچھا: "الا نامر لک بعطائک؟" کیا ہم آپ کو آپ کا وظیفہ عطیہ دینے کا حکم نہ دیں؟

آپ نے کہا: "مجھے اس کی ضرورت نہیں۔"

آپ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے کہا: "آپ کی وفات کے بعد آپ کی بچیوں کے کام آئے گا۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعود نے جواب میں کہا: کیا آپ کو یہ فکر ہے کہ میری وفات کے بعد میری بچیاں بھوک اور افلاس کا شکار ہوں گی۔ ایسا نہیں ہوگا۔ میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ ہر رات کو سورۃ واقعہ پڑھا کریں اور میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۃ واقعہ کی تلاوت کیا کرے گا اسے کبھی بھی بھوک اور افلاس سے واسطہ نہیں پڑے گا۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الواقعہ مکی ہے اور اس میں ۹۶ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾

جب قیامت برپا ہو جائے گی؎ نہیں ہوگا جب یہ برپا ہوگی کوئی جھٹلانے والا؎ کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلند کرنے والی؎

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً

جب زمین تھرتھر کانپے گی؎ اور ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر پھر غبار بن کر

؎ قرآن کریم میں قیامت کے مختلف نام ذکر کیے گئے ہیں۔ الصاخۃ، الطامۃ، الآزفۃ، الحاقۃ انہی میں سے ایک نام الواقعۃ ہے۔ کیونکہ وہ ضرور واقع ہو کر رہے گی۔ کوئی چیز اس کو روک نہیں سکے گی اس لیے اسے الواقعۃ کہا گیا ہے

؎ زجاج نے کاذبۃ کا معنی بتایا ہے ای لیس لوقعتہا [illegible] کسی میں ایسی طاقت نہیں ہوگی جو اس کو واقع ہونے سے روک سکے

اس کا ایک مفہوم ذکر کیا ہے۔ لیس لوقعتہا نفس کاذبۃ یعنی جب یہ واقع پذیر ہو جائے گی تو کوئی شخص اس کا انکار نہیں کر سکے گا [illegible] اس کا ایک اور معنی بھی بتایا گیا ہے [illegible] قیامت کا [illegible]

کفار قیامت کا انکار کیا کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد جی اٹھنا ناممکن ہے۔ وہ ہرگز اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے [illegible] قرآن کریم نے [illegible] انداز میں یہ بتا دیا کہ تم لاکھ انکار کرو قیامت ضرور برپا ہوگی [illegible] تم آج انکار کر رہے ہو کل جب اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرو گے تو اس کو جھٹلا نہیں سکو گے

؎ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں خفضت اعداء اللہ فی النار ورفعت اولیاء اللہ فی الجنۃ یعنی قیامت اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو [illegible] اور اس کے دوستوں کو جنت میں [illegible] سرفراز کرے گی

؎ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں الرجۃ: الحرکۃ الشدیدۃ شدید حرکت۔ مفسرین لکھتے ہیں [illegible]

مُّنۡۢبَثًّا ﴿٦﴾ وَّكُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾ فَاَصۡحٰبُ الۡمَيۡمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ

جائیں گے ٭ اور تم لوگ تین گروہوں میں بانٹ دیئے جاؤ گے ٭ پس ایک گروہ دائیں ہاتھ والوں کا ہوگا۔ کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ

الۡمَيۡمَنَةِ ﴿٨﴾ وَاَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ﴿٩﴾ وَالسّٰبِقُوۡنَ

والوں کی۔ اور دوسرا گروہ بائیں ہاتھ والوں کا ہوگا کیا دہشت ناک حال ہوگا بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور تیسرا گروہ تو ہیں ہی آگے بڑھنے

السّٰبِقُوۡنَ ﴿١٠﴾ اُولٰٓـئِكَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿١١﴾ فِىۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ﴿١٢﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ

والوں کا جو اس میدان میں بھی آگے آگے ہوں گے۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں۔ عیش و سرور کے باغوں میں۔ ایک بڑی جماعت

المنبث المنتشر متفرق متبدد کل ما فیها۔ یعنی جس طرح جھروکے میں جالی دار دھوپ میں غبار کے ذرات کوئی اوپر اٹھتا ہے کوئی نیچے گرتا ہے۔ اسی طرح زمین بھی ریزہ ریزہ ہو جائے گی یعنی ہر شے جو اس کے اوپر ہے یہ عمارات، درخت، پہاڑ سب گر پڑیں گے اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

ف کسی چیز کا ٹوٹ پھوٹ جانا، ریزہ ریزہ ہو جانا۔ بسّ الشیء اذا فتته۔ قال الفراء صارت دقیقا۔ وہ کہتے ہیں کسی چیز کا پس کر آٹے کی طرح باریک ہو جانا۔

روشن دان سے جب دھوپ اندر آتی ہے تو اس میں غبار کے جو ذرات اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں ان کو ھباء کہتے ہیں۔ منبث، منتشر، پراگندہ۔

ف ازواج کا معنی یہاں اصناف ہے۔ جب کوئی چیز کسی کے مشابہ ہو یا دوسری چیز کے ساتھ ذکر کی جائے تو اسے زوج کہتے ہیں۔ ای اصنافا۔ کل صنف یکون او یذکر مع صنف آخر زوج (مظہری)

اس روز لوگ تین گروہوں میں بانٹ دیئے جائیں گے۔ پہلا گروہ اصحاب المیمنۃ، دوسرا اصحاب المشئمۃ، تیسرا السابقون۔

میمنۃ، یا تو یمین سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے دایاں ہاتھ کیونکہ ان نیک بختوں کو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جایا جائے گا یا ان کا نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا یا اس لیے کہ ان کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب تھیں اس لیے انہیں اصحاب المیمنۃ کہا گیا ہے۔ یا یہ یمن سے ماخوذ ہے جس کا معنی خیر و برکت ہے۔ کیونکہ ان کی ساری زندگی اپنے رب کریم کی بندگی میں بسر ہوئی۔ ان کا دامن معصیت سے ملوث نہ تھا۔ اس کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہمیشہ بے چین رہتے تھے۔ ایسے لوگوں سے بڑھ کر خیر و برکت والا کون ہو سکتا ہے۔ اس لیے اصحاب المیمنہ کہا گیا۔

اصحاب المشئمۃ۔ اس کی وجہ تسمیہ میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ یا تو یہ شؤمیٰ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے بایاں ہاتھ کیونکہ

الْاَوَّلِيْنَ ۝١٤ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝١٤ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝١٥ مُّتَّكِـِٕيْنَ

پہلوں سے ہوں گے · اور تھوڑے سے پچھلوں سے ہوں گے · ان تختوں پر جو سونے کی تاروں سے بنے ہوں گے تکیہ لگائے بیٹھے

عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝١٦ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝١٧ بِاَكْوَابٍ

ہوں گے ان پر آمنے سامنے · گردش کرتے ہوں گے ان کے گرد لڑکے جو ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے · آبخورے لے کر

ان بدبختوں کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر جہنم رسید کیا جائے گا یا ان کے نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا اس لیے کہ ان کی ہر ادا میں نحوست [illegible] اس لیے اصحاب المشئمۃ کہا گیا یعنی شوم [illegible] اور بدبختی [illegible] حقیقت [illegible] کون ہو سکتا ہے۔

ما اصحاب المیمنۃ کی ترکیب پر غور فرمایئے۔ اصحاب المیمنۃ مبتدا ہے۔ ما مبتدا ثانی اصحاب المیمنۃ خبر۔ جملہ خبر [illegible] تعجب ہے یعنی داہنے ہاتھ والوں کی عظمت شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ یہی کیفیت اصحاب المشئمۃ کی ہے۔

السابقون۔ آخر میں تیسری قسم کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی ان کے عالی مقام اور ان پر جو فضل و کرم کیا جائے گا اسے بھی بیان کر دیا۔ السابقون کا معنی ہے جو سبقت لے جانے والے۔ ان سے مراد وہ اہل سعادت ہیں جنہیں جب دعوت حق دی گئی تو انہوں نے اسے فوراً قبول کر لیا۔ جب بھی نیکی کی کسی خیر کی طرف بلایا گیا اپنے ساتھیوں سے پہلے قدم آگے بڑھایا۔ [illegible] دین کی سربلندی کے لیے اگر ان کے مال کی ضرورت پڑی تو سب کچھ لا کر قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ اگر جان کی ضرورت ہوئی تو میدان جہاد میں حاضر ہو گئے۔ خوشی خوشی [illegible] ان کی تعریف رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ان کلمات سے فرمائی ہے

[illegible] قال السابقون الذین اذا اعطوا الحق قبلوہ واذا سئلوہ بذلوہ وحکموا للناس کحکمہم لانفسہم

یعنی جب ان کے سامنے حق پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا جب سوال [illegible] کی قربانی دینے کا کہا گیا تو انہوں نے پیش کر دی اور جب وہ حکومت کی مسند پر بیٹھے تو لوگوں کے مقدمات میں ویسا ہی فیصلہ کیا جیسا اپنے لیے کرتے تھے

السابقون مبتدا ہے اور دوسرا السابقون اس کی تاکید اور اولئک المقربون اس کی خبر ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ پہلا السابقون مبتدا اور [illegible] دوسرا خبر ہے۔ [illegible] اولئک المقربون جملہ مستانفہ ہے اور [illegible] کا جواب ہے۔

ثلۃ یعنی امت کے اولین حصہ میں یعنی صحابہ [illegible] کی تعداد بہت زیادہ ہو گی اور بعد میں آنے والے اوقات میں ان کی تعداد گھٹتی جائے گی۔

وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

[illegible] اور شراب [illegible] سے چھلکتے [illegible] [illegible] [illegible] اس سے اور نہ مدہوش ہوں گے ۔

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ

اور میوے [illegible] جو [illegible] پسند کریں گے اور پرندوں کا گوشت جس کی وہ رغبت کریں گے ۔ اور

حُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

[illegible] موتیوں کی مانند جو چھپا رکھے ہوں ۔ [illegible]

معلوم ہوا کہ [illegible]

[illegible]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible]

[illegible]

يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلٰمًا

کرتے رہے تھے نہ سنیں گے وہاں بیہودہ اور نہ گناہ کی باتیں [illegible] سلام ہی سلام کی

سَلٰمًا ۝ وَأَصْحٰبُ الْيَمِينِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ

آواز آئے گی اور داہنے ہاتھ والے کیا شان ہوگی داہنے ہاتھ والوں کی [illegible]

مَّخْضُودٍ ۝ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ۝ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ۝ وَمَآءٍ مَّسْكُوبٍ ۝

بیریوں میں اور کیلے کے گچھوں میں اور پھیلے سایوں میں اور پانی کے آبشاروں میں

وَفٰكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ۝ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۝

اور پھلوں کی بہتات میں جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان سے روکا جائے گا اور بستر [illegible]

سلہ اہل جنت کو یہ شرف بھی حاصل ہوگا [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] اصحاب الیمین [illegible]
[illegible]

[illegible] مخضود [illegible]
[illegible] طلح [illegible] منضود [illegible]
[illegible] ظل ممدود [illegible]
[illegible]

ماء مسکوب [illegible] مقطوعة [illegible]
[illegible]

إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ۝٣٥ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا ۝٣٦ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝٣٧

ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقے سے۔ پس ہم نے بنا دیا انہیں کنواریاں۔ دل و جان سے پیار کرنے والیاں۔ ہم عمر۔

لِّأَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ۝٣٨ ثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْأَوَّلِينَ ۝٣٩ وَثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْءَاخِرِينَ ۝٤٠

(یہ سب نعمتیں) اصحاب یمین کے لیے مخصوص ہوں گی۔ ایک بڑی جماعت اگلوں سے اور ایک بڑی جماعت پچھلوں میں سے ہو گی۔

ہو تو آپ ایک پھل توڑیں گے اس کی جگہ دوسرا فوراً موجود ہو گا۔

دوسری خوبی ان میں یہ ہو گی کہ ان کو توڑنے میں کسی وقت یا رکاوٹ نہ ہو گی۔ جب آپ کا جی چاہے گا اونچی ٹہنیوں پر لگے ہوئے خوشے آپ کے ہونٹوں کے قریب ہو جائیں گے۔

یہاں اہل جنت کی نیک بیویوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ یعنی جب وہ جنت میں داخل ہوں گی تو ان کی خلقت بالکل بدل دی جائے گی۔ اگرچہ دنیا میں وہ خوش شکل نہ تھیں، بعض وقت وہ بالکل بوڑھی ہو گئی تھیں، لیکن جب جنت میں داخل ہوں گی تو ہمہ جمال ہوں گی۔ جسم و روح نورانی ہوں گی اور کنواری بنا کر انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ حدیث شریف میں اس آیت کی یہی تفسیر کی گئی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی تو حضور نے فرمایا ہن اللواتی قبضن فی الدنیا عجائز شمطا عمشا رمصا جعلہن اللہ بعد الکبر اترابا علی میلاد واحد فی الاستواء۔ اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو بوڑھی ہو چکی تھیں۔ اگرچہ انتقال کے وقت وہ بالکل بوڑھی تھیں۔ ان کے بال سفید تھے، ان کی بینائی کمزور ہو چکی تھی، آنکھیں دکھتی رہتی تھیں لیکن جب وہ جنت میں داخل ہوں گی تو سب ہم عمر ہوں گی۔

عُرُبًا: اس کے دو معنی بیان کیے ہیں۔

عروب: اس کا واحد عروب ہے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں: المتحببة الی زوجها بشکل و غنج و حسن کلام۔ یعنی وہ عورت جو ناز و ادا اور خوش گفتاری سے اپنے خاوند کا دل اپنے قابو میں کر لے۔ جنت کی ایسی عورتیں ہوں گی جن میں نسوانیت کی ساری خوبیاں سمٹ آئی ہیں۔ حسین و جمیل بھی ہوں گی۔ ناز و ادا والی بھی ہوں گی۔ خوش گفتار بھی ہوں گی اور عشق کرنے والی اور اپنے خاوند کو دل سے چاہنے والی بھی ہوں گی اور اپنی چاہت کا پورا اظہار کرنے والی بھی ہوں گی۔

صاحب لسان العرب اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: المرأة الضحاکة وقیل هی المتحببة الی زوجها المظهرة له ذلک وقیل هی العاشقة له۔ اتراب: ہم عمر۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هما جمیعا من امتی۔ یعنی اس امت کا اول و آخر مراد ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں امت محمدیہ کی ہوں گی علی صاحبہا الف الف صلوۃ و سلام۔

امام بخاری حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم باہر تشریف لائے

وَأَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِىْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾

اور بائیں ہاتھ والے ۔ کیسی خستہ حالت ہوگی بائیں ہاتھ والوں کی ۔ ٹلہ وہ بے پناہ تپش اور کھولتے ہوئے پانی

وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ إِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ

اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے ۔ جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دہ ۔ بے شک یہ لوگ پہلے

ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾

بڑے خوشحال تھے ۔ تلہ اور وہ اصرار کیا کرتے تھے بڑے بھاری گناہ پر ۔

فرمایا آج میرے سامنے ساری امتیں پیش کی گئیں۔ ایسے نبی بھی میرے سامنے سے گزرے جن کے ساتھ صرف ایک امتی تھا کسی کے ساتھ دو اور بعض کے ساتھ ایک گروہ اور بعض ایسے نبی بھی تھے جن کے ساتھ ایک امتی بھی نہ تھا۔ پھر میرے سامنے ایک جم غفیر لایا گیا جس نے افق کے کناروں کو گھیر رکھا تھا۔ کہا گیا یا رسول اللہ یہ آپ کی امت ہے۔ مع ہؤلاء سبعون الفا یدخلون الجنۃ بغیر حساب۔ ان میں ستر ہزار آپ کے وہ غلام ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ کے ایک صحابی جن کا نام عکاشہ ابن محصن تھا اٹھے اور عرض کیا ادع اللہ ان یجعلنی منھم یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے کرے۔ فقال انت منھم فرمایا تو ان میں سے ہے۔ ثم قام رجل آخر فقال ادع اللہ ان یجعلنی منھم فقال سبقک بھا عکاشہ۔ پھر ایک اور صاحب نے عرض کیا کہ میں ان میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم عاصیوں کو اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کھڑا کرے اور ہم گنہگاروں کو شفیع المذنبین کی شفاعت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

ٹلہ یہاں سے اصحاب الشمال کا حال بیان کیا جا رہا ہے جنہیں قیامت کے روز ان کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔

مشکل الفاظ کی تشریح ملاحظہ ہو۔ سموم، بہت گرم جھلسا دینے والی ہوا۔ حمیم، سخت کھولتا ہوا پانی۔ یحموم، الدخان [illegible] سیاہ دھواں شدید السواد۔ جو کالا سیاہ دھواں۔ ولا کریم، لا نفع فیہ۔ جس میں کوئی نفع نہ ہو گا۔ [illegible] سکون نہ ہوگا۔

مقصد یہ ہے کہ جب [illegible] کی لو ان کے جسموں کو جھلسا رہی ہوگی تو وہ ٹھنڈے پانی کی خواہش کریں گے اور [illegible] کی طرف بھاگیں گے لیکن وہ بدبخت جب [illegible] پانی کی جستجو کریں گے تو انہیں ٹھنڈے پانی کے بجائے کھولتا ہوا پانی ملے گا اور جب کسی ٹھنڈے سائے میں پناہ لینا چاہیں گے تو جہنم سے اٹھنے والے سیاہ دھوئیں کے سایہ کے سوا کوئی سایہ انہیں نصیب نہ ہوگا جو خود بھی ان کی حدت [illegible] بڑھا دے گا۔

ٹلہ وہ اس اندوہناک انجام سے کیوں دوچار ہوئے اس کی وجوہات بیان کی جا رہی ہیں۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ مترف

وَكَانُوا يَقُولُونَ ۙ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا

اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ

لَمَبْعُوثُونَ ﴿۴۷﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿۴۸﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿۴۹﴾

زندہ کیے جائیں گے اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔ آپ فرمائیے بے شک اگلے بھی اور پچھلے بھی

لَمَجْمُوعُونَ ۙ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا

سب کو جمع کیا جائے گا ایک مقرر وقت پر ایک جانے بوجھے دن میں۔ پھر تم اے گمراہو

الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿۵۱﴾ لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِئُونَ

اور جھٹلانے والو! ضرور کھانے والے ہو ایک درخت سے زقوم کے درخت سے پس تم بھرو گے

مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿۵۳﴾ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿۵۴﴾ فَشَارِبُونَ

اس سے پیٹ پھر پیو گے اس پر کھولتا پانی اس طرح پیو گے پیاسے

مترفین۔ المتنعم۔ المتوسع فی ملاذ البدن وشہواتہ یعنی ان کے پاس دولت کی فراوانی تھی، دنیا کی لذتوں اور نفس کی خواہشوں میں وہ ہر لمحہ اور ہر وقت غرق رہتے تھے۔ کبھی ان کے دلوں میں کسی حاجت مند لوگوں کی امداد کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ دولت کی کثرت نے عیش و عشرت میں مدہوش کر دیا۔ ان کی تباہی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ شرک پر مصر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔ [illegible] حنث عظیم [illegible] اس سے مراد شرک ہے۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ وہ قیامت کے منکر تھے، اور دوبارہ اٹھنے کے بعد [illegible] سزا بھگتنی پڑے گی۔

الہیم اس کا واحد اہیم ہے۔ اس کی مؤنث ہیماء۔ اس اونٹ کو کہتے ہیں جو پیاس کی ایک بیماری میں مبتلا ہو کر جتنا پانی پی جائے اس کی پیاس نہ بجھے۔ الابل العطاش التی لا تروی بداء یصیبہا۔ [illegible] اس کا ایک اور معنی بھی ہے۔ ہیم الارض السہلۃ ذات الرمل ریتلی زمین جو جتنا سیراب کی جائے وہ خشک ہی رہتی ہے۔ فرمایا جا رہا ہے کہ ان لوگوں کو بھوک اتنا ستائے گی کہ یہ زقوم کا بدبودار اور کڑوا درخت کھانے پر مجبور ہو جائیں گے اور پیاس کی شدت کا یہ عالم ہوگا کہ پینے کے لیے انہیں کھولتا ہوا پانی ملے گا جس سے ہونٹ اور منہ جل جائے گا آنتیں کٹ کٹ کے [illegible] ہو جائیں گی لیکن وہ اس کھولتے ہوئے پانی کو پیاسے اونٹ کی طرح پیتے چلے جائیں گے۔

شُرْبَ الْهِيمِ ۝ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ۝ نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ

پیاس کا مارا اونٹ پیتا ہے ۔ یہ ان کی ضیافت ہوگی قیامت کے دن ۔ شہ ہم نے تم کو پیدا کیا ہے پھر تم

فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ۝ أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ۝ أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ

قیامت کی تصدیق کیوں نہیں کرتے شہ ۔ بھلا دیکھو تو جو منی تم پہنچاتے ہو ۔ شہ اس کو تم ہی انسان بنا کر پیدا کرتے

[illegible]

[illegible]

[illegible] مشکل نہیں ہوگا

[illegible]

[illegible] اس کے لیے مشکل ہے ۔

أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ

کیا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم ہی نے مقرر کی ہے تمہارے درمیان موت اور ہم (اس سے)

بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا

عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور لوگ پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں پیدا کر دیں جس کو

لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾

تم نہیں جانتے اور تمہیں اپنی پہلی پیدائش کا علم ہے تو پھر تم کیوں غور و فکر نہیں کرتے

ہم نے ہی تم کو نیست سے ہست کیا ہے۔ ہم نے ہی تمہارے لیے موت کا وقت مقرر کر دیا ہے۔ تمہاری پیدائش، صورت اور موت ہمارے قبضہ میں ہیں۔ اگر تم ہمارے احکام کی خلاف ورزی کرو یا ہمارے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ تو اس سے بڑھ کر اور حماقت کیا ہو سکتی ہے۔

جب ہم چاہیں گے قیامت کے روز تمہیں پھر زندہ کر دیں گے کوئی ایسی طاقت نہیں جو ہمیں ایسا کرنے سے روک دے۔ مسبوقین کا یہی مطلب ہے۔ اس کا ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے اگر ہم تم کو فنا کر دیں اور تمہاری جگہ تمہاری مثل اور لوگ لے آئیں تو ہم ایسا کرنے کی پوری قدرت رکھتے ہیں۔

اور ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ تمہاری خلقت کو بالکل بدل دیں۔ تمہاری قد و قامت، تمہاری رنگت، تمہارے خد و خال یکسر مختلف ہوں۔ جو صلاحیتیں اب تم میں موجود ہیں ان کے برعکس اور صلاحیتیں تمہیں ودیعت کریں۔ اب بھی ہم نے اپنی مرضی سے جیسا چاہا پیدا فرمایا اور اگر ہم تمہاری موجودہ حالت میں رد و بدل کرنا چاہیں تو ہمیں کوئی روک نہیں سکتا۔

نیک لوگ اگرچہ دنیوی زندگی میں خوبصورت نہ تھے لیکن قیامت کے دن ان کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ ان کے حسن کا نکھار دیدنی ہوگا، اور گناہگاروں کے چہروں پر نحوست برس رہی ہوگی۔ انہیں دیکھ کر طبیعت میں وحشت پیدا ہوگی۔

تم اپنی پہلی پیدائش کے بارے میں تو جانتے ہو کہ کس طرح ایک حقیر قطرہ سے تمہارا آغاز ہوا اور کس طرح تمہیں مرتبہ کمال تک پہنچا دیا گیا۔ اگر تم ذرا غور و تدبر کرو گے تو تمہیں یہ باور کرنے میں ذرا تردد نہ ہوگا کہ تمہارا خالق تمہارے مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلزَّٰرِعُونَ ﴿٦٤﴾

[illegible]

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَٰهُ حُطَٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾

[illegible]

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَرَءَيْتُمُ ٱلْمَآءَ ٱلَّذِى تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ

[illegible]

أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ ٱلْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَٰهُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿٧١﴾ ءَأَنْتُمْ

بنا دیتے پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے کبھی تم نے دیکھا ہے یہ آگ جو تم سلگاتے ہو کیا تم نے پیدا کیا

أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَ

اس کے درخت کو یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ہم نے ہی بنایا ہے اس کو نصیحت اور

کا اہم حصہ یہ ہوتا ہے [illegible] جو بخارات [illegible] زمین پر [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] پانی کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پھر ہواؤں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ جب [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] اس کا انکار [illegible] شریک [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] انسانی تمدن کی ترقی اور معاشرتی [illegible] آگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

عرب میں دو درخت تھے ایک کا نام مرخ تھا اور دوسرے کا نام عفار۔ مرخ کو نیچے اور عفار کو اوپر رکھ کر جب رگڑا جاتا تو [illegible] [illegible] آگ [illegible] [illegible] [illegible] اس درخت سے مراد وہ سب درخت ہو سکتے ہیں جو ایندھن کا کام دیتے ہیں۔

مَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ

فائدہ مند مسافروں کے لیے ۳۸؎ تو پاکی بیان کیجیے اپنے رب عظیم کے نام کی ۳۹؎ پس میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں

النُّجُومِ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾

ستارے ڈوبتے ہیں ۴۰؎ اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے ۔ بے شک یہ قرآن ہے بڑی عزت والا

۳۸؎ قواء اس زمین کو کہتے ہیں جو بنجر ہو اور جو آبادی سے بہت دور ہو۔ القواء الارض القفر الخالیة البعیدة من العمران ۔ اقوی کا معنی ہے ایسے بنجر اور بے آب و گیاہ علاقہ میں چلا جانا۔ اسی لیے مسافر کو مقوی کہتے ہیں کیونکہ بسا اوقات صحراؤں اور ایسے مقامات پر سفر کرنا پڑتا ہے جہاں پانی وغیرہ دستیاب نہیں ہوتا

اگرچہ آگ مقیم اور مسافر سب کے لیے مفید ہے لیکن ایک مسافر کے لیے اس کی افادیت بہت زیادہ ہے۔ غیر معروف جگہوں میں جب آگ جلتی ہے تو اس کی روشنی میلوں تک دکھائی دیتی ہے کئی راہ گیر جو کہ راہ بھول گئے ہوتے وہ اس نشان کو دیکھ کر وہاں آجاتے ہیں۔ عرب کا دستور تھا کہ وہ رات کے وقت اونچے ٹیلوں پر آگ روشن کر دیتے تھے تاکہ بھولے بھٹکے مسافر وہاں آجائیں اور وہ ان کی خاطر مدارات کریں۔ عرب کا ایک شاعر اپنی سخاوت کا ذکر اس طرح کرتا ہے

وما اخمدت نار لنا دون طارق

ومابنال السائلين سربيل

یعنی آدھی رات کو آنے والے مسافر ہماری آگ کو بجھا ہوا نہیں پاتے اور بھیک مانگنے والے ہماری مذمت نہیں کیا کرتے

۳۹؎ اے حبیب! اپنے عظمت والے رب کی پاکی بیان کرو جس کی قدرت، حکمت، رحمت اور علم کے گوناگوں شواہد پیش کیے گئے ہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ ہر قسم کے نقص، ضعف اور عیب سے پاک ہے۔

۴۰؎ یہاں "لا" نفی کے لیے نہیں بلکہ تاکید کے لیے زیادہ کیا گیا ہے جیسا کہ لئلا یعلم اهل الکتاب میں لا زائدہ تاکید کے لیے ہے۔ اس میں دوسرا قول یہ ہے کہ لام قسم کے لیے ہے۔ اس میں اشباع کی وجہ سے الف بڑھ گیا جیسا اعوذ باللہ من العقراب۔ مواقع، موقع کی جمع ہے۔ قتادہ کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ستاروں کے غروب ہونے کے مقامات ہیں کیونکہ ان کے غروب سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید و ربانیت اور اجرام سماوی کے خالق ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور قتادہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ مواقع النجوم سے مراد ان کی منزلیں اور ان کی حدود ہیں۔ ای منازلها ومجاريها

بعض علماء نے مواقع النجوم کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ نجوم سے مراد صحابہ کرام اور مواقع سے مراد ان کی سجدہ گاہیں ہیں جہاں وہ اپنے رب کے حضور میں سربسجود ہوا کرتے تھے۔ بعض کے نزدیک مواقع سے مراد ان کی قرارگاہیں ہیں جہاں وہ جہاد اکبر یا جہاد اصغر میں جام شہادت نوش کرنے کے بعد استراحت فرما ہیں۔ قاضی ثناء اللہ رحمة اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں او النجوم

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

ایک کتاب محفوظ میں مستور ہے ۷۸ اس کو نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں ۷۹ یہ اتارا گیا ہے رب العالمین

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ

کی طرف سے ۸۰ کیا تم اس قرآن کے بارے میں کوتاہی کرتے ہو ۸۱ اور اس کی تکذیب کو تم نے اپنا حصہ بنا رکھا ہے

نجوم الصحابة ومواقعها حسن ابعدهم او مقابرهم [illegible] وقیل النجوم الصحابة والعلماء الهادون ومواقعهم القبور۔ (روح المعانی)

۷۸ قسم اس بات پر کھائی جا رہی ہے کہ یہ کتاب جادو، شعر اور اساطیر کہن نہیں جیسے کفار گمان کرتے ہیں بلکہ یہ کتاب کریم ہے۔ اسے کریم کہنے کی متعدد وجوہات ہیں۔ کریم عند اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ بڑا مکرم و معظم ہے۔ قیل کریم لانه يدل على مكارم الاخلاق ومعالی الامور وشرف الافعال۔ یہ کریم ہے کیونکہ یہ مکارم اخلاق کی طرف رہنمائی کرتی ہے، اعلیٰ مقاصد کی رغبت دلاتی ہے اور بہترین اعمال پر اکساتی ہے۔ وقیل کریم لنزوله من عند کریم بواسطة الکریم الی اکرم الخلق۔ یہ کریم ہے کیونکہ رب کریم کی طرف سے اتری ہے، جس فرشتے کے واسطے سے نازل ہوئی ہے وہ کریم ہے اور اکرم الخلق پر نازل ہوئی ہے۔ کتاب مکنون، ای محفوظ۔

۷۹ یہ جملہ اگرچہ خبر ہے لیکن نہی کے معنی پر مشتمل ہے۔ اس مقدس کتاب کو طہارت کی حالت میں ہی چھونا چاہیے۔ فقہا کا مسلک یہ ہے کہ جنبی، حائضہ اور نفاس والی عورت اسے چھو نہیں سکتے اور نہ پڑھ سکتے ہیں اور جس شخص کا وضو نہ ہو وہ پڑھ سکتا ہے لیکن مصحف کو ہاتھ نہیں لگا سکتا البتہ اگر اس کے اوپر کوئی غلاف ہو تو پھر ہاتھ لگا سکتا ہے۔ بچے جو تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کے لیے باوضو ہونا ضروری نہیں۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اس کے معارف و حقائق، اسرار و رموز اور شاہد حقیقی کے حسن ازلی کی سعادت ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہو سکتی بلکہ یہ صرف ان خوش نصیبوں کا حصہ ہے جن کا ضمیر و باطن، جن کا دل اور ذہن ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہے۔ اس صورت میں لا نفی کا ہوگا۔

۸۱ قرآن کریم کی صفات جلیلہ ذکر کرنے کے بعد کفار کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اے کفار! تمہاری طرف ایسی جلیل القدر کتاب نازل کی گئی ہے اور تم اسے اہمیت ہی کوئی نہیں دیتے۔ اس کے روشن دلائل سنتے ہو، اس کی آیات بینات دیکھتے ہو لیکن اس کی دعوت کو قبول نہیں کرتے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں مدھنون، ای متھاونون۔

رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾ وَأَنْتُمْ

یہ نصیب بنا رکھا ہے کہ اس کو جھٹلاتے رہو گے ۸۲ پھر تم کیوں نہیں (روک لیتے) جب جان حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت

حِينَئِذٍ تَنْظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَٰكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾

پاس بیٹھے دیکھ رہے ہوتے ہو ۸۴ اور ہم اس وقت بھی تم سے زیادہ (مرنے والے کے) قریب ہوتے ہیں البتہ تم دیکھ نہیں سکتے ۸۵

فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ

پس اگر تم کسی کے پابند حکم نہیں ہو تو کیوں نہیں لوٹا دیتے (مرنے والے کی) روح

صَادِقِينَ ﴿٨٧﴾ فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ

اگر تم سچے ہو ۸۷ پس وہ (مرنے والا) اگر مقرب بندوں میں سے ہو گا تو اس کے لیے راحت خوشبودار روزی اور

۸۲ چاہیے تو یہ تھا کہ اس نعمت عظمیٰ پر جو کہ [illegible] تمہیں ملی اس کی [illegible] معرفت سے سرشار ہو جاتے۔ اس کے اور اس کے ارشادات کے مطابق حرکت کرتے لیکن تمہاری بدنصیبی کی کوئی حد نہیں کہ اس احسان عظیم سے تمہیں یہ حصہ ملا کہ تم نے اس کا انکار کر دیا۔ خوش نصیب لوگ [illegible] سے بہرہ ور ہو گئے اور بدنصیب کفر و انکار کی دلدل میں پھنس کر رہ گئے۔

۸۴ جب تمہارے [illegible] کی جان [illegible] اور روح [illegible] حلق میں آ کر اٹکی ہوئی ہوتی ہے اس وقت تم پاس بیٹھے اس کی حالت کو دیکھ رہے ہوتے ہو۔ [illegible] تم بتاؤ کہ ان کا حق [illegible] تمہارے پاس بیٹھے ہوں [illegible] کیا تم ان [illegible] کر لیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

انسان کی بے بسی کی یہ حد ہے کہ وہ اپنے عزیز ترین رشتہ دار کو بھی موت کے پنجہ سے چھڑا نہیں سکتا۔

۸۵ اگرچہ تم سرہانے بیٹھے ہو اور اگرچہ تم نے اسے اپنی گود میں سنبھال رکھا ہو لیکن جو قرب ہمیں اس سے حاصل ہے وہ تمہیں میسر نہیں۔ ہم اپنی قدرت، علم اور رحمت کے اعتبار سے اس سے بہت زیادہ قریب ہیں لیکن تم اس قرب کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہو۔

۸۶ آیت میں غیر مدینین کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ صاحب لسان العرب لکھتے ہیں۔ المدین، العبد والمدینة

الامة المملوكة كأنهما اذلهما العمل

یعنی [illegible] غلام کو مدین اور کنیز کو مدینہ کہتے ہیں کیونکہ وہ دونوں اپنے مالک کے

وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنْ أَصْحٰبِ الْيَمِينِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ

سرور والی جنت ہوگی [illegible] اور اگر وہ اصحاب یمین کے گروہ سے ہوگا تو (اسے کہا جائے گا)

لَّكَ مِنْ أَصْحٰبِ الْيَمِينِ ﴿٩١﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ

تجھے سلام ہو اصحاب یمین کی طرف سے اور اگر وہ (مرنے والا) جھٹلانے والے گمراہوں

الضَّآلِّينَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٩٣﴾ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿٩٤﴾ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ

سے ہوگا تو اس کی [illegible] کھولتے پانی سے ہوگی اور [illegible] جہنم میں [illegible] بیشک یہ (جو بیان ہوا ہے)

حَقُّ الْيَقِينِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٩٦﴾

یقینا حق ہے۔ پس (اے حبیب) پاکی بیان کیجئے اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے

[illegible] غیر [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] سرکار کی [illegible] ہوتی [illegible] علامہ ابن منظور لکھتے ہیں وقول تعالیٰ [illegible] قال الفراء غیر مدینین ای غیر مملوکین۔ اس آیت [illegible] کہتے ہیں کہ غیر مدینین کا معنی ہے غیر مملوکین۔ یعنی اگر تم [illegible] کہ [illegible] کسی کے [illegible] نہیں بلکہ [illegible] اپنے اختیار و [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اس کی موت [illegible] اس کے باوجود تم [illegible] نہیں سکتے [illegible] قدرت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے۔

[illegible] ان آیات [illegible] ذکر ہو رہا ہے کہ اگر وہ مقربین کے زمرہ میں سے ہے تو اس کا اعزاز و اکرام اس طرح کیا جائے گا۔ اگر وہ اصحاب الیمین میں سے ہے تو اس کی پذیرائی یوں ہوگی اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے تو اس کی درگت یوں بنے گی۔ یہ جو کچھ تمہیں بتایا جا رہا ہے یہ حق ہے یقینی ہے اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

[illegible] اے محبوب۔ یہ عظمت والا [illegible] اس کی صفت ربوبیت کا شاہکار ہے جس طرح اس کی عظمت و کبریائی کا بیان [illegible] اور کوئی نہیں کر سکتا حضرت [illegible] کی تسبیح [illegible] اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے [illegible] جب آپ اپنے رب جلیل کی تسبیح بیان کریں گے تو [illegible]

کی پیشانیاں، مسندوں کی وسعتیں اور فضاؤں کی بے کرانیاں اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کی تحمید و تمجید، اس کی تسبیح و تہلیل سے گونج اٹھیں گی

◎

سُبحان ربي العظيم سُبحان ربي الأعلى
لا إله إلا أنت سُبحانك إني كنت من الظالمين.
سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك
وله الحمد وهو على كل شيء قدير
اللّٰهم إني عبدك وابن عبدك وابن أمتك ناصيتي بيدك ماضٍ فيّ حكمك عدلٌ فيّ قضاؤك
أسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك أو أنزلته في كتابك أو علمته أحدًا من خلقك أو استأثرت
به في علم الغيب عندك أن تجعل القرآن العظيم ربيع قلبي ونور صدري وجلاء حزني وذهاب
همي وغمي بحبيبك المصطفى ورسولك المرتضى ونبيك المجتبى الذي هدانا به اللّٰهم
صلِّ وسلِّم وبارك عليه وعلى آله وأصحابه من الصلوات أزكاها ومن التسليمات أسماها ومن البركات
أوفاها إلى يوم الدين يا ذا الجلال والإكرام

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الحدید

نام : اس سورت کی پچیسویں آیت میں "وانزلنا الحدید" کا جملہ ہے۔ اسی سے اس کا نام الحدید رکھا گیا ہے۔ اس میں چار رکوع، انتیس آیتیں، پانچ سو چوالیس کلمے اور دو ہزار چار سو چھتر حروف ہیں۔

نزول : باتفاق علماء یہ سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : اس کی آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نزول غزوۂ احد اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں ہوا جب کہ اسلام اور کفر کی جنگ بڑے نازک اور فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکی تھی۔ بدر اور احد کی جنگیں مسلمانوں اور قریش کفار مکہ کے درمیان تھیں، دیگر عرب قبائل جو مکہ کے نزدیک آباد تھے وہ ان دو جنگوں میں تماش بین رہے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ یہ کشمکش مکہ کے باشندوں کے دو گروہوں تک محدود ہے۔ اس لیے انہیں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ انہیں یہ بھی خیال تھا کہ جو جیتے گا غلبہ اسی کا ہوگا۔ اور عرب جیسا شجاعت کی شہرت قائم رکھنے کے لیے ان کے اپنے تیروتفنگ ہی کافی ہیں۔ انہیں کسی دوسرے قبیلہ سے مدد کی ضرورت نہیں۔ لیکن جنگ بدر میں قریش کی شکست فاش نے ان کی آنکھیں کھول دیں۔ اس کا انتقام لینے کے لیے کفار مکہ نے جس عزم کا مظاہرہ کیا تھا وہ اس میں، خوش ہوئے تمام مادی وسائل اور افرادی قوت کو جھونک دیا۔ ابوسفیان جو اس مہم پر بھیجے لشکر کا سالار تھا جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ اسے یقین تھا کہ اس کا لشکر مسلمانوں کو تہس نہس کر کے رکھ دے گا۔ جب احد پہاڑ کی ترائی میں اس کا مقابلہ مٹھی بھر مسلمانوں سے ہوا تو اس کے ہوش اڑ گئے مسلمانوں نے چند لمحوں میں ہی ان کو میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اگر مسلمانوں کے تیر اندازوں سے غلطی سرزد نہ ہوتی تو جنگ احد کا نتیجہ ان کے لیے بدر سے کہیں زیادہ عبرتناک ثابت ہوتا۔ ابوسفیان اگرچہ اپنے لشکر کو بچا لانے میں کامیاب ہو گیا، لیکن اپنی عقل کی حسرت اور مسلمانوں کو فیصلہ کن شکست دینے کے جو ارادے لے کر وہ گیا تھا اس میں اسے بری طرح ناکامی ہوئی۔ اب اہل مکہ کو پتہ چل گیا کہ وہ تنہا مسلمانوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے انہوں نے مختلف قبائل کے پاس اپنے وفد بھیجے اور اپنے بتوں کی دہائی دے کر انہیں مسلمانوں کے خلاف امداد کی دعوت دی۔

مسلمانوں کے لیے صورت حال اب بڑی خطرناک اور پریشان کن ہو گئی۔ اب انہیں اپنے بچاؤ اور اپنی جان سے عزیز تر اسلام کی حفاظت کے لیے پہلے سے بھی کہیں زیادہ جانی اور مالی قربانیاں پیش کرنے کی ضرورت تھی۔ اب ان کے مدمقابل صرف اہل مکہ نہ تھے بلکہ ان کی جنگ جزیرہ عرب کے سارے مشرک قبیلوں سے چھڑ گئی تھی۔

ان حالات میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اس میں انہیں کوئی تحریک دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی صفات کمال و شان کبریائی سے متعارف کرایا پھر انہیں اسلام کی سربلندی کے لیے اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرنے کا حکم دیا ساتھ ہی انہیں یہ بات بھی سمجھا دی کہ یہ مال و متاع جو آج تمہارے پاس ہے اس کی اصل حیثیت کیا ہے کیا معلوم وہ کب تم سے لے کر کسی اور کو دے دیا جائے تم اس کے مستقل مالک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مالک ہے تم اس کے نائب ہو۔ اس کے نام پر خرچ کرنے کے لیے اگر اس مال کو خرچ کرنے کا موقع آئے تو اسے غنیمت جانو۔ تمہیں اس کا اجر ہو گا۔

آیت ۱۰ میں بتایا کہ حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہیں گے۔ اسلام کے دشمن ہمیشہ اسی طرح چھائے ہوئے نہیں رہیں گے مسلمانوں کی کمزوری کی کیفیت بھی بدلتی ہے اللہ کے فضل سے حالات بدل جائیں گے۔ باطل کی قوت کو کچل کر رکھ دیا جائے گا۔ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگیں گے۔ اس وقت اسلام کو تمہاری مالی امداد کی ضرورت نہیں ہو گی جتنی آج ہے۔ اس وقت جو خرچ کرو گے اس کا ثواب تمہیں ملے گا لیکن اس کے مقابلے میں تمہیں انعام ہو گا۔ اس لیے کہ تنگ دستی سے اپنے حالات سے مقابلہ کر کے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور اپنی ضرورت کو پس پشت ڈالنا بڑا ہی عظیم کام ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی سمجھا دیا کہ جو قرض تم اللہ کو دے رہے ہو وہ کئی گنا بڑھا کر تمہیں واپس کرے گا۔ اس کے علاوہ قیامت کے دن حق ادا کرنے والے قیامت کے روز ایسے ہی صاحب ایمان کے آگے آگے اور دائیں طرف نور دوڑ رہا ہو گا اور انہیں جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دی جائے گی۔

اس کے بعد منافقوں کے بارے میں بتایا کہ یہ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے تھے لیکن انہیں شک رہتا۔ جان و مال کا خوف ان کے دل میں تھا اور دنیوی مفاد حاصل کرنے کا شوق۔ قیامت کے روز وہ اپنے گناہوں کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہوں گے۔ اہل ایمان سے روشنی کی ایک کرن کی بھیک مانگیں گے لیکن ان کی یہ التجا مسترد کر دی جائے گی۔

آیت ۱۶ میں اہل ایمان کو ذکر الٰہی کی ترغیب دلائی جا رہی ہے اور ان کی صفات کی پر انہیں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ تم بھی اہل کتاب کی طرح نہ ہو جانا جن پر کتاب نازل ہوئی پھر زندگی گزرنے سے اس پر عمل پیرا ہونے کی جگہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے دل بھی بتدریج سخت ہوتے گئے۔

اس حقیقت سے بھی آگاہ کر دیا کہ ہر شخص صدیقین اور شہداء کے زمرہ میں داخل نہیں ہو جاتا بلکہ پہلے ایمان کے تقاضے پورے کرنے پڑتے ہیں۔ جان و مال کی قربانیاں پیش کرنی پڑتی ہیں تب یہ شرف نصیب ہوتا ہے۔

اہل حق اور اہل باطل کے درمیان زندگی کے بارے میں جو بنیادی تفاوت ہے اس کو بڑے موثر انداز میں بتایا اور ساتھ ہی یہ نصیحت بھی کر دی کہ تمہاری تگ و دو کا مقصد مغفرت اور جنت کا حصول ہونا چاہیے۔

ایک اور حقیقت سے بھی اپنے بندوں کو خبردار کر دیا کہ سب کچھ پہلے لکھا جا چکا ہے جو تمہیں ملنا ہے اور جو نہیں اس کے بارے میں ازل ہی میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس لیے اگر کوئی نعمت ملے تو خوشی سے پھٹ نہ جاؤ۔ اور اگر کوئی

تکلیف پہنچے تو افسردہ اور مایوس نہ ہو جایا کرو۔ لوگوں کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو رسول مبعوث فرمائے ہیں، ان کے بارے میں بتایا کہ انھیں روشن دلیلیں مرحمت فرمائیں۔ اپنی آسمانی کتب سے نوازا۔ عدل کا ترازو بھی عطا کیا تاکہ وہ ہر حق دار کو اس کا جائز حصہ پورا پورا ادا کریں۔ ان عنایات کے علاوہ لوہا نازل کیا تاکہ اس سے سرکشوں کی سرکوبی کی جاسکے اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی امداد کے لیے سربکف میدان جہاد میں قدم رکھتا ہے۔

آخری رکوع میں مسلمانوں کو ہوشیار کیا کہ تم سے پہلے انبیاء تشریف لائے اور لوگوں کو دعوت حق پہنچائی۔ ان کے بعض متبعین نے اطاعت کا حق ادا کیا اور بعض اس سعادت سے محروم رہے۔ اب تمہاری باری ہے۔ دیکھنا تم بھی بازی ہار نہ جانا۔ ایمان کی شمع کو ہر طوفان میں روشن رکھنا۔ تقویٰ کو اپنا شعار بنانا۔ اللہ تعالیٰ تمھیں ایک نور مرحمت فرمائے گا جس کی روشنی میں تم شاہراہ حیات پر بے خوف و خطر بڑھتے چلے جاؤ گے۔ تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اہل کتاب کا یہ خیال سراسر بے حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے وہ اجارہ دار ہیں۔ نہیں اس کے فضل و کرم کے خزانے اس کے اپنے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہتا ہے، جتنا چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ تم بھی اس ذوالفضل العظیم کے سامنے دامن پھیلاؤ پھر دیکھو اس کی نوازشات کی بارش کیسے برستی ہے؟

بھیرہ شریف ضلع سرگودھا
۱۰-۵-۷۷

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الحدید مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے آیتیں ۲۹ اور رکوع ۴ ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ لَهٗ مُلْكُ

اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے ۱ جو چیز بھی ہے آسمانوں اور زمین میں ۲ اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے ۳ اسی کے لیے ہے بادشاہی

۱ تسبیح کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو تمام ایسی چیزوں سے منزہ اور پاک کہنا جو اس کی شایانِ شان نہیں۔ اس فن کا اعتقاد بھی ہو اور اپنے قول سے بھی اس کا اقرار کرے اور اس کا عمل بھی اس کی شہادت دے رہا ہو۔ التسبیح تنزیہ اللہ تعالیٰ اعتقادًا وقولًا وعملًا عما لا یلیق بجنابہ سبحانہ (روح المعانی)

۲ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اگر غور کیا جائے تو اپنے خالق اور مالک کے ہر نقص اور ہر عیب سے پاک ہونے کی ... ان میں سے ذوی العقول کی شہادت تو واضح ہے۔ فرشتے، انسان اور جنات کہتے ہیں سبحان اللہ، سبحان اللہ جو غیر ذوی العقول ہیں یا بے جان ہیں وہ اپنے پیدا کرنے والے کی عظمت و کبریائی بیان کر رہے ہیں۔ لیکن علماء کا قول یہ ہے کہ ہر چیز اپنی زبان سے اللہ کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔ وہ اس آیت کا یہ معنی کرتے ہیں وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم۔ یعنی ہر چیز اس کی تسبیح بیان کر رہی ہے لیکن تم اس کو سمجھ نہیں سکتے۔ اگر زبانِ حال سے تسبیح مراد ہو تو پھر اس کے ادراک نہ کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں زمزمہ سنج ہوا کرتے تھے تو پہاڑ اور پتھر اور پرندے بھی ان کے ساتھ مل کر اپنے رب کی پاکی بیان کیا کرتے تھے۔ یہ خصوصیت تب کمال کی ہو سکتی ہے جب وہ زبانِ قال سے تسبیح کریں۔

علامہ آلوسی اسی بات کو پسند کرتے ہیں فرماتے ہیں

نطق، حیات اور ادراک انسان کی ہی خصوصیت نہیں بلکہ حیوانات اور جمادات کو بھی ان کے حسب حال یہ نعمتیں بخشی گئی ہیں۔

وھو مبنی علی ثبوت النفوس الناطقۃ والادراک لسائر الحیوانات والجمادات علی ما یلیق بکل (روح المعانی)

صوفیائے کرام کا مسلک بھی یہی ہے

یہاں سورۂ حدید نیز سورۂ الحشر اور الصف کا آغاز سَبَّحَ صیغۂ ماضی سے کیا گیا ہے لیکن سورہ جمعہ اور تغابن کا افتتاح یُسَبِّحُ صیغۂ مضارع سے کیا گیا ہے تاکہ پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کسی زمانہ کے ساتھ مختص نہیں بلکہ پہلے بھی ہر چیز اس کی تسبیح بیان کرتی رہی ہے اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا یہ سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔

۳ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی پاکی بیان کر رہا ہے اس کی حمد کے گیت گا رہا ہے کیونکہ ایک وہی تو ہے جو عزیز بھی ہے اور حکیم بھی۔ عزیز و حکیم دونوں کو معرفہ ذکر کرکے حصر کی طرف اشارہ کر دیا یعنی صرف وہی غالب اور زبردست ہو سکتے ہیں جس کا کوئی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ

آسمانوں اور زمین کی ۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے ۔ وہی

الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ

اوّل ، وہی آخر ، وہی ظاہر ، وہی باطن اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے ۔ وہی

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا تخت

الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

حکومت پر ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے

مشاہدہ کرتے ہیں [illegible] اس کی قدرت مطلقہ کا یہ عالم ہے کہ ہر چیز کو جس شکل و صورت میں [illegible] پیدا فرمایا [illegible] [illegible] لیکن وہ قوت [illegible] قدرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رحمت و [illegible] تمام عمر [illegible] اس کی رحمت میں مزید [illegible] ہے

سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور ان میں حکومت و فرمانروائی بھی اسی کی ہے۔ [illegible] کے اختیار [illegible] ہے ہر چیز اسی کے فرمان کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہے

سے اس آیت کی تشریح خود حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی۔ یہ دعا جو حضور اپنے بستر پر لیٹتے ہوئے اکثر مانگا کرتے تھے قرض کی ادائیگی اور بھوک سے نجات کے لیے یہ دعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ آپ بھی اس دعا کو یاد کرلیں۔ رات کو اگر سونے لگیں تو [illegible] یہ دعا مانگ لیں۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يقول وهو مضطجع

مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا

اتر آتا ہے اور جو اس کی طرف عروج کرتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی تم ہو اور اللہ تعالیٰ جو

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

کر رہے ہو اسے خوب دیکھنے والا ہے اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں

اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ

[illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

الْأُمُورُ ۝ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَهُوَ

جائیں گے ۔ داخل فرماتا ہے رات (کا کچھ حصہ) دن میں اور داخل کرتا ہے دن (کا کچھ حصہ) رات میں اور وہ

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ

خوب جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہے ۔ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو (اس کی راہ میں) ان مالوں سے

علامہ آلوسی نے یہاں بڑی پیاری بات لکھی ہے۔ اہل ذوق کی تسکین قلب کے لیے لکھ رہا ہوں۔ ان التاویلات النفسیۃ [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] اس کے ترجمہ کی ضرورت نہیں [illegible]

[illegible]

یہ ایمان لانے کی دعوت ان لوگوں کو دی جا رہی ہے جو دولت ایمان سے محروم ہیں۔ [illegible] دعوت ایمان دی جا رہی ہے [illegible] اسلام کی سربلندی کے لیے [illegible] ایمان کا تقاضا ہے۔ یہ آیت غزوہ تبوک کے موقع پر [illegible] نازل ہوئی۔ یہ غزوہ عرب کے کسی قبیلہ کے خلاف نہ تھا [illegible] قریش کے خلاف [illegible] سلطنت کے خلاف [illegible] تیس ہزار کا لشکر [illegible] حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، عثمان غنی اور دیگر صحابہ [illegible] ایمان [illegible] ہو جائیں۔

علامہ ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں: امر تعالیٰ عبادہ المؤمنین بالثبات على الإيمان ودوام النفقة في سبيل الله. قال الضحاك نزلت في غزوة تبوك. (البحر المحيط)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کریں۔ ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ آیت غزوہ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی۔

مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷

ان اموال میں جن میں اس نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے۔ پس جو لوگ ایمان لائے تم میں سے اور (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہے ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے ۷

۷ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مال خرچ کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ انداز بیان ایسا ہے کہ انسان کا مخفی شعور بیدار ہو جاتا ہے اور وہ سب کچھ لٹانے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ ارشاد ہے وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ۔ اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ مال جو تمہارے قبضہ میں ہے تم اس کے حقیقی مالک نہیں ہو۔ اس کا حقیقی مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اس نے تم پر یہ فضل و کرم فرمایا وہ مال تمہارے سپرد کر دیا تمہیں اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کر دیا۔ حقیقی مالک وہ ہے۔ تم اس کے خلیفہ ہو۔ اب یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ مالک حکم دے اور نائب اس کی بجا آوری میں پس و پیش کرے۔

یہاں ارشاد ہے کہ جن اموال میں اس نے تمہیں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے جب وہ ارشاد فرمائے تو ان اموال کو خرچ کر دو تمہیں سعادت ہے اس کی خوشنودی حاصل ہو جائے گی۔ ای جعلکم خلفاء عنہ عزوجل فی التصرف فیہ من غیر ان تملکوہ حقیقۃ

اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جو سرمایہ آج تمہارے پاس ہے، یہ زمین، یہ دولت کسی دوسرے کے قبضہ میں تھی وہ انہیں چھوڑ کر چلے گئے اب یہ چیزیں تمہارے قبضہ میں ہیں۔ تم نے بھی ایک روز یہاں سے رخت سفر باندھنا ہے۔ اس وقت یہ چیزیں کسی اور کے تصرف میں چلی جائیں گی۔ جب تمہیں ان چیزوں کا مالک بنایا گیا ہے تو ان سے فائدہ اٹھاؤ اور انہیں اس طرح خرچ کرو کہ تمہارا بھلا ہو جائے۔ جب یہ چیزیں تمہارے قبضہ سے نکل جائیں گی تو پھر کچھ نہ کر سکو گے۔ او جعلکم خلفاء عمن کان قبلکم فیما کان بیدیہم فانتقل لکم (روح المعانی)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حقیقت کس انداز میں اپنے صحابہ کے ذہن نشین کرا دی تھی۔ مطرف اپنے باپ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں رضی اللہ عنہما۔ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو یقرأ الھکم التکاثر یقول ابن آدم مالی مالی وھل لک من مالک الا ما اکلت فافنیت او لبست فابلیت او تصدقت فامضیت وما سوی ذلک فذاہب وتارکہ للناس (مسلم) عبداللہ کہتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور پڑھ رہے تھے الھکم التکاثر تمہیں مال کی کثرت نے غافل کر دیا ہے۔ انسان کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ اے ابن آدم تیرے مال میں سے تیرا صرف اتنا ہے جو تو نے کھایا اور ختم کر دیا یا پہن لیا اور اسے پرانا کر دیا یا صدقہ کر دیا اور وہ آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیا۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ جانے والا ہے اور تو لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے

ایک روز ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بکری ذبح کی۔ اس کا ایک شانہ رکھ لیا اور باقی سب مسکینوں میں بانٹ دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاشانۂ اقدس میں تشریف لائے تو پوچھا کوئی چیز بچ بھی گئی ہے۔ ام المومنین نے عرض کی صرف شانہ باقی ہے، باقی سب ختم ہو گیا ہے۔ حضور نے ایک انوکھے انداز سے اس عرض کا جواب دیا۔ ارشاد فرمایا بقی کلھا غیر کتفھا

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَ

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ایمان نہیں لاتے اللہ پر حالانکہ رسول دعوت دے رہا ہے تمہیں کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر اور

قَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلٰى

اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ بھی لے چکا ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے (حبیب)

عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ

بندہ پر روشن آیتیں تاکہ تمہیں نکال کر لے جائے اندھیروں سے ایمان کے نور کی طرف اور بیشک اللہ تعالیٰ تم پر

بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ

بڑی شفقت والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے راہ خدا میں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی

سے حاصل کی۔ جو تم نے مال جمع کیا ہے [illegible] ہمیشہ کے لیے تمہارا [illegible] تم سے پہلے [illegible] یہ ارشاد [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

۱۲۔ [illegible] ایمان [illegible] ای کیف تستبعدون عن الایمان [illegible] ایمان پر ثابت قدم [illegible] رسول تمہیں [illegible] اپنے رب پر [illegible] اللہ تعالیٰ پر ایمان [illegible] لیکن اگر [illegible] وقت [illegible] کا اظہار [illegible] کا ایمان ناقص ہے۔ [illegible] ایمان [illegible] نصیب ہوا [illegible] اس کے نور سے [illegible] شک [illegible] تاریکیاں [illegible] بدنصیب کون ہو گا۔

۱۳۔ جب تم نے اسلام قبول کیا تھا اس وقت میرے رسول سے تم نے پختہ وعدہ کیا تھا کہ [illegible] پختہ وعدے کے بعد [illegible] اس میثاق کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم ومیثاقہ الذی واثقکم بہ اذ قلتم سمعنا واطعنا۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو [illegible] جب تم نے کہا تھا [illegible] اطاعت کی [illegible] عبادہ بن صامت [illegible] اس میثاق کی تفصیل [illegible] بیعت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] بایعنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی النشاط والکسل وعلی النفقۃ فی العسر والیسر وعلی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

مِيْرٰثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ

آسمانوں اور زمین کا وارث ہے ف تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں

الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ

مال خرچ کیا اور جنگ کی ف ان کا درجہ بہت بڑا ہے ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا

وقال ابن قتیبة [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] (مسند [illegible])

جب یہ حال ہے [illegible] اللہ [illegible] بہت بہت [illegible] کی تحسین [illegible] کی گئی ہے [illegible] کی حالت میں اللہ کی راہ میں [illegible] خرچ کرنے کے علاوہ [illegible] جنگ [illegible] کا [illegible] گے [illegible] اللہ تعالیٰ کے پاس [illegible] بات [illegible] کی [illegible] ہوں گے۔

ف اس آیت میں [illegible] کی [illegible] کی [illegible] فرق [illegible] کی [illegible] کہ [illegible] بات کی [illegible] تھی [illegible] کی [illegible] بات [illegible] کے ساتھ [illegible] زمین و آسمان کے [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کہ [illegible] ہو [illegible] کی [illegible] دیتا ہے کہ [illegible]

ف یہاں ایک [illegible] حدیث [illegible] لا یستوی من انفق قبل الفتح وقاتل ومن انفق بعد الفتح وقاتل [illegible] جنگ کی [illegible] فتح کے بعد خرچ کیا اور جنگ کی [illegible] فتح [illegible] کے [illegible] حالات [illegible] اسلام [illegible] کے [illegible] حالات میں [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اس وقت [illegible] کی [illegible] فتح کے بعد حالات [illegible] قوت کی حیثیت [illegible] کے [illegible] کی تعداد [illegible] کے دشمنوں کی قوت گھٹتی جا رہی تھی [illegible] اسلام [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ہو گئے

اس آیت میں ان مہاجرین و انصار کے متعلق [illegible] اعلان فرمایا ہے [illegible] اعظم درجۃ ان کا [illegible]

وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور جہاد کیے، ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے(٢) جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض دے(٣) پس اللہ تعالیٰ اسے اس کے لئے بڑھاتا چلا جائے

پڑا، یہی ہے ان کا مقام، جیسے حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروقؓ، حضرت عثمانؓ [illegible] حضرت علیؓ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] دین کی [illegible] قرآن ان کی عظمت کا [illegible] [illegible] جو لوگ ان پاک دل لوگوں کی عظمت و شان کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان پر زبان طعن دراز کرتے ہیں [illegible] سوچیں [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] قرآن کی شہادت [illegible] یا ان کی بات [illegible] [illegible] [illegible] حضرت عبد اللہ [illegible] [illegible] صدیق [illegible] جبرائیل امین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (قرطبی و دیگر کتب تفسیر)

٢؎ یہ قرآن کا اس [illegible] کا اعلان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] کے مطابق ان کے اعمال [illegible] [illegible] [illegible] قیامت تک آنے والے [illegible] کی [illegible]

٣؎ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب [illegible] [illegible] [illegible]

أَجْرٌ كَرِيمٌ ⑪ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ

عطا فرمائے گا اور اس کے لئے اجر کریم ہے۔ جس روز آپ دیکھیں گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کہ دوڑ رہا ہوگا ان کا نور ان کے

أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

آگے بھی اور ان کی دائیں جانب بھی (انہیں کہا جائے گا) مژدہ ہو تمہیں آج ان باغوں کا بہہ رہی ہیں جن کے نیچے

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ⑫ يَوْمَ يَقُولُ

نہریں، تم ہمیشہ وہاں رہو گے یہی وہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ جس دن کہیں گے

خرچ کرو گے اس کی حیثیت قرض کی ہوگی جسے قرض دیا جاتا ہے وہ اس رقم کو جو اسے قرض دی گئی ہے واپس کرتا ہے۔ اسی طرح راہ خدا میں جو تم خرچ کرو گے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ قرض ہوگا وہ اسے ضرور لوٹائے گا۔ یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خلق کریم بدلہ کی ترتیب میں وہاں کمی نہیں بلکہ قرض حسنہ دینے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور قرض حسنہ تب ہوگا جب اس میں نفس علامہ آلوسی نے ... شرائط بیان کی ہیں۔ حلال مال ہو ... جس کی اشد ضرورت ہو پوشیدہ طور پر دے احسان نہ جتائے اور اذیت نہ پہنچائے ... جو چیز بھی خرچ کرے اسے تھوڑا خیال کرے۔ ان آیات کو سن کر صحابہ کرام پر کیا اثر ہوتا تھا اس کا اندازہ ذیل کے ایک واقعہ سے لگا سکتے ہیں:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں۔ وہ بولے اپنا دست مبارک مجھے دکھائیے۔ انہوں نے حضور کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں نے اپنا باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا۔ اس باغ میں کھجور کے چھ سو درخت تھے۔ ان کی بیوی اور بچے اسی باغ میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت ابو الدحداح وہاں سے سیدھے باغ کی طرف گئے اور باہر کھڑے ہو کر بیوی کو آواز دی ام الدحداح! اس نے جواب دیا لبیک۔ فرمایا اخرجی فقد اقرضته ربی عزوجل۔ اس باغ سے نکل چلو۔ میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔ اس نیک بخت بیوی نے جب یہ سنا تو کہا ربح بیعک یا ابا الدحداح۔ اے دحداح کے باپ تمہارا یہ سودا بڑا نفع بخش ہے۔ خود بھی باہر نکل آئیں، بچے بھی اور سامان بھی وہاں سے نکال لیا ... یہی وہ لوگ تھے جن کے ... کی ... اور ان کے ... ان کے اخلاص اور ایثار کا صدقہ ہی ...

ے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک ملے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے علاوہ اجر عظیم بھی۔

ے اہل ایمان قبروں سے نکل کر جب حشر کے میدان میں تشریف لائیں گے تو ان کی عجیب شان ہوگی۔ ان کے آگے

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ

منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے ذرا ہمارا بھی انتظار کرو کہ ہم بھی روشنی حاصل کریں تمہارے نور سے

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۚ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ

انہیں کہا جائے گا لوٹ جاؤ پیچھے کی طرف اور وہاں نور تلاش کرو پس کھڑی کر دی جائے گی ان کے اور اہل ایمان کے درمیان

بھی ہو گا۔ ان کے دائیں جانب بھی نور ہو گا یعنی نور ہر شخص کی قوت ایمان اور اعمال حسنہ کے مطابق ہو گا۔ اسے دیا جائے جس قدر کسی نے ایمان کی پختگی کا مظاہرہ کیا ہو گا۔ جس قدر اس نے نیکیاں کی ہوں گی اسی نسبت سے اس کا نور درخشاں ہو گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ بعض مومن ایسے ہوں گے جن کے نور سے مدینہ منورہ سے صنعاء کی طویل مسافت منور ہو رہی ہو گی۔ بعض کے نور سے مدینہ سے عدن کا درمیانی علاقہ روشن ہو رہا ہو گا۔ بعض کا نور اس سے کم ہو گا اور بعض کے نور سے صرف ان کے قدم رکھنے کی جگہ روشن ہو گی

ان من المومنين من يضيء نوره كما بين المدينة وعدن او بين المدينة وصنعاء ودون ذلك حتى يكون منهم من لا يضيء نوره الا موضع قدميه (قرطبی)

آیت کا مطلب یہ نہیں کہ صرف آگے اور دائیں طرف نور ہو گا اور بائیں طرف والی جانب اندھیرا ہو گا بلکہ مقصود یہ ہے کہ نور آگے اور دائیں جانب ہو گا لیکن اس کی روشنی چاروں طرف ہو گی

حضرت ابو الدرداء اور حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روز قیامت سب سے پہلے مجھے سجدہ کی اجازت دی جائے گی اور سب سے پہلے مجھے ہی سجدہ سے سر اٹھانے کا اذن ملے گا۔ میں آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھوں گا اور ساری امتوں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! حضرت نوح سے لے کر آپ تک حضور اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے۔ فرمایا هم غر محجلون من اثر الطهور ليس احد من الامم غيرهم واعرفهم انهم يعطون كتبهم بايمانهم واعرفهم بسيماهم في وجوههم واعرفهم بنورهم يسعى بين ايديهم یعنی میں ان کو پہچان لوں گا کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں وضو کے اثر سے چمکتے ہوں گے۔ یہ چیز کسی دوسری امت میں نہ پائی جائے گی۔ میں انہیں پہچان لوں گا کیونکہ ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔ میں ان کو اس نشان سے پہچان لوں گا جو ان کے چہروں میں ہو گا۔ میں انہیں اس نور سے پہچان لوں گا جو ان کے سامنے دوڑ رہا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم پر بھی یہ لطف و کرم فرمائے۔ آمین

بُشریٰکم فرشتے آگے بڑھ کر انہیں جنت کا مژدہ سنائیں گے

بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝

ایک دیوار جس کا ایک دروازہ ہوگا اس کے باطن میں رحمت اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب ہوگا

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ

منافق پکاریں گے اہل ایمان کو کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے بیشک لیکن تم نے تو خود اپنے آپ کو فتنہ میں ڈال دیا اور

وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ

دوسروں کی تباہی کا انتظار کرتے رہے اور شک میں پڑے رہے اور دھوکے میں ڈالے رکھا تمہیں جھوٹی امیدوں نے یہاں تک کہ اللہ کا فرمان آ پہنچا اور

غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ

دھوکا دیا تمہیں اللہ کے متعلق شیطان دغاباز نے سو آج نہ تم سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ

منافق مرد اور منافق عورتیں جو اس دنیا میں [illegible] قیامت کے روز ان کی حالت دیدنی ہوگی۔ چاروں طرف گھپ اندھیرا [illegible] نجات کے [illegible] کے عالم میں وہ اہل ایمان کو کہیں گے ذرا ہماری طرف بھی دیکھو تاکہ [illegible] ہم [illegible] روشنی حاصل کر سکیں۔ انہیں کہا جائے گا پیچھے لوٹ کر جاؤ وہیں سے [illegible] تلاش کرو۔ جب وہ پیچھے مڑیں گے تو ان کے درمیان اور اہل ایمان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی اس کے دروازے کی اندرونی جانب جو جنت کی طرف ہوگی وہ رحمت والی ہوگی اور بیرونی جانب جو دوزخ کی طرف ہوگی وہ عذاب والی ہوگی۔

جب یہ دیوار کھڑی کر دی جائے گی تو [illegible] منافقوں کو [illegible] ہو جائے گی تو وہ دور سے انہیں پکاریں گے [illegible] کیا ہم تمہارے ساتھ نہ رہتے تھے [illegible] رشتہ داریاں بھی تھیں۔ آج [illegible] تم نے [illegible]

اہل ایمان انہیں جواب دیں گے بیشک تم بظاہر ہمارے ساتھ تھے لیکن تمہیں خوب علم ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا چھپا ہوا تھا۔ یہاں منافقین کی ان خصلتوں کا ذکر ہے جو ان کی تباہی کا باعث بنیں [illegible] سے دور رہیں اور [illegible] کہ کہیں منافقین کی کوئی خصلت [illegible] پائی جائے۔

پہلی بات جو منافقین کی بتائی گئی وہ یہ ہے فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ علامہ راغب اس کا معنی کرتے ہیں اوقعتموها فی بلیة و عذاب یعنی تم نے اپنے نفسوں کو [illegible] صاحب لسان العرب لکھتے ہیں [illegible]

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

کفار سے۔ تم سب کا ٹھکانا آتش جہنم ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور بہت ہی بری جگہ ہے رہنے کی

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لیے کہ [illegible] ان کے دل یاد الٰہی کے لیے اور اس سچے کلام

تم نے بہت سے [illegible]

[illegible]

کفار اور منافقین دونوں ایمان سے محروم [illegible]

مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ مِن قَبْلُ فَطَالَ

حق سے جو اترا ہے ۱۶ اور وہ نہ ہو جائیں ان لوگوں کی طرح جنہیں کتاب دی گئی اس سے پہلے پس لمبی

۱۶ یأن۔ اس کے دو مادے ہیں اور دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ أنی یانی اور آن یئین۔ دونوں کا معنی قریب ہوتا ہے۔ قریب ہوا، نزدیک ہوا۔

جب تک دل میں کمال عجز و نیاز پیدا نہ ہو عبادت کا لطف آتا ہے نہ عبادات میں مزہ آتا ہے۔ جب تک دل اس احساس سے لبریز نہ ہو کہ کہاں خالق ارض و سما اور کہاں یہ بندہ حقیر و ذلیل۔ اس کی شان کبریائی اور اس کی عظمت و جلال جب نگاہوں کے سامنے ہو۔ وہ بندہ اس وقت [illegible] ۔ اس وقت دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں۔ یہی وہ گھڑی ہوتی ہے جب اس احساس کے [illegible] رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

صحابہ کرام کی مانند ان کی صحبتیں، ان کی خلوتیں ہمیشہ اس رنگ سے رنگی ہوئی ہوتی تھیں۔ اس ارشاد سے اسی نعمت کے حصول کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے۔ اس آیت کی تاثیر سے کئی گمراہ راہ ہدایت پر گامزن ہو گئے کئی غفلت میں ڈوبے ہوئے ذکر الٰہی کی لذت سے آشنا ہو گئے اور کئی مہجور کشتہ فراق وصال سے مسرور ہو گئے۔ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ دونوں گروہوں کے سرخیل ہیں۔ ان کی تقدیر کا یہی آیت سبب بنی۔ [illegible] ایک عورت کے دام عشق میں اسیر ہو گئے۔ بڑی مشکل سے اس نے ایک رات ملاقات کی اجازت دی۔ وہ شب مقررہ پر بڑے شوق سے [illegible] قدم اٹھاتے اور [illegible] بڑھتے کہ کسی سے [illegible] کی آواز [illegible] الم یأن للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ۔ یہ سنتے ہی ان کے قدم رک گئے۔ [illegible] اسی وقت واپس مڑ گئے اور سارے گناہوں سے توبہ کی اور مقام ولایت پر فائز ہوئے۔

حضرت ابو علی الروذباری کہتے ہیں میں بصرہ کی ایک گلی سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو بے ہوش گرا ہوا دیکھا۔ میں نے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ کسی شخص نے یہ آیت پڑھی۔ الم یأن للذین آمنوا۔ اس آدمی نے جب یہ آیت سنی تو غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا [illegible] کیا اور یہ اشعار پڑھے۔

اما آن للھجران ان یتصرما — وللغصن غصن البان ان یتبسما

وللعاشق الصب الذی ذاب وانحنی — الم یأن ان یبکی علیہ ویرحما

یعنی کیا ابھی ہجر کے ختم ہونے کا وقت نہیں آیا۔ کیا ابھی وہ گھڑی نہیں آئی کہ بان کی ٹہنی مسکرانے لگے۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ عاشق صب جو گھل گیا ہے اور جھک گیا ہے اس پر رحم کیا جائے۔ یہ شعر پڑھے پھر غش کھا کر گرا اور محبوب حقیقی کے وصال سے مشرف ہو گیا۔

۱۷ [illegible] کتاب [illegible] دل [illegible] کی تحقیق [illegible] انسان [illegible]

عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ

مدت گزر گئی ان پر تو سخت ہو گئے ان کے دل اور ایک کثیر تعداد ان میں سے نافرمان ہی تھی ۲۲ خوب جان لو کہ

اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد ہم نے کھول کر بیان کر دی ہیں تمہارے لیے اپنی نشانیاں تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا

سمجھو ۲۳ بے شک صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرض

حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

حسنہ دیا ان کو بڑھا دیا جائے گا ان کے لیے اور ان کے لیے عزت والا اجر ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے

عاجزی اور اپنے محبوب مکرم ﷺ کی عظمت اور جلالت شان سے پوری طرح آگاہ ہو جائے تاکہ بارگاہ رسالت سے جب اللہ کی رحمت اور تجلیات کی [illegible] اور انوار کی بارش ہوتی ہے تو اس سے وہ پورا پورا حصہ لینے کے مستحق ہوں۔ کچھ لوگ اس سے بہرہ ور ہو کر اپنا دامن [illegible] کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہی معرفت محبوبیت ہے [illegible] کی ہستیوں میں [illegible] کی [illegible] ہے

۲۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے جن لوگوں نے براہ راست فیضان حاصل کیا تھا ان کے دل بڑے گداز ہو گئے تھے لیکن جب وہ دور گزر گیا عہد رسالت کے برکات اور اثرات آہستہ آہستہ ماند پڑنے لگے تو بعد میں آنے والے لوگوں کے دل سخت ہوتے گئے حق و باطل کی طرف جمعیت راغب ہو گئی یہاں تک کہ [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کے انہوں نے ترک کر دیا۔ اور گناہوں کی دلدل میں دھنس کر رہ گئے

۲۳ جس طرح بارش ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ مردہ زمینوں پر ابر رحمت برساتا ہے اور انہیں زندہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح دل کی بنجر زمین پر جب کسی اللہ کے مقبول بندے کی نظر رحمت پڑتی ہے تو وہاں بھی ذکر و عبادت کے گلستان لہلہانے لگتے ہیں یاد الٰہی کے پھول کھلنے لگتے ہیں اور وفا کی کلیاں مسکرانے لگتی ہیں۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ

رسولوں پر وہی دوست نیک اللہ کی جناب میں صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لیے ان کا

اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اجر اور ان کا نور ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ تو

الْجَحِيْمِ ۠ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّ

دوزخی ہیں۔ خوب جان لو کہ دنیوی زندگی محض کھیل تماشا اور ظاہری آرائش ہے اور

تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ

آپس میں حسب و نسب پر اترانا اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد طلب کرنا ہے ۲۲ اس کی مثال ایسی ہے جیسے

۲۲ لوگ دنیوی زندگی پر اس قدر فریفتہ ہیں کہ انہیں اپنی حقیقت سمجھنے کی فرصت ہی نہیں۔ اس حقیر مال و متاع کے لیے ذلتیں بڑی تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ اس کے لیے [illegible] شہرت خوشی دل [illegible] کے ارتکاب سے بھی باز نہیں آتے۔ اس آیت میں ان کی اس کم ظرفی اور کم عقلی پر انہیں متنبہ فرمایا جا رہا ہے۔ دنیوی زندگی کے جن [illegible] میں وہ بھی کھوئے ہیں، ان میں سے ایک ایک کا ذکر کر دیا اور ہر انسان کو سمجھا دیا [illegible] کہ اس کی زندگی کا ماحاصل قرار دیا جا سکے۔ اگر نہیں تو پھر [illegible] دنیوی زندگی عبارت ہے وہ سب [illegible] زینت و آرائش [illegible] تفاخر و تکاثر ہے جن میں احمق اور نادان اپنے آپ کو مشغول رکھتے ہیں۔

اے بندہ [illegible] تیری [illegible] زندگی [illegible] ہے اسے بچوں کی طرح لہو و لعب میں برباد مت کر [illegible] تیری ذات خود [illegible]
نہیں [illegible] ہے [illegible] کی فہرست ہے۔

حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

تجھے کیا ہو گیا ہے [illegible] اپنے حسب و نسب پر فخر کرنا زیب نہیں دیتا۔ تجھے ہر وقت اپنے اعمال حسنہ میں اضافہ کی طرف توجہ دینا چاہیے تاکہ تیرے حسن عمل سے تیری ذات [illegible] تیری [illegible] نہیں بلکہ تیرے [illegible] اور [illegible] الفانی [illegible] ہیں۔ دولت کے انبار اور اولاد کی کثرت انسان کی عزت میں اضافہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں وہی معزز و مکرم ہے جس کا ظاہر و باطن تقویٰ کے نور سے جگمگا رہا ہو [illegible] چار دن کی یہ ملمع [illegible] بات ہے

أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا

بھلی لگی ہے اور ساتھ ہی کسانوں کو اس کی شادابی پھر وہ سوکھ جاتی ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ وہ زرد ہو گئی پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے

وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَ

اور آخرت میں سخت عذاب ہے (کافروں کے لیے) اور (مومنوں کے لیے) اللہ کی بخشش اور اس کی خوشنودی ہو گی

مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن

اور نہیں ہے دنیوی زندگی مگر سامان دھوکہ کا تیزی سے آگے بڑھو اپنے رب کی مغفرت

انسان کو چاہیے کہ بہت جلد سے پہلے اپنا ذہن [illegible] رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے ارشاد ہے من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه مطلب یہ ہے کہ انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر غیر ضروری چیز کو نظر انداز کرتا چلا جائے۔

دنیوی زندگی کی حقیقت کو ایک مثال سے سمجھایا جا رہا ہے۔ بارش ہوتی ہے تو کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں۔ ان کی سرسبزی اور شادابی کو دیکھ کر ان کا مالک خوشی سے پھولے نہیں سماتا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ان کی تازگی ختم ہونے لگتی ہے۔ [illegible] گھاس کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے۔ پھر وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتی ہے۔ یہی حال انسان کی دنیوی زندگی کا ہے۔ جب عہد شباب کا آغاز ہوتا ہے تو انسان کا چہرہ کھل اٹھتا ہے۔ جسم قوت و توانائی سے بھرپور [illegible] امنگ سے زندگی پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہی ہوتی ہے۔ جب یہ بڑھاپے کی طرف بڑھتا ہے تو رنگت بدل جاتی ہے۔ چہرے پر جھریاں نمودار ہو جاتی ہیں۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ [illegible] کی قوت باقی نہیں رہتی [illegible] آخر کار کسی روگ کی وجہ سے بستر پر پڑ جاتا ہے [illegible] یہاں تک کہ موت کا [illegible] کے لیے [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] کا جنازہ اٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح دنیوی زندگی [illegible] کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

لیکن آخرت کی خوشیاں ہمیشہ رہنے والی ہیں [illegible] ان لوگوں کے لیے جو دنیوی زندگی کی [illegible] عذاب [illegible] ان لوگوں کے لیے جنہوں نے دنیا کی عارضی خوشیوں کے بدلے اپنے لیے جہنم میں ابدی ٹھکانا بنا لیا۔

جو لوگ دنیا کی محبت میں آخرت سے غافل ہو گئے ان کے لیے دنیا کے سارے سامان میں دھوکا اور فریب کے سوا کچھ نہیں۔

رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ۙ أُعِدَّتْ

کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے جو تیار کی گئی ہے

لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ ۚ

ان کے لیے جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر یہ اللہ کا فضل ہے عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَآ أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي

اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے ف نہیں آتی کوئی مصیبت زمین

الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا ۚ

پر اور نہ تمہاری جانوں پر مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں اس سے پہلے کہ ہم ان کو پیدا کریں

إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا

بے شک یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے تاکہ تم غمگین نہ ہو اس چیز پر جو تم سے جاتی رہے اور نہ اتراؤ

بِمَآ آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ

اس چیز پر جو اس نے تمہیں دی ہے اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی مغرور شیخی خور کو ف جو لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں

ف دنیا کے طلب گاروں کے درمیان مقابلہ کی دوڑ جاری ہے ہر ایک دوسرے سے اس میدان میں آگے سبقت لے جانا چاہتا ہے۔ دوسروں سے زیادہ دولت کمانے [illegible] زیادہ سے زیادہ عیش اور آسائش [illegible] طلب [illegible] اللہ تعالیٰ کی مغفرت حاصل کرنے کے لیے دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو [illegible] جنت ہے [illegible]

[illegible]

ف [illegible] حالات ساز گار ہوتے ہیں

وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ

اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو روگردانی کرے تو بیشک اللہ ہی بے پرواہ ہر تعریف

الْحَمِيدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ

کا مستحق ہے۔ یقیناً ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ اور ہم نے اتاری ان کے ساتھ کتاب

وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ

اور میزان (عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے پیدا کیا لوہا جس میں بڑی قوت

کاروبار میں نفع ہو گیا، کھیتی باڑی اور باغات سے فصل اچھی مل گئی یا اونچے عہدے پر ترقی ہو گئی تو یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ یہ سب ان کے علم اور تجربہ کی برکت ہے۔ وہ خود بڑے زیرک اور ہوشیار ہیں۔ کاروبار اور صنعت کے اسرار و رموز پر انہیں کامل دسترس حاصل ہے۔ یہ ساری کامیابیاں ان کی اپنی ذہانت اور دور اندیشی کا نتیجہ ہیں۔

یہ دونوں حالتیں انسان کے لیے انتہائی خطرناک ہیں۔

ان آیات میں اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ تمہارے پیدا ہونے سے پہلے نوشتہ تقدیر میں لکھی جا چکی تھی۔ اس لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو اور اپنے رب سے رجوع کرو جو ساری نعمتیں اور خوشیاں تمہیں میسر آئی ہیں وہ بھی تمہارے پیدا ہونے سے پہلے تمہاری تقدیر میں رقم ہو گئی تھیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو تاکہ وہ اپنے احسانات سے تمہیں ہمیشہ سرفراز رکھے۔ مختال اس متکبر کو کہتے ہیں جو اپنی اعلیٰ خوبیوں اور کمالات پر فخر و ناز کرے اور فخور اس متکبر کو کہتے ہیں جو جاہ و منصب یا مال و دولت پر گھمنڈ کرے۔

سلہ اس سورت کی ابتداء سے اہل ایمان کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی جا رہی ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کے دلوں میں کھوٹ تھا۔ وہ اسلام کے لیے اپنا مال خرچ کرنا گناہ عظیم خیال کرتے تھے۔ صرف خود ہی بخل سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی کہتے تھے کہ تم کیوں ایک ایسے مقصد کے لیے اپنا خون پسینہ ایک کر کے کمایا ہوا مال پانی کی طرح خرچ کرتے ہو جس کا مستقبل خطرات سے لبریز ہے۔ تمہیں اپنے بال بچوں کا بھی خیال کرنا چاہیے۔ تمہاری اپنی بھی بیسیوں ضرورتیں ہیں۔ آخر یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ جب بھی تمہیں مالی قربانی کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو اپنے گھر کا سارا اثاثہ اٹھا کر ان کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لیے فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا سبق دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کی قطعاً ضرورت نہیں۔ یہ اپنی دولت اپنے پاس رکھیں۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور حمید ہے۔ وہ اپنے بھرے ہوئے خزانوں سے اپنے حبیب کی امداد فرمائے گا اور اسلام کی ضرورتوں کو پورا کرتا رہے گا۔

شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ

[illegible]

[illegible]

[illegible] ابن کثیر

[illegible] لیقوم الناس بالقسط کہ لوگ عدل اور انصاف پر قائم ہو جائیں۔

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ

بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زور آور اور سب پر غالب ہے ۳۲ اور ہم نے نوح اور ابراہیم (علیہما السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے رکھ دی

ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾

ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب پس ان میں سے کچھ تو ہدایت یافتہ ہیں اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں۔

ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنٰهُ

پھر ہم نے ان کے پیچھے انہیں کی راہ پر اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو اور انہیں انجیل

الْاِنْجِیْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً

عطا فرمائی اور ہم نے رکھ دی ان لوگوں کے دلوں میں جو (عیسیٰ) کے تابعدار تھے، شفقت اور رحمت ۳۳

میں کئی کئی سال بسر کرنے پڑتے ہیں۔ طالوت کی لشکروں پر کی لوگوں کی نگہبانی کا منظر دیکھنا پڑتا ہے۔ لیکن جب وہ حق کو الزام کرنے کا فریضہ انجام دے چکتے ہیں اور اتمام حجت کر چکتے ہیں تو پھر وہ خندق، خیبر کے معرکوں میں وہ اپنی تلوار کو بے نیام کر لیتے ہیں تاکہ بت پرست لوگوں کا سر جو جنگ میں ملے اور حق کا بول بالا کرے۔

لوہے کے متعلق دوسرا یہ کہ جنگی قوت بھی ہے اور اس کے علاوہ انسانی معاشرہ کو پیام ربانی پہنچانے میں بھی اس کا بڑا دخل ہے

۳۲؎ اس جگہ لیعلم کا معنی یہ ہے یعنی تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے اور یا اس کا علم ہو جائے وہ علم ہے جس پر جزا و سزا مرتب ہوتی ہے ورنہ تو اللہ تعالیٰ کو کائنات کے پیدا کرنے سے پہلے ہی کائنات کا مستقبل معلوم ہے اس کو اپنے تمام بندوں کے بارے میں یہ علم ہے کہ جب وہ پیدا ہو گا تو کیا اچھا یا برا عمل کرے گا۔ لیکن اس علم ازلی پر اس کو جزا یا سزا نہیں دی جاتی بلکہ جب فعل پیدا ہو جاتا ہے اور عمل وجود کی منزل پہنچ جاتا ہے تو جیسا عمل وہ کرتا ہے اس کے مطابق وہ جزا یا سزا کا مستحق قرار پاتا ہے جب وہ ایسے کام کرتا ہے تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ فلاں شخص یہ کام کر رہا ہے۔ لیعلم اللہ میں اسی علم کی طرف اشارہ ہے مختلف مقامات پہلے بھی اس مطلب کی تشریح گزر چکی ہے

۳۳؎ قفی گردن کے پچھلے حصے کو کہتے ہیں۔ اس سے فعل تقفیہ ہے جس کا معنی ہے پیچھے پیچھے چلانا۔ آثار اس نشان کو کہتے ہیں جس سے آگے جانے والوں کا سراغ لگتا ہے۔ چنانچہ الطریق المستدل بہ علی من تقدم آثار (مفردات)

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ

اور رہبانیت کو انھوں نے خود ایجاد کیا تھا ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر انھوں نے اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اسے اختیار کیا تھا

اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۚ

پھر وہ اس کی نگہداشت نہ کر سکے جیسا اس کی نگہداشت کا حق تھا، پس جو لوگ ان میں سے ایمان لائے تھے ہم نے ان کو ان کا اجر دیا

ارشاد ہے ان انبیاء کے بعد ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ انھیں انجیل جیسی کتاب مرحمت فرمائی۔ آپ کے پیروکار سراپا رافت و شفقت تھے۔ یہ سچ ہے کہ ان میں بعد میں بھی یہ صفات نمایاں طور پر موجود تھیں۔

یہاں سے ایک نہایت اہم مضمون شروع ہوتا ہے جس میں عیسائیوں کی ساری تاریخ سمو دی گئی ہے۔ اس لیے اس کو سمجھنے کے لیے خصوصی توجہ اور محنت کی ضرورت ہے۔ پہلے تو ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ اس آیت کا صحیح ترجمہ کیا ہے۔ پھر لفظ رہبانیت کی لغوی اور اصطلاحی تشریح کریں گے۔ اس کے بعد یہ بتائیں گے کہ رہبانیت کی ابتدا کس نے کی اور کن حالات میں ہوئی۔ بعد ازاں اس میں جو طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوئیں اور جس طرح رہبانیت سے سارا عیسائی معاشرہ اور عیسائی نظام متاثر ہوا اس کا ذکر کیا جائے گا۔

اس جملہ کے ترجمہ میں علما کے دو قول ہیں ① اور رہبانیت کو انھوں نے خود ایجاد کر لیا تھا، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا البتہ انھوں نے اسے اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اختیار کیا تھا۔ اس صورت میں الا کا تعلق ابتدعوھا کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ② اور رہبانیت کو انھوں نے خود ایجاد کیا ہم نے ان پر صرف یہ فرض کیا تھا کہ وہ صرف رضائے الٰہی کے طالب رہیں۔ اس صورت میں مستثنیٰ متصل ہوگی اور پہلی صورت میں مستثنیٰ منقطع ہوگی۔

رہبانیت میں دو قرأتیں ہیں۔ رَہبانیت (بفتح را) اور رُہبانیت (بضم را)۔ پہلی صورت میں یہ رَہب مصدر سے ماخوذ ہوگا جس کا معنی خوف اور ڈر ہے اور دوسری صورت میں یہ رُہبان جو راہب کی جمع ہے، کی طرف منسوب ہوگا۔ پہلی صورت میں اس کا معنی ہے وہ مسلک اور وہ طرز حیات جس کی بنیاد خوف اور ڈر پر ہے۔ دوسری صورت میں اس کا معنی ہوگا ان لوگوں کا مسلک اور طریق زندگی جو ہر وقت خوف زدہ رہتے ہیں اور خوف زدہ رہنے والے ہیں۔ علامہ راغب لکھتے ہیں: والرهبانية غلو في تحمل التعبد من فرط الرهبة (مفردات)۔ یعنی فرط خوف سے عبادات و ریاضت میں حد سے تجاوز کرنا۔ علامہ زبیدی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وهي المبالغة في العبادة والرياضة والانقطاع عن الناس وترك الشهوات حتى مباحة وفطرية۔ یعنی عبادت و ریاضت میں مبالغہ، لوگوں سے قطع تعلق اور سب مباح خواہشات کو بھی ترک کر دینا۔ علامہ ابن منظور نے ان الفاظ میں اس کی وضاحت کی ہے: التخلي من اشغال الدنيا وترك ملاذها والزهد فيها والعزلة عن اهلها وتعمد مشاقها حتى ان منهم من كان يخصي نفسه ويضع السلسلة في عنقه وغير ذلك من انواع التعذيب (لسان العرب)۔ یعنی دنیا کے مشاغل

کو ترک کر دیا، اس کی قدروں کو فراموش کر دیا۔ الغرض یہ عزلت گزینی جسے انہوں نے از خود اپنی شخصیت پر مسلط کر لیا، ان میں سے بعض لوگ اپنے آپ کو خصی کر لیا کرتے تھے اور بعض اپنے گلے میں زنجیر ڈال لیا کرتے اور اپنے آپ کو ایک مکان میں مقید کر لیتے تھے۔ اب یہ دیکھیے کہ رہبانیت کی ابتدا کن حالات میں ہوئی اور کن لوگوں نے کی۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث مرفوع ہے جس سے حقیقت حال کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنت ردیف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی حمار فقال لی یا ابن ام عبد ہل تدری من این احدثت بنو اسرائیل الرہبانیۃ فقلت اللہ ورسولہ اعلم فقال ظہرت علیہم الجبابرۃ بعد عیسیٰ علیہ السلام یعملون بالمعاصی فغضب اہل الایمان فقاتلوہم فہزم اہل الایمان ثلاث مرات فلم یبق منہم الا القلیل فقالوا ان ظہرنا لہؤلاء افنونا ولم یبق للدین احد یدعو الیہ فتعالوا نتفرق فی الارض الی ان یبعث اللہ النبی الذی وعدنا بہ عیسیٰ علیہ السلام یعنون محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتفرقوا فی غیران الجبال واحدثوا رہبانیۃ فمنہم من تمسک بدینہ ومنہم من کفر ثم تلا ہذہ الآیۃ

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں گدھے پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پیچھے سوار تھا۔ حضور نے فرمایا اے ام عبد کے فرزند! کیا تم جانتے ہو کہ بنی اسرائیل نے رہبانیت کو کہاں سے اختیار کیا۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جابر بادشاہ لوگوں پر غالب آگئے اور انہوں نے فسق و فجور کا بازار گرم کر دیا۔ اہل ایمان سے یہ برداشت نہ ہوا۔ انہوں نے ان کے خلاف جہاد کیا، ان کے ساتھ جنگ کی لیکن تین مرتبہ انہیں شکست ہوئی اور بہت تھوڑے لوگ زندہ بچے۔ انہوں نے سوچا کہ اگر ہم نے پھر ان کے ساتھ جنگ کی تو وہ ہم سب کو ہلاک کر دیں گے اور ایک شخص بھی باقی نہیں بچے گا جو دین حق کی طرف لوگوں کو بلائے۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ ہم زمین میں منتشر ہو جائیں یہاں تک کہ وہ نبی کریم تشریف لائیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ پس وہ پہاڑوں کی غاروں میں منتشر ہو گئے اور انہوں نے رہبانیت کو ایجاد کیا۔ ان میں سے کچھ لوگ اپنے دین کے ساتھ وابستہ رہے اور بعض نے کفر اختیار کر لیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پاک تلاوت فرمائی۔

اس طرح اہل کتاب میں سے اکثر لوگ اپنا ایمان بچانے کے لیے جنگلوں اور پہاڑوں میں جا کر گوشہ نشین ہو گئے اور اپنی ساری زندگی عبادت و ریاضت میں بسر کر دی۔ اس رہبانیت کو اختیار کرنے سے ان کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تھا۔

اس حدیث پاک سے یہ واضح ہو گیا کہ رہبانیت کی ابتدا ان اوقات میں ہوئی جب ایک اضطراری حالت تھی۔ ان کے ذہن میں قطعاً یہ بات نہ تھی کہ دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کشی ہی عبادت کی معراج ہے۔ اس کے بغیر انسان روحانی ترقی نہیں کر سکتا اور نہ ہی قرب الٰہی کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ انہوں نے یہ سب کچھ ظالم بادشاہوں کے ظلم و ستم سے اپنے آپ کو اور اپنے ایمان کو بچانے کے لیے مجبوراً کیا تھا۔ لیکن بعد میں آنے والوں نے اسی کو دین بنا لیا اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اس میں اختراعات کا اضافہ ہوتا گیا۔ لوگوں نے اپنے اوپر تشدد اور پابندیوں کا ایک دور شروع کر دیا۔ کلیسا کے رہبانی نظام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کس طرح اپنی جائز خواہشات کا گلا گھونٹ کر اپنی زندگی کو بے مزہ کیا۔ یہاں تک کہ جو شخص جس قدر زیادہ مدت

کر اعتماد بیٹ پر مقرر ہوگا کہ ایسے شادی شدہ ہو۔ جب شادی شدہ یہ شادی شدہ نہ ہو گی؟ گریگوری ہفتم نے پادریوں کی شادی کی قانونی ممانعت کر دی بلکہ جو پہلے سے شادی شدہ تھے ان پر لازم کر دیا کہ بیویوں سے ازدواجی تعلقات منقطع کر دیں۔ اس طرح عورتوں کو ایک شیطانی وسوسہ سے [illegible] سمجھا جانے لگا۔ سینٹ جیروم جیسا مشہور عالم کہتا ہے کہ جو عورت مسیح کی خاطر کنواری رہتی ہے وہ مسیح کی دلہن ہے اور اس کی ماں کو مسیح کی ساس بننے کا شرف حاصل ہے۔

ماں باپ، بہن بھائی اور اولاد سے تعلق توڑ دینا [illegible] کے لیے شرط اول تھی۔ جو لوگ رہبانیت اختیار کرتے وہ محروم ہو جاتے، ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں سے الگ تھلگ رہتے۔ ایسے واقعات کی کتابوں میں بھرمار ہے جن میں ذکر ہے کہ رہبانیت کے [illegible] کو [illegible] ۔ حیات پر [illegible] ایک واقعہ آپ بھی سن لیجیے۔

سینٹ سیمون (SIMEON) کا ایک واقعہ ہے کہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہو کر [illegible] جب راہب بن گیا۔ ماں باپ کو بیٹے کا کچھ پتہ نہ چلا۔ [illegible] ستائیس سال [illegible] بیٹے کی جدائی میں تڑپتے رہے۔ [illegible] جب اس کی ماں کو پتہ چلا کہ وہ [illegible] اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لیے [illegible] سفر کی مشقتیں برداشت کرتی ہوئی وہاں پہنچی۔ اس کی خانقاہ میں عورتوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ اس نے [illegible] کہا کہ [illegible] میرے بیٹے! تیرا انتظار کرتی رہی ہوں۔ صرف مجھے ایک نظر دیکھ لینے دو۔ [illegible] آنکھوں کی ٹھنڈک باہر آ کر اپنی صورت کی ایک جھلک دکھا دے۔ لیکن اس سنگدل بیٹے پر ذرا بھی اثر نہ ہوا اور اس نے صاف انکار کر دیا۔ تین دن اور تین رات مسلسل وہ بے چاری منت سماجت کرتی رہی۔ آخر سسک سسک کر دم توڑ دیا۔ اس وقت سینٹ صاحب تشریف لائے اور ماں کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ [illegible] خیال [illegible] کسی بیٹے کی [illegible] ماں کے [illegible] سنگدل [illegible] اور بے رحم ہے اس کی دعا کسی رحمت کی مستحق نہیں۔

اس کے علاوہ نفس کو اذیت پہنچانے کا ذوق [illegible] طرح طرح کے عجیب و غریب [illegible] ایجاد کیے گئے۔ کسی نے [illegible] کسی نے [illegible] سالہا سال [illegible] کسی نے [illegible] جنگلوں [illegible] کی جبلی [illegible] ہو کر رہ گئیں۔

انسانی فطرت کے تقاضوں سے جنگ کبھی کامیاب نہیں ہوئی۔ عارضی طور پر تو [illegible] حاصل کی جا سکتی ہیں لیکن بالآخر ان کی جیت ہوتی ہے۔ [illegible] جب ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے تو [illegible] بند توڑ کر بہہ نکلتے ہیں۔ یہی حال [illegible] کا ہوا۔ جب پوپ اور [illegible] دولت و ثروت میں [illegible] غرق ہو گئے۔ [illegible] وہ عیش پرستی میں شاہی ایوانوں کو بھی مات کرتی تھیں۔ وہ خانقاہیں جو [illegible] راہبات کے لیے مختص تھیں، عوام [illegible] کے اڈوں میں تبدیل ہو گئیں۔ ان کی [illegible] کلیسا کی تاریخ کا یہ بڑا المناک اور شرمناک باب ہے جو ان کے اپنے مورخین نے لکھا ہے۔

انہی خرافیوں اور بدکاریوں کو قرآن حکیم میں ما رعوها حق رعايتها کے ایک جملہ میں بیان کر دیا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے ترہب کو طلب ریاست کے لیے بطور حیلہ استعمال کیا اور اس طرح لوگوں کے مال ہڑپ کرتے رہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی ترغیب دی۔ خواہشات نفس کی پیروی سے روکا۔ دولت کی محبت اور دنیوی آسائشوں میں غرق ہو جانے سے منع کیا۔ لیکن اس نے ترک دنیا اور نفس کشی کا طریقہ اپنے ماننے والوں کو نہیں سکھایا جو عیسائیت کے نظام رہبانیت کا خاصہ ہے۔ اسلام نے شادی کی اجازت دی ہے۔ اس نے کھیتی باڑی، تجارت اور صنعت کا شوق دلایا ہے۔ بلکہ صاف صاف اس کی تلقین کی ہے۔ ماں باپ، بہن بھائی اور بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی لازم قرار دی ہے۔ بلکہ اس نے ہر شخص پر فرض قرار دیا ہے کہ وہ اپنے جسم کا حق بھی ادا کرے اور اسے ایسی مشقتوں میں مبتلا نہ کرے جو مضر صحت ہوں۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے۔

لا تشددوا على انفسكم فيشدد الله عليكم فان قوما شددوا على انفسهم فشدد الله عليهم فتلك بقاياهم في الصوامع و الديار۔ رواه ابو داؤد

یعنی اپنے نفسوں پر سختی نہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے گا۔ ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کی۔

راہب خانوں اور خانقاہوں میں ان کے باقی ماندہ لوگ موجود ہیں۔ انہیں دیکھ لو۔

ایک دفعہ چند صحابہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ ایک نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں شادی نہیں کروں گا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی باتیں سنیں تو ارشاد فرمایا

اما والله اني لاخشاكم لله واتقاكم له لكني اصوم وافطر واصلي وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني۔ بخاری و مسلم

"خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ سب سے بڑھ کر پرہیزگار ہوں۔ پھر بھی روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری اس سنت سے منہ موڑا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔"

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں حضور کے ہمراہ سفر پر گئے۔ ہمارا ایک ساتھی ایک غار کے پاس سے گزرا جس میں پانی کا چشمہ تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ اسی غار میں اگر بود و باش اختیار کرے تو پینے کے لیے پانی کا چشمہ ہے کھانے کے لیے سبزیاں کافی ہیں۔ دنیا سے بے تعلق ہو کر اپنا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں بسر کرے گا۔ کہنے لگا میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا ارادہ عرض کرتا ہوں۔ اگر حضور نے اجازت مرحمت فرمائی تو ایسا کروں گا ورنہ اجازت نہ لی تو نہیں۔ چنانچہ وہ حاضر خدمت ہوا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اني لم ابعث باليهودية ولا بالنصرانية ولكني بعثت بالحنيفية السمحة والذي نفس محمد بيده لغدوة

وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَٰسِقُونَ ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَءَامِنُوا۟

اور ان میں سے اکثر فاسق (و نافرمان) تھے ۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور سچے دل سے ایمان لے آؤ

بِرَسُولِهِۦ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِۦ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ

اس کے رسول (مکرم) پر، وہ تمہیں عطا فرمائے گا دو حصے اپنی رحمت سے اور بنا دے گا تمہارے لیے ایک نور جس کی روشنی میں تم

بِهِۦ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ ٱلْكِتَٰبِ

چلو گے اور بخش دے گا تمہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔ (یہ اس لیے فرمایا) تاکہ جان لیں اہل کتاب

[illegible]

ترجمہ: میں یہودیت اور نصرانیت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ مجھے دین حنیف دے کر بھیجا گیا ہوں جو سہل آسان اور واضح ہے۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ایک صبح یا ایک شام راہ خدا میں جہاد کرنا دنیا و مافیہا سے افضل ہے اور تم میں سے کسی کا صف میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ لکل امۃ رہبانیۃ ورہبانیۃ هذه الامۃ الجهاد فی سبیل اللہ۔ البغوی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر امت کے لیے رہبانیت ہے اور میری امت کی رہبانیت راہ خدا میں جہاد ہے۔ عیسائی تو گھروں اور جائیدادوں سے اپنی ساری عمر [illegible] اپنا ایمان بچانے کے لیے جنگلوں اور پہاڑوں کی راہ لیتے لیکن غلامان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء کے لیے یہ طریقہ نا روا ہے۔ باطل کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جانا [illegible] گرم رکھنا اور اسی حالت میں جان قربان کر دینا اسلامی رہبانیت کا کمال ہے۔

۲۵ جن لوگوں نے خلوص نیت سے رہبانیت کو اختیار کیا پھر اس کے تقاضوں کو پورا کیا اللہ تعالیٰ انہیں ان کے خلوص نیت اور حسن عمل کے مطابق اجر عطا فرمائے گا لیکن ان میں سے اکثر لوگ ایسے تھے جو شہرت، منصب، دنیا کو حصول مال و جاہ کا ذریعہ بنا کر راہ اعتدال سے بھٹک گئے اور فسق و فجور کی دلدلوں میں دھنس گئے۔

۲۶ علماء تفسیر نے اس آیت کے دو مفہوم بیان کیے ہیں۔ اہل کتاب میں سے جو لوگ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے سچے دین پر قائم تھے انہیں ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ تمہیں پہلے نبیوں پر ایمان لانے کی سعادت حاصل ہے۔ اب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ایمان لے آؤ جن پر ایمان لانے کی تاکید تمہارے انبیاء نے کی ہے اور جن کی آمد کی بشارتیں تمہاری آسمانی کتب میں [illegible] اگر تم ان پر بھی سچے دل سے ایمان لاؤ تو تمہیں اس کی رحمت سے دوہرا حصہ ملے گا۔ قرآن کریم جو سراپا رحمت ہے اس کے انوار سے تمہاری

أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ

کہ ان کا کوئی قدرت نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر ۳۵ اور یہ کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت

اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾

میں ہے وہ بخشتا ہے اس کو جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے ۳۶

دنیا اور آخرت جگمگا اٹھے گی۔ تمہارے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

آیت کا دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو یہ تقویٰ کا حکم دیا جا رہا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان کے لئے خوش کر کے اس کی تلقین کی جا رہی ہے۔

۳۵ اہل کتاب اس غرور میں مبتلا تھے کہ وہ حضرت موسیٰ جیسے جلیل القدر رسول اور کلیم کے امتی ہیں۔ انہیں اس نبی عربی کی اطاعت اور اس پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ساری رحمتیں اور سعادتیں انہی کے لیے مخصوص ہیں۔ ان عرب کے بدوؤں کا رحمت الٰہیہ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو! تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ، میرے پیارے رسول پر ایمان لانے کا حق ادا کرو اور اس کی غلامی پر فخر و ناز کرو، ہم تم پر اپنی عنایات اور نوازشات کی ایسی گھٹائیں برسائیں گے کہ اہل کتاب کو پتہ چل جائے کہ بے پایاں رحمت کے خزانے پر ان کا کوئی اجارہ نہیں ہے۔ ہم جس کو چاہیں جتنا چاہیں عطا فرمائیں۔

لئلا یعلم میں لا زائد ہے۔ معنی حتی یعلم قال ابن جریر والعرب تجعل لا صلة في كل كلام دخل في أوله أو آخره جحد غير مصرح۔ یعنی وہ کلام جس کے اول یا آخر میں غیر صریح انکار ہو وہاں لا بطور صلہ استعمال ہوسکتا ہے۔

۳۶ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور جود و عطا کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ جس کے لئے خزانے کھولتے ہیں وہ اس کے ہاتھ لگتے ہیں۔ یہ ملک عرب کے صحرا نشین جن کو اسلام کی دولت ملی تو وہ اللہ تعالیٰ کی عنایات کے کیسے مستحق ہوتے ہیں۔

○

تم بهذا الفضل العظيم والمن الجسيم مما الفقير المسكين [illegible] على باب رحمتك [illegible] مستغفرا [illegible] اللهم [illegible] الدنيا والآخرة [illegible] روح القدس [illegible] اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا [illegible] وعلى آله وأصحابه [illegible] والحمد لله [illegible]

الخانقاه [illegible] والحمد

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورہ المجادلہ

نام : اس کے دو نام ہیں المُجَادلہ جو باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے بحث و تکرار۔ دوسرا نام المجادِلہ جو اس باب کا اسم فاعل مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے بحث و تکرار کرنے والی۔ اس میں تین رکوع، بائیس آیتیں، چار سو ستر کلمے اور سترہ سو بانوے حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ سورۃ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اور غالب خیال یہ ہے کہ اس کا نزول غزوۂ احزاب (شوال ۵ھ) کے بعد ہوا۔ سورۂ احزاب میں جو اس غزوہ کے بعد نازل ہوئی ظہار کے مسئلہ کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے اور اس سورۃ میں اسی مسئلہ کی وضاحت اور پوری تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت سورۂ احزاب کے بعد نازل ہوئی۔

شانِ نزول : حضرت خولہ بنت ثعلبہ اپنے چچا زاد اوس ابن صامت کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں۔ حضرت اوس جب بوڑھے ہو گئے تو ان کے مزاج میں چڑچڑا پن آ گیا۔ بات بات پر وہ لڑنا جھگڑنا شروع کر دیتے۔ ایک روز جھگڑتے ہوئے غصے میں اپنی بیوی کو کہہ دیا "انت علی کظہر امی" تو مجھ پر اس طرح ہے جس طرح میری ماں کی پیٹھ۔ زمانہ جاہلیت میں یہ طلاق کے الفاظ تھے۔ خولہ بڑی پریشان ہوئیں۔ بڑھاپے میں اپنے گھر کے اجڑنے کا غم اور اپنے ننھے بچوں کی فکر نے انہیں بے چین کر دیا۔ بارگاہِ رسالت میں آ کر اپنے بارے میں دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے بارے میں ابھی مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ وہ بار بار عرض کرتی رہیں اس بڑھاپے میں کہاں جاؤں گی، میرے بچوں کا کیا بنے گا، میرا بنا بنایا گھر اجڑ جائے گا۔ حضور یہی جواب فرماتے رہے یہاں تک کہ حضور پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی اور اس مسئلہ کے بارے میں تفصیلی احکام نازل ہوئے۔

قرآن کریم میں ان کا تذکرہ آنے کے باعث صحابہ کی نگاہوں میں ان کی قدر و منزلت بہت بڑھ گئی۔ سب ان کا احترام کیا کرتے۔ ایک روز حضرت فاروق اعظم اپنے دورِ خلافت میں کہیں جا رہے تھے آپ کے ساتھ دوسرے بہت سے لوگ بھی تھے۔ ایک بوڑھی عورت سامنے آئی اور آپ کو رکنے کے لیے کہا۔ آپ فوراً رک گئے اور اس کے قریب تشریف لے گئے۔ اس کی باتیں سننے کے لیے اس کی طرف اپنا سر جھکا دیا اور اپنے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ دیے یہاں تک کہ وہ اپنی پوری داستان ختم کر کے واپس چلی گئیں۔ ایک شخص نے عرض کیا۔

"امیر المومنین! آپ نے ایک بڑھیا کے لیے اتنے قریش کو منتظر رکھا۔" آپ نے فرمایا "اے کم فہم! تم جانتے

ہر یہ کہتا ہے کہ؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ عورت ہے جس کے شکوہ کو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سن لیا۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہیں۔ اگر رات تک کھڑی رہتیں تو میں یونہی کھڑا رہتا۔

مضامین: ابتدائی چار آیتوں میں ظہار کے مسئلہ کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ پانچویں اور چھٹی آیت میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ ساتویں اور آٹھویں آیت میں منافقین جو خفیہ منصوبے بناتے اور چھپ چھپ کر مشورے کرتے اور اسلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرتے، انہیں خبردار کر دیا گیا کہ جہاں بھی سر جوڑ کر تم بیٹھتے ہو اور سرگوشیاں کرتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوتا ہے، تمہاری باتوں کو سن رہا ہوتا ہے اور تمہاری حرکتوں سے خوب واقف ہوتا ہے۔ وہ یقین رکھیں کہ اپنی ان ناپاک کوششوں سے وہ اسلام کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے۔ بلکہ اس کی پاداش میں انہیں جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ تمہاری سرگوشیاں اور مشورے اپنے خدا کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے لیے نہیں ہونے چاہئیں بلکہ تمہیں اپنی مجلسوں میں ایسی تدابیر پر غور و فکر کرنا چاہیے جن سے نیکی کو فروغ حاصل ہو اور خدا کے دین کا بول بالا ہو۔

آیات ۱۱، ۱۲، ۱۳ میں مجلسی آداب کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ جب تم کسی محفل میں بیٹھے ہو اور باہر سے کوئی آدمی آ جائے تو کھل جاؤ اور اس کو اپنے پہلو میں جگہ دو۔ ایسا نہ ہو کہ دیر سے آنے والا بیچارہ کھڑا رہنے پر مجبور ہو یا محروم واپس چلا جائے۔ نیز تمہیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ جس شخص کی ملاقات کے لیے تم آئے ہو اس کی اپنی مصروفیتیں بھی ہیں۔ اس لیے ضرورت کے مطابق بیٹھو اور اس کے بعد دوبارہ اجازت لے کر چلے جاؤ۔ اگر اس سے تمہیں کچھ الگ سے پوچھنے کے لیے کہو تو تمہاری دل جوئی ہوگی۔ اس طرح کی کئی اور رسمیں جو عہد جاہلیت میں ان کی زندگی کا حصہ بن چکی تھیں ان کو ترک کرنے کا حکم دیا۔

آخری رکوع میں بتا دیا کہ انسانوں کے دو گروہ ہیں ایک حزب الشیطان ہے اور دوسرے گروہ کا نام حزب اللہ ہے۔ دونوں گروہوں کے حالات اور ان کی خصوصیات بھی بیان کر دیں تاکہ ہر شخص اپنے بارے میں فیصلہ کر سکے کہ وہ کس گروہ میں شامل ہونا چاہتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۲۲-۳۰ ۷۷

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ المجادلہ مدنی ہے اس میں ۲۲ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ

بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی بات جو تکرار کر رہی تھی آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں اور ساتھ ہی شکوہ کیے جا رہی تھی اللہ سے

اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ①

اور اللہ تعالیٰ سن رہا تھا تم دونوں کی گفتگو بے شک اللہ سب کی باتیں سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے

ـــ اسلام سے پہلے عرب میں یہ رواج تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہہ دے کہ انت علی کظھر امی تو وہ یہ سمجھا کرتے تھے کہ اس کی پشت تو اس قول سے وہ نکاح ٹوٹ جاتا اور وہ عورت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی اور رجوع کا دروازہ بھی بند ہو جاتا۔ اس کو وہ اپنی اصطلاح میں ظہار کہا کرتے۔

اسلام میں سب سے پہلے ظہار کا جو واقعہ پیش آیا اس کے بارے میں اس سورت کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جن میں اس کے متعلق قرآنی احکام کو وضاحت سے بیان کر دیا گیا۔

خولہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز حضرت عبادہ کے بھائی اوس بن صامت جو میرے خاوند تھے کسی بات پر مجھ سے ناراض ہو گئے بڑھاپے کی وجہ سے ان کا مزاج چڑچڑا ہو گیا تھا غصہ سے کہہ دیا انت علی کظھر امی تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے مجھے اپنے پاس بلانے کی کوشش کی۔ میں نے انہیں یہ جواب دیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں خولہ کی جان ہے جب تک اللہ اور اس کا رسول ہمارے بارے میں فیصلہ نہ فرمائیں تم میرے نزدیک نہیں آ سکتے۔ خولہ حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! اوس نے جب میرے ساتھ شادی کی تو اس وقت میں جوان تھی صاحب مال تھی میرے کنبے والے بھی موجود تھے۔ اب میرا شباب رخصت ہو چکا ہے بوڑھی ہو گئی ہوں میرے کنبے والے بکھر گئے ہیں مال ختم ہو گیا اب اس نے مجھے ماں کہہ دیا ہے۔ کیا ہمارے لیے کوئی گنجائش ہے کہ ہم ایک ساتھ رہ سکیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تیرے بارے میں ابھی مجھے کوئی حکم نہیں ملا۔ اس نے پھر عرض کی یا رسول اللہ اس نے طلاق کا لفظ تو نہیں کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے۔ حضور وہی جواب دیتے رہے ساتھ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بھی فریاد کرتی رہی کہ الٰہی میں تیری جناب میں اپنی تنہائی اور پریشانی کا شکوہ پیش کرتی ہوں۔ یکسر ایت

الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ

جو لوگ تم میں سے ظہار کرتے ہیں اپنی بیویوں سے وہ ان کی مائیں نہیں ہیں

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا

نہیں ہیں ان کی مائیں مگر وہ جنہوں نے انہیں جنا ہے بے شک یہ لوگ کہتے ہیں بہت بری

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] خولہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے

[illegible] نازل فرمایا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آیت [illegible]

نازل ہوئی

اس خصوصیت کی وجہ سے صحابہ کرام ان کی بہت [illegible] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] حضرت خولہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سلے اس آیت میں اس طریقہ کار کی مذمت کی جا رہی ہے [illegible]

مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۞ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ

بات اور جھوٹ۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ بہت درگزر فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔ جو لوگ ظہار کر بیٹھیں

مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ

اپنی عورتوں سے پھر وہ پلٹنا چاہیں اس بات سے جو انہوں نے کہی تو (ان کے ذمہ) غلام آزاد کرنا ہے اس سے

اپنی ماں کہنا شروع کر دے۔ کیا اس کے اس طرح کہنے سے وہ اس کی ماں بن سکتی ہے؟ ماں تو وہ ہوتی ہے جس نے اس کو جنا۔ ایک عورت جس نے اس کو جنا نہیں بلکہ وہ اس کی بیوی بنی ہوئی ہے اور اس کے بطن سے اس کے کئی بچے اور بچیاں جنم لے چکے ہیں اب اگر اس عورت کو اپنی ماں کہنے لگے تو اس سے بے ہودہ اور لغو بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور یہ ایسی بات ہے جو عقل کے بھی خلاف ہے اور غیر پسندیدہ ہے، وہ سراسر جھوٹ ہے جو اس کی ماں نہیں اس کو وہ اپنی ماں کہہ رہا ہے۔

ـــہ چاہیے تو یہ تھا کہ اس بیہودہ گوئی پر سخت سزا دی جاتی لیکن اللہ تعالیٰ بہت درگزر فرمانے والا اور اپنے بندوں کے قصوروں کو بخشنے والا ہے۔ اسی لیے اس کریم نے عفو و درگزر سے کام لیا اور جو رسم بڑی سنگین تھی اس کے مطابق سزا اتنی سخت مقرر نہیں کی۔

ـــہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ظہار اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے انت علی کظہر امی یہ شخص پر لازم ہے کہ وہ بیوی سے قربت سے پہلے کفارہ ادا کرے۔ اس ضمن میں ظہار کے چند ضروری فقہی احکام لکھے جاتے ہیں تفصیلات کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیے

① اگر کسی شخص نے ماں کی پشت کے علاوہ کسی ایسے عضو کا ذکر کیا جس کو دیکھنا اس کے لیے حلال نہیں تو بھی ظہار ہو جائے گا اور اس پر کفارہ ادا کرنا لازم ہو گا۔

② اگر اس نے اپنی بیوی کو کسی ایسی عورت کی پشت یا اس کے اعضاء میں کسی ایسے عضو سے تشبیہ دی جو اس پر ہمیشہ کے لیے ابدی طور پر حرام ہیں مثلاً بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، ساس، بیٹی تو بھی ظہار ہو گا۔

③ اسی طرح ایسی عورتوں سے تشبیہ دینا جو ابتداءً تو حرام نہیں لیکن بعد میں کسی وجہ سے ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی ہیں تو یہ بھی ظہار ہو گا۔ مثلاً رضاعی ماں، باپ کی دوسری بیوی وغیرہ

④ مدخولہ اور غیر مدخولہ دونوں بیویوں سے ظہار درست ہے۔

⑤ اگر ایک سے زائد بیویاں تھیں اور سب سے ظہار کیا تو جتنی بیویاں ہوں گی اتنے کفارے دینے ہوں گے

⑥ عورت کو ظہار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے یعنی اگر عورت اپنے خاوند کو کہے کہ تو مجھ پر ایسے ہے جیسے میرے باپ کی پشت یا میرے بھائی یا میرے بیٹے کی پشت، تو یہ ظہار نہیں ہو گا کیونکہ ظہار کا حق مرد کو ہے جیسے طلاق کا حق اس کو حاصل ہے۔ البتہ عورت

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

قبل کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ ہے جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے

خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ

آگاہ ہے۔ پس جو شخص غلام نہ پائے تو وہ دو ماہ لگاتار روزے رکھے قبل اس سے

کا ہی قول معتبر ہوگا۔ گویا اس نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ مباشرت نہیں کرے گا۔ اس لیے اس پر قسم کا کفارہ ہوگا۔

⑦ اگر کسی عورت نے نکاح سے پہلے کسی مرد کے بارے میں ظہار کے الفاظ استعمال کیے تو اس وقت یہ ظہار ہوگا اور نکاح کے بعد ہمبستری جائز ہوگا اگر وہ کفارہ ادا کرے۔ اس کی تائید کے لیے یہ روایت پیش کی جاتی ہے۔ حضرت طلحہ کی صاحبزادی عائشہ کے متعلق حضرت مصعب بن زبیر نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے یہ پیغام رد کر دیا اور کہا کہ اگر میں مصعب سے نکاح کروں تو ھو علی کظہر ابی۔ وہ مجھ پر اس طرح ہے جس طرح میرے باپ کی پشت۔ کچھ عرصہ بعد وہ اس شادی پر رضامند ہو گئیں۔ مدینہ کے فقہاء سے مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ عائشہ پر کفارہ ظہار لازم آتا ہے کیونکہ اس نے یہ بات اس وقت کہی تھی جب سے نکاح کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تھا۔ گر نکاح کے بعد وہ یہ کہتیں تو کفارہ دینا پڑتا کیونکہ بیوی ہوتی اور اب انہیں کفارہ یمین دینا ہوگا۔

⑧ جن الفاظ سے ظہار ثابت ہوتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔ صریح اور کنایہ۔ صریح تو یہ ہے کہ اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پشت یا کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کا دیکھنا اس کے لیے حلال نہیں تو یہ صریح ظہار ہے۔ اسی طرح اپنی بیوی کو اپنی محرم عورتوں کی پشت یا ان کے ایسے اعضاء سے تشبیہ دے جن کا دیکھنا حلال نہیں، خواہ وہ نسب یا رضاعت کی وجہ سے ابدی محرم ہوں تو یہ بھی صریح ظہار ہے۔ اس میں اس کی نیت کا اعتبار نہیں۔ وہ خواہ کہے کہ میرا یہ مقصد نہ تھا تاہم اس کی تصدیق نہ ہوگی۔

اور اگر بیوی کے متعلق یہ کہے کہ تو مجھ پر اس طرح ہے جس طرح یا جیسی میری ماں ہے اور اس کے کسی عضو کا نام نہ لے تو اس صورت میں یہ کنایہ ہوگا۔ اس کا حکم متعین کرنے میں اس کی نیت کو دخل ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ میں نے عزت و تکریم کے لیے یہ استعمال کیا ہے تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر ظہار کی نیت سے کہا ہو تو ظہار ہوگا اور اگر کہے کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق ہو جائے گی۔

⑨ یعنی ایک مرتبہ تم نے ایسی بات زبان سے نکالی ہے جس سے اپنی بیوی سے مقاربت اس کے لیے جائز نہیں رہی لیکن اگر وہ اس کہی ہوئی بات سے واپس لوٹنا چاہتا ہے یعنی اپنی بیوی کو پہلے کی طرح اپنے لیے حلال کرنا چاہتا ہے تو اس وقت اس پر کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر وہ کفارہ ادا نہ کرے تو عورت عدالت سے رجوع کر سکتی ہے اور عدالت اس خاوند کو مجبور کرے گی کہ وہ کفارہ ادا کرے اور اس طرح حرمت کی اس دیوار کو درمیان سے ہٹائے جو اس نے خود اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان قائم کر دی تھی۔ اگر وہ شخص اس کے باوجود کفارہ ادا نہ کرے تو عدالت اسے مناسب تنبیہ کرنے یا دوسری سزا دینے کا حق رکھتی ہے۔

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ

قبل اس کے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ اور جو اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ کھانا کھلائے ساٹھ مسکینوں کو

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَ

یہ اس لیے کہ تم تصدیق کرو اللہ اور اس کے رسول (مکرم) کی اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور

اگر کوئی شخص کفارہ ادا کیے بغیر عورت کے ساتھ مقاربت کر لیتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا۔ اسے چاہیے دل سے توبہ کرے لیکن کفارہ ایک ہی اسے ادا کرنا پڑے گا۔ ثم یعودون لما قالوا کا ایک مفہوم یہ بھی علماء نے ظاہر کیا ہے۔ وہ یہ کہ اگر ایک مرتبہ اس نے یہ الفاظ کہے تو اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا لیکن اگر وہ دوبارہ ان الفاظ کو دہرائے تب اس پر کفارہ لازم آئے گا۔ یہ قول بالاتفاق مردود ہے۔

فتحریر رقبۃ: یہاں سے کفارہ ظہار کی تفصیل بیان شروع ہو رہی ہے۔ اس پر سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ وہ رقبۃ آزاد کرے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا۔ قبل ان یتماسا سے یہ بات بیان کر دی کہ غلام آزاد کرنے سے پہلے وہ اس کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا کیونکہ مقاربت اور اس کے دواعی سب حرام ہیں۔ توعظون به کا معنی علامہ قرطبی نے تؤمرون به کیا ہے یعنی تمہیں یہ حکم دیا جاتا ہے۔ اور علامہ آلوسی نے اس کا معنی تزجرون به کیا ہے یعنی اس کفارہ کے ذریعے تمہیں زجر و توبیخ کی جا رہی ہے کہ تم پھر ایسی حرکت نہ کرو۔

فمن لم یجد: یعنی اگر غلام دستیاب نہیں یا اس کے پاس کوئی غلام نہیں اور اس میں غلام خریدنے کی طاقت بھی نہیں تو وہ لگاتار دو ماہ روزے رکھے۔ اس کے لیے بھی شرط ہے کہ اسے چھونے سے پہلے یہ روزے مکمل کرے۔ اگر اس نے درمیان میں مقاربت کر لی تو از سر نو روزے رکھنے پڑیں گے۔ روزہ رکھنے والے کو چاہیے کہ وہ ایسے وقت میں روزے شروع کرے کہ اس مدت میں ماہ رمضان، عید الفطر اور ایام تشریق نہ آئیں اگر وہ مسلسل روزے رکھ سکے۔

اگر کسی شخص نے روزے رکھنے شروع کیے اور وہ بیمار ہو گیا یا اسے سفر پر جانا پڑا اور وہ روزے نہ رکھ سکا تو احناف کے نزدیک از سر نو روزے شروع کرے۔

فمن لم یستطع: لیکن اگر وہ روزے رکھنے پر بھی قادر نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ طاقت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی جسمانی صحت اس کی متحمل نہ ہو یا وہ بوڑھا ہو اور اتنا کمزور ہو کہ روزے نہ رکھ سکتا ہو یا وہ شہوت پرست ہو جسے اندیشہ ہو کہ وہ مسلسل دو ماہ تک عورت سے احتراز نہیں کر سکتا درمیان میں ہی اس سے یہ بے احتیاطی ہو جائے گی۔

لتؤمنوا: سے مراد التصدیق ہے یعنی تم پر لازم ہے کہ تم اس کی تصدیق کرو کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا ارشاد ہے۔ اس کا مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے ای ذلک لتکونوا مطیعین للہ تعالیٰ واقفین عند حدودہ لا تتعدوها

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ

منکرین کے لیے دردناک عذاب ہے ۔ شلہ بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے

رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ

رسول کی شلہ وہ ذلیل کیے جائیں گے جس طرح ذلیل کیے گئے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے شلہ اور بے شک ہم نے

تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہو جاؤ، اس کی مقرر کی ہوئی حدود کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور ان کو پامال مت کرو

شلہ یہاں کافروں سے مراد وہ لوگ نہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید یا حضور کی رسالت کا انکار کرتے ہیں بلکہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کی قائم کی ہوئی حدود کو پھاند کر آگے نکل جاتے ہیں۔

علامہ پانی پتی لکھتے ہیں: الذین لا یقبلون احکام اللہ تعالیٰ ولا یعملون بھا ...

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ... تغليظا لهم وزجرا ...

ذلك قوله تعالى ومن كفر فان الله غنى عن العالمين۔ روح المعانی

یعنی جو لوگ ان حدود سے تجاوز کرتے ہیں اور ان پر عمل نہیں کرتے ان کو کافر اس لیے کہا گیا ہے تاکہ ان کو اس سے باز رکھا جائے ... اور ان کے اس انکار کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے

شلہ یحادون کا مصدر محادۃ ہے۔ اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ہیں: المحادة المخالفة ومنازعة ... لسان العرب۔

یعنی محادۃ کا معنی عداوت کرنا، مخالفت کرنا اور جھگڑا کرنا ہے۔ اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ دو آدمی اپنی اپنی حد سے تجاوز کر کے دوسرے کی حد میں مداخلت کرنا چاہتے ہیں اس لیے اسے محادۃ کہا جاتا ہے۔

اس تشریح کی روشنی میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ان حدود کو پھاند کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حدود میں مداخلت ... کا ارتکاب کرتے ہیں ... اور اس کے حق کو اپنے اختیار میں لے لیتے ہیں ... وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اس آیت میں کیا جا رہا ہے۔ علامہ ... نے اس آیت کی تفسیر ... یحادون اللہ ورسولہ ... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضع کردہ حدود اور قوانین کے برعکس اپنی طرف سے حدود اور قوانین وضع کرتے ہیں۔ ان کا حکم اس آیت میں بتایا جا رہا ہے۔ علامہ آلوسی نے شیخ الاسلام سعد الدین ... کا قول نقل کیا ہے ... وعلى هذا ... عظيم ... الشرع ... والقوانين ... یعنی اس آیت میں ان بادشاہوں اور حکام کے لیے ...

اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ

[illegible] ہیں اور کافروں کے لیے [illegible] عذاب ہے جس [illegible] اللہ تعالیٰ ان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۚ أَحْصَاهُ اللّٰهُ وَنَسُوهُ ۚ

سب کو زندہ کرے گا پھر انہیں آگاہ کرے گا جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال گن رکھے ہیں اور وہ بھلا چکے

وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا ع ۱

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے [۳] کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلٰثَةٍ

آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے نہیں ہوتی کوئی سرگوشی تین آدمیوں میں

إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ

مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ کی مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس

مِن ذٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ

سے کم کی اور نہ زیادہ کی مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں وہ ہوں پھر

يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

وہ انہیں آگاہ کرے گا جو کرتوت وہ کرتے رہے قیامت کے دن۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب

حدود اللہ میں فرق ہے۔ ترک احکام سے انسان گنہگار، متمرد ہو جاتا ہے لیکن کافر نہیں ہوتا۔ البتہ اگر احکام الٰہیہ کا انکار کرے اور ان کی حقانیت کو تسلیم نہ کرے تو یقیناً کافر ہے۔

[۳] کفار اور منکرین احکام الٰہی کا جو انکار کرتے ہیں یا ان کی مخالفت روا رکھتے ہیں شاید ان کی نظروں میں یہ خیال ہوتا ہے جس چیز کو محفوظ نہیں رکھا جاتا وہ فراموش کر دی جاتی ہے لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ان تمام حرکتوں کو گن گن کر محفوظ رکھا ہوا ہے جنہیں یہ لوگ فراموش کر چکے ہیں۔ قیامت کے روز جب انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کی ایک ایک کرتوت پر انہیں آگاہ کر دیا جائے گا۔

[۴] منافقین اسلام کی روز افزوں ترقی سے بڑے پریشان رہا کرتے تھے۔ ان میں یہ ہمت تو تھی نہیں کہ کھل کر مسلمانوں کی مخالفت کریں لیکن ان کا خبث باطن انہیں اسلام کے خلاف سازشیں کرنے پر مجبور کرتا۔ اس مقصد کے لیے وہ جب جمع ہوتے جہاں کہیں تین چار

عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ

بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہیں سرگوشیوں سے روکا گیا پھر وہ دوبارہ وہی کرتے ہیں

لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

جس سے انہیں روکا گیا اور سرگوشیاں کرتے ہیں گناہ ظلم اور رسول کی نافرمانی کے

الرَّسُوْلِ ۘ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ

بارے میں اور جب آپ کی خدمت میں آتے ہیں تو آپ کو ان الفاظ سے سلام کرتے ہیں جن سے اللہ نے آپ کو سلام نہیں دیا

يَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ

اور وہ کہتے ہیں اپنے دلوں میں کہ اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا ہماری ان باتوں پر کافی ہے انہیں

[illegible]

[illegible] السر والنجوی [illegible]

[illegible]

[illegible]

جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

جہنم اسی میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے اے ایمان والو!

اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو مت سرگوشی کرو گناہ، زیادتی اور رسول کریم کی نافرمانی

الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ

کے متعلق بلکہ نیکی اور تقویٰ کے بارے میں سرگوشی کیا کرو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کی بارگاہ میں تمہیں

[illegible] یہود [illegible] بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے تو بجائے السلام علیک کہنے کے السام علیک کہتے۔ السام کا معنی موت ہے، اور وہ اللہ کا شکر ادا کرتے کہ [illegible] ایک دفعہ حضور کی بارگاہ میں آئے اور کہا السام علیک یا ابا القاسم۔ حضور نے جواب میں صرف یہ فرمایا وعلیکم۔ [illegible] نے سنا تو جواب دیا علیکم السام واللعنۃ [illegible] حضور نے فرمایا مہلاً یا عائشۃ [illegible] انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے غور نہیں فرمایا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ فرمایا میں نے جواب میں کہہ دیا وعلیکم یعنی تم پر بھی موت آئے۔

ك یہودی جب بارگاہ رسالت میں گستاخی کرتے تو پھر یہ وسوسہ پیدا کرتے کہ اگر یہ سچے نبی ہوتے [illegible] اگر نبی ہوتے اور ہم ایسی گستاخی کرتے تو خدا کا غضب فوراً ہمیں تہس نہس کر کے رکھ دیتا۔ ہم ایسی گستاخیاں کرتے ہیں اور ہمارا تو کوئی بال بیکا نہیں ہوتا [illegible] معلوم ہوا کہ یہ نبی نہیں ہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ ان گستاخیوں کی پاداش میں تمہارا ٹھکانا جہنم بنا دیا گیا ہے۔ تمہیں کیا پتہ [illegible] ہمیشہ اس میں جلتے رہو گے اور تڑپتے رہو گے۔ محبوب کے گستاخوں کا ٹھکانا جہنم ہے، وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ اس میں رہ کر [illegible] اس سے باہر نکلنے کی کوئی امید نہ ہوگی۔

ك ایسی سرگوشیاں ممنوع ہیں جو کسی گناہ کے بارے میں ہوں، کسی کا حق چھیننے کے لیے تجویزیں سوچی جائیں، یا اللہ کے رسول کی نافرمانی اور مخالفت کے لیے سکیمیں تیار کی جائیں۔ مسلمانوں کو کسی ایسی میٹنگ میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ اگر کسی نیک کام کے لیے یا کسی مصیبت کے پیش نظر باہمی مشورہ کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ

جمع کیے جاؤ گے ۱۰ ایسی سرگوشیاں تو شیطان کی طرف سے ہیں تاکہ وہ غمزدہ کردے

اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ

ایمان والوں کو حالانکہ وہ شیطان کچھ بھی ان کا نقصان نہیں پہنچا سکتا اللہ کے حکم کے بغیر اور خدا پر ہی

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ

توکل کرنا چاہیے ایمان والوں کو ۔ اے ایمان والو! جب تمہیں کہا جائے کہ آنے والوں کے لیے

تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ

جگہ کشادہ کر دو مجلس میں تو کشادہ کر دیا کرو اللہ تمہارے لیے کشادگی فرمائے گا اور جب کہا جائے کہ

ف۱۱ اس قسم کی سرگوشیاں شیطان کی انگیخت سے ہوتی ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کو خوف زدہ اور پریشان کرنا ہے لیکن وہ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ یہ ساری سرگوشیاں مومنوں کو ذرہ بھر نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہود اور منافقین کے ناپاک منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔ اس لیے ایسی باتوں سے تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر توکل بھروسہ کرنا چاہیے۔

حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے صحابہ کو آداب مجلس کی بھی تعلیم دی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا کانوا ثلثة فلا یتناجی اثنان دون الثالث یعنی جب تین آدمی اکٹھے بیٹھے ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ دوسری حدیث جو ابن مسعودؓ سے مروی ہے اس میں اس کی حکمت بھی بتا دی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا کنتم ثلثة فلا یتناجی اثنان دون الآخر حتی تختلطوا بالناس من اجل ان یحزنه۔ حضور نے فرمایا کہ جب تم تین آدمی بیٹھے ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ لوگوں میں مل جاؤ کیونکہ اس طرح تیسرا آدمی رنجیدہ خاطر ہوگا۔ وہ یہ خیال کرے گا کہ مجھے نظر انداز کیا جا رہا ہے یا میرا کوئی قصور ہے یا میری کوئی عزت نہیں۔ ہاں اگر تین آدمیوں کے پاس اور لوگ بھی آکر بیٹھ جائیں تو پھر ان دو کی سرگوشی منع نہیں کیونکہ اب وہ تنہا نہیں ہوگا۔

ف۱۲ اس آیت میں بھی مسلمانوں کو مل بیٹھنے کے ایسے آداب سکھائے جا رہے ہیں جن پر عمل کرنے سے باہمی محبت بڑھے اور ایک دوسرے کا احترام پیدا ہو۔ فرمایا اگر مجلس میں لوگ بیٹھے ہوئے ہوں اور باہر سے دوسرے حضرات آجائیں تو پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ آنے والوں کی پرواہ نہ کریں اور اس بات کا انہیں خیال ہی نہ ہو کہ ان کو بیٹھنے

انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ

اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو ٹ۲۱ اللہ تعالیٰ ان کے جو تم میں سے ایمان لے آئے اور جن کو علم دیا گیا

اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا

درجات بلند فرما دے گا ٹ۲۲ اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے خوب آگاہ ہے اے

کے لیے جگہ خالی ہوجاتی نہیں بلکہ ان پر ضروری ہے کہ وہ انہیں عزت سے جگہ دیں جو ان سے زیادہ عزت والے ہوں پھر بھی انہیں چاہیے کہ جتنا سکڑ سکتے ہیں سکڑیں اور آنے والوں کے لیے جگہ کھولیں۔ (یہ) اگر تم اپنے بھائی کے لیے کشادہ دلی کا مظاہرہ کرو گے اور ان کے بیٹھنے کے لیے جگہ بناؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر عطا فرمائے گا تمہارے رزق کو کشادہ کر دے گا۔ بلکہ زیادہ آخرت میں تمہیں بڑی فراخی و کشادگی نصیب فرمائے گا۔

جو لوگ پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے ان کو تو حکم دیا کہ وہ آنے والوں کے لیے جگہ کشادہ کریں لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے آنے والوں کو بھی ہدایت فرمائی کہ وہ خیال کریں کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اٹھنے کا نہ کہیں بلکہ خود بیٹھ جائیں۔ ارشاد نبوی ہے لا یقیم الرجل الرجل من مجلسہ ثم یجلس فیہ۔ اسی طرح اگر مسجد میں کوئی شخص بیٹھا ہو تو کسی کو اجازت نہیں کہ اسے اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے۔ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو بٹھا کر اپنے جا کے لیے پہلے کسی شے سے مخصوص کر لیا اور وہاں بیٹھ جائے جب وہ شخص وہاں جائے تو وہ اس آدمی کو اٹھا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنی جائے نماز پر کپڑا اگلی صف میں اس کے لیے بچھا دیا جائے تو یہ درست ہے جس وقت ہی وہ آئے جب نماز پڑھ سکتا ہے۔ (قرطبی)

تفسحوا ای توسعوا

ٹ۲۱ جب حاضرین مجلس کو کہا جائے کہ اب آپ تشریف لے جائیں تو انہیں فوراً چلے جانا چاہیے۔ اور اہل مجلس یا منتظمین مجلس کو پریشانی کا سامنا نہیں کرنا ہوگا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام کے گھر سے ہو کر آتے تو کھانا کھانے کے بعد بھی بعض لوگ بیٹھے رہتے۔ کوئی لوگ وہاں سے اٹھتے ہی نہ تھے۔ اس لیے ان کو حکم دیا گیا کہ جب تمہیں کہا جائے تو وہاں سے اٹھ جاؤ۔ ہمیں بتایا گیا کہ تمہاری محبت بجا لیکن حضور کے آرام کا بھی تمہیں خیال رکھنا چاہیے۔ یہ حضور کی کمال مروت تھی۔ اس لیے یہ نہیں بتاتے تھے کہ چلے جاؤ۔

ٹ۲۲ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ترین مراتب اور درجات حاصل کرنے کا ذریعہ ایمان اور علم ہے۔ ایک سادہ ایماندار شخص بہ اعتبار علم کیوں نہ ہو۔ کافر فلسفی سے اس کا درجہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت بلند ہے۔

علامہ مرحوم فرماتے ہیں ؎

قطرۂ آب وضوئے قنبرے
[illegible]

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

ایمان والو جب تم تنہائی میں بات کرنا چاہو رسول کریم سے تو سرگوشی سے پہلے

نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ

صدقہ دیا کرو یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اور دلوں کو پاک کرنے والی ہے اگر تم اس کی سکت

تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

نہ پاؤ تو بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے کیا تم اس حکم سے ڈر گئے کہ تمہیں سرگوشی

نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

سے پہلے صدقہ دینا پڑے گا پس جب تم ایسا نہیں کر سکے تو اللہ نے تم پر نظر کرم فرمائی

یعنی مومن عالم کا مقام [illegible] سے زیادہ عزت والا ہے

اسی طرح صاحب علم جاہل عابد سے افضل ہے [illegible] دولت مند کیوں نہ ہو۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء صحابہ کرام کو خواہ وہ عمر میں چھوٹے ہی کیوں نہ ہوتے [illegible] اپنے قریب بٹھاتے اور ان کی عزت افزائی فرماتے احادیث میں بھی علماء کی بڑی شان بیان کی گئی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاءه الموت وهو يطلب العلم ليحيي به الاسلام فبينه وبين النبيين درجة

حضور نے فرمایا جو شخص علم حاصل کر رہا ہو تاکہ اس علم سے اسلام کو زندہ کرے اسی اثنا میں اسے موت آ جائے تو اس کے درمیان اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا

دوسری حدیث میں حضور نے ارشاد فرمایا

يشفع يوم القيامة ثلاثة الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء

قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار دیا کہ علم حکومت اور مال میں سے ایک چیز پسند کرو آپ نے علم کو پسند کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے آپ کو بادشاہی اور مال بھی عطا فرمایا

۲۳ حضرت صدر الافاضل مولانا مرادآبادی قدس سرہ اس آیت کا شان نزول بیان فرماتے ہیں:

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

پس اب تم نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اطاعت کیا کرو اللہ اور اس کے رسول کی

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا

اور اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے جو تم کرتے رہتے ہو۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا ان کی طرف جنہوں نے دوست بنالیا ایسی

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ

قوم کو جن پر اللہ کا غضب ہوا ہے نہ یہ لوگ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور یہ جان بوجھ کر جھوٹی

سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ پیش کرنے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا، ایک دینار صدقہ کرکے دس مسائل دریافت کئے، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

① وفا کیا ہے؟	فرمایا توحید اور توحید کی شہادت دینا۔
② عرض کیا فساد کیا ہے؟	فرمایا کفر و شرک۔
③ عرض کیا حق کیا ہے؟	فرمایا اسلام، قرآن اور ولایت جب تجھے ملے
④ عرض کیا حیلہ یعنی تدبیر کیا ہے؟	فرمایا ترک حیلہ
⑤ عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے؟	فرمایا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت۔
⑥ عرض کیا اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں؟	فرمایا صدق و یقین کے ساتھ۔
⑦ عرض کیا کیا مانگوں؟	فرمایا عاقبت، ایک روایت میں عافیت کا لفظ ہے
⑧ عرض کیا اپنی نجات کے لیے کیا کروں؟	فرمایا حلال کھا اور سچ بول
⑨ عرض کیا سرور کیا ہے؟	فرمایا جنت
⑩ عرض کیا راحت کیا ہے؟	فرمایا اللہ کا دیدار

جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی اور سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا۔

۲۳ منافقین اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے تھے کہ اسلام روز بروز ترقی کر رہا ہے اس کی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے مالِ غنیمت کی ریل پیل ہو رہی ہے۔ دنیاوی منفعت کے حصول کے لیے وہ مسلمانوں میں گھسے ہوئے تھے لیکن ان کی

عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۴﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا

باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں . تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

بلاشبہ یہ لوگ بہت برے کام کیا کرتے تھے انہوں نے بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال

فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۱۶﴾ لَّن

پس وہ روکتے ہیں خدا کی راہ سے سو ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے ہرگز نہ

تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ

نہیں بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد عذاب الٰہی سے کچھ بھی یہ لوگ

أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا

جہنمی ہیں یہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا

دل میں وہاں یہودیوں کے ساتھ تھے، اور انہیں کو اپنا دوست سمجھتے تھے۔ اور تفسیر واقعہ یہ ہے کہ ان بدبختوں نے ایک ایسی قوم سے دوستی قائم کر رکھی ہے جن پر اللہ کا غضب ہے۔ نہ یہ مسلمانوں میں داخل ہیں اور نہ یہودیوں میں۔ حدیث شریف میں ہے: مثل المنافق مثل الشاة العائرة بین غنمین (مسند احمد) منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو ریوڑوں میں سرگرداں پھرتی ہو۔ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اسے کس ریوڑ کے پیچھے جانا ہے۔

ایک روز سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ شریف میں تشریف فرما تھے، چند صحابہ بھی حاضر تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: یدخل علیکم رجل قلبه قلب جبار وینظر بعینی شیطان۔ ابھی تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جس کا دل جابر کا سا ہے اور جو شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ ابن نبتل منافق آگیا جس کی آنکھیں نیلی، قد چھوٹا اور داڑھی پتلی تھی۔ حضور نے فرمایا: تم اور تیرے ساتھی کیوں گالیاں دیتے رہتے ہیں۔ اس نے قسم کھائی کہ اس نے کبھی گالی نہیں دی۔ اس کے ساتھی آئے انہوں نے بھی قسمیں کھائیں، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں۔

ف۱۶ جھوٹی قسموں کو اپنی ڈھال بنا کر وہ اپنے آپ کو بچا لیتے تھے اور ان کی آڑ میں وہ لوگوں کو اسلام سے نفرت دلاتے اور اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرتے اور اس طرح ان کے لیے اسلام قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہو جاتے۔ ان

فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ

تو وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کے سامنے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ وہ کسی صحیح چیز پر جمے ہوئے

شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٨﴾ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ

ہیں خبردار! یہی وہ جھوٹے لوگ ہیں ۲۷ مسلط ہو گیا ہے ان پر شیطان سو

فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ

اور بھلا دیا اللہ کا ذکر انہیں فراموش کرا دیا ہے یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں خبردار سن لو! شیطان کا گروہ ہی

الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

یقیناً نقصان اٹھانے والا ہے ۲۸ بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی

کے انجام سے ان کو بے خبر کر دیا۔

۲۷ جھوٹ ان کی فطرت میں رچ بس گیا تھا۔ انہیں جھوٹ بولنے سے اب شرم نہیں آتی تھی۔ وہ بے دھڑک جان بوجھ کر جھوٹ بولتے۔ دان کی زبان پر آ جاتا۔ مسلمان انہیں ملامت کرتے تو وہ جھٹ کہہ دیتے کہ ہم نے ایسی بات کب کی ہے۔ اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے دھڑا دھڑ جھوٹی قسمیں کھانے لگتے۔ جھوٹ اب ان کی عادت ثانیہ بن چکا ہے۔ حتیٰ کہ قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے تو وہاں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئیں گے اور جھوٹی قسموں کا تانتا باندھ دیں گے۔ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ رب کی قسم، ہمارے پروردگار کی قسم، ہم ہرگز مشرک نہ تھے اور دل ہی دل میں بڑے مطمئن ہوں گے کہ اس طرح جھوٹ بول کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے دیا ہے اور وہ اب اس کی گرفت سے بچ گئے ہیں۔ اب انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بڑے جھوٹے ہیں۔

۲۸ منافقین ایسی بیہودہ حرکتیں کیوں کرتے ہیں، وہ ایسی جھوٹی قسمیں کیوں کھاتے ہیں جن کا جھوٹ آشکارا ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ ان کی عقل و خرد پر شیطان نے پوری طرح تسلط جما لیا ہے۔ وہ خود سوچنے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جو راہ وہ شیطان انہیں دکھاتا ہے اور جس راہ پر وہ انہیں چلاتا ہے آنکھیں بند کیے ہوئے اس راہ پر چل کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کا سبب علی عقولہم ہو سکتا ہے وہ ترجمہ حق اتبعوہ و نحو ذالک مصالحہ۔ اب حالت یہ ہے کہ ان کے دل میں اللہ کی محبت ہی نہیں رہی۔ انہوں نے رب کی یاد کو فراموش کر دیا ہے۔ وہ سب شیطان کی فوج کے سپاہی ہو گئے ہیں اور شیطان کے مرید بن چکے ہیں۔ وہ ایسی ناشائستہ حرکتیں نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ انجام کار انہیں شدید نقصان اٹھانا پڑے گا اور ان کا سارا کیا دھرا برباد ہو جائے گا۔

أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي

وہ ذلیل ترین لوگوں میں شمار ہوں گے ۴۰ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آکر رہیں گے

إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

بیشک اللہ تعالیٰ طاقتور اور زبردست ہے ۴۱ آپ نہیں پائیں گے جو قوم ایمان رکھتی ہو اللہ اور روز آخرت

الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ

پر وہ محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی خواہ وہ ان کے باپ ہوں

أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي

یا ان کے فرزند ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبے والے ہوں ۴۲ یہ وہ لوگ ہیں نقش کر دیا ہے اللہ نے

۴۰ ان کے بارے میں پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ لوگ ذلت کے اتھاہ گڑھے میں جا گریں گے یعنی ان دشمنان حق کے واسطے ہی ذلت اور رسوائی مقدر ہو چکی یعنی ان کا شمار ذلیل ترین مخلوق میں ہو گا جیسے ابی جہل وغیرہ حقیر کی طرح ایسی جملة الاذلین ومنهم (قرطبی)

۴۱ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ کا دین اور اس کے رسول ہر میدان میں ضرور غالب ہو کے رہیں گے خواہ وہ میدان جنگ کا ہو یا حجت و برہان کا میدان ہو یعنی جدل کا میدان ہو۔

۴۲ اس آیت میں بڑی وضاحت سے اس حقیقت کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو پھر اللہ کے دشمنوں سے ان کی دوستی نہیں ہو سکتی۔ جس طرح دشمنوں کی محبت اور اللہ کی محبت جس طرح پاک اور پلید پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایمان اور دشمنان اسلام کی دوستی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی جو شخص ایمان کا مدعی ہے اور کفار و منافقین کے ساتھ دوستی کے تعلقات رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہا ہے۔ اللہ کا بندہ اور رسول کریم کے دشمنوں سے خواہ وہ اس کے کتنے ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لیتا ہے۔ ان میں سے چند قریبی رشتوں کا ذکر فرما دیا۔ اولاد کو اپنے والدین سے بڑی محبت ہوتی ہے اور ان کا ادب اور لحاظ بھی ہوتا ہے لیکن اگر باپ دین کا دشمن ہو تو بیٹا اس کی پروا نہیں کرتا۔ اسی طرح اہل ایمان کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں دیتے چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ جب صحابہ کرام میدان جنگ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کے سامنے صف آرا ہوئے تو بھی ان کا ذرہ بھر لحاظ نہ کیا اور ان کو خاک و خون میں ملا دیا۔

قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۗ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

ان کے دلوں میں ایمان اور تقویت بخشی ہے انہیں اپنے خاص فیض سے ۔ اور داخل کرے گا انہیں باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان سے

حضرت ابو عبیدہ جب میدان بدر میں گئے تو ان کا باپ عبداللہ ان کے سامنے آیا۔ آپ نے اپنی تلوار کے وار سے اس کا سر قلم کر دیا۔

ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر کے والد ابو قحافہ نے شان رسالت میں کچھ گستاخی کی تو آپ نے اس زور سے دھکا دیا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ حضور نے پوچھا تو عرض کی یا رسول اللہ! اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا۔

بعد میں حضرت ابو قحافہ مشرف باسلام ہو گئے تھے۔

جنگ کے دن صدیق اکبر کے بیٹے نے مقابلہ کے لیے للکارا اور حضرت نے جنگ کی اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا دعنی اکن فی الرعلة الاولیٰ حبیب! آپ مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں حملہ کرنے والوں کے پہلے گروہ میں داخل ہو جاؤں۔ حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا متعنا بنفسک یا ابا بکر ما تعلم انک عندی بمنزلة سمعی وبصری۔

اے ابو بکر ہمیں اپنی ذات سے فائدہ اٹھانے دو۔ تمہیں علم نہیں کہ تم میرے نزدیک بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہو۔

اسی طرح حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو احد کے روز قتل کیا۔ بدر کی جنگ میں ایک انصاری نے ان کے بھائی ابو عزیز بن عمیر کو گرفتار کیا۔ وہ انصاری اسے باندھ رہا تھا تو حضرت مصعب نے دیکھ لیا اور پکار کر کہا اس کو خوب کس کر باندھنا۔ اس کی ماں بڑی مالدار ہے تمہیں بڑا فدیہ دے گی۔ ابو عزیز نے کہا مصعب تم بھائی ہو کر ایسی بات کہتے ہو۔ آپ نے جواب دیا تو میرا بھائی نہیں۔ اب یہ انصاری میرا بھائی ہے جو تمہیں باندھ رہا ہے۔ حضرت فاروق اعظم نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا اور سیدنا علی، سیدنا حمزہ، سیدنا عبیدہ نے اپنے قریبی رشتہ داروں عتبہ، شیبہ اور ولید کو تہ تیغ کیا۔ یہ سچی محبت کے جلوے ہیں جو ان حضرات نے عملاً پیش کیے اور دنیا کو بتا دیا کہ ان کے دلوں میں صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے اور بس۔

[۴۳] یہی وہ خوش نصیب ہیں جن حضرات کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے۔ یہ نقش مٹ نہیں سکتا۔ یہ ثبت ہو چکا ہے اور ان کی اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے روح سے تقویت کی ہے۔ روح کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں: نور یدل بالروح من الله وهو نور يقذفه الله تعالى في قلب من يشاء من عباده تحصل به الطمانينة یعنی روح سے مراد وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ اس سے اس کو

وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ

اور وہ اس سے راضی ہو گئے ۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں ۔ سنو! اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی دونوں جہانوں میں

الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

کامیاب و کامران ہے ۔

طمانیت و تسکین نصیب ہوتی ہے (روح المعانی) کیونکہ اس کی حیات پاکیزہ اور اس کی زندگی نصیب ہوتی ہے اس لیے اسے بطور مجاز مندرج فرمایا گیا۔

۲۳؎ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ان بندوں پر بڑا احسان تھا کہ اس نے ان کے دلِ قلب پر ایمان نقش کر دیا یعنی ان کے دلوں میں وہ نور ڈال دیا جس سے ان کو وہ بصیرت اور استقامت نصیب ہوئی جس کی قوت سے عشق کے امتحان میں وہ کامیاب ہوئے۔ اب ان کی سعادت کا ذکر کیا جا رہا ہے جس سے ان وفاشعار سر فروشوں کو نوازا گیا۔ فرمایا یہ وہ بلند اقبال اور فیروز بخت ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے رب سے راضی ہو گئے۔ اب اس کی حقیقت کو اہلِ دل ہی کے بغیر کون سمجھ سکتا ہے، اس کی قدر و منزلت کو پہچان سکتا ہے جن پر یہ عنایت عام فرمائی گئی۔ آخر میں اعلان ہو رہا ہے کہ یہ خوش نصیب لوگ اللہ کی جماعت ہیں اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا تاج صرف ان کو پہنایا جاتا ہے جو اس کے ہو جاتے ہیں۔

◎

اللهم لك الحمد ولك الشكر ولك المجد والكبرياء اللهم انت كريم وباب رحمتك مفتوح اكتب الايمان على قلبي وايدني بروح منك وادخلني في جنتك التي تجري من تحتها الانهار وارض عني ورضني عنك واجعلني من حزبك الا ان حزبك هم المفلحون

رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان اعمل صالحا ترضاه واصلح لي في ذريتي اني تبت اليك واني من المسلمين اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك ونجيك ونبيك وصفيك سيدنا ومولانا محمد وعلى آله الطيبين الطاهرين وازواجه الطاهرات امهات المؤمنين وسائر الصحابة والتابعين واولياء امته المكرمين وعلى عبادك الصالحين معهم اجمعين يا ذا الجلال والاكرام.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الحشر

نام : اس سورت مبارکہ کا نام الحشر ہے یہ لفظ دوسری آیت میں مذکور ہے۔ اس میں تین رکوع ہیں ۲۴ آیتیں ۴۴۵ کلمے ایک ہزار نو سو تیرہ حروف ہیں۔

زمانہ نزول : اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس سورت میں غزوہ بنی نضیر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے اس سورت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، نزلت فی بنی النضیر یعنی یہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی (بخاری، مسلم)۔ ایک دوسری روایت یوں ہے کہ میں نے اس سورت کے بارے میں حضرت ابن عباس سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا "سورۃ بنی النضیر" یعنی اس سورت کا نام بنی نضیر ہے۔

لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اس سورت کا نزول اور غزوہ بنی نضیر کس سال میں ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ جنگ بدر کے چھ ماہ بعد غزوہ بنی نضیر وقوع پذیر ہوا لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ غزوہ ربیع الاول سنہ ۴ ہجری میں پیش آیا۔ اس سے پہلے بئر معونہ کا المناک حادثہ رونما ہو چکا تھا۔ بلاذری، ابن ہشام اور ابن سعد نے اسی قول کی تصریح کی ہے۔

یہود یثرب میں

اس غزوہ کے پس منظر کو سمجھنے کے لیے ہمیں دیکھنا ہے کہ یہود جن کا اصلی وطن فلسطین تھا وہ حجاز کے اس دور افتادہ علاقہ میں کب اور کن حالات میں پہنچے۔ کتب تاریخ کے مطالعہ سے تین چیزیں سامنے آتی ہیں جن کی روشنی میں یثرب میں یہودی آمد کے بارے میں کوئی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔

(۱) علامہ ابن خلدون نے بھی تاریخ میں لکھا ہے اور دیگر جدید مآخذ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ یثرب شہر کو آباد کرنے والے عمالقہ تھے جس شخص نے اس کا سنگ بنیاد رکھا اس کا نام یثرب بن عبیل بن مہلائیل بن عوص بن عملیق تھا۔ گویا یہ شہر اپنے بسانے والے کے نام سے ہی موسوم ہو گیا۔ عمالقہ کا اصلی وطن بابل (قدیم عراق) اور یہ سامی تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع کی قیادت میں بنی اسرائیل کا ایک لشکر عمالقہ کی سرکوبی کے لیے یثرب روانہ کیا اور حکم دیا کہ ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں۔ یوشع نے اپنی اسرائیلی فوج کے ساتھ یثرب پر حملہ کیا۔ ان کو شکست فاش دی اور اس بستی کے بسنے والے جتنے آدمی تھے سب کو تہ تیغ کر دیا۔ صرف ان کے بادشاہ کے ایک نوجوان لڑکے کو جو بہت خوبصورت تھا انہوں نے زندہ چھوڑ دیا تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خود اس کے بارے میں فیصلہ کریں۔ جب یہ فاتح لشکر اپنے وطن کی طرف لوٹا تو اس کے پہنچنے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام رحلت فرما گئے۔ وہاں کے یہودیوں کو جب پتہ چلا کہ یوشع نے عمالقہ کے بادشاہ کے لڑکے کو قتل نہیں کیا

تو وہ سخت برہم ہو گئے۔ اور ان پر یہودی مذہب سے تعرض کا الزام لگایا اور انہیں اپنے علاقہ میں سکونت کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ ان لوگوں نے سوچا کہ بجائے اس کے کہ ہم ادھر ادھر دھکے کھاتے پھریں کیوں نہ اس شہر میں جا کر آباد ہو جائیں جس کی خصوصیت ابھی ابھی ذکر کی ہے۔ چنانچہ وہ یثرب واپس آ گئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔ یہ پہلا یہودی گروہ ہے جو یہاں آکر آباد ہوا۔

۲۔ بخت نصر نے جب یروشلم پر حملہ کیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، ہیکل سلیمانی کو گرا کر پیوند زمین کر دیا، بہت سے یہودیوں کو بے دریغ قتل کر دیا اور بے شمار لوگوں کو جنگی قیدی بنا کر اپنے ہمراہ لے گیا اس وقت یہودیوں کے چند قبائل یثرب میں آکر آباد ہو گئے۔ یاد رہے کہ بخت نصر نے ۵۸۶ قبل مسیح کو یروشلم پر حملہ کیا تھا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: "ثم حدث الزمان زمن بخت نصر، تفرقت بنو اسرائيل في البلاد فنزلت طائفة منهم الحجاز وطائفة بيثرب وطائفة وادي القرى وذهبت شرذمة منهم الى مصر" (البدایہ والنہایہ ص ۳۹ ج ۲)

ترجمہ: یعنی بخت نصر کے حملے کے زمانہ میں بنی اسرائیل مختلف ملکوں میں منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک طائفہ حجاز میں، ایک یثرب میں، ایک وادی القری میں جا کر اقامت گزین ہو گیا اور ایک چھوٹا سا گروہ مصر چلا گیا۔

۳۔ جب رومیوں نے شام، فلسطین اور ان کے ملحقہ علاقوں پر قبضہ کیا اور یہودی آبادیوں کو ویران کر دیا، ان کے بیشتر لوگوں کو قتل کر کے ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اس ہنگامہ میں بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنی بہدل وہاں سے جان بچا کر بھاگ نکلے اور یثرب میں اقامت اختیار کر لی۔ ابن خلدون لکھتے ہیں: "وظهر الروم على بني اسرائيل بالشام فقهروهم وسبوهم وخرج بنو نضير وبنو قريظة وبنو بهدل هاربين الى الحجاز وتبعهم الروم فهلكوا عطشاً" جلد ۲ ص [illegible]

ترجمہ: جب رومی بنی اسرائیل پر ملک شام میں غالب آ گئے تو انہوں نے انہیں قتل کیا، اسیر گرفتار کیا، ان حالات میں بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنی بہدل حجاز کی طرف بھاگ آئے۔ رومیوں نے ان کا تعاقب کیا لیکن عرب کی صحرائی دھوپ برداشت نہ کر سکے اور پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے۔

ڈاکٹر احمد شلبی نے تاریخ الاسلام میں اسی قول کی تائید کی ہے ص ۲۰۳، ۲۰۴۔

یہ تین قول کتب تاریخ میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو صحیح اور کسی کو غلط کہنا از حد مشکل ہے کیونکہ ان تینوں میں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے کہ سب سے پہلے یہ شیخ اور اس کے ساتھی یثرب میں آکر آباد ہوئے ہوں۔ پھر جب ۵۸۶ ق م میں بخت نصر نے یروشلم کو تاراج اور برباد کیا تو اس وقت یہودیوں کے چند قبائل بھاگ نکلے اور عرب کے مختلف علاقوں میں آکر آباد ہو گئے ہوں۔ تیما، فدک، خیبر، وادی القری کے سرسبز و شاداب خطے انہوں نے اپنی رہائش کے لیے منتخب کیے ہوں۔ پھر جب رومیوں نے آکر شام و فلسطین پر قبضہ کر لیا اور یہودیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ہوں تو اس وقت بھی قبیلے کی طرح جان بچا کر حجاز کی طرف بھاگ آئے ہوں اور یثرب میں جہاں پہلے سے ان کے دینی بھائی رہائش پذیر تھے وہاں آبسے ہوں۔ جب قومیں ہجرت کرتی ہیں تو اس کے تمام افراد یکبارگی نقل مکانی نہیں کیا کرتے۔ کسی حادثہ کے وقت ان میں سے

بعض لوگ وطن میں چین نصیب نہیں ہوتا یا کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو بعض دوسرے کسی پناہ گاہ کی تلاش میں اپنے وطن کو خیرباد کہہ سکتے ہیں۔ پھر کسی نئی قیامت کے برپا ہونے پر انتہائی علاقے بھی ترک کر جاتے ہیں۔ یہی حال یہودیوں کی ہجرت کا ہے جو مختلف اوقات اور مختلف علاقوں میں وقوع پذیر ہوئی

اوس اور خزرج جن کو بعد میں انصار اسلام ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ بھی عرب کے مشہور قبیلے تھے۔ ان کا اصل وطن یمن تھا اور ان کا تعلق یمن کے ایک مشہور قبیلہ ازد سے تھا جس کے [illegible] عمرو کی سرکردگی میں [illegible] تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کی پاداش میں وہ سیلاب آیا جس نے سب کے سب کو [illegible] تو [illegible] کی جگہ [illegible] چلا گیا [illegible] میں [illegible] جو لوگ اس طوفان کی زد میں آ گئے وہ غرق ہو گئے لیکن جو لوگ بچ گئے ان کے اموات، ان کی نسل، ان کے قصور و محلات سب تباہ و برباد ہو گئے انہوں نے بھی اسی میں سلامتی سمجھی کہ یہاں سے نقل مکانی کر کے کسی ایسے گوشہ میں سکونت اختیار کریں جہاں وہ امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ انہی میں سے ازد قبیلہ بھی تھا۔ ابن خلدون لکھتے ہیں:

حلت ازد شنوءة الشام بالسراة وخرجت بطون ... وحلت غسان بصرى وارض الشام ...

وحلت الاوس والخزرج يثرب ... (ص ٢٤٩ ج ١)

ترجمہ: یعنی سیل العرم کے بعد ازدیوں سے نکلے ان کا ایک حصہ ازد شنوءہ شام سراۃ میں جا کر آباد ہوا۔ غسانی بصری میں اور سرزمین شام میں اور [illegible] اوس اور خزرج یثرب میں جا کر آباد ہو گئے۔

اوس و خزرج سے یثرب کی وادی آباد ہوئی اور ان کے آنے سے [illegible] لیکن [illegible] ہجرت کی [illegible] تباہ کن سیلاب کب آیا جس نے اس [illegible] کو برباد کر دیا اس کے بارے میں کتب تاریخ میں مختلف اقوال مذکور ہیں [illegible] ولادت مسیح علیہ السلام سے [illegible] میں ہوا۔ اگرچہ [illegible] لیکن [illegible] تک [illegible] وہاں سے نقل مکانی کا سلسلہ شروع کیا۔ جرجی زیدان [illegible] لکھتے ہیں۔

وقد حدث سيل العرم ... العرب بسبب ... تاريخ ميلاد

یعنی مسیح سے پہلے [illegible] علیہ السلام کے [illegible] سے [illegible] اس سیلاب کیا اور [illegible] نقل مکانی کر کے مختلف علاقوں کی طرف آباد ہونا شروع کیا۔

اس قول کے مطابق اوس و خزرج پہلی صدی عیسوی میں یثرب میں جا کر آباد ہوئے

(۲) ڈاکٹر احمد [illegible] اوس و خزرج کی آمد یثرب میں ثابت کرتے ہیں۔

(۳) بعض کا خیال ہے کہ سیلاب عظیم جس نے سد [illegible] کو ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد کر دیا وہ ۴۵۰ عیسوی یا ۴۵۱ عیسوی میں آیا اس نظریے کے مطابق یثرب میں اوس و خزرج کی آمد پانچویں صدی کے نصف آخر میں ہوگی۔

یہ ممکن ہے کہ [illegible] میں تباہ ہو گئیں اس سے پہلے [illegible]

[illegible] حکومت وقت نے ان کی [illegible] کر دی ہو اور اس طرح [illegible]

اوس و خزرج [illegible] جب یثرب پہنچے [illegible] یہودی [illegible] آباد تھے [illegible] کے قبضہ میں [illegible] ان کا کوئی [illegible] وہاں [illegible] اپنی [illegible] بسر کر رہے تھے [illegible] یہودیوں [illegible] کی [illegible] ان کی [illegible] حیثیت [illegible] یہودیوں [illegible] اس وقت [illegible] یثرب [illegible] یہودیوں [illegible] یہودیوں کی [illegible]

قوت و شوکت کے سامنے یہودیوں کو جھکنا پڑا۔ ([illegible])

اس وقت یہودیوں کے تین مشہور قبیلے وہاں آباد تھے، بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ بنو قینقاع زرگری اور [illegible] سازی کا کام کیا کرتے تھے۔ [illegible] یہودی قبیلوں [illegible] یثرب کے [illegible] رہتے تھے اور [illegible] اس قتل عام کے بعد [illegible] یثرب شہر کے [illegible]

کے ساتھ ہی زندگی بسر کریں۔ بے شک اب اقتدار و سیاسی قوت کے مالک اوس و خزرج تھے لیکن یہود کا اثر و نفوذ بھی بڑا تھا۔ وہ [illegible] کاروبار میں بڑے چست و چالاک تھے اور ان کو جتنے [illegible] سود خوری کرتے [illegible] زیادہ [illegible] ایک مرتبہ ان کے پنجہ میں پھنس جاتا عمر بھر کے لئے گرفت سے رہائی نہ ہوتی۔ کاروبار، [illegible] اور زر سب یہودیوں کے تصرف میں تھے اس لیے ان کا [illegible] نہ تھا۔

گو مدینہ کے اوس اور خزرج کے قبائل میں اتحاد و اتفاق ہو گیا اور اسلام کی برکت سے وہ خوشحالی کی زندگی بسر کرنے لگے لیکن یہودیوں میں باہمی رنجشیں اور حسد و بغض کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ یہودی ذہنی طور پر [illegible] کے لیے آمادہ تھے اور انہوں نے دونوں قبائل کے درمیان [illegible] کو ہیجان [illegible] کی سازشیں شروع کر دیں [illegible] تھا سارا ہی [illegible] کسی [illegible] لیکن ان دونوں قبیلوں کے [illegible] ایسی صورت نظر آتی تھی۔ [illegible] کے لیے تیار تھے۔ چنانچہ جب اوس و خزرج [illegible] یہودی [illegible] کے ساتھ [illegible] یہ حالات تھے جب [illegible] یثرب کی [illegible] پھر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے یثرب میں تشریف لے آئے۔ یہودی اپنی مذہبی کتابوں کے مطالعہ کے باعث [illegible] ایک نبی [illegible] ان کی آمد سے ان کے مصائب کی شب کی صبح [illegible] جب یثرب کی [illegible] تو وہ یہودی علماء ہی تھے جنہوں نے [illegible] کہ اس شان سے [illegible] اس بستی [illegible] وہ نبی [illegible] کی ہجرت گاہ ہے۔ [illegible] جس کی تفصیل آپ [illegible] ضیاء القرآن جلد چہارم [illegible] سورۃ [illegible] آیت [illegible] کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

نیز جس وقت انہیں کسی [illegible] سے [illegible] تو وہ [illegible] کی جناب میں حضور نبی کریم کے وسیلہ سے فتح کی دعا مانگا کرتے۔ (بقرہ [illegible] جلد اول ضیاء القرآن)

اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضور کے استقبال کرنے والوں میں یہودی بھی پیش پیش تھے۔ رحمت عالم نے مدینہ طیبہ پہنچ کر یہاں امن و امان کی فضا [illegible] کے لیے مواخات کا سلسلہ شروع کیا سب سے پہلے انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تاکہ [illegible] قومی جمعیت کا احساس بھی [illegible] اخوت کے رنگ میں رنگے جائیں۔ مدینہ طیبہ میں دوسری [illegible] یہودی تھی [illegible] اگرچہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اس کے باوجود حضور نے ان کے ساتھ [illegible] کا معاہدہ [illegible] کیا۔ [illegible] دفعات کا مطالعہ کر کے انسان حیران ہو جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس [illegible] آزادی، معاشرتی اور معاشی [illegible] عطا فرمایا تھا۔ اس معاہدہ کی چند دفعات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"وان اليهود ينفقون مع المؤمنين ما داموا محاربين. وان يهود بني عوف امة مع المومنين لليهود دينهم وللمسلمين دينهم مواليهم وانفسهم الا من ظلم واثم فانه لا يوتغ الا نفسه واهل بيته . . . وان على اليهود نفقتهم وعلى المسلمين نفقتهم وان بينهم النصر على من حارب اهل هذه الصحيفة وان يثرب حرام جوفها لاهل هذه الصحيفة (ابن هشام ص ۱۴۷ ج ۲)

ترجمہ: "یہودی اور مسلمان اپنے اپنے خرچ کے ذمہ دار ہوں گے جب تک وہ مل کر جنگ کریں گے اور بنی عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک گروہ ہیں۔ یہودیوں کے لیے ان کا دین، مسلمانوں کے لیے ان کا دین، سوائے اس شخص کے جو ظلم کرتا ہے اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پس وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو برباد کرتا ہے۔ یہودی اپنے مصارف کے ذمہ دار ہیں اور مسلمان اپنے مصارف کے۔ اس معاہدہ میں شریک ہونے والے لوگوں کے ساتھ جو شخص جنگ کرے گا یہ ایک دوسرے کی اس کے مقابلہ میں امداد کریں گے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کی خیر خواہی اور وفاداری ہے گناہ سے اجتناب ہوگا اور یثرب کے اندر کسی قسم کا قتل و فساد کرنا شرکائے معاہدہ کے لیے حرام ہے۔"

جن منصفانہ بلکہ فیاضانہ شرائط پر یہ معاہدہ طے ہوا تھا، توقع تو یہی تھی کہ اس معاہدہ کے فریقین اس کی صدق دل سے پابندی کریں گے۔ مسلمانوں نے ہر وقت اس معاہدہ کی شرائط کو پیش نظر رکھا لیکن یہودیوں نے کچھ عرصہ بعد اس معاہدہ کی بیخ کنی شروع کر دی جس کی متعدد وجوہات تھیں۔

۱۔ یہودیوں نے مسلمانوں کے استقبال میں گرمجوشی سے اس لیے حصہ لیا تھا کہ ان کا گمان تھا کہ یہ لٹے پٹے مہاجرین کی جماعت از حد خستہ حال ہے ان کے زیر احسان ہو کر رہیں گے اور وہ ان غریب مسلمانوں کی طرح طرح کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے انہیں آلۂ کار بنا لیں گے۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں میں جو ذہنی انقلاب برپا کیا ہے اس نے حق کی شمع کیسے ان کے سینوں میں فروزاں کر دی ہے۔ ان کا سر اطاعت صرف اپنے رب اپنے ہادی و مرشد علیہ صلوٰۃ و سلام کی بارگاہ عالی میں جھک سکتا ہے کسی اور طاقت کے سامنے ان کی گردن خم نہیں ہو سکتی ان کا ایک ایسا نظریہ ہے جو انہیں از حد عزیز ہے وہ کسی قیمت پر اس سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں۔ اس لیے یہودیوں کو مسلمانوں سے نفرت ہونا شروع ہو گئی۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ اوس و خزرج جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے نبی رحمت کے طفیل آپس میں بھائی بھائی بنتے جا رہے ہیں۔ انہیں اس اتحاد میں اپنے مصائب کی آمد کا اندیشہ نظر آنے لگا۔ نیز شریعت اسلامیہ کے وہ احکام جن کا تعلق معاشی، اخلاقی زندگی سے تھا وہ سراسر ان کے مفادات سے ٹکراتے تھے۔

اسلام سود سے بڑی سختی سے منع کرتا ہے بلکہ سود خوروں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کی دھمکی دیتا ہے اور یہودیوں کی ساری خوشحالی کا دارومدار سود خوری پر تھا وہ کب یہ گوارا کر سکتے تھے کہ ایک ایسی منظم جماعت وجود میں

[illegible] وقت میں آنے کے بعد یہودیوں نے حضور کا [illegible] کی سادہ لوحی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے [illegible] ان کی تجارت کا [illegible] معیشت کے [illegible] زمینات [illegible] ان کے [illegible] کی ساری [illegible] و خوشحالی [illegible] تھا [illegible] جب وہ [illegible] سمجھتے ہیں

چنانچہ [illegible] اسلام کے خلاف [illegible] کعب بن اشرف [illegible] ان کے [illegible] مسلمانوں [illegible] ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو مقتولوں کی دیت ادا کرنے کے لیے بنی نضیر کے پاس گئے۔ انہوں نے آپ کو [illegible] ایک بھاری پتھر آپ پر [illegible] کسی وقت [illegible]۔ اس کی تفصیلات آپ آیات کی تفسیر کے ضمن میں ملاحظہ کریں گے۔

مضامین: اس سورت میں جو اہم مضامین بیان کیے گئے ہیں ان کا [illegible] ہے

سورت کا آغاز اس حقیقت کے بیان سے ہوا ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے وہ اس کی پاکی بیان کر رہی ہے کیونکہ وہ بڑی عزت والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عزت اور حکمت کو ثابت کرنے کے لیے [illegible] مسلمانوں [illegible] ان کے [illegible] جنگ [illegible] دشمن کو شکست دینے کے لیے [illegible] جنگی ضرورت کے لیے دشمن کے پھل دار درخت کا کاٹنا مباح ہے

(۲) مال فے کی تقسیم کا حکم [illegible] اسلامی نظام معیشت کے [illegible]

بین الاغنیاء منکم"

اس کے بعد سچے محبوب کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا۔ پھر مہاجرین و انصار کی تعریف کر کے ان کی عزت افزائی فرمائی۔

دوسرے رکوع میں منافقین کی رذیل حرکات پر انہیں سرزنش کی کہ بظاہر تو وہ اپنے آپ کو مسلمان کہا کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ کفر کے علمبردار ہیں اور اسلام کے دشمن۔ جب حضور نے بنی نضیر کو الٹی میٹم دیا کہ دس روز میں مدینے سے نکل جاؤ تو عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے ان کو کہلا بھیجا کہ مت نکلنا۔ میں دو ہزار کا لشکر لے کر تمہاری مدد کے لیے آجاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ یہ منافقین جھوٹ بولتے ہیں۔ اگر جنگ چھڑ گئی تو وہ یہود کا کبھی ساتھ نہیں دیں گے۔

آخری رکوع میں دوسرے مضامین کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا ذکر فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ قرآن کریم میں اتنے اسماء حسنیٰ اور کہیں یکجا نہیں۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ الحشر مدنی ہے۔ اس میں ۲۴ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ

وہی تو ہے جس نے نکال دیا اہل کتاب سے کافروں کو ان کے

دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

گھروں سے پہلی جلاوطنی کے وقت تم نے گمان بھی نہ کیا تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی گمان کرتے تھے کہ

مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ

انہیں ان کے قلعے بچا لیں گے اللہ کے قہر سے۔ پس آ پہنچا ان پر اللہ کا قہر وہاں سے جس کا انہیں

ا اس سورت میں یہودیوں کی [illegible] اسلامی ریاست کو ایک عظیم فتنے سے نجات دینے کا ذکر ہے۔ یہ جہاد اور نجات کچھ ان حالات میں ہوئی کہ بظاہر اس کا کوئی امکان نہ تھا اور نجات اس طرح کہ مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان نہ ہوا [illegible] کا خطرہ مسلمانوں کو ہر وقت رہتا تھا وہ دور ہو گیا [illegible] مسلمان ان کے مکانات، ان کے سرسبز و شاداب باغات اور زرخیز زمینوں کے مالک بن گئے جس سے ان کی مالی حالت بہت حد تک سدھر گئی [illegible] مسلمان عملاً اس پوزیشن میں آ گئے کہ اپنے [illegible] سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے ذکر سے کی گئی ہے تاکہ [illegible] اسی کا شکر ادا کرتے رہیں۔

۲ اس آیت میں جن کفار اہل کتاب کا ذکر ہے ان سے مراد یہود کا قبیلہ بنو نضیر ہے۔ مدینہ طیبہ کے مضافات میں ان کی الگ بستی تھی [illegible]

يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم

خیال بھی نہ تھا اور ڈال دیا ان کے دلوں میں رعب ؎ وہ برباد کر رہے تھے اپنے گھروں کو

بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ②

اپنے ہاتھوں سے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے ؎ پس عبرت حاصل کرو اے دیدۂ بینا رکھنے والو ؎

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا

اور اگر نہ لکھ دی ہوتی اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی تو انہیں عذاب دے دیتا اسی دنیا میں

وہ لے گئے۔ اس طرح انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے خوش نما مکان کو برباد کر دیا جب وہ اپنے آراستہ و پیراستہ شہر کو الوداع کہہ رہے ہوں گے تو ان کے دلوں پر کیا بیت رہی ہوگی اور ان کے چلے جانے کے بعد جب مسلمان وہاں پہنچے تو باقی ماندہ کھنڈرات کو انہوں نے مسمار کر دیا تاکہ پتہ بھی نہ چلے کہ یہاں کبھی مکانات تعمیر کیے گئے۔

ث لاول الحشر کا لفظی مطلب ہے۔ حشر کا مطلب ہے متفرق چیزوں کو جمع کرنا، منتشر افراد کو اکٹھا کرنا۔ قیامت کو حشر کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس وقت تمام انسان جو دور دراز ملکوں میں بکھرے ہوئے تھے ان کو یکجا کر دیا جائے گا۔ آیت میں حشر سے مراد کیا ہے۔ علماء کے اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ اس سے مراد بنی نضیر کی مدینہ طیبہ سے جلاوطنی ہے کیونکہ وہ زمانہ قدیم سے وہاں مقیم و آباد تھے ایک بار جمع کیا گیا پھر مدینہ طیبہ سے انہیں نکل جانے کا حکم دے دیا گیا۔ ابن قتیبہ صاحب غریب القرآن میں اس کا یہی مفہوم لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں یہ ان کا پہلا حشر ہے۔ اس کی تعبیر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی پہلی جلاوطنی ہے۔ دوسری جلاوطنی بھی ہوگی اور یہ عہد فاروقی میں ہوئی جب انہیں خیبر سے شام کی طرف جلاوطن کیا گیا۔ ان کا آخری حشر قیامت کے دن ہوگا۔ وہاں سے وہ سیدھے جہنم رسید ہوں گے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ حشر سے مراد اسلامی فوج کا ان کے محاصرہ کے لیے جمع ہونا ہے۔ اس وقت آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب مسلمانوں نے یہود کے خلاف پہلی مرتبہ لشکر کشی کی تو یہ بغیر جنگ کیے ہی ان کے دل بیٹھ گئے۔ (روح المعانی)

ث مگر یہ کہ اس سارے واقعہ کا ذرا غور سے مطالعہ کرو، تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جب کوئی اکڑ باز، کوئی سرکش قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے اور اس کے رسول کریم کے مقابلے پر ڈٹ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب پیدا کر دیتا ہے۔ ان کے پاس اسلحہ کے انبار کیوں نہ ہوں، ان کے سر چھپانے کے لیے مستحکم قلعے کیوں نہ ہوں، کوئی چیز بھی انہیں شکست سے نہیں بچا سکتی۔

ث یہ تو بھلا ہوا کہ وہ جلاوطنی پر آمادہ ہو گئے۔ اگر وہ جنگ کرتے تو انجام بڑا ہولناک ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے شیروں کی تلواریں جب بے نیام ہوتیں تو ان میں سے کوئی بھی جان بچا کر نہ جا سکتا۔ سب تہ تیغ کر دیے جاتے۔ ان کا ساز و سامان، اثاث و دولت و جائیداد سب ان سے چھن جاتے۔ انہوں نے جلاوطنی قبول کر کے اپنے آپ کو بچا لیا لیکن آخرت میں جو عذاب ہے اس سے انہیں رہائی نہ ہوگی۔

وطن سے نکال دینے کے لیے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ اخراج اور جلاء۔ لیکن ان میں دو طرح کا فرق ہے۔ اگر کسی کو بال بچے سمیت ملک بدر کر دیا جائے تو اس کو جلاء کہتے ہیں۔ اخراج کا اطلاق اس وقت بھی ہوتا ہے جب کسی کو تنہا ملک بدر کیا جائے نیز جلاء کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جبکہ ایک جماعت کو ملک سے نکالا جائے لیکن اخراج کا لفظ جماعت اور فرد دونوں کو ملک بدر کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿٣﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ

اور ان کے لیے آخرت میں تو آگ کا عذاب ہے ہی۔ [illegible] کی مخالفت کی [illegible]

وَرَسُولَهُ ۖ وَمَن يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٤﴾

اور اس کے رسول کی [illegible] اللہ کی مخالفت کرتا ہے [illegible] سخت [illegible]

مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا

جو کھجور کے درخت تم نے کاٹ ڈالے [illegible]

فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ﴿٥﴾ وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ

[illegible] اور جو مال [illegible] اللہ نے اپنے رسول کو [illegible]

ـه یعنی [illegible] کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تھے [illegible] اس کا انجام [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

ـه مسلمانوں نے جب ان [illegible] کا محاصرہ کر لیا [illegible] درخت کاٹ دیے گئے [illegible] یہودیوں نے [illegible] مسلمانوں [illegible] کی اجازت ہے۔

اس آیت سے [illegible] مسلمانوں کا لشکر [illegible] درختوں کا کاٹنا [illegible] کی اجازت ہے [illegible] حضرت صدیق [illegible] جب اسلامی لشکر کو [illegible] انہیں وصیت فرمائی کہ [illegible] درختوں کو [illegible] کی اجازت ہے۔

مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ

ان سے، تو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ [illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] معروف لکھے ہیں۔

[illegible]

[illegible] یہی حکمت ذکر کی ہے۔

[illegible]

اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ⑥

لیکن اللہ تعالیٰ تسلط بخشتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے

مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ

جو مال پلٹا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان بستیوں کے رہنے والوں سے[12] تو وہ اللہ کا ہے اور رسول کا ہے

أوجفتم، وجف سے مشتق ہے بمعنی تیزی سے چلانا۔ رکاب، اونٹوں کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد راحلہ ہے۔ اس کے اپنے لفظ سے اس کا واحد نہیں۔ رکاب صرف اونٹ کے سوار کو کہتے ہیں گھوڑ سوار کو فارس کہا جاتا ہے۔

[11] اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو کفار کے اموال و املاک پر تسلط ارزانی فرماتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بنی نضیر پر مسلط کیا اور بغیر جنگ کے ان کی املاک کا مالک بنا دیا۔ بے شک ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جس کو چاہے جس شے کا مالک بنا دے۔

[12] اس آیت کو واو عاطفہ کے بغیر ماسبق پر معطوف نہیں کیا گیا کیونکہ جہاں عطف آتا ہے وہاں مغایرت ہوتی ہے۔ یہاں چونکہ پہلی آیت کا ہی تفصیلی بیان ہے اس لیے گویا دونوں ایک ہی ہیں۔ یہاں عطف کی ضرورت نہیں۔ امام رازی کا ارشاد ہے

لم يدخل العاطف على هذه الجملة لانها بيان للاولى فهي منها غير اجنبية عنها (تفسیر کبیر)

یہ پہلا موقع تھا کہ جنگ کے بغیر کفار کے اموال اور زمین و املاک مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تھے۔ یہ اس مسئلہ کا نازک پہلو ابھی بہت پیچیدہ تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان املاک کی تقسیم اور ان کے مصارف کو تفصیل سے ذکر کر دیا تاکہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کوئی تردد نہ ہو۔

تفصیل میں جانے سے پہلے اتنی بات ذہن نشین کر لیں۔

کفار کے جو املاک مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں۔ یا کفار کو میدان جنگ میں شکست دینے کے بعد ان کے املاک پر قبضہ کیا جاتا ہے یا بغیر جنگ کے کفار اپنے املاک اور مکان مسلمانوں کے حوالے کر کے چلے جاتے ہیں۔ پہلی قسم کے املاک کو غنیمت کہا جاتا ہے اور دوسری قسم کو فَیْ۔ پہلی قسم کا ذکر جب قرآن کریم نے کیا تو ان کے حصول کی نسبت مسلمانوں کی طرف کی، ارشاد ہوا واعلموا انما غنمتم۔ دوسری قسم کے حصول میں چونکہ مسلمانوں کی کوشش کا دخل نہیں ہوتا، اس لیے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ ارشاد ہے ما افاء الله على رسوله

اس واضح فرق کی وجہ سے ان املاک کے احکام اور مصارف بھی مختلف ہیں۔ مال غنیمت کے بارے میں تو حکم یہ ہے کہ اس کے پانچ حصے کیے جائیں گے۔ چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے اور پانچواں حصہ ذیل مصارف میں خرچ ہوگا۔ ارشاد الٰہی ہے واعلموا انما غنمتم من شيء فان لله خمسه وللرسول ولذي القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل (انفال، آیت ۴۱)

وَلِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ

اور رشتہ داروں ، یتیموں ، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے ۱۳

یعنی اموال فے میں سے کوئی حصہ بھی حق ملکیت سے تقسیم نہیں کیا جائے گا بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تحت، مال اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تقسیم ہوں گے۔

غنیمت حاصل ہونے والے منقولہ و غیر منقولہ سب اموال کا حکم یکساں نہیں۔ غنیمت سے حاصل ہونے والے اموال میں فرق ہے۔ وہ منقولہ اموال جو میدان جنگ اور حالت جنگ میں مسلمانوں کے قبضہ میں آتے ہیں وہ اموال غنیمت ہیں اور ان کے احکام سورۂ انفال آیت میں بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن غیر منقولہ املاک مثلاً مکانات، زمین، باغات، کھیت وغیرہ سب فے ہوں گے۔ اسی طرح اگر جنگ ختم ہو جائے اور اس کے بعد جو منقولہ اموال مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں ان کا حکم بھی یہی ہوگا

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں خیبر اور فدک وغیرہ اور دوسرے جو علاقے فتح ہوئے ان کی زمین اور مکان جو یہودیوں کے تھے مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے۔ منقولہ اشیاء تو قاعدے کے مطابق تقسیم کر دی گئیں لیکن دونوں مقامات پر اراضی تقسیم نہیں کی گئیں۔ خیبر سے حاصل ہونے والی اراضی کو نصف نصف کر دیا گیا۔ نصف مجاہدین میں تقسیم کر دی گئی، بقیہ نصف کو بیت المال کے لیے مختص کر دیا گیا اور فدک تمام کا تمام بیت المال کے لیے وقف کر دیا گیا۔ اس تعامل سے ثابت ہوا کہ وہ املاک جو قبضہ میں آئیں ان کی حیثیت غنیمت نہیں ہے۔ اسی سنت نبوی کے مطابق حضرت عمر نے حضرت سعد فاتح عراق و ایران کو لکھا

فانظر ما اجلبوا به عليك في العسكر من كراع او مال فاقسمه بين من حضر من المسلمين واترك الارضين والانهار لعمالها ليكون ذلك في اعطيات المسلمين۔ کتاب الخراج لابی یوسف ص ۲۴۔ کتاب الاموال لابی عبید ص ۵۹

یعنی جو اموال منقولہ تمہارے پاس جمع ہوں ان کو مسلمانوں میں بانٹ دو اور زمینوں اور نہروں کو وہاں کے کاشتکاروں کے پاس رہنے دو تاکہ ان کی آمدنی سے مسلمانوں کو عطیات دیئے جائیں۔ امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ اگر دشمن کے لشکر سے مسلمانوں کے ہاتھ گھوڑے، سامان، ہتھیار وغیرہ آئیں وہ مال غنیمت ہوں گے اور جنگ ختم ہونے کے بعد جو چیز حاصل ہوگی وہ مال فے میں ہوگی غنیمت نہ ہوگی۔ (کتاب الاموال ص ۶۰)

۱۳ مال فے اور مال غنیمت میں جو فرق ہے وہ آپ نے پڑھ لیا۔ اب مال فے کے حقدار کون کون ہیں ان کی تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

پہلا حقدار اللہ اور اس کا رسول ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی تو تبرک اور حصول برکت کے لیے ذکر کیا گیا ہے کہ روی عن ابن عباس وحسن بن محمد بن حنفیہ افتتاح کلام للتبرک به وتعظیم شأن الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ تمام علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مستقل حصہ نہیں ہے [illegible]

کیا جائے گا۔ اب اس کی ضرورت نہ رہی کہ صاحب اس کا مصرف ہو سکے لیکن درست نہیں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ یہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللہ تعالیٰ علی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاصۃ فکان ینفق علی اهله منها نفقة سنة ثم يجعل ما بقي في السلاح والكراع عدة في سبيل الله۔ رواہ بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی (روح المعانی)

یہ مال فے کے اموال جو حکم کے اعتبار سے نبی کریم کو حاصل تھے یہ حضور کے لیے مخصوص تھے حضور اس کی آمدنی سے اپنے اہل و عیال کے لیے ایک سال کا خرچ لے لیتے باقی آمدنی جہاد کے لیے اسلحہ وغیرہ کی خرید پر صرف کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد اس حصہ کے بارے میں دو قول ہیں۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ حضور کا یہ حصہ جہاد پر صرف کیا جائے گا کیونکہ حضور کو یہ حصہ بحیثیت امام اور ملک کے حاکم ہونے کی حیثیت سے دیا گیا تھا اس لیے اب جو جانشین ہوگا اس کو ملے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حصہ بیت المال میں داخل ہوگا تاکہ اسے مسلمانوں کی عام ضرورتوں کے لیے صرف کیا جائے۔ علامہ شامی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔

دوسرا حصہ: حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں۔ اس سے مراد بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں۔ بنو عبد شمس اور نوفل کی اولاد اگرچہ رشتہ میں یکساں ہے لیکن حضور نے فرمایا انما بنو المطلب و بنو ہاشم شیء واحد یعنی بنو ہاشم اور بنی مطلب ایک شے ہیں۔ پھر حضور نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر دیا کیونکہ اسلام اور جاہلیت دونوں زمانوں میں بنو مطلب بنو ہاشم کے ساتھ رہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ بنو مطلب اور بنو ہاشم کے غنی اور فقیر مرد اور عورتیں چھوٹے اور بڑے سب حقدار ہیں۔ امام مالک اور امام اوزاعی کا بھی یہی قول ہے کہ اس میں مرد و عورت، قوی و ضعیف، رشتہ دار، غنی اور فقیر کا ایک جیسا حق ہے۔ (روح المعانی)

امام مالک کہتے ہیں الامر مفوض الی الامام ان شاء قسم بينهم وان شاء اعطى بعضهم دون بعض وان شاء اعطى غيرهم ان كان امرهم اهم من امرهم

یعنی اس حصہ کی تقسیم امام کی صوابدید پر ہے۔ چاہے تو بنو ہاشم اور بنو مطلب کے تمام افراد میں اس مال کو تقسیم کر دے چاہے تو ان میں سے جو زیادہ ضرورت مند ہیں ان کو دے اور جنہیں ضرورت نہیں ان کو نہ دے اور چاہے تو ان کے علاوہ دوسرے افراد کو دے جن کی ضرورت ان کی ضرورت سے کہیں اہم ہے۔

۳: یتامیٰ: غریب یتیم جو بالغ نہ ہوں اس حصہ کے حقدار ہوں گے۔

۴: مساکین: یہ بھی اس کے مستحق ہیں۔

۵: ابن السبیل: مسافر جس کا زاد راہ ختم ہو گیا ہو اور وہ امداد کے مستحق ہیں۔

امام شافعی اور ائمہ ثلاثہ میں یہ ایک اور قابل ذکر اختلاف ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اموال فے کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا پھر خلیفہ وقت ان پانچ حصوں میں سے مصالح مسلمین پر خرچ کرے گا اور باقی چار حصے ان مذکورہ افراد میں برابر تقسیم ہوں گے لیکن ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فے کا سارا مال مصالح مسلمین کے لیے ہے حکومت وقت جہاں مناسب سمجھے ان امور کے مطابق خرچ کر سکتی ہے۔

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ

تاکہ وہ مال گردش [illegible] تمہارے دولت مندوں کے درمیان ہی اور رسول جو کچھ تمہیں عطا فرمادیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ ٹ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے

اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (یہ مال) ان نادار مہاجرین کے لیے ہے جنہیں

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

باہر نکال دیا گیا تھا ان کے گھروں سے اور جائیدادوں سے یہ تلاش کرتے ہیں فضل

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اللہ کا اور اس کی رضا اور مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی یہی سچے

الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

لوگ ہیں ٹ اور [illegible] جو مقیم تھے اس گھر میں اور ایمان میں مہاجرین کی آمد سے پہلے ٹ

سے اسلام کے نظام مالیات کا [illegible] اور [illegible] تو [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کی ضمانت ہوگی۔

اصل مصیبت یہ ہے کہ [illegible] اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے [illegible] کی ضرورت ہے [illegible] ضرورت صرف [illegible] کی ہے [illegible] کی ہمت رکھتا ہو۔ ضرورت اس ایمان کی ہے [illegible] کی ہمت رکھتا ہو۔

ٹ [illegible] احکام [illegible] ایسی [illegible] ہے۔

اس آیت میں اگر غور کیا جائے تو [illegible] کی ضرورت نہیں۔

ٹ [illegible] والمساکین وابن السبیل [illegible] علماء نے اس پر بحث کی ہے کہ

کیا مہاجرین کے استحقاق کے لیے فقیر ہونا شرط ہے یا نہیں۔ [illegible] علماء کی یہ رائے ہے کہ شرط نہیں۔ [illegible] یہاں حال کے لیے ہے [illegible] جیسا کہ علامہ آلوسی نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ (روح المعانی) وعندي [illegible] على الفقراء [illegible] وصف الفقر ليس شرطا في استحقاقهم [illegible] وانما ذكر وصف الفقر للمهاجرين جريا على الغالب لان اكثر المهاجرين كانوا فقراء [illegible] استحقاق کے لیے فقیر ہونا شرط [illegible] غالب اکثریت فقیر تھی اس لیے بیان واقعہ کے لیے یہ قید [illegible] اس قول کی دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible] الاخبار [illegible] ان المال [illegible] سب مسلمانوں کے لیے ہے غنی اور فقیر کی کوئی تخصیص نہیں۔ سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے گا۔

وہ لوگ جنہیں اسلام [illegible] گھروں سے نکل جانے پر مجبور کر دیا گیا تھا ان کا وقت بڑی عسرت سے گزر رہا تھا [illegible] جب [illegible] کے اہل و اولاد [illegible] سب لوگ [illegible] مستحق [illegible] کے لیے [illegible] گیا۔

[illegible] للفقراء المهاجرين [illegible] کے حق [illegible] یہ لوگ [illegible] اسلام [illegible] قیامت تک [illegible]

مدینہ کے انصار [illegible] والذين تبوؤا الدار والايمان من قبلهم [illegible] اسلام [illegible] والذين [illegible] الايمان [illegible] ایک [illegible] دوسری [illegible]

[illegible] ان کی [illegible] ولو كان بهم خصاصة [illegible] ومن يوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون [illegible]

[illegible] بیان [illegible]

يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ

محبت کرتے ہیں ان سے جو ہجرت کر کے ان کی طرف آتے ہیں اور [illegible] اپنے سینوں میں کوئی

حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

خلش [illegible] اور ترجیح دیتے ہیں [illegible] اپنے [illegible] اگرچہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

قال ابن عطیۃ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انصار نے مہاجرین کے لیے دیے ہیں پھر فرمایا اگر تم پسند کرو تو تمہارے اموال بنو نضیر کے اموال سب اکٹھے کیے جائیں۔ پھر ان سب کو مہاجرین و انصار میں تقسیم کیا جائے اور اگر تم پسند کرو تو تمہارے مکانات اور جائیدادیں تمہارے پاس رہیں اور جو مہاجرین تمہارے مکانوں میں رہتے ہیں وہ تمہیں واپس کر دی جائیں اور بنی نضیر کے اموال مہاجرین میں تقسیم کر دیے جائیں۔

انصار کیا دونوں ہی چہرہ منور کو دیکھ رہے تھے حضور کا یہ ارشاد سن کر سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ بل تقسمه بين المهاجرين ويكونون في دورنا كما كانوا یا رسول اللہ! ہمارے مال ان کے بھائیوں میں بانٹ دیجئے اور بنی نضیر کے سب اموال بھی ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم فرما دیجئے۔ سب انصار نے ان کی تائید کرتے ہوئے عرض کیا رضينا وسلمنا یا رسول اللہ! ہمیں یہ تجویز منظور ہے ہم تو اس پر خوش ہیں۔ اس ایثار کو دیکھ کر اللہ کے محبوب کا دل خوش ہو گیا۔ زبان اقدس سے دعا فرمائی۔ اللهم ارحم الانصار وابناء الانصار۔ اس کے بعد بنی نضیر کے اموال پر اپنی مخصوص صوابدید سے، چنانچہ حضور کے مشورے سے یہ تمام اموال مہاجرین میں تقسیم کر دیئے گئے۔ انصار میں سے صرف تین آدمیوں کو جو تنگدست تھے حصہ ملا۔ ابو دجانہ، سہل بن حنیف۔ ان کے علاوہ مشہور یہودی سردار ابن ابی الحقیق کی تلوار حضرت سعد بن معاذ کو عطا فرمائی گئی۔ یہ کمال استغنا، شان بے نیازی فقط اس حبیب کبریا علیہ اکمل الصلوۃ واطیب الثناء کی صحبت کا فیض تھا جس نے انصار کے دل اور آنکھوں سب کو سیراب کر دیا تھا۔

نخستیں بادہ کاندر جام کردند
ز چشم مست ساقی وام کردند

ان کے کمال ایثار کی توصیف اسی پر ختم نہیں ہوتی بلکہ ارشاد ہوتا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ الخ یعنی کہ وہ خود پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں ہر چیز کی جس کے پاس بہتات تھی اس سے پہلے وہ اموال کی طرف متوجہ ہوتے، درحقیقت وہ خود ضرورتمند تھے ان کی مالی حالت بھی قابل رشک نہ تھی وہ اپنی ضرورت پر اپنے مہاجر بھائیوں کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے حضور نے اپنے غلاموں کے سامنے ایثار کا جو نمونہ پیش کیا تھا اسی رنگ میں یہ رنگے ہوئے تھے۔

ایک روز ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا عرض کی سخت بھوکا ہوں۔ حضور نے ازواج مطہرات سے پوچھا وہاں پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضور نے فرمایا کون ہے جو آج رات اس کی مہمانی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ انصار میں سے ایک آدمی ابو طلحہ عرض کی یہ سعادت میں حاصل کروں گا اور اسے اپنے ہمراہ گھر لے گیا۔ بیوی سے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے رسول کا مہمان ہے۔ اس کی خدمت میں بخل نہ کرنا۔ اس نے کہا بخدا میرے پاس تو بچوں کے کھانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ انصاری نے کہا بچوں کو بہلا کر سلا دینا جب ہم کھانا کھانے بیٹھیں تو دیا بجھا دینا آج رات ہم بھوکے گزار دیں گے۔ جب کھانا تیار ہوا تو بچوں کو سلا دیا گیا۔ وہ نیک خاتون دیا درست کرنے کے بہانے اٹھی اور دیا بجھا دیا۔ ایک ہی دسترخوان پر سب بیٹھ گئے۔ میاں بیوی اس طرح ظاہر کرتے رہے کہ وہ کھا رہے ہیں۔ مہمان کو احساس ہی نہ ہونے دیا کہ انہوں نے کھانا نہیں کھایا۔ رات بھوکے گزار دی۔ صبح بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور نے دیکھ کر فرمایا لقد عجب الله او ضحك من فلان وفلانة فلاں شخص اور اس کی بیوی نے جو کام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بہت پسند کیا

خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑨

شدید حاجت مند ہوں اور جس کو بچا لیا گیا اپنے نفس کی حرص سے تو وہی لوگ بامراد ہیں ۲۰

ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ہنستا ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ کسی آدمی نے بکری کا سر ایک صحابی کو ہدیۃً بھیجا۔ انہوں نے خیال کیا کہ میرے فلاں بھائی کا کنبہ بڑا ہے اس لیے اس کو مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہے چنانچہ انہوں نے وہ سر اس کو بھیج دیا۔ اس نے تیسرے کے پاس بھیج دیا وہ آگے کے پاس۔ یہاں تک کہ سات گھروں سے پھر کر پہلے آدمی کے پاس واپس پہنچ گیا۔

جنگ یرموک میں جب اسلام کے مجاہد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کے لیے میدان جنگ میں شہید ہو کر گرے ایک مجاہد عکرمہ بن ابی جہل کا بیٹا زخموں سے چور تھا۔ پانی پلانے کے لیے پیالہ لے کر جو گیا تو پاس سے العطش العطش کی آواز آئی۔ عکرمہ نے اشارہ کیا کہ پہلے میرے بھائی کے پاس جاؤ۔ اس کے پاس گئے تو کسی اور نے العطش کی صدا بلند کی۔ اس نے کہا پہلے اس کو پلاؤ۔ وہاں پہنچے تو وہ جام شہادت پی چکا تھا۔ اسی طرح واپس عکرمہ کے پاس آئے تو وہ بھی جنت الفردوس کو سدھار چکے تھے۔ (ابن کثیر)

یہ قرآنی تعلیمات کا اعجاز تھا اور حضور کی نگاہ کرم کا فیض تھا

شح: الشح: البخل، وقیل هو البخل مع الحرص. وقیل البخل بالمال والشح بالمال والمعروف یعنی شح کا معنی بخل ہے۔ بعض نے کہا کہ بخل اور حرص کے مجموعہ کو شح کہتے ہیں۔ بعض نے کہا مال میں کنجوسی کو بخل کہتے ہیں اور مال اور نیکی کے دونوں میں کنجوسی کو شح کہتے ہیں۔

آخر میں ایک حدیث پاک پڑھ لیجئے جس کو شح سے بچاؤ کی فکر پیدا ہو جاتی ہے۔

عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اياكم والظلم فان الظلم ظلمات يوم القيامة واتقوا الشح فان الشح اهلك من كان قبلكم

یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی صورت میں ہوگا۔ اور شح سے بچو کیونکہ تم سے پہلے جو قومیں تھیں ان کو اسی نے ہلاک کر دیا

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے اياكم والشح فانه اهلك من كان قبلكم امرهم بالظلم فظلموا وامرهم بالفجور ففجروا وامرهم بالقطيعة فقطعوا

یعنی شح سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے ان کو ہلاک کر دیا۔ وہ اس طرح کہ جب شح نے ان کو ظلم کا حکم دیا تو وہ ظلم کرنے لگے جب انہیں فسق و فجور کا حکم دیا تو وہ اس کا ارتکاب کرنے لگے اور جب انہیں قطع رحمی کا حکم دیا تو انہوں نے قطع رحمی اختیار کر لی۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ

اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو ان کے بعد آئے ۲۱ جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! بخش دے ہمیں اور

آخر میں ایک اور حدیث بھی سن لیجیے۔ عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال برئ من الشح من ادى الزكاة وقرى الضيف واعطى فى النائبة (ابن کثیر)

یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے زکوٰۃ ادا کی مہمان کی ضیافت کی ناگہانی مصیبت میں کسی کی امداد کی اس نے شح سے رہائی حاصل کر لی۔

قرآن کریم نے یہیں فرمایا کہ جو شح سے بچ جائے گا کیونکہ انسان کا از خود اس بیماری سے نجات حاصل کرنا مشکل ہے بلکہ فرمایا جس کو شح سے بچا لیا گیا یعنی جس پر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور اس مذموم خصلت سے بچا لیا وہی کامیاب ہے۔

۲۱۔ من کا عطف للفقراء المهاجرين پر ہے۔ اس آیت سے بتا دیا کہ اموال فئی میں مہاجرین و انصار کے علاوہ ان لوگوں کا بھی حق ہے جو مسلمان ان کے بعد قیامت تک آئیں گے۔

یہ تینوں اسلامی ریاست (مال) کی آمدنی کے وہ ذرائع ہیں جن کی حیثیت اور ان کے مصارف متعین کیے ہیں۔ ذیل میں اسلامی ریاست کی مالیات پر ہم ذرا تفصیل سے بحث کریں گے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں عظیم الشان فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کے بارے میں جو بشارتیں دی تھیں وہ عملی صورت میں نمودار ہونے لگیں۔ اس وقت ان وسیع و عریض اراضی کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا۔ بعض صحابہ کبار جن میں عبد الرحمن بن عوف، بلال رضی اللہ عنہم پیش پیش تھے انہوں نے امیر المومنین سے مطالبہ کیا کہ ان اراضی کو ان کے مالکوں سے چھین کر مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے۔ فاروق اعظم کو یہ بات پسند نہ آئی۔ آپ نے حضرت سیدنا علی سے مشورہ کیا۔ انہوں نے بھی رائے دی کہ دعهم یکونوا مادة للمسلمين (کتاب الخراج لابی یوسف) یعنی زمین کو ان کے کاشتکاروں کے پاس رہنے دیجیے تاکہ عام مسلمانوں کے لیے مالی ذرائع رہیں۔ حضرت معاذ بن جبل کی بھی یہی رائے تھی کہ اگر اراضی کو تقسیم کر دیا گیا تو یہ وسیع و عریض زمینیں ان چند صحابیوں کی اولاد میں محصور ہو کر رہ جائیں گی، عام مسلمانوں کو کچھ نہیں ملے گا، اسلامی سرحدوں کی حفاظت کا بندوبست نہ ہو سکے گا (کتاب الاموال، فتح الباری جلد ششم)۔ چنانچہ امیر المومنین نے مجلس شوریٰ طلب کی اور اس کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔ یہ بحث دو تین دن تک جاری رہی۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن عمر اور دیگر حضرات حضرت عمر سے متفق تھے لیکن دوسرے لوگ بالکل مطمئن نہ تھے۔ ایک دن امیر المومنین اسی مسئلہ میں غور و فکر کر رہے تھے کہ آپ کے خیال میں سورۂ حشر کی یہ آیتیں آگئیں۔ جب شوریٰ کا اجلاس شروع ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ سے دلیل مل گئی ہے جو اس بارے میں فیصلہ کن ہے۔ پھر آپ نے یہ آیات ما افاء اللہ سے ربنا انك رؤف رحيم تک تلاوت کیں اور ان سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اموال فئی میں صرف ان لوگوں

کے لوگوں کا ہی حصہ نہیں بلکہ بعد میں آنے والوں کا بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ شریک کیا ہے جیسے کہ وہ مخاطب ہیں کہ جو ان حضرات کی ملکیت میں تقسیم کر دیا جاتا تو بعد میں آنے والوں کے لیے کچھ نہ بچتا۔ نیز آپ نے آیت کے اس جملے سے بھی استدلال کیا ہے کہ لئلا یکون دولۃ (احکام القرآن جصاص) اگر سب تقسیم کر دیا گیا تو یہ مال دولت مندوں کے ایک طبقہ ہی کی چیز بن کر رہ جائے گی آپ کی یہ تقریر ان کی تقسیم کا مطلب [illegible] مطالبہ سے محدود ہو گئے [illegible] ہی پر اسے لازم ہو گی۔

اسی ترتیب سے حضرت عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن الیمان کو زمین کی پیمائش اور محصول کے لیے روانہ کیا اور ان کی رپورٹ کے مطابق ان اراضی پر [illegible] مقرر کیا گیا جو [illegible] ان کاشتکاروں سے [illegible] اراضی کا خراج [illegible] لیکن اس سے عراق کی اراضی کی [illegible] ثابت ہوئی کہ [illegible] بیت المال کی آمدنی کی ضرورت [illegible] کیا [illegible] وہاں کے ماہرین کی مدد سے [illegible] یہ کہا جا سکتا ہے کہ [illegible] کسی کو ابتدا [illegible] کسی کو مالیات کا ماہر بنایا کسی کو [illegible] کی حیثیت متعین کی [illegible] استعداد [illegible] بھی ساتھ [illegible] کیا گیا۔

حضرت [illegible] ، [illegible] سو کر [illegible] [illegible] سے گئی

ابو بکر جصاص لکھتے ہیں [illegible] ان اراضی [illegible] (احکام القرآن) اس سے معلوم ہو گیا کہ [illegible] کے تقسیم [illegible] اس علم کی اراضی کے بارے میں [illegible] ان کے بارے میں [illegible] لکھتے ہیں، [illegible] الآیۃ واجماع السلف والسنۃ [illegible] الامام فی قسمۃ الارضین او ترکھا [illegible]

اس آیت [illegible] یہ معلوم ہوا کہ [illegible] کی تقسیم کا مسئلہ [illegible] وقت کی صوابدید پر موقوف ہے۔ [illegible] مسلمانوں کے قبضہ میں آئی [illegible] پر [illegible] کرے۔ [illegible] کہ [illegible] کی تقسیم کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے

وقال مالک الامام [illegible] مصالح المسلمین وقال ابو حنیفۃ الامام [illegible] مصالح [illegible]

وقال الشافعی لیس للامام [illegible] امام مالک کہتے ہیں کہ امام کو حق پہنچتا ہے کہ ان [illegible] مسلمانوں کے عام [illegible] کے لیے وقف کرے۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ امام کو اختیار حاصل ہے کہ چاہے انہیں تقسیم کر دے اور چاہے تو مسلمانوں کے [illegible] کے لیے وقف کر دے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ امام کو [illegible] کے بغیر [illegible] اراضی کو وقف نہیں کر سکتا۔

لیکن جمہور کی اراضی کے بارے میں [illegible] اختلاف کے مسلک کی تائید کرتا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول [illegible] ہے جس میں آپ نے ہر قسم کے اموال کے مصارف کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلے آپ نے آیت پڑھی انما الصدقات للفقراء ۔۔۔ علیم حکیم. فرمایا صدقات کے مصارف یہ لوگ ہیں۔ پھر آیت تلاوت کی واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ ۔۔۔ وابن السبیل فرمایا غنیمت کے حقدار یہ لوگ ہیں۔ پھر آیت فئے کی ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القریٰ ۔۔۔ والذین جاءوا من بعدھم ۔۔۔ فرمایا اس آیت نے تمام مسلمانوں کو گھیر لیا ہے۔ اگر میں زندہ

لِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا

ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں میں

دراں اثنا مسلمان میں ہو جائے گا اس کا حصہ وہاں پہنچ گا جہاں وہ پہنچنا چاہتا ہے۔ یہ مصرف ہیں ان کی تفصیل کا مطالعہ کریں تفسیر احمدیہ اور دیگر کتب

اس بحث کے آخر میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ وہ اموال جن کی تقسیم اور انتظام کا تعلق اسلامی حکومت کے ساتھ ہے ان کی تین قسمیں ہیں

① وہ اموال مسلمانوں کے دین اور دنیا کے اموال کو پاک کرنے کے لیے ان سے لیے جاتے ہیں جیسے زکوٰۃ صدقات وغیرہ

② وہ اموال جو کفار سے لڑائی کے بعد مسلمانوں کو حاصل ہوں انہیں غنیمت کہا جاتا ہے

③ اموال فیء جو جنگ اور لشکر کشی کے بغیر مسلمانوں کو حاصل ہوں۔ ان میں یہ اموال شامل ہیں

ا۔ صلح سے جو سامان، مکانات اور زمین کفار چھوڑ کر چلے جائیں جیسے فدک اور بنو نضیر

ب۔ جزیہ جو اسلامی ریاست کی غیر مسلم رعایا پر لگایا جاتا ہے اور اس کے ادا کرنے کے بعد وہ جنگی خدمات سے مستثنیٰ قرار دے دیے جاتے ہیں۔

ج۔ خراج جو مفتوحہ علاقوں کی اراضی پر لگایا جاتا ہے

د۔ وہ کسٹم ڈیوٹی جو کافر تاجروں سے وصول کی جاتی ہے جب وہ اسلامی ریاست میں داخل ہوتے ہیں۔

ہ۔ وہ مال و جائیداد جنہیں چھوڑ کر مشرکین بھاگ جائیں۔

و۔ وہ اموال جن کے کافر مالک مر جائیں اور اپنے پیچھے کوئی وارث چھوڑ کر نہ جائیں۔ (قرطبی جلد ۱۸، صفحہ ۱۲)

علامہ کاشانی نے چند اموال کا اور اضافہ کیا ہے

ز۔ وہ نذرانہ جو کسی علاقہ کے لوگوں نے جنگ کے بغیر مسلمانوں سے صلح کرنے کے لیے ادا کرنا قبول کیا ہو

ح۔ وہ اراضی جو کسی کے قبضہ میں نہ تھی

ط۔ سابق حکمران خاندانوں کی جاگیریں

ی۔ سابق حکمرانوں کے املاک

ک۔ بنی تغلب کی زکوٰۃ (روح المعانی جلد ۲۸، صفحہ ۴۹)

ان اموال کے مصرف کے بارے میں امام ابو حنیفہ، امام احمد، امام مالک کی رائے یہ ہے کہ خمس نہیں بلکہ جمیعہ لمصالح المسلمین کسد الثغور وبناء القناطیر والجسور ونصب القضاۃ والمحتسبین والعمال ورزق العلماء ومن کان فی معناہم۔

(مظہری ج ۹ صفحہ ۲۲۶)

یعنی ان اموال کا خمس نہیں نکالا جائے گا بلکہ تمام کے تمام مسلمانوں کی بہبود کے لیے خرچ کیے جائیں گے جیسے سرحدوں

غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۟ اَلَمْ تَرَ اِلَى

بغض اہل ایمان کے لیے اے ہمارے رب بے شک تو رؤف رحیم ہے کیا آپ نے منافقوں

الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

کی طرف نہیں دیکھا جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب

الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ

میں سے کہ اگر تمہیں یہاں سے نکالا گیا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ ہی نکل جائیں گے اور تمہارے معاملے میں کسی کی بات

اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ

ہرگز نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل

کی مخالفت ہو اس کی [illegible] رضی اللہ عنہم کے [illegible] وغیرہ [illegible]

۱ یہ بھی [illegible] ان کے دلوں میں اہل ایمان کا کوئی [illegible] یہ مہاجرین اور انصار کی قربانیوں کا [illegible] ہیں اس لیے ان کا فرض ہے کہ ان کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔

[illegible] قرآن [illegible] ہے۔ [illegible] کہ [illegible] اگر [illegible] عیسیٰ علیہ السلام کے [illegible] اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ تعالیٰ [illegible] بعض صحابہ [illegible] اسلام کے [illegible] ابن کثیر

اس آیت سے [illegible] ثابت ہوا کہ [illegible] مغفرت کی دعا [illegible] کے [illegible]

[illegible]

لَكٰذِبُوْنَ (۱۱) لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا

جھوٹے ہیں [illegible] اگر یہ نکالے گئے تو یہ نہیں نکلیں گے ان کے ساتھ اور اگر ان سے جنگ کی گئی

لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ (۱۲)

تو وہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر [illegible] ۲۳

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

[illegible]

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ (۱۳) لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ

[illegible] ۲۴ [illegible]

اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ

[illegible] ۲۵ [illegible]

۲۳ [illegible]

[illegible]

۲۴ [illegible]

۲۵ [illegible]

جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ⑭

خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں ش۲۳ یہ اس لیے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں ش۲۴

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَ

یہ ان لوگوں کی مانند ہیں جو ان سے پہلے ابھی ابھی اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں ۔ اور

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑮ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ

ان کے لیے دردناک عذاب ہے ش۲۵ منافقین اور یہود کی مثال شیطان کی سی ہے جو پہلے انسان کو کہتا ہے

اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

انکار کر دے اور جب وہ انکار کر بیٹھتا ہے تو کہتا ہے میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو

ش۲۳ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] میدان میں نکلتے ہیں

ش۲۴ ان کی ایک اور [illegible] کہ [illegible] مسلمانوں کے خلاف [illegible] متفق اور متحد [illegible] لیکن حقیقت یہ
ہے [illegible] اسلام [illegible]
[illegible] اس کے علاوہ [illegible]
[illegible] ایک دوسرے کے خلاف [illegible]

ش۲۵ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل و دانش سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

ش۲۶ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں کی مخالفت میں کمربستہ ہو جاتے ہیں
ان کا انجام بڑا عبرت ناک ہوتا ہے۔ ابھی ابھی [illegible] قریش کی [illegible] دیکھ چکے ہو [illegible] تمہیں
بھولا نہ ہوگا۔ تمہارے ساتھ بھی یہی [illegible] کیا جائے گا۔

الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ

رب العالمین ہے ۲۸ پس انجام دونوں (شیطان اور اس کے پیچھے چلنے والے) کا یہ ہوا کہ دونوں آگ میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہنے والے

وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ

اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے کل کے لیے۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ

ہے جو تم کرتے ہو ۲۹ اور ان (بدبختوں) کی مانند نہ ہو جاؤ جنہوں نے بھلا دیا اللہ تعالیٰ کو پس اللہ نے ان کو

۲۸؎ شیطان کا یہی کام ہے کہ وہ پہلے دوست اور خیر خواہ کے روپ میں آتا ہے اور انسان جب اس کے جال میں پھنس جاتا ہے تو وہ اسے بے یار و مددگار چھوڑ کر رفو چکر ہو جاتا ہے۔ جنگ بدر میں بھی یہی ہوا کہ لوگوں نے ابوجہل کو مشورہ دیا کہ قافلہ کی حفاظت کے لیے ہم گھر سے نکلے تھے وہ بخیریت مکہ پہنچ گیا ہے اب اس لشکر کشی کا کوئی مقصد نہیں۔ ہمیں واپس چلے جانا چاہیے۔ لیکن شیطان ایک بوڑھے کی صورت میں آیا اور انہیں اکسایا کہ لا غالب لکم الیوم من الناس و انی جار لکم آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا میں تمہارا پشت پناہ ہوں لیکن جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو الٹے پاؤں بھاگ گیا اور کہنے لگا انی بریء منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ رب العالمین۔ اے ابوجہل! میں تمہارے ساتھ نہیں۔ میں تو وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

شیطان کا ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے یہی حالت ان منافقین اور بنی نضیر کی تھی۔ پہلے وہ بنی نضیر کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہے لیکن وقت پر ان سے منہ پھیر لیا

۲۹؎ یہود کے عناد اور عہد شکنی کی سزا اور منافقین کے مکر و نفاق کے ذکر کے بعد اب اہل ایمان کو مخاطب فرمایا جا رہا ہے اور انہیں نصیحت کی جا رہی ہے کہ اے میرے غلامانِ اسلام! تقویٰ کو اپنا شعار بنا لو۔ ایسا طریقہ اختیار کرو جس سے تمہارا رب تم سے راضی رہے اور اس کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی نہ ہو۔ پھر تاکید فرمائی کہ ہر شخص اپنا محاسبہ کرتا رہے کہ اس نے اپنی عاقبت کے لیے کیا ذخیرہ تیار کیا ہے۔ جو شخص آج کی خوشیوں میں ایسا کھو جائے کہ اسے کل کا ہوش نہ رہے وہ دانا نہیں نادان ہے۔ تم ایسا رنگ اختیار کرو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور قیامت کے روز تمہاری شان نرالی ہونی چاہیے۔ تمہاری زندگی کے ہر دور [illegible]

أَنفُسَهُمْ أُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِىٓ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ

خود فراموش بنادیا۔ یہی نافرمان لوگ ہیں ۳۰ یکساں نہیں ہو سکتے دوزخی

وَأَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ ﴿٢٠﴾ لَوْ أَنزَلْنَا

اور جنتی جنتی ہی تو کامیاب لوگ ہیں اگر ہم نے اتارا ہوتا

هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُۥ خَٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ

اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو تم اس کو دیکھتے کہ وہ جھکا جاتا اور پاش پاش ہوا جاتا اللہ کے خوف

ٱللَّهِ ۚ وَتِلْكَ ٱلْأَمْثَٰلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾

سے اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ غور و فکر کریں ۳۱

اس دنیا کے اندر [illegible] ہے۔ وہ [illegible] تقویٰ کی [illegible] یاد رکھو [illegible] کرتے ہو تمہارا [illegible] سے حساب ہونا ہے۔

۳۰ یعنی [illegible] حقیقت [illegible] خدا کو فراموش کر [illegible] صرف خدا فراموشی ہی نہیں [illegible] خود فراموشی [illegible] ہے [illegible] یہ کام [illegible] ہوگا [illegible] حقیقت [illegible] کلام [illegible] تاریخ [illegible] مثالیں موجود ہیں [illegible] اسلام میں داخل [illegible] مسلمان ہونے کے بعد انہیں اللہ تعالیٰ کے [illegible] آسمان [illegible] شخص [illegible] خود فراموش [illegible] ہوگیا ہے۔

۳۱ یعنی پہاڑ [illegible] عقل و فہم [illegible] اور پھر قرآن اس پر نازل [illegible] اس کی ہیبت [illegible] ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ انسان [illegible] کلام [illegible]

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ۳۳ جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز کا ۳۴ وہی

الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ

بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ وہ اللہ ہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں سب کا بادشاہ،

الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ

نہایت مقدس، سلامتی رکھنے والا، امان بخشنے والا، نگہبان، عزت والا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا، متکبر ہے ۳۵

چشموں سے سیراب ہوتا ہے۔

۳۳ ان آخری آیات میں شرک و بدعت کے ساتھ صفاتِ جلیلہ و حمیدہ کا بیان ہوا ہے تاکہ معلوم ہو کہ جس معبود کی عبادت، اطاعت اور فرمانبرداری کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے وہ خدا کن کن صفاتِ کمال سے متصف ہے۔ سب سے پہلے اس کی شانِ توحید بیان کی گئی۔ وہی معبود ہے، وہی معبود ہے۔ اس کے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں جو خدائی کے تخت پر جلوہ فرما ہو سکے۔ کوئی ایسی ہستی ہے ہی نہیں جو عبادت و پرستش کے لائق ہو۔ اگر کسی چیز میں کوئی کمال یا کمالات پائے جاتے ہیں تو اس میں نقائص و عیوب کی بھی کمی نہیں اگر کوئی اور نقص نہ ہو تو اس نقص سے تو اس کے سوا کوئی بھی محفوظ نہیں کہ وہ مخلوق ہے۔ یعنی پیدا ہوئی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور محتاج ہی ہوگا۔

۳۴ صفتِ توحید بیان کرنے کے بعد اس کی صفتِ علم کا ذکر فرمایا کہ اس کا علم محدود اور ناقص نہیں بلکہ وہ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو تم سے چھپی ہوئی ہیں اور ان کو بھی جانتا ہے جو ظاہر ہیں۔ ماضی بھی اس کے سامنے ہے مستقبل بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ رحمٰن و رحیم بھی ہے۔ اس کی رحمت بے اندازہ ہے۔ دنیا و آخرت میں انسان ہی نہیں سب اس کے خوانِ رحمت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

۳۵ دیگر صفات بیان کرنے سے پہلے ایک بار پھر اس کی توحید کا ذکر کیا۔ یہاں جو اسمائے حسنیٰ مذکور ہیں اختصار کے ساتھ ان کی لغوی تحقیق ملاحظہ فرمایئے۔

الملک: بادشاہ جو چاہے کرے اور اس کے عمل پر کسی کو مجالِ اعتراض نہ ہو۔

القدوس: المنزہ عن کل نقص والطاہر من کل عیب۔ جو ہر نقص سے منزہ اور ہر عیب سے پاک ہو۔

السلام: ای ذو سلامۃ من النقائص۔ جو ہر قسم کی آفات سے محفوظ اور جس نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو آلام و مصائب سے بچاتا ہے۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

پاک ہے اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے جن کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں ۳۷ وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا ۳۸ اسی کے لیے ہیں سب اچھے نام

المومن: ای المصدق لرسلہ باظہار معجزاتہ علیہم۔ یعنی اپنے رسولوں کی معجزات کا اظہار کرکے ان کی رسالت کی تصدیق فرمانے والا، یا اپنے دوستوں کو عذاب سے امن دینے والا۔

المہیمن: الشہید۔ گواہ۔ امین کو بھی کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ مؤیمن تھا، اس کا اصل مؤامن ہے۔ دوسرا ہمزہ یاء سے اور پہلا ہمزہ ہاء سے بدل دیا گیا۔ (بحر المحیط، بیضاوی، ابن کثیر، الصحاح)

العزیز: زبردست، سب پر غالب۔

الجبار: المصلح امور خلقہ، المتصرف فیہم بما فیہ صلاحہم۔ یعنی اپنی مخلوقات کے امور کو درست کرنے والا اور ان میں ایسا تصرف کرنے والا جس میں ان کی بھلائی اور بہتری ہو۔ اس صورت میں یہ جبر سے مشتق ہو گا جس کا معنی اصلاح ہے۔ ٹوٹی ہوئی ہڈی کو درست کرنے کو بھی جبر کہتے ہیں۔ جبرت العظم فجبر۔ اس کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس کی سطوت کو برداشت نہ کیا جا سکے۔ العالی والعظیم الذی لا تطاق سطوتہ۔ قال ابن عباس ہو العظیم۔

المتکبر: جس کی عظمت و کبریائی اتنی کہ کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تکبر عمدہ صفت ہے لیکن مخلوق کے لیے یہ صفت کا سبب ہے جو مذموم گنی گئی ہے۔ وفی الصحیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما یرویہ عن ربہ تبارک وتعالیٰ قال الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منہما قصمتہ وقذفتہ فی النار۔

ترجمہ: حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے۔ جو ان کو اوڑھنے کی کوشش کرے گا میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا اور اس کو دوزخ میں پھینک دوں گا۔

۳۷ یعنی اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جو ان صفات و کمالات سے متصف ہے۔ جن کو ان احمقوں نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے کیا ان میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں یا ان میں سے کوئی ایک خوبی پائی جاتی ہے۔ جب ان کمالات کا ان میں شائبہ تک نہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا کتنی بڑی حماقت ہے۔ اس لیے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان سب عیبوں سے پاک ہے جنہیں یہ نادان اس کا شریک بناتے ہیں۔

۳۸ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مزید صفات بیان کی گئی ہیں۔

خالق: اندازہ کرنے والا اور مادہ کی تخلیق کرنے والا اور اس کو عدم سے وجود میں لانے والا۔ گویا اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کا تصور بھی رکھتا ہے، تجویز بھی کرتا ہے، اندازے بھی مقرر کرتا ہے اس لیے وہ خالق ہے اور ان اندازوں کے مطابق انہیں پیدا بھی کرتا ہے اس لیے وہ باری بھی ہوا۔

۳۹ المصور: تصویر بنانے والا۔ یعنی جس طرح چاہتا ہے اس قسم کی شکل عطا فرما دیتا ہے کسی کو خوبصورت کسی کو بدصورت

الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٤﴾ ع

خوبصورت نام اسی کے لیے ہیں ۳۰ اس کی تسبیح کرتی ہیں جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں ۳۱ اور وہی عزت والا حکمت والا ہے ۳۲

کسی کو کیسے کسی کو کیسے۔ انگشت بدنداں ہیں لیکن کسی کی شکل کسی کے ساتھ ہو بہو نہیں ملتی جو ہر [illegible] انسان کے یہ الگ الگ نقش و [illegible] یہ اس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

۳۱ یہاں اس کے جو خوبصورت اسماء بیان ہوئے ان میں سے چند اسماء ذکر کیے گئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سارے خوبصورت نام اسی کے لیے ہیں۔ [illegible] ہر چیز اسی کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔

۳۲ وہی عزیز ہے وہی حکیم ہے۔ قوت و حکمت کا یہ امتزاج کتنا حسین اور کتنا عجیب ہے۔

یا من له الاسماء الحسنیٰ نسئلك بكل اسم هو لك سمیت به نفسك او انزلته فی كتابك او علمته احدا من خلقك او استأثرت به فی علم الغیب عندك ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی ونور صدری وجلاء حزنی وذهاب همی وغمی۔

اللهم صل وسلم وبارك علی سیدنا ومولانا وحبیبنا وقرة اعیننا ورحمة للعالمین محمد وعلی آله وصحبه ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورَةُ الْمُمتَحِنَة

نام: اس سورت کا نام اس کی آیت نمبر ۱۰ کے کلمہ فامتحنوھن سے ماخوذ ہے۔ اسے مُمتحِنہ اور مُمتحَنہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ پہلی صورت میں اس کا معنی ہوگا امتحان لینے والی سورت، اور دوسری صورت میں اس کا معنی ہوگا وہ عورت جس کا امتحان لیا گیا ہے۔ یہ مدنی سورت تیرہ آیتوں، تین سو اڑتالیس کلمات اور ایک ہزار پانچ سو دس حروف پر مشتمل ہے۔

زمانۂ نزول: اس سورت میں جو واقعات مذکور ہیں ان سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔

مضامین: حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مہم پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اس کو صیغۂ راز میں رکھتے تاکہ دشمن قبل از وقت مطلع ہو کر اپنے دفاع کی تیاری مکمل نہ کر لے۔ اسی کے مطابق جب فتح مکہ کے لیے تیاری شروع کی گئی تو حسب معمول نہایت راز داری سے کام لیا گیا تاکہ کفار اس منصوبہ پر آگاہ ہو کر کوئی جوابی کارروائی نہ کر سکیں۔ حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سنگین غلطی سرزد ہوئی۔ ان کے بال بچے مکہ میں تھے وہاں ان کا کوئی ایسا قریبی رشتہ دار نہ تھا جو ان کا پرسان حال ہوتا۔ انہوں نے غنیمت موقع سمجھ کے ایک سوار کو خط لکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادہ سے انہیں آگاہ کیا تاکہ وہ اس احسان کے بدلے ان کے بال بچوں کا خیال رکھیں۔ اس کی تفصیل تو آیات کی تشریح کے ضمن میں آئے گی۔ یہاں صرف اتنا اشارہ کرنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو متنبہ فرمایا کہ ایمان لانے کے بعد کفار کے ساتھ تمہارا یارانہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ تم بڑی صاف دلی کے باعث انہیں بھی اپنے جیسا خیال کرتے ہو حالانکہ کفر نے ان کو ان صفات عالیہ سے محروم کر دیا ہے جن کی تم ان سے توقع رکھتے ہو۔ ان کے سینوں میں تمہارے خلاف بغض و عناد کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ اگر تم نے احتیاط سے کام نہ لیا تو یہ تمہیں بھی تنگ کریں گے اور مل کر بھی طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا کر دیں گے۔ اگر تم پر غالب آ گئے تو تم پر دست درازی بھی کریں گے اور ہر ممکن ذریعہ سے تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے جب ان کے قریبی رشتہ داروں نے ان کی دعوت توحید کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے ان سے مکمل بائیکاٹ کر دیا۔ تمہیں بھی چاہیے کہ اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کرو۔

یہاں ایک نکتہ کی وضاحت کر دی گئی کہ قطع تعلق فقط ان کفار کے ساتھ ہے جو تم سے برسرپیکار ہیں، جنہوں نے

تمہیں جلاوطن کر دیا ہے لیکن جو کافر تمہارے خلاف جارحیت کے مرتکب نہیں ہیں اُن سے، حسنِ سلوک اور انصاف کا حکم دیا جا رہا ہے۔

صلح حدیبیہ کے بعد ایک نئی صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی۔ معاہدۂ صلح میں یہ طے پایا تھا کہ اگر کوئی مسلمان مرد آج کے بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے گا تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔ لیکن عورتوں کے بارے میں کوئی صراحت نہ تھی۔ صلح حدیبیہ کے بعد کئی عورتیں جو مسلمان ہو چکی تھیں وہ اپنے کافر شوہروں کو گھر میں چھوڑ کر مدینہ طیبہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ شرائطِ صلح کی رُو سے کیا انہیں بھی واپس کر دینا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ جب کوئی عورت ہجرت کر کے تمہارے پاس آ جائے تو تم اس کے ایمان کا جائزہ لو۔ اگر وہ سچے دل سے ایمان لائی ہو تو اسے مت واپس کرو کیونکہ آج سے کوئی مومن عورت کسی مشرک کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح کئی مسلمان مرد اپنی کافر بیویاں مکہ میں چھوڑ آئے تھے۔ ان کے بارے میں بھی بتا دیا کہ کافر عورتیں بھی مسلمانوں کے عقدِ نکاح میں اب نہیں رہیں گی۔ وہ اب آزاد ہیں جس سے چاہیں شادی رچائیں۔ ان کے بارے میں تفصیلی احکام آیات کی تشریح کے ضمن میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

مکہ مکرمہ فتح ہونے والا تھا وہ دن طلوع ہونے کے قریب تھا جب مردوں کی طرح عورتیں گروہ در گروہ اسلام قبول کریں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو قبل از وقت بتا دیا کہ جب مشرک عورتیں اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوں تو ان امور پر ان کی بیعت لی جائے

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۲۳-۳۰۷۷

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ ممتحنہ مدنی ہے اور اس میں ۱۳ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

اے ایمان والو نہ بناؤ میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اپنے جگری دوست

ف۱ اس آیت کی شانِ نزول حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کے جامع الفاظ میں ملاحظہ ہو:

بنی ہاشم کے خاندان کی ایک باندی سارہ مدینہ طیبہ میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئی جب کہ حضور فتح مکہ کا سامان فرما رہے تھے۔ حضور نے اس سے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا ہجرت کر کے آئی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا پھر کیوں آئی؟ اس نے کہا محتاجی سے تنگ ہو کر۔ بنی عبدالمطلب نے اس کی امداد کی، کپڑے بنائے، سامان دیا۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ملے۔ انہوں نے اس کو دس دینار دیئے، ایک چادر دی اور ایک خط اہل مکہ کے پاس اس کی معرفت بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے کرو۔ سارہ یہ خط لے کر روانہ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اس کی خبر دی۔ حضور نے اپنے چند اصحاب کو جن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے گھوڑوں پر روانہ کیا اور فرمایا مقام روضہ خاخ پر تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے۔ وہ خط اس سے لے لو اور اس کو چھوڑ دو۔ اگر انکار کرے تو اس کی گردن مار دو۔ یہ حضرات روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی جگہ پر پایا جہاں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اس سے خط مانگا وہ مکر گئی اور قسم کھا گئی۔ صحابہ نے واپسی کا قصد کیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر خلاف ہو ہی نہیں سکتی اور تلوار کھینچ کر عورت سے فرمایا یا خط نکال یا گردن رکھ۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت بالکل قتل کرنے کو تیار ہیں تو اپنے جوڑے میں سے خط نکالا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ اے حاطب اس کا کیا باعث؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جب سے اسلام لایا کبھی میں نے کفر نہیں کیا اور جب سے حضور کی نیاز مندی میسر آئی کبھی حضور کی خیانت نہ کی اور جب سے اہل مکہ کو چھوڑا کبھی ان کی محبت نہ آئی لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش میں رہتا تھا اور ان کی قوم سے نہ تھا میرے سوا اور جو مہاجر ہیں ان کے مکہ میں رشتہ دار ہیں جو ان کے گھر بار کی نگرانی کرتے ہیں مجھے اپنے گھر والوں کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے یہ چاہا کہ میں اہل مکہ پر کچھ احسان رکھوں تاکہ وہ میرے

گھر والوں کو دستیاب ہو اور میں یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ دے گا، بہر صورت میرا یہ خط انہیں بچا نہ سکے گا۔
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا اور ان کی تصدیق کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجیے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور نے فرمایا یہ بدری ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ جو جانتا ہے جب کہ اس نے اہل بدر کے حق میں فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ یہ سن کر حضرت عمر کے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ آیات نازل ہوئیں۔ (خزائن العرفان)

اگرچہ یہ آیتیں حضرت حاطبؓ کے متعلق نازل ہوئیں لیکن ان میں روئے سخن صرف انہی کی ذات نہیں بلکہ ساری ملت اسلامیہ کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ سب کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کیا جائے جس سے اسلام اور اہل اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، خواہ اس کی نیت کچھ ہو۔

اس آیت کے ضمن میں قاضی ابن العربی المالکی نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں چند مفید مسائل لکھے ہیں جن کا خلاصہ پیش خدمت ہے

١۔ اگر کوئی مسلمان اسلامی حکومت کے مخفی راز دشمن تک پہنچائے تو اس کا یہ فعل اگرچہ سنگین جرم اور کبیرہ گناہ ہے لیکن وہ اس سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا بشرطیکہ اس کے ایمان میں کوئی تزلزل نہ ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حاطبؓ کو دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا حکم دیتے۔

٢۔ کیا ایسا مسلمان واجب القتل ہے؟ امام مالک، ابن قاسم اور اشہب فرماتے ہیں کہ امام جو سزا مناسب سمجھے دے سکتا ہے۔ عبد الملک کہتے ہیں کہ اگر یہ جرم اس کی عادت بن جائے تو اسے قتل کر دیا جائے کیونکہ وہ جاسوس ہے۔ امام مالک جاسوس کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس نے مسلمانوں کو ضرر پہنچایا اور ملک میں فتنہ و فساد برپا کیا۔ وهو صحیح لضرره بالمسلمين و سعيه بالفساد في الارض

حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فعل صرف ایک بار سرزد ہوا تھا اس لیے معاف کر دیا گیا۔

٣۔ اگر جاسوس کافر ہو تو امام اوزاعی کہتے ہیں کہ ذمی کا عہد جاسوسی کے باعث ٹوٹ جاتا ہے اور حربی جاسوس کو قتل کر دیا جائے۔ مسلمان اور ذمی جاسوس کو سخت سزا دی جائے گی لیکن اگر وہ بار بار ایسا کریں گے اور مسلمانوں کے خلاف دشمن کی مدد کریں گے تو انہیں بھی قتل کی سزا دی جا سکتی ہے۔

یہاں سے ایک اور مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے جس کی آج کل اشد ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ اگر کسی شخص پر وطن دشمنی کا یا کوئی اور الزام عائد کیا جائے تو ایسے شخص کو اس وقت تک سزا نہیں دی جا سکتی جب تک اس کی تحقیق نہ کر لی جائے اور ملزم کو اپنی صفائی کا موقع نہ دیا جائے۔ محض الزام اور شبہ کی بنا پر سزا دینا اسلامی قانون میں ہرگز جائز نہیں۔ جب حضرت حاطبؓ کا خط پکڑا گیا تو انہیں صفائی پیش کرنے کا موقع دیا گیا اور ان کے اس بیان کو بھی جس کی تائید دیگر قرائن و شواہد سے ہو رہی تھی تسلیم کر لیا گیا۔

حضرت حاطبؓ جیسے عالی مرتبہ صحابی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تو اس کی ابتدا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ

تم اظہار محبت کرتے ہو ان سے ؎ حالانکہ وہ انکار کرتے ہیں اس دین حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے۔

يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۗ اِنْ

انہوں نے نکالا ہے رسول مکرم کو اور تمہیں بھی محض اس لیے کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمہارا پروردگار ہے۔ اگر

ے کی گئی۔ حضرت حاطب نے جب یہ آیت سنی تو ان کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی کہ ان کی اس غلطی کی وجہ سے ان کو مسلمانوں کی برادری سے خارج نہیں کر دیا گیا صرف سرزنش اور عتاب پر اکتفا کیا گیا ہے اور عتاب اسی کو کیا جاتا ہے جس سے محبت ہو کسی نے خوب کہا ہے ؎

اعاتب ذا المودة من صدیق اذا ما رابنی منه اجتناب
اذا ذهب العتاب فلیس ود ویبقی الود ما بقی العتاب

یعنی میں اس دوست کو ہی عتاب کرتا ہوں جس سے محبت ہو جب مجھے شک گزرے کہ وہ مجھ سے اجتناب کر رہا ہے۔

جہاں عتاب نہ ہو وہاں محبت نہیں ہوتی جب تک عتاب کا سلسلہ باقی ہے محبت بھی باقی ہے۔

اس آیت میں چند نحوی اور چند الفاظ توجہ طلب ہیں

عدو اگرچہ واحد ہے لیکن اس کا اطلاق جمع پر بھی ہوتا رہتا ہے۔ زمخشری کہتے ہیں والعدو فعول من عدا کعفو من عفا ولکونه علی زنة المصدر اوقع علی الجمع ایقاعه علی الواحد (کشاف)

یعنی یہ مصدر کے وزن پر ہے اس لیے جمع اور واحد دونوں صورتوں میں مستعمل ہوتا ہے۔

؎ تلقون الیهم بالمودة کا مفہوم کیا ہے اور کلام سابق سے اس کا ربط کیا ہے۔

ربط کے بارے میں تین قول ہیں۔ ① لا تتخذوا کی ضمیر کا حال ہے ② اولیاء کی صفت ہے ③ یہ کلام مستانف ہے یعنی نیا جملہ ہے پہلے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

بالمودة کی باء زائدہ ہے تعدیہ کی بھی ہو سکتی ہے اور سببیہ بھی ہو سکتی ہے۔

پہلی صورت میں القاء بالمودة کا معنی اظهار المودة ہوگا۔ روح المعانی یعنی تم ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہو۔ دوسری صورت میں یہ باء تعدیہ کے لیے ہوگی اور مودة، تلقون کا مفعول ہوگا۔ اس کا معنی وہی ہوگا جو پہلے ذکر کیا گیا ہے اور اگر باء سببیت کے لیے ہے تو اس وقت تلقون کا مفعول محذوف ماننا پڑے گا عبارت یوں ہوگی تلقون الیهم اخبار رسول الله صلی الله علیه وسلم بسبب المودة التی بینکم وبینهم (کشاف، روح المعانی) اس صورت میں معنی یوں ہوگا یعنی تم رسول کی خبریں ان کو

كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي

تم جہاد کرنے نکلے ہو میری راہ میں اور میری رضا جوئی کے لیے (تو) انہیں دوست مت بناؤ ؎۲

تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا

تم چپکے سے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو ؎۳ حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو تم نے چھپ کر کیا ہے اور جو

أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ①

تم نے ظاہر کیا اور جو ایسا کرے تم میں سے تو وہ بھٹک گیا راہ راست سے

کر لیجئے جو اس محبت کی وجہ سے جو تمہارے اور ان کے درمیان ہے۔

؎۲ ان کنتم خرجتم الخ یہ شرط ہے اس کی جزا محذوف ہے اور کلام سابق لا تتخذوا عدوی اس پر دلالت کرتا ہے یعنی اگر تم نکلے ہو اس کے راستہ میں جہاد کرنے کے لیے اور اس کی رضا کی طلب کے لیے تو اللہ کے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ

؎۳ تسرون الیہم کا تعلق ما قبل سے بھی ہو سکتا ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ اس کلام کو مستانف قرار دیا جائے اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ تسرون الیہم بمودتکم سے یعنی تم ان کو دوستی کا پیغام چپکے چپکے بھیجتے ہو۔

دوسرا مفہوم یہ ہے تسرون الیہم اسرار رسول اللہ بسبب المودۃ کہ تم اپنی دوستی کی وجہ سے حضور کے رازوں تک پہنچاتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہاری ساری حرکتوں کو خوب جانتا ہے تم لاکھ چھپانے کی کوشش کرو وہ اس علیم و خبیر سے چھپ نہیں سکتیں

آیت کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اے ایمان والو! جو لوگ میرے دین کے دشمن ہیں اور جو لوگ تمہارے بھی دشمن ہیں ان کو اپنا دوست مت بناؤ۔ تم ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہو حالانکہ وہ اس دین حق کا انکار کرتے ہیں جو تمہارے پاس اللہ کا رسول لے کر آیا ہے اور ان کی عداوت کی اس سے بڑی روشن دلیل نہیں اور کیا ہے کہ انہوں نے اللہ کے محبوب نبی کریم کو بھی ہجرت پر مجبور کر دیا اور تمہیں بھی جلا وطن کر دیا۔ حالانکہ تمہارا ان کا کوئی قصور نہیں تھا تم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی تھی ان کی نظروں میں تمہارا اصل جرم ایمان باللہ ہے۔ یہ گناہ ہے جو قابل معافی نہیں۔ اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے میدان میں اترے ہو اور اس کی خوشنودی کے جویا ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے کہ ان کو اپنا دوست مت بناؤ۔ تم میں سے بعض لوگ خفیہ طور پر کفار سے دوستی اور محبت کا تعلق رکھتے ہیں کیا انہیں یہ بات بھول گئی ہے کہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے اور اللہ تعالیٰ چھپی اور ظاہر ہر چیز کو جانتا ہے۔ قیامت تک آنے والے مسلمانوں میں سے اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا اور اپنی منزل سے بہک گیا۔

إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَآءً وَيَبْسُطُوٓا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ

اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور دراز کریں گے تمہاری طرف اپنے ہاتھ

وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوٓءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ

اور اپنی زبانیں بدی کے ساتھ اور وہ تو چاہتے ہیں کاش تم بھی کافر ہو جاؤ ہرگز نفع نہ پہنچائیں گے تمہیں تمہارے رشتہ دار

وَلَآ أَوْلَٰدُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا

اور نہ تمہاری اولاد روز قیامت الله تعالیٰ جدائی ڈال دے گا تمہارے درمیان اور الله تعالیٰ جو

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِىٓ إِبْرَٰهِيمَ

تم کر رہے ہو اسے خوب دیکھنے والا ہے بیشک تمہارے لیے خوب صورت نمونہ ہے ابراہیم

۲ علامہ آلوسی لکھتے ہیں ان یثقفوکم ای ان یظفروا بکم یعنی اگر وہ تم پر غالب آجائیں اور تم پر قابو پالیں۔
اس آیت میں حاطب اور ان کی روش اختیار کرنے والوں کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر یہ کفار تم پر غالب آجائیں اور تم پر قابو پالیں تو اپنی عداوت اور بربریت کا مظاہرہ کریں گے [illegible] وہ ہاتھوں سے تمہیں تہ تیغ کرنے میں [illegible] اور زبان سے تم پر گالیوں کی بوچھاڑ کریں گے [illegible] ان کے اندر یہ عداوت و حسد کا آتش فشاں دہک رہا ہے اور تمہیں [illegible] وہ صرف تمہارے مال اور تمہاری جان کے دشمن نہیں بلکہ [illegible] تمہاری متاع ایمان [illegible] تمہارے ایمان کو [illegible] ایمان کے دشمن [illegible] میں [illegible] کی حماقت ہے [illegible] مومن کو [illegible] دشمن [illegible] چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہیے۔

۳ حضرت حاطب کو جس چیز کی محبت نے اس حرکت پر اکسایا تھا بتایا کہ قیامت کے دن وہ رشتہ دار اور اولاد کسی کام نہ آئیں گے ہر شخص کو اپنے کئے کی سزا ملے گی۔ یفصل بینکم یعنی الله تعالیٰ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا تم ایک دوسرے سے بھاگتے پھرو گے۔ اپنی گلو خلاصی کی فکر ہوگی۔ اسی چیز کو دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا گیا ہے

یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه

یعنی اس روز انسان بھاگے گا اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی بیوی سے اور اپنے بچوں سے۔

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا

اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں جب انہوں نے کہہ دیا اپنی قوم سے کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور ان معبودوں

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ

سے جن کی تم پرستش کرتے ہو اللہ کے سوا ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ظاہر ہو گئی ہمارے اور تمہارے درمیان

الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا

ہمیشہ کے لیے عداوت اور دشمنی پیدا ہو گئی ہے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ ایک اللہ پر مگر

ف اپنے قریبی رشتہ داروں سے خواہ وہ بیوی بچے ہی کیوں نہ ہوں قطع تعلق کوئی آسان کام نہیں لیکن ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے اگر ایمان کو بچانے کے لیے ماں باپ سے، بہن بھائیوں سے، بیوی بچوں سے بھی اگر قطع تعلق کرنا پڑے تو وہ دریغ نہ کریں سارے رشتے توڑ دیں ... لیکن متاع ایمان میں رخنہ نہ آنے دیں۔ یہاں اللہ کے خلیل حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے جاں نثار اتباع اور ساتھیوں کی مثال پیش کی کہ دیکھو انہوں نے اپنے خدا کو راضی کرنے کے لیے کس طرح ان تعلقات کو پس پشت ڈال دیا اور کس جرأت سے برملا اعلان کر دیا کہ ہمارا اور تمہارا اب کوئی تعلق نہیں رہا۔ ہم تمہارے معبودوں سے بھی کوئی سروکار نہیں۔ بے شک حکومت و اقتدار تمہارے پاس ہے، جاگیریں اور زمینیں تمہارے قبضہ میں ہیں اور دولت و ثروت کے انبار تمہارے پاس لگے ہیں لیکن تمہاری حیثیت ہماری نظروں میں خس و خاشاک سے بھی کم ہے۔ ہمیں تمہاری اور تمہارے جاہ و جلال کی قطعاً پروا نہیں۔

ف کفرنا بکم کا ایک معنی تو یہ ہے کہ ہم تمہارے بھی منکر ہیں اور تمہارے خداؤں کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں اور ہونا بھی ایسا ہی ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ طاغوت سے کفر ضرور کرتا ہے۔ اسے معبودان باطل کا انکار ضرور کرنا پڑتا ہے۔ فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقٰی۔ یعنی جو طاغوت سے انکار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اس نے درحقیقت مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو ٹوٹنے والی نہیں۔

لیکن کفرنا بکم کا ایک دوسرا مفہوم بھی علامہ آلوسی نے ذکر کیا ہے۔ علامہ آلوسی کی عبارت ملاحظہ ہو والکفر مجاز او کنایۃ عن عدم الاعتداد فکانہ قیل لا نعتد بشانکم ولا بشان آلہتکم وما انتم عندنا علی شیء۔

یعنی بطور مجاز یا کنایہ کفر سے مراد یہاں عدم اعتنا ہے۔ گویا یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ان خود ساختہ خداؤں کی پروا نہیں کرتے۔ ہماری نگاہوں میں تمہاری رتی بھر کوئی وقعت نہیں۔

ف ابراہیم اور آپ کے ساتھیوں نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ ہمارا قوم کے کافروں سے کوئی رشتہ قرابت تعلقات

قَوْلَ إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ

[illegible]

مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ

[illegible]

الْمَصِيرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا

[illegible]

رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۚ وَمَنْ

نمونہ ہے ان کے لیے جو اللہ اور روز قیامت کا امیدوار ہے اور جو

يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۠ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ

[illegible] اللہ [illegible] سب تعریفوں والا ہے۔ ٹ یقیناً اللہ [illegible] پیدا فرما دے گا

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ

تمہارے درمیان اور ان کے درمیان جن سے [illegible] اور اللہ تعالیٰ [illegible] قدرت والا ہے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ

اور اللہ تعالیٰ [illegible] رحیم ہے۔ ٹ اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے تم سے

[illegible] اسلام کے باطل ہونے کی دلیل [illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] الغرض قرآن کے یہ الفاظ [illegible]
[illegible] ان سب کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور جب بندہ [illegible] کلمات سے اپنے رب کے حضور [illegible]
[illegible] (تفہیم القرآن [illegible])

ٹ [illegible] قیامت [illegible]
[illegible]
[illegible]

ٹ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ

دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی اور نہ انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ

تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ⑧ إِنَّمَا

احسان کرو اور ان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ

اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے

مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ

گھروں سے نکالا اور مدد کی تمہارے نکالنے میں کہ تم انہیں دوست بناؤ اور جو

۱۵ پہلی آیت میں کفار کو دوست بنانے سے روک دیا۔ اس کی وجہ یہ بتائی کہ انہوں نے حضور نبی کریم کو اور بیچارے مسلمانوں کو اپنے وطن اور اپنے گھر بار سے نکال دیا۔ اس آیت میں ان کفار سے حسن سلوک کی اجازت دی جا رہی ہے جنہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی اور نہ انہیں جلاوطن کیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی قتیلہ نامی تھی جس کو آپ نے قبل از اسلام طلاق دے دی تھی۔ اس کے بطن سے آپ کی صاحبزادی حضرت اسماء تھیں۔ ہجرت کے بعد وہ اپنی بیٹی کے لیے چند تحفے لے کر مدینہ آئی۔ حضرت اسماء نے اسے گھر آنے سے روک دیا اور تحائف قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے بارگاہ رسالت میں کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسماء کو اجازت دی کہ وہ اپنی ماں کو گھر میں آنے دے، اس کے تحائف قبول کرے اور اس کے ساتھ احسان و مروت کا برتاؤ کرے۔

۱۶ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب کفار نے تمہارے خلاف جنگ نہیں لڑی اور نہ انہوں نے تمہیں کسی قسم کی اذیت پہنچائی تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ نیکی اور احسان کا رویہ اختیار کرو۔ اگر تم محارب کافروں کی طرح ان غیر محارب کافروں کے ساتھ بھی جنگ و کدورت کا رویہ اختیار کرو گے تو یہ عدل و انصاف کے خلاف ہوگا۔ اس لیے تمہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ ایسے کفار کے ساتھ تم انصاف کرو جنہوں نے تم پر زیادتی نہیں کی اور جنہوں نے تم پر زیادتی کی ہے ان پر بھی تمہیں ظلم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسلام کسی کے ساتھ کسی حالت میں ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔

علامہ ابن عربی احکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ تقسطوا الیهم کا معنی یہ ہے کہ ایسے کفار کو بطور تبرع اور حسن سلوک اپنے اموال کا کچھ حصہ دو تاکہ ان کی دلجوئی ہو جائے۔ یہاں تقسطوا بمعنی عدل نہیں کیونکہ عدل تو مسلمان پر ہر حالت میں واجب ہے خواہ مقابلہ جنگجو کفار سے ہو خواہ ایسے کفار سے جنہوں نے جنگ نہیں کی۔ ان کی عبارت ملاحظہ ہو۔ وتقسطوا الیهم ای تعطوهم قسطا

يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِذَا

انہیں دوست بنائے ہیں تو وہی اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں ۱۹ ۔ اے ایمان والو! جب

جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيمٰنِهِنَّ

آجائیں تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے ۲۰ تو ان کی جانچ پڑتال کر لیا کرو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو

من تولاھم [illegible] العدل [illegible] (احکام القرآن)

۱۹ ۔ جو لوگ ایسے دشمنان جان و ایمان سے محبت کی پینگیں بڑھاتے ہیں، وہ ظالم ہیں۔ ان کی یہ حرکت ان کی قوم اور ان کے حق میں تباہ کن ثابت ہو گی۔ وہ اپنے [illegible] کے باعث ان کے شر سے [illegible] ہو جائیں گے اور وہ ان کو غافل پا کر ایسا دھکا دیں گے کہ پھر وہ نہیں سنبھل سکیں گے۔ بلاشبہ ایسا شخص ظالم ہے۔

۲۰ ۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جو معاہدہ طے پایا تھا اس میں کفار کی طرف سے ان کے نمائندے سہیل بن عمرو نے یہ شرط پیش کی تھی کہ اگر کفار مکہ کا کوئی آدمی مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ چلا جائے گا تو کفار اس کو واپس لے جا سکتے ہیں لیکن اگر کوئی مسلمان کفار کے پاس چلا جائے تو مسلمان اس کو واپس لینے کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

چنانچہ ابو بصیر اور ابو جندل کے حالات سے آپ بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں کہ ان کو معاہدہ کی پابندی کرتے ہوئے حضور نے واپس کر دیا۔ بعض مسلمان عورتیں بھی ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جو اسلام کے بدترین دشمن کی بیٹی تھیں اس کی لخت جگر ام کلثوم بھی مکہ سے [illegible] مدینہ پہنچیں۔ ان کے علاوہ سبیعہ بنت الحارث الاسلمیہ بھی [illegible] بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئیں۔ [illegible] ان کی واپسی کا مطالبہ کیا [illegible] اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو تم ان کی جانچ پڑتال کر لو۔ اگر ان کے آنے کا مقصد صرف ایمان کا تحفظ ہو تو انہیں واپس نہ کرو۔

اکثر لوگ اس جگہ کے بارے میں بڑی الجھن محسوس کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جب معاہدہ طے پا گیا تھا تو پھر ان عورتوں کو واپس نہ کرنا اس کی صریح خلاف ورزی کی جا رہی ہے اس شرط کی کیا قیمت رہ جاتی ہے۔ اس کا جواب صحیح بخاری کی ایک حدیث میں صراحتاً مذکور ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الشروط کے باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں جو سہیل بن عمرو نے لکھوائے تھے۔ وعلی انہ لا یاتیک منا رجل وان کان علی دینک الا رددتہ علینا یعنی اگر ہم میں سے کوئی مرد آپ کے پاس آئے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو، تو آپ اسے ہماری طرف لوٹا دیں گے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا اس عبارت میں رجل کا لفظ صراحتاً مذکور ہے جس کا معنی ہے مرد

فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى ٱلْكُفَّارِ ۖ

پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف مت واپس کرو ١٩

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُم مَّا أَنفَقُوا ۚ

نہ وہ حلال ہیں کفار کے لیے اور نہ وہ کفار حلال ہیں مومنات کے لیے ٢٠ اور دے دو کفار کو جو مہر انہوں نے خرچ کیے ٢١

اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھئے کہ اس نے کفار کے نمائندہ کی زبان سے ایسے الفاظ نکلوائے جن کی وجہ سے مہاجر خواتین کا مسئلہ کسی مشکل و دقت کے بغیر حل ہو گیا۔ جب کفار نے ان مسلم خواتین کی واپسی کا مطالبہ کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاہدہ کے اصل الفاظ ان کے سامنے پیش فرمائے تو کفار کو سانپ سونگھ گیا۔ وہ لاجواب ہو کر انہیں واپس جانا پڑا۔ معاہدہ کی نص اس مسئلہ کی تصریح کر رہی ہے۔ اس آیت میں اسی مسئلہ کو کھول کر بیان کیا گیا ہے

١٨ یہاں مدینہ طیبہ میں ان عورتوں کی پناہ گاہ نہیں کہ جو عورت اپنے خاوند سے دل برداشتہ ہو جائے یا کسی اور وجہ سے تنگ دل ہو کر چپکے سے وہ بھی یہاں پہنچ جائے اور مسلمان اس کو اپنی حفاظت میں لے لیں۔ اسلام کے نزدیک یہ حرکت سخت قبیح ہے۔ اس لیے حکم دیا گیا کہ اگر کوئی عورت ہجرت کر کے آئے تو اس کا امتحان لو کہ اس نے ہجرت کے مقصد کے سوا کسی اور غرض سے تو ایسا نہیں کیا۔ اگر تمہیں اطمینان ہو جائے کہ یہ عورت صرف اپنے دین و ایمان کی خاطر گھر بار چھوڑ کر آئی ہے تو اس کو اپنے پاس رکھو اور اگر اس کی کوئی اور غرض ہے تو پھر اسے واپس کر دو۔

احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتحان کا طریقہ مذکور ہے جس سے ساری حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے

جب کوئی عورت مکہ سے مدینہ آتی تو حضور اس سے اس طرح قسم لیتے

باللہ الذی لا الٰہ الا ھو ما خرجت من بغض زوج۔ اس اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں میں اپنے خاوند سے بغض و عداوت کی وجہ سے نہیں نکلی

باللہ ما خرجت رغبۃ عن ارض الی ارض۔ خدا کی قسم میں ایک جگہ سے دل برداشتہ ہو کر اس نئی جگہ نہیں آئی

باللہ ما خرجت التماس الدنیا خدا کی قسم میں دنیا کی طلب کے لیے گھر سے نہیں نکلی

باللہ ما خرجت الا حبا للہ ورسولہ۔ بخدا میں صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے باعث اپنا وطن چھوڑ کر آئی ہوں۔

١٩ اس سے مراد ظن غالب اور حصول اطمینان ہے کیونکہ کسی کے دل کی حالت پر یقینی آگاہی حاصل کرنا ممکن نہیں

٢٠ یعنی عورتوں کو کفار کے حوالے نہ کرنے کی یہ وجہ بیان کی جا رہی ہے کہ مومن عورتیں کافروں کے لیے حلال نہیں اور کافر

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ

اور تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرو جب تم انہیں ان کے مہر دے دو

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا

اور اسی طرح تم بھی روکے نہ رکھو اپنے نکاح میں کافر عورتوں کو اور طلب کر لو جو تم نے خرچ کیا اور وہ بھی طلب کر لیں

مَا أَنْفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

جو انہوں نے خرچ کیا یہ اللہ کا فیصلہ ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا

مردان با ایمان دار خواتین کے لیے حلال ہیں۔

اس آیت کے نزول سے پہلے مسلمانوں اور کافروں کے درمیان باہمی ازدواج جاری تھا۔ مسلمان عورتیں کفار کے ساتھ نکاح کرتیں اور مسلمان مرد کافر عورتوں سے شادی کرتے۔ اس قسم کی متعدد مثالیں اس معاشرہ میں موجود تھیں لیکن اس آیت نے اس ازدواج کا دروازہ بند کر دیا۔ کوئی مسلمان اہل کتاب کے علاوہ کسی کافر عورت سے نکاح نہیں کر سکتا اور کوئی مسلمان عورت کسی کافر سے خواہ اہل کتاب سے ہی کیوں نہ ہو نکاح نہیں کر سکتی۔

۱۲ یہاں ایک نیا مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو مسلمان عورتیں ہجرت کر کے دارالاسلام میں آجائیں تو حکومت اسلامیہ پر لازم ہے کہ ان کے شوہروں نے جو مہر انہیں دیا تھا وہ بیت المال سے انہیں واپس کر دیا جائے اور اگر وہ عورتیں کسی مسلمان کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت ہے اور اسے مہر علیحدہ دینا ہوگا۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک جس وقت عورت دارالاسلام میں ہجرت کر کے پہنچ گئی اسی وقت اس کا سابقہ نکاح کالعدم قرار دے دیا جائے گا اور اسی وقت وہ جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے عدت گزارنے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن مجامعت کے لیے استبراء ضروری ہے یعنی یقین کر لیا جائے کہ اس کا رحم پہلے خاوند سے حامل نہیں ہے۔ اس کے لیے ایک حیض کا آنا کافی ہے۔ اگر عورت حاملہ ہو تب بھی اس کے ساتھ نکاح جائز ہے لیکن اس کے ساتھ مجامعت تب کر سکتے ہیں جب وہ بچہ جن چکے۔ امام شافعی کے نزدیک اس عورت کو بھی شرعی عدت گزارنی پڑے گی۔ اگر غیر حاملہ ہو تو تین حیض اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل۔ اس کے بعد وہ کسی سے نکاح کر سکتی ہے۔

۱۳ یہاں سے مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم سے پہلے جو کافر عورتیں تمہارے نکاح میں تھیں انہیں اپنی زوجیت میں روکے نہ رکھو بلکہ انہیں آزاد کر دو۔ چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد جن مسلمانوں کے گھروں میں ایسی عورتیں تھیں انہیں طلاق دے دی گئی۔ حضرت عمر کی دو کافر بیویاں تھیں جو مکہ میں رہ گئی تھیں۔ امیر المؤمنین نے ان دونوں کو طلاق دے دی۔

حَكِيمٌ ۝ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ

[illegible] والا ہے ۲۳۔ اور اگر جاتی رہے تم سے کوئی عورت تمہاری بیبیوں میں سے کافروں کی طرف پھر تمہاری باری آئے

فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ

[illegible] ۲۴ [illegible]

الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ

جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اے نبی جب مومن عورتیں آپ کی خدمت میں آئیں

يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ

کہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور

وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ

نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ [illegible] بہتان [illegible] جو [illegible] سے گھڑ لیا ہو اپنے

[illegible] عورتوں کے ساتھ جو تمہارے نکاح میں [illegible] تمہاری بیویاں ہی تھیں۔

۲۳ [illegible] مسلمان ہو کر ہجرت [illegible]

[illegible]

ہے۔ وہ [illegible] مستقبل پر نظر رکھتا ہے۔ اس [illegible] حکمت پر مبنی ہوتا ہے

۲۴ اگر کوئی شخص مسلمان ہو کر ہجرت کر کے [illegible] بیوی کفر کی حالت [illegible] معاہدے کے مطابق ان کا فرض [illegible]

چاہیے کہ وہ اس عورت کا مہر [illegible] واپس کر دیں [illegible] کے درمیان رشتہ ازدواج ختم ہو گیا ہے لیکن

[illegible] مسلمانوں کو چاہیے کہ مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے [illegible] مہر کی رقم ادا کر دیں [illegible]

[illegible] تقسیم کریں [illegible]

[illegible] بیویوں کا مہر ادا کیا جائے

جو دار الحرب میں کفر کی حالت میں رہ گئیں

أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ

ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں ٣٥ تو آپ انہیں بیعت کر لیا کرو

آیت میں بعض علماء کرام کا خیال ہے کہ عقب سے مشتق نہیں بلکہ عقبۃ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے [illegible] کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ من العقبۃ [illegible] الاصل [illegible] سدی الحلال، علامہ آلوسی اس آیت کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ ومحصل المعنی [illegible] بالکفر [illegible] روح المعانی

٣٥ جب فتح مکہ کا دن ہوا، اور مرد لوگ حضور کی بیعت کر کے مشرف باسلام ہو گئے تو مکہ کی عورتیں بھی بیعت کے لیے حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عورتوں کی بیعت لینے پر مقرر فرمایا اور ان باتوں کا اس آیت میں ذکر ہے ان پر عمل کرنے کا عہد لینے کا حکم دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں سے کلام سے بیعت لیتے [illegible] مبارک کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کرتا تھا۔ [illegible] کسی کپڑا وغیرہ پکڑ کر عورتوں سے بیعت لی۔

جن امور پر بیعت لی گئی ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ چوری نہیں کریں گی۔ تیسری بات یہ ہے کہ وہ بدکاری نہیں کریں گی۔ چوتھی بات یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی کیونکہ عرب معاشرہ میں اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور فقر و فاقہ کے ڈر سے بھی اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ اسی میں اسقاط حمل بھی داخل ہے جس کی آج کل بڑی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اس کو قتل شمار کیا جاتا ہے۔ پانچویں بات جس سے منع کیا گیا وہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی۔ اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔

کسی کے ناجائز بچے کو اٹھا کر لے آنا اور اپنے خاوند کی طرف منسوب کر دینا یا اپنی بدکاری سے جو بچہ پیدا ہو اس کو اپنے خاوند کی طرف منسوب کر دینا یا کسی دوسری عورت پر بدچلنی کا الزام لگانا، یہ تمام صورتیں اس آیت میں داخل ہیں اور اسلام سے [illegible] چھٹی بات یہ ہے کہ جس کی پابندی کا ان سے وعدہ لیا جا رہا ہے کہ ہر نیک کام جس کا حضور حکم دیں گے وہ اس کی نافرمانی نہیں کریں گی۔

فقہائے اسلام نے معروف کی قید سے یہ قانون اخذ کیا ہے کہ حاکم وقت کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ شریعت اسلامیہ کے کسی قانون کے خلاف کوئی حکم صادر کرے۔ اسی طرح کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی حاکم کی فرمانبرداری میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا مرتکب ہو۔ [illegible] معروف کی قید یہاں اس لیے ذکر نہیں کی گئی کہ حضور غیر معروف کا بھی حکم دے سکتے ہیں۔ حضور کا ہر ارشاد تو حق ہوتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی مشیت کے عین مطابق ہوتا ہے [illegible]

کسی غیر معروف کا حکم دیں۔ یہ قید محض اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ جب اللہ کے رسول کی اطاعت کے لیے معروف شرط ہے جن سے غیر معروف کا احتمال ہی نہیں تو اور کسی کو یہ حق کیسے پہنچ سکتا ہے کہ شریعت اسلامیہ کے خلاف غیر معروف قانون سازی کرے اور اس پر عمل کرنے کا لوگوں کو حکم دے۔

امام ابوبکر جصاص لکھتے ہیں: وقد علم اللہ ان نبیه لا یامر الا بالمعروف الا انه شرط في النهي عن معصیته اذا امرهم بالمعروف لئلا یترخص احد في طاعة السلاطین اذا لم تکن طاعة لله تعالیٰ (کتاب الاحکام) یعنی اللہ جانتا ہے کہ اس کا نبی [illegible] معروف کے سوا کسی چیز کا حکم نہیں دیتا لیکن یہاں معروف کی شرط اس لیے لگائی تاکہ کوئی شخص حکمرانوں کے ان احکام کی اطاعت کا جواز نہ نکال لے جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے۔

جب افضل البشر کی اطاعت کے لیے معروف کی شرط ہے تو اور کون اس سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے

میرا یہ مقصود [illegible] اسلامی مملکت میں قانون کی [illegible] ہو گی ہر شخص اپنے کو قانون کے سامنے تسلیم کرنا ہو گا کسی شخص کو [illegible] اس بات کی [illegible] کہ وہ [illegible] اور جو قانون [illegible] اس کے لیے وجہ جواز پیدا کرتا ہے۔

اس تمام بحث سے [illegible] عورتوں کا [illegible] کہ جب عورتیں بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں تو ہند [illegible] بھی [illegible] حاضر ہوئی۔ [illegible] کا خطرہ تھا کہ حضور اس کو پہچان لیں۔ حضور نے ان عورتوں سے فرمایا کہ اس شرط پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی۔

[illegible] کہ اس شرط کے [illegible] بیعت [illegible] اس کے بعد [illegible] بیعت کیسے قبول ہو سکتی ہے [illegible] شرط [illegible] دوسری شرط [illegible] چوری نہ کرو گی [illegible] ابو سفیان [illegible] ابو سفیان بڑے کنجوس آدمی ہیں [illegible] حضور [illegible] اس کو پہچان لیا [illegible] اللہ [illegible] سابقہ [illegible] معاف فرما دیجیے اللہ تعالیٰ آپ [illegible] تیسری شرط [illegible] زنا نہیں کرو گی [illegible] کیا آزاد عورت بھی [illegible] چوتھی شرط [illegible] اولاد کو قتل نہیں کرو گی [illegible] ہند [illegible] ہم نے ان کو بچپن میں پالا [illegible] آپ نے قتل کر دیا [illegible] بیعت کی [illegible] ہنس پڑے [illegible] بہتان [illegible] اس پر [illegible] پانچویں شرط [illegible] معروف میں نافرمانی نہیں کرو گی [illegible] ہم [illegible] اس [illegible] میں حاضر نہیں ہوئیں کہ آپ کی نافرمانی کا خیال دل میں رکھیں۔

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اللہ سے ان کے لیے مغفرت مانگا کرو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۲۹ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ

مت دوست بناؤ ان لوگوں کو غضب فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جن پر وہ آخرت سے یوں مایوس

الْاٰخِرَةِ كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

ہوگئے ہیں جیسے وہ کفار مایوس ہوچکے ہیں جو قبروں میں ہیں ۳۰

۲۸ [illegible] علامہ آلوسی [illegible] عن ابن عباس [illegible] ام عطیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ام عطیۃ [illegible] کے کلام [illegible] اس وجہ سے [illegible] اسلام قبول کیا تھا۔

۲۹ اللہ تعالیٰ [illegible] آپ [illegible] شرائط [illegible] قبول کریں [illegible] ان کی بیعت [illegible] کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے جب آپ کے ہاتھ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] وکرم [illegible] ان کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا۔

۳۰ [illegible] اے ایمان والو [illegible] وہ لوگ جو اسلام کی عداوت میں [illegible] اپنی آنکھوں پر تعصب کی [illegible] ان کی یہ سرکشی [illegible] آخرت میں کسی ثواب [illegible] جیسے [illegible] قبروں میں [illegible] اپنی بخشش سے مایوس اور ناامید ہیں۔

اصحاب القبور سے پہلے من بیانیہ ہے۔ یعنی وہ کفار جو کہ قبروں میں دفن کیے جا چکے ہیں کیونکہ ان کی موت کفر پر ہوئی اس لیے اب ان کی نجات کی کوئی صورت نہیں۔ وہ اپنی بخشش کے بارے میں بالکل مایوس ہو چکے ہیں۔ علامہ آلوسی نے اس کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ای الذین هم اصحاب القبور ای الکفرۃ الموتی [illegible] قبروں میں پڑے [illegible] اپنی نجات سے مایوس ہو چکے ہیں۔

وکون من بیانیۃ مروی عن مجاهد وابن جبیر وابن زید وهو اختیار ابن عطیۃ

(روح المعانی)

[illegible] سے مروی ہے کہ [illegible] تک پہنچا دیا ہے۔

الحمد لله والصلوٰة والسلام على خاتم انبياء الله وآخر رسل الله سيدنا محمد الذي بعث الى الاسود والاحمر وكافة الناس بشيرا ونذيرا وعلى آله وصحبه ومن تبعه باحسان الى يوم الدين.

فاطر السمٰوٰت والارض انت وليّ في الدنيا والآخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين.

يا حي يا قيوم برحمتك استغيث لا تكلني الى نفسي طرفة عين واصلح لي شأني كله

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف
سورۃ الصّف

نام : اس سورۂ مبارکہ کا نام الصف ہے، یہ کلمہ اس کی چوتھی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں دو رکوع، چودہ آیتیں دو سو اکیس کلمات اور نو سو حروف ہیں۔

نزول : یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : مکی زندگی کی مشکلات کی الگ نوعیت تھی۔ مدنی زندگی میں جن مشکلات کا مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑ رہا تھا ان کی نوعیت جدا تھی۔ یہاں مسلمانوں کو اذن جہاد مل گیا اور کفار کے ساتھ کھلم کھلا ٹکراؤ کے عہد کا آغاز ہو گیا۔ اب ایسے جاں بازوں اور بہادر مجاہدوں کی ضرورت تھی جن کے قول و عمل میں مکمل ہم آہنگی ہو۔ جو کچھ وہ اپنی زبان سے کہیں ٹھیک ٹھیک اس پر عمل کر کے دکھائیں۔ جن لوگوں کے قول و عمل میں تضاد ہوتا ہے وہ کسی قوم کے لیے ہرگز باعث فخر نہیں ہوا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہاں تنبیہ فرمائی ہے کہ وہ ایسی باتیں نہ کیا کریں جن پر وہ عمل نہیں کر سکتے۔ یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے بلکہ اس کی ناراضگی اور اس کے غضب کا باعث ہے۔

ساتھ ہی بتا دیا کہ کفار سے جب لڑنے کے لیے میدان جہاد کا رخ کرو تو صفیں باندھ کر اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ تاکہ کفر و طاغوت کے طوفان اس سے ٹکرا ٹکرا کر واپس لوٹ جائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن ان کی قوم نے ان کی قدر نہ پہچانی، جی بھر کر انہیں ستایا اور جھٹلایا۔ مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا سلوک نہ کریں۔

آیت نمبر ۹ میں اسلام کے مکمل غلبہ کی بشارت دے دی کہ آندھیاں کتنی تند و تیز کیوں نہ ہوں، اللہ کے روشن کیے ہوئے اس چراغ کو نہیں بجھا سکتیں۔ جو پیغام ہدایت اور دین حق اللہ کا محبوب لے کر آیا ہے وہ سارے ادیان پر غالب ہو گا۔ زمین کے گوشے گوشے میں اس کا ڈنکا بجے گا۔

دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو ایسے کاروبار سے آگاہ کیا جس میں نفع ہی نفع ہے وہ یہ کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لیے مالی اور جانی جہاد کرو۔ اس کے عوض جنت کی ابدی نعمتوں کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی فتح و نصرت سے تمہیں سرفراز کیا جائے گا۔

آخری آیت میں اہل ایمان کو دعوت دی کہ وہ آگے بڑھیں اور اللہ کے دین کی تائید و نصرت کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور وہ کامیاب و کامران ہوں گے۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الصف مدنی ہے اور اس کی ۱۴ آیتیں ہیں اور اس میں ۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

اللہ کی تسبیح کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب

الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

بڑا دانا ہے ۱؎ اے ایمان والو! تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو ۲؎

۱؎ اس آیت کی تشریح کئی بار پہلے گزر چکی ہے۔ ان آیات سے اس سورت کا آغاز کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اس سورت کے ذریعہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی دعوت دی گئی ہے۔ کوئی نادان اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی امداد کا محتاج ہے اور اگر بندے اس کی راہ میں جان و مال قربان نہیں کریں گے تو اس کا دین فتح یاب نہیں ہو گا۔ ابتدا میں ہی اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ وہ تو ہر چیز سے غنی ہے۔ آسمان اور زمین کی ہر چیز اس کی تسبیح کر رہی ہے۔ اس کی عظمت کے گیت گا رہی ہے۔ تمہیں جہاد کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اس لیے ہے کہ اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ حق کا بول بالا ہو گا تو تمہاری عزت میں اضافہ ہو گا، تمہاری آبروئیں محفوظ ہو جائیں گی۔ کوئی طوفان تمہارے ایمان کے چراغ کو نہ بجھا سکے گا۔ اگر تم نے جہاد میں بزدلی کا مظاہرہ کیا اور باطل کو غلبہ نصیب ہو گیا تو ساری زمین میں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھیں گے۔ ہر انسان کا سکھ چین لٹ جائے گا۔ حق کا نام لینا بھی دشوار ہو جائے گا۔ اس لیے تمہیں اس کی دعوت دی جا رہی ہے۔ وہ طاقتور حق کے مقابلہ میں تمہاری کمزوری دور کرنے کے لیے تمہیں جہاد کا شوق دلایا جا رہا ہے۔ اگر تم سوچو گے تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ اس میں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے۔

۲؎ بعض لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب مل کر بیٹھتے تو بڑی ڈینگیں مارتے اور کہتے اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے تو ہم اس پر عمل کرتے اور اس کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دیتے۔ جب جہاد کے بارے میں حکم نازل ہوا اور احد کا معرکہ پیش آیا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور میدان میں نہ ٹھہر سکے۔ اس آیت میں اس قسم کے لوگوں کی مذمت کی جا رہی ہے اور مسلمانوں کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ کسی کام کی دعوت جوش و خروش سے دو اور لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہو تو خود بھی اس پر عمل کر کے دکھاؤ تاکہ مخاطبوں کو ان کی بات کا یقین آ جائے۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

[illegible] ۔ بیشک اللہ [illegible]

الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④

[illegible] اس کی راہ میں [illegible] گویا وہ [illegible] ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف

اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ

اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں ف پھر جب [illegible] تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا ف اور اللہ تعالیٰ

[illegible] ایک شعبہ اور [illegible] کر دیا گیا ہے۔

ف موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم سے [illegible] مختلف مقامات پر آپ [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] اے میری قوم! تم جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں [illegible] مقام ہے۔

ف اللہ تعالیٰ نے [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا [illegible] ہدایت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] عدلنا عن الحق ولم يستقيموا [illegible] ازاغ اللہ قلوبہم [illegible]

لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا شہ اور یاد کرو جب فرمایا عیسیٰ فرزند مریم نے

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں

يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ

تورات کی جو مجھ سے پہلے آ چکی ہے شہ اور مژدہ سنانے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد اس کا نام احمد

الحق والسبیل الی الصواب

یعنی جب انہوں نے حق سے انحراف کیا اور اذیت رسانی سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔ ایسے فاسق اور بدکار لوگ جو جان بوجھ کر گمراہی کا پیشہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ دستور نہیں کہ وہ انہیں ہدایت جیسی گراں بہا نعمت [illegible] ارزانی فرمائے۔

شہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تین ارشادات بیان کیے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس سے ان لوگوں کی تردید ہو گئی جو آپ کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں یا خدا۔ دوسری بات سے ان لوگوں کی تردید ہو گئی جو آپ پر اور آپ کی پاکباز والدہ پر گندے بہتان لگاتے ہیں۔ الیکم کے لفظ سے آپ نے یہ بتا دیا کہ میں صرف تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میری رسالت کا دائرہ بنی اسرائیل تک محدود ہے۔ آپ کے اس ارشاد پر عیسائی مشنری کیوں غور نہیں کرتے جو ساری دنیا میں عیسائیت کا پرچار کرتے پھرتے ہیں۔ قرآن کریم کے اس ارشاد کی تائید انجیل سے بھی ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو متی باب ۱۵، آیت ۲۴: "اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔"

اسی انجیل متی کے باب ۱۰ کی آیت ۵ سے ہر قسم کا اشتباہ دور ہو جاتا ہے۔

پہلی آیات میں ان بارہ رسولوں کے نام گنوائے گئے ہیں جن کو آپ نے تبلیغ و اشاعت کے لیے بھیجا اور ان کو حکم دے کر کہا، "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔"

جب حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں اور رسولوں کو یہودیوں کے پاس جانے تک محدود کر دیا اور اپنی تبلیغی اور اصلاحی سرگرمیوں کو بھی اسرائیل کے خاندان میں محدود کر دیا ہے تو آج کسی عیسائی مبلغ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بنی اسرائیل کے علاوہ کسی اور کو عیسائیت کی دعوت دے۔

اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

احمد ہوگا ؎ پس جب وہ احمد آیا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے ؎

دوسری بات آپ نے یہ فرمائی کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کے لیے نہیں آیا بلکہ ان پر جو آسمانی کتاب تورات نازل ہوئی ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام سچے رسول تھے اور تورات خدا کی کتاب ہے۔ تمام رسول چونکہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ہوتے ہیں اس لیے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ایک دوسرے کی تکذیب کریں۔ ان کا کام تو سب کی تصدیق کرنا ہوتا ہے

ف تیسری بات آپ نے یہ واضح کی کہ میں تمہیں ایک بڑی نادر خوشخبری سناتا ہوں وہ یہ کہ میرے بعد ایک جلیل القدر عظیم المرتبت رسول تشریف لانے والے ہیں ان کا اسم گرامی اور نام نامی احمد ہوگا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

یہاں چند سوالات جواب طلب ہیں:

۱ — کیا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی احمد ہے؟

۲ — کیا اس بشارت سے مراد حضور کی ذات اقدس ہے؟

۳ — کیا موجودہ انجیل میں یہ بشارت موجود ہے؟

۴ — کیا وہ شخص جس کا نام غلام احمد ہے وہ اس پیشین گوئی کا مصداق بن سکتا ہے؟

پہلے سوال کے بارے میں گزارش ہے

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو اسمائے گرامی صحیح احادیث سے ثابت ہیں ان میں یہ اسم مبارک بھی ہے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی (مالک، بخاری، مسلم وغیرہ)

یعنی حضور نے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں الحاشر ہوں۔ لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا۔ صحابہ کرام میں حضور کا یہ اسم گرامی معروف و مستعمل تھا۔ حضرت حسان بن ثابت بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں

؎ صلی الالہ ومن یحف بعرشہ والطیبون علی المبارک احمد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ، ملائکہ عرش اور تمام پاکیزہ لوگ اس مبارک ہستی پر درود و سلام بھیجیں جس کا اسم گرامی احمد ہے۔

احمد کا معنی ہے احمد الحامدین لربہ۔ تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد کرنے والا۔ اپنے رب کی حمد کی کثرت کی برکت سے ہی آپ محمد ہوئے ہیں۔ والمحمد هو الذی حمد مرة بعد مرة یعنی جس کی بار بار حمد کی جاتی ہو وہ محمد ہے۔ سب سے زیادہ حمد و ثنا کرنے میں آپ کا کوئی مثیل ہے نہ کوئی فرشتہ نہ کوئی رسول۔ کوئی نبی نہ مرسل حمد و ثنا اور ثنا گستری میں اس مقام پر پہنچا اور رسائی حاصل کر سکتا ہے جس مقام پر اللہ تعالیٰ کا پیارا حبیب فائز ہے۔ اسی طرح مخلوق میں سے جتنی محمود یعنی ستائش کا مستحق اللہ کا حبیب ہے اتنا کوئی بھی نہیں۔ کسی اور کو یہ نصیب نہیں۔ جن و انس اس کے ثنا خوان ہیں

اس کی توصیف میں رطب اللسان ہیں اور حمد و ثنا ہی اس کی صبح و شام ہے۔ صرف اسی فانی دنیا ہی میں نہیں بلکہ روز آخرت بھی یہی حضورؐ کی شان والا ہوگی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس شان محمدیت کی تابانیوں کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب دست مبارک میں لوائے حمد تھامے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ حبیب مقام محمود پر جلوہ فرما ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا یہ انداز بھی نرالا ہے کہ حضور سے پہلے کسی شخص نے اپنے فرزند کا نام احمد نہیں رکھا تاکہ اس بشارت کے مصداق کے بارے میں کوئی اشتباہ پیدا نہ ہو۔ لیکن جب اس نام کو ذات پاک مصطفوی سے نسبت ہوگئی تو یہ نام اس قدر مقبول ہوا کہ اب اس نام کے لوگوں کا شمار نہیں ہو سکتا۔

حضور سے پہلے کیونکہ بعثت محمدی کا چرچا تھا اور یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ ایک نبی آنے والے ہیں جن کا نام محمد ہوگا اس لیے بعض والدین نے اپنے بچوں کے نام محمد رکھے کہ شاید یہ سعادت ان کے حصہ میں آئے۔ حضور سے پہلے سات یا آٹھ آدمی ملتے ہیں جن کا نام محمد تھا۔ لیکن ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت سے اپنے پیارے حبیب کے ان دو ناموں کو ہر اشتباہ اور التباس سے بالاتر رکھا۔

دوسرے سوال کے متعلق عرض ہے

کہ بے شک اس بشارت کا مصداق صرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے کیونکہ الفاظ یأتی من بعدی ہیں بعد میں آنے کا اور تاریخ اس پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد حضور علیہ السلام کے سوا کسی نے بھی رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ دوسری نشانی ذکر کی کہ ان کا نام احمد ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص لطف ہے کہ حضور سے پہلے کوئی نبی یا رسول کا احمد نام نہ تھا اور کسی دوسرے بشر کا نام بھی احمد نہ تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ کے بعد صرف آپ نے ہی رسالت کا دعویٰ فرمایا اور صرف آپ کا اسم گرامی ہی احمد تھا اس لیے اس بارے میں ادنیٰ شک نہ رہا کہ اس بشارت کا مصداق حضور ہی کی ذات گرامی ہے۔

رہا تیسرا سوال کہ کیا موجودہ انجیل میں یہ بشارت بعینہ موجود ہے تو اس کے لیے ذرا تفصیل درکار ہے

اس وقت عیسائیوں کے پاس چار انجیلیں ہیں جن کو مستند قرار دیا گیا ہے۔ انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا، انجیل یوحنا۔ ان میں سے کوئی انجیل بھی حضرت مسیح کے زمانہ میں مدون نہیں ہوئی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے یہ الفاظ قابل غور ہیں

ITS EXACT DATE AND ITS EXACT PLACE OF ORIGIN ARE UNCERTAIN BUT IT APPEARS TO DATE FROM THE LATER YEARS OF THE 1ST CENTURY (P 522. VOL 3)

ترجمہ: اس کی صحیح تاریخ اور اس کے وجود میں آنے کا صحیح مقام غیر یقینی ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تعلق پہلی صدی کے آخری سالوں سے ہے۔ (جلد سوم ص۵۲۲)

اس کے چند سطر بعد اسی کالم میں رقمطراز ہیں

WE HAVE NO CERTAIN KNOWLEDGE AS TO HOW OR WHERE THE FOURFOLD GOSPEL CANON CAME TO BE FORMED

ترجمہ۔ ہمارے پاس کوئی یقینی ثبوت نہیں ہے کہ یہ چاروں مستند انجیلیں کیسے اور کہاں معرض وجود میں آئیں
پھر جن لوگوں نے انہیں مرتب کیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی بھی نہ تھے بلکہ اس وقت انہوں نے عیسائیت کو قبول بھی نہیں کیا تھا اور نہ ان مرتب کرنے والوں نے ان لوگوں کا نام بتایا ہے جن کے واسطے سے ان تک یہ باتیں پہنچی ہیں۔ آپ خود سوچیے کہ ستر سال تک جو کتاب مرتب نہیں ہوئی، وہاں غریب و سادہ لوح لوگوں نے مرتب کیا، انہوں نے یہ بتانے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ کن لوگوں سے انہیں یہ چیزیں ملی ہیں تو ان کے بارے میں جو قرآن کی بات آئی ہے، ان پر کس طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے

اس پر طرہ یہ ہے کہ وہ اصل نسخے جو سریانی زبان میں لکھے گئے تھے وہ سب کے سب غائب ہیں ان کا سراغ تک نہیں ملتا کہ ان تراجم کا اصل کے ساتھ موازنہ کیا جا سکے۔ سریانی انجیل کا ترجمہ یونانی میں ہوا۔ یونانی ہی کیا بلکہ ان تراجم کا بھی کوئی اصل موجود نہیں۔۔۔ انجیل کا جو سب سے قدیم یونانی ترجمہ تھا وہ بھی تو مدت سے معدوم ہے اور یہ تجربہ ہے کہ عیسائی علماء انجیل میں تحریف کو برا نہیں سمجھتے تھے اگر وہ کسی چیز کو مصلحت کے مناسب نہیں سمجھتے تو اسے حذف کر دیتے۔

جہاں صورت حال یہ ہو وہاں آپ بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انجیل کیا سے کیا بن گئی ہو گی۔ اور اس میں کس قسم کے تصرفات واقع ہوئے ہوں گے۔ اس لیے اگر ایسی انجیلوں میں یہ بشارت نہ ہو تو قرآن پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان ملاحظہ ہو کہ تحریف و تبدیل کے باوجود عیسائیوں کی معتبر انجیل یوحنا میں ابھی تک ایسی عبارتیں موجود ہیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے بارے میں پیشین گوئیاں کی گئی ہیں جن کا ذکر ضیاء القرآن میں مختلف مقامات پر آپ پڑھ چکے ہوں گے یہاں بطور نمونہ چند پیش کی جاتی ہیں

۱۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵، ۱۶)

مددگار کے لفظ پر انجیل کے حاشیہ میں وکیل یا شفیع لکھا گیا ہے

۲۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ (یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۰)

۳۔ لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔ (یوحنا باب ۱۵ آیت ۲۶، ۲۷)

یہاں بھی مددگار کے لفظ پر حاشیہ میں وکیل یا شفیع مرقوم ہے

۴۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ (یوحنا باب ۱۶ آیت ۷، ۸)

۵۔ اسی باب کی تیرھویں اور چودھویں آیات ملاحظہ فرمائیں:

[illegible] ۔

[illegible] نہیں ہو سکتا۔

[illegible] کی بات ہیں۔

[illegible]

[illegible]

"فلو [illegible] روح القدس [illegible]

[illegible]

اس کے بعد لکھتے ہیں [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] PERICLYTOS [illegible]

اس کا بیان [illegible] PARAKLUSTUS [illegible] دونوں لفظوں کے تلفظ میں [illegible] مشابہت ہے۔ [illegible] انجیل کے [illegible]

[illegible] COMMUNION [illegible] ADVOCATE [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۷۰۹ء میں پہلے پہل انجیل برناباس کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کیا ہے

[illegible] ایک کتاب تصنیف کر کے [illegible] کی طرف منسوب کر دیا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ [illegible]

[illegible] کتب کی فہرست سے خارج کر دیا۔

بنا پر اس نے اپنے رسول کی تعلیمات کو [illegible] بیان کیا۔ اسی طرح حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بھی پیشگوئی حضرت عیسیٰ نے ایک بار نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ کی تھی [illegible] چنانچہ ان میں سے چند بشارات [illegible] پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ [illegible] مطالعہ کیجیے [illegible] اس آیت کی صحیح تفسیر [illegible]

انجیل برناباس کے باب ۱۷ کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے

"BUT AFTER ME SHALL COME THE SPLENDOUR OF ALL THE PROPHETS AND HOLY ONES AND SHALL SHED LIGHT UPON THE DARKNESS OF ALL THAT THE PROPHETS HAVE SAID BECAUSE HE IS THE MESSENGER OF GOD."

"لیکن میرے بعد وہ آئے گا جو تمام نبیوں اور [illegible] کی شان ہے [illegible] اور وہ ان تمام باتوں پر روشنی ڈالے گا کیونکہ وہ اللہ کا رسول ہے۔"

2. FOR I AM NOT WORTHY TO UNLOOSE THE TIES OF THE HOSEN OR THE LATCHETS OF THE SHOES OF THE MESSENGER OF THE GOD WHOM YE CALL "MESSIAH" WHO WAS MADE BEFORE ME, AND SHALL COME AFTER ME, AND SHALL BRING THE WORDS OF TRUTH, SO THAT HIS FAITH SHALL HAVE NO END.

"یعنی میں [illegible] اس قابل نہیں کہ [illegible] کے جوتوں کے تسمے کھولوں [illegible] جسے تم مسیح کہتے ہو جو مجھ سے پہلے [illegible] اور میرے بعد آئے گا [illegible] اور اس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔" (باب ۴۲)

I AM INDEED SENT TO THE HOUSE OF ISRAEL AS A PROPHET OF SALVATION; BUT AFTER ME SHALL COME THE MESSIAH SENT OF GOD TO ALL THE WORLD, FOR WHOM GOD HATH MADE THE WORLD AND THEN THROUGH ALL THE WORLD WILL GOD BE WORSHIPPED, AND MERCY RECEIVED."

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: بے شک میں تو بنی اسرائیل کے گھرانے کی نجات کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں لیکن میرے بعد مسیح آئیں گے [illegible] اللہ تعالیٰ ان کو ساری دنیا کے لیے مبعوث فرمائے گا۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات تخلیق کی ہے اور ان کی تشریف آوری کے باعث ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پرستش کی جائے گی اور ساری دنیا کو رحمت نصیب ہو گی۔" (باب ۸۲)

آپ پریشان ہیں کہ لوگوں نے آپ کو خدا [illegible] کہنا شروع کر دیا ہے [illegible] آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر [illegible] آپ کے متعلق [illegible] جواب آپ نے دیا [illegible]

"BUT MY CONSOLATION IS IN THE COMING OF MESSENGER WHO SHALL DESTROY EVERY FALSE OPINION OF ME, AND HIS FAITH SHALL SPREAD AND SHALL TAKE HOLD OF THE WHOLE WORLD, FOR SO HATH GOD PROMISED TO ABRAHAM OUR FATHER."

"بلکہ میرا اطمینان تو اس رسول کی تشریف آوری سے ہوگا جو میرے بارے میں تمام جھوٹے تصورات کو دور کرے گا اس کا
دین پھیلے گا اور سارے جہان کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے باپ ابراہیم سے اسی طرح کا وعدہ کیا ہے۔"

اس کے بعد پادری نے ایک اور سوال پوچھا کیا اس رسول اللہ کے بعد اور نبی بھی آئیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا

"THERE SHALL NOT COME AFTER HIM TRUE PROPHETS SENT BY GOD, BUT THERE SHALL COME A GREAT DEAL OF FALSE PROPHETS, WHEREAT I SORROW FOR SATAN SHALL RAISE THEM UP

"نہیں آپ کے بعد سچا نبی جو اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ہو کوئی نہیں آئے گا۔ جھوٹے نبی بہت آئیں گے جنہیں شیطان کھڑا کرے گا۔"

اس پادری نے دوسرا سوال کیا: اس مسیحا کا کیا نام ہوگا اور کس علامت سے اس کی آمد پہچانی جائے گی؟ اس کے جواب میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"THE NAME OF THE MESSIAH IS ADMIRABLE FOR GOD HIMSELF GAVE HIM THE NAME WHEN HAD CREATED HIS SOUL, AND PLACED IT IN A CELESTIAL SPLENDOUR GOD SAID WAIT MUHAMMAD FOR THY SAKE I WILL TO CREATE PARADISE THE WORLD. AND A GREAT MULTITUDE OF CREATURES"

I SHALL SEND THEE INTO THE WORLD I SHALL SEND THEE AS MY MESSENGER OF SALVATION AND THY WORD SHALL BE TRUE, IN SO MUCH THAT HEAVEN AND EARTH SHALL FAIL, BUT THY FAITH SHALL NEVER FAIL"

"MUHAMMAD IS HIS BLESSED NAME"

"مسیحا کا نام قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان کی روح مبارک کو پیدا کیا اور آسمانی آب و تاب میں رکھا تو خود ان کا نام رکھا اور خود فرمایا: اے محمد! انتظار کرو، میں تیری خاطر جنت کو پیدا کروں گا، ساری دنیا کو پیدا کروں گا اور بہت سی مخلوقات کو پیدا کروں گا، جب میں تجھے دنیا میں بھیجوں گا تو تجھے نجات دہندہ رسول بنا کر بھیجوں گا، تیری بات سچی ہوگی، آسمان اور زمین فنا ہو سکتے ہیں لیکن تیرا دین کبھی فنا نہیں ہو سکتا"
"آپ کا مبارک نام محمد ہے"

پھر تمام مجمع نے بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے فریاد کرنی شروع کی

"O GOD SEND US THY MESSENGER, O MUHAMMAD, COME QUICKLY FOR THE SALVATION OF THE WORLD."

"اے اللہ! اپنے رسول کو ہماری طرف بھیج، اے محمد! دنیا کی نجات کے لیے جلدی تشریف لے آئیے۔" باب ۹۷

۵۔ حضرت مسیح نے حواریوں کو بتایا۔ اس سے پہلے آخری ملاقات میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میرے قتل کی سازش کی جائے گی جو ان کا لالچ میں میرا ایک حواری گرفتار کروائے گا، لیکن وہ مجھے پا نہیں سکیں گے، اللہ تعالیٰ مجھے زمین سے اٹھا لے گا اور جس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے اس کو میرے بجائے سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰٓی

اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتا ہے حالانکہ اسے بلایا جا رہا ہے

اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ یُرِیْدُوْنَ

اسلام کی طرف اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیا کرتا ظالم لوگوں کو یہ لوگ چاہتے ہیں

ارادہ کرتے ہیں

I SHALL ABIDE IN THAT DISHONOUR FOR A LONG TIME IN THE WORLD. BUT WHEN MOHAMMAD SHALL COME, THE SACRED MESSENGER OF GOD, THAT INFAMY SHALL BE TAKEN AWAY AND THIS SHALL GOD DO, BECAUSE I HAVE CONFESSED THE TRUTH OF THE MESSIAH, WHO SHALL GIVE ME THIS REWARD, THAT I SHALL BE KNOWN TO BE ALIVE AND TO BE A STRANGER TO THAT DEATH OF INFAMY.

"خوار ہوں گا ایک لمبے زمانے تک دنیا میں لیکن جب محمد تشریف لائیں گے جو اللہ کے مقدس رسول ہیں تب میری یہ رسوائی ختم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ یوں کرے گا کیونکہ میں نے مسیح کی صداقت کا اعتراف کیا ہے وہ مجھے یہ انعام دے گا کہ لوگ مجھے زندہ جانیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں اس رسوائی کی موت سے بیزار اور بالکل الگ ہوں۔" (باب ۱۱۲)

آپ نے مشہور مستشرق پر اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ پیشین گوئی میں جس رسول کا ذکر ہے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہو گا۔ اس مقام کی تنگ دامانی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں ان تمام حوالوں کو آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ مجھے امید ہے اگر ارباب علم و انصاف آپ ان اقتباسات کا مطالعہ کریں گے تو حقیقت کا چہرہ بے نقاب ہو جائے گا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص کا نام غلام احمد ہو وہ اس آیت کا مصداق ہو سکتا ہے اور اسے احمد قرار دیا جا سکتا ہے!

اس کے بارے میں اتنی بات سمجھ لیں کہ ایک شخص جس کا نام عبداللہ ہو وہ اپنے نام سے عبد حذف کر کے اگر اللہ نہیں کہلا سکتا تو اسی طرح غلام احمد نامی شخص غلام کا لفظ کاٹ کر اپنے آپ کو احمد کہلائے گا تو اس سے بڑھ کر قرآن کی کوئی تحریف نہیں ہو سکتی۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ جب وہ رسول جس کا اسم گرامی احمد ہے حضرت مسیح کی پیشین گوئی کے مطابق تشریف لے آیا اور روشن معجزات سے اپنی صداقت کو آشکارا کر دیا تو بجائے لوگوں کو ایمان لانے کی ترغیب دینے کے یہ معجزات دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ تو کھلا جادو ہے

لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ

کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے منہ سے لیکن اللہ [illegible] اپنے نور کو اگرچہ ناپسند کریں

الْكٰفِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ

کافر وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ يَا أَيُّهَا

تاکہ وہ غالب کر دے اسے سب دینوں پر اگرچہ ناپسند کریں یہ مشرک اے

[illegible] کہ ہر طرح کی کوشش کر رہے ہیں کہ اسلام کا یہ چراغ بجھ جائے لیکن وہ [illegible] کہ ان کی کوششیں [illegible] حضرت مصعب [illegible] جام شہادت نوش کر چکے تھے [illegible] حالات میں اللہ تعالیٰ نے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ کا [illegible] پورا ہو رہا ہے۔

[illegible]

[illegible] معیشت [illegible] اخلاق [illegible] اسلام [illegible]

اسلام [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] کا دین ہے [illegible] نہیں کر سکتا [illegible] نہیں کر سکتا۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ

اے ایمان والو! کیا میں آگاہ کروں تمہیں ایسی تجارت پر جو بچا لے تمہیں دردناک عذاب سے

اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

سے ۱۳ وہ تجارت یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ

اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم حقیقت کو جانتے ہو

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ تعالیٰ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تمہیں باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے

۱۳ دوسرے لوگ بھی تجارت کرتے ہیں۔ اس تجارت میں نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی۔ بسا اوقات تو سرمایہ تک ڈوب جاتا ہے۔ اگر نفع ہو تو یہی ہوگا کہ دولت کی فراوانی اور اسباب عیش [illegible] مہیا ہو جائیں گے لیکن ایک تجارت وہ ہے جس [illegible] [illegible] اس تجارت کی یہ خصوصیت ہے [illegible] نقصان کا احتمال نہیں [illegible] اس کے [illegible] کا اجر صرف قیامت کے روز ہی [illegible] اس دنیا میں بھی [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کے ہمراہ ہوگی اور فتح و ظفر ان کے قدم چومے گی [illegible] حاصل ہوگی [illegible] اور وہ تجارت یہ ہے کہ [illegible] اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنے مال اور اپنی جانیں [illegible] قربان کردو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حاصل ہوگی۔ [illegible]

[illegible] سے زندگی
ہے یہی [illegible] سے زندگی
علامہ اقبال

[illegible] اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت [illegible] دونوں جہان [illegible] آخرت کی سرخروئی

الْأَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (١٢)

نہریں اور پاکیزہ مکانوں میں جو سدا بہار باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَأُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ

اور ایک اور چیز جو تمہیں بڑی پسند ہے وہ بھی ملے گی یعنی اللہ کی جانب سے نصرت اور فتح جو بالکل قریب ہے اور اے حبیب

الْمُؤْمِنِيْنَ (١٣) يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا أَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ

مومنوں کو یہ بشارت سنا دیجئے اے ایمان والو! اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جس طرح کہا تھا

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ أَنْصَارِيْٓ إِلَى اللّٰهِ قَالَ

عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں سے کون ہے میرا مددگار اللہ کی طرف بلانے میں تو حواریوں نے

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ

جواب دیا ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں پس ایمان لے آیا ایک گروہ بنی

اس سے پہلی آیت کا اصل ہے، اس لیے اس کے ذکر کا شرف دیا

کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ مدد کا لفظ یہاں بھی امانت کا تقاضا ہے جو لوگ دین کی سربلندی کے لیے کوشاں رہتے ہیں وہ گوناگوں مشکلات برداشت کرتے، اپنی زندگی کو وقف کرتے ہیں، دشمن کا سامنا کرتے ہیں اور اپنی جان و مال کا نذرانہ پیش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کریم ہے ان کے جذبۂ اخلاص کی قدر فرماتے ہوئے ان کو انصار اللہ کے معزز لقب سے یاد فرماتا ہے یہ اس کی کمال بندہ نوازی، شفقت، بندہ پروری اور ذرہ نوازی ہے۔

حواریین: جمع ہے اس کا واحد حواری ہے جو حوار سے مشتق ہے۔ حواری دھوبی کو کہتے ہیں۔ دھوبی کو عربی میں حواری کہتے ہیں کیونکہ وہ میلے کپڑوں کو پاک و صاف اجلا کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص دوست گروہ تھے اس لیے انہیں حواریون کہا گیا۔ بعد میں پرخلوص دوست اور یار غار ساتھی کو حواری کہا جانے لگا۔

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ التحوير التبييض والحواريون القصارون لتبييضهم لانهم كانوا قصارين ثم غلب حتى صار كل ناصر وكل حميم حواريا (لسان العرب)

إِسْرَآءِيلَ وَكَفَرَت طَّآئِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ

اسرائیل سے اور کفر کیا دوسرے گروہ نے پھر ہم نے مدد کی جو ایمان لائے دشمنوں کے

عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾

مقابلہ میں بالآخر وہی غالب رہے ف۲۹

ف۲۹ جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو [illegible] کر کے دعوت حق دی تو [illegible] کی ایک [illegible] گئے بہت [illegible] ہوئے اور شرف ایمان [illegible] لیکن بنی اسرائیل کے بہت [illegible] لوگ [illegible] گئے اور [illegible] وہ ہو گئے [illegible] کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایمان دار گروہ کی مدد فرمائی اور ان کو [illegible] کامیابی سے سرفراز فرمایا

اللھم اجعلنا من [illegible] المصطفیٰ [illegible] علیہ و
علی آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل الثناء وانصرنا علی جمیع اعداء دینک
[illegible] ونصرتک ظاھرا علی الادیان کلھا انک علی کل شیء قدیر

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الجمعۃ

نام : اس سورۃ کی آیت نمبر ۹ میں "الجمعہ" کا لفظ ہے۔ اسی کو اس سورۃ کا نام تجویز فرمایا گیا۔ اس میں دو رکوع گیارہ آیتیں، ایک سو اسی کلمے اور سات سو بیس حروف ہیں۔

زمانہ نزول : حضرت ابن عباس، ابن زبیر، حسن، مجاہد، عکرمہ اور قتادہ بلکہ جمہور اُمت کے نزدیک اس کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو صحیح بخاری میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بارگاہِ نبوت میں حاضر تھا جس وقت سورۂ جمعہ نازل ہوئی اور سب کو علم ہے کہ حضرت ابو ہریرہ صلح حدیبیہ کے بعد اور غزوۂ خیبر سے پہلے مشرف باسلام ہوئے اور غزوۂ خیبر ۷ھ میں ہوا ابن ہشام کے نزدیک محرم کا مہینہ تھا اور ابن سعد کے نزدیک جمادی الاولیٰ کا۔

نیز اس کے مضامین بھی اس کے مدنی ہونے کی تائید کرتے ہیں۔ اس میں یہودیوں کو خطاب کیا گیا ہے نیز جمعہ ادا کرنے کا تاکیدی حکم بھی ہے اور ان دونوں کا تعلق مدنی عہد سے ہے۔

مضامین : اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس کی صفات حمیدہ کے بیان سے اس سورۃ کا آغاز ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان ربوبیت کے ذکر کے بعد اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کے کمالات بیان فرمائے ہیں۔ اُمّیین کا ذکر کرکے یہود کے اس زعم باطل کی تردید فرمادی جو یہ خیال کیے ہوئے تھے کہ نبوت حضرت اسرائیل کے خاندان کی جاگیر ہے، کوئی غیر اسرائیلی نبی نہیں بن سکتا۔ بتادیا کہ نبوت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور وہ قادر و مختار ہے۔ جس کو چاہے اپنے فضل سے سرفراز فرمائے۔ کوئی اس کو ایسا کرنے سے منع کرسکتا ہے اور نہ کسی کو اس کی اس عطا پر معترض ہونے کا اختیار ہے اُس نے اپنی مہربانی سے اُمّیین میں اپنا جلیل القدر رفیع الشان رسول مبعوث فرمایا جس کی نبوت و برکات کا بیان ذکر ہو رہا ہے۔ جو آیات بینات پڑھ کر سناتا ہے۔ یہ وہ جناب ہے جس سے تا ابد رشد و ہدایت کی شعاعیں نکلتی رہیں گی۔ اس کا فیضانِ نگاہ اس کے زمانہ تک محدود نہیں بلکہ فیضان کا یہ چشمہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جو کوئی طالب اس کی بارگاہ میں دامنِ طلب پھیلائے گا بامراد واپس آئے گا۔

مشرکین عرب کے علاوہ یہودی بھی اسلام کی عداوت میں پیش پیش تھے۔ وہ ہر وقت اسی اُدھیڑبن میں مصروف رہتے کہ اسلام کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کی چٹانیں کھڑی کردیں۔ بلکہ ان کا بس چلے تو باعثِ ایجادِ عالم محبوبِ ربّ العالمین

صلی اللہ علیہ وسلم کی شمعِ حیات کو ہی گل کر دیں۔ ان کے بارے میں بتایا کہ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ موسیٰ کلیم اللہ کی اُمت ہیں۔ ان کے پاس تورات جیسا آسمانی صحیفہ موجود ہے لیکن صد حیف انہیں اس سے استفادہ کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوتی۔ وہ اس کی آیتیں بیچ کر متاعِ دنیا جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی مثال اس گدھے کی ہے جس پر قیمتی علمی کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو لیکن وہ اس سے بے خبر ہو کہ اس میں علم و حکمت کے کتنے قیمتی موتی موجود ہیں۔

ایک اور غلط فہمی بھی ان کی بے بسی کا باعث تھی۔ وہ اپنے آپ کو اللہ کا لاڈلا خیال کرتے تھے۔ کسی غیر اسرائیلی کا اتباع ان کے نزدیک ان کی توہین اور ہتک کا باعث تھا۔ بتایا کہ تمہارا یہ گمان سراسر غلط ہے۔ دل کی گہرائیوں میں تم بھی اپنے آپ کو غلط سمجھتے ہو ورنہ تم موت سے متنفر نہ ہوتے۔ تمہارے خیال کے مطابق تو چاہیے تھا کہ تم موت کے خواہاں ہوتے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے لاڈلوں کو اپنی قربت سے سرفراز کرتا۔ تمہاری بزدلی کا تو یہ عالم ہے کہ پختہ محکم قلعے اور جنگی ہتھیاروں کے انبار بھی تمہیں میدانِ جنگ کی جرأت نہ بخش سکے۔

دوسرے رکوع کے مدنی ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں لیکن بعض علماء کی یہ تحقیق ہے کہ اس کا نزول ہجرت کے فوراً بعد ہوا جب کہ مسلمانوں کو اجتماعی عبادتوں کی تربیت دینے کی ضرورت تھی۔ یہاں مسلمانوں کو نمازِ جمعہ کے آداب سکھائے جا رہے ہیں اور تاکید کی جا رہی ہے کہ جب اللہ کا حبیب خطبہ ارشاد فرما رہا ہو تو کسی دنیوی مقصد کے حصول کی خاطر وہاں سے اٹھ کر چلے نہ جایا کرو۔ البتہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسبِ معاش کے لیے اللہ کی زمین میں پھیل جاؤ اور ہر حالت میں کثرت سے اپنے اللہ کریم کا ذکر کیا کرو۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الجمعہ مدنی ہے اور اس میں ۱۱ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ

اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے جو بادشاہ ہے نہایت مقدس ہے

الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

زبردست ہے حکمت والا ہے۱؎ وہی ہے جس نے مبعوث فرمایا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ

جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کے دلوں کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت

۱؎ اس سے پہلی سورت میں سبح ماضی کا صیغہ استعمال ہوا ہے یہاں یسبح مضارع کا صیغہ ذکر ہوا ہے جو حال و استقبال دونوں زمانوں پر دلالت کرتا ہے اگرچہ پہلی [illegible] کہ اس کی تسبیح [illegible] کائنات کی ہر چیز اس کی تسبیح کر رہی ہے اور اب تک ایسا ہی ہوتا رہے گا [illegible] ہر ایک اپنی مخصوص [illegible] کے مطابق اس کی تسبیح بیان کرنے میں مشغول ہے۔

اس کے بعد چار اسماء حسنیٰ ذکر کر دیئے گئے تاکہ اس ہمہ گیر تسبیح کی وجہ بتا دی جائے۔ وہ کائنات کا حقیقی بادشاہ اور فرمانروا ہے جہاں ہست و بود [illegible] اسی کی [illegible] ہے۔ وہ قدوس ہے۔ ہر نقص سے پاک [illegible] بھی [illegible] علم و قدرت کا [illegible] ہے۔ وہ عزیز ہے [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] صفات کمال سے متصف ہونے کے باوجود حکیم ہے اس کے سارے کام [illegible] حکمت [illegible] صواب ہیں۔

اس آیت کے بعد حبیب رب العالمین رحمت للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس لیے اپنی صفات جلال و جمال کو پہلے بیان کر دیا تاکہ کوئی [illegible] اس رسول کی شان رحمۃ للعالمین کی [illegible] کا انکار نہ کر سکے کیونکہ اس کو بھیجنے والا وہ خداوند جلیل و عظیم ہے جس کی عظمت کا یہ عالم ہے۔

إِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا

اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے ۳ اور دوسرے لوگوں کو بھی ان میں سے (پاک کرتا اور کتاب کی) تعلیم دیتا ہے جو

۳ اس مقصد عظیم کے حصول کے لیے ان امیوں میں سے ایک گرامی قدر رسول مبعوث فرمایا۔ رسولا منھم کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے لکھا ہے۔ ای من جنسهم ونسبهم (قرطبی، روح المعانی وغیرہ) یعنی حضور انہی میں سے تھے انسان کی طرح انسان تھے

لفظ امی کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ والامی الذی لا یکتب قال الزجاج الامی الذی علی خلقة الامة لم یتعلم الکتاب فهو علی جبلته وقیل العرب الامیون لان الکتابة کانت فیهم عزیزة او عدیمة۔ یعنی امی وہ ہے جو لکھ نہ سکے۔ زجاج کہتے ہیں کہ امی اس کو کہتے ہیں جو اپنی پیدائش کے وقت کی حالت پر ہے جیسے ماں نے جنا تھا۔ اہل عرب کو بھی امیین کہا جاتا کیونکہ ان میں لکھنا پڑھنا بہت کم تھا۔

علامہ سید محمود آلوسی تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امی مبعوث کرنے میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ کسی کو علوم و معارف سے بہرہ ور کرنا چاہے تو اسے تحصیل علم کے مروجہ طریقوں کی ضرورت نہیں۔ وفی ذلک اشارة الی عظیم قدرته عز وجل وان افاضة العلوم لا تتوقف علی الاسباب العادیة۔ اسی کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں۔ یعنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کی روح ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہو جاتی ہے تو اس کے دل پر انوار الٰہیہ کا القا کیا جاتا ہے اور اس کے واسطہ سے وہ علوم ربانیہ اور معارف لدنیہ کا ادراک کر سکتا ہے۔ ومن انقطع الی الله عز وجل وخلصت روحه یطلع علیه من الانوار الالهیة تجلیات بها یدرك العلوم الربانیة والمعارف اللدنیة

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب لکھا ہے۔ لم یحتج الیه من کان القلم الاعلی یخدمه واللوح محفوظه ومنظوره وعدم کتابته مع علمه بها معجزة باهرة علیه السلام۔

یعنی قلم اعلیٰ جس کا خادم ہو اور لوح محفوظ جس کی نگاہوں میں ہو اس کو لکھت پڑھت کی کیا ضرورت۔ اور لکھنا جاننے کے باوجود نہ لکھنا یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روشن معجزہ ہے۔ کسی عارف نے کہا ہے

فیض ام الکتاب پروردش   لقب امی ازاں خدا کردش
لوح تعلیم نگرفتہ بہ بر   چوں ز اسرار لوح داشت خبر
بر خط دست او جہاں سر   گر نخواندست خط ازیں چہ شد

ترجمہ: ام الکتاب (قرآن شریف) کے فیض نے کیونکہ آپ کی پرورش کی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کا لقب امی رکھا ہے۔ اگرچہ آپ نے علم سیکھنے کی تختی اپنی بغل میں نہیں پکڑی لیکن لوح محفوظ کے تمام رازوں سے باخبر ہیں۔ اہل جہاں نے حضور کے خط پر اپنے سر رکھ دیے ہیں۔ اگر کاغذ پر خط نہیں لکھا تو اس میں کوئی حرج نہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امی ہونا آپ کی صداقت کی منہ بولتی شہادت ہے تاکہ کوئی شخص حضور پر یہ الزام نہ لگا سکے کہ یہ جو کلمات طیبات اور پاکیزہ تعلیمات آپ سکھاتے ہیں وہ پہلی کتابوں کے حوالی اور تحقیق مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

جب اہل نظر یہ دیکھیں گے کہ اس ہستی نے کسی مکتب کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ کبھی کچھ لکھا اور نہ پڑھا پھر یہ بلند کلام آپ سناتے ہیں یہ آپ کا کلام نہیں بلکہ منجانب اللہ ہے۔

حضور کی رسالت کے مقاصد کو اس آیت میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ کا پہلا فریضہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات طیبات کو اپنی پیاری آواز سے تلاوت فرمائیں کہ دلوں میں اتر اتر جائیں۔ صرف ان آیات کی تلاوت ہی نہیں بلکہ اس کتاب کی ایسی تعلیم بھی دیں اس کی مشکلوں اور رازوں کو کھول دیں۔ وضاحت سے بیان کریں۔ صرف تلاوت آیات اور تعلیم کتاب و حکمت ہی پر آپ کا فریضہ رسالت ادا نہیں ہو جاتا بلکہ اپنی نگاہ رحمت سے دلوں کو شرک کی آلائشوں سے پاک اور صاف کر دیں۔ رسالت مآب علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واطیب السلام کی شان کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب انسان اس معاشرہ پر نظر ڈالتا ہے جو حضور کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہوا۔ وہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں بھٹک رہے تھے لیکن حضور کے فیض نظر سے [illegible] ہمیشہ کے لیے آفتاب و مہتاب بن کر چمکنے لگے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

بوریا ممنون خواب راحتش — تاج کسریٰ زیر پائے امتش

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یتلو علیہم میں اس مرتبہ کمال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو ہماری عقل سے [illegible] اور ویزکیہم سے اس قوت ایمان کی طرف اشارہ [illegible] سنت [illegible] کے مطابق [illegible] کے دل اور ان کے ضمیر پاک اور صاف ہو جاتے ہیں۔

علامہ موصوف [illegible] کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں وجہ [illegible] کل من الامرین الترجمة والمرتبة [illegible] اللہ تعالیٰ کے فضل سے [illegible] روح المعانی

بعض یہود نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف امیین یعنی اہل عرب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ لیکن یہ استدلال باطل ہے۔ قرآن کریم میں الامیین [illegible] قرآن کے کلام میں [illegible] حضور کی بعثت امیین ہی میں ہوئی لیکن آپ کی بعثت ان امیین تک محدود نہ تھی۔ اس طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تصریح کر دی گئی ہے۔ کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

علامہ آلوسی [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] المبعوث الیہم [illegible] روح المعانی

یہ آیت [illegible] ہے [illegible] کی گئی ہے۔

يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

ابھی ان سے آ کر نہیں ملے اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے عطا فرماتا ہے اسے

مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا

جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ ان کی مثال جنہیں حامل بنایا گیا

التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ

حامل بنایا گیا تھا تورات کا پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔ بہت ہی بری

ـه [illegible] وآخرین [illegible] کا عطف [illegible] اس صورت میں [illegible]
[illegible] یعلمھم [illegible] الکتاب والحکمۃ [illegible]
[illegible]

علامہ آلوسی لکھتے ہیں [illegible] انقطاع [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] الی یوم القیامۃ [illegible] انقطاع
[illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]

ـه آخر میں [illegible] العزیز [illegible] الحکیم [illegible]
[illegible]

ـه اس مقام پر [illegible] صاحب فضل عظیم [illegible]
[illegible] اللھم
صل علی حبیبک [illegible] اللھم [illegible]
[illegible] واحشرنا فی زمرتہ یا ارحم الراحمین [illegible] الکریم۔

ـه اس آیت میں ان یہودیوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جنہیں تورات جیسی عظیم کتاب کا حامل بنایا گیا تھا۔ وہ ان [illegible]
[illegible] رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر تھا [illegible] بار بار تاکید کی گئی تھی [illegible]
[illegible]

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

حالت ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ [illegible] ظالم قوم کی

الظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ

رہنمائی نہیں کرتا۔ آپ فرمائیے اے یہودیو! اگر تم دعویٰ کرتے ہو کہ صرف تم ہی اللہ کے دوست

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

ہو اور لوگ دوست نہیں ہیں تو ذرا موت کی آرزو تو کرو اگر تم سچے ہو

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

اور [illegible]، وہ اس کی تمنا کبھی نہ کریں گے بوجہ ان اعمال کے جو وہ اپنے ہاتھوں سے آگے بھیج چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب

بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ

جانتا ہے ظالموں کو۔ آپ فرمائیے، بے شک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں مل کر رہے گی

فرمایا یہ لوگ گدھے کی مانند ہیں جس پر بڑی بڑی کتابیں لادی ہوں لیکن وہ ان سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر رہا ہو۔ حملوا التوراۃ ای کلفوا العمل بما فیها عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تورات پر عمل کرنے کا انہیں حکم دیا گیا [illegible] من الحمالۃ ای الکفالۃ [illegible] ڈالی گئی تھی۔ لم یحملوها ای لم یعملوا بها یعنی انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اسفار، سفر کی جمع ہے، اس کا معنی [illegible]۔ وهو الکتاب الکبیر یعنی ضخیم کتاب کو سفر کہتے ہیں

ثم یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی [illegible] علم و فہم رکھتے ہوئے بھی آیات ربانی کو جھٹلاتے ہیں۔ [illegible] (رازی)

ثم یہودیوں نے [illegible] دعویٰ کیا کرتے تھے کہ نحن ابناء اللہ واحباؤه ہم اس کے بیٹے اور لاڈلے ہیں۔ نیز کہتے لن یدخل الجنۃ الا من کان هودا یعنی جنت میں صرف وہی داخل ہوں گے جو یہودی ہوں گے [illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ والذی نفس محمد بیده لو تمنوا الموت ما بقی علی ظهرها یهودی الا مات۔ [illegible] اگر تم

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

پھر تم لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف [illegible] پس وہ آگاہ کرے گا تمہیں ان [illegible] سے جو تم

تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ

کیا کرتے تھے ف اے ایمان والو! جب تمہیں بلایا جائے نماز کی طرف جمعہ

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

کے دن تو دوڑ کر جاؤ اللہ کے ذکر کی طرف اور چھوڑ دو خرید و فروخت یہ تمہارے لیے بہتر ہے

جس کی قدرت میں میری جان ہے اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو ان میں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا

اس آیت میں [illegible]

ف ان کا [illegible]

لامحالہ ایک روز موت کا پیالہ پینا ہی پڑے گا۔

ف اس رکوع میں نماز جمعہ کے [illegible]

ہے کہ اے ایمان والو جب تم نماز جمعہ کی [illegible] اللہ کے ذکر کی طرف پہنچنے کی کوشش کرو اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] وعليكم السكينة والوقار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چند مسائل

جمعہ فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ قرآن کریم کی یہ آیت جمعہ کی فرضیت کی محکم دلیل ہے۔ ارشاد ہے کہ جب نماز جمعہ کی اذان ہو تو سب کاروبار چھوڑ دو اور تیز تیز اس کو ادا کرنے کے لیے روانہ ہو جاؤ

سعی کا حکم اور خرید و فروخت چھوڑ دینے کا امر اس کی فرضیت پر واضح دلالت کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ بکثرت احادیث موجود ہیں جن سے اس کی فرضیت کا پتہ چلتا ہے۔ عن ابن عمر و ابی ہریرة قالا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی اعواد منبرہ لینتہین اقوام عن ودعہم الجمعات او لیختمن اللہ علی قلوبہم ثم لیکونن من الغافلین۔ رواہ مسلم

حضرت ابن عمر و حضرت ابی ہریرہ کہتے ہیں ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر بیٹھے ہوئے یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ جمعہ ترک کرتے ہیں وہ اس سے ضرور باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ غافل ہو جائیں گے۔

عن ابی الجعد الضمری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ترک ثلاث جمع تہاونا بہا طبع اللہ علی قلبہ۔ ابوداؤد ترمذی نسائی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین جمعہ کاہلی اور تحقیر کے سبب سے چھوڑ دیے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فعلیہ الجمعة الا مریض او مسافر او امرأة او صبی او مملوک فمن استغنی بلہو او تجارة استغنی اللہ عنہ واللہ غنی حمید۔ الدارقطنی

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ فرض ہے سوائے مریض، مسافر، عورت، نابالغ اور غلام کے۔ جو شخص کسی کھیل تماشا یا تجارت کے باعث اس سے بے پروائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بے پروائی کرے گا اور اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے

اس کے علاوہ بہت سی احادیث ہیں۔

علامہ پانی پتی یہ احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں واجمع العلماء علی ان الجمعة فرض علی الاعیان وغلط من قال انہا فرض کفایة (مظہری)

اور تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر شخص پر جمعہ فرض ہے اور جس نے اس کو فرض کفایہ کہا ہے وہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں ہے اگر وہ پڑھ لیں گے تو ہو جائے گا۔ نابینا شخص جس کو پکڑ کر مسجد تک لے جانے والا کوئی ہو اس کا شمار بھی معذوروں میں ہے اس پر جمعہ فرض نہیں۔

مسئلہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ تنہا جمعہ جائز نہیں بلکہ جمعہ کے لیے جماعت شرط ہے۔ اس کے بعد اب اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جمعہ کس جگہ پر فرض ہے اور جمعہ کی جماعت میں کتنے لوگوں کی شرکت ضروری ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا قول یہ ہے کہ ایسا قریہ جہاں چالیس آزاد عاقل بالغ مرد مستقل طور پر اقامت گزیں ہوں وہاں جمعہ کی اقامت واجب ہے

اور ان کے نزدیک جماعت کے لیے چالیس آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ وہ قریہ جس میں مکانات متصل ہوں وہاں کے رہنے والوں پر بھی جمعہ واجب ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصر جامع کے بغیر جمعہ صحیح نہیں اور مصر جامع کی یہ تعریف کی گئی ہے: المصر هو كل بلدة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق ووالٍ ينصف المظلوم من الظالم وعالم يرجع إليه في الحوادث، وقيل ما لا يسع أكبر مساجده أهله مصر۔ یعنی مصر اس شہر کو کہتے ہیں جس میں گلی کوچے ہوں، بازار ہوں، اس کے ساتھ چھوٹی چھوٹی بستیاں ہوں، وہاں ایک والی ہو جو ظالم سے مظلوم کی داد رسی کرے، وہاں ایسا عالم ہو جو ضرورت کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ بعض نے مصر کی یہ تعریف کی ہے کہ وہاں کی ساری آبادی وہاں کی مسجد میں نہ سما سکے۔

مسئلہ: مصر کے کسی حصہ میں جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے، وہ مقامات جو اس شہر سے ملحق ہوں وہاں بھی جمعہ جائز ہے۔ امام صاحب اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں صرف مسجد نبوی میں جمعہ ادا ہوتا تھا اور گرد و نواح قبیلوں اور بستیوں کے لوگ مدینہ آکر پڑھتے تھے۔ اگر دیہات میں جمعہ جائز ہوتا تو اہل قبا وہیں جمعہ ادا کرتے۔ مسجد نبوی کے علاوہ سب سے پہلے جہاں جمعہ قائم کیا گیا اس کے متعلق امام بخاری لکھتے ہیں۔ عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ پہلا جمعہ جواثی میں پڑھا گیا جو بحرین میں ایک قریہ ہے۔ اس سے جمہور قریہ میں جمعہ کے جواز پر استدلال کرتے ہیں لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ قریہ کا استعمال مصر پر بھی ہوتا ہے۔ لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم۔ یہاں مکہ اور طائف کو قریہ کہا گیا ہے حالانکہ دونوں اپنے وقت کے مصر تھے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جواثی کوئی گاؤں یا بستی تھا۔ اس پر مصر کی تعریف صادق آتی ہے۔ علامہ جوہری نے الصحاح میں لکھا ہے: جواثی حصن بالبحرین۔ کہ بحرین میں ایک قلعہ ہے جس کا نام جواثی ہے۔ اور جہاں قلعہ ہوتا ہے وہاں حاکم بھی ہوتا ہے اور عالم بھی۔ وفي المبسوط إنها مدينة بالبحرين۔

امام ابو یوسف، امام محمد اور شافعی کے نزدیک امام سمیت تین آدمیوں کا جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے۔ امام صاحب کے نزدیک امام سمیت چار آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ: امام صاحب کے نزدیک سلطان کا ہونا یا سلطان کی اجازت جمعہ کی صحت کے لیے شرط ہے اور امام مالک، شافعی اور امام احمد کے نزدیک شرط نہیں۔

مسئلہ: امام صاحب کے نزدیک جمعہ کی ادائیگی کے لیے اذن عام شرط ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی گاؤں میں مقیم ہے کیا اس پر واجب ہے کہ وہ شہر میں جاکر جمعہ ادا کرے۔ امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک اس پر شہر میں آکر جمعہ ادا کرنا واجب نہیں۔ البتہ امام ابو یوسف، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر اس گاؤں تک شہر کی اذان کی آواز پہنچتی ہے تو اس پر جمعہ فرض ہے ورنہ نہیں۔ امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔

مسئلہ: امام شمس الائمہ سرخسی کہتے ہیں کہ حضرت امام صاحب کے مذہب کے مطابق ایک شہر میں متعدد مقامات پر نماز جمعہ ادا کی جا سکتی ہے۔ ابن ہمام کہتے ہیں: وهو الأصح۔ ہمارا اسی پر عمل ہے لیکن یہ خیال رہے کہ بلا ضرورت ہر جگہ جمعہ کی ادائیگی اس حکمت کے منافی ہے جس کے لیے جمعہ مقرر کیا گیا تھا۔ قال السرخسي: الصحيح من مذهب أبي حنيفة جواز إقامتها في مصر

والسہو سجدتین وکذا قال ابن ہمام وبہ ناخذ

مسئلہ: علماء ابن ہمام کہتے ہیں کہ اگر لوگوں پر جمعہ کی شرائط کا پایا جانا مشتبہ ہو جائے تو انہیں چاہیے کہ نماز جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھیں اور ان میں ظہر کی نیت کریں کہ جو آخری ظہر جس کا وقت میں نے پایا ہے اور ابھی تک ادا نہیں کیا اس کو ادا کر رہا ہوں۔ اگر واقعی جمعہ کی شرائط موجود تھیں تو یہ نماز نفل ہو جائے گی اور اگر کوئی شرط مفقود ہوگی تو یہ ظہر کے قائم مقام ہو جائے گی۔ قال ابن ہمام ان اشتبہ علی الناس وجود شرائط الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات ینوون بہا آخر ظہر ادرکت وقتہ ولم اؤدہ بعد

مسئلہ: نماز جمعہ کے لیے خطبہ شرط ہے خطبہ کے جو ارکان ہیں وہ خطبہ میں پڑھے جانے چاہئیں وہ یہ ہیں حمد و ثنا، نبی پر درود و سلام، تقویٰ کی وصیت، قرأت قرآن اور اہل ایمان کے لیے دعا

خطبہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کا ذکر سب ذکر الٰہی میں داخل ہیں لیکن امراء و ظالم بادشاہوں یا امراء کا ذکر ان کے القاب ان کی ثنا اور ان کی مدح کا ہے کے ذکر کے ساتھ وہ ذکر الٰہی نہیں ہیں، بلکہ فعلہ تعالیٰ وظالم والثناء علیہم والمدح لہم فہو بمعزل عن ذکر بل ہو من عمل سخط اللہ

مسئلہ: اگر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کوئی نماز میں شریک ہو جائے تو وہ دو رکعت ہی پڑھے گا۔ امام صاحب کے نزدیک وہ بھی نماز جمعہ ادا کرنے والا ہو جائے گا۔ جبکہ امام محمد کے نزدیک اگر وہ جمعہ کی ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے گا تو اس کی نماز جمعہ ہوگی اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد ظہر کی چار رکعتیں ادا کرے گا

جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے مسنون یہ ہے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غسل کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے جمعہ کے دن غسل کرے حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء احدکم الی الجمعة فلیغتسل۔ متفق علیہ جب کوئی شخص نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے آئے تو غسل کر کے آئے اچھا لباس پہنے مسواک کرے اور خوشبو لگانا مسنون ہے

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اغتسل یوم الجمعة واستاک ومس من طیب ان کان عندہ ولبس من احسن ثیابہ ثم خرج حتی یاتی المسجد ولم یتخط رقاب الناس ثم رکع ما شاء اللہ ان یرکع وانصت اذا خرج الامام کانت کفارة لما بینہا وبین الجمعة التی قبلہا او کما

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے مسواک کرے اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ لگائے اور اچھا لباس پہنے پھر گھر سے نکل کر مسجد کی طرف آئے پھر لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آگے نہ جائے اور پھر اللہ کی توفیق سے نفل پڑھتا رہے اور جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو خاموشی سے بیٹھا رہے تو اس کا یہ عمل ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا جو گزشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک اس سے سرزد ہوئے ہیں

جمعہ کے دن کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث مذکور ہیں ان میں سے چند آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ عن اوس بن اوس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخة وفیہ الصعقة فاکثروا علی من الصلوٰة فیہ فان صلوٰتکم معروضة علی قالوا یا رسول اللہ وکیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد

الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے ۵ اور کثرت سے اللہ کی یاد کرتے رہا کرو ۶

ارمت قال ان اللہ تعالی حرم علی الارض اجساد الانبیاء۔ (رواہ ابوداود والنسائی وابن ماجہ والدارمی)

اوس بن اوس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن وفات پائی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وصال کے بعد حضور پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ خاک میں مل چکے ہوں گے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

اس ارشاد سے حضور نے صحابہ کی اس غلطی کی اصلاح کر دی۔ ایک دوسری حدیث میں صاف وارد ہے۔ عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ مشہود تشہدہ الملائکۃ وان احدا لن یصلی علیّ الا عرضت علیّ صلاتہ حتی یفرغ منہا قال قلت وبعد الموت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن کثرت سے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے فارغ ہونے سے پہلے وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا وفات کے بعد بھی؟ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجساد کو حرام کر دیا ہے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو گیا ہے قبر کے فتنہ سے اللہ پاک اسے محفوظ رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ مزید مسائل کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع کریں۔

۵ ارشاد ہے کہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ یہ حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے ہے کیونکہ جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار سے منع کر دیا گیا تھا، اب اس کی اجازت دی گئی ہے اور کئی صحابہ کا یہ معمول تھا کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس حکم کی تعمیل میں بازار کا چکر لگا لیا کرتے تھے تاکہ اس حکم کی تعمیل ہو جائے۔

۶ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو صرف مسجد تک محدود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ جب بھی موقع ملے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ آپ کوئی کام کر رہے ہوں اس وقت بھی آپ کو اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر و تازہ رکھنا چاہیے۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا

تاکہ تم فلاح پاؤ ف۱۸ اور بعض لوگوں نے جب کبھی کوئی تجارت یا تماشا و کھیل کی مجلس کی طرف

وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ

دوڑ پڑے اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیا اے حبیب ف۱۹ فرما دیجئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کہیں بہتر ہے کھیل سے اور

التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

تجارت سے اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ف۲۰

ف۱۸ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کے ذکر کی کثرت سے فلاح دارین نصیب ہو سکتی ہے

ف۱۹ اس آیت میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا جو ہجرت کے ابتدائی ایام میں پیش آیا تھا اور اس کے ذکر سے مسلمانوں کی تربیت فرما دی کہ آئندہ حالات میں ایسی حرکت ہرگز سرزد نہ ہو۔

مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا۔ اشیائے خوردنی نایاب اور گراں ہو گئیں۔ لوگ اس سلسلہ میں سخت پریشان ہو گئے۔ ایک جمعہ کے روز جبکہ حضور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے دحیہ کلبی ابن خلیفہ سامان تجارت لے کر شام سے مدینہ طیبہ پہنچے۔ ابھی یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی آمد کی اطلاع اہل شہر کو دینے کے لئے ڈھول بجانے شروع کر دیئے۔ جب حاضرین مسجد نے ڈھولوں کی آواز سنی اور دحیہ کی آمد کا علم ہوا تو اس اندیشے سے کہ اگر وہ نماز میں مشغول رہے تو سارا سامان فروخت ہو جائے گا اور وہ محروم رہ جائیں گے اس لئے وہ اٹھ کر وہاں پہنچے اور حضور کی خدمت میں صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل تھے۔ نو مسلم مسلمانوں کی یہ حرکت سخت ناپسندیدہ تھی اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں ان کو اس حرکت کی قباحت کی طرف متوجہ کیا گیا اور انہیں آئندہ احتیاط برتنے کا تاکیدی حکم دیا گیا۔ نیز یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو جنت کے انعامات تیار کئے ہیں وہ اس لہو و لعب اور اس تجارت سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ رزق کے خزانے اسی کے دست قدرت میں ہیں پس رزق اسی سے طلب کیا جائے۔

آخر میں ایک اعتراض اور اس کے جواب کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔

شیعہ کی طرف سے صحابہ کرام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے لہو و تجارت کے لئے نماز جمعہ ترک کر دی اور اس حال میں جبکہ سب کو علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کے دل میں دین کی نسبت مال و دولت اور سامان رزق کی قدر و منزلت بہت زیادہ تھی اسی لئے تو وہ حضور کو مسجد میں کھڑا چھوڑ کر چلے گئے۔

اس کے متعلق گزارش ہے کہ اس وقت مسجد میں خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ تھے وہ سب حاضر رہے۔ چنانچہ باقی سب صحابہ میں [illegible] مزید یہ کہ یہ واقعہ ہجرت کے ابتدائی ایام کا ہے جبکہ لوگوں کو صحبت نبوی سے

فخر و مباہات ہونے کا موقع تھا سو یہ کمال تو حضور کی چشم کرم کا تھا کہ ان کے دلوں میں بجز اللہ تعالیٰ کی یاد کے اور کسی قسم کی حسرت باقی نہ رہی تھی۔ اس مقام تک پہنچنے کے لیے تربیت کی ضرورت تھی۔ اس کے لیے وقت درکار تھا۔ اس اثنا میں ان سے لغزش کے صدور کا قوی امکان تھا جب کبھی ان سے ایسی لغزش ہوئی تو اس پر انہیں متنبہ کر دیا گیا اور ان کی اصلاح کر دی گئی۔ اسی پیہم تربیت اور فیض صحبت نے وہ اثر دکھایا کہ انہوں نے جانبازی اور سرفروشی کے میدان میں ایسے محیر العقل کارنامے سرانجام دیے کہ آسمان کے ستارے، عالم بالا کے فرشتے وہ منظر دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ انہیں سروش غیب سے لقد رضی اللہ عن المؤمنین کا مژدہ جانفزا سنایا۔ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا کی مہر توثیق ان پر ثبت کر دی گئی۔ اس سے بڑھ کر کسی کے اعمال اور کردار کی توصیف کیا ہو سکتی ہے کہ ایک شخص کے عادات و خصائل کی کوتاہیاں بیان کرکے اس کی تعلیم و تربیت اور اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی جائے۔ یہ کس نے کہا ہے کہ صحابہ کرام اس اصلاحی تربیت سے پہلے ہی ہر صفت سے موصوف تھے۔ یہ کس نے دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت کی برکتوں کے بغیر ہی ان میں للہیت، ایثار، اخلاص اور تقویٰ کے جوہر پیدا ہو گئے تھے۔ یہ سب کمالات قرآن کریم، صاحب کتاب مبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کیمیا اثر کا نتیجہ ہیں۔

◆

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ أَنْتَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ

لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَىٰ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ شَفِيعِ الْمُذْنِبِينَ رَحْمَةٍ لِلْعَالَمِينَ سَيِّدِنَا

وَمَوْلَانَا وَحَبِيبِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

◆

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ المنافقون

نام: پہلی آیت کی ابتداء میں المنافقون کا لفظ ہے نیز اس سورۃ میں منافقین کے احوال ہی بیان کیے گئے ہیں۔ اس لیے اس کا نام المنافقون رکھا گیا۔ اس میں دو رکوع، گیارہ آیتیں، ایک سو اسی کلمے اور نو سو تہتر حروف ہیں۔

نزول: یہ سورۃ بنی مصطلق سے لوٹتے وقت نازل ہوئی۔ یہ سورت ایک ایسے حادثہ کے بارے میں نازل ہوئی جو اس وقت پیش آیا جب مسلمان بنی المصطلق پر فتح یاب ہونے کے بعد مریسیع نامی ایک کنوئیں پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس لیے اس سورت کے بارے میں وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال جنگ سے واپسی کے سفر میں یا مدینہ طیبہ پہنچنے کے فوراً بعد اس کا نزول ہوا۔

فتنہ نفاق کا تاریخی جائزہ: اس واقعہ کے اسباب و علل کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ہمیں فتنہ نفاق کی تاریخ کا مطالعہ کرنا پڑے گا تب ہی ہم اس واقعہ کی سنگینی کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ یثرب میں دو قبیلے اوس اور خزرج آباد تھے۔ ان میں دیرینہ رنجشیں اور رقابتیں تھیں جو معمولی بات پر جنگ کے شعلوں میں بدل جاتیں اور جب ایک دفعہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے تو پھر برسوں بجھنے کا نام نہ لیتے۔ مسلسل خانہ جنگی کے باعث دونوں قبیلے کمزور ہو گئے تھے۔ صلح و امن سے زندگی بسر کرنے کی خواہش ان کے دلوں میں چٹکیاں لینے لگی تھی لیکن ان میں کوئی ایسی شخصیت نہ تھی جو دونوں قبیلوں کے لیے قابل قبول ہو۔ آخر کار عبداللہ بن ابی جو خزرجی تھا، وہ ایک ایسے قائد کی حیثیت سے ابھرا جس کی قیادت پر دونوں قبیلے متفق ہو گئے۔ اس کی تاجپوشی کی رسم ادا ہونے والی تھی۔ اس کے لیے تاج سنار کے پاس بن رہا تھا۔ اس اثنا میں یثرب کی فضاؤں میں اسلام کے انوارات بڑی تیزی سے ضوفشاں ہونے لگے۔ عقبہ اولیٰ میں چند یثربی مشرف باسلام ہوئے۔ واپس آ کر انہوں نے بڑی سرگرمی سے اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ دوسرے سال اسی موقع پر دونوں قبیلوں کے بہتر افراد پہنچے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست حق پرست پر اسلام کی بیعت کی۔ ان میں سے حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ انصاری بھی تھے۔ ان کی منشا یہ تھی کہ ابھی بیعت ملتوی کی جائے تاکہ عبداللہ بن ابی کو بھی اس بیعت میں شریک کر لیا جائے تاکہ اتحاد و تعاون کی جو فضا یثرب میں بڑی مدت کے بعد پیدا ہوئی ہے اس میں کوئی رخنہ نہ ہو۔ لیکن دوسرے ساتھیوں نے ان کی اس تجویز کو کوئی اہمیت نہ دی اور سب نے شرف بیعت حاصل کیا۔ جب یہ قافلہ واپس یثرب پہنچا اور عبداللہ بن ابی اور اس کے حواریوں کو اس کا علم ہوا تو ان کے غم و غصہ کی کوئی حد نہ رہی۔

اُسے یقین ہو گیا کہ اس کی تاجپوشی کی اب کبھی [illegible] بعد کے [illegible] حقیقت [illegible] شامل تھے۔ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے بعد [illegible] یثرب [illegible] جس کے قدم پڑتے سے یثرب مدینۃ النبی بن گیا۔ عبداللہ ابن ابی کے دل میں [illegible] جب اس نے آپ کے ساتھ مسلمانوں کی والہانہ محبت کو دیکھا تو غصے سے پاگل ہو گیا۔ [illegible] کہا کہ وہ بھی مسلمانوں میں شامل ہو جائے۔ ظاہری طور پر سب سے آگے [illegible] یا [illegible] میں بھی حاضر ہوتے [illegible] لیکن حضور اور اسلام کے بارے میں [illegible] اختیار کر لیے گئے۔ وہ اس تاک میں رہتے کہ مسلمانوں میں کوئی فتنہ کھڑا کر کے ان کی جمعیت کو منتشر کر دیں [illegible] پیدا ہو جائیں [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] اسلام [illegible] اس کے دل کا [illegible] جب [illegible] کے تمام مسلمان اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے [illegible] اللہ کے رسول [illegible] ان کی ذات سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت [illegible] ہے۔ [illegible] اس کے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] شکایت کی۔ [illegible] کی تاجپوشی کی [illegible] تیاریاں ہو رہی تھیں [illegible] حضور [illegible] کا تاج اور تخت چھین لیا ہے۔ اس لیے [illegible] ہے۔

جنگ بدر کے بعد یہودی قبیلہ بنی قینقاع نے [illegible] کی تو حضور نے ان کی گستاخی کے باعث ان پر چڑھائی کا ارادہ فرمایا۔ یہودی اپنے [illegible] ان کی حمایت کے لیے تیار ہو گیا اور حضور سے [illegible] لگا۔ یہ تمام واقعات [illegible] ہیں۔ [illegible] قتل کیا جا سکتے ہیں۔

جنگ احد کا معرکہ مسلمانوں کے لیے [illegible] اضطراب کا باعث تھا۔ کفار کا تین ہزار کا لشکر [illegible] پر حملہ کرنے کے ارادے سے [illegible] مسلمان مجاہدین کی تعداد صرف ایک ہزار تھی [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک [illegible]

کہ لشکر میدان احد کی طرف روانہ ہوا تو عبداللہ تین سو آدمیوں سمیت الگ ہو گیا اور مدینہ واپس لوٹ آیا۔ آپ خود اندازہ لگائیے کہ منافقین نے کیا گل کھلایا۔ پہلے ہی مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلہ میں بہت کم تھی، عین لڑائی کے وقت تین سو ساتھیوں کا الگ ہو جانا مسلمانوں کے لیے بڑی سخت آزمائش تھی لیکن اس عالم میں بھی ان میں بد دلی رونما نہ ہوئی۔

اس کا نفاق جس کو وہ اب تک بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے چھپائے ہوئے تھا، اب ظاہر ہو گیا۔ جنگ احد کے بعد جمعہ کے روز مسجد میں جب عبداللہ نے حسب معمول اس سے پہلے کہ حضور خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوں کھڑا ہو کر وہ بیان کرنا چاہا تو کئی مسلمان اٹھے، اسے پکڑ کر کہا کہ بس بیٹھ جاؤ تمہیں یہ بات زیب نہیں دیتی۔ اس سے اس نے بڑی توہین محسوس کی اور بڑبڑ کرتا ہوا لوگوں کے سروں سے پھلانگتا ہوا مسجد سے نکل گیا۔ مسجد کے دروازے پر بعض انصار نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور اسے نصیحت کی کہ ابھی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اس حرکت کی معافی مانگ لو۔ وہ بگڑ کر بولا، میں ان سے معافی مانگنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ (ابن ہشام)

غزوہ بنی مصطلق کے واقعے میں آپ منافقین کی حرکتیں پڑھ چکے ہیں۔ اس موقع پر بھی اس کا نفاق کھل کر سامنے آ گیا۔ بنی نضیر کی جلاوطنی اور عبرتناک سزا دینے کے لیے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف اعلان جنگ کیا تو اس خبیث نے انہیں کہلا بھیجا کہ گھبراؤ مت، ہم اور ہمارے ساتھی تمہارے ساتھ ہیں۔ لڑائی ہو تو جنگ میں مسلمانوں کا مقابلہ کریں گے اور مسلمانوں کے خلاف تمہاری مدد کریں گے اور اگر تمہیں شکست ہوئی اور تمہیں یہاں سے جلاوطن ہونا پڑا تو تم ہی مدینہ کو نہیں چھوڑو گے، ہم بھی تمہارے ساتھ مدینہ سے چلے جائیں گے۔ ان کی اس سازش سے یہودیوں کے حوصلے بلند ہو گئے ہوں گے اور مسلمانوں کو کتنی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا، اس کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ان کی اس سازش سے مطلع فرما دیا۔ اس طرح ان کی منافقت کا بھانڈا بیچ چوراہے میں پھوٹ گیا۔

اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عامۃ المسلمین پر ان لوگوں کی منافقت ظاہر ہو گئی تھی لیکن مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ ان کے اسلام سے خارج کرنے کا اعلان نہ کیا جائے۔ بیرونی دشمنوں سے جنگوں کا سلسلہ جاری تھا۔ اس لیے مدینہ کے اندر ایک محاذ پر جنگ کا آغاز مناسب نہ تھا۔ نیز عبداللہ کے حامیان میں اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے بااثر لوگ کافی تعداد میں تھے۔ ان حالات میں ان سے لڑائی خانہ جنگی کا باعث بن سکتی تھی۔ دوسری طرف عبداللہ اور اس کے ساتھی بھی اس پوزیشن میں نہ تھے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کھلم کھلا جنگ کریں۔ انہوں نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر رہیں۔ اس طرح وہ مسلمانوں سے مفادات کا حصول بھی حاصل کر سکتے تھے اور انہیں مناسب موقع پر موثر طریقے سے گزند بھی پہنچا سکتے تھے۔

یہی حالات تھے جب غزوہ بنی مصطلق کی نوبت پیش آئی اور دوسرے اہل ایمان کے ساتھ عبداللہ اور اس کی پارٹی کے لوگوں کو بھی شرکت کا موقع مل گیا۔ اس سفر کے دوران منافقین عبداللہ بن ابی نے مسلمانوں پر دو بڑے سنگین

لیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خاص لطف و کرم مسلمانوں کی دستگیری نہ فرماتا تو مسلمان ان مہلک واروں سے جانبر نہ ہو سکتے۔ ایک واقعہ افک ہے جس کے متعلق آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہوں گے۔ دوسرا واقعہ جس کی تفصیل اب پیش خدمت کی جا رہی ہے۔
بنو مصطلق کا قبیلہ مکہ کی سمت میں ساحل سمندر کے قریب آباد تھا۔ حضور کو اطلاع ملی کہ اس کا سردار حارث بن ابی ضرار اپنے قبیلے کے جنگجو سپاہیوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے اکٹھا کر رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زید بن حارثہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور بنو مصطلق کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گئے۔ مریسیع کے کنوئیں کے قریب دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور بنو مصطلق شکست کھا کر وہاں سے بھاگ گئے۔ بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

فتح کے بعد حضور نے چند روز اسی جگہ پر قیام فرمایا تاکہ مسلمان مجاہد جنگ کی تھکاوٹ کو دور کر لیں۔ ابھی واپسی کے سفر سے پہلے کا زمانہ ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں ایک خطرناک واقعہ رونما ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جہجاہ بن مسعود غفاری کو بطور مزدور اپنے ہمراہ لے گئے تھے تاکہ آپ کے گھوڑے کی دیکھ بھال کرے۔ جہجاہ کنوئیں پر پانی پینے کے لیے گئے تو ان کا ایک شخص سنان بن وبرہ جہنی سے پانی بھرنے پر جھگڑا ہو گیا۔ بات بڑھ گئی اور نوبت ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ جہجاہ کی ایک ضرب سے سنان گر پڑا اور خون بہنے لگا۔ اس نے زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق زور سے پکارا: "یا معشر الانصار" اے انصار! میری مدد کرو۔ چونکہ اس کا قبیلہ انصار کا حلیف تھا۔ جہجاہ نے اپنی حمایت کے لیے "یا معشر المہاجرین" اے مہاجرو! میری مدد کرو، کا نعرہ بلند کیا۔ دونوں طرف سے لوگ جتھا بنا کر اپنے اپنے ساتھی کی مدد کو پہنچ گئے۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں جنگ چھڑ جاتی اور بنی مصطلق پر جو فتح حاصل ہوئی تھی وہ شکست میں بدل جاتی۔ حضور جلدی جلدی تشریف لے آئے اور مسلمانوں کے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا:

"ما بال دعوى الجاهلية ، مالكم ولدعوة الجاهلية دعوها فانها منتنة"

"یہ تم نے جاہلیت کے نعرے لگانے کیسے شروع کر دیے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جاہلیت کی پکار بڑی بری بات ہے۔ یہ بڑی گندی چیز ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مداخلت سے فتنہ و فساد کے بھڑکتے ہوئے شعلے سرد ہو گئے۔ سنان نے جہجاہ کو معاف کر دیا اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ منافقین اس واقعہ سے بہت خوش تھے۔ یکایک یہ آگ بجھ گئی تو ان کے دلوں میں جو چنگاریاں سلگ رہی تھیں وہ بھڑک اٹھیں۔ ایک ایک کر کے عبداللہ کے پاس پہنچے اور اس پر برس پڑے کہ تو نے اس موقع پر ہماری کوئی امداد نہیں کی۔ اگر تو ذرا سی گرم جوشی کا مظاہرہ کرتا تو آج ہم ان فاقہ مستوں کا کچومر نکال دیتے۔ تو بھی سب ان کے طرفدار بن گئے ہو اور ہماری وہ توقعات جو ہم نے تم سے وابستہ کر رکھی تھیں ان پر تم نے پانی پھیر دیا ہے۔ وہ بدکار پہلے ہی غصے سے بھرا بیٹھا تھا۔ ان کا طعنہ سن کر وہ پھٹ پڑا اور کہنے لگا یہ سب تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے اب اسے بھگتو۔ تم نے ان مہاجروں کو آنکھوں پر بٹھایا۔ ان کے لیے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیے۔ کھیتوں

میں دولت کے ڈھیر لگا دیے۔ اب وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے ہیں تو ہمیں گھورنے لگے ہیں۔ ہماری حالت بالکل ایسی ہی ہے جیسے کسی نے کہا ہے: "سَمِّنْ كَلْبَكَ يَأْكُلْكَ" اپنے کتے کو پال کر موٹا کرو تاکہ وہ تمہیں ہی کاٹنے لگے۔ اگر تم ان لوگوں کا دانا پانی بند کر دو تو تھوڑے دنوں میں ان کے دماغ درست ہو جائیں اور بھوک سے تنگ آکر حضور کا ساتھ ترک کر دیں گے، اس کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ مجھے مدینہ واپس جانے دو پھر تم تماشا دیکھنا۔

"إِنْ وَاللهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ"

اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو بخدا عزت والا وہاں سے ذلیل کو نکال دے گا۔

الاعز سے اس نے اپنے آپ کو مراد لیا اور نعوذ باللہ الاذل سے حضور کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت زید بن ارقم بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ یارائے ضبط نہ رہا، گرج کر بولے،

"أَنْتَ وَاللهِ الذَّلِيلُ الْقَلِيلُ الْمُبْغَضُ فِي قَوْمِكَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِزٍّ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَمَوَدَّةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ" (بخدا تو ذلیل ہے، تو قلیل ہے، تو اپنی قوم میں مبغوض ہے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمٰن نے عزت بخشی ہے اور اہل ایمان ان سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔)

ابن ابی بولا خاموش ہو جاؤ میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا۔ حضرت زید وہاں سے اٹھے سیدھے بارگاہ رسالت میں پہنچے اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ حضور کو یہ بات گراں گزری۔ رخ انور کا رنگ بدل گیا۔ بات ٹالنے کے لیے حضور نے فرمایا اے لڑکے! شاید تم اس کے بارے میں غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔ شاید تمہیں غصہ آگیا ہو۔ شاید تیرے کانوں نے سننے میں غلطی کی ہو۔ حضرت زید نے عرض کیا "وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ" خدا کی قسم اے اللہ کے رسول! میں نے صحیح عرض کیا ہے۔ سارے لشکر میں یہ بات پھیل گئی۔ انصار کے ایک گروہ نے بھی زید کو ملامت کرنی شروع کی کہ کیا تجھے یہ زیب دیتا ہے کہ اپنی قوم کے سردار پر الزام لگایا، تو نے اسے بدنام کیا ہے۔ حضرت زید نے کہا بخدا میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے وہی بتایا ہے۔

حضرت عمر کو علم ہوا تو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی میرے آقا! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ اگر میرا اس کو قتل کرنا مصلحت کے خلاف ہے تو خود انصار میں سے معاذ بن جبل یا عباد بن بشر یا سعد بن معاذ یا محمد بن مسلمہ کو حکم دیجئے کہ وہ اس کا سر قلم کر دیں۔ اللہ کے محبوب نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔ اس کے بعد حضور نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور دن ڈھلے تک لگاتار سفر جاری رہا۔ نہ رات کو آرام نہ دن کو قیلولہ۔ لوگ تھک کر چور ہو گئے۔ جب حضور نے ایک جگہ قیام فرمایا تو لوگ سواریوں سے اترتے ہی زمین پر لیٹ گئے اور گہری نیند سو گئے۔ مقصد یہ تھا کہ جس کے کارن یہ پروپیگنڈا ہو رہا تھا لوگوں کی توجہ اس طرف سے ہٹ جائے۔ راستے میں حضرت اسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس بے وقت سفر کا سبب کیا ہے، پہلے تو حضور کا یہ معمول نہ تھا۔ ارشاد فرمایا، "تمہیں علم نہیں کہ عبد اللہ بن ابی نے کیا گل کھلایا ہے۔" انہوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو حضور نے اس منافق کی بات سے

کہا ہوا جملہ دہرایا۔ اسید بن حضیر نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم عزت والے تو آپ ہیں اور وہ ذلیل ہے آپ جب چاہیں اُسے نکال سکتے ہیں۔ رفتہ رفتہ اس بات کا چرچا سارے لشکر میں ہو گیا تمام صحابہ کو بھی اس کی گستاخی کا علم ہو گیا۔ ان کے حلقہ کے بعض لوگوں نے ازراہ خیر خواہی عبداللہ کو کہا جاؤ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگو۔ حضور کریم ہیں تیری خطا بخش دیں گے۔ وہ بے حیا خبیث بولا: تم نے کہا ہمیں ایمان لے آؤ میں ایمان لے آیا۔ تم نے کہا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دو میں نے تمہاری یہ بات بھی مان لی اور زکوٰۃ دینا شروع کر دی۔ اب صرف یہ کسر رہ گئی ہے کہ میں محمد کو سجدہ کروں۔ اس کا یہ گستاخانہ جواب سن کر سارے مجاہدین غصہ سے بے تاب ہو گئے۔ اور سب کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات بھڑک اُٹھے۔ ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ جب یہ لشکر مدینہ طیبہ میں داخل ہونے لگا تو عبداللہ بن ابی کا لڑکا (جن کا نام بھی عبداللہ تھا) تلوار کھینچ کر اپنے باپ کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا اور بولا، اے باپ تم نے کہا ہے کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل کو نکال دے گا۔ اب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے۔ خدا کی قسم تم اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں اجازت نہ دیں۔

اپنے بیٹے کے منہ سے یہ الفاظ سن کر وہ چلا اٹھا۔ اے خزرجیو! دیکھو میرا بیٹا مجھے مدینہ میں داخل ہونے سے روک رہا ہے۔ جب یہ خبر نبی کریم کو ملی تو حضور نے فرمایا: عبداللہ سے کہو کہ اپنے باپ کو گھر آنے سے نہ روکے۔ چنانچہ عبداللہ نے کہا اگر میرے آقا کا یہ حکم ہے تو اب میں اسے یعنی اپنے باپ کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہوں۔

اس وقت حضور نے حضرت عمر کو فرمایا: اے عمر! اگر تم اس وقت اس کو قتل کر دیتے تو اس کے کئی لوگ ناراض ہو جاتے آج اگر میں چاہوں تو اسے قتل کیا جا سکتا ہے اور اس پر کوئی معترض بھی نہ ہوگا۔ حضرت عمر نے عرض کی: خدا کی قسم اب مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ کے رسول کی بات میری بات سے بہت زیادہ بابرکت تھی۔

یہ حالات تھے جن میں اس سورۂ پاک کا نزول ہوا۔ ان حالات کو پیش نظر رکھ کر اگر آپ سورت کا مطالعہ کریں گے تو اس کے مندرجات سمجھنے میں آپ کو بہت مدد ملے گی۔

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ المنافقون مدنی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ

اے نبی مکرم! جب منافق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝

جانتا ہے کہ آپ بلاشبہ اس کے رسول ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں [1]

[1] علامہ ابن منظور لفظ منافق کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وسمی المنافق منافقا للنفق وهو السرب في الارض وقيل انما سمي منافقا لانه نافق كاليربوع وهو دخوله نافقاءه يقال قد نفق به ونافق وله جحر آخر يقال له القاصعاء فاذا طلب قصع فخرج من القاصعاء وهو يدخل النافقاء ويخرج من القاصعاء او يدخل في القاصعاء ويخرج من النافقاء (لسان العرب)

یعنی منافق نفق سے ماخوذ ہے جس کا معنی سرنگ ہے۔ بعض نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جنگلی چوہا اپنے بل کے دو منہ رکھتا ہے ایک کا نام نافقاء اور دوسرے کا نام قاصعاء۔ ایک طرف سے وہ داخل ہوتا ہے جب کوئی شکاری اس طرف سے اس کا تعاقب کرتا ہے تو دوسری طرف سے نکل جاتا ہے اور اگر دوسری جانب سے اس کا کوئی تعاقب کرتا ہے تو پہلے منہ سے نکل جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بل کی ایک طرف کا نام نافقاء ہے اسی سے منافق ماخوذ ہے۔ اس کے بھی دو چہرے ہیں۔ ایک کفر جو اس کے دل میں ہے دوسرا ایمان جو زبان پر ہے۔ اگر مسلمانوں کی طرف سے کسی نقصان کا اندیشہ ہو تو وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اور اگر اسلام کے باعث سے کوئی تکلیف پہنچ رہی ہو تو فوراً اپنے کافر ہونے کا اعلان کر دیتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں تو دو رنگی چال کے لوگ تھے ہی نہیں۔ منافقین کا وہاں کوئی وجود نہ تھا کیونکہ وہاں ظاہری غلبہ کفار کو حاصل تھا۔ اسلام لانا اپنے آپ کو طرح طرح کی پریشانیوں اور تکلیفوں میں مبتلا کرنے کے مترادف تھا۔ کسی کو کیا پڑی تھی کہ اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو گوناگوں اذیتوں اور رسوائیوں کا ہدف بناتا۔ جس دل پر اسلام کی حقانیت منکشف ہو جاتی اس وقت تو صرف وہی مردان باصفا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقہ بگوش ہوتے تھے جو اپنے آپ کو شامل کرتے تھے جو سچے دل سے اسلام کی صداقت کو تسلیم کرتے تھے اور اس کے لیے ہر قسم کے مصائب و آلام کو خوشی سے برداشت کرنے کے لیے آمادہ رہتے تھے لیکن مدینہ طیبہ میں حالات نے پلٹا

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَآءَ

انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس وہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے سلہ بے شک بہت برے

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ② ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى

کرتوت ہیں جو وہ کر رہے ہیں۔ یہ (ان کا انجام) اس لیے ہے کہ وہ پہلے بظاہر ایمان لائے پھر انھوں نے کفر کیا پس مہر لگا دی گئی ان کے

تھے یہ چالاک لوگ دونوں قوموں کے بیشتر لوگ حضور کے شرف بہ اسلام ہونے [illegible] یہ لوگ وہاں گئے ہو جانے کے بعد اسلام ایک عظیم قوت بن گئی جس سے ٹکر لینا ان کے بس میں نہ تھا۔ اس لیے انھوں نے بھی [illegible] سے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا [illegible] ان کے دل میں کفر چھپا ہوا تھا لیکن اپنی مصلحت کے پیش نظر وہ بظاہر اسلام کے حامی بنے رہتے تھے تاکہ اسلام کو جب نقصان پہنچانے کا موقع ملے اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ بایں ہمہ ہزار کوشش کے باوجود کسی نہ کسی شکل میں ان کی زبان پر ان کے دل کا راز آ ہی جاتا تھا اور ان کے نفاق کا پردہ فاش ہو جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس حقیقت سے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ فرما رہا ہے کہ اے حبیب! یہ منافق جب تیری خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو بڑے جوش و خروش سے آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ اے حبیب! اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ واقعی اس کے رسول ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی شہادت دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں۔ یعنی یہ جو کہہ رہے ہیں ان کے دل اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ آپ کی رسالت تو حق ہے لیکن ان کی شہادت جھوٹی ہے کیونکہ ان کے دل اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

سلہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ لوگ میری بات نہیں مانیں گے اپنے آپ کو سچا ظاہر کرنے کے لیے وہ ضرورت و بلا ضرورت قسمیں اٹھاتا ہے یہی حالت ان منافقین کی تھی وہ بات بات پر قسمیں اٹھاتے۔ اپنے آپ کو سچا اور مومن ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور اس کی آڑ میں وہ [illegible] کے وار سے اپنا بچاؤ کر لیتے ہیں۔ ایک تو مسلمان ان سے وہی سلوک روا رکھتے جو اہل ایمان کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے ان کے مال و جان کی حفاظت کی جاتی، مال غنیمت سے انھیں حصہ ملتا اور کئی طرح سے ان کی دلجوئی کی جاتی۔ اس کے علاوہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے لوگوں کو اسلام سے روکتے۔ جب کوئی شخص ان سے اسلام کے بارے میں دریافت کرتا تو اسلام سے یوں کہہ کر متنفر کرتے ہیں کہ ہم تو خود بڑے شوق سے اس دین میں شامل ہوئے تھے کئی سال گزر چکے ہیں ہمیں تو کوئی خوبی اس میں نظر نہیں آئی ہم تو خود بڑے دل برداشتہ ہیں۔ خبردار تم نہ پھنس جانا۔ بہت سے سادہ لوح ان کی قسموں کا شکار ہو جاتے۔

صدود لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ خود رکتے ہیں اور اپنے منافقانہ رویے سے لوگوں کو اسلام سے روکتے ہیں۔

سلہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اسلامی برادری میں شامل کرنے کا اعلان

قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ

دلوں پر مہر لگ گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے اور جب آپ انہیں دیکھیں تو ان کے جسم آپ کو [illegible] معلوم ہوں گے

وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ

اور اگر وہ گفتگو کریں تو توجہ سے آپ ان کی بات سنیں گے ف٢ حقیقت میں وہ یوں ہیں گویا لکڑیاں ہیں جو دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑی کی ہوں

کے واسطے [illegible] لیکن جب اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو پھر کفر کرنے لگتے ہیں [illegible] واذا خلوا الی شیطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزءون (البقرة: ١٤)

ف١ اس منافقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی [illegible] ان کی [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] ہے اور اس کی یہ سنت ہے کہ جو لوگ اس کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے اور ناشکری کرتے ہیں ان سے وہ نعمتیں واپس لے لی جاتی ہیں۔ آیت کا مقصد یہ نہیں کہ ان کے دلوں پر پہلے ہی مہر لگا دی گئی [illegible] بلکہ مطلب یہ ہے کہ انہیں حق قبول کرنے کی صلاحیت بخشی گئی تھی لیکن جب وہ جان بوجھ کر [illegible] تو ان کو اس صلاحیت سے محروم کر دیا گیا

ف٢ عبد اللہ بن ابی [illegible] خوبصورت تھے [illegible] ان کے چہروں پر [illegible] ان کے ساتھ ساتھ [illegible] ان کی گفتگو [illegible] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے جسموں کو دیکھا جائے تو بڑے دلکش معلوم ہوتے ہیں، ان کی گفتگو سنی جائے تو [illegible] لیکن اگر ان کی حقیقت پر غور [illegible] کمالات [illegible] قرآن کریم نے ان کو خشب مسندۃ سے تشبیہ دے کر ان کی [illegible] خشب کا معنی لکڑی، مسندۃ کا معنی جو دیوار کے ساتھ لگا دی گئی ہو [illegible] جب تک لکڑی [illegible] شہتیر، کڑی [illegible] لکڑی کو دیوار کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے [illegible] کے کام آ سکتی ہے۔

يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ

گمان کرتے ہیں کہ ہر کڑک ان کے خلاف ہی ہے شہ یہی حقیقی دشمن ہیں تو آپ ان سے ہوشیار رہیے شہ ہلاک کرے انہیں

اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ

اللہ تعالیٰ شہ کیسے برگشتہ پھرتے ہیں اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ تاکہ اللہ کا رسول تمہارے لیے مغفرت طلب

اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝

کرے تو (انکار سے) سر موڑ لیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ (حاضری سے) رک جاتے ہیں تکبر کرتے ہوئے شہ

مسلمانوں کی بیداری اور بہادری سے وہ سخت ہراساں رہتے۔ کوئی آواز کسی طرف سے بلند ہوتی تو ان کے دل دھڑکنے لگتے اور سمجھتے کہ ان کی اسلام دشمنی کا بھید کھل گیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو تہ تیغ کرنے کا حکم صادر فرما دیا ہے۔

شہ اس جملہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا جا رہا ہے کہ یہ منافق اسلام کے اور آپ کے حقیقی دشمن ہیں۔ ان سے ہمیشہ محتاط رہیے اور ان کے کسی مشورہ پر اعتماد نہ کیجئے۔ [illegible] اسلام اجازت نہیں دیتا کہ آپ اسلام کے ان دشمنوں کو اپنا راز دار بنائیں۔

شہ یہ دعائیہ جملہ نہیں بلکہ ان کی مذمت کے لیے ہے۔ [illegible] کلمہ ذم و توبیخ۔ یؤفکون۔ قاموس میں ہے۔ یصرفون عن الحق الی الباطل۔ [illegible] انّٰی بمعنی کیف۔ اللہ تعالیٰ تعجب سے [illegible] کہ یہ لوگ حق سے کس طرح بھٹکے ہوئے ہیں۔

شہ منافقوں کی ایک اور علامت بیان کی جا رہی ہے۔ جب ان کے نفاق کا پردہ چاک کر دیا اور لوگوں کو ان کے خبث باطن پر آگاہی ہو گئی تو ان کے دوستوں نے انہیں کہا کہ [illegible] نفاق کا لبادہ اتار دو اور سچے مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہو جاؤ۔ اسلام کو نقصان پہنچانے کی [illegible] سب کچھ اب تو تمہارا نفاق ظاہر ہو گیا ہے۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرو اور حضور سے التجا کرو کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں تمہارے لیے مغفرت طلب کریں۔ [illegible] رحمت للعالمین کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کی مغفرت کے لیے دعا فرماتے اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دیتا [illegible] لیکن ان بدبختوں نے [illegible] ہم اپنے گناہوں کی معافی کے لیے ان کے پاس [illegible] نہیں جائیں گے۔

سوآء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم لن یغفر

یکساں ہے ان کے لیے کہ آپ طلب مغفرت کریں ان کے لیے یا طلب مغفرت نہ کریں ان کے لیے ہرگز نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ هُمُ الَّذِيْنَ

. بخشے گا انہیں بے شک اللہ تعالیٰ فاسقوں کی رہبری نہیں کرتا یہی لوگ ہیں

يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰي مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا

جو کہتے ہیں مت خرچ کرو ان درویشوں پر [illegible] یہاں تک کہ [illegible] منتشر ہو جائیں

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: تم زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق اپنے قبیلوں کو مدد کے لیے کیوں بلاتے ہو۔ اس طرح کی پکار کو ترک کرو۔

اس میں سراسر فتنہ ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اپنے بھائی کی ہر حال میں مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ظالم کی مدد کا یہ طریقہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکا جائے اور مظلوم کی مدد کا یہ طریقہ ہے کہ اس کی اعانت کی جائے تاکہ اس کی داد رسی ہو جائے۔

نبی کریم کی تشریف آوری سے یہ فتنہ فرو ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی کے حلیف مسلمانوں کا حبادے کا بچا ہوا تھا۔ اپنی جماعت میں بیٹھ کر بگڑ بیٹھا اور کہنے لگا یہ سب تمہارے اپنے کئے کا نتیجہ ہے۔ تم نے ان لوگوں کو پناہ دی۔ اپنی دولت کا سارا انتظام کیا آج ہم پر وہ حملہ آور ہو گئے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص نے کہا سمن کلبک یاکلک۔ تم اپنے کتے کو موٹا کرو تاکہ وہ تمہیں ہی کاٹ کھائے۔ تم ان کا کھانا بند کر دو ان پر سے ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرو۔ ان کا دماغ خود بخود درست ہو جائے گا اور بھوک سے تنگ آکر یہ منتشر ہو جائیں گے۔ پھر کہنے لگا ہمیں اس سفر سے واپس مدینہ جا لینے دو پھر جو طاقتور اور معزز ہے یعنی وہ خود، کمزور اور ذلیل کو اس شہر سے باہر نکال دے گا۔ زید بن ارقم ایک نوجوان بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اگرچہ ابن ابی کی پارٹی کا آدمی تھا لیکن یہ گستاخی سن کر اس سے ضبط نہ ہو سکا۔ کہنے لگا، بخدا تو ذلیل ہے تو ہے اور اپنی قوم میں تیری کوئی عزت نہیں۔ عزت و سربلندی ساری کی ساری اپنے محبوب رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور مسلمان آپ کے عشق میں سرشار ہیں۔ تیری اس بیہودہ گفتگو کے بعد میری تیری دوستی ختم۔ عبداللہ نے زید کو کہا جاؤ چپ رہو میں تو صرف دل لگی کر رہا تھا۔

زید بن ارقم نے اپنے چچا کو ساری بات بتائی۔ انہوں نے حضور کے گوش گزار کر دی۔ حضور نے ابن ابی کو بلا کر پوچھا تو صاف مکر گیا اور قسمیں کھا کھا کر کہا کہ میں نے ہرگز ایسی بات نہیں کی، زید جھوٹ بولتا ہے۔ کئی لوگوں نے سارا قصہ گوش گزار کیا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی قسموں کی وجہ سے اس سے درگزر فرمایا۔ زید کہتے ہیں مجھے بڑی ندامت ہوئی۔ اس صدمہ سے میں نڈھال ہو گیا۔ امام ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

زید کہتے ہیں کہ میں سفر میں حضور کے ہمراہ تھا لیکن ندامت سے میرا سر جھکا ہوا تھا پیچھے سے حضور تشریف لائے میرے کان پکڑ کر مروڑا اور میری طرف دیکھ کر مسکرا دیے۔ اس حالت سے مجھے اتنی مسرت ہوئی کہ اگر مجھے ابدی زندگی مل جاتی تب بھی اتنی خوشی نہ ہوتی۔ اذ اتانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعرک اذنی وضحک فی وجہی فما کان یسرنی ان لی بہا الخلد فی الدنیا۔

حضرت ابوبکر پیچھے سے آئے۔ پوچھا کہ حضور نے کیا فرمایا؟ میں نے ساری بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: ابشر۔ پھر حضرت عمر آئے۔ واقعہ یہی کہا انہوں نے بھی بشارت دی۔ صبح ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسرے روز یہی سورہ المنافقون کی تلاوت فرمائی۔ قال ابو عیسیٰ هذا حديث حسن صحيح۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

جب عبداللہ بن ابی کی یہ گفتگو حضور کی خدمت میں پہنچائی گئی، حضرت فاروق اعظم وہاں حاضر تھے۔ عرض کیا: دعنی اضرب عنقه مجھے اجازت دیجئے میں اس مردود کی گردن اڑا دوں۔ حضور نے جو جواب ارشاد فرمایا وہ تمام اہل ایمان خصوصاً کارپردازان حکومت کے لیے ہدایت ہے۔ فرمایا: وکیف یا عمر اذا تحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابه۔ اے عمر! یہ اجازت کیسے دے دوں، لوگ یہ باتیں کریں گے کہ محمد نے اپنے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

اور اللہ کے پاس ہی ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے لیکن منافقین (اس حقیقت کو)

لَا يَفْقَهُوْنَ ⑦ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ

سمجھتے ہی نہیں منافق کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر گئے مدینہ میں تو نکال دیں گے عزت

الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۚ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ

والے وہاں سے ذلیلوں کو ۱ حالانکہ ساری عزت تو صرف اللہ کے لیے ہے اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے

لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ

لیکن منافقوں کو اس بات کا علم ہی نہیں ۲ اے ایمان والو! تمہیں مت غافل کر دیں

اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

تمہارے اموال اور نہ تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے ۳ اور جنہوں نے ایسا کیا

۱ یعنی آیت کے اس حصہ میں یہ واضح کیا گیا کہ منافقین [illegible] آپ کا [illegible] و احترام [illegible] حقیقی عزت کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے یا اس کا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کے مخلص بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عزت و کرامت کی خلعت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن منافقین [illegible] نہیں سکتے [illegible] مسلمانوں کے دامن شفقت میں [illegible] [illegible] [illegible] سیرت اور مکارم اخلاق میں [illegible]

۲ لیکن اس حقیقت کا منافقوں کو علم نہیں [illegible] عزت و احترام [illegible]

۳ اہل اسلام کو منافقین کے طریقہ [illegible] اجتناب کی [illegible] کہ ان کے اموال [illegible] کی اولاد [illegible]

فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٩ وَأَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ

تو یہی لوگ گھاٹے میں رہیں گے اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تم کو دیا اس سے پہلے کہ

أَنْ يَّأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ أَخَّرْتَنِيْٓ إِلٰٓى أَجَلٍ

آپہنچے تم میں سے کسی کے پاس موت تو اس وقت وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی مدت کے لیے کیوں

قَرِيْبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝١٠ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ

مہلت نہ دی تاکہ میں صدقہ و خیرات کر لیتا اور نیکوں میں شامل ہو جاتا ف۱ اور اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیا کرتا

نَفْسًا إِذَا جَآءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝١١

کسی شخص کو جب اس کی موت کا وقت آ جاتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۲

[illegible]

ف۱ [illegible]

ف۲ [illegible]

ف۳ [illegible]

○

[illegible] اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك [illegible] سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه [illegible] والمسلمين والمسلمات يا ارحم الراحمين ويا اكرم الاكرمين [illegible] يا ذا الجلال والاكرام

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ التغابن

نام : اس سورت کی آیت نمبر ۹ میں التغابن کا لفظ ہے یہی اس کا نام تجویز کیا گیا۔ اس میں دو رکوع، اٹھارہ آیتیں، دو سو اکتالیس کلمے، ایک ہزار ... حروف ہیں۔

نزول : اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ اس کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے یہی قول نقل کیا ہے۔ ابن الزبیر سے بھی یہی مروی ہے۔ اگرچہ بعض مفسرین نے مکی کہتے ہیں لیکن پہلا قول راجح ہے۔

مضامین : پہلی چار آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ان صفات کا جو تعلق کائنات کی تخلیق خصوصاً انسان کی تخلیق سے ہے اسے بڑے سلیقہ سے واضح کر دیا گیا۔ بتایا کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اس کی پاکی بیان کر رہی ہے۔ بلندیوں اور پستیوں میں اسی کی حکومت ہے۔ ہر قسم کی تعریف کا وہی مستحق ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انسان کو بھی اسی نے پیدا کیا۔ بعض خوش نصیب وہ ہیں جنہوں نے پہچان کر پہچانا اور اس کی وحدانیت پر ایمان لے آئے ہیں اور اس کے انعامات پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور بعض ایسے بد نصیب بھی ہیں جو اس سعادت سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ کی آگاہی کا یہ حال ہے کہ کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔

حمد الٰہی کے بعد گزشتہ امتوں کے گنہگاروں کا حال بیان کیا گیا کہ انہوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں کی تکذیب کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک کر دیے گئے۔ اے لوگو! تم ان سے عبرت پکڑو اور ایسی راہ اختیار نہ کرو جس کا انجام تباہی ہو۔

آیت نمبر ۱۴ اور ۱۵ میں اہل ایمان کو ایک اہم خطرے سے متنبہ کر دیا تاکہ وہ اس سے بچتے رہیں۔ بیوی اور اولاد کی محبت انسان کے لیے بسا اوقات بڑی آزمائش بن جاتی ہے۔ لوگ اپنی بیویوں کو خوش کرنے اور اپنی اولاد کو خوشحال دیکھنے کے جذبہ میں کیا کچھ نہیں کر گزرتے۔ ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کی جیتی جاگتی بیوی جس کی ایک ادا پر وہ سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہے یا اس کی پیاری اولاد جس کو خوش و خرم دیکھنے کا وہ از حد مشتاق ہے۔ اگر اس نے فرزندوں کے لیے حرام کمایا یا کسی کی ناروائی کی تو اس کی عاقبت برباد ہو جائے گی۔ یہ بیوی یہ بچے کسی کام نہ آئیں گے۔ اس وقت اسے پتہ چلے گا کہ یہ اس کے دشمن تھے۔ تم سب بچتے رہو اور ان کی ناجائز طرفداری سے اجتناب کرو تاکہ تمہیں قیامت کے روز پچھتانا نہ پڑے۔

آخر میں یہ ہدایت فرمائی کہ جہاں تک تمہارے امکان میں ہے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بناؤ۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں بخیلی سے کام نہ لو۔ اس کا تمہیں اتنا اجر ملے گا جس کا ابھی تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ تغابن مدنی ہے اور اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَ

اللہ ہی کی تسبیح کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے ۱؎ اسی کی حکومت ہے اور

لَهُ الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ۲؎ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ②

پھر تم میں سے بعض کافر ہیں اور تم میں سے بعض مومن ہیں ۳؎ اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔

۱؎ اس سورت میں جو معارف و مطالب بیان کیے گئے ہیں ان کا آغاز اس آیت سے زیادہ موزوں نہیں ہو سکتا تھا کہ تخلیق انسانی میں جس مقصد و حکمت کی خاطر صلاحیتوں کو ودیعت کیا گیا، اس کی وضاحت کا بہترین ذریعہ آسمانوں اور زمین کا اور ان میں ہر چیز کا اس کے ساتھ پیدا کیا جانا ہے۔ ہر چیز اس امر کا انکشاف کرتی ہے کہ ان کا خالق تمام صفات کمال سے متصف ہے اور ہر عیب و نقص سے مبرا اور منزہ ہے۔ جیسا ان چیزوں میں تسبیح و حمد [illegible] ہر خوبی اور ہر کمال جہاں کہیں ہے وہ کمال اسی کا ہے یا اس کا بخشا ہوا ہے اس لیے ہر حمد کا وہی مستحق ہے

۲؎ جب ہر چیز ممکن ہے اس کی تخلیق کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف یکساں ہے تو اس کی قدرت کی نسبت بھی ہر چیز سے مساوی ہوگی

۳؎ جبر و قدر کے نظریات نے جو معرکہ آرائی کر رکھی تھی اس آیت نے اس کا [illegible] راہ اعتدال [illegible] کہ وہ انسان کو جمادات کی طرح مجبور محض سمجھتے ہیں۔ [illegible] خلق کے قائل ہیں کہ جو چاہے وہ کرے اور جو اس کی مرضی ہو وہی ہو جائے اس کا اور اس کی جملہ صلاحیتوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے ان صلاحیتوں کا [illegible] اچھے یا برے [illegible] ان کا استعمال کرنا یا انسان کا فعل اور کسب ہے۔ اسی کسب کے باعث وہ جزا و سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ تمہیں پیدا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

[illegible]

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۔ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④

جسے تم چھپاتے ہو اور جسے تم ظاہر کرتے ہو ۔ ف اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہے

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؗ فَذَاقُوْا وَبَالَ

کیا نہیں آئی تمہارے پاس ان کی خبریں جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے پس چکھ لیا انہوں نے وبال اپنے کام کا

اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ

کا اور ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے ۔ ف یہ اس وجہ سے ہے کہ آتے رہے ان کے پاس

ف اس کی بے پایاں قدرت [illegible]

انسان کا [illegible] ساری مخلوقات میں [illegible]

قرآن کریم [illegible] مقام پر انسان کی [illegible] اشرف المخلوقات ہے [illegible]

ف جن لوگوں نے اس حقیقت کو [illegible]

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا

[illegible]

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

[illegible] گمان کرتے ہیں [illegible] ہرگز [illegible]

لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ

[illegible] کرتے تھے

وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ

اور یہ اللہ کے لیے بالکل آسان ہے پس ایمان لاؤ اللہ [illegible] اور اس نور پر جو ہم نے

[illegible]

[illegible]

أَنزَلْنَا ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۞ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ

نازل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے ۱۰ جس دن وہ تمہیں اکٹھا کرے گا سب کے جمع ہونے کے دن ۱۱

ذَٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ

یہی گھاٹے کے ظہور کا دن ہے ۱۲ اور جو ایمان لے آئے اللہ پر اور نیک عمل کرتا رہا دور فرما دے گا

۱۰ کفر و الحاد میں کبھی [illegible] پہلے ان کا ذکر کیا، پھر قیامت کے وقوع پر [illegible] گیا [illegible] ارشاد فرمایا [illegible] اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] ایمان لے آؤ اور قرآن کریم [illegible] نور [illegible] [illegible] وھو القرآن [illegible] قرآن کریم [illegible]

۱۱ یوم الجمع [illegible] قیامت کو یوم الجمع [illegible] ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

۱۲ وہ یوم الجمع [illegible] یوم التغابن ہو گا۔ [illegible] اختصار کے ساتھ [illegible] اور واضح تشریح کی ہے۔ لکھتے ہیں [illegible] قیامت کو یوم التغابن کہنے کی وجہ [illegible] شیطان کی پیروی [illegible]

[illegible] یوم التغابن کی تشریح [illegible] جنت [illegible] دوزخ [illegible]

نجات پا گئے گویا اس روز دوزخی اور جنتی آپس میں لین دین کریں گے۔ اہل جنت دوزخیوں کے ٹھکانے جنہیں وہ چھوڑ دیں گے ان کے عوض جنت میں دوزخیوں کے لیے جو ایوان و مسکن تیار کیے گئے تھے وہ انہیں مل جائیں گے۔ اس روز دوزخی بدحالی پر ہاتھ ملیں گے کہ زندگی کے میدان میں کون جیتا اور کون ہارا۔ اس کاروبار میں کس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔

بخاری شریف کی روایت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا:

ما من عبد يدخل الجنة الا اري مقعده من النار لو اساء ليزداد شكرا وما من عبد يدخل النار الا اري مقعده من الجنة لو احسن ليكون عليه حسرة۔ یعنی ہر جنتی جب جنت میں داخل ہوگا تو اسے جہنم میں اس کی وہ جگہ دکھائی جائے گی جو اگر وہ بدکار ہوتا تو اس کی ہوتی۔ یہ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مزید شکر ادا کرے۔ اور دوزخی کو جنت میں اس کی وہ جگہ دکھائی جائے گی جو اگر وہ نیک ہوتا تو اس کی ہوتی تاکہ اس کی حسرت میں مزید اضافہ ہو۔

صحیح مسلم و ترمذی کی ایک حدیث بھی مطالعہ کیجئے تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان کیسی حسن و خوبی سے فیصلہ فرمائے گا۔ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں:

ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فينا من لا درهم له ولا متاع فقال ان المفلس من امتي من ياتي يوم القيامة بصلوة وصيام وزكوة ويأتي قد شتم هذا وقذف هذا واكل مال هذا وسفك دم هذا وضرب هذا فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضى ما عليه اخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار

ترجمہ: ایک روز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہم تو اس کو مفلس کہتے ہیں جس کے پاس نہ درہم ہو نہ سامان۔ فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہوگا جو روز حشر آئے گا اس کے ساتھ اس کی نمازیں، اس کے روزے اور اس کی زکوٰۃ ہوگی۔ نیز وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان باندھا ہوگا، کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ ان مظلوموں کو راضی کرنے کے لیے اس کی نیکیاں ان لوگوں میں بانٹی جائیں گی اور اگر مظلوموں کی حق رسی سے پہلے اس کی نیکیوں کا ذخیرہ ختم ہو گیا تو مظلوموں کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اسے منہ کے بل آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک اور نصیحت آموز ارشاد بھی سن لیجئے۔

قال من كانت عنده مظلمة لاخيه من عرضه او شيء فليتحلله منه اليوم قبل ان لا يكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم يكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه۔ (بخاری شریف)

ترجمہ: یعنی اگر کسی نے اپنے بھائی پر ظلم کیا ہے تو اس دنیا میں اس سے معاف کرالے کیونکہ قیامت کے روز دینار و درہم نہیں ہوں گے۔ اگر اس ظالم نے کچھ نیک اعمال کیے ہوں گے تو بقدر اس ظلم کے اس سے لے لیے جائیں گے اور اگر اس کے پاس صالح اعمال کا ذخیرہ نہ ہوا تو مظلوم کے گناہ اس کے سر پر لاد دیے جائیں گے۔

عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اس سے اس کے گناہوں کو اور داخل فرمائے گا اسے باغوں میں رواں ہوں گی جن کے نیچے ندیاں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ابد تک یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ

اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ بہت بری

وہ لوگ جو لاپرواہی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حلال و حرام جائز و ناجائز کی تمیز بھی نہیں کرتے جو لوگ پیٹ کا سوال کی خاطر اپنی ضمیر سے سودا [illegible] کر لیتے ہیں [illegible] اچھا بھی کر رہے ہیں [illegible] یوم التغابن کا بھی تصور کریں جب انہیں [illegible] کا سامنا کرنا پڑے گا اس وقت ان کی [illegible] اور انہیں اپنی حماقت کا احساس ہوگا۔ اس وقت انہیں پتہ چلے گا کہ جس سودا کو بڑا نفع بخش سمجھتے تھے وہ درحقیقت سراسر گھاٹے کا سودا تھا۔

علامہ ابن منظور نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ایک عمدہ قول نقل کیا ہے۔

سئل الحسن عن قوله تعالى ذلك يوم التغابن فقال غبن اهل الجنة اهل النار اي استنقصوا عقولهم باختيارهم الكفر على الايمان (لسان العرب) یعنی حضرت حسن بصری سے یوم التغابن کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا اس روز اہل جنت دوزخیوں کی عقل و خرد کی تنقیص کریں گے کہ تم [illegible] تھے کہ [illegible] ایمان کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کیا [illegible] کی حقیقت کا [illegible] اس سے [illegible] نقصان ہے۔

ــہ یوم التغابن کے ذکر کے بعد [illegible] حقیقت کی طرف [illegible] کہ جو شخص ایمان لائے گا اور ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی برائیاں معاف فرما دے گا [illegible] اس کے بعد [illegible] سب سے اہم [illegible] قیامت کے دن [illegible] اور اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔ علامہ [illegible] کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔ التكفير في المعاصي كالاحباط في الثواب [illegible] اور [illegible] گزشتہ گناہ کا اثر ختم کر دیا جائے تو اس کے لیے تکفیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

ــہ لیکن جو بدبخت ان تمام [illegible] کے باوجود کفر پر قائم رہے اور آیات الٰہی کی تکذیب کرتے رہے ان کا [illegible] بھی بتایا تاکہ وہ اس کے لیے پہلے سے تیاری کر لیں۔

الْمَصِيرُ ۝ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَمَنْ

پلٹ کر جانا ہے   نہیں پہنچتی کسی کو کوئی مصیبت   مگر اللہ کے اذن کے ساتھ اور جو شخص

[illegible]

[illegible]

[illegible] عجبا للمؤمن لا يقضي الله له قضاء الا كان خيرا له ان اصابته ضراء صبر فكان خيرا له وان اصابته سراء شكر فكان خيرا له وليس ذلك لاحد الا للمؤمن

يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪ وَاَطِيْعُوا

اللہ پر ایمان لے آئے اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے شلہ اور اطاعت کرو

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ

اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کریم کی۔ پس اگر تم نے روگردانی کی تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف کھول کر پہنچا

الْمُبِيْنُ ⑫ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑬

دینا ہے اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو شلہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور تمہارے بچے تمہارے دشمن ہیں

[illegible] مومن کی بڑی عجیب حالت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جو فیصلہ کرے وہی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ اگر اسے تکلیف پہنچے اور اس پر وہ صبر کرے تو یہ تکلیف اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے مسرت اور خوشی ہو اور وہ اس پر شکر کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور یہ سعادت صرف مومن کے لیے مخصوص ہے۔

شلہ [illegible] تمہاری حالت کیسی ہو، تم اس کے لیے [illegible] نقصان پر نقصان اٹھاتے رہو، تکلیف پر تکلیف پہنچتی رہے [illegible] اس کی راہ میں [illegible] ایسا ہرگز نہیں [illegible] تمہارے [illegible] دشمنی [illegible] جب اس کی مدد آئے گی تو دشمن [illegible] صبر کا دامن [illegible] حالات [illegible] پیاسے اللہ نے اپنے [illegible] ہے

شلہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کو پیش نظر رکھو، اگر تم نے روگردانی [illegible] اس کو بھلا دیا [illegible] رسول کی ذمہ داری تو صرف [illegible] پہنچا دینا [illegible] ہے۔

شلہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور اس پر توکل ہی مومن کا طرۂ امتیاز ہے

فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

پس ان سے ہوشیار رہو [illegible] اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ غفور

رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ

رحیم ہے تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہی ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اجر

عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا

عظیم ہے پس ڈرتے رہو اللہ سے جتنی تمہاری استطاعت ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۳ سورۂ آل عمران کی آیت ۱۰۲ میں ہے یٰایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ

خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑯

یہ بہتر ہے تمہارے لیے ۲۳ اور جنہیں بچا لیا گیا ان کے نفس کے بخل سے تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ۲۴

إِن تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ

اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو تو وہ اسے کئی گنا کر دے گا تمہارے لیے اور بخش دے گا تمہیں ۲۵ اور اللہ تعالیٰ

شَكُورٌ حَلِيمٌ ۞ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑱

بڑا قدردان اور بہت بردبار ہے ۲۶ ہر نہاں و عیاں کو جاننے والا ہے، سب پر غالب بڑا دانا ہے ۲۷

ع ۲

طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ یہاں ارشاد فرمایا کہ اپنے رب سے ڈرو جتنا تمہارے امکان میں ہے۔ اس اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں۔ ای شدد الامر فی حق المقربین الاخیار، ویسر فی حق الابرار المتقین بقوله فاتقوا الله ما استطعتم باعتبار احوال الابرار، وقوله تعالى اتقوا الله حق تقاته باعتبار احوال المقربين، على ما عليهم الخروج عن الوجود المجازي بالكلية من حق تقاته۔

یعنی ابرار اور مقربین کے تقویٰ میں جو فرق ہے اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ اس آیت میں ابرار کی حالت کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور پہلی آیت میں مقربین کے حال کو ملحوظ رکھا گیا ہے [illegible] اور یہی تقویٰ کا منتہائے کمال ہے۔ ہر شخص اور ہر زمانہ میں ہو سکتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے مقربین اور ابرار دونوں کو شرف فرمایا۔ نیز سب کے لیے تقویٰ کا دروازہ کھول دیا۔ جتنی جس میں ہمت ہے وہ اتنا تقویٰ اختیار کرے مزید اس تقویٰ کی ترقی وہ جب چاہے گا اپنی رحمت سے تمہیں عطا فرمائے گا۔

۲۳؎ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کے نبی کے ارشادات پوری توجہ سے سنو اس کے احکام کو بجا لاؤ اور اس کی راہ میں اس کے دیئے ہوئے مال سے خرچ کرتے رہو۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ خیراً کان مقدر کی خبر ہے۔ یعنی تم ایسا کیا کرو ایسا کرنا تمہارے لیے بہتر ہے یکون خیراً لکم۔

۲۴؎ اس کی تشریح سورۂ حشر کی آیت ۹ میں کی گئی ہے۔

۲۵؎ اخلاص اور خوش دلی سے اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جو شخص اپنا مال خرچ کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ گویا قرض ہوگا اور وہ اسے کئی گنا کر کے واپس لوٹائے گا۔ ایک کا دس، بلکہ سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کے علاوہ اس کے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔

۲۶؎ شکور کا معنی ہے قدردان۔ جو عمل بھی انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے حساب اجر عطا فرماتا

ہے۔ واللہ شکور بمعنی انہ کثیر الصنائع علی عبدہ

حلیم۔ یعنی تم گناہ کرتے ہو وہ فوراً ہی پکڑ نہیں لیتا۔ اس کے علم کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔

۱۸ وہ اس کا علم کامل ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے پنہاں نہیں۔ اس کی قدرت عظیم ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس کے فیصلہ کو ٹال سکے وہ اس کی قضا و قدر کو روک سکے۔ ہمہ دانی اور قدرت وسیع تر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ حکیم ہے۔ اس کے ہر حکم میں اس کے ہر فیصلہ میں اس کی حکمت کے جلوے نظر آتے ہیں۔

* * *

اللھم انت عالم الغیب والشھادۃ وانک انت العزیز الحکیم فاطر السموت والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین

اللھم صل من الصلوات ازکاھا ومن التسلیمات اطیبھا ومن التحیات اسناھا علی حبیبک ومحبوبک ونبیک ورسولک سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعہ باحسان الی یوم الدین

* * *

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ الطّلاق

نام : اس سورۃ میں طلاق کے مسائل مذکور ہیں اس لیے اس کا نام "الطلاق" تجویز ہوا۔ اس میں دو رکوع، بارہ آیتیں دو سو انچاس کلمے اور ایک ہزار ساٹھ حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورت بقرہ کی وہ آیات جن میں طلاق، عدت کے احکام بیان ہوئے ہیں، ان آیات کے بعد یہ سورۃ نازل ہوئی۔

مضامین: عہد جاہلیت کا عرب معاشرہ از اول تا آخر بگڑا چکا تھا فرسودہ رسم و رواج کی پابندی نے ان کی خانگی زندگی کو باہمی اتحاد اور حقیقی خوشیوں سے محروم کر دیا تھا نکاح، طلاق، عدت، نفقہ، رضاعت اور دوسرے مسائل جن کا عائلی زندگی سے گہرا تعلق ہے ہر قسم کی معقولیت سے عاری تھے۔ اسلام نے یکلخت پہلے نظام کو درہم برہم کر کے نہیں رکھ دیا بلکہ اس کی اصلاح کے لیے تدریجی اقدامات کیے تاکہ مقصد بھی پورا ہو جائے اور مختلف ادوار میں کی گئی اصلاحات سے جو مشکلات و پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان سے بھی کم سے کم سابقہ پڑے۔

پہلے شوہر اپنی بیوی کو ان گنت طلاقیں دے سکتا تھا اور عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر لیا کرتا اس سے عورت کی زندگی اس کے لیے عذاب بن گئی تھی۔ سورۂ بقرہ کی آیت دو سو انتیس (۲۲۹) میں بتا دیا کہ شوہر زیادہ سے زیادہ دو طلاقیں دے سکتا ہے، اس کے بعد وہ رجوع نہیں کر سکتا۔

البقرہ کی آیت دو سو اٹھائیس (۲۲۸) میں مطلقہ عورت کی عدت بتا دی کہ تین حیض ہے۔ اسی آیت میں یہ بھی بتا دیا کہ رجعی طلاق کی صورت میں عدت ختم ہونے سے پہلے خاوند رجوع کر سکتا ہے اور تجدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔

البقرہ کی آیت دو سو تیس (۲۳۰) میں طلاق مغلظہ کی صورت میں دوبارہ نکاح کا حکم بیان کیا اور اسی سورت کی آیت دو سو چونتیس (۲۳۴) میں اس عورت کی عدت بتا دی جس کا خاوند فوت ہو جائے

عائلی زندگی سے متعلق ایک حکم سورۃ الاحزاب کی آیت انچاس (۴۹) میں بیان کر دیا کہ اگر نکاح کے بعد خلوت سے پہلے طلاق واقع ہو جائے تو پھر مطلقہ کو عدت گزارنے کی ضرورت نہیں وہ اسی وقت نکاح کر سکتی ہے۔

لیکن عائلی زندگی کے متعلق کئی مسائل ایسے رہ گئے تھے جن کے جوابات مطلوب تھے کئی دیگر احکامات کے بارے میں وضاحت کی ضرورت تھی تاکہ عمل کرنے والا مسلمان اس کے مطابق ان پر عمل کر سکے۔ اس سورت کو نازل فرما کر اس خلا کو

پیدا کر دیا۔ نیز طلاق جس کی اجازت اسلام نے صرف ناگزیر صورت میں دی ہے جب کہ میاں بیوی کے مل کر رہنے کا کوئی امکان نہ ہو اسے ابغض المباحات قرار دیا ہے۔ اس کے لیے ایسی پابندی لگا دی کہ اگر اس کو پیش نظر رکھا جائے تو طلاق کا وقوع بہت ہی کم ہو جائے

پہلے اس مطلقہ عورت کی عدت بیان کی گئی تھی۔ جسے حیض آتا ہو۔ یہاں ان عورتوں کی عدت بیان کی جا رہی ہے۔ جنہیں حیض آنا ابھی شروع ہی نہ ہوا ہو یا وہ عمر کے اس حصہ میں پہنچ گئی ہوں جب حیض کا آنا بند ہو جاتا ہے۔

حاملہ عورت کو اگر طلاق مل جائے یا اس کا خاوند فوت ہو جائے تو اسے کتنی عدت گزارنی ہوگی اس مسئلہ کی بھی یہاں تصریح کر دی

مطلقہ جب عدت گزار رہی ہو تو اس کی سکونت اور نفقہ کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ شیر خوار بچے کی رضاعت کا انتظام اور اس کے اخراجات کون برداشت کرے گا؟ ان تمام مسائل کو یہاں تفصیلاً ذکر کر دیا۔

اس سورت کا ایک اور پہلو آپ کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس میں اہم اور نفیس مسائل کے عائلی قوانین بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے باوجود قرآن کریم کی اعلیٰ ادبیت نظر آتی ہے۔ یہ صرف قوانین کی کتب نہیں جو متعدد دفعات پر مشتمل اور جن سے سرتابی کرنے والا مختلف سزاؤں کا مستوجب قرار پاتا ہو بلکہ اس میں جگہ جگہ ان احکام کی بجا آوری کی ترغیب دینے کے لیے ایسے جملوں کا اضافہ کیا گیا ہے جنہیں پڑھ کر ان پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ان احکام کی پابندی تقویٰ ہے اور جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نجات کی راہیں کھول دیتا ہے۔ اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں کا اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

انسان جب ان آیات میں غور و فکر کرتا ہے اور اسے پتہ چلتا ہے کہ ان احکام پر عمل کرنے سے اس کا رب کریم اس پر راضی ہو جائے گا، تو پھر بڑی خوشدلی سے ان احکام کو بجا لانے لگتا ہے۔ اسے تکلیف بھی ہو تو برداشت کر لیتا ہے یہی قرآن کریم کی وہ خصوصیت ہے جو اسے قوانین کا مجموعہ ہونے کے باوجود قوانین کی دیگر کتب سے ممتاز کرتی ہے۔

دوسرے رکوع میں بتا دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں ان کا انجام بڑا دردناک ہوتا ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کی لائی ہوئی ہدایات پر عمل کرتے ہیں انہیں ہر قسم کے اندھیروں سے نکال کر ایسی جگہ پہنچا دیا جاتا ہے جہاں حق کا آفتاب نور افشانی کر رہا ہوتا ہے۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۲۴-۳-۷۴

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اٰيَاتُهَا ۱۲ رُكُوْعَاتُهَا ۲

[illegible]

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب تم اپنی بیوی کو طلاق دو تو اس کی عدت کے لحاظ سے طلاق دو۔ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ طلاق حیض کی حالت میں نہ دی جائے۔ بلکہ ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں مباشرت نہ کی ہو کیونکہ ان دونوں حالتوں سے عدت میں طوالت ہو جائے گی اور مطلقہ کو تکلیف برداشت کرنا ہو گی کیونکہ اگر حالت حیض میں طلاق دی تو وہ حیض عدت میں شمار نہیں ہو گا۔ اس حیض کے علاوہ تین حیض عدت گزارنا پڑے گی۔ اور اگر ایسے طہر میں طلاق دی جس میں مباشرت ہوئی ہو تو اس سے مرد اور عورت دونوں کو معلوم نہیں کہ اس مباشرت سے حمل قرار پایا یا نہیں۔ اس سے عدت میں [illegible] ہو گی اور عورت کو [illegible] اٹھانی پڑے گی اس لیے مسنون طریقہ طلاق یہ ہے کہ طلاق ایسے طہر میں دی جائے جس میں عورت سے مقاربت نہ ہوئی ہو۔ حالت حیض میں طلاق دینا یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں مباشرت کی گئی ہو حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے [illegible] فرمایا کہ عبداللہ اس طلاق سے رجوع کرے یہاں تک کہ اس کی بیوی پاک ہو جائے۔ پھر اسے حیض آئے پھر پاک ہو جائے پھر اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو مباشرت سے پہلے طلاق دے۔ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں فتلک العدة التی امر اللہ عزوجل ان یطلق لها النساء یعنی حالت طہر میں مباشرت سے پہلے طلاق دینا یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ بخاری شریف

اس پابندی کی اور حکمت یہ ہے کہ حیض کی حالت میں عورت [illegible] نہیں ہوتی [illegible] اور [illegible] ہوتی ہے اس لیے اگر اس حالت میں [illegible] طلاق دے تو [illegible] ممکن ہے کہ وہ [illegible] اس کی [illegible] کم ہو جاتی ہے۔ اس [illegible] اگر طلاق دینی ہو تو ایسی حالت میں طلاق دو جب [illegible] نہ ہو۔ ایسی حالت میں اگر طلاق دے گا تو سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے گا۔ اس طرح [illegible] طلاق [illegible] کی [illegible] ہو گی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شریعت نے طلاق کی دو قسمیں بیان کی ہیں ① سنی یعنی سنت کے مطابق طلاق اور ② بدعی۔ احناف نے سنی طلاق کی دو قسمیں کی ہیں ① احسن اور ② حسن۔ احسن طلاق یہ ہے کہ ایسے طہر میں جس میں مباشرت نہیں کی ایک مرتبہ طلاق دے اور پھر عدت ختم ہونے تک دوسری طلاق نہ دے۔ عدت پوری ہونے کے بعد نکاح ٹوٹ جائے گا لیکن تجدید نکاح ہو سکتا ہے۔ حسن طلاق یہ کہلاتی ہے کہ ایسے طہر میں ایک طلاق دے ایک حیض گزر جانے کے بعد جب وہ پاک ہو تو دوسری طلاق دے اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے۔ اس کے علاوہ طلاق کی ساری صورتیں طلاق بدعی ہوں گی۔ اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہو گا لیکن احناف کے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی۔ مگر بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ایسی طلاق واقع نہ ہو گی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک وقت میں تین طلاق دینا بدعی نہیں [illegible] طہر میں جس میں مباشرت نہ کی ہو طلاق دی جا سکتی ہے خواہ ایک طلاق دے یا تین طلاقیں دے پھر بھی وہ سنی ہو گی لیکن اگر اس وقت

الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَخْرُجْنَ إِلَّآ أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ

نہ خود نکلیں بجز اس صورت کے کہ وہ ارتکاب کریں کسی کھلی بے حیائی کا ۳ اور یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں

اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ لَا تَدْرِي

ہیں۔ اور جو تجاوز کرتا ہے اللہ کی حدوں سے تو بے شک اس نے اپنی جان پر ستم کیا۔ تجھے کیا خبر

لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا ① فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ

کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کر دے ۴ پھر جب وہ پہنچنے لگیں اپنی میعاد کو

---

(١) وہ عورت جسے طلاق رجعی یا بائن طلاق دی گئی ہو وہ اپنے گھر سے دن کو نکل سکتی ہے۔ عدت وفات والی عورت کو روزگار کمانے کے لیے دن میں نکلنے کی اجازت ہے لیکن رات وہ اپنے گھر ہی میں گزارے۔

(٢) اگر طلاق رجعی ہے تو میاں بیوی کے درمیان کسی حجاب کی ضرورت نہیں، بلکہ عورت کے لیے مستحسن ہے کہ وہ بناؤ سنگھار کرے تاکہ رجوع کی صورت پیدا ہو جائے۔

(٣) اگر طلاق بائن ہے تو پھر عورت کو پردہ کرنا چاہیے، بہتر ہے کہ کوئی دیندار ثقہ عورت ان کے پاس رہے جس کی موجودگی میں وہ کوئی غیر شرعی حرکت نہ کر سکیں۔

(٤) اگر مکان تنگ ہے یا مکان بہت تنگ ہے تو پھر مرد کو چاہیے کہ وہ خود اس گھر سے نکل جائے۔

ف ۳ یعنی عورت اگر بدکاری کا ارتکاب کر لیتی ہے یا اپنی بد زبانی سے باز نہیں آتی یا بد اخلاقی سے وہاں سے اپنے خاوند کے ماں باپ بہن بھائی سے گالی گلوچ کرتی اور بدزبانی کرتی ہے یا اب بھی خاوند کے سامنے سرکشی اور نافرمانی کا مظاہرہ کرتی ہے تو ان تمام صورتوں میں خاوند اسے اپنے گھر سے نکال سکتا ہے۔ یہ تفسیر آیت نقل کرنے کے بعد علامہ جصاص لکھتے ہیں وھذہ المعانی کلھا یحتملھا اللفظ وجائز ان یکون جمیعھا مرادا۔ آیت کے الفاظ ان تمام معانی کا احتمال رکھتے ہیں اور جائز ہے کہ آیت سے یہ تمام معانی مراد ہوں۔ احکام القرآن جصاص۔

ف ۴ یہ سب وہ احکام و مسائل ہیں جن پر عمل کیا جانا ازدواجی زندگی کی خوشگواری پر موقوف ہے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں جو سراپا حکمت ہیں تمہارے لیے خوشیوں اور سکون کا باعث ہیں جو شخص ان کی پابندی نہیں کرے گا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔ اس کی زندگی سکون اور خوشیوں سے محروم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا بھی وہ حقدار بن جائے گا۔

فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ

تو روک لو انہیں بھلائی کے ساتھ یا جدا کر دو انہیں بھلائی کے ساتھ اور گواہ مقرر کر لو دو

عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ

معتبر آدمی اپنے میں سے اور گواہی ٹھیک ٹھیک اللہ کے واسطے دو ان باتوں سے نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ

کافی ہے تو اس کے لیے وہ کافی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہے اپنے کام کو سلہ مقرر کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اتق اللہ واصبر وامرت وایاھا ان تستکثرا من قول لاحول ولا قوۃ الا باللہ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو، صبر کرو اور میں حکم دیتا ہوں تجھے اور تیری بیوی کو حکم دیتا ہوں کہ تم کثرت سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کیا کرو۔ ارشاد نبوی سن کر وہ اپنے گھر لوٹ آئے اور بیوی کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ وہ کہنے لگی نعم ما امرنا بہ۔ جس چیز کا ہمیں حکم دیا ہے وہ درست ہی ہے۔ پھر ان دونوں میاں بیوی نے کثرت سے ورد شروع کر دیا۔ چنانچہ اس کی برکت سے دشمن ان کے بیٹے کی طرف سے غافل ہو گئے اور وہ ان کی غفلت کا فائدہ اٹھا کر وہاں سے بھاگ نکلا اور ان کی بکریاں ہانکتا ہوا بخیر و عافیت اپنے ماں باپ کے پاس پہنچ گیا۔

علامہ پانی پتی نے اپنی تفسیر مظہری میں اس آیت کے ضمن میں حل مشکلات کے لیے ایک وظیفہ لکھا ہے جو بہ نظر یہ ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے دینی اور دنیوی حاجات کے حصول، دینی و دنیوی مشکلات کے حل کے لیے یہ وظیفہ بتایا کرتے۔ پانچ سو مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے، اول و آخر ایک ایک سو مرتبہ درود پاک پڑھے۔

سلہ یعنی جو شخص اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے وہ اس کو کافی ہو جاتا ہے۔ اس سے کوئی یہ سمجھے کہ توکل کا معنی عمل سے لاتعلق ہو جانا ہے اور اسباب سے قطع نظر کر لینا ہے۔ توکل کا یہ مقصد نہیں، بلکہ اس کا یہ مقصد ہے کہ اسباب بجا لائے لیکن نتائج کے حصول کے لیے اسباب پر اعتماد نہ کرے صرف اپنے رب پر بھروسہ کرے۔ بے عملی اور جدوجہد سے بیزاری کا اسلام کے نظریہ توکل سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

① گر توکل می‌کنی در کار کن — کشت کن پس تکیہ بر جبار کن
② رمز الکاسب حبیب اللہ شنو — از توکل در سبب کاہل مشو

ترجمہ ① یعنی اگر توکل کا دعویٰ کرتا ہے تو کام میں مشغول ہو جا۔ پہلے فصل بو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر
② اس حدیث کی رمز سمجھ کہ الکاسب حبیب اللہ کسب کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ توکل کی وجہ سے اسباب کے فراہم کرنے میں سستی مت کر

بلکہ صحابہ و تابعین تو کمائی کرنے کے بھی مشورے دیتے تھے۔ اتجروا واکتسبوا فانکم فی زمان اذا احتاج احدکم کان اول ما یاکل دینہ۔ ترجمہ: تجارت کرو اور روزی کماؤ کیونکہ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ جب کوئی شخص محتاج ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے وہ اپنا متاع دین و ایمان کو بیچنا شروع کر دیتا ہے۔

سلہ اللہ تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ اس کو پورا کر کے رہتا ہے۔ کوئی چیز اس کے ارادے کے سامنے رکاوٹ نہیں بن سکتی

شَیْءٍ قَدْرًا ۝ وَالّٰٓـِٔیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ

کے لیے ایک اندازہ ۔ اور تمہاری (مطلقہ) عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں ۱۳؎ اگر

۱۳؎ وہ مطلقہ جس کو حیض آتا ہو اور وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو ان کی عدت کے احکام سورۂ بقرہ میں گزر چکے ہیں۔ یہاں ان عورتوں کی عدت بیان کی جا رہی ہے جنہیں حیض نہ آتا ہو ان کی تین قسمیں ہیں۔ ① وہ عورتیں جو سن ایاس کو پہنچ گئی ہوں یعنی جن کو حیض آنے کی توقع ہی نہ رہی ہو۔ بعض علماء نے پچپن سال اور بعض نے ساٹھ سال کی عمر کو سن ایاس کہا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ جس عمر میں حیض کا آنا بند ہو جائے۔ ② وہ عورتیں جو ابھی نابالغ ہوں یا جن کو حیض آیا ہی نہیں لیکن وہ عمر کے اعتبار سے بالغ ہو گئی ہوں۔ ③ جو حاملہ ہوں۔

پہلی دو قسموں کی عدت تین ماہ ہے۔ اگر طلاق کے بعد بھی وہ گزارے۔ اسی طرح نابالغہ۔

حاملہ کی عدت کا ذکر بعد میں آرہا ہے۔

وہ عورتیں جن کو حیض کسی عارضہ کی وجہ سے بند ہو گیا ہو ان کی عدت کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت عثمان، علی، زید بن ثابت، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے یہ ہے کہ عورت انتظار کرے یہاں تک کہ سن ایاس کو پہنچ جائے اور اس کے بعد تین ماہ عدت گزارے۔ اگر اس مدت کے دوران حیض شروع ہو جائے تو پھر تین حیض عدت گزارے۔ احناف نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ امام ثوری، لیث اور امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ عورت نو ماہ انتظار کرے۔ اگر اس اثنا میں اسے حیض نہ آئے تو تین ماہ عدت گزارے اور اگر اس دوران حمل کے آثار ظاہر ہوں تو پھر اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ حضرت ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔ امام مالک کا یہی مسلک ہے۔

امام اوزاعی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی جوان بیوی کو طلاق دی اور اسے حیض آنا بند ہو گیا تو پورا سال عدت گزارے۔

امام حسن بصری کہتے ہیں کہ وہ سال بھر انتظار کرے۔ اگر اس عرصہ میں حیض نہ آئے تو پھر تین ماہ عدت گزارے۔ یہاں تین مہینے سے مراد قمری مہینے ہیں۔ اگر پہلی تاریخ کو طلاق ہوئی تو تین چاند شمار کیے جائیں گے۔ انتیس کے ہوں یا تیس کے۔ اور اگر درمیان میں طلاق ہوئی تو پھر اس تاریخ سے نوے دن گنے جائیں گے۔ صاحبین کے نزدیک وہ مہینہ تیس کا شمار ہوگا۔ اس کے بعد دو مہینے چاند کے حساب سے شمار ہوں گے۔

یہ حکم مطلقہ کے لیے ہے۔ لیکن جس کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی عدت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ حاملہ نہ ہو تو ہر حال میں چار ماہ دس دن عدت گزارے گی خواہ وہ صغیرہ ہو، کبیرہ ہو یا حائضہ ہو۔

یہ آیت اگرچہ بظاہر مطلقہ عورتوں کو شامل ہے لیکن اجماع سے اس کی تخصیص ہو گئی۔ (تفسیرات احمدیہ، احکام القرآن جصاص)

ٱرْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشْهُرٍ وَٱلَّٰٓـِٔى لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَأُولَٰتُ

تمہیں شبہ ہو تو ان کی مدت تین ماہ ہے اور ان عورتوں کی بھی جنہیں ابھی حیض آیا ہی نہیں اور

ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل

حاملہ عورتوں کی میعاد ان کے بچہ جننے تک ہے ۴ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ

۴ اب حاملہ عورت کی عدت بیان کی جا رہی ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر مطلقہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ اگر بیوہ حاملہ ہو تو اس کی عدت کیا ہوگی؟ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ بقرہ کی ایک آیت میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر کی گئی ہے اور یہاں مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل بتلائی گئی ہے۔ اگر بیوہ غیر حاملہ ہو تو اس کی عدت بالاتفاق چار ماہ دس دن ہوگی اور اگر مطلقہ حاملہ ہو تو اس کی عدت بالاتفاق وضع حمل ہوگی۔ لیکن اگر بیوہ حاملہ ہو تو اس کی عدت میں اختلاف ہے۔ حضرت سیدنا علی اور حضرت ابن عباس کے نزدیک دونوں آیتوں پر عمل کرتے ہوئے ابعد الاجلین عدت ہوگی، یعنی اگر وضع حمل وفات کے فوراً بعد بچہ پیدا ہو جائے تو چار ماہ دس دن عدت گزارے گی اور اگر عدت کے چار ماہ دس دن سے تجاوز کر گئی تو پھر وضع حمل کے وقت اس کی عدت ختم ہوگی۔

لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ آیت سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے اس لیے یہ آیت پہلی آیت کی مخصص ہوگی، گویا چار ماہ دس دن اس عورت کی عدت ہوگی جو حاملہ نہ ہو اور جو حاملہ ہو وہ مطلقہ ہو یا بیوہ اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ اس کی تائید متعدد صحیح احادیث سے ہوتی ہے۔ امام مسلم نے ابوسلمہ سے حدیث نقل کی ہے کہ ایک دفعہ اس مسئلہ پر حضرت ابن عباس اور عبدالرحمن بن عوف کے صاحبزادے ابوسلمہ کے درمیان گفتگو ہوئی۔ ابن عباس ابعد الاجلین کے قائل تھے اور ابوسلمہ وضع حمل کو عدت کی انتہا کہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ میں اس مسئلے میں اپنے بھتیجے ابوسلمہ کی تائید کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس کے غلام کریب کو حضرت ام المومنین ام سلمہ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ ام سلمہ نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ کا خاوند فوت ہوا وہ حاملہ تھیں چند روز کے بعد ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ سبیعہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی عدت کے بارے میں پوچھا تو حضور نے فرمایا اب تم حلال ہو گئی ہو، جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

امام مسلم نے ایک دوسری حدیث سبیعہ اسلمیہ کی زبانی روایت کی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں سعد بن خولہ کی بیوی تھی حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہو گئی میں اس وقت حاملہ تھی۔ ابھی چند روز نہ گزرے تھے کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا مجھے ایک آدمی نے بتایا کہ تمہیں چار ماہ دس دن عدت پوری کرنی ہوگی تب تم نکاح کر سکتی ہو۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور اپنا ماجرا بیان کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم آزاد ہو، جس مرد کے ساتھ نکاح کرنا چاہو کر سکتی ہو۔

صحابہ کرام کی کثیر تعداد کا یہی مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

لَهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴿٤﴾ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ

اس کے کام میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے ۔ یہ اللہ کا حکم ہے جس کو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے، اور جو شخص اللہ سے ڈرتا رہتا ہے

اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ﴿٥﴾ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ

اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو دور کر دے گا اور روز قیامت اس کے اجر کو زیادہ کر دے گا ۔ انہیں ٹھہراؤ جہاں تم

حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا

خود سکونت پذیر ہو اپنی حیثیت کے مطابق اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ تاکہ تم انہیں

عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى

تنگ کر دو ۔ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک

مسئلہ: اگر پیٹ میں ایک سے زیادہ بچے ہوں تو آخری بچہ کی پیدائش کے وقت عدت ختم ہو گی۔

مسئلہ: اگر حمل ساقط ہو جائے اور یہ یقین ہو کہ وہ حمل ہی تھا تو اسی وقت عدت ختم ہو جائے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں ان ارشادات خداوندی کی تعمیل میں غفلت نہ برتنا اور اس سے ڈرتے رہنا اگر تم نے تقویٰ کو اپنا شعار بنا لیا تو وہ تمہاری مشکلات کو آسان فرما دے گا اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو مٹا دے گا اور اس کو قیامت کے دن اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

جو عورتیں عدت گزار رہی ہوتی ہیں ان کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔ خاوند نے طلاق رجعی دی ہے اور وہ حاملہ نہیں، خاوند نے طلاق رجعی دی ہے اور وہ حاملہ ہے، خاوند نے طلاق مغلظہ دی ہے اور وہ حاملہ نہیں، خاوند نے طلاق مغلظہ دی ہے اور وہ حاملہ بھی ہے۔ اس میں سب ائمہ متفق ہیں کہ اگر عورت طلاق رجعی کی عدت گزار رہی ہے تو نفقہ اور سکنیٰ دونوں خاوند کے ذمہ ہوں گے خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح جو عورت طلاق مغلظہ کی عدت گزار رہی ہے اور حاملہ بھی ہے تو اس کا نفقہ اور سکنیٰ بھی خاوند کے ذمہ ہوگا۔ اختلاف اس میں ہے کہ وہ عورت غیر حاملہ ہے اور طلاق مغلظہ کی عدت گزار رہی ہے کیا اس عدت میں نفقہ اور سکنیٰ دونوں کے ذمہ ہوں گے یا صرف سکنیٰ خاوند کے ذمہ ہوگا یا نفقہ اور سکنیٰ دونوں سے بری الذمہ ہوگا۔ حضرات عمر، ابن مسعود رضی اللہ عنہم، قاضی شریح اور ابراہیم نخعی کا قول یہ ہے کہ اس عورت کے نفقہ اور سکنیٰ دونوں کی ذمہ داری مرد پر ہوگی اور احناف کا بھی یہی مسلک ہے۔

حضرت سعید بن مسیب، سلیمان بن یسار، امام مالک اور امام شافعی کا قول یہ ہے کہ اس کا سکنیٰ تو مرد کے ذمہ ہے لیکن نفقہ اس

سکنیٰ دونوں ہیں

تیسرا گروہ جس کے سرخیل امام حسن بصری اور عطاء ہیں ان کے نزدیک ایسی عورت کا نفقہ اور سکنیٰ دونوں نہیں۔

احادیث صحیحہ سے پہلے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: المطلقة ثلاثا لها السكنى والنفقة. وہ عورت جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں عدت کے دوران اس کا نفقہ اور سکنیٰ خاوند کے ذمہ ہوگا۔ اس سے بڑھ کر صحیح اور واضح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ارشاد ہے جو حضرت فاروق اعظم سے مروی ہے۔ سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول لها السكنى والنفقة. حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایسی عورت کو سکنیٰ اور نفقہ دیا جائے گا۔

ابوبکر جصاص لکھتے ہیں کہ جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو اس کو عدت میں نفقہ دیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ کیا اس لیے کہ وہ حاملہ ہے؟ ایسا تو نہیں کیونکہ مطلقہ رجعیہ غیر حاملہ کو سب کے نزدیک نفقہ دیا جاتا ہے۔ کیا اس لیے کہ رجعت کی صورت کے پیش نظر وہ اپنے سابقہ خاوند کے گھر میں رہنے پر مجبور ہے۔ اس لیے اس کا نفقہ خاوند پر واجب ہے۔ تو یہ علت طلاق مغلظہ میں بھی پائی جاتی ہے اس لیے جب تک عدت ختم نہ ہو اس کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہوگا۔

جن حضرات نے نفقہ اور سکنیٰ دونوں کا انکار کیا ہے یا صرف نفقہ کا انکار کیا ہے وہ حضرت فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ وہ کہتی تھیں کہ میرے خاوند نے طلاق مغلظہ دی تھی اور حضور نے مجھے نفقہ دلوایا اور نہ سکنیٰ۔ لیکن یہ حدیث ایسی ہے جس پر صحابہ کرام نے عمل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت فاروق اعظم کے سامنے جب یہ روایت پیش کی گئی تو آپ نے ان الفاظ سے اس کو رد کر دیا: لا نترك كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لقول امرأة لا ندري أحفظت أم نسيت سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول لها السكنى والنفقة.

یعنی ہم آیت قرآن اور فرمان نبوی کو ایک عورت کے قول سے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ شاید وہ کسی وہم میں مبتلا ہو۔ میں نے رسول کریم کو یہ فرماتے سنا کہ مطلقہ مغلظہ کے لیے سکنیٰ اور نفقہ دونوں ہیں۔

حضرت عائشہ، اسامہ، فاطمہ بنت قیس کے دوسرے شوہر، جب وہ یہ حدیث بیان کرتیں تو سخت ناراضگی کا اظہار کرتے۔

البتہ ایک بحث ابھی تک تشنہ رہ گئی ہے کہ اگر مطلقہ غیر حاملہ کے لیے بھی نفقہ ہے تو پھر قرآن نے اولات حمل کا خصوصیت سے حمل کو نفقہ کے لیے بطور شرط کیوں ذکر کیا۔

علامہ جصاص لکھتے ہیں کہ کیونکہ حمل کی مدت طویل بھی ہو سکتی ہے۔ عام عدت کی مدت سے بھی اس عورت کو یہ وہم پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید نفقہ نہیں ہوگا جس سے اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس نے اس کو حالت حمل میں طلاق دے دی ہے۔ اس لیے اس آیت میں فرمایا کہ عدت کی مدت مختصر ہو یا طویل ہر حالت میں پوری مدت کا نفقہ اس کے ذمہ ہے۔

اس عورت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور وہ حاملہ ہے۔ علامہ ابوبکر جصاص نے فقہاء کے متعدد اقوال لکھے ہیں جنہیں بلا اختصار یہاں نقل کر رہا ہوں۔

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا

کرو جب تک وہ جنیں۔ پھر اگر وہ دودھ پلائیں تمہارے لیے بچوں کو تو انہیں ان کی اجرت دو، اور اجرت کا معاملہ بھلے طریقے سے

۱۔ حضرات ابن عباس، ابن مسعود، ابن عمر، شریح، ابوالعالیہ، شعبی اور ابراہیم نخعی کا مذہب یہ ہے کہ شوہر نے ترکہ چھوڑا ہے تو اس میں سے اس کا نفقہ ادا کیا جائے گا۔

۲۔ حضرات جابر، ابن زبیر، حسن، ابن المسیب اور عطا بن حزم کہتے ہیں کہ اس کا نفقہ اس کے اپنے ذمہ ہے، میت کے مال سے اس کو نفقہ نہیں ملے گا۔ حضرت ابن عباس سے بھی ایک قول یہی منقول ہے۔

۳۔ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ شوہر کے مال سے جس طرح اس کا قرض ادا کیا جاتا ہے، عورت کا نفقہ بھی ادا کیا جائے گا۔

۴۔ امام مالک کے نزدیک اس کے لیے نفقہ نہیں، البتہ سکنیٰ ہے۔

۵۔ امام شافعی کے دو قول ہیں ① یہ کہ نفقہ اور سکنیٰ دونوں دیے جائیں گے ② نہ نفقہ ملے گا اور نہ سکنیٰ۔

۶۔ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام محمد اور امام زفر کا مذہب یہ ہے کہ حاملہ میت کے مال سے نہ نفقہ کا حق رکھتی ہے اور نہ سکنیٰ کا، کیونکہ موت کے بعد اس کی ملک ختم ہو گئی، اب وہ وارثوں کا ہے، عورت بھی اس کی وارث ہے، اس لیے اپنے حصہ وراثت میں سے اپنا خرچ برداشت کرے گی۔

؎ جب عدت گزارنے والی حاملہ بچہ جن دے گی تو عدت ختم ہو جائے گی، اب وہ بچے کے خرچ سے بالکل الگ ہو گی، بچے کو دودھ پلانا اور اس کی پرورش ماں کی نہیں، باپ کی ذمہ داری ہے۔ اب اگر ان کا رشتہ بھی ٹوٹ گیا ہے تو باپ بچے کی ماں کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اس کو مفت دودھ پلائے۔ ماں اگر چاہے تو یہ خدمت انجام دے اور معاوضہ چاہے تو انکار کر دے۔ البتہ اگر بچہ ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ پیتا ہی نہیں یا کوئی دوسری دودھ پلانے والی ملتی ہی نہیں تو پھر ماں کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دودھ پلائے کیونکہ بچے کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس صورت میں باپ پر لازم ہے کہ وہ اسے مناسب معاوضہ ادا کرے اور معاوضہ باہمی مشورے سے طے کیا جا سکتا ہے۔ باپ کو چاہیے کہ وہ بھلے طریقے سے کام لے اور اپنی حیثیت کے مطابق معاوضہ ادا کرے۔ ماں کو بھی یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ زیادہ اجرت دینے پر مجبور کرے۔

یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے کہ بے شک عورت بچے کی رضاعت کی ذمہ دار نہیں لیکن اگر وہ دودھ پلانے پر رضامند ہو جائے وہاں جہاں معاوضہ کا تعلق ہے، اگر ابھی عدت گزار رہی ہے تو وہ رضاعت کا معاوضہ طلب نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر عدت گزر چکی ہے تو وہ معاوضہ کی مستحق ہوگی۔

بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ⑥

آپس میں مشورہ کر لیا کرو دستور کے مطابق۔ اور اگر تم آپس میں طے نہ کر سکو تو اسے کوئی دوسری دودھ پلائے ۱۸

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ

خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق۔ اور وہ تنگ کر دیا گیا ہے جس پر اس کا رزق

فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ

تو وہ خرچ کرے اس سے جو اللہ نے اسے دیا ہے ۱۹ نہیں تکلیف دیتا اللہ تعالیٰ کسی کو مگر اسی قدر جتنا اسے دیا ہے

سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ⑦ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ

عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد فراخی پیدا فرما دے گا ۲۰ کتنی بستیاں تھیں جنہوں نے سرتابی کی

۱۸ علامہ ابن منظور تعاسر کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب خرید و فروخت کرنے میں بائع اور مشتری کسی بات پر متفق نہ ہو سکیں تو اہل عرب کہتے ہیں تعاسر البیعان لم یتفقا۔ اسی طرح جب میاں بیوی کسی متفقہ فیصلہ پر نہ پہنچیں اور کشاکش باقی رہے تو کہا جاتا ہے تعاسر الزوجان۔ (لسان العرب) اس تشریح کے پیش نظر فان تعاسرتم کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ماں باپ کے درمیان اتفاق رائے نہیں ہو سکا، مرد کم دینے پر مصر ہے عورت زیادہ کا مطالبہ کر رہی ہے تو پھر کسی دوسری عورت کو دودھ پلانے کے لیے مقرر کر دیا جائے۔ صاحب قاموس اس لفظ کے معنی یوں لکھتے ہیں تعسّر علی الامر وتعاسر واستعسر اشتد والتوی۔ یعنی جب کوئی کام سخت پیچیدہ ہو جائے اور اسے سلجھانا دشوار ہو جائے تو کہتے ہیں تعاسر علی الامر

مسئلہ۔ اگر ماں اتنی ہی اجرت کا مطالبہ کرتی ہے جتنا وہ ایک اجنبیہ لے رہی ہے تو ماں کا حق زیادہ ہے

۱۹ باپ کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ اگر وہ خوشحال ہے تو فراخ دلی سے بچے کی رضاعت کا معاوضہ ادا کرے۔ بخل اور کنجوسی سے کام نہ لے۔ لیکن اگر وہ مفلس ہے تو پھر حسب توفیق جو وہ دے گا وہی کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

۲۰ یعنی اگر کسی وقت غربت و تنگدستی کا سامنا کرنا پڑے تو گھبراؤ نہیں۔ قناعت کرو، صبر کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی بعید نہیں کہ وہ تمہیں بہت جلد خوشحال اور متمول کر دے۔

عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا

اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں کے (حکم) سے تو ہم نے ان کا بڑی سختی سے حساب لیا ۲۱ اور ہم نے

عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا

انہیں بھاری سزا دی۔ پس انہوں نے چکھ لیا اپنے کرتوتوں کا وبال اور ان کے کام کا انجام

خُسْرًا ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي

خسارہ ہی تھا ۲۲ تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان کے لیے بڑا سخت عذاب ۲۳ پس ڈرتے رہو اللہ سے اے

الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُولًا

دانشمندو ۲۴ جو ایمان لائے ہو بیشک اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے تمہاری طرف نصیحت ایک ایسا رسول

۲۱ [illegible] مسلمانوں کی [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی نافرمانی [illegible] ان برباد شدہ شہروں اور بستیوں کی دردناک داستانیں [illegible] جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی [illegible] اور اس کے رسولوں کی [illegible] [illegible] ان [illegible] عذاب [illegible] کیا جس نے ان کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔

۲۲ اس دنیا ہی میں ان کو ان کے کرتوتوں اور بدعملیوں کا مزہ چکھا دیا۔ [illegible] [illegible] اختیار کی [illegible] [illegible] سختیوں [illegible] تھے لیکن وہ سب ان کی [illegible] صورت ہی میں [illegible]

۲۳ اس رسوائی اور ذلت سے [illegible] دنیا میں [illegible] روز حشر [illegible] انہیں [illegible] ایسا دردناک عذاب تیار پائیں گے جس کا [illegible] تصور بھی نہیں کر سکتے۔

۲۴ اس [illegible] کے بعد [illegible] الذین آمنوا [illegible] اس حقیقت کو آشکار کر دیا گیا ہے کہ [illegible] علوم و فنون [illegible] ماہر ہوں [illegible] اور سیاستدان ہوں بلکہ حقیقی دانشمند وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان کا چراغ فروزاں ہے۔

يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جو پڑھ کر سناتا ہے تمہیں اللہ کی روشن آیتیں ف٢٥ تاکہ نکال لے جائے انہیں جو ایمان لائے اور

الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ

نیک عمل کرتے رہے اندھیروں سے نور کی طرف ف٢٦ اور جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور نیک عمل

صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

کرتا ہے ف٢٧ تو وہ اس کو داخل فرمائے گا باغات میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جن میں وہ رہا کریں گے ابد تک

ف٢٥ ذکر [illegible] رسول [illegible] بعض حضرات نے فرمایا [illegible] ذکر سے پہلے [illegible] اور مکلف

مراد قرآن ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف قرآن نازل کیا اور اپنا رسول بھیجا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ اکثر مفسرین کا

قول ہے [illegible] علیہ وآلہ وسلم ہیں اور رسولاً اس کا بدل ہے۔ ذکر [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

علیہ الصلوٰۃ والسلام علی تلاوۃ القرآن [illegible] رسولاً [illegible]

ف٢٦ یعنی اللہ تعالیٰ نے [illegible] رسول [illegible] تمہاری طرف [illegible] بھیجا ہے کہ اہل ایمان کو اور نیک عمل کرنے والوں کو [illegible] اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے نور کی جگہ میں پہنچائے۔

اس سیاق میں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو [illegible] اور ازدواجی زندگی کے بارے میں ضوابط حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو عطا فرمائے ہیں ان کی برکت سے [illegible] اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں پہنچا دی گئی ہے۔ [illegible] اندھیروں میں [illegible] بھٹک رہی تھی [illegible] آپ [illegible] اسلام کے عائلی قوانین کا دنیا بھر کے [illegible] تسلیم کر رہے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم [illegible] سے ان قوانین کو اپنائیں جو ہماری [illegible] اور [illegible] کے لیے اللہ تعالیٰ نے [illegible] نازل کیے ہیں۔

ف٢٧ [illegible] کے بعد کہ [illegible] اہل ایمان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لایا جائے اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ [illegible] سلوک ہوگا [illegible] جنت میں [illegible] نہریں بہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ [illegible] وہاں سے ان کو نکالا نہیں جائے گا۔

أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ⑪ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَ

رہیں گے بلاشبہ اللہ نے اس (مومن) کو بہترین رزق عطا فرمایا۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور

مِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ

زمین کو بھی انہی کی مانند۔ ۲۸؎ اوامر جو نازل ہوتے ہیں ان کے درمیان ۲۹؎ تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ⑫ ع

کامل قدرت رکھتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔

۲۸؎ اس سورت کا اختتام اس آیت پر ہو رہا ہے۔ جس میں بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا فرمایا اور اسی طرح زمین کی بھی تخلیق کی۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی شان کبریائی کا جلوہ گاہ ہے اور اس کی عظمت اور یکتائی پر گواہی دے رہا ہے۔

ومن الارض مثلهن میں مماثلت کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں:

① آسمان بھی سات پیدا فرمائے اور زمینیں بھی سات پیدا کیں۔

② یعنی جس طرح آسمان کی اس نے تخلیق کی ہے اسی طرح زمین کی بھی اس نے تخلیق کی ہے۔ اگر مماثلت کی تعداد میں سات مان لیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ سات زمینوں سے مراد سات اقالیم ہیں جیسے زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے سے جدا کیے ہوئے ہیں یا سات زمینوں سے مراد سات کرے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اس مقام پر بعض مفسرین نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ

فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم ونبی کنبیکم۔ اس کے متعلق علامہ ابو حیان اندلسی البحر المحیط میں لکھتے ہیں: وعن ابن عباس من روایۃ الواقدی الکذاب وھذا حدیث لا شک فی وضعہ۔ یہ قول واقدی نے ابن عباس سے منسوب کیا ہے۔ اور واقدی کذاب ہے اور یہ حدیث ایسی ہے جس کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں۔

۲۹؎ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ ان سے لاتعلق نہیں ہو گیا بلکہ ہر لحظہ اس کے احکام و اوامر کا ان میں نزول ہو رہا ہے اور ہر جگہ انہیں کی تعمیل ہو رہی ہے۔ موت و حیات، تنگی و فراخی، عزت و ذلت، بہار و خزاں، الغرض جتنے تغیرات و انقلابات آپ شب و روز ان بستیوں میں مشاہدہ کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حسن تدبیر کی جلوہ نمائی ہے۔ ای تجری بینهن احکامه من التدبیر والقضاء والقدر وعن مجاهد بینهن (روح المعانی) اگر تم ان میں غور و فکر کرو گے تو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے اور تمہیں یقین ہو جائے گا کہ اس کا علم کائنات کے ذرہ ذرہ کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ بے شک وہ ہر بات

وہی معبود برحق اور محبوب برحق ہے سب کمالات اُسی کے۔ جس کی قدرت بھی بے پایاں ہے اور جس کا علم بھی بے کراں ہے۔ یہ بت جن کی مشرکین پوجا کرتے ہیں اور انہیں اپنا کارساز حقیقی خیال کرتے ہیں، عاجز ہیں ان میں کچھ طاقت نہیں۔ جاہل ہیں انہیں کسی چیز کی خبر نہیں۔ بھلا ان کو اپنا خدا اور معبود تسلیم کرنا کہاں کی دانش مندی ہے۔

◆

فتبارك الله رب العالمين الذي لا اله الا هو ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
والصلوٰة والسلام على حبيبنا المكرم وشفيعنا المعظم سيدنا محمد سيد المرسلين
وامام المتقين وخاتم النبيين وعلى اٰله وصحبه اجمعين۔
ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ التحریم

نام : اس سورت کا نام التحریم ہے جو پہلی آیت کے کلمہ لِمَ تُحَرِّمُ سے ماخوذ ہے۔ اس کی بارہ آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد ۲۴۹ اور حروف کی تعداد ۱۰۶۰ (ایک ہزار ساٹھ) ہے۔

نزول : یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ سال نزول ۷ھ یا ۸ھ ہے کیونکہ حضرت حاطبؓ سات ہجری میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دعوت نامہ لے کر مقوقس والی اسکندریہ کے پاس گئے۔ اس نے ماریہ قبطیہ اور ایک دوسری خاتون سیرین نامی کو بطور ہدیہ حضور کی خدمت میں بھیجا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ماریہ کو شرف زوجیت بخشا۔ ان کے بطن سے ۸ھ کے آخری ماہ میں حضرت ابراہیم تولد ہوئے۔ چونکہ اس سورت کا اس واقعہ سے بھی تعلق ہے اس لیے اس کا زمانہ نزول ۷ھ یا ۸ھ ہی ثابت ہے۔

مضامین : (۱) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر ایک حلال چیز سے اجتناب کرنے کی قسم کھا لی (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔ اگرچہ وہ بات معمولی تھی لیکن حضور کا عمل ہونے کی وجہ سے امت کے لوگ ایسا کرنے کو سنت ہی سمجھتے اور یہ اپنے اوپر ایسی پابندیاں عائد کرنے کو اعمال صالحہ میں شمار کرنے لگتے۔ اس طرح اسلامی معاشرہ رفتہ رفتہ خود پیدا کردہ مشکلات اور پابندیوں کے دلدل میں پھنس کر رہ جاتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قسم کا کفارہ ادا کر دیں اور اس پابندی سے رستگاری حاصل کریں۔ آپ کی اور آپ کی اُمت کی تکلیف اور مشقت رحمتِ الٰہی کو گوارا نہیں۔

یہاں تحریم سے مراد شرعی تحریم نہیں کہ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام اعتقاد کرنے لگے بلکہ کسی چیز کے استعمال سے اجتناب احتراز فرمانا ہے۔ تفصیل آیت کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیے۔

(۲) ازواج مطہرات کے دلوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ محبت تھی وہ بعض اوقات رقابت کے جذبہ کو بھڑکا دیتی اور ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی جو حضور کے لیے باعث پریشانی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ان مخدرات کی تادیب فرمائی کہ وہ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہ کریں جو حضور کے خاطر عاطر پر بار ہو۔ خواہ اس کا محرک تمہارا والہانہ جذبہ محبت ہی کیوں نہ ہو۔ تمہاری محبت کو خودسر نہیں ہونا چاہیے بلکہ رضائے حبیب کا حلقہ بگوش ہونا چاہیے۔ تمہارے جذبات شوق کے تقاضے کچھ بھی ہوں تمہیں ہر حالت میں اپنے نبی کی پسند اور ناپسند کا پابند ہونا ہے۔

(۳) ایک نبی کے گھر [illegible] اس سے اُمت کی خواتین کو بھی سبق مل گیا کہ وہ بھی اپنے

شوہروں کے رازوں کو محفوظ رکھا کریں ورنہ ان کی حسین سی خلقت ان کے لیے ان کے خاوندوں کے لیے بیکار ثابت ہو سکتی ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گھر والیوں کی اصلاح کے بعد اب غلامان مصطفےٰ علیہ اطیب التحیۃ والثنا کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ خود بھی دوزخ کا ایندھن بننے سے بچیں اور اپنے اہل وعیال کی بھی ایسی صحیح تربیت کریں کہ وہ جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ گویا ماں باپ پر فرض کر دیا کہ وہ بچوں کے اخلاق کی کڑی نگرانی کریں۔

(۵) انسان سے گناہوں اور خطاؤں کا صدور ہوتا ہی رہتا ہے، اس لیے توبۃً نصوحاً یعنی خالص توبہ کرنے کی تلقین فرمائی تاکہ جو داغ بھی لگا ان بدنما داغوں سے پاک ہو جائے۔

(۶) آخر میں دو مثالیں ذکر فرمائیں۔ ایک کفار کے لیے اور ایک اہل ایمان کے لیے تاکہ دونوں گروہوں کو اپنی حیثیت کا پتہ چل جائے اور کسی مغالطہ میں مبتلا نہ رہیں۔ ایمان اور محبت الٰہی کمزور سے کمزور انسان کو کس طرح ناقابل تسخیر بنا دیتی ہے اس کو ذہن نشین کرنے کے لیے حضرت آسیہ کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی کا ذکر کرکے مسلم خواتین کو ترغیب دلائی کہ وہ بھی اپنی آبرو عصمت کی حفاظت کریں۔ اسے کسی قیمت پر بے آب نہ ہونے دیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے انہیں بھی کسی نیک بخت اور نامور فرزند کی ماں بننے کا شرف بخش دے۔

سورۃ التحریم مدنیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم آیاتہا ۱۲ رکوعہا ۲

سورۃ التحریم مدنی ہے اس کے ۲ رکوع ہیں۔ اس کی آیات ۱۲ رکوع ۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ

اے نبی مکرم! آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے آپ اپنی ازواج کی خوشنودی چاہتے ہیں

سلہ اس سے پہلی سورت میں اہل ایمان کی عائلی زندگی سے متعلق احکام و ہدایات کا ذکر ہوا۔ اس سورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عائلی زندگی کے چند واقعات بیان فرمائے ہیں تاکہ امت بھی نبی کریم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرے۔

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں دو روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی روایت کا خلاصہ پیش کرتا ہوں جسے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں نقل کیا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ عصر کے بعد ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور تھوڑا تھوڑا وقت ہر ایک کے پاس تشریف رکھتے۔ ایک دفعہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں کسی نے شہد تحفۃً بھیجا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ان کے کاشانہ اقدس میں رونق افروز ہوتے تو وہ بڑے اہتمام سے شہد پیش کرتیں۔ حضور کو طبعی طور پر شہد بہت پسند تھا۔ اس لیے شوق سے نوش فرماتے۔ اس طرح حضرت زینب کے ہاں معمول سے زیادہ قیام ہونے لگا۔ حضرت زینب کی نسبت کی وجہ سے ان کے گھر حضور کا زیادہ وقت صرف ہونے لگا۔ دیگر امہات المومنین کے حصے سے کچھ وقت کم ہو جاتا۔ ان کے لیے یہ صورت حال ناقابل برداشت ہو گئی۔ محبت جتنی زیادہ ہو اتنا ہی شکایت کا جذبہ بھی قوی ہوتا ہے۔ آخر حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ضبط نہ ہو سکا۔ انہوں نے آپس میں طے کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت زینب کے ہاں سے شہد نوش فرما کر جس کے پاس بھی تشریف لائیں وہ عرض کرے کہ حضور! آپ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آ رہی ہے کیا حضور نے مغافیر تناول فرمایا ہے۔ مغافیر ایک قسم کا گوند ہے جس میں قدرے بو ہوتی ہے۔ حضور کی طبع نازک کو ناگوار گزرا۔ حضور نے فرمایا میں نے مغافیر تو نہیں کھایا، البتہ زینب کے ہاں شہد پیا ہے۔ اس کے بعد میں نے قسم کھائی ہے کہ آئندہ کبھی نہیں پیوں گا۔ فلن اعود لہ وقد حلفت لا تخبری بذلک احدا۔ اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف ممالک کے سربراہوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کے لیے خطوط بھیجے تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کا گرامی نامہ لے کر مصر کے والی مقوقس کے پاس گئے۔ اس نے قاصد کی بڑی تکریم کی اور جب وہ واپس لوٹنے لگے تو مقوقس نے ایک خط کے ساتھ حضور کی خدمت میں تحائف ارسال کیے اور دو اعلیٰ خاندان کی لڑکیاں بھی بھیجیں جن میں سے ایک کا نام سیرین اور دوسری کا نام ماریہ (MARY) تھا۔ حضرت حاطب کی تبلیغ سے دونوں

سے مدینہ طیبہ پہنچنے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا۔ حضور نے سیرین نامی دوسری کنیز حضرت حسان بن ثابتؓ کو مرحمت فرمادی اور ماریہ کو آزاد کر کے اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔ انہیں کے بطن سے ذی الحجہ ۸ھ میں حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو بعد میں ۱۸ ماہ کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ ایک روز ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری تھی۔ حضور سے اجازت لے کر وہ اپنے والد محترم حضرت عمرؓ سے ملنے گئیں۔ وہیں حضرت ماریہؓ آگئیں اور تخلیہ میں حضور کے ساتھ رہیں۔ اتفاقاً وہ وقت تھا کہ حضرت حفصہؓ بھی واپس آگئیں اور باہر بیٹھ کر انتظار کرنے لگیں۔ جب حضور نے دروازہ کھولا اور حضرت حفصہؓ نے ماریہؓ کو اپنے حجرے میں دیکھا تو انہیں سخت ناگوار گزرا اور یوں شکوہ کرنے لگیں۔ میری باری میں، میرے حجرہ میں، میرے بستر پر۔ یا رسول اللہ! آپ مجھے حقیر سمجھتے ہیں اس لیے آپ نے ایسا کیا۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی جان نثار رفیقۂ حیات کی رنجیدگی اور پریشانی برداشت نہ کر سکے اور قسم کھائی کہ آئندہ ماریہ سے ازدواجی تعلق نہ رکھیں گے اور حضرت حفصہ کو تاکید فرمائی کہ وہ اس کا ذکر کسی سے نہ کریں۔

واقعہ یہ ہے لیکن روایات میں بڑا اختلاف اور تعارض ہے کہیں کچھ کہا جاتا ہے کہیں کچھ۔ اس لیے ان واقعات کی مختلف روایتیں نقل کرنے کے بعد امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں اپنی رائے ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

والصواب من القول في ذلك ان يقال كان الذي حرمه النبي صلى الله عليه وسلم على نفسه شيئا كان الله قد احله له

یعنی اس میں درست بات یہی ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اوپر ایک ایسی چیز کو حرام کر لیا جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا تھا۔

قال النووي في شرح مسلم الصحيح ان الآية في قصة العسل لا في قصة مارية المروية في غير الصحيحين ولم تأت قصة مارية من طريق صحيح۔ امام مسلم کی شرح میں امام نووی کہتے ہیں کہ درست بات یہ ہے کہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی اور ماریہ کے واقعہ میں نازل نہیں ہوئی جیسا غیر صحیحین میں مذکور ہے۔ ماریہ کا واقعہ کسی صحیح سند سے مروی نہیں۔

یہ سب سن چکے، آئیے اب آیات طیبہ میں غور و فکر کریں۔

زمخشری معتزلی اور اس کے پیروکاروں نے یہاں نازیبا کلمات استعمال کیے ہیں اور ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عصمت پر حرف آتا ہے۔ آپ اہل سنت کی تفسیریں ملاحظہ فرمائیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حق گوئی اور عقیدت مصطفوی کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے۔

علامہ ابو حیان اندلسی اپنی تفسیر "بحر محیط" میں تحریر فرماتے ہیں: یا ایھا النبی ندا اقبال وتشریف۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یا ایھا النبی سے مخاطب فرما کر اپنے حبیب کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے اور شرف و عزت سے سرفراز فرمایا ہے۔ لم تحرم سوال تلطف یعنی ازراہ لطف و محبت دریافت کیا جا رہا ہے کہ اے حبیب! آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ پہلے بڑے احترام سے خطاب فرمایا پھر سوال کیا۔ جس طرح عفا اللہ عنک لم اذنت لھم میں پہلے معافی کا مژدہ ہے پھر سوال ہے۔ تحریم سے مراد تحریم شرعی نہیں یعنی جس طرح وحی الٰہی سے کسی چیز کو جو پہلے حلال تھی حرام کر دیا جاتا تھا اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ یہ حرام ہے بلکہ یہاں تحریم سے مراد امتناع ہے یعنی کسی چیز کے استعمال سے رک جانا جیسے کوئی شخص کسی حلال اور مباح چیز کے استعمال کرنے سے اپنے آپ کو روک لیتا ہے اور کوئی یہ

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ

اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر کر دیا

اقتضا کسی کی دل داری کے لیے ہو تو جس کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ ہم زمخشری کی عبارت نقل کرنے سے دانستہ گریز کر رہے ہیں کیونکہ اس میں ایسی باتیں بھی ہیں جو [illegible] کے لائق نہیں۔

علامہ آلوسی نے تحریم کا مفہوم قرآن ہی سے بیان کیا ہے [illegible] تحریم [illegible] کا معنی [illegible] مطلب یہ ہے کہ آپ ایک حلال چیز کو استعمال کرنے سے کیوں اجتناب کرتے ہیں۔

علامہ سید آلوسی اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وہ عظیم شفقت علی حضرت [illegible] الاشارۃ بالنسبۃ الی مقامہ السامی الکریم [illegible] کان الذنب [illegible] یعنی اگرچہ آپ نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا یہ زیادہ سے زیادہ اولیٰ کا ترک تھا لیکن آپ کے مقام اور کرم [illegible] کے لیے یہ بھی مناسب نہ تھا لیکن یہ عتاب ہے جس نے معاف کرنا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ آیت میں جو عتاب ہے وہ کسی [illegible] کی وجہ سے نہیں بلکہ مزید شان کا اظہار ہے [illegible] کہ آپ کے مرتبہ کا خیال ہے سے [illegible] اولیٰ سا عبارت ہیں ہے۔ زمخشری کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس کا تمام سبب یہ ہے کہ وہ [illegible] سے اپنا [illegible] گناہ ہے اور حضور [illegible] کی طرف منسوب ہے۔ آلوسی لکھتے ہیں کہ زمخشری کے [illegible] [illegible] العتاب [illegible] الصلوٰۃ والسلام [illegible] کی تنقیص لازم آتی ہے۔ زمخشری نے حضور کے حق میں جو کچھ کہا ہے وہ اس کا اپنا [illegible] اور حضور کی ذات اقدس اس سے بری ہے۔ کیونکہ حلال کی تحریم کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی حلال چیز کو حرام اعتقاد کر لیا جائے۔ یہ حرام ہے بلکہ کفر ہے اور یہی معصوم سے اس کا صدور ممکن نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حلال کو حلال ہی سمجھا جائے لیکن اس کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔ ایسا کرنا جائز اور حلال ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحریم کی یہی صورت تھی۔ [illegible] رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] [illegible] الصلوٰۃ والسلام [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے عتاب کی وجہ یہ ہے کہ حضور نے اپنی ازواج کی خوشنودی کے لیے [illegible] [illegible] اور شفقت ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز گوارا نہیں کہ ان کے محبوب کو تکلیف پہنچے اس لیے فرمایا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا آپ کو اپنی ازواج کی خوشنودی مطلوب ہے تو کیسے آپ کا آرام اور آپ کی [illegible] ہے۔ [illegible] کی اجازت [illegible] [illegible] کیوں [illegible] کا۔

یہاں اس امر کا ذکر کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ یورپ کے کئی متعصب مستشرقین نے حضرت ماریہ قبطیہ کے واقعہ کو ۔۔۔ کر شان رسالت میں بڑی گستاخیاں کی ہیں اور ان کی تحریروں سے صاف [illegible] ہوتا ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام سے ان کی عداوت

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسئلہ اگر کوئی شخص بیوی کو [illegible]

[illegible] اگر کوئی شخص اپنی بیوی [illegible]

بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ

[illegible]

عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ

[illegible]

گئے وہ بات کیا تھی جو حضرت حفصہؓ کو رازداری سے بتائی تھی۔ [illegible] تھی اور حکم دیا تھا کہ کسی دوسری سے اس کا ذکر نہ کرے [illegible] اس کے نزدیک وہ [illegible] تھا کہ حضور نے فرمایا میں شہد نہیں کھاؤں گا اور قسم بھی کھائی [illegible] شہد [illegible] اس کی شان نزول حدیث قبطیہ کا قصہ ہے [illegible]

[illegible]

بعض روایات میں منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت ماریہؓ کے معاملہ میں حضرت حفصہؓ کو ملول اور رنجیدہ پایا [illegible] ابوبکرؓ [illegible] عمرؓ [illegible] حضرت حفصہؓ چھپا نہ سکیں اور حضرت عائشہؓ سے [illegible] کر دیا۔ چند روایات ملاحظہ ہوں۔

۲۔ اخرج ابن مردویہ عن ابن عباس وابن ابی حاتم عن مجاهد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسر الی حفصة تحریم ام ولدہ وان ابا بکر وعمر یلیان الناس بعدہ۔ ترجمہ: ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے اور حضرت ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے [illegible] بات [illegible] ابوبکرؓ و عمرؓ لوگوں کے حاکم ہوں گے۔

۳۔ ابن مردویہ نے [illegible] حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے [illegible] واللہ ان امارۃ ابی بکر و عمر لفی کتاب اللہ واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا قال لحفصة ابوک وابو عائشة والیا الناس بعدی فایاک ان تخبری احدا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت تو کتاب اللہ میں موجود ہے۔ واذ اسر النبی الخ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے حضرت حفصہؓ کو فرمایا کہ تیرا باپ اور عائشہ کا باپ میرے بعد لوگوں کے امیر ہوں گے خبردار یہ بات کسی کو نہ بتانا۔

(۴، ۵) واخرج ابو نعیم فی فضائل الصحابة عن الضحاک [illegible] النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی حفصة

مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۳﴾ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَی

آپ کو کس نے اس کی خبر دی ہے۔ فرمایا مجھے اس نے آگاہ کیا ہے جو علیم و خبیر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرو تو

اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

دل کھول کر کیونکہ تمہارے دل راہ راست سے ہٹ گئے ہیں اور اگر تم ایک دوسرے کی مدد کرو آپ کے مقابلہ میں تو خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ آپ

ان الخلیفة من بعده ابو بکر و من بعد ابی بکر عمر

(۲) واخرج ابن ابی حاتم نحوہ۔ ترجمہ: ابن عساکر نے فضائل الصحابہ میں ضحاک سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس آیت کا راز یہ ہے کہ حضور نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عمر۔

ابن ابی حاتم نے بھی اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔

یہ تو اہل سنت کی کتب کے حوالے تھے۔ شیعہ کے جلیل القدر علماء نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے چنانچہ علامہ طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں زجاج سے روایت کرتے ہیں۔ قال لما حرم ماریة القبطیة اخبر حفصة انه یملک من بعده ابو بکر و عمر فعرفها بعض ما افشت من الخبر واعرض عن بعض ان ابا بکر و عمر یملکان من بعدی وقریب من ذلک ما رواه العیاشی باسناده عن عبد اللہ بن عطاء المکی عن ابی جعفر الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ترجمہ: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماریہ قبطیہ کو حرام کیا تو یہ بھی بتایا کہ آپ کے بعد ابو بکر و عمر والی ہوں گے اور کہا کہ تم کسی کو نہ بتانا۔ اور روایت بھی ہے جو عیاشی نے عبد اللہ بن عطاء کے واسطے سے حضرت امام باقر سے روایت کی ہے۔

یہاں ایک بات قابل توجہ ہے

قرآن کریم میں صراحت سے اس راز کو بیان نہیں کیا گیا۔ لیکن راز کے افشا ہونے پر افشا کرنے والی کو سرزنش تفصیل سے مذکور ہے۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اپنے احباب سے راز کی بات کہنا درست ہے لیکن یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جن کو راز بتایا جائے وہ اس راز کی پوری پوری نگہداشت کریں۔ خصوصاً ان لوگوں کے لیے جن کو اہم دینی یا ملکی امانات کی نگہداشت کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔ اگر ان کی بیویاں یا دوسرے مقربین ان کے رازوں کی حفاظت نہیں کریں گے بلکہ افشا کر دیا کریں گے تو دشمن ان کے منصوبوں کو ناکام بنا سکتے ہیں اور انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

ف تتوبا کا فاعل حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مصداق پوچھا تو آپ نے صاف یہی دو نام لیے۔ توبہ کی وجہ بتائی فقد صغت قلوبکما۔ صغی کا معنی ہے مائل ہونا، جھک جانا۔ جب ستارے ڈوبنے لگتے ہیں تو عرب کہتے ہیں صغت النجوم۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے دل مائل ہو گئے ہیں، کج ہو گئے ہیں۔ اس کی تشریح علامہ آلوسی نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ مالت عن الواجب من مخالصته علیه السلام بحب ما یحبه و کراهة ما

مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ

مددگار ہے اور جبریل اور نیک بخت ایمان والے بھی آپ کے مددگار ہیں اور ان کے علاوہ سب فرشتے بھی مدد کرنے

ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا

والے ہیں اگر وہ تم سب کو طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ ان کا رب ان کو بدلے میں [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ نے حبیب [illegible] استعمال نہیں کیا بلکہ [illegible]
اس کا ترجمہ [illegible] کی طرح مناسب نہیں۔

[illegible] ایک تا [illegible] کر دیا [illegible] ہو گیا اس کا معنی [illegible]
ایک دوسرے کی [illegible] حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible]

[illegible]

شاہ صاحب [illegible] ظہیر کا معنی [illegible]

[illegible]

مِنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ

بہتر ہوں گی ، ہوں مسلمان ، ایمان والیاں ، فرمانبردار ، توبہ کرنے والیاں ، عبادت گزار ، روزہ دار ،

ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ

کچھ پہلے بیاہیاں اور کچھ کنواریاں ہوں گی ۔ اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو

نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ

اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے ۔ اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو بڑے تند خو سخت مزاج ہیں

کے ورود کے باعث مجھ پر ملامت نہ کرنا۔

۵ ازواج مطہرات کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ بے شک تمہاری بڑی شان ہے تم سرور عالم کی رفیقۂ حیات ہو لیکن اگر تم نے میرے محبوب کریم کی خوشنودی حاصل نہ کی اور قدردانی کی عظمت سے غافل ہو کر آپ سے تم نے یہ شرف زوجیت سے محروم کر دیا گیا تو تمہیں ہی ہو گا ۔ میرے محبوب کا کوئی نقصان نہیں ہو گا ۔ بجائے تمہارے حضور کے لیے ایسی بیویاں مہیا کر دی جائیں گی جو تم سے بہتر ہوں گی اور ان تمام خوبیوں سے بہرہ ور ہوں گی جن سے تم موصوف ہو ۔ یہ نہیں کہ ان میں کوئی خوبی ازواج مطہرات میں نہ پائی جاتی ہو ۔ ان اوصاف کے متعلق آ وارد ہیں ۔ سائحات کا معنی [illegible] کیا گیا ہے یعنی روزہ رکھنے والیاں ۔ لیکن اس کا دوسرا معنی سیاحت بھی کیا گیا ہے کیونکہ سائح سیاحت سے ہے اور اسلام میں سیاحت صرف ہجرت ہی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے لا رہبانیۃ فی الاسلام [illegible]

ثیبۃ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی پہلے شادی ہو چکی ہو ۔ [illegible] طلاق ہو گئی ہو یا اس کا خاوند فوت ہو چکا ہو ۔

۶ اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ صرف اپنے آپ کو آتش جہنم سے نہ بچائیں بلکہ ان کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو بھی اس سے بچانے کی پوری کوشش کریں ان پر لازم ہے ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور سے عرض کی یا رسول اللہ نقی انفسنا فکیف لنا باہلینا اے اللہ کے رسول ہم اپنے آپ کو تو دوزخ سے بچائیں گے لیکن مفہوم بھی اگر ہم اپنے اہل و عیال کو کیسے اس سے بچا سکتے ہیں ۔ فرمایا تنہونہم عما نہاکم اللہ وتامرونہم بما امرکم اللہ ۔ یعنی تم اس طرح ان کو بچا سکتے ہو کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں روکا ہے تم اپنے اہل و عیال کو بھی ان سے روکو اور جن کاموں کا اللہ نے حکم دیا ہے تم انہیں حکم دو کہ وہ بجا لائیں ۔

مقاتل کہتے ہیں ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنی اولاد اپنی بیوی اور اپنے غلام کو عذاب جہنم سے بچانے کی کوشش کرے ۔ علامہ قرطبی نے الکیا کا قول نقل کیا ہے ۔ وعلینا تعلیم اولادنا واہلینا الدین والخیر وما لا یستغنی عنہ من الادب ۔ کہ ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنی اولاد اور اہل خانہ کو دین کی تعلیم دیں ، بھلائی سکھائیں اور وہ آداب جن کے بغیر چارہ نہیں ان کی تعلیم دیں ۔

لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾ يَا أَيُّهَا

نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا اس نے انہیں حکم دیا ہے اور وہ بجا لاتے ہیں جو ارشاد انہیں فرمایا جاتا ہے ۱۲

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے حق الولد علی الوالد ان یحسن اسمہ ویعلمہ الکتابۃ ویزوجہ اذا بلغ یعنی باپ پر اولاد کا حق ہے کہ جب وہ پیدا ہو تو اس کے لیے عمدہ نام تجویز کرے جب وہ سمجھدار ہو تو اسے تعلیم دے اور جب وہ بالغ ہو تو اس کی شادی کرے۔

دوسری روایت میں ہے ما نحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔

دینی تعلیم و عملی تربیت کا آغاز بچپن سے ہی ہونا چاہیے۔ سادہ دل پر جو نقش ثبت ہو جاتا ہے وہ دائمی اور پائیدار ہوتا ہے۔ جس کام کی عادت بچپن میں پڑ جاتی ہے وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ جو والدین بچپن سے اپنے بچوں کو اطاعت خداوندی کی طرف راغب نہیں کرتے ان کی اولاد عمر بھر راہ حق سے بھٹکتی رہا کرتی ہے۔ اسی لیے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو حکم دیا مروا اولادکم بالصلوٰۃ بسبع واضربوہم علیہا بعشر وفرقوا بینہم فی المضاجع جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر پڑھاؤ اور اسی عمر میں ان کی خواب گاہیں جدا کر دو۔

کاش ہم ان گرامی قدر تعلیمات اور ان ارشادات نبویہ کی روشنی میں اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دیں تو ہمیں بچوں کی بے ادبی اور گستاخی، بے راہ روی اور آوارہ مزاجی کا شکوہ نہ رہے۔ لیکن جگہ جگہ ہمارے ہاں الا ماشاء اللہ گھرانوں میں دینی تعلیم و تربیت کا کوئی خاص اور سنجیدہ اہتمام نہیں بلکہ بے دینی کتابیں، لادینی نظریات اور مادہ پرستانہ افکار کا ہر طرف غلبہ ہے۔ جب معاشرہ کی رو بھی تیزی سے ادھر ہی بہہ رہی ہے کسی نظریہ یا حرکت پر آمنا و صدقنا کہہ دیا جاتا ہے دینی اقدار کے خلاف احتجاج کی کوئی تیز و تند مزاحمت نہیں ابھرتی تو اس کا سبب یہی ہے کہ ٹی وی، وی سی آر کے لا تعداد اخلاق سوز پروگرام ذہنوں کو مسموم کر رہے ہیں اس لیے ماں باپ کی ذمہ داری دو چند ہو گئی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی سخت نگرانی کریں۔ اور اساتذہ کے لیے بھی لازم ہے کہ اپنے حسن عمل اور پاکیزہ سیرت سے ان کے دلوں میں نیکیوں اور بھلائیوں سے ایک والہانہ محبت پیدا کریں۔ اگر ہمارے بچے ہی کسی کے باعث لادینی کی بپھری ہوئی موجوں سے بچنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو پھر ملی سفینہ کے ساحل کا خدا ہی حافظ ہے۔

۱۲۔ اس آگ پر جن فرشتوں کو متعین اور مقرر کیا گیا ہے وہ فرشتے بڑے تند خو اور سخت مزاج ہیں کسی کی گریہ و زاری ان کے دلوں پر اثر نہیں کر سکتی وہ بڑے قوی اور توانا ہیں کوئی ان کی گرفت سے بھاگ نہیں سکتا ان کا کام صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری ہے نہ ان سے تعمیل حکم میں سستی ہو سکتی ہے نہ وہ اس سے عدول کر سکتے ہیں۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۷

کفر کیا آج بہانے مت بناؤ تمہیں اسی کا بدلہ ملے گا جو (کرتوت) تم کیا کرتے تھے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ

اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو۱۲ امید ہے تمہارا رب

۱۱؎ یعنی کفار قیامت کے دن بہت ساری باتیں کریں گے اور اپنے جرائم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ اس دن انہیں ان کرتوتوں کی سزا دی جائے گی جو وہ کیا کرتے تھے اور کسی بہانہ سازی کی انہیں اجازت نہیں دی جائے گی بلکہ ان کے لیے بہانہ تراشنا بے سود ہے۔

۱۲؎ اس آیت میں اہل ایمان کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ اگر ان سے پہلے بشری کمزوری کی وجہ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے تو وقت ضائع نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں سچے دل سے توبہ کر لو تاکہ رحیم و کریم رب تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے اور تمہارے دامن کو ہر قسم کے داغ دھبے سے پاک کر دے۔ روز محشر فرشتے بھی تمہارے نامہ اعمال سے کوئی ایسی چیز پیش نہ کر سکیں جو تمہاری رسوائی کا باعث ہو۔ توبہ کرنے کے ساتھ آئندہ ہر قسم کی نافرمانی سے باز رہنے کا پختہ ارادہ کرو تو توبۃ نصوحا کرو۔

توبۃ نصوحا کی تشریح میں علمائے کرام سے تئیس اقوال منقول ہیں۔ ان میں سے چند پیش خدمت ہیں اور ان سب کے معانی میں کفایت ہے۔

(۱) وہ شہد جس کو موم اور دیگر آلائشوں سے پاک کر دیا جائے عسل ناصح کہتے ہیں۔ اگر نصوحا یہاں سے ماخوذ ہو تو مقصد یہ ہوگا کہ تمہاری توبہ منافقت ریا وغیرہ کی آلائشوں سے پاک ہونی چاہیے۔

(۲) پھٹے ہوئے کپڑے کو درست کرنا اور رفو کرنا نصاحۃ الثوب کہلاتا ہے۔ اگر نصوحا کا یہ ماخذ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح گناہوں سے تم نے اپنے دین کا لباس تار تار کر دیا ہے اسے تقویٰ کے پیوند لگا کر درست کرو، اب ایسی توبہ کرو کہ چاک رفو ہو جائے اور اس کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔

(۳) نصح کا اصل معنی ہے خلوص۔ اس وقت اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ایسی توبہ کرو کہ اس کے آثار تم میں نمایاں ہو جائیں۔ تم میں نور ایمان کی واضح تبدیلی رونما ہو اور گناہ کا ارتکاب تم سے نہ ہو سکے اور تم اپنی عبادت و طاعت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاؤ۔ یہ تشریح لغوی معانی کے اعتبار سے ہے۔ اب ذیل میں بعض اقوال ملاحظہ ہوں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ما التوبة النصوح توبہ نصوح کسے کہتے ہیں؟ ارشاد فرمایا ان یندم العبد علی الذنب الذی اصاب فیعتذر الی اللہ ثم لا یعود الیہ کما لا یعود اللبن الی الضرع یعنی گناہ سے

اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

وہ دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں ۱۳ اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن میں بہتی ہیں

سے موڑ دے اس پر نادم اور شرمسار ہو بارگاہ الٰہی میں معذرت طلب کرے جس طرح دودھ تھنوں میں دوبارہ داخل نہیں ہو سکتا یونہی اس سے بھی گناہ صادر نہ ہو۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ توبہ کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں (۱) اس گناہ کو ترک کرے (۲) جو گناہ کر بیٹھا ہے اس پر دل میں ندامت اور شرمندگی محسوس کرے (۳) پختہ عزم کرے کہ پھر کبھی ایسا نہیں کرے گا۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک اعرابی کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے اللھم انی استغفرك و اتوب الیك یا اللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے اعرابی! یہ جھوٹوں کی توبہ ہے۔ عرض کیا پھر سچی توبہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا سچی توبہ یہ ہے کہ اس میں یہ چھ باتیں پائی جائیں وہ چھ باتوں کی جامع ہو تو یہ ① جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں ان پر ندامت ② جو فرض ادا نہیں ہوئے ان کی قضا ③ کسی کا حق غصب کیا ہے تو اسے لوٹائے ④ جس کے ساتھ ناحق جھگڑا کیا ہے اس سے معافی مانگے ⑤ پختہ عزم کرے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا ⑥ جس طرح پہلے تو نے اپنے نفس کو گناہوں سے موٹا کیا ہے اب اطاعت الٰہی میں اس کو گلا دے۔

یہ شخص کی توبہ ہے یہ حقیقی کی توبہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی ہی توبہ کی توفیق ارزانی فرمائے۔ عارف رومی نے کیا خوب کہا ہے

توبہ چوں باشد پشیماں آمدن بر در حق واسطہ آمدن

عہد کردن با خدا بشنو با حقیقت عہد کردن بازبار

یہ واضح رہے کہ گناہوں پر کوئی ندامت بھی قصور میں اس پر بجا ہے کہ وہ نصیحت تھی وہ گم ہو گیا عزت خاک میں مل گئی اگر کوئی شخص اس وجہ سے نادم ہے کہ گناہوں پر نادم ہو کہ اسے توبہ نہیں کہا جائے گا۔ توبہ اس وقت ہوگی جب وہ اس بات پر نادم ہوگا کہ اس نے اپنے رب کریم کی حکم عدولی کی ہے۔ اپنے محسن مالک کو ناراض کیا ہے۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ایسا کر کے اس نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

۱۳ یعنی اگر تم سچے دل سے توبہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ بخش دے اپنے دامن کرم سے ڈھانپ لے اور اس طرح نامۂ اعمال سے ان کا اثر تک مٹا دے۔ علامہ راغب اصفہانی کفر کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: التکفیر ستره و تغطیته حتی یصیر بمنزلة ما لم یعمل یعنی کسی گناہ کو اس طرح چھپا دینا اور ڈھانپ دینا کہ گویا وہ کیا ہی نہیں گیا تھا۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ یہ باب تفعیل سے ہے اور باب تفعیل کبھی ازالہ کے معنی کے لیے مستعمل ہوتا ہے جیسے مرض کا معنی بیماری اور تمریض۔ تمریض بیمار داری کو بیماری کو دور کرنے کا قصد ہوتا ہے قذی آنکھ میں تنکا پڑ جانا تقذیة کا معنی ہے تنکا نکالنا وغیرہ یہاں بھی تکفیر کا معنی اگر یہ لیا جائے کہ کفر یا کفران کا ازالہ کیا جائے تو بھی درست ہے۔ تاج العروس میں ازہری کا یہ قول منقول ہے

الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ

[illegible] رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ (اپنے) نبی کو اور ان کو جو ایمان لائے آپ کے ساتھ [illegible] ان کا نور

يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا

دوڑتا ہوگا ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب [illegible] وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! مکمل فرما دے

وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ

ہمارے لیے ہمارا نور اور بخش دے ہمیں بیشک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اے نبی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ

منافقین سے جہاد جاری رکھو اور ان پر سختی کرو ١١ اور جہنم ہی ان کا ٹھکانا ہے اور وہ لوٹ کر

الْمَصِيْرُ ۞ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ

جانے کی بہت بری جگہ ہے۔ بیان فرمائی ہے اللہ نے کفار کے لیے نوح کی بیوی اور

امْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

لوط کی بیوی کی مثال ١٢ وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں

١١ حکم ہو رہا ہے کہ اے حبیب! کفار و منافقین سے جہاد جاری رکھو کبھی شمشیر و سناں سے، کبھی زور قلم اور طاقت بیان سے، کبھی میدان کارزار میں، کبھی افکار و نظریات کی رزم گاہوں میں۔ تمہارا مطمح نظر صرف غلبۂ حق ہونا چاہیے۔ مخالفت کے طوفانوں میں بھی حق کا پرچم بلند رکھو۔ دشمن سے تندی کا برتاؤ کرو۔ باطل کا تعاقب کرتے رہو۔ تندی و شدت اور سختی سے کام لینا چاہیے۔ اسی کا حکم ہے، حالانکہ نرمی کی تعلیم کی جاتی ہے لیکن یہاں اسی ذات کو ارشاد ہو رہا ہے کہ سختی کیجئے اور واغلظ علیہم کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد دوم سورۂ توبہ آیت ٧٣ کا حاشیہ۔

١٢ مشرکین مکہ کہتے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار و عزیز ہیں۔ ہمیں ایمان لانے اور اعمال بجا لانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر قیامت آ بھی گئی تو حضور ہماری شفاعت کریں گے اور کفر کے باوجود ہم بخش دیے جائیں گے۔ ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے یہ مثال دی کہ بیوی کا اپنے خاوند سے جو قریبی اور گہرا تعلق ہوتا ہے، دنیوی اعتبار سے وہ اس کی خوشی اور غم، دولت کی راحت اور تکلیف دونوں کی حصہ دار اور شریک حیات ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تعلق بھی اس وقت تک بے سود ہے جب تک بیوی رشتۂ اسلام میں منسلک نہ ہو۔ یہ سمجھانے کے لیے کسی عام آدمی کی بیوی کی مثال پیش نہیں کی، بلکہ جلیل القدر انبیاء کی بیویوں کی مثال پیش کی ہے۔ ایک حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور دوسری حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی۔ ان کے دلوں میں نفاق اور کفر تھا۔ وہ اپنے شوہروں کی مخالفت پر تیار رہتی تھیں۔ جہاں ان کا داؤ لگتا ان کی مخالفت کیا کرتیں اور ان کے دشمنوں کی مدد کیا کرتیں۔ ایمان سے محروم تھیں، ان پیغمبروں کی بیویاں ہونا انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکا اور انہیں بھی دوسرے جہنمیوں کے ساتھ جہنم رسید کیا گیا۔ اس لیے کفار کو یہ غلط فہمی اپنے دلوں سے نکال دینی چاہیے۔ جب تک کفر و شرک سے تائب ہو کر ایمان سے مشرف نہیں ہوں گے کسی کی شفاعت ان کے کام نہیں آئے گی۔ کیونکہ ان کے لیے شفاعت کرنے کی کسی کو اجازت ہی نہ ہو گی۔ متعدد مقامات پر تفصیلاً بحث کی جا چکی ہے کہ شفاعت صرف اہل ایمان کے لیے ہے۔ کفار و مشرکین اور منافقین کے لیے نہیں۔ بکثرت ایسی صحیح احادیث مروی ہیں جن سے صراحۃً پتہ چلتا ہے کہ حضور سرور عالم شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ

[illegible]

مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ

[illegible]

فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَمَرْيَمَ

فرعون سے اور اس کے عمل سے اور مجھے نجات دے ظالم قوم سے۔ اور دوسری مثال

ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

مریم دختر عمران کی ہے جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو ہم نے پھونک دی اس میں اپنی طرف سے روح

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾

اور اس نے تصدیق کی اپنے رب کے کلمات کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

○

الحمد لله رب العالمين [illegible]

[illegible]

[illegible]

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الملک

نام: پہلی آیت میں "الملک" کا کلمہ ہے اسی کو اس کا عنوان مقرر کر دیا گیا۔ اس کی ۳۰ آیتیں ہیں۔ یہ تین سو تیس کلموں اور ایک ہزار تین سو تیرہ حروف پر مشتمل ہے۔

زمانہ نزول: اس کے مضامین سے پتہ چلتا ہے کہ عہد نبوت کے آغاز میں اس کا نزول ہوا۔ اس زمانہ میں نازل شدہ دوسری سورتوں کی طرح یہاں بھی انسان کو بار بار غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی توحید اور کبریائی کے کئی دلائل بڑے موثر انداز میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ متعدد سوالات اٹھا کر ان کے جوابات کی ذمہ داری انہی کے قلب سلیم کے سپرد کر دی گئی ہے۔ غور و تدبر کے نئے افق اس کے سامنے کشادہ کر دیے گئے ہیں اور ضد اور عناد سے کام نہ لینے کی دعوت دی گئی ہے۔

مضامین: اس سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے ذکر سے کی جا رہی ہے اور اس کا ذکر خود زبان قدرت سے ہو رہا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اسے ہی زیب دیتا ہے کہ اپنی حمد و ثنا کرے۔

یہ بتا کر کہ حیات و موت کا نظام اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے فوراً انسان کی توجہ اس کی حکمت کی طرف موڑ دی کہ اس سے مقصد صرف تمہارا امتحان ہے کہ دیکھا جائے کون اپنی زندگی اچھے سے اچھے کاموں کے لیے وقف کرتا ہے۔ اس کے بعد اپنی قدرت و حکمت کے ثبوت کے لیے اسی کائنات کو پیش کیا اور دنیا بھر کے نقادوں کو بار بار دعوت دی کہ اس میں کوئی عیب تلاش کریں یا اس سے بہتر کوئی اور نقشہ تجویز کر کے دکھائیں۔ جب کسی کو جرأت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر انگشت نمائی کر سکے۔ اس سے بہتر تو کجا اس کا مثل ہی پیش کرنے سے ساری دنیا کے ماہر عاجز ہیں۔ تو پھر نادان نہ ہو، اپنے سروں کو اس کے سامنے جھکا دو۔ اس کی وحدانیت اور اس کی تمام صفات کمال پر ایمان لے آؤ ورنہ انجام بڑا خوفناک ہو گا۔ ایسے دوزخ میں پھینک دیے جاؤ گے جس کے شعلے غیظ و غضب سے کھول رہے ہوں گے۔ اس وقت تم اپنی غلطیوں کا اعتراف کرو گے لیکن اس وقت اعتراف جرم کا تمہیں کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

اسی ضمن میں بتا دیا کہ سب انسان حق ناشناس نہیں بلکہ وہ بھی ہیں جو اپنے رب کو بن دیکھے مانتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے گناہ بھی بخش دیے جائیں گے اور انہیں اجر کبیر عطا فرمایا جائے گا۔ اس کے بعد اپنی قدرت کی کئی اور نشانیوں کو ذکر کیا۔ پھر انہیں سمجھایا کہ اگر تم نے انکار کی یہ روش نہ بدلی، تو

اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے یا پتھر برسا کر تمہیں فنا کر دے۔

حسب عادت بطور استہزا، انھوں نے وقوع قیامت کے بارے میں سوال کیا۔ اس کا جواب دیا کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جب اس کا مقررہ وقت آ جائے گا اور وہ برپا ہو گی تو اس وقت تمہارے چہرے مسخ ہو جائیں گے۔

آخر میں ان سے ایک اہم سوال کر کے جس کا ان کی روزمرہ کی زندگی کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے ان کے معبودوں کی بے بسی کو آشکارا کر دیا تاکہ وہ غور کریں اور سمجھیں اور اپنے قادر مطلق پروردگار کی جناب پاک میں جبین نیاز جھکا دیں اور ان کے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو قبول کر کے سعادت دارین کے مستحق ہو جائیں۔

آخر میں چند احادیث لکھ رہا ہوں جن میں اس سورت کی قدر و منزلت بیان کی گئی ہے۔ خدا کرے قارئین کرام انھیں غور سے پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔

۱۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خباءہ علی قبر وَھُوَ لَا یَحْسِبُ اَنَّہٗ قبر فاذا فیہ انسان یقرأ سُوْرَۃَ المُلک حتّٰی خَتَمَھَا فاتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاخبرہ فقال رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ھی المانعۃ ھی المُنْجِیَۃ تُنْجِیْہِ من عذاب القبر۔ (اخرجہ الترمذی وغیرہ)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے خیمہ ایک قبر پر نصب کیا انھیں یہ علم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے۔ پس اچانک انھوں نے سنا کہ کوئی آدمی سورۂ ملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس نے اس سورت کو ختم کیا۔ وہ صحابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا۔ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سورت اللہ تعالیٰ کے عذاب کو روکنے والی ہے۔ یہ سورت اپنے قاری کو عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے۔

۲۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سورۃ من کتاب اللہ ما ھی الا ثَلٰثُوْنَ آیَۃً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَ لَہٗ

حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ تبارک الذی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک سورت ہے جس کی صرف تیس آیتیں ہیں۔ اس نے ایک آدمی کے لیے شفاعت کی یہاں تک کہ اسے بخش دیا گیا۔ (ابوداؤد، ترمذی وغیرہما)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقرأ الٓمّٓ تنزیل السجدۃ و تبارک الذی بیدہ الملک کل لیلۃ لا یدعھما فی سفرٍ ولا حضرٍ

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ہر رات سفر و حضر میں سورہ سجدہ اور سورہ ملک پڑھا کرتے۔

۴۔ حضرت ابن عباس نے ایک شخص کو کہا کیا میں تمہیں ایک ایسا تحفہ نہ دوں جس سے تم خوش ہو جاؤ۔ اس نے

عرض کی بڑی مہربانی۔ آپ نے فرمایا:

وَاقْرَأْ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَعَلِّمْهَا أَهْلَكَ وَجَمِيعَ وَلَدِكَ وَصِبْيَانَ بَيْتِكَ وَجِيرَانَكَ فَإِنَّهَا الْمُنْجِيَةُ وَالْمُجَادِلَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّهَا لِقَارِئِهَا

آپ نے فرمایا کہ سورہ ملک پڑھا کرو، اپنی بیوی کو بھی سکھاؤ اپنی ساری اولاد، اپنے گھر کے بچوں، اور اپنے پڑوسیوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ نجات دینے والی ہے۔ یہ قیامت کے دن اپنے رب کے حضور میں اپنے قاری کے لیے جھگڑا کرے گی اور اسے عذاب سے بچائے گی۔

● حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے:

لَوَدِدْتُ أَنَّهَا فِي قَلْبِ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْ أُمَّتِي۔

میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ میری اُمت کے ہر مومن کو یہ سورت یاد ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی تلاوت کی، اس کے معانی و اثرات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے آمین

سُوۡرَةُ الۡمُلۡكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوۡنَ اٰيَةً وَّفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ

سورۂ ملک مکی ہے، جس کی ۳۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرُ ۙ‏

بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں سب ملک کی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے

الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ

جس نے پیدا کیا ہے موت اور زندگی کو تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝٢ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۖ

اور وہی ہے عزت والا بہت بخشنے والا جس نے بنائے ہیں سات آسمان اوپر نیچے ف

مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ

تمہیں نظر نہیں [illegible] رحمن کی تخلیق میں کوئی خلل۔ دوبارہ نگاہ اٹھا کر دیکھو، کہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ③ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ

[illegible]

الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ④ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝

[illegible]

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

[illegible]

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِىَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

[illegible]

نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ

[illegible]

اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible] الشہیق [illegible]

[illegible]

نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑩ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے ہم دوزخیوں میں ۔ پس اقرار کریں گے وہ اپنے گناہ کا [illegible]

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑪ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

تو پھٹکار ہو اہل جہنم پر ۔ بیشک جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں [illegible]

[illegible] یعنی اس حقیقت کا اعتراف ہو گا کہ اگر وہ بات جو پیغمبر بیان کرتے تھے حق بات [illegible] تھے اور [illegible] کی دعوت پر [illegible] محبت اور شفقت [illegible] ان کے روشن معجزات، پاکیزہ [illegible] سے اس کے دل [illegible] حق کی طرف [illegible] کاش ہم ان کے ارشادات کو توجہ سے سنتے اور ان کی دعوت کو سمجھنے کی کوشش کرتے تو آج ہماری یہ درگت نہ بنتی اور ہم اس [illegible] انجام سے دوچار نہ کیے جاتے

سمع کو عقل پر مقدم کیا گیا [illegible] عقل [illegible] کے قابل [illegible] نہیں [illegible] اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ عقل [illegible] کے خلاف نہیں [illegible]

[illegible] جرم کے لفظوں [illegible] اعتراف [illegible] اس [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] سحق [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] رحمت [illegible] دور کیا جائے [illegible]

[illegible] اس آیت میں سعادت مند [illegible] ان کی [illegible] جو بن دیکھے [illegible] ان کی عزت [illegible] سوال [illegible] سے اللہ تعالیٰ [illegible] انسان کی اصلاح اور تربیت کا [illegible] طریقہ جو قرآن کریم نے اختیار کیا ہے [illegible] مالک کی حیثیت [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اس کی [illegible]

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ

[illegible]

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْخَبِيرُ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا

[illegible]

وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ۝ أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ

[illegible]

اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۭ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝ وَلَقَدْ

[illegible]

[illegible]

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝۱۸ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ

لوگ ان سے پہلے گزرے انہوں نے بھی جھٹلایا تھا پس کیسا تھا میرا عتاب ۲۲ کیا انہوں نے نہیں دیکھا پرندوں کو اپنے اوپر

[illegible] کا لفظ [illegible] ہے لیکن [illegible] وہ کہتے ہیں مَنْ فِی السَّمَآءِ کا معنی ہے کہ جو آسمان میں ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن وہ آسمان میں کس طرح ہے [illegible] ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم اس کا یقین ہی کر سکتے ہیں۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کی شان [illegible] کے شایان ہے۔ [illegible] قرآن کو پڑھا جائے [illegible] ایک [illegible] بات ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگتے ہیں [illegible] اس سے کوئی سوال کرتے ہیں تو ہاتھ آسمان کی طرف اٹھ جاتے ہیں [illegible] کسی طرف نہیں اٹھتے۔ [illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ذات عظمت اور کبریائی سے موصوف ہے [illegible] آسمان کی طرف [illegible] ایک قدرتی امر ہے۔ شاید [illegible] فی السماء قرار دیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاکرم اعلم بالصواب

امام [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حبشی لونڈی لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی [illegible] مومن غلام [illegible] آزاد کرنا واجب ہو گیا ہے کیا میں اس لونڈی کو آزاد کر دوں [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو اس نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر حضور نے پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے پہلے حضور کی طرف اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے۔

۲۲ [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] ہو گئے [illegible] ہیں۔ [illegible] تمہارے سامنے [illegible] بڑے بڑے [illegible] ہیں [illegible] شکست [illegible] کر دیا گیا۔ [illegible]

[illegible] عبرت حاصل [illegible] ہو تم بھی [illegible] سرکشیوں اور نافرمانیوں کی پاداش میں تہس نہس کر دیا جائے۔ کیف کان نکیر [illegible] اصل میں کیف کان نکیری تھا

فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؔ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ

[illegible]

بَصِيْرٌ ﴿١٩﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ

[illegible]

الرَّحْمٰنِ ۭ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿٢٠﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ

[illegible]

اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿٢١﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا

[illegible]

۲۳ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

چلا جا رہا ہے وہ راہ راست پر ہے یا وہ جو سیدھا ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہے ف۲۸

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ

آپ فرمائیے وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے ف۲۹

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ

لیکن تم بہت کم شکر کرتے ہو ف۳۰ آپ فرمائیے کہ اسی نے تمہیں پھیلا دیا ہے ف۳۱ زمین میں اور [illegible]

کسی کو بھی پہچان پاتا۔

ف۲۸ کیسی حالت کہ ایک یہ شخص ہے جو شتر بے مہار ہے جو سر جھکائے کسی راستہ پر چل رہا ہے۔ وہ نہ دیکھتا ہے دائیں بائیں اور نہ سامنے اس کی نگاہ ڈالی ہے کسی وقت بھی وہ شخص کسی چیز سے ٹکرا کر اپنا سر پھاڑ سکتا ہے۔ دائیں بائیں کسی گڑھے میں گر کر اپنی ٹانگ توڑ سکتا ہے۔ ایسے شخص کا حشر تو شروع ہی سے جیسا سب پہ ظاہر ہے۔ دوسری طرف ایک ایسے شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو سیدھا ہو کر سڑک پر سامنے چل رہا ہے۔ دور دور تک اسے ہر چیز صاف نظر آ رہی ہے۔ دائیں بائیں جو [illegible] ہو گا سب [illegible] ایسا شخص جب چلتا ہے تو راستہ کو دیکھ کر چلتا ہے۔ دائیں بائیں کوئی گڑھا ہے کوئی رکاوٹ ہے کوئی اور چیز حائل ہو تو وہ اس سے بچ کر نکل سکتا ہے۔ دائیں بائیں سے اگر اس پر کوئی حملہ کرے تو وہ اس سے اپنا بچاؤ کر سکتا ہے۔ ایسے شخص کا ہی منزل پر پہنچنا یقینی ہے۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ صحیح راہ پر کون چل رہا ہے۔ کون بے راہ ہے۔ [illegible] یہی مثال ہے۔

ف۲۹ کائنات کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح انسان کی تخلیق بھی اسی نے کی ہے۔ لیکن انسان پر خصوصی عنایتیں ارزانی فرمائی ہیں جو اور کسی کو نصیب نہیں ہوئیں۔ اسے سننے کی صلاحیت دی [illegible] اسے ایسی آنکھیں بخشی ہیں جن سے وہ دور دور تک دیکھ سکتا ہے۔ [illegible] وہ ان حواس سے حاصل ہونے والی معلومات میں غور و فکر کر سکتا ہے اور حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ [illegible]

ف۳۰ یعنی بہت کم ایسے خوش نصیب ہیں جو ان قوتوں کو صحیح طور پر استعمال کر کے شکر گزاری کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

ف۳۱ ذرأ کے دو معنی ہیں: پیدا کرنا اور پھیلا دینا۔ دونوں درست ہیں۔

إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾

[illegible] یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو ۳۵

قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ

آپ فرما دیجیے [illegible] علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے [illegible] ۳۶ [illegible]

زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم

[illegible]

بِهِ تَدَّعُونَ ﴿٢٧﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَن مَّعِيَ أَوْ

[illegible] ۳۷ [illegible] ہلاک کر دے یا

۳۵ [illegible] قیامت کب [illegible]

[illegible]

۳۶ [illegible]

۳۷ [illegible]

رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ

ہم پر رحم فرمائے تو کون بچائے گا کافروں کو دردناک عذاب سے ٣٢ فرمایئے وہ (بڑا ہی مہربان)

الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ

بڑا ہی مہربان ہے ہم اسی پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا توکل ہے پس عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کون کھلی

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ

گمراہی میں کون ہے ٣٣ آپ پوچھیے اگر کسی صبح تمہارا پانی زمین کی تہہ میں اتر جائے تو تمہیں

يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾

چشمہ صاف پانی کون لا دے گا؟ ٣٤

ف ٣٢ یعنی ہمارے ساتھ تو جو ہوگا تم اس کی فکر کرو [illegible] اللہ تعالیٰ کی ذات [illegible] نہیں سکتے جب اس [illegible]

ف ٣٣ [illegible]

ف ٣٤ [illegible]

پانی کمی کے بغیر تم اور تمہاری [illegible] زندہ نہیں رہ سکتے اس کا تقاضہ ہے کہ [illegible] رحیم و [illegible] پر تم ایمان میں لاؤ اس کے حضور میں تو سر بسجود جھک جاؤ [illegible] تم سب ہر وقت جیتے رہتے ہو کبھی اس کو سجدہ کرتے ہو کبھی اس کا انکار کرتے ہو [illegible] ہو سکتی ہیں

یاد رکھو کہ پانی کے چشمے اس زمین سے جاری کیے ہیں [illegible] اگر [illegible] پانی [illegible] چشموں کو [illegible]

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ جب یہ آیت پڑھے تو ساتھ کہے اللہ رب العالمین تاکہ سوال کا صحیح جواب آجائے

○

الحمد لله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير

والصلوة والسلام على الحبيب المصطفى ورسوله المرتضى سيد الخلق محمد المبعوث

رحمة للعالمين وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين.

فاطر السموت والارض انت ولي في الدنيا والآخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ القلم

نام : یہ سورت دو ناموں سے زیادہ مشہور ہے سورۃ "ن" اور "القلم"۔ یہ دو رکوع، باون آیتوں، تین سو کلمات اور ایک ہزار دو سو چھپن حروف پر مشتمل ہے۔

نزول : باتفاق علماء اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔

مضامین : حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت و ارشاد کا سلسلہ بڑی گرمجوشی سے شروع کر دیا ہے۔ قرآن کریم کی سورتیں یا آیات نازل ہوتی ہیں حضور اپنے کیف آگیں لہجہ میں ان کی تلاوت کرتے ہیں اور لوگوں کو سناتے ہیں۔ اسلام ایسے کئی خوش نصیب ہوتے ہیں جو دامن رحمت سے وابستہ ہو جاتے ہیں وہ بڑی سرگرمی سے ان پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں۔ ساتھ ہی مخالفت بھی اٹھتی ہے ظلم و ستم کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود اللہ کے بندے اپنے اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر بڑی جانبازی سے گامزن ہیں۔ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس والہانہ جوش و خروش کو دیکھ کر تصویر حیرت بن جاتے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ دیوانہ ہے، اس کا دماغ ناکارہ ہو گیا ہے۔ معاذ اللہ ان میں فکری صلاحیت باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ قسم کھا کر کفار کے ان اعتراضات کی تردید کرتے ہیں کہ میرا محبوب دیوانہ نہیں ہے بلکہ اخلاق عالیہ کی ان رفعتوں پر فائز ہے جہاں کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ جس کا کردار اتنا بلند ہو، جس کی سیرت اتنی بے داغ ہو، اور جس کے اعمال سراپا خیر ہوں بھلا اس کو مجنون کہنا کس طرح روا ہے؟

اس کے بعد بتایا کہ حبیب! وہ تو چاہتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ مداہنت سے کام لیں اور مصالحت کا اختیار کریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ سختی کا سلوک ترک کر دیں لیکن آپ کا یہ شیوہ ہی نہیں۔ وہ لوگ جو اپنے معاشرہ کے رؤسا ہیں، اپنے شرکیہ عقائد کے سرغنے ہیں۔ ذرا ان کے اعمال پر تو نظر ڈالو ہر قسم کی اخلاقی برائیوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ نیکی کی کوئی کرن بھی تو وہاں نظر نہیں آتی۔ تیرے جیسا سراپا دلبری و زیبائی اعلیٰ ان کی پیروی کیسے کر سکتا ہے۔

جس دولت و ثروت اور جاہ و منصب پر یہ اتراتے ہیں تیرے رب کی جناب میں تو اس کی کوئی وقعت نہیں۔

پھر اس بدنہاد اور سرمایہ دارانہ ذہنیت کی ایسی صحیح تصویر کھینچ کر رکھ دی کہ جسے دیکھ کر طبیعت میں ایسی ذہنیت سے خود بخود نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو شخص دولت کی فراوانی کے باوجود کسی غریب کو ایک حبہ تک دینے سے گریزاں ہو اس سے برا انسان اور کون ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ متقی لوگوں کے لیے جنت ہے اور ان کے ساتھ جو سلوک

کیا یہ ہوگا وہ ان سے بالکل الگ ہوگا جو سلوک مجرموں کے ساتھ روا رکھا جائے گا۔ خواب غفلت میں بے سدھ پڑے رہنے والوں کو متنبہ کیا کہ اب وقت ہے جبین نیاز اپنے پروردگار کے حضور جھکا لو ورنہ قیامت کے دن تم چاہو گے کہ سجدہ کرسکو لیکن ہزار کوشش کے باوجود تم ایسا نہیں کرسکو گے۔ تمہاری پشت اور گردن اکڑ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ آخر میں اپنے حبیب کو تسلی دے رہا ہے کہ یہ سرکش جتنے دن دندناتے پھریں گے۔ ہم انہیں یوں تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی۔

آخر میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ بیان کرکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین فرمادی گئی۔

نیوڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۱۴-۳-۷۷

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثِنْتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ قلم مکی ہے [illegible] اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝۱ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲

ن قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں ۔۱ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں ۔۲

ــــہ ن حروف مقطعات میں سے ہے [illegible] اللہ اور اس کے رسول کریم کے درمیان [illegible]

یہاں ایک اور قول [illegible]

[illegible] والقلم [illegible]

[illegible] القلم [illegible]

[illegible] والقلم [illegible]

قرآن حکیم [illegible]

[illegible]

ــــہ [illegible]

وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۚ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ④

اور یقیناً آپ کے لیے ایسا اجر ہے [illegible] اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کا مالک ہو گا۔ اس آیت کا ہر کلمہ اپنے اندر معانی و معارف کا ایک دفینہ لیے ہوئے ہے۔ اس لیے ہر کلمہ کی وضاحت علیحدہ کر دینے سے شاید طالب [illegible] کو سرکار دو عالم ﷺ کی ایک جھلک نصیب ہو جائے۔

پہلے یہ دیکھیں کہ خلق کسے کہتے ہیں۔ امام محمد طاہر [illegible] اس کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ الخلق ملکۃ نفسانیۃ یسھل علی المتصف بھا الاتیان بالافعال الجمیلۃ۔ یعنی خلق نفس کے اس ملکہ راسخہ کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کے لیے افعال جمیلہ اور خصائل حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے۔ [illegible]

پھر ہر شخص میں کمی بیشی ہوتی ہے اور جو صفت اصل فطرت میں ہوتی ہے لیکن اس کو سہولت اور آسانی سے کر لینا الگ چیز ہے۔ کسی کا خلق اسی وقت کھلتا ہے جب اسے کسی ایسے میں مختلف حالات سے واسطہ پڑے۔ [illegible] مختلف مشاغل ہیں۔ یہاں بے تکلف [illegible] مخالفت، شماتت [illegible] کسی وقت [illegible] اخلاق کا صحیح اندازہ کیا جا سکے۔

عظیم: بہت بڑا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں [illegible] خلق [illegible] کوئی [illegible] اسے عظیم کہتے ہیں۔

علیٰ: استعلاء کے لیے ہے یعنی کسی پر حاوی ہونا، چھا جانا اور قابو پا لینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ آیت یوں نہیں کہ وَاِنَّکَ ذُوْ خُلُقٍ عَظِیْمٍ بلکہ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اخلاق حمیدہ اور اعمال پسندیدہ پر حضور کا تسلط ہے۔ یہ سب [illegible] ہیں۔ یہ سب مرکب ہیں حضور ان کے مالک اور [illegible] ہیں۔ اس لیے حضور کو ان کے کرنے میں کوئی تکلف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں۔ آقا کی ذات کمالات و صفات [illegible] ہیں۔ اسی لیے یہ حکم دیا قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ۔ آپ اعلان کر دیں کہ میں تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا اور نہ میں تکلف اور بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ [illegible] کمالات [illegible] جو پہلے [illegible] میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے وہ [illegible] اور [illegible] کے ساتھ [illegible] موجود ہیں۔ [illegible] ابراہیم، [illegible] صدق [illegible] یوسف، [illegible] علیہم الصلوٰۃ والسلام سب پائے جاتے ہیں۔

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

امام شرف الدین بوصیری رحمہ اللہ نے اپنے مخصوص انداز میں کیا خوب فرمایا ہے:

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا
یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ظاہری شکل و صورت اور سیرت و اخلاق کے لحاظ سے تمام انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔ کوئی بھی آپ کے مقام علم اور شان کرم کے قریب بھی نہیں پہنچ سکا۔ حضور کی ذات بزرگی کا آفتاب ہے۔ سارے انبیاء آپ کے ستارے ہیں اور وہ ستارے جہالت کے اندھیروں میں آپ کے انوار و تجلیات کو ظاہر کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب کسی نے حضور کے خلق کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مختصر و جامع جواب دیا كان خلقه القرآن۔ حضور کا خلق قرآن تھا یعنی جن محاسن اور مکارم اخلاق کو اپنانے کا قرآن نے حکم دیا ہے حضور ان سب کے اعلیٰ درجہ متصف تھے اور جن بری باتوں اور فضول کاموں سے بچنے کا قرآن نے حکم دیا ہے حضور ان سے پاک اور منزہ و مبرا تھے۔ ایک دوسرے شخص نے جب یہی سوال کیا تو ام المومنین نے فرمایا: سورۃ المومنون کی پہلی دس آیتیں پڑھ لو۔ ان میں حضور کے خلق کی صحیح تصویر ہے۔

[illegible] قدس سرہ فرماتے ہیں: خلق عظیم آن است که [illegible] از هر دو جهان [illegible] داشت و ما کل با حق نگذاشت۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق سے [illegible] کہ حضور [illegible] سے مستغنی ہو گئے اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

امام قشیری کا ارشاد ہے: [illegible] معرفت گشت۔ [illegible] کے باعث شاہد حقیقی [illegible] کے بعد [illegible]۔

حضرت جنید کی رائے ہے: سمي خلقه عظيما لانه لم تكن له همة سوى الله تعالى۔ (قرطبی) حضور کے خلق کو عظیم اس لئے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر حضور کی کوئی خواہش نہ تھی۔

حضرت حسان نے کیا خوب ترجمانی کی ہے ؎

له همم لا منتهى لكبارها وهمته الصغرى اجل من الدهر

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمتیں [illegible] ہیں۔ بڑی ہمتوں کا تو [illegible] نہیں۔ حضور کی چھوٹی سے چھوٹی ہمت اور عزم زمانہ سے بزرگ تر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے: ادبني ربي فاحسن تاديبي۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

جب اس خلق کریم کا مہذب، مربی اور معلم خود رب العالمین ہو تو پھر اس آئینہ رشد کے حسن ادب، حسن تربیت اور کمال علم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دس سال حضور کی خدمت کی۔ حضور نے کبھی اف تک نہیں کہا۔ جو کام میں نے کیا اس کے متعلق کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے کیوں کیا اور جو کام نہیں کیا اس کے متعلق کبھی نہیں پوچھا کہ کیوں نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن اخلاق میں تمام لوگوں سے بڑھ کر تھے۔ میں نے کوئی ریشم، کوئی حریر ایسا نہیں چھوا جو حضور کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ کوئی مشک، کوئی عطر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینے سے زیادہ خوشبودار میں نے نہیں سونگھا۔

شمائل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف [illegible] ہر کمال [illegible] تصویر جمیل [illegible] مستند کتابیں [illegible] بے شمار شہادتیں موجود ہیں۔

حضور نے بڑی تاکید سے صحابہ کرام کو اخلاق حسنہ کی تلقین فرمائی ہے۔

۱۔ عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتق اللہ حیثما کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحہا وخالق الناس بخلق حسن۔ ترمذی حسن صحیح

حضرت ابو ذر کہتے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو، وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آیا کرو۔

۲۔ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ما شیء اثقل فی میزان المؤمن یوم القیامۃ من خلق حسن وان اللہ تعالیٰ لیبغض الفاحش البذی۔ ترجمہ: قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن خلق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے بدزبان سے بغض رکھتا ہے۔

۳۔ وعنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من شیء یوضع فی المیزان اثقل من حسن الخلق وان صاحب حسن الخلق لیبلغ بہ درجۃ صاحب الصلوٰۃ والصوم۔ ترجمہ: میزان میں حسن خلق سے بھاری کوئی چیز نہیں رکھی جائے گی۔ اور حسن خلق والا اپنے اخلاق کی وجہ سے نماز پڑھنے والے اور روزہ رکھنے والے کے درجہ کو پا لیتا ہے۔

نیز یہ حدیث بڑی توجہ سے پڑھیے!

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان من احبکم الی واقربکم منی مجلسا یوم القیامۃ احاسنکم اخلاقا وان ابغضکم الی وابعدکم منی مجلسا یوم القیامۃ الثرثارون والمتشدقون والمتفیہقون قالوا یا رسول اللہ قد علمنا الثرثارون والمتشدقون فما المتفیہقون قال المتکبرون۔

ترجمہ: حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا: بیشک تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ اور بیشک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بکواسی، منہ پھٹ اور متفیہق ہوں گے۔ عرض کی گئی: ہم پہلے دو لفظوں کا مطلب جانتے ہیں، تیسرے لفظ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: متکبر لوگ۔

روح البیان میں حضرت انس کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلق کی تین سو ساٹھ صورتیں ہیں۔ جس شخص میں ان میں سے ایک صورت بھی پائی گئی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ ہل فی منہا یا رسول اللہ۔ صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ان میں سے کوئی چیز مجھ میں بھی پائی جاتی ہے؟ قال کلہا فیک یا ابابکر واحبہا الی اللہ السخاء۔ حضور نے فرمایا: اے ابوبکر! تم میں حسن خلق کی سب صورتیں موجود ہیں اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخاوت سب سے محبوب ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں بھی خوئے حسن کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین!

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون مجنون ہے ۵ بیشک آپ کا رب خوب جانتا ہے

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَلَا تُطِعِ

ان کو جو اس کی راہ سے بھٹک گئے ہیں اور وہی خوب جانتا ہے راہ یافتوں کو ۶ پس آپ بات نہ مانیں

الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ

ان جھٹلانے والوں کی وہ تو چاہتے ہیں کہ کہیں آپ (دین میں) لچک دکھائیں تو وہ بھی نرم پڑ جائیں ۷ اور بات نہ مانیے کسی بڑی قسمیں

۵ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کا معنی بیان کرتے ہیں فستعلم ویعلمون یوم القیامۃ یعنی آپ اور یہ کفار بھی جان لیں گے کہ دیوانہ کون ہے۔ حقیقت سے پردہ اس روز اٹھے گا جب حشر برپا ہو گا اس وقت پتہ چلے گا کہ دیوانہ کون تھا۔ کیا وحدہ لاشریک ماننے والا اس کے احکام کی تعمیل کرنے والا یا جس نے پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کی پوجا کرنے والے جس نے اللہ کی توحید کا انکار کرنے والے قیامت کا انکار کرنے والے۔

مفتون: المجنون الذی فتنہ الشیطان یعنی وہ دیوانہ جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہو

۶ آپ کا رب تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ حق سے کون منحرف ہو گیا اور صراط مستقیم سے بھٹک کر دور جا پڑا ہے اور کون قدم بڑھاتا ہوا منزل کی طرف جا رہا ہے۔ ذات اسی کا فیصلہ ہے۔ نہ لوگوں کی مخالفت کا اندیشہ ہے نہ مصائب و آلام سے گھبرانا ہے، نہ طول سفر اور بعد منزل سے دل برداشتہ ہونا ہے۔ جب وہ دونوں فریقوں کے حالات سے واقف ہے تو ان کو مناسب جزا بھی دے گا۔

۷ علامہ جوہری لکھتے ہیں ادہن اور داہن کا معنی ہے مداہنت۔ اصل میں ترک کی الادھان التلیین لمن لاینبغی لہ التلیین یعنی اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا جو ایسے برتاؤ کے لائق نہ ہو

کفار کی آرزو تھی کہ آپ دعوت حق اور رد شرک میں کچھ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی آپ کی مخالفت میں کچھ نرمی کر دیں گے چنانچہ ان لوگوں نے بارہا حضور کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آپ ہمارے معبودوں کی مخالفت کو چھوڑ دیں ہم مخالفت کرنا چھوڑ دیں گے اور چند روز آپ ہمارے معبودوں کی پوجا کیا کریں اور چند روز ہم آپ کے خدائے واحد کی عبادت کیا کریں گے۔ اسلام اس دورنگی کو کب برداشت کر سکتا ہے۔ اس سے صاف منع کر دیا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا

حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ

[illegible]

أَثِيمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ﴿۱۳﴾ أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ﴿۱۴﴾

[illegible]

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ءَايَٰتُنَا قَالَ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهُۥ عَلَى

[illegible]

ٱلْخُرْطُومِ ﴿۱۶﴾ إِنَّا بَلَوْنَٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحَٰبَ ٱلْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا۟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سمجھا جاتا ہے کہ پہلے انہیں مال اور دولت بخشی، صاحب اولاد بنایا، ان کے حق میں جس کی وجہ سے اہل عرب ان کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ لوگ ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے، حضور کی دعوت کو قبول کرتے لیکن یہ لوگ اس ناشکری میں پہلے سے زیادہ [illegible] حضور سے شرک کرنا شروع کر دیا۔ [illegible] حضور کے کلام کو اساطیر الاولین کہنے لگے۔ ان سے پہلے بھی کئی لوگ گزرے ہیں جب ہم نے [illegible] ان کی آزمائش کی اور وہ آزمائش میں ناکام ہو گئے تو ہم نے ان سے وہ نعمتیں بالکل سلب کر لیں اور وہ ہمیشہ کے لیے محرومیت میں گرفتار ہو گئے۔ [illegible] ان کا بھی یہی انجام ہوگا۔ چنانچہ ایک ایسے ہی واقعہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

[illegible] کے قریب ایک نیک دل متمول انسان کا باغ تھا جس میں ہر قسم کا پھل لگتا تھا۔ وہ اس باغ سے بڑی فراخدلی سے غریبوں مسکینوں کی مدد کیا کرتا۔ وہ فوت ہو گیا اور اپنے پیچھے تین بیٹے چھوڑ گیا۔ [illegible] وہ آپس میں کہنے لگے کہ والد صاحب کے زمانے میں [illegible] اخراجات بھی کم تھے۔ اب ہم تین بھائی ہیں [illegible] اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ [illegible] والد صاحب نے کھول رکھا تھا [illegible] چنانچہ [illegible] کسی سائل کے آنے کا امکان ہی نہیں ہوتا تھا۔

ایک دفعہ ان کے باغ کا پھل پک کر تیار ہو گیا۔ انہوں نے اس کو کاٹنے کا پروگرام بنایا۔ رات کو مشورہ کر کے طے کیا کہ منہ اندھیرے جائیں گے اور سویرے سویرے پھل توڑ لیں گے۔ انہوں نے انشاء اللہ کہنے کی [illegible] جلدی جلدی اپنے باغ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں چپکے چپکے ایک دوسرے کو تاکید کرتے گئے کہ خیال رکھنا [illegible] کوئی غریب مسکین [illegible] یہ لوگ ہمیں ناحق تنگ کرتے ہیں۔ مفت میں جھولیاں بھر کر لے جاتے ہیں۔ [illegible] جب باغ کے قریب پہنچے تو وہاں [illegible] لیکن جب غور سے دیکھا تو [illegible] قسمت پھوٹ گئی [illegible] الٰہی [illegible] اب [illegible] غلط مشورہ سے [illegible] انجام [illegible]

ان آیات کے [illegible] الصریم [illegible] الرماد الاسود [illegible] کر دیا گیا ہو۔

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ

سویرے توڑ لیں گے اس کا پھل صبح ہوتے ہی اور انہوں نے ان شاء اللہ نہ کہا پس پھر گیا اس پر ایک پھیرا لگانے والا

مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُونَ ﴿۱۹﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا

تیرے رب کی طرف سے اور وہ سو رہے تھے [illegible] کٹے ہوئے کھیت کی مانند ہو گیا پھر وہ ایک دوسرے

مُصْبِحِينَ ﴿۲۱﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿۲۲﴾

کو صبح ہوتے ہی کہ سویرے سویرے اپنے کھیت کی طرف چلو اگر تم پھل توڑنے والے ہو

فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿۲۳﴾ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم

سو وہ چل پڑے اور ایک دوسرے سے چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ [illegible] آج [illegible] تم پر

مِّسْكِينٌ ﴿۲۴﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا

کوئی مسکین اور تڑکے چلے [illegible] قادر ہیں ۱؎ پھر جب باغ کو دیکھا کہنے لگے یقیناً ہم

لَضَآلُّونَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿۲۷﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل

راستہ بھول گئے نہیں بلکہ ہماری تو قسمت پھوٹ گئی ان میں جو بزرگ تھا بولا کیا میں تمہیں

لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿۲۸﴾ قَالُوا سُبْحَٰنَ رَبِّنَآ إِنَّا كُنَّا ظَٰلِمِينَ ﴿۲۹﴾

کہتا نہ تھا کہ تم اس کی تسبیح کیوں نہیں کرتے کہنے لگے پاک ہے ہمارا رب، بیشک ہم ہی ظالم تھے

۱؎ اس کی تشریح کا یہ مطلب ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا

پھر ایک دوسرے کی طرف مڑ کر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے ۔ کہنے لگے افسوس ہے ہم پر ہم

كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا

ہی سرکش تھے امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس کے بدلہ میں بہتر باغ دے گا ۔ ہم اب اپنے رب کی طرف

رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا

رجوع کرنے والے ہیں ۔ ایسا ہوتا ہے عذاب ۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے کاش یہ لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾

اس حقیقت کو جانتے ۔ بے شک پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس نعمتوں بھری جنتیں ہیں ۔

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۪ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾

کیا ہم فرمانبرداروں کا حال مجرموں کا سا کر دیں گے ۔ تمہیں کیا ہو گیا تم کیسے فیصلے کرتے ہو ۔

۱۱ جب انہوں نے پشیمانی کی حالت میں [illegible] تو حقیقت کی آنکھیں [illegible] انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے نقصان نہیں ہوتا بلکہ اس کی راہ میں خرچ نہ کرنے سے انسان کی تباہی کا سامان ہو جاتا ہے چنانچہ وہ صدق دل سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہوئے۔ اس کریم نے ان کی توبہ قبول کی [illegible] عطا فرمایا۔

۱۲ [illegible]

قیامت کے دن [illegible] کیا جا سکتا۔

۱۳ کفار [illegible] قیامت سے [illegible] قیامت کا آنا ہی عقلاً محال ہے اور اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] دولت، عزت، شہرت، اولاد دے رکھے [illegible] یہاں محرومی اور عسرت کی زندگی بسر کر رہے ہو قیامت کے دن بھی تمہارا یہی حال ہوگا۔ [illegible] جہالت اور حماقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات [illegible] اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں [illegible]

أَمْ لَكُمْ كِتَٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو کہ تمہارے لیے اس میں وہی چیزیں ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو کیا

لَكُمْ أَيْمَٰنٌ عَلَيْنَا بَٰلِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا

تمہارے لیے قسمیں ہم پر لازم ہیں جو باقی رہنے والی ہیں قیامت تک کہ تمہیں وہی ملے گا جو تم

تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ

حکم کرو گے ان سے پوچھیے ان میں سے کون اس بات کا ضامن ہے کیا ان کے پاس کوئی شریک ہیں

فَلْيَأْتُوا۟ بِشُرَكَآئِهِمْ إِن كَانُوا۟ صَٰدِقِينَ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن

اگر ہیں تو پھر پیش کریں اپنے شریکوں کو ف۱۸ اگر وہ سچے ہیں جس دن پردہ اٹھا دیا جائے گا

سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى ٱلسُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾ خَٰشِعَةً

ایک ساق سے اور ان نافرمانوں کو سجدہ کی دعوت دی جائے گی تو یہ اس وقت وہ سجدہ نہ کر سکیں گے ف۱۹ [illegible] جھکی ہوں گی

کیا اللہ تعالیٰ سے جو عادل اور حکیم ہے کیا تمہاری عقل تمہارے اس گمان کی تصدیق کرتی ہے کہ فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے گا تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے نامعقول فیصلے تم کرتے ہو۔

ف۱۷ تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل تو ہے نہیں جس سے تمہارے اس باطل نظریہ کی تصدیق ہو سکے تمہارے پاس اگر کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ پیش کرو۔ کیا کسی آسمانی کتاب کا حوالہ پیش کر سکتے ہو جس میں لکھا ہو کہ مومنوں اور مجرموں کے ساتھ یکساں برتاؤ کیا جائے گا۔ یا اس کتاب میں کہیں یہ لکھا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھا کر وعدہ کیا ہو کہ تمہیں وہی چیز ملے گی جو تم پسند کرو گے۔ جب تمہارے پاس نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی تو پھر تم کس بنا پر یہ بے سروپا دعویٰ کر رہے ہو۔

ف۱۸ [illegible] ان میں سے کون یہ ذمہ داری لیتا ہے کہ روز قیامت ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہو گا جو مومنوں کے ساتھ ہو گا [illegible] کیا [illegible] کوئی ایسا [illegible] ہے [illegible] اگر کوئی [illegible] پیش کر [illegible] صاحب [illegible] الزعیم الکفیل والضمین کفیل [illegible] (قرطبی)

ف۱۹ جب کوئی سخت مصیبت اور ہیبت کا وقت آتا ہے تو اہل عرب یہ محاورہ استعمال کرتے ہیں جب گھمسان کی لڑائی شروع ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں شمرت الحرب عن ساقها جنگ نے اپنی پنڈلی سے تہبند اوپر اٹھا لیا [illegible] ہے

أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ

ان کی آنکھیں [illegible] ذلت چھا رہی ہو گی حالانکہ [illegible] بلایا جاتا تھا سجدہ کی طرف

وَهُمْ سَالِمُونَ ۝ فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ ۖ

جبکہ وہ صحیح سلامت تھے ۔ پس اے حبیب! آپ چھوڑ دیجئے [illegible] اور اسے جو اس کتاب کو جھٹلاتا ہے [illegible]

سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ

ہم انہیں [illegible] کی طرف [illegible] لے جائیں گے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَيْدِي مَتِينٌ ﴿٤٥﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٦﴾

میری خفیہ تدبیر بہت مضبوط ہے ۔ کیا آپ ان سے کچھ اجرت مانگتے ہیں پس وہ اس تاوان کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں

أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ

کیا ان کے پاس غیب کی خبر ہے سو وہ اس کو لکھ لیتے ہیں [illegible] سو آپ اپنے رب کے حکم کا [illegible]

لَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَا أَن

[illegible] مچھلی والے کی مانند [illegible] جب [illegible] اور وہ [illegible] اگر اس کی

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت یونس علیہ السلام [illegible]

[illegible]

لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾

اگر نہ تدارک کرتا اس کا اس کے رب کا لطف تو ڈال دیا جاتا اسے چٹیل میدان میں اس حال میں کہ اس کی مذمت کی جاتی ٤٦

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ

پھر چن لیا اس کو اس کے رب نے اور بنا دیا اس کو اپنے نیک بندوں سے ۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ

كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ

کفار پھسلا دیں گے آپ کو اپنی نگاہوں سے جب وہ سنتے ہیں قرآن ٤٧ اور وہ کہتے ہیں کہ

انی کنت من الظلمین

٤٦ اگر اللہ تعالیٰ ان کی مدد نہ کرتا اور اپنی رحمت سے ان کی دستگیری نہ کرتا تو جب ان کو مچھلی نے چٹیل میدان میں اگل دیا تو ان کی کیفیت یوں ہوتی کہ لوگ ان پر ملامت کرتے اور مذمت کرتے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری کی اور ان کو چن لیا تو اب وہ قابل احترام اور لائق مدحت ہیں۔ حضرت [illegible] فنبذنہ بالعراء وھو سقیم کہ جب ہم نے ان کو کھلے میدان میں ڈالا تو وہ بیمار تھے لیکن مذموم نہیں تھے۔

٤٧ کفار کے دلوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو بغض و عناد بھرا ہوا تھا خصوصاً اس وقت جب وہ آپ سے باہم ملتے جب حضور قرآن کریم پڑھ کر سناتے تو وہ ایسی خشمگیں نظروں سے گھور گھور کر دیکھتے یوں محسوس ہوتا کہ اگر ان کا بس چلے تو آپ کو جلا کر [illegible] ان کی اس ناپاک [illegible] کو اس آیت میں ذکر کیا جا رہا ہے۔ علامہ زمخشری علیہ الرحمۃ اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی انھم من شدة تحدیقھم ونظرھم الیک شزرا بعیون العداوة والبغضاء یکادون یزلون قدمک او یھلکونک من قولھم نظر الی نظرا یکاد یصرعنی [illegible] یعنی عداوت اور بغض بھری آنکھوں سے حضور کو یوں گھور گھور کر دیکھتے گویا وہ حضور کو اپنی جگہ سے پھسلا دینا چاہتے ہیں یا ہلاک کر دینا چاہتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں کہ فلاں نے میری طرف اس طرح دیکھا کہ اگر اس کا بس چلتا تو وہ مجھے گرا دیتا یا کھا جاتا۔ اس آیت کا ایک اور مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ آپ کو اپنی نظر بد سے تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔

بنی اسد قبیلہ میں کئی آدمی تھے جن کی نظر بہت جلد لگ جاتی۔ اگر وہ کسی شخص کو یا کسی جانور کو ہلاک کرنا چاہتے تو تین روز فاقہ کرتے اور پھر اس چیز کے پاس جاتے [illegible]

إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾

یہ تو مجنون ہے۔ حالانکہ وہ نہیں مگر سراسر نصیحت سارے جہانوں کے لیے۵۲

کی صحت حاصل کی۔ اور اسے اس امر کے لیے مقرر کیا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نظر بد سے بچائے۔ لیکن جس کی نگہبان خود رحمت الٰہی ہو۔ بدبخت حاسد کیا اذیت پہنچا سکتے ہیں۔

علامہ ابن کثیر نے یہاں متعدد احادیث کتب صحاح سے ثابت کیا ہے کہ نظر بد کا اثر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں نواسوں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو یہ دم کیا کرتے تھے۔ اعیذکما بکلمات اللہ التامات من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ

حضور فرمایا کرتے کہ حضرت ابراہیم اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل و اسحاق علیہما الصلوٰۃ والسلام کو یہی دم کیا کرتے۔ حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ جس کو نظر بد سے تکلیف پہنچے یہ آیت پڑھ کر اسے دم کیا جائے۔

۵۲ کفار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجنون کہتے تھے۔ ان کے اس الزام کی ابتداء میں بھی تردید کی اور آخری آیت میں بھی اس کا اعلان کیا جا رہا ہے کہ پیارا رسول تو سارے عالم کے لیے سراپا نصیحت ہے۔ یا جو شخص مجسم ذکر و نصیحت ہو اسے مجنون کہنے کی کون جرأت کر سکتا ہے۔ اس کا دیکھنا اللہ کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔ اس کی باتیں سن کر دلوں میں اللہ کی محبت کی شمع فروزاں ہو جاتی ہے۔ وقیل الضمیر یرجع الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرا وشرفا للعالمین لا ریب فیہ۔ (روح المعانی) بعض کے نزدیک ھو کا مرجع قرآن کریم ہے اور اس کے ذکر ہونے میں بھی کوئی کلام نہیں۔

○

اللهم لك الحمد ولك الشكر على ما وفقتني لخدمة هذا الكتاب المجيد. رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان اعمل صالحا ترضاه واصلح لي في ذريتي اني تبت اليك واني من المسلمين.

اللهم صل وسلم على حبيبك ونبيك وصفيك ونجيك محمد المبعوث رحمة للعالمين شفيع المذنبين وعلى آله الطيبين وصحبه الاكرمين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين.

○

تعارف

WWW NAFSEISLAM.COM

سورہ الحاقہ

نام: اس سورت کا نام الحاقہ ہے۔ اس میں دو رکوع، باون آیتیں، دو سو چھپن کلمات اور ایک ہزار چار سو تیئس حروف ہیں۔

نزول: علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین نے مسند امام احمد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں یہ نیت کر کے گھر سے چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر پریشان کروں گا اور جس طرح بن پڑا ان کا دل دکھاؤں گا لیکن میرے پہنچنے سے پہلے حضور حرم میں داخل ہو چکے تھے اور نماز کی نیت باندھ لی تھی۔ یہ جاننے کے لیے کہ آپ کیا پڑھتے ہیں میں قریب آکر کھڑا ہو گیا۔ اس وقت حضور سورہ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں اس کلام کی عظمت و نظام کو سن کر حیرت و ششدر ہوتا جا رہا تھا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ بخدا آپ بڑے باکمال شاعر ہیں۔ اسی وقت حضور نے یہ آیت تلاوت کی۔ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ (یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے تم بہت کم ایمان لاتے ہو)۔ میرے دل میں گزرا کہ کاہن ہیں میرے دل کے حالات پر آگاہ ہو گئے ہیں۔ فوراً حضور نے یہ آیت پڑھی: وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ (یہ کسی کاہن کا قول بھی نہیں تم بہت کم غور کرتے ہو)۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں یہ سورت سن کر اسلام میرے دل کے رگ و ریشہ میں سما گیا۔

اس روایت سے یہ امر واضح ہو گیا کہ یہ سورت مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی جب کہ حضرت عمرؓ ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔ اس سورت کے سننے سے آپ کے دل میں اسلام کی عظمت کا پہلا نقش ثبت ہوا، جو رفتہ رفتہ پختہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ بہن اور بہنوئی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اس نے تمام پردے چاک کر دیے اور آپ ایمان قبول کرنے کے لیے کشاں کشاں بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔

؎ گاہ بہ حیلہ می برد گاہ بہ زور می کشد (اقبالؒ)

مضامین: حلف اٹھا کر بیان کیا کہ قیامت ضرور واقع ہو گی۔ ساتھ ہی ثمود، عاد اور فرعون کا تذکرہ فرمایا جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے عمر بھر سرکشی اور طغیانی کا راستہ اختیار کیے رہے جس کا نتیجہ انکی عبرتناک تباہی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عقیدۂ قیامت افراد اور اقوام کی اصلاح میں کتنا مؤثر کردار انجام دیتا ہے۔ آیات ۱۳ تا ۱۸ میں قیامت کے روز برپا ہونے والے ہولناک حادثات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ آیت ۱۹ سے

سے آیت ۳۷ تک میں یہ بتایا کہ جو لوگ یہ ایمان رکھتے تھے کہ ایک دن وہ اپنے پروردگار کے روبرو پیش کیے جائیں گے اور ان کا محاسبہ ہوگا۔ ان کو اس روز ان کا صحیفۂ عمل ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور ان کی بڑی عزت و تکریم کی جائے گی۔ اور جو لوگ وقوع قیامت کے منکر تھے اور ساری عمر ہر قسم کی باز پرس سے بے نیاز ہو کر داد عیش دیتے رہے ان کا نامۂ عمل ان کے بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے۔ اس وقت ان کی حسرت اور ندامت قابل دید ہوگی۔ اور ان کے ساتھ جو خوفناک برتاؤ کیا جائے گا اس کا ذکر سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

دوسرے رکوع میں یہ بتایا کہ قرآن کریم کسی شاعر کی سحر بیانی اور قادر الکلامی کا کرشمہ نہیں اور نہ کسی کاہن کی تک بندی اور ہرزہ سرائی کا نتیجہ ہے بلکہ اس کو رب العالمین نے اپنے رسول کریم پر نازل فرمایا ہے۔ میرے رسول کی یہ مجال نہیں کہ اپنی طرف سے کچھ گھڑ کر ہماری طرف منسوب کردے۔ اگر وہ اس سنگین جرم کا ارتکاب کرے گا تو اس وقت اس کی رگِ دل کاٹ کر رکھ دی جائے گی۔

سنبل جمیل سرگودھا

۱۷-۳۰۶۶

سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورۃ الحاقہ مکی ہے شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے اس کی باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

الْحَاقَّةُ ۝ مَا الْحَاقَّةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ

وہ ثابت ہو چکنے والی کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی اور تو نے کیا سمجھا کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی جھٹلایا ثمود اور

وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۝ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ۝ وَأَمَّا عَادٌ

عاد نے اس کوٹ ڈالنے والی کو سو وہ جو ثمود تھے سو غارت کر دیے گئے اچھال کر اور وہ جو عاد تھے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ

تو انہیں ہلاک کر دیا گیا تند و تیز ہوا سے جو حد سے بڑھنے والی تھی اللہ نے مسلط کر دیا اسے ان پر مسلسل سات رات

وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ

اور آٹھ دن تک جو جڑ سے اکھیڑنے والی تھی تو تو دیکھتا قوم کو ان دنوں میں کہ وہ گرے پڑے ہیں گویا وہ

[illegible]

[illegible]

صاحب لسان العرب نے حسوما کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے [illegible]

أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝٧ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّنۢ بَاقِيَةٍ ۝٨ وَجَآءَ

تنے ہوں کھجور کے کھوکھلے۔ کیا تمہیں نظر آتا ہے ان کا کوئی باقی ماندہ فرد ۵ اور

فِرْعَوْنُ وَمَن قَبْلَهُۥ وَٱلْمُؤْتَفِكَٰتُ بِٱلْخَاطِئَةِ ۝٩ فَعَصَوْا۟ رَسُولَ

فرعون اور جو اس سے پہلے تھے اور الٹی ہوئی بستیوں نے قصور کا ارتکاب کیا ۶ پس انہوں نے نافرمانی کی اپنے رب

رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ۝١٠ إِنَّا لَمَّا طَغَا ٱلْمَآءُ حَمَلْنَٰكُمْ

کے رسول کی تو اس نے ان کو پکڑا بڑی سخت پکڑ سے ۷ ہم نے جب پانی حد سے گزر گیا تو تمہیں کشتی میں

۵ یعنی ان کی نسل ہی ختم کر دی گئی سب کے سب ہلاک کر دیے گئے [illegible] کیا تمہیں ان کی نسل کا ایک فرد بھی کہیں نظر آتا ہے۔

۶ اس آیت میں دو لفظ تشریح طلب ہیں۔ المؤتفکات اور بالخاطئۃ۔ المؤتفکات جمع ہے اس کا واحد مؤتفکۃ جس کے معنی المنقلبۃ یعنی الٹ جانے [illegible] سدوم، عمورا، ادمہ، صبوئیم، صوغر۔ [illegible]

الخاطئۃ [illegible]

[illegible] بالخاطئۃ [illegible] بالذنب العظیم [illegible]

آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جب [illegible]

[illegible]

۷ [illegible]

[illegible]

رابیۃ [illegible] الشدیدۃ الزائدۃ [illegible] (قرطبی)

فِي الْجَارِيَةِ ﴿١١﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ﴿١٢﴾

میں سوار کر دیا تاکہ ہم بنا دیں اس واقعہ کو تمہارے لیے یادگار اور محفوظ کر لیں اسے یاد رکھنے والے کان

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَ

پھر جب پھونک ماری جائے گی صور میں ایک بار اور زمین اور پہاڑوں

الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾

کو اٹھا کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا تو اس روز ہونے والا واقعہ ہو جائے گا

وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ

اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس دن بالکل بودا ہوگا اور فرشتے اس کے کناروں پر

أَرْجَائِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ﴿١٧﴾

کھڑے ہوں گے اور آپ کے رب کے عرش کو اس روز اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کناروں پر کھڑے ہوں گے

[illegible]

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ

اس دن جب تم پیش کیے جاؤ گے تمہارا کوئی راز پوشیدہ نہ رہے گا ۔ پس جس کو دے دیا گیا اس کا نامہ عمل

بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ

دائیں ہاتھ میں تو وہ (فرط) مسرت سے کہے گا لو پڑھو میرا نامہ عمل ۔ مجھے یقین تھا کہ میں

مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾

اپنے حساب کو پہنچوں گا ۔ پس وہ دل پسند عیش میں بسر کرے گا ۔ عالیشان جنت میں

ضروری ہے کہ وہ کسی مکان میں ہو گئے۔ عرش کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اس لیے ہے کہ اس نسبت سے عرش کی شان بلند ہو۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ کی مخصوص تجلیات کی جلوہ گاہ ہے۔ اضافة العرش الى الله تعالى لتعظيمه او تخصيصه بتجلى مخصوص به۔

کائنات علوی و سفلی میں جس قسم کے تصرفات ہو رہے ہیں جن تدبیروں کا ظہور ہو رہا ہے ان سب کا مرکز یہ مقام ہے جسے عرش کہا جاتا ہے۔ جس طرح بادشاہ [illegible] تخت پر بیٹھ کر احکام [illegible] اسی طرح عالم وجود میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا منبع اور مصدر یہ مقام ہے اس لیے اسے عرش یعنی تخت الٰہی کہا گیا ہے۔

آٹھ فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہوں گے ان کے قد و قامت ان کے جسم و جان کی شکل و صورت کی تفصیلات پر یہاں [illegible] ان کی تفصیلات [illegible] اور اس کے رسول نے [illegible] جو علیم و خبیر ہے۔

[illegible] ان کا نامہ عمل دائیں ہاتھ میں [illegible] اللہ تعالیٰ ان کو [illegible] اس وقت ان کی مسرت و شادمانی [illegible] اپنے احباب اور اعزہ کو دعوت دیں گے کہ وہ ان کا نامہ عمل خود پڑھیں [illegible]

ھاؤم اسم فعل بمعنی خُذُوا، یعنی پکڑو۔ کتابیہ، حسابیہ، سلطانیہ وغیرہ کے آخر میں ہا سکتہ کی ہے وقف کی صورت میں پڑھی جائے گی وصل کی حالت میں اس کی قرأت ساقط ہو جائے گی۔

ظننت کا معنی [illegible] جب یہ [illegible] کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر [illegible] کروں گا [illegible] المستقل [illegible] علامہ الالوسی [illegible] عالیة [illegible] یعنی وہ جنت جس کی شان بڑی اونچی ہوگی۔ قطوفها دانیة، یعنی اس کے خوشے [illegible] ان کی دسترس میں [illegible] بیٹھے لیٹے جس حال میں ہوں گے ان کو تناول کر سکیں گے۔

قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَآ أَسْلَفْتُمْ فِى

جس کے خوشے جھکے ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے سے بعوض ان (اعمال) کے جو تم نے آگے بھیجے

الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِىَ كِتَـٰبَهُۥ بِشِمَالِهِۦ فَيَقُولُ

گزرے ہوئے دنوں میں ف۱ اور جس کو دیا جائے گا اس کا نامہ عمل بائیں ہاتھ میں تو وہ کہے گا اے

يَـٰلَيْتَنِى لَمْ أُوتَ كِتَـٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يَـٰلَيْتَهَا

کاش! مجھے نہ دیا جاتا میرا نامہ عمل۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش!

كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ أَغْنَىٰ عَنِّى مَالِيَهْ ۜ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّى

موت نے ہی میرا قصہ پاک کر دیا ہوتا۔ کچھ کام نہ آیا مجھے میرا مال۔ برباد ہو گئی مجھ سے

سُلْطَـٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِى

میری سلطنت ف۲ (حکم ہوگا) پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔ پھر اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دو۔ پھر ایک

ف۱ مراد اس دنیا کی زندگی کے ایام ہیں جو ختم ہو چکی ہے۔ السلف، التقدم من الشئ۔ یعنی جو اعمال صالحہ یہاں پہنچنے سے پہلے تم دنیا میں کر چکے ہو۔

ف۲ لیکن جس شخص کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ تڑپ اٹھے گا اور وہ واویلا شروع کر دے گا۔ پہلے اس کے اعمال قبیح اور بری عادتوں کے تصور سے [illegible] ہو گا۔ کاش مجھے میرا نامہ اعمال دیا ہی نہ جاتا۔ کاش مجھے اپنے حساب کی خبر ہی نہ ہوتی۔ جو موت مجھے آئی تھی وہی میرا قصہ تمام کر دیتی۔ [illegible] کہاں گئی میری دولت کے انبار، کہاں گئی میری حکومت و سلطنت، کہاں مر گئے میرے حواری۔ کوئی بھی میرے کام نہیں آیا۔ سلطان سے مراد سلطنت یعنی میرا ملک اور اقتدار۔ سلطان کا ایک معنی دلیل اور برہان بھی ہے۔ اگر یہ معنی مقصود ہو تو آیت کا مطلب ہوگا کہ دنیا میں میری حجت بازیاں [illegible] ہر مسئلہ پر میں دلائل کے انبار لگایا کرتا تھا۔ میری وہ ساری [illegible] دھری کی دھری رہ گئیں۔ [illegible] کوئی تدبیر نہیں سوجھتی۔

سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ

ستر گز لمبی زنجیر میں اس کو جکڑ دو ۔ لہ یہ شخص ایمان نہیں لاتا تھا

بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ

اللہ پر جو بزرگ و برتر ہے ۔ اور نہ ترغیب دیتا تھا مسکین کو کھانا کھلانے کی ۔ ۲ پس

لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾

آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں ۔ اور نہ کوئی کھانا سوائے پیپ کے ۔ ۳

لَا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿٣٧﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَمَا

جسے کوئی نہیں کھاتا بجز خطاکاروں کے ۔ پس میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں

لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ

تم نہیں دیکھتے ۔ ۴ بے شک یہ قول ہے ایک عزت والے رسول کا ۔ اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں

لہ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو پکڑو ۔ اس کے گلے میں طوق ڈال دو ۔ [illegible] جہنم میں [illegible] اور اس کو ستر گز لمبی زنجیر میں جکڑ دو ۔ [illegible] کیسے جا سکتا ہے ۔

۲ [illegible] ایک تو یہ کہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان نہیں لاتا تھا [illegible] غریب کو کھانا کھلانے کی ترغیب [illegible] قرآن کریم [illegible] اللہ تعالیٰ پر ایمان [illegible] کی تاکید کی گئی ہے ۔

۳ [illegible] دوست نہیں ہوگا ۔

۴ [illegible] رسول [illegible] نازل ہوا ہے [illegible] تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] کلام کی فصاحت و بلاغت [illegible] تھے ۔ اسی لئے

قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾

لیکن تم بہت کم ہی ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے تم لوگ بہت کم [illegible] کرتے ہو

تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ

بلکہ یہ نازل شدہ ہے رب العالمین کا اگر وہ [illegible] ہم پر [illegible]

الْأَقَاوِيلِ ﴿٤٤﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿٤٦﴾

طرف منسوب کرتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے پھر ہم کاٹ دیتے اس کی رگ دل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ

پھر تم میں سے کوئی بھی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا ۴۷ اور بے شک یہ قرآن ایک نصیحت ہے

[illegible]

الوتين عرق في القلب اذا انقطع مات صاحبه [illegible]

[illegible]

[illegible]

۴۷ [illegible]

[illegible]

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ

پرہیزگاروں کے لیے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض جھٹلانے والے ہیں اور یہ ملت باعث حسرت ہوگی

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

کفار کے لیے اور بے شک یہ یقینی حق ہے ۵۱ پس اے حبیب! آپ تسبیح کیا کیجیے اپنے رب کے نام کی جو عظمت والا ہے ۵۲

۵۱ یہاں حق صفت ہے جسے موصوف یعنی یقین کی طرف مضاف کیا گیا ہے اصل میں الیقین الحق۔ یعنی یہ ایسا یقین ہے جو سراسر حق ہے جس میں باطل کی ذرا ملاوٹ تک نہیں۔

۵۲ اے حبیب! اپنے رب کی پاکی بیان کیا کرو جس نے آپ کو ان انعامات سے سرفراز فرمایا ہے۔ تمام انبیاء و رسل کا آپ کو سردار بنایا ہے۔ آپ کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجایا ہے۔ آپ کو رحمۃ للعالمین کا لقب عطا فرمایا ہے اور آپ کو مرتبہ حبیب الٰہی سے مسعود کیا ہے۔ جس رب نے آپ پر اتنے بیش بہا احسانات فرمائے ہیں وہ واقعی عظیم ہے۔ اس کی تسبیح کرنا، اس کی حمد کرنا، اس کا شکر بجا لانا آپ پر فرض ہے۔

اس ارشاد ربانی کی تعمیل میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پوری زندگی بڑے ذوق و شوق سے مشغول رہا کرتے۔ ساری ساری رات کھڑے ہو کر رب قدوس کی حمد و تسبیح کیا کرتے یہاں تک کہ دونوں پاؤں مبارک متورم ہو جایا کرتے۔ جب عرض کیا جاتا تو جواب دیتے افلا اکون عبدا شکورا۔

○

سبحان ربي العظيم، سبحان ربي الاعلى، سبحان ربنا مالك الملك، لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير۔

والصلوٰة والسلام على حبيبه المصطفى ورسوله المرتضى وعلى آله قادة الورى واصحابه نجوم الهدى ومن تبعهم الى يوم الدين۔

فاطر السموات والارض انت وليي في الدنيا والآخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين۔

○

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ المعارج

نام: اس سورت کی تیسری آیت میں المعارج کا ذکر ہے یہی کہ اس سورت کا عنوان المعارج قرار پایا۔ اس میں دو رکوع، چوالیس آیتیں، دو سو چوبیس کلمات، نو سو انتیس حروف ہیں۔

زمانہ نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ یہ ابتدائی زمانہ میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے۔

مضامین: اہل مکہ قیامت کے برپا ہونے کو ناممکن اور محال سمجھتے تھے اور جب انہیں قیامت سے ڈرایا جاتا تو وہ ازراہ استہزا کہتے کہ حضور والا! آپ نے قیامت آنے کی جو رٹ لگا رکھی ہے اسے دکھاتے کیوں نہیں تاکہ ہم بھی اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ قیامت کیسی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بیمار ذہنیت کی اصلاح فرما رہے ہیں کہ اے اہل مکہ! قیامت آئے گی ضرور آئے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی لیکن وقوع قیامت کی گھڑیاں تماشہ نہیں کہ ادھر آپ نے خواہش کی اور ادھر وقوع قیامت کا عمل شروع ہو گیا بلکہ یہ تو ایک بڑا ہولناک منظر ہوگا۔ آسمان، پہاڑ پھٹ کر ریزے ہو جائیں گے۔ اس کی ہولناکی اس قدر شدید ہوگی کہ ہر شخص نفسی نفسی پکار رہا ہوگا۔ دوست، بھائی، بیوی، بچے، ماں باپ سب فراموش ہو جائیں گے اور کسی کو دوسرے کی پروا نہ ہوگی۔ اس لیے تم یہ مطالبہ نہ کرو کہ قیامت ہمارے کہنے پر آ جائے گی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو وقت مقرر کر دیا ہے جب وہ وقت آئے گا تو قیامت خود بخود برپا ہو جائے گی۔

(۲) اسلامی نظام عبادات اور نظام اخلاق انسان کی خامیوں کو کس حیرت انگیز طریقہ سے دور کرتا ہے اس کا اظہار فرما دیا کہ انسان اپنی سرشت کے لحاظ سے بڑا بے صبرا اور حریص ہے۔ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بلبلا اٹھتا ہے اور جب نعمت مل جاتی ہے تو وہ کنجوس بن جاتا ہے۔ البتہ جن انسانوں میں یہ خوبیاں ہوں وہ قطعاً قابل احترام ہیں یعنی نماز، زکوٰۃ، قیامت پر ایمان، عفت و عصمت، امانت میں دیانت اور عہد کی پاسداری وغیرہ جیسی چیزیں ہیں جن کی تاثیر سے انسان کی خامیاں دور ہو جاتی ہیں اور اس کے نقائص کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ جو مذاہب کے دعویدار پیدائشی کی حیثیت رکھتے ہیں یہ نسل میں انسانیت کا عکس جمیل نظر آنے لگتا ہے جس کی وجہ سے یہی وہ لوگ ہیں جنہیں خلافت ارضی کی مسند پر متمکن کیا گیا۔

(۳) پھر فرمایا کہ کفار کس بات پر فخر و ناز کرتے ہیں۔ ان کے اعمال بد کے باعث اگر ہم ان کو نیست و نابود کر دیں گے تو دنیا ویران نہیں ہو جائے گی بلکہ ان کے تمام مقام پر ایسے لوگ فروکش ہو جائیں گے جو اپنے حسن عمل سے اس کائنات کے گیسو سنوارنے کی صلاحیت رکھتے ہوں گے ——— آخر میں پھر وقوع قیامت کے یقینی ہونے کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ المعارج مکی ہے یہ چوالیس آیتوں پر مشتمل ہے اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ

مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے گا ۔ وہ کافروں کے لیے ہے کوئی اس کو ٹالنے والا نہیں ۔

ف۱ سائل کے دو معنی ہیں۔ پوچھنا اور طلب کرنا۔ اگر پوچھنے کے معنی لیے جائیں تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اہل مکہ پوچھتے ہیں کہ جس عذاب کا آپ ہر وقت ذکر کرتے رہتے ہیں وہ کن لوگوں پر نازل ہوگا؟ ان کے اس سوال کا جواب دیا گیا کہ وہ کافروں پر نازل ہوگا اور جب نازل ہوگا تو کوئی اس کو ٹال نہ سکے گا۔

اگر سائل کا دوسرا معنی لیا جائے تو پھر اس آیت میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ نضر بن حارث نے ایک دفعہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر یہ دعا کی۔ اللّٰھم ان کان ھٰذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم۔ الٰہی اگر یہ کلام جس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے نازل ہوا ہے اگر یہ حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل کر۔ اس آیت میں اسی دعا کی طرف اشارہ ہے۔ [illegible] کہ وہ [illegible] عذاب مانگ رہا ہے کہ اس پر عذاب نازل کیا جائے وہ عذاب جس کے لیے اس نے مطالبہ کیا ہے وہ بالکل یقینی ہے۔ اسے وہ اس کے سر پر آ کر رہے گا اور اس وقت کوئی طاقت اس عذاب کو ٹال نہ سکے گی لیکن ابھی نہیں۔ ابھی تو میرا محبوب تمہارے درمیان تشریف فرما ہے اس کے ہوتے ہوئے ہم عذاب نازل نہیں کریں گے۔ ما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم۔ میرے رسول کو یہاں سے جانے دو پھر دیکھو تمہاری کیسی درگت بنتی ہے۔ چنانچہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو دوسرے سال ہی بدر کی جنگ ہوئی اور یہ بڑی ذلت سے قتل کر دیا گیا۔ [illegible] آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ایک سوال کرنے والے نے جلدی سے سوال کیا ہے کہ ہم پر یہ عذاب [illegible] اور اس کو اس کے کفر و شرک [illegible] [illegible] سائل کا جواب ہے اور لِلْکٰفِرِیْنَ کا متعلق محذوف ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے [illegible] [illegible] (تفسیر المظہری) یعنی یہ عذاب کفار کے لیے ہے اس سے وہ بچ نہیں سکیں گے اور اس کا ان پر نازل ہونا تو حتمی ہے وہ ضرور آ کر رہے گا لیکن تمہیں جلد بازی کی ضرورت نہیں۔ اس کا وقت مقرر ہے جب وہ گھڑی آ جائے گی تو پھر کوئی طاقت اس عذاب کو ٹال نہ سکے گی۔

مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ

جو اللہ کی طرف سے ہوگا (جو) آسمانی سیڑھیوں کا مالک ہے ۲ عروج کرتے ہیں فرشتے اور جبرئیل اس کی بارگاہ میں ۳

يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ فَاصْبِرْ صَبْرًا

یہ عذاب اس روز ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے ۴ پس صبر کیجیے خوبصورت

۲ یہ عذاب نازل کرنے والا کوئی کمزور اور ضعیف شخص نہیں جو کوئی اسے ٹال سکے بلکہ یہ عذاب اللہ جل مجدہٗ کی طرف سے ہوگا جو اللہ تعالیٰ جو معارج کا مالک ہے۔

معارج، معرج کی جمع ہے۔ عروج کا معنی بلند ہونا، اونچا ہونا ہے۔ اسی سے اسم آلہ معراج اور معرج ہے۔ اس کی جمع معارج اور معاریج ہے۔ ان کا معنی ہے سیڑھیاں، زینے جن کے ذریعے بلندی پر چڑھا جاتا ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں معارج سے مراد آسمان ہیں کیونکہ وہ بھی سیڑھیوں کی طرح اوپر نیچے ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ قال ابن مسعود ذی المعارج ذی السموات ومعارج سے مراد وہ مراتب و مدارج بھی ہیں جو فرشتوں کو عطا کیے گئے ہیں اور جب معارج کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مراد وہ شان اور عظمت ہے جو اس کی ذات اقدس کے شایاں ہے۔

۳ الروح سے مراد جبریل امین ہیں۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ الروح سے مراد روح انسانی ہے جس کا تعلق عالم امر سے ہے اور انبیاء و اولیاء کی ارواح مقدسہ، مادی اور ظلمت کی بیڑیوں سے آزاد ہو کر عالم جلال کے حریم قدس میں پہنچ جاتی ہیں۔ بعضهم بالروح روح البشر الذي هو من عالم الامر تعرج ارواح البشر من الاولياء والانبياء فتعرج من حضيض البعد والنفرة الى اوج القرب والحضرة (مظہری)

۴ اس کا تعلق واقع کے ساتھ ہے یعنی جس عذاب کے نزول کے بارے میں وہ سوال کر رہے ہیں وہ ایسے روز میں واقع ہوگا جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قال سئل رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم عن يوم كان مقداره خمسين الف سنة ما اطول هذا اليوم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم سے پوچھا گیا کہ وہ دن تو بہت طویل ہوگا جس کا طول پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا

فقال عليه الصلوة والسلام والذي نفسي بيده انه ليخفف على المؤمن حتى يكون اخف عليه من صلوة مكتوبة يصليها في الدنيا

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ دن مومن کے لیے بڑا مختصر کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جتنا وقت فرض نماز ادا کرنے میں لگتا ہے اس سے بھی زیادہ مختصر معلوم ہوگا

اس میں تعجب کی کوئی وجہ نہیں۔ وقت کی مقدار ایک ہوتی ہے لیکن کسی کے لیے وہ وقت ایک لمحہ کی طرح گزر جاتا ہے اور کسی کے لیے وہ

وقت بڑا طویل ہو گا۔ قیامت کا دن تو ایک ہی ہو گا لیکن اس کا ایک حصہ مختصر معلوم ہو گا اور بعض لوگوں کو وہ ہزار سال کے برابر محسوس ہو گا اور بعض منکرین و کفار کو یوں معلوم ہو گا کہ یہ پچاس ہزار سال جتنا لمبا ہے۔ عربی زبان کے متعدد اشعار میں اس سے استشہاد کیا ہے

من قصر لیل اذا زرتنی اشکو وتشکین من الطول

میں رات کے مختصر ہونے کا شکوہ کرتا ہوں اور تو شکوہ کرتی ہے کہ یہ رات بہت طویل تھی۔ دونوں احساس کے طول و قصر کی شکایت کی ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ پچاس ہزار سال کہنے سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ پچاس ہزار کا عدد مقصود نہیں بلکہ محض اس کی طوالت کو بیان کرنا ہے۔ حضرت ابن عباس سے یہی قول منقول ہے۔

تعرج الملائکۃ کی ایک اور تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن نہیں بلکہ اب بھی فرشتے اور ارواح بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں اور وہاں سے احکام اور ہدایات حاصل کرتے ہیں اور بہت تھوڑے وقت میں اس مقام تک پہنچتے ہیں۔ یہ مسافت بہت طویل ہے اور وہ اسے اتنے وقت میں طے کرتے ہیں کہ اگر انسان اپنی طبعی رفتار سے چلنا شروع کرے تو اسے پچاس ہزار سال میں جا کر پہنچ سکے گا۔

قال محمد بن اسحق لو سار ابن آدم من الدنیا الی موضع العرش سیرا طبیعیا لسار خمسین الف سنة (مظہری)

علامہ پانی پتی اس کے بعد لکھتے ہیں:

ومن ههنا قالت الصوفیة العلیة ان هذا الطریق الذی یحصل الوصول بالجذب من الله تعالی بتوسط النبی صلی الله تعالی علیه وسلم والشیخ لو اراد احد ان یحصله بالعبادات والریاضات من غیر جذب من الشیخ واجب تحصیله لا یمکن الا بخمسین الف سنة وهو المقصود بقوله تعالی [illegible] فظهر ان الوصول الی الله تعالی من غیر جذب منه [illegible] کما فی التمثیل وبلا توسط ذلک محال کما لا یمکن لبعض الآدمیین من الاصعاد محالٌ والله المستعان.

ترجمہ: اسی لئے صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ قرب کا یہ مقام صرف اللہ تعالیٰ کی کشش اور جذب سے حاصل ہو سکتا ہے اور جذب یہ کشش حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مشائخ کے توسط سے حاصل ہو سکتی ہے اور اگر کوئی شخص شیخ کامل کو ترک کر کے صرف عبادات اور ریاضت سے اس مقام تک پہنچنا چاہتا ہے تو اس کے لئے پچاس ہزار سال کا عرصہ درکار ہے اور اتنی لمبی عمر کسی کو نہیں مل سکتی۔ اس سے یہ بات آشکارا ہو گئی کہ پیر کامل کی رہنمائی کے بغیر کسی کا اس مقام پر فائز ہونا محال ہے۔ واللہ المستعان (مظہری)

جَمِيلًا ۝٥ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۝٦ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۝٧ يَوْمَ تَكُونُ

[illegible] کفار اس کو بہت دور خیال کرتے ہیں لیکن ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں جس دن آسمان

السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۝٨ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝٩ وَلَا يَسْأَلُ

پگھلی ہوئی دھات کی مانند ہو گا اور پہاڑ رنگ برنگی دھنی ہوئی اون جیسے ہو جائیں گے اور کوئی جگری دوست کسی

حَمِيمٌ حَمِيمًا ۝١٠ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ

جگری دوست کا حال نہ پوچھے گا [illegible] مجرم چاہے گا کہ کاش [illegible] بدلہ میں دے سکتا

ف کفار کی اس قسم کی باتیں محض مذاق [illegible] [illegible]

[illegible] (روح المعانی)

ف کفار عذاب قیامت کو [illegible] البعید من الامکان [illegible] روح المعانی [illegible]

[illegible]

ف مہل کہتے ہیں پگھلی ہوئی دھات کو [illegible] المذاب من المعادن [illegible] دردی الزیت۔

[illegible] العہن [illegible]

[illegible] القریب الذی [illegible]

[illegible]

ف [illegible]

عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيلَتِهِ

اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو · اپنی بیوی کو · اپنے بھائی کو · اپنے خاندان کو جو [illegible]

الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿١٣﴾ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهَا

اسے پناہ دیتا تھا · اور [illegible] · ہرگز نہیں وہ تو

لَظَىٰ ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ﴿١٦﴾ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ

[illegible]

فَأَوْعَىٰ ﴿١٨﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

[illegible] · بے شک انسان بہت تھڑدلا پیدا کیا گیا ہے · جب اسے تکلیف پہنچتی ہے

کسی کو دوسرے سے پوچھنے کی [illegible] نہیں ہوگا۔

ف [illegible]

اپنا بیٹا، بیوی، بھائی اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اصلاح اور تربیت سے دور کا واسطہ بھی نہ ہو۔ مگر یہ وہ انقلاب آفریں پروگرام ہے [illegible] انسان کی [illegible] سرشت [illegible] [illegible] [illegible] ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قوم کے لیے [illegible] [illegible] حق کا بول بالا ہو گیا۔ [illegible] [illegible] انسانیت کے [illegible] [illegible] [illegible] برکت [illegible] [illegible] کے پھول کھل [illegible] [illegible] روشنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

پہلے مشکل الفاظ کی تشریح [illegible] هلوع الحريص [illegible] قال مقاتل ضيق القلب قال عطاء عن ابن عباس [illegible] [illegible] [illegible] مقاتل کہتے ہیں کہ [illegible] تنگ دل ہے۔ عطیہ [illegible] ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی [illegible] دو آیتوں میں بتا دیا ہے۔

هلوع [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

منوع [illegible] [illegible] سخت کنجوس، سخت بخیل

اب ان تین آیات کو دوبارہ پڑھیے۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی سرشت میں تین عیب ہیں۔ ایک تو وہ حریص اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مصیبت کے وقت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قرآن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جَزُوعًا ۙ⑳ وَّإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۙ㉑ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۙ㉒ الَّذِينَ

سخت گھبرا جانے والا اور جب اسے دولت ملے تو روک رکھنے والا بجز ان نمازیوں کے جو

هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۙ㉓ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ

اپنی نماز پر پابندی کرتے ہیں۔ اور وہ جن کے مالوں میں مقررہ

مَّعْلُومٌ ۙ㉔ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۙ㉕ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ

حق ہے سائل کے لیے اور محروم کے لیے بھی اور جو تصدیق کرتے ہیں روز

وقت، نماز کی [illegible] گئی ہیں۔ وہ [illegible] جب اس پر [illegible] اور [illegible] کسی [illegible] سے [illegible] کسی کی [illegible] گرفتہ [illegible]

[illegible] اسلام [illegible] ہے [illegible] ایک [illegible] ہے۔ اسی وجہ سے [illegible]

اب آپ نے اس نظام [illegible] آیات میں [illegible] ہے

ملک اس [illegible] وقت [illegible] قلب سے سب کی [illegible] ہیں۔ [illegible] حضور میں حاضر ہیں [illegible] اس آیت میں [illegible] صحت [illegible] سے نجات [illegible] ہے

ملک وہ مال کو اپنی [illegible] ایک خاص حصہ مقرر کر لیتے ہیں [illegible] سائل اور محروم [illegible] اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کر سکتا ہو [illegible] ان لوگوں کی [illegible] ان کے گھر جاتے

الدِّيْنِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٢٧﴾

جزا کی ۔ اور جو اپنے رب کے عذاب سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں ۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

بے شک ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں ہے اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

حٰفِظُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ

کرنے والے ہیں ۔ مگر اپنی بیویوں سے یا اپنی کنیزوں سے تو ان پر

غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کوئی ملامت نہیں تو جو کوشش کرے ان کے علاوہ تو وہی لوگ حد سے

الْعٰدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٣٢﴾

بڑھنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کی پاسداری کرتے ہیں ۔

ہیں اور لوگوں کی نگاہوں سے چھپ چھپ کر ان کی مدد کرتے ہیں۔

۔ یہ لوگ اس زندگی کو آخری زندگی نہیں سمجھتے بلکہ ان کا ایمان ہے کہ قیامت کے روز انہیں دوبارہ زندہ کر کے اللہ کے حضور

پیش کیا جائے گا اور ان سے ان کے اعمال کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔

۔ وہ نیکیاں کرتے ہیں لیکن ان پر مغرور نہیں ہوتے۔ ہر وقت اپنی کوتاہیوں کا احساس کر کے اپنے رب کی ناراضگی سے [illegible]

۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کے رب کے عذاب کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

۔ جو اپنے دامن عفت پر داغ نہیں لگنے دیتے بلکہ اپنی عصمت کی پوری طرح حفاظت کرتے ہیں۔

۔ جو امانتیں ان کے سپرد کی جاتی ہیں وہ ان میں خیانت نہیں کرتے [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُونَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ

اور جو لوگ اپنی گواہیوں پر ٹھیک قائم رہتے ہیں [22] اور جو لوگ اپنی نمازوں کی

يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولٰٓئِكَ فِي جَنّٰتٍ مُّكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ الَّذِينَ

حفاظت کرتے ہیں [23] یہی لوگ محترم و مکرم ہوں گے جنتوں میں [24] پس ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ

كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾

آپ کی طرف ٹکٹکی باندھے بھاگے چلے آتے ہیں ایک گروہ دائیں طرف سے اور دوسرا گروہ بائیں طرف سے [25]

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ۖ

کیا طمع کرتا ہے ان میں سے ہر شخص کہ ایمان و عمل کے بغیر نعمتوں بھری جنت میں داخل کیا جائے گا [26] ہرگز نہیں

کے مطابق ٹھیک ٹھیک ادا کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرے گا تو وہ خائن ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے کوئی روپیہ یا کوئی سامان بطور امانت اس کے سپرد کیا ہے تو اس کی نگہداشت کرے اور حسب طلب اس کو بغیر کسی کمی بیشی کے واپس کر دے، یہ سب امانت میں داخل ہے اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ بھی بد دیانت اور خائن ہوگا۔

[22] [illegible] کسی وجہ سے [illegible] اس کو ایمانداری اور صحیح طور پر ادا کرتے ہیں۔

[23] یعنی جو گواہی بھی ان کے ذمہ ہو، خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی، اسے ادا کرتے ہیں۔ کسی کا خوف، کوئی لالچ، کسی کی حمایت کرنے کی خاطر انہیں سچی گواہی دینے سے باز نہیں رکھ سکتی۔

[24] جو لوگ پابندی سے نماز پڑھتے ہیں، خشوع خضوع کے ساتھ وقت پر پڑھتے ہیں۔

[25] ان صفات سے جو لوگ متصف ہیں ان میں وہ فطری کمزوریاں باقی نہیں رہتیں [illegible] ان کا [illegible] جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں ان کی بڑی عزت اور قدر کی جائے گی۔

[26] کفار جب حضور کو کہیں بیٹھے ہوئے دیکھتے تو ایک دوسرے کے پیچھے بھاگے چلے آتے، ٹکٹکی باندھ کر حضور کو دیکھنے لگتے لیکن ان کی یہ سرگرمی دعوت حق سننے کے لیے نہیں بلکہ مذاق اڑانے کے لیے ہوا کرتی۔ حضور کے اردگرد جمع ہو کر طرح طرح کے اعتراضات کرتے اور پھبتیاں کستے۔

[illegible]

[illegible] جنت میں داخل ہوں گے تو ہم ان سے [illegible] جنت [illegible]

إِنَّا خَلَقْنٰهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَآ أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ

ہم نے انہیں پیدا کیا ہے اس چیز سے جسے وہ جانتے ہیں [٣٨] پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی کہ

إِنَّا لَقٰدِرُونَ ﴿٤٠﴾ عَلٰٓى أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ

ہم یقیناً قادر ہیں کہ ان کے بدلے میں ان سے بہتر لوگ لے آئیں [٣٩] اور ہم ایسا کرنے سے

بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ

عاجز نہیں [٤٠] سو آپ انہیں چھوڑیئے کہ وہ اپنی بیہودہ باتوں میں مشغول رہیں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ وہ ملاقات کریں اپنے اس

ہوں گے۔ اگر ان کو اللہ تعالیٰ نے کسی نسبت سے [illegible] تو ہم پر دینی شخص کا جنت پر [illegible]۔ ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ تم یہاں ایمان اور نیک عمل کے بغیر اس امید پر خوش فہمیاں کر رہے ہو کہ تمہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

[٣٨] ان کا ضمیر کس [illegible] سے پیدا کیا گیا ہے جس کے باعث انہیں ایمان و عمل کے بغیر جنت میں داخل ہونے کا حق پہنچتا ہے۔ ایک ہی مادہ ہے جس سے سب کی تخلیق ہوئی ہے۔ غریب و امیر، سردار و غلام سب برابر ہیں۔ اگر دوسرے لوگوں کو جنت میں داخل ہونے کے لیے ایمان و عمل کی ضرورت ہے تو تم کو بھی اس کے بغیر چارہ نہیں۔

آیت کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کس [illegible] سے تکبر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کے سامنے اکڑ جانے کی بجائے انہیں خوب معلوم ہے کہ ان کو ایک حقیر قطرۂ آب سے پیدا کیا گیا ہے۔

[٣٩] مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کو شاید یہ غلط فہمی ہے کہ یہ ساری رونق اور آبادیاں ان کے دم قدم سے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو گلستانِ دہر ویران ہو جائے۔ اس پر غرور کا نام [illegible] رہا ہے۔ فرمایا کہ ہم اپنی ذات کی قسم کھاتے ہیں جو مشارق و مغارب کی پروردگار ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ تمہیں تباہ و برباد کر دیں اور تم سے کہیں زیادہ بہتر کسی قوم کو تمہارا جانشین بنا دیں جو تم سے زیادہ نیک بخت ہو، علم و عمل کی دولت سے مالا مال ہو، میری وحدانیت پر ایمان رکھتی ہو اور میرے رسول کریم سے دلی محبت رکھتی ہو، جن کے خلوص، تقویٰ اور نیک عمل کی برکت سے ہر طرف بہار ہی بہار آ جائے۔

مشارق مشرق کی جمع ہے، مغارب مغرب کی جمع ہے۔ کیونکہ ہر روز سورج کا مشرق و مغرب بدلتا رہتا ہے اس لیے جمع کے صیغے استعمال کیے۔

[٤٠] مسبوق اس کو کہتے ہیں جس کو کوئی اس کے ارادہ سے پیچھے چھوڑ کر خود آگے نکل جائے۔ یہ عجز و کمزوری کی علامت ہے۔ فرمایا ہم عاجز و کمزور نہیں۔

الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ جس روز نکلیں گے اپنی قبروں سے جلدی جلدی گویا وہ اپنے

كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں چھا رہی ہو گی ان پر

ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾

ذلت۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ رَبِّ

اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

[illegible] وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ [illegible] وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ

وَصَحْبِهِ الْمُكَرَّمِیْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ [illegible] اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ نوح

نام: اس سورت کا نام نوح ہے کیونکہ اس میں نوح علیہ السلام کی مساعی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی آیات کی تعداد ۲۸ یہ دو رکوع ہیں کلمات اور حروف پر مشتمل ہے

زمانۂ نزول: یہ مکی، ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی

مضامین: پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم کو تباہ کرنے سے پہلے اس کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے کوئی نذیر بھیجا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ یوں ہی بے خبری میں کسی کو ہلاک نہیں کیا جاتا۔

نوح علیہ السلام کی دعوت کے تین عنوان ہیں۔ ۱۔ اللہ وحدہ کی عبادت ۲۔ تقویٰ اور پرہیزگاری ۳۔ اپنے نبی کی اطاعت۔ انہی اصولوں پر تمام افراد اور معاشرہ کی فلاح دارین کا انحصار ہے

نوح علیہ السلام نے جس والہانہ دلسوزی سے اپنے فرض نبوت کو ادا کیا اس کی تفصیلات آپ آیات ۵ تا ۹ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ آپ نے صرف آخرت کی نجات کا راستہ ہی اپنی قوم کو نہیں دکھایا بلکہ ان سے وعدہ کیا کہ اگر تم میری دعوت کو قبول کرو گے تو تم دنیا میں بھی خوشحال ہو جاؤ گے۔ تمہارے جو کھیت اجڑے پڑے ہیں یا باغات لہلہانے لگیں گے تمہارے خشک نالے پھر سے رواں ہو جائیں گے۔ تمہیں اولاد نرینہ کثرت سے دی جائے گی۔ بروقت بارشیں ہوا کریں گی۔ قحط اور خشک سالی کا جو خوف ہر وقت تمہارے اعصاب پر سوار رہتا ہے اس سے نجات مل جائے گی۔

پھر آپ نے اپنی قوم کے رئیسوں کی چیرہ دستیوں کا ذکر کیا کہ وہ خود بھی اس دین کو قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اس دین کی تعلیمات ان کے مفاد سے متصادم تھیں۔ وہ کیسے گوارا کر لیتے کہ عیش و نشاط سے وہ دستکش ہو جائیں۔ نیز یہ دوری اسلامی مساوات کو کس طرح وہ برداشت کر لیں گے۔ وہ ضد بعض اوقات عوام کو بھی نوح علیہ السلام کے نزدیک نہیں آنے دیتے تھے اور ان کے لیے بڑی بڑی چالبازیاں اور مکر کرتے تھے۔ ان کے خیر اندیش اور ہمدرد بن کر انہیں تلقین کرتے کہ اے عوام! اپنے طاقت ور دیوتاؤں کی جو حقیقی سرچشمۂ ملک کے اصلی حکمران ہیں، اس سے کبھی منہ نہ موڑنا یہ تمہیں تمہارے دیوتاؤں سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ خبردار ایسا ہرگز نہ کرنا ہم صرف تمہاری خیرخواہی کے لیے تمہیں سمجھا رہے ہیں۔ یہ ڈرامہ ہر زمانے میں کھیلا جاتا رہا ہے۔ اور غریبوں نے جتنا ہو وہ بھگتتے رہتے ہیں۔

نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک شب و روز، خلوت و جلوت میں ان کو دعوت حق دیتے رہے۔ یہ طویل عرصہ

اتنا صبر پیغمبر ہی کو نصیب ہوتا ہے لیکن جب ان پر کوئی اثر نہ ہوا تو آپ نے بددعا کی کہ الٰہی! ان سب کو غرق کر دے اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ رہنے دے۔

آخر میں اپنے لیے اور مومنوں کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور سب کی بخشش کے لیے دامن پھیلاتے ہیں۔

سورۃ نوح مکیۃ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وھی ثمان و عشرون اٰیۃ

سورۃ نوح مکی ہے [illegible] [illegible]

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ

[illegible]

أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝١ قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝٢

[illegible]

[illegible] حضرت نوح علیہ السلام [illegible]

آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔

نوح بن لمک بن متوشلخ [illegible] بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ

[illegible]

وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ

[illegible]

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝

[illegible]

[illegible]

فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ

[illegible]

جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا

[illegible]

وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْٓ

[illegible]

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

[illegible]

اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهٰرًا ﴿١٢﴾

[illegible]

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ﴿١٤﴾ أَلَمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسے پیدا کیے ہیں سات آسمان اوپر تلے [illegible] اور بنایا ہے چاند کو

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ

ان میں روشنی اور بنایا ہے سورج کو روشن چراغ اور اللہ نے اگایا تم کو زمین سے

الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ

عجب طرح اگانا پھر لوٹائے گا تمہیں اسی میں اور [illegible] نکالے گا تمہیں اور اللہ نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾

بنا دیا تمہارے لیے زمین کو فرش کی طرح بچھا ہوا تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو ع

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَ

نوح نے عرض کی اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی کی اور اس کی پیروی کرتے رہے جس کو نہ بڑھایا اس کے مال اور

[illegible] سبع سموات طباقا [illegible] الم تروا کیف خلق [illegible]

[illegible] (قرطبی)

۱۳ اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible] کی حکمت اور رحمت کے [illegible] ان کے ذکر کے بعد [illegible] کی طرف توجہ کرو [illegible] سات آسمانوں کو دیکھو [illegible] چاند کو دیکھو [illegible] آفتاب [illegible] اللہ تعالیٰ پر ایمان لا [illegible] کی ضرورت ہے

۱۵ انسان کی تخلیق [illegible] کی طرف توجہ دلائی

۱۶ اللہ تعالیٰ نے [illegible] فرش کی طرح [illegible] الطریق الواسعة وقیل الفج المسلک بین الجبلین [illegible]

۱۷ [illegible] میری اطاعت [illegible]

وَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۚ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ

[illegible]

اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَ

[illegible] یغوث [illegible] یعوق اور

[illegible]

[illegible]

[illegible] (قرطبی)

[illegible]

ود، سواع، یغوث، یعوق، اور نسر [illegible]

[illegible]

ان کا تعلق اس مادی دنیا سے کم ہے اور اس تعلق کی بنا پر یہ لوگ حیات، موت، صحت، بیماری، فتح، شکست، عزت، ذلت دیتے یا دلواتے ہیں۔ جب ان کے متعلق یہ عقیدہ راسخ ہو گیا تو وہ ان کی عبادت کی طرف متوجہ ہوئے لیکن یہ اجرام ان کی رسائی سے بالا تھے ان میں سے بیشتر ان کی آنکھوں سے اوجھل تھے۔ [illegible] ان کے ناموں پر بت بنا کر [illegible] ہیکلوں کے ذکر و تصور کا یہ [illegible] تک رسائی ہو گئے چنانچہ اس طرح بت [illegible] اور پھر ان کی عبادت شروع ہو گئی۔ مذاہب باطلہ میں سب سے قدیم مذہب [illegible] ہے۔ [illegible] حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی بعض نیک بندوں کے نام ہوں اور ان کے نام پر یہ اصنام تراشے گئے ہوں۔ [illegible] حضرت نوح علیہ السلام کے [illegible] کا نام [illegible] وہ پوجا کیا کرتے تھے۔

اصنام پرستی کی دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ جب ان میں بعض ایسے لوگ پیدا ہوتے جو کہ شجاعت، قوت، علم، اخلاق [illegible] میں دوسرے لوگوں کی نسبت بہت [illegible] ان کے اس [illegible] ہو جانے کے بعد [illegible] اس لیے ان [illegible] ان کے بت بنا کر ان کی عبادت کرنے لگے۔

کتب تفسیر میں یہ روایت بھی مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ [illegible] جب وہ انتقال کر گئے تو لوگوں پر ان کی جدائی بڑی شاق گزری۔ [illegible] ابلیس [illegible] کی صحبت میں [illegible] ان کی تصویریں بنا لیں [illegible] ان کی عبادت شروع کر دی۔ حضرت نوح علیہ السلام [illegible] اللہ تعالیٰ کا غضب [illegible] اور ان کے بتوں کو بھی [illegible] ہو گیا۔

ان حالات سے صرف وہی لوگ بچے جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے اور جو توحید پر کامل ایمان رکھتے تھے۔ جب [illegible] گیا تو [illegible] حتیٰ کہ بت پرستی کا رواج پھر شروع ہو گیا [illegible] حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے [illegible] ان لوگوں نے [illegible] بت تراشے اور انہیں ان پانچ بزرگوں کے ناموں سے موسوم کر دیا۔

عرب میں سب سے پہلے بت پرستی کا آغاز کرنے والا عمرو بن لحی تھا [illegible] سال کی طویل عمر پائی [illegible] کی تولیت [illegible] اس نے بت پرستی کو رواج دیا [illegible] حضرت اسماعیل علیہ السلام [illegible]

نَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾

نسر کو اور انہوں نے گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو۔ الٰہی! تو بھی ان کی گمراہی میں اضافہ کر دے ۲۴

مِمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ

یہی خطاؤں کے باعث انہیں غرق کر دیا گیا ۲۵ پھر انہیں آگ میں داخل کر دیا گیا ۲۶ پھر انہوں نے نہ پایا اپنے لیے

کے معنی ہیں بت۔ [illegible] عرب کے مختلف قبائل کے ہاں جو بت تھے ان میں جن کو بڑی شہرت اور ناموری حاصل تھی وہ پانچ بت ہی تھے جن کے نام ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔

چنانچہ بنی کلب کے بت کا نام ود تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ [illegible] قریش کا بھی ایک بت تھا جس کو وہ وُدّ کہا کرتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہی بنی کلب والا بت ہو اور اس کا تلفظ وُدّ ضم سے کرتے ہوں۔ ہو سکتا ہے یہ ان کا اپنا بت ہو اور اس کے [illegible] لیے الگ سے بنایا ہو۔

سواع: یہ بھی ایک بت کا نام تھا جو ہذیل کے پاس تھا اور ان سے منتقل ہو کر قبیلہ ہمدان کے پاس آیا۔ [illegible] کے مقام پر نصب تھا۔ [illegible] یغوث: یہ مراد کا بت تھا۔ ان کے پاس سے بنی غطیف کے پاس آیا۔ اس کا استھان [illegible] میں تھا۔ یعوق: ہمدان کا بت تھا اور نسر حمیر کے قبیلہ ذی الکلاع کا بت تھا۔ ان کے متعلق [illegible] ان سب کی شکلیں الگ الگ تھیں بلکہ مختلف تھیں۔ ود کا بت مرد کی شکل کا تھا، سواع ایک عورت کا، یغوث کی شکل شیر کی تھی، یعوق گھوڑے جیسا تھا اور نسر عقاب کی صورت پر تھا۔ سب مختلف صورتوں کے بنے ہوئے تھے۔

علم الاصنام ابن الکلبی کی ایک قابل قدر تصنیف ہے۔ [illegible] جو حضرات ان کی تفصیل [illegible] ہے۔ [illegible] سے [illegible] کر سکتے ہیں۔

۲۴ یہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کا تتمہ ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ الٰہی ان گمراہوں نے کئی لوگوں کو [illegible] اور [illegible] کی طرح [illegible] گیا ہے۔ الٰہی ان ظالموں کی گمراہی میں اضافہ کر تاکہ یہ سخت ترین عذاب کے مستحق ہو جائیں اور اس طرح یہ [illegible] شرارتوں کی [illegible] ختم ہو جائے۔

۲۵ ان کی خطاؤں کے باعث ان کو غرق کر دیا گیا۔ [illegible] کی مدت بڑی لمبی ہے لیکن ہر وقت [illegible] ہیں ان کے گناہ تھے جن کے باعث وہ سب کے سب [illegible] ہو گئے اور [illegible] کسی [illegible] سے [illegible] نہیں [illegible] کام [illegible]

۲۶ اُغْرِقُوْا ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ یہاں ترتیب اور تعقیب ہے [illegible] کا استعمال ہوا ہے یعنی ان کے غرق ہونے کے بعد [illegible] آگ میں ڈال دیا گیا۔ اس سے اہل سنت عذاب قبر پر استدلال

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ

خدا کے سوا کوئی مددگار ۲۲ اور نوح نے عرض کی اے میرے رب نہ چھوڑ زمین پر

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ

کافروں میں سے کوئی بسنے والا ۲۳ اگر تو نے ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا تو وہ گمراہ کر دیں گے تیرے بندوں کو اور

لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ

نہیں جنیں گے مگر ایسی اولاد جو بڑی بدکار سخت ناشکر گزار ہوگی ۲۴ اے میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے والدین کو

کہتے ہیں کہ اگر یہ بتانا مقصود ہوتا کہ غرق ہونے کے بعد ان کو قیامت کے دن آگ میں جھونکا جائے گا تو اسے ثم سے عطف کیا جاتا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: والمراد بالنار عذاب القبر ومن مات في ماء أو في نار أو أكلته السباع أو الطير مثلا أصابه ما يصيب المقبور من العذاب یعنی اس آگ سے مراد برزخ کی آگ ہے یعنی عذاب قبر۔ جو شخص پانی میں ڈوب جائے، آگ میں جل جائے یا اسے درندے یا پرندے کھا جائیں تو اس کو بھی وہی عذاب پہنچتا ہے جو اسے ظاہری قبر میں مدفون کو ہوتا ہے۔ معتزلہ عذاب قبر کے منکر ہیں۔ وہ بدن کی سزا کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ اہل سنت اس آیت کی تائید میں ہیں۔ علامہ موصوف نے اس مقام پر ان کا رد کیا ہے اور عذاب قبر کے ثبوت کے لیے متعدد احادیث نقل کی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک پیش خدمت ہے:

حضرت صدیقہ فرماتی ہیں: ما رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم صلى صلاة إلا تعوذ من عذاب القبر میں نے جب بھی حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا حضور نماز کے بعد عذاب قبر سے ضرور پناہ مانگتے۔ (متفق علیہ)

۲۲ جب اللہ تعالیٰ کے غضب نے ان کو گھیر لیا تو کوئی نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ان کی مدد کرتا اور انہیں عذاب کے چنگل سے رہائی دیتا

۲۳ الارض سے مراد آپ کی قوم کی سرزمین ہے۔ اور بعض حضرات کے نزدیک تمام روئے زمین۔ آپ نے دعا کی الٰہی سب کو ہلاک کر دے ان کافروں میں سے کسی کو بھی یہاں باقی نہ رہنے دے۔

۲۴ معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام بتوفیق اللہ تعالیٰ یہ بھی جانتے تھے کہ اب ان کی نسل میں کوئی بھی مومن پیدا نہ ہوگا۔ سب نافرمان، فاجر، مشرک اور کافر پیدا ہوں گے۔

لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا

اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا اور کل ف۲۱ سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ف۲۲ اور کفار کی

تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ㉘

کی زیادتی نہ فرما بجز ہلاکت و بربادی کے۔

ف۲۱ آخر میں حضرت نے اپنے والدین کے لیے اپنے متعلقین کے لیے پھر کل سب اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت کی دعا کی

○

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين. وتب علينا انك انت التواب الرحيم وصلى الله على سيد الورى خاتم الانبياء شفيع المذنبين وعلى آله وصحبه ومن احبه ونصره واكرمه وتبعه الى يوم الدين.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الجن

نام : اس سورۂ پاک میں جنات کے احوال کا بیان ہے نیز اس کی پہلی آیت میں ، الجن کا لفظ بھی مذکور ہے اس لیے اس کا نام الجن تجویز ہوا ہے۔

نزول : اس بات پر سب علماء متفق ہیں کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی لیکن مکی زندگی کے کس دور میں نازل ہوئی اس کا تعین مشکل ہے ؛ البتہ حضرت ابن عباس کی ایک روایت سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس کا نزول مکی زندگی کے ابتدائی دور میں ہوا۔ اس روایت کا ماحصل یہ ہے ۔

صحیحین میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کی غرض سے اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف روانہ ہوئے ۔ یہ وہ وقت تھا جب جنات کا آسمان کی طرف پرواز کرنا ممنوع ہو گیا تھا ۔ وہ آسمان کے قریب جانے کی کوشش کرتے تو شہاب ثاقب ان کا تعاقب کرتے ۔ انھوں نے اس کا ذکر اپنی قوم کے بڑوں سے کیا ۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابلیس کے پاس جا کر اسے آگاہ کیا ۔ وہ بولا ضرور کوئی ایسا حادثہ رونما ہوا ہے جس کی وجہ سے آسمان کی طرف تمہارا عروج روک دیا گیا ہے ۔ اس لیے زمین کے مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ ۔ زمین کا گوشہ گوشہ چھان ڈالو اور اس حادثہ کا سراغ نکالو ۔ جنات کا ایک گروہ تہامہ کے علاقہ میں چکر لگانے کے لیے آیا تھا ۔ انھوں نے نخلہ کے مقام پر حضور کو صبح کی نماز ادا کرتے پایا ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے ۔ انھوں نے جب کلام الٰہی سنا تو کہنے لگے بخدا یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ہمیں روک دیا گیا ہے ۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف گئے اور جو سنا تھا انہیں جا کر بتایا اور اپنے ایمان لانے کا اعلان کر دیا ۔

اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنے حبیب کو جنات کی آمد اور ان کے دیگر احوال کے بارے میں آگاہ کیا ۔ اس روایت کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ مکی دور کی ابتداء ہی میں یہ واقعہ پذیر ہوا ہوگا کیونکہ جنات کی آسمان کی طرف پرواز نزول وحی کے ساتھ ہی بند کر دی گئی تھی ۔

حضرت ابن عباس سے ایک دوسری روایت بھی ہے جس میں طائف سے واپسی کے وقت نخلہ میں قیام اور جنات کی حاضری کا بیان ہے ۔ طائف کا سفر سنہ نبوی میں پیش آیا ۔ اس سفر میں حضور کے ہمراہ صرف زید بن حارثہ تھے ۔ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں ۔ آیات قرآنی سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ اس سورت میں جن جنات کا ذکر ہے وہ مشرک

یہودی تھے اور جن کا ذکر سورۂ احقاف میں ہے وہ یہودی اور آسمانی کتب پر ایمان رکھتے تھے۔

کتب احادیث میں جنات کی حاضری کے بارے میں متعدد روایات ہیں۔ محدثین کی تحقیق یہ ہے کہ جنات چھ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک کا ذکر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا۔ فرماتے ہیں: ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی جماعت کی معیت سے باہر تشریف لے گئے، مجھے ہاتھ پکڑا اور ساتھ لے چلے یہاں تک کہ ہم ایک مقام پر پہنچے۔ آنحضور نے مجھے ایک جگہ بٹھا دیا اور میرے اردگرد ایک خط کھینچ دیا اور فرمایا کہ اس سے باہر نہ ہونا۔ حضور چلے گئے، میں وہاں بیٹھا رہا۔ صبح ہونے کے وقت تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: حضور! رات کو میں نے عجیب آوازیں سنی ہیں ... حضور! آپ رات بھر کہاں تشریف لے گئے تھے؟ فرمایا: مجھے آج جنات کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا: یہ آوازیں کیسی تھیں؟ فرمایا: یہ ان جنوں کی آوازیں تھیں۔ وہ مجھے الوداع کہہ رہے تھے، سلام عرض کر رہے تھے۔

جنات کی حقیقت

جن جیسے ان کا وجود حقیقی ہے ... جن کا لغوی معنی ہے اس سوال کی تشریح کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: اصل الجن ستر الشیء عن الحاسة۔ کسی چیز کو حواس سے پوشیدہ کرنے کو جن کہتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس مادہ کے مشتقات کا بھی ذکر کیا ہے ان سب میں پوشیدگی کا معنی ملحوظ ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کو جنین کہتے ہیں، دل کو جنان کہتے ہیں، کیونکہ یہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ ڈھال کو مجن کہتے ہیں جو انسان کو دشمن کے وار سے چھپا لیتی ہے۔ اس لغوی معنی کی تحقیق کے بعد علامہ راغب لکھتے ہیں:

ان الروحانيين ثلاثة اخيار وهم الملائكة واشرار وهم الشياطين واوساط فيهم اخيار واشرار وهم الجن (المفردات)

ترجمہ: روحانی مخلوق تین قسم کی ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو سراپا خیر ہی خیر ہیں وہ فرشتے ہیں۔ دوسری قسم ان کی ہے جو سراپا شر ہیں وہ شیاطین ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے جن میں نیک اور بد دونوں ہوتے ہیں وہ جن ہیں۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی نے جنات کی حقیقت کے بارے میں اہل سنت کی تحقیقات کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

الجن جواهر ذات ارواح كالحيوان عاقلة كالانسان خفية عن اعين الناس ولذلك سميت جنا خلقت من النار كما خلق آدم من طين ... تتصف بالذكورة والانوثة وتتوالد ... والملائكة لا تتصف بالذكورة والانوثة ووجود الجن والشياطين والملائكة ثابت بالشرع ... (تفسیر مظہری)

ترجمہ: جن اجسام ہیں ان میں ارواح ہوتی ہیں جیسے حیوان۔ یہ انسان کی طرح عقلمند ہوتے ہیں۔ لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں اسی لیے انہیں جن کہا جاتا ہے۔ ان کی تخلیق آگ سے کی گئی ہے جیسے آدم کی مٹی سے۔ ان میں نر و مادہ ہوتے ہیں۔ ان کی اولاد بھی پیدا ہوتی ہے لیکن فرشتے نر و مادہ نہیں ہوتے۔ جنات،

نیا ہیں اور ملائکہ کا وجود شریعت سے ثابت ہے۔ لیکن ہم ان کا ادراک نہیں کرسکتے ہیں۔

ہمارے بعض متجددین جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جنات کے بارے میں جو قصے اور واقعات مل رہے ہیں یہ سب توہمات کی پیداوار ہے۔ قرآن کریم میں جن کا لفظ جو مستعمل ہے اس کے معنی کوئی غیر مرئی مخلوق نہیں بلکہ انسانوں کے ہی ایک گروہ کے لیے استعمال ہوا ہے جو جنگلوں صحراؤں اور پہاڑوں میں آباد ہیں۔ دوسرے لوگوں سے الگ تھلگ ویرانوں میں ہی زندگی بسر کرتے ہیں کیونکہ عام آبادیوں میں وہ دکھائی نہیں دیتے اور نگاہوں سے اوجھل رہتے ہیں اس لیے انہیں جن کہا جاتا ہے اور یہی جن کا لغوی مفہوم ہے یا جنات سے وہ انسان مراد ہیں جو [illegible] کر کے کسی [illegible] نہیں کرتے تھے بلکہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ چھپ کر قرآن کریم سننے کی سعادت حاصل کیا کرتے تھے ممکن ہے کہ ہم اس قسم کی تفسیر کے بعد قرآن کریم کی ان آیات کی تفسیر کریں لیکن قرآن کریم کی آیات سے تو یہ پتا چلتا ہے کہ جن انسانوں کے ہی کسی گروہ کے لیے استعمال نہیں ہوا کہ ان پر یہ تاویل چسپاں ہو سکے اور قرآن پاک کی متعدد آیات ان کے غیر مرئی ہونے کی شہادت دیتی ہیں [illegible] ثابت نہیں کی جا سکتی۔ قرآن کریم میں جنات کا ذکر کئی بار ہوا ہے ہم ان مقامات کا آپ مطالعہ کریں حقیقت واضح ہو جائے گی سب سے پہلے سورۃ الرحمن کی یہ آیت دیکھیے: خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔

ترجمہ: انسان کو ٹھیکری کی طرح بجنے والی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور جنوں کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا گیا ہے۔

اگر جن نوع انسانی کے بعض افراد ہی ہوتے تو انہیں تخلیق میں انسان سے جدا ذکر نہ کیا جاتا حالانکہ قرآن بتا رہا ہے کہ جنات کی پیدائش آگ کے شعلے سے ہوئی ہے [illegible] تو جنات اور نوع انسانی کے درمیان [illegible] کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے [illegible] تخلیق کی وضاحت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ "ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔"

اگر جن انسانوں کے ہی کسی مخصوص گروہ کا نام ہوتا تو یہاں الگ ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ انسانوں کے متعدد گروہ ہیں ان میں سے صرف کسی کا ذکر کرنا اور صرف جنگلوں اور پہاڑوں میں بسنے والوں کا علیحدہ ذکر کرنے کی کوئی تک بھی خاص سمجھ نہیں آتی۔

آیات قرآنی سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ جنات کی تخلیق انسان سے بہت پہلے ہوئی تھی۔ شیطان جو ان کا ہی ایک فرد تھا آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت موجود تھا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے باعث راندۂ درگاہ کیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں ارشاد ہے: كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ "وہ جنوں میں سے تھا پس اس نے اپنے رب کی نافرمانی اختیار کی۔" تو جن [illegible] نوع انسانی کے باپ آدم علیہ السلام سے پہلے موجود تھے انہیں ان کی اولاد کیسے کہا جا سکتا ہے؟ جنات کی ایک اور خصوصیت بیان کی گئی ہے جو اس بات پر شاہد ہے [illegible] قرآن سے یہ پتا چلتا ہے کہ جنات نوع انسانی کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہیں۔ ارشاد ہے: اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ۔

ترجمہ: شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے لیکن تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

کثیر التعداد آیات میں سے صرف چند پیش کی گئی ہیں۔ اگر آپ غیر جانبداری سے ان کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ انسان کی طرح جن بھی ایک علیحدہ مخلوق ہیں۔ صرف اس لیے ان کا انکار کرنا کہ ہمیں نظر نہیں آتے، اپنے اندر کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ کیا ہم اپنے حواس کو اتنا ہمہ گیر خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لے لیا اور جو چیز ان حواس سے ثابت نہ ہو وہ معدوم ہی ہیں۔ اس طرح تو ہمیں بہت سی چیزوں کا انکار کرنا پڑے گا۔ روح، فرشتے، نزول وحی وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزیں ہمارے حواس سے ماوراء ہیں اور کون ایسا مسلمان ہے جو ان کو تسلیم کرنے میں پس و پیش کرے۔

مضامین: پہلے رکوع میں جنات کے اس خاص گروہ کے حالات بیان ہوئے ہیں جسے نخلہ کے مقام پر حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے قرآن کریم سننے کی سعادت نصیب ہوئی تھی اور اس کی وجہ سے جو انقلاب ان کے افکار و نظریات میں رونما ہوا تھا اور جس جرأت سے انہوں نے اپنے ایمان لانے کا تذکرہ کیا تھا اس کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ دوسرے رکوع کی ابتداء سے عقیدۂ توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نظریۂ توحید کو بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد ان سرکشوں کا ذکر ہے جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کو بطور شعار بنائے ہوئے ہیں۔ قیامت کے دن ان کی حالت بڑی قابل رحم ہوگی۔

آخر میں اس حقیقت کو بیان فرما دیا کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص ہے جب تک وہ کسی کو غیب کا علم نہ بخشے کوئی جان نہیں سکتا۔ اور یہ علم غیب جنوں، ساحروں اور کاہنوں کو نہیں تعلیم کیا جاتا۔ یہ نعمت فقط ان رسولوں کو مرحمت فرمائی ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ اس شرف کے لیے چن لیا کرتا ہے۔

سُوْرَۃُ الْجِنِّ مَکِّیَّۃٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ [illegible]

سورۃ الجن مکی ہے اس میں — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے — ۲۸ آیتیں اور دو رکوع ہیں

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا

آپ فرمائیے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ غور سے سنا ہے جنوں کی ایک جماعت نے پھر انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے ایک [illegible]

۱۔ رسول الثقلین نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جن وانس سب کے نبی تھے۔ جنات نے کئی مرتبہ بارگاہ اقدس میں حاضری دی۔ علامہ قرطبی، علامہ سید آلوسی، علامہ ابن کثیر اور دیگر مفسرین نے اپنی تفاسیر میں ایسی کئی روایات درج کی ہیں کہ [illegible] کی ان احادیث میں تعارض نہیں [illegible] ان سب سے تعلق [illegible] جنات کے وجود ہی کا انکار کر رہا ہے۔ بلکہ مختلف احادیث میں مختلف وقتوں کے احوال مذکور ہیں۔ ان احادیث میں [illegible] اور تعارض [illegible] محسوس کی کیا وجہ۔

پہلی حاضری وہ ہے جس کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے۔ صحیح روایات کے مطابق یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چند صحابہ کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف جا رہے تھے۔ [illegible] یہاں زمانہ جاہلیت میں میلے لگا کرتے خرید و فروخت ہوتی اور [illegible] جب [illegible] کا وقت ہو گیا حضور نے نماز ادا فرمائی تھے اور سورۃ اقرأ یا سورۃ طٰہٰ کی تلاوت ہو رہی تھی کہ جنات کے ایک گروہ کا ادھر سے گزر ہوا [illegible] وہاں رک گئے۔ [illegible] اس کلام پاک کی [illegible] ان کے دل کی دنیا ہی [illegible] ایمان سے مالا مال ہو کر جب اپنے قبیلہ میں پہنچے تو [illegible] گمراہی میں [illegible] رسول کی دعوت کو قبول کر لو۔ [illegible] قرآن کریم کو [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا ہے اور گویا کہ آپ سب [illegible]

۲۔ صرف کسی بات کے سننے کو عربی میں سمع کہتے ہیں اور استمع کا معنی ہے [illegible] یہ [illegible] ان کو ہدایت نصیب ہو گئی [illegible] توجہ سے [illegible] اس کی تاثیر اس کے دل [illegible] کرتی ہے اور وہ ہدایت پا جاتا ہے۔

۳۔ نفر کا لفظ عام طور پر تین سے دس تک افراد کے گروہ کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن دس سے زیادہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔

قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ یَّهْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ

ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز شریک نہیں بنائیں گے کسی کو

اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾

اپنے رب کا اور یہ کہ بے شک ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا ہے اور نہ بیٹا

وَّاَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ

اور یہ کہ ہم میں کے بے وقوف اللہ کے بارے میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے رہے ہیں ف۳ اور ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ

ف۱ جنات نے جب واپس جا کر اپنی قوم کو بتایا کہ ہم نے ایک عجیب و غریب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم تو اس سے متأثر ہو کر اس پر ایمان لے آئے ہیں اور یہ طے کر لیا ہے کہ ہم ہرگز کبھی اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے

عجباً مصدر ہے بمعنی عجیب۔ [illegible] عجیب و غریب ہے [illegible] فصاحت و بلاغت [illegible]

[illegible]

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات پہلے مشرک تھے [illegible]

[illegible] قرآن [illegible] ایمان [illegible]

سورۃ الاحقاف میں ہے کہ جنات [illegible] حضرت موسیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ف۲ جد کا ترجمہ عظمت و جلال [illegible]

[illegible]

ف۳ سفیہ [illegible]

الشطط ، [illegible] وعن [illegible] شططا ای قولا بعیدا عن الحق

[illegible] شطط [illegible]

تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ

[illegible]

الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ وَّاَنَّهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۝٧ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ

انسانوں نے بھی ایسا گمان کیا تھا جیسے تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر مبعوث نہیں کرے گا اور ہم نے جب ٹٹولا آسمان کو

فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ۝٨ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ

تو ہم نے اسے سخت پہرہ داروں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا شہ اور پہلے تو ہم بیٹھا کرتے تھے

مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ۝٩

اس کے بعض مقامات پر سننے کے لیے لیکن اب جو بات سننے کی کوشش کرے گا تو وہ اپنے لیے کسی شہاب کو منتظر پائے گا۔

تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] سے کوئی [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] ہیں۔ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] سے [illegible] (المظہری)

شہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد آسمانوں پر پہرہ سخت کر دیا گیا۔ جنات پہلے کی طرح اب بھی کان لگانے کی کوشش کرتے تھے [illegible] لیکن اب [illegible] آسمان کی طرف جانے کی کوشش کرتے تو شہابوں کا نشانہ بن جاتے [illegible] اس اچانک تبدیلی سے جنات حیرت زدہ ہو گئے اور اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے [illegible] تشکیل دیے گئے [illegible] گشت لگانے لگے [illegible] ایک گروہ تہامہ کے علاقہ [illegible] جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ وہاں [illegible]

اسی کا ذکر ان آیات میں کیا جا رہا ہے۔ جن کہتے ہیں کہ جب ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو ہم نے دیکھا کہ جگہ جگہ پہرے دار کھڑے ہیں اور شہابوں کے آتشیں گولے ان کا تعاقب کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اب اگر کوئی بات سننے کی کوشش کرے تو یہ آتشیں شہاب اس کو جلا کر راکھ کر دیں گے۔

یہاں کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ شہابوں کے ٹوٹنے کا سلسلہ تو بعثت سے پہلے بھی تھا بعثت کے بعد کون سا ایسا حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے جنات کا آسمانوں کی طرف جانا ناممکن ہو گیا۔ اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ پہلے بھی شہاب گرتے تھے لیکن اتنی کثرت سے نہ [illegible] کوئی بات سن لیا کرتے۔ لیکن اب [illegible] سخت کر دیے گئے [illegible] اہتمام کیا گیا [illegible] امر الٰہی [illegible] پہنچا دیا جائے [illegible] ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں لیکن وہ کون سے شہاب ہیں [illegible] ان کی حقیقت سے ہم آگاہ نہیں [illegible] مستقل [illegible]

وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ

[illegible]

رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا

[illegible]

طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ

[illegible]

نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا

لایا ہے تو اسے نہ کسی نقصان کا خوف ہوتا ہے اور نہ ظلم کا ۱۲ اور بیشک ہم میں سے کچھ تو فرمانبردار ہیں اور

الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ

کچھ ظالم ۱۳ تو جنہوں نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے حق کی راہ تلاش کی ۱۴ اور جو حق سے منحرف ہوتے

فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ

ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں اور اگر وہ ثابت قدم رہیں راہ حق پر تو ہم انہیں سیراب کریں گے

مَّآءً غَدَقًا ۝ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ

کثیر پانی سے ۱۵ تاکہ ہم ان کی آزمائش کریں اس کے ذریعے۔ اور جو منہ موڑتا ہے اپنے رب کے ذکر سے تو وہ داخل کرے گا

۱۲ یہ جنات اپنی سرگذشت سنانے کے بعد اپنی قوم کو تلقین فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے رب پر ایمان لائے گا اس کی نہ حق تلفی ہوگی اور نہ اس پر ظلم و زیادتی ہوگی۔ حق تلفی کا مطلب تو یہ ہے کہ جتنے کار نیک اس نے کئے ہیں ان کا اجر اسے پورا پورا نہ دیا جائے اس میں کمی کی جائے گی اور ظلم کا مطلب یہ ہے کہ سارے اس کی نیکیوں کی جزا سے محروم ہی رکھا جائے اور گناہوں کی سزا زیادہ دی جائے وہاں تو سراسر انصاف ہے بلکہ بہت زیادہ فضل و احسان ہے۔

۱۳ قسط کا معنی عدل اور جور دونوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے اور اقسط (باب افعال) صرف عدل کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں جور کا معنی ہی مراد ہے کیونکہ یہاں قاسطون کا مقابل المسلمون ہے اس لیے یہاں اس کا معنی ظالم اور حد سے تجاوز کرنے والا ہوگا۔

۱۴ بعض کے نزدیک یہ جنوں ہی کا قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ پر جنات کا کلام ختم ہو گیا فَمَنْ اَسْلَمَ سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو خطاب فرما رہا ہے۔

تحروا: توخوا وقصدوا ۔ تلاش کیا، قصد کیا

۱۶ اگر جن و انس اسلام کے صراط مستقیم پر استقامت سے چلتے رہیں تو انہیں دنیا میں بھی خوشحال کر دیا جائے گا انہیں رزق فراواں دیا جائے گا [illegible] ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آئے گا۔

یہ صورتیں آپ سے [illegible] ان کی آزمائش ہوگی کہ آیا وہ اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں۔

عَذَابًا صَعَدًا ⑰ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ⑱

اسے سخت عذاب میں [illegible] ف۱۰ اور بے شک سب مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس مت عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی کی ف۱۱

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ⑲

اور جب کھڑا ہوتا ہے اللہ کا [illegible] اس کی عبادت کرنے تو لوگ اس پر [illegible] ف۱۲

ف۱۰ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی یاد سے [illegible] اس کو شدید عذاب میں داخل کیا جائے گا [illegible] صعدا شدیدا یعنی سخت عذاب

[illegible]

ف۱۱ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف۱۲ [illegible]

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ

آپ فرما دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا آپ فرما دیجئے کہ میں تمہارے لئے نہ کسی نقصان

لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ

کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ ہدایت کا آپ فرما دیجئے مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی بچا نہیں سکتا

خطاب سے ملا ہوا ہے۔

آیت کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب محمد کے شاہد اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مصروف تھا اور وہی جنات کا گروہ گزرا تو اللہ تعالیٰ کے اس بندے کو قرآن کی تلاوت کرتے دیکھ کر اس کے خشوع و خضوع اور اس کے صحابہ کی اطاعت و اقتداء کو دیکھ کر ان کے دل میں ایسی کشش پیدا ہوئی کہ یوں معلوم ہوتا تھا گویا وہ شوق سے ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ ایسا منظر اور ایسی عبادت کا نظارہ انہوں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ حیرت و استغراق و اشتیاق ... ان کے لیے اس کی اہمیت ... دوسرا یہ کہ آیت میں ہی داعی کے کفار و منکرین کا ذکر ہے کہ جب وہ حضور کو اپنے رب کی عبادت میں دیکھتے تو ... ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ ان کا حصار اور ہجوم کر لیتے ان کے منافی ... ان کا یہی چاہتا کہ ان پر غلبہ پالیں اور ہدایت کی اس شمع کو گل کر دیں لیکن جسے اللہ تعالیٰ روشن کرے اسے کون بجھا سکتا ہے۔ ... یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم و یأبی اللہ الا ان یتم نورہ۔ (مظہری)

ف آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر میں تمہیں کسی قسم کا نہ نفع پہنچا سکتا ہوں اور نہ ہدایت پر لانے کا اختیار رکھتا ہوں۔ حقیقی نفع و نقصان پہنچانا اللہ ہی کی قدرت میں ہے۔ کسی کو ہدایت دینا یا کسی کو گمراہ کرنا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ بے شک ہمارا یہی عقیدہ ہے اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہو سکتا لیکن جس کو توفیق ہے ... ہدایت کا ... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ... دعا ... کی برکت سے ... صحابہ ... اس سے ہمیشہ ... کو پاک نہیں کیا ... اپنی عظمت کا پردہ ...

ف مشرکین کا یہ کہنا تھا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دیں تو ہم سب آپ کے طرفدار ہو جائیں گے کسی دشمن کی مجال نہیں ہوگی کہ آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے۔ ان کی اس پیشکش کو اس طرح ٹھکرانے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ اے حبیب آپ فرما دیجئے کہ اگر میں نے ... اللہ تعالیٰ کے غضب سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا تم چند ... کی کیا حقیقت ہے سارے جہان کے لشکر جمع ہو جائیں تب بھی مجھے نہیں بچا سکتے اور میرے لیے اس کی بارگاہ کے سوا اور کہیں پناہ نہیں۔

...ف ... (قرطبی)

وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ

اور نہ میں پا سکتا ہوں اس کے بغیر کہیں جائے پناہ ۔ البتہ میرا فرض صرف یہ ہے کہ پہنچا دوں اللہ کے احکام اور اس کے پیغامات ۲۳

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

ہر وہ شخص جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو اس کے لیے آتش جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ

تاآنکہ ۲۵ جب یہ دیکھ لیں گے جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ کس کا

نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ

مددگار کمزور ہے اور کس کی تعداد کم ہے ۲۶ آپ فرمائیے میں نہیں جانتا کہ وہ دن قریب ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا

يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ

یا بنا دی ہے اس کے لیے میرے رب نے لمبی مدت ۲۷ اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر

۲۳ میرا فریضہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچا دوں اور اس کے احکامات سے آگاہ کر دوں۔ ان کو ماننا یا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ یہ میری ذمہ داری نہیں۔

۲۴ جو دین کے بنیادی اصولوں میں سے کسی کا انکار کرے گا اور اس پر ایمان نہیں لائے گا اس کے لیے دوزخ کا ابدی عذاب ہے۔

۲۵ اب تو تم بہت اپنی کثرت پر اتراتے ہو اور مغرور ہو کر کہتے ہو کہ بھلا اس کی کیا مجال ہے جس وقت آپ کے پیچھے چلنے والے مقابل ہوں گے کہ وہ کے یہ ننگے اور مفلس ساتھی ان کا کیا بنے گا۔ لیکن یہ سب تمہاری خوش فہمیاں ہیں۔ جب عذاب کی مقررہ گھڑی آ پہنچے گی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس وقت تمہیں ٹھیک ٹھیک پتہ چل جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور اور کس کے حامیوں کی تعداد بالکل قلیل ہے۔

۲۶ یہاں قیامت کی گھڑی کا ذکر ہو رہا ہے اور [illegible] علامہ راغب اصفہانی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں [illegible]

[illegible]

أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ

کسی کو ۲۶ بجز اس رسول کے جس کو اس نے [illegible] غیب کی تعلیم کے لیے [illegible] ۲۷ تو مقرر کر دیتا ہے اس رسول کے [illegible]

[illegible] روایت اس صورت [illegible] کسی حیثیت سے حاصل ہو [illegible] حدیث ہے۔ اس کا اصل معنی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کے لیے [illegible] [illegible]

اس سے ظاہر ہے [illegible] کسی چیز کو جاننا۔ اسی لیے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر نہیں کیا جاتا [illegible] اتحاد العلوم والمعرفة [illegible] لا يطلق على الله تعالى۔ تاج العروس [illegible] قیامت کا علم [illegible] اس پر اطلاع نہیں پا سکتا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] چنانچہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں [illegible] الجامع لاحکام القرآن سورۃ الاعراف آیت ۱۸۸ کا حاشیہ۔

غیب کسے کہتے ہیں؟ اس کی تعریف کئی مقامات پر گزر چکی ہے۔ [illegible] اس لفظ کی تشریح [illegible] واضح [illegible] لکھتے ہیں:

والغيب ما غاب عنا معشر البشر مما لا يقع عليه شيء من حواسنا [illegible] حقيقته

یعنی جو چیز [illegible] اور حواس [illegible] غیب [illegible] وہ غیب نہیں۔

عالم الغیب [illegible] عالم الغیب [illegible] اس کا علم [illegible] غیب [illegible] قوت [illegible] حواس [illegible] عالم الغیب ہے [illegible] علم غیب کے [illegible] اس آیت سے [illegible] چنانچہ [illegible] لکھتے ہیں:

الا من يصطفيه لرسالته فيظهره على ما يشاء من الغيب (معالم التنزيل) کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی رسالت کے لیے

[illegible] غیب پر جتنا چاہتا ہے آگاہ کر دیتا ہے۔ علامہ بغوی لکھتے ہیں الا من ارتضی من رسول الا من یصطفیہ لرسالتہ ونبوتہ فیظھرہ علی ما یشاء من الغیب [illegible] علامہ قرطبی کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ ثم استثنی من ارتضاہ من الرسل فاودعھم ما شاء من غیبہ بطریق الوحی الیھم۔ (قرطبی) پھر ان رسولوں کو جن کو اس نے چن لیا مستثنیٰ کیا پس ان کو جتنا چاہا اپنے غیب کا علم بطریق وحی عطا فرمایا [illegible] الا من ارتضی من رسول [illegible] رسولوں کو اپنے غیب پر جتنا چاہتا ہے مطلع کر دیتا ہے۔

علامہ ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس، قتادہ [illegible] سے اس آیت کی یہی تفسیر نقل کی ہے۔ الا من ارتضی من رسول فانہ یصطفیھم ویطلعھم علی ما یشاء من الغیب۔ یعنی اللہ تعالیٰ رسولوں کو چن لیتا ہے اور انہیں غیب میں سے جتنا چاہتا ہے اس پر آگاہ کر دیتا ہے

علامہ زمخشری معتزلی اپنے عقیدہ اعتزال کے مطابق اس آیت سے [illegible] اولیاء کرام کی کرامات کی نفی کرتے ہیں لیکن انبیاء کے علم غیب کا انکار [illegible] وہ لکھتے ہیں کہ آیت [illegible] اللہ تعالیٰ صرف رسولوں کو غیب پر آگاہ کرتا ہے۔ [illegible] رسول نہیں [illegible] غیب کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس کا [illegible] جواب تو یہ ہے کہ اولیائے کرام کے سامنے علوم [illegible] منکشف ہوتے ہیں [illegible] ان کی وہ [illegible] آیت کے منافی نہیں۔

علامہ [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] کا علم قطعی اور یقینی ہوتا ہے [illegible] شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی لیکن اولیاء کا علم انبیاء کے علم کی طرح قطعی اور یقینی نہیں ہوتا

اولیائے کرام کے علوم [illegible] آپ [illegible] تفسیر مظہری کا اس مقام پر مطالعہ کریں۔

بعض حضرات نے [illegible] ظاہر کیا ہے کہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو [illegible] رسول کریم [illegible] اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب کے سب اسماء سکھا دیے [illegible] حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] رحمۃ للعالمین [illegible] اللہ تعالیٰ کے حبیب [illegible] ان کے علم [illegible] کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس لیے [illegible] قرآن [illegible] کہ صدق دل سے تسلیم کریں کہ اللہ تعالیٰ [illegible] اپنے حبیب [illegible] جتنا چاہا [illegible] اللہ تعالیٰ جس [illegible] احادیث [illegible] کتب احادیث [illegible] ملاحظہ فرمائیے ضیاء القرآن سورہ آل عمران آیت ۱۷۹، سورہ انعام آیت ۵۰ کا حاشیہ اور دیگر مقامات

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ

آگے اور اس کے پیچھے سے نگہبان ۲۶ تاکہ وہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ۲۷

وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝

اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ان کے حالات کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر چیز کو گن رکھا ہے ۲۸

۲۶ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی حفاظت کے لیے اس کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے مقرر کر دیے ہیں تاکہ ان علوم کی پوری طرح حفاظت کی جا سکے۔

۲۷ تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کہ فرشتوں نے اس کے پیغامات نبیوں تک ٹھیک ٹھیک پہنچا دیے ہیں۔ تفسیر حقانی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے مگر علم کا ظہور ماضی، حال اور مستقبل۔

۲۸ یعنی ہر شے اس کے علم میں ہے ہر چیز کی تعداد بھی جانتا ہے ذرہ ذرہ اعمال بھی انسان ہر چیز کو اس نے گن رکھا ہے ہر چیز اس کے علم اور قبضہ قدرت میں ہے۔

○

سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی
الذی لا یموت۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ المرتضیٰ ورسولہ المجتبیٰ ونبیہ المصطفیٰ وعلیٰ
آلہ مصابیح الدجیٰ وصحبہ نجوم الہدیٰ وبارک وسلم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع
العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ المزمل

نام : اس سورۂ مبارکہ کا نام "مزمل" ہے۔ اس میں دو رکوع، بیس آیتیں، دو سو پچاسی کلمات اور آٹھ سو اڑتیس حروف ہیں۔

نزول : اس کے زمانہ نزول کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ساری سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ حضرت حسن بصری، عکرمہ، عطاء اور جابر کا یہی قول ہے۔ لیکن بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس کا پہلا رکوع مکی ہے، لیکن دوسرا رکوع مدینہ طیبہ میں نازل ہوا تھا۔ اسے حضرت ابن عباس سے یہی قول نقل کیا ہے۔ آیات بھی اسی کی تائید کرتی ہیں کیونکہ دوسرے رکوع میں جہاد فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ یہ دونوں حکم مدینہ طیبہ میں نازل ہوئے کیونکہ مکہ میں تو جہاد کا تصور تک بھی نہ تھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی سب علماء کا اتفاق ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم مدینہ طیبہ میں نازل ہوا۔ اس لیے حضرت ابن عباس کا قول ہی قرین قیاس ہے۔

ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو سحر خیزی کی تلقین فرمائی ہے کہ آپ رات کا نصف حصہ یا اس سے کم و بیش مصروف عبادت رہا کریں کیونکہ رات کی خاموشیوں میں تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی سے روحانی توانائیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس وقت کی عبادت سے اسرار الٰہیہ پر مطلع ہونے کی استعداد پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب پر جو فرائض عائد کیے گئے ہیں، ان سے خوش اسلوبی کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کی قوت اور ہمت پیدا ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے: اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ (میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور ادب سکھانے میں کمال کر دیا)۔ تادیب و تربیت خداوندی کا یہ بھی ایک جزو ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو بھی سحری کے وقت جاگنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام بڑے ذوق و شوق سے سحری کے وقت بیدار ہوتے اور مصروف عبادت رہا کرتے۔ انہی ارشادات نبوی کے طفیل اولیائے امت اور صالحین سحری کے وقت جاگ کر اپنے رب کے ذکر اور اس کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔ علامہ نے خوب کہا ہے:

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

"رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" (آیات ۹ تا ۱۴) فرما کر یہ بتایا جا رہا ہے کہ نبوت کی سنگین اور گراں ذمہ داریاں

کرادا کرنے کے راستہ میں طرح طرح کی مشکلات پیش آئیں گی۔ اے حبیب! آپ ان سے مت گھبرائیے۔ اپنے رب کو اپنا کارساز بنا لیجیے۔ آپ کا رب وہ ہے جو مشرق اور مغرب کی ہر چیز کا پروردگار ہے۔ مخالفین اگر اذیت رسانی پر اتر آئیں تو آپ صبر کی ڈھال پہن کر ان کا ہر وار روکیے۔ ہم خود ان سے نپٹ لیں گے۔ جب ہم نے عذاب کے شکنجہ میں ان کو کسا تو ان کے سارے نشے ہرن ہو جائیں گے۔

اِنَّا اَرْسَلْنَآ (آیت ۱۵، ۱۶) سے کفار مکہ کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ تمہیں فرعون کے حسرتناک انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ اس نے اور اس کی قوم نے ہمارے رسول موسیٰ کلیم اللہ کو جھٹلایا تھا اور اس کو ستانے کی حد کر دی تھی۔ انہیں بھی اپنی قوت اور شوکت پر بڑا گھمنڈ تھا لیکن جب ہمارے غضب کی بجلی ان پر کوندی تو ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ کیا تم اپنے لیے اسی قسم کا انجام پسند کرتے ہو۔

دوسرے رکوع میں نماز تہجد میں تخفیف فرما دی گئی۔ نصف شب جاگ کر عبادت کرنا عام لوگوں کے لیے بڑا دشوار ہے۔ ان میں کئی بیمار، کئی مسافر اور کئی جہاد میں مصروف ہوتے ہیں۔ دن بھر کی تھکاوٹ ان کو چور چور کر دیتی ہے۔ اس لیے ان کے لیے نرمی فرما دی کہ جتنی دیر وہ بآسانی سے تلاوت و عبادت کر سکیں اتنا ہی کافی ہے۔ فرض نمازوں کی سختی سے پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے میں سستی کا مظاہرہ نہ کریں۔

آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اگر تمہیں اپنا مال خرچ کرنا پڑے تو بخل سے کام نہ لیا کرو بلکہ بڑی فیاضی اور دریا دلی سے خرچ کیا کرو۔ اللہ کی راہ میں جو تم خرچ کرو گے وہ رائیگاں نہیں جائے گا۔ وہ تو ایسا ہے گویا تم اپنے رب کو قرض دے رہے ہو۔ اللہ قیامت کے دن یہ قرض کئی گنا بڑھا کر تمہیں واپس کرے گا۔ اس دن تمہیں پتہ چلے گا کہ اللہ کے راستے میں اپنی دولت خرچ کر کے تم نے کتنے بڑے نفع کا سودا کیا تھا۔ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ فرما کر اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا کہ کہیں تم میں غرور پیدا نہ ہو جائے۔ ہمیشہ اپنے رب سے اپنی لغزشوں کے لیے مغفرت طلب کرتے رہا کرو وہ غفور رحیم تمہاری لغزشوں کو معاف فرمائے گا اور تمہارے اعمال حسنہ کو شرف قبولیت بخشے گا۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۲۱-۳-۷۷

سورۃ المزمل مکیۃ وھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عشرون آیۃ وفیہا رکوعان

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝٤ اِنَّا سَنُلْقِيْ

اس سے بھی تھوڑا سا [illegible] یا زیادہ کر دیں [illegible] اور قرآن [illegible] بیشک ہم جلد ہی القا کریں گے

ولا يخفى [illegible] حبيب [illegible]
[illegible] الادب والتعظيم [illegible] (روح المعانی)

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حبیب [illegible]
[illegible] رسالت [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] رسالت کی [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

قلیل [illegible] الاول [illegible] قلیلا [illegible] اللیل [illegible]
[illegible]
[illegible]

تم اللیل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] الترتیل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] القلوب [illegible]
[illegible]
[illegible]

عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ إِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَّ أَقْوَمُ

آپ پر ایک بھاری کلام ۵ بے شک رات کا اٹھنا نفس کو سختی سے روندتا ہے اور بات کو

۶ یعنی عنقریب آپ پر ایک گراں قدر کلام نازل ہونے والا ہے جس میں اوامر و نواہی، احکام و ارشادات کا ایک طویل سلسلہ ہوگا۔ اس پر عمل کرنا اور دوسروں سے اس پر عمل کرانا بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ اس کے علاوہ اس کلام کا بوجھ ہر کس و ناکس نہیں اٹھا سکتا۔ اگر پہاڑوں پر بھی یہ کلام اتارا جاتا تو وہ اس کی دہشت اور جلال سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نزول آیات کے وقت عجیب کیفیت طاری ہوتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ولقد رأيته ينزل عليه الوحي في اليوم الشديد البرد فيفصم عنه وان جبينه ليتفصد عرقا۔ میں نے حضور کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ جب سخت سردی کے دن میں وحی نازل ہوتی اور جب وحی کا نزول ختم ہوتا تو حضور کی پیشانی مبارک سے پسینے کے قطرے ٹپکنے لگتے۔

قولا ثقیلا کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ [illegible] ذات و صفات کی تجلیات میں مستغرق رہتے [illegible] مخلوق کی اصلاح کی طرف متوجہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] طلب منه [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (مظہری)

۷ ناشئۃ [illegible] ناشئۃ اللیل کا معنی [illegible] ابن کیسان کہتے ہیں هو القيام من آخر الليل [illegible] رات کے آخری حصہ میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

① [illegible]

② [illegible]

③ [illegible]

[illegible]

تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو ۸ مالک ہے مشرق و مغرب کا اس کے سوا کوئی معبود نہیں

لیکن یہ مقام حاصل نہیں ہوتا جب تک [illegible] ذکر کی حقیقت [illegible] ضد الغفلة غفلت کو دور بھگا دیں [illegible] ذکر کرتے [illegible] ذکر کثرت ہی سے حاصل ہے

ﷺ تبتل کا مفہوم علامہ آلوسی نے یہ لکھا ہے۔ انقطع الیہ تعالیٰ بالعبادۃ وجرد نفسک عما سواہ عزوجل [illegible] یعنی ہر طرف سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جا اور اپنے نفس کو ماسوا کے خیال سے پاک کر لے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے مراقبہ میں مستغرق رہو

قاموس کے مطابق [illegible] تبتل [illegible] کے معنی ایک ہیں یہاں باب تفعیل کا مصدر ذکر کر دیا تاکہ آیات کی رعایت ہو جائے

اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان دنیا سے قطع تعلق کر لے [illegible] اہل و عیال [illegible] اسلام اجازت نہیں دیتا۔ لا رہبانیۃ فی الاسلام کہ اسلام میں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں۔ [illegible] ان لنفسک علیک حقا ولاھلک علیک حقا ولربک علیک حقا کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے تیرے اہل و عیال کا بھی تجھ پر حق ہے تیرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی محبت نہ ہو [illegible]

مظہری۔ [illegible] الانقطاع من الخلق والثانیۃ الوصول بالحق [illegible] دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں [illegible] الاذکار بقدر الطاقۃ البشریۃ انسانی طاقت کے مطابق کثرت سے [illegible] تبتل [illegible] شیخ کامل کی [illegible] الاجتباء من اللہ تعالیٰ [illegible] (مظہری)

حضرت یعقوب چرخی لکھتے ہیں [illegible] کثرت ذکر حاصل [illegible] بعنایت الٰہی و بصحبت شیخ کامل مکمل

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

[illegible]

فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا

تو بس اسی کو اپنا کارساز بنائے رکھیے ۔ اور صبر کیجیے ان باتوں پر جو یہ کہتے ہیں اور ان سے الگ ہو جائیے بڑی

جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾

خوبصورتی سے ۔ آپ چھوڑ دیجیے مجھے اور ان جھٹلانے والے مالداروں کو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیجیے

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾

بیشک ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی آگ ہے ۔ اور ایسا کھانا جو گلے میں پھنس جانے والا ہے اور دردناک عذاب ہے ۔

[illegible] کی خدمت [illegible] کا سبب بنتی ہے

[illegible]

[illegible] شاہ [illegible] کرم کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا (۱۴)

[illegible]

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ

[illegible]

فِرْعَوْنَ رَسُولًا (۱۵) فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا

[illegible]

وَبِيلًا (۱۶) فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ

[illegible]

شِيبًا (۱۷) السَّمَاءُ مُنفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا (۱۸) إِنَّ هَٰذِهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ

نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے اختیار کرلے اپنے رب کی طرف سیدھا راستہ ۔ بیشک آپ کا رب جانتا ہے کہ

اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ

آپ [illegible] قریب دو تہائی رات کے اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات اور ایک جماعت ان میں سے

مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ۭ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ عَلِمَ اَنْ لَّنْ

جو آپ کے ساتھ ہیں وہ بھی [illegible] اور اللہ [illegible] رات اور دن کا [illegible] اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ تم

[illegible]

[illegible]

[illegible] (مظہری)

[illegible]

[illegible]

تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَلِمَ

اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اس نے تم پر مہربانی فرمائی [illegible] پڑھ لیا کرو [illegible] پڑھ سکتے ہو [illegible]

اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ

یہ جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار بھی ہوں گے اور کچھ سفر کرتے ہوں گے زمین میں

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ

تلاش کرتے ہوں گے اللہ کے فضل (روزی حلال) کو اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے

[illegible] ان کے پاؤں سوج گئے اور چہروں کی رنگت بدل گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم و لطف سے اس حکم میں تخفیف کر دی کہ اب ساری رات جاگنے کی پابندی نہیں۔ جتنا تم آسانی سے جاگ سکتے ہو، اور جتنا آسانی سے قرآن کریم پڑھ سکتے ہو اتنا ہی کافی ہے۔

یہ آیت پہلے حکم کے کتنے عرصہ بعد نازل ہوئی اس کے متعلق اقوال ہیں۔ آٹھ ماہ، سولہ ماہ، ایک سال اور دس سال کی روایات منقول ہیں۔ آخری روایت سعید بن جبیر سے مروی ہے۔ [illegible] ایک سال کے بعد تخفیف کی گئی ہے۔

[illegible] بیان کیا ہے کہ تم اس کا صحیح طور پر اندازہ نہیں لگا سکتے۔ [illegible] اتنا ہی کافی ہے۔

[illegible] تخفیف کی وجہ بیان کی جا رہی ہے [illegible] بیمار ہو جاتا ہے [illegible] رزق حلال کی تلاش میں [illegible] کسی کو میدان جہاد میں دشمنان اسلام کے مقابلہ [illegible] ان حالات میں [illegible] ہے۔ اب جتنا تم آسانی سے جاگ سکو اتنا ہی کافی ہے۔

اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

تو پڑھ لیا کرو قرآن سے جتنا آسان ہو ۲۱ اور صحیح صحیح ادا کرو نماز اور زکوٰۃ ادا کرو ۲۲

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اسلام میں کسب حلال کے لیے جدوجہد کا کتنا بلند مقام ہے کہ اس کو مجاہدین کے ساتھ شمار کیا گیا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: سوّی اللہ تعالیٰ فی هذه الآیة بین درجة المجاهدین والمکتسبین المال الحلال للنفقة علی نفسه و عیاله والاحسان والافضال فکان هذا دلیلا علی ان کسب المال بمنزلة الجهاد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجاہدین اور رزق حلال کمانے والوں کے درجہ کو برابر کر دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسب حلال بھی جہاد ہے

احادیث طیبہ میں اس حقیقت کو بڑی صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔

روی ابراهیم عن علقمة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من جالب یجلب طعاما من بلد الی بلد من بلدان المسلمین فیبیعه بسعر یومه الا کانت منزلته عند الله منزلة الشهید ثم قرأ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وآخرون یضربون فی الارض الآیة یعنی جو شخص ایک شہر سے مسلمانوں کے کسی دوسرے شہر میں غلہ لاتا ہے اور اس دن کے بھاؤ کے مطابق فروخت کر دیتا ہے تو اس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے مرتبہ کے برابر ہے۔ پھر حضور نے یہ آیت پڑھی۔ علامہ قرطبی ایک واقعہ لکھتے ہیں

"واسط شہر میں ایک تاجر رہتا تھا اس نے بصرہ گندم سے بھرا ہوا ایک جہاز بھیجا اور اپنے وہاں کے ایجنٹ کو لکھا کہ جس روز یہ جہاز بصرہ میں پہنچے اسی روز اس کو فروخت کر دو اور اسے دوسرے دن کے لیے مت چھوڑ رکھو۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز وہ جہاز پہنچا گندم کا بھاؤ گرا ہوا تھا۔ خریداروں نے اس ایجنٹ کو مشورہ دیا کہ اگر تم ایک ہفتہ انتظار کرو تو تمہیں کئی گنا زیادہ منافع ہوگا۔ چنانچہ اس ایجنٹ نے ایک ہفتہ اس گندم کو فروخت نہ کیا۔ ان دنوں میں بھاؤ تیز ہو گیا اور اس نے کئی گنا زیادہ نفع کمایا۔ اس نے اپنے مالک کو اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس تاجر نے اس کو جواب لکھا: انا کنا قنعنا بربح یسیر مع سلامة دیننا وقد جنیت علینا جنایة فاذا اتاک کتابی هذا فخذ المال وتصدق به علی فقراء البصرة ولیتنی انجو من الاحتکار کفافا لا علیّ ولا لی

اے فلاں! ہم اپنے دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے سے منافع پر قناعت کیا کرتے تھے۔ تم نے ہم پر بڑی زیادتی کی ہے۔ جس وقت میرا یہ خط تمہیں ملے تو سارا مال بصرہ کے فقراء میں تقسیم کر دو۔ میں اس بات کا آرزومند ہوں کہ ذخیرہ اندوزی کا جو جرم مجھ سے ہو گیا ہے اس کے مواخذہ سے ہی اگر بچ جاؤں تو کافی ہے مجھے اس مال کے صدقہ کرنے سے ثواب کی کوئی توقع نہیں"

۲۱؎ اس مقدار کا تعین ہر شخص کے اپنے حالات پر ہے۔ ویسے بعض نے پچاس آیتیں اور بعض نے سو آیات لکھی ہیں

۲۲؎ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ میں زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد نازل ہوئی تو پھر صلوٰۃ سے مراد پانچ فرض نمازیں اور زکوٰۃ سے مراد یہی زکوٰۃ ہوگی اور اگر مکہ میں زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی ہے تو پھر الصلوٰۃ سے مراد وہی نماز ہوگی جو اس وقت

وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ

اور اللہ کو قرض حسن دیتے رہا کرو ۲۲ اور جو نیکی تم آگے بھیجو گے اپنے لیے ۲۳ تو

خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا

اسے اللہ کے پاس موجود پاؤ گے یہ بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہو گا ۲۴ اور مغفرت طلب کیا کرو

اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾ ع ۲

اللہ تعالیٰ سے ۲۵ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

ادا کی جاتی تھی اور زکوٰۃ سے اس کا لغوی معنی مراد ہے یعنی صدقات تطوع یعنی نفلی صدقات۔

۲۲ قرض حسن کا مطلب یہ ہے کہ پاک مال سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کرو۔ ما تصدق به لوجه الله تعالى خالصاً من المال الطیب۔

۲۳ ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستو بنوایا اور ستو کا گلاس جس میں شہد ملا ہوا تھا ابھی پیا نہ تھا کہ ایک مسکین آیا تو آپ نے وہ دے دیا۔ کسی نے عرض کی اس مسکین کو [illegible] امیر المومنین! [illegible] آپ نے [illegible] کیا ہے آپ نے فرمایا [illegible] مسکین کا سب [illegible] زیادہ حاجت مند ہے۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا تم میں سے کون ہے جس کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہو۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم سب کو اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ حضور نے فرمایا سوچ لو کیا کہہ رہے ہو۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ ہمیں اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہے۔ حضور نے فرمایا نہیں تم سب کو اپنے مال سے وارث کا مال زیادہ محبوب ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کیسے؟ قال انما مال احدکم ما قدم ومال وارثه ما اخر۔ رواه البخاری (مظہری)۔ تمہارا مال تو وہ ہے جو تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرکے آگے بھیج دیتے ہو اور جو پیچھے چھوڑ جاتے ہو وہ وارث کا مال ہے جو تم اپنے پاس رکھتے ہو۔

۲۴ خیرًا اور اعظم تجدوہ کے دوسرے مفعول ہیں۔ احسن یہ ہے کہ ھو ضمیر فصل ہے اس کا کوئی اعراب نہیں اور لفظ تاکید کے لیے ہے۔

۲۵ اس سے پہلے بدنی اور مالی عبادات اور عمل صالح کا ذکر کیا گیا۔ ممکن تھا کہ کوئی غرور میں مبتلا ہو جائے۔ عمل پر اترانے اور ناز کرنے لگے اس لیے آخر میں ہدایت فرما دی کہ اپنے اعمال صالحہ پر مغرور مت ہو۔ جتنے اعمال کیے ہیں یہ کیونکر [illegible] سے خالی نہیں اور اگر خالی ہیں بھی تو اس ذات کبریائی کی عظمتوں اور رحمتوں کے شایان شان نہیں اس لیے تمہاری نگاہ ہمیشہ اپنی کوتاہیوں

اور قائم رہیں ہر حال میں پابندی سے اور ہر وقت ان کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں تمہیں کوشاں رہنا چاہیے اپنی نجات اور بخشش کی امید فقط اس کی رحمت اور مغفرت پر رکھنی چاہیے۔ بے شک وہ بہت مغفرت فرمانے والا اور ہر وقت اپنے بندوں کے حال زار پر رحمت فرمانے والا ہے۔

اللهم اني ظلمت نفسي ظلما كثيرا ولا يغفر الذنوب الا انت فاغفر لي مغفرة من عندك وارحمني انك انت الغفور الرحيم. ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين.

اللهم صل وسلم وبارك على الرسول النبي الامي حبيبك الاكرم سيدنا ومولانا محمد خاتم النبيين رحمة للعالمين وعلى آله واصحابه ومن احبه واتبعه الى يوم الدين.

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ المدثر

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام المدثر ہے۔ اس میں دو رکوع چھپن آیتیں، دو سو چھپن کلمات اور ایک ہزار دس حروف ہیں۔

نزول: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ لیکن ساری سورت بیک وقت نازل نہیں ہوئی بلکہ مختلف اوقات میں ان کے مناسب حال آیتیں نازل ہوئیں۔

مضامین: پہلی سات آیتوں کے بارے میں بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ نزول وحی کا آغاز ان آیات سے ہوا۔ لیکن محققین کے نزدیک یہی بات مسلّم ہے کہ سب سے پہلے سورۂ اقرأ کی آیتیں نازل ہوئی تھیں۔ اس کے بعد کچھ عرصہ کے لیے نزول وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ یہ دن حضور کے لیے بڑے کرب و اضطراب کے دن تھے۔ طبیعت ہر وقت بے چین رہتی۔ ایک روز حضور غار حرا میں حسب معمول عبادت سے فارغ ہو کر گھر واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک آسمان پر آپ کو وہی فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا جو پہلی وحی لے کر آیا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر طبیعت میں ہراس پیدا ہو گیا۔ گھر فرمایا: زَمِّلُوْنِیْ دَثِّرُوْنِیْ مجھے لحاف اڑھا دو، مجھے لحاف اڑھا دو۔ حضور لحاف اوڑھ کر لیٹ گئے اسی حالت میں یہ آیات نازل ہوئیں، جن میں فرض نبوت کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پہلی وحی سے صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ آپ کو منصب نبوت پر فائز کر دیا گیا اور اس وحی سے فرائض نبوت سے آگاہ کیا اور ان کی ادائیگی کے لیے کمربستہ ہونے کی تلقین فرمائی۔

آیات گیارہ تا پچیس میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل آیات کی تشریح کے ضمن میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان آیات میں ولید ابن مغیرہ کا نام لیے بغیر اس کے احوال کا ذکر کر دیا گیا کہ اس کا دل تو حضور کو سچا رسول اور قرآن کریم کو کلام الٰہی مانتا ہے لیکن اپنی قوم کی ناراضگی کے خوف سے وہ اس کا برملا اقرار نہیں کرتا اور اپنی سرداری کو برقرار رکھنے کے لیے وہ حضور پر الزام تراشی سے باز نہیں آتا۔ یہ حضور کو ساحر اور آیات قرآنی کو سحر کہتا ہے۔ اس کو بتا دیا کہ اسے دوزخ کی آگ کا ایندھن بنایا جائے گا۔ اس کے شعلے اس کو جھلس کر رکھ دیں گے، نہ وہ مردوں میں شمار ہو گا نہ زندوں میں۔

آیت ۲۶ سے رکوع کے اختتام تک دوزخ کے بعض حالات پر روشنی ڈالی۔ دوسرے رکوع میں بھی دوزخ اور

دوزخیوں کے حالات کا تذکرہ ہے۔ آپ کی خصوصی توجہ کے لائق وہ سوال و جواب ہے جو اہلِ دوزخ اور اہلِ جنت کے درمیان ہوگا۔ جنتی ان سے پوچھیں گے کہ تمہیں کس جرم میں جہنم میں گھسیٹ دیا گیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم سے دو بڑے جرم ہوئے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور ہم غریبوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے۔ غور فرمائیے قرآن کریم غریب اور حاجتمند طبقہ کی امداد اور ضرورتوں کی خبرگیری کو اسلامی معاشرہ اور اس کے خوشحال افراد کی کتنی بڑی ذمہ داری خیال کرتا ہے جو شخص اس ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے اس کا جرم اتنا ہی سنگین ہے جتنا اس شخص کا جو اپنے رب قدیر کو سجدہ نہیں کرتا۔ جس دین میں غریب پروری کو اتنا اہم مقام دیا گیا ہو اس کے نام لیواؤں کو اپنے معاشرہ سے غربت و افلاس کی بیخ کنی کے لیے مارکس اور لینن کے اشتراکی فلسفہ کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اگر ضرورت ہے تو فقط اس بات کی کہ ہم آیاتِ قرآنی کی سرسری تلاوت نہ کیا کریں بلکہ اس کی گہرائیوں میں اتریں۔ اس کے تقاضوں کو سمجھیں اور پھر ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اپنے سارے وسائل کام میں لے آئیں۔

نیز آیت ۴۹ سے کفار کے خبثِ طبع کا ذکر فرمایا کہ اگر انہیں اللہ کا کلام سنایا جاتا ہے تو وہ اس سے یوں بدکتے ہیں اور منہ موڑ کر یوں دور بھاگتے ہیں جیسے جنگلی گدھے شیر سے ڈر کر بھاگتے ہوں۔ حالانکہ یہ کتاب سراپا نصیحت ہے۔ اس میں ان لوگوں کی رشد و فلاح کا سامان ہے۔ انہیں تو چاہیے تھا کہ ذوق و شوق سے اس کو سنتے بصدقِ قلب سے اس کو قبول کرتے اور اس کی روشنی میں جادۂ زیست کے نشیب و فراز کو طے کرتے ہوئے منزل مقصود تک جا پہنچتے

نیوڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۲۱-۴-۷۷

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ المدثر مکی ہے [illegible] ۲ رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ

اے چادر لپیٹنے والے ۔ اٹھیے اور [illegible] اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھیے ۔

۱۔ [illegible]

مدثر دثار سے ہی مشتق ہے۔ [illegible]

اس کی شان نزول کے بارے میں [illegible]

[illegible]

وقت جبریل امین [illegible]

اس خطاب میں [illegible]

[illegible]

قال بعض السادة [illegible] يا ايها المدثر [illegible]

[illegible] الله تعالى على حقيقته

ترجمہ [illegible]

[illegible]

اس کے بعد [illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۱۔ اس دنیا میں [illegible] حقیقت [illegible] پہچان گئی ہے

۲۔ علم کی [illegible] مخلوقات میں سب سے بڑھ کر ہیں

قرآن مجید کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اعتراضات [illegible] استعمال [illegible]

[illegible] پاک [illegible]

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷

اور بتوں سے الگ ہی رہیے ف۵ اور کسی پر احسان نہ کیجیے زیادہ لینے کی نیت سے ف۶ اور اپنے رب کی رضا کے لیے صبر کیجیے ف۷

ف۵ عقیدہ اور عمل کی ہر طرح کی برائی اور ہر قسم کی نجاست سے سب سے الگ رہیے اگرچہ یہ حکم عام ہے لیکن یہاں رجز سے مراد بت ہیں۔ اور ان بتوں کی پرستش سب سے بڑی گندگی اور ناپاکی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب کا باعث بنتی ہیں۔ بتوں سے سب سے بڑی گندگی شرک و بت پرستی ہے۔ ان سے علیحدہ رہیے تاکہ لوگ آپ پر طعن دراز نہ کریں ورنہ تبلیغ کی کوششیں نتیجہ خیز ثابت نہ ہوں گی۔

قرطبی لکھتے ہیں: رُجز اور رِجز دو قراءتیں ہیں، معنی ایک ہی ہے۔ لغت عرب کے ماہر ابو العالیہ، ربیع اور کسائی کہتے ہیں: الرجز بالضم الصنم وبالكسر النجاسة والمعصية۔ یعنی رُجز بت کو کہتے ہیں اور رِجز پلیدی اور گناہ کو کہتے ہیں۔ کسائی کہتے ہیں: الرجز بالضم الوثن وبالكسر العذاب۔ (قرطبی) رُجز کا معنی بت اور رِجز کا معنی عذاب ہے۔

ف۶ کیا ہی پیاری نصیحت ہے۔ کتنے اعلیٰ اور بلند اخلاق کی تعلیم ہے۔ فرمایا اگر آپ کسی کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کریں تو اس بات کی آپ کو توقع نہیں ہونی چاہیے کہ جب وقت آئے گا تو یہ بھی اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ احسان کرے گا۔ لیکن یہاں ایک اور پہلو بھی ہے جو قابل غور ہے۔ جس مقام پر آپ فائز ہیں اور رسالت کی جو ذمہ داری ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور کو اتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ یہ بہت بڑا احسان ہے جو آپ ان پر فرما رہے ہیں۔ معرفت الٰہی کی جو دولت آپ انہیں عطا فرما رہے ہیں وہ دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر ہے۔ لیکن اس احسان کے بعد بھی یہ خیال آپ کے دل میں نہ آنا چاہیے کہ آپ کے دست مبارک پر شرف اسلام سے مشرف ہونے والے اس احسان عظیم کا معاوضہ آپ کو دیں گے۔ آپ کسی اور صلے سے بے نیاز ہو کر حکم الٰہی کی تعمیل اور اس کی رضا کے لیے یہ کام کریں۔ دوسروں سے اس کے معاوضہ کی توقع نہ رکھیں۔ آپ کا اجر عظیم اور اجر بے حساب عطا ہوگا۔ ہر قسم کے مالی یا منصب سے بے نیاز ہو کر آپ دعوت حق کا فریضہ انجام دیں۔

اس آیت کا ایک اور مفہوم بھی بتایا گیا ہے کہ آپ اپنے پروردگار کی عبادت، اس کے دین کی تبلیغ اور اس کے احکام کے نفاذ کے لیے جو کوششیں کر رہے ہیں ان کو زیادہ اور کثیر خیال کر کے اس پر احسان نہ رکھیں بلکہ یہی خیال کریں کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس کی تعمیل میں حقیر ہی ہیں۔

قال الحسن ولا تمنن على الله بعملك فتستكثره۔

ف۷ اس دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں جو تکلیفیں پیش آئیں، جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے، ان پر صبر کیجیے اور صبر بھی صرف اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لیے۔

ان آیات طیبات میں جو ہدایات مذکور ہیں، کسی کو یہ خیال نہ گزرے کہ صرف پہلے ان کے مخاطب حضور ہی تھے اور حضور کی اصلاح کے لیے یہ ہدایات نازل کی گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و کرامت اور عصمت تو پہلے ہی ان اخلاق سے متصف تھی۔ ہر قسم کی برائیوں اور عیب سے حضور کی ذات پاک منزہ تھی۔ احکام تو دراصل سب کے لیے ہیں کہ جب حضور کو یہ ہدایت دی جا رہی ہے تو قیامت تک آنے والے مبلغین اور داعیان دین کے لیے یہ ایک منشور مقرر کر دیا گیا کہ اگر دعوت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا چاہتے ہو تو ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہونا ہوگا۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ﴿٨﴾ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ﴿٩﴾ عَلَى

پھر جب صور پھونکا جائے گا ف تو وہ دن بڑا سخت دن ہوگا کہ کافروں پر

الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْتُ

آسان نہ ہوگا آپ مجھ کو چھوڑ دیجیے اور اس کو جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا ہے ف اور دیا

لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ﴿١٢﴾ وَبَنِينَ شُهُودًا ﴿١٣﴾ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ﴿١٤﴾

اس کو بہت سا مال اور بیٹے جو پاس حاضر رہتے ہیں اور سب طرح کا سامان اس کے لیے مہیا کیا

ف۔ اس سے مراد نفخ فی الصور [illegible] جب [illegible] قیامت کے [illegible] وہ دن [illegible] سخت ہوگا [illegible] اسرافیل علیہ السلام [illegible]

ف [illegible] ولید بن مغیرہ [illegible]

[illegible]

[illegible] اس کے پاس [illegible]

ف [illegible] الفاظ [illegible] العربیہ [illegible]

[illegible] کیا گیا۔

ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۝ سَأُرْهِقُهُ

[illegible]

صَعُودًا ۝ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ

[illegible]

[illegible]

كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَأُصْلِيهِ

بولا یہ نہیں ہے مگر جادو جو پہلوں سے چلا آتا ہے * یہ نہیں مگر انسان کا کلام * جلد ہی میں اسے جہنم

سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾

میں جھونکوں گا اور آپ کیا سمجھے کہ جہنم کیا ہے۔ وہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے۔ جھلسا دینے والی ہے آدمی کی کھال کو

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً

اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں اور ہم نے نہیں مقرر کیے آگ کے داروغے مگر فرشتے

ئلہ اس پر بہت سے احسانات کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

شہ۔ نہ باقی رہنے دیتی ہے [illegible] جل کر کوئلہ ہو جاتے ہیں اور پھر [illegible]

ہو جاتے ہیں۔

شہ لواحۃ هو تلويح الجسم و تغييره الى السواد یعنی جلد کی رنگت سیاہی مائل کر دینے والی ہے۔ بشر

[illegible] انسانی جلد ہے

شہ جہنم [illegible] کی حفاظت کے لیے انیس داروغے مقرر کیے ہیں۔ کفار نے جب یہ آیت سنی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شہ جہنم کے داروغوں کی تعداد [illegible]

وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ

اور نہیں بنایا ہم نے ان کی تعداد کو مگر آزمائش ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا تاکہ یقین کر لیں

أُوتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ

اہلِ کتاب اور بڑھ جائے جو ایمان لائے ان کا ایمان اور نہ شک میں پڑیں

أُوتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

اہلِ کتاب اور مومن اور تاکہ کہیں وہ جن کے دلوں میں روگ ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ

اور کافر [illegible] کیا ارادہ کیا ہے اللہ نے اس بیان سے ۳۲ یونہی اللہ تعالیٰ ایک ہی بات سے

مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ

گمراہ کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے ۳۳ اور کوئی نہیں جانتا آپ کے رب کے لشکروں کو بجز اس کے ۳۴

وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ ع

اور نہیں ہے یہ بیان مگر نصیحت لوگوں کے لیے ہاں ہاں، چاند کی قسم ۳۵ اور رات کی جب وہ پیٹھ پھیرنے لگے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾ لِمَن

اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے [illegible] یقیناً وہ بڑی [illegible] میں سے ایک ہے [illegible] ڈرانے والی [illegible] اس کے لیے

شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾

جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے رہنا چاہے [illegible] ہر شخص اپنے [illegible] میں گروی ہے [illegible]

إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾

سوائے اصحاب یمین کے [illegible] جو جنتوں میں ہوں گے [illegible] مجرموں سے [illegible]

[illegible] قیامت [illegible]

[illegible] رات کی قسم [illegible] بعض اہل لغت [illegible] ایک ہی [illegible] لیکن بعض نے [illegible]

[illegible] الکبر [illegible] کبریٰ کی [illegible] اس کا مطلب [illegible] قیامت [illegible]

[illegible]

[illegible] اب تمہاری مرضی [illegible] نیکیوں کی طرف [illegible]

[illegible] آیت میں رھینۃ [illegible]

۳۹ [illegible]

[illegible] اہل جنت [illegible]

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ

کہ کس چیز نے تم کو دوزخ میں داخل کیا وہ کہیں گے ہم نہیں پڑھا کرتے تھے اور مسکین کو

نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے اور ہم بیہودہ باتیں کرنے والوں کے ساتھ بیہودہ سرائی میں لگے رہتے اور ہم جھٹلایا کرتے تھے

بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

روز جزا کو یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا پس نہیں کوئی فائدہ دے گی انہیں سفارش کرنے

الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ

والوں کی شفاعت ۳۵ پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں گویا وہ

تھے کہ اللہ تعالیٰ سے بخشے گئے۔ کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آتا کہ اس کریم کے کرم کے صدقے یہ ساری عزت و آرام اور یہ سب کچھ ملا ہے۔ اس کی عبادت کو ضروری سمجھا اور نہ دوسری مخلوق سے ہمدردی کی۔ جہاں وقت پڑا اپنے بیگانے کا خیال کئے بغیر غریبوں مسکینوں کی مصیبت کی طرف توجہ نہ دیتے۔ وہ بیہودہ باتیں کرنے والوں کے ساتھ بیٹھتے ہم بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے۔ یہاں یہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نماز ترک کرنا، غریبوں اور مسکینوں کی حاجت سے بے پروائی اور لغو کاموں کی رغبت ایسے عمل سے غفلت بنتے ہیں کہ انسان عذاب و سزا کے مستحق ہیں۔ اسلام انسان کی معاشی و معاشرتی ہر پہلو کا کتنا خیال رکھتا ہے۔

۳۵ یعنی جس کی موت کفر پر ہوئی ہو اس کے لئے کوئی شفاعت نہ کر سکے گا کیونکہ اس کی شفاعت کی اجازت ہی نہ ہو گی۔ شفاعت تو ان کو ملے گی جو گنہگار مومن ہوں گے۔ اس کی تفصیل پہلے لکھی جا چکی ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: وقد انعقد الاجماع على ثبوت الشفاعة لكل مؤمن وانكر الشفاعة اهل الاهواء من المعتزلة والخوارج وغيرهم قبحهم الله تعالى وقد تواترت بذلك الاحاديث تواترا معنويا. کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ ہر مومن کے لیے شفاعت ہو گی۔ اہل ہویٰ معتزلہ، خوارج وغیرہ نے شفاعت کا انکار کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کا برا کرے، حالانکہ احادیث شفاعت اتنی کثرت سے ہیں کہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے متعدد احادیث ذکر کی ہیں۔ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ شفاعتی یوم القیامة حق فمن لم یؤمن بها لم یکن من اهلها قیامت کے روز میری شفاعت حق ہے جو شخص شفاعت پر اعتقاد نہیں رکھتا وہ شفاعت کا مستحق نہ ہوگا۔ (مظہری)

حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ

[illegible]

مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝

[illegible]

كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاۗءَ ذَكَرَهٗ ۝ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ

[illegible]

يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible] القسورۃ الرماۃ والصیادون [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

○

اللّٰهم انت اهل التقوى واهل المغفرة وانت اكرم المسئولين ان ترزقني ان اكون من عبادك المتقين

وارجوك ان تغفر لي ولوالدي وللمؤمنين والمؤمنات انك انت الغفور الرحيم.

اللّٰهم صل من صلواتك بافضلها وسلم من تسليماتك باكملها ومن تحياتك باحسنها على حبيبك ونبيك

وصفيك سيد المرسلين سيدنا ومولانا محمد وعلى آله واصحابه ومن تبعه واتبعه الى

يوم الدين.

فاطر السموات والارض انت ولي في الدنيا والآخرة توفني مسلما والحقني بالصالحين.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ القیامۃ

نام: اس سورۃ کے دو نام مذکور ہیں سورۃ "لا اقسم" اور سورۃ "القیامۃ"۔ اس میں دو رکوع چالیس آیتیں، ایک سو ننانوے کلمے اور چھ سو باون حروف ہیں۔

نزول: علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کی آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق مکی عہد کے ابتدائی دور سے ہے۔

مضامین: قیامت کے بارے میں کفار و مشرکین جن شکوک و شبہات میں بری طرح گرفتار تھے کئی قسمیں کھا کر ان کا ازالہ کیا جا رہا ہے۔ فرمایا کہ جس چیز کو تم محال سمجھ رہے ہو ہمارے لیے وہ بالکل آسان ہے۔ اس کے بعد قیامت کے ہولناک احوال کا ذکر کیا گیا اور بدحال انسانوں کی بے بسی اور بے کسی کی تصویر کھینچ دی گئی۔

ابتداء میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نزولِ وحی کے وقت بڑی مشقت محسوس فرماتے۔ اس بات کا احساس رہتا کہ کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے۔ اس لیے جب جبرئیل امین علیہ السلام وحی کرتے تو حضور جلدی جلدی ساتھ ساتھ اس کو دہراتے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فکر کو ہمیشہ کے لیے دور کر دیا۔ فرمایا: اے حبیب! وحی کو آپ کے لوحِ قلب پر ثبت کر دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے علاوہ اس کے معانی اور مطالب کا سمجھانا، اس کے اسرار و معارف پر آگاہی بخشنا بھی ہم نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے۔ آپ اس بارے میں ہرگز متفکر نہ ہوا کریں۔

یہ اطمینان دہی کے بعد یہ بتایا کہ قیامت کے روز اللہ کے نیک بندے جب حاضر ہوں گے تو ان کے چہرے گلاب کے پھولوں کی طرح شگفتہ ہوں گے، ان کی مشتاق نگاہیں اپنے رب کے دیدار میں مستغرق ہوں گی۔ لیکن بدکار لوگ جب وہاں پکڑ کر لائے جائیں گے تو ان کے چہروں پر نحوست برس رہی ہوگی۔ خوف سے تھر تھر کانپ رہے ہوں گے۔ پھر بے دینوں کی موت کا منظر پیش فرمایا۔ دوسرے رکوع میں انسان کی پیدائش کے ایک ایک مرحلہ اور تدریج میں، اعجاز الٰہی کا جو کمال ہے، اس کے علاوہ احوال بیان ہوئے اور انسان کو اس کے حقیقی انجام سے آگاہ کر دیا، تاکہ عبرت پکڑنے والے عبرت پکڑ سکیں۔

بھیرہ شریف ضلع سرگودھا

۲۱ - ۳ ۔ ۷۷

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ قیامہ مکی ہے [illegible] شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے [illegible]

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۭ اَيَحْسَبُ

میں قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی [1] اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے والا ہو [2] کیا انسان یہ خیال

الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۭ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓي اَنْ نُّسَوِّيَ

کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع کریں گے ہی نہیں [3] کیوں نہیں ضرور کریں گے ہم تو قادر ہیں کہ اس کی پور پور تک درست

[1] [illegible] لَآ اُقْسِمُ سب مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لا اقسم کا مطلب ہے میں قسم کھاتا ہوں۔ لیکن لا کی توجیہ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ لا زائدہ ہے، کلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[2] دوسری قسم نفس لوامہ کی کھائی ہے [illegible] ہر وقت اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[3] یہ انسان جو قیامت پر یقین نہیں رکھتا [illegible] سینکڑوں ہزاروں سال گزر چکے ہیں ان کی ہڈیوں [illegible] مٹی میں مل گئی ہیں [illegible] [illegible] [illegible] اس کی کوئی حقیقت نہیں

بَنَانَهٗ ۝٤ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝٥ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ

کر دیں گے ۔ مگر انسان کی خواہش تو یہ ہے کہ آئندہ بھی بدکاریاں کرتا رہے ٣ بار بار پوچھتا ہے قیامت کب

ہو سکتا ہے الانسان سے مراد کوئی خاص انسان ہو [illegible] روایات میں مذکور ہے کہ اس سے عدی بن ربیعہ مراد ہے۔ وہ ایک دن حضور کے پاس آیا اور قیامت کے بارے میں پوچھنے لگا [illegible] قیامت ضرور ہو گی [illegible] اس دنیا میں [illegible] حضور ﷺ [illegible] اگر میں قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تب بھی میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا [illegible] بہر حال [illegible] قیامت کے منکر ہیں [illegible] ایک سوال کیا [illegible] ہیں۔

٤ [illegible] حالت پہ لوٹا دینا اس کے لیے کیا مشکل ہو سکتا ہے

٥ ان کی [illegible] قیامت [illegible] کسی ضابطہ اخلاق کا پابند بنائے

الْقِيٰمَةِ ۝ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ

آنے کی شہ پھر جب آنکھ خیرہ ہو جائے گی شہ اور چاند بے نور ہو جائے گا شہ اور اکٹھے کر دیے جائیں گے سورج اور

وَالْقَمَرُ ۝ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۱

چاند یکجا ہو جائیں گے اس روز انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے شہ ہرگز نہیں وہاں کوئی پناہ گاہ نہیں

إِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝ يُنَبَّؤُا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ

صرف آپ کے رب کے پاس ہی اس روز ٹھکانا ہوگا آگاہ کر دیا جائے گا انسان کو اس روز جو عمل اس نے پہلے بھیجے اور جو

وَأَخَّرَ ۝ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝۱۴ وَّلَوْ أَلْقٰى

اثرات اپنے پیچھے چھوڑے شہ بلکہ انسان خود ہی اپنے نفس کے حال پر خوب آگاہ ہے۔ خواہ وہ زبان سے عذر بہانے

شہ یہ سوال بھی محض مذاق اڑانے کے لیے ہے جو ان کا معمول تھا۔

شہ قیامت کے سائل کے سوال کے جواب میں قیامت کا ہولناک منظر پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ معمولی دن نہیں ہوگا اس کی ہولناکیوں کو دیکھ کر دہشت اور خوف کے مارے آنکھیں چندھیا جائیں گی۔ برق بفتح الراء ہو تو اس کا معنی لمع و تلألؤ یعنی چمکنا اور برق (بکسر الراء) ہو تو اس کا معنی دہش و تحیر و خیرہ شدن دہشت اور حیرت کے مارے آنکھ کا پتھرا جانا۔

شہ جب قیامت برپا ہوگی تو اتنا ... کائنات درہم برہم ہو جائے گا [illegible] ہو جائیں گے۔ جمع کا مطلب تو یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کشش کا قانون جو اس عالم میں کار فرما ہے اور نظام شمسی کے ثوابت و سیارات اپنے اپنے مدار پر تسلسل کے ساتھ رواں دواں ہیں یہ ختم ہو جائے گا اور چاند سورج کے ساتھ جا ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شہ یہ انسان جو آج گستاخانہ طور پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات کو تسلیم نہیں کرتے جب قیامت برپا ہوگی تو اس وقت اس پر حیران ہو کر ادھر ادھر [illegible] کوئی پناہ کی جگہ ہو تو وہیں بھی جا کر پناہ لوں لیکن اس دن اسے کوئی پناہ نہیں ملے گی۔ الوزر الجبل المنیع وکل ما التجأت الیه من حصن او جبل او غیرهما۔ (قرطبی) وہ قلعہ یا پہاڑ جہاں انسان جا کر پناہ گزیں ہو سکے اسے الوزر کہتے ہیں۔ المستقر: المنتهى۔ آخر کار ٹھہرنے کی جگہ۔

شہ بما قدم واخر کی تفسیر میں حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ ای بما اسلف من عمل سیئ او صالح او اخر من سنة سیئة او صالحة یعمل بها بعده (قرطبی) یعنی [illegible]

مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حصہ اس کی سیرچا ہے۔ ان میں جو جو صلاحیتیں مخفی رکھی گئی تھیں پھر انسان کو کامل اور متناسب بنا کر اس کی تکمیل کی گئی۔ اس سے نکلا اور اس کی حیات میں کمزور کیا پھر کئی قسم کے اسباب کی مدد سے اس میں عجیب عجیب کی صلاحیتیں رکھ دیں۔ وہ قادر کیا ہے قیامت کے روز دوبارہ اٹھانے سے عاجز ہے، جو ودیعت کی تھیں وہ اس دنیا میں اگر پوری طرح نہ کھلیں ہر انسان کو حشر کے وقت آئی ہوئی روح کی بہار اپنی قدرت کے ہاتھ سے گلزار ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا شاہکار خود حضرت انسان ہے۔ کیا اتنی قدرت والا اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ بَلٰى

اے اللہ تُو ہر نقص اور کمزوری سے پاک ہے۔ تُو مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے

الٰہی ہمارے مُردہ دلوں کو بھی زندہ فرما دے، ہمارے سینوں میں پھر ذکر کی شمع روشن کر دے۔ اللھم اعنا علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک وصل وسلم وبارک علی شمس الضحی بدر الدجی سیدنا ومولانا محمد المصطفی الکریم وعلی آلہ واصحابہ الاتقیاء ومن احب واتبع الی یوم النشور

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الدّھر

نام: اس کو سورۃ دہر اور سورۃ الانسان کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے اور نام بھی ہیں لیکن وہ زیادہ مشہور نہیں۔ یہ دو رکوعوں، اکتیس آیتوں، دو سو چالیس کلموں اور ایک ہزار چون حروف پر مشتمل ہے۔

نزول: اس کے متعلق علماء میں شدید اختلاف ہے۔ 'البحر' میں ہے کہ یہ جمہور کے نزدیک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ مجاہد اور قتادہ کہتے ہیں کہ یہ مدنی ہے۔ حضرت حسن بصری، عکرمہ اور کلبی کی رائے ہے کہ یہ سورت مدنی ہے سوائے آیت ۲۴ کے کہ وہ مکی ہے (روح المعانی)

مضامین: انسان جو آج اپنے بازو کی قوت، ساز و سامان اور مال و دولت پر نازاں ہے اور اپنے خالق کو بھول بیٹھا ہے اسے بتایا جا رہا ہے کہ تو ہمیشہ سے نہیں۔ تجھے نیست سے ہست کیا گیا ہے اور تمہیں بخشش و کرم کی جو ارزانیاں عطا کی گئی ہیں ان کا مقصد تیری آزمائش ہے کہ کیا تم اللہ کے شکر گزار بندے بننا چاہتے ہو یا کفران نعمت کرنے والوں کے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ پھر ان انعامات کا ذکر فرمایا جو شکر گزار بندوں پر کیے جائیں گے۔

وہ دور خود غرضی اور خود بینی کا دور تھا۔ لوگ دوسروں کی خستہ حالی کو دیکھ کر رحمت و شفقت کے بجائے نفرت و حقارت کے جذبات اختیار کرتے تھے۔ ایسے زمانے میں ان لوگوں کی توصیف فرمائی جا رہی ہے جو مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو محض اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلایا کرتے تھے۔ پھر ان نوازشات کا ذکر فرمایا جن سے ایسے لوگوں کو نوازا جائے گا۔ آخری رکوع میں پھر اپنے محبوب کو بتایا کہ یہ کتاب مقدس ہم نے آپ پر نازل فرمائی ہے۔ اس کی تبلیغ میں جو تکلیف آئے اس پر صبر کیجیے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہیے تاکہ روحانی قوتیں نشو و نما پائیں اور حوصلے بلند رہیں۔

اس کے بعد دنیا پرستوں کے حالات بیان کیے اور انسان کی کوتاہ نظری پر انہیں تنبیہ کی کہ وہ فانی زندگی کی لذتوں میں گم ہے اور آخرت کی ابدی راحتوں کو اس نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ آخر میں بتایا کہ یہ کتاب پند و موعظت ہے۔ اب جس کی مرضی ہے وہ اس کی نصیحت پر عمل کرے

ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۲۱-۳-۷۷

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

[illegible]

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ①

[illegible]

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَصِيرًا ﴿٢﴾ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ﴿٣﴾ إِنَّا أَعْتَدْنَا

[illegible]

لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا ﴿٤﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن

[illegible]

كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ﴿٥﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَفْجِيرًا ﴿٦﴾ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ﴿٧﴾

لے جہاں کہیں چاہیں گے بہا لے جائیں گے ۹ جو نذر پوری کرتے ہیں ۱۰ اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر ہر طرف پھیلا ہوگا ۱۱

[illegible] ہوتی ہے [illegible] کو کہتے ہیں [illegible] سب کی [illegible] ۔ ھو من امتثل امر اللہ یعنی مومن صادق کا [illegible] پیالے کو کہتے ہیں جس میں شراب ہو [illegible] لا تسمی الکاس کاسا الا وفیھا الشراب (صحاح)

مزاج [illegible] آمیزش کا مادہ ۔ اس کا مطلب نہیں [illegible] کافور [illegible] جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے ۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہو سکتی ہے کہ کافور کی طرح اس چشمہ کے پانی کی رنگت سفید براق ہوگی ۔ اس کی تاثیر ٹھنڈی ہوگی اور اس کا [illegible] مہک [illegible] ہوگی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جنت میں تشریف فرما ہوں گے تو انہیں شراب طہور کے جام بھر کر پیش کیے جائیں گے [illegible] اس چشمہ کا ہوگا جس کی رنگت خوشبو اور ٹھنڈک کافور کی سی ہوگی۔

ف ۹ [illegible] نہیں ہوگا کہ [illegible] جب پانی کی ضرورت ہو تو [illegible] ابرار [illegible] لانے کی زحمت [illegible] اس چشمہ کا پانی [illegible] اس پانی کے حاصل کرنے میں [illegible] زحمت نہیں ہوگی۔

ف ۱۰ ابرار [illegible] کے باعث [illegible] کو تفصیل سے ان کا بیان [illegible] النذر کی تشریح کرتے ہوئے علامہ [illegible] لکھتے ہیں: النذر ھو ما یوجب المکلف علی نفسہ من الطاعات [illegible] [illegible] کسی [illegible] اور عبادت کو واجب کر لینا [illegible] اس کی تفصیل بحث کا یہ مقام نہیں۔ اس کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع [illegible] قتادہ [illegible] النذر [illegible] بیان کیا ہے [illegible] بما فرض اللہ علیہم من الصلٰوۃ والزکٰوۃ والصوم والحج والعمرۃ وغیرہ من الواجبات [illegible] ان کے علاوہ دیگر واجبات کو [illegible] پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ان کی [illegible] اور [illegible] کو [illegible] ادا [illegible] ہیں۔

ف ۱۱ ان کی دوسری خوبی یہ ہے کہ ہر وقت قیامت سے خائف رہتے ہیں [illegible] اس کی تکلیفیں اور ہولناکیاں [illegible] آخرت [illegible]

مستطیرا [illegible] (قرطبی)

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا

اور وہ کھانا کھلاتے ہیں ۱۹ اس کی محبت پر ۲۰ [illegible] مسکین [illegible] یتیم اور قیدی کو [illegible] ہم

۱۹ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿٩﴾ اِنَّا نَخَافُ

تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کے لیے نہ ہم تم سے کوئی [illegible] چاہتے ہیں اور نہ شکریہ [illegible] ہم تو ڈرتے ہیں

مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

اپنے رب سے اس دن کے لیے جو [illegible] اور سخت ہے [illegible] پس بچا لے گا انہیں اللہ تعالیٰ [illegible] اس دن کے شر سے

آلِ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یہ حدیث من گھڑت اور ضعیف ہے

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: قال الحکیم الترمذی هذا حديث مزوق مفتعل لا يروج الا على احمق جاهل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ اس کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں۔

یہی بات ٹھیک ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی ضرورت ہیں

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی ضرورت ہے۔

۱۳ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیے گئے ہیں

۱۴ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دیں گا

وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾

اور بخشی جائے گی انہیں چہروں کی تازگی اور دلوں کا سرور۔ اور انہیں [illegible] صبر کے عوض جنت اور ریشمی لباس

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾

وہاں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے نہ دیکھیں گے وہاں سورج کی تپش اور نہ سخت سردی

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ

اور قریب ہوں گے ان پر ان کے درختوں کے سائے اور [illegible] گچھے [illegible] اور گردش میں ہوں گے

عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا

ان کے سامنے چاندی کے ظروف اور شیشے کے پیالے گلاس [illegible] شیشے بھی [illegible]

عبوس اس شخص کو کہتے ہیں جس کی پیشانی پر بل پڑے ہوں اور اس کے چہرے سے غصہ اور وحشت برس رہی ہو۔ القمطریر [illegible]

[illegible]

۱ جن لوگوں کی یہ صفات ہوں گی [illegible] قیامت [illegible] ان کے چہرے [illegible]

تروتازہ ہوں گے اور ان کے دل شاداں و فرحاں ہوں گے

۲ مومن کی ساری زندگی صبر سے عبارت ہے۔ [illegible] صبر [illegible]

صبر، دشمنان اسلام کے ساتھ معرکہ آرائی میں صبر [illegible]

[illegible] صبر و استقامت [illegible]

[illegible]

یہاں [illegible]

[illegible]

[illegible] الزمهرير شدة البرد [illegible]

[illegible] ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا [illegible]

[illegible]

اکواب کوب کی جمع ہے [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] ان الفاظ میں بیان کیا

مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝۱۶ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا

[illegible]

زَنْجَبِيْلًا ۝۱۷ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝۱۸ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ

[illegible]

مُّخَلَّدُوْنَ ۚ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝۱۹ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ

[illegible]

رَأَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ۝۲۰ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

اطلس کا اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے ؎۲۱ اور پلائے گا انہیں ان کا رب نہایت پاکیزہ

طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ إِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾

شراب ؎۲۲ (انہیں کہا جائے گا) یہ تمہارا صلہ ہے اور (دنیا میں) تمہاری کوششیں مقبول ہوئیں ؎۲۳

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ

بیشک ہم نے ہی اے حبیب! آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن اتارا ہے ؎۲۴ اور آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجیے اور

المدبج: النقش، منقش کپڑا۔

؎۲۱ انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے [illegible] کنگن پہن رکھے ہوں گے۔

؎۲۲ دو قسم کی شرابوں کا [illegible] ایک [illegible] کافور کے چشمے کا پانی [illegible] دوسری [illegible] زنجبیل کے چشمے کا پانی [illegible] اب تیسری قسم کی شراب [illegible] شراب طہور [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] شراب [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

للكلبي۔ (تفسیر [illegible])

[illegible] شراب [illegible] اللہ تعالیٰ کی محبت [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

؎۲۳ [illegible]

[illegible]

؎۲۴ [illegible] قرآن [illegible]

[illegible]

لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

[illegible]

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ

[illegible]

الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ

[illegible]

شَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ

نصیحت ہے پس جس کا جی چاہے بنالے اپنے رب کی طرف راستہ ۔ اور تم کچھ نہیں چاہ سکتے بجز

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ

اس کے کہ اللہ خود چاہے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ علیم ہے حکیم ہے ۔ جس کو چاہتا ہے داخل فرماتا ہے

فِيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

میں داخل کرتا ہے ۔ اور ظالموں کے لیے تو اس نے تیار کر رکھا ہے دردناک عذاب

۳۰ یہ قرآن ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس نصیحت کو قبول کرکے ہدایت کی اس روشنی میں سفر طے کرتا ہوا رب رضا کی منزل تک پہنچ جائے اور جس کا جی چاہے اس کو پس پشت ڈال دے

۳۱ [illegible]

۳۲ [illegible]

○

اللھم انت ربی لا الہ الا انت [illegible] فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین و [illegible] تحت لواء حبیبک الکریم ورسولک المعظم شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

○

تعارف

WWW NAFSEISLAM COM

سورہ المرسلت

نام : اس کا نام المرسلت ہے جو اس سورۃ کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں دو رکوع، پچاس آیتیں، ایک سو اسی کلمے اور آٹھ سو سولہ حروف ہیں۔

نزول : علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : متعدد چیزوں کی قسمیں کھا کر ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔ پھر قیامت برپا ہونے کے ہولناک منظر کو بیان کیا گیا ہے۔ آیات نمبر ۱۶، ۱۷، ۱۸ میں ایک سنت الٰہی ذکر کی گئی ہے کہ جو شخص راہ راست کو چھوڑ کر وادیٔ ضلالت میں بھٹکتا ہے۔ فسق و فجور کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس کی مخلوق پر ظلم اور تشدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ ایسے شخص کو ہلاک و برباد کر دیا جائے۔ اس کے بعد انسان کی تخلیق پھر اس کی بقا اور نشو و نما کے لیے جن اسباب و وسائل کی ضرورت ہے ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور آیت انتیس سے لے کر آخر تک کفار کے ساتھ روز حشر جو سلوک کیا جائے گا اس کو بیان فرما دیا۔ ساتھ ہی آیت نمبر اکتالیس تا چوالیس میں متقین پر جو عنایات اور نوازشات کی جائیں گی وہ بتا دیں تاکہ لوگ دونوں گروہوں میں سے جس گروہ میں شامل ہونا چاہیں سوچ سمجھ کر شامل ہوں۔

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۲۲ - ۴، ۷۷

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

[illegible]

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ﴿۳﴾

[illegible]

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا

[illegible]

تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ⑩ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ⑪ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ⑫

اور جب پہاڑ جھاڑ کر اڑا دیے جائیں گے اور جب سب رسولوں کو وقت مقرر پر جمع کیا جائے گا (بھلا) کس دن کے لیے ملتوی کیا گیا ہے وہ

لِیَوْمِ الْفَصْلِ ⑬ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ⑭ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ

فیصلے کے دن کے لیے اور تجھے کیا معلوم کہ فیصلے کا دن کیا ہے ۔ تباہی ہو گی اس دن

لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ⑮ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ⑯ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ

جھٹلانے والوں کے لیے کیا ہم نے پہلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر دیا جو ان سے پہلے تھے ۵ پھر ہم ان کے پیچھے بھیجیں گے بعد والوں کو

اس [illegible] سے [illegible] لوگوں کی [illegible] جو اب [illegible] میں [illegible] کے [illegible] کو [illegible] ہیں۔

سے یعنی [illegible] قیامت کب [illegible] ان کے لیے ان کی تاریخ اور ان کا دن مقرر کیا گیا ہے [illegible] ان کے لیے یوم الفصل کی تاریخ مقرر ہے ۔ [illegible] تم یوم الفصل کی حقیقت کو کیا جان سکتے ہو یہ وہ دن ہو گا جب تمام [illegible] اور ان کے اختلافات کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

سے اس روز بڑی تباہی اور ہلاکت کا سامنا ان لوگوں کو کرنا پڑے گا جو اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کی لائی ہوئی کتاب کی تکذیب کرتے ہیں اور روز قیامت کا انکار کرتے ہیں یا اس کا یقین نہیں رکھتے ہیں۔

متعلقہ آیات میں مشکل الفاظ کی تشریح:

طمست: [illegible] طمس الشیء [illegible] طمست [illegible] ستارے [illegible] کی روشنی ختم ہو جائے گی [illegible] فرجت [illegible] کھل [illegible] نسفت [illegible] پہاڑ [illegible] اڑا [illegible] ۔

ش [illegible] قیامت کا انکار کیا کرتے تھے [illegible] پہلے گزری ہوئی قوموں کے انجام پر غور کریں اور اس کی وجہ تلاش کریں تو [illegible] قیامت [illegible] کی [illegible] قوم نوح، عاد، ثمود [illegible] کے پاس [illegible] ان کے پاس [illegible] ان کی [illegible] کے [illegible] ان کی [illegible] میں [illegible] تھے ان کی [illegible] طاقت [illegible] کے [illegible]

الْاٰخِرِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

[illegible]

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ

[illegible]

قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾

تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے [illegible] کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو [illegible]

اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ

[illegible]

[illegible] عن ابن مسعود قال حدثنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهو الصادق المصدوق ان خلق احدكم يجمع في بطن امه اربعين يوما نطفة ثم يكون علقة مثل ذلك ثم يكون مضغة مثل ذلك ثم يبعث الله ملكا باربع كلمات فيكتب عمله واجله ورزقه وشقي او سعيد ثم ينفخ فيه الروح متفق عليه۔

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں [illegible]

[illegible] لیے قیامت کے دن تباہی و بربادی کے سوا اور کیا ہوگا۔

[illegible]

[illegible]

مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى

میٹھا پانی پلایا تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے [illegible] چلو اس (آگ)

مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِىْ ثَلٰثِ

کی طرف جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے [illegible] چلو اس سایہ کی طرف جو تین شاخوں

شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِىْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ اِنَّهَا تَرْمِىْ بِشَرَرٍ

والا ہے نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ وہ بچاتا ہے آگ کی لپٹ سے [illegible]

[illegible]

سیراب ہو سکتے ہو۔

۲۸؎ [illegible]

فُرَاتًا عذبا میٹھا پانی۔

۲۹؎ جب قیامت برپا ہوگی [illegible]

[illegible] ان کی تپش سے نجات نہیں ملے گی۔

كَالْقَصْرِ ۝٣٢ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝٣٣ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٣٤

جیسے محل [illegible] گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں [illegible] تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے [illegible]

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝٣٥ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ۝٣٦

یہ وہ دن ہوگا کہ جس میں وہ بول نہ سکیں گے [illegible] اور نہ انہیں اجازت [illegible] کہ وہ کچھ عذر پیش کریں [illegible]

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٣٧ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ

تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے [illegible] یہ فیصلہ کا دن ہے [illegible] ہم نے تمہیں اور

وَالْاَوَّلِيْنَ ۝٣٨ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ۝٣٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اگلوں کو جمع کر دیا ہے [illegible] پس اگر تمہارے پاس کوئی چال ہے تو میرے خلاف استعمال کر دیکھو [illegible] تباہی ہوگی اس روز

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٠﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ﴿٤١﴾ وَفَوَاكِهَ

جھٹلانے والوں کے لیے ۔ بے شک پرہیزگار [illegible] سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے اور [illegible] پھلوں میں ہوں گے

مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٤٢﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا

جن کو وہ پسند کریں گے [illegible] کھاؤ اور پیو مزے سے ان اعمال کے صلہ میں جو تم کیا کرتے تھے ۔ ہم

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٥﴾ كُلُوا

یوں ہی صلہ دیا کرتے ہیں نیکو کاروں کو ۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے ۔ [illegible]

نہیں مل سکتی

یہاں اس وقت کا ذکر ہے جب ان پر فرد جرم ثابت ہو جائے گا [illegible] ان کے ہاتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] وقت ان سے [illegible] کر لی جائے گی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٧﴾

کھالو اور عیش کر لو تھوڑی مدت بے شک تم مجرم ہو ۴۶ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (اپنے رب کے سامنے) جھکو تو نہیں جھکتے ۴۸ تباہی ہوگی اس روز

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٤٩﴾ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾

جھٹلانے والوں کے لیے ۴۹ آخر کس بات پر وہ اس کتاب کے بعد ایمان لائیں گے ۵۰

[illegible] کی [illegible] یہاں کر لے [illegible] جن کو یہ لوگ کمزور سمجھتے تھے وہ آج اپنے پروردگار کے پاس [illegible] کے لطف و کرم سے محظوظ ہو رہے ہیں۔ فرشتے [illegible] ان کی خدمت گزاریاں کر رہے ہیں اور یہ [illegible] اور بے بس ہو کر ان کی اس [illegible] کو دیکھ رہے ہیں۔

۴۶ سورت کے اختتام سے پہلے منکرین قیامت کو پھر جھنجھوڑا جا رہا ہے [illegible] جو [illegible] خوشیاں اور رعنائیاں تمہیں حاصل ہیں [illegible] اس سے جی بھر کر لطف اٹھا لو [illegible] چند روزہ ہے۔ درحقیقت تم بڑے مجرم ہو۔ صرف مہلت کی مدت گزر رہی ہے [illegible] کا انتظار ہے تمہیں پتہ [illegible] معلوم ہو جائے گا۔

۴۸ یعنی جب انہیں کہا جاتا ہے کہ سرکشی اور [illegible] کی روش ترک کر دو اور رب کے حضور میں تواضع و انکساری اختیار کرو اس کے احکام کے سامنے اپنی اکڑی ہوئی گردنیں جھکا دو۔ اس کے رسول کے فرمان کو تسلیم کرو [illegible] بات کبھی پسند نہیں آتی [illegible] کے لیے ان کے دل میں شوق پیدا ہی نہیں ہوتا [illegible] رکوع سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بنو ثقیف کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور نماز [illegible] کہنے لگے [illegible] جھکنا اور پھر سر کے بل گر پڑنا عیب کی بات ہے۔ تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لا خیر فی دین لیس فیہ رکوع ولا سجود اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رکوع و سجود نہ ہو [illegible] مسلمان [illegible] نماز ادا نہیں کرتے اور پھر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں [illegible] وہ اپنے انجام کے بارے میں خود سوچ لیں۔

۵۰ [illegible] اس شرف سے محروم ہیں ان کے لیے [illegible] کی کوئی بات [illegible] ہو سکتی ہے۔

۲۷؎ اگر وہ عقل و خرد سے کام لیتے اور غور و فکر کی صلاحیتیں بروئے کار لاتے تو قرآن کریم کے پیش کردہ دلائل و شواہد سے وہ اسی نتیجہ پر پہنچ جاتے۔ اس کتاب ہدایت کے ارشادات کے مطابق زندگی کی عمارتیں استوار کرتے لیکن ان بدنصیبوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے بعد اس سے زیادہ موثر، اس سے زیادہ شیریں، اس سے زیادہ حقیقت افروز کتاب انہیں کہاں نصیب ہوگی کہ اس پر ایمان لائیں گے۔ وہ ازلی بدبخت ہیں۔ ان کی قسمت میں ہدایت کی نعمت ہے ہی نہیں۔

○

اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد وإليك نسعى ونحفد ونرجو رحمتك ونخشى
عذابك إن عذابك بالكفار ملحق. اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا وشفيعنا
مُحَمَّدٍ
المبعوث رحمة للعالمين وعلى آله وأصحابه ومن تبعه إلى يوم الدين. رب أوزعني
أن أشكر نعمتك التي أنعمت علي وعلى والدي وأن أعمل صالحا ترضاه وأصلح لي في ذريتي إني تبت
إليك وإني من المسلمين. فاطر السماوات والأرض أنت وليي في الدنيا والآخرة توفني مسلما
وألحقني بالصالحين.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُوْرَۃُ النَّبَاِ

نام: اس سورت مبارکہ کا نام النبأ ہے جو دوسری آیت سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ اسے سورۃ عم، سورت عم یتساءلون اور المعصرات بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دو رکوع اور چالیس یا اکتالیس آیتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد ۱۷۳ اور حروف کی تعداد ۷۷۰ ہے۔

نزول: باتفاق علماء یہ عہد نبوت کی ابتدا میں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات اہل مکہ کے لیے حیرت انگیز تھی۔ وہ لوگ حضور کی باتیں سنتے اور حضور کے اعمال کا مشاہدہ کرتے تو ان پر عجیب قسم کی سراسیمگی طاری ہو جاتی۔ سب سے زیادہ جس چیز نے انہیں پریشان کر رکھا تھا وہ نبی کریم کا یہ ارشاد تھا کہ اس جہان رنگ و بو کے بعد ایک دوسرا جہان بھی ہے۔ اس چند روزہ زندگی کے بعد ایک ابدی زندگی بھی ہے جس کی انتہا نہیں۔ قیامت کے دن انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو قبروں سے نکال کر رب کائنات کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہاں ان سے ان کے چھوٹے بڑے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ ان کی عقل جس کی دقیقہ رسی پر انہیں بڑا گھمنڈ تھا اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھی۔ ہڈیاں جب مٹی میں مل جائیں گی، ان کی خشت غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کون جمع کرے گا اور پھر ان میں زندگی کیسے پھونکی جائے گی۔ وہ اس مسئلہ پر شب و روز غور کرتے، آپس میں بحث و تمحیص کرتے، ان کی مجلسوں میں اس موضوع پر بڑا گرم مباحثہ ہوتا لیکن وہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچتے۔ وقوع قیامت کو ماننے کے لیے وہ کسی طرح تیار نہ ہوتے۔ اس انکار میں ایک نفسیاتی جھلک بھی نمایاں نظر آتی تھی۔ اگر وہ وقوع قیامت کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کی زندگی کا سارا نقشہ تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔ اس معاشرہ میں انہیں عیش و عشرت کی جو آزادی میسر تھی، حسین و جمیل عورتوں کی محفلیں، عریاں سرکش اور بدمست جوانیاں ساری رات محو رقص رہا کرتیں، بادۂ ارغوانی کے جام پیہم مصروف گردش رہتے، جہاں کسی کمزور اور بے بس کا استحصال مباح تھا، جہاں ہر طاقتور اپنے سے کمزور کو ظلم کا نشانہ بنانا اپنا حق سمجھتا تھا۔ اگر روز حساب پر ایمان لاتے ہیں تو ان کو تمام خرافات سے دستکش ہونا پڑتا ہے جس کے لیے وہ تیار نہ تھے۔ اس سنگ گراں کو ان کی راہ سے ہٹانے کے لیے قرآن کریم میں متعدد بار بڑے مؤثر اور بڑے نصیحت آمیز دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

اس سورۂ مبارکہ میں بھی یہی موضوع زیر بحث ہے۔

پہلے تو دو لفظوں میں یہ بتا دیا کہ تمہارے اختلافات حقیقت سے بعید ہیں۔ قیامت ضرور برپا ہوگی، تم خود اپنی آنکھوں

اس کا مشاہدہ کریں گے اور اس کا اعتراف بھی کریں گے لیکن اُس وقت صرف قیامت پر ایمان لانا انہیں جہنم سے بچا نہ سکے گا۔

پھر ان کے اس اعتراض کا جواب دیا کہ ان کے منتشر ذرّوں کو کیسے جمع کیا جائے گا۔ بتایا کہ ان ذرّوں کو جمع کرنے والا وہ قادرِ مطلق اور حکیم و علیم خدا ہے جس کی قدرت اور حکمت کے جلوے تمہیں اس کی کبریائی کی گواہی دے رہے ہیں جو ایسے عجیب کام سر انجام دے سکتا ہے اس کے لیے تمہیں ازسرِ نو زندہ کرنا قطعاً مشکل نہیں ہے۔

اس کے بعد قیامت برپا کرنے کی حکمت بتائی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک انسان ساری عمر لوگوں پر ظلم و ستم کرتا رہے عیش کرتا رہے، دادِ عیش دیتا رہے، اپنے خالق کی نافرمانی کرتا رہے اور دوسرا شخص ساری عمر اپنے رب اور انسان کی خدمت کرتا رہے، دکھیوں کی غمخواری، محتاجوں کی امداد، یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی کرتا رہے۔ اپنے ربِ کریم کی اطاعت سے سرِ مُو انحراف نہ کرے ان دو شخصوں کے عمل میں اتنے سنگین تفاوت کے باوجود اس کا انجام یکساں ہو۔ اس سے بڑی ناانصافی اور کیا ہو سکتی ہے بنا بریں قیامت برپا کرنے میں حکمت یہی ہے کہ بدکاروں کو ان کی بدی کی سزا دی جائے اور نیکوں کو ان کی نیکی کا اجرِ عظیم مرحمت فرمایا جائے

آخر میں اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کر دیا جس میں اکثر کفار مبتلا تھے وہ کہا کرتے کہ اگر قیامت آ بھی گئی تو اس روز بھی اللہ کی نعمتیں ہمیں ہی ملیں گی۔ جس طرح دولت اور سرداری اس دنیا میں نصیب ہے قیامت کے دن بھی یہی ہمیں نصیب ہوگی۔ ہمارے جاہ و حشم، خدام اور دوسرے غلام اس وقت ہمارے ساتھ حاضر ہوں گے۔ اگر کسی فرشتے نے ہماری طرف دستِ تعدی دراز کیا تو ہمارے دیوتا جو اس کی بیٹیاں اور پیارے بیٹے ہیں ان کو سمجھا دیں گے اور یہ ہمارے بت جن کی ہم پرستش کرتے ہیں قیامت کے دن ہماری شفاعت کریں گے۔ اس لیے ہمیں ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ان کو آگاہ کر دیا گیا کہ اس قسم کی خام خیالیوں کو اپنے دل سے نکال دو۔ وہاں کسی کی مجال نہ ہوگی کہ وہ کسی کی شفاعت کے لیے زبان کھول سکے گا جس کو رحمٰن و رحیم نے منصبِ شفاعت پر سرفراز کیا ہوگا۔ تمہارے یہ بت اس روز خود دوزخ کا ایندھن بنیں گے تمہاری نجات کا انہیں کب خیال ہوگا۔ آخر میں تنبیہ فرما دی کہ آج روش اختیار کر لو اس فرصت کو غنیمت جانو ورنہ قیامت کے روز تمہاری حالت اتنی ناگفتہ بہ ہوگی کہ تم اپنی زندگی سے بیزار ہو گے اور بصد حسرت یہ کہہ رہے ہو گے۔ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ○ (کاش کہ میں مٹی ہو جاتا)

ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا

۹.۴-۷۷

سُورَةُ النَّبَإِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورہ النبأ مکی ہے اور یہ چالیس آیتوں پر مشتمل ہے اور اس میں دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ۝ الَّذِي هُمْ فِيهِ

[illegible]

مُخْتَلِفُونَ ۝ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ أَلَمْ نَجْعَلِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۙ وَّجَعَلْنَا

بنایا زمین کو بچھونا ف۶ اور پہاڑوں کو میخیں ف۷ اور ہم نے تم کو پیدا کیا [illegible] جوڑے جوڑے ف۸ اور ہم نے بنایا ہے

[illegible] تحقیق کے مطابق [illegible] ہے۔

[illegible] لیعلمون (روح)

ف۵ [illegible] کے متعلق [illegible] ہے

[illegible] اکثر مفسرین کے نزدیک [illegible] ہے

ف۶ منکرین قیامت سے [illegible] کہ کیا ہم نے [illegible] زمین کو [illegible] تمہاری [illegible] نشوونما [illegible] سب کی [illegible] پیدا کی گئی ہیں [illegible] حکمت [illegible] ہے [illegible] کے بعد [illegible]

ف۷ [illegible] زمین [illegible] پہاڑ [illegible] ہے۔

ف۸ اگر [illegible] ہے [illegible] جوڑے جوڑے [illegible] ایک [illegible] ہی [illegible] ہے [illegible] ذات [illegible] ہے [illegible] نہیں [illegible] مشکل نہیں۔

نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۙ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۪

تمہاری نیند کو راحت و آرام ف ۹ اور بنایا ہم نے رات کو پردہ پوش ف ۱۰ اور ہم نے دن کو روزی کمانے کے لیے بنایا ف ۱۱

ف اگر ان [illegible] میں غور [illegible] مختلف [illegible] کی حالت میں [illegible] دماغی یا جسمانی مشقت کرتے ہو تو تم تھک کر چور ہو جاتے ہو۔ [illegible] کام کرنے کی سکت باقی نہیں رہتی۔ [illegible] تمہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے کچھ وقت کے لیے تم دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے ہو۔ جملہ تفکرات اور رنجشوں سے تمہیں نجات مل جاتی ہے۔ کچھ دیر سونے کے بعد جب تم بیدار ہوتے ہو تو [illegible] تھکاوٹ کافور ہو چکی ہوتی ہے۔ جوش و نشاط کی کیفیت عود کر آتی ہے اور تم از سر نو جادۂ زندگی کا عزم کر لیتے ہو۔

ف ہم نے ہی [illegible] بنایا ہے [illegible] اگر ہم تمہیں نیند کی نعمت سے محروم کر دیں تو [illegible] [illegible] [illegible] کرم [illegible] نہیں [illegible] [illegible] ہوا۔

لفظ سُبات کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب لکھتے ہیں: وجعلنا نومکم سباتا ای قطعا للعمل من السبت القطع [illegible] [illegible] السبات النوم [illegible] [illegible] سباتا۔ یعنی سبات کا اصل معنی راحت [illegible] سبات [illegible] مستعمل ہوتا ہے۔

ف ۱۰ شب [illegible] رات [illegible] [illegible] [illegible] رات کو [illegible] اور کیا [illegible] بنایا ہے۔

ف ۱۱ معاشا ای سبب المعاش [illegible] [illegible] ہوتا ہے۔

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۙ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ۙ وَأَنْزَلْنَا

[illegible]

مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا ۙ لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ۙ وَجَنَّاتٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَلْفَافًا ۝ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ۝ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ۙ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۙ وَسُيِّرَتِ

تو تم چلے آؤ گے فوج در فوج [illegible] اور کھول دیا جائے گا آسمان تو وہ دروازے ہی دروازے بن جائے گا [illegible] اور حرکت میں لائے جائیں گے

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۗ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۙ لِّلطَّاغِينَ

پہاڑ اور وہ سراب بن جائیں گے [illegible] درحقیقت جہنم ایک گھات ہے [illegible] سرکشوں کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَاٰبًا ﴿٢٢﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَآءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ

مگر کھولتا پانی اور [illegible] پیپ [illegible] ان کے [illegible] کا پورا بدلہ [illegible] یہ لوگ [illegible] حساب کی توقع ہی نہیں

حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾

رکھتے تھے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو [illegible] جھٹلایا [illegible] اور ہر چیز ہم نے [illegible] کر رکھی تھی

فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾

پس اب مزا چکھو [illegible] ہم تم پر [illegible] عذاب [illegible] کامیابی [illegible] ہے

حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَكَأْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾

[illegible] باغ ہیں اور انگور [illegible] اور [illegible] چھلکتا جام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۚ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۙ

نہ سنیں گے وہاں کوئی بیہودہ بات اور نہ جھوٹ ۔ یہ بدلہ ہے آپ کے رب کی طرف سے کافی انعام ۲۵

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ

جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے حد مہربان ۲۶ نہیں طاقت ہو گی کسی کو کہ بات کر سکے اس سے

خِطَابًا ۚ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا

اس دن کا خیال ۲۷ جس دن روح اور دوسرے فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے ۲۸ کوئی بات نہ کر سکے گا بجز اس

۲۵ آپ کے رب کی طرف سے [illegible]

۲۶ [illegible]

۲۷ [illegible]

۲۸ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے [illegible]

مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ

[illegible] ٹھیک بات کہے [illegible] دن برحق ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] جبریل علیہ السلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شفاعت [illegible]

[illegible]

[illegible]

اللھم صل علی شفیع الامم [illegible]

[illegible]

[illegible]

شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ

[illegible]

يَّنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝

دیکھے گا ہر شخص (اس دن) [illegible] جو اس نے آگے بھیجے تھے اور کافر (بصد حسرت) کہے گا کاش! میں خاک ہوتا ۴۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

○

[illegible]

○

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃ النّٰزعٰت

نام: اس سورۃ کا نام النازعات ہے جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس کے علاوہ اس کو 'ساھرۃ' اور الطامۃ بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں دو رکوع، چالیس آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد ایک سو ستانوے اور حروف کی تعداد سات سو ترپن ہے۔

نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس کا نزول سورۃ 'النبا' کے معاً بعد ہوا۔ گویا یہ بھی بعثت کے آغاز میں نازل ہوئی۔

مضامین: اہل مکہ کسی قیمت پر وقوع قیامت کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ ان کی اسی الجھن کو دور کرنے کے لیے اس سورت میں بھی خصوصی توجہ مبذول کی گئی ہے۔

امر تکوینی کی انجام دہی پر جو ذی شان فرشتے مقرر ہیں ان کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ دنیا بھر کے کفار و مشرکین اگر اس کا انکار بھی کرتے رہیں اور اس کے ناممکن ہونے کا فتویٰ بھی صادر کرتے رہیں اور اس کے وقوع پذیر ہونے پر ہنسی تمسخر اور بیہودگی کا مظاہرہ بھی کرتے رہیں تب بھی قیامت برپا ہو کر رہے گی۔ خداوند ذوالجلال کا یہ اعلان وقوع قیامت کی خبر دینے سے ہی اتنا قابل یقین ہے۔ بات اسی پر ختم کر دی جاتی تو مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہ تھی لیکن اس کے بعد ان کے اس اعتراض کا بھی جواب دیا جو وہ بڑی شدومد سے کیا کرتے تھے کہ جب ہڈیاں بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گی اور ہوا کے تیز جھونکے ان کو زمین کے گوشہ گوشہ میں بکھیر دیں گے، ان ذرات کو پھر یکجا کرنا اور ان میں روح پھونکنا قطعاً ممکن نہیں۔ اس کا جواب یہ کہہ کر دیا کہ جس چیز کو تم ناممکن تصور کر رہے ہو اس کے لیے تو صرف ہمارے ایک جھڑکنے کی ضرورت ہے۔ سب قبروں سے نکل کر میدان حشر میں کھڑے ہو جائیں گے۔ تم ایسا نہیں کر سکتے یہ درست ہے۔ تم ان بکھرے ہوئے ذروں کے اکٹھا کرنے کو نہیں جانتے یہ درست ہے۔ تم ان میں از سر نو روح نہیں پھونک سکتے یہ درست ہے لیکن کیا خالق کائنات بھی ایسا نہیں کر سکتا؟ کچھ تو سوچو کچھ تو عقل سے کام لو۔

پھر انہیں بتایا گیا کہ ان سے پہلے بھی اس قسم کے سرکش لوگ گزرے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ انہیں اپنی قوت و سلطنت پر بڑا ناز تھا لیکن جب غضب الٰہی کی بجلی کوندی تو ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ فرعون کو اے اہل مکہ! تم سب جانتے ہو اس نے میری مخلوق پر جو مظالم کیے میرے کلیم کے خلاف جو محاذ آرائی کی اس کا

انجام تمہیں خوب معلوم ہے۔ اگر تم اپنے آپ کو اس عبرت ناک انجام سے بچانا چاہتے ہو تو فرعونی روش کو ترک کر دو۔ میرے حبیب کی نافرمانی چھوڑ دو جو دعوت وہ تمہیں دے رہا ہے اس کو بلا پس و پیش قبول کر لو۔ [illegible] اس کے بعد پھر اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے شواہد پیش کیے اور لوگوں کو دعوت دی کہ چشم بصیرت کھولیں اور خود فیصلہ کریں کہ جو ذات ان امور پر قادر ہے اس کے لیے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا ذرا مشکل نہیں۔ ساتھ ہی وقوع قیامت میں جو حکمت ہے اس کا ذکر فرمایا۔

کفار بار بار پوچھتے کہ اگر قیامت آنی ہے تو آپ ذرا اس کی تاریخ تو بتا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب! اس کی تاریخ بیان کرنا آپ کے فرائض میں سے نہیں اور حکمت الٰہی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ سربستہ راز ہی رہے۔ آپ کا بس اتنا ہی فرض ہے کہ آپ انہیں ڈراتے رہیں تاکہ یہ لوگ اپنی بروقت اصلاح کر لیں۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
۹-۳-۷۷

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ النازعات مکی ہے اس کی چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾

قسم ہے ان فرشتوں کی جو [illegible] ۱ [illegible] ۲ اور [illegible] تیرتے پھرنے والے ہیں ۳

۱۔ اس سورت کا آغاز بھی پانچ قسمیں کھا کر کیا گیا ہے یہاں بھی مقسم بہ کے بجائے ان کے صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے ان کے تعیین میں اختلاف ہے کہ وہ کون ہیں [illegible] صرف جمہور کے قول کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

پہلا قول یہ ہے کہ یہ فرشتوں کی صفت ہیں [illegible] النزعت سے ان فرشتوں کی [illegible] جو جسموں میں غوطہ لگا کر بڑی سختی اور شدت سے [illegible] النزع جذب بالشدۃ کسی چیز کو جھٹک کر کھینچا جاتا ہے اور جب اس پر غرقا کا اضافہ کر دیا جائے تو پھر اس شدت میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ [illegible] اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روحوں کو قبض کرتے ہیں کیونکہ جب موت کی گھڑی آتی ہے تو ان کی روح جسم سے نکلنے سے انکار کر دیتی ہے۔ فرشتے اس کے رگ و ریشہ میں گھس کر اس کو کھینچ لیتے ہیں۔

۲۔ النشط الاخراج برفق وسہولۃ کسی چیز کو بڑی آسانی سے باہر نکالنے کو عربی میں نشط کہتے ہیں جیسے کنویں سے پانی کا ڈول نکالا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مومنوں کی روحوں کو قبض کرتے ہیں۔ مومن چونکہ اپنے رب حقیقی کے وصال کے لیے بے تاب ہوتا ہے [illegible] اس لیے جب فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لیے آتے ہیں [illegible] اشارہ ملتے ہی وہ بدن کی [illegible] نکل آتی ہے۔

۳۔ سبح کا معنی پانی میں تیرنا [illegible] اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو ان روحوں کو [illegible]

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ۝ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝

[illegible]

يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا

[illegible]

نَخِرَةً ۝ قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی ۝۱۵ اِذْ نَادٰىهُ

پھر وہ (اسی وقت) کھلے میدان میں موجود ہوں گے ۱۱؎ اے حبیب کیا پہنچی ہے آپ کو موسیٰ کی خبر؟ جب ان کے رب نے

رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۶ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۱۷

انہیں طویٰ کی مقدس وادی میں پکارا تھا ۱۲؎ کہ جاؤ فرعون کے پاس وہ سرکش بن گیا ہے

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى ۝۱۸ وَ اَهْدِیَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝۱۹

پس اس سے دریافت کرو کیا تیری خواہش ہے کہ تو پاک ہو جائے اور میں تیری رہنمائی کروں تیرے رب کی طرف تاکہ تو اس سے ڈرنے لگے ۱۳؎

[illegible]

[illegible]

[illegible] السَّاهِرَة [illegible] (قرطبی)

[illegible]

[illegible]

فَأَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿٢١﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿٢٢﴾

[illegible]

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿٢٣﴾ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلٰى ﴿٢٤﴾ فَأَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ

[illegible]

الْاٰخِرَةِ وَالْأُولٰى ﴿٢٥﴾ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٢٦﴾ ءَأَنْتُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمۡكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَ

کیا تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کا؟ اس نے اسے بنایا ۱۸ اس کی چھت کو خوب اونچا کیا پھر اس کو درست کیا ۱۹ اور

اَغۡطَشَ لَیۡلَهَا وَ اَخۡرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾

تاریک کیا اس کی رات کو اور ظاہر کیا اس کے دن کو ۲۰ اور زمین کو اس کے بعد بچھا دیا ۲۱

۱۸ دلائلِ قیامت کا سلسلہ جو درمیان میں منقطع کر دیا گیا تھا پھر شروع کیا جا رہا ہے۔ فرمایا: منکرو! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنا بڑا مشکل کام ہے تو پہلے اس حقیقت کے خلاف یہ آسمان جس کی پہنائیوں اور وسعتوں کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا، جس میں ان گنت ستارے اور کہکشائیں محیرالعقول رفتار سے [illegible] ان سب کو کس نے پیدا کیا ہے۔ اگر تم عقل و انصاف سے بالکل محروم نہیں ہو گئے ہو تو یہ سوال سمجھ سکتے ہو کہ جو علیم و قدیر ہے اس کے لیے تمہیں پیدا کرنا کون سا مشکل ہے۔

۱۹ آسمان کی تخلیق میں اپنی قدرت کے اظہار کی طرف اشارہ ہے۔ سَمۡك کا معنی سقف، چھت ہے۔ یعنی آسمان کو بہت اونچا کیا اور [illegible] متوازن اور درست [illegible] اس کی بلندی کا اتنا اونچا کر دیا ہے کہ تم اس کو چھو نہیں سکتے۔ پھر اس کی ساخت ایسی درست کر دی ہے کہ اس میں کوئی عیب یا کمی نہیں اور کوئی شگاف نہیں۔

۲۰ رات کی تاریکی اور دن کے اجالے کو آسمان کی طرف منسوب کیا کیونکہ اس کا تعلق آفتاب کے طلوع و غروب سے ہے جو اجرامِ سماوی میں سے ہے۔ اغطش لیلہا ای جعلہ مظلما

۲۱ دحا الارض یدحوھا دحوا: بسطھا۔ زمین کو پھیلا دیا، بچھا دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ کی ایک اور دلیل بیان فرماتے ہیں کہ اسی نے اس زمین کو [illegible] بچھایا ہے تاکہ تم [illegible] آسانی سے زندگی بسر کر سکو۔

اس مقام پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ زمین کی تخلیق آسمان کی تخلیق اور تسویہ کے بعد ہوئی لیکن سورۂ بقرہ کی آیت هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ اور حم السجدہ میں یہ صراحت ملتی ہے کہ زمین کی تخلیق پہلے ہوئی اور آسمان کو اس کے بعد پیدا کیا گیا۔ [illegible] زمین کو پہلے بنایا گیا اس کے بعد آسمان کی تخلیق ہوئی [illegible] آسمان کی تخلیق کے بعد [illegible] ہے۔ لیکن اس کا جواب [illegible] کیونکہ ان آیات میں صراحت موجود ہے۔ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا [illegible] پیدا کیا گیا اور اس کے بعد آسمان کی طرف توجہ فرمائی [illegible] زمین میں [illegible] زندگی کی ضروریات [illegible] اس وقت جناب [illegible] اس کو پیدا کیا گیا [illegible]

أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ۝٣١ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ۝٣٢ مَتَاعًا لَّكُمْ

نکالا اس سے اس کا پانی اور اس کا چارہ اور پہاڑ گاڑ دیے سامان زیست ہے تمہارے لیے

وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝٣٣ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ۝٣٤ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ

اور تمہارے مویشیوں کے لیے ۲۳ پھر جب آئے گی سب سے بڑی آفت ۳۴ اس دن انسان یاد کرے گا جو

الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ۝٣٥ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ۝٣٦ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ۝٣٧

دوڑ دھوپ اس نے کی تھی ۳۵ اور ظاہر کر دی جائے گی جہنم ہر دیکھنے والے کے لیے ۳۶ پس جس نے سرکشی کی ہو گی

[illegible] حضرت ابن عباس [illegible] [illegible] حضرت شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں [illegible] حضرت ابن عباس [illegible] چنانچہ آیت [illegible] بعد ذلک دحیہا [illegible]

۲۳ پانی کے چشمے جاری کر دیے [illegible]

[illegible]

۳۴ اب بڑا ہولناک قیامت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ الطامۃ [illegible] سب مصیبتوں سے بڑی مصیبت کو الطامۃ کہتے ہیں [illegible] جیسے کہتے ہیں جاء السیل فطم الرکیۃ یعنی سیلاب آیا اور اس نے تمام کنوؤں اور گڑھوں کو بھر دیا [illegible]

۳۵ اس وقت انسان کو اپنے [illegible]

وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۙ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۗ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ

اور ترجیح دی ہوگی دنیوی زندگی کو تو دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگا اور جو

خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ

ڈرتا رہا ہوگا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور روکا ہوگا اپنے نفس کو ہر بری خواہش سے یقیناً جنت ہی

هِيَ الْمَاْوٰى ۗ﴿۴۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۗ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ

اس کا ٹھکانا ہوگا یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی آپ کو اس کے بیان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنْ ذِكْرٰىهَا ؕ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ؕ ﴿٤٤﴾ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ؕ ﴿٤٥﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿٤٦﴾

گویا وہ جس دن اس کو دیکھیں گے (انہیں یوں محسوس ہوگا کہ وہ دنیا میں) نہیں ٹھہرے تھے مگر ایک شام یا ایک صبح [illegible]

[illegible]

[illegible]

○

اللهم اجعلنا من السعداء الذين [illegible] بفضلك واتباع حبيبك الكريم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۂ عبس

نام : اس سورت کا نام عبس ہے جو اس سورت کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں ایک رکوع، بیالیس آیتیں، ایک سو تیس کلمات اور پانچ سو تینتیس حروف ہیں۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے خالہ زاد بھائی تھے اور ان خوش نصیبوں میں سے تھے جن کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے، وہ نابینا تھے۔ ایک روز بارگاہ رسالت میں شیبہ، عتبہ پسران ربیعہ، ابوجہل، امیہ ابن خلف، ولید ابن مغیرہ، عباس ابن عبدالمطلب اور دیگر سرداران قریش حاضر تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی دلسوزی اور محبت سے انہیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکالنے کی کوشش فرما رہے تھے۔ "حریص علیکم" کی شان اپنے پورے جوبن پر تھی۔ دریں اثنا عبداللہ ابن ام مکتوم حاضر ہوئے۔ نابینا ہونے کی وجہ سے محفل کا رنگ نہ دیکھ سکے۔ انہوں نے اپنے شوقِ فراواں سے مجبور ہو کر آتے ہی عرض کی "یا رسول اللہ علمنی مما علمک اللہ" (اے اللہ کے رسول! جو اللہ نے آپ کو سکھایا اس میں سے مجھے بھی سکھائیے)۔

یہ مداخلت بیجا حضور کو پسند نہ آئی۔ رخ انور پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوئے۔ آداب مجلس کا تقاضا بھی یہی تھا کہ جو سلسلہ کلام پہلے شروع تھا جب وہ ختم ہو جاتا تو نئی بات چھیڑی جاتی۔ یہاں تو حضور تبلیغ کا نہایت اہم ترین فریضہ ادا کرنے میں مصروف تھے۔ عبداللہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس بے شمار مواقع تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ کی دلجوئی کے لیے یہ سورت مبارکہ نازل فرمائی تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ اس بارگاہ میں شکستہ دلوں اور دل فگاروں کی جو قدر و منزلت ہے وہ کسی اور کی نہیں۔

یہاں ایک چیز غور طلب ہے۔ قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے وہاں محبت پیار اور دلجوئی کی جھلک دکھائی گئی ہے لیکن ان مقامات کے برعکس یہاں اسلوب بیان بڑا جلالی ہے۔ انداز خطاب میں تندی کا پہلو غالب ہے۔ بظاہر غلطی حضرت عبداللہ کی ہے کہ انہوں نے مجلس نبوت کے آداب کا پاس نہ رکھا نیز حضور کسی اپنے ذاتی کام میں مصروف نہ تھے بلکہ "بلغ ما انزل الیک" کے حکم کی تعمیل میں مشغول تھے جیسے تو چاہیے تھا کہ عبداللہ کو سرزنش کی جاتی کہ انہوں نے فرائض نبوت کی ادائیگی میں مداخلت بیجا کی ہے لیکن ان کے بجائے اپنے

[illegible] آپ نے [illegible] کا خیال [illegible] اس میں کیا حکمت ہے
آیت میں [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو [illegible] کی ایک غلطی کا ازالہ مقصود ہے
جس میں وہ بری طرح مبتلا تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اسلام کو ان کی بڑی ضرورت ہے۔ ان کے مسلمان ہونے سے اسلام کو
چار چاند لگ جائیں گے [illegible] اسلام کی عزت اور ترقی [illegible] اسلام کو جس ضرورت نہیں اس لیے جس
شکل میں وہ موجود ہیں کسی دوسرے شخص کو [illegible] نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی [illegible] آیت
میں ان کی اس غلطی کو دور کیا [illegible] ہوتی ہے [illegible] اخلاص اور [illegible] ظاہر ہوتا ہے۔
[illegible] جس شخص کے پاس دولت اور جاہ و منصب [illegible] ہے جس کے دین میں [illegible] نہیں
اس کی [illegible] کوشش میں [illegible] ہمیں اسلام کی ضرورت ہے تاکہ اس کی برکتوں [illegible] سے ان کا [illegible] مستقبل
درخشاں ہو جائے۔ اسلام کو ان کی قطعاً ضرورت نہیں۔ مگر وہ اس سے [illegible] ہوں گے [illegible] خوش نصیب اور
چشمہ شیریں سے اگر سیراب ہوں گے۔ [illegible] آیت تک [illegible] اور [illegible] کی اس غلطی کو
دور کر دیا۔ آیت کے [illegible] ایک اہم ضرورت کے پیش نظر [illegible] کی گئی۔

جو لوگ اس آیت سے [illegible] کرتے ہیں [illegible] کے کام میں
[illegible] اسماعیل [illegible] کہتے ہیں کہ حضرت [illegible] امام [illegible]
[illegible] آپ نے [illegible] اس کا [illegible] کر دیا [illegible]
اس کی [illegible] ہو جائے [illegible] اس لیے [illegible]
اور [illegible] ایمان [illegible] اسلام [illegible] ایمان [illegible]
آیت [illegible] ایک [illegible] شروع ہوتا ہے [illegible] کی کیفیت بتائی جا رہی ہے [illegible]
[illegible] اس [illegible]
[illegible] ہو سکتی ہے۔
آیت نمبر ۲۳ سے [illegible] احوال قیامت کی طرف [illegible] اس [illegible] کے [illegible] شروع کرتے

نیو ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
۲۳-۳-۸۴

سورة عبس مكية وهي اثنتان واربعون اية وفيها ركوع واحد

سورۂ عبس مکی ہے اس کی بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان بیحد رحم فرمانے والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ① اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ② وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ③

[illegible]

[illegible] یہ آیات نازل ہوئیں

[illegible]

[illegible]

عبداللہ بن ام مکتوم کے دل پر [illegible] بلکہ بہت سے [illegible]

[illegible]

قطرۂ آب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان آیات کے نزول کے بعد [illegible] جب حضرت عبداللہ بن ام مکتوم آتے تو حضور [illegible] مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی [illegible]

[illegible]

۲ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم [illegible] حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پھوپھی زاد بھائی تھے

۳ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] صدق دل سے اس پر عمل کرتا [illegible]

أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ۝ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ۝ فَأَنتَ لَهُ

یا وہ غور و فکر کرتا تو نفع پہنچاتی اسے یہ نصیحت ۔ لیکن وہ جو پروا نہیں کرتا ۔ تو آپ اس کی طرف

تَصَدَّىٰ ۝ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ ۝ وَأَمَّا مَن جَاءَكَ يَسْعَىٰ ۝

توجہ کرتے ہیں ۔ اور آپ پر کوئی الزام نہیں اگر وہ سنورنا نہ چاہے ۔ اور جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا

وَهُوَ يَخْشَىٰ ۝ فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ۝ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن

اور وہ ڈرتا بھی ہے ۔ تو آپ اس سے بے رخی فرماتے ہیں ۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیے یہ تو نصیحت ہے ۔ سو جس کا

[illegible]

[illegible]

طرف سے بے رخی کرنا آپ کے شایان شان نہیں۔

شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝١٢ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝١٣ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ ۝١٤ بِاَيْدِيْ

[illegible]

سَفَرَةٍ ۝١٥ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۝١٦ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝١٧ مِنْ اَيِّ

[illegible]

شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝١٨ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝١٩ ثُمَّ السَّبِيْلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَسَّرَهُ ۝٢٠ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۝٢١ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ۝٢٢ كَلَّا لَمَّا

[illegible]

يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ۝٢٣ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ۝٢٤ أَنَّا صَبَبْنَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنْۢبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾

[illegible] پانی برسایا   پھر [illegible] زمین کو   پھر [illegible] اس میں [illegible]

وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَّزَيْتُونًا وَّنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَّفَاكِهَةً

اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے باغ اور [illegible]

وَّأَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَإِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾

اور گھاس   سامان زیست تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے [illegible]   پھر جب [illegible] شور [illegible]

[illegible]

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَ

اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور

بَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ

بیٹوں سے ہر شخص کو ان میں سے اس دن ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے سب سے بے پروا کر دے گی کتنے ہی چہرے

يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ

اس دن روشن ہوں گے ہنستے ہوئے خوشیاں مناتے اور کتنے منہ

يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ

اس دن ان پر گرد پڑی ہوگی ان پر سیاہی چڑھی ہوگی یہی وہ کافر اور

الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾

بدکار لوگ ہوں گے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃُ التکویر

نام : پہلی آیت میں کُوِّرَتْ باب تفعیل سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے جس کا مصدر تکویر ہے یہی اس سورۃ کا نام ہے۔

زمانہ نزول : آیات کا اسلوب گواہی دے رہا ہے کہ یہ آغاز رسالت کے عہد میں نازل ہوئی۔ نیز جن دو مضمون قیامت اور رسالت کو جس وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

مضامین : قیامت اور رسالت کے بارے میں یہاں دلائل و شواہد ذکر کیے جا رہے ہیں۔ قیامت کے دو مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ ہے جب یہ موجودہ نظام کائنات درہم برہم کر دیا جائے گا۔ سورج جیسا نورانی کرہ بے نور ہو جائے گا نہ اس کی تابانیاں رہیں گی اور نہ ان گنت ستارے چمکتے رہیں گے۔ فلک بوس پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑنے لگیں گے۔ چرند پرند کی حالت دیدنی ہو گی۔ اس کے بعد اس کے دوسرے مرحلے کا ذکر فرمایا گیا جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا ہر چیز اپنی اپنی قبروں سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہو گی اور سب کو بارگاہ خداوند ذو الجلال میں حساب کے لیے پیش کر دیا جائے گا۔ ایک طرف آنکھوں کے سامنے دوزخ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے، دوسری طرف جنت اپنی تمام زینت اور آرائش کے ساتھ بندگان خدا کے لیے چشم براہ ہو گی۔

ذکر قیامت کے بعد رسالت کا تذکرہ فرمایا۔ پہلے متعدد قسمیں کھائیں پھر بتایا کہ حامل قرآن اللہ کا رسول ہے۔ یہ کلام جو وہ تمہیں پڑھ کر سناتا ہے۔ یہ نہ اس نے خود تالیف کیا ہے اور نہ کسی نے اسے سکھایا اور پڑھایا ہے بلکہ ایک معزز و محترم فرشتہ جس کی امانت و دیانت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ وہ وحی اللہ کی جانب سے لے کر آیا ہے۔

اے نادانو! اس چشمۂ شیریں کو چھوڑ کر تم سراب کے پیچھے کیوں دوڑے جا رہے ہو۔ ذرا ہوش سے کام لو اپنی عاقبت برباد نہ کرو۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۴ - ۳۰ - ۷۷

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ التکویر مکی ہے [illegible] اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے [illegible] اس میں ۲۹ آیات ہیں

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ

یاد کرو جب سورج لپیٹ دیا جائے گا ۱ اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے ۲ اور جب پہاڑوں کو [illegible]

سُيِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝ وَ

جائے گا ۳ اور جب [illegible] اونٹنیاں [illegible] اور جب وحشی جانور [illegible] جائیں گے ۵ اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ

جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے ۔ اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑ دی جائیں گی ۔ اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی

سُئِلَتْ ۝٨ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠ وَإِذَا

سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے باعث ماری گئی ۔ اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے ۔ اور جب

[illegible]

[illegible] ہو جائیں گے

[illegible]

[illegible]

قال الحسن. ألحق كل امرئ بشيعته ۔ [illegible] ملحقاً الأرواح بالأجساد [illegible] قیامت کے دن

ارواح کو جسموں کے ساتھ ملا دیا جائے گا (بحر)

[illegible]

قبائل میں [illegible] حضرت [illegible] آیا [illegible] بہت تھیں۔ ① [illegible] عرب کی [illegible] بچیوں کو [illegible]
[illegible]
[illegible] ② [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

مشہور شاعر فرزدق کے دادا صعصعہ بن ناجیہ [illegible]
[illegible] صعصعہ بن ناجیہ المجاشعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]
[illegible] (روح المعانی)

چنانچہ فرزدق اپنے دادا کے اس کارنامہ پر فخر کرتا ہے۔ اس کا ایک شعر ہے

وجدی الذی منع الوائدات فاحیا الوئید فلم یوأد

میرا دادا وہ ہے [illegible]

لیکن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

---

① [illegible]
[illegible]

② امام مسلم کی روایت ہے من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامۃ انا وھو کھاتین وضم اصابعہ۔ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے یہ فرمایا اور اپنی انگلیوں کو باہم پیوست کر دیا۔

③ ابو داؤد کی روایت ہے من کانت لہ انثی فلم یئدھا ولم یھنھا ولم یؤثر ولدہ علیھا ادخلہ اللہ الجنۃ۔ جس کی ایک بچی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، اس کی توہین نہ کرے، اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح نہ دے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

آخر میں تعلیم نبوی کی ہمہ گیری کا اندازہ کرنے کے لیے آپ یہ حدیث پڑھ لیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لسراقۃ بن جعشم الا ادلک علی اعظم الصدقۃ او من اعظم الصدقۃ قال بلی یا رسول اللہ قال ابنتک المردودۃ الیک لیس لھا کاسب غیرک۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ بن جعشم سے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے صدقہ پر آگاہ نہ کروں؟ عرض کی ضرور، فرمایا تیری وہ بیٹی جو طلاق پا کر یا بیوہ ہو کر تیری طرف لوٹ آئے اور تیرے سوا اس کے لیے کمانے والا کوئی نہ ہو۔

کثیر التعداد احادیث میں سے صرف چند احادیث یہاں ذکر کی گئی ہیں۔ حضور کے ان ارشادات اور اپنے طرز عمل اور تربیت کے ساتھ آپ کا ارشادات و رحمت و پیار اور مہربانی کا برتاؤ کہ وہ لوگ جو سبب تھے بچیوں کے باعث بچیوں کے قتل میں صرف اہل عرب کے طبقات میں ہی انقلاب نہیں آیا بلکہ دنیا بھر میں بچیوں کی قدر و منزلت بلند ہو گئی۔

اب اس آیت کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اس کے سنگدل باپ سے باز پرس کی جاتی کہ تم نے بچی کو کیوں قتل کیا لیکن یہاں اسی مظلوم بچی سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس جرم میں قتل کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو مخاطب کیا جانا بھی گوارا نہیں کیا گیا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ کمال الغیظ والسخط لوائدھا واسقاط لہ عن درجۃ الخطاب والمبالغۃ فی تبکیتہ۔ یعنی اس انداز میں ظالم باپ پر شدید غضب کا اظہار کیا گیا، اس کو مخاطب بنانے کے قابل بھی نہ سمجھا گیا اور اس کی سخت ترین سرزنش بھی ہو گئی۔

نیز اللہ تعالیٰ اگر اس کے ظالم باپ سے ہی پوچھتا تو اس کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع مل جاتا۔ اس لیے مناسب یہی تھا کہ مظلوم سے پوچھا جائے تاکہ وہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی داستان بیان کرے۔

اس میں ایک اور حکمت بھی ہے وہ یہ کہ دنیا میں کئی مظلوم ایسے ہیں جنہیں قتل کر دیا جاتا ہے لیکن ان کا انتقام لینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ کیا ان کی مظلومیت یونہی رائیگاں چلی جائے گی؟ ان کے ظالم ان کی مظلومیت پر ہنستے رہیں گے اور ان کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا؟ قیامت کا دن ان مظلوموں کی داد رسی کا دن ہو گا جب ان کے قاتل بھی ان کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور ان کو ان کی مظلومیت کا بدلہ دیا جائے گا۔ ان معصوم اور بے بسوں کی فریاد سنی جائے گی اور ان کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔

اس سوال میں قیامت کے برپا ہونے کی حکمت کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا کہ اگر قیامت برپا نہ ہو تو ان مظلوموں کی داد رسی کون کرے

السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾

آسمان کی کھال ادھیڑ دی جائے گی؎ اور جب جہنم دہکائی جائے گی اور جب جنت قریب کر دی جائے گی

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ أَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾ فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ

(تو اس دن) ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے؎ پس میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے سیدھے چلنے والے (اور) چھپ جانے

الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ إِنَّهُ

والے ستاروں کی؎ اور رات کی جب وہ ڈھلنے لگے؎ اور صبح کی جب وہ سانس لینے لگے کہ یہ (قرآن) ایک

صورت ہو سکتی ہے [illegible] اس سے بڑی دلیری اور کیا ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں [illegible] سے زیادہ کوئی جرم نہیں۔

لے قیامت کے روز [illegible] کشط کہتے ہیں کسی کی کھال ادھیڑنے کو۔ معنی الکشط السلخ یعنی آج آسمان [illegible] کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو اس کے جلال و جمال کی [illegible] لیکن اس روز جب اس کی کھال اتار دی جائے گی تو جلال و جمال سب ختم ہو جائے گا اور اس کے پیچھے [illegible] وحشت ہی وحشت رہ جائے گی۔

لے اس وقت مخلوق کے سامنے پیش ہو جائیں گے [illegible] اس وقت ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اپنی زندگی میں کیا کھویا کیا پایا؟ اس کے اعمال نیک و بد اس کے سامنے کھل کر آ جائیں گے۔

یہاں تک سورت کا ایک حصہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد [illegible] حضور کی صداقت کا بیان۔

لے خنس، جوار، الکنس ان کے معنی ملاحظہ کریں۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں الخنس جمع خانس من الخنوس وهو الانقباض والاستخفاء۔ خنس کا واحد خانس ہے جو خنوس سے مشتق ہے۔ اس کا معنی سمٹ جانا اور چھپ جانا ہے۔ الجوار جمع جاریۃ من الجری وهو السیر السریع۔ جوار کا واحد جاریۃ ہے جو جری سے مشتق ہے۔ اس کا معنی تیزی سے گزرنا۔

الکنس جمع کانس و کانسۃ من کنس الوحش اذا دخل کناسہ۔ کنس کا واحد کانس اور کانسۃ ہے۔ یہ کنس الوحش سے ماخوذ ہے [illegible] یہاں [illegible] ستارے مراد ہیں۔ آپ [illegible] دن کے وقت [illegible] چھپ جاتے ہیں اس لیے انہیں خنس کہا اور رات کے وقت [illegible] اس لیے انہیں کنس کہا [illegible] ابن ابی حاتم نے [illegible] نقل کیا ہے [illegible] زحل، عطارد، مشتری، مریخ اور زہرہ [illegible] پانچ ستارے مراد ہیں۔ ان کو علم نجوم [illegible] کہتے ہیں۔

لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾

معزز قاصد کا (لایا ہوا) قول ہے ۱۶ جو قوت والا ہے مالک عرش کے ہاں عزت والا ہے

مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ

سب فرشتوں کا سردار (اور) وہاں کا امین ہے اور تمہارا یہ ساتھی کوئی مجنون تو نہیں ۱۷ اور بلاشبہ دیکھا اس نے اس

بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ

(جبرئیل) کو روشن کنارہ پر ۱۸ اور یہ (نبی) غیب (بتانے) میں بخیل نہیں ۱۹ اور نہیں یہ قرآن

یہ کہ ان کی رفتار کا حال کیسا ہے [illegible] ایک سمت کی طرف جا رہے ہیں، پھر وہ اس کے پیچھے دوسری سمت کی طرف لوٹتے ہیں۔ کبھی وہ متحرک [illegible] اس صورت میں خنس کا معنی رجوع یعنی پیچھے پلٹنا ہوگا اور کنس کا معنی استتار [illegible] اس کا اپنے مغیب میں چھپ جانا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۱۲ عسعس کے دو معنی کیے گئے ہیں [illegible] رات کے اختتام کے وقت بھی ہوتا ہے اور [illegible] ابتدائے شب میں [illegible] پہلی صورت میں [illegible] رات جب [illegible] اور دوسری صورت میں [illegible] رات جب جانے لگے۔

۱۳ تنفس۔ جب صبح سانس لے یعنی جب اس کی روشنی پھیلنے لگے۔ زمخشری کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب صبح طلوع ہوتی ہے تو نسیم [illegible] چلتی ہے۔

۱۴ یہاں قسمیں کھانے کے بعد [illegible] قرآن [illegible] لوگوں کو [illegible] یہ [illegible] صفات [illegible] بیان کر رہا ہے [illegible] ان کی عظمت [illegible] کلام [illegible] ہوگی

۱۵ [illegible] جبرئیل [illegible] کلام [illegible] کبھی [illegible] بعثت سے پہلے چالیس سال کا عرصہ انہوں نے تمہارے ساتھ بسر کیا ہے [illegible] تمہاری آنکھوں کے سامنے [illegible] امانت [illegible] اعلان [illegible] اس کے [illegible] تو [illegible] نہیں کر سکتے

بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝۲۵ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝۲۶ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

کسی شیطان مردود کا قول نہیں ف۱ پھر تم [illegible] کدھر جا رہے ہو ف۲ یہ تو بس نصیحت

لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۲۷ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝۲۸ وَمَا تَشَآءُوْنَ

سب اہل جہان کے لیے ف۳ [illegible] جو تم میں سے سیدھی راہ چلنا چاہے اور تم نہیں چاہ سکتے

ف۱ [illegible] آسمان کے افق پر اس کو ان آنکھوں سے دیکھا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کا کلام ہے [illegible] کہ وہ [illegible] بیان ہوا ہے۔

ف۲ [illegible]

مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس آیت پر تفسیری حاشیہ لکھا ہے [illegible] ہدایت ہو سکتی ہے لکھتے ہیں:

[illegible] تفسیر عثمانی، [illegible]

[illegible]

ف۳ [illegible]

ف۴ جس طرح [illegible] رحمۃ للعالمین ہے [illegible] کتاب بھی ذکر للعالمین ہے [illegible] قیامت تک کے لیے سرچشمۂ ہدایت [illegible]

إِلَّآ أَنْ يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢٩﴾

بجز اس کے کہ وہ چاہے جو رب العالمین ہے ۲۸

آفتاب سے بڑھ کر روشن ان سے مستفید وہی ہو سکتا ہے جس کے دل میں خواہش ہو کہ وہ ہدایت پر گامزن ہو۔

۲۸ اور حقیقت یہ ہے کہ تم ازخود اس کی خواہش بھی نہیں کر سکتے جب تک توفیق الٰہی دستگیری نہ کرے۔ نفس و ہوس کے جال میں الجھے رہتے ہیں، راہ راست پر ایک قدم بھی نہیں اٹھ سکتا اور جب اس کی نظر رحمت چارہ سازی کرتی ہے تو سب حجاب اٹھ جاتے ہیں، سارے اندھیرے کافور ہو جاتے ہیں اور بندہ پوری یکسوئی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔

○

ما شاء الا ان يشاء الله رب العالمين لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم يا حي يا قيوم برحمتك استغيث لا تكلني الى نفسي طرفة عين واصلح لي شأني كله۔

اللهم صل وسلم وبارك على حبيبك المصطفى ونبيك المرتضى محمد المجتبى افضل الصلوات واجمل التسليمات واكمل البركات وعلى آله الطيبين واصحابه اولى الدرجات ومن تبعهم الى يوم الدين

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الانفطار

نام : اس کی پہلی آیت میں "انفطرت" کا لفظ ہے جس کا مصدر "انفطار" ہے۔ یہی اس سورت کا نام ہے۔ اس میں ایک رکوع، انیس آیتیں، اسی کلمے اور تین سو ستائیس حروف ہیں۔

نزول : یہ بھی مکی دور کے آغاز میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے۔

مضامین : وقوعِ قیامت کا ہولناک منظر پیش کرنے کے بعد بتایا گیا کہ اس روزِ قریب کے سارے پردے چاک ہو جائیں گے حقیقت اپنی اصلی صورت میں نمایاں ہو جائے گی۔ ہر شخص کو خود بخود اپنے کارناموں کے بارے میں پتہ چل جائے گا کہ وہ دنیا میں کیا کرتا رہا، نیکی یا بدی کا جو بیج وہ بو آیا تھا اس کے اچھے یا برے کیا نتائج مرتب ہوئے؟

پھر انسان کو کہا جا رہا ہے کہ اے انسان جس رب کریم نے تجھے اپنے لطف و کرم کے آغوش میں پالا اپنی بے پایاں عنایات سے نوازا تم اسی کی ناشکری کر رہے ہو۔ تم یہ نہ سمجھو کہ تم جو کچھ کر رہے ہو وہ فراموش کیا جائے گا اور روزِ حشر اس کا کوئی ریکارڈ ثبوت پیش نہ کیا جا سکے گا۔ یہ تمہاری غلط فہمی ہے ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ ہم نے معزز فرشتے مقرر کیے ہیں جو تیرے ہر عمل اور تیرے ہر جذبہ کو ضبطِ تحریر میں لا رہے ہیں۔ اس ناقابلِ تردید ریکارڈ کے مطابق نیکوں کو ان کی نیکی کا اجر اور بدوں کو ان کی بدی کی سزا ملے گی۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۹ - ۳ - ۸۸

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ الانفطار مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اس میں انیس آیات ہیں

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر بہ

فُجِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ

نکلیں گے اور جب قبریں زیر و زبر کر دی جائیں گی تب ہر شخص جان لے گا جو عمل اس نے آگے بھیجے تھے اور

اَخَّرَتْ ۝۵ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ

جو اس نے پیچھے چھوڑے تھے۔ اے انسان! کس چیز نے تجھے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اپنے رب کریم کے معاملے میں۔ جس نے تجھے

۱ [illegible]

۲ [illegible]

[illegible]

۳ [illegible]

خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ ۸

[illegible]

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۙ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۱۰ كِرَامًا

[illegible]

كَاتِبِيْنَ ۙ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۱۲ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۙ وَّ

[illegible]

[illegible]

إِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا

اور بدکار جہنم میں ہوں گے ۔ داخل ہوں گے اس میں قیامت کے روز ۔ اور وہ اس سے غائب

بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ

نہ ہو سکیں گے ۔ اور آپ کو کیا علم کہ روزِ جزا کیا ہے ۔ پھر آپ کو کیا علم کہ روزِ جزا

الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ﴿١٩﴾ ع

کیا ہے ۔ یہ وہ دن ہوگا جس روز کوئی کسی کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے گا ۔ اور سارا حکم اس روز اللہ ہی کا ہوگا ش

جھٹلاؤ گے۔

ش قیامت کے دن کوئی [illegible]

[illegible]

[illegible]

مالك يوم الدين إياك نعبد وإياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين. آمين.

اللهم صل وسلم وبارك [illegible] إمام الأنبياء والمرسلين سيدنا ومولانا محمد المبعوث رحمة للعالمين وعلى آله الطيبين وأصحابه الأكرمين وعلى من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃُ المطففین

نام : اس سورۂ پاک کا نام "المطففین" ہے جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں ایک رکوع، چھتیس آیتیں، ایک سو انہتر کلمات اور سات سو تیس حروف ہیں۔

نزول : حضرت ابن مسعود، ضحاک اور ان کے ہم خیال لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابن عباس کی رائے یہ ہے کہ اس کا نزول ہجرت کے فوراً بعد مدینہ طیبہ میں ہوا۔ وہاں ایک تاجر تھا جس کا نام ابوجہینہ تھا۔ اس نے دو قسم کے باٹ رکھے ہوئے تھے۔ جب کوئی جنس خریدتا تو اس کے لیے اور باٹ استعمال کرتا اور جب فروخت کرتا تو اس کے لیے دوسرے باٹ۔ بعض کا قول یہی ہے کہ اس سورت کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔ ایک تیسرا قول بھی منقول ہے کہ اس کا نزول حالت سفر میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ہوا۔

مضامین : اصلاح معاشرہ کے لیے آخرت پر ایمان جو موثر کردار انجام دیتا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ جو لوگ روز جزا پر پختہ یقین رکھتے ہیں ان کی بظاہر کوئی نگرانی نہ بھی کی جائے تو وہ راستی اور دیانتداری کی راہ پر ثابت قدمی سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی لالچ اور کوئی خوف انہیں اس حق سے سر مو منحرف نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ معاشرہ جس کے افراد قیامت پر یقین نہیں رکھتے ان میں طرح طرح کی خرابیاں بڑی آسانی سے راہ پا لیتی ہیں۔ جھوٹ، بددیانتی اور دھوکہ بازی انہیں راہ راست سے بھٹکانے کے لیے کافی ہے۔ اہل مکہ چونکہ عام طور پر تجارت پیشہ تھے اس لیے لین دین میں ڈنڈی مارنا ان کے ہاں عام رواج تھا۔ اس کی طرف دھیان ہی نہیں تھا کہ دوسرے کی حق تلفی ہوتی ہے بلکہ انجام کار ایسا کرنے والے کی تجارت کا بھی ستیاناس ہو جایا کرتا تھا۔ اس لیے لوگوں کو روز قیامت کی ضرورت اور حکمت پر غور کرنے کے لیے اس سورت میں جو دعوت دی جا رہی ہے اس کی ابتدا "ویل للمطففین" سے کی اور انہیں بتایا کہ اگر وہ اس قبیح حرکت سے اپنی کاروباری سرگرمیوں کو استوار رکھنا چاہتے ہیں تو اس کی یہی ایک صورت ہے کہ وہ قیامت پر ایمان لے آئیں۔ اس صورت میں کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ اس بیہودگی کا ارتکاب کرے۔

اس کے بعد بتایا کہ قیامت تو بہر حال برپا ہوگی لیکن جو لوگ اس کے برپا ہونے کا یقین نہیں رکھتے تھے وہ ساری عمر بدکاری اور ستم گاری میں بے باک ہو کر کے آئے۔ آج وہ اس کی سزا بھگتیں گے جو بڑی دردناک ہوگی لیکن جن لوگوں نے قیامت کے وقوع کو تسلیم کیا اور اس روز جزا کے خوف سے ساری عمر ڈرتے رہے اور کبھی بھول کر بھی غلط راستے پر قدم نہ رکھا۔ قیامت کے روز ان کی جس طرح عزت افزائی کی جائے گی اس کا دلکش منظر بھی پیش کر دیا۔

آخر میں کفار کی ایک خسیس حرکت کا تذکرہ کر دیا گیا کہ وہ خود ساری خرابیوں کا مجموعہ ہیں۔ اپنی غلاظتوں کو دیکھ کر انہیں کبھی ندامت نہیں ہوتی۔ ہاں جو اہل حق کو وہ بڑی حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہیں آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں۔ اہل دل کی تذلیل کے بعد جب گھر لوٹتے ہیں تو بڑے شاداں و فرحاں۔ گویا کوئی بڑا معرکہ سر کر کے آئے ہیں۔ جو وہ بادیہ ضلالت میں بھٹک رہے ہیں اور گمراہی کا الزام ان پاک طینت لوگوں پر لگاتے ہیں جن پر انسانیت فخر کرتی ہے اور دین حق کو بجا طور پہ ناز ہے۔

تمت سنٹرل جیل سرگودھا

۶-۳-۷۷

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۃ المطففین مکی ہے — [illegible] — اس کی چھتیس آیات ہیں

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ

بربادی ہے ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔ جب وہ لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں

۱۔ اہل لغت کہتے ہیں: تطفیف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] الا حبس عنهم المطر [illegible]

ترجمہ: حضرت ابن عباس [illegible]

[illegible]

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم

اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو ان کو نقصان پہنچاتے ہیں کیا وہ [illegible] خیال بھی نہیں کرتے کہ انہیں

مَّبْعُوثُونَ ﴿٤﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾

قبروں سے اٹھایا جائے گا ایک بڑے دن کے لیے جس دن لوگ [illegible] رب العالمین کے سامنے

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ﴿٧﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ﴿٨﴾

[illegible] بدکاروں کا اعمال [illegible] میں ہوگا اور تمہیں کیا معلوم کہ سجین کیا ہے

كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ﴿٩﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ

[illegible] اس دن جھٹلانے والوں کے لیے جو جھٹلاتے ہیں

[illegible]

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَوْمِ الدِّينِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ إِذَا

روزِ جزا کو اور نہیں جھٹلاتا اسے مگر ہر وہ جو حد سے گزرنے والا گنہگار ہے جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ

پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں (تو) کہتا ہے یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں ہرگز نہیں بلکہ درحقیقت زنگ چڑھ گیا ہے

عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

ان کے دلوں پر ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے ہرگز نہیں یقیناً انہیں اپنے رب کے دیدار سے اس دن

جیسا کہ اس سے علامہ آلوسی لکھتے ہیں [illegible] الکتاب [illegible] للوضع [illegible] ظاہر الآیۃ [illegible] الکشف میں ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ اس کتاب کا نام سجین ہے اور اس مقام کا نام بھی سجین ہے [illegible] آیت اور اعمال میں کسی قسم کا تعارض نہیں ہے۔ (روح المعانی)

۱۲ علامہ ابن منظور رین کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الرین [illegible] والرین کالصدأ یغشی القلب وقال الحسن هو الذنب علی الذنب حتی یسود القلب (لسان العرب) یعنی رین اس زنگ کو کہتے ہیں جو آئینہ کو لگ جاتا ہے [illegible] کہ اس کا مطلب یہ ہے [illegible] گناہ [illegible] سیاہ ہو جاتا ہے [illegible] اس کی وضاحت حدیث شریف میں بھی کی گئی ہے۔

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال ان العبد اذا اخطأ خطیئة نکتت فی قلبه نکتة سوداء فاذا هو نزع واستغفر وتاب صقل قلبه وان عاد زیدت فیها حتی تعلو قلبه وهو الران الذی ذکره الله تعالیٰ کلا بل ران علی قلوبهم الخ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ داغ پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لے اور اس گناہ سے باز آ جائے اور استغفار کرے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہ کرتا رہے تو وہ داغ بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ سارے دل کو گھیر لیتے ہیں۔ یہی وہ رین ہے جس کا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

جس طرح نیک اعمال کے نور سے ہدایت پیدا ہوتی ہے آئینہ دل شفاف ہوتا ہے اسی طرح مکروہ اور ناشائستہ افعال کے باعث دل کا آئینہ گرد آلود ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی چمک بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اس آیت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ ان سرکشوں کا آئینہ دل تو زنگ آلود ہو گیا ہے اس کی حالت [illegible] ہو چکی ہے اس لیے یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھوٹی کہانیاں [illegible] خیال کرتے ہیں [illegible] کا انکار کر رہے ہیں [illegible]

لَمَحْجُوبُونَ ۝١٥ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي

روک دیا جائے گا ف پھر وہ ضرور جہنم میں داخل ہوں گے پھر ان سے کہا جائے گا یہ وہ جہنم ہے

كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝١٧ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ۝١٨ وَ

جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ہرگز نہیں بے شک نیکوں کا صحیفہ عمل علیین میں ہوگا اور

مَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ۝١٩ كِتَابٌ مَرْقُومٌ ۝٢٠ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ۝٢١

تمہیں کیا خبر ہے کہ علیین کیا ہے ف وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے حفاظت کے لیے مقرب فرشتے اس پر مقرر ہیں۔

ف۔ [illegible]

ف۔ [illegible] حضرت ابن عباس [illegible]

[illegible]

علیین [illegible]

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِي

بیشک نیکوکار راحت و آرام میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے [illegible] نظارہ کر رہے ہوں گے ؎ آپ پہچان لیں گے

وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ﴿۲۵﴾ خِتَامُهُ

ان کے چہروں سے نعمتوں کی تر و تازگی انہیں پلائی جائے گی سر بمہر خالص شراب جس کی مہر

مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿۲۶﴾ وَمِزَاجُهُ مِنْ

کستوری کی ہوگی اور اسی کے لیے چاہیے کہ آرزو کریں جنت کے چاہنے والے ؎ اور اس میں آمیزش تسنیم کی

تَسْنِيمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿۲۸﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا

آمیزش ہوگی ؎ وہ ایک چشمہ ہے جس سے صرف مقربین ہی پئیں گے ۔ بے شک جو لوگ جرم کیا کرتے تھے

[illegible] کے چہروں [illegible] جھلک رہی ہوگی۔

؎ [illegible] کے ساتھ جو لطف و کرم فرمایا جائے گا اس کا بیان ہو رہا ہے۔

رحیق: پاکیزہ و صاف شراب کو کہتے ہیں۔ [illegible] لکھتے ہیں الرحیق [illegible] الصافیة من الغش [illegible] یعنی ایسی شراب جس میں [illegible] ختامہ مسک۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] کستوری کی [illegible] جب [illegible] وہاں تشریف [illegible] جس [illegible] کستوری [illegible] اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس شراب کا آخری گھونٹ پئیں گے [illegible] محسوس ہوگا کہ [illegible] مشک [illegible] محسوس ہو رہی ہوگی۔

؎ تنافس: [illegible] کسی چیز کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہوئے نفست [illegible] ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرے [illegible] (قرطبی)

؎ اس شراب میں تسنیم کے چشمہ کا پانی ملا دیا جائے گا۔ جنت کی تمام شرابوں سے یہ اعلیٰ درجہ کی شراب ہوگی یہ [illegible] سے سرشار ہوں گی۔ ان میں [illegible] تسنیم کا پانی ملا دیا جائے گا اور اس چشمہ شیریں کا پانی [illegible] صرف [illegible] کے لیے

كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾

وہ اہل ایمان پر ہنسا کرتے تھے ۔ اور جب ان کے قریب سے گزرتے تو چپکے چپکے آنکھیں مارا کرتے

وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا

اور جب اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے ہوئے واپس آتے ۔ اور جب وہ مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ

یقیناً یہ لوگ راستہ بھٹکے ہوئے ہیں ۔ حالانکہ وہ اہل ایمان پر محافظ بنا کر تو نہیں بھیجے گئے تھے ۔ پس آج

الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٣٥﴾

اہل ایمان کفار پر ہنس رہے ہیں ۔ جب کہ وہ اونچی مسندوں پر بیٹھے کفار کا حال دیکھ رہے ہیں ۔

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

کیوں کیا بدلہ مل گیا کافروں کو ان کرتوتوں کا جو وہ کیا کرتے تھے ۔

[illegible]

ــــا اب ان [illegible] کی [illegible] کا ذکر ہو رہا ہے۔ اہل ایمان کو دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتے اور ایک دوسرے کو آنکھیں مار کر اشارہ بازی کرتے ہیں۔ جب مسلمانوں کی دل آزاری [illegible] کے بعد یہ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو دل لگیاں کرتے جاتے ہیں [illegible] ۔ [illegible]

[illegible] (قرطبی)

ــــا مسلمانوں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ لوگ بھی عجیب ہیں جو راہ راست سے بھٹک گئے ہیں۔ [illegible] اپنے باطل معبودوں سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔

ــــا اللہ تعالیٰ ان کی ان [illegible] پر [illegible] ۔ قرآن کہتا ہے کہ [illegible] ہر وقت [illegible] کہ تم [illegible] اپنے انجام کا خیال [illegible] ۔

ــــا جب قیامت کا دن ہوگا [illegible] اور [illegible] ۔

[illegible] اپنے زمانہ کے چنگیز [illegible] کی تباہ کاریوں کا مشاہدہ [illegible]
اس وقت سب [illegible] ان کا کس طرح انجام [illegible] رہا ہے۔

○

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم

○

WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الانشقاق

نام : اس سورت کا نام سورۃ الانشقاق ہے جو "انشقت" کا مصدر ہے۔ اس میں ایک رکوع، ۲۵ آیتیں، ایک سو سات کلمات، چار سو تیس حروف ہیں۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : ابتدائی آیات میں ان ہولناک حادثات کا ذکر ہے جو روزِ قیامت کے وقت رونما ہوں گے۔ اس کے بعد انسان کو بتایا جا رہا ہے کہ اسے چار و ناچار بہرحال اپنے رب کے حضور پیش کیا جائے گا۔ اس روز تمام اولادِ آدم دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہوگی۔ ایک گروہ وہ ہوگا جن کو مژدۂ نجات ان کا صحیفۂ عمل ان کے دائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا۔ اس وقت ان کی خوشی کی انتہا نہ ہوگی۔ دوسرا گروہ جن کو ان کا نامۂ عمل پیٹھ پیچھے دیا جائے گا۔ ان کی خستہ حالی اور بے کسی کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ اس لیے ہر شخص کو آج یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کس گروہ کے ساتھ اپنا حشر چاہتا ہے۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے اسے بار بار غور و فکر کرنا چاہیے کیونکہ جو فیصلہ صحیح طور پر اپنے اختیار سے اپنے بارے میں تم کرو گے روزِ حشر اسی کے مطابق تمہارے ساتھ برتاؤ کیا جائے گا۔

آخر میں کئی قسمیں کھانے کے بعد انہیں بتایا جا رہا ہے کہ انہیں ان مرحلوں سے یکے بعد دیگرے ضرور گزرنا ہوگا۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو یہ جاننے کے باوجود ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ سربسجود خدا کی بارگاہِ جلال میں جھکا نہیں دیتے۔ ان کا انجام بڑا دردناک ہوگا۔ روزِ حشر فقط اہلِ ایمان ہی ایسے اجر سے نوازے جائیں گے جس کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۷ - ۳ - ۷۷

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

[illegible]

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝١ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٢ وَاِذَا الْاَرْضُ

[illegible]

مُدَّتْ ۝٣ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝٦ فَاَمَّا مَنْ

اے انسان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ بِيَمِينِهِۦ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝ وَيَنقَلِبُ

دیا گیا اس کا نامۂ عمل اس کے دائیں ہاتھ میں شہ تو اس سے حساب لیا جائے گا آسان حساب ۔ اور واپس لوٹے گا

إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ مَسْرُورًا ۝ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ وَرَآءَ ظَهْرِهِۦ ۝ فَسَوْفَ

اپنے گھر والوں کی طرف شاداں و فرحاں۔ اور جس بدنصیب کو اس کا نامۂ عمل پس پشت دیا گیا شہ تو وہ چلائے گا

پہنچ کا انسان دنیا و آخرت کے مسرتوں کی کمائی کی کوشش ہے اس کے دل میں اس کی خواہش ہے [illegible] کاوش لگاتار جاری رہے [illegible] سب اس کے حضور لے کر جانے ہیں۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ [illegible] طالب خیر [illegible] اور [illegible] کی [illegible] رہتا ہے [illegible] کا وقت [illegible] اور وقت آجاتا ہے [illegible] کا وقت آجاتا ہے [illegible] پس انسان [illegible] ہو جاتا ہے [illegible]

[illegible] ہے [illegible] کا وقت آ جاتا ہے۔

شہ ہر شخص [illegible] جب [illegible] ان کے دائیں ہاتھ میں [illegible] کے اعمال [illegible] اور [illegible] گھر والوں کے پاس واپس جائیں گے۔ [illegible]

[illegible] سوال جواب شروع کیا [illegible]

[illegible]

شہ [illegible] مگر [illegible] ان کے [illegible] جائیں گے اس لیے [illegible] اعمال [illegible] ہاتھوں میں [illegible] گے

يَدْعُوا ثُبُورًا ۝١١ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝١٢ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝١٣

(اسے) موت، (ہائے) موت پکارے گا ۱۰ اور داخل ہوگا بھڑکتی آگ میں بیشک وہ [illegible] اپنے اہل و عیال میں [illegible] رہا کرتا تھا ۱۱

إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ ۝١٤ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝١٥

وہ خیال کرتا تھا کہ وہ (اپنے رب کے حضور) لوٹ کر نہیں جائے گا۔ کیوں نہیں، بیشک اس کا رب اسے خوب دیکھ رہا تھا۔

فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝١٦ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝١٧ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝١٨

پس میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور ان چیزوں کی جنہیں وہ سمیٹ لیتی ہے اور چاند کی جب وہ کامل ہو جاتا ہے

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۝١٩ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٢٠ وَإِذَا قُرِئَ

تمہیں (یقیناً) ایک حالت سے دوسری حالت پر چڑھنا ہے ۱۲ پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے ۱۳ اور جب ان کے سامنے

۱۷

۱۰ [illegible]

۱۱ [illegible]

۱۲ تین چیزوں کی قسم [illegible]

۱۳ ان تغیرات [illegible] تعجب کی بات ہے۔

عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾

قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ۱۳ بلکہ کافر لوگ [illegible] جھٹلاتے ہیں ۱۴

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں [illegible] ۱۵ سو آپ انہیں [illegible] عذاب کی [illegible] سوائے ان لوگوں کے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے ایسا اجر ہے جو ختم نہ ہوگا ۱۷

۱۳ اور حیرت ہے کہ قرآن کریم کی [illegible]

[illegible]

۱۴ [illegible]

[illegible]

۱۵ [illegible]

[illegible]

۱۶ [illegible]

۱۷ [illegible]

[illegible]

◯

اللهم لك الحمد ولك الشكر ومنك التوفيق [illegible] وتقبل منا [illegible] و [illegible] وصلى الله تعالى على حبيبنا وشفيعنا وطبيب قلوبنا وسيدنا ومولانا محمد وعلى آله وأصحابه وبارك وسلم تسليما كثيرا كثيرا

◯

تعارف

WWW.NAFSEISLAM.COM

سُورَۃُ البُرُوج

نام: اس سورت کا نام البروج ہے جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں ایک رکوع، بائیس آیتیں، ایک سو نو کلمات اور چار سو پینسٹھ حروف ہیں۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب اہل ایمان پر کفار کا ظلم و تشدد اپنے شباب پر تھا۔ انھوں نے خون، قبیلہ اور ہمسائیگی کے تمام تعلقات کو نظر انداز کر دیا تھا اور ان کے بس میں جتنی قوت تھی اسے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے میں صرف کر رہے تھے۔

مضامین: اصحاب الاخدود کون تھے؟ جن اہل ایمان کو انھوں نے آگ سے بھری ہوئی خندقوں میں پھینکا تھا وہ کس علاقہ کے باشندے تھے، اور یہ کس زمانہ کا واقعہ ہے، یہ تفاصیل آپ کو اس سورت کی تشریح کے ضمن میں ملیں گی۔ یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ کفر اور باطل نعمت ہدایت سے محروم ہونے کے باعث جوہر انسانیت سے بھی عاری ہوجاتا ہے۔ رحمت و شفقت کا کوئی جذبہ اس کے دل میں باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ وہ اپنے ہی جیسے حق پرستوں پر خونخوار بھوکے درندوں کی طرح جھپٹتے ہیں۔ زندہ انسانوں کو بھڑکتے ہوئے شعلوں میں دھکیل دے کر، اور ان کو تڑپتے ہوئے دیکھ کر خوشی سے رقص کرنا ان کا معمول ہوا کرتا ہے لیکن جبر و تشدد کی انتہائی صبر آزما گھڑیوں میں اہل حق کی استقامت اور ثابت قدمی بھی اپنے اندر جو حسن اور دلفریبی رکھتی ہے اس کی بھی نظیر نہیں ملتی۔ وہ مظلوم آگ کی لپٹوں میں بہہ رہے ہوتے ہیں، وہ شعلوں میں دھکیلے جا رہے ہوتے ہیں، لیکن ان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہوتی ہے۔ ان کی آنکھوں سے کوئی آنسو نہیں ٹپکتا، وہ آہ و فریاد نہیں کرتے بلکہ اپنے مولائے کریم کی خوشنودی کے حصول کو اپنی مسرتوں اور سعادتوں کی معراج یقین کرتے ہیں۔

اس واقعہ کو بیان کرنے سے مدعا یہ ہے کہ مسلمان بھی ظلم و ستم کے اس دور میں جانبازی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں اور یقین رکھیں کہ کفر کا طلسم بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔ طاغوتی قوتیں سرنگوں ہوجائیں گی۔ مخالفت کے طوفان تھم جائیں گے۔ اسلام کو فتح مبین حاصل ہوگی۔ ابوجہل اور ابولہب سے پہلے بھی کئی فرعون اور نمرود گزرے ہیں، لیکن وہ اپنی موت آپ مر گئے اور حق کا پرچم لہراتا رہا اور قیامت تک لہراتا رہے گا۔

سنٹرل جیل سرگودھا

۷۷-۳-۶

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثِنْتَانِ وَعِشْرُوْنَ آيَةً

سورۃ البروج مکی ہے [illegible] اس میں ۲۲ آیات ہیں

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝

قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے ۱ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے ۲ [illegible]

۱ [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲ اس سے مراد قیامت ہے جس کے آنے کا [illegible] وعدہ کیا گیا ہے۔

۳ شاہد اور مشہود [illegible]

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُعُودٌ ۝ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ وَمَا

بیٹھے تھے اور وہ جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ سلوک کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے ۔ اور نہیں

نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ

ناپسند کیا تھا انہوں نے مسلمانوں سے بجز اس کے کہ وہ ایمان لے آئے تھے اللہ پر جو سب پر غالب سب خوبیوں سراہا ہے ۔ وہ جس کے

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ

بے شک جن لوگوں نے ایذا دی مومن مردوں اور مومن عورتوں کو پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کے لیے

[illegible] (تفسیر [illegible])

[illegible] آگ [illegible] اس میں گر رہے [illegible]

ان کی سنگدلی [illegible] آگ میں [illegible] دیکھ رہے تھے [illegible] پاس بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے

[illegible]

[illegible] آسمانوں اور زمین [illegible]

عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا ہے ۔ بے شک جو لوگ ایمان لے آئے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ذٰلِكَ

نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ

الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۝ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَ

بڑی کامیابی ہے ۔ بے شک آپ کے رب کی گرفت بہت سخت ہے ۔ بے شک وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور دوبارہ

يُعِيدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝ فَعَّالٌ

پیدا کرے گا ۔ اور وہی بہت بخشنے والا بہت محبت کرنے والا ہے ۔ عرش کا مالک ہے بڑی شان والا ۔ کر ڈالتا ہے

لِمَا يُرِيدُ ۝ هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ۝

جو کچھ چاہتا ہے ۔ کیا آپ کے پاس لشکروں کی خبر پہنچی ہے ۔ یعنی فرعون اور ثمود کے لشکروں کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾

بلکہ یہ کفار جھٹلانے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾

بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے ف۱۴ ایسی لوح میں لکھا ہے جو محفوظ ہے ف۱۵

[illegible] ارادہ کر لے وہ کر کے رہتا ہے

ف۱۳ [illegible]

[illegible]

ف۱۴ [illegible]

[illegible]

ف۱۵ یعنی ایسی لوح میں لکھا ہے جو ہر تبدیلی و تحریف سے قطعاً محفوظ ہے۔

○

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه ومن تبعه

واتبعه وسلك سبيله اجمعين الى يوم الدين.

رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان اعمل صالحا ترضاه واصلح لي

في ذريتي اني تبت اليك واني من المسلمين.

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الطارق

نام : اس سورۂ پاک کا نام "الطارق" ہے جو اس کی پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔ اس میں ایک رکوع، سترہ آیتیں، اکسٹھ کلمے، دو سو انتالیس حروف ہیں۔

نزول : اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : اس سورت میں بھی وقوع قیامت پر دلائل پیش کیے جا رہے ہیں لیکن ان کے بیان سے پہلے قسمیں اٹھا کر بتایا گیا ہے کہ انسان کو پیدا کرنے کے بعد اسے آوارہ نہیں چھوڑ دیا گیا کہ اس کے دل میں جو آئے کرتا رہے اور اسے کسی باز پرس کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ یہ حکمت الٰہی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو گوناگوں صلاحیتوں سے مالا مال کر کے پیدا کیا ہے اور یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ ان گونا گوں نعمتوں کو کس طرح استعمال کرتا ہے، اس کے محافظ بھی مقرر کر دیے ہیں۔

قیامت کے منکرین کو بتایا جا رہا ہے کہ دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرنے سے پہلے ذرا اپنی پیدائش پر غور کرو۔ تمہارا مادۂ تخلیق پانی کی ایک بوند ہے۔ تمہاری چشم رگیں، چاند کی مانند چمکتا ہوا تمہارا چہرہ، تمہاری خوبصورت پیشانی، موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے دانت، یہ قامت زیبا سب اسی ایک بوند سے صورت پذیر ہوئی ہے۔ پھر جسمانی قوتیں، ذہنی اور روحانی استعداد بھی اسی میں بڑی خوش اسلوبی سے سمو دی گئی تھیں۔ جس کی قدرت کا یہ حیرت انگیز شاہکار تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے کیا وہ تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ کیا اس میں کسی شک کی گنجائش ہے؟ یاد رکھو اگر تم درست عقیدہ اختیار نہیں کرو گے تو اس دن تمہیں کوئی ایسا دوست اور مددگار نہیں ملے گا جو خداوند قہار کے عذاب سے تمہیں بچا سکے۔

سورت کے اختتام سے پہلے صاف طور پر بتا دیا کہ اہل مکہ اسلام کو ناکام کرنے کے لیے سازشوں میں مصروف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بھی بے خبر نہیں۔ وہ ان کی کارستانیوں کو خوب جانتا ہے اور وہ اپنی قدرت سے ان کے تمام منصوبوں کو ناکام بنا کر رکھ دے گا۔ یہ کروفر، یہ شان و شوکت جو انہیں اس وقت حاصل ہے چند روزہ ہے۔ غور و تدبر کے لیے جو مہلت انہیں دی گئی ہے وہ جب اختتام پذیر ہوگی تو پھر غضب الٰہی کی بجلی کوندے گی اور انہیں خاک سیاہ بنا کر رکھ دے گی۔

نیو سنٹرل جیل، سرگودھا

۲۲-۴-۷۰

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ الطارق مکی ہے [illegible] اس میں سترہ آیات ہیں

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ① وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ② النَّجْمُ الثَّاقِبُ ③

[illegible]

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ④ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ⑤

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ

اسے پیدا کیا گیا ہے اچھلتے پانی سے [illegible] کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے

بیان کیا گیا ہے کہ [illegible] [illegible] مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو [illegible]

[illegible] (قرطبی)

[illegible]

[illegible] موضع القلادۃ من الصدر (قرطبی عن ابن عباس) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] دل اور جگر [illegible]

[illegible] ذیل سطور میں بیان فرمایا ہے۔

[illegible]

إِنَّهُۥ عَلَىٰ رَجْعِهِۦ لَقَادِرٌ ۝٨ يَوْمَ تُبْلَى ٱلسَّرَآئِرُ ۝٩ فَمَا لَهُۥ مِن قُوَّةٍ وَ

[illegible]

لَا نَاصِرٍ ۝١٠ وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلرَّجْعِ ۝١١ وَٱلْأَرْضِ ذَاتِ ٱلصَّدْعِ ۝١٢

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن کریم کا بیان علم طب کی جدید تحقیقات کے عین مطابق ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿١٥﴾

[illegible]

وَأَكِيدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الحمد للہ رب [illegible]

رب اشرح [illegible]

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورہ الاعلیٰ

نام : اس سورۂ مبارکہ کا نام "الاعلیٰ" ہے۔ اس میں ایک رکوع، انیس آیتیں، بہتر کلمات اور دو سو اکہتر حروف ہیں۔

نزول : جمہور علماء کے نزدیک یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ بعض نے اسے مدنی بھی کہا ہے لیکن علامہ جلال الدین سیوطی نے اس قول کو تسلیم نہیں کیا۔ انہوں نے امام بخاری کی صحیح سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے راوی حضرت براء بن عازب ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے سب سے پہلے ہجرت کر کے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم مدینہ شریف آئے اور ہمیں قرآن کریم کی تعلیم دینی شروع کی۔ ان کے بعد عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم یہاں پہنچے۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے بیس ساتھیوں کے ساتھ یہاں آگئے۔ ان کے بعد حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین یثرب کو اپنے قدوم سے سرفراز کیا۔ میں نے اہل مدینہ کو جتنا اس دن شاداں و فرحاں دیکھا ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ چھوٹے بچے اور بچیاں کہہ رہے تھے: "یہ اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے ہاں تشریف لے آئے ہیں"۔ اس وقت میں نے یہ سورت پڑھی ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے ہجرت کرنے سے پہلے ہی یہ نازل ہو چکی تھی۔

مضامین : اس سورت کا آغاز اس حکم سے ہو رہا ہے کہ اپنے رب اعلیٰ کی تسبیح بیان کرو، یعنی وہ ہر نقص، عیب اور آلائش سے پاک ہے۔ اس کی ذات قدرت و حکمت کا سرچشمہ ہے۔ آسمان، آفتاب و ماہتاب، فضا کی پہنائیاں، پہاڑوں کی بلندیاں، سمندروں کی گہرائیاں، اسی نے پیدا فرمائی ہیں۔ ان تمام چھوٹی بڑی چیزوں کی تخلیق بے مقصد اور بے ہدف نہیں بلکہ ہر چیز کو اس نے ایک اندازے اور سلیقے کے مطابق پیدا فرمایا ہے اور ہر چیز کو اپنے فرائض انجام دینے کے لیے فطری استعداد بھی بخشی اور ان قوتوں سے کام لینے کے لیے آلات و وسائل بھی مرحمت فرمائے ہیں۔ اس نے ہر جاندار کی جسمانی خوراک کا بھی مناسب انتظام فرمایا ہے اور ان کی اخلاقی اور روحانی بالیدگی کے لیے یہ صحیفۂ رشد و ہدایت نازل کیا ہے اور اس کے ہر لفظ کو آپ کی لوح قلب پر یوں ثبت کر دیا ہے کہ اب اس کے محو ہونے کا امکان تک بھی نہیں۔

اس کے بعد اپنے حبیب کو بتایا کہ آپ کا کام نصیحت کرنا ہے جس کے دل میں حق پذیری کی صلاحیت ہوگی وہ اسے بصد ذوق و شوق قبول کرے گا۔ لیکن جو ازلی بدبخت ہے وہ اس سے دور بھاگے گا۔ اور اس انکار کی جو سزا ملے گی بڑی الم ناک ہوگی۔

آخری آیات میں بتا دیا کہ دارین کی کامیابی کا تاج فقط اس شخص کے سر کی زینت بنتا ہے جو فکری اور عملی گمراہیوں سے اپنا دامن بچاتا ہے اور ذکر الٰہی میں شب و روز مصروف رہتا ہے۔ یہ ایک ابدی حقیقت ہے جسے قرآن کریم میں بھی بیان کر دیا گیا ہے اور اس سے پہلے جو آسمانی صحیفے انبیائے سابقین پر نازل ہوئے ان میں بھی اس حقیقت کو بیان کر دیا گیا تھا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۶ - ۳۰ - ۷۷

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

[illegible]

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۪ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِىْ

[illegible]

قَدَّرَ فَهَدٰى ۪ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِىْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۪ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۭ﴿۵﴾

[illegible]

[illegible]

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ ۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يَخْفٰى ﴿٧﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ﴿٨﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿٩﴾

[illegible]

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِيْ يَصْلَى

[illegible]

النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿١٣﴾ قَدْ اَفْلَحَ

[illegible] پھر نہ وہ وہاں مرے گا اور نہ جیے گا [illegible]

مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ

[illegible] حالانکہ آخرت کہیں بہتر [illegible] یقیناً یہ سب پہلے کے صحیفوں میں [illegible]

[illegible]

آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

① حضرت فضالہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

② حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ [illegible]

③ حضرت [illegible] اس آیات کی تفسیر کے سلسلے میں [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ: اس فقیر کے دل میں یہ بات آتی ہے [illegible] منازل سلوک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے [illegible]

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

الْأُولَىٰ ﴿۱۸﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿۱۹﴾ ع

ہے۔ یعنی ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں

۱۸؎ عقلمندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم آخرت کی طرف متوجہ ہوتے، ذکر الٰہی میں مشغول رہتے اور نماز ادا کرتے رہتے لیکن تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ ہر وقت تمہاری کوشش یہی رہتی ہے کہ یہ چند دن آرام اور فارغ البالی سے بسر کرو۔ یوم آخرت کے بارے میں تم نے سوچنے کی زحمت ہی کبھی گوارا نہیں کی۔ حالانکہ آخرت کی لذتیں اور مسرتیں کہیں زیادہ بہتر ہیں اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔

○

اللهم وفقنا ان نؤثر حيوة الاخرة على حيوة الدنيا ونقتدي بمن تزكى وذكر اسمك فصلى ونفلح في
الحيوة الاخرة. اللهم صل وسلم وبارك على عبدك المصطفى ورسولك المرتضى وحبيبك المجتبى سيدنا
ومولانا ونبينا محمد بدر الدجى شمس الضحى وعلى آله مصابيح الهدى واصحابه نجوم الرشد
لمن اقتدى بهم [illegible] ومن الطيبات اطيبها ومن البركات اكثرها ومن الخيرات احسنها.
رب اغفر لي ولوالدي وللمؤمنين يوم يقوم الحساب.

○

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الغاشیہ

نام : اس سورت کا نام "الغاشیہ" ہے۔ اس میں ایک رکوع، چھبیس آیتیں، بانوے کلمات اور [illegible] حروف ہیں۔
نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔
مضامین : رسالت کے مکی دور میں سارا زور تین باتوں کو ذہن نشین کرانے پر دیا گیا۔
توحید ۔ رسالت ۔ آخرت۔

یہاں قیامت کا ذکر بڑے اچھوتے انداز سے ایک سوال کی صورت میں کیا جا رہا ہے۔ اے مخاطب! کیا تو نے ایک ایسی چیز کے بارے میں کچھ سنا ہے جو ساری کائنات پر چھا جائے گی، بلندیوں اور پستیوں میں کوئی چیز اس سے بچ نہ سکے گی۔ یہی روز قیامت ہے۔ اس روز نوع انسان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک گروہ ان بدنصیبوں کا ہوگا جنہوں نے اللہ کے رسولوں کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا۔ اس روز ان کی جو گت بنے گی اس کا ایسا موثر ذکر کیا گیا ہے کہ اسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسرا وہ گروہ جس نے اپنے رسولوں کی دعوت کو صمیم قلب سے قبول کیا، بڑی بے جگری سے ان کے دامن کو تھام لیا۔ ہجوم مصائب میں بھی ان کے پاؤں نہ ڈگمگائے۔ اس روز ان کی جس طرح عزت افزائی ہوگی اس کا نقشہ بڑا دلکش کھینچ دیا۔

اس تذکرہ کے بعد اب اہل عرب کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے علم و حکمت پر اب بھی وہ ایمان نہیں لاتے تو وہ ان چار چیزوں کی تخلیق پر غور کریں جن کا مشاہدہ سفر و حضر میں وہ ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ وہ اونٹ کی طرف دیکھو جو بے آب و گیاہ میدانوں اور لق و دق وسیع ریگستانوں کو عبور کرتا ہے۔ اس کے لمبے لمبے دنوں میں نہ وہ سفر سے تھکتا ہے اور نہ پیاس کی شدت اسے درماندہ کرتی ہے۔ منوں بوجھ کو اٹھائے ہوئے منزلوں وہ منزل کی طرف بڑھا چلا جاتا ہے۔ کیا اس کی ساخت، اس کی قوت برداشت، بھوک اور پیاس کے باوجود اس کی بے پایاں توانائی اس بات کی گواہی نہیں دے رہی کہ جس نے اس کو پیدا کیا ہے اس کی قدرت اور اس کی حکمت بے مثل اور بے عدیل ہے۔

ذرا سر اوپر اٹھاؤ اور جزیرہ عرب کے اس نیلگوں آسمان پر نظر ڈالو، اس کی وسعت، اس کی بلندی، اس کی دل موہ لینے والی رنگت، پھر دن کے وقت اس میں چمکتا دمکتا سورج اور رات کے وقت ستاروں کی ان گنت قندیلیں دیکھ کر تمہیں یقین نہیں آتا کہ یہ ایسے خالق کی تخلیق ہے جس کی قدرت اور حکمت لاجواب ہے۔ یہ سربلند کوہ جو تمہیں ہر طرف

پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے پتھر اور اس کی چٹانیں اس کی اونچی چوٹیاں اور پست وادیاں اپنی آرائش میں جو ندرت رکھتی ہیں کیا تم اس کا انکار کر سکتے ہو؟ یہ فرش زمین جو خوشنما مخمل جیسا بچھا ہے۔ جو اپنی تہوں میں تمہارے لیے بے حد خزانے سمیٹے ہوئے ہے کیا تمہیں اس پروردگار کی ذات سمجھ نہیں آ رہی۔

آخر میں اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ آپ کا کام فقط ان کو نصیحت کرنا ہے۔ یہ فریضہ نبوت آپ بڑی دلسوزی اور حسن وخوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو آپ اس پر دلگیر کیوں ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان نابکاروں سے خود نپٹ لے گا۔

[illegible] سرگودھا

۸ - ۳ - ۴۴

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سِتٌّ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ الغاشیہ مکی ہے شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس میں چھبیس آیات ہیں

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝١ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝٢ عَامِلَةٌ

کیا آئی ہے آپ کے پاس چھا جانے والی آفت کی خبر ۱ کتنے ہی چہرے اس روز ذلیل و خوار ہوں گے ۲ سخت محنت میں

نَّاصِبَةٌ ۝٣ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝٤ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝٥ لَيْسَ

تھکے ماندے ۔ داخل ہوں گے دہکتی ہوئی آگ میں ۔ (انہیں) پلایا جائے گا کھولتے ہوئے چشمہ سے ۔ نہیں

۱ [illegible]

۲ [illegible]

عاملۃ ناصبۃ [illegible]

۳ انیۃ [illegible]

لَّهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ ﴿٧﴾

کوئی کھانا بجز خاردار جھاڑی کے ۔ جو نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک دور کرے گا ۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾

کئی چہرے اس دن بارونق ہوں گے ۔ اپنی کوشش پر خوش ہوں گے ۔ عالی شان جنت میں

لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيهَا سُرُرٌ

نہ سنیں گے وہاں کوئی لغو بات ۔ اس میں چشمہ جاری ہوگا ۔ اس میں اونچے اونچے تخت

مَّرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ وَزَرَابِيُّ

بچھے ہوں گے ۔ اور ساغر قرینے سے رکھے ہوں گے ۔ اور گاؤ تکیے قطار در قطار لگے ہوں گے ۔ اور مخملی قالین

۴ اور جب بھوک شدت کی [illegible] قال عکرمہ ومجاهد الضریع نبت ذو شوک لاصق بالارض تسمیہ قریش الشبرق اذا کان رطبا فاذا یبس فهو الضریع۔ (قرطبی) عکرمہ اور مجاہد کہتے ہیں کہ ضریع ایک کانٹے دار بوٹی ہے جو زمین سے جڑی رہتی ہے۔ جب وہ ہری ہو تو قریش اسے شبرق کہتے ہیں اور جب سوکھ جائے تو اسے ضریع کہا جاتا ہے۔

۵ ضریع [illegible] کی حقیقت بیان کر دی [illegible] کہ اس کے کھانے سے [illegible] ہوگا اور نہ بھوک کی شدت میں [illegible]۔

۶ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی حالت کو بیان کیا جا رہا ہے۔

ناعمۃ: تر و تازہ ، جن پر مسرت و راحت کے آثار نمایاں ہوں گے۔ لسعیہا: جو کوشش [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَبْثُوثَةٌ ﴿١٦﴾ أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَإِلَى السَّمَاءِ

بچھے ہوں گے۔ کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسے عجیب طور پر پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کی طرف نہیں

كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ

دیکھتے کہ کیسے بلند کیا گیا ہے۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ کیسے نصب کیے گئے ہیں۔ اور زمین کی طرف

كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَّسْتَ عَلَيْهِم

کہ کیسے بچھایا گیا ہے۔ پس آپ نصیحت کیجئے آپ کا کام تو بس نصیحت کرنا ہے۔ آپ ان پر مسلط نہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ

تو جس ہیں مگر جس نے روگردانی کی اور کفر کیا تو عذاب دے گا اسے اللہ سخت عذاب

الْأَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ﴿٢٦﴾

[illegible] پھر یقیناً ہمارے ذمہ ہی ان کا حساب لینا ہے۔

ع ۱ ۱۳

المسیطر: المسلط علی الشیء لیشرف علیہ ویتعھد احوالہ ویکتب عملہ یعنی وہ شخص جس کو کسی پر مسلط کر دیا جائے تاکہ وہ اس کی نگرانی کرے اس کے احوال کی خبر رکھے اور اس کے اعمال کو لکھتا جائے مصیطر کہتے ہیں۔

[illegible] کی طرف سے منہ پھیرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت سزا دے گا

○

اللھم اجعلنا [illegible] یا اکرم الاکرمین یا ارحم الراحمین واحشرنا [illegible]

[illegible] وصل وسلم وبارک علی حبیب الفقراء والمساکین [illegible] وعلی آلہ

واصحابہ وسائر امتہ الی یوم الدین

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃُ الفجر

نام : اس سورت کا نام الفجر ہے۔ اس میں ایک رکوع، انتیس یا تیس آیتیں، ایک سو انتالیس کلمے اور پانچ سو ستانوے حروف ہیں۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اس کے مضامین پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا نزول اس وقت ہوا جب کفار نے مسلمانوں پر بے پناہ مشق ستم شروع کر دی تھی۔ وہ انہیں جبراً کفر کی طرف لوٹنے پر مجبور کر رہے تھے۔ مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے اس سورت کا نزول ہوا۔

مضامین : ابتدا میں کفار نے اسلام کی دعوت کو کمزور سمجھ کر اس کی قوت کا صحیح اندازہ نہ لگایا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ آواز دل کے چند دنوں کی گونج ہے جو خود بخود ہی دب کر رہ جائے گی اور یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن جب اس دعوت کے داعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی تابانیاں تعصب و ہٹ دھرمی کی سنگین فصیلوں میں شگاف پیدا کرنے لگیں اور کفر و شرک کے بت پاش پاش ہونے لگے تو اہل مکہ نے ظلم و تشدد اور جبر و سختی کا حربہ شروع کر دیا اور عملاً کوشش کی کہ اسلام کے سیلاب کو روکنے کے لیے میدان میں کود آئے اور ہر بے بس مسلمان پر ظلم و ستم کی حد کر دیتے جو اسلام قبول کرتا۔

اللہ تعالیٰ اس سورت میں ان ستم رسیدہ بندوں کی حوصلہ افزائی فرما رہا ہے اور انہیں بتا رہا ہے کہ کفار کی یہ ظالمانہ حرکات نئی نہیں۔ آج سے پہلے بھی ایسا ہوتا آیا ہے۔ بڑے بڑے جابر اور طاقتور قبائل نے اور سرکش حکمرانوں نے اپنے تمام وسائل بروئے کار لا کر اہل حق کو حرف غلط کی طرح مٹانے کی کوششیں کیں، لیکن عذاب خداوندی نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ اگر مکہ کے ان رئیسوں نے اپنی یہ ظالمانہ روش نہ چھوڑی تو ان کا انجام بھی ایسا ہی عبرتناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے ہر قسم کے اعمال کو غور سے دیکھ رہا ہے اور مناسب وقت پر ان کو ہر ایک کی سزا دی جائے گی۔

یہاں ایک نظریہ کا ابطال کر دیا جس میں اکثر خوشحال و سرکش قومیں اور افراد پہلے بھی مبتلا تھے اور اب بھی مبتلا ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ اگر انسان خوشحال اور بافراغت زندگی بسر کر رہا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہے۔ وہ جو کچھ کر رہا ہے اس کو خدا کی پسندیدگی کی سند حاصل ہے۔ کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں اور جو شخص کسمپرسی اور افلاس کی زندگی گزار رہا ہے وہ خدا کی نظروں میں گر گیا ہے۔ اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ بتا دیا کہ یہ نظریہ سراسر غلط ہے۔ مال کی فراوانی اور مال کی قلت اسی آزمائش کے دو رخ ہیں۔ وہ لوگ جن کو قارون کی دولت اور فرعون کا جاہ و جلال دے کر

آزماتا ہے اور کبھی فقر و فاقہ کی سختیوں سے دوچار کر کے ان کو پرکھتا ہے جس نے اس کی نعمتوں پر شکر ادا کیا، اور مصائب میں صبر کا دامن نہ چھوڑا وہ دونوں صورتوں میں سرخرو اور کامیاب ہے۔ اے اپنی ثروت کی کثرت اور اپنی ریاست و امارت پر فخر کرنے والے! کبھی تو نے اپنے اعمال کی طرف دیکھنے کی زحمت گوارا کی ہے۔ نہ یتیم کا احترام، نہ غریب سے ہمدردی، مال و دولت سمیٹنے کے سوا اور کوئی مقصد ہی پیش نظر نہیں۔ جائز و ناجائز ذرائع میں بھی امتیاز روا نہیں رکھتے ہو۔ یاد رکھو، قیامت کا دن آنے والا ہے اس وقت تمہاری چشم ہوش کھلے گی لیکن بے سود۔ البتہ وہ پاک نہاد قدسی صفات لوگ جو ذکر الٰہی سے اپنے قلب کی تسکین کا اہتمام کرتے رہے، جب وہ اس دار فانی سے رخصت ہوں گے تو انہیں رضائے الٰہی کے مژدہ سے خورسند کیا جائے گا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
۹-۳-۷۷

سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۃ الفجر مکی ہے [illegible] اس میں تیس آیتیں ہیں

وَالْفَجْرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝٣ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝٤

قسم ہے [illegible] کی اور دس راتوں کی اور [illegible] جفت و طاق کی اور رات کی جب کہ وہ چلنے لگے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝٥ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝٦

[illegible]

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝٧ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝٨ وَثَمُوْدَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝١٠ الَّذِينَ

جنہوں نے کاٹا تھا چٹانوں کو وادی میں ث اور کیا کیا فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا ث جنہوں نے

طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝١١ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۝١٢ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ

سرکشی کی تھی اپنے ملکوں میں پھر ان میں بکثرت فساد برپا کر دیا تھا۔ پس تیرے رب نے ان پر

سَوْطَ عَذَابٍ ۝١٣ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝١٤ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا

عذاب کا کوڑا برسایا ث بے شک تمہارا رب گھات میں ہے۔ مگر انسان کا حال یہ ہے کہ جب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ

[illegible]

اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾

بلکہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے تھے ۱۷ اور نہ تم ترغیب دیتے ہو ایک دوسرے کو مسکین کو کھانا کھلانے کی ۱۸

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ

اور ہڑپ کر جاتے ہو میراث کا سارا مال ۱۹ اور دولت سے حد درجہ محبت کرتے ہو ۲۰ ہرگز نہیں! یقیناً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾

[illegible]

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ

[illegible]

الذِّكْرٰى ﴿٢٣﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ

[illegible]

عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ

[illegible]

الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾

[illegible] بندوں میں۔ اور داخل ہو جا میری جنت میں ۲۲

[illegible] سے اطمینان کی دولت ارزانی ہوتی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۲ [illegible]

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے رب سے ان الفاظ میں موت کی التجا کی تھی فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ (یوسف آیت ۱۰۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی یہی دعا کی تھی

یہ بشارت کس وقت دی جائے گی۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ روز حشر جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو اس وقت اہل ایمان کو یہ مژدہ جانفزا سنایا جائے گا۔ بعض کی رائے ہے کہ مرتے وقت ہی بشارت دی جائے گی۔ لیکن علماء [illegible] ترجیح دیتے ہیں۔ ابو صالح یقال لها عند الموت وفی یوم القیامۃ ایسے یہی دو وقت ہیں جب مومن کو خوشخبری دی جائے گی۔

یہاں ایک روایت بڑی عجیب ہے قال عبد الاعلی [illegible] عن سعید بن جبیر مات ابن عباس بالطائف فجاء طیر لم یر علی خلقتہ حتی دخل نعشہ ثم لم یر خارجا منہ فلما دفن تلیت ہذہ الآیۃ علی شفیر القبر یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ [illegible]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس کی جب طائف میں وفات ہوئی تو ایک ایسا پرندہ آیا جس کی مثل پہلے نہ دیکھا گیا تھا۔ وہ [illegible] نعش میں داخل ہو گیا اور پھر باہر نکلتا نہ دیکھا گیا۔ جب دفن کیا گیا تو قبر کے کنارے پر یہ آیت تلاوت کی گئی اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پڑھنے والا کون ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر بھی حاضر تھے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ما احسن ہذا۔ کتنی پیاری بات ہے۔ فقال اما انہ سیقال لک ہذا اے ابو بکر جب تم اس دنیا سے رخصت ہوگے تو تمہیں بھی یہ بشارت دی جائے گی۔ (ابن کثیر)

علامہ ابن کثیر نے حافظ ابن عساکر کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا مانگنے کی تلقین فرمائی۔ اللہم انی اسئلک نفسا بک مطمئنۃ تؤمن بلقائک وترضی بقضائک وتقنع بعطائک۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسے نفس کا سوال کرتا ہوں جو تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو، جو تیری قضا پر راضی ہو اور جو تیری عطا پر قانع ہو۔

○

الحمد للہ رب العالمین واجمل الصلوات واحسن التسلیمات وازکی البرکات واطیب التحیات علی
صاحب المقام المحمود [illegible] سیدنا محمد [illegible] وعلی آلہ الطیبین
الطاہرین وازواجہ الطاہرات امہات المؤمنین وعلی سائر الصحابۃ [illegible]
[illegible] الی یوم الدین [illegible]
بفضلک وکرمک یا [illegible]

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ البلد

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام البلد ہے۔ یہ لفظ اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں ایک رکوع، بیس آیتیں، بیاسی کلمے، تین سو بیس حروف ہیں۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اس کی آیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مکی زندگی کے اس دور میں نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر ان کے کردار پر تنقید کرنا شروع کر دیا تھا۔

مضامین: قسم اٹھا کر انہیں بتایا گیا کہ تمہارا یہ خیال سراسر غلط ہے کہ تم اتنے طاقتور ہو کہ تم پر کسی کا قابو نہیں۔ تم ضعیف و ناتواں ہو اور حصول مقصد کے لیے اپنا مال پانی کی طرح بہاتے ہو اور پھر اس پر اتراتے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جس نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے وہ تمہارے اس غلط استعمال سے آگاہ نہیں۔

اسلام دین فطرت ہے۔ وہ انسان کے جسمانی، نفسانی اور روحانی تقاضوں کی تکمیل یکساں توجہ سے کرتا ہے۔ وہ انسان کو مادی لذتوں میں کھو جانے کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ان سے یکسر قطع تعلق کر کے صرف روحانی لذتوں میں کھو جانے کی تلقین کرتا ہے۔ اس مختصر سی سورت میں ان اعضاء اور جوارح کا ذکر کرنے کے بعد جو انسان کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے مرحمت فرمائے گئے ہیں، اسے تنبیہ کی جا رہی ہے کہ تجھے عقاب کی قوت پرواز دی گئی ہے اس سے کام لیتے ہوئے تمہارا فرض ہے کہ اخلاق حسنہ کی بلندیوں کو سر کرنے کے لیے پرکشا رہو۔ اس مقصد کے لیے جو اعمال حسنہ ناگزیر ہیں ان کا ذکر بھی کر دیا۔ غلاموں کو آزاد کرنا۔ قحط سالی کے دنوں میں فاقہ زدہ لوگوں کی خوراک کا اہتمام کرنا، یتیموں اور مسکینوں پر شفقت کرنا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایمان کے چراغ کو روشن رکھنا، خود صبر کرنا اور دوسروں کو صبر اور ہمدردی کی تلقین کرنا۔ یہ وہ اعمال ہیں جن کے ذریعے انسان اپنی منزل پر پہنچتا ہے لیکن جو دوسروں کی مادی ضروریات کو استطاعت کے باوجود پورا کرنے کی طرف مائل نہیں ہوتا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۹-۳-۸۹

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ البلد مکی ہے | اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے | اس میں بیس آیات ہیں

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲ وَوَالِدٍ

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی ۔ حالانکہ آپ کی وجہ سے ہی اس شہر میں ہے ۔ اور قسم کھاتا ہوں

وَّمَا وَلَدَ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ۝ اَیَحْسَبُ اَنْ

باپ کی اور اولاد کی ۔ بے شک ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے ۔ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ

ف۱ لا زائدہ ہے اور قسم کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے۔

البلد سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ یوں تو شہر مکہ کی ہر حیثیت سے قسم کھائی جا سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حبیب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں تشریف فرما ہے۔ یہ شہر اگرچہ کئی اور وجوہ سے مشرف ہے لیکن اس کی یہ بڑی شان کی وجہ ہے جو شرف اس کو حاصل ہے اس کی شان یہی کمال ہے۔

وانت حل ف۲ واؤ حالیہ ہے۔ یعنی قسم ہے اس شہر کی جبکہ آپ اس میں تشریف فرما ہیں [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] علیہ [illegible] بیان کیے گئے یہ ایک [illegible] کفار کی اذیت رسانیوں [illegible] اس شہر کے لوگ اس کی حرمت [illegible] کرتے تھے [illegible] اس کی بہت عزت نہیں کرتے [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] آپ کے لیے یہ شہر حلال کر دیا گیا ہے آپ کسی کو قتل کریں یا اس کو سزا دیں آپ اس کے مجاز ہیں۔

ف۳ والد سے مراد آدم علیہ السلام ہیں اور ما ولد سے مراد آپ کی ساری اولاد ہے۔ اس کی تفسیر میں کئی متعدد اقوال ہیں۔

ف۴ یہ جواب قسم ہے [illegible] کبد کے معنی [illegible] مشقت [illegible] بڑی [illegible] کی تحقیق [illegible] ہے [illegible] سے جو [illegible] حضرت [illegible] سے [illegible] جب [illegible] اس وقت [illegible] حضرت [illegible] گئے ہیں [illegible] شیطانی [illegible] کی زندگی [illegible]

لَّن يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ۝ يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝

کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا ۔ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال فنا کر دیا

أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ۝ أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا

کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا ۔ کیا ہم نے نہیں بنائیں اس کے لیے دو آنکھیں اور زبان

انسان کی زندگی کا مقصد [illegible] اور [illegible] سے [illegible] گیا ہے [illegible] مشکل [illegible] [illegible] المشقة والشدة [illegible] اور مشقت کے [illegible] ہیں۔

۴ اس کے باوجود کہ [illegible]

۵ لبدا لبدۃ کی جمع ہے۔ وہ چیز جس کو ڈھیر [illegible] جمع کیا جائے۔

۶ دنیا دار لوگ اپنی شہرت کی خاطر [illegible]

۷ اس آیت سے [illegible]

۸ یہاں ان [illegible]

وَشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَآ

اور دو ہونٹ ۔ اور ہم نے دکھا دیے اسے دونوں نمایاں راستے شہ پھر وہ داخل ہی نہیں ہوا (عمل خیر کی) دشوار گزار گھاٹی میں شہ اور

اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ

کیا آپ سمجھے کہ وہ گھاٹی کیا ہے وہ کسی کی گردن چھڑانا ہے یا کھانا کھلانا ہے بھوک کے دن

مَسْغَبَةٍ ۝ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ ثُمَّ

(قحط سالی میں) یتیم کو جو رشتہ دار ہے یا خاک نشین مسکین کو شہ پھر

[illegible]

شہ النجد۔ الطریق المرتفع [illegible]

شہ الاقتحام [illegible] العقبۃ۔ المرقی الصعب من [illegible]

[illegible]

شہ [illegible]

كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا

[illegible]

[illegible]

بِالْمَرْحَمَةِ ؕ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ؕ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کی آپس میں رحمت کی سلہ یہی لوگ دائیں طرف والے ہیں سکلہ اور جنہوں نے انکار کیا

بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ؕ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

ہماری آیتوں کا وہ لوگ بائیں طرف والے ہیں ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی سکلہ

ع ۵

سلہ ان دو صفتوں میں اسلامی معاشرے کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتا ہے۔ [illegible] دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وتواصوا بالمرحمۃ، وہ سنگدل نہیں ہیں وہ ایک دوسرے کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو [illegible] آپ خود سوچیے کہ جو قوم ان دو خصوصیتوں سے متصف ہو [illegible] انفرادی زندگی [illegible] انسانیت کی [illegible] کی بھرپور کوشش کریں۔

سکلہ یعنی یہی لوگ [illegible] خوش نصیب ہیں کہ ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے

سکلہ یہ بدنصیب [illegible] سے محروم ہیں ان کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ مؤصدۃ ای مطبقۃ مغلقۃ۔ جب دروازے کو بالکل بند کر دیا جائے تو اہل عرب کہتے ہیں اوصدت الباب ای اغلقتہ۔ یعنی ان کو آگ میں پھینک دیا جائے گا اور دروازے بند کر دیئے جائیں گے نکلنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔ اعاذنا اللہ منھا

اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک وموتا فی بلد حبیبک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الشمس

نام: اس کا پہلا کلمہ الشمس ہی اس کا نام ہے۔ اس میں ایک رکوع، پندرہ آیتیں، چون کلمات اور دو سو سینتالیس (۲۴۷) حروف ہیں۔

نزول: یہ باتفاق علماء مکہ میں نازل ہوئی۔

مضامین: متعدد قسمیں اٹھانے کے بعد انسان کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ جس حکیم خالق نے اس کو پیدا فرمایا ہے اس کو لاتعداد قابلیتیں عطا کی ہیں اور ان کو استعمال میں لانے کی قوت سے نوازا ہے۔ اس نے اس کی فطرت میں نیک و بد میں امتیاز کی قوت ودیعت کر دی ہے۔ جو شخص اس قوت کی مناسب نگہداشت کرتا ہے۔ اس کی نشو و نما پر پوری توجہ دیتا ہے وہ کامیاب و کامران ہے۔ لیکن جو شخص اپنے باطن سے ابھرنے والی آواز کو درخور اعتنا نہیں سمجھتا کسی برائی کے ارتکاب پر اس کے ضمیر کی خلش میں جو چبھن پیدا ہوتی ہے اس کی پروا نہیں کرتا اور اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے بے مہار اونٹوں کی طرح بھاگتا چلا جاتا ہے۔ وہ دونوں جہانوں میں خائب و خاسر ہوگا۔ سورج کے اجالے میں بھی وہ اندھوں کی طرح بھٹکتا پھرتا ہے۔ قوم ثمود کا ذکر تم بارہا سن چکے ہو۔ ان کے نبی نے ان کے مطالبہ کے مطابق معجزہ دکھایا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چٹان پھٹی اور اس سے ایک جیتی جاگتی اونٹنی نمودار ہوگئی لیکن ان کے دل کی آنکھ اندھی ہو چکی تھی انہیں پھر بھی ہدایت نصیب نہ ہوئی بلکہ ان کے ایک بدبخت انسان نے اس ناقہ کی کونچیں کاٹ کر اللہ کے غضب کو چیلنج کیا۔ خود بھی برباد ہوا اور اپنی ساری قوم کو بھی برباد کر ڈالا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۹-۴-۵۵

سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ الشمس مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی پندرہ آیتیں ہیں

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝۳

قسم ہے آفتاب کی اور اس کی دھوپ کی تیزی کی ۱؎ اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے ۲؎ اور دن کی جب وہ اسے خوب روشن کر دے ۳؎

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝۶

اور رات کی جب وہ اسے چھپا لے ۴؎ اور آسمان کی اور جس نے اسے بنایا ۵؎ اور زمین کی اور جس نے اسے بچھایا

۱؎ اس سورت کا آغاز متعدد قسموں سے کیا جا رہا ہے جن کی تعلیم بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کیجئے اور اس حقیقت کو تسلیم کیجئے کہ ان قسموں کا ذکر یونہی نہیں کیا گیا بلکہ ان کی اہمیت کے پیش نظر ان کی قسم کھائی گئی ہے۔ ضحٰی کا معنی امام راغب نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا اصل معنی ہے سورج کی روشنی۔ الضحٰی کی دوسری صورت

الضحى مؤنثة ... وأصل الضحى من الضح وهو نور الشمس والألف مقلوبة من الحاء الثانية (قرطبی)

ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال ... حرها وضحاها

حرارۃ۔ یعنی ضحٰی سے سورج کی روشنی اور حرارت دونوں مراد ہیں۔

۲؎ یہ تیسری قسم چاند کی کھائی جا رہی ہے جب وہ سورج کے غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ قمری مہینہ کے ابتدائی چند دنوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ چاند اور سورج دونوں روشن ہیں اور دونوں روشنی میں ایک دوسرے کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں یعنی سورج کے بعد نمودار ہوتا ہے۔

۳؎ یہ چوتھی قسم دن کی کھائی جا رہی ہے جب وہ سورج کو روشن کر دیتا ہے۔ یعنی دن میں ہی وہ پوری طرح جلوہ گر ہوتا ہے۔ سورج کی روشنی بھی دن میں ہی عیاں ہوتی ہے۔ جلّٰہا کی ضمیر منصوب کا مرجع سورج بھی ہو سکتا ہے جس کا ذکر گزر چکا اور اس کا مرجع وہ چیزیں بھی ہو سکتی ہیں جیسے زمین، دنیا، ظلمت وغیرہ۔ یعنی اس وقت کی قسم کھائی جا رہی ہے جب دن کا اجالا ساری زمین کو روشن کر دیتا ہے۔

۴؎ اور رات کی جب وہ آتی ہے تو زمین کو اپنے دامن میں لپیٹ لیتی ہے۔ زمین کا جو حصہ پہلے سورج کی روشنی میں چمک رہا تھا اب اسے رات کی تاریکی ڈھانپ لیتی ہے۔

۵؎ ان آیات میں ما مصدریہ بھی ہو سکتا ہے اور ما موصولہ بمعنی من بھی ہو سکتا ہے۔ امام حسن بصری، مجاہد اور طبری کا پسندیدہ قول یہ ہے کہ ما بمعنی من ہے اور ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ باقی رہا یہ شبہ کہ ما کا استعمال بے جان مخلوق اور غیر ذوی العقول اشیاء کے لیے ہوتا ہے یہاں ما سے اللہ تعالیٰ کی ذات کیسے مراد لی جا سکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں ما بکثرت من کے معنی

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ

قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے اسے درست کیا پھر اس کے دل میں ڈال دی اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری یقیناً فلاح

میں استعمال ہوا ہے [illegible] ـــــ [illegible] العبد۔

۶ طحٰی اور دحٰی دونوں ہم معنی ہیں [illegible] جب ہر طرف سے کشادہ کر دیا جائے اور پھیلا دیا جائے۔

۷ انسان کی ظاہری ساخت اس کے ظاہری و باطنی حواس، اعضاء، جوارح، فکر و فہم و استدلال کی صلاحیتیں جو اس علیم و حکیم نے بڑی موزونیت اور سلیقہ سے اس میں ودیعت فرمائیں یہ سب اس بات کی تفسیر کا جزو ہو سکتی ہیں۔

۸ علامہ ابن منظور الہام کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: [illegible] الشیئ [illegible] ابتلعہ بمرۃ۔ یعنی کسی چیز کو ایک ہی بار نگل لینا [illegible] والالہام ان یلقی اللہ فی النفس امرا یبعثہ علی الفعل او الترک وھو نوع من الوحی۔ یعنی کسی کے دل میں ایسا خیال پیدا کر دینا جس کے باعث وہ کسی کام کو کرے یا ترک کرے۔

علامہ راغب اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الالہام القاء الشیئ فی الروع ویختص ذلک بما کان من جہۃ اللہ تعالٰی وجہۃ الملأ الاعلٰی۔ (المفردات) یعنی الہام کسی چیز کے دل میں ڈالنے کو کہتے ہیں اور الہام اس خیال کے لیے مخصوص ہے جو اللہ تعالٰی کی طرف سے یا ملأ اعلٰی کی طرف سے ہو۔

آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالٰی نے ہر شخص کو نیک و بد، حق و باطل اور صحیح و غلط میں تمیز کرنے کا شعور عطا فرما دیا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت عمران بن حصین [illegible] قال اللھم آت نفسی تقواھا [illegible] [illegible] [illegible] نفس کی پاکیزگی و تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاک کر تو ہی اس کو پاک کرنے والا ہے۔

حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل والھرم والجبن والبخل وعذاب القبر۔

اللھم آت نفسی تقواھا وزکھا انت خیر من زکاھا انت ولیھا ومولاھا۔

اللھم انی اعوذ بک من قلب لا یخشع ومن نفس لا تشبع ومن علم لا ینفع ومن دعوۃ لا یستجاب لھا۔

حضرت زید فرمایا کرتے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ہمیں یہ دعا سکھایا کرتے اور ہم تم کو یہ دعا سکھاتے ہیں۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ⑨ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ⑩ كَذَّبَتْ ثَمُودُ

بامراد ہوا جس نے پاک کر لیا نفس کو اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا دیا جھٹلایا قوم ثمود نے

بِطَغْوَاهَا ⑪ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ⑫ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ

اپنی سرکشی کے باعث جب اٹھ کھڑا ہوا ان میں سے ایک بڑا بدبخت تو کہا انہیں اللہ کے رسول نے کہ خبردار رہو

(مسند احمد، ابن کثیر)

ترجمہ: الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عاجز ہونے سے، سستی سے، بڑھاپے سے، بزدلی سے، بخل سے اور عذاب قبر سے۔ الٰہی میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر، اس کو پاک کر تو بہترین پاک کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا مالک اور مولا ہے۔ الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو، ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔

۹۔ یہ ہے وہ حقیقت جس کا اظہار کرنے کے لیے اتنی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ وہ یہ کہ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو گیا اور جس نے اسے گناہوں کی غلاظت میں ملا دیا وہ خائب و خاسر ہوا۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں التزکیۃ الانماء والاعلاء والتدسیۃ النقص والاخفاء

جو شخص اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کرتا ہے اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے آراستہ کرتا ہے اس کی طرف [illegible] ہے اس کی قوت و توانائی میں اضافہ ہو جاتا ہے ایسا شخص [illegible] مشکل سے مشکل کام کرنے کے لیے آمادہ [illegible] اس کی زندگی کا [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] آگے [illegible] اس کی [illegible] اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

۱۰۔ اس کے برعکس جس نے اپنے نفس کی صلاحیتوں کا گلا گھونٹ دیا، جس نے گناہوں کے ڈھیر کے نیچے اس کو دبا دیا اور اس کی قوتوں کو صرف [illegible] وہ شخص [illegible] اصل اللغۃ [illegible] من التدسیس وھو اخفاء الشیء فی الشیء [illegible] [illegible] دوسری چیز [illegible] میں چھپا دیا [illegible]

ناقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ۬ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ

[illegible]

رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۪ۙ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

[illegible]

جلا دیا۔

[illegible]

[illegible]

سکلے قوم ثمود اپنے عہد عروج میں بڑی کامیاب قوم تھی۔ دیگر قبائل و اقوام کے مقابلہ میں کہیں زیادہ مستحکم تھے۔ یقیناً انہوں نے اپنی سوچ و فکر کا یہ ہو گا کہ اگر کبھی ہم پر کوئی آفت و تباہی آئی تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ثمود جیسی قوم کو تباہ و برباد کر دینے کے نتائج کا مجھے کوئی خوف نہیں۔ ان کے کسی حلیف قبیلہ یا دوست قوم کی یہ مجال نہیں کہ ہم سے ان کی بربادی کا انتقام لے سکے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ان تمام وحشت سے منزہ ہے۔ اس کی قوت کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جرات نہیں۔ وہ جس کو تباہ و برباد کرنا چاہے کر سکتا ہے

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين

اللهم صل على حبيبك الكريم وعلى آله واصحابه ومن تبعه وبارك وسلم

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الّیل

نام : اس سورت کا نام "الّیل" ہے۔ جو اس سورت کا پہلا لفظ ہے۔ اس میں ایک رکوع، اکیس آیتیں، اکہتّر کلمے اور تین سو دس حروف ہیں۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : اس سورت میں دیگر امور کے علاوہ ایک فطری اصول سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ وہ یہ کہ انسان جب اپنے آپ کو نیک اعمال کا عادی بنا لیتا ہے۔ اس کے لیے اچھے کام، جو بظاہر کٹھن اور مشکل ہوں، آسان ہو جاتے ہیں۔ نفس کے لیے تو اطاعت و تقویٰ کا راستہ بڑا دشوار گزار اور خاردار ہوتا ہے لیکن وہ شخص اس پر یوں خراماں خراماں گزر جاتا ہے جیسے اس کے راستے میں مخمل و کمخواب کا فرش بچھا ہو۔ اس کے برعکس جو لوگ برائیوں کے خوگر ہو جاتے ہیں وہ ان کاموں میں ایک کشش اور لذت محسوس کرتے ہیں جو درحقیقت ان کی بربادی، ہلاکت اور رسوائی کا باعث ہوتے ہیں۔ وہ ایک شراب کے گھونٹ کے لیے بڑی فیاضی سے اپنی دولت لٹاتے رہتے ہیں۔ نفس کی ایک ادنیٰ خواہش پر وہ اپنی بچیوں کی عصمتوں کو داؤ پر لگانے سے بھی باز نہیں آتے۔ اپنے سگے بھائی کے قتل پر بھی نہ انہیں جھجک محسوس ہوتی ہے اور نہ ندامت۔

ارشاد الٰہی ہے کہ لوگوں کو دعوت حق دینا ہم نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے لیکن اس کو قبول کرنے پر ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے۔ جو چاہے اپنی خوشی سے راہ حق پر گامزن ہو جائے اور جو چاہے ہلاکت کے گڑھے میں گر جائے۔ اس کو معاوضہ بھی ایسا ہی ملے گا جیسے اس نے اپنی مرضی سے عمل کیے تھے۔ اللہ کے بندے اپنا مال ضرورت مندوں میں رات کی تاریکی میں چھپ چھپ کر بانٹتے رہتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد کسی کے سابقہ احسان کا بدلہ چکانا نہیں ہوتا۔ وہ محض اپنے رب اعلیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور انہیں مبارک ہو، عنقریب انہیں خوش کر دیا جائے گا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۹-۳-۷۷

سُوْرَةُ اللَّيْلِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ لیل مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے — اس کی اکیس آیتیں ہیں

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

[illegible]

وَالْاُنْثٰٓى ۙ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۭ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ

[illegible]

ف ۱ اس سورت کا آغاز بھی متعدد قسمیں کھا کر کیا گیا ہے۔

ف ۲ یہ ان قسموں کا جواب ہے۔

[illegible]

شتّٰی، شتیت کی جمع ہے [illegible]

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۗ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ

اور جس نے [illegible] کی تصدیق کی [illegible] اور جس نے بخل کیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاسْتَغْنٰی ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ﴿۱۰﴾

اور بے پروا بنا رہا ... تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے مشکل راہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ﴿١٣﴾ فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ﴿١٤﴾

یقیناً آخرت اور دنیا کے ہم ہی مالک ہیں ۔ پس میں نے خبردار کر دیا ہے تمہیں ایک بھڑکتی آگ سے ۔

لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ﴿١٥﴾ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٦﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا

اس میں نہیں جھونکا جائے گا مگر وہ بدبخت ۔ جس نے (حق کو) جھٹلایا اور روگردانی کی ۔ اور دور رکھا جائے گا اس سے

الْأَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ

وہ بڑا پرہیزگار ۔ جو دیتا ہے اپنا مال (دل کو) پاک کرنے کے لیے ۔ اور (اس پر) کسی کا کوئی

مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿١٩﴾ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ﴿٢٠﴾

احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دیا جائے ۔ بجز اس کے کہ وہ اپنے برتر پروردگار کی خوشنودی کا طلب گار ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٥﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

○

[illegible]

وبارك على سيدنا ومولانا محمد وآله وأصحابه أجمعين

○

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۂ والضحیٰ

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام والضحیٰ ہے جس سے اس سورت کا آغاز فرمایا گیا ہے۔ اس میں ایک رکوع، گیارہ آیتیں، چالیس کلمے، ایک سو بہتر حروف ہیں۔

شانِ نزول: کتبِ تفاسیر میں اس کی شانِ نزول کے بارے میں متعدد روایات درج ہیں۔ میرے نزدیک جو روایت اسنادِ روایت کے نقطۂ نظر سے قوی اور زیادہ مستند اور قرینِ قیاس ہے وہ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر دُرِّ منثور میں ذکر کی ہے جو پیشِ خدمت ہے:

> اخرج احمد وعبد بن حميد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی
> وابن جریر والطبرانی والبیهقی وابو نعیم معا فی الدلائل عن جندب البجلی
> قال اشتکی النبی صلی الله علیه وسلم فلم یقم لیلتین او ثلاثا فاتته
> امراة فقالت یا محمد ما اری شیطانك الا قد ترکك لم اره قربك
> لیلتین او ثلاثا فانزل الله والضحی والیل اذا سجی (در منثور)

ترجمہ: "جندب بجلی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت مبارک درست نہ رہی۔ چنانچہ حضور دو یا تین راتیں شب بیداری نہ فرما سکے۔ ایک گستاخ عورت آئی اور حضور کا نام لے کر کہنے لگی کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ میں نے دو تین رات سے اسے تمہارے قریب آتے نہیں دیکھا"
اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ مبارکہ نازل فرمائی۔

مضامین: اس کے مضامین کے بارے میں تو آپ آیات کی تشریح کے ضمن میں تفصیلات ملاحظہ فرمائیں گے یہاں مختصراً یہ بات ذہن نشین کر لیجیے کہ ان آیات میں اُن عنایات بے پایاں اور احسانات عظیمہ کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے جو رحمٰن و رحیم ربّ العالمین نے اپنے محبوب ترین بندے اور رؤف و رحیم رسول پر فرمائیں۔ جو اس رحمۃ للعالمین کو ہی مخلوق پر ابرِ رحمت بن کر برسنے کے لیے بھیجے اور آداب سکھائے اُن کا ذکر ہو رہا ہے۔ دینے والے کی شانِ کریمی کی کوئی حد نہیں، لینے والے کے ظرف اور دامن کی وسعت بھی عقلِ انسانی کی حدود سے ماوراء ہے۔

خیمہ منزل بھیل سرگودھا
۹ ۳ ۷۷

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هِيَ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً

[illegible]

وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۭ وَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جیسے سورۂ اعراف میں ہے۔ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآىٕمُوْنَ ؕ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ

ترجمہ: کیا بستی کے باشندے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت آئے جب وہ سوتے ہوں۔ کیا بستی کے باشندے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن کے وقت آئے جب وہ کھیل رہے ہوں۔

یہاں ضحیٰ سے مراد چاشت کا وقت نہیں بلکہ سارا دن ہے۔

[illegible]

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

یقیناً ہر بعد والی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور عنقریب آپ کو آپ کا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے ۵

[illegible] کی یہ تاویل [illegible] سے یہ حکمت [illegible] ہے۔

حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ضحیٰ سے مراد وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور رات سے مراد شب معراج ہے۔ (قرطبی)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر عزیزی کا یہ اقتباس اہل ذوق و محبت کے مطالعہ کے لیے نقل کر رہا ہوں:

"بعضے از مفسرین گفتہ اند کہ مراد از ضحیٰ [illegible] است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مراد از لیل شب [illegible] است. و بعضے گویند کہ مراد از ضحیٰ [illegible] است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و از لیل [illegible] است. و بعضے گویند کہ مراد از ضحیٰ [illegible] است کہ آنجناب [illegible] و مراد از شب [illegible] است کہ [illegible] و بعضے گویند کہ مراد از ضحیٰ ظاہر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم است یعنی احوال ظاہرہ آنجناب است کہ [illegible] و مراد از شب سر آنجناب یعنی احوال باطنیہ کہ غیر از علام الغیوب کسے بر آن مطلع نیست۔"

ترجمہ: بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ضحیٰ سے مراد [illegible] اور لیل سے [illegible] ہے اور بعض [illegible] حضور کا [illegible] اور لیل سے [illegible] اور بعض [illegible] ضحیٰ سے مراد [illegible] اور لیل سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے [illegible] احوال ہیں [illegible] علام الغیوب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔

اس [illegible] دن اور رات کی قسم کھا کر [illegible] ارشاد ہوا [illegible] اے حبیب [illegible] آپ کے رب نے [illegible] آپ کو چھوڑا [illegible] وحی کے نزول میں [illegible] حکمت تھی [illegible]

آگے فرمایا کہ آپ [illegible] ہر آنے والی ساعت گزری ہوئی ساعت سے [illegible] بہتر [illegible] اسلام [illegible] مستقبل کے [illegible]

دعوت اسلام کے ابتدائی دور کا تصور کیجئے [illegible] تمام اہل مکہ [illegible] کے خون کے پیاسے تھے [illegible]

ہیں ان کا ایک ایک پیرو حرمت کے لیے جانیں کھپا دیں گے۔ اس وقت کون یہ خیال کر سکتا تھا کہ یہ چند سالوں میں اتنی ترقی کر جائے گا کہ سارا جزیرہ عرب اس کے دست نگر ہو جائے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی وحدت اور اس کے رسول کی شان [illegible] قیصر و کسریٰ کی شاہ اور ان کی بادشاہیوں کی سطوت کچلی جائے گی اور حرم کے خدام ان کے تخت پر بیٹھیں گے۔ ان کی [illegible] چہروں اور [illegible] بدل جائیں گے

قال ابن عباس عرض على النبي صلى الله عليه وسلم ما هو مفتوح على أمته من بعده كفراً كفراً فسر بذلك فنزل وللآخرة خير لك من الأولى یعنی حضور کے بعد امت پر جو فتوحات کی جائیں گی وہ سب کی سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دکھائی گئیں جنہیں دیکھ کر حضور بہت مسرور ہوئے۔ اس وقت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ میرے خیال میں ان انعامات کا صرف ان فتوحات ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپ کی ہر شان کے شایان شان عطا ہوگی۔

۵ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی اشاعت و ترقی کے لیے ہر وقت فکر مند رہا کرتے۔ دین حق کی سربلندی کے لیے حضور [illegible] اپنی امت کی بخشش و مغفرت کا خیال ہر وقت دامن گیر رہتا تھا۔ ان تمام فکروں اور پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے اپنے حبیب کریم سے وعدہ فرمایا جا رہا ہے کہ آپ کا قلب مبارک مطمئن و مسرور ہو جائے گا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وهو عدة كريمة شاملة لما أعطاه الله تعالى عز وجل في الدنيا من كمال النفس وعلوم الأولين والآخرين وظهور الأمر وإعلاء الدين بالفتوح الواقعة في عصره صلى الله تعالى عليه وسلم وفي أيام خلفائه عليه الصلاة والسلام وغيرهم من الملوك الإسلامية وفشو الدعوة والإسلام في مشارق الأرض ومغاربها ولما ادخره عز وجل له عليه الصلاة والسلام في الآخرة من الكرامات التي لا يعلمها إلا الله جل جلاله وعم نواله۔

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا کریمانہ وعدہ ہے جو ان تمام نعمتوں کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو دنیا میں سرفراز فرمایا یعنی کمال نفس اور پہلوں اور پچھلوں کے علوم۔ اسلام کا غلبہ، دین کی سربلندی ان فتوحات کے باعث جو عہد رسالت میں ہوئیں اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئیں اور دوسرے مسلمان بادشاہوں کے عہد میں، اور اسلام کا دنیا کے مشرق و مغرب میں پھیل جانا۔ نیز وہ ان عنایات اور عزت افزائیوں کو بھی شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کے لیے آخرت کے لیے ذخیرہ کر رکھی ہیں جن کی حقیقت اور ماہیت کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا۔

علامہ آلوسی نے یہاں حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی ہے۔

حرب بن شریح کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر سے پوچھا کہ یہ شفاعت کا ذکر اہل عراق کیا کرتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ تو آپ نے فرمایا بخدا حق ہے۔ مجھے میرے چچا محمد بن حنفیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حدیث بیان کی۔ ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال اشفع لأمتي حتى ينادي ربي أرضيت يا محمد فأقول نعم يا رب رضيت

حضرت سیدنا علی سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اپنی امت کے لیے شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے ندا کرے گا۔ اے محمد کیا آپ خوش ہو گئے۔ میں عرض کروں گا ہاں اے میرے پروردگار میں راضی ہو گیا

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝۶ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝۷ وَ

کیا اس نے نہیں پایا آپ کو یتیم پھر (اپنے آغوش رحمت میں) جگہ دی۔ اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ [illegible]

اس کے بعد امام بغوی نے اس شخص سے کہا کہ تم اہل عراق یہ کہتے ہو کہ قرآن کریم کی سب سے امید افزا آیت یہ ہے: یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ لیکن ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ امید افزا آیت یہ ہے: ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث نقل کرتے ہیں: عن ابن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلا قول اللہ تعالیٰ فی ابراہیم علیہ السلام [illegible] فرفع یدیہ وقال اللہم امتی امتی وبکی، وقال اللہ تعالیٰ یا جبریل اذہب الی محمد [illegible] فقل انا سنرضیک فی امتک ولا نسوءک۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرو بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے [illegible] پھر یہ آیت پڑھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے [illegible] پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: الٰہی میری امت، میری امت، پھر حضور زار و قطار رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ میرے حبیب کے پاس جاؤ [illegible] ہم آپ کو آپ کی امت کے معاملہ میں راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

[illegible]

ارباب ذوق سے مخفی نہیں۔

[illegible] انعامات و احسانات [illegible] تاکہ قلب مبارک کو [illegible] ان میں سے ہر ایک کو جداگانہ مستقلاً ذکر کیا گیا۔

اس آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ والد ماجد کا وصال ہو گیا۔ پیدا ہوئے تو یتیم تھے۔ لیکن والدہ ماجدہ [illegible] آپ کی پرورش کی خدمت آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے [illegible] یہ سعادت حضور کے شفیق [illegible] چچا جناب ابو طالب کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے [illegible] اس خدمت کو جس حسن و خوبی سے انجام دیا اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی [illegible]

حضور کی محبت [illegible] اور [illegible] تھے انہوں نے حضور کی محبت میں اتنا [illegible] کہ [illegible] آپ کی [illegible] حضرت [illegible] کی [illegible] اور [illegible] سبب نہیں ہو سکتی اور یہ [illegible] اس تعلق کی [illegible] تھی [illegible] کی [illegible] میں حضور کی محبت [illegible] احترام [illegible] حضرت [illegible]

علامہ قرطبی نے [illegible] ایک اور تفسیر [illegible] کہ یہاں یتیم سے مراد وہ [illegible] جو [illegible] اپنی مثال آپ ہو [illegible] [illegible] (روح المعانی)

ف۸ اس آیت کے ترجمہ میں [illegible] ووجدك ضالا فهدى [illegible] ضلالت [illegible] عقیدہ و عمل میں ضلالت [illegible] کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلان نبوت سے پہلے بھی [illegible] عقیدہ اور عمل کی [illegible] سے معصوم تھے [illegible] اس بات کی شاہد ہے کہ [illegible] کی گمراہیوں میں مبتلا تھا حضور علیہ السلام ان سے ہمیشہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی [illegible] کیا ہے۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس: ۱۶) [illegible] عقیدہ اور عمل کی گمراہی کی نفی کی گئی ہے [illegible]

علمائے تفسیر نے اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے بہت سے اقوال بیان کیے ہیں۔ ان میں سے چند آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

① ضلالت کا لفظ [illegible] کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے [illegible] آپ قرآن اور احکام شریعت کو پہلے نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن کا علم [illegible] اور احکام شریعت کی تعلیمات سے [illegible] القرآن والشرائع [illegible] (قرطبی)

② جب پانی دودھ میں ملایا جائے [illegible] ضل الماء فی اللبن [illegible] اس معنی کے لحاظ سے آیت کا معنی [illegible]

[illegible] کو طلب کیا

③ [illegible] العرب [illegible] الشجرۃ الفریدۃ [illegible]

④ [illegible]

[illegible] الیہ

⑤ حضرت [illegible] سے منقول ہے کہ ضالا [illegible] قرآن کریم کے بیان [illegible]
اس کے بیان کا تعلیم فرمایا

⑥ [illegible]
[illegible] بیان کیا ہے۔

قال بعض الصوفیۃ [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عبد المطلب نے بہت تلاش کیا [illegible]

[illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ نے اس امت کے [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ⑧ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ⑨ وَاَمَّا

اور آپ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا شہ پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجیے شہ اور جو

شہ عائل کے دو معنی کیے گئے ہیں (۱) المفتقر تنگدست (۲) [illegible] العیال [illegible] آیت کا مفہوم [illegible] ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو [illegible] پایا [illegible] آپ کو تنگدست پایا تو غنی کر دیا [illegible] یہ کہ حضرت خدیجۃ [illegible] اپنا سارا مال [illegible] اعلان کر دیا کہ یہ مال سب [illegible] حضرت صدیق اکبر نے اپنا سارا مال [illegible] حضور کی خدمت [illegible] قلب مبارک کو غنی کر دیا [illegible]

[illegible]

[illegible] سلطان

[illegible] خواہش نہیں رکھتا

شہ آپ یتیم تھے [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]

حضرت [illegible]

[illegible]

السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝١٠ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝١١

منگتے سائل کو مت جھڑکیے [10] اور اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کیا کیجیے [11]

[10] سائل سے مراد وہ شخص ہے جو کہ اپنے سوال کے جواب کا خواہش مند ہو یا جو صدقہ کا محتاج ہو جب آپ کے سامنے آئے [illegible] سائل [illegible] کثرت سے تنگ دل نہ ہوں [illegible] آپ کے سامنے [illegible] سائل [illegible] آپ کے در پہ آئے کوئی سائل [illegible]

سیرت کی کتب میں کثرت سے واقعات مذکور ہیں [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جود و کرم کا یہ عالم تھا کہ جو سائل آتا [illegible] حاجت [illegible] حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے کیا خوب لکھا ہے: "[illegible]" (اشعۃ اللمعات جلد [illegible] ص ۲۹۹)

[illegible]

[illegible]

نام بخاری نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نے کسی سائل کے جواب میں "لا" نہیں فرمایا۔

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَہُّدِہٖ ۔ لَوْلَا التَّشَہُّدُ کَانَتْ لَاءُہٗ نَعَمْ

یعنی حضور نے کبھی نہیں کہا سوائے کلمۂ شہادت کے، اگر کلمۂ شہادت نہ ہوتا تو حضور کی "نہیں" بھی ہاں ہوتی۔

ترمذی شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ بحرین سے نوے ہزار درہم آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک چٹائی پر ان کا ڈھیر لگا دیا [illegible] ان کو بانٹنا شروع کیا [illegible] جب سب درہم بٹ چکے تو ایک سائل آیا حضور نے فرمایا اب [illegible] حضرت عمر [illegible] اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا مکلف نہیں کیا۔ حضور کو یہ بات ناپسند [illegible] ایک انصاری [illegible] عرض کیا یا رسول اللہ اَنْفِقْ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا [illegible] حضور [illegible] تبسم فرمایا [illegible] اور فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ (تفسیر عزیزی)

اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جو فضل و کرم فرمائے اس کا ذکر کرنا اس کا بھی شکر ہے۔ والتحدث بنعمة الله و الاعتراف بها شكر (قرطبی)

اس آیت میں نعمت سے مراد کونسی نعمت ہے؟ علامہ آلوسی فرماتے ہیں والظاهر ان المراد بالنعمة ما افاضه الله تعالى على نبيه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم من فنون النعم التي من جملتها ما تقدم (روح المعانی) یعنی اس نعمت سے مراد وہ تمام نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ارزانی فرمائیں جن میں سے چند ایک کا ذکر ابھی ابھی ہو چکا ہے۔

چنانچہ سرور کون و مکاں رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان احسانات کا ذکر وقتاً فوقتاً کرتے رہتے تھے جو آپ کو سب کریموں سے کریم آقا کی بارگاہ سے عطا ہوئے۔ بے شمار احادیث میں سے صرف ایک حدیث سن لیں ایمان تازہ ہو جائے گا۔

عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله تعالى عليه وآله وسلم انا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر وبيدي لواء الحمد ولا فخر وما من نبي يومئذ آدم فمن سواه الا تحت لوائي وانا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر (مشکوٰۃ شریف بروایت الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔ اور حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا یہ بات بھی میں فخر سے نہیں کہتا بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔ اس دن تمام انبیاء آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ جتنے ہیں سب کے سب میرے پرچم کے نیچے ہوں گے اور قیامت کے دن سب سے پہلے زمین سے میں باہر آؤں گا یہ بات فخر سے نہیں کہتا بلکہ اظہار حقیقت ہے۔

مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

ومن هذا القبيل ما قال الشيخ محى الدين عبد القادر رضي الله عنه

وكل ولي له قدم وانى على قدم النبي بدر الكمال

وقوله قدمي هذه على رقبة كل ولي الله

یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ولی کا پایا مقام ہوتا ہے اور میں حضور کے نقش قدم پر ہوں جو کمالات نبوت کے ماہ چہار دہم ہیں۔ نیز آپ کا یہ ارشاد کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

اسی طرح حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قرب کا ذکر کیا ہے اور اپنے آپ کو مجدد اور قیوم کہا ہے۔ ان اقوال کا بھی اسی آیت سے تعلق رکھتے ہیں۔

ومن انكر على هؤلاء الرجال في مثل هذه المقالات فكأنه انكر هذه الآية فكر حيث امره بالتحدث۔

جو شخص ان اکابر رجال کے ان ارشادات کا انکار کرتا ہے اور ان پر طعن دراز کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا انکار کرتا ہے۔ (مظہری)

ہر نعمت کا شکر واجب ہے اور شکر کا طریقہ یہ ہے کہ اس نعمت کو منعم کی رضا میں صرف کیا جائے۔ نعمت مال کا شکر یہ ہے

کر وہ اللہ تعالیٰ کے رستے میں خلوص نیت کے ساتھ اسے خرچ کرے۔ صحت کی نعمت کا شکر یہ ہے کہ فرائض کو ادا کرے اور گناہوں سے اجتناب کرے۔ اور علم و عرفان کی نعمت کا شکر یہ ہے کہ جہاں کہیں علم کا مشتاق اور تحصیل علم کا طالب نظر آئے اس پر یہ دولت لٹا دے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورت کا ایک مجرب خاصہ ذکر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو اس سورت کو سات بار پڑھے اور پھر سر کے اوپر انگشت شہادت پھیرتا جائے جب سات بار پڑھ چکے تو کہے یا جامع الناس لیوم لا ریب فیه اجمع بینی وبین ضالتی ان الله لا یخلف المیعاد خدا وند کریم اس کی گمشدہ چیز پہنچا دے گا۔" (تفسیر عزیزی)

* * *

الحمد للہ علی حسن توفیقہ

والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین سیدنا ومولانا محمد المبعوث رحمۃ للعالمین

وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

فاطر السمٰوٰت والارض انت ولیّ فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصّٰلحین۔ ربنا تقبل

منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم

* * *

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الانشراح

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام "الانشراح" ہے جو "انشراح" سے باب "انفعال" کا مصدر ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، ستائیس کلمے اور ایک سو تین حروف ہیں۔

نزول: اس کا نزول بھی مکہ مکرمہ میں سورۃ "والضحیٰ" کے معاً بعد ہوا۔

مضامین: نبوت کا بار امانت کوئی معمولی بوجھ نہ تھا، یہ وہ گراں بار تھا جسے آسمان اور پہاڑوں نے بھی اٹھانے سے معذوری ظاہر کر دی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت توحید کا آغاز کیا تو کفر کی ساری قوتیں مخالفت پر تل گئیں۔ اپنوں کے اطوار بدل گئے، ہر چہرہ پر نفرت، ہر گھر میں عناد کے شعلے بھڑکنے لگے۔ ان صبر آزما حالات میں قلب نبوت کے لیے راحت و سکون کا اگر کوئی پیغام ہو سکتا تھا تو وہ اس کے رب قدیر کا ہی ارشاد ہو سکتا تھا۔ چنانچہ جبرائیل امین حاضر ہوئے اور یہ سورت اپنے مکرم آقا کے حضور میں بڑے جوش سے تلاوت کر کے سنائی۔ ہر آیت میں ایک عظیم احسان کا تذکرہ، ہر آیت میں دل بندھانے والی بات ہے۔ وہ جس سے اپنوں نے بھی آنکھیں پھیر لی تھیں، جن کے رشتے توڑ دیے تھے، جن کی شمع حیات کو بجھانے کے لیے تند و تیز آندھیاں امنڈ رہی تھیں، اس کو یہ بشارت دی جا رہی ہے کہ "ورفعنا لک ذکرک" اے حبیب پاک! ہم نے آپ کے ذکر کو بلند فرما دیا ہے۔ عرب کے ریگزاروں میں ہی نہیں دنیا کے مشرق و مغرب میں ہر سو تیرے ذکر کا ڈنکا بجے گا، تیرے ذکر سے بہار کا سماں ہو گا۔ جہاں جہاں خالق کائنات کا ذکر ہو گا وہاں وہاں باعث تخلیق کائنات کے ذکر کے زمزمے بھی [illegible] گے۔

بتایا کہ یہ کالی رات جلد ختم ہونے ہی والی ہے۔ مصائب کی گھنگھور گھٹائیں تھوڑی دیر میں چھٹنے والی ہیں۔ وہ دن قریب طلوع ہونے والا ہے جب اہل نظر تیری راہوں میں آنکھیں بچھائیں گے۔ اہل دل سو جان سے تیری خاک راہ پر تصدق ہوں گے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جب بھی فریضہ تبلیغ سے کچھ فراغت ملے تو یاد حق میں مشغول ہو جایا کریں۔ یہی زندگی کی مرغوب غذا ہے اور اسی سے دل مردہ میں زندگی کی رعنائیاں و دلربائیاں نصیب ہوتی ہیں اور اسی کے فیض سے زندگی کا دامن بھی مسرتوں سے معمور ہو جاتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی جو عزت اور رفعت ان چند آیات میں بیان فرمائی ہے، دنیا بھر کے لشکر اس سے بڑھ کر [illegible] گے۔

سُوْرَۃُ الْاِنْشِرَاحِ مَکِّیَّۃٌ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَھِیَ ثَمَانِ اٰیَاتٍ

سورۃ الانشراح مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی آٹھ آیتیں ہیں

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ﴿۲﴾ الَّذِیْۤ

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا[1] اور ہم نے اتار دیا ہے آپ سے آپ کا بوجھ[2] جس نے

۱۔ علامہ راغب اصفہانی الشرح کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اصل الشرح بسط اللحم ونحوہ یقال شرحت اللحم وشرّحتہ ومنہ شرح الصدر ای بسطہ بنور الٰہی وسکینۃ من جہۃ اللہ وروح منہ (المفردات) یعنی گوشت کو کشادہ کرنے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو شرح کہتے ہیں۔ اسی سے شرح صدر ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نور الٰہی سے سینہ کا کشادہ ہونا، اللہ تعالیٰ کی جانب سے سکینہ و طمانیت کا نازل ہونا اور اس کی طرف سے دل میں مسرت و راحت کا شعور پیدا ہونا۔

علامہ سید محمود آلوسی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شرح کا معنی کشادگی اور وسعت ہے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ کسی ابہام اور مشکل بات کی توضیح کو بھی شرح کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ شرح کے لفظ کا استعمال مسرت اور خوشی کے لیے بھی ہوتا ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں: [illegible] الملکات [illegible] یعنی شرح صدر کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کو اتنی قوت عطا فرما دی [illegible] کہ روحانیت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ [illegible] جب کسی کو یہ مقام حاصل ہو جائے تو اس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کر سکتی۔ اس کے نزدیک مستقبل، حال اور ماضی سب یکساں ہو جاتے ہیں [illegible] لا یشغلہ شأن عن شأن [illegible] اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے [illegible] یہاں شرح صدر کا یہی آخری معنی زیادہ مناسب ہے۔

اس تحقیق کے بعد آیت کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں:

فالمعنی الم نفسح صدرک حتی حوی عالمی الغیب والشھادۃ وجمع بین ملکتی الاستفادۃ والافادۃ فما صدک الملابسۃ بالعلائق الجسمانیۃ عن اقتباس انوار الملکات الروحانیۃ وما عاقک التعلق بمصالح الخلق عن الاستغراق فی شؤون الحق (روح المعانی)

یعنی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کیا کہ عالم غیب و شہادت کے دونوں جہان اس میں سما گئے ہیں۔ استفادہ اور افادہ کی دونوں ملکتیں جمع ہو گئی ہیں۔ علائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکات روحانیہ کے انوار کے حصول میں رکاوٹ نہیں۔ مخلوق کی بہبود کے ساتھ آپ کا تعلق معرفت الٰہی میں استغراق سے مانع نہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح اس کی تفسیر بیان کی ہے۔

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"اس میں علوم و معارف کے سمندر اتار دیے اور لوازم نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علوم و معارف عطا فرمائے امام بوصیری نے قصیدہ بردہ میں یوں بیان کیا ہے

فَإِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا ۔۔۔ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ترجمہ: یعنی دنیا اور آخرت دونوں آپ کے جود و کرم کے نتائج میں سے ہیں اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

علامہ علی قاری حنفی قدس سرہ اس شعر کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علمهما يكون سطرا من سطور علمه ونهرا من بحور علمه کہ لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے دریاؤں کی ایک نہر ہے اور آپ کے علم کے سمندروں کی ایک سطر ہے۔ (شرح قصیدہ بردہ، ملا علی قاری، کتب خانہ اعوان، سیالکوٹ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری مکی زندگی اس آیت کی تفسیر ہے۔ حضور نے جس تندہی اور اولوالعزمی سے فرائض نبوت کو ادا کیا جس صبر اور تحمل کے ساتھ اس راہ میں آنے والی مشکلات کو برداشت کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرح صدر کے بغیر ممکن نہ تھا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری مکی زندگی کے ہر لمحہ کو اپنے رب کی رضا کے لیے وقف کر دیا اس کو شرح صدر کی برکت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اس آیت کے معنی میں کئی مفسرین نے شق صدر کی روایت بھی ذکر کی ہیں۔ لیکن علامہ آلوسی لکھتے ہیں: وحمل الشرح في الآية على الشق ضعيف عند المحققين کہ یہاں جو شرح صدر کا معنی شق صدر سے کیا گیا ہے وہ محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔ البتہ شق صدر کا ثبوت احادیث نبویہ سے ہوتا ہے۔

اس آیت میں غور کرنے سے کلیم اور حبیب کے مابین فرق بھی نمایاں ہو جاتا ہے۔ وہاں کلیم نے شرح صدر مانگا لیکن کلیم کو مانگنے پر اور حبیب کو بن مانگے۔ پھر دونوں کے شرح صدر میں بھی زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔

۲، ۳ — ان دو آیتوں کا مطلب سمجھنے کے لیے پہلے مشکل الفاظ کی تشریح ملاحظہ ہو

الوزر: الحمل الثقيل، بوجھ۔ انقض کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: انقض: اثقل ظهره، یعنی اس کی پیٹھ کو بوجھل کر دیا۔

صاحب قاموس نے انقض کا ایک اور معنی تحریر کیا ہے یعنی کسی چیز کو لاغر اور دبلا کرنا۔ قال ابن عرفة: اي اثقله حتى جعله نقضا اي مهزولا وقيل اتبعه حتى سمع له نقيض وهو الصوت الخفي۔ (تاج العروس) اس کا معنی ہے اس بوجھ نے آپ کی پیٹھ کو دبلا کر دیا کہ جیسے مسلسل اور محنت طلب کام کرنے سے گوشت دبلا ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: آنکہ گراں کردہ بود پشت ترا۔ یعنی وہ بوجھ جس نے آپ کی پشت کو بوجھل بنا دیا تھا۔ میں نے اس کے مطابق ترجمہ کیا ہے جیسے لغت عرب میں جب اونٹ کی پشت پر بوجھ زیادہ لادا جائے

أَنقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ

بوجھل کر دیا تھا آپ کی پشت کو | اور ہم نے بلند کر دیا آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو | پس یقیناً ہر مشکل کے ساتھ

کہ اس کی پیٹھ سے ایک قسم کی آواز نکلنے لگتی ہے جسے یہاں انقاض کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

وہ بھاری بوجھ کیا تھا جو پیٹھ کو گراں بار کر رہا تھا، اس کا تعلق کس سبب سے تھا، علمائے تفسیر نے متعدد اقوال لکھے ہیں۔ ان میں سے دو قول بڑے عمدہ ہیں۔

○ اپنی قوم کی کھلی گمراہی، دیگر کفر و ضلالت دیکھ کر بہت تکلیف ہوتی تھی۔ ان کا بے جان پتھروں کو اپنا مشکل کشا، حاجت روا سمجھنا، ان کا شراب و قمار میں اپنی صحت و دولت کو برباد کرنا، کمزوروں پر ظلم، ان کے حقوق غصب کرنا، باہمی جنگ و جدال اور قتل و غارت، ان کی اخلاقی پستی، ان کی معاشی بدحالی، ان کی سیاسی ابتری، ان تمام چیزوں کو دیکھ کر حضور کا دل دکھتا۔ اس درد کے باعث حضور کا دل نازک بے حد مضطرب رہتا۔ ___ اللہ تعالیٰ نے جب منصب نبوت پر فائز کیا اور قرآن کریم جیسا صحیفہ رشد و ہدایت عطا فرمایا، دین اسلام جیسا جامع اور مکمل نظام حیات مرحمت فرمایا، تو یہ بوجھ اتر گیا۔ منزل کا تعین بھی ہو گیا اور اس منزل کی طرف لے جانے والا راستہ بھی نور نبوت سے روشن ہو گیا۔

② یا اس بوجھ سے مراد نبوت و رسالت کا بوجھ ہے۔ یعنی لوگ جو صدیوں سے جہالت و باطل پرستی میں مشغول تھے جن کی کئی نسلیں بد اخلاقی اور بدکاری کی عادی ہو چکی تھیں، [illegible] ان کو ان پستیوں سے نکال کر تہذیب و اخلاق کی بلندیوں پر لے جانا [illegible] مشکلات کے پہاڑ [illegible] تھے اور ان مشکلات [illegible] کا احساس دل کو ہر وقت بے چین رکھتا [illegible] اللہ تعالیٰ نے شرح صدر کی دولت سے مالا مال کر دیا [illegible] ہر مشکل آسان ہو گئی [illegible] بوجھ ہلکا ہو گیا۔

حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تشریح اپنے مخصوص عارفانہ انداز میں بڑے دلنشیں اسلوب میں فرمائی ہے۔

"آپ کی بعثت سے پہلے اور بعد [illegible] قلب مبارک [illegible] ترکیب انسانی [illegible] کی وجہ سے [illegible] اللہ تعالیٰ نے جب سینہ کھول دیا اور حوصلہ کشادہ کر دیا [illegible] یہ بوجھ ہلکا ہو گیا"

۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اتانی جبرئیل علیہ السلام فقال ان ربک یقول اتدری کیف رفعت ذکرک قال اللہ تعالیٰ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی

پس حضرت جبریل نے یہ پیغام پہنچایا کہ آپ کا رب پوچھتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا ہے، حضور نے جواب دیا اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کے ذکر کی رفعت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ کیا جائے گا۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: وای رفع مثل ان قرن اسمه علیه الصلوٰة والسلام باسمه عز وجل فی کلمتی الشهادة وجعل طاعته طاعته وصلی علیه فی ملائکته وامر المؤمنین بالصلوٰة علیه وخاطبه بالالقاب کیا ایها المدثر، یا ایها المزمل، یا ایها النبی، یا ایها الرسول وذکره سبحانه فی کتب الاولین واخذ علی الانبیاء علیهم السلام وامعهم ان یؤمنوا به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا، حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، فرشتوں کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا جیسے یا ایہا المدثر، یا ایہا المزمل، یا ایہا النبی، یا ایہا الرسول۔ پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکر فرمایا۔ تمام انبیاء اور ان کی امتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں [illegible] کا اعلان [illegible] ہو رہا ہے۔

حضور کے حالات پر غور کریں [illegible] کتنی [illegible] جب شعب ابی طالب میں حضور کریم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بھی فرما دیا۔

اگر آپ ان حالات کو پیش نظر رکھیں جن حالات میں یہ آیت نازل ہوئی اور پھر اس آیت کو پڑھیں تو اس کے ہر لفظ سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تصور کر سکتے [illegible] اور قیامت تک اس ذکر کی [illegible] کا آفتاب نصف النہار کی طرح چمکتا رہے گا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَ

آسانی ہے بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے سو جب آپ [illegible] فارغ ہوں تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آنسو نکل گئے ہیں

إِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٨

اور اپنے رب کی طرف ہی راغب رہیے

[illegible] (MOTTO) [illegible]

[illegible]

جنگ بدر کے موقع پر [illegible]

ارشاد باری ہے [illegible] إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ (الانفال ۷)

[illegible]

○

اللهم [illegible]

[illegible]

[illegible]

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ التین

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام التین ہے جو اس کا پہلا لفظ ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چونتیس کلمے، ایک سو پانچ حروف ہیں۔

نزول: جمہور علماء کے نزدیک اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ مدنی ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ "هذا البلد الامين" سے بلا اختلاف مکہ مکرمہ مراد ہے۔ هذا کا اشارہ اس کی طرف اس وقت ہی درست ہو سکتا ہے جب کہ اس کا نزول یہاں ہوا ہو۔ مدنی صورت میں مکہ کا ذکر هذا البلد الامين سے کسی طرح مناسب نہیں۔

مضامین: بعض اُن مقامات کی قسمیں کھا کر اس سورت کا آغاز کیا گیا ہے جن کا تعلق اولوالعزم رسولوں میں سے کسی کے ساتھ ہے۔ یہ بتایا کہ ہم نے انسان کی آفرینش اس انداز سے کی ہے کہ صوری و معنوی اعتبار سے یہ احسن الخلق اور اکمل الخلق ہے۔ انسانی عظمت کا تصور جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے دنیا کا کوئی فلسفی، نفسیات کا کوئی ماہر، حیوانیات کا کوئی استاد، حیاتیات کا کوئی معلم اس کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ قرآن نے عظمت انسان کا جو نظریہ پیش کیا ہے جب اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو سب مدعیان دانش نادان بچوں کی طرح ٹامک ٹوئیاں مارتے نظر آتے ہیں۔

انسان کو احسن تقویم کے منصب پر سرفراز فرمانے کے بعد اس حقیقت سے پردہ اٹھایا کہ نوع انسانی کے بعض افراد اپنے مقام بلند کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور پست سے پست جذبات کی تسکین کے درپے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو ایسی پستیوں میں گرا لیتے ہیں جن سے مزید کسی پستی کا تصور نہیں کیا جا سکتا بجز ان لوگوں کے جو خود شناس ہیں، اپنی قدر و منزلت کے قدر دان ہیں، ایمان اور عمل صالح سے اپنے دامن حیات کو معمور رکھتے ہیں ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی پایاں پذیر نہ ہوگا۔

اس حقیقت کے بیان کرنے کے بعد قیامت کی صحت اور اس کے برپا ہونے پر جو ٹھوس دلیل ہے اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ جب وہ احکم الحاکمین ہے تو اس کے عدل و انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ ایک دن ایسا آئے جب ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملے۔ اگر ساری عمر بھوکوں کو کھلانے والا اور بیواؤں کی سرپرستی کرنے والا اور چوری اور رہزنی کرنے والا اور ساری عمر ظلم ڈھانے والا اور مظلوموں کی حمایت کرنے والا ایک ہی انجام سے دوچار ہوں تو اس سے بڑی اندھیر گردی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیا کوئی ذی ہوش اس ذات سے جو احکم الحاکمین ہے، اس اندھیر گردی کی توقع رکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورۃ التین مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے اس کی آٹھ آیات ہیں

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝١ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝٢ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝٣

قسم ہے انجیر اور زیتون کی [١] اور طور سینا کی [٢] اور اس امن والے شہر (مکہ) کی [٣]

[١] اس سورت کا آغاز چار چیزوں کی قسمیں کھا کر کیا گیا ہے۔ جس سے یہ [illegible] اس سورت کا [illegible]
کیونکہ اس میں نبوت کے اہم منصب ہی کا بیان کیا جانا مقصود ہے۔

تین اور زیتون سے کیا مراد ہے؟ علمائے تفسیر کے اس میں متعدد اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس، حسن، مجاہد وغیرہم کا قول یہ ہے کہ تین سے مراد انجیر ہے اور زیتون سے مراد زیتون کا مشہور و معروف درخت ہے جس سے تیل نکالا جاتا ہے۔ انجیر کا پھل اور زیتون کا درخت اور اس کا تیل بے شمار فوائد رکھتے ہیں [illegible] حضرت ابن عباس سے یہ قول بھی مروی ہے کہ تین اس مسجد کا نام ہے جو نوح علیہ السلام نے جودی پہاڑ پر تعمیر کی تھی۔ اور زیتون سے مراد بیت المقدس کی مسجد ہے [illegible] کہ تین اس پہاڑ کا نام ہے جس پر دمشق آباد ہے اور زیتون اس پہاڑ کا نام ہے جس پر بیت المقدس آباد ہے۔ ایک اور قول یہ بھی ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے۔ و منابت التین والزیتون یعنی وہ علاقہ جہاں انجیر اور زیتون کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ [illegible] جس علاقہ کا اس کے قریب ذکر ہے۔

[illegible] آپ لکھتے ہیں:

اقسم بهذه البقاع المبارکة [illegible] (روح المعانی) [illegible] تین مبارک مقامات کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ اکثر علما کی یہی رائے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٢] وہ پہاڑ جس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا [illegible] اس کا نام طور سینین ہے۔ اسے طور سینا اور طور سینا بھی کہتے ہیں۔

[٣] اس سے مراد مکہ ہے [illegible] اس کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم اور ان کے فرزند جلیل حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ [illegible] رب اجعل هذا البلد آمنا [illegible] عرب [illegible] اس وقت بھی [illegible]

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۫ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سٰفِلِيْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ

حالت کی طرف سے بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے نہ ختم ہونے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ ۝ أَلَيْسَ اللَّهُ

ملا بے حساب ہے ۔ پھر کون جھوٹا کہہ سکتا ہے تجھ کو اس کے بعد بدلے کے معاملہ میں ۔ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ

بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ۝

سب حاکموں سے بڑا حاکم ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۂ اِقْـرأ

نام: اس کو سورۃ العلق اور سورۃ اقرأ دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ "العلق" دوسری آیت میں مذکور ہے۔ اور "اقرأ" سے اس کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس میں ایک رکوع، انیس آیتیں، بانوے کلمے اور دو سو اسی حروف ہیں۔

نزول: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد جن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ابن عباس، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے اسمائے سرفہرست ہیں اسی طرح تمام علمائے تفسیر کا یہ قول ہے کہ نزول قرآن کا آغاز اسی سورت کی پہلی پانچ آیتوں سے ہوا۔ بقیہ آیات بعد میں نازل ہوئیں۔

مضامین: جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے یہ سورت دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلی پانچ آیتیں جبرئیل امین لے کر پہلی مرتبہ غار حرا میں تشریف لائے اور پہلی وحی کی تعلیم کی جس کی تفصیل آپ آیات کی تشریح کے ضمن میں مطالعہ کریں گے۔

سورت کا دوسرا حصہ بعد میں اس وقت نازل ہوا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرم شریف میں نماز پڑھنی شروع کی۔ حضور کا انداز عبادت اہل مکہ کے لیے بالکل انوکھا تھا لوگ دیکھ کر حیران ہوتے اور گزر جاتے۔ لیکن ابوجہل جو جہالت اور عناد میں پیش پیش تھا، آپ کو اس انداز عبادت کو دیکھ کر ضبط نہ کر سکا اور دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ اس کی حماقت اور حرمان نصیبی پر ناراضگی کا اظہار فرمایا جا رہا ہے۔

بھیرہ ضلع سرگودھا

۱-۳-۲۲

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۂ العلق مکی ہے — شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے — اس میں انیس آیات ہیں

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ

آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔

[illegible] مفسرین [illegible] سب سے پہلے [illegible] آیتیں نازل ہوئیں۔ اس سلسلہ میں سب سے صحیح روایت وہ ہے جس کی راویہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ [illegible] امام بخاری اور امام مسلم نے [illegible] روایت کیا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

حضرت [illegible] فرماتی ہیں کہ [illegible] خواب [illegible] دیکھتے ان کی تعبیر [illegible] سامنے آجاتی۔ پھر [illegible] خلوت گزینی کا شوق پیدا ہوا۔ [illegible] ما انا بقاری [illegible] اقرأ۔ آپ [illegible] اقرأ [illegible] جبرئیل نے [illegible] اقرأ باسم ربک [illegible] پانچ آیتیں تلاوت [illegible] حضرت [illegible] کپڑا ڈال دو۔ [illegible]

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ

پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے ۳ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطے سے ۴ سکھایا اس نے انسان کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ كَلَّآ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغٰىٓ ۝ أَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝

جو وہ نہیں جانتا تھا ۔ ہاں ہاں! بے شک انسان سرکشی کرنے لگتا ہے ۔ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے ۔

إِنَّ إِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝ أَرَأَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا إِذَا

بے شک (اے انسان) تیرے رب کی طرف ہی لوٹنا ہے ۔ کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو جو منع کرتا ہے ۔ ایک بندے کو جب

کے سوا جس کسی نے جو کچھ جانا، وہ تعلیمات کی بدولت جانا ۔ [illegible]

[illegible] القادر بواسطة الكتابة بالقلم [illegible]

۵ انسان کو [illegible] علوم و فنون، اسرار و معارف، انکشافات و ایجادات اسی کے قبضہ میں ہیں۔ جتنا چاہتا ہے جس کو چاہتا ہے جس وقت چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ ابو البشر آدم علیہ السلام کو علم الاسماء اسی نے تعلیم کیا۔ [illegible] سابقہ آیت میں علم حصولی کا ذکر کیا۔ یہاں [illegible] ذکر کیا تاکہ [illegible] کے کمال پر دلالت کرے۔ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں والاظهر [illegible] عليه الصلوة والسلام [illegible] اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اتنے علوم عطا فرمائے گا جن کا احاطہ عقلیں نہیں کر سکتیں۔ (روح المعانی)

علامہ پانی پتی لکھتے ہیں بعض علماء کے نزدیک الانسان سے [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible] علوم الاولین والآخرین۔ مظہری [illegible] اس آیت میں الانسان سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] کے علوم [illegible]

۶ یہ آیت پہلی پانچ آیتوں کے نزول کے کافی عرصہ بعد نازل ہوئیں۔ [illegible] انسان کا رویہ [illegible] جب اس کے پاس مال و دولت کی [illegible] مستغنی سمجھنے لگتا ہے [illegible]

[illegible]

صَلّٰى ۝ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰىٓ ﴿١١﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿١٢﴾

[illegible]

اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿١٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿١٤﴾

[illegible]

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ﴿١٧﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾ كَلَّا

خطاکار ہے۔ [illegible] اپنے حامیوں کو [illegible] اپنے فرشتوں کو [illegible] ہاں [illegible]

ف حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز [illegible] ابوجہل [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

[illegible]

زبانیۃ [illegible]

[illegible]

ان آیات میں [illegible]

سفعًا [illegible]

[illegible]

ناصیۃ [illegible]

[illegible]

نادیۃ [illegible]

[illegible]

لَاتُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۱۹

اس کی ایک نہ سنیے، بلکہ سجدہ کیجیے اور اپنے رب کا قرب حاصل کیجیے

ابن زید اور عطا کہتے ہیں جن کی گرفت سخت ہو، اہل عرب انہیں زبانیہ کہتے ہیں۔ قال الشاعر

مطاعیم للقصوی مطاعین فی الوغی   زبانیۃ غلب عظام حلومہا

ترجمہ: وہ لوگ غریبوں کو کھانا کھلانے والے ہیں اور جنگ میں ان کے نیزے بہت سخت ہیں ان کی گرفت بہت شدید ہے ان کی گردنیں موٹی ہیں اور ان کی عقلیں بہت بڑی ہیں۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ فرشتے ہیں جو اپنی جسامت کے لحاظ سے بڑے گراں ہیں اور برتاؤ کے اعتبار سے بڑے سخت اور کرخت ہیں۔

لے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اس بدبخت کی بات نہ سنیے۔ یہ اگر نماز پڑھنے سے منع کرتا ہے تو اس کی کچھ پروا نہ کیجیے۔ آپ اپنے پروردگار کی جناب میں سجدہ کرتے رہیے اور کثرت سجود سے اس کا قرب حاصل کرتے رہیے۔

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ میں نے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی۔ فرمایا: علیک بکثرۃ السجود فانک لا تسجد لله سجدۃ الا رفعک الله بها درجۃ وحط عنک بها خطیئۃ

اے ثوبان! کثرت سے سجدہ کیا کرو کیونکہ جب تو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے ساتھ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا اور تیری ایک خطا معاف کرے گا۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اقرب ما یکون العبد من ربه وهو ساجد کہ بندہ اپنے رب کے نزدیک سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب یہ آیت پڑھتے تو سجدہ تلاوت ادا فرماتے۔

اللهم وفقنا ان نسجد لك ونتقرب اليك يا ارحم الراحمين وصل وسلم وبارك على حبيبك الكريم وعلى آله واصحابه ومن تبعهم الى يوم الدين۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ القدر

نام: اس کا نام القدر ہے۔ اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، تیس کلمے اور ایک سو بارہ حروف ہیں۔

نزول: علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین رقمطراز ہیں کہ سورت کے نزول کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ ابو حیان اندلسی کی اپنی تفسیر بحر محیط میں لکھتے ہیں کہ یہ سورت مدنی ہے۔ علامہ واحدی کا قول ہے۔ یہ مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی لیکن اکثر علماء تفسیر کا یہی قول ہے کہ یہ مکی ہے۔ پہلے قول کی تائید میں جو روایات ذکر کی جاتی ہیں وہ سند کے اعتبار سے قابل اعتبار نہیں نیز سورت کا مضمون بھی دوسرے قول کی تائید کرتا ہے۔ اس سے پہلی سورت میں نزول قرآن کا ذکر تھا اس سورت میں اس رات کی قدر و منزلت بیان کی گئی ہے جسے یہ اعزاز نصیب ہوا۔

مضمون: قدر کا معنی تقدیر اور قسمت بھی ہے اور حشمت و منزلت بھی۔ یہاں دونوں معنی لیے جا سکتے ہیں۔ بتایا کہ یہ معمولی رات نہیں بلکہ وہ رات ہے جس میں بعثت کا اس کلام حق نظام کے نزول کی ابتداء ہوئی جو قسمت ساز اور تقدیر گر ہونے والا ہے کسی ایک شخص یا قبیلے یا ملک کی نہیں بلکہ نوع انسان کے ان تمام افراد کی جو اس کو قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر اس میں کسی زمانہ کی تخصیص بھی نہیں۔ جس طرح اس رسول کی رسالت قید زمانی سے آزاد ہے۔ اسی طرح اس کا لایا ہوا کلام بھی ان زمانی حدود سے ناآشنا ہے۔ یا اس سے اس رات کی قدر و منزلت بیان فرمائی جا رہی ہے جس رات کی خاموشیوں میں یہ صحیفۂ رشد و ہدایت نازل ہوا اور اس ذات اقدس و اطہر کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا۔ بتایا کہ اس رات کی خیرات و برکات ہزار ماہ کی عبادت سے بڑھ کر ہیں۔ ساری رات فرشتوں کی آمد اور جبرئیل کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور سلامتی کی بشارتیں دی جاتی رہتی ہیں۔

بھیرہ شریف ضلع سرگودھا
۱۰-۳-۶۶

سورة القدر مكية بسم الله الرحمن الرحيم هي خمس آيات

سورۃ القدر مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے — اس میں پانچ آیتیں ہیں

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ

بے شک ہم نے اس (قرآن) کو اتارا شب قدر میں — اور آپ کیا جانتے ہیں کہ شب قدر کیا ہے — شب

ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا

قدر — بہتر ہے ہزار مہینوں سے — اترتے ہیں فرشتے اور روح القدس اس میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور افضل ہے

دوسری بات کہ یہ رات کس مہینے کی ہے اس کی تصریح آ رہی ہے ۔ اس کا فیصلہ تو خود قرآن کریم نے کر دیا کہ قرآن کا نزول رمضان میں ہوا ثابت ہو گیا کہ یہ رات ماہ رمضان ہی کی رات ہے ۔ لیکن تاریخ کے تعین کے بارے میں علماء کا بڑا اختلاف ہے ۔ چالیس کے قریب اقوال ذکر ہیں لیکن صحیح حدیث میں العشر الاواخر ہے [illegible] رمضان شریف کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو ۔ اکثر علماء کا مسلک یہ ہے کہ رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر ہے ۔ حضرت ابی بن کعب تو اس پر قسم کھایا کرتے تھے

اس کو مخفی رکھنے میں بڑی حکمتیں ہیں تاکہ مسلمان ہر رات کی قدر کریں زیادہ سے زیادہ راتیں [illegible] اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں گزاریں ۔ اگر یہ رات متعین کر دی جاتی تو لوگ صرف اسی رات کو ہی جاگتے اور عبادت کرتے پھر اس رات کو اگر مقرر کر دیا جاتا تو اسے ذکر و عبادت میں گزارنے والے تو اجر عظیم کے مستحق قرار پاتے لیکن جو لوگ اس میں [illegible] ہو جاتے وہ ایسی محرومی میں مبتلا ہو جاتے کہ ان کا افسوس [illegible] اس لیے رحمت کا تقاضا یہی ہے کہ اسے مستور رکھا جائے تاکہ [illegible] راتیں جاگتے رہیں ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ [illegible] وہی لیلۃ القدر ہے ۔ [illegible] عمر بن فارض قدس سرہ کا یہ شعر کتنا پیارا ہے ۔

وکل اللیالی لیلۃ القدر ان دنت کما کل ایام اللقا یوم جمعۃ

ترجمہ: اگر محبوب کا قرب نصیب ہو جائے تو ہر رات لیلۃ القدر ہے جس طرح اس کی ملاقات کا ہر دن جمعہ کا دن ہے ۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا کان لیلۃ القدر نزل جبریل فی کبکبۃ من الملائکۃ یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر اللہ عز وجل یعنی لیلۃ القدر میں جبریل فرشتوں کے ایک ہجوم کے ساتھ زمین پر آتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لیے دعائے مغفرت اور التجائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے اللہ عز وجل کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے ۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان سے مصافحہ بھی کرتے ہیں ۔

کتنا خوش نصیب اور بلند اقبال ہے وہ بندہ جو اس رات کو اپنے پروردگار کی یاد میں بسر کرتا ہے ۔ جبریل امین اور فرشتے اس کے ساتھ مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کرنے کے لیے آسمان سے اتر کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی مغفرت و بخشش کے لیے دعا مانگتے ہیں ۔

حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ کے لیے خصوصی اہتمام فرمایا کرتے ۔ حضرت عائشہ کا ارشاد ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر شد مئزرہ واحیا لیلہ وایقظ اہلہ ۔ یعنی حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب یہ آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ تہبند کس کر باندھ لیتے ۔ راتوں کو ذکر الٰہی سے منور فرماتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

اپنے رب کے حکم سے ہر امر کے لیے ۞ یہ شب سراسر امن و سلامتی ہے ۞ یہ رہتی ہے طلوعِ فجر تک ۞

کے لیے جاگتے۔

حضرت زمخشری کا ارشاد ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جتنا مجاہدہ اس آخری عشرہ میں فرماتے کسی دوسرے وقت میں ایسا مجاہدہ نہ کرتے۔

اس آخری عشرہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اعتکاف بھی فرماتے۔ اس مقصد کے حصول کو [illegible] اور اولیاء کرام بھی اعتکاف بیٹھنے کی ترغیب دلاتے۔ حضور کے وصال کے بعد امہات المومنین بھی ہر سال اس سنت پر پابندی سے عمل کیا کرتیں۔

آیت میں الروح سے مراد جبریل امین ہے۔ ان کی جلالت شان کے پیش نظر خصوصیت سے ان کا ذکر کیا گیا۔ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ الروح فرشتوں کی ایک صنف ہے جو فرشتوں سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ جس طرح ہم فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے [illegible] شرف کی اس رات [illegible] کا خیال ہے کہ الروح کا اطلاق [illegible] فرشتوں کا وہ گروہ [illegible] جو [illegible]

شب قدر میں فرشتوں کا یہ نزول [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اور اس کے [illegible] جہاں کہیں اپنے محبوب کا کوئی امتی یاد الٰہی میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور اسے ہماری طرف سے [illegible] اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور اس کے لیے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ یہ شان ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی اور اس کے طفیل یہ شان ہے اس کے غلاموں کی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اس مقام پر لکھتے ہیں: "نزول ایں گروہ ملائکہ از آسمان در زمین برائے تعظیم ایں شب [illegible] ملاقات اہل کمال و اقتباس انوار و احوال ایشاں [illegible] کیفیت [illegible] محبوب [illegible] شدہ است"

ترجمہ: یعنی آسمان سے اس رات فرشتے اترتے ہیں اور زمین [illegible] کہ اہل کمال انسانوں کے ساتھ ملاقات کریں اور ان کے احوال کے انوار سے روشنی حاصل کریں اور اپنے محبوب اور معبود کی محبت کا جو جذبہ ان کے سینوں میں جوش مار رہا ہے اس کی لذت سے بہرہ ور ہوں۔

شب قدر [illegible] تمام عمر [illegible] اللہ تعالیٰ نے ایک سال تک مقید کر دیا ہے۔

سلام: یہ رات امن و سلامتی کی رات ہے۔ [illegible] شیطان کی وسوسہ اندازیاں عابدوں کو پریشان نہیں کرتیں۔ [illegible] کے ساتھ وہ اپنے رب سے لو لگائے رہتے ہیں اور اس کے ذکر سے [illegible] رہتے ہیں [illegible] رات بھر [illegible] بعض علماء [illegible] کہ [illegible] اس شب [illegible] سلام [illegible]

"[illegible] کیفیت [illegible] تا طلوع [illegible]"

یعنی روشنی کے رسمی پاترے کے بیان کے بعد اب ان کی حقانیت کی کیفیت ذکر کی جا رہی ہے کہ وہ اس رات کو تمام اہل ایمان کو سلام پیش کرتے ہیں اور ان کی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ (قرطبی)

اس رات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ دعا نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔

مسلمان کو چاہیے کہ بڑی سرگرمی سے اس رات کی تلاش کرے۔ غفلت اور کاہلی سے کام نہ لے۔ ذوق و شوق سے رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں کو بیدار رہ کر عبادت الٰہی میں گزارے۔ جب دعا مانگے تو ایسی جامع دعا مانگے کہ پھر کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ لیلۃ القدر نصیب ہو تو کیا دعا مانگوں۔ حضور نے فرمایا یوں دعا کرو

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی

خداوند عالم! تو بہت درگزر فرمانے والا ہے درگزر کو پسند کرتا ہے میرے گناہوں سے بھی درگزر فرما۔

اس رات کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی بھی پیش نظر رہے۔

من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

یعنی جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کے لیے قیام کرتا ہے اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

○

واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا على القوم الكفرين
اللهم صل وسلم وبارك على خاتم الانبياء وسيد المرسلين شفيع المذنبين
رحمة للعلمين وعلى اله واصحابه ومن تبعه باحسان الى يوم الدين

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورَۃُ البَیِّنَۃ

نام: اس کا نام سورۃ "البیّنۃ" اور سورۃ "لم یکن" دونوں بتائے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چورانوے کلمے اور تین سو ننانوے حروف ہیں۔

نزول: اس کے نزول کے بارے میں بھی علماء کے دو قول ہیں۔ علامہ ابو حیان اندلسی کہتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک یہ مکی ہے۔ ان کے برعکس ابن الزبیر، عطاء بن یسار اور ابن عطیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ مدنی ہے۔ اس کو ابن عباس کا قول کہا گیا ہے۔ ایک صحیح روایت سے اس دوسرے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابی حبّہ البدری سے روایت کیا ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو جبرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ابی ابن کعب کو پڑھ کر سنائیں۔ حضور نے ابی کو جب یہ بات بتائی تو انہوں نے بڑی حیرت سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس بزم میں میرا بھی نام لیا جاتا ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں! کہتے ہیں کہ یہ سن کر ابی کی آنکھیں چھلک پڑیں۔ علامہ آلوسی یہ روایت لکھنے کے بعد لکھتے ہیں "هذا هو الاصح" یعنی یہی درست ہے۔ مشرکین کے ساتھ اہل کتاب کا ذکر بھی اسی قول کی تائید کرتا ہے۔

مضامین: سورۃ "العلق" میں نزول کتاب، "القدر" میں اس رات کی قدر و منزلت اور اس سورت میں رسالت کی ضرورت کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ مشرکین اور اہل کتاب اس وقت تک اپنے باطل عقائد سے دستبردار نہیں ہوں گے جب تک ایسا رسول تشریف نہ لے آئے جس کی ذات اور جس کا کردار اس کی دعوت کی صداقت کی روشن دلیل ہو۔ پھر بتایا کہ اہل کتاب کا راہ حق سے انحراف اس وجہ سے نہ تھا کہ ان کے پاس کوئی ہادی و رہنما نہیں آیا تھا یا ان کی طرف کوئی رسول بھیجا نہیں گیا تھا۔ بلکہ یہ لوگ محض ذاتی اغراض اور نفسانی عناد کی وجہ سے بھٹک گئے۔

پھر اس حقیقت کو واضح کیا گیا کہ سب نبی اور رسول ایک ہی دین کی دعوت دینے کے لیے مبعوث کیے جاتے رہے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پورے اخلاص اور یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت، نماز کی اقامت اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں سرگرم رہو۔ جن لوگوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور اس پر عمل کرنے سے گریز کیا وہ بدترین مخلوق ہیں لیکن جن خوش نصیبوں نے اس دعوت کو صمیم قلب سے قبول کیا اور اس کی ہدایات پر عمل پیرا رہے وہ تمام مخلوق سے بہتر و ارفع ہیں۔ جنت کی دائمی نعمتوں کے ساتھ انہیں یہ مژدہ بھی سنایا جا رہا ہے کہ "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ" پھر سب سے آخر میں بتا دیا کہ یہ عظیم مراتب ان لوگوں کو ملیں گے جن کے دلوں میں اپنے رب کی خشیت ہو۔ یہ بتا دیا گیا کہ یہ سارا انعام و اکرام ان کے لیے ہے جو اپنے مولا کریم سے ڈرتے رہیں گے۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِ اٰيَاتٍ

[illegible]

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

[illegible]

مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝٢ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝٣ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا

پاک صحیفے ـ۲ـ جن میں لکھی ہوئی ہیں درست آیتیں ـ۳ـ اور نہیں بٹے فرقوں میں اہل

الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝٤ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا

کتاب مگر اس کے بعد کہ آگئی ان کے پاس روشن دلیل ـ۴ـ حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر

۲ اس دوسری آیت میں بتایا کہ البینۃ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے [illegible] کے سبب [illegible] کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا ہے [illegible] البینۃ [illegible] البینۃ کا بدل ہے۔

[illegible]

۳ [illegible]

۴ [illegible]

لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

[illegible]

وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

[illegible] بے شک جنہوں نے کفر کیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ أُولٰٓئِكَ

اہل کتاب سے اور مشرکین کہ جہنم کی آگ میں ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے یہی لوگ

هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۞ إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

بدترین مخلوق ہیں ۶ اور یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ⑦ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ

وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں ۷ ان کی جزا ان کے پروردگار کے پاس ہمیشگی کی جنتیں

عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا ۖ رَضِيَ

[illegible] جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں تا ابد رہیں گے ۸ اللہ تعالیٰ ان

۶ آفتاب ہدایت طلوع ہو چکا ہے۔ صحیفۂ رشد و ہدایت ان کے سامنے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۸ جنت کے ساتھ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝٨

سے راضی اور وہ اس سے راضی ۱۲ یہ سعادت اس کو ملتی ہے جو ڈرتا رہتا ہے اپنے رب سے ۱۳

۱۲ جنت اور اس کی نعمتیں تو ہیں ہی، ان سب سے بڑھ کر ایک اعلیٰ ترین انعام انہیں بخشا جائے گا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو جائے گا۔ یہ رضا جو شعور و ادراک [illegible] ان کا پروردگار ان کی محبت اور نیاز مندی کو دیکھ کر ان پر راضی ہو جائے گا اور وہ بھی اپنے کریم رب کی بے پایاں عنایات سے بہرہ ور ہو کر اس سے راضی ہو جائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو پکاریں گے یا اہل الجنۃ۔ وہ جواب عرض کریں گے لبیک ربنا وسعدیک والخیر فی یدیک۔ ہم حاضر ہیں، اے ہمارے رب! سارے خیر اور بھلائیاں تیرے دست قدرت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کریں گے کیا اب تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم کیوں راضی نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں اس سے بھی افضل چیز تمہیں عطا نہ کروں؟ وہ کہیں گے الٰہی! اس سے افضل اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں تمہیں اپنی رضا اور خوشنودی سے اس طرح سرفراز کرتا ہوں کہ اس کے بعد میری ناراضگی کا تمہیں کبھی اندیشہ نہیں۔ (متفق علیہ)

۱۳ یہ مقام بلند اور منصب رفیع ہر ایک کو نہیں بخشا جاتا۔ بلکہ [illegible] اس پر فائز کیا جاتا ہے اور یہ شرف ان سعادت مندوں کا حصہ ہے جو دل کی گہرائیوں سے ڈرتے رہتے ہیں۔ [illegible] اگر عبادت سے فراغت ہو جائے تو [illegible] کے باعث آنسوؤں کے دریا بہاتے ہیں۔ ان لوگوں کو جنت کی [illegible]

[illegible]

○

اللّٰھم اجعلنا منھم ومعھم وانت اکرم الاکرمین، فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

مسکیں کرم [illegible] عشاق تو خوش
[illegible]

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی حبیبک الاکرم ومحبوبک الاعظم صاحب الخلق الجمیل والمقام الجلیل والطرف الکحیل وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وعلی سائر محبیہ الی یوم الدین۔

شاعر [illegible] اصل الفاظ یہ ہیں [illegible] ۱۲

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الزلزال

نام : اسے سورۃ "اذا زلزلت" اور سورۃ "زلزال" بھی کہتے ہیں۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، ۳۶ کلمے اور ایک سو انتالیس حروف ہیں۔

نزول : اس کے نزول کے بارے میں بھی علماء کے دو قول ہیں۔ حضرت ابن عباس، مجاہد اور عطاء کے نزدیک یہ مکی ہے۔ قتادہ اور مقاتل نے اسے مدنی بتایا ہے لیکن سورت کے مضامین میں غور کیا جائے تو پہلے قول کی تائید ہوتی ہے۔

مضامین : خدا فراموش انسان بڑی بے باکی اور بے حیائی سے زمین کے گوشے گوشے میں گناہوں سے دل بہلاتا رہتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ یہ درخت، یہ پتھر، یہ خاک کے تودے گونگے بہرے ہیں۔ انہیں اس کے کرتوتوں کا احساس تک نہیں۔ لیکن یہ اس کی نادانی ہے۔ جب قیامت کے جھٹکوں سے یہ زمین پھٹ جائے گی۔ اس میں چھپی ہوئی سب چیزیں آشکارا ہو جائیں گی۔ اس وقت زمین کے وہ درخت جن کی گھنی چھاؤں میں وہ داد عیش دیتا اور وہ چٹانیں جن کی اوٹ میں وہ گناہوں کی بزم آراستہ کرتا، وہ چشم دید گواہوں کی طرح گویا ہو جائیں گے اور اس کے اعمال کا کچا چٹھا کھول کر سامنے رکھ دیں گے۔ اس وقت اس کی آنکھ کھلے گی لیکن بے سود۔

اس وقت لوگ گروہ در گروہ پیش کیے جائیں گے ہر شخص کی ہر چھوٹی بڑی نیکی کا اجر اسے ملے گا۔ اسی طرح ہر شخص کی ہر چھوٹی بڑی برائی کا نتیجہ بھی اسے دیکھنا پڑے گا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

[illegible]

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

سورۃ الزلزال مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی آٹھ آیتیں ہیں

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾

جب تھرتھرا دی جائے گی زمین پوری شدت سے ۱؎ اور نکال باہر پھینکے گی زمین اپنے بوجھوں (یعنی دفینوں) کو ۲؎

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ

اور انسان (حیرت زدہ ہو کر) کہے گا اسے کیا ہو گیا ۳؎ اس روز وہ بیان کرے گی اپنے سارے حالات ۴؎ کیونکہ

۱؎ زلزلہ [illegible] علامہ راغب لکھتے ہیں الزلزلۃ الاضطراب وتکریر حروف لفظہ تنبیہ علی تکریر معنی الزلل فیہا۔ [illegible] زلزالہا [illegible] جب زمین [illegible] جھٹکوں کے [illegible] شدت کے ساتھ تھرتھرائے گی۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قرب قیامت کے وقت آئے گا۔ اس کے [illegible] اور بعض کا خیال ہے کہ نفخۂ ثانیہ کے وقت زمین [illegible] اس روز [illegible] زلزلہ کا ذکر ہے۔ بعد والی آیت اس کی تائید کرتی ہے۔

۲؎ [illegible] زمین [illegible] نکال کر باہر پھینک دے گی [illegible] زمین [illegible] میں چھپے ہوئے [illegible] سب ظاہر ہو جائیں گے۔

۳؎ [illegible] انسان [illegible] قیامت کا [illegible] انکار [illegible] تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھا [illegible] حیرت سے پوچھے گا [illegible] اہل ایمان [illegible] قیامت کا یقین تھا وہ جب دیکھیں گے [illegible] قبروں سے [illegible] کہیں گے ہذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون [illegible]

۴؎ اس وقت زمین اپنی سرگزشت کھول کر بیان کرے گی [illegible]

کام اس پر [illegible] گئے جن کاموں کا اس پر تعجب کیا گیا اس کے سب سے بہتر حدیث بیان کرتے ہیں کہ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے [illegible] فرمایا پھر [illegible] یعنی [illegible] کی صحبت [illegible] [illegible] تعلیما۔ [illegible] کے متعلق [illegible] حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ کرام کو ہدایت فرمائی [illegible] کی صداقت کی [illegible] ہے جو کام بھی کوئی شخص کرے گا اس کی علامت نہ [illegible]

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ بیت المال کا سب مال مستحقین میں تقسیم کر دیتے جب وہ خالی ہو جاتا تو اس میں دو نفل ادا کرتے اور پھر فرماتے اے بیت المال کے در و دیوار! تم گواہی دینا کہ میں نے تمہیں حق کے ساتھ بھرا اور حق کے ساتھ خالی کر دیا۔

آج سے کچھ عرصہ پہلے جب یہ آیت تلاوت کی جاتی تو آج کل کے روشن خیال لوگوں کی طرف سے اعتراضات کئے جاتے کہ آدمی جب مر گیا [illegible] کیا [illegible] اعمال کی جو وہ کر رہا ہے اور باتیں جو کہہ رہا ہے [illegible] کیسے لکھی جا سکتی ہیں۔ اس قسم کے شکوک [illegible] پریشان ہو جاتے لیکن سائنس کی حیرت انگیز ایجادات نے ان سب سوالات کا کافی جواب بہم پہنچا دیا ہے۔ ریڈیو، ٹیلیویژن اور ٹیپ ریکارڈ کی ایجاد نے ان تمام شکوک کا ازالہ کر دیا۔ جب ریڈیو سٹیشن سے [illegible] اپنی تمام [illegible] کے ساتھ [illegible] دیکھا جا سکتا ہے [illegible] کی آواز [illegible] ٹیپ ریکارڈ [illegible] ساتھ [illegible] کوئی [illegible] اگر [illegible] تو اس [illegible] میں کوئی شبہ باقی [illegible] قیامت کے روز [illegible] تفصیل [illegible] بحث [illegible] انکار کرے؟

قرآن کریم نے بڑی صراحت سے ان تفصیلات کا ذکر کیا ہے جو قیامت کی عدالت میں ہر شخص کے فیصلوں کے عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق [illegible] یہ [illegible] کی حیثیت سے پیش کئے جائیں گے ارشاد الٰہی ہے الیوم نختم علی افواههم وتکلمنا ایدیهم وتشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون۔ یعنی آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے ان کے ہاتھ ہم سے گفتگو کریں گے اور ان کے پاؤں ان کی گواہی دیں گے [illegible] کی ظاہری [illegible] نکال دی جائے گی۔

رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا

آپ کے رب نے اسے [illegible] ہوگا ۵ اس روز لوگ [illegible] گروہ در گروہ ۶ تاکہ انہیں دکھائے جائیں

أَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن

ان کے اعمال ۷ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا ۸ اور جس نے

يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا ۹

[illegible]

[illegible] شیعوں کے ساتھ [illegible] کے ساتھ

[illegible]

[illegible] قرآن [illegible] حقیقت [illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ تعلیم دیجئے۔ حضور نے یہی سورت پڑھ کر اسے سنائی۔ سن کر کہنے لگا والذی بعثک بالحق لا ازید علیہا ابدا۔ کہ آپ کو بھیجنے والے رب کی قسم! مجھے اب اس سے زیادہ وعظ کی ضرورت نہیں رہی اور رخصت ہو کر واپس چلا گیا تو حضور نے دیکھ کر فرمایا یہ شخص کامیاب ہو گیا ہے۔

بسا اوقات انسان چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر اسے نظرانداز کر دیتا ہے۔ اسی طرح بعض معمولی گناہوں کی پروا نہیں کرتا انہیں کوئی خیال نہیں کہ ان کا حساب کتاب ہوگا۔ حالانکہ آخرت کے دن ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ [illegible] قرآن کریم اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر اسے ترک نہ کرو اور کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر اس کا ارتکاب نہ کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ ارشادات خاص توجہ کے مستحق ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلہا بیمینہ ثم یربیہا لصاحبہ کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل۔ متفق علیہ

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسب حلال سے ایک کھجور بھی صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول کر کے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ پھر اس کی نشوونما کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح بڑا ہو جاتا ہے۔ حضور نے حضرت ابوہریرہ کو ارشاد فرمایا کہ کسی نیکی کو حقیر مت سمجھا کرو اگرچہ یہ ہو کہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرے۔

یہاں ایک چیز زیر بحث ہے کہ جب یہ اصول تسلیم کر لیا گیا کہ ہر شخص کی ذرہ برابر نیکی کا اجر اور ذرہ برابر برائی کی سزا ملے گی تو کیا کفار نے جو نیک کام کیے ہیں انہیں قیامت کے دن ان کا ثواب ملے گا؟ اور نیک اگر مومنوں نے گناہ کیے ہیں تو انہیں ان کی سزا بھگتنی ہوگی؟ علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ کفار کے نیک اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بے وضو نماز ادا کرے۔ ان کے اعمال صالحہ کی قبولیت کے لیے ایمان شرط تھی، شرط کے مفقود ہونے کے باعث ان اعمال کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ کفار کو ان کے نیک اعمال کی جزا اسی دنیا میں دے دی جاتی ہے۔ عزت، شہرت، اولاد، دولت کی کثرت ان صورتوں میں ان کا حساب چکا دیا جاتا ہے۔ قیامت میں ان کا ایمان نہ ہونے کے باعث ان نیکیوں کی قیمت کہ انہیں اس دن اس کا ثواب ملے گا۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کی موت کفر پر ہوئی وہ جہنم سے تو کبھی نکل نہیں سکے گا البتہ ان کے اعمال کا اثر عذاب کی شدت میں تخفیف کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

دوسری جانب سے خطاکار مومنوں کے بارے میں آیت کہہ رہی ہے کہ جس شخص نے توبہ کر لی اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی۔ نامۂ اعمال سے ہی انہیں مٹا دیا جائے گا۔ فرشتوں کو بھی یاد نہیں رہے گا کہ انہوں نے کیا جرم کیے تھے یا ان کی لغزشوں کی سزا انہیں دنیا میں بیماری، مصیبت اور مالی نقصان کی شکل میں دے دی جائے گی۔

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر خدمت اقدس میں حاضر تھے اور کھانا کھا رہے تھے۔ یہ بات سن کر کھانا چھوڑ دیا۔ عرض کیا کیا ہم اپنے ذرہ ذرہ عمل کا حساب دیں گے؟ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ما رأيت مما تكره فهو [illegible] [illegible] يوم القيامة۔ (ترجمہ) اس دنیا میں جو تمہیں
تکلیف پہنچتی ہے یہ تمہاری خطاؤں کا نتیجہ ہے اور تمہاری نیکیوں [illegible] اور قیامت کے دن تمہارے [illegible]

○

وصلى الله تعالى [illegible] [illegible] حبيبه وصفيه
وحبيب محمد وعلى آله وصحبه ومن تبعه [illegible] إلى يوم الدين

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ العدیٰت

نام: اس سورۂ مبارکہ کا نام العدیٰت ہے جو اس کا پہلا لفظ ہے۔ یہ ایک رکوع، گیارہ آیتوں، چالیس کلمات اور ایک سو تریسٹھ حروف پر مشتمل ہے۔

نزول: اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک یہ مکی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور بعض علماء اسے مدنی کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں ہی مروی ہے۔

مضامین: متعدد قسمیں کھا کر چند حقائق کی نقاب کشائی کی جا رہی ہے۔ پہلے تو یہ بتایا کہ انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔ بستا رہتا اس کی زمین پر ہے، سانس اس کی ہوا میں لیتا ہے۔ اس کے دستر خوان نعمت کا ریزہ چین ہے۔ اس کے باوجود نہ اس کا شکر ادا کرتا ہے اور نہ اس کی عبادت و اطاعت کو اپنا وظیفہ حیات بناتا ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے جس پر اس کے اپنے اعمال و اطوار بطور گواہ پیش کیے جا سکتے ہیں۔ نہ کسی دوسرے گواہ کی ضرورت ہے اور نہ کسی مزید ثبوت درکار ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دولت کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔ وہ اس کو حاصل کرنے اور اس کو زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی ہوس میں دیوانوں کی طرح شب و روز سرگرداں رہتا ہے۔ اس کی عقل و فہم پر جتنا افسوس کیا جائے اتنا کم ہے۔ اسے اتنی بھی خبر نہیں کہ اس کا خالق اس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ اس کے سینے کے راز بھی اس پر عیاں ہیں۔ قیامت کے دن اسے اس رب کائنات کے سامنے پیش ہونا ہے جو اس کے جملہ حالات سے پوری طرح باخبر ہے۔

بھیرہ شریف، سرگودھا

۱۰-۳-۹۹

سورۃ العادیات مکیۃ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وهي احدى عشرة آية

[illegible]

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ

[illegible]

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَكَنُودٌ ۝ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ ۝ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۝

ناشکرا ہے ۔ اور وہ اس پر خود گواہ ہے ۔ اور بے شک وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے ۔

اس سورت کے آغاز میں قسم کھائی گئی ہے وہ قسم جہاد کے ان گھوڑوں کی صفات پر ہے جو ان خوبیوں سے متصف ہوتے ہیں

نیز اللہ تعالیٰ نے جب حضرت [illegible] کے [illegible] ایک خاص قسم [illegible] کو عرب کے [illegible]

بہت بھاری [illegible] آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں [illegible] دشمن پر حملہ کرتے ہیں [illegible]

سے [illegible] دشمن کی [illegible] میں [illegible] دیتے ہیں

معلوم ہوا [illegible] القرآن میں لکھتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] القرآن الحکیم [illegible]

وقال لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون [illegible] (الحجر: ۷۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کی ذات کی بھی قسم کھائی [illegible] حضور کی حیات مبارکہ کی بھی قسم کھائی جس سے

لعمرک [illegible] اور حضور کے گھوڑوں کی [illegible] کی [illegible]

قسم کھائی۔

ان آیات میں اگر غور کیا جائے [illegible] صفات بیان کی گئی ہیں [illegible]

بیان نہیں کیا گیا [illegible] کہ اللہ تعالیٰ [illegible] صفات والا ایک

ہی [illegible] گھوڑوں [illegible] جہاد کیا کرتے تھے اور ان گھوڑوں میں یہ صفات پائی جاتی تھیں [illegible] گھوڑوں کی [illegible]

[illegible] دشمن پر حملہ آور ہوتے ہیں [illegible]

ایک خاص قسم کی [illegible] ہے [illegible] گرد و غبار [illegible] دشمن کے

[illegible] قسم ہے [illegible] مستقبل قریب میں [illegible]

[illegible] ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ

اعلم بالصواب

قسم کا جواب یہ ہے کہ انسان اپنے رب کے احسانات اور نوازشات پر صرف ناشکری کا اظہار کرنے والا ہے

اس کے بعد [illegible] کی کسی ایک تکلیف [illegible] ہو تو شکایت کا دفتر کھول دیتا ہے

یہ حکم سب کے لیے نہیں [illegible]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: الکنود: جحود لنعم اللہ تعالیٰ [illegible] کا معنی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ

کی نعمتوں کا انکار کرنے والا [illegible] یذکر المصائب وینسی النعم [illegible] مصیبتوں کا ذکر کرتا ہے اور نعمتوں کو بھول جاتا ہے

الکنود [illegible] جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی [illegible] اس کو کنود کہتے ہیں [illegible]

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ۝٩ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۝١٠

کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب نکال لیا جائے گا جو کچھ قبروں میں ہے ؁ اور ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے ؁

لیے [illegible] کی [illegible] جو [illegible] کے قابل [illegible] [illegible] شیث

؁ اس چیز کا ثبوت [illegible] یہ ہے کہ انسان ناشکرا ہے [illegible] انسان کے اپنے اطوار و اعمال اس بات کی شہادت دینے کے لیے کافی ہیں

؁ خیر سے مراد یہاں مال و دولت ہے اور مال و دولت سے [illegible] کی محبت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مال و دولت [illegible] [illegible] [illegible] دولت [illegible] [illegible] انسان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دولت کے [illegible] [illegible] انسان [illegible] [illegible] دولت کی شہادت [illegible] [illegible] [illegible] دولت و شہرت کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

؁ یہ شخص جو دولت کے حصول [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

؁ [illegible] [illegible] [illegible] قیامت کے دن [illegible] [illegible] اعمال [illegible] جائے گا

إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ﴿١١﴾

یقیناً ان کا رب ان سے اس روز خوب باخبر ہوگا ـه

ـه اگرچہ اللہ تعالیٰ آج بھی ان کے حالات سے پوری طرح واقف ہے لیکن اس روز آگاہی اور باخبری کی کیفیت بالکل جداگانہ ہوگی۔ ای عالم لا یخفیٰ علیہ منہم خافیۃ۔ وھو عالم بھم فی ذلک الیوم وفی غیرہ ولکن المعنی انہ یجازیہم فی ذلک الیوم۔

○

اللّٰھم انا نشھد انک [illegible] ونشھد انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنا یا غفور یا ودود یا رحیم۔ اللّٰھم صل وسلم وبارک علی حبیبک النبی رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

○

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُوْرَۃُ القارعۃ

نام : اس سورۃ کا نام القارعۃ ہے۔ اس میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چھتیس کلمے اور ایک سو باون حروف ہیں۔

نزول : باتفاق علماء یہ مکی سورت ہے۔

مضامین : پہلے قیامت کے بارے میں استفسار کرکے دلوں کو چونکا دیا اس کے بعد ان لرزہ خیز حالات کو بیان کیا جو روز قیامت رونما ہوں گے۔ لوگ پروانوں کی طرح مدہوش بکھرے پڑے ہوں گے۔ پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح فضا میں اڑ رہے ہوں گے۔

پھر ارشاد فرمایا، سن لو! جس شخص کی نیکیوں کا پلڑا اس روز بھاری ہوگا فقط اسے ہی خوش و خرم زندگی نصیب ہوگی لیکن جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ "ہاویہ" میں پھینک دیا جائے گا۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۱۰-۴-۷۷

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ القارعہ مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس کی گیارہ آیات ہیں

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾ يَوْمَ

دل ہلانے والی کڑک ١ وہ دل ہلانے والی کڑک کیا ہے؟ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کڑک کیا ہے ٢ جس دن

يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ

لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے ٣ اور پہاڑ رنگ برنگ دھنکی ہوئی اون کی

الْمَنْفُوْشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ

مانند ہوں گے ٤ سو جن کے پلڑے بھاری ہوں گے، (نیکیوں کے) تو وہ دل پسند عیش (و عشرت)

١ وہ چیز جو کانوں کو شدت سے اس طرح ٹھونکے کہ خوفناک آواز پیدا ہو، عربی میں القرع کہتے ہیں۔ القرع: ضرب الشیء بشدة بحیث یحصل منه صوت شدید (روح المعانی)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: وعن اهل اللغة تقول العرب قرعتهم القارعة وفقرتهم الفاقرة اذا وقع بهم امر فظیع یعنی اہل لغت کہتے ہیں کہ جب کسی قوم کو اچانک کسی عظیم مصیبت سے دوچار ہونا پڑے تو عرب کہتے ہیں قرعتهم القارعة وفقرتهم الفاقرة اس سے مراد روز قیامت ہے۔ وقت آئے گا جب ہولناک آوازیں سنائی دیں گی، جب بڑے بڑے جغادری ہوش کھو بیٹھیں گے جب فلک بوس پہاڑ ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔ اس وقت جو ہولناک صورت حال پیدا ہوگی اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ [illegible] ما القارعة اور وما ادراک ما القارعة اس کڑک کی ہولناکیوں کو بطور استفہام ذکر کیا جا رہا ہے۔

٢ روز قیامت کے ابتدائی لمحات کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس وقت کی ہولناکی [illegible] انسان ہوش و حواس کھو بیٹھے گا [illegible] حضرت انسان کی یہی حالت ہوگی [illegible] المبثوث: المتفرق یعنی بکھرے ہوئے پراگندہ۔

٣ رنگ دار اون کو العهن کہتے ہیں۔ العهن: الصوف المصبوغ [illegible]

رَّاضِيَةٍ ۷ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۸ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۹

میں ہوگا   اور جس کے نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہوں گے ے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔

زندگی صرف کی طرح جواب مخصوص ہوں گے

ے موازین جمع ہے۔ اس کے واحد کے بھی دو قول ہیں یہ موزون کی جمع ہے یا میزان کی۔ پہلی صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا جن کے نیک اعمال وزنی ہوں گے۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہوگا جس کے نیکیوں کے پلڑے بھاری ہوں گے۔ عیشۃ راضیۃ ای عیش مرضی یرضاہ صاحبہ (قرطبی) یعنی پسندیدہ زندگی جس کو اس کا مالک پسند کرے۔ اسم فاعل ہے بمعنی المفعول ای عیشۃ مرضیۃ

مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کی نیکیوں کے پلڑے بھاری ہوں گے ان کو ایسی زندگی نصیب ہوگی جس میں آرام و آسائش کے فراواں سامان ہوں گے۔ حزن و ملال کا وہاں نام و نشان بھی نہ ہوگا۔ ہر لمحہ دل مسرور ہوگا اور رب کریم کی رحمت بے پایاں شامل حال ہوگی۔

ے لیکن جن بدبختوں کی نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہوں گے کیونکہ نیکی کی ہی نہیں تھی یا ان کے اعمال بجائے خود نیک بھی تھے لیکن تھے بلا اخلاص اس لیے ان کا کوئی وزن نہ ہوگا ان کا نصیب ہاویہ ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہ لیاتی الرجل العظیم السمین یوم القیامۃ لا یزن عند اللہ جناح بعوضۃ اقرؤا فلا نقیم لهم یوم القیامۃ وزنا۔ قیامت کے دن ایک بڑا موٹا تازہ آدمی پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہ ہوگا۔ پھر یہ آیت پڑھی فلا نقیم لهم یوم القیامۃ وزنا۔ کہ قیامت کے دن ان کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔ ھاویۃ دوزخ کے طبقات میں سے ایک طبقہ کا نام ہے جو انتہائی گہرا ہے اس کی گہرائی کا اندازہ صرف اس کے ساکن ہی کر سکیں گے (مظہری)

لیکن صاحب روح المعانی لکھتے ہیں بعض ایسے خوش نصیب ہوں گے جن کو بلا حساب جنت میں داخلہ کی اجازت مل جائے گی اور بعض ایسے مجرم ہوں گے کہ ان کے چہروں سے ہی ان کے جرم کا پتہ چل جائے گا اور ان کو پیشانی کے بال اور پاؤں سے پکڑ کر پھینک دیا جائے گا۔ یعرف المجرمون بسیماھم فیؤخذ بالنواصی والاقدام

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ترازو نصب کیے جائیں گے پھر اہل صلوٰۃ کو لایا جائے گا اور ان ترازوؤں پر تول کر ان کو اجر دیا جائے گا۔ اسی طرح روزہ داروں کے متعلق بھی کیا جائے گا لیکن جب اہل بلاء کی باری آئے گی تو ترازو نصب کیا جائے گا نہ ان کے اعمال نامے کھولے جائیں گے بلکہ ان پر بے حساب اجر کی بارش کی جائے گی جس طرح قرآن کریم میں ہے انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب۔ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا۔

علامہ قرطبی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں حتی یتمنی اهل العافیۃ فی الدنیا ان اجسادهم تقرض بالمقاریض مما یذهب به اهل البلاء من الفضل (قرطبی)

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾

اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ (ہاویہ) کیا ہے ۔ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے ۔

شاید یہ بات مراد ہو اللہ تعالیٰ کے ماتحت اور سب ہیں جو اس کی بھیجی ہوئی مصیبتوں پر بھی اسی طرح راضی رہتے ہیں جس طرح اس کی نعمتوں پر بصد رضا خوش ہوتے ہیں

ے وہ آگ جو حرارت اور تپش میں تمام حدوں سے تجاوز کر گئی ہو۔ ذات حمی بلغت النهاية في الاحراق

○

ربنا انت صاحب الستار   نجنا انت الغفار

واحشرنا مع الابرار   انك انت الستار

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ التکاثر

نام : اس سورت کا نام التکاثر ہے یہ لفظ پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس کا ایک رکوع اور آٹھ آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد اٹھائیس اور حروف کی تعداد ایک سو بیس ہے۔

زمانۂ نزول : اگرچہ بعض روایات میں یہ سورت مدنی ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہی ہوا۔ یہی قول قرین صحت ہے۔

اس کے شان نزول کے بارے میں تفسیر مظہری میں یہ روایت منقول ہے کہ قریش کے دو قبیلوں بنی عبد مناف اور بنی سہم کے درمیان اس بحث کا آغاز ہوا کہ ان دونوں میں سے اعلیٰ و ارفع کون ہے۔ چنانچہ اپنے حریف پر اپنی فوقیت اور برتری ثابت کرنے کے لیے ہر قبیلے نے اپنے اموال، اپنی جائیدادیں اور اپنے افراد کی کثرت تعداد کو پیش کیا۔ یہاں تک کہ جو لوگ اس دنیا سے چلے گئے تھے ان کی قبروں کا بھی شمار کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما کر ان کی اس احمقانہ معرکہ آرائی کی حقیقت کو آشکارا کر دیا۔

مضامین : اس سورت میں بڑی وضاحت سے ان لوگوں کی نادانی اور کم عقلی کا پردہ چاک کیا گیا ہے جو ایسی چیزوں پر فخر کرتے ہیں جو فانی ہیں۔ ان امور کو اپنے لیے باعث عزو افتخار شمار کرتے ہیں جو مقام انسانیت سے فروتر ہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ تم اپنے انجام سے آنکھیں بند کیے ہوئے دولت کے انبار سمیٹنے میں اندھا دھند مصروف ہو۔ تمہیں اتنی فرصت بھی نہیں کہ اپنے مستقبل کے بارے میں غور و فکر کر سکو لیکن یاد رکھو جب تمہیں موت کا پیالہ پلایا جائے گا تو اس وقت تمہاری بند آنکھیں کھلیں گی اور مستور حقیقتیں عیاں ہو جائیں گی۔ تمہیں جہنم کی وادی پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اس وقت تم پچھتاؤ گے، کف افسوس ملو گے لیکن سب بے سود۔ اگر تم چاہتے ہو کہ مرنے کے بعد تمہیں شرمندگی اور ندامت نہ ہو تو اب آنکھیں کھولو، جھوٹی آن، ادنیٰ اغراض کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کی جستجو میں اپنی صلاحیتوں کو وقف کرو۔ یہ مال و دولت یہ فرزند و دلبند جن سے تمہیں محبت ہے اور جن کی وجہ سے تم نے حقیقی کی یاد کا چراغ بھی تم سے گل کر دیا ہے۔ یہ تمہیں اس لیے تو نہیں دی گئی تھیں کہ تم سرکش بن جاؤ اور اپنے پروردگار کے خلاف علم بغاوت بلند کرو۔ حق شناسی کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم احسان شناس بنتے اور ان نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے رب کریم کا شکر ادا کرتے۔ یاد رکھو قیامت کے دن جب تم داور محشر کے سامنے پیش کیے جاؤ گے تو تم سے ان تمام نعمتوں کے بارے میں بازپرس کی جائے گی اور تمہیں اس کا جواب دینا ہوگا۔

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِ اٰيَاتٍ

سورۃ التکاثر مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اس میں آٹھ آیات ہیں

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٣

[illegible] قبروں میں جا پہنچے [illegible] تم جلد جان لو گے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۝۵

[illegible]

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۝ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ

[illegible]

اس چیز نے بے پروا کر دیا ہے جو تمہیں [illegible] کی کوئی درست تمیز [illegible] حق اور ناحق سب [illegible]

ـــ تم اس دنیا میں [illegible] قبض کر لیتی ہے اور تم ہمیشہ کے لیے قبر کی آغوش میں [illegible] کا لفظ قبر میں داخل ہونے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

ـــ [illegible] ہرگز درست نہیں۔ [illegible] اس وقت تمہیں معلوم ہو [illegible] لیکن اس وقت [illegible] فائدہ [illegible]

ـــ [illegible] حضرت ابن عباس سے مروی [illegible]

ـــ [illegible] علم الیقین [illegible] یعنی ایسا علم جو ایک یقینی بات کا ہوتا ہے۔

ـــ قیامت کے دن تم جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے [illegible] کے مطابق ان کے گزرنے کی رفتار ہوگی۔

ع ۱
۲۷

يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝٨

اس دن ان نعمتوں کے بارے میں ف

ف۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے جس کے مطالعہ سے اس آیت کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تو ابوبکر و عمر سے ملاقات ہوئی۔ حضور نے پوچھا اس وقت تم دونوں اپنے گھروں سے باہر کیسے نکلے ہو۔ دونوں نے عرض کی الجوع یا رسول اللہ۔ سخت بھوک کی وجہ سے۔ حضور نے فرمایا مجھے بھی اسی وجہ سے باہر نکالا ہے۔ حضور دونوں کو ہمراہ لے کر ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔ دوسری روایت میں ان کا نام مالک بن التیہان مروی ہے۔ لیکن وہ گھر پر موجود نہ تھے۔ ان کی بیوی نے جب حضور کو دیکھا تو بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔ حضور نے پوچھا تمہارا شوہر کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد انصاری آ گئے۔ جب حضور کو اور حضور کے ساتھیوں کو دیکھا تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کہنے لگے الحمد للہ ما احد الیوم اکرم اضیافا منی۔ الحمد للہ آج روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے پاس میرے مہمانوں سے زیادہ عزت والے مہمان آئے ہوں۔ یہ کہہ کر وہ باغ کی طرف چلا گیا اور کھجوروں کا ایک گچھا توڑ کر لے آیا جس میں پکی، ادھ پکی، تر اور خشک ہر قسم کی کھجوریں تھیں اور عرض کی کھانا تناول فرمائیے۔ پھر اس نے چھری پکڑی۔ حضور نے فرمایا اپنی دودھ والی بکری کو ذبح نہ کرنا۔ پس اس نے ایک بکری ذبح کی اور معزز مہمانوں نے اس کا گوشت بھی تناول فرمایا اور کھجوریں بھی کھائیں اور ٹھنڈا میٹھا پانی بھی پیا۔ جب سیر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوبکر و عمر سے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ روز قیامت تم سے ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ بھوک نے تم کو اپنے گھروں سے نکالا اور تم ان نعمتوں سے شاد کام ہو کر اب واپس جا رہے ہو۔

اس آیت میں تمام انسانوں کو اس بات کی طرف متوجہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو انعام فرمائے وہ اس کا شکر ادا کرنے کی کوشش کریں اور اس بات کو بھی واضح فرمایا کہ ان کے بارے میں بعد میں باز پرس ہو گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ہر نعمت کی شکر گزاری اور اس کے صحیح استعمال کی توفیق ارزانی فرمائے تاکہ جب قیامت کے روز ان کی باز پرس ہو تو ہمیں ندامت نہ ہو۔ وہو ولی التوفیق۔

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُوْرَۃ وَالعصر

نام : اس سورت کا نام العصر ہے جو پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔ یہ ایک رکوع اور تین آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد چودہ اور حروف کی تعداد اڑسٹھ ہے۔

زمانۂ نزول : جمہور علماء کے نزدیک یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کا اسلوب بیان اسی قول کی تائید کرتا ہے۔

شانِ نزول : حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا شان نزول یہ بتایا ہے کہ کلدہ بن اسید جس کی کنیت ابو الاسدین تھی۔ عہد جاہلیت میں حضرت ابوبکر سے اس کا بڑا یارانہ تھا۔ حضرت ابوبکر مشرف باسلام ہوئے تو یہ ناصح مشفق بن کر آپ کو سمجھانے آیا۔ کہنے لگا اے ابوبکر! تمہاری دانائی اور دانشمندی ہر شک و شبہ سے بالاتر تھی۔ کاروبار میں بھی تمہارا کوئی ہمسر نہ تھا۔ یہی تمہاری مہارت کے باعث تمہارا ہر سودا نفع بخش ہوا کرتا تھا۔ ایسی فہم و دانش کے باوجود تم نے آباء و اجداد کا طریقہ چھوڑ دیا۔ لات و ہبل کی پوجا ترک کر دی۔ ان کی شفاعت سے اپنے آپ کو محروم کر لیا۔ تم سے ایسی نادانی کی توقع ہرگز نہ تھی۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے اس کو جواب دیا کہ جو شخص حق کو قبول کر لیتا ہے اور اعمال صالحہ سے آراستہ پیراستہ ہوتا ہے۔ وہ زیاں کار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی جس سے حضرت صدیق کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ (تفسیر عزیزی)

مضامین : یہ تین آیات ہیں پر اسرار و معارف کے خزینے اس طرح سمیٹے ہیں گویا سمندر کو کوزہ میں بند کر دیا ہے اور اس کی گہرائی بے اندازہ ہے۔ عبارت کے ایجاز کو دیکھ کر فصحاء عرب ششدر و حیرت زدہ ہو گئے اور معانی کے شان اعجاز کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ عمرو بن العاص ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ ان کی ملاقات مسیلمہ کذاب سے ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں مسیلمہ نے پوچھا کہ بتاؤ اس عرصہ میں تمہارے صاحب پر کیا نازل ہوا ہے؟ عمرو نے کہا بڑی مختصر و شافی بلیغ سورت نازل ہوئی ہے۔ اس نے پوچھا کون سی؟ انہوں نے یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ چند لمحے اس نے توقف کیا۔ پھر کہا اسی قسم کی سورت مجھ پر بھی نازل ہوئی ہے اور یوں پڑھنے لگا :

"یا وَبَرُ یا وَبَرُ، اِنما انت اذنان و صدر، و سائرک حفر نقر"

پھر داد طلب نگاہوں سے عمرو بن العاص کی طرف دیکھنے لگا اور پوچھا بتاؤ کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے مسیلمہ تجھے خوب علم ہے کہ میں تجھے بڑے درجے کا جھوٹا جانتا ہوں۔ وَبَر بلی کا ہم شکل ایک جانور ہے جس کے دونوں کان اور

سینہ بہت بڑے ہوتے ہیں اور اس کا بقیہ جسم بڑا بدصورت ہوتا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے چاہا قرآن کریم کی اس نورانی سورت کا ایسے خرافات سے مقابلہ کرے۔ بھلا قرآن کی آیات کے مقابلے میں اس بے ہودہ سرائی کی کیا وقعت ہو سکتی تھی۔ اہل ایمان تو کجا ایک ایسا شخص جو ابھی کفر و شرک کی آلائشوں سے آلودہ ہے اس کا ذوق سلیم بھی اس مجموعہ خرافات کو مسترد کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام کو اس سورت کی معنویت اور عظمت کا بڑا احساس تھا۔ چنانچہ طبرانی نے عبید اللہ بن حصن سے روایت کیا ہے کہ جب کبھی دو صحابی ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تو رخصت ہونے سے پہلے ایک صاحب یہ سورت پڑھ کر سناتے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل بجا کہا ہے،

لو تدبر الناس هذه السورة لوسعتهم۔ یعنی اگر لوگ اس ایک سورت میں ہی غور و تدبر کریں تو ان کی فلاح دارین کے لیے یہ ایک سورت ہی کافی ہے۔

سُورَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورۃ العصر مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے — اس کی تین آیتیں ہیں

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

قسم ہے زمانہ کی ۔ یقیناً ہر انسان خسارہ میں ہے ۔ بجز ان خوش نصیبوں کے جو ایمان لائے اور نیک

ا ۔ اس سورت کا آغاز العصر کی قسم کھا کر کیا گیا ہے۔ عصر کا معنی زمانہ بھی ہے اور [illegible] دن کے اس حصہ کو بھی کہتے ہیں جو ظہر اور مغرب کے درمیان [illegible] ہو سکتی ہے۔ اس سورت میں جو حقیقت بیان کی [illegible] ہے اس کی صداقت پر سب سے بڑا گواہ زمانہ ہے۔

آپ انسانی تاریخ کے کسی دور کا مطالعہ کریں آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے جو اس مختصر سورت میں بیان کیا گیا ہے۔ جو افراد اور قومیں ان چار صفات سے متصف نہیں [illegible] وہ سب خسارہ میں رہتی ہیں۔ [illegible] قوم عاد اور قوم ثمود کے [illegible] اس حقیقت کی سچائی [illegible]

[illegible]

بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ والعصر سے مراد [illegible] حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

[illegible]

الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳

عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے

بنانے والے کاروانِ انسانیت کی قیادت کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی [illegible] اور حسنِ عمل سے انسان کے سرِ افتخار کو بلند کر دیا ہے۔

اس لیے اگر والعصر سے عصرِ رسالت مراد لیا جائے تو نہایت موزوں ہوگا۔

۲؎ زندگی کے اس کاروبار میں ہمارا سرمایہ وقت ہے اور اس سے بیش قیمت اور گرانقدر کوئی دوسری چیز نہیں۔ جو لوگ اس کو بے مقصد ضائع کرتے ہیں، عیش و عشرت میں برباد کرتے ہیں، [illegible] کے حصول میں صرف کرتے ہیں وہ بھلا [illegible] سے نفع کیا خاک حاصل کریں گے۔ [illegible] ہو سکتا ہے۔ نفع کے بجائے نقصان ہوا اور نقد وقت بھی ہاتھ سے کھو بیٹھے [illegible] شروع کرنے کا امکان ہی ختم ہو گیا۔ آپ نے کبھی [illegible] حالت پر غور کیا ہے [illegible]

۳؎ [illegible]

پہلا یہ ہے

پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ وہ صدقِ دل سے رب کریم پر ایمان لاتے ہیں۔ نیز ان کے پیدا کرنے والے نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے جس نبی کریم کو مبعوث فرمایا ہے اس کی تصدیق کریں اور اس ایمان کے تقاضے جو احکامات پیش کیے ہیں ان کی تہِ دل سے تعمیل کریں۔

دوسری صفت یہ ہے کہ اپنی زبان سے جس [illegible] کا انہوں نے اقرار کیا ہے، میدانِ عمل میں [illegible] ان کا ہر قدم اس کی تصدیق کرے۔

۴؎ جہاں تک انسان کی انفرادی کامیابی کا تعلق ہے وہ تو ان دو صفتوں کے پیدا ہو جانے سے حاصل ہو گئی، لیکن [illegible] کو سیراب کر کے رشکِ فردوس بنا دے۔ اس لیے ان کی تیسری خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے حلقۂ اثر میں حق کی [illegible] اور اس کی بالادستی قائم کرنے کے لیے ہر دم کوشش کرتا ہے اور یہ کوشش اس وقت تک بار آور نہیں ہو سکتی جب تک یہ [illegible] حق کو قبول کرنے میں اس راہ کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا نہ کریں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب وہ ایک دوسرے کو صبر و استقامت کا درس دیتے [illegible] مصائب و آلام میں ثابت قدمی اور استقامت کا مظاہرہ کر کے دوسروں کے لیے [illegible] صبر کا [illegible] شرط ہے اس سے مراد [illegible] کہ آپ کو کوئی [illegible] بلکہ اس کے علاوہ [illegible] صبر [illegible] شرعی کی پابندی پر صبر [illegible] صفت سے متصف [illegible]

پائے گا ہمیشہ سربلند رہے گا کوئی طوفان اس کو سرنگوں نہ کر سکے گا کوئی آندھی اس کی روشن کی ہوئی شمع کو بجھا نہ سکے گی۔ آپ ان خوش نصیب انسانوں کی سعادت مندی کا اندازہ لگائیں جن کی عرق ریزیاں، جگر کاویاں اور شب بیداریاں حق کی قوت و عظمت کا باعث بنیں اور جن کی سرفروشی اور جذبہ ایثار و خلوص سے ایسی شمعیں روشن ہوئیں جن کی روشنی میں رہتی دنیا تک قافلہ رواں دواں ہے جو انسان کو اپنی حقیقی اور بلند منزل کی طرف لے جانے والا ہے۔

یہاں تواصوا کا استعمال اور اس کا مفہوم قابل غور ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں اوصی الرجل ووصاہ: عہد الیہ (لسان العرب) یعنی کسی شخص کا کسی دوسرے کو کسی کام کی تاکید کرنا۔ علامہ راغب اس کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: الوصیۃ: التقدم الی الغیر بما یعمل بہ مقترنا بوعظ من قولہم ارض واصیۃ متصلۃ النبات، (المفردات) یعنی پند و نصیحت سے کسی کام کے لیے پابند بنانا ابتداء سے اس کے علاوہ اس میں تسلسل کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ وہ زمین جس میں مسلسل گھاس اگتی رہے اسے ارض واصیۃ کہتے ہیں۔ اسی طرح ایسے صحابہ کرام اور ایسا ہی امام راغب نے المفردات میں اس کی یہی تشریح کی ہے۔

اس تحقیق کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اس جملہ کا مفہوم یہ ہوا کہ حق کو قبول کرنے اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا مقابلہ کرتے وقت صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین و تاکید کی جا رہی ہے۔ ان کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے بعد بھی یہ وصیت کی جاری رکھیں اور اپنی آنے والی نسلوں کو اس کی وصیت کرتے رہیں۔

کیونکہ حق کو قبول کرنا اور اس راہ میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا دونوں نہایت ہی اہم ہیں اس لیے تواصوا کا تکرار کیا گیا تاکہ دونوں کی مستقل اہمیت کو پیش نظر رکھے۔

○

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الھمزہ

نام : اس سورت کا نام الہمزہ ہے جو اس کی پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔ یہ ایک رکوع اور نو آیات پر مشتمل ہے۔ اس میں تیس کلمات اور ایک سو تیس حروف ہیں۔

زمانہ نزول : علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : کفار مکہ یوں تو سب کے سب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغض و عناد رکھتے تھے، لیکن ان میں چند ایسے بدباطن بھی تھے جو حضور پر نئے نئے الزامات لگانے اور بہتان تراشی میں پیش پیش تھے۔ ان کی کیفیت بھی یکساں نہ تھی۔ کچھ ایسے تھے جو پس پشت غیبت و عیب جوئی تک ہی اپنی سرگرمی منحصر رکھتے لیکن روبرو کوئی ناروا بات کہنے کی وہ جرأت نہ کرتے۔ بعض بہت اور بے حیا ایسے بھی تھے جو منہ پر بھی طعن و تشنیع سے باز نہ آتے۔ اخنس بن شریق ان کا سرغنہ تھا۔ انہی لوگوں کے بارے میں یہ سورت نازل ہوئی۔

بتایا جا رہا ہے کہ وہ چاند کی چاندنی سے روشن تر، قطرہ ہائے شبنم سے پاکیزہ تر، گلاب کی پتی سے بھی زیادہ لطیف سیرت طیبہ پر جو لوگ نازیبا الزام لگاتے تھے ان کا پتا کر دیا گیا ہے۔ ان کے دلوں میں دولت کی محبت رچی بسی ہوئی ہے۔ مال جمع کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ ہر دم وہ اسے گنتا اور بار بار گنتا ان کی مرغوب تفریح ہے۔ جو شخص اس طرح دنیا کی غلاظتوں پر جھکا رہتا ہے وہی ایسے بہتان بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس محبوب کی ذات اطہر جس کی ضیا پاشیوں سے ایک عالم منور ہے۔

وہ صرف دولت کے پجاری اور پیسے روپے کے گنتی ہی نہیں بلکہ عقل و فہم سے بھی بے بہرہ ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دولت کی فراوانی انہیں موت کے چنگل سے چھڑا لے گی۔ کوئی بیماری ان کے قریب نہیں آئے گی۔ وہ ہمیشہ جیتے رہیں گے حالانکہ اگر یہ سوچتے تو ان سے پہلے جو ان سے بھی کئی گنا زیادہ دولت مند لوگ تھے وہ خاک میں مل کر خاک ہو چکے تھے۔ کیا یہ لوگ آج ان کا کوئی نام و نشان دکھا سکتے ہیں۔ ایسے نابکار بدبخت لوگوں کے انجام کے بارے میں بھی وضاحت فرما دی تاکہ کوئی شخص کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے۔ جس شخص کی تمنا ہے کہ وہ ایسے المناک انجام سے دوچار نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آج ہی سلامتی اور ہدایت کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعُ اٰيٰتٍ

سورہ الہمزہ مکی ہے اور اس کی ۹ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۙ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ ②

ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو [illegible] عیب لگاتا ہے [illegible] جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھتا ہے

[illegible] استعمال ہوتے ہیں۔ علمائے لغت نے ان کی تشریح کرتے ہوئے متعدد اقوال ذکر کیے ہیں۔ قال ابن عباس هم المشاؤون بالنميمة المفرقون بين الاحبة الباغون للبرآء العيب [illegible] یعنی جو چغل خوری کرتے ہیں، دوستوں میں جدائی اور تفرقہ ڈالتے ہیں [illegible] عیب لگاتے ہیں [illegible] ہمزہ اور لمزہ کہتے ہیں۔

مقاتل کا قول ہے: الهمزة الذي يعيبك في الوجه واللمزة الذي يعيبك في الغيبة [illegible] ہمزہ وہ ہے جو منہ پر [illegible] اور لمزہ پس پشت عیب جوئی کرنے والا [illegible] اس کے علاوہ اور بھی کئی اقوال ذکر کیے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ [illegible] اہل لغت کے یہاں ان کا الگ الگ معنی متعین کرنا مشکل ہوگیا۔

[illegible]

[illegible]

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۖ وَ

وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں، وہ یقیناً حطمہ میں پھینکا جائے گا۔ اور

مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى

آپ کیا جانیں کہ حطمہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے جو بھڑکائی ہوئی ہے۔ جو دلوں تک

الْاَفْـِٕدَةِ ؕ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

پہنچے گی۔ بے شک وہ (آگ) ان پر بند کر دی جائے گی۔ اس کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی صورت میں ہوں گے۔

ع ۲۹

ے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اگر اس کی دولت اس کے پاس رہی تو موت کا فرشتہ اس کے قریب تک نہ پھٹکے گا، اس کی دولت کے ساتھ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

بعض علمائے تفسیر نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا۔ کبھی ختم نہ ہوگا۔

ے حطمہ کی تشریح کرتے ہوئے علماء لغت لکھتے ہیں۔ الحطم: کسر الشیء ... نبذ الشیء ... کسی چیز کو حقیر سمجھتے ہوئے پھینک دینا کہتے ہیں ... بے پروائی سے توڑ کر پھینک دی۔

ایسے متکبر انسان کو دوزخ میں پھینکنے کا ذکر کرتے وقت یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ لفظ اس کے ساتھ اس کی تحقیر و تذلیل کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے۔

یعنی یہ جو اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھ رہا ہے اور مغرور ہے کہ معاشرے میں اس کی بڑی عزت ہے اور دولت کی کثرت کے باعث لوگوں کے دلوں پر اس کا رعب بیٹھا ہوا ہے، یہ اپنے آپ کو کچھ بھی سمجھے لیکن اللہ کے نزدیک یہ ایک تنکے سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

حطمہ، حطم سے ہے، اس کا اطلاق ہر توڑنے والی چیز پر ہوتا ہے۔ یہ دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے جس کی آگ اتنی تیز ہوگی کہ جو چیز اس میں پھینکی جائے گی وہ اسے ریزہ ریزہ کر دے گی۔

ے اس حطمہ کی مزید تشریح کر دی۔ یہ اللہ کی آگ ہے جسے بھڑکایا گیا ہے جو ہمیشہ بھڑکتی رہے گی، کبھی نہ بجھے گی۔

ے جس کی آگ دلوں تک پہنچ جائے گی، اس کی سوزش اور تپش سے دل بھن کر کباب ہو جائیں گے۔

ے جب کسی دروازے کے کواڑوں کو بند کر دیا جائے اور کنڈی لگا دی جائے اور اس کے دروازے کو مقفل کر دیا جائے تو عرب کہتے ہیں اوصدت الباب۔ ان کے متعلق یہ فرمایا جا رہا ہے کہ انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور اس کے دروازے مضبوطی سے مقفل کر دیے جائیں گے، تاکہ کوئی کوشش کرے تو بھی اس عذاب الیم سے ان کے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہو۔

۹؎ عمد عمود کی جمع ہے یعنی ستون۔ ممددۃ: طویل۔ یعنی آگ کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی صورت میں بلند ہو رہے ہوں گے، نہ وہ بجھیں گے اور نہ ان کے درد و الم میں کوئی تخفیف ہوگی

○

یا حی یا قیوم برحمتک نستغیث لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شأنی کلہ واجرنا من عذاب النار وتوفنا مع الابرار۔ وصلی وسلم ربنا علی النبی المختار وآلہ واہل بیتہ الاطہار۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ الفیل

نام : اس سورۂ مبارکہ کا نام الفیل ہے۔ اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمات اور چھیانوے حروف ہیں۔
زمانۂ نزول : مکہ مکرمہ میں بعثت کے آغاز میں نازل ہوئی۔
تاریخی پس منظر : اس سورت میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس واقعہ کی تفصیلات کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ صرف اسی طرح ہم اس سورت کے مقصدِ نزول سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

نقشہ پر نظر ڈالنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ جزیرہ عرب کے دائیں طرف یمن کا ملک ہے اور اس کے مدمقابل دوسری طرف براعظم افریقہ کا ملک حبشہ ہے جسے ایتھوپیا یا ابی سینیا بھی کہا جاتا ہے۔ علم انساب کے ماہرین کا خیال ہے کہ حبشہ کے باشندے اصل یمن کی قوم سبا کے ہی افراد تھے جنہوں نے یمن کی خوشحالی کے دور میں یمن سے نقل مکانی کر کے ایتھوپیا کے ساحل پر اپنی تجارتی منڈیاں اور مراکز قائم کر لیے تھے۔ زیادہ دیر تک وہ اپنی انفرادیت قائم نہ رکھ سکے۔ افریقہ کے اصلی باشندوں کے ساتھ ان کے شادی بیاہ کا سلسلہ شروع ہو گیا یہاں تک کہ نہ وہ خالص سبائی رہے اور نہ خالص حبشی بلکہ ایک مخلوط قوم بن گئے۔ اسی لیے ان کو حبش کہا جاتا ہے جس کا معنی اختلاط و امتزاج ہے۔ گویا سبائی قوم دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک حصہ اپنے اصلی وطن یمن میں اقامت پذیر رہا انہیں سبائے حمیر کہا جاتا ہے اور جو لوگ ترکِ وطن کر کے یہاں آکر آباد ہو گئے انہیں حبش کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

یمن کے اصلی باشندے ستاروں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ مختلف ستاروں کے لیے انہوں نے بڑے بڑے معبد بنائے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں افریقہ قیصرِ روم کے قبضہ میں تھا۔ رومی عیسائی تھے۔ ان کے تجارتی اثر اور سرگرم تبلیغی کوششوں کے باعث عیسائیت کو یہاں بڑا فروغ حاصل ہوا۔ حبشہ کے باشندے بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کی اکثریت نے عیسائی مذہب کو قبول کر لیا۔ یمن میں بھی عیسائی مبلغین کی کوششوں سے نجران کے علاقہ میں عیسائیت نے اپنا اثر و رسوخ قائم کر لیا۔ ذونواس جو یمن کا آخری بادشاہ تھا عیسائیت کے فروغ سے آتش زیر پا ہو گیا اور اس نے گڑھے کھدوائے، ان میں آگ جلائی اور عیسائیوں کو آگ میں پھینک کر جلا دیا۔ اس کا تفصیلی تذکرہ آپ ابھی سورۂ بروج میں پڑھ چکے ہوں گے۔ یہاں کا ایک عیسائی امیر دوس بن ثعلبان جو بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا وہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس فریادی ہوا۔ نجاشی نے قیصر روم سے مشورہ کیا اور یمن پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ چند عیسائی جو بچ نکلے تھے وہ قیصر کے پاس

قسطنطنیہ بھیجا اور وہاں جا کر اپنے بھائیوں کی داستانِ الم بیان کی۔ قیصر نے حبش کی حکومت کو یمن پر حملہ کرنے اور ان عیسائیوں کا انتقام لینے کی ہدایت کی۔ چنانچہ حبشی لشکر یمن پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ قیصر نے بحری بیڑہ اس کی کمک پر بھیجا۔ اس کے ذریعے بحرِ احمر کو عبور کرے۔ قیصر نے یہ مدد کیوں مہیا کی، اس زمانہ تجارت کا کوئی مرحلہ ہی وجہ تھا۔ بعض مورخین کی رائے ہے کہ یہ محض بہانہ تھا۔ اصل مقصد یہ تھا کہ مشرقی شاہراہ پر بھی رومی تسلط مستحکم ہو جائے جس کے ذریعے مشرقی ممالک کا قیمتی سامانِ تجارت مغربی ممالک تک پہنچتا ہے۔ اس سے پہلے اس شاہراہ پر ایرانیوں کی اجارہ داری تھی اور اسی کے تحت اونٹوں پر قیمتی سامان لاد کر عرب کی شاہراہ سے بحیرہ روم کے ساحل تک پہنچایا جاتا۔ کئی صدیوں سے رومی بڑی حریص نظروں سے اس شاہراہ کو دیکھتے تھے اور تسلط کی بھرپور کوشش میں تھے۔ دوسرے رومیوں اور ایرانیوں میں جنگ شروع تھی اور حالتِ جنگ میں اس راستہ کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ یہ قیصر کے اس اقدام کے فوری یہ دو اسباب تھے۔

الغرض جب حبشی لشکر حملہ آور ہوا تو ذونواس نے عدن اور حضرموت کے ساحل پر اس کا استقبال کیا اور اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ حبشی دوبارہ یہیں آئے اور زبردست بیڑے سے دوبارہ حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ ذونواس ان کے حملے کی تاب نہ لا سکا۔ اس کا لشکر یکسر شکست سے دوچار ہوا۔ خود اس نے یہ راہ اختیار کی کہ اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا لیکن وہیں اس کا کام تمام کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے بعد اس کا نائب ذوجدن مقابلہ کے لیے بڑھا لیکن وہ بھی مارا گیا۔ دو حمیریوں نے حبشی فوج کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوا۔ اس طرح دولتِ حمیری یمن سارا حبشیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ عرب مورخین کے مطابق اس حبشی لشکر کے سالار کا نام اریاط تھا۔ نجاشی نے اس کو وہاں کا والی مقرر کر دیا۔ لیکن یونانی مورخ اس سالار کا نام اسیمیفس بتاتے ہیں اور اس وقت کے نجاشی کا نام ایلاسبس لکھتے ہیں۔

عربی روایات کے مطابق اریاط نے تقریباً ۲۰ سال تک یمن پر حکومت کی۔ اس کے بعد حبشی فوج کے ایک ذی اثر افسر ابرہہ کی قیادت میں اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔ اریاط مارا گیا اور ابرہہ یمن کا والی بن بیٹھا۔ سال کا تعین مشکل ہے البتہ ایک کتبہ جو ابرہہ کا نصب کردہ ہے اس پر جو سن رقم ہے وہ ۵۴۳ء کے مطابق ہے۔

نجاشی نے ابرہہ کی بغاوت اور اریاط کے قتل کی خبر سنی تو سخت غضبناک ہوا، قسم اٹھائی کہ وہ خاکِ یمن کو پاؤں کے نیچے روندے گا اور ابرہہ کا خون بہائے گا۔ ابرہہ نے ایک تھیلی میں اپنا خون بھرا اور یمن کی کچھ مٹی ایک برتن میں بھری۔ دونوں کو بادشاہ کے پاس بھیجا اور لکھا کہ آپ کا غصہ بجا ہے۔ آپ نے جو حلف اٹھایا ہے اس کو پورا کرنے کے لیے اپنا خون اور یمن کی مٹی بھیج رہا ہوں۔ آپ اس مٹی کو اپنے پاؤں سے روند دیجیے اور میرا خون جو تھیلی میں ہے اس کو زمین پر بہا دیجیے۔ ابرہہ کی اس پیشکش سے نجاشی بہت خوش ہوا اور اسے یمن کا والی برقرار رکھا۔

جب ابرہہ کو اطمینان ہوا تو اس نے یمن میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے تحریک شروع کر دی۔ بڑے بڑے شہروں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تا کہ یہ جا کر ابرہہ سے ان کا بچاؤ کرے اور اس کی عزت و تکریم کی۔ ثقیف نے ابو رغال کو اس کے ساتھ بھیجا کہ وہ راستہ بتائے۔ وہ مکہ تک ساتھ گیا۔ جب ابرہہ مغمس پہنچا تو ابو رغال مر گیا، یہ ایک وادی جس میں اس کی قبر ہے، لوگ اس کی قبر پر سنگ باری کرتے رہے۔ پھر ابرہہ کے ہراول دستے نے قریش کے اونٹ پکڑ لیے جو چر رہے تھے، ان اونٹوں میں حضرت عبدالمطلب کے دو سو اونٹ بھی تھے۔

ابرہہ نے قبیلہ حمیر کے ایک شخص حناطہ کو مکہ بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو جا کر بتائے کہ ابرہہ ان سے جنگ کرنے کے لیے نہیں آیا بلکہ وہ صرف کعبہ کو ڈھانے آیا ہے۔ اگر لوگ اس کی مزاحمت نہ کریں تو ان سے کوئی جھگڑا نہیں۔ اگر وہ مزاحمت کی کوشش کریں تو ہم جنگ کے لیے تیار ہوں گے۔ حناطہ گیا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہاری بستی کا سردار کون ہے۔ لوگوں نے حضرت عبدالمطلب کا نام بتایا۔ اس نے آپ سے ملاقات کی اور ابرہہ کا پیغام پہنچایا۔ آپ نے فرمایا کہ ابرہہ سے جنگ کرنے کا ہمارا ارادہ ہے اور نہ ہم میں اس کی طاقت ہے۔ یہ اللہ کا گھر ہے اور اس کے خلیل کا گھر ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو خود اس کی حفاظت کرے گا اور یہ اس کی مرضی۔ حناطہ نے آپ سے کہا چلیے میرے ساتھ۔ آپ اس کے ساتھ ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کی بارعب شخصیت اور نورانی چہرہ دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوا۔ تخت سے نیچے اتر آیا اور آپ کے ساتھ فرش پر بیٹھ گیا۔ ترجمان کے ذریعے اس نے پوچھا کہ ارشاد! آپ کی کیا درخواست ہے؟ آپ نے فرمایا میری درخواست تو یہ ہے کہ تمہارے لشکری میرے دو سو اونٹ پکڑ کر لے آئے ہیں وہ مجھے واپس کر دیے جائیں۔ ابرہہ نے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہو کہ جب میں نے پہلی مرتبہ دیکھا تو میرے دل میں آپ کا بڑا احترام پیدا ہو گیا تھا لیکن آپ کی اس درخواست سے وہ جاتا رہا۔ آپ کو اپنے اونٹوں کا تو خیال ہے اور کعبہ کا خیال نہیں جس کی وجہ سے تمہاری عزت کی جاتی ہے۔ آپ نے بڑی شان سے جواب دیا: انی انا رب الابل وان للبیت ربا سیمنعہ۔ میں اونٹوں کا مالک ہوں ان کی حفاظت میری ذمہ داری ہے۔ اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے کہا کہ اب اس گھر کو میری دست برد سے بچانے کا کوئی چارہ نہیں۔ حضرت عبدالمطلب واپس آئے اور قریش کو حکم دیا سب مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جائیں تاکہ ابرہہ کے لشکر کی دست برد سے بچ سکیں۔ پھر آپ قوم کے رئیسوں کو ساتھ لے کر کعبہ کے پاس آئے اور اللہ کے حضور دعا کی کہ وہ کعبہ کو ابرہہ کی دست برد سے بچائے۔ کعبہ کے دروازے کے کنڈے کو پکڑ کر عبدالمطلب نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

لاهم ان المرء يمنع ‏ ‏ رحله فامنع رحالك

اے اللہ! ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔

لا يغلبن صليبهم ‏ ‏ ومحالهم غدوا محالك

کل ان کی صلیب اور ان کی قوت تیری قوت پر غالب نہ آ جائے

ان كنت تاركهم وقبلتنا ‏ ‏ فأمر ما بدا لك

اگر تو انہیں اور ہمارے قبلہ کو چھوڑ دینا چاہتا ہے تو تیری مرضی جو چاہے کر۔

ابن جریر نے عبدالمطلب کے یہ اشعار بھی نقل کیے ہیں جو اس موقع پر دعا مانگتے ہوئے آپ نے پڑھے تھے۔

یارب لا ارجو لهم سواکا   یارب فامنع منهم حماکا

اے میرے رب! ان کے مقابلہ میں تیرے سوا کسی سے توقع نہیں رکھتا۔ اے میرے رب! ان سے اپنے حرم کی حفاظت فرما۔

ان عدو البیت من عاداکا   امنعهم ان یخربوا قراکا

اس گھر کا دشمن تیرا دشمن ہے ان کو روک کہ وہ تیری بستی کو ویران نہ کریں۔

دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ سب کو ساتھ لے کر پہاڑ کی چوٹیوں پر چلے گئے۔ ابرہہ نے صبح سویرے مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ اس کے [illegible] ہاتھی [illegible] تھا۔ [illegible] جب اس ہاتھی کو [illegible] طرف [illegible] بیٹھ گیا۔ [illegible] لیکن وہ اٹھنے [illegible] [illegible] حالت میں [illegible] پرندوں کے [illegible] ہر پرندے کے پاس [illegible] ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں [illegible] ان کنکریوں کی شکل چنے یا مسور کے دانے کی طرح تھی [illegible] [illegible] [illegible] اور اس سے وہ [illegible]

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی اور وہ دشمن جسے اپنی قوت و لشکر کی کثرت پر بڑا گھمنڈ تھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے سامنے [illegible] [illegible]

یہ واقعہ [illegible] عیسوی میں [illegible] اسی سال ربیع الاول کے مبارک مہینے میں [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی ولادت باسعادت ہوئی۔

سُورَةُ الْفِيلِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورۃ الفیل مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے — اس میں پانچ آیتیں ہیں

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ

کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ آپ کے رب نے کیا سلوک کیا ہاتھی والوں کے ساتھ[1] کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر و فریب کو

[1] یہ سورت [illegible] ہیں۔ لیکن صحیح قول وہ ہے جو ابن عباس اور دیگر محققین علماء سے منقول ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تقریباً پچاس دن پہلے یہ واقعہ رونما ہوا یعنی محرم کے ماہ کی سترہ تاریخ تھی اور بارہ ربیع الاول کو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے [illegible] عام الفیل کہ میری ولادت عام الفیل میں ہوئی۔

ابرہہ حبشی [illegible]

آیت میں [illegible] الم تر [illegible] کی عظمت و شرف کی [illegible]

[2] ابرہہ کا لشکر [illegible] اصحاب الفیل کہا گیا۔ [illegible]

فِيْ تَضْلِيْلٍ ۙ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۙ تَرْمِيْهِمْ

[illegible]

بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بل قال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس لیے وہ اس کی تاویلیں کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کنکریاں پرندوں نے نہیں پھینکیں بلکہ وبال سے اور ابابیل سے مراد چیچک کی بیماری ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ پرندوں کی کنکریاں تو ان کے دانوں کی چونچوں اور پنجوں میں مٹی سے لتھڑے ہوتے تھے اور ان کے جسموں سے لگی ہوئی تھی اور اس لشکر میں چیچک کی وبا پھیل گئی اور اس کی وجہ سے وہ لشکر تباہ ہو گیا۔

اگر ان کی اس بیہودہ تاویل کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر وہ اس لشکر تک ہی کیوں محدود رہی؟ وہاں کے مقامی لوگ اس سے کیوں محفوظ رہے؟ یہ ایک مشکل ہی بات ہے جو سمجھ کر ادا کی جا سکے کہ ایک شخص اس وقت اس سے محفوظ رہا۔ آیات قرآن کا مفہوم بدل دینے کی ایسی کوششوں کی بجائے اپنی جہالت قبول کر لینا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے جب اپنی قدرت کاملہ سے حملہ آوروں کو تباہ و برباد کر دیا اور بیت اللہ کو بچا لیا تو حضرت عبدالمطلب نے ان الفاظ میں اپنے رب کی حمد و ثنا اور اس کا شکر ادا کیا۔

انت منعت الحبش والافیالا　　وقد رعوا بمکة الاجبالا
وقد خشینا منهم القتالا　　وکل امر لهم معضالا
شکرا وحمدا لک ذا الجلالا

ترجمہ: تو نے حبشیوں اور ہاتھیوں سے ہماری حفاظت کی۔ وہ لوگ جو مکہ کے پہاڑوں میں اپنے جانوروں کو چرا رہے تھے۔ ہمیں ان سے جنگ کا اندیشہ تھا اور ہم سے ہر بات ان کے لیے دشوار تھی۔ اے جلال والے ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ثنا کرتے ہیں۔

یہی وہ نفیل بن حبیب ہے جو قبیلہ خثعم کا سردار تھا اور جسے ابرہہ راستہ بتانے کے لیے ساتھ لایا تھا۔ جب ابرہہ کا لشکر کعبہ پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا تو وہ وہاں سے کھسک کر ایک طرف ہو گیا اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ جب اس نے پرندوں کو سنگباری کرتے دیکھا اور ابرہہ کے لشکر کو تباہ و برباد ہوتے دیکھا تو وہ کہنے لگا:

ردینة لو رأیت ولا تریه　　لدی جنب المحصب ما رأینا

اے ردینہ! (اس کی بیوی کا نام) کاش تو اس منظر کو دیکھتی جو ہم نے وادی محصب کے قریب دیکھا تھا۔

اذا لعذرتنی وحمدت رأیی　　ولم تأسی علی ما فات بینا

تب تو مجھے معذور سمجھتی اور میری رائے کی تعریف کرتی اور جو چیز ہاتھ سے نکل گئی اس پر تو افسوس نہ کرتی۔

حمدت الله اذ ابصرت طیرا　　وخفت حجارة تلقی علینا

جب میں نے پرندوں کے جھنڈ کو دیکھا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور جب پتھر برسنے لگے تو میں خوفزدہ ہو گیا۔

وکل القوم تسأل عن نفیل　　کأن علی للحبشان دینا

ابرہہ کی فوج کا ہر سپاہی پوچھتا تھا کہ نفیل کہاں ہے تاکہ وہ اس سے یہاں سے بھاگ جانے کا راستہ دریافت کرے۔ وہ مجھے ڈھونڈ رہے تھے گویا ان حبشیوں کا کوئی قرض میرے ذمہ واجب الادا تھا۔

[illegible] ہوتی ہے

اس واقعہ کا ایک [illegible] نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] بیت اللہ کی [illegible] کی پناہ میں اس مصیبت سے نجات پانے کے لیے [illegible] اور وہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے رہے

اس صورت حال سے اس [illegible] کی طرف بھی اشارہ ہے کہ [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے لیے [illegible] ہو گیا۔ اس [illegible] کہ [illegible] قرآن کی [illegible] فرمائی جس [illegible] اور [illegible]

○

سبحان ذي الملك والملكوت

سبحان ذي العزة والهيبة والكبرياء والجبروت

لا غالب الا انت انت العزيز الحكيم

اللهم ربنا سبحانك جزاء وشكرا فصل وسلم على رسولك الذي ارسلته بالهدى

ودين الحق ليظهره على الدين كله

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃ قریش

نام : اس سورہ پاک کا نام قریش ہے یہ کلمہ اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس کا ایک رکوع اور چار آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد سترہ اور حروف کی تعداد تہتر ہے۔

زمانہ نزول : اگرچہ ضحاک اور کلبی کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے لیکن جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کا نزول مکہ مکرمہ میں سورۃ الفیل کے بعد جلدی ہوا۔ مضمون کی یکسانیت اور کلمات کا باہمی تعلق بھی اسی قول کی تائید کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض حضرات نے انہیں دو علیحدہ علیحدہ سورتوں کے بجائے ایک سورت ہی شمار کیا ہے لیکن حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے جو نسخے کتابت کرائے تھے ان میں ان دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ مرقوم ہے جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ دو الگ الگ سورتیں ہیں۔

مضامین : اس میں قریش پر اپنے عظیم احسانات کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے اور ان احسانات کو یاد دلانے کے بعد انہیں اپنے رب کریم کی عبادت کی دعوت دی جا رہی ہے۔

قریش عرب کا ایک مشہور اور معزز ترین قبیلہ ہے۔ اس کا اطلاق نضر کی اولاد پر ہوتا ہے جس کا نسب نامہ یہ ہے نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔ بعض علماء کے نزدیک نضر کے پوتے فہر بن مالک کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سے بھی اسی قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ ارشاد ہوا إِنَّا وَلَدُ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ لَا نَقْفُو أُمَّنَا وَلَا نَنْتَفِي مِنْ أَبِينَا (قرطبی)۔ یعنی ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں نہ ہم اپنی ماؤں پر تہمت کرتے ہیں اور نہ اپنے باپ سے اپنے نسب کی نفی کرتے ہیں۔ یعنی ہمیں اپنی ماؤں کی عفت پاکی، اپنے باپوں کی شرافت و بزرگی دونوں پر ناز ہے۔ دوسرا ارشاد ہے، واثلہ بن الاسقع راوی ہیں، قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسمعیل واصطفی من بنی کنانۃ قریشا واصطفی من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم۔

ترجمہ : حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا اور
بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو
اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کنانہ کے بیٹے نضر کی اولاد قریش کہلائی۔

کیونکہ دوسرے بیٹوں کی اولاد کا شمار قریش میں نہیں ہوتا

وجہ تسمیہ : قبیلہ قریش کی وجہ تسمیہ کیا ہے اس کے بارے میں متعدد اقوال منقول ہیں۔

۱۔ یہ تقرش سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ، تجمع والتئام کسی کا منتشر و متفرق ہو جانے کے بعد اکٹھا اور مجتمع ہو جانا۔ قریش کا قبیلہ پہلے سارے عرب میں منتشر تھا قصی بن کلاب نے انہیں مکہ مکرمہ میں یکجا کیا اور حرم کے نزدیک ہی آباد کیا۔ شاعر کہتا ہے :

ابونا قصی کان یدعی مجمعا   به جمع الله قبائل من فهر

ہمارا باپ قصی ہے جسے مجمع کہا جاتا ہے فہر کی اولاد کے قبائل کو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ جمع کیا۔

۲۔ یہ تقرش سے ماخوذ ہے جس کا معنی تکسب ہے کیونکہ قریش تجارت پیشہ تھے اور اس طرح اپنا رزق کمایا کرتے تھے اس لیے انہیں قریش کہا گیا۔

۳۔ قرش کا ایک اور معنی تفتیش اور تلاش ہے۔ اس قبیلہ کا شیوہ تھا کہ حاجیوں کی ضروریات و مشکلات کے بارے میں تجسس کیا کرتے تھے اور جب انہیں پتہ چلتا تو ان ضروریات کو پورا کرنے اور ان مشکلات کو دور کرنے کی حتی الامکان سعی بلیغ کرتے۔ اس لیے ان کو قریش کہا گیا

۴۔ یہ قول حضرت ابن عباس سے منقول ہے۔ حضرت امیر معاویہ نے حضرت ابن عباس سے قریش کی وجہ تسمیہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا : لدابة في البحر من اقوى دوابه يقال لها القرش تاكل ولا تؤكل وتعلو ولا تعلى سمندری جانوروں میں سے ایک بڑے طاقتور جانور کو قرش کہتے ہیں جو دوسرے جانوروں کو ہڑپ کر جاتا ہے لیکن اس کو کوئی نہیں کھا سکتا۔ مقابلہ میں وہ ہمیشہ غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔

علامہ ابو عبد اللہ قرطبی اپنی شہرہ آفاق تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں : عبد مناف کے چار فرزند تھے۔ ہاشم، عبد شمس، مطلب اور نوفل چاروں بڑی عزت اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ہر ایک نے اپنے زمانہ کے بادشاہوں میں سے کسی نہ کسی کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کر رکھے تھے اور انہوں نے ان کو مراعات دی تھیں کہ یہ لوگ ان کے ملکوں میں بلا روک ٹوک تجارتی کاروبار کر سکتے ہیں اور جس شخص کے پاس ان کا دیا ہوا امان نامہ ہو گا اسے بھی یہ رعایت حاصل تھی۔ ہاشم کے تعلقات شام کے بادشاہ سے تھے عبد شمس نے حبشہ، مطلب نے یمن، نوفل نے فارس کے بادشاہوں سے اپنے لیے اور اپنی قوم کے لیے مراعات حاصل کر لی تھیں۔

قریش نے تجارت کے پیشہ کو کن حالات میں اختیار کیا اس کے بارے میں بھی علامہ قرطبی نے بڑی وضاحت سے لکھا ہے : قصی نے قریش کو حرم کعبہ کے نزدیک ہی لا کر آباد تو کر دیا لیکن یہاں کھیتی باڑی کا کوئی امکان نہ تھا۔ پانی دستیاب تھا اور نہ زمین قابل کاشت تھی۔ ان کی معیشت کا سارا انحصار ان تحفوں اور عطیات پر تھا جو ایام حج میں عرب کے گوشہ گوشہ سے آنے والے حاجی پیش کیا کرتے تھے جب قریش کا کوئی خاندان مفلس اور کنگال ہو جاتا اور فاقہ کشی کی نوبت پہنچتی تو اس کے افراد ایک مقررہ جگہ پر چلے جاتے اور وہاں ایک خیمہ نصب کر لیتے اور اس کے اندر داخل ہو جاتے یہاں تک کہ موت انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی

عبد مناف کا بڑا اقبال فرزند جن کا نام عمرو تھا اور جو ہاشم کے لقب سے مشہور ہوئے ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام اسد تھا۔ بنی مخزوم کے قبیلے کے ایک لڑکے سے اس کا دوستانہ تھا۔ اس کے خاندان کو جب بھوک نے اپنے پنجے میں لے لیا اور اعتفاد حسب دستور فیصلہ کیا کہ کل وہ سب گھر پر خیمہ لگا کر اس میں داخل ہو جائیں گے یہاں تک کہ موت ان کا قصہ تمام کر دے۔ اپنے دوست کی یہ بات سن کر اسد بہت مضطرب ہوا۔ وہ روتا ہوا اپنی ماں کے پاس آیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ ماں نے اسد کے محبوب دوست کے خاندان کے لیے چربی اور آٹا کی وافر مقدار بھیج دی۔ چنانچہ چند روز کے بعد جب وہ راشن ختم ہو گیا اور پھر فاقہ کشی ہونے لگی۔ اس نے پھر دوست اسد کے پاس جا کر اپنا دکھڑا سنایا۔ اس دفعہ اسد اپنے باپ عمرو ہاشم کے پاس آیا اور ساری داستان بیان کی۔ جو کچھ سن کر رنجیدہ ہوا۔ انہوں نے اپنے قبیلہ کا اجلاس عام طلب کیا اور تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تم نے ایک ایسا طریقہ اختیار کر لیا ہے جس سے تمہاری تعداد گھٹتی چلی جا رہی ہے اور دوسرے عرب قبائل کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم روز بروز ذلیل ہو جاؤ گے اور دوسرے قبائل تم پر غلبہ پالیں گے حالانکہ تم اللہ کے حرم کے باشندے ہو اور اولاد آدم میں سب سے زیادہ معزز تم ہو۔ باقی تمام لوگ تمہارے پیروکار ہیں۔ یہ عورت کے [illegible] ہم سب [illegible] سامعین نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں ہم آپ کا حکم ماننے کے لیے تیار ہیں۔ ہاشم نے کہا [illegible] اسی وقت ان کے لیے [illegible] کا ذبح کر دیا گیا [illegible] ہاشم نے خود روٹی [illegible] ان کے [illegible] عرب [illegible] اسی وجہ سے عمرو کا لقب ہاشم مشہور ہو گیا چنانچہ شاعر کہتا ہے:

عمرو الذي هشم الثريد لقومه   ورجال مكة مسنتون عجاف

یعنی عمرو وہ ہے جس نے اپنی قوم کی ضیافت کے لیے ثرید میں روٹیاں چورا کیں، حالانکہ مکہ کے دوسرے لوگ بڑی سخت قحط کا شکار تھے اور مسلسل قحط سالی سے لاغر و کمزور ہو گئے تھے۔

اس کے بعد ہاشم نے اپنے قبیلے کے افراد کو تجارت کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ سال میں دو تجارتی سفر اختیار کیے گئے۔ سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف۔ ان کے تجارتی [illegible] مشرقی ممالک کا [illegible] اور سے شام اور مصر تک پہنچاتے۔ اسی طرح شام [illegible] کی منڈیوں تک پہنچاتے۔

اس کاروبار تجارت سے جو نفع حاصل ہوتا [illegible] اس طرح تجارت کے نفع کی مساوی تقسیم سے چند سالوں میں سارے قریش کی مالی حالت بہت بہتر ہو گئی۔ یہاں تک کہ دولت و ثروت میں عرب کا کوئی دوسرا قبیلہ ان کا ہمسر نہ تھا۔ اس شعر میں اسی کی طرف اشارہ ہے:

والخالطون فقيرهم بغنيهم   حتى يصير فقيرهم كالكافي

یعنی اے آل قریش، وہ لوگ ہیں کہ غریب کو امیر کے ساتھ حصہ دار بنا دیتے ہیں یہاں تک کہ غریب کسی کا محتاج نہیں رہتا۔

وہ اسی حالت میں تھے کہ اسلام کا آفتاب عالمتاب طلوع ہوا

مقصود: اس سورۃ میں قبیلہ قریش کو اپنے احسانات کی یاد دلائی جا رہی ہے۔ پھر انہیں یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ اس خانہ کعبہ پر ابرہہ نے حملہ کیا تو اس کی حفاظت تمہارے ان بتوں نے نہیں کی بلکہ رب العالمین نے پرندوں کی ایک ٹکڑی بھیج کر ابرہہ کے لشکر جرار کو فنا کے گھاٹ اتار دیا اور اس گھر کی حفاظت فرمائی۔

تجارت کا دستہ کھول کر تمہارے لیے خوشحالی اور فارغ البالی کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے فراہم کیا۔ لوگوں کے دلوں میں تمہارا اس قدر احترام پیدا کر دیا جس کے باعث تم بڑے امن و سکون سے جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ تمہارے کاروان تجارت کی طرف کوئی اٹھی ہوئی نظر نہیں اٹھ سکتا۔ جس نے تمہیں ان انعامات سے بہرہ ور فرمایا ہے وہی اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

◎

سُورَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

[illegible]

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿۲﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ

پس چاہیے کہ وہ عبادت کیا کریں، اس خانہ کعبہ کے رب کی ³ جس نے انہیں رزق دے کر فاقہ سے نجات بخشی ⁴

وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾

اور انہیں امن عطا کیا خوف و خطر سے ⁵

³ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی رزق رسانی کا بھی اور عزت و تحفظ کا بھی انتظام کر دیا ہے تو انہیں چاہیے کہ سب اسی ذات کی عبادت کریں جو اس کعبہ کا مالک ہے۔ جس سے ان کی یہ ساری چہل پہل ہے اور جس کی خدمت کی وجہ سے [illegible] عبادت [illegible] کریں [illegible] عبادت نہ کرنے لگیں گے۔

⁴ یعنی عرب میں بہت سے لوگ ایسے تھے جن کی مالی حالت ناگفتہ بہ تھی اور انہیں فاقہ کشی کی نوبت بھی آ جاتی، لیکن اس نے اپنی حکمت سے ان کے دلوں میں اہل مکہ کی رغبت پیدا کر کے ان کو خوشحال بنا دیا۔

⁵ عرب میں ہر طرف [illegible] قتل و غارت [illegible] رہتا تھا [illegible] لیکن [illegible] قریش [illegible] کا احترام [illegible] کسی کو ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ ہوتی تھی [illegible] اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے عرب کے لوگوں کے دلوں میں ان کا احترام پیدا کیا تھا [illegible] قتل کے گویا [illegible]۔

○

ایاک نعبد و ایاک نستعین اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم

وصلی وسلم وبارک علی حبیبک الکریم محمد وآله واصحابه ومن تبعهم الی یوم الدین

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الماعون

نام : اس سورت کی آخری آیت میں الماعون کا لفظ مستعمل ہے۔ یہی اس سورت کا عنوان ہے۔ اس کی سات آیتیں اور ایک رکوع ہے جو پچیس کلمات اور ایک سو پچیس حروف پر مشتمل ہے۔

نزول : علماء اصحاب کے نزدیک یہ مکی ہے۔ حضرت ابن عباس کا ایک قول بھی یہی ہے لیکن بعض نے اسے مدنی سورتوں میں شمار کیا ہے۔

مضامین : اس سورت میں ان لوگوں کے اخلاق و کردار کی تصویر کشی کی گئی ہے جو روز جزا پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس فانی زندگی کو ہی اصلی زندگی خیال کرتے ہیں اور اسی کو زیادہ سے زیادہ آرام دہ اور خوشگوار بنانے کی دھن میں مگن رہتے ہیں۔ یتیم بچے جو معاشرہ میں بے سہارا ہونے کے باعث اپنا حق مانگنے آتے ہیں ان کو دھکے دے کر اپنے ہاں سے نکال دیتا ہے۔ جو غریب اور مسکین ہے نہ اس پر رحم کھاتا ہے اور نہ دوسرے لوگوں کو ان کی اعانت کی ترغیب دیتا ہے۔ ازخود تو اس سے انسانی ہمدردی کے جذبہ کا اظہار نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کوئی بیچارہ ناچار اس سے بھلائی کا امیدوار ہوتا ہے تو پھر بڑا دھتکار کر اسے رخصت کر دیتا ہے۔ نیکی کی توفیق سے وہ اس قدر محروم ہے کہ کسی کے لیے کوئی بڑا ایثار کرنا ایک طرف اس سے تو معمولی نیکی بھی سرزد نہیں ہوتی۔ وہ روزمرہ کے استعمال میں لائی جانے والی چیزیں بھی اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو استعمال کے لیے نہیں دیتا۔ جس شخص کا کردار یہ ہو اس سے زیادہ ذلت کا کون ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم کا ہم پر یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ذلت و رسوائی اور نخوت کے اس گڑھے سے نکلنے اور بلندیوں پر آشیانے بنانے کا درس دیا۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورۃ الماعون مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اس میں سات آیتیں ہیں

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢

کیا آپ نے دیکھا اس کو جو جھٹلاتا ہے روز جزا کو [1] پس یہ وہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو [2]

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤

اور نہیں ترغیب دیتا مسکین کو کھانا کھلانے کی [3] پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝

جو اپنی نماز (کی ادائیگی) سے غافل ہیں ٹ ۝ وہ جو ریاکاری کرتے ہیں ٹ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(روح المعانی)

ٹ [illegible]

ع

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝۷

اور روکتے ہیں (لوگوں سے) معمولی برتنے کی چیزیں بھی ۷

ــه نماز کے ساتھ ان کی [illegible] ہیں کہ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہیں بلکہ [illegible] سے یکسر محروم ہیں۔ جو نیکی کرتے ہیں اس میں صرف یہ نیت ہوتی ہے کہ لوگ انہیں نیک کہیں [illegible] لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت پیدا ہو جائے۔ انہیں [illegible] حاصل ہو گی [illegible] سے حاصل کر سکیں گے

ــه ماعون کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں۔ حضرت [illegible] لیکن علمائے تفسیر کی کثیر جماعت نے اس کا معنی روزمرہ استعمال کی چیزیں بتایا ہے جو ہر پڑوسی بوقت ضرورت اپنے پڑوسی سے مانگ لیتا ہے، روزمرہ ضرورت [illegible] جیسے ہنڈیا، ڈول، کلہاڑا، چھلنی وغیرہ وغیرہ

منکرین قیامت کی علامات میں [illegible] عادات سے [illegible] اپنے ہمسایوں، عزیزوں، قریبی رشتہ داروں سے عام ضرورت کی چیزوں کو روکے [illegible] مسلمانوں کو ان سے اجتناب کی تلقین کی [illegible] ان لوگوں کی [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible]

○

لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين فاطر السموات والارض انت وليى فى الدنيا

والاخرة توفنى مسلما والحقنى بالصالحين.

وارب صل وسلم على من خلقته عظيما ورحمته سعة وشمائله سمية وعلى آله واصحابه

وصحبه الى يوم الدين.

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الکوثر

نام: اس سورۂ طیبہ کا نام الکوثر ہے جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ یہ ایک رکوع اور تین آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے دس کلمات اور بیالیس حروف ہیں۔

نزول: علامہ جلال الدین سیوطی نے اس سورت کے نزول کے بارے میں دو قول لکھے ہیں۔ ایک حضرت انس کا قول ہے وہ کہتے ہیں کہ اس سورت کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ ان کی روایت کا مضمون یہ ہے کہ ہم حضور کی خدمت میں حاضر تھے، اچانک نزول وحی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ حضور کا سر مبارک جھک گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد تبسم فرماتے ہوئے اپنے سر کو اٹھایا، لوگوں نے تبسم کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابھی مجھ پر یہ سورت نازل فرمائی ہے۔ پھر الکوثر کی تلاوت کی۔ لیکن ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، ام المومنین عائشہ صدیقہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ ان اکابر صحابہ کے قول کو بمقابلہ حضرت انس کے قول پر ترجیح دی جائے گی۔ اور ان کی اس روایت کی توجیہ یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ کئی سورتیں ایسی ہیں جن کا نزول متعدد بار ہوا۔ ہوسکتا ہے یہ سورت اس محفل میں کسی خاص حکمت کے پیش نظر دوبارہ نازل کی گئی ہو۔ اس کی تائید حضرت انس کی دوسری روایت سے ہوتی ہے جسے امام مسلم اور ترمذی و دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ایک نہر دیکھی۔ اس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے نصب تھے۔ میں نے جب اس کے پانی میں ہاتھ ڈالا تو اس سے خالص کستوری کی مہک اٹھنے لگی۔ اس کے بارے میں جبرئیل سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا هذا الکوثر الذی اعطاکه الله۔ یعنی یہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ معراج تو مکہ میں ہوئی، اسی رات کو کوثر کے عطا فرمائے جانے کا مژدہ ملا، اس لیے اس کی اطلاع بھی مکہ میں ہی دی گئی ہوگی۔ چنانچہ سیوطی لکھتے ہیں: المشهور بين اهل التفسير والمغازي ان هذه السورة مكية۔ اور مشہور یعنی علماء تفسیر اور مغازی کے نزدیک یہی بات زیادہ مشہور ہے کہ یہ سورت مکی ہے۔ اس کا انداز بیان بھی مکی سورتوں سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

شان نزول: ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ ایک صاحبزادے کا نام نامی قاسم اور دوسرے کا اسم گرامی عبداللہ تھا

ان کا قلب [illegible] ہے۔ [illegible] کے ہاتھ سے [illegible] تھے انھوں نے آپ کی ذات سے بڑی بڑی توقعات وابستہ کر رکھی تھیں۔ آپ کی سیرت [illegible] متاثر تھے کہ آپ کا [illegible] کر [illegible] کرتے تھے

حضرت [illegible] نفس کی [illegible] وقت [illegible] انھیں [illegible] کی بات سے [illegible] جب [illegible] کے بعد [illegible] وفات [illegible] کے [illegible] اس [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] آپ کو [illegible] شروع کر [illegible] کی [illegible] بھی [illegible] کر سکے

[illegible] اس شخص [illegible] ہے جس کا [illegible] اللہ تعالیٰ کے محبوب کے [illegible] کرتے تھے [illegible] حالت تھی کہ جب [illegible] کا [illegible] اس کی [illegible] کے پاس گیا اور [illegible] تھا [illegible] آپ [illegible] ہے [illegible] ان کی وفات کے بعد [illegible] جب [illegible] ہو جائیں گے [illegible] اس وقت [illegible] ہو گا

اس قسم کی [illegible] جب [illegible] کی [illegible] کے [illegible] اس وقت اللہ [illegible] نے اپنے محبوب [illegible] اپنے حبیب کی [illegible] تھا جس کی [illegible] ہے [illegible] کہ میرے محبوب کا ذکر [illegible] جائے گا [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] ہی رہے گا [illegible] اس سے [illegible] اہل دل [illegible] محبت و [illegible] کے [illegible] رہیں گے۔

ارباب [illegible] اس کے ذکر [illegible] کے [illegible] کی [illegible] ہر [illegible] کے [illegible] جب تک [illegible] ہے اس وقت تک [illegible] کا ذکر ہوتا رہے گا۔ [illegible] ہمیشہ [illegible]

[illegible] ہو گا [illegible] اس کی [illegible] میں [illegible] ولادت ہو گی۔ [illegible]

کی چودہ صد سالہ تاریخ اس ارشاد خداوندی کی تصدیق و توثیق کر رہی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا بلکہ ان لوگوں نے خود دیکھا کہ چند سال بعد وہ دل و جان سے اس کے خادم اور پیروکار بن گئے تھے۔ وہ ذات اقدس و اطہر جس نے ایک تاریک شب میں مکہ سے بڑی بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کی تھی جس کا رفیق سفر صدیق اکبر کے بغیر اور کوئی نہ تھا، چند سال بعد وہ دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ کی سمت بڑھا تو مکہ نے اپنے بند دروازے اس کے استقبال کے لیے کھول دیے اور قریش کے سارے سردار گردنیں جھکائے ہوئے اس کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گئے

ایک نکتہ اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ قرآن کریم میں جس جس موقع پر حضور رحمت للعالمین کی شان رفیع کا بیان ہوا ہے ان تمام آیات میں ایک بات قدر مشترک ہے وہ یہ کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد اپنے حبیب کی شان بتائی ہے۔ مثلاً سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً، وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ اسی طرح یہاں بھی انا اعطینک الکوثر۔ اس کی حکمت کیا ہے؟ جہاں تک اس ناچیز کی فہم نارسا کی رسائی ہے مجھے تو اس میں دو حکمتیں جلوہ کناں نظر آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ لوگ حضور کے بے اندازہ کمالات کو دیکھ کر حضور کو خدا نہ سمجھ لیں۔ بتا دیا کہ یہ کمالات ان کے ذاتی نہیں، بلکہ میں جو رب السموات والارض ہوں میں نے انہیں ارزانی فرمائے ہیں۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ کوئی کم ظرف حضور کے کمالات کا انکار نہ کر سکے کیونکہ یہ سب کمالات تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں جو علیم بھی ہے، حکیم بھی ہے اور قدیر بھی ہے۔ جو کمالات رسالت کا انکار کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور اس کی صفت جود و عطا کا انکار کرتا ہے۔

الحمد للہ الذی اعطی حبیبہ المواہب السنیۃ مالا تحصی والمحامد الجلیلۃ مالا تعد۔

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيٰتٍ

سورۃ الکوثر مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس میں تین آیات ہیں

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ إِنَّ

بیشک ہم نے آپ کو [illegible] عطا کیا بے حد و بے حساب عطا کیا ۱ پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کے لیے اور قربانی دیا کریں ۲

۱۔ حضور رحمت للعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محامد و کمالات کے ذکر کا جو سلسلہ سورۃ والضحیٰ سے شروع ہوا تھا [illegible] ان تمام [illegible] سورتوں میں مختلف عنوانات سے اللہ تعالیٰ نے ان انعامات و احسانات کا ذکر فرمایا جو اس نے اپنے حبیب لبیب پر [illegible] ہیں۔ اس سورت میں ان تمام عنایات کو [illegible] ایک لفظ میں [illegible] کر دیا ہے [illegible] قرآن حکیم [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] ہوتی ہے [illegible] اور [illegible] دل اس حبیب [illegible] ہے [illegible] ایک [illegible] بات ہے [illegible] جب اپنے حبیب کی شان بیان کرتی ہے [illegible] ارشاد فرمایا [illegible] ہم نے [illegible] جمع کا صیغہ [illegible] کثرت [illegible] دلالت کرتا ہے [illegible] کے مالک [illegible] ہم [illegible] اور [illegible] اے حبیب! ہم نے آپ کو [illegible] عطا فرمایا ہے [illegible] نہیں سکتا۔ جو چیز ہم عطا فرمائیں اسے کوئی چھین نہیں سکتا۔

یہاں [illegible] کے بجائے اعطینا [illegible] اعطا کے لغوی معنی [illegible] کے ہیں [illegible]

الاعطاء [illegible] لسان العرب

اس تحقیق [illegible] آپ کے [illegible] آپ کا [illegible] اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں [illegible] الاعطاء [illegible] الی اللہ [illegible]

ترجمہ: اس آیت کی ابتداء [illegible] پر دلالت کرتا ہے [illegible] ذکر کی گئی ہے [illegible] صیغہ ذکر کیا [illegible] دلالت کرتا ہے [illegible]

امام رازی لکھتے ہیں [illegible] یعنی [illegible] کا اسناد ضمیر کی طرف کیا گیا ہے [illegible] اس سے [illegible] حضور اکرم کا [illegible] گیا شان [illegible] اور کیا تمام نعمت و فلاح [illegible]

اب [illegible] الکوثر کے [illegible] کیجیے تب آپ کو پتہ چلے گا کہ [illegible] کتنے معنی بیان کئے ہیں

۱۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: الکوثر فوعل من الکثرۃ صیغۃ مبالغۃ الشیء الکثیر [illegible] کوثر کثرت سے [illegible] کا اسم آیا ہے [illegible] مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے کسی چیز کا اتنا کثیر ہونا کہ اس کا اندازہ نہ لگایا جاسکے

۲۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں: والکوثر فوعل من الکثرۃ [illegible] یعنی [illegible] کی [illegible] اہمیت کے [illegible] کرسکتے ہیں یعنی [illegible] ہے [illegible] اور صفت [illegible] ذکر [illegible] الکوثر [illegible] صفت ہے [illegible] اس کا موصوف ذکر نہیں [illegible] ایک چیز [illegible] رسول اکرم [illegible] صاحب [illegible] تو اس کو ذکر کر دیا جاتا، اگر چند چیزیں [illegible] کے بیان کا تکلف کیا جاتا [illegible] کس کا ذکر کیا جائے اور کس کا [illegible] اس لیے صفت [illegible] حبیب [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب [illegible] ایک [illegible] جس کی حد کو کوئی پا نہیں سکتا

علمائے تفسیر نے کوثر کی تفسیر میں متعدد اقوال ذکر کیے ہیں جو آپ کی [illegible]

کوثر [illegible] جنت کی [illegible] اپنے حبیب [illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: [illegible] کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے [illegible] اس کی [illegible] دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے

۲۔ اس [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] کو سیراب فرمائیں گے جس کے [illegible] کثرت [illegible] ان کی پیاس کی شدت [illegible] اس حوض کے بارے میں احادیث [illegible] کا صیغہ [illegible] علمائے [illegible] جو شخص [illegible] حوض کوثر سے ایک گھونٹ پی لے گا [illegible]

۳۔ النبوۃ: [illegible] نبوت [illegible] کی کثرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے [illegible] آپ کا [illegible] مکان کی حدود سے

آسمان شامل ہیں۔

۴۔ کوثر سے مراد قرآن کریم ہے۔ انبیاء سابقین کو صحائف اور کتابیں دی گئیں لیکن جو جامعیت اور ابدیت اس کی تعلیمات میں ہے اس کی نظیر نہیں۔ علوم و معارف کے جو چشمے اس صحیفہ رشد و ہدایت سے پھوٹ رہے ہیں وہ کسی اور کو نصیب نہیں۔ مثلاً انسان کی ایک ایک شعبہ پر کس طرح اس کتاب میں کافی و شافی ہدایات دی گئی ہیں کسی کی حیثیت والے سے کم نہیں۔

۵۔ اس سے مراد دین اسلام ہے۔

۶۔ اس سے مراد صحابہ کرام کی کثرت ہے جتنے صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تھے کسی دوسرے نبی اور رسول کے اتنے صحابہ نہیں آئے۔

۷۔ اس سے مراد رفعت ذکر ہے۔ ساری کائنات کی بلندیاں اور پستیاں ہیں جس طرح اس ہادی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کا ڈنکا بجا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

۸۔ قال جعفر الصادق نور في قلبك دلك علي وقطعك عما سواي۔ علامہ امام منصور کے نزدیک کوثر سے مراد وہ نور ہے جو حضور کے دل میں ہے جس نے آپ کی اللہ تعالیٰ تک رہنمائی کی اور ماسوا سے ہر قسم کا رشتہ منقطع کر دیا۔

۹۔ مقام محمود ہے جس پر حضور شفیع المذنبین شفاعت عامہ فرمائیں گے۔

۱۰۔ حضرت ابن عباس سے کوثر کی تفسیر یوں کی ہے الخیر الکثیر یعنی خیر کثیر۔

حضرت سعید بن جبیر سے عرض کیا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے تو آپ نے فرمایا وہ بھی اسی خیر کثیر میں سے ایک ہے۔ هو من الخير الكثير۔

علامہ اسماعیل حقی الکوثر کے بارے میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ والاظهر ان جميع نعم الله تعالى داخلة في الكوثر ظاهرة وباطنة۔ فمن الظاهر خيرات الدنيا والآخرة ومن الباطنة العلوم اللدنية المتعلقة بالذات والصفات (روح البیان) یعنی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری ظاہری و باطنی نعمتیں کوثر میں داخل ہیں۔ ظاہری نعمتوں سے مراد دنیا اور آخرت کی بھلائیاں ہیں اور باطنی نعمتوں سے مراد وہ علوم لدنیہ ہیں جو کسب کے بغیر محض فیضان الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔

علامہ قرطبی نے بھی اس سے ملتی جلتی تشریح کی ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں انه الخير الكثير والنعم الدنيوية والاخروية من الفضائل والفواضل ومنها النهر والحوض وفي الاحاديث اشارة الى ذلك على سبيل التمثيل لا التخصيص لکنہ یعنی کوثر سے مراد خیر کثیر ہے اور دنیوی اور اخروی نعمتیں اور فضائل سب شامل ہیں۔ اس میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ احادیث میں کوثر کا جو معنی مروی ہے وہ بطور تمثیل ہے۔

۱۱۔ پہلی آیت میں ان عنایات سے اپنے حبیب کو سرفراز کرنے کا ذکر فرمایا۔ اب ان انعامات و احسانات کا شکر ادا کرنے کی تلقین فرمائی جا رہی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے اے حبیب! اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کرو اور اسی کی خاطر قربانی دیا کرو۔ کفار لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے دستر خوان سے ہی پیٹ بھرتے ہیں اسی کی رحمت کے گن گاتے ہیں، وہ شب و روز اسی کے انعامات سے بہرہ ور ہوتے ہیں لیکن غیروں کا اٹھاتے ہیں۔ عبادت باطل معبودوں کی کرتے ہیں۔ قربانیاں بتوں کے نام پر دیتے ہیں۔ اے میرے محبوب! آپ ان کی روش کا اختیار نہ کرنا۔ یہ

شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ؏

بیشک آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہوگا

سب سے بڑی ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے

اس عبدِ عجیب اور حبیبِ لبیب کی تعمیلِ ارشاد کی یہ حالت تھی کہ ساری ساری رات کھڑے ہو کر [illegible] ادا کرتے حتیٰ کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ [illegible] فرمایا افلا اکون عبدا شکورا کیا میں اپنے [illegible] رب کا شکرگزار بندہ نہ بنوں [illegible] دو شب کا ایک [illegible] گزارتا [illegible] کے نشان [illegible] عادت شریف [illegible] تو اس سے بڑھ کر بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے۔

شانئ: مُبغض، یعنی بغض و عداوت رکھنے والا۔ اس کو شانی کہتے ہیں۔ ابتر [illegible] المقطوع، کسی چیز کا کٹا ہوا، ویسے اہل عرب کے نزدیک ہر وہ شخص جس کی نرینہ اولاد نہ ہو اسے ابتر کہتے ہیں [illegible] جس کا ایک حصہ باقی نہ رہے اس کو بھی ابتر کہتے ہیں۔ (قرطبی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی: قاسم، پھر زینب، پھر عبداللہ، پھر ام کلثوم، پھر فاطمہ، پھر رقیہ صلی اللہ علیہم وعلیہم اجمعین۔ پہلے قاسم کا انتقال ہوا، پھر عبداللہ جن کا لقب طیب و طاہر ہے وہ اسی وقت فوت ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے [illegible] دشمن بہت خوش ہوئے تھے۔ جب قریش نے دیکھا کہ ان کے دونوں فرزند فوت ہو گئے ہیں، اب صرف صاحبزادیاں ہی ہیں تو انہوں نے طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دیں۔ عاص بن وائل کہنے لگا قد انقطع نسلہ، یعنی ان کی نسل منقطع ہو گئی، یہ ابتر ہیں۔

کفار جب اسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھتے تو جل بھن کر کہتے کہ فکر کی کوئی بات نہیں، یہ چند دنوں کا کھیل ہے۔ ان کا کوئی بیٹا نہیں جو ان کے بعد اس مشن کو جاری رکھ سکے۔ یہ چند سال کے مہمان ہیں۔ جب یہاں سے رخصت ہوں گے تو ان کا یہ دین بھی [illegible] ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کی گستاخیوں کا [illegible] جواب دیا اور ان کی خوش فہمیوں کا پردہ چاک فرمایا کہ میرے حبیب کا دشمن ہی [illegible] ختم ہو جائیں گے [illegible] اس کی قوم سے بھی [illegible] تاریخ سے فراموش کر دے گی۔ اس کا کوئی نام لیوا نہیں ہوگا [illegible] اس کی طرف [illegible] نسبت اس کے لیے باعثِ ننگ و عار بن جائے گی اور میرے محبوب کی یہ شان ہے کہ اس کا [illegible] خواہ وہ کسی قبیلہ کا فرد ہو، کسی ملک کا رہنے والا ہو، کسی زبان بولنے والا ہو، میرے محبوب کے ذکرِ پاک کی شمع ہر وقت روشن رکھے گا۔ دوسرے لوگوں کی نسل ان کے بیٹوں سے چلتی ہے لیکن میرے حبیب کی نسل ان کی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہرا خاتونِ جنت سیدہ طاہرہ

[illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سے [illegible] کا اور اسی قسم کی [illegible] سلام کے [illegible] ہیں یہ [illegible]

یہ سورت اپنے اختصار و ایجاز کے باوصف فصاحت و بلاغت کا وہ مرقع جمیل ہے کہ فصحائے عرب [illegible] مجبور ہو کر کہنا پڑا: ما هذا كلام البشر۔ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔

○

الحمد لله والصلوٰة والسلام على سيدنا رسوله الذي أعطاه ربه الكوثر كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغافلون۔ اللهم ارزقنا حبه واتباعه واحشرنا في زمرته تحت لوائه و [illegible] وارزقنا شفاعته يا رب العلمين يا أكرم المسئولين

○

WWW NAFSEISLAM.COM

تعارف

سورۃ الکافرون

نام: اس سورت کا نام الکافرون ہے۔ اس کی آیتیں چھ اور ایک رکوع ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد چھبیس اور حروف کی تعداد چورانوے ہے۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضور نے مجمع عام میں جا کر اس کی تلاوت کی۔

مقاصدِ نزول: باطل بڑا عیار ہے۔ حق سے نبردآزما ہونے کے لیے وہ طرح طرح کے بہروپ بدل کر آیا کرتا ہے۔ کسی قسم کا حربہ استعمال کرنے میں اسے کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی۔ بسا اوقات وہ اپنے موقف میں بھی بے حد لچک پیدا کر لیا کرتا ہے۔ اس کا مقصد صرف اتنا ہوتا ہے کہ حق حق نہ رہے۔ باطل تو ہر حال میں باطل ہے کسی چیز کی ملاوٹ اس کے بطلان پر اثر انداز نہیں ہو سکتی بلکہ ہر پاک چیز اس میں ملے گی وہ بھی پلید ہو جائے گی۔ وہ اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہے کہ حق صرف اسی وقت تک حق ہے جب تک یہ ہر قسم کی ملاوٹ اور آمیزش سے پاک ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب دعوت توحید کا آغاز کیا تو ابتدا میں کفار نے اس کو درخور اعتنا ہی نہ سمجھا۔ لیکن سعادت مند روحیں اس کی طرف کھچ کھچ کر جانے لگیں، انہیں اپنے ماحول میں تبدیلی کے کچھ آثار دکھائی دینے لگے تو انہوں نے اس دعوت کی طرف توجہ دینی شروع کی۔ انہوں نے سوچا کہ ہمارے پاس بے پناہ وسائل ہیں۔ اس داعی حق کو رام کرنے کے لیے ہم بڑی سے بڑی قیمت ادا کر سکتے ہیں؛ چنانچہ حضرت ابو طالب کی معرفت سودا بازی کا آغاز ہوا۔ کفار کے ایک وفد نے جناب ابو طالب سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کرتا ہے وہ ہمارے لیے ناقابل برداشت ہیں۔ آپ قوم کے سردار ہیں، ہمارے دلوں میں آپ کا از حد احترام ہے اسی وجہ سے ہم آپ کے بھتیجے کی باتیں سن کر اب تک خاموش رہے ہیں۔ لیکن اب پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ آپ اپنے بھتیجے کو کہیں کہ اگر اس کو مال و دولت کی خواہش ہے تو ہم سونے چاندی کا ڈھیر اس کے قدموں میں لگانے کے لیے تیار ہیں۔ اگر اس کو حاکم بننے کا شوق ہے تو ہم متفقہ طور پر اس کو اپنا رئیس اور حاکم تسلیم کرنے کے لیے آمادہ ہیں اور اگر کسی رشتہ کی طلب ہے تو وہ صرف اشارہ کر دیں ہم خود عزت کے ساتھ وہ رشتہ پیش کر دیں گے۔

[illegible] آج لوگ جو مذہب و دین کو اپنے مقصد کے حصول کے لیے بطور زینہ استعمال کرتے ہیں انہی چیزوں میں سے کوئی چیز ان کا مقصد پورا کر دیتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ان کی یہ پیشکش ٹھکرا دی تو وہ نادان سمجھ ہی نہیں سکے۔

میرے دائیں ہاتھ پر اگر وہ سورج لاکر رکھ دیں اور بائیں ہاتھ پر چاند لاکر رکھ دیں تو بھی میں اپنے رب کی توحید کی تبلیغ میں رائی برابر بھی سستی نہیں کروں گا۔

جب اس سودے بازی میں ناکام ہوئے تو انہوں نے ایک اور جال بچھایا۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن عبد المطلب اور امیہ بن خلف وفد بنا کر اکٹھے ہو کر ایک روز حضور کے پاس آئے۔ کہنے لگے آپ کی تبلیغ و دعوت سے قوم میں انتشار و افتراق پھیل رہا ہے۔ یہ کسی اچھے مستقبل کا پیش خیمہ نہیں۔ اگر ہمارے اور آپ کے درمیان انتشار کی یہ خلیج یونہی وسیع ہوتی چلی گئی تو ایک دن ایسا آئے گا جب ہماری قوت کا جنازہ نکل جائے گا اور دشمن قبائل ہم پر حملہ بول کر ہمیں تباہ کر کے رکھ دیں گے۔ اس صورت حال سے ہم بہت پریشان ہیں۔ آؤ ایک ایسی تجویز پر متفق ہو جائیں کہ آپ کی بات بھی رہ جائے اور قوم کی یکجہتی اور اتحاد بھی برقرار رہے۔ اس کے لیے انہوں نے یہ تجویز پیش کی۔ ایک سال ہم سب مل کر آپ کے خدا کی عبادت کیا کریں اور دوسرے سال آپ ہمارے ساتھ مل کر ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کریں۔ یہ تجویز سن کر نبی کریم نے فرمایا: معاذ اللہ ان اشرک باللہ غیرہ۔ میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراؤں۔ اس وقت یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی جس نے ان کی ساری امیدوں کو خاک میں ملا دیا اور انہیں ہمیشہ کے لیے مایوس کر دیا کہ وہ اپنی چرب زبانی سے حق کو اپنے دام فریب میں پھانس سکتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حرم میں تشریف لے گئے۔ کفر و شرک کے سارے سرغنے وہاں جمع تھے۔ مجمع عام میں بڑی جرأت کے ساتھ حضور نے یہ سورت پڑھ کر انہیں سنائی تاکہ ان کے دل میں پھر کسی قسم کے فاسد خیال پیدا ہونے کا امکان ہی ختم ہو

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ مَکِّیَّۃٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَھِیَ سِتُّ اٰیَاتٍ

سورۃ الکافرون مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں اس میں چھ آیتیں ہیں

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ۙ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ وَلَاۤ اَنْتُمْ

[illegible]

[illegible]

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ وَلَآ اَنْتُمْ

[illegible] عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں [illegible] اور نہ تم

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ؕ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۠

کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں [illegible] تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے

بالکل یکساں ہیں۔ کلام عرب میں اس قسم کی تاکید نظم و نثر دونوں میں کثرت سے مستعمل ہے۔ چنانچہ ایک شعر ہے ؎

[illegible]

کہ بھلائی کا [illegible] کب تک کب تک کب تک [illegible] کے فراق پر چلاتا رہے گا۔

اس تکرار کا مطلب یہ ہے کہ کفار ہمیشہ کے لیے مایوس ہو جائیں کہ مسلمان ان کے کفر کو ایک لمحے کے لیے بھی قبول نہیں کریں گے۔ نیز ان کے بارے میں بتا دیا کہ وہ بھی مسلمان نہیں ہوں گے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ما یہاں ذات پر دلالت کرنے کے لیے نہیں بلکہ صفت پر دلالت کرتا ہے۔ کانہ قال لا اعبد الباطل ولا تعبدون الحق۔

۶؎ حق و باطل میں آمیزش کا امکان ہی نہیں۔ مجھے ایسے اتحاد کی بھی ضرورت نہیں جو باطل کے ساتھ مصالحت پر موقوف ہو۔ بے شک تم اپنے کفر پر ڈٹے رہو میری خاطر تم اس کفر میں توحید کا پیوند مت لگاؤ۔ ان دونوں میں کوئی جوڑ نہیں۔ ان میں کوئی مناسبت نہیں۔ اسی طرح میں تمہاری خاطر یہ ہرگز نہیں کروں گا کہ توحید کا کفر سے پیوند کروں کیونکہ اس صورت میں توحید توحید نہ رہے گی۔ حق کا اظہار کرنے کے لیے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ اگر میں تمہاری بات مان لوں تو حق، باطل بن جائے گا۔

تم اپنے حال پر مست رہو میں اپنے حق پر ثابت قدم رہتا ہوں۔ حق و باطل کا یہ معرکہ اپنے منطقی نتیجہ پر پہنچ کر رہے گا۔ تم دیکھو گے کہ چند برسوں کے بعد سارا جزیرہ عرب اسلام قبول کر لے گا۔

وللہ الحمد سبحانک [illegible]
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وصفیہ محمد وعلی
آلہ واصحابہ وبارک وسلم

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ النصر

نام: اس سورہ مبارکہ کے کئی نام ہیں۔ اسے سورۃ تودیع یعنی الوداعی سورۃ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں اس امر کی طرف واضح اشارہ ہے کہ اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرائض نبوت کو بحسن و خوبی انجام دینے کے بعد اپنے رب کے حضور میں حاضر ہونے سے پہلے اپنے جاں نثار غلاموں کو الوداع کہہ رہا ہے۔

اسے سورۃ فتح بھی کہتے ہیں۔ لیکن اس کا مشہور نام النصر ہے جو پہلی آیت سے ماخوذ ہے۔

یہ ایک رکوع اور تین آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد انیس ہے اور حروف کی اناسی۔

زمانۂ نزول: ہجرت کے بعد جو سورتیں نازل ہوئیں انہیں مدنی کہا جاتا ہے خواہ ان کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا ہو یا اثنائے سفر مدینہ سے باہر کسی دوسرے مقام پر۔ ہجرت کے بعد جو سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اسے بھی مدنی سورتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ لیکن ہجرت کے بعد نازل ہوئی اس لیے اسے مدنی کہا جاتا ہے۔

علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ قرآن کریم کی یہ آخری مکمل سورت ہے جو حضور رحمت عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی۔

اس سورت کے نزول کے وقت کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ یہ فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی۔ یہ وہ ساعت سعید ہے کہ چند سال پہلے جو ہستی یہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئی تھی اور اس کے ساتھ صرف ایک جاں نثار ابوبکر تھا، آج وہ دس ہزار کے لشکر جرار کی معیت میں مکہ میں داخل ہو رہی ہے۔ بلد حرم نے اتنا بڑا لشکر آج تک نہیں دیکھا تھا۔ ہر قبیلہ کا اپنا اپنا رسالہ ہے۔ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہیں۔ سب نے زرہیں پہنی ہوئی ہیں اور سروں پر فولادی خود چمک رہے ہیں۔ جوش و خروش کا عجیب عالم ہے۔ جب یہ فاتح لشکر مرج ظہران سے گزرتا ہے تو زمین ان کے قدموں کے نیچے لرز رہی ہے۔ ایک عجیب روح پرور منظر ہے۔ کفر کے سارے دعوے ہوا ہو چکے ہیں۔ مخالفت کے طوفان تھم گئے ہیں۔ ہر شخص کو اپنے انجام کی فکر نے بدحواس کر دیا ہے لیکن اس لشکر کے سپہ سالار نے تاکیدی ہدایات جاری کر دی ہیں کہ خون خرابہ سے قطعاً اجتناب کیا جائے۔ کسی پر دست درازی نہ کی جائے۔ تلواریں میانوں میں، تیر ترکشوں میں، کمانیں کندھوں سے آویزاں رہیں۔ اس وقت تک کوئی تلوار بے نیام نہ ہو جب تک کفار کی طرف سے پہل نہ ہو۔ اعلان عام کر دیا گیا ہے کہ جو حرم میں پناہ لے گا، جو گھر کے کواڑ بند کر دے گا، بلکہ جو ابوسفیان کی حویلی میں داخل ہو جائے گا سب کو امان ہے۔

مکہ کا فاتح اگر کوئی بادشاہ ہوتا، کوئی ڈکٹیٹر ہوتا، کوئی فوجی جرنیل ہوتا تو آج مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جاتی، قتلِ عام کا حکم صادر کر دیا جاتا۔ یہ جو بڑی گستاخیوں کے پتلے بنے ہوئے تھے خون کے دریا بہہ جاتے، ہر طرف آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوتے لیکن ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی تو آج نہیں ہو رہی۔ کیونکہ آج کا فاتح محمد رسول اللہ ہے۔ آج کا فاتح رحمۃ للعالمین کی طلعتِ زیبا ہے جو رحمتِ مجسم ہے۔ آج کا فاتح قیامت تک کے فاتح جرنیلوں کے لیے اپنا اسوۂ حسنہ پیش کر رہا ہے۔ حضور اپنی ناقہ قصویٰ پر سوار ہیں۔ سر پر عمامہ سجا ہوا ہے۔ گردن میں کوئی اکڑ نہیں، بلکہ سر جھکا ہوا ہے اتنا جھکا ہوا کہ پالان کے سامنے والی لکڑی کو چھو رہا ہے۔ چشمِ مبارک سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہے۔ ہونٹوں پر اپنے معبود کی عظمت و کبریائی کے کلمات ہیں۔ دل اپنے رؤف و رحیم پروردگار کے الطافِ بے پایاں پر شکر گزار ہے۔ ہر ادا سے ہے، ہر نگاہ زمین پر ہے۔ ہر قدم پر ابراہیم اور اسمٰعیل کے نقش یاد آ رہے ہیں۔ اس وقت جبریل امین یہ مبارک سورت لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں اور فتح و کامرانی کی تقریب منانے کا الٰہی منشور پیش کرتے ہیں۔

دیگر روایات کے مطابق یہ سورت ۱۰ھ میں حج کے موقع پر نازل ہوئی۔ منیٰ کا میدان قدسی صفات بندوں کے پُر انوار چہروں اور عبادت کے باعث فرشتے نظر آتے ہیں۔ تہلیل و تسبیح کی دل نواز صدائیں ہر گوشے سے بلند ہو رہی ہیں۔ شرک و بت پرستی کے وطن میں آج توحید کا بابرکت پرچم نصب کیا جا رہا ہے۔ سارا جزیرۂ عرب اسلام قبول کر چکا ہے۔ عناد و فساد کی کوئی چنگاری بھی بجھ چکی ہے۔ انسانیت کا ہادیٔ برحق اور مرشدِ کامل اپنے خالق کا محبوب بندہ اور برگزیدہ رسول اپنی ناقہ پر سوار ہو کر اپنا تاریخ ساز خطبہ ارشاد فرما رہا ہے جس میں بین الاقوامی قانون، بین الاقوامی اخلاقی ضابطوں اور اصلاحِ دارین کے اصول بیان کیے جا رہے ہیں۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوتی ہے جس میں فتح و کامرانی کی حالت میں جن آداب کی پابندی ضروری ہے ان کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

ہر میدان میں اسلام کی عظمت کے پرچم لہرانے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے! اور ہر حالت میں ہمیں ان آداب کی پابندی کی ہمت بخشے جو اس نے اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ واجمل التحیۃ کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

◎

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيٰتٍ

سورۃ النصر مدنی ہے اور اس کی تین آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ

جب اللہ کی مدد آ پہنچے اور فتح نصیب ہو جائے۔ اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج

اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

در فوج۔ تو اس وقت اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجیے اور اس سے مغفرت طلب کیجیے بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اس سورت میں یہ بتا دیا کہ اگر کسی قوم کو سعادت حاصل ہو یا کسی مہم میں کامیابی نصیب ہو تو اے مسلمان! خبردار کبھی یہ خیال نہ کرنا کہ اس کامیابی میں تمہاری قابلیت، تمہاری ہوشیاری، تمہاری بہادری کا دخل ہے بلکہ یقین رکھنا کہ یہ میرے بندہ نواز خدا کی عنایت اور ذرہ نوازی کی برکت ہے۔ میری کامیابی اس کی امداد کی رہین منت ہے۔ اگر تم نے اپنی قابلیت کا زعم خیال کرو گے تو نعمت الٰہی پر غرور پیدا ہو جائے گا اور غرور و نخوت سے ایسی ایسی بداعمالیاں سرزد ہوتی ہیں کہ ان کی کامیابی شکست سے بھی زیادہ ان کے لیے رسوا کن ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول اور پیارے بندے محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو وعدہ دیا ہے کہ جب میری مدد آپ تک پہنچ جائے اور میری عنایت سے فتح نصیب ہو جائے اور جو لوگ اب تک شمع اسلام کو بجھانے کے لیے طوفان بپا کر رہے تھے وہ اس پر پروانوں کی طرح نثار ہونے لگیں اور فوج در فوج اس دین کو قبول کرنے لگیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کریں۔

فتح مکہ کے بعد وفود کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا عرب کے قبائل وفد در وفد [illegible] مدینہ طیبہ حاضر ہو کر حضور کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرتے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کثرت سے لوگوں کے اسلام قبول کرنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کثرت سے فرمایا کرتے۔

غور کیجیے جس قوم کو دشمن پر مکمل فتح ملی ہو [illegible] وہ جس طرف توجہ کرے [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] جب تک اس [illegible] انسانیت کے نزدیک [illegible]

کی جرأت نہ کر سکیں گی۔

۳؎ اس جملے سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول کو استغفار کا حکم دے رہا ہے تاکہ قیامت تک آنے والے غلاموں کے لیے استغفار ان کے نبی کی سنت بن جائے اور کوئی شخص طلب مغفرت میں تذبذب محسوس نہ کرے۔ علمائے تفسیر نے اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ اپنی امت کے گناہگاروں کے لیے اپنے رب سے بخشش کی التجا کیجیے۔ آپ کے ہاتھ استغفار کے لیے جب اٹھیں گے تو وہ خالی واپس نہیں کیے جائیں گے۔ جیسا کہ علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: واستغفره لِاُمّتك (تفسیر مظہری) یعنی اے حبیب، آپ اپنی امت کے لیے مغفرت طلب کیجیے۔ یہی الفاظ علامہ قرطبی نے بھی نقل کیے ہیں۔ وقیل: استغفر لامتك (قرطبی)

اس مفہوم کو حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخصوص انداز میں یوں لکھا ہے:

"چوں عارف بہ تکمیل رسید و از مریدان و مرجوعان او شد و استعدادات ایشان در نقصان و کمال تفاوت فاحش دارد لاجرم او را باید کہ بہ تکمیل ناقصان طلب مغفرت نماید تا آں ہم قصورات بحسن استعداد و اتباع او در ورطہ حشر بکمال استقلال او گردد۔"

ترجمہ: جب عارف ایسے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے جہاں وہ دوسروں کو باکمال بنا سکتا ہے تو اس کے مریدوں میں ہر قسم کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں جن کی صلاحیتوں اور استعدادوں میں بہت تفاوت ہوتا ہے کوئی ادنیٰ ناقص اور کوئی کامل مکمل۔ اس وقت عارف کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تاکہ اس کے ناقص مرید بھی مرتبہ کمال پر فائز ہو جائیں اور عارف کی اس دعائے مغفرت کے باعث جبلی استعداد میں جو خامی تھی وہ دور ہو جائے۔

۴؎ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے جب کوئی گناہگار ندامت کے آنسو بہاتا ہوا اس کے در کرم پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی رحمت اس کا استقبال کرتی ہے اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ دوسرا معنی شاہ صاحب موصوف نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"مرتبہ وے تعالیٰ ضعیف را چوں لائق کند و در حق بعضے تکمیل رحمت می نماید پس از وے بعید نیست کہ آں ہم را بحیلہ کمال رساند۔" یعنی اللہ تعالیٰ اپنی لطف و بخشش سے ناقصوں کی طرف توجہ فرماتا ہے اور ان کے نقص کو کمال سے بدل دیتا ہے۔ اللہ کی رحمت سے یہ بعید نہیں کہ وہ آپ کے طفیل آپ کے ناقص امتیوں کو مرتبہ کمال پر فائز کر دے۔

○

اللّٰهم تب علینا انك انت التواب الرحیم بجاه حبیبك محمد الرؤف الرحیم علیه و

علی آله واصحابه افضل الصلوٰة واجمل التسلیم

○

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ اللھب

نام: اس سورت کا نام اللہب ہے۔ اس میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمات اور ستتر حروف ہیں۔

نزول: یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کی شان نزول کے بارے میں اس سورت کا حاشیہ ملاحظہ فرمایئے۔

یہاں صرف یہ تامل ہی کرنا ہے کہ قرآن کریم میں نام لے کر ابولہب کا ذکر کیوں کیا گیا، حالانکہ مکہ مکرمہ اور دیگر قبائل عرب میں حضور کے دشمنوں اور حاسدین کی بہت بڑی جماعت تھی۔ ان کی اذیت رسانیاں، دل آزاریاں اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں رکاوٹ ڈالنے کی کوششیں ابولہب کی سازشوں سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ پھر اس کی کیا خصوصیت ہے جس کے باعث اس کا نام لے کر اس کی گوشمالی کی گئی۔

جہاں محبت کی توقع ہو وہاں سے اگر نفرت و عداوت کا لاوا پھوٹ نکلے، جہاں سے تائید و حمایت کی امید ہو وہاں سے مخاصمت کا طوفان امڈنے لگے تو یقیناً یہ چیز بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ ابولہب حضور کا حقیقی چچا تھا۔ حضرت عبداللہ اور ابولہب دونوں حقیقی بھائی تھے۔ اس سے بجا طور پر یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ اپنے مرحوم بھائی کے یتیم بیٹے کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہوگا اور اس کی تائید و نصرت میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرے گا۔ بنی ہاشم کا شیخ تھا۔ عرب کا معاشرہ جس میں ہر قبیلہ اور خاندان کے افراد اپنے قبیلہ کی عزت کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دیتے، جس میں قبیلہ کے سردار کی معاشی اور سیاسی وحدت تھی، اگرچہ وہ اسلام قبول نہ بھی کرتا تو محض قبیلہ کی حمیت کے باعث اپنے قبیلہ کے افراد اپنے نادار بھائی کی مدد کو ضروری سمجھتے۔ ابولہب بنی ہاشم کا فرد تھا، حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی ہاشمی تھے۔ اس کا یہ فرض اولین تھا کہ وہ اپنے خاندان کے یتیم بچے کی مدد اور حمایت کرتا اور دعوت کو کامیاب بنانے کے لیے اپنے سارے وسائل وقف کر دیتا۔

نسلی اور خاندانی قریبی تعلقات کے علاوہ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوسی تھا۔ دونوں مکانوں میں صرف ایک دیوار حائل تھی۔ پڑوسی کا حق دنیا کے ہر معاشرہ میں مسلم ہے۔ نیز ہمسائیگی کے باعث وہ حضور کے ذاتی اور عائلی ایسے حالات کو بھی جانتا تھا جن سے عام دوسرے لوگ واقف نہیں ہوتے۔ ایسی پاکیزہ زندگی، ایسی روشن سیرت دیکھنے کے باوجود وہ حسد اور بغض کی آگ میں جلتا رہا اور ہمیشہ اس طرح کی زبان درازی اور دل آزاری سے باز نہ آتا تھا۔ جس شدت اور خست سے وہ اپنی عداوت کا مظاہرہ کیا کرتا اس کی نظیر مشکل سے ہی ملے گی۔ حضور اپنے گھر میں جب مصروف عبادت ہوتے تو وہ ذبح شدہ جانوروں کے ہڈیوں اور اوجھڑی کی سڑی آلائشیں اٹھا کر لاتا اور حضور پر پھینک دیتا۔ گھر کے آنگن میں

کوڑا کرکٹ ڈالتا اور جہاں جنتا ایک ہی بری ہوتی رہی خلافت جبکہ اس کا مدعا کا حصول تھا۔ عرب اسی جذبے میں اس کی بدبختی بھی کی امارت و وجاہت کے اوصاف خوش شکل میں ہوتی اور خاندانی رسیاں تھیں۔ ان کا گٹھا اپنے سر پر اٹھا کر لاتی اور رات کے وقت حضور کی راہ میں ڈال دیتی تاکہ جب صبح حضور ﷺ کی طرف تشریف لے جائیں تو آپ کے نرم و نازک پاؤں میں کوئی کانٹا ہی چبھ جائے

اعلان نبوت سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں اس کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ بیاہی گئی تھیں۔ جب حضور علیہ السلام نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور اتفاق کا حکم دیا کہ اگر تم ان کی بیٹیوں کو طلاق نہیں دو گے تو تمہاری میری بول چال بند رہے گی۔ آنا جانا قطعاً بند ہو جائے گا۔ دونوں نے حضور کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دی اور عتیبہ نے اپنی خباثت کا اس سے زیادہ ہی اظہار کیا۔ کہنے لگا میں والنجم اذا ھوی کے رب کو نہیں مانتا۔ اس نے حضور کے چہرے کی جانب تھوک کر اس کے قبیح فعل پر آپ نے بددعا کی اے اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما دے۔ چنانچہ ایک سفر میں ایک شیر نے اسے پھاڑ ڈالا اس کا سر چبا گیا اور اس کے جسم کا گوشت کھا گیا۔ اس قصہ کی تفصیل آپ سورۃ النجم کے حاشیہ میں پڑھ چکے ہوں گے۔

ابولہب کی بد باطنی کا ایک اور واقعہ یہ ہے۔ بعثت کے ساتویں سال جب کفار مکہ نے حضور کے ساتھ اور حضور کے سارے خاندان بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کا اعلان کیا تو بنی ہاشم اور بنی مطلب کے وہ افراد جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا محض قبائلی عصبیت کے باعث شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے تھے لیکن ابولہب ہاشمی ہونے کے باوجود حضور کی مخالفت کی اور اس بائیکاٹ میں کفار مکہ کا ساتھ دیا۔

دین اسلام اور حضور علیہ السلام سے اس کا بغض و عناد اتنا شدید تھا کہ وہ ہر وقت حضور کے پیچھے لگا رہتا اور حضور کی تکذیب کرتا۔ حضور کا یہ معمول تھا کہ جہاں کہیں بھی لوگ جمع ہوتے یا کوئی میلہ ہوتا وہاں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے۔ یہ بدبخت بھی ایسے موقع پر پہنچ جاتا اور چلا چلا کر لوگوں کو کہتا کہ اس کی بات نہ سنو یہ میرا بھتیجا ہے یہ دیوانہ ہو گیا ہے اس کے قریب مت جانا۔ اس کی بات مت سنو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ حالانکہ اس سے اسلام کی تائید و نصرت کی توقع وابستہ کی جا سکتی تھی۔ لیکن ان کے برعکس اتنی شدت سے یہ اسلام کی مخالفت میں سرگرم رہا کہ عداوت و مخالفت میں اس کا درجہ بہت بڑھ گیا اور ایک امتیازی حیثیت کا مالک تھا۔ اس لیے قرآن کریم میں اس کا نام لے کر مذمت کی گئی۔ ابولہب اس کی کنیت تھی اور اسی سے وہ زیادہ مشہور تھا۔ عبدالعزیٰ اس کا نام تھا۔ یہ مشرکانہ نام اس قابل نہ تھا کہ اس کا قرآن میں ذکر کیا جاتا۔ اس لیے اس کے نام کے بجائے اس کی کنیت ابولہب ذکر کی گئی تاکہ لوگ اس کے انجام بد کا بھی پتہ چلا لیں۔

اس سورت کے مطالعہ سے اس امر کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دعوت و رسالت میں حضور کی گستاخی سے جس کی جسارت پر کس طرح غضب الٰہی پڑ جاتے ہیں۔ غضب خداوندی کے شعلے کس طرح بھڑک اٹھتے ہیں۔ اس بدنصیب نے تو ایک اہل الفاظ

اشارہ کیا اور نازیبا الفاظ کہے۔ اس کے جواب میں رحمت عالم نے فراخی حلم اور عفو و درگزر کا ثبوت دیا جو آپ کی شایان شان تھا لیکن غیرت خداوندی جوش میں آگئی اور تبت یدا ابی لہب فرما کر بے ادب اور گستاخ کو صاف صاف بتا دیا کہ اگر تم سے کوئی ایسا لفظ یا عمل صادر ہوا جس سے میرے حبیب کی شان میں بے ادبی کا کوئی پہلو نکلے تو یاد رکھو غضب الٰہی کی بجلی کوندے گی اور تمہیں جلا کر خاکستر کر دے گی۔ حضرت بخاری نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

◎

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورہ لہب مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝

ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا[1] اسے کوئی فائدہ نہ پہنچایا اس کے مال نے اور جو اس نے کمایا[2]

[1] تب کا لغوی معنی ہلاکت اور بربادی کے ہیں [illegible] استعمال ہوتا ہے [illegible] ہلاکت، [illegible]

ملخصاً: قرطبی

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ اس ارشاد الٰہی کی تعمیل کے لیے حضور صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو گئے اور یا صباحاہ کا نعرہ لگایا۔ عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی ناگہانی آفت آجاتی اور لوگوں کو اس سے آگاہ کرنا مقصود ہوتا تو یا صباحاہ کے الفاظ سے پکارتے۔ لوگوں نے جب یہ آواز سنی تو بھاگے ہوئے صفا کی پہاڑی کے دامن میں پہنچے اور جو خود نہ آ سکتے تھے انہوں نے اپنے نمائندے بھیجے [illegible] جب سب لوگ آکر اکٹھے ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے دشمن کا لشکر تم پر حملہ کرنے کے لیے آ رہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا بے شک ہم آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ ہم نے آج تک آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا۔ حضور نے فرمایا تو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اگر تم کفر سے باز نہ آئے تو ایک سخت عذاب تمہیں گھیر لے گا۔ ابولہب جو حضور کا چچا تھا اس نے مٹھی بھر خاک اٹھائی اور گستاخی کرتے ہوئے بولا تبا لک ما جمعتنا الا لہذا۔ اللہ تعالیٰ کو اس گستاخ کی گستاخی اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سخت ناگوار گزری اور اپنے غضب کا یوں اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں یعنی ہاتھوں کی [illegible] وہ ضائع ہو جائیں [illegible] وتب فرمایا کہ وہ تباہ و برباد ہو گیا [illegible] جنگ بدر کے [illegible] اس جنگ میں شریک نہ ہوا [illegible] اس کے جسم پر ایک [illegible] العدسہ [illegible] میں اس کے سارے جسم پر پھیل گیا [illegible] گوشت گل گل کر گرنے لگا [illegible] اس کی لاش کو نکالنے

سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝

[illegible]

[illegible]

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

اس کے گلے میں مونج کی رسی ہو گی ۵

کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے لیے حرم کی طرف تشریف لے جاؤ۔ جب یہ سورت نازل ہوئی تو یہ عورت آگ بگولا ہو گئی اور اپنی مٹھی میں پتھر لیے ہوئے حضور کی تلاش میں نکلی کہ ان پتھروں سے میں ان کے منہ پر ماروں گی۔ حضور کعبہ کے پاس بیٹھے تھے حضرت ابوبکر صدیق ساتھ خدمت تھے حضرت ابوبکر صدیق نے جب اس کو آتے ہوئے دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ ام جمیل آ رہی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کوئی خباثت کرے گی۔ حضور نے ارشاد فرمایا وہ مجھے دیکھ نہ سکے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ قریب آ کر حضور کو نہ دیکھ سکی اور بڑبڑاتے ہوئے واپس چلی گئی۔ ارشاد فرمایا اس کی گردن میں اس کا گناہ [illegible] جو یہ لایا کرتی تھی اسی آگ میں [illegible] بھی ہو گی جائے گی۔

ٹ مطلب [illegible] کیے گئے ہیں۔ [illegible] حمالۃ [illegible] الفاظ [illegible] کے اس عمل کو بیان کیا گیا ہے جس پر وہ عمل پیرا رہی۔

حمالۃ الحطب کا ایک اور مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے۔ یعنی وہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتی تھی۔ اس کے بارے میں کہتے ہیں فلاں یحطب علی فلان [illegible] جب کوئی شخص لوگوں کے درمیان چغلیاں کھاتا ہے اور فساد کی آگ بھڑکاتا ہے تو اس کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ایسے شخص کی حدیث پاک میں بڑی مذمت کی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔ لا یدخل الجنۃ نمام کوئی چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

کعب احبار [illegible] بنی اسرائیل میں قحط پڑ گیا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ہمراہ تین بار بارش کی دعا کرنے گئے لیکن ایک بوند بھی نہ گری۔ آخر آپ نے عرض کی الٰہی [illegible]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible] میں تمہاری دعا قبول کروں گا تمہارے ساتھیوں میں ایک ایسا آدمی ہے جو چغل خور ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا رب العالمین وہ کون ہے تاکہ ہم اسے اپنی صفوں سے نکال دیں۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ میں تمہیں چغل خوری سے منع کرتا ہوں میں خود اس شخص کی چغلی کیسے کر سکتا ہوں۔ چنانچہ سب نے توبہ کی [illegible] بارش کے لیے دعا مانگی تو بارش ہوئی۔ اس [illegible] تمہیں ہے کہ چغل خوری کبیرہ گناہ ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض کا قول ہے۔ ثلاث تھد العمل الصالح ویفطرن الصائم وینقض الوضوء۔ الغیبۃ والنمیمۃ والکذب۔ تین چیزیں ایسی ہیں جو نیک عمل کو ضائع کر دیتی ہیں روزہ توڑ دیتی ہیں اور وضو ٹوٹ جاتا ہے غیبت، چغلی اور جھوٹ۔

اس کی ترکیب کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ لیکن صحیح تر یہ ہے کہ اس کی نصب مذمت کی وجہ سے ہے۔ حمالۃ الحطب بالنصب علی الذم [illegible] الشھرت بھا [illegible] الصفۃ [illegible] للتخصیص یعنی اپنی اس صفت کی وجہ سے وہ مشہور و معروف تھی اس لیے یہ صفت اس کی تخصیص کے لیے نہیں بلکہ اس کی مذمت کے لیے ہے۔

ٹ جید گردن۔ حبل رسی۔ مسد مونج۔ ام جمیل کے بارے میں خصوصی طور پر یہ الفاظ استعمال کیے ہیں

یہ روایت ہے کہ وہ مکہ کے رئیس اعظم کی بیوی تھی اس کے گلے میں جواہرات کا گراں بہا ہار تھا اور وہ کہتی تھی واللات والعزی لانفقنها فی عداوة محمد کہ لات و عزیٰ کی قسم میں تو یہ سب کا سب ہار بیچ کر اس کی قیمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں خرچ کروں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کی گردن میں آگ کی رسی ہو گی جو مونج کی رسی کی طرح ڈال کر اسے جہنم میں گھسیٹیں گے یہ سزا اس کو ہو گی۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ جب حمل حدود لکڑیوں کا گٹھر اٹھائے ہوئے آ رہی تھی وہ گٹھا مونج کی رسی میں بندھا ہوا تھا۔ وہ ایک پتھر پر آرام کرنے کے لیے بیٹھ گئی۔ وہ گٹھا پیچھے ہٹ گیا اور رسی اس کے گلے میں حمائل ہو گئی جس سے اس کا گلا گھٹ گیا اور وہ مر گئی۔

لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
اللهم انا نعوذ بك من سوء الادب بك حسن الخلق
ونعوذ بك بجاهه عندك من سخطك وسخط نبيك و
حبيبك وتجعلنا من خدام المستفيدين بجنابه
المتمسكين بسنته المتقين بآثاره النبوية عليه و
على آله من الصلوات اطيبها ومن التسليمات ازكاها

۲ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سُورۃ الاخلاص

نام: اس سورۂ مبارکہ کے بہت سے نام ہیں جو اس کی عظمت شان اور مقام رفیع پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے چند آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سُورۃ التوحید: کیونکہ اس میں عقیدہ توحید کو بڑی جامعیت اور دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

سُورۃ النجاۃ: اس کے ذریعہ انسان کو کفر و شرک کی آلودگیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے نیز عذاب جہنم سے رستگاری کا ذریعہ ہے۔

سُورۃ المقشقشہ: مقشقشہ کہتے ہیں بیماری سے شفایاب ہو جانا۔ اس سورت کے ذریعے چونکہ کفر و شرک کے مرض سے شفا نصیب ہوتی ہے اسی لیے اسے مقشقشہ کہا گیا۔

سُورۃ الاساس: کیونکہ ایمان و عمل کا قصر رفیع توحید کی بنیادوں پر تعمیر ہوتا ہے۔ اس کے بغیر اعلیٰ سے اعلیٰ عمل بھی بے معنی اور بے سود ہے

سُورۃ المانعہ: یہ اپنے قاری کو عذاب دوزخ سے بچا لیتی ہے۔

سُورۃ النور: اس کی ضیا پاشیوں سے مومن کے دل و جان روشن ہو جاتے ہیں۔ اس کے ذہن اور اس کے دل و دماغ میں اجالا ہو جاتا ہے۔

سورۃ الامان: اس سورت پر ایمان رکھنے والے کو خداوند ذوالجلال کے قہر و غضب سے امان مل جاتی ہے۔

سورۃ الاخلاص: اس سورت کے متعدد ناموں میں سے یہ اس کا مشہور ترین نام ہے کیونکہ توحید خالص کا مضمون بڑی فصاحت سے اس میں مذکور ہے گویا یہ نام اس سورت کے لیے بطور علامت مستعمل نہیں ہوا بلکہ اس کے مضامین و مطالب کا ایک جامع عنوان ہے۔

اس کی آیات کی تعداد چار اور بروایت پانچ۔ یہ پندرہ کلمات اور ۴۷ حروف پر مشتمل ہے۔

زمانہ نزول: اس کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور بعض کے نزدیک مدینہ طیبہ میں۔ کتب حدیث میں دونوں قسم کی روایات موجود ہیں۔ بعض سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔ پہلے ہم وہ احادیث آپ کے

سامنے پیش کرتے ہیں جن سے اس کے مکی ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

۱۔ عن ابي العالية عن ابي بن كعب ان المشركين قالوا للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم يا محمد انسب لنا ربك فانزل الله تعالى قل هو الله احد الآية (رواه احمد)

ترجمہ: ابوالعالیہ، ابی بن کعبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین کا ایک گروہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جس رب پر ایمان لانے کی آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں اس کا نسب نامہ تو ہمیں بتایئے تاکہ ہمیں اس کی پہچان ہو جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ سورت نازل فرمائی۔

۲۔ عن الشعبي عن جابر ان اعرابيا جاء الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال انسب لنا ربك فانزل الله قل هو الله احد الآية

ترجمہ: شعبی حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا اپنے رب کا نسب نامہ ہمیں سنایئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

۳۔ عن ابي وائل عن ابن مسعود قالت قريش لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انسب لنا ربك فنزلت هذه السورة

ترجمہ: ابی وائل حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کے ایک وفد نے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ اپنے رب کا نسب نامہ ہمیں بتایئے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔

ان تینوں روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی مکہ کے مشرکین اور قریش نے یہ سوال پوچھا اور انہیں کو یہ جواب دیا گیا۔

لیکن مندرجہ ذیل روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔

۱۔ عن ابن عباس ان اليهود جاؤا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم كعب بن الاشرف فقالوا يا محمد هذا الله خلق الخلق فمن خلق الله فغضب نبي الله عليه الصلوة والسلام فنزل جبرئيل فسكنه وقال اخفض جناحك يا محمد فنزل قل هو الله احد الآية۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ ان کے ساتھ کعب بن اشرف یہودی بھی تھا۔ انہوں نے کہا یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے پس اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ازحد غضبناک ہو گئے۔ جبریل حاضر ہوئے آپ کو تسلی دی اور عرض کی اپنے پہلو کو نیچا کیجئے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔

۲۔ وروى عطاء عن ابن عباس قال قدم وفد نجران فقالوا صف لنا ربك أمن زبرجد او ياقوت او ذهب او فضة۔ فقال ان ربي ليس من شيء لانه خالق الاشياء، فنزلت قل هو الله احد۔

ترجمہ: عطاء حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا تو انہوں نے حضور سے کہا کہ

اپنے رب کی حقیقت بیان کیجئے وہ زبرجد کا بنا ہوا ہے یا یاقوت کا بنا ہوا ہے یا سونے چاندی کا بنا ہوا ہے۔ جس نے رد فرمایا کہ میرا رب ان چیزوں سے بنا ہوا نہیں۔ میرا رب ان تمام اشیاء کا خالق ہے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔ یہودیوں کا وفد بھی مدینہ طیبہ میں حاضر خدمت ہوا تھا اور نجران کے عیسائی بھی اسی مقام پر حاضری سے شرف یاب ہوئے تھے۔ ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت مدنی ہے۔

اہل تحقیق نے روایات کے اس تعارض کو یہ کہہ کر ختم کیا کہ اس سورت کا نزول دو بار ہوا۔ ایک بار مکہ میں اور دوسری بار مدینہ میں۔ اس کی توجیہ یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ یہ سورت مدنی نہیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی لیکن جب اسی قسم کے سوالات یثرب کے یہودیوں اور نجران کے عیسائیوں نے پوچھے تو ان کے جواب کے لیے اس سورت کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ اسی کو نزول سورت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مضامین: اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کاملہ کے بارے میں جس قسم کی غلط فہمیاں ذہن انسانی کے کسی گوشہ میں پائی جاتی تھیں ان تمام کا ازالہ یہ سورت مبارکہ کر دیا۔ بعض کہتے تھے کہ یہ عالم قدیم ہے۔ اس کا کوئی خالق اور بنانے والا نہیں۔ یہی بڑا اصولی نظریہ ہے جسے عصر حاضر کی الحادی تحریک نے بڑے زور و شور سے پیش کیا ہے۔ پہلے زمانہ کے توہم پرست ہوں یا عصر حاضر کے ملحد، مصر اور بابل کے ترقی یافتہ تمدن کے بانی ہوں یا آج کل کے اہل فن، سب غلط کہتے ہیں۔ بتا دیا اس کائنات کا خالق ہے اور ہے بھی وہ وحدہ لاشریک۔ قل ہو اللہ احد۔

بعض قومیں ذات خداوندی کو تسلیم کرتی تھیں لیکن اس کی صفات کا ادراک ان کو نصیب نہیں ہوتا تھا، اس لیے وہ اوہام و وساوس کی دلدل میں صدیوں سے بھٹک رہی تھیں۔ ان آیات سے ان کے شکوک و شبہات کا ازالہ کر دیا اور انہیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر معرفت الٰہی کی روشنی میں پہنچا دیا۔

یہی مسئلہ توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ تمام انبیاء و رسل اسی سبق کو ذہن نشین کرانے کے لیے تشریف لائے اور خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا۔

اس سورت کی چند مختصر آیات میں قدیم و جدید ہر قسم کی فکری گمراہیوں کا استیصال کر دیا۔

فضیلت و اہمیت: اس سورہ پاک کی فضیلت و اہمیت اس کے مضمون سے عیاں ہے لیکن بطور تبرک زبان رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی اس کی عظمت شان کا تذکرہ سنئے:

۱۔ عن عائشة رضي الله تعالى عنها ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعث رجلا على سرية فكان يقرأ لاصحابه في صلوتهم فيختم بقل هو الله احد۔ فلما رجعوا ذكروا ذلك للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال سلوه لاي شيء يصنع ذلك فسألوه فقال لانها صفة الرحمن وانا احب ان اقرأ بها فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اخبروه ان الله تعالى يحبه (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر کسی مہم پر روانہ کیا

ان کا یہ معمول تھا کہ جب وہ جماعت کراتے ہر رکعت کی قرأت کے اختتام پر سورۂ اخلاص تلاوت کرتے۔ واپسی پر لوگوں نے اس بات کا ذکر بارگاہ رسالت میں کیا۔ حضور نے فرمایا تم اس سے پوچھو وہ ایسا کیوں کیا کرتا ہے۔ اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے جواب دیا۔ اس سورت میں خداوند رحمٰن کی صفت ہے اس لیے میں اس کی تلاوت کو محبوب رکھتا ہوں۔ نبی کریم نے فرمایا اسے بتلا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو محبوب رکھتا ہے۔

۲۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رجل من الانصار یؤمہم فی مسجد قباء فکان کلما افتتح سورة یقرأ بہا لہم فی الصلوة مما یقرأ بہ افتتح بقل ہو اللہ احد حتی یفرغ منہا ثم کان یقرأ سورة اخری معہا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فلان ما یمنعک ان تفعل ما یامرک بہ اصحابک وما یحملک علی لزوم ہذہ السورة فی کل رکعة قال انی احبہا قال حبک ایاہا ادخلک الجنة (بخاری)۔

ترجمہ: حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک انصاری مسجد قبا میں انصار کی امامت کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ دستور تھا کہ وہ سورت پڑھنے سے پہلے سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے۔ ان کے مقتدیوں نے انہیں کہا کہ یہ آپ کیا کرتے ہیں یا سورۂ اخلاص پڑھا کیجیے یا کوئی دوسری سورت۔ انہوں نے کہا میں تو ایسا ہی کروں گا۔ اب آپ کی مرضی ہو تو جماعت کراؤں اور اگر آپ کی مرضی ہو تو کسی دوسرے کو اپنا امام مقرر کر لیجیے۔ ان کی نیکی اور پارسائی کی وجہ سے لوگ کسی دوسرے کو امام مقرر کرنا پسند نہ کرتے تھے چنانچہ اس کا ذکر حضور کی خدمت اقدس میں کیا گیا۔ حضور نے فرمایا تمہارے مقتدی جس طرح کہتے ہیں تم ایسا کیوں نہیں کرتے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اس سورت سے بڑا پیار ہے۔ حضور نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

اگرچہ یہ سورت صرف چار آیات پر مشتمل ہے لیکن اپنی عظمت شان کے باعث اس کو ایک بار پڑھنے سے دس پاروں کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔

۳۔ عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احشدوا فانی ساقرأ علیکم ثلث القرآن فحشد من حشد ثم خرج فقرأ قل ہو اللہ احد ثم دخل فقال انی قلت ساقرأ علیکم ثلث القرآن الا انہا تعدل ثلث القرآن۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک دفعہ صحابہ کو حکم دیا کہ اکٹھے ہو جاؤ میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ چنانچہ لوگ جمع ہو گئے۔ حضور تشریف لائے سورۂ اخلاص کی تلاوت فرمائی اور حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے۔ لوگ کہنے لگے حضور نے تو فرمایا تھا کہ میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا اور آپ صرف ایک سورت سنا کر تشریف لے گئے ہیں۔ حضور نے واپس آ کر فرمایا کہ میں نے تمہیں یہی کہا تھا کہ میں تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ کان کھول کر سن لو یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۴۔ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاصحابہ ایعجز احدکم ان یقرأ ثلث القرآن فی لیلة

مثل ذلک عظیم قالوا ومن یطیق ذلک یا رسول اللہ فقال اللہ الواحد الصمد ثلث القرآن۔

ترجمہ۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا کیا تم ایک تہائی قرآن ہر رات تلاوت نہیں کر سکتے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے۔ فرمایا قل ھو اللہ احد الا قرآن کی ایک تہائی ہے۔

اس سورت کو قرآن کریم کی ایک تہائی (ثلث) کہنے کی وجوہات علماء نے ذکر کی ہیں۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ قرآن میں تین چیزوں پر زیادہ توجہ کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان۔ رسالت پر ایمان اور روز قیامت پر ایمان۔ اس سورت میں توحید کا ذکر کیا گیا ہے جو ان تین چیزوں میں سے ایک ہے اس لیے اسے قرآن کی ایک تہائی فرمایا گیا۔

اس بابرکت سورت کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں جب دامن طلب پھیلایا جاتا ہے وہ کریم اسے خالی واپس نہیں کرتا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ خرج مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المسجد فاذا رجل یصلی وھو یقول اللھم انی اسألک بانی اشھد ان لا الہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ قال والذی نفسی بیدہ لقد سألہ باسمہ الاعظم الذی اذا سئل بہ اعطی واذا دعی بہ اجاب۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں حضور کریم کی معیت میں مسجد میں داخل ہوا وہاں ایک شخص نماز پڑھ کر دعا مانگ رہا تھا اور عرض کر رہا تھا۔ اللھم انی اسألک بانی اشھد ان لا الہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے رب سے اس کے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے۔ جب بھی اس کے وسیلہ سے سوال کیا جاتا ہے وہ عطا فرماتا ہے اور جب کوئی دعا کی جاتی ہے وہ قبول کرتا ہے۔

روی انہ دخل المسجد فسمع رجلا یدعو وھو یقول اسألک یا اللہ یا احد یا صمد یا من لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد فقال غفر لک غفر لک غفر لک ثلاث مرات (تفسیر کبیر)

ترجمہ۔ ایک دفعہ حضور مسجد میں تشریف لے گئے اور ایک شخص کو یوں دعا کرتے ہوئے سنا۔ وہ عرض کر رہا تھا اسألک یا اللہ یا احد یا صمد یا من لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ یہ سن کر حضور نے تین مرتبہ فرمایا اے شخص تجھے بخش دیا گیا اے شخص تجھے بخش دیا گیا، اے شخص تجھے بخش دیا گیا۔

روی انہ کان جبرئیل علیہ السلام مع الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اذ اقبل ابو ذر الغفاری فقال جبرئیل ھذا ابوذر قد اقبل فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام او تعرفونہ قال ھو اشھر عندنا منہ عندکم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام بماذا نال ھذہ الفضیلۃ قال لصغرہ فی نفسہ وکثرۃ قرائتہ قل ھو اللہ احد۔ (تفسیر کبیر)

ترجمہ۔ ایک دفعہ حضرت جبرئیل بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ ابوذر غفاری آ گئے۔ جبرئیل نے عرض کی یہ ابوذر ہیں جو آ رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کیا تم فرشتے ابوذر کو پہچانتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہاں سے زیادہ ہمارے

ان سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دریافت فرمایا کس وجہ سے انہیں یہ فضیلت ملی ہے۔ انہوں نے عرض کی، ایک تو یہ اپنے آپ کو اپنے دل میں چھوٹا سمجھتے ہیں، دوسرا قل ھو اللہ احد کی کثرت سے قرأت کرتے ہیں۔

علامہ ابو عبداللہ الانصاری القرطبی اپنی تفسیر میں اس مقام پر ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ بھی سنیے اور اس پر عمل کیجیے: عن سهل بن سعد الساعدي قال شكا رجل الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الفقر وضيق المعيشة فقال له رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا دخلت البيت فسلم ان كان فيه احد وان لم يكن فيه احد فسلم على واقرأ قل هو الله احد مرة واحدة ففعل الرجل فادر الله عليه الرزق حتى افاض على جيرانه

(القرطبی)

ترجمہ: سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں اپنے فقر اور تنگدستی کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو اگر وہاں کوئی موجود ہو تو اس کو سلام کہو اگر کوئی موجود نہ ہو تو مجھ پر سلام بھیجو اور پھر ایک مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھو۔ اس آدمی نے حسب ہدایت عمل کیا اللہ تعالیٰ نے اسے اتنا وافر رزق عطا فرمایا کہ وہ اپنے ہمسایوں کو بھی مستفید کرنے لگا۔

قاضی عیاض شفا شریف میں ان مقامات کا ذکر کرتے ہوئے جہاں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ والسلام بھیجنا مستحب ہے رقمطراز ہیں:

وقال عمرو بن دينار في قوله فاذا دخلتم بيوتا فسلموا على انفسكم قال ان لم يكن في البيت احد فقل السلام على النبي ورحمة الله وبركاته۔

ترجمہ: عمرو بن دینار جو امام حدیث ہیں اور صحاح ستہ کے مصنفین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے ضمن میں فاذا دخلتم بیوتا، کہتے ہیں جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو اپنے آپ پر سلام بھیجو۔ ابن دینار کہتے ہیں اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علامہ علی قاری شرح شفا میں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ای لان روحه عليه السلام حاضر في بيوت اهل الاسلام

یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی روح مبارک اہل اسلام کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔ اس لیے حضور پر سلام عرض کرنا چاہیے۔ (شرح شفا قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۱۱۷)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ [illegible]

ترجمہ: علماء لکھتے ہیں کہ شرک کبھی عدد میں ہوتا ہے "احد" کہہ کر اس کی نفی فرما دی۔ کبھی مرتبہ و منصب میں ہوتا ہے "صمد" کہہ کر اس کا ابطال کر دیا۔ کبھی نسب میں ہوتا ہے "لم یلد ولم یولد" سے اس کا ابطال کر دیا۔ اور کبھی کسی کام کرنے اور افعال میں ہوتا ہے اس کی تردید "ولم یکن لہ کفوا احد" سے کر دی۔ توحید کے ان جامع مضامین کے باعث اس سورت کو سورۃ اخلاص کہا جاتا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل
شيء قدير، وأشهد أن الله أحد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له
كفوا أحد وأشهد أن سيدنا ومولانا نبينا وحبيبنا محمدا رسول الله اللهم
صل من الصلوات أطيبها وسلم من التسليمات أزكاها وبارك من البركات أسبغها على حبيبي
وشفيعي وقرة عيني وسرور قلبي حبيبك وصفيك محمد وعلى آله الطيبين الطاهرين
وعلى أزواجه الطاهرات أمهات المؤمنين وعلى سائر الصحابة والتابعين وعلى أولياء
أمته الكاملين وعلى علماء شريعته الربانيين وعلينا معهم أجمعين ما دامت
السموات والأرضون أنت وليي في الدنيا والآخرة توفني مسلما وألحقني بالصالحين
آمين بجاه طه ويس صلى الله عليه وسلم

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الفلق والناس

نام: پہلی سورت کا نام الفلق اور دوسری کا الناس ہے۔ دونوں سورتوں کا نزول بھی ایک وقت ہوا۔ مضمون معنی اور مقصد کے اعتبار سے بھی ان میں اس قدر اتصال ہے کہ انہیں الگ الگ کرنا بہت دشوار ہے۔ اس لیے انہیں معوذتین کے ایک نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان کے الگ الگ تعارف لکھنے کے بجائے ایک ہی تعارف پر اکتفا کروں گا۔

پہلی سورۃ الفلق ایک رکوع، پانچ آیتوں، تیئیس کلموں اور چوہتر حروف پر مشتمل ہے اور دوسری سورت الناس، میں ایک رکوع چھ آیات، بیس کلمے اور اناسی حروف ہیں۔

نزول: اس بات پر سب متفق ہیں کہ یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئیں لیکن کہاں نازل ہوئیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصری، عطا، عکرمہ اور جابر بن زید رضی اللہ عنہم کی یہ رائے ہے کہ ان کا نزول مکہ میں ہوا۔ حضرت ابن عباس کے ایک قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن قتادہ، ابو صالح اور ابن عباس کے علاوہ علماء کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ یہ دونوں سورتیں مدنی ہیں۔ بعض مفسرین نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے لیکن احادیث مرفوعہ دوسرے قول کی تائید کرتی ہیں۔ اس لیے مرفوع حدیث کے ہوتے ہوئے کسی کے قول کو ترجیح دینا بہت مشکل ہے۔ ایک مرفوع حدیث جسے مسلم، ترمذی، نسائی، احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے۔ عقبہ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: المعتر آیات انزلت اللیلۃ لم یر مثلھن اعوذ برب الفلق، اعوذ برب الناس یعنی تمہیں خبر ہے اللہ تعالیٰ نے آج رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل فرمائی ہیں جن کی پہلے مثال نظر نہیں آتی۔ وہ اعوذ برب الفلق اور اعوذ برب الناس ہیں۔

عقبہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے۔ ان کو حضور کا یہ ارشاد کہ "آج رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثال پہلے نظر نہیں آتی" یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ ان سورتوں کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ دوسری حدیث جو اس قول کی تائید کرتی ہے وہ ہے جس میں ان کے شان نزول کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری، مسلم، بیہقی، ابن سعد نے روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے محدثین میں سے حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی نے اپنے اسفار جلیلہ میں لکھا ہے کہ رسالت مآب پر جب ایک یہودی لبید بن اعصم نے جادو کیا۔ جس کی تفصیل آگے بیان ہو رہی ہے۔ اس وقت اس جادو کے اثرات کا ازالہ کرنے کے لیے یہ دونوں سورتیں نازل ہوئی تھیں۔ ان احادیث کی تحقیق کے بعد اور حضرت عقبہ کی مرفوع روایت کے ہوتے ہوئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لیے ان سورتوں کے مکی ہونے پر اصرار کرنا

ان طرح روایات کے بارے میں یہ کہہ دیا کہ ان مواقع پر ان سورتوں کی طرف توجہ مبذول کرا دی گئی جو پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھیں۔ بہرحال میرے لیے ناقابل فہم ہے۔ جہاں تک میری محدود تحقیق کا تعلق ہے میں تو اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔

چند مباحث: یہاں چند ایسے الجھے ہوئے مباحث ہیں۔ جن سے دامن بچا کر آگے نکل جانا کسی طرح درست نہیں۔ ان سورتوں کے تعارف کے ضمن میں ان مباحث کا تذکرہ اور ان سے جو شبہات جنم لیتے ہیں ان کا ازالہ از بس ضروری ہے اس لیے قارئین کرام سے ان مباحث کے تذکرہ کی اجازت طلب کرتا ہوں۔

بحث اول: کیا یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کا جزو ہیں اور قرآن کریم کی دوسری سورتوں کی طرح ان کا جزو قرآن ہونا قطعی ثبوت ہے؟

یہ سوال اس لیے پیدا ہوا کہ بعض ایسی روایات موجود ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں قرآن کی سورتوں میں شمار نہیں کیا کرتے تھے اور جو مصحف انہوں نے مرتب کیا تھا اس میں بھی یہ سورتیں موجود نہیں۔ علامہ سیوطی نے صراحت کی ہے۔

أخرج أحمد والبزار والطبراني وابن مردويه من طرق صحيحة عن ابن مسعود أنه كان يحك المعوذتين من المصحف ويقول لا تخلطوا القرآن بما ليس منه إنهما ليستا من كتاب الله إنما أمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يتعوذ بهما وكان ابن مسعود لا يقرأ بهما (الدر المنثور)

ترجمہ: امام احمد، بزار، طبرانی، ابن مردویہ نے صحیح طریقوں سے حضرت ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ وہ معوذتین کو مصحف سے محو کر دیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے قرآن کے ساتھ ایسی چیزیں خلط ملط نہ کرو جو اس میں سے نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ان دو سورتوں کے ساتھ تعوذ (پناہ مانگنے) کا حکم دیا تھا۔ نیز حضرت ابن مسعود ان سورتوں کی تلاوت نماز میں نہیں کیا کرتے۔ (الدر المنثور)

اس میں تو کلام نہیں یہ سب اخبار احاد ہیں۔ علماء اصول حدیث نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اخبار احاد کی صحت کے لیے صرف راویوں کی عدالت اور قوت حافظہ ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اخبار احاد کا درایت کے معیار پر پورا اترنا بھی لازمی ہے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ روایت بداہت عقل کے خلاف نہ ہو۔ اگر اس قاعدہ کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو ان روایات کو بنیاد بنا کر اسلام کی عمارت متزلزل کرنا کوئی دشوار نہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے نہ تھے جنہیں ساری عمر میں ایک آدھ بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہو یا دنیاوی مصروفیتوں کے باعث بارگاہ نبوت میں کبھی کبھی حاضری کی سعادت مل جاتی ہو۔ بلکہ آپ ان خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو ہمیشہ خدمت عالیہ میں حاضر باش رہا کرتے تھے۔ آپ کا شمار اصحاب صفہ میں تھا جو شب و روز مسجد نبوی میں بیٹھے رہتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت، خدمت میں حاضری، ارشادات رسالت کو سننا، ان کو یاد کرنا، قرآن کریم کی جو آیتیں نازل ہوتیں ان کو حفظ کرنا۔ ان کی زندگی کی ساری سرگرمیاں انہی چند باتوں میں سمٹ کر رہ گئی تھیں۔ علاوہ ازیں قریباً ہر نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کیا کرتے تھے۔ جب ابن مسعود ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں آ گئے

اس لئے تھے انہیں قرآن سورتوں کے بارے میں علم ہو کہ یہ قرآن کا حصہ ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو ہجرت سے پہلے ہی اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور شاذو نادر ہی کبھی جدا ہوتے تھے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بار ہا ان سورتوں کو نماز میں تلاوت فرمایا۔ صحابہ نے آپ کو ان سے [illegible] یہ کیسے تسلیم کیا جائے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے معتبر [illegible] کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ قرآن کی سورتیں ہیں، واقعی بڑی تعجب خیز بات ہے۔

اس لیے یہ روایات جو سب کی سب آحاد ہیں، ان کی بنا پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ خیال [illegible] بھی نہیں ہے۔ اس سے فقط ابن مسعود پر ہی الزام نہیں آتا بلکہ ایک ایسا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے کفار و ملحدین و غیرہ قرآن کریم کے بارے میں [illegible] سے یہ بات [illegible] ہے۔

یہ روایت جو ابن قتیبہ نے نقل کی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود نے اپنے مصحف میں معوذتین کو اس لئے نہیں لکھا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان دو سورتوں کو پڑھ کر سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو دم کرتے سنا ہے اور یہ دونوں سورتیں دوسروں کی طرح ایک دعا ہی ہے۔ یہ بات بھی کسی طرح قابل تسلیم نہیں، کیونکہ قرآن کریم سراپا دعا ہے جس کی مثال [illegible] کسی اسلامی جماعت [illegible] ہو سکتا ہے حضرت ابن مسعود جیسی شخصیت [illegible] آپ کے [illegible] تھے۔ مزید برآں بعد میں [illegible] کا اس اختلاف میں مبتلا ہونا ناممکن ہے۔ طبرانی نے اوسط میں ایک حدیث بیان کی ہے:

اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند حسن عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد انزل علی آیات لم ینزل علی مثلهن المعوذتین۔ (المظہری)

ترجمہ: طبرانی نے اوسط میں سند حسن سے حضرت ابن مسعود سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ مجھ پر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثل مجھ پر نازل نہیں ہوئیں، وہ معوذتین ہیں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابن مسعود کو ان آیات کے نزول کے بارے میں آگاہ فرمایا۔ ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ کا یہی خیال ہو کہ یہ محض جھاڑ پھونک کے لیے ہی نازل ہوئی ہیں اور قرآن کا جزو نہیں ہیں لیکن حضور کا یہ ارشاد سننے کے بعد اگر ان کے بارے میں انہیں کوئی شک تھا تو وہ دور ہو گیا اور آپ نے اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا۔

یہ الگ بات ہے کہ کسی کے دل میں صحابہ کو غلط کار ثابت کرنے کا [illegible] شوق ہو کہ وہ ان تمام واضح حقائق کو بھی نظر انداز کرنے کے لیے تیار ہو جیسا کہ صاحب تفہیم القرآن نے اس قسم کا خیال کیا ہے کہ اگر ان کی یہ بات مان لی جائے کہ حضرت ابن مسعود کے مصحف میں یہ سورتیں مرقوم نہ تھیں، اس لیے وہ ان کو قرآن کا جزو نہیں سمجھتے تھے۔ تو عرض ہے کہ ان کے مصحف میں تو سورۃ فاتحہ بھی مرقوم نہ تھی۔ کیا اس کا آپ یہ مطلب لیں گے کہ وہ اسے بھی قرآن کی سورت شمار نہ کرتے تھے

میں کو دوسرا کی ہر رکعت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قراءت کرتے ہوئے سنا ہے [illegible] ختم کرتے تھے۔ ان سورتوں کے لکھنے کی اصل وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ کلمات قدرت کی [illegible] نہیں بلکہ ایسی زبان زد تھیں، جیسی فاتحہ [illegible] کی [illegible] کہ وہ ایسی فراموش ہو جائیں گی۔ جیسے آپ نے ہر سورت کے لیے مرتب کیا تھا۔ ان سورتوں کے لکھنے کی انہوں نے ضرورت محسوس نہ کی ہو۔

مختلف کتب میں اس قسم کی روایات پائی جاتی ہیں، جن کو پڑھ کر [illegible] اعتماد ہوتی ہے اور [illegible] کی وضاحت کر دو ان روایات کی تحقیق کرنے سے پہلے [illegible] کی غلط فہمیوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ ان عادات، اعتراضات اور شبہات کے دور کرنے کے لیے میں ایک بات عرض کروں [illegible] کریں کہ قرآن کریم وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ کرام نے سنا اور پھر لکھ لیا، [illegible] صحابہ سے تابعین نے اسی تواتر سے سنا یہاں تک کہ ہم تک متواتر چلا آتا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ کرام کے [illegible] صحت اور [illegible] کے [illegible] کے مطابق ایک نسخہ تیار کیا اور اس کی مستند نقول [illegible] تیار کی گئیں۔ [illegible] مختلف [illegible] کی طرف روانہ کیں تاکہ سب مسلمان اسی کے مطابق تلاوت کیا کریں اور عمل کیا کریں۔ اس لیے قرآن یہ صرف اسی مصحف عثمانی کا نام ہے۔ اس کے خلاف آپ کو جو روایت نظر آئے گی وہ ضعیف اور [illegible] ہو گی یا موضوع ہو گی یا کسی کا اپنا ذاتی فہم ہو گا۔ الغرض کلام اللہ وہی ہے جو اس مصحف عثمانی کے مطابق ہے جس پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے اور اس وقت سے لے کر آج تک اس میں کسی کی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ [illegible] کلمات کی ترتیب میں کوئی تغیر رونما نہیں ہوا۔

بحث دوم: کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کبھی جادو کیا گیا؟ اور ذات قدسی صفات پر اس کا اثر ظاہر ہوا؟

اس کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کرنے سے پہلے میں قارئین کرام کے سامنے ان تمام روایات کا خلاصہ پیش کرتا ہوں جو مختلف کتب میں باختلاف الفاظ منقول ہیں۔ اس کے بعد ان اعتراضات کا ذکر کروں گا جو قدیم و جدید معترضین نے وارد کیے ہیں۔ پھر بعون اللہ تعالیٰ وتوفیقہ اہل سنت کے موقف کو بیان کروں گا۔

یثرب کے یہودیوں کو اسلام سے بالعموم اور حضور کی ذات اقدس کے ساتھ بالخصوص جو عداوت تھی اس کی تفصیلات کئی مقامات پر آپ پڑھ چکے ہیں۔ جیسے جیسے اسلام [illegible] ترقی کرتا، فتوحات کے دروازے کھلتے جاتے، ویسے ویسے ہی ان کی عداوت کے شعلے بھڑکنے لگے۔ [illegible] جب حضور حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو یہود کا ایک وفد مدینہ کے ایک مشہور جادوگر لبید بن اعصم کے پاس آیا۔ جس کو بعض لوگوں نے یہودی کہا ہے لیکن درحقیقت وہ انصار کے ایک قبیلہ بنی زریق کا ایک فرد تھا جس نے یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اس لیے اسے یہودی کہا گیا ہے۔ یہود کے وفد نے اس کے سامنے اپنی [illegible] بیان کی اور کہا کہ [illegible] جادوگری میں [illegible] ہم نے محمد پر کئی بار جادو کیا ہے لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ [illegible] تین اشرفیاں [illegible] ان کے خلاف [illegible]

ناکام رہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں جتنے ماہر جادوگر تھے انھوں نے بھی پیٹ سے [illegible] بڑی بڑی [illegible] لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ہمارے اس علاقے میں قسمت [illegible] ہے ہر طرف سے [illegible] ہو کر تیرے پاس آئے ہیں۔ اگر تو ہماری امداد کرے تو یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے۔ انھوں نے اس کی خدمت میں بھاری معاوضہ بھی پیش کیا۔ چنانچہ اس نے حامی بھری۔

ایک یہودی لڑکا حضور کی خدمت میں رہا کرتا تھا کسی طرح ورغلا کر اس سے حضور کی کنگھی کا ایک ٹکڑا اور چند بال حاصل کر لیے۔ اس نے اور اس کی بیٹیوں نے جو اس فن میں اپنے باپ سے بھی دو قدم آگے تھیں جادو کیا اور ان چیزوں کو کھجور کے خوشے کے غلاف میں رکھ کر بنی زریق کے ایک کنویں کی تہ میں ایک بھاری پتھر کے نیچے دبا دیا۔ اس کنویں کا نام "ذروان یا ذی اروان" بتایا جاتا ہے بعض نے اس کا نام بیر اریس بھی لکھا ہے۔

چھ ماہ گزرنے کے بعد معمولی سا اثر ظاہر ہونے لگا۔ آخری چالیس دن زیادہ تکلیف کے تھے۔ ان میں سے بھی آخری تین دن تکلیف اپنی نہایت کو پہنچ گئی۔ اس جادو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قسم کی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ اس کے بارے میں بھی تصریحات موجود ہیں۔ علامہ عینی لکھتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذوب ولا یدری ما وجعہ یعنی حضور کی طبیعت گھٹنے لگی۔ نقاہت بڑھنے لگی لیکن بظاہر اس کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوتی۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: حتی یخیل الیہ انہ فعل الشیء ولم یکن فعلہ (روح المعانی)
یعنی ایسا کام جو نہ کیا ہوتا اس کے بارے میں حضور کو خیال ہوتا کہ کر لیا ہے

کتب حدیث میں اس جادو کے اثرات کے بارے میں جتنی روایات ملتی ہیں۔ ان کا یہی خلاصہ ہے کہ جسمانی طور پر نقاہت کمزوری محسوس ہوتی لیکن ایسی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی موجود نہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ فرائض نبوت کی ادائیگی میں کسی حال پر پردہ آیا ہو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نماز کے ارکان میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہو یا تلاوت قرآن کے وقت نسیان طاری ہو گیا ہو یا ملت اسلامیہ کی ترویج اور استحکام یا اسلام کی تبلیغ میں کوئی معمولی سا رخنہ بھی پیدا ہوا ہو۔

جب تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اسی رات حضور کو خواب میں حقیقت حال سے آگاہ فرما دیا گیا۔ چنانچہ حضور نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کو بتایا کہ اے عائشہ میں نے اپنے رب سے جس بات کے بارے میں دریافت کیا تھا میرے رب نے مجھے اس کے متعلق بتا دیا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا بتایا گیا ہے۔ ارشاد ہوا رات کو خواب میں دو آدمی میرے پاس آئے۔ ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے پاس۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ جبرائیل اور میکائیل تھے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا "انہیں کیا تکلیف ہے" دوسرے نے جواب دیا "انہیں جادو کیا گیا ہے" پوچھا "کس نے کیا ہے" جواب ملا "لبید بن اعصم نے" پوچھا "کس چیز میں" بتایا "کنگھی کے ایک ٹکڑے کو اور چند بال ان کو کھجور کے خوشے کے پردے میں رکھ کر" پوچھا "کہاں رکھا ہے" بتایا "ذی اروان کے کنویں کی تہ میں ایک پتھر کے نیچے" پوچھا "اب کیا کرنا چاہیے" بتایا "اس کنویں کا سارا پانی نکال دیا جائے پھر اس

پتھر کے نیچے سے ان چیزوں کو نکالا جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً حضرت سیدنا علی، عمار بن یاسر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو اس مقصد کے لیے اس کنوئیں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے پہلے تو اس کنوئیں کو خشک کر دیا۔ اتنے میں حضور بھی وہاں تشریف لے گئے۔ پتھر کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے وہ ڈبہ نکلا۔ اسے کھولا تو اس کے اندر کنگھی کا ایک ٹکڑا، چند بال اور تانت کے ایک ٹکڑے میں بندھے ہوئے تھے اور اس تانت میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ اسی اثنا میں حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور یہ دونوں سورتیں پیش کر دیں اور عرض کیا کہ آپ ان سورتوں کی ایک ایک آیت پڑھتے جائیں اور ایک ایک گرہ کھولتے جائیں اور ایک ایک سوئی نکالتے جائیں۔ چنانچہ دونوں سورتوں کی گیارہ آیتیں پڑھی گئیں۔ ان کی تلاوت سے گیارہ گرہیں کھلیں اور ساری سوئیاں نکل گئیں۔ اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بشاش بشاش ہو گئی اور جادو کا سارا اثر زائل ہو گیا۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اجازت ہو تو اس خبیث کا سر قلم کر دیا جائے۔ حضرت سید عالم نے ارشاد فرمایا:

اما انا فقد شفانی اللہ واکرہ ان اثیر علی الناس شرا

ترجمہ: مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی ہے۔ میں اب لوگوں میں فتنہ کی آگ لگانا نہیں چاہتا۔

سبحان اللہ! رحمت عالمیان کی کیا شان ہے۔ اپنی ذات کے لیے اپنی جان کے دشمنوں سے بھی انتقام نہیں لیا۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ۔ صلی اللہ علیک یا جلیل الصفات۔ صلی اللہ علیک یا منبع من الرأفت والرحمۃ وسلم

اس واقعہ کا خلاصہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہے۔ اب اس واقعہ پر معتزلہ اور بعض جدید تعلیم یافتہ حضرات کے اعتراضات کا مطالعہ فرمائیے۔ وہ ان تمام روایات کو ساقط الاعتبار قرار دیتے ہیں۔ [illegible] کہتے ہیں کہ اگر ان روایات کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے منصب نبوت کی توہین ہوتی ہے [illegible] ہر قسم کی وحی اور شریعت کے بعد کلام پر سے وثوق ختم ہو جاتا ہے کیونکہ ان روایات کے مطابق [illegible] حضور پر جادو کا اثر ہو گیا تھا تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے اثر سے کوئی آیت وحی سے رہ گئی ہو یا کسی آیت کے بجائے کسی غیر [illegible] آیت قرآن میں شامل کر دی گئی ہو۔ شریعت کا یہ قطعی [illegible] کی طرف سے [illegible] جو یہ روایات اس آیت کے بھی منافی ہیں: واللہ یعصمک من الناس "کہ لوگوں کی شر سے اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ ہے"۔ جب عصمت نبوت کی [illegible] واللہ [illegible] تو پھر کیسے ممکن ہے کہ یہودیوں کے جادو کا حضور پر اثر ہو گیا ہو۔ عقل کے جدید [illegible] پرستاروں کا [illegible] جس طرح انہوں نے [illegible] بنایا ہے اس کو بھی آپ نے دیکھ لیا۔

ان اعتراضات اور شکوک کے ازالہ میں علمائے اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو حیثیتیں تھیں۔ ایک حیثیت نبوت اور دوسری حیثیت بشریت۔ عوارض بشری کا وجود ذات اقدس پر بھی طاری ہوتا تھا۔ بخار ہونا، چوٹ لگنا، دندان مبارک کا شہید ہونا، طائف میں پتھر کھانے کا [illegible] ہونا اور اُحد میں [illegible] صورت کا زخمی ہونا یہ سب واقعات

تاریخ کے صفحات کی زینت ہیں۔ یہ لوگ بھی ان سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ ان عوارض سے حضور کی شانِ رسالت اور حیثیتِ نبوت پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہاں بھی جادو کا اثر حضور کی جسمانی صحت تک محدود تھا رسالت کا کوئی پہلو اس سے متاثر نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا کہ اس جادو سے حضور کوئی آیت بھول جاتے یا الفاظ میں تقدیم و تاخیر کر دیتے یا قرآن میں اپنی طرف سے کوئی عبارت بڑھا دیتے یا نماز کے ارکان میں رد و بدل ہو جاتا تو اسلام کے بدخواہ اتنا شور و غل مچاتے کہ الامان والحفیظ۔ البلاغ رسالت کے لیے انہیں ایک ایسا مہلک ہتھیار دستیاب ہو جاتا کہ اس کے بعد انہیں دعوتِ اسلامی کو ناکام کرنے کے لیے مزید کسی ہتھیار کی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن اس قسم کا کوئی واقعہ کسی حدیث یا تاریخ کی کتاب میں مرقوم نہیں۔ دشمنانِ اسلام نے آج تک جتنی کتب پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھی ہیں اُن میں بھی اس قسم کا کوئی واقعہ درج نہیں۔ معلوم ہوا کہ لبید یہودی کے جادو کا اثر صرف اس حد تک ہوا کہ صحتِ گرامی متاثر ہوئی جس طرح علامہ عینی اور علامہ آلوسی کے حوالے نقل کیے جا چکے ہیں۔

رہی یہ بات کہ جادو کی کوئی حقیقت ہے یا نہیں؟ جادو سے کسی چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے یا محض نظر بندی کے طور پر چیز ہوتی کچھ ہے اور دکھائی کچھ دیتی ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے لیکن اس سے لوگوں کا متاثر ہونا ایک یقینی چیز ہے۔ ساحرانِ فرعون کا ذکر قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرمایا گیا ہے۔ نصِ قرآنی سے یہ چیز ثابت ہے کہ لوگ ان رسیوں کو سانپ خیال کرنے لگے۔ سانپوں کی طرح انہیں سرکتے ہوئے دیکھ کر وقتی طور پر موسیٰ علیہ السلام بھی خائف و ہراساں ہو گئے قرآن کریم کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه انها تسعى . فاوجس في نفسه خيفة موسى قلنا لا تخف انك انت الاعلى

ترجمہ: پس ان کی رسیاں اور سوٹیاں آپ کو یوں معلوم ہوئیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ ان کے دل میں خوف پیدا ہوا ہم نے کہا اے موسیٰ! مت ڈرو تم ہی سربلند ہو۔

انہیں کے بارے میں سورۂ اعراف میں ہے: سحروا اعين الناس۔ یعنی ان جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا تھا۔

بحث سوم: جھاڑ پھونک کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟

ایک بات پہلے ہی ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ جھاڑ پھونک کا رواج ہر انسانی معاشرہ میں قدیم زمانہ سے موجود تھا اس مقصد کے لیے جو منتر، طلسم یا تعویذ ان کے ہاں رائج تھے۔ ان کی عبارات دیوتاؤں کے نام، شیطانی قوتوں سے استمداد، آسمانی کواکب و سیارات سے استغاثہ وغیرہ پر مشتمل تھا۔ نیز وہ ان چیزوں کو موثرِ حقیقی اور فاعلِ مستقل یقین کرتے تھے۔ اسلام نے شرک کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیا۔ اس نے اس عقیدہ کے بطلان کو صراحتاً بیان کر دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی دیوی، دیوتا، کوئی چاند، تارا یا سورج موثرِ حقیقی ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ گمان ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کسی ایسے منتر یا جھاڑ پھونک کی اجازت دے جس میں شرک یا شرکیہ عقائد کا شائبہ تک بھی پایا جاتا ہو۔ اس لیے ایسے تمام منتر، طلسم، تعویذ

تعویذات وغیرہ اسلام میں قطعاً حرام ہوں۔ صحیح ہے کہ بعض احادیث میں دم کرنے، جھاڑ پھونک کرنے وغیرہ کی ممانعت کی گئی ہے لیکن ان تمام احادیث سے اسی قسم کے شرکیہ اعمال مراد ہیں لیکن یہ دم یا تعویذ جن میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اسم شریف یا کوئی آیت قرآنی یا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے نکلا ہوا کوئی جملہ ہو یا جس میں یا دم میں شرکیہ [illegible] نہیں کہ ہمارے حضور علیہ السلام بھی یہ دم دیا کرتے اور صحابہ کرام بھی دم کرتے اور حسنین کریمین کو خصوصی دم دیا کرتے۔ مخصوص حالات میں ان کے اور صحابہ کا بھی یہی معمول تھا اسی وقت سے لے کر اب تک یہ امت کا بھی یہی دستور رہا ہے۔ آپ چند شواہد ملاحظہ فرمائیے:

سب سے پہلی دلیل تو یہ معوذتین کا نزول ہے جو ان کے پڑھنے کی برکت سے جادو کا اثر کافور ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ ہر شب آرام کرنے سے پہلے تینوں قل پڑھتے، پھر ہاتھوں پر دم فرما کر جہاں تک ہاتھ جاتے اپنے سارے جسم پر تین بار پھیرتے۔ یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔ جو ثقہ ہیں۔ تمام محدثین نے اس روایت کو اسناد صحیحہ سے نقل کیا ہے ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، ابن ماجہ، ابوداؤد علیہم الرحمۃ جیسے اکابر ہیں۔

نیز امام بخاری، امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کو یہ پڑھ کر دم دیا کرتے:

أُعِيذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی سے ایک روایت ہے کہ یا رسول اللہ جب سے مسلمان ہوا ہوں مجھے شدید درد ہوتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری جان نکل جائے گی۔ حضور نے فرمایا: درد کی جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھو پھر تین بار بسم اللہ اور سات مرتبہ یہ پڑھتے ہوئے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھو: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ۔

مسند امام احمد اور طحاوی میں طلق بن علی کی روایت ہے کہ مجھے [illegible] بچھو نے ڈنگ مارا، حضور نے مجھے دم فرمایا اور دست مبارک پھیرا۔

صحیح مسلم میں ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے تو دم کرنے کے لیے جبرئیل امین حاضر ہوئے، پوچھا: یا محمد کیا آپ بیمار ہو گئے؟ فرمایا: ہاں۔ جبرئیل نے یہ پڑھ کر دم کیا:

بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ۔ (ترجمہ) میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر نفس اور حاسد کی نظر سے۔ اللہ آپ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں۔

مسند امام احمد میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرہ میں تشریف لائے اور میرے پاس شفاء نامی ایک عورت بیٹھی تھی جو نملہ (پھوڑے) کا دم کیا کرتی تھی۔ حضور نے فرمایا شفاء یہ دم حفصہ کو بھی سکھا دو۔ خود شفاء بنت عبد اللہ کہتی ہیں کہ مجھے حضور نے فرمایا کہ تم نے حفصہ کو جس طرح لکھنا پڑھنا

سکھایا ہے حفصہ کو دم بھی سکھا دو۔ (مسند امام احمد، ابو داؤد، نسائی)

صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی کی یہ روایت مذکور ہے کہ ہم نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اب اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "جو پڑھ کر تم دم کیا کرتے تھے وہ مجھے سناؤ۔ جھاڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب تک اس میں شرک نہ ہو"

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرما دیا۔ پھر حضرت عمرو بن حزم کے خاندان کے لوگ آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک عمل تھا جس سے ہم بچھو یا سانپ کے کاٹے کو دم کیا کرتے تھے مگر حضورؐ نے ان کاموں سے منع فرما دیا ہے۔ پھر انہوں نے وہ دم پڑھ کر سنایا۔ حضورؐ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں پاتا۔ تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے۔

(مسلم، مسند احمد، ابن ماجہ)

میں نے کثیر التعداد احادیث میں سے صرف چند احادیث پیش کی ہیں۔ طالبِ حق کے لیے اتنی ہی کافی ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ چیزیں اسی وقت شفا دیتی ہیں جب اذنِ الٰہی ہو۔ اس کے علاوہ کوئی چیز بھی اثر نہیں کرتی۔ اگر جڑی بوٹیاں، گولیاں، شربت، کیپسول وغیرہ اذنِ الٰہی سے صحت و عافیت کا سبب بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ، آیاتِ قرآنی اور دعواتِ رسالت اذنِ الٰہی سے کیوں مؤثر نہیں ہو سکتے۔ میں ایک بات کی طرف اشارہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دم اور تعویذ پر معاوضہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ اس کے لیے حضرت ابوسعید خدری کی اس روایت سے استدلال کافی ہے جو امام بخاری، امام مسلم، ترمذی اور دیگر کتبِ احادیث میں منقول ہے۔ اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہم پر اپنے چند صحابہ کو بھیجا جن میں حضرت ابوسعید خدری بھی تھے۔ ان کا گزر ایک بستی سے ہوا جہاں ایک عرب قبیلہ سکونت پذیر تھا۔ صحابہ نے اس قبیلے سے کچھ کھانے کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے انہیں کوئی چیز دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ صحابہ نے بستی کے باہر رات بسر کی۔ اسی اثناء میں قبیلے کے سردار کو کسی زہریلے بچھو نے ڈنک مار دیا۔ جب اس کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تو وہ لوگ صحابہ کے پاس آئے اور کہا ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے۔ وہ درد سے نڈھال ہو رہا ہے۔ اگر تم لوگوں کے پاس کوئی دوا ہو یا کوئی دم کر سکتا ہو تو آؤ اسے دم کرے۔ حضرت ابوسعید نے کہا کہ مجھے اس کا علاج آتا ہے لیکن تم نے بڑی بے مروتی کا سلوک کیا ہے ہمیں کھانا تک نہیں دیا اس لیے جب تک تم ہمیں کچھ معاوضہ نہ دو گے اس وقت تک ہم اس کا علاج نہیں کریں گے۔ طے یہ کیا گیا کہ اگر ہمارا سردار تندرست ہو گیا تو ہم تمہیں بکریوں کا ایک ریوڑ دیں گے۔ حضرت ابوسعید گئے اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد لعابِ دہن اس پر ملا۔ درد زائل ہو گیا اور ان کا سردار بالکل تندرست ہو گیا۔ قبیلے والوں نے وعدہ کے مطابق ریوڑ جس میں تیس بکریاں تھیں مسلمانوں کو دے دیا۔

جب حضرت ابوسعید وہ ریوڑ لے کر مسلمانوں کے پاس واپس آئے تو انھوں نے فیصلہ کیا کہ جب تک حضور نبی کریم سے مسئلہ دریافت نہ کر لیں اس وقت تک ہم یہ بکریاں استعمال میں نہیں لانی چاہئیں۔ جب مہم سے فارغ ہونے کے بعد یہ حضرات مدینہ طیبہ واپس پہنچے تو سارا قصہ عرض خدمت کیا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا تمہیں یہ کس طرح پتہ چلا کہ یہ سورت پڑھ کر دم کیا جاتا ہے۔ بکریاں لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔

اس روایت کے بعد اس مسئلہ پر مزید بحث کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

موضوع ان سورتوں کی تشریح کے ضمن میں تمام چیزیں تفصیل سے بیان کر دی گئی ہیں، یہاں آپ اتنا ہی یاد رکھیں کہ بندہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو اگر وہ حق کے لیے سربکف باطل کے سامنے میدان جہاد میں قدم رکھتا ہے تو ایک ذات ایسی ہے جس کے دامن میں اُسے پناہ مل سکتی ہے اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ کبھی ہراساں اور مایوس نہ ہو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور ان کلماتِ طیبات سے اس کی بارگاہ میں پناہ کے لیے عرض کرتا رہے۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
۱۵۔ اپریل ۱۹۷۷ء

کل مجھے دوسرے پانچ ساتھیوں کو رحیم بخش فیاض مجسٹریٹ درجہ اوّل بھلوال نے چار ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی۔ الحمد للہ۔

الفقیہ عفی کاتبہ

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ

سورۃ الفلق مدنی ہے اور اس کی پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ① مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ② وَمِنْ شَرِّ

آپ عرض کیجئے میں پناہ لیتا ہوں [illegible] کے پروردگار کی سلہ [illegible] کے شر سے جو اس نے پیدا کیا ہے اور [illegible] رات کے شر

سلہ علامہ راغب عوذ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: العوذ الالتجاء الی الغیر والتعلق بہ کسی کی پناہ لینا اور اس کے ساتھ چمٹ جانا۔ علامہ [illegible] لکھتے ہیں: [illegible] لاذ بہ ولجأ الیہ واعتصم (لسان العرب) کسی کی پناہ لینا، کسی کا دامن مضبوطی سے پکڑ لینا

الفلق کا اصل معنی تو چیرنا اور پھاڑنا ہے۔ اس آیت میں یہاں سے مراد صبح ہے جو رات کا سینہ چاک کر کے ظاہر ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی یہ دونوں آخری سورتیں ہیں۔ [illegible]

[illegible]

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا گیا ہے [illegible]

غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَ

تاریکی کے شر سے جب وہ چھا جائے ؎ اور ان کے شر سے جو پھونکنے والی ہیں گرہوں میں ؎ اور

ان خطرات کا ذکر کیا گیا جو اس کے ایمان و ایقان کو اس سے بھی بڑھ کر پہنچتے ہیں۔

اس سورت کی پہلی آیت میں رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا اور حضور کے واسطے سے ہر غلام بارگاہ رسالت کو حکم دیا کہ میں پناہ لیتا ہوں اس کے پروردگار کی جس نے رات کی تاریکی کو صبح کے اجالے سے بدل دیا، رات کے سناٹے اور ویرانے کو دن کی رونقوں سے بدل دیا، جس نے رات کی وحشتوں کو دن کی دلچسپیوں میں تبدیل کر دیا، جو تمام مشکلات کو آسانیوں میں تبدیل کر سکتا ہے، جو تیری بگڑی بنا سکتا ہے، تیری امیدوں کو بر لا سکتا ہے، [illegible] اس کا لطف و کرم بے حد ہے [illegible] اس کی امان میں، اس کی پناہ میں حاضر ہو کر پھر ڈر کیا ہوتا ہے۔

؎ یعنی ہر چیز کی آفت، ہلاکت اور شر انگیزی سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ ہم تمام چیزوں کو شمار نہیں کر سکتے [illegible] کی صفات کا اندازہ لگا سکتے ہیں [illegible] ہر ایک چیز کو [illegible] خیال کرتے ہیں۔ درحقیقت وہی [illegible] اس لیے تفصیلات کو چھوڑ کر عرض کیا کہ ہر چیز کی آفات سے [illegible] میں تجھ سے ہی اس کی پناہ مانگتا ہوں۔

؎ الغاسق: اللیل المظلم، تاریک رات، شب تیرہ۔ وقب: کسی چیز کا کسی چیز میں داخل ہو جانا، اس کے رگ و ریشے میں سما جانا۔

رات کی تاریکی کی شدت کا ذکر ہو رہا ہے کہ جب اس کی ظلمت کائنات کی ہر چیز کو اپنے دامن میں لپیٹ لے اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا جائے، ہر طرف ہو کا عالم، وحشت ناک اور خوف انگیز ہوتا ہے۔ نیز رات کی تاریکی میں [illegible] قاتل، چور [illegible] اور حشرات الارض [illegible] شر انگیزی کیا کرتے ہیں اور جس کو نشانہ بنایا جاتا ہے وہ خود خواب غفلت میں بے سدھ پڑا ہوتا ہے [illegible] اس لیے رات کی تاریکی کے شر سے بالخصوص پناہ مانگنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔

؎ نفّٰثٰت: نفاثہ کی جمع ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے۔ نفث کا معنی ہے نفخ مع الریق القلیل (ظروف)۔ تھوڑی سی تھوک کے ساتھ پھونکنا۔ [illegible] کرتے ہیں کہ تھوڑی سی تھوک پھینکنے کو التفل کہا جاتا ہے، نفث اس سے کم درجہ کا ہے [illegible] زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ النفث اقل من التفل لان التفل لا یکون الا معہ شیء من الریق والنفث شبیہ بالنفخ۔ (لسان العرب)

مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۟

(اور پناہ مانگتا ہوں حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے ۵)

عقد عقدہ کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے گرہ۔ جادوگر جب جادو کرتے ہیں تو وہ منتر پڑھ پڑھ کر دھاگے میں گرہ لگاتے ہیں اور ان پر پھونک مارتے ہیں۔ [illegible] میاں بیوی کی باہمی محبت [illegible] نفرت و عداوت سے بدل جاتی۔ [illegible] قرآن کریم میں [illegible] ہے کہ جب انہوں نے اپنے منتر پڑھ کر [illegible]

[illegible]

حسد کی تعریف کرتے ہوئے [illegible]

[illegible]

[illegible]

دل ہی دل کڑھتا ہے۔ جہاں تک اس پہنچے اس کی قدرت سے بھی گزر نہیں کرتا۔ اس کے باوجود حاسدوں کے سینوں میں حسد کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ وہ بلا وجہ جلتے رہتے ہیں۔ انسان ذاتی طور پر حاسد کو پہچان سکتا ہے اور حاسدوں کے شر سے آگاہ ہو سکتا ہے اور ان کی نگاہ میں ہوتے ہوئے بسا اوقات ان کا تدارک کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اس لیے حکم دیا جا رہا ہے کہ تم اپنے رب کریم کے دامن عاطفت میں پناہ لے لو۔ بے شک ان حاسدوں کی شر انگیزیوں سے وہی بچا سکتا ہے جسے اس کی پناہ حاصل ہو جائے۔

الٰہی! تیرا یہ زار و ناتواں ضعیف و بے نوا بندہ تیرے دامن لطف و کرم میں پناہ طلب کرتا ہے۔ تیری پناہ کے بغیر اس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد الحامد المحمود وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعہ و احبہ الی یوم الدین۔

WWW NAFSEISLAM COM

تعارف

سورۃ الفلق والناس

نام: پہلی سورت کا نام الفلق اور دوسری کا الناس ہے۔ دونوں سورتوں کا نزول بھی ایک وقت میں ہوا۔ مفہوم، معنی اور مقصد کے اعتبار سے بھی ان میں اس قدر تماثل ہے کہ انہیں الگ الگ کرنا بہت دشوار ہے۔ اس لیے انہیں معوذتین کے ایک نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان کے الگ الگ تعارف لکھنے کے بجائے ایک ہی تعارف پر اکتفا کروں گا۔

پہلی سورۃ الفلق ایک رکوع، پانچ آیتوں، تیئیس کلمات اور چوہتر حروف پر مشتمل ہے اور دوسری سورۃ الناس، میں ایک رکوع، چھ آیات، بیس کلمے اور اناسی حروف ہیں۔

نزول: اس بات پر تو سب متفق ہیں کہ یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئیں لیکن کہاں نازل ہوئیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصری، عطاء، عکرمہ اور جابر بن زید رضی اللہ عنہم کی یہ رائے ہے کہ ان کا نزول مکہ میں ہوا۔ حضرت ابن عباس کے ایک قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لیکن قتادہ، ابوصالح اور ابن عباس کے علاوہ علماء کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ یہ دونوں سورتیں مدنی ہیں۔ بعض مفسرین نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے لیکن احادیث مرفوعہ دوسرے قول کی تائید کرتی ہیں۔ اس لیے روایات حدیث کے ہوتے ہوئے کسی کے قول کو ترجیح دینا بہت مشکل ہے۔ ایک مرفوع حدیث جسے مسلم، ترمذی، نسائی، احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ عقبہ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: الم تر آیات انزلت اللیلۃ لم یر مثلھن اعوذ برب الفلق، اعوذ برب الناس یعنی تمہیں خبر ہے اللہ تعالیٰ نے آج رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل فرمائی ہیں جن کی پہلے مثال نظر نہیں آتی۔ وہ اعوذ برب الفلق اور اعوذ برب الناس ہیں۔

عقبہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے۔ ان کا حضور کا یہ ارشاد کہ "آج رات مجھ پر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثال پہلے نظر نہیں آتی" اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ ان سورتوں کا نزول مدینہ طیبہ میں ہوا۔ دوسری حدیث جو اس قول کی تائید کرتی ہے وہ ہے جس میں ان کے شان نزول کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری، مسلم، نسائی، بیہقی، ابن سعد نے روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے محدثین سے حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی نے اپنے اسفار جلیلہ میں لکھا ہے کہ مدینہ منورہ میں جب ایک یہودی لبید بن اعصم نے جادو کیا، جس کی تفصیل آگے بیان ہو رہی ہے، اس وقت اس جادو کے اثرات کا ازالہ کرنے کے لیے یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں۔ ان احادیث کی تحقیق کے بعد اور حضرت عقبہ کی مرفوع روایت کے ہوتے ہوئے کسی دلیل کی صورت باقی نہیں رہتی۔ اس لیے ان سورتوں کے مکی ہونے پر اصرار کرنا

ان صحیح روایات کے بارے میں یہ کہہ دیا کہ ان موقع پر ان سورتوں کی طرف توجہ مبذول کرا دی گئی جو پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھیں۔ بہر حال میرے لیے ناقابلِ فہم ہے۔ جہاں تک میری کم علمی اور تحقیق کا تعلق ہے تو میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔

چند مباحث: یہاں چند ایسے اُلجھے ہوئے مباحث ہیں۔ جن سے دامن بچا کر آگے نکل جانا کسی طرح درست نہیں۔ ان سورتوں کے تعارف کے ضمن میں ان مباحث کا تذکرہ اور ان سے جو شبہات جنم لیتے ہیں اُن کا ازالہ از بس ضروری ہے۔ اس لیے قارئین کرام سے ان مباحث کے تذکرہ کی اجازت طلب کرتا ہوں۔

بحث اوّل: کیا یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کا جزو ہیں اور قرآن کریم کی دوسری سورتوں کی طرح ان کا جزو قرآن ہونا قطعی ثبوت ہے؟

یہ سوال اس لیے پیدا ہوا کہ بعض ایسی روایات موجود ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں قرآن کی سورتیں شمار نہیں کیا کرتے تھے اور جو مصحف انہوں نے مرتب کیا تھا اس میں بھی یہ سورتیں موجود نہیں۔ علامہ سیوطی نے صراحت کی ہے۔

اخرج احمد والبزار والطبرانی وابن مردویہ من طرق صحیحۃ عن ابن مسعود انہ کان یحک المعوذتین من المصحف ویقول لا تخلطوا القرآن بما لیس منہ انہما لیستا من کتاب اللہ انما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یتعوذ بہما وکان ابن مسعود لا یقرء بہما (الدر المنثور)

ترجمہ: امام احمد، بزار، طبرانی، ابن مردویہ نے صحیح طریقوں سے حضرت ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ وہ معوذتین کو مصحف سے کھرچ دیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے قرآن کے ساتھ ایسی چیزیں خلط ملط نہ کرو جو اس میں سے نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ان دو سورتوں کے ساتھ تعوذ یعنی پناہ مانگنے کا حکم دیا تھا۔ نیز حضرت ابن مسعود ان سورتوں کی تلاوت نماز میں نہیں کیا کرتے تھے۔ (الدر المنثور)

اس میں تو کلام نہیں کہ یہ سب اخبار احاد ہیں۔ علماء اصول حدیث نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اخبار احاد کی صحت کے لیے صرف راویوں کی عدالت اور قوت حافظہ ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اخبار احاد کا درایت کے معیار پر پورا اترنا بھی لازمی ہے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ روایت بدیہیات عقل کے خلاف نہ ہو۔ اگر اس قاعدہ کو پیش نظر رکھا جائے تو ان روایات کو بنیاد بنا کر انکار کی عمارت استوار کرنا قرینِ دانشمندی نہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے نہ تھے جنہیں ساری عمر میں ایک آدھ بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہو یا زیادہ مصروفیتوں کے باعث دربارِ نبوت میں کبھی حاضری کی سعادت مل جاتی ہو وہ کبھی کبھی ہو۔ بلکہ آپ ان خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو ہمیشہ خدمت عالیہ میں حاضر باش رہا کرتے تھے۔ آپ کا شمار اصحاب صفہ میں تھا جو شب و روز مسجد نبوی میں بیٹھے رہتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت، خدمت میں حاضری، ارشادات رسالت کو سننا، ان کو یاد کرنا، قرآن کریم کی جو آیتیں نازل ہوتیں ان کو حفظ کرنا۔ ان کی زندگی کی ساری سرگرمیاں انہی چند باتوں میں سمٹ کر رہ گئی تھیں۔ وہ تقریباً ہر نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کیا کرتے تھے۔ جب ان کا نزول ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوا

اس لیے تھے انہیں اِن دونوں سورتوں کے بارے میں علم ہو کہ یہ قرآن کا حصہ ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے ہی دولتِ ایمان سے مشرف ہو چکے تھے اور شاید اس کی بھی پہلا موقع نہ تھا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا ان سورتوں کو نماز میں تلاوت فرمایا۔ صحابہ نے آپ کی زبان سے اسے سنا۔ یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے ہمہ وقت پاس رہنے والے صحابی کو نماز میں پڑھے جانے والی یہ معلوم نہ ہو کہ یہ قرآن کی سورتیں ہیں۔ یہ بڑی تعجب خیز بات ہے۔

اس لیے یہ روایات جو سب کی سب احاد ہیں، ان کی بنا پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ خیال و عقیدہ بھی رکھا نہیں جا سکتا کہ ابن مسعود پر بھی اور قرآن ... نہیں ہیں بلکہ ایک ایسا عقیدہ منقول ہوتا ہے جس سے کفار و ملحدین کو طعن قرآن کریم کے بارے میں ... موقع مل جاتا ہے ... یہ بات ملاقتیہ۔

یہ روایت جو ابن قتیبہ نے نقل کی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود اپنے مصحف میں معوذتین کو نہ لکھتے تھے کیونکہ وہ سنا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دو سورتیں پڑھ کر سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو دم فرماتے تھے اور یہ دونوں سورتیں دعا کی طرح ایک دم ہی ہے۔ یہ بات بھی کسی طرح قابل تسلیم نہیں، کیونکہ قرآن کریم سراپا دعا ہے جس کی مثال سورۃ فاتحہ ایک اور کسی انسانی جماعت کا مشترکہ فیصلہ ... سے بھی ممکن نہیں ... اس قسم کا اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے جبکہ حضرت ابن مسعود جیسی شخصیت جو جلیل القدر صحابی تھے جو آپ کے امر بالمعروف اور اسرار کے محافظ تھے۔ مزید یہ کہ ... صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ... صحبت سے ... کا اس اشتباہ میں مبتلا ہونا ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں طبرانی نے ایک حدیث بیان کی ہے:

> اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند حسن عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد انزلت علی آیات لم ینزل علی مثلهن المعوذتین۔ در المنثور

ترجمہ: طبرانی نے اوسط میں سند حسن سے حضرت ابن مسعود سے یہ روایت نقل کیا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ مجھ پر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثل مجھ پر نازل نہیں ہوئیں، معوذتین ہیں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابن مسعود کو ان آیات کے نزول کے بارے میں آگاہ کر دیا۔ ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ کا یہی خیال ہو کہ یہ محض جھاڑ پھونک کے لیے مجھ پر نازل ہوئی ہیں اور قرآن کا جزو نہیں ہیں لیکن حضور کا یہ ارشاد سننے کے بعد اگر ان کے بارے میں انہیں کوئی شک تھا بھی تو وہ دور ہو گیا اور آپ نے اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا۔

یہ الگ بات ہے کہ کسی کے دل میں صحابہ کو غلط کار ثابت کرنے کا شوق ہو کہ وہ ان تمام واضح حقائق کو بھی نظر انداز کرنے کے لیے تیار ہو جیسا کہ صاحب تفہیم القرآن نے اس قسم کا خیال کیا ہے اگر ان کی یہ بات ہے کہ حضرت ابن مسعود کے مصحف میں یہ سورتیں مرقوم نہ تھیں، اس لیے وہ ان کو قرآن کا جزو نہیں سمجھتے تھے، تو عرض ہے کہ ان کے مصحف میں تو سورۃ فاتحہ بھی مرقوم نہ تھی کیا اس کا آپ یہ مطلب لیں گے کہ وہ اسے بھی قرآن کی سورت شمار نہ کرتے تھے

میں کو دہرانا کی ہر رکعت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاوت فرماتے ہوئے سنا ہے بلا اختلاف تسلیم کرتے تھے۔ ان سورتوں کے لکھنے کی اصل وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ کلمات قنوت کی طرز تھیں جس سے ایسا لگ رہا تھا [illegible] میں دعائیہ رنگ کی دعا کو وہ اپنی دعاؤں میں شامل ہو جاتی تھی۔ یہ مصحف آپ نے اپنی سہولت کے لیے مرتب کیا تھا۔ ان سورتوں کے لکھنے کی انہیں ضرورت محسوس نہ کی یا نہ سمجھی۔

مختلف کتب میں اس قسم کی روایات پائی جاتی ہیں۔ ہر آدمی کے پاس اتنی استعداد ہوتی ہے اور نہ اتنی وسعت کہ وہ ان روایات کی تحقیق کر سکے۔ اس لیے وہ [illegible] کئی غلط فہمیوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ ان غلط [illegible] تحریفات اور شبہات کو دور کرنے کے لیے میں ایک حقیقت [illegible] ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ کرام نے سنا اور پھر بڑی احتیاط سے [illegible] صحابہ سے تابعین نے اسی ترتیب سے سنا یہاں تک کہ حد تواتر سے ہم تک منتقل ہوتا چلا آیا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں صحابہ کرام کے مشورہ سے [illegible] کے مطابق ایک نسخہ تیار کیا اور اس کی مستند نقول [illegible] تیار کر کے مختلف صوبوں کے [illegible] کی طرف روانہ کیں تاکہ سب لوگ اسی کے مطابق تلاوت کی جائے اور عمل کیا جائے اس لیے قرآن پاک صرف اسی مصحف [illegible] کا نام ہے۔ اس کے خلاف آپ کو جو روایت نظر آئے گی وہ [illegible] ہو گی یا موضوع ہو گی یا کسی کا اپنا ذاتی فہم ہو گا۔ الغرض کلام اللہ وہی ہے جو اس مصحف عثمانی کے مطابق ہے جس پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے اور اس وقت سے لیکر آج تک اس میں کسی کی کمی بیشی ہوئی نہ کسی آیت کی تقدیم و تاخیر ہوئی۔ کلمات کی ترتیب میں کوئی تغیر رونما ہوا۔

بحث دوم: کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کبھی جادو کیا گیا؟ اور ذات قدسی پر اس کا اثر ظاہر ہوا؟

اس کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کرنے سے پہلے میں قارئین کرام کے سامنے ان تمام روایات کا خلاصہ پیش کرتا ہوں جو مختلف کتب میں [illegible] منقول ہیں۔ اس کے بعد ان اعتراضات کا ذکر کروں گا جو قدیم و جدید معترضین نے وارد کیے ہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اہل سنت کے موقف کو بیان کروں گا۔

یہودیوں کے دلوں میں جو بغض و عداوت حضور کی ذات اقدس کے ساتھ تھا اس کی تفصیلات کئی مقامات پر آپ پڑھ چکے ہیں۔ جیسے جیسے اسلام [illegible] فتوحات کے دروازے کھلتے جاتے ویسے ویسے ان کی عداوت کے شعلے بھڑکنے لگے۔ ۷ ہجری میں جب حضور حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو خیبر کا ایک وفد مدینہ کے ایک مشہور جادوگر لبید بن اعصم کے پاس آیا۔ بعض روایتوں میں اسے یہودی کہا گیا ہے لیکن درحقیقت یہ انصار کے ایک قبیلہ بنی زریق کا ایک فرد تھا لیکن اس نے یہودی مذہب قبول کر لیا تھا۔ اس لیے اسے یہودی کہا گیا ہے۔ انہوں نے اس کے سامنے اپنی التجا پیش کی اور کہا کہ تمہیں علم ہے کہ ہم نے [illegible] جادو کا ہر حربہ ان پر آزما چکے ہیں کوئی حربہ کارگر نہیں ہوا [illegible] ساحروں [illegible] اپنے فن کا کمال دکھا کر ان کے خلاف جادو کرو گے

ناکام رہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں جتنے مرد جادوگر تھے انھوں نے بھی پورے عمل کیے بڑی ہنر مندی دکھائی لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ہمارے اس علاقہ میں قسمت کی خوبی ہی تمہاری شہرت ہے ہر طرف سے عاجز ہو کر تیرے پاس آئے ہیں۔ اگر تو ہماری امداد کرے تو یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے۔ انھوں نے اس کی خدمت میں بھاری معاوضہ بھی پیش کیا۔ چنانچہ اس نے ہامی بھری

ایک یہودی لڑکا حضور کی خدمت میں رہا کرتا تھا کسی طرح ورغلا کر اس سے حضور کی کنگھی کا ایک ٹکڑا اور چند بال مبارک حاصل کر لیے۔ اس نے اور اس کی بیٹیوں نے جو اس فن میں اپنے باپ سے بھی دو قدم آگے تھیں جادو کیا اور ان چیزوں کو کھجور کے خوشے کے غلاف میں رکھ کر بنی زریق کے ایک کنوئیں کی تہ میں ایک بھاری پتھر کے نیچے دبا دیا۔ اس کنوئیں کا نام "ذروان" یا "ذی اروان" بتایا جاتا ہے بعض نے اس کا نام بیر اریس بھی لکھا ہے۔

پھر وہ گزرنے کے بعد حضور پر اس کا اثر ہونے لگا۔ آخری چالیس دن زیادہ تکلیف کے تھے۔ ان میں سے بھی آخری تین دن تکلیف اپنی نہایت کو پہنچ گئی۔ اس جادو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قسم کی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ اس کے بارے میں بھی تصریحات موجود ہیں۔ علامہ عینی لکھتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذوب ولا یدری ما وجعہ یعنی حضور کی طبیعت گھٹنے لگی۔ نقاہت بڑھنے لگی لیکن بظاہر اس کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوتی۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: حتی یخیل الیہ انہ فعل الشیء ولم یکن فعلہ (روح المعانی)

یعنی ایسا کام جو نہ کیا ہوتا اس کے بارے میں حضور کو خیال ہوتا کہ کر لیا ہے

کتب حدیث میں اس جادو کے اثرات کے بارے میں جتنی روایات منقول ہیں۔ ان کا یہی مطلب ہے کہ جسمانی طور پر نقاہت کمزوری محسوس ہوتی لیکن ایک بھی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی موجود نہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ فرائض نبوت کی ادائیگی میں کسی حال پر بھی اثر آیا ہو۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دعوت کے سلسلہ میں تقدیم و تاخیر سرزد ہوئی ہو یا تلاوت قرآن کے وقت نسیان طاری ہو گیا ہو یا مسلک اسلامیہ کی ترویج اور استحکام یا اسلام کی تبلیغ میں کوئی معمولی سا رخنہ بھی پیدا ہوا ہو۔

جب تکلیف زیادہ بڑھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اسی رات حضور کو خواب میں حقیقت حال سے آگاہ کر دیا گیا۔ چنانچہ حضور نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو بتایا اے عائشہ میں نے اپنے رب سے جس بات کے بارے میں دریافت کیا تھا میرے رب نے مجھے اس کے متعلق بتا دیا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا بتایا گیا ہے۔ ارشاد ہوا رات کو خواب میں دو آدمی میرے پاس آئے۔ ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائنتی کے پاس۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ جبرائیل اور میکائیل تھے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا "انہیں کیا تکلیف ہے" دوسرے نے جواب دیا "انہیں جادو کیا گیا ہے"۔ پوچھا "کس نے کیا ہے؟" جواب ملا "لبید بن اعصم نے"۔ پوچھا "کس چیز میں"۔ بتایا "کنگھی کے ایک ٹکڑے اور چند بالوں کو کھجور کے خوشے کے پردے میں رکھ کر"۔ پوچھا "کہاں رکھا ہے؟" بتایا "ذروان کے کنوئیں کی تہ میں ایک پتھر کے نیچے"۔ پوچھا "اب کیا کرنا چاہیے" بتایا "اس کنوئیں کا سارا پانی نکال دیا جائے پھر اس

پتھر کے نیچے سے ان چیزوں کو نکالا جائے :

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً حضرت سیدنا علی، عمار بن یاسر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو اس مقصد کے لیے اس کنوئیں کی طرف بھیجا۔ اس سے پہلے لوگوں نے اس کنوئیں کو خشک کر دیا۔ بعد میں حضور بھی وہاں تشریف لے گئے۔ پتھر کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے وہ خوشہ نکلا۔ اسے کھولا تو اس کے اندر کنگھی کا ایک ٹکڑا، چند بال اور تانت کے ایک ٹکڑے میں بندھے ہوئے تھے اور اس تانت میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ اسی اثنا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور یہ دو سورتیں پیش کیں اور عرض کیا کہ آپ ان سورتوں کی ایک ایک آیت پڑھتے جائیں اور ایک ایک گرہ کھولتے جائیں اور ایک ایک سوئی نکالتے جائیں۔ چنانچہ دونوں سورتوں کی گیارہ آیتیں پڑھی گئیں۔ ان کی تلاوت سے گیارہ گرہیں کھلیں اور ساری سوئیاں نکل گئیں۔ اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی اور جادو کا سارا اثر زائل ہو گیا۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اجازت ہو تو اس خبیث کا سر قلم کر دیا جائے۔ حضرت سید عالم نے ارشاد فرمایا:

اما انا فقد شفانی اللہ واکرہ ان اثیر علی الناس شرا

ترجمہ: "مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی ہے میں اب یہ لوگوں میں شر کی آگ لگانا نہیں چاہتا:"

سبحان اللہ رحمت عالمیان کی کیا شان ہے۔ اپنی ذات کے لیے اپنی جان کے دشمنوں سے بھی کبھی انتقام نہیں لیا۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ۔ صلی اللہ علیک یا عظیم المعجزات۔ صلی اللہ علیک یا [illegible] وسلم

اس واقعہ کا خلاصہ آپ کے سامنے آ گیا ہے۔ اب ہم اس واقعہ پر معترض اور بدعقیدہ لوگوں کے اعتراضات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ ان تمام روایات کو سراسر غلط قرار دیتے ہیں۔ [illegible] کہتے ہیں کہ اگر ان روایات کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس سے منصب نبوت کی توہین ہوتی ہے۔ جادو ہر قسم کی وحی اور رسالت کے بعد [illegible] ہوتا ہے کیونکہ اگر ان روایات کے مطابق یہ مان لیا جائے کہ حضور پر جادو کا اثر ہو گیا تھا تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے اثر سے کوئی آیت وحی سے رہ گئی ہو، قرآنی آیت کے بجائے کسی خود ساختہ جملہ کو آیت قرآنی ظاہر کر دیا ہو۔ شریعت کا یہ قانون منشاء الٰہی کی طرف سے نہ ہو بلکہ محض جادو کا کرشمہ ہو۔ نیز یہ روایات اس آیت کے بھی منافی ہیں: "واللہ یعصمک من الناس" کہ لوگوں کی شر سے اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ ہے۔ جب عصمت نبوت کی ذمہ داری خود اللہ نے لی ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ یہودیوں کے سحر کا حضور پر اثر ہو گیا ہو۔ عقل کے پجاریوں اور مغرب پرستوں کا نقطہ نظر آپ نے پڑھ لیا۔ بات کا جس طرح انہوں نے بتنگڑ بنایا ہے اس کو بھی آپ نے دیکھ لیا۔

ان اعتراضات اور شکوک کے جواب میں اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو حیثیتیں تھیں۔ ایک حیثیت نبوت اور دوسری حیثیت بشریت۔ عوارض بشری کا ورود ذات اقدس پر بھی ہوتا رہتا تھا۔ بخار ہوتا، چوٹ لگتا، دندان مبارک کا شہید ہونا۔ طائف میں پتھر لگنے کا واقعہ ہوتا اور احد میں جسم مبارک کا زخمی ہونا۔ یہ سب واقعات

تاریخ کے صفحات کی زینت ہیں۔ یہ لوگ بھی ان سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے تو ان عوارض سے حضور کی شان رسالت اور حیثیت نبوت پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہاں بھی جادو کا اثر حضور کی جسمانی صحت تک محدود تھا۔ رسالت کا کوئی حصہ قطعاً اس سے متاثر نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا کہ اس جادو سے حضور کوئی آیت بھول جاتے یا الفاظ میں تقدیم و تاخیر کر دیتے یا قرآن میں اپنی طرف سے کوئی عبارت بڑھا دیتے یا نماز کے ارکان میں رد و بدل ہو جاتا تو اسلام کے بدخواہ اتنا شور و غل مچاتے کہ الامان والحفیظ۔ ابطال رسالت کے لیے انہیں ایک ایسا مہلک ہتھیار دستیاب ہو جاتا کہ اس کے بعد انہیں دعوت اسلامی کو ناکام کرنے کے لیے مزید کسی ہتھیار کی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن اس قسم کا کوئی واقعہ کسی حدیث یا تاریخ کی کتاب میں مرقوم نہیں۔ دشمنان اسلام نے آج تک جتنی کتابیں پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھی ہیں ان میں بھی اس قسم کا کوئی واقعہ درج نہیں۔ معلوم ہوا کہ لبید یہودی کے جادو کا اثر صرف اس حد تک ہوا کہ صحت گرامی متاثر ہوئی جس طرح علامہ [illegible] اور علامہ آلوسی کے حوالے نقل کیے جا چکے ہیں۔

رہی یہ بات کہ جادو کی کوئی حقیقت ہے یا نہیں؟ جادو سے کسی چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے یا فقط نظر بندی کے طور پر چیز ہوتی کچھ ہے اور دکھائی کچھ دیتی ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے لیکن اس سے لوگوں کا متاثر ہونا ایک یقینی چیز ہے۔ ساحران فرعون کا ذکر قرآن مجید میں متعدد مقامات پر فرمایا گیا ہے نص قرآنی سے یہ چیز ثابت ہے کہ لوگ ان رسیوں کو سانپ خیال کرنے لگے۔ سانپوں کی طرح انہیں رینگتے ہوئے دیکھ کر وقتی طور پر موسیٰ علیہ السلام بھی خائف و ہراساں ہو گئے۔ قرآن کریم کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه انها تسعى۔ فاوجس في نفسه خيفة موسى قلنا لا تخف انك انت الاعلى

ترجمہ: پس ان کی رسیاں اور سوٹیاں آپ کو یوں معلوم ہوئیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ ان کے دل میں خوف پیدا ہوا ہم نے کہا اے موسیٰ! مت ڈرو تم ہی سربلند ہو۔

انہیں کے بارے میں سورۃ اعراف میں ہے: سحروا اعين الناس: یعنی ان جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا تھا۔

بحث سوم: جھاڑ پھونک کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟

ایک بات پہلے ہی ذہن نشین کر لینا ضروری ہے جھاڑ پھونک کا رواج ہر انسانی معاشرہ میں قدیم زمانہ سے مروج تھا اس مقصد کے لیے جو منتر، طلسم یا نقوش ان کے ہاں رائج چلے آ رہے تھے۔ ان کی عبارات دیوتاؤں کے نام، شیطانی قوتوں سے استمداد، آسمانی کواکب و سیارات سے استعانت وغیرہ عام تھا۔ نیز وہ ان چیزوں کو مؤثر حقیقی اور فاعل مستقل یقین کرتے تھے۔ اسلام نے شرک کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیا۔ اس نے اس عقیدہ کے بطلان کو صراحت سے بیان کر دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی دیوی، دیوتا، کوئی چاند ستارا مؤثر حقیقی ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہ گمان ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کسی ایسے منتر یا جھاڑ پھونک کی اجازت دے جس میں شرک یا شرکیہ عقائد کا شائبہ تک بھی پایا جاتا ہو۔ اس لیے ایسے تمام منتر، طلسم نقوش

تعویذات وغیرہ، اسلام میں قطعاً حرام ہو۔ صرف یہی نہیں بعض احادیث میں دم کرنے جھاڑ پھونک کرنے وغیرہ کی ممانعت کی گئی ہے ان جملہ احادیث سے اسی قسم کے شرکیہ اعمال مراد ہیں لیکن یہ اسماء یا تحریر جن میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اسم شریف یا کوئی آیت قرآنی یا درود پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے نکلا ہوا کوئی جملہ ہو یا جس کلمہ میں یا دم میں شرکیہ وہم نہیں کیا گیا، ہمارے حضور علیہ السلام سے ثابت ہے کہ آپ کو دم دیا کرتے اور صحابہ کرام بھی دم کرتے اور حسنین کریمین کو تعویذ دم دیا کرتے۔ حضور علیہ السلام کے بعد ان کے صحابہ کا بھی یہی معمول تھا، اس وقت سے لے کر اب تک یہ امت کا بھی یہی دستور رہا ہے۔ اب چند شواہد ملاحظہ فرمائیے:

سب سے پہلی دلیل تو ان دو سورتوں کا نزول ہے جن کے پڑھنے کی برکت سے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ ہر شب آرام کرنے سے پہلے آخری تینوں قل پڑھتے۔ پھر مبارک ہاتھوں پر دم فرماتے پھر اپنے سارے جسم پر پھیر لیتے۔ یہ عمل حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔ جو ثقہ ہیں۔ تمام محدثین نے اس روایت کو اسناد صحیحہ سے نقل کیا ہے۔ ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، ابن ماجہ، ابوداؤد جیسے اکابر ہیں۔

نیز امام بخاری، امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کو یہ پڑھ کر دم دیا کرتے:

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی نے ایک دفعہ عرض کی، یا رسول اللہ جب سے مسلمان ہوا ہوں مجھے شدید درد ہوتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ میری جان نکل جائے گی، حضور نے فرمایا: درد کی جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھو پھر تین بار بسم اللہ اور سات مرتبہ یہ پڑھتے ہوئے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھو: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔

مسند امام احمد اور طحاوی میں طلق بن علی کی روایت ہے کہ مجھے حضور کی موجودگی میں بچھو نے ڈنگ مارا۔ حضور نے مجھے دم فرمایا اور دست مبارک پھیرا۔

صحیح مسلم میں ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے تو عیادت کے لیے جبرئیل امین حاضر ہوئے پوچھا: یا محمد کیا آپ بیمار ہو گئے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے یہ پڑھ کر دم کیا:

بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ۔ (ترجمہ) میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر نفس اور حاسد کی نظر سے۔ اللہ آپ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں۔

مسند امام احمد میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرہ میں تشریف لائے اور میرے پاس شفاء نامی ایک خاتون بیٹھی تھی جو نملہ کا دم کیا کرتی تھی۔ حضور نے فرمایا شفاء یہ دم حفصہ کو بھی سکھا دو۔ خود شفاء بنت عبداللہ کہتی ہیں کہ مجھے حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم نے حفصہ کو جس طرح لکھنا پڑھنا

سکھایا ہے نملہ کا دم بھی سکھا دو۔ (مسند امام احمد، ابوداؤد، نسائی)

صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی کی یہ روایت مذکور ہے کہ ہم نے حضور کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اب اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ حضور نے فرمایا "جو پڑھ کر تم دم کیا کرتے تھے وہ مجھے سناؤ۔ جھاڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب تک اس میں شرک نہ ہو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرما دیا۔ پھر حضرت عمرو بن حزم کے خاندان کے لوگ آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک عمل تھا جس سے ہم بچھو یا سانپ کے کاٹے کو دم کیا کرتے تھے مگر حضور نے اس کام سے منع فرما دیا ہے۔ پھر انہوں نے وہ دم پڑھ کر سنایا۔ حضور نے فرمایا: اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں پاتا۔ تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے۔

(مسلم، مسند احمد، ابن ماجہ)

میں نے کثیر التعداد احادیث میں سے صرف چند احادیث پیش کی ہیں۔ طالب حق کے لیے اسی میں کفایت ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر چیز اسی وقت نفع پہنچاتی ہے جب اذن الٰہی ہو۔ اس کے علاوہ کوئی چیز بھی اثر نہیں کرتی۔ اگر جڑی بوٹیاں، گولیاں، شربت، کیپسول، ٹیکے اذن الٰہی سے صحت و عافیت کا سبب بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ، آیات قرآنی اور درود رسالت اذن الٰہی سے کیوں مؤثر نہیں ہو سکتے۔ یہیں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ دم اور تعویذ پر معاوضہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ اس کے لیے حضرت ابوسعید خدری کی اس روایت سے استدلال کافی ہے جو امام بخاری، امام مسلم، ترمذی اور دیگر کتب احادیث میں منقول ہے۔ اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہم پر اپنے چند صحابہ کو بھیجا جن میں حضرت ابوسعید خدری بھی تھے۔ ان کا گزر ایک بستی سے ہوا جہاں ایک عرب قبیلہ سکونت پذیر تھا۔ صحابہ نے اس قبیلے سے اپنے لیے کھانے کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے انہیں کوئی چیز دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ صحابہ نے بھوکے ہی رات بسر کی۔ اسی اثناء میں قبیلے کے سردار کو کسی زہریلے بچھو نے ڈنک مار دیا۔ جب اس کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تو وہ لوگ صحابہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے۔ وہ درد سے تڑپ رہا ہے۔ اگر تم لوگوں کے پاس کوئی دوا ہو یا کوئی دم کر سکتا ہو تو وہ آکر اسے دم کرے۔ حضرت ابوسعید نے کہا کہ بلاشبہ میرے پاس اس کا علاج تو ہے لیکن تم نے بڑی بے مروتی کا سلوک کیا ہے ہمیں کھانا تک نہیں دیا اس لیے جب تک تم ہمیں کچھ معاوضہ دینا طے نہ کرو اس وقت تک ہم اس کا علاج نہیں کریں گے۔ طے ہوا کہ اگر ہمارے سردار کو آرام آ گیا تو ہم تمہیں بکریوں کا ایک ریوڑ دیں گے۔ حضرت ابوسعید گئے اور سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد اپنا لعاب دہن اس پر ملا۔ درد زائل ہو گیا اور ان کا سردار بالکل تندرست ہو گیا۔ قبیلے والوں نے وعدے کے مطابق ریوڑ جس میں تیس بکریاں تھیں مسلمانوں کو دے دیا۔

جب حضرت ابو سعید وہ ریوڑ لے کر مسلمانوں کے پاس واپس آئے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ جب تک حضور نبی کریم سے مسئلہ دریافت نہ کر لیں اس وقت تک ہم یہ بکریاں استعمال میں نہیں لائیں گے۔ جب سفر سے فارغ ہونے کے بعد یہ حضرات مدینہ طیبہ واپس پہنچے تو سارا قصہ عرض خدمت کیا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا تمہیں یہ کس طرح پتہ چلا کہ یہ سورت پڑھ کر دم کیا جاتا ہے۔ بکریاں لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔

اس روایت کے بعد اس مسئلہ پر مزید بحث کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

موضوع ان سورتوں کی تشریح کے ضمن میں تمام چیزیں تفصیل سے بیان کر دی گئی ہیں۔ یہاں آپ اتنا ہی جان رکھیں کہ بندہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو اگر وہ حق کے لیے سربکف باطل کے سامنے میدان جہاد میں قدم رکھتا ہے تو ایک ذات ایسی ہے جس کے دامن میں اسے پناہ مل سکتی ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ کبھی ہراساں اور مایوس نہ ہو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور ان کلمات طیبات سے اس کی بارگاہ میں پناہ کے لیے عرض کرتا رہے۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا
۱۵۔ اپریل ۱۹۷۷ء

کل مجھے اور میرے پانچ ساتھیوں کو رحیم بخش فیاض مجسٹریٹ درجہ اول بھلوال نے چار ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی۔ الحمد للہ۔

اللھم اغفر لکاتبہ

سُوْرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ اٰيٰتٍ

سورۃ الناس مدنی ہے اور اس کی چھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ

(اے حبیب!) آپ کہئے میں پناہ مانگتا ہوں سب انسانوں کے رب کی۔ سب انسانوں کے بادشاہ کی۔ سب انسانوں کے معبود کی۔ لے

لے اس سے پہلی سورت میں ان شرور اور فتنوں سے پناہ طلب کی گئی تھی جو انسان کے ظاہری صحت اور جملہ ضروریات کو متاثر کرتی ہیں۔ اب ہمیں جس کی پناہ لینے کی تعلیم دی گئی اس کا تعلق صرف سب سے اعلیٰ [illegible] سے ہے اس لیے اسے الگ کیا گیا ہے۔ یہاں [illegible] خطرات [illegible] ہیں ان کی [illegible] اور [illegible] کا اندیشہ ہے ان سے پناہ لینے کی ہدایت کی جا رہی ہے۔ [illegible] یقیناً جسم [illegible] سے کہیں [illegible] قیمتی ہے اس لیے جس [illegible] کی حفاظت میں پناہ لینے کا حکم دیا جا رہا ہے اس کا مکمل تعارف کرا دیا گیا تاکہ ہر شخص اپنی [illegible] کے مطابق اس کی عظمت کا اعتراف کرے اور حسب حیثیت اسی جناب [illegible] کی پناہ لے۔

[illegible] انسانوں کی [illegible] جو اس کی ظاہری [illegible] ہوں۔ اگر کھانا، پینا [illegible] رہنے کے لیے [illegible] مکان میسر ہو جائے [illegible] ضروریات [illegible] ہو [illegible] رہتی ہے [illegible] اس کی [illegible] ہوتی ہے [illegible] اس میں ایک صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ [illegible] الناس [illegible] کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا تعارف کرا کر ہمیں اس ذات سے پناہ مانگنے کا حکم دیا جا رہا ہے جو تمہاری جملہ ضروریات کا کفیل ہے جس کی مہربانی سے تمہاری زندگی [illegible] اور [illegible] سے پاک ہو جائے گی اور وہ مطمئن ہو جاتے ہیں۔

لیکن تمام انسانوں کے [illegible] تک محدود نہیں ہوتے [illegible] چاہتے ہیں کہ [illegible] انصاف کی بالادستی ہو کسی پر ظلم نہ کیا جائے کسی کو اس کے جائز حقوق سے محروم نہ کیا جائے [illegible] کوئی کسی کا حق غصب کرنے کا اراد کرے تو اس کی تمام [illegible] اور شوکتوں کو [illegible] تاکہ انسان کے تقاضے پورے کیے جائیں۔ یہ کام ایک [illegible] سلطان اور [illegible] ہی انجام دے سکتا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کو بتایا کہ جس کی پناہ لینے کا تمہیں درس دیا جا رہا ہے وہ صرف تمہاری معاشی ضروریات کا کفیل ہی نہیں بلکہ وہ بادشاہ اور فرمانروا بھی ہے۔ اس کا حکم ہر وقت، ہر جگہ، ہر چیز پر نافذ ہے

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ

بار بار وسوسہ ڈالنے والے، بار بار پسپا ہونے والے کے شر سے جو وسوسہ ڈالتا رہتا ہے

کسی کی مجال نہیں کہ اس کے حکم سے سرتابی کر سکے۔ وہ عادل اور منصف ہے۔ کسی پر جبر و تشدد اس کا شیوہ ہی نہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو ایسے عظیم سلطان کا تعارف مَلِكِ النَّاسِ کے کلمات سے کرایا گیا تاکہ ان کا اضطراب دور ہو جائے۔

تیسرے اور اعلیٰ قسم کے وہ لوگ ہیں جو محض اس لیے اس سے محبت کا دم بھرتے ہیں، محض اس لیے اس کے دامن حفاظت کے سایہ کے طلب گار ہیں کہ وہ ان کا معبود ہے۔ وہ بھوک برداشت کر سکتے ہیں، وہ محرومیوں پر دامن جھاڑ سکتے ہیں، وہ طاغوتی قوتوں کے ہر جبر و ستم کے سامنے خوشی سے اپنا سینہ تان سکتے ہیں ان کے ہونٹ حرف شکایت سے بھی آشنا نہیں ہوتے، وہ فقط اس لیے اس سے پیار کرتے ہیں کہ وہ معبود برحق ہے، وہ ان کا خداوند کریم ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے اِلٰهِ النَّاسِ کے مبارک کلمے ذکر کیے گئے۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کو اس کی ان تینوں صفات کمالیہ سے پہچان لیتا ہے تو وہ اسی کی جناب میں فریاد کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار! اے ملکوت السموات والارض کے حقیقی فرمانروا! اے جگر سوختہ اور دل خستہ کے عشق و محبت کے مرکز! مجھے ہر قسم کے شیاطین کی چیرہ دستیوں سے بچا۔ ان کی وسوسہ اندازیوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت عطا فرما اور اس نحیف و زار کی دستگیری کر اور اسے اس کی منزل تک پہنچا۔ جب یہ سعادت اسے حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی اولوالعزمی کی شان قابل دید ہوا کرتی ہے۔ حضرت ہاجرہ کے پاس شیطان آکر کہتا ہے، جانتی ہے ابراہیم تیرے لخت جگر کو آج نہلا دھلا کر اسے ذبح کرنے کے لیے لے جا رہا ہے؟ ہاجرہ نے کہا، پاگل تو نہیں ہو گئے، کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کیا کرتا ہے؟ بھلا وہ باپ جس کو پیرانہ سالی میں چاند سے حسین تر بچہ نصیب ہوا ہو؟ اس نے کہا اس کے خدا نے اسے حکم دیا ہے کہ اپنے بچے کو ذبح کر دے۔ یہ سن کر ہاجرہ نے بڑی بے نیازی سے کہا اگر میرے رب کا حکم ہے تو ایک اسماعیل کیا لاکھوں اسماعیل اس کی رضا کے لیے قربان کیے جا سکتے ہیں۔ یہاں لوگوں کی حالت ہوتی ہے جنہیں رب کریم اپنی پناہ میں لے لیا کرتا ہے۔

۱؎ وسوسہ، حدیث نفس کو کہتے ہیں۔ وسواس دل میں طرح طرح کے خیالات ڈالنے والا۔ خناس، پیچھے کھسک جانے والا، دبک جانے والا۔

جب کوئی شخص کسی کو اس کی افتاد طبع کے خلاف کسی کام پر اکساتا ہے تو اس کا پہلا رد عمل بڑا شدید ہوتا ہے۔ وہ بڑی حقارت سے اس خیال کو جھٹک دیتا ہے۔ پھر وسوسہ انداز اصرار نہیں کرتا بلکہ پیچھے کھسک جاتا ہے۔ بظاہر پسپائی اختیار کرتا ہے پھر موقع ملنے پر وہی بات اس کے کانوں میں ڈالتا ہے۔ اگر وہ پھر بھی تیوری چڑھائے تو وہ دبک جاتا ہے۔ یہ تسلسل جاری رہتا ہے آہستہ آہستہ اس کا رد عمل کمزور ہونے لگتا ہے، یہاں تک کہ وہ دن آجاتا ہے کہ یہ شخص جس بات پر پہلی بار برافروختہ ہو گیا تھا وہ خود لپک کر اس کی طرف بڑھتا ہے۔ شیطان کا یہی طریقہ ہے۔ وہ انسان کو گمراہ کرنے کی کوششوں سے تھکتا نہیں، بلکہ لگاتار اپنی کوشش

ع ۱ ۳۹

صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

لوگوں کے دلوں میں - خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں سے ۳۔

جاری رکھتا ہے۔ کبھی حملہ کرتا ہے، کبھی وقتی پسپائی اختیار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڑے سے بڑے زیرک انسان کو اگر اسے اپنے رب کی پناہ حاصل نہ ہو تو چاروں شانے چت گرا دیتا ہے۔ اس کی ان دونوں چالوں کو وسواس اور خناس کے الفاظ استعمال کر کے بیان کر دیا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب شیطان انسان کو ذکرِ الٰہی سے غافل پاتا ہے تو اس کے حملے شروع ہو جاتے ہیں اور جب انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور کسی کونے میں چھپ جاتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح جیسے کوئی چور نقب لگا رہا ہو اور کہیں سے روشنی نمودار ہو جائے تو وہ نقب لگانا بند کر دیتا ہے اور ایک طرف چھپ کر دم سادھ لیتا ہے اور جب روشنی بجھ جاتی ہے تو پھر اپنا شغل شروع کر دیتا ہے۔

۳۔ اس کی وسوسہ اندازی بڑے ماہرانہ اور عیارانہ انداز سے ہوتی ہے۔ چپکے سے وہ دلوں میں دست درازی کرتا رہتا ہے۔ وہاں کی پرسکون فضا میں تہلکہ برپا کر دیتا ہے۔ وسوسہ اندازی کا یہ دھندا جنوں اور انسانوں میں سے شریر نفوس دونوں کرتے ہیں۔ ایسے افراد کو قرآن کی اصطلاح میں شیاطین کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن۔ بے شک بندے کو جب تک اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ ملے اس کی متاعِ جان و ایمان کا محفوظ رہنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

الٰہی! تیرا یہ عاجز بندہ جس کا علم بھی ناقص، فہم بھی نارسا، ہمت بھی پست اور قوتِ مدافعت بھی نہ ہونے کے برابر ہے اسے اپنی پناہ میں لے لے۔

میرا ایمان، میرا یقین، میرا ذوق، میرا شوق، تیرے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کی ایک ٹمٹماتی ہوئی شمع، سب تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ اپنی توفیق سے اپنی اس کتابِ مقدس کی خدمت کی جو سعادت تو نے اس ذرۂ ناچیز بندۂ بے کس کو ارزانی فرمائی ہے اسے قبول فرما!

تیرے محبوب بندے حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے یہ دو شعر یہ روسیاہ بھی خدمتِ عالیہ میں پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔

أیدرکنی ضیم وانت ظہیری   أأظلم فی الدنیا وانت نصیری
فعار علی حامی الحمیٰ وھو قادر   اذا ضاع فی البیدا عقال بعیری

الٰہی! اس ناچیز بندے پر رحم فرما۔ اسے نگاہِ لطف و کرم سے سرفراز فرما! اس کی خطاؤں کو بخش دے۔ اس کے ماں باپ کو بخش دے! ان کے درجات کو بلند فرما! اس کے اہل و عیال کو بخش دے! اس کے احباب گرامی کو بخش دے۔ دار العلوم محمدیہ

نوشیہ کے اساتذہ، طلبہ اور اس کے معاونین کو بخش دے، عمید القرآن کو شرف قبول عطا فرما! اس کو اپنے بندوں کے لئے ہدایت کا سبب بنا! اور مجھ خطاکار و روسیاہ کی بخشش کا سامان بنا!

الحمد لله رب العلمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين إياك نعبد و
إياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم
غير المغضوب عليهم ولا الضالين آمين۔

اللهم صل على حبيبك الأكرم و نبيك المعظم و رسولك المحتشم حبيبي
و قرة عيني و سرور قلبي ملجائي و ملاذي في الدارين سيدي و سيد الخلق
محمد منبع الجود و الكرم من الصلوات اطيبها و من التسليمات ازكاها
و من البركات اسناها و من التحيات اجملها و على آله الكرام و اصحابه العظام و
من تبعه و اتبعه الى يوم الدين۔ اللهم اجعلنا من احبائه و من خدام دينه و انصار
شريعته و ارزقنا صحبته و احشرنا في زمرته تحت لواء الحمد يا ارحم
الراحمين۔

رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي و على والدي و ان اعمل صالحا
ترضاه و اصلح لي في ذريتي اني تبت اليك و اني من المسلمين۔

فاطر السموت و الارض انت ولي في الدنيا و الاخرة توفني مسلما و الحقني
بالصالحين۔

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان سيدي و حبيبي
محمدا عبده و رسوله۔

سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم۔

لا حول و لا قوة الا بالله العلي العظيم۔

اپنے کریم و رحیم اور عزیز و حکیم پروردگار پر توکل کرتے ہوئے یہ نحیف و ضعیف مسافر جس منزل کی طرف یکم [illegible] ۱۴۰۸ھ
بروز دوشنبہ ۲۹ فروری ۱۹۸۸ء روانہ ہوا تھا اپنے کریم و رحیم اور عزیز و حکیم پروردگار کی توفیق سے آج بتاریخ [illegible] ۱۴۱۱ھ
بروز خمیس ۲۳ اگست ۱۹۹۰ء اس منزل پر اس ساعت سعید پر پہنچا جب قریبی مسجد کی اذان میں

اشهد ان محمدا رسول الله

کا جاں پرور اور جاں افروز اعلان کر رہا ہے۔ میں بھی اعلان کرتا ہوں:

اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه
اشهد ان محمدا رسول اللّٰه
اللّٰهم صل وسلم وبارك على طور التجليات الاحسانية ومهبط الانوار الرحمانية
عبدك وحبيبك محمد
وعلى اٰله واصحابه ومن احبه واتبعه الى يوم الدين

عبدك المسكين
محمد کرم شاہ